یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پا کستان

عبد الهادي
السيد محمد تقي الحكيم

جدید فقہی مسائل

ترجمہ: الفقه للمغتربين

فتاوى
سماحة آية الله العظمى السيد علي الحسيني السيستاني
دام ظله الوارف

مترجم
محمد شفا نجفی

مؤسسة الامام علي (ع)
پوسٹ بکس نمبر 2405 - اسلام آباد - پاکستان

جدید فقہی مسائل

توثیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وبعد: یجوز العمل برسالۃ (الفقہ للمغتربین) والعامل بہا مأجور ان شاء اللہ تعالی.

۵ رمضان المبارک
۱۴۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ
والاالسلام علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ
الطیبین الطاھرین ۔

امابعد: رسالہ " الفقہ للمغتربین "(جس کا ترجمہ زیر نظر ہے) پر عمل کرنا جائز ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے والے مؤمنین عند اللہ ماجور ہوں گے۔

دستخط و مہر آیۃ العظمی السیستانی دام ظلہ

عبد الهادی
السید محمد تقی الحکیم

جدید فقہی مسائل

ترجمہ : الفقه للمغتربین

فتاوی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ السید علی الحسینی السیستانی

دام ظلہ الوارف

مترجم

محمد شفا نجفی

مؤسسۃ الامام علی (ع)

پوسٹ بکس نمبر 2405 ۔ اسلام آباد ۔ پاکستان

نام کتاب : جدید فقہی مسائل
ترتیب : عبدالہادی السید محمد تقی الحکیم
مترجم : محمد شفا نجفی
کمپوزر : حسن علی بلتستانی
تاریخ طباعت : شوال ۱۴۲۰ھ / جنوری ۲۰۰۰ء
طبع دوم : جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ / اگست ۲۰۰۰ء
مطبع : اسد محمود پرنٹنگ پریس۔ گوالمنڈی۔ راولپنڈی ۔ پاکستان
قیمت : ۱۰۰
ناشر : مؤسسة امام علی (ع) ۔ پاکستان

نوٹ : اس کتاب میں قرآن کریم کا ترجمہ مولانا فرمان علیؒ اور نہج البلاغہ کے اقتباسات کا ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ کے تراجم سے نقل کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۴۱۶ھ کے ماہ رجب کی صبح کو اور موسم سرما کی دھوپ میں ہمارا جہاز برطانیہ کے دارالحکومت لندن کی طرف روانہ ہوا۔

جہاز نے زمین کے مشرق سے اس کے مغرب کی طرف پرواز کی اور بادلوں سے خالی سرزمین سے بادلوں اور کہر کی سرزمین کارخ کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہمارا جہاز فضا کی بلندیوں کو چھونے لگا اور اس طرح انتہائی آرام دہ اور پرسکون انداز میں اڑان شروع کی جیسے وہ زمین کے کسی مرکز پر کھڑا ہو۔ میں نے سوچا کہ اس فرصت کو غنیمت سمجھوں اور اس چھوٹے سائز کے قرآن مجید سے چند سوروں کی تلاوت کا شرف حاصل کروں جس کی میں نے بچپن سے عادت بنا رکھی تھی۔ اس لئے کہ میں نے نجف اشرف میں اپنے جد کے گھر میں آنکھ کھولی تھی جو ہر روز صبح، ظہر کے بعد، شام کو اور سفر میں اور دیگر اوقات میں کلام مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ میں نے اپنے والد گرامی کو بھی ہمیشہ گھر میں اور سفر میں بھی اپنی جیب میں ایک قرآن رکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے قرآن مجید کو کھولا اور دھیمی آواز میں آیات قرآنی کی تلاوت شروع کر دی تاکہ اس طرح اپنی روح اور باطن کی تطہیر کر سکوں اور اپنے ذہن کو مادہ اور اس کی آلودگیوں سے پاک کر کے معطر کر سکوں اور اللہ تعالی سے یہ دعا کروں کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق اس لوہے کے ڈھانچے کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

دن ڈھلنے لگا اور نماز ظہر کا وقت قریب ہوا۔ میں اپنی سیٹ سے اٹھا اور باتھ روم کی

طرف بڑھا اور تجدید وضو کی اور وضو کے بعد اپنی جیب سے کنگھی نکال کر اپنے بال سنوارے۔ اس کے بعد اپنی جیب سے عطر کی وہ چھوٹی شیشی نکالی جسے میں عادت کے مطابق خوشبو کے لئے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ چونکہ میں نے یہ پڑھا تھا کہ خوشبو لگانا مستحب ہے اور یہ کہ پیغمبر اکرم (ص) اسے پسند فرماتے تھے اور عطر لگانے کے بعد پڑھی گئی نماز کا ثواب ستر نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔

وضو، کنگھی کرنے اور خوشبو لگانے سے فارغ ہونے کے بعد میں باتھ روم سے نکلا اور واپس اپنی سیٹ پر آگیا۔ سیٹ پر بیٹھتے ہی میں نے ان آیات کی تلاوت شروع کی جنہیں میں نے بچپن سے یاد کر رکھا تھا اور پھر سوچنے لگا کہ اب نماز کہاں پڑھوں؟ قبلہ کی سمت کیسے معلوم کروں؟ میرا فرض کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ہے یا بیٹھ کر؟

اس فکر کے دامن گیر ہوتے ہی میں نے اپنا ذہن اپنی سابقہ شرعی معلومات کے مطابق دوڑانا شروع کر دیا۔ جس کے بعد مجھے فقہاء کا یہ قول یاد آیا کہ جب تک مجھ میں قدرت و طاقت موجود ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہوں تو بیٹھ کر پڑھنا ہو گی اور یوں قیام کی کیفیت نماز گزار کی قدرت و طاقت کے مطابق اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ نماز کسی صورت میں بھی مکمل طور پر ساقط نہیں ہوتی۔

جب میں سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچا تو میں نے جہاز کے اندر ایسی جگہ کی تلاش میں نظریں دوڑانا شروع کر دیں جہاں میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکوں۔ میری نظر جہاز کے ایک کونے میں ایسی چھوٹی جگہ پر پڑی جو نماز کی ادائیگی کے لئے کافی تھی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: نماز کی جگہ تو بن گئی۔ اب جبکہ جہاز اس طرح قرار سے محو سفر ہے جیسے وہ ساکن ہے اور یہ جاننا باقی ہے کہ قبلہ کس سمت میں ہے؟ میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں مجھے جہاز کے پائلٹ سے مدد لینی چاہئے تاکہ اس سے قبلہ کی سمت معلوم کر سکوں۔ فضائی میزبان سیٹ کے سامنے کھلی ہوئی چھوٹی میز پر سے چائے کے برتن اٹھائے ہوئے

میرے پاس سے گزرا۔ میں نے فرصت سے فائدہ اٹھایا اور ٹوٹی پھوٹی انگلش میں اس سے پوچھا:

میں آپ سے کچھ معلومات لے سکتا ہوں؟

جی فرمایئے۔

سمت قبلہ کے سلسلے میں آپ میری مدد کر سکتے ہیں؟

مجھے افسوس ہے میں آپ کا مقصد نہیں سمجھا۔

قبلہ یعنی مکہ مکرمہ کی سمت جاننا چاہتا ہوں

آپ مسلمان ہیں؟

جی ہاں، میں ظہر کی نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔

آپ اجازت دیں تو ابھی ابھی کاک پٹ میں جاکر پوچھ کر آتا ہوں۔

فضائی میزبان سمت قبلہ دریافت کرنے کاک پٹ کی طرف چلا گیا۔ مجھے یکایک خیال آیا کہ مجھے جہاز کے فرش پر نماز پڑھنے کے لئے بھی کسی چیز (مصلی وغیرہ) کے بارے میں پوچھنا چاہئے تھا۔

جب فضائی میزبان سمت قبلہ کے بارے میں میرے سوال کا جواب لے کر آیا تو میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ مجھے نماز کے لئے کوئی کپڑا وغیرہ لا کر دے۔ چنانچہ اس نے ایک بڑا رومال لا کر دیا جس پر میں نے رخ بہ قبلہ دو رکعت ظہر کی نماز اور اس کے بعد عصر کی نماز دو رکعت اس کے بعد ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پر مشتمل تسبیح حضرت زہراء (س) پڑھی۔ تسبیح حضرت زہراء (س) کے بعد میں نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور واپس جا کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ اس وقت مجھے عجیب سکون اور اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔ پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ لوگوں کے سامنے جہاز میں نماز پڑھنا ایک پریشان کن اور تکلیف دہ عمل ہو گا لیکن (معلوم ہوا) میرا یہ خیال درست نہیں تھا ۔ میں نے یہ اندازہ لگایا کہ نماز کی وجہ سے مجھے خاص احترام کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے اور

جہاز میں سوار غیر مسلموں سمیت تمام مسافروں پر میری ایک خاص قسم کی محبت آمیز ہیبت اور رعب طاری ہوا ہے، جو پائلٹ اور دیگر مسافروں کی نگاہوں میں محسوس ہو رہا تھا۔

اس دوران جب میں اپنی افکار میں ڈوبا ہوا تھا تو یکایک کھانا پیش کئے جانے کے اعلان نے میری افکار کا تسلسل توڑ دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک ائیر ہوسٹس اپنے ہاتھوں میں کھانوں کی فہرست لئے ہوئے آئی اور مسافروں کی فرمائش معلوم کی اور مجھ سے پوچھا آپ مرغ پسند کریں گے یا مچھلی ؟

جب مجھے پتہ چلا کہ مچھلی چھلکے والی ہے تو میں نے اس کو ترجیح دی۔ یہ بھی اس لئے نہیں کہ مجھے مرغ سے مچھلی زیادہ پسند تھی بلکہ صرف اس لئے مچھلی کو ترجیح دی کہ میرے پاس مرغ کھانے کا جواز نہ تھا کیونکہ یہ مرغ مجھے غیر مسلموں کے ہاتھ سے مل رہا تھا اور مجھے یقین نہیں تھا کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے اور یہ ایسی مشکل تھی جو اکثر وبیشتر مغربی ممالک میں پیش آسکتی ہے۔

میری پیدائش ایک اسلامی مملکت میں ہوئی ہے اور اسی میں میری نشو نما اور پرورش ہوئی ہے۔ جب مجھے مسلمانوں کے شہر اور ان کے بازار میں کبھی شک ہوتا ہے کہ گائے، بکری یا مرغی وغیرہ صحیح طریقے سے ذبح ہوئی ہے یا نہیں یا وہ مچھلی حلال ہوگی جسے میں مسلمانوں کے بازار سے خرید کر لایا ہوں تو بغیر کسی تأمل اور جھجک کے فارغ البال ہو کر ان کا گوشت کھالیتا ہوں۔ لیکن مغربی ممالک کی صورت حال اور اُن کا حکم ان سے مختلف ہے۔ کیونکہ کسی بھی غیر مسلم سے گوشت خرید کر کھانا اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے اور یہ بذات خود کوئی معمولی مشکل نہیں۔

اسی دوران ائیر ہوسٹس نے دوپہر کا کھانا لا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ جس میں ایک پلیٹ مچھلی جو سورج مکھی (Sun flower) کے تیل میں تلی گئی تھی اور سرخ ٹماٹروں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ تھوڑے سے چاول، سلاد، سبزی، زیتون کے دو ہرے دانے، انگور کے چند دانے، ایک عدد سیاہ انجیر، چند عدد مٹھائی، سر بمہر گلاس میں

پانی، نمک اور کالی مرچ کی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں، روٹی کے دو ٹکڑے ایک عدد کانٹا، دو چمچے، ایک عدد چھری اور ایک ٹشو پیپر رکھے گئے تھے۔

مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے سب سے پہلے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد کانٹے کو مچھلی کے ٹکڑے میں گاڑ دیا تاکہ اسے روک سکوں۔ اس کے بعد اس کے درمیانہ سائز کے ٹکڑے بنا دیئے جو آسانی سے کھائے جا سکیں۔ جب میں مچھلی کو کاٹ چکا تو اچانک مجھے یہ خیال آیا کہ اگر مچھلی چھلکے والی ہے اور اسے زندہ نکالا گیا ہے یا شکار کے بعد جال میں مری ہے تو میں اسے کھا سکتا ہوں، چاہے اس کا شکار کرنے والا مسلمان ہو یا کافر۔ چاہے شکار کرنے والے نے اللہ کا نام لیا ہو یا نہ لیا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اس تیل کی مشکل باقی رہ جاتی ہے جس میں اسے تلا گیا ہے۔

کیا یہ تیل پاک تھا؟

کیا اس کا تلنے والا مسلمان تھا؟

میرے ذہن میں یہ سوال ابھرے جنہوں نے مجھے اس لذیذ اور گرم گرم مچھلی کے ٹکڑوں کو کھانے سے روک دیا جبکہ مجھے بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔

میں نے اس کانٹے کو پلیٹ کے کونے میں رکھ دیا جس سے مچھلی کا ٹکڑا اٹھایا تھا اور ان معلومات کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کی جو میں سفر کے لئے تیاری کے دوران اس مسئلے کے بارے میں مرجع کے رسالہ عملیہ (توضیح المسائل) میں پڑھ کر آیا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے پوچھا: کیا سن فلاور کا تیل پاک ہے؟

جواب ملا: جی ہاں پاک ہے۔ کیونکہ اولاً حکم شرعی یہ ہے:

کل شی طاہر حتی تعلم انه نجس

"ہر چیز اس وقت تک پاک ہو گی جب تک اس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو"

چونکہ مجھے اس تیل کے نجس ہونے کا یقین نہیں اس لئے وہ پاک شمار ہو گا۔

ثانیاً: چونکہ تیل پاک تھا اور اس میں پاک مچھلی کو تلا گیا ہے۔ اس طرح ساری کی ساری تلی ہوئی مچھلی پاک ہو گی اور مجھے کھانے کا حق حاصل ہو گا۔

باقی رہی یہ بات کہ جس نے پاک مچھلی کو پاک تیل میں پکایا ہے وہ مسلمان ہے یا اہل کتاب ہے تاکہ وہ مچھلی پاک شمار ہو یا مسلمان بھی نہیں اور اہل کتاب بھی نہیں ؟

اس سوال کی کوئی اہمیت نہیں، جب تک مجھے اس بات کا یقین نہ ہو کہ اس نے مچھلی کو ہاتھ لگایا ہے۔

گزشتہ حکم شرعی (ہر چیز اس وقت تک پاک شمار ہو گی جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو) سے واضح طور پر یہ نتیجہ نکلا کہ میرے سامنے موجود مچھلی پاک ہے اور اسے کھا سکتا ہوں اور جیسے ہی میں اس نتیجے تک پہنچا میں نے اطمینان کا سانس لیا اور مجھے سکون مل گیا اور کانٹے میں اٹھائی گئی مچھلی کو کھانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد میں نے اس ٹماٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا جو تیل میں تلا گیا تھا جس کی نجاست کا مجھے علم نہیں تھا۔ لہذا اسے بھی پاک سمجھا اور کھا لیا۔ یہی حکم میں نے پھل، روٹی، سلاد اور مٹھائیوں میں بھی جاری کیا اور سب کو کھایا چونکہ یہ سب چیزیں پاک تھیں۔ اس کے بعد میں نے پانی اور چائے کا پیالہ بھی پی لیا کیونکہ یہ دونوں بھی پاک تھے اور حکم شرعی کا یہی تقاضا تھا۔ اس کے بعد میں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

دوپہر کے کھانے اور چائے کے بعد میں نے (چند منٹ) آرام کرنے کے لئے اپنی آنکھیں بند کیں۔ اس کے بعد میں نے آنکھیں کھول کر جہاز کی کھڑکی کی طرف دیکھا۔ اوپر کی طرف نگاہ کی جہاں صاف و شفاف اور نیلا آسمان نظر آیا۔ زمین کی طرف دیکھا جہاں لامتناہی اور نیلا سمندر نظر آیا۔ گویا میں ہر طرف سے نیلے رنگوں میں گھرا ہوا تھا۔ ہمیں درپیش سفر میں ہمارے اور ہیتھرو (Heathrow) لندن کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کے درمیان ڈھائی گھنٹے کا فاصلہ رہ گیا تھا اور اس وقت ہم تیس ہزار فٹ کی بلندی پر تھے۔

میں نے جہاز کے اندر اپنی نظریں گھما کر دیکھا۔ جہاز کے بعض مسافر صبح کے

اخبارات پڑھ رہے تھے جو ان کے سامنے ائیر ہوسٹسوں نے لا کر رکھ دیئے تھے تاکہ یوں ان کا باقی ماندہ سفر گزر سکے اور بعض مسافر بڑی گہری نیند سو رہے تھے۔ میں نے بھی ہاتھ اٹھا کر صبح کا اخبار اٹھایا اور سرسری نگاہ سے اخبار کی شہ سرخیوں کو دیکھا جو قارئین کی توجہ کے لئے سرخ اور سیاہ رنگ میں دی گئی تھیں۔

اسی دوران میرا ذہن اس سوال کی طرف گھوم گیا جو کچھ دنوں سے ہمہ وقت دل و دماغ پر سوار رہتا تھا:

دیار غیر میں، میں کس طرح اپنی دینی ثقافت اور اس کی حقیقت کو باقی اور قائم رکھ سکوں گا؟

میں نے جب سے یورپ کے سفر کا ارادہ کیا تھا تب سے رہ رہ کر یہ سوال مجھے کھٹکتا رہتا تھا اور یہ فکر بڑھتی گئی اور جس دن میں نے سفر یورپ کا ارادہ کیا تھا اس دن تو اس فکر نے میرے دل میں گھر ہی کر لیا تھا اور مجھے مشغول کر رکھا تھا۔ کبھی تو میں خود اس فکر کو دعوت دیتا اور کبھی خود بخود مجھے دامن گیر ہوتی۔ سوتے وقت، تکیے پر اونگھتے بھی، صبح اٹھتے وقت بھی یہ فکر میرے ساتھ رہتی۔

اسی دباؤ میں، میں نے ایک دوست کی طرف رجوع کیا تھا جو ایک دفعہ لندن سے ہو کر آیا تھا، جس نے چند قیمتی مشورے اور تجاویز دی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک لائبریری کی بھی راہنمائی کی تھی جس میں ایسی کتاب نظر سے گزری جو اس عام ماحول میں میرے شرعی فریضے کی تعیین میں مدد کر سکتی تھی۔

میرے دوست اور اس کتاب دونوں کی تاکید یہی تھی کہ اس غیر معمولی مسئلے کو ہر وقت ذہن میں رکھوں۔ اسلامی ممالک سے ہجرت کر کے مغرب اور یورپی ممالک میں جانے کے نقصانات میں صرف یہی نہیں ہے کہ شرعی احکام اور واجبات کے ترک ہونے اور دین سے ناآشنا رہنے کا امکان ہوتا ہے بلکہ اس سفر کا نتیجہ اس سے بھی بدتر ہو سکتا ہے کہ اس ہجرت کے دوران ایک مسلمان کی تربیت، عادات و خصائل اور فکری، اخلاقی اور اجتماعی طرز

زندگی پر خطرناک اثرات اور نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔

(دلیل المسلم فی البلاد الغربیة ص ۲۷)

سابق الذکر کتاب کے مؤلف نے مزید لکھا ہے کہ جو مسلمان ان غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت پر مجبور ہوتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے گردو پیش ایسا دینی ماحول پیدا کرے جو ان ممالک میں نہیں ہوتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک آدمی کسی ملک کا پورا اور عمومی ماحول تبدیل نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک خاص اور محدود ماحول ضرور پیدا کر سکتا ہے جس میں وہ زندگی گزار سکے۔ اسلامی تشخصات پر مشتمل ماحول فراہم کرنا ایک ایسی بیماری کی روک تھام کے لئے حفاظتی ٹیکوں کی مانند ہے جس سے کوئی راہ فرار نہیں اور اس بیماری کے خلاف کوئی مؤثر اقدام کر کے اپنا تحفظ کیا جائے۔

ہم یہ دعوی نہیں کرتے کہ یہ کوئی آسان کام ہے۔ لیکن ایک مؤمن کے لئے دینی احکام کی پابندی، جو اس کی شخصیت کی اساس ہے، اس میں کوتاہی کرنا کوئی معمولی امر نہیں۔ اس لئے مؤمنین کو چاہئے کہ وہ ان احکام کی پاسداری کریں۔ اگرچہ اس کی خاطر زندگی میں کسی نہ کسی پہلو سے نقصان ہی اٹھانا پڑے۔

ہم جہاں اس ہجرت کے اثرات اور نتائج کو شدید خطرہ تصور کرتے ہیں وہاں ان اثرات سے مؤمنین کو بچانے اور ان سے انہیں نکالنے کی اہمیت کو بھی کم نہیں سمجھتے۔ جو مؤمنین علمی یا اقتصادی حوالے سے اپنے دنیوی مستقبل کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے ان ممالک کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے ہیں۔ ان کے لئے کسی صورت میں بھی یہ جائز نہیں کہ وہ دنیا کی خاطر اپنے اخروی مستقبل کو نقصان پہنچائیں۔ ورنہ یہ کام ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی تاجر مٹھی بھر یا وافر مال ودولت کی خاطر اپنی عزت و شرف اور زندگی کو داؤ پر لگائے۔ ظاہر ہے عزت وحیات کے مقابلے میں مال دنیا کی کوئی حیثیت نہیں اور یہی حال اس بیمار کا ہے جو ایک جان لیوا بیماری سے بچنے کی خاطر دوائی کی تلخی اور داغنے کی حرارت کو برداشت کرے۔ اس طرح جو مؤمنین بھی اس وبائی ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ

کو ان در پیش خطرات سے بچائے رکھیں اور ایسا دینی ماحول بنائیں جو ان کے لئے سازگار ہو اور اس ماحول کا نعم البدل ثابت ہو جو انہیں، ان کے بال بچوں کو بلکہ ان کے برادران دینی کو اپنے ملک میں میسر تھا اور آج وہ اس سے دور ہیں۔ اس طرح اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل ہو سکے :

یا ایها الذین آمنوا قوا انفسکم و اهلیکم نارا وقودها الناس و الحجارة علیها ملائکة غلاظ شداد لا یعصون ما امرهم و یفعلون ما یؤمرون۔

(تحریم: ۶)

"اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو اس آتش جہنم سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور ان پر وہ تند خو سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں کہ خدا جس بات کا حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں"

نیز اللہ تعالی کے اس فرمان کی بھی پابندی ہو سکے :

المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف و ینهون عن المنکر۔

(توبہ: ۷۱)

"ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ان میں سے بعض بعض کے رفیق ہیں لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں"

اور رسول اسلام (ص) کے اس فرمان کی بھی تعمیل ہو جائے :

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔

(مستدرک الوسائل للنوری ج ۱۴ ص ۲۴۸)

"تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور نگران ہے اور اس سے اس کے زیر اثر افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا"

اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے احکامات کی بھی تطبیق ہو جائے۔

یہ تحفظات درج ذیل امور کے ذریعے ممکن ہیں :

ا۔ ہر روز جتنا ممکن ہو قرآن مجید کے چند سوروں اور آیتوں کی پابندی سے تلاوت کریں یا کسی قاری کی تلاوت کو خشوع و خضوع اور غور و فکر کے ساتھ سنیں کیونکہ اسی تلاوت اور اسی سماعت کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے :

بصائرمن ربکم و هدی و رحمة لقوم یؤمنون و اذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلکم ترحمون۔

(الاعراف :۲۰۳۔۲۰۴)

"یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے (حقیقت کی) دلیلیں ہیں اور ایماندار لوگوں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور چپ چاپ رہو تاکہ (اسی بہانے) تم پر رحم کیا جائے"

اور اس کی وجہ یہ ہے :

ماجالس هذا القرآن أحد إلاقام عنه بزيادة أو نقصان: زيادة فی هدی أو نقصان من عمی، واعلموا أنه ليس على أحد بعد القرآن من فاقة، ولا لأحد بعد القرآن من غنى، فا ستشفوه من ادوائكم ، واستعينوا به على لأوائكم فإن فيه

شفاء من أكبر الداء، وهو الكفر و النفاق والغي و الضلال فا سألوا الله به و توجهوا اليه بحبه ولا تسألوا به خلقه إنه ما توجه العباد الى الله بمثله، و اعلموا أنه شافع مشفع وقائل مصدق وأنه من شفع له القرآن يوم القيامه شفع فيه۔

(نہج البلاغہ صبحی صالح :۲۵۲)

"جو بھی اس قرآن کا ہم نشین ہوا وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی و ضلالت کو گھٹا کر اس سے الگ ہوا اور جان لو کہ کسی کو قرآن (کی تعلیمات) کے بعد کسی اور لائحہ عمل کی احتیاج نہیں رہتی اور نہ کوئی قرآن سے (کچھ سیکھنے سے) پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ اس سے اپنی بیماریوں کی شفاء چاہو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد مانگو۔ اس میں کفر و نفاق اور ہلاکت و گمراہی جیسے بڑے بڑے امراض کی شفا پائی جاتی ہے۔ اس کے وسیلے سے اللہ سے مدد مانگو اور اس کی دوستی کو لئے ہوئے اللہ کا رخ کرو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ یقیناً بندوں کے لئے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا اس جیسا کوئی ذریعہ نہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے جس کی ہر بات تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جس کی یہ شفاعت کرے گا وہ اس کے حق میں مانی جائے گی۔"

اور یہ کہ

من قرأ القرآن وهو شاب مؤمن اختلط القرآن بلحمه و دمه و جعله الله عزو حل مع السفرة الكرام البررة وكان القرآن حجيزا عنه يوم القيامة۔

(اصول کافی ج ۲ص ۶۰۳)

"جو جوان مؤمن قرآن مجید کی تلاوت کرے قرآن اس کے گوشت اور خون میں شامل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے سفراء کرام (انبیاء) کے ساتھ محشور فرمائے گا اور روز قیامت قران اس کا دفاع کرے گا"

بحمد اللہ کتب خانوں میں ایسے قرآنی نسخے موجود ہیں جو مختصر تفسیر پر بھی مشتمل ہیں۔ جن کو سفر میں اپنے ساتھ رکھنا آسان اور دوران سفر (پردیس میں) بہت فائدہ مند ہیں۔

۲۔ واجب نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات میں بجا لانے کی پابندی کرنا بلکہ جہاں تک ہو سکے غیر واجب (مستحب) نمازوں کو بھی اپنے مقررہ اوقات میں بجالانا چاہئے۔ چنانچہ رسول اسلام (ص) سے مروی ہے کہ آپ (ص) نے عبداللہ بن رواحہ سے جب وہ جنگ موتہ میں جا رہے تھے، وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

انك قادم بلدا السجود فيه قليل فأكثروا السجود

"تم ایسے شہر میں جا رہے ہو جہاں اللہ تعالیٰ کو کم سجدہ کیا جاتا ہے (مگر) تم کثرت سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا کرو"

زید شحام نے امام جعفر صادق (ع) سے روایت کی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا:

احب الاعمال الى الله عزوجل الصلوة وهى آخر وصايا الأنبياء۔

(تفصیل وسائل الشیعہ للحر العاملی ج ۴ ص ۳۸)

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل نماز ہے اور نماز انبیاء کرام (ع) کی آخری وصیت رہی ہے"

امیر المؤمنین (ع) نے یوں وصیت فرمائی ہے :

تعاهدوا امر الصلاة وحافظوا عليها و استكثروا منها و تقربوا بها فانها " كانت على المؤمنين كتاباً موقوتا " ألا تسمعون إلى جواب اهل النار حين سئلوا "ما سلككم فى سقر قالوا لم نك من المصلين" و انها لتحت الذنوب حت الورق و تطلقها اطلاق الربق، و شبهها رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) بالحمة تكون على باب الرجل فهو يغتسل منها فى اليوم والليلة خمس مرات فما عسى أن يبقى عليه من الدرن۔

(نہج البلاغۃ صبحی صالح ص ۳۱۱)

" نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ بجالاؤ اور اس کے ذریعے اللہ کا قرب چاہو، کیونکہ نماز وقت کی پابندی کے ساتھ مسلمانوں پر واجب کی گئی ہے۔ کیا قرآن میں دوزخیوں کے جواب کو تم نے نہیں سنا کہ جب ان سے پوچھا جائے گا، کونسی چیز تمہیں دوزخ کی طرف کھینچ لائی ہے؟ وہ کہیں گے : ہم نمازی نہیں تھے۔ بلاشبہ نماز گناہوں کو جھاڑ کر اس طرح الگ کر دیتی ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور انہیں اس طرح الگ کر دیتی ہے

جیسے چوپایوں کی گردنوں سے پھندے کھول کر انہیں رہا
کیاجاتاہے۔رسول خدا(ص) نے نماز کواس گرم چشمے سے
تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے دروازے پر ہو اور
اس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیاامید کی جاسکتی
ہے کہ اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گا؟"

۳۔جتنا ممکن ہو دعائیں، مناجات پڑھی جائیں اور ذکر بجالایا جائے اس لئے کہ ان سے انسان کو اپنے کئے ہوئے گناہ یاد آجاتے ہیں۔ توبہ، گناہوں سے بچنے اور نیکیاں بجا لانے کی تشویق اور ترغیب ہوتی ہے۔ جیسے امام زین العابدین(ع) کا صحیفہ سجادیہ، دعائے کمیل، ماہ رمضان کی دعائیں، دعائے ابو حمزہ ثمالی، سحر کی دعائیں ایام ہفتہ کی دعائیں وغیرہ۔

اس قسم کے تزکیہ کی ہر مسلمان کو ضرورت ہے۔ خصوصاً جب وہ کسی غیر مسلم ملک میں رہ رہا ہو۔

۴۔ماہ رمضان، محرم الحرام، صفر المظفر اور دوسرے مہینوں اور ایام میں اسلامی مراکز میں منعقد ہونے والے جشن کی تقریبوں، مجالس عزا، وعظ موعظہ کی محافل اور دیگر دینی مناسبتوں میں پابندی اور کثرت سے شرکت کرتے رہیں۔ اس کے علاوہ ان ممالک کے اندر جہاں دینی مراکز اور بامقصد فاونڈیشنز کی ضرورت ہے، اپنے گھروں کے اندر بھی اس قسم کی مناسبتوں کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

۵۔اسلامی کانفرنسوں، سیمیناروں میں پابندی سے شرکت کی جائے جو ان ممالک میں منعقد کی جاتی ہوں۔

۶۔دینی کتابوں، رسالوں اور مجلوں کا مطالعہ کر کے ان سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔اس سے اور دیگر فوائد کے علاوہ نفس کو سکون بھی ملے گا۔

۷۔ایسی اسلامی تقریروں اور لکچروں پر مشتمل کیسٹیں سنی جائیں جو مفید ہوں جن کی تیاری میں بڑے بڑے خطباء اور فاضل اور باصلاحیت اساتذہ کرام کو راتیں بیدار

گزارنی پڑی ہیں۔ کیونکہ ان کیسٹوں میں وعظ ونصیحت اور مسائل واحکام کی یاد آوری ہے۔

۸۔ لہو ولعب اور فحاشی کے مقامات پر جانے سے اجتناب کریں۔ جن میں ٹیلیویژن کے برے اور گمراہ کن پروگرام اور ایسے چینل شامل ہیں جو ہمارے عقیدے، دین، اسلامی اقدار، رسومات، روایات اور اسلامی فکری و تہذیبی میراث سے سازگار نہیں۔

۹۔ نیک اور فی سبیل اللہ دوستوں کا انتخاب کریں جن کی آپ راہنمائی کریں اور وہ آپ کی راہنمائی کریں۔ آپ ان کی اصلاح کریں اور وہ آپ کی اصلاح کریں۔ آپ فارغ وقت ان کے ساتھ مفید باتوں اور گفتگو میں گزاریں اور ان کی بدولت برے دوستوں کی صحبت اور گوشہ نشینی اور اس کے نقصانات سے بچے رہیں۔

امام جعفر صادق (ع) اپنے آباء واجداد علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں :

قال رسول الله (صلى الله عليه و آله وسلم) فى حديث ما استفاد امرؤ مسلم فائدة بعد الاسلام مثل اخ يستفيده فى الله۔

(وسائل الشيعه للحر العاملى ج۱۲ص۲۳۳)

"رسول اکرم (ص) نے فرمایا : ایک مسلمان کے لئے اسلام کے بعد اس دوست سے زیادہ مفید اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی جس سے فی سبیل اللہ استفادہ کیا جائے۔"

میسرہ کہتے ہیں امام محمد باقر (ع) نے مجھ سے فرمایا :

أتخلون و تتحدثون و تقولون ما شئتم ؟ فقلت : اى والله انا لنخلو و نتحدث، و نقول ما شئنا فقال :أما والله لوددت أنى معكم فى بعض تلك المواطن اما والله انى لأحب ريحكم و أرواحكم و

أنكم على دين الله و دين ملائكته فأعينوا بورع
واجتهاد۔ (۱)
"(یہ بتاؤ) تم خلوت میں رہ کر باہم تبادلہ خیال اور جس
موضوع پر چاہو گفتگو کرتے رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا:
جی مولا۔ خدا ہم خلوت میں ایک دوسرے سے تبادلہ خیال
اور گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ آپ (ع) نے فرمایا: خدا کی قسم
میری بھی یہی آرزو ہے کہ ان محفلوں اور نشستوں میں
تمہارے ساتھ رہوں، خدا کی قسم مجھے تمہاری خوشبو سے
بھی محبت ہے اور تمہاری ارواح سے بھی محبت ہے۔ تم دین
خدا پر قائم ہو اور اس دین پر قائم ہو جس پر اس کے فرشتے
قائم ہیں۔ اپنے تقوی و پرہیزگاری اور جدوجہد کے ذریعے
(ہماری) مدد کرو۔"

۱۰۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر روز یا ہر ہفتے اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ کیا کرتا رہا ہے۔ اگر کار خیر کرتا رہا ہے تو خدا کا شکر ادا کرے اور مزید کار خیر کی توفیق کی دعا کرے اور اگر برے اعمال کا مرتکب رہا ہو تو اللہ سے مغفرت طلب کرے اور توبہ کرے اور آئندہ اور بار بار گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم کرلے۔

رسول خدا (ص) نے بھی حضرت ابوذرؓ کو اس بات کی وصیت فرمائی ہے:

يا أباذر حاسب نفسك قبل ان تحاسب فإنه
اهون لحسابك غداً وزن نفسك قبل ان توزن

---

(۱) اصول کافی للکلینی ج ۲ ص ۱۸۷ اور ملاحظہ فرمائیں باب زیارۃ الأخوان ج ۲ ص ۱۷۵ اور باب تذاکر الأخوان ج ۲ ص ۱۸۶

وتجهز للعرض الاکبر یوم تعرض لا تخفی علی الله خافیه۔ یا أباذر لایکون الرجل من المتقین حتی یحاسب نفسه اشد من محاسبة الشریك شریکه فیعلم من این مشربه و ملبسه أمن حلال او من حرام۔

(امالی الشیخ الطوسی :ج۲باب۱۹)

"اے ابوذر! تو اپنے نفس کا محاسبہ اور مواخذہ کر قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ اس لئے کہ اس سے تمہارے کل (روز قیامت) کا محاسبہ آسان ہو جائے گا اور نفس کا موازنہ کر قبل اس کے کہ تمہارا موازنہ کیا جائے۔ بارگاہ الٰہی میں پیشی کے لئے تیار اور آمادہ رہو۔ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اے ابوذر کوئی بھی شخص اس وقت تک متقین میں شامل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے نفس کا اس سے سخت محاسبہ نہ کرے جتنا محاسبہ ایک شریک دوسرے شریک کا کرتا ہے۔ انسان کو معلوم ہونا چاہئے کہ میرے کھانے پینے کی اشیاء اور میرا لباس کہاں سے آیا ہے؟ حلال کی کمائی سے یا حرام کی کمائی سے؟

امام موسیٰ الکاظم (ع) نے فرمایا:

لیس منا من لم یحاسب نفسه فی کل یوم، فان عمل حسنة استزاد الله تعالی و ان عمل سیئة استغفر الله منها وتاب الیه۔

(جامع السعادات للنراقی : ج۲ص۹۴)

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو روزانہ اپنا محاسبہ نہ کرے۔
اگر نیکی انجام دیتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مزید توفیق کی دعا
کرے اور اگر برائیوں کا مرتکب رہا ہو تو توبہ کرے اور اللہ
تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے"

۱۱۔ عربی زبان، جو قرآن اور دوسرے بہت سارے احکام اور آداب شریعت اسلام کی زبان ہے، کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دے اس لئے کہ اس کے علاوہ یہ ان مسلمانوں کے آبا و اجداد کی بھی زبان ہے جن کی مادری زبان عربی ہے۔

جہاں ان ممالک میں زیر تعلیم طالب علم دنیا کی متعدد (مادری زبان کے علاوہ) دوسری زبانوں کو سیکھتے ہیں وہاں اس زبان کا (جو قرآن کی زبان ہے) زیادہ حق بنتا ہے کہ اسے سیکھا جائے تاکہ اس کے ذریعے اپنے دین، اپنی اسلامی میراث، اسلامی اقدار، اسلامی تاریخ اور اسلامی تہذیب سے وابستہ رہ سکیں۔

۱۲۔ نئی نسل کو غیر معمولی اہمیت دے اور اپنے بچوں اور بچیوں کی اس بنیاد پر تربیت کرے کہ وہ کتاب خدا اور اس کی تلاوت سے محبت رکھیں اور ان کے لئے دلچسپ قسم کے مقابلے (کوئیز پروگرام) منعقد کئے جائیں۔ بچوں کو عبادات بجالانے، سچ بولنے، شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرنے، وعدہ وفا کرنے، دوسروں سے محبت کرنے اور اس قسم کے دیگر مکارم اخلاق کا عادی بنائیں۔ اس کے علاوہ بچوں کو اسلامی مراکز اور اداروں میں اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ ان انہیں مقامات میں آمد و رفت کی عادت پڑ جائے۔

ان بچوں کو دشمنان اسلام سے بھی متعارف کرائیں اور ان میں اسلامی اخوت اور بھائی چارے کی روح پھونکی جائے۔ اسلامی اعیاد (خوشی کے مواقع) میں شرکت کے لئے اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ انہیں کام اور محنت سے محبت کے جذبے سے سرشار کیا جائے۔ یہ وہ امور ہیں جو اس زندگی میں اسلامی اقدار اور اس کے بنیادی اصولوں کے مطابق اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس نکتے تک پہنچنے کے بعد میں نے اپنے تفکرات کی روانی روک دی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ جہاں دھنی ہوئی روئی کی مانند بادلوں کے غول کے غول ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے، انہیں دیکھ کر میں دہشت زدہ ہو گیا اور اسی دوران ایک مرتبہ پھر سابق الذکر خیالات نے مجھے گھیر لیا۔ میں نے اپنے آپ سے پوچھا:

مجھے دیار غیر میں کس قسم کا طرز زندگی اپنانا چاہئے، جس سے میں اپنی ذاتی (فطری) خصوصیات کا تحفظ کر سکوں اور دوسروں کی ثقافت اور تہذیب میں غرق نہ ہو جاؤں یا گھل مل نہ جاؤں اور ایسا بھی نہ ہو کہ لوگوں سے مکمل طور پر کٹ جاؤں اور گوشہ نشینی اختیار کر لوں؟

پھر میں نے اپنے آپ سے پوچھا: جن لوگوں میں زندگی گزاروں گا وہ میرے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟

میرے شہر نے جو سال بھر زائرین اور سیاحوں سے بھرا رہتا ہے، مجھے یہی سکھایا ہے کہ میں کسی بھی قوم کے افراد اور ان کے طرز عمل کو دیکھ کر پوری قوم کے بارے میں اور کسی بھی دین کے پیروکاروں کو دیکھ کر پورے دین کے بارے میں کوئی رائے قائم کروں۔ کسی ملک کا زائر یا سیاح، حسن سلوک کا مظاہرہ کرے تو یہی کہتا ہوں کہ اس ملک کے باشندے بہت اچھے لوگ ہیں اور اگر اس سیاح کا طرز عمل اچھا نہ ہو تو میں کہہ دیتا ہوں کہ اس ملک کے باشندے اچھے نہیں ہوتے۔

قدرتی بات ہے کہ جس دیار غیر میں میں رہوں گا اس کے باشندے میرے طرز عمل اور کردار کو دیکھ کر ہی اسلام کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں گے اور تمام مسلمانوں کے بارے میں بھی یہی رائے قائم کریں گے۔

اگر میں اپنے قول و فعل میں سچا ہوں گا، وعدہ وفا کروں گا، امانت میں خیانت نہ کروں گا، حسن خلق کا مظاہرہ کروں گا، نظام اسلام کے قوانین پر عمل کروں گا، محتاجوں اور ناداروں کی مدد کروں گا، اپنے پڑوس سے اچھا برتاؤ رکھوں گا، رسول اسلام (ص) کے نقش

قدم پر چلوں گا اور ان کی تعلیمات پر پورا پورا عمل پیرا ہوں گا، جس کا فرمان ہے: "الدین المعاملة" "دین معاملہ اور باہمی برتاؤ کا نام ہے" جن غیر مسلموں کے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا ہے وہ میرے اس طرز عمل کو دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھیں گے کہ اسلام مکارم اخلاق کا دین ہے۔

اگر میں جھوٹ بولوں، وعدہ خلافی کروں، میرے اخلاق سے میرے گردو پیش کے لوگ تنگ ہوں، نظام اسلام میں خلل ڈال دوں، ہمسایوں سے برا سلوک کروں، لین دین میں ملاوٹ سے کام لوں اور امانت میں خیانت کروں تو میرے ساتھ لین دین رکھنے والے یہی کہیں گے کہ دین اسلام نے اپنے پیروکاروں کو مکارم اخلاق کی تعلیم نہیں دی۔

اسی دوران جہاز کے کپتان نے میرے افکار کے تسلسل کو توڑا اور مائک پر یہ اعلان کیا: ہم اس وقت لندن کی سمت جرمنی کی سرزمین پر سے گزر رہے ہیں۔ میں نے اپنا ہاتھ اپنے بیگ کی طرف بڑھایا اور اس میں سے وہ کتاب نکالی جسے میں دوران سفر استفادہ کے لئے اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس میں مذکور امام جعفر صادق (ع) کی پانچ عدد روایات کو پڑھ کر چونک گیا۔

پہلی روایت میں امام علیہ السلام اپنے شیعوں اور پیروکاروں سے خطاب کر کے فرماتے ہیں:

کونوا لنا زیناً ولا تکونوا علینا شینا. حببونا الی الناس ولا تبغضونا الیھم۔

"ہمارے لئے باعث زینت بنو باعث ننگ و عار نہ بنو۔ ہمیں لوگوں کا ہر دلعزیز بناؤ لوگوں کو ہم سے متنفر نہ کرو"۔

دوسری روایت میں امام علیہ السلام اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں:

کونوا من سابقین باالخیرات وکونوا ورقا لا شوك فیه، فإن من کان قبلکم کانوا ورقا لا

شوك فيه و قد خفت أن تكونوا شوكا لا ورق فيه، و كونوا دعاة الى ربكم و ادخلوا الناس فى الاسلام ولا تخرجوهم منه وكذلك من كان قبلكم يدخلونهم فى الاسلام ولا يخرجونهم منه۔

"(اے ہمارے شیعو!) کار خیر میں سب سے پیش پیش رہو اور ایسے پتے بن جاؤ جن میں کانٹے نہ ہوں، تحقیق تم سے پہلے کے لوگ ایسے پتے تھے جن میں کانٹے نہ تھے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تم کہیں ایسے کانٹے نہ ہو جن میں پتے نہ ہوں۔ لوگوں کو اپنے رب کی طرف دعوت دو، لوگوں کو اسلام میں داخل کرو اور انہیں اسلام سے خارج نہ کرو۔ چنانچہ تم سے پہلے کے لوگ اسی طرح تھے کہ لوگوں کو اسلام میں داخل کرتے اور انہیں اسلام سے خارج نہیں کرتے تھے۔"

تیسری روایت میں اپنے نقش قدم پر چلنے والے شیعوں کو سلام کے بعد فرماتے ہیں:

اوصيكم بتقوى الله عزوجل، و الورع فى دينكم، والاجتهاد لله، و صدق الحديث، و أداء الأمانة و طول السجود، و حسن الجوار فبهذا جاء محمد (صلى الله عليه و آله وسلم) أدوا الأمانة الى من ائتمنكم عليها برا او فاجرا فان رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) كان يأمرو بأداء الخيط والمخيط ، صلوا عشائركم، و اشهدوا جنائزكم وعودوا مرضاكم و ادوا حقوقهم فإن الرجل منكم إذا ورع فى دينه، و صدق فى

الحديث و أدى الامانة و حسن خلقه مع الناس، قيل هذا جعفرى فيسرنى ذلك و يدخل على منه السرور، وقيل هذا أدب جعفر، و اذا كان على غير ذلك دخل على بلاؤه و عاره و قيل هذا أدب جعفر، و الله لقد حدثنى ابى عليه السلام، ان الرجل كان يكون فى القبيلة من شيعة على(ع) فيكون زينها :أداهم للامانة، اقضاء هم للحقوق، و اصدقهم للحديث، اليه وصاياهم، و ودائعهم تسأل العشيره عنه، فتقول من مثل فلان انه أدانا للامانة و أصدقنا للحديث۔

"میں تمہیں تقوی الہی، اپنے دین میں پرہیزگاری، اللہ کے لئے جدوجہد، سچ بولنے، امانت کی ادائیگی، سجدے کو طول دینے اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہی حکم لے کر آئے ہیں، جو شخص تمہیں کوئی امانت سونپے چاہے وہ کوئی نیک آدمی ہو یا فاسق و فاجر، اس کی امانت اس کے سپرد کرو۔ اس لئے کہ رسول خدا (ص) اس سوئی اور دھاگے کو بھی اس کے مالک کے سپرد کرنے کا حکم دیتے تھے۔ جسے کسی نے امانتاً رکھا ہو۔ اپنے خاندانوں سے وابستہ رہو، اپنے جنازوں (کی تشیع) میں ضرور شریک ہو، بیماروں کی عیادت کرو، لوگوں کے حقوق ادا کرو۔ اس لئے کہ تم میں سے جو شخص اپنے دینی معاملات میں پرہیزگار ہوگا، سچ بولتا ہوگا، لوگوں

کی امانتیں ادا کرے گا اور لوگوں سے اخلاق سے پیش آئے گا تو لوگ بول اٹھیں گے : یہ جعفری ہے۔ اس سے میں خوشحال ہو جاتا ہوں۔ اس سے میرے اندر خوشی کی لہر دوڑنے لگتی ہے اور کہا جائے گا : یہ ہیں جعفر (ع) کے آداب اور اگر اس شخص کا کردار ایسا نہیں ہو گا تو میں اس کی آزمائش سے دوچار ہوں گا اور اس کا ننگ و عار میری طرف منسوب ہو گا اور یہ کہا جائے گا : یہ ہیں جعفر (ع) کے آداب۔ بخدا میرے والد گرامی نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ کسی بھی قبیلہ میں علی (ع) کا شیعہ اس قبیلے کے لئے باعث زینت ہوا کرتا تھا۔ لوگوں میں سب سے زیادہ امانتوں اور حقوق کو ادا کرنے والا، سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہوا کرتا تھا، لوگ اسی کو اپنی وصیتیں کرتے اور امانتیں سونپتے تھے۔ اگر آپ اہل قبیلہ سے اس (شیعہ) کے بارے میں پوچھیں تو وہ جواب دیں گے : اس جیسا کون ہو سکتا ہے (یہ تو وہ ہے) جو ہم میں سے سب سے زیادہ امانتوں کو ادا کرنے والا اور سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہے۔،،

چوتھی روایت میں امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں :

علیکم بالصلاة فی المساجد و حسن الجوار للناس، و إقامة الشهادة ، وحضور الجنائز، و إنه لا بدلکم من الناس، إن احدا لا یستغنی عن الناس حیاته و الناس لا بد لبعضهم من بعض۔

" تمہارے اوپر لازم ہے کہ اپنی نمازوں کو مساجد میں ادا کرو،

☆ غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت اور ان میں داخل ہونا۔

☆ تقلید۔

☆ طہارت اور نجاست۔

☆ نماز۔

☆ روزہ۔

☆ حج۔

☆ میت سے متعلق امور۔

ہر فصل میں اس فصل سے متعلق ایک مقدمہ، اس فصل کے بارے میں بعض احکام، جن سے اکثر و بیشتر دیارِ غیر میں واسطہ پڑتا ہے اور اس فصل سے مخصوص استفتاءات کو شامل کیا گیا ہے۔

باب دوم: فقہ معاملات گیارہ فصلوں پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں:

☆ ماکولات اور مشروبات (کھانے پینے کی چیزیں)۔

☆ لباس۔

☆ جس ملک کی طرف ہجرت کی گئی ہو، اس کے قوانین سے تعاون۔

☆ عمل اور رأس المال کی حرکت۔

☆ اجتماعی تعلقات۔

☆ طبی معاملات۔

☆ عورتوں کے معاملات۔

☆ جوانوں کے مسائل۔

☆ موسیقی کے مسائل۔

☆ غنا اور رقص۔

☆ متفرق مسائل۔

ہر فصل ایک مقدمہ، فصل سے مخصوص احکام اور استفتاءات پر مشتمل ہے نیز اس کتاب میں تین ضمیمہ جات بھی ہیں۔ پہلے ضمیمہ میں ایک جدول دیا گیا ہے جس میں کھانے پینے کی اشیاء میں موجود ایسے اجزاء کا ذکر ہے جو آج کل کھانے کے بند پیکٹوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ دوسرا ضمیمہ ایسے غذائی اجزاء اور خصوصی مواد کی وضاحت پر مشتمل ہے جو غذائی مصنوعات میں شامل کئے جاتے ہیں اور تیسرے ضمیمے میں بعض چھلکے والی مچھلیوں کی تصاویر دی گئی ہیں جن کا کھانا مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔

☆☆☆☆☆

باب اول

عبادات

پہلی فصل
☆ غیر مسلم ملک کی طرف ہجرت
☆ ہجرت کے بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات

دوسری فصل
☆ تقلید
☆ ان کے بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات

تیسری فصل
☆ طہارت ونجاست
☆ اس کے بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات

چوتھی فصل
☆ نماز
☆ اس کے بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات

پانچویں فصل
☆ روزہ
☆ اس کے بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات

چھٹی فصل
☆ حج
☆ اس کے بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات

ساتویں فصل
☆ میت کے معاملات
☆ اس کے بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات

پہلی فصل

غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت
اور
ان میں داخل ہونا

☆ مقدمہ
☆ مسلم معاشرے سے غیر مسلم معاشرے میں جانے کے بارے میں اسلام کا موقف
☆ اس سے متعلق بعض احکام
☆ اس سے مخصوص استفتاءات
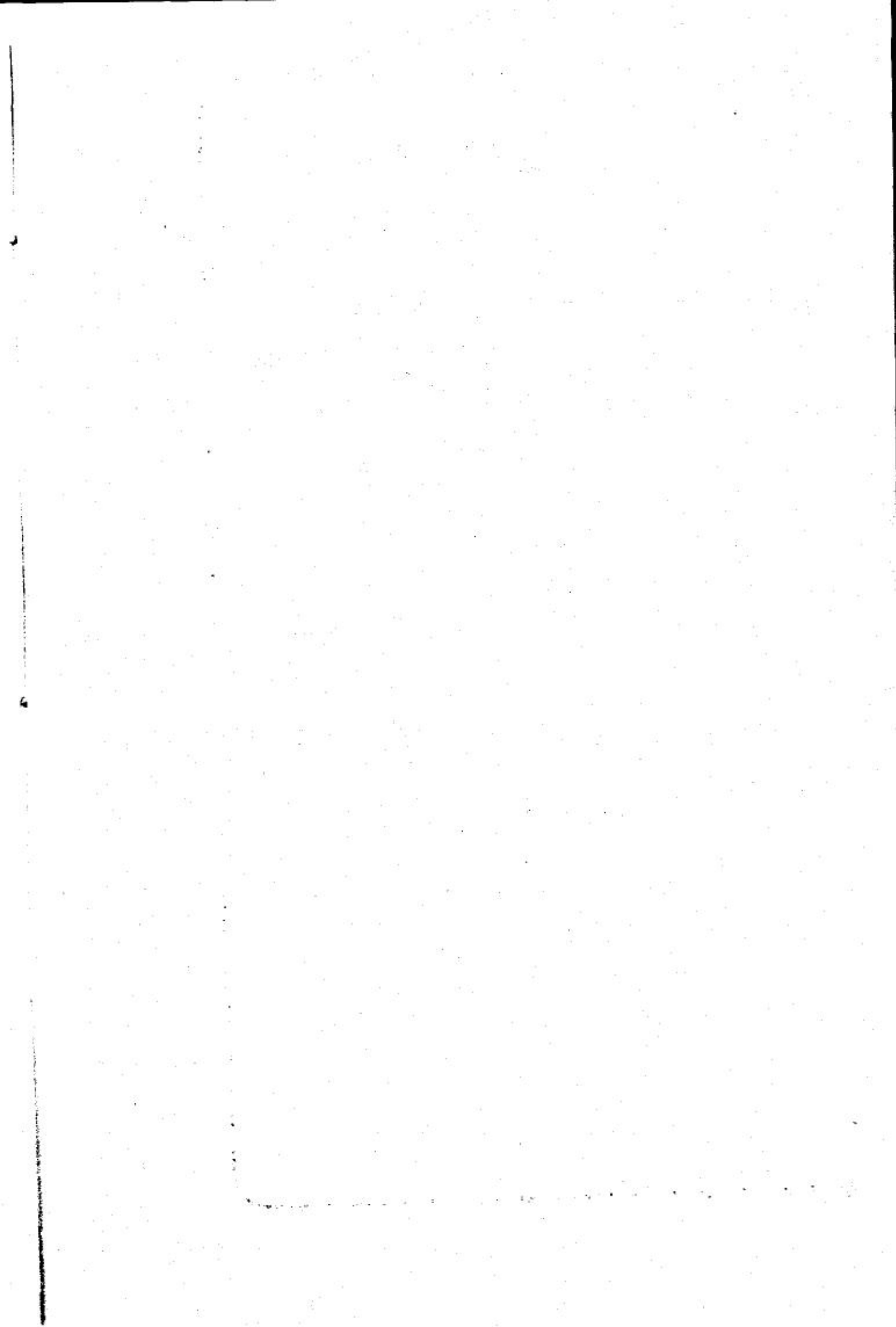
عام طور پر مسلمان اپنے وطن اور اسلامی مملکت میں جنم لیتا ہے اور وہیں نشوونما پاتا ہے اور شعوری اور غیر شعوری طور پر اسلامی احکام، اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات سے آشنا ہو جاتا ہے اور اسلامی آداب سے آراستہ ہو کر جوانی کے سن میں قدم رکھتا، اسلامی راہ وروش کو اپناتا اور اسلامی ہدایت پاتا ہے۔

اور اگر بالفرض مسلمان کی پیدائش کسی غیر مسلم مملکت میں ہو اور وہیں اس کی نشوونما ہو تو لامحالہ وہاں کا ماحول اس کے افکار، نظریات، طرز و آداب زندگی اور اقدار پر اثر انداز ہوتا ہے، ماسوائے ان افراد کے جنہیں اللہ تعالی نے آلودگیوں سے محفوظ رکھا ہو۔ غیر اسلامی ماحول کا اثر دوسری نسل (اولاد) میں نمایاں طور پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلاد کفر سے ہجرت کے بعد پلٹ کر اسی جگہ جانے کے سلسلے میں اسلام کا اپنا خاص موقف ہے۔ متعدد روایات میں اسے گناہان کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور بعض نے تو اسے ان آٹھ گناہان کبائر میں سے قرار دیا ہے جو عام کبیرہ سے زیادہ کبیرہ شمار ہوتے ہیں۔

ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق (ع) کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

> الکبائر سبعة: منها قتل النفس متعمدا والشرك بالله العظيم، وقذف المحصنة، و اكل الربا بعد البينة، والفرار من الزحف ، والتعرب بعد الهجرة، و عقوق الوالدين، و اكل مال اليتيم ظلماً، قال: و التعرب و الشرك واحد.

(اصول کافی محمد بن یعقوب کلینی ج۲ ص۲۸۱)

"گناہان کبیرہ سات ہیں۔ ان میں کسی کو (ناحق) جان بوجھ کر قتل کرنا، کسی کو خدا کا شریک قرار دینا، پاکدامن خاتون پر زنا کی تہمت لگانا، گواہی (ثبوت) کے بعد (باوجود) سود کھانا، میدان جہاد سے فرار ہونا، اسلامی تہذیب کو اپنانے کے بعد غیر مہذب معاشرے میں جانا، والدین کا عاق ہونا، ناجائز طریقے سے یتیم کا مال کھانا۔ اس کے بعد آپ (ع) نے فرمایا: غیر مہذب معاشرے میں جانا اور شرک کرنا ایک چیز ہے۔"

ابن محبوب روایت کرتے ہیں: بعض اصحاب نے میرے ہمراہ ایک مکتوب امام حسن (ع) کو بھیجا۔ جس میں گناہان کبیرہ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ وہ کتنے اور کون سے ہیں۔ آپ (ع) نے تحریر فرمایا:

الكبائر: من اجتنب ما وعد الله عليه النار كفر عن سيئاته اذا كان مؤمنا، و السبع الموجبات: قتل النفس الحرام ، و عقوق الوالدين ، و أكل الربا، و التعرب بعد الهجرة، وقذف المحصنات، وأكل مال اليتيم، و الفرار من الزحف۔

(اصول کافی: ج۲ ص ۲۷۷)

"جو شخص مومن ہو اور وہ ان گناہوں سے احتراز کرے جن کی سزا خدا نے جہنم قرار دی ہے تو اس کے دوسرے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور آتش جہنم کا باعث گناہ سات ہیں: نفس محترمہ کا قتل، عاقِ والدین ہونا، سود خوری، اسلامی تہذیب کو اپنانے کے بعد غیر مہذب معاشرے میں جانا،

پاکدامن عورت پر تہمت باندھنا، یتیم کا مال کھانا اور
میدان جہاد سے فرار کرنا۔"

محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق (ع) سے نقل کیا ہے:

الکبائرسبع: قتل المؤمن متعمدا، قذف
المحصنة، والفرار من الزحف، والتعرب بعد
الهجرة، و اکل مال الیتیم ظلما و أکل الرباء بعد
البینة، وکل ما أوجب الله علیه النار۔

(اصول کافی: ج۲ص۲۷۷)

"گناہان کبیرہ سات ہیں۔ جان بوجھ کر مؤمن کو قتل کرنا،
پاک دامن خاتون پر تہمت لگانا، میدان جنگ سے فرار کرنا،
اسلامی تہذیب کو اپنانے کے بعد غیر مہذب معاشرے میں
جانا، ناجائز طریقے سے یتیم کا مال کھانا، ثبوت کے بعد
سود خوری اور ہر وہ گناہ جس کی سزا جہنم ہو۔"

عبید بن زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا گناہان کبیرہ
کون کون سے ہیں؟ آپ (ع) نے فرمایا:

هن فی کتاب علی سبع: الکفر با الله ، وقتل
النفس، وعقوق الوالدین ، وأکل الرباء بعد
البینة واکل مال الیتیم ظلماء والفرار من
الزحف، والتعرب بعد الهجرة قال فقلت فهذا
اکبر المعاصی؟ قال نعم ۔

(حوالہ سابق ص۲۷۸)

کتاب علی علیہ السلام میں گناہان کبیرہ سات ہیں: اللہ کا انکار

کرنا، نفس محترمہ کا قتل، عاقِ والدین ہونا، ثبوت کے سود خوری، ناجائز طریقے سے یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے فرار کرنا، اسلامی تہذیب کو اپنانے کے بعد غیر مہذب معاشرے میں جانا۔ عرض کی یہ سب سے بڑی معصیت ہے؟ آپ (ع) نے فرمایا: ہاں۔

امام رضا (ع) نے اس گناہ کے سب سے بڑی معصیت ہونے کی وجہ بیان کی ہے:

لانه لا يؤمن أن يقع منه (المهاجر) ترك العلم والدخول مع أهل الجهل والتمادى فى ذالك۔

(وسائل الشيعه للحر العاملی ج۱۵ص۱۷۰)

"یہ شخص ترک علم اور جاہلوں کی ہم نشینی اور اسے جاری رکھنے سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔"

ان روایات کا مطلب یہ نہیں کہ غیر مسلم ممالک میں داخل ہونا ہمیشہ حرام ہو۔ بعض روایات نے تو ان ممالک میں داخل ہونے کو کارِ ثواب قرار دیا ہے جس کا ہر مسلمان آرزومند ہوتا ہے۔ چنانچہ حماد سندی کہتے ہیں:

قلت لأبى عبدالله جعفر بن محمد(ع) انى أدخل بلاد الشرك، و أن من عندنا ليقولون إن مت ثم (هناك) حشرت معهم، قال لى يا حماد اذا كنت ثم تذكر امرنا و تدعو اليه؟ قال: قلت: نعم، قال: فإذا كنت فى هذه المدن مدن الإسلام تذكر أمرنا و تدعوا أليه ؟ قلت لا. فقال (عليه السلام) لى : انك ان مت ثم (هناك) تحشر أمة وحدك و يسعى نورك بين يديك۔

(حوالہ سابق ج ۱۶ ص ۱۸۸)

"میں نے امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا: میں (کبھی) مشرکین کے ملک میں داخل ہوتا ہوں اور ہمارے یہاں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر تو اس شہر میں مر گیا تو انہیں کے ساتھ محشور ہوں گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا یہ اس صورت کی بات کرتے ہیں جب تم اس غیر مسلم ملک میں جا کر ہمارے مکتب کی بات کرو اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دو؟ میں نے کہا جی ہاں! امام (ع) نے فرمایا: کیا تم اسلامی مملکت میں رہ کر بھی ہمارے مکتب کی بات کرو گے اور اس کی طرف دعوت دو گے۔ میں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: پھر تو ایسی صورت میں اگر تم اس غیر مسلم ملک میں مر دو گے تو تم اکیلے ایک پوری امت کی شکل میں محشور ہو گے اور تیرا نور تیرے آگے آگے چل رہا ہو گا۔"

یہ روایت، اس قسم کی دوسری روایات اور دیگر شرعی دلائل کی روشنی میں ہمارے فقہاء کرام نے درج ذیل فتاوی دیئے ہیں:

م۔۱ دین اور احکام دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کی غرض سے غیر مسلم ممالک کی طرف سفر کرنا ایک مستحسن امر ہے۔ بشرطیکہ سفر پر جانے والے شخص اور اس کے چھوٹے بچوں کے دین کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ ہو۔ رسول اسلام (ص) نے امیر المؤمنین (ع) کو مخاطب کر کے فرمایا:

لئن یھدی اللہ بك عبدا من عبادہ خیر لك مما طلعت علیہ الشمس من مشارقھا الی مغاربھا۔

(حوالہ سابق)

"اے علی(ع) ! خدا تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کی بھی ہدایت فرمائے تو یہ تیرے لئے دنیاومافیھا سے بہتر ہے۔

نیز ایک شخص نے رسول اسلام(ص) سے درخواست کی : یارسول اللہ! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ(ص) نے فرمایا :

اوصيك أن لا تشرك با الله شيئا وادع الناس الى الاسلام و اعلم ان لك بكل من أجابك عتق رقبة من ولد يعقوب۔

"میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہراو، لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تجھے ہر اس شخص کے بدلے جو تیری دعوت پر لبیک کہے، اولاد یعقوب(ع) میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر و ثواب ملے گا"

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲ : مؤمن کے لئے غیر مسلم ممالک کی طرف سفر کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سفر کا، اس کے اور اس سے متعلق دیگر افراد خانہ کے دین پر منفی اثر نہ پڑنے کا یقین ہو۔

م۔۳ : مسلمان کے لئے غیر مسلم ممالک میں قیام کرنا جائز ہے بشرطیکہ فی الحال اور مستقبل میں اس کے اور اس کے اہل خانہ کے شرعی فرائض کی انجام دہی میں کوئی رکاوٹ نہ بنے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۴ : اگر غیر مسلم ممالک کی طرف سفر سے مسلمان کے دین کو نقصان پہنچتا ہو تو

یہ سفر حرام ہو گا، چاہے یہ سفر مشرق کا ہو یا مغرب کا۔ سفر کا مقصد سیاحت ہو، تجارت ہو یا حصول علم نیز ان ممالک میں قیام عارضی ہو یا دائمی (سب کا ایک ہی حکم ہے)۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۵: اگر بیوی کو یقین ہو کہ شوہر کے ساتھ سفر پر جانے سے اس کے دین کو نقصان پہنچے گا تو اس کے لئے شوہر کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے۔

م۔٦: اگر بالغ اولاد (چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں) کو اس بات کا یقین ہو کہ باپ، ماں یا دیگر دوستوں کے ساتھ سفر کرنے سے انہیں دینی لحاظ سے نقصان پہنچے گا تو ان کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے۔

م۔۷: دینی لحاظ سے نقصان سے فقہاء کی مراد یہ ہے کہ انسان فعل حرام، گناہ صغیرہ و کبیرہ کا مرتکب ہو جیسے شراب خوری، زنا، مردار کا گوشت کھانا، نجس مشروب پینا یا اس قسم کے دیگر حرام کام یا واجب ترک ہو جائے جیسے نماز، روزہ، حج یا دیگر واجبات ہیں۔

م۔۸: اگر کسی مسلمان کے لئے غیر مسلم ممالک کی طرف سفر ناگزیر ہو جائے، مثال کے طور پر یقینی موت سے بچنے کے لئے بیرون ملک سفر کرنا پڑے اور اسے یہ بھی یقین ہو کہ اس سفر سے مجھے کوئی دینی نقصان پہنچے گا ایسی صورت میں اتنا سفر جائز ہے جس سے ضرورت پوری ہو مثلاً علاج مکمل ہو جائے۔

م۔۹: جس مسلمان نے اپنے وطن کو ترک کر کے غیر مسلم ممالک میں رہائش یا شہریت اختیار کی ہے، اگر اسے یقین ہو کہ اس ملک میں مزید قیام سے اس کا یا اس کے بچوں کا دینی نقصان ہو گا تو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنے وطن واپس آجائے بشرطیکہ اس سے موت کا خطرہ نہ ہو یا اتنی مشقت نہ اٹھانی پڑے جس سے مکلف نہ رہے۔ جیسے وہ اضطراری حالت ہے جس میں جان کے خوف سے مردار کا

گوشت کھانا پڑے۔ دینی نقصان تب متحقق ہوگا جب بیرون ملک قیام سے واجب ترک یا حرام کا ارتکاب ہو جائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۰: جب مسلمان پر (کسی وجہ سے) سفر حرام ہو جائے تو اس کا یہ سفر، سفر معصیت شمار ہوگا اور دوران سفر چار رکعتی نماز پوری پڑھنی پڑے گی اور روزہ رکھنا پڑے گا اور جب تک سفر، سفر معصیت ہوگا نماز کو قصر پڑھنے اور روزہ افطار کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

م۔۱۱: اگر والدین اپنے بیٹے کو سفر سے منع کریں اور اس کی وجہ بیٹے سے شفقت اور ہمدردی ہو یا بیٹے کے سفر اور اس کے فراق اور دوری سے والدین کو اذیت ہوتی ہو اور اس سفر کو ترک کرنے سے بیٹے کو کوئی نقصان بھی نہ پہنچتا ہو تو اس صورت میں بیٹے کا سفر جائز نہیں ہوگا۔

غیر مسلم ممالک کی طرف ہجرت سے متعلق استفتاءات اور آیۃ اللہ سیستانی (مدظلہ) کے جوابات:

م۔۱۲: تعرب بعد الهجرة جو من جملہ گناہان کبیرہ میں سے ہے، سے کیا مراد ہے؟

جواب: بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ آج کل کے دور میں ان ممالک میں قیام تعرب بعد الهجرة کہلائے گا جہاں دینی نقصان ہوتا ہو۔ غرض یہ کہ انسان ایسے ملک کو ترک کرے جہاں ان دینی معلومات اور شرعی احکام کو حاصل کر سکتا ہو جن کا حصول ضروری ہو اور شریعت مقدسہ کے واجبات کو انجام دے سکتا ہو، حرام کاموں کو ترک کر سکتا ہو اور اس ملک میں چلا جائے جہاں یہ سارے یا بعض فرائض انجام نہ دیئے جا سکیں۔

م۔۱۳: یورپ، امریکہ اور اس قسم کے دیگر غیر اسلامی ممالک میں رہائش پذیر مسلمان یہ

محسوس کرتا ہے کہ وہ (رفتہ رفتہ) اس دینی ماحول سے بیگانہ اور دور ہوتا جارہا ہے جس میں اس کی تربیت اور نشوونما ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر نہ اذان اور قرآن کی آواز سنتا ہے اور نہ مقامات مقدسہ کی زیارت اور اس کی روح پرور فضا اسے نصیب ہوتی ہے۔ کیا اس دینی ماحول کو ترک کر کے اس سے دور زندگی بسر کرنا دینی نقصان شمار ہوگا؟

جواب: یہ وہ دینی نقصان نہیں جس سے ان ممالک میں قیام حرام ہو جاتا ہو۔ البتہ (زیادہ دیر تک) دینی ماحول سے دور رہنے کے نتیجے میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان کا ایمانی پہلو (جذبہ دینی) کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی نظر میں بعض واجبات کا ترک کرنا یا بعض حرام کاموں کا ارتکاب معمولی بات لگتی ہے۔ اگر انسان کو خدشہ ہو کہ ان غیر اسلامی ممالک میں طویل قیام سے اس قسم کا دینی نقصان پہنچے گا تو اس صورت میں ان ممالک میں (مزید) قیام جائز نہ ہوگا۔

م۔۱۴: بعض اوقات یورپ امریکہ اور اس قسم کے دیگر غیر اسلامی ممالک میں مقیم (مسلمان) سے ایسے ایسے حرام کام سرزد ہوتے ہیں کہ اگر یہ شخص اپنی اسلامی مملکت میں ہوتا تو یہ حرام کام اس سے صادر نہ ہوتے۔ ان ممالک کی معمول کی زندگی ایسے ایسے مناظر پیش کرتی ہے جو ہیجان آور ہوتے ہیں اور انسان حرام کی طرف راغب نہ بھی ہو پھر بھی معمول کے مطابق حرام سرزد ہو ہی جاتا ہے۔ کیا یہ دینی نقصان شمار ہوگا، جس کی وجہ سے ان ممالک میں قیام حرام ہو جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! یہ دینی نقصان ہے۔ البتہ اگر یہ فعل حرام گناہ صغیرہ ہو اور بار بار صادر نہ ہوتا ہو تو دینی نقصان شمار نہ ہوگا۔

م۔۱۵: تعرب بعد الهجره کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ اپنے وطن سے ایسے ملک منتقل ہو جہاں مکلف کی دینی معلومات میں کمی آتی ہو اور دین کے حوالے سے جہالت میں اضافہ ہوتا ہو۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے ممالک میں مکلف

پر فرض ہے کہ وہ معمول سے زیادہ اپنے نفس کی نگرانی کرتا رہے تاکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی جہالت میں اضافہ نہ ہو۔

جواب : اس صورت میں نگرانی ضروری ہو گی جب اس کو ترک کرنے سے مذکورہ بالا معنی میں دینی نقصان کا خطرہ ہو۔

م۔۱۶: اگر دین سے دور رکھنے والے ماحول اور معاشرے کی خصوصیات کی وجہ سے کسی مبلغ اسلام کے فعل حرام میں پڑنے کے مواقع بڑھ جائیں تو کیا ایسے عالم اور مبلغ اسلام کے لئے ان ممالک میں (مزید) قیام کرنا حرام اور تبلیغ کو ترک کر کے واپس وطن لوٹ آنا واجب ہو گا؟

جواب : اگر اتفاقی طور پر بعض گناہان صغیرہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور وثوق ہو کہ معاملہ اس سے آگے نہیں بڑھے گا تو عالم دین کا مزید قیام حرام نہ ہو گا۔

م۔۱۷: اگر بلاد کفر کے مہاجر کو اپنی اولاد کے دینی نقصان کا خدشہ ہو تو کیا ان شہروں میں قیام حرام ہو گا؟

جواب : جی ہاں۔ یہی حکم خود اس مہاجر کے لئے بھی ہو گا۔

م۔۱۸: کیا یورپ اور امریکہ میں رہنے والے ذمہ دار افراد پر واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو عربی سکھانے کی طرف توجہ دیں۔ کیونکہ عربی زبان قرآن اور شریعت کی زبان ہے اور اس زبان سے جہالت کے نتیجے میں مستقبل میں شریعت کے بنیادی مدارک سے بھی جاہل رہے گا جو عربی زبان میں لکھی گئی ہیں اس طرح اس کی دینی معلومات کم ہوں گی اور اس کا دینی نقصان ہو گا۔

جواب : اپنے بچوں کو اس حد تک عربی زبان سکھانا لازم ہے جس کے بغیر ان واجبات کی ادائیگی نہ ہو سکے جن کا عربی زبان میں بجا لانا ضروری ہے۔ جیسے سورہ فاتحہ اور دوسرے سورے کی تلاوت اور نماز کے واجب ذکر ہیں۔ اس سے زیادہ عربی سیکھنا واجب نہیں بشرطیکہ کسی دوسری زبان میں دینی معلومات اور شرعی احکام کا

حصول ممکن ہو۔ البتہ قرآن مجید بلکہ مکمل طریقے سے عربی زبان سکھانا مستحب ہے تاکہ احکام اسلام کو عربی زبان میں ان کے بنیادی سرچشموں سے حاصل کیا جا سکے۔ جن میں سر فہرست قرآن مجید کے بعد سنت نبوی اور کلام اہل بیت اطہار علیہم السلام ہیں۔

م۔۱۹: اگر کسی مکلّف کو ایسا اسلامی ملک میسر آئے جہاں یعنی یورپی ممالک کی موجودہ حالت کے مقابلے میں بعض اقتصادی مشکلات کے ساتھ گزراوقات کر سکتا ہے تو کیا ایسی صورت میں مغربی ملک کو ترک کر کے اس اسلامی ملک کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں مغربی ملک کو ترک کرنا واجب نہیں، مگر یہ کہ اس ملک میں مزید قیام سے گزشتہ معنی میں دینی نقصان کا خطرہ ہو۔

م۔۲۰: اگر کوئی مکلّف غیر اسلامی ممالک میں غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دے سکتا ہو یا مسلمانوں کو دینی تقویت پہنچا سکتا ہو اور اس سلسلے میں کسی دینی نقصان کا بھی خدشہ نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں غیر اسلامی ملک میں جا کر تبلیغ کرنا واجب ہوگا؟

جواب: جی ہاں! تبلیغ ہر اس مسلمان پر واجب کفائی (۱) ہے جو تبلیغ کی استطاعت رکھتا ہو۔

م۔۲۱: کیا کسی ایسے غیر اسلامی ملک میں قیام جائز ہے جہاں سڑکوں، اسکولوں، ٹیلیویژن اور دیگر مراکز میں مختلف منکرات اور برائیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جبکہ اس ملک سے دوسرے اسلامی ملک کی طرف منتقل ہونا بھی ممکن ہے۔ لیکن اس ملک کو ترک کرنے کے نتیجے میں رہائشی مشکلات کے علاوہ اقتصادی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور جائز نہ ہونے کی صورت میں کیا اسی ملک میں مسلمانوں میں تبلیغ دین اور

---

(۱) واجب کفائی وہ ہے جو ابتدائی طور پر تمام مسلمانوں پر واجب ہوتا ہے اور اگر چند مسلمان اس واجب کو انجام دے دیں تو باقی مسلمانوں پر واجب نہیں رہتا جیسے دفن میت ہے۔ مترجم

انہیں واجبات اور محرمات کی طرف متوجہ کرنا اس امر کا باعث بنے گا کہ وہاں اس کا قیام جائز ہو جائے؟

جواب: اگر کسی غیر اسلامی ملک میں قیام فی الحال یا مستقبل میں مسلمان اور اس کے اہل خانہ کے شرعی واجبات کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنے تو وہ حرام نہ ہوگا اور اگر رکاوٹ بنے تو جائز نہیں۔ اگرچہ بعض تبلیغی فرائض کو انجام دے سکتا ہو۔

واللہ العالم۔

☆☆☆☆☆
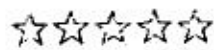
دوسری فصل

تقلید

☆ مقدمہ

☆ تقلید سے متعلق بعض شرعی احکام

☆ اس فصل سے مخصوص استفتاءات

تقلید : مجتہد جامع الشرائط کے فتوی کے مطابق عمل کا نام ہے، اگرچہ عین عمل کے موقع پر فتوی کا حوالہ نہ دیا جائے۔ اس طرح مجتہد کی رائے کے مطابق جس کام کو انجام دینا جائز ہو اس کو انجام دو اور جس کو ترک ہونا چاہیے اسے ترک کرو بغیر اس کے کہ اس مسئلے میں مزید کوئی جستجو اور تحقیق کرو۔ گویا آپ نے اپنے عمل کو ہار کی طرح مجتہد کے گردن میں ڈال دیا ہے اور خدا کے نزدیک اس مجتہد کو اپنے نامہ عمل کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

جس مجتہد کی تقلید کی جائے اس میں شرط ہے کہ وہ اپنے دور کے تمام علماء سے زیادہ علم رکھتا ہو اور شرعی احکام کو ان کے مقررہ مدارک و مأخذ سے حاصل کرنے کی زیادہ قدرت و صلاحیت رکھتا ہو۔ یہاں پر بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم درج ذیل شرعی احکام کی وضاحت کریں۔

م۔ ۲۲: جو مکلّف شرعی احکام کا ان کے مدارک سے استنباط کرنے کی استطاعت و قدرت نہ رکھتا ہو، اس پر واجب ہے کہ وہ ایسے اعلم مجتہد کی تقلید کرے جو استنباط کی قدرت رکھتا ہو۔ اس قسم کے مکلّف کا عمل جو تقلید کے مطابق ہو اور نہ احتیاط کے مطابق ہو باطل ہے۔

م۔ ۲۳: مجتہد اعلم وہ ہے جو تفصیلی دلائل کی روشنی میں احکام شرعیہ کے استنباط کی دوسروں سے زیادہ قدرت رکھتا ہو۔

م۔ ۲۴: مجتہد اعلم کی تعیین کے سلسلے میں اہل خبرہ (ماہرین فن) کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ مجتہد کی تعیین کے سلسلے میں اہل خبرہ کے علاوہ کسی اور کی طرف

رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

م۔۲۵: مکلف تین طریقوں سے اپنے مرجع تقلید کا فتوی حاصل کر سکتا ہے۔

س الف : خود مجتہد سے درپیش مسئلے کا حکم سن لے۔

ب : دو عادل گواہ یا قابل وثوق آدمی جن کی بات پر اطمینان آتا ہو، مجتہد کا فتویٰ نقل کریں۔

ج : مکلف خود اپنے مرجع تقلید کے رسالہ عملیہ (مسائل کا مجموعہ کتاب) کی طرف یا استفتاء وغیرہ کی طرف رجوع کرے، جس کے صحیح ہونے کا اسے اطمینان ہو۔

م۔۲۶: اگر کسی درپیش مسئلے میں مرجع تقلید کا کوئی فتوی نہ ہو یا مقلد بوقت ضرورت فتوی حاصل نہ کر سکے تو اس مجتہد کی طرف رجوع کرنا (اس کے فتوی پر عمل کرنا) جائز ہو گا جو باقی مجتہدوں میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو۔

تقلید سے مخصوص بعض استفتاءات اور آیۃ اللہ سیستانی (مدظلہ) کے جوابات :

م۔۲۷: ہم فقہاء کرام کا یہ فرمان پڑھتے ہیں کہ تم پر مجتہد اعلم کی تقلید واجب ہے اور جب ہم اپنے قرب وجوار کے علماء دین سے یہ پوچھتے ہیں کہ مجتہد اعلم کون ہے ؟ تو ہم کو کوئی واضح اور دوٹوک جواب نہیں ملتا تاکہ کسی مجتہد کی تقلید کریں اور سکون حاصل کریں اور ان سے اس کی وجہ دریافت کرتے ہیں (یعنی دوٹوک جواب کیوں نہیں دیتے) تو وہ فرماتے ہیں کہ ہم اہل خبرہ میں سے نہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ ہم نے بعض اہل خبرہ سے پوچھا، جس کا انہوں نے یہ جواب دیا کہ مجتہد اعلم کی تعیین کے لئے فقہاء و مجتہدین کی کتابوں کا درس و بحث ضروری ہے تاکہ ان میں سے مجتہد اعلم کی تعیین اور تشخیص ہو سکے اور یہ طولانی، پیچیدہ اور مشکل کام ہے

(بہتر ہے) کسی اور سے دریافت کرو۔

اگر دینی مراکز میں بھی مجتہد اعلم کی تعیین ایک مشکل کام ہے تو مغرب، امریکہ اور اس قسم کے دیگر شہروں اور ممالک میں یہ کام کتنا مشکل ہوگا جو ان دینی مراکز سے دور واقع ہیں۔

جب ہم بڑی مشکل اور محنت سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو واجبات پابندی سے بجالانے اور حرام کاموں کو ترک کرنے کا قائل کر لیتے ہیں اور انہیں اس سوال تک لے آنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ اب ہم کس کی تقلید کریں؟ وہ پوچھتے ہیں اور انہیں خاطر خواہ جواب نہیں ملتا۔ کیا اس مشکل کا کوئی حل موجود ہے؟

جواب: اگر کسی وجہ سے بعض ماہرین جو مجتہد اعلم سے باخبر ہیں اعلم کی تعیین سے انکار کرتے ہیں تو بعض اہل خبرہ اور ماہرین ایسے بھی ہیں جو اس سے انکار نہیں کرتے اور ان ماہرین کی پہچان، اہل علم اور دوسرے قابل وثوق افراد کے ذریعے ہو سکتی ہے جن کا حوزہ علمیہ اور دوسرے ممالک میں پھیلے ہوئے علماء سے رابطہ ہے۔ پس معلوم ہوا اگرچہ مجتہد اعلم کی تشخیص اور تعیین بعض مشکلات سے خالی نہیں مگر اسے ایک پیچیدہ اور مشکل کام شمار نہیں ہونا چاہیے۔

م۔۴۸: ہم اہل خبرہ کو کیسے پہچانیں؟ تاکہ ان سے مجتہد اعلم کے بارے میں سوال کر سکیں۔ ہماری ان تک رسائی کیسے ہو سکتی ہے تاکہ ان سے پوچھ سکیں، جب کہ ہم حوزہ ہائے علمیہ بلکہ پورے مشرق سے دور رہتے ہیں۔ کیا کوئی ایسا حل ہے جو ہماری مشکل کو آسان کرے اور جس کے ذریعے ہم اپنے مرجع تقلید کی تعیین کر سکیں۔

جواب: مجتہد اعلم کی خبر وہ علماء رکھ سکتے ہیں جو علمی لحاظ سے مجتہد یا قریب الاجتہاد ہوں اور جن محدود افراد میں مجتہد اعلم منحصر ہے۔ اجتہاد کے ضروری علوم میں ان کی

صلاحیت سے آگاہی رکھتے ہوں اور وہ ضروری علوم تین ہیں۔

اول: وہ علم جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں روایت معصوم سے صادر ہوئی ہے۔ اس علم میں، علم رجال، علم حدیث اور اس کے متعلق دیگر امور، جیسے کتابوں کی شناخت، من گھڑت اور جعلی روایات کی پہچان اور جعل سازی کے محرکات سے آگاہی، مختلف نسخوں کی معرفت، صحیح روایت کی معرفت اور متن حدیث اور مصنف کی عبارت میں التباس اور اس قسم کے دیگر امور دخالت رکھتے ہیں۔

دوم: محاورہ کے عمومی قوانین کی شناخت کے ذریعے روایت کے مطلب کو سمجھنا خصوصاً بیانِ احکام کے سلسلے میں ائمہ طاہرین کی خاص روش کو جاننا، اس علم میں، علم اصول، علم ادبیات (صرف ونحو وغیرہ) اور ائمہ طاہرین(ع) کے ہمعصر اہل سنت علماء کے اقوال سے آگاہی کو خاص اور مکمل دخل حاصل ہے۔

سوم: فروعی احکام کو، فقہی اور اصولی قواعد اور کلیات پر منطبق کرنے میں صائب النظر ہو اور اس سے آگاہی کا ذریعہ یہ ہے کہ ان فقہا سے بحث اور تبادلہ خیال کیا جائے یا ان کی تالیفات اور اصول و فقہ کے دروس کا مجموعہ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ مجتہد اعلم کا متلاشی مکلف اگر خود اہل خبرہ سے آگاہ نہ ہو سکے تو عام طور پر ایسے علماء دین اور دیگر باوثوق افراد کے ذریعے بھی اہل خبرہ کی شناخت کی جا سکتی ہے جو اہل خبرہ کو سمجھتے ہیں۔ آج کے آسان اور تیز رفتار ذرائع مواصلات کے دور میں مکان کے فاصلے اہل خبرہ سے رابطہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔

م۔۲۹: اگر مجتہد اعلم کی تشخیص میں اہل خبرہ میں اختلاف پایا جائے، لیکن نفس اور ذہن کو کسی ایک مجتہد کی اعلمیت کا اطمینان حاصل ہو تو کیا تقلید کے لئے اتنا اطمینان کافی ہے؟

جواب : اگر اعلم کی تشخیص میں اہل خبرہ کا اختلاف ہو جائے تو اہل خبرہ میں سے اس عالم کے قول پر عمل کیا جائے جس کا علم و آگاہی زیادہ ہو اور یہی حکم اور کلیہ دیگر مواقع پر بھی جاری ہوتا ہے جہاں اہل خبرہ میں اختلاف پایا جائے۔

م۔۳۰ : اگر اہل خبرہ مجتہد اعلم کی تشخیص میں اختلاف کریں یا متعدد مجتہدین کی تقلید کو کافی اور جائز قرار دیں تو کیا ایسی صورت میں مکلّف (بالغ و عاقل انسان) کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب تک مجتہد اعلم واضح اور ثابت نہ ہو وہ ایک مسئلے میں کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اس کے فتوی پر عمل کرے اور دوسرے مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرے ؟

جواب : اس سوال کے تین فرض ہو سکتے ہیں :

فرض اول : بعض اہل خبرہ (نام کی تعیین کیے بغیر) کسی ایک یا مجتہدین کی ایک جماعت کی تقلید کو کافی قرار دیں۔ اس پر کسی قسم کا اثر شرعی مرتب نہ ہوگا۔

فرض دوم : اہل خبرہ، مجتہدین میں سے دو یا دو سے زیادہ کا علم اور تقوی میں مساوی ہونے کا اعلان کریں۔ یعنی احکام شرعی کے استنباط میں ان کی پختگی کا اعلان کریں ۔ ایسی صورت میں مکلّف کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اعمال کو ان مجتہدین میں سے کسی ایک کے فتوی کے مطابق انجام دے۔ لیکن بعض مسائل میں احتیاط واجب یہ ہے کہ امکانی صورت میں بیک وقت دونوں یا زیادہ مجتہدین کے فتوی پر عمل کرے۔ مثال کے طور پر اگر کسی مسافر کے بارے میں ایک مجتہد پوری اور دوسرا قصر نماز پڑھنے کا فتوی دے تو مکلّف (نماز گزار) چار رکعتی نماز کو ایک دفعہ قصر (دو رکعت) پڑھے اور دوسری دفعہ پوری (چار رکعت) پڑھے۔

فرض سوم : بعض اہل خبرہ ایک مجتہد کی اعلمیت کا اور بعض اہل خبرہ دوسرے مجتہد کی اعلمیت کا اعلان کریں۔ اس فرض کی پھر دو صورتیں ہو سکتی ہیں : پہلی حالت یہ ہے کہ مکلّف کو اجمالاً یہ معلوم ہو کہ دو مجتہدین میں ایک ضرور اعلم ہے

لیکن اس ایک کا تعین نہ ہو۔ یہ ایک شاذ و نادر صورت ہے اس صورت کا تفصیلی حکم کتاب "منہاج الصالحین" کے مسئلہ نمبر ۹ میں بیان کیا گیا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مکلّف کو کسی ایک کی اعلمیت کا علم نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علم میں دونوں کے مساوی ہونے کا احتمال دے۔ اس صورت میں سابق الذکر دوسرے فرض کا حکم جاری ہوگا۔

م۔۳۱: اگر مکلّف کو ایک نیا مسئلہ پیش آئے جس کے بارے میں اپنے مرجع تقلید کی رائے معلوم نہ ہو (ایسی صورت میں) کیا مکلّف پر واجب ہے کہ وہ تحقیق کرے اور وکلاء سے پوچھ کر اپنے مرجع تقلید کی رائے معلوم کرے جس کے لئے ٹیلیفونی رابطے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے جو خاصا مہنگا پڑتا ہے یا جب تک اپنے مرجع تقلید کا فتویٰ حاصل نہ کر سکے، کسی دوسرے مجتہد کی رائے پر عمل کر سکتا ہے جس کا فتویٰ آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے؟ اور ان گزشتہ اعمال کا کیا حکم ہوگا جو مرجع تقلید کے فتویٰ کے خلاف انجام دیئے گئے ہوں؟

جواب: ہر مکلّف پر واجب ہے کہ وہ اپنے مرجع تقلید کا فتویٰ معلوم کرے اگرچہ اس کے لئے اسے ٹیلیفون پر رابطہ کرنا پڑے۔ بشرطیکہ یہ ذریعہ اس کے لئے نقصان دہ اور مضر نہ ہو اور اگر مرجع تقلید کا فتویٰ معلوم کرنا ممکن نہ ہو تو درپیش مسئلے کے لئے مرجع تقلید کے علاوہ کسی اور مجتہد کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھے کہ جس کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے وہ مرجع تقلید کے بعد دوسروں سے اعلم ہو اور اگر اس کا فتویٰ بھی نہ مل سکے تو جو تیسرے درجے کا مجتہد ہوگا اس کے فتویٰ پہ عمل کرے اور اس ترتیب کا خیال رکھے اور دوسرے مجتہد کی رائے کے مطابق انجام دیا گیا عمل صحیح ہوگا اگرچہ درواقع اس کا فتویٰ مرجع تقلید کے فتویٰ کے خلاف ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تیسری فصل

طہارت اور نجاست

☆ مقدمہ

☆ طہارت و نجاست کے بعض احکام

☆ طہارت و نجاست سے مخصوص استفتاءات
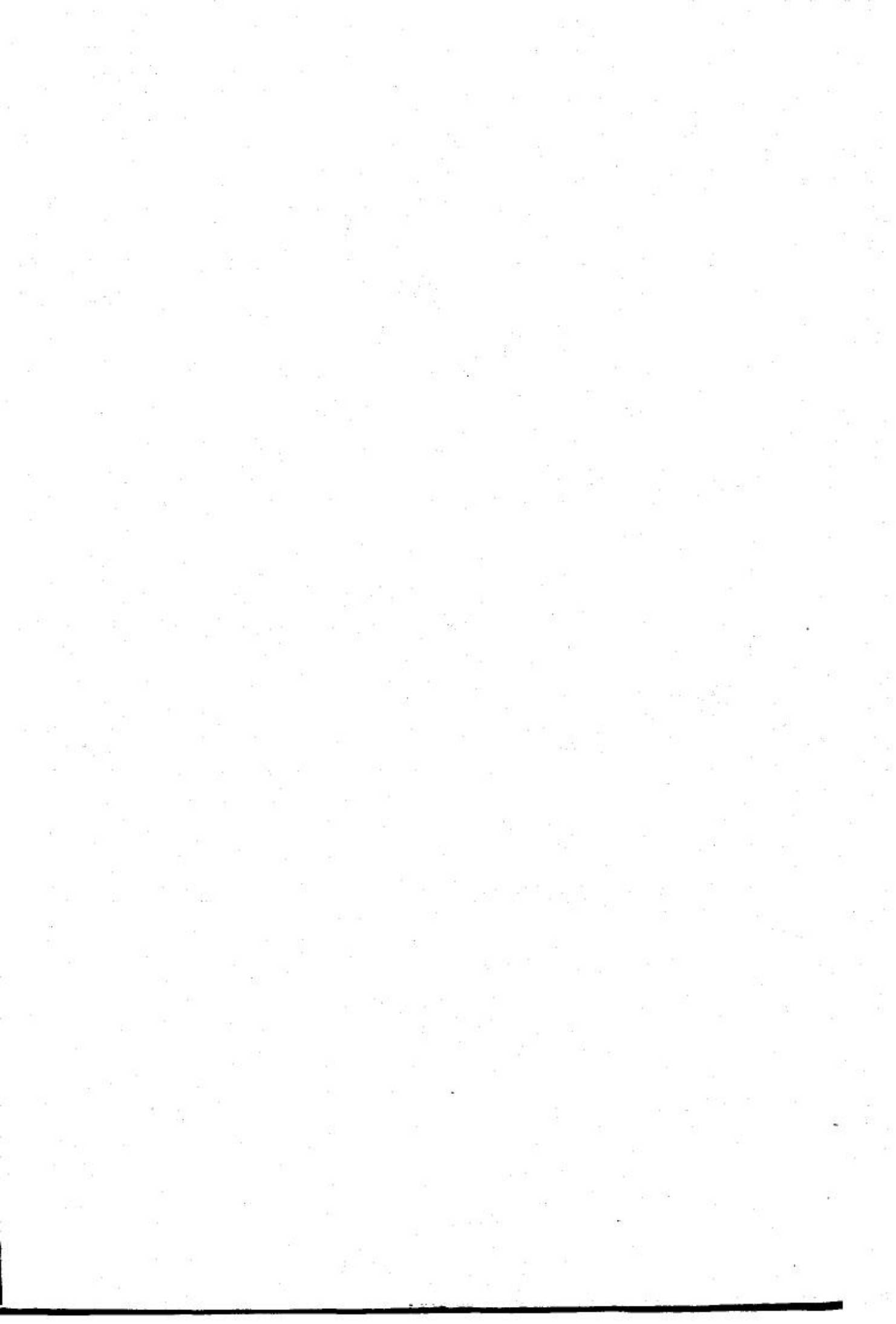
ہر مسلمان کی یہ خواہش اور آرزو ہوتی ہے کہ اس کا بدن، لباس اور روزہ مرہ کی ضرورت کی چیزیں نجاسات سے پاک ہوں، جن سے بدن وغیرہ نجس ہوتا ہے اور ان نجاسات کے ازالے کے بغیر بدن اور لباس پاک نہیں ہو سکتے۔ لیکن غیر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی زندگی مشکلات سے دوچار ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس ماحول میں نجاسات سے پرہیز بہت مشکل کام ہے کیونکہ ہوٹلوں اور ریسٹورانوں میں، نائی کی دوکان پر، کپڑے دھونے کے مقامات، گیلے راستوں، غسل خانوں اور عمومی گزرگاہوں میں غیر مسلم رہائشگاہوں سے واسطہ پڑتا ہے (جن سے بچنا نہایت مشکل ہے) اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں قارئین کرام کی خدمت میں طہارت و نجاست سے مخصوص بعض شرعی احکام بیان کئے جائیں۔

م۔ ۳۲ : سابق الذکر شرعی حکم "کل شیء طاهر حتی تعلم انه نجس،،" ہر چیز اس وقت تک پاک سمجھی جائے گی جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو" اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ سب چیزیں اس وقت تک پاک سمجھی جائیں گی جب تک آپ کو یقین حاصل نہ ہو کہ وہ اب نجس ہو گئی ہیں اور جب تک آپ کو یقین حاصل نہ ہو کہ کوئی بھی چیز اب نجس ہو گئی ہے اسے پاک قرار دیں اور بغیر کسی تردد اور تامل کے اس پر طہارت کے تمام آثار مرتب کر سکتے ہیں۔

م۔ ۳۳ : اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوس پاک ہیں جب تک کسی عارضی نجاست کی وجہ سے ان کے نجس ہو جانے کا یقین حاصل نہ ہو۔ اہل کتاب کے ساتھ اٹھتے

بیٹھتے وقت اور ان سے مس ہوتے وقت بھی اس کلیہ پر عمل کر سکتے ہیں۔

م۔۳۴: ایک چیز کی نجاست دوسری چیز کی طرف اس صورت میں منتقل ہوتی ہے جب دونوں میں سے ایک تر ہو اور نجاست، نجس چیز سے پاک چیز تک سرایت کر جائے اور اگر دونوں چیزیں خشک ہوں اور نجاست سرایت نہ کرے، تو نجاست منتقل نہیں ہوگی۔ بنا برایں اگر آپ اپنا خشک ہاتھ کسی خشک نجس چیز پر رکھیں تو آپ کا ہاتھ نجس نہ ہوگا۔

م۔۳۵: آپ ہر اس شخص پر طہارت کے احکام جاری کر کے اس سے ملاقات اور مصافحہ کر سکتے ہیں جب تک اس کے عقائد اور دین سے آگاہی نہ ہو اور اس کے مسلمان یا اہل کتاب ہونے کا احتمال ہو، اگرچہ ہاتھ پر تری موجود ہو۔ یہ بھی واجب نہیں کہ آپ ملنے والے شخص سے دریافت کر کے اس کے عقائد اور دین معلوم کریں۔ اگرچہ اس سوال سے آپ اور آپ سے ملنے والے کو کوئی مشکل بھی پیش نہ آتی ہو۔
(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۶: جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جسم اور لباس پر گرنے والے پانی اور دیگر مائعات کے قطرے پاک سمجھے جائیں گے۔

م۔۳۷: الکحل کی تمام انواع، چاہے انہیں لکڑی سے بنایا گیا ہو یا کسی اور چیز سے، پاک ہیں۔ بنابرایں وہ تمام دوائیاں، عطر اور مأکولات جن میں الکحل شامل ہے، پاک ہیں اور اور ان کی نجاست کے حوالے سے کسی تأمل کے بغیر آپ ان کو استعمال کر سکتے ہیں اور اگر ان میں الکحل کی مقدار بہت کم مثلاً ۲ فیصد ہو تو انہیں کھایا بھی جا سکتا ہے۔

م۔۳۸: گھر کا ضروری اور استعمال شدہ سامان چاہے وہ جیسے بھی استعمال ہوا ہو، جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو پاک ہے اور اسے پاک کئے بغیر دوبارہ استعمال کر سکتے ہیں۔
(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۹: گھر کا فرش اور کارپٹ وغیرہ اگر نجاست کے گرنے سے نجس ہو جائے اور نجاست کا کوئی مادہ فرش وغیرہ پر باقی نہ رہے تو اسے پاک کیا جاسکتا ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی لوٹے یا پیالہ وغیرہ کے ذریعے اس پر آب قلیل ڈالا جائے جب پاک پانی پوری نجس جگہ کو گھیر نے تو اس سے پانی کو نکالا جائے۔ جس کے لئے کپڑے کو نچوڑا جائے یا دبایا جائے یا برقی مشین کے ذریعے نکالا جائے یا اسے رگڑا جائے یا کپڑے کے کسی ٹکڑے کے ذریعے نکالا جائے۔ اس سے فرش اور کارپٹ وغیرہ پاک ہو جائیں گے اور احتیاط واجب کے مطابق اس نجس فرش سے نکلا ہوا پانی (دھوون) نجس شمار ہوگا۔ اگر پیشاب کے علاوہ کسی اور نجاست کے ذریعے کپڑا نجس ہو جائے تو اس کو بھی پاک کرنے کا یہی طریقہ ہے لیکن اگر پیشاب کی وجہ سے نجس ہوگا تو اس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔ جس طرح شیر خوار بچہ اور بچی کا حکم بھی مخصوص ہے۔ اس کا ذکر بھی بعد میں ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۰: اگر گزشتہ نجس چیزوں کو نلکے کے پانی سے پاک کرنا چاہیں جو کُر پانی سے ملا ہوا ہو تو نچوڑنے، دبانے یا برقی مشین کے ذریعے پانی کو خارج کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جیسے ہی کر کا پانی نجس فرش تک پہنچے وہ پاک ہو جائے گا۔

م۔۴۱: اگر کپڑا، فرش اور کارپٹ وغیرہ ایسی نجاست کی وجہ سے نجس ہو جائیں جو ٹھوس مادہ رکھتی ہو اور کپڑے وغیرہ پر اس کا اثر باقی رہ جائے جس طرح خون اور منی ہے تو اسے بھی (مسئلہ نمبر ۳۷ ۔ ۳۸ میں) بیان شدہ طریقے سے پاک کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ نجاست کا مادہ اور اثر زائل ہو جائے۔ یہ اثر دھونے سے زائل ہو جائے یا کسی اور چیز کے ذریعے سے برطرف کیا جائے۔

البتہ اس مسئلہ اور گذشتہ مسئلہ میں (جہاں عین نجاست کا اثر باقی نہ تھا) یہ فرق ضرور ہے کہ اس مسئلے میں جس پانی کے ذریعے عین نجاست برطرف کی جائے وہ

احتیاط واجب کے طور پر نہیں بلکہ اس کی نجاست کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔

م۔۴۲ : اگر فرش لباس اور کارپٹ وغیرہ اس شیر خوار بچی اور بچے کے پیشاب کی وجہ سے نجس ہو جائیں جو دودھ کے علاوہ شاذ و نادر ہی کوئی دوسری غذا کھاتا ہو تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر ایک ہی دفعہ اتنا آب قلیل ڈالا جائے (آب کثیر ڈالا جائے تو بطریق اولی پاک ہو گا) جو پیشاب والی جگہ کو گھیر لے اس کی طہارت کے بعد، طہارت میں استعمال شدہ پانی نچوڑنے اور دبانے کے ذریعے نکالنا ضروری نہیں۔

م۔۴۳ : پیشاب کی وجہ سے نجس کپڑا پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ لوٹے یا پیالے کے ذریعہ قلیل پانی نجس کپڑے پر ڈالا جائے اور جب پانی نجس جگہ کو گھیر لے تو کپڑے کو نچوڑ کر اس کا پانی نکالا جائے اور پھر دوسری دفعہ بھی اسی عمل کو دہرایا جائے اس سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ بشرطیکہ کپڑے پر عین پیشاب موجود نہ ہو ۔کپڑے کو دھوتے وقت دونوں دفعہ جو پانی نکالا جائے گا وہ احتیاط واجب کے طور پر نجس شمار ہو گا اور اگر عین پیشاب موجود ہو تو پہلی دفعہ نکلنے والے پانی کی نجاست کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔

م۔۴۴ : اگر کر سے متصل، نلکے کے پانی سے پیشاب کی وجہ سے نجس کپڑے کو پاک کرنا چاہیں تو اسے بھی دو ہی مرتبہ دھونا پڑے گا لیکن کپڑے کو نچوڑ کر استعمال شدہ پانی کو نکالنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر بدن بھی پیشاب کی وجہ سے نجس ہو جائے تو اسے بھی دو ہی دفعہ دھونا پڑے گا اگرچہ کر سے متصل پانی کے ذریعے دھویا جائے۔

م۔۴۵ : شراب کی وجہ سے نجس ہاتھ اور کپڑے، ایک دفعہ پانی سے دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر کپڑے کو آب قلیل سے دھویا جائے تو اسے نچوڑنے کی ضرورت ہو گی۔

م۔۴۶ : شراب وغیرہ کی وجہ سے نجس برتن اور پیالے آب قلیل سے تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائیں گے اور اگر کر سے متصل نلکے کے پانی سے دھویا جائے تو پھر احتیاط واجب کے طور پر تین ہی دفعہ دھویا جائے گا۔

م۔۴۷ : کتے کے چاٹنے یا منہ لگانے سے نجس ہاتھ اور کپڑے ایک دفعہ پانی سے دھونے سے پاک ہو جائیں گے اور اگر اسی کپڑے کو آب قلیل سے دھو جائے تو اسے نچوڑنے کی ضرورت ہو گی۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۸ : اگر کتے کے چاٹنے اور اس کے پانی پینے سے برتن نجس ہو جائے تو برتن تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا البتہ پہلی دفعہ مٹی سے مانجھا جائے گا اور باقی دفعہ پانی سے دھویا جائے گا۔

طہارت و نجاست سے مخصوص استفتاءات اور آیۃ اللہ سیستانی (مدظلہ) کے جوابات :

م۔۴۹ : زمین جو مطہرات میں سے ہے کیا جوتے کی طرح گاڑی کے گھومنے والے پہیوں کو بھی پاک کر سکتی ہے ؟

جواب : زمین گاڑی کے پہیوں کو پاک نہیں کر سکتی۔

م۔۵۰ : متنجس (جسے نجاست لگ جائے) اگر کوئی بہنے والی چیز نہ ہو تو اس کا سلسلہ کہاں جا کر رکتا ہے ؟

جواب : متنجس کو جو چیز لگے گی وہ بھی متنجس ہو جائے گی۔ اسی طرح دوسری متنجس چیز کو بھی جو چیز لگے گی وہ بھی متنجس ہو جائے گی۔ لیکن تیسرے متنجس چاہے وہ کوئی بہنے والی چیز ہو یا کوئی اور، کو جو چیز لگے گی وہ نجس نہ ہو گی۔

م۔۵۱ : اگر کتا میرا جسم یا کپڑا چاٹے یا منہ لگائے تو اسے کیسے پاک کروں ؟

جواب : ایسے بدن اور لباس کی طہارت کے لئے ایک دفعہ پانی سے دھونا کافی ہے۔ البتہ اگر قلیل پانی سے اس نجس چیز کو دھونا چاہیں تو اس میں سے پانی نکالنا ضروری ہے اس لیے کپڑا وغیرہ کو دھوتے وقت نچوڑنا واجب ہے۔

م۔۵۲ : کیا یہود و نصاریٰ کی طرح سکھ بھی گزشتہ آسمانی ادیان کے پیروکار شمار ہوتے ہیں؟

جواب : سکھ اہل کتاب میں شامل نہیں ہوتے۔

م۔۵۳ : کیا بدھ مت بھی اہل کتاب میں شمار ہوتے ہیں؟

جواب : بدھ مت اہل کتاب میں شمار نہیں ہوتے۔

م۔۵۴ : مغربی ممالک میں مسلمان، فرش اور دیگر سامان سمیت مکان کرایہ پر لیتے ہیں تو کیا جب تک نجاست کے آثار نظر نہ آئیں گھر کی ہر چیز پاک سمجھی جائے گی؟ اگرچہ اس گھر میں پہلے رہنے والے اہل کتاب مسیحی یا یہودی ہوں۔ نیز اگر اس گھر میں پہلے سے رہنے والے بدھ مت یا منکر خدا و رسول ہوں تو کیا حکم ہوگا؟

جواب : جب تک گھر میں موجود چیزوں کی نجاست کا یقین یا اطمینان نہ ہو وہ پاک سمجھی جائیں گی اور صرف نجاست کے گمان کی کوئی حیثیت نہیں۔

م۔۵۵ : مغربی ممالک میں کرایہ پر دیئے جانے والے گھروں میں پہلے سے کارپٹ یا دری وغیرہ بچھے ہوئے ہوتے ہیں، جو زمین سے چپکا دئے جاتے ہیں اور انہیں اٹھا کر ان کے نیچے برتن رکھنا مشکل ہوتا ہے اگر ایسے کارپٹ پیشاب یا خون کی وجہ سے نجس ہو جائیں اور ان کی طہارت میں قلیل پانی استعمال ہو تو انہیں پاک کرنے کے لئے کونسا طریقہ اپنایا جائے؟

جواب : اگر کسی کپڑے یا دوسرے اوزار کی مدد سے بھی طہارت میں استعمال شدہ پانی نکالنا ممکن ہو تو آب قلیل سے دھونا ممکن ہوگا جس میں دھوون کو نکالنا ضروری ہوتا ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو آب کثیر سے ہی دھونا متعین ہوگا۔

م۔۵۶ : مغربی ممالک میں ایسی واشنگ مشینیں عام ہیں جن میں مسلمان اور غیر مسلم اپنے

پاک اور نجس کپڑے دھلاتے ہیں۔ کیا ہم ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں جو ان مشینوں میں دھوئے گئے ہوں، جبکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ طہارت کے بعض مراحل میں کرتے متصل استعمال ہونے والا پانی صفائی کے دوران کپڑوں کو پاک کرتا ہے کہ نہیں۔

جواب: جو کپڑے اس پانی میں دھوئے جانے سے پہلے پاک تھے جب تک ان کی نجاست کا یقین نہ ہو ان میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اسی طرح ان نجس کپڑوں میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے جن سے عین نجاست (اگر تھی) کے زائل ہونے اور پیشاب کی وجہ سے نجس ہونے کی صورت میں تمام نجس جگہوں تک احتیاط واجب کے طور پر دو دفعہ پاک پانی کے پہنچنے کا اطمینان ہو، اگرچہ کر پانی سے دھویا جائے اور اگر پیشاب کے علاوہ کسی نجس کی وجہ سے نجس ہو جائیں اور آب قلیل کے ذریعے دھوئے جائیں تو ایک دفعہ نجاست تک پاک پانی کے پہنچنے اور پھر کپڑے سے جدا ہونے کا اطمینان حاصل ہو۔ لیکن اگر شرعی طور پر لازی طہارت کا حصول مشکوک ہو تو ان کپڑوں پر نجس کا حکم جاری ہو گا اور ان میں نماز صحیح نہ ہو گی۔

م۔۵۷ : کیا وہ کپڑے پاک سمجھے جائیں گے جو ایسی جگہ کپڑے صاف کرنے والے مائعات کے ذریعے دھوئے جائیں جن کے مالک غیر مسلم ہوں اور وہاں مسلمان اور غیر مسلمان دونوں اپنے کپڑے دھوتے ہیں؟

جواب: اگر نجاست سے مل جانے کی وجہ سے لباس کے نجس ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اس پر طہارت کا حکم جاری ہو گا۔

م۔۵۸ : صابن کی بعض اقسام پر یہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ خنزیر یا ایسے حیوانات کے گوشت سے لی گئی چربی پر مشتمل ہے جس کا شرعی طریقے سے ذبح نہیں ہوا اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ آیا اس چربی کی حقیقت کسی اور چیز کی حقیت میں تبدیل ہوئی ہے جسے فقہ میں "استحالہ،، کہتے ہیں جو منجملہ مطہرات میں سے ہے۔ ایسی

صورت میں یہ صابن پاک سمجھا جائے گا؟

جواب: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ صابن اس چربی سے بنا ہوا ہے تو ایسے صابن کی تمام اقسام نجس ہیں مگر یہ کہ اس چربی کا استحالہ محقق اور ثابت ہو۔ لیکن صابن بناتے وقت چربی کا استحالہ ثابت نہیں ہے۔

م۔۵۹: ☆☆☆☆

م۔۶۰: اگر انڈے کی زردی اور سفیدی میں خون ہو تو اس سے انڈا نجس ہو جائے گا اور اس کا کھانا حرام ہوگا یا اس کا کوئی حل موجود ہے؟

جواب: انڈے میں بنا ہوا خون پاک ہے۔ لیکن (اس کا کھانا) حرام ہے۔ اگر یہ خون زیادہ ہو جو پورے انڈے میں گھل مل نہ گیا ہو تو اسے نکال کر باقی انڈا کھایا جا سکتا ہے اور اگر کم ہو اور گھل مل گیا ہو تو نکالنا واجب نہیں ہے۔

م۔۶۱: کیا شراب اور بیئر (جو کی شراب) پاک ہیں؟

جواب: شراب کے نجس ہونے میں کوئی شک نہیں البتہ جو کی شراب احتیاط کے طور پر نجس ہے اگر چہ اس کا پینا بلا اشکال حرام ہے۔

م۔۶۲: یورپ جہاں مختلف ادیان کے پیروکار اور مختلف رنگ و نسل کے افراد ساتھ رہتے ہیں اور ہر قسم کی اجناس پائی جاتی ہیں اگر ہم کسی ایک دوکان دار سے کوئی چیز خریدیں جو تر کھانے پکتا ہے اور انہیں ہاتھ بھی لگاتا ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ یہ کس دین کا پیروکار ہے کیا ہم اس کھانے کو پاک سمجھیں؟

جواب: اگر اس بات کا یقین نہ ہو کہ ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نجس ہے تو اس کھانے پر طہارت کا حکم جاری ہوگا یعنی پاک سمجھا جائے گا۔

م۔۶۳: بعض یورپی ممالک میں چمڑا بنایا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ اسے کہاں سے درآمد کیا گیا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ بعض یورپی ممالک اسلامی ممالک سے سستا چمڑا درآمد کر کے اس سے چیزیں بناتے ہیں۔ کیا ہم ان چمڑوں

کو پاک قرار دے سکتے ہیں اور ان پر نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اس قسم کے ضعیف احتمال کی کوئی اہمیت ہے ؟

جواب : اگر زیادہ احتمال یہ ہو کہ ان چمڑوں کا ذبح شرعی نہیں ہوا صرف ہلکا سا احتمال مثلاً ۲ فیصد دیا جائے کہ ان کا ذبح شرعی ہوا ہے تو اس پر نجاست کے احکام جاری ہوں گے اور ان میں نماز صحیح نہیں ہوگی اور اگر اس بات کا احتمال قوی ہو کہ ان کا ذبح شرعی ہوا ہوگا تو انہیں پاک سمجھا جائے گا اور ان میں نماز بھی پڑھی جا سکے گی۔

☆☆☆☆☆

چوتھی فصل

نماز

☆ مقدمہ
☆ نماز سے متعلق بعض احکام
☆ نماز سے مخصوص استفتاءات

حدیث میں ہے :

الصلاۃ عمود الدین۔
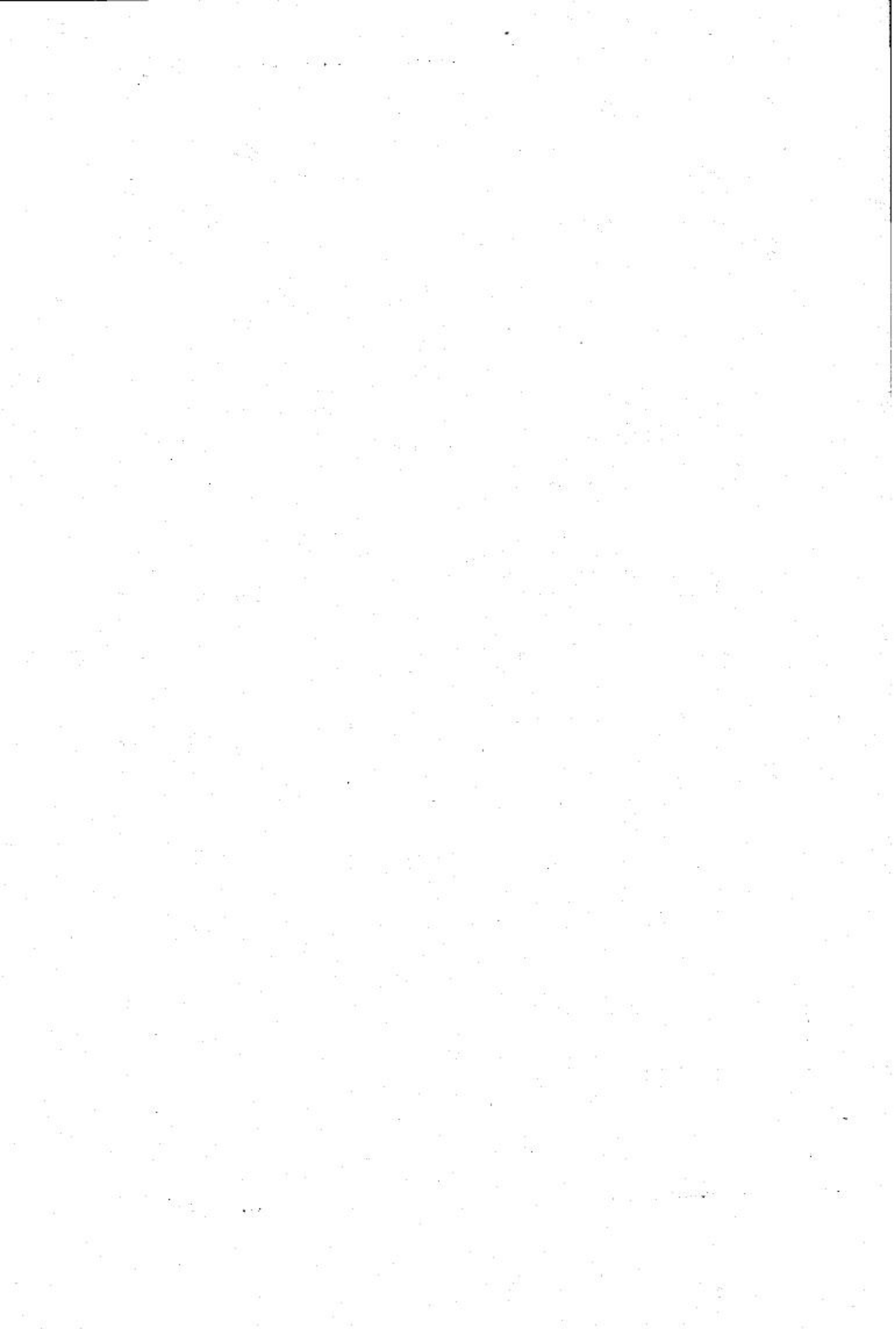
(وسائل الشیعہ للحر العاملی ج۴ ص۳۵)

"نماز دین کے ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔،،

ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ کی ضربت کے بعد امیر المؤمنین (ع) نے امام حسن اور امام حسین (علیہما السلام) کو اپنی وصیت میں فرمایا:

اللہ اللہ فی الصلاۃ فإنھا عمود دینکم، واللہ اللہ فی بیت ربکم لا تخلوہ مابقیتم۔

(نھج البلاغۃ صبحی الصالح ص۴۲۲)

"نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں ڈرنا اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا۔"

سکونی نے امام جعفر صادق (ع) سے روایت کی ہے:

قال رسول اللہ (ص) لا یزال الشیطان ذعراً من المؤمن ما حافَظَ علی الصلات الخمس لوقتھن، فاذا ضیعھن تجرأ علیہ فأدخلہ فی العظائم۔

(وسائل الشیعة للحر العاملی ج ۴ ص ۲۸)

" رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تک مؤمن پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی وقت کے ساتھ پڑھتا ہے، شیطان اس سے خوفزدہ رہتا ہے اور اگر وہ نمازوں کو ضائع کرے یعنی انہیں بروقت نہ پڑھے تو اس کی جرأت بڑھتی ہے اور اسے بڑے بڑے گناہوں میں دھکیل دیتا ہے،،

یزید بن خلیفہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا:

اذا قام المصلی الی الصلاة نزلت علیه الرحمة من أعنان السماء الی الارض و حفت به الملائکة وناداه ملك، لو یعلم هذا المصلی ما فی الصلاة ما انفتل۔

(وسائل الشیعة للحر العاملی ج ۴ ص ۳۲)

"جب نماز گزار نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس پر آسمان سے رحمت نازل ہوتی ہے اور فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور ایک فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے: اگر اس نماز گزار کو نماز کی فضیلت معلوم ہوتی تو کبھی بھی اس سے جدا نہ ہوتا،،

ان روایات سے اسلام میں نماز کی واضح اور غیر معمولی اہمیت سامنے آتی ہے۔ چونکہ نماز بارگاہ الٰہی میں حضوریابی ہے اور حدیث کی رو سے نماز گزار اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتا ہے اس لئے نماز گزار کو چاہئے کہ دوران نماز ہمہ تن اور دل و جان سے خدا کی طرف متوجہ رہے اور دنیا اور اس کے فانی امور نماز گزار کو اپنی طرف متوجہ نہ کرنے پائیں۔

اللہ تعالی اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

قد افلح المؤمنون الذين هم فی صلاتهم
خاشعون۔

(مؤمنون :۱)

"روز قیامت وہی مؤمنین فلاح پائیں گے جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع کا مظاہرہ کریں،،

امام زین العابدین (ع) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے :

کانہ ساق شجرۃ لایتحرک منہ شیء الا ماحرکتہ الریح منہ۔

(منہاج الصالحین السید سیستانی)

"گویا درخت کا تنا ہے جس کا وہی حصہ ہلتا ہے جسے ہوا حرکت دے"

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق (علیہما السلام) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ کبھی آپ کا رنگ سرخ ہوتا اور کبھی زرد۔ گویا آپ کسی ذات سے محو گفتگو ہیں جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔

نماز کے متعدد احکام ہیں جن میں سے بعض کو درج ذیل مسائل میں بیان کرتے ہیں۔

م۔۶۴: فقہاء فرماتے ہیں کہ نماز کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ سفر میں ساقط ہوتی ہے اور نہ غیر سفر میں اگر نماز کا وقت تنگ ہو (اور منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے قضا ہونے کا خدشہ ہو) تو مسافر پر واجب ہے کہ وہ چاہے جہاز میں ہو، کشتی میں ہو، ریل گاڑی میں ہو، رکا ہوا ہو یا حالت حرکت میں ہو، انتظار گاہ میں ہو یا عام باغیچہ میں، راستے میں یا اپنے کام اور ڈیوٹی کی جگہ، غرض جہاں بھی ہو واجب ہے نماز کو بروقت بجالائے۔

م۔ ۶۵ : اگر مسافر ہوائی جہاز، کار یا ریل گاڑی میں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اگر قبلہ رخ ہونا ممکن نہ ہو تو جس طرف سمت قبلہ ہونے کا گمان ہو اس طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور اگر کسی ایک سمت کو ترجیح نہ دے سکے تو جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھے اور اگر صرف تکبیرۃ الاحرام کے دوران رخ بقبلہ ہونا ممکن ہو تو اسی پر اکتفا کرے۔

(اس فصل کے استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۶۶ : سمت قبلہ کی تعیین کے لئے فضائی میزبان سے پوچھا جا سکتا ہے جو پائلٹ سے پوچھ کر مسافر کو بتائے اور اگر اس کے بتانے پر اطمینان حاصل ہو تو اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ بتانے والا کافر ہی کیوں نہ ہو۔ نیز سمت قبلہ کے تعین کے لئے آلات واوزار پر بھی اعتماد کیا جا سکتا ہے جیسے قبلہ نما ہے، بشرطیکہ مسلمان کو ان کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو۔

م۔ ۶۷ : اگر مسلمان نماز کے لئے (کسی وجہ سے) وضو نہ کر سکے تو وضو کے بدلے تیمم کر لے۔

م۔ ۶۸ : بعض شہروں کے دن اور رات بعض دوسرے شہروں کے شب وروز سے طولانی ہوتے ہیں اگر سورج کے طلوع وغروب کے ذریعے شب وروز واضح ہوں تو ہر مسلمان اپنی نماز روزہ اور دیگر عبادات کے اوقات کی حد بندی کے لئے ان شب و روز پر اعتماد کر سکتا ہے اگرچہ دنوں کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے نمازیں ایک دوسرے کے قریب ہوں یا راتوں کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے افطار کا دورانیہ کم ہو۔

م۔ ۶۹ : بعض مخصوص شہروں کے مخصوص موسموں میں کئی کئی دن یا کئی کئی مہینے سورج غروب نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں بطور احتیاط مسلمان کو چاہیے کہ اپنے شہر کے اس نزدیک ترین شہر پر اعتماد کرے جہاں چوبیس گھنٹوں میں دن اور رات

ہیں۔ یعنی اس شہر کے شب و روز کو اپنے شہر کے شب و روز سمجھے اور اپنے پانچ وقت کی نمازوں کو ہمسایہ شہر کے اوقات کے مطابق قربت مطلقہ کی نیت سے پڑھے۔

م۔۷۰ : اگر مسلمان خود اپنی نماز روزے کے لئے فجر، زوال (ظہر) اور مغرب کی تعیین نہ کر سکے اور رصدگاہ کی تعیین پر اس کا اعتماد ہو تو وہ اپنے روزوں اور نمازوں کے لئے رصدگاہ کے معین کردہ اوقاتِ نماز پر بھروسہ کر سکتا ہے، اگرچہ رصدگاہ میں کام کرنے والے مسلمان نہ ہوں بشرطیکہ رصدگاہ کی تعیینِ اوقات پر وثوق ہو۔

م۔۷۱ : اگر کوئی مسافر اپنی رہائش گاہ سے ۴۴ کلومیٹر یا اس سے زیادہ سفر کرے تو اس کی نماز ظہر، عصر اور عشاء قصر (دو رکعت) پڑھی جائے گی۔ مسافت کا آغاز اکثر اوقات شہر کے آخری گھروں سے کیا جائے گا۔

دوران سفر نماز کے قصر اور پوری پڑھے جانے کے مخصوص اور مفصل احکام ہیں جو رسالہ عملیہ (توضیح المسائل وغیرہ) میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان میں سے بعض اس فصل سے متعلق استفتاءات میں پڑھے جا سکتے ہیں۔

م۔۷۲ : اگر نماز جمعہ میں ضروری شرائط پوری ہوں تو وہ نماز ظہر سے افضل ہے اور ظہر کی جگہ لے سکتی ہے۔ اگر کوئی مکلّف نماز جمعہ پڑھ لے تو ظہر کے بدلے اسی پر اکتفا کر سکتا ہے۔

م۔۷۳ : باجماعت نماز فرادیٰ (اکیلے نماز پڑھنے) سے افضل ہے۔ نمازِ صبح، نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء کو باجماعت پڑھنے کا استحباب زیادہ مؤکد ہے۔ حدیث میں ہے:

الصلاة خلف العالم بألف ركعة و خلف القرشي

---

(۱) البتہ بڑے شہروں کا حکم اس سے مختلف ہے جہاں ایک محلے سے دوسرے محلے کی طرف منتقل ہونا سفر شمار ہوتا ہے۔

بمأئة۔

"عالم کی اقتداء میں نماز ہزار رکعت کے برابر اور (غیر عالم) سید کی اقتداء میں سو رکعت کے برابر ہے۔ نمازیوں کی تعداد جتنی بڑھے گی جماعت کا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔"

نماز سے متعلق بعض استفتاءات اور ان کے جوابات :

م۔ ۴۷ : بعض افراد ایک عرصے تک غلط وضو اور غسل کرتے ہیں اور کئی سال اس طرح نماز، روزے اور حج بجا لانے کے بعد جب انکشاف ہوتا ہے کہ وضو اور غسل باطل تھے اور جب ان عبادات کی شرعی حیثیت پوچھی جاتی ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ نماز اور حج دوبارہ بجا لائے جائیں۔ اتنی نمازوں اور حجوں کی قضا ایک مشکل اور گراں کام ہے۔ کیا اس شخص کے ساتھ کوئی رعایت برتی جا سکتی ہے جو اپنے وضو اور غسل کو صحیح سمجھتا تھا اور کیا ایسا حل موجود ہے جس سے اس کی نمازیں اور حج صحیح قرار پائیں اور دوبارہ نہ پڑھنی پڑیں جس سے عبادات شرعیہ کی بجا آوری میں مزید سستی آسکتی ہے۔ خصوصاً اس شخص کے بارے میں جس کی واجبات کے بارے میں بغاوت کا بھی خطرہ موجود ہو اور ایسے ملک میں رہتا ہے جہاں اس قسم کی سرکشی اور بغاوت پر برابر اکسایا بھی جاتا ہے۔

جواب : اگر نماز گزار جاہل قاصر (۱) ہو اور دوران غسل یا وضو ایسا خلل پڑ جائے جس سے جاہل قاصر کا وضو یا غسل باطل نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر غسل میں سر و گردن سے پہلے بدن کے حصوں کو دھولے، یا وضو میں (آب وضو کے علاوہ) نئے پانی سے مسح کرلے تو ایسے نماز گزار کا وضو اور غسل صحیح سمجھے جائیں گے اور لامحالہ

---

(۱) جاہل قاصر اس ناآشنا کو کہتے ہیں جس کی جہالت کا عذر قابل قبول ہو۔ مثال کے طور پر کسی با اعتماد عالم سے وہ مسئلہ دریافت کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس نے غلط بتایا تھا اور جاہل مقصر وہ ہے جس کی جہالت کا عذر قابل قبول نہ ہو۔

اس کی نمازیں اور حج صحیح قرار پائیں گے۔

اور اگر وہ احکام سیکھنے میں جاہل مقصر رہا ہو یا وضو اور غسل میں ایسا خلل پڑ جائے جس سے ہر حالت میں وضو یا غسل متأثر ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر وضو اور غسل کے دوران جن اعضاء کا دھونا واجب تھا انہیں نہ دھوئے تو ایسے شخص کی نماز اور حج کو صحیح قرار دینے کی کوئی راہ نہیں۔ لیکن اگر ایسے شخص کی بغاوت اور سرکشی کا خطرہ ہو تو ایسے شخص کو عبادات کی قضا بجالانے کا حکم دینا کوئی مستحسن عمل نہ ہو گا۔ شاید اللہ تعالی مستقبل میں راہ حل پیدا فرمائے۔

م۔ ۷۵ : کچھ لوگ کئی کئی برس نمازیں پڑھتے اور حج بجالاتے ہیں اور اس دوران وہ خمس ادا نہیں کرتے کیا ایسے افراد پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنی نماز اور حج کی قضا بجالائیں

جواب : اگر نماز، طواف اور نماز طواف کے دوران اس کے بدن کا لباس (جس سے واجب حصوں کو چھپایا جاتا ہے) ایسا تھا جس میں خمس واجب تھا تو ایسی صورت میں بطور احتیاط واجب نماز اور حج کی قضا بجالائے۔ لیکن اگر صرف نماز طواف میں پہنا ہوا لباس ایسا ہو جس میں خمس واجب تھا اور یہ شخص جاہل حکم (۱) یا جاہل موضوع (۲) تھا اگرچہ جاہل مقصر ہو ایسی صورت میں اس کا حج تو صحیح ہے لیکن اگر اس کی جہالت کا عذر قابل قبول نہ ہو تو نماز طواف کو دوبارہ بجالائے اور اگر زیادہ تکلیف اور مشقت نہ اٹھانی پڑے تو احتیاط واجب کے طور پر نماز مکہ جا کر پڑھے بصورت دیگر جس شہر میں بھی ہو وہیں نماز پڑھ لے۔ اسی طرح اگر قربانی کے جانور میں خمس واجب ہو مثلاً قربانی کا جانور عین اس رقم سے خریدا جائے جس میں خمس واجب تھا

---

(۱) جاہل حکم کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو کسی موضوع اور عمل کا حکم شرعی معلوم نہ ہو مثلاً یہ معلوم نہ ہو کہ میت کو دفن کرنا واجب ہے

(۲) جاہل موضوع کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو کسی خاص عمل کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ یہ حکم شرعی موضوع کا مصداق ہے۔ مثال کے طور پر انسان کو غنا کا مطلب معلوم نہ ہو یا کسی مائع اور مشروب کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ شراب ہے۔

توحج کو دوبارہ بجالانا چاہئے۔ لیکن اگر ایسی رقم سے جانور خریدا جائے جس میں وہ رقم بھی تھی جس میں خمس واجب تھا۔ چنانچہ اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا ہے تو اس حج میں کوئی اشکال نہیں۔ اگرچہ نتیجے کے طور پر جانور ایسی رقم سے خرید اگیا ہو جس میں خمس واجب تھا۔ یہ تمام احکام اس صورت کے ہیں جب یہ شخص وجوب خمس کا علم رکھتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ جس کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو اس میں تصرف حرام ہے۔ یا جاہل تھا مگر جاہل مقصر۔ لیکن اگر یہ شخص جاہل قاصر تھا تو اس کی نماز اور حج دونوں صحیح ہوں گے۔

م۔۷۶ : اگر کوئی شخص اذان ظہر کے بعد فوراً نماز پڑھے بغیر اپنے گھر سے سفر پر نکلے اور مغرب کے بعد اپنی منزل مقصود پر پہنچے تو کیا یہ شخص گنہگار ہوگا؟ اور کیا اس شخص پر نماز کی قضا واجب ہوگی؟

جواب : جی ہاں یہ شخص گنہگار ہوگا اس لئے کہ اس نے فرض نماز کو بروقت ترک کیا ہے اور اس پر اس کی قضا بھی واجب ہے۔

م۔۷۷ : کیا (ہاتھ کو لگی ہوئی) خشک سیاہی وضو اور غسل میں رکاوٹ ہے (اور پانی کو جلد تک نہیں پہنچنے دیتی) یا اس سیاہی کے اوپر وضو کر سکتے ہیں؟

جواب : اگر سیاہی ایسے جرم اور مادے پر مشتمل نہ ہو جو جلد اور پانی کے درمیان حائل ہو تو اس کے اوپر وضو اور غسل صحیح ہوں گے اور اگر حائل ہونا مشکوک ہو تو اس کو صاف اور برطرف کرنا ضروری ہوگا۔

م۔۷۸ : بعض حضرات ٹی وی پر تفریحی فلمیں دیکھتے رہتے ہیں اور وقت نماز کے بعد بھی اسے جاری رکھتے ہیں اور فلم کے اختتام پر نماز کا مقررہ وقت ختم ہونے سے کچھ دیر پہلے نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ کیا مسلمان کا یہ عمل جائز ہے؟

جواب : مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بغیر کسی عذر اور مجبوری کے نماز کو فضیلت کے وقت سے مؤخر کرے اور تفریحی فلموں کا نظارہ کرنا عذر اور مجبوری

شمار نہیں ہوتا۔

م۔۷۹ : کیا کریم پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے اور وضو اور غسل کے لئے اس کو صاف اور برطرف کرنا ضروری ہے ؟

جواب : ظاہر ہاتھ پر کریم کو ملنے اور رگڑنے کے بعد جو اثر باقی رہ جاتا ہے وہ صرف چکناہٹ ہوتی ہے جو (اگر معمولی ہو تو) پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہیں روکتی۔

م۔۸۰ : بعض خواتین زیبائش کی خاطر اپنے ناخنوں پر معمول سے زیادہ نیل پالش لگا لیتی ہیں جس کی وجہ سے ان کے ناخن ٹوٹ جاتے ہیں اور ڈاکٹر علاج کی غرض سے ناخن پر لگانے کے لئے دوائی دیتے ہیں جو یقیناً پانی اور جلد کے درمیان حائل ہوتی ہے اور بسااوقات ایک دن سے زیادہ مدت تک اس کو ناخن پر لگا کر رکھا جاتا ہے۔ کیا اس علاج کی غرض سے اس دوائی کا استعمال جائز ہوگا ؟ اس کی موجودگی میں وضو اور غسل کیسے کئے جائیں گے ؟

جواب : اگر یہ مادہ پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکے تو وضو اور غسل صحیح نہیں ہوں گے اور وضو و غسل کی خاطر اسے دور اور صاف کرنا ضروری ہے اور سابق الذکر مقصد اسے باقی رکھنے کا کوئی جواز نہیں بن سکتا۔

م۔۸۱ : ہم پوری نماز اور قصر نماز کب پڑھیں ؟ کیا کسی شخص کا عرف کے نزدیک ایک شہر میں مقیم کہلانا اس بات کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنی نماز پوری پڑھے ؟

جواب : رسالہ عملیہ (توضیح المسائل) میں قصر کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔

جب انسان کسی شہر کو ایک طولانی مدت کے لئے اپنی سکونت اور رہائش کی جگہ قرار دے جس میں اسے مسافر نہ کہا جائے۔ مثلاً کسی جگہ ڈیڑھ سال قیام کا ارادہ کرے تو ایک ماہ اس نیت کے ساتھ قیام کے بعد یہ شہر اس کا وطن کہلائے گا۔ لیکن اگر مدت کم ہو اور اس شخص کو مسافر کہا جائے تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

م۔۸۲ : آدھی رات کس طرح معلوم ہوگی۔ کیا رات کے بارہ بجنا آدھی رات کی علامت

ہے؟ جیسا کہ آج کل لوگوں میں یہی مشہور ہے۔

جواب: آدھی رات، غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کی مدت کے نصف کو کہا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر شام کو سات بجے سورج ڈوب جائے اور صبح کے چار بجے طلوع فجر ہو تو اس کے رات ساڑھے گیارہ بجے آدھی رات ہوگی بنا برایں آدھی رات کے تعین کے لئے غروب آفتاب اور طلوع فجر کو دیکھا جاتا ہے، جو مختلف اوقات اور مقامات پر آگے پیچھے ہوتا رہتا ہے۔

م۔ ۸۳: جس شخص کو اس بات کا یقین ہو کہ اگر میں سو گیا تو نماز صبح کے لیے بیدار نہیں ہو سکوں گا، تو کیا ایسے شخص کو نماز صبح کی خاطر صبح تک جاگتے رہنا واجب ہوگا؟ اور اگر وہ سو جائے اور نماز صبح تک نہ جاگ سکے تو گنہگار ہوگا؟

جواب: ایسا شخص کسی کے ذمے لگا سکتا ہے کہ وہ نماز کے لیے جگائے یا ٹائم پیس سے استفادہ کر سکتا ہے جو اسے جگائے اور اگر یہ دونوں ممکن نہ ہوں تو سونے سے گنہگار نہ ہوگا مگر یہ کہ عرف کے نزدیک اس کو نماز کے سلسلے میں سستی اور تغافل سمجھا جائے۔

م۔ ۸۴: ہوائی جہاز جس میں سمت قبلہ کا علم نہ ہو اور کسی جہت کا اطمینان بھی نہ ہو اس میں نماز کس طرح پڑھی جائے؟

جواب: جہاز کے پائلٹ اور فضائی میزبان کے ذریعے قبلہ کا تعین کیا جا سکتا ہے اور عام حالات میں پائلٹ اور فضائی میزبان کے جواب اور راہنمائی سے اطمینان(۱) یا ظن حاصل ہو جاتا ہے اور جہاں تک دوران نماز استقرار (حرکت نہ ہونے) کا تعلق ہے، اگر اس کی پابندی ممکن نہ ہو تو یہ شرط ساقط ہو جاتی ہے (اور حرکت کے دوران نماز صحیح ہے) البتہ جہاں تک ہو سکے باقی شرائط کا خیال رکھا جانا چاہئے اور

---

(۱) اطمینان: کسی بات کا وہ احتمال قوی ہے جس کے خلاف کا احتمال اتنا ضعیف ہو جسے عقلا کوئی اہمیت نہ دیں مگر ظن میں قابل اہمیت، احتمالِ خلاف ہوتا ہے۔

کسی بھی حالت میں اپنے مقررہ وقت سے نماز کی تاخیر جائز نہیں۔

م۔۸۵ : ہوائی جہازوں اور گاڑیوں میں نماز کس طرح پڑھی جائے کیا کسی چیز پر سجدہ کرنا واجب ہے یا صرف جھکنا کافی ہے ؟

جواب : جہاں تک ممکن ہو ایسی نماز پڑھنا واجب ہے جو نماز اختیاری حالت میں پڑھی جاتی ہے۔ بنا برایں اگر ممکن ہو تو نماز کے تمام حالات میں قبلے کا خیال رکھنا واجب ہے اور اگر تمام حالات میں قبلے کا خیال رکھنا ممکن نہ ہو اور صرف تکبیرۃ الاحرام کے دوران رخ بہ قبلہ کھڑا ہونا ممکن ہو تو اس کا خیال رکھے اور اگر اس حالت میں بھی رخ بہ قبلہ کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو قبلہ کی شرط ساقط ہو جائے گی (اور قبلہ کے بغیر نماز صحیح ہو گی۔) نیز در صورت امکان سجدہ اور رکوع کو بھی اسی طرح بجا لانا واجب ہے جس طرح اختیاری حالت میں بجالانا متعین ہے۔ مثال کے طور پر ہوائی جہاز اور بس کی سیٹوں کے درمیانی راستے میں نماز پڑھی جا سکے اور اگر معمول کے مطابق سجدہ اور رکوع ممکن نہ ہو اور اتنا جھکنا ممکن ہو جسے رکوع اور سجود کہا جائے تو یہی کچھ واجب اور متعین ہو گا۔ (اس کے علاوہ) دوران سجدہ پیشانی کو سجدہ گاہ پر رکھنا ضروری ہے اگرچہ اس کے لئے سجدہ گاہ کو اوپر اٹھانا پڑے اور اگر مذکورہ مقدار میں جھکنا ممکن نہ ہو تو رکوع اور سجدے کے بدلے اشارہ ہی کافی ہو گا۔

م۔۸۶ : بعض اوقات نماز کا وقت اس دوران شروع ہوتا ہے جب طالب علم اپنی یونیورسٹی کے راستے میں ہوتا ہے اور یونیورسٹی پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت نکل جاتا ہے۔ کیا یہ شخص گاڑی کے اندر ہی نماز پڑھ سکتا ہے ؟ جبکہ (گاڑی سے اتر کر) کسی دوسری جگہ نماز پڑھی جا سکتی ہے، لیکن اس صورت سے کلاسوں کے ٹائم کالج نہیں پہنچ سکتا۔

جواب : جب تک گاڑی سے اتر کر تمام شرائط پر مشتمل مکمل نماز پڑھی جاسکتی ہو صرف

کلاسوں میں تاخیر کی بنا پر گاڑی کے اندر ایسی نماز پڑھنا جائز نہیں جس میں بعض شرائط مفقود ہوں۔ البتہ اگر اس حد تک کلاس میں تاخیر سے قابل ذکر نقصان اٹھانا پڑتا ہو اور عام حالات میں نا قابل برداشت مشکل سے دوچار ہوتا ہو تو ایسی صورت میں گاڑی کے اندر ایسی نماز پڑھنا جائز ہے جس کی بعض شرائط مفقود ہوں۔

م۔۸۷: اگر نماز کا وقت اس دوران داخل ہو جب مسلمان ملازم (اپنے دفتر وغیرہ میں) ڈیوٹی دے رہا ہوتا ہے اور یہ اس کی پسندیدہ ملازمت ہوتی ہے اور نماز کی خاطر ڈیوٹی کو چھوڑنا خاصا مشکل ہوتا ہے بلکہ بسااوقات نماز کی خاطر اس ملازمت سے برطرف بھی کیا جاسکتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں نماز، قضا پڑھی جاسکتی ہے یا یہ کہ اگر اس ملازمت کو چھوڑنا بھی پڑے جس کا وہ محتاج ہے، نماز کو بروقت اور ادا بجا لانا واجب ہے؟

جواب: اگر اس ملازمت کو جاری رکھنا اس مسلمان کی مجبوری ہے تو جیسے بھی ممکن ہو بروقت اور ادا نماز بجالائے اگرچہ رکوع اور سجود کے لئے اشارہ کرنا پڑے۔ لیکن یہ صرف ایک فرضی صورت ہے جو عام حالات میں پیش نہیں آتی۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ خدا سے ڈرے اور ایسی ملازمت اختیار نہ کرے جس کی خاطر شریعت کا وہ اہم فرض ترک کرنا پڑے جو دین کا ستون شمار ہوتا ہے اور اللہ کے اس فرمان مبارک کو ہمہ وقت اپنے پیش نظر رکھے:

ومن يتق الله يجعل له مخرجا و يرزقه من حيث لايحتسب۔

(طلاق:۲)

"اور جو خدا سے ڈرے گا اس کے لئے نجات کی صورت نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہم

بھی نہ ہو۔،،

م۔۸۸: یورپی ممالک کی کمپنیوں اور فاؤنڈیشنوں میں لوگ ملازمت کرتے اور ان کے دفاتر میں کام کرتے ہیں اور ان مکانات اور عمارتوں کی ملکیت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے (کہ غصبی ہیں یا مباح) ایسے مکانات میں نماز پڑھنے اور ان کے پانی سے وضو کرنے کا کیا حکم ہے ؟اگر ان مکانات میں نماز کسی وجہ سے نہ پڑھی جا سکے تو گزشتہ پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب: جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہ کسی ایسے شخص سے غصب شدہ ہیں جس کا مال محترم ہے ان مکانات میں نماز پڑھنے اور ان کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ مکان غصبی تھا تو اس میں پڑھی گئی نماز صحیح شمار ہو گی۔

م۔۸۹: اگر ہم مردار کے چمڑے کے بنے ہوئے بیلٹ بٹوے کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز کے دوران یا نماز کے بعد اور قضا ہونے سے پہلے یا قضا ہونے کے بعد یاد آجائے تو ایسی صورت میں ہمارا شرعی فریضہ کیا ہو گا ؟

جواب: اگر بیلٹ یا بٹوے کا، مُذَکّٰی (شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا جانور) کے چمڑے کے بنائے جانے کا احتمال 'ضعیف (اور ناقابل ذکر) نہ ہو جس کی عقلاء کوئی پرواہ نہیں کرتے تو ان کے ساتھ پڑھی گئی نماز صحیح ہو گی لیکن اگر یہ احتمال ضعیف ہو اور نماز گزار اس چیز کا جاہل تھا اور دوران نماز متوجہ ہو تو اسے فوراً اتار دے اور اس کی نماز صحیح ہو گی اور یہی حکم اس صورت کا بھی ہو گا جس میں نماز گزار صورت حال بھول گیا ہو اور نماز کے دوران یاد آجائے، بشرطیکہ یہ شخص لاپرواہی اور تغافل کی وجہ سے نہ بھولا ہو ورنہ (اگر لاپرواہی کی وجہ سے بھولا ہو) تو احتیاط واجب کے طور پر اگر نماز کا وقت باقی ہو تو ادا کی نیت سے ورنہ قضا کی نیت سے دوبارہ بجالائے۔

م۔۹۰: آج کل جو پتلونیں عام ہیں۔ ان میں غیر اسلامی ممالک میں بنے ہوئے جینز کی

پتلون ہے۔ جس پر چمڑے کا ایک ٹکڑا لگا ہوتا ہے۔ اس پر کمپنی کا نام درج ہوتا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ چمڑے کا یہ ٹکڑا مذکی حیوان کا ہے یا غیر مذکی کا، کیا اس پتلون میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اس پتلون میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

م۔۹۱: کیا کلون لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے اور کیا کلون پاک ہے؟

جواب: جی ہاں! کلون پاک ہے۔

م۔۹۲: کیا کنکریٹ کے بنے ہوئے بلاک اور ٹائل پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! صحیح ہے۔

م۔۹۳: جائے نمازوں کی بعض قسمیں پیٹرولیم کی بنی ہوتی ہیں کیا ان پر سجدہ جائز ہے؟

جواب: اس پر سجدہ جائز نہیں ہے۔

م۔۹۴: کیا خالی کاغذ اور ٹشو پیپر پر سجدہ جائز ہے جبکہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کس چیز سے بنتے ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے بنیادی اجزاء پر سجدہ جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: ٹشو پیپر پر سجدہ اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس بات کا یقین حاصل نہ ہو کہ اس کے بنیادی اجزاء پر سجدہ جائز ہے۔ البتہ کاغذ اگر کپاس، پٹ سن یا ایسی چیز سے بنا ہوا ہو جس پر سجدہ جائز ہے تو اس (کاغذ) پر سجدہ جائز ہوگا۔

م۔۹۵: بعض اوقات کیسٹ کے ذریعے قاری سے سجدہ والی آیت سنی جاتی ہے۔ کیا اس صورت میں سجدہ قرآن واجب ہوگا؟

جواب: اس صورت میں سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

پانچویں فصل
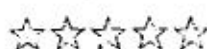
روزہ

☆ مقدمہ

☆ استقبال رمضان کا خطبہ رسول (ص)

☆ روزے کے بارے میں ائمہ طاہرین (ع) کی روایات

☆ روزے کے مخصوص احکام

☆ اس فصل سے متعلق استفتاءات

رسول اکرم (ص) نے استقبال رمضان کی مناسبت سے ایک مؤثر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

ایهاالناس انه قد اقبل علیکم شهر الله بالبرکة و الرحمة والمغفرة، شهر هو عند الله أفضل الشهور وأیامه افضل الایام ولیالیه افضل اللیالی و ساعاته أفضل الساعات هو شهر دعیتم فیه الی ضیافة الله وجعلتم فیه من أهل کرامة الله، انفاسکم فیه تسبیح، ونومکم فیه عبادة وعملکم فیه مقبول، ودعاؤکم فیه مستجاب فاسألوا الله ربکم بنیات صادقة وقلوب طاهرة ان یوفقکم صیامه و تلاوة کتابه، فان الشقی من حرم غفران الله فی هذا الشهر العظیم۔

ایها الناس ان ابواب الجنان فی هذا الشهر مفتحة فسلوا ربکم أن لا یغلقها علیکم و ابواب النیران مغلقه فاسئلوا الله ربکم ان لا یفتحها علیکم والشیاطین مغلولة فسئلوا ربکم ان لا یسلطها علیکم۔

یا ایها الناس من حسن منکم فی هذا الشهر خلقه

كان له جواز على الصراط يوم تزل فيه الاقدام ومن خفف من هذا الشهر عما ملكت يمينه، خفف الله عليه حسابه، ومن كف فيه شره، كف الله عنه غضبه يوم يلقاه ومن اكرم فيه يتيما، اكرمه الله يوم يلقاه و من وصل فيه رحمه وصله الله برحمته يوم يلقاه و من قطع فيه رحمه قطع الله عنه رحمته يوم يلقاه و من تلا فيه آية من القرآن كان له مثل اجر من ختم القرآن فى غيره من الشهور۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا یہ ماہ مبارک (رمضان) برکت، رحمت اور مغفرت لئے تمہاری طرف آرہا ہے یہ وہ مہینہ ہے جو خدا کے نزدیک سب مہینوں سے افضل ہے۔ اس کے دن سب دنوں سے بہتر، اس کی راتیں سب راتوں سے افضل اور اس کی گھڑیاں اور لحات تمام گھڑیوں سے افضل ہیں۔ تمہیں اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت کی طرف بلایا گیا ہے۔ اس مہینے میں تمہیں اللہ کی تکریم سے نوازا گیا ہے۔ اس مہینے میں تمہاری سانس تسبیح الٰہی، تمہاری نیندیں عبادت، تمہارا عمل قبول اور تمہاری دعائیں مستجاب ہیں۔ پس اپنے رب سے خالص نیات اور پاک دلوں کے ساتھ سوال کرو کہ وہ تمہیں اس مہینے کے روزوں اور تلاوت قرآن مجید کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس لئے کہ شقی اور بدبخت وہ شخص ہوگا جو اس باعظمت مہینے میں اللہ کی مغفرت

سے محروم رہے۔"

"اے لوگو! اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ دروازے تمہارے آگے بند نہ کئے جائیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اپنے رب سے سوال کرو کہ یہ دروازے تمہارے آگے نہ کھولے جائیں۔ اس مہینے میں شیطانوں کو طوق ڈال دیئے جاتے ہیں۔ تم اپنے رب سے یہ سوال کرو کہ شیاطین تم پر (دوبارہ) مسلط نہ ہوں"

"اے لوگو! جو شخص اس مہینے میں اپنے اخلاق کو حسن بنائے اسے اس دن کے لئے پل صراط کا پروانہ دیا جائے گا جب لوگوں کے قدم ڈگمگائیں اور لغزش کھائیں گے، جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام سے نرمی سے پیش آئے گا اللہ تعالی اس سے بہت ہلکا حساب لے گا۔ جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں گے روز قیامت اللہ تعالی اس پر غضبناک نہ ہو گا۔ جو شخص اس مہینے میں کسی یتیم کی تکریم کرے گا خدا اس روز اس کی تکریم کرے گا، جس دن وہ خدا کی بارگاہ میں پیش ہو گا۔

جو شخص اس مہینے میں صلہ رحم کرے گا روز قیامت خدا کی رحمت اس کے شامل حال ہو گی اور جو شخص اس مہینے میں قطع رحم کرے گا وہ روز قیامت اللہ کی رحمت سے دور رہے گا اور جو شخص اس مہینے میں ایک قرآنی آیت کی تلاوت کرے گا اسے دوسرے مہینوں میں پورا قرآن ختم کرنے کا

اجر وثواب دیا جائے گا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

کم من صائم لیس له من صیامه إلا الظمأ وکم من قائم لیس له من قیامه إلا العناء۔

"کتنے ہی ایسے روزے دار ہیں جنہیں پیاس کے علاوہ اور کچھ حاصل نہ ہوگا اور کتنے ہی ایسے نماز گزار ہیں جنہیں مشقت و تکلیف کے علاوہ اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا :

اذا اصبحت صائما فلیصم سمعك وبصرك و شعرك و جلدك و جمیع جوارحك

"جس دن تم روزہ رکھو اس دن تمہارے کان، آنکھیں، بال، جلد غرض تمام اعضاء بدن کو روزے سے ہونا چاہئے،،

نیز فرمایا :

ان الصیام لیس عن الطعام والشراب وحدهما فاذا صمتم فاحفظوا السنتکم عن الکذب، وغضوا أبصارکم عما حرم الله، ولا تنازعوا ولا تحاسدوا ولا تغتابوا ولا تشاتموا، ولا تظلموا و اجتنبوا قول الزور والکذب والخصومة وظن السوء والغیبة، والنمیمة وکونوا مشرفین علی الآخرة منتظرین لأیامکم، منتظرین لما وعدکم الله متزودین للقاء الله و علیکم السکینة، و الوقار والخضوع، والخنوع، وذل العبید الخیف

من مولاها خائفین راجین۔

(یہ اور اس قسم کی دیگر روایات کے لئے کتب احادیث اور مفاتیح الجنان ص ۳۳۳ اور ۳۳۷ کی طرف رجوع فرمائیں)

"روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں۔ اس لئے جب تم روزہ رکھو تو اپنی زبانوں کو جھوٹ سے بچائے رکھو۔ اپنی نگاہوں کو ان چیزوں سے بند رکھو جنہیں اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے۔ ایک دوسرے سے جھگڑا نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، ایک دوسرے کو گالی نہ دو، دوسروں پر ظلم نہ کرو جھوٹ، لڑائی جھگڑا، بدگمانی، غیبت، چغل خوری سے اجتناب کرو۔ آخرت تمہارے سامنے ہونا چاہئے۔ اپنے آنے والے دنوں کے منتظر رہو ان (نعمتوں) کے منتظر رہو جن کا خدا نے تم سے وعدہ فرمایا ہے۔ لقاء الٰہی سے توسل حاصل کرو۔ تم عزت و وقار اور خشوع و خضوع کو اپنا شعار بناؤ اور ان غلاموں کی مانند انکسار کو اپناؤ جو اپنے آقا سے خوفزدہ بھی ہوں اور امیدوار بھی۔،،

یہاں یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ روزے کے بعض احکام بیان کئے جائیں اور اس کے بعد اس اہم اسلامی شعار سے متعلق چند استفتاء اور ان کے جوابات قارئین کی خدمت میں پیش کریں۔

م۔۹۶ : منجملہ روزے کو توڑنے والی چیزوں میں جان بوجھ کر کھانا اور پینا ہے۔ بنابر این اگر روزہ دار بھولے سے نہ کہ جان بوجھ کر کوئی چیز کھالے یا پی لے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور اس کے ذمے کوئی کفارہ وغیرہ نہیں۔

م۔ ۹۷ : روزے کو توڑنے والی چیزوں میں سے ایک، جنابت کی حالت میں، جان بوجھ کر طلوع فجر تک باقی رہنا ہے۔ پس اگر کوئی شخص، جس کے ذمے غسل جنابت ہے، جان بوجھ کر طلوع فجر تک غسل نہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ پورا دن کھانے اور پینے سے گریز کرے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ روزہ یا رمضان کے احترام میں کھانے اور پینے سے پرہیز میں سے کسی ایک کے طور پر مافی الذمہ کی نیت کرے۔ اس کے علاوہ ایک اور روزہ بھی رکھے۔ جس میں بطور احتیاط قضا اور مجازات (سزا) میں سے جو بھی درواقع اس کے ذمے ہے، اس کی نیت کرے۔
اگر کوئی شخص بیمار ہو اور غسل نہ کر سکے تو وہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور طلوع فجر تک باطہارت رہے اور صبح کو روزہ رکھے۔

م۔ ۹۸ : منجملہ روزہ کو توڑنے والی چیزوں میں، خاتون کا حیض اور نفاس سے پاک ہونے کے بعد، غسل کی قدرت کے باوجود طلوع فجر تک حدث کی حالت میں رہنا ہے۔ پس اگر کوئی خاتون طلوع فجر تک بغیر غسل کے باقی رہے تو اس کا حکم بھی وہی ہو گا جو جنابت والے شخص کا تھا اور اگر غسل کی قدرت نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ہو گا۔

م۔ ۹۹ : روزہ دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ اگر بلغم فضائے دہن تک پہنچا ہو تو اسے نہ نگلے اگرچہ اس کا نگلنا جائز ہے۔ اسی طرح منہ میں جمع شدہ لعاب دہن کا نگلنا بھی جائز ہے اگرچہ زیادہ مقدار میں ہو۔

م۔ ۱۰۰ : دن کے وقت احتلام سے روزہ باطل نہیں ہوتا جسے احتلام ہو اس کا فرض ہے کہ وہ نماز کے لئے غسل کرے۔ روزے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

م۔ ۱۰۱ : برش اور ٹوتھ پیسٹ کے ذریعے دانت صاف کرنا روزے کو باطل نہیں کرتا۔ جب تک دانتوں کی صفائی کے دوران لعاب دہن کے ساتھ ملی ہوئی کسی چیز (ٹوتھ پیسٹ وغیرہ) کو روزہ دار نگل نہ لے۔ البتہ لعاب دہن کے ساتھ گھل مل جانے

والی چیز سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

م۔۱۰۲: بالفرض اگر کوئی مسلمان ایسے ملک میں رہ رہا ہو جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو تو اس پر ایسے ملک منتقل ہونا واجب ہے جہاں وہ روزہ رکھ سکے یا رمضان کے بعد منتقل ہو اور روزے کی قضا بجالائے۔ اگر دوسرے ملک منتقل نہ ہو سکے تو اسے چاہئے کہ وہ فی روزہ ایک مد یعنی ۷۵۰ گرام کھانا (کھجور گندم وغیرہ) فقیر کو دے دے۔

م۔۱۰۳: بالفرض اگر کوئی مسلمان ایسے ملک میں رہ رہا ہو جہاں دن تیئس گھنٹے اور رات ایک گھنٹے کی ہو یا اس کے برعکس ہو تو اس شخص پر واجب ہے کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو رمضان کے روزے رکھے اور اگر قدرت نہ رکھتا ہو تو رمضان کا روزہ ساقط ہے اور اگر بعد میں قضا بجالانا ممکن ہو اگرچہ اس کے لئے دوسرے ملک جانا پڑے تو لازمی طور پر قضا بجالائے اور اگر قضا بجالانا ممکن نہ ہو تو فی روزہ فدیہ (مد) ادا کرے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

صوم سے مخصوص استفتاءات اور آیۃ اللہ العظمی آقای سیستانی (مدظلہ) کے جوابات:

م۔۱۰۴: بعض افراد اپنے شہر سے اعراض یعنی کنارہ کشی تو نہیں کرتے لیکن کسی خاص مقصد کے تحت کسی شہر میں کئی سال سکونت کا ارادہ کرتے ہیں اور جب ان کا مقصد پورا ہو جائے تو اس شہر سے نکل جاتے ہیں تاکہ جس شہر کو چاہیں اپنا وطن قرار دیں۔ ایسے افراد (اس دوسرے شہر میں) نماز کیسے پڑھیں گے؟ (قصر یا تمام) اور کیا روزہ رکھیں گے؟

جواب: ایسے افراد اپنے قیام کے ایک ماہ بعد اپنے اصلی وطن کی طرح نماز تمام پڑھیں گے

اور روزہ بھی رکھیں گے۔

م۔۱۰۵: کیا یورپی ممالک میں رہنے والے مسلمان پورے سال کے دوران جس میں ماہ رمضان بھی شامل ہے طلوع فجر، طلوع آفتاب، ظہر اور مغرب کے یقین کے لئے ان ممالک کی رصد گاہوں پر اعتماد کر سکتے ہیں جبکہ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ یہ بڑے علمی اور دقیق مراکز ہیں جہاں سیکنڈ کے اجزاء بھی بڑی باریک بینی سے متعین ہوتے ہیں؟

جواب: اگر ان رصد گاہوں کی تعیین اوقات کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو تو اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ یہ نکتہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ طلوع فجر کی تعیین کے بارے میں ان ممالک میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ خصوصاً بعض یورپی ممالک میں۔ اس لئے آپ کو یقین حاصل ہونا چاہئے کہ یہ تعیین اوقات کسی صحیح رائے کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

م۔۱۰۶: بعض ممالک میں کئی کئی دن تک سورج نہیں نکلتا یا کئی کئی دن تک سورج ڈوبتا نہیں۔ ایسے ممالک میں ہم روزہ اور نماز کس طرح بجالائیں؟

جواب: جہاں تک نماز کا تعلق ہے احتیاط واجب کے طور پر اس شہر کے نزدیک ترین دوسرے شہر کا لحاظ رکھیں جہاں چوبیس گھنٹے میں دن اور رات ہوتے ہیں اور پانچ وقت کی نمازوں کو قربت مطلقہ کی نیت سے اس شہر کے اوقات کے مطابق بجا لائیں اور جہاں تک روزے کا تعلق ہے تو آپ حضرات کا فرض ہے کہ وہاں سے کسی دوسرے شہر منتقل ہوں، جہاں آپ اس بافضیلت مہینے کا روزہ رکھ سکیں یا ماہ رمضان کے بعد دوسرے شہر منتقل ہوں اور وہاں روزے کی قضا بجالائیں۔

م۔۱۰۷: کیا کسی غیر اسلامی ملک میں رہنے والا روزہ دار غیر مسلموں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟

جواب: بذات خود اس کام میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۱۰۸: کیا وہ آلہ (INHALER) روزے کو باطل کرتا ہے (جسے دمے کا مریض

استعمال کرتا ہے)اور سانس لینے میں مدد دیتا ہے ؟

جواب : اگر سپرے (Inhaler) سے نکلنے والا مواد (گیس)خوراک کی نالی میں داخل نہ ہوتا ہو بلکہ سانس کی نالی میں داخل ہوتا ہو تو روزہ باطل نہ ہو گا۔

م۔۱۰۹: مریض کو مجبوری یا بغیر مجبوری کے ، رگ کے ذریعے دی جانے والی غذا سے روزہ باطل ہوتا ہے یا نہیں ؟

جواب : اس سے دونوں صورتوں میں روزہ باطل نہیں ہوتا۔

م۔۱۱۰: کیا ماہ رمضان میں دن کے وقت مشت زنی سے چاہے اس سے منی خارج ہو یا نہ ہو روزہ باطل ہو جاتا ہے ؟ نیز اس عمل کا کیا کفارہ ہے اور اگر عورت اس عمل کو انجام دے ، تو اس کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب : اگر کوئی شخص منی خارج کرنے کے ارادے سے یہ عمل انجام دے اور منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہو گا اور اس کے ذمے روزہ کی قضا اور کفارہ ، جو کہ دو مہینے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے ، واجب ہو گا اور اگر انزال کی نیت سے یہ عمل انجام دے مگر منی خارج نہ ہو تو اسے چاہئے کہ قربت مطلقہ کی نیت سے اس دن کے روزے کو مکمل کرے اور بعد میں قضا بھی بجالائے اور اگر کوئی شخص یہ عمل انجام دے لیکن اس کا قصد انزال کرنا نہ ہو اور نہ اس کی یہ عادت تھی کہ فورا منی خارج ہو لیکن صرف انزال کا احتمال دیتا تھا اور انزال ہو جائے تو اس شخص پر اس دن کے روزے کی قضا واجب ہو گی کفارہ واجب نہ ہو گا اور اگر اسے مکمل وثوق تھا کہ منی خارج نہیں ہو گی لیکن اتفاقا منی خارج ہو جائے تو اس صورت میں روزے کی قضا بھی واجب نہیں۔ اس مسئلے میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

م۔۱۱۱: اگر ایک مومن روزہ رکھے لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ جان بوجھ کر جنابت کا ارتکاب کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے تو اس پر کیا کچھ واجب ہو گا ؟

جواب : اگراس شخص کو وثوق تھا کہ جنابت سے روزہ باطل نہیں ہوتا یا سرے سے اس کی طرف متوجہ نہیں تھا تو ایسی صورت میں قضا تو واجب ہو گی ۔ کفارہ واجب نہیں ہو گا۔

م۔ ۱۱۲: بعض علمائے کرام کے نزدیک حرام چیز سے افطار کرنے سے تین کفارے (۱۔ دو مہینے روزے رکھنا ۲۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ۳۔ ایک غلام آزاد کرنا) واجب ہو جاتے ہیں۔ آج کے دور میں جبکہ غلام آزاد کرنا ممکن نہیں ،اس حکم پر کس طرح عمل کیا جائے گا ؟

جواب : اگر ممکن نہ ہو تو غلام آزاد کرنے کا فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ پوشیدہ نہ رہے ہمارے نزدیک حرام چیز سے افطار کرنے کی وجہ سے تین کفارے واجب نہیں ہوتے۔ واللہ العالم۔

م۔ ۱۱۳: اگر مشرق میں چاند نظر آجائے تو کیا ہمارے لئے بھی جو مغرب میں رہتے ہیں چاند ثابت ہو گا۔ اور اگر امریکہ میں چاند ثابت ہو جائے تو یورپ میں بھی چاند ثابت ہو جاتا ہے ؟

جواب : جب مشرق میں چاند نظر آجائے تو اس سے مغرب میں بھی چاند ثابت ہو جاتا ہے بشرطیکہ دونوں کے عرض بلد ایک دوسرے سے زیادہ دور نہ ہوں۔ لیکن اگر مغرب میں چاند ثابت ہو جائے تو اس کا لازمہ یہ نہیں کہ مشرق میں بھی چاند ثابت ہو جائے مگر یہ کہ مغرب کا چاند (غروب آفتاب کے بعد) اس فاصلے سے زیادہ دیر تک افق پر باقی رہے جو فاصلہ مشرق و مغرب کے طلوع و غروب میں ہے۔

منہاج الصالحین کی عبارت کے مطابق چاند اس صورت میں ثابت ہوتا ہے جب انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے یا تواتر یا کسی اور ذریعے سے یقین ہو یا شیاع (کافی سارے افراد کی شہادت) کے ذریعے اطمینان حاصل ہو اور مسئلہ نمبر ۱۰۴۴ میں

ہے کہ ایک شہر میں چاند ثابت ہو جائے تو دوسرے شہر جو اس شہر کے ساتھ افق میں متحد ہیں ان کے لئے بھی چاند ثابت ہو گا اور افق میں اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر بادل پہاڑ یا اس قسم کی اور کوئی رکاوٹ نہ ہو تو پہلے شہر میں نظر آنے کے بعد دوسرے شہر میں بھی لازمی طور پر نظر آئے۔ یہاں چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ آپ سے استدعا ہے کہ ان کے جوابات مرحمت فرمائیں۔

م۔ ۱۱۴: کیا ایران، احساء، قطیف اور دیگر خلیجی ممالک عراق، سوریا اور لبنان جیسے مشرقی ممالک میں چاند کے نظر آنے کا لازمہ یہ ہے کہ اگر بادل اور دھند جیسی خارجی رکاوٹیں نہ ہوں تو برطانیہ، فرانس اور جرمنی جیسے مغربی ممالک میں بھی چاند نظر آجائے؟

جواب: جی ہاں! اگر ایک شہر میں چاند نظر آجائے تو اس کا لازمہ یہ ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو ان شہروں میں بھی چاند نظر آجائے جو پہلے شہر کے مغرب میں واقع ہیں۔ بشرطیکہ ان کے عرض بلد میں زیادہ اختلاف نہ ہو۔

م۔ ۱۱۵: بالفرض اگر یہ ملازمہ ثابت ہو جائے تو کیا مشرقی ممالک کے بعض علماء کے نزدیک چاند کا ثابت ہو جانا مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے حجت ہو گا جہاں موسم صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے؟

جواب: اس صورت میں مغرب میں رہنے والے اور دیگر مسلمانوں پر حجت نہیں ہو گا۔ البتہ اگر مغرب میں رہنے والے مسلمان کو اطمینان حاصل ہو جائے یا گواہی کے ذریعے، جس کے خلاف کوئی شواہد نہ ہوں، مطمئن ہو جائے تو یہ اپنے اطمینان پر عمل کر سکتا ہے۔

م۔ ۱۱۶: بعض مہینوں میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض مشرقی ممالک کے علماء کے نزدیک بعض مومنین کی شہادت کی بنا پر چاند ثابت ہو گیا ہے۔ لیکن اس صورت میں درج ذیل چیزیں بھی موجود ہوتی ہیں۔

الف۔ گواہان جن کی تعداد تیس ہے۔وہ مختلف شہروں میں رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اصفہان میں دو رہتے ہیں، قم میں تین، یزد میں دو کویت میں چار، بحرین میں پانچ، احساء میں چھ گواہ شہادت دیتے ہیں۔

ب۔ مغربی ممالک کا موسم مکمل طور پر صاف ہوتا ہے اور کسی رکاوٹ کے بغیر مومنین چاند دیکھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

ج۔ برطانیہ کی فلکیاتی رصد گاہ یہ اعلان کرتی ہے کہ جب تک ٹیلیسکوپ سے استفادہ نہ کیا جائے آج کی شب چاند کا نظر آنا ممکن نہیں اور صرف آنکھ سے آئندہ شب ہی چاند دیکھا جاسکے گا۔ اس صورت میں مومنین کا شرعی فریضہ کیا ہوگا؟ اس سلسلے میں ہمیں اپنے فتوی سے نوازیں۔ عند اللہ ماجور ہوں گے۔

جواب : چاند ثابت ہونے کا دارومدار انسان کے ذاتی اطمینان پر ہے۔ چاہے یہ اطمینان اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنے سے حاصل ہو یا گواہی کے ذریعے جس کے خلاف کوئی اور شاہد نہ ہو۔ سابق الذکر اور اس قسم کی دیگر صورتوں میں عام طور پر اس بات کا اطمینان حاصل نہیں ہوتا کہ چاند اس انداز میں افق پر ظاہر ہو گیا ہو جو صرف آنکھ سے دیکھا جا سکے۔ بلکہ بعض اوقات چاند کے ثابت نہ ہونے کا اطمینان حاصل ہوتا ہے اور جو شہادتیں پیش کی گئی ہیں وہ وہم اور حس کی غلطی پر مبنی ہوتی ہیں۔ واللہ العالم

☆☆☆☆☆

چھٹی فصل

حج
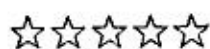
☆ مقدمہ
☆ حج کے بعض احکام
☆ اس فصل سے متعلق استفتاءات

حج شریعت اسلامی کے مشہور اور معروف واجبات میں سے ہے اور قرآن وسنت نے اس کے واجب ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا ومن كفر فان الله غنى عن العالمين۔

(آل عمران: ۹۷)

"لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانہ خدا کا حج کریں، جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت (قدرت) ہو اور جس نے باوجود قدرت کے حج سے انکار کیا تو (یاد رکھیں) خدا سارے جہاں سے بے نیاز ہے،،

حج کی اہمیت اور اس کی تاکید کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ترک حج کو کفر کے ساتھ اور اسے کے سیاق میں ذکر کیا ہے۔ حج منجملہ ان پانچ ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر (ع) کی حدیث میں وارد ہے:

بنى الاسلام على خمسة اشياء على الصلاة والزكاة والحج و الصوم والولاية۔

(وسائل الشيعة للحر العاملی ج۱ص۲۰)

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے جو کہ نماز، زکوۃ، حج، روزہ اور ولایت ائمہ اطہار (ع) ہیں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے حج کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

لا تترکوا حج بیت ربکم فتهلکوا۔

(وسائل الشیعة للحر العاملی ج۱۱ص۲۰)

"حج بیت اللہ کو ترک نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے،،

امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے فرمایا:

اما أن الناس لو ترکواحج هذا البیت لنزل بهم العذاب و ما نوظروا۔

(وسائل الشیعة للحر العاملی ج۱۱ص۲۲)

"اگر لوگ حج بیت اللہ کو ترک کریں تو ان پر عذاب نازل ہو گا اور انہیں مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔،،

یہ سب اس لئے کہ وجوب حج کی شرائط اگر مکمل ہوں تو صرف سستی اور تغافل کی وجہ سے حج کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے:

اذا قدرالرجل علی الحج فلم یحج فقد ترك شریعة من شرائع الاسلام۔

(وسائل الشیعة للحرا لعاملی ج۱۱ص۲۸)

"جو شخص قدرت کے باوجود فریضہ حج بجا نہ لائے تو اس نے اسلام کی شریعتوں میں سے ایک شریعت کو ترک کر دیا ہے،،

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

من سوّف الحج حتی یموت بعثه الله یوم القیامة یهودیا اور نصرانیا

(من لا یحضره الفقیه محمد بن علی بن الحسین بن بابویه القمی ج۲ص۲۶۶)

"جو شخص حج کو مؤخر کرتا جائے، یہاں تک کہ وہ مر

جائے، اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت یہودی اور نصرانی کی شکل

میں محشور فرمائے گا۔،،

مستحسن معلوم ہوتا ہے کہ ہم حج کے درج ذیل احکام کی وضاحت پیش کریں

م۔۱۱۷: جب مسلمان حج کی استطاعت اور قدرت حاصل کر لے تو حج واجب ہو جاتا ہے۔

استطاعت سے درج ذیل چیزیں مراد لی جاتی ہے۔

الف : اتنا وقت میسر آئے کہ انسان مقامات مقدسہ پر جا کر وہاں کے واجب

اعمال کو بجالا سکے۔

ب : اتنی جسمانی صحت اور طاقت رکھتا ہو کہ مقامات مقدسہ جا سکے اور اعمال کی

تکمیل تک وہاں قیام کر سکے۔

ج : اعمال حج بجالانے کا راستہ کھلا اور محفوظ ہو، بایں معنی کہ حاجی کی جان، مال اور

اس کی ناموس کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

د : سفر خرچ یعنی مسلمان کے پاس کھانے پینے، لباس اور دیگر سفر کی ضروریات

موجود ہوں اسی طرح حاجی کی مالی حیثیت کے مطابق نقل و انتقال کے ذرائع

(ہوائی جہاز ٹرین وغیرہ) بھی میسر ہوں۔

ہ : مکلف کی مالی حالت ایسی ہو کہ سفر حج اور حج سے متعلق دیگر اخراجات کے

بعد مکلف اور اس کے بال بچوں کو فقر و ناداری سے دوچار ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

م۔۱۱۸: حج تمتع ہم جیسے مکہ مکرمہ سے دور رہنے والوں پر واجب ہوتا ہے۔ حج تمتع دو

عبادتوں سے مرکب ہے۔ پہلی عبادت کو عمرہ اور دوسری کو حج کہا جاتا ہے۔

م۔۱۱۹: عمرہ تمتع میں پانچ اعمال واجب ہیں :

الف : کسی ایک میقات سے احرام باندھنا اور میقات ان مقامات کو کہا جاتا ہے

جنہیں شریعت نے احرام باندھنے کے لئے مخصوص کیا ہے (مختلف

ممالک کے میقات مختلف ہیں)۔

ب : خانہ کعبہ کے گرد سات چکر کی صورت میں طواف۔

ج : نماز طواف۔

د : صفا و مروہ کے درمیان سات چکر کی صورت میں سعی۔

ھ : تقصیر۔

م۔۱۲۰: حج میں واجب اعمال تیرہ ہیں جو ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں :

الف : مکہ مکرمہ سے احرام باندھنا۔

ب : ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کو عرفات میں وقوف (ٹھہرنا)۔

ج : مقام مزدلفہ میں شب عید کا کچھ حصہ طلوع آفتاب تک وقوف اختیار کرنا۔

د : عید کے دن مقام منی میں رمی جمرہ عقبہ۔

ھ : مقام منی میں عید کے دن یا ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحج) میں اونٹ یا کسی اور جانور کا ذبح کرنا۔

و : مقام منی میں سر منڈوانا یا کچھ بال کاٹنا، اس عمل کے بعد عورت، خوشبو لگانے اور احتیاط واجب کے طور پر شکار کے علاوہ باقی تمام کام حلال ہو جائیں گے جو احرام کی وجہ سے حرام قرار دیئے گئے تھے۔

ز : واپس مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرنا۔

ح : نماز طواف۔

ط : صفا اور مروہ کے درمیان سعی، اس عمل کے بعد خوشبو لگانا بھی حلال ہو جاتا ہے

ی : طواف النساء۔

ک : نماز طواف النساء۔ اس عمل کے بعد عورت بھی حلال ہو جائے گی۔

ل : ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخ میں رات منی میں گزارنا۔

م : ۱۱، ۱۲ بلکہ بعض اوقات ۱۳ ذی الحجہ تین شیطانوں کو سنگ ریزے مارنا۔

حج سے متعلق چند استفتاءات اور حضرات آیۃ اللہ سیستانی (مدظلہ) کے جوابات :

م۔۱۲۱۔ کیا جدہ شہر سے احرام باندھا جاسکتا ہے اگر جائز نہیں تو مسلمان اپنے فرض پر کیسے عمل کرے گا۔ جبکہ ہوائی جہاز جدہ میں اترتے ہیں؟

جواب : جدہ میقاتوں (جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے) میں شمار نہیں ہوتا اور نہ کسی میقات کے روبرو قرار پاتا ہے۔ بنا بریں جدہ سے عمرہ یا حج کے لئے احرام باندھنا صحیح نہیں ہے۔ اگر مکلّف کو اس بات کا یقین ہو کہ جدہ اور حرم کے درمیان ایسی جگہ سے گزر ہوتا ہے جو کسی ایک میقات کے روبرو قرار پاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں نذر کر کے جدہ سے احرام باندھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ بعید نہیں کہ جدہ مکہ کے درمیان کوئی ایسی جگہ ہو جو جحفہ کے روبرو ہو۔

م۔۱۲۲ : اگر مقام منی میں حلق (سر منڈھانے) کے دوران حاجی کے سر میں زخم آجائے اور اس سے خون نکل آئے تو حاجی کیا کرے اور اس کے ذمے کیا کچھ آئے گا۔

جواب : اگر یہ خون جان بوجھ کر نہیں نکالا گیا تو اس کے ذمے کچھ واجب نہیں۔

م۔۱۲۴ : (اس میں کوئی شک نہیں کہ) ہر سال بیت اللہ کا حج بجا لانا مستحب ہے لیکن متعدد اسلامی ممالک میں کثرت سے ایسے مؤمنین موجود ہیں جو فقیر و نادار اور قوت لایموت اور لباس کے محتاج ہیں اگر دوبارہ حج میں خرچ کرنے یا معصومین (ع) کی زیارت کرنے اور ان نادار مؤمنین پر خرچ کرنے میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا پڑے تو کسے مقدم سمجھیں؟

جواب : محتاج اور نادار مؤمنین کی مدد کرنا بذات خود مستحب حج اور عتبات مقدسہ کی

زیارت سے افضل ہے۔ لیکن بعض اوقات حج اور زیارت ایسے امور پر مشتمل ہوتے ہیں جن کی وجہ سے حج، فضیلت میں مومنین کی مدد کرنے کے برابر یا اس سے افضل ہو جاتا ہے۔(۱)

م۔۱۲۳: مقامات عرفات اور منی میں حاجیوں کے قیام کی جگہیں سعودی عرب کی حکومت متعین کرتی ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ یہ جگہیں ان حدود کے اندر ہیں جہاں شرعاً ٹھہرنا واجب ہے یا اس سے باہر۔ کیا ایسی صورت میں تحقیق اور لوگوں سے سوال کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر یہ جگہیں حکومت کی طرف سے اعلان کردہ حدود اور مشاعر مقدسہ کی راہنمائی کے لئے نصب شدہ علامات کے اندر ہیں جو عرصہ دراز سے چلے آرہے ہیں تو ان کے بارے میں جستجو اور تحقیق ضروری نہیں۔

م۔۱۲۴: کہا یہ جاتا ہے کہ منی میں قربانی کی بعض جگہیں یا تمام جگہیں منی کی حدود سے باہر ہیں۔ کیا ہم پر واجب ہے کہ قربانی سے پہلے اس کی تحقیق کریں۔ جب کہ یہ بات عیاں ہے کہ اس دن تحقیق کرنا اور پھر دوسری قربان گاہ کی طرف رخ کرنا اور پھر تحقیق کرنا عید کے دن ایک گراں اور مشقت والا کام ہے اور وقت بھی بہت تنگ ہوتا ہے جیسا کہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ کیا آپ اس کا کوئی حل پیش فرمائیں گے؟

جواب: منیٰ کی حدود کے اندر ذبح کو یقینی بنانا لازمی ہے اور اگر یہ کام اس لئے ممکن نہ ہو کہ منیٰ میں تمام حجاج کی کھپت کی گنجائش نہیں ایسی صورت میں وادی محسر میں قربانی ذبح کرنا جائز ہے اور ناگفتہ نہ رہے کہ ذبح کا وقت عید کے دن سے مخصوص نہیں بلکہ ایام تشریق کے آخر تک قربانی کی گنجائش ہوتی ہے۔

م۔۱۲۵: حجاج کرام ایک مشکل اور الجھن سے دوچار ہیں اور یہ نفسیاتی احساس انہیں دامنگیر

---

(۱) مثلاً حج و زیارت کے دوران کسی ایسے سیمینار وغیرہ میں شرکت ہو جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے مفادات وابستہ ہوں۔ مترجم

ہے کہ یہ ساری قربانیاں ذبح کے بعد رائیگاں جاتی ہیں جبکہ ہمارے اسلامی ممالک میں کثرت سے ایسے فقیر فقراء پھیلے ہوئے ہیں جنہیں کئی کئی دن تک بھی گوشت نصیب نہیں ہوتا ایسے حالات میں کیا ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے ہی ملک میں قربانی دیں یا آپ کوئی شرعی حل تجویز کرتے ہیں جو مکلف کے لئے قابل عمل ہو؟

جواب: مقام منی میں قربانی کو ذبح کرنا حاجی کا شرعی فریضہ ہے جو ضروری ہے۔ قربانیوں کے ضائع کرنے کا اگر کوئی گناہ ہو تو اس کی ذمہ دار وہاں کی انتظامیہ ہے۔

م۔۱۲۶: اگر طالبعلم کی امتحانی تاریخ اور حج کی تاریخ میں تعارض اور ٹکراؤ ہو تو کیا طالبعلم امتحان کی خاطر حج کو آئندہ سال تک مؤخر کر سکتا ہے، خصوصاً جب یہ امتحان طالبعلم کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہو؟

جواب: اگر طالبعلم کو اپنے طور پر وثوق ہو کہ وہ آئندہ سال حج بجالا سکے گا تو اسے مؤخر کر سکتا ہے بصورت دیگر نہیں۔ البتہ اگر امتحان کو مؤخر کرنا شدید اور ناقابل تحمل مشکلات کا باعث ہو تو اس صورت میں اسی سال حج بجا لانا ضروری نہیں۔

م۔۱۲۷: ایک شخص گزشتہ سال حج کی استطاعت رکھتا تھا مگر بجا نہیں لایا۔ کیا یہ شخص رجب میں عمرہ کے اعمال بجالا سکتا ہے اور اگر رمضان میں عمرہ کی استطاعت آجائے تو عمرہ بجالائے گا؟

جواب: اس شخص کا عمرہ مفردہ صحیح ہے لیکن اگر سفر عمرہ کے نتیجے میں آئندہ سال حج کی استطاعت ختم ہوتی ہو تو پھر عمرہ مفردہ جائز نہیں رہتا۔

م۔۱۲۸: اگر ایسے غیر شادی شدہ نوجوان کو حج کی استطاعت حاصل ہو جسے شادی کی فکر لاحق ہے۔ اگر یہ نوجوان سفر حج کے لئے جائے تو ایک عرصے تک شادی کی سنت مؤخر ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں حج اور شادی میں سے کسے مقدم سمجھے؟

جواب: یہ نوجوان (پہلی فرصت میں) حج بجالائے اور شادی کو مؤخر کرے۔ مگر یہ کہ صبر

کی صورت نا قابل برداشت اور شدید مشکلات کا باعث بنے (اس صورت میں شادی مقدم ہوگی) واللہ العالم۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ساتویں فصل

میت کے معاملات

☆ مقدمہ

☆ بعض احکام میت

☆ اس فصل سے متعلق استفتاءات
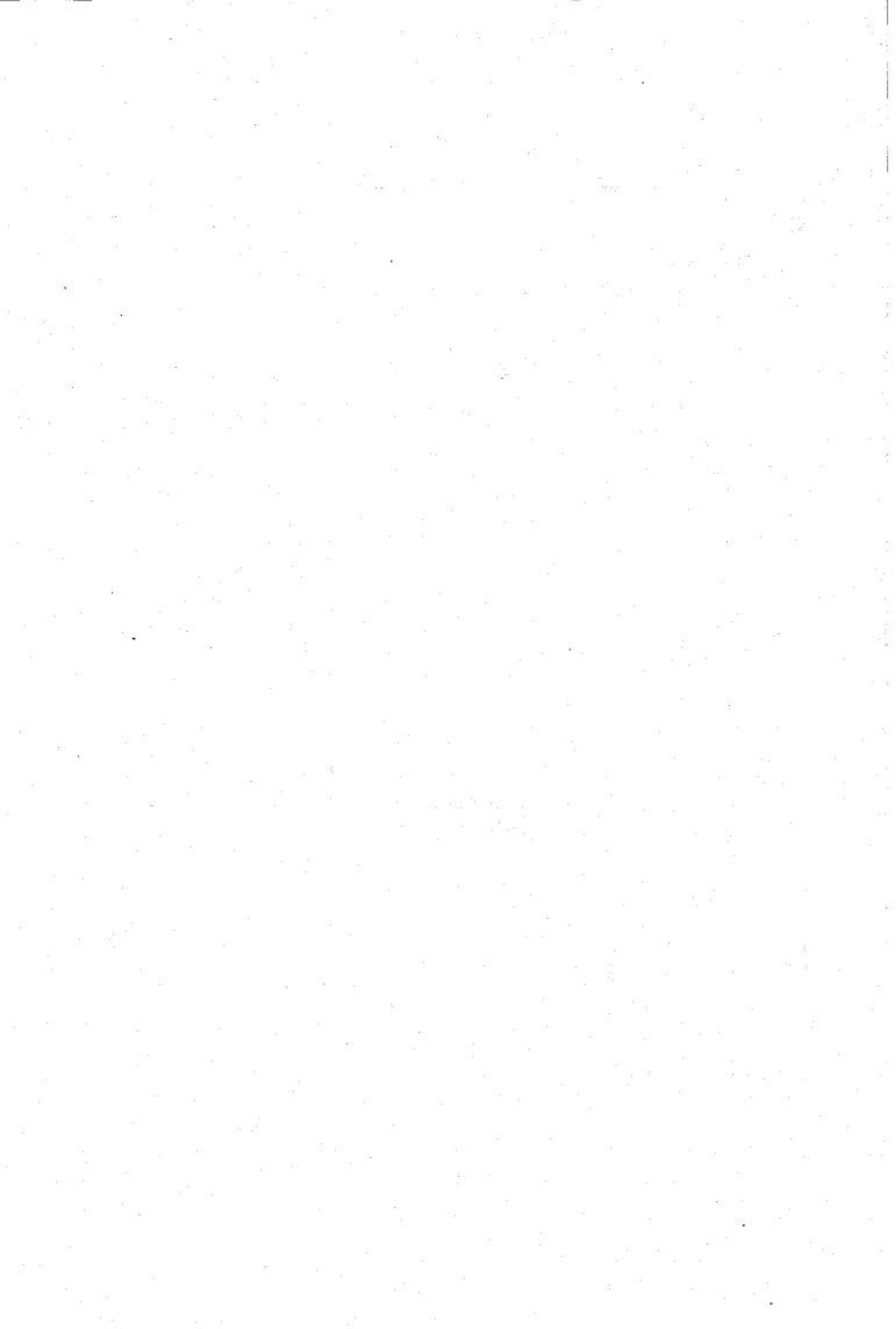
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كل نفس ذائقة الموت و انما توفون أجوركم يوم القيامة فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز و ما الحياة الدنيا الا متاع الغرور

(آل عمران: ۱۸۵)

"ہر جان (ایک نہ ایک دن) موت کا مزہ چکھے گی اور تم لوگ قیامت کے دن (اپنے کئے کا) پورا پورا بدلہ بھر پاؤ گے۔ پس جو شخص جہنم سے ہٹایا گیا اور بہشت میں پہنچایا گیا پس وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی (چند روزہ) زندگی دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔

و ما تدری نفس ما ذا تكسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان الله عليم خبير

(لقمان: ۳۴)

"اور کوئی شخص (اتنا بھی تو) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا بیشک خدا سب باتوں سے آگاہ اور باخبر ہے۔"

ذیل میں بطور اختصار جان کنی، غسل میت، حنوط، کفن دفن کے بعض

احکام بیان کرتے ہیں۔

م۔۱۲۹ : احتیاط واجب کے طور پر میت کو جان کنی کے وقت رخ بقبلہ کر دینا چاہئے بایں معنی کہ اسے پشت کے بل لٹا دیا جائے اور اس کے پاؤں قبلہ کی طرف دراز کیے جائیں اس طرح سے کہ اگر اسے اٹھا کر بٹھایا جائے تو اس کا منہ رخ بقبلہ ہو۔ اس کے علاوہ مستحب ہے کہ مرنے والے کو کلمہ شہادتین پڑھائے جائیں اور پیغمبر اکرم (ص) کی رسالت اور ائمہ طاہرین (ع) کی امامت کا اقرار لیا جائے۔

م۔۱۳۰ : مستحب ہے کہ اس کی آنکھیں اور منہ بند کیے جائیں، اس کے دونوں ہاتھوں کو پہلو کے ساتھ دراز کیا جائے۔ اس کی دونوں پنڈلیوں کو بھی دراز کیا جائے۔ اس پر کوئی بڑا کپڑا ڈال دیا جائے، اس کے پاس قرآن پڑھا جائے۔ جس گھر میں وہ رہتا تھا اس میں چراغ جلایا جائے اور میت کو تنہا چھوڑنا مکروہ ہے۔

م۔۱۳۱ : میت کے بدن پر لگی ہوئی منی، خون وغیرہ جیسی دوسری نجاسات کے دور کرنے کے بعد اسے تین غسل دیئے جائیں گے۔

پہلا غسل بیری کے پانی کے ساتھ اور وہ اس طرح کہ تھوڑے سے بیری کے پتے پانی میں ڈال دیئے جائیں۔ دوسرا غسل کافور کے پانی کے ساتھ اور وہ بھی اسی طرح کہ تھوڑا سا کافور پانی میں ملا دیا جائے۔ تیسرا غسل خالص پانی سے۔ اگر بیری میسر نہ آئے تو احتیاط واجب کے طور پر اس کی جگہ خالص پانی سے غسل دیا جائے۔ اسی طرح اگر کافور نہ مل سکے تو اس کی جگہ بھی خالص پانی کے ساتھ غسل دیا جائے۔ اس کے بعد خالص پانی کے ساتھ غسل دیا جائے۔ اس صورت میں ان غسلوں کے علاوہ ایک تیمم کا بھی اضافہ کیا جائے۔

م۔۱۳۲ : غسل میت لازمی طور پر ترتیبی ہونا چاہئے۔ بایں معنی کہ پہلے سر و گردن کو دھویا جائے پھر دائیں جانب کو اور پھر بائیں جانب کو دھویا جائے۔

م۔۱۳۳ : میت کو غسل دینے والے کو تذکیر و تانیث کے لحاظ سے میت کا ہم جنس ہونا

واجب ہے۔ مرد، مرد کو اور عورت، عورت کو غسل دے۔ البتہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ غسل کپڑوں سمیت دیا جائے۔ اسی طرح احتیاط واجب کے طور پر ہم جنس موجود نہ ہونے کی صورت میں وہ مرد اور عورت بھی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں جن کا نسب، دودھ پینے یا رشتے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے نکاح حرام ہو۔ جیسے (داماد، بہو اور) بہن بھائی ہیں۔ یہاں بھی بہتر یہ ہے کہ کپڑوں سمیت غسل دیا جائے۔

مرد یا عورت غیر ممیز بچے (جو اچھے اور برے کی تمیز نہ کر سکتا ہو) اور بچی کو غسل دے سکتے ہیں۔

م۔ ۱۳۴: احتیاط واجب کے طور پر غسل دینے والے کو مؤمن ہونا چاہئے۔ پس اگر مرنے والے کا ہم جنس اثنا عشری مسلمان موجود نہ ہو اور جنس مخالف محرم نہ ہو تو غیر اثنا عشری مسلمان غسل دے سکتا ہے اور اگر غیر اثنا عشری مسلمان نہ ہو تو ہم جنس اہل کتاب (یہودی اور نصاری) مسلمان کو غسل دے سکتے ہیں بشرطیکہ پہلے اہل کتاب خود غسل کرے اس کے بعد مسلمان کی میت کو غسل دے اور اگر مسلمان کا ہم جنس اہل کتاب بھی موجود نہ ہو تو میت کو بغیر غسل کے دفنا دیا جائے گا۔

م۔ ۱۳۵: غسل کے بعد میت کو حنوط کرنا واجب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سجدے کے سات اعضاء، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر ایسا پسا ہوا کافور مل دیا جائے جس کی بو موجود ہو۔ بہتر ہے کہ میت کی پیشانی سے حنوط کا آغاز اور دونوں ہتھیلیوں پر اس کا اختتام ہو۔

م۔ ۱۳۶: حنوط کے بعد میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے گا جو درج ذیل ہیں:

الف۔ لنگ: احتیاط واجب کے طور پر لنگ ایسی ہو جو ناف سے گھٹنوں تک بدن

کے اطراف کو ڈھانپ لے۔

ب۔ قمیص: احتیاط واجب کے طور پر قمیص ایسی ہو کہ کندھوں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپ لے۔

ج۔ چادر: واجب ہے کہ چادر پورے بدن کو ڈھانپ سکے اور احتیاط واجب کے طور پر چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ میت کے پاؤں اور سر کی طرف سے گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہونی چاہئے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر آسکے۔

م۔۱۳۷: اگر میت کی عمر چھ سال یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ جو بچہ نماز کو سمجھ سکتا ہو اس پر نماز پڑھی جائے۔ اگرچہ اس کی عمر چھ سال سے کم ہو۔

م۔۱۳۸: نماز میت کا طریقہ: نماز گزار میت پر پانچ تکبیریں کہے اور بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے نماز گزار پہلی تکبیر کہے اس کے بعد شہادتین پڑھے۔ پھر دوسری تکبیر کہے اور محمد و آل محمد (ع) پر درود بھیجے۔ اس کے بعد تیسری تکبیر کہے اور مؤمنین و مؤمنات کے لئے دعا کرے پھر چوتھی تکبیر کہے اور میت کے لئے دعا کرے۔ پھر پانچویں تکبیر کہے اور نماز کو ختم کرے۔

م۔۱۳۹: مسلمان کی میت پر نماز پڑھنے کے بعد اسے دفن کرنا واجب ہے۔ یعنی اسے زیر زمین قبر میں اس طرح دفن کیا جائے کہ وہ درندہ حیوانات سے محفوظ رہے اور اس کی بو نہ پھیلنے پائے اور لوگوں کو اس سے اذیت نہ ہو اور اس کو قبر میں اس طرح رکھا جائے کہ اسے دائیں پہلو کے بل رخ بہ قبلہ لٹایا جائے۔

م۔۱۴۰: کافروں کے قبرستان میں مسلمان میت کو دفن کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ قبرستان کا ایک حصہ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو۔ اسی طرح مسلمانوں کے قبرستان میں کافر کو دفن کرنا بھی جائز نہیں۔

م۔۱۴۱: اگر مسلمانوں کے قبرستان میں مسلمان میت کے دفن کے لئے جگہ نہ مل سکے اور اسے کسی مسلمان ملک منتقل کرنا بھی ممکن نہ ہو جہاں اسے دفنایا جائے تو ایسی صورت میں مسلمان میت کو کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے۔

م۔۱۴۲: پیغمبر اسلام (ص) سے مروی ہے:

لایاتی علی المیت اشد من اول لیلة، فارحموا موتاکم بالصدقة فإن لم تجدوا، فلیصل أحدکم رکعتین له یقرأ فی الأولی بعد الحمد آیة الکرسی وفی الثانیة بعد الحمد سورة القدر عشر مرات، فیقول بعد السلام: الهم صل علی محمد و آل محمد وا بعث ثوابها الی قبر فلان و یسمی المیت.

(المسائل المنتخبه للسید سیستانی ص ۶۳)

"میت پر قبر کی پہلی رات سے زیادہ سخت اور دشوار گزار وقت نہیں گزر سکتا۔ اپنے مرحومین پر رحم کرو اور ان کے نام پر صدقہ دیا کرو۔ اگر ایسا نہ کر سکو تو (میت کے ایصال ثواب کے لئے) دو رکعت نماز پڑھو جس کی پہلی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد دس مرتبہ انا انزلناہ پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: الهم صل علی محمد وآل محمد وابعث ثوابها الی قبر فلان اور فلان کی جگہ میت کا نام لے۔"

میت سے متعلق مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات:

م۔۱۴۳: بعض غیر اسلامی ممالک میں میت کو لکڑی کے بکس میں رکھ کر اسے زیر زمین دفنا

دیا جاتا ہے ایسی صورت میں ہمارا کیا فرض ہے ؟

جواب : میت کو زیر زمین دفن کرتے وقت لکڑی کے بکس میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اس دوران دفن کی شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ان شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ اسے دائیں پہلو کے بل قبلہ رخ رکھا جائے۔

م۔۱۴۴ : اگر کسی غیر اسلامی ملک میں مسلمان کا انتقال ہو جائے جس میں مسلمانوں کا کوئی قبرستان نہ ہو اور اسے کسی اسلامی ملک لے جا کر دفنانا ممکن ہو لیکن خرچ بہت آتا ہو تو کیا ایسی صورت میں مسلمان میت کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہو گا؟

جواب : اس صورت میں مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔

م۔۱۴۵ : اگر کسی مسلمان مکلف کا ایسے غیر اسلامی ملک میں انتقال ہو جائے جہاں مسلمانوں سے مخصوص کوئی قبرستان نہیں اور مرنے والے کے پسماندگان ناداری اور تنگدستی کی وجہ سے اسے کسی اسلامی ملک میں منتقل بھی نہ کر سکیں، کیا ایسی صورت میں مسلمانوں کو درپیش معاملات اور مسائل کے حل کے ذمہ دار اسلامی مراکز اور سنٹرز پر یہ واجب ہے کہ وہ مسلمان میت کے نقل و انتقال کے اخراجات برداشت کریں؟ اور اس شہر کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے اسلامی ملک میں منتقل کریں؟

جواب : اگر مسلمان میت کو کافروں کے قبرستان کے علاوہ کسی اور شایان شان جگہ دفن کرنے کے لئے مالی اخراجات درکار ہوں اور مرنے والے کا ترکہ اتنا نہ ہو جس سے یہ ضرورت پوری ہو سکے اور اس کا ولی ادائیگی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو بطور واجب کفائی مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان اخراجات کو برداشت کریں اور مال امام، زکوۃ اور دیگر وجوہ شرعیہ بھی اس مد میں خرچ ہو سکتے ہیں۔

م۔۱۴۶ : اگر دیار غیر میں مرنے والے مسلمان کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کی تجہیز و تکفین کے فرائض کو کون انجام دے گا؟

جواب: اگر ولی سے رابطہ کر کے اس سے اجازت لینا ممکن نہ ہو تو اس سے اجازت لینا واجب نہیں ہے اور وہاں پر موجود مکلفین پر واجب کفائی ہے کہ کفن دفن کے فرائض ادا کریں۔

م ۱۴۷: اگر اس شہر میں مسلمانوں کا قبرستان نہ ہو جس میں مسلمان کا انتقال ہوا ہے تو اسے مسلمان ملک منتقل کر کے دفنانے کے اخراجات کون برداشت کرے گا؟ کیا ترکہ کو وارثوں میں تقسیم کرنے سے پہلے اس میں سے تجہیز و تکفین کے اخراجات منہا کئے جائیں گے یا ترکہ کے تیسرے حصے سے نکالے جائیں گے اگر تیسرا حصہ موجود ہو یا کیا کسی اور مد سے اخراجات پورے کئے جائیں گے؟

جواب: جب تک مرنے والا یہ وصیت نہ کرے کہ تجہیز و تکفین کے اخراجات ترکہ کے تیسرے حصے سے نکالے جائیں، انہیں اصل ترکہ میں سے نکالا جائے گا (باقی ماندہ کو وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا) اور اگر وصیت کی ہو تو تیسرے حصے میں سے نکالے جائیں گے۔

م۔۱۴۸: (آج کل) غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی آبادی اور ان کی نسل روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر اگر ہمیں یہ یقین ہو کہ ایک نہ ایک دن کوئی نہ کوئی مسلمان کافروں کے قبرستان میں دفن ہو گا۔ کیونکہ سب مسلمان تو اپنے مرحومین کی میتوں کو دفنانے کے لئے اپنے ملک بھیجنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور کچھ لوگ ویسے بھی تسامح اور تساہل سے کام لیتے ہیں۔ ان حالات میں کیا صاحب حیثیت مسلمانوں پر واجب ہے کہ مسلمانوں کے لئے قبرستان کی جگہ خرید کر دیں؟

جواب: مسلمان میت کو کافروں کے قبرستان کے علاوہ اس کی حیثیت کے مطابق کسی جگہ دفنانا اور اسی طرح کے دیگر مراسم ولی پر واجب ہوتے ہیں۔ اگر مرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو یا وہ اس فریضے کو انجام دینے سے انکار کرے یا اسے بجالانے

سے عاجز ہو تو تمام مسلمانوں پر یہ عمل واجب کفائی ہو گا اور اگر پہلے سے زمین کا کوئی ٹکڑا خریدے بغیر اس واجب کفائی پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو اس زمین کے حصول کی کوشش کرنا واجب ہے۔

م۔۱۴۹: مسلمان کی میت کو غیر اسلامی ملک (جہاں وہ فوت ہوا ہے) کے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے یا اس کو کسی اسلامی ملک منتقل کرنا بہتر ہے؟ جس کے لئے کافی اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

جواب: بہتر یہ ہے کہ اگر وارث ہوں یا اگر کوئی اور شخص رضاکارانہ طور بھیجے یا ترکہ کا تیسرا حصہ جسے کار خیر میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو اور وہ کافی ہو تو مسلمان کی میت کو عتبات مقدسہ (جہاں کوئی امامِ معصوم دفن ہو) یا دیگر مستحب مقامات پر لے جا کر دفن کرے، واللہ العالم۔

م۔۱۵۰: اگر مسلمان کی میت کو اسلامی ملک منتقل کرنے کا خرچ زیادہ آتا ہو تو کیا مسلمانوں کے علاوہ دیگر آسمانی ادیان کے پیروکاروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے؟

جواب: مسلمان کی میت کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ مسلمان میت کا دفن کرنا غیر مسلم کے قبرستان میں منحصر ہو اور مسلمانوں کی مجبوری کی وجہ سے ان پر فرض نہ رہے۔

☆☆☆☆☆

باب دوم

معاملات کی فقہ

فقہی معاملات سے مخصوص باب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے

پہلی فصل : کھانے اور پینے کی اشیاء اور اس کے بعض احکام اور اس سے مخصوص استفتاءات

دوسری فصل : لباس، اس کے بعض احکام اور اس سے مخصوص استفتاءات

تیسری فصل : مہاجرین جن ممالک میں رہ رہے ہیں ان کے قوانین کی پاسداری

چوتھی فصل : کام اور راس المال کی گردش اور اس سے مخصوص بعض احکام اور استفتاءات

پانچویں فصل : اجتماعی تعلقات، اس کے بعض احکام اور اس سے مخصوص استفتاءات

چھٹی فصل : طبی معاملات، اس کے بعض احکام اور اس سے مخصوص استفتاءات

ساتویں فصل : شادی، اس کے بعض احکام اور اس سے مخصوص استفتاءات

آٹھویں فصل : عورتوں کے مسائل ، اس کے بعض احکام اور اس سے مخصوص استفتاءات

نویں فصل : جوانوں کے معاملات اور اس سے مخصوص استفتاءات

دسویں فصل : موسیقی کے احکام، گانا گانا اور رقص کرنا اور اس سے مخصوص استفتاءات

گیارھویں فصل : یہ باب ایسے احکام اور استفتاءات پر مشتمل ہے جو کسی خاص باب سے مخصوص نہیں

پہلی فصل

کھانے پینے کی اشیاء

- ☆ مقدمہ
- ☆ کھانے پینے کی اشیاء سے مخصوص استفتاءات
- ☆ اس فصل سے مخصوص استفتاءات

عام طور پر مسلمانوں کی نشو ونما اپنے ملک، اپنی بستی، اپنے گھر اور اپنے خاندان کے اندر ہوتی ہے۔ مأکولات اور مشروبات کی ایسی قسمیں استعال کرتے ہیں جن سے وہ مانوس ہوتے ہیں اور وہ ان کو پسند کرتے ہیں اور وہ چیزیں انہیں راس بھی آتی ہیں (ان کے لئے نقصان دہ نہیں ہوتیں) اس کے علاوہ مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھانے پینے کی اشیاء کن چیزوں سے بنی ہیں انہیں یقین ہوتا ہے کہ ان مأکولات میں ایسی چیزیں شامل نہیں جن کو استعمال کرنے کی دین اور عقیدہ اجازت نہیں دیتے اور اسلامی اقدار اور ان کی روایات ان چیزوں سے دور ہیں۔ لیکن جب مغربی ممالک کی طرف ہجرت ان کا مقدر بن جاتی ہے اور انہیں غیر اسلامی معاشرے میں زندگی گزارنا پڑتی ہے تو کھانے پینے کے معاملات میں مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔ انہیں ایسا کھانا میسر نہیں ہوتا جن سے وہ مانوس ہوتے ہیں وہ انہیں پسند کرتے ہوں اور اسے حلال بھی جانتے ہوں، اس کے اجزائے ترکیبی وہ نہیں ہوتے جس کا انہیں علم ہو، ان کی طبیعت سے سازگار ہوں اور وہ اس کے عادی ہوں۔ کیونکہ یہ جدید معاشرہ غیر اسلامی معاشرہ ہوتا ہے جس کے مخصوص اقدار و نظریات ہوتے ہیں اور وہ اپنے کھانے پینے میں شریعت اسلام کی حدود اور احکام کے پابند نہیں ہوتے اور جب کوئی مسلمان کسی ہوٹل سے کچھ کھانا چاہے تو اس کھانے کے حلال و حرام، جائز اور ناجائز ہونے اور نجس یا پاک ہونے اور اس قسم کے دیگر مسائل اور استفسار پیش آتے ہیں۔ ہم ذیل میں کھانے پینے سے متعلق چند احکام بیان کرتے ہیں جن سے مسلمان کا آگاہ ہونا ضروری ہے اور ان احکام کے بعد ان سے مخصوص استفتاءات بیان کئے جائیں گے۔

م۔ ۱۵۲: چونکہ یہود و نصاری اور مجوس جیسے آسمانی کتابوں اور ادیان کے پیرو کار پاک ہیں

اس لئے ان کے اندر رہتے ہوئے کھانے پینے سے متعلق بہت سی مشکلات کا حل آسان نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ مسلمان کی حیثیت سے ہم ان کا کھانا کھا سکتے ہیں چاہے انہوں نے کھانے کو تر ہاتھ لگایا ہو یا نہ لگایا ہو بشر طیکہ ہمیں اس بات کا یقین اور اطمینان ہو کہ اس کھانے میں شراب اور اس جیسی دیگر چیزیں شامل نہیں جن کا کھانا حرام ہے۔ البتہ گوشت چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کے مخصوص احکام ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

م۔۱۵۱: مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کافروں کے ہاتھ سے بنا ہوا کھانا کھالے بشر طیکہ مسلمان کو اس بات کا یقین اور اطمینان نہ ہو کہ کافر نے اسے تر ہاتھ لگایا ہے اور اس بات کا بھی یقین اور اطمینان نہ ہو کہ اس کھانے میں ایسے اجزاء شامل ہیں جن کا کھانا حرام ہے جیسے شراب وغیرہ۔ البتہ گوشت چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کے مخصوص احکام ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

م۔۱۵۲: مسلمان ہر وہ کھانا کھا سکتا ہے جسے تیار کرنے والے نے کھانے کے لئے بنایا ہو اگرچہ مسلمان اس کھانا بنانے والے کے عقیدے دین اور نظریہ کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو۔ چاہے اس بنانے والے نے کھانے کو تر ہاتھ لگایا ہو یا نہ لگایا ہو۔ بشر طیکہ مسلمان کو اس بات کا یقین اور اطمینان نہ ہو کہ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کا کھانا حرام ہے۔ جیسے شراب وغیرہ۔ البتہ گوشت، چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کے مخصوص احکام ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

م۔۱۵۳ مسلمان پر یہ واجب نہیں کہ وہ کھانا بنانے والے سے اس کے ایمان اور کفر کے بارے میں دریافت کرے اور یہ کہ اس نے کھانے کو اپنا تر ہاتھ لگایا ہے یا نہیں لگایا ہے اگرچہ یہ سوال آسان اور کھانا بنانے والے کے لئے معمول کی بات ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ گوشت، چربی اور ان سے بنی

ہوئی چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزوں کو کھالے۔ اگر چہ مسلمان کو اس بات کا گمان ہو کہ اس کے اجزاء ترکیبی میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کا کھانا حرام ہے یا اس بات کا گمان ہو کہ اس کے بنانے والے نے خواہ وہ کوئی بھی ہو اس کو ترہاتھ لگایا ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۵۴: اسی طرح مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ ان کھانے کی چیزوں کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں تحقیق کرے تا کہ اس بات کا یقین حاصل کر لے کہ یہ حرام اجزاء سے خالی ہیں نیز کھانا بنانے والے سے یہ پوچھنا بھی واجب نہیں کہ اس نے کھانا تیار کرتے وقت یا اس کے بعد اسے ترہاتھ لگایا ہے۔

م۔۱۵۵: مسلمان حضرات کے لئے گوشت، چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں کے علاوہ بند ڈبوں میں محفوظ تمام قسم کے کھانوں کا استعمال کرنا جائز ہے اگر چہ انہیں ان کھانوں کے اجزاء میں ایسی چیزوں کے شامل ہونے کا گمان ہو جنہیں کھانا جائز نہیں ہے یا اس بات کا گمان ہے کہ ان کے بنانے والے نے چاہے وہ کوئی بھی ہو ترہاتھ لگایا ہوگا اور اس کے اجزاء کے بارے میں تحقیق کر کے یہ یقین حاصل کرنا بھی واجب نہیں کہ ان کا کھانا جائز ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۵۶: مسلمان ہر اس شخص سے حلال گوشت کی تمام قسمیں خرید سکتا ہے جو مسلمان ہو اور مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر رہا ہو پس اس گوشت کے حلال ہونے کا حکم لگایا جائے گا اگر چہ اس (گوشت بیچنے والے) کے مذہب میں ذبح کی شرائط ہماری شرائط سے مختلف ہوں۔ بشرطیکہ یہ احتمال موجود ہو کہ حیوان کو ہمارے مذہب کے مطابق ذبح کیا گیا ہوگا۔ یہ قبلہ رخ ہونے کے علاوہ دیگر شرائط کا حکم ہے اور جہاں تک قبلہ رخ ہونے کا تعلق ہے، اگر ذبح کرنے والے کے نزدیک قبلہ

رخ ہونا ضروری نہ ہو تو قبلہ رخ کا خیال نہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں (ذبیحہ کھایا جاسکتا ہے۔)

م۔۱۵۷: اگر مسلمان کو اس بات کا یقین ہو کہ یہ گوشت کسی حلال گوشت مثلاً گائے، بھیڑ، بکری یا اس جیسے حیوان کا ہے لیکن اسے اسلامی شریعت کے قوانین کے مطابق ذبح نہیں کیا گیا ہے تو یہ مردار شمار ہوگا اور مسلمانوں کے لئے اس کا کھانا جائز نہیں اگرچہ اس کا بیچنے والا مسلمان ہو نیز یہ گوشت نجس ہوگا اور جو چیز رطوبت کے ساتھ اس کو لگے وہ بھی نجس ہو جائے گی۔

م۔۱۵۸: جو گوشت مسلمان کسی کافر سے خریدے یا (ویسے ہی) کسی کافر کے ہاتھ سے وصول کرے یا ایسے مسلمان کے ہاتھ سے وصول کرے جس نے کسی کافر کے ہاتھ سے لیا ہو اور اس کے ذبح کے بارے میں تحقیق نہ کی ہو تو وہ بھی حرام ہے۔ لیکن اگر مسلمان کو اس کے شرعی طریقے سے ذبح نہ ہونے کا یقین نہ ہو تو اس پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے۔

م۔۱۵۹: مچھلی کی تمام اقسام کا کھانا اس صورت میں جائز ہے جب ان میں دو شرائط موجود ہوں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مچھلی کا چھلکا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس بات کا یقین یا اطمینان ہو کہ مچھلی پانی سے زندہ نکالی گئی ہے یا جال کے اندر ہی مر گئی ہے۔ البتہ اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ مچھلی کا شکار کرنے والا مسلمان ہو اور یہ بھی شرط نہیں کہ اس کو نکالتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

بنابر ایں اگر کافر مچھلی کا شکار کرے اور اسے پانی سے زندہ نکال لے یا شکار کے جال یا اس کے گڑھے میں مر جائے اور اس کا چھلکا ہو تو حلال ہے۔ اگر مچھلی مسلمان کے سامنے موجود ہو تو اس کا مشاہدہ کر کے پہلی شرط کے بارے میں تسلی حاصل ہو سکتی ہے یا جب اس پر نام کی مہر لگی ہوئی ہو اور اس تحریر کے صحیح اور اصلی ہونے

کا اطمینان ہو۔

(اس کتاب کے آخر میں چھلکے والی مچھلیوں کے ناموں پر مشتمل خاص ضمیمہ ملاحظہ فرمائیں جس میں چھلکے والی مچھلیوں کے عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان میں نام دیئے گئے ہیں اور لاطینی زبان میں اس کا سائنسی نام بھی دیا گیا ہے ۔)

دوسری شرط بھی تمام ممالک میں محقق ہے جیسا کہ نقل کیا جاتا ہے کیونکہ بین الاقوامی طور پر مچھلی کے شکار کا قابل اعتبار طریقہ یہی ہے کہ مچھلی پانی سے زندہ ہی نکلتی ہے یا جال میں مرتی ہے۔

بنابر ایں جس طرح مچھلی کو مسلمان سے لے کر کھانا جائز ہے اسی طرح مچھلی کافر سے لے کر بھی کھانا جائز ہے چاہے یہ مچھلی پیکٹوں میں بند اور محفوظ Tin کی صورت میں ہو یا دوسری صورت میں، بشرطیکہ مچھلی چھلکے والی ہو۔

(اس فصل سے متعلق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۶۰: جھینگا اگر پانی سے زندہ نکالا جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ البتہ مینڈک، کیکڑا، کچھوا اور اس قسم کے دیگر حیوانات جو خشکی اور پانی میں رہتے ہیں نیز وھیل مچھلی اور گھونگا کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس فصل سے متعلق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۶۱: مچھلی کے انڈے خود مچھلی کے تابع ہوں گے یعنی حلال مچھلی کے انڈے حلال اور حرام مچھلی کے انڈے حرام ہوں گے۔

م۔۱۶۲: شراب بیئر (Beer) اور ہر وہ چیز جو مکمل یا جزوی طور پر نشہ آور ہو، ٹھوس ہو یا مائع یہ سب حرام ہیں۔ اللہ تعالی اپنے کلام میں فرماتا ہے :

يا ايها الذين آمنوا انما الخمر و الميسر و الانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون انما يريد الشيطن ان

يوقع بينكم العداوة والبغضاء فى الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون۔

(المائدۃ: ۹۱_۹۰)

"اے ایمان لانے والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس ناپاک (برے) شیطانی کام ہیں تو تم لوگ اس سے بچے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ شیطان کی تو بس یہی تمنا ہے کہ شراب اور جوے کی بدولت تم میں باہم عداوت اور دشمنی ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔"

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا:

من شرب الخمر بعد ما حرمها الله على لسانى فليس باهل ان يزوج اذا خطب، و لا يشفع اذا شفع، ولا يصدق اذا حدث، ولايؤتمن على امانة۔

(فروع کافی ج۶ ص۳۹۶)

"جو شخص خدا کی طرف سے میری زبانی شراب کو حرام قرار دینے کے بعد اسے پی لے وہ اس قابل نہیں کہ اگر وہ خواستگاری کرے تو اسے رشتہ دیا جائے۔ اگر کسی کے لئے واسطہ بنے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اور اگر وہ بات کرے تو اس کی تصدیق کی جائے اور نہ اس قابل ہے کہ اسے کوئی امانت سونپی جائے۔"

ایک روایت میں ہے:

لعن الله الخمر وغارسها وعاصرها و شاربها و
ساقيها و بايعها ومشتريها و أكل ثمنها وحاملها
والمحمولة اليه.
(من لا يحضره الفقيه محمد بن على بن الحسين بن
بابويه القمی ج۴ ص ۴)
" شراب اور اس کے لئے انگور کا پودا لگانے والے، انگور
کا پانی نکالنے والے، پلانے والے، اس کے بیچنے والے، اس
کے خریدار، اس کی قیمت کھانے والے، اس کو اٹھانے
والے اور جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جارہی ہو، خدا ان
سب پر لعنت کرے۔،،

اس طرح کی اور بھی بہت ساری احادیث ہیں جو حدیث اور فقہ کی کتابوں میں
مذکور ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں فروع الکافی محمد بن یعقوب کلینی ج۶ ص ۳۹۶)

م۔ ۱۶۳: جس دستر خوان پر شراب، کوئی اور نشہ آور چیز پی جارہی ہو اس پر کھانا (پینا) حرام
ہے اور احتیاط واجب کے طور پر اس دستر خوان پر بیٹھنا بھی حرام ہے۔
(اس فصل سے متعلق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔ ۱۶۴: مسلمان کو (شرعی طور پر) ان مقامات پر جانے کا حق پہنچتا ہے جہاں کھانے کے
ساتھ شراب پیش کی جاتی ہے بشر طیکہ وہاں جانے سے ان ہوٹلوں کے اس عمل
(شراب فروشی) کی ترویج نہ ہوتی ہو۔ لیکن (اس بات کا خیال رکھے کہ) اس
دستر خوان پر کھانا نہ کھائے جس پر شراب پی جاتی ہے اور احتیاط واجب کے طور
پر اس دستر خوان پر بیٹھنے سے بھی گریز کرے۔ البتہ اس دستر خوان پر بیٹھنے میں
کوئی حرج نہیں جس کے ساتھ والے دستر خوان پر شراب پی جارہی ہو۔

م۔۱۶۵: طہارت اور نجاست سے مخصوص فصل میں بتایا گیا ہے کہ الکحل کی تمام قسمیں چاہے ان کو لکڑی سے بنایا گیا ہو یا کسی اور چیز سے، پاک ہیں اور نتیجے کے طور پر وہ کھانا بھی حلال ہوگا جس کے اجزا میں الکحل شامل ہو اور مائعات بھی پاک ہیں جن میں الکحل حل کیا گیا ہو۔

(اس فصل سے متعلق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔۱۶۶: بعض ماہی پروری کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اکثر چھلکے سے خالی مچھلیوں کی خوراک سمندر کی فاضل چیزیں ہیں۔ گویا مچھلیاں سمندر کو میل کچیل، گندگی اور آلودگی سے صاف کرتی ہیں۔

م۔۱۶۷: بعض محققین اور ماہرین کا کہنا ہے کہ ذبح کے ذریعے حیوان کے بدن سے خون نکلنے کے نتیجے میں ذبیحہ کا گوشت اس حیوان کے گوشت کے مقابلے میں زیادہ صحت افزا ہوتا ہے جس کو شرعی طریقہ سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔ ان تحقیقات کے بعد اس بات پر تعجب نہیں رہتا کہ بعض غیر مسلم حفظانِ صحت کی خاطر ایسی جگہوں سے گوشت خریدتے ہیں جہاں شرعی طریقے سے حلال گوشت جانور ذبح ہوتے ہیں۔

م۔۱۶۸: ہر اس چیز کا استعمال حرام ہے جو انسان کے لئے غیر معمولی ضرر کا باعث ہو جیسے زہر قاتل ہے۔ اسی طرح حاملہ خاتون کے لئے اس چیز کو پینا حرام ہے جو سقط حمل کا باعث بنے۔ اس کے علاوہ ہر اس چیز کا استعمال حرام ہے جس سے ضرر کا یقین، ظن یا احتمال ہو بشرطیکہ یہ احتمال عقلاء کے نزدیک کسی شمار میں آتا ہو اور یہ ضرر اتنا غیر معمولی ہو جو موت یا کسی عضو کے ناقص ہونے کا باعث ہو۔

م۔۱۶۹: دستر خواں کے بہت سے آداب ہیں۔ ان میں کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا، دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا، چھوٹے نوالے لینا، دستر خوان پر دیر تک بیٹھنا، اچھی طرح چبانا، کھانے کے بعد اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنا، پھل کو کھانے سے پہلے دھونا، سیر ہونے کے بعد نہ کھانا، پیٹ بھر کر نہ کھانا، کھاتے وقت

لوگوں کے چہروں کی طرف نہ دیکھنا، اگر اجتماعی طور پر کھایا جارہا ہو تو دوسروں کے سامنے سے کھانا نہ اٹھانا، نمک سے کھانے کی ابتداء کرنا اور اسی پر اختتام کرنا۔

مأکولات اور مشروبات سے مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات:

م۔۱۷۰: بعض غیر مسلم کمپنیوں کی طرف سے مسلم ممالک میں در آمد کئے جانے والے گوشت پر لکھا ہوا ہوتا ہے: "اسلامی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے،، کیا ہم یہ گوشت کھا سکتے ہیں؟
اس طرح اگر یہ گوشت کسی غیر اسلامی مملکت کی اسلامی کمپنی بر آمد کرے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ یا کسی نامعلوم ملک کی نامعلوم کمپنی بر آمد کرے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: گوشت کے اوپر موجود تحریر کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ بنابرایں اگر گوشت کسی مسلمان کی طرف سے بر آمد ہو یا ایسے شہر سے بر آمد ہو جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور اس بات کا یقین نہ ہو کہ اس گوشت کو بر آمد کرنے والا غیر مسلم ہے تو اس کا کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر بر آمد کرنے والا غیر مسلم ہو یا ایسے شہر سے بر آمد ہوتا ہو جس میں مسلمانوں کی اکثریت نہیں اور یہ یقین نہ ہو کہ اس کا بر آمد کرنے والا مسلمان ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

م۔۱۷۱: ہم یورپ کے بعض بڑے بڑے بازاروں میں داخل ہوتے ہیں جہاں پیکٹوں میں بند گوشت موجود ہوتا ہے۔ جسے یورپی کمپنیاں بر آمد کرتی ہیں اور ان پیکٹوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے "حلال ہے،، یا "شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے،،۔ کیا ایسے گوشت کا خریدنا اور کھانا جائز ہے؟

جواب: جب تک اطمینان نہ ہو اس قسم کی تحریروں کا کوئی فائدہ نہیں۔

م۔۱۷۲: بعض کمپنیاں وافر مقدار میں مرغیوں کو مشین کے ذریعے ایک ہی دفعہ ذبح کرتی ہیں۔ اگر اس مشین کا آپریٹر مسلمان ہو اور ذبح کرتے وقت سب کے لئے ایک

ہی تکبیر اور بسم اللہ پڑھتا ہو کیا ان مرغیوں کا کھانا جائز ہے ؟ اور اگر ہمیں ان کے حلال ہونے کا شک ہو تو انہیں پاک سمجھ کر کھا سکتے ہیں ؟

جواب : اگر آپریٹر جب تک ذبح کر رہا ہے بسم اللہ کو دھراتا جائے تو یہی کافی اور ان کا کھانا جائز ہو گا اور اگر بسم اللہ کا پڑھا جانا مشکوک ہونے کی وجہ سے ان کے حلال ہونے میں شک ہو تو ان کو پاک سمجھا جائے گا اور ان کو کھانا جائز ہو گا۔

م۔ ۱۷۳ : کیا سپر مارکیٹ کے مالک مسلمان شراب فروش سے اس بنا پر گوشت خریدنا جائز ہو گا کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو گا ؟

جواب : جی ہاں ! اس گوشت کا خریدنا جائز اور اس کا کھانا حلال ہے۔ اگرچہ یہ گوشت مسلمان سے پہلے غیر مسلم کے قبضے میں ہو بشرطیکہ یہ احتمال موجود ہو کہ گوشت بیچنے والے کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے بصورت دیگر جائز نہیں ہو گا۔

م۔ ۱۷۴ : غیر اسلامی ممالک میں تیار کی ہوئی بعض پنیر، بچھڑے یا کسی اور حیوان کے رنین (Renin) پر مشتمل ہوتی ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ اس رنین کو کسی ایسے حیوان سے لیا گیا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں اور یہ کہ اس کا کسی اور چیز میں استحالہ ہوا ہے کہ نہیں کیا اس پنیر کا کھانا جائز ہے ؟

جواب : اس لحاظ سے اس پنیر میں کوئی اشکال نہیں۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ واللہ العالم۔

م۔ ۱۷۵ : مغربی ممالک میں Gelatine کو بنایا جاتا ہے اور اسے بعض ماکولات اور مشروبات میں شامل کیا جاتا ہے کیا ہم ان ماکولات اور مشروبات کو استعمال کر سکتے ہیں ؟ جبکہ ہمیں معلوم نہیں کہ ان Gelatine کو نباتات سے بنایا گیا ہے یا حیوانات سے اور اگر حیوان سے بنایا گیا ہے تو اس کی ہڈیوں سے بنایا گیا ہے یا ہڈیوں کے ساتھ ملی ہوئی جھلی سے بنایا گیا ہے اور یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ حیوان حلال گوشت تھا یا حرام گوشت ؟

جواب : حیوان یا نباتات سے بنائے جانے میں شک ہو تو اس کا کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر حیوان سے بنائے جانے کا یقین ہو تو اس وقت تک اس کا کھانا جائز نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ چیز اس کی ہڈیوں سے بھی بنی ہوئی ہو تو اس کا بھی حکم احتیاط کے طور پر یہی ہے۔ ہاں اگر اس بات کا یقین ہو کہ اسے کیمیائی عمل سے گزارتے وقت اس کے بنیادی اجزاء کا استحالہ (۱) ہو گیا ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے اسے جس چیز سے بھی بنایا گیا ہو۔

م۔۱۷۶ بڑی بڑی شکاری کشتیاں اپنے جال سمندر میں ڈال دیتی ہیں اور کئی ٹن مچھلی سمندر سے نکال کر بازاروں میں رکھی جاتی ہیں اور یہ بات مشہور ہے کہ ماہی گیری کے جدید طریقے کے مطابق مچھلی کو پانی سے زندہ نکالا جاتا ہے بلکہ بسا اوقات کمپنی آلودگی کے خوف سے اس مچھلی کو پھینک دیتی ہے جو پانی میں مر گئی ہو۔ ایسی صورت میں کیا ہم ان مارکیٹوں سے مچھلی خرید سکتے ہیں جہاں غیر مسلم اس قسم کی مچھلیاں بیچ رہے ہوں اور کیا ان مارکیٹوں سے مچھلی خرید سکتے ہیں جن میں ایسے مسلمان مچھلی کا کاروبار کرتے ہیں جنہیں اس مچھلی کا حکم شرعی معلوم نہیں ہوتا اور یہ نکتہ بھی عیاں ہے کہ یہ ثابت کرنا کہ میرے سامنے موجود مچھلی پانی سے زندہ نکالی گئی ہے یا ایسے باوثوق اور آگاہ گواہ کو تلاش کرنا جو اس بات کی خبر دے، ایک مشکل کام ہے بلکہ یہ کام قابل عمل نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی واقعیت ہے۔ ایسی صورت میں کیا ان راسخ العقیدہ مسلمانوں کی مشکلات کا کوئی حل موجود ہے جو مرغی، گائے اور بھیڑ بکری کے شرعی ذبح کو ثابت کرنے میں مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں اور سارے مچھلی پر ٹوٹ پڑتے ہیں؟

---

(۱) استحالہ، ایک چیز کی حقیقت کا دوسری چیز کی حقیقت میں تبدیل ہونے کو کہتے ہیں جو منجملہ مطہرات (پاک کرنے والی چیزوں) میں سے ہے جیسے نجس لکڑی خاکستر یا دھویں میں تبدیل ہو جائے۔ مترجم۔

جواب: اس قسم کی مچھلیوں کے مسلمان اور غیر مسلمان دوکانداروں سے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ مچھلیاں چھلکے والی ہیں اور اس کا بھی وثوق ہو کہ انہیں سابق الذکر طریقے سے شکار کیا گیا ہے تو اس کے کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

م۔۱۷۷: بعض اوقات مچھلی کے بند پیکٹ پر مچھلی کا نام اور اس کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس پیکٹ میں موجود مچھلی چھلکے والی ہے۔ کیا مچھلی کی نوعیت کی تعیین میں ہم اس نام اور تصویر پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟ جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس قسم کے معاملات میں جھوٹ اور غلط بیانی کمپنی کو بڑے خسارے سے دوچار کر سکتی ہے بلکہ اسے خسارے سے بڑھ کر کوئی خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔

جواب: اگر اس تحریر اور تصویر کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے۔

م۔۱۷۸: کیا جھینگے کی طرح کیکڑے کی مختلف قسموں کو کھانا جائز ہے؟

جواب: کیکڑے کو کھانا جائز نہیں ہے۔

م۔۱۷۹: کیا ہم اہل سنت سے مچھلی خرید سکتے ہیں جبکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ چھلکے والی ہے کہ نہیں؟

جواب: اس کا خریدنا تو جائز ہے۔ لیکن اس وقت تک کھانا جائز نہیں ہے جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ چھلکے والی ہے۔

م۔۱۸۰: کیا اس حلال کھانے کو کھانا جائز ہے جسے ایسے گوشت کے بخار اور بھاپ میں پکایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔

جواب: ایسے ماکولات کو کھانا جائز نہیں ہے اور اس کھانے پر نجاست کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ فرض یہی ہے کہ اس کھانے میں نجس گوشت کے بخارات سے بنے

ہوئے آبی اجزاء شامل ہو گئے ہیں۔

م۔۱۸۱: (فتوی کے مطابق) اگر مسلمان کا شمار بیٹھنے والوں میں ہو تو اس دستر خوان پر بیٹھنا حرام ہے جس پر شراب موجود ہو۔ یہاں پر دستر خوان سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے مراد ایک محفل ہے؟ اگر چہ دستر خوان متعدد ہوں یا اس سے مراد ایک ہی دستر خوان ہے بہ ایں معنیٰ کہ اگر ان دو دستر خوانوں کے درمیان کسی چیز کا فاصلہ ہو جائے تو دوسرے دستر خوان (جس پر شراب نہیں) پر بیٹھنا جائز ہو۔

جواب: دستر خوان سے مراد ایک دستر خوان ہے (نہ کہ ایک محفل) اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس دستر خوان پر شراب یا دیگر نشہ آور چیزیں پی جاتی ہوں اس پر بیٹھنا بطور احتیاط حرام ہے۔ البتہ اس دستر خوان سے کھانا پینا قول قوی کے طور پر حرام ہے۔

م۔۱۸۲: اگر کوئی مسلمان کسی قہوہ خانے میں داخل ہو اور چائے پینے بیٹھ جائے اور اسی دوران اسی دستر خوان پر شراب نوشی کی غرض سے کوئی اجنبی آجائے تو کیا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی چائے چھوڑ کر قہوہ خانے سے نکل جائے۔

جواب: جی ہاں! اس دستر خوان کو خیرباد کہنا واجب ہے۔ جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بیان کیا گیا ہے۔

م۔۱۸۳: کیا اس بئیر (Beer) کو پینا حلال ہے جس پر لکھا ہوا ہوتا ہے ''الکوحل سے خالی ہے''۔

جواب: اگر بئیر سے مراد جو کی شراب ہے جو جزوی طور پر نشہ آور ہے تو اس کا پینا جائز نہیں ہے اور اگر اس سے مراد وہ آب جو ہے جو بالکل نشہ آور نہیں ہوتا تو اس کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

م۔۱۸۴: الکوحل کو بہت ساری جڑی بوٹیوں اور دواؤں میں شامل کیا جاتا ہے۔ کیا ان دواؤں کا پینا جائز اور پاک ہے؟

جواب: یہ دوائیں پاک ہیں اور چونکہ اس میں استعمال شدہ الکوحل دواؤں میں گھل مل گیا ہے اس لئے ان کا پینا بھی جائز ہے۔

م۔۱۸۵: شراب سے بنا ہوا سرکہ یعنی وہ مائع جو پہلے شراب تھا اور پھر اسے کارخانے میں سرکہ بنا لیا گیا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس سرکے کی شیشی پر کھجور یا انگور کی شراب کا سرکہ لکھا ہوا ہوتا ہے تاکہ اس سرکے میں اور جو وغیرہ کے سرکے میں فرق معلوم ہو سکے۔ اس سرکے کی علامت یہ ہے کہ اس کی شیشیوں کو سرکے کے مخصوص خانوں میں رکھا جاتا ہے اور کبھی یہ اتفاق نہیں ہوا کہ انہیں شراب کے خانوں میں رکھا گیا ہو، جس کا کئی مرتبہ تجربہ کیا گیا ہے اور اس سرکے اور عرق سے بننے والے کھجور کے سرکے میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا۔ کیا قاعدہ انقلاب کے تحت اس شراب سے بنے ہوئے سرکہ کو بھی سرکہ کہا جائے گا؟

جواب: اگر عرف عام میں اسے سرکہ کہا جائے، چنانچہ سوال میں یہی فرض کیا گیا ہے تو اس پر سرکے والے احکام جاری ہوں گے۔

م۔۱۸۶: کھلی غذائیں تیار کرنے والے، پیکٹوں میں بند کھانے (Canned Food) تیار کرنے والے اور مٹھائیاں بنانے والے اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ وہ ان مواد کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں اپنے صارفین کو بتائیں، چونکہ ان غذاؤں کے خراب ہونے کے خدشے کے پیش نظر ان میں بعض مواد شامل کرتے ہیں اور بعض اوقات اس مواد کو حیوانات سے بنایا جاتا ہے اور اس کے لئے حرف E کا رمز بعض اعداد مثلاً E450 اور E472 کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ درج ذیل حالات میں ان غذاؤں کے احکام بیان فرمائیں۔

الف: مکلف (بالغ عاقل انسان) کو ان بنائی گئی چیزوں کی حقیقت کے بارے میں کچھ علم نہ ہو۔

ب: مکلف یہ دیکھتا ہے کہ جو لوگ استحالہ کے بارے میں کچھ نہیں

جانتے انہوں نے ایک جدول شائع کی ہے جس کے مطابق ان غذاؤں کے چند فیصد اجزاء حرام ہیں کیونکہ اصل میں یہ حیوانی اجزاء ہیں۔

ج : بعض اجزاء کے بارے میں یہ تحقیق اور یقین ہے کہ وہ اپنی حالت پر باقی ہیں ہیں بلکہ ان کی (اصلی) صورت نوعیہ بدل گئی ہے اور دوسرے مادے میں تبدیل ہو گئے ہیں۔

جواب : الف : ایسے اجزاء میں شامل کھانے کی اشیاء کا استعمال جائز ہے۔

ب : بنانے والے دعوی کرتے رہیں لیکن جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہ اجزاء کسی حیوان کے ہیں ان غذاؤں کا کھانا جائز ہے۔ نیز اس صورت میں بھی ان کا کھانا جائز ہے جب حیوانی اجزاء کے شامل ہونے کا بھی یقین ہے لیکن نجس مردار کے اجزاء ہونے کا یقین نہ ہو اور ان کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے جن اجزاء کا اضافہ کیا گیا ہے وہ عرف کے نزدیک گھل مل گئے ہوں (اور نہ ہونے کے مترادف ہوں)

ج :اگر عرف کے نزدیک سابق حقیقت کے بنیادی اجزاء باقی نہیں رہے اور استحالہ کی وجہ سے اس کی صورت بدل گئی ہو تو اس کے پاک اور حلال ہونے میں کوئی شک نہیں۔

م۔۱۸۷ :امید ہے درج ذیل ضمنی سوالوں کا جواب بھی مرحمت فرمائیں گے۔

الف :کیا **Gelatine** پر طہارت کا حکم جاری ہوگا اور وہ پاک سمجھا جائے گا؟

ب :اگر مفہوم استحالہ کی وسعت وضیق میں شک کی وجہ سے یہ شک ہو کہ استحالہ ہوا ہے کہ نہیں (جسے شبہ مفہومیہ کہتے ہیں) تو کیا ایسی صورت میں نجاست سابقہ کا استصحاب کیا جائے گا یا نہیں ؟(سابقہ حالت کو برقرار رکھا جاسکتا ہے ؟

جواب : الف :حیوانی اجزا سے بنی ہوئی جیلی، اگر اس کے بنیادی اجزا کی

نجاست ثابت نہ ہو، مثال کے طور پر یہ احتمال ہو کہ اسے ایسے حیوان کے اجزا سے بنایا گیا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس پر طہارت کا حکم جاری ہوگا یعنی پاک سمجھا جائے گا۔ لیکن جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اسے کسی حلال گوشت حیوان سے بنایا گیا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا یہ ثابت نہ ہو کہ اس کا استحالہ ہو گیا ہے تو اس کی اتنی مقدار کھانوں میں ملائی جائے کہ وہ کھانے میں متلاشی ہو اور گھل مل جائے، البتہ فرق نہیں پڑتا کہ ان حیوانی اجزاء میں زندگی حلول کرتی ہو جیسے نرم ہڈی ہے یا نہ کرتی ہو، جیسے عام اور ٹھوس ہڈی ہے۔ البتہ ہڈی میں احتیاط کی جائے۔

لیکن اگر بنیادی اجزاء کا نجس ہونا ثابت ہو۔ مثال کے طور پر یہ یقین ہو کہ یہ (جیلی) نجس العین (کتا خنزیر) یا ایسے حیوان کی نرم یا سخت ہڈی سے اسے پاک کرنے سے پہلے بنائی گئی ہے جسے شرعی طریقہ سے ذبح نہیں کیا گیا چونکہ یہ چیزیں رطوبت کے ساتھ مردار کو چھونے کی وجہ سے نجس ہوتی ہیں اگر جیلی ان نجس چیزوں سے بنی ہوئی ہو تو یہ اسی صورت میں پاک سمجھی جائے گی، اور کھانوں میں اس کا استعمال جائز ہوگا، جب اس کا استحالہ ہو جانا ثابت ہو جس کے لئے عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اس کا ضابطہ اور کلیہ گزشتہ مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ب: ان موارد میں استصحاب جاری کرنے (حالت سابقہ کو برقرار رکھنے) میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ العالم۔

م-۱۸۸: ہم مغربی ممالک کی دکانوں اور مارکیٹوں میں داخل ہوتے ہیں جہاں خورد و نوش کی اشیاء فروخت ہوتی ہیں اور ہم ان کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے خورد و نوش کی یہ اشیاء حرام چیزوں سے خالی بھی ہو سکتی ہیں اور حرام چیزوں پر مشتمل بھی ہو سکتی ہیں۔ کیا ان اشیاء کے اجزاء کے بارے میں تحقیق اور

ان کے بارے میں پوچھ گچھ کے بغیر ہم ان کو کھا سکتے ہیں یا نہیں کھا سکتے ؟

جواب : جب تک یہ یقین نہ ہو کہ یہ اشیاء گوشت، چربی اور ان سے بنی ہوئی چیزوں پر مشتمل ہیں انہیں کھا سکتے ہیں۔

م۔۱۸۹ : کیا کھانے وغیرہ میں ویل مچھلی اور دوسری حرام گوشت مچھلیوں اور گھونگا (سیپدار مچھلی) کا استعمال جائز ہے ؟

جواب : کھانے میں اس چیز کا استعمال جائز نہیں۔ البتہ کھانے کے علاوہ ضروریات میں اس کا استعمال جائز ہے ؟

م۔۱۹۰ : کیا مسلمانوں کے لئے ایسی محافل میں جانا جائز ہے، جن میں شراب پیش ہوتی ہے ؟

جواب : ان محافل میں بیٹھ کر کھانا پینا حرام ہے۔ البتہ جہاں تک صرف وہاں حاضر رہنے کا تعلق ہے، بطور احتیاط واجب، حرام ہے۔ ہاں ! نہی عن المنکر ممکن ہو تو اس کی غرض سے وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۱۹۱ : کیا سمندری کیکڑے اور سمندری گھونگھے کا کھانا حلال ہے ؟

جواب : سمندری حیوانات میں چھلکے والی مچھلی (جن میں جھینگا بھی شامل ہے) کے علاوہ تمام حیوانات حرام ہیں۔ مچھلی کے علاوہ دوسرے جانور یا بغیر چھلکے کے مچھلی کا کھانا جائز نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دوسری فصل

لباس

☆ مقدمہ
☆ لباس سے مخصوص احکام شرعیہ
☆ اس فصل سے متعلق استفتاءات
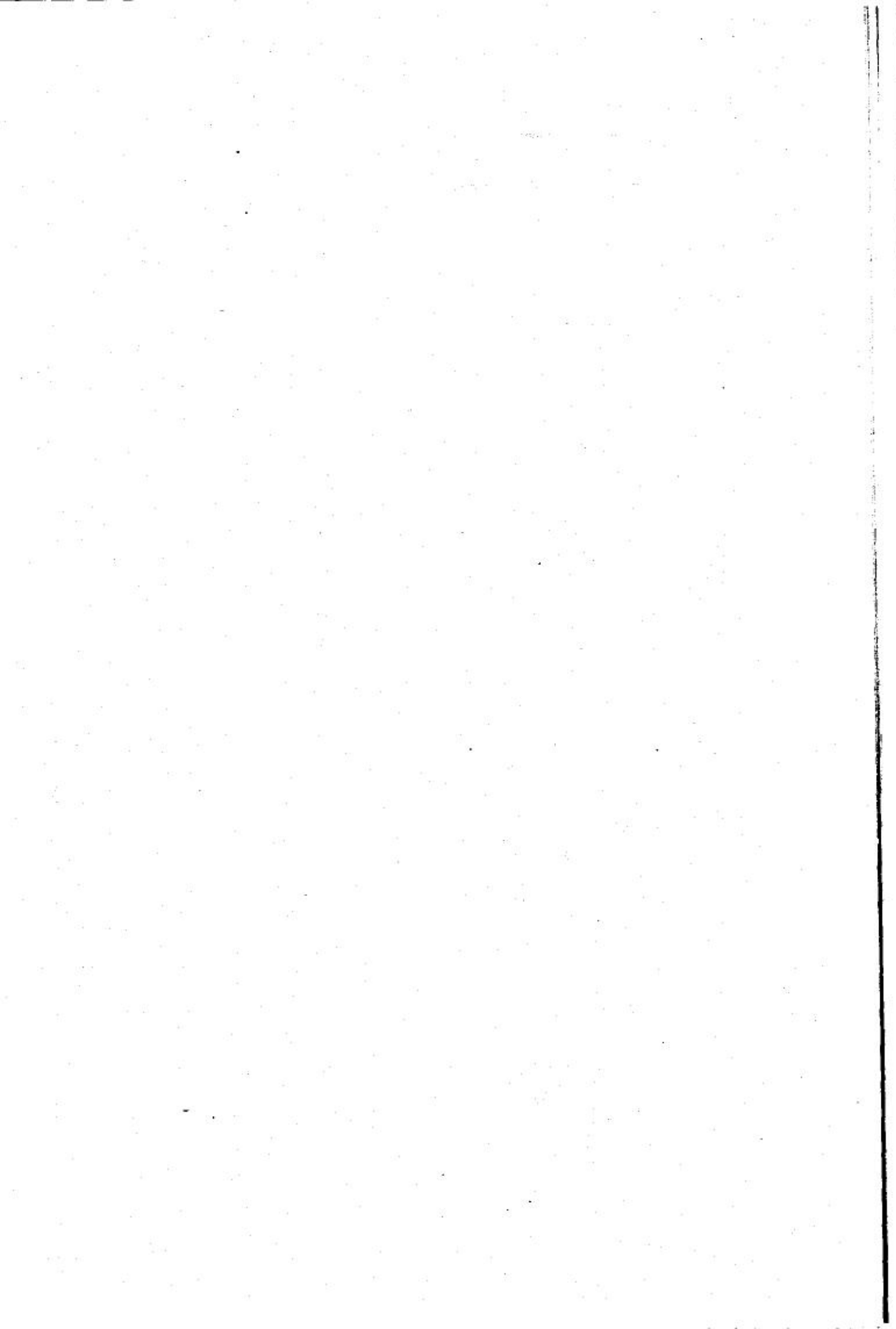
قدرتی (اصلی) چمڑے کا استعمال اور اس کا پہننا واقعی ایک مشکل مسئلہ ہے جس سے غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمان دوچار ہیں۔ مسلمانوں کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے اسلامی ممالک میں چمڑے سے بنے ہوئے لوازمات زندگی کو بڑی بے فکری اور اطمینان سے خریدتے ہیں اس لئے کہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو ایسے حیوانات کی جلد سے بنایا گیا ہے جنہیں شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے۔ چنانچہ مسلمان چمڑے کے بنے ہوئے لباس کو پہنتے ہیں اور انہیں میں نماز پڑھتے ہیں اور بغیر کسی خوف اور تامل کے ان کو اپنا ترہاتھ بھی لگادیتے ہیں لیکن غیر اسلامی ممالک کی صورت حال ان سے بالکل مختلف ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں درج ذیل احکام کی وضاحت پیش کی جائے۔

م۔۱۹۲: جب اس بات کا یقین ہو کہ لباس ایسے حیوان کے چمڑے سے بنایا گیا ہے جسے شرعی طور پر ذبح نہیں کیا گیا تو یہ لباس نجس ہے اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر اس بات کا احتمال ہو کہ وہ لباس ایسے حلال گوشت حیوان کی جلد سے بنا ہوا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو تو وہ پاک شمار ہوگا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

م۔۱۹۳: جلد کے بنے ہوئے ایسے لباس میں نماز پڑھنا جائز نہیں جسے شیر، چیتا، تیندوا لومڑی اور گیدڑ اور اس قسم کے درندہ حیوانات کی جلد سے بنایا گیا ہو۔ چنانچہ احتیاط واجب کی بنا پر ان حیوانات کی جلد میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں جو درندہ تو نہیں لیکن حرام گوشت ہیں۔ جیسے بندر اور ہاتھی ہیں۔ اگرچہ ان کے ذبح شرعی ہونے کی صورت میں یا احتمال کی صورت میں ان کی جلد پاک ہو گی۔ البتہ ان کا بنا ہوا کمر بند (بیلٹ) یا اور چیزیں جن سے ستر عورتین (شرمگاہ کا پردہ) نہیں ہو

سکتا، استعمال کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر ذبح شرعی کا احتمال نہ ہو بلکہ ہمیں یقین ہو کہ اسے ایسے حیوان کی جلد سے بنایا گیا ہے جس کا ذبح شرعی نہیں ہوا تو وہ نجس ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے حتی کہ احتیاط بطور احتیاط بیلٹ وغیرہ میں بھی نماز نہ پڑھی جائے جنہیں پہنا تو جاتا ہے مگر نماز میں اس سے شرمگاہ کو نہیں چھپایا جاسکتا۔ نیز اگر اس کے ذبح شرعی کا ضعیف سا مثلاً ۲% احتمال ہو جسے عقلاء خاطر میں نہیں لاتے پھر بھی اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

م۔۱۹۴: غیر اسلامی ممالک میں سانپ اور مگرمچھ کی جلد کا بنا ہوا لباس جو غیر مسلموں کی دوکان میں بکتا ہو پاک ہے اور اس کی خرید و فروخت اور ایسے کاموں میں استعمال کرنا جہاں طہارت (پاکی) شرط ہے، جائز ہے۔(۱)

م۔۱۹۵: اسلامی ممالک میں بنی ہوئی غیر اسلامی ممالک میں بکنے والی چمڑے کی اشیاء پاک ہیں اور ان میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

م۔۱۹۶: غیر اسلامی ممالک میں بنا ہوا جلد کا لباس جس کے بارے میں شک ہو کہ قدرتی چمڑا ہے یا مصنوعی، پاک ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

م۔۱۹۷: اس حیوان کی جلد سے بنے ہوئے جوتے سے، جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا ہے، وہ پاؤں نجس نہیں ہوتا جس میں وہ جوتا ہو مگر یہ کہ پاؤں یا جوتا تر ہو جس سے نجاست سرایت کر جائے۔ پس اگر پاؤں کو پسینہ آجائے اور جراب پسینہ کو جذب کر لے اور جوتے کی نجس جلد تک رطوبت نہ پہنچے تو پاؤں بھی نجس نہیں اور جراب بھی نجس نہیں ہو گی۔

م۔۱۹۸: غیر اسلامی ممالک میں بنے ہوئے چمڑے کی جیکٹ، ٹوپی اور بیلٹ میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ احتمال ہو کہ انہیں ایسے حلال گوشت جانور کی جلد سے بنایا گیا

---

(۱) اس لئے کہ ہر وہ جانور پاک ہے جس کی رگ کاٹنے سے خون دھار مار کر نہ نکلے۔ (مترجم)

ہوگا جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔ جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۱۹۹: مرد کے لئے سونے کا استعمال جائز نہیں ہے چاہے وہ انگوٹھی کی صورت میں ہو، شادی کے کڑے، دستی گھڑی یا کسی اور چیز کی صورت میں ہو، نماز کی حالت میں ہو یا عام حالت میں ہو (ان تمام صورتوں میں جائز نہیں) البتہ ان چیزوں کا پہننا جائز ہے جن پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو اور یہ صرف سنہرا رنگ شمار ہوتا ہو۔

م۔۲۰۰: مرد کے لئے پلاٹینیم (Platinum) کی بنی ہوئی چیزوں کا پہنا جائز ہے۔

م۔۲۰۱: عورت کے لئے نماز تک میں بھی سونے کا استعمال جائز ہے۔

م۔۲۰۲: مرد کے لئے خالص اور قدرتی ابریشم پہننا جائز نہیں۔ نہ نماز کی حالت میں اور نہ عام حالت میں، ماسوائے مخصوص جگہوں کے جن کا ذکر فقہی کتابوں میں کیا گیا ہے۔

م۲۰۳: عورت کے لئے نماز تک میں بھی ابریشم کا پہننا جائز ہے۔

م۔۲۰۴: مرد کے لئے ان مشکوک ریشمی لباس کا پہننا اور ان میں نماز پڑھنا جائز ہے جن کے بارے میں یقین نہ ہو کہ یہ لباس خالص یا قدرتی ابریشم سے بنایا گیا ہے یا مصنوعی ابریشم سے نیز ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا بھی جائز ہوگا جس کے ساتھ کپاس، اون اور نائلون کے اجزاء ملے ہوئے ہوں بشرطیکہ اس میں شامل ابریشم کی مقدار اتنی نہ ہو جسے خالص ابریشم کہا جائے اور مرد کے لئے اس لباس میں نماز پڑھنا جائز ہوگا۔

(اس سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۰۵: احتیاط واجب کے طور پر مرد کے لئے عورت کا لباس پہننا جائز نہیں۔ اسی طرح

احتیاط واجب کے طور پر عورت کے لیے بھی مرد کا لباس پہننا جائز نہیں۔

م۔۲۰۶: احتیاط واجب کے طور پر مسلمان مردوں کے لئے وہ لباس پہننا جائز نہیں ہے جو کافروں سے مخصوص ہے۔

لباس سے مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات:

م۔۲۰۷: ہم یورپ میں رہنے والے مسلمان ایسے چمڑوں سے بنے ہوئے جوتے، بیلٹ اور دیگر ملبوسات خریدتے ہیں جن کے بارے میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ ان حیوانات کا چمڑہ ہوگا جن کو شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا اور بعض اوقات یہ چیزیں اسلامی ممالک سے درآمد کی جاتی ہے یا یہیں پر یورپ ہی کے بعض ذبح خانوں سے لی جاتی ہیں۔ برطانیہ میں موجود بعض ذبح خانے بطور مثال قابل ذکر ہیں۔ بالفرض اگر یہ احتمال دیا جائے کہ ان چیزوں کو اسلامی ممالک سے درآمد کیا گیا ہوگا یا کسی ایسے ذبح خانے سے لیا گیا ہوگا جہاں اسلامی طریقے سے ذبح ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ احتمال ضعیف ہو، کیا ایسی صورت میں ان چمڑوں پر طہارت کا حکم لگایا جائے گا؟

جواب: اگر یہ احتمال اتنا ضعیف ہے کہ اس کے خلاف دوسرے احتمال کا اطمینان ہو۔ مثلاً ۲٪ ہو تو اس کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی۔ بصورت دیگر ان چیزوں کو پاک سمجھے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ العالم۔

م۔۲۰۸: فقہاء کے مطابق مرد کے لئے قدرتی اور خالص ابریشم کا پہننا جائز نہیں ہے۔ کیا مرد وہ ٹائی پہن سکتا ہے جس کے اجزاء میں ابریشم اور غیر ابریشم دونوں شامل ہیں؟ نیز کیا مرد کے لئے خالص اور قدرتی ریشم کی بنی ہوئی ٹائی کا پہننا جائز ہے؟

جواب: ٹائی کا پہننا حرام نہیں ہے اگرچہ وہ خالص ابریشم کی بنی ہوئی ہو۔ کیونکہ اس سے ستر عورتین (شرمگاہ کا پردہ) نہیں کیا جاسکتا۔ جہاں تک مخلوط (مکس)

ابریشم کا تعلق ہے، جواب خالص ابریشم نہیں کہلاتا اس کو پہننا جائز ہے اگرچہ اس سے ستر عورتین بھی ہو سکے۔

م۔۲۰۹ : بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات پر لکھ دیتی ہیں کہ یہ خالص ابریشم کی بنی ہوئی ہیں۔ لیکن وہ اتنی سستی ہوتی ہیں کہ ہمیں خالص ابریشم ہونے میں شک ہوتا ہے۔ کیا ایسے لباس کا پہننا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب : شک کی صورت میں ان کو پہننا اور ان میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

م۔۲۱۰ : کیا ایسے لباس کا پہننا اور اس کی تجارت کرنا جائز ہے جس پر شراب نوشی کی تشہیر کے لئے شراب (کے برتن) کی تصویر بنی ہوئی ہو۔

جواب : ایسے لباس کا پہننا بھی حرام اور اس کی تجارت کرنا بھی حرام ہے۔

م۔۲۱۱ : کیا مرد ایسی گھڑی پہن سکتا ہے جس کے اندر (مشینری میں) بعض سونے کے اوزار ہوں یا اس کا چین سونے کا ہو اور کیا اس کو پہن کر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب : پہلی صورت میں گھڑی کو پہننا بھی جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ دوسری صورت میں نہیں۔

☆☆☆☆☆

تیسری فصل
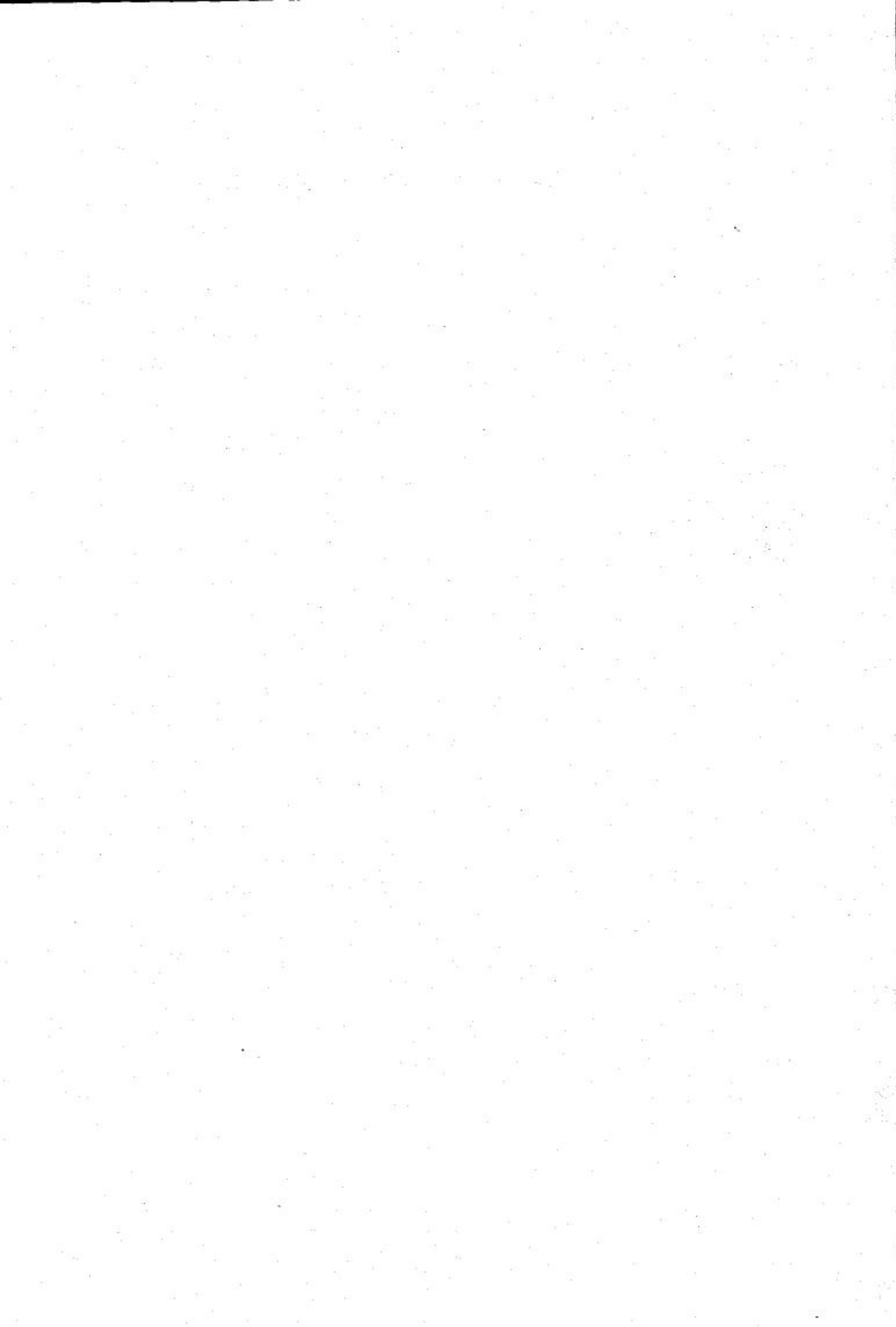
دیار غیر میں نافذ قوانین کی پابندی

- ☆ مقدمہ
- ☆ اس فصل سے مخصوص بعض شرعی احکام
- ☆ دیار غیر میں نافذ قوانین سے مخصوص استفتاءات
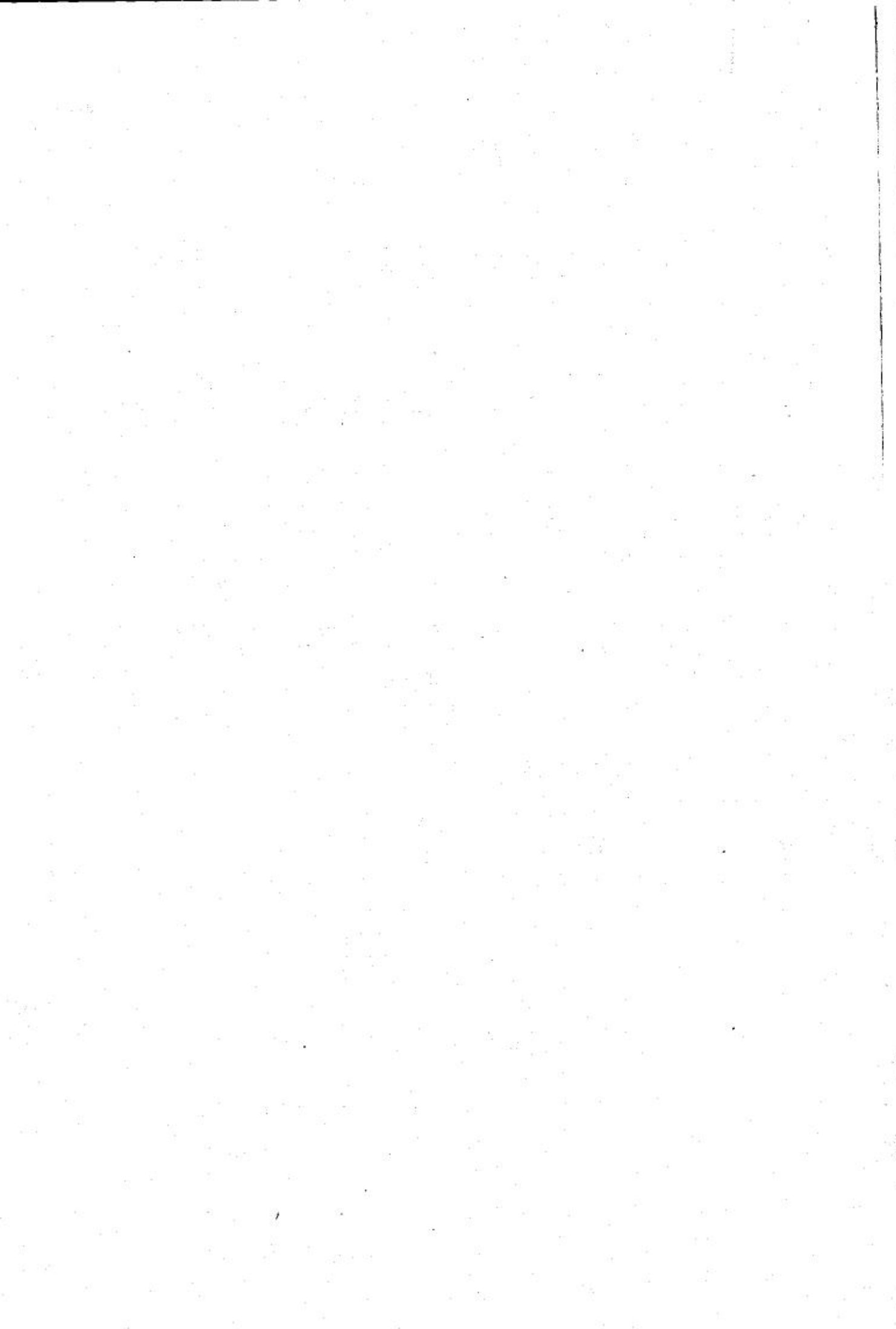
دنیا کے مختلف ممالک امور زندگی کے لئے بعض قوانین بناتے ہیں (جن کے مطابق) بعض اوقات ایک کام کا حکم دیتے ہیں اور کچھ کاموں سے روکا جاتا ہے اور بعض دوسرے کاموں کو محدود اور مشروط کر دیا جاتا ہے۔ انہی قوانین میں عام منافع کے مقامات یا محکموں کے وہ قوانین ہیں جن کا تعلق کسی خاص جغرافیائی حدود کے اندر لوگوں کی روزمرہ زندگی سے ہوا کرتا ہے جن کے خلاف ورزی کرنے سے معاشرہ انتشار اور افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے لہذا مناسب ہے کہ ہم درج ذیل مسائل کی وضاحت کریں۔

م۔ ۲۱۲ : مکلف (بالغ عاقل انسان) کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسلامی یا غیر اسلامی ممالک میں شارع عام میں کوئی ایسی چیز رکھے جو پیدل یا سوار کے لئے رکاوٹ اور مضر ہو۔

م۔ ۲۱۳ : کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب تک مالکان کی رضامندی کا یقین نہ ہو ان کی ذاتی املاک کی دیواروں کے باہر اشتہارات چسپاں کرے یا تحریر لکھے۔

م۔ ۲۱۴ : مسلمان کو جو مال یا عمل (مثلاً ڈیوٹی) بطور امانت سونپا گیا ہے اس میں خیانت کرنا حرام ہے اگرچہ امانت سونپنے والا کافر ہی کیوں نہ ہو اور مسلمان پر واجب ہے کہ وہ امانت کی حفاظت کرے اور اسے مکمل طور پر ادا کرے۔ بنابر ایں جو شخص کسی دوکان میں کام کرتا ہو یا حسابدار ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ مالک سے کسی قسم کی خیانت کرے اور اپنے زیر قبضہ اموال میں سے کوئی چیز اٹھائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۱۵ : غیر مسلموں کے ذاتی یا عام اموال کی چوری اس صورت میں بھی جائز نہیں جب بالفرض اسلام اور مسلمانوں کی شہرت تو متاثر نہ بھی ہوتی ہو (البتہ یہ صرف فرض ہے ورنہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کی شہرت کو یقیناً نقصان پہنچتا ہے) لیکن

غیر مسلموں کے ساتھ اس معاہدے سے غداری و عہد شکنی سمجھی جاتی ہو جو اس ملک میں داخل ہونے یا وہاں رہائش کی درخواست کے موقع پر ضمنی طور پر طے پاتا ہے۔ اس لئے کہ غداری اور نقض امن کسی سے بھی ہو جائز نہیں۔ اس کا دین، جنسیت اور عقیدہ کچھ بھی ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۱۶ : اسلامی ممالک میں داخل ہونے والے غیر مسلموں کا مال چوری کرنا جائز نہیں۔

م۔۲۱۷ : مسلمان کے لئے غیر قانونی طریقے سے تنخواہ اور دیگر امداد وصول کرنا جائز نہیں۔ مثال کے طور (تنخواہ وغیرہ کی خاطر) مسئولین اور سرکاری اہل کاروں کو غلط معلومات فراہم کرے۔

م۔۲۱۸ : مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مختلف انشورنس کمپنیوں سے اپنی زندگی، مال غرق ہونے اور چوری کا بیمہ کرالے۔ یہ ایک لازم (اور نا قابل فسخ) معاملہ ہے جو طرفین (بیمہ دار اور بیمہ کار) کی رضامندی کے بغیر منسوخ نہیں ہوتا۔

م۔۲۱۹ : کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ انشورنس کمپنی کو غلط معلومات فراہم کرے تاکہ اس کے ذریعہ مال (اور معاوضہ) وصول کر سکے جو فی الحال اس کا حق نہیں بنتا۔ مثال کے طور پر جان بوجھ کر کوئی جعلی حادثہ ایجاد کرے (اپنا مال جلا ڈالے) اور اس کا معاوضہ حاصل کرے۔ اس طریقے سے حاصل شدہ مال بھی حلال نہ ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۲۰ : بعض اوقات غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے عظیم تر مفادات اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ وہ کسی نہ کسی پارٹی سے وابستہ ہوں، وزارتوں میں جائیں، یا ایوانوں کے ممبر بنیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کی مصلحت کے تقاضوں کے مطابق سابق الذکر کام جائز ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان حالات میں مصلحت کی تشخیص کے لئے ماہر اور باوثوق افراد کی طرف رجوع کرنا ضروری

ہے۔

م۔ ۲۲۱: مدارس کے امتحانات میں دھوکہ دہی جائز نہیں ہے چاہے یہ دھوکہ دہی طلبا کے باہمی تعاون (نقل) کی صورت میں ہو یا مخفی طریقے سے پیپروں کے استعمال کی صورت میں ہو، یا نگران کو فریب دینے کی صورت میں ہو یا دوسرے غیر شرعی اور نظام کے منافی طریقے سے ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۲۲: جب مسلمان کی جان، اس کے ناموس یا اس کے مال پر حملہ اور تجاوز ہو جائے اور اس قسم کے اہم اور حیاتی معاملات میں رائج قانونی اداروں اور عدالتوں کی طرف رجوع کئے بغیر حق وانصاف کا حصول ناممکن ہو تو ان کی طرف رجوع کرنا جائز ہے۔

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات :

م۔ ۲۲۳: اگر کوئی مسلمان بینک کے کمپیوٹر سے اپنا کوئی مال نکالنا چاہے اور کمپیوٹر سے اس کی مطلوبہ مقدار سے زیادہ مال نکل آئے تو کیا اس زیادہ مال کو وصول کرنا جائز ہے جس کا غیر اسلامی بینک کو علم نہیں ؟

جواب : جائز نہیں۔

م۔ ۲۲۴: اگر کوئی مسلمان کسی غیر اسلامی ملک کی کمپنی سے کوئی مال خریدے اور سیلز مین اسے اس کی طلب سے زیادہ مقدار میں مال دے تو کیا مسلمان اس زیادہ مقدار کو لے سکتا ہے اور اس سیلز مین کو اس کی غلطی سے آگاہ کرنا واجب ہے ؟

جواب : مسلمان اس مقدار کو لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر لے لے تو اسے لوٹانا واجب ہے۔

م۔ ۲۲۵: کیا غیر مسلم کمپنی کا مسلمان ملازم، کمپنی کو بتائے بغیر کمپنی کا کوئی سامان اٹھا سکتا ہے اور کیا یہ عمل اس کے لئے جائز ہو گا؟

جواب :   جائز نہیں۔

م۔۲۲۶ : کیا غیر اسلامی ممالک میں پانی، بجلی اور گیس کے میٹروں کو چلنے سے روکنا اور انہیں چھیڑنا جائز ہے ؟

جواب :   یہ بھی جائز نہیں ہے۔

م۔۲۲۷ : ایک مسلمان مغرب میں رہتا ہے اور یہ دعوی کرتا ہے کہ اپنے ملک میں سالوں سے گاڑی چلاتا ہے اور اپنے اس دعوی کے ثبوت کے طور پر کسی نہ کسی طرف سے سرٹیفیکیٹ بھی پیش کر دیتا ہے تاکہ انشورنس فیس کم دینی پڑے اور زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکے۔ کیا مسلمان توریہ کے طور پر بھی یہ خلافِ واقع کام انجام دے سکتا ہے اور اس سلسلے میں اس کی مدد کرنا جائز ہے ؟

جواب :   سابق الذکر مقصد کے لئے جھوٹ بولنا جائز نہیں اور اس طریقے سے مال حاصل کرنا بھی جائز نہیں اور اس سلسلے میں کسی کی مدد کرنا گناہ میں مدد کرنے کے زمرے میں آئے گا۔

م۔۲۲۸ : کیا غیر اسلامی ملک کی بیمہ کمپنیوں کو دھوکہ دینا جائز ہے جب کہ اس بات کا یقین ہو کہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کی شہرت کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ؟

جواب :   یہ بھی جائز نہیں۔

م۔۲۲۹ : بعض اوقات مسلمان خود ہی (جان بوجھ کر) اپنے بیمہ شدہ مکان کو نذر آتش کر دیتا ہے تاکہ غیر مسلم بیمہ کمپنیوں سے معاوضہ وصول کر سکے۔ کیا مسلمان کا یہ عمل جائز ہے اور جو معاوضہ اسے دیا جائے گا وہ اس کا مالک بن سکے گا ؟

جواب :   مسلمان کے لئے اپنے مال کو تلف اور ضائع کرنا جائز نہیں اور نہ معاوضہ کی وصولی کی غرض سے کمپنی کو جھوٹی خبر دینا جائز ہے اور اس طریقے سے حاصل شدہ مال حلال نہ ہوگا۔

م۔۲۳۰ : یورپ کے سرکاری مدارس میں دھوکہ دہی جائز ہے ؟ اور کیا پرائیویٹ اسلامی یا

غیر اسلامی سکولوں میں دھوکہ دہی جائز ہے ؟

جواب : ان میں سے کسی کو بھی دھوکہ دینا جائز نہیں۔

م۔۲۳۱ : بعض گاڑیوں میں تحریر ہوتا ہے کہ سگریٹ نوشی منع ہے۔ کیا اس تحریر کی مخالفت جائز ہے ؟

جواب : اگر مسافر گاڑی میں سگریٹ نوشی نہ کرنے کی ضمنی شرط پر گاڑی میں سوار ہوا ہے یا یہ گورنمنٹ کا قانون ہے اور اس مسافر نے اپنے آپ کو قوانین پر عمل کرنے کا پابند بنایا ہے تو مقررہ شرط اور پابندی پر عمل کرنا ہو گا۔

م۔۲۳۲ : کیا وہ مکلّف جو ملازمت کے لئے کسی دوسرے ملک میں جارہا ہے اس کے لئے غیر اسلامی ممالک کے قوانین کی پابندی کرنا ضروری ہے جن میں ٹریفک کے اشارات اور مزدوری کے قوانین شامل ہیں۔

جواب : اگر اس مکلّف نے کسی اور (معاہدہ کے) ضمن میں سہی، متعلقہ ملک کے قوانین کی پابندی کا معاہدہ کیا ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ بشرطیکہ یہ پابندی شریعت مقدسہ کے منافی نہ ہو۔ ٹریفک کے اشارات کی پابندی ہر حالت میں لازمی ہے۔ البتہ یہ اس صورت میں ہے جب ان کی مخالفت سے ایسے شخص کو نقصان پہنچتا ہو جسے نقصان پہنچانا حرام ہے۔ یعنی وہ اشخاص جن کا مال بھی محترم ہو اور جان بھی محترم۔

م۔۲۳۳ : بعض ممالک اس شرط پر مہاجرین کی مدد کرتے ہیں کہ وہ کوئی (اور) کاروبار یا مزدوری نہ کریں۔ کیا ان مہاجرین کے لئے کاروبار اور مزدوری جائز ہے۔ کیا ایسے مہاجرین اجرت وصول کر سکتے ہیں ؟ اور وہ اس اجرت کو اپنی ملکیت میں لے سکتے ہیں ؟

جواب : ایسی صورت میں مہاجرین کے لئے مزدوری کرنا جائز ہے اور اس کی اجرت کے بھی مالک بن جائیں گے۔ لیکن جب تک اس ملک کے متعلقہ اداروں کو اپنی

مزدوری کی اطلاع نہیں دیں گے ان سے امداد لینا جائز نہیں۔

م۔۲۳۴: کیا مسلمان یورپ، امریکہ اور اس قسم کے دوسرے غیر اسلامی ملکوں میں کافروں کا مال چوری کر سکتا ہے؟ اور کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ان سے مال ہتھیانے کی خاطر انہی حیلوں اور طریقوں کو اپنائے جو وہاں رائج ہیں؟

جواب: کافروں کے ذاتی اور عام مال کی چوری جائز نہیں اور اگر اس سے اسلام اور عام مسلمانوں کی غلط شہرت ہوتی ہو تو ان کے اموال کو تلف اور ضائع کرنا بھی جائز نہیں۔ ایک صورت ایسی بھی ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کی شہرت کو نقصان نہ بھی پہنچتا ہو پھر بھی کافروں کا مال تلف کرنا جائز نہیں اور وہ یہ کہ یہ ضائع کرنا اس ملک سے غداری اور اس معاہدے کی خلاف ورزی سمجھی جائے جو اس ملک سے ویزے اور اقامت کی درخواست کے موقع پر ضمناً ان سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی بھی شخص کے ساتھ غداری اور نقض امن حرام ہے۔

م۔۲۳۵: کیا مسلمان یورپی ممالک میں قانونی طور پر مالی یا معنوی مراعات کے حصول کی خاطر ان کے دفاتر کو غلط معلومات فراہم کر سکتا ہے؟

جواب: یہ کام جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ جھوٹ ہے اور سابق الذکر وجوہات جھوٹ کے لئے جواز نہیں بن سکتیں۔

م۔۲۳۶: کیا کسی مکلّف کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ حکومتی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی دوسرے کا پاسپورٹ خریدے یا پاسپورٹ پر لگی ہوئی تصویر کو تبدیل کرے تاکہ کسی اور ملک میں داخل ہو سکے اور اس ملک کو صورتِ حال سے آگاہ کرے۔

جواب: ہم اس کام کی اجازت نہیں دیتے۔

☆☆☆☆☆

چوتھی فصل
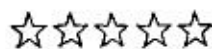
کام اور رأس المال کی گردش

☆ مقدمہ

☆ کام اور رأس المال کی گردش سے متعلق چند احکام

☆ کام اور رأس المال کی گردش سے مخصوص استفتاءات

بنیادی طور پر مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ زندگی کی مختلف سرگرمیوں میں حصہ لے اور کسی بھی ایسے کام کا انتخاب کرے جس کا عام فائدہ غیر مسلموں کو پہنچ رہا ہو جن کے لئے یہ کام کرتا ہے۔ اس طرح یہ اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور دوسرے بنی نوع انسان کو بھی۔ بشرطیکہ یہ عمل شریعت اسلام میں حرام نہ ہو، اس کے نتیجے میں مسلمان بھائیوں کے مفادات کو نقصان نہ پہنچتا ہو اور اسلام اور مسلمان دشمنوں کے مفادات اور منصوبوں کی خدمت اور تائید نہ ہوتی ہو۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے قارئین محترم کی یاد آوری کے لئے درج ذیل شرعی احکام کو بیان کیا جائے۔

م۔۲۳۷: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بھی انسان کے سامنے اپنی تذلیل کرے، چاہے یہ انسان مسلمان ہو یا کافر، اس بنا پر اگر مسلمان کے کام سے غیر مسلموں کے سامنے اس کی اپنی تذلیل ہوتی ہو تو اس ذلت آمیز کام کو جاری رکھنا جائز نہیں۔

م۔۲۳۸: ایسے حیوان کا گوشت جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا، مسلمان ایسے لوگوں کے سامنے پیش کر سکتا ہے جو اسے پاک سمجھتے ہیں جس طرح یہودی اور مسیحی وغیرہ ہیں نیز ایسی جگہ بھی کام کرنا جائز ہے جہاں اس قسم کا گوشت ان کے لئے پکایا اور تیار کیا جاتا ہے اور ان غیر مسلموں سے ملنے والی مالی منفعت کی ملکیت کو صحیح قرار دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے اس گوشت سے دستبردار ہونے کا عوض

قرار دیا جائے جس کا مسلمان مالک تو نہیں بن سکتا لیکن اس کے ساتھ مخصوص ہو گیا تھا۔

م۔۲۳۹: مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مسیحیوں وغیرہ کے ہاتھ خنزیر کا گوشت بیچے جو اسے حلال سمجھتے ہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کے لئے خنزیر کا گوشت پیش بھی نہ کرے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۴۰: مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے لئے بھی شراب پیش کرے۔ اگرچہ پینے والا اسے حلال سمجھتا ہو اور اسی طرح شراب کے برتن دھونا اور ان کی سپلائی کرنا بھی جائز نہیں۔ بشرطیکہ یہ دونوں کام شراب خوری کا مقدمہ اور ذریعہ بنتے ہوں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۴۱: مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ شراب فروشی، شراب پیش کرنے اور شراب نوشی کے لئے برتن دھونے کی مزدوری اختیار کرے۔ نیز اس قسم کے دوسرے کاموں کی اجرت لینا بھی جائز نہیں، اس لئے کہ یہ حرام ہیں۔ بعض حضرات اپنی شدید احتیاج اور مجبوری کو ان کاموں کے لئے جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ (کسی صورت میں) قابل قبول نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔

(الطلاق: ۲۔۳)

"جو شخص تقویٰ الٰہی اختیار کرے خدا اس کے لئے (سختی سے نکلنے کی) راہیں نکال لیتا ہے۔ اور اسے ایسے ذرائع سے رزق و روزی دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں اور جو

شخص خدا کی ذات پر توکل اور بھروسہ کرے خدا اس کے لئے کافی ہے،،

نیز فرمایا:

ان الذین توفاھم الملائکة ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا ألم تکن ارض الله واسعة فتھا جروا فیھا فأولئك مأواھم جھنم وساء ت مصیرا الا المستضعفین من الرجال والنساء والوالدان لا یستطیعون حیلة ولا یھتدون سبیلا۔

(نساء: ۹۷۔۹۸)

"بے شک جب لوگوں کی روح فرشتوں نے اس وقت قبض کی ہے کہ (دار الحرب میں پڑے) اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے تو فرشتے قبض روح کے بعد میت سے کہتے ہیں تم کسی حالت غفلت میں تو نہ تھے تو وہ (معذرت کے لہجے میں) کہتے ہیں ہم تو روئے زمین پر بیکس تھے تو فرشتے کہتے ہیں کہ خدا کی (ایسی لمبی چوڑی) زمین میں اتنی بھی گنجائش نہ تھی کہ کہ تم (کہیں) ہجرت کر کے چلے جاتے۔ پس ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے اس قدر بے بس ہیں کہ نہ تو (دار الحرب سے نکلنے کی) کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ ان کی اپنی رہائی کی راہ دکھائی دیتی ہے تو امید ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے در گزر کرے اور خدا تو بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

رسول اکرم (ص) سے مروی ہے کہ آپ (ص) نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

ألا ان الروح الامين نفث فى روعى انه لا تموت نفس حتى تستكمل رزقها فا تقوالله و أجملوا فى الطلب ولايحملنكم استبطاء شىء من الرزق أن تطلبوه بمعصية ألله فأن الله تبارك و تعالى قسم الارزاق بين خلقه حلالاً، و لم يقسمها حراما فمن اتقى الله وصبر اتاه الله برزقه من حله ومن هتك حجاب الستر و عجل فاخذه من غير حله، قص به من رزقه الحلال و حوسب عليه يو م القيامة۔

(وسائل الشیعه للحر العاملی ج ۱۷ص ۴۴)

"آگاہ ہو! مجھے جبرئیل امین کے ذریعے الہام ہوا ہے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کی رزق و روزی مکمل نہ ہو پس تقوی الٰہی اختیار کرو اور اچھے (جائز) طریقے سے طلب معاش کرو۔ رزق رسانی میں تاخیر، تمہیں ناجائز طریقے سے رزق کی تلاش پر آمادہ نہ کرنے پائے۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں میں حلال رزق کو تقسیم کر رکھا ہے حرام رزق کو تقسیم نہیں کیا جو شخص تقوی الٰہی اختیار کرے اور صبر کا مظاہرہ کرے خدا اسے حلال طریقے سے رزق دیتا ہے اور جو شخص ستر کے حجاب کو چاک کرے اور جلدبازی کر کے ناجائز طریقے سے کمانے لگے اسکے رزق حلال میں سے

کم کر دیا جاتا ہے اور روز قیامت اس کا حساب لیا جائے گا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیے)

م۔ ۲۴۲: لہوولعب کے مراکز اور مہلک گناہوں کے مقامات پر کام کرنے سے حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو یہ (کام کرنا) جائز نہیں ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۴۳: مسلمانوں کے لیے مسیحیوں کے ساتھ مل کر ایسی تجارت کرنا جائز ہے جو شریعت اسلامیں حلال ہو۔ جیسے خرید و فروخت کرنا، در آمد و بر آمد اور ٹھیکے وغیرہ ہیں۔

م۔ ۲۴۴: غیر اسلامی بینک چاہے وہ پرائیویٹ ہو یا سرکاری، ان میں امانت رکھنا (اکاؤنٹ کھولنا) جائز ہے۔ اگرچہ ان کے ساتھ منافع ادا کرنے کی شرط بھی لگائی جائے کیونکہ غیر مسلموں سے سود لینا جائز ہے۔

م۔ ۲۴۵: اگر مسلمان غیر مسلم بینکوں سے قرض لینا چاہے تو ضروری ہے کہ سود کی شرط پر قرض لینے کا قصد نہ کرے اگرچہ اسے یہ معلوم ہو کہ بینک اس سے قرض کی اصل رقم اور سود دونوں وصول کرے گا۔ کیونکہ سود دینا جائز نہیں ہے۔

م۔ ۲۴۶: مسلمان دوسروں کو بینکوں اور کمپنیوں کے شیئرز خریدنے کی غرض سے اپنا نام و حیثیت استعمال کرنے کی اجازت دے سکتا ہے اور اس اجازت کے عوض طرفین میں طے پانے والا معاوضہ بھی وصول کر سکتا ہے۔

م۔ ۲۴۷: مسلمانوں کے لئے ایسے ممالک میں بنائی گئی چیزیں خریدنا جائز نہیں، جو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں، جیسے اسرائیل ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۴۸: مسلمان کو مارکیٹ ریٹ، اس سے کم یا اس سے زیادہ میں کرنسی تبدیل کرنے کا حق پہنچتا ہے فرق نہیں پڑتا کہ یہ تبدیلی نقد و دستی ہو یا مؤجل۔

م۔ ۲۴۹: جعلی یا منسوخ کرنسی کے ذریعے سودا کرنا جس سے لوگوں کو دھوکا ہو حرام ہے۔

البتہ یہ اس صورت میں حرام ہے جب کرنسی وصول کرنے والے کو اس کا علم نہ ہو۔

م۔ ۲۵۰ :اگر اس قصد اور امید سے ریفل ٹکٹ خرید ا جائے کہ اس سے انعام نکل آئے گا تو یہ جائز نہیں ہوگا (اور لاٹری کا شمار بھی اسی میں ہوتا ہے) اور اگر اسلام کے پسندیدہ رفاہی منصوبے میں شرکت کی خاطر ریفل ٹکٹ خریدا جائے نہ کہ حصول انعام کی خاطر، جیسے ہسپتالوں اور یتیم خانوں کی تعمیر وغیرہ، تو اس کی خریداری جائز ہوگی اگرچہ غیر اسلامی ممالک میں ایسا فرض کرنا مشکل ہے۔ ان ممالک میں شریعت اسلام کے بہت سے حرام کاموں کو رفاہی منصوبہ سمجھا جاتا ہے۔ بہر حال ریفل ٹکٹ جس مقصد کے لئے بھی خریدا ہو، اگر خریدار کے نام انعام نکل آئے تو غیر مسلم سے اسے وصول کیا جاسکتا ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۵۱ : چیتا، بچھو، لومڑی، ہاتھی، شیر، ریچھ اور بلی جیسے چیرنے پھاڑنے والے حیوانات کا بیچنا جائز ہے۔ اسی طرح وھیل مچھلی اگر اس کا کوئی حلال اور جائز فائدہ ہو جس کی وجہ سے اس کی مارکیٹ میں قیمت لگتی ہو تو اسے بھی بیچنا جائز ہے۔ اگرچہ اس کا یہ فائدہ محدود اور مخصوص افراد کے نزدیک ہو۔ البتہ کتا، اگر شکاری نہ ہو، اور خنزیر اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۲۵۲ : آرائش کی غرض سے سونا اور چاندی کے برتنوں کی خرید و فروخت جائز ہے اور کھانے پینے میں ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔

م۔ ۲۵۳ :اسلامی ممالک کی حکومتوں کی طرف سے کسی بھی ملازم کے اکاؤنٹ میں جمع ہونے والی اس کی تنخواہ جو ابھی اس کے ہاتھ میں نہیں آئی، اس میں خمس واجب نہیں ہوگا اگرچہ یہ تنخواہ اس کے سال کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور آیۃ اللہ مد ظلہ کے جوابات :

م۔ ۲۵۴ : مغربی ممالک میں انسان مختلف قسم کے بینک اکاؤنٹ کھول سکتا ہے جن میں زیادہ منافع کے اکاؤنٹ بھی ہوتے ہیں، کم منافع کے بھی، جن میں کسی قسم کی مشکل درپیش نہیں ہوتی۔ کیا ان بینکوں میں ایسا اکاؤنٹ کھولا جاسکتا ہے جس کا منافع زیادہ ہو، لیکن اگر بینک اس منافع کو روک لے تو اس کا مطالبہ نہ کرے ؟اور اگر یہ جائز نہیں تو کیا ایسا حل موجود ہے جس سے اس اکاؤنٹ کا کھولنا جائز ہو ؟ جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ انسان ذاتی طور پر منافع کے پیچھے دوڑتا ہے۔

جواب : مسلمان ان بینکوں میں اکاؤنٹ کھولنے کا حق رکھتا اور منافع کی شرط پر ان میں رقم جمع کرا سکتا ہے بشرطیکہ ان بینکوں کا سرمایہ حکومت کا ہو یا غیر مسلموں کا ذاتی سرمایہ ہو۔

م۔ ۲۵۵ : مغربی ممالک کے بینک بہت زیادہ منافع اور مکان گروی رکھنے (Mort-gage) کی شرط پر ایسے افراد کو قسطوں پر قرض فراہم کرتے ہیں جن کے پاس مکان خریدنے کے لئے رقم نہیں ہوتی۔ کیا مسلمان اس قسم کے منصوبہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اگر جائز نہیں تو کیا آپ کی نظر میں اس شخص کے لئے کوئی حل موجود ہے جس کا یہ دعوی ہے کہ وہ رہائشی مکان کے لئے مکان گروی رکھنے (Mortgage) کی شرط پر قرض کا محتاج ہے اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جو مکان خریدنے کے لئے کافی ہو۔

جواب : اس بینک سے مال لیا جاسکتا ہے جس کا سرمایہ حکومت کا یا غیر مسلموں کا ذاتی مال ہو۔ قرض کی نیت سے رقم وصول کرنا جائز نہیں ہے اور رقم وصول کرنے والے کا یہ جاننا کہ بینک ہر حالت میں اسے رقم اور اس کا منافع ادا کرنے پر مجبور کرے گا، اس سے مسئلے کا حکم تبدیل نہیں ہوگا۔

م۔۲۵۶: بعض حکومتیں متعلقہ ملک میں مقیم ضرورت مند افراد کو خاص شرائط پر رہائشی مکان فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہیں۔ کیا مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنا ذاتی گھر خریدے اور اس میں مختصر مدت سکونت اختیار کرے تاکہ اس کا خمس نہ دینا پڑے اور پھر اسے کرایہ پر دے دے اور خود اس گھر میں رہنے لگے جس کا کرایہ حکومت ادا کرتی ہے۔

جواب: جب تک مکان کی واقعی ضرورت نہ ہو اس میں مختصر مدت سکونت اختیار کرنے سے خمس ساقط نہیں ہوتا بلکہ اس کی ادائیگی واجب ہوگی۔ چنانچہ سوال میں یہی فرض کیا گیا ہے کہ مکان اس کی ضرورت نہیں۔

م۔۲۵۷: بعض تجارتی یا صنعتی کمپنیاں پرائیویٹ یا اسلامی اور سرکاری بینکوں سے سودی قرضے لیتی ہیں اور ان بینکوں میں سرمایہ کاری کے نتیجے میں منافع حاصل کرتی ہیں۔ کیا ان کمپنیوں سے حصص خریدنا اور ان کے منصوبوں میں شریک ہونا جائز ہے؟

جواب: اگر یہ ان کے سودی کاروبار میں شرکت شمار ہو تو جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر کمپنی مسلمانوں کی ہو اور وہ غیر مسلم بینکوں سے منافع حاصل کرتی ہو، ان سے حصص خریدنے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۲۵۸: بعض حکومتیں، اسی طرح بعض غیر اسلامی اور اسلامی ممالک میں کمپنیاں، اپنے ملازمین کی تنخواہیں براہ راست ان کے بینک اکاؤنٹ میں جمع کر دیتی ہیں اور ملازمین کی تنخواہ نقد ان کے ہاتھ میں نہیں آتی۔ لیکن جب چاہیں وہ بینک سے نکلوا سکتے ہیں۔ اگر اس طرح ملازمین کا بینک بیلنس بڑھ جائے اور اس کے سال کے اخراجات سے زیادہ ہو جائے اس میں خمس واجب ہوگا؟

جواب: اس رقم میں سے جو کچھ اس کے سال کے اخراجات سے زیادہ ہوگا اس کا خمس ادا کرنا ہوگا مگر یہ کہ یہ شخص کسی اسلامی ملک میں سرکاری ملازم ہو اور اس کی تنخواہ

سرکاری یا نیم سرکاری بینک میں جمع ہوتی ہو۔ اس صورت میں جب تک حاکم شرع کی اجازت سے اپنے قبضے اور ملکیت میں نہ لے اس میں خمس واجب نہ ہوگا کیونکہ حاکم شرع کی اجازت سے ملکیت میں لینے کے بعد ہی اس سال کے منافع میں شامل ہوگا جس کو اس نے حاصل کیا ہے اور اس رقم میں سے جو اس کے سال کے اخراجات سے زیادہ ہوگا اس کا خمس دینا ہوگا۔

م۔ ۲۵۹ : اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کوئی رقم قرض لے لے۔ جس کے کچھ عرصے بعد اس کرنسی کا مارکیٹ ریٹ گر جائے ایسی صورت میں مقروض قرض خواہ کو اتنی ہی رقم ادا کرے گا جتنی اس نے اس سے قرض لی تھی یا ادائیگی کے وقت اس رقم کی مارکیٹ میں قیمت کے برابر ادا کرے گا؟ نیز اگر قرض دینے والا کافر ہو تو کیا اس مسئلے کا حکم مختلف ہوگا؟

جواب : رقم کی وہی مقدار واپس کی جائے گی جو قرض لی گئی تھی اور فرق نہیں پڑتا کہ قرض خواہ مسلمان ہو یا کافر۔

م۔ ۲۶۰ : کیا ایسی کمپنیوں میں سرمایہ لگانا جائز ہے جو شراب بناتی ہوں جبکہ ایک مال دوسرے مال سے الگ بھی نہیں کیا جاسکتا؟

جواب : شراب بنانے میں کسی کے ساتھ شریک ہونا اور ان سے تعاون کرنا جائز نہیں۔

م۔ ۲۶۱ : اگر کسی غیر اسلامی ملک میں مسلمان معمار (مستری) یا ٹھیکیدار کو غیر اسلامی عبادت گاہ تعمیر کرنے کی پیشکش کی جائے تو کیا اسے قبول کرنا جائز ہوگا؟

جواب : اسے قبول کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ باطل ادیان کی تبلیغ وترویج شمار ہوتی ہے۔

م۔ ۲۶۲ اگر کسی مسلمان خطاط کو شراب خوری، رقص کی محفل یا ایسے ہوٹل کا چارٹ بنانے کی پیشکش کی جائے جہاں خنزیر کا گوشت استعمال ہوتا ہے۔ کیا اسے قبول کرنا جائز ہوگا؟

جواب : اسے قبول کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ فحاشی کا پرچار اور بدکاری کی ترویج ہے۔

م۔ ۲۶۳ : کیاایسے مراکزاور مارکیٹوں سے خرید و فروخت جائز ہے جہاں کا کچھ منافع اسرائیل کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے ؟

جواب : ہم اسے جائز نہیں سمجھتے۔

م۔ ۲۶۴ : اگر کوئی مسلمان ایک عمارت خریدے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ شراب خوری کا اڈہ ہے جہاں سے کرایہ دار کا نکالنا بھی مشکل ہے لیکن بعد میں صورتِ حال معلوم ہو جائے۔

الف : ایسی صورت میں کیا مالک مکان کرایہ دار سے مرکزِ شراب خوری کا کرایہ لے سکتا ہے ؟

ب : بالفرض اگر جائز نہ ہو تو کیا حاکم شرع کی اجازت سے لے سکتا ہے اور کس عنوان سے لے سکتا ہے ؟

ج : بالفرض اگر خریدار کو پہلے سے معلوم ہو کہ اس مکان میں شراب خوری ہوتی ہے تو اس صورت میں عمارت کو خریدنا جائز ہے ؟ جبکہ اس کرایہ دار کو نکالنا بھی ممکن نہیں۔

جواب : الف : شراب خوری کی صورت میں استفادہ کے مقابلے میں کرایہ وصول کرنا جائز نہیں۔

ب : چونکہ مالک مکان اس قسم کے مکان سے حلال استفادہ کے عوض کرایہ کا حقدار ہے اس لئے اس کے لئے جائز ہے کہ شراب خوری کی جگہ کے کرایے کے طور پر اسے جو کچھ دیا جائے اس میں سے اپنا حق وصول کرنے کی نیت سے کرایہ وصول کرے یا اگر کرایہ دار غیر مسلم ہو تو مفت اپنی ملکیت میں لینے کی نیت سے کرایہ وصول کرے۔

ج : اس عمارت کو خریدنا جائز ہے اگرچہ خریدار کو معلوم ہو کہ اس میں سابق الذکر کرایہ دار رہتا ہے جس کو نکالنا ممکن نہیں ہوگا۔

م۔۲۶۵ : کیا کسی کارخانہ وغیرہ کے مالک کے لئے جائز ہے کہ بے روزگار مسلمان کی موجودگی میں کسی غیر مسلم کو اس کارخانہ میں ملازم رکھ لے ؟

جواب : یہ عمل بذات خود تو جائز ہے لیکن اسلامی اخوت اور مسلمان پر مسلمان کے حق کا تقاضا یہی ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو مسلمان کو غیر مسلموں پر ترجیح دے۔

م۔۲۶۶ : کیا ایسی دوکان میں کام کرنا جائز ہے جہاں ننگی تصویروں پر مشتمل مجلّات اور رسالے بکتے ہوں اور کیا ایسے رسالوں کی تجارت اور طباعت جائز ہے ؟

جواب : یہ تمام کام جائز نہیں۔ کیونکہ یہ فعل حرام کی ترویج اور فحاشی کا پرچار ہے۔

م۔۲۶۷ : کیا ایسے کتوں کو خریدنا جائز ہے جن سے حفاظت اور نگہبانی کا کام لیا جاتا ہے اور خواتین سڑکوں پر گھومتے اور ٹہلتے وقت رکھوالی کے طور پر انہیں اپنے ساتھ رکھتی ہیں ؟ کیا ایسے کتوں کی تجارت اور ایسے کتوں کو کرایہ پر دینا جائز ہے ؟

جواب : ایسے کتوں کی خرید و فروخت جائز نہیں البتہ جس کے پاس اس قسم کے کتے ہوں اسے ایک حق اختصاص حاصل ہو جاتا ہے جس سے دستبردار ہونے کے عوض اسے کچھ نہ کچھ ادائیگی کی جاسکتی ہے جس کے بعد اس کتے پر اس شخص کا تسلط ہوگا جس نے ادائیگی کی ہو۔ (مالک نہیں بنے گا) البتہ حلال منافع کی غرض سے کرایہ پر دیئے جاسکتے ہیں۔

م۔۲۶۸ : مغربی ممالک میں ایسے کتے ہوتے ہیں جو چلتے وقت نابیناؤں کی راہنمائی کرتے ہیں۔ کیا ایسے کتوں کو خریدنا اور ان کی تجارت کرنا جائز ہے ؟

جواب : ان کتوں کا حکم بھی وہی ہے جو گزشتہ سوال میں مذکور کتوں کا تھا۔

م۔۲۶۹ : جو مسلمان غیر مسلم ممالک کے کسی پرائیویٹ دفتر یا سرکاری ادارے میں ملازم ہے یا گھنٹوں کے حساب سے مقررہ تنخواہ پر کام کرتا ہے۔ ایسا مسلمان کام چوری کر سکتا ہے ؟ یا جان بوجھ کر فرائض کی انجام دہی میں سستی یا تاخیر کرنا جائز ہے اور ان کوتاہیوں کے باوجود پوری اجرت اور مزدوری کا حقدار ہوگا ؟

جواب : یہ کام جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کام کرے تو پوری اجرت اور تنخواہ کا حقدار نہیں ہو گا۔

م۔۲۷۰ : بعض مسلمان ، اسلامی ممالک سے قرآن مجید کے قلمی نسخے مغربی ممالک میں منگواتے ہیں اور ان کی تجارت کرتے ہیں۔ کیا ان کا یہ عمل جائز ہے ؟ اگر اس معاملے میں رکاوٹ یہ ہو کہ کافر کے ہاتھ قرآن کو بیچنا جائز نہیں تو کیا اس کو حلال اور جائز قرار دینے کی کوئی صورت ہے ؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے ؟

جواب : ہم اس کی اجازت نہیں دیتے۔ کیونکہ یہ مسلمان کی میراث اور اس کے (اسلامی) ذخیروں کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

م۔۲۷۱ : کیا اسلامی ممالک سے کتابوں کے نسخے ، تحفے تحائف اور اسلامی آثار لے کر انہیں یورپی ممالک میں مہنگے داموں بیچنا جائز ہے ؟ یا یہ کہ یہ عمل اسلامی ثروت کا ضیاع اور ناجائز شمار ہو گا ؟

جواب : ہم اس کی اجازت نہیں دیتے۔ جس کی وجہ گزشتہ مسئلے میں بیان کی گی ہے۔

م۔۲۷۲ : بعض اوقات رات کے وقت شراب خوری کی دوکانیں کافروں سے کھچا کھچ بھر جاتی ہیں اور شراب سے دھت مدہوشی کی حالت میں کھانے کے ہوٹلوں کی تلاش میں نکل جاتے ہیں۔ کیا مسلمان ایسی حالت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ہوٹل کھول کر نشے میں آنے والے افراد وغیرہ کے لئے حلال کھانے پیش کر سکتا ہے ؟ اور مسلمانوں کا یہ کھانا اثر شراب کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو تو آیا یہ عمل گناہ ہو گا ؟

جواب : بذات خود اس عمل میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۲۷۳ : کیا مسلمان ان لوگوں کے ہاتھ خنزیر کا گوشت بیچ سکتا ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں ؟ جیسے اہل کتاب ہیں۔

جواب : خنزیر کے گوشت کا کاروبار کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

م۔۲۷۴ جس شخص کو یقین ہو کہ کسی نہ کسی دن ٹیلی ویژن یا ویڈیو فلم کے ذریعے کوئی نہ کوئی حرام پروگرام ضرور دیکھے گا۔ کیا اس کے لئے ٹیلیویژن خریدنا جائز ہے؟

جواب: عقلی طور پر لازم ہے کہ ایسی چیز اپنے پاس نہ رکھی جائے۔

م۔۲۷۵: کیا کسی دوکان میں خنزیر کا گوشت بیچنے کا کام کرنا جائز ہے؟ بایں معنی کہ مسلمان جو خنزیر کے گوشت کو حلال نہیں سمجھتا اپنے کسی ملازم کو خنزیر کا گوشت پیش کرنے کا حکم دے۔

جواب: خنزیر کا گوشت ان لوگوں کے ہاتھ بھی بیچنا جائز نہیں ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں فرق نہیں پڑتا دوکان میں انسان اپنے ہاتھ سے خنزیر کا گوشت بیچے یا اس عمل کا سبب بنے۔ جہاں تک ان لوگوں کے لئے خنزیر کا گوشت پیش کرنے کا تعلق ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں یہ خالی از اشکال نہیں۔ احتیاط واجب یہی ہے کہ اسے ترک کیا جائے۔

م۔۲۷۶: آپ نے فرمایا کہ اگر منافع (انعام) کی نیت نہ ہو تو کسی رفاہی منصوبے کیلئے عطیے کے طور پر ریفل (لاٹری) ٹکٹ خریدا جا سکتا ہے۔ اگر اس ٹکٹ کی آدھی قیمت انعام کی امید سے اور آدی قیمت بطور عطیہ ادا کی جائے تو اس صورت میں ریفل ٹکٹ خریدنا جائز ہو گا؟

جواب: جائز نہیں۔

م۔۲۷۷: کیا کسی بالغ مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی نابالغ بچے کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ (بچہ) ریفل ٹکٹ خرید کر اس (بڑے) کے لئے ہدیہ کرے؟ یا کسی اہل کتاب (یہودی اور مسیحی) سے اس امید سے خریدوائے کہ اس کا انعام نکل آئے۔

جواب: اس قسم کے حیلوں سے ناجائز، جائز نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ خریداری کے لئے وکیل بنانے اور خریداری کا باعث بننے کا وہی حکم ہے جو اپنے ہاتھ سے خریدنے کا

حکم ہوتا ہے۔

م۔۲۷۸: کیا اس شہد (کی شیشی) کو خریدنا جائز ہے جس کے اوپر انعامی کوپن چسپاں ہو اور خریدتے وقت انعام نکل آنے کی امید ہو۔

جواب: اگر قیمت کی ادائیگی اس احتمالی اور متوقع منافع کے بدلے نہ ہو بلکہ مکمل طور پر شہد کے مقابلے میں ہو تو جائز ہوگا۔

م۔۲۷۹: اگر کسی مسلمان کے نام لاٹری کے ذریعے انعام نکل آئے اور وہ یہ فیصلہ کرلے کہ اس انعام کا کچھ حصہ وصولی کے بعد مسلمانوں کے مفاد میں خرچ کرے گا کیا مسلمان اس کار خیر کی خاطر یہ انعام وصول کر کے اسے اس کار خیر میں خرچ کر سکتا ہے؟ نیز انعام نکلنے سے پہلے کی ایسی نیت اور بعد کی نیت کا ایک ہی حکم ہوگا یا مختلف؟

جواب: اگر یہ مال ایسے لوگوں کا ہے جن کا مال محترم نہیں تو اس میں تصرف جائز ہے۔

م۔۲۸۰: اگر لاٹری کے ذریعے انعام یافتہ شخص اس لاٹری کے مال سے حج بیت اللہ بجالائے تو کیا یہ حج صحیح شمار ہوگا؟

جواب: اس کا حکم بھی گزشتہ مسئلے کے جواب سے معلوم ہوگا۔

م۔۲۸۱: اگر کوئی ظالم اور غاصب ادارہ کسی مسلمان کو حج کے اخراجات فراہم کرے تو اس حج کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر اس عین مال کے غصبی ہونے کا یقین نہ ہو تو حج کے اخراجات فراہم کرنے والے ادارے کے غاصب ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

م۔۲۸۲: بعض یورپی ممالک کی دوکانوں پر گھریلو سامان بکتا ہے اور اس کے خریدار کو یہ حق اور اختیار دیا جاتا ہے کہ تاریخِ خرید سے دو ہفتے کے اندر اندر خریدا ہوا سامان واپس کر دے۔ کیا ان دوکانوں سے اس غرض سے سامان خریدنا جائز ہے کہ ان دو ہفتوں کے دوران اس سے استفادہ کر کے واپس کر دیا جائے۔ غرض اس خریدار کا مقصد

دو ہفتہ تک اس مال سے استفادہ کرتا ہے، حقیقی خریداری نہیں۔ کیا یہ عمل جائز ہے ؟اس صورت میں اگر دکان کا مالک مسلمان ہو تو کیا اس کا حکم مختلف ہو گا؟ اگر یہ معاملہ جائز ہے تو کس مقصد کے تحت جائز ہو گا؟

جواب : اگر دوکان کا مالک مسلمان ہو تو یہ کام جائز نہیں، بصورت دیگر جائز ہو گا۔ بشرطیکہ سامان کو خریدنے کی نیت نہ کریں بلکہ کافر کا مال ہتھیانے کی نیت کریں اور کسی نقصان کا بھی خطرہ نہ ہو۔

م۔ ۲۸۳ : کیا اس ہوٹل میں کام کرنا جائز ہے جس میں شراب پیش کی جاتی ہو جبکہ کام کرنے والا خود شراب پیش نہیں کرتا بلکہ برتن صاف کرنے کے عمل میں شریک ہے؟

جواب : اگر شراب کے برتن دھونا، شراب خوری اور شراب پیش کرنے کا مقدمہ اور ذریعہ شمار ہو تو یہ عمل شرعاً حرام ہے۔

م۔ ۲۸۴ : ایک مسلمان جس کی دلی خواہش دین کی نشر و اشاعت ہے اور مغربی ممالک کے دفاتر میں ملازمت اختیار کرنے کے لئے بعض حرام کام کرنے پر مجبور ہے اور اسے امید ہے کہ مستقبل قریب میں دفتر کے اندر اثر و رسوخ پیدا کر کے اپنے دین کی خدمت کر سکے گا جس کی اہمیت مذکورہ حرام کام (کی قباحت) سے زیادہ ہے۔ کیا اس مقصد کے لئے فعل حرام جائز ہو جائے گا؟

جواب : صرف مستقبل کی امید کی بنیاد پر فعل حرام کا مرتکب ہونا جائز نہیں۔

م۔ ۲۸۵ : کیا مسلمان قانون دان کسی غیر اسلامی ملک میں وکالت کر سکتا جہاں اس ملک کے قوانین کے مطابق کیس ملتے ہیں اور یہ وکیل غیر مسلموں کے کیس لینے کا پابند ہوتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی کیس مل جائے۔

جواب : اگر اس کام سے کسی کا حق ضائع نہ ہوتا ہو یا جھوٹ بولنا یا کوئی حرام کام نہ کرنا پڑے تو جائز ہو گا۔

م۔۲۸۶: کیا قانون دان غیر اسلامی ممالک میں جج اور قاضی کے فرائض انجام دے سکتا ہے جہاں ان ممالک کے قوانین کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔

جواب: جو شخص قضاوت کا اہل نہیں وہ قضاوت کرنے کا حق نہیں رکھتا اور نہ اسلامی قوانین کے خلاف کوئی فیصلہ کرنا جائز ہے۔

م۔۲۸۷: بعض یورپی ممالک میں کسی الیکٹرک انجینئر کو بجلی کا کام کرنے یا لاوڈ سپیکر ٹھیک کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ کبھی اس کام کے لئے اسے لہوولعب کے مراکز میں بھی جانا پڑتا ہے۔ کیا یہ شخص اس جگہ کا کام کر سکتا ہے یا بجلی کی نئی مشینری لگا سکتا ہے؟ جبکہ ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ شخص ایک دو دفعہ ایسی جگہوں پر کام کرنے سے انکار کر دے تو اس کا کام مکمل طور پر رک جاتا ہے اور لوگ مکمل طور پر اس کی طرف رجوع کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

جواب: جائز ہے۔

م۔۲۸۸: ایک شخص جو ایک ہوٹل میں کام کرتا ہے اور کبھی حرام گوشت اور کبھی خنزیر کا گوشت غیر مسلموں کے لئے پیش کرتا ہے۔ سوال کے پہلے حصے کا جواب تو اس سے قبل عنایت فرما چکے ہیں (یعنی حرام گوشت ان لوگوں کو پیش کیا جا سکتا ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں) دوسرے حصے کے بارے میں فرمائیں کہ غیر مسلموں کے لئے دوسرے حرام گوشت کے علاوہ خنزیر کا گوشت پیش کیا جا سکتا ہے؟ پوشیدہ نہ رہے کہ اگر ہوٹل کا مسلمان ملازم اس کام سے انکار کر دے تو اسے ملازمت سے برطرف کر دیا جاتا ہے یا وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔

جواب: ایسے لوگوں کے لئے بھی خنزیر کا گوشت پیش کرنا محل اشکال ہے جو اسے حلال سمجھتے ہیں۔ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ یہ کام نہ کیا جائے۔

م۔۲۸۹: کیا مسلمان سبزی کی ایسی دکان پر کام کر سکتا ہے جس کے ایک گوشے میں شراب بیچی جاتی ہو جبکہ اس مسلمان کا کام صرف پیسے وصول کرنا ہے؟

جواب : مسلمان کے لئے شراب کے علاوہ دوسری چیزوں کی قیمت وصول کرنا جائز ہے۔ بلکہ اگر بیچنے اور خریدنے والا غیر مسلم ہو تو شراب کی قیمت وصول کرنا جائز ہے۔

م۔۲۹۰ : مغربی ممالک میں پریس کا مالک کسی ہوٹل والے کے لئے کھانے کی چیزوں کی فہرست چھاپ کر دیتا ہے جس میں خنزیر کا گوشت بھی شامل ہے۔ کیا یہ عمل جائز ہے؟ نیز شراب فروشی اور دیگر حرام کاموں کی دکانوں کے اشتہارات چھاپنا جائز ہے؟ جبکہ اس پریس کے مالک کا دعوی ہے کہ اگر اس قسم کی چیزیں نہ چھاپیں تو اس کا کاروبار متأثر ہو گا۔

جواب : اگرچہ اس سے اس کا کاروبار متأثر ہو پھر بھی یہ کام جائز نہیں ہو گا۔

☆☆☆☆☆

پانچویں فصل

اجتماعی تعلقات

☆ مقدمہ

☆ اجتماعی تعلقات سے متعلق چند احکام

☆ اجتماعی تعلقات کے بارے میں بعض قرآنی آیات اور احادیث

☆ اجتماعی تعلقات سے مخصوص استفتاءات
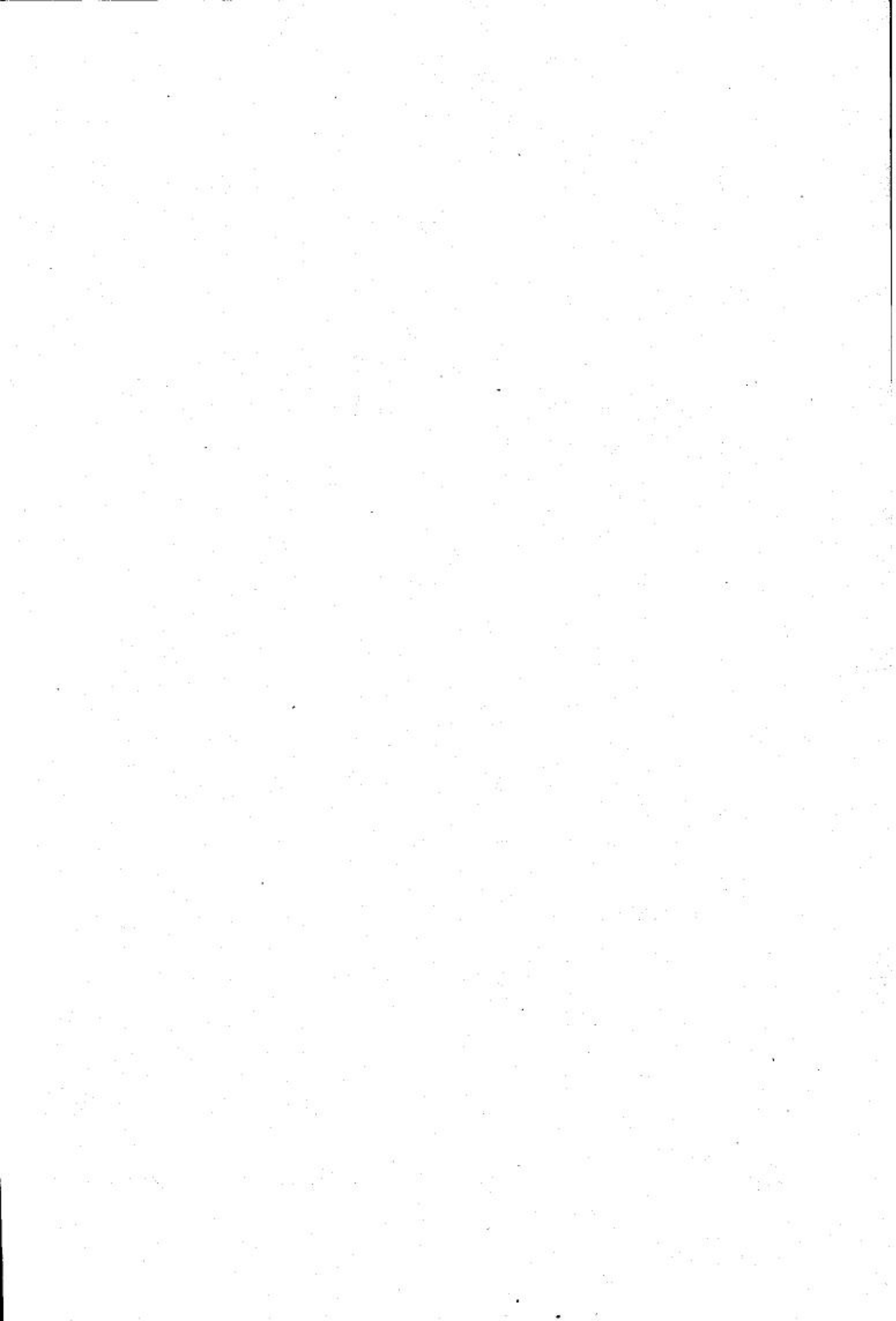
ہر معاشرے کے کچھ اجتماعی حالات ہوتے ہیں جو اسی معاشرے سے مخصوص ہوتے ہیں اور ہر معاشرے میں اپنے اسلاف کی تقلید، اس کی اپنی شناخت، اپنے اپنے اقدار اور عادات واطوار ہوا کرتے ہیں۔ قدرتی بات ہے کہ یورپی اور مغربی ممالک اور اس معاشرے کے حالات، ان کی اقدار اور عادات واطوار بھی ان اسلامی ممالک کے عادات واطوار اور اقدار وغیرہ سے مختلف ہوں گے، جہاں کے مسلمان ہجرت کر کے ان یورپی ممالک میں آباد ہونے پر مجبور ہیں۔ جس کی وجہ سے وہاں پر رہنے والے مسلمان کی زبان پر ہمیشہ یہ سوال رہتا ہے کہ کون سا فعل جائز ہے اور کون سا فعل ناجائز ہے۔ اس طرح یہ مسلمان ایسے جدید معاشرے میں زندگی گزارتا ہے جس کی اقدار اس معاشرے کی اقدار سے یکسر مختلف ہیں، جس میں اس مسلمان نے جنم لیا ہے اور ایک عرصہ گزارا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی معاشرے کے فرزند جو عجیب وغریب اور انوکھی اقدار پر مشتمل معاشرے میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے افراد خانہ اور بیوی بچوں کو اس معاشرے میں گھل مل جانے سے بچائیں جس کے لئے انہیں غیر معمولی محنت کرنا پڑتی ہے تاکہ اپنی فیملی اور بچوں کو معاشرے کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رکھ سکیں۔

م۔۲۹۱: مسلمان پر صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم گناہان کبیرہ میں سے ہے اگر (عام حالات میں) صلہ رحم واجب اور قطع رحم ان گناہان کبیرہ میں سے ہے جس کی سزا آتش جہنم بتائی گئی ہے تو دیار غیر اور عالم غربت میں جہاں انسان اپنی برادری اور رشتہ داروں سے دور ہوتا ہے، خاندان خاندان سے بچھڑ جاتے ہیں، دینی تعلقات ختم ہو جاتے ہیں اور مادی اقدار کو غلبہ ہوتا ہے، ایسے مقامات پر صلہ رحم کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اللہ تعالی نے قطع رحم سے منع فرمایا ہے اور اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے :

فهل عسيتم ان توليتم أن تفسدوا فى الارض وتقطعوا أرحامكم اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم و اعمى أبصارهم.

(محمد : ۲۲_۲۳)

"کیا تم سے کچھ دور ہے اگر تم حاکم بنو تو روئے زمین میں فساد پھیلانے اور اپنے رشتے ناطوں کو توڑنے لگو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور (گویا خود اس نے) ان کے کانوں کو بہرہ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے"۔

اور حضرت علی (ع) نے فرمایا :

ان اهل البيت ليجتمعون و يتواسون وهم فجرة فيرزقهم الله ، وإن أهل البيت ليتفرقون و يقطع بعضهم بعضا فيحرمهم الله وهم أتقياء.

(اصول کافی ج ۲ ص ۳۴۸)

"ایک گھرانے والے جو آپس میں اتفاق اور اتحاد سے رہتے ہیں ایک دوسرے سے ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ فاسق و فاجر بھی ہوں تو خدا انہیں رزق و روزی سے نوازتا ہے اور ایک گھرانے والے جو باہمی افتراق اور انتشار کا شکار ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے قطع تعلق کرتے ہیں وہ متقی و پرہیزگار بھی ہوں تو خدا انہیں رزق و روزی سے محروم کر دیتا ہے"

اور امام محمد باقر (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا :

فی کتاب علی : ثلاث خصال لایموت صاحبهن ابدا حتی یری و بالهن البغی و قطیعة الرحم، والیمین الکاذبة یبارز الله بها، وإن أعجل الطاعة ثوابا لصلة الرحم، إن القوم لیکونون فجارا فیتواصلون فتنمی اموالهم و یثرون وإن الیمین الکاذبة وقطیعة الرحم لتذران الدیار بلاقع من اهلها۔

"کتاب علی میں ہے : تین خصلتیں ایسی ہیں جن کا مرتکب اس وقت تک ہرگز نہیں مرتا جب تک اس کی سزا نہ بھگتے۔ ظلم، قطع رحم اور جھوٹی قسم، جو خدا سے نبرد آزما ہونے کے مترادف ہے۔ خدا کی اطاعتوں میں سے جس کا ثواب سب سے جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحم ہے۔ فاسق اور فاجر قومیں بھی جب صلہ رحم کرتی ہیں تو ان کا مال بڑھ جاتا ہے اور ثروت مند بن جاتے ہیں اور جھوٹی قسم اور قطع رحم تو آباد گھروں کو اس کے رہنے والوں سے خالی اور اجاڑ کر رکھ دیتے ہیں"

م۔۲۹۲ : قطع رحم کرنا حرام ہے اگرچہ وہ رحم (قریبی رشتہ دار) تارک الصلوۃ اور شراب خور ہو اور بعض دینی احکام کو اہمیت نہ دیتا ہو۔ مثال کے طور پر خاتون ہے تو وہ بے پردہ رہتی ہے اور اس کے سامنے کسی قسم کا وعظ و نصیحت اور تنبیہ کارگر ثابت نہیں ہوتی۔ (ایسے افراد سے بھی صلہ رحم واجب ہے) بشرطیکہ ان سے صلہ رحم کے نتیجے میں فعل حرام کی تائید نہ ہوتی ہو۔

ہمارے نبی کریم (ص) نے فرمایا:

أفضل الفضائل : أن تصل من قطعك، تعطی من

حرمك ، وتعفو عمن ظلمك

(جامع السعادات للنراقی ج۲ص۲۶۰)

فضائل میں سب سے افضل یہ ہے کہ جو تم سے قطع رحم کرے تم اس سے صلہ رحم کرو جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو

نیز حضور (ص) نے فرمایا :

لاتقطع رحمك و إن قطعك

(اصول کافی ج۲ ص۳۴۷،من لا یحضرہ الفقیه ج ۴ ص۳۴۷)

"قطع رحم نہ کرو اگرچہ وہ تم سے قطع رحم کریں"

م۔ ۲۹۳ :شاید سب سے معمولی عمل جس کے ذریعے ایک مسلمان صلہ رحم کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنے قریبی رشتہ داروں کی زیارت کرے اور ان سے ملاقات کرے اور ان کی احوال پرسی کرے اگرچہ دور ہی سے سہی۔

نبی کریم (ص) نے فرمایا :

إن أعجل الخير ثوابا صلة الرحم۔

(اصول کافی ج۲ص۱۵۲)

"نیک کاموں میں سب سے جلدی جس کا ثواب ملتا ہے وہ صلہ رحم ہے"

امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا

صلوا ارحامكم ولو بالتسليم، يقول الله سبحانه تعالى: واتقو الله الذى تساء لون به و الارحام ان الله كان عليكم رقيبا۔

(اصول کافی ج۲ص ۱۵۵)

"صلہ رحم کرتے رہو اگرچہ سلام کے ذریعے ہی سہی۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: اور خدا سے ڈرو جس کے وسیلہ سے آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحم سے ڈرو بے شک خدا تمہاری دیکھ بھال میں ہے"

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

إن صلة الرحم والبر ليهونان الحساب ويعصمان من الذنوب، فصلوا أرحامكم وبروا باخوانكم، ولو بحسن السلام ورد الجواب.

(اصول کافی ج۲ص ۱۵۷)

"بے شک صلہ رحم اور نیکی (روز قیامت) حساب کو آسان بنا دیتے ہیں اور گناہوں سے محفوظ کرتے ہیں پس صلہ رحم کرتے رہو اور اپنے بھائیوں سے نیکی کرو اگرچہ سلام اور جواب سلام کے ذریعے ہی سہی"

م۔ ۲۹۴: بدترین قطع رحم عاق والدین ہوتا ہے جن سے خدا نے احسان اور نیکی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه و بالوالدين احسانا إما يبلغن عندك الكبر أحد هما أوكلاهما فلا تقل لهما أف ولا تنهر هما وقل لهما قولا كريما. (الاسراء: ۲۳)

"اور تمہارے پروردگار ہی نے تو حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا اگر ان میں سے

ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں (اور کسی بات پر خفا ہوں) تو خبردار ان کے جواب میں اف تک نہ کہنا اور نہ جھڑکنا اور (جو کہنا سننا ہو تو) بہت ادب سے کہنا"۔

امام (ع) نے فرمایا:

أدنى العقوق أف، و لو علم الله عز و جل شيئا أهون منه لنهى عنه.

(اصول کافی ج۲ ص۳۴۸)

"عاق والدین ہونے کا ادنی مصداق یہ ہے کہ اولاد والدین سے اف کر دے اگر خدا کے علم میں جسارت کا اس سے بھی ہلکا انداز ہوتا تو اس سے نہی فرماتا"

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

ان ابی(ع) نظر الی رجل ومعه ابنه یمشی والابن متکی علی ذراع الأب فما کلمه أبی مقتا حتی فارق الدنیا

(اصول کافی ج۲ ص۳۴۹)

"میرے والد گرامی (ع) نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ساتھ اس کا بیٹا چل رہا تھا اور بیٹے نے باپ کے بازو کا سہارا لیا ہوا تھا۔ اس سے میرے والد گرامی اس قدر خفا اور غضبناک ہوئے کہ اپنی رحلت تک اس شخص (بیٹے) سے بات نہیں کی"

نیز امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

من نظر الی ابویه نظر ما قت وهما ظالمان له لم

يقبل الله له صلوة۔

(اصول کافی ج ۲ص ۳۴۹)

"جو شخص اپنے والدین کو ایسی حالت میں غضب سے گھورے جب وہ اس پر ظلم کر رہے ہوں تو خدا اس کی نماز قبول نہیں فرماتا"

ان کے علاوہ بھی اس موضوع سے متعلق بہت ساری احادیث موجود ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں "جامع السعادات" ج ۲ ص ۲۶۲ - اس کے بعد و الذنوب الکبیرۃ للسید دستغیب ج ۱ ص ۱۳۸)

م۔ ۲۹۵ : "عاق والدین" کے مقابلے میں والدین سے "نیکی" ہے یہ عمل ان تمام اعمال سے افضل ہے جن کے ذریعے اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا :

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا

(اسراء : ۲۴)

"اور ان کے سامنے نیاز سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور ان کے حق میں دعا کرو : اے میرے پالنے والے جس طرح ان دونوں نے بچپنے میں میری پرورش کی ہے اس طرح تو بھی ان پر رحم فرما"

ابراہیم بن شعیب روایت کرتا ہے :

قلت لابی عبدا لله (ع) ان ابی قد كبر جدا و ضعف فنحن نحمله إذا أراد الحاجة، فقال: إن استطعت أن تلي ذلك منه فافعل ولقمه بيدك

فانه جنة لك غدا۔

(اصول کافی ج۲ ص۱۶۲)

"میں نے امام (ع) سے عرض کیا: میرے والد بہت زیادہ بوڑھے اور ضعیف ہو گئے ہیں۔ اگر انہیں کوئی حاجت ہو تو ہم انہیں ہاتھوں پر اٹھالیتے ہیں۔ آپ (ع) نے فرمایا: اگر تم سے ہو سکے تو اس برتاؤ کو تسلسل سے جاری رکھو۔ اپنے ہاتھ سے اس کے منہ میں کھانے کے لقمے رکھا کرو اس لئے کہ کل (روز قیامت) یہ تمہارے لئے آتش جہنم کے مقابلے میں سپر اور ڈھال ثابت ہو گا"

احادیث میں باپ سے صلہ رحم سے پہلے ماں سے صلہ رحم کی تاکید کی گئی ہے۔

امام جعفر (ع) نے فرمایا:

جاء رجل الى النبى محمد (ص) فقال يا رسول الله من أبر ؟ قال : أمك، قال : ثم من؟ قال امك، قال: ثم من؟ قال : امك، قال : ثم من؟ قال: اباك.

(اصول کافی ج۲ ص۱۶۰)

"ایک شخص رسول اسلام (ص) کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ میں کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی والدہ سے، پھر پوچھا: اس کے بعد کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی والدہ سے، پھر پوچھا کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی والدہ سے، پھر پوچھا اس

کے بعد کس سے نیکی کروں ؟ آپ نے فرمایا : اپنے والد سے "۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۹۶: بعض روایات میں بڑے بھائی کا چھوٹے بھائیوں پر حق کا بھی تذکرہ آیا ہے۔ اس کا لحاظ اور تحفظ ہونا چاہئے تاکہ خاندان کے اندر باہمی محبت اور پشت پناہی کا جذبہ مضبوط سے مضبوط تر ہو جائے اور غیر متوقع در پیش حالات میں ایک دوسرے کا سہارا ثابت ہو سکیں۔

چنانچہ رسول اسلام (ص) کا فرمان ہے :

حق کبیر الاخوة علی صغیرهم کحق الوالد علی ولده.

(جامع السعادات ج۲ص ۲٦۷)

"چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کا حق ایسا ہے جیسے باپ کا بیٹے پر"

م۔۲۹۷: بچے کے ولی (باپ اور دادا) یا ان کی طرف سے اجازت یافتہ شخص کے علاوہ کسی اور کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بچے کے فعل حرام انجام دینے یا اوروں کے لئے باعث اذیت بننے کی صورت میں ادب سکھانے کی غرض سے اسے مارے پیٹے۔ البتہ ولی اور وہ آدمی جسے ولی نے اجازت دی ہے انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بچے کو ادب سکھانے کی غرض سے اتنا مارے کہ بچے کے لئے تکلیف دہ نہ ہو اور نہ ہی ضرب سے بچے کی جلد سرخ ہو اور یہ ضرب بھی تین دفعہ سے زیادہ نہ ہو اور اس حد تک بھی اس صورت میں جائز ہوگا جب تادیب اس کے بغیر ناممکن ہو۔ بنابریں جوان بھائی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے بھائی کو جو ابھی چھوٹا بچہ ہے مارے پیٹے مگر یہ کہ وہ اس بچے کا ولی ہو یا ولی کی طرف سے مارنے کی اجازت ہو (اسی طرح)

اسکول کے اساتذہ کو بھی کسی صورت میں بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ولی یا اس کی طرف سے اجازت یافتہ شخص کی اجازت کے بغیر شاگرد کو مارے پیٹے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۲۹۸: احتیاط کے طور پر برائی سے روکنے کی غرض سے بالغ لڑکے کو مارنا جائز نہیں مگر یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصولوں کے مطابق اور حاکم شرع کی اجازت سے مارا جائے۔

بزرگوں کی تعظیم

م۔۲۹۹: رسول اسلام (ص) نے ہمیں بزرگوں کی تکریم و تعظیم کی ترغیب فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ (ص) فرمایا:

من عرف فضل شيخ كبير فوقره لسنه آمنه الله من فزع يوم القيامه۔

(ثواب الاعمال وعقاب الاعمال للصدوق ص ۲۲۵)

"جو شخص کسی سن رسیدہ بزرگ کی قدر و منزلت کو سمجھے اور اس کے سن و سال کی خاطر اس کی تعظیم کرے، اللہ تعالی اسے قیامت کی ہولناکیوں سے اپنے حفظ و امان میں رکھے گا"۔

نیز آپ (ص) نے فرمایا:

من تعظيم الله عز و جل اجلال ذى الشيبة المؤمن۔

(ثواب الاعمال وعقاب الاعمال للصدوق ص ۲۲۵)

"سفید ریش مومن کی تکریم و تعظیم اللہ کی تکریم و تعظیم ہے"۔

م۔۳۰۰: پیغمبر اکرم (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کی متعدد روایات میں مومنین کو ایک

دوسرے کی زیارت ایک دوسرے سے محبت کرنے، مومنین کو خوشحال کرنے، مومنین کی حاجت روائی، مومن مریضوں کی عیادت اور ان کی تشییع جنازہ اور آزمائش و آسائش دونوں حالتوں میں ان سے ہمدردی، کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

من زار أخاه فی اللہ قال اللہ عزوجل ایای زرت، و ثوابك علی، ولست ارضی لك ثوابا دون الجنه۔

(اصول کافی ج۲ ص۱۷۶)

"جو شخص کسی اخ فی اللہ (برادر ایمانی) کی زیارت کرے۔ اللہ تعالی اس سے فرماتا ہے کہ تونے میری زیارت کی ہے اور تیرا اجر و ثواب میرے ذمے ہے اور تیرے لئے جنت سے کم کسی اجر و ثواب پر راضی نہیں ہوں گا"۔

امام جعفر صادق نے خثیمہ سے فرمایا:

أبلغ موالینا السلام، و اوصهم بتقوی اللہ العظیم، وان یعود غنیهم علی فقیرهم وقویهم علی ضعیفهم، وان یشهد حیهم جنازة میتهم وان یتلاقوا فی بیوتهم۔(۱)

"ہمارے محبوں کو ہمارا سلام پہنچا دو اور انہیں وصیت کرو کہ وہ تقوی الہی اختیار کریں امیر غریبوں کی اور طاقت ور

---

(۱) اصول کافی ج۲ ص۱۷۶۔ مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: "باب قضاء حوائج المؤمن" ج۲ ص۱۹۲۔ "السعی فی حاجۃ المؤمن" ج۲ ص۱۹۶۔ اصول کافی "تفریج کرب المؤمن" ج۲ ص۱۹۹

کمزوروں کی مدد کریں زندہ، مرنے والوں کی تشیع جنازہ میں
شرکت کریں اور گھروں میں جا کر ایک دوسرے سے
ملاقات کریں"۔

م۔۳۰۱: ہمسایہ کا حق، رحم (نسبی رشتہ دار) کے حق کے قریب قریب ہوتا ہے اور اس
حق میں مسلمان ہمسایہ اور غیر مسلم ہمسایہ یکساں ہے۔

رسول اسلام(ص) نے غیر مسلم کے لئے اس حق کو ثابت فرمایا ہے چنانچہ آپ
(ص) ارشاد فرماتے ہیں:

الجیران ثلاثة : فمنهم من له ثلاث حقوق: حق
الاسلام وحق الجوار وحق القرابة و منهم له
حقان: حق الاسلام و حق الجوار ومنهم من له
واحد "الكافر له حق الجوار"۔

(مستدرك الوسائل "كتاب الحج"باب ۷۲)

"ہمسایے تین قسم کے ہوا کرتے ہیں: بعض ہمسایے وہ ہیں
جن کے (دوسرے کے ذمے) تین حق ہوتے ہیں: حق
الاسلام، پڑوسی کا حق اور قرابتداری (رشتہ داری) کا حق۔
بعض وہ ہیں جن کے دو حق ہوتے ہیں حق الاسلام و حق الجوار
(پڑوس) اور بعض وہ ہیں جن کا ایک ہی حق ہوتا ہے اور وہ
کافر ہے جنہیں ہمسایے کا حق (جوار) حاصل ہے"۔

رسول اسلامؐ نے فرمایا:

احسن مجاورة من جاورك تكن مؤمنا۔ (۱)

---

(۱) جامع السعادات ج ۲ ص ۲۶۷ نیز ملاحظہ فرمائیں اصول کافی باب حق الجوار ج ۲ ص ۲۶۶

"اپنے ہمسایے سے اچھا سلوک رکھو (صحیح) مومن ہوگے"

امیر المؤمنین (ع) نے ملعون ابن ملجم کی ضربت لگنے کے بعد امام حسن اور امام حسین (علیہما السلام) کو ہمسایے کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ اللہ فی جیرانکم فانھم وصیۃ نبیکم ما زال یوصی بھم حتی ظننا انہ سیو رثھم ۔

(نہج البلاغۃ صبحی الصالح ص ۴۲۲)

"اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے نبی (ص) نے برابر ہدایت کی ہے اور آپ (ص) اس حد تک ان کے بارے میں سفارش کرتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ارث دلائیں گے"۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

ملعون ملعون من آذیٰ جارہ ۔

(مستدرک الوسائل باب ۷۲)

"جو شخص اپنے ہمسایے کو اذیت دے، وہ ملعون ہے، ملعون"

نیز آپ (ع) نے فرمایا:

لیس منا من لم یحسن مجاورۃ من جاورہ۔

(جامع السعادات ج ۲ ص ۲۶۸)

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک نہ رکھے"۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

حسن خلق

م۔ ۳۰۲: مؤمنین اور صالحین کی نشانی یہ ہے کہ رسول اسلام (ص) کے نقش قدم پر چلتے

ہوئے مکارم اخلاق سے آراستہ ہوں جن کے بارے میں خود خداوند تعالی نے فرمایا:

وانك لعلى خلق عظيم۔

(القلم: ۴)

رسول خدا (ص) نے فرمایا:

ما یوضع فی میزان یوم القیامة افضل من حسن الخلق۔

(جامع السعادات ج ۱ ص ۴۴۳)

"روز قیامت حسن خلق سے بہتر کوئی عمل، میزان عمل میں نہیں ہوگا"۔

روایت میں ہے کہ آپ (ص) سے پوچھا گیا:

ای المؤ منین افضل ایمانا قال: احسنکم خلقا (۱)

مؤمنین میں سب سے افضل ایمان کس کا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا: اس کا ایمان افضل ہے جس کا اخلاق سب سے بہتر ہے۔

ایفائے عہد

م۔ ۳۰۳: مؤمنین اور صالحین کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قول و فعل میں سچے ہوں اور وعدہ وفا کریں۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت اسماعیل (ع) کی ان

---

(۱) جامع السعادات ج ۲ ص ۳۳۱۔ اصول کافی ج ۲ ص ۹۹۔ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۹۸

الفاظ میں تعریف کی ہے :

انه كان صادق الوعد وكان رسولا نبيا۔

(مریم :۵۴)

"وہ وعدے کے سچے تھے اور خدا کے رسول اور نبی ہیں"

رسول اکرم (ص) نے فرمایا :

من كان يؤمن بالله وباليوم الآخر فليف اذا وعد(۱)

"جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ جب کسی سے وعدہ کرے تو اسے پورا کرے"۔

سچ بولنے اور وعدہ کی وفا کرنے کی اہمیت یہیں سے ظاہر ہوتی ہے کہ بہت سارے غیر مسلم اسلام کے بارے میں اپنا فیصلہ یا رائے کا اظہار مسلمانوں کی روش اور ان کے کردار کو دیکھ کر کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسے مسلمان بہت ہیں جنھوں نے اپنے پسندیدہ کردار کے ذریعے اسلام کو غیر مسلموں کے سامنے بہترین انداز میں پیش کیا اور ان افراد کی بھی کوئی کمی نہیں جو اپنے مذموم کردار کے ذریعے اسلام کو داغدار کرتے ہیں۔

شوہر داری

م۔ ۳۰۴ :نیک خاتون کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو اذیت نہ دے ، اس سے برا سلوک نہ کرے اور اسے تنگ نہ کرے اور نیک شوہر کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو اذیت نہ دے ، اس سے برا سلوک نہ کرے اور اسے تنگ نہ کرے۔

رسول خدا (ص) نے فرمایا :

من كانت له امرأة تؤذيه لم يقبل الله صلاتها ولا حسنة من اعمالها حتى تعينه وترضيه و ان

---

(۱) (حوالہ سابق اور اصول کافی ج۲ ص ۳۶۳)

صامت الدهر و قامت، و أعتقت الرقاب و أنفقت الاموال فی سبیل الله وکانت اول من ترد النار۔

"جو خاتون اپنے خاوند کو اذیت دے جب تک وہ اپنے شوہر کی مدد نہ کرے اور اسے راضی نہ کرے، خدا اس کی نماز کو قبول فرماتا ہے اور نہ اس کی کسی اور نیکی کو قبول فرماتا ہے اگرچہ وہ زندگی بھر روزے رکھتی اور نمازیں پڑھتی رہے، راہ خدا میں غلام آزاد کرے، (راہ خدا میں) خرچ کرے، اور وہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہو گی"

اس کے بعد آپ (ص) نے فرمایا:

وعلی الرجل مثل ذالك الوزر والعذاب اذا كان مؤذيا ظالما۔ (۱)

"اگر کوئی مرد (شوہر) اپنی بیوی پر ظلم کرے اور اسے اذیت دے تو اس کا گناہ اور سزا بھی اتنی ہی ہو گی۔"

م۔ ۳۰۵: مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ غیر مسلموں سے معلومات لے اور انہیں اپنا دوست بنائے ان کے ساتھ خلوص سے پیش آئے اور وہ بھی خلوص سے پیش آئیں۔ دنیوی مسائل اور مشکلات کے سلسلے میں مسلمان، غیر مسلموں سے مدد طلب کرے اور غیر مسلم بھی مسلمان سے مدد طلب کریں۔

چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فی الدين

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: وسائل الشیعہ ج ۲۰ ص ۱۲۸ اور عبدالحسین دستغیب کی کتاب "الذنوب الکبیرہ ج ۲ ص ۲۹۶-۲۹۷)

ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم و تقسطوا
اليهم ان الله يحب المقسطين۔

(الممتحنة :۸)

"جو لوگ تم سے تمہارے دین کے بارے میں نہیں لڑے
اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ان لوگوں کے
ساتھ احسان کرنے اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے
سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا، بیشک خدا انصاف کرنے
والوں کو دوست رکھتا ہے"

اس قسم کی دوستیوں اور تعلقات سے اگر بھرپور طریقے سے استفادہ کیا جائے تو یہ چیزیں ایک غیر مسلم دوست، غیر مسلم ہمسایہ، غیر مسلم ساتھی اور شریک کو اسلامی اقدار سے آگاہ اور روشناس کرانے کے لئے کافی ہیں اور یہی طرز عمل غیر مسلموں کو پہلے سے زیادہ اس دین مبین کے قریب لا سکتا ہے۔ چنانچہ رسول گرامی (ص) نے امیر المؤمنین (ع) کو مخاطب کر کے فرمایا:

لئن يهدى الله بك عبداً من عباده خيرلك مما
طلعت عليه الشمس من مشارقها الى مغاربها

(مستدرک الوسائل ج۱۲ص۲۴۱)

"اے علی اس میں شک نہیں کہ اگر خدا تمہارے ذریعے
ایک آدمی کو بھی ہدایت دے تو یہ تمہارے لئے از مغرب تا
مشرق پوری روئے زمین سے بہتر ہے"۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۰۶: یہودیوں اور مسیحیوں اور دیگر اہل کتاب کو اسی طرح اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کافروں کو ان مناسبتوں پر مبارک باد دینا جائز ہے جن کا وہ جشن مناتے ہیں جیسے

میلادی سال کے آغاز کی عید، کرسمس اور ایسٹر کا تہوار ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

م۔۳۰۷: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایسی عبادتیں ہیں جو شرائط کی موجودگی میں مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

ولتكن منكم أمة يدعون الى الخير و يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر و اولئك هم المفلحون۔

(عمران: ۱۰۴)

"اور تم میں سے ایک گروہ (ایسے لوگوں کا بھی) ہونا چاہئے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور ایسے لوگ ہی (آخرت میں) دلی مرادیں پائیں گے"

اللہ تعالی فرماتا ہے:

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر۔

(توبہ: ۷۱ نیز ملاحظہ فرمائیں آل عمران: ۱۱۰)

"اور ایمان دار مرد اور ایماندار عورتیں ان میں سے بعض، بعض کے رفیق ہیں لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں"

پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا:

لا تزال امتى بخيرما امروا بالمعروف ونهوا عن

المنکر و تعاونوا علی البر، فاذا لم یفعلوا ذالك
نزعت عنهم البرکات، و سلط بعضهم علی بعض
ولم یکن لهم ناصر فی الارض و لا فی السماء ۔
(وسائل الشیعہ ج۱۶ص۳۹۶)

"جب تک میری امت کے لوگ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور نیکی میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں گے وہ خیر وعافیت سے رہیں گے اور جب ان کو ترک کریں گے تو یہ برکتیں ان سے چھن جائیں گی اور بعض، بعض پر مسلط کر دیئے جائیں گے اور ان کا زمین پر کوئی ناصر ومددگار ہوگا اور نہ آسمان میں"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد امجد رسول خدا(ص) سے روایت کی ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا:

کیف بکم اذا فسدت نساؤکم و فسق شبابکم ولم تأمروا بالمعروف ولم تنهو عن المنکر ؟ فقیل له: و یکون ذالك یا رسول الله ؟ فقال : نعم و شر من ذالك، کیف بکم اذا امرتم بالمنکر ونهیتم عن المعروف؟ فقیل له یا رسول الله ویکون ذالك؟ قال: نعم و شر من ذالك، کیف بکم اذا رأیتم المعروف منکرا والمنکر معروفا۔
(وسائل الشیعہ ج۱۶ص۱۲۲)

"اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہاری عورتیں بگڑ جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق ہو جائیں گے ، تم

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرو گے۔ آپ (ص) سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا: یہ کیا، اس سے بھی بدتر ہو گا۔ اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم برائی کا حکم دو گے اور نیکی سے روکو گے۔ آپ (ص) سے پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: ہاں! بلکہ اس سے بھی بدتر ہو گا اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم نیکی کو برائی کی نگاہ سے اور برائی کو نیکی کی نگاہ سے دیکھو گے"

ان دونوں اہم فریضوں کی اہمیت اور تاکید اس وقت بڑھ جاتی ہے جب نیکی کو ترک کرنے والا اور برائی کا مرتکب فرد آپ کے اہل خانہ میں سے ہو۔ بسا اوقات آپ کے سامنے آپ کے بعض اہل خانہ بعض واجبات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ بعض کو دیکھیں گے کہ وہ صحیح وضو نہیں کرتے، تیمم صحیح طریقے سے نہیں کرتے، غسل جنابت صحیح نہیں کرتے، اپنے بدن اور لباس کو صحیح طرح سے پاک نہیں کرتے، نماز میں حمد و سورہ اور دیگر واجب اذکار کو صحیح نہیں پڑھتے، اپنے مال کا خمس اور زکوۃ ادا نہیں کرتے اور بعض اہل خانہ کو دیکھیں گے کہ وہ بعض حرام کام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ غیر اخلاقی حرکتیں کرتے ہیں، جوا کھیلتے ہیں، گانا سنتے ہیں، شراب پیتے ہیں، مردار کا گوشت کھاتے ہیں، ناحق لوگوں کا مال کھاتے ہیں، لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں (ملاوٹ کرتے ہیں) چوری کرتے ہیں، گھر کی کچھ خواتین شرعی پردہ نہیں کرتیں، سر کے بال نہیں چھپاتیں، اور بعض خواتین وضو اور غسل کے موقع پر اپنے ناخن سے نیل پالش (کھرچ کر) صاف نہیں کرتیں بعض کو دیکھیں گے کہ وہ شوہر کے علاوہ دوسروں کے لئے خوشبو لگاتی ہیں اور بعض عورتیں اپنے چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، دیور و جیٹھ، شوہر

يا معشر من اسلم بلسانه ولم يخلص الايمان الى قلبه لا تذموا المسلمين ولا تتبعوا عوراتهم فان من تتبع عوراتهم تتبع الله عورته، ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو فی بيته۔

(وسائل الشیعہ ج۱۲ص۲۷۵)

"اے مسلمان کے وہ گروہ! جو زبان سے تو ایمان لے آیا لیکن ایمانِ خالص اس کے دل میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی مذمت نہ کرو اور ان کے ستر کی جستجو میں نہ رہو اس لئے کہ جو شخص لوگوں کے ستر کی کھوج میں رہے گا خدا اس کے ستر کی کھوج میں رہے گا اور خدا جس کے ستر کی کھوج میں رہے، اس کو رسوا کر دے گا اگرچہ خود اس کے گھر میں سہی۔"

غیبت

م۔ ۳۱۲: غیبت کا مطلب یہ ہے کہ کسی مؤمن کی عدم موجودگی میں اس کا کوئی عیب بیان کیا جائے، چاہے یہ عیب جوئی تنقیص کی نیت سے ہو یا نہ ہو۔ چاہے یہ عیب جسمانی، نسبی، اخلاقی، قول سے متعلق، فعل سے متعلق، دین سے متعلق، دنیا سے متعلق ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور ہو، جو لوگوں سے پوشیدہ ہو نیز فرق نہیں پڑتا کہ زبان سے عیب بیان کرے یا کوئی ایسا کام کیا جائے جو کسی کے عیب کو ظاہر کرے۔

(منہاج الصالحین آقای سیستانی ج۱ص۱۷)

اللہ تعالی نے اپنے کلام میں اس کی مذمت کی ہے اور اس کی ایسی تصویر پیش کی ہے جس سے انسان کی روح اور بدن کانپ جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی

والمغیب ۔ (حوالہ سابق)

"ہر مؤمن کا دوسرے مؤمن پر فرض ہے کہ وہ سامنے بھی اور عدم موجودگی میں بھی اسے نصیحت کرے"۔

نیز آپ (ع) نے فرمایا:

عليك بالنصح لله فى خلقه فلن تلقاه بعمل أفضل منه.

(اصول کافی ج۲ص ۱۶۴)

"تمہارا فرض ہے کہ تم اللہ اس کی مخلوق میں بہتر اعمال کی نصیحت کرو کیونکہ بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں۔"

م۔۳۱۱: شریعت اسلام میں تجسس کرنا، مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کو جاننے کی کوشش کرنا اور ان کے ان معاملات کو فاش کرنا جنہیں انہوں نے چھپا رکھا ہو، حرام شمار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يا ايهاالذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا

(الحجرات: ۱۲)

"اے ایماندارو بہت سے گمان بد سے بچے رہو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے حال کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔"

امام جعفر صادق (ع) کے صحابی اسحاق بن عمار کہتے ہیں: میں نے امام (ع) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے
افضل ہے"

م۔ ۳۱۰ :دوسروں کو نصیحت کرنااور برادران مؤمن کو دی گئی نعمتوں کی بقاء کاارادہ (اور تمنا) کرنا انہیں شر یاکسی قسم کا آسیب پہنچنے سے کراہت اور ناپسند کرنااور انہیں ایسے کاموں کی راہنمائی کرنا جن میں ان کی سعادت، خیر اور مصلحت ہو خدا کے پسندیدہ اعمال میں سے ہے۔ نصیحت اور اس پر آمادہ کرنے والی روایات حدو حصر سے زیادہ ہیں۔ انہی روایات میں رسول اسلام (ص) کی وہ روایت ہے جس میں آپ نے فرمایا:

إن اعظم الناس منزلة عند الله يوم القيامة امشاهم فى ارضه بالنصيحة لخلقه۔

(اصول کافی ج۲ص ۲۰۸)

"روز قیامت خدا کے نزدیک سب سے عظیم منزلت اس شخص کی ہو گی جو روئے زمین پر لوگوں کو سب سے زیادہ نصیحت کرتا رہا ہے۔"

امام محمد باقر (ع) سے روایت ہے کہ رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

لينصح الرجل منكم اخاه كنصيحته لنفسه (۱)

"ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے برادر مؤمن کو اسی طرح نصیحت (خیر خواہی) کرے جس طرح اپنے آپ کو نصیحت کرتا ہے"۔

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

يجب للمؤمن على المؤمن النصيحة له فى المشهد

---

(۱) حوالہ سابقہ نیز ملاحظہ فرمائیں جامع السعادات ج۲ص ۲۱۳

جائیں)"۔

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

وإن جالسك يهودي فاحسن مجالسته

(وسائل الشیعہ ج ۱۲ ص ۲۰۱)

"اگر تمہارا ہم نشین یہودی ہو تو اس سے بھی حسن سلوک کرو"

م۔۳۰۹: لوگوں میں صلح کرانے، انہیں ایک دوسرے کے نزدیک لانے اور اختلاف کی خلیج کو کم کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ اگر عام حالات میں اس عمل کا اجر و ثواب زیادہ ہو تو دیار غیر میں مصالحت کرانے کا ثواب کتنا زیادہ ہو گا۔ جہاں انسان اپنے گھر بار، اہل خانہ، یار دوست اور دینی معلومات سے دور رہتا ہے۔

امیر المؤمنین (ع) نے ابن ملجم کی ضربت لگنے کے بعد اور شہادت سے کچھ دیر پہلے امام حسن اور امام حسین (علیہما السلام) کو بہت سی وصیتیں فرمائیں جن میں تقوی الہی باہمی نظم و نسق اور مصالحت شامل ہیں۔ آپ(ع) فرماتے ہیں:

او صيكما و جميع ولدي و اهلي و من بلغه كتابي بتقوى الله ونظم أمركم و صلاح ذات بينكم فاني سمعت جدكما (ص) يقول: صلاح ذات البين افضل من عامة الصلوة و الصيام.

(نہج البلاغة صبحی صالح ص ۴۲۱)

"میں تم کو، اپنی تمام اولاد کو، اپنے کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ توشہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ (ص) کو فرماتے

معبود بر حق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ علی (ع) نے فرمایا: اب جب تم اسلام لے آئے ہو تو یہ زرہ تمہاری ہے۔ (میں تمہیں بخش دیتا ہوں۔) اس کے بعد آپ (ع) نے اس نصرانی کو صحیح النسل گھوڑے پر سوار کیا۔ شعبی کہتا ہے کہ میں نے (اپنی آنکھوں سے) اس نصرانی کو مشرکین سے لڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ ابی ذکریا کی حدیث کے عین الفاظ ہیں۔

اس طرح کی امیر المؤمنین (ع) کی اور بھی ایسی داستانیں موجود ہیں جو مغربی ممالک میں آج کے رائج اجتماعی امن و امان اور ضمانت سے متعلق قوانین پر (اسلام کی) تاریخی سبقت کا واضح ثبوت شمار ہوتی ہیں۔ کیونکہ آپ (ع) نے اسلامی حکومت میں مسلمان اور غیر مسلم میں فرق کو روا نہیں رکھا۔ راوی کہتا ہے:

مرشیخ مکفوف کبیر یسئل فقال امیر المؤمنین (ع) ما هذا فقالوا: یا امیرالمؤمنین: نصرانی فقال: امیر المؤمنین (ع) تستعملوه حتی اذا کبر و عجز منعتموه، أنفقوا علیه من بیت المال.

(التہذیب ج۶ ص۲۹۳)

"ایک مرتبہ ایک بوڑھا نابینا لوگوں سے مانگتے ہوئے گزرا تو امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا: یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین یہ ایک نصرانی ہے۔ آپ (ع) نے فرمایا: تم ان سے (برابر) کام لیتے ہو اور جب وہ بوڑھے ہو جاتے ہیں اور کام کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو انہیں (ہر چیز سے) محروم کرتے ہو۔ بیت المال میں سے اس پر انفاق کرو (اس کے اخراجات بیت المال سے ادا کئے

(وسائل الشیعہ ج ۱۲ ص ۱۲۵)

"مکمل ہمراہی یہ ہے کہ جس ہمراہ سے آپ کا راستہ الگ ہو جائے کچھ دیر کے لئے اس کے ساتھ چلتے رہیں اور یہ ہمارے نبی کا حکم ہے"۔

یہ شخص اسلام کی ان تعلیمات کو دیکھ کر متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ عدل علی (ع) کا ایک اعلیٰ نمونہ وہ ہے جسے شعبی نے ایک غیر مسلم کے ساتھ روا رکھنے کا ذکر کیا ہے۔

شعبی کہتے ہیں: ایک مرتبہ امیر المؤمنین (ع) بازار تشریف لے گئے جہاں آپ نے ایک نصرانی کو دیکھا جو ایک زرہ بیچ رہا تھا۔ شعبی کہتا ہے علی علیہ السلام نے اپنی زرہ کو پہچانا اور فرمایا: یہ زرہ میری ہے اور ہمارے درمیان فیصلہ مسلمانوں کا قاضی کرے گا۔ شعبی کہتا ہے اس وقت مسلمانوں کا قاضی شریح تھا۔ حضرت علی (ع) نے شریح کو اپنا قاضی تسلیم کیا اور فیصلے کا مطالبہ کیا۔

شریح نے کہا یا امیر المؤمنین! آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ (ع) نے فرمایا: یہ زرہ میری ہے جو ایک عرصہ پہلے مجھ سے کھو گئی تھی۔ شریح نے نصرانی سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ نصرانی نے کہا: میں امیر المؤمنین (ع) کو تو نہیں جھٹلاؤں گا البتہ یہ زرہ میری ہے۔ شریح نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ زرہ نصرانی کے ہاتھ سے نکل سکے۔ کیا امیر المؤمنین کے پاس کوئی گواہ ہے؟ امیر المؤمنین نے فرمایا: شریح سچ کہتا ہے۔ شعبی کہتا ہے کہ نصرانی کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ احکام انبیاء کے ہیں کہ امیر المؤمنین قاضی کے پاس آ کر پیش ہوتے ہیں اور قاضی ان کے خلاف فیصلہ دے دیتا ہے۔ یا امیر المؤمنین! خدا کی قسم یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ میں نے لشکر سے نکل کر آپ کا پیچھا کیا اور اسی دوران آپ کے اونٹ سے گر گئی تھی جسے میں نے اٹھا لیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی

"میرے رب نے مجھے تمام لوگوں سے ویسے ہی رواداری برتنے کا حکم دیا ہے جیسے واجبات کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔"

نیز فرمایا:

ثلاث من لم یکن فیه لم یتم له عمل ورع یحجزه عن معاصی الله وخلق یداری به الناس و حلم یردبه جهل الجاهل۔

(وسائل الشیعه ج ۱۲ ص ۲۰۰)

"تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ نہ ہوں اس کا کوئی عمل مکمل نہیں۔ ایک خوف خدا، جو اسے اللہ کی معصیت سے بچائے رکھے، ایسا اخلاق جس سے وہ لوگوں سے رواداری سے پیش آئے، ایسا حلم جس کے ذریعہ وہ جاہل کی جہالت کا جواب دے۔"

رواداری صرف مسلمانوں سے ہی نہیں کی جاتی۔ چنانچہ امیر المؤمنین (ع) سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ (ع) کوفہ کے راستے میں ایک غیر مسلم شخص کے ہم سفر ہوئے۔ جب یہ غیر مسلم شخص اس مقام پر پہنچا جہاں اس کا راستہ امیر المؤمنین (ع) کے راستے سے الگ ہو جاتا تھا تو کچھ دیر کے لئے امیر المؤمنین (ع) اس (غیر مسلم) کے ساتھ چلتے رہے تاکہ اس سے جدا ہونے سے قبل اس کی (اس طرح) مشایعت ہو جائے۔ جب اس غیر مسلم نے امیر المؤمنین (ع) سے اپنا راستہ چھوڑ کر اس غیر مسلم کے ہمراہ چلنے کی وجہ دریافت کی تو آپ (ع) نے فرمایا:

هذا من تمام الصحبة، أن یشیع الرجل صاحبه هنیئة اذا فارقه و کذالك امرنا نبینا۔

کے دوستوں سے پردہ نہیں کرتیں (اپنے بال اور بدن نہیں چھپاتیں) اور یہ جواز اور دلیل پیش کرتی ہیں کہ یہ افراد ایک ہی گھر میں ساتھ رہتے ہیں۔ یہ میرے بھائی کی طرح ہیں یا اس قسم کے دوسرے بے بنیاد عذر پیش کرتی ہیں اور بعض اہل خانہ کو دیکھیں گے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں، لوگوں کی غیبت کرتے ہیں دوسروں سے زیادتی کرتے ہیں، فضول خرچی کرتے ہیں، ظالموں کی ان کے ظلم میں مدد کرتے ہیں، اپنے ہمسائے کو اذیت دیتے ہیں۔

جب بھی اس قسم کے خلاف شرع کام دیکھنے میں آئیں تو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ اس اہم فریضے کی ادائیگی میں اس کے پہلے دو مرحلوں سے آغاز کریں (پہلے مرحلے میں برائی سے دلی نفرت کریں اور دوسرے مرحلے میں زبان سے نفرت اور کراہت کا اظہار کریں) اگر ان دونوں مرحلوں سے کوئی فائدہ نہ ہو تو حاکم شرع کی اجازت سے تیسرے مرحلے میں داخل ہوں اور برائی کی روک تھام کے لئے عملی اقدام کریں اور اس میں بھی ہلکے قدم سے آغاز کریں اور ضرورت پڑنے پر سخت قدم بھی اٹھائیں۔

(الفتاوی المیسرة آقای سیستانی)

اگر اہل خانہ میں سے کوئی شرعی احکام اور مسائل سے جاہل ہو تو اسے احکام کی تعلیم دیں اور اس کی پابندی پر ان کو آمادہ کریں۔

رواداری

م۔۳۰۸: تمام لوگوں سے رواداری برتنا، شریعت کے مستحبات میں سے ہے جس کی دین اسلام نے بہت زیادہ تشویق اور ترغیب دلائی ہے۔

چنانچہ رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

امرنی ربی بمداراة الناس کما امرنی باداء الفرائض۔

داخل ہونے دیں؟

جواب: بطور احتیاط ان کا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔ البتہ دیگر عبادت گاہوں میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بے حجاب عورتوں کے داخلے سے عبادت گاہ کی ہتک حرمت ہوتی ہو تو ان کو پردہ کرانا لازمی ہے۔

م۔۳۲۱: کیا یہودی، عیسائی یا بالکل بے دین ہمسایہ کو تنگ کرنا جائز ہے؟

جواب: بغیر کسی جواز کے ان کو ستانا اور تنگ کرنا جائز نہیں۔

م۔۳۲۲: کیا کافر فقیر فقراء کو، چاہے وہ کتابی ہوں یا غیر کتابی، صدقہ دینا جائز ہے اور صدقہ دینے والا ثواب کا مستحق ہوگا؟

جواب: جو شخص حق اور اہل حق سے دشمنی نہ رکھتا ہو اس کو صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور صدقہ دینے والے کو اجر و ثواب بھی ملے گا۔

م۔۳۲۳: جو شخص موالی اہل بیت نہیں یا اہل کتاب میں سے ہے اور اثر کا احتمال ہو اور ضرر کا خطرہ بھی نہ ہو تو کیا اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے؟

جواب: اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی باقی شرائط وجوب موجود ہوں تو سوال میں مذکورہ افراد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔ انہی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ معروف کا تارک اور منکر کا مرتکب شرعی طور پہ مجبور اور معذور نہ ہو اور جاہل مقصر معذور اور مجبور شمار نہیں ہوتا۔ لہذا پہلے اس کو حکم شرعی سے آگاہ کیا جائے جس کی اگر وہ مخالفت کرے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے گا۔ اگر منکر اور برائی کی نوعیت ایسی ہو کہ شارع کسی بھی صورت میں اس منکر کے وقوع پذیر ہونے پر راضی نہ ہو، جیسے زمین میں فساد پھیلانا، نفس محترمہ کو قتل کرنا وغیرہ، ایسی صورت میں اس کی مخالفت کرنے

---

(۱) الممتحنہ :۸، ترجمہ مسئلہ نمبر ۳۰۵ کے ذیل میں ص ۱۹۷ میں گزر چکا ہے

(حوالہ سابق)

جس شخص کی صبح اس حالت میں ہو کہ وہ مسلمانوں کے
معاملات اور مشکلات کو اہمیت نہ دیتا ہو وہ ان میں سے
نہیں ہے۔"

اس مناسبت کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور ان کے جوابات :

م۔۳۱۸ : کیا غیر مسلم ہمسائے کی تشیع جنازہ میں شرکت کرنا جائز ہے ؟

جواب : اگر مرنے والا اور جنازہ کے شرکاء اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں مشہور نہ ہوں تو اس کی تشییع جنازہ میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلے آگے آگے نہ چلے۔ (مسلمان کی تشییع جنازہ کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ حکم صرف غیر مسلم سے مخصوص نہیں۔ مترجم)

م۔۳۱۹ : اگر کوئی غیر مسلم ہمسایہ ہو یا کسی کاروبار میں شریک ہو تو اس سے محبت اور ہمدردی رکھنا جائز ہے ؟

جواب : اگر وہ شخص (غیر مسلم) اپنے قول و فعل کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی کو ظاہر نہ کرتا ہو تو ایسے اقدام میں کوئی حرج نہیں جو محبت اور ہمدردی کا تقاضا ہو جیسے اس سے نیکی اور احسان کرنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فی الدين
ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا
اليهم ان الله يحب المقسطين۔(۱)

م۔۳۲۰ : کیا گزشتہ ادیان کے پیروکار (اہل کتاب) اور دوسرے کافروں کا مساجد اور مسلمانوں کے دیگر عبادت خانوں میں داخل ہونا جائز ہے اور جائز ہونے کی صورت میں کیا ہم پر واجب ہے کہ ان کی بے پردہ عورتوں کو چادر پہنائیں اور پھر

سکتا۔

(مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں "الانفاق فی سبیل الله" للسید عزالدین بحر العلوم)

م۔۳۱۷: رسول اسلام (ص) نے صاحب حیثیت افراد کو اپنے اہل و عیال کے لئے ہدیہ لے کر جانے اور انہیں خوشحال کرنے کی طرف دعوت دی ہے (اور انہیں اس عمل پر برانگیختہ فرمایا ہے) ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا:

من دخل السوق، فاشترى تحفة، فحملها الى عياله، كان كحامل صدقة الى قوم محاويج۔

(ثواب الاعمال و عقاب الاعمال ص۱۷۲)

"جو شخص بازار جائے اور وہاں سے کوئی تحفہ خریدے اور اپنے اہل و عیال کو لاکر دے یہ ایسا ہے جیسا ایک محتاج اور ضرورت مند قوم کو کوئی ہدیہ لاکر دیا ہو۔"

جن امور کی طرف شریعت اسلام نے دعوت دی ہے اور مسلمانوں کو اس پر برانگیختہ کیا ہے، ان میں سے ایک مسلمانوں کے معاملات (ان کے مشکلات) کو اہمیت دینا ہے۔

رسول اکرم (ص) نے فرمایا:

من اصبح ولم يهتم بامور المسلمين فليس بمسلم۔

(جامع السعادات ج۲ ص۲۲۹)

"جس شخص کی صبح اس حالت میں ہو کہ وہ مسلمانوں کے معاملات اور مشکلات کو اہمیت نہ دے وہ مسلمان ہی نہیں۔"

نیز آپ (ص) نے فرمایا:

من اصبح لا يهتم بأمور المسلمين فليس منهم۔

(وسائل الشیعہ ج۲ص ۲۵۵)

"صدقہ قرض کوادا کر دیتا ہے اور برکت چھوڑ جاتا ہے۔"

انفاق کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اولاد اچھی خلف ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

ما أحسن عبد الصدقة فی الدنیا إلا أحسن الله الخلافة علی ولده من بعده۔

(حوالہ سابق ج۱۹ص ۱۱۸)

"جو شخص اس دنیا میں احسن طریقے سے صدقہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کی اولاد کو اچھا خلف ثابت کرتا ہے"

اور امام محمد باقر (ع) نے فرمایا:

ولأن أعول اهل بیت من المسلمن وأشبع جوعتهم واکسو عریهم وأکف وجوههم عن الناس احب الی من أن احج حجة و حجة وحجة، حتی انتهی الی عشرة مثلها، و مثلها حتی انتهی الی سبعین۔

(ثواب الاعمال وعقاب الاعمال للصدوق ص۱۷۲)

"ایک مسلمان گھرانے کی سرپرستی (اور غریب نوازی) بھوکے انسان کو سیر کرنا، بے لباس کو لباس پہنانا اور مسلمانوں کی آبرو بچانا، مجھے ستر (۷۰) حجوں سے زیادہ پسند ہیں۔"

راہ خدا میں انفاق کرنا ایک وسیع باب ہے جس کا اتنی جلدی میں احاطہ نہیں کیا جا

اسی دنیا میں جو حاصل ہوتا ہے اس میں ایک، رزق وروزی ہے۔

چنانچہ رسول اکرم (ص) فرماتے ہیں:

استنزلوا الرزق بالصدقة.

(البحار ج ۱۹ ص ۱۱۸)

"صدقہ کے ذریعے رزق طلب کرو،،

راہ خدا میں انفاق کا ایک فائدہ بیماری کا علاج ہے۔ چنانچہ رسول اسلام (ص) سے مروی ہے:

داو وا مرضاكم بالصدقة.

"صدقہ کے ذریعے اپنے مریضوں کا علاج کیا کرو۔"

(قرب الاسناد للحمیری ص ۷۴)

"صدقہ اور انفاق کا ایک اہم فائدہ درازی عمر اور بری اموات کو ٹالنا ہے۔"

امام باقر (ع) سے روایت ہے:

ان البر و الصدقة ينفيان الفقر و يزيدان العمر ويدفعان عن صاحبهما سبعين ميتة من السوء.

(الخصال للصدوق ج ۱ ص ۲۵)

"نیکی اور صدقہ، فقر اور غربت کو دور کرتے ہیں، عمر کو بڑھا دیتے ہیں اور نیکی کرنے والے اور صدقہ دینے والے سے ستر بری اموات کو دور کرتے ہیں"۔

راہ خدا میں انفاق کے فوائد میں سے ایک برکت اور قرض کی ادائیگی ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

إن الصدقة تقضى الدين وتخلف البركة.

لاطمع له فی القرص ولا عهد له بالشبع أوأبیت
مبطاناً وحولی بطون غرثی و اکباد حری او
اکون کما قال القائل:

و حسبك داء أن تبیت ببطنة
وحولك اكباد تحن الی القد

(نہج البلاغۃ صبحی صالح ص ۴۱۷-۴۱۸)

"اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شھد، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے لئے ذرائع مہیا کر سکتا تھا لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے کہ خواہش مجھے مغلوب بنا لے اور حرص مجھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جبکہ حجاز ویمامہ میں شاید ایسے لوگ ہوں جنہیں ایک روٹی کے ملنے کی بھی امید نہ ہو۔ انہیں پیٹ بھر کر کھانا کبھی نصیب نہ ہوا ہو۔ کیا شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں درآنحالیکہ میرے گرد و پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں یا میں ویسا ہو جاؤں جیسا کہنے والے نے کہا ہے:
تمہاری بیماری کیا یہی کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں"۔

رسول اکرم (ص) اور آئمہ طاہرین (ع) کی احادیث میں ان اثرات اور فوائد کی تصریح کی گئی ہے جو (روز قیامت کے) متوقع اجر عظیم سے پہلے اسی دنیا میں راہ خدا میں انفاق پر مترتب ہوتے ہیں۔ "یوم لا ینفع مال و لابنون" "روز آخرت کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔" راہ خدا میں انفاق کرنے والے کو

سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم، یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔

(التوبہ: ۳۴-۳۵)

"اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے جاتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے رسول) ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو جس دن وہ (سونا اور چاندی) جہنم کی آگ میں گرم (اور لال) کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جسے تم نے اپنے لئے (دنیا میں) جمع کر رکھا تھا تو (اب) اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو"

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسلام کے عظیم اصولوں کو مجسم کر کے پیش کیا اور اس دنیائے فانی سے کنارہ کشی اور اس کی چمک دمک سے پہلو تہی کرتے ہوئے اس وقت اپنے ہاتھ میں موجود ہر چیز کو راہ خدا میں خرچ کر ڈالا جب مسلمانوں کا بیت المال آپ کے اختیار میں تھا۔ آپ (ع) نے اپنی حالت اور سوچ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

ولو شئت لاھتدیت الطریق الی مصفّی ھذا العسل، ولباب ھذا القمح، و نسائج ھذا القز، ولکن ھیھات ان یغلبنی ھوای ویقودنی جشعی، الی تخیر الاطعمة ولعل بالحجازاو الیمامة من

کے آگے آگے اور دائیں طرف چل رہا ہو گا تو ان سے کہا
جائے گا تم کو بشارت ہو کہ آج تمہارے لئے وہ باغ ہیں جن
کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہو گے یہی تو بڑی
کامیابی ہے"۔

ایک اور تیسری آیت میں اللہ تعالی نے وقت کے ہاتھ سے نکلنے سے پہلے انفاق کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد باری ہے:

وأنفقوا مما رزقنكم من قبل أن ياتى أحدكم
الموت فيقول رب لو لا اخرتنى الى اجل قريب
فأصّدق وأكن من الصالحين ولن يؤخر الله
نفساً اذا جاء أجلها والله خبير بما تعملون۔

(المنافقون: ۱۰۔۱۱)

"اور ہم نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں سے (خدا کی راہ
میں) خرچ کر ڈالو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت
آجائے تو (اس کی نوبت نہ آئے کہ) کہنے لگے کہ پروردگار تو
نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی تاکہ خیرات کرتا
اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا اور جب کسی کی موت آجاتی
ہے تو خدا اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو
خدا اس سے خبردار ہے۔"

اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جو مال پر مال جمع کرتے جاتے، اس کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ ایسے افراد کا اللہ تعالی نے نہایت خوفناک انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

والذين يكنزون الذهب و الفضة ولا ينفقونها فى

لن تبور لیوفیهم أجورهم ویزیدهم من فضله انه غفور شکور۔

(فاطر :۲۹۔۳۰)

"بیشک جولوگ خدا کی کتاب پڑھا کرتے ہیں اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے چھپا کے اور دکھلا کے خدا کی راہ میں دیتے ہیں وہ ایسے بیوپاری کا آسرا رکھتے ہیں جس کا کبھی ٹاٹ نہ الٹے گا تاکہ خدا انہیں ان کی مزدوریاں بھر پور ادا کرے بلکہ اپنے فضل و کرم سے اور بڑھا دے گا۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے"۔

دوسرے سورے میں فرمایا:

من ذالذی یقرض الله قرضا حسناً فیضا عفه له وله اجر کریم، یوم تر ی المؤمنین والمؤمنات یسعی نورهم بین أیدیهم و بأیمانهم بشراکم الیوم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ذلك هو الفوز العظیم۔

(الحدید :۱۱۔۱۲)

"کون ایسا ہے جو خدا کو خالص نیت کے ساتھ قرض حسنہ دے تو خدا اس کے لئے (اجر کو) دوگنا کردے اور اس کے لئے معزز صلہ (جنت) ہی ہے۔ جس دن تم مومن مرد اور مؤمنہ عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان

المتواضعين، وانت عنده من المتكبرين، وتطمع،
و انت متمرغ في النعيم تمنعه الضعيف والارملة،
ان يوجب لك ثواب المتصدقين؟ وانما المرء
مجزى بما اسلف و قادم على ما قدم۔

(نہج البلاغۃ صبحی صالح ص ۳۷۷)

"میانہ روی اختیار کرتے ہوئے فضول خرچی سے باز آؤ۔ آج
کے دن کل کو بھول نہ جاؤ صرف ضرورت بھر کے لئے مال
روک کر محتاجی کے دن کے لئے آگے بڑھاؤ۔ کیا تم یہ آس
لگائے بیٹھے ہو کہ تمہیں عجز و انکساری کرنے والوں کا اجر دے
گا حالانکہ تم اس کے نزدیک متکبروں میں سے ہو اور یہ طمع
رکھتے ہو کہ وہ خیرات کرنے والوں کا ثواب تمہارے لئے
قرار دے گا حالانکہ تم عشرت سامانیوں میں لوٹ رہے ہو اور
بیکسوں اور بیواؤں کو محروم کر رکھا ہے۔ انسان اپنے ہی کئے
کی جزا پاتا ہے اور جو آگے بھیج چکا ہے وہی آگے بڑھ کر پائے
گا۔"

راہ خدا میں انفاق

م۔۳۱۶ : اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں راہ خدا میں انفاق کی دعوت دی ہے اور اسے ایسی
تجارت قرار دیا ہے جس کا ثاث کبھی نہ الٹے گا ارشاد خداوندی ہے :

ان الذين يتلون كتا ب الله و اقامو ا الصلوة و
انفقوا مما رزقنهم سرا و علانية يرجون تجارة

دے)۔ اپنے برادر مؤمن کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ سے
کسی برائی کا گمان نہ کرنا جب تک اس کو کسی اچھے اور صحیح
مطلب پر محمول کرنا ممکن ہو"۔

فضول خرچی

م۔ ۳۱۵: اسراف اور فضول خرچی، یہ دونوں ایسے طرز عمل ہیں جن کی اللہ تعالی نے مذمت کی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وکلو واشربوا ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین
(الاعراف: ۳۱)

"اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ خدا فضول
خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"

دوسری آیت میں فضول خرچی کی مذمت میں فرمایا:

ان المبذرین کانوا إخوان الشیاطین و کان
الشیطان لربه کفورا۔

(الاسراء: ۲۷)

"فضول خرچ کرنے والے لوگ یقیناً شیطانوں کے بھائی ہیں
اور شیطان اپنے پالنے والے کا بڑا ناشکری کرنے والا ہے"

امیر المؤمنین (ع) نے اسراف (فضول خرچی) کی مذمت میں زیاد کے نام ایک مکتوب بھیجا جس میں آپ (ع) نے فرمایا۔

فدع الاسراف مقتصداً واذكر فی الیوم غداء
وامسك عن المال بقدر ضرورتك وقدم الفضل
لیوم حاجتك، أترجو ان یعطیك الله اجر

(ثواب الاعمال وعقاب الأعمال للصدوق ص ۲۶۲)

"اللہ خونریزی کرنے والے شراب بنانے والے اور چغل خوری کرنے والے کو جنت میں داخل نہیں فرمائے گا"

بد گمانی

م۔ ۳۱۴: اللہ تعالی نے بد گمانی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

یاأیهاالذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن إن بعض الظن اثم

(الحجرات: ۱۲)

"اے ایماندارو! بہت سے گمان بد سے بچے رہو کیونکہ بعض بد گمانی گناہ ہے۔"

اس آیت کریمہ کی رو سے کسی مؤمن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ بغیر کسی واضح دلیل کے اپنے برادر مؤمن کے بارے میں بد گمانی کرے۔ دل کی باتوں کو خدا کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ جب تک برادر مومن کے عمل کو کسی صحیح پہلو پر محمول کرنا ممکن ہو اسے صحت پر محمول کرنا چاہئے مگر یہ کہ اس کے خلاف ثابت ہو جائے۔

امیر المؤمنین (ع) فرماتے ہیں:

ضع أمر اخیك علی أحسنه حتی یأتیك ما یغلبك منه، ولا تظنن بکلمة خرجت من اخیك سوء، و انت تجد لها فی الخیر محملا۔

(وسائل الشیعہ ج ۸ باب ۱۶۱)

"اپنے برادر مؤمن کے عمل کو (ہمیشہ) اچھے پہلو پر محمول کرو مگر یہ کہ کوئی تمہیں اس سے منصرف کر دے (پھیر

کرنے والے کا ہے۔

(منہاج الصالحین آقای سیستانی ج ۱ ص ۱۷)

م۔ ۳۱۳: جب بھی غیبت کا ذکر ہو عام طور مؤمن کے ذہن میں ایک اور اصطلاح آتی ہے جسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے اور اس کے مرتکب کی سخت مذمت کی ہے تاکہ معاشرے کو افتراق وانتشار سے بچایا جا سکے اور وہ اصطلاح چغل خوری ہے۔ مثلاً کسی شخص سے یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نے تمہارے خلاف یہ بات کہی ہے اور دونوں کے تعلقات مکدر کرے یا کدورت کو اور زیادہ بڑھا دے۔ چنانچہ پیغمبر اکرم (ص) سے روایت ہے:

ألا أنبئكم بشراركم؟ قالوا بلى يا رسول الله، قال: المشاؤون بالنميمة، المفرقون بين الأحبة۔

(جامع السعادات ج ۲ ص ۲۷۶)

"تمہیں بتاؤں تم میں سے بدترین شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: جو لوگوں میں چغل خوری کرتا پھرتا ہے اور دوستوں میں جدائی ڈال دیتا ہے۔

امام باقر (ع) نے فرمایا:

الجنة محرمة على المغتابين المشائين بالنميمة

(اصول کافی ج ۲ ص ۳۶۹)

"غیبت کرنے والے اور چغل خوری کرنے والوں پر جنت حرام ہے"

امام صادق (ع) نے فرمایا:

لا يدخل الجنة سفاك للدماء، ولا مدمن للخمر ولا مشاء بنميم۔

ہے:

لا يغتب بعضكم بعضا أيحب احدكم أن يأكل لحم اخيه ميتاً فكرهتموه.

(الحجرات :۱۲)

"اور نہ تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم اس سے (ضرور) نفرت کرو گے۔"

رسول خدا (ص) نے فرمایا:

إياكم و الغيبة فان الغيبة أشد من الزنا فان الرجل قديزنى فيتوب الى الله فيتوب الله عليه وصاحب الغيبة لا يغفرله حتى يغفر له صاحبه

(جامع السعادات ج۲ ص۳۰۲)

"غیبت سے بچے رہو کیونکہ غیبت زنا سے بھی سخت گناہ ہے اس لئے کہ انسان اگر زنا کرلے اور اس کے بعد توبہ کرلے تو خدا اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے، لیکن جو شخص غیبت کرتا ہے خدا اسے اس وقت تک نہیں بخشتا جب تک وہ آدمی نہ بخشے جس کی غیبت کی گئی ہو"۔

مومن کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے برادر مومن کی غیبت کو سنتا رہے۔ بلکہ نبی اکرم (ص) اور آئمہ طاہرین (ع) کی بعض روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص کسی کی غیبت سنے اس کا فرض ہے کہ غیبت کئے جانے والے شخص کی مدد کرے اور غیبت کرنے سے روکے اور ٹوکے اور اگر وہ نہ روکے تو خدا اسے دنیا و آخرت دونوں میں رسوا کر دیتا ہے اور غیبت سننے والے کا گناہ اتنا ہی ہے جتنا غیبت

دے بھی دے پھر بھی اہل کتاب سے نکاح عارضی (متعہ) تک سے گریز کرے اور اس مسئلے میں فرق نہیں پڑتا کہ اس مسلمان مرد کے پاس اس کی بیوی موجود ہو یا نہ ہو (کسی اور جگہ ہو)۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۹۷ :شرعی نکاح کے بغیر یہودی اور نصرانی جیسی اہل کتاب عورتوں سے جنسی عمل انجام دینا جائز نہیں اگرچہ اس ملک کی حکومت مسلمان کے ساتھ حالت جنگ میں ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۹۸ :احتیاط واجب یہ ہے کہ جو عورت زنا میں مشہور ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے نکاح نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ بھی احتیاط واجب ہے کہ انسان اس عورت سے بھی، اس کے توبہ کرنے سے پہلے، نکاح نہ کرے جس کے ساتھ اس نے زنا کیا ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۹۹ :اگر غیر مسلم مرد اور عورت کا خود ان کے اپنے مذہب کے مطابق باشرائط اور صحیح نکاح واقع ہوا ہو تو اس پر بھی ہمارے نزدیک صحیح عقد نکاح کے آثار و احکام مترتب ہوں گے۔ چاہے شوہر بیوی اہل کتاب ہوں۔ مثلاً دونوں یہودی یا مسیحی ہوں یا اہل کتاب نہ ہوں جیسے دوسرے کفار ہیں یا ایک اہل کتاب ہو اور دوسرا اہل کتاب نہ ہو۔ حتی کہ یہ دونوں شوہر بیوی بیک وقت مسلمان ہو جائیں تو اپنے سابق رشتہ ازدواج پر بر قرار رہیں گے اور ہمارے دین و مذہب کے مطابق کسی نئے عقد نکاح کی ضرورت نہیں ہوگی۔

م۔۴۰۰ :اگر کوئی باپ اپنی بیٹی سے جو ۱۸ سال کی ہو گئی ہو اپنی ولایت (سرپرستی) اٹھا لے اور اس کو مستقل حیثیت دے دے جیسا کہ امریکہ اور بعض یورپی ممالک

رضامندی شرط نہیں۔

م۔۳۹۰ : سمجھ دار، بالغ اور کنواری لڑکی کے نکاح میں باپ یا دادا کی رضامندی اس صورت میں شرط نہیں جب باپ یا دادا اسے اس کے شرعی اور عرفی کفو سے نکاح کرنے سے منع کریں یا اس کے نکاح میں کسی قسم کی دلچسپی لینے سے گریز کریں یا ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان سے اجازت لینا ممکن نہ ہو۔ ان صورتوں میں اگر شادی اس کی اشد ضرورت ہو تو (باپ کی اجازت کے بغیر) شادی کر سکتی ہے۔

م۔۳۹۱ : جو لڑکی کنواری نہ ہو اس کے نکاح میں باپ یا دادا کی رضامندی ضروری نہیں اور کنواری نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا پہلے سے صحیح نکاح ہوا ہو اور شوہر نے اس سے ہمبستری کی ہو لیکن اگر کسی لڑکی کی بکارت زنا یا کسی اور وجہ (جیسے کھیل کود) سے زائل ہوئی ہو تو وہ کنواری سمجھی جائے گی اور باپ دادا کی اجازت لازمی ہوگی۔

م۔۳۹۲ : جو شخص شادی نہ کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو فعل حرام سے نہ بچا سکے اس پر شادی کرنا واجب ہے۔

م۔۳۹۳ : ☆☆☆☆

م۔۳۹۴ : ☆☆☆☆

م۔۳۹۵ : جن ممالک میں ملحدوں، منکرین خدا اور اہل کتاب کی اکثریت ہو وہاں مسلمان پر واجب ہے کہ وہ جس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے اس سے اس کے دین کے بارے میں دریافت کرے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ وہ ملحد نہیں تاکہ نکاح صحیح ہو سکے اور اس سلسلے میں لڑکی کا قول قابل قبول ہوگا۔

م۔۳۹۶ : جس مسلمان نے کسی مسلمان خاتون سے شادی کر رکھی ہو اس کے لئے جائز ہیں کہ وہ اپنی مسلمان بیوی کی اجازت کے بغیر یہودی اور مسیحی جیسی اہل کتاب عورت سے نکاح کرے (بلکہ) احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر مسلمان بیوی اجازت

م۔۳۸۶ : شریعت اسلام میں نکاح کی دو قسمیں ہیں : دائمی نکاح اور عارضی نکاح۔ دائمی نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہیں کی جاتی۔ اس ازدواج میں زوجہ، زوجہ دائمہ کہلاتی ہے۔

عارضی نکاح اسے کہتے ہیں جس میں نکاح کی مدت ایک سال اس سے زیادہ یا اس سے کم معین کی جاتی ہے اس ازدواج میں زوجہ، زوجہ موقتہ (عارضی) کہلاتی ہے۔

م۔۳۸۷ : دائمی نکاح کا صیغہ : پہلے عورت مرد کو خطاب کر کے کہے : زَوَّجْتُكَ نَفْسِي بِمَهْرٍ قَدْرُه ...... خالی جگہ پر مہر کی تعداد کا ذکر کرے۔ اس کے فوراً بعد مرد کہے : قَبِلْتُ التَّزْوِيْجَ۔

عارضی نکاح (متعہ) کا صیغہ : پہلے عورت مرد سے کہے : زَوَّجْتُ نَفْسِي بِمَهْرٍ قَدْرُه .... لِمُدَّةِ .... پہلی خالی جگہ پر مہر کی رقم اور دوسری خالی جگہ نکاح کی مدت کا ذکر کرے۔

م۔۳۸۸ : مسلمان مرد، یہودی اور مسیحی عورت سے عارضی نکاح (متعہ) کر سکتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ غیر مسلم عورت (اہل کتاب) سے دائمی نکاح نہ کیا جائے۔ لیکن اہل کتاب کے علاوہ دوسری کافر عورتوں سے کسی قسم کا نکاح جائز نہیں اور احتیاط واجب کے طور پر مجوسی عورت سے عارضی نکاح تک نہیں ہو سکتا۔ لیکن مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بھی کافر سے نکاح کرے (اگرچہ اہل کتاب ہو)۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۳۸۹ : کنواری لڑکی، چاہے وہ مسلمان ہو یا اہل کتاب اگر وہ زندگی کے مسائل میں مستقل اور خود کفیل نہ ہو تو اس کے نکاح میں، باپ یا دادا کی رضامندی شرط ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ مستقل اور خود کفیل ہو پھر بھی باپ یا دادا کی رضامندی حاصل کی جائے۔ البتہ بھائی، بہن اور دیگر رشتہ داروں کی

مراد بدکردار گھرانے کی خوبرو عورت ہے۔"

م۔۳۸۲ : عورت اور اس کے ولی وارثوں کو بھی چاہئے کہ انہیں ان صفات وخصائل کی اہمیت کا احساس دلائیں جن کا شوہر میں ہونا ضروری ہے۔ عورت کو چاہئے کہ وہ ایسے مرد کو اپنے رفیق حیات کے طور پر منتخب کرے جو دیندار، پاکدامن اور بااخلاق ہو۔ شراب خور نہ ہو اور برائیوں اور مہلک گناہوں کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔

م۔۳۸۳ : یہ امر مستحسن ہوگا کہ کوئی دیندار، بااخلاق مرد خواستگاری کرے تو اس سے انکار نہ کیا جائے۔

چنانچہ رسول اسلام (ص) فرمایا:

اذا جاء کم من ترضون خلقه و دينه فزوجوه إنكم إن لا تفعلوا ذالك تكن فتنة في الارض وفساد كبير.

(تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۳۹۵)

"جب کوئی ایسا لڑکا بیٹی کی خواستگاری کے لئے تمہارے پاس آئے جس کا اخلاق اور دین پسندیدہ ہو تو اسے رشتہ دے دو ورنہ زمین پر فتنہ اور بڑا بگاڑ پیدا ہوگا۔"

م۔۳۸۴ : ازدواج کے سلسلے میں خواہشمند لوگوں کے لئے کوشش کرنا ان کے لئے وسیلہ بننا اور طرفین کو رشتے پر آمادہ کرنا مستحب ہے۔

م۔۳۸۵ : مرد خواستگاری سے پہلے اس عورت کے مقامات حسن کو دیکھ سکتا ہے یا اس سے ہمکلام ہو سکتا ہے جس کا رشتہ لینا چاہتا ہے اس بنا پر ایسی خاتون کا چہرہ، اس کے بال، گردن، ہتھیلیاں، پنڈلیاں، کلائیاں اور اس قسم کے مقامات حسن کو دیکھنا جائز ہے بشر طیکہ اس نظر کا مقصد جنسی لذت حاصل کرنا نہ ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

سما استفاد امرؤ مسلم فائدة بعد الاسلام افضل من زوجة مسلمة تسره اذا نظر اليها وتطيعه اذا أمرها، و تحفظه اذا غاب عنها۔

(منهاج الصالحين آقای سیستانی المعاملات القسم الثانی ص ۷)

"ایک مسلمان کے لئے اسلام کے بعد ایسی مسلمان بیوی سے افضل اور کوئی چیز نہیں جس کی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے، شوہر حکم کرے تو وہ اس کی اطاعت کرے، شوہر کی عدم موجودگی میں اس کا تحفظ کرے۔"

م۔۳۸۱: مرد کو چاہئے کہ وہ جس خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے اس میں ان صفات اور خصوصیات کو پیش نظر رکھے جو ایک مثالی خاتون میں ہونی چاہئیں جو پاک دامن، شریف الاصل اور نیک ہو اور دنیوی اور اخروی معاملات میں شوہر کی مددگار ثابت ہو۔ مرد کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بیوی کے انتخاب میں اس کا مطمح نظر، صرف اس کا ظاہری حسن و جمال اور مال و دولت ہو۔ پیغمبر اسلام (ص) سے مروی ہے:

ایها الناس ایاکم و خضراء الدمن قیل یا رسول الله وما خضراء الدمن ؟ قال المرأة الحسناء فی منبت السوء۔

(وسائل الشیعة ج ۲۰ ص ۳۵)

"اے لوگو! کوڑا کرکٹ پر اگنے والے سبزے سے احتراز کرو۔ آپ (ص) سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ (ص) اس سبزے سے کیا مراد ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: اس سے

شریعت اسلامیہ میں جنسی تعلقات سے متعلق بعض مخصوص احکام بیان کئے جاتے ہیں جو زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل ہیں اور ایسی شدید انسانی ضرورت کی حیثیت سے ان کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے جن پر ایسے ایسے معاملات مترتب ہوتے ہیں جن کا معاشرہ اور اس کے افراد سے گہرا ربط ہوتا ہے۔ عورت اور مرد کے تعلقات کے مختلف احکام ہیں۔ ان میں سے ہم صرف ان احکام کو بیان کر رہے ہیں جن کا تعلق غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں سے ہے، جو اپنی عملی زندگی میں ان احکام کی معرفت سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

م۔۳۸۰ :ازدواج (شادی) ان مستحبات میں سے ہے جن کی اسلام میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ رسول خدا (ص) کا فرمان ہے :

من تزوج احرز نصف دينه .

(وسائل الشیعۃ ج۲۰ص۱۷) .

"جو شخص شادی کرلیتا ہے وہ اپنا آدھا دین بچا لیتا ہے"

نیز آپ (ص) نے فرمایا :

من أحب ان يتبع سنتى فان من سنتى التزويج .

(حوالہ سابق)

"جو شخص میری سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہے (اسے معلوم ہونا چاہئے) میری سنت میں سے ایک شادی ہے"

نیز آنحضرت (ص) کا ارشاد ہے :

ساتویں فصل
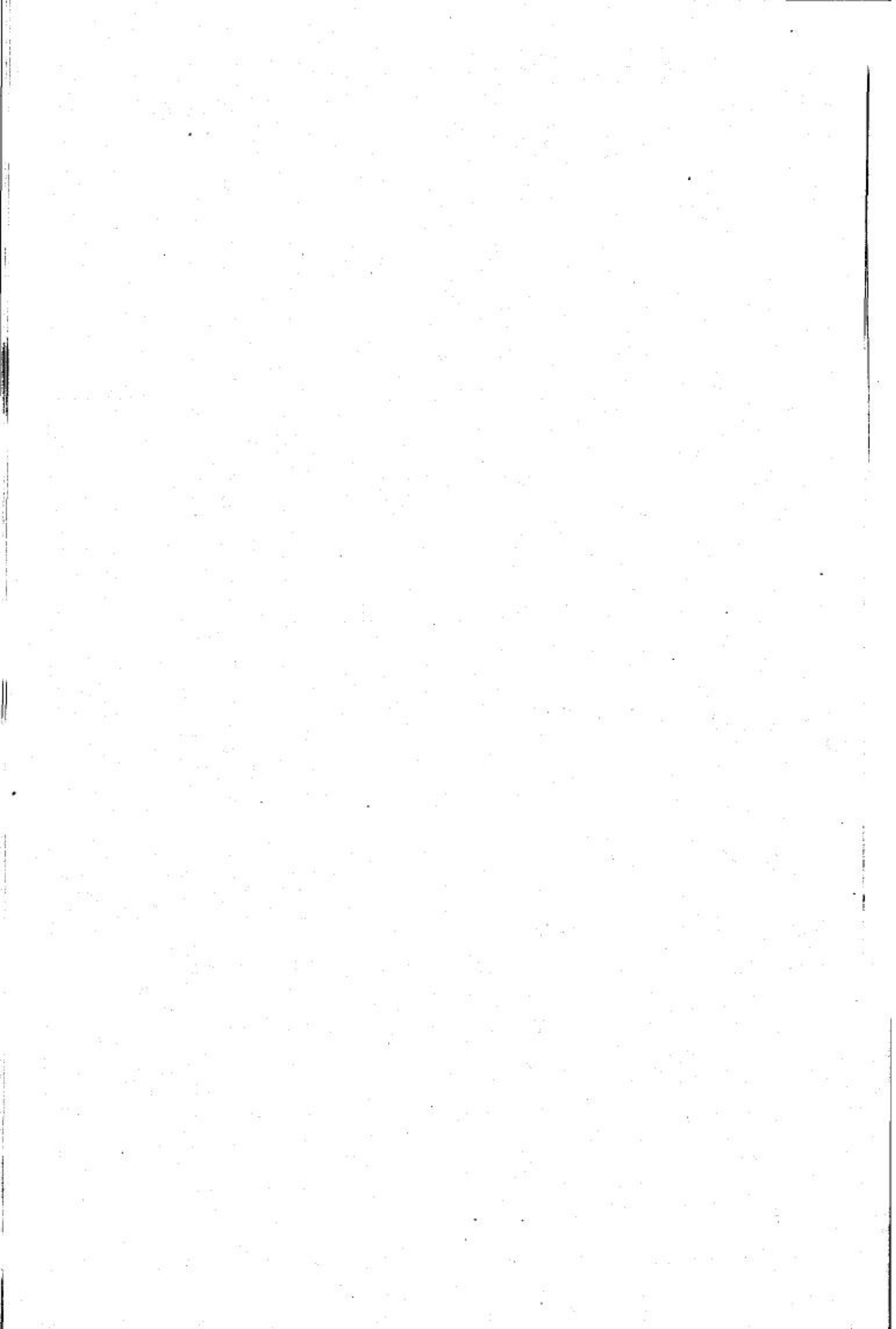
ازدواجی زندگی

☆ مقدمہ

☆ ازدواج سے متعلق بعض احکام

☆ جنسی تعلقات سے مخصوص استفتاءات
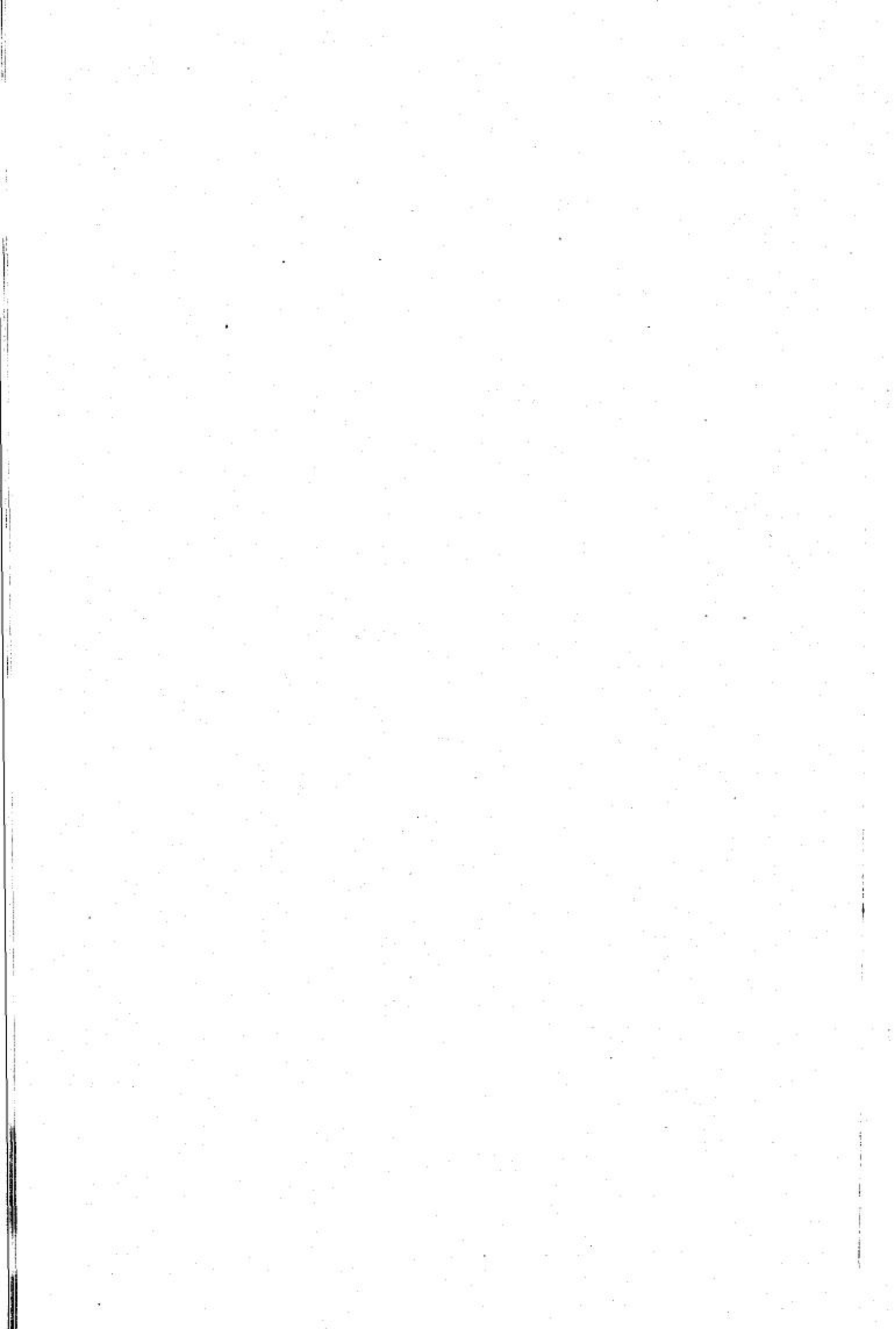
م۔۳۷۸: کیا ڈاکٹر کے لئے جائز ہے یا کیا اس پر واجب ہے کہ وہ شوہر اور بیوی جیسے مریض کے قریبی لواحقین اور متعلقین کو ایڈز کی بیماری سے آگاہ کرے ؟

جواب: اگر مریض یا اس کا ولی اس کی اجازت دے تو لواحقین کو آگاہ کرنا جائز ہو گا اور طویل عرصے تک سہی، مریض کی زندگی بچانا انہیں آگاہ کرنے پر موقوف ہو تو اس صورت میں واجب ہو گا۔ نیز اس صورت میں بھی لواحقین کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا واجب ہو گا جبکہ لاعلمی کی وجہ سے ضروری احتیاط نہ ہو سکے اور اس طرح دوسروں تک بیماری کے منتقل ہونے کا خطرہ ہو۔ واللہ العالم۔

م۔۳۷۹: کیا وہ مسلمان اپنی بیوی سے ہمبستری کر سکتا ہے جس کو معلوم ہو کہ میں ایڈز کی متعدی بیماری میں مبتلا ہوں اور کیا ایسے شوہر پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنی بیماری سے آگاہ کرے ؟

جواب: اگر شوہر کو اس بات کا یقین ہو کہ ہمبستری سے یہ بیماری پھیل جائے گی تو کسی صورت میں بھی ہمبستری جائز نہیں ہو گی۔ اسی طرح اس صورت میں بھی ہمبستری جائز نہیں ہو گی جب بیماری کے پھیلنے کا قابل ذکر و اہمیت احتمال ہو مگر یہ کہ عورت کو صورت حال کا پتہ ہو اور اپنی رضامندی سے ہمبستری کا موقع دے اس صورت میں مرد کے لئے ہمبستری جائز ہو گی۔

☆☆☆☆☆

رکھے تو وہ اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع کی طرف رجوع کر سکتی ہے تاکہ شوہر کو میل جول کو بحال کرنے یا طلاق دینے میں سے کسی ایک پر مجبور کیا جا سکے ؟

م۔۳۷۴ :اگر شوہر ایڈز کا مریض ہو تو بیوی طلاق لے سکتی ہے، اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: بیوی کے مطالبہ پر شوہر کو طلاق پر مجبور نہیں کیا سکتا اور حاکم کی طرف سے بھی اسے طلاق نہیں دی جا سکتی۔ البتہ عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ہمبستری اور کسی بھی ایسے میل جول سے انکار کر دے جس سے اس بیماری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور اس کے باوجود شوہر پر بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے۔

م۔۳۷۵ :کیا ایڈز کی مریضہ حاملہ خاتون اسقاط حمل کر سکتی ہے ؟

جواب: اسقاط حمل جائز نہیں۔ خصوصاً جب جنین میں روح داخل ہو چکی ہو۔ ہاں اگر حمل کو باقی رکھنا ماں کے لئے نقصان دہ ہو تو روح کے داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے۔ روح کے داخل ہونے کے بعد جائز نہیں۔

م۔۳۷۶ :کیا ایڈز کی بیماری میں مبتلا ماں اپنے اس بچے کی پرورش کر سکتی ہے جو اس بیماری سے محفوظ ہے اسے پیوسی کھیس (پہلا دودھ) پلانے کا حکم کیا ہوگا؟

جواب: اس صورت میں بچے کی پرورش کا حق ساقط نہیں ہوتا البتہ ایسی احتیاطی تدابیر ضرور اپنائی جائیں جن سے بیماری کے نہ پھیلنے کا یقین حاصل ہو اور اگر اس بات کا قابل ذکر و اہمیت احتمال ہو کہ شیر خواری کے دوران پستان کے ذریعے یہ بیماری منتقل ہو گی تو اس صورت میں دودھ پلانے سے اجتناب ضروری ہے۔

م۔۳۷۷ :کیا ایڈز کے مرض کو مرض الموت کہا جا سکتا ہے ؟

جواب: چونکہ یہ بیماری عرصہ دراز تک مریض کے ساتھ رہتی ہے۔ اس لئے اس بیماری کے اس مرحلے کو مرض الموت کہا جائے گا جو اس کی وفات کے نزدیک ہو۔ جب مریض پر ہیجانی کیفیت طاری ہوتی ہے، اس کی دفاعی قوتیں ختم ہو جاتی ہیں اور مہلک قسم کی اعصابی علامتیں نمودار ہوتی ہیں۔

شوہر اس بیماری سے محفوظ ہے جبکہ بیوی اس مرض میں مبتلا ہے۔ یعنی اس صورت میں اگر بیماری کے منتقل ہونے کا احتمال ہو جس کو عقلاء کوئی اہمیت دیتے ہوں تو شوہر بیوی سے ہمبستری نہیں کر سکتا (جائز نہیں) اور ہر چار مہینے میں ہمبستری کا جو حق بیوی کو حاصل ہے وہ بھی ساقط ہو جائے گا۔ مگر یہ کہ کوئی ایسا طریقہ اپنانا ممکن ہو جس سے بیماری نہ پھیلتی ہو اور ایسی صورت میں ہمبستری کرنا جائز ہو گا۔

م۔ ۴۷۳: میاں بیوی میں سے جو ایڈز کی بیماری سے محفوظ ہے کیا وہ علیحدگی کا مطالبہ کر سکتا ہے (اگر دوسرا بیماری میں مبتلا ہو)

جواب: اگر عقد نکاح اور اس موقع کی گفت وشنید کے وقت دھوکے سے کام لیا گیا ہو یعنی شوہر یا بیوی کو جو اس بیماری میں مبتلا ہو، عقد نکاح اور اس سلسلے کی گفتگو میں بیماری سے محفوظ ظاہر کیا گیا ہو اور اس اظہار کی بنیاد پر عقد پڑھا جائے (اور بعد میں اس کے خلاف ظاہر ہو) ایسی صورت میں جس سے دھوکا کیا گیا ہے اسے نکاح کو ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ البتہ اس صورت کو دھوکا نہیں کہا جائے گا جب شوہر کے خیال میں بیوی اس بیماری سے محفوظ ہو اور بیوی یا اس کے ولی سکوت اختیار کریں۔

لیکن اگر میاں بیوی میں سے کسی نے دھوکے سے کام نہ لیا ہو یا بیماری نکاح کے بعد لاحق ہوئی ہو تو ایسی صورت میں بیماری سے محفوظ شوہر ایڈز کی مریضہ بیوی کو طلاق دینے کا حق رکھتا ہے یعنی اس صورت میں طلاق شرعاً ناپسندیدہ عمل نہیں ہو گا۔ ورنہ اگر بیوی بیماری سے محفوظ اور شوہر ایڈز کا مریض ہو تو آیا صرف اس وجہ سے کہ بیوی ہمبستری سے محروم ہے، شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں دو احتمال ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کے تقاضوں کو ترک نہ کیا جائے۔ البتہ اگر شوہر اپنی بیوی سے بالکل الگ تھلگ رہے اور بیوی کو لٹکائے

اور کفارہ واجب ہو گا۔

م۔۳۷۰: کیا ایڈز کے مریض کے لئے جائز ہے کہ وہ اس بیماری سے محفوظ انسان سے شادی کرے؟

جواب: جی ہاں جائز ہے۔ البتہ ایڈز سے محفوظ شخص کو دھوکا دینا جائز نہیں ہے۔ بایں معنی کہ یہ جانتے ہوئے کہ میں ایڈز کا مریض ہوں عقد نکاح کے موقع پر اپنے آپ کو ایڈز سے محفوظ ظاہر کرے۔ چنانچہ ایڈز کے مریض کے لئے وہ ہمبستری بھی جائز نہیں جو بیماری کے منتقل ہونے کا باعث بنے۔ لیکن اگر بیماری کے منتقل ہونے کا صرف احتمال ہو اور یقین نہ ہو تو ہمبستری سے اجتناب کرنا واجب نہیں۔

م۔۳۷۱: کیا ایسے افراد ایک دوسرے سے شادی کر سکتے ہیں جن میں ایڈز کے وائرس (Vi-rus) موجود ہوں؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اگر جنسی تعلقات سے یہ بیماری خطرناک حد تک بڑھ جاتی ہے تو اس صورت میں اس سے اجتناب ضروری ہے۔

م۔۳۷۲: کیا ایڈز کا مریض دوسروں سے جنسی تعلقات استوار کر سکتا ہے؟ اور کیا ایڈز کی بیماری سے محفوظ انسان جنسی تعلقات سے انکار کر سکتا ہے۔ کیونکہ جنسی اتصال اس بیماری کے پھیلنے کے بنیادی اسباب میں سے ہے؟

جواب: ایڈز کی بیماری سے محفوظ بیوی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ایڈز کی بیماری میں مبتلا اپنے شوہر کو ہمبستری کا موقع نہ دے اگرچہ بیماری کے پھیلنے کا صرف احتمال ہو بلکہ ایسی صورت میں بیوی پر واجب ہے کہ وہ ہمبستری سے انکار کر دے اور اگر انزال باہر کر کے بیوی تک بیماری کے منتقل ہونے کا احتمال اتنا کم کیا جا سکے جس کی کوئی اہمیت نہ ہو، مثال کے طور پر ۲ فیصد احتمال باقی رہے، تو ایسی بیوی شوہر کو ہمبستری کا موقع دے سکتی ہے بلکہ اس صورت میں بطور احتیاط اس کے لئے انکار کرنا جائز نہیں۔ اس مسئلے سے اس فرض کا حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے جس میں

ولادت کے دوران یہ بیماری منتقل ہو سکتی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق اس وقت دنیا کے تمام ممالک اس بیماری کی زد میں ہیں اور کوئی قوم اس بیماری سے محفوظ نہیں اور اس کے متاثرین کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے جن میں اکثریت مردوں کی ہے۔ اس بیماری کے ضمنی آثار میں ایک اثر یہ بھی ہے کہ بہت ساری بیماریاں جن سے دنیا مکمل طور پر نجات حاصل کرنے والی تھی دوبارہ پھیلنا شروع ہو گئی ہیں۔ جیسے پھیپھڑوں کی ٹی بی ہے۔

اس مقدمے اور تمہید کے بعد درج ذیل استفتاءات حضرتعالی کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

م۔ ۳۶۸: ایڈز کے مریض کو الگ تھلگ رکھنے کا کیا حکم ہے۔ کیا ایڈز کے مریض پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے الگ تھلگ رکھے؟ کیا اس کے اہل خانہ پر واجب ہے کہ ایڈز کے مریض کو الگ تھلگ رکھیں؟

جواب: ایڈز کے مریض پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھے اور نہ اس کے اہل خانہ پر واجب ہے کہ اس کو الگ تھلگ رکھیں بلکہ مسجد اور اس قسم کے عمومی مقامات پر آنے سے اسے روکنا جائز نہیں ہے جب تک اس بیماری کے پھیلنے کا خطرہ نہ ہو۔ البتہ جن ذرائع سے یہ بیماری قطعی یا احتمالی طور پر پھیلتی ہے ان سے مریض کو بھی اور دوسروں کو بھی ہوشیار رہنا چاہئے۔

م۔ ۳۶۹: اس بیماری کو جان بوجھ کر دوسروں تک منتقل کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ عمل جائز نہیں اور اگر یہ عمل ایک عرصے کے بعد سہی، اس شخص کی موت کا باعث بنے جسے یہ بیماری منتقل کی گئی ہے تو مرنے والے کے ولی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ منتقل کرنے والے سے قصاص لے بشرطیکہ بیماری کو منتقل کرتے وقت اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ یہ بیماری عام طور پر جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اگر اسے اس بات کا علم نہ ہو یا عین موقع پر متوجہ نہ ہو تو اس پر صرف دیت

م۔ ۳۶۷ : کیاانسانی بدن اور چہرے پر پلاسٹک سرجری کرنا جائز ہے ؟

جواب : یہ عمل جائز ہے بشرطیکہ ایسے حصے کو چھونے اور دیکھنے سے اجتناب کیا جائے جسے دیکھنااور چھونا حرام ہے

ایڈز یا قوت مدافعت میں کمی ان خطرناک بیماریوں میں سے ایک ہے جس سے آج کا انسان دوچار ہے۔ صرف ۱۹۹۶ء کے اعداد و شمار کے مطابق پورے کرہ ارض پر آٹھ ملین افراد اس موذی مرض میں مبتلا ہیں اور تقریباً بائیس ملین افراد میں اس بیماری کے وائرس (Virus) موجود ہیں اور آخری اعداد و شمار کے مطابق صرف ۱۹۹۶ء کے دوران ایڈز کی وجہ سے ڈیڑھ ملین افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ اس طرح آج تک اس بیماری سے مرنے والوں کی تعداد چھ ملین تک جا پہنچی ہے جس کا اعلان عالمی صحت کی تنظیم نے یکم دسمبر ۹۶ء کو ایڈز کے عالمی دن کے موقع پر کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحبان اس بیماری کے پھیلنے کے درج ذیل بنیادی اسباب بیان کرتے ہیں :

الف۔ جنسی اتصال (ملاپ)، چاہے یہ اتصال ہم جنس سے ہو یا مخالف جنس سے۔ بیماری پھیلنے کے اسباب میں یہ سبب سب سے زیادہ خطرناک اور عام ہے اور ۸۰ فیصد افراد تک اسی ذریعے سے یہ بیماری سرایت کرتی ہے۔

ب۔ خون کے ذریعے بھی یہ بیماری پھیلتی ہے مثلاً ایڈز کا مریض کسی کو خون دے یا ایڈز کے مریض کی استعمال کردہ سرنج استعمال کی جائے۔ خصوصاً جب یہ مریض منشیات کا بھی عادی ہو۔ اسی طرح کھلے زخم اور اعضاء کی پیوندکاری کے نتیجے میں بھی یہ بیماری دوسروں تک سرایت کرتی ہے۔ حتی کہ اگر سرجری کے اوزار مکمل طور پر جراثیم سے پاک نہ ہوں (Sterilizationنہ کیا گیا ہو) تو آپریشن کے ذریعے بھی اس کے جراثیم دوسرے تک منتقل ہو سکتے ہیں۔

ج۔ ایڈز کی مریضہ ماں کے ذریعے اس کے پیٹ میں موجود جنین تک بھی حمل یا

م۔ ۳۶۲ : انسولین (Insulin) کا مادہ جو شوگر کی بیماری کے علاج میں استعمال ہوتا ہے، بعض اوقات خنزیر کے لبلبے (Panereas) سے بنایا جاتا ہے۔ کیا اس کا استعمال جائز ہے؟

جواب: گوشت، رگ یا جلد کے نیچے کا ٹیکہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۳۶۳ : ☆☆☆

م۔ ۳۶۴ : کیا ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے عورت کے تخم اور مرد کے نطفے میں ملاپ کے بعد اسے دوبارہ رحم میں رکھنا جائز ہے؟

جواب: یہ عمل بذات خود جائز ہے (اگر اس دوران کوئی اور فعل حرام نہ کرنا پڑے)

م۔ ۳۶۵ : بعض موروثی بیماریاں ہوتی ہیں جو ماں باپ سے اولاد میں منتقل ہوتی ہیں اور مستقبل میں بڑے خطرے سے دوچار کرتی ہیں اور جدید علوم نے ان بیماریوں سے نجات کا ایک طریقہ ایجاد کر لیا ہے جس کے تحت خاتون کے تخم (Ovum) کو ٹیسٹ ٹیوب میں رکھ دیا جاتا ہے اور جنینوں کے معائنے کے بعد صحتمند جنین کا انتخاب کر کے اسے ماں کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور ڈاکٹر باقی جنینوں کو ضائع کر دیتا ہے۔

جواب: یہ عمل بذات خود جائز ہے۔

م۔ ۳۶۶ : بعض اوقات ٹیسٹ ٹیوب میں مصنوعی حمل کے نتیجے میں بیک وقت متعدد جنین وجود میں آتے ہیں اور ان سب کا عورت کے رحم میں رکھنا اس کی زندگی کے لئے خطرہ یا موت کا باعث بنتا ہے۔ کیا ان متعدد جنینوں میں سے ایک کا انتخاب کر کے باقی جنینوں کو ضائع کرنا جائز ہے؟

جواب: ٹیسٹ ٹیوب میں بنے ہوئے تمام کے تمام قابل حیات جنینوں کو رحم میں رکھنا واجب نہیں ہے۔ بنابر ایں سابق الذکر سوال میں ایک جنین کا انتخاب کر کے باقی جنینوں کو ضائع کرنا جائز ہے۔

کے پوسٹ مارٹم کی اجازت دے اور درصورت امکان پوسٹ مارٹم کی مزاحمت کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر کوئی اہم اور غیر معمولی مصلحت جو پوسٹ مارٹم کے مفسدے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، پوسٹ مارٹم پر منحصر ہو تو پھر جائز ہوگا۔

م۔۳۶۰: کیا مسلمان کافر کو یا کافر مسلمان کو اپنا زندہ عضو، جیسے گردہ ہے یا مردہ عضو کو بذریعہ وصیت کسی زندہ کو عطیہ دے سکتا ہے؟ نیز اس مسئلے میں بعض اعضاء کا حکم بعض اعضاء سے مختلف ہے؟

جواب: زندہ انسان اپنے بعض اعضاء بدن دوسرے کو بطور عطیہ دے سکتا ہے بشرطیکہ اس سے اس زندہ انسان کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچتا ہو۔ مثال کے طور کوئی شخص اپنے ایک گردے کا عطیہ کسی دوسرے کو دے اور اس کا دوسرا گردہ صحیح سالم ہو اور جہاں تک کسی شخص کی وصیت کے مطابق اس کے کسی اعضاء کو کاٹ کر دوسرے کو لگانے کا تعلق ہے یہ اس صورت میں جائز ہے جب مرنے والا مسلمان بھی نہ ہو اور ایسا شخص بھی نہ ہو جس پر مسلمان کے احکام جاری ہوتے ہوں یا کسی اور مسلمان کی زندگی بچانا اس وصیت پر عمل کرنے پر موقوف ہو۔ ان دو صورتوں کے علاوہ وصیت پر عمل کرنا اور میت کے کسی عضو کا کاٹنا اشکال سے خالی نہیں۔ لیکن وصیت کی صورت میں، عضو کو کاٹنے والے شخص پر دیت کسی صورت میں بھی ثابت نہیں ہوگی۔

م۔۳۶۱: اگر کسی ملحد اور منکر خدا کا عضو بدن کسی مسلمان کو لگا دیا جائے اور آپریشن کے بعد وہ عضو مسلمان کے بدن کا حصہ شمار ہو جائے تو وہ پاک سمجھا جائے گا؟

جواب: زندہ انسان سے جدا شدہ بدن کا حصہ نجس ہے چاہے کسی مسلمان کا ہو یا کافر کا۔ لیکن اگر پیوند کاری کے بعد اس عضو میں زندگی آجائے اور مسلمان یا محکوم باسلام (جیسے نابالغ بچہ اور دیوانہ) کا جزو بدن شمار ہو تو اس پر طہارت کا حکم جاری ہوگا۔ (پاک سمجھا جائے گا)

م۔۳۵۷: علم توالد و تناسل (genetic Ingenioring) کے بعض ماہرین کا دعویٰ ہے کہ وہ انسانی جین پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور اسے خوبصورت بنا سکتے ہیں جس کے دوران:

ا: بد صورتی کو دور کر سکتے ہیں۔

ب: خوبصورت خصوصیات کو شامل کر سکتے ہیں۔

ج: مذکورہ دونوں امور انجام دیتے ہیں کیا دانشمند حضرات یہ کام کر سکتے ہیں اور کیا کسی مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ڈاکٹر کو اپنے موروثی جینز کو خوبصورت بنانے کا موقع دے۔

جواب: اگر اس عمل سے شکل کی تبدیلی کے علاوہ کوئی اور ضمنی آثار مرتب نہ ہوں تو بذات خود اس میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۳۵۸: مغربی ممالک میں دواساز کمپنیاں دواؤں کو مارکیٹ میں لانے سے پہلے ان کا تجربہ کرتی ہیں۔ کیا ان دواؤں کو تجربے کے مراحل سے گزارنے سے پہلے اور مریض کو بتائے بغیر ڈاکٹر کسی مریض پر تجربہ کر سکتا ہے، جب کہ ڈاکٹر یہ اطمینان رکھتا ہو کہ یہ دوا مریض کے لئے مفید ثابت ہوگی؟

جواب: مریض کو صورت حال سے آگاہ کرنا اور اس پر دوائی کے تجربے کی اجازت لینا ضروری ہے۔ مگر یہ کہ دوائی کے ضمنی اثر (Reaction) نہ ہونے کا یقین ہو اور فائدہ مشکوک ہو۔ ایسی صورت میں اسے بتائے اور اجازت لئے بغیر بھی تجربہ کرنا جائز ہے۔

م۔۳۵۹: بعض ادارے، موت کا سبب معلوم کرنے کی غرض سے میت کے پوسٹ مارٹم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کس صورت میں (لواحقین کے لئے) پوسٹ مارٹم کی اجازت دینا جائز اور کس صورت میں ناجائز ہے؟

جواب: مسلمان میت کے ولی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ سابق الذکر مقصد کی خاطر میت

عرف کے نزدیک ایسے انسان پر میت صادق نہیں آتا۔

م۔۳۵۵ : طبی پیشے کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اپنی زنانہ مریضوں کا دقت اور غور سے معائنہ کریں۔ بعض یورپی ممالک میں یہ رواج ہے کہ معائنے کے دوران مریض کا بیرونی لباس اتار لیا جاتا ہے۔ کیا اس طرح سے طبی پیشہ کو جاری رکھنا جائز ہے؟

جواب : اگر اس نگاہ اور مس سے اجتناب کیا جائے جو حرام ہے اور اس حد تک محدود رہے جو مرض کی تشخیص کے لئے ناگزیر ہے تو جائز ہوگا۔

م۔۳۵۶ : بعض اوقات ڈاکٹر کی رائے کے مطابق (معائنے کے دوران) اجنبی عورت کو اعضاء بدن کو ظاہر کرنا پڑتا ہے جن میں شرم گاہ کے علاوہ بدن کے دیگر نازک اور حساس مقامات شامل ہوتے ہیں۔ کیا درج ذیل صورتوں میں عورت معائنے کی خاطر اپنا بدن ظاہر کر سکتی ہے؟

الف : خاتون ڈاکٹر سے رجوع کرنا ممکن ہے مگر اس کا خرچ نسبتاً زیادہ ہے۔

ب : بیماری اتنی خطرناک نہیں مگر بہر حال بیماری ہے۔

ج : جہاں شرمگاہ کو ظاہر کرنا پڑے، حکم شرعی کیا ہو گا؟

جواب :۔ الف : جب تک خاتون ڈاکٹر سے رجوع کرنا ممکن ہے مرد کو دکھانا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ خاتون ڈاکٹر کا خرچ اتنا زیادہ ہو کہ مریضہ کی مالی حالت متاثر ہوتی ہو۔

ب : اگر علاج نہ کرنے سے نقصان کا خطرہ ہو یا ناقابل برداشت مشقت اور تکلیف ہوتی ہو تو جائز ہے۔

ج : اس کا حکم بھی یہی ہے جو بیان کیا گیا ہے اور دونوں حالتوں میں اتنا حصہ ظاہر کیا جائے جس کی ضرورت ہے۔ اگر اس جگہ کو دیکھے بغیر علاج ممکن ہو جسے دیکھنا حرام ہے۔ مثال کے طور پر ٹیلی ویژن کی سکرین یا آئینہ میں دیکھنا ممکن ہو تو احتیاط یہی ہے کہ اس طرح سے معائنہ اور علاج کیا جائے۔

صورت میں درج ذیل افراد کی سگریٹ نوشی کا کیا حکم ہو گا؟

ا۔ مبتدی (جو سگریٹ نوشی شروع کرنا چاہتا ہے)

۲۔ سگریٹ نوشی کا عادی۔

۳۔ سگریٹ پینے والوں کے پاس بیٹھنے والا شخص۔ چونکہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ سگریٹ نوشی کرنے والوں کے پاس بیٹھنے والے کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ خصوصاً جب پاس بیٹھنے والے کو ڈاکٹروں کے بقول قابل ذکر نقصان کا احتمال بھی ہو۔

جواب: ا۔ سگریٹ نوشی اس صورت میں حرام ہو گی جب اس سے مستقبل میں سہی، کوئی بڑا نقصان پہنچتا ہو۔ فرق نہیں پڑتا کہ اس نقصان کا یقین ہو، ظن ہو یا ایسا احتمال ہو جس سے عقلاء خوف محسوس کریں۔ لیکن اگر کسی بڑے نقصان کا خطرہ نہ ہو ،اگرچہ کثرت سے استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ہو، تو سگریٹ نوشی میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ اگر باقاعدگی سے سگریٹ نوشی سے کوئی بڑا نقصان پہنچتا ہو تو اسے ترک کرنا ضروری ہے۔ مگر یہ کہ سگریٹ نوشی ترک کرنے سے بھی اتنا ہی بڑا نقصان پہنچتا ہو یا اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہو یا سگریٹ نوشی ترک کرنے سے اس قدر تنگ آجائے جو عام حالات میں ناقابل برداشت ہو۔

۳۔ اس شخص پر بھی وہ تفصیل جاری ہو گی جو مبتدی پر جاری کی گئی ہے۔

م۔ ۳۵۴: بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ دماغ کی موت سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے اگرچہ فی الحال نبض کی حرکت بند نہ ہوئی ہو جو بعد میں یقیناً بند ہو جائے گی۔ جیساکہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے۔ کیا حرکت نبض کے باوجود دماغ کی موت سے انسان مردہ کہلائے گا۔

جواب: عنوان میت صادق آنے کا دارومدار جس پر بہت سے شرعی احکام کا انحصار ہے، عرف کی رائے پر ہے یعنی عرف کہے کہ یہ میت ہے اور سابق الذکر فرض میں

کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی۔ ڈاکٹر کا یہ کام اسلام میں نفس محترمہ کی اہمیت کے پیش نظر جائز نہیں ہے اور اگر مریض یا اس کے لواحقین مریض کی جان بچانے سے انکار کریں تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ اس انکار پر توجہ نہ دے اور اگر ڈاکٹر اس مشین کو نکال دے اور مریض کی موت واقع ہو جائے تو ڈاکٹر قاتل شمار ہوگا۔

م۔ ۳۵۰ : میڈیکل کے طالبعلموں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ تعلیم کے دوران کسی کی شرمگاہ کو دیکھے مگر یہ کہ مستقبل میں کسی مسلمان کو بہت بڑے نقصان سے بچانا شرمگاہ کو دیکھنے پر موقوف ہو۔

م۔ ۳۵۱ : کسی بھی مسلمان پر دوائی کو استعمال سے پہلے تحقیق کر کے اس بات کا یقین حاصل کر لینا واجب نہیں کہ اس میں کوئی حرام مواد شامل نہیں، اگرچہ اس تحقیق اور یقین کا حصول بہت آسان ہو۔

اس فصل سے مخصوص بعض استفتاءات اور اس کے جوابات

م۔ ۳۵۲ : آج کل منشیات کے نقصانات، چاہے انہیں استعمال کرنے والا ان سے دوچار ہو یا عام معاشرہ، کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر حضرات اور حفظان صحت کے ذمہ داروں نے اس کے خلاف قیام کر رکھا ہے اور اجتماعی امور سے متعلق تنظیموں نے بھی اس کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے۔ ان (منشیات) کے بارے میں شریعت مقدسہ کی کیا رائے ہے؟

جواب : منشیات کے مسلسل استعمال یا کسی اور جہت سے اگر زیادہ نقصان ہو تو اس کا استعمال حرام ہے۔ بلکہ احتیاط واجب کے طور پر ہر حالت میں (نقصان ہو یا نہ ہو) ان کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہئے، مگر یہ کہ طبی نقطہ نظر سے اس کا استعمال ناگزیر ہو۔ ایسی صورت میں بقدر ضرورت استعمال کیا جائے گا۔ واللہ العالم۔

م۔ ۳۵۳ : طبی رپورٹوں کے مطابق سگریٹ نوشی، دل کے امراض اور سرطان (کینسر) کا بنیادی سبب بتایا جاتا ہے اور بعض اوقات تو کوتاہی عمر کا باعث بنتی ہے۔ ایسی

مغربی ممالک اور امریکہ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی (حیرت انگیز) ترقی کے باعث مسلمان بڑی کثرت سے علاج کی خاطر ان ممالک کارخ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان ممالک میں مقیم مسلمانوں کو بھی وقتاً فوقتاً علاج معالجے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مناسبت سے درج ذیل احکام شرعیہ کی وضاحت کی جائے۔

م۔ ۳۴۷ : تعلیم اور دیگر اغراض کی خاطر مسلمان کی میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) جائز نہیں، لیکن اگر مستقبل میں سہی، کسی مسلمان کی زندگی اس پوسٹ مارٹم پر منحصر ہو تو جائز ہو گا۔

م۔ ۳۴۸ :انسانی جسم میں حیوان کے اجزا میں سے کسی عضو کی پیوند کاری جائز ہے، اگرچہ یہ حیوان کتا اور خنزیر ہی کیوں نہ ہو اور انسانی بدن کو لگے ہوئے حیوانی عضو پر وہی احکام لاگو ہوں گے جو انسانی بدن پر لاگو ہوتے ہیں۔ اس بنا پر اس عضو کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہو گا۔ اس لئے کہ انسانی جسم کا جزو بننے اور اس میں زندگی کے داخل ہونے کے بعد وہ پاک سمجھا جائے گا۔

م۔ ۳۴۹ :ڈاکٹر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مریض کے بدن سے اس مشین کو الگ کر دے جو دماغ کی موت کے باوجود مریض کے دل میں حرکت پیدا کرتی ہے اور اس مریض کی زندگی پودے کی زندگی کے مانند ہو جاتی ہے جو اس مشین کے عمل

چھٹی فصل
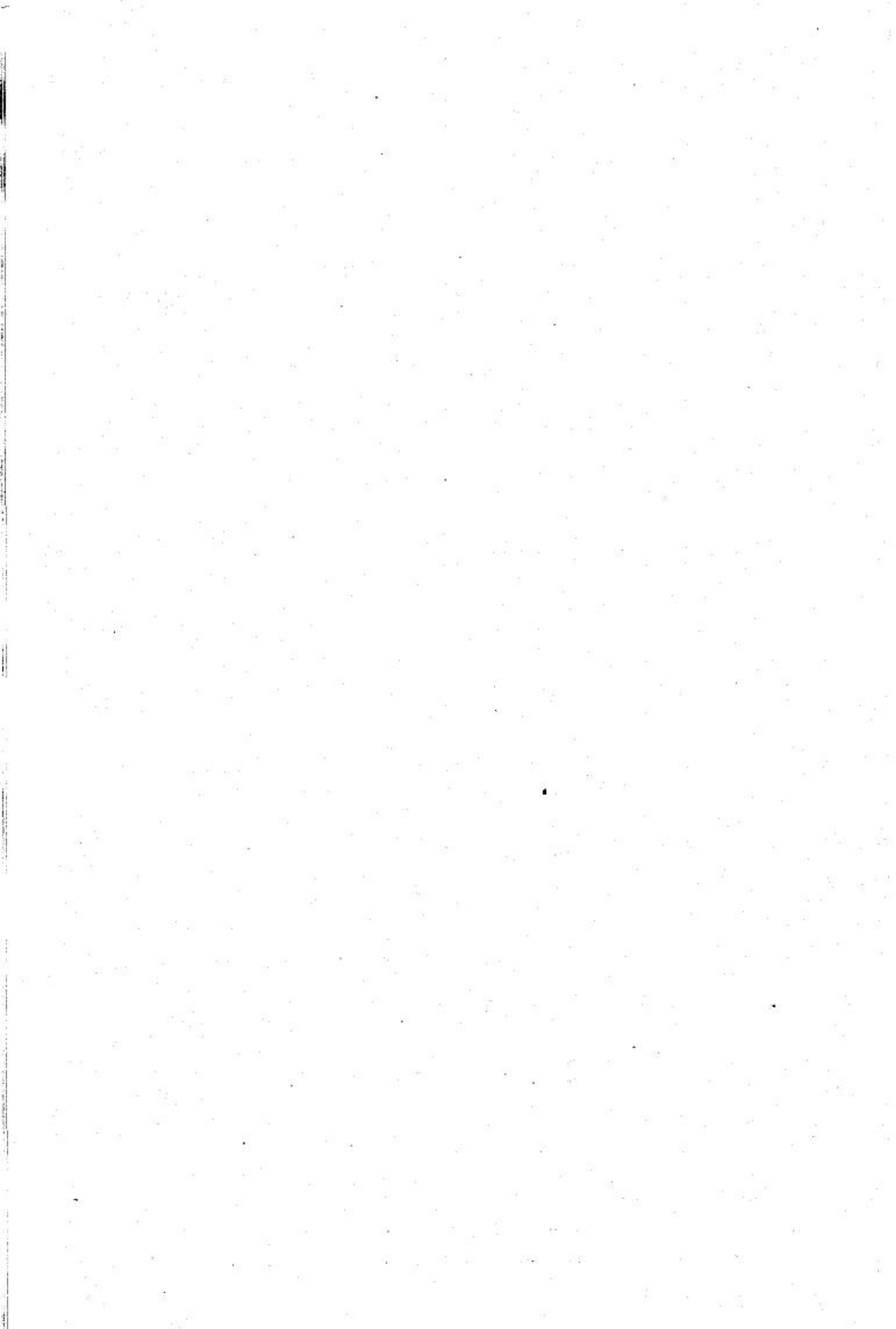
طبّی مسائل

☆ مقدمہ
☆ طبّی امور سے متعلق چند احکام
☆ طبّی امور سے مخصوص استفتاءات

م۔۳۴۶ :بیوی اگر شوہر کے باپ ماں اور اس کے بہن بھائیوں کی خدمت کرے تو یہ نیکی شمار ہو گی نیز اگر پردیس میں شوہر بیوی کے ماں باپ اور اس کے بہن بھائیوں کا خیال رکھے تو یہ بھی نیکی شمار ہو گی ؟

جواب : اس میں شک نہیں کہ یہ خدمت بالترتیب شوہر اور بیوی سے احسان اور نیکی شمار ہو گی۔ لیکن یہ واجب نہیں۔

☆☆☆☆☆

سے بحث اور مباحثہ کر سکتا ہے لیکن بیٹے کا یہ ضروری فرض بنتا ہے کہ والدین سے بحث و مباحثہ کے دوران ادب اور تہذیب کا خیال رکھے اور ان کی طرف گھور کر دیکھنے سے بھی گریز کرے۔ اپنی آواز کو والدین کی آواز سے زیادہ بلند نہ کرے۔ چہ جائیکہ تندو تیز الفاظ استعمال کرے جو بطریق اولی جائز نہیں۔

م۔ ۳۴۳: اگر ساس بہو کے اختلافات کی وجہ سے ماں اپنے بیٹے کو بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے تو ماں کی اطاعت واجب ہے ؟ اور اگر ماں بیٹے سے کہے اگر تم نے بیوی کو طلاق نہ دی تو تم میری طرف سے عاق ہو گے، تو اس کا کیا حکم ہو گا؟

جواب: اس کام میں ماں کی اطاعت واجب نہیں اور نہ عاق کرنے سے متعلق اس کی دھمکی کا کوئی اثر ہو گا۔ البتہ بیٹے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قول و فعل کے ذریعے ماں سے بے ادبی سے اجتناب کرے۔

م۔ ۳۴۴: اگر باپ اپنے بیٹے کو اتنا شدید مارے کہ جس کی وجہ سے اس کی جلد سیاہ یا سرخ ہو جائے تو کیا والد پر اس کی دیت واجب ہو گی؟ اور اگر مارنے والا باپ کے علاوہ کوئی اور ہو تو کیا اس کا حکم مختلف ہو گا؟

جواب: مذکورہ صورت میں دیت واجب ہو گی چاہے مارنے والا باپ ہو یا کوئی اور ہو۔

م۔ ۳۴۵: اگر کسی مسلمان کو اس بات کا اطمینان ہو کہ میرے والد میرے بیرونی ملک سفر کرنے پر راضی نہیں اگر چہ وہ زبان سے نہیں روکتے۔ اس صورت میں بیٹے کے لئے ملک سے باہر سفر کرنا جائز ہو گا؟ جبکہ بیٹے کی مصلحت اس میں ہے کہ وہ بیرون ملک سفر کرے؟

جواب: اگر مسئلہ ۳۴۳ میں مذکور معنی میں والدین سے احسان اس امر کا متقاضی ہو کہ بیٹا باپ کے قریب رہے یا شفقت کی بنا پر بیٹے کے بیرونی ملک سفر سے باپ کو اذیت ہوتی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ لازمی طور پر سفر ترک کرے بشرطیکہ اس سے بیٹے کا نقصان نہ ہوتا ہو ورنہ سفر ترک کرنا واجب نہیں۔

۱۔ بیٹے کے کسی کام کی وجہ سے والدین کو اس لئے اذیت ہوتی ہو کہ وہ بچے سے شفقت اور دلسوزی رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں بچے کا ہر وہ کام حرام ہو گا جس سے والدین کو اذیت ہوتی ہو چاہے والدین اسے منع کریں یا نہ کریں۔

۲۔ والدین میں سے کسی ایک کو اس لئے اذیت ہوتی ہو کہ خود اس۔ والد یا والدہ۔ میں ایک بری خصلت اور عادت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ماں یا باپ بیٹے کی دنیوی یا اخروی بھلائی نہیں چاہتے (جس کی وجہ سے بیٹا جب بھی کوئی نیک کام کرے ماں یا باپ کو اذیت ہوتی ہے) اگر والدین کی اذیت اس نوعیت کی ہو اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا اور والدین کی خواہش پوری کرنا واجب نہیں ہو گا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ بذات خود والدین کی ذات سے متعلق امر و نہی کی اطاعت واجب نہیں۔ واللہ العالم

م۔۳۴۱: بعض والدین اولاد کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خوفزدہ رہتے ہیں یعنی اگر اولاد نے اس فرض کی ادائیگی میں حصہ لیا تو اسے خطرہ ہو سکتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں والدین کی اطاعت (کر کے اس فرض کو ترک کرنا) واجب ہے؟ جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ درواقع بیٹے کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاثیر کا احتمال بھی ہے اور کسی ضرر کا خدشہ بھی نہیں۔

جواب: اگر شرائط کے مطابق امر بالعروف اور نہی عن المنکر بیٹے پر واجب ہوئے ہوں تو کسی مخلوق کی اطاعت کر کے اللہ تعالی کی معصیت نہیں کی جاسکتی۔

م۔۳۴۲: اگر روزمرہ کی زندگی کے کسی اہم اور حیاتی مسئلے میں باپ بیٹے یا ماں بیٹی میں تند و تیز بحث چھڑے اور وہ آپس میں الجھ پڑیں جس سے والدین تنگ دل اور بیقرار ہوں۔ کیا ایسی بحث جائز ہو گی یا کس حد تک بیٹے پر واجب نہیں کہ وہ اپنے والد کو غلطی پر ٹوکے؟

جواب: بیٹے کے عقیدے کے مطابق والدین کی جو رائے اور موقف صحیح نہیں اس میں ان

جواب : کسی سے گفتگو کرنے والے پر واجب نہیں کہ وہ گفتگو کرنے والے سے اس کی گفتگو ٹیپ کرنے کی اجازت لے۔ لیکن اگر مؤمن کی توہین یا اس کا راز فاش ہوتا ہو تو اس آواز کو مزید آگے نشر کرنا اور دوسروں کو سنانا جائز نہیں ، بشرطیکہ ایسے ہی یا اس سے زیادہ اہمیت کے حامل واجب سے ٹکراؤ نہ ہو۔

م۔ ۳۳۹ :کیا شادی کی ایسی تقریب کی فلم بنانا جائز ہے جس میں شراب پی جاتی ہو ؟

جواب : شراب خوری اور اس قسم کے دیگر حرام کاموں کی فلم بنانا جائز نہیں۔

م۔ ۳۴۰ :والدین کی اطاعت کی حدود کیا ہیں ؟

جواب : بیٹے پر والدین کے دو فرض عائد ہوتے ہیں :

اول :والدین سے نیکی کرے یعنی اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ان کے لئے انفاق کرے اور ان کی زندگی کی ضروریات کو پورا کرے اور انسانی فطرت اور مزاج کے تقاضوں کے مطابق ان کی زندگی سے متعلق معمول کی فرمائشات کو بھی پورا کرے ایسی فرمائشات جن کو ٹھکرانا ان کے احسانات کے مقابلے میں ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ البتہ یہ فرمائشات والدین کی قوت و ضعف کے مطابق مختلف ہو سکتی ہیں۔

دوم :والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ یعنی ان سے اپنے قول و فعل کے ذریعے برا سلوک نہ کرے۔ اگرچہ وہ اس پر ظلم کر رہے ہوں !روایت میں ہے :

وان ضرباك فلا تنهر هما وقل: غفر الله لكما۔

"اگر والدین تمہیں ماریں تو تم انہیں نہ جھڑکو اور کہو خدا آپ کو بخش دے۔"

یہ وہ احکام ہیں جن کا تعلق والدین سے سلوک سے تھا جہاں تک اولاد کی ذات کی حد تک معاملات یا طرز عمل کا تعلق ہے جس کی وجہ سے والدین کو اذیت ہوتی ہو اس کی دو قسمیں ہیں :

نہ ہو تو کیا اسے اپنی ملکیت میں لینے کا حق رکھتا ہوں ؟

جواب : اگر اس مال میں ایسی علامت اور نشانی نہ ہو جس کے ذریعے مالک تک رسائی حاصل ہو سکے حتی کہ اس کی مقدار کے ذریعے مالک کی تلاش نہ ہو سکے تو اسے ملکیت میں لیا جا سکتا ہے ، ماسوائے اس صورت کے جس کا گزشتہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ (یعنی معاہدہ کی صورت میں اس پر عمل کرنا ہوگا)

م۔۳۳۶ : مغربی ممالک میں بعض اوقات ایسی قیمتی اشیاء سستے دام فروخت کے لئے رکھی جاتی ہیں جس سے خریدار کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ یہ چوری کا مال ہوگا۔ اگر یقین یا ظن غالب حاصل ہو جائے کہ یہ کسی مسلمان یا کافر سے چرایا گیا ہے ، چاہے بیچنے والا مسلمان ہو یا کافر ، کیا ایسے مال کا خریدنا جائز ہے ؟

جواب : اگر مسلمان کو یقین یا اطمینان حاصل ہو کہ یہ ایسے آدمی سے چرایا گیا ہے جس کا مال محترم ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔ تو اس کو خریدنا اور ملکیت میں لینا جائز نہیں ہے۔

م۔۳۳۷ : مغربی ممالک میں سگریٹ کی قیمت روز بروز بڑھتی جاتی ہے کیا اسراف اور فضول خرچی کی بنا پر ان کا خریدنا حرام ہوگا ؟ (خصوصاً) جب خریدار کو یقین ہو کہ یہ فائدہ مند نہیں ہے بلکہ نقصان دہ ہے۔

جواب : اس کا خریدنا جائز ہے اور صرف مذکورہ وجوہات کی وجہ سے اس کا استعمال حرام نہیں ہوتا۔ ہاں اگر سگریٹ نوشی سگریٹ پینے والے کو بہت زیادہ نقصان پہنچائے اور اس کو ترک کرنے میں کوئی نقصان نہ ہو یا معمولی نقصان ہو تو اس سے اجتناب ضروری ہے۔

م۔۳۳۸ : ایسے آلات موجود ہیں جن کے ذریعے لوگوں کی ٹیلی فون کی گفتگو ٹیپ کی جاتی ہے ، جس کی گفتگو کرنے والے کو خبر نہیں ہوتی۔ کیا کسی کو بتائے بغیر اس کی گفتگو ٹیپ کی جا سکتی ہے تا کہ بوقت ضرورت اس کے خلاف استعمال ہو سکے ؟

رخ بہ قبلہ ہیں تو کیاان کو استعمال کر سکتے ہیں ؟ اور اگر جائز نہ ہو تو ہمارا شرعی فریضہ کیا ہو گا؟

جواب : پہلی صورت میں بطور احتیاط استعمال جائز نہیں مگر یہ کہ سمت قبلہ کی تعیین سے مکمل مایوس ہو اور مزید انتظار ناممکن ہو یا انتظار باعث ضرر اور حرج ہو۔ دوسری صورت میں بطور احتیاط لازمی ہے کہ بیت الخلاء کے استعمال کے دوران رخ بہ قبلہ اور پشت بہ قبلہ بیٹھنے سے اجتناب کرے اور اگر مجبوری ہو تو پشت بہ قبلہ بیٹھے رخ بہ قبلہ نہ بیٹھے۔

م۔۳۳۴ :اگر کسی مسلمان کو یورپی ممالک یا امریکہ یا اس قسم کے دیگر ممالک میں کپڑوں کا ایسا تھیلا مل جائے جس پر مالک کی کوئی نشانی ہو یا ایسا تھیلا مل جائے جس پر کوئی نشانی نہ ہو تو ایسے مال کا کیا کیا جائے ؟

جواب : عام طور پر کپڑے کے تھیلوں پر کوئی نہ کوئی ایسی علامت ہوتی ہے جس کے ذریعے مالک تک رسائی حاصل ہو سکے اس بنا پر اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مال کسی مسلمان کا ہے اور یا ایسے شخص کا ہے جس کا مال محترم ہے (جیسے کافر ذمی) یا اس بات کا قابل اہمیت اور قابل ذکر احتمال ہو تو ایک سال تک اس کا اعلان کروایا جائے اور مالک تک رسائی سے مایوسی کی صورت میں بطور احتیاط واجب (مالک کی طرف سے) صدقہ دے۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مال کسی غیر مسلم کا ہے یا اس کا ہے جو غیر مسلم کے حکم میں ہے تو اس کو اپنی ملکیت میں لیا جا سکتا ہے بشر طیکہ اس شخص نے شرعی طور پر قابل عمل کسی شرط پر یہ عہد و پیان نہ باندھا ہو کہ اس ملک میں جو چیز ملے گی وہ کسی خاص ادارہ یا دفتر کے حوالہ کر دے گا۔ ایسی صورت میں وہ دریافت شدہ چیز کو اپنی ملکیت میں نہیں لے سکتا عہد و پیان کے مطابق عمل کرنا ہو گا۔

م۔۳۳۵ :اگر مجھے کسی یورپی ملک میں کچھ مقدار میں مال مل جائے اور اس پر کوئی نشانی بھی

مدارس میں بھیجنے سے بچوں کے عقائد کو نقصان پہنچتا ہو یا پابند دین نہیں رہتیں، چنانچہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے تو بطریق اولی جائز نہیں ہوگا۔

م۔۳۲۸: مسلمان لڑکوں کے ساتھ یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی لڑکیوں کے لئے سیر و سیاحت کے سفروں میں لڑکوں کے ساتھ جانا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں! مگر یہ کہ کسی حرام میں پڑنے کا خطرہ نہ ہو۔

م۔۳۲۹: کیا (مغربی ممالک کی) سڑکوں پر پیش آنے والے عشقیہ مناظر کو دیکھنا جائز ہے؟

جواب: شہوت اور مشکوک نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں بلکہ بطور احتیاط ہر حالت میں ترک کرنا چاہئے۔

م۔۳۳۰: کیا مخلوط سینما اور غیر شرعی لہو ولعب کے مقامات پر جانا جائز ہے جبکہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا اطمینان نہ ہو؟

جواب: جائز نہیں ہے۔

م۔۳۳۱: کیا پیراکی کے مخلوط تالابوں میں لذت و شہوت کے بغیر جاکر پیراکی کرنا جائز ہے؟

جواب: بطور احتیاط ایسے مقامات پر کسی صورت میں بھی نہیں جانا چاہے جہاں اخلاقی بگاڑ کا خطرہ ہے۔

م۔۳۳۲: کیا دھوپ کے دنوں میں ساحل سمندر پر عام باغات میں جانا جائز ہے جبکہ ان مقامات پر عام آداب و اخلاق کے منافی مناظر بھی دیکھنے میں آتے ہیں؟

جواب: اگر فعل حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ نہ ہو تو جائز نہیں۔

م۔۳۳۳: یورپی ممالک میں طبی مراکز، مخصوص مقاصد اور نقشوں کے تحت بنائے جاتے ہیں۔ جن میں یقینی طور پر قبلہ کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کیا ہم ان عمارتوں کے بیت الخلاء استعمال کر سکتے ہیں جبکہ ہمیں سمت قبلہ کا کچھ علم نہیں ہوتا اور اگر ہمیں معلوم ہو کہ ان کے بیت الخلاء

والے کو ہر حالت میں منکر سے روکنا ضروری ہے اگر چہ وہ جاہل قاصر ہو۔

م۔ ۳۲۴: یورپ میں ایک اسکول ہے جس کے سٹاف میں ایسے اساتذہ ہیں جو کسی دین پر ایمان نہیں رکھتے اور شاگردوں کے سامنے اللہ تعالی کا انکار کرتے ہیں۔ کیا ایسے اسکول میں بچوں اور طالبعلموں کو رکھنا جائز ہے؟ جبکہ ان بچوں کو اساتذہ (کے باطل نظریات) سے متاثر ہونے کا شدید خطرہ ہو۔

جواب: ایسے سکولوں میں بچوں کو رکھنا جائز نہیں اور بچوں کے سرپرست اس کام کے ذمہ دار ہیں۔

م۔ ۳۲۵: اگر مڈل اور ہائی سکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے مل بیٹھنے سے اس بات کا یقین ہو کہ کسی نہ کسی دن کوئی طالبعلم یا طالبہ نگاہ کی صورت میں سہی فعل حرام کی مرتکب ہوگی تو کیا ایسی مخلوط تعلیم جائز ہوگی؟

جواب: سابق الذکر صورت میں مخلوط تعلیم جائز نہیں۔

م۔ ۳۲۶: کیا مسلمان مرد، ایسی پیراکی کے مقامات (سوئمنگ پول) پر جاسکتا ہے جہاں مرد اور عورتیں مل کر نہاتے ہیں۔ خصوصاً جب ان عورتوں نے عفت و پاک دامنی کی ردا اتار پھینکی ہوتی ہے اور انہیں کسی کام سے روکا جاتا ہے تو رکتی نہیں؟

جواب: اگر چہ شہوت کے بغیر اور غیر مشکوک نگاہ سے ان بے پردہ عورتوں کو دیکھنا جائز ہے جو بے حجابی سے روکنے پر رکتی نہیں، لیکن بطور احتیاط ایسے بے ہنود دبار مقامات پر جانا کسی صورت میں جائز نہیں۔

م۔ ۳۲۷: کیا مغرب میں رہنے والے مسلمان اپنی باحجاب بیٹیوں کو ایسے سکولوں میں بھیج سکتے ہیں جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے۔ خواہ حصول تعلیم لازمی ہو یا نہ ہو جبکہ ایسے سکول موجود ہیں جہاں تعلیم مخلوط نہیں لیکن ان کی فیس زیادہ ہے یا سکول دور ہے یا ان کا معیار تعلیم گرا ہوا ہے؟

جواب: اگر ان مدارس میں بھیجنے سے بچیوں کے اخلاقی بگاڑ کا خطرہ ہو تو جائز نہیں اور اگر ان

میں ایسا کیا جاتا ہے تو بیٹی سے باپ کی ولایت ساقط ہو جائے گی اور باپ کی اجازت اور رضامندی کے بغیر وہ اپنی پسند کا رشتہ کر سکتی ہے۔

م۔۴۰۱ : شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے بدن کے ظاہری اور باطنی حصوں حتی کہ شرمگاہ کو بھی دیکھ سکتے ہیں اس طرح یہ دونوں اپنے بدن کے کسی بھی حصے کو دوسرے کے بدن کے کسی بھی حصے سے مس کر سکتے ہیں چاہے لذت سے ہو یا بغیر لذت کے۔

م۔ ۴۰۲ : شوہر پر اپنی اس بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے جس کا نکاح دائمی ہوا ہو اور جن باتوں میں شوہر کی اطاعت واجب ہے ان میں وہ اس کی اطاعت گزار ہو۔ بنا برایں شوہر پر واجب ہے کہ وہ بیوی کے لئے کھانا، لباس، ایسا مکان فراہم کرے جس میں ضروری وسائل موجود ہوں۔ جیسے ہیٹر، کولر، گھر کا فرش اور دیگر سامان ہے، جو شوہر کی حیثیت کے مطابق بیوی کے شایان شان ہو۔ البتہ یہ لوازمات زندگی زمان و مکان اور حالات و سطح زندگی کے لحاظ سے مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔

م۔ ۴۰۳ : بیوی کے اخراجات شوہر پر واجب ہیں چاہے بیوی مسلمان ہو یا یہودی اور عیسائی کی طرح اہل کتاب ہو۔

م۔ ۴۰۴ : بیوی کا نان و نفقہ صرف اسی صورت میں شوہر پر واجب نہیں کہ جب بیوی فقیر اور محتاج ہو بلکہ اس صورت میں بھی واجب ہے جب وہ امیر اور بے نیاز ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۴۰۵ : اگر دوران سفر بیوی شوہر کے ساتھ ہو تو اس کا کرایہ اور دوسرے اخراجات شوہر کے ذمے واجب ہوں گے اگر چہ سفر کے اخراجات گھر اور وطن کے اخراجات سے زیادہ ہوں نیز اس صورت میں بھی کرایہ اور سفر کے اخراجات شوہر پر واجب ہوں گے جب بیوی اکیلی امور زندگی سے متعلق کسی سفر پر جا رہی ہو۔ مثال کے

طور پر وہ بیمار ہو اور اس کا علاج ڈاکٹر کی طرف سفر پر موقوف ہو۔ اس صورت میں بیوی کا نان و نفقہ سفر کا کرایہ اور علاج کے اخراجات شوہر پر واجب ہوں گے۔

م۔۴۰۶ : جوان بیوی سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک ہمبستری کو ترک کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی عذر در پیش ہو۔ مثلاً ہمبستری سے شوہر کو ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہو یا ہمبستری اس کے لئے مضر ہو یا بیوی اس بات پر راضی ہو یا شوہر نے عقد نکاح کے موقع پر بیوی سے چار ماہ سے زیادہ عرصے تک ہمبستری کو ترک کرنے کی شرط لگائی ہو اور بطور احتیاط یہ حکم صرف دائمی بیوی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس بیوی کو بھی شامل ہے جس سے متعہ کیا گیا ہو۔ چنانچہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم حاضر اور مقیم شخص سے مخصوص نہیں بلکہ مسافر بھی اس میں شامل ہے۔ اس بنا پر بغیر کسی شرعی عذر اور مجبوری کے سفر کو اتنا طول دینا جائز نہیں جس سے بیوی کا حق ضائع ہو جائے۔ خصوصاً جب یہ سفر عرف کے نزدیک بھی ضروری نہ ہو۔ مثال کے طور پر صرف سیر و سیاحت اور تفریح کے لئے سفر کیا جائے۔

(منہاج الصالحین معاملات القسم الثانی ص۱۰۔۱۱)

م۔۴۰۷ : مسلمان عورت کافر مرد سے عقد دائمی بھی نہیں کر سکتی اور عقد انقطاعی (متعہ) بھی۔

(حوالہ سابق)

م۔۴۰۸ : اگر شوہر اپنی بیوی کو اذیت دے اور بغیر کسی شرعی جواز کے اس پر تشدد کرے تو بیوی اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع کی طرف رجوع کر سکتی ہے تاکہ حاکم شرع اس کے شوہر کو حسن سلوک کرنے کا حکم دے اور اگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہو تو اپنی صوابدید کے مطابق اسے سرزنش کرے اور اگر اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہو تو

بیوی طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کر دے اور اسے طلاق پر مجبور نہ کیا جا سکے تو حاکم شرع (اپنے اختیارات استعمال کر کے) اس کا صیغہ طلاق جاری کر سکتا ہے۔

(حوالہ سابق)

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۰۹ : مصنوعی طریقے سے شوہر کی منی زوجہ کے رحم میں پہنچانا جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کے دوران کوئی اور فعل حرام انجام نہ دیا جائے۔ مثلاً بدن کے ایسے حصے کو نہ دیکھنا پڑے جسے دیکھنا جائز نہیں یا اس قسم کے دیگر حرام کام۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۱۰ : عورت کے لئے ایسی دواؤں کا استعمال جائز ہے جو مانع حمل ہوں بشرطیکہ اس سے عورت کو کوئی بڑا نقصان نہ ہوتا ہو۔ فرق نہیں پڑتا کہ اس سے مرد راضی ہو یا نہ ہو۔

م۔۴۱۱ : عورت حمل کو روکنے کے لئے کوائل اور دوسرے ذرائع استعمال کر سکتی ہے بشرطیکہ اس سے عورت کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچتا ہو اور مانع حمل کے استعمال کے دوران کوئی فعل حرام انجام نہ دینا پڑے۔ مثلاً مرد (ڈاکٹر) کو کوائل رکھتے وقت عورت کے بدن کو مس کرنا یا دیکھنا نہ پڑے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت اس کوائل کو رکھنے والی ہو تو اسے بھی دستانے کے بغیر عورت کی شرمگاہ کو مس کرنا یا دیکھنا نہ پڑے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ اس کوائل کی وجہ سے ٹھہرا ہو نطفہ ضائع نہ ہو۔

م۔۴۱۲ : عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ حمل میں روح داخل ہونے کے بعد کسی بھی وجہ سے اسے ضائع کرے۔ اگر حمل کو باقی رکھنے سے ماں کو ناقابل برداشت نقصان پہنچتا ہے یا تکلیف ہوتی ہے تو اس میں روح داخل ہونے سے پہلے اسے گرا سکتی ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۴۱۳: اگر ماں خود سے رحم میں بچے کو ضائع کردے تو اس پر دیت واجب ہوگی اسی طرح اگر باپ یا کوئی اور شخص مثلاً ڈاکٹر ضائع کرے تو اس پر دیت واجب ہوگی۔

م۔ ۴۱۴: اگر کسی خاتون کا ناجائز طریقے سے حمل ٹھہر جائے پھر بھی حمل کو ضائع کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس حمل کو باقی رکھنے سے خاتون کی جان کو خطرہ ہو۔ اس صورت میں روح داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے لیکن روح داخل ہونے کے بعد کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

اس مسئلے کی مزید تفصیلات ہیں جو رسالۂ عملیہ اور دیگر فقہ اسلامی کی کتابوں میں درج ہیں۔(۱)

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور حضرت آیۃاللہ کے جوابات :

م۔ ۴۱۵: کیا یہ ممکن ہے کہ مغرب میں کسی مؤمن کی شادی میں مدد کے لئے مال امام خرچ کیا جائے جبکہ اسی بھاری کرنسی سے بہت سارے اسلامی ممالک میں ایک سے زیادہ مؤمنین کی شادی کرائی جاسکتی ہے۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ اس حق امام سے جتنا ممکن ہو زیادہ سے زیادہ مستحقین کو فائدہ پہنچایا جائے۔

جواب: اگرچہ مال امام کو ضرورتمند مؤمنین کی ازدواج میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس میں اور دیگر ضروریات میں مرجع تقلید یا اس کے وکیل کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا جائز نہیں اور اس حق کو زیادہ سے زیادہ مستحقین میں خرچ کرنا واجب نہیں۔ بلکہ ضروریات کی اہمیت کو مد نظر رکھنا چاہئے اور یہ اہمیت مختلف موارد اور

---

(۱) (آقای سیستانی کی کتب "منہاج الصالحین المعاملات القسم الثانی ص ۳۶ اور المسائل المنتخبہ ص ۳۸۵_۳۱۹)

مقامات میں مختلف ہو سکتی ہے۔

م۔۴۱۵ : کیا عقد نکاح میں اس غیر عرب کا عربی صیغوں کا تلفظ کافی ہوگا جو الفاظ کے معانی کو نہیں سمجھتا جبکہ اس کا ارادہ یہی ہوتا ہے کہ حقیقی عقد نکاح پڑھا جائے اور کیا کافی ہونے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ عربی زبان میں ہی پڑھا جائے اور دوسری زبان میں کافی نہیں ؟

جواب : اگر اجمالی اور سربستہ طور پر بھی صیغے کے معانی کی طرف متوجہ ہو تو کافی ہوگا۔ البتہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ کسی اور زبان میں صیغہ نکاح کافی نہ ہو۔

م۔۴۱۶ : کیا ٹیلی فون کے ذریعے عقد نکاح پڑھنا صحیح ہے ؟

جواب : صحیح ہے۔

م۔۴۱۷ : کیا ٹیلی فون، فیکس اور خط و کتاب کے ذریعے گواہی دی جاسکتی ہے ؟

جواب : جن احکام کے اثبات میں قاضی کے سامنے گواہ کی حاضری ضروری ہو ان میں سابق الذکر ذرائع سے شہادت نہیں دی جاسکتی لیکن جن احکام کے اثبات کے لئے کسی بھی ذریعہ سے خبر دینا کافی ہو ان میں سابق الذکر ذرائع سے شہادت دینا کافی ہے، بشرطیکہ جھوٹ اور غلطی سے محفوظ ہو۔

م۔۴۱۸ : کیا جس خاتون سے شادی کا ارادہ ہو اس کی شرمگاہ کے علاوہ دیگر اعضاء بدن کو لذت کی نیت سے یا بغیر لذت کے بغور دیکھنا جائز ہے ؟

جواب : لذت کی نیت کے بغیر اس کے چہرے، بال اور ہتھیلی جیسے مقامات حسن کو دیکھنا جائز ہے۔ اگرچہ غیر اختیاری طور پر لذت حاصل ہو جائے۔ اگر پہلی نگاہ کے نتیجے میں مطلوبہ آگاہی حاصل ہو جائے تو باربار دیکھنا جائز نہیں۔

م۔۴۱۹ : بعض مغربی ممالک میں سولہ سال کے بعد لڑکی کو یہ حق دیتے ہیں کہ مادی اور مالی اعتبار سے اور رہائش کے حوالے سے والدین سے الگ تھلگ ہو جائے۔ اس کے بعد وہ تمام معاملات میں مستقل اور خود کفیل ہوتی ہے اور کبھی کبھی محض والدین

کی رائے سے تائید حاصل کرنے یا اخلاقی تقاضوں کو پورا کرنے کی غرض سے والدین سے مشورہ کرلیتی ہے۔ کیا اس قسم کی کنواری لڑکی باپ کی اجازت کے بغیر دائمی یا انقطاعی نکاح کر سکتی ہے ؟

جواب : اگر اس علیحدگی کا یہ مطلب لیا جائے کہ باپ نے بیٹی کو جس سے چاہے شادی کرنے کی اجازت دے دی ہے یا اس کے ازدواجی معاملات میں مداخلت سے کنارہ کش ہو گیا ہے تو باپ کی اجازت کے بغیر شادی کر سکتی ہے، بصورت دیگر بطور احتیاط جائز نہیں۔

م۔ ۴۲۰ : اگر کسی کنواری لڑکی کی عمر تیس سال سے تجاوز کر جائے تو بھی ازدواج کے لئے باپ سے اجازت لینا واجب ہے۔

جواب : اگر یہ خاتون زندگی کے معاملات میں مستقل نہ ہو تو باپ سے اجازت لینا واجب ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ مستقل ہونے کی صورت میں بھی باپ کی اجازت ضروری ہے۔

م۔ ۴۲۱ : کیا کنواری لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ عورتوں سے مخصوص محفل میں ازدواج کی خاطر حسن میں اضافے اور اہل محفل کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے بناؤ سنگھار (میک اپ) کا سامان استعمال کرے ؟ کیا یہ عمل جسمانی عیب چھپانے کے زمرے میں آئے گا؟

جواب : خاتون کا یہ عمل جائز ہے اور یہ عیب چھپانے کے زمرے میں نہیں آتا اور اگر اس زمرے میں آئے بھی تو فعل حرام نہیں ہوگا مگر یہ کہ یہ عمل اس شخص سے دھوکا شمار ہو جو اس خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

م۔ ۴۲۲ : زوجہ، حاکم شرع سے طلاق کا مطالبہ کب کر سکتی ہے۔ کیا وہ زوجہ طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے جس سے اس کا شوہر مسلسل ناروا سلوک کرتا ہو یا جس کا شوہر اس کی جنسی خواہش کو پورا نہیں کرتا اور اسے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو ؟

جواب: اگر شوہر بیوی کے ازدواجی حقوق کی ادائیگی سے انکار کرے اور طلاق دینے پر بھی آمادہ نہ ہو اور حاکم شرع کی طرف سے ان دونوں میں سے کسی ایک کا پابند بنانے کے باوجود شوہر اس پر عمل نہ کرے تو زوجہ حاکم شرع سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے جو اس کا صیغہ طلاق جاری کرے۔ اس کے علاوہ درج ذیل حالات میں بھی سابق الذکر حکم نافذ ہوگا۔

الف: جب شوہر بیوی کا نان و نفقہ دینے سے انکار کرے اور اسے طلاق دینے سے بھی انکار کرے اور اس صورت کا حکم بھی یہی ہوگا جب بیوی کا نان و نفقہ دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو۔

ب: جب شوہر بیوی کو اذیت دے، اس پر ظلم کرے اور اس سے اچھا سلوک نہ کرے۔ چنانچہ (قرآن میں) خدا نے یہی حکم دیا ہے۔

ج: جب شوہر بیوی سے کنارہ کش ہو جائے اس طرح کہ نہ وہ شوہر دار رہے نہ مکمل آزاد۔ لیکن جہاں شوہر بیوی کی جنسی خواہش کو مکمل طور پر پورا نہ کرتا ہو جس سے اس کے گناہ کا مرتکب ہونے کا خطرہ ہو، اس صورت میں اگرچہ احتیاط واجب یہی ہے کہ شوہر بیوی کی خواہش پوری کرے یا اس کے طلاق کے مطالبے کو پورا کرے۔ لیکن اگر شوہر ایسا نہ کرے تو بیوی کو صبر اور انتظار کرنا چاہئے۔

م۔ ۴۲۳: ایک مسلمان خاتون جو کافی عرصے سے شوہر سے جدا ہے اور اسے مستقبل قریب میں بھی شوہر کے ساتھ یکجا ہونے کی توقع نہیں اور اس خاتون کا دعوی ہے کہ مغرب کے ناخوشگوار حالات کے تحت ایک خاتون شوہر کے بغیر تنہا نہیں رہ سکتی، چونکہ اسے گھر پر چوری یا ڈاکے کی واردات کا بھی خطرہ ہے، کیا ایسی صورت میں بیوی حاکم شرع سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے تاکہ طلاق کے بعد کسی اور سے اپنی مرضی سے شادی کر سکے؟

جواب: اگر شوہر نے ہی بیوی سے مفارقت اختیار کی ہو اور اس سے کنارہ کش ہوا ہو تو بیوی اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع کے پاس جاسکتی ہے جو شوہر کو دو باتوں میں سے ایک کا پابند کرے۔ یا بیوی کو گھر لا کر بسائے یا اسے خوش اسلوبی سے طلاق دے دے تاکہ وہ کسی اور سے شادی کر سکے۔ اگر شوہر ان دونوں سے انکار کر دے اور اسے ان دونوں میں سے کسی ایک پر مجبور نہ کیا جاسکے تو حاکم شرع بیوی کے مطالبے پر اس کا صیغہ طلاق جاری کر سکتا ہے۔

اور اگر اس سے جدائی کا سبب بیوی بنی ہو جس کا کوئی شرعی جواز نہ ہو تو اسے حاکم شرع کی طرف سے طلاق دئے جانے کی کوئی سبیل نہیں۔

م۔ ۴۲۴: اگر حالات، مسلمان زوج وزوجہ کو عرصہ دراز تک ایک دوسرے سے دور رہنے پر مجبور کریں تو کیا شوہر کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بیوی کو بتائے بغیر کسی اہل کتاب خاتون سے نکاح دائمی یا نکاح انقطاعی (متعہ) کر لے اور اگر شوہر بیوی سے دوسری شادی کی اجازت مانگے اور وہ اجازت بھی دے دے تو کیا اسے دوسری شادی کا حق پہنچتا ہے؟

جواب: مسلمان مرد کا اہل کتاب خاتون سے نکاح دائمی کرنا ہر حالت میں (اس کی مسلمان زوجہ ہو یا نہ ہو) احتیاط واجب کے خلاف ہے اور اگر شوہر کے یہاں کوئی مسلمان زوجہ نہ ہو تو وہ اہل کتاب سے نکاح انقطاعی (متعہ) کر سکتا ہے لیکن اگر اس کے پاس مسلمان زوجہ موجود ہو تو اس بیوی کی اجازت کے بغیر نکاح انقطاعی بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ احتیاط واجب کے طور پر بیوی کی اجازت کے باوجود بھی اہل کتاب سے نکاح انقطاعی (متعہ) جائز نہیں۔

م۔ ۴۲۵: اگر کسی مسلمان خاتون کا مسلمان شوہر کئی سال تک اپنے شہر سے دور رہے اور حالات اسے اس بات پر مجبور کریں کہ وہ اپنی مسلمان زوجہ کو طلاق دے اور کسی اہل کتاب خاتون سے نکاح انقطاعی (متعہ) انجام دے تو کیا شوہر، بیوی کی عدت

کے دن گزرنے سے پہلے یہ کام کر سکتا ہے ؟

جواب : گزشتہ صورت میں نکاح انقطاعی (متعہ) باطل ہو گا کیونکہ جس خاتون کو طلاق رجعی دی گئی ہو وہ زوجہ کے حکم میں ہوتی ہے اور گزشتہ مسئلے میں یہ بیان کیا جا چکا کہ مسلمان بیوی کی موجودگی میں اہل کتاب عورت سے نکاح انقطاعی جائز نہیں۔

م۔۴۲۶ : جو شخص کسی گزشتہ آسمانی دین کی پابند یا مسلمان عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے، کیا اس مرد کو یہ بتانا ضروری ہے کہ اس عورت نے سابق شوہر سے جدائی کے بعد عدت نہیں رکھی یا عدت کی حالت میں ہے۔

جواب : اسے یہ بتانا ضروری نہیں۔

م۔۴۲۷ : کیا کسی مسلمان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی کافر کی کافر زوجہ سے نکاح کرے ؟ اور اگر کافر زوجہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے (اس کو طلاق ہو جائے) تو اس کے لئے عدت رکھنا ضروری ہے ؟ اور عدت کی مدت کتنی ہے ؟ کیا دوران عدت اس سے وطی کرنا جائز ہے ؟ اور اگر وہ عورت اسلام لے آئے اور اس پر عدت واجب ہو تو کتنی مدت عدت میں رہے تاکہ کسی مسلمان سے شادی کر سکے ؟

جواب : اگر کافر کے عقیدے کے مطابق صحیح نکاح ہوا ہو تو جب تک یہ عورت کافر کی زوجہ ہے اس سے نکاح کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ یہ شوہر دار شمار ہو گی۔ البتہ طلاق کے بعد اور عدت کی مدت کے گزرنے کے بعد اس سے نکاح انقطاعی جائز ہے۔ کافر عورت (اہل کتاب) کی عدت کی مدت بھی اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کسی مسلمان عورت کی ہوتی ہے اور اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر شوہر کی ہمبستری کے بعد اس کی زوجہ اسلام لے آئے اور زوج مسلمان نہ ہو تو احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ عدت کی مدت گزرنے سے پہلے مسلمان اس سے شادی نہ کرے اور اگر شوہر کی ہمبستری سے پہلے اس کی زوجہ مسلمان ہو جائے تو فوری طور پر ان کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور اس کے ذمے کسی قسم کی عدت

بھی نہیں۔

م۔۴۲۸ :اس عدالت سے کیا مراد ہے جس کو بیویوں میں لازمی طور پر روا رکھنے کی تاکید کی گئی ہے؟

جواب: بیویوں کے ساتھ جس عدالت کے لازمی طور پر روا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد راتوں کی تقسیم میں عدالت ہے۔ باین معنی کہ اگر ایک شب ایک بیوی کے پاس سویا ہو تو چار راتوں میں سے ایک رات کسی دوسری بیوی کے پاس بھی سوئے۔ جو عدالت، شرعی نقطہ نگاہ سے مستحب ہے اس سے مراد نان و نفقہ اور ان کی طرف توجہ دینے، چہرے کو ہشاش بشاش رکھنے اور جنسی خواہش پوری کرنے میں برابری ہے۔

م۔۴۲۹ :اگر کوئی مسلمان عورت زنا کرے تو اس کے شوہر کے لئے اس کو قتل کرنا جائز ہے؟

جواب: احتیاط واجب کے طور پر ایسی بیوی کو قتل کرنا جائز نہیں اگرچہ اسے زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

م۔۴۳۰ :بعض اوقات رسالہ عملیہ (توضیح المسائل، منہاج وغیرہ) میں "زناکار عورت جو زنا میں مشہور" کی عبارت ہوتی ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں زنا سے سروکار رکھنے میں مشہور ہے۔

م۔۴۳۱ :اگر کسی جوان مرد کو شادی کی اشد ضرورت ہو اور زنا میں مشہور عورت کے علاوہ کوئی خاتون نہ مل سکے تو اس (زانی عورت) سے عقد انقطاعی (متعہ) کرنا جائز ہے؟

جواب: احتیاط واجب کے طور پر جب تک وہ خاتون توبہ نہ کرے اس سے متعہ کرنا جائز نہیں۔

م۔۴۳۲ :فقہا کا قول "لاعدة على الزانية من زناها" "زنا کی وجہ سے زانیہ پر عدت واجب نہیں" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی غیر شادی شدہ خاتون زنا کرلے تو فوری

طور پر عدت کے بغیر اس سے شادی کرنا جائز ہے اور اگر وہ شادی شدہ ہو اور زنا کرلے تو اس کا شوہر عدت کے بغیر ہی اس سے ہمبستری کر سکتا ہے، مگر یہ کہ کوئی اجنبی شخص شوہر دار عورت کو غلطی سے اپنی بیوی سمجھ کر اس سے وطی (ہمبستری) کرے تو اس صورت میں عدت ضروری ہے۔

م۔ ۴۳۳ : کوئی مرد شادی کی نیت سے کسی عورت سے جنسی تعلقات استوار کرے اور اسی دوران ان کے یہاں بچہ بھی ہو جائے، اس کے بعد شرعی طریقے سے عقد نکاح پڑھا جائے تو کیا شرعی نکاح سے پہلے کے ازدواجی دورانیہ کی کوئی شرعی حیثیت ہو گی ؟ اور کیا بعد کا عقد شرعی سابق تعلقات کو جائز بنانے میں موثر بنے گا؟ اور ان احتمالات کی روشنی میں عقد سے پہلے پیدا ہونے والی اولاد کی شرعی حیثیت کیا ہو گی ؟

جواب : نکاح میں شرط ہے کہ الفاظ کے ذریعے ایجاب و قبول کی صورت میں ازدواجی وابستگی (گرہ) کو ایجاد کیا جائے اور کوئی بھی عملی اقدام جو ایجاب و قبول پر دلالت کرے الفاظ کا قائم مقام نہیں بن سکتا، جس کا نتیجہ یہی ہے کہ سابق الذکر صورت میں جب تک شرعی طریقے سے عقد نکاح نہیں کیا جائے گا نکاح صحیح نہیں ہو گا اور بعد والے نکاح کی وجہ سے سابقہ تعلقات کا جواز حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ اگر والدین نے جہالت کی وجہ سے یہ عمل انجام دیا ہے تو پیدا ہونے والی اولاد حلال زادہ شمار ہو گی کیونکہ اس صورت میں یہ وطی، وطی بالشبہ کہلائے گی اور اگر مسئلے کو جانتے ہوئے یہ کام کیا ہے تو یہ زنا ہو گا اور پیدا ہونے والی اولاد ولد الزنا شمار ہو گی اور اگر عورت اور مرد میں سے ایک مسئلہ کو جانتا ہو اور دوسرا نہ جانتا ہو تو جاہل کے لئے حلال زادہ ہو گی اور مسئلہ کو جاننے والے کے لئے ولد الزنا۔

م۔ ۴۳۴ : بعض مخصوص حالات اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ مرد ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر کے ذریعے مرد کی منی مصنوعی طریقے سے زوجہ کے رحم میں رکھی جائے تاکہ حمل کا زیادہ سے زیادہ امکان پیدا ہو اور یہ عمل خود بے پردگی کا متقاضی ہوتا ہے۔

کیا یہ جائز ہے ؟

جواب : سابق الذکر مقصد کی خاطر شرمگاہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ۔ البتہ اگر اولاد کی شدید ضرورت ہو اور شرمگاہ کو ظاہر کئے بغیر یہ عمل ممکن نہ ہو تو جائز ہو گا۔ اولاد کی ضرورت کی ایک صورت یہ ہے کہ شوہر بیوی کا لاولد رہنا ان کے لئے ناقابل برداشت زحمت و مشقت کا باعث ہو۔

م۔ ۴۳۵ : اگر کوئی خاتون اولاد کی خواہش مند نہ ہو اور ڈاکٹر سے اپنے تخم دان کو باندھنے اور اسے بند کرنے کا مطالبہ کرے تو کیا اس کا یہ عمل جائز ہو گا؟ چاہے بعد میں اس کا کھولنا ممکن ہو یا نہ ہو۔ چاہے شوہر اس کام پر راضی ہو یا نہ ہو؟

جواب : اگر اس کام کے لئے حرام مقامات کو چھونا اور دیکھنا پڑتا ہو تو جائز نہیں ہے چاہے بعد میں اس کی نالیوں کا کھولنا ممکن ہو یا نہ ہو اور اس کام کے لئے محض اس لئے شوہر کی اجازت شرط نہیں کہ اس سے اولاد نہیں ہو سکے گی۔ البتہ دوسرے پہلوؤں سے شوہر کی اجازت شرط ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر گھر سے باہر نکلنے کے لئے شوہر کی اجازت لازمی ہے۔

م۔ ۴۳۶ : مغرب میں مصنوعی تولید کا ایسا عمل انجام دیا جاتا ہے جس کے تحت خاتون کے تخم اور مرد کے نطفے کو ٹیسٹ ٹیوب میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس جنین اور ٹھہرے ہوئے نطفے کو خاتون کی ماں کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور اسی میں نشوونما اور تکمیل کے بعد بچہ جنم لیتا ہے۔ ایسی صورت میں شرعی نقطہ نگاہ سے بچے کی ماں کون ہو گی؟

جواب : اس عمل کے لئے جس حرام نگاہ اور مس کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے قطع نظر بھی یہ کام اشکال سے خالی نہیں اور اگر یہ عمل انجام دیا جائے اور بچہ جنم لے لے تو شرعی حیثیت سے تخم کی مالک بچے کی ماں بنے گی یا رحم کی مالک۔ دو احتمال ہیں (بہتر یہ ہے کہ) دونوں خواتین احتیاط کے تقاضوں کو ترک نہ کریں (دونوں

اپنے آپ کو ماں سمجھیں)۔

م۔۴۳۷ :بعض اوقات مرد کی منی کو بینک میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ کیا ایک طلاق یافتہ خاتون شرعی عقد کے بغیر کسی اجنبی مرد کی اجازت سے یا اس کی اجازت کے بغیر اس کی منی استعمال کر سکتی ہے؟ نیز اگر یہی منی طلاق یافتہ خاتون کے شوہر کی ہو تو عدت پوری ہونے سے پہلے یا اس کے بعد اس کے استعمال کا کیا حکم ہو گا؟

جواب: مصنوعی تولید کے لئے عورت اجنبی مرد کی منی استعمال نہیں کر سکتی۔ البتہ اپنے شوہر کی منی استعمال کر سکتی ہے اگرچہ عدت کے دوران ہو۔ عدت کی مدت گزرنے کے بعد جائز نہیں۔

م۔۴۳۸ :اگر کسی شخص کا معاملہ اپنے اہل خانہ اور بیوی میں سے ایک کو راضی کرنے میں منحصر ہو۔ (بیوی کو راضی کرے تو اہل خانہ ناراض ہوتے ہیں۔ اہل خانہ کو راضی کرے تو بیوی ناراض ہوتی ہے۔) ایسا آدمی اہل خانہ کی رضامندی کی خاطر بیوی کو طلاق دے یا بیوی کی رضامندی کی خاطر اہل خانہ کو ناراض کرے؟

جواب: ایسا شخص وہ فیصلہ کرے جس میں اس کے دین ودنیا کا مفاد ہو اور عدل وانصاف کی راہ اختیار کرے اور ظلم اور دوسروں کے حق تلفی سے گریز کرے۔

م۔۴۳۹ :زوج پر زوجہ کے واجب نفقہ سے کیا مراد ہے؟ زوجہ کا نان ونفقہ، معاشرے میں زوج کے مقام وحیثیت کے مطابق ہونا چاہئے یا زوجہ کے باپ کے گھر کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہئے یا کسی تیسری حیثیت کے مطابق واجب ہو گا؟

جواب: شوہر کی حیثیت کے مطابق بیوی کے شایان شان نفقہ شوہر پر واجب ہے۔

م۔۴۴۰ :اگر زوج، زوجہ کے واجب حقوق کو ادا نہ کرے تو کیا زوجہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مرد کے جنسی حقوق کو روک لے (ہمبستری سے انکار کرے)

جواب: عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ البتہ اگر وعظ ونصیحت اور ڈرانے دھمکانے کا کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع کے پاس چلی جائے جو اس کے حقوق

کے لئے مناسب اقدام کرے۔

م۔۴۴۱ : کیا مرد کے لئے جائز ہے کہ لوگوں کے سامنے استقبال اور خدا حافظی کے موقع پر اپنی بیوی کو گلے لگائے یا اس کا بوسہ لے۔

جواب : اگر اسلامی حجاب کا خیال رکھا جائے اور یہ عمل (اوروں کے لئے) شہوت انگیز نہ ہو تو حرام نہ ہو گا۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ اس قسم کی حرکات سے احتراز کیا جائے۔

م۔۴۴۲ :اگر مغربی قوانین کے مطابق میاں بیوی کی قانونی طلاق واقع ہو گئی ہو لیکن شوہر بیوی کے شرعی حقوق ادا کرنے کے لئے تیار ہے اور نہ بیوی کا نان ونفقہ دیتا ہے اور تمام بروئے کار لائے جانے والے شرعی ذرائع کو ٹھکرا دیتا ہے اور ایسے حالات میں مسلسل صبر کئے رہنا خاتون کے لئے یقیناً باعث زحمت ومشقت ہے۔ ایسی صورت میں عورت کا کیا موقف ہونا چاہئے ؟

جواب : ایسی صورت میں خاتون اپنا معاملہ لے کر حاکم شرع یا اس کے وکیل کے پاس جائے جو شوہر کو نوٹس دے کر اسے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا پابند بنائے۔ بیوی کو خرچہ دے یا شرعی طلاق جاری کرے۔ اگرچہ کسی اور کو وکیل بنانا پڑے اور اگر شوہر ان دونوں باتوں سے انکار کر دے اور اس کے مال میں سے بیوی کو خرچہ دینا بھی ممکن نہ ہو تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اس کا صیغہ طلاق جاری کر دے۔

م۔۴۴۳ : کیا کافر عورت، جو اہل کتاب ہو یا بالکل بے دین، سے عقد شرعی کے بغیر مجامعت کرنا جائز ہے جبکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ اس عورت کا ملک بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہے ؟

جواب : جائز نہیں۔

م۔۴۴۴ :ایک عورت جو اپنے خاوند کی اطاعت گزار نہیں اور اس کے ازدواجی حقوق کو بھی ادا نہیں کرتی اور شوہر کی اجازت کے بغیر جا کر اپنے والدین کے پاس سات مہینے

تک رہ جاتی ہے اور طلاق کے علاوہ ۔ طلاق کے ساتھ ساتھ ۔ اولاد اور نان و نفقہ کے حصول کی خاطر شرعی احکام کی طرف رجوع کرنے کی بجائے غیر اسلامی عدالت کا سہارا لیتی ہے، کیا ایسی خاتون اپنے شوہر سے کسی چیز کی حقدار بن سکتی ہے اور کیا ان حالات میں جبکہ یہ عورت طلاق و حقوق (نان و نفقہ و اولاد) کے حصول کے لئے غیر اسلامی عدالت کی طرف رجوع کرتی ہے جو غیر اسلامی قوانین نافذ کرتی ہے، کیا یہ خاتون مکمل ازدواجی حقوق کی حقدار بنتی ہے ؟

جواب : سابق الذکر خاتون نفقہ شرعی کی حقدار نہیں ۔ البتہ (اس کی نافرمانی کی وجہ سے) اس کا حق مہر اور دو سال تک اپنے بچے کی پرورش کا حق ساقط نہیں ہو جاتا

م۔۴۴۵ : ایک جوان لڑکی جو آپریشن کے ذریعے اپنی بچہ دانی نکلوا چکی ہے اور پندرہ سال سے زیادہ عرصے سے اس کی ماہواری بھی بند ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک محدود مدت کے لئے عقد انقطاعی کرتی ہے جو ختم ہو گئی ہے۔ کیا اس عورت پر عدت واجب ہے اور واجب ہونے کی صورت میں اس کی مدت کتنی ہے ؟

جواب : اگر یہ خاتون اس سن و سال میں ہے جس میں ماہواری آسکتی ہو تو عقد انقطاعی کے بعد اس کی عدت پینتالیس دن ہو گی۔

م۔۴۴۶ : بعض اوقات غیر مسلم عورت شادی کی خاطر شہادتین کا اقرار کرلیتی ہے، لیکن اس بات کا قابل ذکر احتمال نہیں ہوتا کہ وہ درواقع اسلام لے آئی ہو کیا ان شہادتین کو سننے والا شخص اس عورت پر آثار واحکام اسلام نافذ کر سکتا ہے ؟

جواب : جب تک اس خاتون سے اسلام کے منافی کوئی قول و فعل سرزد نہ ہو اس پر اسلام کے احکام نافذ ہوں گے۔

م۔۴۴۷ : کیا ایک عورت کا تخم دوسری عورت کی طرف منتقل کرنا جائز ہے ؟ اگر اس سے حمل ٹھہر جائے تو یہ بچہ کس خاتون کا شمار ہو گا۔

جواب : اگر اس عمل کے لئے ایسی جگہ کو چھونا یا دیکھنا نہ پڑے جو حرام ہو تو کوئی حرج

نہیں اور جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے کہ آیا بچہ اس خاتون کا شمار ہو گا جس کا تخم تھا یا اس خاتون کا شمار ہو گا جس کا رحم تھا تو اس میں دو احتمال ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اس سلسلے میں احتیاط برتی جائے اور دونوں خواتین اپنے آپ کو بچے کی ماں تصور کریں۔

م۔۴۴۸ : رحم مادر میں بچہ ایک مائع میں تیر رہا ہوتا ہے اور یہ مائع پیدائش کے وقت یا اس سے پہلے کبھی خون کے ہمراہ اور کبھی بغیر خون کے باہر آجاتا ہے، کیا یہ مائع اگر خون کے بغیر نکل آئے تو پاک ہے؟

جواب : اس صورت میں مائع پاک ہو گا۔

م۔۴۴۹ : اسقاط حمل کس صورت میں جائز ہے؟ کیا اس میں حمل کی عمر کو کوئی دخل ہے؟

جواب : نطفے کے ٹھہرنے کے بعد اسے گرانا جائز نہیں مگر یہ کہ حمل کو باقی رکھنے کی صورت میں اس کی ماں کو کوئی نقصان پہنچتا ہو یا اتنی تکلیف ہوتی ہو جو عام حالات میں قابل برداشت نہ ہو اور اسقاط حمل کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہ ہو۔ ایسی صورت میں جنین میں روح داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے۔ لیکن روح کے داخل ہونے کی بعد کسی صورت میں بھی اسقاط حمل جائز نہیں۔

م۔۴۵۰ : بعض اوقات ڈاکٹر کسی جنین (پیٹ کا بچہ) کے بارے میں اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ یہ کسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہے اور اس کے ضائع کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اس لئے کہ اگر یہ بچہ جنم بھی لے لے تو فوراً مر جائے گا یا بدشکل یا بدنما زندہ رہے گا، کیا ایسی صورت میں ڈاکٹر حمل کو ضائع کر سکتا ہے؟ اور کیا ماں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اسقاط حمل کی غرض سے ڈاکٹر کے سامنے پیش ہو؟ اور یہ کہ دیت ان دونوں میں سے کس کے ذمے ہو گی؟

جواب : صرف اس بنیاد پر اسقاط حمل جائز نہیں ہو جاتا ہے کہ ولادت کے بعد بچہ مر جائے گا یا بدشکل زندہ رہے گا۔ اس لئے ماں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ڈاکٹر کو اسقاط

حمل کی اجازت دے اور نہ ڈاکٹر کے لئے اسقاط حمل جائز ہوگا اور جس کے ہاتھ سے حمل گرایا جائے گا دیت بھی اسی کے ذمے ہوگی۔

م۔۴۵۱: اگر کوئی خاتون اولاد کی خواہش مند نہ ہو اور اس کے پیٹ کے جنین میں ابھی روح داخل نہ ہوئی ہو تو کیا اس کو ضائع کر سکتی ہے جبکہ بچے کی ولادت سے اس کی زندگی کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو؟

جواب: اس صورت میں اسقاط حمل جائز نہیں۔ مگر یہ کہ اس کو باقی رکھنے میں خاتون کا نقصان یا تکلیف ناقابل برداشت ہو۔

☆☆☆☆☆

آٹھویں فصل

جوانوں کے مسائل

☆ مقدمہ
☆ جوانی سے متعلق چند شرعی احکام
☆ جوانی سے متعلق مخصوص استفتاءات
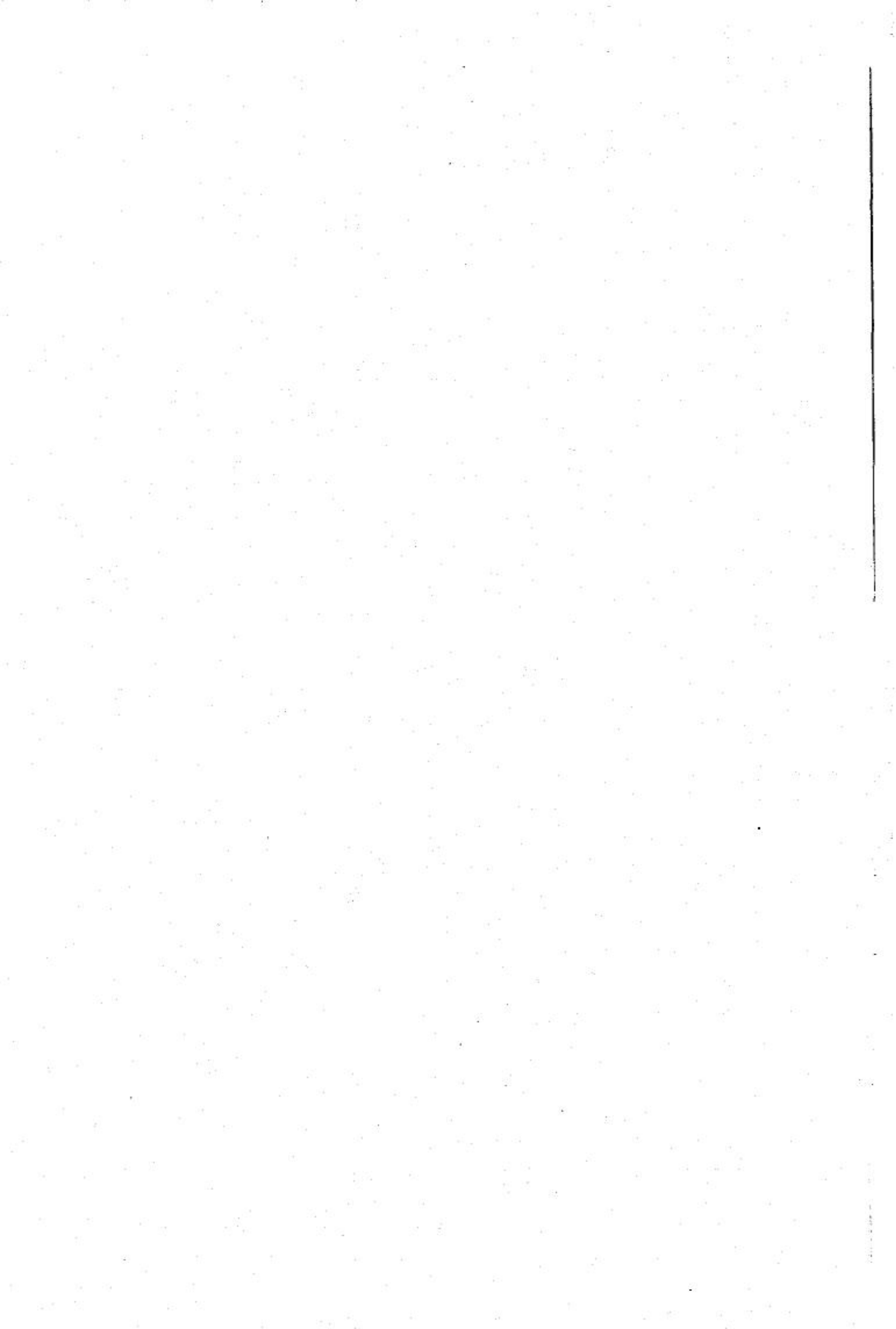
اکثر اوقات مؤمن نوجوانوں کو تعلیم، عارضی یا دائمی رہائش کی غرض سے غیر اسلامی ممالک میں خصوصا یورپی ممالک اور امریکا جانا پڑتا ہے۔ چونکہ مسلمان نوجوان اسلام کے پابند ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بہت ساری پریشانیوں، مشکلات اور سوالات سے دوچار ہوتے ہیں۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان نوجوانوں کی خدمت میں درج ذیل شرعی احکام بیان کر دیئے جائیں جو ان مشکلات سے نکلنے میں ممدومعاون ثابت ہوں۔

م۔ ۴۵۲: فقہاء کرام اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ شک اور لذت کی نیت سے عورتوں کو دیکھنا حرام ہے اور لذت کی نگاہ کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھا جائے اور شک کی نگاہ کا مطلب یہ ہے کہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔ ۴۵۳: جو عورتیں بے حجابی سے روکے جانے پر نہیں رکتیں ان کے چہرے، ہتھیلیوں اور ان اعضاء کو دیکھنا جائز ہے جو عام طور پر نہیں چھپائے جاتے۔ بشرطیکہ جنسی لذت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے اور دیکھنے والے کا فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی نہ ہو۔ لیکن ان اعضاء کو دیکھنا جائز نہیں جنہیں معمول کے خلاف صرف کچھ عورتیں ظاہر کرتی ہیں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ ہوں)

م۔ ۴۵۴: مرد، مرد کو شہوت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا اسی طرح عورت بھی عورت

کو شہوت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی (جائز نہیں)۔

م۔۴۵۵: "لواط"، یعنی مرد کا مرد سے غیر فطری عمل انجام دینا جائز نہیں، اسی طرح "سحاق"، یعنی عورت کی شرمگاہ کا عورت کی شرمگاہ سے ملنا بھی جائز نہیں۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۵۶: استمناء (مشت زنی) کسی بھی ذریعے سے ہو حرام ہے۔

م۔۴۵۷: احتیاط واجب کے طور فحش فلموں اور تصویروں کو دیکھنا حرام ہے۔ اگرچہ شک اور لذت کے بغیر دیکھا جائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۵۸: فحاشی کے مراکز میں ایسے آلات بنائے گئے ہیں جو مرد اور عورت کی شرمگاہ کی خصوصیات پر مشتمل ہوتے ہیں، احتیاط واجب کے طور پر ان کے استعمال کو ترک کر دینا چاہئے۔ اگرچہ اس کے استعمال کا مقصد انزال نہ ہو۔ فرق نہیں پڑتا کہ استعمال کرنے والا شخص شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۵۹: مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ فیملی پلاننگ کے لئے "ساتھی" اور اس قسم کے دوسرے کور (Cover) استعمال کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ استعمال سے پہلے اپنی بیوی سے اجازت لے لے۔

م۔۴۶۰: اگر پیراکی کے مخلوط مقامات (Swimming Pools) اور فحاشی کے دوسرے مراکز میں فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو مرد کے لئے ایسے مقامات پر جانا جائز نہیں۔ بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ بھی ہو تو وہاں جانے سے احتراز کرے۔

م۔۴۶۱: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دستانے یا اس قسم کے کسی حائل کے بغیر (نامحرم) عورت سے مصافحہ کرے مگر یہ کہ مصافحہ نہ کرنے سے کوئی قابل ذکر

نقصان یا ناقابل برداشت مشقت اٹھانی پڑے۔ ایسی صورت میں صرف اتنا مصافحہ جائز ہو گا جس سے ضرورت پوری ہو۔ یعنی نقصان اور مشقت سے بچ سکے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م ۴۶۲ :جوان مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ محبت اور پیار کے طور پر اپنی جوان بہن، خالہ، پھوپھی یاان کی چھوٹی بیٹیوں کو بوسہ دے اور اگر یہی بوسہ شہوت کا باعث بنے تو جائز نہیں ہو گا۔

م۔ ۴۶۳ :شطرنج کھیلنا حرام ہے۔ کمپیوٹر پر بھی دو افراد کا مل کر شطرنج کھیلنا حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ایک آدمی بھی کمپیوٹر کے ساتھ مل کر شطرنج کھیلے تو بھی حرام ہے۔ چاہے کسی مال کی شرط پر کھیلا جائے یا اس کے بغیر کھیلا جائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۴۶۴ :جوئے کے تمام آلات کے ذریعے جیسے کارڈ ہیں، کھیلنا حرام ہے بشرطیکہ کسی مال کی شرط پر کھیلا جائے، بلکہ احتیاط واجب یہ ہے مال کی شرط کے بغیر بھی جوا بازی کو ترک کیا جائے۔

م۔ ۴۶۵ :ورزش کی غرض سے فٹ بال، باسکٹ بال، والی بال اور ٹیبل ٹینس کھیلنا جائز ہے۔ نیز گراؤنڈ اور سٹیڈیم وغیرہ یا ٹیلی ویژن پر کھیل دیکھنا بھی جائز ہے چاہے اس کے لئے ٹکٹ خریدنا پڑے یا بغیر ٹکٹ کے دیکھے، بشرطیکہ اس کی وجہ سے کوئی فعل حرام نہ کرنا پڑے۔ مثلاً شہوت کی نظر سے نہ دیکھنا پڑے یا نماز یا کسی اور واجب کو ترک نہ کرنا پڑے۔

م۔ ۴۶۶ :شرط کے بغیر کشتی لڑنا اور باکسنگ کھیلنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے کوئی بڑا جسمانی نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

م۔ ۴۶۷ :احتیاط واجب کے طور پر مرد کے لئے داڑھی منڈوانا جائز نہیں۔ نیز احتیاط واجب

کے طور پر مرد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ صرف ٹھوڑی کے بال رکھے اور باقی منڈوائے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۶۸ :اگر کسی مسلمان کو داڑھی منڈوانے پر مجبور کیا جائے یا کسی علاج وغیرہ کی وجہ سے منڈوانے پر مجبور ہو یا داڑھی نہ منڈوانے سے کسی نقصان کا خوف ہو یا داڑھی نہ منڈوانے سے مسلمان مشقت میں پڑ جاتا ہو، مثال کے طور پر داڑھی رکھنے سے ناقابل برداشت تمسخر اور سخت توہین کی جاتی ہو تو ان صورتوں میں داڑھی منڈوانا جائز ہو جائے گا۔

اس فصل سے متعلق بعض سوالات اور حضرت آیۃ العظمی سیستانی (مدظلہ) کے جوابات :

م۔۴۶۹ : ایک باپ اپنے بیٹے کے دوست سے یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے کا چال چلن نوٹ کرتے رہو اور وقتاً فوقتاً پوچھتا رہتا ہے تاکہ بیٹے کی خصوصیات ظاہر کر کے بیان کی جائیں جن میں ایسی خصوصیات بھی شامل ہیں جنہیں ظاہر کرنے پر بیٹا کسی صورت میں بھی راضی نہیں۔

جواب : جائز نہیں۔ مگر یہ کہ یہ چال چلن ایسی برائی ہو جس سے روکنا واجب ہو اور اذیت ناک اور توہین آمیز انداز میں ظاہر کئے بغیر اسے نہ روکا جا سکے۔

م۔۴۷۰ :روایات میں منقول جملہ "النظرة الاولی لك والثانية عليك،، "پہلی نگاہ تمہارے فائدے میں اور دوسری نظر نقصان میں" کا کیا مطلب ہے ؟ اور کیا کسی خاتون کی طرف پہلی نگاہ کو طول دینا اور اس بنیاد پر اس کو گھورنا جائز ہے کہ یہ پہلی نگاہ ہے جیسا کہ بعض کا یہ دعوی ہے ؟

جواب : علی الظاہر روایت کے اس حصے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں نگاہوں میں اس حوالے

سے فرق پایا جاتا ہے کہ پہلی نگاہ اتفاقی اور سرسری اور لذت وشہوت سے خالی ہوتی ہے (اس لئے قابل مواخذہ نہیں ہوتی) برخلاف دوسری نگاہ کے جو قصد اور ارادے سے ہوتی ہے، جس میں لذت بھی شامل ہوتی ہے اس لئے دیکھنے والے کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

النظر ة بعد النظرة تزرع فی القلب الشهوة و کفی بها لصاحبها فتنة.

"ایک کے بعد دوسری نگاہ (دیکھنے والے کے) دل میں شہوت کا بیج بو دیتی ہے اور یہ دیکھنے والے کی آزمائش کے لئے کافی ہے"

بہر کیف یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ روایت مذکورہ کا جملہ، انسانی نگاہ کو تعداد کی بنیاد پر جائز قرار نہیں دیتا۔ بایں معنی کہ پہلی نگاہ ہر حالت میں جائز ہو اگرچہ قصد وارادہ سے کی جائے اور ابتدائی طور پر پاک نہ ہو (بلکہ غلط نگاہ ہو) یا یہ نگاہ مسلسل جمی رہنے کی وجہ سے غلط نگاہ میں تبدیل ہو گئی ہو۔ کیونکہ دیکھنے والے کا نفس امارہ اس کا اطاعت گزار نہیں ہو تا کہ وہ فوراً آنکھیں بند کرلے اور نہ روایت کا یہ جملہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ دوسری ہر حالت میں حرام ہے اگرچہ ایک لحہ کے لئے ہو اور لذت سے بالکل خالی ہو۔

م۔۱۷۴: اجنبی عورت کی طرف نگاہ کی حرمت (حرام ہونا) میں ایسی عبارتیں دی جاتی ہیں جن کی حد اور تعریف اکثر لوگوں کے لئے واضح نہیں ہوتی۔ مثلاً ریبة، تلذذ اور شہوة امید وار ہیں کہ مکلفین کے لئے ان عبارتوں کی وضاحت فرمادیں اور کیا تمام الفاظ کا ایک ہی مطلب ہے؟

جواب: "تلذذ" اور "شہوت" سے مراد جنسی شہوت کی لذت ہے، ہر قسم کی لذت

مراد نہیں جو ہر اس فطری لذت کو بھی شامل ہو جو انسان کو خوبصورت مناظر کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے اور ریبۃ سے مراد فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہے۔

م۔ ۴۷۲: حرام لذت کی حد کیا ہے؟

جواب: اگر حد سے مراد مرتبہ ہو تو اس کی سب سے ادنی حد جنسی احساس کا پہلا درجہ ہے۔

م۔ ۴۷۳: برطانیہ اور مغربی ممالک کے سرکاری اسکولوں میں طلباء و طالبات کو ایسا مضمون پڑھایا جاتا ہے جس میں جنسی تربیت کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور اس دوران مجسم اور غیر مجسم تصویروں کے ذریعہ آلات تناسل کی تشریح کی جاتی ہے۔ کیا جوان طالب علم کے لئے اس قسم کی کلاسوں میں شرکت کرنا جائز ہے؟ اور اگر طالبعلم اس خیال سے کہ یہ بحثیں مستقبل میں مفید ثابت ہوں گی ان کلاسوں میں شرکت کا خواہش مند ہو تو والدین پر فرض ہے کہ وہ اسے شرکت سے روکیں؟

جواب: اگر ان کلاسوں میں شرکت سے کوئی اور حرام کام نہ کرنا پڑے مثلاً لذت اور شہوت سے نہ دیکھنا پڑتا ہو اور اس مضمون کو پڑھنے کے دوران طالب علم اخلاقی انحراف سے دور رہتا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۴۷۴: کیا عورتوں کے سامنے غزلی اشعار کہنا جائز ہے؟ جبکہ یہ غزل ان عورتوں کے بارے میں نہ ہو یا ایسی عورتیں مراد ہوں اور وہ غیر شادی شدہ ہوں اور یہ شعر گوئی ان پر اثر بھی کرتی ہو؟

جواب: جائز نہیں۔

م۔ ۴۷۵: کیا لذت، دعوت حرام اور غلط نیت کے بغیر عورتوں سے غزلی (عشقیہ) گفتگو کرنا جائز ہے؟

جواب: بطور احتیاط جائز نہیں ہے۔

م۔ ۴۷۶ : کیا نا معلوم خاتون یا عام عورتوں کے بارے میں نظم اور نثر کی صورت میں عشقیہ گفتگو کرنا جائز ہے ؟

جواب : اگر یہ گفتگو حرام کی تمنا سے خالی ہو اور اس پر کوئی اور مفسدہ بھی مترتب نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

م۔ ۴۷۷ : کیا اس نیت سے عورتوں سے گفتگو کرنا جائز ہے کہ ان میں سے کسی کو پسند کیا جائے اور پھر اس سے عقد انقطاعی (متعہ) کا مطالبہ کیا جائے ؟

جواب : اگر ایسی گفتگو نہ ہو جو ایک اجنبی عورت سے نہیں کی جانی چاہئے تو کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۴۷۸ : یورپ میں ایسے فیشن کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں مرد، ایک یا دونوں کانوں میں زنانہ بالیاں پہنتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے ؟

جواب : اگر یہ بالیاں سونے کی ہوں تو جائز نہیں بلکہ بطور احتیاط ہر صورت میں (جس چیز سے بھی بنائی گئی ہوں) جائز نہیں۔

م۔ ۴۷۹ : اگر کوئی شخص فعل حرام کا مرتکب ہو اور پہلے دن بلیڈ سے اپنی داڑھی منڈوا لے تو کیا دوسرے، تیسرے اور چوتھے دن اس طرح بلیڈ پھیرنا جائز ہے ؟

جواب : احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے۔

م۔ ۴۸۰ : بعض اوقات یورپ کی بڑی بڑی کمپنیاں اپنے (ملازمت کے) امیدواروں میں باریش اور بے ریش افراد میں امتیازی سلوک کرتی ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو کیا ملازمت کی خاطر داڑھی منڈوانا جائز ہے ؟

جواب : اگر داڑھی منڈوانا حرام ہو چنانچہ احتیاط یہی ہے، تو کسی کمپنی میں ملازمت کی خاطر اس کا منڈوانا حلال نہیں ہو جاتا۔

م۔ ۴۸۱ : کیا ٹھوڑی کے اوپر داڑھی رکھ کر رخسار پر سے منڈوانا جائز ہے ؟

جواب : جس داڑھی کا بطور احتیاط منڈوانا حرام ہے وہ دونوں جبڑوں پر اگے ہوئے بالوں کو

شامل ہے۔ رخسار پر ابھری ہوئی جگہ کے بالوں کو صاف کرنا حرام نہیں۔

م۔۴۸۲ : کیا شرط کے بغیر کمپیوٹر پر جوئے کے مختلف کھیل کھیلنا جائز ہے ؟اور کیا شرط کے ساتھ کھیلنا جائز ہے ؟

جواب : جوا کھیلنا جائز نہیں ہے اور کمپیوٹر پر جوا کھیلنے کا یہی حکم ہے جو عام آلات کے ذریعے کھیلنے کا حکم ہے۔

م۔۴۸۳ : بعض جائز کھیل جن میں ڈائس شامل ہے کیا کمپیوٹر کے ذریعے ان کا کھیلنا جائز ہے ؟

جواب : اگر ڈائس ان آلات میں سے نہ ہو جو جوئے سے مخصوص ہیں تو اس کے ذریعے جوئے کے علاوہ دوسرے کھیل کھیلنا جائز ہے۔

م۔۴۸۴ : کیا بدن کے ان حصوں کو دیکھنا جائز ہے جنہیں عام طور پر غیر مسلم عورتیں گرمیوں میں ظاہر کرتی ہیں ؟

جواب : اگر ایسی نگاہ کے ساتھ جنسی لذت اور فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۴۸۵ : کیا کسی جانی پہچانی باپردہ خاتون کی بے پردہ تصویر کو دیکھنا جائز ہے ؟

جواب : احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ دیگر اعضاء کو نہ دیکھے۔ جہاں تک چہرہ اور ہاتھوں کا تعلق ہے، اگر جنسی شہوت اور فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو ان کو دیکھنا جائز ہے۔

م۔۴۸۶ : الف۔ کیا ٹیلی ویژن وغیرہ پر عریاں یا نیم عریاں غیر مسلم عورتوں کو دیکھنا جائز ہے جس کا مقصد معلومات حاصل کرنا اور تفریح ہو اور جنسی لذت حاصل ہونے کا اطمینان نہ ہو ؟

ب۔ اور اگر سابق الذکر ارادے سے نہ دیکھے بلکہ اپنی ازدواجی شہوت کو ابھارنے کے لئے دیکھے تو اس کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب : فحش مناظر چاہے وہ براہ راست ہوں یا ٹیلی ویژن پر ہوں، شہوت کی نگاہ سے ان کو دیکھنا جائز نہیں بلکہ احتیاط واجب کے طور پر کسی طرح سے بھی (اگرچہ بغیر شہوت کے ہو) دیکھنے کو ترک کرنا چاہئے۔

م۔۴۸۷ : کیا شہوت انگیز مناظر کو دیکھنا جائز ہے جبکہ دیکھنے والے کو اطمینان ہو کہ ان مناظر کا اس پر کوئی اثر نہ ہوگا؟

جواب : بطور احتیاط شہوت انگیز مناظر نہ دیکھے جائیں۔

م۔۴۸۸ : کیا لذت کے بغیر جنسی فلموں کو دیکھنا جائز ہے۔

جواب : بطور احتیاط کسی صورت میں بھی نہ دیکھا جائے۔

م۔۴۸۹ : بعض ٹیلی ویژن اسٹیشن ایسے پروگراموں کی ماہوار فیس لیتے ہیں جو فحاشی سے مخصوص نہیں ہوتے، لیکن آدھی رات کے بعد فحش فلموں کو نشر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا ایسے پروگرام کا ممبر بن کر فیس دینا جائز ہے؟

جواب : جائز نہیں۔ مگر یہ کہ انسان کو اپنے نفس وغیرہ پر مکمل اعتماد ہو کہ وہ فحش پروگرام نہیں دیکھے گا۔

م۔۴۹۰ : بعض ممالک میں کسی محفل میں آنے والا عورتوں سمیت تمام حاضرین سے کسی جنسی لذت کے بغیر ہاتھ ملاتا ہے اور اگر وہ عورتوں سے مصافحہ نہ کرے تو اس کی یہ روش عجیب سمجھی جاتی ہے بلکہ اکثر اوقات اسے عورت کی توہین اور تحقیر سمجھا جاتا ہے جس کی وجہ سے آنے والے کو منفی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیا ایسی صورتوں میں عورتوں سے مصافحہ کرنا جائز ہے؟

جواب : عورتوں سے ہاتھ ملانا جائز نہیں۔ اس لئے ایسے آنے والے افراد کو چاہیئے کہ یا تو وہ کسی سے بھی ہاتھ نہ ملائیں یا دستانے پہن کر ہاتھ ملائیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور مصافحہ سے انکار پر ناقابل برداشت تکلیف اور تنگی لازم آتی ہو تو ایسی صورت میں جائز ہوگا۔ یہ سب اس صورت کے احکام ہیں جب ایسی محافل میں شرکت

کرنا ضروری اور ناگزیر ہو۔ بصورت دیگر اگر مصافحہ سے اجتناب ممکن نہ ہو تو ایسی محافل میں شرکت ہی جائز نہیں۔

م۔۴۹۱: مغربی ممالک میں مصافحہ سلام کا ذریعہ اور طریقہ سمجھا جاتا ہے جس کو ترک کرنے سے بعض اوقات انسان تعلیمی اور کاروباری مواقع سے محروم ہو جاتا ہے۔ کیا مجبوری کی صورت میں مسلمان مرد (نامحرم) عورت سے مصافحہ کر سکتا ہے یا مسلمان عورت (نامحرم) مرد سے مصافحہ کر سکتی ہے؟

جواب: اگر دستانے وغیرہ کے ذریعے اجنبی کو ہاتھ لگانے سے بچنا ممکن نہ ہو تو صرف اس صورت میں نامحرم سے ہاتھ ملانا جائز ہو گا جب اس کو ترک کرنے سے قابل ذکر نقصان اور ناقابل برداشت تکلیف لازم آتی ہو۔

م۔۴۹۲: جو مسلمان مغربی ممالک میں رہ رہا ہو اور اسے مسلمان عورت میسر نہ آئے تو کیا اس کے لئے غیر مسلم عورتوں سے شادی کرنا جائز ہے؟ جبکہ غیر مسلم عورتوں سے شادی کرنا اولاد کے لئے خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ ان غیر مسلموں کی زبان، ان کا دین، تربیت کے طریقے اور اجتماعی اقدار اور عادات مسلمانوں سے یکسر مختلف ہیں جو اولاد کے لئے بہت سی نفسانی مشکلات کا سبب بن سکتے ہیں۔

جواب: بطور احتیاط اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) عورتوں سے دائمی نکاح جائز نہیں اگرچہ انقطاعی نکاح (متعہ) جائز ہے۔ لیکن ہم ایسے مسلمانوں کو نصیحت کریں گے کہ وہ غیر مسلم عورتوں سے اولاد پیدا نہ کریں۔ یہ اس صورت کا حکم ہے جب اس مسلمان مرد کی اگرچہ غائب سہی، مسلمان بیوی نہ ہو اور اگر مسلمان مرد کی مسلمان بیوی موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نکاح انقطاعی بھی جائز نہیں، بلکہ احتیاط واجب کے طور پر مسلمان بیوی کی اجازت سے بھی عقد انقطاعی جائز نہیں۔

م۔۴۹۳: بعض کمپنیاں ایسے آلات بناتی ہیں جو عورت کی شرمگاہ کے مشابہ ہوتے ہیں جن

کو مرد لذت کی غرض سے سوتے وقت اپنے آلہ تناسل پر رکھ دیتے ہیں کیا یہ عمل استمناء اور حرام شمار ہوگا؟

جواب: اگر اس سے منی خارج کرنا مقصود ہے یا اس کی عادت ایسی ہو کہ اس قسم کے اعمال سے منی خارج ہوتی ہو اور منی خارج نہ بھی ہو تو یہ عمل حرام ہوگا۔ بلکہ احتیاط واجب کے طور پر اگر منی کے خارج نہ ہونے کا اطمینان بھی ہو پھر بھی جائز نہیں۔

م۔ ۴۹۴: مرد شہوت کی نیت سے کسی دوسرے مرد کو گلے لگا سکتا ہے یا جنسی لذت کی نیت سے ایک دوسرے کا بوسہ لے سکتے ہیں اور اگر معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ جائے اور غیر فطری عمل کی نوبت آئے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: یہ سب کام حرام ہیں، اگرچہ حرام کے درجے مختلف ہیں۔

☆☆☆☆☆

نویں فصل

عورتوں کے معاملات

☆ مقدمہ
☆ عورتوں سے متعلق بعض شرعی احکام
☆ عورتوں سے مخصوص استفتاءات
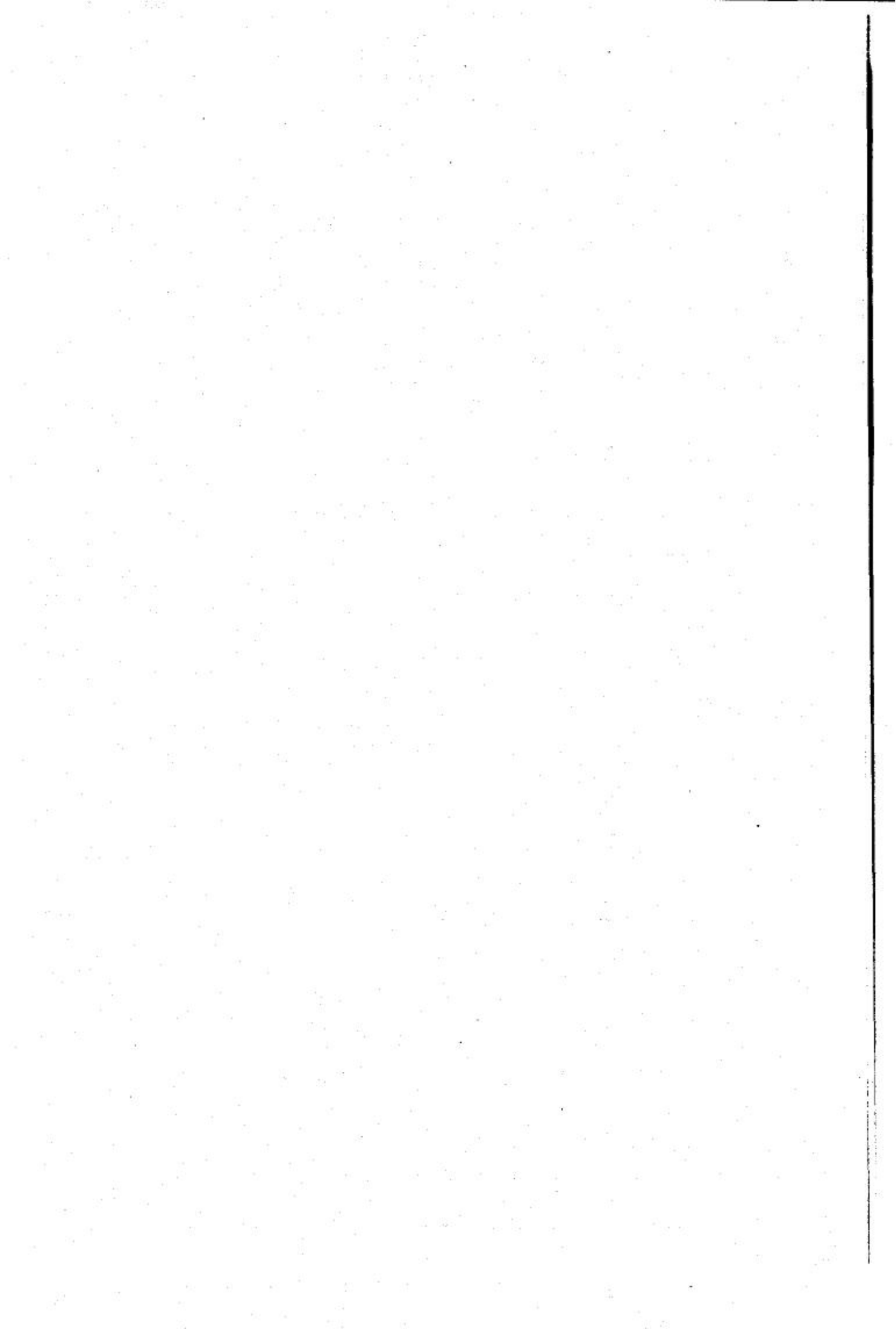
محظوظ ہونا جائز ہے ؟

جواب : اگر تلاوت میں استعمال ہونے والی طرز، گانے والی نہ ہو تو اس کو سننے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۵۵۳ : بعض قاری حضرات، کلام کہنے والے اور گانا گانے والے فاسقوں کی طرز کو لے لیتے ہیں اور اس طرز میں معصومین (ع) کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں، گویا کلام کا مضمون تو فاسقوں اور فاجروں کے مضمون کلام سے مختلف ہوتا ہے لیکن طرز انہی کی ہوتی ہے کیا اس طرح کا کلام سنانا اور اس کا سننا حرام ہے ؟

جواب : جی ہاں، بطور احتیاط حرام ہے۔

م۔ ۵۵۴ : کیا شب زفاف کسی بھی لحن اور طرز میں اگر چہ فاسقوں کی طرز سے ہم آہنگ ہو، عورتوں کے لئے گانا جائز ہے ؟ اور کیا اس شب میں آلات موسیقی کو استعمال کرنا بھی عورت کے لئے جائز ہے ؟ نیز کیا عقد کی محفل میں، مہندی کی رات یا شب ہفتم کو بھی اسی طرح گانا جائز ہے یا صرف شب زفاف یہ گانا جائز ہے ؟

جواب : احتیاط واجب کے طور پر شب زفاف کو بھی گانا کو ترک کرنا چاہے چہ جائیکہ دیگر شبوں میں جائز ہو۔ موسیقی کا حکم گزشتہ مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

م۔ ۵۵۵ : کیا پیانو، سارنگی، ڈھول، بانسری الیکٹرانک پیانو پر مشتمل انقلابی ترانے سننا جائز ہے ؟

جواب : اگر ان چیزوں سے نکلنے والی موسیقی کی آواز لہو و لعب کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو تو اس کو سننا جائز نہیں۔

م۔ ۵۵۶ : "اہل فسق کے نزدیک متعارف،، کی اصطلاح کا کیا مطلب ہے ؟

جواب : یہ تعبیر ہمارے فتاوی میں استعمال نہیں ہوئی۔ ہم نے غنا کی تعریف یہ کی تھی : "اہل لہو و لعب کے نزدیک متعارف لحن اور طرز" اور اس کا مطلب کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اور ہم آہنگی نہ رکھتی ہو، اگر چہ اعصاب کو سکون نہ بخشے۔ جیسے عسکری اور جنازوں میں بجائی جانے والی موسیقی ہے۔

م۔۵۵۰: جس طرح حلال موسیقی اور حرام موسیقی کے بارے میں کثرت سے پوچھا جاتا ہے، اس طرح حلال گانوں اور حرام گانوں کے بارے میں زیادہ سوال کیا جاتا ہے۔ کیا ہم ان سوالات کا یہ جواب دے سکتے ہیں کہ حرام گانے وہ ہیں جو جنسی اور شہوانی میلان کو ابھاریں اور گھٹیاپن اور مستی پر برانگیختہ کریں اور جو گانے یا گیت ان پست میلانات کو نہ ابھاریں بلکہ انسانی نفس اور اس کے افکار کو ایک بلند معیار تک پہنچائیں، جیسے وہ گیت ہیں جو سیرت نبی (ص) اور مدح اہل بیت (ع) کے بارے میں گائے جاتے ہیں یا وہ گیت اور ترانے جو جرأت و شجاعت انگیز ہوتے ہیں، وہ حلال ہیں؟

جواب: غنا (گانے) تمام کے تمام حرام ہیں اور ہماری رائے کے مطابق غنا اس لہو و لعب اور بے ہودہ کلام کا نام ہے جو اہل لہو و لعب کے لحن میں پیش کیا جائے اور اسی طرح اس (گانے والے) لحن اور طرز میں قرآن کی تلاوت کرنا، دعائیں پڑھنا اور اہل بیت (ع) کی شان میں قصیدے پڑھنا بھی حرام ہے۔ اس لہو و لعب اور بے ہودہ کلام کے علاوہ کچھ اور گانے کی طرز پر کلام جیسے گانے کی طرز پر شجاعت و بہادری کے ترانے ہیں تو یہ احتیاط واجب کے طور پر حرام ہیں۔ جس لحن اور طرز پر گانے کی گزشتہ تعریف صادق نہ آتی ہو وہ حرام نہیں۔

م۔۵۵۱: کیا موسیقی پر مشتمل اہل بیتؑ کی تعریف میں گیت سننا جائز ہے؟

جواب: غنا (گانے) ہر صورت میں حرام ہیں باقی رہے وہ قصیدے جو کسی خوبصورت طرز میں پڑھے جائیں لیکن ان میں غنا کی کیفیت نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جو موسیقی محافل لہو و لعب سے مناسبت نہ رکھتی ہو وہ حلال ہے۔

م۔۵۵۲: جو قاری تلاوت کے دوران اپنی آواز کو حلق میں گھماتا ہو، اس کی تلاوت کو سن کر

نیز آپ (ص) نے فرمایا:

الغناء والموسیقی رقیة الزنا

"غنا گانا اور موسیقی زنا کا ایک ذریعہ ہے،،

م۔۵۴۷ : عورت اپنے شوہر کو خوشحال کرنے اور اس کے جذبات کو ابھارنے کی غرض سے اس کے سامنے رقص کر سکتی ہے۔ لیکن دوسرے مردوں کے سامنے رقص نہیں کر سکتی اور احتیاط واجب کے طور پر عورتوں کے سامنے بھی رقص نہیں کرنا چاہئے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۵۴۸ : شادیوں، دینی تقریبات، سیمیناروں اور جشنوں میں مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں طور پر تالیاں بجانا جائز ہے۔

اس فصل سے ملحق استفتاءات اور ان کے جوابات :

م۔۵۴۹ : اکثر اوقات حلال موسیقی اور حرام موسیقی کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ کیا ہم جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو موسیقی جنسی اور شہوانی طبیعت کو برانگیختہ کرے اور مستی، گھٹیا پن اور چھچھورے پن کو ابھارے وہ حرام موسیقی ہے اور جو موسیقی اعصاب کو سکون پہنچائے، نفس کو راحت اور آرام پہنچائے یا وہ موسیقی جو فلمی واقعات کے ساتھ سنائی جاتی ہے تاکہ فلم کا منظر زیادہ سے زیادہ ذہنوں پر مؤثر ثابت ہو سکے یا وہ موسیقی جو ورزش کے کھیلوں میں ورزشی مشق کے دوران بجائی جاتی ہے یا وہ موسیقی جو مخصوص ساز کے ذریعے کسی خاص منظر کا نقشہ پیش کرتی ہے یا وہ موسیقی جو انسان میں جرأت و شجاعت پیدا کرتی ہے، یہ ساری موسیقی حلال ہیں؟

جواب : حرام موسیقی وہ ہے جو لہو ولعب کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو۔ اگرچہ جنسی غریزے کو نہ ابھارے اور حلال موسیقی وہ ہے جو لہو ولعب کی محافل سے مناسبت

غناکا مصداق ہے۔

م۔ ۵۴۵: اہل لہو ولعب میں رائج لحن میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور دعاؤں اور دیگر اذکار کو پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ احتیاط واجب کے طور پر اس شعر یا نثر پر مشتمل کلام کو بھی گانے کے لحن اور طرز میں پیش کرنا جائز نہیں جو بے ہودہ مفہوم پر مشتمل نہ ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۵۴۶: سنت (روایات) میں وارد ہے کہ غنا (گانا) اور حرام موسیقی کو سننا حرام ہے۔چنانچہ جناب رسول خدا (ص) نے ایک حدیث میں فرمایا:

ویحشر صاحب الغنا من قبره أعمى و أخرس وأبكم و يحشرالزانى مثل ذلك، و يحشر صاحب المزمار مثل ذلك و صاحب الدف مثل ذلك.

(المسائل الشرعية للسيد الخوئى ج۲ص۲۲)

"گانے والے کو اپنی قبر سے اندھا، گونگا اور بہرہ اٹھایا جائے گا، زناکار کو بھی ایسے ہی اٹھایا جائے گا، بانسری بجانے والے کو بھی اسی حالت میں اور اٹھایا جائے گا اور ڈھول بجانے والے کو بھی اسی طرح اٹھایا جائے گا۔،،

نیز آنحضرت (ص) نے فرمایا:

من استمع الى اللهو(الغناء و الموسيقى) يذاب فى أذنه الآنك (الرصاص المذاب) يوم القيامة.

"جو شخص (قصدو ارادے سے) لہو کی باتوں (گانے اور موسیقی) کو سنے تو روز قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے گا۔،،

ہوتا ہے یا اس لحن سے شباہت رکھتا ہے جو لہو ولعب میں استعمال ہوتا ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔ ۵۴۱ :ان مقامات پر آمدورفت جائز ہے جہاں حلال موسیقی بجائی جاتی ہو اور جب تک یہ موسیقی حلال ہو جان بوجھ کر اسے سننا بھی جائز ہے۔

م۔ ۵۴۲ :ان عمومی جگہوں پر آنا جانا جائز ہے جہاں موسیقی بجائی جاتی ہو بشر طیکہ یہ موسیقی عمداً نہ سنی جائے۔ جیسے استقبالیہ کے ہال (لاؤنج)، مہمان خانے، عام باغات اور ہوٹل اور قہوہ خانے وغیرہ ہیں۔ اگرچہ ان مقامات پر بجائی جانے والی موسیقی لہوولعب کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو۔ اس لئے کہ اس امر میں شرعاً کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں کہ کانوں کو کوئی حرام لحن سنائی دے لیکن آپ اس لحن کو سننے کا قصد اور ارادہ نہ رکھتے ہوں۔

م۔ ۵۴۳ : چھوٹوں اور بڑوں کے لئے یکساں طور پر موسیقی کی تعلیم کے لئے بنائے گئے مراکز یا دیگر مقامات پر جاکر حلال موسیقی سیکھنا جائز ہے۔ بشر طیکہ ان جگہوں پر آمدورفت سے دینی تربیت اور پرورش پر منفی اثر نہ پڑے۔

م۔ ۵۴۴ :گانے گانا، سننا اور اس کا کاروبار کرنا (یہ سب) حرام ہیں اور غنا (گانے) سے مراد وہ بے ہودہ کلام ہے جو اہل لہوولعب میں معروف لحن میں پیش کیا جائے۔

(الف) حرام غنا میں سے شادیوں میں عورتوں کے گانے کو مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ (یعنی اسے جائز قرار دیا جاتا ہے) بشر طیکہ اس میں کوئی اور فعل حرام شامل نہ کیا جائے۔ جیسے ڈھول بجانا، باطل گفتگو کرنا، مردوں کا عورتوں کے مجمع میں جانا اور اس طرح سے مردوں کا عورتوں کی ہیجان خیز آواز کا سننا۔ لیکن اسے مستثنیٰ قرار دینا اشکار سے خالی نہیں۔

(ب) مشہور و معروف حودی خوانی غنا شمار نہیں ہوتی لہذا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اس آواز کو بھی سننا جائز ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ یہ

غیر مسلم ممالک میں رہنے والے بلکہ بعض اسلامی ممالک کے رہنے والے بھی آلات موسیقی کی آواز سننے، گویوں کی خوش الحانی اور سڑک، اسکول اور ہمسائے کے گھر سے رقص کی دھنیں سننے کے عادی ہیں۔ سڑکوں سے گزرنے والی گاڑیوں سے آلات موسیقی کی آواز راہ گیروں کو ہلا کر رکھ دیتی ہے اور انہیں بے قرار کر دیتی ہے اور انسان خود سے پوچھتا ہے، کیا میں ان آلات کی آواز اور گانے کو سن سکتا ہوں اور کیا میرے لئے رقص کرنا جائز ہے؟

درج ذیل مسائل میں، ہم گزشتہ دونوں سوالات اور اس قسم کے دیگر سوالوں کے جوابات تحریر کریں گے۔

م۔۵۳۸: موسیقی انسانی فنون میں سے ایک فن ہے جو آج کل بڑی کثرت سے پھیل گیا ہے۔ اس فن کی بعض قسمیں حلال اور بعض قسمیں حرام ہیں۔ حلال موسیقی کو سننا جائز ہے اور حرام موسیقی کو سننا جائز نہیں ہے۔

م۔۵۳۹: حلال موسیقی وہ ہے جو لہو ولعب کی محفلوں سے مناسبت اور ہم آہنگی نہ رکھتی ہو اور حرام موسیقی وہ ہے جو لہو ولعب کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہو۔

م۔۵۴۰: موسیقی یا غنا کے لہو ولعب کی محفلوں سے مناسبت رکھنے کا مطلب یہ نہیں کہ موسیقی یا غنا کا لحن نفس کو راحت اور سکون پہنچائے اور اس کی کیفیت کو تبدیل کرے۔ اس لئے کہ یہ چیزیں تو درست ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیقی کی آواز اور غنا کے لحن کو سننے والا، خصوصاً اگر وہ شخص جو ان چیزوں کی خصوصیات سے باخبر ہو، اس بات کو تشخیص دے کہ یہ لحن لہو ولعب کی محافل میں استعمال

دسویں فصل
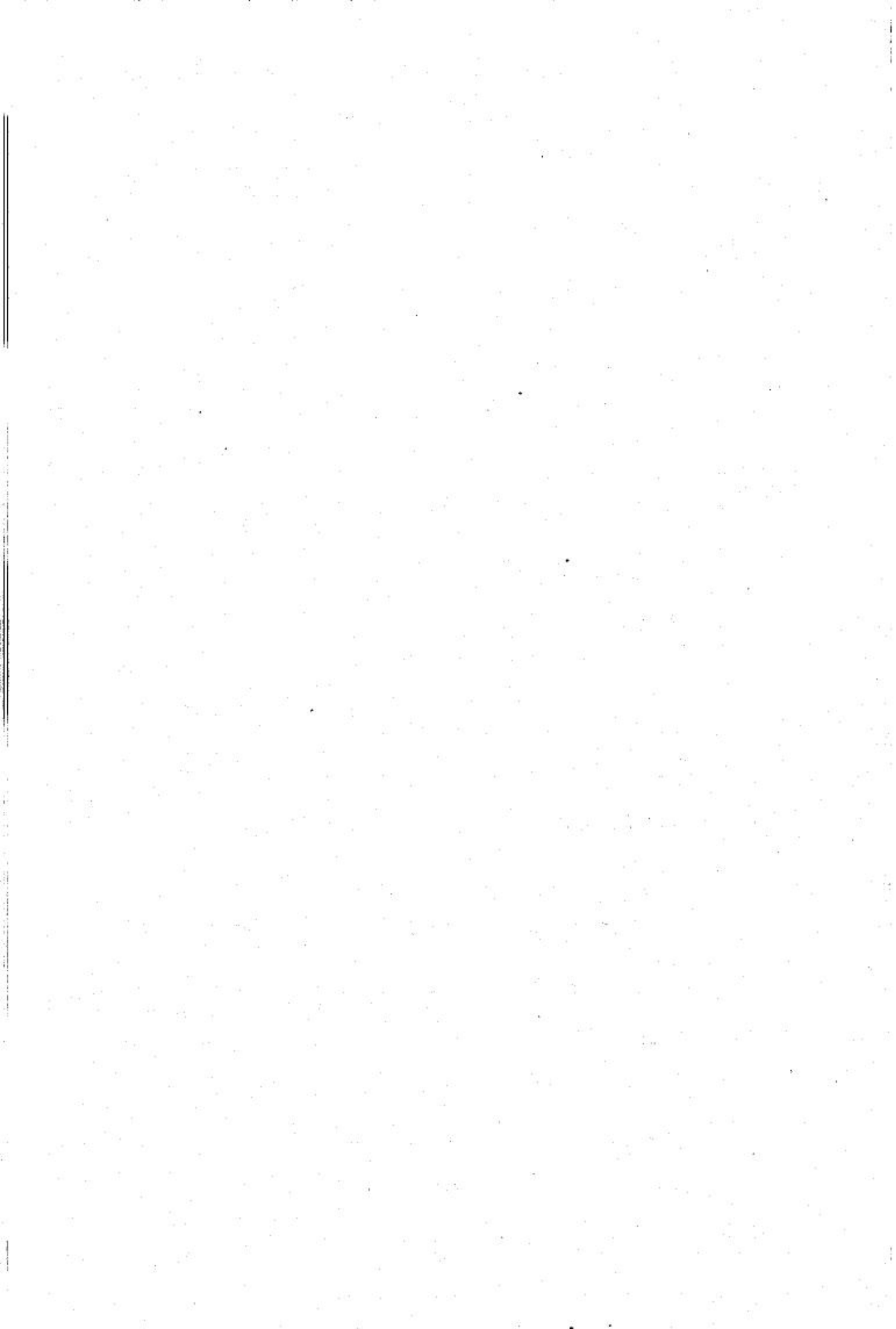
موسیقی، غنا (گانے) اور رقص کے احکام

☆ مقدمہ
☆ موسیقی گانے اور رقص سے متعلق بعض شرعی احکام
☆ غنا، موسیقی اور رقص سے مخصوص استفتاءات
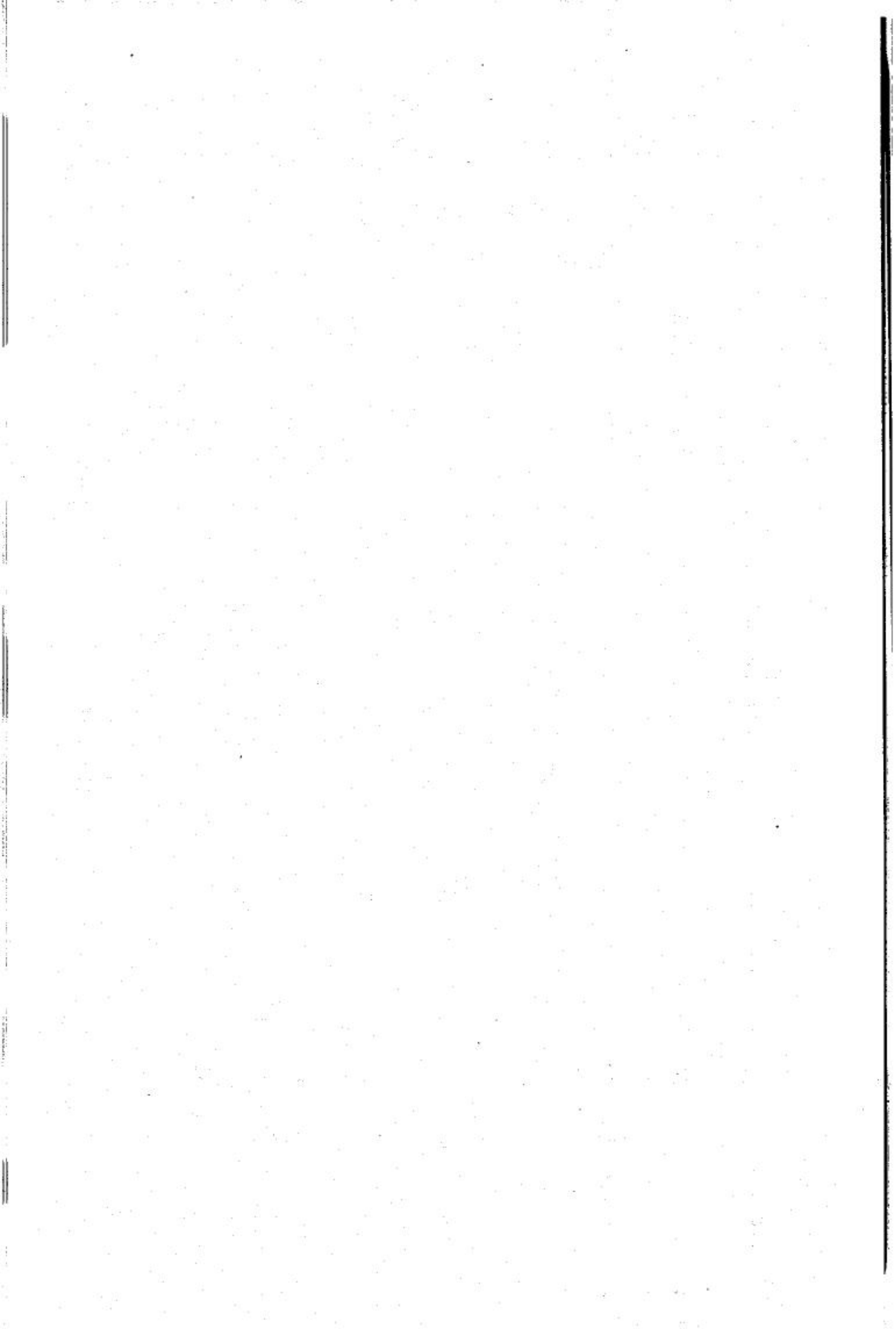
نہیں۔

م۔۵۳۴ :اگر حمل خاتون کے لئے شدید مشقت اور خاندان کی بدنامی کا باعث بنے تو اسقاط حمل جائز ہے ؟

جواب : اگر یہ مشقت عام حالات میں ناقابل برداشت ہو اور اسقاط حمل کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو جنین (بچے) میں روح داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے۔

م۔۵۳۵ :کیا خاتون کے لئے پینٹ شرٹ پہن کر بازاروں اور سڑکوں پر نکلنا جائز ہے ؟

جواب : اگر اس کے بدن کے حساس حصے مجسم ہو کر ظاہر ہوتے ہوں یا ناظرین کے جنسی احساسات برانگیختہ ہوتے ہوں تو جائز نہیں۔

م۔۵۳۶ :کیا عورتوں سے مخصوص محفلوں میں دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور حسن و جمال میں اضافے کی خاطر مصنوعی بال (Wig) پہننا جائز ہے اور یہ عیب پوشی کے زمرے میں آئے گا ؟

جواب : اگر Wig کو پہننے کا مقصد کسی کو دھوکا دینا یا اپنی شادی کے موقع پر عیب پوشی نہ ہو بلکہ زینت کی خاطر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۳۷ :کیا حیض والی عورت سجدہ والی آیات کے علاوہ سات آیتوں سے زیادہ کی تلاوت کر سکتی ہے اور کیا جائز ہونے کی صورت میں یہ کوئی مکروہ عمل ہوگا اور کیا اس کے مکروہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تلاوت کا ثواب تو ملے گا مگر کم ؟

جواب : حیض والی عورت سجدہ والی آیات کے علاوہ دیگر آیات کی تلاوت کر سکتی ہے۔ سات سے زیادہ آیات کی تلاوت کو اگر مکروہ قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس کا ثواب کم ہے۔

☆☆☆☆☆

میں کوئی حرج نہیں، ورنہ جائز نہیں۔

م۔۵۳۰ :بعض مغربی ممالک کے عام میدانوں میں مصور بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں جو لوگوں کو اپنے سامنے بٹھا کر اور ان کے چہروں کی طرف دیکھ دیکھ کر کھڑے کھڑے ان کی تصویر بنا دیتے ہیں۔ کیا ایک باحجاب خاتون اس طرح سے اپنی تصویر بنوا سکتی ہے؟

جواب : خاتون کو چاہئے کہ وہ اس طرح سے اپنی تصویر نہ بنوائے۔

م۔۵۳۱ :کیا خواتین کے لئے مختلف طریقوں سے کشتی لڑنا جائز ہے؟ اور کیا بغیر لذت کے براہ راست یا ٹیلی ویژن کے ذریعے کشتی لڑنے والوں کے برہنہ بدن کو دیکھنا جائز ہے؟

جواب : اس حد تک کشتی لڑنا جائز نہیں جو کشتی لڑنے والے یا دوسروں کے لئے حرام کی حد تک نقصان دہ ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت لذت کے بغیر اور ٹیلی ویژن پر بھی مرد کے بدن کو نہ دیکھے ماسوائے سر، دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں اور دیگر ایسے اعضاء کے جن کو مسلمانوں کی عام سیرت کے مطابق چھپانے کی پابندی نہیں کی جاتی۔

م۔۵۳۲ :کیا خواتین ان مردوں کا بدن دیکھ سکتی ہیں جو عزاداری کے دوران اپنا لباس اتار دیتے ہیں؟

جواب : احتیاط واجب کے طور پر اسے ترک کرنا چاہئے۔

م۔۵۳۳ :اگر کوئی شخص رضاکارانہ طور پر کسی بچی کی تربیت کرے (اسے اپنی بیٹی بنا لے) اور اس کے پاس بڑی ہو اور سن بلوغ تک پہنچ جائے۔ کیا اس بچی پر واجب ہے کہ اپنے اس مربی سے پردہ کرے اور مربی پر واجب ہے کہ اس کے بالوں کو نہ دیکھے اور اس کے جسم کو ہاتھ نہ لگائے؟

جواب : جی ہاں۔ یہ سب ضروری ہیں اور اس مربی اور دیگر نامحرم مردوں میں کوئی فرق

م۔۵۲۵ : عورت کے لئے زینت والی انگوٹھی اور چوڑیاں اور ہار پہننا حلال ہے یا حرام ؟

جواب : حلال ہے۔ البتہ انگوٹھی اور چوڑیوں کے علاوہ دوسرے اسباب زینت کو چھپانا واجب ہے اور انگوٹھی اور چوڑیاں اس صورت میں ظاہر کر سکتی ہے جب اس سے کسی کے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور اس نیت سے نہ پہنی جائیں کہ اس کی طرف حرام نگاہ سے دیکھا جائے۔

م۔۵۲۶ : آج کل مغرب نے آنکھ کی سیاہی کے اوپر مختلف رنگ کے (مصنوعی) عدسے (Lens) لگانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ کیا عورت آرائش اور نامحرم مردوں کے سامنے نمائش کی غرض سے یہ کام کر سکتی ہے ؟

جواب : اگر یہ چیز اس کی زینت شمار ہو تو جائز نہیں۔

م۔۵۲۷ : کیا عورت کے تخم (Ovum) کی خرید و فروخت جائز ہے ؟

جواب : جائز ہے۔

م۔۵۲۸ : بعض مخصوص حالات میں بعض خواتین کے بال گرتے ہیں۔ علاج کی نیت سے مرد ڈاکٹر کو بال دکھانا جائز ہے ؟ چاہے بالوں کا گرنا اس کے لئے باعث زحمت و تکلیف ہو یا نہ ہو بلکہ صرف آرائش کا یہ تقاضا ہو ؟

جواب : اگر بال گرنے سے عام حالات میں ناقابل برداشت زحمت و تکلیف ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

م۔۵۲۹ : کیا مسلمان عورت مغربی ممالک کے ان کالجوں میں داخلہ لے سکتی ہے جن میں مخلوط تعلیم ہوتی ہے۔ جن میں بعض طلباء اور طالبات کی روش آزادانہ ہے اور وہ اخلاقی اقدار کے پابند نہیں۔

جواب : ایسے حالات میں اگر خاتون کو یقین ہے کہ اس کا دین محفوظ رہے گا۔ حجاب سمیت دیگر شرعی فرائض کی پابند رہ سکے گی۔ حرام نگاہ اور مس کرنے سے اجتناب کر سکے گی اور اس آزاد اور بگڑے ہوئے ماحول سے متاثر نہیں ہو گی تو داخلہ لینے

زینت اور ستر کی نیت سے ظاہر کرنا جائز ہے ؟

جواب : عورت کے لئے مصنوعی بال لگوانا جائز ہے۔ لیکن یہ زینت ہے جسے نامحرم مردوں سے چھپانا واجب ہے۔

م۔ ۵۲۱ : کیا جوان خواتین وہ جراب استعمال کر سکتی ہیں جو جلد کی ہم رنگ ہوتی ہے اور پنڈلی کی خوبصورتی کا باعث بنتی ہے ؟

جواب : اس قسم کی جراب پہننا جائز ہے۔ لیکن اگر یہ لباس میں زینت شمار ہو تو اسے نامحرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے۔

م۔ ۵۲۲ : کیا عورت وہ جراب پہن سکتی ہے جس سے پردہ تو ہوتا ہے مگر عضو کو نمایاں کر دیتی ہے ؟

جواب : اس کو پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔ ۵۲۳ : جو مسلمان نرس کسی کلینک میں کام کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں مسلمان اور غیر مسلم مردوں کو ہاتھ لگایا جاتا ہے۔ کیا یہ کام جائز ہے ؟ جبکہ یہ بھی عیاں ہے کہ اس ملازمت کو ترک کرنا بھی ایک مشکل کام ہے کیونکہ ملازمت کے مواقع بہت کم ملتے ہیں۔ نیز یہ بھی فرمائیں کہ مسلمان مرد کے بدن کو چھونے اور غیر مسلم مرد کے بدن کو چھونے میں کوئی فرق ہے ؟

جواب : عورت کے لئے نامحرم مرد کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں، چاہے وہ مرد مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ مگر یہ کہ یہ ملازمت اس قدر ناگزیر ہے کہ جس کی وجہ سے حرام، حرام نہ رہے۔

م۔ ۵۲۴ : کیا خاتون ایڑی والے جوتے پہن سکتی ہے جن کے زمین پر لگنے اور ٹک ٹک کی آواز سے دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے ؟

جواب : اگر ایسے جوتے نامحرم مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے پہنے جائیں یا وہ عام طور پر فعل حرام میں مبتلا کرنے کا باعث بنیں تو جائز نہیں ہوگا۔

جبکہ سیکھنے کے دوران مرد استاد اور خاتون کے علاوہ کوئی تیسرا آدمی نہیں ہوتا اور فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی نہیں ہوتا؟

جواب : اگر گمراہی اور اخلاقی بگاڑ سے محفوظ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۱۷ :زنانہ آرائش کی دوکانوں پر خاتون کارکن کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا مؤمنہ خاتون کے لئے ایسی بے پردہ عورتوں کا بناؤ سنگھار جائز ہے جو آرائش کے بعد نا محرم مردوں کے سامنے جاتی ہیں۔ یہ عورتیں مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔

جواب : اگر یہ عمل منکر اور برائی کی ترویج اور اس کو عام کرنے میں شریک شمار ہو تو جائز نہیں ہوگا۔ مگر اس عنوان (منکر کی ترویج میں شریک) کا صادق آنا بہت بعید ہے۔

م۔۵۱۸ :جو عورت اپنے چہرے کا پردہ نہیں کرتی کیا وہ اپنے چہرے کے بالوں کی صفائی اور ابروؤں کے کچھ بال صاف کر کے ان کو سیدھا کر سکتی ہے؟ اور کیا چہرے پر ہلکا پاؤڈر لگا سکتی ہے؟

جواب : چہرے کے بال صاف کرنے اور ابروؤں کو سیدھا کرنے سے، چہرے کو ظاہر کرنا ممنوع نہیں ہو جاتا بشرطیکہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور چہرے کو ظاہر کرنے کا مقصد بھی یہ نہ ہو کہ اس پر نامحرم مرد کی نظر پڑے۔ لیکن بناؤ سنگھار کی غرض سے سرخی پاؤڈر لگانے کے بعد چہرے کو چھپانا ضروری ہے۔

م۔۵۱۹ :کیا شادی کی زنانہ محافل میں اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے سب یا بعض بالوں کی رنگائی جائز ہے؟

جواب : اگر رنگائی کا مقصد صرف زینت ہو، کسی کو دھوکا دینا نہ ہو، مثال کے طور پر عیب یا سن و سال کی زیادتی کو چھپانا، تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۲۰ :اگر کوئی خاتون اپنے اصل بال چھپانے کے لئے اپنے سر پر مصنوعی بال لگائے جن سے اس کے اصلی بال چھپ جائیں۔ کیا اپنے اصلی حلیہ کے برعکس اس حلیہ کو

م۔ ۵۱۳ :بہت ساری باحجاب مسلمان خواتین کی یہ عادت ہے کہ وہ گردن کا تو پردہ کر لیتی ہیں لیکن ٹھوڑی اور اس کے نیچے کا کچھ حصہ ظاہر رکھتی ہیں۔ کیا ان کا یہ عمل جائز ہے ؟ اور چرہ جس کو ظاہر رکھنا جائز ہے، کی حد کیا ہے ؟ کیا کان چہرے کا حصہ ہیں ؟

جواب : چرہ کانوں کو شامل نہیں، اس لئے انہیں چھپانا ضروری ہے۔ باقی رہا ٹھوڑی اور اس کے نیچے کا حصہ، جو عام طور پر چہرے پر مقنعہ پہنے ہوئے بھی دکھائی دیتا ہے، چہرے کا حصہ ہے اور اسے چھپانا ضروری نہیں۔

م۔ ۵۱۴ :کیا ان نامحرم عمر رسیدہ خواتین سے ہاتھ ملانا جائز ہے جو کسی نکاح کی خواہش نہیں رکھتیں ؟اور کس عمر کی خواتین پر یہ حکم صادق آتا ہے۔

جواب : بغیر ضرورت اور مجبوری کے کسی بھی (عمر کی) نامحرم عورت کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اور عمر رسیدہ خواتین (جنہیں قرآن نے "قواعد،، کہا ہے اور انہیں پردے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے) کی سن و سال کے لحاظ سے کوئی حد بندی نہیں، بلکہ اس سلسلے میں بعض عورتیں بعض سے مختلف ہوتی ہیں اور اس کا دارومدار وہی ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے یعنی زیادہ عمر کی وجہ سے ان میں نکاح کی خواہش اور رجحان نہ رہے۔

م۔ ۵۱۵ :اگر کسی ملک میں نقاب پہننا حیرت و تعجب کا باعث ہو اور اکثر اوقات لوگ سوالیہ نظروں سے دیکھیں (انگشت نمائی کرتے رہیں) تو کیا ایسی صورت میں نقاب پہننا بدنامی شمار ہو گا اور اس کا اتارنا واجب ہو گا ؟

جواب : نقاب اتارنا واجب نہیں۔ ہاں اگر نقاب پہننا عام لوگوں کے نزدیک باعث توہین اور تحقیر سمجھا جائے اور اس ملک کے تمام لوگوں کے نزدیک ایک برا عمل سمجھا جائے تو بدنام لباس شمار ہو گا اور اس کا پہننا جائز نہیں ہو گا۔

م۔ ۵۱۶ : کیا باحجاب خاتون کے لئے جائز ہے کہ وہ مرد استاد سے گاڑی کی ڈرائیونگ سیکھے

صاف صاف جواب دے سکتا ہے ؟

جواب : شرعی احکام کی تعلیم کی غرض سے خواتین اپنے سوالات کو صاف صاف بیان کر سکتی ہیں اور طالب علم بھی ان سوالات کے جوابات صاف صاف دے سکتا ہے، لیکن ان دونوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ صدق نیت، پاکدامنی اور شرم و حیا کا خیال رکھیں اور ایسی چیزوں کے ناموں کی تصریح کرنے سے احتراز کریں جن کی تصریح قبیح اور ناپسند سمجھی جاتی ہے۔

م۔۵۱۱ : عورت سے ملاعبت اور چھیڑ چھاڑ کے دوران اس کی اندام نہانی سے ایک لیسدار مادہ خارج ہوتا ہے اور جب عورت سے ملاعبت اور چھیڑ چھاڑ مزید جاری رکھی جائے تو عورت کا جنسی ہیجان اور تناؤ اپنے عروج کو پہنچتا ہے اور اسے انزال ہو جاتا ہے اور مزید مواد خارج ہوتا ہے۔ کیا اس ہیجان کے آغاز ہی سے غسل واجب ہو جاتا ہے یا اس وقت غسل واجب ہوگا جب انزال ہو اور کیا غسل عورت کو وضو سے بے نیاز کر سکتا ہے ؟

جواب : غسل اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک اس کا جنسی ہیجان اپنے عروج تک نہ پہنچے۔ جب اس کا ہیجان اپنے عروج تک پہنچ جائے اور اس سے بہنے والا مواد خارج ہو جائے تو ہر اس کام کے لئے غسل واجب ہوگا جس میں حدث جنابت کا ازالہ اور طہارت لازمی ہے اور یہی غسل اسے وضو سے بھی بے نیاز کر دے گا۔

م۔۵۱۲ : بعض خواتین ایام حج میں ماہواری کو مؤخر کرنے کی غرض سے دوائیاں استعمال کرتی ہیں اور جب ماہواری کے دن آجاتے ہیں تو خاتون کا خون رک رک کر آتا ہے۔ کیا ایسی خاتون پر حیض والے احکام لاگو ہوں گے ؟

جواب : اگر خاتون کا خون رک رک کر آئے اور تین دن مسلسل نہ آئے، حتی کہ کچھ خون کے خارج ہونے کے بعد شرمگاہ کے اندرونی حصے میں بھی تین دن مسلسل نہ رہے تو ایسے خون پر حیض والے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔

م۔۵۰۷ :عالمی شہرت یافتہ فلم ساز بیتشکوک کا کہنا ہے کہ مشرقی عورت کی جاذبیت بذات خود بہت زیادہ ہے اور یہ جاذبیت اور کشش اسے بہت زیادہ قوت وطاقت سے نوازتی ہے۔ لیکن ان کوششوں کے نتیجے میں، جو اس نے اپنے آپ کو مغربی عورت کے برابر لانے کی خاطر کیں، آہستہ آہستہ اس کا حجاب اتر گیا اور حجاب کے خاتمے کے ساتھ ساتھ اس کی جنسی کشش رفتہ رفتہ کم ہوتی چلی گئی۔

(حوالہ سابق)

م۔۵۰۸ :مشہور محقق اور دانشمند ویل ڈیورانٹ "عورت کے نزدیک جنسی روش کے اصول" سے متعلق لکھتے ہیں :

"آج عورت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ بے راہروی ضعف وناتوانی اور ذلت کا باعث بنتی ہے اور اس نے اپنی بیٹیوں کو بھی یہی تعلیم دی ہے۔

(حوالہ سابق)

پس عورت عفت وپاکدامنی، حیا اور جسم پوشی کے قدرتی رجحان کی بدولت اپنی ارزش اور قیمت کو دوبالا کر دیتی ہے اور مردوں کے نزدیک اپنی عزت اور حیثیت کو استحکام بخش دیتی ہے۔

خواتین سے متعلق بعض استفتاءات اور آیۃ اللہ کے جوابات

م۔۵۰۹ :شہوت کی نیت سے عورت کا عورت کو گلے لگانا، اس کا بوسہ لینا اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے کا کیا حکم ہے اور اگر معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب : یہ سارے اعمال حرام ہیں اگرچہ ان کے درجات مختلف ہیں۔

م۔۵۱۰ :اکثر اوقات خواتین اپنے مخصوص مسائل کے جوابات کے لئے دینی طالبعلموں کی محتاج ہوتی ہیں۔ کیا یہ خواتین اپنے مخصوص مسائل طالب علموں کے سامنے کھول کر صاف صاف بیان کر سکتی ہیں اور کیا طالب علم بھی ان کے سوالات کے

دو سال سے پہلے بچے کا دودھ چھڑا دیں تو بہتر ہے۔

(منهاج الصالحين السيد سيستاني ج۲ص۱۲۰)

م۔۵۰۳: عورت کے لئے مستحب ہے کہ وہ شوہر کی جنسی ضرورت کو پورا کرنے کے علاوہ بھی اس کی گھریلو خدمت کرتی رہے۔ مثال کے طور پر گھر کا کھانا پکائے، کپڑے سی دے، گھر کی صفائی کرے اور کپڑے وغیرہ دھو کر دے۔ البتہ (جنسی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ) یہ سارے کام عورت پر واجب نہیں۔

م۔۵۰۴: اجنبی عورت کی آواز سننا جائز ہے بشر طیکہ لذت و شہوت کی نیت سے نہ ہو اور فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی نہ ہو۔ اسی طرح عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ اپنی آواز اجنبی مردوں کو سنائے مگر یہ کہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو (اس صورت میں جائز نہ ہوگا)۔ البتہ عورت کے لئے اپنی آواز کو اس طرح دلکش اور خوبصورت بنانا جائز نہیں کہ سننے والے کے لئے عام طور پر ہیجان آور ہو اگرچہ سننے والا عورت کا محرم ہو۔

(حوالہ سابق ص ۱۵)

م۔۵۰۵: اگر عورت کسی بیماری کا علاج کرانے پر مجبور ہو اور مرد ڈاکٹر اس کا زیادہ ہمدرد ہو تو وہ عورت کے بدن کو دیکھ اور چھو سکتا ہے، بشر طیکہ اسے دیکھے اور ہاتھ لگائے بغیر علاج ممکن نہ ہو اور اگر صرف دیکھنے سے علاج ممکن ہو تو ہاتھ لگانا جائز نہیں اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج ممکن ہو تو دیکھنا جائز نہیں۔

(حوالہ سابق ص ۱۳)

م۔۵۰۶: بعض علماء کا خیال ہے کہ اسلام نے تمام تر جنسی لذتوں کو فیملی ازدواجی زندگی تک محدود کرنے کی خاطر، جو مرد عورت اور فیملی سبھی کی خدمت ہے، عورت پر اجنبی مردوں سے ملاقات کے موقع پر حجاب کو فرض قرار دیا۔

(مسئلہ حجاب الشیخ شہید مرتضی مطہریؒ)

سے محفوظ رہے ورنہ محرموں سے بھی پردہ کرنا واجب ہوگا۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۴۹۸ : عورت اپنے گھر سے، ضروری کاموں کے لئے، عطر لگا کر نکل سکتی ہے اگرچہ نامحرم مرد تک اس کی خوشبو پہنچ جائے بشرطیکہ اس کی وجہ سے اجنبی مرد کے جذبات برانگیختہ نہ ہوتے ہوں اور اس کے عطر لگانے کا مقصد بھی یہ نہ ہو۔

م۔۴۹۹ : عورت کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ اکیلی گاڑی میں سفر کر سکتی ہے بشرطیکہ کسی فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۵۰۰ : عورت کے لئے اپنی شرمگاہ کو اتنا چھیڑنا جائز نہیں کہ اس کی لذت اوج تک پہنچ جائے اور اسے انزال ہو جائے اور اگر اس سے اس کی لذّت اوج تک پہنچ جائے اور اس کا بہنے والا مواد خارج ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہوگا اور وضو کی جگہ اسی غسل پر اکتفا کر سکتی ہے۔

(اس فصل سے ملحق استفتاءات ملاحظہ فرمائیں)

م۔۵۰۱ : وہ عورت جو بانجھ پن کی بیماری میں مبتلا ہے علاج کی غرض سے اپنی شرمگاہ کو ظاہر کر سکتی ہے بشرطیکہ اولاد اس کی ضرورت ہو اور اولاد نہ ہونے سے اتنی مشقت و تکلیف ہوتی ہو جس سے انسان مکلف نہ رہتا ہو۔

م۔۵۰۲ : بچے کو اپنی ماں کا دودھ پلانا چاہئے چنانچہ حدیث میں ہے :

ما من لبن رضع به الصبی اعظم برکة علیه من لبن امه۔

"اور بچے کے لئے اپنی ماں کے دودھ سے زیادہ با برکت کوئی اور دودھ نہیں۔"

بچے کو اکیس ماہ دودھ پلانا چاہئے اور اس سے کم نہیں پلانا چاہئے۔ اسی طرح دو سال سے زیادہ عرصہ بھی نہیں پلانا چاہئے اور اگر والدین باہمی رضامندی سے

شریعت میں عورتوں کے خاص خاص احکام ہیں جو اسلامی فقہ کی کتابوں میں درج ہیں اور ان کے بارے میں فقہ کے مختلف ابواب میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

امریکا اور یورپی ممالک کے غیر اسلامی ممالک میں رہنے کی وجہ سے مسلمان خواتین نئے حالات سے دوچار ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان کے سامنے نئے نئے مسائل اور استفسارات وسوالات ابھرتے رہتے ہیں۔ اس وقت ان بعض سوالات کو ذیل میں پیش کر رہا ہوں جن کے ساتھ بعض دوسرے اور مشہور احکام بھی ذکر کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ ہماری قارئات کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں گے۔

م۔۴۹۵ : عورت نامحرم مرد کے سامنے اپنا چہرہ اور ہتھیلی ظاہر کر سکتی ہے بشرطیکہ اس سے فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اس کا مقصد مردوں کو حرام نگاہ میں مبتلا کرنا نہ ہو اور عام طور پر فعل حرام میں مبتلا ہونے کا موجب نہ بنے، ورنہ (اگر فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو) محرم مردوں سے بھی پردہ کرنا واجب ہوگا۔

م۔۴۹۶ : عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے قدموں کی پشت نامحرم مردوں کے سامنے ظاہر کرے، البتہ اگر نامحرم نہ دیکھ رہا ہو تو نماز کی حالت میں پاؤں کے اوپر اور نیچے کے حصے کو ظاہر کرنا جائز ہے۔

م۔۴۹۷ : عورتوں کے لئے آنکھوں میں سرمہ لگانا اور انگوٹھی پہننا جائز ہے، بشرطیکہ اس کا مقصد مردوں کی شہوت وجذبات کو ابھارنا نہ ہو اور فعل حرام میں مبتلا ہونے

ذیل میں بعض ایسے مواد اور اجزاء درج کئے جاتے ہیں جو عام طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ مواد اور اجزاء نباتات یا حیوانات یا کیمیائی طریقے سے بنائے جاتے ہیں چونکہ اکثر غذائی اشیاء پر چسپاں معلومات، ان تمام اجزاء پر مشتمل نہیں ہوتیں جو ان غذائی اشیاء میں شامل ہوتے ہیں اس لئے ان اشیاء میں شامل اجزاء کے حلال یا حرام ہونے کا حتمی حکم اسی صورت میں ممکن ہے جب ان اشیاء کو بنانے والی کمپنیوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

جو اجزاء اور مواد ہم نے بیان کئے ہیں ان کے بارے میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ اپنی معلومات کی روشنی میں اس کے حلال استعمال کی صلاحیت کو بیان کریں اس کے ساتھ ان نکتے کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ استعمال کرنے والے پر واجب نہیں کہ وہ ان غذائی اشیاء کے اجزاء کے بارے میں پوچھ گچھ اور تحقیق کرے تاکہ اس بات کا یقین حاصل کر لیا جائے کہ وہ ایسے اجزا سے خالی ہیں جن کا کھانا جائز نہیں۔

(مأکولات اور مشروبات سے مخصوص فصل کی طرف رجوع فرمائیں)

1۔ Acetic Acid: (سرکہ میں ۵ سے ۱۰ فیصد تک ہوتا ہے، باقی پانی ہوتا ہے) یہ چیز سبزیوں کے جوس اور رس سے بنائی جاتی ہے چنانچہ کیمیائی طریقے سے اور حیوانات کے پٹھوں سے بھی بنائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اسے سبزیوں کے رس یا کیمیائی مواد سے بنایا جائے تو اس کو مأکولات میں استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اسے ایسے حیوان کے پٹھوں سے

بنایا جائے جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا تو اسے ایک حلال مواد کی طرح ماکولات میں استعمال کرنا ممکن نہ ہوگا مگر یہ کہ اس میں استحالہ کے شرائط پائی جائیں۔

2۔ Adipic Acid : اس کی اصل نباتات سے ہے البتہ اسے کیمیائی طریقے سے بھی تیار کیا جاسکتا ہے اس وجہ سے اسے کھانے پینے میں استعمال کرنا جائز ہوگا۔

3۔ Agar : اسے عام طور پر سمندری نباتات سے بنایا جاتا ہے Gelatan کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتا ہے چونکہ یہ اصل میں نباتات سے بنایا جاتا ہے اس لئے اس کا کھانا حلال ہے۔

4۔ C 30 Apocartenal E160e Beta-apa-8-Carotenal

اسے نباتات سے بنایا جاتا ہے اور یہ مالٹے رنگ کا ہوتا ہے۔ مگر کبھی کبھی جلاٹن یا خنزیر کی انتڑیوں سے بنائے گئے روغنی مواد کو پانی میں پگھلانے میں استعمال ہوتا ہے اگر جلاٹن کی اصل مچھلی کے علاوہ کوئی اور حیوانی مواد ہو تو ماکولات میں اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا اور اس کا کھانا جائز نہیں۔

5۔ Carmine/Cochineal E-120 : یہ ایک رنگین مواد ہے جسے Cachineal Caeti نامی کیڑے سے نکالا جاتا ہے اور کھانوں میں اس کا استعمال جائز ہے۔

6۔ Casein : یہ ایک پروٹین ہے جس کی اصل دودھ ہے اور پنیر بنانے میں استعمال ہوتا ہے جو حیوانی یا نباتاتی انزائیم یا کھٹی چیزوں کو ملانے کے بعد مکمل ہوتا ہے لہذا اگر اس میں شامل انزائیم کی اصل حیوانی اجزاء نہ ہوں تو کھانے میں استعمال جائز ہوگا لیکن اگر اس میں شامل انزائیم حیوانی ہوں اور ایسے حیوان کے اجزاء سے بنایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا گیا ہو اور اس کا استحالہ بھی نہ ہوا ہو تو اس کو حلال شمار کرنے کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔

7۔ Chocolate Liquor : یہ ایک مائع ہے جس کا ذائقہ میٹھا ہے اور چاکلیٹ میں

شامل ہے جسے خوشبو کی خاطر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی مشروب نہیں ہے اور نہ اس میں الکحل شامل ہے جیسے لفظ Liquor سے یہ خیال کیا جاتا ہے۔ صرف مائع ہونے کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا ہے۔ بہر حال کھانوں میں اس کا استعمال جائز ہے جو کہ بالکل واضح ہے۔

8۔ Dextrose (Cornrsyrup) : یہ ایک شکر ہے۔ چونکہ اس کی اصل نباتات ہے اس لئے کھانوں میں اس کا استعمال جائز ہے۔

9۔ E153-Carbon Black یہ ایک رنگ ہے جسے ہڈیوں 'گوشت' لکڑی یا سیاہ رنگ نباتات سے نکالا جاتا ہے۔ اگر اس بات کا امکان ہو کہ اس کی اصل حیوانی اجزاء نہ ہوں تو اکثر اوقات ماکولات میں اس کا استعمال جائز ہو گا ہمیشہ نہیں۔ پس اگر یہ چیز لکڑی یا سیاہ رنگ کے نباتات سے بنی ہوئی ہو گی تو حلال ہو گی۔ نیز اس صورت میں بھی حلال ہو گی جب شک ہو کہ یہ نباتیاتی ہے یا حیوانی۔ لیکن اگر اس بات کا علم اور یقین ہو کہ اس کی اصل حیوانی اجزاء ہیں تو یہ صرف اسی صورت میں حلال ہو گا جب اس حیوان کے شرعی طریقے سے ذبح ہونے کا یقین ہو یا اس کا استحالہ ہوا ہو اور اگر اس کا استحالہ نہ ہوا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ اسے حیوان کے اجزاء سے بنایا گیا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا تو وہ نجس ہو گا۔

10۔ E 322-Lecithino : یہ ایک کیمیائی مادہ ہے جسے انڈے کی زردی سے بنایا جاتا ہے لیکن تجارتی سطح پر سویابین کے تیل سے بنایا جاتا ہے۔ اس کا استعمال حلال ہے۔

11۔ E422-Glycerine/Glycerol : یہ ایک صاف وشفاف مائع ہے جسے حیوانات 'نباتات اور کیمیکلز سے بنایا جاتا ہے اگر اس کی اصل نباتات اور کیمیکلز ہوں تو یہ حلال ہو گا اور اگر اس کی اصل حیوانی اجزاء ہوں اور اسے ایسے حیوان سے نکالا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا گیا ہو اور اس کا استحالہ بھی نہ ہوا ہو تو یہ حلال نہ ہو گا

12۔ E471-Mono and Di-glycerides of fatty Acid : اسے نباتات اور حیوانات دونوں سے بنایا جاتا ہے اور نباتات سے بنایا گیا ہو تو کھانے میں اس کا

استعمال حلال ہوگا اور اگر ایسے حیوان سے بنایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا مگر استحالہ ہو گیا ہو تو حلال ہوگا ورنہ حرام ہوگا۔

13۔ E 472 (a-f) Acid ester of Mono and Di-glycerides of fatty Acids اسے نباتات اور حیوانات دونوں سے بنایا جاتا ہے اگر نباتات سے بنایا گیا ہو یا ایسے حیوان سے بنایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو یا اسے شرعی طریقے سے ذبح تو نہیں کیا گیا مگر اس کا استحالہ ہو گیا ہو یعنی کسی اور مواد میں تبدیل ہو گیا ہو تو وہ حلال ہوگا۔

14۔ E476 - Polyglycerol Esters of Polycondensed fatty acid of castor Oil: اگر اسے حیوانی اجزاء سے بنایا گیا ہو تو وہ حرام ہوگا مگر یہ کہ اس کا استحالہ ہوا ہو۔

15۔ E621-Monosodium Glutamate : اسے جاپان کے ساحل سمندر پر اگنے والے سبزے اور گنے سے بنایا جاتا ہے اور چینی کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ اس کی اصل نباتات سے ہے اس لئے یہ حلال ہے۔

16۔ Gelatine : یہ ایک مواد ہے جسے نباتات یا حیوانی اجزاء سے بنایا جاتا ہے۔ اگر نباتات سے بنا ہوا ہو تو اس کے استعمال میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ایسے حیوان سے بنایا گیا ہو جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا تو آیۃ اللہ العظمی خوئی (قدس) کے فتوی کے مطابق حلال ہے اس لئے کہ اس پر استحالہ کے احکام لاگو ہوں گے۔ لیکن آقای سیستانی (دام ظلہ) کے فتوی کے مطابق یہ حرام ہے اس لئے کہ آقای سیستانی اس شرط پر استحالہ کو مطہرات میں شامل کرتے ہیں کہ پہلی چیز کے بنیادی اجزاء باقی نہ رہے ہوں۔

17۔ Guar Gum : (گوارے کی گوند) اسے نباتات سے بنایا جاتا ہے اس لئے اسے ماکولات میں استعمال کرنا جائز ہے۔

18۔ Lactic Acid : اسے باجرہ، سویابین اور گنے سے بنایا جاسکتا ہے نیز کیمیکلز سے بھی بنایا جاسکتا ہے۔

19۔ Pectin : یہ ایک مواد ہے جسے پھلوں سے نکالا جاتا ہے اور تجارتی سطح پر سیب سے بنایا جاتا ہے اور مربوں اور جیلی بنانے میں استعمال ہوتا ہے اور مأکولات میں اس کا استعمال جائز ہے۔

20۔ Pepsin : یہ انزائیم کی ایک قسم ہے جو حیوانات کے معدہ میں موجود ہوتا ہے اور تجارتی سطح پر خنزیر کے معدے سے لیا جاتا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے جو ایک واضح حقیقت ہے مگر یہ کہ اس کا استحالہ ہو جائے۔ جس کی طرف گزشتہ مسائل میں اشارہ کیا جاچکا ہے۔

21۔ Renin (Rennet) : یہ پنیر مایہ کا انگلش نام ہے۔ یہ ایک مواد ہے جو پنیر بنانے میں استعمال ہوتا ہے جسے بچھڑا یا نباتات اور جراثیموں سے بنایا جاتا ہے۔

22۔ Whey (Whey Powder) Whey Solids, Whey Liquid

یہ ایک مائع ہے جس کی اصل دودھ ہے۔ دہی یا خراب ہو جانے والے دودھ میں سے جو مائع الگ ہوتا ہے اسے کہتے ہیں

ضمیمہ سوم

چھلکے والی بعض ان مچھلیوں کے نام

اور

تصاویر جن کا کھانا حلال ہے۔

الاسم العلمي (باللاتينية)	الاسم بالانجليزية	الاسم بالفرنسية	الاسم بالعربية
Alosa Sardina Clupea Sardina	Sardine	Sardines - Sarda	سردين
	Pilchard	Pilchard - célan	البلشار (نوع يشبه السردين
	Coal Fish	Colin - Lieu noir	نازلي
Cyprinus - Carpio	Carp	Carpe	شبّوط
Mugil	Mugil - Grey Mulet	Muge - Mulet Mullet	بوري / بيّاح (أكثر من مئة نوع
Thynnus	Tunny - Tuna	Thon	تن / تون / طون
Thynnus Alalonga	White Tunny-Fish	Thon Blanc-Germon	تور أبيض / طون بيض / كنعد / كعند
Salmo Salar	Salmon	Saumon	سمك سنبماں /
Trutta	Trout	Truite	تروتة / أطروط
Solea	Sole	Sole	سمك موسى
Clupea	Herring	Hareng	رنكة
Perca fluviatilis	Perch	Perche	سمك الفرخ
Gadus	cod-codfish	Morue-Gade	غادُس / غُدس / غَيدس / مورة
	Cod	Cabillaud	غادُس أسمر

Platycephalus	Flathead	Platycéphale	راقود
Morone Labrax	Sea Bass	Bar-Loup-Louvine Loubine	قاروس/قَروس
Cobitis-Fossilis	Pond Loach	Loche D'étang	لُخ/ كُبيت
Lucioperca Lucioperca	Pike-Perch	Sandre	صَنْدر
Osmerus Eperlanus	Smelt	Eperlan	سمك البنفسج
Thymallus Thymallus	Grayling	Ombre	عَتوم
Alosa	Allice Shad	Alose	شابل
Priacanthus	Catalufa Bigeye	Priacanthe	خُشَرْم/ خُمرور / أبو عين
Tinca Tinca	Tench	Tanche	كمهة
Barbus Barbus	Barbel-Barbus	Barbeau Commun Barbot	بُنّي/ بربيس
Scardinius Erythrophtalmus	Rudd	Rotengle	برعان أحمر
Rhodeus Amarus Bloch	Bitterling	Bouviére	قنومة
Leucaspius delineatus	Rain-Bleak	Able de Stymphale	سمكة بيضاء

Alburnoides Bipunctatus	Stream-Bleak	Ablette De Riviére spirlin	سمكة بيضاء (نوع ثان)
Alburnus Alburnus	Bleak	Ablette	سمكة بيضاء (نوع آخر)
Rutilus Pigus	Danube Roach	Gardon Galant	برعان (دانوبي)
Pelecus Cultratus	Sabre Carp	Rasoir	
Abramis-Ballerus	Zope	Zope	
Chrysophrys	Gilt-Head	Daurade Daurat	ربّاك
Platichthys-Flesus	Flounder	Flet	سمك التُرس
	Brill	Barbue	سمك البريل
Aspius-Aspius		Aspe	مُطوَقة/ أم حَسَرْد
Acerina Cernua	Ruffe-Pope	Grémille	فرخ غجومي
Chondrostoma Nanus	Common Nose	Nase Commun	
Micropterus Salmoides	Black-Bass	Black-Bass	فرخ أسود
Squaalius-Leuciscus	Dace	Vandoise	فاندوازة
Pagrus	Porgy	Pagre	قُجاج
Rutilus-rutilus	Roach	Gardon Commun	برعان
Abramis Vimba	Zaerthe	Zahrte	

Leuciscus Idus Idus Idus	Ide	Ide (Mélanote)	سمك الارجوان
Phoxinus Phoxinus	Minnow	Vairon	فيرون
Squalius Cephalus Leuciscuc Cephalus	Chub	Chevine Chevenne	سمك الطحان
Scomber Scombrus	Maquerel Mackerel	Maquereau	إسقُمري/ طراخور
Abramis-Brama	Abramis-Bream	Braine-Breme	ابراميس/ براميس
Pagellus	Braise-Braize Red Porgy	Pagel-Pageau Pageul	فريدي
Sargus	Sargo-Sargue	Sargue	سرغوس

أسماك ذوات فلس ذُكرت في الملحق

Alose
شابل
Sandre
صندر
Loche d'étang
لخ / كبيت
Perche
سمك الفرخ

Bouvière
قنومة
Barbeau Commun
بني / بربيس
Rotengle
برعان أحمر
Tanche
كمهة

Flet
سمك الترس
Zope
Rasoir
Spirlin
سمكة بيضاء (نوع ثانٍ)

Gardon Commun
برعان
Black-bass
فرخ أسود
فاندوازة
Vandoise
Aspe
مُطوّقة / أم خشْرَد

سمكة بيضاء (نوع آخر)
Eblette
سمك الطحّان
Chevenne
فيرون
Vairon
Zahrte

Braine / Brème
أبراميس / براميس
ide mélanote
سمك الأرجوان
Grémille
فرخ غجومي
Nase Commun

م۔۵۵۷: ایک مسلمان جو پہلے آزاد خیال اور لا پرواہ تھا اور اب دیندار اور پرہیز گار بن گیا ہے۔ کیا یہ شخص باخود یا دوستوں کے سامنے ان پرانے گانوں کو گا سکتا ہے جو اسے یاد ہیں؟

جواب: اگر اس پر غنا اور گانا صادق آتا ہو تو جائز نہیں۔

م۔۵۵۸: بعض اجنبی زبانوں (مثلاً انگلش) کے گانے ہوتے ہیں جو ان زبانوں کے اساتذہ کی طرف سے پڑھائے جاتے ہیں تا کہ ان زبانوں کو سیکھنے میں آسانی ہو۔ کیا اس مقصد کے لئے ان کو سننا جائز ہے؟

جواب: اگر ان پر گزشتہ معنی میں غنا صادق آئے تو جائز نہیں۔

م۔۵۵۹: موسیقی کے آلات کی کئی قسمیں ہیں جو کبھی غنا کی محفلوں میں استعمال ہوتے ہیں اور کبھی نفس کو راحت اور سکون پہنچانے کی غرض سے استعمال ہوتے ہیں۔ کیا ایسے آلات کو خریدنا، ان کو بنانا، ان کی تجارت کرنا، نفس کو سکون پہنچانے کی خاطر ان کو بجانا اور ان پر بجنے والے ساز کو سننا جائز ہے؟

جواب: حرام لہو ولعب کے آلات کی تجارت، خرید و فروخت کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، جائز نہیں۔ چنانچہ ان کو بنانا اور اس کی اجرت (مزدوری) لینا بھی جائز نہیں۔ حرام لہو ولعب کے آلات کا مطلب یہ ہے کہ اس کی موجودہ ساخت، شکل و صورت، جس پر اس کی مالیت وارزش کا انحصار ہو اور جس کی خاطر اکثر اوقات اسے پاس رکھا جاتا ہے، حرام لہو سے ہی مناسبت رکھتی ہو۔

م۔۵۶۰: کیا ان موسیقی کے آلات کو بنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے جن کے ذریعے بچوں کو بہلایا جاتا ہے اور کیا بڑوں کے لئے ان کا استعمال جائز ہے؟

جواب: اگر ان آلات سے موسیقی کی ایسی آواز نکلتی ہو جو لہو ولعب سے مناسبت رکھتی ہو تو اس کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے اور مکلفوں (بالغوں) کے لئے ان کا استعمال بھی جائز نہیں۔

م۔۵۶۱ :برطانیہ وغیرہ کے سرکاری اسکولوں میں ایک مضمون پڑھایا جاتا ہے جس میں موسیقی کی خاص دھنوں میں رقص سکھایا جاتا ہے جس کے ذریعے دوران رقص طالب علموں کی حرکات کی راہنمائی کی جاتی ہے۔

الف۔ کیا اس قسم کی کلاسوں میں شرکت کرنا جائز ہے ؟

ب۔ اور کیا والدین پر واجب ہے کہ اگر ان کے جوان بیٹے یا بیٹیاں اس کلاس میں شرکت کرنا چاہیں تو انہیں منع کریں ؟

جواب : الف۔ اگر اس سے بچوں کی دینی تربیت پر برا اثر پڑتا ہو، چنانچہ غالباً ایسا ہی ہوتا ہے تو جائز نہیں۔ بلکہ احتیاط کے طور پر ہر حالت میں (برا اثر نہ بھی پڑتا ہو) جائز نہیں۔

ب۔ جی ہاں۔ والدین پر واجب ہے کہ اپنے بچوں کو منع کریں۔

م۔۵۶۲ : کیا رقص کے فن کو سیکھنا جائز ہے ؟

جواب : بطور احتیاط کسی صورت میں جائز نہیں۔

م۔۵۶۳ : کیا رقص کی ایسی محفلیں منعقد کرنا جائز ہے جن میں صرف میاں بیوی ہلکی موسیقی کی دھن میں اور مناسب لباس میں جو مبتذل نہ ہو، رقص کرتے ہوں ؟

جواب : جائز نہیں۔

م۔۵۶۴ : کیا عورتیں عورتوں کے سامنے اور مرد مرد کے سامنے موسیقی کے ساتھ یا بغیر موسیقی کے غیر مخلوط محفل میں رقص کر سکتے ہیں ؟

جواب : عورتوں کے سامنے عورتوں کا رقص اور مردوں کے سامنے مردوں کا رقص اشکال سے خالی نہیں۔ احتیاطاً اس کو ترک کرنا چاہئے۔ موسیقی کا حکم گزشتہ مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

م۔۵۶۵ : کیا بیوی شوہر کے سامنے موسیقی کے ساتھ یا بغیر موسیقی کے رقص کر سکتی ہے ؟

جواب : اگر حرام موسیقی کے ساتھ نہیں ہے تو جائز ہے۔

م۔٥٦٦ :بعض مغربی ممالک میں طلباء وطالبات کو رقص کا فن سیکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اس رقص کے ساتھ عام غنا نہیں ہوتا اور نہ کسی قسم کے لہو ولعب کی خاطر کیا جاتا ہے۔بلکہ درسی مضامین میں شامل ہے۔کیاوالدین کے لئے حرام ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ان کلاسوں میں شرکت کی اجازت دیں ؟

جواب : جی ہاں ! اگر یہ چیز ان کی دینی تربیت کے منافی ہو تو حرام ہے۔ بلکہ اگر طالب علم بالغ ہو تو بطور احتیاط ہر حالت میں (منافی ہو یا نہ ہو) حرام ہے۔ مگر یہ کہ ان طلباء کے پاس کلاسوں میں شرکت کے جائز ہونے کی کوئی شرعی حجت اور دلیل موجود ہو۔ مثال کے طور پر ان کا مرجع تقلید اس کو جائز سمجھتا ہو، ایسی صورت میں ان کو اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں۔

☆☆☆☆☆
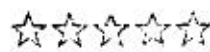
گیارہویں فصل

متفرق مسائل

☆ مقدمہ

☆ بعض متفرق اور مفید احکام

☆ مختلف امور سے متعلق استفتاءات

اس فصل میں قارئین کرام کی خدمت میں امور زندگی سے متعلق ایسے شرعی احکام اور استفتاءات پیش کئے جائیں گے جو گزشتہ فصلوں میں سے کسی فصل میں بہت کم ذکر کیے گئے ہوں گے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان کو متفرقات کے نام سے ایک مستقل فصل میں درج کروں۔

یہ متفرقات درج ذیل احکام پر مشتمل ہیں:

م۔ ۵٦٧ :اللہ تعالی کی عبودیت کے مفہوم پر مشتمل اسماء کے مطابق نام رکھنا مستحب ہے ۔چنانچہ پیغمبر اکرم (ص) باقی انبیائے کرام، حضرت علی (ع)، امام حسن (ع)، امام حسین (ع)، جناب جعفر طیارؓ، طالب، حمزہؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرا (س) کے اسماء کے مطابق نام رکھنا مستحب ہے اور اسلام اور اہل بیت (ع) کے دشمنوں کے نام کے مطابق نام رکھنا مکروہ ہے۔

م۔ ۵٦٨ : ہجری دو سال تک اولاد کی پرورش چاہے لڑکا ہو یا لڑکی والدین کا یکساں حق ہے اور باپ کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان دو سالوں کے دوران بچے کو اس کی ماں سے الگ کر دے اور ہجری دو سال کے مکمل ہونے کے بعد یہ حق باپ کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔ تاہم مستحب ہے کہ باپ سات سال تک بچے کو اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

م۔ ۵٦٩ :اگر فسخ یا طلاق کی وجہ سے بچے (لڑکا ہو یا لڑکی) کے دو سال پورے ہونے سے پہلے اس کے والدین میں جدائی آجائے تو اس وقت تک ماں کا حق پرورش ساقط اور ختم نہیں ہو جاتا جب تک وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کرلے۔ اس لئے والدین کے

لئے ضروری ہے کہ وہ پرورش کے اس مشترک حق کو باری باری یا کسی اور انداز میں (جس پر ان کا اتفاق ہو) استعمال کرتے رہیں۔

(الف) اگر بچے کے باپ سے جدائی کے بعد اس کی ماں کسی اور مرد سے شادی کر لے تو ماں کا پرورش کا حق ساقط (ختم) ہو جاتا ہے اور باپ کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔

م۔۵۷۰: بچے کے بالغ اور سمجھدار ہو جانے کے بعد سب کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے۔ اس بناء پر بچہ بالغ اور سمجھدار ہو جائے تو اس کی پرورش کا حق کسی کے پاس نہیں رہتا یہاں تک کہ والدین کا حق بھی ختم ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ کسی اور کو یہ حق حاصل ہو۔ بلکہ بچہ چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی اپنے معاملات کا خود ہی مالک بن جاتا ہے اور اسے یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ والدین یا کسی اور میں سے جس کے ساتھ چاہے جا ملے۔ البتہ اگر والدین سے جدائی ان کی شفقت کی وجہ سے ان کے لئے باعث اذیت ہو تو ان کی مخالفت جائز نہیں ہو گی اور اگر بچے کو ساتھ رکھنے میں ماں باپ میں اختلاف ہو جائے تو ماں' باپ پر مقدم ہو گی۔

م۔۵۷۱: اگر بچے کا باپ مر جائے تو اس کی ماں دوسروں کی نسبت بچے کے بالغ ہونے تک اس کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے۔

م۔۵۷۲: اگر بچے کی پرورش کے دوران اس کی ماں کا انتقال ہو جائے تو بچے کی پرورش اس کے باپ کے ساتھ مخصوص ہو جائے گی۔

م۔۵۷۳: جس طرح بچے کی پرورش والدین کا حق ہے اسی طرح بچے کا بھی اپنے والدین پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس کی پرورش کریں۔ پس اگر بچے کے والدین اس کی پرورش سے انکار کر دیں تو انہیں اس پر مجبور کیا جائے گا۔

م۔۵۷۴: اگر بچے کے والدین موجود نہ ہوں تو پرورش کا حق دادا کو حاصل ہو گا۔

م۔۵۷۵: والدین میں سے جس کو بھی بچے کی پرورش کا حق حاصل ہو اسے یہ حق بھی پہنچتا

ہے کہ اپنے بچے کی تربیت کی ذمہ داری کسی اور شخص کو سونپ دے۔ بشرطیکہ انہیں اطمینان ہو کہ وہ شخص اپنی شرعی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھائے گا۔

م۔۵۷۶: والدین اور ان کے علاوہ جسے بھی بچے کی پرورش کا حق حاصل ہو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ عاقل ہو اس کی طرف سے بچے کی سلامتی اور نگہداشت یقینی ہو اور مسلمان ہو۔ پس اگر بچے کا باپ کافر ہو اور بچہ محکوم بہ اسلام ہو (اس پر مسلمان والے احکام لاگو ہوتے ہوں) اور اس کی ماں مسلمان ہو تو بچے کی پرورش ماں کے ساتھ مخصوص ہو جائے گی اور اگر باپ مسلمان ہو اور ماں کافر ہو تو بچے کی پرورش کا حق صرف باپ کو حاصل ہو گا۔

م۔۵۷۷: بیٹے پر فقیر اور نادار والدین کا نان ونفقہ واجب ہے۔

م۔۵۷۸: باپ پر فقیر و نادار اولاد کا نان ونفقہ چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی واجب ہے۔

م۔۵۷۹: قریبی رشتہ دار جیسے ماں باپ اور دادا کا نان و نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ فقیر ہوں یعنی ان کے پاس فی الحال ضروریات زندگی مثلاً کھانے پینے کی چیزیں لباس' فرش رہائشی مکان وغیرہ نہ ہوں۔

م۔۵۸۰: قریبی رشتہ دار کے نان و نفقہ کی شرعی طور پر کوئی حد بندی نہیں ہے' بلکہ اس مقدار میں روٹی' سالن اور رہائشی مکان کا بندوبست کرنا ضروری ہے جو علاقہ' زمانہ اور ان کی شان کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے۔

(الف) کسی شخص پر قریبی رشتہ دار کا نان و نفقہ اس صورت میں واجب ہو گا جب خرچہ دینے والا اپنے اور اپنی دائمی زوجہ کے اخراجات کے بعد دیگر قریبی رشتہ دار کے نان و نفقہ کی استطاعت رکھتا ہو۔

م۔۵۸۱: جس شخص کے ذمے کسی کا نان ونفقہ واجب ہو۔ اگر وہ نان ونفقہ دینے سے انکار کر دے تو نفقہ کے حقدار کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے نان ونفقہ دینے پر مجبور کرے' اگرچہ اس کے لئے کسی حکمران کی طرف رجوع کرنا پڑے اور وہ کوئی ظالم

حکمران ہو اور اگر اسے نان و نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جا سکے اور اس کا کوئی مال ہو (جو نان و نفقہ کے حقدار کے اختیار میں ہو) تو اس میں سے حاکم شرع کی اجازت سے اپنے نفقہ کے برابر وصول کر سکتا ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو حاکم شرع کی اجازت سے اس شخص کی ذمہ داری پر کسی سے قرض لے جس کے ذمے نان و نفقہ واجب ہے جس کے نتیجے میں اس قرض کی ادائیگی اس پر واجب ہو جائے گی اور اگر اس سلسلے میں حاکم شرع کی طرف رجوع کرنا ممکن نہ ہو تو عادل مؤمنین کی طرف رجوع کرے اور ان کی اجازت سے قرض حاصل کرے جس کی ادائیگی اس شخص کے ذمے ہو گی جس پر نان و نفقہ واجب ہے۔

م۔ ۵۸۲ :اگر دین اسلام اور اس کے مقدس احکام مسلمانوں کی اقدار اور ان کے شہروں کی حفاظت ایک یا کئی افراد کے ذاتی مال میں سے انفاق پر منحصر ہو تو اس شخص یا اشخاص پر واجب ہے کہ وہ فی سبیل اللہ انفاق کر کے دین اور اس کے احکام وغیرہ کی حفاظت کرے اور اس انفاق کرنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی سے اس کا معاوضہ وصول کرنے کا قصد اور ارادہ کرے اور نہ اس کار خیر میں خرچ کی گئی رقم کا کسی سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

م۔ ۵۸۳ : کسی بھی حیوان کو چاہے اس کا کوئی مالک ہو یا نہ ہو اس طرح سے کسی جگہ بند کر دینا کہ اسے کوئی کھانے پینے کی کوئی چیز نہ دی جائے کہ وہ مر جائے جائز نہیں ہے۔

(منہاج الصالحین ۱۲۰ اور ۱۳۹)

اس فصل سے مخصوص استفتاءات اور آیۃ اللہ سیستانی کے جوابات :

م۔ ۵۸۴ : کیا ایسی فلم بنانا اور ڈرامہ کرنا جائز ہے جس میں پیغمبر اکرم (ص) یا کسی نبی یا معصومین (ع) میں سے کسی امام کی شبیہ دکھائی جاتی ہے یا کسی مقدس تاریخ کے رموز کو سینما یا ٹی۔ وی کی سکرین پر یا سٹیج شو میں ظاہر کیا جائے؟

جواب : اگر ان فلموں اور ڈراموں میں ان مقدس ہستیوں کی تعظیم و تکریم کے تقاضوں کا

خیال رکھا جائے اور سامعین و ناظرین کے دلوں میں ان مقدس ہستیوں کی جو تصوراتی تصویر موجود ہوتی ہے اسے برا تأثر نہ ملے تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۸۵: کیا کافروں کو قرآن مجید' حافظ' رزق و روٹی اور سلامتی کی دعائیں بطور ہدیہ دینا جائز ہے؟

جواب: اگر ان کی ہتک اور توہین کا خطرہ نہ ہو اور احترام کے تقاضوں کو پورا کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۸۶: بعض کاغذات جن پر اللہ تعالی اور معصومین (ع) کے اسماء گرامی اور قرآنی آیات درج ہوتی ہیں جنہیں نہ سمندر میں گرانا ممکن ہوتا ہے نہ کسی نہر میں۔ ان کاغذات کو ہم کیا کریں؟ جبکہ کوڑا کرکٹ کے تھیلوں کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ان کا کیا کیا جاتا ہے انہیں کہاں پھینکا جاتا ہے۔؟

جواب: ان کاغذات کو کوڑے کے تھیلوں میں ڈالنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس طرح ان کاغذات کی توہین ہوتی ہے۔ لیکن کسی کیمیائی مواد کے ذریعے سی' ان تحریروں کو مٹانے' کسی پاک جگہ دفن کرنے یا انہیں پھاڑ پھاڑ کر مٹی کے مانند ریزہ ریزہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

م۔۵۸۷: کیا آج کل ہمارے ہاں رائج طریقے سے استخارہ کرنا شرعی طور پر پسندیدہ عمل ہے اور روایت میں وارد ہے؟ اور کیا استخارہ دیکھنے والے کی خواہش کے مطابق استخارہ نکالنے کی غرض سے صدقہ دے کر بار بار استخارہ کرنے میں کوئی حرج ہے؟

جواب: حیرت اور پریشانی کے موقع پر اور غور و خوض اور مشورہ کے بعد مختلف احتمالات میں سے کسی ایک کو ترجیح نہ دے سکنے کی صورت میں (راہنمائی کی) امید سے استخارہ کیا جائے اور بار بار استخارہ کرنا صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ موضوع بدل جائے جس کی ایک صورت یہ ہے کہ کچھ مال صدقہ دیا جائے۔

م۔۵۸۸ : آپ کے وکلاء حضرات جو شرعی حقوق (خمس، زکوۃ اور رد مظالم وغیرہ) وصول کرتے ہیں ان میں سے انہیں اپنی ذات پر کتنی مقدار میں خرچ کرنے کی اجازت فرماتے ہیں؟

جواب : ہمارے اجازت ناموں میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ فلاں مجاز (عالم دین) جو شرعی حقوق وصول کرتا ہے ان میں سے ایک تہائی یا نصف کو مثلاً شرعی طور پر مقررہ موارد میں خرچ کرے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ مقررہ مقدار، اس مجاز شخص کی ذات کے لئے مخصوص نہیں۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان وصول شدہ حقوق میں سے اپنی ذات پر کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر وصول کرنے والا وکیل سید ہو اور وصول شدہ حق یا رقم غیر سید کی زکوۃ ہو یا اس کی ہو جو غیر سید کے حکم میں ہو۔ اس بات کی روشنی میں اگر ہمارا مجاز وکیل رسالہ عملیہ میں مذکور قواعد، ضوابط کی رو سے بینہ و بین اللہ حقوق شرعی کا مستحق ہو مثال کے طور پر یہ شخص شرعی معنوں میں فقیر ہو اور اس پر زکوۃ، مال سادات اور رد مظالم، فقیروں کے حقوق خرچ ہوں تو وہ اس میں سے اپنی ضرورت اور شان کے مطابق خرچ کر سکتا ہے، زیادہ نہیں۔

اسی طرح اگر یہی وکیل کوئی شرعی خدمت سرانجام دے رہا ہو اور دین کی سربلندی کے لئے کام کر رہا ہو تو وہ مال امام میں سے اپنے عمل اور دینی خدمت کے مطابق خرچ کر سکتا ہے، لیکن اگر یہ شخص اس حق کا مستحق نہ ہو جسے اس نے وصول کیا ہے تو اسے چاہئے کہ اس نے جو کچھ وصول کیا ہے اسے صرف شرعی طور پر مقررہ موارد میں خرچ کرے۔

م۔۵۸۹ : اگر مرجع تقلید کے وکیل کی طرف شرعی حقوق (خمس زکوۃ وغیرہ) میں بے جا تصرفات کی نسبت کی وجہ سے مکلف کا اس پر اعتماد متزلزل ہو جائے تو کیا:

الف۔ لوگوں میں ان بے جا تصرفات کا تذکرہ کرنا جائز ہے اگرچہ اس وکیل کی

طرف سے منسوب باتوں کا یقین نہ ہو ؟ اور اگر ان باتوں کا یقین ہو تو کیا کرنا چاہئے ؟

ب۔ کیا مکلف کے لئے جائز ہے کہ جب تک وکیل کی بے قاعدگیوں کا یقین نہ ہو اسے شرعی حقوق دیتا رہے ؟

جواب : الف۔ وکیل کی طرف منسوب باتوں کا یقین ہو یا نہ ہو لوگوں میں ان کا تذکرہ کرنا جائز نہیں۔ لیکن دوسری صورت میں جہاں ان باتوں کے صحیح ہونے کا یقین ہو مکمل رازداری سے مرجع تقلید کو صورت حال سے آگاہ کیا جا سکتا ہے تاکہ وہ خود مناسب اقدام کر سکے۔

ب۔ شرعی حقوق، سابق الذکر وکیل کو نہ دیئے جائیں بلکہ ایسے وکیل کو دیئے جائیں جو پاکباز ہو اور اپنے اجازت نامے کی پابندی کرتا ہو یعنی حقوق شرعیہ کا کچھ حصہ سابق الذکر بیان کے مطابق مقررہ مقامات اور موارد میں خرچ کرے اور باقی ماندہ مرجع تقلید کی طرف بھیج دے۔

م۔ ۵۹۰ : بالفرض اگر کسی انسان کو اطمینان ہو کہ فلاں کام کے لئے مال امام کو خرچ کریں تو امام علیہ السلام راضی ہوں گے تو مرجع تقلید کی اجازت کے بغیر ایسے کاموں کے لئے مال امام خرچ کیا جا سکتا ہے ؟

جواب : یہ کام جائز نہیں اور مرجع اعلم کی اجازت کے بغیر خمس میں سے مال امام کو کسی جگہ خرچ کر کے امام علیہ السلام کی رضامندی حاصل کرنا ممکن نہیں۔ جبکہ یہ احتمال بھی موجود ہے کہ مرجع اعلم کی اجازت کو آپ (ع) کی رضامندی میں دخل حاصل ہو۔

م۔ ۵۹۱ : (گردونواح میں) ہزاروں ایسے مؤمنین کی موجودگی میں جو روٹی کے ایک ایک ٹکڑے اور اپنی پردہ پوشی کے لئے لباس کے محتاج ہیں۔ کیا سہم امام علیہ السلام کو دوسرے رفاہی اور خیراتی منصوبوں پر خرچ کرنا جائز ہے ؟

جواب : جن جن موارد میں مال امام (ع) خرچ کیا جاتا ہے' ان میں سے جو سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہو اس کا خیال رکھنا چاہئے اور اس کی تشخیص بطور احتیاط فقیہ اعلم کی ذمہ داری ہے جو سہم امام (ع) کی تمام جہات سے آگاہی رکھتا ہے۔

م۔ ۵۹۲ : برتنوں کی صفائی کے دوران بعض اوقات چاول کے دانے گندے پانی میں گر جاتے ہیں۔ کیا یہ کام جائز ہے ؟ کیا ان دانوں کو چاہے وہ زیادہ ہوں یا کم گندے پانی میں گرانے سے احتراز کرنا واجب ہے۔ جبکہ یہ بھی عیاں ہے کہ یہ ایک مشکل کام ہے۔

جواب : اگر ان چاولوں کی مقدار اتنی ہو جو حیوانات کی خوراک کے طور پر سہی' استفادہ کے قابل ہو تو انہیں گندے پانی میں گرانا جائز نہیں اور اگر ان کی مقدار کم ہو یا وہ گندے ہوں تو انہیں اس طرح کوڑا میں ڈالا جا سکتا ہے کہ عرف کے نزدیک اللہ تعالی کی نعمتوں کی توہین شمار نہ ہو۔

م۔ ۵۹۳ : کیا کسی شاعر کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی شبانہ محفل مشاعرہ کا اہتمام کر کے لوگوں کو مدعو کرے جبکہ اسے معلوم ہو کہ اس محفل میں بے پردہ اور آراستہ عورتیں بھی شرکت کے لئے آئیں گی ؟

جواب : بذات خود اس دعوت میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس شاعر کا فرض ہے کہ اگر شرائط موجود ہوں تو اپنے دینی فریضے پر جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے' عمل پیرا ہو۔

م۔ ۵۹۴ : اسکولوں میں طلباء کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ کسی انسان یا حیوان کی تصویر بنائیں اور طالب علم کے لئے اس حکم کی مخالفت مشکل ہوتی ہے۔ کیا طالب علم کے لئے انسان یا حیوان کی (ہاتھ سے) تصویر بنانا جائز ہے ؟ نیز اگر طالب علم کو کسی چیز کو تراش کر شکل و صورت بنانے کا حکم دیا جائے تو اس کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب : غیر مجسم تصویر بنانا، چاہے جاندار کی ہو یا کسی اور کی' جائز ہے۔ لیکن احتیاط واجب

کے طور پر جانداروں کی مجسم تصویر بنانے کو ترک کیا جائے اور اس عمل کا اسکول کے لازمی نصاب یا کام میں شامل ہونے سے 'احتیاط واجب کی مخالفت جائز نہیں ہو جاتی مگر یہ کہ ایسی تصویر بنانا ضرورت کا تقاضا ہو۔ مثال کے طور حکم عدولی سے اسے اسکول سے نکال دیا جاتا ہے جو اس کے لئے نا قابل برداشت مشقت اور تکلیف کا باعث ہو۔

م۔ ۵۹۵ : کیا کسی مرد یا عورت کے مکمل برہنہ تراشیدہ مجسمے کو خریدنا جائز ہے ؟ اور حیوانات کے تراشیدہ مجسموں کو خرید کر انہیں زینت کی غرض سے (گھروں میں) آویزاں کرنا جائز ہے ؟

جواب : دوسرا عمل (حیوانات کے مجسمے خرید کر آویزاں کرنا) جائز ہے۔ لیکن اگر پہلے عمل سے فحاشی کی ترویج و تشہیر ہوتی ہو تو جائز نہیں۔

م۔ ۵۹۶ : دست شناس ہاتھوں کی لکیروں کو پڑھ کر یا دوسرے لوگ جو پیالی کے اندر دیکھ کر دوسروں کے حال یا مستقبل کے بارے میں پیشگوئی کرتے ہیں کیا ان کا یہ کام جائز ہے ؟ خصوصاً جب پیالے کا مالک اس پیشگوئی کے مطابق آثار مرتب کرتا ہو۔

جواب : چونکہ اس کی پیشگوئی پر کوئی اعتبار نہیں اس لئے اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی بات کی حتمی طور پر پیشگوئی کرے یا خبر دے اور دوسروں کے لئے بھی اس کی پیشگوئیوں پر کوئی ایسا اثر مرتب کرنا جائز نہیں ہے جس کے لئے کسی شرعی یا عقلی حجت اور دلیل کی ضرورت ہو۔

م۔ ۵۹۷ : کیا ہپناٹائزم کرنا (مصنوعی نیند سلانا) جائز ہے ؟ اور کیا ارواح کو حاضر کرنا جائز ہے ؟

جواب : ان میں سے ہر وہ عمل حرام ہے جس سے ایسے شخص کو کوئی ضرر اور نقصان پہنچتا ہو جسے نقصان پہنچانا حرام ہے۔

م۔ ۵۹۸ : کیا مؤمنین کی مشکلات کو حل کرنے کی غرض سے جنات کو مسخر کرنا جائز ہے ؟

جواب : اس مسئلے کا بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ مسئلے میں بیان کیا گیا ہے۔

م۔ ۵۹۹ : کیا مالکان کی اجازت اور اتفاق سے مرغوں اور بیلوں کو لڑانا جائز ہے ؟

جواب : اگر مال کے ضیاع کا موجب نہ ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

م۔ ۶۰۰ : اس حرج اور مشقت کی کیا حد بندی ہے جس سے حرمت برطرف ہو جاتی ہے ؟ اور کیا کسی چیز کی قیمت کا زیادہ ہونا جس کی انسان مشکل سے یا قرض لے کر قوت خرید رکھتا ہو "حرج" پر مشتمل ہو جاتا ہے جس سے کوئی حرام کام شرعاً جائز ہو جائے ؟

جواب : اس میں لوگوں کے حالات مختلف ہوا کرتے ہیں حرج کا دارومدار یہ ہے کہ جس کام سے عام طور پر ناقابل برداشت مشقت ہو۔

م۔ ۶۰۱ : آج کل کے رائج سونے کے وزن ' مثقال اور گرام میں ایک چنا سونا کتنا ہوا کرتا ہے ؟

جواب : ایک چنے کا دانہ مثقال صیرفی کا ۱/۲۴ ہوا کرتا ہے اور مثقال صیرفی ۴ء۶۴ گرام ہوتا ہے۔ اس طرح چنے کا وزن ۰ء۱۹۳ گرام ہو گا۔

م۔ ۶۰۲ : کیا ان چاکلیٹوں کا غیر مسلموں کو پیش کرنا جائز ہے جن میں شراب شامل ہو اور اگر جائز نہ ہو تو کیا ان کو ضائع کرنا فضول خرچی شمار ہو گا ؟

جواب : اگر ان میں شراب کے اجزاء متلاشی ہو جائیں تو انہیں پیش کرنا جائز ہو گا اور اگر اس طرح شامل کی جائے کہ شراب اس میں متلاشی نہ ہو جائز ہو۔ (جہاں تک آخری سوال کا تعلق ہے اسے ضائع کرنا فضول خرچی شمار نہ ہو گا۔

☆☆☆☆☆

ضمیمہ اول

حرام مواد کا جدول

شریعت اسلام نے متعدد ماکولات اور مشروبات (کے استعمال) کو مسلمانوں پر حرام قرار دیا ہے اور چونکہ بہت ساری غیر مسلم غذائی کمپنیاں اور فاؤنڈیشنز اپنی مصنوعات میں حرام مواد کو شامل کرنے سے اجتناب نہیں کرتیں اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ غیر مسلموں کی بنائی ہوئی غذاؤں اور بند پیکٹوں کو استعمال کرتے وقت شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان چیزوں سے بچیں اور پرہیز کریں۔

ہم ذیل میں وہ معلومات پیش کر رہے ہیں جو ان غذاؤں میں استعمال ہونے والے حرام مواد کے بارے میں حاصل ہو سکی ہیں اور جہاں تک ممکن تھا ہم نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ اس سلسلے میں زیادہ تفصیل میں نہ جائیں تاکہ ان مسلمانوں کو الجھایا نہ جائے جو بلاد کفر میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ شریعت میں موجود دقت (باریک بینی) اور سختی کے باوجود آسانی اور نرمی بھی ہے اس لئے شروع میں دو اہم نکات کا تذکرہ کرنا مفید رہے گا۔

اولاً : کھانے پینے کی اشیاء میں شامل بعض ابتدائی اور بنیادی اجزاء ایسے ہوتے ہیں کہ مخصوص کیمیائی تبدیلیوں کے نتیجے میں ان کی ابتدائی اور بنیادی خصوصیات تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بایں معنی کہ وہ اجزاء عرف (عام لوگوں) کے نزدیک ایک نئے مواد کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں جو کہ پہلے سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر یہی اجزاء اصل میں حرام ہوں تو اس تبدیلی کے نتیجے میں ان کی حرمت برطرف ہو جاتی ہے۔ اس تبدیلی کو فقہ کے رسالہ عملیہ "توضیح المسائل" میں "استحالہ" کہتے ہیں جو شریعت میں منجملہ مطہرات (پاک کرنے

والی چیزوں) میں سے ہے۔ مثال کے طور پر کوئی ایسا مواد جو اصل میں کسی حیوان کا جزء ہو اور اس کو کھانا حرام ہو۔ جب یہی مواد کسی دوسرے مواد میں تبدیل ہو جائے تو دوسرا مواد پاک ہو گا۔

ثانیاً : بعض ایسے اجزاء ترکیبی ہوتے ہیں جنہیں غذاؤں میں شامل کیا جاتا ہے، جن کے بارے میں یہ احتمال دیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض حلال اور بعض حرام ہیں۔ ایسی صورت میں جب تک ان غذاؤں کی اصل کے بارے میں یقین نہ ہو از خود تحقیق اور جستجو کرنا واجب نہیں ہے۔ (البتہ یہ پہلو پوشیدہ نہ رہے کہ یہ کلیہ اس گوشت کو شامل نہیں ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے کہ نہیں) مثلاً کسی غذا کے بند پیکٹ پر "Monoet diglycerides" درج ہو ممکن ہے اسے کسی دیسی گھی سے بنایا گیا ہو اور ممکن ہے بناسپتی گھی سے بنایا گیا ہو۔ جب تک اس کے حیوانی اجزاء کے بارے میں یقین نہ ہو اس کے بارے میں بحث اور جستجو واجب نہیں اور اسے حلال سمجھا جائے گا۔

اب ہم بعض حرام مواد سے متعلق چند معلومات پیش کرتے ہیں اور ان کا انگلش اور بعض اوقات فرانسیسی مفہوم بیان کرتے ہیں۔

الف : گھی اور تیل

انگلش میں **Shortening** اور **Fat** اور فرانسیسی میں **Matieres Grasses** کا مطلب گھی اور چربی ہے۔ تجارتی اعتبار سے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس غذا میں حیوان کا گھی اور چربی ملی ہوئی ہے اور اس کے علاوہ اس غذا میں بناسپتی گھی یا تیل بھی ملا ہوا ہے۔ اور خنزیر کی چربی کے لئے جو لفظ واضح طور پر استعمال کیا جاتا ہے وہ انگلش میں **Lard** اور فرانسیسی میں **Saindoux** ہے۔

بعض امریکی مصنوعات پر **Vegetable Shortening** کے الفاظ درج ہوتے ہیں جس کا مطلب بناسپتی گھی یا تیل ہے۔ لیکن ان الفاظ پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قانون کے مطابق اگر گھی کے **90/80%** اجزاء بناسپتی گھی پر مشتمل ہوں اور باقی دیسی پر

مشتمل ہوں تو قانوناً اس کو بناسپتی کہا جاسکتا ہے۔ جن الفاظ پر اعتبار کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہیں
Pure Vegetable Shortening یا Pure Vegetable Ghee
جس کا مطلب خالص بناسپتی گھی ہے اور خالص بناسپتی گھی کے الفاظ یہ لکھے جاتے ہیں :
Pure Vegetable Oil اور یہ نکتہ بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ بناسپتی کو اصل میں نباتات کے تیل سے بنایا جاتا ہے لیکن اس میں ہائیڈروجن گیس کو بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے تیل منجمد ہو کر بناسپتی گھی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

مکھن اور دودھ سے بنائے گئے گھی کے لئے انگلش میں Butter اور فرانسیسی میں Beurre کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ عام بازار میں فروخت ہونے والا مکھن دودھ سے بنایا جاتا ہے اور اس کی کوئی دوسری قسم نہیں اس طرح اس میں کوئی اشکال اور پیچیدگی نہیں۔

جہاں تک پنیر کا تعلق ہے اس کے اجزاء ترکیبی میں خنزیر کی چربی شامل نہیں ہوتی جیسے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ لیکن پنیر بناتے وقت ممکن ہے پنیر مایہ استعمال کیا جائے جو گائے بچھڑے اور خنزیر کے معدے میں ہوتا ہے جہاں سے اسے نکالا جاتا ہے اور اسے انگلش میں Rennet, Rnein, Pepsin اور فرانسیسی میں Presure کہا جاتا ہے اور خنزیر کا پنیر مایہ حرام ہے۔

مردار یا گائے یا بچھڑا جنہیں شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا' ان کا پنیر مایہ بذات خود پاک ہے اور اس کا استعمال ممکن ہے' لیکن اوجھڑی جس میں پنیر مایہ ہوتا ہے' نجس حیوان کے دیگر اعضاء کی رطوبت لگنے کی وجہ سے نجس ہو جائے گا۔ اگر مکلف کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہ پنیر مایہ جس چیز میں موجود تھا وہ پنیر میں استعمال ہوئی ہے تو اس پنیر کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس نکتے کی طرف توجہ بھی ضروری ہے کہ اس پنیر مایہ کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جو عام طور پر پنیر میں استعمال ہوتی ہیں۔ کچھ چیزیں وہ ہیں جن کے اصلی اجزاء نباتاتی ہوتے ہیں بعض چیزیں کیمیائی (جراثیمی انزائم) ہوتی ہیں۔ ان دونوں قسموں کے پاک اور حلال ہونے میں کوئی شک نہیں اور اگر پنیر کی اس قسم کے بارے میں

شک ہو کہ اس میں قدرتی اور حرام یا نجس مائع شامل ہے یا پاک اور حلال مائع شامل ہے تو اس کو حلال کہا جائے گا۔ جہاں تک Gello کا تعلق ہے اسے عموماً Gelatine بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے یہ ایک لیس دار مادہ ہوتا ہے جو حیوانات سے لیا جاتا ہے۔

گیس پر مشتمل مشروبات جن میں الکحل شامل نہیں ہوتی، جیسے کوکا کولا، پیپسی، سیون اپ اور کینیڈا ڈرائی ہے، ان میں کوئی حیوانی یا الکحلی مادہ نہیں ہوتا (اور حلال ہیں)۔

نوٹ: ہم نے اس جدول کی تیاری میں شیکاگو امریکا کے "جامعۃ المشرق والمغرب" کے صدر ڈاکٹر احمد حسین صقر کی رپورٹ سے مدد لی اور اسی پر اعتماد کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

ضمیمہ دوم

کھانے پینے کی اشیاء میں شامل مواد
اور اجزاء سے مخصوص وضاحت

المصادر والمراجع

- القرآن الكريم
- الأصول من الكافي للشيخ محمد بن يعقوب الكليني - دار الأضواء - بيروت - لبنان ١٩٨٥م
- أمالي الطوسي للشيخ محمد بن الحسن الطوسي - موسسة الوفاء - بيروت - لبنان ١٩٨١م .
- الإنفاق في سبيل الله للسيد عز الدين بحر العلوم - دار الزهراء - بيروت - لبنان ١٩٨٩م .
- بحار الأنوار للشيخ محمد باقر المجلسي - مؤسسة الوفاء - بيروت - لبنان ١٩٨٣م .
- تفصيل وسائل الشيعة للشيخ محمد بن الحسن الحر العاملي - مؤسسة آل البيت (ع) لإحياء التراث - قم - إيران ١٤٠٩هـ .
- تهذيب الأحكام للشيخ محمد بن الحسن الطوسي - دار الأضواء - بيروت - لبنان ١٩٨٥م .
- ثواب الأعمال وعقاب الأعمال للشيخ محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي - مؤسسة الأعلمي - بيروت - لبنان ١٩٨٣م .
- جامع السعادات للشيخ محمد مهدي النراقي - مؤسسة الأعلمي

للمطبوعات ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٨م .

ـ الخصال للشيخ محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي ـ مكتبة الصدوق ـ طهران ـ إيران ١٣٨٩هـ

ـ دليل المسلم في بلاد الغربة للسيد نجيب يوسف والشيخ محسن عطوي ـ دار التعارف للمطبوعات ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٠م .

ـ الذنوب الكبيرة للسيد عبد الحسين دستغيب ـ الدار الإسلامية ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٨م .

ـ الزواج في القرآن والسنة للسيد عز الدين بحر العلوم ـ دار الزهراء ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٤م .

ـ الزواج المؤقت ودوره في حلّ مشكلات الجنس للسيد محمد تقي الحكيم ـ دار الأندلس ـ بيروت ـ لبنان ١٩٦٣م .

ـ الفتاوى الميسرة ـ للمؤلف ـ دار المؤرخ العربي ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٦م .

ـ قادتنا كيف نعرفهم للسيد محمد هادي الحسيني الميلاني ـ مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان ١٤٠٧هـ .

ـ قرب الإسناد للشيخ عبد الله الحميري ـ مؤسسة آل البيت (ع) لإحياء التراث ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٧م .

ـ الكوثر ـ العدد التجريبي ـ المجمع العالمي لأهل البيت ـ قم ـ إيران ١٩٩٤م .

ـ المسائل الشرعية للسيد أبو القاسم الموسوي الخوئي ـ مؤسسة محمد

رفيع معرفي ـ الكويت ١٩٩٦م .
ـ المسائل المنتخبة للسيد علي الحسيني السيستاني ـ دار المؤرخ العربي ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٤م .
ـ مستدرك الوسائل للحاج ميرزا حسين النوري ـ مؤسسة آل البيت (ع) لإحياء التراث ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٧م .
ـ مفاتيح الجنان للشيخ عباس القمي ـ مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٢م .
ـ مكارم الأخلاق للشيخ الحسن بن الفضل الطبرسي ـ دار الشريف الرضي ـ قم ـ إيران ١٣٧١هـ .
ـ مناسك الحج للسيد علي الحسيني السيستاني ـ دار المؤرخ العربي ـ بيروت ـ لبنان ١٩٩٤م .
ـ من لا يحضره الفقيه للشيخ محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي ـ دار الأضواء ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٥م .
ـ منهاج الصالحين للسيد علي الحسيني السيستاني ـ مؤسسة محمد رفيع معرفي ـ الكويت ١٩٩٦م .
ـ نهج البلاغة للإمام علي بن أبي طالب (ع) ، باعتناء صبحي الصالح ـ دار الكتاب اللبناني ومكتبة المدرسة ـ بيروت ـ لبنان ١٩٨٢م .

OOOOO

مفصل فہرست

باب اول : فقہ عبادات

باب اول کی فصلیں

تیسری فصل: طہارت و نجاست

چوتھی فصل : نماز

پانچویں فصل : روزہ..۸۷

باب دوم : معاملات کی فقہ

باب دوم کی فصلیں

دوسری فصل : لباس

ساتویں فصل : ازدواج

ضمیمہ جات

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱) شیخ صدوق
۲) علامہ مجلسی
۳) علامہ اطہر حسین
۴) علامہ سید علی نقی
۵) بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید نظام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ممتاز زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید جنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) اقلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم

یه کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم هیں

مو منین بهی اس سے استفاده حاصل کرسکتے هیں.

منجانب.

سبیلِ سکینه

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پا کستان

استفتاآت
کے
جوابات

حصہ اول

عبادات

ولی امر مسلمین و مرجع تقلید
حضرت
آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای
دام ظلہ الوارف

استفتاآت کے جوابات

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی خامنہ ای دام ظلہ العالی

ناشر: ــــــــــــ سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی

ادارۂ ترجمہ و نشر و اشاعت

نیا ایڈیشن: ــــــــــــ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ

ISBN 964-6177-99-9

فہرست

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي شرّع الحلال والحرام فأحلّ الطيبات وحرّم الخبائث
والصلاة والسلام على البشير النذير الرسول الأمين محمد
وعلى أهل بيته الطيبين الطاهرين
وأصحابه المنتجبين المتقين

گزشتہ چند برسوں میں قائد امت اسلامیہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی خامنہ ای دام ظلہ الوارف کے دفتر میں دنیا کے گوشے گوشے سے مسائل شرعیہ کے سوالات کی اتنی بہتات ہوگئی جیسے سیلاب آگیا ہو، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے ان کی تعداد دس ہزار سے بھی زیادہ ہوگئی جن میں سے کچھ کے جواب معظم لہ نے اپنی رائے اور نظریہ کے مطابق مرحمت فرمائے اور بعض مسائل کے جوابات فقیہ عہد نادر روزگار، مؤسس جمہوری اسلامی، امام امت روح اللہ الموسوی خمینی قدس سرہ کے فتاویٰ کے مطابق دیئے اور ان کی تائید فرمائی۔

زیر نظر رسالہ میں ان سوالات کو رکھا گیا ہے جو جملہ ابواب فقہ و مسائل شرعیہ پر محیط ہیں، علی الخصوص یہ ایسے استفتاآت کا بیش قیمت و نفیس مجموعہ ہے جن کا سامنا عوام کو روز ہی ہوتا ہے، ساتھ ہی اس میں عصر حاضر میں پیدا

ہونے والے نت نئے مسائل کا اضافہ بھی ملے گا جس کی وقتاً فوقتاً مومنین کو ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ چنانچہ عالم اسلام کے عمومی نفع کی خاطر جلیل القدر علماء و فضلاء کی ایک جماعت اس کی طباعت و اشاعت کے لئے بے چین تھی مگر معظم لہ دام ظلہ نے اسے منظور نہیں کیا اور منع کرتے رہے۔ البتہ جب دنیا بھر کے مومنین کی جانب سے آپ کے رسالۂ عملیہ کی طباعت و اشاعت کا اصرار بہت بڑھ گیا نیز اہل خبرہ و علمائے کرام نے آپ کو مرجعیت جیسے عظیم منصب کی ذمہ داری سونپ دی تو اس وقت ان سوالوں کے جوابات کو عام کرنا آپ کا اہم شرعی فرض بن گیا لہٰذا موصوف نے اس کی اشاعت کی اجازت عطا فرمائی۔

اتنا ہی نہیں بلکہ جب استفتاآت کا یہ مجموعہ اپنی تہذیب و ترتیب، عربی ترجمہ اور ابواب کی تقسیم وغیرہ کے مراحل سے گزر چکا تو کثرت کار و افکار کے باوجود معظم لہ، نے پوری باریک بینی کے ساتھ اس پر نظر ثانی فرمائی، اس کے بعد ہی اسے شائع کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔

آخر میں ہم ان تمام افاضل برادران کے شکر گزار ہیں جنھوں نے اس کام میں زحمت و مشقت اٹھائی اور مومنین کے سفر معنوی کا توشہ مہیا کرنے اور تشنگان روحانیت کو چشمۂ آب زلال تک پہنچانے میں پورا پورا حصہ لیا۔

شعبۂ استفتاآت شرعیہ

دفتر حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دام ظلہ الوارف

کتابِ تقلید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العمل بهذه الرسالة (اجوبة الاستفتاءات)

مجزئ ومبرئ للذمة ان شاء اللہ تعالی

علی السیستانی

احتیاط، اجتہاد اور تقلید

س ۱ تقلید کا واجب ہونا خود تقلیدی مسئلہ ہے یا اجتہادی؟

ج : اجتہادی اور عقلی مسئلہ ہے۔

س ۲ آپ کے نزدیک احتیاط پر عمل کرنا بہتر ہے یا تقلید پر؟

ج : چونکہ احتیاط پر اس وقت عمل ہو سکتا ہے جب اس کے موارد و مواقع کو جانتا ہو اور احتیاط کے طریقوں سے واقف ہو اور ان دونوں کو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں اس کے علاوہ احتیاط پر عمل کرنے میں عام طور پر بہت زیادہ وقت صرف ہوتا ہے،

اس بنا پر جامع الشرائط مجتہد کی تقلید بہتر ہے۔

س ۳: احکام میں احتیاط کا دائرہ اور اس کے حدود فقہا کے فتووں میں کیا ہیں؟ اور کیا سابق علماء کے فتووں کو بھی اس میں شامل کرنا واجب ہے؟

ج: وجوبی موارد میں احتیاط سے مراد ان تمام فقہی احتمالات کی رعایت کرنا ہے جن کے واجب ہونے کا احتمال پایا جاتا ہو۔

س ۴: چند ہفتوں کے بعد میری بیٹی بالغ ہونے والی ہے اور اس وقت اس پر مرجع تقلید کا انتخاب واجب ہو جائے گا اور چونکہ یہ امر اس کے لئے مشکل ہے لہٰذا اس سلسلہ میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر وہ اس سلسلے میں اپنے شرعی فریضہ کو خود سمجھ سکتی ہو تو اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے کہ اس کی راہنمائی کریں۔

س ۵: مشہور ہے کہ موضوع کی تشخیص مکلف کا کام ہے اور حکم کی تشخیص مجتہد کے ذمہ ہے۔ پس جن موضوعات کی تشخیص مرجع خود کرتا ہے۔ ان کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ کیا اس تشخیص کے مطابق عمل کرنا واجب ہے کیونکہ ہم مرجع تقلید کو ایسے بہت سے موارد میں بھی دخیل پاتے ہیں؟

ج: جی ہاں! موضوع[۱] کو مشخص کرنا مکلف کا کام ہے لہٰذا اپنے مجتہد کی تشخیص کا اتباع مکلف پر واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ اس تشخیص سے مطمئن ہو یا موضوع کا تعلق استنباطی[۲] موضوعات سے ہو۔

---

[۱] موضوعات کی دو قسمیں ہیں اول موضوعات محض جیسے کسی سیّال کے بارے میں یہ تشخیص دینا کہ یہ شراب ہے؟

س ۶ : روزمرہ کے شرعی مسائل جن سے مکلف کا سابقہ پڑتا رہتا ہے، کیا ان کا علم حاصل نہ کرنیوالا گناہگار ہے؟

ج : اگر شرعی مسائل کا علم حاصل نہ کرنا کسی واجب کے چھوٹ جانے یا فعل حرام کے ارتکاب کا سبب بنے تو گناہگار ہے۔

س ۷ : جب ہم بعض کم علم لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا مرجع تقلید کون ہے؟ تو وہ کہتے ہیں ہم نہیں جانتے یا کہتے ہیں کہ ہم فلاں مرجع کی تقلید کرتے ہیں جبکہ وہ خود کو اس بات کا پابند نہیں سمجھتے کہ اس کی توضیح المسائل کو دیکھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ ایسے لوگوں کے اعمال کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر ان کے اعمال احتیاط یا واقع یا اس مجتہد کے فتوے کے مطابق ہیں جس کی تقلید ان پر واجب تھی تو ان کو صحیح مانا جائے گا۔

س ۸ : جن مسائل میں مجتہد اعلم احتیاط واجب کا قائل ہے، کیا ہم ان میں اس کے بعد کے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر اس کے بعد والا اعلم بھی اس مسئلہ میں احتیاط واجب کا قائل ہو تو کیا ہم اس مسئلے میں ان دونوں کے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟ اور اگر تیسرا بھی اسی بات کا قائل ہو تو کیا ہم ان کے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کریں گے؟... الخ۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرما دیجئے۔

ج : اس مجتہد کی طرف رجوع کرنے میں جو اس مسئلہ میں احتیاط کا قائل نہیں بلکہ اس میں اس کا صریح فتویٰ موجود ہے، کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اعلم فالاعلم کی رعایت کرنا ہوگی۔

ے یہ مکلف کا کام ہے۔ ے (ص۔ کا حاشیہ) وہ موضوعات جن کا تعلق استنباط سے ہے ان کی تشخیص ←

تقلید کے شرائط

س۹: کیا ایسے مجتہد کی تقلید جائز ہے جس نے اپنی مرجعیت کے منصب کو نہ سنبھالا ہو اور نہ اس کا رسالۂ عملیہ موجود ہو؟

ج: جو مکلف تقلید کرنا چاہتا ہے، اگر اس پر ثابت ہو جائے کہ وہ جامع الشرائط مجتہد ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۰: کیا مکلف اس مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے جس نے فقہ کے کسی ایک باب مثلاً نماز و روزہ میں اجتہاد کیا ہے، پس کیا وہ اس باب میں اس مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے جس میں اس نے

مجتہد کی صلاحیت سے مختص ہے جیسے اس بات کی تشخیص کرنا کہ غنا مطرب آواز ہے نہ کہ ہر وہ آواز جس میں گٹکری تو شامل ہے لیکن وہ مطرب نہیں ہے۔ جن موضوعات میں استنباط کیا جاتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں ۱: ثابت، یعنی جو زمان و مکان کے بدل جانے سے نہیں بدلتے جیسے غنا ۲: متغیر: جو حالات اور ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور چونکہ احکام موضوعات کے بدلنے سے بدلتے ہیں اور ان کا دارومدار موضوعات پر ہے اسی وجہ سے متغیر استنباطی موضوعات کی تشخیص میں اجتہاد کو دخل ہے۔ پس ان ہی متغیر استنباطی موضوعات کی تشخیص میں اجتہاد کو دخل ہوتا ہے۔

اجتہاد کیا ہے ؟

ج : مجتہد متجزی کا فتویٰ خود اس کے لئے حجت ہے لیکن دوسروں کا اس کی تقلید کرنا محل اشکال ہے اگرچہ اس کا جائز ہونا بعید نہیں ہے ۔

س ۱۱ : کیا دوسرے ملکوں کے علماء کی تقلید جائز ہے ، خواہ ان تک رسائی بھی ممکن نہ ہو ؟

ج : شرعی مسائل میں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید میں یہ شرط نہیں ہے کہ مجتہد مکلّف کا ہم وطن ہو یا اس کے شہر کا رہنے والا ہو ۔

س ۱۲ : مجتہد اور مرجع تقلید میں جو عدالت معتبر ہے کیا وہ کمی یا زیادتی کے اعتبار سے اس عدالت سے مختلف ہے جو امام جماعت کے لئے ضروری ہے ؟

ج : منصب مرجعیّت کی اہمیت اور حساسیت کے پیش نظر مرجع تقلید میں احتیاط واجب کی بنا پر عدالت کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ وہ اپنے سرکش نفس پر مسلّط ہو اور دنیا کا حریص نہ ہو ۔

س ۱۳ : کیا زمان و مکان کے حالات سے واقف ہونا اجتہاد کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے ؟

ج : ممکن ہے بعض مسائل میں اس کا دخل ہو ۔

س ۱۴ : امام خمینیؒ کے نزدیک مرجع تقلید کے لئے واجب ہے کہ وہ عبادات و معاملات کے علم پر مسلط ہونے کے علاوہ سیاسی ، اقتصادی ، فوجی ، سماجی اور قیادت و رہبری کے امور کا بھی عالم ہو ۔ پہلے ہم امام خمینیؒ کے مقلد تھے اور اب بعض افاضل علماء کی رہنمائی اور خود اپنی رائے کی بناء پر آپ کی تقلید کو واجب سمجھتے ہیں ۔ اس طرح ہم نے قیادت و مرجعیت کو ایک جگہ جمع پایا ہے ۔ اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: مرجع تقلید کی صلاحیت کی شرطیں (ان امور میں جن میں ایک غیر مجتہد و محتاط پر اس کی تقلید ضروری ہے جس میں مقررہ شرطیں پائی جاتی ہوں)، تحریر الوسیلہ اور دوسری کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہیں۔

لیکن شرائط کے اثبات کا مسئلہ اور فقہا میں سے تقلید کے لئے صالح شخص کی تشخیص خود مکلف کے نظریہ پر منحصر ہے۔

س ۱۵: تقلید میں مرجع کا اعلم ہونا شرط ہے یا نہیں؟ اور اعلمیت کے معیار اور اس کے اسباب کیا ہیں؟

ج: جن مسائل میں اعلم کے فتوے دوسروں سے مختلف ہیں ان میں اعلم کی تقلید احتیاطاً واجب ہے۔ اعلمیت کا معیار یہ ہے کہ وہ دوسرے مجتہدین سے احکام خدا کے سمجھنے اور الٰہی فرائض کا ان کی دلیلوں سے استنباط کرنے میں زیادہ مہارت رکھتا ہو۔ نیز اپنے زمانہ کے حالات کو اس حد تک جانتا ہو جتنا احکام شرعی کے موضوعات کی تشخیص اور شرعی فرائض بیان کرنے کے لئے فقہی رائے کا اظہار کرنے میں ضروری ہے۔ کیونکہ زمانے کے حالات سے آگاہی کو اجتہاد میں بھی دخل ہے۔

س ۱۶: اگر اعلم میں تقلید کے لئے معتبر شرائط موجود نہ ہونے کا احتمال ہو، ایسے میں اگر کوئی شخص غیر اعلم کی تقلید کرلے تو کیا اس کی تقلید کو باطل قرار دیا جاسکتا ہے؟

ج: صرف اس احتمال کی وجہ سے کہ اعلم میں ضروری شرائط موجود نہیں ہیں، اختلافی مسئلہ میں بنا بر احتیاط واجب غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے۔

س ۱۷ : اگر چند مسائل میں چند علماء کا اعلم ہونا ثابت ہو جائے (اس حیثیت سے کہ ان میں سے ہر ایک کسی خاص مسئلہ میں اعلم ہے) تو ان کی طرف رجوع کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

ج : تبعیض یعنی متعدد مراجع کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ اگر ہر مجتہد اُس مسئلے میں اعلم ہو جسمیں مکلف اس کی تقلید کر رہا ہے تو بنا بر احتیاط جس مسئلہ میں ان کے فتوے مختلف ہوں ۔ ان میں بھی تبعیض واجب ہے۔

س ۱۸ : کیا اعلم کی موجودگی میں غیر اعلم کی تقلید کی جا سکتی ہے ؟

ج : ان مسائل میں غیر اعلم کی طرف رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جن میں اس کا فتویٰ اعلم کے فتوے کے خلاف نہ ہو۔

س ۱۹ : مرجع تقلید کی اعلمیت کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟ اور اس پر آپ کی کیا دلیل ہے ؟

ج : جب متعدد جامع الشرائط فقہا موجود ہوں اور اپنے اپنے فتووں میں اختلاف رکھتے ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غیر مجتہد مکلّف ، مجتہد اعلم کی تقلید کرے ، مگر یہ کہ اس کا فتویٰ احتیاط کے خلاف ہو ، اور غیر اعلم کا فتویٰ احتیاط کے موافق ہو۔ اس کی دلیل سیرتِ عقلاء ہے ، بلکہ اگر امر تعیین و تخییر میں دائر ہو جائے تو عقل بھی تعیین کا حکم دیتی ہے۔

س ۲۰ : ہمارے لئے کس کی تقلید کرنا واجب ہے ؟

ج : جامع الشرائط مجتہد اور مرجع کی تقلید واجب ہے بلکہ احوط یہ ہے کہ وہ مجتہد اعلم ہو۔

س ۲۱ : کیا ابتداء سے میت کی تقلید کی جاسکتی ہے ؟

ج : احتیاط واجب یہ ہے کہ ابتداء میں زندہ اور اعلم مجتہد کی ہی تقلید کی جائے ۔

س ۲۲ : ابتداء میں میت کی تقلید زندہ مجتہد کی تقلید پر موقوف ہوتی ہے یا نہیں ؟

ج : ابتداء میں میت کی تقلید کرنے یا میت کی تقلید پر باقی رہنے کا جواز زندہ مجتہد اعلم کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے ۔

اجتہاد اور اعلمیت کے اثبات
نیز فتوے حاصل کرنے کے طریقے

س ۲۳ : دو عادل گواہوں کی گواہی سے ایک مجتہد کی صلاحیت ثابت ہو جانے کے بعد کیا اب میرے اوپر اس سلسلہ میں کسی اور سے بھی سوال کرنا واجب ہے ؟

ج : کسی معین جامع الشرائط مجتہد کی صلاحیت کے اثبات کے لئے اہل خبرہ (اہل علم) حضرات میں سے دو عادل گواہوں کی گواہی پر اعتماد کافی ہے اور اس سلسلہ میں مزید افراد سے سوال کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۲۴ : مرجع تقلید کے انتخاب اور اس کا فتویٰ حاصل کرنے کے کیا طریقے ہیں ؟

ج : مرجع تقلید کے اجتہاد اور اس کی اعلمیت کے اثبات کے لئے ضروری ہے کہ یا انسان خود عالم ہو اور تحقیق کرے یا اسے علم حاصل ہو جائے چاہے ایسی شہرت کے ذریعہ ہی، جس سے یقین ہو جائے یا اطمینان حاصل ہو جائے یا اہل خبرہ میں سے دو عادل گواہی دیں۔

مرجع تقلید سے فتویٰ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خود اس سے

سنے یا دو عادل نقل کریں بلکہ ایک ہی عادل کا نقل کرنا کافی ہے یا پھر ایسے معتبر انسان کا نقل کرنا بھی کافی ہے جس کی بات پر اطمینان ہو یا اس کی توضیح المسائل میں دیکھے جو غلطیوں سے محفوظ ہو۔

س ۲۵: کیا مرجع کے انتخاب کے لئے وکیل بنانا صحیح ہے؟ جیسے بیٹا اپنے باپ کو اور شاگرد اپنے استاد کو اپنا وکیل بنائے؟

ج: اگر وکالت سے مراد جامع الشرائط مجتہد کی تحقیق کو باپ، استاد یا مربّی وغیرہ کے سپرد کرنا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر اس سلسلہ میں ان کا قول یقین اور اطمینان کے قابل ہو یا اس میں دلیل و شہادت کے شرائط موجود ہوں تو ان کا قول شرعاً معتبر اور حجّت ہے۔

س ۲۶: میں نے چند مجتہدین سے پوچھا کہ اعلم کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا فلاں شخص کی طرف رجوع کرنے سے انسان بری الذمہ ہے تو کیا میں ان کی بات پر اعتماد کر سکتا ہوں جبکہ مجھے معلوم نہیں کہ موصوف اعلم ہیں یا نہیں یا مجھے ان کے اعلم ہونے کے بارے میں احتمال ہے یا اطمینان ہے کہ وہ شخص اعلم نہیں ہے اس لئے کہ دوسرے فقہا کے بارے میں بھی مثلاً ایسی ہی شہادت اور گواہی موجود ہے؟

ج: جب کسی جامع الشرائط مجتہد کے اعلم ہونے پر شرعی دلیل قائم ہو جائے تو جب تک اس دلیل کے خلاف کسی اور دلیل کا علم نہ ہو وہ حجت ہے اور اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، یقین یا اطمینان حاصل کرنا اس کے لئے شرط نہیں ہے اور نہ اس کے خلاف گواہیوں کے بارے میں تحقیق کی ضرورت ہے۔

س ۲۷: کیا وہ شخص شرعی احکام کے جوابات دے سکتا ہے جس کے پاس اجازہ نہیں ہے اور وہ بعض

مقامات پر اشتباہ سے بھی دوچار ہوتا اور احکام کو غلط بیان کر دیتا ہے اور اس حالت میں کیا کیا جائے جبکہ اس نے توضیح المسائل سے پڑھ کے مسئلہ بیان کیا ہو؟

ج: مجتہد کا فتویٰ نقل کرنے اور شرعی احکام بیان کرنے کے لئے اجازہ شرط نہیں ہے لیکن اگر اس سے غلطی یا اشتباہ ہوتا ہے تو اس کے لئے بیان اور نقل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر کسی ایک مسئلہ بیان کرنے میں اس سے غلطی ہو جائے اور بعد میں اس کی طرف متوجہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سننے والے کو اس غلطی سے آگاہ کر دے۔ بہرحال سننے والے کو بیان کرنے والے کی بات پر اس وقت تک عمل کرنا جائز نہیں ہے جب تک اس کے قول اور اس کی بیان کردہ بات کے صحیح ہونے پر اسے اطمینان نہ ہو جائے۔

تقلید بدلنا

س ۲۸ : ہم نے مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے غیر اعلم سے اجازت لی تھی، پس اگر اس مسئلہ میں اعلم کی اجازت شرط ہے تو کیا اس صورت میں اعلم کی طرف رجوع کرنا اور مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اس سے اجازت لینا واجب ہے ؟

ج : اگر اس مسئلہ میں غیر اعلم کا فتویٰ اعلم کے فتوے کے موافق ہو تو اس کے قول کے مطابق عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس صورت میں اعلم کی طرف رجوع کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

س ۲۹ : کیا ان جدید مسائل میں مجتہد اعلم سے عدول جائز ہے جن میں اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ تفصیلی دلیلوں کے ذریعہ صحیح احکام کا استنباط کر سکے ؟

ج : اگر مکلف اس مسئلہ میں احتیاط نہیں کرنا چاہتا یا نہیں کر سکتا ہے اور اسے کوئی ایسا مجتہد مل جائے جو اعلم ہے اور مذکورہ مسئلہ میں فتویٰ رکھتا ہو تو اس کی طرف رجوع کرنا اور اس مسئلہ میں اس کی تقلید کرنا واجب ہے۔

س ۳۰ : کیا امام خمینیؒ کے کسی فتوے سے عدول کر کے اس مجتہد کے فتوے کی طرف رجوع کرنا واجب

جس سے میں نے میّت کی تقلید پر باقی رہنے کی اجازت لی تھی یا دوسرے مجتہدین کی طرف بھی رجوع کیا جا سکتا ہے ؟

ج : عدول کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پس ہر اس جامع الشرائط مجتہد کی طرف عدول کیا جا سکتا ہے جس کی تقلید صحیح ہو۔

س ۳۱ : کیا اعلم کی تقلید چھوڑ کر غیر اعلم کی طرف رجوع کرنا جائز ہے ؟

ج : اس صورت میں عدول احتیاط کے خلاف ہے بلکہ احتیاط واجب کی بناء پر اس مسئلہ میں عدول جائز نہیں جس میں اعلم کا فتویٰ غیر اعلم کے فتوے کے خلاف ہو۔

س ۳۲ : میں ایک مجتہد کے فتوے کے مطابق امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی تھا لیکن جب استفتاآت میں آپ کے جوابات اور امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہنے کے سلسلے میں آپ کا نظریہ معلوم ہوا تو میں نے پہلے مجتہد سے عدول کر لیا اور امام خمینیؒ کے فتوؤں نیز آپ کے فتاوی کے مطابق عمل شروع کر دیا کیا میرے اس عدول میں کوئی اشکال ہے ؟

ج : ایک زندہ مجتہد کی تقلید سے عدول کر کے دوسرے زندہ مجتہد کی تقلید کی جا سکتی ہے اور اگر دوسرا مجتہد مکلف کی نظر میں پہلے مجتہد کی بہ نسبت اعلم ہو تو بنابر احتیاط اس مسئلہ میں عدول واجب ہے جس میں دوسرے مجتہد کا فتویٰ پہلے مجتہد کے فتوے کے خلاف ہو۔

س ۳۳ : جو شخص امام خمینیؒ کا مقلد تھا اور ان ہی کی تقلید پر باقی رہا وہ کسی خاص مسئلہ مثلاً تہران کو بلاد کبیرہ شمار نہ کرنے کے سلسلے میں مراجع تقلید میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کر سکتا

ہے یا نہیں؟

ج: اس کے لیۓ رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ ان مسائل میں امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہنا ہی احتیاط کے مطابق ہے، جن میں انھیں زندہ مجتہد سے اعلم سمجھتا ہے۔

س ۲۴: میں شرعی اعمال کا پابند ایک جوان ہوں، بالغ ہونے سے پہلے ہی میں امام خمینی رح کا مقلد تھا لیکن کسی شرعی دلیل کے بغیر، بس اس بنیاد پر تقلید کرتا تھا کہ امام کی تقلید مجھے بری الذمہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ کچھ مدت کے بعد میں نے دوسرے مجتہد کی تقلید اختیار کر لی لیکن میرا عدول صحیح نہیں تھا جب اس مرجع کا انتقال ہوا تو میں نے آپ کی طرف رجوع کیا، پس میں نے جو اس مجتہد کی تقلید کی تھی اس کا کیا حکم ہے؟ اس زمانہ کے میرے اعمال کا کیا حکم ہے؟ اور اس وقت میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: تمہارے گزشتہ وہ اعمال جو امام خمینیؒ کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد ان کی تقلید پر باقی رہتے ہوۓ انجام پاۓ ہیں صحیح ہیں۔ لیکن وہ اعمال جو دوسرے مجتہد کی تقلید میں انجام دیۓ ہیں اگر وہ اس مجتہد کے فتوؤں کے مطابق ہیں جسکی تقلید تمہارے اوپر واجب تھی یا اس مجتہد کے فتوؤں کے مطابق ہیں جس کی تقلید اس وقت تم پر واجب ہے تو وہ صحیح ہیں ورنہ ان کا تدارک واجب ہے اور اس وقت تمہیں اختیار ہے چاہے متوفی مرجع کی تقلید پر باقی رہو یا اسکی طرف رجوع کرو جسے تم آئین شرع کے مطابق تقلید کا اہل پاتے ہو۔

میّت کی تقلید پر باقی رہنا

س ۳۵ : ایک شخص نے امام خمینیؒ کی وفات کے بعد ایک معین مجتہد کی تقلید کی اور اب وہ دوبارہ امام خمینیؒ کی تقلید کرنا چاہتا ہے، کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟

ج : زندہ جامع الشرائط مجتہد کی تقلید سے مجتہد میّت کی تقلید کی طرف رجوع کرنا بنابر احتیاط واجب جائز نہیں ہے، ہاں اگر زندہ مجتہد جامع الشرائط نہیں تھا تو اس کی طرف عدول کرنا ہی باطل تھا اور وہ مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہا ہے اب اسے اختیار ہے کہ مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہے یا ایسے زندہ مجتہد کی طرف عدول کرے جس کی تقلید جائز ہے۔

س ۳۶ : میں امام خمینیؒ کی حیات ہی میں بالغ ہو گیا تھا اور بعض احکام میں ان کی تقلید بھی کرتا تھا لیکن مسئلۂ تقلید میرے لئے واضح نہیں تھا، اب میرا کیا فریضہ ہے؟

ج : اگر آپ امام خمینیؒ کی زندگی میں اپنے عبادی و غیر عبادی اعمال ان کے فتووں کے مطابق بجالاتے رہے چاہے بعض احکام میں ہی ان کے مقلد رہے ہوں تو آپ کے لئے تمام مسائل میں ان کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

س ۳۷ : اگر میت اعلم ہو تو اس کی تقلید پر باقی رہنے کا کیا حکم ہے ؟

ج : میت کی تقلید پر باقی رہنا ہر حال میں جائز ہے ، واجب نہیں ہے لیکن میت کے اعلم ہونے کی صورت میں احتیاط یہی ہے کہ اس کی تقلید پر باقی رہا جائے ۔

س ۳۸ : کیا میت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اعلم سے اجازت لینا ضروری ہے یا کسی بھی مجتہد سے اجازت لی جا سکتی ہے ؟

ج : میت کی تقلید پر باقی رہنے کے جواز کے مسئلہ میں اعلم کی تقلید کرنا واجب نہیں ہے اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ بقا بر تقلید میت کے جواز پر فقہا کا اتفاق ہو ۔

س ۳۹ : ایک شخص نے امام خمینیؒ کی تقلید کی اور ان کے انتقال کے بعد اس نے بعض مسائل میں دوسرے مجتہد کی تقلید کی اب اس مجتہد کے انتقال کے بعد اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج : وہ پہلے کی طرح مرجع اوّل کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے ۔ اسی طرح اسے اختیار بھی ہے کہ جن مسائل میں اس نے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کیا تھا ، ان میں اسی کی تقلید پر باقی رہے یا زندہ مجتہد کی طرف رجوع کرے ۔

س ۴۰ : امام خمینیؒ کے انتقال کے بعد میں نے یہ گمان کیا کہ مرحوم کے فتوے کے مطابق میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز نہیں ہے لہٰذا زندہ مجتہد کی تقلید کر لی ۔ کیا اب میں دوبارہ امام خمینیؒ کی تقلید کر سکتا ہوں ؟

ج : زندہ مجتہد کی طرف تمام فقہی مسائل میں عدول کرنے کے بعد امام خمینیؒ کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ زندہ مجتہد کا فتویٰ یہ ہو کہ متوفی اعلم کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے اور آپ کو یقین ہو کہ امام خمینیؒ زندہ مجتہد کی بہ نسبت اعلم ہیں تو ایسی صورت میں ان کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے ۔

س ۴۱: کیا میں کسی ایک مسئلہ میں کبھی مجتہد میت کی اور کبھی زندہ اعلم کی طرف رجوع کر سکتا ہوں باوجودیکہ اس میں دونوں کا فتویٰ مختلف ہو؟

ج: میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے لیکن زندہ مجتہد کی طرف عدول کرنے کے بعد دوبارہ میت کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۲: کیا امام خمینیؒ کے مقلدین اور ان لوگوں کے لئے جو آن کی تقلید پر باقی رہنا چاہتے ہیں زندہ مراجع میں سے کسی ایک سے اجازت لینا ضروری ہے یا اس مسئلے میں اکثر مراجع عظام و علمائے اعلام کے تقلید میت پر باقی رہنے کے جواز پر اتفاق کافی ہے؟

ج: میت کی تقلید پر باقی رہنے کے جواز پر جو اتفاق ہے اس کی بنا پر امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں کسی معین مجتہد کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۴۳: جس مسئلہ پر مکلف نے مجتہد میت کی حیات میں عمل کیا تھا یا نہیں کیا تھا اس میں میت کی تقلید پر باقی رہنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ج: تمام مسائل میں میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز اور کافی ہے خواہ ان پر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

س ۴۴: میت کی تقلید پر باقی رہنے کے جواز کی صورت میں کیا اس حکم میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس مجتہد کی حیات میں مکلف نہیں ہوئے تھے، مگر اس کے فتوؤں پر عمل کرتے تھے؟

ج: اگر وہ لوگ مجتہد کی حیات میں اس کی تقلید کر چکے ہوں چاہے تقلید بالغ ہونے سے پہلے ہی کی تھی تو اس کی موت کے بعد بھی اس کی تقلید پر باقی رہنے میں کوئی

حرج نہیں ہے۔

س ۴۵: ہم امام خمینیؒ کے مقلد تھے اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کی تقلید پر باقی ہیں لیکن بعض اوقات ہمیں بعض نئے مسائل پیش آتے ہیں خصوصاً جبکہ ہم عالمی استکبار و طاغوت سے مقابلہ کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایسے میں ہم تمام شرعی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں لہٰذا ہم آپ کی طرف رجوع کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ کی تقلید کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ہم ایسا کر سکتے ہیں؟

ج: آپ کے لئے امام خمینی طاب ثراہ کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے فی الحال ان کی تقلید سے عدول کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے اگر رونما ہونے والے حوادث میں کسی حکم شرعی کے معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس سلسلہ میں ہمارے دفتر سے خط و کتابت کر سکتے ہیں وفقکم اللہ تعالیٰ لمراضیہ۔

س ۴۶: اس مقلد کا کیا فریضہ ہے جو ایک مجتہد کی تقلید میں ہو جبکہ اس کے لئے دوسرے مرجع کی اعلمیت ثابت ہو جائے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ ان مسائل میں اپنے مرجع تقلید سے اس مرجع کی طرف جس کی اعلمیت ثابت ہو چکی ہے، رجوع کرے جن میں موجودہ مجتہد کا فتویٰ اعلم کے فتویٰ سے مختلف ہو۔

س ۴۷: کس صورت میں مقلد کے لئے اپنے مجتہد سے عدول کرنا جائز ہے؟

ج: اس صورت میں جبکہ دوسرا مجتہد موجودہ مجتہد سے اعلم ہو یا اس کے مساوی ہو۔

س ۴۸ : اگر اعلم کے فتوے زمانہ کے مطابق نہ ہوں یا ان پر عمل دشوار ہو تو کیا غیر اعلم کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے ؟

ج : صرف اس گمان پر کہ اعلم کا فتویٰ ماحول اور حالات کے مطابق نہیں یا اس کے فتاویٰ پر عمل کرنا دشوار ہے ، اعلم سے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے

متفرّقات

س ۴۹ : جاہل مقصّر کسے کہتے ہیں ؟

ج : جاہل مقصّر وہ ہے جو اپنی جہالت سے بھی واقف ہو اور اس کو دور کرنے کے ممکنہ طریقے بھی جانتا ہو لیکن ان پر عمل نہ کرتا ہو۔

س ۵۰ : جاہل قاصر کون ہے ؟

ج : جاہل قاصر وہ ہے جو اپنی جہالت سے بالکل آگاہ نہ ہو یا اپنے جہل کو دور کرنے کے طریقے نہ جانتا ہو۔

س ۵۱ : احتیاط واجب کے کیا معنی ہیں ؟

ج : یعنی کسی عمل کو انجام دینا یا ترک کرنا احتیاط کی بنا پر واجب ہو۔

س ۵۲ : کیا فتوؤں میں مذکورہ عبارت "فیہ اشکال" (اس میں حرج ہے) حرمت پر دلالت کرتی ہے ؟

ج : موقع و محل کے اختلاف سے اس کے معنی بھی مختلف ہوتے ہیں اگر جواز میں اشکال ہو تو مقام عمل میں اس کا نتیجہ حرمت پر مبنی ہوگا۔

س۵٣: ان عبارتوں "فیہ اشکال" (اس میں حرج ہے)، "مشکل" (مشکل ہے) "لا یخلو من اشکال" (حرج سے خالی نہیں)، "لا اشکال فیہ" (اس میں کوئی حرج نہیں) سے فتویٰ مراد ہے یا احتیاط؟

ج: "لا اشکال فیہ" کے علاوہ کہ وہ فتویٰ ہے، باقی سب احتیاط ہیں۔

س۵۴: عدم جواز اور حرام میں کیا فرق ہے؟

ج: مقام عمل میں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

قیادت و مرجعیت

س ۵۵ : اگر اجتماعی، سیاسی اور ثقافتی مسائل میں ولی امر مسلمین اور دوسرے مرجع تقلید کے فتوے میں تعارض و اختلاف ہو تو ایسے میں مسلمانوں کا شرعی فریضہ کیا ہے، کیا کوئی ایسی حد فاصل ہے جو ولی امر مسلمین اور مرجع کے صادر کردہ احکام میں امتیاز پیدا کر سکے؟ مثلاً اگر موسیقی کے سلسلہ میں مرجع تقلید اور ولی امر مسلمین کی آراء میں اختلاف ہو تو یہاں کس کا اتباع واجب اور کافی ہے اور عام طور پر وہ کون سے حکومتی احکام ہیں جن میں ولی امر مسلمین کا حکم مرجع تقلید کے فتوے پر ترجیح رکھتا ہے؟

ج: اسلامی ملک کے نظم و نسق اور مسلمانوں کے عمومی مسائل میں ولی امر مسلمین کے حکم کا اتباع کیا جائے گا اور انفرادی مسائل میں مکلف اپنے مرجع تقلید کا اتباع کر سکتا ہے۔

س ۵۶ : جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اصول فقہ میں "اجتہاد متجزی" کے عنوان سے بحث کی جاتی ہے کیا امام خمینیؒ کا مرجعیت کو قیادت سے جدا کرنا تجزّی کے تحقق کی جانب ایک قدم نہیں ہے؟

ج: ولی فقیہ کی قیادت اور مرجعیت تقلید کے الگ الگ ہو جانے کا اجتہاد میں تجزّی والے مسئلہ سے کوئی ربط نہیں ہے۔

س ۵۷ : اگر میں کسی مرجع کا مقلد ہوں اور ولی امر مسلمین ظالم کافروں سے جنگ یا جہاد کا اعلان

کرے اور میرا مرجع تقلید مجھے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہ دے تو میں اس کی رائے پر عمل کروں یا نہ کروں؟

ج: امور عامہ میں ولی امر مسلمین کے حکم کی اطاعت واجب ہے، اُن ہی امور میں اسلام اور مسلمانوں کا دفاع اور حملہ آور کافروں اور طاغوتوں سے جنگ بھی شامل ہے۔

س ۵۸: ولی فقیہ کا حکم یا اس کا فتویٰ کس حد تک قابل عمل ہے اور اگر ولی فقیہ کا حکم یا فتویٰ مرجع اعلم کی رائے کے خلاف ہو تو ان دونوں میں سے کس پر عمل کیا جائے گا اور کسے ترجیح دی جائے گی؟

ج: ولی امر مسلمین کے حکم کا اتباع تمام لوگوں پر واجب ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اختلاف کی صورت میں مرجع تقلید کے فتوے کو ولی فقیہ کے حکم کے مقابلے میں لایا جائے۔

ولایتِ فقیہ اور حکمِ حاکم

س ۵۹: مفہوم و مصداق کے اعتبار سے "اصل" ولایت فقیہ کا اعتقاد عقلی ہے یا شرعی؟

ج: بے شک ولایت فقیہ ــــ جس کے معنیٰ دین سے آگاہ عادل فقیہ کی حکومت ہے ــــ شریعت کا تعبّدی حکم ہے جس کی تائید عقل بھی کرتی ہے اور اس کے مصداق کی تعیین کے لئے عقلی طریقہ بھی ہے جس کو اسلامی جمہوریہ کے دستور میں بیان کیا گیا ہے۔

س ۶۰: کیا ولی فقیہ اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت عامہ کے پیش نظر شریعت کے کسی حکم کو بدل سکتا ہے یا اس پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے؟

ج: مختلف حالات میں اس کا حکم مختلف ہے۔

س ۶۱: کیا ذرائع ابلاغ کو اسلامی حکومت کے سایہ میں ولی فقیہ کے زیر نظر ہونا واجب ہے یا انھیں مراکز علوم دینیہ کی نگرانی میں ہونا چاہئے یا کسی اور ادارہ کے زیر نظر؟

ج: واجب ہے کہ ذرائع ابلاغ ولی امر مسلمین کے زیر فرمان اور ان کے زیر نظر ہوں اور انھیں اسلام و مسلمانوں کی خدمت، الٰہی معارف کی نشر و اشاعت،

اسلامی معاشرہ کی عام مشکلوں کے حل اور فکری اعتبار سے اس سے مسلمانوں کی ترقی اور ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور ان کے درمیان اخوت و برادری کی روح کو فروغ دینے اور اسی طرح کے دوسرے امور انجام دینے کے لئے استعمال کیا جائے۔

س ۶۲: کیا اس شخص کو حقیقی مسلمان سمجھا جائے گا جو فقیہ کی ولایت مطلقہ کا معتقد نہ ہو؟

ج: غیبت امام زمانہؑ کے عہد میں اجتہاد یا تقلید کی بناء پر فقیہ کی ولایت مطلقہ پر اعتقاد نہ رکھنا ارتداد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث نہیں ہے۔

س ۶۳: کیا ولی فقیہ کو ولایت تکوینی حاصل ہے جس کی بنیاد پر اس کے لئے کسی وجہ سے جیسے مصلحت عامہ کی بناء پر دینی احکام کا منسوخ کرنا ممکن ہو؟

ج: رسول اعظم صلوات اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد شریعت اسلامیہ کے احکام منسوخ نہیں کئے جا سکتے البتہ موضوع کا بدلنا، کسی ضرورت یا مجبوری کا پیش آنا، یا حکم کے نفاذ میں کسی وقتی رکاوٹ کا وجود نسخ نہیں ہے اور ولایت تکوینی اس کی نظر میں جو اس کا قائل ہے معصومینؑ سے مخصوص ہے۔

س ۶۴: ان لوگوں سے متعلق ہمارا کیا فریضہ ہے جو فقیہ عادل کی ولایت کو صرف امور حسبیہ میں محدود سمجھتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ ان کے بعض نمائندے اس نظریہ کی اشاعت بھی کرتے ہیں؟

ج: ہر زمانہ میں معاشرہ کی قیادت اور اجتماعی امور کی ہدایت کے لئے ولایت فقیہ مذہب حقہ اثنا عشری کا ایک رکن رہی ہے اور اس کا تعلق اصل امامت سے ہے اور اگر کوئی شخص دلیل کے ذریعہ ولایت فقیہ کا قائل نہ ہو تو وہ معذور ہے

لیکن اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ تفرقہ اور اختلاف پھیلائے۔

س ٦٥: کیا ولی فقیہ کے اوامر پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے یا صرف اس کے مقلدین کا فریضہ ہے؟ نیز جو مرجع تقلید ولایت مطلقہ کا معتقد نہ ہو اس کے مقلد پر ولی فقیہ کی اطاعت واجب ہے یا نہیں؟

ج: شیعہ فقہ کے اعتبار سے ولی امر مسلمین کے صادر کردہ ولائی شرعی اوامر کی اطاعت کرنا اور اس کے امر و نہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا تمام مسلمانوں، یہاں تک کہ تمام فقہائے عظام پر بھی واجب ہے چہ جائیکہ ان کے مقلدین پر۔ اور ہم ولایت فقیہ کی پابندی کو اسلام کی پابندی اور ائمہ کی ولایت سے جدا نہیں سمجھتے۔

س ٦٦: لفظ "ولایت مطلقہ" رسولؐ کے زمانہ میں اس معنی میں استعمال ہوتا تھا کہ اگر رسولؐ کسی شخص کو کسی چیز کا حکم دیں تو اس کا بجالانا واجب ہوتا تھا خواہ وہ کتنا ہی دشوار کام ہو جیسے نبیؐ کسی شخص کو یہ حکم دیں کہ تم خود کو قتل کر ڈالو! تو اس پر خود کو قتل کر دینا واجب تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آج بھی ولایت مطلقہ کے وہی معنی ہیں؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ نبیؐ معصوم تھے اور اس زمانہ میں کوئی ولیِ معصوم نہیں ہے؟

ج: جامع الشرائط فقیہ کی ولایت مطلقہ سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام تمام آسمانی ادیان کے آخر میں آنے والا اور قیامت تک باقی رہنے والا دین ہے۔ یہ دینِ حکومت ہے اور معاشرے کے امور کی دیکھ بھال کرنے والا دین ہے، پس اسلامی معاشرہ کے تمام طبقات کے لئے ایک ولی امر، حاکم شرع اور قائد کا ہونا ضروری ہے جو امت کو اسلام و مسلمانوں کے دشمنوں سے بچائے،

ان کے نظام کا محافظ ہو، ان کے درمیان عدل قائم کرے، طاقتور کو کمزور پر ظلم کرنے سے باز رکھے، معاشرہ کی ثقافتی، سیاسی اور اجتماعی امور کی ترقی کے وسائل فراہم کرے۔

اس امر کا عملی میدان میں نفاذ بعض اشخاص کی خواہشات، منافع اور آزادی سے ٹکراؤ رکھتا ہے۔ لہٰذا حاکم مسلمین پر واجب ہے کہ وہ اس کے نفاذ کے وقت فقہ اسلامی کی روشنی میں ضرورت کے تحت لازمی اقدامات کرے

اس بنا پر ضروری ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے مصالح عامہ کے پیش نظر ولی امر کا ارادہ اور اس کے اختیارات تعارض اور ٹکراؤ کی صورت میں عوام کے ارادہ اور ان کے اختیارات پر حاکم ہوں اور یہ ولایت مطلقہ کا ایک معمولی سا پہلو ہے۔

س ۶۷: جس طرح مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنے کے سلسلہ میں فقہا کا فتویٰ ہے کہ اس کے لئے زندہ مجتہد کی اجازت کی ضرورت ہے، کیا اسی طرح مرحوم قائد کی طرف سے صادر ہونے والے حکومتی احکام و اوامر پر عمل کے سلسلے میں بھی زندہ قائد کی اجازت درکار ہے یا وہ اپنی جگہ ویسے ہی باقی ہیں؟

ج: ولی امر مسلمین کی طرف سے صادر ہونے والے حکومتی احکام اور اشخاص کی تقرریاں اگر وقتی نہ ہوں تو اپنی جگہ پر باقی رہیں گے ورنہ اگر موجودہ ولی امر مسلمین انھیں منسوخ کر دینے میں مصلحت سمجھتا ہوگا تو منسوخ کر دے گا۔

س ۶۸: کیا اسلامی جمہوریہ ایران میں زندگی گزارنے والے اس فقیہ پر، جو ولی فقیہ کی ولایت مطلقہ

کا قائل نہیں ہے، ولی فقیہ کے احکام کی اطاعت کرنا واجب ہے؟ اگر وہ ولی فقیہ کے حکم کی مخالفت کرے تو کیا اسے فاسق سمجھا جائے گا؟ اور اگر کوئی فقیہ ولایت مطلقہ کا تو اعتقاد رکھتا ہے، لیکن اس منصب کے لئے اپنی ذات کو زیادہ سزاوار سمجھتا ہے، اس صورت میں اگر وہ ولایت کے منصب پر فائز فقیہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے تو کیا اسے فاسق سمجھا جائے گا؟

ج: ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ ولی امر مسلمین کے حکومتی اوامر کی اطاعت کرے چاہے وہ فقیہ ہی کیوں نہ ہو اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خود کو اس منصب کا زیادہ حقدار سمجھ کر ولی امر مسلمین کے احکام کی خلاف ورزی کرے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ موجودہ ولی فقیہ نے ولایت کے منصب کو اس کے مروجہ قانونی طریقہ کے مطابق حاصل کیا ہو ورنہ دوسری صورت میں مسئلہ کلی طور سے مختلف ہے۔

س ۶۹: کیا جامع الشرائط مجتہد کو زمانۂ غیبت میں حدود جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے؟

ج: زمانۂ غیبت میں بھی حدود کا جاری کرنا واجب ہے اور اس کی ولایت اور اختیار صرف ولی امر مسلمین سے مخصوص ہے۔

س ۷۰: ولایت فقیہ کا مسئلہ تقلیدی ہے یا اعتقادی؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے جو اسے تسلیم نہیں کرتا؟

ج: ولایت فقیہ اس امامت و ولایت کے سلسلہ کی کڑی ہے جو اصول مذہب میں سے ہے لیکن اس کے احکام کا استنباط بھی فقہی احکام کی طرح شرعی دلیلوں سے کیا جاتا ہے اور جو شخص استدلال کے ذریعہ ولایت فقیہ کو قبول نہ کرے وہ معذور ہے۔

س ۱ : بعض اوقات ہم بعض عہدہ داروں سے "ولایتِ اداری" کے نام کا عنوان سنتے ہیں بعض اعلیٰ عہدہ داروں کی بے چون وچرا اطاعت کرنا۔ اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ اور ہماری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج : وہ اداری و انتظامی احکام جو اداری قوانین وضوابط کی بنیاد پر صادر ہوتے ہیں ان کی مخالفت اور خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔ لیکن اسلامی مفاہیم میں "ولایتِ اداری" نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

س ۲ : کیا فوجی عہدہ داروں اور افسروں کے لئے جائز ہے کہ وہ سپاہیوں کو اپنے ذاتی کاموں کی انجام دہی کا اس دلیل کے ساتھ حکم دیں کہ اگر وہ ان امور کو خود انجام دیں تو ان کا وقت ضائع ہوگا؟

ج : افسروں یا کسی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ سپاہیوں سے اپنے ذاتی کام لیں اور اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کو اس کام کی اجرت دینا پڑے گی۔

س ۳ : نمائندۂ ولی فقیہ جو احکام اپنے اختیارات کی حدود میں صادر کرتا ہے کیا ان کی اطاعت واجب ہے؟

ج : اگر اس کے احکام ان اختیارات کی حدود میں ہیں جو اس کو ولی فقیہ کی طرف سے تفویض کئے گئے ہیں تو ان کی مخالفت جائز نہیں ہے۔

کتاب طہارت

پانی کے احکام

س۴۷ : بغیر کسی زور کے بلندی سے بہنے والے قلیل پانی کا نچلا حصّہ اگر نجاست سے مل جائے تو اس سے اوپر والا پانی پاک رہے گا یا نہیں ؟

ج : ایسے پانی کا اوپری حصّہ پاک ہے بشرطیکہ اس پر اوپر سے نیچے کی جانب بہنا صادق آئے ۔

س۵۷ : کیا نجس کپڑے کو جاری یا کُر بھر پانی سے دھونے کے بعد پاک ہونے کے لئے اسے پانی سے باہر نکال کر نچوڑنا واجب ہے یا وہ پانی ہی میں نچوڑنے سے پاک ہو جائے گا؟

ج: کپڑے وغیرہ کو جاری یا کُر بھر پانی سے پاک کرنے کے لئے ان کا نچوڑنا شرط نہیں ہے بلکہ کسی بھی صورت سے مثلاً جھٹک دینے سے اگر اس کے اندر کا پانی نکل جائے تو کافی ہے اور وہ پاک ہو جائے گا۔

س ۶: جو پانی بذات خود غلیظ اور گاڑھا ہو اس سے وضو اور غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟ جیسے سمندر کا پانی جو نمک کی زیادتی کی وجہ سے گاڑھا ہوتا ہے یا جیسے ادویہ کی جھیل کا پانی یا ہر وہ پانی جو اس سے بھی زیادہ گاڑھا رہتا ہے؟

ج: پانی کا صرف نمکیات کی وجہ سے گاڑھا ہونا، اسے خالص پانی کے دائرے سے خارج نہیں کرتا، خالص پانی پر شرعی احکام کے مرتّب ہونے کا معیار یہ ہے کہ اسے عام بول چال میں خالص پانی کہا جائے۔

س ۷: کیا (پانی پر) کُر کا حکم اس وقت لگے گا جب اس کے کُر بھر ہونے کا علم ہو یا صرف اسے کُر بھر سمجھ لینا ہی کافی ہے (جیسے ٹرین کے ڈبوں میں لگی ٹنکیوں وغیرہ کا پانی)

ج: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ پہلے وہ کُر بھر تھا، تو اسی پر بنا رکھنا جائز ہے۔

س ۸: امام خمینیؒ کی توضیح المسائل (کے مسئلہ نمبر ۱۴۷) میں آیا ہے کہ "نجاست و طہارت کے بارے میں ممیز بچے کی بات کا اعتبار اس کے بالغ ہونے سے پہلے ضروری نہیں ہے" اور اس فتوی کی پابندی بڑی مشقت کا باعث ہے۔ مثلاً جب تک بچہ ۱۵ سال کا نہیں ہوتا والدین پر واجب ہے کہ اس کے رفع حاجت کے بعد خود اس کی طہارت کریں۔ ایسے میں شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: ایسا بچہ جو سنّ بلوغ کے قریب ہو اس کی بات معتبر ہے۔

س ۹: بعض اوقات پانی میں ایسی دوائیں ملاتے ہیں جن سے پانی کا رنگ دودھ جیسا ہو جاتا ہے،

تو کیا یہ پانی مضاف ہو جائے گا ؟ اور اس سے وضو اور طہارت کرنے کا کیا حکم ہے ؟

ج: اس پر مضاف پانی کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۸۰: طہارت کے لئے کُر اور جاری پانی میں کیا فرق ہے ؟

ج: دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۸۱: اگر نمکین پانی کو کھولایا جائے تو کیا اس کی بھاپ سے بننے والے پانی سے وضو کرنا صحیح ہے ؟

ج: اگر نمکین پانی کی بھاپ سے بننے والے پانی کو خالص پانی کہنا صحیح ہو تو اس پر آبِ مطلق کے احکام جاری ہوں گے۔

س ۸۲: اگر نجس کپڑے کو کثیر پانی سے دھویا جائے تو کیا اس کا نچوڑنا واجب ہے یا نجاست دور کرنے کے بعد اسے نجس جگہ تک پانی میں ڈبو دینا ہی کافی ہے ؟

ج: کپڑے کو پانی میں ڈبو کر اس سے پانی نکال دینا ہی کافی ہے۔ چاہے کثیر پانی کے اندر حرکت دے کر ہی نکال لیں۔ نچوڑنا شرط نہیں ہے۔

س ۸۳: اگر ہم نجس فرش یا جانماز کو (آبِ کثیر والی) ٹنکی سے متصل نل کے پانی سے دھونا چاہیں تو کیا پائپ کا پانی نجس جگہ تک پہونچتے ہی یہ چیزیں پاک ہو جائیں گی یا آبِ غسالہ (دھوون) کو ان سے نکالنا ضروری ہے ؟

ج: آبِ کثیر سے متصل پائپ کے پانی سے پاک کرنے میں غسالہ (دھوون) کا نکالنا شرط نہیں ہے بلکہ عین نجاست کے دور ہونے کے بعد نجس جگہ تک صرف پانی کے پہونچنے اور دھوون کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے کے ساتھ ہی

یہ چیزیں پاک ہوجائیں گی۔

س۸۴ : پاؤں کے تلوے پاک کرنے کے لئے ۱۵ قدم چلنا شرط ہے ، پس کیا عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد اتنا چلنا ضروری ہے یا عین نجاست کے ہوتے ہوئے بھی پندرہ قدم چلنا کافی ہے ؟ اور اگر ۱۵ قدم چلنے سے عین نجاست زائل ہوجائے تو کیا پاؤں کا تلوا پاک ہوجائے گا ؟

ج : پندرہ قدم چلنا معیار نہیں ہے بلکہ اتنا چلنا کافی ہے جس سے عین نجاست زائل ہوجائے اور بالفرض اگر نجاست چلنے سے پہلے ہی دور ہوجائے تو بھی اتنا چلے جس سے چلنا صادق آئے۔

س۸۵ : کیا تارکول سے بنی ہوئی سڑکیں اور زمین سے تعلق رکھنے والی دوسری چیزیں بھی مطہرات میں شامل ہیں کہ اس پر چلنا پاؤں کے تلوؤں کو پاک کردے گا ؟

ج : وہ زمین جس پر تارکول وغیرہ بچھا گیا ہو نہ تو پاؤں کے تلوؤں کو پاک کرتی ہے اور نہ پاؤں میں پہنی ہوئی چیز مثلاً جوتے کے تلے کو پاک کرتی ہے۔

س۸۶ : کیا سورج پاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے ؟ اور اگر یہ پاک کرنے والی چیزوں میں سے ہے تو اس کے شرائط کیا ہیں ؟

ج : سورج زمین کو اور ہر اس چیز کو پاک کرتا ہے جو غیر منقول ہو جیسے مکان اور اس سے متصل چیزیں اور جو چیز اس مکان میں لگائی گئی ہوں جیسے لکڑیاں اور دروازے وغیرہ ، عین نجاست کے دور ہونے کے بعد سورج کی شعاعیں ان پر پڑیں تو پاک ہوجائیں گی بشرطیکہ جب ان پر شعاعیں پڑیں تو وہ گیلی ہوں۔

س۸۷ : ان نجس کپڑوں کو کس طرح پاک کیا جائے گا جن کا رنگ پاک کرنے کے دوران پانی کو

رنگین کر دے ؟

ج: اگر کپڑوں کے رنگ سے پانی مضاف نہ ہوجائے تو ان پر پانی ڈالنے سے ہی وہ پاک ہوجائیں گے۔

س ۸۸: ایک شخص غسل جنابت کرنے کے لئے ایک برتن میں پانی رکھتا ہے اور غسل کے دوران اس کے بدن کا پانی اس برتن میں گرجاتا ہے، تو کیا اس صورت میں وہ پانی پاک رہے گا ؟ اور کیا اس پانی سے غسل مکمل نہیں کیا جاسکتا ؟

ج: اگر پانی بدن کے پاک حصے سے برتن میں گرے تو پاک ہے اور اس سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۸۹: کیا نجس پانی کے ذریعہ گندھی ہوئی مٹی سے بنے تنور کا پاک کرنا ممکن ہے ؟

ج: تنور کا ظاہری حصہ دھلنے سے پاک ہوجاتا ہے اور اس کے اسی ظاہری حصے کو پاک کرنا کافی ہے جس پر روٹیاں لگائی جاتی ہیں۔

س ۹۰: کیا حیوان سے حاصل شدہ نجس تیل ایسے کیمیائی عمل کے بعد بھی نجس رہے گا جس کی وجہ سے اس میں نئی خاصیت پیدا ہوجائے ! یا اس پر استحالہ کا حکم جاری ہوگا ؟

ج: نجس چیزوں یا جانوروں سے حاصل شدہ حرام چیزوں کی طہارت اور حلیت کیلئے ان پر صرف ایسا عمل ہی کافی نہیں ہے، جو اس میں نئی خاصیت پیدا کر دے۔

س ۹۱: ہمارے دیہات میں حمام کی چھت مسطح ہے جس سے نہانے والوں پر پانی کے قطرے گرتے ہیں یہ قطرے حمام کے پانی کی بھاپ سے بنتے ہیں، کیا یہ قطرے پاک ہیں ؟ اور کیا ان قطروں کے گرنے کے بعد غسل صحیح ہے ؟

ج: حمام کے پانی سے بننے والی بھاپ پاک ہے، اسی طرح اس سے بننے والے قطرے بھی پاک ہیں اور بدن پر ان قطروں کے گرنے سے نہ غسل کی صحت پر اثر پڑتا ہے اور نہ غسل کرنے والے کا بدن نجس ہوتا ہے۔

س ۹۲: علمی تحقیقات کے نتائج بتاتے ہیں کہ پینے والے پانی میں جراثیم اور آلودہ معدنی مواد کا اختلاط اس کے وزن کو ۱۲ فیصد بڑھا دیتا ہے۔ پانی صاف کرنے والی مشین اس استعمال شدہ پانی سے ان مواد و جراثیم کو فیزیکی، کیمیاوی اور بیالوجیکی عمل کے ذریعہ اس طرح جدا کر دیتی ہے کہ تصفیہ کے بعد وہ فیزیکی اعتبار سے (رنگ، بو اور مزہ) کیمیاوی اعتبار سے مخلوط معدنیات اور طبی اعتبار سے (مضر جراثیم اور گندے پانی میں موجود جراثیم کے انڈوں سے) صاف و شفاف اور بہت سی نہروں اور جھیلوں کے پانی سے بہتر ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر اس پانی سے جو پینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر یہ استعمال شدہ پانی نجس ہے تو کیا وہ مذکورہ بالا عمل کے ذریعہ پاک ہو جائے گا اور اس پر استحالہ کا حکم لاگو ہوگا یا تصفیہ سے حاصل ہونے والا پانی نجس ہی رہے گا؟

ج: استعمال شدہ پانی سے آلودہ معدنیات اور جراثیم وغیرہ کو جدا کر دینے سے استحالہ نہیں ہو جاتا، مگر یہ کہ تصفیہ بھاپ بننے سے ہو اور وہ بھاپ دوبارہ پانی میں تبدیل ہو جائے، اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ یہ حکم اسی وقت جاری ہوگا جب استعمال شدہ پانی نجس ہو، جبکہ یہ معلوم نہیں کہ مستعمل پانی ہمیشہ نجس ہی ہوتا ہے۔

س ۹۳: ہمارے علاقے میں میت کو تختہ پر غسل دیتے ہیں، بالفرض اگر میت کے بدن پر کوئی ظاہری نجاست بھی لگی ہوئی ہو تو کیا میت کے پاک ہونے کے ساتھ تختہ بھی پاک ہو جائے گا،

جبکہ یہ معلوم ہے کہ لکڑی پہلی مرتبہ گرنے والے پانی کو جذب کر لیتی ہے ؟

ج : میت کے پاک ہونے سے تختہ بھی پاک ہو جائے گا اور اس کو الگ سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

بیت الخلاء کے احکام

س ۹۴: خانہ بدوشوں کے پاس، خاص طور سے جب وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں توانا پانی نہیں ہوتا کہ وہ پیشاب کے مقام کو پاک کر سکیں۔ اس صورت میں کیا لکڑی اور کنکریوں سے طہارت کرنا کافی ہے؟

ج: پیشاب کا مقام پانی کے بغیر پاک نہیں ہوتا، لیکن اگر اس کا پانی سے پاک کرنا ممکن نہ ہو تو نماز صحیح ہے۔

س ۹۵: آب قلیل سے پیشاب اور پاخانہ کے مقام کو پاک کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: پیشاب کے مقام کو پاک کرنے کے لئے پانی سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے اور پاخانہ کے مقام کو اتنا دھوئے کہ عین نجاست اور اس کے آثار زائل ہو جائیں۔

س ۹۶: پیشاب کرنے کے بعد حسب عادت نمازی پر استبراء کرنا واجب ہے جبکہ میرا عضو تناسل زخمی ہے اور استبراء کرتے وقت فشار دینے سے اس سے خون نکل آتا ہے اور طہارت کے لئے استعمال کئے جانے والے پانی میں مل کر میرے بدن اور لباس کو نجس کر دیتا ہے اور اگر میں استبراء نہ کروں تو ممکن ہے کہ وہ زخم ٹھیک ہو جائے اور استبراء کرنے اور دبانے سے یقین ہے کہ وہ زخم

باقی رہے گا۔ اور اگر میں اسی طرح استبراء کرتا رہوں تو یہ زخم تین ماہ کے بعد ٹھیک ہوگا۔ لہٰذا آپ بتائیں کہ میں استبراء کروں یا نہیں؟

ج: استبراء واجب نہیں ہے بلکہ اگر وہ ضرر کا موجب ہو تو ناجائز ہے۔ ہاں اگر پیشاب کے بعد استبراء نہ کرے اور مشتبہ رطوبت نکلے تو وہ پیشاب کے حکم میں ہے۔

س ۹۷: میں یونیورسٹی کا ایک طالب علم ہوں، مجھے کئی سال سے ایک بیماری ہوگئی ہے جو سخت پریشانی کا سبب بن گئی ہے اور وہ یہ کہ پیشاب اور استبراء کے بعد پیشاب کے مقام سے کبھی کبھی ایسی رطوبت نکلتی ہے جس کا حجم قطرے کا ½ ہوتا ہے اور کبھی یہ رطوبت ۵ منٹ بعد یا اس سے بھی کچھ دیر میں نکلتی ہے۔ ہاں جب میں پہلے استبراء نہیں کرتا تھا تو اس وقت پیشاب کے بعد کئی قطرے نکلتے تھے اور جب سے استبراء کرنا شروع کیا ہے تب سے قطرے کا ¼ حصہ یا اس سے بھی کم نکلتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ نکلنے والی رطوبت پاک ہے اور اس میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج: استبراء کے بعد نکلنے والی مشتبہ رطوبت پاک ہے مگر یہ کہ آپ کو یقین ہو جائے کہ وہ پیشاب ہے۔

س ۹۸: پیشاب اور استبراء کے بعد کبھی پیشاب کے مقام سے بلا اختیار ایسی رطوبت نکلتی ہے جو پیشاب سے مشابہ ہوتی ہے، آیا یہ رطوبت نجس ہے یا پاک؟ اگر انسان اس کے نکلنے کے تھوڑی دیر کے بعد اچانک متوجہ ہو تو اس کے پہلے کی پڑھی ہوئی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور کیا بے اختیار نکلنے والی اس رطوبت کا آئندہ خیال رکھنا واجب ہے؟

ج: استبراء کے بعد نکلنے والی رطوبت کے بارے میں اگر شک ہو کہ وہ پیشاب

ہے یا نہیں تو وہ پیشاب کے حکم میں نہیں ہے اور پاک ہے، اور اس سلسلے میں تحقیق و تجسس واجب نہیں ہے۔

س ۹۹ : اگر ہو سکے تو برائے مہربانی انسان سے نکلنے والی رطوبتوں کی وضاحت فرما دیجئے؟

ج : جو رطوبت اکثر منی کے بعد نکلتی ہے اس کا نام "وذی" ہے، پیشاب کے بعد نکلنے والی رطوبت "ودی" کہلاتی ہے، زن و شوہر کی باہم خوش فعلی کے وقت نکلنے والی رطوبت "مذی" ہے اور یہ سب کی سب پاک ہیں۔ ان سے طہارت زائل نہیں ہوتی۔

س ۱۰۰ : بیت الخلاء کے قدمچے یا کموڈ جس سمت کو ہم قبلہ سمجھتے تھے، اس سے بالکل مخالف سمت میں نصب کئے گئے اور کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ قدمچے کا انحراف قبلہ سے صرف ۲۰ سے ۲۲ ڈگری تک ہی فرق رکھتا ہے۔ اب برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ قدمچہ کی سمت کا بدلنا واجب ہے یا نہیں؟

ج : اگر انحراف اس حد تک ہو کہ عرفاً قبلہ سے انحراف صادق آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۱۰۱ : میرے پیشاب کی نلی میں ایک مرض ہے جس کی وجہ سے پیشاب اور استبراء کے بعد بھی پیشاب نہیں رکتا اور میں رطوبت دیکھتا ہوں، اس سلسلے میں، میں نے ڈاکٹر کی طرف بھی رجوع کیا اور جو اس نے کہا اس پر عمل بھی کیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، اب میرا فرض کیا ہے؟

ج : استبراء کے بعد پیشاب کے نکلنے کے بارے میں شک کا اعتبار نہیں کیا جائیگا اور اگر آپ کو قطرات کی شکل میں پیشاب کے ٹپکنے کا یقین ہو تو امام خمینیؒ کے رسالہ عملیہ میں مذکور مسلوس (جسے برابر پیشاب ٹپکتا ہے) کے فریضہ پر عمل کریں، اس کے

علاوہ آپ پر کوئی اور چیز واجب نہیں ہے۔

س ۱۰۲ : استنجا سے پہلے استبرا کا کیا طریقہ ہے ؟

ج : استنجا سے پہلے اور استنجا (پاخانہ کے مقام کو پاک کرنے) کے بعد والے استبراء کے طریقے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۰۳ : بعض کارخانوں اور اداروں میں کام کرنے کے لئے طبّی معائنہ ضروری ہوتا ہے اور اس سلسلے میں کبھی شرمگاہ کو بھی کھولنا پڑتا ہے تو کیا وہاں کام کرنے کی ضرورت کے پیش نظر ایسا کرنا جائز ہے ؟

ج : مکلف کے لئے ناظر محترم یعنی باشعور اور ممیز شخص کے سامنے شرمگاہ کا کھولنا جائز نہیں ہے۔ چاہے کام کے لئے وہاں پر تقرری اسی پر موقوف ہو۔ مگر یہ کہ اس کام کا ترک کرنا حرج کا باعث ہو اور وہ یہ کام کرنے پر مجبور ہو۔

وضو کے احکام

س۱۰۴: میں نے نماز مغرب ادا کرنے کی نیت سے وضو کیا تو کیا میں اسی وضو سے قرآن کریم (کے حروف) کو چھو سکتا ہوں اور نماز عشا پڑھ سکتا ہوں؟

ج: صحیح وضو متحقق ہونے کے بعد جب تک وہ باطل نہیں ہوتا اس سے ہر وہ عمل انجام دیا جا سکتا ہے جس میں طہارت شرط ہے۔

س۱۰۵: ایک شخص اپنے سر پر مصنوعی بال لگاتا ہے اور اگر انہیں ہٹا لے تو مشکل میں پڑ جائے گا تو کیا اس کے لئے مصنوعی بال پر مسح کرنا جائز ہے؟

ج: مصنوعی بالوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مسح کرتے وقت (سر کی) کھال سے ان کا ہٹانا واجب ہے مگر یہ کہ ان کے ہٹانے میں اتنی مشقت پیش آئے جو عادتاً ناقابل برداشت ہو۔

س۱۰۶: زید (نام کے ایک شخص) کا کہنا ہے کہ: چہرے پر صرف دو چلو پانی ڈالنا چاہئے اور تیسرا چلو پانی ڈالنے سے وضو باطل ہو جاتا ہے، آیا یہ صحیح ہے؟

ج: چہرے پر دو چلو یا اس سے بھی زیادہ پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے،

لیکن چہرے اور ہاتھوں کو دو مرتبہ سے زیادہ دھونا (یعنی ان پر ہاتھ پھیرنا) جائز نہیں ہے۔

س ۱۰۷: جو چکنائی طبیعی طور سے جسم کے بالوں یا کھال سے نکلتی ہے، کیا اسے وضو کے لئے حاجب اور مانع شمار کیا جائے گا؟

ج: حاجب شمار نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ اتنی مقدار میں ہو کہ مکلف خود اسے بال یا کھال تک پانی کے پہونچنے میں حائل سمجھے۔

س ۱۰۸: ایک مدت تک میں نے پاؤں کا مسح، انگلیوں کے سرے سے نہیں کیا بلکہ انگلیوں کے پچھلے حصے سے پاؤں کی ابھری ہوئی جگہ تک مسح کیا ہے، آیا ایسا مسح صحیح ہے؟ اور اگر اس میں اشکال ہے تو کیا میں جن نمازوں کو پڑھ چکا ہوں ان کی قضا واجب ہے؟

ج: اگر مسح پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے نہ ہوا ہو تو وضو باطل ہے اور نماز کی قضا واجب ہے اور اگر شک ہو کہ پاؤں کا مسح انگلیوں کے سرے سے ہوا ہے یا نہیں، تو وضو اور نماز صحیح ہیں۔

س ۱۰۹: کعب کیا ہے، جہاں تک پاؤں کا مسح ختم کیا جاتا ہے؟

ج: مشہور یہی ہے کہ پاؤں کی ابھری ہوئی جگہ سے پنڈلی کے جوڑ یعنی ٹخنے تک ہے، جسے پاؤں کے قبہ یا ابھار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن اس احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہئے کہ مسح ٹخنے تک ہے۔

س ۱۱۰: اسلامی ممالک میں حکومت کی طرف سے بنائی گئی مسجدوں، عدالتی مراکز اور سرکاری دفاتر میں وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی شرعی ممانعت ہے۔

س ۱۱۱: (اعضائے وضو میں سے کسی حصہ کو) ایک مرتبہ دھونے کے لئے کیا چند چلّو پانی ڈالنا ممنوع ہے؟ اور اگر چند چلّو پانی کے ذریعہ ایک مرتبہ دھونے کی نیت ہو لیکن ایک سے زیادہ مرتبہ دھل جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس کا دار و مدار قصد اور ایک مرتبہ دھونے پر ہے اور کئی مرتبہ یا کئی چلّو پانی ڈالنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

س ۱۱۲: اگر ایک شخص کی زمین میں چشمہ پھوٹے اور ہم پائپ کے ذریعہ پانی کئی کلومیٹر دور لے جانا چاہیں تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ پائپ کو اس شخص کی زمین اور دوسرے اشخاص کی زمینوں سے گزاریں، پس اگر وہ افراد راضی نہ ہوں تو کیا اس چشمے کے پانی کو وضو غسل اور دوسری چیزوں کی طہارت کیلئے استعمال کرنا جائز ہے؟

ج: اگر چشمہ خود سے پھوٹے اور قبل اس کے کہ زمین پر جاری ہو، اس کا پانی پائپ میں ڈال دیا جائے اور اس زمین، نیز دوسری زمینوں کو اس پائپ لائن کے گذرنے کیلئے استعمال کیا جائے، تو اس پانی سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ عرف عام میں پانی کے استفادہ کو اس زمین اور دوسری زمینوں میں تصرف نہ سمجھا جائے۔

س ۱۱۳: ہمارے محلہ میں پانی کا دباؤ بہت کم ہے جس کی وجہ سے مکانوں کے اوپر کی منزلوں میں پانی یا تو بہت ہی کم پہنچتا ہے یا پہنچ ہی نہیں پاتا اور نیچے کی منزلوں میں بھی پانی کی رفتار بہت کم رہتی ہے۔ بعض پڑوسیوں نے واٹرپمپ لگا رکھے ہیں جن کے چلنے سے اوپر کی منزلوں میں پانی نہیں پہنچتا اور نیچے کی منزلوں میں اگرچہ پانی منقطع نہیں ہوتا لیکن اس کی رفتار اتنی کم ہو جاتی ہے جس سے استفادہ ممکن نہیں ہوتا اور اکثر وضو و غسل کے وقت

مشکل اتنی بڑھ جاتی ہے کہ نل کے پانی سے استفادہ ہی ممکن نہیں ہو پاتا - اور جب وہ واٹر پمپ کام نہیں کرتے تو سب لوگ نماز اور دوسرے امور کے لئے وضو غسل کر سکتے ہیں - دوسری طرف محکمۂ آب، لوگوں کو واٹر پمپ لگانے سے روکتا ہے اور اگر اسے کسی گھر میں اس کی موجودگی کا علم ہو جائے تو اس کے مالک کو وارننگ دیتا ہے - پھر اگر گھر کا مالک واٹر پمپ خود سے نہ ہٹائے تو محکمۂ آب والے اسے اٹھا لے جاتے ہیں اور جرمانہ بھی کرتے ہیں - مذکورہ توضیح کی روشنی میں دو سوال دریافت طلب ہیں :

۱- کیا ایسے واٹر پمپ لگانا شرعاً جائز ہے ؟ اور کیا ہمارے لئے بھی اس کا لگانا جائز ہے ؟

۲- جائز نہ ہونے کی صورت میں واٹر پمپ چلتے وقت وضوء اور غسل کا کیا حکم ہے ؟

ج : مذکورہ سوال کی روشنی میں واٹر پمپ کا نصب کرنا اور اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس صورت میں وضوء اور غسل میں بھی اشکال ہے.

س ۱۱۴ : نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟ اور آپ نے کسی کے استفتاء (کے جواب) میں فرمایا ہے کہ اگر نماز کے اول وقت سے کچھ دیر پہلے وضو کیا جائے تو اس وضو سے نماز صحیح ہے پس نماز کے اول وقت سے قریبی وقت کی مقدار آپ کے نزدیک کیا ہے ؟

ج : وقت نماز داخل ہونے کے قریبی وقت کی تشخیص معیار عرف ہے، پس اگر اس وقت نماز کے لئے وضو کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے .

س ۱۱۵ : کیا وضو کرنے والے کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ پیر کا مسح انگلیوں کے بالکل نچلے حصہ

یعنی اس جگہ سے کرے جو چلتے وقت زمین سے مس ہوتی ہے ؟

ج: مسح کی جگہ پیر کے اوپری حصہ یعنی انگلیوں کے سرے سے ٹخنوں تک ہے اور انگلیوں کے نچلے حصے کے مسح کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے۔

س ۱۱۶: وضو کرنے والا اگر وضو کرنے کے قصد سے ہاتھوں اور چہرے کو دھوتے وقت نل کو کھولے اور بند کرے تو نل کے اس چھونے کا کیا حکم ہے ؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے وضو کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن بایاں ہاتھ دھونے کے بعد اور مسح کرنے سے پہلے اگر پانی کے گیلے نل پر ہاتھ رکھے اور بالفرض اگر اس کی ہتھیلی کا وضوء والا پانی دوسرے پانی سے مخلوط ہو جائے تو وضو کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

س ۱۱۷: بعض عورتیں یہ دعوی کرتی ہیں کہ ناخن پر پالش کا ہونا وضوء میں رکاوٹ نہیں بنتا، اور یہ کہ باریک موزے پر مسح کرنا جائز ہے، آپ کیا فرماتے ہیں ؟

ج: اگر وہ پالش، ناخن تک پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ بنتی ہو تو وضو باطل ہے اور موزے پر مسح کرنا، خواہ وہ کتنا ہی باریک ہو، صحیح نہیں ہے۔

س ۱۱۸: جن جنگی زخمیوں کو قطع نخاع (یعنی ریڑھ کی ہڈی میں حرام مغز کٹ جانے) کی وجہ سے پیشاب ٹپکنے کی شکایت پیدا ہو گئی ہے کیا یہ جائز ہے کہ جمعہ کا خطبہ اور نماز جمعہ و عصر میں وضوء مسلوس کریں؟

ج: ان پر وضوء کے بعد بلا تاخیر نماز کا شروع کر دینا اور نماز عصر کے لئے نیا وضو کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر پہلے وضو کے بعد حدث صادر نہ ہوا ہو تو اس صورت میں دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی وضو کافی ہوگا، اسی طرح خطبۂ

جمعہ سے پہلے کا وضو نماز جمعہ کے لئے کافی ہوگا اگر وضو کے بعد ان سے کوئی حدث صادر نہ ہوا ہو۔

س ۱۱۹ : کیا ایسے جنگی زخمی کے لئے، جسے ریڑھ کی ہڈی بیکار ہو جانے کی وجہ سے پیشاب ٹپکنے کی شکایت ہوگئی ہو، جائز ہے کہ وہ وضو کے بعد نماز جماعت میں شرکت کے لئے تاخیر کرے ؟

ج : اگر وضو کے بعد اس کا پیشاب قطرہ قطرہ ٹپکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ وضو اور نماز کے درمیان فاصلہ نہ کرے۔

س ۱۲۰ : جو شخص وضو پر قادر نہ ہو وہ کسی دوسرے کو وضو کے لئے نائب بنائے اور خود وضو کی نیت کرے اور اپنے ہاتھ سے مسح کرے اور اگر مسح کرنے پر قادر نہ ہو تو نائب اس کے ہاتھ سے اسے مسح کرائے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو نائب اس کے ہاتھ کی تری لے کر اسے مسح کرائے گا لیکن اگر نائب بنانے والے کے ہاتھ بھی نہ ہوں تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : اگر اس کی ہتھیلیاں نہ ہوں تو بقیہ ہاتھ سے تری لے کر مسح کرایا جائے گا اور اگر بقیہ ہاتھ بھی نہ ہو تو چہرے سے تری لے کر اس کے سر اور پیر کا مسح کرایا جائے گا.

س ۱۲۱ : ہم جب وضو کرنا چاہیں تو کیا یہ ضروری ہے کہ برتن ٹونٹی والا ہو جیسے کیتلی وغیرہ ؟ اور اگر اس ظرف میں ٹونٹی نہ ہو تو کیا اس سے وضو باطل ہے ؟

ج : جس ظرف میں وضو کا پانی ہو اس میں ٹونٹی ہونا ضروری نہیں ہے اور برتن سے پانی لے کر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، خواہ اس سے ہاتھ پر پانی انڈیلا جائے یا اس میں ہاتھ ڈال کر چلو میں پانی لیا جائے۔

س ۱۲۲ : جس جگہ نماز جمعہ ہوتی ہے اس کے قریب وضو کرنے کی جگہ ہے جو جامع مسجد سے متعلق

ہے اور اس کے پانی کی جو قیمت دی جاتی ہے مسجد کے بجٹ سے نہیں دی جاتی ہے تو کیا نماز جمعہ پڑھنے والوں کے لئے اس سے استفادہ کرنا جائز ہے ؟

ج: جب نمازیوں کے وضو کے لئے پانی کا انتظام بغیر کسی قید کے کیا گیا ہو تو اس کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۲۳: ظہرین کی نماز سے پہلے کیا جانے والا وضو کیا مغرب و عشا کے لئے بھی کافی ہے یا نماز کے لئے الگ الگ وضو کرنا واجب ہے ؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ اس دوران وضو باطل کرنے والا کوئی فعل صادر نہیں ہوا ہے ؟

ج: ہر نماز کے لئے (جدا) وضو کرنا واجب نہیں ہے بلکہ ایک وضو سے جب تک وہ باطل نہیں ہوتا جتنی نمازیں چاہے پڑھ سکتا ہے۔

س ۱۲۴: وقت نماز سے پہلے کیا واجبی نماز کے لئے وضو کرنا جائز ہے ؟

ج: جب وقت داخل ہونے والا ہو تو نماز کے لئے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۲۵: میرے دونوں پیر مفلوج ہو گئے ہیں اور میں طبی جوتے اور بیساکھی کے سہارے چلتا ہوں اور وضو کرتے وقت ان جوتوں کا اتارنا میرے لئے ممکن نہیں ہے، لہٰذا آپ بتائیں کہ پیروں کا مسح کرنے کے سلسلے میں میری شرعی ذمہ داری کیا ہے ؟

ج: اگر پیروں کے مسح کے لئے جوتے اتارنا آپ کے لئے مشقت کا سبب ہو تو ان ہی پر مسح کرنا کافی اور صحیح ہوگا۔

س ۱۲۶: ہم ایک جگہ پہونچے وہاں ہم نے چند فرسخ تک پانی تلاش کیا تو ہمیں گندہ اور خراب

پانی ملا، اس صورت میں کیا تیمم واجب ہے ؟ یا اسی پانی سے وضو کرنا چاہیئے ؟

ج: اگر پانی پاک ہو اور اس کے استعمال کرنے میں کوئی ضرر نہ ہو تو اسی سے وضو کرنا واجب ہے اس کے ہوتے ہوئے تیمم کی نوبت نہیں آئے گی ۔

س ۱۲۷ : وضو کیا بذات خود مستحب ہے اور کیا نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے قربت کی نیت سے وضو کرنا اور پھر اسی وضو سے نماز پڑھنا صحیح ہے ؟

ج: شرعی نقطۂ نظر سے طہارت کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور مستحبی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے ۔

س ۱۲۸ : جو شخص اپنے وضو کے بارے میں ہمیشہ شک کا شکار رہتا ہو وہ کیسے مسجد میں داخل ہو سکتا ہے، نماز پڑھ سکتا ہے، قرآن مجید کی تلاوت کر سکتا ہے اور ائمۂ معصومینؑ کے مراقد کی زیارت کر سکتا ہے ؟

ج: وضو کے بعد طہارت میں شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے چنانچہ جب تک اسے وضو کے ٹوٹنے کا یقین نہ ہو اس کے لئے نماز پڑھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے ۔

س ۱۲۹ : کیا وضو کے صحیح ہونے میں ہاتھ کے ہر حصے پر پانی کا جاری ہونا شرط ہے یا صرف تر ہاتھ اس پر پھیر لینا کافی ہے ؟

ج: دھونے کا معیار یہ ہے کہ پورے عضو تک پانی پہنچایا جائے ، چاہے پانی ہاتھ کے پھیرنے ہی سے پورے عضو تک پہنچے ۔ لیکن صرف گیلے ہاتھ کا پھیرنا کافی نہیں ہے ۔

س ۱۳۰ : کیا وضو میں بائیں ہاتھ کی تری سے سر کا مسح کرنا اسی طرح جائز ہے جیسا کہ دائیں ہاتھ سے جائز ہے؟ اور کیا سر کا مسح نیچے سے اوپر کی طرف کیا جا سکتا ہے؟

ج : بائیں ہاتھ سے سر کا مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے، اسی طرح احتیاط یہ ہے کہ سر کا مسح اوپر سے نیچے کی طرف یعنی مانگ سے پیشانی کی طرف کرے اگرچہ اس کے برعکس بھی کر سکتا ہے۔

س ۱۳۱ : کیا سر کے مسح میں ہاتھوں کی تری کا بالوں تک پہونچنا کافی ہے یا اس تری کا سر کی کھال تک پہونچانا واجب ہے؟ اور اگر کوئی شخص مصنوعی بال لگاتا ہے تو وہ اپنے سر پر کیسے مسح کریگا؟

ج : کھال کا مسح واجب نہیں ہے اور اگر مصنوعی بالوں کو جدا کرنا ممکن نہ ہو تو ان ہی پر مسح کرنا کافی ہوگا۔

س ۱۳۲ : اعضاء وضو یا غسل کو وقفہ وقفہ کے ساتھ دھونے کا کیا حکم ہے؟

ج : غسل میں موالات کی پروا نہ کرنے اور فاصلہ پیدا کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر وضو میں تاخیر کی وجہ سے پہلے دھوئے ہوئے اعضاء خشک ہو جائیں تو وضو باطل ہے۔

س ۱۳۳ : وضو اور نماز میں اس شخص کا کیا فرض ہے جس کی ریاح کم مقدار میں سہی لیکن دائمی طور پر خارج ہوتی رہتی ہے؟

ج : اگر اتنا بھی موقع نہ ملتا ہو کہ وہ نماز تمام ہونے تک وضو برقرار رکھ سکے اور درمیانِ نماز تجدید وضو کرنے میں اسے دشواری ہو تو ایک وضو سے ایک نماز

ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یعنی ہر نماز کے لئے ایک ہی وضو کافی ہے خواہ نماز کے دوران اس کا وضو باطل ہو جائے۔

س ۱۳۴: کچھ لوگ ایک بلڈنگ میں رہتے ہیں اور اپنے فلیٹوں کے مصارف نیز دوسری سہولتوں جیسے ٹھنڈے اور گرم پانی، نگہبانی اور اے. سی (کولر) وغیرہ کا معاوضہ ادا نہیں کرتے اور اسے اپنے پڑوسیوں کی گردن پر ڈال دیتے ہیں جبکہ پڑوسی اس پر راضی نہیں ہیں تو کیا ان لوگوں کی نماز و روزے اور دوسرے عبادی اعمال باطل ہیں؟

ج: ان میں سے ہر ایک شخص ان پیسوں کا شرعاً مدیون ہے، جنہیں ان مشترکہ امکانات و وسائل سے استفادہ کے عوض ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر پانی کا معاوضہ نہ دینے کے ارادے سے اسے وضو اور غسل کے لئے استعمال کیا جائے تو ان دونوں کی صحت میں اشکال ہے بلکہ وضو اور غسل دونوں باطل ہیں۔

س ۱۳۵: ایک شخص نے غسل جنابت کیا اور تین چار گھنٹے کے بعد نماز کا قصد کیا لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس کا غسل باطل ہو گیا یا نہیں، پس اگر وہ احتیاطاً وضو کرے تو اس میں کوئی اشکال ہے یا نہیں؟

ج: مذکورہ فرض میں وضو واجب نہیں ہے لیکن احتیاط میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۶: کیا نابالغ بچہ حدث اصغر صادر ہونے سے محدث ہوتا ہے اور کیا وہ قرآن کے حروف کو چھو سکتا ہے؟

ج: جی ہاں نابالغ بچہ وضو کو توڑ دینے والی چیزوں کے عارض ہونے سے محدث ہوتا ہے لیکن مکلف پر واجب نہیں ہے کہ وہ بچہ کو قرآن کے حروف کو مس کرنے

سے روکے۔

س ۱۳۷ : اگر اعضائے وضو میں سے کوئی عضو دھوئے جانے کے بعد اور وضو مکمل ہونے سے پہلے نجس ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس سے وضو کی صحت پر اثر نہیں پڑے گا ، ہاں نماز کے لئے خبث (نجاست) سے اس عضو کا پاک کرنا واجب ہے۔

س ۱۳۸ : اگر مسح کے وقت پاؤں پر پانی کے چند قطرے موجود ہوں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج : مسح کرنے کی جگہ سے قطرات کو خشک کرنا واجب ہے تاکہ مسح کرنے والی چیز یعنی ہاتھ ، مسح کی جانے والی چیز یعنی پاؤں پر اثر ڈال سکے ، اس کے برعکس نہ ہو۔

س ۱۳۹ : اگر دایاں ہاتھ شانے سے کٹ گیا ہو تو کیا دائیں پیر کا مسح ساقط ہوجائے گا ؟

ج : مسح ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس پر بائیں ہاتھ سے مسح کرنا واجب ہوگا۔

س ۱۴۰ : جو شخص اپنے وضو کے باطل ہونے سے لاعلم تھا اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد اسے اس کا علم ہوا تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہے اسی طرح ان اعمال کا اعادہ بھی واجب ہے جن میں طہارت شرط ہے جیسے نماز۔

س ۱۴۱ : اگر انسان کے اعضاء وضو میں سے کسی عضو میں ایسا زخم ہو جس سے جبیرہ یعنی پٹی باندھے جانے کے باوجود ہمیشہ خون بہتا رہتا ہو تو وہ کس طرح وضو کرے گا ؟

ج : اس پر واجب ہے کہ زخم پر جبیرہ کے طور پر ایسی چیز باندھے جس سے

خون باہر نکلنے پائے جیسے نائیلون۔

س ۱۴۲ : ارتماسی وضو میں ہاتھ اور چہرہ کا کئی بار پانی میں ڈبونا جائز ہے یا صرف دو مرتبہ جائز ہے؟

ج : چہرہ اور ہاتھ کو صرف دو مرتبہ پانی میں ڈبونا جائز ہے۔ پہلی مرتبہ واجب کی نیت سے اور دوسری مرتبہ مستحب کی نیت سے، ہاں ہاتھوں کے دھونے میں واجب ہے کہ انھیں پانی سے باہر نکالتے وقت دھونے کا قصد کرے تاکہ مسح وضو کے پانی سے کر سکے۔

س ۱۴۳ : کیا وضو کے بعد اس کی تری کا خشک کرنا مکروہ ہے اور اس کے برخلاف کیا خشک نہ کرنا مستحب ہے؟

ج : اگر اس کام کے لئے مخصوص تولیہ یا کپڑا رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۴۴ : جس مصنوعی رنگ سے عورتیں اپنے سر اور بھوؤں کے بالوں کو رنگتی ہیں، وہ وضو اور غسل میں مانع ہے یا نہیں؟

ج : اگر اس میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو بالوں تک پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ بنے بلکہ صرف رنگ ہو تو وضو اور غسل صحیح ہیں۔

س ۱۴۵ : کیا روشنائی ان موانع میں سے ہے جو اگر ہاتھ پر لگی ہو تو وضو باطل ہے؟

ج : اگر اس کی وجہ سے کھال تک پانی نہ پہونچ سکے تو وضو باطل ہے اور موضوع کی تشخیص خود مکلّف کے ذمہ ہے۔

س ۱۴۶ : اگر سر کا مسح کرتے وقت ہاتھ اور چہرہ کی رطوبت مل جائے تو کیا وضو باطل ہے؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں پیروں کے

مسح کے لئے آب وضو کی وہی تری رہنی چاہئے جو ہتھیلیوں میں باقی رہ گئی ہو لہٰذا اس احتیاط کی رعایت کے لئے ضروری ہے کہ سر کا مسح کرتے وقت ہاتھ کو پیشانی کے اوپری حصہ سے متصل نہ کرے تاکہ ہاتھ کی وہ تری جس سے پیر کا مسح کرنا ہے، چہرے کی تری سے نہ مل جائے۔

س ۱۴۷: جو شخص وضو میں عام لوگوں سے زیادہ وقت صرف کرتا ہو اسے کیا کرنا چاہئے جس سے اسے اعضاء کے دھوئے جانے کا یقین ہو جائے ؟

ج: وسوسہ سے اجتناب واجب ہے اور شیطان کو مایوس کرنے کے لئے دل کی پروا نہیں کرنا چاہئے اور تمام لوگوں کی طرح صرف اسی قدر بجالانے کی کوشش کرنا چاہئے جتنا وضو شرعاً واجب ہے۔

س ۱۴۸: میرے بدن کے بعض اجزاء پر نقش (وشم[1]) ہیں کہتے ہیں کہ میرا غسل، وضو اور نماز باطل ہیں۔ امید ہے اس سلسلے میں میری راہنمائی فرمائیں گے ؟

ج: اگر یہ نقش صرف رنگ کی حد تک ہے اور کھال کے اوپر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھال تک پانی کو پہونچنے نہ دے تو وضو اور غسل صحیح ہیں اور نماز میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱۴۹: اگر پیشاب کرنے نیز استبراء اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد ایسی رطوبت خارج ہو جس کے منی یا پیشاب ہونے کا شبہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟

---

[1] وشم یعنی گودنا ـــ وہ نقش و تصویر جو مخصوص سوئی اور پختہ رنگ سے اعضاء بدن پر بنائی جاتی ہے۔

ج: مفروضہ سوال کی روشنی میں اس پر وضو اور غسل دونوں واجب ہیں تاکہ طہارت کا یقین حاصل ہو جائے۔

س۱۵۰: برائے مہربانی مردوں اور عورتوں کے وضو کا فرق بیان فرمایئے؟

ج: افعال وکیفیت کے اعتبار سے مرد و عورت کے وضو میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن مستحب ہے کہ مرد ہاتھوں کو ان کے ظاہر یعنی پشت کی طرف سے دھونے کی ابتدا کرے اور عورت باطن یا اندرونی طرف سے دھوئے۔

اسمائے خدا اور آیات الٰہی کو مس کرنا

س ۱۵۱: ان ضمیروں کے مس کرنے کا کیا حکم ہے جو ذات باری تعالیٰ کے نام کی جگہ استعمال ہوتی ہیں جیسے بسمہ سبحانہ یا بسمہ تعالیٰ کی ضمیر؟

ج: ضمیر کا وہ حکم نہیں ہے جو کلمۂ اللّٰہ کا ہے۔

س ۱۵۲: اسم جلالہ "اللّٰہ" کے بجائے "ا..." کی اصطلاح رائج کی گئی ہے کہ تحریر میں آیۃ ا..." یا "إلــہ" لکھتے ہیں۔ ان دونوں کلموں (الف یا الــہ) کو بغیر وضو کے مس کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: "الف" اور نقطوں کا وہ حکم نہیں ہے جو لفظ جلالہ کا ہے، برخلاف کلمہ "الہ" کے۔

س ۱۵۳: میں ایک جگہ ملازمت کرتا ہوں جہاں خط و کتابت میں لفظ "اللّٰہ" کو "ا..." کی صورت میں لکھتے ہیں۔ پس اسم جلالہ کے بجائے الف اور تین نقطے لکھنا شرعی لحاظ سے صحیح ہے یا نہیں؟

ج: شرعی اعتبار سے کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۵۴: کیا صرف اس خیال سے کہ کوئی اسے بے وضو مس کرے لفظ جلالہ "اللّٰہ" کو لکھنے سے پرہیز کرنا یا اس صورت "ا..." میں لکھنا جائز ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۵۵: نابینا اشخاص پڑھنے اور لکھنے میں "بریل" نامی رسم الخط کی ابھری ہوئی تحریر کو انگلیوں سے مس کرتے ہیں۔ اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ یہ رسم الخط چھ نقطوں سے بنایا گیا ہے، اس سوال کا جواب دیجئے کہ کیا نابینا افراد کے لئے "بریل" رسم الخط میں قرآن پڑھنے، سیکھنے یا اسمائے طاہرہ کو چھونے کے لئے باوضو ہونا شرط ہے یا نہیں؟

ج: وہ ابھرے ہوئے نقطے جو اصلی حروف کی علامات ہیں اصلی حروف کے حکم میں نہیں ہیں اور جہاں انھیں قرآن مجید اور اسماء طاہرہ کے حروف کی علامات کے عنوان سے استعمال کیا جاتا ہے، وہاں ان کے چھونے کے لئے طہارت شرط نہیں ہے۔

س ۱۵۶: بے وضو شخص کے لئے عبد اللہ وحبیب اللہ جیسے ناموں کو چھونے کا کیا حکم ہے؟

ج: غیر طاہر شخص کے لئے لفظ جلالہ کو چھونا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ اسم مرکب کا جز ہی کیوں نہ ہو۔

س ۱۵۷: کیا حائض ایسا گلو بند پہن سکتی ہے جس پر نبیؐ کا اسم مبارک نقش ہو؟

ج: گردن میں پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن واجب ہے کہ اس اسم مبارک کو بدن سے مس نہ ہونے دے۔

س ۱۵۸: کیا بغیر طہارت کے قرآن کی صرف اس تحریر کو چھونا حرام ہے جو مصحف شریف میں ہیں یا کسی کتاب، لوح یا تختی اور دیوار وغیرہ پر مرقوم قرآنی تحریر بھی اس حکم میں شامل ہے؟

ج: یہ حرمت صرف مصحف شریف سے مخصوص نہیں ہے بلکہ قرآن کے تمام کلمات

اور آیات کو شامل ہے چاہے وہ کسی کتاب میں ہوں یا کسی رسالہ میں، لوح یا تختی پر ہوں یا دیوار وغیرہ پر نقش کئے گئے ہوں۔

س ۱۵۹: ایک گھرانہ چاول کھانے کے لئے ایسا برتن استعمال کرتا ہے جس پر آیات قرآنی جیسے آیۃ الکرسی وغیرہ مرقوم ہیں، اور اس سے ان کا مقصد خیر و برکت کا حصول ہے کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن واجب ہے کہ بے وضو شخص کا ہاتھ قرآنی آیات کو نہ چھوسکے۔

س ۱۶۰: کیا آلہ کتابت یعنی قلم وغیرہ کے ذریعہ اسماء جلالہ یا قرآنی آیات اور اسماء معصومینؑ لکھنے والوں کے لئے کتابت کے وقت باوضو رہنا واجب ہے؟

ج: طہارت شرط نہیں ہے لیکن طہارت کے بغیر ان کے لئے تحریر کا مس کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۶۱: کیا اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کو مس کرنا، جو خطوط اور لبس کے ٹکٹوں وغیرہ پر نقش ہوتا ہے، حرام ہے؟

ج: اگر عرف عام میں اسے اسم جلالہ سمجھا اور پڑھا جاتا ہے تو طہارت کے بغیر چھونا حرام ہے ورنہ نہیں۔

س ۱۶۲: کیا اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کو اسم جلالہ سمجھا جاتا ہے؟ نیز سرکاری اداروں کے کاغذات اور لیٹرپیڈ پر چھپوا کر خط و کتابت میں استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: لیٹرپیڈ پر نام اللہ یا اسلامی جمہوریہ ایران کا مونوگرام چھپوانے میں

کوئی حرج نہیں ہے۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام میں بھی اسم جلالہ کے احکام کی رعایت کی جائے۔

س ۱۶۳ : دفتروں میں بعض سرکاری کاغذوں کے اوپر اسلامی جمہوریہ ایران کا مونوگرام چھپا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہسپتال کے کاغذات پر "ھو الشافی" لکھا ہوتا ہے، استعمال کے بعد انھیں پھینک دینے یا انھیں خون آلود کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اسم جلالہ یا جو الفاظ اس کے حکم میں ہوں ان کے ذریعہ خط و کتابت کے اوراق کی تزئین کی جا سکتی ہے لیکن ان کی بے حرمتی اور انھیں نجس کرنے سے پرہیز واجب ہے۔

س ۱۶۴ : ڈاک ٹکٹوں، اداروں کے مونوگراموں یا اخبار وجرائد اور روزناموں پر آیات قرآنی یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوتا ہے، ان سے استفادہ کا کیا حکم ہے؟

ج: نشریات پر آیات قرآن یا نام خدا وغیرہ چھاپنے اور انھیں شائع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مس کرنے والے پر واجب ہے کہ ان کے شرعی احکام کی رعایت کرے۔ ان کی بے حرمتی اور انھیں نجس نہ کرے اور طہارت کے بغیر مس نہ کرے۔

س ۱۶۵ : بعض اخباروں پر نام خدا یا آیات قرآن مرقوم ہوتی ہے۔ کیا ان میں کھانے کی چیزیں لپیٹنا، ان پر بیٹھنا یا ان پر کھانا رکھ کر کھانا جائز ہے؟ یا انہیں کوڑے کے ساتھ کوڑے دان میں ڈالنا صحیح ہے جبکہ اس کے بغیر گلو خلاصی مشکل ہے؟

ج: ایسے اخبارات سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ایسا

استعمال نہ ہو جو عرف عام میں اسم جلالہ اور آیات قرآنی (جن کی بے حرمتی کرنا حرام ہے) کی بے حرمتی شمار ہو اور نہ انھیں نجس مقام پر پھینکا جا سکے۔

س ۱۶۶ : ان ڈاک ٹکٹوں کو کوڑے دان میں ڈالنے کا کیا حکم ہے جن پر اللہ کا نام لکھا ہوتا ہے؟ اور کیا انھیں بغیر وضو کے چھونا صحیح ہے؟

ج اللہ کا نام طہارت کے بغیر چھونا اور اسے نجس کرنا یا ایسی جگہوں پر ڈالنا جو بے حرمتی کا سبب ہو جائز نہیں ہے۔

س ۱۶۷ : کیا انگوٹھیوں پر کندہ کلمات کو چھونا جائز ہے؟

ج اگر وہ ایسے کلمات ہوں جن کے چھونے میں طہارت شرط ہے تو انھیں بغیر طہارت چھونا جائز نہیں ہے۔

س ۱۶۸ : کیا دکانداروں کیلئے جائز ہے کہ وہ بیچی جانے والی چیزوں کو اخبار یا رسالوں کے کاغذ میں لپیٹ کر دیں، جبکہ ہمیں یقین ہے کہ ان میں اللہ کا نام چھپا ہے؟ اور کیا انھیں وضو کے بغیر چھونا جائز ہے؟

ج : بیچی جانیوالی چیزوں کو لپیٹنے کیلئے اخبارات سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اسے ان اخبارات میں لکھے ہوئے اللہ کے نام، قرآنی آیات اور اسماء معصومین ؑ کی بے حرمتی شمار نہ کیا جاتا ہو، لیکن جان بوجھ کر انھیں بغیر وضو کے چھونا جائز نہیں ہے۔

س ۱۶۹ : ان اخبارات پر اسماء انبیاء اور آیات قرآن کے لکھنے کا کیا حکم ہے جن کے جلانے یا پاؤں کے نیچے آنے کا احتمال ہو؟

ج : اخبار و مجلات کے اندر آیات قرآن اور اسماء معصومین ؑ وغیرہ لکھنے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے لیکن ان کی بے حرمتی کرنے، نجس کرنے اور بغیر طہارت کے انھیں چھونے سے اجتناب واجب ہے۔

س ۱۷۰: ان چیزوں کے ندیوں اور نالوں میں ڈالنے کا کیا حکم ہے جن پر اللہ کے نام تحریر ہوتے ہیں؟ کیا اسے بے حرمتی کہا جا سکتا ہے؟

ج: اگر عرف عام میں اسے بے حرمتی نہ کہا جاتا ہو تو ندیوں اور نالوں میں اسے ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۷۱: امتحانات کے ان تصحیح شدہ اوراق کو کوڑے دان میں ڈالنے یا ان کے جلانے کیلئے کیا یہ یقین حاصل کرنا شرط ہے کہ ان پر اسماء خدا اور اسماء معصومینؑ نہ ہوں؟ اور جن اوراق پر کچھ لکھا نہیں گیا ہے انھیں پھینکنا، جلانا اسراف ہے یا نہیں؟

ج: جستجو کرنا واجب نہیں ہے اور اگر کسی ورق پر اللہ کا نام لکھے ہونے کا یقین نہ ہو تو اسے کوڑے دان میں ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جن اوراق کے بعض حصہ پر کچھ لکھا گیا ہے اور ان کو لکھنے کے کام میں لایا جا سکتا ہے یا انھیں ڈبے بنانے کے کام میں لایا جا سکتا ہے تو انھیں جلانا یا پھینکنا اسراف سے مشابہ ہے اور اشکال سے خالی نہیں ہے۔

س ۱۷۲: وہ اسماء مبارکہ کون کون سے ہیں جن کا احترام واجب اور جنھیں وضو کے بغیر چھونا حرام ہے؟

ج: خداوند عالم کے اسمائے ذات اور ان اسماء صفات کو چھونا، جو اس سے مخصوص ہوں جائز نہیں ہے اور احتیاط واجب ہے کہ مذکورہ حکم میں انبیائے عظام اور ائمہ معصومینؑ کے اسماء کو بھی اللہ کے اسماء ذات میں شامل کیا جائے۔

س ۱۷۳: ائمہ معصومینؑ اور انبیاءؑ کے اسماء و القاب کا کیا حکم ہے؟

ج: احتیاط (واجب) یہ ہے کہ انھیں بغیر وضو کے مس نہ کیا جائے۔

س ۱۷۴: ہمارے پاس قسم قسم کے بہت سے جرائد اور رسالے جمع ہو گئے ہیں، خاص طور سے جب سے سفارت خانہ قائم ہوا ہے۔ ہمارے نام داخلی اداروں کی طرف سے ارسال کردہ بہت سے رسالے جمع ہو گئے ہیں، ان میں زیادہ تر صفحات پر اسمائے خدا یا اسمائے انبیاءؑ وائمہؑ اور قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ برائے کرم بتائیں کہ انھیں محفوظ رکھنے کی مشکل کو کیسے حل کیا جا سکتا ہے؟

ج: انھیں زمین میں دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یا اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو تو انھیں صحرا میں بھی ڈالا جا سکتا ہے۔

س ۱۷۵: ضرورت کے وقت اسمائے مبارکہ اور آیات قرآن کو محو کرنے کے شرعی طریقے کیا ہیں؟ اور جن اوراق پر آیات قرآن اور اسمائے جلالہ تحریر ہیں، اسرار کو محفوظ رکھنے کے لئے اگر انھیں جلانا پڑے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: انھیں مٹی میں دفن کرنے یا پانی میں گلا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جلانے میں اشکال ہے اور اگر جلانا بے حرمتی شمار ہو تو جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جلانا ضروری ہو جائے اور قرآنی آیات نیز اسمائے مبارکہ کا ان سے جدا کرنا ممکن نہ ہو۔

س ۱۷۶: اسمائے مبارکہ اور قرآن کی آیتوں کو اس طرح سے کاٹ کر الگ کرنے کا کیا حکم ہے کہ ان کے دو حروف متصل نہ رہیں اور پڑھے نہ جا سکیں اور کیا ان کے مٹانے اور ان سے احکام کو ساقط کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کی تحریری صورت کو کچھ حروف کے اضافہ یا حذف کرنے سے بدل دیا جائے؟

ج: اگر اسم جلالہ اور قرآنی آیات کو محو کرنے کا سبب بنے تو ان کا ٹکڑے ٹکڑے

کرنا کافی نہیں ہے ۔ اسی طرح جو حروف اسم جلالہ لکھنے کے قصد سے تحریر کئے گئے ہیں، احکام کو زائل کرنے کیلئے ان کی تحریری صورت کو متغیر کرنا کافی نہیں ہے ۔ ہاں حرف کی صورت کے بدل جانے اور محو ہو جانے سے احکام کا زائل ہو جانا بعید نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ پرہیز کیا جائے ۔

غسلِ جنابت کے احکام

س ۱۷۷ : کیا وقت تنگ ہونے کی صورت میں مجنب کا اپنے بدن ولباس پرنجاست کے باوجود تیمم کرکے نماز پڑھ لینا جائز ہے یا لباس پاک کرے، غسل کرے اور قضا نماز پڑھے ؟

ج : اگر بدن ولباس کی طہارت یا لباس بدلنے کے لئے وقت کافی نہ ہو اور سردی وغیرہ کی وجہ سے برہنہ بھی نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو تو غسل جنابت کے بدلے تیمم کرکے نجس لباس اور بدن کے ساتھ ہی نماز پڑھے گا یہ اس کے لئے کافی ہے اور اس پر قضا بھی واجب نہیں ہے ۔

س ۱۷۸ : اگر دخول کے بغیر (کسی اور صورت سے) رحم میں منی پہونچ جائے تو کیا غسل جنابت واجب ہوجاتا ہے ؟

ج : اس سے جنابت صادق نہیں آتی ۔

س ۱۷۹ : کیا عورتوں پر طبی آلات کے ذریعہ داخلی معائنہ کے بعد غسل جنابت واجب ہے ؟

ج : جب تک منی خارج نہ ہو غسل واجب نہیں ہوگا ۔

س ۱۸۰ : اگر حشفہ کی مقدار تک دخول ہو لیکن منی خارج نہ ہو اور عورت کو بھی پوری لذت محسوس نہ ہو تو کیا صرف عورت پر غسل واجب ہے ؟ یا صرف مرد پر واجب ہے یا دونوں

پر واجب ہے ؟

ج: مذکورہ فرض میں دونوں پر غسل واجب ہے۔

س ۱۸۱: عورتوں کے احتلام کے پیش نظر ان پر کس صورت میں غسل واجب ہوتا ہے ؟ اور جو رطوبت مردوں کے ساتھ خوش فعلی کے وقت خارج ہوتی ہے کیا وہ منی کے حکم میں ہے اور کیا اس صورت میں ان پر غسل واجب ہے خواہ انھیں لذت نہ محسوس ہوتی ہو اور نہ ان کے بدن میں سستی پیدا ہوتی ہو ؟ نیز عام طور پر مجامعت کے بغیر عورتوں میں جنابت کیسے متحقق ہوتی ہے ؟

ج: اگر بیدار ہونے کے بعد عورت اپنے لباس پر منی کے آثار دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے لیکن خوش فعلی وغیرہ سے جو رطوبت خارج ہوتی ہے وہ منی کے حکم میں نہیں ہے مگر یہ کہ عورت لذت کی پوری حد تک پہونچ جائے اور اس کا بدن سست پڑ جائے۔

س ۱۸۲: کیا جوان لڑکیوں پر اس وقت بھی غسل جنابت واجب ہوتا ہے جب بغیر ارادے کے ان سے کوئی رطوبت خارج ہو ؟ اور کیا وہ منی ہے جس کے لئے غسل واجب ہے یا ان پر اس وقت غسل واجب ہوتا ہے جب وہ شہوت کے ساتھ نکلے ؟

ج: اگر رطوبت کا نکلنا شہوت کی وجہ سے اور شہوت کے ساتھ ہو تو وہ منی کے حکم میں ہے اور غسل جنابت کا موجب ہے خواہ شہوت میں اس کا ارادہ و اختیار شامل نہ بھی ہو۔

س ۱۸۳: جذبات انگیز ناول وغیرہ پڑھنے یا کسی اور وجہ سے اگر لڑکیوں پر شہوت طاری ہوجائے تو کیا اس سے ان پر غسل واجب ہوجاتا ہے اور اگر غسل واجب ہوجاتا ہے تو

کونسا غسل واجب ہوتا ہے ؟

ج: جذبات بھڑکانے والی کتابوں (ناول وغیرہ) کا پڑھنا جائز نہیں ہے اور منی کے خارج ہونے کی صورت میں اس پر بہرحال غسل جنابت واجب ہے۔

س ۱۸۴ : خوش فعلی کے وقت عورت اگر شہوت کے ساتھ رطوبت نکلنے کا احساس کرے تو کیا اس پر غسل جنابت واجب ہے ؟

ج: اگر عورت کو منی کے خارج ہونے کا علم ہوجائے تو اس پر غسل واجب ہے اسی طرح اگر یہ شک کرے کہ جو چیز خارج ہوئی ہے وہ منی ہے یا نہیں اور وہ خاص شہوت کے ساتھ خارج ہوئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

س ۱۸۵ : اگر عورت اپنے شوہر سے ہمبستری کے فوراً بعد غسل کرلے اور مرد کی منی اس کے رحم میں رہ جائے اور غسل کے بعد خارج ہو تو کیا اس کا غسل صحیح ہے ؟ اور غسل کے بعد خارج ہونے والی یہ منی پاک ہے یا نجس ؟

ج: خارج ہونے والی منی بہرحال نجس ہے لیکن غسل کے بعد خارج ہونیوالی منی اگر مرد کی ہے تو دوبارہ غسل جنابت کی موجب نہیں ہوگی۔

س ۱۸۶ : میں ایک زمانہ سے غسل جنابت کے سلسلہ میں شک میں مبتلا ہوں اس طرح سے کہ اپنی زوجہ سے مقاربت نہیں کرتا ہوں لیکن غیر ارادی طور پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ یہ گمان ہوتا ہے کہ مجھ پر غسل جنابت واجب ہوگیا بلکہ میں دن بھر میں دو تین مرتبہ غسل کرتا ہوں۔ اس شک نے مجھے پریشان کردیا ہے، اب میرا فریضہ کیا ہے ؟

ج: محض شک کی صورت میں جنابت کا حکم مرتب نہیں ہوتا مگر یہ کہ رطوبت

اس طرح خارج ہوئی ہو جس میں منی کے خارج ہونے کی شرعی علامتیں پائی جاتی ہوں یا آپ کو منی خارج ہونے کا یقین ہو جائے۔

س ۱۸۷ : کیا حالت حیض میں غسل جنابت کرنا صحیح ہے اور کیا اس طرح سے مجنب عورت کی شرعی ذمہ داری پوری ہو جائے گی؟

ج: مذکورہ فرض میں غسل کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

س ۱۸۸ : کیا حیض کی حالت میں مجنب ہونے والی عورت پر طہارت کے بعد غسل جنابت واجب ہے یا واجب نہیں ہے اس لئے کہ وہ پہلے سے طاہر نہیں تھی؟

ج: غسل حیض کے علاوہ غسل جنابت بھی واجب ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ غسل جنابت پر اکتفا کرے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں غسلوں کی نیت کرے۔

س ۱۸۹ : انسان سے خارج ہونے والی رطوبت پر کس صورت میں یہ حکم لگایا جا سکتا ہے کہ وہ منی ہے؟

ج: جب شہوت کے ساتھ نکلے، بدن میں سستی آجائے اور اچھل کر نکلے تو اس پر منی کا حکم لگے گا۔

س ۱۹۰ : بعض موقعوں پر غسل کے بعد ہاتھ یا پیر کے ناخن کے اطراف میں صابن لگا ہوا دکھائی دیتا ہے جو غسل کے دوران حمام میں نظر نہیں آتا لیکن حمام سے نکلنے کے بعد صابن کی سفیدی نظر آتی ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ جبکہ بعض افراد بے خبری میں یا اس کی پروا کئے بغیر وضو کر لیتے ہیں جبکہ یہ معلوم ہے کہ صابن کی اس سفیدی کے نیچے پانی پہنچنا یقینی نہیں ہے؟

ج: صرف چونے یا صابن کی سفیدی سے جو اعضاء کے خشک ہونے کے بعد دکھائی دے، وضو یا غسل باطل نہیں ہوتا مگر یہ کہ کھال تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بنے۔

س ۱۹۱: اپنی زوجہ کا بوسہ لیتے وقت یا اس سے خوش فعلی کے دوران جو رطوبت خارج ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اچھل کر نہ نکلے اور اس سے بدن میں سستی نہ آئے تو وہ منی کے حکم میں نہیں ہے۔

س ۱۹۲: ایک صاحب کا کہنا ہے کہ غسل سے پہلے بدن سے نجاست کا پاک کرنا واجب ہے اور غسل کے درمیان تطہیر یعنی منی سے بدن کا پاک کرنا غسل کے باطل ہونے کا موجب ہے پس اگر ان کی بات صحیح ہے تو کیا گذشتہ نمازیں باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے؟ واضح رہے کہ میں اس مسئلہ سے بے خبر تھا؟

ج: بدن کو پاک کرنے کے لئے دھونا غسل جنابت سے پہلے واجب ہے لیکن غسل شروع کرنے سے پہلے پورے بدن کو دھونا واجب نہیں ہے بلکہ ہر عضو کے دھونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ غسل کے وقت پاک ہو۔ اس بنا پر اگر غسل سے پہلے عضو بدن پاک ہو تو غسل اور اس سے پڑھی گئی نماز دونوں صحیح ہیں اور اگر عضو غسل سے پہلے پاک نہیں ہے تو نماز اور غسل دونوں باطل ہیں اور نماز کی قضا واجب ہے۔

س ۱۹۳: نیند کی حالت میں انسان سے جو طوبت خارج ہوتی ہے کیا وہ منی کے حکم میں ہے؟ جبکہ اس میں تینوں علامتیں (اچھل کر نکلنا، شہوت کے ساتھ نکلنا اور بدن کا

شست ہونا، موجود نہ ہوں اور بیدار ہونے کے بعد متوجہ ہو کر اس کے لباس پر رطوبت ہے؟

ج: جب احتلام کے نتیجہ میں رطوبت خارج ہو یا اسے یقین ہو کہ یہ منی ہے تو وہ منی کے حکم میں ہے اور غسل جنابت کی موجب ہے۔

س ۱۹۴: میں ایک جوان ہوں، ایک مفلس گھرانہ میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ مجھے کثرت سے منی خارج ہوتی ہے اور حمام جانے کے لئے والدین سے پیسہ مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے گھر میں بھی حمام نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: شرعی امور کی انجام دہی میں شرم نہیں کرنا چاہئے اور واجب کو ترک کرنے کے لئے شرم وحیا، شرعی عذر نہیں بن سکتی۔ بہرحال اگر تمہارے پاس غسل جنابت کے لئے امکانی ذرائع نہیں ہیں تو تمہارا فریضہ ہے کہ نماز و روزہ کے لئے غسل کے بدلے تیمم کرو۔

س ۱۹۵: ایک پسماندہ دیہات میں، جس کا حمام ایک زمانہ سے خراب ہونے کی وجہ سے ایک زمانے سے بند پڑا ہوا تھا اور اہل قریہ صفائی و طہارت کے سلسلے میں پریشانی میں مبتلا تھے۔ لہٰذا جب گاؤں والوں نے ہم پر اس سلسلہ میں بہت زور دیا تو ہم نے ڈسٹرکٹ کمشنر کے دفتر کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: "ہمارے گاؤں کا حمام برف باری اور بارش کی وجہ سے منہدم ہو چکا ہے اور مرمت کے قابل نہیں رہ گیا ہے لہٰذا ہمارے لئے ایک نیا حمام تعمیر کرایا جائے۔" ادارہ نے اس مطالبہ کے جواب میں حمام بنانے کے لئے ایک معین رقم، ناگہانی حوادث کے بجٹ سے منظور کی، رقم ادارۂ جہاد سازندگی کے حوالے کی گئی اور حمام بن گیا۔

اب یہاں سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا باتوں کے پیش نظر کہ درخواست کا مضمون خلاف

واقع تھا) اور رقم ناگہانی حوادث کے بجٹ سے دی گئی تھی۔ کیا اس حمام سے غسل وطہارت میں اشکال ہے؟

ج: حقیقت اور واقع کے خلاف یہ اعلان اور اطلاع اگرچہ ناجائز ہے لیکن مذکورہ فرض کی روشنی میں گاؤں والوں کا اس حمام سے استفادہ کرنا بلا اشکال ہے۔

س ۱۹۶: میرے سامنے ایک مشکل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر میرے بدن پر ایک قطرہ بھی پانی پڑ جائے تو ضرر کا باعث ہے بلکہ مسح بھی نقصان دہ ہے۔ بدن کے کسی حصہ کے دھونے سے ہی میرے دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے، اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں کیا اس صورت میں میرے لئے اپنی بیوی سے مقاربت جائز ہے؟ اور کیا ممکن ہے کہ چند ماہ تک غسل کے عوض تیمم کر کے نماز ادا کروں اور مسجد میں داخل ہو سکوں؟

ج: آپ پر بیوی سے مقاربت ترک کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مجنب ہونے کی صورت میں اگر غسل سے معذور ہوں تو ان اعمال کے لئے، جن میں طہارت شرط ہے غسل کے بدلے تیمم کریں۔ یہی آپ کا شرعی فریضہ ہے اور تیمم کے بعد مسجد میں جانے، نماز پڑھنے، قرآن کے حروف چھونے اور ان اعمال کے بجالانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۱۹۷: واجب یا مستحب غسل کے وقت قبلہ رو ہونا واجب ہے یا نہیں؟

ج: غسل کے وقت قبلہ رو ہونا واجب نہیں ہے۔

س ۱۹۸: کیا حدث اکبر کے غسالہ (دھوون) سے غسل صحیح ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ غسل قلیل پانی

سے کیا گیا ہے اور بدن اس سے پہلے پاک تھا ؟ اور کیا میاں بیوی ایک دوسرے کے حدث اکبر کے غسل کے غسالہ سے استفادہ کر سکتے ہیں ؟

ج: اگر حدث اکبر کے غسل کا غسالہ پاک ہے تو اس سے استفادہ میں کوئی حرج نہیں ہے اور میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے غسالہ کا استعمال کر سکتے ہیں اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۹۹ : اگر غسل جنابت کے درمیان حدث اصغر صادر ہوجائے تو کیا ازسر نو غسل کرنا ہوگا یا غسل مکمل کرنے کے بعد وہ وضو کرے گا ؟

ج: ازسر نو غسل کرنا واجب نہیں ہے اور نہ حدث اصغر کا کوئی اثر ہے بلکہ غسل تمام کرے گا لیکن یہ غسل نماز اور ان تمام اعمال کے لئے وضو سے بے نیاز نہیں کرے گا جس میں حدث اصغر کے بعد طہارت (وضوء) شرط ہے۔

س ۲۰۰ : وہ رطوبت جو منی سے مشابہ ہوتی ہے اور پیشاب کے بعد شہوت و ارادہ کے بغیر خارج ہوتی ہے کیا وہ منی کے حکم میں ہے ؟

ج: منی کے حکم میں نہیں ہے مگر یہ یقین ہوجائے کہ یہ منی ہے یا ان شرعی علامات کے ساتھ خارج ہو جو خروج منی کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

س ۲۰۱ : جب متعدد مستحب یا واجب یا دونوں غسل جمع ہوجائیں تو کیا ایک ہی غسل بقیہ کے لئے کافی ہوگا ؟

ج: اگر ان میں غسل جنابت بھی ہو اور اسی کا قصد کیا جائے تو وہ بقیہ غسلوں کیلئے کافی ہوگا۔

س ۲۰۲ : کیا غسل جنابت کے علاوہ کوئی اور غسل بھی ہے جس کے بعد وضو کی ضرورت نہیں ہوتی؟

ج : احتیاط واجب یہ ہے کہ کوئی اور غسل کافی نہیں ہے۔

س ۲۰۳ : کیا آپ کی نظر میں غسل جنابت میں پانی کا بدن پر جاری ہونا شرط ہے؟

ج : معیار یہ ہے کہ غسل کے قصد سے بدن کا دھلنا صادق آجائے پانی کا جاری ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۲۰۴ : اگر انسان یہ جانتا ہے کہ اگر وہ اپنی زوجہ سے مقاربت کر کے مجنب ہوجائے گا تو اسے غسل کے لئے پانی نہیں ملے گا یا غسل اور نماز کے لئے وقت نہیں رہے گا تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی زوجہ سے مقاربت کرے؟

ج : اگر غسل سے عاجز ہونے کی صورت میں تیمم پر قادر ہے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۰۵ : میں ایک بائیس ۲۲ سالہ جوان ہوں، کچھ عرصہ سے میرے سر کے بال جھڑ رہے ہیں یہ چیز میرے لئے رنج وغم کا باعث ہے اور میں نے سر پر بال اگانے والے ادارے میں اپنے سر پہ بال کشت کرانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر ان بالوں کی وجہ سے سر کی کھال کے کسی حصہ تک پانی نہ پہونچ سکے تو غسل کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر ان مصنوعی بالوں کو جدا نہ کیا جا سکے یا ان کو جدا کرنے میں ضرر یا حرج ہو اور ان کے ہوتے ہوئے کھال تک پانی پہونچانا بھی ممکن نہ ہو تو اسی طرح غسل صحیح مانا جائے گا۔

س ۲۰۶ : کیا غسل جنابت میں اتنی ہی ترتیب کافی ہے کہ پہلے سر دھوئیں اس کے بعد تمام

اعضاء کو یا جسم کے دو نوں اطراف کے درمیان بھی ترتیب ضروری ہے ؟

ج دونوں اطراف کے درمیان بھی ترتیب ضروری ہے اور جسم کا دایاں حصہ بائیں پر مقدم ہوگا۔

س ۲۰۷ : غسل ترتیبی کرتے وقت اگر میں پہلے پیٹھ دھوؤں اور اس کے بعد غسل ترتیبی کی کی نیت کرکے غسل بجا لاؤں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے ؟

ج پیٹھ یا اعضاء بدن میں سے کسی عضو کے غسل کی نیت اور غسل سے پہلے دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور غسل ترتیبی کی کیفیت یہ ہے کہ تمام بدن کو پاک کرنے کے بعد نیت کرے پھر پہلے سر و گردن کو دھوئے اس کے بعد کندھے سے پیر کے "تلوے" تک بدن کا داہنا نصف حصّہ دھوئے پھر اسی طرح بایاں حصّہ دھوئے۔ اس طرح غسل صحیح ہے۔

س ۲۰۸ : کیا عورت پر غسل میں تمام بالوں کا دھونا واجب ہے ؟ اور اگر غسل میں تمام بالوں تک پانی نہ پہونچے تو کیا غسل باطل ہے ؟ جبکہ یہ معلوم ہو کہ سر کی تمام کھال تک پانی پہونچ گیا ہے ؟

ج احتیاط واجب یہ ہے کہ تمام بالوں کو دھوئے۔

غسلِ باطل پر مرتّب ہونے والے امور

س۲۰۹ : اس شخص کا کیا حکم ہے جو بالغ ہو کر بھی غسل کے واجب ہونے اور اس کے طریقے سے بے خبر رہا اور اسی طرح دس سال گزر گئے۔ تب کہیں اسے تقلید کی معرفت اور غسل کے واجب ہونے کا علم ہوا۔ اب نماز اور روزہ کی قضا کی صورت میں اس پر کیا حکم لاگو ہوگا ؟

ج : اس شخص پر ان نمازوں کی قضا واجب ہے جو جنابت کی حالت میں ادا کی ہیں۔ اسی طرح روزوں کی قضا بھی ہے اگر یہ جانتا ہو کہ وہ احتلام یا خروجِ منی یا اسبابِ جنابت میں سے کسی ذریعے سے مجنب ہوا ہے۔ بلکہ اگر وہ تقصیر کی وجہ سے اس سے لاعلم تھا تو اقوئی یہ ہے کہ اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا لیکن اگر وہ سرے سے جنابت ہی کو نہیں جانتا تھا اور جس دن اس نے روزہ رکھا تھا وہ طلوعِ فجر تک یہ نہ سمجھ سکا تھا کہ مجنب بھی ہے تو اس پر روزہ کی قضا ہی واجب نہیں ہے چہ جائیکہ کفّارہ۔

س۲۱۰ : ایک جوان ۔۔ کم عقلی کی وجہ سے ۔۔ چودہ سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد استمناء کرتا تھا اور اس سے منی نکلتی تھی لیکن وہ غسل نہیں کرتا تھا تو اس کا کیا فریضہ ہے ؟ کیا

جس زمانے میں وہ استمناء کرتا تھا، اور اس سے منی خارج ہوتی تھی۔ اس زمانے کا اس پر غسل واجب ہے؟ اور اس وقت سے اب تک اس نے جو نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے، کیا وہ باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے؟ یہ مد نظر رکھتے ہوئے کہ وہ محتلم ہوتا تھا مگر غسل جنابت کی فکر نہیں کرتا تھا نہ ہی وہ یہ جانتا تھا کہ منی نکلنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے؟

ج: جتنی مرتبہ وہ مجنب ہوا ہے ان سب کے لئے ایک غسل کافی ہے اور ان نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے بارے میں یہ یقین ہے کہ وہ حالت جنابت میں ادا کی گئی ہیں، ہاں گزشتہ روزوں کی قضا واجب نہیں ہے اور انھیں صحیح قرار دیا جائے گا، بشرطیکہ روزہ کی شبوں میں اسے یہ علم نہ رہا ہو کہ مجنب ہے لیکن اگر وہ یہ جانتا تھا کہ منی خارج ہوئی ہے اور وہ مجنب ہو گیا ہے لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ روزہ کے صحیح ہونے کے لئے اس پر غسل واجب ہے تو اس صورت میں اس پر ان تمام روزوں کی قضا واجب ہے جو اس نے حالت جنابت میں رکھے تھے اور اگر اس جہالت و لاعلمی میں اس کی کوتاہی کا بھی قصور تھا تو احتیاطاً ہر دن کے روزہ کا کفارہ بھی دے گا۔

س ۲۱۱: افسوس کہ مجھے بہت عرصہ تک مسئلہ جنابت اور غسل جنابت کے احکام کے بارے میں کوئی اطلاع ہی نہ تھی جبکہ مجھے علم ہے کہ میں اس زمانہ میں نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا تھا اس سلسلہ میں حکم شرعی کیا ہے؟

ج: اگر تم اس زمانہ میں روزوں کے ایام کے دوران اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ جنابت تم پر طاری ہوتی ہے تو تمہارے روزے صحیح ہیں

اب رہیں نمازیں تو یہ یقین ہو جانے کے بعد کہ تم نے انھیں جنابت کی حالت میں ادا کیا ہے، ان کی قضا واجب ہے۔

س ۲۱۲: ایک شخص مجنب ہوتا تھا اور غسل کرتا تھا لیکن اس کا غسل غلط اور باطل ہوتا تھا اس کی ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو اس نے اس غسل کے بعد پڑھی ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ وہ لاعلمی کی وجہ سے ایسا کرتا تھا۔

ج: غسل باطل کے ساتھ اور حالتِ جنابت میں پڑھی گئی نماز باطل ہے اور اس کا اعادہ یا قضا واجب ہے۔

س ۲۱۳: میں نے ایک واجب غسل کی بجاآوری کے ارادے سے غسل کیا، حمام سے نکلنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں نے ترتیب کی رعایت نہیں کی۔ میں سوچتا تھا کہ صرف ترتیب کی نیت کافی ہے لہٰذا غسل کا اعادہ نہیں کیا۔ اب میں اپنے امر میں پریشان ہوں پس کیا مجھ پر تمام نمازوں کی قضا واجب ہے؟

ج: آپ جو غسل بجا لائے ہیں اگر اس کے صحیح ہونے کا آپ کو احتمال ہے اور غسل کرتے وقت ان باتوں کی طرف متوجہ تھے جو اس کی صحت کے لئے ضروری ہیں تو آپ پر کوئی قضا واجب نہیں ہے، ہاں اگر آپ کو غسل کے باطل ہونے کا یقین ہو جائے تو آپ پر تمام نمازوں کی قضا واجب ہے۔

س ۲۱۴: میں غسل جنابت اس طریقے سے کیا کرتا تھا کہ پہلے جسم کا داہنا حصہ پھر سر اور اس کے بعد بایاں حصہ دھویا کرتا تھا اور میں نے صحیح طریقہ دریافت کرنے میں کوتاہی کی پس میری نمازوں اور روزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ طریقے سے کیا گیا غسل باطل ہے اور رفع حدث کا موجب نہیں ہے اس بنا پر ایسے باطل غسل کے ساتھ پڑھی گئی نمازیں باطل ہیں اور انکی قضا کرنا واجب ہے ہاں اگر آپ مذکورہ طریقہ کو صحیح غسل سمجھتے تھے اور آپ جان بوجھ کر جنابت پر باقی نہیں رہے تو آپ کے روزے صحیح ہیں۔

تیمّم کے احکام

س ۲۱۵ : وہ تمام چیزیں جن پر تیمّم صحیح ہوتا ہے، جیسے مٹی، چونا اور سنگ مرمر وغیرہ یہ سب دیواروں میں لگے ہوں تو کیا ان پر تیمّم صحیح ہے؟ یا ان کا سطح زمین پر ہونا ضروری ہے؟

ج: تیمّم کے صحیح ہونے میں ان کا سطح زمین پر ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۲۱۶ : اگر میں مجنب ہو جاؤں اور میرے لئے حمام جانا ممکن نہ ہو اور جنابت کی یہ حالت چند روز تک باقی رہے تو کیا میں غسل کے عوض تیمّم کے ذریعہ پڑھی ہوئی نماز کے بعد ہر نماز کے لئے ہمیشہ کی طرح وضو کروں گا یا تیمّم کروں گا یا وہی پہلا تیمّم کافی ہوگا؟ اور اس فرض کی بنا پر ہر نماز کے لئے وضو واجب ہے یا تیمّم؟

ج: جب مجنب غسل جنابت کے بدلے صحیح تیمّم کرے اور اس تیمّم کے بعد اگر اس سے حدث اصغر صادر ہو جائے تو ان اعمال کے لئے جن میں طہارت شرط ہے اس پر صرف وضو کرنا واجب ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہ عذر شرعی برطرف نہ ہو جائے جس سے تیمّم کا جواز پیدا ہوا ہے۔

س ۲۱۷ : غسل کے بدلے کئے جانے والے تیمّم کے بعد کیا وہ سب امور انجام پا سکتے ہیں جو غسل کے

بعد انجام دیے جا سکتے ہیں۔ یعنی کیا تیمم کر کے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے؟

ج: غسل کے بعد جتنے شرعی امور انجام دیئے جا سکتے ہیں وہ اس کے عوض کئے جانے والے تیمم کے بعد بھی جائز ہیں لیکن تنگیٔ وقت کی وجہ سے جو تیمم غسل کے بدلے کیا جاتا ہے۔ اس پر یہ آثار مرتب نہیں ہوتے۔

س ۲۱۸: وہ جنگی مجروح جس کا کمر سے نیچے تک کا حصہ گزشتہ جنگ میں مفلوج ہو چکا ہے اور جس کی بنا پر وہ سلسل البول کا مریض ہے، کیا مستحب اعمال بجا لانے کے لئے مثلاً غسل جمعہ و غسل زیارت وغیرہ کے عوض تیمم کر سکتا ہے، کیونکہ اسے حمام جانے میں کچھ مشقت اٹھانا پڑے گی؟

ج: جن موارد میں طہارت شرط نہیں ہے ان میں غسل کے بدلے تیمم کرنا محل اشکال ہے لیکن عسر و حرج کے موقع پر مستحب غسلوں کے بدلے رجاء مطلوبیت کی نیت سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۱۹: جس شخص کے پاس پانی نہ ہو یا اس کے لئے پانی کا استعمال مضر ہو تو جب اس نے غسل — غسل جنابت — کے بدلے تیمم کر لیا، کیا وہ اس کے بعد مسجد میں داخل اور نماز جماعت میں شریک ہو سکتا ہے؟ اور اس کے قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جب تک تیمم کو جائز کرنے والا عذر برطرف نہ ہو گا اور اس کا تیمم باطل نہ ہو گا اس وقت تک وہ ان تمام اعمال کو انجام دے سکتا ہے جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۲۲۰: نیند کی حالت میں انسان سے رطوبت خارج ہوتی ہے اور بیدار ہونے کے بعد کچھ یاد نہیں آتا، بس وہ اپنے لباس پر رطوبت دیکھتا ہے اور سوچنے کا وقت بھی

اس کے پاس نہیں ہے کیونکہ اس کی صبح کی نماز قضا ہو رہی ہے، اس حالت میں وہ کیا کرے گا؟ اور وضو یا غسل کے بدلے تیمم کی کیا نیت کرے گا؟ اور اصل حکم کیا ہے۔؟

ج: اگر وہ جان گیا کہ محتلم ہو گیا ہے تو وہ مجنب ہے اور اس پر غسل واجب ہے اور وقت تنگ ہونے کی صورت میں اپنے بدن کو پاک کرنے کے بعد تیمم کرے پھر نماز کے بعد غسل کرے لیکن اگر احتلام اور جنابت میں شک ہے تو اس پر جنابت کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۲۲۱: ایک شخص جو پے در پے کئی شبوں تک مجنب ہوتا رہا، اس کا کیا فریضہ ہے؟ جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر روز پے در پے حمام جانے سے انسان ضعیف و کمزور ہو جاتا ہے؟

ج: اس پر غسل واجب ہے اور پانی کا استعمال مضر ہونے کی صورت میں اس کا فریضہ تیمم ہے۔

س ۲۲۲: ایک شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے اور ماہ رمضان کا روزہ رکھنا چاہتا ہے لیکن غیر اختیاری طور سے منی خارج ہونے کی بنا پر وہ مجنب ہو جاتا ہے اور بعض اسباب کی بنا پر وہ ہر گھنٹہ اور ہر روز غسل نہیں کر سکتا پس وہ اپنے روزے نماز بجالانے کے لئے کیا کرے؟

ج: اگر غسل جنابت ترک کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی قابل قبول شرعی عذر ہے تو غسل کے بدلے اس پر تیمم واجب ہے اور اس تیمم کے ساتھ اسکی نماز و روزے صحیح ہیں۔

س ۲۲۳: میں ایسا مریض ہوں کہ بلا ارادہ کئی کئی مرتبہ مجھ سے منی خارج ہو جاتی ہے اور اس کے نکلنے سے کوئی لذت بھی محسوس نہیں ہوتی، پس نماز کے سلسلہ میں میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر ہر نماز کے لئے غسل کرنے میں ضرر یا حرج ہے تو اپنا بدن نجاست سے پاک کرنے کے بعد تیمم سے نماز پڑھیں۔

س ۲۲۴: اس شخص کا کیا حکم ہے جو نماز صبح کے لئے یہ سوچ کر غسل جنابت ترک کر کے تیمم کرتا ہے کہ اگر غسل کرے گا تو بیمار ہو جائے گا؟

ج: اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس کے لئے غسل مضر ہے تو تیمم میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس تیمم کے ساتھ نماز صحیح ہے۔

س ۲۲۵: میں ایسے جلدی مرض میں مبتلا ہوں کہ جب بھی میں نہاتا ہوں تو میری کھال خشک ہونے لگتی ہے بلکہ اگر صرف چہرہ اور ہاتھوں کو دھوتا ہوں جب بھی ایسا ہوتا ہے، اسی لئے اپنی جلد پر زیتون کا تیل ملنے پر مجبور ہوں، اس سے مجھے وضو کرنے میں بہت زحمت ہوتی ہے خصوصاً صبح کی نماز کے لئے وضو کرنا میرے لئے بہت دشوار ہے تو کیا میں صبح کی نماز کے لئے تیمم کر سکتا ہوں؟

ج: اگر آپ کے لئے پانی کا استعمال مضر ہے تو وضو سے اجتناب کریں اور اس کے بدلے تیمم کریں۔

س ۲۲۶: ایک شخص وقت کم ہونے کی بنا پر تیمم سے نماز پڑھ لیتا ہے اور فارغ ہونے کے بعد اس پر یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ وضو کرنے کا وقت تھا، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

س ۲۲۷: ہم ایسے پرخطر علاقہ میں زندگی بسر کرتے ہیں جہاں حمام نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی جگہ ہے جہاں غسل کر سکیں اور رمضان کے مہینے میں اذان سے پہلے حالت جنابت میں بیدار ہو گئے

واضح رہے کہ جوان لڑکے کا نصف شب لوگوں کی آنکھوں کے سامنے مشک یا ٹنکی کے پانی سے غسل کرنا معیوب ہے، اس کے علاوہ اس وقت پانی بھی ٹھنڈا ہوتا ہے، اس حالت میں اگلے دن کے روزہ کا کیا حکم ہے؟ کیا تیمم جائز ہے اور غسل نہ کرنے کی صورت میں روزہ توڑنے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف مشقت یا لوگوں کی نظروں میں کسی کام کا معیوب ہونا عذر شرعی نہیں بن سکتا بلکہ جب تک مکلّف کے لئے ضرر یا حرج نہ ہو اس وقت تک جس طرح بھی ممکن ہو غسل کرنا واجب ہے اور اگر ان دونوں (یعنی حرج یا ضرر) کی صورت میں فجر سے پہلے تیمم کر لیتا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر تیمم ترک کر دے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن واجب ہے کہ تمام دن کچھ نہ کھائے پیئے۔

عورتوں کے احکام

س ۲۲۸ : اگر میری والدہ خاندان نبوت سے تھی تو کیا میں بھی سیدانی ہوں ؟ پس کیا میں اپنی ماہانہ عادت کو ساٹھ سال تک حیض قرار دوں اور ان ایام کے دوران روزہ نماز سے پرہیز کروں ؟

ج : جس عورت کا باپ ہاشمی نہیں ہے ۔ اگرچہ اس کی ماں سیدانی ہے ۔ اگر وہ پچاس سال کے بعد خون دیکھتی ہے تو وہ استحاضہ کے حکم میں ہے ۔

س ۲۲۹ : جس عورت کو معین نذر کے روزہ کی حالت میں حیض آجائے اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج : حیض آنے سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا چاہے دن کے آخری حصہ میں آئے اور طہارت کے بعد اس پر روزہ کی قضا واجب ہے ۔

س ۲۳۰ : اس رنگ یا دھبہ کا کیا حکم ہے جس کو عورت اپنی طہارت کے اطمینان کے بعد دیکھتی ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ نہ اس میں خون کی صفت ہے اور نہ ہی وہ پانی ملا ہوا خون ہے ؟

ج : اگر وہ خون نہیں ہے تو اس پر حیض کا حکم نہیں لگے گا ، اور موضوع کو تشخیص دینا عورت کا کام ہے ۔

س ۲۳۱ : روزے رکھنے کے لئے دوا کے ذریعہ ماہانہ عادت کو بند کرنے کا کیا حکم ہے ؟

ج : کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۲۳۲ : اگر حمل کے دوران عورت کو تھوڑا سا خون آجائے لیکن اس کا حمل ساقط نہ ہو تو اس پر غسل واجب ہے یا نہیں ؟ اور اس پر کون سا عمل واجب ہے ؟

ج : اثناء حمل میں عورت جو خون دیکھتی ہے اگر اس میں حیض کے صفات یا شرائط ہیں تو وہ حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے ۔ پس اگر اس کا استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ ہے تو اس پر غسل واجب ہے ۔

س ۲۳۳ : ایک عورت کی ماہانہ عادت معین ہے جیسے ایک ہفتہ ۔ اگر اسے مانع حمل چھلا (لوپ) رکھولنے کے سبب ۱۲ روز خون آتا ہے تو یہ سات روز سے زیادہ آنے والا خون حیض ہوگا یا استحاضہ ؟

ج : اگر دس دن تک خون بند نہ ہو تو اس کی عادت کے ایام حیض شمار ہوں گے اور باقی استحاضہ ۔

س ۲۳۴ : کیا حائض یا نفساء عورت ائمہ کی اولاد کے مقبروں میں داخل ہو سکتی ہے ؟

ج : اگر اس سے بے حرمتی صادق نہ آئے تو جائز ہے ۔

س ۲۳۵ : جو عورت مجبوراً حمل ضائع کراتی ہے وہ نفساء ہے یا نہیں ؟

ج : بچہ ساقط ہونے کے بعد، خواہ وہ لوتھڑا ہی ہو، اگر عورت خون دیکھتی ہے تو اس پر نفاس کا حکم ثابت ہے ۔

س ۲۳۶ : اس خون کا کیا حکم ہے جسے عورت یائسہ ہونے کے بعد دیکھتی ہے ؟ اور اس کا شرعی فریضہ کیا ہے ؟

ج : بعید نہیں ہے کہ وہ استحاضہ کے حکم میں ہو ۔

س ۲۳۷ : بچوں کی ولادت سے اجتناب کے لئے مانع حمل طریقوں میں سے ایک طریقہ مانع حمل دواؤں کا استعمال بھی ہے، اور جو عورتیں ان دواؤں کو استعمال کرتی ہیں وہ ماہانہ عادت کے ایام اور ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی خون کے دھبے دیکھتی ہیں تو ان دھبوں کا کیا حکم ہے ؟

ج : اگر ان دھبوں میں شریعت میں بیان کردہ حیض کی شرطیں نہیں پائی جاتیں تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ اس پر استحاضہ کا حکم لگایا جائے گا۔

میّت کے احکام

س ۲۳۸ : آج کل (قبرستان کے امور کے ذمہ دار یا اجرت پر کام کرنے والے) افراد نے میت کے، خواہ مرد کی ہو یا عورت کی، کفن و دفن کی ذمہ داری لے رکھی ہے، پس یہ جانتے ہوئے کہ کفن و دفن کے امور انجام دینے والے میت کے محرم نہیں ہیں دفن کے مسئلہ میں کوئی اشکال ہے۔ ؟

ج: میت کے غسل دینے میں مماثلت شرط ہے اور اگر میت کو اسی کا مثل (یعنی عورت کو عورت اور مرد کو مرد) غسل دے سکتا ہے غیر مماثل کا غسل دینا صحیح نہیں ہے، بلکہ اس کا غسل دینا باطل ہے لیکن تکفین و تدفین میں مماثلت شرط نہیں ہے۔

س ۲۳۹ : ادھر دیہاتوں میں عام رواج ہو گیا ہے کہ میت کو رہائشی مکانوں میں غسل دیا جاتا ہے اور بعض موقعوں پر میت کا کوئی وصی نہیں ہوتا اور اس کے نیچے چھوٹے ہوتے ہیں ایسی صورت میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

ج: میت کی تجہیز یعنی غسل، کفن اور دفن کے سلسلے میں جن تصرفات کی ضرورت ہے وہ کسی ولی کی اجازت پر موقوف نہیں ہیں اور اس سلسلے میں ورثا کے درمیان چھوٹے بچوں کی موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

س ۲۴۰ : ایک شخص ایکسیڈنٹ میں یا کسی بلندی سے گر کر مر گیا ، مرنے والے کے بدن سے اگر خون بہہ رہا ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟ کیا خون کا اپنے آپ یا طبی وسائل کے ذریعہ بند ہونے تک انتظار کرنا واجب ہے یا لوگ خون بہنے کے باوجود اسے اسی حالت میں دفن کر دیں ؟

ج : امکان کی صورت میں غسل سے پہلے میت کے بدن کو پاک کرنا واجب ہے اور اگر خون بند ہونے کے لئے انتظار کرنا یا اسے بند کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے

س ۲۴۱ : ایک میت جو ۴۰ یا ۵۰ سال قبل دفن کی گئی تھی اور اس وقت اس کی قبر کا نشان مٹ گیا ہے اور وہ سطح زمین بن گئی ہے اب لوگوں نے اس جگہ پانی کے لئے نالی کھودی تو اس میں سے مردے کی ہڈیاں نکل آئیں ، کیا انھیں دیکھنے کے لئے ان کو چھونے میں کوئی اشکال ہے ؟ اور وہ ہڈیاں نجس ہیں یا نہیں ؟

ج : مسلمان میت کی وہ ہڈی جس کو غسل دیا جا چکا ہو نجس نہیں ہے لیکن اسے مٹی میں دفن کر دینا واجب ہے ۔

س ۲۴۲ : کیا انسان اپنے والد ، والدہ یا اپنے کسی عزیز کو وہ کفن دے سکتا ہے جو اس نے اپنے لئے خریدا تھا ؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۲۴۳ : ڈاکٹروں کی ایک جماعت طبی معاینہ کے لئے میت کے دل اور اس کی بعض رگوں کو اس کے جسم سے نکال لیتے ہیں اور تجربہ کرنے کے ایک دن بعد انھیں دفن کر دیتے ہیں ۔ اس سلسلے میں درج ذیل سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں :

۱ ۔ کیا ہمارے لئے ایسا کام انجام دینا جائز ہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ لاشیں جن کا پوسٹ مارٹم

کیا جارہا ہے مسلمانوں کی ہیں۔

۲- کیا قلب اور بعض رگوں کو میت کے بدن سے جدا دفن کرنا جائز ہے؟

۳- کیا ان اعضاء کو دوسری میت کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے؟ جبکہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ قلب اور شریانوں کو علیحدہ دفن کرتے ہیں ہمارے لئے کئی مشکلیں ہیں؟

ج: میت کے بدن کا پوسٹ مارٹم کرنا مطلقاً جائز ہے جبکہ کسی کی جان بچانا اسی پر موقوف ہو یا پھر ان طبی علوم کا انکشاف کرنا جن کی معاشرہ کو احتیاج ہو یا اس مرض کا سراغ لگانا جس سے لوگوں کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ اس کام کے لئے مسلمان میت کے بدن سے استفادہ نہ کیا جائے اور جو اعضاء مسلمان کے بدن سے جدا ہوگئے ہیں انھیں بدن کے ساتھ دفن کرنا چاہئے اور اگر بدن کے ساتھ دفن کرنا ممکن نہ ہو تو علیحدہ دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۴۴: اگر انسان اپنے لئے کفن خریدے اور واجب یا مستحب نمازوں یا تلاوت قرآن مجید کے وقت ہمیشہ اس سے فرش و مصلّی کا کام لے اور موت کے بعد اسی کو اپنا کفن قرار دے تو کیا یہ جائز ہے؟ اور اسلامی نقطہ نظر سے کیا یہ جائز ہے کہ انسان اپنے لئے کفن خرید کر اس پر قرآن کی آیتیں لکھے اور اسے صرف کفن کے کام میں لائے؟

ج: مذکورہ باتوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۴۵: ماضی قریب میں ایک پرانی قبر سے ایک عورت کا جنازہ ملا ہے۔ اس کی تاریخ تقریباً سات سو سال پرانی ہے۔ یہ ایک عظیم الجثہ پیکر ہے جو صحیح و سالم ہے اس کے

سر پر کچھ بال بھی ہیں، آثار قدیمہ کے ماہرین — جنہوں نے اس کا انکشاف کیا ہے — کہتے ہیں کہ یہ ایک مسلمان عورت کا جسد ہے، پس کیا جائز ہے کہ علوم طبیعیہ کے ماہرین کی طرف سے اس مینرد مشخص عظیم الجثہ پیکر کو (قبر کی شکل بدل کر پھر اسی میں رکھ کر) آثار قدیمہ کا مشاہدہ کرنے والوں کی عبرت کے لئے رکھ دیا جائے یا دیکھنے والوں کی عبرت و آگاہی کے لئے اسی مناسبت سے آیات و احادیث لکھ کر وہاں لگا دی جائیں۔

ج: اگر اس عظیم الجثہ پیکر کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ یہ مسلمان کی میت ہے تو اس کا فوراً دوبارہ دفن کر دینا واجب ہے۔

س ۲۴۶: ایک دیہات میں ایک قبرستان ہے جو نہ کسی کی خاص ملکیت ہے، نہ وقف ہے، کیا اس گاؤں کے رہنے والوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شہر یا دوسرے گاؤں کی میتوں کو یا اس شخص کی میت کو جس نے اس قبرستان میں دفن کرنے کی وصیت کی ہے، دفن نہ ہونے دیں؟

ج: اگر دیہات کا عمومی قبرستان کسی کی خاص ملکیت نہیں ہے اور نہ خاص طور پر اہل قریہ کیلئے وقف ہے تو اہل قریہ دوسروں کی میتوں کو اس میں دفن ہونے سے منع نہیں کر سکتے اور اگر کوئی شخص خود کو اس میں دفن کرنے کی وصیت کرے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا واجب ہے۔

س ۲۴۷: کچھ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قبروں پر پانی چھڑکنا مستحب ہے جیسا کہ کتاب لئالی الاخبار میں ہے۔ کیا دفن کے دن پانی چھڑکنا مستحب ہے یا کبھی بھی چھڑک سکتے ہیں، جیسا کہ صاحب لئالی کا نظریہ ہے؟ آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج: دفن کے دن اور اس کے بعد رجاء مطلوبیت کی نیت سے قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کا اثبات کہ یہ عمل مستحب ہے، مشکل ہے۔

س ۲۴۸ : میت کو رات میں کیوں دفن نہیں کرتے ؟ کیا شب میں دفن کرنا حرام ہے ؟

ج : میت کو رات میں دفن کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۲۴۹ : ایک شخص موٹر کار کے حادثہ میں مر گیا، لوگوں نے اسے غسل دیا، کفن پہنایا اور قبرستان میں لائے۔ جب اسے دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ تابوت اور کفن دونوں اس خون میں آلودہ ہیں جو سر سے بہہ رہا ہے، تو کیا ایسی حالت میں کفن بدلنا واجب ہے ؟

ج : اگر کفن کے اس حصے کو جس پر خون لگا ہوا ہے، دھونا یا کاٹنا یا کفن کو تبدیل کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے ورنہ اسی حالت میں دفن کر دینا جائز ہے۔

س ۲۵۰ : اگر وہ شخص خون آلود کفن میں دفن کر دیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور قبر کھود کر اسے کفن دھونے یا کفن تبدیل کرنے کے لئے نکالنا واجب نہیں بلکہ جائز ہی نہیں ہے۔

س ۲۵۱ : اگر اس میت کے دفن کو — جسے خون آلود کفن میں دفن کر دیا گیا ہے — تین ماہ گزر چکے ہوں تو کیا اس صورت میں قبر کھودا جا سکتا ہے ؟

ج : مفروضہ سوال کی روشنی میں قبر کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۵۲ : برائے کرم درج ذیل تین سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں :

۱۔ اگر حاملہ عورت وضع حمل کے دوران (بچہ کی پیدائش سے پہلے) مر جائے تو اس کے شکم میں موجود بچہ کا کیا حکم ہے ؟

الف۔ اگر اس میں روح تقریباً پڑ گئی ہو یعنی (تین ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو)

اور احتمال بھی قوی ہو کہ اگر ماں کے پیٹ سے نکالا جائے گا تو مر جائے گا۔

ب۔ جب بچہ سات ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو۔

ج۔ بچہ ماں کے پیٹ میں مر گیا ہو۔

۲۔ اگر وضع حمل کے درمیان حاملہ کا انتقال ہو جائے تو کیا دوسروں پر بچہ کی موت یا اسکی حیات کا مکمل یقین حاصل کرنا واجب ہے ؟

۳۔ اگر ولادت کے وقت ماں کا انتقال ہو جائے اور شکم میں بچہ زندہ ہو اور ایک شخص لوگوں کو عام طریقے اور رواج کے خلاف ماں کو زندہ بچہ کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دے تو اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: اگر حاملہ کے مرنے سے بچہ بھی مر جائے تو اس کا نکالنا واجب نہیں ہے، بلکہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر مردہ ماں کے شکم میں بچہ زندہ ہو، اس میں روح پڑ چکی ہو اور اسے نکالنے سے بچہ کے زندہ رہنے کا احتمال ہو تو اس کے نکالنے میں جلدی کرنا واجب ہے، اور جب تک مردہ ماں کے شکم میں موجود بچہ کی موت ثابت نہ ہو جائے ماں کے ساتھ بچہ کو دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اگر بچہ کو ماں کے ساتھ دفن کر دیا گیا ہو اور بچہ دفن کے بعد بھی زندہ ہو — اور خواہ اس کا احتمال ہی ہو — تب بھی قبر کھودنے اور ماں کے شکم سے بچہ کو نکالنے میں جلدی کرنا واجب ہے، اسی طرح اگر مردہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی زندگی کی حفاظت اس کے دفن میں جلدی نہ کرنے پر منحصر ہو تو بظاہر بچہ کی زندگی کی حفاظت کے لئے ماں کے دفن

میں تاخیر واجب ہے ۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حاملہ عورت کو اس کے زندہ بچے کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے اور دوسرے لوگ یہ گمان کرتے ہوئے کہ کہنے والے کی بات صحیح ہے ، دفن کردیں جس سے قبر میں بچہ کی موت واقع ہوجائے ، تو بچہ کی دیت دفن کرنے والے شخص پر واجب ہے ، مگر یہ کہ موت کا باعث اس قائل کے قول کو قرار دیا جائے ، اس صورت میں اس قائل پر دیت واجب ہوگی ۔

س ۲۵۳ : بلدیہ نے زمین سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی غرض سے قبروں کو دو منزلہ بنانا مقرر کیا ہے ۔ برائے مہربانی آپ اس سلسلے میں شرعی حکم بیان فرمائیں ؟

ج : مسلمانوں کی کئی منزلوں والی قبریں بنانا جائز ہے ، اگر یہ عمل قبر کھودنے اور مسلمان میت کی بے حرمتی کا باعث نہ ہو ۔

س ۲۵۴ : ایک بچہ کنویں میں گر کر مرگیا ، اور کنویں میں اتنا پانی ہے کہ اس میں سے میت کو نکالا نہیں جاسکتا ۔ اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : میت کو اسی میں چھوڑ دیں گے اور وہ کنواں ہی اس کی قبر ہوگا ، اگر کنواں غیر کی ملکیت نہ ہو یا اس کا مالک بند کرنے پر راضی ہوجائے تو کنویں کو بند کردینا واجب ہے ۔

س ۲۵۵ : ہمارے علاقوں میں رواج یہ ہے کہ ائمہ اطہارؑ اور شہیدوں اور اہم دینی شخصیتوں کی عزاداری میں روایتی انداز میں سینہ زنی اور زنجیر زنی[1] ہوتی ہے ۔ کیا کسی مجاہد فوجی یا نامور اشخاص یا ان لوگوں کی وفات پر بھی سینہ زنی وغیرہ کرنا جائز ہے جیسو منے

---

[1] زنجیر زنی سے مراد یہاں بغیر پھل (چاقو) والی زنجیر ہے جو بالعموم ایران میں رائج ہے ۔

اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرہ کی کسی نہ کسی طریقہ سے خدمت کی ہے ؟

ج: مذکورہ فرض میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس عمل سے اس میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔ بہتر یہ ہے کہ مرنے والے کے لئے فاتحہ خوانی اور قرآن خوانی کی مجلسیں منعقد کی جائیں ۔

س ۲۵۶ : اس شخص کا کیا حکم ہے جو شب میں قبرستانوں میں جانے کو اپنی اسلامی تربیت کے لئے مؤثر عامل سمجھے جبکہ یہ معلوم ہے کہ رات میں قبرستانوں میں جانا مکروہ ہے ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۲۵۷ : کیا جنازہ کی تشییع اور اسے اٹھانے میں عورتوں کا شریک ہونا جائز ہے ؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۲۵۸ : بعض قبائلیوں میں عام طور پر رسم ہے کہ جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو مرنے والے کے مراسم میں شرکت کرنے والوں کو کھانا کھلانے کے لئے حتیٰ قرض لے کر بہت سی بھیڑ بکریاں خریدتے ہیں جو بڑے نقصان کا باعث ہوتا ہے کیا اس قسم کی رسم کو باقی رکھنے کے لئے اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا برداشت کرنا جائز ہے ؟ اور مرنے والے کے غم میں مبتلا خاندانوں اور مراسم عزا میں شرکت کرنے والوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے ؟

ج: اگر بزرگ (بالغ) وارثوں کے اموال سے اور ان کی مرضی سے کھانا کھلایا جائے تو ہر صورت اور ہر مقدار میں جائز ہے لیکن اگر میت کے اموال سے خرچ کرنا چاہتے ہیں تو اس کا تعلق مرنے والے کی وصیت سے ہے کہ اس نے کیا وصیت کی ہے ۔

س ۲۵۹ : دورِ حاضر (یعنی جنگ کے زمانہ) میں اگر ایک شخص بارودی سرنگ کے پھٹنے سے مرجائے تو کیا اس پر شہید کے احکام مترتب ہوں گے ؟

ج غسل و کفن نہ دینے کا حکم صرف اس شہید سے مخصوص ہے جو معرکۂ جنگ میں قتل ہوا ہو۔

س ۲۶۰ : مہاباد — ارومیہ اسی طرح دوسرے علاقوں میں سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی گشت کرتے ہیں اور دشمنانِ انقلاب کبھی ان پر کمین گاہوں سے حملہ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں کبھی کبھی یہ شہید ہوجاتے ہیں ۔ کیا ایسے شہیدوں کو غسل دینا یا تیمم کرنا واجب ہے یا پھر اس علاقہ کو میدانِ جنگ سمجھا جائے گا ؟

ج اگر اس علاقہ میں فرقۂ حقہ اور باطل پرست باغی گروہ کے درمیان جنگ ہو تو فرقۂ حقہ میں سے قتل ہونے والا شہید کے حکم میں ہے ۔

س ۲۶۱ : کیا ایسا داڑھی منڈا شخص جس کی اولاد بھی یا فراری منافقوں میں سے ہے یا ان میں سے ہے جنھوں نے اپنی توبہ کا اعلان کیا ہے ، مومنین میں سے کسی کی نمازِ جنازہ پڑھا سکتا ہے ؟

ج بعید نہیں کہ جو شرائط بقیہ نمازوں میں نمازِ جماعت اور امامِ جماعت میں ضروری ہیں وہ نمازِ میت اور اس کے امام میں معتبر نہ ہوں اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ اس میں بھی ان کی رعایت کی جائے ۔

س ۲۶۲ : اگر کوئی مومن احکامِ اسلام کے نفاذ کی راہ میں (دنیا کے کسی بھی گوشہ میں) قتل کر دیا جائے یا مظاہروں میں قتل کر دیا جائے یا فقہ جعفری کے نفاذ کے محاذ پر قتل کر دیا جائے تو کیا وہ شہید سمجھا جائے گا ؟

ج: اسے شہید کا اجر و ثواب ملے گا لیکن شہید کی میّت کے احکام اس شخص سے مخصوص ہیں جو میدان جنگ میں جنگ کرتے ہوئے شہادت پائے۔

س ٢٦٣: اگر قانون اور عدلیہ کی تائید کے مطابق کسی مسلمان شخص کے خلاف منشیات کا دوبارہ کرنے کے الزام میں سزائے موت کا حکم صادر ہو اور اسے موت کی سزا دی جائے تو:

١۔ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

٢۔ اس کے مراسم عزاء، قرآن خوانی اور اس کے لئے منعقد ہونے والی مجالس اہل بیتؑ میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

ج: جس مسلمان کو سزائے موت دے دی گئی ہو، اس کا حکم وہی ہے جو سارے مسلمانوں کا ہے اور اس کے لئے وہ تمام اسلامی احکام و آداب بجا لائے جائیں گے جو عام مرنے والوں کے لئے بجا لائے جاتے ہیں۔

س ٢٦٤: کیا اس گوشت دار ہڈی کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جائے گا جو زندہ کے بدن سے جدا ہوئی ہو؟

ج: مذکورہ فرض کی روشنی میں غسل مس میّت واجب ہے۔

س ٢٦٥: دانت نکلواتے وقت اس کے ساتھ مسوڑھے کے کچھ ریشے نکل آتے ہیں کیا مسوڑھے کے جزء کو مس کرنے سے غسل مس میت واجب ہو جاتا ہے؟

ج: اس سے غسل واجب نہیں ہوتا لیکن اگر دانت کے ساتھ مسوڑھے کا کچھ گوشت بھی نکل آئے تو اس کا حکم وہی ہے جو مردار کا ہے۔

س ٢٦٦: جس مسلمان شہید کو اس کے کپڑوں ہی میں دفن کیا گیا ہو کیا اس پر مس میت کے

احکام جاری ہوں گے؟

ج: مذکورہ شہید کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوتا۔

س ۲۶۷: میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں۔ بعض اوقات آپریشن کے دوران مجبوراً مردوں کو چھونا پڑتا ہے اور ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ لاشیں مسلمانوں کی ہیں یا نہیں۔ لیکن ذمہ داران کہتے ہیں کہ ان لاشوں کو قطعی طور پر غسل دیا جا چکا ہے۔ امید ہے مذکورہ مسئلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے برائے مہربانی ان مردہ جسموں کے مس کرنے کے بعد جاری نماز وغیرہ کا حکم بیان فرمائیے؟ اور کیا مذکورہ صورت میں ہم پر غسل واجب ہے؟

ج: اگر میت کو غسل دیا جانا ثابت نہ ہو اور آپ کو اس سلسلہ میں شک ہو تو جسد یا اس کے اجزاء کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جائے گا۔ اور اس غسل کے بغیر نماز صحیح نہ ہوگی، لیکن اگر اس کا غسل ثابت ہو جائے تو اس کے بدن یا بعض اجزاء کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوگا چاہے اس کے غسل کے صحیح ہونے میں شک ہی ہو۔

س ۲۶۸: ایک گمنام شہید چند افراد کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا اور ایک ماہ کے بعد قرائن سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ شہید اس شہر کا نہیں تھا (جس میں دفن کیا گیا ہے) کیا (اس صورت میں) قبر کھولنا جائز ہے؟

ج: اگر اسے شرعی احکام اور قوانین کے مطابق دفن کیا گیا ہے تو قبر کھولنے کا حق نہیں ہے۔

س ۲۶۹: اگر قبر کھودے اور مٹی ہٹائے بغیر قبر کے اندر کے حالات معلوم کرنا یا فلم بردای کے ذریعہ اس کے اندر کی تصویر لینا ممکن ہو تو اس عمل پر قبر کھودنے کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

ج: قبر کھودے یا کھولے بغیر مدفون میت کے بدن کی تصویر لینے اور جنازہ دکھانے پر قبر کھودنے کا عنوان صادق نہیں آتا ہے۔

س ۲۷۰: میونسپلٹی سڑکوں کی توسیع کے لئے قبرستان کے چاروں طرف بنے ہوئے کمروں کو منہدم کرنا چاہتی ہے۔ گذارش ہے کہ درج ذیل مسائل کے جواب مرحمت فرمائیں:

۱۔ قبرستان کے امور کی نگران کمیٹی کی ذمہ داری مومنین کی ان قبروں کے سلسلے میں کیا ہوگی جو ان کمروں میں موجود ہیں؟

۲۔ کیا ان مُردوں کی ہڈیوں کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے؟

ج: مومنین کی قبروں کو کھولنا اور انھیں منہدم کرنا جائز نہیں ہے۔ اب اگر نبش واقع ہوجائے تو مسلمان میت کا بدن ظاہر ہوجانے یا مسلمان میت کی غیر بوسیدہ ہڈیاں مل جانے کے بعد انہیں نئے سرے سے دفن کرنا واجب ہے۔ لیکن قبرستان کی نگراں کمیٹی کی اس سلسلہ میں کوئی خاص ذمہ داری نہیں ہے۔

س ۲۷۱: اگر ایک شخص شرعی قوانین کی رعایت کئے بغیر مسلمانوں کے قبرستان کو منہدم کرتا ہے تو اس شخص کے مقابلہ میں باقی مسلمانوں کا کیا فریضہ ہے؟

ج: باقی مسلمانوں پر شرائط و مراتب کی رعایت کے ساتھ اسے نہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔

س ۲۷۲: میرے والد ۳۶ سال قبل ایک قبرستان میں دفن کئے گئے تھے اور اب میں سوچتا ہوں کہ وقف بورڈ سے اجازت لے کر اس قبر سے اپنے لئے استفادہ کروں، اس بنا پر

کیا مجھے اپنے دوسرے بھائیوں سے بھی اجازت لینا ضروری ہے جبکہ یہ قبرستان وقف شمار کیا جاتا ہے؟

ج: اس قبر کے بارے میں میت کے تمام وارثوں سے اجازت لینا شرط نہیں ہے جو اس زمین میں واقع ہے جس کو مُردوں کے تدفین کے لئے وقف عام شمار کیا جاتا ہے لیکن جب تک میت کی ہڈیاں مٹی نہ بن جائیں اس قبر کو دوسری میت کے دفن کرنے کے لئے کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۷۳: میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں۔ یونیورسٹی میں تحقیق کے لئے طبیعی ہڈیاں کم ہونے کی صورت میں کیا متروکہ اور فرسودہ قبرستانوں کی ہڈیوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا مُردوں کی ان ہڈیوں کے مس کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے جو کہ عجائب گھروں میں موجود ہیں یا قبرستانوں میں پائی جاتی ہیں؟

ج: مسلمانوں کے مقبروں سے ہڈیاں نکالنا اگر یہ کام قبر کھودنے پر موقوف ہو جائز نہیں ہے اور اگر ہڈیاں اس میت کی ہوں جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ اسے غسل دیا گیا تھا تو ان کے چھونے سے غسل واجب ہو جائے گا۔

س ۲۷۴: کن حالات میں قبروں کا کھولنا جائز ہے؟ اس زمانہ میں ایک جماعت ان شہیدوں کی لاشوں کی شناخت کے لئے جو جنگ کے دوران شہید ہوئے تھے، تحقیق میں مشغول ہے اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر شہید عزیز کا جنازہ تمام شرعی آداب کے ساتھ دفن کیا گیا ہے اور کسی قسم کا اثباتِ حق، قبر کے کھودنے پر موقوف نہ ہو تو قبر کھولنا

جائز نہیں ہے یہاں تک کہ جسد کو پہچاننے کے لئے بھی۔

س ۲۷۵ : برائے کرم ایسے شرائط سے، جن میں قبر کھودنا جائز ہے، مطلع فرمائیں اور اگر مسلمانوں کی قبروں کو منہدم کرنے یا اسے کسی اور مرکز میں تبدیل کرنے کی کوئی راہ ہے تو اس کی وضاحت بھی فرمائیں ؟

ج : قبر کھودنے کے استثنائی حالات وشرائط توضیح المسائل میں مذکور ہیں اور مسلمانوں کے ان قبرستانوں میں تغیّر و تبدّل جائز نہیں ہے جو مسلمانوں کی میت دفن کرنے کے لئے وقف ہیں۔

س ۲۷۶ : کیا دینی مرجع سے اجازت لینے کے بعد قبروں کا کھولنا جائز ہے اور کیا اس قبرستان کو جو اموات کے دفن کے لئے وقف ہے، تبدیل کرکے کسی دوسرے کام میں لانا جائز ہے؟

ج : جن حالات میں قبر کھولنا جائز نہیں ہے اور جن میں میّتوں کے دفن کیلئے وقف شدہ قبرستان کو خراب کرنا جائز نہیں ان میں اجازت کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔

س ۲۷۷ : تقریبًا بیس سال قبل ایک شخص کا انتقال ہوا تھا اور ابھی چند روز پہلے اسی گاؤں میں ایک عورت کا انتقال ہوا، لوگوں نے غلطی سے اس شخص کی قبر کھود کر عورت کو بھی اسی میں دفن کر دیا، اس کا کیا حکم ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ قبر میں اس شخص کی کوئی علامت نہیں ملی ہے ؟

ج : مفروضہ سوال کے لحاظ سے اب دوسروں پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور صرف میت کا دوسری میت کی قبر میں دفن کرنا اس کا جواز پیدا

نہیں کرتا کہ قبر کھول کر جسد کو دوسری قبر میں منتقل کیا جائے۔

س ۲۷۸: ایک سڑک کے درمیان چار قبریں بنی ہوئی ہیں جو راستہ بنانے کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں اور دوسری طرف قبروں کو کھودنے میں بھی شرعی اشکال ہے، گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے تاکہ میونسپلٹی عملاً شرع کی مخالفت نہ کرے؟

ج: اگر سڑک بنانا قبر کے کھودنے پر موقوف نہ ہو، اور قبروں کے اوپر سے سڑک بنانا ممکن ہو یا سڑک اسی سمت میں بنانا ضروری ہو، جدھر قبریں ہیں تو کوئی اشکال نہیں ہے ورنہ قبروں کے اوپر سڑک بناناجائز نہیں ہے۔

نجاسات اور ان کے احکام

س ۲۷۹ : کیا خون پاک ہے ؟

ج: جن جانداروں کا خون اچھل کر نکلتا ہو خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان، وہ خون نجس ہے۔

س ۲۸۰ : امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں ایک انسان پوری طاقت سے اپنا سر دیوار سے ٹکراتا ہے، اس سے بہنے والے خون کی چھینٹیں مجلس عزا میں شرکت کرنے والوں کے سروں اور چہروں پر پڑتی ہیں وہ خون پاک ہے یا نجس ؟

ج: انسان کا خون ہر حال میں نجس ہے۔

س ۲۸۱ : دھلنے کے بعد کپڑے پر جو خون کا دھبّہ رہ جاتا ہے کیا وہ ہلکے رنگ کا دھبّہ نجس ہے ؟

ج: اگر عین خون زائل ہو جائے اور فقط رنگ باقی رہ جائے اور دھونے سے زائل نہ ہوتا ہو تو پاک ہے۔

س ۲۸۲ : اگر انڈے میں خون کا ایک نقطہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے۔

س ۲۸۳ : فعل حرام کے ذریعہ مجنب ہونے والے کے پسینے اور نجاست خوار حیوان کے پسینے کا کیا حکم ہے ؟

ج : نجاست خوار اونٹ کا پسینہ نجس ہے لیکن نجاست خوار اونٹ کے علاوہ دوسرے نجاست خوار حیوانات اور اسی طرح (فعل) حرام سے مجنب ہونے والے شخص کے پسینہ کے بارے میں اقوی یہ ہے کہ پاک ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ (فعل) حرام سے مجنب ہونے پر جو پسینہ آئے اس میں نماز نہ پڑھی جائے ۔

س ۲۸۴ : میّت کو آب سدر اور آب کافور سے غسل دینے کے بعد اور خالص پانی سے غسل دینے سے پہلے جو قطرے میّت کے بدن سے ٹپکتے ہیں وہ پاک ہیں یا نجس ؟

ج : میت کا بدن اس وقت تک نجس کہلائے گا جب تک تیسرا غسل کامل نہ ہو جائے ۔

س ۲۸۵ : ہاتھوں یا ہونٹوں یا پیروں سے بعض اوقات جو کھال جدا ہوتی ہے وہ پاک ہے یا نجس ؟

ج : ہاتھوں یا ہونٹوں یا پیروں یا بدن کے دیگر اعضاء سے کھال کے جو ٹکڑے یا چھلکے خود بخود جدا ہوتے ہیں وہ پاک ہیں ۔

س ۲۸۶ : جنگی محاذ پر ایک شخص ایسے دور سے گزرا کہ وہ سؤر کو مارنے اور اسے کھانے پر مجبور ہو گیا ، کیا اس کے بدن کا پسینہ اور لعاب دہن نجس ہے ؟

ج : حرام گوشت کھانے والے انسان کے بدن کا پسینہ اور لعاب دہن نجس

نہیں ہے اور نہ اس پر استبراء واجب ہے۔ لیکن رطوبت کے ساتھ جو چیز بھی سور کے گوشت سے مس ہو گی وہ نجس ہو گی۔

س ۲۸۷: تصویریں بنانے اور لکھنے کے کام آنے والے بالوں کے برش (موقلم) جن کی نئی اور بہترین قسم اسلامی ملکوں سے منگوائی جاتی ہیں اور بیشتر اوقات وہ سور کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ایسے برش ہر جگہ خاص طور سے تبلیغاتی اور ثقافتی مراکز میں موجود ہیں اور استعمال کئے جاتے ہیں۔ پس اس قسم کے برشوں کے استعمال کے سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور دوسرے یہ کہ ان کے ذریعہ قرآنی آیات اور احادیث شریفہ کے لکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: سور کے بال نجس ہیں اور ان سے ان امور میں استفادہ جائز نہیں ہے جن میں شرعاً طہارت شرط ہوتی ہے لیکن ان امور میں ان کا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جن میں طہارت شرط نہیں ہے۔ اور اگر ان برشوں کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ سور کے بالوں سے بنے ہیں یا نہیں تو ان کا استعمال ان امور میں بھی بلا اشکال ہے جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۲۸۸: جرمنی میں ایک محترم عالم دین تشریف لائے، انہوں نے بتایا تھا کہ یہاں تین ہی چیزوں میں شک پر اعتنا کرنا واجب ہے اور وہ موارد یہ ہیں: گوشت، کھال اور روغن (گھی یا تیل) وغیرہ۔ بقیہ چیزوں میں شک کی پروا کرنا ضروری نہیں ہے، کیا یہ رائے صحیح ہے؟ اس وقت یہاں کئی قسم کے نباتی گھی ملتے ہیں۔ ان پر جو عبارت لکھی ہوتی ہے اس کے اعتبار سے ان میں کوئی ایسا مواد نہیں ہے جس میں اشکال ہو، لیکن برادران

کی تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں سے ایک قسم کے "گھی" میں تھوڑی مقدار میں دیسی گھی کی ملاوٹ کی جاتی ہے لیکن ڈبے پر لکھا نہیں جاتا، اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر وہ گوشت جس کا حلال ہونا یا حلال اور پاک ہونا ذبح شرعی پر موقوف ہو، وہ غیر اسلامی ممالک میں مردار اور جھٹکے کے حکم میں ہے لیکن دیسی گھی پاک اور حلال ہے، مگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ غیر مذکّٰی حیوان کی چربی سے بنا ہے یا نجس چیز کے مل جانے سے نجس ہو گیا ہے۔

س ۲۸۹: اگر مجنب کا لباس منی سے نجس ہو جائے تو اوّل یہ کہ اگر ہاتھ یا اس کپڑے میں سے کوئی ایک گیلا ہو تو ہاتھ سے اس لباس کو چھونے کا کیا حکم ہے؟ اور دوسرے یہ کہ کیا مجنب کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی اور شخص کو وہ لباس پاک کرنے کے لئے دے؟ کیا مجنب کے لئے ضروری ہے کہ وہ دھلنے والے کو یہ بتائے کہ یہ لباس نجس ہے؟

ج: منی نجس ہے اور جب اس سے کوئی سرایت کرنے والی گیلی چیز ملے گی تو وہ بھی نجس ہو جائے گی، اور لباس دھونے والے کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ وہ نجس ہے۔

س ۲۹۰: پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرتا ہوں لیکن اس کے بعد ایک سیال چیز نکلتی ہے جس سے منی کی بو آتی ہے امید ہے کہ اس سلسلے میں نماز کے لئے میرا حکم بیان فرمائیں گے؟

ج: اگر اس کے منی ہونے کا یقین نہ ہو اور اس کے ساتھ منی نکلنے کے سلسلے میں جو شرعی علامتیں بیان ہوئی ہیں وہ بھی نہ پائی جاتی ہوں تو پاک ہے اور اس پر منی کا حکم نہیں لگے گا۔

س ۲۹۱ : کیا کوّے کا پاخانہ نجس ہے ؟

ج : اقویٰ یہ ہے کہ پاک ہے ۔

س ۲۹۲ : رسالۂ عملیہ میں (مراجع عظام) ذکر کیا ہے کہ ان حیوانات اور پرندوں کا پاخانہ نجس ہے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ۔ تو جن حیوانات کا گوشت کھایا جاتا ہے مثلاً گائے، بکری یا مرغی ان کا پاخانہ نجس ہے یا نہیں ؟

ج : حلال گوشت جانوروں کا پاخانہ پاک ہے ۔

س ۲۹۳ : اگر بیت الخلاء میں کموڈ کے اطراف یا اس کے اندر نجاست لگی ہو اور اس کو کُر بھر پانی یا قلیل پانی سے دھویا جائے اور عین نجاست باقی رہ جائے تو کیا وہ جگہ جہاں عین نجاست نہیں لگی ہے بلکہ صرف دھونے کے لئے ڈالا جانے والا پانی اس تک پہنچا ہے وہ نجس ہے یا پاک ہے ؟

ج : جو جگہ نجاست کے قریب ہے لیکن اس تک نجاست سے متصل پانی نہیں پہنچا ہے وہ پاک ہے ۔

س ۲۹۴ : اگر مہمان، میزبان کے گھر کی کسی چیز کو نجس کر دے کیا اس سے میزبان کو مطلع کرنا واجب ہے ؟

ج : کھانے پینے والی چیزوں اور کھانے کے برتنوں کے علاوہ دوسری چیزوں کے سلسلے میں مطلع کرنا ضروری نہیں ہے ۔

س ۲۹۵ : نجس چیز سے ملنے والی چیز بھی نجس ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ اور اگر نجس ہو جاتی ہے تو کیا یہ حکم تمام واسطوں میں جاری ہوگا یا صرف نزدیک کے واسطوں میں جاری ہوگا ؟

ج : کم سے کم تین واسطوں تک نجاست کا حکم جاری ہوگا، چوتھے اور

اس کے بعد والے واسطہ کے لئے اقرب یہ ہے کہ پاک ہے اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

س ۲۹۶: کیا غیر مزکیٰ حیوان کی کھال کے جوتے استعمال کرنے والے کے لئے وضو سے قبل ہمیشہ پیروں کو دھونا واجب ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں: اگر جوتے کے اندر پیروں کو پسینہ آجائے تو دھونا واجب ہے، اور میں نے دیکھا ہے کہ ہر قسم کے جوتوں میں پیروں سے تھوڑا بہت پسینہ ضرور نکلتا ہے، اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مذکورہ جوتے میں پیر سے پسینہ نکلتا ہے تو نماز کے لئے پیروں کا دھونا واجب ہے۔

س ۲۹۷: اس بچہ کے گیلے ہاتھ، اس کی ناک کے پانی اور اس کی جھوٹی غذا کا کیا حکم ہے جو خود کو نجس کرتا رہتا ہے اور ان بچوں کا کیا حکم ہے جو اپنے گیلے ہاتھوں سے اپنے پیر چھوتے ہیں؟

ج: جب تک ان کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک انہیں پاک مانا جائے گا۔

س ۲۹۸: میں مسوڑھوں کے مرض میں مبتلا ہوں اور ڈاکٹر کے مشوروں کے مطابق انہیں ہمیشہ ملتے رہنا ضروری ہے اس سے بعض مسوڑھے سیاہی مائل ہو جاتے ہیں گویا ان کے اندر خون جمع ہو جاتا ہے اور جب ان پر کاغذی رومال (دستمال) رکھتا ہوں تو اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے، اس لئے میں اپنا منھ آب کُر سے پاک کرتا ہوں اس کے باوجود وہ جما ہوا خون کافی دیر تک باقی رہتا ہے اور دھونے سے نہیں چھوٹتا۔ پس دھلنے کے بعد جو پانی میرے منھ کے اندر رہے اور ان جگہوں سے گزرا ہے اور پھر میں

کلی کر دیتا ہوں چونکہ اب جو پانی مسوڑھوں کے نیچے جمع خون کے اجزاء سے مل کر گزرا ہے، کیا نجس ہے یا اسے لعاب دہن کا جزو شمار کیا جائے گا اور پاک ہو گا؟

ج: پاک ہے اگرچہ احتیاط (مستحب) یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

س ۲۹۹: اور یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں جو کھانا کھاتا ہوں وہ مسوڑھوں میں جمع شدہ خون سے مس ہوتا ہے تو یہ کھانا نجس ہے یا پاک؟ اور اگر نجس ہے تو کیا اس کھانے کو نگلنے کے بعد منھ کی فضا نجس رہتی ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں کھانا نجس نہیں ہے اور نہ اس کے نگلنے میں کوئی اشکال ہے اور منھ کے اندر کی فضا پاک ہے۔

س ۳۰۰: مدتوں سے مشہور ہے کہ میک اپ کا سامان نجس ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی جھلی کو اتار لیتے ہیں اور اسے فریزر میں محفوظ رکھتے ہیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنین کی میت کو بھی محفوظ رکھتے ہیں اور اس سے میک اپ (سنگار) کا سامان —— جیسے لپ اسٹک وغیرہ —— بناتے ہیں۔ ان چیزوں کو کبھی کبھی ہم استعمال کرتے ہیں بلکہ کبھی کبھی لپ اسٹک حلق کے نیچے بھی اتر جاتی ہے تو کیا یہ نجس ہے؟

ج: سنگار کی چیزوں کے نجس ہونے پر پروپیگنڈے کوئی شرعی دلیل نہیں ہیں اور جب تک شریعت کے معتبر طریقوں سے ان کی نجاست ثابت نہیں ہوتی اس وقت تک ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۰۱: ہر لباس یا کپڑے کے ٹکڑے سے بہت ہی باریک روئیں گرتے رہتے

ہیں کپڑوں کو پاک کرتے وقت جب ہم طشت کے پانی کو دیکھتے ہیں تو اس میں یہ باریک روئیں نظر آتے ہیں، اس بنا پر جب طشت پانی سے بھرا ہو اور اس کا اتصال نل کے پانی سے ہو تو اس وقت میں طشت میں لباس کو غوطہ دیتا ہوں اور طشت سے باہر گرنے والے پانی میں ان روؤں کی موجودگی کی وجہ سے میں احتیاطاً ہر جگہ کو پاک کرتا ہوں یا جب میں بچوں کا نجس لباس اتارتا ہوں تو اس جگہ کو بھی پاک کرتا ہوں جہاں لباس اتارا گیا تھا خواہ وہ جگہ خشک ہی ہو اس لئے کہ میں کہتا ہوں وہ روئیں اس جگہ گرے ہیں۔ پس کیا یہ احتیاط ضروری ہے؟

ج: پاک کرتے وقت جس لباس کو ظرف میں رکھ کر اس پر پائپ کا پانی ڈالا جاتا ہے اور پانی اچھی طرح لباس کو گھیر لیتا ہے تو (اس وقت) وہ لباس ظرف اور ظرف کے اندر کا پانی اور لباس سے جدا ہو کر پانی میں تیرنے والے روئیں سب پاک ہو جاتے ہیں اور یہ روئیں یا غبار جو نجس کپڑے سے جدا ہو کر گرتے ہیں پاک ہیں، مگر یہ کہ یقین حاصل ہو جائے کہ یہ روئیں نجس جگہ سے جدا ہوئے ہیں اور صرف اس شک کی بنا پر کہ روئیں گرتے ہیں یا نہیں یا روئیں نجس جگہ سے گرتے ہیں یا پاک جگہ سے احتیاط ضروری نہیں ہے۔

س ۳۰۲: اس رطوبت کی مقدار کیا ہے جو ایک چیز سے دوسری چیز میں سرایت کرنے کا سبب بن جاتی ہے؟

ج: سرایت کرنے والی رطوبت کا معیار یہ ہے کہ کوئی گیلی چیز جب دوسری چیز سے ملے تو اس کی رطوبت محسوس طریقے سے اس میں منتقل ہو جائے۔

س ۳۰۳: ان کپڑوں کا کیا حکم ہے جو پاک کرنے کے لئے دھوبی یا ڈرائی کلیننگ کو دیئے جاتے ہیں؟ اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ انھیں جگہوں پر اکثر مثلاً یہودی

اور عیسائی وغیرہ بھی اپنا لباس دیتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ ڈرائی کلیننگ والے کپڑے دھونے میں کیمیاوی مواد کا استعمال کرتے ہیں۔

ج: جو لباس ڈرائی کلیننگ میں دیا جاتا ہے اگر وہ پہلے سے نجس نہ ہو تو پاک ہے اور اہل کتاب اقلیتوں کے ساتھ مل کر دھلے ہوئے کپڑے نجس نہیں ہوتے۔

س ۳۰۴: جو کپڑے گھر کی آٹومیٹک کپڑا دھونے کی مشین سے دھوئے جاتے ہیں، وہ پاک ہیں یا نہیں؟ مذکورہ مشین اس طرح کام کرتی ہے کہ پہلی بار مشین کپڑوں کو کپڑے دھونے والے پاؤڈر سے دھوتی ہے جس کی وجہ سے کچھ پانی اور کپڑوں کا جھاگ مشین کے دروازے کے شیشے اور اس پر لگے ہوئے ربڑ کے خول پر پھیل جاتا ہے اور جب مشین دوسری بار دھونے کے لئے پانی لیتی ہے تو پانی اس کے دروازے اور ربڑ کے خول پر لگے جھاگ کو پوری طرح گھیر لیتا ہے اور اگلے مراحل میں مشین کپڑوں کو تین مرتبہ آب قلیل سے دھوتی ہے پھر اس کے بعد دھوون کو باہر نکالتی ہے۔ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں کہ اس طرح کپڑے پاک ہوتے ہیں یا نہیں؟

ج: عین نجاست زائل ہوجانے کے بعد جب پانی پائپ کے ذریعہ براہ راست مشین میں داخل ہوکر کپڑوں اور مشین کے اندر ہر جگہ پہنچ جائے اور پھر اس سے جدا ہو کر نکل جائے تو ان کپڑوں پر طہارت کا حکم لگے گا۔

س ۳۰۵: اگر زمین پر یا حوض یا حمام میں جس میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں، پانی بہایا جائے اور اس پانی کے چھینٹے لباس پر پڑ جائیں تو وہ نجس ہو جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر پانی پاک جگہ یا پاک زمین پر بہایا جائے تو اس کے چھینٹے پاک ہیں۔

س ۳۰۶ : بلدیہ کی کوڑا ڈھونے والی گاڑیوں سے جو پانی سڑکوں پر بہتا جاتا ہے۔ بعض اوقات تند ہوا کی وجہ سے لوگوں کے اوپر بھی پڑ جاتا ہے، وہ پانی پاک ہے یا نجس ؟

ج : پاک ہے مگر یہ کہ نجاست سے ملنے کی وجہ سے اس پانی کے نجس ہونے کا کسی شخص کو یقین ہو جائے۔

س ۳۰۷ : سڑکوں کے گڑھوں میں جمع ہو جانے والا پانی پاک ہے یا نجس ؟

ج : یہ پاک پانی کے حکم میں ہے۔

س ۳۰۸ : ان لوگوں کے ساتھ گھریلو آمدورفت رکھنے کا کیا حکم ہے جو کھانے، پینے وغیرہ میں طہارت و نجاست کے مسائل کو اہمیت نہیں دیتے ؟

ج : طہارت و نجاست کے موضوع میں ہر وہ چیز جس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو بظاہر شرع میں پاک ہے۔

س ۳۰۹ : برائے مہربانی درج ذیل صورتوں میں قے کی طہارت اور نجاست کے بارے میں حکم شرعی بیان فرمائیں :

الف : شیر خوار بچہ کی قے۔

ب : اس بچہ کی قے جو دودھ پیتا اور کھانا بھی کھاتا ہے۔

ج : بالغ انسان کی قے۔

ج : تمام صورتوں میں پاک ہے۔

س ۳۱۰ : شبہہ محصورہ (یعنی چند ایسی چیزیں جن میں سے ایک نجس ہے ان میں سے کسی) سے ملنے والی چیز کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر ان میں سے بعض چیزوں سے ملے تو اس پر نجس ہونے کا حکم مرتب نہیں ہوگا۔

س ۲۱۱: ایک شخص کھانا بیچتا ہے اور اس میں سرایت کرنے والی تری ہونے کے باوجود اسے اپنے جسم سے مس بھی کرتا ہے لیکن اس کے دین کا پتا نہیں ہے، کیا اس سے اس کے دین کے بارے میں سوال کرنا واجب ہے یا اس پر اصالت طہارت کا حکم جاری ہوگا؟ جبکہ یہ معلوم ہے کہ وہ اسلامی ملک کا باشندہ نہیں ہے بلکہ وہاں کام کرنے آیا ہے؟

ج: اس سے اس کا دین پوچھنا واجب نہیں ہے بلکہ اس کو اور اس سے لی گئی چیز کو بھی جو اس کے جسم سے مس ہو رہی ہے، اصالت طہارت کی بنا پر پاک سمجھیں گے۔

س ۲۱۲: کسی شخص کے گھر میں یا اس کے رشتہ داروں کے گھر میں ایک ایسا آدمی ہے جو ان لوگوں کے گھروں میں آیا جایا کرتا ہے۔ اور یہ آدمی طہارت و نجاست کو اہمیت نہیں دیتا ہے، جس سے گھر اور اس میں موجود چیزیں وسیع پیمانہ پر نجس ہو جاتی ہیں جن کا دھونا اور پاک کرنا ممکن نہیں ہے، پس اس صورت میں ان لوگوں کا فریضہ کیا ہے؟ اور ایسی صورت میں انسان کیسے پاک رہ سکتا ہے خصوصاً نماز میں جس کے صحیح ہونے میں طہارت شرط ہے؟ اور اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج: تمام گھر کو پاک کرنا ضروری نہیں ہے اور نماز صحیح ہونے کے لئے نمازگزار کا لباس اور سجدہ گاہ کا پاک ہونا کافی ہے۔ گھر اور اس کے اثاثہ کی نجاست نماز اور کھانے پینے میں طہارت کا لحاظ رکھنے سے زیادہ انسان پر کوئی مزید ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

نشہ آور چیزیں

س ۳۱۳: انگور اور کھجور کے اس عرق کا کیا حکم ہے جس کو آگ پر ابالا گیا ہو اور دو تہائی سے کم جلا ہو لیکن نشہ آور نہ ہو؟

ج: اس کا پینا حرام ہے لیکن وہ نجس نہیں ہے۔

س ۳۱۴: کہا جاتا ہے کہ اگر کچے انگور یا پھل کا عرق نکالنے کے لئے اسے ابالا جائے اور اس میں انگور کے کچھ دانے ہوں یا ایک ہی دانہ ہو تو ابال آجانے کے بعد وہ سب حرام ہو جاتا ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج: اگر انگور کے دانوں کا پانی بہت ہی کم ہو اور وہ کچے انگور کے عرق میں اس طرح مل گیا ہو کہ اسے انگور کا عرق نہ کہا جاتا ہو تو حلال ہے لیکن اگر خود انگور کے دانوں کو آگ پر ابالا جائے تو حرام ہے۔

س ۳۱۵: دورحاضر میں بہت سی دواؤں میں الکحل — جو درحقیقت نشہ آور ہے — خاص طور سے پینے والی دواؤں اور عطریات (خصوصاً ان خوشبوؤں میں استعمال ہوتا ہے جنھیں

باہر سے منگایا جاتا ہے) تو کیا اس سے واقف یا ناواقف آدمی کے لئے ان چیزوں کا خریدنا، بیچنا، فراہم کرنا استعمال کرنا اور دوسرے تمام فوائد حاصل کرنا جائز ہے؟

ج: جس الکحل کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو کہ وہ بذات خود نشہ آور سیال ہے تو وہ پاک ہے اور ان سیال چیزوں کی خرید و فروخت اور ان کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جن میں الکحل ملا ہوا ہو۔

س ۲۱۶: کیا سفید الکحل کے ذریعہ ہاتھ اور طبی آلات کو طبی امور میں استعمال کے لئے جراثیم سے پاک کرنے کی غرض سے نیز ڈاکٹر یا طبی بورڈ کے ذریعہ علاج کی غرض سے استعمال کیا جا سکتا ہے؟ سفید الکحل جو طبی الکحل ہے اور پینے کے قابل بھی ہے اور اس کا معادل (HOOH ہے) ہے، پس کیا جس کپڑے پر اس الکحل کا ایک قطرہ یا اس سے زیادہ گر جائے اس کپڑے میں نماز جائز ہے؟

ج: جو الکحل در اصل سیال نہ ہو، پاک ہے اگرچہ نشہ آور ہی ہو اور طبی و غیر طبی امور میں اس کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے۔ اس لباس میں نماز بھی صحیح ہے جس پر ایسا الکحل پڑ جائے۔ اس کے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۲۱۷: کفیر نام کا ایک مادہ ہے جو غذائیں اور دوائیں بنانے میں استعمال ہوتا ہے اور تخمیر کے دوران اس مادہ میں سے ۵ % یا ۸ % الکحل حاصل ہوتا ہے۔ الکحل کی یہ قلیل مقدار مستہلک ہو جانے کی صورت میں کسی قسم کے نشہ کا سبب نہیں بنتی۔ آیا شریعت کی رو سے اس کے استعمال میں کوئی مانع ہے یا نہیں؟

ج: اس حاصل شدہ مادہ میں موجود الکحل اگر بذات خود نشہ آور ہو تو وہ نجس وحرام ہے اور چاہے وہ قلیل مقدار ہونے اور اس مادہ میں ممزوج ہو جانے کے سبب نشہ آور نہ بھی ہو لیکن اگر اس میں شک و تردّد ہو کہ وہ بذات خود نشہ آور ہے یا شک ہو کہ وہ اصل میں سیّال ہے یا نہیں تو حکم مختلف ہوگا۔

س ۳۱۸: ۱۔ سیّال الکحل نجس ہے یا نہیں؟ (بظاہر یہ الکحل منشیات میں موجود ہوتا ہے اور نشہ آور ہوتا ہے)

۲۔ الکحل کی نجاست کا معیار کیا ہے؟

۳۔ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے ہم ثابت کریں کہ فلاں مشروب نشہ آور ہے؟

۴۔ صنعتی الکحل سے کیا مراد ہے؟

ج: ۱۔ الکحل کی وہ تمام قسمیں جو نشہ آور اور دراصل سیّال ہیں نجس ہیں۔

۲۔ نشہ آور ہو اور دراصل سیّال ہو۔

۳۔ اگر خود مکلّف کو یقین نہ ہو تو اس کے لئے موثق اہل علم کی گواہی کافی ہے۔

۴۔ اس سے مراد وہ الکحل ہے جس کو رنگ اور تصویر بنانے کی صنعت، آپریشن کے اوزار کو جراثیم سے پاک کرنے اور انجکشن لگانے نیز ان کے علاوہ دوسرے موارد میں استعمال کیا جاتا ہے۔

س ۳۱۹: بازار میں موجود مشروبات کے پینے اور اسی ضمن میں ملک میں بننے والے مشروبات (کوکا کولا، پیپسی وغیرہ) کا کیا حکم ہے؟ جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا اساسی مواد باہر سے

لگایا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس میں مادۂ الکحل پایا جاتا ہو؟

ج: طاہر و حلال ہیں مگر یہ کہ خود مکلّف کو یہ یقین ہو کہ ان میں بالاصالۃ نشہ آور سیّال الکحل ملایا گیا ہے۔

س ۳۲۰: کیا غذائی سامان خریدتے وقت اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ اس کے بیچنے والے یا بنانے والے نے اسے ہاتھ سے چھوا ہے یا اس کے بنانے میں اس نے الکحل استعمال کیا ہے؟

ج: پوچھنا اور تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۳۲۱: میں "اٹروپین سلفیٹ اسپرے" بناتا ہوں جو الکحل کے لئے اس کے دوائی توازن کی ترکیب (فارمولیشن) میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یعنی اگر ہم اس میں الکحل کا اضافہ نہ کریں تو اسپرے نہیں بن سکتا ہے۔ اور کارآمد ہونے کے لحاظ سے مذکورہ اسپرے ایسا دفاعی اسلحہ ہے جس سے لشکر اسلام جنگ میں اعصاب پر اثر انداز ہونے والی گیسوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کیا آپ کی نظر شریف میں شرعی طور پر الکحل کا استعمال مذکورہ بالا دوا بنانے کے لئے جائز ہے؟

ج: اگر الکحل مسکر اور اصلاً سیّال ہے تو وہ نجس و حرام ہے لیکن اس کو دوا کے طور پر کسی بھی حال میں استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

وسوسہ اور اس کا علاج

س ۳۲۲ : چند سال سے میں وسواس کی بلا میں مبتلا ہوں، یہ چیز میرے لئے بڑی تکلیف دہ ہے۔ اور یہ وسواس دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے، یہاں تک کہ میں ہر چیز میں شک کرنے لگا ہوں۔ میری پوری زندگی شک پر استوار ہے۔ میرا زیادہ تر شک کھانے میں اور تر چیزوں میں ہوتا ہے۔ لہٰذا میں عام لوگوں کی طرح معمول کے کام نہیں کرسکتا۔ چنانچہ جب میں کسی مکان میں داخل ہوتا ہوں تو فوراً اپنے موزے اتار لیتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے موزے پسینے سے تر ہیں اور وہ کسی چیز کے ساتھ ملنے سے نجس ہوجائیں گے یہاں تک کہ میں جانماز پر بھی نہیں بیٹھ سکتا اور جب بیٹھ جاتا ہوں تو میرا نفس مجھے اٹھنے پر مجبور کرتا ہے کہ جانماز کے روئیں میرے لباس پر نہ لگ جائیں گے اور میں انہیں دھونے پر مجبور ہوجاؤں گا پہلے میری یہ حالت نہیں تھی لیکن اب تو مجھے ان اعمال سے شرم آتی ہے، ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ کسی کو خواب میں دیکھوں اور اس سے سوال کردوں، یا کوئی معجزہ ہوجائے جس سے میری زندگی بدل جائے اور میں پہلے جیسا ہوجاؤں، امید ہے کہ میری ہدایت فرمائیں گے؟

ج: طہارت و نجاست کے وہی احکام ہیں جن کو تفصیل کے ساتھ رسالۂ عملیہ میں بیان کیا گیا ہے اور شریعت کی رو سے ہر چیز پاک ہے سوائے اس کے جس کو شارع نے نجس قرار دیا ہو اور انسان کو اس کے نجس ہونے کا یقین حاصل ہو گیا ہو اور اس حالت میں وسواس سے نجات کے لئے خواب یا معجزہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مکلف پر واجب ہے کہ وہ اپنے ذاتی ذوق کو ایک طرف رکھ دے اور شریعت مقدسہ کی تعلیمات کے سامنے سراپا تسلیم ہو جائے ان پر ایمان لے آئے۔ اور اس چیز کو نجس نہ سمجھے جس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو آپ کو یہ یقین کہاں سے حاصل ہوا کہ دروازہ، دیوار، جانماز اور آپ کے استعمال کی تمام چیزیں نجس ہیں آپ نے کیسے یہ یقین کر لیا کہ جانماز، جس پر آپ چلتے یا بیٹھتے ہیں اس کے روئیں نجس ہیں اور اس کی نجاست آپ کے موزے، لباس اور بدن میں سرایت کر جائے گی ؟! بہرصورت اس حالت میں آپ کے لئے اس وسواس کی طرف اعتناء کرنا جائز نہیں ہے۔ پس نجاست کے وسواس کی پروا نہ کرنا اور عدم اعتناء کا عادی بننا آپ کی شرعی ذمہ داری ہے۔ انشاء اللہ خدا آپ کی مدد کرے گا اور آپ کے نفس کو وسواس کے چنگل سے نجات دے گا۔

س ۳۲۳: میں ایک عورت ہوں میرے چند بچے ہیں۔ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں، میرے لئے مسئلہ طہارت مشکل بنا ہوا ہے اور چونکہ میں نے ایک دیندار گھرانہ میں پرورش پائی ہے اور

میں تمام اسلامی دستورات پر عمل کرنا چاہتی ہوں لیکن چونکہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔
لہٰذا ہمیشہ ان کے پیشاب پاخانہ میں مشغول رہتی ہوں اور ان کا پیشاب پاک کراتے وقت سائفن
کے پانی کے چھینٹے اڑ کر میرے ہاتھوں، پیروں یہاں تک سر پر بھی پڑجاتے ہیں اور ہر مرتبہ
ان اعضاء کی طہارت کی مشکل سے دوچار ہوتی ہوں، اس سے میری زندگی میں بہت سی مشکلیں
پیدا ہوگئی ہیں۔ دوسری طرف ان امور کی رعایت کو میں ترک نہیں کرسکتی کیونکہ اس کا
تعلق میرے دین اور عقیدہ سے ہے۔ میں نے کئی بار ماہر نفسیات سے رجوع کیا ہے لیکن
کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی۔ اس کے علاوہ دیگر امور بھی میری پریشانی کا سبب ہیں جیسے
نجس چیز کا غبار، بچہ کے نجس ہاتھوں سے محتاط رہنا جن کا پاک کرنا مجھ پر واجب ہے
یا اسے دوسری چیزیں چھونے سے باز رکھنا۔ میرے لئے نجس چیز کا پاک کرنا بہت مشکل
کام ہے لیکن ساتھ ہی ان برتنوں اور کپڑوں کا دھونا میرے لئے آسان ہے جو
میلے یا گندے ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ کی راہنمائی سے میری زندگی آسان ہوجائے گی۔

ج: ۱۔ شریعت کی نظر میں باب طہارت ونجاست میں اصل طہارت ہے
یعنی جس جگہ بھی تمہیں نجاست میں معمولی سا شک ہو وہاں تمہارے اوپر
واجب ہے کہ عدم نجاست کا حکم لگاؤ۔

۲۔ نجاست کے سلسلہ میں جو لوگ بہت حساس ہیں (اسلامی فقہ
کی اصطلاح میں جنھیں وسواسی یا شکی کہا جاتا ہے) اگر انھیں بعض جگہوں
پر نجاست کا یقین بھی ہو جائے تب بھی ان پر واجب ہے کہ ان پر نجس
نہ ہونے کا حکم لگائیں سوائے ان موارد کے جنھیں انہوں نے اپنی

آنکھوں سے نجس ہوتے دیکھا ہو۔ اس طرح کہ اگر کوئی بھی دوسرا شخص دیکھے تو نجاست کے سرایت کرنے کا یقین کرے ایسی جگہوں پر واجب ہے کہ وہ بھی نجاست کا حکم لگائیں اور یہ حکم اس وقت تک ان لوگوں پر جاری رہے گا جب تک مذکورہ حساسیت بالکل ختم نہ ہو جائے۔

۳۔ جو چیز یا عضو نجس ہو جائے اس کی طہارت کے لئے، عین نجاست زائل ہونے کے بعد اسے ایک مرتبہ پائپ کے پانی سے دھونا کافی ہے، دوبارہ دھونا یا پانی کے نیچے رکھنا واجب نہیں ہے اور اگر نجس ہونے والی چیز موٹے کپڑے کی جیسی ہو تو اسے بقدر معمول نچوڑیں تاکہ اس سے پانی نکل جائے۔

۴۔ چونکہ آپ نجاست کے سلسلہ میں بے حد حساس ہو چکی ہیں، پس جان لیجئے کہ نجس غبار آپ کے لئے کسی صورت میں بھی نجس نہیں ہے اور بچہ کے پاک یا نجس ہاتھ کے سلسلہ میں محتاط رہنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں دقت کرنا ضروری ہے کہ بدن سے خون زائل ہوا یا نہیں اور آپ کے لئے یہ حکم اس وقت تک باقی ہے جب تک مکمل طور پر آپ کی حساسیت بالکل ختم نہیں ہو جاتی۔

۵۔ دین اسلام کے احکام سہل و آسان اور فطرت انسان کے موافق ہیں انھیں اپنے لئے مشکل نہ بنائیے اور اس صورت میں اپنے بدن اور روح کو تکلیف و ضرر میں مبتلا نہ کیجئے اور ایسے حالات میں قلق و اضطراب سے زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ بے شک خدائے متعال اس بات سے

خوش نہیں ہے کہ آپ اور آپ کے متعلقین عذاب میں مبتلا ہوں۔ آسان دین کی نعمت پر شکر ادا کیجئے اور اس نعمت پر شکر ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے دین کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے۔

۶- آپ کی موجودہ کیفیت وقتی اور قابل علاج ہے، اس میں مبتلا ہونے کے بعد بہت سے لوگوں نے مذکورہ طریقہ کے مطابق عمل کر کے بہت آرام محسوس کیا ہے، خدا پر بھروسہ کیجئے اور اپنے اندر عزم و ہمت پیدا کیجئے۔

کافر کی نجاست

اہل کتاب کی طہارت اور دوسرے کفار کا حکم

س ۳۲۴: اہل کتاب پاک ہیں یا نجس؟

ج: ان کا ذاتاً پاک ہونا بعید نہیں ہے۔

س ۳۲۵: بعض فقہا اہل کتاب کو نجس اور بعض انہیں پاک قرار دیتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اہل کتاب کی ذاتی نجاست ثابت نہیں ہے، بلکہ ہم انہیں ذاتاً پاک کے حکم میں سمجھتے ہیں۔

س ۳۲۶: وہ اہل کتاب جو فکری لحاظ سے خاتم النبیینؐ کی رسالت کے قائل ہیں لیکن اپنے آباء و اجداد کے عادات اور ان کی روش کے مطابق عمل پیرا ہیں کیا وہ طہارت کے مسئلے میں کافر کے حکم میں ہیں؟

ج: صرف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اعتقاد رکھنا اسلام کے تحت آنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ لیکن اگر ان کا شمار اہل کتاب میں ہوتا ہے تو وہ پاک ہیں۔

س ۳۲۷ : میں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ ایک گھر کرایہ پر لیا، ہمیں معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک نماز نہیں پڑھتا، اس سلسلے میں پوچھے جانے پر اس نے جواب دیا کہ وہ دل سے تو خدا پر ایمان رکھتا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا۔ اس بات کے پیش نظر کہ ہم اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں اور اس سے بہت زیادہ گھلے ملے ہیں، آیا وہ نجس ہے یا پاک ؟

ج: صرف نماز روزہ اور دوسرے شرعی واجبات کا ترک کرنا، مسلمان کے مرتد اور نجس ہونے کا موجب نہیں ہوتا۔ بلکہ جب تک اس کے مرتد ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس کا حکم سارے مسلمانوں جیسا ہے۔

س ۳۲۸ : وہ کون سے ادیان ہیں جن کے ماننے والے اہل کتاب ہیں ؟ اور وہ معیار کیا ہے جو ان کے ساتھ رہن سہن کے حدود کو معین کرتا ہے ؟

ج: اہل کتاب سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جن کا تعلق کسی الٰہی دین سے ہو، وہ اپنے کو انبیاء اللہ میں سے کسی نبیؑ کی امت سے مانتے ہوں اور ان کے پاس انبیاء پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو جیسے یہودی، عیسائی، زرتشتی اور اسی طرح صابئی ہیں جو (ہماری تحقیق کی رو سے) اہل کتاب ہیں۔ پس ان سب کا حکم اہل کتاب کا حکم ہے اور اسلامی قوانین و اخلاق کی رعایت کرتے ہوئے ان کے ساتھ معاشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۲۹ : ایک فرقہ ہے جو اپنے کو "علی اللّٰہیہ" کہتا ہے۔ وہ لوگ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کو خدا سمجھتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ دعا اور طلب حاجت، نماز اور روزے

سا بدل ہیں ، کیا یہ لوگ نجس ہیں ؟

ج : اگر وہ امیر المومنین علی بن ابی طالب کو اللہ مانتے ہیں ـــ تعالیٰ اللہ عن ذٰلک علواً کبیراً ـــ تو ان کا حکم اہل کتاب کے سوا دوسرے غیر مسلموں جیسا ہے ۔

س ۳۲۰ : ایک فرقہ ہے جس کا نام "علی اللّٰھیہ" ہے اس کے ماننے والے کہتے ہیں کہ علیؑ خدا تو نہیں ہیں لیکن خدا سے کم بھی نہیں ہیں ، ان کا کیا حکم ہے ؟

ج : اگر وہ (حضرت علیؑ کو) خدائے واحد منان کا شریک قرار نہیں دیتے تو وہ مشرک کے حکم میں نہیں ہیں ۔

س ۳۲۱ : کسی شیعہ اثنا عشری نے اگر امام حسینؑ یا اصحاب کسا و (پنجتن پاک) کے لئے نذر کی ہو تو کیا اس نذر کو ان مراکز میں دینا صحیح ہے جہاں فرقہ " علی اللّٰھیہ" کے ماننے والے جمع ہوتے ہیں اور یہ (نذر) کسی نہ کسی شکل میں ان مراکز کی تقویت کا باعث بنتی ہے ؟

ج : مولائے موحدین (حضرت علی علیہ السلام) کو خدا ماننے کا عقیدہ باطل ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا اسلام سے خارج ہونے کا موجب ہے ایسے فاسد عقیدہ کی ترویج میں مدد کرنا حرام ہے ، مزید یہ کہ اگر مال کو کسی خاص منذور کے لئے نذر کیا گیا ہو تو اسے دوسری جگہ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے ۔

س ۳۲۲ : ہمارے علاقے اور بعض دوسرے علاقوں میں ایک فرقہ پایا جاتا ہے جو اپنے کو "اسماعیلیہ" کہتا ہے ۔ وہ لوگ چھ اماموں (پہلے امام سے چھٹے امام تک) کا اعتقاد رکھتے ہیں ۔ لیکن وہ

کسی بھی واجبات دینی کو نہیں مانتے اسی طرح وہ ولایت فقیہ کو بھی نہیں مانتے، لہٰذا آپ بتائیں کہ اس فرقے کی پیروی کرنے والے نجس ہیں یا پاک ؟

ج: صرف چھ ائمہ معصومینؑ یا احکام شرعیہ میں سے کسی حکم پر اعتقاد نہ رکھنا اگر وہ اصل شریعت سے انکار نہ ہو اور نہ خاتم الانبیاء علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام کی نبوت سے انکار ہو تو کفر و نجاست کا موجب نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ لوگ کسی امام کو برا بھلا کہیں یا ان کی اہانت کریں۔

س ۳۲۳ : یہاں سب سے بڑی آبادی (بدھ مذہب کے ماننے والے) کافروں کی ہے۔ اگر یونیورسٹی کا کوئی طالب علم کرایہ پر مکان لے تو اس مکان کی طہارت و نجاست کا کیا حکم ہے؟ کیا اس مکان کو دھونا اور اسے پاک کرنا ضروری ہے؟ اس بات کی طرف بھی اشارہ کردوں کہ یہاں اکثر مکان لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور ان کا دھونا ممکن نہیں ہے، نیز ہوٹلوں اور ان میں موجود چیزوں کا کیا حکم ہے ؟

ج: جب تک کافر غیر کتابی کے ہاتھ اور بدن کا سرایت کرنے والی رطوبت کے ساتھ مس ہونے کا یقین نہ ہو، اس پر نجاست کا حکم نہیں لگے گا اور نجاست کا یقین ہونے کی صورت میں ہوٹلوں اور مکانوں کے دروازوں اور دیواروں کا پاک کرنا واجب نہیں ہے، نہ ہی ان چیزوں کا پاک کرنا واجب ہے جو ان میں موجود ہیں۔ بلکہ کھانے پینے میں اور نماز کے لئے استعمال کی جانے والی چیزیں اگر نجس ہوں تو ان کا پاک کرنا واجب ہے۔

س ۳۳۴ : خوزستان (ایران) میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے کو صابئی کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم جناب یحییٰؑ کے ماننے والے ہیں اور ہمارے پاس ان (جناب یحییٰؑ) کی کتاب ہے۔ اور دین شناسوں کے نزدیک ثابت ہوچکا ہے کہ یہ وہی صابئی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ لہٰذا آپ بتائیں کہ وہ اہل کتاب میں سے ہیں یا نہیں ؟

ج : مذکورہ گروہ اہل کتاب کے حکم میں ہے۔

س ۳۳۵ : یہ جو کہا جاتا ہے کہ کافر کے ہاتھ کا بنا ہوا گھر نجس ہوتا ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج : ایسے گھر میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

س ۳۳۶ : یہودیوں اور کافروں کے دوسرے فرقوں کے یہاں کام کرنے اور ان سے اجرت لینے کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس میں بذات خود کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ وہ کام حرام اور اسلام و مسلمین کے مفادات کے خلاف نہ ہو۔

س ۳۳۷ : جس جگہ ہم فوج میں کام کرتے ہیں وہاں بعض قبیلے ہیں جن کا تعلق ایسے فرقہ سے ہے جسے مذہب "الحق" کہا جاتا ہے۔ کیا ان کے ہاتھ سے دودھ دہی اور مکھن لے کر کھا سکتے ہیں ؟

ج : اگر وہ اصول اسلام کے معتقد ہوں تو طہارت و نجاست کے مسئلے میں سارے مسلمانوں کے حکم میں ہیں۔

س ۳۳۸ : جس گاؤں میں ہم پڑھاتے ہیں وہاں کے لوگ نماز نہیں پڑھتے کیونکہ وہ فرقۂ "الحق" سے ہیں اور ہم اسی سے روٹی لینے اور ان کے یہاں کھانا کھانے پر مجبور ہیں، کیونکہ ہم

رات دن اسی قریہ میں رہتے ہیں، تو کیا وہاں ہماری نمازوں میں کوئی اشکال ہے ؟

ج: اگر وہ توحید اور نبوت کے منکر نہ ہوں، نہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر ہوں اور نہ رسولِ اسلام کی رسالت کے ناقص ہونے کے معتقد ہوں تو ان پر نہ کفر کا حکم لگے گا اور نہ نجاست کا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ان کا کھانا کھانے اور انھیں چھونے کی صورت میں طہارت و نجاست کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

س ۳۳۹: ہمارے رشتہ داروں میں ایک صاحب کمیونسٹ تھے، انہوں نے بچپن میں ہمیں بہت ساری چیزیں اور مال دیا تھا، پس اگر وہ مال اور چیزیں بنفسہ موجود ہوں تو ان کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر اس کا کفر اور ارتداد ثابت ہو جائے اور اس نے سنِ بلوغ میں اظہارِ اسلام سے پہلے کفر اختیار کیا تو اس کے اموال کا حکم وہی ہے جو دوسرے کافروں کے اموال کا ہے۔

س ۳۴۰: مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں:

۱۔ ابتدائی، متوسط اور اس سے بالاتر کلاسوں کے مسلمان طلاب کا بہائی فرقے کے طلاب کے ساتھ ملنے جلنے، اٹھنے بیٹھنے اور ان سے ہاتھ ملانے کا کیا حکم ہے، خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، مکلف یا غیر مکلف، اسکول میں ہوں یا اس سے باہر؟

۲۔ جو طلاب اپنے کو بہائی کہتے ہیں یا جن کے بہائی ہونے کا یقین ہے ان کے ساتھ اساتذہ اور مربیوں کو کس طرح کا رویہ رکھنا واجب ہے ؟

۲- جن چیزوں کو سارے طلاب استعمال کرتے ہیں ان سے استفادہ کرنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے جیسے پینے کے پانی یا بیت الخلاء کا نل، لوٹا، صابن اور اسی جیسی دوسری چیزیں جہاں ہاتھ اور بدن کے مرطوب ہونے کا یقین ہو؟

ج: گمراہ فرقۂ بہائیہ کے تمام افراد نجس ہیں، اور ان کے کسی چیز کے چھونے کی صورت میں جن امور میں طہارت شرط ہے ان میں طہارت کا لحاظ رکھنا واجب ہے، لیکن اساتذہ اور مربیوں پر واجب ہے کہ ان کا رویہ بہائی طلاب کے ساتھ قانونی مقررات اور اسلامی اخلاق کے مطابق ہو۔

س ۳۴۱: اسلامی معاشرے میں بہائی فرقہ کے ماننے والوں کی وجہ سے جو کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مومنین اور مومنات کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: سارے مومنین پر واجب ہے کہ وہ بہائی فرقہ کی فتنہ پردازی اور ان کے مکروہ حیلے کو روکیں اور لوگوں کو اس گمراہ فرقہ کے ذریعہ منحرف ہونے سے بچائیں۔

س ۳۴۲: بعض اوقات بہائی فرقہ کے ماننے والے کھانے کی یا دوسری چیزیں ہمارے پاس لاتے ہیں، تو کیا ان کا استعمال کرنا ہمارے لئے جائز ہے؟

ج: ان کے تحفوں کو واپس کرنا اور ان کو قبول نہ کرنا واجب نہیں ہے اور جن تر چیزوں کے بارے میں شک ہو کہ اس میں ان کا ہاتھ لگا ہے یا نہیں ایسی صورت میں بنیاد طہارت پر رکھی جائیے، لیکن ان کی ہدایت اور انھیں اسلام کی طرف مائل کرنے کی سعی و کوشش آپ پر لازم ہے۔

س ۳۴۳ : ہمارے پڑوس میں بہت سے بہائی رہتے ہیں اور ہمارے ہاں اکثر ان کا آنا جانا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ بہائی نجس ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ پاک ہیں، اور یہ بہائی بہت اچھے اخلاق کا اظہار کرتے ہیں، پس وہ نجس ہیں یا پاک ہیں؟

ج: وہ نجس ہیں اور تمہارے دین اور ایمان کے دشمن ہیں۔ پس اے میرے عزیز بیٹے! تم ان کے ساتھ سنجیدگی کے ساتھ پرہیز کرو۔

س ۳۴۴ : بسوں اور ریل گاڑیوں کی ان سیٹوں کا کیا حکم ہے جن پر مسلمان اور کافر دونوں بیٹھتے ہیں اور بعض علاقوں میں کافروں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے، کیا یہ سیٹیں پاک ہیں؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ گرمی کی وجہ سے پسینہ نکلتا ہے بلکہ وہ پسینہ ان میں سرایت کر جاتا ہے۔

ج: جب تک ان کے نجس ہونے کا علم نہ ہو ان کو پاک سمجھا جائے گا۔

س ۳۴۵ : دوسرے ممالک میں پڑھنے کا لازمہ یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ تعلقات رکھے جائیں ایسے موقع پر ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانے کا کیا حکم ہے (بشرطیکہ حرام چیزوں کے نہ ہونے کی رعایت کی جائے جیسے غیر حزکی گوشت) اگرچہ اس میں ان کے گیلے ہاتھ کے لگنے کا احتمال ہو؟

ج: صرف کافر کے تر ہاتھ لگنے کا احتمال وجوب اجتناب کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ جب تک کافر کے تر ہاتھ سے مس ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک چیز پاک کہلائے گی اور اگر کافر اہل کتاب ہو تو اس کی نجاست ذاتی نہیں ہے لہٰذا اس کے تر ہاتھ کے مس ہونے سے کوئی چیز نجس نہیں ہوگی۔

س ۳۴۶ : اگر اسلامی حکومت میں زندگی بسر کرنے والے مسلمان کے تمام مصارف واخراجات پورے ہو رہے ہوں اور اس کے باوجود وہ غیر مسلم کی ملازمت کرتا ہو اور اس سے اسکے گہرے تعلقات ہوں تو ایسے مسلمان سے گھریلو تعلقات قائم کرنا اور کبھی کبھار اس کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے؟

ج : مسلمانوں کے لئے مذکورہ مسلمان سے تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اگر غیر مسلم کی دوستی سے اس مسلمان کے عقیدہ میں انحراف کا خوف ہو تو اس پر اس کام سے کنارہ کش ہونا واجب ہے اور ایسی صورت میں دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کو غیر مسلم کی ملازمت سے باز رکھیں۔

س ۳۴۷ : افسوس کہ میرے برادر نسبتی مختلف اسباب کی بنا پر مرتد ہوگئے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ دینی مقدسات کی اہانت کے مرتکب بھی ہوتے تھے۔ کئی سال گزرجانے کے بعد اب ان کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اسلام پر ایمان لے آئے ہیں لیکن اس وقت بھی وہ روزے نماز کے پابند نہیں ہیں ایسی صورت میں ان سے ان کے والدین اور رشتہ داروں کے کیسے تعلقات ہونا چاہئیں اور کیا ان کو کافر قرار دیتے ہوئے نجس سمجھنا چاہیئے ؟

ج : اگر سابق میں اس کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے تو جب اس سے توبہ کرلے گا تو پاک ہو جائے گا اور اس کے والدین اور رشتہ داروں کیلئے اس سے تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۴۸ : اگر کوئی شخص بعض ضروریات دین جیسے روزہ کا منکر ہو جائے تو کیا اس پر کافر کا حکم لگے گا ؟

ج: اگر بعض ضروریات دین کا انکار، رسالت کا انکار یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب یا شریعت کی تنقیص کہلاتا ہو تو یہ کفر وارتداد ہے۔

س ۳۴۹: کافر ذمّی اور کافر حربی مرتد کے لئے جو سزائیں معین کی گئی ہیں کیا وہ سیاسی نوعیت کی ہیں اور قائد کے فرائض میں شامل ہیں یا وہ سزائیں قیامت تک کے لئے ثابت ہیں؟

ج: یہ الٰہی اور شرعی حکم ہے۔
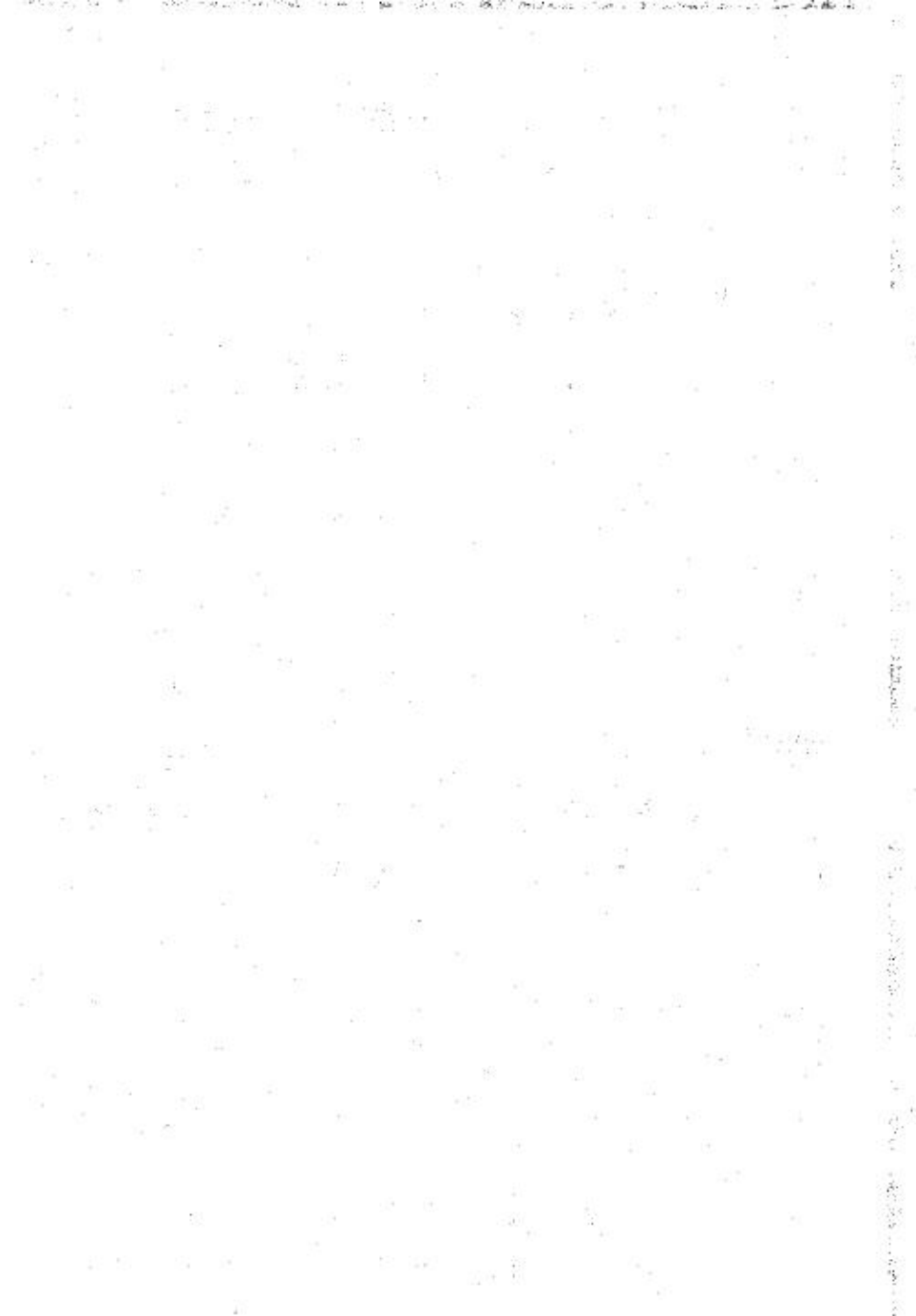
کتاب نماز

اہمیت اور شرائط

س ۳۵۰ : عمداً نماز ترک کرنے والے یا اسے سبک سمجھنے والے کا کیا حکم ہے ؟

ج : نماز پنجگانہ شریعت اسلامیہ کے اہم واجبات میں سے ہے ، بلکہ یہ دین کا ستون ہے اور اس کا ترک کرنا یا سبک سمجھنا شرعاً حرام اور عذاب کا موجب ہے ۔

س ۳۵۱ : اگر کسی کو وضو اور غسل کے لئے پانی اور تیمم کے لئے خاک میسّر نہ ہو تو کیا اس پر نماز واجب ہے ؟

ج : ادا کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ ادا کرے (لیکن) احتیاطاً قضا پڑھنا واجب ہے ۔

س ۳۵۲ : آپ کی نظر میں ایک واجبی نماز سے کن موقعوں پر عدول کیا جا سکتا ہے ؟

ج : مندرجہ ذیل موارد میں عدول کرنا واجب ہے :

۱- عصر کی نماز سے ظہر کی طرف عدول کرنا اگر نماز کے درمیان متوجّہ

ہو کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی ہے۔

۲۔ عشا کی نماز سے مغرب کی نماز کی طرف بشرطیکہ اس نے محل عدول سے تجاوز نہ کیا ہو اور متوجہ ہو گیا ہو کہ مغرب کی نماز نہیں پڑھی ہے۔

۳۔ اگر ترتیب وار پڑھی جانے والی دو قضا نمازوں میں بھول سے بعد کی نماز کو پہلے شروع کر دیا ہو۔

اور مندرجہ ذیل موقعوں پر عدول مستحب ہے:

۱۔ ادا نماز سے قضا کی طرف، بشرطیکہ ادا نماز کی فضیلت کا وقت فوت نہ ہو جائے۔

۲۔ جماعت میں شرکت کی غرض سے واجب نماز سے مستحبی کی طرف عدول۔

۳۔ اگر جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورۂ جمعہ کے بجائے بھول کر دوسرا سورہ شروع کر دیا ہو اور نصف یا کچھ زائد پڑھ چکا ہو تو وہ واجبی نماز سے مستحبی نماز کی طرف عدول کر سکتا ہے۔ تاکہ نماز فریضہ کو سورۂ جمعہ کے ساتھ ادا کر سکے۔

س ۲۵۳: جمعہ کے دن جو نمازی جمعہ اور ظہر دونوں نمازیں پڑھنا چاہتا ہے۔ آیا وہ دونوں نمازوں میں صرف قربۃً الی اللہ ــــ کا قصد کرے گا ــــ یا ایک میں ــــ قربۃً الی اللہ ــــ اور دوسری میں ــــ واجب قربۃً الی اللہ ــــ یا دونوں میں واجب قربۃً الی اللہ کی نیت کرے؟

ج: دونوں میں قربت کی نیت کرنا کافی ہے اور کسی میں وجوب کی نیت واجب نہیں ہے۔

س ۳۵۴: اگر نماز کے اوّل وقت سے تقریباً آخر وقت تک منہ یا ناک سے خون جاری رہے تو ایسے میں نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر بدن کے پاک کرنے پر قادر نہ ہو اور وقت نماز کے ختم ہو جانے کا خوف ہو تو اسی حالت میں نماز پڑھے گا۔

س ۳۵۵: نماز میں مستحبی ذکر کو پڑھتے وقت کیا بدن کو پوری طرح ساکن رکھنا واجب ہے؟

ج: خواہ ذکر واجب ہو یا مستحب اثنائے نماز میں دونوں کی قرائت کے وقت جسم کا مکمل سکون واطمینان کی حالت میں ہونا واجب ہے۔

س ۳۵۶: ہسپتالوں میں مریضوں کو پیشاب کے لئے نلکی لگا دی جاتی ہے جس سے غیر اختیاری طور پر سوتے جاگتے یہاں تک کہ درمیان نماز بھی مریض کا پیشاب نکلتا رہتا ہے پس یہ فرمائیں کہ کیا اس پر دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے یا اس حالت میں پڑھی جانے والی نمازیں کافی ہیں؟

ج: اگر اس نے اپنی نماز اس وقت کے شرعی فریضہ کے مطابق پڑھی ہو تو صحیح ہے اس پر نہ تو اعادہ واجب ہے اور نہ قضا۔

س ۳۵۷: جو نمازیں میں نے مستحبی غسل سے اور وضو کے بغیر پڑھی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں؟

ج: اگر آپ نے اس مرجع کے فتوے کے مطابق نماز پڑھی ہے جس کی تقلید کو اپنے لئے شرعاً صحیح سمجھا ہے تو وہ نمازیں صحیح ہیں۔

اوقاتِ نماز

س۳۵۸ : شیعہ فرقہ نماز پنجگانہ کے وقت کے بارے میں کس دلیل پر اعتماد کرتا ہے؟ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اہل سنت وقت عشاء کے داخل ہونے کو نماز مغرب کے قضا ہونے کی دلیل قرار دیتے ہیں، ظہر وعصر کی نماز کے بارے میں بھی ان کا یہی نظریہ ہے۔ اسی لئے وہ معتقد ہیں کہ جب وقت عشاء داخل ہو اور پیش نماز، نماز عشاء پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو ماموین اس کے ساتھ مغرب کی نماز نہیں پڑھ سکتے، اس لئے کہ (اس طرح) مغرب اور عشا ایک ہی وقت میں پڑھ لی جائے گی؟

ج: دلیل، آیات قرآنیہ اور سنّت نبویہ کا اطلاق ہے، اس کے علاوہ بہت سی روایتیں ہیں جو خاص طور سے دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اہل سنّت کے یہاں بھی ایسی روایتیں ہیں جو دو نمازوں کو کسی ایک نماز کے وقت میں ادا کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔

س۳۵۹ : اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ نماز عصر کا آخری وقت مغرب ہے اور نماز ظہر کا آخری وقت مغرب سے اتنا پہلے تک ہے جتنی دیر میں صرف نماز عصر پڑھی جا سکے۔ یہاں

میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ مغرب سے کیا مراد ہے؟ کیا غروب آفتاب ہے یا اس شہر کے افق کے اعتبار سے اذان مغرب کا بلند ہونا ہے؟

ج: غروب آفتاب مراد نہیں ہے۔ بلکہ مراد ' وقت اذانِ مغرب ہے یعنی جب مشرق کی سرخی زائل ہوجاتی ہے تو وہ نماز عصر کا آخری وقت ہے جو نماز مغرب کے اول وقت سے متصل ہوجاتا ہے۔

س ۳۶۰: غروب آفتاب اور اذان مغرب میں کتنے منٹ کا فاصلہ ہوتا ہے؟

ج: بظاہر یہ فاصلہ موسموں کے اختلاف کے ساتھ ساتھ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

س ۳۶۱: میں تقریباً گیارہ بجے رات ڈیوٹی سے گھر پلٹتا ہوں اور لوگوں کی زیادہ آمد و رفت کی وجہ سے ڈیوٹی کے دوران نماز مغربین نہیں پڑھ سکتا، تو کیا گیارہ بجے رات کے بعد نماز مغربین کا پڑھنا صحیح ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ نصف شب نہ گذرنے پائے، لیکن کوشش کیجئے کہ گیارہ بجے رات سے زیادہ تاخیر نہ ہو بلکہ نماز کو اول وقت پڑھنے کی کوشش کیجئے۔

س ۳۶۲: کتنی رکعت نماز وقت میں ادا ہونا چاہئے جس کے بعد ادا کا اطلاق صحیح ہو اور اگر شک ہو کہ اتنی مقدار وقت میں پڑھی گئی یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز کی ایک رکعت کا آخر وقت کے اندر انجام پانا ادا کے لئے کافی ہے، اور اگر شک ہو کہ کم از کم ایک رکعت کے لئے وقت ہے یا نہیں، تو پھر مافی الذمہ کی نیت سے نماز پڑھے اور ادا اور قضا کی نیت

نہ کرے۔

س ۳۶۳: غیر مسلم ملکوں میں اسلامی جمہوریہ کے سفارت خانوں اور کونسل خانوں کی طرف سے اداروں اور بڑے بڑے مراکز اور شہروں کے لئے اوقات نماز کے نقشے شائع ہوتے ہیں ان پر کس حد تک اعتبار کیا جاسکتا ہے؟ اور دوسرے یہ کہ ان ملکوں کے دوسرے شہروں میں رہنے والوں کا کیا فریضہ ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ مکلّف کو اطمینان حاصل ہوجائے اور اگر مکلف کو ان نقشوں کے وقت کے مطابق ہونے کا یقین نہ ہو، تو اس پر واجب ہے کہ احتیاط کرے، اور اس وقت تک انتظار کرے کہ اسے وقت شرعی کے داخل ہونے کا یقین حاصل ہوجائے۔

س ۳۶۴: صبح صادق اور صبح کاذب کے مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور اس سلسلہ میں نمازی کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: نماز اور روزے کے وقت کا شرعی معیار، صبح صادق ہے اور اسکی تعیین و تشخیص مکلّف کی ذمہ داری ہے۔

س ۳۶۵: ایک مدرسہ جس میں پورے دن کلاسیں ہوتی ہیں۔ اس کے ذمہ دار حضرات ظہرین کی جماعت کو تقریباً ۲ بجے ظہر کے بعد اور عصر کی کلاسیں شروع ہونے سے پہلے منعقد کرتے ہیں۔ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ صبح کی کلاسوں کے دروس اذان ظہر سے تقریباً پون گھنٹہ پہلے ختم ہوجاتے ہیں اور ظہر شرعی تک طلاب کا ٹھہرنا مشکل ہے۔ اس بنا پر اوّل وقت نماز ادا کرنے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے (اس نماز کے بارے میں)

آپ کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر نماز کے اوّل وقت طلاب حاضر نہیں ہو سکتے تو نماز گزاروں کی خاطر تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۶۶ : کیا اذان ظہر کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا اور وقت نمازِ عصر کے شروع ہونے کے بعد نماز عصر کا پڑھنا واجب ہے اور کیا اسی طرح نماز مغرب و عشا کا پڑھنا بھی واجب ہے ؟

ج: وقت کے داخل ہونے کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ وہ دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھے یا جدا جدا۔

س ۳۶۷ : کیا چاندنی راتوں میں نماز صبح کے لئے ۱۵ منٹ سے ۲۰ منٹ تک انتظار کرنا واجب ہے ؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وقت کافی ہے اور طلوع فجر کا تعین حاصل کیا جا سکتا ہے ؟

ج: طلوع صبح صادق، وقت نماز صبح اور ترک سحر کے وجوب کے سلسلے میں چاندنی راتوں یا اندھیری راتوں میں کوئی فرق نہیں ہے اگرچہ اس مسئلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۳۶۸ : صوبوں اور شہروں میں افق کے اختلاف کی وجہ سے اوقات شرعیہ میں جو اختلاف ہوتا ہے کیا دن رات کی واجب تمام نمازوں میں وہی وقت معیار ہے؟ مثال کے طور پر اگر دو شہروں میں ظہر کے شرعی وقت میں ۲۵ منٹ کا اختلاف ہو تو کیا دوسرے اوقات میں بھی اتنا ہی اختلاف ہوگا یا صبح و عشاء میں اس سے مختلف ہے ؟

ج: فجر، ظہر یا غروب آفتاب کے وقت کے فرق کا اندازہ ایک جیسا ہونے کا لازمی نتیجہ یہ نہیں ہے کہ دوسرے اوقات میں بھی اتنا ہی فرق اور فاصلہ ہو بلکہ مختلف شہروں میں اکثر تینوں اوقات کا اختلاف متفاوت ہوتا ہے۔

س ۳۶۹: اہل سنت نماز مغرب کو غروب شرعی سے پہلے پڑھتے ہیں، کیا ہمارے لئے ایام حج یا دوسرے ایام میں ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور اسی نماز پر اکتفا کر لینا جائز ہے؟

ج: یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کی نماز وقت سے پہلے ہوتی ہے، لیکن ان کی جماعت میں شرکت کرنے اور ان کی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ نماز کافی ہے، لیکن وقتِ نماز کا درک کرنا ضروری ہے، مگر یہ کہ وقت کے بارے میں بھی تقیہ کیا جائے۔

س ۳۷۰: ڈنمارک اور ناروے میں صبح کے سات بجے سورج نکلتا ہے اور اس وقت تک آسمان پر چمکتا رہتا ہے۔ جبکہ دوسرے نزدیکی ملکوں میں رات کے بارہ بج چکے ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں میری نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز پنجگانہ کے لئے اس جگہ کے افق کا خیال رکھنا واجب ہے، اور اگر دن کے طولانی ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا شاق ہو تو اس وقت روزہ ساقط ہے اور بعد میں اس کی قضا واجب ہے۔

س ۳۷۱: سورج کی شعاعیں تقریباً سات منٹ میں زمین تک پہنچ جاتی ہیں، آیا نماز صبح کے وقت کے ختم ہونے کا معیار طلوع آفتاب ہے یا اس کی شعاعوں کا زمین تک پہونچنا ہے؟

ج: معیارِ طلوعِ آفتاب اس کا اس افق میں دیکھا جانا ہے جہاں نماز گزار موجود ہے،

س ۳۷۲ : ذرائع نشر و اشاعت ہر روز آنے والے دن کے شرعی اوقات کا اعلان کرتے ہیں کیا ان پر اعتماد کرنا جائز ہے اور ریڈیو و ٹیلی ویژن کے ذریعہ نشر کی جانے والی اذان کو وقت کے داخل ہو جانے کا معیار بنایا جا سکتا ہے؟

ج : معیار یہ ہے کہ مکلف کو وقت کے داخل ہو جانے کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

س ۳۷۳ : کیا اذان کے شروع ہوتے ہی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے یا اذان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب ہے اور اس کے بعد نماز کو شروع کرنا چاہیئے؟ اور اسی طرح کیا اذان کے شروع ہوتے ہی روزہ دار کیلئے افطار کرنا جائز ہے یا یہ کہ یہاں بھی آخر اذان تک انتظار کرنا واجب ہے؟

ج : اگر اس بات کا یقین ہو کہ وقت داخل ہو جانے کے بعد اذان شروع ہوئی ہے تو تو آخر اذان تک انتظار کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۳۷۴ : کیا اس شخص کی نماز صحیح ہے جس نے دوسری نماز کو پہلی نماز پر مقدم کر دیا ہو جیسے عشاء کو مغرب پر؟

ج : اگر غلطی یا غفلت کی وجہ سے مقدم کیا ہو اور پوری نماز پڑھ ڈالی ہو تو اس کے صحیح ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو وہ نماز باطل ہے۔

قبلہ کے احکام

س ۳۷۵ : درج ذیل سوالوں کے جواب عنایت فرمائیں :

۱- بعض فقہی کتابوں میں ہے کہ خرداد ماہ کی چوتھی اور تیر ماہ کی چھبیسویں مطابق ۲۵ مئی اور ۱۷ جولائی کو خانہ کعبہ پر سورج کی کرنیں عمودی پڑتی ہیں، تو کیا اس صورت میں جس وقت مکہ میں اذان ہوتی ہے اس وقت شاخص نصب کرکے جہت قبلہ کی تشخیص کی جاسکتی ہے ؟ اور اگر جہت قبلہ کے سلسلہ میں شاخص کے سایہ اور مسجدوں کی محراب کی سمت میں اختلاف ہو تو کس کو صحیح سمجھا جائے گا ؟

۲- کیا قطب نما پر اعتماد کرنا صحیح ہے ؟

ج : شاخص اور قطب نما کے ذریعے اگر مکلف کو جہت قبلہ کا یقین حاصل ہو جائے تو اس پر اعتماد کرنا صحیح ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، اور اگر یقین نہ ہو تو جہت قبلہ کے تعین کیلئے مسجدوں کی محراب اور مسلمانوں کی قبروں پر اعتماد کرلینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۷۶ : جب جنگ کی شدت جہت قبلہ کی تعیین میں مانع ہو تو کیا کسی بھی طرف (رخ کرکے) نماز کا پڑھنا صحیح ہے ؟

ج : اگر وقت ہو تو چاروں طرف نماز پڑھی جائے ورنہ جتنا وقت ہو اس میں جتنی

سمتوں میں قبلہ کا احتمال ہو اتنی سمتوں میں نماز پڑھے گا۔

س ۳۷۷ : اگر کرۂ زمین کی دوسری سمت میں خانۂ کعبہ کے مقابل ایک نقطہ دریافت ہو جائے اس طرح کہ اگر ایک خط مستقیم زمین کعبہ کے وسطے سے کرۂ ارض کو چیرتا ہوا مرکز زمین سے گزر کر اس نقطہ کے دوسری طرف نکل جائے تو اس نقطہ پر قبلہ رو کیسے کھڑے ہوں گے ؟

ج : بقدر واجب قبلہ رو ہونے کا معیار یہ ہے کہ کرۂ زمین کی سطح سے خانۂ کعبہ کی طرف رخ کرے اس طرح کہ جو شخص روئے زمین پر ہے وہ اس کعبہ کی طرف رخ کرے جو کہ مکہ مکرمہ میں سطح زمین پر بنا ہوا ہے۔ اور اسی بنا پر اگر وہ زمین کے کسی ایسے مقام پر کھڑا ہو جہاں سے کھینچے جانے والے خطوط مساوی مسافت کے ساتھ کعبہ تک پہنچتے ہیں تو اسے اختیار ہے کہ جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھے لیکن عرف عام میں جس سمت قبلہ ہے اگر اس کے مقابلہ میں کسی اور سمت کے خط کی مسافت کم ہو تو نماز گزار پر واجب ہے کہ اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھے۔

س ۳۷۸ : جس جگہ ہم جہت قبلہ کو نہ جانتے ہوں اور جہت معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس وسائل بھی نہ ہوں نیز چاروں سمتوں میں قبلہ کا احتمال ہو تو ایسی جگہ پر ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟

ج : اگر چاروں سمتوں میں قبلہ کا احتمال مساوی ہو تو چاروں طرف رخ کر کے نماز پڑھنی چاہئے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ اس نے رو بقبلہ نماز ادا کر دی ہے۔

س ۳۷۹ : قطب شمالی اور قطب جنوبی میں قبلہ کی سمت کو کس طرح معین کیا جائے گا ؟ اور کس طرح نماز پڑھی جائے گی ؟

ج : قطب شمالی و جنوبی میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا معیار یہ ہے کہ نماز گزار کی جگہ سے کعبہ تک سب سے چھوٹا خط کھینچا جائے گا اور اس خط کے معین ہو جانے کے بعد اسی رخ پر نماز پڑھی جائے گی۔

نمازگزار کے مکان کے احکام

س ۲۸۰ : وہ جگہیں جن کو ظالم حکومتوں نے غصب کر لیا ہے، کیا وہاں بیٹھنا نماز پڑھنا اور چلنا جائز ہے؟

ج : اگر غصبی ہونے کا علم ہو تو اس میں تصرف ناجائز ہونے اور تصرف کی صورت میں ضامن ہونے کے سلسلے میں ان مکانات کا حکم وہی ہے جو غصبی چیزوں کا ہوتا ہے۔

س ۲۸۱ : اس زمین پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جو پہلے وقف تھی اور پھر حکومت نے اس پر تصرف کر کے مدرسہ بنا دیا ہو؟

ج : اگر اس بات کا قوی احتمال ہو کہ اس میں تصرف کرنا شرعی لحاظ سے جائز تھا تو اس جگہ نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۲۸۲ : میں کئی مدرسوں میں نماز جماعت پڑھاتا ہوں، ان مدرسوں کی بعض زمینیں ایسی ہیں جو ان کے مالکوں سے ان کی رضامندی کے بغیر لی گئی ہیں، لہٰذا ان جیسے مدرسوں میں میری اور طلاب کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر ان زمینوں کے شرعی مالک سے غصب ہونے کا یقین نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۲۸۳ : اگر کوئی شخص ایک مدت تک غیر مخمس جانماز یا لباس میں نماز پڑھے تو اس کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر وہ نہ جانتا ہو کہ ان چیزوں میں خمس ہے یا ان پر تصرف کے حکم سے ناواقف رہا ہو تو جو نمازیں اس نے ان میں پڑھی ہیں، صحیح ہیں۔

س ۲۸۴ : کیا یہ بات صحیح ہے کہ نماز میں مردوں کو عورتوں سے آگے ہونا واجب ہے ؟

ج : واجب نہیں ہے ۔ اگرچہ اس مسئلہ میں احتیاط کی رعایت کرنا بہتر ہے ۔

س ۲۸۵ : مسجدوں میں امام خمینیؒ اور شہدائے انقلاب کی تصویروں کے لگانے کا کیا حکم ہے ، جبکہ امام خمینیؒ مساجد میں اپنی تصویروں کو لگانے پر راضی نہ تھے ۔ اسی طرح اور بھی اقوال ہیں جو اس سلسلہ میں کراہت پر دلالت کرتے ہیں ؟

ج : مسجدوں میں ان افراد کی تصویروں کے لگانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے اور اگر وہ تصویریں قبلہ کی طرف اور نمازی کے سامنے نہ ہوں تو کراہت بھی نہیں ہے ۔

س ۲۸۶ : ایک شخص حکومت کے مکان میں رہتا تھا اب اس میں اس کے رہنے کی مدت ختم ہو گئی اور مکان خالی کرنے کیلئے اس کے پاس نوٹس بھیجا گیا ، پس جس تاریخ میں مکان خالی کرنا تھا اس کے بعد اس میں پڑھی جانے والی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے ؟

ج : اگر مقررہ تاریخ کے بعد متعلقہ حکام کی طرف سے اس مکان میں رہنے کی اجازت نہ ہو تو اس میں تصرف کرنا غصب کرنے کے حکم میں ہے ۔

س ۲۸۷ : جس جانماز پر تصویریں اور سجدہ گاہ پر نقش و نگار بنے ہوئے ہیں ، کیا ان پر نماز پڑھنا مکروہ ہے ؟

ج : بذات خود کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس سے شیعوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے بہانہ فراہم ہوتا ہو تو ایسی چیزیں بنانے اور ان پر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا واجب ہے ۔

س ۲۸۸ : اگر نماز پڑھنے کی جگہ پاک نہ ہو لیکن سجدہ کی جگہ پاک ہو ، تو کیا ہماری نماز صحیح ہے ؟

ج: اگر اس جگہ کی نجاست لباس یا بدن میں سرایت نہ کرے اور سجدہ کی جگہ پاک ہو تو ایسی جگہ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۸۹: میرے دفتر کی موجودہ عمارت پرانے قبرستان پر بنائی گئی ہے۔ تقریباً چالیس سال قبل سے اس میں مُردے دفن کرنا چھوڑ دیا گیا تھا لہٰذا تیس سال پہلے اس عمارت کی بنیاد پڑی اب پوری زمین پر یہ عمارت مکمل ہو چکی ہے اور اس وقت قبرستان کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ پس ایسے دفتر میں اس کے کارکنوں کی نمازیں شرعی اعتبار سے صحیح ہیں یا نہیں؟

ج: اس وقت تک اس میں کام کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک شرعی طریقے سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ جگہ میت دفن کرنے کے لئے وقف کی گئی تھی۔

س ۳۹۰: مومن نوجوانوں نے (امر بالمعروف کی خاطر) پارکوں اور تفریح گاہوں میں ہفتے میں ایک یا دو دن اقامۂ نماز کا پروگرام بنایا ہے لیکن بعض مشہور اور سن رسیدہ افراد اعتراض کرتے ہیں کہ پارکوں اور تفریح گاہوں کی ملکیت واضح نہیں ہے۔ لہٰذا ان جگہوں پر نماز کیسے ہو گی؟

ج: موجودہ پارکوں اور تفریح گاہوں کو نماز وغیرہ کے لئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور غصب کا احتمال قابل توجہ نہیں ہے۔

س ۳۹۱: اس شہر (ہادی شہر) کے موجودہ مدارس میں سے ایک مدرسہ کی زمین ایک شخص کی ملکیت ہے۔ شہر کے نقشہ کے مطابق اس کو پارک میں تبدیل کرنا مقرر کیا گیا لیکن جب مدرسہ کی شدید ضرورت محسوس ہوئی تو اسے میونسپل بورڈ کی اجازت سے مدرسہ میں تبدیل کر دیا گیا مگر چونکہ مالک زمین (حکومت کی طرف سے) اس ضبطی پر راضی نہیں ہے اور اس نے اعلان کر دیا ہے کہ اس میں نماز وغیرہ صحیح نہیں ہے۔

لہٰذا آپ فرمائیں کہ مذکورہ عمارت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس زمین کو اس کے حقیقی مالک سے پارلیمنٹ کے پاس کئے ہوئے قانون کے تحت جس کی شورائے نگہبان نے بھی تائید کی ہو، لیا گیا ہے تو اس میں تصرف کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۲۹۲: ہمارے شہر میں دو ملی ہوئی مسجدیں تھیں جن کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا۔ کچھ دنوں پہلے بعض مومنین نے دونوں مسجدوں کو ایک کرنے کے لئے درمیانی دیوار کے بڑے حصے کو گرا دیا یہ اقدام بعض لوگوں کے لئے شک شبہ کا سبب بنا ہوا ہے اور وہ ان مسجدوں میں نماز نہیں پڑھ رہے ہیں۔ آپ فرمائیں کہ اس مسئلہ کا کیا حل ہے؟

ج: دونوں مسجدوں کے درمیان کی دیوار کو گرانے سے ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

س ۲۹۳: شاہراہوں پر کھانے کے ہوٹلوں میں نماز پڑھنے کی بھی ایک مخصوص جگہ ہوتی ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص اس ہوٹل میں کھانا نہ کھائے تو کیا اس کیلئے وہاں نماز پڑھنا جائز ہے یا اجازت لینا واجب ہے؟

ج: اگر اس کا احتمال ہو کہ نماز کی جگہ ہوٹل والے کی ملکیت ہے اور وہاں صرف وہی اشخاص نماز پڑھ سکتے ہیں جو اس ہوٹل میں کھانا کھاتے ہیں، تو اجازت لینا واجب ہے۔

س ۲۹۴: جو شخص غصبی زمین پر لیکن ایسی جانماز یا تختے پر نماز پڑھے جو مباح ہو تو اس کی نماز باطل ہے یا صحیح؟

ج: غصبی زمین پر پڑھی جانے والی نماز باطل ہے خواہ وہ مباح جانماز یا تخت پر ہی کیوں نہ پڑھی جائے۔

س ۳۹۵ : موجودہ حکومت کے زیر تصرف اداروں اور کمپنیوں میں بعض افراد وہ ہیں جو نماز جماعت میں شرکت نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عمارتیں ان کے مالکوں سے شرعی عدالت کے فیصلہ پر ضبط کی گئی ہیں۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں آپ اپنے فتوے سے مطلع فرمائیں ؟

ج : نماز جماعت میں شرکت کرنا بنیادی طور سے ضروری نہیں ہے، ہر شخص کو کسی عذر کی وجہ سے شریک جماعت نہ ہونے کا حق ہے، اور رہا مکان کا حکم شرعی تو اگر یہ احتمال ہے کہ ضبط کرنے کا حکم ایسے شخص نے دیا تھا جس کو قانونی حیثیت حاصل تھی اور اس نے شرعی اور قانونی تقاضوں کے مطابق ضبط کرنے کا حکم دیا تھا تو شرعاً اس کا عمل صحیح تھا۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس مکان پر تصرّف کرنا جائز ہے اور غصب کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

س ۳۹۶ : اگر امام بارگاہ کے پڑوس میں مسجد بھی ہو تو کیا امام بارگاہ میں نماز جماعت قائم کرنا صحیح ہے اور کیا دونوں جگہوں کا ثواب مساوی ہے؟

ج : اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت دوسری جگہوں پر نماز پڑھنے سے زیادہ ہے لیکن امام بارگاہ یا دوسری جگہوں پر نماز جماعت قائم کرنے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

س ۳۹۷ : جس جگہ حرام موسیقی ہو رہی ہو کیا وہاں نماز پڑھنا صحیح ہے ؟

ج : اگر وہاں نماز پڑھنا حرام موسیقی سننے کا سبب بنے تو اس جگہ ٹھہرنا جائز نہیں ہے لیکن نماز صحیح کہلائے گی۔ اور اگر موسیقی کی آواز نماز سے توجہ ہٹانے کا سبب بنے تو اس جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

س ۳۹۸ : ان لوگوں کی نماز کا کیا حکم ہے جن کو بحری جہاز کے ذریعہ خاص ڈیوٹی پر بھیجا جاتا ہے اور سفر کے دوران نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور اگر اسی وقت وہ نماز نہ پڑھیں تو پھر وہ وقت کے اندر نماز نہیں پڑھ سکیں گے ؟

ج : مذکورہ صورت میں ان پر واجب ہے کہ وہ کشتی میں جس طرح ممکن ہو نماز پڑھیں۔

مسجد کے احکام

س ۳۹۹: اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے، کیا اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے شہر کی جامع مسجد جانے میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر اپنے محلہ کی مسجد چھوڑنا دوسری مسجد میں نماز جماعت میں شرکت کے لئے ہو خصوصاً شہر کی جامع مسجد میں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۰۰: اس مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جس کے بانیوں میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ہم نے اپنے لئے اور اپنے قبیلہ والوں کے لئے بنائی ہے؟

ج: کوئی مسجد جب بن گئی تو کسی قوم، قبیلہ اور اشخاص سے مخصوص نہیں رہتی بلکہ اس سے تمام مسلمانوں کو استفادہ کرنا جائز ہے۔

س ۴۰۱: عورتوں کے لئے مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟

ج: مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت مردوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے۔

س ۴۰۲: دور حاضر میں مسجد الحرام اور صفا و مروہ کی جائے سعی کے درمیان تقریباً آدھا میٹر اونچی اور ایک میٹر چوڑی دیوار ہے یہ مسجد اور جائے سعی کے درمیان مشترک دیوار ہے، کیا وہ عورتیں اس دیوار پر بیٹھ سکتی

ہیں جن کے لئے ایام عادت کے دوران مسجد الحرام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں، مگر یہ کہ یہ یقین ہو جائے کہ وہ مسجد کا جزو ہے۔

س ۴۰۳ : کیا محلے کی مسجد میں ورزش کرنا اور سونا جائز ہے ؟ اور اس سلسلہ میں دوسری مساجد کا کیا حکم ہے؟

ج: مسجد ورزش گاہ نہیں ہے اور مسجد میں سونا مکروہ ہے۔

س ۴۰۴ : کیا مسجد کے صحن میں جوانوں کو فکری، ثقافتی، عقائدی اور عسکری درس دیا جاسکتا ہے ؟ اور ان امور کو اس مسجد کے ایوان میں انجام دینے کا شرعی حکم کیا ہے، جس سے استفادہ نہیں کیا جاتا؟ جبکہ اس طرح کی تعلیم کے لئے جگہیں بہت کم ہیں ؟

ج: یہ چیزیں مسجد کے صحن و ایوان کے وقف کی کیفیت سے مربوط ہیں۔ اور اس سلسلہ میں مسجد کے امام جماعت اور انتظامیہ کمیٹی کی رائے حاصل کرنا واجب ہے۔ واضح رہے امام جماعت اور انتظامیہ کمیٹی کی موافقت سے جوانوں کو مساجد میں جمع کرنا اور دینی کلاسیں لگانا مستحسن اور مطلوب فعل ہے۔

س ۴۰۵ : بعض علاقوں، خصوصاً دیہاتوں میں لوگ مساجد میں شادی کا جشن منعقد کرتے ہیں یعنی وہ رقص اور گانا تو گھروں میں کرتے ہیں لیکن صبح یا شام کا کھانا مسجد میں کھلاتے ہیں۔ شریعت کے لحاظ سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: مہمانوں کو مسجد میں کھانا کھلانے میں فی نفسہ کوئی اشکال نہیں ہے لیکن مسجد میں جشن شادی منعقد کرنا اسلام میں مسجد کی عظمت کے خلاف ہے اور جائز نہیں ہے اور شرعی طور سے حرام کاموں کو انجام دینا جیسے، گانا اور طرب انگیز لہو یہ موسیقی سننا مطلقاً حرام ہے۔

س ۴۰۶ : قومی کوآپریٹیو کمپنیاں رہائش کے لئے فلیٹ اور کالونیاں بناتی ہیں۔ شروع میں شرکاء کے ساتھ اس بات پر اتفاق ہوتا ہے کہ ان فلیٹوں میں عمومی استفادہ، جیسے مسجد وغیرہ کے لئے جگہیں ہوں گی۔

جب گھر تیار ہوئے اور شرکاء کو دیئے گئے تو اب بعض حصہ داروں کے لئے جائز ہے کہ وہ قرارداد کو توڑ دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم مسجد کی تعمیر کے لئے راضی نہیں ہیں؟

ج: اگر کمپنی تمام شرکاء کی موافقت سے مسجد کی تعمیر کا اقدام کرے اور مسجد تیار ہو جانے کے بعد وقف ہو جائے تو اپنی پہلی رائے سے بعض شرکاء کے پھر جانے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن اگر مسجد کے وقف ہونے سے قبل بعض شرکاء اپنی سابقہ موافقت سے پھر جائیں تو مسجد کی تعمیر کمپنی کے تمام اعضاء کے مشترکہ اموال اور ان کی مشترک زمین میں ان کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کمپنی کے تمام شرکاء سے عقد لازم کے ضمن میں یہ شرط کر لی گئی ہو کہ مشترک زمین کا ایک حصہ مسجد کی تعمیر کے لئے مخصوص کیا جائے گا اور تمام اعضاء نے اس شرط کو قبول کیا ہو۔ اس صورت میں انھیں اپنی رائے سے پھرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ ان کے پھرنے کا کوئی اثر پڑ سکتا ہے۔

س ۴۰۷: غیر اسلامی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم نے مسجد میں ابتدائی اور مڈل کلاس کے بیس لڑکوں کو گروہ اناشید کی شکل میں (چند نفر کا ایک ساتھ قرآن یا مدح پڑھنا) جمع کیا، اس گروہ کے افراد کو عمر و استعداد کے مطابق قرآن، احکام اور اسلامی اخلاق کا درس دیا جاتا ہے۔ اس تحریک کو چلانے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ لوگ آلہ موسیقی جسے "آرگن" کہا جاتا ہے، استعمال کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور شرعی قوانین کی رعایت کرتے ہوئے مسجد میں اس کی مشق کرنے کا کیا حکم ہے؟ کہ یہ چیزیں ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور ایران کی وزارت ارشاد اسلامی میں عام ہیں؟

ج: تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا، موسیقی کے آلات سے استفادہ پر موقوف نہیں ہے خصوصاً مسجد میں

پس مسجد کی عظمت کا لحاظ کرنا واجب ہے، اس میں عبادت کرنا چاہئے اور ایسے دینی معارف کی تبلیغ اور انقلاب کے تابناک افکار کی ترویج کرنا چاہئے۔

س ۴۰۸ : کیا مسجد میں ان لوگوں کو جو قرآن کی تعلیم کے لئے آتے ہیں، ایسی فلمیں دکھانے میں کوئی حرج ہے جن کو ایران کی وزارت ارشاد اسلامی نے فراہم کیا ہو؟

ج: مسجد کو فلم دکھانے کی جگہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں ہے لیکن ضرورت کے وقت اور مسجد کے پیش نماز کی موافقت سے دکھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۰۹ : کیا ائمہ معصومینؑ کی عید میلاد کے موقع پر مسجد سے فرح بخش موسیقی کے نشر کرنے میں کوئی شرعی اشکال ہے؟

ج: واضح رہے کہ مسجد ایک خاص شرعی مقام ہے، پس اس میں موسیقی (کا پروگرام) رکھنا اور نشر کرنا اس کی عظمت کے منافی ہے۔ لہٰذا حرام ہے، یہاں تک کہ غیر مطرب موسیقی بھی حرام ہے۔

س ۴۱۰ : مساجد میں موجود لاؤڈ اسپیکر، جس کی آواز مسجد کے باہر سنی جاتی ہے، اس کا استعمال کب اور کس صورت میں جائز ہے؟ اور اذان سے قبل اس پر تلاوتِ قرآن اور انقلابی ترانے سنانے کا کیا حکم ہے؟

ج: جن اوقات میں محلہ والوں اور ہمسایوں کے لئے تکلیف و آزار کا سبب نہ ہو ان میں اذان سے قبل چند منٹ تلاوت قرآن نشر کی جا سکتی ہے۔

س ۴۱۱ : جامع مسجد کی تعریف کیا ہے؟

ج: وہ مسجد جو شہر میں اکثر اہل شہر کے اجتماع کے لئے بنائی جاتی ہے اور کسی قبیلہ یا بازار والوں سے مخصوص نہیں ہوتی ہے۔

س ۴۱۲ : تیس سال سے ایک چھت دار مسجد کا ایک حصہ ویران پڑا تھا اس میں نماز نہیں ہوتی تھی

اور وہ ایک کھنڈر بن چکا تھا، اس کے ایک حصہ کو مخزن بنا لیا گیا ہے۔ ادھر کچھ مدت قبل رضاکاروں (بسیجیوں) کی طرف سے اس میں بعض تبدیلیاں ہوئی ہیں جو اس کے چھت والے حصہ میں پندرہ سال سے مقیم ہیں اور ان تبدیلیوں کی وجہ سے عمارت کی نامناسب حالت تھی، خصوصاً چھت گرنے کے قریب تھی اور چونکہ بسیج والے مسجد کے شرعی احکام سے ناواقف تھے اور جو لوگ جانتے تھے انہوں نے ان کی راہنمائی بھی نہیں کی۔ لہٰذا انہوں نے چھت والے حصے میں چند کمرے تعمیر کرائے، اور ان تعمیرات پر خطیر رقم بھی خرچ ہو چکی ہے۔ اب تعمیر کا کام اختتام پر ہے۔ برائے مہربانی درج ذیل موارد میں حکم شرعی سے مطلع فرمائیں:

۱۔ فرض کیجئے اس کام کے بانی اور اس پر نگران کمیٹی کے اراکین مسئلہ سے ناواقف تھے تو کیا ان لوگوں کو بیت المال سے خرچ کئے جانے والی رقم کا ذمہ دار کہا جائے گا! اور وہ گناہگار ہیں یا نہیں؟

۲۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ رقم بیت المال سے خرچ ہوئی ہے۔ کیا آپ ان کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ وہ (جب تک مسجد کو اس حصہ کی ضرورت نہ ہو اور اس میں نماز قائم نہ ہو اس وقت تک) ان کمروں سے مسجد کے شرعی احکام و حدود کی رعایت کرتے ہوئے قرآن و احکام شریعت کی تعلیم کے لئے استفادہ کریں۔ اسی طرح مسجد کے امور کے لئے بھی ان کمروں کا استعمال کیا جائے یا ان کمروں کو فوراً گرا دینا واجب ہے؟

ج: مسجد کے چھت والے حصہ میں بنے ہوئے کمروں کو منہدم کرکے اس کو سابقہ حالت پر لوٹانا واجب ہے اور خرچ شدہ رقم کے بارے میں افراط و تفریط نیز کوتاہی نہ ہوئی ہو یا جان بوجھ کر ایسا نہ کیا گیا ہو تو اس کا کوئی ضامن نہیں ہے۔ اور مسجد کے چھت والے حصہ میں قرائت قرآن، احکام شرعی، اسلامی

معارف کی تعلیم اور دوسرے دینی و مذہبی پروگرام منعقد کرنے میں اگر نماز گزاروں کے لئے زحمت کا باعث نہ ہو اور امام جماعت کی نگرانی میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور امام جماعت، رضا کاروں اور مسجد کے دوسرے ذمہ داروں کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا واجب ہے تاکہ مسجد میں رضا کار بھی موجود رہیں اور مسجد کے عبادی فرائض جیسے نماز وغیرہ میں بھی خلل واقع نہ ہو۔

س ۴۱۳ : ایک سڑک کی توسیع کے منصوبے میں متعدد مساجد آتی ہیں۔ منصوبہ کے اعتبار سے بعض مسجدیں پوری منہدم ہوں گی اور بعض کا کچھ حصہ گرایا جائے گا تاکہ ٹریفک کی آمد و رفت میں آسانی ہو۔ برائے مہربانی اپنا نظریہ بیان فرمائیں؟

ج : مسجد یا اس کے کسی حصہ کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے مگر اس مصلحت کی بناء پر جس سے چشم پوشی ممکن نہ ہو۔

س ۴۱۴ : کیا مساجد میں لوگوں کے وضو کے لئے مخصوص پانی کو مختصر مقدار میں اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے جیسا کہ دوکاندار اس سے ٹھنڈا پانی پینے یا چائے بنانے یا موٹر گاڑی میں ڈالنے کے لئے لیتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس مسجد کا واقف کوئی ایک شخص نہیں ہے جو اس سے منع کرے؟

ج : اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ پانی خصوصاً نماز گزاروں کے وضو کے لئے وقف ہے اور عرف میں یہ رائج ہو کہ جس محلہ میں مسجد ہے اس کے ہمسایہ اور راہ گیر اس کے پانی سے استفادہ کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۴۱۵ : قبرستان کے پاس ایک مسجد ہے اور جب بعض مومنین قبور کی زیارت کے لئے آتے ہیں تو وہ

اپنے کسی عزیز کی قبر پر پانی چھڑکنے کے لئے اس مسجد سے پانی لیتے ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ پانی مسجد کے لئے وقف ہے یا سبیل عام ہے اور بالفرض اگر یہ معلوم ہو کہ یہ پانی مسجد کے لئے وقف نہیں ہے لیکن وضوء و طہارت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے تو کیا اسے قبر پر چھڑکنا جائز ہے ؟

ج: جب قبر پر چھڑکنے کے لئے مسجد سے باہر پانی لے جانا لوگوں میں رائج ہو اور ناپسندیدہ نہ ہو اور اس بات پر کوئی دلیل نہ ہو کہ پانی صرف وضوء کے لئے یا وضوء اور طہارت کے لئے وقف ہے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۴۱۶ : اگر مسجد میں ترمیم کی ضرورت ہو تو کیا حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت ضروری ہے ؟

ج: اگر مسجد کی ترمیم و تعمیر اپنے یا خیّر افراد کے مال سے کرنا ہو تو اس میں حاکم شرع کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے ۔

س ۴۱۷ : کیا میں اپنے مرنے کے بعد کے لئے وصیت کر سکتا ہوں کہ مجھے محلہ کی اس مسجد میں دفن کیا جائے جس کے امور کی بہتری کے لئے میں نے کوشش کی تھی کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس مسجد میں دفن کیا جائے خواہ مسجد کے اندر یا اس کے صحن میں ؟

ج: اگر صیغۂ وقف جاری کرتے وقت مسجد میں میت دفن کرنے کو مستثنیٰ نہ کیا گیا ہو تو اس میں دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی وصیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے ۔

س ۴۱۸ : ایک مسجد تقریباً بیس سال پہلے بنائی گئی ہے اور اسے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام مبارک سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ معلوم نہیں ہے کہ مسجد کا نام صیغۂ وقف میں ذکر کیا گیا ہے

یا نہیں یں مسجد کا نام مسجد صاحب زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بجائے بدل کر جامع مسجد رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف مسجد کا نام بدلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۱۹: زمانۂ قدیم سے عام رواج ہے کہ محلہ کی مسجد میں نذریں دی جاتی ہیں تاکہ انھیں محرم، صفر، رمضان اور تمام مخصوص ایام میں صرف کیا جائے ادھر اسے بجلی اور ائر کنڈیشنر سے بھی آراستہ کر دیا گیا ہے جب محلہ والوں میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کے فاتحہ کی مجلس بھی مسجد ہی میں ہوتی ہے اور مجلس میں مسجد کی بجلی اور ائر کنڈیشنر وغیرہ کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن مجلس کرنے والے اس کا پیسہ ادا نہیں کرتے شرعی نقطہ نظر سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: مسجد کے وسائل اور امکانات سے فاتحہ کی مجلس وغیرہ میں استفادہ کرنا مسجد کے وقف یا مسجد کو نذر کئے گئے وسائل کی کیفیت پر موقوف ہے۔

س ۴۲۰: گاؤں میں ایک جدید التعمیر مسجد ہے (جو پرانی مسجد کی جگہ بنائی گئی ہے) موجودہ مسجد کے ایک کنارے پر جس کی زمین پرانی مسجد کا جزء ہے، مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر چائے وغیرہ بنانے کے لئے ایک کمرہ بنایا گیا ہے اور اسی طرح اس کی بالکنی پر جو کہ مسجد میں داخل ہے ایک لائبریری بنائی گئی ہے، برائے مہربانی اس سلسلہ میں اپنا نظریہ بیان فرمائیں؟

ج: سابق مسجد کی جگہ پر چائے خانہ بنانا صحیح نہیں ہے اور اس جگہ کو دوبارہ مسجد کی حالت میں بدلنا واجب ہے مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے اور اس پر مسجد کے تمام شرعی احکام و آثار مترتب ہوں گے لیکن بالکنی میں کتابوں کے لئے الماریاں رکھنے اور مطالعہ کے لئے وہاں جمع ہونے میں، اگر نمازگزاروں کے لئے مزاحمت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۲۱ : اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد گرنے والی ہے لیکن فی الحال اسے منہدم کرنے کے لئے کوئی شرعی جواز نہیں ہے کیونکہ وہ راستہ میں رکاوٹ نہیں ہے کیا مکمل طور پر اس مسجد کو منہدم کرنا جائز ہے؟ اس مسجد کا کچھ اثاثہ اور پیسہ بھی ہے یہ چیزیں کس کو دی جائیں؟

ج : مسجد کو منہدم وخراب کرنا جائز نہیں ہے اور عمومی طور سے مسجد کا خرابہ بھی مسجدیت سے خارج نہیں ہوگا، اور مسجد کے اثاثہ ومال کی اگر اس مسجد کو ضرورت نہیں ہے تو استفادہ کے لئے انھیں دوسری مسجدوں میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔

س ۴۲۲ : کیا مسجد کے صحن کے ایک گوشہ میں مسجد کی عمارت میں کسی تصرف کے بغیر، میوزیم بنانے میں کوئی شرعی حرج ہے جیسا کہ آج کل مسجد کی عمارت کے ایک حصہ میں ہی لائبریری بنادی جاتی ہے؟

ج : صحن مسجد کے گوشہ میں لائبریری یا میوزیم بنانا جائز نہیں ہے اگر وہ صحن مسجد کے وقف کی کیفیت کے مخالف یا عمارت مسجد کی تغییر کا باعث ہو مذکورہ غرض کے لئے بہتر ہے کہ مسجد سے متصل کسی جگہ کا انتظام کیا جائے

س ۴۲۳ : ایک موقوفہ جگہ میں مسجد، دینی مدرسہ اور عام لائبریری بنائی گئی ہے اور سب کام کر رہے ہیں لیکن اس وقت یہ سب بلدیہ کی توسیع کے نقشہ میں آرہے ہیں جن کا انہدام بلدیہ کے لئے ضروری ہے، ان کے انہدام کے لئے بلدیہ سے کیسے تعاون کیا جائے اور کیسے ان کا معاوضہ لیا جائے تاکہ اس کے عوض نئی اور اچھی عمارت بنائی جاسکے؟

ج : اگر میونسپلٹی اس کو منہدم کرنے اور معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوجائے تو معاوضہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن کسی اہم مصلحت کے بغیر موقوفہ مسجد و مدرسہ کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۲۸ : کیا مسلمانوں کی مسجدوں میں کفار کا داخل ہونا مطلقاً جائز ہے خواہ وہ تاریخی آثار کو دیکھنے کیلئے ہو؟

ج: مسجد حرام و مسجد نبویؐ کے علاوہ دیگر مساجد میں ان کے داخل ہونے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ کہ اس سے مسجد کا نجس ہونا لازم آتا ہو، یا اس کی ہتک حرمت ہوتی ہو یا مسجد میں مجنب کے ٹھہرنے کا سبب بنے۔

س ۴۲۹ : کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے جو کفار کے ہاتھوں سے بنی ہو ؟

ج: اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۰ : اگر ایک کافر اپنی خوشی سے مسجد بنانے کے لئے پیسہ دے یا کسی اور طریقے سے مدد کرے تو کیا اسے قبول کرنا جائز ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۱ : اگر ایک شخص رات میں مسجد میں آکر سو جائے اور اسے احتلام ہو جائے لیکن جب بیدار ہو تو مسجد سے نکلنے پر قادر نہ ہو تو اس کی کیا ذمہ داری ہے ؟

ج: اگر وہ مسجد سے نکلنے اور دوسری جگہ جانے پر قادر نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ فوراً تیمم کرے تاکہ اس کے لئے مسجد میں باقی رہنے کا جواز پیدا ہو جائے۔

س ۴۲۴ : جامع مسجد کی توسیع کے لئے اس کے صحن سے چند درختوں کو اکھاڑنا ضروری ہے۔

کیا ان کو اکھاڑنا جائز ہے، جبکہ مسجد کا صحن کافی بڑا ہے اور اس میں اور بھی بہت سے درخت ہیں؟

ج : اگر مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو اور مسجد کے صحن کو مسجد میں داخل کرنے اور درخت کاٹنے کو وقف میں تغیر و تبدیلی شمار نہ کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۲۵ : اس زمین کا کیا حکم ہے جو کہ مسجد کے چھت والے حصہ کا جزء تھی، بعد میں بلدیہ کے توسیعی دائرے میں آنے کے بعد مسجد کے اس حصہ کو مجبوراً منہدم کر دیا گیا اور سڑک میں تبدیل ہو گئی؟

ج : اگر اسے مسجد کی پہلی حالت کی طرف پلٹانے کا احتمال بعید ہو تو اس پر مسجد کے آثار مرتب ہونا نامعلوم ہے۔

س ۴۲۶ : میں عرصہ سے ایک مسجد میں نماز جماعت پڑھاتا ہوں، اور مسجد کے وقف کی کیفیت کی مجھے اطلاع نہیں ہے، دوسری طرف مسجد کے اخراجات کے سلسلے میں بھی مشکلات درپیش ہیں پس کیا مسجد کے سرداب کو مسجد کے شایان شان کسی مقصد کے لئے کرایہ پر دیا جا سکتا ہے؟

ج : اگر سرداب پر مسجد کا عنوان صادق نہیں آتا ہے اور وہ اس کا ایسا جزء بھی نہیں ہے جس کی مسجد کو ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے؟

س ۴۲۷ : مسجد کے پاس کوئی املاک نہیں ہے جس سے اس کے اخراجات پورے کئے جا سکیں اور انتظامیہ کمیٹی مسجد کے چھت والے حصہ کے نیچے مسجد کے اخراجات پورا کرنے کے لئے ایک تہ خانہ کھود کر اس میں کارخانہ یا دوسرے عمومی مراکز بنانا چاہتی ہے، یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

ج : مسجد کے چھت والے حصہ کے نیچے کارخانہ وغیرہ کی تاسیس کے لئے تہ خانہ بنانا جائز نہیں ہے۔

دوسرے دینی مکانات کے احکام

س ۴۳۲: کیا شرعی نقطہ نظر سے امام بارگاہ کو چند معین اشخاص کے نام رجسٹرڈ کرنا جائز ہے؟ اور اگر دوسرے افراد جنہوں نے اس عمل خیر یعنی امام بارگاہ کی تعمیر میں شرکت کی ہے، اس امر سے راضی نہ ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: دینی مجالس برپا کرنے کے لئے موقوفہ، امام بارگاہ کو معین اشخاص کے نام رجسٹرڈ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال بعض معین افراد کے نام کرنے کیلئے لازم ہے کہ ان تمام افراد کی اجازت لی جائے جنہوں نے اس عمارت کے بنانے میں شرکت کی ہے۔

س ۴۳۳: مسائل کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ مجنب شخص اور حائضہ عورت دونوں کے لئے ائمہ علیہم السلام کے حرم میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا صرف قبہ کے نیچے کی جگہ حرم ہے یا اس سے ملحق ساری عمارت حرم ہے؟

ج: حرم سے مراد وہ جگہ ہے جو قبۂ مبارکہ کے نیچے ہے اور عرف عام میں جس کو حرم اور زیارت گاہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ملحقہ عمارت اور راہداری حرم کے حکم میں نہیں ہیں، ان میں مجنب و حائضہ کے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ کہ ان میں سے کسی کو مسجد بنا دیا گیا ہو۔

س ۴۲۴ : قدیم مسجد سے ملحق ایک امام باڑہ بنایا گیا ہے اور آج کل مسجد میں نمازگزاروں کیلئے گنجائش نہیں ہے، کیا مذکورہ امام باڑہ کو مسجد میں شامل کرکے اس سے مسجد کے عنوان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ؟

ج: امام باڑہ میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر امام باڑہ شرعاً صحیح طریقے امام باڑہ کے عنوان سے وقف کیا گیا ہے تو اسے مسجد میں تبدیل کرنا اور اسے برابر والی مسجد میں مسجد کے عنوان سے ضم کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۲۵ : کیا اولاد ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کے مرقد کے لئے نذر میں آئے ہوئے اسباب اور فرش کو محلے کی جامع مسجد میں استعمال کیا جا سکتا ہے ؟

ج: اگر یہ چیزیں فرزند امام علیہ السلام کے مرقد اور اس کے زائرین کی ضرورت سے زیادہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۲۶ : جو تکیے یا عزاخانے حضرت ابو الفضل العباسؑ اور دیگر شخصیات کے نام پر بنائے جاتے ہیں کیا وہ مسجد کے حکم میں ہیں امید ہے کہ ان کے احکام بیان فرمائیں گے ؟

ج: تکیے اور امام بارگاہیں مسجد کے حکم میں نہیں ہیں۔

نماز گزار کا لباس

س ۴۳۷ : اگر مجھے اپنے لباس کے نجس ہونے میں شک ہو اور میں اس میں نماز پڑھ لوں تو میری نماز باطل ہے یا نہیں ؟

ج : جس لباس کے نجس ہونے میں شک ہو وہ پاک ہے اور اس میں نماز صحیح ہے۔

س ۴۳۸ : میں نے جرمنی میں کھال کی ایک پیٹی (بیلٹ) خریدی کیا اس کو باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی شرعی اشکال ہے۔ اگر مجھے یہ شک ہو کہ یہ اصل کھال کی ہے یا مصنوعی اور یہ کہ یہ تزکیہ شدہ حیوان کی کھال کی ہے یا نہیں تو میری ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو میں نے اس میں پڑھی ہیں؟

ج : اگر یہ شک ہو کہ یہ طبیعی کھال کی ہے یا نہیں تو اسے باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر طبیعی کھال ثابت ہونے کے بعد یہ شک ہو کہ وہ تزکیہ شدہ حیوان کی کھال ہے یا نہیں ؟ تو وہ مردار کے حکم میں ہے، مگر گزشتہ نمازیں صحیح ہوں گی۔

س ۴۳۹ : اگر نماز گزار کو یہ یقین ہو کہ اس کے لباس و بدن پر نجاست نہیں ہے اور وہ

نماز بجا لائے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ اثنائے نماز میں اس کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ اپنے بدن یا لباس کے نجس ہونے کو قطعی نہ جانتا ہو اور نماز کے بعد اسے نجاست کا علم ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر اعادہ یا قضا واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ اثناء نماز میں اس کی طرف متوجہ ہو جائے اور وہ نجاست کو بغیر ایسے فعل کے جو نماز کے منافی ہے، دور کر سکتا ہو تو اس پر یہی واجب ہے کہ وہ نجاست دور کرے اور اپنی نماز تمام کرے گا لیکن اگر نماز کی شکل کو باقی رکھتے ہوئے نجاست دور نہیں کر سکتا اور وقت میں بھی گنجائش ہے تو نماز توڑنا اور نجاست دور کرنے کے بعد دوبارہ بجالانا واجب ہے۔

س ۴۴۰: زید مراجع عظام میں سے ایک کا مقلد ہے وہ ایک زمانہ تک ایسے حیوان کی کھال جس کا ذبح ہونا مشکوک ہو اور جس میں نماز صحیح نہیں ہوتی — میں نماز پڑھتا رہا۔ پس اس کے مرجع کی رائے کے مطابق اگر ایسے حیوان کی کھال کے نماز میں استعمال پر — جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کیا جائے تو کیا مشکوک التذکیہ حیوان کا بھی وہی حکم ہے جو غیر ماکول اللحم حیوان کا ہے؟

ج: جس حیوان کا ذبح مشکوک ہو وہ نجاست میں مردار کے حکم میں ہے۔ اس کا کھانا حرام اور اس (کی کھال) میں نماز جائز نہیں ہے۔

س ۴۴۱: ایک عورت نماز کے درمیان اپنے بعض بالوں کو کھلا ہوا محسوس کرتی ہے اور فوراً چھپا لیتی ہے اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر بال کا کھونا جان بوجھ کر نہ رہا ہو تو اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ۴۴۲: ایک شخص پیشاب کے مقام کو مجبوراً ڈھیلے یا کنکری، لکڑی یا کسی اور چیز سے پاک کرتا ہے اور جب گھر لوٹتا ہے تو اسے پانی سے پاک کر لیتا ہے تو کیا نماز کے لئے داخلی لباس کا بدلنا یا پاک کرنا بھی واجب ہے؟

ج: اگر پیشاب کے مقام کی رطوبت سے لباس نجس نہ ہوا ہو تو اس پر لباس پاک کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۴۴۳: بیرون ملک سے جو بعض صنعتی آلات منگائے جاتے ہیں وہ غیر ملکی ماہروں کے ذریعہ فٹ کئے جاتے ہیں جو اسلامی فقہ کے اعتبار سے کافر اور نجس ہیں اور یہ معلوم ہے کہ ان آلات کی فٹنگ تیل اور دوسری چکنائی وغیرہ لگا کر ہاتھ کے ذریعہ انجام پاتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ آلات پاک نہیں ہوتے کام کے دوران ان آلات سے کاریگروں کا لباس اور بدن مس ہوتا ہے اور وہ کام کے دوران مکمل طور سے لباس و بدن کو پاک نہیں کر سکتے تو نماز کے سلسلہ میں ان کا فریضہ کیا ہے؟

ج: ممکن ہے کہ آلات کو فٹ کرنے والا کافر اہل کتاب میں سے ہو جو کہ پاک کہلاتے ہیں یا کام کے وقت وہ دستانہ پہنے ہوئے ہو۔ پس صرف کافر کے کام کرنے سے جگہ اور آلات کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر کام کے دوران آلات، بدن اور لباس کے نجس ہونے کا یقین حاصل ہو گیا تو نماز کے لئے بدن کا پاک کرنا اور لباس کا پاک کرنا یا بدلنا واجب ہے۔

س ۴۴۴: اگر نماز گزار خون سے نجس رومال یا اس جیسی کوئی نجس چیز اٹھائے یا اسے جیب میں رکھے ہو تو اس کی نماز صحیح ہے یا باطل؟

ج: اگر رومال اتنا چھوٹا ہو جس سے شرمگاہ نہ چھپائی جا سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۴۵: کیا اس کپڑے میں نماز صحیح ہے جو آج کل کے ایسے عطر سے معطر کیا گیا ہو جس میں الکحل پایا جاتا ہے ؟

ج: جب تک مذکورہ عطر کی نجاست کا علم نہ ہو اس سے معطر کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۴۶: حالت نماز میں عورت پر کتنا بدن چھپانا واجب ہے ؟ کیا چھوٹی آستین والے لباس پہننے اور جوراب نہ پہننے میں کوئی حرج ہے ؟

ج: معیار یہ ہے کہ چہرے کی اتنی مقدار جس کا وضو میں دھونا واجب ہے اور گٹوں تک دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو چھوڑ کر پورے بدن کو چھپائے چاہے وہ پردہ ایرانی چادر ہی جیسا ہو۔

س ۴۴۷: حالت نماز میں عورتوں پر قدموں کو چھپانا بھی واجب ہے یا نہیں ؟

ج: پنڈلیوں (کی ابتداء) تک دونوں قدموں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔

س ۴۴۸: کیا حجاب پہنتے وقت اور نماز میں ٹھوڑی کو مکمل طور پر چھپانا واجب ہے یا نچلے حصہ ہی کو چھپانا کافی ہے ؟ ٹھوڑی کا اس لئے چھپانا واجب ہے کہ وہ چہرہ کی اس مقدار کا مقدمہ ہے جس کا چھپانا شرعاً واجب ہے ؟

ج: ٹھوڑی کا نچلا حصہ چھپانا واجب ہے نہ کہ ٹھوڑی کا چھپانا کیونکہ وہ چہرے کا جزء ہے۔

س ۴۴۹: ایسی نجس چیز (مثلاً رومال یا ٹوپی وغیرہ) جس میں نماز نہیں ہوتی، اس کے ساتھ نماز کے صحیح ہونے کا حکم صرف اس حالت سے مخصوص ہے جب انسان بھول سے اس میں نماز پڑھ لے یا اس کے حکم یا موضوع کو نہ جانتے ہوئے نماز پڑھ لے یا پھر یہ حالت شبہہ موضوعیہ

یا شبہ حکمیہ دونوں میں عام ہے؟

ج: یہ حکم نسیان یا جہالت حکمی یا موضوعی دونوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ نجس شدہ غیر ساتر لباس میں جس میں نماز نہیں ہوتی، حتیٰ علم یا توجہ ہو جانے کی صورت میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

س ۴۵۰: کیا نماز گزار کے لباس پر بلی کے بال یا اس کے لعاب دہن کا وجود نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے؟

ج: ہاں نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے۔

سونے، چاندی کا استعمال

س ۴۵۱ : مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننے کا (خصوصاً نماز میں) کیا حکم ہے ؟

ج : مرد کیلئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے اور اس میں نماز باطل ہے۔

س ۴۵۲ : مردوں کے لئے سفید سونے کی انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے ؟

ج : جسے سفید سونا کہا جاتا ہے اگر وہ زرد سونے کے علاوہ کسی دوسرے مادہ سے مرکب ہو تو اس کی انگوٹھی پہننا حرام نہیں ہے۔

س ۴۵۳ : کیا اس وقت بھی سونا پہننے میں کوئی شرعی اشکال ہے جب وہ زینت کے لئے نہ ہو اور دوسروں کی نظر میں نہ آئے ؟

ج : مردوں کے لئے سونا پہننا مطلق طور پر حرام ہے چاہے وہ زینت کے قصد سے نہ پہنا جائے یا دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا جائے۔

س ۴۵۴ : مردوں کے لئے سونا پہننے کا کیا حکم ہے ؟ کیونکہ ہم بعض لوگوں کو یہ ادعا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ کم مدت کے لئے — جیسے عقد کے وقت — سونا پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے ؟

ج : مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے چاہے تھوڑے وقت کے لئے ہو یا زیادہ

وقت کے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

س ۴۵۵ : نماز گزار کے لباس کے احکام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اس حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ مردوں کا خود کو سونے سے مزین کرنا حرام ہے، درج ذیل دو سوالوں کے جواب مرحمت فرمائیں:

۱۔ کیا سونے سے زینت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کے لئے مطلق طور پر سونے کا استعمال حرام ہے خواہ ہڈی کے زخم اور دانت بنوانے ہی کے لئے ہو؟

۲۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہمارے شہر میں رواج ہے کہ نئے شادی شدہ جوڑے منگنی میں زرد سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں اور عام لوگوں کی نظر میں یہ چیز کسی طرح بھی زینت میں شمار نہیں ہوتی بلکہ یہ اس شخص کے لئے ازدواجی زندگی کی شروعات کی علامت ہے، اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج ۱۔ **مردوں کے سونا پہننے کے حرام ہونے کا معیار زینت کا صادق آنا نہیں ہے، بلکہ کسی بھی طرح اور کسی بھی قصد سے سونا پہننا حرام ہے چاہے وہ سونے کی انگوٹھی ہو یا گلوبند و زنجیر وغیرہ ہو لیکن زخم میں بھرنے اور دانت بنوانے میں مردوں کے لئے سونے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔**

۲۔ منگنی کی زرد سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں کے لئے ہر حال میں حرام ہے۔

س ۴۵۶ : سونے کے ان زیورات کو بیچنے اور انھیں بنانے کا کیا حکم ہے جو مردوں سے مخصوص ہیں اور جنھیں عورتیں نہیں پہنتیں؟

ج **سونے کے زیورات بنانا اگر وہ صرف مردوں کے استعمال کے لئے ہوں حرام ہے اور اسی طرح انھیں مردوں کے لئے خریدنا اور بیچنا بھی جائز نہیں ہے۔**

س ۴۵۷ : ہم بعض دعوتوں میں دیکھتے ہیں کہ شیرینی چاندی کے ظروف میں پیش کی جاتی ہے کیا اس عمل

کو چاندی کے ظروف میں کھانے سے تعبیر کیا جائے گا ؟ اور اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: کھانے کے قصد سے چاندی کے برتن میں سے کھانے وغیرہ کی چیز لینا حرام ہے۔

س ۴۵۸: کیا مردوں کے لئے جائز ہے کہ وہ دانتوں پر سونے کا رنگ چڑھوائیں یا سونے کا دانت لگوائیں ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، سامنے کے چار دانتوں کے سوا۔ پس اگر زینت کے قصد سے ایسا کیا جائے تو اس میں اشکال ہے۔

س ۴۵۹: کیا دانت پر سونے کا خول چڑھوانے میں کوئی اشکال ہے ؟ اور دانت پر پلاٹینیم کا خول چڑھوانے کا کیا حکم ہے ؟

ج: دانت پر سونے یا پلاٹینیم کا خول چڑھوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر زینت کی غرض سے خصوصاً سامنے کے چار دانتوں پر سونے کا خول چڑھوائے تو اشکال سے خالی نہیں ہے۔

اذان واقامت

س ۴۶۰: رمضان المبارک میں ہمارے گاؤں میں مؤذن ہمیشہ صبح کی اذان وقت سے چند منٹ پہلے ہی دیتا ہے تاکہ لوگ درمیان اذان یا اذان ختم ہونے تک کھانے پینے سے فارغ ہو لیں۔ کیا یہ عمل صحیح ہے؟

ج: اگر اذان کی آواز لوگوں کو شبہہ میں مبتلا نہ کرے اور وہ طلوع فجر کے اعلان کے عنوان سے نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۴۶۱: بعض اشخاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کے لئے وہ اجتماعی صورت میں عام راستوں میں اذان دیتے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ اس اقدام سے علاقے میں کھلم کھلا فسق و فساد روکنے میں بڑا اثر ہوا ہے اور عام لوگ خصوصاً جوان اوّل وقت نماز پڑھنے لگے ہیں؟

لیکن ایک صاحب کہتے ہیں کہ: یہ عمل شریعت اسلامی میں وارد نہیں ہوا ہے، یہ بدعت ہے، اس بات سے شبہہ پیدا ہو گیا ہے، آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج: روزانہ کی واجب نمازوں کے اوّل اوقات میں نماز کے لئے اذان دینا اور سامعین کی طرف سے اسے بلند آواز سے دہرانا مستحبات میں سے ہے جن کی شریعت نے تاکید کی ہے اور سڑکوں کے کناروں پر اجتماعی صورت

میں اذان دینے میں اگر یہ عمل بے حرمتی یا راستہ روکنے اور دوسروں کی اذیت کا سبب نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۶۲: چونکہ اذان دینا عبادی، سیاسی عمل ہے اور اس میں عظیم ثواب ہے لہٰذا مومنین نے یہ طے کیا ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کے بغیر واجب نماز کے وقت خصوصاً نماز صبح کے لئے اپنے اپنے گھروں کی چھت سے اذان دیں گے (لیکن) سوال یہ ہے کہ اگر اس عمل پر بعض ہمسایہ اعتراض کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: عام طور پر جس طرح اذان دی جاتی ہے اس طرح مکان کی چھت سے اذان دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ اس سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور نہ ہمسایوں کے گھروں کی طرف نگاہ اٹھائی جائے۔

س ۴۶۳: رمضان المبارک میں اذان صبح کو چھوڑ کر، مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے سحری کے مخصوص پروگرام نشر کرنے کا کیا حکم ہے تاکہ سب لوگ سن لیں؟

ج: رمضان المبارک کی راتوں میں جہاں اکثر لوگ تلاوت قرآن مجید، دعائیں پڑھنے اور دینی و مذہبی مراسم میں شرکت کے لئے بیدار رہتے ہیں وہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر یہ مسجد کے ہمسایوں کی تکلیف کا موجب ہو تو جائز نہیں ہے۔

س ۴۶۴: کیا اذان صبح سے قبل مساجد اور مراکز سے بہت بلند آواز میں جس کی آواز کئی کلومیٹر تک پہنچے قرآنی آیات اور دعاؤں کا نشر کرنا صحیح ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ سلسلہ آدھے گھنٹے سے زیادہ دیر تک جاری رہتا ہے؟

ج: رائج طریقہ کے مطابق نماز صبح کے وقت کے داخل ہو جانے کے اعلان کیلئے لاؤڈ اسپیکر سے اذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجد سے آیات قرآنی اور دعاؤں وغیرہ کا کسی بھی وقت نشر کرنا اگر

ہمسایوں کے لئے تکلیف کا باعث ہے تو اس کے لئے شرعاً کوئی جواز نہیں ہے بلکہ اس میں اشکال ہے اور بنیادی طور پر آیات قرآنی کی تلاوت اور دعاؤں کو نشر کرکے دوسروں کو زحمت میں مبتلا کرنا صحیح نہیں ہے۔

س ۲۶۵ : کیا اپنی نماز کے لئے مرد عورت کی اذان پر اکتفا کر سکتا ہے ؟

ج : عورت کی اذان پر اکتفا کرنا بعید نہیں ہے اگر اس کے تمام کلمات سنے گئے ہوں۔

س ۲۶۶ : واجب نماز کی اذان واقامت میں شہادت ثالثہ یعنی سید الاوصیاء (حضرت علیؑ) علیہ السلام کو امیر وولی کہنے کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج : شرع کے لحاظ سے اذان واقامت کا جزء نہیں ہے لیکن اگر اذان واقامت کے جزء اور اس میں شامل ہونے کے قصد سے نہ ہو تو اسے کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اگر خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ اوصیائہ المعصومینؑ کہنا اپنے عقیدہ کے اعتراف واذعان کے اظہار کے لئے ہو تو راجح وبہتر ہے۔

قرائت اور اس کے احکام

س ۴۶۷ : ہماری اس نماز کا کیا حکم ہے جس میں قرائت جہری یعنی آواز سے نہ ہو ؟

ج : مردوں پر واجب ہے کہ وہ صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں حمد و سورہ کو بلند آواز سے پڑھیں

س ۴۶۸ : اگر ہم صبح کی قضا نماز پڑھنا چاہیں تو اسے بلند آواز سے پڑھیں گے یا آہستہ ؟

ج : صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں چاہے وہ ادا ہوں یا قضا، حمد و سورہ کو بہر حال آواز سے پڑھنا واجب ہے چاہے ان کی قضا دن میں پڑھی جائے۔

س ۴۶۹ : ہم جانتے ہیں کہ نماز کی ایک رکعت نیت، تکبیرۃ الاحرام، حمد و سورہ اور رکوع و سجود پر مشتمل ہے دوسری طرف ظہر و عصر اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو (تیسری و چوتھی) رکعتوں کو آہستہ پڑھنا بھی واجب ہے۔ لیکن ٹیلی ویژن سے تیسری رکعت کے رکوع و سجود کو بلند آواز سے نشر کیا جاتا ہے جبکہ معلوم ہے کہ رکوع و سجود دونوں ہی اس رکعت کے جزو ہیں جس کو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ اس مسئلہ میں آپ کا کیا حکم ہے ؟

ج : مغرب، عشا اور صبح کی نماز میں آواز سے پڑھنا واجب ہے اور ظہر و عصر کی نماز میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ لیکن یہ صرف حمد و سورہ میں ہے۔ جیسا کہ مغرب، عشا کی پہلی دو رکعتوں کے علاوہ باقی رکعتوں میں اخفات یعنی آہستہ پڑھنا

واجب ہے اور یہ (اخفات)، صرف سورہ حمد یا تسبیحات (اربعہ) سے مخصوص ہے لیکن رکوع وسجود کے ذکر نیز تشہد وسلام اور اسی طرح نماز پنجگانہ کے تمام واجب اذکار میں مکلف کو اختیار ہے کہ وہ انھیں آواز سے ادا کرے یا آہستہ پڑھے۔

س ۴۷۰: اگر کوئی شخص، روزانہ کی سترہ رکعت نمازوں کے علاوہ احتیاطاً سترہ رکعت قضا نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس پر صبح اور مغرب وعشا کی پہلی دو رکعتوں میں حمد و سورہ آواز سے پڑھنا واجب ہے یا آہستہ پڑھنا؟

ج: نماز پنجگانہ کے اخفات وجہر کے وجوب میں ادا و قضا نماز کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے، چاہے وہ احتیاطی ہی کیوں نہ ہو۔

س ۴۷۱: ہم جانتے ہیں کہ لفظ صلوٰۃ کے آخر میں "ۃ" ہے لیکن اذان میں حی علی الصلاۃ (ھا کے ساتھ) کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

ج: لفظ صلوٰۃ کے اختتام پر "ہا" پر وقف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہی معین ہے۔

س ۴۷۲: تفسیر سورۂ حمد میں امام خمینیؒ کے نظریہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ آپ نے سورۂ حمد کی تفسیر میں لفظ مَلِكِ کو مَالِكِ پر ترجیح دی ہے تو کیا واجب وغیر واجب نمازوں میں اس سورۂ مبارکہ کی قرائت میں دونوں طریقوں سے پڑھنا صحیح ہے؟

ج: اس مورد میں احتیاط کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

س ۴۷۳: کیا نماز گزار کے لئے صحیح ہے کہ وہ "غیر المغضوب علیھم..." پڑھنے کے

بعد عطف فوری کے بغیر وقف کرے پھر "ولا الضّآلّین" پڑھے اور کیا تشہد میں لفظ "محمدؐ" پر ٹھہرنا صحیح ہے جیسا کہ ہم (صلواۃ پڑھتے وقت) کہتے ہیں اللّٰھم صلّ علی محمّد پھر تھوڑے وقفہ کے بعد "آل محمّد" کہتے ہیں؟

ج: اس حد تک کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وحدتِ جملہ میں خلل نہ پیدا ہو۔

س ۴۷۴: امام خمینیؒ سے درج ذیل طریقہ سے استفتاء کیا گیا:

تجوید میں حرف "ضاد" کے تلفظ کے سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں آپ کس قول پر عمل کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں امام خمینیؒ نے لکھا کہ علمائے تجوید کے مطابق حروف کے مخارج کی معرفت واجب نہیں ہے بلکہ ہر حرف کا تلفظ اس طرح ہونا واجب ہے کہ عرب کے عرف کے نزدیک صادق آجائے کہ وہ حرف ادا ہوگیا،

اب سوال یہ ہے:

اوّل یہ کہ اس عبارت کے معنی کیا ہیں کہ "عرب کے عرف میں یہ صادق آجائے کہ اس نے وہ حرف ادا کیا ہے

دوسرے: کیا علم تجوید کے قواعد عرف و لغتِ عرب سے نہیں بنائے گئے ہیں۔ جیسا کہ ان ہی سے صرف و نحو کے قواعد بنائے گئے ہیں؟ پس لغت و عرف میں جدائی کیسے ممکن ہے؟

تیسرے: اگر کسی کو کسی معتبر طریقہ سے یہ علم حاصل ہوگیا کہ وہ قرائت کے دوران حروف کو صحیح مخارج سے ادا نہیں کرتا ہے یا وہ عام طور پر حروف و کلمات کو صحیح شکل میں ادا نہیں کرتا اور اس کے سیکھنے کے لئے اسے ہر قسم کے مواقع فراہم ہیں، گویا سیکھنے کے لئے اس کی استعداد بھی اچھی ہے یا اس کا علم حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس وقت بھی ہے تو کیا ـــ اپنی صلاحیت کی حدود میں ـــ اس پر صحیح قرائت سیکھنے یا صحیح سے نزدیک قرائت کے سیکھنے کی کوشش کرنا

واجب ہے یا نہیں ؟

ج: قرائت کے صحیح ہونے میں معیار یہ ہے کہ وہ اہل زبان، جنہوں نے تجوید کے قواعد وضوابط بنائے ہیں، انکی قرائت کے موافق ہو۔ اس بنا پر کسی حرف کے تلفظ کی کیفیت میں جو علمائے تجوید کے اقوال میں اختلاف ہے، اگر یہ اختلاف اہل زبان کے تلفظ کی کیفیت کو سمجھنے میں ہے تو اس کی اصل اور مرجع خود عرفِ اہل لغت ہے لیکن اگر اقوال کے اختلاف کا سبب تلفظ کی کیفیت میں خود اہل زبان کا اختلاف ہے تو مکلف کو اختیار ہے کہ جس قول کو چاہے اختیار کرے۔

س ۴۷۵: جس شخص کی ابتداء سے نیت یا عادت ہو کہ وہ حمد کے بعد سورۂ اخلاص پڑھتا ہے اور اور اگر کبھی اس نے سورہ مشخص کئے بغیر بسم اللہ پڑھ لی تو کیا اس پر واجب ہے کہ پہلے سورہ معین کرے اس کے بعد دوبارہ بسم اللہ پڑھے؟

ج: اس پر بسم اللہ کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے بلکہ وہ اسی پر اکتفا کرسکتا ہے اور پھر حمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑھ سکتا ہے۔

س ۴۷۶: کیا واجب نمازوں میں عربی الفاظ کو کامل طور پر ادا کرنا واجب ہے؟ اور کیا اس صورت میں بھی نماز کو صحیح کہا جائے گا جب کلمات کا تلفظ مکمل طور پر صحیح عربی میں نہ کیا جائے؟

ج: نماز کے تمام اذکار جیسے حمد و سورہ کی قرائت اور دیگر ذکر و تسبیحات کا صحیح طریقے سے ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر نماز گزار عربی الفاظ کی اس کیفیت کو نہیں جانتا جس کے مطابق ان کا پڑھنا واجب ہے تو اس پر سیکھنا واجب ہے

اور اگر سیکھنے سے عاجز ہو تو معذور ہے۔

س ۴۷۷: نماز میں قلبی قرائت، یعنی کلمات کو تلفظ کے بدلے دل میں دہرانے پر قرائت صادق آتی ہے یا نہیں؟

ج: اس پر قرائت کا عنوان صادق نہیں آتا اور نماز میں ایسے تلفظ کا ہونا ضروری ہے جس پر قرائت صادق آئے۔

س ۴۷۸: بعض مفسرین کی رائے کے مطابق قرآن مجید کے چند سورے مثلاً سورۂ فیل و قریش، انشراح و ضحیٰ کامل سورے نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو شخص ان سوروں میں سے ایک سورہ مثلاً سورۂ فیل پڑھے اس پر اس کے بعد سورۂ قریش پڑھنا واجب ہے اسی طرح سورۂ انشراح و ضحیٰ کو بھی ایک ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں سورۂ فیل یا تنہا سورۂ ضحیٰ پڑھتا ہے اور اس مسئلہ سے واقف نہیں ہے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: وہ گزشتہ نمازیں، جن میں اس نے سورۂ فیل و ایلاف یا سورۂ ضحیٰ و الم نشرح میں سے ایک سورہ پر اکتفا کی ہے، صحیح ہیں اگر وہ اس مسئلہ سے بے خبر رہا ہو۔

س ۴۷۹: اگر اثناء نماز میں ایک شخص غافل ہو جائے اور ظہر کی تیسری رکعت میں حمد و سورہ پڑھے اور نماز تمام ہونے کے بعد اسے یاد آئے تو کیا اس پر اعادہ واجب ہے؟ اور اگر یاد نہ آئے تو اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج: پہلی دو رکعتوں کے علاوہ دیگر رکعات میں بھی سورہ حمد پڑھنا کافی ہے خواہ غفلت و نسیان ہی سے پڑھے۔ اور غفلت یا جہالت

کی وجہ سے زیادہ سورہ پڑھنے سے بھی اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔

س ۴۸۰: امام خمینیؒ کا نظریہ ہے کہ نماز ظہر و عصر میں اخفات کا معیار عدم جہر ہے اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ دس حروف کے علاوہ بقیہ حروف جہری صورت میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس بنا پر اگر ہم نماز ظہر و عصر کو آہستہ پڑھیں تو اٹھارہ جہری حروف کا حق کیسے ادا ہوگا۔ امید ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج: اخفات کا معیار بالکل بے صدا پڑھنا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد آواز کا اچھی طرح اظہار نہ کرنا ہے اور یہ جہر کے مقابل ہے جس سے مراد آواز کا اظہار ہے

س ۴۸۱: غیر عرب افراد خواہ مرد ہوں یا عورتیں اسلام قبول کر لیتے ہیں لیکن عربی سے واقف نہیں ہوتے وہ اپنے دینی واجبات یعنی نماز وغیرہ کو کس طرح ادا کر سکتے ہیں؟ اور بنیادی طور سے ان کے لئے عربی سیکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج: نماز میں تکبیر، حمد و سورہ، تشہد اور سلام کا سیکھنا واجب ہے اور اسی طرح جس چیز میں بھی عربی کا تلفظ شرط ہے، اسے سیکھنا واجب ہے۔

س ۴۸۲: کیا اس بات پر کوئی دلیل ہے کہ شب کے نوافل یا جہری نمازوں کے نوافل کو آواز سے پڑھا جائے۔ اسی طرح اخفاتی نمازوں کے نوافل کو آہستہ پڑھا جائے۔ اگر جواب مثبت ہے تو کیا اگر جہری نماز کے نوافل آہستہ اور اخفاتی نماز کے نوافل بلند آواز سے پڑھے جائیں تو کافی ہونگے؟ اس سلسلے میں اپنے فتوے سے نوازیئے؟

ج: واجب جہری نمازوں کے نوافل کو بھی آواز سے پڑھنا مستحب اور (یوں ہی) آہستہ پڑھی جانے والی نمازوں کے نوافل کو آہستہ

پڑھنا مستحب ہے اگر اس کے خلاف اور برعکس عمل کرے تو بھی جائز ہے۔

س ۴۸۳ : کیا نماز میں سورۂ حمد کے بعد ایک کامل سورہ کی تلاوت کرنا واجب ہے یا قرآن کی چند آیتیں پڑھنا کافی ہے؟ اور کیا پہلی صورت میں یعنی حمد و سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کی چند آیتیں پڑھنا جائز ہے؟

ج : روزمرہ کی واجب نمازوں میں ایک کامل سورہ کے بجائے قرآن کی چند آیات پڑھنا کافی نہیں ہے۔ لیکن مکمل سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کے عنوان سے بعض آیات کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۸۴ : اگر سستی کی وجہ سے یا اس لہجہ کے سبب جس میں انسان گفتگو کرتا ہے حمد و سورہ کے پڑھنے یا نماز کے کلمات وحرکات کے اعراب کی ادائیگی میں غلطی ہو جائے اور کلمہ "یُوْلَدْ" کے بجائے "یُوْلِدْ" بالکسرہ پڑھے تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر یہ جان بوجھ کر ہے یا وہ جاہل مقصر جو سیکھنے پر قدرت رکھتا ہے، اس باوجود ایسا کرتا ہے تو اس کی نماز باطل ہے ورنہ صحیح ہے۔

س ۴۸۵ : ایک شخص کی عمر ۳۵ یا ۴۰ سال ہے، بچپنے میں اس کے والدین نے اسے نماز نہیں سکھائی تھی، اس اَن پڑھ آدمی نے صحیح طریقہ سے نماز سیکھنے کی کوشش کی لیکن نماز کے اذکار و کلمات کو صحیح صورت میں ادا کرنا اس کے امکان میں نہیں ہے بلکہ بعض کلمات کو تو وہ ادا ہی نہیں کر پاتا ہے کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

ج : اس کی نماز صحیح ہے بشرطیکہ جتنے کلمات کا ادا کرنا اس کے بس میں ہے انہیں ادا کرے۔

س ۴۸۶ : میں نماز کے کلمات کا ویسے ہی تلفظ کرتا تھا جیسا کہ میں نے انہیں اپنے والدین سے سیکھا تھا اور جیسا کہ ہمیں مڈل اسکول میں سکھایا گیا تھا، بعد میں مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں ان کلمات کو غلط

طریقے سے پڑھتا تھا، کیا مجھ پر ــــ امام خمینی طاب ثراہ کے فتوے کے مطابق ــــ ان نمازوں کا اعادہ کرنا واجب ہے ؟ یا وہ تمام نمازیں جو میں نے اس طریقے سے پڑھی ہیں صحیح ہیں ؟

ج : سوال کی مفروضہ صورت میں گزشتہ تمام نمازیں صحیح ہیں نہ ان کا اعادہ کرنا ہے اور نہ قضا ۔

س ۴۸۷ : کیا اس شخص کی نماز اشارے سے صحیح ہے جس کو گونگے پن کا مرض لاحق ہو گیا ہے اور وہ بولنے پر قادر نہیں ہے لیکن اس کے حواس سالم ہیں ؟

ج : مذکورہ فرض کے مطابق اس کی نماز صحیح اور کافی ہے ۔

ذکر

س ۴۸۸ : کیا جان بوجھ کر رکوع و سجود کے اذکار کو ایک دوسرے کی جگہ ادا کرنے میں کوئی حرج ہے ؟

ج : اگر انھیں محض اللہ عزاسمہ کے ذکر کے عنوان سے بجا لائیں تو کوئی حرج نہیں ہے رکوع و سجود اور پوری نماز صحیح ہے ۔

س ۴۸۹ : اگر ایک شخص بھولے سے سجود میں رکوع کا ذکر پڑھتا ہے یا اس کے برعکس رکوع میں سجود کا ذکر پڑھتا ہے اور اسی وقت اس کو یاد آگیا اور وہ اس کی اصلاح کرلے تو کیا اس کی نماز باطل ہے؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی نماز صحیح ہے ۔

س ۴۹۰ : اگر نماز گزار کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا اثنا رنماز میں یاد آجائے کہ ذکر غلط تھا تو اس مسئلہ میں کیا حکم ہے ؟

ج : اگر ذکر کے محل سے آگے بڑھ چکا ہے یعنی رکوع و سجود کو ختم کر چکا ہے تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے ۔

س ۴۹۱ : کیا نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا کافی ہے ؟

ج : کافی ہے ، اگرچہ تین مرتبہ پڑھنا احتیاط مستحب ہے ۔

س ۴۹۲ : نماز میں تین مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا چاہئے مگر ایک شخص بھولے سے چار مرتبہ پڑھتا ہے تو

کیا خدا کے نزدیک اس کی نماز قبول ہے ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

س ۴۹۳: اس شخص کا کیا حکم ہے جو یہ نہیں جانتا کہ اس نے نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ تین مرتبہ پڑھی ہے یا اس سے زیادہ یا کم پڑھی ہے ؟

ج: ایک مرتبہ پڑھنا بھی کافی ہے اور وہ بری الذمہ ہے اور جب تک رکوع میں نہیں جاتا اس وقت تک وہ تسبیحات میں کم پر بنا رکھتے ہوئے اس کی تکرار کرے گا، یہاں تک کہ اسے یقین ہو جائے کہ تسبیحات اربعہ تین مرتبہ پڑھی ہیں

س ۴۹۴: کیا نماز میں بدن کی حرکت کے وقت "بحول الله" کہنا جائز ہے کیا یہ اسی طرح صحیح ہے جس طرح قیام کی حالت میں صحیح ہے ؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور مذکورہ ذکر کی اصل صورت یہ ہے کہ اسے نماز کی اگلی رکعت کے قیام کی حالت میں انجام پانا چاہیئے۔

س ۴۹۵: ذکر سے کیا مراد ہے ؟ کیا اس میں نبی اکرمؐ اور آپؐ کی آلؑ پر صلوات بھی شامل ہے ؟

ج: جو عبادت بھی اللہ عز اسمہ کے ذکر پر مشتمل ہے وہ ذکر ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجنا بہترین ذکر ہے۔

س ۴۹۶: نماز وتر، جو کہ ایک ہی رکعت ہے، جب ہم اس میں قنوت کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہیں اور خدا سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں تو کیا اس میں کوئی اشکال ہے کہ ہم اپنی حاجتیں فارسی میں بیان کریں ؟

ج: قنوت میں فارسی میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ قنوت میں مطلق دعا کسی بھی زبان میں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

سجدہ کے احکام

س ۴۹۷ : سیمنٹ اور موزائیک (ٹائلز) پر سجدہ اور تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج : ان دونوں پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن تیمم محل اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نہ کیا جائے۔

س ۴۹۸ : کیا حالت نماز میں اس موزائیک (ٹائل) پر ہاتھ رکھنے میں کوئی اشکال ہے جس میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوں؟

ج : مذکورہ فرض میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۴۹۹ : کیا مٹی کی اس سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال ہے جو میل سے کالی ہوگئی ہو اس طرح کہ اصل خاک اس میل کی پرت سے چھپ گئی ہو اور پیشانی اور خاک کے درمیان حائل ہو؟

ج : اگر سجدہ گاہ پر اتنا زیادہ میل ہو جو پیشانی اور سجدہ گاہ کی خاک کے درمیان حاجب بن جائے تو اس پر سجدہ باطل ہے اور اسی طرح نماز بھی (باطل ہے)

س ۵۰۰ : ایک عورت سجدہ گاہ پر سجدہ کرتی ہے اور اس کی پیشانی خاص کر سجدہ کی جگہ حجاب سے چھپی ہوئی ہے، تو کیا اس پر ان نمازوں کا اعادہ واجب ہے؟

ج : اگر وہ سجدہ کے وقت اس حائل کی طرف متوجہ نہ تھی تو اس پر نمازوں کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ۵۰۱ : ایک عورت سجدہ گاہ پر اپنا سر رکھتی ہے اور یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کی پیشانی مکمل طور پر خاک سے مس نہیں ہوئی ہے اگویا چادر یا رومال حائل ہے جو مکمل طور پر سجدہ گاہ سے مس نہیں ہونے دے رہا ہے۔ لہٰذا وہ اپنا سر اٹھاتی ہے اور حائل چیز کو ہٹا کر دوبارہ خاک پر اپنا سر رکھتی ہے اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟ اگر اس کے بعد والے عمل کو مستقل سجدہ فرض کیا جائے تو اس کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج : اس پر واجب ہے کہ زمین سے اٹھائے بغیر پیشانی کو اتنی حرکت دے کہ وہ خاک تک پہنچ جائے اور اگر سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کے لئے زمین سے پیشانی اٹھانا لاعلمی اور فراموشی کی وجہ سے ہو اور یہ کام وہ ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں سے ایک میں انجام دیتی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اعادہ واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کے لئے جان بوجھ کر سر اٹھاتی ہے یا ہر رکعت کے دونوں سجدوں میں ایسا کرتی ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

س ۵۰۲ : حالت سجدہ میں ساتوں اعضائے سجدہ کو زمین پر رکھنا واجب ہے لیکن ہمارے لئے یہ مقدور نہیں ہے کیونکہ ہم جنگی زخمیوں میں سے ہیں جو متحرک کرسی سے استفادہ کرتے ہیں۔ نماز کے لئے ہم یا سجدہ گاہ کو پیشانی تک لاتے ہیں یا سجدہ گاہ کو کرسی کے بازو پر رکھ کر اس پر سجدہ کرتے ہیں کیا ہمارا اس طرح سجدہ کرنا صحیح ہے؟

ج : اگر آپ کرسی کے دستہ پر سجدہ گاہ رکھ کر اس پر سجدہ کر سکتے ہیں تو ایسا ہی کریں اور آپ کی نماز صحیح ہے ورنہ جو طریقہ بھی آپ کے لئے ممکن ہو مثلاً اشارہ یا ایماء ہی سے رکوع و سجود کریں اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اللہ

آپ لوگوں کو مزید توفیق عطا کرے۔

س ۵۰۳ : مقامات مقدسہ کی زمین پر بچھائے گئے سنگ مرمر پر سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے ؟

ج : سنگ مرمر پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۵۰۴ : سجدہ کی حالت میں انگوٹھے کے علاوہ پیر کی بعض دیگر انگلیوں کے زمین پر رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج : اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۵۰۵ : کچھ دنوں پہلے نماز کے لئے ایک سجدہ گاہ بنائی گئی ہے جسے "مہرامین" کہتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ نماز گزار کی رکعتوں اور سجدوں کو شمار کرتی ہے اور ایک حد تک شک کو رفع کرتی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ جس کمپنی نے اس سجدہ گاہ کو بنایا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مراجع تقلید نے اس پر سجدہ کی اجازت دی ہے۔ آپ (بھی) اپنے نظریہ سے آگاہ فرمائیں۔ واضح رہے کہ جب اس پر پیشانی رکھی جاتی ہے۔ اس وقت وہ نیچے کی طرف حرکت کرتی ہے اس لئے کہ اس کے نیچے لوہے کی ایک اسپرنگ ہے۔ کیا ایسی صورت میں اس پر سجدہ صحیح ہے ؟

ج : اگر یہ ان چیزوں میں سے ہے جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور پیشانی رکھنے اور اس پر دباؤ پڑنے کے بعد وہ ثابت ہو جاتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے تو اس پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۵۰۶ : سجدوں کے بعد بیٹھتے وقت ہم کس پیر کو دوسرے پیر کے اوپر رکھیں ؟

ج : داہنے پیر کو بائیں پیر کے باطنی حصہ پر رکھنا مستحب ہے۔

س ۵۰۷ : رکوع و سجود میں واجب ذکر کے بعد کون سا ذکر بہتر و افضل ہے ؟

ج : واجب ذکر ہی کی اتنی تکرار کرے کہ وہ طاق پر تمام ہو جائے (مثلاً ۳، ۵ ،

۷، ۹) اس کے علاوہ سجود میں دنیوی و اخروی حاجات طلب کرنا بھی مستحب ہے۔

س ۵۰۸ : اگر قاری سامنے نہ ہو بلکہ دیگر ذرائع (مثلاً ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر) کے ذریعہ وہ آیات نشر ہو رہی ہوں جن میں سجدہ واجب ہے تو ان کو سننے کے بعد شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج : ٹیپ ریکارڈر وغیرہ کے ذریعہ آیاتِ سجدہ کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اگر ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر سے براہ راست زندہ تلاوت نشر ہو رہی ہو، تو بنا بر احتیاط سجدہ واجب ہے۔

نماز میں سلام کے احکام

س ۵۰۹ : کیا بچوں اور بچیوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے ؟

ج : لڑکے لڑکیوں میں سے ممیز بچوں کے سلام کا جواب دینا یوں ہی واجب ہے جیسے مردوں اور عورتوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے ۔

س ۵۱۰ : اگر کسی شخص نے سلام سنا اور غفلت یا کسی دوسری وجہ سے اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ تھوڑا فاصلہ ہو گیا تو کیا اس کے بعد جواب سلام دینا واجب ہے ؟

ج : اگر اتنی تاخیر ہو جائے کہ اس کو سلام کا جواب نہ کہا جائے تو جواب دینا واجب نہیں ہے ۔

س ۵۱۱ : اگر ایک شخص ایک جماعت پر اس طرح سلام کرے " السلام علیکم جمیعاً " اور ان میں سے ایک نماز پڑھ رہا ہو تو کیا نماز پڑھنے والے پر سلام کا جواب دینا واجب ہے جبکہ حاضرین بھی سلام کا جواب دیں ؟

ج : احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر دوسرے جواب دینے والے موجود ہوں تو نمازی جواب دینے میں عجلت نہ کرے ۔

س ۵۱۲ : جو تحیت (مثلاً آداب و بندگی) سلام کے صیغہ کی صورت میں نہ ہو تو اس کا جواب

دینے کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: اگر تحیت قول کی صورت میں ہو اور عرف عام میں اسے تحیت شمار کیا جاتا ہو اور اگر انسان نماز میں ہے تو اس کا جواب دینا جائز نہیں ہے لیکن اگر حالت نماز میں نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جواب دے۔

س۵۱۳: اگر ایک شخص ایک ہی وقت کئی بار سلام کرے یا متعدد اشخاص سلام کریں تو کیا سب کا ایک ہی مرتبہ جواب دینا کافی ہے ؟

ج: پہلی صورت میں ایک ہی مرتبہ جواب دینا کافی ہے اور دوسری صورت میں ایک صیغہ کے ذریعہ جو سب کو شامل ہو سب کے سلام کا جواب دینا کافی ہے

س۵۱۴: ایک شخص "سلام علیکم" کے بجائے صرف "سلام" کہتا ہے۔ کیا اس کے سلام کا جواب دینا واجب ہے ؟ اور اگر کوئی نابالغ "سلام علیکم" کہے تو کیا اس کا جواب دینا واجب ہے ؟

ج: اگر عرف میں اسے سلام و تحیت کہا جاتا ہے تو اس کا جواب دینا واجب ہے اور اگر سلام کرنے والا بچہ ممیز ہو تو اس کے سلام کا جواب دینا بھی واجب ہے۔

مبطلاتِ نماز

س ۵۱۵ : کیا تشہد میں اَشْہَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہ کہنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے ؟

ج : ان امور کو، جو واجب نمازوں کے تشہد میں وارد نہیں ہوئے ہیں، اس قصد سے بجالانا کہ وہ شرع میں وارد ہوئے ہیں، یعنی تشہد کا جزء ہیں نماز کو باطل کر دیتا ہے، چاہے وہ امور بذات خود حق اور صحیح ہوں۔

س ۵۱۶ : ایک شخص جو اپنی عبادتوں میں ریاکاری کرتا رہا اور اب وہ اپنے نفس سے جہاد کررہا ہے تو کیا اسے بھی ریاکاری سے تعبیر کیا جائے گا ؟ وہ ریا سے کس طرح اجتناب کرے ؟

ج : قربۃً الی اللہ کے قصد سے عبادات کا بجالانا واجب ہے اور ریا سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسے عظمت و شان خدا اور اپنی ضعف و ناتوانی اور اپنے اور تمام انسانوں کے خدا کا محتاج ہونے کے بارے میں غور کرنا چاہئے

س ۵۱۷ : عورتوں پر، حالت نماز میں ہاتھوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: واجب نہیں ہے اور اگر ہاتھ باندھنے کی صورت میں ہو تو ناجائز ہے۔

س ۵۱۸: برادران اہل سنت والجماعت کی نماز جماعت میں شرکت کے وقت، امام جماعت کے سورۂ حمد پڑھنے کے بعد بلند آواز سے "آمین" کہی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ فرض میں تبعیت "آمین" کہنے کا اقتضا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

س ۵۱۹: ہم کبھی اثنائے نماز میں بچہ کو کوئی خطرناک کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو کیا سورۂ حمد یا دوسرے سورہ یا بعض ذکر کے کچھ کلمات کو بلند آواز سے پڑھ سکتے ہیں تاکہ بچہ متنبہ ہو جائے یا ہم گھر میں موجود کسی شخص کو ملتفت کریں اور اسے خطرہ سے خبردار کردیں تاکہ خطرہ دفع ہو جائے؟ نیز اثنائے نماز میں ہاتھ کو حرکت دینے یا بھوؤں کے ذریعہ کسی شخص کو سمجھانے یا اس کے کسی سوال کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر آیات و اذکار پڑھتے وقت آواز بلند کرکے دوسروں کو خبردار کرنے سے نماز کی ہیئت (حالت) سے خارج نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ قرائت اور ذکر کو، قرائت و ذکر ہی کی نیت سے انجام دیا جائے۔ ہاں حالت نماز میں بولنا یا ایسی حرکت کرنا جو سکون و طمانیت یا نماز کی شکل کے منافی ہو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

س ۵۲۰: اگر اثنائے نماز میں کوئی شخص کسی مضحکہ خیز بات کو یاد کرکے یا کسی مضحکہ خیز امر کی وجہ سے ہنس پڑے تو اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟

ج: اگر ہنسی آواز کے ساتھ ــــ یعنی قہقہہ ــــ ہو تو نماز باطل ہے۔

س۵۲۱: کیا قنوت کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے؟ اگر یہ بطلان کا سبب ہے تو کیا اسے معصیت وگناہ بھی شمار کیا جائے گا؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ یہ نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے۔

س۵۲۲: کیا حالتِ نماز میں دونوں آنکھوں کا بند کرنا جائز ہے کیونکہ آنکھیں کھلی رکھنا انسان کی فکر کو نماز سے بہکا دیتا ہے؟

ج: حالتِ نماز میں دونوں آنکھوں کو بند کرنے میں شرع کے لحاظ سے کوئی حرج نہیں ہے۔

س۵۲۳: میں اکثر اثنائے نماز میں ان ایمانی لحظات اور معنوی حالات کو یاد کرتا ہوں جن کے سائے میں میں نے بعثی کافر نظام میں زندگی گزاری تھی، اس سے میرے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے، کیا اس سے نماز باطل ہوتی ہے؟

ج: اس سے نماز کی صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

س۵۲۴: اگر دو اشخاص میں تین دن تک دشمنی اور جدائی باقی رہے تو کیا اس سے ان کا نماز روزہ باطل ہوجاتا ہے؟

ج: دو اشخاص کے درمیان دشمنی اور جدائی پیدا ہونے سے نماز روزہ باطل نہیں ہوتا۔

شکیات اور ان کے احکام

س ۵۲۵ : جو شخص نماز کی تیسری رکعت میں ہو اور اسے یہ شک ہو جائے کہ قنوت پڑھا ہے یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے ؟ کیا وہ اپنی نماز کو تمام کرے یا شک پیدا ہوتے ہی توڑ دے ؟

ج : مذکورہ شک کی پروا نہیں کی جائے گی، نماز صحیح ہے اور مکلف کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

س ۵۲۶ : کیا نافلہ نمازوں میں رکعات کے علاوہ کسی اور چیز میں شک کی اعتنا کی جائے گی ؟ مثلاً یہ شک کرے کہ ایک سجدہ یا دونوں سجدے بجالایا ہے یا نہیں ؟

ج : نافلہ کے اقوال و افعال میں شک کی پروا کرنے کا وہی حکم ہے جو واجب نمازوں کے اقوال و افعال میں شک کا ہے، بشرطیکہ انسان محل شک سے نہ گزرا ہو۔ محل شک کے گزر جانے کے بعد شک کی پروا نہیں کرنا چاہئے۔

س ۵۲۷ : کثیر الشک کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر اسے نماز میں شک ہو جائے تو اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج : اس کا فریضہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں شک ہوا اسے انجام شدہ قرار دے اور اگر اسے انجام شدہ سمجھنے سے خرابی لازم آئے تو اس کے عدم پر بنا رکھے

اس سلسلہ میں رکعات، افعال اور اقوال کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۵۲۸ : اگر کوئی شخص چند سال کے بعد اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ اس کی عبادتیں باطل تھیں یا وہ ان میں شک کرے تو اس کا کیا فریضہ ہے ؟

ج: عمل کے بعد شک کی پروا نہیں کی جاتی اور باطل ہونے کے علم کی صورت میں ان ہی کی قضاء واجب ہے جنھیں بجا لا سکتا ہو۔

س ۵۲۹ : اگر سہواً نماز کے بعض اجزاء کو دوسرے اجزاء کی جگہ بجالائے یا اثنائے نماز میں اس کی نظر کسی چیز پر پڑ جائے یا بھولے سے کچھ کہدے تو اس کی نماز باطل ہے یا نہیں ؟ اور اس پر کیا واجب ہے ؟

ج: نماز میں بھولے سے جو اعمال سرزد ہو جاتے ہیں وہ بطلان کا سبب نہیں ہیں، ہاں بعض موقعوں پر سجدہ سہو کا موجب ہوتے ہیں لیکن کسی رکن میں کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

س ۵۳۰ : اگر کوئی اپنی نماز کی ایک رکعت بھول جائے اور پھر آخری رکعت میں اسے یاد آجائے مثلاً پہلی رکعت کو دوسری رکعت خیال کرے اور اس کے بعد تیسری اور چوتھی رکعت بجا لائے لیکن آخری رکعت میں اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ یہ تیسری رکعت ہے تو اس کا شرعی فریضہ کیا ہے!

ج: سلام سے قبل اس پر اپنی نماز کی چھوٹی ہوئی رکعت کو بجالانا واجب ہے ، اس کے بعد سلام پھیرے اس حالت میں اگر بھولے سے کچھ زیادہ انجام دیا ہو یا بعض ایسے واجبات چھوٹ جائیں جو رکن نہیں ہیں تو اس پر دو سجدۂ سہو بجالانا واجب ہے اور واجب تشہد کو اس کے مقام پر ترک

کردے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضا بھی بجا لائے ۔

س ۵۳۱ : نماز احتیاط کی رکعات کی تعداد کا جاننا کیسے ممکن ہے کہ یہ ایک رکعت ہے یا دو ؟

ج : نماز احتیاط کی رکعتوں کی مقدار اتنی ہی ہوگی جتنی احتمالی طور پر نماز میں چھوٹ گئی ہے ۔پس اگر دو اور چار کے درمیان شک ہو تو دو رکعت نماز احتیاط واجب ہے اور اگر تین اور چار کے درمیان شک ہو تو ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہے ۔

س ۵۳۲ : اگر کوئی بھولے سے یا غلطی سے ذکر، آیات قرآن یا دعائے قنوت میں سے کوئی کلمہ (زیادہ) پڑھ لے تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے ؟

ج : واجب نہیں ہے ۔

قضا نماز

س ۵۲۳: میں سترہ سال کی عمر تک احتلام اور غسل وغیرہ کے بارے میں نہیں جانتا تھا اور ان امور کے متعلق کسی سے کوئی بات نہیں سنی تھی، خود بھی جنابت اور غسل واجب ہونے کے معنی نہیں سمجھتا تھا لہٰذا اس عمر تک میرے روزے اور نمازوں میں اشکال ہے، امید ہے کہ مجھے اس فریضہ سے مطلع فرمائیں گے جس کا انجام دینا میرے اوپر واجب ہے؟

ج: ان تمام نمازوں کی قضا واجب ہے جو آپ نے جنابت کی حالت میں پڑھی لیکن اصل جنابت کا علم نہ ہونے کی صورت میں جو روزے جنابت کی حالت میں رکھے ہیں وہ صحیح اور کافی ہیں ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

س ۵۲۴: افسوس کہ میں جہالت اور ضعیف الارادہ ہونے کی وجہ سے استمنا، (مشت زنی) کیا کرتا تھا جس کے باعث بعض اوقات نماز نہیں پڑھتا تھا۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ میں نے کتنے دنوں تک نماز ترک کی ہے اور پھر میں نے مستقل طور سے نماز نہیں چھوڑی تھی بلکہ ان ہی اوقات میں نماز نہیں پڑھتا تھا جن میں مجنب ہوتا تھا اور غسل نہیں کر پاتا تھا میرے خیال میں چھ ماہ کی نماز چھوٹی ہو گی اور میں نے اس مدت کی قضا نمازوں کو ادا کرنے

کا ارادہ کرلیا ہے، آیا ان نمازوں کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

ج: جتنی پنجگانہ نمازوں کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ ادا نہیں کی ہیں یا حالت حدث میں پڑھی ہیں، آپ پر ان کی قضا واجب ہے۔

س ۵۳۵: جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں یا نہیں اور اگر بالفرض اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو کیا اس کی مستحب و نافلہ پڑھی ہوئی نمازیں، قضا نمازیں شمار ہو جائیں گی؟

ج: نوافل و مستحب نمازیں قضا نمازیں شمار نہیں ہوں گی۔ اگر اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں تو ان کو قضا کی نیت سے پڑھنا واجب ہے۔

س ۵۳۶: میں تقریباً سات ماہ قبل بالغ ہوا ہوں اور بالغ ہونے سے چند ہفتے پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ بلوغ کی علامت صرف قمری حساب سے پندرہ سال کامل ہونا ہے۔ مگر میں نے اس وقت ایک کتاب کا مطالعہ کیا جس میں لڑکوں کے بلوغ کی علامات بیان ہوئی ہیں، تو اس میں کچھ اور بھی علامتیں میں نے دیکھیں جو مجھ میں پائی جاتی تھیں لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ یہ علامتیں کب سے وجود میں آئی ہیں، کیا اب میرے ذمہ نماز و روزہ کی قضا ہے؟ واضح رہے کہ میں کبھی کبھی نماز پڑھتا تھا اور گذشتہ سال ماہ رمضان کے سارے روزے رکھے ہیں پس اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ان تمام روزوں اور نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے بالغ ہونے کے بعد چھوٹ جانے کا یقین ہے۔

س ۵۳۷: اگر ایک شخص نے ماہ رمضان میں تین غسل جنابت انجام دیئے مثلاً ایک بیسویں تاریخ ایک چھبیسویں تاریخ اور ایک ستائیسویں تاریخ کو بعد میں اسے یہ یقین

ہوگیا کہ ان میں سے ایک غسل باطل تھا۔ پس اس شخص کے نماز، روزے کا کیا حکم ہے ؟

ج: روزے صحیح ہیں لیکن نماز کی قضا احتیاطاً واجب ہے۔

س ۵۳۸: ایک شخص نے ایک عرصہ تک ناواقفیت کی بنا پر غسل جنابت میں ترتیب کی رعایت نہیں کی تو اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر ترتیب کی رعایت نہ کرنا غسل کے باطل ہونے کا سبب ہے جیسے سر وگردن دھونے سے پہلے جسم کا دایاں حصہ دھوئے یا داہنے حصہ سے پہلے بایاں حصہ دھوئے تو جو نمازیں اس نے حدث اکبر کی حالت میں پڑھی ہیں ان کی قضا واجب ہے لیکن اگر وہ اس وقت اپنے غسل کو صحیح سمجھتا تھا تو اس کے روزے صحیح ہیں۔

س ۵۳۹: جو شخص ایک سال کی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہے، اسے کس طرح پڑھنا چاہئے ؟

ج: اسے کسی ایک نماز سے شروع کرنا چاہئے اور نماز پنجگانہ کی طرح پڑھنا چاہئے۔

س ۵۴۰: اگر ایک شخص پر کئی نمازیں واجب ہیں تو کیا وہ درج ذیل ترتیب کے مطابق ان کی قضا کر سکتا ہے :

۱۔ صبح کی بیس نمازیں پڑھے۔

۲۔ ظہر و عصر کی بیس بیس نمازیں پڑھے۔

۳۔ مغرب و عشاء کی بیس بیس نمازیں پڑھے اور سال بھر اسی طریقہ پر عمل پیرا رہے۔

ج: مذکورہ طریقہ سے قضا نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۵۴۱: ایک شخص کا سر زخمی ہو گیا جس کا اثر اس کے دماغ تک پہنچا، اس

کے نتیجے میں اس کا ہاتھ، بایاں پیر اور زبان شل ہو گئی (اس سانحہ کے نتیجے میں وہ) نماز کا طریقہ بھول گیا اور اسے دوبارہ سیکھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن کتاب میں پڑھ کر یا کیسٹ سے سن کر نماز کے بعض اجزاء کو سمجھ سکتا ہے، اس وقت نماز کے سلسلہ میں اس کے سامنے دو مشکلیں ہیں:

۱۔ وہ پیشاب کے بعد طہارت نہیں کر سکتا اور نہ وضو کر سکتا ہے۔

۲۔ نماز میں اسے قرائت کی مشکل ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح چھ ماہ سے اس کی جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ دوسروں کی مدد سے ہی وضو یا تیمم کر سکتا ہے تو واجب ہے کہ وہ جس طرح ہو سکے نماز پڑھے چاہے کیسٹ سن کر یا کتاب دیکھ کر یا وہ جس ذریعہ سے پڑھ سکتا ہو۔ اور گزشتہ فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا واجب ہے مگر جس نماز کے پورے وقت وہ بے ہوش رہا ہے اس کی قضا واجب نہیں ہے۔

س ۵۴۲: جوانی کے زمانہ میں مغرب و عشا اور صبح کی نماز سے زیادہ میں نے ظہر و عصر کی نمازیں قضا کی ہیں لیکن نہ میں ان کے تسلسل کو جانتا ہوں نہ ترتیب کو اور نہ ان کی تعداد کو، کیا اس موقع پر اسے نماز دور پڑھنا ہوگی؟ اور نماز دور کیا ہے؟ امید ہے کہ اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

ج: ترتیب کی رعایت واجب نہیں ہے، اور جتنی نمازوں کے فوت ہونے کا آپکو یقین ہے۔ ان ہی کی قضا بجالانا کافی ہے اور ترتیب کے حصول کے لئے آپ پر دور کی نماز اور تکرار واجب نہیں ہے۔

س۵۴۳: ایک کافر (بالغ ہونے کے ایک) عرصہ کے بعد اسلام لاتا ہے تو اس پر ان نمازوں اور روزوں کی قضا واجب ہے یا نہیں جو اس نے ادا نہیں کی ہیں؟

ج: واجب نہیں ہے۔

س۵۴۴: شادی کے بعد کبھی کبھی میرے عضوِ مخصوص سے ایک قسم کا سیّال مادہ نکل آتا تھا جسے میں سمجھتا تھا کہ نجس ہے۔ اس لئے غسلِ جنابت کی نیت سے غسل کرتا اور پھر وضو کے بغیر نماز پڑھتا تھا، توضیح المسائل میں اس سیّال مادہ کو "مذی" کا نام دیا گیا ہے، اب یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ جو نمازیں میں نے مجنب ہوئے بغیر غسلِ جنابت کر کے بلا وضو کے پڑھی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

ج: وہ تمام نمازیں جو آپ نے سیّال مادّہ نکلنے کے بعد غسلِ جنابت کر کے وضو کئے بغیر ادا کی ہیں ان کی قضا واجب ہے۔

س۵۴۵: بعض اشخاص نے گمراہ کن پروپیگنڈہ کے زیر اثر کئی سال تک نماز اور دیگر واجبات ترک کر دیئے تھے لیکن امام خمینیؒ کا رسالۂ عملیہ آنے کے بعد انہوں نے خدا سے توبہ کر لی اور اب وہ چھوٹ جانے والے واجبات کی قضا نہیں کر سکتے، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: جتنی مقدار میں بھی ممکن ہو ان پر قضا ہو جانے والے واجبات کا ادا کرنا واجب ہے۔

س۵۴۶: ایک شخص مر گیا اور اس کے ذمہ رمضان المبارک کے روزے اور قضا نمازیں تھیں، اس نے کچھ مال چھوڑا ہے اگر اسے صرف کیا جائے تو فقط ماہ مبارک رمضان کے روزوں کی قضا ہو سکتی ہے اور نماز باقی رہے گی یا نماز پڑھوائی جا سکتی ہے اور روزے باقی رہ جاتے ہیں اس صورت میں کس کو مقدم کیا جائے؟

ج: نماز اور روزہ میں (ایک کو دوسرے پر) ترجیح نہیں ہے جب تک انسان زندہ ہے اس پر خود قضا نماز و روزہ ادا کرنا واجب ہے اور جب خود ادا نہ کر سکے تو اس پر واجب ہے کہ آخر عمر میں یہ وصیت کرے کہ میرے ایک تہائی ترکہ سے قضا نمازوں کو اجرت پر ادا کرائیں۔

س ۵۴۷: میں زیادہ تر نمازیں پڑھتا رہا ہوں اور جو چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا کی ہے یہ چھوٹ جانے والی نمازیں وہ ہیں جن کے اوقات میں، میں سوتا رہا ہوں یا اس وقت میرا بدن و لباس نجس رہا ہے جن کا پاک کرنا دشوار تھا پس میں یہ کیسے سمجھوں کہ نماز پنجگانہ، نماز قصر اور نماز آیات میں سے میرے ذمہ کتنی نمازیں باقی ہیں؟

ج: جتنی نمازوں کے چھوٹ جانے کا یقین ہے ان ہی کی قضا پڑھنا کافی ہے اور ان میں سے جتنی کے بارے میں آپ کو یہ یقین ہو کہ وہ قصر ہیں یا نماز آیات، انھیں اپنے یقین کے مطابق بجالائیے اور باقی کو نماز پنجگانہ سمجھ کر پوری پڑھئے اس سے زیادہ آپ کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

بڑے بیٹے پر باپ کی قضا نمازیں

س ۵۴۸: میرے والد دماغی فالج کا شکار ہوئے اور اس کے بعد دو سال تک مریض رہے مرض کی بنا پر وہ اچھے برے میں تمیز نہیں کر پاتے تھے یعنی ان سے سوچنے سمجھنے کی قوت ہی سلب ہو گئی تھی، چنانچہ دو برسوں کے دوران انہوں نے نہ روزہ رکھا اور نہ نماز ادا کی۔ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں پس کیا مجھ پر ان کے روزہ اور نماز کی قضا واجب ہے؟ جبکہ میں جانتا ہوں کہ اگر وہ مذکورہ مرض میں مبتلا نہ ہوتے تو ان کی قضا مجھ پر واجب تھی۔ امید ہے کہ اس مسئلہ میں میری راہنمائی فرمائیں گے؟

ج: اگر ان کی قوتِ عقلیہ اتنی زیادہ کمزور نہیں ہوئی تھی جس پر جنون کا عنوان صادق آسکے اور نماز کے پورے اوقات میں وہ بے ہوش رہتے تھے تو ان کی فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا واجب ہے۔

س ۵۴۹: اگر ایک شخص مر جائے تو اس کے روزہ کا کفارہ دینا کس پر واجب ہے؟ کیا اس کے بیٹوں اور بیٹیوں پر یہ کفارہ دینا واجب ہے؟ یا کوئی اور شخص بھی دے سکتا ہے؟

ج: جو کفّارہ باپ پر واجب ہے اگر وہ کفّارہ مخیّرہ تھا یعنی وہ روزہ رکھنے

اور کھانا کھلانے پر قدرت رکھتا تھا تو اگر ترکہ میں سے کفّارہ کا دینا ممکن ہے تو اس میں سے نکال کر ادا کیا جائے ورنہ احتیاط واجب ہے کہ بڑا بیٹا روزے رکھے۔

س ۵۵۰: ایک سن رسیدہ آدمی بعض اسباب کی بنا پر اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر چلا گیا اور ان سے رابطہ رکھنے سے معذور ہو گیا وہ اپنے باپ کا سب سے بڑا بیٹا ہے۔ اسی زمانے میں اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ وہ باپ کی قضا نماز وغیرہ کی مقدار نہیں جانتا ہے اور استطاعت بھی نہیں رکھتا کہ باپ کی نماز اجارہ پڑھوائے۔ نیز بڑھاپے کی وجہ سے خود بھی باپ کی قضا بجا نہیں لا سکتا پھر وہ کیا کرے؟

ج: باپ کی صرف ان ہی نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے فوت ہونے کا علم ہو اور جس طریقے سے بھی ممکن ہو بڑے بیٹے پر باپ کی نمازوں کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر وہ اسے ادا ہی نہ کر سکتا ہو تو معذور ہے۔

س ۵۵۱: اگر کسی شخص کی بڑی اولاد بیٹی ہو اور دوسری اولاد بیٹا ہو تو کیا ماں باپ کی قضا نماز اور روزہ اس بیٹے پر بھی واجب ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا ہو لہٰذا مذکورہ سوال میں باپ کے روزے اور نماز کی قضا اسی بیٹے پر واجب ہے جو باپ کی دوسری اولاد ہے اور ماں کے فوت ہو جانے والے روزے اور نماز کی قضا کا واجب ہونا ثابت نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ اس کی قضا نماز و روزے بھی ادا کئے جائیں۔

س ۵۵۲: اگر بڑے بیٹے کا باپ سے پہلے انتقال ہو جائے — خواہ بالغ ہو یا

نابالغ ـــــ تو باقی اولاد سے باپ کی قضا ساقط ہو جائے گی یا نہیں ؟

ج : باپ کے روزہ نماز کی قضا اس بڑے بیٹے پر واجب ہے، جو باپ کی وفات کے وقت زندہ ہے خواہ وہ باپ کی پہلی اولاد یا پہلا بیٹا نہ ہو۔

س ۵۵۳ : میں اپنے باپ کی اولاد میں بڑا بیٹا ہوں کیا مجھ پر واجب ہے کہ باپ کے قضا فرائض کی ادائیگی کی غرض سے ان کی زندگی ہی میں ان سے تحقیق کر لوں یا ان پر واجب ہے کہ وہ مجھے ان کی مقدار سے باخبر کریں پس اگر وہ باخبر نہ کریں تو میرا کیا فریضہ ہے ؟

ج : آپ پر تحقیق اور سوال کرنا واجب نہیں ہے لیکن اس سلسلہ میں باپ پر وصیت کرنا واجب ہے۔ بہر حال بڑا بیٹا مکلف ہے کہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کے یقینی طور پر چھوٹ جانے والے روزے اور نمازیں ادا کرے۔

س ۵۵۴ : ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کا کل اثاثہ وہ گھر ہے جس میں اس کی اولاد رہتی ہے، اور اس کے ذمہ روزے اور نمازیں باقی رہ گئے ہیں اور بڑا بیٹا اپنی مشغولیتوں کی بنا پر انہیں ادا نہیں کر سکتا، پس کیا اولاد پر واجب ہے کہ وہ اس گھر کو فروخت کر کے باپ کے روزے اور نمازیں ادا کرائیں ؟

ج : جن روزوں اور نمازوں کی قضا باپ پر واجب تھی بہر حال ان کی قضا بڑے بیٹے پر ہے لیکن اگر مرنے والا یہ وصیت کر دے کہ میرے ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے اجرت پر نماز، روزہ کی قضا ادا کرائیں اور ترکہ بھی اس امر کے لئے کافی ہو تو ترکہ میں سے ایک تہائی مال اس میں صرف کرنا واجب ہے۔

س ۵۵۵: اگر بڑا بیٹا جس پر باپ کی قضا نماز واجب تھی، مرچکا ہو تو کیا اس قضا کو اس کے وارث ادا کریں گے یا یہ قضا دادا کی اولاد میں سے دوسرے بیٹے پر واجب ہو گی؟

ج: باپ کی جو نمازیں اور روزے بڑے بیٹے پر واجب تھے۔ ان کی قضا اس کے بیٹے پر واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بھائی پر واجب ہے۔

س ۵۵۶: جب باپ قطعی طور سے نماز نہ پڑھتا ہو تو کیا اس کی ساری نمازیں قضا ہیں اور بڑے بیٹے پر واجب ہیں؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ اس صورت میں بھی اس کی نمازیں پڑھی جائیں۔

س ۵۵۷: جس باپ نے جان بوجھ کر اپنے تمام عبادی اعمال کو ترک کیا ہے کیا بڑے بیٹے پر اس کی تمام نمازوں اور روزوں کا ادا کرنا واجب ہے جن کی مقدار پچاس سال تک پہنچتی ہے؟

ج: بعید نہیں ہے کہ عمداً ترک کرنے کی صورت میں ان کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہ ہو لیکن اس صورت میں بھی اس کی قضا ادا کرنے کی احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

س ۵۵۸: جب بڑے بیٹے پر خود اس کی نماز اور روزے کی قضا بھی ہو اور باپ کے روزے اور نمازوں کی قضا بھی ہو تو اس وقت دونوں میں سے کس کو مقدم کرے گا؟

ج: اس صورت میں اسے اختیار ہے جس کو بھی پہلے شروع کرے گا صحیح ہے۔

س ۵۵۹: میرے والد کے ذمہ کچھ قضا نمازیں ہیں لیکن انھیں ادا کرنے کی ان میں استطاعت نہیں ہے اور میں ان کا بڑا بیٹا ہوں، کیا یہ جائز ہے کہ ـــ جبکہ وہ ابھی زندہ ہیں ـــ میں ان کی فوت ہو جانے والی نمازیں بجا لاؤں یا کسی شخص سے اجارہ پر پڑھواؤں؟

ج: زندہ شخص کی قضا نمازوں اور روزوں کی نیابت صحیح نہیں۔

نمازِ جماعت

س۵۶۰ : امام جماعت نماز میں کیا نیت کرے ؟ جماعت کی نیت کرے یا فرادیٰ کی ؟

ج : اگر جماعت کی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے تو واجب ہے کہ امامت و جماعت کا قصد کرے ۔ اگر امامت کے قصد کے بغیر نماز شروع کرے تو اس کی نماز اور دوسروں کے لئے اس کی اقتداء میں کوئی اشکال نہیں۔

س۵۶۱ : فوجی مراکز میں نماز جماعت کے وقت ـــ جو کہ دفتری کام کے وقت میں قائم ہوتی ہے ـــ بعض کارکن کام کی وجہ سے نماز جماعت میں شریک نہیں ہو پاتے ۔ اگرچہ وہ اس کام کو دفتری اوقات کے بعد یا دوسرے دن بھی انجام دے سکتے ہیں۔ کیا اس عمل کو نماز کو سبک سمجھنے سے تعبیر کیا جائے گا ؟

ج : فی نفسہ نماز جماعت میں شرکت واجب نہیں ہے لیکن اوّل وقت اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ دفتری امور کو اس طرح منظم کریں جس سے وہ اس الٰہی فریضہ کو کم سے کم وقت میں جماعت کے ساتھ انجام دے سکیں۔

س۵۶۲ : ان مستحب اعمال، جیسے مستحب نماز یا دعائے توسل اور دوسری دعاؤں کے بارے میں

آپ کا کیا نظریہ ہے جو سرکاری اداروں میں نماز سے پہلے یا بعد میں یا اثنائے نماز میں پڑھی جاتی ہیں جن میں نماز جماعت سے بھی زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔

ج: جو مستحب اعمال اور دعائیں، الٰہی فریضہ اور اسلامی شعائر یعنی نماز جماعت کے ساتھ انجام پاتے ہیں اگر دفتری وقت کے ضائع ہونے اور دفتری کاموں کی تاخیر کے موجب ہوتے ہوں تو ان میں اشکال ہے۔

س ۵۶۳: کیا اس جگہ دوسری نماز جماعت قائم کرنا صحیح ہے جہاں سے بچاس یا سو میٹر کی دوری پر بے پناہ نماز گزاروں کے ساتھ ایک جماعت برپا ہوتی ہے اور اذان اور اقامت کی آواز بھی سنی جاتی ہے؟

ج: ایسی دوسری جماعت قائم کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن مومنین کے شایان شان ہے کہ وہ ایک ہی جگہ جمع ہوں اور ایک جماعت میں شریک ہوں تاکہ نماز جماعت کی عظمت میں چار چاند لگ جائیں۔

س ۵۶۴: جب مسجد میں نماز جماعت قائم ہوتی ہے اس وقت ایک شخص یا چند اشخاص اس قصد سے اپنی فرادی نماز شروع کرتے ہیں کہ امام جماعت کی نااہلی یا بے عدالتی ثابت ہو جائے، اس عمل کا کیا حکم ہے؟

ج: اس میں اشکال ہے کیونکہ نماز جماعت کی تضعیف کرنا جائز نہیں ہے لیکن ہے اسی طرح اس امام جماعت کی اہانت اور بے عزتی کرنا بھی جائز نہیں ہے جس کو لوگ عادل سمجھتے ہوں۔

س ۵۶۵: ایک محلہ میں متعدد مساجد ہیں اور سب میں نماز جماعت ہوتی ہے اور ایک مکان

دومسجدوں کے درمیان واقع ہے اس طرح کہ ایک مسجد اس سے دس گھروں کے فاصلہ پر واقع ہے اور دوسری دو ہی گھروں کے بعد ہے اور اس گھر میں نماز جماعت برپا ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے ؟

ج: ضروری ہے کہ نماز جماعت کو اتحاد و الفت کے لئے قائم کیا جائے نہ کہ اختلاف و افتراق کا ذریعہ بنایا جائے۔ مسجد سے متصل گھر میں نماز جماعت قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اختلاف و پراگندگی کا سبب نہ ہو۔

س ۵۶۶: کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ مسجد کے امام راتب — جس کی مساجد کے مرکز نے تائید کی ہے — کی اجازت کے بغیر اس مسجد میں نماز جماعت قائم کرے ؟

ج: نماز جماعت قائم کرنا امام راتب کی اجازت پر موقوف نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ جب نماز جماعت قائم کرنے کے لئے امام راتب مسجد میں موجود ہو تو اس سے مزاحمت نہ کی جائے بلکہ اکثر یہ مزاحمت حرام ہوتی ہے جبکہ فتنہ و شر کے بھڑک اٹھنے کا سبب ہو۔

س ۵۶۷: اگر امام جماعت کبھی غیر شائستہ بات کہے یا ذوق سے ہٹ کر ایسا مذاق کرے جو کہ عالم دین کے شایان شان نہ ہو تو کیا اس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے ؟

ج: اس چیز کو نماز گزار طے کریں گے اور اگر ایسا مذاق اور کلام شریعت کے خلاف اور مروّت کے منافی نہ ہو تو اس سے عدالت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۵۶۸: کیا امام جماعت کی کماحقّہ معرفت نہ ہونے کے باوجود اقتدا کی جا سکتی ہے ؟

ج: اگر ماموم کے نزدیک کسی بھی طریقہ سے امام کی عدالت ثابت ہو جائے

تو اس کی اقتداء جائز ہے اور جماعت صحیح ہے۔

س ۵۶۹ : اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو عادل و متقی سمجھتا ہے اور اسی لمحہ اس بات کا بھی معتقد ہے کہ اس نے بعض موقعوں پر ظلم کیا ہے تو کیا وہ اسے عمومی حیثیت سے عادل سمجھ سکتا ہے؟

ج : جب تک اس شخص کے بارے میں ــــ جس کو اس نے ظالم سمجھا ہے ــــ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے وہ کام علم و ارادہ اور اختیار سے یا کسی شرعی جواز کے بغیر انجام دیا ہے اس وقت تک وہ اس کے فاسق ہونے کا حکم نہیں لگا سکتا۔

س ۵۷۰ : کیا ایسے امام حاضر کی اقتداء کی نیت کرنا جائز ہے جس کا نہ نام جانتا ہو اور نہ اس کا چہرہ دیکھا ہو؟

ج : جب کسی بھی طریقہ سے یہ اطمینان ہو جائے کہ امام حاضر عادل ہے تو اس کی اقتداء صحیح ہے۔

س ۵۷۱ : کیا ایسے امام جماعت کی اقتداء کرنا جائز ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن نہیں کرتا؟

ج : صرف امر بالمعروف نہ کرنا جو ممکن ہے مکلّف کی نظر میں کسی قابل قبول عذر کی بنا پر ہو عدالت میں خدشہ پیدا کرنے کا سبب نہیں ہوتا اور نہ اس کی اقتداء کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

س ۵۷۲ : آپ کے نزدیک عدالت کے کیا معنی ہیں؟

ج : یہ ایک نفسانی حالت ہے جو ایسا تقویٰ اختیار کرنے کا باعث ہوتی ہے جو انسان کو شرعی محرّمات کے ارتکاب سے روکتا ہے۔ اس کے اثبات

کے لئے اس شخص کے ظاہر کا اچھا ہونا کافی ہے جو عام طور پر عدالت کا گمان پیدا کرتا ہے۔

س ۵۷۳ : ہم چند جوان ہیں مجلسوں اور امام بارگاہوں میں ایک جگہ بیٹھتے ہیں جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اپنے درمیان میں سے کسی ایک عادل شخص کو نماز جماعت کے لئے آگے بڑھا دیتے ہیں لیکن بعض برادران اس نماز پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام خمینیؒ نے غیر عالم دین کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے پس ہمارا کیا فریضہ ہے ؟

ج : یہ برادران عزیز اگر آسانی سے ایسے عالم دین کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں جس کو وہ اقتداء کا اہل بھی سمجھتے ہوں، چاہے انھیں محلہ کی مسجد میں جانا پڑے تو اس صورت میں غیر عالم دین کی اقتدا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ غیر عالم دین کی اقتدار بعض حالات میں اشکال سے خالی نہیں ہے۔

س ۵۷۴ : کیا دو اشخاص سے نماز جماعت قائم ہو سکتی ہے ؟

ج : اگر ایک امام اور ایک ماموم سے تشکیل جماعت مراد ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۵۷۵ : جب ماموم ظہر و عصر کی نماز با جماعت پڑھتے ہوئے حمد و سورہ خود پڑھے، اس فرض کے ساتھ کہ حمد و سورہ پڑھنا اس سے ساقط ہے لیکن اگر اس نے اپنے ذہن کو اِدھر اُدھر بھٹکنے سے بچانے کے لئے ایسا کر لیا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج : اخفاتی نماز جیسے ظہر و عصر کی نمازوں میں، جب امام حمد و سورہ پڑھ رہا ہو اس وقت ماموم پر خاموش رہنا واجب ہے، قرائت اس کے لئے جائز نہیں ہے اپنے ذہن کو متمرکز کرنے کی غرض ہی سے ہو۔

س ۵۷۶ : اگر کوئی امام جماعت ٹریفک کے تمام قوانین کی رعایت کرتے ہوئے موٹر سائیکل سے نماز جماعت پڑھانے جاتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس سے عدالت اور امامت کی صحت پر کوئی حرف نہیں آتا مگر یہ کہ وہاں کے لوگوں کی نظر میں یہ چیز شان و مروت کے منافی اور معیوب ہو ۔

س ۵۷۷ : جب ہمیں نماز جماعت نہیں مل پاتی اور ختم کے قریب ہوتی ہے تو ہم ثواب جماعت حاصل کرنے کی غرض سے تکبیرۃ الاحرام کہہ کر دو زانو بیٹھ جاتے ہیں اور امام کے ساتھ تشہد پڑھتے ہیں اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہلی رکعت پڑھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت کے تشہد میں بھی ہم ایسا کر سکتے ہیں ؟

ج : مذکورہ طریقہ امام جماعت کی نماز کے آخری تشہد سے مخصوص ہے تاکہ جماعت کا ثواب حاصل کیا جا سکے ۔

س ۵۷۸ : کیا امام جماعت کے لئے نماز کی اجرت لینا جائز ہے ؟

ج : جائز نہیں ہے ۔

س ۵۷۹ : کیا امام جماعت کو عید یا کوئی بھی دو نمازوں کی ایک وقت میں امامت کرنا جائز ہے؟

ج : نماز پنجگانہ میں امام کا دوسرے ماموین کیلئے نماز جماعت کا ایک بار اعادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے لیکن نماز عید کا اعادہ کرنے میں اشکال ہے ۔

س ۵۸۰ : جب امام عشا کی نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اور ماموم دوسری میں ہو تو کیا ماموم حمد و سورہ کو بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے ؟

ج : واجب ہے کہ دونوں کو آہستہ پڑھے ۔

س ۵۸۱: نماز جماعت کے سلام کے بعد نبی اکرمؐ پر صلواۃ کی آیت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد نمازگزار محمدؐ وآل محمدؐ پر تین مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور اس کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہتے ہیں اس کے بعد سیاسی (یعنی دعا اور برائت کے جملے کہے جاتے ہیں جنھیں مومنین بلند آواز سے دہراتے ہیں) کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج: آیۂ صلوات پڑھنے اور محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجنے میں نہ صرف کوئی حرج نہیں بلکہ یہ مستحسن اور راجح ہے اور اس میں ثواب ہے اور اسی طرح اسلامی اور اسلامی انقلاب کے نعرے "تکبیر اور اس کے ملحقات" جو کہ اسلامی انقلاب کے پیغام و مقاصد کی یاد تازہ کرتے ہیں وہ بھی مطلوب ہیں۔

س ۵۸۲: اگر ایک شخص نماز جماعت میں شرکت کی غرض سے مسجد میں دوسری رکعت میں پہنچے اور مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے بعد والی رکعت میں تشہد و قنوت، جن کا بجالانا واجب تھا نہ بجالائے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

ج: نماز صحیح ہے لیکن تشہد کی قضا اور دو سجدۂ سہو بجالانا واجب ہے۔

س ۵۸۳: نماز میں جس کی اقتدا کی جارہی ہے کیا اس کی رضامندی شرط ہے؟ اور کیا ماموم کی اقتدا کرنا صحیح ہے؟

ج: اقتداء کے صحیح ہونے میں امام جماعت کی رضامندی شرط نہیں ہے اور اس شخص کی اقتداء جو نماز میں ماموم ہوتا ہے، صحیح نہیں ہے۔

س ۵۸۴: دو اشخاص ایک امام اور دوسرا ماموم جماعت قائم کرتے ہیں، تیسرا شخص آتا ہے وہ دوسرے (یعنی ماموم) کو امام سمجھتا ہے اور اس کی اقتداء کرتا ہے اور نماز سے فراغت کے بعد اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام نہیں بلکہ ماموم تھا پس اس تیسرے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: ماموم کی اقتداء صحیح نہیں ہے لیکن جب نہ جانتا ہو اور اقتداء کر لے اور رکوع و سجود میں اس نے اپنے انفرادی فریضہ پر عمل کیا ہو یعنی عمداً و سہواً کسی رکن کی کمی زیادتی نہ کی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

س ۵۸۵: جو شخص نماز عشا پڑھنا چاہتا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس جماعت میں شریک ہو جو مغرب کی نماز پڑھ رہی ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں۔

س ۵۸۶: مکان کی بلندی اور پستی میں اگر ماموم امام کی رعایت نہ کرے تو کیا یہ ان کی نماز کے باطل ہونے کا سبب بن سکتا ہے؟

ج: اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموین کے کھڑے ہونے کی جگہ سے اتنی بلند ہو جس کی اجازت نہیں ہے تو وہ ان کی جماعت کے باطل ہونے کا سبب ہو گی۔

س ۵۸۷: اگر نماز جماعت کی ایک صف ان لوگوں سے تشکیل پائی ہے جن کی نماز قصر ہے اور اس کے بعد والی صف ان لوگوں کی ہے جن کی نماز پوری ہے اس صورت میں اگر اگلی صف والے دو رکعت نماز تمام کرنے کے فوراً بعد اگلی دو رکعت کی اقتداء کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کے بعد کی صف والوں کی آخری دو رکعت کی جماعت صحیح ہے یا نہیں۔؟

ج: بالفرض اگلی صف میں تمام افراد کی نماز قصر ہو تو بعد والی صفوں کی جماعت کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب ہے کہ جب پہلی صف والے سلام کی نیت سے بیٹھ جائیں تو بعد والی صف والے فرادی کی نیت کر لیں۔

س ۵۸۸: جب ماموم نماز کے لئے پہلی صف کے آخری سرے پر کھڑا ہو تو کیا وہ ان ماموین سے

کی نیّت کر لینا اور حمد و سورہ پڑھنا واجب ہے۔

س ۵۹۵ : جب نماز جماعت کی تیسری یا چوتھی صف میں مدرسوں کے نابالغ بچے نماز کیلئے کھڑے ہوں اور ان کے بعد چند بالغ اشخاص کھڑے ہوں تو اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج مذکورہ فرض میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۵۹۶ : امام جماعت نے اگر غسل کے بدلے معذور ہونے کے سبب تیمم کیا ہو تو یہ نماز جماعت پڑھانے کے لئے کافی ہے یا نہیں ؟

ج اگر وہ شرعی اعتبار سے معذور ہے تو غسل جنابت کے بدلے تیمم کر کے امامت کر سکتا ہے اور اس کی اقتدا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جماعت کی غلط قرائت کا حکم

س ۵۹۷: کیا قرائت صحیح ہونے کے مسئلہ میں فرادی نماز نیز ماموم یا امام کی نماز کے درمیان کوئی فرق ہے؟ یا قرائت کی صحت کا مسئلہ ہر حال میں ایک ہی ہے؟

ج: اگر مکلّف کی قرائت صحیح نہ ہو اور وہ سیکھنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسکی نماز صحیح ہے لیکن دوسروں کا اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے۔

س ۵۹۸: حروف کے مخارج کے اعتبار سے بعض ائمہ جماعت کی قرائت صحیح نہیں ہے پس کیا ان کی اقتداء ایسے لوگوں کے لئے صحیح ہے جو حروف کو صحیح طریقہ سے ان کے مخارج سے ادا کرتے ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تم پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اور اس کے بعد نماز کا اعادہ کرنا بھی واجب ہے، لیکن میرے پاس اعادہ کرنے کا وقت نہیں ہے پس میرا کیا فریضہ ہے؟ اور کیا میں جماعت میں شریک ہونے کے بعد اخفاتی طریقے حمد و سورہ پڑھ سکتا ہوں؟

ج: جب ماموم کی نظر میں امام کی قرائت صحیح نہ ہو تو اس کی اقتداء اور جماعت باطل ہے اور اگر اعادہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اقتدا نہ کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے

لیکن جہری نماز میں آہستہ سے حمد و سورہ پڑھنا، جس سے امام جماعت کی اقتدار کا اظہار ثابت ہو، صحیح نہیں ہے اور نہ مجزی ہے ۔

س۵۹۹ : بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چند ائمہ جمعہ کی قرائت صحیح نہیں ہے یا تو وہ حرف کو اس طرح ادا نہیں کر پاتے کہ جس سے وہ حرف شمار کیا جائے یا حرکت کو اس طرح بدل دیتے ہیں جس سے وہ حرکت شمار نہیں ہوتی، کیا ان کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز و ںکے اعادہ کے بغیر ان کی اقتداء صحیح ہے ؟

ج : قرائت کے صحیح ہونے کا معیار عربی زبان کے علماء کے مقرر کردہ قانون کے مطابق یہ ہے کہ حروف کو ان کے مخارج سے اس طرح ادا کیا جائے کہ اہل زبان یہ کہیں کہ وہی حرف ادا ہوا ہے نہ کہ دوسرا ۔ ساتھ ہی ان حروف کی بنیادی حرکات اور کلمہ کی ہیئت میں دخیل تلفظ کی رعایت کی جائے ۔ پس اگر ماموم امام کی قرائت کو قواعد کے مطابق نہ پائے اور اس کی قرائت صحیح نہ ہو تو اس کی اقتدار کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر اس صورت میں اس کی اقتدار کرے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا ۔

س۶۰۰ : اگر امام جماعت کو اثنائے نماز میں کسی کلمہ کے محل سے گزر جانے کے بعد اس کے تلفظ کی کیفیت میں شک ہو جائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد متوجہ ہو کہ اس نے کلمہ کے تلفظ میں غلطی کی ہے تو اس کی اور ماموین کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج : نماز صحیح ہے ۔

س ۶۰۱ : قرآن کے مدرّس اور اس شخص کی نماز کا شرعی حکم کیا ہے جو تجوید کے اعتبار سے امام جماعت کی نماز کو غلط سمجھتا ہے ایسی حالت میں اگر وہ جماعت میں شرکت نہ کرے تو لوگ اس پر مختلف قسم کی ناروا تہمتیں لگاتے ہیں؟

ج : اگر ماموم کی نظر میں امام کی قرائت صحیح نہیں ہوگی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ماموم کی نظر میں اس کی نماز بھی صحیح نہیں ہے ، ایسی صورت میں وہ اس کی اقتداء نہیں کر سکتا لیکن عقلائی مقصد کے لئے اپنی شرکت ظاہر کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے ۔

معلول وناقص کی امامت

س ۶۰۲: درج ذیل صورتوں میں معلول امام کی اقتداء کا کیا حکم ہے ؟

۱۔ وہ معلول و معذور جن کے بدن کا کوئی عضو کٹا تو نہیں ہے لیکن پیر کے شل ہو جانے کی وجہ سے وہ عصا یا دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

۲۔ وہ معلول افراد جن کے ہاتھ یا پیر کی انگلی کی ایک پور یا پوری انگلی کٹی ہوئی ہو۔

۳۔ وہ معلول افراد جن کے ہاتھ یا ایک پیر کا کچھ حصہ یا دونوں کا کچھ حصہ کٹا ہو۔

۴۔ وہ معلول افراد جن کے ہاتھ یا پیر کی تمام انگلیاں یا دونوں کی تمام انگلیاں کٹی ہوں۔

۵۔ وہ معلول افراد جن کے بدن کا کوئی ایک عضو نہ ہو اور ہاتھوں سے معذور ہونے کے سبب وضو کرتے وقت کسی سے مدد لیتے ہوں۔

ج: تمام صورتوں میں اگر قیام میں استقرار ہو اور وہ نماز کے افعال و اذکار کی حالت میں استقرار اور اطمینان کو برقرار رکھ سکتا ہو اور ساتوں اعضاء پر کامل رکوع و سجود کر سکتا ہے اور صحیح وضو کرنے پر بھی قادر ہو، اور اس میں امامت کے تمام شرائط بھی پائے جاتے ہوں تو دوسروں کیلئے

نماز میں اس کی اقتداء کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو صحیح و کافی نہیں ہے۔

س ۶۰۳: میں ایک دینی طالب علم ہوں، آپریشن کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ کٹ چکا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مجھے یہ معلوم ہوا کہ امام خمینیؒ کامل کے لیے ناقص کی امامت کو صحیح نہیں سمجھتے ہیں لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ ان ماموین کی نماز کا حکم بیان فرمائیں جنہوں نے ابھی تک میری امامت میں نماز پڑھی ہے؟

ج: ماموین کی گزشتہ نمازیں اور ان لوگوں کی نمازیں جنہوں نے حکم شرعی سے ناواقفیت کی بناپر آپ کی اقتداء کی ہے، صحیح ہیں۔ نہ ان پر قضا واجب ہے نہ اعادہ۔

س ۶۰۴: میں دینی طالبعلم ہوں اور اسلامی جمہوریہ ایران پر مسلط جنگ میں میرے پاؤں کی انگلیاں زخمی ہوگئیں البتہ انگوٹھا مکمل طور پر سالم ہے اور اس وقت میں ایک امام بارگاہ میں امام جماعت ہوں۔ اس میں کوئی شرعی اشکال ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ بیان فرمائیں گے؟

ج: اگر پیر کا انگوٹھا صحیح و سالم ہے اور اثنائے سجود میں اسے زمین پر رکھا جاسکتا ہے تو ایسی حالت میں آپ کے امام جماعت ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نماز جماعت میں عورتوں کی شرکت

س ۶۰۵ : کیا شارع مقدس نے عورتوں کو بھی مسجدوں میں نماز جماعت یا نماز جمعہ اداکرنے کی اسی طرح ترغیب دلائی ہے جس طرح مردوں کو، یا عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے؟

ج : اگر عورتیں جماعت میں شرکت کرنا چاہتی ہیں تو ان کی شرکت میں کوئی اشکال نہیں ہے اور ان کو جماعت کا ثواب ملے گا۔

س ۶۰۶ : عورت کب امام جماعت بن سکتی ہے۔

ج : عورت کا عورتوں کی نماز جماعت کے لئے امام بننا جائز ہے۔

س ۶۰۷ : جب عورتیں (مردوں کی طرح) نماز جماعت میں شریک ہوتی ہوں تو استحباب وکراہت کے لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟

ج : الف : جب وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو اس وقت ان کا کیا حکم ہے؟

ب : کیا مردوں کے پیچھے ان کی نماز جماعت کے لئے کسی حائل یا پردے کی ضرورت ہے؟ اور اگر نماز میں وہ مردوں کے برابر کھڑی ہوں تو پردہ کے لحاظ سے کیا حکم ہے؟

اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جماعت اور خطبہ کے دوران اور دوسرے مراسم میں عورتوں کا پردہ کے پیچھے کھڑے ہونا ان کی اہانت اور کسر شان ہے ؟

ج: عورتوں کے نماز جماعت میں شریک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور جب وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو پردے اور حائل کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب مردوں کے ایک جانب کھڑی ہوں تو نماز میں عورتوں کے مرد کے محاذی کھڑے ہونے کی کراہت کو رفع کرنے کے لئے حائل کی ضرورت ہے۔ اور یہ توہم کہ حالت نماز میں مرد و عورت کے درمیان حائل کا وجود عورت کی شان گھٹانے اور اس کی عظمت کو گرانے کا موجب ہے۔ فقط ایک خیال ہے جس کی کوئی اساس نہیں ہے مزید یہ کہ فقہ میں اپنی ذاتی رائے کا داخل کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۶۰۸: حالت نماز میں مردوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان پردے اور حائل کے بغیر اتصال اور عدم اتصال کی کیا کیفیت ہے ؟

ج: عورتیں فاصلہ کے بغیر مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں۔

اہل سنت کی اقتداء

س۶۰۹: کیا اہل سنت کی اقتدا میں نماز جائز ہے؟

ج: وحدت اسلامی کی خاطر ان کے پیچھے نماز جماعت پڑھنا جائز ہے۔

س۶۱۰: میں کردنشین علاقہ میں ملازمت کرتا ہوں وہاں ائمہ جمعہ و جماعات کی اکثریت اہل سنت کی ہے۔ ان کی اقتداء کے سلسلے میں کیا حکم ہے؟ اور کیا ان کی غیبت جائز ہے؟

ج: ان کے ساتھ ان کی جماعت اور نماز جمعہ میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور غیبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

س۶۱۱: اہل سنت کے ساتھ معاشرت اور ان کے ساتھ میل جول کی بنا پر نماز پنجگانہ میں شرکت کے دوران بعض موقعوں پر ہم بھی ان ہی کی طرح عمل کرتے ہیں مثلاً ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا اور اپنے وقت کی رعایت و پابندی نہ کرنا اور جا نماز پر سجدہ کرنا، تو کیا ایسی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے؟

ج: اگر اسلامی اتحاد ان تمام چیزوں کا تقاضا کرے تو ان کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح اور کافی ہے یہاں تک کہ مصلّے پر سجدہ وغیرہ میں بھی کوئی

مضائقہ نہیں ہے لیکن ان کے ساتھ ہاتھ باندھنا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ حالات اور ضرورت اس کا بھی تقاضا کریں۔

س ۶۱۲: مکہ اور مدینہ میں ہم اہل سنت کے ساتھ نماز جماعت پڑھتے ہیں اور ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ امام خمینیؒ کا فتویٰ ہے۔ اور بعض اوقات مسجدوں میں نماز کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے ظہر و مغرب کی نماز کے بعد، عصر و عشاء کی نمازیں ہم اہل سنت کی مساجد میں سجدہ گاہ کے بغیر فرادیٰ پڑھتے ہیں، ان نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں نماز صحیح ہے۔

س ۶۱۳: ہم شیعہ دوسرے شہروں میں اہل سنت کی نماز میں کیسے شرکت کریں جبکہ وہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں؟ اور کیا ان کی طرح ہاتھ باندھنا ہمارے اوپر واجب ہے یا ہم ہاتھ باندھے بغیر نماز پڑھیں؟

ج: اگر اسلامی اتحاد کی رعایت مقصود ہو تو اہل سنت کی اقتداء جائز ہے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح و کافی ہے، لیکن نماز میں ہاتھ باندھنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز بھی نہیں ہے مگر یہ کہ وہاں حالات اسی کے متقاضی ہوں۔

س ۶۱۴: اہل سنت کی نماز جماعت میں شرکت کے وقت قیام کی حالت میں دونوں طرف کھڑے ہوئے اشخاص کے پیروں کی چھوٹی انگلی سے انگلی ملانے کا کیا حکم ہے جبکہ وہ اس کو لازم سمجھتے ہیں؟

ج: یہ واجب نہیں ہے، لیکن اگر ایسا کرے تو اس سے نماز کی صحت متأثر

نہیں ہوتی۔

س ۶۱۵: اہل سنت وقت اذان مغرب سے قبل ہی مغرب کی نماز پڑھتے ہیں کیا جج کے زمانہ میں یا اس کے علاوہ ہمارے لئے ان کی اقتدا کرنا اور اس نماز پر اکتفا کرنا صحیح ہے!

ج: یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ وقت سے پہلے نماز پڑھتے ہیں لیکن اگر مکلّف کے لئے وقت ثابت نہ ہوا ہو تو اس کا نماز میں شامل ہونا صحیح نہیں ہے ہاں اگر اسلامی اتحاد مقصود ہو تو اس وقت ان کے ساتھ نماز پڑھے اور اس پر اکتفا کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

نماز جمعہ

س ٦١٦ : نماز جمعہ میں شریک ہونے کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟ جبکہ ہم حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں زندگی گزار رہے ہیں، اور اگر بعض اشخاص امام جمعہ کو عادل نہ مانتے ہوں تو نماز جمعہ میں شرکت کی تکلیف ان سے ساقط ہے یا نہیں ؟

ج : نماز جمعہ اگرچہ دور حاضر میں واجب تخییری ہے اور اس میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے لیکن نماز جمعہ میں شرکت کے فوائد و اہمیت کے پیش نظر صرف امام جمعہ کی عدالت میں شک یا بیہودہ عذر کی بنا پر مومنین خود کو ایسی نماز کی برکتوں سے محروم نہ کریں۔

س ٦١٧ : مسئلہ، نماز جمعہ میں واجب تخییری کے کیا معنی ہیں ؟

ج : اس کے معنی یہ ہیں کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ خواہ وہ نماز جمعہ پڑھے یا نماز ظہر۔

س ٦١٨ : نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے کے سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے ؟

ج: عبادی و سیاسی پہلو رکھنے والی اس نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے شرکت نہ کرنا شرعی لحاظ سے مذموم ہے۔

س ۶۱۹: کچھ لوگ بیہودہ اور بے کار عذر کی بنا پر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور بعض اوقات نظریاتی اختلاف کے باعث شرکت نہیں کرتے اس سلسلہ میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج: نماز جمعہ اگرچہ واجب تخییری ہے لیکن اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے کہ اس میں مستقل طور پر شرکت نہ کی جائے۔

س ۶۲۰: نماز ظہر کا عین اس وقت جماعت سے منعقد کرنا، جب نماز جمعہ تھوڑے فاصلہ پر برپا ہو رہی ہو جائز ہے یا نہیں؟

ج: بذات خود اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور اس سے مکلف جمعہ کے دن کے فریضہ سے بری الذمہ ہو جائے گا کیونکہ دور حاضر میں نماز جمعہ واجب تخییری ہے لیکن جمعہ کے دن نماز جمعہ سے نزدیک ہی باجماعت نماز ظہر قائم کرنے کا لازمی نتیجہ مومنین کی تفریق و تقسیم ہے اور اکثر اوقات عوام کی نظر میں امام جمعہ کی اہانت و ہتک شمار کیا جاتا ہے اور اس سے نماز جمعہ کی پروا نہ کرنے کا اظہار ہوتا ہے اس لئے باجماعت نماز ظہر قائم کرنا مومنین کے لئے سزاوار نہیں ہے بلکہ اگر اس سے مفاسد اور حرام نتائج برآمد ہوتے ہوں تو اس سے اجتناب واجب ہے۔

س ۶۲۱: کیا نماز جمعہ و عصر کے درمیانی وقفہ میں امام جمعہ نماز ظہر پڑھ سکتا ہے؟ اور اگر امام جمعہ کے علاوہ کوئی اور شخص نماز عصر پڑھائے تو کیا عصر کی نماز میں اس کی اقتدا ہو سکتی ہے؟

ج: نماز جمعہ نماز ظہر سے بے نیاز کر دیتی ہے لیکن نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر نماز عصر کو جماعت سے پڑھنا چاہتا ہے تو کامل احتیاط یہ ہے کہ نماز عصر اس شخص کی اقتداء میں ادا کرے جس نے نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر پڑھ لی ہو۔

س ۶۲۲: اگر نماز جمعہ کے بعد امام جماعت نماز ظہر نہ پڑھے تو ماموم احتیاطاً نماز ظہر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج: اس کے لئے نماز ظہر پڑھنا جائز ہے۔

س ۶۲۳: کیا امام جمعہ کیلئے واجب ہے کہ وہ حاکم شرعی سے اجازت حاصل کرے؟ اور حاکم شرعی کس کو کہتے ہیں؟ اور کیا یہی حکم دوسرے ملکوں پر بھی جاری ہے؟

ج: نماز جمعہ کی امامت کا اصل جواز اجازت پر موقوف نہیں ہے لیکن منصب امامت جمعہ کے احکام کا مرتب ہونا ولی امر مسلمین کی طرف سے منصوب ہونے پر موقوف ہے۔ اور یہ حکم ہر شہر اور ملک کے لئے عمومیت رکھتا ہے جس میں ولی امر مسلمین حاکم ہو اور لوگ اس کے فرمانبردار ہوں۔

س ۶۲۴: کیا منصوب شدہ امام جمعہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس جگہ نماز جمعہ قائم کرے جہاں اسے منصوب نہ کیا گیا ہو جبکہ وہاں اس کے لئے کوئی مانع و معارض بھی نہیں ہے؟

ج: بذات خود نماز جمعہ قائم کرنا اس کے لئے جائز ہے لیکن اس پر امامت جمعہ کے احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

س ۶۲۵: کیا موقت و عارضی ائمہ جمعہ کے انتخاب کے لئے واجب ہے کہ انھیں ولی فقیہ منتخب کرے یا ائمہ جمعہ کو اتنا اختیار ہے کہ امام موقت کے عنوان سے افراد منتخب کریں؟

ج: منصوب شدہ امام جمعہ کسی کو بھی اپنا وقتی اور عارضی نائب بنا سکتا ہے۔ لیکن نائب کی امامت پر ولی فقیہ کی طرف سے نصب کئے جانے کے احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

س ۶۲۶: اگر مکلف منصوب شدہ امام جمعہ کو عادل نہ سمجھتا ہو یا اس کی عدالت میں شک کرتا ہو تو کیا مسلمین کی وحدت کے تحفظ کی خاطر اس کی اقتداء جائز ہے؟ اور جو شخص خود نماز جمعہ میں نہیں آتا اس کے لئے جائز ہے دوسروں کو جمعہ میں شرکت نہ کرنے کی ترغیب دے؟

ج: اس کی اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے جس کو عادل نہ سمجھتا ہو یا جس کی عدالت میں شک کرتا ہو اور نہ اس کی جماعت میں اس کی نماز صحیح ہے لیکن وحدت کے تحفظ کی خاطر جماعت میں شریک ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ بہرحال اسے دوسروں کو نماز جمعہ میں شرکت سے روکنے کا حق نہیں ہے اور نہ دوسروں کو اس کے خلاف بھڑکانے کا حق ہے۔

س ۶۲۷: اس نماز جمعہ میں شریک نہ ہونے کا کیا حکم ہے جس کے امام جمعہ کا جھوٹا ہونا مکلف پر ثابت ہو گیا ہو؟

ج: امام جمعہ کے قول کے خلاف انکشاف ہونا اس کے کذب کی دلیل نہیں ہے ممکن ہے کہ اس نے اشتباہ، غلطی یا توریہ کے طور پر کوئی بات کہی ہو۔ لہٰذا صرف اس توہم سے کہ امام جمعہ کی عدالت ساقط ہو گئی ہے خود کو نماز جمعہ کی برکتوں سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔

س ۶۲۸: جو امام جمعہ امام خمینیؒ یا عادل ولی فقیہ کی طرف سے منصوب ہو، کیا ماموم پر اس کی عدالت کا اثبات و تحقیق ضروری ہے یا امامت جمعہ کیلئے اس کا منصوب ہونا اس کی عدالت کے ثبوت کیلئے کافی ہے؟

ج: امام جمعہ کے عنوان سے منصوب ہونا اگر ماموم کی نظر میں امام کی عدالت کیلئے باعث وثوق واطمینان ہو تو صحت اقتدار کے لئے کافی ہے۔

س ۶۲۹: کیا مساجد کے لئے ائمہ جماعت کا ثقہ علماء کی طرف سے معین کیا جانا یا ولی فقیہ کی جانب سے ائمہ جمعہ کا معین کیا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ عادل ہیں یا ان کی عدالت کی تحقیق واجب ہے؟

ج: اگر ماموم کو ان کے امام جمعہ یا جماعت منصوب کئے جانے سے ان کی عدالت پر اطمینان و وثوق پیدا ہو جاتا ہے تو اقتدار کرنے کیلئے اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

س ۶۳۰: اگر امام جمعہ کی عدالت میں شک ہو یا (خدا نخواستہ) اس کے عادل نہ ہونے کا یقین ہو اور ہم نے اس کی اقتدار میں نماز پڑھ لی تو کیا اس کا اعادہ واجب ہے؟

ج: اگر عدالت میں شک ہو یا نماز کے بعد یہ معلوم ہو کہ وہ عادل نہیں ہے تو جو نماز آپ نے پڑھ لی ہے وہ صحیح ہے اور اس کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ۶۳۱: اس نماز جمعہ میں شرکت کا کیا حکم ہے جو یورپ اور دوسرے ممالک میں وہاں کے یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے اسلامی ممالک کے طلاب قائم کرتے ہیں اور ان میں شرکت کرنے والے اکثر افراد بشمول امام جمعہ اہل سنت ہوتے ہیں؟ کیا اس صورت میں نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنا ضروری ہے؟

ج: مسلمانوں کے درمیان وحدت و اتحاد کی خاطر اس میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۶۳۲: پاکستان کے ایک شہر میں چالیس سال سے ایک جگہ نماز جمعہ ادا کی جارہی ہے اور اب ایک شخص نے دو جمعوں کے درمیان شرعی مسافت کی رعایت کئے بغیر دوسری نماز جمعہ قائم

کردی ہے جس سے نماز گزاروں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا ہے۔ شرعاً اس عمل کا کیا حکم ہے؟

ج: کسی ایسے عمل کے اسباب فراہم کرنا جائز نہیں ہے، جس سے مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف و تفرقہ پیدا ہوجائے بالخصوص نماز جمعہ جیسے شعائر اسلامی میں جو مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر ہے۔

س ۶۳۳: راولپنڈی کی جامع مسجد جعفریہ کے خطیب نے اعلان کیا کہ تعمیری کام کی بنا پر مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوگی۔ اب مسجد کی تعمیر کا کام ختم ہوگیا تو ہمارے سامنے یہ مشکل کھڑی ہوگئی کہ چار کلو میٹر کے فاصلہ پر دوسری مسجد میں نماز جمعہ قائم ہونے لگی، مذکورہ مسافت کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج: جب دو نماز جمعہ کے درمیان ایک شرعی فرسخ کا فاصلہ نہ ہو تو بعد میں اور ایک ہی وقت میں قائم ہونے والی نماز جمعہ باطل ہے۔

س ۶۳۴: کیا نماز جمعہ، جو جماعت کے ساتھ قائم کی جاتی ہے، اسے فرادیٰ پڑھنا صحیح ہے؟ مثلاً کوئی شخص ان لوگوں کے پہلو میں فرادیٰ نماز جمعہ پڑھے جو اسے جماعت سے پڑھ رہے ہیں؟

ج: نماز جمعہ کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جماعت سے پڑھا جائے، فرادیٰ صورت میں جمعہ صحیح نہیں ہے۔

س ۶۳۵: جب نماز گزار قصر کے حکم میں ہو اور وہ اس امام جماعت کے پیچھے نماز پڑھتا جاتا ہو جو نماز جمعہ پڑھ رہا ہے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

ج: ماموم مسافر کی نماز جمعہ صحیح ہے اور اسے ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۶۳۶: کیا دوسرے خطبہ میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا اسم گرامی مسلمانوں کے ایک امام

کے عنوان سے لینا واجب ہے یا استحباب کی نیت سے آپؑ کا نام لینا واجب ہے؟

ج: ائمۂ مسلمین کا عنوان حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو شامل نہیں ہے اور خطبۂ جمعہ میں آپؑ کا اسم گرامی لینا واجب نہیں ہے لیکن برکت کے طور پر آپؑ کے نام مبارک کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۶۲۷: کیا ماموم امام جمعہ کی اقتدا کرتے ہوئے جبکہ وہ نماز جمعہ پڑھ رہا ہو کوئی دوسری واجب نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج: اس کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

س ۶۲۸: کیا ظہر کے شرعی وقت سے پہلے نماز جمعہ کے دونوں خطبے پڑھنا صحیح ہے؟

ج: زوال سے پہلے اس طرح پڑھنا جائز ہے کہ زوال آفتاب کے وقت ان سے فارغ ہو جائے۔

س ۶۲۹: جب ماموم دونوں خطبوں میں سے کچھ بھی نہ سن سکے بلکہ اثنائے نماز جمعہ میں پہنچے اور امام کی اقتداء کرے تو کیا اس کی نماز صحیح اور کافی ہے؟

ج: اس کی نماز صحیح اور کافی ہے چاہے اس نے امام کے ساتھ ایک ہی رکعت پڑھ لی ہو، اس طرح کہ نماز جمعہ کی آخری رکعت کے رکوع میں ہی اس کی شرکت ہو گئی ہو۔

س ۶۳۰: ہمارے شہر میں اذان ظہر کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد نماز جمعہ قائم ہوتی ہے تو کیا یہ نماز ظہر کا بدل بن سکتی ہے یا نماز ظہر کا اعادہ ضروری ہے؟

ج: زوال آفتاب کے ساتھ نماز جمعہ کا وقت ہو جاتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ عرف عام میں ابتدائے زوال کے وقت سے تاخیر نہ کرے اور یہ بعید نہیں ہے کہ نماز جمعہ کا وقت ظہر کے بعد رونما ہونے والے سایہ کے

قامتِ انسان کے ۶/۷ برابر ہونے تک باقی رہے ۔ اگر اس وقت میں نماز جمعہ نہیں پڑھی ہے تو پھر احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بدلے نماز ظہر پڑھے۔

س ۶۴۱ : ایک شخص میں نماز جمعہ میں پہنچنے کی طاقت نہیں ہے تو کیا وہ اوائل وقت نماز ظہر وعصر پڑھ سکتا ہے ؟ یا نماز جمعہ ختم ہونے کا انتظار کرے اور اس کے بعد نماز ظہر وعصر پڑھے ؟

ج : اس پر انتظار واجب نہیں ہے بلکہ اوّل وقت میں نماز ظہرین پڑھنا جائز ہے۔

س ۶۴۲ : جب منصوب شدہ امام جمعہ صحیح وسالم ہو اور حاضر ہو تو کیا وہ موقت امام جمعہ کو نماز جمعہ پڑھانے کے لئے معین کر سکتا ہے ؟ اور کیا وہ موقّت امام جمعہ کی اقتدا کر سکتا ہے ؟

ج : منصوب امام جمعہ کی موجودگی میں نائب کیلئے جمعہ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی منصوب امام کا اپنے نائب کی اقتداء کرنے میں کوئی مانع ہے ۔

نمازِ عیدین

س ۶۴۳ : آپ کی رائے میں نماز عیدین اور جمعہ واجبات کی کس قسم میں سے ہیں ؟

ج : عصر حاضر میں نماز عیدین واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے لیکن نماز جمعہ واجب تخییری ہے ۔

س ۶۴۴ : کیا نماز عیدین کے قنوت میں کمی زیادتی اس کے باطل ہونے کا سبب ہوتی ہے ؟

ج : اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے ۔

س ۶۴۵ : ماضی میں رواج تھا کہ امام جماعت ہی مسجد میں عید الفطر کی نماز پڑھایا کرتا تھا ۔ کیا اب بھی جائز ہے کہ ائمہ جماعت ہی نماز عیدین پڑھائیں یا نہیں ؟

ج : ولی فقیہ کے وہ نمائندے پڑھا سکتے ہیں جن کو ولی فقیہ کی طرف سے نماز عید قائم کرنے کی اجازت ہو اسی طرح وہ ائمہ جمعہ بھی دور حاضر میں نماز عید جماعت سے پڑھا سکتے ہیں جن کو ولی فقیہ کی طرف سے منصوب کیا گیا ہو ، لیکن ان کے علاوہ افراد کے لئے احتیاط یہ ہے کہ فرادیٰ پڑھیں اگرچہ رجاءً جماعت سے پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن ورود کے

قصد سے نہیں۔ ہاں اگر مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ شہر میں ایک ہی نماز عید قائم کی جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ اسے ولی فقیہ کے منصوب کردہ امام کے علاوہ کوئی اور نہ پڑھائے۔

س ۶۴۶: کیا نماز عید فطر کی قضا کی جا سکتی ہے؟

ج: اس کی قضا نہیں ہے۔

س ۶۴۷: کیا نماز عید فطر میں اقامت ہے؟

ج: اس میں اقامت نہیں ہے۔

س ۶۴۸: اگر نماز عید فطر میں امام اقامت کہے تو اس کی اور دیگر نماز گزاروں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سے امام جماعت اور دیگر ماموین کی نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔

نمازِ مسافر

س ۶۴۹ : مسافر کے لئے ہر نماز کو قصر پڑھنا واجب ہے یا بعض نمازوں کو ؟

ج : قصر کا وجوب پنجگانہ نمازوں کی صرف چار رکعتی یعنی "ظہر و عصر اور عشاء" کی نمازوں سے مخصوص ہے۔ صبح اور مغرب کی نماز قصر نہیں ہے۔

س ۶۵۰ : مسافر پر چار رکعتی نمازوں میں وجوب قصر کے شرائط کیا ہیں ؟

ج : یہ آٹھ شرطیں ہیں :

۱۔ سفر کی مسافت آٹھ فرسخ کے برابر ہو یعنی ایک طرف کا فاصلہ یا دونوں طرف کا مجموعی فاصلہ آٹھ فرسخ شرعی ہو، شرط یہ ہے کہ صرف جانے کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو۔

۲۔ سفر پر نکلتے وقت آٹھ فرسخ کا قصد رکھتا ہو۔ پس اگر مسافت کا قصد نہ کرے یا اس سے کم کا قصد کرے اور پھر اس منزل پر پہنچ کر دوسری جگہ کا قصد کرلے اور اس جگہ اور پچھلی منزل کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے برابر نہ ہو لیکن جہاں سے پہلے چلا تھا وہاں سے اتنی مسافت ہے تو قصر نہیں ہے۔

۳۔ مسافت تمام ہونے تک عزم سفر باقی رہے۔ پس اگر چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے ارادہ بدل دے یا اس سفر کو جاری رکھنے میں متردد ہو جائے تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہو گا چاہے ارادہ بدلنے سے قبل اس نے نماز قصر ہی پڑھی ہو۔

۴۔ سفر کے درمیان اپنے وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس روز یا اس سے زیادہ قیام کرنے کی نیت سے سفر ختم کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

۵۔ شرعی اعتبار سے اس کا سفر جائز ہو، پس اگر معصیت یا حرام کام کے لئے سفر ہو خواہ وہ سفر خود ہی معصیت و حرام ہو جیسے لشکر اسلام سے فرار کرنا یا غرضِ سفر حرام ہو جیسے راہ زنی کے لئے سفر کرنا تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہو گا۔

۶۔ مسافر، خانہ بدوشوں میں سے نہ ہو جیسے بادیہ نشین جن کا کوئی معیّن وطن نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ صحراؤں میں گھومتے ہیں اور جہاں انھیں پانی اور چارہ مل جاتا ہے وہیں اتر پڑتے ہیں۔

۷۔ یہ کہ سفر اس کا پیشہ نہ ہو جیسے چوکیدار، شتربان اور ملّاح وغیرہ اور یہ حکم ان لوگوں کا بھی ہے جن کا مشغلہ سفر ہوتا ہے۔

۸۔ اس کا حدِ ترخّص تک پہنچنا۔ حدِ ترخّص وہ جگہ ہے جہاں سے شہر کی اذان نہ سنی جا سکے یا وہاں سے شہر کی دیواریں نظر نہ آئیں۔

جس شخص کا پیشہ یا پیشہ کا مقدمہ سفر ہو

س ۱۶۵ : جس شخص کا سفر اس کے پیشہ کا مقدمہ ہو، کیا وہ سفر میں پوری نماز پڑھے گا۔ یا یہ (پوری نماز پڑھنا) اس سے مخصوص ہے جس کا پیشہ ہی سفر ہو اور مرجع دینی، جیسے امام خمینیؒ کے اس قول کے کیا معنی ہیں "جس کا پیشہ سفر ہو" کیا کوئی شخص ایسا بھی پایا جاتا ہے کہ جس کا پیشہ سفر ہو؟ اس لئے کہ چرواہوں، شتربان اور ملاح وغیرہ کا عمل بھی چرانا، ہنکانا اور کشتی چلانا ہے اور مختصر یہ کہ ایسا کوئی شخص نہیں پایا جاتا کہ جس کا مقصد سفر کو پیشہ بنانا ہو؟

ج: جس کا سفر اس کے شغل کا مقدمہ ہو اگر وہ ہر دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ کام کرنے کے لئے اس جگہ جاتا ہے جہاں کام کرتا ہے تو وہاں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے اور فقہا رضوان اللہ علیہم کے کلام میں جو یہ جملہ آتا ہے کہ "جس کا شغل سفر ہو" اس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کے کام کا دارومدار سفر پر ہو جیسے وہ مشاغل جو سوال میں مذکور ہیں۔

س ۶۵۲ : اس شخص کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے جس کا شغل سفر ہو جیسے کرایہ پر سفر کرنے والا ڈرائیور اور ملاح وغیرہ ؟

ج : سفر میں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

س ۶۵۳ : اس شخص کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے جس کا کام سفر ہو جیسے وہ ملازم جو اپنی جائے ملازمت کی طرف سفر کرتا ہے یا وہ کاریگر جو اپنے کارخانہ کی طرف سفر کرتا ہے ؟

ج : جب وہ ہر دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے محل شغل یا کام کرنے کی جگہ کی طرف سفر کرتا ہو تو روزہ کے صحیح ہونے اور پوری نماز کے واجب ہونے میں اس کا حکم وہی ہے جو اس شخص کا ہے جس کا شغل سفر ہو۔

س ۶۵۴ : ان لوگوں کے روزے، نماز کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے جو جس شہر میں کام کرتے ہیں ایک سال سے زیادہ ٹھہرتے ہیں یا وہ فوجی جو کسی شہر میں فوجی خدمت انجام دینے کے لئے ایک یا دو سال قیام کرتے ہیں، کیا ان پر ہر سفر کے بعد دس روز کے قیام کی نیت کرنا واجب ہے تاکہ روزہ رکھ سکیں اور پوری نماز پڑھ سکیں اور اگر دس روز سے کم قیام کی نیت ہو تو ان کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج : مفروضہ سوال میں ان کا حکم وہی ہے جو نماز قصر سے متعلق تمام مسافروں کا ہے، جب تک وہ دس دن کے قیام کی نیت نہ کریں۔

س ۶۵۵ : جنگی طیاروں کے پائیلٹ، جو اکثر اوقات فوجی اڈوں سے پرواز کرتے ہیں اور شرعی مسافت سے کہیں زیادہ فاصلہ طے کرنے کے بعد واپس آتے ہیں، ان کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے ؟

ج : اس سلسلہ میں ان کا حکم وہی ہے جو سفر میں نماز کے تمام ہونے اور

روزہ کے صحیح ہونے میں موٹر کار کے ڈرائیوروں کشتی رانوں اور جہاز کے پائیلٹوں کا ہے۔

س ۶۵۶ : وہ قبائل جو اپنی قیام گاہ سے ایک یا دو مہینہ کے لئے اِدھر اُدھر منتقل ہوتے رہتے ہیں لیکن سال کا باقی حصہ گرم یا سرد علاقہ میں گذارتے ہیں تو کیا دونوں جگہیں (گرم و سرد علاقے) ان کے لئے وطن شمار ہوں گی؟ اور (نماز کے قصر یا تمام کے اعتبار سے) ان کے اس سفر کا کیا حکم ہے جو ان دو جگہوں میں قیام کے دوران کرتے ہیں؟

ج اگر وہ ہمیشہ گرم سے سرد علاقہ اور سرد سے گرم علاقہ کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں تاکہ اپنے سال کے بعض ایام ایک جگہ گزاریں اور بعض ایام کو دوسری جگہ گذاریں اور انہوں نے دونوں جگہوں کو اپنی دائمی زندگی کے لئے اختیار کر رکھا ہو تو دونوں جگہیں ان کے لئے وطن شمار ہوں گی اور دونوں پر وطن کا حکم عائد ہوگا۔ اور اگر دونوں وطنوں کے درمیان کی مسافت، شرعی مسافت کے برابر ہے تو ان کے لئے ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف سفر کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۵۷ : میں ایک شہر میں سرکاری ملازم ہوں اور میری ملازمت کی جگہ اور گھر کے درمیان تقریباً ۲۵ کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور روزانہ اس مسافت کو اپنی ملازمت کی جگہ پہنچنے کے لئے طے کرتا ہوں۔ پس اگر کسی کام سے میں اس شہر میں چند راتیں ٹھہرنے کا ارادہ کر لوں تو مجھ پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟

اور مثال کے طور پر اگر میں جمعہ کو اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے شہر سمنان

جاؤں تو مجھے پوری نماز پڑھنا ہوگی یا نہیں ؟

ج: اگر آپ کا سفر آپ کی اس ملازمت کیلئے نہیں ہے جس کے لئے آپ روزانہ جاتے ہیں تو اس پر شغل کے سفر کا حکم عائد نہیں ہوگا۔ لیکن اگر سفر خود اسی ملازمت کیلئے ہو اور آپ اپنی ملازمت کی جگہ پر قیام کے دوران خاص کاموں، جیسے رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات کے لئے جائیں اور اتفاق سے وہاں پر ایک رات یا چند راتیں گذارنا پڑیں تو کام کے لئے سفر کا جو حکم ہے وہ ان اسباب کی وجہ سے نہیں بدلے گا بلکہ آپ کو پوری نماز پڑھنا ہوگی اور روزہ رکھنا ہوگا۔

س ۶۵۸ : اگر ملازمت کی جگہ پر، جس کے لئے میں نے سفر کیا ہے، دفتری اوقات کے بعد ذاتی کام انجام دوں، مثلاً صبح سات بجے سے دو بجے تک دفتری کام انجام دیتا رہوں اور دو بجے کے بعد ذاتی کام انجام دوں تو میری نماز اور روزہ کا کیا حکم ہے ؟

ج: دفتری کام کو انجام دینے کے بعد کسی خاص کام کا انجام دینا، دفتری کام (شغل) کے سفر کے حکم کو تبدیل نہیں کرتا۔

س ۶۵۹ : ان سپاہیوں کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے جو یہ جانتے ہیں کہ وہ دس دن سے زیادہ ایک جگہ قیام کریں گے لیکن اس کا اختیار خود ان کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ امید ہے امام خمینیؒ کا فتویٰ بھی بیان فرمائیں گے ؟

ج: مذکورہ سوال میں اگر انھیں دس دن یا اس سے زیادہ ایک جگہ رہنے کا اطمینان ہو تو ان پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے اور یہی فتویٰ امام خمینیؒ کا بھی ہے۔

س ۶۶۰ : ان لوگوں کے روزے نماز کا کیا حکم ہے جو فوج یا پاسداران انقلاب میں شامل ہیں اور جو دس دن سے زیادہ چھاؤنیوں میں یا سرحدی علاقوں میں رہتے ہیں؟ برائے مہربانی امام خمینیؒ کا فتویٰ بھی بیان فرمائیں؟

ج وہاں ان پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے نیز امام خمینیؒ کا بھی یہی فتویٰ ہے، بشرطیکہ دس دن یا اس سے زیادہ ایک جگہ قیام کا ارادہ ہو یا وہ جانتے ہوں کہ دس دن یا اس سے زیادہ وہاں رہنا ہوگا۔

س ۶۶۱ : میں رمضان المبارک میں ایک ایسی جگہ قیام پذیر تھا کہ میری قیام گاہ اور ان تمام مقامات کے درمیان جن کے بارے میں اطلاع فراہم کرنا میرا فریضہ تھا، حد ترخص کی مقدار کے برابر فاصلہ تھا، اس صورت میں کیا مجھے نماز پوری پڑھنی ہوگی اور روزہ رکھنا واجب ہوگا؟

ج جب آپ اپنے کام کیلئے ان تمام مقامات کا چکر لگاتے ہیں جن کی اطلاع فراہم کرنا آپ پر واجب ہے یا ان مقامات تک جاتے ہیں جو آپ کی قیام گاہ سے شرعی مسافت کے بقدر دور نہیں ہیں، جبکہ آپ پر اپنی قیام گاہ پر پوری نماز پڑھنے کا حکم نافذ ہو چکا ہو خواہ وہاں ایک ہی چار رکعتی نماز ادا کی ہو یا دس دن کے اندر ان مقامات تک کا سفر کل ملا کے ایک تہائی دن یا رات یا اس سے کم کا ہو تو اس صورت میں آپ اپنی قیام گاہ اور ان مقامات پر پوری نماز پڑھیں گے اور روزہ رکھیں گے ورنہ دوسری صورت میں نماز قصر ہوگی اور روزہ رکھنا صحیح نہ ہوگا۔

س ۶۶۲ : امام خمینی رہ کی توضیح المسائل کے صلاۃ المسافر کے باب میں مسئلہ ۱۳۰۶ میں

ساتویں شرط یہ ہے:

ڈرائیور پر واجب ہے کہ پہلے سفر کے بعد پوری نماز پڑھے لیکن پہلے سفر میں اس کی نماز قصر ہے خواہ سفر طویل ہی کیوں نہ ہو پس کیا پہلے سفر سے مراد وطن سے چلنا اور لوٹ کر وطن واپس آنا ہے خواہ وہ سفر ایک ماہ یا اس سے زیادہ مدت تک جاری رہے چاہے وہ اس مدت میں اپنے اصلی وطن کے علاوہ ایک شہر سے دوسرے شہر دسیوں بار اسباب منتقل کرتا رہا ہو؟

ج: اس کا پہلا سفر اس منزل و مقصد تک پہنچنے کے بعد پورا ہوتا ہے جس کا اس نے اپنے وطن یا قیام گاہ سے نکلتے وقت قصد کیا تھا تاکہ سواریوں کو وہاں منتقل کرے یا اسباب پہنچائے اور واپس وطن تک لوٹنا اس کا جزء نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا سفر منزل و مقصد کی طرف سواریوں کو منتقل کرنے کے لئے یا اس جگہ سے سامان وہاں لے جانے کے لئے ہو جہاں سے اس نے سفر شروع کیا تھا۔

س ۶۶۳: وہ شخص جس کا دائمی پیشہ ڈرائیوری نہ ہو بلکہ مختصر مدت کے لئے ڈرائیوری اس کا فریضہ بن گیا ہے، جیسے چھاؤنیوں میں یا نگہبانی کے فرائض انجام دینے والوں پر موٹر گاڑی چلانے کی ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے کیا ایسا شخص مسافر کے حکم میں ہے یا اس پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے؟

ج: جب عرف عام میں اس کو اس وقتی مدت میں ڈرائیور کہا جائے تو اس مدت میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام ڈرائیوروں کا ہے۔

س ۶۶۴: اجب ڈرائیور کی گاڑی میں کوئی نقص پیدا ہو جائے اور وہ اس کے پرزے اور اسباب لینے کیلئے دوسرے شہر جائے تو کیا اس سفر میں وہ پوری نماز پڑھے گا یا قصر جبکہ اس سفر میں اس کی گاڑی اس کے ساتھ نہیں ہے؟

ج: جب اس سفر میں اس کا شغل ڈرائیوری نہ ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

طلبہ کا حکم

س۶۶۵ : یونیورسٹیوں کے ان طلبہ کا کیا حکم ہے جو ہفتہ میں کم از کم دو دن تحصیل علم کیلئے سفر کرتے ہیں یا ان ملازمین کا کیا حکم ہے جو ہر ہفتہ اپنے کام کے لئے سفر کرتے ہیں؟ واضح رہے کہ وہ ہر ہفتہ سفر کرتے ہیں لیکن کبھی یونیورسٹی میں چھٹی ہو جائے یا دفتر و کارخانہ میں چھٹی ہو جائے تو ایک ماہ اپنے اصل وطن میں رہتے ہیں اور اس ایک ماہ کی مدت میں سفر نہیں کرتے تو جب وہ ایک ماہ کے بعد پھر سے سفر کا آغاز کریں گے تو کیا اس پہلے سفر میں انکی نماز قاعدہ کے مطابق قصر ہوگی اور اس کے بعد وہ پوری نماز پڑھیں گے ؟

ج: تحصیل علم کیلئے جانے والوں کی نماز قصر ہے اور روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے خواہ ان کا سفر ہفتہ وار ہو یا روزانہ ہو لیکن جو شخص کام کے لئے سفر کرتا ہے خواہ اس کا کام آزاد ہو یا دفتری لہذا اگر وہ دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے کام کرنے کی جگہ سے اپنے وطن یا محل سکونت کی طرف جاتا ہے تو کام کے لئے کیے جانے والے دوسرے سفر میں وہ پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ رکھنا بھی صحیح ہوگا اور جب وہ کام والے سفر کے دوران

اپنے وطن میں یا غیر وطن میں دس دن قیام کرے تو اس کام کے لئے کئے جانے والے پہلے سفر میں نماز قصر پڑھے گا اور روزہ نہیں رکھے گا۔

س ٦٦٦ : دینی طالب علم یہ نیت کرلے کہ تبلیغ کو اپنا مشغلہ بنائے گا تو مذکورہ فرض کے مطابق وہ سفر میں پوری نماز پڑھ سکتا ہے اور روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اور جب اس کا سفر تبلیغ، دعوت ہدایت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے نہ ہو بلکہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس کے روزے نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج: اگر تبلیغ و ہدایت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو عرف عام میں اس کا شغل و عمل کہا جاتا ہے تو ان چیزوں کے لئے اس کے سفر کا حکم وہی ہے جو شغل کے لئے تمام سفر کرنے والوں کا ہے اور اگر کبھی ان کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے سفر کرے تو قصر نماز پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ٦٦٧ : حوزۂ علمیہ کے طالب علم یا حکومت کے ملازمین وغیرہ جو کسی شہر میں غیر معین مدت کے لئے مامور کئے جاتے ہیں ان کے روزوں اور نمازوں کا کیا حکم ہے ؟

ج: تعلیم و تحقیق اور ملازمت کی جگہ پر جب تک وہ دس دن کے قیام کا قصد نہ کریں اس وقت تک نماز قصر پڑھیں گے اور روزہ نہیں ہوگا اور ان کی حالت بقیہ مسافروں کی سی ہے۔

س ٦٦٨ : ایک طالب علم دوسرے شہر میں تعلیم حاصل کرتا ہے اور ہر ہفتہ اپنے گھر آتا ہے، اس کے گھر اور درس گاہ کے درمیان شرعی مسافت ہے تو درس گاہ میں اسکی

نماز قصر ہے یا نہیں ؟

ج: تعلیم و تدریس کے سفر پر پیشہ کے سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا بلکہ تعلیم کے لئے سفر میں طالب علم تمام مسافروں کے حکم میں ہے۔

س ۶۶۹ : اگر دینی طالب علم اس شہر میں رہتا ہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور وہاں دس روز قیام کی نیت کرنے سے قبل وہ جانتا ہے یا یہ قصد رکھتا ہے کہ شہر کے کنارے پر واقع مسجد میں ہر ہفتے جائے گا۔ آیا وہ دس دن کے قیام کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں ؟

ج: قصد اقامت کے دوران ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ یہاں تک قیام گاہ سے ایک تہائی (۱/۳) دن یا رات کے برابر شرعی مسافت سے کم باہر جانے کا ارادہ قصد اقامت کو ختم نہیں کرتا ہے اور جس جگہ جانے کا ارادہ ہے وہ محل اقامت میں داخل ہے یا نہیں ؟ اس کی تشخیص عرف عام پر منحصر ہے۔

قصدِ مسافت اور دس دن کی نیت

س ۶۷۰ : میں جس جگہ ملازمت کرتا ہوں وہ قریبی شہر سے شرعی مسافت سے کم فاصلہ پر واقع ہے اور چونکہ دونوں جگہ میرا وطن نہیں ہے لہٰذا میں اپنی ملازمت کی جگہ دس روز ٹھہرنے کا قصد کرتا ہوں تاکہ پوری نماز پڑھ سکوں اور روزہ رکھ سکوں اور جب میں اپنے کام کی جگہ دس روز قیام کرنے کا قصد کرتا ہوں تو دس روز یا اس کے بعد قریبی شہر میں جانے کا قصد نہیں کرتا پس درج ذیل حالات میں شرعی حکم کیا ہے ؟ :

۱۔ جب میں اچانک کسی کام سے دس دن کامل ہونے سے پہلے ہی اس شہر کو جاؤں اور تقریباً دو گھنٹے وہاں ٹھہرنے کے بعد کام کی جگہ واپس آجاؤں ۔

۲۔ جب میں دس روز کامل ہونے کے بعد اس شہر کے معین محلّہ میں جاؤں اور یہ فاصلہ شرعی مسافت سے زیادہ نہ ہو اور ایک رات وہاں قیام کرکے اپنی ملازمت کی جگہ واپس آجاؤں ۔

۳۔ جب میں دس روز قیام کے بعد اس شہر کے کسی معین محلہ کے قصد سے نکلوں لیکن وہاں پہنچنے کے بعد میرا ارادہ بدل جائے اور میں شہر کے اس محلہ میں جانے کی نیت کرلوں

جو میری قیام گاہ سے شرعی مسافت سے زیادہ دور ہے ؟

ج ١-٢ قیام گاہ پر پوری نماز پڑھ لینے کے بعد خواہ ایک چار رکعتی نماز ہی پڑھی ہو شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک جانے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ سفر گھنٹہ دو گھنٹے کا ہو اور ایک دن میں ہو یا کئی دنوں میں اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اپنی قیام گاہ سے دس دن کامل ہونے کے بعد نکلے یا دس دن کامل ہونے سے قبل بلکہ نئے سفر سے پہلے تک پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا ۔

٣- جب نیت بدلنے کی جگہ سے شرعی مسافت تک کے سفر کا قصد کرے اور پھر اس مسافت کو طے کر کے اپنی قیام گاہ تک لوٹ آئے تو اس سے سابقہ قیام کا حکم ختم ہو جائے گا اور قیام گاہ پر لوٹنے کے بعد از سر نو دس دن کے قیام کی نیت کرنا ضروری ہے ۔

س ٦٧١ : مسافر اپنے وطن سے نکلنے کے بعد اگر اس راستے سے گزرے جہاں سے اس کی اصلی وطن کی آوازِ اذان سنائی دیتی ہے یا اس کے وطن کے گھروں کی دیوار یں دکھائی پڑتی ہیں تو کیا اس سے قطع مسافت پر کوئی اثر پڑتا ہے ؟

ج اگر اپنے وطن سے نہ گزرے تو اس سے قطع مسافت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس سے سفر کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے لیکن جب تک اس جگہ ہے اس وقت تک اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہو گا ۔

س ٦٧٢ : جہاں میں ملازم ہوں اور آج کل سکونت پذیر ہوں وہ میرا اصل وطن نہیں ہے

اور اس جگہ کے اور میرے اصلی وطن کے درمیان شرعی مسافت سے زیادہ فاصلہ ہے۔ ملازمت کی جگہ کو میں نے اپنا اصلی وطن نہیں بنایا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ وہاں میں چند سال رہوں بعض اوقات وہاں سے دفتری امور کے لئے مہینے بھر میں ایک دو دن کے سفر پر بھی جاتا ہوں پس جب میں اس شہر سے نکل کر جس میں، میں سکونت پذیر ہوں حد شرعی سے زیادہ دور جاؤں اور پھر وہیں لوٹ آؤں تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ دس دن کے قیام کی پھر سے نیت کروں یا اس کی ضرورت نہیں ہے ؟

اور اگر دس دن کے قیام کی نیت واجب ہے تو شہر کے اطراف میں کتنی مسافت تک میں جا سکتا ہوں ؟

ج: آپ جس شہر میں سکونت پذیر ہیں اگر وہاں سے شرعی مسافت تک جاتے ہیں تو سفر سے لوٹ کر اس شہر میں آنے پر ازسرنو دس دن کے قیام کی نیت ضروری ہے اور جب صحیح طریقہ سے آپ کا دس دن کے قیام کا قصد متحقق ہوجائے اور پوری نماز پڑھنے کا حکم آپ کا فریضہ بن جائے، اور چاہے ایک ہی چار رکعتی نماز پڑھی ہو، تو اس کے بعد محل سکونت سے نکل کر شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک سفر کرنے سے دس دن کے قیام کی نیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جیسا کہ دس دن کے دوران شہر کے باغوں اور کھیتوں پر جانے سے اقامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۶۷۳: اگر ایک شخص ـــــ چند سال سے ـــــ اپنے وطن سے چار کلومیٹر دور

رہتا ہے اور ہفتہ میں ایک مرتبہ گھر جاتا ہے پس اگر یہ شخص سفر کرے اور اس کے اور اس کے وطن کے درمیان ۲۵ کلومیٹر کا فاصلہ طے ہو جائے لیکن جس جگہ وہ تعلیم حاصل کرتا ہے وہاں سے یہ فاصلہ ۲۲ کلومیٹر ہو تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: جب وہ تعلیم و تحقیق کے مرکز سے کسی دوسری جگہ کا قصد کرے جس کا فاصلہ شرعی مسافت سے کم ہو تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا لیکن اگر وطن سے اس مقصد کا ارادہ کرے تو اس پر سفر کا حکم مترتب ہوگا۔

س ۶۲۴: ایک مسافر نے تین فرسخ تک جانے کا قصد کیا لیکن ابتداء ہی سے اس کا ارادہ تھا کہ وہ ایک کام کی انجام دہی کیلئے ایک فرعی راستہ سے ایک فرسخ تک جائے گا پھر اصلی راستہ پر آجائے گا اور اپنے سفر کو جاری رکھے گا تو اس سفر میں اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر مسافر کا حکم جاری نہیں ہوگا اور مسافت کو پورا کرنے کیلئے راستے سے ہٹنا اور دوبارہ اس پر لوٹ آنا کافی نہیں ہے۔

س ۶۲۵: امام خمینیؒ کے (اس) فتوے کے پیش نظر کہ جب آٹھ فرسخ کا سفر ہو تو روزہ رکھنا جائز نہیں اور نماز قصر ہے پس اگر جانے کا راستہ چار فرسخ سے کم ہو لیکن واپسی پر سواری نہ ملنے پر یا راستے کی مشکلات کے پیش نظر اس شخص پر لازم ہو کہ ایسا راستہ اختیار کرے جو چھ فرسخ سے زیادہ ہے۔ اس صورت میں نماز روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: جب جانا چار فرسخ سے کم ہو اور واپسی کا راستہ بھی شرعی مسافت کے برابر نہ ہو تو نماز پوری پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

س ۶۲۶: جو شخص اپنے محل سکونت سے ایسی جگہ جائے جس کا فاصلہ شرعی مسافت سے کم ہو، ہفتہ بھر میں اس جگہ سے متعدد بار دوسری جگہوں کا سفر کرے اس طرح کہ کل مسافت آٹھ فرسخ سے زیادہ ہو جائے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر وہ گھر سے نکلتے وقت مسافت کا قصد نہیں رکھتا تھا اور نہ اس کی پہلی منزل اور ان جگہوں کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے برابر تھا تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۶۶۷ : اگر ایک شخص اپنے شہر سے کسی خاص جگہ کے قصد سے نکلے اور پھر اس جگہ سے اِدھر اُدھر جائے تو کیا اس کا یہ اِدھر اُدھر جانا مسافت میں شمار ہوگا جو اس نے اپنے گھر سے طے کی ہے ؟

ج اس جگہ سے ادھر اُدھر جانا مسافت میں شمار نہیں ہوگا ۔

س ۶۶۸ : کیا دس دن قیام کی نیّت کے وقت یہ نیّت رکھنا جائز ہے کہ روزانہ محلِ اقامت سے محلِ شغل تک جاتا رہوں گا جبکہ ان دو جگہوں کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو۔ ؟

ج دس دن قیام کی نیت کے ساتھ شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک جانے کی نیت رکھنا قصدِ اقامت کے لئے اسی وقت نقصان دہ ہے جب عرفِ عام کہا جائے کہ یہ شخص محلِ اقامت میں " دس دن نہیں ٹھہرا ہے " جیسے کوئی شخص پورا دن باہر رہے ۔ لیکن اگر وہ شخص دن رات میں چند گھنٹے کے لئے باہر جائے اور دن یا رات کے ایک تہائی حصہ تک باہر رہے یا دن یا رات میں ایک دفعہ باہر جائے یا چند بار باہر جائے لیکن مجموعی طور پر دن یا رات کے ایک تہائی حصہ سے زیادہ نہ ہو تو ایسی نیت قصد امامت کی صحت کے لئے مضر نہیں ہے ۔

س ۶۶۹ : اس بات کے پیش نظر کہ ایک شخص اپنے محلِ سکونت سے اپنی جائے ملازمت تک جاتا ہے اور دونوں (محلِ سکونت و محلِ ملازمت) کے درمیان ۲۴ کلو میٹر سے زیادہ فاصلہ ہے جو پوری نماز پڑھنے کا موجب ہے ، پس اگر میں ان شہروں کے حدود سے باہر نکلوں جہاں ملازمت کرتا ہوں یا کسی دوسرے شہر کی طرف جاؤں جس کا فاصلہ میرے کام کرنے کی

جگہ سے شرعی مسافت سے کم ہے اور ظہر سے قبل یا بعد واپس ہو جاؤں تو کیا میری نماز پھر بھی پوری ہے؟

ج: صرف محل ملازمت سے شرعی مسافت سے کم نکلنے پر آپ کے روزہ نماز کا حکم نہیں بدلے گا چاہے روزانہ کے عمل سے اس کا کوئی واسطہ نہ ہو اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ آپ وہاں ظہر سے قبل واپس آئیں یا بعد میں۔

س ٦٨٠: میں اطراف اصفہان کا رہنے والا ہوں اور ایک عرصہ سے شاہین شہر کی یونیورسٹی میں ملازمت کرتا ہوں جو اصفہان کے تابع ہے اور اصفہان کے حد ترخص سے شاہین شہر تک تقریباً بیس کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ لیکن یونیورسٹی تک، جو اطراف شہر میں واقع ہے، تقریباً ٢٥ کلومیٹر سے زیادہ مسافت ہے لہٰذا جبکہ یونیورسٹی شاہین شہر میں واقع ہے اور میرا راستہ شہر کے درمیان سے گزرتا ہے مگر میرا اصلی مقصد یونیورسٹی ہے پس مجھے مسافر شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر دونوں شہروں کے درمیان چار شرعی فرسخ سے کم فاصلہ ہے تو اس پر سفر کا حکم مرتب نہیں ہوگا۔

س ٦٨١: میں ہر ہفتہ سیدۂ معصومہ "علیہا السلام" کے مرقد کی زیارت اور مسجد جمکران کے اعمال بجالانے کی غرض سے قم جاتا ہوں۔ اس سفر میں، مجھے پوری نماز پڑھنا چاہیے یا قصر؟

ج: اس سفر میں وجوب قصر کے سلسلہ میں آپ کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ٦٨٢: شہر "کاشمر" میری جائے ولادت ہے اور ١٣٤٥ھ ش سے ١٣٦٩ھ ش تک

میں تہران میں مقیم رہا اب تین سال سے اپنے خاندان کے ساتھ ادارہ کی طرف سے بندر عباس میں تعینات ہوں اور ایک سال کے اندر پھر تہران لوٹ آؤں گا، اس کے پیش نظر کہ جب میں بندر عباس میں مقیم تھا وہاں سے میں کسی بھی وقت ادارہ کے ضروری کام سے چھوٹے چھوٹے شہروں میں جایا کرتا تھا اور کچھ مدت وہاں ٹھہرتا تھا لیکن ادارے کے جو کام میرے ذمہ ہوتے تھے۔ اس سے میں وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ برائے مہربانی پہلے میرے روزہ نماز کا حکم بیان فرمائیں گے؟

دوسرا: اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ میں اکثر اوقات یا سال کے چند مہینوں میں کام کے سلسلے میں سفر میں رہتا ہوں، میرے اوپر کثیر السفر کا عنوان صادق آتا ہے یا نہیں؟

اور تیسرے: میری زوجہ کی نماز و روزہ کا حکم ہے، وہ میری شریک حیات ہے، اس کی جائے پیدائش تہران ہے اور میری وجہ سے بندر عباس میں رہتی ہے؟

ج: اس وقت جہاں آپ ڈیوٹی پر ہیں اور جو آپ کا وطن نہیں ہے، وہاں آپ کے روزہ اور نماز کا وہی حکم ہے جو مسافر کے روزہ و نماز کا حکم ہے یعنی نماز قصر ہے اور روزہ صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ آپ وہاں دس دن قیام کرنے کی نیت کرلیں یا دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ مربوطہ ذمّہ داری کی انجام دہی کے لئے شرعی مسافت تک جائیں لیکن آپ کی زوجہ جو آپ کے ساتھ ہے اگر وہاں دس روز ٹھہرنے کی نیت کرلیتی ہے تو اس کی نماز تمام اور روزہ صحیح ہے ورنہ نماز قصر اور روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔

س ٦٨٣ : ایک شخص نے ایک جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا، اس طرح کہ وہ جانتا تھا کہ وہاں دس روز تک ٹھہرے گا یا اس نے اس امر کا ارادہ کر لیا پھر اس نے ایک چار رکعتی نماز پوری پڑھ لی جس سے اس کا قیام متحقق ہو گیا۔ اب اسے ایک غیر ضروری سفر درپیش ہو گیا، کیا اس کے لئے یہ سفر جائز ہے؟

ج : اس کے سفر میں کوئی مانع نہیں ہے خواہ سفر غیر ضروری ہو۔

س ٦٨٤ : اگر کوئی شخص امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے سفر کرے اور یہ جانتا ہو کہ وہاں دس روز سے کم قیام رہے گا لیکن نماز پوری پڑھنے کی غرض سے دس روز ٹھہرنے کی نیت کر لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر وہ جانتا ہو کہ وہاں دس روز قیام نہیں کرے گا تو اس کا اقامت عشرہ کی نیت کرنا بے معنیٰ ہے اور اس کی اس نیت کا کوئی اثر نہیں ہے اور وہ وہاں قصر نماز پڑھے گا۔

س ٦٨٥ : شہر سے باہر کے ملازمت پیشہ لوگ جو اس شہر میں دس روز قیام نہیں کرتے اور ان کا سفر بھی شرعی مسافت سے کم ہوتا ہے تو نماز کے سلسلہ میں ان کا کیا حکم ہے قصر پڑھیں یا پوری؟

ج : جب وطن اور محل ملازمت کے درمیان یا آمد و رفت دونوں ملا کر شرعی مسافت کے برابر فاصلہ نہ ہو، تو ان پر مسافر کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور جس شخص کے وطن اور جائے ملازمت کے درمیان شرعی مسافت کے برابر فاصلہ ہو اور دس روز کے اندر وہ کم از کم ایک مرتبہ دونوں

کے درمیان سفر کرے اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے ورنہ دس دن کے قیام کے بعد سفرِ اوّل میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۸۶: اگر کوئی شخص کسی جگہ سفر کرے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہاں کتنے دن قیام کرنا ہے، دس روز یا اس سے کم تو اسے کس طرح نماز پڑھنی چاہئے؟

ج: قصر نماز پڑھے گا۔

س ۶۸۷: جو شخص دو مقامات پر تبلیغ کرتا ہے اور اس علاقہ میں دس روز قیام کا قصد رکھتا ہے اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر عرفِ عام میں یہ دو علاقے ہیں تو مذکورہ صورت میں وہ نہ دونوں میں قصد اقامت کر سکتا۔ اور نہ ایک مقام پر جبکہ دوسرے مقام تک جانے کا قصد بھی رکھتا ہو۔

حدّ ترخّص

س ۶۸۸ : جرمنی اور یورپ کے بعض شہروں کا درمیانی فاصلہ ایک سو میٹر سے زیادہ نہیں ہوتا اور دونوں شہروں کے مکانات اور راستے ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں، ایسے موارد میں حد ترخص کہاں سے شروع ہوتی ہے ؟

ج: جہاں دو شہر ایک دوسرے سے اس طرح متصل ہوں جیسا کہ سوال میں ہے تو ایسے دو شہر ایک شہر کے دو محلوں کے حکم میں ہیں یعنی ایک سے خارج ہونے اور دوسرے شہر میں داخل ہونے کو سفر شمار نہیں کیا جائے گا کہ اس کے لئے حد ترخص معین کی جائے ۔

س ۶۸۹ : حد ترخّص کا معیار شہر کی اذان سننا اور شہر کی دیواروں کا دیکھنا ہے ، کیا (حد ترخص میں) ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے یا دونوں میں سے ایک کافی ہے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ دونوں علامتوں کی رعایت کی جائے اگرچہ حد ترخّص کی تعیین کے لئے اذان کا نہ سنائی دینا ہی کافی ہے ۔

س ۶۹۰ : کیا حد ترخّص میں شہر کے ابتدائی گھروں — جہاں سے مسافر شہر میں داخل

ہوتا ہے ۔۔۔ کہ اذان کا سنائی دینا معیار ہے یا شہر کے درمیانی آبادی کی آواز اذان کا سنائی دینا ؟

ج: شہر کے اس آخری حصے کی اذان سننا معیار ہے جہاں سے مسافر شہر سے نکلتا ہے یا اس میں داخل ہوتا ہے ۔

س ۶۹۱ : ایک علاقہ کے لوگوں کے درمیان شرعی مسافت کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں : شہر کے گھروں کی وہ آخری دیواریں معیار ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں بعض کہتے ہیں کہ گھروں کے حدود سے باہر جو کارخانے اور کمپنیاں ہوتی ہیں ، ان کی دیواریں معیار ہیں ۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ شہر کے آخر سے مراد کیا ہے ؟

ج: شہر کی آخری حدود کی تعیین عرف عام پر موقوف ہے ۔

س ۶۹۲ : ہم یونیورسٹی کے طلبہ ہیں اور ہماری کلاسیں شہر طبس کے ایک گاؤں میں لگتی ہیں اور یہ قریہ ہمارے وطن سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے جبکہ شہر طبس کا فاصلہ ۵ کلو میٹر ہے لیکن طبس اور اس گاؤں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہونے کی وجہ سے اس گاؤں کی دیواریں تو شہر طبس سے دکھائی دیتی ہیں مگر اذان سنائی نہیں دیتی ہے ایسی صورت میں اگر ہم اس گاؤں میں دس روز کے قیام کی نیت کریں اور پھر دو گھنٹے سے زیادہ کے لئے طبس چلے جائیں تو اس سے ہماری نیت برقرار رہے گی یا نہیں ؟

ج: دیواروں کے اوجھل ہونے سے مراد خود دیواروں اور ان کی شکلوں کا اوجھل ہونا ہے ۔ لہذا ان کا دھندلا سا دکھائی دینا کافی نہیں ہے ، اس فرض پر کہ گاؤں کی دیواریں شہر طبس سے اوجھل ہوتی

ہوں تو یہاں اگر وہ گاؤں طبس کا جزو شمار ہوتا ہے یا شہر کے باغات یا مزارع میں شامل ہے تو اس صورت میں گاؤں میں قصد اقامت کی نیت کے دوران طبس آنے جانے سے اقامت عشرہ کی نیت متأثر نہ ہوگی لیکن اس کی تشخیص خود مکلف پر موقوف و منحصر ہے۔

سفرِ معصیت

س ۶۹۳ : جب انسان یہ جانتا ہو کہ وہ جس سفر پر جا رہا ہے اس میں گناہ و حرام میں مبتلا ہوگا تو اس کی نماز قصر ہے یا نہیں ؟

ج : جب تک اس کا سفر ترک واجب یا فعل حرام کی غرض سے نہ ہو تو نماز کے قصر ہونے میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۹۴ : جس شخص نے گناہ کی غرض سے سفر نہیں کیا لیکن درمیان راہ اس نے معصیت کی غرض سے اپنے سفر کو تمام کرنے کی نیت کی تو یہ شخص پوری نماز پڑھے گا یا قصر ! اور اثنائے سفر میں جو قصر نمازیں پڑھی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں ؟

ج : جس وقت سے اس نے اپنے سفر کو گناہ و معصیت کی غرض سے جاری رکھنے کی نیت کی ہے اسی وقت سے اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے اور معصیت کی نیت کے بعد جو نمازیں اس نے قصر پڑھی ہیں ان کا دوبارہ پوری پڑھنا واجب ہے۔

س ۶۹۵ : اس سفر کا کیا حکم ہے جو تفریح یا ضروریات زندگی کے خریدنے کے لئے کیا جائے اور اس سفر میں ادائیگی نماز کے لئے جگہ اور اس کے مقدمات ممکن و میسر نہ ہوں ؟

ج : اگر وہ جانتا ہے کہ اس سفر میں اس سے بعض وہ چیزیں چھوٹ جائیں گی جو نماز میں واجب ہیں تو ایسے سفر کو ترک کرنا احتیاط واجب ہے مگر یہ کہ سفر ترک کرنے میں ضرر و حرج ہو۔

احکامِ وطن

س ۶۹۶ : میری جائے پیدائش تہران ہے جبکہ میرے والدین کا وطن مہدی شہر ہے۔ لہٰذا وہ سال میں متعدد بار "مہدی شہر" جاتے ہیں ان کے ساتھ میں بھی سفر کرتا ہوں پس میرے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ میں اپنے والدین کے وطن کو اپنا وطن نہیں بنانا چاہتا بلکہ میرا ارادہ تہران ہی میں رہنے کا ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں تمہارے والدین کے وطن میں تمہارے روزہ نماز کا حکم وہی ہے، جو مسافر کے روزہ نماز کا ہے۔

س ۶۹۷ : میں ایک سال میں چھ ماہ ایک شہر میں اور چھ ماہ دوسرے شہر میں رہتا ہوں جو کہ میری جائے پیدائش ہے اور یہی شہر میرا اور میرے خاندان والوں کا مسکن بھی ہے لیکن پہلے شہر میں مستقل قیام نہیں رہتا بلکہ وقفہ وقفہ سے رہتا ہے۔ مثلاً: دو ہفتے، دس روز یا اس سے کم وہاں رہا پھر اس کے بعد اپنی جائے پیدائش اور اپنے خاندان والوں کے وطن لوٹ آتا ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر میں پہلے شہر میں دس روز سے کم ٹھہرنے کی نیت کرتا ہوں تو میرا حکم مسافر کا ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ شہر آپ کا وطن نہیں ہے اور اسے وطن بنانے کا ارادہ بھی نہیں ہے تو جس زمانہ میں آپ وہاں دس روز سے کم رہتے ہیں اس میں آپ کا حکم وہی ہے جو مسافر کا ہے۔

س ۶۹۸ : تقریباً بارہ سال سے وطن کا قصد کئے بغیر ایک شہر میں رہتا ہوں، کیا یہ شہر میرا وطن ہو جائے گا اور اس شہر کو میرا وطن ہو جانے میں کتنی مدت درکار ہے؟ اور یہ امر کیسے ثابت ہو گا کہ عرف میں لوگ اس شہر کو میرا وطن سمجھنے لگے ہیں؟

ج : وطن نہیں بن سکتا مگر یہ کہ دائمی طور پر اقامت گزینی کی نیت کرے اور ایک مدت تک اس قصد کے ساتھ اس شہر میں رہے یا مستقل رہائش کے قصد کے بغیر اتنی طویل مدت تک اس شہر میں رہے کہ وہاں کے باشندے اسے اس شہر کا باشندہ کہنے لگیں۔

س ۶۹۹ : ایک شخص کا وطن تہران ہے اور اب وہ تہران کے قریب دوسرے شہر کو وطن بنانا چاہتا ہے جبکہ اس کا روزانہ کا کسب کار تہران میں ہے لہٰذا وہ دس روز بھی اس شہر میں نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ چھ ماہ تک رہے جس سے وہ اس کا وطن ہو جائے، وہ روزانہ اپنی محل ملازمت پر جاتا ہے اور رات کو اس شہر میں لوٹ آتا ہے۔ اس کے نماز روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج : اگر شہر جدید میں وطن بنانے کا ارادہ کر کے اس میں سکونت اختیار کر لے تو پھر عنوان وطن کے اثبات کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ چھ ماہ تک مسلسل اسی جگہ رہے بلکہ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو وہاں ساکن کر دے اور اپنے روزمرہ کے کام سے فارغ ہونے کے بعد ان کے پاس لوٹ آئے اور رات ان کے پاس گزارے یہاں تک کہ اہل محلہ اسے اسی محلہ کا شمار کرنے لگیں۔

س ۷۰۰ : میری اور میری زوجہ کی جائے پیدائش کاشمر ہے لیکن جب سے سرکاری ملازمت پر میرا تقرر ہوا ہے اس وقت سے میں نیشاپور منتقل ہو گیا ہوں اگرچہ ماں باپ کاشمر میں ہی رہتے ہیں نیشاپور کی طرف ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں ہم نے اصلی وطن (کاشمر) سے اعراض کر لیا تھا مگر ۱۵ سال گزر جانے کے بعد میں اس قصد سے منصرف ہو گیا ہوں۔ امید ہے کہ درج ذیل سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں گے:

۱۔ جب ہم اپنے والدین کے گھر جاتے ہیں اور چند روز ان کے پاس قیام کرتے ہیں تو میری اور میری زوجہ کی نماز کا حکم کیا ہے؟

۲۔ اور ہمارے والدین کے وطن (کاشمر) کے سفر میں اور وہاں چند روز قیام کے دوران ہمارے ہمارے ان بچوں کا کیا فریضہ ہے جو ہماری موجودہ رہائش گاہ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور اب بالغ ہو چکے ہیں؟

ج جب آپ نے اپنے اصلی وطن (کاشمر) سے اعراض کر لیا تو اب وہاں آپ دونوں پر وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا، مگر یہ کہ آپ زندگی گزارنے کیلئے دوبارہ وہاں لوٹ جائیں اور کچھ مدت تک وہاں اس نیت سے رہیں، اسی طرح یہ شہر آپ کی اولاد کا وطن نہیں ہے بلکہ اس شہر میں آپ سب مسافر کے حکم میں ہیں۔

س ۷۰۱ : ایک شخص کے دو وطن ہیں (دونوں میں پوری نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے) پس برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ اس کے بیوی بچوں پر جن کی وہ کفالت کرتا ہے، اس مسئلہ میں اپنے ولی و سرپرست کا اتباع واجب ہے؟ یا اس سلسلہ میں وہ مستقل نظریہ قائم کر سکتے ہیں؟

ج زوجہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کے وطن کو اپنا وطن نہ بنائے۔ لیکن جب تک اولاد کم سن ہے اور اپنی زندگی و ارادہ میں خود کفیل اور مستقل نہیں ہیں یا اس مسئلہ میں باپ کے ارادہ کے تابع ہیں تو باپ کا وطن ان کے لئے وطن شمار ہوگا۔

س ۷۰۲ : اگر ولادت کا ہسپتال باپ کے وطن سے دور ہو یعنی دفع حمل کی خاطر ماں کے لئے چند روز اس ہسپتال میں داخل ہونا ضروری ہو اور بچہ کی ولادت کے بعد وہ پھر اپنے گھر لوٹ آئے تو اس پیدا ہونے والے بچہ کے وطن کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ہسپتال والدین کے اس وطن میں ہے جس میں وہ زندگی گزارتے ہیں تو وہی شہر بچہ کا بھی وطن ہے ورنہ کسی شہر میں پیدا ہونے سے وہ شہر اس بچہ کا وطن نہیں بنتا بلکہ اس کا وطن وہی ہے جو اس کے والدین کا ہے جہاں بچہ ولادت کے بعد منتقل ہوتا ہے اور جس میں ماں باپ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

س ۷۰۳: ایک شخص چند سال سے شہر اہواز میں رہتا ہے لیکن اسے وطن ثانی نہیں بنایا ہے۔ اگر وہ شہر سے کہیں شرعی مسافت سے کم یا زیادہ فاصلہ پر جاتا اور دوبارہ واپس آتا ہے تو اس کے نماز روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: جب اہواز میں اس نے قصد اقامت کر لیا اور کم از کم ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے اس کے لئے پوری نماز پڑھنے کا حکم جاری ہو گیا تو جب تک وہ شرعی مسافت طے نہیں کرتا ہے اس وقت تک وہاں پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا اور اگر وہاں سے شرعی مسافت یا اس سے زیادہ دور جائے گا تو اس شہر میں اس کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۷۰۴: میں عراقی ہوں اور اپنے وطن عراق سے اعراض کرنا چاہتا ہوں کیا میں پورے ایران کو اپنا وطن بنا سکتا ہوں؟ یا صرف اسی جگہ کو اپنا وطن قرار دے سکتا ہوں جہاں میں ساکن ہوں؟ یا وطن بنانے کے لئے اس شہر میں گھر خریدنا ضروری ہے؟

ج: جدید وطن کے لئے شرط ہے کہ کسی مخصوص اور معیّن شہر کو وطن بنانے کا قصد کیا جائے اور ایک مدت تک اس میں اس طرح زندگی بسر کی جائے کہ عرف عام میں یہ کہا جانے لگے کہ یہ شخص اسی شہر کا باشندہ ہے لیکن اس

شہر میں گھر وغیرہ کا مالک ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۷۰۵: جس شخص نے بلوغ سے قبل اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کی تھی اور وہ ترک وطن والے مسئلہ کو نہیں جانتا تھا اور اب وہ بالغ ہوا ہے تو وہاں اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر باپ کی متابعت میں اس نے اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کی تھی اور اس شہر میں دوبارہ اس کے باپ کا زندگی بسر کرنے کا ارادہ نہیں تھا تو اس جگہ اس پر وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۷۰۶: اگر ایک جگہ انسان کا وطن ہے اور وہ فی الحال وہاں نہیں رہتا لیکن کبھی کبھی اپنی زوجہ کے ہمراہ وہاں جاتا ہے کیا شوہر کی طرح زوجہ بھی وہاں پوری نماز پڑھے گی یا نہیں؟ اور جب تنہا اس جگہ جائے گی تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: شوہر کے وطن کا زوجہ کے لئے وطن ہونا کافی نہیں ہے کہ اس پر وطن کے احکام جاری ہوں۔

س ۷۰۷: کیا جائے ملازمت وطن کے حکم میں ہے؟

ج: کسی جگہ ملازمت کرنے سے وہ جگہ اس کا وطن نہیں بنتی ہے لیکن اگر وہ دس روز کی مدت میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے مسکن سے اپنے کام کرنے کی جگہ جو کہ اس کے رہائشی مکان سے شرعی مسافت کے فاصلہ پر ہے، جاتا ہو تو وہ جگہ اس کے وطن کے حکم میں ہے اور وہاں پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا صحیح ہے۔

س ۷۰۸: کسی شخص کے اپنے وطن سے اعراض و روگردانی کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا عورت کے شادی کر لینے اور شوہر کے ساتھ چلے جانے پر وطن سے اعراض ثابت ہو جاتا ہے یا نہیں؟

ج: اعراض سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے وطن سے اس قصد سے نکلے کہ اب دوبارہ اس میں زندگی نہیں گزارے گا، اور صرف عورت کے دوسرے شہر میں شوہر کے گھر جانے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے اصل وطن سے اعراض کرلیا ہے۔

س ۷۰۹: گزارش ہے کہ وطن اصلی اور وطن ثانی کے متعلق اپنا نظریہ بیان فرمائیں؟

ج: وطن اصلی: اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان پیدا ہوتا ہے اور ایک مدت وہاں رہتا ہے اور وہیں نشو و نما پاتا ہے۔

وطنِ ثانی: اس جگہ کو کہتے ہیں جسے مکلّف اپنی دائمی سکونت کیلئے منتخب کرے چاہے سال میں چند ماہ ہی اس میں رہے۔

س ۷۱۰: میرے والدین شہر "سادہ" کے باشندے ہیں دونوں بچپنے میں تہران آگئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کرلی تھی۔ شادی کے بعد شہر جالوس منتقل ہوگئے اور وہاں اس لئے سکونت اختیار کرلی کہ وہ وہاں ملازمت کرتے تھے، پس اس وقت میں تہران و سادہ میں کس طرح نماز پڑھوں، واضح رہے میری پیدائش تہران میں ہوئی ہے لیکن وہاں کبھی نہیں رہا ہوں۔؟

ج: اگر آپ نے تہران میں پیدا ہونے کے بعد وہاں نشو و نما نہیں پائی ہے تو تہران آپ کا اصلی وطن نہیں ہے اور اگر آپ نے تہران و سادہ میں کسی کو اپنا اصلی وطن قرار نہیں دیا ہے تو ان دونوں میں آپ کیلئے وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۷۱۱: اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے جس نے اپنے وطن سے اعراض نہیں

کی ہے اور وہ اب چھ سال سے دوسرے شہر میں مقیم ہے پس جب وہ اپنے وطن جاتا ہے تو وہاں اس کو پوری نماز پڑھنا چاہیے یا قصر؟ واضح رہے وہ امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی ہے۔

ج: اگر اس نے سابق وطن سے اعراض نہیں کیا ہے تو وطن کا حکم اپنی جگہ پر باقی ہے اور وہاں پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

س ۱۲۷: ایک طالب علم نے شہر تبریز کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے تبریز میں چار سال کے لئے کرایہ پر گھر لیا، اب اس کا ارادہ ہے کہ اگر ممکن ہوا تو دائمی طور پر تبریز ہی میں رہے گا آج کل وہ رمضان مبارک میں کبھی اپنے اصلی وطن جاتا ہے کیا دونوں جگہوں کو اس کا وطن شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر محل تعلیم کو وطن بنانے کا پختہ ارادہ نہیں کیا ہے تو وہ جگہ اس کے وطن کے حکم میں نہیں ہے لیکن اس کا اصلی وطن حکم وطن پر باقی ہے جب تک وہ اس سے اعراض نہ کرے۔

س ۱۳۷: میں شہر "کرمانشاہ" میں پیدا ہوا ہوں اور چھ سال سے تہران میں مقیم ہوں لیکن نہ اپنے اصلی وطن سے اعراض کیا ہے اور نہ تہران کو وطن بنانے کا قصد ہے لہٰذا جب ہم ایک سال یا دو سال کے بعد تہران کے ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں منتقل ہوتے ہیں تو اس میں میرے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟ اور چونکہ ہم چھ ماہ سے تہران کے نئے علاقہ میں رہتے ہیں تو ہم پر یہاں وطن کا حکم جاری ہوگا یا نہیں؟ اور ہمارے روزہ نماز کا کیا حکم ہے جبکہ ہم دن بھر تہران کے مختلف علاقوں کا گشت کرتے رہتے ہیں؟

ج: اگر آپ نے موجودہ تہران یا اس کے کسی محلہ کو وطن بنانے کا قصد کیا ہے۔

تو پورا تہران آپ کا وطن ہے اور موجودہ تہران کا ہر علاقہ آپ کا وطن ہے وہاں پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا صحیح ہے اور تہران کے اندر اِدھر اُدھر جانے سے سفر کا حکم نہیں لگے گا۔

س ۱۴۷: ایک شخص دیہات کا رہنے والا ہے اور آج کل ملازمت کی وجہ سے تہران میں رہتا ہے اور اس کے والدین دیہات میں رہتے ہیں اور ان کے پاس زمین وجائداد بھی ہے، وہ شخص ان کی احوال پرسی اور مدد کے لئے وہاں جاتا ہے لیکن وطن کے قصد سے وہاں واپسی کا قصد نہیں رکھتا، واضح رہے کہ وہ اس شخص کی زادگاہ بھی ہے۔ لہٰذا وہاں اس کے روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟

ج اگر اس نے اس گاؤں میں زندگی بسر کرنے اور اس کو وطن بنانے کی نیت نہیں کی ہے تو وہاں اس پر وطن کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

س ۱۵۷: کیا جائے ولادت کو وطن سمجھا جائے گا خواہ پیدا ہونے والا وہاں نہ رہتا ہو؟

ج اگر ایک زمانہ تک وہاں زندگی گزارے اور وہیں نشو ونما پائے تو جب تک وہ اس جگہ سے اعراض نہیں کرے گا اس وقت تک وہاں اس پر وطن کا حکم جاری ہوگا ورنہ نہیں۔

س ۱۶۷: اس شخص کی نماز، روزہ کا کیا حکم ہے جو اس شہر میں طویل مدت (۹ سال) سے مقیم ہے اور فی الحال وہ اپنے وطن میں ممنوع الورود ہے لیکن اسے یہ یقین ہے کہ ایک دن وطن واپسی ہوگی؟

ج جس شہر میں وہ اس وقت مقیم ہے وہاں اس کے روزہ اور نماز کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۱۷۷: میں نے اپنی عمر کے چھ سال گاؤں میں اور آٹھ سال شہر میں گزارے ہیں۔

حال ہی میں بغرض تعلیم مشہد آیا ہوں پس ان تمام مقامات پر میرے روزہ نماز کا کیا حکم ہے ؟

ج جو قریہ آپ کی جائے پیدائش ہے وہی وطن ہے اور وہاں آپ کا روزہ اور نماز پوری ہے بشرطیکہ اس سے اعراض نہ کیا ہو۔ لیکن مشہد کو آپ جب تک وطن بنانے کا قصد نہ کریں وہاں آپ مسافر کے حکم میں ہیں اور جس شہر میں آپ نے آٹھ سال گزارے ہیں اگر اسے وطن بنایا تھا تو وہ بھی اس وقت تک آپ کے وطن کے حکم میں رہے گا جب تک وہاں سے اعراض نہ کریں ورنہ اس میں بھی مسافر کے حکم میں رہیں گے۔

زوجہ کی تابعیّت

س ۱۸۷ : کیا وطن اور اقامت کے بارے میں زوجہ شوہر کی تابع ہے ؟

ج صرف زوجیت قہری طور پر شوہر کے تابع ہونے کی موجب نہیں ہے . بلکہ زوجہ کو یہ حق حاصل ہے کہ قصد اقامت اور وطن اختیار کرنے میں شوہر کا اتباع نہ کرے ہاں اگر زوجہ اپنے ارادہ اور زندگی بسر کرنے میں مستقل نہ ہو بلکہ وطن اختیار کرنے یا اس سے اعراض کرنے میں وہ شوہر کے ارادہ کی پابند ہو تو اس سلسلہ میں اس کے شوہر کا قصد ہی اس کے لئے کافی ہے پس اس کا شوہر جس شہر میں دائمی زندگی بسر کرنے کے لئے منتقل ہوتا ہے وہ اس کا بھی وطن ہے ۔
اسی طرح اگر شوہر اس وطن کو چھوڑ دے جس میں وہ دونوں رہتے ہیں اور کسی دوسری جگہ کو وطن بنائے تو یہ اپنے وطن سے زوجہ کا اعراض بھی شمار ہوگا ، اور سفر میں دس دن کے قیام کے سلسلہ میں اس کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شوہر کے قصد اقامت سے آگاہ ہو جبکہ وہ اپنے شوہر کے ارادہ کے تابع ہو بلکہ اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ اقامت کے دوران

اپنے شوہر کے ساتھ وہاں رہنے پر مجبور ہو۔

س۱۹: کیا منگنی کے زمانہ میں بھی زوجہ، مسافر کی نماز کے مسائل میں اپنے شوہر کے تابع ہے؟

ج: زوجیت کے رشتہ کا اقتضا یہ نہیں ہے کہ قصد سفر و اقامت یا اختیار وطن و ترک وطن میں زوجہ شوہر کے تابع ہو بلکہ اس سلسلہ میں وہ خود مختار ہے۔

س۲۰: ایک جوان نے دوسرے شہر کی لڑکی سے شادی کی ہے پس جس وقت لڑکی اپنے والدین کے گھر جائے تو کیا پوری نماز پڑھے گی یا قصر؟

ج: جب تک وہ اپنے اصلی وطن سے اعراض نہ کرے گی اس وقت تک وہاں پوری نماز پڑھے گی۔

س۲۱: کیا بیوی بچے امام خمینیؒ کی توضیح المسائل کے مسئلہ "۱۲۸۴" کے زمرے میں آتے ہیں؟ (یعنی سفر کے تحقق میں بیوی بچوں کے لئے بھی سفر کی نیت شرط نہیں ہے) اور کیا باپ کے وطن میں اس کے تابع افراد پوری نماز پڑھیں گے؟

ج: اگر سفر میں قہری طور پر ہی سہی وہ باپ کے تابع ہیں تو سفر کے لئے باپ کا قصد کافی ہے بشرطیکہ انھیں اس کی اطلاع ہو، لیکن وطن اختیار کرنے یا اس سے اعراض کرنے میں اگر وہ اپنے ارادہ اور زندگی گزارنے میں خود مختار نہ ہوں، بلکہ باپ کے تابع ہوں تو قہری طور پر وطن سے اعراض کرنے اور نیا وطن اختیار کرنے کے سلسلہ میں جہاں ان کا باپ دائمی طور پر ان کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے منتقل ہوا ہے وہ ان کا وطن بھی ہوگا۔

بڑے شہروں کے احکام

س ۷۲۲ : بڑے شہروں میں قصد توطن اور قصد اقامت کے شرائط کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

ج بڑے اور مشہور شہروں میں، احکام مسافر، قصد توطن اور دس روز قیام کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے بلکہ بڑے شہر میں کسی مخصوص محلہ کی تعیین کے بغیر قصد توطن کرنے اور کچھ مدت اس شہر میں زندگی گزارنے سے اس پر وطن کا حکم جاری ہو جائے گا جیسا کہ اگر کوئی شخص محلہ کی تعیین کے بغیر ایسے شہر میں دس روز قیام کی نیت کرے تو وہ تمام شہر میں پوری نماز پڑھ سکے گا اور روزہ رکھ سکے گا۔

س ۷۲۳ : ایک شخص کو اس فتوے کی اطلاع نہیں تھی کہ امام خمینیؒ نے تہران کو بڑا شہر قرار دیا ہے انقلاب کے بعد اسے امام خمینیؒ کے فتوے کا علم ہوا لہٰذا اس کے ان روزوں اور نمازوں کا کیا حکم ہے جو کہ عادی طریقہ سے اس نے انجام دیئے ہیں؟

ج اگر ابھی تک وہ اس مسئلہ میں امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی ہے تو اس پر ان گزشتہ اعمال کا اعادہ واجب ہے جو امام خمینیؒ کے فتوے کے

مطابق نہ ہوں، چنانچہ جو نمازیں اس نے قصر کی جگہ پوری پڑھی تھیں ان کو قصر کی صورت میں بجالائے اور ان روزوں کی قضا کرے جو اس نے مسافرت کی حالت میں رکھے ہیں۔

نماز اجارہ

س ۲۲۴ : مجھ میں نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے۔ کیا میں دوسرے شخص سے اپنی نیابت میں نماز پڑھوا سکتا ہوں اور کیا اجرت اور بغیر اجرت کے نائب بنانے میں کوئی فرق ہے؟

ج شرع کے اعتبار سے ہر مکلف پر واجب ہے کہ جب تک وہ زندہ ہے اپنی واجب نماز خود ادا کرے، نائب کا نماز ادا کرنا کافی نہیں ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اجرت پر نائب بنایا ہو یا اجرت کے بغیر۔

س ۲۲۵ : جو شخص اجارہ کی نماز پڑھتا ہے:

اول : کیا اس پر، اذان و اقامت کہنا، تین سلام پھیرنا اور مکمل طور پر تسبیحات اربعہ پڑھنا واجب ہے؟
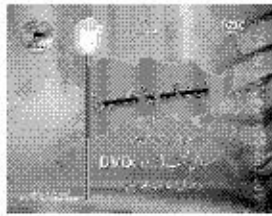
دوسرے : اگر ایک دن مثلاً ظہر و عصر کی نماز بجالائے اور دوسرے دن مکمل طور پر نماز پنجگانہ پڑھے، کیا اس میں ترتیب ضروری ہے؟

تیسرے : نماز اجارہ میں میت کے خصوصیات بیان کرنا ضروری ہیں یا نہیں؟

ج میت کے خصوصیات بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ صرف نماز ظہر و عصر

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان
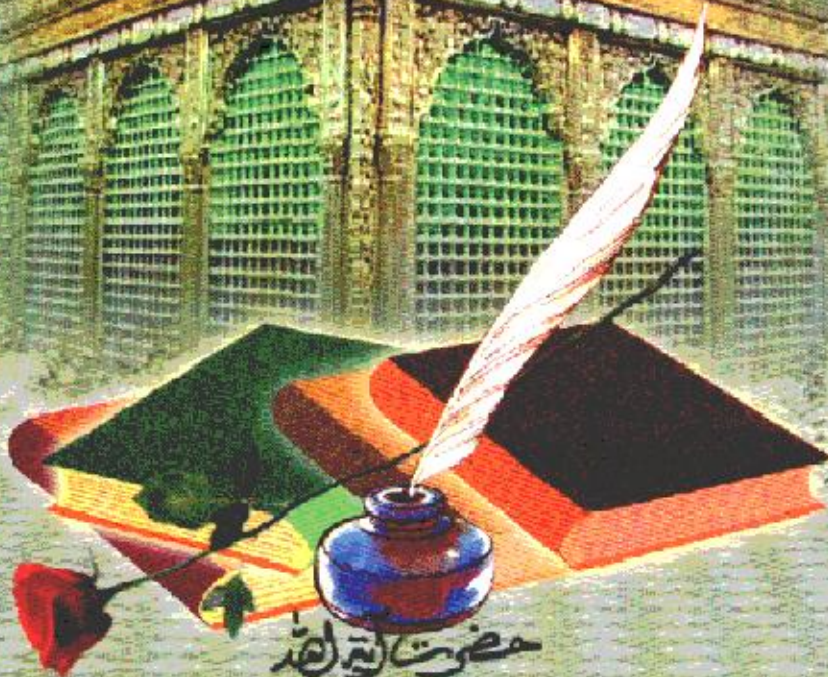
تقلید اور اجتہاد
حضرت آیۃ اللہ
علامہ سید ابن حسن نجفی

کتاب کا نام	: تقلید اور اجتہاد
مؤلف	: حضرت آیۃ اللہ علامہ سید ابن حسن نجفی
ناشر	: انتشارات دانشگاہ، قم، ایران
کمپوزنگ	: مولانا سجاد حسین قائی
اشاعت سوم	: دسمبر ۲۰۰۳ء

فہرستِ مطالب

عنوان	صفحہ نمبر
مکتب اجتہاد	
تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام	۱۶۷
اجتہاد کی سرگذشت	۱۷۹
"الرسالۃ" پر ایک نظر	۱۹۳
مگر حقیقت یہ ہے	۲۰۷
غیبت صغریٰ کا دور	۲۲۵
آخری بات	۲۳۵
ہمارے مراجع تقلید	۲۴۱
کتاب نامہ	۲۵۱
	۳۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض

حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام ہماری معاشرتی زندگی کا محض ایک حصہ نہیں ، بلکہ پوری زندگی کا مکمل نظام ہے ۔

اس دین کی بتائی ہوئی راہ و روش کے آفاق گیر دامن میں حیاتِ انسانی کے سکون و ارتقاء کا ہر سامان موجود ہے ۔

سیاسی ، سماجی ، تعلیمی ، ثقافتی ، اخلاقی ،معاشی ، دفاعی اور فلاحی اداروں میں سے کوئی ایسا ادارہ نہیں کہ دین خدا نے جس کی مضبوط بنیادیں نہ ڈال ہوں ۔

اسلام رہتی دنیا تک باقی رہنے والا آئین ہے ، اور ملت اسلامیہ بھی قیامت تک زندہ سلامت رہے گی ۔ پھر جب حقیقت یہ ہو تو حیاتِ اجتماعی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے دوام پذیر اور متحرک قواعد و ضوابط کا ہونا ضروری ہے ، کیونکہ ہمیشہ رہنے والے قوانین ہی کے حوالے سے ہم ہر لحہ بدلتی ہوئی دنیا میں قدم جما سکتے ہیں ۔

اور اس کے لیے انتہائی جامع اور بڑا مستحکم فلسفۂ قانون درکار ہوتا ہے جو ہمارے اپنے زمانے اور ہر عہد کے ذہنی تقاضوں ، انفرادی ضرورتوں اور اجتماعی احتیاجات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو ۔ شکرِ خدا کہ ہمارے فقہی ادارے اس استعداد کی

پرورش گاہ ؛ اور ہمارے فقہائے کرام قانون شناسی کی حیرت انگیز قابلیت سے آراستہ ہیں !

نیز یہی وہ نظریاتی قوت ہے جو قاعدے کے مطابق ، اصل مقصد کے لیے حرکت میں لائی جائے تو اسے ''اجتہاد'' کا نام دیا جاتا ہے ۔

اجتہاد کے ذریعے جو احکام دریافت ہوتے ہیں پھر اس کے بعد لوگ اپنے دور اور پسند کے مجتہد کے ان احکام کو قبول کر کے ان پر عمل کرتے ہیں تو اس کے لیے **''تقلید''** کا لفظ استعمال ہوتا ہے ۔

یہ پیش کش ، ان ہی دو اہم عنوانوں کی توضیح و تفہیم کی ایک کامیاب کوشش ہے ۔

خوش قسمتی سے اس علمی کاوش کو بھی حضرت آیۃ اللہ

علامہ سید ابن حسن نجفی کا دل کھینچ لینے والا قلم دستیاب ہو گیا .... ! پروردگارِ عالم انہیں زندہ سلامت رکھے ! ان کی خوش نگاری برقرار رہے ، نیز ہماری کوششوں کو تسلسل و دوام ملے اور قدر دانوں کی نگاہ میں شرف قبول حاصل ہو ۔

ادارۂ تمدن اسلام

کراچی ، پاکستان۔

حرفِ اول

آدمی کو جو بات نہیں آتی ، وہ اسے جاننا چاہتا ہے ۔ بچے اپنے بڑوں سے پوچھتے ہیں اور بڑے اپنے سے زیادہ قابلیت رکھنے والوں کا سہارا لیتے ہیں ! یہی زمانے کا چلن ہے !

مگر ، خاص طور پر مذہبی مسائل کے بارے میں لوگ زیادہ حساس ، اور ان کی اکثریت صحیح باتوں سے بے خبر ہوتی ہے ۔ لہذا یہ سب کے سب ، دین کا علم رکھنے والے معتبر بزرگوں سے اپنی مشکلیں حل کرواتے

رہتے ہیں ۔ یہی انسان کی فطرت ہے ، آئینِ اسلام کا فیصلہ ہے ! نیز اسی طریقِ کار کو شریعت کی زبان میں '' تقلید'' کہا جاتا ہے ۔

تقلید سے متعلق لوگوں کی مختلف آراء :

تقلید سے متعلق مختلف لوگوں سے مختلف آراء سننے میں آتی ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے ۔

☆ بعض حضرات اسے بدعت سمجھتے ہیں ۔

☆ کچھ لوگ اسے '' پیری مریدی'' کا نام دیتے ہیں ۔

☆ ایک طبقہ '' تقلید'' کو علمائے دین کا جبر قرار دیتا ہے ۔

☆ اس عنوان سے تبصرہ کرنے والے بھی پائے جاتے ہیں کہ یہ عمل ایک طرح کی ذہنی غلامی ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ "اسلام نے اس طریقِ کار کی مذمت کی ہے ! ان کے خیال میں قرآن حکیم نہایت سہل اور بڑی سہج سی کتاب ہے ، لہذا ہم اسی سے اپنے سوالوں کا جواب کیوں نہ لیں ..... !؟

☆ اس کے علاوہ اللہ کے کلام اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کی تعلیمات میں بھی "تقلید" کے لیے کوئی معتبر دلیل نہیں ملتی ! نیز شیعوں کی تاریخ دیکھیے تو خاصی لمبی مدت تک ، نہ کہیں تقلید کا چرچا سنائی دے گا اور

نہ کسی جگہ "اجتہاد" کے آثار نظر آئیں گے !

☆☆☆☆☆

لیکن ! حقیقت یہ ہے کہ تقلید اور اجتہاد کے بارے میں یہ ساری باتیں مطالعے کی کمی اور تحقیق و جستجو سے لگاؤ نہ رکھنے کا اشتہار ہیں ۔

کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ

☆ تقلید نہ کسی طرح کی بدعت ہے نہ کوئی نئی ایجاد ، اسے تو ہر جہت سے علم و آئین کی بات کہنا چاہیے ۔

☆ اسی طرح ، یہ نہ تو کسی مرشد کی بیعت ہے ، اور نہ کسی پیر کی تابعداری !

یہ خالص علمی ، فکری اور زندگی کا ایک جیتا جاگتا باوقار رویہ ہے ۔

☆ نیز اس قاعدے میں نہ کسی قسم کی زبردستی ہے اور نہ کوئی جبر شامل ہے ! بات صرف یہ ہے کہ جسے اپنے دین کی سلامتی ، اور اپنے اعمال کی صحت عزیز ہو تو اسے چاہیے کہ شریعت کے مسائل و معاملات میں اپنے وقت کی سب سے زیادہ باخبر ہستی سے رجوع کرے ۔ اسی سے اپنے سوال کا جواب لے ۔ اس معیاری شخصیت کو مجتہد یا مرجعِ تقلید کہتے ہیں ۔

مرجعِ تقلید پر اعتماد کی وجہ ، ان کی اعلمیت ہے ۔ یعنی ! اپنے زمانے کے تمام دانشوروں پر انہیں

برتری حاصل ہوتی ہے ۔

☆ اچھا ! جو حضرات تقلید کو فکر کی آزادی کے خلاف جانتے ہیں ، ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام بے سمجھے بوجھے انجام کو نہیں پہنچتا ۔ پھر جو چیز ہمارے علم میں نہ ہو ، اسے معلوم کرنا تو ذہن کی تہذیب ، حریتِ فکر اور وسعتِ خیال کی دلیل ہے !

☆☆☆☆☆

رہا ، قرآن کے آسان ہونے کا مسئلہ ، تو آئین و قوانین کا یہ مجموعہ اتنا سہل بھی نہیں کہ جس کا جی چاہے اپنے آپ اس کے مطلب تک پہنچ جائے ۔ مثلاً قرآن میں ہے کہ :

''نماز پڑھو اور زکوۃ دو''۔

اب اس سے نماز کی ہیئت ، اس کے ارکان اور پھر درست و نا درست کی تفصیل ، اسی طرح ، فریضہ زکوۃ کے شرائط اور اس سے وابستہ امور کی توضیح و تشریح کیسے ممکن ہوگی ؟

اس کے علاوہ اصل مقصد تک پہنچنے کی پہلی منزل پر سب سے بڑی مشکل ، زبان ہے ! کلام مجید عربی میں اترا ہے ، اور اس زبان کے پھیلاؤ ، باریکیوں اور گہرائی تک پہنچنے میں ، خود اہلِ زبان کی ہمت بھی جواب دے جاتی ہے !

عربی کا ایک ایک لفظ ہی نہیں ، حرف حرف ، اپنے دامن میں طرح طرح کی کیفیتیں لیے ہوئے ہے۔

مثال کے طور پر، جس لفظ کے اخیر میں "ح" لگی ہوئی ہو تو اس سے زور شور، جوش و خروش، نیز تیزی اور غلبے کا اظہار ہوگا۔ جیسے: صَا حَ۔ اب صَا حَ سے بولنے کا نہیں، چیخنے چلانے کا مفہوم نکلتا ہے۔ یا فَا حَ، اس لفظ سے مراد ہے کسی "سیّال" بہنے والی چیز کا اُبل پڑنا، چھلک جانا، اور وہ خوشبو جو ہوا کے جھونکے کے ساتھ آکر ساری فضا کو مہکا دے۔

اسی عنوان سے سَا حَ کو لے لیجیے۔ یہ گھومنے پھرنے والے جہاں گشت سیلانی یا پھر پانی کے رواں دواں ہونے کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔

نیز نَا حَ بلبلا کر، بے اختیار نوحہ گری یا تڑپ تڑپ کر بین کرنے کے موقع پر استعمال ہوگا!

اب ملاحظہ کیجیے ! کہ "ح" لگے ہوئے ان تمام الفاظ میں معنوی اعتبار سے کتنی قریبی رشتہ داری ہے ! جس لفظ پر غور کیجیے ، معلوم ہوگا وہ ایک طرح کی سرگرمی ، ولولے اور کثرت کا پتہ دے رہا ہے ۔

اسی عنوان سے اگر کسی لفظ کا آغاز " غ " سے ہوا ہے تو یہ چھپنے ، آنکھوں سے اوجھل ہونے یا ڈوب جانے کے معنی دے گا ۔

جیسے : **غابَ** ، **غَرَق** اور **غَرَبَ** وغیرہ ۔

اور جو کلمات " ن اور ف " سے شروع ہوتے ہیں وہ عموماً ایسے موقعوں پر برتے جاتے ہیں جب باہر نکلنے ، نکالنے ، پھونکنے ، پھلانے ، ختم ہونے ، جاری کرنے ، سوجنے ، ٹھنڈی ہوا چلنے اور خوشبو سے

پورے ماحول کے معطر ہونے کی بات ہو ۔

مثال کے طور پر :

نَفَحَ ، نَفَغَ ، نَفَدَ اور **نَفَذَ** وغیرہ ۔

ان سب لفظوں میں کچھ چیزوں کے اثر ڈالنے اور کچھ کے اس کی تاثیر قبول کرنے کا مفہوم پوشیدہ ہے ۔

بہرکیف ! ہمارا یہ مقصد نہیں کہ ان اوراق میں تازی زبان و ادب کے مزاج اور اس کے تقاضوں کی وضاحت کریں ۔

یہ تو چند عام سی باتیں تھیں جو اس وقت یاد آگئیں ، ورنہ عربی بول چال کے رنگ ڈھنگ سمجھنے کیلئے اعلیٰ تعلیم کی بیسیوں درسی کتابیں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں ۔ اس کے سوا **مُغنی اللَّبِیب** ، اور **ابن الجنّی** کے

''الخصائص'' نیز ابن سیدہ اندلسی کے ''المخصص'' جیسے ضخیم کلاسیکی مجموعوں سے بھی اکثر دانشور آگاہ ہیں ۔

پھر جزوی طور پر بھی اگر کوئی آدمی خدا کے کلام کو سمجھنے کی کوشش کرے تو اسے زبان و بیان کے تمام قاعدوں پر حاوی ہونے کے علاوہ قرآن مجید کا مزاج جاننے والی قیادت سے ہمیں جو بیش بہا نکات اور رہنما اشارات ملے ہیں انہیں بھی قبلۂ نگاہ بنانے کی ضرورت ہے ۔ اس موقع پر ہم سرورِ دو جہاں حضور نبی اکرم ؐ کی ایک تفصیلی حدیث کے چند حصوں کو آنکھوں کی زینت بنانے کی سعی کرتے ہیں ۔

آنحضرت ؐ ارشاد فرماتے ہیں :

"لَهٗ ظَهْرٌ وَ بَطْنٌ، فَظَاهِرُهٗ حُكْمٌ وَ بَاطِنُهٗ عِلْمٌ، ظَاهِرُهٗ اَنِيْقٌ وَ بَاطِنُهٗ عَمِيْقٌ، لَهٗ نُجُوْمٌ وَعَلٰى نُجُوْمِهٖ نُجُوْمٌ۔"

"قرآن کریم کے دو رخ ہیں۔
ایک نظروں کے سامنے ہے اور دوسرا حصہ آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اب جو بالکل عیاں ہے وہ احکام و قوانین سے بھرپور ہے۔

اور وہ پہلو جو پوشیدہ رکھا گیا ہے اسے علم و حکمت اور عرفان و آگہی کا سرچشمہ جانیے۔ اس کے ظاہر کو

دیکھیے تو حدِ نگاہ تک حُسن ہی حُسن

اور مسرت ہی مسرت دکھائی دے گی

اور باطن پر نظر ڈالیے تو اتھاہ گہرائی

ملے گی ۔ اس کے اوراق ستاروں سے

سجے ہوئے ہیں ،

(یعنی ! روشن دلیلیں جگر جگر کر رہی ہیں)

اور ان دلیلوں پر مزید دلائل ضیاء بار

ہیں ۔'' [۱]

نیز قرآنی فلسفے اور اس کے تمام اسرار و رموز کے سب سے بڑے عارف امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے اپنی ایک تقریر میں نہایت جامع طریقے سے

---

[۱] اصول کافی ، ج: ۲ ، ص : ۴۳۸ ۔ طبع مکتبہ اسلامیہ تہران

ان ''امور'' کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان اہم مقامات کو پہچنوایا ہے جن کی تفصیل جانے بغیر خدا کی کتاب سے استفادہ محال بن جاتا ہے ۔

حضرتؑ ارشاد فرماتے ہیں :

''کِتَابَ رَبِّکُمْ فِیْکُمْ مُبَیِّناً

حَلَالَہٗ وَحَرَامَہٗ،

وَفَرَآئِضَہٗ وَفَضَائِلَہٗ،

وَنَاسِخَہٗ وَمَنْسُوْخَہٗ،

وَرُخَصَہٗ وَعَزَآئِمَہٗ،

وَخَاصَّہٗ وَعَامَّہٗ،

وَعِبَرَہٗ وَاَمْثَالَہٗ

وَمُرْسَلَہٗ وَمَحْدُوْدَہٗ،

وَ مُحْکَمَہ‘ وَ مُتَشَابِھَہ‘،

” جناب رسالت مآبؐ تمہارے
پالنے والے کی کتاب تم میں چھوڑ کر
گئے ہیں اور حضورؐ نے یہ بھی کھل کر
بتا دیا ہے کہ اس میں حلال کن کن
چیزوں کو کہا گیا ہے اور حرام کسے
قرار دیا گیا ہے ۔ واجب کا کیا مطلب
ہے ،مستحب سے کیا مراد لینا چاہیے ۔
سرکارؐ نے ناسخ آیتوں کا بھی حال
بتایا ہے ، منسوخ کا بھی تذکرہ فرمایا
ہے ۔ مجبوری میں اپنے اختیار کو کام میں
لانے اور جہاں قطعی طور پر پابندی

ضروری ہے ان احکام پر بھی روشنی
ڈالی ہے ۔ خاص اور عام کی بھی
نشان دہی فرمائی ہے ۔ سبق آموز
باتوں اور فکر انگیز واقعات سے بھی
واقف کروایا ہے ۔ جن امور میں
از خود کچھ کرنے کی اجازت ہے نیز
جنہیں بجا لانے کے متاہی ہے ان کی
وضاحت بھی فرمادی ہے ۔ ان کے علاوہ
جو صاف صاف آسانی سے سمجھ میں آنے
والے حقائق تھے اور وہ مسائل جو
ایک عام آدمی کی فہم و فراست کیلئے
دشوار تھے ، رحمتِ دو عالمؐ نے ان

پر بھی گفتگو فرمائی ہے"۔ [1]

سرکار ختمی مرتبت ؐ کے حوالے سے حضرت امیرؑ لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن سب کا ہے، سب کے واسطے ہے ۔ نیز اس کے فیض اور فائدے کو عام کرنے کے لیے زبانِ رسالتؐ نے اس کے قدرے مشکل مقامات کی توضیح و تشریح بھی فرما دی ۔

مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے باوجود کیا کوئی سنجیدہ آدمی ایمان داری کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ "صاحب منبرِ سلونی" نے جن خاص نکات کی جانب اشارہ فرمایا ہے، وہ اتنے آسان ہیں کہ ہر شخص اپنے آپ ان کے صحیح مطلب و مقصد تک

---

[1] نہج البلاغہ، پہلا خطبہ، ص:۴۴، ترتیب و تشریح ڈاکٹر صبحی صالح، طبع بیروت ۱۳۸۷ھ

پہنچ جائے گا ، عمل کے سلسلے میں خود ہی ان کی تفصیل معلوم کرلے گا ؟

مثلاً : فرائض ، فضائل ، ناسخ ، منسوخ ، رخص ، عزائم ، خاص ، عام ، عبر ، امثال ، مرسل ، محدود ، محکم ، متشابہ ، مجمل اور غوامض وغیرہ۔

ہاں ! ضمیر میں اگر ذرا بھی جان باقی ہے تو ہر انسان ہانکے پکارے کہے گا کہ نہیں ! ہرگز نہیں ! جب تک کوئی ٹھیک سے بتانے والا بتائے گا نہیں ، اس وقت تک کام کی کوئی بات پلّے نہیں پڑے گی !

لہذا لگاتار اس پہلو پر اصرار کہ قرآن بہت سہل کتاب ہے۔ بنا بریں ہمیں صرف اور صرف قرآن ہی سے رجوع کرنا چاہیے اس میں ہمیں ہر سوال کا جواب مل

جائے گا۔ نیز ہمارا دماغ جیسا بھی ہے وہ لُغت کے سہارے کلامِ خداوندی کے ہر اشارے کو جا لے گا اور ہر کنائے کو پالے گا !

این خیال است و محال است و جنوں !

ایک اور بات !

اور یہاں یہ یاد دہانی بھی بے جا نہ ہوگی کہ اس مقدس کتاب پر کئی ایسے کڑے وقت آئے ہیں جب اس کو اس کے مزاج کے خلاف استعمال کرنے کی نیت باندھی گئی! پہلا قیامت خیز موقع تو وہ تھا جب سرورِ کائنات ؐ نے وصیت لکھنے کے لیے قلم اور کاغذ طلب فرمایا، لیکن جواب یہ ملا کہ اب لکھنے لکھانے کی کیا ضرورت؟

" ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے ۔ "[1]

اس طرح قرآنِ حکیم سے اس کے واقعی مفسر ، طبیعت شناس اور بھروسے کے ساتھی یعنی ! اہلبیت اطہارؑ کو الگ کرنے کی بنیاد ڈالی گئی !

پھر دوسرا افسوس ناک واقعہ اس وقت پیش آیا جب صفین کی جنگ ٹھنڈی پڑی تو فوج کے ایک دستہ نے حضرت امیرؑ کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کی بجائے " لاحکم الا اللہ " (کسی کا حکم نہیں چلے گا ، خدا کا

---

[1] صحیح بخاری ، شرح کرمانی ۔ جلد : ۲ ، کتاب العلم ، حدیث : ۱۱۳ ، ص : ۱۲۶
طبع : احیاء التراث العربی ، بیروت ۔ دوسرا ایڈیشن ۔
خیال رہے کہ بخاری نے اپنی صحیح میں چھ مقامات پر یہ حدیث نقل کی ہے ۔
نیز مسلم ابن حجاج نے بھی اپنی صحیح میں تین تین مرتبہ اس حدیث کو درج کیا ہے ۔
ملاحظہ ہو : ج : ۲ کتاب الوصیۃ ، ح : ۲۱ ، ج : ۳ ، ص:۱۲۵۷ تا ۱۲۵۹ ، طبع بیروت ۔
اس کے علاوہ اس وقت کوئی بیس بڑے بڑے محدثوں اور مؤرخوں کے علمی مجموعے ہمارے سامنے ہیں جن میں یہ بات لکھی ہوئی ہے ۔

حکم زندہ باد) کے نعرے لگانا شروع کردیے ... !

تاریخ بتاتی ہے کہ کافی عرصہ تک اس سرکش جتھے نے ، جی بھر کے خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے ۔ [1]

پھر صدیوں بعد ۱۰۲۵ھ کے لگ بھگ شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے خاصے معروف دانشور " ملا امین استرابادی " نے مکہ معظمہ میں اپنے استاد " میرزا محمد استرابادی " کے کہنے پر " الفوائد المدنیۃ " نام کی ایک کتاب لکھی جس کے مضامین سے مکتبِ تشیع میں بڑی بے چینی پیدا ہوئی ۔

---

[1] جن لوگوں نے یہ بانگ لگائی تھی وہ زرعہ ابن البرج الطائی اور حرقوص ابن زہیر السعدی کہلاتے تھے ۔ تاریخ طبری ، ج:۵ ، ص:۷۲ ، طبع بیروت ، کامل ابن اثیر ، ج:۳ ، ص:۳۳۴، طبع بیروت

"الفوائد المدنیہ" کے باعث ایک نئے مسلک کا آغاز ہوا جسے اخباریت کہا جاتا ہے! اخباری حضرات نے بھی قرآن کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ [1]

اس کے بعد موجودہ صدی کے آغاز میں ایک اور صاحب کھڑے ہوئے۔ لاہور کی مسجد وزیر خاں سے انہوں نے اپنی آواز بلند کی۔ کہتے تھے کہ ہمارے ہر دکھ درد کی دوا قرآن میں ہے، اور ہم کو اپنی تمام ضروریات پورا کرنے کے لیے صرف اور صرف

---

[1] اخبار، "خبر" کی جمع ہے اور علمائے اسلام کی زبان میں رسول و آلِ رسول کے ارشاد کو خبر کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ نیز جس طبقے کو اخباری کہتے ہیں تو اس کا باعث یہ ہے کہ اس مسلک کے لوگ حدیثِ معصوم (اخبار) ہی کو شرعی احکام کا سرچشمہ مانتے ہیں اور قرآن کے بارے میں ان کا خیال یہ ہے کہ اس کے مطالب تک ہمارے ذہن کی رسائی نہیں۔ لہذا ضرورت کے وقت ہمیں صرف اخبار (حدیث) کا سہارا لینا چاہیے۔ انشاء اللہ اجتہاد کے سلسلے میں جب گفتگو ہوگی اس وقت اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی جائے گی۔

اللہ کی کتاب سے رجوع کرنا چاہیے ۔

انجام کار ، بہت سوں نے جس طرح چاہا خدا کے کلام کو ازخود سمجھا اور سمجھانا شروع کردیا ۔ پڑھے لکھے اور باحیثیت اشخاص میں ، جناب اسلم جیراج پوری ، خاصے نمایاں ہوئے ، اور اب ان ہی کے جانشین اور ادارۂ طلوعِ اسلام کے سربراہ جناب پرویز صاحب ، اس فکر کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں ۔ مگر تاثیر بہت ہی سست ہے !

البتہ ، ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے ساتھ اکثر جگہوں پر ایک نئی لہر آگئی ! جس کے پیچھے مذہبی جذبہ کم اور سیاسی شعور کی لپ جھپ زیادہ دکھائی دیتی ہے ، اور جو اس کی زد میں آئے ہیں

ان میں بیشتر افاضل ، مغربی طرز کی درس گاہوں کے پڑھے ہوئے یا ان سے متاثر افراد ہیں !

بس ! یہ لوگ ایکا ایکی مرجعیت اور اجتہاد کے خلاف صف آرا ہو کر تقلید کے نظام کو درہم برہم کرنے کے درپے ہوگئے ، اور اس مہم کو سر کرنے کے لیے قرآن کو بیچ میں لے آئے !

آج کل ہمیں عربی زبان میں شائع ہونے والے کوئی بیس ۲۰ معیاری رسالے دیکھنے کا موقع مل رہا ہے ؛ ان میں سے اسی ۸۰ فیصد مشرقی ملکوں میں چھپتے ہیں ! لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ان رسالوں کے اشاعتی ادارے یا تو عیسائیوں کی ملکیت ہیں ، یا اُن کے ہاتھ میں جو اجتہاد کے نام سے بھناتے ہیں ۔

مگر لے سب کی ایک ہے !

ہاں ! حیرت کی بات یہ ہے کہ ذیلی برّاعظم ہندوستان میں اس تحریک سے اثر لینے والوں کی رفتار بہت تیز ہے ۔ خاص طور سے لکھنؤ اور حیدرآباد دکن وغیرہ میں بڑی گرما گرمی پائی جاتی ہے ! کوشش ، کراچی اور لاہور میں بھی جاری ہے ، لیکن یہاں پکڑ ذرا ڈھیلی ہے !

اور غالبًا اسی لیے منبر کو بڑی فراخدلی سے استعمال کیا جارہا ہے ، نیز خطیب بھی اکثر باہر سے بلائے جاتے ہیں !

کہا جاتا ہے کہ ایران کو نیچا دکھانے کے لیے "حرف و حکایت" کا یہ سامان کرائے پر لیا جاتا ہے ،

اور ادائیگی ، سمندر پار کے سرمایہ کاروں کے ذریعے ہوتی ہے ۔

دیکھیے پہنچے کہاں تک شورشِ دل کا اثر
صرصرِ وحشت کا یہ شعلہ ہے بھڑکایا ہوا

بہرحال ، اگر جواب یہ ہو کہ :

ان باتوں کو قرآن نہیں ، تو حدیث و سنت کے مجموعوں سے ڈھونڈ نکالیں گے ! سیرتِ طیبہ سے معلوم کرلیں گے !

لیکن یہاں مشکل یہ پیش آئے گی کہ اس سے کچھ تلاش کرکے نکالنے کے لیے بھی عربی زبان و ادب کی گہرائی اور گیرائی سے مکمل آگہی ، فقہی بصیرت

کی موجودگی ، نیز روایت و درایت کے قاعدوں کو جاننا اور علمِ رجال سے باخبر ہونا ضروری ہے ۔ اس کے بغیر یہ مہم سر ہونے والی نہیں !

چنانچہ عقل و شرع کا فیصلہ یہ ہے کہ جو آدمی ''فقہی'' احکام سے واقف نہ ہو وہ دینی علوم پر گرفت رکھنے والے کسی دانش مند سے معلوم کر کے ان پر عمل پیرا ہو ... ! یہی خدا کا حکم ، رسولؐ کی تعلیم ، ائمہؑ کی تلقین نیز علماء کا ارشاد ہے اور ہماری تاریخ بھی لگا تار یہی کہتی چلی آرہی ہے ۔

آیئے ! اب آگے بڑھتے ہیں اور علمی طریقوں سے تقلید و اجتہاد کا جائزہ لے کر قلب و ضمیر کے لیے اطمینان و سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

تقلید

کا

مطلب!

عربی زبان کے لفظوں کی اصل نسل جاننے اور ان کے معنی اور مقصد کو پہچاننے کے لیے جو کتابیں لکھی گئی ہیں انہیں کھول کر دیکھے تو معلوم ہوگا کہ تقلید کا لفظ اپنے دامن میں کئی مطلب سمیٹے ہوئے ہے !

گلے میں ہار ڈال لیں ، گلوبند باندھ لیں یا مالا پہن کر گردن سجالیں ، یہ سب کام تقلید کہلائیں گے ،

کیونکہ تقلید کی ساخت قلادۃٌ سے ہوئی ہے ۔ جس کا مفہوم یہ بتایا گیا ہے :

القلادة : ما جعل فی العنق

'' جو چیز گلے میں ڈال لیں یا پہنا دی جائے اسے قلادہ کہتے ہیں ۔''

علاوہ اس کے اگر کسی آدمی کو کوئی ذمے داری سونپ دی جائے تو اسے بھی تقلید کا نام دیا جائے گا۔ اس کے سوا کسی کے نقشِ قدم پر چلنے ، کسی کی رِیت اپنانے یا کسی کی نقالی کرنے کے لیے بھی ، اسی لفظ کا استعمال ہوتا ہے ... !

ہاں ! تلوار کا پرتلا حمائل کرنے کے واسطے بھی یہی لفظ کام میں آتا ہے اور نشانی کے طور پر قربانی کے

اونٹوں کی گردن میں جو پٹہ یا رسّی ڈال دیتے ہیں اسے بھی تقلید کہتے ہیں ۔ [۱]

اچھا ! یہ تو ہوا اس لفظ کے بارے میں "اہلِ زبان کا معاملہ !" اب آیئے ، اس خصوص میں ذرا "قانون اور فلسفۂ قانون" کے ماہروں سے بھی پوچھتے ہیں کہ وہ تقلید کا کیا مطلب لیتے ہیں ؟ کیونکہ یہ ان ہی کی اصطلاح اور ان ہی کے موضوع کا حصہ ہے ۔ تو اس سلسلے میں جواب یہ ملتا ہے :

"دینی معارف سے ناواقف شخص اگر

---

[۱] ملاحظہ ہو : لسان العرب ، ابن منظور ، ج:۳ ، ص:۳۶۶، طبع بیروت ۔
تاج العروس ، محمد مرتضیٰ زبیدی ، ج:۲ ، ص:۴۷۵ ، طبع بیروت ۔
مصباح المنیر ، احمد بن محمد فیومی ، ج:۲ ، ص:۵۱۳ ، طبع قم ۔ العین ، ص:۶۸۳ ۔
مفردات ، راغب اصفہانی ، ص:۴۱۱ ، طبع بیروت ۔ المنجد ، ص:۹۴۹ ، طبع بیروت ۔

اسلامی علوم میں مہارت رکھنے والے
عالم کی بات کو یا ان کے تلاش
کیے ہوئے حکم کو بجا لانے کے لیے
بے حیل و حجت قبول کر لے یا پھر
دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ
جو آدمی خود فقیہ نہ ہو وہ کسی مانے
ہوئے مجتہد سے دلیل مانگے بغیر،
چپ چاپ ان کے فتوے پر عمل درآمد
کی نیت سے یا اسے برتنے کے ارادے
سے مان لے تو بس! یہی تقلید ہے۔" [1]

---

[1] کفایۃ الاصول، آخوند محمد کاظم خراسانی، ص:۴۷۲، طبع بیروت۔
العروۃ الوثقیٰ، علامہ محمد کاظم طباطبائی، ج:۱، ص:۳، طبع کویت۔

یہاں اس اہم نکتے پر توجہ دینا بہت ضروری ہے :

جو حضرات تقلید کے فلسفے کو نہیں سمجھ پائے ہیں ۔ انہوں نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ تقلید ، کسی خاص ہستی کی اطاعت گزاری اور فرماں برداری کو کہتے ہیں ۔ جبکہ تمام مراجع ، جملہ فقہاء اور سارے مجتہد اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ سعی بلیغ کے بعد ، مسلمہ قواعد کے مطابق اگر کوئی مجتہد شریعت کے کسی حکم کی کھوج لگائے تو ایک عام آدمی کو اسے قبول کرلینا چاہیے ۔ یہ رویہ کسی شخص کی مریدانہ پیروی نہیں ، بلکہ ایک قابل ہستی کے ذریعے نظامِ شریعت اور مذہبی قوانین پر عمل درآمد کا معتبر طریقہ ہے !

جناب امیرؑ نے بھی جنگِ صفین کے موقع پر

ثالثی کے ضمن میں فرمایا تھا : خاموش حکم نامے (قرآن) کو ترجمان کی ضرورت ہے اور یہ ترجمان کوئی شخصیت ہی ہوسکتی ہے ۔ [۱]

[۱] نہج البلاغہ ، خطبہ:۱۲۵ ، ص:۱۸۲ ، تنظیم و ترتیب : ڈاکٹر صبحی صالح ، طبع بیروت ۔

فطرت

کیا

کہتی ہے ؟

تقلید کی بات باہر سے لوگوں پر نہیں تھوپی گئی ہے ،
بلکہ یہ آدمی کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے ۔ اس کی
فطرت میں جڑی ہوئی ہے !

اور یاد رہے ! جو باتیں انسان کی سرشت میں
گندھی ہوئی ہوتی ہیں ، وہ کسی کے سکھانے پڑھانے سے
نہیں آتیں ، بلکہ اندر ہی اندر پھپکتی ہیں ۔ پھر دنیا بھر
میں ہر جگہ ،آدمیوں کے ہر طبقے اور ہر صنف میں

اپنے آپ نمود کرتی ہیں اور نتیجۂ فرزندانِ آدم خودبخود ان کے تقاضوں کی گرفت میں چلے جاتے ہیں ! پھر نہ کوئی ان مطالبوں کو رد کرسکتا ہے اور نہ بے اثر بنا سکتا ہے !

مثال کے طور پر :

حقیقت کو پہچاننے کی خواہش حسن و زیبائی کو آنکھوں سے لگائے رکھنے کی آرزو ، کمال کو پہنچنے کی چونپ ، معلومات بڑھانے کی للک ، تعظیم و تکریم سے رغبت ، ایثار و قربانی کا احساس ، اور خیر و خوبی کو اپنانے کا شوق !

ان میں سے ہر کیفیت دل کی گہرائیوں سے اُبھرتی ہے ، اور اگر یہ رُخ ظہور میں نہ آتے تو

نہ کوئی شخص کسی کو آئیڈیل (Ideal) بناتا اور نہ کوئی قوم کسی کو ہیرو (Hero) مانتی !

اسی عنوان سے تقلید بھی فطرت کی ایک سچی خواہش ہے ۔ دیکھیے ! نکتہ آفرینی کرنے والوں کی خوشہ چینی زندگی کا سب سے بڑا اور بے ساختہ اظہار ہے ! اگر اقوامِ عالم تقلید چھوڑ دیں ۔ یعنی ! کمالات سے منہ موڑ لیں ۔ ہنر مندی سے بے تعلق ہوجائیں ۔ مہارتوں کو خاطر میں نہ لائیں تو کیا پھر یہ امید باندھی جاسکتی ہے کہ ان کے ہاں شہریت کو فروغ ملے گا ۔ سماجی زندگی میں نکھار آئے گا ۔ ایجادیں پنپ سکیں گی ۔ صنعتیں ترقی کریں گی ۔ تجارت کا بازار گرم ہوگا ؟

بالکل نہیں !

کیونکہ ہم جس چہل پہل ، دھوم دھام اور ٹھاٹ باٹ سے مانوس ہیں اس کے پیچھے تقلید ہی کا ہاتھ ہے ! تقلید کا اثر نہ ہو تو سب کام رُک جائیں اور ہر حرکت پر جمود طاری ہوجائے ۔

نیز اس بات سے سب اتفاق کریں گے کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹے قد کا نہیں بلکہ بلند قامت ظاہر کرے ، لہذا اس کی تو بس یہی ایک ترکیب ہے کہ جس میں جس قسم کی کمی ہو وہ اس کمی کو پورا کرنے کے واسطے کسی ایسی ہستی سے استفادہ کرے جس نے اس خصوص میں کسبِ کمال کیا ہو ۔

اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ہمارے معاشرے

میں دین کا معاملہ سب سے بڑا ، اور بے حد اہم ہے !
کیونکہ آخرت کے مسائل بھی اسی سے وابستہ ہیں ۔

لہذا شریعت کے قاعدے قوانین سے آگہی اور
ان پر عمل پیرا ہونے کے سلسلے میں ان فقہائے کرام
کے ارشادات سے اپنے اپنے ذہنوں کو روشن کرنا
ضروری ہے ۔ جنہوں نے دین کو سمجھانے کے لیے
اپنی عمریں وقف کردیں ۔

ہاں ! علماء کی اس جدوجہد کو اجتہاد اور عوام
کے اس سے مستفید ہونے کے طور طریقے کو تقلید
کہتے ہیں !

اس ضمن میں استاذ العلماء آخوند ملاّ محمد کاظم خراسانی
(متوفی ۱۳۲۹ھ) نے بڑی پیاری بات تحریر کی ہے ۔

لکھتے ہیں :

ثُمَّ اِنَّهٗ لَا يَذْهَبُ عَلَيْكَ اَنَّ جَوَازَ التَّقْلِيْدِ وَ رُجُوْعُ الْجَاهِلِ اِلَى الْعَالِمِ فِى الْجُمْلَةِ يَكُوْنُ بَدِيْهِيًا جِبِلِّيًا فِطْرِيًا لَا يَحْتَاجُ اِلٰى دَلِيْلٍ -

”یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ تقلید کی تسلیم شدہ حیثیت اور مسائل سے ناواقف شخص کا کسی دانشور سے کچھ معلوم کرنا بالکل سامنے کی بات ہے ، نیز اسے ایک قدرتی قاعدہ اور فطری تقاضا سمجھنا چاہیے ۔ جس کیلئے

کوئی دلیل درکار نہیں ہوتی !" [۱]

خلاصہ یہ کہ تقلید اصل میں انسان کی تکمیل کا ایک باوقار ذریعہ ہے ۔ آدمی اگر ان علمی بلندیوں کو نہیں چھو سکا جن کے ذریعے وہ خود اپنے سارے مسائل حل کرسکتا تو وہ دوسروں کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں :

"لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ عَمَلاً اِلَّا بِمَعْرِفَۃٍ"

"بے سمجھے بوجھے بغیر جانے ہوئے اگر
کوئی عمل انجام دیا جائے گا تو خدا
اسے قبول نہیں فرمائے گا ۔" [۲]

---

۱ کفایۃ الاصول ، ص:۴۷۲ ، طبع بیروت
۲ اصول کافی ، ج:۱ ، ص:۳۵ ، طبع مکتبہ اسلامیہ ، تہران

بس ! اسی لیے مجتہد کی بات مانی جاتی ہے کہ وہ بصیرت رکھتا ہے ۔ صاحبِ نظر ہے اور ہمارے درد کا درماں اسی کے پاس ہے ۔

تھوڑی سی وضاحت :

اچھا ! دورِ حاضر میں بعض جذباتی سوچ رکھنے والے حضرات نے علمِ اصول اور فقہی ذخیرے کو موضوعی طریقے اور اکادمی کے باقاعدہ مسلّمہ انداز سے سمجھے بغیر ان کے بعض عناوین پر خامہ فرسائی شروع کردی اور ان کے قلم نے بڑی خلش انگیز باتیں لکھ ڈالیں !

مثال کے طور پر تقلید ہی کے مسئلے کو لے لیجیے ! انہوں نے لغت ناموں میں تقلید کا لفظ دیکھ کر یہ طے کر لیا کہ تقلید گلے میں پٹا ڈالنے کو کہتے ہیں ۔

اللہ اللہ خیر صلآ ! مگر یہ کس علم کی اصطلاح ہے ؟ اور اس پر دسترس رکھنے والوں نے اس کا کیا مطلب بتایا ہے ؟ ان سب حقائق کو نظر انداز کر کے قوم کے ان درد مندوں نے معاشرے کو یہ اُلٹی پٹی پڑھانے کی کوشش فرمائی کہ تقلید وہ جوا ہے جو شرع کے مقدس حوالے سے عوام کے کندھوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور وہ بیچارے اس بوجھ کو اٹھائے کولہو کے بیل کی طرح گھومتے رہتے ہیں !

جبکہ تقلید کا مفہوم ، قطعی طور پر اس کے برعکس ہے ! ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا ، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

دراصل تقلید کا مطلب یہ ہے کہ پوچھنے والا یا "مقلد" فتوے کے درست یا نا درست ہونے کا بار مرجعِ تقلید کے دوش پر رکھ دیتا ہے تاکہ صحتِ عمل کے سلسلے میں وہ خود جواب دہی سے بچ جائے اور مجتہد کو اس کی ذمے داری اٹھانا پڑے ۔ فلسفہ قانون کی کتابوں میں یہ قاعدہ درج ہے :

"اَلْعَامِیُ یَجْعَلُ قَلَادَۃَ اَعْمَالِہٖ عَلٰی عِتُقِ مَنْ یُقَلِّدُہٗ۔"

"عام آدمی اپنا اعمال نامہ مرجعِ تقلید کے گلے میں حمائل کردیتا ہے ۔"

اس سلسلے میں ہمارے سب سے بڑے محدث محمد ابن یعقوب کلینی لکھتے ہیں :

" ایک دفعہ سرکارِ صادقِ آلِ محمد ،

ربیعۃ الرای[1] کی محفل میں تشریف

فرما تھے کہ ایک اعرابی نے

ربیعہ سے آکر کوئی مسئلہ پوچھا ۔

ربیعہ نے اس کا جواب دے دیا ۔

اس صحرا نشین عرب نے جھٹ سے

ایک سوال اور کر ڈالا :

اچھا ! یہ بتایئے کہ آپ نے

جو کہا ہے ، اس کی ذمے داری

---

[1] ربیعۃ الرائی کے والد کا نام عبد الرحمٰن فروخ تھا ۔ رجال شیخ طوسی کے مطابق یہ حضرت امام زین العابدینؑ کے شاگرد رشید تھے ، نیز انہوں نے امام محمد باقرؑ سے بھی کسب فیض کیا تھا ۔ مدینے کے نامور فقیہوں میں شمار کیے جاتے تھے (رجال ، ص:۱۷۷) ۔

قبول کرتے ہیں ؟ یہ سُن کر
ربیعہ چُپ ہوگئے ۔ اعرابی نے
دوبارہ دریافت کیا ۔ ربیعہ نے پھر
خاموشی اختیار کرلی ! اس موقع پر
حضرت امام جعفر صادقؑ نے متعلقہ
ضابطے کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے
ارشاد فرمایا :

"هُوَ فِیْ عُنُقِهٖ۔"

" ہاں! یہ بوجھ
انہیں کی گردن پر ہے ۔"
پھر حضورؑ نے یہ کہہ کر
مزید روشنی بخشی :

”وَكُلُّ مُفْتٍ ضَامِنٌ۔“

”ہر فتویٰ دینے والا اپنے فتوے کا ضامن ہوتا ہے۔“ [۱]

[۱] فروع کافی، ج:۷، باب ”ان المفتی ضامن“، صفحہ:۴۰۹، طبع دار الکتب الاسلامیہ، تہران۔

عقل
کی
رہبری

ہماری عقل بھی اس حقیقت کی تائید کرتی ہے کہ
تقلید ضروری ہے ! وجہ یہ ہے کہ آدمی ایسی مخلوق نہیں
جسے گھڑ کر رکھ دیا گیا ہو یا کیل کر چھوڑ دیا گیا ہو !
بلکہ یہ ایک ایسا متحرک وجود ہے جو ہمیشہ سعی و جستجو ،
تگ و تاز اور دوڑ دھوپ میں لگا رہتا ہے ۔

زندگی کی ہر جنبش کے ساتھ اسے اپنی راہ کے
جاننے اور منزل کو پہچاننے کی دھن رہتی ہے ! اب یہ

اور بات ہے کہ اس جدوجہد میں کامیابی کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ہر چلنے والے کو یقین کے ساتھ معلوم ہونا چاہیے کہ جہاں کا ارادہ ہے وہاں پہنچنے کے واسطے کدھر سے جائے اور کہاں سے نکلے !

اور اگر خود نہیں جانتا تو پھر کسی جاننے والے سے وہاں کی سمت و جہت دریافت کر لے ۔

اسی لیے بڑے شہروں میں آمد و رفت کی آسانی کیلئے جگہ جگہ کتبے ہوتے ہیں ، بورڈ آویزاں کر دیے جاتے ہیں ۔ جن پر مختلف مقامات کے نام لکھے ہوتے ہیں ۔ علامتیں بنی ہوتی ہیں ۔نشان لگے ہوتے ہیں ، جن سے پتہ چلتا ہے کہ کس رُخ سے چلیں ، کدھر مڑیں اور کس رفتار سے آگے بڑھیں !

علاوہ ازیں آمد و رفت کے نظام پر عبورِ کامل رکھنے والوں نے طرح طرح کی لکیریں بنا کر سڑکوں کو بھی زبان دے دی ہے ! یہ نقش و نگار ، وہ بین الاقوامی ذریعۂ اظہار ہیں جو ، ہر جادہ پیما ، ہر رستہ چلنے والے کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں !

اب فرض کیجیے ! اگر ٹریفک کے یہ قاعدے نہ ہوتے اور ان کی پابندی نہ کی جاتی تو اس نئے دور میں تیز رفتار سواریوں کے ذریعے سفر محفوظ رہتا ؟ ہرگز نہیں ! ہر آدمی کو قدم قدم ، خوف اور نَفَس نَفَس ، خطرہ محسوس ہوتا ۔

پھر ، جب انسان کی عقل دنیا کے معمولی کاموں میں تقلید ، یعنی ! دوسرے کی رائے کو دلیلِ راہ بنانے

پر زور دیتی ہے تو دین و آئین کے بارے میں ہر شخص کو ، کب یہ آزادی مل سکتی ہے کہ شرع کے جس حکم کو جس عنوان سے چاہے اور جس فرض کو جب اور جیسے چاہے بجا لائے !

آخر اسلام ایک نظام رکھتا ہے جس کے کچھ قاعدے ہیں ، کچھ ضابطے ہیں ، جن کی پابندی لازمی ہے ، مگر جب تک متعلقہ احکام و قوانین اچھی طرح معلوم نہیں ہوں گے تو انہیں ٹھیک سے برتنے کی توفیق کیوں کر حاصل ہوگی ؟

بھئی ! یا تو آدمی بذاتِ خود اجتہاد کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہو اور چھان بین کر کے فقہی مسائل کو اپنے آپ سمجھ لے ۔ ورنہ پھر شرعی احکام جاننے کیلئے

تقلید کے علاوہ اور کوئی راہ نہیں !

اچھا ! ایک اور توجہ طلب نکتہ ! دنیا کے تمام سمجھ دار لوگ کہتے ہیں کہ :

"ضررِ محتمل کا دفاع ناگزیر ہے ۔"

یعنی ! جہاں نقصان کا خطرہ ہو وہاں اپنے بچاؤ کی تدبیر بہرحال نہایت ضروری ہے ۔

دیکھیے ! یہ بات گرہ میں باندھنے والی ہے کہ : اگر شریعت کے مسئلوں سے ناواقفیت بڑھتی رہی تو اس کے نتیجے میں ہمارے تمام اعمال یا یوں کہیے کہ جملہ کاروبارِ حیات چوپٹ ہوکر رہ جائیں گے ۔

لہذا لازمی طور پر ہمیں اصلاحِ احوال کی جانب متوجہ ہونا چاہیے ، پھر کیا یہ مقتضائے فراست نہیں کہ

مذہب نے جن فرائض کا پابند کیا ہے انہیں لوگ ٹھیک سے جان لیں ، صحیح طریقے سے سمجھ لیں ، تاکہ کسی حکم کی بجا آوری میں کوئی کوتاہی نہ ہو ، کہیں کسر نہ رہ جائے ۔ بنا بریں ، مکرر عرض ہے کہ اس سلسلے میں صرف اور صرف دو قاعدے ہیں ، جنہیں اپنا کر متوقع خطروں کا مقابلہ ممکن ہے ۔

ایک تحقیق ، جس کا مطلب یہ کہ آدمی خود اجتہاد کی منزلیں طے کرلے ۔

دوسرے تقلید ، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر شخص ، کسی مجتہد کے فتوے پر چلے ۔

اب پہلا طریقہ ، یعنی ! تحقیق ، تو ہر ایک کے بس کی بات نہیں ! البتہ دوسری ترکیب آسان ہے ،

اور وہ ہے تقلید ! اسی لیے تقلید کو واجب قرار دیا گیا

ہے ۔

اور قرآن،
یوں رہنمائی
کرتا ہے!

ویسے تو اللہ کی کتاب میں کئی ایسی آیتیں ہیں جن سے تقلید کے مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے، مگر اختصار کو دیکھتے ہوئے اس وقت صرف دو آیتوں کی جانب توجہ دلائی جارہی ہے۔

ایک تو یہ آیت ہے:

فَاسْئَلُوْآ اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔"

'' تم نہیں جانتے ہو تو '' اہلِ ذکر''

یعنی ، جاننے والوں اور واقف کاروں

سے دریافت کرو ۔'' [۱]

اس آیۂ وافی ہدایہ میں ایک بنیادی قاعدہ بتایا گیا ہے اور وہ یہ کہ '' بے خبر'' کو چاہیے کہ کسی '' باخبر'' سے استفادہ کرے ۔ جو شخص کسی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے اس کا فرض ہے کہ وہ آگہی رکھنے والے سے پوچھ لے ۔

یہاں یہ امر بالکل واضح ہے کہ اس آیت نے شریعت کے مسائل جاننے کے لیے سوال کرنا ضروری قرار دیا ہے ، یا عدمِ علم کی بناء پر ، اَجان یا بے سواد

---

[۱] سورۂ مبارکہ نحل : ۴۳

ہونے کے ناتے ، ضرورت کی بات کسی مستند عالم سے
پوچھنا واجب ہے ۔

اَب اس موقع پر عقل یہ کہتی ہے کہ سوال کرنے
کا باعث تفریح طبع ہے ۔ اپنی ذہانت کا اظہار ، یا
جس سے دریافت کیا جا رہا ہے اس کی دانش و آگہی
کا امتحان ہے .... ؟

ظاہر ہے آیت اس طرح کی باتوں کے لیے
جن میں کوئی افادیت نہ ہو ، معلوم کرنے کا حکم نہیں
دیتی ، بلکہ پوچھنے کی غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ جو
پوچھیں اس سے علم کی کمی پوری ہوجائے ۔ نادان ،
دانا بن جائے ، اور جو معلوم ہوا ہے ، اسے بجا
لانے میں کوئی دشواری نہ رہے .... ! اور یہی مسئلہ

تقلید کی ضرورت اور اس کے لزوم کا منطقی ثبوت بھی ہے۔

ممکن ہے کچھ حضرات یہ کہیں کہ جناب ! اہل الذکر سے مراد تو اہل بیت اطہارؑ ہیں ۔ جی ہاں ! ہم بھی اس پر یقین رکھتے ہیں ۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے معصومؑ رہنما ہی پہلے درجے میں اہل الذکر ہونے کا مصداق ہیں ۔

لیکن ! ان کے بعد ، ان ہی کے ارشاد کے مطابق فقہائے ملت اور علمائے اُمت کو علمی قیادت کا منصب حاصل ہوتا ہے ، اور اگر اس کھلی حقیقت اور اس مانی ہوئی سچائی کو نہ مانا گیا تو پھر تہ در تہ جہالت کو قوم کا مقدر بننے سے کوئی نہیں روک سکتا !

کیونکہ سماج کے سب لوگ علمی بحث و جستجو کے قابل نہیں ہوتے ، نیز جب تک پردۂ غیبت پڑا ہوا ہے ، امامِ ہمامؑ کی خدمت اقدس میں کسی کی رسائی بھی ممکن نہیں ۔ اب اس کا ، بس یہی حل ہے کہ جب حقیقی عالم ، یعنی جنہیں قدرت نے براہِ راست عرفان و آگہی سے سجایا ہو ، کی خدمت میں حاضری نہ دے سکیں تو جو بالواسطہ صاحبِ علم ہوں ان کی باتوں کو جانتے اور مانتے رہیں ۔

قرآنِ حکیم کا دوسرا فرمان مندرجہ ذیل آیت کے ذریعے صادر ہوا ہے ۔ آیۂ مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں :

"وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ

لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔

" ضروری نہیں کہ تمام مومنین نکل کھڑے ہوں ، مگر یہ تو ہونا چاہیے کہ قوم اور معاشرے کے ہر طبقے سے کچھ لوگ معارفِ دینی حاصل کرنے کے لیے کوچ کریں ، اور کسبِ کمال کے بعد اپنے اپنے علاقے میں واپس آ کر ملت کے افراد کو خبردار کریں تاکہ وہ معصیت کاری سے ڈریں اور انحراف کی راہ اپنانے سے اجتناب برتیں ۔" [1]

---

[1] سورۂ مبارکہ توبہ : ۱۲۲

اس آیۂ واقی ہدایہ میں پہلا ارشاد یہ ہے کہ سب کو نہیں ، کچھ لوگوں کو دینی علوم میں مہارت پیدا کرنے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے ، گویا ضرورت اس امر کی ہے کہ بعض اشخاص ، دین کی ثقافت سے آراستہ ہوں ، اور باقی ان کی علمی قیادت کو تسلیم کریں اور ان کی ہدایات پر عمل پیرا ہوں ۔

دیکھئے ! اس آیت میں تین کلیدی لفظ ہیں جو ہر سمجھ دار آدمی کو دعوتِ فکر و نظر دے رہے ہیں :

☆ تفقہ

☆ نذر

☆ حذر

پہلا لفظ فقہ سے نکلا ہے ، جس کے معنی ہیں

'' جاننا '' مگر سادگی کے ساتھ نہیں ، بلکہ کسی قسم کا مسئلہ ہو ، اس کے بارے میں گہری سوچ اور کوئی معاملہ ہو اس کی تہہ تک پہنچنے کو فقہ کہا جاتا ہے ۔

راغب اصفہانی کا قرآنی الفاظ کی شرح و توضیح کرنے والوں میں بڑا نام ہے ۔ یہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب '' المفردات '' میں لکھتے ہیں :

'' **الفقه هو التوصل الىٰ علمٍ غائبٍ بعلمٍ شاهدٍ ۔''**

'' یعنی ، معلوم سے مجہول ، عیاں سے نہاں ، اور سامنے کی بات سے چھپی ہوئی حقیقت کی دریافت کو فقہ کہتے ہیں ۔''

اور تفقہ کے سلسلے میں ان کا یہ بیان ہے :

"تفقّہ اذا طَلَبَہٗ فتخصّص بِہٖ۔"

مقصد یہ کہ جس چیز کی طلب ہو، جب وہ مل جائے تو اس میں تخصص پیدا کرنے یا کمالِ مہارت کے حصول کو تفقہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دوسرا لفظ تذر یا انذار (**لینذروا**) ہے۔ اس سے جو مفہوم برآمد ہوتا ہے، وہ ہے، پیش آنے والے خطرے کی اطلاع۔

سب سے بڑے زبان داں محمد ابن مکرم اپنی لغت "لسان العرب" میں لکھتے ہیں:

"أنذرتُ القومَ فنُذِرُوا ای أعلَمهم ذلک فعلموا وتحزروا۔"

"قوم کو خوفناک صورتِ حال سے آگاہ کیا،

اس نے جو ہوسکتا ہے ہے اسے بھانپ کر اپنی
حفاظت کا پورا بندوبست کرلیا۔"

تیسرا لفظ حَذَر (**لعلهم يحذرون**) ہے۔
اس کے معنی ہیں : احتیاط برتنا۔

ابن مکرم اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں :

"رَجُلٌ حَذِرٌ۔ مُتَيَقِّظٌ۔ مُتَحَرِّزٌ۔
متأهبٌ۔ مُعِدٌ۔ يحذر ان يُفاجَأ۔"

بیدار آدمی دفاعی ہتھیاروں سے لیس، ہر آفت
کے مقابلے کو تیار، تمام مشکلوں سے نمٹنے کے لیے
اس طرح آمادہ جیسے فوری طور پر وہ ہنگامی حالت
سے دوچار ہونے والا ہو!

اب ان لفظوں سے جو مجموعی تاثر پیدا ہوتا ہے

اس کے ساتھ جب ہم آیت کے مفاد پر نظر ڈالتے ہیں ، تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ معاشرے کے جو فعال ، حرکت پذیر اور باصلاحیت عناصر ہیں انہیں تو معارفِ اسلامی کی تلاش و جستجو کے بعد اپنا فرض ادا کرنا چاہیے اور باقی لوگ ان سے استفادہ کریں ۔

گویا جو استعداد رکھتے ہیں ، وہ اپنی قابلیت سے روشنی حاصل کریں اور جو خود سے اپنا ذہن اُجالنے کی سکت نہیں رکھتے ، وہ دوسروں سے مدد لیں ۔

بہرکیف ! جذب و قبول ، اخذ و عطا ، یا لین دین کے اس سلسلے کو قائم رہنا چاہیے ! مکرر عرض ہے کہ اسی کو اجتہاد و تقلید کا نام دیا جاتا ہے ۔

حدیث

کا

فیصلہ

دیکھئے ! ہمارے مجامع حدیث میں ، تقلید کے وجوب و جواز سے متعلق ، کوئی سو (۱۰۰) حدیثوں کا ذخیرہ موجود ہے ۔ ان میں کچھ تو وہ ہیں جن سے تقلید کے فرض ہونے کا حکم ملتا ہے ، جیسے : صحیحہ اسحاق بن یعقوب ۔ [۱] یہ مستند حدیث

---

[۱] حدیثیں طرح طرح کی تھیں ، بنا بریں اس علم کے ماہروں نے سب کی چھان بین کے بعد سند کے اعتبار سے ان کی درجہ بندی کردی اور احادیث کی ہر صنف کا ایک معیار قرار دے کر انھیں ایک اصطلاحی نام بھی دیا ہے ۔ مثلاً : صحیح ، مقبول ، متواتر ، موثق ، حسن ، معتبر ، اور ضعیف وغیرہ ۔ چنانچہ صحیحہ ، اس روایت کی پہچان ہے جس کے تمام راوی مکتب تشیع سے وابستہ اور ہر لحاظ سے قابلِ اعتبار قرار پاتے ہوں ۔

امام زمانہ سرکار حجت ابن الحسن عجل اللہ فرجہ الشریف کی بارگاہِ اقدس سے ان لفظوں میں ہم تک پہنچی ہے :

اَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوْا فِيْهَا اِلیٰ رُوَاةِ حَدِيْثِنَا ، فَاِنَّهُمْ حُجَّتِيْ عَلَيْكُمْ وَ اَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ ۔"

" اپنی زندگی میں جب تم نوظہور ، تازہ ایجاد مسائل سے دوچار ہو تو ان پر عمل درآمد کے قاعدوں سے واقف ہوتے کے لیے ہماری حدیثیں بیان کرنے والوں (فقہاء) سے رجوع کرو ، کیونکہ یہ تم پر میری حجت اور میں خدا کی حجت ہیں ۔" [1]

---

[1] وسائل الشیعہ ، باب : ۱۱ ، صفات القاضی ، ح : ۹ ، ج : ۲۷ ، ص : ۱۴۰ ، منشورات آل البیتؑ قم ۔

ہاں ! امام عالی مقامؑ کے اس ارشاد گرامی کے اصل مقصد تک پہنچنے میں بعض دانشوروں کو کچھ مشکل پیش آئی ہے ۔ بنابریں ! انہوں نے گھبرا کر یہ کہنا شروع کردیا کہ : '' سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اس فرمانِ مبارک میں فقہاء کی بجائے '' رواۃ '' کا لفظ ہے !

جبکہ تقلید یا رجوع کے حوالے سے اس کا تعلق '' فقیہ '' سے ہونا چاہیے !

وضاحت کے طور پر گزارش ہے کہ جس دور کی یہ بات ہے ، اس زمانے میں زیرِ نظر مفہوم کے واسطے روایت ، راوی ، حدیث اور محدث کے الفاظ ہی عوام کی زبان پر چڑھے ہوئے تھے ، اس لیے یہی لفظ

استعمال ہوتے تھے ، اور جب علوم کا دامن پھیلا ، دینی ادب کا زور بندھا ، تو نفسِ مضمون کے لیے فقہ ، آگاہانہ اطاعت کے واسطے تقلید ، اور سوچ سمجھ کر جن کی علمی فرمانبرداری کی جائے ، ان کی پہچان کے لیے '' مجتہد اور مرجع '' کی اصطلاح زبان زدِ عام ہوگئی ۔

یہ فلسفۂ ارتقاء کا مزاج ہے جو ایوانِ ہستی کے گوشے گوشے پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔ جب دانش و آگہی باڑھ پر آتی ہے ، تو بہت سے مطالب کو نئے نئے لفظ مل جاتے ہیں اور انہیں معاشرے میں قبول بھی حاصل ہو جاتا ہے ۔

اس موقع پر علمی تکبر کی زد میں آئے ہوئے بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں

سرکارِ حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کی جانب سے صرف حادثوں کے پیش آنے پر فقہاء سے رجوع کرنے کی تلقین ہے!

گویا کبھی کبھار کوئی افتاد پڑ جائے، اچانک کوئی مشکل سر اٹھائے تو آدمی کو چاہیے کہ فقہی دنیا کی کسی لائقِ اعتبار ہستی سے اس کا حل پوچھ لے۔

حالانکہ یہ فرمان قیامت تک کے ہر اس معاملے سے تعلق رکھتا ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثرانداز ہوتا ہے!

نیز، اس بات پر بھی توجہ دینا ضروری ہے کہ الحوادث، حادثہ کی جمع ضرور ہے، مگر اس کا منشاء عربی ادب، محدثوں کی زبان اور فقہاء کی تحریر و تقریر میں وہ نہیں جو انگریزی زبان کے لفظ ایکسیڈنٹ

(Accident) یا انسیڈنٹ (Incident) کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے ۔

یہاں " الحوادث الواقعہ " سے مراد وہ نئی نئی باتیں ہیں جن سے آئے دن ہر ایک کو سابقہ رہتا ہے۔ [۱]

اور یہ بھی دیکھئے کہ سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اس ارشاد گرامی میں فکری اطمینان حاصل کرنے کے لیے نئے مسئلے مسائل کے سلسلے میں جہاں عوام کو اپنے دور کے فقیہوں سے رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے ، وہاں ان فقہاء کو اپنی حجت یعنی " اتھارٹی " قرار دیا ہے ۔ اس لحاظ سے ان کے کہے کو ماننا اسی

---

[۱] ملاحظہ ہو ۔ حوادث کا مفہوم : المنجد ۔ الاب معلوف ۔ صفحہ ۱۲۱ ۔
المفردات ۔ راغب اصفہانی ۔ صفحہ ۱۱۰ ۔ العین ۔ ابن مکرم ۔ صفحہ ۱۶۷ ۔
مجمع البیان ۔ الحدیث ۔ سمیع عاطف الزین ۔ صفحہ ۲۲۲

طرح واجب ہے جس طرح امام عجل اللہ فرجہ الشریف کے حکم کی تعمیل فرضِ عین ہے ۔ پھر اس ہدایت نامے کے دامن میں یہ نکتہ بھی موجود ہے کہ جس طریقے سے امامِ معصومؑ کے قول کی خلاف ورزی مؤاخذے کے قابل ہے ، بالکل اسی عنوان سے فقہاء کے ارشاد سے روگردانی پر بھی بازپرس ہوگی ۔

اچھا ، بعض افاضل کو اس حدیث کے مستند ہونے میں بھی کچھ شک ہے ! کہتے ہیں کہ اس روایت کے بیان کرنے والے ، اسحاق بن یعقوب ہیں ، اور یہ کوئی جانی پہچانی شخصیت نہیں رکھتے !

مگر حقیقت حال کچھ یوں ہے کہ اسحاق بن یعقوب علمی دنیا میں نامعلوم اور غیر معروف نہیں، یہ ثقۃ الاسلام

محمد بن یعقوب کلینی کے بھائی بھی ہیں اور استاد بھی ! حدیث کی دنیا کے بڑے لوگوں میں سے کسی نے بھی انہیں کمزور نہیں کہا ۔ نیز ، صاحبِ ''قاموس الرجال'' نے بھی موصوف کی توثیق کی ہے ۔

اس کے علاوہ مذکورہ فرمان کو شیخ صدوق ، متوفی ۳۸۱ھ نے ، محمد بن یعقوب کلینی ہی کے واسطے سے ''کمال الدین و اتمام النعمۃ'' میں ، شیخ طوسی علامہ طبرسی اور شیخ حر عاملی نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ۔ [1]

---

[1] کمال الدین و اتمام النعمۃ، شیخ صدوق، ج:۲ ، ص:۴۸۴ ، ناشر: موسسۃ النشر الاسلامی قم ۔
کتاب ''الغیبۃ'' ، شیخ طوسی ، ص:۱۷۷
کتاب ''احتجاج'' ، علامہ طبرسی ، ج:۲ ، ص:۲۸۳ ۔
وسائل الشیعہ ، شیخ حر عاملی، باب صفات القاضی، ج:۲۷ ، ص:۱۴۰ ، طبع موسسۃ آل البیت

اب اتنے عظیم ''خاصانِ حدیث'' جب اس ارشاد کو معتبر سمجھتے ہوں ، تو کسی اور کے شک و شبہ کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ؟

اس سلسلے کی ایک اور روایت ، امام جعفر صادقؑ سے بھی نقل کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا :

''لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ عَمَلاً اِلَّا بِمَعْرِفَةٍ ۔''

''علم و آگہی کے بغیر ، جو عمل انجام دیا جائے گا ، اللہ کی بارگاہ میں وہ قبول نہیں ہوگا ۔'' [۱]

اسی لیے سرکار صادق آلِ محمدؑ ، حُمران بن اعین سے کہتے ہیں :

---

[۱] اصول کافی ج : ۱ ، ح : ۲ ، ص : ۳۵ ، طبع مکتبہ اسلامیہ ، تہران ۔

"اِنَّمَا یَهْلِکُ النَّاسُ لِاَنَّهُمْ
لَا یَسْئَلُوْنَ۔"

"ہلاکت ان لوگوں کا مقدر بن جاتی ہے جو
مسائل پوچھنے سے کتراتے ہیں۔" [1]

اور شہیدوں کے سرور و سردار حضرت امام حسینؑ
یوں رہنمائی فرماتے ہیں :

"مَجَارِی الْاُمُوْرِ وَالْاَحْکَامِ
بِیَدِ الْعُلَمَاءِ الْاَدِلَّاءِ عَلَی اللّٰہِ
وَالْاُمَنَآءِ عَلٰی حَلَالِہٖ وَ حَرَامِہٖ۔"

"معاشرے کے سارے معاملات اور
شریعت کے تمام احکام پر عمل درآمد

---

[1] اصول کافی ج:۱، ح:۱، ص:۳۱، طبع مکتبۂ اسلامیہ، تہران۔

کروانے کا اختیار ان علماء کے ہاتھ

میں ہے جو خدا کو پہچنواتے ہیں،

اور حلال و حرام کے مسئلوں میں

اس کے امین ہیں۔" [۱]

اور اس سلسلہ میں ایک اور حدیث جو مقبولہ

عمر بن حنظلہ کہلاتی ہے۔ [۲]

یہ بھی حضرت صادق آلِ محمدؑ سے مروی ہے:

"مَنْ كَانَ مِنكُمْ مِمَّنْ قَدْ رَوىٰ حَدِيثَنَا

وَنَظَرَ فِيْ حَلَالِنَا وَحَرَامِنَا وَعَرَفَ

---

[۱] تحف العقول، ص: ۱۶۹، ابن شعبۃ الحرانی، طبع تہران

[۲] علوم الحدیث کے مصنف ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں کہ مقبول حدیث "صحیح" کہلاتی ہے اور مسترد روایت کو "ضعیف" کا نام دیا جاتا ہے، نیز شیعہ دانشور فرماتے ہیں کہ جس حدیث کا متن و مفہوم، عمل کے لیے شہرت رکھتا ہو، اسے مقبولہ کہتے ہیں۔

اَحُكَامَنَا فَلْيَرْضُوا بِهٖ حَكَماً ۔
فَاِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُهٗ عَلَيْكُمْ حَاكِماً ،
فَاِذَا حَكَمَ بِحُكْمِنَا ، فَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُ ،
فَاِنَّمَا اسْتَخَفَّ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَعَلَيْنَا
رَدَّ ، وَالرَّادُّ عَلَيْنَا كَالرَّادِّ عَلَى اللّٰهِ ،
وَ هُوَ عَلٰى حَدِّ الشِّرْكِ بِاللّٰهِ ۔"

امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں :
" تم میں سے جو شخص ہماری حدیثیں
بیان کرے ، ہمارے بتائے ہوئے
حلال و حرام کے مسائل پر نظر رکھے ،
ہمارے احکام سے واقف ہو تو تم
اس کے فیصلوں کو دل سے مان لو اور

سمجھو کہ اسے میں نے تمہارا حاکم
بنایا ہے ، نیز اگر اس کے فیصلے
ہماری تعلیمات کے مطابق ہیں اور
پھر بھی انہیں کوئی آدمی نہیں مانتا ،
تو سمجھا جائے گا کہ وہ خدا کے حکم کی
توہین کر رہا ہے ، اور ہماری تکذیب
کر رہا ہے اور ہماری تکذیب کرنے
والا پاک پروردگار پر دروغ گوئی کی
تہمت لگانے کا مجرم اور شرک کی سرحد
پر سمجھا جائے گا ۔'' [1]

---

[1] اصول کافی ، ج : ۱ ، کتاب فضل العلم ، ص : ۵۴ ، ح : ۱۰ ، طبع مکتبہ اسلامیہ ، تہران ۔

اور اب ائمہ اطہارؑ کی چند وہ حدیثیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے معصوم رہبروں نے اپنے اپنے دور میں شرعی احکام حاصل کرنے اور فقہی مشکلیں حل کروانے کے لیے مختلف دانشمندوں کا خود تعارف کروایا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

"شعیب عقرقوفی، حضرت امام جعفر صادقؑ
سے پوچھتے ہیں کہ: ضرورت پڑنے پر
ہم کس سے مسائل دریافت کریں؟
حضرتؑ نے ارشاد فرمایا:
"عَلَیْکَ بِالْاَسَدِیِّ۔"
"تم ابوبصیر اسدی سے پوچھ لیا کرو۔" [1]

---

[1] رجال کشی، شمارہ ۲۹۱، طبع مصطفوی، ایران۔ وسائل الشیعہ، ج: ۲۷، ص: ۱۴۲، منشورات مؤسسہ آل البیتؑ، قم۔

اسی طرح سرکار صادق آل محمدؑ کی اس روایت سے بھی ہماری رہنمائی ہوتی ہے :

عبداللہ بن یعفور چھٹے امامؑ سے عرض کرتے ہیں :

" مولا ! میں نہ تو ہر وقت حاضر خدمت ہوسکتا ہوں اور نہ اس قابل ہوں کہ کسی وقت بھی اگر کوئی شرعی مسئلہ پوچھنے آجائے تو میں خاطر خواہ اس کا جواب دے پاؤں ۔

یہ سن کر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا :

" فَمَا یَمْنَعُکَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ الثَّقَفِیْ ، فَاِنَّهٗ قَدْ سَمِعَ اَبِیْ

وَ كَانَ عِنْدَهُ مَرْضِيّاً وَجِيْهاً ."

" اچھا ! تو پھر محمد بن مسلم ثقفی سے کیوں نے رجوع کرتے ؟ انہوں نے میرے والدِ ماجد کو سنا ہے ، نیز انہیں ان کی خوشنودی بھی حاصل تھی اور معتبر لوگوں میں شمار تھے ۔" [1]

جناب امام جعفر صادقؑ کا ایک اور فرمان :

یونس بن یعقوب کا بیان ہے :

" ہم سرکار صادق آلِ محمدؑ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے ۔ دوران گفتگو امامؑ نے ارشاد فرمایا :

---

[1] وسائل الشیعہ ، شیخ حر عاملی ، ج : ۲۷ ، ص : ۱۴۴ ، منشورات مؤسسہ آل البیت ، قم ۔

"أَمَا لَكُمْ مِنْ مَفْزَعٍ؟
أَمَا لَكُمْ مِنْ مُسْتَرَاحٍ تَسْتَرِيحُونَ إِلَيْهِ؟
مَا يَمْنَعُكُمْ مِنَ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ
الْبَصَرِي؟"

"تمہارے ہاں اطمینان پانے کی کوئی
جگہ یا اپنی مشکلیں آسان کرواتے کا کوئی
ٹھکانہ نہیں تو حارث بن مغیرہ بصری
کے پاس جانے میں کیا دقت ہے؟" [1]

اور ثامن الائمہ حضرت امام رضاؑ سے
"عبد العزیز بن المہتدی" اور "علی ابن یقطین"
روایت کرتے ہیں کہ :

---

[1] وسائل الشیعہ، حر عاملی، ج : ۲۷، ص : ۱۴۵، منشورات مؤسسہ آل البیت، قم ۔

ہم نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کی :

" آقا ! ہم جہاں رہتے ہیں وہ علاقہ یہاں سے خاصا دور ہے ، بنا بریں ہر وقت ہم آپؑ کی بارگاہ میں حاضری نہیں دے سکتے ۔ اب فرمایئے کہ ہم مذہبی معلومات کس سے حاصل کریں ؟ کیا یونس ابن عبد الرحمٰن پر اس سلسلہ میں بھروسہ کیا جائے ؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا :

" قَالَ : خُذْ عَنْ يُوْنُسِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ۔ "

" ہاں ! یونس بن عبد الرحمٰن سے استفادہ کرو ۔ "

۱؎ وسائل الشیعہ شیخ حرعاملی ، ج : ۲۷ ، ص : ۱۴۸ ، منشورات : مؤسسہ آل البیت ، قم ۔

اسی قسم کی بات علی ابن مسیّب ہمدانی نے بھی کی تھی تو امام عالی مقامؑ نے فرمایا تھا:

''مِنْ زَکَرِیَّا بْنِ آدَمَ الْقُمِّیِّ، اَلْمَامُوْنُ عَلَی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا۔''

''تم لوگ اپنے مسائل و معاملات کے بارے میں زکریا بن آدم قمی سے فتویٰ لیا کرو، اس لیے کہ وہ دین و دنیا کے تمام امور میں امانت دار ہیں۔'' [۱]

نیز موقع کی مناسبت سے حضرت امام رضاؑ کا ایک اور ارشاد: عبد الواحد ابن محمد ابن عبدوس ناقل ہیں کہ: امام عالی مقامؑ نے فرمایا:

---

[۱] وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی، ج: ۲۷، ص: ۱۴۶، منشورات: مؤسسہ آل البیتؑ، قم۔

" رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا اَحْيٰى اَمْرَنَا۔ "

" خداوند عالم اس بندے کو اپنی رحمت سے
نوازے جو ہمارے نظام کو زندہ رکھے ۔"

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر میں نے عرض کی :

" آقا ! آپؑ کے نظام کو کیوں کر زندہ
رکھا جا سکتا ہے ؟ "

جواب عنایت ہوا :

" يَتَعَلَّمُ عُلُوْمَنَا وَ يُعَلِّمُهَا النَّاسَ۔ "

" ہمارے علوم سے بہرہ مند ہو کر
دوسروں کو ان کی تعلیم دیا کرے ۔" [1]

اور اب ، کچھ ان عظیم ہستیوں کے نام جنہیں

---

[1] معانی الاخبار ، ص : ۱۸۰ ، وسائل الشیعہ ، ج : ۲۷ ، ص : ۱۴۰

ذہنی رہنمائی اور فکری قیادت کا فریضہ خود ائمہ معصومینؑ نے ودیعت فرمایا تھا ۔

☆ قثم ابن عباس :

بابِ مدینۂ علم ، علی ابن ابی طالبؑ نے انہیں مکہ معظّمہ کا سربراہ مقرر فرمایا تھا ۔ حضرت امیرؑ اپنے ایک مکتوب گرامی میں انہیں یوں ہدایت دیتے ہیں :

" فَافْتِ الْمُسْتَفْتِیْ ، وَ عَلِّمِ الْجَاهِلَ وَذَاكِرِ الْعَالِمَ ۔ " [۱]

قثم ! جو تم سے فتویٰ لینے کے خواہش مند ہوں انہیں فتویٰ دینا ، بے سواد لوگوں کو علم و آگہی سے آراستہ کرنا اور جو باخبر افراد

---

[۱] نہج البلاغہ ، ص : ۴۵۷ ، ترتیب و تشریح : ڈاکٹر صبحی صالح ، طبع بیروت ۔

ہیں ، انہیں یاد دہانی کرواتے رہنا ۔"

حضرت امام محمد باقرؑ نے ابان بن تغلب بن ریاح سے فرمایا :

" اِجْلِسْ فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَةِ وَافْتِ النَّاسَ ، فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یُرٰی فِیْ شِیْعَتِیْ مِثْلُکَ ۔ "

تم مدینہ کی مسجد میں بیٹھا کرو اور جو لوگ فتوے کے لیے آئیں تو انکو فتوے دیا کرو ، مجھے اپنے شیعوں میں تم جیسے اشخاص بہت پسند ہیں ۔" [1]

معاذ ابن مسلم نحوی ، حضرت امام جعفر صادقؑ

---

[1] رجال النجاشی ، ابو العباس احمد بن علی النجاشی، ج : ۱ ، ص : ۷۳ ، طبع دارالاضوا ، بیروت۔

کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ امام ہمام نے فرمایا:

"سنا ہے تم مسجد میں بیٹھ کر فتوے
دیتے ہو؟" میں نے عرض کی:
جی ہاں! اور اس وقت جانے سے
پہلے اس بارے میں حضورؑ سے کچھ
دریافت کرنا چاہتا تھا۔
مولا! جب میں مسجد میں ہوتا ہوں، تو
طرح طرح کے لوگ مسئلے پوچھنے آتے ہیں،
کوئی ذرا ٹیڑھا لگتا ہے تو اسے اسی
کی سوچ کے مطابق جواب دیتا ہوں۔
کوئی محبِّ اہل بیتؑ ہوتا ہے تو اسے
آپ کی روش کی باتیں بتانے کا فرض

پورا کرتا ہوں ، مگر بعض اوقات کوئی
ایسا آدمی بھی آجاتا ہے ، جس کے
متعلق یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیا ہے
اور کون ہے ؟ تو اس سے پھر میں کہتا
ہوں کہ ، دیکھو ! فلاں کا قول یہ ہے
اور فلاں کا یہ مسلک ہے، اور اس انداز
سے آپؑ کے ارشاد بھی اپنے بیان میں
شامل کردیتا ہوں ۔

یہ سن کو امامؑ نے فرمایا :

" ٹھیک کرتے ہو ، ایسے موقعوں پر میرا
بھی یہی طریق کار ہے ۔" [1]

---

[1] رجال کشی ۴۷۰ ، طبع مصطفوی ، ایران ۔

اور

یوں بھی ذرا

غور فرمائیں!

قرآن چاہتا ہے کہ ہر کلمہ گو، علم و دانش کی روشنیوں میں اپنی زندگی گزارے ۔ رسول مقبولؐ اور ائمہ معصومینؑ کی بھی یہی خواہش ہے ۔

مگر ساتھ میں یہ اصرار بھی ہے کہ علم و فرہنگ کے جتنے بھی شعبے ہیں ان میں "تفقہ فی الدین" کو اولیت ملے ۔ مذہب سے ٹھیک ٹھاک واقفیت کو ترجیح حاصل ہو، کیونکہ روزمرہ معاملات میں شریعت سے

آگہی کو اساسی حیثیت قرار دینا ضروری ہے۔

اور یہاں اس غلط فہمی کو بھی دور ہو جانا چاہیے کہ تفقہ سے مراد صرف نجاست و طہارت اور نماز، روزے کے چند گنے چنے مسئلے ہیں! بلکہ حیات و کائنات کے حوالے سے ان تمام انفرادی امور کی حقیقتوں کو جاننے اور پرکھنے کی صلاحیت ہے جو معاشرے کی صورت گری میں جزوِ لازم کا درجہ رکھتی ہے!

دیکھئے! دین اس نظام کو کہتے ہیں جو اسے قبول کرنے والوں کی ہر حرکت و سکوں کا فرماں روا ہو ....! اور دین میں تفقہ کا منشاء یہ ہے کہ آدمی اپنی اور دوسروں کی جملہ ضروریات اور اس سے تعلق

رکھنے والے احکام کا صحیح اور پورا ادراک رکھتا ہو ۔

اس سے پہلے مختصراً عرض کیا جاچکا ہے کہ تفقہ صرف آدابِ عبادت کو نہیں کہتے ! بلکہ ، فقہِ اخلاق ، فقہِ معاشرت ، فقہِ سیاست ، فقہِ حکومت ، فقہِ اقتصاد ، فقہِ تجارت ، فقہِ زراعت ، فقہِ دفاع ، بین الاقوامی تعلقات اور صنعت و حرفت وغیرہ کے تمام فقہی پہلو اس میں شامل ہیں ۔

اس باخبری اور دیدہ وری کے بارے میں حکیم اسلام امیر المومنینؓ نے ایک مرتبہ عرشۂ منبر سے ارشاد فرمایا تھا :

"وَاِنَّ مِنَ الْحَقِّ اَنْ تَفَقَّهُوْا۔"

یہ بھی حقیقت پسندی کا عنوان ہے کہ

تم فقیہ بنو ۔ [۱]

اب ممکن ہے کہ بعض وہ حضرات جو محدودیت کو اپنائے ہوئے ہوں اور اپنی سوچ کے تنگ دائرے سے نکلنے میں قدرے زحمت محسوس کرتے ہوں ، ان کا یہ تاثر ہو کہ مراجعِ تقلید کے وہ فقہی رسالے جنہیں عُرفِ عام میں عملیہ کہا جاتا ہے ، ان میں تو یہ سب باتیں ناپید ہیں !

ہاں ! بظاہر یہی دکھائی دیتا ہے ، لیکن ! اگر اس پہلو سے غور کیا جائے کہ عملیہ رسالے عوام کو روز مرہ زندگی میں پیش آنے والے مسئلوں سے آگاہ کرنے کا ایک تحریری وسیلہ ہیں ۔ ان میں وہی کچھ

---

[۱] اصول کافی ، ج : ۱ ، ص : ۳۶ ، طبع مکتبہ اسلامیہ ، تہران ۔

لکھا جاتا ہے جو آئے دن لوگوں کو چاہیے ہوتا ہے !

البتہ جہاں تک فقہ کے بڑے اور کلاسیکی مجموعوں کا تعلق ہے ، ان میں نجی زندگی اور سماجی زندگی کی ہر مشکل کا مناسب حل موجود ہے ۔ عمرانی علوم کی ہر شاخ پر انتہائی مفصل اور مدلل طریقوں سے بحث کی گئی ہے ۔ مگر ! یہ ذخیرہ جدوجہد کرنے والے کارشناس علماء کے کام آتا ہے ، عام لوگوں کے لیے بے مصرف ہے !

اور اختصار کی ایک خاص وجہ ، بلکہ ، اصل وجہ یہ ہے کہ سرکار ختمی مرتبتؐ کی رحلت کے بعد جو ایک سوچا سمجھا انقلاب لایا گیا اور اس کی بناء پر سیاست و ریاست نے جو شکل و صورت اختیار کی ،

اس میں ہمارے لیے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی ! اور آج تک جب کبھی بھی آئین کے بڑے بڑے ماہر اپنی قانونی فہم و فراست دکھانے کے لیے کہیں اکٹھا ہوئے تو میدانِ عمل میں انہیں صرف چار مکاتب فقہ نظر آئے ۔ شریعت کا پانچواں مدرسہ ایک آدھ کے سوا کسی چارہ گر کو نہیں دکھائی دیا !

بہرکیف ، دنیا والوں کے اس طرزِ تغافل نے بھی خاصی دقتیں پیدا کیں ، اور شیعہ عوام کے فقہی مزاج کو پنپنے کا خاطر خواہ موقع نہیں نصیب ہو سکا !

نیز ، تاریخ کہتی ہے کہ مختلف ادوار اور دنیا کے کئی علاقوں میں خود شیعوں کو بھی اقتدار حاصل ہوا ؟ یہ ٹھیک ہے ، لیکن ، انہوں نے جس زمین پر

بھی غلبہ پایا ، وہاں یہ حاکم کی شکل میں تو اُبھرے ، پر شیعی فقہ کی بنیاد پر حکومت کہیں نہیں قائم کرسکے ۔ دوسرے لفظوں میں ،

ایک ایسی مؤثر اور شرعی قواعد و ضوابط نافذ کرنے والی ہر اعتبار سے نظریاتی ریاست وجود میں نہیں آسکی !

مثال کے طور پر :

مراکش میں ادریسی مملکت ، بحیرۂ قزوین کے آس پاس علویوں کی حکمرانی ، عراق اور فارس میں آلِ بویہ کی فرماں روائی ۔ شام میں بنو حمدان کی عملداری ، مصر میں فاطمی اقتدار ، ایران میں صفوی ، قاچاری اور پہلوی شہنشاہیت ، جنوبی ہندوستان میں

عادل شاہی اور قطب شاہی حکومت ، نیز شمالی ہند میں اودھ کی سلطنت وغیرہ وغیرہ ۔

صحیح ، درست ، بجا ! مگر یہ سب شیعوں کی سرگذشت کے بعض حصوں کا تذکرہ ہے ۔

دیکھیے ! اہل بیت اطہارؑ سے اپنی وابستگی ظاہر کرنے والی طاقت ور نمایاں شخصیتوں نے اس دنیا میں جہاں کہیں بھی اختیارات کی باگ ڈور ہاتھ میں لی ہے ، وہاں ایک لہکتی مہکتی تہذیب اور حد درجہ دل آویز ثقافت ضرور وجود میں آئی ۔ سنبھلے ہوئے ذوق کو کمال ملا ، تخلیقی مزاج نے ہر طرف دھوم مچا دی ، اور ایسی ایسی قدریں ابھریں جن سے بہت سے معاشرے ابھی تک محروم ہیں !

لیکن ، ان سب حقیقتوں کے ہوتے ہوئے بھی وہاں تشیع کے آئین و قوانین کی گرفت ڈھیلی ڈھیلی سی رہی ، یعنی ! شیعہ عوام کو ہر جگہ " فقہی ذہن " نہیں میسر ہوا ۔ اسی باعث " جان و جہاں " سے تعلق رکھنے والے قواعد و ضوابط ٹھٹھر کر رہ گئے ۔ نہ نافذ ہوئے اور نہ تفصیل سے عوام تک پہنچ سکے !

اب اس کے بھی مختلف عوامل ، کئی سبب اور خاص حالات ہیں جنہیں اس وقت ہم کھل کر بیان کرنے کے موقف میں نہیں ہیں ۔

خیر ! چلئے ، پھر اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں ۔ لیجئے ! کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ :

" قرآن مجید اور ہماری آسمانی قیادت کے

ہدایت ناموں میں تو تقلید ، اتباع اور پیروی کی سخت مذمت کی گئی ہے ۔ مثلاً درج ذیل آیۂ مبارکہ ملاحظہ ہو :

”وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً ، قَالُوْا: وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَاءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَامُرُ بِالْفَحْشَآءِ، اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔“

” یہ لوگ جب کوئی ایسا کام کرتے جس سے شرم آئے ! تو کہتے ہیں کہ : ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی راہ پر چلتے دیکھا ہے اور اللہ ہی نے ہمیں یہ کرنے کا حکم دیا ہے ، ان سے کہو

اللہ کبھی کسی بری حرکت کا حکم نہیں
دیتا ۔ کیا تم خدا کا نام لے کر وہ
باتیں کہتے ہو جن کے بارے میں
تم کچھ نہیں جانتے ! [۱]

پھر صرف یہی ایک آیت نہیں ، بلکہ اس مضمون
کی کئی آیتیں ہیں ، جیسے :

”وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ: تَعَالَوْا اِلٰی
مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ ،
قَالُوْا: حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ
اٰبَآءَنَا ، اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآءُ ھُمْ

[۱] سورۂ مبارکہ اعراف : ۲۸ ۔ عہد جاہلیت میں عرب خواتین برہنہ ہوکر خانۂ کعبہ کا طواف کرتی تھیں ، اس آیت میں اسی روداد کا بیان ہے ۔

لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْئاً وَّلَا یَھْتَدُوْنَ۔"

"اور جب انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ:

اللہ نے تمہارے لیے جو قانون

اُتارا ہے، اس کی طرف آؤ،

اور رسولؐ کی بتائی ہوئی باتوں پر

عمل کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ:

ہمارے لیے تو بس، وہی کافی ہے

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو

چلتے دیکھا ہے۔ کیا یہ اپنے بڑھوں

کی راہ پر ہی لگے رہیں گے، خواہ

وہ ذرا بھی علم نہ رکھتے ہوں اور

صحیح راستے سے بالکل بے خبر ہی

کیوں نہ ہوں ۔'' ؎

نیز ، اب یہ چند آیات بھی ملاحظہ ہوں ، جن میں حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے گفتگو فرمائی تھی ، یہ اس کا خلاصہ ہے :

'' قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَاماً فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۔ قَالَ : هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۔ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۔ قَالُوْا : بَلْ وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۔''

(ابراہیم خلیلؑ نے جب کالڈیا کے صنم کدے کے مہاپجاری اور اپنی قوم سے یہ سوال کیا کہ :

؎ سورۂ مبارکہ مائدہ : ۱۰۴

تم سب کس کی پرستش کرتے ہو ؟

تو انہوں نے کہا :

یہ کچھ بُت ہیں ، جن کی ہم
پوجا پاٹھ کرتے ہیں اور ان ہی
کی خدمت میں لگے رہتے ہیں ،
ابراہیمؑ نے پھر پوچھا : جب تم
انہیں پکارتے ہو ، تو یہ تمہاری سُنتے
ہیں ؟ یا تمہیں کوئی نفع نقصان
پہنچاتے ہیں ؟ اس پر انہوں نے
بتایا : ’’ نہیں ! ‘‘ ہم نے تو بس
اپنے باپ دادا کو یہ کرتے دیکھا ہے ۔ ۱

---

۱ سورۂ مبارکہ شعراء : ۷۰ تا ۷۴

اور آیئے ! اس کے بعد چند مزید آیتوں سے بھی فیض حاصل کرتے چلیں :

"وَ قَالُوْا : لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ، مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ، اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۔ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰباً مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۔ بَلْ قَالُوْا : اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔"

"اب (مشرکوں) کا کہنا یہ ہے کہ : مہربان خدا اگر نہ چاہتا ، تو ہم جن کی عبادت بجا لا رہے ہیں ، ان کی

عبادت نہ کرتے ۔ یہ مسئلے کی اصلیت
سے واقف نہیں ہیں ، اور بے بنیاد ،
اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں ۔
کیا ان کے پاس ہماری بھیجی ہوئی
کوئی دستاویز ہے جس کے برتے پر
یہ اپنی (ملائکہ پرستی) کا جواز پیش
کر سکیں ؟
ان کا استدلال تو یہ ہے کہ :
ہم نے اپنے اسلاف کو ایک ڈگر پر
چلتے دیکھا ، بس ! ہم بھی ان کے
قدم بقدم چل پڑے ۔" [1]

---

[1] سورۂ مبارکہ زُخرف : ۲۰ تا ۲۲

اب اس مرحلے پر ہم اپنے عالی قدر اور گرامی فکر پڑھنے والوں سے گزارش کریں گے کہ تقلید کے بارے میں جو حضرات نامناسب سا رویہ رکھتے ہیں ، وہ دو جتھوں میں بٹے ہوئے ہیں ۔

ایک تو وہ جو بھاری بھر کم بزرگ ہیں ، اور جن کا تعلق پرانے زمانے سے ہے ، وہ درحقیقت بڑے پڑھے لکھے نہایت قدآور اشخاص ہیں ، نیز ان دانشوروں کے علمی مجموعے کلاسیکی نوعیت کے دلائل سے آراستہ ہیں ۔

دوسرا گروہ عصرِ حاضر کے ان باسواد ، جذباتی ، اصلاح پسندوں پر مشتمل ہے جو اپنے گرد و پیش کے روح فرسا ماحول اور اسے برقرار رکھنے والے کرداروں

سے بیزار ہو چکے ہیں ۔ پھر خدا جانے ، کب سے یہ بے چارے دُکھ درد میں پھنسے ہوئے ہیں ۔ جب انہیں اپنے اطمینان کی کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی ، تو پھٹ پڑتے ہیں !

اور .... یہ تازہ واردانِ بساطِ ہنروری اس درجہ حسّاس ہو جاتے ہیں کہ اپنی پرچھائیں سے بھی اُلجھنے لگتے ہیں ! انہوں نے سوزِ جگر اور دل کی تپش سے بے قابو ہو کر نظامِ زندگی کے پُرزے اُڑانے کی جو ٹھانی ہے ، وہ عجیب و غریب بات ہے !

سمجھدار لوگ تو درد کا درماں کرتے ہیں ۔ خودکشی نہیں کرتے ۔ آگ لگتی ہے تو بجھانے دوڑتے ہیں ۔ شعلوں پر تیل نہیں چھڑکتے ۔ بہیا آتی ہے تو

سازوسامان کو بچانے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں ۔ اسے موجوں کے اُتار چڑھاؤ پر نہیں چھوڑ دیتے ۔ اصلاح کا جذبہ ہے ، تو حوصلہ بھی پیدا کرنا چاہیئے ۔

بہرحال ! اب ہم ان اُبھرتے ہوئے دانشوروں سے آگے چل کر ملیں گے ۔ سرِدست ، کمال احترام کے ساتھ ایوانِ علم کی ان قدیم گراں پایہ ہستیوں کی خدمت میں عرض ہے :

بزرگانِ ملت !

خدا کو حاضر و ناظر جان کر فرمایئے کہ : ہم نے جن آیاتِ مبارکہ کا حوالہ دیا ہے ، ان میں اسی تقلید کو برا کہا گیا ہے جو فقہ جعفری کا ایک واجب التعمیل حکم ہے ، اور ان آیتوں کے ذریعے ان ہی تقلید شعاروں

کی ہجو کی گئی ہے جو اصول پسند شیعیانِ اہل بیتؑ ہیں ؟

کیا ان آیتوں کا خطاب کُفر آشنا اور شرک پسند جماعتوں سے نہیں ؟ نیز ان میں جن افکار و اعمال کا بیان ہے ، ان کی ذرا سی جھلک بھی کسی شیعہ مقلد میں نظر آتی ہے ؟

یہ آیتیں تو ایک ایسی قوم کے مزاج ، رفتار ، گفتار ، کردار ، جذبات ، احساسات ، نفسیات ، عقائد اور روایات کی عکاسی کرتی ہیں ، جو تمدن سے دور ، فرہنگ ناشناس ، کوتاہ بین ، بلا کے ضدی ، ہٹی ، کٹر ، اور اڑیل واقع ہوئی ہو !

یا پھر ان آیاتِ قرآنی کے مطلب سے آدمیوں

کے ایک ایسے گروہ کی تصویر سامنے آتی ہے، جس کی عقل ٹھٹھری ہوئی ہو! جس کا دماغ پتھرا چکا ہو! اور وقت کی آمریت نے اُسے اس ڈگر پر ڈال دیا ہو جہاں ادراک ختم اور فہم و فراست دم توڑ دیتی ہے!

اچھا! اس قسم کی اور بھی متعدد آیات ہیں، مگر نفسِ مقصد کو واضح کرنے کے لیے یہ کافی ہیں۔ پھر بھی مزید ایک دو آیتیں درج کرنے کو جی چاہتا ہے، تلاوت کیجیے:

”وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ، قَالُوْا: بَلْ نَتَّبِعُ
مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا، اَوَلَوْ
اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّ

لَا یَهْتَدُوْنَ ۔ وَمَثَلُ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا
لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ،
صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۔“

” (مشرکوں سے) جب کہا جاتا ہے کہ
اللہ نے تمہارے لیے جو احکام نازل
کیے ہیں ، ان کی پیروی کرو ، تو وہ
جواب دیتے ہیں کہ : ہم تو اپنے
آبائی مسلک پر گامزن ہیں ! اب اگر
ان کے باپ دادا نے عقل سے کوئی
کام نہ لیا ہو اور راہِ راست نہ پائی ہو ،
تو پھر بھی ان ہی کی چال چلتے رہیں گے ؟

یہ لوگ جو خدا کے بنائے ہوئے

راستے کو اختیار کرنے سے انکار

کرتے ہیں ان کی حالت بالکل

ویسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو

پکارتا ہے ، اور وہ ہانک پکار کی

آوازوں کے سوا کچھ نہیں سُنتے ۔

یہ سب بہرے ہیں ، گونگے ہیں ،

اندھے ہیں ۔ اس لیے کوئی بات

ان کی سمجھ میں نہیں آتی ! ''

یہاں پھر ایک دفعہ عرض کریں گے کہ :

صاحبو ! ذرا انصاف کرنا ، ان آیتوں میں جس

سورۂ مبارکہ بقرہ : ۱۷۰ - ۱۷۱

طور طریق اور حال احوال کا نقشہ کھینچا گیا ہے وہ کسی طرح بھی زیرِ بحث ادارۂ تقلید و اجتہاد سے کوئی مناسبت رکھتا ہے ؟ لہذا انسانی رہبری کے اس بندوبست پر تہمت لگانا ، الزام تراشی کرنا ، کس طرح معقول کام قرار دیا جا سکتا ہے ؟

جن لوگوں نے اقوامِ عالم کی زندگی اور ان کے طرزِ تفکر کا مطالعہ کیا ہے ، وہ جانتے ہیں کہ قوموں میں جب ماضی کا تقدّس گھر کر لیتا ہے تو پچھلے دور کی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی بہت بڑی اور قابلِ پرستش بن جاتی ہے ۔

رہی یہ بات کہ پورے قرآن میں اور حدیث کے سارے ذخیرے میں ، تقلید کا لفظ ڈھونڈے سے

نہیں ملتا ۔ بنا بریں ، ہم قدیم و جدید اخباریت کے حامی اسے نہیں مانتے !

ٹھیک ہے ! اس اصرار کو دیکھتے ہوئے گزارش ہے کہ : مقصد و مراد ، غرض و غایت ، لفظ ہے یا مفہوم ؟ ظاہر ہے ، ہر پڑھا لکھا آدمی مفہوم ، مطلب اور مدعا کو مرکزِ فکر و نگاہ بنائے گا ۔

اب دیکھیے ! رجوع ، اخذ ، انذار ، سؤال ، تعلیم ، تذکر ، نیز ہدایت اور ان لفظوں سے بنے ہوئے الفاظ سے وہی منشاء پورا ہوتا ہے ، جس کی تکمیل ، تقلید کی اصطلاح سے ہوتی ہے ، یا نہیں ؟ یہ سب الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں ۔

آخر میں ایک اور پرلطف بات! توجہ سے ملاحظہ

کیجیے ۔ ان تمام آیتوں کو تقلید نہ کرنے کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے ، جب کہ یہ تمام آیاتِ مبارکہ ، تقلید کے علم اور انداز کی تعلیم دے رہی ہیں کہ کس کی روش پر چلیں ؟ اور کن امور میں سرِ تسلیم جھکائیں ؟ نا فہم لوگوں کی راہ و رسم اپنانے سے اندھیری چھائے گی ، روشنی نصیب نہیں ہوگی !

اور علم و آگہی رکھنے والوں کی بات ماننے سے چودہ طبق روشن ہوجائیں گے !

اچھا ،

اب تھوڑی

سی زحمت اور !

دیکھیئے ! اندھیرے میں کھوئے ہوئے باپ دادا ،
اور جہالت میں ڈوبی ہوئی سماج کی راہ پر چلنے کو تقلید
نہیں کہتے ! فقہ کی زبان میں ، جاگتے دماغ اور کھلی ہوئی
آنکھوں کے ساتھ اپنے فرائض سے واقف ہونے کے
عمل کو تقلید کا نام دیا جاتا ہے ۔

پھر تقلید کا رشتہ ، اصول و مسلّمات سے نہیں ،
بلکہ روزمرّہ پیش آنے والے مسائل و معاملات سے ہے ۔

لیکن ! جو لوگ اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ :

وہ نہ تو تقلید کو مانیں گے اور نہ اجتہاد کو قبول کریں گے ۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ :

ان نظریات کا نہ تو اللہ کی کتاب میں کوئی تذکرہ ہے اور نہ حدیثِ معصومؑ میں کہیں نشان دکھائی دیتا ہے ۔

ان کی خدمت میں عرض ہے کہ :

حضور والا ! جہاں تک قرآنِ حکیم کا تعلق ہے ، اس بارے میں ہم بہت کچھ لکھ چکے ہیں ۔ اب رہا یہ کہ معصومؑ ہستیوں نے اس سلسلے میں کیا فرمایا ہے ، تو اس پر بھی خاصی گفتگو ہو چکی ہے ۔

مگر ، مزید وضاحت کے لیے حضرت امام حسن عسکریؑ کے ایک فرمان کو ہم قدرے تفصیل سے لکھ کر آنکھوں کی زینت بنانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں ، اور

اس معروضے کے ساتھ کہ :

جو محترم حضرات ، چیخ چیخ کر اعلان کر رہے ہیں کہ رسول کریمؐ اور ائمہ اطہارؑ کے زمانے میں تقلید کا لفظ عنقاء تھا ، ان کی خدمتِ عالی میں گزارش ہے کہ : اس دور میں یہ لفظ عام نیز اصطلاح کے طور پر بھی وقت کے رائج سکے کی طرح مقبول ، ہر شخص کی نوکِ زبان پر تھا ۔ عورتیں بھی بے جھجک اس لفظ کو استعمال کرتی تھیں ! سند کے طور پر ملاحظہ فرمایئے :

"عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ، قَالَ :
دَخَلَتْ اُمُّ خَالِدِ الْعَبْدِیَّةِ عَلٰی
اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ علیہ السلام ، وَ

اَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَتْ : جُعِلْتُ فِدَاکَ، اِنَّهُ یَعْتَرِیْنِیْ قَرَاقِرُ فِیْ بَطْنِیْ، وَقَدْ وَصَفَ لِیْ اَطِبَّاءُ الْعِرَاقِ، النَّبِیْذَ بِالسَّوِیْقِ، وَ قَدْ وَقَفْتُ وَ عَرَفْتُ کِرَاهَتَکَ لَهُ، فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَسْئَلَکَ عَنْ ذٰلِکَ، فَقَالَ لَهَا: وَ مَا یَمْنَعُکِ عَنْ شُرْبِهِ؟ قَالَتْ : قَدْ قَلَّدْتُکَ دِیْنِیْ، فَاَلْقَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حِیْنَ اَلْقَاهُ فَاُخْبِرَهُ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ علیه السلام اَمَرَنِیْ وَ نَهَانِیْ، فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! لَا آذَنُ لَکِ فِیْ قَطْرَةٍ مِنْهُ وَلَا تَذُوْقِیْ مِنْهُ قَطْرَةً

فَإِنَّمَا تَنْدَمِيْنَ إِذَا بَلَغَتْ نَفْسُکِ

هٰهُنَا، وَ أَوْمَىٰ بِيَدِهٖ إِلىٰ حَنْجَرَتِهٖ،

يَقُوْلُهَا ثَلَاثاً: أَفَهِمْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ!

روایت ابو بصیرؒ کی ہے، جن کی اس خصوصیت پر تمام علمائے امامیہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ: ان کی بات میں کوئی کھوٹ نہیں ہوتی، اور وہ ہر لحاظ سے لائق اعتبار ہیں۔

اور سرچشمۂ حدیث، حضرت صادق آل محمدؑ ہیں نیز یہ ارشاد ہمارے اصول و فروع کے سب سے پرانے مجموعے الکافی میں درج ہے جو مکتبِ تشیع کے سب سے بڑے محدث محمد ابن یعقوب کلینیؒ (متوفی ۳۲۸ھ) کے مساعی جمیلہ کا شاہکار ہے۔

متنِ حدیث کا مطلب کچھ یوں ہے :

" ابو بصیر کہتے ہیں کہ : میں سرکار امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ام خالد العبدیہ نام کی ایک خاتون بارگاہِ امامت میں آئیں اور عرض کرنے لگیں : صدقے جاؤں ، میرے پیٹ میں اکثر گڑگڑاہٹ ہوتی رہتی ہے ، عراق کے معالج کہتے ہیں : شراب میں ستو گھول کر پیا کرو ۔ مگر میں جانتی ہوں کہ آپؑ اسے پسند نہیں فرماتے ۔ اس لیے حضورؑ سے پوچھنے آگئی ہوں ۔

یہ سُن کر امام عالی مقام نے فرمایا :

تو پھر! اس کے استعمال میں کیا دشواری
محسوس کر رہی ہو؟ خاتون نے عرض کی:
میں آپؑ کی تقلید میں ہوں ۔ اب جب
خدا کی بارگاہ میں پہنچوں گی تو کہوں گی
کہ حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام نے مجھے
اس کی اجازت دی تھی یا ممانعت کی تھی!
امامؑ نے یہ سنتے ہی فرمایا:
تمہاری جان نکلنے لگے تب بھی اس کی ایک
بوند نہ چکھنا ۔ نہیں مانو گی تو جب جان
یہاں تک پہنچ جائے گی تو بہت پچھتاؤ گی ،

اور یہ فرما کر آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اپنے
گلے کی طرف اشارہ کیا پھر یہ بات تین دفعہ
تکرار کی اس کے بعد پوچھا : آیا سمجھ میں ؟
ام خالد نے کہا : جی ہاں ! [۱]

اس سلسلہ میں اور بھی بہت سے حوالے ہمارے سامنے ہیں ، مگر طول دینے سے کیا حاصل ؟ البتہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ جو تقلید کے لفظ کو ائمہ کے دور میں تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ، انہیں اب اس حدیث پر گفتگو کے لیے لفظوں کا ذخیرہ

---

[۱] فروع کافی ، شیخ کلینی ، ج : ۶ ، ص : ۴۱۳ ، ح : ۱ ، طبع دارالکتب اسلامیہ ، تہران ۔
الحدائق الناضرہ ، محقق بحرانی ، ج : ۱ ، ص : ۲۸۸ ، طبع بیروت
وسائل الشیعہ ، شیخ حر عاملی ، ج : ۲۵ ، ص : ۳۴۴ ، انتشارات مؤسسۃ آل البیتؑ ، قم ۔
جواہر الکلام ، شیخ محمد حسن نجفی ، ج : ۳۶ ، ص : ۳۳۵ ۔

ڈھونڈ لینا چاہیے !

آمدم بر سرِ مطلب !

اب ہم گیارہویں رہبر حضرت امام حسن عسکریؑ کے اس فرمانِ مبارک کے لفظوں کو جن کے ذریعے آپ نے تقلید کا حکم دیا ہے ، انہیں لکھ کر اپنے دل کو چین اور آنکھوں کو رونق دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں ۔

اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ بعض قلم کاروں نے منصفانہ طور طریقے سے علمی انداز میں مکمل جائزہ لینے کے بجائے بڑی جلدی میں اس حدیث کے کمزور ہونے کا اعلان کر دیا ! حالانکہ روایات کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے درایت اور رجال کے

قاعدوں سے واقفیت ضروری ہے ۔

اس ضمن میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ صحت و اعتبار کے لیے نفسِ مضمون کو پرکھنا چاہیے ۔ یہ دیکھنا لازم ہے کہ اس کا ہر حصہ اساسی احکام اور بنیادی شرائط کے مطابق ہے یا نہیں ؟ عبارت میں معنوی قوت اور مطلوبہ معیاری متانت بھی پائی جاتی ہے یا ان خوبیوں سے خالی ہے ۔

علاوہ ازیں اس کی بھی اچھی طرح جانچ پڑتال کرلی جائے کہ روایت جن واسطوں سے ملی ہے وہ کس حیثیت کے ہیں ، کیا درجہ رکھتے ہیں ؟

پھر جن دانشوروں نے اسے قبول کر کے اپنی علمی کاوشوں کا حصہ بنایا ہے ان کی تحقیقات کس

پائے کی ہیں اور علمی دنیا میں ان کا اپنا کیا مقام ہے ؟

مگر جتنے قاعدے کسوٹی کا کام دیتے ہیں ، انہیں چھوڑ کر بعض عُجلت پسند لکھنے والوں نے زیرِ نظر حدیث کے معاملے میں کچھ شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے ۔ مثلاً سلسلۂ سند کے بارے میں مطمئن نظر نہیں آتے ، کیونکہ اس کے راویوں میں :

☆ محمد احمد ابن عباس

☆ محمد ابن قاسم

☆ یوسف ابن محمد ابن زیاد

☆ اور علی ابن محمد ابن یسار ، ہیں ۔

مگر ، کاش ! نکتہ چین پہلے اس میدان کے

بڑے بڑے مردم شناس بزرگوں ، یعنی ، علمِ رجال کے علماء کی رائے معلوم کر لیتے کہ اس ضمن میں وہ کیا کہتے ہیں ؟

اطمینان کے لیے ملاحظہ ہو :

☆ بہجۃ الآمال ، علامہ علی الطیاری جلد : ۶ ، صفحہ : ۵۶ ، طبع بنیاد فرہنگ اسلامی ، ایران ۔

☆ تنقیح المقال ، آیۃ اللہ مامقانی ، جلد : ۱ ، صفحہ : ۲۸۰ ، انتشارات جہان ، تہران ۔

☆ معجم رجال الحدیث، آیۃاللہ خوئی، جلد : ۱۵ ، صفحہ : ۹ ، انتشارات آثار شیعہ ، ایران ۔

دانش و آگہی کے ان تمام مجموعوں میں ان راویوں کو جن کا ابھی ذکر ہوا ہے ، بڑا ثقہ ، اعتبار

کے قابل اور اعتماد کا اہل قرار دیا گیا ہے ، اور جن عظیم ہستیوں نے اپنی بیش قیمت کاوشوں میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے ، وہ سب کے سب ہمارے فکری قائد اور تحفۂ روزگار ہیں ۔

اب ہم پہلے اس حدیث کی عبارت جو معتبرۂ طوسی کے عنوان سے شہرت رکھتی ہے ، ترقیم کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں ۔ ہمارے گیارہویں امامؑ ارشاد فرماتے ہیں :

"فَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ
صَائِناً لِنَفْسِهٖ ، حَافِظًا لِدِیْنِهٖ ،
مُخَالِفاً لِهَوَاهُ ، مُطِیْعاً لِاَمْرِ مَوْلَاهُ
فَلِلْعَوَامِ اَنْ یُّقَلِّدُوْهُ ۔"

" جو فقیہ خود کو سنبھالے ہوئے ہوں ،

اپنے دین کی رکھوالی کرتے ہوں ،

خواہشاتِ نفسانی کا ساتھ نہ دیتے ہوں ،

اور خداوندِ عالم کے فرماں بردار ہوں ،

تو عوام کو چاہیے کہ ان کی تقلید کریں ۔"

ہاں ! جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ روایت تو بس ،

ایک غیر معتبر سی تفسیر میں لکھی ہوئی ہے ۔ [1]

تو ایسے کتب نا آشنا حضرات کے لیے حوالے کے طور

پر سرِ دست اٹھارہ ایسی کتابوں کے نام درج ہیں ،

جن میں یہ حدیث دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہے !

---

[1] قرآن شریف کی وہ تفسیر جو امام حسن عسکریؑ سے منسوب ہے اور جس میں تقلید کے بارے میں یہ حدیث مذکور ہے ۔ اس تفسیر کو بعض لوگ غیر معتبر بتاتے ہیں ۔ ہم اس بحث کے آخر میں انشاء اللہ اس پر سیر حاصل گفتگو کریں گے ۔

ملاحظہ کیجیے :

﴿ ۱ ﴾ وسائل الشیعہ ، شیخ حُر عاملی، جلد : ۲۷ ، صفحہ : ۱۳۱ ، انتشارات موٴسسۃ آلِ البیتؑ ، قم ۔

﴿ ۲ ﴾ الاحتجاج، شیخ احمد ابن علی طبرسی، ج:۲، صفحہ : ۲۶۳ ، طبع موٴسسۃ الاعلمی ، بیروت ۔

﴿ ۳ ﴾ تفسیر امام حسن عسکریؑ ، صفحہ : ۳۰۰

﴿ ۴ ﴾ مستند الشیعہ، محقق نراقی، جلد: ۲، صفحہ : ۵۱۹

﴿ ۵ ﴾ بحار الانوار ، علامہ مجلسی ، ج : ۲ ، ص : ۸۸ ، طبع موٴسسۃ الوفا بیروت ۔

﴿ ۶ ﴾ کنز الدقائق، میرزا محمد مشہدی، ج : ۱ ، ص : ۳۸۱ ۔

﴿ ۷ ﴾ فرائد الاصول ، شیخ مرتضٰی انصاری ،

ج : ۱ ، ص : ۱۴۱ ۔

﴿ ۸ ﴾ عوائد الایام ، محقق نراقی ، ص : ۱۹۹ ، منشورات مکتبۂ بصیرتی ، قم ۔

﴿ ۹ ﴾ نہایۃ الافکار ، شیخ ضیاء الدین عراقی ، ج : ۴ ، ص : ۲۴۴ ۔

﴿ ۱۰ ﴾ حصر الاجتہاد ، آقا بزرگ تہرانی ، ص : ۳۴۱

﴿ ۱۱ ﴾ کتاب القضاء ، شیخ انصاری ، ص : ۳۴۱

﴿ ۱۲ ﴾ العروۃ الوثقی ، سید محمد کاظم یزدی ، ج : ۱ ، ص : ۱۰ ، طبع مؤسسۃ الاعلمی ، بیروت ۔

﴿ ۱۳ ﴾ مستمسک عروۃ الوثقی ، سید محسن حکیم ، ج : ۱ ، ص : ۴۱ ، طبع بیروت ۔

﴿ ۱۴ ﴾ الفقہ الاستدلالی ، سید ابوالقاسم خوئی ، ج : ۱

صفحات: ۸۱ ، ۱۰۵ ، ۲۲۱ ، ۲۳۰ ، ۲۳۱ ، ۲۳۶

﴿ ۱۵ ﴾ الاجتہاد والتقلید ، شیخ احمد آذری قمی ،
ج: ۱ ، ص: ۳۲ ، انتشارات مؤسسہ دار العلم، قم۔

﴿ ۱۶ ﴾ مسائل من الاجتہاد والتقلید، شیخ حسین نوری،
ص : ۱۰۱ ، مرکز النشر الاسلامی ، قم ۔

﴿ ۱۷ ﴾ الاجتہاد والتقلید ، شیخ محمد مہدی الآصفی
ص : ۱۰۵ ، ناشر مرکز الغدیر، چاپ سوم ، قم ۔

﴿ ۱۸ ﴾ عوالم العلوم، شیخ عبداللہ بحرانی، جزو: ۳ ،
ص : ۴۲۰ ، طبع قم ۔

اور اب اس گفتگو کے خاتمے پر حجتِ خدا سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ایک حکم محکم بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے ۔ ہمارے لیے یہ کسی روایت کے جاننے اور

ماننے کا انتہائی بصیرت افروز قاعدہ ہے ۔

مکتب تشیع کے سب سے بڑے محدث اور فقیہ شیخ محمد ابن حسن حُر عاملی لکھتے ہیں :

ناحیہ مقدسہ سے صادر ہونے والے اس فرمان کو محمد ابن عبد العزیز کشی نے اپنی کتاب " الرجال " کے ذریعے ، علی ابن محمد ابن قتیبہ اور انہوں نے محمد ابن ابراہیم مراغی کے حوالے سے ہمارے سپرد کیا ہے ۔

ہدایت نامے کے الفاظ یہ ہیں :

" فَاِنَّهٗ لَا عُذْرَ لِاَحَدٍ مِّنْ مُّوَالِيْنَا فِی التَّشْکِيْکِ فِيْمَا يُؤَدِّيْهِ عَنَّا ثِقَاتُنَا ۔ "

" ہماری جانب سے جب ہمارے بھروسے

کے لوگ کوئی پیغام پہنچائیں تو ہمارے
دوستوں کو اسے قبول کرنے میں کسی
بہانے بھی کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔" [1]

اور ایوانِ علم کی زینت حضرت امام جعفر صادقؑ نے صحتِ حدیث کے بارے میں اپنے ہونہار شاگرد عمر ابن حنظلہ کے توسط سے ایک اور کلیدی ضابطہ عطا فرمایا۔

ارشاد ہوتا ہے:

"اِنَّ الْمُجْمَعَ عَلَيْهِ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔"

"جس حدیث پر دانشمندانِ ملت کا ایکا ہو

---

[1] وسائل الشیعہ، ج: ۱، باب: ۳، ح: ۶۱، ص: ۳۸، تیسرا ایڈیشن، انتشارات مؤسسۂ آلِ البیتؑ، قم۔

تو اسے تسلیم کرنے میں پس و پیش کرنے
کی ضرورت نہیں ۔" [1]

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۔"

[1] وسائل الشیعہ ، ج : ٢٧ ، باب : ٩ ، ح : ١ ، ص : ١٠٦ ، تیسرا ایڈیشن ، انتشارات مؤسسۃ آل البیت ، قم ۔

مکتبِ
اجتہاد

اسلام ہر شخص کو اس امر کا پابند کرتا ہے کہ وہ
زندگی کے تمام کاموں کو ان قواعد و ضوابط کے مطابق
انجام دے جن کے مجموعے کو شریعت کہا جاتا ہے ۔

مگر کسی عمل کو اس سے لگاؤ رکھنے والے حکم کے
سانچے میں ڈھالنے کے لیے متعلقہ آئین و قوانین کی
تفصیلات سے واقفیت ضروری ہوتی ہے ۔

اسی لیے اصولِ دین اور فروعِ دین کے بارے

میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا ہر ایک کا فرض ہے ۔

عقلی اعتبار سے بھی یہ بات درست ہے نیز "کتاب و سنت" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ۔

لیکن ! اطمینان بخش طریقے پر مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ہر زمانے کے کچھ خاص تقاضے ہوتے ہیں اور ہر دور کو طرح طرح کی تشریحی طریقوں کی طلب ہوتی ہے !

حضور پیغمبر اکرمؐ کے عہدِ مبارک سے لے کر غیبتِ کبریٰ کے زمانے تک جب بھی لوگوں کو ، کوئی مشکل پیش آتی تھی ، ہمارے عظیم رہنماؤں کی نگاہِ التفات سے حل ہوجاتی تھی ۔

مگر جب یہ آسانی نہ رہی ، اوپر سے جدید تمدّن

کے نقش صحرا صحرا ابھرنے لگے ۔ نئی ثقافت تیزی سے خیاباں خیاباں رنگ جمانے لگی ۔ آمد و رفت میں آسانیاں پیدا ہوئیں ۔ آبادی بڑھی ، دنیا سکڑنے لگی ، نو واردوں کی کثرت ، دیس دیس کے باسیوں کا میل جول ، کاروبار میں برق رفتاری ، صنعتوں کی ریل پیل ، ایجادوں کا زور شور ، رہنے سہنے کا قرینہ ، پہننے اوڑھنے کا انداز ، کھانے پینے کا ڈھنگ ، آنے جانے کی روش ، لکھنے پڑھنے کا عنوان ، علاج معالجے کا طریقہ !

غرضیکہ ، زندگی کے اکثر تقاضوں میں تبدیلی پیدا ہوئی اور معیشت و معاشرت کے بہت سے پہلوؤں کو انقلاب راس آگیا !

نتیجۃً ، ایک نئی دُنیا نے فروغ پایا !

اب ان نوظہور حالات میں بے شمار ایسی چیزیں ہیں ، جنہیں برتنے کے لیے درست و نا درست اور جائز و ناجائز ہونے کی کوئی دلیل درکار ہوتی ہے ۔ مگر " کتاب و سنت " میں آسانی سے یہ ہمیں نہیں ملتی .... !

البتہ ، اس کا یہ مطلب نہیں لینا چاہیے کہ " قرآن و سنت " کے مقدّس ذخیرے میں ہمارے معاملات کا حل موجود نہیں ۔ حل ہے !

مگر حقیقت یہ ہے کہ کچھ مسائل تو تھوڑی سی سعی و آگہی سے معلوم ہوجاتے ہیں ، البتہ بعض امور کی دریافت کے لیے نہایت گہری نظر اور فنی قابلیت

درکار ہوتی ہے ۔ بس ! یہی علمی کد و کاوش اور ماہرانہ تحقیق و جستجو ، فقہ و اصول کی زبان میں :

"استنباط و اجتہاد" کہلاتی ہے ۔

ایک بات اور !

دیکھیے ، انسانی تاریخ کے ہر دور میں قانون قاعدوں کا وجود ضروری سمجھا گیا ہے ۔ خواہ وہ رسم و رواج کے روپ میں ہوں یا کسی آمر اور کج کلاہ کے فرمانوں کی صورت میں ، کوئی دستورساز ادارہ اور انسانوں کی بنائی ہوئی مقننہ اس کی تخلیق کار ہو ، اور یا کسی دین کے احکام و ہدایات کا مجموعہ ہو ۔

بہرحال ، یہ سب اپنی اصل و شکل کے حوالے سے قانون ہی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں ۔

تہذیبوں کی پرانی سرگزشتوں نے " آشوری ثقافت "
کے بڑے گُن گائے ہیں ، اور اس کی ایک بڑی وجہ
یہ ہے کہ " حمورابی " کا آئین اسی دور سے تعلق رکھتا
ہے ۔ [1]

یہ کہانی اٹھارہویں صدی قبل مسیح کی ہے ۔ دوآبۂ
دجلہ و فرات کے شاداب علاقے سے تعلق رکھنے والے
آفتاب پرست حکمران "حمورابی" نے ۲۸۵ ر دفعات
پر مشتمل ایک آئین عراق والوں کو دیا تھا ۔ یہ دستور
جو میخی خط میں پتھر کی سلوں پر کھدا ہوا تھا، اور ۱۹۰۲ء
سے پیرس کے عجائب گھر میں محفوظ ہے ۔

---

[1] حمورابی وہی نمرود ہے جو خدا کے خلیل حضرت ابراہیمؑ کو شعلوں کے حوالے کرکے ،
اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کرنا چاہتا تھا ۔

جس " سماجی بندوبست نامے " کی بات چل رہی ہے ، ہوسکتا ہے اپنے وقتوں میں فائدے سے بھرپور ہو ، مگر اب تو " حیات و حرکت " نہ ہونے کے باعث " حریرِ سنگ " پر کندہ کاری کا ایک پرانا نمونہ ہے !

بہرکیف ، جب کبھی " ضوابط و مقررات " میں اپنا کردار ادا کرنے کی طاقت نہیں رہتی اور ان میں وقت کے ساتھ چلنے کی توانائی ختم ہوجاتی ہے تو قانون قاعدے خواہ چٹانوں پر اُبھرے ہوئے ہوں یا کلیجوں میں اُترے ہوئے ہوں ، ہر صورت میں جینے جاگنے کے کام نہیں آتے !

اسی لیے معارفِ اسلامی پر جنہیں دسترس حاصل

ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ذخیرۂ فقہ و اصولِ فقہ ، ان مثالی ، معیاری اور حیات بداماں احکام و قواعد کا خزانۂ عامرہ ہے ، جو کسی آدمی کے دنیا میں آنکھیں کھولنے کے لمحے سے لے کر پُتلیاں پھرنے کے وقت تک ، دنیا اور آخرت سے وابستہ اس کی ہر ضرورت کی تکمیل کرتے ہیں اور اسی عنوان سے ہر دور کے انسانی معاشرے کے جملہ احتیاجات کی وسعتوں کو پورا کرنے کے لیے معجزانہ صلاحیت رکھتے ہیں ۔

اس کی ایک بڑی وجہ تو ہمارے مجموعۂ قوانین کی کرامت اور ان کا کمال ہے ۔ دوسرا سبب ، ان رہنما قاعدوں کی پختگی ہے جن کی مدد سے احکام کی

تہ تک ذہن پہنچ جاتا ہے ، اور پھر تلاش کے بعد جو حکم درکار ہو ، اسے حاصل کرنے کا عمل بھی انتہائی اثر انگیز ہوتا ہے ۔ ابھی ہم نے جس حقیقت کی جانب اشارہ کیا ، یعنی "اصولِ فقہ" جس کا وجود ایک عظیم نعمت ہے ۔

اس ضمن میں علمی دنیا کے جانے پہچانے دانشور ڈاکٹر محمد حمید اللہ فرماتے ہیں :

"مسلمانوں کا سب سے بڑا کارنامہ غالباً "اصولِ فقہ" ہے ۔ مسلمانوں سے پہلے بھی دنیا میں قانون تھا لیکن اصولِ فقہ جیسی چیز ، دنیا میں کہیں نہیں ملتی ، اور آج ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک امتیازی

اضافہ ہے جس کی بدولت علمِ قانون کی

ایک بڑی کمی پوری ہوگئی ۔

مسلمان اس بات پر فخر کرسکتے ہیں ، اس

معنی میں کہ قوانین تو دُنیا کے ہر ملک میں

موجود تھے ، لیکن علم القانون اپنے مجرد تصور

میں کسی قوم نے پیش نہیں کیا تھا ۔ یہ

'' اصولِ فقہ '' وہ علم ہے جس کا اطلاق

صرف اسلامی قانون پر ہی نہیں بلکہ دنیا

کے کسی بھی قانون پر ہم کرسکتے ہیں ۔ ''

---

[۱] خطبات بہاولپور از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ، صفحہ ۱۱۹ و ۱۲۰ ، منشورات ادارہ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد ۔

تفسیر
حضرت امام
حسن عسکریؑ

تفسیروں کا ذخیرہ ہو یا حدیث کے مجموعے، پہلے دانشوروں نے ترتیب دیا ہو یا بعد کے قلم کاروں نے انہیں جمع کیا ہو، ہر صورت میں ان کاوشوں کو بالکل ٹھیک ٹھاک اور صد در صد صاف شفاف نہیں قرار دیا جا سکتا۔

چنانچہ معارفِ اسلامی کی وہ مشہور و معروف کتابیں جن پر تمام مسلمان پورا بھروسہ کرتے ہیں، صاحبانِ نظر

ان میں کوئی نہ کوئی کمزوری ڈھونڈ نکالتے ہیں ۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ :

" یہ بات اسرائیلی کہانیوں سے میل کھاتی ہے ۔"

" اس حدیث کے راوی غیر معیاری ہیں ۔"

"وہ روایت سند کے لحاظ سے درست نہیں ۔"

" اس میں جھول ہے ۔"

" اس میں شک کی گنجائش پائی جاتی ہے ۔"

وغیرہ وغیرہ ۔

مگر ان نقائص کے باوجود کوئی پیشکش پوری کی پوری کبھی مسترد نہیں ہوئی ۔ اس لیے کہ جزوی کوتاہیوں کے باعث اگر کتابوں سے قطع تعلق ہونے لگے تو پھر کتاب نام کی تو کوئی چیز باقی نہ رہے !

اسی لیے ارباب فہم و فراست جب کسی علمی کام
میں کوئی کمی پاتے ہیں تو اس کی وضاحت کر دیتے ہیں ،
ساری محنت پر خط نسخ نہیں پھیرتے !

لیکن ، یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ وہ تفسیر
جو حضرت امام حسن عسکریؑ سے منسوب ہے اس سے
بعض حضرات اس قدر بیزاری کا اظہار کرتے ہیں
جیسے اس میں جو کچھ تحریر ہے اس کے دیکھنے سے ان
کا اسلام چھن جائیگا یا ایمان مٹ کر رہ جائے گا !

حالانکہ اس قسم کے مطالب جو اس میں مذکور
ہیں ، وہ دوسرے مجموعوں میں بھی پائے جاتے ہیں ۔

اب اس کی ایک ہی وجہ ہوسکتی ہے ، اور وہ
یہ کہ ہمارے ہاں ایک خاص طبقے کے لوگ مدتوں

سے یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ شیعوں کے عقائدی ادب میں تقلید کا کہیں ذکر ہی نہیں ! مگر جس تفسیر پر گفتگو ہو رہی ہے اس میں تقلید اور اجتہاد کے مسئلے کو امامِ معصومؑ کی زبانِ اقدس سے بیان کیا گیا ہے اور وہ بھی بڑے شد و مد کے ساتھ ، صاف شفاف انداز میں !

اب یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ زیرِ بحث تفسیر کے ساتھ غیر مقلد حلقوں کی جانب سے شعوری یا غیر شعوری طور پر انصاف نہیں کیا گیا ۔

اس وقت ہمارے پاس اس کتاب کے بارے میں جو تنقیدی وثائق موجود ہیں ، ان کی تعداد بیالیس ہے ۔

ان میں سے بارہ (۱۲) میں تو مخالفانہ رائے ملتی ہے ، اور تیس (۳۰) میں موافقت ہی موافقت نظر آتی ہے ۔

منفی افکار والی تصانیف یہ ہیں :

﴿ ۱ ﴾ کتاب الضعفاء ، ابن الغضائری ۔

﴿ ۲ ﴾ خلاصۃ الاقوال ، علامہ حلی ۔

﴿ ۳ ﴾ نقد الرجال ، التفرشی ۔

﴿ ۴ ﴾ شارع النجاۃ ، محقق داماد ۔

﴿ ۵ ﴾ منہج المقال ، خطیب استرابادی ۔

﴿ ۶ ﴾ جامع الرواۃ ، اردبیلی ۔

﴿ ۷ ﴾ مجمع الرجال ، قہبانی ۔

﴿ ۸ ﴾ آلاء الرحمٰن ، محمد جواد بلاغی ۔

﴿ ۹ ﴾ کتاب الاخبار ، محقق تستری ۔

﴿ ۱۰ ﴾ حاشیہ مجمع البیان ، میرزا ابوالحسن شعرانی ۔

﴿ ۱۱ ﴾ معجم رجال الحدیث ، آیۃ اللہ خوئی ۔

﴿ ۱۲ ﴾ فقہ الرضا ، سید محمد ہاشم خوانساری ۔

اور اب ان علمی مساعی کا تذکرہ جو مثبت رویے سے آراستہ ہیں :

﴿ ۱ ﴾ من لا یحضرہ الفقیہ ، شیخ صدوق ۔

﴿ ۲ ﴾ التوحید ، شیخ صدوق ۔

﴿ ۳ ﴾ العیون ، شیخ صدوق ۔

﴿ ۴ ﴾ الاکمال ، شیخ صدوق ۔

﴿ ۵ ﴾ الامالی ، شیخ صدوق ۔

﴿ ۶ ﴾ علل الشرائع ، شیخ صدوق ۔

﴿۷﴾ معانی الاخبار ، شیخ صدوق ۔

﴿۸﴾ الاحتجاج ، ابو منصور طبرسی ۔

﴿۹﴾ الخرائج ، قطب راوندی ۔

﴿۱۰﴾ معالم العلماء ، ابن شہر آشوب ۔

﴿۱۱﴾ مُنیۃ المُرید ، شہید ثانی ۔

﴿۱۲﴾ روضۃ المتقین ، مجلسی اول ...... محمد تقی

﴿۱۳﴾ بحار الانوار ، ج : ۱ ، مجلسی دوم

...... محمد باقر ۔

﴿۱۴﴾ وسائل الشیعہ ، شیخ حُر عاملی ۔

﴿۱۵﴾ اثبات الھداۃ ، شیخ حر عاملی ۔

﴿۱۶﴾ تفسیر صافی ، ملا محسن فیض کاشانی ۔

﴿۱۷﴾ تفسیر برہان ، سید ہاشم بحرانی ۔

﴿ ۱۸ ﴾ تفسیر نور الثقلین ، شیخ عبد علی حویزی۔

﴿ ۱۹ ﴾ اکلیل الرجال ، محمد جعفر خراسانی ۔

﴿ ۲۰ ﴾ الفوائد النجفیہ ، شیخ سلیمان بحرانی ۔

﴿ ۲۱ ﴾ منتہی المقال ، ابو علی ۔

﴿ ۲۲ ﴾ التعلیق علی منہج المقال ، وحید بہبہانی ۔

﴿ ۲۳ ﴾ تفسیر مرآۃ الانوار، شیخ ابوالحسن الشریف ۔

﴿ ۲۴ ﴾ اتقان المقال ، شیخ محمد طٰہٰ ۔

﴿ ۲۵ ﴾ تسلیۃ الفؤاد ، سید عبد اللہ شبر ۔

﴿ ۲۶ ﴾ نخبۃ المقال ، سید حسین بروجردی ۔

﴿ ۲۷ ﴾ صحیفۃ الابرار ، حجۃ الاسلام تبریزی ۔

﴿ ۲۸ ﴾ عوالم العلوم ، شیخ عبد اللہ بحرانی ۔

﴿ ۲۹ ﴾ فرائد الاصول ، شیخ انصاری ۔

﴿ ٣٠ ﴾ تنقیح المقال ، شیخ عبداللہ مامقانی ۔

﴿ ٣١ ﴾ جامع احادیث الشیعہ ، آیۃ اللہ بروجردی۔

﴿ ٣٢ ﴾ الذریعہ ، ج : ۴ ، ص : ٢٨٣ ، علامہ تہرانی ۔

اس فہرست میں جن کتابوں کے نام ہیں ، ان نامور مصنفوں نے اس تفسیر کے متعلق کہ جس کا تذکرہ ہو رہا ہے ، بہت کچھ لکھا ہے ۔ ہر رُخ کا جائزہ لیا ہے ، اور جی بھر کر تعریف و توصیف کی ہے ۔

مجلسی اول محمد تقیؒ نے روضۃ المتقین اور " فقیہ " کی فارسی شرح میں تحریر فرمایا ہے :

" وحق آنست کہ این تفسیر گنجی است
از گنج ھای حق سبحانہ و تعالیٰ ۔ "

”سچی بات تو یہ ہے کہ یہ تفسیر
حق تعالیٰ کے خزانوں میں سے
ایک خزانہ ہے۔“ [۱]

اور مجلسی دوم، محمد باقر، بحار کی پہلی جلد کے صفحہ: ۲۸ پر رقم طراز ہیں:

”کتاب تفسیر الامام من الکتب المعروفة واعتمد الصدوق علیه۔“

”امام حسن عسکریؑ سے منسوب تفسیر
مشہور کتاب ہے، اور جناب صدوق
جیسی شخصیت نے اس پر اعتماد فرمایا ہے۔“

---

[۱] شرح فقیہ، ج: ۵، ص: ۱۳۲ - ۳۱۳

نیز صاحب وسائل الشیعہ ، شیخ حر عاملی نے اسے

اپنے فقہی دائرۃ المعارف "وسائل" کا ماخذ قرار دیا ہے ۔

اسی طرح مانے ہوئے محقق سید عبداللہ شبر نے بھی

اس تفسیر کو اپنے علمی کارناموں کی اساس بتایا ہے ۔

اور آیۃ اللہ بروجردی فرماتے ہیں کہ :

" میں بھی تفسیر عسکری کے خوشہ چینوں

میں سے ہوں ۔"

اجتہاد
کی
سرگزشت

چاہیے، یہ جاننا ضروری ہے کہ اجتہاد ہے کیا چیز؟
تاکہ اس کے تمام پہلوؤں کے سمجھنے میں آسانی ہو ۔

یہ لفظ جُہد یا جَہد سے بنا ہے ، اور تمام جانے
پہچانے لغت شناس کہتے ہیں کہ اگر جُہد پیش کے ساتھ
پڑھا جائے تو یہ طاقت اور قوت کے معنی دیتا ہے ،
اور زبر لگا دیا جائے تو پھر اس لفظ میں محنت و مشقت
کا مفہوم پیدا ہوجائے گا ۔

قرآن مجید میں بھی یہ کئی شکلوں میں مختلف موقعوں پر استعمال ہوا ہے ۔ نیز راغب اصفہانی ، فراء اور زبیدی جیسے عربی زبان کے مزاج داں بھی یہی بتاتے ہیں کہ یہ لفظ یا تو ذہنی توانائی صرف کرنے کے موقع پر استعمال ہوتا ہے اور یا پھر جانفشانی کا حال بیان کرنے کی غرض سے کام میں لایا جاتا ہے ۔

اب رہی اجتہاد کی بات ، تو اس معاملہ میں پہلی وضاحت تو یہ ہے کہ اجتہاد کا تعلق اصولِ فقہ کے علم سے ہے ۔ اور اصول فقہ ان قواعد و ضوابط کا نام ہے جن کی مدد سے ایک فقیہ شریعت کے مطلوبہ فیصلے تک پہنچ پاتا ہے ۔

یعنی ، زندگی کے فرائض و اعمال کے سلسلے میں

مانی ہوئی علمی روش اور پختہ دلیلوں کے ذریعے بھرپور کوشش سے کسی مسئلے کا حل دریافت کرنے کو اجتہاد اور یا پھر اس طرح کی تلاش اور مطلب تک پہنچنے کے لیے استنباط کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ [۱]

اچھا! اب اس مرحلے پر اجتہاد کے بارے میں ذرا کھل کر گفتگو ہوجائے۔ دیکھیے! عرض کیا جا چکا ہے کہ حیات و کائنات کے حوالے سے نئی باتوں یا تازہ واقعات کے بارے میں فقہی ذہن رکھنے والی

---

[۱] شہر قم کے حوزۂ علمیہ کو پروان چڑھانے والے فقیہ شیخ عبد الکریم حائری (متوفی ۱۳۵۵ھ) نے اصول فقہ کو یوں سمجھایا ہے: "فاعلم ان علم الاصول هو العلم بالقواعد الممهدة لكشف حال الاحكام الواقعية بافعال المكلفين ......"

"معلوم ہونا چاہیے کہ علم اصول دانش و آگہی کے ان کارساز قاعدوں کو کہتے ہیں جن کے سہارے تلاش کرنے والوں کو علمی مسائل کا نپا تُلا جواب حاصل ہو جائے۔"

درر الفوائد: جز: ۱، ص: ۳۱، طبع موسسۃ النشر الاسلامی، قم۔

ہستیاں موضوع سے تعلق رکھنے والے ثبوت اکٹھا کرکے ، پیش نظر معاملے کے لیے شرعی حکم ڈھونڈھ نکالنے کی سعی کرتی رہتی ہیں ۔

کیونکہ معصومینؑ کے برکتوں والے زمانے میں تو ہر سائل براہِ راست دامنِ مراد بھر لیتا تھا ، لیکن وقت بدلا اور رہنمائی کے مرکز ہدایت تک سب کی رسائی ممکن نہ رہی !

پھر وہ بزرگ جو امامؑ اور عوام کے درمیان رابطے اور واسطے کا کام دیتے تھے ، نیز جن بزرگوں پر پورا بھروسہ کیا جاتا تھا ، رفتہ رفتہ وہ بھی رخصت ہوگئے ! اس کے علاوہ احکام کے بیان میں ذریعے بڑھتے گئے ۔ نتیجۃً ہر حکم کی چھان بین ضروری ہوگئی ،

کیونکہ کبھی تو حدیث کا مضمون شک کی زد میں آگیا ، گاہے زبان معیاری نہیں دکھائی دی اور کسی موقع پر راوی کی حیثیت میں شبہات پیدا ہوگئے اور کہیں سند کی بحث چھڑ گئی !

غرض کہ ہر جہت سے مسئلوں کی صحیح پہچان کم از کم عوام کے لیے آفت جان اور بلائے ایمان بننے لگی ! بنا بریں ، دیدہ ور علماء اور بصیرت رکھنے والے فقہاء نے ہمت باندھی اور اللہ کا نام لے کر اپنے معصوم رہنماؤں کے بتائے ہوئے طریقوں سے کام لینا شروع کردیا ۔

بالآخر اس اقدام نے بہت جلد ایک علمی اور عقلی تحریک کی شکل اختیار کرلی ، اور اس معبودِ برحق کے فضل و کرم سے اجتہاد کا مدرسہ کھل گیا !

یہ مہم اگر سر نہ ہوتی تو پھر شریعت نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ؟! اجتہاد کے باعث فقہی ثقافت کو تحفظ ملا ۔ اس کی قدروں کو زندگی اور زندگی کو حرکت و حرارت نصیب ہوئی ۔

مگر مکتبِ اجتہاد کے سب سے بڑے اور لہجے کے نہایت کڑے نقاد ملا محمد امین استر آبادی ہانکے پکارے کہتے تھے کہ اجتہاد کا نظریہ سوادِ اعظم سے لیا گیا ہے ۔ [1]

---

[1] ایران کے جغرافیائی نقشے کے لحاظ سے دریائے اترک اور گرگان ندی کے آس پاس وہستان اور ورکان کے زرخیز علاقے میں بہت ہری بھری پہاڑیاں ہیں ۔ ان ہی میں سے جو سب سے بڑی آبادی ہے ، اس کو استرآباد کہتے ہیں ......

ملا محمد امین نے اسی شہر میں آنکھ کھولی ، یہیں پلے بڑھے اور ابتدائی تعلیم پوری کی ۔ پھر جب اعلیٰ تعلیم کے قابل ہوئے تو دانش و آگہی کے سب سے بڑے مرکز ، نجفِ اشرف کا رخ کیا ، اور یہاں سے جتنا اور جو کچھ لے سکتے تھے ، لے کر حجاز

چلے گئے ۔ ان وقتوں مکہ معظمہ میں روایتی انداز کے اور استرآباد ہی کے رہنے والے ایک دانشور ، میرزا محمد بھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے ۔ ملا امین موصوف سے ملے اور ملتے ہی ان کے گرویدہ اور پھر جناب کے حلقۂ درس میں شریک ہوگئے ۔ یہ بزرگ سوادِ اعظم کے ایک فقہی مسلک ظاہریہ سے کافی متاثر بلکہ اس کے دلدادہ تھے ۔

ظاہریہ طریقے کے بانی اصفہان کے ایک فقیہ ، داؤد بن علی تھے ۔ اس مکتب فکر کی یہ خصوصیت بہت نمایاں رہی کہ اس سے تعلق رکھنے والے امام ابوحنیفہ کے اجتہادی نظریوں کے پکے دشمن اور تقلید کے سخت مخالف تھے ۔ یہ مذہب شام و عراق کے ساتھ مکے اور مدینے میں بھی خاصا مقبول تھا تیز میرزا محمد چاہتے تھے کہ یہ مکتب خیال شیعہ حلقوں میں بھی اچھی طرح پھولے پھلے اور دور دور تک پھیلے ۔ اس غرض سے میرزا صاحب موصوف نے اپنے شاگرد میرزا امین استرآبادی سے " الفوائد المدنیہ " نام کی ایک کتاب لکھوائی ۔ اس مجموعے میں علمی خوبیاں کم اور پھکڑ پن زیادہ تھا ۔

بنا بریں جب یہ تصنیف علمائے کرام تک پہنچی تو ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا ، اور پھر کوئی دو سو سال تک اصولی اور اخباری حلقوں میں کڑوی کسیلی باتیں ہوتی رہیں !

خدا کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے دانشوروں کے سردار آقا محمد باقر وحید بہبہانی کو ، جنھوں نے اپنے درس ، مباحث ، تصانیف اور سراپا کمال شاگردوں کے ذریعے اخباریت کے چڑھے ہوئے دریا کو پایاب کر دیا !

آقائے بہبہانی ۱۲۰۵ھ میں شوال مکرم کی انتیس (۲۹) تاریخ ، نوے یا اکانوے برس کی عمر میں ایک بہت بڑی علمی جنگ جیت کر کربلائے معلی کے پاک دامن اور سرکار سید الشہداءؑ کے رواق اطہر میں حضورؑ کے قدموں کی طرف چین کی نیند سو گئے ۔!

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ موصوف کا نام اپنے وقتوں میں بھاری بھرکم دانشوروں کے ساتھ لیا جاتا تھا ، مگر پھر بھی وہ حد درجہ بے باکی سے اس پر زور دینے لگے کہ اجتہاد ، اہلِ سنت کی خصوصیات سے ہے ۔ انہوں نے ہی اس موضوع کی تخلیق میں پہل کی اور اپنا مدعا پایا ۔

دیکھیے ! سوادِ اعظم کا پورا مکتب اس بات پر مصر ہے اور فخر الدین رازی جیسے عالم بھی یہ فرماتے ہیں :

جس طرح منطق کی ایجاد ارسطو نے کی ،
اسی عنوان سے اصول فقہ کی بنیاد محمد ابن
ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) نے ڈالی ۔ [1]

---

[1] مناقب الشافعی ، ص : ۵۷

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو ارسطو ، عقلی دستور کے موجد تھے ؛ اور نہ شافعی ، فقہی قواعد و ضوابط کے آفریدگار ! البتہ اس موقع پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ارسطو نے منطق کے دھندلائے ہوئے منتشر قوانین کو اجال کر انہیں ایک لڑی میں پرو دیا ۔

بس ! اسی طریقے سے شافعی نے اپنی کاوش "الرسالہ" میں بھی علمِ فقہ کے بعض قاعدوں کو چمکا کر رواں کر دیا ! اس بات کی توضیح و تشریح اگلے صفحوں پر ملاحظہ فرمایئے ۔

بہرحال ! یہ تو ماننا پڑے گا کہ جن قاعدوں پر گفتگو ہو رہی ہے وہ تمام کے تمام عصرِ آئمہ ؒ کے بعد نہیں وجود میں آئے ،

کیونکہ ،

حکم ما لانص فیہ ...... تعارضِ ادلہ ......

ناسخ و منسوخ ...... محکم و متشابہ ......

عام و خاص ...... استصحاب ......

جواز و عدمِ جواز ...... اور افتاء و تقلید وغیرہ جیسی اصولِ فقہ میں استعمال ہونے والی اصطلاحیں ہمارے ذخیرۂ حدیث میں کثرت سے دکھائی دیتی ہیں ، اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ آئمہ معصومینؑ کے دور میں بھی بقدرِ ضرورت '' اصولِ فقہ '' کے کچھ حصے معارفِ اسلامی میں شامل تھے ۔

پھر فرض کیجیے ! اگر یہ مان بھی لیں کہ اصولِ فقہ کے بعض دفعات ہمارے اماموں کے بعد والے زمانے

میں سامنے آئے ہیں ، تو اس سے نفسِ مقصد پر کیا اثر پڑے گا !

یعنی ، اگر مطلب کو سمجھنے کے لیے اس زمانے کے لوگ آسانیوں کے باعث موجودہ ضابطوں کو استعمال میں نہیں لاتے تھے تو ضرورت کے باوجود ہم بھی اپنے آپ کو وقت پر ہر کام دینے والی سودمند راہ و روش سے بے نیاز سمجھیں !

”الرسالہ“
پر
ایک نظر!

اب جبکہ معروف فقیہ محمد ابن ادریس شافعی کی گرانقدر کاوش '' الرسالہ '' کا تذکرہ آہی گیا ہے تو بہتر یہ ہے کہ بے لاگ طریقے سے اس کا ذرا تفصیلی جائزہ لے لیا جائے ۔

سوادِ اعظم کے بہت سے قدیم و جدید علماء کا اصرار ہے کہ علم اصول کے تمام نظریات شافعی صاحب کی تخلیقات میں سے ہیں اور الرسالہ ان کی سوچ کا نتیجہ ہے !

لیکن اسی مکتبِ فکر کے بہت سے سربرآوردہ دانشوروں کو اس بات سے شدید اختلاف ہے ۔

کچھ افاضل، اولیت کا سہرا ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے سر باندھتے ہیں ، بعض کہتے ہیں کہ محمد ابن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) نے پہل کی ، اور چند بڑے دیدہ ور ، نہایت اطمینان کے ساتھ ابو یوسف یعقوب ابن ابراہیم (متوفی ۱۸۲ھ) کا نام لیتے ہیں ۔ [۱]

دوسری بات یہ کہ ہم اگر فرض کرلیں کہ '' اصولِ فقہ '' کا علم شافعی کی ایجاد ہے تو کیا اس

---

[۱] اوپر جو بیان ہوا ہے ، اس کے بارے میں ابن ندیم کی '' الفہرست '' ، ابن خلکان کی '' وفیات الاعیان '' ، زرکلی کی '' الاعلام '' ، اور ڈاکٹر محمود شہابی کی '' فوائد الاصول '' کا مطالعہ باعث اطمینان ہوگا ۔

سے مختلف مکاتب فقہ کے سربراہوں ، نیز بہت سے برجستہ فقہاء کے حق میں زیادتی نہیں ہوگی ؟

مثال کے طور پر ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اور ان کے شہرت یافتہ شاگرد ابو یوسف ، محمد ابن حسن شیبانی ، حسن ابن زیاد لولوی (متوفی ۲۰۴ھ) اور زفر ابن ہذیل (متوفی ۱۵۸ھ) یہ سب شافعی سے پہلے مسند آرائے ایوانِ فقہ ہوئے !

اب بتایئے کہ ان سب مشاہیر کو قانون کے فلسفے یا فقہی احکام جاننے کے قواعد و ضوابط سے بے بہرہ قرار دیا جائے گا ؟ انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ امر ، وجوب کی علامت اور نہی کو حرمت کی دلیل مانا جاتا ہے ۔ کیا یہ عام و خاص اور مطلق و مقید کے

فرق سے بھی ناواقف تھے ؟ جواب اگر یہ ہو کہ :

ہاں ! انہیں ان امور کا علم نہیں تھا ، تو پھر فقیہ کیسے کہلائے ؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ :

ہاں ! یہ ان سب مسائل سے آگاہ تھے ، تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ سب صاحب اجتہاد تھے اور جنہیں اس ہنر کا موجد بتایا جاتا ہے وہ بہت بعد کی پیداوار ہیں ۔

اچھا ! اب زیر بحث پیش کش " الرسالہ " کو ہم ذرا اصول کی ایک کتاب سمجھ کر بھی دیکھتے چلیں ۔ یہ چھ سو ستر (۶۷۰) صفحات کا بہت نفیس مجموعہ ہے ۔ یوں تو وقت کے کئی علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں اور اس پر حاشیے چڑھائے ہیں ، مگر دسمبر ۱۹۳۵ء میں

ایک صاحبِ فکر و نظر قلم کار ، احمد محمد شاکر نے ، شافعی کی اس سعی جمیل پر تنقیدی نگاہ ڈالنے اور سو (۱۰۰) صفحات کا سیر حاصل مقدمہ تحریر کر کے مثالی کارنامہ انجام دیا ہے ۔

شافعی نے " الرسالہ " کا کام دو دفعہ کیا ہے ۔ ایک مرتبہ جب وہ بغداد میں تھے ، اور دوبارہ دیارِ مصر پہنچ کر نئے سرے سے اس مہم کو تکمیل تک پہنچایا ہے ۔ بغداد والے نسخے کی کہانی ، کچھ یوں ہے کہ اپنے زمانے کے ایک فضل و کمال رکھنے والے شخص عبد الرحمٰن ابن مہدی نے شافعی کو ترقیم کیا کہ :

" وہ ان کے لیے ایک ایسی کتاب مرتب کردیں جس کی مدد سے وہ قرآن کے

مطالب سمجھ سکیں ۔ قابلِ قبول روایتیں
آنکھوں کے سامنے آجائیں ۔ اجماع کی
دلیل مل جائے ، اور کتاب و سنت میں
ناسخ و منسوخ کی بات صاف سمجھ
میں آنے لگے ۔"

اب ہم اگر یہیں رُک کر اس حقیقت پر تھوڑا سا غور کریں کہ جس مجموعے پر گفتگو ہورہی ہے ، اس کے معرضِ وجود میں آنے کا بنیادی سبب ، اصول فقہ کے مباحث کی تفہیم نہیں ، بلکہ ایک سائل کیلئے تفسیر و حدیث کے چند مسئلوں اور گنتی کی بعض عام اصولی اصطلاحوں کی ، تشریح و توضیح تھی ۔ اور اس کاوش میں اسی مانگ کو پورا کیا گیا ہے ۔ اللہ اللہ ، خیر صلاح !

ایک اور بات ، جو بزرگ اس پر مصر ہیں کہ الرسالہ ، اصول فقہ پر شافعی کی قلم کاری کا ظہورہ ہے اور اپنے عنوان کے حوالے سے ، یہ پہلا کام ہے ، اس لیے اسے اولین تصنیف قرار دیا جاتا ہے ۔

ان کی خدمت میں ہماری گزارش یہ ہے کہ اول تو زیرِ بحث ذخیرے میں کتاب کی سی شان نہیں ...... یعنی ، لکھنے والے نے یکسوئی کے ساتھ نفسِ مقصد پر ٹھیک سے توجہ نہیں دی ، یا پھر جس مضمون پر وہ طبع آزمائی کر رہے تھے ، اس پر وہ پوری گرفت نہیں رکھتے تھے ۔ مگر شافعی جیسے دانش مآب کے حق میں یہ طرزِ فکر بھی نامناسب ہے ۔

الغرض ! اس وقت ہمارے سامنے جو نقشہ ہے

اسے کتاب کے بجائے اگر طومار یا ایک لمبا چوڑا خط

کہا جائے تو زیادہ اچھا ہے ۔ احمد محمد شاکر نے بھی

حافظ ابن عبدالبر کے حوالے سے یہی تحریر کیا ہے ۔

عبارت کچھ یوں ہے :

علی ابن مدینی کا بیان ہے :

میں نے ابن ادریس شافعی سے کہا کہ

آپ عبدالرحمٰن ابن مہدی کو ان کے خط

کا جواب دے دیجیے ۔ وہ جواب کیلئے

سراپا اشتیاق ہیں !

" فَاَجَابَهُ الشَّافِعِیُّ وَ هُوَ

کِتَابُ الرِّسَالَةِ ۔"

" شافعی نے اس کا جواب دیا اور وہ یہی

کتاب الرسالہ ہے ۔"

الرسالہ، ص : ۱۱ ۔

عربی میں رسالہ خط کو کہتے ہیں اور بقول

احمد محمد شاکر :

سَمَّيْتُ "الرِّسَالَةَ فِيْ عَصْرِهِ،

بِسَبَبِ اِرْسَالِهِ اِيَّاهَا

لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِیْ۔"

" چنانچہ شافعی نے اس کا جواب دے دیا،

اور وہ یہی لمبا چوڑا خط ہے ۔"

الرسالہ، ص : ۱۱ ۔

اس کے علاوہ یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی

جاسکتی کہ جس تحریر کو کتاب کا نام دیا جارہا ہے وہ

شافعی کی خود نوشت نہیں ، بلکہ یہ ان کے لکھوائے ہوئے اوراق کا مجموعہ ہے !

احمد محمد شاکر ترقیم کرتے ہیں :

"وَالرَّاجِحُ أَنَّهُ امْلیٰ کِتَابَ الرِّسَالَة عَلَی الرَّبِیْعِ اِمْلَاء، کَمَا یَدُلُّ عَلیٰ ذٰلِکَ قَوْلُهُ فِیْ (۳۳۷)."

" اس بات میں ہمیں زیادہ وزن محسوس ہوتا ہے کہ شافعی بولتے گئے ہوں گے ، اور ربیع ابن سلیمان لکھتے گئے ہوں گے ۔ چنانچہ اس دفتر کے فقرہ (۳۳۷) کی عبارت سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے ، جس میں املاء نویس ربیع ابن سلیمان کا بیان ہے کہ :

جب وہ قرآن مجید کی کوئی آیت لکھواتے تو اختصار کے پیشِ نظر کچھ حصہ پڑھ کر باقی چھوڑ دیتے تھے ۔

الرسالہ ، ص : ۱۲ ..

پھر جگہ جگہ " قال الشافعی " یعنی ......

" شافعی نے فرمایا " کا جملہ بھی آنکھوں کے سامنے آتا ہے ۔ اس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ ایک دانشور کو اپنے موضوع کے سلسلے میں جس قرینے ، شایانِ شان سنجیدگی ، توجہ ، یکسوئی ، دیدہ ریزی اور تخلیقی صلاحیت ظاہر کرنے پر جتنا زور دینا چاہیے ، زیرِ بحث پیش کش میں اس کی خاصی کمی نظر آتی ہے ۔ اس سے یوں لگتا ہے جیسے بڑی رواداری میں کام ہوا ہے ۔

پھر تفسِ مقصد کے لحاظ سے دیکھیے تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ دیدہ ور مفکر ، کوئی اچھوتا کارنامہ انجام دے رہے ہیں ۔

وہ اپنی سوچ بچار کے اردگرد نہ تو کہیں حدیں کھینچتے ہیں اور نہ غرض و غایت کی تفہیم کے لیے کوئی برجستہ اسلوب اختیار کرتے ہیں ۔

نتیجۃً ہر مرحلے پر یوں محسوس ہوتا ہے ، جیسے تفسیر کی کوئی گتھی سلجھا رہے ہیں ، یا کسی حدیث کی تہہ سے کوئی باریک سا نکتہ نکالنے کی کوشش فرما رہے ہیں ۔

لیکن ، فکر و خیال کے اس جلوۂ صد رنگ میں اصول فقہ کے حوالے سے نہ تو اس فن کی کہیں واضح شکل دکھائی دیتی ہے اور نہ مضمون سے انصاف کی جھلک نظر

آتی ہے !

اور جب ہم کتاب نویسی کے قرینے سے جائزہ لیتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اس مجموعے میں طرح طرح کی بہت سی خوبیاں تو ہیں ، لیکن ! روزمرہ کے مسئلوں کا حل ڈھونڈھ نکالنے کے طریقے نہ ہونے کے برابر ہیں ۔

نیز موضوع اور مواد کے لحاظ سے بھی کوئی تسلی بخش صورت نہیں دکھائی دیتی ! یوں لگتا ہے جیسے ایک مستقل اور منظم کوشش نہیں ہے ۔ کیونکہ نہ تو اس میں مسائل کا حل دریافت کرنے کے حوالے سے کچھ ہاتھ آتا ہے ، اور نا ہی کسی طرح کی تازگی اور توانائی پائی جاتی ہے !

پھر طُرفہ ماجرا یہ کہ چھ سو ستر (٦٧٠) صفحوں کے

اس ضخیم مرقع ہنرمندی میں صرف چار پانچ جگہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید اصل بحث اب شروع ہونے والی ہے ۔ مثلاً :

بابِ خبر الواحد ، باب الاجماع ، باب القیاس ، باب الاجتہاد ، باب الاستحسان ، باب الاختلاف ۔

مگر پڑھنے والے کی خوش فہمی یہاں آکر دم توڑ دیتی ہے جہاں " الرسالہ " پر تحقیقی نگاہ ڈالنے والے دانشور محمد احمد شاکر یہ ترقیم کرتے ہیں کہ :

" اصل تحریر میں سرخی نہیں تھی ......

اس باب کو یہ سرنامہ میں نے دیا ہے ......

یہ عنوان کسی اور نے لال روشنائی سے

حاشیہ پر لکھ دیا ہے ، وغیرہ وغیرہ ۔

چلئے ! یہ بھی قبول ! مگر ، اسے کیا کہیے کہ یہ حصے بھی اتنے سکڑے سمٹے ہیں کہ مشکل ہی سے کچھ پلے پڑتا ہے ۔

اب ان احوال واقعی کے بعد بتایئے کہ الرسالہ سے کم از کم علم اصول فقہ کے سلسلے میں اخذ و استفادے ، خوشہ چینی اور کچھ حاصل کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے ؟ پھر اس کاوش کی انفرادیت ، اولویت ، اچھوتی سوچ اور انوکھے خیال کا کون آسانی سے اعتراف کرے گا ؟

اس کے آگے کیا کہوں ، بس ! والسلام

مگر،

حقیقت

یہ ہے!

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ ملت اسلامیہ
کے کچھ دانشوروں نے اصول فقہ کی دریافت کا سہرا
امام شافعی کے سر باندھنے کی کوشش کی ہے ۔

خیر ! اس پر ہم خاصی گفتگو کر چکے ہیں ۔ اور
بعض افاضل اپنے خیال کے سہارے اس سے بھی پہلے
کے دور ، یعنی ! آنحضرتؐ کے زمانے تک گئے ہیں
اور انہوں نے اس طرزِ آگہی کو رسولِ اکرمؐ کے صحابی
جناب معاذ بن جبلؓ سے منسوب کیا ہے ، جبکہ

صاحب عون المعبود ، محمد اشرف ابن علی جیسے دیدہ ور "جوزقانی" کے حوالے سے اس نسبت کو جعلی حدیثوں کے زمرے میں شمار کرتے ہیں ۔ [۱]

نیز قاضی عبد الجبار نے بھی اپنی کتاب "المغنی" کی ساتویں جلد کے صفحہ ۲۰۰ پر یہی بات کہی ہے ۔ اس بحث کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

☆ ابن حزم اندلسی کی "الاحکام" ص : ۹۷۶

☆ ذہبی کی "میزان الاعتدال" ص : ۴۳۹ ؛

☆ ابن حجر عسقلانی کی "تقریب التہذیب" ج : ۱ ، ص : ۱۴۲ ۔

☆ اور سید محمد بحر العلوم کی نہایت نفیس کتاب

---

[۱] عون المعبود ۔ صفحہ : ۲۲

"الاجتہاد و اصولہ و احکامہ" کے صفحات ۳۹

تا ۴۲ کا مطالعہ بے حد مفید ہوگا ۔

بہرحال ! مختلف لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے

ہیں ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اجتہاد کے نظریے سے

متعارف کروانے کا قابلِ تحسین کارنامہ ہمارے آئمہ اطہارؑ

کے دریائے علم و عرفان سے سیراب ہونے والوں نے

انجام دیا ۔

نامور محقق علامہ سید حسن صدر اپنی بیش بہا کتاب

"تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام" کے صفحہ ۳۱۰ پر رقمطراز

ہیں :

"ہمارے پانچویں اور چھٹے امامؑ کے فکر انگیز

حلقۂ درس میں شریک ہونے والوں نے

اپنے سراپا کمال آموز گاروں سے اصول فقہ کی راہ و روش سیکھی ۔ آئمہ اطہارؑ کے ان سعادتمند شاگردوں نے اس موضوع کے بارے میں جن تصانیف سے اصولی ادب کی جوت جگائی ، اس سے چودہ طبق روشن ہوگئے ۔ ہشام ابن الحکم (متوفی ۱۷۹ھ) کی وقیع پیش کش "الالفاظ و مباحثھا" اس کی جیتی جاگتی دلیل ہے ۔ ان بزرگ نے سرکار صادقِ آلِ محمدؐ سے فیض حاصل کیا تھا ، دوسری ہستی ہیں تمام خوبیوں کا پیکر جناب یونس ابن عبدالرحمٰن (متوفی ۲۰۸ھ) ۔ ان کی کتاب کا نام ہے "اختلاف الحدیث و مسائلہ" ۔ [۱]

[۱] ان دونوں تصنیفوں اور صاحب تصانیف کا تذکرہ ابن ندیم (متوفی ۳۸۰ھ) کی "الفہرست" میں بھی موجود ہے ۔ ملاحظہ ہو : ص : ۲۲۳ اور ۲۷۶ ، طبع تہران : اور "رجال نجاشی" ، ج : ۲ ، ص : ۲۳۰ ۔

ان سے پہلے کسی بھی صاحبِ علم و فکر نے
اصول کے مسائل پر اس طرح قلم نہیں اٹھایا تھا ۔
بنا بریں ، ان کاوشوں کو اولیت حاصل ہوئی ، اور ان
مساعیِ جمیلہ نے نمونے کا کام بھی دیا ۔

بہرحال ! طرح پڑ چکی تھی ، کام آگے بڑھتا
گیا ، اور پھر دنیا نے دیکھا کہ :

" صریرِ خامہ نوائے سروش بن گئی ! "

اس ضمن میں معروف کتاب شناس اور شخصیتوں
کے بارے میں گہری نظر رکھنے والے دانشور " ابن ندیم "
لکھتے ہیں :

" ہشام ابن الحکم اور یونس ابن عبدالرحمٰن
کی کمال آفرینیوں کے کچھ ہی عرصہ بعد

خاندان نو بخت کے چشم و چراغ اور مدرسۂ اہل بیتؑ کے ایک برجستہ مفکر ابوسہل اسمٰعیل ابن علی (متوفی ۳۱۱ھ) نے اپنی کاوش ''الخصوص والعموم'' اور ''ابطال القیاس'' کے ذریعے اصول فقہ کے ذخیرہ میں نمایاں اضافہ کیا، اور پھر ان کے لائق و فائق بھانجے، ابو محمد حسن ابن موسیٰ نوبختی نے جب تبلیغ و تلقین کی مسند سنبھالی تو بہت سی تصنیفات کے ساتھ اصول فقہ کے موضوع پر کتاب ''الخصوص والعموم'' اور ...... ''الخبر الواحد'' سے اصول فقہ کے

ذخیرہ کتب کو ایک عمدہ بڑھاوا دیا۔

غیبتِ
صُغریٰ
کا دور

ابن ندیم اپنی معلومات آفریں پیشکش ''الفہرست''
میں لکھتے ہیں :

''کچھ ہی عرصہ بعد خاندانِ نوبخت کے
چشم و چراغ اور مدرسۂ اہل بیتؑ کے
ایک برجستہ مفکر ابوسہل نے اپنی کاوش
'' الخصوص والعموم'' اور ''ابطال القیاس''
سے اصول فقہ کے ذخیرہ میں نمایاں

اضافہ کیا ۔اور پھر ان کے لائق و فائق
بھانجے ابو محمد حسن ابن موسیٰ نوبختی نے
جب تبلیغ و تلقین کی مسند سنبھالی تو اور
بہت سی تحریروں کے ساتھ "الخبر الواحد
والعمل بہ" جیسی بیش بہا کتاب بھی قلمبند
کی ۔ یاد رہے کہ حسن ابن موسیٰ نے ،
حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت اقدس
میں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا تھا ۔"

اب سرکار امام منتظر عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبتِ صُغریٰ کا
زمانہ ختم ہونے کے قریب ہے ۔ اسے وہ دور کہنا چاہیے
جس میں علماء کو یہ فرصت ملی کہ وہ حدیث و تفسیر اور
سیرت و اخلاق پر کام کریں ۔ فقہاء کو یہ موقع ہاتھ

آیا کہ پوری آزادی اور کامل اعتماد کے ساتھ نئے نئے مسئلوں کا جواب دریافت کرنے کے طور طریقوں پر توجہ دیں اور دوسرے اربابِ فکر و نظر بزرگوں کو یہ مہلت حاصل ہوئی کہ وہ اپنی فہم و فراست سے مناسب طور پر دین کی بقاء ، تحفظ اور استحکام کا کارنامہ انجام دیں ۔ اہلبیتؑ سے وابستگی رکھنے والوں کو اس دور نے یہ بھی سکھا دیا کہ وہ غیبت کے زمانے میں انتظار کی گھڑیاں کس رنگ اور کس ڈھنگ سے گزاریں ؟

آخری بات!

غیبتِ کبریٰ کا دور شروع ہوا ۔ عراق ، علم و عرفان پھیلانے کی پہلی منزل قرار پایا ۔ لوگوں کو اس نظریے پر پورا وثوق ہے کہ ایمان والے جس وقت کے منتظر تھے ، اب وہ اس سے دوچار ہیں اور وہ ہدایات دلوں پر نقش ہیں کہ امام عجل اللہ فرجہ الشریف کے پردۂ غیبت میں چلے جانے کے بعد لوگوں کو نائبِ امام سے فیض حاصل کرنا چاہیے ۔

ممکن ہے کہ کوئی یہ معلوم کرنا چاہے کہ کیسے ظاہر ہو کہ کون شخص حضور عجل اللہ فرجہ الشریف کا نائب ہے ۔ سو اس کے دو مانے ہوئے قاعدے ہمارے پاس ہیں :

ان میں سے ایک کو تعیینی کہتے ہیں اور دوسرے کے لیے توصیفی کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے ۔

تعیینی کا مطلب یہ ہے امام عجل اللہ فرجہ الشریف نے نام و نشان کے ساتھ منصب نیابت کے لیے کسی کا تعارف کروایا ہو ۔

اور دوسرے قاعدے سے مراد یہ ہے کہ اس عہدے پر فائز ہونے والے کو ان مقررہ اوصاف اور امتیازات سے آراستہ ہونا چاہیے جن کی نشاندہی کروائی

گئی ہو۔

پہلے قاعدے کے مطابق :

☆ جناب ابو عمرو ابن سعید ،

☆ محمد ابن عثمان عمری ،

☆ ابوالقاسم حسین بن روح اور

☆ ابوالحسن علی ابن محمد سمری

جیسے بڑے دانشمندوں ، عارفوں اور عظیم انسانوں کے اسمائے گرامی دکھائی دیتے ہیں ۔

سرکارِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے ان خاص نائبوں کا خود ہی تقرر فرمایا تھا اور پھر حضور ہی نے ۱۵ ر شعبان ۳۲۸ ھ کو ابوالحسن علی ابن محمد سمری کی رحلت پر نیابتِ خاصہ کے سلسلے کو ختم کر دیا ۔

اب توصیفی طریقے سے نائب قرار پانے والوں کا دور شروع ہوا ۔ اس ضابطے پر سرکار نبی اکرمؐ سے لے کر دوسرے تمام معصومینؑ نے روشنی ڈالی ہے ۔ خصوصیت سے حضرت امام حسن عسکریؑ کا یہ ارشاد بہت بڑی دلیل ہے :

"جو فقیہ خود کو سنبھالے ہوئے ہوں ،
اپنے دین کی رکھوالی کرتے ہوں ،
خواہشاتِ نفسانی کا ساتھ نہ دیتے ہوں ،
اور خداوند عالم کے فرماں بردار ہوں ،
تو عوام کو چاہیے کہ ان کی تقلید کریں ۔"

گزشتہ صفحات پر ہم اس حدیث کے اٹھارہ مستند حوالے لکھ چکے ہیں ۔

اور خود حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ارشاد ہے :

'' اپنی زندگی میں جب تم نو ظہور
تازہ ایجاد شدہ مسائل سے دوچار ہو تو
ان پر عمل درآمد کے قاعدوں سے واقف
ہونے کے لیے ہماری حدیثیں بیان کرنے
والوں (فقہاء) سے رجوع کرو ، کیونکہ
یہ تم پر میری حجت ہیں اور میں خدا کی
حجت ہوں ۔'' [۱]

اچھا ! ان ارشادات عالیہ کے نتیجے میں ہمارے علمی اداروں کی پیش رفت بڑھی۔ قافلہ بندی شروع ہوئی ۔

---

[۱] حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو اس کتاب کا وہ حصہ جس کا عنوان ہے : '' حدیث کا فیصلہ ''۔

کاروان چلے اور جہاں اچھی زمین نظر آئی ، بصیرت رکھنے والوں نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا ، مرکز بنایا ، شہرت دی اور پھر اسے ایک مثالی درسگاہ بنا کر آگے بڑھنے کا سامان فراہم کیا ۔ اس طرح عراق میں بغداد ، نجفِ اشرف ، حِلّہ ، کربلائے معلیٰ اور سامرہ میں آفاقی اہمیت رکھنے والے دانش کدے قائم ہوئے ۔

ایران کے علاقے میں قم ، ری اور اصفہان میں دانش و آگہی کے کوثر چھلکنے لگے ۔ پھر مشرقِ وسطیٰ کے وہ شہر جو بازنطینی تہذیب کا گہوارہ تھے ، جیسے شام ، حلب اور جبلِ عامل وغیرہ ، یہ سب علوم آلِ محمدؐ کی آماجگاہ بن گئے ۔

شیعیانِ علی ابن ابی طالبؑ ، اس روح پرور ماحول

میں پھول رہے تھے ، پھل رہے تھے اور پھیل رہے تھے ۔ وہ بھی اس یقین کے ساتھ کہ ان میں سے کوئی بھی کہیں کی مٹی کا سودائی نہیں ۔ ہر ایک علم کا شیدائی ہے ۔ کیونکہ علم حُسن ہے ،

اور

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے ، جہاں ہوتا ہے
اہل دل کے لیے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

ہمارے
مراجعِ تقلید

غیبتِ کبریٰ سے
انقلابِ اسلامی ایران تک

غیبتِ کبریٰ کا آغاز ،

چوتھی صدی ہجری میں ہوا ،

جب کہ انقلابِ اسلامی ایران کو

چودھویں صدی ہجری کے آخر میں کامیابی حاصل ہوئی

چوتھی صدی ہجری

﴿ ۱ ﴾ اسمِ گرامی : حسن بن علی

شہرت	: ابن ابی عقیل
کنیت	: ابو محمد
جائے سکونت	: عراق
سالِ وفات	: ۳۴۰ ہجری

﴿ ۲ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن حسن بن احمد

شہرت	: ابن ولید
کنیت	: ابو جعفر
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۳۴۳ ہجری

﴿ ۳ ﴾ اسمِ گرامی : احمد بن حسن بن احمد

شہرت	: شیبانی - زراری
کنیت	: ابو غالب
جائے سکونت	: کوفہ
سالِ وفات	: ۳۶۸ ہجری

﴿ ۴ ﴾ اسمِ گرامی : جعفر بن محمد

شہرت	: ابن قولویہ
کنیت	: ابوالقاسم
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۳۶۹ ہجری

﴿ ۵ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن احمد

شہرت	: ابن داؤد
کنیت	: ابوالحسن
جائے سکونت	: قم ، بغداد
سالِ وفات	: ۳۷۸ ہجری

﴿ ۶ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن علی بن حسین

شہرت	: شیخ صدوق
کنیت	: ابو جعفر ثانی
جائے سکونت	: رَے ، بغداد
سالِ وفات	: ۳۸۱ ہجری

﴿ ۷ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن احمد

شہرت	: ابن جنید
کنیت	: ابو علی
جائے سکونت	: رَے
سالِ وفات	: ۳۸۱ ہجری

پانچویں صدی ہجری

﴿۸﴾ اسمِ گرامی : محمد بن محمد بن نعمان

شہرت	: شیخ مفید
کنیت	: ابوعبداللہ
جائے سکونت	: بغداد
سالِ وفات	: ۴۱۳ ہجری

﴿۹﴾ اسمِ گرامی : علی بن حسین

شہرت	: سید مرتضیٰ ، علم الہدیٰ
کنیت	: ابو القاسم
جائے سکونت	: بغداد
سالِ وفات	: ۴۳۶ ہجری

﴿ ۱۰ ﴾ اسمِ گرامی : تقی بن نجم

شہرت	: حلبی
کنیت	: ابو صلاح
جائے سکونت	: حلب
سالِ وفات	: ۴۴۷ ہجری

﴿ ۱۱ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن حسن

شہرت	: شیخ طوسی
کنیت	: ابو جعفر ثالث
جائے سکونت	: بغداد ، نجف
سالِ وفات	: ۴۶۰ ہجری

﴿ ۱۲ ﴾ اسمِ گرامی : حمزۃ بن عبدالعزیز

شہرت	: سلار
کنیت	: ابو یعلی
جائے سکونت	: حلب
سالِ وفات	: ۴۶۳ ہجری

﴿ ۱۳ ﴾ اسمِ گرامی : عبد العزیز بن نحر

شہرت	: قاضی ابن براج
کنیت	: ابو القاسم
جائے سکونت	: طرابلس
سالِ وفات	: ۴۸۱ ہجری

چھٹی صدی ہجری

﴿ ۱۴ ﴾ اسمِ گرامی : حسن بن محمد

شہرت	: مفید ثانی
کنیت	: ابو علی
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۵۱۵ ہجری

﴿ ۱۵ ﴾ اسمِ گرامی : عبد الجلیل بن مسعود

شہرت	: متکلم رازی
کنیت	: ابو سعید
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۵۶۰ ہجری

۱۶ اسمِ گرامی : فضل اللہ بن علی

شہرت	: حسنی راوندی
کنیت	: ابو رضا
جائے سکونت	: کاشان
سالِ وفات	: ۵۷۰ ہجری

۱۷ اسمِ گرامی : سعید بن عبداللہ

شہرت	: راوندی
کنیت	: قطب الدین
جائے سکونت	: کاشان
سالِ وفات	: ۵۷۳ ہجری

۱۸ اسمِ گرامی : حمزہ بن علی

شہرت	: ابن زہرہ
کنیت	: ابو المکارم
جائے سکونت	: حِلّہ
سالِ وفات	: ۵۸۵ ہجری

﴿ ۱۹ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن علی حمزہ

شہرت	: طوسی مشہدی
کنیت	: ابو جعفر رابع
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۵۸۵ ہجری

﴿ ۲۰ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن احمد

شہرت	: ابن ادریس
کنیت	: ابو عبداللہ
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۵۹۸ ہجری

ساتویں صدی ھجری

﴿ ۲۱ ﴾ اسمِ گرامی : فخار بن مُعَدّ

شہرت	: موسوی
کنیت	: شمس الدین
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۶۳۰ ہجری

﴿ ۲۲ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن جعفر

شہرت	: ابن نما
کنیت	: ابو ابراہیم
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۶۴۵ ہجری

۲۳ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن موسیٰ

شہرت	: ابن طاووس
کنیت	: رضی الدین
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۶۶۴ ہجری

۲۴ ﴾ اسمِ گرامی : احمد بن موسیٰ

شہرت	: ابن طاووس
کنیت	: جمال الدین
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۶۷۳ ہجری

۲۵ ﴾ اسمِ گرامی : یحییٰ بن سعید بن احمد

شہرت	: ابن سعید حلی
کنیت	: ابو زکریا
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۶۹۰ ہجری

﴿ ۲۶ ﴾ اسمِ گرامی : عبدالکریم بن احمد

شہرت	: ابن طاووس
کنیت	: غیاث الدین
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۶۹۳ ہجری

آٹھویں صدی ہجری

﴿۲۷﴾ اسمِ گرامی : حسن بن یوسف

شہرت	: علامہ حلی
کنیت	: جمال الدین
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۷۲۶ ہجری

﴿۲۸﴾ اسمِ گرامی : عبدالمطلب بن محمد

شہرت	: عمیدی
کنیت	: عمید الدین
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۷۵۴ ہجری

﴿ ۲۹ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن محمد

شہرت	: قطب الدین رازی
کنیت	: ابو جعفر
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۷۶۶ ہجری

﴿ ۳۰ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن حسن

شہرت	: فخر المحققین
کنیت	: ابوطالب
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۷۷۱ ہجری

﴿ ۳۱ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن مکی

شہرت	: شہید اول
کنیت	: ابو عبداللہ
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۷۸۶ ہجری

نویں صدی ہجری

﴿ ۳۲ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن خازن

شہرت	: حائری
کنیت	: زین الدین
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ....

﴿ ۳۳ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن محمد بن مکی

شہرت	: فرزند شہید اول
کنیت	: ابو القاسم
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۸۱۰ ہجری

﴿ ۳۴ ﴾ اسمِ گرامی : مقداد بن عبداللہ

شہرت	: فاضلِ مقداد
کنیت	: ابو عبداللہ
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۸۲۶ ہجری

﴿ ۳۵ ﴾ اسمِ گرامی : احمد بن محمد بن فہد

شہرت	: ابن فہد حلی
کنیت	: ابو العباس
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۸۴۱ ہجری

دسویں صدی ہجری

﴿۳۶﴾ اسمِ گرامی : علی بن ہلال

شہرت	: جزائری ، شیخ الاسلام
کنیت	: ابو الحسن
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۹۱۶ ہجری

﴿۳۷﴾ اسمِ گرامی : حسن بن جعفر

شہرت	: اعرج حسینی
کنیت	: بدرالدین
جائے سکونت	: جبل عامل
سالِ وفات	: ۹۳۳ ہجری

﴿ ۳۸ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن مکی

شہرت	: عاملی شامی
کنیت	: شمس الدین
جائے سکونت	: جبل عامل
سالِ وفات	: ۹۳۸ ہجری

﴿ ۳۹ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن عبد العالی

شہرت	: عاملی میسی
کنیت	: ابو القاسم
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۹۳۸ ہجری

﴿ ۴۰ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن حسین بن عبد العالی

شہرت	: محقق کرکی
کنیت	: ابو الحسن
جائے سکونت	: حلب ، اصفہان
سالِ وفات	: ۹۴۰ ہجری

﴿ ۴۱ ﴾ اسمِ گرامی : زین الدین بن علی

شہرت	: شہید ثانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: جبع شام
سالِ وفات	: ۹۶۶ ہجری

﴿ ۴۲ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن حسین

شہرت	: صائغ حسینی
کنیت	: نور الدین
جائے سکونت	: حلہ
سالِ وفات	: ۹۸۰ ہجری

﴿ ۴۳ ﴾ اسمِ گرامی : عبداللہ بن حسین

شہرت	: یزدی
کنیت	: نجم الدین
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۹۸۱ ہجری

﴿۴۴﴾ اسمِ گرامی : علی بن ہلال

شہرت	: عامل کرکی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۹۸۴ ہجری

﴿۴۵﴾ اسمِ گرامی : حسین بن عبدالصمد

شہرت	: حارثی ، پدر شیخ بہائی
کنیت	: عزالدین
جائے سکونت	: جبلِ عامل
سالِ وفات	: ۹۸۴ ہجری

﴿۴۶﴾ اسمِ گرامی : احمد بن محمد

شہرت	: مقدس اردبیلی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۹۹۳ ہجری

﴿۴۷﴾ اسمِ گرامی : عبدالعالی بن علی

شہرت	: عامل کرکی
کنیت	: ابو محمد
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۹۹۳ ہجری

گیارھویں صدی ھجری

﴿۴۸﴾ اسمِ گرامی : محمد بن علی

شہرت	: موسوی ، صاحبِ مدارك
کنیت	: ......
جائے سکونت	: جبع شام
سالِ وفات	: ۱۰۰۹ ہجری

﴿۴۹﴾ اسمِ گرامی : حسن بن زین الدین

شہرت	: صاحبِ معالم
کنیت	: جمال الدین
جائے سکونت	: جبع شام
سالِ وفات	: ۱۰۱۱ ہجری

﴿۵۰﴾ اسمِ گرامی : عبداللہ بن حسین

شہرت	: تُستری
کنیت	: عزالدین
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۲۱ ہجری

﴿۵۱﴾ اسمِ گرامی : محمد بن حسین

شہرت	: شیخ بہائی
کنیت	: بہاء الدین
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۳۰ ہجری

﴿۵۲﴾ اسمِ گرامی : علی بن محمد

شہرت	: طباطبائی
کنیت	: ابوالمعالی
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۰۳۱ ہجری

﴿ ۵۳ ﴾ اسمِ گرامی : ابراہیم بن علی

شہرت	: ابن مفلح
کنیت	: ابو اسحٰق
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۳۲ ہجری

﴿ ۵۴ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن حسن

شہرت	: فرزند صاحبِ معالم
کنیت	: ....
جائے سکونت	: حلب
سالِ وفات	: ۱۰۴۰ ہجری

﴿ ۵۵ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن محمد باقر

شہرت	: حسینی نائینی
کنیت	: بہاء الدین
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۴۰ ہجری

﴿ ۵۶ ﴾ اسمِ گرامی : محمد باقر بن شمس الدین

شہرت : داماد
کنیت : ....
جائے سکونت : اصفہان
سالِ وفات : ۱۰۴۱ ہجری

﴿ ۵۷ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن حجۃ اللہ

شہرت : طباطبائی
کنیت : شرف الدین
جائے سکونت : نجف
سالِ وفات : ۱۰۶۰ ہجری

﴿ ۵۸ ﴾ اسمِ گرامی : حسین بن محمد

شہرت : سلطان العلماء
کنیت : ....
جائے سکونت : اصفہان
سالِ وفات : ۱۰۶۶ ہجری

﴿ ۵۹ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن علی

شہرت	: موسوی عاملی
کنیت	: نور الدین
جائے سکونت	: جبل عامل
سالِ وفات	: ۱۰۶۸ ہجری

﴿ ۶۰ ﴾ اسمِ گرامی : محمد تقی بن مقصود

شہرت	: مجلسی اول
کنیت	: ......
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۷۰ ہجری

﴿ ۶۱ ﴾ اسمِ گرامی : حسین بن حیدر

شہرت	: حسینی کرکی
کنیت	: ابو عبداللہ
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۷۷ ہجری

﴿۶۲﴾ اسمِ گرامی : محمد بن حیدر

شہرت	: حسنی طباطبائی
کنیت	: رفیع الدین
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۸۰ ہجری

﴿۶۳﴾ اسمِ گرامی : محمد بن محمد

شہرت	: قاضی سعید قمی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۰۸۰ ہجری

﴿۶۴﴾ اسمِ گرامی : محمد صالح بن احمد

شہرت	: مقدس صالح ، مازندرانی
کنیت	: ......
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۸۰ ہجری

﴿ ۶۵ ﴾ اسمِ گرامی : شیخ فخر الدین

شہرت	: طُریحی
کنیت	: ......
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۰۸۵ ہجری

﴿ ۶۶ ﴾ اسمِ گرامی : محمد باقر بن محمد

شہرت	: محقق سبزواری
کنیت	: ......
جائے سکونت	: سبزوار
سالِ وفات	: ۱۰۹۰ ہجری

﴿ ۶۷ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن مرتضیٰ

شہرت	: ملا محسن فیض کاشانی
کنیت	: ......
جائے سکونت	: کاشان
سالِ وفات	: ۱۰۹۱ ہجری

﴿ ۶۸ ﴾ اسمِ گرامی : علی رضا بن حبیب اللہ

شہرت	: موسوی عاملی
کنیت	: ......
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۹۱ ہجری

﴿ ۶۹ ﴾ اسمِ گرامی : حسین بن محمد

شہرت	: محقق خوانساری
کنیت	: ......
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۰۹۸ ہجری

﴿ ۷۰ ﴾ اسمِ گرامی : محمد طاہر بن محمد حسین

شہرت	: قمی
کنیت	: ......
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۰۹۸ ہجری

بارھویں صدی ہجری

﴿ ۷۱ ﴾ اسمِ گرامی : علی بن محمد بن حسن

شہرت	: عامل جبعی
کنیت	: ......
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۱۰۳ ہجری

﴿ ۷۲ ﴾ اسمِ گرامی : محمد باقر بن محمد تقی

شہرت	: علامہ مجلسی (دوم)
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۱۱۱ ہجری

﴿ ۷۳ ﴾ اسمِ گرامی : جعفر بن عبداللہ

شہرت	: حویزی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۱۱۵ ہجری

﴿ ۷۴ ﴾ اسمِ گرامی : جمال الدین بن حسین

شہرت	: آقا خوانساری
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۱۲۵ ہجری

﴿ ۷۵ ﴾ اسمِ گرامی : حسین بن حسن

شہرت	: دیلماتی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۱۲۹ ہجری

﴿ ۷۶ ﴾ اسمِ گرامی : زین الدین بن محمد

شہرت	: عاملی جبعی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۱۳۰ ہجری

﴿ ۷۷ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن حسن

شہرت	: فاضلِ ہندی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۱۳۷ ہجری

﴿ ۷۸ ﴾ اسمِ گرامی : احمد بن اسماعیل

شہرت	: جزائری
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۱۵۰ ہجری

﴿۷۹﴾ اسمِ گرامی : محمد بن باقر

شہرت	: رضوی قمی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان ، نجف
سالِ وفات	: ۱۱۷۰ ہجری

﴿۸۰﴾ اسمِ گرامی : اسماعیل بن محمد

شہرت	: مازندرانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان ، نجف
سالِ وفات	: ۱۱۷۳ ہجری

﴿۸۱﴾ اسمِ گرامی : یوسف بن احمد

شہرت	: بحرانی ، صاحبِ حدائق
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۱۸۶ ہجری

﴿ ۸۲ ﴾ اسمِ گرامی : ابوالحسن بن عبداللہ

شہرت	: موسوی جزائری
کنیت	: ......
جائے سکونت	: شوشتر
سالِ وفات	: ۱۱۹۳ ہجری

﴿ ۸۳ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن محمد

شہرت	: بیدآبادی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۱۹۷ ہجری

تیرھویں صدی ھجری

﴿ ۸۴ ﴾ اسمِ گرامی : محمد باقر بن محمد اکمل

شہرت : وحید بہبہانی، معلم الفقہاء
کنیت : ....
جائے سکونت : نجف
سالِ وفات : ۱۲۰۸ ہجری

﴿ ۸۵ ﴾ اسمِ گرامی : مہدی بن ابی ذر

شہرت : نراقی
کنیت : ....
جائے سکونت : کاشان
سالِ وفات : ۱۲۰۹ ہجری

﴿ ٨٦ ﴾ اسمِ گرامی : محمد مہدی بن مرتضیٰ

شہرت	: طباطبائی
کنیت	: ......
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ١٢١٢ ہجری

﴿ ٨٧ ﴾ اسمِ گرامی : اسد اللہ بن اسماعیل

شہرت	: شوشتری ، کاظمی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: کاظمین
سالِ وفات	: ١٢٢٠ ہجری

﴿ ٨٨ ﴾ اسمِ گرامی : جعفر بن خضر

شہرت	: کاشف الخطاء
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ١٢٢٨ ہجری

﴿ ۸۹ ﴾ اسمِ گرامی : ابو القاسم بن محمد حسن

شہرت	: میرزای قمی، صاحب قوانین
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۲۳۱ ہجری

﴿ ۹۰ ﴾ اسمِ گرامی : علی اکبر بن محمد باقر

شہرت	: ایجی اصفہانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۲۳۱ ہجری

﴿ ۹۱ ﴾ اسمِ گرامی : محسن بن حسن

شہرت	: کاظمینی، محقق اعرجی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۲۴۰ ہجری

﴿ ۹۲ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن علی

شہرت	: طباطبائی، سید مجاہد
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف ، اصفہان
سالِ وفات	: ۱۲۴۲ ہجری

﴿ ۹۳ ﴾ اسمِ گرامی : احمد بن مہدی

شہرت	: نراقی ، مولیٰ احمد
کنیت	: ....
جائے سکونت	: کاشان
سالِ وفات	: ۱۲۴۴ ہجری

﴿ ۹۴ ﴾ اسمِ گرامی : محمد شریف بن حسن علی

شہرت	: شریف العلماء
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۲۴۵ ہجری

﴿ ۹۵ ﴾ اسمِ گرامی : ابراہیم بن محمد

شہرت : موسوی قزوینی
کنیت : ....
جائے سکونت : نجف
سالِ وفات : ۱۲۴۶ ہجری

﴿ ۹۶ ﴾ اسمِ گرامی : موسیٰ بن جعفر

شہرت : کاشف الغطاء
کنیت : ....
جائے سکونت : نجف
سالِ وفات : ۱۲۵۶ ہجری

﴿ ۹۷ ﴾ اسمِ گرامی : محمد باقر بن محمد تقی

شہرت : شفتی ، حجة الاسلام
کنیت : ....
جائے سکونت : اصفہان
سالِ وفات : ۱۲۶۰ ہجری

﴿ ۹۸ ﴾ اسمِ گرامی : محمد ابراہیم بن محمد

شہرت : کلباسی
کنیت : ....
جائے سکونت : اصفہان
سالِ وفات : ۱۲۶۲ ہجری

﴿ ۹۹ ﴾ اسمِ گرامی : حسن بن جعفر

شہرت : نجفی ، صاحب انوار الفقاھۃ
کنیت : ....
جائے سکونت : نجف
سالِ وفات : ۱۲۶۲ ہجری

﴿ ۱۰۰ ﴾ اسمِ گرامی : سید محمد بن صالح

شہرت : سید صدر الدین عاملی
کنیت : ....
جائے سکونت : نجف
سالِ وفات : ۱۲۶۳ ہجری

﴿۱۰۱﴾ اسمِ گرامی : جعفر بن سیف الدین

شہرت	: استرآبادی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: تہران
سالِ وفات	: ۱۲۶۳ ہجری

﴿۱۰۲﴾ اسمِ گرامی : محمد حسن بن باقر

شہرت	: نجفی ، صاحبِ جواہر
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۲۶۶ ہجری

﴿۱۰۳﴾ اسمِ گرامی : حسن بن علی

شہرت	: واعظ اصفہانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۲۷۳ ہجری

﴿ ۱۰۴ ﴾ اسمِ گرامی : مرتضیٰ بن محمد

شہرت	: شیخ انصاری
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۲۸۱ ہجری

﴿ ۱۰۵ ﴾ اسمِ گرامی : عبدالحسین بن علی

شہرت	: شیخ العراقین
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۲۸۶ ہجری

﴿ ۱۰۶ ﴾ اسمِ گرامی : سید محمد بن عبدالصمد

شہرت	: شہشہانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۲۸۹ ہجری

﴿۱۰۷﴾ اسمِ گرامی : حسین بن محمد

شہرت	: کوہ کمرہ ای
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۲۹۹ ہجری

چودھویں صدی ہجری

﴿ ۱۰۸ ﴾ اسمِ گرامی : حسین بن محمد اسماعیل

شہرت : اردکانی
کنیت : ....
جائے سکونت : کربلا
سالِ وفات : ۱۳۰۲ ہجری

﴿ ۱۰۹ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن محمد باقر

شہرت : فاضلِ ایروانی
کنیت : ....
جائے سکونت : نجف
سالِ وفات : ۱۳۰۶ ہجری

﴿۱۱۰﴾ اسمِ گرامی : سید ابوالقاسم بن حسن

شہرت	:	طباطبائی
کنیت	:	....
جائے سکونت	:	کربلا
سالِ وفات	:	۱۳۰۹ ہجری

﴿۱۱۱﴾ اسمِ گرامی : محمد حسن بن محمود

شہرت	:	میرزای شیرازی
کنیت	:	....
جائے سکونت	:	سامرہ
سالِ وفات	:	۱۳۱۲ ہجری

﴿۱۱۲﴾ اسمِ گرامی : ابوالمعالی بن محمد ابراہیم

شہرت	:	کرباسی
کنیت	:	....
جائے سکونت	:	اصفہان
سالِ وفات	:	۱۳۱۵ ہجری

﴿ ۱۱۳ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن فضل

شہرت	: فاضلِ شربیانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۲۲ ہجری

﴿ ۱۱۴ ﴾ اسمِ گرامی : محمد حسن بن عبداللہ

شہرت	: مامقانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۲۳ ہجری

﴿ ۱۱۵ ﴾ اسمِ گرامی : سید ابوالقاسم بن معصوم

شہرت	: اشکوری
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۲۵ ہجری

۱۱۶ اسمِ گرامی : محمد کاظم بن حسین

شہرت	: آخوند خُراسانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۲۹ ہجری

۱۱۷ اسمِ گرامی : محمد تقی بن محمد باقر

شہرت	: آقا نجفی اصفہانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۳۲ ہجری

۱۱۸ اسمِ گرامی : محمد کاظم بن عبدالعظیم

شہرت	: طباطبائی یزدی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۳۷ ہجری

﴿ ۱۱۹ ﴾ اسمِ گرامی : محمد تقی بن محب علی

شہرت	: مرزا دوم شیرازی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۳۸ ہجری

﴿ ۱۲۰ ﴾ اسمِ گرامی : فتح اللہ بن محمد جواد

شہرت	: نمازی شیرازی، شریعتمدار
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۳۹ ہجری

﴿ ۱۲۱ ﴾ اسمِ گرامی : احمد بن علی

شہرت	: نجفی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۴۰ ہجری

﴿ ۱۲۲ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن محمد تقی

شہرت	: ارباب
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۳۴۱ ہجری

﴿ ۱۲۳ ﴾ اسمِ گرامی : محمد صادق بن حسین

شہرت	: اصفہانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۳۴۸ ہجری

﴿ ۱۲۴ ﴾ اسمِ گرامی : ابوالقاسم بن محمد تقی

شہرت	: کبیر
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۳۵۳ ہجری

﴿ ۱۲۵ ﴾ اسمِ گرامی : ابوالقاسم

شہرت	: دھکردی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ۱۳۵۳ ہجری

﴿ ۱۲۶ ﴾ اسمِ گرامی : محمد حسین

شہرت	: نائینی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۵۵ ہجری

﴿ ۱۲۷ ﴾ اسمِ گرامی : عبدالکریم بن محمد جعفر

شہرت	: حائری ، مؤسسِ حوزۂ علمیۂ قم
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۳۵۵ ہجری

﴿ ۱۲۸ ﴾ اسمِ گرامی : ابوالحسن

شہرت	: انگجی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: آذربائیجان
سالِ وفات	: ۱۳۵۷ ہجری

﴿ ۱۲۹ ﴾ اسمِ گرامی : ضیاء الدین

شہرت	: عراقی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۵۹ ہجری

﴿ ۱۳۰ ﴾ اسمِ گرامی : محمد حسین بن محمد حسن

شہرت	: کمپانی، غروی اصفہانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۶۱ ہجری

﴿ ١٣١ ﴾ اسمِ گرامی : رضا بن محمد حسین

شہرت	: مسجد شاہی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ١٣٦٢ ہجری

﴿ ١٣٢ ﴾ اسمِ گرامی : سید ابوالحسن بن محمد

شہرت	: مسجد شاہی، اصفہانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: اصفہان
سالِ وفات	: ١٣٦٥ ہجری

﴿ ١٣٣ ﴾ اسمِ گرامی : سید حسین

شہرت	: طباطبائی ، قمی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ١٣٦٦ ہجری

﴿ ۱۳۴ ﴾ اسمِ گرامی : محمد تقی بن اسداللہ

شہرت	: خوانساری
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۳۷۱ ہجری

﴿ ۱۳۵ ﴾ اسمِ گرامی : محمد بن علی

شہرت	: کوہ کمرہ ای، حجت
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۳۷۲ ہجری

﴿ ۱۳۶ ﴾ اسمِ گرامی : صدرالدین بن اسماعیل

شہرت	: صدر
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۳۷۲ ہجری

۱۳۷ اسمِ گرامی : سید حسین بن علی

شہرت	: حمامی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۷۹ ہجری

۱۳۸ اسمِ گرامی : سید جمال الدین بن حسین

شہرت	: موسوی گلپائیگانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۷۹ ہجری

۱۳۹ اسمِ گرامی : سید محمد حسین بن علی

شہرت	: طباطبائی ، بروجردی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۳۸۱ ہجری

﴿۱۴۰﴾ اسمِ گرامی : محمد حسین

شہرت	: آلِ کاشف الغطاء
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۸۲ ہجری

﴿۱۴۱﴾ اسمِ گرامی : سید محسن بن مہدی

شہرت	: طباطبائی حکیم
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۳۹۰ ہجری

پندرھویں صدی ھجری

﴿ ۱۴۲ ﴾ اسمِ گرامی : سید روح اللہ بن مصطفیٰ

شہرت	: موسوی خمینی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف ، قم
سالِ وفات	: ۱۴۰۹ ہجری

﴿ ۱۴۳ ﴾ اسمِ گرامی : سید ابوالقاسم بن علی

شہرت	: موسوی خوئی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: نجف
سالِ وفات	: ۱۴۱۳ ہجری

﴿۱۴۴﴾ اسمِ گرامی : سید محمد رضا بن محمد باقر

شہرت	: موسوی گلپائیگانی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۴۱۴ ہجری

﴿۱۴۵﴾ اسمِ گرامی : محمد علی

شہرت	: اراکی
کنیت	: ....
جائے سکونت	: قم
سالِ وفات	: ۱۴۱۵ ہجری

کتاب

نامه

۱۔ القرآن الکریم

لغت :

﴿ ۱ ﴾ تاج العروس فی شرح القاموس ، السید محمد مرتضیٰ الزبیدی ، طبع : الخیریۃ ، مصر ۱۳۰۲

﴿ ۲ ﴾ مصباح المنیر ، احمد بن محمد الفیومی، ط : ایران

﴿ ۳ ﴾ مفردات ، راغب الاصفہانی ، ط : بیروت

﴿ ۴ ﴾ المنجد ، للاب لویس الیسوعی ، ط : بیروت

﴿ ۵ ﴾ الصحاح ، اسماعیل بن حماد الجوہری ، ط : مصر ، دار الکتاب العربی ، ۱۳۷۲

﴿ ۶ ﴾ القاموس المحیط ، مجد الدین الفیروز آبادی
ط : البابی ، مصر
﴿ ۷ ﴾ لسان العرب ، محمد بن جلال الدین ابن منظور
متوفی : ۷۱۱ ہجری

۲۔ فقہ و حدیث

﴿ ۸ ﴾ ادوار الفقہ ، محمود شہابی ، ط : تہران ۱۳۳۶
﴿ ۹ ﴾ اصول الکافی ، ابو جعفر الکلینی الرازی ،
ط : حیدری ، تہران ۱۳۷۹
﴿ ۱۰ ﴾ الانتصار ، السید مرتضی علم الھدیٰ ، ط : ایران
﴿ ۱۱ ﴾ بدایۃ المجتہد ، محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبی،
ط : الاستقامۃ ، مصر
﴿ ۱۲ ﴾ تحفۃ الفقہاء ، السمرقندی الحنفی ، ط : دار الفکر
دمشق ۱۹۶۴ء

﴿ ۱۳ ﴾ الحدائق الناضرة ، الشیخ یوسف البحرانی ،
ط : لنجف
﴿ ۱۴ ﴾ الروضۃ البہیۃ فی شرح اللمعۃ الدمشقیۃ ،
للشہید زین الدین العاملی ، ط : دار الکتب ،
مصر ۱۳۷۸
﴿ ۱۵ ﴾ شرائع الاسلام ، المحقق الحلی ، ط : ایران
﴿ ۱۶ ﴾ صحیح بخاری ، محمد بن اسماعیل البخاری ،
ط : المیمنیۃ مصر
﴿ ۱۷ ﴾ صحیح مسلم ، مسلم بن الحجاج ، ط : صبیح ، مصر
﴿ ۱۸ ﴾ العروۃ الوثقیٰ ، السید محمد کاظم الطباطبائی الیزدی
ط : الحیدری ، تہران ۱۳۷۷
﴿ ۱۹ ﴾ عون المعبود فی شرح سنن ابن ابی داؤد ،
محمد اشرف بن امیر بن علی ۔

﴿ ۲۰ ﴾ الفقہ الاسلامی ، الدکتور محمد یوسف موسیٰ ،
ط : دار الکتاب ، مصر ۔
﴿ ۲۱ ﴾ المبسوط ، شمس الدین السرخسی ، محمد بن ابی سہل
ط : السعادۃ ، القاہرۃ ۱۳۲۴ ۔
﴿ ۲۲ ﴾ المحلی ، ابن حزم الاندلسی ، فقہ زیدی ،
ط : النہضۃ ، مصر ۱۳۴۷ ۔
﴿ ۲۳ ﴾ مستمسک العروۃ الوثقیٰ ، السید محسن الحکیم ،
ط : النجف ۱۳۷۶ ۔
﴿ ۲۴ ﴾ مسالک الافہام، الشہید الثانی ، ط : ایران ۱۲۶۸
﴿ ۲۵ ﴾ مستند الشیعہ ، احمد بن محمد النراقی ، ط : ایران
﴿ ۲۶ ﴾ موطأ مالک ، مالک بن انس ، ط : البابی ،
القاہرۃ ۱۳۶۰ ۔
﴿ ۲۷ ﴾ منیۃ المرید فی آداب المفید و المستفید ،
الشہید الثانی ، ط : بمبئی

﴿ ۲۸ ﴾ نہج الفقاهة، السید محسن الحکیم ، ط : العلمیہ ، النجف ۱۳۷۱ ـ

﴿ ۲۹ ﴾ نیل الاوطار، محمد بن علی الشوکانی ، ط : البابی و اولاده ، مصر ـ

﴿ ۳۰ ﴾ وسائل الشیعہ ، الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی ط : دار مصر ۱۹۵۷ء ـ

۳۔ اصول فقه

﴿ ۳۱ ﴾ الاجتہاد فی الاسلام ، محمد مصطفیٰ المراغی ، ط : دارالاجتہاد ، القاهرة ۱۳۷۹

﴿ ۳۲ ﴾ الاجتہاد فی الشریعة بین السنة و الشیعة ، الشیخ محمد حسین کاشف الغطاء ، ط : مجلة رسالة الاسلام القاهرة ـ

﴿ ۳۳ ﴾ الاجتہاد والتقلید، المرحوم الشیخ محمد حسین الاصفہانی
ط : النجف ۱۳۷۶ ۔
﴿ ۳۴ ﴾ الاجماع فی التشریع الاسلامی، السید محمد صادق
الصدر ، ط : عویدات ، بیروت ۱۳۸۸
﴿ ۳۵ ﴾ الاحکام فی اصول الاحکام، ابی محمد علی بن حزم
الاندلسی الظاہری ، ط : الامام ، مصر ۔
﴿ ۳۶ ﴾ الاحکام فی اصول الاحکام ، علی بن ابی علی
بن محمد الامدی، ط: الحلبی، القاہرۃ ۱۹۶۷ء
﴿ ۳۷ ﴾ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول ،
محمد بن علی بن محمد الشوکانی الزبیدی ،
المتوفی : ۱۲۵۵ ، ط : البابی ، مصر ۱۳۵۶
﴿ ۳۸ ﴾ اصول السرخسی ۴۹۰ ، ط : دار الکتاب العربی
مصر ۱۳۷۳ ۔

﴿ ۳۹ ﴾ الاصول العامة للفقه المقارن، السید محمد تقی الحکیم
ط : دار الاندلس ، بیروت ۱۹۶۳ء ۔
﴿ ۴۰ ﴾ اصول الفقه ، بدران ابوالعینین بدران ،
ط : دار المعارف ، مصر ۱۹۵۶ء
﴿ ۴۱ ﴾ اصول الفقه، عباس متولی حماده ، ط : دار التالیف
مصر ۱۳۸۵ ۔
﴿ ۴۲ ﴾ اصول الفقه ، الشیخ محمد ابو زہرة ،
ط : دار الثقافة العربیة للطباعة ، مصر ۱۳۷۷
﴿ ۴۳ ﴾ اصول الفقه، الشیخ محمد الخضری ، ط : السعادة
مصر ۱۳۸۳ ۔
﴿ ۴۴ ﴾ اصول الفقه ، الشیخ محمد رضا مظفر ، ط : النجف
﴿ ۴۵ ﴾ اصول الفقه الجعفری ، الشیخ محمد ابو زہرة ،
ط : مخیمر ، القاہرة ۱۹۵۵ء ۔

﴿ ۴۶ ﴾ بحر الفوائد فی شرح الفرائد ، میرزا محمد حسن الاشتیانی ، ط : تہران ۔

﴿ ۴۷ ﴾ بدایع الافکار ، تقریر الشیخ ضیاء الدین العراقی ، تالیف : میرزا ہاشم الآملی ، ط : العلمیۃ ، النجف ۔

﴿ ۴۸ ﴾ تذکرۃ فی اصول الفقہ ، الشیخ المفید ، ط : ضمن کنز الفوائد للکراجکی ، ایران ۱۳۲۲

﴿ ۴۹ ﴾ تہذیب الاصول، تقریرات السید روح اللہ الخمینی بقلم الشیخ جعفر السبحانی التبریزی ، ط : العلمیۃ ۱۳۸۲ ۔

﴿ ۵۰ ﴾ تہذیب الوصول الی علم الاصول ، العلامۃ الحلی ط : تہران ۱۳۰۸ ۔

﴿ ۵۱ ﴾ زبدۃ الاصول ، الشیخ بہاء الدین العاملی ، المتوفی ۱۰۳۱ ، ط : ایران ۱۲۶۷ ۔

﴿ ۵۲ ﴾ شرح کفایۃ الاصول ، الشیخ عبدالحسین الرشتی

ط : الحیدریہ ، النجف ۱۳۷۰ ۔

﴿ ۵۳ ﴾ شرح الکوکب المنیر فی اصول الحنابلۃ ،

محمد بن احمد الفتوحی الحنبلی (اصولِ حنبلی)

ط : السنۃ المحمدیہ ، القاہرۃ ۱۹۵۳ء ۔

﴿ ۵۴ ﴾ شرح المنار، عبداللطیف بن عبد العزیز بن الملک

ط : العثمانیہ ، استنبول ۱۳۱۵ ہجری ۔

﴿ ۵۵ ﴾ العدۃ فی الاصول، الشیخ ابی جعفر محمد بن الحسن

الطوسی ، ط : ایران ۔

﴿ ۵۶ ﴾ علم اصول الفقہ ، عبد الوھاب خلاف ،

ط : النصر ، مصر ۱۹۵۶ء

﴿ ۵۷ ﴾ فرائدالاصول (الرسائل)، الشیخ المرتضی الانصاری

ط : ایران ۔

﴿ ۵۸ ﴾ الفروق ، احمد بن ادریس الصنہاجی المعروف بالقرافی ، ط : دار احیاء الکتب ، مصر ۱۳۴۴

﴿ ۵۹ ﴾ فوائد الاصول، الشیخ محمد علی الکاظمی،ط : العلمیۃ النجف ۱۳٦۸ ۔

﴿ ٦۰ ﴾ القوانین المحکمۃ ، میرزا ابوالقاسم القمی ، ط : ایران ۱۳۰۲ ہجری ۔

﴿ ٦۱ ﴾ کفایۃ الاصول ، الشیخ محمد کاظم الخراسانی ، ط : بغداد ۱۳۲۸ ۔

﴿ ٦۲ ﴾ مبانی الاستنباط ، تقریرات السید الخوئی ، السید ابوالقاسم التبریزی ، ط : النجف ۱۳۷۷

﴿ ٦۳ ﴾ المعالم الجدیدۃ فی الاصول،السید محمد باقر الصدر ط : النعمان ، النجف ۱۳۸۵ ۔

﴿ ٦۴ ﴾ ملخص ابطال القیاس والرأی والاستحسان ، ابن حزم الاندلسی ۴۵٦ ہجری ، ط : جامعۃ دمشق ۱۹٦۰ تحقیق : سعید الافغانی ۔

﴿ ۶۵ ﴾ مقالات الاصول ، الشیخ آقا ضیاء العراقی ،
ط : العلمیة ، النجف ۱۳۵۸ ۔
﴿ ۶۶ ﴾ رسالة الامام الشافعی ، محمد بن ادریس الشافعی
ط : البابی ، القاہرة ۱۳۵۸ ۔
﴿ ۶۷ ﴾ المستصفیٰ من علم الاصول ، ابوحامد محمد بن محمد
الغزالی الشافعی ، ط : مصطفیٰ محمد ، مصر ۱۳۵۶
﴿ ۶۸ ﴾ معالم الاصول ، الشیخ حسن بن الشہید الثانی
ط : تہران ۱۳۸۷ ۔
﴿ ۶۹ ﴾ فلسفة التشریع فی الاسلام، صبحی المحمصانی المحامی
ط : دار العلم للملایین ، بیروت ۱۹۶۱ء ۔
﴿ ۷۰ ﴾ فی میدان الاجتہاد ، عبد المتعال الصعیدی ،
ط : القاہرة ۔

٤۔ رجال و تاریخ

﴿ ۷۱ ﴾ الاعلام ، خیر الدین الزرکلی ، ط : بیروت ۔
﴿ ۷۲ ﴾ الامام زید، محمد ابو زہرہ ، ط : دار الثقافۃ ، مصر ۔
﴿ ۷۳ ﴾ الامام الصادق (ع) ، الشیخ اسد حیدر ، ط : النجف
﴿ ۷۴ ﴾ الامام الصادق ، محمد ابو زہرۃ ، ط : دار الثقافۃ ، مصر
﴿ ۷۵ ﴾ اعیان الشیعہ ، السید محسن الامین العاملی ، ط : بیروت
﴿ ۷٦ ﴾ امل الامل ، محمد بن الحسن الحر العاملی ، ط : الآداب ، النجف ۱۳۸۰
﴿ ۷۷ ﴾ تقریب التہذیب ، ابن حجر عسقلانی ، ط : دار الکتب العربی ، مصر ۱۳۸۰

﴿ ۷۸ ﴾ تہذیب التہذیب ، ابن حجر عسقلانی ،
ط : دار صادر ، بیروت
﴿ ۷۹ ﴾ حلیۃ الاولیاء ،الحافظ احمد بن عبداللہ الاصفہانی
ط : دار الکتاب العربی ، بیروت ۱۹۶۷ء
﴿ ۸۰ ﴾ رجال النجاشی، احمد بن علی بن العباس النجاشی
المتوفی ۴۰۵ ، ط : مصطفوی ، ایران ۔
﴿ ۸۱ ﴾ روضات الجنات ، الخوانساری المیرزا احمد باقر
ط : ایران ۱۳۴۷
﴿ ۸۲ ﴾ سلافۃ العصر ، السید علی صدر الدین المدنی ،
ط : مطابع علی بن علی ، قطر ۱۳۸۲
﴿ ۸۳ ﴾ شذرات الذہب ، ابن عماد الحنبلی ، القدسی
مصر ۱۳۵۰
﴿ ۸۴ ﴾ طبقات الشافعیۃ ، تاج الدین ابی نصر السبکی
متوفی ۷۷۱ ، ط : مصر ۱۹۶۳ء

﴿ ۸۵ ﴾ طبقات الفقہاء ، ابو اسحٰق الشیرازی ،
ط : بغداد ۱۳۵٦

﴿ ۸٦ ﴾ حصول المأکول من علم الاصول ، محمد صدیق
حسن خان ، ط : مصطفیٰ محمد ، القاہرۃ ۱۳۵۷

﴿ ۸۷ ﴾ الحق المبین فی تصویب المجتہدین و
تخطئۃ الاخباریین ، الشیخ جعفر آلِ کاشف الغطاء
ط : ایران

﴿ ۸۸ ﴾ حقائق الاصول ، السید محسن الحکیم ،
ط : العلمیۃ ، النجف ۱۳۷۲

﴿ ۸۹ ﴾ رسالۃ الاجتہاد والاخبار ، آقای محمد باقر بن
محمد البہبانی ، ط : ایران ۱۳۱۳

﴿ ۹۰ ﴾ الکنی والالقاب ، الشیخ عباس القمی ،
ط : الحیدریۃ ، نجف ۱۳۷٦

﴿ ۹۱ ﴾ اللباب فی معرفۃ الانساب علی بن محمد ابن الاثیر
ط : مصر

﴿ ۹۲ ﴾ لؤلؤة البحرين ، الشیخ یوسف البحرانی ، النعمان
النجف ۱۹۶۵ء

﴿ ۹۳ ﴾ وفیات الاعیان ، شمس الدین ابن خلکان ،
ط : السعادة ، مصر ۱۹۴۷ء

﴿ ۹۴ ﴾ اصل الشیعة و اصولها ، الشیخ محمد حسین
آل کاشف الغطاء ، ط : الحیدریة ، النجف
۱۳۷۴ھ

﴿ ۹۵ ﴾ تاریخ الفقه الاسلامی ، الدکتور محمد یوسف موسیٰ
ط : دار الکتاب العربی ، مصر ۱۳۷۸

﴿ ۹۶ ﴾ تاریخ الیعقوبی ، احمد بن ابی یعقوب
الکاتب المعروف بہ ابن واضح المتوفی ۲۹۲ ،
ط : الحیدریة ، نجف ۱۳۸۴

﴿ ۹۷ ﴾ دائرة المعارف الاسلامیة ، جماعة من الکتاب مصر۔

﴿ ۹۸ ﴾ الدراسة العلمية و تاريخها فی النجف (بحث)
محمد بحرالعلوم ، موسوعة العتبات المقدسة ، قسم
النجف ، بيروت۔
﴿ ۹۹ ﴾ دلائل الصدق ، الشيخ محمد حسن المظفر ،
ط : الحيدرية ، بحث ۱۳۷۲
﴿ ۱۰۰ ﴾ دليل القضاء الشرعی ، محمد صادق بحرالعلوم ،
ط : النجف ۱۳۷۸
﴿ ۱۰۱ ﴾ دموع الوفاء ، السيد موسىٰ بهية ، ط : عبادان
آمال الامة ۔
﴿ ۱۰۲ ﴾ الذريعة الی تصانيف الشيعة ، الشيخ آغا بزرگ
تهرانی ، ط : تهران
﴿ ۱۰۳ ﴾ الصواعق المحرقة ، ابن حجر العسقلانی ،
ط : دار الطباعة المحمدية ، مصر
﴿ ۱۰۴ ﴾ ضحىٰ الاسلام ، احمد امين ، ط : لجنة التاليف
و التراجمة ، القاهرة ۱۳۵۷

﴿ ۱۰۵ ﴾ العقیدة والشریعة ، المستشرق جولد زیہر ،
ط : نشر دارالکاتب المصری ، القاہرة ۱۹۴۶ء
﴿ ۱۰۶ ﴾ الفہرست ، الشیخ ابو جعفر الطوسی ،
ط : الحیدریة ، نجف
﴿ ۱۰۷ ﴾ الفہرست ، محمد بن اسحٰق بن الندیم ،
ط : مصطفیٰ محمد ، القاہرة
﴿ ۱۰۸ ﴾ القضاء فی الاسلام ، دکتور عطیة مشرفة ،
ط : القاہرة ۱۹۶۶ء
﴿ ۱۰۹ ﴾ مجلة رسالة الاسلام ، اصدار دار التقریب
القاہرة ، السنة الاولیٰ ۱۳۶۸ الیٰ الثالثة
۱۳۷۰ ، ط : مخیمر ، القاھرة۔
﴿ ۱۱۰ ﴾ مجلة حضارة الاسلام
﴿ ۱۱۱ ﴾ مجلة المجمع العلمی العربی ، دمشق
﴿ ۱۱۲ ﴾ مجموع المتون ، منسوب ، ط : عمر علی آفندی
مصر ۱۳۴۷۔

﴿ ۱۱۳ ﴾ کتاب المؤتمر الاول مجمع البحوث الاسلامیۃ ،
اصدار مجمع البحوث الاسلامیۃ ، الازہر ، القاہرۃ
ط: مطابع مؤسسۃ اخبار الیوم، القاہرۃ ۱۳۸۳ ۔

﴿ ۱۱۴ ﴾ المدخل للفقہ الاسلامی ، الدکتور محمد سلام مدکور
ط : العالمیۃ ، القاہرۃ ۱۳۸۶

﴿ ۱۱۵ ﴾ المدخل لدراسۃ الفقہ الاسلامی، محمد مصطفیٰ شلبی ،
ط : دار التألیف ، مصر ۱۳۷۶

﴿ ۱۱۶ ﴾ المذاہب الاسلامیۃ ، الشیخ محمد ابو زہرۃ ،
ط : النموذجیۃ ، القاہرۃ

﴿ ۱۱۷ ﴾ المغنی ، للقاضی عبدالجبار المعتزلی ،
ط : دار الکتب ، القاہرۃ ۱۳۸۲

﴿ ۱۱۸ ﴾ مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ ، محمد طاہر بن عاشور
ط : الفنیۃ ، تونس ۱۳۶۶

﴿ ۱۱۹ ﴾ مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ و مکارمہا، علال الفاسی
ط : دار البیضاء ، المغرب ۔

﴿ ۱۲۰ ﴾ المقدمة ، عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون ،
المتوفی ۸۰۸ ، ط : المکتبة التجاریة ، مصر
﴿ ۱۲۱ ﴾ مقدمة جامع السعادات ، الشیخ محمد رضا مظفر ،
جامع السعادات ، للنراقی ، ط:نجف ، النعمان
﴿ ۱۲۲ ﴾ مقدمة فی احیاء علوم الشریعة،الدکتور صبحی محمصانی
ط : دار العلم للملائین ۱۹۶۲ء
﴿ ۱۲۳ ﴾ نظرة عامة فی تاریخ الفقه الاسلامی ،
الدکتور علی حسن عبد القادر ، ط : مکتبة
القاہرة الحدیثة ، مطبعة العلوم ۱۹۵۶ ء
﴿ ۱۲۴ ﴾ النص والاجتہاد ، السید عبدالحسین شرف الدین
ط : نجف اشرف ۱۳۷۵ھ

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوق
۲] علامہ مجلسی
۳] علامہ اطہر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید غلام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ممتاز زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید جنت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا احمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) اقلام حق الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

ISLAMIC LAWS

English Version of Taudhihul Masae'l

According to the Fatawa of

Ayatullah al Uzama Syed Ali al Husaini Seestani

Taqlid: Following a Mujtahid

1. * It is necessary for a Muslim to believe in the fundamentals of faith with his own insight and understanding, and he cannot follow anyone in this respect i.e. he cannot accept the word of another who knows, simply because he has said it. However, one who has faith in the true tenets of Islam, and manifests it by his deeds, is a Muslim and Mo'min, even if he is not very profound, and the laws related to a Muslim will hold good for him. In matters of religious laws, apart from the ones clearly defined, or ones which are indisputable, a person must:

- either be a Mujtahid (jurist)* himself, capable of inferring and deducing from the religious sources and evidence;

- or if he is not a Mujtahid himself, he should follow one, i.e. he should act accordi ng to the verdicts (Fatwa) of the Mujtahid;

- or if he is neither a Mujtahid nor a follower (Muqallid), he should act on such precaution which should assure him that he has fulfilled his religious obligation. For example, if some Mujtahids consider an act to be haraam, while others say that it is not, he should not perform that act. Similarly, if some Mujtahid consider an act to be obligatory (Wajib) while others consider it to be recommended (Mustahab), he should perform it. Therefore, it is obligatory upon those persons who are neither Mujta hids, nor able to act on precautionary measures (*Ihtiyat*), to follow a Mujtahid.

---

* Mujtahid is a jurist competent enough to deduce precise inferences regarding the commandments from the holy Qur'an and the Sunnah of the holy Prophet by the process of Ijtihad. Ijtihad literally means striving and exerting. Technically as a term of jurisprudence it signifies the application by a jurist of all his faculties to the consideration of the authorities of law with a view to finding out what in all probability is the law. In other words Ijtihad means making deductions in matters of law, in the cases to which no express text is applicable. (See, Baqir Sadr, A Short History of 'llmul Usul, ISP, 1984).

---

(2)

2. Taqlid in religious laws means acting according to the verdict of a Mujtahid. It is necessary for the Mujtahid who is followed, to be male, Shi'ah Ithna Ash'ari, adult, sane, of legitimate birth, living and just ('Adil). A person is said to be just whe n he performs all those acts which are obligatory upon him, and refrains from all those things which are forbidden to him. And the sign of being just is that one is apparently of a good character, so that if enquiries are made about him from the people of his locality, or from his neighbours, or from those persons with whom he lives, they would confirm his good conduct. And if one knows that the verdicts of the Mujtahids differ with regard to the problems which we face in every day life, it is necessary t hat the Mujtahid who is followed be A'lam (the most learned), who is more capable of understanding the divine laws than any of the contemporary Mujtahids.

3. There are three ways of identifying a Mujtahid, and the A'alam:

• when a person is certain that a particular person is a Mujtahid, or the most learned one. For this, he should be a learned person himself, and should possess the capacity to identify a Mujtahid or an A'alam;
• when two persons, who are learned and just and possess the capacity to identify a Mujtahid or the A'alam, confirm that a person is a Mujtahid or an A'lam, provided that two other learned and just persons do not contradict them. In fact, being a Mujt ahid or an A'lam can also be established by a statement of only one trusted and reliable person;
• when a number of learned persons who possess the capacity to identify a Mujtahid or an A'lam, certify that a particular person is a Mujtahid or an A'lam, provided that one is satisfied by their statement.

4. * If one generally knows that the verdicts of Mujtahids do vary in day to day matters, and also that some of the Mujtahids are more capable than the others, but is unable to identify the most learned one, then he should act on precaution based on t heir verdicts. And if he is unable to act on precaution, then he should follow a Mujtahid he supposes to be the most learned. And if decides that they are all of equal stature, then he has a choice.

---

(3)

5. There are four ways of obtaining the verdicts of a Mujtahid:
• When a man hears from the Mujtahid himself.
• When the verdict of the Mujtahid is quoted by two just persons.
• When a man hears the verdict from a person whose statement satisfies him.
• By reading the Mujtahid's book of Masae'l, provided that, one is satisfied about the correctness of the book.
6. As long as a person is certain that the verdict of the Mujtahid has not changed, he can act according to what is written in the Mujtahid's book. And if he suspects that the verdict might have been changed, investigation in that matter is not necessary .

7. If an A'lam Mujtahid gives a fatwa on some matter, his follower cannot act in that matter on the fatwa of another Mujtahid. But if he does not give a fatwa, and expresses a precaution (*Ihtiyat*) that a man should act in such and such a manner, for exam ple if he says that as a precautionary measure, in the first and second Rak'at of the namaz he should read a complete Surah after the Surah of "Hamd", the follower may either act on this precaution, which is called obligatory precaution (*Ihtiyat Wajib*), or he may act on the fatwa of another Mujtahid who it is permissible to follow. Hence, if he (the second Mujtahid) rules that only "Surah Hamd" is enough, he (the person offering prayers) may drop the second Surah. The position will be the same if the A'a lam Mujtahid expresses terms like Ta'mmul or Ishkal.

8. If the A'lam Mujtahid observes precaution after or before having given a fatwa, for example, if he says that if Najis vessel is washed once with Kurr water (about 388 litres), it becomes *Pak*, although as precautionary measure, it should be washed thre e times, his followers can abandon acting according to this precaution. This precaution is called recommended precaution (*Ihtiyat Mustahab*).

9. * If a Mujtahid, who is followed by a person dies, his category will be the same as when he was alive. Based on this, if he is more learned than a living Mujtahid, the

follower who has a general notion about the variation in the day to day Masae'l, must continue to remain in his taqlid. And if the

---

living Mujtahid is more learned, then the follower must turn to him for taqlid. The term 'taqlid' used here implies only an intention to follow a particular Mujtahid, and does not include having acted acco rding to his fatwa.

10. If a person acts according to the fatwa of a Mujtahid in certain matter, and after the death of that Mujtahid, he follows a living Mujtahid in that matter according to his obligation, he cannot act again according to the fatwa of the dead Mujtahid.

11. It is obligatory for a follower to learn the Masae'l which are of daily importance.

12. * If a person faces a problem whose rule is not known to him, it is necessary for him to exercise precaution, or to follow a Mujtahid according to the conditions mentioned above. But if he cannot obtain the ruling of an A'lam Mujtahid on that matt er, he is allowed to follow a non-A'lam Mujtahid, even if he has a general notion about the difference between the verdicts.

13. * If a person relates the fatwa of a Mujtahid to someone, and then that fatwa is changed, it is not necessary for him to inform that person about the change. But if he realises after having related the fatwa that he had made an error, and the error would lead someone to contradicting the laws of Shariah, then as an obligatory precaution, he should do his best to rectify the error.

14. If a person performs his acts for some time without taqlid of a Mujtahid, and later follows a Mujtahid, his former actions will be valid if that Mujtahid declares them to be valid, otherwise they will be treated as void.

Taharat

Pure and Mixed Water

15. Water is either pure or mixed. Mixed water (Ma 'ul muzaf) means the water which is obtained from something like melon juice, or rose water, or that water in which something else is mixed, (for example, so much dust is mixed in it that it may no longe r be called water).
Any water other than mixed water is called pure water (Ma'ul mutlaq), and they are of five types:

- Kurr Water,
- Under-Kurr Water, (QALEEL)
- Running Water, (JAREE)
- Rain Water,

* Water of a Well.

I. Kurr water

16. * Water, which fills a container whose length, breadth and depth are three and half spans each, is equal to a Kurr. Based on this, the volume of water will be 42.875 cubic span, though 36 cubic span is enough. To determine KURR by weight is not free from Ishkal.

17. If essential Najasat like urine, blood, or anything which has become najis, like a najis cloth, falls in Kurr Water and if the water acquires the smell, colour, or taste of that najasat, it becomes najis; but if it does not, then it is not najis.

18. If the smell, colour, or taste of Kurr water changes owing to something else, which is not najis, it does not become najis.

19. If an essential najasat like blood etc. reaches water which is more than a Kurr, and changes the smell, colour, or taste of a part of it, if the unchanged part is less than a Kurr, the entire water becomes najis. But if the unchanged

---

part is one Kurr or more, then only that part which has changed will be najis.

20. If water of a spring is connected to Kurr, the water of the spring will make najis water *Pak*. But if it falls on the najis water drop by drop, it will not make it *Pak*, except when something is placed over the spring, so that before the drops are form ed, it connects the najis water. Better still, if the water of the spring is totally merged with the najis water.

21. If a najis object is washed under a tap which is connected with Kurr, and if water which flows from that object remains connected with Kurr, and does not contain the smell, colour, or taste of the najasat or essential najasat, that water will be *Pak*.

22. If a part of Kurr water freezes to ice, leaving a quantity which is not equal to a Kurr, and then najasat reaches it, it will become najis, and water obtained from the melting ice also will be najis.

23. If the quantity of water was equal to a Kurr and later on, if someone doubts whether it has reduced to less than a Kurr, it will be treated to be equal to a Kurr, i.e. it will make a najis object *Pak*, and will not become najis if najasat reaches it. A nd if water was less than a Kurr, and one suspects that it may have become equal to a Kurr, it will be treated as under-Kurr water.

24. * There are two ways of establishing that the quantity of water is equal to a Kurr:
* a person should be sure about it himself,
* two men who are just, should say so.

II. Under-Kurr Water

25. Under-Kurr water means water which does not spring forth from the earth, and its quantity is less than a Kurr.

26. If under-Kurr water is poured on something which is najis, or if a najis thing contacts it, it becomes najis. But, if such water is poured with force on a najis object, only that part which contacts it will be najis, and the water which has not reach ed the najis object, will be *Pak*.

---

27. * Under-Kurr water which is poured over a najis object to remove the essential najasat will be najis, as it flows after the contact. Similarly, the under-Kurr water which is poured over a najis thing to wash it after the essential najasat has been removed, will be najis, as an obligatory precaution.

28. * The water with which the outlets of urine and stool are washed, does not make anything najis, subject to the following five conditions:
- It does not have the smell, colour or taste of najasat.
- Extra najasat has not reached it from outside.
- Any other najasat like blood, has not come out with urine or stool.
- Particles of stool do not appear in the water.
- More than usual najasat has not spread around the outlet.

III. Running Water
29. Running water is that water which springs forth from the earth and then flows, like the water of a spring or a canal.The flowing or running water, even if it is less than Kurr, does not become najis upon contact with any najasat, unless its smell, co lour, or taste changes due to that najasat.

30. If najasat reaches the running water, only that part of the water will be najis whose smell, colour, or taste changes on account of it, and that end which is connected with the spring will be *Pak* even if it may be less than a Kurr. Similarly, the wat er on the other side of the canal will be *Pak*, if it is equal to a Kurr, or if it is connected with the water near the spring through unchanged water. If not, then it would be najis.

31. * A spring which does not run or flow, but replaces water every time water is drawn from it, will not be treated as running water. That means if najasat reaches it, and if it is less than Kurr, it will become najis.

32. * If water at the bank of a canal is stationary, but is connected with running water, it will not be considered as running water.

33. If a spring is active in winter, but remains dormant in summer, it will be treated as running water only when it is active.

---

34. If the water in a pool or tank of a public bath (*Hammam*) is less than a Kurr, but is connected with a store of water which when added to it becomes equal to a Kurr, it does not become najis by meeting najasat if its smell, colour, or taste does not change.

35. If water from the pipes fitted in bathrooms and buildings, pouring through taps

and showers, is connected to a tank holding water equal to a Kurr, it will be treated as Kurr water.

36. Any water which flows but does not gush from a source, will become najis on contacting najasat, if it is less than Kurr. But if water flows with force and najasat touches it at the end part below, the upper end will not become najis.

IV. Rain Water

37. * A najis thing becomes *Pak* if rain water falls on it once, provided that it does not contain an essential najasat, except in the cases of clothes and body which have become najis because of urine, for they become *Pak* after being washed twice, as per precaution. And in objects like carpets and dress, it is not necessary to wring or squeeze. By rain is meant a sufficient downpour, and not scanty shower or droplets.

38. * If rain water falls on *Najisul Ayn* and splashes elsewhere, and if the essential najasat is not found in the water, nor does it acquire the smell, colour, or taste of the najasat, then that water is *Pak*. So, if it rains on blood and then splashes, and particles of blood are seen in the water, or it acquires the smell, colour, or taste of blood, it is najis.

39. If there is *Najisul Ayn* on the roof of a building, and water flows down from the roof after contacting the najis object, it will be deemed *Pak* as long as the rain continues. But if it continues to flow down the same way after contacting the najis object, after the rain has stopped, that water will be najis.

40. The najis earth or ground on which rain falls becomes *Pak*, and if it begins flowing on the ground, and while it is still raining it reaches a najis place under the roof, it makes that place *Pak* as well.

---

41. * If rain water falls on najis dust or sand, soaking it thoroughly, it becomes *Pak*.

42. * If rain water collects at a place, even if its quantity is less than a Kurr, and a najis thing is washed in it while it is raining, it becomes *Pak* provided that, it does not assume the smell, colour, or taste of that najasat.

43. * If it rains on a pure carpet which is spread over a najis ground, and if the water seeps onto the najis ground while rain continues, the carpet does not become najis. In fact, the ground also will become *Pak*.

V. Well Water

44. The water of a well which springs forth from the earth, (although its quantity may be less than a Kurr) does not become najis owing to something najis falling in it, unless its colour, smell, or taste changes. However, it is recommended that, in the event of certain najasat falling in it, a quantity of water should be drawn from the well. Details about this quantity are given in the relevant books.

45. If a najasat falls into well water and changes its smell, colour, or taste, it will become *Pak* as soon as the change in its smell etc. vanishes. But it is better to wait till

it is mixed with the fresh water springing from the earth.

46. If rain water is collected in a hole, and its quantity is less than a Kurr, it will become najis if najasat reaches it after the rain has stopped.

Rules Regarding Waters:

47. Mixed water, whose meaning has been explained in Article 15, does not make any najis thing *Pak*, and its use is not allowed for Ghusl or Wudhu.

48. * Mixed water, however large its quantity may be, becomes najis when even a small particle of najasat falls in it. But, if it falls on a najis thing from above, with some force, the part which touches the najasat will become najis, and the part which does not touch it, will remain *Pak*. For example, if rose water is sprinkled on a najis hand from a sprinkler, the part which reaches the hand will be najis and the part which does not reach the hand, will remain *Pak*.

---

(10)

49. When najis mixed water is mixed with Kurr or running water, in a manner that it can no longer be called mixed water, it becomes *Pak*.

50. Water which was originally pure and it is not known whether it has turned into mixed water, will be treated as pure, i.e. it will make najis thing *Pak* and it will also be in order to perform Wudhu and Ghusl with it. But if it was originally mixed wa ter, and it is not known whether it has turned into pure water, it will be treated as mixed water, i.e. it will not make najis objects *Pak*, and it cannot be used for Wudhu or Ghusl.

51. * Water about which it is not known whether it is pure or mixed, and it is also not known whether originally it was pure or mixed, will not make najis things *Pak*, and it is also not permissible to perform Wudhu or Ghusl with it. Also, it becomes naj is when a najasat reaches it, even if it is equal to a Kurr or more.

52. * When an essential najasat like blood and urine reaches water, and changes its smell, colour, or taste,it becomes najis even if it is Kurr or running water. Similarly, if the smell, colour, or taste of the water changes owing to a najasat which is outside it—for example, if a carcass, which is lying by the side of the water, causes a change in smell, the water will be deemed najis, as an obligatory precaution.

53. * If water which has become najis due to *Najisul Ayn* like blood or urine, which changed its smell, colour, or taste, joins Kurr-water or running water, or if rain water falls on it, or is blown over it by the winds, or rain water falls on it through the drain pipe while it is raining, the water will become *Pak* if the change vanishes. However, rain water, or Kurr water, or running water should get mixed with it.

54. If a najis object is made *Pak* in Kurr or running water, the water which falls from the object after it has become *Pak*, is *Pak*.

55. Water, which was originally *Pak*, and it is not known whether it has become najis,

will be deemed *Pak*; and water, which was originally najis, and it is not known whether it has become *Pak*, is najis.

---

56. The leftover of a dog, a pig and a kafir, other than the people of the Book, is najis, and as a recommended precaution, the leftover of the people of the Book is also najis, and it is haraam to consume it. However, the leftover of the animals, whose meat is haraam, is *Pak*, and with the exception of cat, it is Makrooh to eat or drink the leftover of a such animals.

Rules concerning Use of Lavatory

57. * It is obligatory to conceal one's private parts in the toilet and at all times from adult persons even if they are one's near relatives (like mother, sister etc.) Similarly, it is obligatory to conceal one's private parts from insane persons, and from children who can discern between good and evil. However, husband and wife are exempted from this obligation.

58. It is not necessary for a person to conceal the private parts with any definite thing, it is sufficient, if, for example, he conceals them with his hand.

59. * While using the toilet for relieving oneself, the front or the back part of one's body should not face the holy Ka'bah.

60. * If a person sits in the toilet with the front part of his body or the back facing the Qibla, but turns the private parts away from that direction, it will not be enough. Similarly, when the front part of the body or the back does not face Qibla, as a precaution, he should not allow the private parts to face that direction.

61. Recommended precaution is that one should not face the Qibla or have one's back towards it at the time of *Istibra* (to be explained later), nor at the time of washing oneself to become *Pak* after relief.

62. * When one is forced to sit facing the Qibla, or with his back towards it, so as to avoid somebody looking at him, or if it is not possible to do so, or when there is an unavoidable excuse for sitting that way, it is permissible to do so.

63. It is a recommended precaution that even a child should not be made to sit in the toilet with its face or back facing Qibla. But if the child positions itself that way, it is not obligatory to divert it.

---

64. It is haraam to relieve oneself at the following four places:

- In blind alleys, without the permission of the people who live there.
- On the property (land) of a person who has not granted permission for the purpose.
- At a place which is waqf exclusively for its beneficiaries, like some Madrassahs.
- On the graves of Momineen, and at the sacred places whose sanctity will thus be violated.

65. In the following three cases, anus can be made *Pak* with water alone:

- If another najasat, like blood, appears along with the faeces.
- If an external najasat reaches the anus.
- If more than usual najasat spreads around the anus.

In the cases other than those mentioned above, anus can be made *Pak* either by water or by using cloth, or stone etc., although it is always better to wash it with water. (for details: see Notes 68 - 70).

66. * The urinary organ cannot be made *Pak* without water. If one uses kurr or running water, then washing the organ once will suffice, after removal of essential najasat. But, if one uses under-kurr water, then recommended precaution is to wash it twice, better still, three times.

67. If the anus is washed with water, one should ensure that no trace of faeces is left on it. However, there is no harm if colour and smell remain. And if it is washed thoroughly in the first instance, leaving no particle of stool, then it is not necessary to wash it again.

68. The anus can be made *Pak* with stone, clod or cloth provided they are dry and *Pak*. If there is slight moisture on it, which does not reach the outlet, there is no objection.

69. * If one makes oneself totally *Pak* with stone, clod or cloth once, it will be enough, though it is better to do it three times. In fact, it is better to use three pieces. And if one does not get totally *Pak* after three times, he may continue till he is*Pak*. However, there in no harm, if invisible, tiny particles are still there

---

70. It is haraam to make the anus *Pak* with things which are sacred and revered, like, a paper on which the names of Allah and the Prophets are written. And using bones or dung for the purpose, may not make the place *Pak*.

71. If a person doubts whether he has made the outlet *Pak*, it is necessary that he should make it *Pak* even if he may have been doing it always as a matter of habit.

72. * When a person doubts after Namaz, whether he made the outlet *Pak* before he started the prayers, the namaz already prayed will be valid, but for the ensuing prayers, he will make himself *Pak*.

Istibra

73. *Istibra* is a recommended act for men after urinating. Its object is to ensure that no more urine is left in the urethra.

There are certain ways of performing *Istibra*, and the best of them is that after the passing of urine, if the anus also becomes najis it is made *Pak* first. Thereafter, the part between the anus and the root of penis should be pressed thrice, with the middle finger of the left hand. Then the thumb is placed on the penis, and the forefinger below it pressing three times up to the point of circumcision, then the front part of the

penis should be jerked three times.

74. The moisture which is discharged by man during wooing and courtship, is called *'Mazi'*. It is *Pak*, and so is the liquid which is seen after ejaculation. It is called *'Wazi'*. Similarly, the liquid which at times comes out after urine, is called *'Wadi'* and it is *Pak* if urine has not reached it. If a person performs *Istibra* after urinating, and then discharges liquid doubting whether it is urine, or one of the above mentioned three liquids, that liquid is *Pak*.

75. If a person doubts whether he has performed *Istibra* or not, and then discharges a liquid about which he is not sure whether it is *Pak* or not, that liquid is will be deemed najis, and if he has performed Wudhu it becomes void. However, if he doubts whether he performed the *Istibra* correctly or not, and a liquid is discharged about which he is not sure whether it is *Pak* or not, that liquid will be *Pak*, and it will not invalidate the Wudhu.

---

76. * If a person performs *Istibra*, and also performs Wudhu, and if after Wudhu he sees a liquid discharged, of which he knows that it is either urine or semen, it will be obligatory upon him to do Ghusl, together with Wudhu. But if he had not done Wudhu after *Istibra*, then Wudhu alone will be sufficient.

77. When enough time has lapsed since urinating, and one becomes sure that no urine is left in urinary passage, and then he sees some liquid, doubting whether it is *Pak* or not, he will consider it as *Pak*, even if he had not done *Istibra*. If he has Wudhu, it will be valid.

78. *Istibra* is not meant for women, and if she sees any liquid and she doubts whether it is urine, that liquid is *Pak*, and it will not invalidate Wudhu and Ghusl.

Mustahab and Makrooh Acts

79. It is Mustahab that a person sitting for relieving himself, sits at a place where no one would see him, and enters the toilet with his left foot forward, and comes out with his right foot. It is also Mustahab to cover one's head, and to place one's weight on the left foot.

80. It is Makrooh to face the sun, or the moon, while relieving oneself. But if a person manages to cover his private parts, it will not be Makrooh. Moreover, it is Makrooh to sit for urinating etc. facing the wind; or on the road side, or in lanes, or in front of a doors of a house or under the shade of the fruit-yielding tree. It is also Makrooh to eat while relieving oneself, or take longer then usual time, or to wash oneself with the right hand. Talking is also Makrooh unless necessary. To utter words remembering Allah is not Makrooh.

81. It is Makrooh to urinate while standing, or on hard earth, or in the burrows of the animals, or in stationery water.

82. It is Makrooh to suppress or constrain one's urge for urine or excretion, and if it is injurious to one's health, it becomes haraam.

83. It is Mustahab to urinate before namaz, before retiring to sleep, before sexual intercourse, and after ejaculation.

Najis Things

84. * The following ten things are essentially najis:
- Urine
- Faeces
- Semen
- Dead body
- Blood
- Dog
- Pig
- Kafir
- Alcoholic liquors
- The sweat of an animal who persistently eats najasat. **Urine and Faeces**

85. * Urine and faeces of the following living beings are najis:
- Human beings
- Animals whose meat is haraam to eat, and whose blood gushes out forcefully when its large vein (jugular) is slit.

The excretion of those animals who are haraam to eat, but its blood does not gush forth forcefully when killed, like haraam fish, is *Pak*. Similarly, droppings of mosquito and flies are *Pak*. Of course, the urine of an animal whose meat is haraam, should be avoided as per obligatory precaution, even if its blood does not gush forth when killed.

86. The urine and droppings of those birds which are haraam to eat, is *Pak*, but it is better to avoid them.

87. * The urine and excretion of an animal who subsists on najasat, and of a goat who was nursed by a pig, and of a quadruped who has been defiled by a human being, are najis.

SEMEN

88. The semen of human beings, and of every animal whose blood gushes when its large vein (jugular) is cut, is najis.

Dead Body

89. The dead body of a human being is najis. Similarly the dead body of any animal whose blood gushes forth with force is najis, irrespective of whether it dies a natural death, or is killed in a manner other than that prescribed by Islam. As the blood o f a fish does not gush forth, its dead body is *Pak*, even if it dies in water.

90. Those parts of a dead body which do not contain life like, wool, hair, teeth, nails, bones and horns are *Pak*.

91. If flesh, or any other part which contains life, is cut off from the body of a living human being, or a living animal whose blood gushes forth, it will be najis.

92. Small pieces of skin which peel off from the lips, or other parts of the body, are *Pak*.

93. * An egg from the body of a dead hen, is *Pak*, but its exterior must be washed.

94. If a lamb or a kid dies before it is able to graze, the rennet (cheese) found in its stomach is *Pak*, but its exterior should be washed with water.

95. The liquid medicines, perfumes, ghee, soap and wax polish which are imported, are *Pak*, if one is not sure of their being najis.

96. Fat, meat or hide of an animal, about which there is a probability that it may have been slaughtered according to the Islamic law, are *Pak*. However, if these things are obtained from a non-Muslim, or from a Muslim who himself obtained them from a non -Muslim, without investigating whether the animal was slaughtered according to Islamic law, it is haraam to eat that meat and fat, but namaz in that hide will be permissible. But, if these things

---

are obtained from Muslim Bazaar, or a Muslim, and it is not known that he got them from a non-Muslim, or if it is known that he got from a non-Muslim but there is a great probability that he has investigated about it being slaughtered according to Shariah, then eating such meat and fat is permissible.

Blood

97. The blood of a human being, and of every animal whose blood gushes forth when its large vein is cut, is najis. The blood of an animal like a fish, or an insect like mosquito, is *Pak* because it does not gush forth..

98. * If an animal whose meat is halal to eat, is slaughtered in accordance with the method prescribed by Shariah, and enough blood flows out, the blood of which is still left in its body is *Pak*. However, the blood which goes back into the body of the animal due to breath, or because of its head having been at a higher level at the time of its slaughtering, is najis.

99. As a recommended precaution, one should refrain from eating an egg which has even the smallest amount of blood in it. However, if the blood is in the yolk (yellow potion) the albumen (white portion) will be *Pak*, as long as the skin over the yolk is not torn.

100. The blood which is sometimes seen while milking an animal, is najis, and makes

the milk najis.

101. If the blood which comes from inside the teeth, vanishes as it gets mixed with the saliva, the saliva is *Pak*.

102. * If the blood which dries under the nail or skin, on account of being hurt, can no longer be called blood, it is *Pak*. But if it is blood and is seen as such, then it is najis. And if a hole appears in the nail or the skin, and if it is difficult to remove the blood and to make it *Pak* for the purpose of Wudhu or Ghusl, then one should perform *tayammum*.

103. If a person cannot discern whether it is dried blood under the skin, or that the flesh has turned that way because of being hit, it is *Pak*.

---

104. * Even a small particle of blood falling in the food, while it is being boiled, will make the entire food together with its container najis, as per obligatory precaution, and boiling, heat, or fire does not make it *Pak*.

105. When a wound is healing, and pus forms around it, that substance is *Pak* if it is not known to have been mixed with blood.

Dogs and Pigs
106. The dogs and pigs which live on land are najis, and even their hair, bones, paws and nails, and every liquid substance of their body, is najis. However, sea dogs and pigs are *Pak*.

Kafir
107. * An infidel i.e. a person who does not believe in Allah and His Oneness, is najis. Similarly, *Ghulat* who believe in any of the holy twelve Imams as God, or that they are incarnations of God, and *Khawarij* and *Nawasib* who express enmity towards the holy Imams, are also najis. And similar is the case of those who deny Prophethood, or any of the necessary laws of Islam, like, namaz and fasting, which are believed by the Muslims as a part of Islam, and which they also know as such.

As regards the people of the Book (i.e. the Jews and the Christians) who do not accept the Prophethood of Prophet Muhammad bin Abdullah (Peace be upon him and his progeny), they are commonly considered najis, but it is not improbable that they are *Pak*. However, it is better to avoid them.

108. The entire body of a Kafir, including his hair and nails, and all liquid substances of his body, are najis.

109. * If the parents, paternal grandmother and paternal grandfather of a minor child are all kafir, that child is najis, except when he is intelligent enough, and professes Islam. When, even one person from his parents or grandparents is a Muslim, the child is *Pak* (The details will be explained in rule 217).

110. * A person about whom it is not known whether he is a Muslim or not, and if no signs exist to establish him as a Muslim, he will be considered

---

Pak. But he will not have the privileges of a Muslim, like, he cannot marry a Muslim woman, nor can he be buried in a Muslim cemetery.

111. Any person who abuses any of the twelve holy Imams on account of enmity, is najis.

Alcoholic Liquor

112. * All Alcoholic liquors and beverages which intoxicate a person, are najis and on the basis of recommended precaution, everything which is originally liquid and intoxicates a person, is najis. Hence narcotics, like, opium and hemp, which are not li quid originally, are *Pak*, even when a liquid is added to them.

113. All kinds of industrial alcohol used for painting doors, windows, tables, chairs etc. are *Pak*.

114. If grapes or grape juice ferments by itself, or on being cooked, they are *Pak*, but it is haraam to eat or drink them.

115. If dates, currants and raisins, and their juice ferment, they are *Pak* and it is halal to eat them.

Beer (Fuqa')

116. * Beer, which is prepared from barley, and is called *'Ab-i-Jaw'*, is haraam, but there is Ishkal in it being najis. But barley water which is medically prepared, and is called *'Maush- Shaeer'*, is *Pak*.

Sweat of an Animal Who Persistently Eats Najasat

117. * The perspiration of a camel which eats najasat, and the perspiration of every animal which is habituated to eat najasat, is najis

118. * The perspiration of a person who enters the state of Janabat by haraam act is *Pak*, but on the basis of recommended precaution, Namaz should not be offered with that sweat. Similarly sexual intercourse with the wife in her menses, knowingly, will be considered as Janabat by haraam act.

---

119. If a person has sexual intercourse with his wife at a time when it is forbidden, like, in the month of Ramadhan during fasting, his perspiration will not be classified with the perspiration of those who become *Mujnib* by haraam act.

120. If a person in Janabat by haraam act does *tayammum* instead of Ghusl, and perspires after performing *tayammum*, his perspiration will be governed by the same

rules which applied to his perspiration before the *tayammum*.

121. If a person becomes *Mujnib* by haraam act, and then engages in lawful sexual intercourse with his wife, the recommended precaution for him is that he should not offer prayers with his perspiration. But if he has lawful sexual intercourse in the first instance, and then commits the haraam act, his perspiration will not be treated as the perspiration of a person who has become *Mujnib* by haraam act.

Ways of Proving Najasat

122. * There are three ways of proving the najasat of anything:

- One should be certain, or satisfied that something is najis. If one suspects that something may be najis, it is not necessary to avoid it. Accordingly, eating or drinking at stalls and guest houses where public goes to eat, and where people without scruples about najasat frequent, is allowed unless one knows that the food supplied is najis.
- If a reliable person who possesses, controls or manages a thing, says that it is najis. For example, if the wife, or a servant, or a maid says that a particular utensil or any other object which she handles, is najis, it will be accepted as najis.
- If two just persons testify that a certain thing is najis, provided that their testimony deals with the reason for najasat.

123. If a person does not know whether a thing is *Pak* or najis because of ignorance, for example, if he does not know whether the droppings of a rat is *Pak* or not, he should enquire from those who know. But, if he knows the rule, and doubts the nature of particular thing, like when he doubts whether a thing is blood or not, or if he does not know whether it is the blood of a mosquito or a human being, the thing is *Pak*, and it is not necessary to make investigation or enquiry about it.

---

124. A thing which was originally najis, and one doubts whether it has become *Pak*, will be considered as najis. Conversely, if a thing was originally *Pak*, and if one doubts whether it has become najis, it will be considered *Pak*. And it is not necessary to ascertain, even if it is possible to do so.

125. If a person knows that out of the two vessels, or two dresses used by him, one has become najis, but cannot identify it, he should refrain from using both of them. But if he does not know whether it is his own dress, or the dress which is no longer possessed by him, or is the property of some other person, which has become najis, then it is not necessary for him to refrain from using his own dress.

How a Pak Thing Becomes Najis

126. * If a *Pak* thing touches a najis thing and if either or both of them are so wet that the wetness of one reaches the other, the *Pak* thing will become najis. Similarly, if the wetness of the thing which has become najis, touches a third thing, that third thing

will also become najis. It is commonly held by the scholars, that a thing which has become najis transmits its najasat, but indefinite number of transmissions is improbable. In fact, after certain stage it is *Pak*. For example, if the right hand of a person becomes najis with urine, and then, while still wet, it touches his left hand, the left hand will also become najis. Now, if the left hand after having dried up, touches a wet cloth, that cloth will also become najis, but, if that cloth touches another wet thing, it cannot be said to be najis. In any case, if the wetness is so little, that it does not affect the other thing, then the *Pak* thing will not become najis, even if it had contacted the *Najisul Ayn*.

127. If a *Pak* thing touches a najis thing and one doubts whether either or both of them were wet or not, the *Pak* thing does not become najis.

128. * If there are two things and one does not know which of them is *Pak*, and which is najis, and later a damp *Pak* thing touches one of them, that thing does not become najis.

129. If the ground, cloth, or similar things are wet, then only that part will become najis where najasat reaches, and the remaining part will remain *Pak*

. Same is the case with melon, cucumber etc.

130. When a syrup or ghee is in a fluid state, in a manner that if some quantity of it is removed, it does not leave an empty trace, the entire quantity will become najis immediately when even their slightest part becomes najis. But if it has solidified, and when some part of it is removed, a trace of emptiness is seen, then only that part will be najis which has come in contact with najasat, even if the empty trace gets filled up later. So, if the droppings of a rat fall on it, only that part will become najis on which the droppings have fallen, and the rest will remain *Pak*.

131. If a fly or an insect sits on wet, najis thing, and later sits on wet, *Pak* thing, the *Pak* thing will become najis, if one is sure that the insect was carrying najasat with it, and if one is not sure, then it remains *Pak*.

132. If a part of one's body which is perspiring becomes najis, all those parts to which the sweat reaches, will become najis. Where it does not reach will remain *Pak*.

133. * If there is blood in the phlegm, or substance which comes out of the nose or throat, the part with blood will be najis, and the remaining part will be *Pak*. Hence, if these substances come out of the mouth, or the nose, the part about which one is sure that najasat has reached, will be najis, and the part about which one is doubtful whether najasat has reached it or not, will be considered *Pak*.

134. * If an ewer or a vessel with a hole in its bottom, is placed on najis ground, and its water ceases to flow, allowing water to collect under it, till it is seen as one with the water inside the vessel, the water in the vessel will be najis. However, if the water inside the vessel continues to flow forcefully, it will not become najis.

135. If a thing enters the body reaching najasat, but has no trace of it when brought out of the body, it is *Pak*. Hence, if the apparatus of enema, or its water, enters one's rectum, or a needle or knife, or any other similar thing, is driven into the body and has no trace of najasat when it is taken out later, it is not najis. Same is the case with sputum and mucus of the nose, if it con-

---

tacts blood within the body, but does not have any trace of blood when it comes out of the body.

Rules Regarding Najasaat

136. To make the script and pages of holy Qur'an najis, and violate its sanctity, is undoubtedly haraam, and if it becomes najis, it should be made *Pak* immediately with water. In fact, as an obligatory precaution, it is haraam to make it najis even if no violation of sanctity is intended, and it is obligatory that it should be made *Pak* by washing it with water.

137. If the cover of the holy Qur'an becomes najis, causing its desecration, the cover should be made *Pak* by washing it with water.

138. * Placing the holy Qur'an on a *Najisul Ayn*, like, blood, or a dead body, even if it be dry, is haraam, if the intention is to profane it.

139. Writing the holy Qur'an with najis ink, even one letter of it, amounts to making it najis. And if written, it should be erased or washed off.

140. If giving the holy Qur'an to a non-believer involves its desecration, it is haraam to give it to him, and it is obligatory to take it back from him.

141. If a page from the holy Qur'an, or any sacred object like a paper on which the names of Almighty Allah or the Holy Prophet or the holy Imams are written, falls in a lavatory, it is obligatory to take it out and make it *Pak* with water, no matter what expenses it may entail. And, if it is not possible to take it out, the use of that lavatory should be discontinued till such time when one is certain that the page has dissolved and petered out.Similarly, if *Turbatul Husayn* (the sacred earth of Karbala, usually formed into a tablets to place one's forehead on, while offering prayers) falls into lavatory, and it is not possible to take it out, the lavatory should not be used until one becomes sure that it (*Turbatul Husayn*) has ceased to exist, and no trace of it is present there.

142. It is haraam to eat or drink or make others eat or drink something which has become najis. However, one may give such a thing to a child, or

---

an insane person. And if a child or an insane person eats or drinks najis thing on his

own accord, or makes food najis with his najis hands before consuming it, it is not necessary to stop him from doing so.

143. * To sell or lend a najis thing which can be made *Pak*, has no objection, but the buyer or the borrower must be told about it, particularly in the following two situations:

- That if he is not informed, he might contravene the law of Shariah, like, if he wants to eat or drink it. Otherwise, it is not necessary to inform.
- That the buyer or the borrower will pay heed to the advice. If one knows that it will have no effect, it will not be necessary to tell him.

144. If a person sees someone eat or drink something najis, or pray with a najis dress, it is not necessary to admonish him.

145. * If a place or carpet of a man's house is najis, and if he sees that the wet body or dress of his visitor will touch the najis thing, since it is he who is responsible, therefore he should inform the visitor, provided the two situations mentioned in rule 143 obtain.

146. * If the host comes to know during the meals, that the food is najis, he should inform the guests about it. But if one of the guests becomes aware of it, it is not necessary for him to inform others about it. However, if his dealings with the other guests are such, that he himself may become najis, or be involved in Najasat if they became najis, he should inform them.

147. * If a borrowed object becomes najis, the borrower must inform the owner, provided the situations mentioned in rule 143 is observed.

148. * If a child says that a thing is najis, or that he has washed and made it *Pak*, his word should not be accepted. But, if he is about to attain the age of puberty, and assures that he has washed and made it *Pak*, his word should be accepted if the thing is normally in his charge, and if he is reliable.

Mutahhiraat

149. * There are twelve things which make najis objects *Pak*: (i)Water
(ii)Earth
(iii)The Sun
(iv)Transformation (Istihala)
(v)Change (Inqilab)
(vi)Transfer (Intiqal)
(vii)Islam
(viii)Subjection (Taba'iyat)
(ix)Removal of original najasat
(x)Confining (Istibra) of animal which feeds on najasat

(xi)Disappearance of a Muslim
(xii)Draining of the usual quantity of blood from the slaughtered body of an animal.

Water

150. * Water makes najis thing *Pak*, when the following four conditions are fulfilled:
(i) The water should be pure. Hence a najis thing cannot be made *Pak* with mixed water like rose-water, or melon-water etc. (Mudhaaf)
(ii) The water should be *Pak*.
(iii) The water should not turn into Mudhaaf while the najis thing is being washed. Furthermore, the smell, colour, or taste of the najasat should not exist after the final washing, but if changes occur during earlier washings, there is no harm in it. For example, if a thing is washed with Kurr-water, or under-Kurr water and, in order to make it *Pak*, it is necessary to wash it twice, it will become *Pak* if the changes in the water do not occur in the second washing. Any changes occurring in the first washing would not matter.
(iv) Small particles of *Najisul Ayn* should not remain behind in a najis thing after it has been washed. Other conditions for making najis thing *Pak* by water less than Kurr will be mentioned later.

---

(26)

151. * The interior of a najis vessel, or utensil, must be washed three times if less than Kurr water is used, and as per obligatory precaution, the same will apply if Kurr or running water is used. If a dog drinks water or any other liquid from a utensil, the utensil should be first scrubbed with *Pak* earth, and after washing off the dust, it should be washed twice with Kurr or lesser water. Similarly, if the dog licks a utensil, and something remains in it, it should be scrubbed with dust before washing. And if the saliva of a dog falls into the utensil, as per obligatory precaution, it should be scrubbed with dust and then washed with water three times.

152. * If the mouth of a utensil which a dog has licked, is narrow, dust should be thrown into it and after adding some quantity of water, it should be shaken vigorously, so that the dust may reach all parts of it. Thereafter, the utensil should be washed in the manner mentioned above.

153. If a utensil is licked by a pig, or if it drinks any liquid from it, or in which a field-mouse has died, then it should be washed seven times with running water, or Kurr or lesser water. It will not be necessary to scour it with dust.

154. A utensil which becomes najis because of alcoholic beverage, should be washed three times, with no difference between Kurr, lesser, or running water.

155. If an earthenware has been made of najis clay, or najis water has penetrated in it, it should be put into Kurr or running water, so that wherever water reaches, it will be *Pak*. And if it is intended to make its interior *Pak* it should be left in Kurr or running water for such time, that the water would penetrate into its entire structure. And if the earthenware is moist, preventing water from reaching its inner parts, then it should be allowed to dry up, before it is put in Kurr or running water.

156. A najis utensil can be made *Pak* with under-Kurr water in two ways: (i) The utensil should be filled up with water and emptied three times. (ii) Some quantity of water is poured in it, and then the utensil is vigorously shaken, so that the water reaches all najis parts before it is spilled. This should be done three times.

---

157. If a large pot like a cauldron etc. becomes najis, it will be *Pak* if it is filled up with water three times, and emptied every time. Alternatively, if water is poured from above three times, in such a way that it reaches all its sides, and then the water which collects at the bottom is drawn out everytime, it will become *Pak*. But as a recommended precaution, the vessel used for drawing out water should be washed, when being used for the second and third time.

158. * If najis copper and similar things are melted, and washed with water, their exterior becomes *Pak*.

159. * If a baking oven (Tannur) becomes najis with urine, and if water is poured into it once from above, in a manner that it reaches all its sides, the oven will become *Pak*. But as a recommended precaution, this should be done twice. And if the oven has become najis due to something other than urine, then the najasat should be eliminated first, and thereafter, water will be poured into it as described. It is better that a pit or hole is dug at the bottom, so that water collects there. That water is then drawn out, and the pit is filled with *Pak* earth.

160. * If a najis thing is immersed once in Kurr or running water, in such a way that water reaches all its najis parts, it becomes *Pak*. And in the case of a carpet or dress, it is not necessary to squeeze or wring or press it. And when body or dress is najis because of urine, it must be washed twice even in Kurr water.

161. * When a thing which has become najis with urine, is to be made *Pak* with water less than Kurr, it should be poured once, and as water flows off eliminating all the traces of urine, the thing will become *Pak*. But if dress or body has become najis because of urine, it must be washed twice so that it is *Pak*. When a cloth or a carpet and similar things are made *Pak* with water which is less than Kurr, it must be wrung, or squeezed, till the water remaining in it runs out.

162. * If anything becomes najis with the urine of a suckling child, who has not yet started taking solid food, and, as a precaution, is less than two

---

years old, the thing will be *Pak* if water is poured over it once, reaching all parts which had been najis. As a recommended precaution, water should be poured over it once again. And if it is a carpet or dress etc. it will not be necessary to squeeze it.

163. * If anything becomes najis with najasat other than urine, it becomes *Pak* by first removing the najasat and then pouring under Kurr water once, allowing it to flow off. But, if it is a dress etc., it should be squeezed so that the remaining water should flow

off.

164. * If it is proposed to make *Pak* a mat, woven with thread, it should be immersed in Kurr or running water. When the essential najasat disappears from it, it will be *Pak*. But if one uses under Kurr water for making it *Pak*, then it must be wrung or squeezed in whatever way possible, even by passing it under the feet, till water in it runs off.

165. * If the exterior of wheat, rice, soap etc. becomes najis, it becomes *Pak* by dipping it in Kurr or running water. But, if their interior becomes najis, they will be *Pak* if Kurr or running water reaches the internal parts. However, in the case of a soap and similar objects, water does not reach the internal parts at all.

166. * If one doubts whether najis water has seeped into the interior of soap or not, its interior will be considered *Pak*.

167. * If the outer part of rice, meat, or any other similar thing becomes najis, it may be placed in a bowl etc., and then water is poured on it once. Then the bowl is emptied, so that the objects in it become *Pak*. But if the bowl itself is najis, this process must be repeated three times. At the end, the bowl will also become *Pak*. If one wishes to make a dress or similar thing *Pak* in a container, one will pour water, and then press and squeeze the object and tilt the container, so that the remaining wa ter pours off.

168. * If a najis dress, which has been dyed with indigo or with any similar dye, is dipped into Kurr or running water, it will become *Pak* if water reaches all its parts before water becomes mudhaaf with colour. But if it is

---

made *Pak* with less than Kurr water, it will become *Pak* only if mudhaaf water does not come out at the time of wringing or squeezing.

169. If a dress is washed with Kurr-water or running water, and later, for example, black mud is found stuck on it, the dress will be *Pak* if one does not suspect that the black mud has prevented water from reaching the dress.

170. * If slush of mud or soap is seen on dress etc. after being made *Pak* with water, it will be considered *Pak*. However, if najis water has reached the interior of mud or soap, then the exterior of the slush will be *Pak*, and its interior will be najis.

171. A najis thing does not become *Pak* unless the *Najisul Ayn* is removed from it, but there is no harm if the colour, or smell of the najasat remains in it. So, if blood is removed from a cloth, and the cloth is made *Pak* with water, it will become *Pak* even if the colour of blood remains on it. But if, on account of the smell or colour, it becomes certain, or seems probable that some particles of najasat are still present in the cloth etc., it will remain najis.

172. * If najasat of the body is removed in Kurr or running water, the body will become *Pak*, except when it is najis because of urine, for which one washing is not enough. But it is not necessary to walk in and out of water to achieve two washing. If

a person under water wipes the najis part with hand, allowing water to reach there again, it will suffice.

173. * If najis food remains between the teeth, and water is taken in the mouth and moved in such a way that it reaches the entire najis food, the food becomes *Pak*.

174. * If the najis hair of head and face is washed with under Kurr-water and if it is not overgrown, it is not necessary to squeeze them for remaining water to flow off.

175. * If a part of the najis body, or dress is washed with under Kurr-water the parts adjacent to it where water usually reaches will become *Pak*,

---

when the najis part becomes *Pak*. It means that it is not necessary to wash those sides independently, as t he najis part and parts around it become *Pak* together. And similar is the case, if a *Pak* thing is placed by the side of a najis thing, and water is poured on both of them. Hence, if water is poured on all fingers while trying to make one najis finger *Pak*, and najis as well as *Pak* water reaches them all, they will all be *Pak* together.

176. Meat or fat which becomes najis, can be made *Pak* with water like all other things. Same is the case if the body or dress has a little grease on it, which does not prevent water from reaching it.

177. If a utensil or one's body is najis, but also so greasy that water cannot reach it, one should first remove the grease, so that water may reach one's body, or the utensil before making it *Pak*.

178. Tap water which is connected with Kurr-water is considered to be Kurr.

179. If a person washes a thing with water, and becomes sure that it has become *Pak*, but doubts later whether or not he had removed the *Najisul Ayn* from it, he should wash it again, and ensure that the *Najisul Ayn* has been removed.

180. If the ground which absorbs water (e.g. land on the surface of which there is fine sand) becomes najis, it can be made *Pak* with under-Kurr water.

181. * If the floor which is made of stones, or bricks or other hard ground, in which water is not absorbed, becomes najis, it can be made *Pak* with under-Kurr water, but, it is necessary that so much water is poured on it that it begins to flow. And if that water is not drained out, and it collects there, it should be drawn out by a vessel or soaked by a cloth.

182. If the exterior of salt-stone or something resembling it, becomes najis, it can be made *Pak* with under-Kurr water.

183. If najis sugar, or syrup is turned into solid cubes, or granules, it will not become *Pak* if it is immersed in Kurr or running water.

---

2. Earth

184. * The earth makes the sole of one's feet and shoes *Pak*, provided that the following four conditions are fulfilled: (i) The earth should be *Pak*. (ii) The earth should be dry, as a precaution. (iii) As an obligatory precaution, the najasat should have stuck from the earth. (iv) If *Najisul Ayn*, like blood or urine, or something which has become najis, like najis clay, is stuck on the sole of a foot, or a shoe, it will be *Pak* only if it is cleared by walking on earth, or by rubbing the foot of the shoe against it. Therefore, if the *Najisul Ayn* vanishes by itself, and not by walking or rubbing on the ground, the foot or the sole will not be *Pak* by earth, as an obligatory precaution. And the earth should be dust or sand, or consisting of stones or laid with bricks; which means walking on carpet, mats, green grass will not make the sole of feet or shoes *Pak*.

185. Walking over a tar road, or a wooden floor, will not make the najis sole of feet and shoes *Pak*. It is a matter of Ishkal.

186. In order to make the sole of one's feet or shoe *Pak*, it is better that one should walk a distance of at least fifteen arm-lengths or more, even if the najasat disappears by walking a lesser distance, or by rubbing one's foot on earth.

187. It is not necessary that the najis sole of one's feet or shoe are wet. They become *Pak* by walking on earth, even if they are dry.

188. When the najis sole of one's foot or shoe becomes *Pak* by walking on earth, the parts adjacent to it, which are usually blotched with mud, become *Pak*.

189. If a person moves on his hands and knees, and his hands or knees become najis, it is improbable that they become *Pak* by such movement. Similarly, the end of a stick, the bottom of an artificial leg, the shoe of quadruped and the wheels of a car or a cart etc. would not be *Pak*.

---

190. If after walking, the smell or colour of the najasat, or its invisible particles, remain in the sole of the feet or the shoe, there is no harm in it, although the recommended precaution is that one should walk so much, that these things also disappear.

191. * The inner part of the shoe does not become *Pak* by walking, and similarly, the under part of the socks will not become *Pak*, unless it is made of skin or something similar, and one walks with it.

3. The Sun

192. * The sun makes the earth, building, and the walls *Pak*, provided the following five conditions are fulfilled: (i) The najis thing should be sufficiently wet, and if it is dry, it should be made wet so that the sun dries it up.
(ii) If the *Najisul Ayn* is present on that thing, it should be removed from it before it is dried by the sun.

(iii) Nothing should intervene between the najis thing and the sun. Therefore, if the rays fall on the najis thing from behind a curtain etc, or a cloud, and makes it dry, the thing will not become *Pak*. But, there is no harm if the cloud is so thin that it does not serve as an impediment, between the najis thing and the sun.
(iii) Only the sun should make the najis thing dry. So, if a najis thing is jointly dried by the wind and the sun, it will not become *Pak*. However, it would not matter if the wind blows lightly, and it may not be said that it has had any share in making the najis thing dry.
(iv) The sun should dry up the whole najis part of the building all at once. If the sun dries the surface of the najis earth, or building, first, and later on dries the inner part, only the surface will become *Pak*, and the inner portion will remain najis.

193. * A najis mat will be made *Pak* by the sun, but if it is woven with threads, then the threads becoming *Pak* is a matter of Ishkal. Similarly, the sun does not, in all probabilities, make *Pak* the trees, the grass, the doors and the windows.

194. If the sun shines on najis earth, and one doubts later whether the earth

---

was wet or not at that time, or whether the wetness dried up because of the sunshine or not, the earth will remain najis. Similarly, if one doubts whether *Najisul Ayn* had been removed from the earth before sunshine, or whether there was any impediment preventing direct sunshine, the earth will remain najis.

195. If the sun shines on one side of a najis wall and as a consequence of it, the other side of the wall also dries up, then both the sides will be considered *Pak*.

4. Transformation (Istihala)
196. If a najis thing undergoes such a , that it assumes the category of a *Pak* thing it becomes *Pak*; for example, if a najis wood burns and is reduced to ashes, or a dog falls in a salt-marsh and transforms into salt, it becomes *Pak*. But a thing do es not become *Pak* if its essence or category does not change; like, if wheat is ground into flour, or is used for baking bread, it does not become *Pak*.

197. * Any earthenware which is made of najis clay, is najis. But coal derived from najis wood will be *Pak*, if it has no semblance of its origin.

198. A najis thing about which it is not known whether it has undergone any transformation (Istihala) or not, remains najis.

5. Change (Inqilab)
199. Any liquor which becomes vinegar by itself, or by mixing it with vinegar or salt, becomes *Pak*.

200. * Wine which is prepared from najis grapes etc., or if any external najasat reaches it, would not become *Pak*, if it turns into vinegar.

201. Vinegar which is prepared from najis grapes, raisins and dates is najis.

202. If tiny stems and stalks from grapes or dates are added, and then vinegar is poured over it, or, if cucumber and brinjal is added before it turns into vinegar, there will be no harm, except if it becomes an intoxicant, before becoming vinegar.

---

203. * If the juice of grapes ferments by itself, or when heated, it becomes haraam. However, if it boils so much that only 1/3 part of it is left, it becomes halal. And it has already been mentioned in rule 114 that the juice of grapes does not become najis on fermentation.

204. * If 2/3 of the grape juice gets reduced without fermentation, and the remainder ferments, and if it is commonly held as grape juice and not as syrup, it will be haraam, as an obligatory precaution.

205. The juice of grapes, about which it is not known whether fermentation has taken place or not, is halal. But if it ferments, then it will not be halal till 2/3 of it is gone.

206. If, for example, there are some ripe grapes in a bunch of unripe grapes, and the juice of that bunch is not commonly known as "grape juice", it will be halal even if it ferments.

207. If one grape falls in something which is boiling with heat, and if it ferments, but does not get dissolved in it, eating that grape alone will be haraam.

208. If juice of grapes is being cooked in several pots, it is permissible to use the same spoon for the pot which has boiled, and the one which has not.

209. A thing, about which one does not know whether it is unripe grapes or ripe grapes, will be halal if it ferments.

6. Transfer (Intiqal)

210. * If the blood of a human being, or of an animal whose blood gushes forth when its large vein is cut, is sucked by an insect, normally known to be bloodless, and it becomes part of its body, the blood becomes *Pak*. This process is called Intiqal.
But when a blood-sucking leech sucks human blood during some treatment, it will be najis, because it is not considered as part of its body – it is considered as human blood.

---

211. If one kills a mosquito which has sat on one's body, and blood which it has sucked comes out, it will be considered *Pak*, as it was destined to be its part, even if the time gap between its sucking and it being killed be very small. However, as a recommended precaution, one should avoid such blood.

7. Islam

212. If an unbeliever testifies Oneness of Allah, and the Prophethood of Prophet Muhammad, in whatever language, he becomes a Muslim. And just as he was najis before, he becomes *Pak* after becoming a Muslim, and his body, along with the saliva and the sweat, is *Pak*. But if he has any *Najisul Ayn* in his body, it should be removed,

and then washed. In fact, that part should be washed even if the *Najisul Ayn* had been removed earlier, as per obligatory precaution.

213. * If before an unbeliever becomes a Muslim, his wet dress touched his body, as an obligatory precaution, it should be avoided, regardless of whether it is on his body or not.

214. If an unbeliever professes Islam, he will be *Pak* even if another person is not sure whether he has embraced Islam sincerely, or not. And the same order applies even if it is known that he has not sincerely accepted Islam, but his words or deeds do not betray anything which may be contrary to the confirmation by him of the Oneness of Allah, and of Prophet Muhammad being Prophet of Allah.

8. Subjection (TABA'IYAT)

215. Taba'iyat means that a najis thing become *Pak*, in subjection of another thing becoming *Pak*.

216. When wine is transformed into vinegar, its container, up to the level wine reached on account of fermentation, will become *Pak*. But, if the back part of the container became najis because of contact with wine, it should be avoided, even after wine h as transformed into vinegar.

217. * The child of an unbeliever becomes *Pak* by Taba'iyat, in two cases:

(i) If an unbeliever embraces Islam, his child in subjection to him becomes *Pak*. Similarly, if the mother, paternal grandfather, or paternal grandmother of a child embraces Islam, the child will become *Pak*, provided that it is in their custody and care.
(ii) If the child of an unbeliever is captured by Muslims, and his father, paternal grandfather or maternal grandfather is not with him, he becomes *Pak*. In both the cases, the child becomes *Pak* by subjection, on the condition that if it has attained the ag e of understanding and discerning, it does not show inclination to Kufr.

218. The plank or slab of stone on which a dead body is given Ghusl, and the cloth with which his private parts are covered, and the hands of the person who gives Ghusl and all things washed, together with the dead body, become *Pak* when Ghusl is over.

219. When a person washes something with water to make it *Pak*, his hands washed along with that thing, will be *Pak* when the thing is *Pak*.

220. * If cloth etc. is washed with under-Kurr water and is squeezed as usual, allowing water to flow off, the water which still remains in it is *Pak*.

221. * When a najis utensil is washed with under-Kurr water, the small quantity of water left in it after spilling the water of final wash, is *Pak*.

9. Removal of Najisul Ayn

222. * If body of an animal is stained with an *Najisul Ayn* like blood or with

something which has become najis, for example, najis water, its body becomes *Pak* when the najasat disappears. Similarly, the inner parts of the human body, for example inner parts of mouth, or nose or inner ears become *Pak*, after the najasat has disappeared. But the internal najasat, like the blood from the gums or the teeth, does not make inner mouth najis. Similarly, any external thing which is placed internally in the bo dy, does not become najis when it meets with the internal najasat. So if the dentures come in contact with blood from other teeth, it does not require rinsing. Of course, if it contacts najis food, it must be made *Pak* with water.

---

223. * If food remains between the teeth, and blood emerges within the mouth, the food will not be najis if it comes in contact with that blood.

224. * Those parts of the lips and the eyes which overlap when shut, will be considered as inner parts of the body, and they need not be washed when external najasat reaches them. But a part of which one is not sure whether it is internal or external, must be washed with water if it meets with external najasat.

225. If najis dust settles on a cloth or carpet, but is shaken off and thereafter, something wet touches that cloth etc. that thing will not become najis.

10. Istibra of an Animal which Eats Najasat

226. * The dung and urine of an animal which is habituated to eating human excrement, is najis, and it could be made *Pak* by subjecting it to "Istibra", that is, it should be prevented from eating najasat, and *Pak* food should be given to it, till such time that it may no more be considered an animal which eats najasat.
As a recommended precaution, the following animals should be prevented from eating najasat for the period specified:

- Camel for 40 days
- Cow for 20 days
- Goat/Sheep for 10 days
- Water-fowl for 7 or 5 days
- Domestic hen for 3 days The period specified should be completed, even if the animals cease to be considered as eaters of najasat earlier than that.

11. Disappearance of a Muslim

227. * When body, dress, household utensil, carpet or any similar thing which has been in the possession of a Muslim becomes najis, and thereafter that Muslim disappears, the things in question can be treated as *Pak*, if one believes that he may have was hed them. But the recommended precaution is that he should not take them as *Pak*, except with the following conditions:

- That Muslim should be believing in the najasat of an object which made his body or dress najis. For example, if his dress with its wetness touches

---

a Kafir, and he does not believe a Kafir to be najis, his dress will not be deemed *Pak* after his disap pearance.

- That Muslim should know that his body or dress has touched a najis thing.

• That the man should have been seen using that thing for a purpose which requires it being *Pak*. For example, he should have been seen offering prayers with that dress.
• There should be an expectation that the Muslim knows that the condition for the act he wants to perform is to be *Pak*. For example, if he does not know that the dress of one who offers prayers should be *Pak*, and he offers prayers with a najis dress, that dress cannot be considered to be *Pak*.
• The Muslim should be conscious of the difference between najis and *Pak*, and that he should not be careless about it. If he is careless, his things will not be considered *Pak*.

228. * If a person is certain or satisfied that a thing which was najis has become *Pak*, or if two just persons testify showing why it is *Pak*, then that thing is *Pak*. And similarly, when a person who possesses the najis thing, reliably says that it has become *Pak*, or when a Muslim has washed the najis thing with water, even if it may not be known whether or not he has washed it properly, the thing will be considered *Pak*.

229. If a person undertakes to wash and make *Pak* the dress of another person and confirms having washed it, and if the other person is satisfied with what he is told, the dress is *Pak*.

230. * If a person is in such a mental state that he can never be certain about a najis thing becoming *Pak*, he should follow the method used by the common people.

12.Flowing out of Blood of a Slaughtered Animal in Normal Quantity
231. As stated in rule 98, if an animal is slaughtered in accordance with the rules prescribed by Islam, and blood flows out of its body in normal quantity, the blood which still remains in the body of the animal is *Pak*.

---

232. * The above rule is applicable only to an animal whose meat is halal to eat, and does not apply to an animal whose meat is haraam. In fact, as a recommended precaution, it does not apply to the haraam parts of the body of an animal, whose meat is halal to eat.

Rules About Utensils
233. If a utensil is made of the hide of a dog, or a pig or the dead animal (not slaughtered lawfully), it is haraam to eat or drink anything from that utensil, if its najasat is caused by wetness. Also, that utensil should not be used for Wudhu and Ghusl, and for other purposes for which only *Pak* things should be used. And the recommended precaution is that the skin of a dog, or pig or a dead animal, should not at all be used, even if it is not in the form of a utensil.

234. It is haraam to use gold and silver vessels for eating and drinking purposes, and as an obligatory precaution, their general use is also haraam. However, it is not haraam to have them in possession as item of decoration, although it is better to avoid them as a precautionary measure. Similarly, it is not haraam to manufacture gold and silver vessels, or to buy and sell them for possession or decoration, but it is better to avoid.

235. * If the clip of a tea-glass (istakaan) made of gold or silver is classified as a utensil, it will be equivalent to a tea-glass made of gold or silver (and it will be haraam to use it for drinking purposes). And if it (the clip) is not classified as utensil, there is no harm in using it.

236. * There is no harm in using vessels which are gold-plated or silver-plated.

237. There is no harm in using a utensil which is made of alloy mixed with gold and silver, if the proportion of alloy is such that the utensil cannot be said to be made of gold or silver.

238. * If a person transfers food from the utensil made of gold or silver into another utensil, he can eat in or from it, provided that the later utensil is not considered as part of the package.

---

239. There is no harm using the tip of the pipe used in Huqqa, or the scabbard of a sword, or knife, or the frame of the Holy Qur'an made of gold or silver. However, the recommended precaution is that the receptacles of perfume, or surma, or opium made of gold or silver should not be used.

240. There is no harm in eating or drinking from gold and silver utensils, if one is helpless and has no alternative, but he should not eat or drink to his fill.

241. There is no harm in using a utensil, about which it is not known whether it is made of gold or silver, or something else.

Wudhu

242. In Wudhu, it is obligatory to wash the face and hands, and to wipe the front portion of the head and the upper part of two feet.

243. * The length of the face should be washed from the upper part of the forehead, where hair grow, up to the farthest end of the chin, and its breadth should be washed to the part covered between the thumb and the middle finger. If even a small part of this area is left out, Wudhu will be void. Thus, in order to ensure that the prescribed part has been fully washed, one should also wash a bit of the adjacent parts.

244. If the hands or the face of a person are larger or smaller than normal, he should observe how people normally wash their faces, and follow accordingly. Also, if he has hair on part of his forehead, or the frontal part of his head is bald, he should wash his forehead as is usually washed by the people.

245. If a person suspects that there is dirt or something else in the eyebrows, and corners of his eyes, and on his lips, which does not permit water to reach them, and if that suspicion is reasonable, he should examine it before performing Wudhu, and remove any such thing if it is there.

246. If the skin of the face is visible from under the hair, one should make the water reach the skin, but if it is not visible, it is sufficient to wash the hair, and it is not necessary to make the water reach beneath the hair.

247. If a person doubts whether his skin is visible from under the hair of the face or not, he should, as an obligatory precaution, wash his hair, and also make the water reach the skin.

248. * While performing Wudhu, it is not obligatory that one should wash the inner parts of the nose, nor of the lips and eyes which cannot be seen

---

when they close. However, in order to ensure that all parts have been washed, it is obligatory that some portion of these parts (i.e. inner parts of nose, lips and eyes) are also included. And if a person did not know how much of the face should be washed, and does not remember whether he has washed his face thoroughly in Wudhu already performed, his prayers will be valid, and there will be no need to do fresh Wudhu for the ensuing prayers.

249. * The face and hands should be washed from above downwards, and if one washes the opposite way, his Wudhu will be void.

250. * If a person makes his hand wet, and passes it over his face and hands, and if the moisture in the hand is enough to cover both thoroughly, it will be sufficient. It is not necessary that water flows on the face or the hands.

251. * After washing the face, one should first wash the right hand and then the left hand, from the elbows to the tips of the fingers.

252. * In order to ensure that each elbow has been washed thoroughly, one should include some portion above the elbow in washing.

253. If before washing his face, a person has washed his hands up to the wrist, he should, while performing Wudhu, wash them up to the tips of the fingers, and if he washes them only up to the wrist, his Wudhu is void.

254. * While performing Wudhu, it is obligatory to wash the face and the hands once, and it is recommended to wash them twice. Washing them three or more times is haraam. As regards to which washing should be treated as the first, it will depend upon wa shing the face and hand thoroughly, leaving no room for precaution, with the niyyat of Wudhu. So, if he pours water on his face ten times with the intention of the first washing, there is no harm, but when he will then wash with the niyyat of Wudhu, it wi ll be called the first time. Thus, he can go on pouring water on his face several times, and in the final wash, make the niyyat of Wudhu. But if he follows this procedure, then the face and the hands should be washed once only, as an obligatory precaution .

---

255. After washing both the hands, one performing Wudhu should wipe the front part of his head with the wetness which is in his hand; the recommended precaution is that he should wipe it with the palm of his right hand, from the upper part, downwards.

256. The part on which wiping should be performed, is one fourth frontal part of the head. It is sufficient to wipe as much at any place in this part of the head, although the recommended precaution is that the length should be equal to one finger, and i ts breadth should be equal to three joined fingers.

257. It is not necessary that the wiping of the head should be performed on its skin. It is also in order if a man wipes the hair on the front of his head. However, if the hair are so long that when combed they fall on his face, or on other parts of his head, he should wipe his hand on the roots of his hair, or part the hair and wipe the skin. If a person collects his hair on the front side of his head, or on other parts of his head and wipes them, or if he wipes the hair of other places, such a wiping would be void.

258. * After wiping the head, one should wipe with the moisture present in one's hands, one's feet from any toe of the foot up to the joint. As a recommended precaution, the right foot should be wiped with the right hand, and the left foot with the left hand.

259. Wiping of the feet can have any breadth, but it is better that the breadth of the wiping should be equal to three joined fingers, and it is still better that the wiping of the entire foot is done with the entire hand.

260. * As a precaution, at the time of wiping the foot, one should place one's hand on the toes and then draw it to the joint, or that one should place the hand on the joint and draw it to the toes. One should not simply place the whole hand on the foot , and pull it a little.

261. * While wiping one's hand and feet, it is necessary to move one's hand on them, and if the feet and head are moved leaving the hand stationary, Wudhu would be void. However, there is no harm if the head and feet move slightly, while the hand is being moved for wiping.

---

262. * The parts of wiping should be dry, and if they are so wet that the wetness of the palm of the hand has no effect on them, the wiping will be void. However, there is no harm if the wetness on those part is so insignificant, that the moisture of th e palm overcomes it.

263. If wetness disappears in the palm, it cannot be made wet with fresh water. In that situation, the person performing Wudhu should obtain moisture from his beard. If he obtains moisture from any part other than the beard, it would be improper, and is a matter of Ishkal.

264. * If the wetness of palm is just enough for wiping the head, then as an obligatory

precaution, one should wipe the head first, and for the wiping of feet, the wetness should be obtained from the beard.

265. * Wiping performed on socks or shoes is void. But if one is unable to remove his socks or shoes because of severe cold, or fear of life, or a robber, the obligatory precaution is that he will wipe on the socks or shoes, and then perform *tayammum* al so. And if a person is under Taqayya (hiding one's faith), he can perform wiping on his socks and shoes.

266. If the upper part of his feet is najis, and it cannot also be washed for wiping, one should perform *tayammum*.

Wudhu By Immersion (Wudhu Irtimasi)

267. * Wudhu by immersion means that one should dip one's face and hands into water, with the intention of performing Wudhu. And there can be no problem in performing wiping with the moisture thus acquired, though it is against precaution.

268. Even while performing Wudhu by immersion, one should wash one's face and hand downwards from above. Hence, when a person dips his face and hands in water, with the intention of Wudhu, he should dip his face in water from the forehead and his hands from elbows.

269. There is no harm in performing Wudhu of some parts by immersion, and of others in the usual way.

---

(45)

Recommended Supplications

270. It has been recommended that a person performing Wudhu should recite the following supplication when his eyes fall on water: Bismillahi wa billahi wal hamdu lil lahil lazi ja'alal ma'a tahura wa lam yaj alhu najisa. (I begin my ablution in the Name of Allah. All praise is due to Allah, Who made water purifying, and not najis).
While washing the hands before performing Wudhu, one should say: Alla hummaj alni minat tawwabina waj alni minal mutatah hirin. (O Lord! Make me of those who repent and purify themselves).
While rinsing the mouth one should say: Alla Humma laq qini hujjati yawma alqaka waatliq lisani bizikrika. (O Lord! Dictate to me the principles of faith on the Day I meet You, and make my tongue fluent with Your remembrance).
While washing the nose one should say: Alla humma la tuharrim 'alaya rihal jannati waj 'alni mim man yashummu riha ha wa rawha ha wa tiba ha. (O Lord! Do not deprive me of the fragrance of Paradise, and make me of those who smell its fragrance and perfume).
While washing the face, one should say: Alla humma bayyiz wajhi yawma taswaddufihil wujuh wala tusawwid waj hi yawma tabyazzul wujuh. (O Lord! Make my face bright on the Day when the faces will turn dark. Do not darken my face on the Day when the face s are bright).
While pouring water over the right elbow, one should say: Alla humma a'tini kitabi bi yamini wal khulda fil jinani bi yasari wa hasibni hisaban yasira. (O Lord! Give my book of deeds in my right hand, and a permanent stay in Paradise on my left, and make my reckoning an easy one).

While pouring water over the left elbow, one should say: Alla humma la tutini kitabi bishimali wala min wara'i zahri wala taj alha maghlu latan ila unuqi wa a'uzu bika min muqat ta'atin niran. (O Lord! Do not give my book of deeds in my left hand, n or from behind my back, nor chain it to my neck. I seek refuge in You from the Hell-fire).
While performing the wiping of the head, one should say: Alla humma ghashshini bi rahmatika wa barakatika wa 'afwika. (O Lord! Cover me with Your Mercy, Blessings and Forgiveness).
While performing the wiping of the feet, one should say: Alla humma thabbitni alas sirati yawma tazillu fihil aqdam. Waj'al sa'yi fi ma yurzika

---

'anni ya zal jalali wal ikram. (O Lord! Keep me firm on the Bridge (to Paradise) on the Day when the feet will slip, and help me in my efforts to do things which will please You, O' Glorious and Mighty!).

Condition for the Validity of Wudhu (13 off)

following are the conditions for a correct Wudhu:

- The first condition is that the water should be *Pak*s, and clean, not sullied with dirt, even if that dirt is *Pak*.
- The second condition is that the water should be pure, and not mixed.

271. Wudhu performed with najis or mixed water is void,even if one may not be aware of its being najis, or mixed, or may have forgotten about it. And if one has offered prayers with that Wudhu, one should repeat that prayers with a valid Wudhu.

272. * If a person does not have any water to perform Wudhu, except that which is murky with clay, he should perform tayammum if only a short time is left for prayers; and if he has enough time at his disposal, he should wait till the water becomes lim pid, and then perform Wudhu with it.

- The third condition is that the water should be Mubah (permissible for use).

273. * To perform Wudhu with usurped water, or with water about which one does not know whether the owner would allow its use, is haraam, and Wudhu will be void. Furthermore, if the water of Wudhu used for washing face and hands, falls on usurped land, or if the space in which he performs Wudhu is usurped, his obligation will be to do *tayammum*, if he has no other place to go for Wudhu. And if another lawful place is available, he should go there for Wudhu. And if he does Wudhu at the first place, his Wudhu will be valid, but he will have committed a sin.

274. * If a person does not know whether the pool or tank of water of a madressah has been dedicated to the general public, or exclusively to the students of madressah, there is no harm in doing Wudhu there, provided that people usually do so at that place without prohibition.

---

275. * If a person who does not wish to offer prayers in a particular mosque, is not aware whether its pool has been dedicated to the general public, or specifically to those who offer prayers in that mosque, he cannot perform Wudhu with the water of th e pool of that mosque. However, if people who do not pray in that mosque, usually

perform Wudhu there, without any prohibition, he can perform Wudhu from that pool.

276. * Performing Wudhu from the pools of the inns and hotels etc. by persons who are not residing there, is valid if the other persons who are not staying there usually perform Wudhu with that water, without being prohibited.

277. * There is no harm if a person performs Wudhu in the water flowing in big canals, even if he does not know whether the owner of that canal would allow. But, if the owner of the canal prohibits performing Wudhu with that water, or if he is a minor, or an insane person, then as a recommended precaution, one should refrain from doing Wudhu in it.

278. * If a person forgets that the water has been usurped, and performs Wudhu with it, his Wudhu is in order. But, if a person has usurped the water himself, and then forgets about it, his Wudhu with that water will be void.

- The fourth condition is that the container of the water, used by the person concerned for Wudhu, should be Mubah (permissible for use by him).

- The fifth condition is that, as an obligatory precaution, the container of the water used for Wudhu should not be made of gold or silver. The details of these two rules will follow later.

279. * If the water for Wudhu is in a usurped container or is in the vessels of gold and silver, and there is no other water available, he should transfer that water lawfully into another container, and then do Wudhu. If he cannot possibly do that, he s hould perform *tayammum*. However, if he has other water, he should use that for Wudhu. And in either case, if he acts against the rule and performs Wudhu with the water which is either in a usurped container, or is made of gold or silver, his wudhu will be in order.

---

280. A pool of water which has a usurped stone or brick in it, can be used for Wudhu, if drawing water from it would not in any way amount to using that brick or stone. If it amounts to that, then drawing water will be haraam, but Wudhu will be valid.

281. If a pool or a canal is dug in the courtyards of the Shrines of Imams, or their descendents, which was previously a grave-yard, there is no harm in performing Wudhu with water of that pool or canal, if he did not know that land was previously dedicated as a graveyard.

- The sixth condition is that parts of the body on which Wudhu is performed, should be *Pak*, at the time of washing and wiping. 282. If the place which has been already washed or wiped in Wudhu becomes najis, before the completion of the Wudhu, it will be deemed valid.

283. If any other part of the body other than the parts of Wudhu is najis, the Wudhu will be in order. However, if the outlet of urine or excretion have not been made *Pak*, the recommended precaution is that one should make them *Pak* first, and then perform Wudhu.

284. * If any one part of Wudhu was najis, and after performing Wudhu one doubts whether he washed it before Wudhu or not, his Wudhu will be valid. But he should wash the part which was najis.

285. If a person has a cut or wound on his face, or hands, and the blood from it does not stop, and if water is not harmful for him, he should, after washing the healthy parts of that limb in proper sequence, put the place of wound or cut in Kurr-water o r running water, and press it a little so that the blood may stop. Then he should pass his finger on the wound or cut, within the water, from above downwards, so that water may flow on it. This way his Wudhu will be in order.

- The seventh condition is that the person doing Wudhu should have sufficient time at his disposal for Wudhu and namaz.

---

286. If the time is so short that by doing Wudhu, the entire prayers or a part of it will have to be offered after its time, he should perform *tayammum*. But if he feels that the time required for *tayammum* and Wudhu is equal, then he should do Wudhu.

287. * If a person who should have performed *tayammum* owing to little time for namaz at his disposal, performs Wudhu with the niyyat of *Qurbat*, or for any Mustahab act, like, reading the holy Qur'an, his Wudhu is in order. Similarly, his Wudhu will be valid if he did it for that namaz, as long as it was not devoid of niyyat of *Qurbat*.

- The eighth condition is that one should perform Wudhu with the niyyat of *Qurbat* i.e. to obey the orders of Allah. If, a person performs Wudhu, for the purpose of cooling himself or for some other purpose, the Wudhu would be void.

288. It is not necessary that one should utter the niyyat of Wudhu in words, or think about it in his mind. It is sufficient that all the acts relating to Wudhu are performed in compliance with the order of Almighty Allah.

- The ninth condition is that Wudhu should be performed in the prescribed sequence, that is, he should first wash his face, then his right hand and then his left hand, and thereafter, he should wipe his head and then the feet. As a recommended precaut ion, he should not wipe both the feet together. He should wipe the right foot first and then the left.

- The tenth condition is that the acts of Wudhu should be done one after the other, without time gap in between.

289. * If there is so much gap between the acts of Wudhu, that it can not be said that it is being performed in normal succession, Wudhu will be void. But if there is a justifiable excuse, like water being exhausted or forgetting, at the time of washing or wiping, he should first ensure that all the preceding parts which he had washed or wiped have not dried up. If they have all dried up, his Wudhu will be void. But if all the parts have not dried up, then his Wudhu will be in order. For example, while washing his left arm, he

---

finds that his right arm has dried up, but his face is still wet, his Wudhu will be valid.

290. If a person performs acts of Wudhu consecutively, but the moisture of the previous parts dries up owing to hot weather, or excessive heat of the body or any other similar cause, his Wudhu is in order.

291. * There is no harm in walking while performing Wudhu. Hence, if after washing his face and hands, a person walks a few steps and then wipes his head and feet, his Wudhu is valid.

- The eleventh condition is that a person doing Wudhu should wash his hands and face and wipe his head and feet himself. Hence, if another person makes him perform Wudhu, or helps him in pouring water over his face, or hands, or in wiping his head, or feet, his Wudhu is void.

292. * If a person cannot perform Wudhu himself, he should appoint someone to assist him, even if it means washing and wiping jointly. And if that person demands any payment for that, he should be paid, provided one can afford, and one does not sustain any loss. But he should make niyyat of Wudhu himself, and should wipe using his own hands. If the person himself cannot participate in actually doing Wudhu, and if he must be assisted by another person, then an obligatory precaution is that both should make the niyyat of Wudhu. Then his assistant will hold his hand, and help him do the wiping. And if that is not possible, he will take some moisture from his hands, and with that moisture wipe his hand and feet.

293. * One should not obtain assistance in performing those acts of Wudhu, which one can perform alone.

- * The twelfth condition is that there should be no constraint for using water. 294. If a person fears that he will fall ill if he performs Wudhu, or, if water is used up for Wudhu, no water will be left for drinking, he does not have to

---

do Wudhu. If he was unaware that water was harmful to him, and he performed Wudhu, and later on, it turned out to be harmful, his Wudhu will be void.

295. If one finds that using minimum quantity for washing the face and the hands properly, will not be harmful, he should do Wudhu by restricting himself to that quantity of water.

- The thirteenth condition is that there should be no impediment in the way of water reaching the parts of Wudhu.

296. * If a person finds that something has stuck to any part of Wudhu, but doubts whether it will prevent water from reaching there, he should remove that thing, or pour water under it.

297. * Dirt under the fingernails would not affect Wudhu. However, when the nails are cut, and there remains dirt which prevents water from reaching the skin, then that dirt must be removed. Moreover, if the nails are unusually long, the dirt collected beneath the unusual part, ought to be cleansed.

298. If swelling takes place on the face, or hands, or the front part of the head, or the

feet because of being burns or other reason, it will be sufficient to wash and wipe over the swelling. If there is an opening or hole in it, it will not be necessar y to reach water under the skin. In fact, if a part of its skin gets peeled off, it is not at all necessary to pour water under the unpeeled part. However, at times there is skin which hangs loose after having peeled off, it should be cut off, or water sh ould be poured underneath.

299. If a person doubts whether something has remained stuck to the parts of Wudhu, and if it is a doubt which is deemed sensible by the people, like, a potter doubting whether clay is stuck to his hands after his work, he should examine and clean his ha nds by scrubbing etc, till he is sure that there are no remnants, and that water will reach there.

300. If there is dirt on the part of Wudhu which will not prevent water

---

reaching the body while washing or wiping, the Wudhu will be in order. Similarly, if some white lime splashed from the whitewash stays on the body, not obstructing water from reaching it, Wudhu will be valid. And if one doubts whether it may obstruct, then one should remove the splashed particles.

301. * If a person was aware before performing Wudhu, that on some parts of Wudhu, there is something which could prevent water from reaching them, but if he doubts after performing Wudhu whether water reached those parts or not, his Wudhu will be valid .

302. * If on some part of Wudhu, there is an obstruction which at times allows water to reach the skin and at times does not, and if he doubts after having performed Wudhu about water having reached the skin, as a recommended precaution, he should repeat the Wudhu, particularly if he had not been mindful about ensuring that water reaches.

303. * If after Wudhu a person finds something on the parts of Wudhu which prevents water from reaching the skin, not knowing whether it was present at the time of Wudhu, or it appeared later, his Wudhu would be in order. But if he knows that at the time of Wudhu he was not bothered about that obstruction, then the recommended precaution is that he should repeat Wudhu.

304. * If a person doubts after Wudhu whether any obstruction was there or not, his Wudhu will be valid.

Rules Regarding Wudhu

305. If a person doubts too often about the acts of Wudhu and its conditions, like, about water being *Pak*, or its not being usurped, he should not pay any heed to such doubt.

306. If a person doubts whether his Wudhu has become void, he should treat it as valid. But, if he did not perform Istibra (rule no. 73) after urinating, and performed

Wudhu, and thereafter some fluid was discharged about which he was not sure whether it was urine or something else, his Wudhu will be void.

---

307. If a person doubts whether he has performed Wudhu or not, he should perform Wudhu.

308. * If a person is sure that he has performed Wudhu, and has also committed an act which invalidates Wudhu (e.g. urinating), but does not remember which happened first, he should act as follows:

- If this situation arises before his Namaz, he should perform Wudhu.
- If it arises during Namaz, he should break it and perform Wudhu.
- If it arises after Namaz, that Namaz will be valid, but for the next prayers, however, he should perform Wudhu.

309. If after or during Wudhu, a person becomes sure that he has not washed certain parts or has not wiped them, and if the moisture of the parts preceding them has dried up due to lapse of time, he should perform Wudhu again. And if the moisture has not dried up, or has dried up owing to hot weather, or other similar causes, he should wash or wipe the forgotten part as well as the parts which follow. Similarly, if during Wudhu he doubts whether he has washed or wiped a part or not, he should follow the same rule as above.

310. * If a person doubts after namaz, whether he performed Wudhu or not, the prayers offered by him would be in order. As far the next prayers, he should perform Wudhu.

311. If a person doubts during namaz whether he has performed Wudhu, his prayers is void, and he should perform Wudhu and then pray.

312. If a person realises after offering prayers, that his Wudhu became void, but doubts whether it became void before namaz or after, the prayers offered by him will be deemed in order.

313. If a person suffers from an incontinence, due to which drops of urine come out continuously, or he is not in a position to control his bowels, he should act as follows:

- If he is sure that at some time during the prayer time, there will be a respite during which there will be a restraint, then he should perform

---

Wudhu and namaz at such time.

- If during the restraint, he can control his urine or excretion only for performing Wajib acts of namaz, then he should perform only obligatory acts, and abandon the Mustahab acts (e.g. Adhan, Iqamah, Qunut etc).

314. * If the time of restraint is just enough to allow Wudhu and a part of namaz, and if he discharges urine or excretion once, or several times during namaz, then as an obligatory precaution, he should do Wudhu in those moments of respite and pray.It will not be necessary for him to renew the Wudhu during namaz because of discharging urine or excretion, though as a recommended precaution, he should keep

a container by his side, make Wudhu everytime he discharges, and continue praying. But this last precaution would not apply, if due to prolonged discharge or renewal of Wudhu, the mode of prayers changes.

315. * If there is a continued incontinence, allowing no period of restraint for Wudhu, or even a part of namaz, then one Wudhu for every namaz will undoubtedly be enough. In fact, one Wudhu will be enough for several namaz, except when one commits any extraneous act, invalidating the Wudhu. However, it is recommended that he should do a fresh Wudhu for every namaz. But a fresh Wudhu is not necessary for the Qadha of a forgotten Sajdah, or Tashahhud, nor for the prayers of *Ihtiyat*.

316. It is not necessary for a person suffering from continued incontinence, to pray immediately after Wudhu, although it is better that he should be quick in offering prayers.

317. It is permissible for a person suffering incontinence to touch the script of the Qur'an, after Wudhu, even if he is not in the state of namaz.

318. A person who cannot control urine, should use a bag filled with cotton or some similar device, to protect oneself, and to prevent urine from reaching other places, and the obligatory precaution is that before every namaz, he should wash the outlet o f urine which has become najis.Moreover, a person who cannot control excretion should, if possible, prevent it from reaching other parts, at least during the time required for namaz. And the obliga-

---

tory precaution is that if no hardship is involved, he should wash the anus for every prayers.

319. A person who suffers from incontinence should, if possible, try to restrain himself at least for the duration of namaz, even if may be difficult. In fact, if his ailment can be treated easily, he should get the necessary treatment .

320. * If a person who suffered incontinence, recovers from the ailment, it is not necessary for him to repeat those prayers which he offered according to his religious duty, during the period of his ailment. However, if he recovers during namaz, he should repeat that prayers, as an obligatory precaution.

321. If a person suffers from an incontinence, which renders him unable to control passing the wind, he will act according to the rules applicable to the incontinent persons described in the foregoing.

Things for which Wudhu is Obligatory

322. * It is obligatory to perform Wudhu for the following six things:

- For all obligatory prayers, except Namaz-e-Mayyit. As regards Mustahab prayers, Wudhu is a condition for their validity.
- For the Sajdah and Tashahhud which a person forgot to perform during the prayers, provided that he invalidated his Wudhu after namaz, and before performing those forgotten acts. It is not obligatory to perform Wudhu for Sajdatus sahw.

- For the obligatory Tawaf of the holy Ka'bah.
- If a person has made a Nadhr, or a solemn pledge, or taken an oath for Wudhu.
- If a person has made a Nadhr, for example, that he would kiss the Holy Qur'an.
- For washing and making *Pak* the holy Qur'an which has become najis, or for taking it out from lavatory etc. in which it has fallen, when he becomes obliged to touch the script of the holy Qur'an with his hand, or some other part of his body. But if t he delay by making Wudhu causes further desecration of the holy Qur'an, one should take it out from lavatory etc., or make it *Pak*, without performing Wudhu.

---

323. It is haraam to touch the script of the holy Qur'an with any part of one's body, without performing Wudhu. However, there is no harm in touching the translation of the holy Qur'an, in any language, without Wudhu.

324. It is not obligatory to prevent a child or an insane person from touching the script of the holy Qur'an. However, if their touching the holy Qur'an violates its sanctity, they should be prevented from touching it.

325. It is haraam, as an obligatory precaution, to touch the Name of Allah or His special Attributes without Wudhu, in whichever language they may have been written. And it is also better not to touch, without Wudhu, the names of the holy Prophet of Islam, the holy Imams and Janabe Fatima Zahra (peace be upon them).

326. If a person performs Wudhu or Ghusl before the time for prayers, in order to be in state of purity, they will be deemed valid. And even if he performs Wudhu near the time of namaz, with the niyyat of preparing himself for namaz, there is no objection.

327. If a person believes that the time for prayers has set in, and makes the niyyat of Wajib Wudhu, and then realises after performing the Wudhu that the time for the prayers had not set in, his Wudhu is in order.

328. * Wudhu is Mustahab for the following purposes:
- Namaz-e-Mayyit.
- Visiting the graves.
- Entering a mosque.
- Entering the Shrines of the holy Prophets and Imams (A.S.).
- For reading, writing, or touching the margin or border of the holy Qur'an, or for keeping it with oneself.
- Before going to bed for sleep. It is also Mustahab that a person already in Wudhu, should perform a fresh Wudhu for every namaz.

If he has performed Wudhu for any one of the above purposes, he can commit all acts which require Wudhu. For example, he can even pray with that Wudhu.

Things which Invalidate Wudhu

329. Wudhu becomes void on account of the following seven things:

- Passing of urine.
- Excretion.
- Passing wind from the rear.
- A sleep, deep enough to restrict sight and hearing. However, if the eyes do not see anything, but the ears can hear, Wudhu does not become void.
- Things on account of which a person loses his sensibility, like insanity, intoxication or unconsciousness.
- Istihaza – which will be dealt with later.
- Janabat, and, as a recommended precaution, every state which requires Ghusl.

Jabira Wudhu

The splint with which a wound or a fractured bone is bandaged or held tight and the medication applied to a wound etc. is called jabira.

330. If there is a wound, or sore, or a fractured bone in the parts on which Wudhu is performed, and if it is not bandaged, then one should perform Wudhu in the usual manner, if the use of water is not harmful.

331. If there is an unbandaged wound, sore, or broken bone in one's face or hands, and if the use of water is harmful for it, one should wash the parts adjoining the wound from above downwards, in the usual manner of Wudhu. And it is better to pass wet hand on it, if it is not harmful to do so. Therefore, he should place a *Pak* piece of cloth on it, and pass a wet hand over that cloth. But in the case of a fracture, *tayammum* must be performed.

332. * If there is an unbandaged wound, or sore or fractured bone on the front part of the head, or on the feet, and he cannot wipe it, because the wound has covered the entire part of wiping, or if he cannot wipe even the healthy parts, then it is necessary for him to do *tayammum*. And as a recommended precaution, he should also perform Wudhu, keeping a piece of *Pak* cloth on the wound etc. and wipe that cloth with the moisture of Wudhu in his hands.

---

(58)

333. * If the sore, or wound, or fractured bone is bandaged, and if it is possible to undo it, and if water is not harmful for it, one should untie it and then do Wudhu, regardless of whether the wound etc. is on his face and hands, or on the front part of his head or on his feet.

334. If the wound, or sore, or the fractured bone which has been tied with a splint or a bandage is on the face or the hands of a person, and if undoing it and pouring water on it is harmful, he should wash the adjacent parts which is possible to wash, a nd then wipe the Jabira.

335. If it is not possible to untie the bandage of the wound, but the wound and the bandage on it are *Pak*, and if it is possible to make water reach the wound without any harm, water should be made to reach the wound by pouring from above downward. And if the wound or its bandage is najis, but it is possible to wash it, and to make water reach the wound, then he should wash it and should make water reach the wound at the time of Wudhu. And if water is not harmful for the wound, but it is not

possible to make water reach it, or the wound is najis and cannot be washed, he should perform *tayammum*

336. * If the jabira covers some of the parts of Wudhu, then Wudhu prescribed for Jabira is enough. But if all the parts of Wudhu are totally covered in Jabira, then, as a precaution, one should do *tayammum*, and also do Wudhu as per rules of Jabira.

337. It is not necessary that jabira should be made of things which are permissible in namaz. For example, if it is of silk, or even of the parts of an animal whose meat is haraam to eat, it is permissible to perform wiping on it.

338. If a person has jabira on his palm and fingers, and he passes a wet hand on it while performing Wudhu, he can do the wiping of his head and feet with the same wetness.

339. If the jabira has covered the entire surface of the foot, but a part from the side of the fingers, and a part from the upper side of the foot is open, one should do wiping on the foot at the open places, and also on the surface of the jabira.

---

340. If a person has several jabiras on his face or hands, he should wash the places between them, and if the jabiras are on the head or on the feet, he should wipe the places between them. And as for the places where there are jabiras, he should act accordingly to the rules of jabira.

341. * If the jabira has covered unusually more space than the size of the wound, and it is difficult to remove it, then one should perform *tayammum*, except when the jabira is at the places of *tayammum* itself, in which case, it is necessary that he should perform both Wudhu and*tayammum*. And in both the cases, if it is possible to remove the jabira he should remove it. Then, if the wound is on the face and hands, he should wash its sides, and if they are on the head or the feet, he should wipe its corne rs. As for the wounds themselves, he will act according to the rules of jabira.

342. If there is no wound or fractured bone in the parts of Wudhu, but the use of water is harmful for some other reason, one should perform *tayammum*.

343. * If a person has got his vein opened on any one of the parts of Wudhu, and he cannot wash it, he must perform tayammum. But if water is harmful for it, then he should act as rules of jabira.

344. * If something is stuck on the part of Wudhu or Ghusl, and it is not possible to remove it, or its removal involves unbearable pain, then one should perform *tayammum*. But, if the thing which is stuck is a medicine, then rules relating to jabira wi ll apply to it.

345. * In all kinds of Ghusls, except the Ghusl of Mayyit, the jabira Ghusl is like jabira Wudhu. However, in such cases one should resort to Ghusl-e-tartibi.

If there is a wound, or a sore on the body, then a person has a choice between Ghusl and *tayammum*. If he decides to do Ghusl, and if there is no jabira on the place, the recommended precaution is that he should place a *Pak* piece of cloth on the unbandaged wound, or sore, and wipe over that cloth. However, if there is fractured bone in the body, he should do Ghusl and should, as a precautionary measure, also perform wiping on the jabira.

And if it is not possible to wipe on the jabira, or if the fractured bone is not in splint, it is necessary for him to perform *tayammum*.

346. If the obligation of a person is to do *tayammum*, and if at some of the places of *tayammum* he has wound, sore, or fractured bone, he should perform jabira tayammum according to the rules of jabira Wudhu.

347. * If a person who has to pray with jabira wudhu or jabira Ghusl, knows that his excuse will not be removed till the end of time for namaz, he can offer prayers in the prime time. But if he hopes that his excuse will be removed before the end of namaz time, it is better for him to wait, and if his excuse is not removed by then, he should offer prayers with jabira Wudhu or jabira Ghusl. And if, however, he prayed in the prime time, and his excuse was removed before the end of namaz time, the recommen ded precaution is he should do Wudhu or Ghusl, and repeat the prayers.

348. If a person has to keep his eye lashes stuck together because of some eye disease, he should perform *tayammum*.

349. If a person cannot decide whether he should perform tayammum or jabira Wudhu, the obligatory precaution is that he should perform both.

350. * The prayers offered with jabira Wudhu are valid, and that Wudhu can be valid for later prayers also.

Ghusl: Obligatory Baths

There are seven obligatory baths:

- Bath for Janabat
- Bath for Hayz (for women only)
- Bath for Nifas (for women only)
- Bath for Istihaza (for women only)
- Bath for touching a dead body
- Bath for a dead body

- Bath which becomes obligatory on account of a vow or an oath to perform it.

Rules RegardingJanabat

351. * A person enters the state of Janabat in two ways:
- Sexual intercourse
- Discharge of semen, while sleeping or when awake, little or more, with lust or otherwise, voluntarily or involuntarily.

352. When one cannot ascertain whether the fluid emitted from one's body is semen, urine or something else, it will be treated as semen if it is thrown out with lust and if the body is slackened. If all or some of these signs are not present the fluid will not be treated as semen. In the case of illness, the fluid may not come out with sudden swiftness and the body may not slacken; but if the emission takes place with lust, it will be treated as semen.

353. If a fluid emitted by a healthy person possesses one of the aforesaid three signs and he does not know whether or not it also possessed other signs, and if before the emission he was with wudhu he will content himself with that wudhu. And if he was not with wudhu, it would be sufficient for him to perform wudhu only, and Ghusl would not be necessary.

354. It is Mustahab that a person should urinate after the seminal discharge. If he did not urinate and an emission was seen after Ghusl, which could not been determined as semen or something else, it would be treated as semen.

---

355. If a person has sexual intercourse with a woman and the male organ enters either of the private parts of the woman up to the point of circumcision or more, both of them enter Janabat, regardless of whether they are adults or minors and whether ejaculation takes place or not.

356. If a person doubts whether or not his penis penetrated up to the point of circumcision, Ghusl will not become obligatory on him.

357. If (God forbid!) a person has sexual intercourse with an animal and ejaculates, Ghusl alone will be sufficient for him, and if he does not ejaculate and he was with wudhu at the time of committing the unnatural act even then Ghusl will be sufficient for him. However, if he was not with wudhu at that time, the obligatory precaution is that he should do Ghusl and also perform wudhu. And the same orders apply if one commits sodomy.

358. If movement of seminal fluid is felt but not emitted, or if a person doubts whether or not semen has been ejaculated, Ghusl will not be obligatory upon him.

359. A person who is unable to do Ghusl, but can perform *tayammum* is allowed to have sexual intercourse with his wife even after the time for daily prayers has set in.

360. If a person observes semen on his dress and knows that it is his own, and he has not done Ghusl on that account, he should do Ghusl, and repeat as Qadha all those prayers about which he is certain that he offered them after the discharge of semen. However, it is not necessary for him to repeat those prayers about which there is a probability that he might have offered them before the discharge of semen.

Forbidden Acts for those in Janabat

361. * The following five things are Haraam for *junub*:

- To touch with any part of one's body the script of the holy Qur'an or the Name of Almighty Allah in whichever language it may be. And it is better that the names of the holy Prophet and Imams and Hazrat Fatima Zahra (peace be upon them) should also not be touched in that condition.

- Entering Masjidul Haraam or Masjidun Nabi, even though it may be only passing from one gate and going out of another.
- To stay or halt in all other Masjids, and similarly, on the basis of obligator precaution, to stay in the shrines of the holy Imams. However, there is no harm if one crosses or traverses through a mosque, entering from one gate and exiting from another.
- To enter a mosque with an intention of lifting away something or placing something in it.
- To recite those verses of the holy Qur'an on the recitation of which performance of Sajdah becomes obligatory. These verses occur in four surahs of the holy Qur'an:

- Surah Alif Lam Mim as-Sajdah, 32:15
- Surah Ha Mim Sajdah, 41:38
- Surah an-Najm, 53:62
- Surah al 'Alaq, 96:19

Things which are Makrooh for Junub 362. * The following nine things are Makrooh for junub:
- To eat
- To drink

But if the junub washes his or her face, hands and mouth, then eating or drinking in that state will not be Makrooh. And if he or she washes the hands only, then unworthiness of the acts is reduced.
- To recite more than seven verses of the holy Qur'an other than those in which obligatory Sajdah occur.
- To touch the cover, the margin or border of the holy Qur'an or the space between its lines, with any part of one's body.
- To keep the holy Qur'an with oneself.
- To sleep. But its would not be Makrooh to sleep if the person concerned performs wudhu or performs *tayammum* instead of Ghusl on account of non-availability of water.
- To dye one's hair with henna etc
- To apply oil on one's body.

- To have sexual intercourse after Ihtelam (i.e. discharge of semen during sleep).

Ghusl for Janabat

363. * Ghusl for Janabat is obligatory for offering the daily prayers and other similar acts of worship. However, it is not obligatory for Namaz-e-Mayyit or for sajdatus sahv (prostrating on account of oversight) or sajdatush shukr' (prostration for thanksgiving) or for the obligatory Sajdah upon reciting the four particular verses of the holy Qur'an. (Rule no. 361)

364. * At the time of doing ghusl, it is not necessary to have in mind that one is performing an obligatory Ghusl. It is sufficient if one performs the Ghusl with the intention of *Qurbat*, i.e. complying with Allah's orders.

365. If a person who performs Ghusl with the *niyyat* of Wajib after having ascertained that the time of Namaz had set in, comes to know after performing the bath that it was performed before the time for prayers had set in, the bath would be correct and valid.

366. * There are two methods of performing Ghusls, both Wajib and Mustahab.

Tartibi (Sequential)
Irtimasi (By submerging the whole body).

Tartibi
367. * In this method, a person should first make a *niyyat* for Ghusl. Thereafter one should first wash one's head and neck, and thereafter the remaining parts of one's body. It is better that one washes the right part of the body first and then the left part.

And if a person, while standing under the water, jerks each of these parts on one's body with an intention of performing Tartibi Ghusl, it will not be sufficient and the precaution is that one should not content oneself with it.

And if a person washes the body before washing the head, either intentionally, or on account of forgetfulness or because of not knowing the rule, Ghusl is void.

368. * If a person washed the body before the head it will not be necessary to repeat the bath. What one has to do is to wash the body again and Ghusl will then be correct.

---

369. In order to ensure that both the parts (head, neck and remaining parts of the body) have been washed thoroughly one should, while washing a part, also include some portion of the other part with it.

370. After the Ghusl, if a person realises that certain parts of the body have been left out, not knowing which, it will not be necessary to wash the head again. One will wash only those parts of one's body which one feels had not been washed.

371. If one realises after Ghusl that one has not washed a certain part of the body it is sufficient to wash only that part if it is the left side. However, if that part is the right side then the recommended precaution is that after washing that part of the body one should wash the left side again. And if the unwashed part is that of head and neck one should, after washing that part, wash the body once again.

372. * If a person doubts before completing Ghusl whether one has washed a part on the left or right side it will be necessary to wash that part and if one doubts about having washed a part of the head and neck then, as an obligatory precaution, one would wash that part and then wash the right and the left side of the body again.

Irtimasi

373. * Ghusl by way of Irtimasi is either carried out instantly or gradually. If the Ghusl of Irtimasi is to be done at one instance, then water must reach all parts of the body at one time. However, it is not necessary that the whole body be submerged in water from the very beginning of Ghusl. If a part of the body is outside, andis later submerged with the *niyyat* of Ghusl, it will be deemed in order.

374. If one wishes to perform Irtimasi Ghusl gradually, then it is necessary that the whole body is out of water before Ghusl commences. Then one would submerge one's body gradually in water with the intention of Ghusl.

375. If after performing Ghusl Irtimasi it becomes known that water has not reached some part of the body one should repeat the Ghusl, whether the

---

part up to which water has not reached is determined or not.

376. If one does not have sufficient time for Tartibi, one should perform Ghusl by way of Irtimasi.

377. * A person who has put on *Ihram* for Hajj and Umrah is not allowed to perform Ghusl by way of Irtimasi. However, if one performs it forgetfully the Ghusl will be valid.

Rules About Ghusl

378. It is not necessary that the entire body of a person should be *Pak* before Irtimasi and Tartibi Ghusl. So, if the body becomes *Pak* while diving in water or pouring water over one's body with the intention of the Ghusl, the Ghusl will be in order.

379. If a person who entered the state of Janabat due to an unlawful act takes a bath with warm water, the Ghusl will be valid even though one may perspire at that time.

But the recommended precaution is that such a person should do Ghusl with cold water.

380. While doing Ghusl, if a part of the body, however small, remains unwashed the Ghusl is invalid. But, it is not obligatory to wash the inside of the ear or nose and other places which are reckoned to be the interior of the body.

381. * If a person doubts whether a particular part of the body is to be treated as external or internal, it should be washed.

382. If the hole pierced for an earring and other similar objects is so wide that it is reckoned to be external, then it should be washed; otherwise it is not necessary to wash it.

383. All things which prevent water from reaching the body should be removed. If a person does Ghusl before ensuring that such obstacles have been removed, the Ghusl will be void.

---

384. At the time of Ghusl, if one doubts whether there is something on one's body which would prevent water from reaching the body, one should investigate and satisfy oneself that the obstacle is not there.

385. While doing Ghusl, one should wash the short hair which are taken as a part of the body. Washing of the long hair is not obligatory. However, if one makes water reach the skin in such a way that those long hair do not become wet, the Ghusl is in order. However, if it is not possible to make water reach the skin without washing those hair one should wash them so that water may reach the body.

386. All the conditions for the validity of Wudhu (e.g. the water being pure and not having been usurped) also apply to the validity of Ghusl. However, for Ghusl it is not necessary that the body be washed downwards from the head. Moreover, it is not necessary in Tartibi Ghusl to wash the body immediately after washing the head and the neck. There is no harm, therefore, if there is a lapse of some time after washing one'shead and neck before washing one's body. It is not necessary that one should wash one'shead, neck and body in one instance. However, if a person is incontinent, unable to retain urine or faeces except for such time that he could be able to offer prayers after Ghusl then he should do Ghusl at once and offer his prayers immediately thereafter.

387. If a person uses a public bath with an intention of deferring payment to its owner, without a prior consent of the owner, the Ghusl will be void even if the owner is later made to agree to the arrangement.

388. If the owner of the public bath is agreeable to the Ghusl being done on credit basis, but the person doing Ghusl intends not to pay the charges to him or to pay him from the money acquired illegally, the Ghusl will be void.

389. If a person pays to the owner of the public bath from the funds whose *Khums* (1/5 of the yearly profit see rule no. 1760) has not been paid, then such a person commits a sinful act, but the Ghusl will be valid, though the liability for *khums* remains.

---

390. If a person hires a public bath for Ghusl, but before commencing Ghusl, he or she carries out an extra function of making the anal part *Pak* with the same water of the public bath, and if it becomes doubtful whether the owner would agree to the Ghusl being taken, then the owner's consent must be sought before the Ghusl. Otherwise, the Ghusl will be void.

391. * When a person is in doubt whether he or she has done Ghusl or not, such a person must do Ghusl. However, if doubt arises in the mind after Ghusl as to whether Ghusl was correct or not, then there is no need to do Ghusl again.

392. * If one urinates or passes wind (or does any act which would invalidate the Wudhu) while doing the Ghusl, one does not have to abandon the Ghusl and start all over again. In fact, one can continue with the same Ghusl till completion. However, in this situation, one will have to do Wudhu also, as per obligatory precaution.

393. * A person who has very little time at his disposal before *Qadha*, should perform *tayammum* instead of Ghusl. Yet, if such a person does Ghusl under the impression that there is sufficient time for Ghusl and offering prayers, the Ghusl will be valid, provided that it was done with the intention of complying with the orders of Allah, even if the Ghusl was done with a view to offering the prayers.

394. * If a person after being *Junub* doubts whether or not he or she did Ghusl, the prayers already offered during that period would be deemed valid. But for the later prayers, such a person should do the Ghusl. If any such act which would invalidate *Wudhu* is committed, like urinating or passing the wind, after the prayers, then it will be necessary to do Wudhu, and as an obligatory precaution, to repeat the prayers he had offered, if time permits.

395. A person who has more than one Ghusl to do can do one Ghusl with the *niyyat* of the rest. In fact, one Ghusl with its *niyyat* is enough to represent all others.

---

396. If a verse of the holy Qur'an or Name of the Almighty Allah is written or tattooed on the body of a person then such a person while doing *Wudhu* or Ghusl, will be required to pour water on that part without touching the writing.

397. A person who does Ghusl of Janabat should not do Wudhu for the prayers. In fact one can offer prayers without performing Wudhu after all Wajib Ghusls (except

the bath for medium istihaza) as well as after Mustahab Ghusls (see rule no. 651). In the case of Mustahab Ghusls, however, it is better to do Wudhu as a recommended precaution.

Kinds of Blood Seen by Women

Istihaza

One type of blood which is seen by women is called *istihaza* and a woman in that state is called *mustahaza.*

398. *Istihaza* is usually yellowish and cold and is emitted without gush or irritation and is also not thick. It is, however, possible that at times the colour of the blood may be red or dark, and it may also be warm and thick and may be issued with gush and irritation.

399. There are three kinds of *istihaza* viz. slight (*Qalila*), medium (*Mutawaassita*) and excessive (*Kathira*). Explanation is given below:

I. Little Blood (Qalila)

If the blood remains on the surface of the wool or pad etc., (placed by a woman on her private part) but does not penetrate into it, the istihaza is called *qalila*.

II. Medium Blood (Mutawassita)

If the blood penetrates into the cotton (or pad etc.), even partially, but does not soak the cloth tied on the outer side, the *istihaza* is called *mutawassita.*

III. Excessive Blood (Kathira)

If the blood penetrates through the cotton, soaking it and the cloth (etc.) around it, the *istihaza* is called *kathira.*

Rules of Istihaza

400. * In the case of little *istihaza* a woman should perform separate *Wudhu* every prayer and should, as a recommended precaution, wash or change the pad. And if some blood is found on the outer part of her private parts she should make it *Pak* with water.

401. * In the case of *Mutawassita,*is an obligatory precaution for a woman to make one Ghusl everyday for her daily prayers, and she should

---

act accordingly to the rules of little Istihaza as explained in the foregoing rule. If the state of *Istihaza*an before or just at the time of Fajr prayers, she should do Ghusl before offering Fajr prayers. If she does not do Ghusl intentionally or forgetfully, she should do Ghusl before Zuhr and Asr prayers. And if she misses even that, then she should do Ghusl before praying Maghrib and Isha. This she would do regardless of whether bleeding continues or stops.

402. * In the case of excessive bleeding the woman should change, as an obligatory

precaution, the cotton or pad tied to her private parts or make it *Pak* with water. It is also necessary that she should do one Ghusl for Fajr prayers, one for Zuhr and Asr prayers and once again for Maghrib and Isha prayers. She should offer Asr prayers immediately after Zuhr prayers and if she allowed any lapse of time between them, she should do Ghusl again for Asr prayers. Similarly if she keeps any time gap between Maghrib and Isha prayers, she should do Ghusl again for Isha prayers.

All these rules apply when bleeding is so excessive that it continues soiling the pad etc. But if it takes longer to soil the cotton or pad, and a woman has enough time to pray one or more Namaz in between, then, as per obligatory precaution, she would change the pad or wash it to make *Pak* and then do Ghusl only when the cloth covering the pad or cotton is fully soaked.

For example, if a woman praying Namaz of Zuhr finds out that the cloth is fully soaked again before the prayers of Asr, she would do Ghusl for Asr prayers.

And if she finds that the flow of blood is slow enough to allow two or more prayers to be offered before the cotton or cloth is totally soiled with blood, there will be no need for Ghusl before the ensuing prayer. For example, if she finds that there is enough time to offer even Maghrib and Isha prayers, before the cloth is fully soaked, she would pray Maghrib and Isha without Ghusl.
In every case, the Ghusl in excessive *Istihaza*does not require *Wudhu*after it.

403. If *istihaza* blood is seen before the time for prayers has set in, and the woman has not performed *Wudhu* or Ghusl for that bleeding, she should perform *Wudhu* or Ghusl at the time of prayers, even though she may not be *mustahaza* at that time.

404. * A woman whose *Istihaza* is medium should first do Ghusl and then

---

Wudhu, as per obligatory precaution. But if a woman with excessive *Istihaza* wishes to do *Wudhu*, she should do so before the Ghusl.

405. When a woman who had little *Istihaza* finds out after Fajr prayers that her *Istihaza* has developed into medium one, she will have to do Ghusl for Zuhr and Asr prayers. And if that change occurs after Zuhr, Asr prayers, then she will do a Ghusl for Maghrib and Isha prayers.

406. * If a woman finds out after Fajr prayers that her little or medium *Istihaza* had developed into an excessive one, and remained in that state, then she should follow the directives given in rule no. 402 in respect of Zuhr, Asr, Maghrib and Isha prayers.

407. * As explained in rule 402, a woman in excessive *Istihaza* must ensure that there is no time gap between Ghusl and the prayers. Therefore, if such a gap occurs because of doing Ghusl earlier, then that Ghusl will be void, and the woman will have to do Ghusl again. This rule applies to those also who are in medium *Istihaza.*

408. * Apart from the rules pertaining to the daily prayers which have been explained earlier, a woman in little and medium *Istihaza* must do *Wudhu* for all other prayers,

Wajib or Mustahab. But if she desires to repeat, as a precautionary measure, the daily prayers which she has already offered or if she wishes to offer once again with congregation the prayers which she had offered individually, she should perform all the acts which have been mentioned with regard to *Istihaza*. In the case of Namaz of *Ihtiyat*, "forgotten sajdahs", "forgotten tashahud" which are performed immediately after the prayers it is not necessary for her to follow the rules of *Istihaza*. Similarly, no rules of *Istihaza* will apply for performing Sajda-e-Sahv at any time.

409. After the bleeding of a *mustahaza* woman has stopped, she should follow the rules of *Istihaza* only for the first subsequent prayers which she may offer. For further prayers which follow, the rules of *Istihaza* would not be necessary.

410. * If a woman does not know what kind of *Istihaza* she has, she should insert into herself some cotton and wait a while to ascertain. And

---

when she knows which kind of *Istihaza* it is she would follow the rules prescribed. And, if she is sure that the type of *Istihaza* will not change by the time she stands for her prayers she may carry out the test before the time for prayers sets in.

411. If a *mustahaza* woman starts her prayers without making any investigation, but her intention is to obey the orders of Allah and act according to her duty then her prayers are valid. For example, if her *Istihaza* was little, and she acted according to its rules, her prayers will be correct and valid. But if she did not have the intention of obeying Allah or following the rules, her prayers would be invalid. For example, she followed the rules of little *Istihaza* while in actual fact she was in the medium one, her prayers would be invalid.

412. If a *mustahaza* woman cannot discern about her *Istihaza* she should act according to the minimum certitude. For example, if she does not know whether her *Istihaza* is little or medium she should follow the rules which are prescribed for little *Istihaza.* And if she does not know whether her *Istihaza* is medium or excessive she should perform the rules prescribed for the medium *Istihaza*. But, if she knows which of the three kinds of *Istihaza* she has had previously, then she should act according to the rules for that kind of *Istihaza*.

413. If at the time of its initial appearance the blood of *Istihaza* remains within the interior of the body and does not come out, it does not nullify the Wudhu and Ghusl already performed by the woman. And if it comes out, it nullifies the Wudhu and Ghusl even if its quantity be very small.

414. * If a *mustahaza* woman examines herself after Namaz and finds no blood, she can say other prayers with the same Wudhu, even if she knows that the blood would reappear.

415. * If a *mustahaza* woman knows that since the time she has engaged herself with Wudhu or Ghusl blood has not come out of her body, she can defer offering prayers for as long as she knows she will remain in that pure state.

---

416. * If a *mustahaza* woman knows that before the time for prayers comes to an end, she will become totally *Pak*, or if she knows that at certain time, bleeding would stop for the time required for offering prayers she should wait and offer prayers when she is *Pak*.

417. * If a Mustahaza, after having done Wudhu and Ghusl, finds that the bleeding has ceased, and she feels that if she delays the prayers she will become fully *Pak*, within the time required for Wudhu, Ghusl and Namaz, she should delay the prayers, and offer them after performing fresh Wudhu and Ghusl when she has become fully *Pak*. But if time for prayers is limited, it will not be necessary for her to perform Wudhu and Ghusl. She should offer prayers with the Wudhu and Ghusl which she already has.

418. * When a *mustahaza* woman whose bleeding has been excessive becomes fully *Pak*, she should do Ghusl. However, if she knows that no blood was seen after having Ghusl for the previous prayers, it is not necessary for her to do Ghusl again. As for medium *Istihaza,* it is not necessary to do Ghusl after bleeding has stopped.

419. * *Mustahaza* women, with little, medium or excessive bleeding, should commence their prayers immediately after having acted according to their respective rules, except in the situations described in rules 403 and 415. But to recite Adhan and Iqamah before Namaz or performing Mustahab acts like Qunut etc, will have no objection.

420. * If a *mustahaza* woman who is required to allow no time gap between Wudhu or Ghusl and her prayers, does not act accordingly, she would make Wudhu or do Ghusl again and then pray without any delay.

421. * If the blood of *Istihaza* has a swift flow and does not stop, and if stoppage of blood is not harmful to her, she should try to prevent the blood from coming out after Ghusl. And if she ignores doing so, and the blood comes out, she should offer prayers all over again if she had already prayed. Moreover, it is a recommended precaution that she repeats the Ghusl.

422. * If blood does not stop at the time of Ghusl the bath is in order. But, if during the Ghusl the medium *Istihaza* becomes excessive it will be necessary for her to start Ghusl all over again.

---

423. For a *Mustahaza* woman who is fasting, it is a recommended precaution that she prevents the blood from issuing out of the body, throughout the day, as far as possible.

424. * It is widely held that the fast of a woman whose *Istihaza* is excessive will be valid only if in the night preceding the day on which she intends to fast she does Ghusl for the prayers of Maghrib and Isha, and also does Ghusl during day time which are obligatory for the daily prayers. But most likely, the validity of her fasting does not depend on the Ghusl. Similarly, the validity of a woman fasting during

medium *Istihaza* does not depend on the Ghusl.

425. * If a woman becomes *mustahaza* after Asr prayers and does not do Ghusl till sunset her fast will undoubtedly be in order.

426. If a woman in little Isithaza finds out before starting the prayers that her bleeding has become excessive or medium, she should perform the rules prescribed for medium or excessive *Istihaza* as mentioned above. And if the medium *Istihaza* becomes excessive she should follow the rules prescribed for excessive *Istihaza.* And in case she has done Ghusl for medium *Istihaza* it would not suffice, and she should do Ghusl again for excessive *Istihaza*.

427. * If the medium *Istihaza* becomes excessive while she is already in Namaz, she should break the prayers and do Ghusl for excessive *Istihaza* and also perform other relevant acts and repeat the same prayers. And on the basis of recommended precaution she should perform Wudhu before Ghusl. And if she does not have time for Ghusl it is necessary that she should perform *tayammum* instead of Ghusl. And if she finds that no time is left even for *tayammum* then she should, on the basis of precaution, not break the prayers and complete the same in that very condition. It will be necessary for her to offer *Qadha* later. Similar rules will apply if during the Namaz her little *Istihaza* becomes medium or excessive, she will have to discontinue her Namaz and follow the rules of medium or excessive *Istihaza,* whichever be applicable.

428. * If the blood stops during Namaz and the *mustahaza*. woman does

---

not know whether or not it has also stopped internally, and if after her prayers she understands that bleeding had totally stopped, and she has sufficient time at her disposal to offer prayers again in the state of purity, it will be an obligatory precaution for her to act according to the rules applicable to her and pray again.

429. * If the excessive *Istihaza* reduces to medium *Istihaza,* the *Mustahaza* should perform the rules prescribed for excessive *Istihaza* for the first prayers and then medium *Istihaza* for the later prayers. For example, if excessive *Istihaza* becomes medium before Zuhr prayers she should perform Wudhu and do Ghusl for Zuhr prayers; and for the Asr, Maghrib and Isha prayers she should perform only Wudhu. However, if she does not do Ghusl for Zuhr prayers and has time for Asr prayers only she should do Ghusl for Asr prayers. And if she does not do Ghusl for even Asr prayers she should do Ghusl for Maghrib prayers. And if she does not do Ghusl for that prayers as well and has just enough time for Isha prayers only, she should do Ghusl for Isha prayers.

430. * If the excessive *Istihaza* stops before every Namaz and starts coming again she should do Ghusl before each Namaz.

431. If the excessive *Istihaza* reduces to little, the *mustahaza* should follow for the first prayers the rules prescribed for excessive *Istihaza;* and for the later prayers the rules prescribed for little *Istihaza.* Similarly, if the medium *Istihaza* becomes little she

should follow rules prescribed for medium *Istihaza* for the first prayers and those prescribed for little *Istihaza* for the later prayers.

432. If a *mustahaza* woman neglects any one of the obligatory rules, her Namaz will be void.

433. * If a woman who is in little or medium *Istihaza* wishes to engage in an act which requires Wudhu as a prerequisite, like touching the script of the Quran etc., she should make the Wudhu for the purpose. The Wudhu made specifically for Namaz would not be sufficient if she wishes to touch after the Namaz is over.

---

434. A *mustahaza* who has done her obligatory Ghusls can go into Masjid, pause for some time in it, and recite the verses of the Qur'an which contain obligatory Sajdah. It is also lawful for her husband to have sexual intercourse with her, though she may not have performed all the acts which are required before the prayers (e.g. changing the cotton and the pad). And it is not unlikely that these acts may be permissible even without Ghusl, but precaution is in avoiding them.

435. If a woman who is in the state of excessive or medium *Istihaza* wishes to recite, before the time of prayers, a verse of the Qur'an which contains an obligatory Sajdah or to enter a Masjid, she should, on the basis of recommended precaution, do Ghusl. And the same rule applies if her husband wishes to have sexual intercourse with her.

436. * Salatul Ayat (due to solar or lunar eclipse etc.) is obligatory for a *mustahaza* woman and she should follow all the rules which have been explained in relation with the daily prayers.

437. * When Namaz-e-Ayat becomes obligatory for a *mustahaza* woman at the time of daily prayers and she wishes to offer these two prayers one after the other she cannot, as per obligatory precaution, offer both of them with one Wudhu and one Ghusl.

438. * If a *mustahaza* woman wishes to offer Qadha prayers she should follow the same rules as are applicable to the prayers offered within time. And as a precaution, she will not consider the acts performed for prayers within time as sufficient for Qadha prayers.

439. * If a woman knows that the blood coming out of her body is not of a wound and cannot decide on it being the blood of *hayz or* nifas because of the absence of the properties defined by the Shariah, she should act according to the rules in respect of *Istihaza.* And if she doubts whether it is *Istihaza* or some other blood and it does not possess other signs she should, on the basis of obligatory precaution, follow the rules of *Istihaza*.

Hayz

Menstrual discharge (Hayz) is a kind of blood which is normally discharged every

month from the womb of women for a few days. When menses is discharged the woman is called *Haaez'*.

440. Menses is usually thick and warm and its colour is either black or red. It is discharged with a pressure and a little irritation.

441. * The blood seen by women after the age of 60 years is not classified as *Hayz*. And as per recommended precaution, women who are not from the clan of Quraish, if they see blood between the age of 50 and 60 years, having the same signs as those of *Hayz*, they should combine the 'dos' of *mustahaza* and 'don'ts' of *Haaez*.

442. * Blood seen by a girl who has not yet completed 9 years of her age will not be classified as *Hayz*.

443. It is quite possible for a pregnant woman or a breast feeding mother to see Hayz and the rules which apply to a non-pregnant woman also apply to a pregnant one, except that if a woman who has conceived sees blood with the usual signs of Hayz 20 days after the commencement of her habitual period then it is necessary for her, on the basis of precaution, to refrain from the acts which are forbidden to a *Haaez* and to perform the obligations of a mustahaza.

444. * If a girl does not know whether she has completed nine years of age or not and if she sees blood which does not bear any sign of Hayz, then that blood is definitely not Hayz. And if it has some semblance of Hayz, even then it is difficult to classify it as Hayz, unless one is absolutely sure. This absolute certitude will determine that she has completed her nine years.

445. * If a woman who is doubtful as to whether or not, she has completed 60 years of age, sees blood which she cannot decide whether it is of *Hayz* or not she should decide that she has not completed 60 years.

446. The period of *Hayz* is not less than 3 days and not more than 10 days

---

and if the period during which blood is discharged falls short of 3 days even by a small measure of time, that blood will not be considered as *Hayz*.

447. The blood of Hayz flows continuously for the first 3 days. Therefore, if blood is seen for 2 days and then interrupted for 1 day and then seen again for 1 day, it will not be Hayz.

448. In the initial stage, it is necessary that blood flows out, but it is not necessary to be seen flowing out during all the three days. It is sufficient for the blood to be internally present. So, if a woman is clean for a brief period during the first 3 days (as is common among all or some women) even then the blood discharged will be *Hayz*.

449. It is not necessary that a woman should have bleeding on the 1st and the 4th night, but it is essential that bleeding should not discontinue on the 2nd and the 3rd night. For example, if bleeding commences on the morning of the 1st day and

continues till sunset on the 3rd day, it would be considered as Hayz. Similarly, if blood is seen from the middle of the 1st day and stops at the same time on the 4th day the same will apply.

450. * If a woman sees blood continuously for three days, and then it stops for a brief period before it is seen again, and if the total number of days in which blood was seen and in which it stopped does not exceed ten, then the days in which blood flowed will be counted as of *Hayz*, and the in between period of respite will be of obligatory precaution, during which she will do all that she should do when she is , and also refrain from all those acts which are forbidden to the *Haaezs*,.

451. If blood is seen for more than three days and less than ten days and she does not know whether the blood is of a sore or a wound or of Hayz, she should not treat it as *Hayz*.

452. If a woman sees blood about which she is unable to discern as to whether it is the blood of wound or of *Hayz*, she should continue to perform her acts of worship, except when her preceding condition was that of *Hayz*.

---

(80)

453. If a woman doubts whether the blood she has seen is of *Hayz* or *Istihaza*, she should treat it to be *Hayz* if it bears the properties of *Hay*z.

454. If a woman is unable to decide whether the blood she has seen is of *Hayz* or of virginity, she should examine herself i.e. she should insert cotton in herself and wait for some time. If she finds that only its sides have been stained with blood then it is virginal blood, and if the blood has soaked the entire piece of cotton then it is *Hayz*.

455. * If blood is seen for less than 3 days and then stops and starts again for 3 days the second blood will be *Hayz* but the first blood will not be considered as *Hayz* even if it was seen during the days of habit.

Rules for the Haaez

456. *. Acts which are Haraam for a woman who is in the state of **Hayz:-**

- Prayers and other similar acts of worship for which Wudhu or tayammum or Ghusl is necessary. However, there is no harm in her performing those acts of worship for which Wudhu, tayammum or Ghusl are not obligatory (e.g. Namaz-e-Mayyit).
- All those acts which are forbidden to a junub (see rule no. 361).
- Having sexual intercourse; it is Haraam for man as well as for woman even if only the penis glans may penetrate, and even if semen may not be discharged. In fact, the obligatory precaution is that the male should refrain from insertion even to an extent lesser than the point of circumcision. Anal intercourse with the wife is forbidden regardless of whether she is in *Hayz* or not.

457. Sexual intercourse is Haraam also when a woman may not be very certain of being in the state of *Hayz*, but Shariah guides her to treat herself as such. So, when a woman sees blood for more than ten days, and, as will be explained later, she has to resort to the habit of her relatives for determining the period of *Hayz*, her husband will not be permitted to have sexual relations with her during those days.

458. * If a man has sexual intercourse with his wife when she is a *Haaez*, he should seek Divine forgiveness and the recommended precaution is that he should expiate by giving Kaffara. Rules regarding Kaffara will be mentioned later.

---

459. With the exception of actual sexual intercourse with a *Haaez* woman, there is no harm in all other forms of courting, wooing and kissing etc.

460. Kaffara for sexual intercourse with a *Haaez* is gold coins weighing 3.457 grams if carried out in the early days, 1.729 grams for the middle days and 0.865 grams for the final days of the period of *Hayz*. For example, if *Hayz* lasts for 6 days and her husband has sexual intercourse with her during the 1st and 2nd days or nights, he should pay gold weighing 3.457 grams, and during the 3rd and 4th days and nights he should pay gold weighing 1.729 grams and for the 5th and 6th days and nights he should pay gold weighing 0.865 grams.

461. If it is not possible to pay in gold coins, he should pay its equivalent value. And if the price of gold has undergone a change at the time he wishes to pay the Kaffara to the poor, as compared with the time when he had sexual intercourse, he should pay at the prevailing rate.

462. If a man has sexual intercourse with his wife in the first, second and third stage of *Hayz* he should give Kaffara for all the three, totalling 6.051 grams.

463. If a man has had repeated sexual intercourse with a Haeez woman he should pay Kaffara for each time.

464. If a man realises during the course of sexual intercourse that the woman has become *Haaez*, he should withdraw from her immediately, and if he does not do so the recommended precaution is that he should pay Kaffara.

465. If a man commits fornication with a *Haaez* woman or has sexual intercourse with a *Haaez* woman who is not his 'mahram' under the impression that she is his wife, the recommended precaution in this case, too, is that he should pay Kaffara.

466. If a man has sexual intercourse with a *Haaez* woman on account of ignorance or because of having forgotten the rule, he need not pay Kaffara.

467. If a man has sexual intercourse with a woman with the belief that she

---

is *Haaez*, but it transpires later that she was not *Haaez*, he need not pay Kaffara.

468. As will be explained in the rule relating to divorce, if a woman is divorced while she is in the state of *Hayz*, the divorce is void.

469. * If a woman says that she is *Haaez*, or claims to have become from *Hayz*, her statement should be accepted, provided that she is not known to be unreliable.

470. If a woman becomes *Haaez* while she is in Namaz, her Namaz will become void.

471. If a woman has doubt while offering prayers whether or not she has become *Haaez*, her prayer is in order. However, if she realises after offering prayers that she had actually become *Haaez* during the prayers, her prayers will be void.

472. After a woman becomes from *Hayz* it is obligatory for her to take bath for the prayers and other acts of worship which require Wudhu or Ghusl or *tayammum*. The rules for this Ghusl are the same as for the Ghusl of Janabat. And it is better that before Ghusl she should perform Wudhu.

473. * After a woman has become from *Hayz*, and before having done Ghusl the divorce given to her will be in order, and her husband can also have sexual intercourse with her. Though it is better to have sexual intercourse after the woman has washed herself. However, the recommended precaution is that the man should avoid having sexual intercourse with her before she has done Ghusl. However, until she has had Ghusl, other acts like staying in a Masjid and touching the writing of the Qur'an which were Haraam for her at the time of *Hayz* do not become Halal for her.

474. * If the woman does not have sufficient water for Wudhu and Ghusl, and if it is just enough for Ghusl only, she should do Ghusl, and it is better that she should perform *tayammum* in place of Wudhu. And if the water is sufficient for performing Wudhu only, she should perform Wudhu and perform *tayammum* instead of Ghusl. And if she does not have water for either

---

of them (i.e. for Ghusl or Wudhu) she should perform *tayammum* for Ghusl only. It is recommended that she does one more *tayammum* instead of Wudhu also.

475. * There is no *Qadha* for the Namaz which she left during her *Hayz*, but she should give Qadha for the obligatory fasts missed by her due to *Hayz*. This includes even those fasts which had been Wajib upon her on the fixed days because of *Nadhr*, but she could not keep because of *Hayz*.

476. * If the time for prayers sets in and a woman knows, or considers it probable, that if she delays offering prayers she will become *Haaez*, she should offer prayers immediately.

477. * If a woman delays offering prayers on exact time, allowing a lapse equal to the time required for offering one Namaz together with Wudhu or *tayammum*, and then she becomes *Haaez*, she will have to give Qadha for that Namaz. And in calculating the time, the extraneous things like praying quickly or slowly and other matters have to be considered individually. For example, if a woman who is not a traveller delays her Namaz of Zuhr, the Qadha will be obligatory for her if time eqhual to performing four rak'ats of prayers along with Wudhu or *tayammum* passes away from the exact time of Zuhr and then she becomes *Haaez.* And for one who is a traveller the passage of time equal to performing two rak'ats along with Wudhu or *tayammum* is sufficient.

478. If a woman is *Pak* from *Hayz* when the time for prayers is nearing its end, and has at her disposal time which suffices for Ghusl and performing one rak'at or more, she should offer the prayers and if she fails to do so she should offer its Qadha.

479. * If a *Haaez* finds that she does not have sufficient time for Ghusl, but she can offer prayers within the prescribed time after performing *tayammum*, the obligatory precaution is that she should offer that prayer with *tayammum*, and even if she did not offer that prayer it will be obligatory for her to offer its Qadha. Again, if *tayammum* is incumbent upon her due to other reasons, like, if water is harmful for her, she should perform *tayam-*

mum and offer that prayer, and if she does not offer it, she will have to give its Qadha.

480. If after becoming*Pak* from *Hayz*, a woman doubts whether or not she has time left for the prayers, she should offer the prayers.

481. * If after becoming *Pak* from *Hayz* a woman does not offer prayers under the impression that she does not have time to make necessary preparations for prayers and to offer even one rak'at, but understands later that she did have time for the purpose, she should offer Qadha.

482. It is Mustahab for a *Haaez* that when it is time for Namaz, she makes herself *Pak* by washing away blood, and changing the pad. Then she should make Wudhu or *tayammum*, whichever is applicable, and sit at the place meant for prayers facing *Qibla* and busy herself in recital, supplication and salutations (Salawat).

483. It is Makrooh for a *Haaez* to read the holy Qur'an, or keep it with herself, or touch with any part of her body the space between its lines. It is also Makrooh for her to dye her hair with*"henna"* or any other thing like it.

Types of Women in Hayz

484. There are six types:

- Woman having the habit of time and duration: A woman who sees blood in each of the two consecutive months at a particular time and for a fixed number of days. For example, in each month blood may be seen from the 1st up to the 7th of the month.
- Woman having the habit of time: A woman who sees blood in each of the two consecutive months at a particular time but the number of days varies. For example, in two consecutive months her blood starts coming on the 1st of the month but she becomes *Pak* on the 7th day in the first month and on the 8th day in the second month.
- Woman having the habit of duration: A woman who sees blood in each of the two consecutive months for a particular number of days but the time of commencement is not the same. For example, in the first month the blood is seen from the 5th to the 10th of the month and in the second month from the 12th to the 17th of that month.

- **Muztariba:** A woman who has seen blood for a few months but who has not formed a habit or whose former habit has been disturbed and has not formed a new one.
- **Mubtadiya:** A woman who sees blood for the first time.
- **Nasiya:** A woman who has forgotten her habit.

Some Further Details are Given Below About Haaez:

485. * **Women having the habit of time and duration are of two types:**
First, a woman who sees blood in two consecutive months at a particular time for a particular duration. For example, she sees blood on the 1st of each month and becomes *Pak* on the 7th of each month. Her habit of *Hayz* will be from first to seventh of every month.
Second, a woman who sees blood in each of the two consecutive months at a particular time and after 3 or more days she may be *Pak* for one or more days and the blood is seen again; but the total number of days during which the blood is seen as well as those during which she remains *Pak* does not exceed 10 days; and in each month the total number of days during which blood is seen, and the intervening days during which she is *Pak* must be same. In such a case the habit of the woman will be counted according to the days during which blood is seen, not including the intervening days during which she remained *Pak*. It is not, however, necessary that the intervening days during which she remains *Pak* should be identical in each month.For example, if in the 1st month blood is seen for 3 days from the 1st to the 3rd of the month and then she remains *Pak* for 3 days whereas in the 2nd month the blood comes for 3 days and then it stops coming for 3 days and is seen again for 3 days and the total number of days during which the blood is seen is six, then this woman will be classified as having a fixed habit of six days. If the number of days during which blood is seen varies in the second month, then she is one with fixed time but not fixed duration.

486. * If a woman who has a fixed habit of time, irrespective of whether she has a fixed habit of duration or not, sees blood on time or a day or two earlier that blood will be *Hayz* even if it does not bear the signs of *Hayz*. Therefore, she will act according the rules applied to a *Haaez.* And if it transpires that it was not *Hayz*, for example, if she becomes *Pak* before three days, then she should give Qadha for the acts of Ibadaat which she has left out.

---

487. * If a woman having the habit of time and duration sees blood during all days of her fixed habit plus a few days before and after, and if the total number of days does not exceed 10, all of it is *Hayz*. And if it exceeds 10 days, then only the blood seen during the days of habit is *Hayz* and the rest will be *Istihaza* , and she should give Qadha of the acts of worship which she did not perform during the days before and after her habit. And if she sees blood on all the days of her habit as well as a few days earlier, and if the total number of the days does not exceed 10, all of it is *Hayz*. And if it exceeds ten days, then blood seen during the days of habit will be *Hayz*, even if it did not have the signs of *Hayz*, and the blood seen earlier will be classified as *Istihaza* even if it had the signs of *Hayz*. She will offer Qadha for the prayers left out during those earlier days. And if she sees blood during her days of fixed habit plus a few

days after her habit, and if the total does not exceed ten days, all of it is *Hayz*. But if it exceeds ten days, then the blood seen during habitual days will be *Hayz*, and the rest is *Istihaza*.

488. * If a woman who has the fixed habit of time and duration, sees blood on some days of her habit and also a few days earlier and if the total number of days does not exceed 10 days, all of it is *Hayz*. And if the number of days exceeds 10 she will add the number of days within her habitual time to the earlier days and complete her fixed duration. Those will be the days of *Hayz*, and the rest will be *Istihaza*.

And if she sees blood during some of her habitual days plus some days later, and if the total number of days does not exceed ten, then all of it will be *Hayz*.

And if the total exceeds ten days then she will add the number of her habitual time to the later days so as to complete her fixed period of duration. These will then be the days of *Hayz*, and the rest will be classified as *Istihaza*.

489. * If a woman has a fixed habit of *Hayz* and if she sees blood for 3 days or more, and then it stops and is thereafter seen again, and the gap between the two discharges is less than 10 days, and if the total number of days in which blood was seen together with the intermediary period in which it stopped exceeds 10 days (e.g. when blood is seen for 5 days and then stops for 5 days and is again seen on the following 5 days) then it has various rules:-

---

If the blood, all or part thereof, seen in the initial days was during the days of her habit and the blood seen later in the second phase after her temporary state of being *Pak* did not come during the days of her habit, then she should treat her first blood to be *Hayz* and the second one as *Istihaza*.

- If the blood seen in the initial days is not during the days of her habit but the second blood, all or part therof was seen in the days of her habit, then she should treat the entire second blood to be *Hayz* and the first as *Istihaza*.

If she saw the first and the second blood during the days of her habit, and if the first blood did not last for less than 3 days, then that period along with the intervening days when she was *Pak* will be period of *Hayz*ovided that the total period covered by them does not exceed 10 days. And as per obligatory precaution, she will do all that a *Pak* lady does and refrain from all that a *Haaez* orbidden to do during the intervening period. And some of the blood which she continues to see after the days of her habit will be classified as *Istihaza*.But the blood which she may see a day or two earlier than her habitual time can be *Hayz*, as it customarily occurs in some cases of women with fixed habit. But if she finds that by counting the earlier discharge as *Hayz*, the blood which she saw in the second phase during her habitual period will be counted out of the ten days limit then she will consider the earlier discharge as *Istihaza*. For example, if her habit was to see blood on 3rd to 10th of every month, and during any one month the habit changed and she saw blood from 1st to 6th, and then remained *Pak* for two days. Thereafter, she saw blood again till 15th. The rule will be that the blood seen from 1st to 10th is *Hayz*, and that seen from 11th to 15th is *Istihaza*.

• If she sees the blood in both phases during her habitual days, but blood seen in the initial days is for less than three days, then it is plausible that she may add the days of earlier discharge to complete three days, and treat the period as *Hayz*. Then the second blood which also fell during habitual days will be counted as *Hayz*, provided that the total of the first and second phase, together with the intervening days of pause does not exceed ten days. In certain situations, she has to regard all the blood seen in the initial period as *Hayz*, but there are two conditions for that:-

(i)The discharge seen earlier than the habitual days must be customarily expected.

(ii)By considering the whole initial period as *Hayz*, blood seen in the second phase of habitual days is not excluded from ten days' maximum. For example, if a woman has a habit of seeing blood from 4th to 10th of every month, and she saw it earlier, say, from 1st to 4th, and then there was a brief period when blood stopped, say, for two days. And again it continued upto 15th. The rule is that all blood seen in the first phase is *Hayz*, and in the second one, blood seen upto the tenth will be *Hayz*. The rest will be *Istihaza*.

490. If a woman with fixed habit of time and duration fails to see blood in her habit, and sees it earlier or later, it will be considered as *Hayz* if it comes for the equal number of days, and bears the signs.

491. * If a woman who has the habit of time and duration sees blood in her habit for three or more days, but for less than her usual number of days and then her blood stops and thereafter is seen again for days equal to the number of days of her habit, she will treat the whole period, including the intervening days, as one *Hayz*, if it does not exceed ten days. But if the number of intervening days during which she is *Pak* from blood is ten days or more, then each period of bleeding will be regarded as a separate period of *Hayz*.And if the intervening gap is less than 10 days, but the total of first, second and intervening period exceeds ten days, then the first phase will be *Hayz*, and the second one *Istihaza*.

492. If a woman who has fixed habit of time and duration sees blood for more than 10 days, the blood which she sees during the days of her habit is *Hayz*, even though it may not have the signs of *Hayz*, and the blood which is seen after the days of her habit is *Istihaza* even though it may have the sign of *Hayz*. For example, if the blood of a woman whose habit is from the 1st to the 7th of the month is seen from the 1st to the 12th of a particular month, the blood which is seen during the first 7 days will be *Hayz* and that which is seen during the remaining 5 days will be *Istihaza*.

WOMEN HAVING THE HABIT OF TIME ONLY

Women having the habit of time are of two types:

493. First, a woman who sees blood in each of the two consecutive months on a given day, and then becomes *Pak* after a few days. The duration of blood varies in each month. For example, if the blood is seen on the 1st of each month but stops on the 7th in the first month and on the 8th in the second month, her habit of time will be the

first of every month.
Second, a woman who sees blood in two consecutive months on a given day, for, say 3 or more days and then it stops and thereafter is seen again, but the total number of days does not exceed ten days. However, the number of days during the 2nd month is either more or less than the days in the 1st month. For example, if the blood is seen on the 1st day of each of the two consecutive months but the total duration of days is 8 in the 1st month and 9 in the 2nd month, she should treat the 1st of the month to be her habit of time.

494. * If a woman who has the habit of time but the duration of her *Hayz* is not constant, sees blood on her habitual time or two or three days earlier, she will treat herself as *Haaez*, and act according to the details given in rule no. 486. But if the blood is seen much earlier, so much so that it would not be considered as customary, or if she sees it very late, she will treat herself as *Haaez* if the blood bears the signs of *Hayz*. Similarly, she will consider it as *Hayz* if she is sure that the bleeding will continue for three days, even if the blood bears no semblance of *Hayz*.
And if she is not sure whether this sort of bleeding will last for three days or not, then as per obligatory precaution, she will do all those acts which are wajib for a *Mustahaza,* and refrain from all those acts which are forbidden to *Haaez*.

495. * If a woman with the fixed habit of time sees blood on her habitual time for more than 10 days and if she is unable to determine the exact duration of *Hayz* from its signs, then as a precaution, she will follow the habit of her paternal or maternal relatives, irrespective of whether they are living or dead; provided that:
(i)the state of her relative does not differ sharply from her state. She, as a young and active person, cannot compare with the habit of an old lady,

---

or the one nearing menopause.
(ii) She does not compare herself to a woman in her family whose habit is totally different from the habit of the others in the family.
The above rule also applies to a woman of fixed habit of time who fails to see blood on time, and sees it out of the days of her habit for more than 10 days and is unable to discern from the signs.

496. * A woman with fixed habit of time cannot shift her *Hayz* to any period outside her habitual time. Therefore, if her commencing time is fixed on the first of every month, with a varying duration of five or six days, and then suddenly she sees blood for twelve days, and she is unable to recognise the signs to determine the duration of *Hayz*, she will take the first day of the month as the beginning and as for the duration, she will resort to the foregoing rule (495). And if she is aware of her final or middle days of habit, and if the total number of days exceeds ten, she will arrange the duration of *Hayz* in such a manner that her final or middle days fall within the habitual time.

497. * If a woman with a fixed habit of time sees blood for more than ten days, and is unable to determine the nature of blood as explained in rule no. 495, then she will be free to decide upon any number of days which she feels could be her days of *Hayz*. It is recommended that she fixes seven days, and in so doing she must keep in mind her

habit of commencement, as mentioned in the foregoing rules.

WOMEN HAVING THE HABIT OF FIXED DURATION

Women having the habit of duration are of two types:
498. * First, a woman whose duration of *Hayz* in two consecutive months is same but the commencing times differ. In such circumstances her habit of duration will be the number of days during which blood is seen. For example, if blood is seen from the 1st to the 5th of the 1st month and from the 11th to the 15th of the 2nd month her duration habit will be 5 days.
Second, a woman who sees blood in two consecutive months for 3 or more days, and then it stops for a day or two before it starts again, though the time of commencement of blood varies in the 2nd month from that of the 1st, her duration habit will be the number of days during which blood is seen, provided that the total number of the bleeding and *Pak* days does not

---

exceed ten and that the duration period in both the months remains equal. As a measure of precaution, in the intervening days, she will do all that is obligatory upon a lady who is *Pak*, and also refrain from all those acts which a *Haaez* is forbidden to do. For example, if during the 1st month she sees blood from the 1st to the 3rd day and then it stops for 2 days and then sees again for 3 days, and in the 2nd month she sees it from the 11th to the 13th and then it stops for 2 days and then sees it her duration habit will be six days. And if the duration in two consecutive months is not constant, like, if she sees blood for 8 days in the first month and for 4 days in the next, then a pause, and again bleeding starts making the total 8 days by including the intervening days, then such a woman cannot be classified as woman with fixed duration. She will be *Mudhtariba*, whose rules will be discussed later.

499. * If a woman with the fixed habit of duration sees blood for less or more days than her habitual duration, but the number of those days does not exceed 10 she should treat them as *Hayz*. And if it exceeds 10 days and the nature of blood remains same throughout, then she will calculate her habitual duration from the day bleeding began, and treat it as *Hayz*. But if the nature of blood changes, with some days showing signs of *Hayz* and others showing signs of *Istihaza*, then there can be three possibilities:-
(i)if the number of days in which blood shows signs of *Hayz* tallies with the habitual duration, then she will take those days as of *Hayz*, and the rest as *Istihaza*.
(ii)if the number of days in which blood shows signs of *Hayz* exceeds her habitual duration, then she will take her habitual duration as *Hayz*, and the rest as *Istihaza*.
(iii)if the number of days in which blood shows signs of *Hayz* is less than her habitual duration, she will add some days to complete her duration and take that period as *Hayz*, and treat the rest of the days as of *Istihaza*.

Mudhtaribah
500. * *Mudhtaribah* is a woman who may have seen blood for some months, but did not form a fixed habit, neither of time nor of duration. If such a woman sees blood for more than 10 days, and if the nature of blood remains same, either resembling *Hayz* or *Istihaza*, then she will be classified among those women who, despite fixed habit of

time, see blood in unusual period, and is also unable to distinguish the signs of one from the other.

As a measure of precaution, she will refer to the prevailing habits among her relatives and adopt it. And if that is not possible, she will fix any reasonable number, neither less than 3 days nor more than ten days, as explained in rules nos.495 and 497.

501. * If *Mudhtaribah* sees blood for more than ten days, and if for some days the blood has the signs of *Hayz* and during other days has the signs of *Istihaza*, and if the blood which has the signs of *Hayz* is not less than 3 days nor more than 10 days, then all of it is *Hayz*. The rest will be *Istihaza*.
And if the blood bearing the signs of *Hayz* is for less than 3 days or more than 10 days, she will follow the rule explained in the foregoing clause for the sake of determining the number of days in *Hayz*.
And if after having determined her *Hayz* period, she again sees blood before completing 10 days of being *Pak*, again with the signs of *Hayz*, she will treat this new emission as *Istihaza*.

Mubtadea
502. * *Mubtadea* is a woman who sees blood for the first time. If she sees it for more than ten days and all the blood has common signs then she should refer to the prevailing habit among her relatives and consider her corresponding duration as *Hayz* and the rest as *Istihaza*, keeping in view two provisions in rule no. 495. And if even that seems impossible, then she will be free to fix a certain duration as explained in rule no. 497.

503. * If a *Mubtadea* sees blood for more than ten days, some bearing the signs of *Hayz* and other that of *Istihaza*, and if the blood with the signs of *Hayz* is seen for not less than three and not more than ten days, then all that blood is *Hayz*. But if she sees blood again before the expiry of ten days and even that blood resembles *Hayz*, for example, if dark blood is seen for five days and yellowish blood is seen for nine days, and dark blood is seen again for five days, then she should treat the first blood as *Hayz* and the rest as *Istihaza*, as explained in the case of *Mudhtaribah*.

504. * If a *Mubtadea* sees blood for more than 10 days, some of which bearing signs of *Hayz* and other having signs of *Istihaza*, and if the blood with the signs of *Hayz* is seen for less than 3 days, she will treat it as *Hayz*, and for determining the duration of it she will follow as stated in rule no. 501.

Nasiya
505. * Nasiya is a woman who has forgotten her habit of time and duration, and such women are of various types.
One of them is a woman who had a fixed habit of duration, and has now forgotten it. If she sees blood for three or more days, not exceeding ten, she will treat all of it as *Hayz*.
But if she sees blood for more than ten days, then she is classified as *Mudhtaribah*,

and she will follow rule nos. 500 and 501, with one difference. While determining her duration, she must know that the duration she is fixing is not less than her usual habit, nor can she fix a longer duration than her usual habit.
Similar is the case of a woman who had a fixed duration, but it slightly varied each month, for example, she saw blood for six days, and at times for seven days in a month. Such a woman, if she is unable to decide on the basis of signs, or the habit of her relatives etc. then she should fix her duration within the limits of six and seven days.

Various Rules Related to Hayz

506. * If a *Mubtadea*, a *Mudhtaribah*, a *Nasiya* and a woman with the fixed habit of duration, see blood with the signs of *Hayz*, or are certain that the discharge would last for three days, they must abandon the obligatory prayers. But if they later understand that it was not *Hayz*, they have to give the Qadha of the prayers they did not perform.

507. If a woman has a fixed habit of *Hayz*, either of time or of duration or of both, and if she sees blood for two consecutive months contrary to her usual habit in which she finds that the time, the duration or both coincide then she has formed a new habit. For example, if previously she saw blood from 1st to 7th of a month but during these two months she saw it from the 10th to 17th, then the period from 10th to 17th of the month will be her new habit.

508. One month" means the expiry of 30 days from the date of commencement of *Hayz* and not the period from the first to the last date of a month.

509. If a woman usually sees blood once in a month, but in a particular

---

month she sees it twice with signs of *Hayz*, and if the number of intervening days during which she remained *Pak* is not less than 10 she should treat both as periods of *Hayz*.

510. If a woman sees blood with signs of *Hayz* for 3 or more days and thereafter for 10 or more she sees blood with the signs of *Istihaza* and again she sees blood with signs of *Hayz* for 3 days, she should treat the first and last bleeding as *Hayz*.

511. * If a woman becomes *Pak* before the expiry of 10 days and feels that there is no blood in her interior part she should do *Ghusl* for the acts of worship although she may have a feeling that blood might appear once again before the completion of 10 days. And if she is absolutely sure that she will see blood before the lapse of 10 days, even then, as a matter of precaution, she should do Ghusl and perform her Ibadaat, but she will refrain from doing those acts which are forbidden to a *Haaez*.

512. * If a woman becomes *Pak* before 10 days but feels that there might be blood in her interior part, she should insert cotton and wait for some time to find out. If she finds out that she has become *Pak* she should take bath and perform her acts of worship. And if she finds out that she has not become *Pak* totally, and she does not have a fixed habit of *Hayz* or if her habit is 10 days, or if she has a fixed duration which is not yet completed, then she will wait. If she becomes *Pak* before ten days,

she will do *Ghusl*. If she becomes *Pak* on completion of 10 days, or if her bleeding exceeds ten days, then she will do *Ghusl* at the end of tenth day.
And if her habit is for less than 10 days, and she is sure that the blood will cease before ten days are over, or by the end of the tenth day, she must not do *Ghusl* till then. And if she has a feeling that her bleeding might exceed ten days, it is a recommended precaution that she avoids acts of worship for a day, or upto the tenth day. But this rule applies to those women who have had continuous bleeding before the days of her habit. Otherwise, it is not permissible to neglect Ibadaat after the days of habit are over.

513. If a woman treats the blood she saw during certain days as *Hayz* and did not perform her acts of worship and comes to know later that it was not

---

Hayz, she should give Qadha of the lapsed prayers, and fasts, which she left out. And if she performs acts of worship under the impression that the blood is not *Hayz* but realises later that it was *Hayz*, then the fasts kept in those days will be void and therefore she should give Qadha of those fasts.

Nifas

514. From the time when the child birth takes place, the blood seen by the mother is *Nifas*, provided that it stops before or on completion of the tenth day. While in the condition of *Nifas*, a woman is called *Nafsa*.

515. The blood which a mother sees before the appearance of the first limb of the child is not *Nifas*.

516. It is not necessary that the baby is fully grown. Even if a deficient baby is born, the blood seen by the mother for ten days will be *Nifas*. The term 'Child birth' must be applicable to it.

517. It is possible that *Nifas* blood may be discharged for an instant only, but it never exceeds 10 days.

518. If a woman doubts whether she has aborted something or not, or whether the thing aborted is a child or not, it is not necessary for her to investigate, and the blood which is discharged in this situation is not *Nifas*.

519. On the basis of precaution, halting or pausing in a masjid and other acts which are haraam for a *Haaez* are also haraam for a *Nafsa* and those acts which are obligatory for a *Haaez* are also obligatory for a *Nafsa*.

520. Divorcing a woman who is in the state of *Nifas* and having sexual intercourse with her is haraam. However, if her husband has sexual intercourse with her it does not involve any Kaffara.

521. * When a woman becomes *Pak* from *Nifas*, she should do Ghusl and perform acts of worship. And if she sees blood again, once or often, and the total number of days on which blood is seen and the intervening days during which she remains *Pak* is

10 or less than 10, then all of it will be *Nifas*. In the intervening days, as a precaution, she will perform all that is obligatory

---

for a *Pak* woman and also refrain from all acts which are forbidden to a woman in *Nifas*. So, if she had kept fasts, she will give their Qadha.

And if the blood which she saw later exceeds ten days then there can be two situations:

if the woman does not have a fixed habit of duration, then she will count the first ten days as *Nifas*, and the rest as *Istihaza*.

and if she has fixed habit of duration, then, as a precaution, the blood which she sees after the habitual days of duration will require her to act as a *Mustahaza*, and also avoid all that is forbidden to a woman in *Nifas*.

522. If a woman becomes *Pak* from *Nifas*, but feels that there might be blood in the interior part, she should insert some cotton, and wait till she finds out. If she finds herself *Pak* then she should do *Ghusl* for the acts of worship.

523. * If *Nifas* blood is seen by a mother for more than 10 days and she has a fixed habit of *Hayz*, then her *Nifas* will be equal to the duration of *Hayz* and the rest would be *Istihaza*. And, if she does not have a fixed habit of *Hayz*, she would take ten days as those of *Hayz*, and treat the rest as *Istihaza*.

For a woman who has a fixed habit of *Hayz*, it is a recommended precaution to act as a *Mustahaza* from the day after her habit is over, and at the same time refrain from acts forbidden to one in *Nifas* till 18th day. And for a woman with no fixed habit of *Hayz*, this recommended precaution applies from the tenth to the eighteenth day since the child birth.

524. * If the habit of *Hayz* of a woman is less than 10 days and blood is seen for more days than the days of her *Hayz*, she should treat the days equal to the days of her *Hayz* as *Nifas*. After that, she has a choice either to leave out her Namaz or act according to the rules of *Istihaza*, but it is better to leave out Namaz for a day. And if the blood continues to be seen even after 10 days, then all the days in excess of her habit, upto the tenth day, will be *Istihaza* and she should give Qadha of the acts of worship which she did not perform during those days. For example, if the *Hayz* duration of a woman has always been 6 days and her blood comes for more than 6 days, she should treat 6 days as *Nifas* and on the 7th, 8th, 9th and 10th day, it will be her choice either to abstain from all acts of worship or adopt the rules of *Istihaza*. And if she sees blood for more than ten days, all the days in excess of her habitual duration of *Hayz* will be treated as the days of *Istihaza*.

---

525. * If a woman, with a fixed habit of *Hayz* sees blood continuously for a month or

more after giving birth to a child, the blood seen for the days equal to her *Hayz* habit will be *Nifas*, and the blood seen after that for ten days will be *Istihaza*, even if it coincides with the dates of her monthly *Hayz*.
For example, there is a woman whose fixed *Hayz* habit is from 20th to 27th of every month.
She gives birth on the 10th of a given month, and she continues to see blood for a month or more; her *Nifas* will be seven days, equal to her *Hayz* days, and will be from 10th to 17th of that month; now, the blood which she continues to see from the 17th onwards for ten days will be *Istihaza*, even though it falls in her days of *Hayz* habit.
After the lapse of 10 days, if bleeding continues, then it is *Hayz* if it falls in the days of habit, irrespective of whether it has the signs of *Hayz* or not.
And if bleeding does not occur in the days of *Hayz* habit, she will wait till the days of her habit, even if it means waiting for a month or more and even if blood has the signs of *Hayz*.
And if she has no fixed habit of commencement time of *Hayz*, she should make an effort to recognise her *Hayz* by its signs; and if that is not possible, because the blood seen after *Nifas* remains of one type for a month or more, then she will adopt the habit prevailing among her relatives to determine the days of *Hayz*. And, if that also is not possible, then she has an option of fixing her days of *Hayz*. These details have been dealt with in the discussions about *Hayz*.

526. * If a woman does not have a fixed habit of duration, and if after giving birth she sees blood continuously for a month or more, the rules contained in no. 523 will apply to the first 10 days; and as for the next 10 days it is *Istihaza*. And as regards the blood seen thereafter, it can be either *Hayz* or *Istihaza*, and in order to ascertain whether it is *Hayz*, she will follow the rule stated in the foregoing clause.

Ghusl for Touching a Dead Body

527. If a person touches a human dead body which has become cold and has not yet been given Ghusl (i.e. brings any part of his own body in contact with it) he should do Ghusl regardless of whether he touched it while asleep or awake, voluntarily or otherwise. Ghusl will also be wajib if his nail or bone touches the nail or bone of the dead body. However, Ghusl is not obligatory if one touches a dead animal.

528. If a person touches a dead body which has not become entirely cold, Ghusl will not be wajib, even if the part touched has become cold.

529. * If a person brings his hair in contact with the body of a dead person, or if his body touches the hair of the dead person, or if his hair touches the hair of the dead person, Ghusl will not become obligatory.

530. * If a person touches a dead child or a foetus in which life has entered, then Ghusl for touching it will be obligatory. Hence, if a still-born child whose body has become cold, comes in contact with the outer part of its mother's body, the mother should do Ghusl for touching the dead body. In fact, as an obligatory precaution, she should do Ghusl even if the child has not touched the outer part of her body.

531. * A child who is born after its mother has died, and her body has become cold,

and if it touches any outer part of mother's dead body, it should do Ghusl on attaining the age of puberty. In fact, it should do Ghusl, as a precaution, even if it did not touch the mother's body.

532. If a person touches a dead body after it has been given three obligatory Ghusls, Ghusl for touching will not be wajib. However, if he touches any part of the dead body before the completion of 3 Ghusls he should do Ghusl for touching the dead body, even if the 3rd Ghusl of that part which he has touched may have been done.

---

533. If an insane person or a minor touches a dead body, the insane person would do Ghusl when he becomes sane, and similarly the minor child would do Ghusl when he attains the age of puberty.

534. * If a part is separated from a living person, or from a dead body which has not yet been given Ghusls, and a person touches that separated part he does not have to do any Ghusl even if that separated part contains bones.

535. * It is not obligatory to do Ghusl for touching a separated bone which has not been given Ghusl, whether it has been separated from a dead body or a living person. The same rule applies to touching the teeth which have been separated form a dead body or a living person.

536. The method of doing Ghusl for touching the dead body is the same as of Ghusl for Janabat. However, for a person who has done Ghusl for touching a dead body, the recommended precaution is that he should perform Wudhu if he wants to pray.

537. One Ghusl is sufficient for one who touches several corpses or touches the same corpse a number of times.

538. A person who has not done Ghusl after touching a dead body is not prohibited from halting or pausing in a masjid or from having sexual intercourse with his wife, or from reciting the verses of the holy Qur'an which have obligatory Sajdah. However, he should do Ghusl for offering prayers or for other similar acts of worship.

Rules Related to a Dying Person

539. A Muslim who is dying, whether man or woman, old or young, should, as a measure of precaution, be laid on his/her back if possible, in such a manner that the soles of his/her feet would face the *Qibla* (direction towards the holy Ka'bah)

540. It is recommended that the dead body should be laid facing the *Qibla* during the Ghusls. However, when Ghusls are completed, it is better to lay it the same way as it is laid when prayers are offered for it.

541. * It is an obligatory precaution upon every Muslim, to lay a dying person facing the *Qibla*. And if the dying person consents to it, there is no need to seek the

permission for it from the guardian. Otherwise, the permission must be sought.

542. It is recommended that the doctrinal testimony of Islam (Shahadatain) and the acknowledgement of the twelve Imams and other tenets of faith should be inculcated to a dying person in such a manner that he/she would understand. It is also recommended that these utterances are repeated till the time of his/her death.

543. It is recommended that the following supplications should be read over to a dying person in such a manner that he/she would understand: *Allahhummaghfir liyal kathira mim ma'asika waqbal minniyal yasira min ta'atika ya man yaqbalul yasira wa ya'afu 'anil kathir, Iqbal minniyal yasira wa'fu 'anniyal kathir. Innaka antal 'afuwwul Ghafur. Alla hum mar hamni fa innaka Rahim.*

544. It is Mustahab to carry a person experiencing painfully slow death to the place where he used to offer prayers, provided that it does not cause him any discomfort.

545. If a person is in the throes of death it is Mustahab to recite by his side Surah Yasin, Surah as-Saffat, Surah al-Ahzab, Ayat al-Kursi and 54th verse of Surah al-A'raf and the last three verses of Surah al-Baqarah. In fact it is

---

better to recite as much from the holy Qur'an as possible.

546. * It is Makrooh to leave a dying person alone or to place a weight on his stomach, or to chatter idly or wail near him or to let only women remain with him. It is Makrooh to be by his/her side in the state of Janabat or Hayz.

Rules to Follow After the Death:

547. * It is Mustahab that the eyes and lips of a dead person be shut, its chin be tied, its hands and feet be straightened and to spread a cloth over it. If a person dies at night it is Mustahab to light the place where he/she is, to inform Momineen to join the funeral, and to hasten the burial. But if, they are not sure of his/her death, they should wait till they are certain. Moreover, if the dead person is a pregnant woman and there is a living child in her womb, her burial should be delayed till such time that her left side is cut open and the child is taken out and then to sew her side.

The Obligation of Ghusl, Kafan, Namaz and Dafn

548. * Giving Ghusl, Kafan, Hunoot, Namaz, and burial to every dead Muslim, regardless of whether he/she is an Ithna-Asheri or not, is wajib on the guardian.The guardian must either discharge all these duties himself or appoint someone to do them. And if anyone performs these duties, with or without the permission of the guardian, the guardian will be relieved of his responsibility.
And if the dead person had no guardian, or if the guardian refuses to discharge his duties, then these duties will be obligatory upon all equally, as Wajib-e-Kifaee which means if some people undertake to fulfil the obligation, others will be relieved of the responsibility. And if no one undertakes to do so, all will be equally sinful. And when a guardian refuses to discharge his duty, seeking his permission has no meaning.

549. If a person undertakes to fulfil the obligations to a dead body it is not obligatory

on others to proceed for the same. However, if that person leaves the work half done, others must complete them.

550. * If a person is certain that others are fulfiling their obligations properly, then it is not obligatory for him to proceed for the purpose. However, if he is

---

in doubt or has suspicion, then he should take necessary steps.

551. If a person is certain that Ghusl, Kafan, Namaz or burial of a dead body has been performed incorrectly, he should proceed to do them correctly again. But if he just feels that probably the duties were not correctly discharged, or if he has a mere doubt, then it is not obligatory to undertake the work.

552. * The guardian of a wife is her husband. And in other cases, men who inherit the dead person according to the categories which will be explained later, will take precedence over each other. However, to say that the father of the deceased takes precedence over the son, the grandfather over the brothers, or full brothers over half-brothers or the paternal uncles over the maternal uncles, is a ponderable issue, and one should act with caution as the situation demands.

553. * A minor or an insane person does not qualify for guardianship in matters related to the dead person; similarly, an absent person who can neither attend to the duties himself, nor appoint someone to do them, has no authority as a guardian.

554. * If a person claims that he is the guardian of the dead person, or that the guardian of the dead person has given him permission to carry out its Ghusl, Kafan and Dafn, or if he claims that he is the appointed executor of the dead person in the matter of its final rituals, his claim will be accepted, provided that he is reliable, or that the corpse is in his possession, or that two Adils testify to his statement.

555. * If a dead person appoints someone other than his guardian to carry out his Ghusl, Kafan, Dafn and Namaz, then he will be the rightful person to fulfil those obligations. And it is not necessary that the person whom the deceased has appointed to carry out the duties personally should accept the will. However, if he accepts it he should act accordingly.

The Method of Ghusl of Mayyit

556. It is obligatory to give three Ghusls to a dead body. The first bathing should be with water mixed with "Sidr" (Beri) leaves. The second bathing should be with ater mixed with xamphor and the third should be with unmixed water.

557. The quality of "Sidr" leaves and comphor should neither be so much that the

water becomes mixed (Mudhaaf), nor so little that it may be said that " Sidr" leaves and comphor have not been mixed with water.

558. If enough quantity os "Sidr" leaves and comphor is available, then whatever quantity available should be mixed with water.

559. * If a person dies while he is in the state of *Ihram* his dead body should not be washed with water mixed with comphor. Instead of that, pure unmixed water should be used . However, in the following two situations, water with camphor should be used:
(i) If he or she dies in Hajj Tamattu' after completing Saee';
(ii) and if it is Hajj Qiran or Ifrad, he died after having shaved the head

560. * If "Sidr" leaves and camphor or either of these things is not available or its use is not lawful (e.g. if it has been unsurped) the dead body should be given Ghusl, on the basis of precaution, with pure, unmixed water instead of the Ghusl which is not possible, and it should also be given one *tayammum*

561. * A person who gives Ghusl to a dead body should be a Muslim, perferable a Shia Ithna Asheri, adult and sane, and should know the rules of Ghusl. And if an intelligent, didcerning boy or girl, who is not yet baligh, gives Ghusl correctly, it will be sufficient. And if the deceased belongs to a sect other than Shia Ithan Asheri, and if he or she is given Ghusl according to the rules of his or her sect by a person of his or her sect, then the Shia Ithan Asheri momin will be relieve of the responsibility, except if he is the guardian.
562. * One who gives Ghusl to the dead body should perform the act with

---

the niyyat of Qurbat, that is, obedience to the pleasure of Allah.

563. * Ghusl to a Muslim child, even illegitimate, is obligatory. But the Ghusl, Kafan, Dafan of the a non Muslim who has been insane since childhood and has grown up without having recovered..

564. * If a foetus of 4 months or more is still-born it is obligatory to give it Ghusl, and even if it has not complete four months, but it has formed features of a human child, it must be given absent, the foetus will bewrapped up in a cloth and buried without Ghusl.

565. * It is unlawful for a man to give Ghusl to the dead body of a woman and for a woman to give Ghusl to the dead body of a man. Husband and wife can, however, give Ghusl to the dead body of each other, although the recommended precaution is that they should also avoid doing so, in normal circumstances.

566. * A man can give Ghusl to the dead body of a little girl and similarly a woman can give Ghusl to the dead body of a little boy.

567. * If no man is available to give Ghusl to the dead body of a man, his kinswomen who are also his mahram (one with whom marriage is prohibited e.g. , mother, sister,

paternal aunt and maternal aunt) or those women who become his mahram by way of marriage or sucking can give Ghusl to his dead body. Similary if no woman is available to give Ghusl to the dead body of a woman her kinsmn who are also her mahram or or have become by marriage can give Ghusl to her dead body. In either case, it is not obligatory to cover the body except the private parts; though doing so is preferred.

568. * If a man gives Ghusl to the dead body of a man, or a woman to the dead body of a woman, it is permissible to keep the body bare, except the private parts. But it is better to give Ghusl from under the dress.

569. It is haraam to look at the private parts of corpse and if a person giving

---

Ghusl looks at them, he commits a sin, though the Ghusl will not be void.

570. * If there is AYN Najasat on any parts of the dead body, it is obligatory to first remove it before giving Ghusl. And it is preferred that before the corpse is given Ghusl, it should be clean and free from all other najasat.

571. * Ghusle for a dead body is mimilar to Ghus of Janabat. And the obligatory precaution is that a corpse should not be given Ghusl by Irtimasi, that is, immersion, as long as it is possible to give Ghusl by way of Tartibi. And even in the case of Tartibi Ghusl it is necessary that the body should be washed on the right side first, and then the left left side. And the recommended precaution is that, if possible, none of the three parts of the body be immersed in the water. Instead water should be poured on the dead body.

572. * If someone dies in the state of Hayz or Janabat it is is not necessary to give him/ her their respective Ghusls. The Ghusl given to the dead body will suffice.

573. * As a preaution, it is haraam to change any fee for giving Ghusl to the dead. And if someone gives Ghusl with a intention of earning and without the Niyyat of *Qurbat*, then the Ghusl will be void. However, it is not unlawful to charge for the preliminary preparations before Ghusl.

574. * There is no rule for *Jabirah* in Ghusl of Mayyit, so if water is not available or there is some other valid excuse for abstaining from using water for the Ghusl, then the dead body should given one *tayammum* instead of Ghusl. As a recommended precaution, three *tayammum* may be given, and in one of the *tayammum*, there should be a *Niyyat* of *" ma-fizzimmah"*. This means that a person giving *tayammum* resolves that this *taymmum* is given to absolve him of his responsibility.

575. A person giving tayammum to the dead body should strike his own palms on earth and then wipe them on the face and back of the hands of the dead body. And the obligatory precaution is that he should, if possible, use the hands of the dead for its *tayammum* .

Rules Regarding Kafan

576. The body of a dead Muslim should be given *Kafan* with three pieces of cloth; a loin cloth, a shirt or tunic, and a full cover.

577. * As a precaution, the lion cloth should be long enough to cover the body from the navel up to the knees, better still if it covers the body from the chest up to the feet. As a orecaution, the shirt should be long enough to cover the entire body from the top of the shoulders up to the middle of the calf, and better still if it reaches the feet, As a precaution, the sheet cover should be long enough to conceal the whole body, so that both its ends could be tied. Its breadth should be enough to allow ones side to overlap the other.

578. The wajib portion of the loin cloth is that which covers from navel up to the knwee and wajib portion of a shirt is that which covers from the shoulder up to the middle of the calf of the legs. Whatever has been mentioned over and above this is the Mustahab part of the *Kafan*

579. * The Wajib quantity of *Kafan* mentioned in the above rule should be financed from the estate of the deceased, and a reasonable quantity to cover the Mustahab may also be charged to the estate, if the status of the deceased demands. But as a recommended precaution, the Mustahab parts of *Kafan* should not be changed to the shares of minor heirs.

580. * If a person makes a will that the Mustahab quantity of the *Kafan* (as mentioned in two foregoing rules) should be paid from the 1/3 of his / her estate, he /she has made a will that 1/3 of the estate should be spent for himself or herself but has not specified the type of its expenditure, or has specified it for only a part of it, then the Mustahab quantity of *Kafan* can be taken from 1/3 of the estate.

581. * If the deceased has not made a will that *Kafan* may be paid for from the 1/3 of his estate and if they wish to take it from the estate, they must not

---

draw more than what has been indicated in rule no. 579. And if they procured a *Kafan* which is unusually expensive, then the extra amount paid for it should not be charged to the estate. However, if his baligh heirs agree to pay from their shares of inheritance, then the sum can be deducated to the extent agreed.

582. The *Kafan* of a wife is the responsibility of her husband even if she owns her own wealth. Similarly, if a woman is given a revocable divorce and she dies before the expiry of her *Iddah*, her husband should provide her *Kafan* . And if her husband is not adult or is insane, the guardian of the husband should provide *Kafan* for the wife from his property.

583. * It is not obligatory for the relatives of deceased to provide his *Kafan* even if they were his dependents during his life time.

584. *As a precaution, it must be ensure that each of the three pieces used for *Kafan* is not thin as to show the body of the deceased. However, if the body is full concealed when all the three pieces are put together, then it will suffice.

585. * *Kafan* for a dead person must not be a unsurpep one, that is, unlawfully appropriated. If nothing else but the unsurped *Kafan* is available, then the body will be buried without kafan. In fact, the unsurped *Kafan* should removed even if the body has already been buried, except in some special situations, which cannot be discussed here.

586. * It is not permissible to give a *Kafan* which is najis, or which is made of pure silk, or which is woven with gold, except in the situation of helplessness, when no alternative is to be found.

587. It is not permissible to give *Kafan* made of hide or skin or skin of a dead Najis animal, in normal ciecumstances. In fact, even the skin of a dead *Pak* animal, or *Kafan* made of wool or fur from the animal whose meat is haraam to eat should not be used in normal circumstances. (By the term 'dead' is meant an animal who has not been slaughtered according to Shariah). But *Kafan* made of wool, fur or skin of a slaughtered halal animal can be used for the pur-

---

pose. However, it is a recommended precaution to avoid them.

588. If the *Kafan* becomes *Najis* owing to its own najasat, or to some other najasat, and if the *Kafan* is not lost totally, its najis part should be washed or cut off, even after the dead body has been placed in the grave. And if it is not possible to wash it, or cut it off, but it is not possible to wash it, or cut it off, but it is possible to change it, then it should be changed.

589. If a person who is wearing *Ihram* for Hajj or Umra dies, he should be given *Kafan* like all others and there is no harm in covering his head and face.

590. It is Mustahab that one keeps one's *Kafan* and " Sidr" leaves and camphor ready during lifetime.

Rules of Hunut

591. * After having given Ghusl to a dead body it is wajib to give *Hunut*, which is to apply camphor on its forehead, both the palms, both the knees and both the big toes of its feet. It is not necessary to rub the camphor, it must be seen on those parts. It is Mustahab to apply camphor to the nose tip also. Camphor must be powded and fresh, and if it is so stale it has lost its frangrance, then it will not suffice.

592. * The recommended precaution is that camphor should first be applied on the forehead of the decead. It is not necessary to observe sequence while applying camphor to other parts mentioned above.

593. * It is better that *Hunut* is given before *Kafan*, although there is no harm in giving *Hunut* during *Kafan* or even after.

594. * It is not permissible to administer *Hunut* to a person who died in the state of *Ihram* for Umrah and Hajj, except in circumstances explained in rule no 559.

595. * Though it is haraam for a woman to perfume herself if her husband has died and she is in *Iddah*, but if she dies in *Iddah*, it is obligatory to give

---

her *Hunut* .

596. * As a recommended precaution, purfumes like musk, ambergris and aloes-wood ('Ud) should not be applied to the dead body, and these things should not be mixed with camphor.

597. It is Mustahab to mix a small quantity of *Turbat* (soil of the land around the shrine of Imam Husayn) with camphor, but it should not be applied to those parts of the body, where its use may imply any disrespect. It is also necessary that the quantity of *Turbat* is not much, so that the indentity of camphor does not change.

598. * If comphor is not available or the quantity available is just sufficient for Ghusl only, then it is not wajib to apply *Hunut*. And if it is in excess of the requirement for Ghusl but is not sufficient for administering *Hunut* to all the parts, then as a precaution camphor will be applied on the forehead of the dead body first and the remainder, if any, will be applied to other parts.

599. * It is also Mustahab that 2 pieces of fresh and green twings are placed in the grave with the dead body.

Rules of Namaz-e-Mayyit

600. It is obligatory to offer Namaz-e-Mayyit for every Muslim, as well as for a Muslim child if it has completed 6 years of its age.

601. * If a child had not completed 6 years of its age, but it was a discerning child who knew that Namaz was, then as an obligatory precaution, Namaz-e-Mayyit for it should be offerred. If it did not know of Namaz, then the prayers may be offerred with the Niyyat of *Raja*. However, to offer Namaz-e-Mayyit for a still born child is not Mustahab.

602. Namaz-e-Mayyit should be offered after the dead body has been given Ghusl,

Hunut and *Kafan* and if it is offered before or during the proformance of these acts, it does not suffice, even if it is due to forgetfulness or on account of not knowing the rule.

603. It is not necessary for a person who offers Namaz-e-Mayyit to be in Wudhu or Ghusl or *tayammum* nor is it necessary that his body and dress be *Pak* Rather there is no harm even if his dress is unsurped one. However, it is better that while offering this Namaz one should observe all the formal rules which are normally observe in other prayers.

604. One who offers Namaz-e-Mayyit should face the *Qibla*, and it is also obligatory that at the time of Namaz-e-Mayyit, the dead body remains before him on its back, in a manner that its head is on his right and its feet on his left side.

605. * As a recommended precaution, the place where a man stands to offer Namaz-e-Mayyit should not be a usurped one, and it should not be higher or lower than the place where the dead body is kept. However, its being a little higher or lower is immaterial.

606. The person offering Namaz-e-Mayyit should not be dstant from the dead body. However, if he is praying in a congregation, then there is no

---

harm in his being distant from the dead body in the rows which are connected to each other.

607. * In Namaze-eMayyit, one who offers prayers should stand in such a way that the dead body is in in front of him, except if the Namaz is prayed in JAma'at and the lines extend beyond on the both sides, then praying away from the dead body will not be objectionable.

608. As a precaution, there should be no curtain or wall or any other obstruction between the dead body and the person offering Namaz-e-Mayyit. However, there is no harm if the dead body is in a coffin or in any other similar thing.

609. * The private parts of the dead body should be concealed when Namaz-e-Mayyit is being offered. And if it was notpossible to give *Kafan*, even then at least its private parts should be covered with a board or brick or any similar thing.

610. A person should be standing while offering Namaz-e-Mayyit and should offer it with Niyyat of *Qurbat*, specifying the dead person for whom he is praying. For example, he should make his intention thus: *Iam offering Namaz for this dead person in compliance with the pleasure of Allah."*

611. If there is no one who is capable of praying Namaz-e-Mayyit while standing, then it can be offered while sitting.

612. If the deceased had made a will that a particular person should lead the prayers for him the recommended precaution is that such person should take permission from

the guardian of the dead person.

613. It is Makrooh to repeat Namaz-e-Mayyit a number of times, unless the dead person was an *Aalim* and pious one, in which case it is not Makrooh.

614. * If a dead body is buried without Namaz-e-Mayyit, either intentionally or forgetfully, on account of an excuse, or if it transpires after its burial that the prayers offerred for it was void, it will not be permissible to dig up

---

the grave for praying Namaz-e-Mayyit. There is no objection to praying, with the *Niyyat of Raja',* by the graveside, if one feels that the decay has not yet taken place.

Method of Namaz-e-Mayyit

615. There are 5 *takbirs* (saying *Allahu Akbar*) in Namaz-e-Mayyit and it is sufficient if a person recites those 5 *takbirs* in the following order:

- After making *Niyyat* to offer the prayers and pronoucing the 1st takbir he should say: *Ash hadu an la ilaha illawa ashhadu anna Muhammadan Rasulullah* (I bear witness that there is no god but Allah and that Muhammad is Allah's Messenger).
- After the 2nd takbir he should say: *Alla humma sali' ala Muhammadin wa 'ali Muhammad.* (O ' Lord Bestow peace and blessing upon Muhammd and his progeny).
- After the 3rd takbir he should say: *Allah hummaghfir lil mu'minina wal mu'minat*. (O' Lord ! Forgive all believers - men as well as women.)
- After the 4th takbir he should say: *Alla hummaghfir li hazal mayyit*. (O' Lord ! Forgive tghis dead body). If the dead person is a woman, he would say: *Alla hummaghfir li hazihil mayyit*.

Thereafter he should pronouce the 5th takbir.
It is, however, better that he should pronounce the following supplications after the takbirs respectively:
After the 1st takbir: *Ash hadu an la ilaha illallahu wahdahu la sharika lah. Wa Ashhadu anna Muhammadan 'abduhu wa Rasuluh, arsalahu bil haqqi bashiran wa naziran bayna yada yis sa'ah*.
After the 2nd takbir: *Alla humma sali 'ala Muhammadin wa Ali Muhammad wa barik ' ala Muhammadin wa Ali Muhammad warham Muhammadan wa Ala Muhammadin ka afzali ma sallayta wa barakta wa tarah hamta ' ala Ibrahima wa Ali Ibrahim innaka Hamidun Majid wa sali ' ala jami'il ambiya ' iwal-mursalina wash-shuhada'i was-siddiqina wa jami'i' ibadillah his-salihin*.
After the 3rd takbir: *Alla hum maghfir lil mu'minina wal mu'minat wal muslimina wal muslimat, al ahya'i minhum wal amwat tabi'baynana wa baynahum bil khayrati innaka mujibud-da'wat innaka ' ala kulli shy'in Qadeer*.
After the 4th takbir: *Alla humma inna haza ' abduka wabnu ' abdika wabnu amatika nazala bika wa anta khayru manzulin bihi Alla humma inna la na' lamu*

---

minhu illa khayra wa anta a'alamu bihi minna. Alla humma in kana mohsinan fa zid fi ihsanihi wa in kana musi'an fatajawaz anhu waghfir lahu. Alla hummaj' alhu 'indaka fi a ' la 'illiyyin wakhluf fil ghabirin warhamhu bi-rahmatika ya ar hamar Rahimin.

If the dead body is that of a woman he should say: *Alla humma inna hazihi ' amatuka wabnatu 'abdika wabnatu amatika nazalat bika wa anta khayra manzulin bihi Allah hummah inna la na'lamu minha illa khayra wa anta a'lamu biha minna. Alla humma in kanat mohsinatan fa zid fi ihsaniha wa in kanat musi'antan fatajawaz 'anha waghfir laha. Alla hummaj'al ha 'indaka fi a'la 'illiyin wakhluf 'ala ahliha fil ghabirin warhamha bi-rahmatika ya ar hamar Rahimin*. Thereafter he should pronouce the 5th *takbir*

616. A person offering prayers for the dead body should recite *takbirs* and supplications in a sequence, so that Namaz-e-Mayyit does not loss its form.

617. A person who joins Namaz-e-Mayyit to follow Imam should recite all the takbirs and supplications.

Mustahab Acts of Namaz-e-Mayyit

618. The following acts are Mustahab in the prayers for the dead body:

- A person who offers prayers for the dead body should have had Ghusl or perform Wudhu or *tayammum* . And the precaution is that he should perform *tayammum* only when it is not possible to do FGhusl, or Wudhu, or if he fears that if he goes for Ghusl or Wudhu it will not be possible for him to participate in the prayers.
- If the dead body is that of male the Imam or a person who is offering the prayers alone should stand at the centre of its height, that is, the middle part of the dead body, and if the dead body is that of a female he should stand at the chest of the dead body.
- To pray bare-footed
- To raise one's hands (up to the ears) while pronoucing every *takbir*.
- The distance between the person offering prayers and the dead body should be also short that, when the wind blows, the dress of the person offering the prayers would touch the coffin.
- To pray in congregation
- The Imam to recite the *takbirs* and supplications loudly and those offering

the prayers with him to recite them in a low voice.

- If there is only one person joining the namaz-e-Mayyit being offerred in Jama'at, he would stand behind the Imam.
- One who offers the prayers should earnestly and persistently pray for the the dead as well as for all the believers.
- Before the commencement of the congreagtion prayers for the dead body one should say *" as-Saalat"* three times.

- The prayers be offered at a place where people often go for Namaz-e-Mayyit.
- If a *Haaez* (woman in her menses) participates in the congregational prayers for a dead person, she should stand alone and should not join the lines.

619. It is Makrooh to perform prayers for dead bodies in masjids, except in Masjidul Haram.

Rules About Burial of the Dead Body

620. * It is obligatory to bury a dead body in the ground, so deep that its smell does not come out and the beasts of prey do not dig it out, and, if there is a danger of such beasts digging it out then the grave should be made solid with bricks, etc.

621. If it is not possible to bury a dead body in the ground, it may be kept in a vault or a coffin, instead.

622. The dead body should be laid in the grave on its right side so that the face remains towards the *Qibla*.

623. * If a person dies on a ship and if there is no fear of the decay of the dead body and if there is no problem in retaining it for sometime on the ship, it should be kept on it and buried in the ground after reaching the land. Otherwise, after giving *Ghusl*, Hunut, Kafan and Namaz-e-Mayyit it should be lowered into the sea in a vessel of clay or with a weight tied to its feet. And as far as possible it should not b e lowered at a point where it is eaten up immediately by the sea predators.

624. If it is feared that an enemy may dig up the grave and exhume the dead body and amputate its ears or nose or other limbs, it should be lowered into sea, if possible, as stated in the foregoing rule.

625. * The expenses of lowering the dead body into the sea, or making the grave solid on the ground can be deducted from the estate of the deceased, if necessary.

626. * If a non-Muslim woman dies with a dead child, or soulless foetus in her womb, and if the father is a Muslim then the woman should be laid in the grave on her left side with her back towards *Qibla*, so that the face of the child is towards *Qibla*.

627. It is not permitted to bury a Muslim in the graveyard of the non-

---

Muslims, nor to bury a non-Muslim in the graveyard of the Muslims.

628. It is also not permissible to bury the dead body of a Muslim at a place which is disrespectful, like places where garbage is thrown.

629. It is not permissible to bury a dead body in a usurped place&127; nor in a place which is dedicated for purposes other than burial (e.g. in a Masjid).

630. * It is not permissible to dig up a grave for the purpose of burying another dead body in it, unless one is sure that the grave is very old and the former body has been totally disintegrated.

631. * Anything which is separated from the dead body (even its hair, nail or tooth) should be buried along with it. And if any part of the body, including hair, nails or teeth are found after the body has been buried, they should be buried at a separate place, as per obligatory precaution. And it is Mustahab that nails and teeth cut off or extracted during lifetime are also buried.

632. If a person dies in a well and it is not possible to take him out, the well should be sealed, and the well should be treated as his grave.

633. If a child dies in its mother's womb and its remaining in the womb is dangerous for the mother, it should be brought out in the easiest possible way. If it becomes inevitable to cut it into pieces there is no objection in doing so. It is, however, better that if the husband of the woman is skilled in surgery the dead body of the child should be taken out by him, and failing that, the job should be performed by a skilled woman. And if that is not available, a skilled surgeon who is the *mahram* (one with whom marriage cannot be contracted) of the woman should do it. And if even that is not available a skilled man who is not *mahram* (one with whom marriage can be contracted) should remove the dead child. And if even such a person is not available the dead body can be brought out by any unskilled person.

634. If a woman dies and there is a living child in her womb, it should be brought out in the safest possible way, even if there be no hope for the child's survival. The body of the mother should then be sewn up.

MUSTAHAB ACTS OF DAFN

---

635. It is Mustahab that the depth of the grave should be approximately equal to the size of an average person and the dead body be buried in the nearest graveyard, except when the graveyard which is situated farther is better due to some reasons, like if pious persons are buried there or people go there in large number for *Fateha*.

It is also recommended that the coffin is placed on the ground a few yards away from the grave and then taken to the grave by halting three times briefly. It should be placed on the ground every time and then lifted before finally it is lowered into the grave at the 4th time. And if the dead body is of a male, it should be placed on the ground at the 3rd time in such a manner that its head should be towards the lower side of the grave and at the 4th time it should be lowered into the grave from the side of its head. And if the dead body is of a female it should be placed on the ground at the 3rd time towards the *Qibla* and should be lowered into the grave sidewise and a cloth should be spread over the grave while lowering it. It is also Mustahab that the&127; dead body should be taken out of the coffin and lowered into the grave very gently, and the prescribed supplications should be recited before and during burying the dead body; and after the dead body has been lowered into the niche, the ties of its shroud should be unfastened and its cheek should be placed on earth, and an earthen pillow should be done up under its head and some unbacked bricks or lumps of clay should be placed behind its back so that the dead body may not return flat on its back. Before

closing the niche, the person reciting the *talqin* should hold with his right hand the right shoulder of the dead body and should place his left hand tightly on its left shoulder and take his mouth near its ear and shaking its shoulders should say thrice: *isma' ifham ya* ....here the name of the dead person and his father should be called.

For example, if the name of the dead person is Muhammad and his father's name 'Ali it should be said thrice: *Isma 'ifham ya Muhammad bin 'Ali. And then he should say: Hal anta 'alal 'ahdil lazi farqtana 'alayhi min shahadati an la ilaha illal lahu wahdahu la sharika lah wa anna Muhammadan sallal lahu 'alayhi wa Alihi 'abduhu wa Rasuluhu wa sayyidun nabiyyina wa khatamul mursalina wa anna 'Aliyyan Amirul mu'minina wa sayyidul wasiyyina wa imamu nif tarazallahu ta'tahu 'alal 'alamina wa annal Hasana wal Husayna wa 'Aliyyabnal Husayni wa Muhammadabna 'Aliyyin wa Ja'farabna Muhammadin wa Musabna Ja'farin wa 'Aliyyabna Musa wa Muhammadabna'Aliyyin wa 'Aliyyabna Muhammadin wal Hasanabna 'Aliyyin*

---

wal Qa'imal hujjatal Mahdi salawatullahi 'alayhim a'i'mmatul mu'minina wa hujajullahi'alal khalqi ajma'ina wa a'immatuka a'immatu hudan abrar ya ....(here the name of the dead person and his father should be called) and then the following words should be said: Iza atakal malakanil muqarraabani Rasulayni min 'indillahi tabaraka wa ta'ala wa sa'alaka 'an Rabbika wa 'an Nabiyyika wa 'an dinika wa 'an Kitabika wa 'an Qiblatika wa 'an A'immatika fala takhaf wa la tahzan wa'qul fi jawabi hima, Allahu Rabbi wa Muhammadun sallal lahu 'alayhi wa Alihi nabiyyi wal Islamu dini wal Qur'anu kitabi wal Ka'batu Qiblati wa Amirul mu'minina 'Aliyybnu Abi Talib imami wal Hasanubnu 'Aliyyi nil Mujtaba imami wal Husaynubnu 'Aliyyi nish-shahidu bi-Karbala imami wa 'Aliyyun Zaynul 'Abidina imami wa Muhammadu nil Baqiru imami wa Ja'faru nis Sadiqu imami wa Musal Kazimu imami wa 'Aliyyu-nir Riza imami wa Muhammadu nil Jawadu imami wa 'Aliyyu nil Hadi imami wal Hasanul 'askari imami wal Hujjatul muntazar imami ha ula'i salawatullahi 'alayhim ajma'in A'i'mmati wa sadati wa qadati wa shufa-a'i bihim atawalla wa min a'daihim atabarra'u fid dunya wal akhirati thumma i'lam ya .... here the name of the dead person and his father should be called and thereafter it should be said: *Annal laha tabaraka wa ta'ala ni'mar-Rabb wa anna Muhammadan sallal lahu 'alayhi wa Alihi ni'mar Rasul wa anna 'Aliyyabna Abi Talib wa awladahul ma'suminal A'i'mmatal ithna 'asharah ni'mal A'i'mmah wa anna ma ja'a bihi Muhammadun sallal lahu 'alayhi wa Alihi haqqun wa annal mawta haqqun wa suwala munkarin wa nakirin fil qabri haqqun wal ba'tha haqqun wan nushura haqqun wassirata haqqun wal mizana haqqun wa tatayiral kutubi haqqun wa annal jannata haqqun wan-nara haqqun wa annas sa'ata a'tiyatun la rayba fiha wa annallaha yab'athu man fil qubur*.

Then the following words should be said: Afahimta ya .... (here the name of the dead person should be called) and thereafter the following should be said: *Thabbatakallahu bil qawlith thabit wa hadakallahu ila siratim mustaqim 'arrafallahu baynaka wa bayna awliya'ika fi mustaqarrim min rahmatih*. Then the following words should be uttered: *Alla humma jafil arza 'an jambayhi vas'ad biruhihi ilayka wa laqqihi minka burhana Alla humma 'afwaka 'afwaka*.

636. It is recommended that the person who lowers the dead body in the grave should be *Pak*, bare-headed and bare-footed and he should climb out of the grave from the feet side. Moreover, persons, other than the near relatives of the deceased, should put the dust into the grave with the back side

---

of their hands and recite the following: *Inna lillahi wa innailayhi raji'un*. If the dead person is a woman, her mahram and in the absence of a mahram her kinsmen should lower her in the grave.

637. It is Mustahab that the grave be square or rectangular in shape and its height equal to four fingers' span. A sign should be fixed on it for the purpose of identification and water should be poured on it, and then those present should place their hands on the grave parting their fingers and thrusting them into earth. Then recite *Surah al-Qadr* 7 times and pray for the forgiveness of the departed soul and say: *Alla humma jafil arza 'an jam bayhi wa as'idilayka ruhahu wa laqqihi minka rizwana wa askin qabrahu min rahmatika ma tughneehi bihi 'an rahmati man siwaka*.

638. It is Mustahab that when the persons who attended the funeral have departed, the guardian of the dead person or the person whom the guardian grants permission should recite the prescribed supplications for the dead person.

639. It is Mustahab that after the burial, the bereaved family&127; is consoled, praying for their well being. However, if the condolence is given long after the event, and if it serves to refresh the sorrowful memories, then it should be avoided.

It is Mustahab that food be sent to the members of the family of the deceased for 3 days. It is, however, Makrooh to take meal with them in their homes.

640. It is also Mustahab that a person should observe patience on the death of his near ones, especially on the death of his son, and, whenever the memory of the departed soul crosses his mind, he should say: *Inna lillahi wa inna ilayhi raji'un* and should recite the holy Qur'an for the sake of the departed. A man should visit the graves of his parents and pray there for the blessings of Allah for himself and should make the grave solid so that it may not be easily ruined.

641. * As a matter of precaution, one should refrain from scratching one's face or body, or uprooting one's hair to display the grief. However, slapping

---

one's head or face is permitted.

642. * It is not permissible to tear one's clothes on the death of anyone except on the death of one's father and brother, though the recommended precaution is that one should not tear one's clothes on their death also.

643. If a wife mourning the death of a husband scratches her face causing blood to come out, or pulls her hair, she should, on the basis of recommended precaution, set a slave free, or feed ten poor, or provide them dress. And the same applies when a man tears his clothes on the death of his wife or son.

644. * The recommended precaution is that while weeping over the death of any person one's voice should not be very loud.

NAMAZ-E-WAHSHAT (Prayers to be offered for the departed soul on the night of burial)
645. It is befitting that on the first night after the burial of a dead person, two Raka'ats of *wahshat* prayers be offered for it. The method of offering this prayers is as follows: In the first Raka'at, after reciting *Surah al-Hamd, Ayatul Kursi* should be recited once and in the second Raka'at, *Surah al-Qadr* should be recited 10 times after Surah-al-Hamd; and after saying the *Salam* the following supplication should be recited: *Alla humma salli 'ala Muhammadin wa Ali Muhammad wab'ath thawabaha ila qabri* ......(here the name of the dead person and his father's name should be mentioned).

646. *Wahshat* prayers can be offered in the night following the burial of the dead body at any time, but it is better to offer it in the early hours of the night after *'Isha* prayers.

647. * If it is proposed to transfer the dead body to some other town or its burial is delayed owing to some reason, the *wahshat* prayers should be deferred till the first night of its burial.

EXHUMATION

---

648. It is haraam to open the grave of a Muslim even if it belongs to a child or an insane person. However, there is no objection in doing so if the dead body has decayed and turned into dust.

649. * Digging up or destroying the graves of the descendants of Imams, the martyrs, the Ulama and the pious persons is Haraam, even if they are very old, because it amounts to desecration.

650. * Digging up the grave is allowed in the following cases:
When the dead body has been buried in an usurped land and the owner of the land is not willing to let it remain there.

- When the *Kafan* of the dead body or any other thing buried with it had been usurped and the owner of the thing in question is not willing to let it remain in the grave. Similarly, if anything belonging to the heirs has been buried along with the deceased and the heirs are not willing to let it remain in the grave. However, if the dead person had made a will that a certain supplication or the holy Qur'an or a ring be buried along with his dead body, and if that will is valid, then the grave cannot be

opened up to bring those articles out. There are certain situations when the exhuming is not permitted even if the land, the *Kafan* or the articles buried with the corpse are *Ghasbi*. But there is no room for details here.

- When opening the grave does not amount to disrespect of the dead person, and it transpires that he was buried without *Ghusl* or *Kafan*, or the Ghusl was void, or he was not given *Kafan* according to religious rules, or was not laid in the grave facing the *Qibla*.
- When it is necessary to inspect the body of the dead person to establish a right which is more important than exhumation.
- When the dead body of a Muslim has been buried at a place which is against sanctity, like, when it has been buried in the graveyard of non-Muslim or at a place of garbage.
- When the grave is opened up for a legal purpose which is more important than exhumation. For example, when it is proposed to take out a living child from the womb of a buried woman.
- When it is feared that a wild beast would tear up the corpse or it will be carried away by flood or exhumed by the enemy.
- When the deceased has willed that his body be transferred to sacred

---

places before burial, and if it was intentionally or forgetfully buried elsewhere, then the body can be exhumed, provided that doing so does not result in any disrespect to the deceased.

Mustahab Ghusls

651. * In Islam, several Ghusls are Mustahab. Some of them are listed below:

- Ghusl-e-Jumuah: Its prescribed time is from Fajr to sunset, but it is better to perform it near Zuhr. If, however, a person does not perform it till noon, he can perform it till dusk without a Niyyat of either performing it on time or as Qadha. And if a person does not perform his Ghusl on Friday it is Mustahab that he should perform the Qadha of Ghusl on Saturday at any time between dawn and dusk. And if a person knows that it will not be possible for him to procure water for his Ghusl on Friday he can perform the Ghusl on Thursday with the Niyyat of Raja', that is, as a desirable act. And it is Mustahab to recite the following supplication while performing Friday Ghusl: *'Ash hadu an la ilaha il lal lahu wahdahu la sharika lah wa ash hadu anna Muhammadan 'abduhu wa Rasuluh. Alla humma salli 'ala Muhammadin wa Ali Muhammad waj'alni minat tawwabina waj'alni minal mutatahhirin*. (I testify that there is none to be worshipped but Allah alone, Who has no associate and Muhammad is His servant and Messenger. O Allah! Bless Muhammad and his Progeny. And make me one of those who are repentant and pure).
- Taking baths on the 1st and 17th nights and in the earlier part of the 19th, 21st, 23rd nights and 24th night of the holy month of Ramadhan.
- Ghusl on *Eidul Fitr* day and *Eidul Azha* day. The time of this Ghusl is from Fajr up to sunset. It is, however, better to perform it before Eid prayers.

- Ghusl on the 8th and 9th of the month of Dhul-Hijj. As regards the bathing on the 9th of Dhul-Hijj it is better to perform it at noon-time.
- Ghusl by a person who has touched a dead body after it has been given Ghusl.
- Ghusl for *Ihram* (pilgrim's dress).
- Ghusl for entry into the haram of Makkah.
- Ghusl for entry into Makkah.
- Ghusl for visiting the holy Ka'bah.
- Ghusl for entry into the holy Ka'bah.
- Ghusl for slaughtering an animal and for shaving one's head (during pilgrimage).

- Ghusl for entry into Madinah, and its haram (sanctuary).
- Ghusl for entry into the Mosque of the holy Prophet.
- Ghusl at the time of bidding farewell to the sacred shrine of the holy Prophet.
- Ghusl for *Mubahila* (imprecation) with the enemy.
- Ghusl to a new-born child.
- Ghusl for *Istakhara* .
- Ghusl for offering Istisqa' - invocation for rains.

652. * The *Fuqaha* have mentioned many more Mustahab Ghusls, some of which are as follows:

- Ghusl on all odd nights of the month of Ramadhan and on each of its last 10 nights and in the last part of its 23rd night.
- Ghusl on the 24th day of Dhul-Hijj.
- Ghusl on the day of *Eid-i-Nawroz* and 15th of Sha'ban and 9th and 17th of Rabi'ul Awwal and the 25th day of Dhul-Qa'dah.
- Ghusl by a woman who has perfumed herself for someone other than her husband.
- Ghusl by one who slept in a state of intoxication.
- Ghusl by a person who went to witness the hanging and saw the hanged person. However, if his eyes fell on him by chance or helplessly, or if he had gone for example, to give evidence, Ghusl will not be Mustahab for him.
- Ghusl for the *Ziyarat* of the Masoomen (A.S.) whether from near or far. However, as a precaution, these Ghusls should be done with the Niyyat of *'Raja'*, (i.e. with a hope that it might be a desirable act).

653. After having taken the Mustahab Ghusl listed in rule no. 651, one can perform acts (e.g. prayers) for which Wudhu is necessary. However, Ghusl performed with the Niyyat of *'Raja'* do not not suffice for Wudhu (i.e. Wudhu has to be performed).

654. If a person wishes to perform a number of Mustahab Ghusls, one Ghusl with the Niyyat of performing all the Ghusls will be sufficient.

Tayammum

Tayammum should be performed instead of Wudhu or Ghusl in the following seven

circumstances:

FIRST: When it is not possible to procure sufficient water for performing Wudhu or Ghusl.

655. * If a person happens to be in a populated area he should make his best efforts to procure water for Wudhu or Ghusl till such time that he loses all hope. And if he happens to be in a desert, he should search for water on the way or at nearby places. And if the land is uneven, or densely wooded, and it is difficult to walk, he should search for water in all the four directions for a distance covered by one or two flings of an arrow. (A fling is equal to about two hundred steps).*

656. If out of the four directions, some are even and others are uneven, one should search for water in the even direction to the extent of two arrow flings, and on the side which is uneven to the extent of one arrow fling.

657. It is not obligatory for a person to search for water in the direction where he is sure that water is not available.

658. * If the time left for Namaz is not short, and if he is sure or feels sure that water is available at a farther place, he should go there to procure water, provided that going there is not extremely difficult, and that the distance is not unusually long. And if he has mere suspicion about water being there, then it is not necessary for him to go.

---

* In his commentary on the book entitled *Man la Yahzuruhul Faqih* the late Allama Majlisi has defined the distance covered by an arrow to be equal to 200 footsteps.

---

659. It is not necessary that a person should go himself in search of water. He can send a reliable person for this purpose. And it is sufficient if one person goes on behalf of many.

660. * If a person feels that there might be some water in the provision he carries or at the place of encampment or even in the convoy, he should search for it thoroughly, till he is satisfied that there is no water or he becomes hopeless.

661. If a person searched for water before the time for Namaz, but did not find it and if he stayed there till the time of prayers set in, he should search for water again, as a recommended precaution, provided he feels that water may be found.

662. If a person searched for water after the time for Namaz had set in, and did not find it, if he stayed there till the time for next prayers, and if he felt there was a possibility of water being found, the recommended precaution is that he should go in search of water again.

663. When the time left for prayers is short or when there is fear of thieves or wild beasts or when the search for water is unbearable, it is not necessary for one to search for water.

664. * If a person does not search for water till the time for Namaz approaches Qadha, in spite of the fact that he would have found water if he had tried, such a person has committed a sin, but the namaz which he will pray with *tayammum* will be valid.

665. * If a person is sure that he cannot get water and does not, therefore, go in search of water and offers his prayers with *tayammum*, but realises after prayers that if he had made an effort he would have fetched water, he should, as an obligatory precaution, do wudhu and repeat the prayers.

666. * If a person could not get water after a search and prayed with *tayammum* and then learns later after offering prayers that water was available at the place where he had searched, his prayers is valid.

---

667. If a person believed that the time left for prayers was little, and prayed with *tayammum* without going in search of water, but later learnt after the prayers but before the expiry of time that there was time for a search of water, then the obligatory precaution is that he should repeat that prayer.

668. * If the time for Namaz has set in and a person is already with Wudhu, he should not allow his Wudhu to become void if he knows that he will not be able to find water or he will not be able to do Wudhu again. As an obligatory precaution, he should not invalidate his Wudhu deliberately. However, a man can have sex with his wife even if he knows that he will not be able to do Ghusl.

669. * Similarly, if a person is with Wudhu before the time for prayers set in, and knew that if he made his Wudhu void, it would not be possible for him to get water, the recommended precaution is that he should try to keep his Wudhu intact. As an obligatory precaution, he should not invalidate the Wudhu deliberately.

670. If a person has just sufficient water for Wudhu or for Ghusl, and if he knows that if he spills it he will not be able to get water again, it is haraam for him to spill it if the time for prayers has already set in, and the obligatory precaution is that he should not throw it away even before the time for prayers sets in.

671. * If a person knew that he would not get water, and yet made his Wudhu void or spilled it after the time for prayers had set in, he committed a sin but his prayers with *tayammum* will be order. However, the recommended precaution is that he should offer the Qadha of the prayers.

SECOND:

672. * If a person is unable to procure water on account of old age or weakness, or fear of a thief or a beast, or because he does not possess means to draw water from a well, he should perform *tayammum*. The same would apply if acquiring water is intolerably difficult. But in this last situation, if a person, inspite of the difficulty, did not perform *tayammum*, and did Wudhu, his Wudhu will be valid.

---

673. If a bucket, a rope and other similar implements are needed for pulling water out of a well, and the person concerned is obliged to purchase or hire them, he should do so even if he has to pay much more than the usual rate. Similarly, he has to buy the water even if it is sold at a higher price. However, if by doing so, his economic condition is harmed, then it is not obligatory to procure them.

674. If a person is obliged to take a loan for procuring water he should take a loan. However, if he knows or feels that it will not be possible for him to repay the loan it is not obligatory for him to take a loan.

675. If digging a well does not involve much hardship the person concerned should dig a well to get water.

676. If he is given water by another person without any obligation he should accept it.

THIRD:

677. If a person fears that if he uses water his life will be endangered, or he will suffer from some ailment or physical defect, or the illness from which he is already suffering will be prolonged, or become acute or some complications may arise in its treatment, he should perform *tayammum*. However, if he can avoid the harm by using warm water, he should prepare warm water and do Wudhu, or Ghusl when it is necessary.

678. It is not necessary to be absolutely certain that water is harmful to him. If he feels that there is a probability of harm, and if that probability is justified by popular opinion, giving cause for some fear, then he should do *tayammum*.

679. If a person has an eye disease and water is harmful to him he should perform *tayammum*.

680. If a person performs *tayammum* on account of certainty or fear about water being harmful to him but realises before Namaz that it is not harmful, his *tayammum* is void. And if he realises this after having prayed he should offer the prayers again with Wudhu or Ghusl.

---

681. If a person was sure that water was not harmful to him, and he did Ghusl or Wudhu, but later realised that water was harmful to him, his wudhu and Ghusl will be void.

FOURTH:

682. * If a person fears that if he uses water for Ghusl or Wudhu, he will be involved in hardship because of thirst, he should perform *tayammum*. Tayammum is permissible in the following three cases:

1. If he fears that by using up the water for Ghusl or Wudhu he will suffer an acute thirst, which may result in his illness or death, or it may cause intolerable hardship.

2. If he fears that his dependents whose protection is his responsibility, may become ill or die due to thirst.
3. If he fears that others, human beings or animals, may die or suffer some illness or become unbearably restless and distressed due to lack of water.

Apart from these three conditions mentioned, it is not permissible to perform *tayammum* when water is available.

683. * If besides the *Pak* water which a person has for Wudhu or Ghusl he also has najis water enough for drinking, he should keep the *Pak* water for drinking and pray with *tayammum*. When water is required for other people attached to him, he would keep *Pak* water for Wudhu and Ghusl and let them quench their thirst with najis water, regardless of whether they know about the najasat or not, or whether they care about it or not. If water is required for an animal or a minor child, it should be given najis water to drink and *Pak* water be used for Wudhu or Ghusl.

FIFTH:
684. * If the body or dress of a person is najis and he possesses only as much water as is likely to be exhausted if he does Ghusl or Wudhu, and no water would be available for making his body or dress *Pak*, he should make is body or dress *Pak* and pray Namaz with *tayammum*. But if he does not have anything upon which he would do *tayammum*, then he should use the water for Ghusl and Wudhu, and pray with najis body or dress.

SIXTH:
685. If a person possesses such water or container which is not permitted to use, like when they are usurped (*Ghasbi*) he should perform *tayammum* instead of Ghusl and Wudhu.

SEVENTH:
686. When the time left for Namaz is so little that if a person does Ghusl or Wudhu he would be obliged to offer the entire prayers or a part of it after the prescribed time, he should perform *tayammum*.

687. If a person intentionally delays offering the prayers till no time is left for Ghusl or Wudhu, he commits a sin, but the prayers offered by him with *tayammum* will be valid, although recommended precaution is that he should give Qadha of the prayers.

688. If a person doubts whether any time will be left for prayers if he does Ghusl or Wudhu, he should perform *tayammum* .

689. If a person performs *tayammum* owing to shortage of time and after the Namaz he had an opportunity to do Wudhu but did not do so till the water he had is no longer with him, he will have to perform a new *tayammum* for subsequent prayers, even if

the first *tayammum* had not become void, provided, of course, that *tayammum* continues to be his religious obligation.

690. * If a person has water, but because of shortage of time he prays with *tayammum* and while in prayers, the water he had goes out of his possession, he will, as per recommended precaution, do *tayammum* again for the subsequent prayers, provided that his religious obligation continues to be *tayammum*.

691. If a person has only just enough time that he may perform Wudhu or Ghusl and offer prayers without its Mustahab acts like *Iqamah* and *Qunut*, he should do Ghusl or Wudhu, whichever is then necessary, and pray without those Mustahab parts. In fact, if for that purpose, he has to avoid the next Sura after *al-Hamd*, he should do so after doing Wudhu or Ghusl.

Things on which Tayammum is Allowed

692. Tayammum can be done on earth, sand, lump of clay or stone but the recommended precaution is that if earth is available *tayammum* should not be performed on anything else. If earth is not available, then it can be performed on sand or a lump of clay, and in absence of these on a stone.

693. * *Tayammum* can also be done on gypsum or lime-stone. Similarly, *tayammum* is allowed on dust which gathers on the dress or the carpets etc., provided that its quantity is such that it can be termed as soft earth. However, it is a recommended precaution, that using dust be avoided if other alternatives are available. It is also a recommended precaution that baked gypsum, lime, brick and mineral stones be avoided.

694. * If a person cannot find earth, sand, lump of clay or stone, he should perform *tayammum* on mud, and if even that is not available, then on dust particles which settle on the carpets or the dresses, though it may not be in a quantity which could be considered as soft earth. And if none of these things is available he should, on the basis of recommended precaution, pray without *tayammum*, but it will be obligatory for him to repeat the prayers later as Qadha.

695. * If a person can gather some earth by shaking the carpet etc. then to do *tayammum* with dust particles will not be correct. And similarly if he can make mud dry and obtain earth from it, then *tayammum* on wet mud will be incorrect and void.

696. If a person does not have water, but has snow or ice he should, if possible, melt it into water and perform Wudhu and Ghusl. And if it is not possible to do so and also he does not have anything on which *tayammum* is allowed then it is necessary that he should give Qadha after Namaz time. But it is better that he should make the parts of Wudhu or Ghusl wet with snow or ice. And if even this is not possible he should perform *tayammum* on snow or ice and offer prayers in time.

697. If a thing like straw, on which *tayammum* is void, gets mixed with clay and sand, then *tayammum* cannot be performed on it. However, if it is so little that it gets lost in the sand or clay, then *tayammum* with it is valid.

698. If a person does not own anything on which to perform *tayammum* he should, if possible, get it by purchasing or other similar means.

699. Performing *tayammum* on mud wall is valid but the recommended precaution is that if dry earth or clay is available, *tayammum* should not be performed on wet earth or mud.

700. The thing on which a person performs *tayammum* should be *Pak* and, if he has no *Pak* thing on which *tayammum* would be correct, it is not obligatory for him to offer prayers. He should, however, give its Qadha, though it is better that he should pray within the prescribed time.

701. If a person was sure that *tayammum* on a particular thing was valid and he did it accordingly, but came to know later that *tayammum* performed was void, he would repeat the prayers performed with that *tayammum*.

702. * The thing used for *tayammum* should not have been usurped, or obtained without the owner's permission. *tayammum* on usurped objects like earth, etc, will be void.

703. * *tayammum* performed in usurped area or space is not void. Hence, if a person strikes his hands on the earth for *tayammum* in his own property, and then enters the property of another person without obtaining permission to wipe his hands on his forehead, his *tayammum* is correct and valid, though he has committed a sin (by trespassing).

704. * If someone does *tayammum* on a usurped object, forgetfully or by way of negligence, his *tayammum* will be valid. However, if a person himself usurps something, and then forgets that he has usurped it, then *tayammum* performed on such a thing cannot be considered as valid.

705. * If a person is imprisoned in a usurped place and both the water and earth of that place are usurped, he should pray with *tayammum*.

706. * The thing on which a person is performing *tayammum* should, if possible, on the basis of obligatory precaution, have particles which would

stick to the hands, and after striking hands on it, one should not shake off all the particles from ones hands.

707. It is Makrooh to perform *tayammum* on the earth of a pit, and street dust, or the saline earth, on which a layer of salt has not settled. If, however, a layer of salt has settled on the earth, performance of *tayammum* on it is void.

METHOD OF PERFORMING TAYAMMUM

Instead of Ghusl or Wudhu

708. * The following 4 things are obligatory in *tayammum* performed instead of Ghusl or Wudhu.

- Intention (Niyyat)
- Striking or keeping both the palms on the object on which *tayammum* is valid. As an obligatory precaution, this should be done by both the palms together.
- Wiping or stroking the entire forehead with the palms of both the hands, and, as an obligatory precaution, its two ends commencing from the spot where the hair of one's head grow down to the eyebrows and above the nose. And it is recommended that the palms pass over the eyebrows as well.
- To pass the left palm over the whole back of the right hand and thereafter, to pass the right palm over the whole back of the left hand.

709. The recommended precaution is that *tayammum*, whether it is instead of Ghusl or Wudhu, should be performed in the following order: First, he/she should strike the hands on the earth to wipe the forehead and the back of the hands, and then strike the hands on earth once again to wipe the back of the hands.

Orders Regarding Tayammum

710. If a person leaves out even a small part of his forehead or the back of his hands in *tayammum*, forgetfully or intentionally, or even due to ignorance, his *tayammum* will be void. However, it is not necessary to be very particular; if it can be ordinarily assumed that the forehead and the backs of the hands have been wiped, it would be sufficient.

---

711. * In order to be sure that the backs of the hands have been wiped, wiping should be done from slightly above the wrist, but wiping in between the fingers is not necessary.

712. As a precaution, the forehead and the backs of the hands should be wiped downwards from above, and their acts should be performed one after the other without undue interruption. If someone interrupts the sequence so much that it could not be said that he is doing *tayammum*, then *tayammum* will be void.

713. * It is not necessary to determine while making Niyyat that a particular *tayammum* is instead of Wudhu or Ghusl. However, if he has to perform two *tayammum*s, then he must clearly specify which is instead of Wudhu and which for Ghusl. And even if he fails to determine correctly the purpose of one *tayammum* which is obligatory upon him, due to some error, it will be deemed correct as long as he is aware that he is discharging his religious obligation.

714. As a recommended precaution the forehead, the palm of the hands and the backs of the hands of a person wishing to do *tayammum* should be *Pak*.

715. * While performing *tayammum* one should remove the ring one is wearing and also remove any obstruction which may be on his forehead or on the palms or back of his hands (e.g. if anything is stuck on them).

716. If a person has a wound on his forehead or on the back of his hands and if it is tied with a bandage or something else, which cannot be removed, he should wipe his hands over it. And if the palm of his hand is wounded and, bandaged in a way that it cannot be removed, he should strike his bandaged hands on a thing with which it is permissible to perform *tayammum* and then wipe his forehead and the back of his hands.

717. There is no harm if there is hair on the forehead or on the back of hands. However, if the hair of his head fall on his forehead then it should be pushed back.

718. If one feels that one has some obstruction on his forehead or on the

palm or back of his hands, an obstruction commonly known to be so, then one should verify and ensure that the obstruction is removed.

719. * If the obligation of a person is *tayammum* but he cannot perform it himself he should solicit assistance. And the one who assists should make him perform *tayammum* with his own hands. However, if this is not possible the assistant should strike his hands on a thing on which it is lawful to perform *tayammum* and then wipe it on the person's forehead and hands. In the first instance, the Niyyat for *tayammum* by the person himself will be sufficient, but, as an obligatory precaution, both he and his assistant should make the Niyyat in both the cases.

720. If a man doubts while performing *tayammum* whether or not he has forgotten a certain part of it, after he has passed that stage, he should ignore his doubt, and if that stage has not yet passed, he should perform that part.

721. * If, after wiping the left hand, a man doubts whether or not he has performed his *tayammum* correctly his *tayammum* is valid. But if his doubt is about the wiping of the left hand and if it cannot be said that he has passed that stage, he should wipe the left hand.

722. * A person whose obligation is *tayammum* and if he does not hope to be relieved of his excuse during the entire time of Namaz, he can do *tayammum*. However, if he performs *tayammum* for some other obligatory or Mustahab act and his excuse (on account of which his religious obligation is *tayammum*) continues till the time for prayers sets in, he can offer his prayers with that *tayammum*.

723. * If a person whose obligation is *tayammum* knows that his excuse will continue till the end of the time of Namaz, and has no hope for its removal, he can offer prayers with *tayammum* even during the early part of the time. But, if he knows that his excuse will cease to exist by the end of the time he should wait and offer prayers with Wudhu or Ghusl as the case may be. In fact, if he has a glimmer of hope that his excuse might be removed near the end of Namaz time, it will not be permissible for him to do *tayammum* and pray, until he loses hope altogether.

724. * If a person, who cannot perform Wudhu or Ghusl, is sure, or considers it probable, that his excuse will not be removed, he can offer the Qadha of his past prayers with *tayammum*. However, if his excuse is removed afterwards, as a recommended precaution, he should offer those prayers again with Wudhu or Ghusl. And if he does not lose all hope about the removal of the excuse, he cannot do *tayammum* to give Qadha prayers.

725. * It is permissible for a person, who cannot do Ghusl or Wudhu, to offer with *tayammum* the daily Mustahab prayers for which the time is fixed. However, if he has hope that his excuse may cease to exist before the time for prayers is over then, as an obligatory precaution, he should not offer the Mustahab prayers during the earlier part of their time.

726. * If a person does Ghusl in state of Jabira, and performs *tayammum* as a measure of precaution, and after having prayed he experiences a minor hadath (an act which breaks Wudhu, like passing wind or urinating), he should do Wudhu for subsequent prayers. And if that hadath had occurred before he had prayed, he should do Wudhu for that also.

727. If a person performs *tayammum* on account of non-availability of water or because of some other excuse his *tayammum* becomes void as soon as that excuse ceases to exist.

728. The things which invalidate Wudhu invalidate the *tayammum* performed instead of Wudhu also. Similarly, the things which invalidate Ghusl invalidate the *tayammum* performed instead of Ghusl also.

729. If one has upon him several wajib Ghusls, but he cannot do them, it is permissible for him to perform one *tayammum* instead of all those Ghusls, but the recommended precaution is that for each of those Ghusls he should perform a separate *tayammum*.

730. If a person who cannot do Ghusl wishes to perform an act for which Ghusl is obligatory, he should perform *tayammum* for Ghusl. And a person who cannot perform Wudhu wishes to perform an act for which Wudhu is obligatory, he should perform *tayammum* instead of Wudhu.

---

(137)

731. * If a person performs *tayammum* instead of Ghusl of Janabat it is not necessary for him to perform Wudhu for offering prayers. However, if he performs *tayammum* instead of other Ghusls, then as recommended precaution, he should do Wudhu also. And if he cannot do Wudhu, he should do another *tayammum* instead of Wudhu.

732. * If a person performs *tayammum* instead of Ghusl of Janabat and later he commits acts which makes Wudhu void, and if he still cannot do Ghusl for later prayers, he should do Wudhu, and as per recommended precaution, perform *tayammum* also. And if he cannot do Wudhu, then as a recommended precaution, he should do *tayammum* with a hope that his responsibility is discharged.

733. If a person whose obligation is to perform *tayammum* instead of Wudhu or Ghusl so as to fulfil, for example, an act like offering prayers,and if in the first *tayammum* he makes a Niyyat to perform it instead of Wudhu, or instead of Ghusl and performs the second *tayammum* with the Niyyat of carrying out his religious obligation, it is sufficient.

734. If a person whose obligation is *tayammum* performs *tayammum* for an act, he can perform all those acts which should be done with Wudhu or Ghusl, as long as his *tayammum* and the excuse remain. However, if his excuse was shortage of Namaz time, or if he performed *tayammum* for Namaz-e-Mayyit or to go to sleep in spite of water being available, then his *tayammum* is valid for its intention and purpose only.

735. In some cases it is better that a person should give Qadha for the prayers which he offered with *tayammum*::

- When he was afraid of harm caused by using water and yet intentionally entered the state of Janabat and offered prayers with *tayammum*.
- When he knew or suspected that he would not be able to procure water and yet entered the state of Janabat intentionally and offered prayers with *tayammum*.
- When he did not go in search of water intentionally till the time for prayers became short and he offered the prayers with *tayammum* and

---

learnt later that if he had made a search for water he would have been able to procure it.

- When he delayed offering prayers intentionally and offered it with *tayammum* at the end of its time.
- When he threw away the water, although he knew or suspected that he would not be able to get water, and then offered the prayers with *tayammum*.

Rules of Namaz

Namaz is the best among all acts of worship. If it is accepted by the Almighty Allah, other acts of worship are also accepted. And, if prayers are not accepted, other acts are also not accepted.
Offering of prayers five times during day and night purifies us of sins in the same anner as bathing five times during day and night makes our body clean of all filth and dirt.
It is befitting that one should offer prayers punctually. A person who considers prayers to be something ordinary and unimportant is just like one who does not offer prayers at all. The holy Prophet has said that a person who does not attach any importance to prayers and considers it to be something insignificant deserves chastisement in the hereafter.
Once, while the holy Prophet was present in the Mosque (i.e. Masjidun Nabi), a man ntered and began offering prayers but did not perform the Ruku' and Sajdah properly. The holy Prophet said: "If this man dies and his prayers continue to be this way, he will not depart on my religion". Hence, one should not offer one's prayers hurriedly.

While offering prayers one should remember Allah constantly and should offer the prayers humbly and with all solemnity. One should keep in mind the Greatness of Almighty Allah with whom one communes while offering prayers and should consider oneself to be very humble and insignificant before His Grandeur and Glory.And if a person keeps himself absorbed in these thoughts while performing prayers he ecomes unmindful and oblivious to himself, just as when an arrow was pulled out of the oot of the Commander of the Faithful, Imam Ali (peace be on him) while he was offering prayers but he did not become aware of it.
Furthermore, one who performs prayers should be repentant and should refrain from all sins and especially those which are an impediment in the way of acceptance of one's prayers (e.g. jealousy, pride, backbiting, eating haraam things, drinking intoxicating beverages, non-payment of Khums and Zakat). In fact, he should refrain from all sins. Similarly, he should avoid acts which diminish the reward for prayers like praying when one is drowsy or restless because of an urge to urinate, and while offering prayers

---

he should not look up towards the sky. On the other hand, one should perform such acts which increase the reward like wearing an Aqiq, wearing clean clothes, combing the hair, brushing the teeth and using perfume.

OBLIGATORY NAMAZ

The following six prayers are obligatory:

- Daily Namaz.
- Namaz-e-Ayaat.
- Namaz-e-Mayyit.
- Namaz for the obligatory Tawaf of the holy Ka'bah.
- Qadha Namaz of father which are, as a precaution, obligatory upon his eldest son.
- Namaz which become obligatory on account of hire, vow or oath.
- Namaz-e-Jumuah is included in the Daily Namaz.

Obligatory Daily Namaz

It is obligatory to perform the following five prayers during day and night:

- Dawn prayers (Fajr) - 2 Rak'ats.
- Midday (Zuhr) and Afternoon prayers ('Asr) - each one consisting of 4 Rak'ats.
- Dusk prayers (Maghrib) - 3 Rak'ats and Night prayers ('Isha) - 4 Rak'ats.

736. While travelling, a traveller should reduce the prayers of 4 Rak'ats to 2 Rak'ats. The conditions under which the Rak'ats are reduced will be mentioned later.

Time for Zuhr and Asr Prayers

737. If a stick, a pole, or anything similar to it, which acts as an indicator (*shakhis*) is made to stand on a level ground, its shadow will fall westwards when the sun rises in the morning, and as the sun continues to rise the shadow cast by the indicator will reduce in size. And in our cities it becomes smallest at the time of the commencement of Zuhr. And as Zuhr passes the shadow cast by the indicator turns eastwards, and as the sun moves towards west the shadow gets longer. Based on this, when the shadow is the shortest, and it begins getting longer again, it is known that Zuhr has taken

place. However, in other cities like in Mecca, the shadow disappears totally, so, when it reappears it indicates Zuhr.

---

738. * The time for Zuhr and Asr prayers is from when the sun starts declining at midday till sunset. But, if a person intentionally offers Asr prayers earlier than Zuhr prayers, his prayer is void. However, if a person had not prayed Zuhr till the end of time, and the time left before Qadha allows only one Namaz to be prayed, he will first offer Asr prayers in time and then his Zuhr will be Qadha. And if before that time a person offers complete Asr prayers before Zuhr prayers by mistake, his prayer is valid. But as a recommended precaution, he should treat that Namaz as Zuhr and should offer 4 more Rak'ats of prayers with the intention of relieving oneself of responsibility, if any (Ala mafi zzimmah).

739. If a person begins offering Asr prayers forgetfully before Zuhr prayers and during the prayers he realises that he has committed a mistake, he should revert his Niyyat to Zuhr prayers i.e. he should intend that from now onwards till the end of the prayers, it would be Zuhr prayers. After completing the prayers, he will offer Asr prayers.

NAMAZ-E-JUMUAH

740. * Friday prayers consists of 2 Rak'ats like Fajr prayers. The difference between these two prayers is that Namaz-e-Jumuah has two sermons before it. Namaz-e-Jumuah is *Wajib Takhyiri*, which means that we have an option to offer Jumuah prayers, if its necessary conditions are fulfilled, or to offer Zuhr prayers. Hence, if Namaz-e-Jumuah is offered then it is not necessary to offer Zuhr prayer.
The following conditions must be fulfilled for Jumuah prayers to become obligatory:

- The time for Jumuah prayers should have set in. And that means that the midday time should have begun to decline. The time for Namaz-e-Jumuah is the earliest part of Zuhr. If it is very much delayed, then Namaz-e-Jumuah time will be over, and Zuhr Namaz will have to be prayed.
- The number of persons joining Namaz-e-Jumuah should be at least five, including the Imam. If there are less than five people, Namaz-e-Jumuah would not become obligatory.
- The Imam should fulfil the necessary conditions for leading the prayers.

These conditions include righteousness (*'Adalat*) and other qualities which are required of an Imam and which will be mentioned in connection with the congregational prayers. In absence of an Imam qualifying to lead, Namaz-e-Jumuah will not be obligatory.
The following conditions should be fulfilled for the Namaz-e-Jumuah to be correct:

- The prayers should be offered in congregation. Hence, Namaz-e-Jumuah cannot be prayed alone. If a person joins Namaz-e-Jumuah before the Ruku of the second Rak'at his prayers will be valid and he will have to add another Rak'at to complete it. But, if he joins the Imam in the Ruku of the second Rak'at then the prayers may not suffice, and as a measure of precaution Zuhr Namaz should be prayed.

- Two sermons should be delivered before the prayers. In the first sermon the preacher should praise Allah and exhort the people to observe piety, and then he should also recite a short chapter (Surah) from the holy Qur'an. Thereafter he should sit down for a while and then stand up again. This time also he should praise Allah and invoke peace and blessings upon the holy Prophet and the holy Imams and, as a recommended precaution, seek forgiveness for the believers. It is necessary that the two sermons should precede the Namaz. It will not be correct to offer the prayers before the two sermons. And, it is not permissible to deliver the sermons before Zuhr time has set in. It is also necessary that the preacher should be standing while delivering the sermons. Hence, if he delivers sermons while sitting, it will not be in order. It is also necessary and obligatory that there should be a break between the two sermons by way of sitting down during the interval for a while. It is also necessary that the preacher who delivers the sermons should also lead the prayers. Taharat may not be a condition for delivering the sermons, but as a precaution, it should be maintained. As far as the glory of Allah, invocation of prayers and mercy upon the Prophet and the Imams are concerned, it must be rendered in Arabic, but the rest of it need not be in Arabic. In fact, if the majority in the audience are non-Arabs, then as an obligatory precaution, words of admonition and exhorting people to be pious and virtuous should be delivered in their language.
- The distance between the two places where Namaze-Jumuah are offered

---

should not be less than one Farsakh (3 miles). Hence if the distance between the two places is lesser and both the prayers commence at one and the same time both will be void. And if one of those prayers precedes the other (even to the extent of Takbiratul-ehram i.e. the first Takbir) the one which precedes will be in order and the other will be void. If, it transpires after the Namaz-e-Jumuah is over that another Namaz-e-Jumuah had commenced earlier or simultaneously at a distance of less than farsakh, it will not be obligatory to offer Zuhr prayers. It is immaterial whether this information is received within the time or later. Moreover, a Namaz-e-Jumuah can stop another from being held within the stipulated distance only if it is itself valid, comprising of all conditions, otherwise it cannot have any prohibitive effect.
741. * When Namaz-e-Jumuah, with all its requirements is held, it will be obligatory to attend it if one who established it is Imam (A.S.) or his representative. But in a situation other than this, joining or attending it is not obligatory.

When attending is obligatory, the following points must be considered:
- The person joining should be man. Presence in Jumuah prayers is not obligatory for women.
- Freedom. Hence it is not obligatory for a slave to be present in Jumuah prayers.
- Not being a traveller. Hence Jumuah prayers is not obligatory for a traveller, regardless of whether the traveller prays Qasr or full prayers, as he would do if he intends staying for 10 days or more.
- Being free from ailment and blindness. Hence it is not obligatory for a sick or a blind man to offer Jumuah prayers.
- Not being old. Hence Jumuah prayers is not obligatory for old men.
- That the distance between the place a person is and where Jumuah prayers is going to be held should not be more than 2 *farsakh* (11 Km) and it would be obligatory for a person who is at the end of 2 *farsakh* to join the Namaz. And similarly, participation

in Jumuah prayers will not be obligatory for a person who finds it extremely difficult, because of rains, severe cold and so on.

---

742. * A few rules concerning Jumuah prayers:
- It is permissible for a person, who is exempted from Jumuah prayers, and for whom presence in Jumuah prayers is not obligatory, to hasten for Zuhr prayers in the early part of its time.
- It is Makrooh to talk while Imam delivers the sermon. And if the noise created by talking prevents others from listening to the sermon, then it is haraam, regardless of whether the attendance is the minimum required or more.
- As an obligatory precaution, it is wajib to listen to both the sermons. However, listening to the sermons is not obligatory upon those, who do not understand their meanings.
- The second Adhan on Friday is an innovation. And it is the same Adhan which is usually called the third Adhan.
- It is not obligatory for a person wishing to join Jumuah Namaz to be present while Imam is delivering the sermon.
- Conducting purchase and sale at the time when people are called to Jumuah prayers is haraam, if it hinders the prayers, and not if it does not hinder. And inspite of it being haraam, the transaction done would not be void. When it was obligatory for a person to be present in Jumuah prayers and he abandoned it, and offered Zuhr prayers, his prayers would be in order.

TIME FOR MAGHRIB AND ISHA PRAYERS

743. The obligatory precaution is that as long as the redness in the eastern sky appearing after sunset has not passed overhead, Maghrib Namaz should not be performed.

744. * In normal circumstances, the prescribed time for Maghrib and Isha prayers is till midnight. But if forgetfulness, oversleeping or being in Hayz and similar unusual situations prevent one from performing the prayers till midnight, then for them the time will continue till Fajr sets in. In all the cases, Maghrib must be prayed before Isha, and if one contradicts their sequence purposely or knowingly, the Namaz will be void. However, if the time left over is just enough for Isha prayers to be offered within time, then Isha will precede Maghrib prayers.

---

745. * If a person offers Isha prayers before Maghrib prayers by mistake and takes notice of this after completing the prayers, his prayers will be valid, and then he should offer Maghrib prayers after it.

746. * If a person begins Isha prayers by mistake before Maghrib prayers and realises during the prayers that he has made an error, and if he has not yet gone into Ruku of the 4th Rak'at he should turn his Niyyat to Maghrib prayers and complete the prayers. Thereafter he will offer Isha prayers. However, if he has entered Ruku of the 4th Rak'at he can continue to complete the Isha prayers and thereafter pray Maghrib.

747. * In normal circumstances, the end of the time for Isha prayers is midnight; and the night will be calculated from dawn (Subh-e-Sadiq).

748. * If a person in normal circumstances does not offer Maghrib or Isha prayers till after midnight, he should, as an obligatory precaution, offer the prayers in question before the dawn prayers, without making a Niyyat of Ada (i.e. in time) or Qadha (i.e. after the lapse of time).

Time for Fajr Prayers

749. Just before dawn a column of whiteness rises upwards from the east. It is called the first dawn. When this whiteness spreads, it is called the second dawn, and the Prime time for Subh prayers. The time for Subh prayers is till sunrise.

Rules Regarding Namaz Times

750. * A person can start offering prayers only when be becomes certain that the time has set in or when two just (*Adil*) persons inform that the time has set in. In fact, one can rely upon the *Adhan*, or on advice of a person who knows the timings and is reliable.

751. * If a person cannot be certain about the Prime time for prayers due to a personal handicap like blindness or being in the prison cell, he should delay the prayer till such time when he feels sure that the time has set in. And as an obligatory precaution, he should act the same way when there are general hindrances like dust or clouds.

---

752. * If a person is satisfied on the basis of any one of the above methods that the time for prayers has set in and he begins offering prayers, but then realises during the prayers that the time has not yet set in, his prayer is void. And the position is the same if he realises after the prayers that he has offered the entire prayers before time. However, if one learns as he prays that the time has just entered or if he learns after the prayers that the time entered while he was in the process of praying, his Namaz will be valid.

753. If a person is heedless of the fact that he should pray after ensuring that the time has set in, and if he realises after the prayers that he had offered the entire prayers in time, his prayer is in order. And if he realises that he had offered his prayers before time or does not realise whether he had offered the prayers within time or not, his prayers will be void. In fact, if he realises after offering prayers that the time for prayers had set in while he was praying, he should offer that prayers again.

754. If a person was certain that the time for prayers had set in, and began offering prayers but while praying, he doubted whether or not the time for it had actually set in, his prayers would be void. However, if he is certain while offering prayers that the time for it has set in, but doubts whether what he has already performed in the prayer, has been in time or not, his prayer is valid.

755. If the time left for Namaz is so little that if we perform some Mustahab acts of the prayers, an obligatory part of the prayers will fall beyond the prescribed time, one should not perform those Mustahab acts. For example, if on account of reciting qunut

a part of the prayers will lapse beyond time, one should do without qunut.

756. If the time at the disposal of a person is sufficient for performing one Rak'at only he should offer the prayers with the Niyyat of Ada, i.e. offering the same in time. However, one should not delay offering prayers intentionally.

757. * If a person who is not a traveller has at his disposal time for offering five Rak'ats till sunset he should offer both Zuhr and Asr prayers. And if he

---

has less time than that he should offer only Asr prayers, and thereafter he should give Qadha of Zuhr prayers. Similarly if he has sufficient time upto midnight for offering five Rak'ats, he should offer Maghrib and Isha prayers and if he has less time than that he should offer only Isha prayers and then offer Maghrib prayers, without making a Niyyat of Ada (i.e. being in time) or Qadha.

758. * If a person who is a traveller has sufficient time at his disposal till sunset for offering three Rak'ats he should offer Zuhr and Asr prayers and if he has lesser time than that, he should offer only Asr prayers and then offer Qadha of Zuhr prayers. And if he has time enough for offering 4 Rak'ats till midnight he should offer Maghrib and Isha prayers, and if he has just enough time for three Rak'ats he should offer Isha first and then Maghrib so that at least one Rak'at falls within time. And if the time is for lesser than three Rak'ats, then he should first offer Isha prayers, followed by Maghrib without the Niyyat of Ada or Qadha. However, if he learns after completing Isha prayers that there is still time for at least one Rak'at, or more, he should hasten to offer Maghrib with the Niyyat of Ada.

759. It is Mustahab that a person should offer prayers at the Prime time prescribed for it, and great emphasis has been laid on it; alternatively, the nearer the prayers are to its Prime time, the better, except where there is good reason for delay, like, waiting to join the prayers in congregation (Namaz-e-Jamaat).

760. * If a person has a justifiable excuse for offering prayers with *tayammum* and he wishes to offer it at the Prime time knowing that his excuse will continue till the end of the prescribed time, or having no hope for redress, he can offer prayers in the early part of the time. But if he has a hope that the excuse will cease to exist, he should wait till his excuse is removed. In case his excuse is not removed, he would offer prayers in the last part of the time. But, in so doing, it is not necessary that he should wait so much that he may be able to perform only the obligatory acts of the prayers. In fact, if he has time for the Mustahab acts like Adhan, Iqamah and qunut as well, he can perform *tayammum* and offer prayers along with these Mustahab acts. As for other excuses which do not justify *tayammum*, it is permissible for

---

him to offer prayers at its Prime time, even if he has not lost hope about redress. However, if the excuse actually ceases to exist while he is praying, he must repeat the prayers.

761. * If a person does not know the rules about prayers, doubts occurring in it, or about the forgotten parts, and if he feels that such problems would probably arise in his Namaz, he should defer from its Prime time so as to learn the relevant rules. However, if he is hopeful that he can offer prayers correctly he may pray at its Prime time. And if no problem arose during the prayers, his prayers would be correct and valid. But if a problem arose and the rules relating to it were not known to him, he would be allowed to act on one of the two probabilities and complete the prayers. And, after the prayers, he should enquire about the rule so that if his prayers had been void he would offer it again, and if it had been valid, he need not repeat.

762. If there is ample time for prayers, and at the same time his creditor demands repayment of his loan from him, he should repay the loan first, if possible, and then offer prayers. Similarly, if there emerges another obligatory matter which demands immediate attention, like if a man sees that the Masjid is Najis he should make it *Pak* first and then offer prayers. And in both the cases if he offers his prayers first he commits a sin but his prayer is in order.

The Prayers which should be Performed in Sequence

763. One should always offer Asr prayers after the Zuhr prayers, and the Isha prayers after the Maghrib prayers. If one intentionally offers Asr prayers before Zuhr prayers, or Isha prayers before Maghrib prayers, one's prayers would be void.

764. If a person starts namaz with the niyyat of Zuhr prayers, and during the prayers he recollects that he has already offered Zuhr prayers, he is not allowed to change the niyyat to the Asr prayers.He should abandon that namaz, and start Asr namaz. And the same rule applies to the Maghrib and the Isha namaz.

765. * If a person somehow becomes sure while offering the Asr prayers

---

that he has not offered the Zuhr prayers, and changes niyyat to the Zuhr prayers, but later he recollects that he has infact already offered the Zuhr prayers, he can again revert to Asr, and complete the prayers, provided that he has not performed important parts like Ruku', Sajdah or any other part with the niyyat of Zuhr, otherwise his prayers will be void, and he has to offer all over again.

766. If, while offering the Asr prayers, a man doubts whether he has offered the Zuhr prayers, he should complete his namaz with the same niyyat of Asr, and then pray Zuhr. However, if the time is so short, that that the sun would set by the time he finishes the prayers, and there would be no time left even for one Rak'at, then it is not necessary to pray Zuhr namaz as Qadha.

767. * If, while offering the Isha prayers, a man doubts whether he has offered Maghrib prayers, he should complete the namaz with the same niyyat of Isha. But if the time is short, and he will not be able to perform even one Rak'at after completion of Isha, it is not necessary to pray Maghrib as Qadha.

768. * If while offering Isha prayers, a person doubts after reaching the Ruku of the 4th Rak'at, whether he has offered Maghrib prayers, he should complete the Isha

Prayers. Thereafter, he should pray Maghrib, if the time for it is still available (i.e. if it is not Qadha).

769. If a person is praying a particular namaz again as a precaution, and during the prayers he recollects that he has not offered the preceding namaz, he cannot change niyyat to that prayers. For example, when offering the Asr prayers again as a measure of precaution, he recollects that he has not offered the Zuhr prayers, he cannot change niyyat to Zuhr prayers.

770. It is not permissible to change niyyat from Qadha to Ada (i.e. prayers which is offered within the prescribed time), nor from Mustahab to obligatory prayers.

771. * If a person has sufficient time at his disposal to offer prayers within

---

the time, he can, while offering the prayers, change niyyat to Qadha prayers, provided that it is possible to do so. For example, if he is offering Zuhr prayers, he can change to Qadha of dawn prayers, only when he has not entered the Ruku of the third Rak'at.

MUSTAHAB PRAYERS

772. There are many Mustahab prayers which are generally called Nafilah, but more stress has been laid on the daily Mustahab prayers. The number of the Rak'ats everyday excluding Friday, is 34. It is an follows:

- 8 Rak'ats Nafilah for Zuhr
- 8 Rak'ats Nafilah for Asr
- 4 Rak'ats Nafilah for Maghrib
- 2 Rak'ats Nafilah for Isha
- 11 Rak'ats Nafilah for Tahajjud (Namaz-e-Shab)
- 2 Rak'ats Nafilah for Fajr

As an obligatory precaution, the Nafilah for Isha prayers should be offered while sitting, and therefore its 2 Rak'ats are counted as one. But on Friday, 4 Rak'ats are added to the 16 Rak'ats of the Zuhr and the Asr Nafilah, and it is preferable that all these 20 Rak'ats are offered before the Zuhr sets in.

773. Out of the 11 Rak'ats of the night Nafilah, 8 Rak'ats should be offered with the niyyat of the Nafilah, 2 Rak'ats with the niyyat of Shaf'a, and 1 Rak'at with the Niyyat of Witr. Complete instructions regarding Namaz-e-Shab are given in the book of prayers.

774. * All Nafilah prayers can be offered while sitting, but then, certain Fuqaha say that 2 Rak'ats prayed sitting should be counted as one Rak'at. For example, if a person wishes to offer Zuhr Nafilah which consists of 8 Rak'ats, in a sitting posture, he should offer 16 Rak'ats. And if he wishes to offer Witr prayers while sitting, he should offer two prayers of 1 Rak'at each. This later preference is not known from any sources; however, they may be followed with the hope of earning divine pleasure.

775. Zuhr Nafilah and Asr Nafilah should not be offered when one is on a journey, and one may offer Isha Nafilah with the intention of Raja'.

The Timings of Daily Nafilah Prayers

776. * The Zuhr Nafilah is offered before Zuhr prayers. Its time is from the commencement of the time of Zuhr, up to the time when the shadow of indicator equals 2/7th of its length. For example, if an indicator is 7 yards long, and the shadow appearing after Zuhr reaches 2 yards, the Nafilah time would end. He should now offer Zuhr prayers.

777. * The Asr Nafilah are offered before Asr prayers, and its time is till the moment when the shadow of an indicator appearing after Zuhr, reaches of 4/7th of its length.

In case a person wishes to offer Zuhr and Asr Nafilah after their recommended time, he can offer the Zuhr Nafilah after Zuhr prayers, and the Asr Nafilah after Asr prayers, but as a precaution, he will not make niyyat of Ada or Qadha.

778. * The Maghrib Nafilah should be offered after Maghrib prayers, and one should make an effort to offer it in time after Maghrib. However, if one delays offering Maghrib Nafilah till redness in the western sky disappears, then it would be better to offer Isha prayers at that moment.

779. The time for Isha Nafilah is from the completion of Isha prayers till midnight. It is better to offer it immediately, after Isha prayers.

780. * The Fajr Nafilah is offered before the Fajr prayers, and its time commences when Namaz-e-Shab has been completed, till the time of Namaz-e-Fajr draws near. But if someone delays it till redness is seen in the eastern sky, then it is better to pray namaz of Fajr.

781. * The time for Namaz-e-Shab is from midnight till Adhan for Fajr prayers, and it is better to offer it nearer the time of Fajr prayers.

782. A traveller (i.e. one on a journey), and a person who finds it difficult to offer Namaz-e-Shab after midnight, can offer it before midnight.

Ghufayla Prayers

783. Ghufayla prayers is one of the Mustahab prayers which is offered between Maghrib and Isha prayers. In its first Rak'at after Surah al-Hamd, instead of any other Surah, the following verses should be recited: *Wa zannuni iz zahaba mughaziban fazanna an lan naqdira 'alayhi fanada fiz zulumati an la ilaha illa anta subhanaka inni kuntu minazzalimin fastajabna lahu wa najjaynahu minal ghammi wa kazalika nunjil mu'minin.*

In the second Rak'at after Surah al-Hamd, instead of other Surah, the following verse should be recited: *Wa 'indahu mafatihul ghaybi la ya'lamuha illa huwa wa ya'lamu ma fil barri wal bahri wa ma tasqutu min waraqatin illa ya'lamuha wa la habbatin fi zulumatil arz wa la ratbin wa la yabisin illa fi kitabim mubin.* And in Qunut this Dua be recited: *Alla humma inni as aluka bi mafatihli ghaybil lati la ya 'lamuha illa anta*

an tusalliya 'ala Muhammadin wa Ali Muhammad wa an taf'al bi........... (here one should mention his wishes).
Thereafter, the following Dua should be read: *Alla humma anta waliyyu ni'mati wal qadiru 'ala talabati ta'lamu hajati fa as aluka bihaqqi Muhammadin wa Ali Muhammadin 'alayhi wa 'alay himussalamu lamma qazaaytaha li.*

RULES OF QIBLA

784. Our Qibla is the holy Ka'bah, which is situated in Makkah, and one should offer one's prayers facing it. However, a person who is far, would stand in such a manner that people would say that he is praying facing the Qibla, and that would suffice. This also applies to other acts which should be performed facing the Qibla like, while slaughtering an animal etc.

785. * A person offering obligatory prayers while standing should have his chest and stomach facing the Qibla, and his face should not digress from Qibla, and the recommended precaution is that the toes of his feet should also be facing Qibla.

786. * If a person offers prayers while sitting, it is necessary that his face, chest and stomach face the Qibla.

787. * If a person cannot offer prayers in the sitting posture, he should lie on the right hand side in such a manner that the front part of the body would face the Qibla. And if that is not possible, he should lie on the left

---

hand side in such a manner that the front part of his body would face the Qibla. And if even that is not possible, he should lie on his back in such a manner, that the sole of his feet face the Qibla.

788. Namaz-e-Ihtiyat, and forgotten Sajdah, and forgotten tashahhud should all be offered facing the Qibla, and on the basis of recommended precaution, Sajda-e-Sahv should also be offered facing the Qibla.

789. A Mustahab namaz can be offered while one is walking, or riding, and if a person offers Mustahab prayers in these two conditions, it is not necessary that he should be facing the Qibla.
790. * A person who wishes to offer prayers, should make efforts to ascertain the direction of Qibla, and for that, he has to either be absolutely sure, or acquire such information as may amount to certainty, like testimony of two reliable persons. If that is not possible, he should form an idea from the Niche (Mehrab) of the Masjid or from the graves of the Muslims, or by other ways, and act accordingly. In fact, if a non-Muslim who can determine Qibla by scientific method, indicates Qibla satisfactorily, he can be relied upon.

791. If a person, who has a mere surmise about Qibla, and is in a position to have a better idea, he should not act on that guess work. For example, if a guest has an idea about the direction of Qibla on the statement of the owner of the house, but feels that he can acquire a firmer knowledge about Qibla by some means, he should not act on his host's words.

792. If a person does not possess any means of determining the direction of Qibla, or in spite of his efforts, he cannot form an idea about it, it will be sufficient for him to offer his prayers facing any direction. And the recommended precaution is that, if he has sufficient time at his disposal, he should offer the same prayers 4 times, each time facing every one of the four directions.

793. If a person is sure or guesses that Qibla is on one of the two directions, he should offer prayers facing both.

794. If a person has to offer prayers facing a few direction, and wants to offer two prayers like Zuhr prayers and Asr prayers, which should be

---

offered one after the other, the recommended precaution is that he should offer the first namaz facing those few directions, and then commence the second prayers.

795. If a person who is not certain about the direction of Qibla, wishes to perform acts other than namaz, which should be done facing the Qibla like, slaughtering an animal, he should act according to his surmise about the direction of Qibla , and if that does not seem possible, then performing the act facing any direction will be valid.

Covering the Body in Prayers

796. While offering prayers, a man should cover his private parts even if no one is looking at him, and preference is that he should also cover his body from the navel up to the knee.

797. * A woman should cover her entire body while offering prayers, including her head and hair. As a recommended precaution, she should also cover the soles of her feet. It is not necessary for her to cover that part of her face which is washed while performing Wudhu, or the hands up to the wrists, or the upper feet up to the ankles. Nevertheless, in order to ensure that she has covered the obligatory parts of her body adequately, she should also cover a part of the sides of her face as well as lower part of her wrists and the ankles.

798. When a person offers the forgotten Sajdah or tashahhud, he should cover himself in the same manner as in prayers, and the recommended precaution is that he should also cover himself at the time of offering Sajda-e-Sahv.

799. If while offering prayers, a person does not cover his private parts intentionally, or on account of not having cared to know the rule, his prayers is void.

800. * If a person realises while offering prayers, that his private parts are visible, he must immediately cover them, and it is not necessary for him to repeat the prayers. As a measure of precaution, he should not continue per-

---

forming any part of the prayers, as long as the private parts are visible. If he learns

after the completion of prayers that his private parts were visible, his prayers would be deemed valid.

801. If the dress of a person covers his private parts while he stands, but it may not cover them in another posture like in Ruku or Sajdah, his namaz will be valid if he manages to conceal them by some other means. However, the recommended precaution is that he should not pray in such dress.

802. * One is allowed to cover oneself at the time of offering prayers with grass, and the leaves of the trees, but as a recommended precaution, these should be used only when no alternative is available.

803. * In a state of helplessness, when one has nothing to cover one's private parts, one may, while offering prayers, use mud to conceal one's private parts.

804. * If a person does not have anything with which to cover himself while offering prayers, but has a hope that he may get some cover, then it is better to delay offering the prayers. However, if he does not get anything, he should offer prayers discharging his obligation at the end bit of the time. And if he prayed in the prime time, and his excuse did not continue till the end, then as an obligatory precaution, he should pray again.

805. * If a person who intends offering prayers does not have anything, not even leaves, or grass, or mud to cover himself, and if he has no hope of acquiring any of them, if there are no people looking, he should pray normally, performing Ruku and sajdah etc. as usual. And if there are people watching, then he should pray in such a way that his private parts remain hidden from the view, by praying while sitting, and performing Ruku and Sajdah by signs.
As an obligatory precaution in namaz, an unclothed person should cover his private parts with the parts of his own body, say, while sitting with the thighs, and while standing with his hands.

Conditions for Dress Worn during Prayers

806. There are six conditions for the dress used in namaz:

- It should be *Pak*.
- It should be mubah (permissible for him to use).
- It should not be made of the parts of a dead body.
- It should not be made of the carcass, whose meat is haraam.
- If a person who offers prayers is a male, his dress must not be made of pure silk.
- If a person who offers prayers is a male, his dress must not be embroidered with gold. The details of these will follow later.

807. The dress of a person who offers prayers should be *Pak*. Therefore, if he prays with najis body, or dress, in normal situations, his prayers would be void.

808. * If a person did not care to know that namaz offered with najis body or dress is void, and he prayed in that state, his prayers is void.

809. * If a person did not care to learn the rule that a particular thing is najis, like, if he does not know that the sweat of a Kafir is najis, and he prayed with it, his prayer is void.

810. * If, a person was sure that his body or dress was not najis, and came to know after namaz, that either of them was najis, the prayers are in order.

811. * If a person forgets that his body or dress is najis, and remembers during namaz, or after completing namaz, as an obligatory precaution, he should offer the prayers again, if his forgetting was due to carelessness. And if the time has lapsed, he should give its Qadha. If it was not due to carelessness, it is not necessary to pray again, except when he remembers during namaz, in which circumstances, he will act as explained below.

812. * If a person has ample time at his disposal while offering prayers, and he realises during the prayers that his clothes are najis, and sus pects that they may have been najis before he started the prayers, he should wash it, or change it, or take if off, provided that in so doing, his namaz does not

---

become invalidated, and continue with the namaz to its completion. But if he has no other dress to cover his private parts, or washing the dress, or taking it off may invalidate his namaz, he should, as an obligatory precaution, repeat his namaz with *Pak* clothes.

813. * When a person is praying, and the time at his disposal is short, and during the prayers he realises that his clothes are najis, and suspects that they may have been najis before he started the prayers, he should wash it, change, it or take it off provided that in so doing his namaz is not invalidated, and complete the namaz. But if he has no other clothes which would cover his private parts if he took off the dress, nor can he wash or change it, he should complete his namaz with the same najis dress.

814. * When a person is praying, and the time at his disposal is short, and during the prayers he realises that his body has become najis, suspecting that it may have been so before he started the prayers, he should wash that najasat off his body, if in so doing his namaz is not invalidated. But if it invalidates, then he should complete his namaz in the same state, and his namaz will be valid.

815. * If a person doubts whether his body or dress is *Pak*, and if he did not find anything najis after investigation, and prayed, his namaz will be valid even if he learns after namaz that his body or dress was actually najis. But if he did not care to investigate, then as an obligatory precaution, he will repeat the prayers. If the time has lapsed, he will give its *Qadha*.

816. If a person washes his dress, and becomes sure that it has become *Pak*, and offers prayers with it, but learns after the prayers that it had not become *Pak*, his prayers are in order.

817. If a person sees blood on his body or dress, and is certain that it is not one of the najis bloods, like, if he is sure that it is the blood of a mosquito, and if after offering the prayers, he learns that it was one of those bloods with which prayers cannot be offered, his prayers are in order.

818. If a person is sure that the blood which is on his body or dress, is a type

---

of najis blood which is allowed in namaz, like, the blood from wound or a sore, but comes to know after having offered his prayers, that it is the blood which makes prayers void, his prayers will be in order.

819. If a person forgets that a particular thing is najis, and his wet body or dress touches that thing, and then he offers prayers forgetfully, recollecting after the prayers, his prayer is in order. In such situation, if he does Ghusl without first making his body *Pak*, and then proceeds to pray, both his Ghusl and namaz will be void, unless he is sure that in the process of doing Ghusl, his body also became *Pak*. Similarly, if any part of Wudhu is washed without first making it *Pak*, and prayers are offered, both Wudhu and the prayers will be void, unless he is sure that in the process of Wudhu, that part, which he had forgotten to be najis, had become *Pak*.

820. * If a person possesses only one dress, and if his body and dress both are najis, and if the water in his possession is just enough to make one of them *Pak*, the obligatory precaution is to make the body *Pak*, and offer prayers with the najis dress. It is not permissible to wash the dress, and pray with najis body. However, if the najasat of the dress is more, or intense, then he has an option to make either of them *Pak*.

821. A person who does not have any dress other than a najis one, should offer prayers with that najis dress, and his prayers will be in order.

822. If a person has two sets of dresses, and knows that one of them is najis, but does not know which, and has sufficient time at his disposal, he should offer prayers with each one of them. For example, if he wishes to offer Zuhr and Asr prayers, he should offer one Zuhr prayer and one Asr prayer with each set. However, if the time at his disposal is short, he may offer the prayers with either of them, and it will be sufficient.

823. * The dress which a person uses for offering prayers should be Mubah. Hence, if a person knows that it is haraam to use an usurped dress, or does not know the rule on account of negligence, and intentionally offers prayers with the usurped dress, as a precaution, his prayers would be void. But if his dress includes such usurped things which alone cannot cover the

---

private parts, or even if they can cover the private parts, he is not actually wearing them at that time (for example, a big handkerchief which is in his pocket) or if he is wearing the usurped things together with a Mubah covering, in all these cases, the fact

that such extra things are usurped would not affect the validity of the prayers; although, as a precautionary measure, their use should be avoided.

824. * If a person knows that it is haraam to wear usurped dress, but does not know that it makes prayers void, and if he intentionally offers prayers with usurped dress, as a precaution, his prayers will be void, as explained in the foregoing article.

825. * If a person does not know that his dress is usurped, or forgets about it being usurped, and offers prayers with it, his prayers is in order, provided that he himself is not the usurper. If he himself is the usurper, his namaz, as a precaution, will be void.

826. If a person does not know or forgets that his dress is a usurped one, and realises it during prayers, he should take off that dress, provided that his private parts are covered by another thing, and he can take off the usurped dress immediately without the continuity of the prayers being broken. And if his private parts are not covered by something else, or he cannot take off the usurped dress immediately, or the continuity of the prayers is not maintained if he takes if off, and if he has time for at least one Rak'at, he should break the prayers and offer prayers with a dress which has not been usurped. But if he does not have so much time, he should take off the dress while praying, and complete the prayers according to the rules applicable to the prayers by the naked.

827. If a person offers prayers with a usurped dress to safeguard his life or, for example, to save the dress from being stolen by a thief, his prayers are in order.

828. If a person purchases a dress with the particular sum of money whose khums has not been paid by him, then namaz in that dress will amount to the namaz in a dress which has been usurped.

---

829. * The dress of the person, including those which alone would not cover the private parts, as an obligatory precaution, should not be made of the parts of the dead body of an animal whose blood gushes when killed. And the recommended precaution is that even if the dress is made of the parts of the dead body of an animal whose blood does not gush (for example, fish or snake), it should not be used while offering prayers.

830. * If the person, who offers prayers, carries with him parts from a najis carcass, which are counted as living parts, like, its flesh and skin - the prayers will be in order.

831. If a person who offers prayers has with him parts from a carcass, whose meat is halal, and which is not counted as a living part, e.g. its hair and wool, or if he offers prayers with a dress which has been made from such things, his prayers are in order.

832. * The dress of one who is praying, apart from the small clothes like socks which would not ordinarily serve to cover the private parts, should not be made of any part of the body of a wild animal, nor, as an obligatory precaution, of any animal whose meat is haraam. Similarly, his dress should not be soiled with the urine, excretion, sweat, milk or hair of such animals. However, if there is one isolated hair on the dress,

or if he carries with him, say, a box in which any such things have been kept, there is no harm.

833. * If the saliva, or water from the nose, or any other moisture, from an animal whose meat is haraam to eat, like that of a cat, is on the body or the dress of a person in namaz, and if it is wet, the namaz will be void. But if it has dried up, and if its substance has been removed, then the prayer is valid.

834. If hair and sweat and saliva of another person is on the body, or the dress of a person offering prayers, there is no harm in it. Similarly, there is no harm if animal products, like wax, honey or pearls are with him while he prays.

835. If the person offering prayers, doubts whether his dress is made of the

---

parts of an animal whose meat is halal, or with the parts of the animal whose meat is haraam, he is allowed to offer prayers with it, irrespective of whether it has been made locally or imported.

836. It is not known whether a pearl oyster is one of the parts of an animal whose meat is haraam, therefore it is permissible to offer prayers with it.

837. There is no harm in wearing pure fur, and similarly the fur of a grey squirrel, while offering prayers. However, recommended precaution is that one should not offer prayers with the hide of a squirrel.

838. If a person prayed with a dress about which he did not know that it was made of the parts of an animal whose meat is haraam, or if he forgot about it, he should, as a recommended precaution, pray again.

839. The use of a dress embroidered with gold is haraam for men, and to pray in a such a dress will make namaz void. But for women its use, whether in prayers or otherwise, is allowed.

840. It is haraam for men to wear gold, like hanging a golden chain on one's chest, or wearing a gold ring, or to use a wrist watch or spectacles made of gold, and the prayers offered wearing these things will be void. But women are allowed to wear these things in prayers or otherwise.

841. If a person did not know, or forgot that his ring or dress was made of gold, or had a doubt about it, his prayers will be valid if he prayed wearing them.

842. * In namaz, the dress of a man, even his small scalp cap, or the laces for fastening the pyjama, or trousers, should not be made of pure silk. The latter two are as a measure of recommended precaution. However, for men it is haraam to wear pure silk at any time.

843. If the entire lining of a dress or a part of it is made of pure silk, wearing it is haraam for a man, and offering prayers with it will make it void.

844. If a man does not know whether a particular dress is made of pure silk, or of something else, it is permissible for him to wear it, and there is also no harm in offering prayers wearing it.

845. There is no harm if a silken handkerchief, or anything similar is in the pocket of a man, it does not invalidate the prayers.

846. A woman is allowed to wear silken dress in namaz, and at all other times.

847. When one is helpless, having no alternative, one can wear usurped dress, or dress made of gold fabrics, or of silk. Similarly, if a person is obliged to wear a dress, and has no other dress but one of those mentioned, he can offer prayers with such dresses.

848. * If a person does not have any dress but the usurped one, and if he is not forced to put on that dress, he should pray according to rules prescribed for the one who has to offer namaz unclothed.

849. * If a person does not have a dress, except the one made of the parts of the wild animal, and if he is obliged to put on that dress, he is allowed to pray with that dress. But if it is not necessary for him to put on a dress, he should act accordingly to the rules for the unclothed. But if the dress available is not from a wild beast, but from the parts of an animal whose meat is haraam, and if he is not in anyway obliged to wear it, then, as an obligatory precaution, he should pray twice; once with that dress, and again according to the rules applicable to unclothed person.

850. If a person does not have a dress other than a dress which is made of pure silk or is woven with gold, and if he is not obliged to wear any dress, he should offer prayers in accordance with the rules applicable to the unclothed.

851. * If a person does not have anything with which he may cover his private parts in namaz, it is obligatory on him to procure such a thing on hire, or to purchase it. However, if it is going to cost him more than he can afford,

or, if he spends for the clothes, it would cause him some harm, he can offer namaz according to the rules prescribed for the unclothed person.

852. If a person does not have a dress, and another person presents or lends him a dress, he should accept it, if the acceptance will not cause any hardship to him. In fact, if it is not difficult for him to borrow, or to seek a gift, he should do so, from the one who may be able to give.

853. * Wearing a dress whose cloth, colour, or stitch, is not befitting to the status of a person, or is unusual for him, is haraam if it is undignified or humiliating. But if he offers namaz with such a dress, even if it is only enough to cover his private parts, his prayers will be valid.

854. * If a man wears the dress of a woman, or a woman wears the dress of a man, adopting it as a usual garb, as a precaution, this is haraam. But praying in that dress, in any situation, will not invalidate namaz.

855. * For a person who has to pray while lying down, it is not permissible in namaz to use a blanket or a quilt made of the parts of a wild beast, or, as an obligatory precaution, an animal whose meat is haraam, or of silk, or if it is najis, if he wraps it around in such a way that it can be seen as worn. But if he only draws it upon himself, there will be no harm, and his namaz will not be affected. As for the mattress, there is no objection at all, except when he wraps a part of it around his body, making it to look like wearing. If he does so, then the same rule as that of quilt will apply.

Exceptional Cases

856. * In the following three cases, the prayers offered by a person will be valid, even if his body or dress be najis:

- If his body or dress is stained with the blood discharged from a wound or a sore on his body.
- If his body or dress is stained with blood, spread over a space lesser than a *dirham* (which is almost equal to the upper joint of the thumb).
- If he has no alternative but to offer prayers with najis body or dress. Further, there is one situation in which, if the dress of one who prays is najis, the namaz will be valid. And that is, when small clothes like socks,

---

scalp caps are najis. Rules of these four situations will be explained in details later.

857. * If the body or the dress of a person wishing to pray is stained with blood from wound or sore etc, he can pray namaz with that blood as long as the wound or the sore has not healed up. And the same applies to pus, which may flow out with blood, or any medicine which became najis, when applied to the wound or the sore.

858. If blood on the dress or the body of a person who is praying, originates from a small cut or wound which can be healed easily, and which can be washed clean, then his namaz is void.

859. If any part of the body, or the dress, which is away from the wound, becomes najis owing to the fluid which oozes out from the wound, it is not permissible to offer prayers with it. However, if a part of the body or dress around the wound becomes najis, owing to suppuration, there is no harm in offering prayers with it.

860. If the body or dress of a person is stained with blood from internal piles, or from a wound which is within one's mouth, nose etc., he can offer prayers with that blood. But if the blood is from external piles, then it is obviously permissible to offer prayers with it.

861. * If a person has a wound on his body and he sees blood on his body or dress which is bigger than the area of a *dirham* and does not know whether it is from his wound or some other blood, as an obligatory precaution, he should not pray with it.

862. If a person has several wounds, but they are so near one another that they may be treated as one, there is no harm in offering prayers with their blood, as long as they have not healed. However, if they are separate, each one as an independent wound, he should wash and make *Pak* body and dress, each time when a wound is healed up.

863. If the clothes or the body of a person praying, is stained with the blood of Hayz, however little, the namaz will be void. And as a precaution, the

same rule applies to the blood of Nifas, Istihaza and the blood from sources which are essentially najis, like a pig, a carcass, or an animal whose meat is haraam. As regards other bloods, like the blood from a human body, or from an animal whose meat is halal, there is no harm in offering prayers with them, even if they are found at several places on the dress or the body, provided that, when added together, their area is less than that of a *dirham*.

864. * If blood stains one side of the dress, and then seeps through to the other side, it will be considered as one. However, if the other side of the dress gets smeared with blood separately, each one will be considered as a separate blood. Therefore, if blood on both sides is less than a *dirham* in area when put together, namaz will be valid with them. But if it exceeds the area, then namaz will be void.

865. * If blood falls on a dress which has a lining, and reaches it, or falls on its lining and reaches the upper part of the dress, each of them will be considered separate blood, unless they are so joined together, that it would be customarily be considered as one blood. Hence if the area of the blood of the dress and that of the lining, when added together, are less than the area of a *dirham*, the prayers offered with them will be in order, and if they are more, the prayers offered with that blood will be void.

866. If the area of the blood on one's body or dress is less than that of a *dirham*, and some moisture reaches it and spreads over its sides, the prayers offered with that blood is void, even if the blood and the moisture which has spread there, is not equal to the area of a *dirham*. However, if the moisture reaches the blood only, without wetting its edges, then there is no objection in offering prayers with it.

867. If there is no blood on the body or dress of a person, but it becomes najis because of contact with some moisture mixed with blood, prayers cannot be offered with it, even if the part which has become najis is less than the area of a *dirham*.

868. * If the area of the blood present on the body or dress of a person is less than that of a *dirham*, but another najasat reaches it, like when a drop of

urine falls on it, it is not permissible to offer prayers with it, regardless of whether this extraneous najasat reaches the body or the dress or not.

869. * If small dresses belonging to a person offering prayers, like his socks or scalp cap, which would not ordinarily cover his private parts, become najis, and if they are

not made of the parts of a carcass or an animal whose meat is haraam to eat, the prayers offered with them will be in order. And there is also no objection if one offers prayers with a najis ring.

870. It is permissible for a person in namaz to carry with him najis things, like najis handkerchief, key and knife. Similarly, if he has a separate najis dress which he is carrying, it will not affect the validity of his prayers.

871. If a person knows that the area of the blood stain on his body or dress is less than that of a *dirham*, but suspects that it may be one of those blood (e.g. Hayz, Nifas, Istihaza) which are not excused in namaz, he is permitted to offer prayers with that blood, and it will not be necessary to wash it off.

872. If the area of blood stains on the dress, or body of a person, is less than that of a *dirham*, but he is not aware that it is one which is not excused in the prayers, and learns later after Namaz, that it was the blood which are not excused, it is not necessary for him to offer the prayers again. Similarly, if he believes that the span of the blood is less than that of a *dirham* nd offers prayers, then comes to know later, that it was equal to or more than the area of a dirham, it is not necessary to offer the prayers again.

Mustahab Things
873. A number of things are Mustahab for the dress of a person who offers prayers. Some of these are: Turban, along with its final fold passed under the chin; loose garment on the shoulder ('Aba); white dress; and cleanest dress; use of perfume, and wearing an Aqeeq (Agate).

Makrooh Things
Certain Items are Makrooh for the Dress of One who Prays:
874. To wear a black, a dirty, or a tight dress, or to put on a dress of a person who is a drunkard, or of one who is careless about najasat. Similarly, to

---

(167)

wear a dress which has images printed or drawn on it, to keep the buttons open, to wear a ring which has images engraved on it.

Place where Namaz should be prayed
There are seven conditions for the place where one should offer prayers:

875. * **The first condition:** The place where the prayers are offered should be Mubah. If a person prays on a usurped property, then as an obligatory precaution, his prayers are void, even it he prays on a carpet, or a couch, or similarly objects. However, there is no harm in offering prayers under a usurped roof or a usurped tent.

876. * Prayers offered in a property whose use and benefit belongs to someone else, will be void, unless permission is taken from the entitled person. For example, if a house has been rented out, and the owner of the house, or anyone else offers prayers in that house without permission of the tenant, then as a measure of precaution, his prayers are void. And if a person made a *will* before his death that one-third of his

estate should be used for a particular cause, prayers cannot be offered in that property until that one-third has been dispensed with.

877. * If a person sitting in a mosque, is made to quit his place by someone who then occupies his place, the prayers offered there will be valid, though he will have committed a sin.

878. * If a person does not know, or forgets that a place is a usurped one, and offers prayers on it, and learns or remembers it after offering prayers, his prayers are in order. However, if a person usurped a place himself but forgets it, and offers prayer there, his prayers are void.

879. * If a person knows that a certain place is usurped, but does not know the rule that prayers at a usurped place are void, and offers prayers there, his prayers are void.

880. If a person is obliged to offer obligatory prayers while riding, and if the

---

(168)

animal of his riding, or its saddle, or stirrups are usurped ones, his prayers are void. And the same rule applies if he wishes to offer Mustahab prayers while riding that animal.

881. If a person owns a property in partnership with another person, and his share is not defined, he cannot use that property to offer prayers without the consent of his partner.

882. * If a person purchases a property with the sum of money from which Khums has not been paid by him, his use of that property is haraam, and the prayers which he offers in it are void.

883. * If the owner gives a verbal consent for offering prayers in his property, but it is known that he is not happy about it at heart, then offering prayers in his property is void. Conversely, if he does not give verbal permission but it is known with certainty that he is happy about it, then offering prayers in his property will be in order.

884. * Use of a property which belongs to a dead person, who has not paid Zakat or other similar dues, is allowed, provided that such a use does not in any way prevent from obligations. A person wishing to pray in such property can do so, with the permission of the heirs. Similarly, there will be no objection, if the debt is paid up, or guaranteed for payment.

885. * The rule for the use of a property belonging to a dead person who is indebted to people, is the same as above mentioned rule, pertaining to Zakat and other similar dues.

886. * If a dead person did not owe anyone, but some of his heirs are either minor, or insane, or absent, then use of that property without permission of the guardian of those heirs, is haraam, and it is not permissible to offer prayers in it.

887. * To pray in someone else's property is permissible only when the owner has given an explicit consent, or has made a hint implying permission. For example, if he permits a person to stay and sleep in his property, it

will be implied that he has given him permission for offering prayers as well.

888. * It is permissible to pray on a vast expanse of land, even if its owner is a minor, insane, or unhappy about praying on it. This also applies to lands which have no gates or walls over them. No permission will be required from its owner, except if it is known that the owner is minor, insane, or displeased about anyone praying there. In such a case, as an obligatory precaution, prayers should not be offered there.

889. * **The second condition:** The place for prayers should not have such a vigorous movement which would make normal standing, Ruku or Sajdah impossible. In fact, as an obligatory precaution, it should not prevent the body from being at ease. But if one is forced to pray at such places, due to shortage of time, or any other reason, like in a car, on a ship or on train, then one should try to remain still, and to maintain the direction of Qibla, as much as possible. And if the vehicles move away from the direction, he should return to Qibla.

890. * There is no harm in offering prayers in a car or a boat, or on railway train or other vehicles, while they are motionless. And if they do not cause excessive swaying to the body, when they are in motion, one can pray in them.

891. Prayers offered on a heap of wheat, or barley, or any other similar thing, which cannot remain steady, is void.

The Third Condition: A person should offer prayers at a place where he sees the possibility of completing the prayers. To pray at a place where one cannot complete the prayers, because of strong winds, or heavy rains or a teeming crowd, will render namaz void, even if one somehow manages to finish the prayers.

892. If a person offers prayers at a place where it is forbidden to stay, like, under a roof which is about to collapse, his prayers are in order, though he will have committed a sin.

893. * To pray on an object upon which it is haraam to step, or sit, like a carpet upon which the name of Allah is drawn or written, will render prayers void, if the action is meant to displease Allah.

The Fourth Condition: The ceiling of the place where one prays should not be so low, that one may not be able to stand erect, nor should the place be so small, that there may be no room for performing Ruku or Sajdah.

894. If a person is forced to offer prayers at a place where it is not at all possible to stand, he will pray while sitting. And if it is not possible to perform Ruku and Sajdah,

he should perform them by head signs.

895. * One should not offer prayers in front of the graves of the holy Prophet, and the holy Imams, if it entails irreverence, otherwise there is no harm in it.

The Fifth Condition: If the place where one wishes to pray is najis, it should not be so wet that its moisture would reach the body or the dress of the person praying. But, if the place where one places one's forehead while performing Sajdah, is najis, the prayers will be void, even if that place is dry. And the recommended precaution is that the place where one offers prayers should not be najis at all.

The Sixth Condition: As an obligatory precaution, women should stand behind men while praying. At least, her place of Sajdah should be in line with his thighs, when in Sajdah.

896. * If a woman stands in line with man, or in front of him in namaz, and both of them begin together, they should repeat their prayers. And the same applies if one of them starts earlier than the other.

897. * If a man and a woman are standing side by side in namaz, or woman is in front, but there is a wall, curtain, or something else separating them, so that they cannot see each other, the prayers of both of them are in order. Similarly, the prayers of both will be valid if the distance between them is ten arms.

The Seventh Condition: The place where a person places his forehead while in Sajdah, should not be higher or lower than a span of four fingers, when compared to the place of thighs or toes of his feet. The details of this rule will be given in the rules relating to Sajdah.

898. * For a Na-Mahram man and woman to be at a place, where there is a possibility of falling into sin is haraam. As a recommended precaution, one must avoid praying at such places.

899. Prayers at a place where musical instrument etc. is being played, is not void, but hearing or performing it is a sin.

900. * The obligatory precaution is that in normal situation, obligatory prayers should not be offered in the Ka'ba, and on the roof of the Holy Ka'ba, but there will be no harm if one is forced to do so.

901. There is no harm in offering Mustahab prayers in the Holy Ka'ba, or on its roof. In fact, it is Mustahab to offer two Rak'ats before every pillar within the Holy House.

Mustahab Places for Offering Prayers

902. In Islam, great emphasis is laid on offering prayers in a mosque. Masjidul Haram is superior to all the mosques, and after it, the order of priority is as follows:

- Masjidun Nabi (in Madina)
- Masjid Kufa (in Kufa)

- Masjid Baytul Maqdas (in Jerusalem)

Then comes the number of Jami' Masjid (central mosque) of every city, followed by the mosques situated in one's locality, and then that of the bazaar.

903. * For women, it is better to pray at such places where they are best protected from Na Mahram, regardless of whether that place is her home, a mosque or anywhere else.

904. Namaz in the Shrines of the holy Imams is Mustahab, and is even bet-

ter than offering prayers in a mosque. It has been reported that the reward for offering prayers in the sacred Shrine of Amirul Mu'minin Imam Ali (p.b.u.h.), is equal to 200,000 prayers.

905. Frequenting a mosque, and going to a mosque which is visited by very few people, is Mustahab. And it is Makrooh for a neighbour of the mosque to pray anywhere other than a mosque, unless he has a justifiable excuse.

906. It is Mustahab that one should not sit to eat with a person who does not attend prayers in a mosque, should not seek his advice, should not be his neighbour, and should not enter into matrimonial bond with his family.

Places where Offering Prayers is Makrooh

907. There are a number of places where it is Makrooh to offer prayers. Some of them are the following:

- Public bath
- Saline land
- Facing a human person
- Facing an open door
- On a road or street, provided that offering of prayers at these places does not cause inconvenience to others. If it is a source of inconvenience, and discomfort to them, it is haraam to obstruct their way.
- Facing fire or a lamp
- In the kitchens, and at every place where there is a furnace
- Facing a well or a pit where people often urinate
- Facing the picture or models of living creatures, unless it is covered
- In the room where a Mujnib is present </li<
- At a place where there is a picture, even if it may not be placed in front of the person who offers prayers
- Facing a grave
- On the grave
- Between two graves
- In the graveyard

908. If a person is offering prayers at a place where people are passing, or

where somebody is present in front of him, it is Mustahab that he should set a demarcation before him, even by keeping a wooden stick, or a string.

Rules Regarding a Mosque

909. * It is haraam to make the floor, roof, ceiling and inner walls of a masjid najis, and as and when a person comes to know that any of these parts has become najis, he should immediately make it *Pak*. And the recommended precaution is that the outer part of the wall of a mosque, too, should not be made najis. And if it becomes najis, it is not obligatory to remove the najasat. But if someone makes it najis to violate its sanctity, that act is haraam, and the najasat should be removed.
910. * If a person cannot make a mosque *Pak*, or needs help which is not available, then it is not obligatory for him to make it *Pak*. But if he feels that the mosque will be made *Pak* if he informs others, then he should do so.

911. * If a place in a mosque becomes najis, and it cannot be made *Pak* without digging or demolishing it, the place should be dug or demolished, provided that it is minimal, or if its demolition is absolutely necessary for saving its sanctity. Otherwise, demolition is a matter of Ishkal. However, it is not obligatory to refill the dug area, or to rebuild the demolished part. But if a small item, like a brick of a mosque became najis, it should be put back to its place after making it *Pak*.

912. * If a mosque is usurped, and houses etc. are built in its place, or if it becomes so dilapidated that it can no more be called a mosque, even then, as a recommended precaution, it should not be made najis. But if it becomes najis, it is not obligatory to make it *Pak*.

913. It is haraam to make the precincts (Haram) of the Holy Shrines najis, but if anyone of these precincts become najis, and if its remaining in that state affects its sanctity, then it is obligatory to make it *Pak*. And the recommended precaution is that it should be made *Pak*, even if no desecration is involved.

914. * If the mat of a masjid becomes najis, it should be made *Pak*. If the mat

---

remaining najis affects the sanctity of the mosque, but washing may spoil or ruin the mat, then that part which has become najis should be cut off.

915. It is haraam to carry any *Najisul Ayn* or a thing which has become najis, into a mosque, if doing so desecrates the mosque. In fact, the recommended precaution is that even if desecration of the mosque is not involved, *Najisul Ayn* should not be carried into it.

916. If a mosque is draped with black cloth, or covered with a marquee in preparation of Majlis to be read there, and tea is prepared, there will be no objection to all that if they do not have any harmful effect on the mosque, and if it does not obstruct those who come to pray.

917. * The obligatory precaution is that a mosque should not be adorned with gold, and the recommended precaution is, that it should not be adorned with the pictures of men and animals.

918. Even when a mosque is ruined, it is not permissible to sell it, or to make it a part of a property, or a road.

919. It is haraam to sell doors, windows, and other things of a mosque, and if the mosque becomes dilapidated, those things should be used for the renovation of the same mosque. If they are not useful for that mosque they should be used in any other mosque, and if they are not of any use for other mosques also, then they may be sold, and the proceeds should be used for that very mosque, if possible. If that is not possible, then it should be spent on the repairs of any other mosque.

920. Building a mosque and renovating a dilapidated mosque is Mustahab. And if a mosque is so ruined, that it is not possible to repair it, then it can be demolished and rebuilt. In fact, a mosque which may not be in a bad state can be demolished for extension, to facilitate the needs of the people.

921. To keep a mosque clean and tidy, and to illuminate it, is Mustahab. And for a person visiting a mosque, it is Mustahab to apply perfume, and wear neat and good dress and to ensure that the soles of his shoes do not

---

contain any najasat, and when entering the mosque, to put his right foot in first, and on exit, to put his left foot out first. Similarly, it is Mustahab that one should come to the mosque earlier than others, and leave it after they have departed.

922. It is Mustahab that when a person enters a mosque, he should offer two Rak'at prayers as gesture of greeting and respect to the mosque, but it will suffice if he offers any obligatory or Mustahab prayers.

923. * It is Makrooh to sleep in a mosque, except when helpless, and to talk about worldly affairs, to engage oneself in some craft, and to recite poetry, which is not religiously instructive. It is also Makrooh to spit or throw phlegm or mucus from the nose, in a mosque, or to shout or raise one's voice, except for Adhan.

924. * It is Makrooh to allow an insane person to enter a mosque, and also a child if it causes inconvenience to the people praying, or if it is feared that it might make the mosque najis. In absence of these two reasons, there is no harm in allowing the children. Similarly, for people who have eaten onions, garlic etc. and their bad breath may upset others, it is Makrooh to go to the mosque.

ADHAN AND IQAMAH

925. It is Mustahab for man and woman to say Adhan and Iqamah before offering daily obligatory prayers, but for other Mustahab or obligatory prayers, they are not prescribed. But before prayers of *Eid ul Fitr and Eid ul Adha*, it is Mustahab to say"As-Salah" three times, provided that the prayers are going to be offered in congregation.

926. It is recommended that Adhan be pronounced in the right ear of the child, and Iqamah in its left ear, on the day it is born or before the umbilical cord is cast off.

927. Adhan consists of the following 18 sentences:

- *Allahu Akbar* .... four times

(Allah is greater than any description)

- *Ash hadu an la ilaha illal lah* .... two times

(I testify that there is no god but Allah)

- *Ash hadu anna Muhammadan Rasu lul lah* .... two times

(I testify that Muhammad is Allah's Messenger)

Hayya'alas Salah .... two times

(Hasten to prayers)

- *Hayya'alal Falah* .... two times

(Hasten to deliverance)

- *Hayya'ala Khayril 'Amal* .... two times

(Hasten to the best act)

- *Allahu Akbar*.. two times

(Allah is greater than any description)

- *La ilaha illal lah*.. two times

(There is no god but Allah)
As regard to Iqamah, it consists of 17 sentences. In *Iqamah, Allahu Akbar* is reduced in the beginning to twice, and at the end, *La ilaha illal lah* to once, and after *Hayya 'ala Khayril 'Amal, Qadqa matis Salah* (i.e. the prayers has certainly been established) must be added two times.

928. *Ash hadu anna Amiral Mu'minina 'Aliyyan Waliyyullah* (I testify that the Commander of the faithful, Imam Ali (AS) is the vicegerent of Allah) is not a part of either Adhan or Iqamah. But it is preferable that it is pronounced after *Ash hadu anna Muhammadan Rasulul lah* with the niyyat of *Qurbat*.

929. There should not be an unusual interval between the sentences of Adhan or

Iqamah, and if an unusual gap is allowed between them, the Adhan or Iqamah will have to be repeated.

930. If Adhan and Iqamah are recited in a melodious tune, rendering it musical, that is, like the way singers sing to entertain the people, it is haraam. If it it does not become musical, it is Makrooh.

931. * Whenever a person offers two prayers together, one after the other, he will not say Adhan for the second prayers if he has said it for the first, irrespective of whether it was better in that case to pray together or not, like

---

on the day of *Arafah* (9th Dhul Hijjah) for Zuhr and Asr prayers, or the night of *Eid ul Adha* for Maghrib and Isha at Mash'ar. But the Adhan does not become necessary, only if there is no prolonged gap between the two prayers. A small time lapse between two prayers, caused by Duas or Nafilah, will not be taken as a prolonged gap. And if one gives Adhan, as per obligatory precaution, one should not make the niyyat of it being prescribed by Shariah, especially in the last two cases of *Arafah* and *Mash'ar*.

932. If Adhan and Iqamah has been pronounced for congregational prayers, a person joining that congregation should not pronounce Adhan and Iqamah, for his own prayers.

933. * If a person entering a mosque finds that congregational prayers are over, he may not give Adhan or Iqamah for his own prayers, as long as the lines have not broken up, and the people have not dispersed. This means it is not an emphasised Mustahab act for him. If he intends to give Adhan or Iqamah anyway, then it should be with very low voices. If he is joining another prayers with congregation, he should not give Adhan or Iqamah.

934. * At a place where congregational prayers have just ended, and the lines have not yet broken up, if a person wants to begin his prayers individually, or with another congregation, he is exempted from pronouncing Adhan and Iqamah on six conditions:
(i) If prayers are offered in a mosque. If it is not offered in a mosque, the exemption from pronouncing Adhan and Iqamah is not established.
(ii) If Adhan and Iqamah has already been recited for the preceding prayers.
(iii) If the congregational prayers offered is not void.
(iv) When the prayers of the person concerned, and the congregational prayers are offered at one and the same place. If the congregational prayers are offered within the mosque, and he wants to offer prayers on its roof, it is Mustahab that he should pronounce Adhan and Iqamah.
(v) When the congregational prayers have been offered within prescribed time (Ada'). His own prayers which he wishes to offer may not necessarily be within time.
(vi) When both, his prayers and the congregational prayers, are for com-

---

mon time. For example, both of them should be offering Zuhr prayers or Asr prayers. The same is applicable if he prays Zuhr while the congregation prays Asr or vice

versa. But if his praying Maghrib in its prime time, with a congregation which is offering Asr at its lapsed time, Adhan and Iqamah will not be exempted.

935. * If a person doubts about the third condition out of the six conditions mentioned above, that is, if he doubts whether or not the congregational prayers are void, he is exempted from pronouncing Adhan and Iqamah. But if he doubts about any one of the remaining conditions, it is better that he should pronounce Adhan and Iqamah, with the niyyat of Raja' (a hope that he may be doing a worthy deed).

936. * It is Mustahab that when a person hears Adhan, he follows by uttering together in a low voice whatever he hears.

937. * If a person hears another person pronouncing Adhan and Iqamah, regardless of whether he has repeated with him the same or not, he may not say Adhan and Iqamah for his own namaz, if there is no delay or time gap between them and his namaz.

938. If a man listens to the Adhan pronounced by a woman with lustful amusement, he will not be exempted from pronouncing Adhan. In fact, even if intention is not lustful, the exemption is a matter of Ishkal.

939. It is necessary that the Adhan and Iqamah of a congregational prayers are pronounced by a man. However, if a woman pronounces Adhan and Iqamah in a congregational prayers of women, it is sufficient.

940. Iqamah should be pronounced after Adhan. Moreover, Iqamah should be pronounced in a standing position, and with Wudhu, Ghusl or *tayammum*.

941. If a person pronounces the sentences of Adhan or Iqamah without proper order, like if he says *'Hayya 'alal falah'* before *'Hayya alas Salah;* he should repeat from the place where the order has been disturbed.

---

(179)

942. An inordinate lapse of time should not be allowed between Adhan and Iqamah, and if an excessive gap is allowed between them, it is Mustahab that Adhan be pronounced once again. Similarly, if an excessive time gap is allowed between Adhan, Iqamah, and the prayers, it is Mustahab to repeat them for that prayers.

943. Adhan and Iqamah should be pronounced in correct Arabic. Hence, if they are pronounced in incorrect Arabic, or one letter&127; is uttered for another, or if, for example, its translation is pronounced, it will not be valid.

944. * Adhan and Iqamah for a prayer should be pronounced when the time for that prayer has set in. If a person pronounces them before time, whether it be intentionally or due to forgetfulness, his action is void, except when the time of namaz sets in during the namaz being offered, then that is valid, as explained in rule 752.

945. If a person doubts before pronouncing Iqamah, whether he has pronounced Adhan, he should pronounce Adhan. But, if he doubts during Iqamah whether he has pronounced Adhan, the pronouncing of Adhan is not necessary.

946. If before pronouncing a part of Adhan or Iqamah, a person doubts whether he has pronounced the part preceding it, he should pronounce the preceding part. But, if he doubts when in the process of pronouncing a part of Adhan or Iqamah whether he has pronounced the part preceding it, it is not necessary to pronounce that part.

947. It is Mustahab that while pronouncing Adhan, a person should stand facing Qibla and should have performed Wudhu or Ghusl. It is Mustahab to place the hands on his ears, and raise one's voice. Also, one should pause between the recitals of different sentences, and should not engage in talking during Adhan.

948. It is Mustahab that at the time of pronouncing Iqamah, a person is at ease, and he pronounces it with a lower voice. While it is Mustahab not to join the sentences of Iqamah, there should not be that gap between them which is normally given in Adhan.

---

(180)

949. It is Mustahab that between the Adhan and Iqamah, a man should take a step forward, or should sit down for a while, or perform sajdah, or recite any Dhikr, or Dua', or become quiet for some time, or talk, or offer two Rak'ats of prayers. However, talking between the Adhan and Iqamah of Fajr prayers, or offering prayers between the Adhan and Iqamah of Maghrib prayers, is not Mustahab.

950. It is recommended that a person who is appointed to pronounce Adhan is a righteous person ('Adil), with the knowledge of timings, and his voice is loud. He should pronounce Adhan from an elevated place.

Obligatory Acts Relating to Namaz

There are eleven obligatory acts for prayers:

- *Niyyat* (intention)
- *Qiyam* (standing erect)
- Takbiratul Ehram (saying Allahu Akbar while commencing the prayers)
- *Ruku'* (bowing)
- *Sajdatayn* (two prostration)
- *Qira'at* (recitation of Surah al-Hamd and other surah)
- *Zikr* (prescribed recitation in Ruku' and Sajdah)
- *Tashahhud* (bearing witness after completing the Sajdah of the second and the last Rak'at)
- *Salaam* (Salutation)
- *Tartib* (sequence)
- *Muwalat* (to perform the different acts of prayers in regular succession).

951. * Some of the obligatory acts of prayers are elemental (Rukn). Hence, a person who does not offer them, whether intentionally or by mistake, his prayers become void. Some other obligatory acts of prayers are not elemental. Therefore, if they are omitted by mistake, the prayers does not become void.

The elementals of Namaz are five:

- Intention (Niyyat)
- Takbiratul Ehram

- Standing before the Ruku'
- Ruku'
- Two Sajdah in every Rak'at.

Any addition made to these elemental (Rukni) acts, intentionally, will render the prayers void. If the addition is done by mistake, the prayers does not become void except when a Ruku' is added, or more than two Sajdah are offered in one Rak'at.

Niyyat
952. * A person should offer prayers with the intention of Qurbat, that is, complying with the orders of the Almighty Allah. It is not, however, necessary that he should make the niyyat pass through his mind, or should, for example, utter: *I am offering four Rak'ats of Zuhr prayers Qurbatan ila-llah.*

953. If a person stands for Zuhr prayers or for Asr prayers, with niyyat to offer four Raka'ts without specifying whether it is Zuhr or Asr prayers, his prayers are void. Similarly, if he wants to offer a Qadha Zuhr prayers at the time of Zuhr, he should specify whether he is offering the Zuhr prayers of the day, or the Qadha.

954. A person should be conscious and aware of his niyyat, from the beginning of the prayers till its end. Hence, if, during the prayers he becomes so lost that he is unable to say what he is doing, if asked, his prayer is void.

955. * A person should offer prayers to carry out the orders of the Almighty Allah only. So, if a person prays to show off to the people, his prayers is void. It will be void even if he couples the intention of showing off, with the performance for the pleasure of Allah.

956. * If a person offers a Wajib or Mustahab part of prayers for the sake of any one other than Allah, his prayers are void, if that intention affects the whole Namaz, or redressing it is not possible without invalidating the namaz. Similarly, if, for the purpose of showing off, one prays at a special place, like the mosque, or at a special time, like the prime time, or in a special manner, like joining Namaz-e-Jamaat, his prayers will also be void.

Takbiratul Ehram
957. To say *Allahu Akbar* in the beginning of every prayer is obligatory, and one of its Rukns, and it is necessary that every letter and the two words are

---

uttered in proper succession. It is also necessary that these two words should be pronounced in correct Arabic. If a person pronounces these words incorrectly, or utters their translation, it will not be valid.

958. The recommended precaution is that one should not join *Takbiratul Ehram* of the prayers with any preceding recitations, like, Iqamah or with a Dua which he may be reciting before the *Takbir*.

959. * If a person wishes to join *Allahu Akbar* with a recitation to follow, like, with *Bismillahir Rahmanir Rahim*, he should pronounce the "R" of *Akbar* as *Akbaru*. However, the recommended precaution is that he should not join it with any other thing in obligatory prayers.

960. It is necessary that when a person pronounces *Takbiratul Ehram*, his body is steady, if he pronounces *Takbiratul Ehram* intentionally when his body is in motion, his Takbir is void.

961. * A person should pronounce *Takbir, Hamd, Surah, Zikr* and *Dua* in such a manner that he should at least hear the whisper. And if he cannot hear it because of deafness or too much noise, he should pronounce them in such a manner that he would be able to hear, if there was no impediment.

962. * If a person is dumb, or has some defect in his tongue, rendering him unable to pronounce *Allahu Akbar*, he should pronounce it in whatever manner he can. And if he cannot pronounce it at all, he should say it is his mind, and should make a suitable sign with his finger for *Takbir*, and should also move his tongue, if he can. The same rule applies to a person who is born dumb.

963. It is recommended that after the *Takbiratul Ehram*, a person should say this: *Ya uhsinu qad atakal musiu wa qad amartal muhsina an yatajawaza 'anil musiei antal Muhsinu wa anal Musio bihaqqi Muhammadin wa Ali Muhammadin salli 'ala Muhammadin wa Ali Muhammadin wa tajawaz 'an qabihi ma ta'lamu minni..* (O Lord Who are Beneficent! This sinful has come efore You and You have ordered the charitable to show indulgence to the sinners. You are Beneficent, and I am a sinner. Bestow Your blessings on Muhammad and his progeny, and pardon my evil acts of which You are aware).

---

964. It is Mustahab for a person pronouncing the first *Takbir* of the prayers, and also the *Takbirs* which occur during the prayers, to raise his hands parallel to his ears.

965. If a person doubts whether he has pronounced *Takbiratul Ehram* or not, and if he has started *Qira'at*, he should ignore his doubt. But if he has not recited anything, he should pronounce the *Takbir*.

966. If after having pronounced *Takbiratul Ehram*, a person doubts whether he has pronounced it correctly, he should ignore his doubt at any stage.

Qiyam (To Stand)

967. To stand erect while saying *Takbiratul Ehram*, and to stand before the Ruku (which is called *qiyam muttasil ba ruku')* is the Rukn of the prayers. But, standing while reciting Surah al-Hamd and the other Surah and standing after performing the Ruku, is not Rukn and if a person omits it inadvertently, his prayers are in order.

968. It is obligatory for a person to stand awhile before and after pronouncing *Takbir*, so as to ensure that he has pronounced the *Takbir* while standing.

969. * If a person forgets to perform Ruku, and sits down after reciting *Hamd* and Surah, and then remembers that he has not performed Ruku, he should first stand up and then go into Ruku. If he does not stand up first, and performs Ruku while he is bowing, his prayers will be void because of not having performed *qiyam* (standing) before Ruku (*Qiyam muttasi'l ba Ruku'*).

970. * When a person stands for *Takbiratul Ehram* or *Qir'at* (recitation), he should not move his body, nor should he incline on one side, and as an obligatory precaution, he should not lean on anything in normal condition. However, if he is helpless, and is obliged to lean on something, there is no harm in it.

971. If while standing, a person forgetfully moves his body, or inclines on one side, or leans on something, there is no harm in it.

---

972. * The obligatory precaution is that at the time of standing for namaz, both the feet of a person are on the ground. However, it not necessary that the weight of his body should be on both the feet. If the weight is on one foot, there is no harm in it.

973. * If a person, who can stand properly, keeps his feet so wide that it may not be considered as standing, or not as normal standing, his prayers are void.

974. * When a person is engaged in obligatory Zikr in the prayers, his body should be still, and, as an obligatory precaution, it applies to Mustahab Zikr also. And when he wishes to go a little backward or forward, or to move his body a little towards right or left, he should not recite anything at that time.

975. * If he recites something Mustahab while in motion, for example, if he says Takbir while going into Ruku or Sajdah, his Zikr will not be correct but his namaz will be valid. *Bi hawli lahi wa quwwati Aqumu wa Aq'ud* should be said in the state of rising.

976. There is no harm in the movement of hands and fingers at the time of reciting *Hamd*, although the recommended precaution is that it should be avoided.

977. If at the time of reciting *Hamd, Surah orTasbihat*, somebody moves so much involuntarily that the body is no more steady, the recommended precaution is that after his body resumes steadiness, he should recite again, all that he has recited while his body moved.

978. If a person becomes unable to stand while offering prayers, he should sit down, and if he is unable to sit, he should lie down. However, until his body becomes steady, he should not utter any of the obligatory Zikr.

979. As long as a person is able to offer prayers standing, he should not sit down. For example, if the body of a person shakes, or moves when he stands, or he is obliged to lean on something, or to incline his body a bit, he

---

should continue to offer prayers standing in whatever manner he can. But, if he cannot stand at all, he should sit upright, and offer prayers in that position.

980. * As long as a person can sit, he should not offer prayers in a lying posture, and if he cannot sit straight, he should sit in any manner he can. And if he cannot sit at all, he should lie, as stated in the rules of Qibla, on his right side. If he cannot lie on that side, he should lie on his left side, but as an obligatory precaution, he should not lie on the left side as long as it is possible for him to lie on the right side. When it is not possible to lie on either side, then he should lie on his back, with his feet facing Qibla.

981. If a person is offering prayers in a sitting position, and if after reciting Hamd and Surah, he is able to stand up and perform Ruku, he should first stand, and then perform Ruku. But, if he cannot do so, he should perform Ruku while sitting.

982. If a person, who is offering prayers in a lying position, can sit during the prayers, he should offer, those parts of the prayers while sitting. Also, if he can manage to stand, he should offer those parts of the prayers while standing. But, as long as his body is not still, he should not utter any of the obligatory Zikr.

983. If a person offering prayers in a sitting position becomes capable, during prayers, to stand up, he should offer that part of the prayers which he can, while standing. But as long as his body is not still, he should not utter any of the obligatory Zikr.

984. If a person who can stand, fears that owing to standing, he will become ill, or will be harmed, he can offer prayers in a sitting position and if he fears sitting, he can offer the prayers in a lying posture.

985. * If a person had some hope that at the end of the time for namaz, he will be able to offer prayers standing, he should delay the prayers. If he prayed at the prime time, and then became capable of standing at the end of the time, he should pray again. But if he was totally despaired that he

---

would be able to pray standing, and after praying in the prime time, he later found himself capable of standing, it will not be obligatory on him to repeat the prayers.

986. It is Mustahab for the person offering prayers to stand erect, slacken down his shoulders, place his hands on his thighs, join his fingers together, look at the place of Sajdah, place the weight of his body equally on two feet, stand in humility, keep both his feet in line. Men offering prayers should keep a distance of three open fingers, or a span between his feet, and women should keep the feet together.

Qir'at (Reciting the Surah Al-Hamd and Other Surah of Holy Qur'an)

987. * In the the daily obligatory prayers, one should recite *Surah al-Hamd* in the first and second Rak'ats, and thereafter one should, on the basis of precaution, recite one complete Surah. The Surah *az Zuha* and Surah *Inshirah* are treated as one Surah in namaz, and so are the *Surah al-Fil* and *Quraysh*.

988. If the time left for namaz is little, or if a person has to helplessly abandon the Surah because of fear that a thief, a beast, or anything else, may do him harm, or if he has an important work, he should not recite the other Surah. In fact, there are situations when he should avoid it, like when the namaz time at his disposal is limited, or when in fear.

989. If a person intentionally recites Surah before *Hamd*, his prayer is void, and if he does it by mistake, and realises this while reciting it, he should abandon the Surah and recite *Hamd* first, and then the Surah.

990. If a person forgets to recite *Hamd* and Surah, or either of them and realises after reaching the Ruku, his prayers are in order.

991. If a person realises before bowing for Ruku, that he has not recited *Hamd* and Surah, he should recite them, and if he realises that he has not recited the Surah, he should recite the Surah only. But, if he realises that he has not recited *Hamd* only, he should recite *Hamd* first and then recite the Surah again.
Moreover, if he bends but before reaching the Ruku realises that he has

---

not recited *Hamd* and Surah, or only Surah, or only *Hamd*, he should stand up and act according to the foregoing rules.

992. * If a person intentionally recites one of the four Surahs which contain verses of Wajib Sajdah, in namaz, he will perform an immediate Sajdah upon reciting the verse. And if he does so, as a precaution, his namaz will be void, and he will have to pray again. But if he does not go to Sajdah immediately, and continues to pray, it will be in order, though he will have committed a sin for not going to Sajdah immediately.

993. * If a person begins reciting by mistake, a Surah which has verses of Wajib Sajdah and he realises this before reaching the verse of Sajdah, he should abandon that Surah and recite some other Surah. But if he realises this after reciting the verse of Sajdah, he should act as guided in the above rule (i.e. 992).

994. If during namaz a man listens to the verses making Sajdah obligatory, his prayer are in order, and on the basis of precaution, he should make a sign of Sajdah, and should also offer Sajdah after the prayers.

995. It is not necessary to recite a Surah after Hamd in Mustahab prayers, even if that prayers may have become obligatory due to Nazr. But, as for some Mustahab prayers like wahshat prayers, in which a particular Surah is recommended, if a person wishes to act according to the rules, he should recite the prescribed Surah.

996. While offering Friday prayers, or Zuhr prayers on Friday, it is Mustahab that after reciting *Surah al-Hamd, Surah al-Jumu'ah* should be recited in the first Rak'at, and *Surah al-Munafiqun* in the second Rak'at, and once a person begins reciting one of these Surahs he is not allowed as per obligatory precaution, to abandon it and recite another Surah in its place.

997. * If after *Hamd*, somebody begins reciting the *Surah Qul Huwallah* or *Qul ya ayyuhal Kafirun*, he cannot abandon it and recite some other Surah. However, if in Friday prayers and in Zuhr prayers on Friday, he recites one of these Surahs forgetfully, instead of *Surah Jumu'ah* and *Surah Munafiqun*,

---

he can abandon it and recite *Surah Jumu'ah* and *Surah Munafiqun*, but the precaution is that he should not abandon that Surah after having read more than half of it.

998. If a person recites intentionally *Surah Qul Huwallah* or *Surah Qul ya ayyuhal Kafirun* in Friday prayers or in Zuhr prayers on Friday, he cannot, as an obligatory precaution, abandon it to recite *Surah Jumu'ah* and *Surah Munafiqun*, even if he may not have reached half of it.

999. * If in namaz, a person recites a Surah other than *Surah Qul Huwallah* and *Surah Qul ya ayyuhal Kafirun* he can abandon that Surah before reaching half of it, and recite some other Surah. But as a precaution, he should not abandon it after having reached half, and it is not permissible to resort to another Surah.

1000. * If the person in namaz forgets a part of a Surah, or cannot complete it owing to helplessness, like very little time of namaz is left, or for some other reason, he can abandon that Surah and recite some other Surah, even if he may have reached half of it. This applies to *Surah Qul Huwallah* or *Surah Qul ya ayyuhal Kafirun* also.

1001. * It is Wajib for a man to recite *Surah al-Hamd* and the other Surah loudly, while offering Fajr, Maghrib and Isha prayers, and it is Wajib for a man and a woman to recite *Surah al-Hamd* and the other Surah silently while offering Zuhr and Asr prayers.

1002. * As a precaution, men must take care to recite loudly every word of *Surah al-Hamd* and the other Surah, including their last letters, in the prayers of Fajr, Maghrib and Isha.

1003. * A woman can recite *Surah al-Hamd* and other Surah in Fajr, Maghrib and Isha prayers loudly or silently. But, if a na-Mahram hears her voice, she should, on the basis of precaution, recite them silently, especially if allowing him to listen is haraam.

1004. * If a person intentionally prays loudly where he should pray silent-

---

ly, and vice versa, his prayer is void. But, if, he does so owing to forgetfulness, or not knowing the rule, his prayer is in order. And if he realises that he is doing a mistake while reciting the *Surah al-Hamd* and the other Surah, it is not necessary to recite again what he has recited not following the rule.

1005. If a person raises his voice unusually high while reciting *Surah al-Hamd* and Surah, as if he were shouting, his prayer will be void.

1006. * A person should learn Surahs to be recited in namaz, so that he may not recite them incorrectly, and if one cannot by any means learn the whole of *Surah al-Hamd*, he should learn as much of it as he can and recite; but if that is a very small part, then as an obligatory precaution, he should add to it as many verses of Qur'an that he can remember. And if he cannot do that, he should add some *Tasbeeh* to it. But if someone cannot recite *Surah al-Hamd* at all, then there is no necessary replacement for it. The recommended precaution for him is to join Namaz-e-Jamaat.

1007. * If a person does not know *Surah al-Hamd* well, but can learn it, he should do so if the time of namaz permits. And if the time does not permit, he should act as guided in the above rule, and his prayers will be valid. But wherever possible, such a person should join Namaz-e-Jamaat to relieve himself of the responsibility.

1008. * To take wages for teaching obligatory acts of prayers is haraam, as a precaution, and taking wages for teaching Mustahab things is permissible.

1009. * If a person does not know a certain word of *Surah al-Hamd* or Surah, or does not utter it intentionally, or utters one letter for another like, *Za* for *Zad*, or changes the inflections, by giving movements of *Fathah* or *Kasrah* where not needed, or does not render *tashdid* properly, his prayer is void.

1010. If a person has learnt a word which he believes to be correct, and recites it that way in prayers, but comes to know later that he has been reciting it incorrectly, it is not necessary for him to offer the prayers again.

1011. * If a person does not know whether a particular word is to be read with *Fathah* or *Kasrah*, of if he does not know whether a particular word has a *"seen"* or a*"swad"* in it, he should take pains to learn that. But if he tries to recite in two or more ways, and if the wrong or incorrect recitation is neither from the Qur'an nor any Zikr, his prayers will be void. But if both the recitations are correct, like, reciting the 'S' of*"Siratal"* with *"seen"* and *"swad"* then the prayers will not be affected.

1012. * The Ulama of *Tajweed*, that is, the art of reciting the Qur'an, have outlined several places where*Madd* (prolonging certain letters) is necessary. Wherever a vowel in a word precedes another vowel, say, *'alif'* or *'hamza'*, it has to be prolonged, so that the utterances of each word is clear. But in namaz, its validity does not depend upon following these rules, so if one does not strictly follow them, his namaz will not be void. Except in *Wal-dhaalleen*(the last word of *Surah al-Hamd*) one should exercise certain care to prolong, so that tashdid is properly pronounced.

1013. * The recommended precaution is that while offering prayers, one should not recite the ending word of any Ayat with Waqf if one wishes to join it to the next *Ayat*. Nor should one render it without *waqf* and join. For example, if you recite " *ar Rahmanir Rahimi* and then wait before starting the next, it is not proper. You should continue with no waiting. Similarly, in the same *Ayat*, that is, *ar Rahmanir Rahim*, if you read the last letter *mim* with *sakin*, you should not attach the *mim* to *Maliki Yawmi ddin*.

1014. * In the third and fourth Rak'ats of prayers, one may either read only *Surah al-Hamd orTasbihat Arba'ah - Subhanallahi wal hamdu lillahi wa la ilaha illal lahu wallahu Akbar* which may be said once, although it is better that it should be said three times. It is also permissible to recite *Surah al-Hamd* in one Rak'at, and *Tasbihat Arba'ah* in the other, but it is better to recite *Tasbihat* in both.

1015. * When time for namaz is short, one must recite *Tasbihat Arba'ah* once, and if even that much cannot be recited within time, then he must say only *Subhanallah* once.

1016. * It is obligatory for men and women that in the third and fourth Rak'ats, they should recite *Surah al-Hamd* or *Tasbihat Arba'ah* silently.

1017. * If a person recites *Surah al-Hamd* in the third and fourth Rak'ats, it is not obligatory for him to recite its *Bismilla*silently, except in the case of one who is following in congregational prayers, for whom, as an obligatory precaution, it is necessary that *Bismillah*is recited silently.

1018. A person who cannot learn *Tasbihat Arba'ah*, or cannot pronounce them correctly, should recite *Surah al-Hamd* in the third and fourth Rak'ats.

1019. If a person recites *Tasbihat Arba'ah* in the first two Rak'ats, thinking that they are the last two Rak'ats, and if he realises the error before Ruku, he should recite *Surah al-Hamd* and Surah. But if he realises this during or after the Ruku, his prayer is in order.

1020. If a person recites *Surah al-Hamd* in the last two Rak'ats, thinking that they are the first two Rak'ats, or recites *Surah al-Hamd* in the first two Raka'ts, thinking that they are the last two Rak'ats, his prayer is in order, whether he realises the mistake before or after Ruku.

1021. * If in the third or fourth Rak'at, a person wanted to recite *Surah al-Hamd*, but instead of that,*Tasbihat Arba'ah* came on his tongue, or if he wishes to recite *Tasbihat Arba'ah* but *Surah al-Hamd* comes on his tongue, he should abandon it and recite *Tasbihat Arba'ah* or *Surah al-Hamd* again with the intentions. However, if the recitation which came on his tongue was the one to which he was habituated, then he should complete it and his prayers will be valid.

1022. If a person who has the habit of reciting *Tasbihat Arba'ah* in the third and fourth Rak'ats, ignores his habit and begins reciting Hamd, with the intention of performing his obligation, it will be sufficient, and it will not be not necessary for him to recite *Surah al-Hamd* or *Tasbihat Arba'ah* again.

1023. In the third and fourth Rak'ats, it is Mustahab to seek forgiveness from Allah after *Tasbihat Arba'ah*. That is, one should say, *Astaghfirullaha Rabbi wa*

Atubu Illayhi, or one should say, *Allahummaghfir li*. And before bowing for Ruku, while he is uttering Istighfar or has finished it, if he doubts whether he has read *al-Hamd* or *Tasbihat* or not, he should read either of them.

1024. * If the person doubts while in Ruku of third or fourth Rak'at, whether or not he has recited *Surah al-Hamd* or *Tasbihat Arba'ah*, he should ignore his doubt. Similarly, he should ignore the doubt if it occurs while bowing for Ruku.

1025. If a person doubts whether he has pronounced a verse or a word correctly, like, whether he has uttered *Qul Huwallahu Ahad* correctly or not, he may ignore his doubt. However, if he repeats that verse or word correctly as a precautionary measure, there is no harm in it. And if he doubts often he may repeat as many times. However, if it becomes an obsession, and he still goes on reading it again, as a recommended precaution, he should pray all over again.

1026. It is Mustahab that in the first Rak'at one should say *A'uzubillahi Minash shaytanir Rajim* before reciting *Surah al-Hamd*, and in the first and second Rak'ats of Zuhr and Asr prayers one should say *Bismillah* loudly. It is Mustahab also to recite *Surah al-Hamd* and other Surah distinctly, with a pause at the end of every verse i.e. not joining it with the next verse, and while reciting *Surah al-Hamd* and Surah, one should pay attention to the meanings of each verse. And it is Mustahab to say, *Alhamdulillahi Rabbil 'Alamin* after the completion of *Surah al-Hamd* by the Imam in the congregation, and by himself, if he is praying alone. And after reciting *Surah Qul huwallahu Ahad* he should say, *Kazalikallahu Rabbi*; once, twice or three times or *"Kazalikallahu Rabbuna"* three times. Similarly, it is Mustahab to pause a little after reciting the Surah, then say *Takbir*, before going to Ruku or reciting Qunut.

1027. It is Mustahab that in all the prayers, one should recite *Surah Inna Anzalnahu* in the first Rak'at, and *Surah Qul huwallahu Ahad* in the second Rak'at.

1028. It is Makrooh not to recite *Surah Qul huwallahu Ahad* even in one of the daily prayers.

---

(193)

1029. It is Makrooh to recite the whole of *Surah Qul huwallahu Ahad* in one breath.

1030. It is Makrooh to recite in the second Rak'at the same Surah, which one ha recited in the first Rak'at. However, if one recites *Surah Qul huwallahu Ahad* in both the Rak'ats, it is not Makrooh.

Ruku (Bowing)

1031. * In every Rak'at, a person offering prayers should, after reciting the Surahs (*Qira'at*), bow to an extent that he is able to rest his finger tips on his knees. This act is called Ruku.

1032. * If the person performs Ruku in an unusual manner, like, if he bends towards left or right, his Ruku is not correct even if his hands reach his knees.

1034. Bending should be with the niyyat of Ruku. If a person bends for some other purpose (e.g. to kill an insect), he cannot reckon it as Ruku. He will have to stand up and bend again for Ruku, and in so doing, he will not have added any Rukn, nor will his prayers be void.

1035. If a person has abnormally long hands, so that if he bends a little they reach his knees, or if his knees are lower than usual, so that he has to bend himself lower to make his hands reach his knees, he should follow the normal bowing by the others.

1036. A person who performs Ruku in the sitting position, should bow down till his face is parallel to his knees. And it is better that he should bow down till his face reaches near the place of Sajdah.

1037. It is better that in normal situations one should say in Ruku, *Subhanallah* three times or *Subhana Rabbiyal 'Azimi wa bi hamdih* once. But actually, uttering any Zikr to this extent is sufficient. However, if namaz time is short, or if one is under any pressure, it will be sufficient to say *Subhanallah* once.

1038. The Zikr of Ruku should be uttered in succession, and in correct Arabic, and it is Mustahab that it should be uttered 3, 5 or 7 times or more than that.

1039. * In Ruku, the body should be steady, and one should not purposely move or shake oneself. And as a precaution, one should not have any movement when reciting the obligatory Zikr.

1040. If at the time of uttering the obligatory Zikr of Ruku, he loses steadiness because of uncontrollable vigorous movement, it will be better that after his body resumes steadiness he repeats the Zikr. However, if the movement is so negligible that steadiness is not lost, or if he just moves his fingers, there is no harm in it.

1041. If a person intentionally recites the Zikr of Ruku before he has properly bowed down, and before his body becomes still, his prayers will be void.

1042. * If a person intentionally raises his head from Ruku before completing obligatory Zikr, his prayer is void. If he raises his head by mistake, and if he has not completely ceased to be in Ruku and he recollects that he has not completed the Zikr of Ruku, he should make himself steady and recite the Zikr. And if he recollects after he has arisen totally from Ruku, his prayers are in order.

1043. * If a person is unable to remain in the state of Ruku all the time while reciting the Zikr, then the recommended precaution is that he should complete the remainder while standing up from Ruku.

1044. If a person cannot remain steady during Ruku owing to some disease etc, his prayers are in order. But he should complete the obligatory part of Zikr, as explained, before totally rising from Ruku.

1045. * If a person cannot bow down for Ruku properly, he should lean on something

and perform Ruku. And if he cannot perform Ruku even after he has leaned, he should bow down to the maximum extent he can, so that it could be customarily recognised as a Ruku. And if he cannot bend at all, he should make a sign for Ruku with his head.

1046. If a person supposed to make a sign with his head for Ruku is unable to do so, he should close his eyes with the niyyat of Ruku, and then recite Zikr. And for rising from Ruku, he should open his eyes. And if he is unable to do even that, he should, as a precaution, make a niyyat of Ruku in his mind, and then make a sign of Ruku with his hands and recite Zikr.

1047. If a person cannot perform Ruku while standing, but can bend for it while sitting, he should offer prayers standing and should make a sign with his head for Ruku. And the recommended precaution is that he should offer another prayers in which he would sit down at the time of Ruku, and bow down for it.

1048. * If some one raises his head after reaching Ruku, and bows down twice to the extent of Ruku, his prayer is void.

1049. After the completion of the Zikr of Ruku, one should stand straight, and proceed to Sajdah after the body has become steady. If one goes to Sajdah intentionally before standing erect, or before the body is steady, the prayers are void.

1050. * If a person forgets to perform Ruku, remembering it before Sajdah, he should stand up first, and then go into Ruku. It will not be proper for him to go into Ruku in a bent position.

1051. * If a person offering prayers remembers after his forehead reaches the earth, that he has not performed Ruku, it is necessary that he should return to standing position and then perform Ruku. But, if he remembers this in the second Sajdah, his prayers are void.

1052. It is Mustahab that before going into Ruku, a person should say *Takbir* while he is standing erect, and in Ruku, he should push his knees back, keep his back flat, stretch forth his neck, keep it in line with his back, look between his two feet, say *Salawat* before or after Zikr. And when he rises after Ruku, it is Mustahab to stand erect, and in a state of steadiness say *Sami'allahu liman hamidah*.

1053. It is Mustahab for women that while performing Ruku, they should keep their hands higher than their knees, and should not push back their knees.

Sujood

1054. * A person offering prayers should perform two sajdahs after the Ruku, in each Rak'at of the obligatory as well as Mustahab prayers. Sajdah means that one should place one's forehead on earth in a special manner, with the intention of humility (before Allah).

While performing Sajdahs during prayers, it is obligatory that both the palms and the knees, and both the big toes are placed on the ground.

1055. * Two Sajdahs together are a *"Rukn"* (elemental), and if a person omits to perform two Sajdah in one Rak'at of an obligatory prayers, whether intentionally or owing to forgetfulness, or adds two more Sajdahs, his prayers are void.

1056. If a person omits or adds one Sajdah intentionally, his prayers become void. And if he omits or adds one Sajdah forgetfully, the rules regarding it will be explained later.

1057. * If a person who can keep his forehead on the ground, does not do so whether intentionally or forgetfully, he has not performed Sajdah, even if other parts of his body may have touched the ground. But, if he places his forehead on the earth, but forgets to keep other parts of his body on the ground, or forgets to utter the Zikr, his Sajdah is in order.

1058. * It is better in normal situation to say *Subahanallah* three times, or *Subhana Rabbiy al-A'la wa bi hamdhi* once. And he should utter these words in succession and in correct Arabic. Actually, as an obligatory precaution, uttering any Zikr to this extent is sufficient. And it is Mustahab that *Subhana Rabbiyal A'la wa bi hamdhi* should be said three, five or seven times, or more.

1059. * In the Sajdah, the body should be steady, and one should not move or shake oneself purposely, and as a precaution, one should be totally steady in Sajdah even while one is not engaged in any obligatory Zikr.

---

(197)

1060. If a person intentionally utters the Zikr of Sajdah before his forehead reaches the ground, and his body becomes steady, or if he raises his head from Sajdah intentionally before the Zikr is completed, his prayers are void.

1061. * If a person utters the Zikr of Sajdah by mistake, before his forehead reaches the ground and realises his mistake before he raises his head from Sajdah, he should utter the Zikr again, when his body is steady.

1062. If after raising his head from Sajdah, a person realises that he has done so before the completion of the Zikr of Sajdah, his prayers are in order.

1063. * If at the time of uttering Zikr of Sajdah, a person intentionally lifts one of his seven limbs from the ground, his namaz will be void. But if he lifts the limbs, other than the forehead, when he is not reciting anything, and then places them back again, there will be no harm, unless that movement renders his body unsteady, in which case, namaz will be void.

1064. If a person raises his forehead from the ground by mistake, before the completion of the Zikr of Sajdah, he should not place it on the ground again, he should treat it as one Sajdah. However, if he raises other parts of the body from the ground by mistake, he should place them back on the ground and utter the Zikr.

1065. After the Zikr of the first Sajdah is completed, one should sit till the body is steady, and then perform Sajdah again.

1066. * The place where a person places his forehead for Sajdah should not be higher than four joined fingers, compared to where he places his knees and the tips of the toes. As a matter of obligatory precaution, the place of his forehead should not be more than four joined fingers lower or higher than the place where he stands.

1067. * If a person prays on a sloped ground, whose slant may not be known exactly, and if his forehead goes higher or lower than the place where he keeps his knees and tips of the toes by a span of four joined fingers, his namaz will be a matter of Ishkal.

1068. * If a person places his forehead by mistake, on a thing which is higher than the span of four joined fingers compared to the place where his knees and the toes are, and if it so high that it does not look like a normal Sajdah, he should raise his head and place on a thing which is not as high. And if the height does not change the appearance of the Sajdah, and his attention is drawn to it after completing the obligatory Zikr, he should raise his head and may complete the prayers. But if his attention is drawn to it before the obligatory Zikr, he should gradually push or move his forehead to a lower level, and recite the obligatory Zikr. And if that is not possible, he should recite the obligatory Zikr and complete his prayer. It would not be necessary for him to repeat the prayers.

1069. * It is necessary that there should be nothing between the forehead of the person offering prayers, and the thing on which he offers Sajdah. If the *mohr* (sajdagah) is so dirty that the forehead does not reach the *mohr* itself, the Sajdah is void. But if only the colour of *mohr* has changed, there is no harm.

1070. In Sajdah a person offering prayers should place his two palms on the ground. In a state of helplessness, there will be no harm in placing the back of the hands on the ground, and if even this is not possible, he should, on the basis of precaution, place the wrists of hands on the ground. And if he cannot do even this, he should place any part of the body up to his elbow on the ground, and if even that is not possible it is sufficient to place the arms on the ground.

1071. * In Sajdah, a person should place his two big toes on the ground, but it is not necessary to place the tips of the toes. If he places the outer or the inner parts of the toes, it will be proper. But if he places, instead other smaller toes on the ground, or the outer part of his feet, or if his big toe does not rest on the ground due to very long nails, his namaz will be void. And if a person does not follow this rule due to ignorance or carelessness, he has to pray again.

1072. If a part of the big toe is cut off, one should place the remaining part of it on the ground, and if nothing of it has remained or what has remained

---

is too short, he should, on the basis of precaution, place the other toes on the ground, but if he has no toes at all, he should place on the ground whatever part of the foot has remained.

1073. * If a person performs Sajdah in an unusual manner, like if he rests his chest and stomach on the ground, or stretches his feet, his namaz will be correct and valid if it still appears like a normal Sajdah. But if it appears more like sleeping on one's stomach, rather than a Sajdah, his namaz will be void.

1074. The *mohr* (sajdagah) or other thing on which a person performs Sajdah, should be *Pak*. If, he places the *mohr* on a najis carpet, or if one side of the *mohr* is najis, and he places his forehead on its *Pak* part, there is no harm in it.

1075. * If there is a sore or a wound etc. in the forehead of a person, making him unable to rest his forehead on the ground, and if the sore or the wound has not covered the whole of the forehead, he should perform Sajdah with the unaffected part of the forehead. And if it becomes necessary to dig a hole, or a pit so that the part with the sore or the wound stays there, while the healthy part is on the ground, he should do so.

1076. * If the sore or the wound has covered the entire forehead, he should perform Sajdah with other parts of his face. As an obligatory precaution, he should perform Sajdah with his chin, and it that is not possible, with one of the two sides of the forehead. When it is not possible to perform Sajdah with the face in any way, he should perform Sajdah by sign.

1077. * If a person can sit but cannot make his forehead reach the ground, he should bow as much as he can, and should place the *mohr* or any other allowable thing on something high, and place his forehead on it in such a way that it may be said that he has performed Sajdah. But his palms, his knees, and toes should be on the ground as usual.

1078. * If a person cannot find something high on which he may place the *mohr*, or any other allowable thing, and if he cannot find any person who

---

would raise the *mohr* etc. for him, then as precaution, he should raise it with his hand and do Sajdah on it.

1079. * If a person cannot perform Sajdah at all, he should make a sign for it with his head, and if he cannot do even that, he should make a sign with his eyes. And if he cannot make a sign even with his eyes he should, on the basis of obligatory precaution, make a sign for Sajdah with his hands etc. and should make a niyyat for Sajdah in his mind, and recite the obligatory Zikr.

1080. * If the forehead of a person is raised involuntarily from the place of Sajdah, he should not, if possible, allow it to reach the place of Sajdah again, and this will be treated as one Sajdah even if he may not have uttered the Zikr of Sajdah. And if he cannot control his head, and it reaches the place of Sajdah again involuntarily, both of

them will be reckoned as one Sajdah, and if he has not uttered the Zikr, as a recommended precaution, he will do so with the niyyat of *Qurbat*.

1081. * At a place where a person has to observe taqayyah (concealing one's faith in dangerous situation) he can perform Sajdah on a carpet, or other similar things, and it is not necessary for him to go elsewhere, or delay the prayers so that he is able to pray freely at that place without taqayyah. But if he finds that he can perform Sajdah on a mat, or any other allowed objects, without any impediment, then he should not perform Sajdah on a carpet or things like it.

1082. If a person performs Sajdah on a mattress filled with feathers, or any other similar thing, his Sajdah will be void if his body cannot remain steady.

1083. If a person is obliged to offer prayers on a muddy ground, and if no hardship will be caused to him if his body and dress become soiled with mud, he should perform Sajdah and tashahhud as usual. If it is going to prove extremely hard for him, he should make a sign for Sajdah with his head while he is standing, and recite tashahhud in the standing position. His prayers will be in order.

1084. * The obligatory precaution is that in the first Rak'at and in the third Rak'at, which do not contain tashahhud (like the third Rak'at in Zuhr, Asr and Isha prayers) one should sit for a while after the second Sajdah before rising.

Things on which Sajdah is Allowed

1085. * Sajdah should be performed on earth, and on those things which are not edible nor worn, and on things which grow from earth (e.g. wood and leaves of trees). It is not permissible to perform Sajdah on things which are used as food or dress (e.g. wheat, barley and cotton etc.), or on things which are not considered to be parts of the earth (e.g. gold, silver, etc.). And in the situation of helplessness, asphalt and tar will have preference over other non-allowable things.

1086. * Sajdah should not be performed on the vine leaves, when they are delicate and hence edible. Otherwise, there is no objection.

1087. It is in order to perform Sajdah on things which grow from the earth, and serve as fodder for animals (e.g. grass, hay etc.).

1088. * It is in order to perform Sajdah on flowers which are not edible, and also on medicinal herbs which grow from the earth.

1089. * Performing Sajdah on a grass which is eaten in some parts of the world, but not in the rest, but it is classified as edible, will not be permissible. Similarly, Sajdah on raw fruits is not allowed.

1090. It is allowed to perform Sajdah on limestone and gypsum, but the recommended precaution is that Sajdah should not be optionally performed on baked gypsum, lime, brick and baked earthenware etc.

1091. * It is in order to perform Sajdah on paper, if it is manufactured from allowed sources like wood or grass, and also if it is made from cotton or flax. But if it is made from silk etc., Sajdah on it will not be permissible.

1092. *Turbatul Husayn* is the best thing for performing Sajdah. After it, there are earth, stone and grass, in order of priority.

1093. * If a person does not possess anything on which it is allowed to perform Sajdah, or, even if he possesses such a thing, he cannot perform Sajdah on it due to severe heat or cold, he should perform Sajdah on asphalt or tar, and if that is not possible, on his dress or the back of his hand, or on any thing on which it is not permissible to perform Sajdah optionally. However, in such a situation, the recommended precaution is that as long as it is possible to perform Sajdah on his dress he should not do Sajdah on any other thing.

1094. The Sajdah performed on mud, and on soft clay on which one's forehead cannot rest steadily, is void.

1095. If the *mohr* sticks to the forehead in the first Sajdah, it should be removed from the forehead for the second Sajdah.

1096. * If a thing on which a person performs Sajdah gets lost while he is offering prayers, and he does not possess any other thing on which Sajdah is allowed, he can act as explained in rule 1093, irrespective of whether the time for Namaz is limited or ample.

1097. * If a person realises in the state of Sajdah that he has placed his forehead on a thing on which Sajdah is void, and if he becomes aware of it after completing the obligatory Zikr, he can raise his head and continue with his prayers. But if he becomes aware of it before reciting the obligatory Zikr, he should gradually slide or move his head onto an allowed object, and recite the Zikr. But if that is not possible, he should recite the obligatory Zikr and continue with his namaz. His prayers in both cases will be valid.

1098. * If a person realises after Sajdah, that he had placed his forehead on a thing which is not permissible for Sajdah, there is no objection.

1099. It is haraam to perform Sajdah for anyone other than Almighty Allah. Some people place their foreheads on earth before the graves of the holy Imams. If this is done to thank Allah, there is no harm in it, but otherwise it is haraam.

The Mustahab and Makrooh Things in Sajdah

1100. Certain things are Mustahab in Sajdah:

- It is Mustahab to say *Takbir* before going to Sajdah. A person who prays standing, will do so after having stood up from Ruku, and a person who prays sitting will do so after having sat properly.
- While going into Sajdah, a man should first place his hands on the ground, and woman should first place her knees on the ground.
- The person offering prayers should place his nose on a mohr, or on any other thing on which Sajdah is allowed.
- While performing Sajdah, fingers should be kept close to each other, parallel to the ears, with their tips towards Qibla.
- While in Sajdah one should pray to Allah, and express his wishes, and should recite this supplication: *Ya Khayral Mas'ulin wa Ya Khayral Mu'tin, Urzuqni warzuq 'Ayali Min Fazlika Fa Innaka Zulfazlil 'Azim* - O You Who are the best from whom people seek their needs, and O You, Who are the best bestower of gifts! Give me and the members of my family sustenance with Your grace. Undoubtedly You possess the greatest grace).
- After performing Sajdah, one should sit on his left thigh, placing the instep of the right foot on the sole of the left foot.
- After every Sajdah, when a person has sat down and his body is composed, one should say *takbir.*
- When his body is steady after the first Sajdah, he should say:" *Astaghfirullaha Rabbi wa Atubu Ilayhi*.
- He should say Allahu Akbar for going into second Sajdah, when his body is steady.
- It is Mustahab to prolong the Sajdah, and when sitting after the Sajdah, to place one's hands on the thighs.
- He should recite *Salawat* while in prostrations.
- At the time of rising, he should raise his hands from the ground, after raising his knees.
- Men should not make their elbows and stomach touch the ground; they should keep their arms separated from their sides. And women should place their elbows and stomachs on the ground, and should join their limbs with one another.

Other Mustahab acts of Sajdah have been mentioned in detailed books

---

1101. * It is Makrooh to recite the holy Qur'an in Sajdah. It is also Makrooh to blow off the dust from the place of Sajdah, and if, by so doing, one utters anything intentionally, the prayers will be, as a precaution, void. Besides these, there are other Makrooh acts, which are given in detailed books.

Obligatory Sajdahs in the Holy Qur'an

1102. Upon reciting or hearing any of the following verses of the holy Qur'an, the performance of Sajdah becomes obligatory:

- Surah as-Sajdah, 32:15
- Surah Ha Mim Sajdah, 41:38
- Surah an-Najm, 53:62
- Surah al-'Alaq, 96:19

Whenever a person recites the verse or hears it when recited by someone else, he should perform Sajdah immediately when the verse ends, and if he forgets to perform it, he should do it as and when he remembers. If one hears the verse without any

expectation, in an involuntary situation, the Sajdah is not obligatory, though it is better to perform it.

1103. * If a person hears the Sajdah verse, and recites it himself also, he should perform two Sajdahs.

1104. If a person hears a verse of Sajdah, while he is in Sajdah other than that of namaz, or recites it himself, he should raise his head from that Sajdah, and perform another one.

1105. * If a person hears the verse of obligatory Sajdah from a person who is asleep, or one who is insane, or from a child who knows nothing of the Qur'an, it will be obligatory upon him to perform Sajdah. But if he hears from a gramophone or a tape recorder, Sajdah will not be obligatory. Similarly, the Sajdah will not be Wajib if he listens to a taped recitation from radio. But if there is a person reciting from the radio station, and he recites the verse of Sajdah, it will be obligatory to perform Sajdah.

1106. * As an obligatory precaution, the place where a person performs an obligatory Sajdah upon hearing the verse, should not be a usurped one, and,

---

as a recommended precaution, the place where he places his forehead, should not be higher or lower than a span of four joined fingers than the place where his knees and tips of the toes rest. However, it is not necessary to be in Wudhu or Ghusl, or to face Qibla, nor is it necessary to conceal one's private parts or to ensure that the body and the place where he has to place his forehead are *Pak*. Moreover, the conditions for dress in namaz do not apply to the performance of these obligatory Sajdah.

1107. * The obligatory precaution is that in the obligatory Sajdah caused by the Qur'anic verse, a person should place his forehead on a *mohr*, or any other thing on which Sajdah is allowed, and also one should keep other parts of one's body on the ground, as required in a Sajdah of prayers.

1108. When a person performs the obligatory Sajdah upon hearing the relevant verse, it will be sufficient even if he does not recite any Zikr. However, it is Mustahab to recite Zikr, preferably the following: *La ilaha illal lahu haqqan haqqa; La ilaha illal lahu imanan wa tasdiqa; la ilaha illal lahu 'ubudiyyatan wa riqqa; Sajadtu laka ya Rabbi ta'abbudan wa riqqa la mustankifan wa la mustak biran bal ana 'abdun zalilun za'ifun kha'ifun mustajir*.

Tashahhud

1109. * In the second unit of all obligatory prayers, and in the third unit of Maghrib prayers and in the fourth unit of Zuhr, Asr and Isha prayers, one should sit after the second prostration with a tranquil body, and recite *tashahhud* thus:*"Ash hadu an la ilaha illal lahu wahdahu la sharika lah, wa ash hadu anna Muhammadan 'Abduhu wa Rasuluh, Alla humma salli 'ala Muhammadin wa Ali Muhammad"* And it will be sufficient if one recited the tashahhud this way: *Ash hadu an la ilaha illal lahu was ash hadu anna Muhammadan Sallal lahu Alayhi Wa Aalihi Abduhu Wa rasuluh*.
It is also necessary to recite tashahhud while offering Witr (in Namaz-e-Shab)

prayers.

1110. The words of tashahhud should be recited in correct Arabic, and in usual succession.

1111. * If a person forgets tashahhud, and rises and remembers before

---

Ruku, he should sit down to recite it, and then stand up again. He will then continue with his prayers. After the prayers, it is a recommended precaution that he should perform two Sajda-e-Sahv for the additional standing. But if he remembers this in Ruku or thereafter, he should complete the prayers and after the *salam* of prayers, should, as a recommended precaution, perform the qadha of tashahhud. He should perform two sajdatus sahv for the forgotten tashahhud.

1112. It is Mustahab to sit on the left thigh during tashahhud, and to place the upper part of the right foot on the sole of the left foot and to say: *'Al-hamdu lillah'* or *'Bismillahi wa billahi wal-hamdu lillahi wa khayrul asma'i lillah'* before reciting *tashahhud*.
It is also Mustahab to place one's hands on one's thighs, with joined fingers, and to look at one's laps, and to say this after tashahhud and salawat: *Wa taqabbal shafa'atahu warfa' darajatahu.*

1113. It is Mustahab for women to keep their thighs close to each other when reciting tashahhud.

Salam in the Prayers
1114. While a person sits after reciting tashahhud in the last Rak'at, and his body is tranquil, it is Mustahab to say: *Assalamu 'alayka ayyuhan Nabiyyu wa rahmatullahi wa barakatuh*. Then he should say: *Assalamu Alaykum* and as a recommended precaution add to it *Wa Rahmatullahi Wa Barakatuh*. Alternatively, he can say: *Assalamu Alayna Wa Ala Ibadi llahis Salihin*. But if he recites this Salam, then as per obligatory precaution, he must follow it up with saying: *Assalamu Alaykum*.

1115. If a person forgets the salam of prayers, and remembers when the form of namaz has not be disrupted, nor has he performed any act, which if done intentionally or forgetfully, invalidates the prayers (e.g. turning away from Qibla), he should recite the salam and his prayers will be valid.

1116. * If a person forgets the salam of prayers, and remembers after the form of prayers has been disrupted, or after he has performed an act which

---

if done intentionally or forgetfully, invalidates the prayers (e.g. turning away from Qibla), his prayers are in order.

Tartib (Sequence)
1117. If a person intentionally changes the sequence of the prayers, for example, if he

recites the other surah before reciting *Surah al-Hamd*, or performs the two Sajdah before Ruku, his prayers are void.

1118. * If a person forgets a *rukn* (elemental part) of the prayers, and performs the next *rukn*, like, before performing Ruku if he performs the two Sajdah, his prayers would become void, as a measure of precaution.

1119. If a person forgets a rukn, and performs an act after it which is not a rukn, like, if he recites tashahhud without performing the two Sajdah, he should perform the rukn and should recite again the part which he performed erroneously, earlier than the *rukn*.

1120. If a person forgets a thing which is not a rukn, and performs a rukn which comes after it, like, if he forgets *Surah al-Hamd* and begins performing Ruku, his prayers is in order.

1121. If a person forgets an act which is not a rukn, and performs the next act which too, is not a rukn, like, if he forgets *Surah al-Hamd* and recites the other Surah, he should perform what he has forgotten, and then recite again the thing which he mistakenly recited earlier.

1122. If a person performs the first Sajdah thinking that it is the second one, or performs the second one under the impression that it is the first Sajdah, his prayer is in order; his first Sajdah will be treated as the first one, and his second Sajdah will be treated as the second one.

Muwalat (Maintenance of Succession)

1123. A person should maintain continuity during prayers, that is he should perform various acts of prayers, like, Ruku, two Sajdah and tashahhud, in continuous succession, and he should recite the Zikr etc. also in usual succession. If he allows an undue interval between differ-

---

ent acts, till it becomes difficult to visualise that he is praying, his prayers will be void.

1124. If a person in namaz forgetfully allows a gap between letters, or words, and if the gap is not big enough so that the form of the prayers is disrupted, he should repeat those letters or words in the usual manner, provided that he has not proceeded to the ensuing rukn. And he will repeat those lines which were read in continuation. But if he has already got into the ensuing rukn, then his prayers are in order.

1125. * Prolonging Ruku and Sajdah, or reciting long Surahs, does not break Muwalat.

Qunut

1126. It is Mustahab that qunut be recited in all obligatory and Mustahab prayers before the Ruku of the second Rak'at, and it is also Mustahab that qunut be recited in the *Witr* (Namaz-e-Shab) prayers before Ruku, (although that prayer is of one Rak'at

only).
In Friday Prayers there is one qunut in every Rak'at. In *Namaz-e-Ayaat*, there are five qunut, and in Eid Prayers there are five qunut in the first Rak'at, and four in the second Rak'at. In the prayers of *Shafa*' ,which is a part of *Namaz-e-Shab*, qunut is to be performed with the niyyat of *Raja'*.

1127. It is also Mustahab that while reciting qunut, a person keeps his hands in front of his face, turning the palms facing the sky, and keeping both, the hands and the fingers, close together. It is Mustahab to look at the palms in qunut.

1128. Any Zikr in qunut is sufficient, even if he says, *'Subhanallah'* only once. It is, however, better to make the following supplication: *La ilaha illallahul Halimul Karim, La ilaha illallahul 'Aliyyul 'Azim, Subhanallahi Rabbis samawatis sab', wa Rabbil 'arazinas sab', wama fi hinna wama bayna hunna, wa Rabbil 'arshil 'azim, wal hamdu lillahi Rabbil'alamin*.

1129. It is Mustahab that qunut is recited loudly. However, if a person is offering prayers in congregation, and if the Imam can hear his voice, it will

---

not be Mustahab for him to recite qunut loudly.

1130. If a person does not recite qunut intentionally, there is no qadha for it. And if he forgets it, and remembers before reaching Ruku, it is Mustahab that he should stand up and recite it. And if he remembers while performing Ruku, it is Mustahab that he should perform its qadha after Ruku. And if he remembers it while performing Sajdah, it is Mustahab that he should perform its qadha after Salam.

TRANSLATION OF PRAYERS

I. Translation of Surah al-Hamd

Bismillahir Rahmanir Rahim
(I commence with the Name of Allah - in Whom all excellences are combined and Who is free from all defects. The Compassionate - One Whose blessings are extensive and unlimited. The Merciful - One Whose blessings are inherent and eternal).
Alhamdu lillahi Rabbil 'alamin
(Special Praise be to Allah, the Sustainer of the creation).
Arrahmanir Rahim
(The Compassionate, the Merciful).
Maliki yaw middin
(Lord of the Day of Judgement).
Iyyaka na'budu wa iyyaka nasta'in
(You alone we worship, and to You alone we pray for help).
Ihdinas siratal mustaqim
(Guide us to the straight path).
Siratal lazina an'amta 'alayhim
(The path of those whom You have favoured - the Prophets and their successors).

Ghayril maghzubi 'alayhim walazzallin.
(Not of those who have incurred Your wrath, nor of those who have gone astray).

II. Translation of Surah al-Ikhlas
Bismillahir Rahmanir Rahim
(I commence with the Name of Allah - in Whom all excellences are combined and Who is free from all defects. The Compassionate - One Whose blessings are extensive and unlimited. The Merciful - One Whose blessings are inherent and eternal).
Qul huwallahu Ahad
(O Prophet!) Say: Allah is One - the Eternal Being).
Allahus Samad
(Allah is He Who is independent of all beings).
Lam yalid walam yulad
(He begot none, nor was He begotten).
Walam yakullahu kufuwan ahad.
(And none in the creation is equal to Him).

III. Translation of the Zikr During Ruku and Sajdah, and of those which are Mustahab
Subhana Rabbi yal 'Azimi wa bihamdhi
(Glory be to my High Sustainer and I praise Him)
Subhana Rabbi yal A'la wa bihamdih
(Glory be to my Great Sustainer, Most High, and I praise Him)
Sami' Allahu liman hamidah
(Allah hears and accepts the praise of one who praises)
Astaghfirullaha Rabbi wa atubu ilayh
(I seek forgiveness from Allah Who is my Sustainer, and I turn to Him).
Bi haw lillahi wa quwwatihi aqumu wa aqu'd
(I stand and sit with the help and strength of Allah).

IV. Translation of Qunut
La ilaha illallahul Halimul Karim
(There is none worth worshipping but Allah Who is Forbearing and Generous).
La ilaha illallahul 'Aliyyul 'Azim
(There is none worth worshipping but Allah Who is Eminent and Great).
Subhanallahi Rabbis samawatis sab' wa Rabbil arazinas sab'
(Glory be to Allah, Who is the Sustainer of the seven heavens and of the seven earth).

Wama fi hinna wama bayna hunna, wa Rabbil 'arshil 'azim
(And Who is the Sustainer of all the things in them, and between them, and Who is the Lord of the great 'Arsh (Divine Power).
Wal hamdu lillahi Rabbil Aalamin
(And all praise for Allah, the Sustainer of the worlds).

V. Translation of Tasbihat Arba'ah
Subhanallahi wal hamdu lillahi wa la ilaha lallahu wallahu Akbar.

(Glory be to Allah, and all praise is for Him and there is no one worth worshipping other than Allah, and He is Greater than any description).

VI. Translation of Tashahhud and Salam
Al Hamdu lillah, Ash hadu an la ilaha illal lahu wahdahu la sharika lah
(All praise is for Allah, and I testify that there is none worth worshipping except the Almighty Allah, Who is One and has no partner).
Wa Ashhadu anna Muhammadan 'abduhu wa Rasuluh
(And I testify that Muhammad is His servant and messenger).
Alla humma salli 'ala Muhammadin wa Ali Muhammad.
(O Allah! Send Your blessings on Muhammad and his progeny).
Wa taqqabal shafa'atahu warfa' darajatahu
(And accept his intercession, and raise his rank).
Assalamu 'alayka ayyuhan Nabiyyu wa rahmatullahi wa barakatuh
(O Prophet! Allah's peace, blessings and grace be upon you!).
Assalamu 'alayna wa 'ala 'ibadil lahis salihin
(Allah's peace be on us, those offering prayers - and upon all pious servants of Allah).
Assalamu 'alaykum wa rahmatullahi wa barakatuh.
(Allah's peace, blessings and grace be on you believers!)

Ta'qib (Duas after Prayers)
1131. It is Mustahab that after offering the prayers, one should engage oneself in reciting Duas, and reading from the holy Qur'an. It is better that before he leaves his place, and before his Wudhu, or Ghusl or tayammum becomes void, he should recite Duas facing Qibla.
It is not necessary that Duas be recited in Arabic, but it is better to recite those supplications, which have been given in the books of Duas. The tasbih of Hazrat Fatima-tuz-zahra (peace be on her) is one of those acts which have

---

been emphasised. This *tasbih* should be recited in the following order:
- *Allahu Akbar* - 34 times
- *Alhamdulillah* - 33 times
- *Subhanallah* - 33 times

Subhanallah can be recited earlier than *Alhamdulillah*, but it is better to maintain the said order.

1132. It is Mustahab that after the prayers a person performs a Sajdah of thanksgiving, and it will be sufficient if one placed his forehead on the ground with that intention. However, it is better that he should say *Shukran lillah* or *Al'afv* 100 times, or three times, or even once. It is also Mustahab that whenever a person is blessed with His bounties, or when the adversities are averted, he should go to Sajdah for *Shukr*, that is, thanksgiving.

Salawat on the Holy Prophet
1133. It is Mustahab that whenever a person hears or utters the sacred name of the holy Prophet of Islam like, Muhammad or Ahmad, or his title like, Mustafa or his patronymic appellation like Abul Qasim, he should say, " *Allahumma salli 'ala Muhammadin wa Ali Muhammad"* even if that happens during the namaz.

1134. It is Mustahab that after writing the sacred name of the holy Prophet, Salawat also be written with it. And it is better that whenever his name is mentioned, Salawat be sent on him.

Things which Invalidate Prayers

1135. Twelve things make prayers void, and they are called *mubtilat*.

First:- If any of the pre-requisites of prayers ceases to exist while one is in namaz, like, if he comes to know that the dress with which he has covered himself is a usurped one.

* **Second**:- If a person, intentionally or by mistake, or uncontrollably, commits an act which makes his Wudhu or Ghusl void, like, when urine comes out, even if it is discharged forgetfully, or involuntarily, after the last Sajdah of the prayers. But if a person is incontinent, unable to control urine or excretion, his prayers will not be void if he acts according to the rules explained early in the Chapter of Wudhu. Similarly, if a woman sees blood of Istihaza during prayers, her namaz is not invalidated if she has acted according to the rules of Istihaza.

1136. * If a person sleeps involuntarily, not knowing whether he slept during namaz or afterwards, it will not be necessary for him to repeat the prayers, provided he knows that he has not performed anything less than the usual namaz.

1137. * If a person knows that he slept voluntarily, but doubts whether he slept after or during the prayers, or if he forgot during the prayers that he was praying and fell asleep, his prayers will be valid if the provision stated above is fulfilled.

1138. If a person wakes up in Sajdah, and doubts whether he is in the Sajdah of the namaz or in the Sajdah for *Shukr*, he should pray again if he slept involuntarily. But if he slept intentionally, and feels that he probably slept during the Sajdah of namaz due to carelessness, his prayers are valid.

---

* **Third**:- If a person folds his hands as a mark of humility and reverence, his prayers will be void, but this is based on precautionary rule. However, there is no doubt about it being haraam, if it is done believing that it is ordained by Shariah.

1139. There is no harm if a person places one hand on another forgetfully, or due to helplessness, or *taqayyah*, or for some other purposes, like, scratching.

* **Fourth**:- The fourth thing which invalidates prayers is to say *'Amin'* after *Surah al-Hamd*. This rule, when applied to one praying individually, is based on *Ihtiyat*, but if someone utters it believing that it has been ordained by Shariah, it is haraam. There is no harm if someone utters it erroneously or under taqayya.

* **Fifth**:- The fifth thing which invalidates prayers is to turn away from Qibla without

any excuse. But if there is an excuse, like, forgetting or an external force, like a strong wind blowing, which turns him away from Qibla, his namaz will be valid if he has not deviated towards his right or his left. But it is necessary that he returns to the direction of Qibla as soon as the excuse disappears. And if he turned away towards right or left side - regardless of whether his back is towards Qibla or not - due to forgetting, he should pray again towards Qibla as soon as he remembers, if there is time left even for one Rak'at. But if there is no time for even one Rak'at at his disposal, then he should continue with the same namaz towards Qibla, and he will not have to give any qadha for that. Similar rule applies to the one who has deviated because of the external force.

1140. * If a person turns his head away from Qibla while his body remains facing Qibla, and if with that turning of the head, he is able to see behind partly, he will be considered to have deviated from Qibla, and he will follow the rule explained above. But if the turning of head is so minimal that it can be said that his front part of the body is towards Qibla, then his prayers will be valid, though it is Makrooh to do such thing.

* **Sixth**:- The sixth thing which invalidates prayers is to talk, even by

---

uttering a single word consisting of one, single letter which has a meaning or denotes something. For example, one letter *Qi* in Arabic means *"protect yourself*. Or if someone asked a person who is praying, as to which is the second letter of Arabic alphabet, and he said simply *"Ba"*. But if the utterance is meaningless, then, if it constitutes two or more letters, his prayers will be void, based on precaution.

1141. * If a person forgetfully utters a word consisting of one or more letters, and that word may carry some meaning, his prayers does not become void, but as a precaution, it is necessary that after the prayers, he should perform *Sajdatus Sahv*, as will be explained later.

1142. * There is no harm in coughing, belching during the prayers, and as an obligatory precaution, he should not intentionally heave a sigh. If someone utters 'Oh' or 'Ah' purposely, his namaz will be void.

1143. * If a person utters a word with the object of Zikr, like, if he says *'Allahu Akbar'*, and raises his voice to indicate something, there is no harm in it. In fact, there is no harm if he utters Zikr with the knowledge that it will convey something to one who hears it. But if there is no intention of Zikr, or if it is done with dual purpose, then there is Ishkal.

1144. * There is no harm in reciting the Qur'an, except the four verses, which make Sajdah obligatory, and which have been mentioned in the rules relating to *Qira't* (rule no. 992) and in reciting Duas during the prayers. However, the recommended precaution is that one should not read Duas in any language other than *Arabic*.

1145. If a person intentionally repeats parts of *Surah al-Hamd* and other *Surah*, and the Zikr of prayers, without intending them to be a part of the namaz, or as a matter of

some precaution, there is no harm in it.

1146. * A person offering prayers should not greet anyone with Salam, and if another person says Salam to him, he should use the same words in reply without adding anything to it. For example, if someone says *Salamun alaykum*, he should also say *Salamun 'alaykum* in reply, without adding Wa

---

rahmatullahi wa barakatuh. As an obligatory precaution, he should not utter *'Alaykum'* or *'Alayka'* before the word *Salamun* if the one who greeted him did not say so. In fact, the recommended precaution is that the reciprocation must fully conform with the way Salam was initiated. So if he said: *Salamun alaykum*, the reply should be *Salamun alaykum*, and if he said: *As-Salamu alaykum*, then the reply should be the same. Similarly, the reply to *Salamum alayka* will be *Salamun alayka*. But if someone initiated Salam saying *Alaykumus Salam*, then the answer can be given in any of the phrases.

1147. It is necessary that the reply to Salam is given at once, irrespective of whether one is praying or not. And if, whether intentionally or due to forgetfulness, he delays reply to the Salam, so much that if he gives a reply after the delay, it may not be reckoned to be a reply to that Salam, then he should not reply if he is in namaz. And if he is not in namaz it is not obligatory for him to reply.

1148. * A person should reply to a Salam in a way that one who greets him can hear it. However, if he who says salam is deaf, or passes away quickly, then it is necessary to make reciprocation by sign etc., if that would be understood. If that is not possible, then it is not obligatory to respond when one is not praying. And if one is praying, it is not permissible.

1149. * It is obligatory that a person who is in namaz, responds to Salam with the intention of greeting. But if he responds with the intention of prayers or blessing, meaning *May Allah bless You*, there is no harm.

1150. * If a woman or a Na-Mehram or a discerning child, that is, one who can distinguish between good and evil, says Salam to a person in namaz, the person should respond. However, in reply to the Salam by a woman who says *Salamun alayka*, the person offering prayers can say *Salamun alayki*, giving *Kasrah* to *Kaf* at the end.

1151. * If a person in namaz does not respond to Salam, his prayers are in order, though he will have committed a sin.

1152. * If a person says Salam to a person in namaz in a mistaken way,

---

such that it cannot be treated as a Salam, it is not permissible to reply to it.

1153. It is not obligatory to give reply to the Salam said in jest, or the Salam of a non-

Muslim man or woman who is not a *Zimmi* (an infidel living under the protection of an Islamic Government). And if he/she is a *zimmi*, it is sufficient, on the basis of obligatory precaution, to answer saying *'alayka'* only.

1154. If a person says Salam to a group of people, it is obligatory for all of them to give a reply. However, if one of them replies, it is sufficient.

1155. If a person says Salam to a group of people, but a person for whom it was not intended gives a reply, it will still be obligatory upon the group to reply.

1156. If a person says Salam to a group among whom one was in namaz, and that person doubts whether Salam was intended for him or not, it will not be necessary for him to give a reply. And if the person offering prayers is sure that he was also intended by the one who greeted, but some one else has made a response, he does not have to reply. But if he is sure that he was among the group for whom Salam was intended, and no one has replied, then he should reply.

1157. It is Mustahab to greet with Salam, and it has been emphatically enjoined that a person who is riding should greet one who is walking, and a person who is standing should greet one who is sitting, and a younger person should greet an elder.

1158. If two persons simultaneously say Salam to each other, each one of them should, on the basis of obligatory precaution, reply the Salam of the other.

1159. When a person is not in namaz, it is Mustahab that his response to the Salam should be more expansive. For example, when one says *salamun alaykum*, the other should say *salamun alaykum wa rahmatullah* in reply.

* **Seventh**:- The seventh thing which makes namaz void is an intentional

---

loud laugh. And if the laugh is uncontrollable, or involuntary, if what prompted it in the first place was intentional, or for that matter, inadvertant, the namaz will be void. But if one laughs loudly unintentionally, or if he purposely laughs without emitting any voice, there is no harm.

1160. * If in order to control his laughter, the condition of the person in namaz changes, like, if the colour of his face turns red, he should, as an obligatory precaution, pray again.

* **Eight**:- As an obligatory precaution, if one intentionally weeps, silently or loudly, over some worldly matters, his namaz will be void. But, if he weeps silently or loudly due to fear of Allah, or for the Hereafter, there is no harm in it. In fact, it is among the best acts.

* **Ninth**:- Any act which changes the form of namaz like, clapping or jumping, invalidates the namaz, regardless of whether that act is done intentionally or forgetfully. However, there is no harm in actions which do not change the form of namaz, like, making a brief sign with one's hand.

1161. If a person remains silent during namaz for so long, that it may not be said that he is offering prayers, his namaz is invalidated.

1162. * If a person performs an extraneous act during namaz, or maintains prolonged silence, and then doubts whether his prayers has been thereby invalidated, he should repeat the namaz, but the better way of doing it is to first complete the namaz, and then repeat it.

Tenth:- Eating or drinking. If a person offering prayers eats or drinks in such a manner that people would not say that he was in namaz, his prayers would be void, regardless of whether he does it intentionally or forgetfully. However, if a person who wants to keep a fast is offering a Mustahab namaz before the Adhan of Fajr, and being thirsty, fears that by the time he completes the prayers it will be Fajr, he can drink water during that Mustahab prayers, provided water is not more than two to three steps away from him, and he should be careful not to commit acts which invalidate namaz, like turning his face away from Qibla.

1163. * Even if the intentional eating or drinking does not change the form of namaz, as an obligatory precaution, he should repeat the namaz, regardless of whether *Muwalat* is maintained or not by eating and drinking.

1164. * If a person in namaz swallows the food which has remained around his teeth, his prayers are not invalidated. Similarly, if things like grains of sugar remain in the mouth and they melt slowly and go down the throat, there is no harm in it.

Eleventh:- Any doubt concerning the number of Rak'ats in those prayers which consist of two or three Rak'ats, will render the namaz void. Also, if one doubts about the number of the first two Rak'ats, of namaz having four Rak'ats, (like, Zuhr, Asr and Isha), his namaz will be void if he continues to be in doubt.

* **Twelfth**:- If a person omits or adds the Rukn (elemental parts) of the namaz, either intentionally or forgetfully, his namaz is void. Similarly, if he does an extra Rukn forgetfully, like adding a Ruku or two Sajdah in one Rak'at, his namaz, as an obligatory precaution, will be void. And if one omits purposely acts which are not Rukn, or makes an addition, namaz will be void. But if one forgetfully adds one more *Takbiratul Ihram*, namaz will not be void.

1165. If a person doubts after the namaz, whether or not he performed any such act which invalidated the prayers, his namaz will be in order.

Things which are Makrooh in Prayers

1166. It is Makrooh that a person in namaz slightly turns his face towards right or left, an angle which would not be construed as deviation from Qibla, otherwise namaz will be void, as explained earlier. It is also Makrooh during prayers to shut the eyes or turn towards right or left, and to play with one's beard and hands, and to cross the fingers of one hand into those of another, and to spit. It is also Makrooh to look at the writing of the holy Qur'an, or some other books or a ring. It is also Makrooh to become silent

while reciting *Surah al-Hamd*, or any other Surah, or Zikr, so as to listen to some conversation. And in fact, every such act which disturbs attention and humility is Makrooh.

1167. It is Makrooh for a person to offer prayers when he is feeling drowsy, or when he restrains his urge for urinating or defecation. Similarly, it is Makrooh to offer prayers with tight socks which press the feet. There are other things also which are Makrooh in namaz. They are mentioned in detailed books on the subject.

Occasions when Obligatory Prayers can be Broken

1168. * It is haraam, as an obligatory precaution, to break obligatory prayers purposely. But if one has to break in order to protect property, or to escape from financial or physical harm, there is no objection. In fact, he can break it for any worldly or religious purpose which is crucially important for him.

1169. If it is not possible for a person to protect, without breaking the prayers, his own life, or the life of a person whose protection is obligatory upon him, or to protect a property the protection of which is obligatory on him, he should break the prayers.

1170. If a creditor demands payment from a person who is praying, and if there is ample time for namaz, he should pay him while praying, if that is possible. But if it is not possible to pay him without breaking the namaz, then he should break the namaz, pay the creditor and then pray.

1171. If a person learns during his prayers that the mosque is najis, and if time is short, he should complete the prayers. And if there is sufficient time, and making the mosque *Pak* does not change the form of prayers, he should make it *Pak* while praying, and then continue with the remaining part of the prayers. And if making the mosque *Pak* in that state changes the form of the prayers, breaking of prayers is permissible if making it *Pak* is possible after prayers; but if it is not possible, he should break the prayers, make the mosque *Pak*, and then offer prayers.

1172. In a situation where one must break namaz, if he goes on and completes it, his namaz is in order, though he will have committed a sin. However, the recommended precaution is that he should offer the namaz again.

1173. * If a person offering prayers remembers before Qir'at, or before going to Ruku, that he has forgotten to say Adhan and Iqamah, and if he has sufficient time at his disposal, it is Mustahab that he should break the prayers and recite Adhan and Iqamah. In fact, if he remembers having missed them out before ending the namaz, if is Mustahab to break the namaz and pronounce them.

*** Doubts in the Prayers**

There are 22 kinds of doubts which one can have while praying. Out of these, 7 doubts are those which invalidate the prayers, and 6 are those which should be ignored. And the remaining 9 doubts are valid doubts.

Doubts Which Make Prayers Void

1174. * The following doubts make prayers void:

- Doubts about the number of Rak'ats occurring in obligatory prayers which consist of 2 Rak'ats, like, Fajr prayers, or prayers offered by a traveller. However, doubt about number of Rak'ats in Mustahab prayers or namaz of *Ihteyat* does not make the prayers void.
- Doubts about the number of Rak'ats occurring in prayers consisting of 3 Rak'ats, that is, Maghrib prayers.
- Doubt occurring in prayers of 4 Rak'ats as to whether one has performed one Rak'at or more.
- Doubt in prayers of 4 Rak'ats before going to the second Sajdah, as to whether he has performed 2 Rak'ats or more.
- Doubts between 2 and 5 Rak'ats or between 2 and more than 5 Rak'ats.
- Doubts between 3 and 6 Rak'ats or between 3 and more than 6 Rak'ats.
- Doubt between 4 and 6 Rak'ats or between 4 and more than 6 Rak'ats, with the details which will come later.

1175. If a person has one of those doubts which makes prayers void, it is better for him to break the prayers if the doubt persists. In fact, he should prolong thinking about it so that the form of namaz changes, or till he loses all hope to ascertain the situation.

Doubts Which May Be Ignored

1176. The following doubts should be ignored:

- Doubt about an act whose time of performance has already passed, like, during Ruku a person doubts as to whether he did or did not recite *Surah al-Hamd*,
- Doubt occurring after the Salam of prayers,
- Doubt after the time of prayers has already passed,
- Doubt of a person, who doubts too much,
- Doubt by the Imam (one who leads the congregation prayers) about the number of Rak'ats when the ma'mum (follower) is aware of the number, and similarly the doubts of the ma'mum when the Imam knows the number of Rak'ats.
- Doubt which occurs in Mustahab prayers and Namaz of *Ihteyat*

I. Doubts About an Act Whose Time of Performance has Passed

1177. * If a person doubts while offering prayers as to whether or not he has performed a particular obligatory act, like, if he doubts whether or not he has recited *Surah al-Hamd*, and if he has engaged himself in the next act, which he would not have intentionally performed in a normal circumstance, like reading the next Surah, he should ignore the doubt. But in a situation other than this, he should perform the act about which he doubts.

1178. If a person doubts while reciting a verse, whether or not he has recited the preceding verse, or doubts while reciting the end part of a verse, whether or not he has recited its beginning, he should ignore his doubt.

1179. If a person doubts after Ruku or Sajdah, whether or not he has performed its obligatory parts, like Zikr and steadiness of the body, he should ignore his doubt.

1180. * If, while going into Sajdah, a person doubts whether or not he has performed Ruku, or if he doubts whether he stood up after Ruku or not, he should ignore the doubt.

1181. * If a person doubts while rising to stand, whether or not he has performed Sajdah or tashahhud, he should ignore the doubt.

1182. If a person, who is offering prayers sitting or lying, doubts at the time

---

of reciting *Surah al-Hamd* or *Tasbihat Arba'ah*, whether or not he has performed Sajdah or tashahhud, he should ignore his doubt. And if the doubt occurs before reciting *Surah al-Hamd* or *Tasbihat Arba'ah*, he should perform them.

1183. * If a person doubts whether or not he has performed one of the Rukn of prayers, and if he has not yet engaged himself in the next act, he should perform it. For example, if he doubts before reciting tashahhud, whether or not he has performed two Sajdah, he should perform them. And if he remembers later that he had already performed that Rukn, as an obligatory precaution,his prayers will become void because of additional Rukn.

1184. If a person doubts whether or not he has performed an act which is not a Rukn of namaz, and if he has not engaged himself in the following act, he should perform it. For example, if he doubts before reciting the other Surah, whether or not he has recited *Surah al-Hamd*, he should recite *Hamd*. And if he remembers after reciting *Hamd* that he had already recited it, his prayers will be in order, because a Rukn has not been added.

1185. * If a person doubts whether or not he has performed a Rukn, like, while in tashahhud, he doubts whether or not he has performed two Sajdah, and ignores his doubt, but remembers later that he had actually not performed that Rukn, he should perform it if he has not entered into the next Rukn. However, if he has engaged himself in the next Rukn, his prayer is void. For example, if he remembers before Ruku of the next Rak'at, that he had not performed two Sajdah, he should perform them, and if he remembers this during Ruku or thereafter, his prayers are void.

1186. If a person doubts whether or not he has performed an act which is not a Rukn, and if he is engaged in the next act, he should ignore his doubt. For example, if he doubts while reciting the other Surah, whether or not he has recited *Surah al-Hamd*, he should ignore his doubt. And if he remembers later that he had actually not performed that act, he should perform it, if he has not entered into the next Rukn, and if he has entered the next Rukn, his prayers are in order. Based on this, if he remembers in qunut that he has not recited *Surah al-Hamd* he should recite it, and if he remembers it in Ruku, his prayers are in order.

1187. * If a person doubts whether or not he has said Salam of prayers when he is engaged in supplications or other namaz, or when the form of namaz has already changed, he should ignore his doubt. And if he doubts before these acts, he should say Salam. And if he doubts at any stage, whether he recited the Salam correctly or not, he should ignore that doubt.

II. Doubt After the Salam

1188. If a person becomes doubtful after the Salam of prayers, as to whether or not he has offered the prayers correctly, like, if he doubts whether or not he has performed the Ruku, or doubts in a 4 Rak'at prayers as to whether he has performed 4 or 5 Rak'ats, he should ignore his doubt. But if both sides of the doubt lead to invalidity of the prayers like, if he doubts in 4 Rak'at prayers whether he has performed 3 or 5 Raka'ts, his prayers would be void.

III. Doubt After the Time of Namaz has passed

1189. If a person doubts, after the time for prayers has already passed, as to whether he has offered the prayers or not, or if he suspects that he may not have offered it, it is not necessary for him to offer that prayers. If, however, he doubts before the expiry of the time for that prayers, as to whether or not he has offered it, he should offer it, even if he has a feeling that he might have done so.

1190. If a person doubts after the time for prayers has passed, whether or not he has offered the prayers correctly, he should ignore his doubt.

1191. * If, after the time for Zuhr and Asr prayers has passed, a person knows that he has offered 4 Rak'ats, but does not know whether it was with the intention of Zuhr prayers or Asr prayers, he should, offer 4 Rak'ats of qadha prayers, with the niyyat that he is praying that which is obligatory upon him.

1192. If after the time for Maghrib and Isha prayers has elapsed, a person knows that he has offered one prayer, but does not know whether it was of 3 or 4 Rak'ats, he should offer qadha of Maghrib and Isha prayers.

IV. One Who Doubts Too Much

1193. * *Kathirush shak* is a person who doubts quite often, meaning that he doubts more than a normal person does, due to an unsettled mind or whims. A normal person who doubts at least once in every three prayers, should ignore his doubts.

1194. If a person with such an obsession doubts about having performed any part of prayers, he should decide that he has performed it. For example, if he doubts whether he has performed Ruku, he should say that he has performed it. And if he doubts about having performed an act which invalidate prayers, like, if he doubts whether in the Fajr prayers he has offered 2 or 3 Rak'ats, he should consider that he has offered the prayers properly.

1195. * If a person frequently doubts about a particular act of prayers, then doubts occurring about other acts of prayers, should be dealt with according to their prescribed rules. For example, if a person who frequently doubts about having performed Sajdah, doubts about having performed Ruku, he should act according to the rules relating to it, that is, if he has not performed Sajdah, he should perform Ruku, and if he has already performed Sajdah, he should ignore his doubt.

1196. If a person frequently doubts in a particular prayer like, namaz of Zuhr, and if he has a doubt in the prayers of Asr, he should act according to the rules of doubts.

1197. If a person, who doubts more only when he offers prayers at a particular place, becomes subjected to doubts at another place of prayers, he should act according to the rules of doubts.

1198. A person who doubts whether he has become one of those who doubt too much (*Kathirush shak*), he should act according to the normal rules relating to doubts. And as long as a *Kathirush shak* person is not sure that he has returned to the normal condition, he should ignore his doubt.

1199. * If a *Kathirush shak* person doubts whether he has performed a Rukn or not, and ignores his doubts, but remembers later that he had actually not

---

performed it, he should perform it, if he has not gone into next Rukn. And if he has commenced the next Rukn, his prayer, as a precaution is void. For example, if he doubts whether he has performed Ruku or not, and ignores his doubt, but remembers before the second Sajdah that he has not performed Ruku, he should return and perform Ruku, but if he remembers it in the second Sajdah, his prayer, as a precaution is void.

1200. If a *Kathirush shak* person doubts whether he has performed an act which is not a Rukn, and ignores his doubt and remembers later that he has not performed it, and the stage of its performance has not passed, he should perform it, and if he has passed its stage, his prayer is in order. For example, if he doubts whether he has recited *Hamd*, he should recite it. But if he remembers after having gone to Ruku, his namaz will be in order.

1201. If an Imam who is leading a congregational prayer, doubts about the number of Rak'ats, like, if he doubts whether he has performed three or four Rak'ats, he will follow the indication given by the follower who is certain about the numbers. If he indicates that it is the fourth, Imam will accept it and complete the prayers. Similarly, if the Imam is sure about the number of Rak'ats, and the follower has a doubt, he should ignore his doubt.

VI. Doubt in Mustahab Prayers

1202. If a person doubts about the number of Rak'ats in a Mustahab prayer and if the higher side makes the prayers void, he should decide on the lesser side of the doubt. For example, if he doubts whether he has performed 2 Rak'ats or 3 in *Nafilah* of Fajr prayers, he should decide that he has performed 2 Rak'ats. But if the higher side does

not invalidate the prayers, like, if he doubts whether he has performed 2 Rak'ats or 1, he is free to decide either way, and his prayers will be valid.

1203. Omission of a Rukn invalidates *Nafilah* (Mustahab prayers), but addition of a Rukn does not invalidate it. Hence, if the person offering *Nafilah* prayers forgets to perform any part, and remembers when he has entered into another Rukn, he should return to perform the forgotten part and then re-enter the Rukn. For example, if he remembers during Ruku that he has not recited *Surah al-Hamd*, he should return to recite *Surah al-Hamd*, and then go into Ruku again.

1204. If a person doubts whether he has performed any Rukn or non-Rukn part of *Nafilah* prayers, he should perform it if its stage has not passed, and if it has, then he should ignore the doubt.

1205. * If in a Mustahab prayer of two Rak'ats, a person suspects that he has offered 3 Rak'ats or more, he should ignore his doubt, and his prayers are in order. If, he suspects that he has offered 2 Rak'ats or less, then as an obligatory precaution, he should pay heed to that suspicion. For example, if he suspects that he has performed one Rak'at only, as a precaution, he will perform another Rak'at.

1206. * If a person in *Nafilah* prayers performs an act which, if he had performed in an obligatory prayers, it would have been necessary for him to do Sajdatus Sahv, or if he forgets one Sajdah, it will not be necessary to perform Sajdatus Sahv, or give qadha for the Sajdah, after the *Nafilah* is over.

1207. If a person doubts whether he has offered a particular Mustahab prayer or not, and if that prayer does not have a fixed time, like, the prayers of Ja'far Tayyar, he should decide that he has not offered it. The position is the same if that prayer has a fixed time, like *Nafilah* of daily prayers, and a person doubts before its time lapses, whether he has offered it or not. However, if he doubts after its time has gone, he should ignore his doubt.

Doubts Which Are Valid

1208. * There are nine situations in which a person can have doubts about the number of Rak'ats in the namaz consisting of four Rak'ats. In those situations, one should pause to think, and if he arrives at any decision or probability, he should act accordingly. If doubt persists, he should follow these rules:
(i) After the second Sajdah, if a person doubts whether he has performed 2 Rak'ats or 3, he should assume that he has performed 3 Rak'ats, and finish the prayers after performing one more Rak'at. And after finishing the prayers he should offer, as an obligatory precaution, 1 Rak'at of *Namaz-e-Ihtiyat*, standing.
(ii) If after the second Sajdah, a person doubts whether he has performed 2 or 4 Rak'ats, he should decide that he has performed 4 Rak'ats and fin-

---

ish his prayers. He should then stand up to offer 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat*.
(iii) If a person doubts, after the second Sajdah, whether he has performed 2, 3 or 4

Rak'ats, he should decide that he has performed 4 Rak'ats. After completing the prayers, he should perform 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat* standing, and 2 Rak'ats in the sitting position.
(iv) If a person doubts after the second Sajdah, as to whether he has performed 4 or 5 Rak'ats, he should decide that he has performed 4 Rak'ats and finish his prayers. After that he should perform two sajdatus sahv. And this rule applies to every situation of doubt between four and more Rak'ats, like, if one doubts whether he has prayed four or six Rak'ats. And there can be a situation where at one single time, one doubts whether he has performed less than four or more than four Rak'ats. If this doubt occurs after the second Sajdah, he will in each doubt, decide that he has performed four Rak'ats, then for a doubt that he might have performed less, he will redress it by *Namaz-e-Ihtiyat*, and for a doubt that he might have performed more, he will perform Sajdatus Sahv.
In any of these four situations, if the doubt occurs after the first Sajdah, and before having gone into the second, the prayers will be void.
(v) If a person doubts at any stage during his prayers, whether he has performed 3 or 4 Rak'ats, he should decide that he has performed 4 Rak'ats and finish his prayers. Thereafter he should offer *Namaz-e-Ihtiyat* of 1 Rak'at standing or of 2 Rak'ats in the sitting position.
(vi) If a person doubts while standing, as to whether he has performed 4 Rak'ats or 5, he should sit down and recite tashahhud and the Salam of prayers. Then he should stand up to offer*Namaz-e-Ihtiyat* of 1 Rak'at, or give 2 Rak'ats while sitting.
(vii) If one doubts, while standing, whether he has performed three or five Rak'ats, he should sit down and read tashahhud and Salam to finish the prayers. After that, he should offer 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat* standing.
(viii) If a person doubts while standing, as to whether he has offered 3, 4 or 5 Rak'ats, he should sit down and recite tashahhud and the Salam of prayers. Thereafter, he should offer *Namaz-e-Ihtiyat* of 2 Rak'ats standing, and another 2 Rak'ats in the sitting position.
(ix) If a person doubts, while standing, whether he has performed 5 or 6 Rak'ats, he should sit down and recite tashahhud and Salam of the

---

prayers. Thereafter, he should perform two sajdatus sahv. In all the foregoing four situations one should, as a recommended precaution, also offer two sajdatus sahv for an extra *qiyam*.

1209. * When a person has any of the above valid doubts, he should not break the prayers, if the time for namaz is very short. He should act according to the rules given above. In fact, even if there be ample time for namaz, it is a recommended precaution that namaz should not be broken, and the rules of redressing the situations of doubt be followed.

1210. * If a person has one of those doubts for which offering of *Namaz-e-Ihtiyat* is obligatory, as a recommended precaution, he should offer the *Namaz-e-Ihtiyat*, and without doing so, he should not start praying again. And before any such act occurs which invalidates namaz, if he starts the namaz afresh, without having performed *Namaz-e-Ihtiyat*, it will be void. Of course, if in the meantime, an act occurred which renders namaz void, and he prayed without having offered *Namaz-e-Ihtiyat*, this

namaz will be in order.

1211. * When a person has any of those doubts which invalidate the prayers, and if he feels that by continuing to the next act, he may acquire certainty, or form a strong idea about the actual situation, he is not allowed to continue with that namaz if the doubt has occurred in the first 2 Rak'ats. For example, if he doubts while standing, whether he has offered one Rak'at or more, and feels that if he goes into Ruku, the doubt may be allayed, it is not permissible to go to Ruku. But in all situations other than this, he can continue with the namaz if he feels that it would help him acquire certainty.

1212. If initially the feeling of a person is inclined on one side, and later both the sides become equally strong, he should act according to the rules of doubt. And if initially both sides are equally strong, and he decides to act according to his obligation, but later his feeling inclines to the other side, he should adopt it, and complete the prayers.

1213. If a person does not know whether his feeling is inclined on one side, or is equal on both sides, he should act according to the rules of doubt.

1214. * If a person learns after prayers, that while in namaz, he was in a state of doubt as to whether, he offered 2 Rak'ats or 3 and that he decided in favour of 3 Rak'ats, but does not know whether his strong feeling favoured offering three Rak'ats, or whether it favoured both sides equally, he does not have to offer *Namaz-e-Ihtiyat*.

1215. * If a person doubts after standing up, whether or not he has performed the 2 Sajdah, and simultaneously, has a type of doubt which would only be valid if it occurred after two Sajdah, like if he doubts whether he has performed two or three Rak'ats, his namaz will be valid if he acts according to the rule prescribed for that doubt. But while in tashahhud, if he falls into a type of doubt which would be valid only if it occurred after two sajdah, assuming that he has done two Sajdah, if the remedy of that doubt was to decide upon a Rak'at which has no tashahhud, his namaz will be void. For example, if that doubt was between 2 or 3 Rak'ats. And if the remedy of the doubt was to decide upon a Rak'at which has tashahhud, his namaz will be valid, like if the doubt is between 2 and 4 Rak'ats.

1216. * If a person doubts before he begins tashahhud, or before standing *(Qiyam)* in the Rak'ats which do not have tashahhud, whether he has performed one or both the Sajdah, and right at that moment, a doubt occurs which would only be valid if it occurred after two Sajdah, the prayers will be void.

1217. If a person doubts while standing, whether he is in third or fourth Rak'at, or whether it is third, fourth or fifth Rak'at, and at that time he remembers to have omitted one or both Sajdah of the preceding Rak'at, his prayers will be void.

1218. If one doubt of a person is allayed and another doubt takes its place, like, if he doubted first whether he had offered 2 or 3 Rak'ats, and later he doubts whether he has offered 3 or 4 Rak'ats, he should act according to the rules of the second doubt.

1219. * If a person doubts after prayers, whether while in namaz, his doubt was about 2 and 4 Rak'ats or about 3 and 4 Rak'ats, he may act according to

---

the rules of both the doubts; and also, he may break the namaz and after committing an act which invalidates namaz, he can repeat the prayers.

1220. If a person realises after prayers, that while he was in namaz, he had a doubt, but does not know whether it was a valid or unsound doubt, and further, if it was one of the valid doubts, he does not know to which type it belonged, in such a case, it is permissible for him to treat the prayers as void, and offer it again.

1221. If a person who prays in the sitting position has a doubt, which would oblige him to perform either 1 Rak'at *Namaz-e-Ihtiyat* standing or 2 Rak'ats in the sitting position, he should offer 1 Rak'at sitting. And if he has a doubt for which his obligation is to offer two Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat* standing, he should offer 2 Rak'ats sitting.

1222. If a person, who normally offered prayers in the standing position, becomes unable to stand while offering *Namaz-e-Ihtiyat*, he should offer it as one who offers prayers in the sitting position. Rules of these have been detailed above.

1223. If a person, who normally sat when offering prayers, becomes capable of standing for offering *Namaz-e-Ihtiyat*, he should act according to the obligation of one who offers prayers standing.

Method of Offering Namaz-e-Ihtiyat

1224. A person, for whom it is obligatory to offer *Namaz-e-Ihtiyat*, should make its niyyat immediately after the Salam of prayers, and pronounce *takbir* and recite *Surah al-Hamd* and then perform Ruku and two Sajdah. Now, if he has to perform only one Rak'at of *Namaz-e-Ihtiyat*, he should recite tashahhud and Salam of the prayers after two Sajdah. If it is obligatory for him to perform 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat*, he should perform, after the 2 Sajdah, another Rak'at like the first one, and then complete with tashahhud and Salam.

1225. * *Namaz-e-Ihtiyat* does not have other Surah and qunut, and this prayer should be offered silently; its niyyat should not be uttered; and the

---

recommended precaution is that its *'Bismillah'* should also be pronounced silently.

1226. If a person realises before starting *Namaz-e-Ihtiyat* that the prayer which he had offered was correct, he need not offer it, and if he realises this during *Namaz-e-Ihtiyat*, he need not complete it.

1227. * If a person becomes certain before starting *Namaz-e-Ihtiyat*, that the prayers which he had offered had lesser Rak'ats, and if he has still not performed an act which would invalidate prayers, he should complete those parts of the prayers which he had

not performed, and as a precaution, also perform 2 Sajdatus Sahv for the extra Salam. And if he has performed an act which invalidates prayers, for example, if he has turned away from Qibla, he should repeat the prayers.

1228. If a person realises after *Namaz-e-Ihtiyat*, that the deficiency in his original prayers was equal to the *Namaz-e-Ihtiyat*, like, if he offers 1 Rak'at of *Namaz-e-Ihtiyat* in the case of doubt about 3 and 4 Rak'ats, and it transpires later that he had actually offered 3 Rak'ats in the original prayers, his prayers will be in order.

1229. If a person learns after *Namaz-e-Ihtiyat*, that the deficiency in his original prayers was lesser than the *Namaz-e-Ihtiyat*, like, if he offers 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat* for the doubt about 2 and 4 Rak'ats, and learns later that he had actually offered 3 Rak'ats, he should repeat his original prayers.

1230. * If a person learns after *Namaz-e-Ihtiyat*, that the deficiency in his original prayers was more than *Namaz-e-Ihtiyat*, like, if he offers 1 Rak'at of *Namaz-e-Ihtiyat* for the doubt between 3 and 4 Rak'ats, and learns later that he actually offered 2 Rak'ats only, if he has performed any act, which invalidates the prayers like, if he turns away from Qibla, he should offer the prayers again. And even if he has not performed an act which invalidates prayers, the obligatory precaution is that he should repeat his prayers, and should not be content with simply adding the missing Rak'ats.

1231. If a person had a doubt as to whether it was his second, third or

fourth Rak'at, and remembers after offering 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat* in standing position, that he had actually offered 2 Rak'ats of his original prayers, it will not be necessary for him to offer 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat* in the sitting position.

1232. * If a person had a doubt whether it was his third or fourth Rak'at, and remembers while offering 1 Rak'at of *Namaz-e-Ihtiyat* in the standing position, that he had actually offered 3 Rak'ats in the original prayers, if he remembers before going to Ruku, he should abandon *Namaz-e-Ihtiyat*, and complete 1 Rak'at as an addendum. This way his prayers will be valid. But for one more Salam, he will perform two Sajdatus Sahv, as an obligatory precaution. But if he remembers this after having entered Ruku, he must pray again. As a precaution, he cannot content himself with just adding the remaining Rak'ats.

1233. * If a person had a doubt about second, third and fourth Rak'ats, and while he was offering 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat* in the standing position, he remembered that he had actually offered 3 Rak'ats, he should act as guided in the above rule.

1234. * If a person realises during *Namaz-e-Ihtiyat*, that the deficiency in his prayers was more or less than his *Namaz-e-Ihtiyat*, he should act according to rule no. 1232.

1235. * If a person doubts whether he offered *Namaz-e-Ihtiyat* which was obligatory on him, and if the time of prayers has lapsed, he should ignore the doubt. And if he has time at his disposal, and if much time has not elapsed between the doubt and the prayers, and he has also not performed an act invalidating the prayers, like turning

away from Qibla, he should offer *Namaz-e-Ihtiyat*. But if he has performed an act which invalidates the prayers, or if a good deal of time has elapsed between the prayers and the doubt, he should, as an obligatory precaution, pray again.

1236. * If a person increases a Rukn in *Namaz-e-Ihtiyat*, or if he prays 2 Rak'ats instead of 1, his *Namaz-e-Ihtiyat* will be void, and he will have to offer the original namaz again.

1237. If, during *Namaz-e-Ihtiyat*, a person doubts about any one of its acts, and if its stage has not passed, he should perform it. And if its stage has passed, he should ignore the doubt. For example,if he doubts whether or not he has recited *Surah al-Hamd*, and if he has not yet gone into Ruku, he should recite *Surah al-Hamd*, and if he has gone into Ruku, he should ignore his doubt.

1238. When a person doubts about the number of Rak'ats in *Namaz-e-Ihtiyat*, if he finds that by deciding on the higher side, *Namaz-e-Ihtiyat* will be void, he should decide on the lesser. But if he finds that deciding on the higher side would not invalidate *Namaz-e-Ihtiyat*, then he should decide on the higher side. For example, if a person, who is offering 2 Rak'ats of *Namaz-e-Ihtiyat*, doubts whether he has offered 2 or 3 Rak'ats, since taking it on the higher side will invalidate the prayers, he should decide that it is second Rak'at. And if he doubts whether he has offered 1 or 2 Rak'ats, then since taking it on the higher side will not invalidate the prayers, he should consider that he has offered 2 Rak'ats.

1239. If an act which is not a Rukn, is omitted or added forgetfully in *Namaz-e-Ihtiyat*, it will not be necessary to perform sajdatus sahv for it.

1240. If the person offering *Namaz-e-Ihtiyat* doubts after Salam, whether or not he has performed one of the parts or conditions of the prayers, he should ignore his doubt.

1241. * If a person forgets tashahhud or one Sajdah in *Namaz-e-Ihtiyat*, and if he is not able to perform it at once, the obligatory precaution is that he should perform the qadha for Sajdah after the Salam of the prayers.

1242. * If a man has an obligation to perform *Namaz-e-Ihtiyat*, qadha of a Sajdah or two Sajdatus Sahv, he should first offer *Namaz-e-Ihtiyat*.

1243. As far as Rak'ats of namaz are concerned, probability or strong feeling about it will be treated at the same level as certainty. For example, if a person does not know for certain whether he has offered 1 Rak'at or 2, and has a strong feeling that he has offered 2 Rak'ats, he should decide in its favour.

And if in a prayer of 4 Rak'ats, he strongly feels that he has offered 4 Rak'ats, he should not offer *Namaz-e-Ihtiyat*. But in the matter of acts of namaz, probability has the position of doubt. Hence, if he feels that probably he has performed Ruku, and if

he has not yet entered Sajdah, he should perform the Ruku. And if he thinks that he has not recited *Surah al-Hamd*, and has already started the other Surah, he should ignore his doubt and his prayers are in order.

1244. There is no difference between the rules of doubt, forgetting, and probability or strong feeling, regardless of it occurring in the daily obligatory prayers or other Wajib namaz. For example, if one doubts in namaz of *Ayaat*, whether he has performed 1 Rak'at or 2, his namaz will be void because it is a doubt which has occurred in a namaz consisting of 2 Rak'ats. Similarly, if he has a strong feeling that it is his first or his second Rak'at, he will complete the prayers based on that feeling.

Sajdatus Sahv (Sajdah for Forgotten Acts)

1245. * Two Sajdatus Sahv become necessary for five things, and they are performed after Salam. Their method will be explained later:
(i) For talking forgetfully during prayers.
(ii) Reciting Salam at the wrong place, like, forgetfully reciting them in the first Rak'at.
(iii) Forgetting tashahhud.
(iv) When there is a doubt in a 4 Rak'at prayers, after second Sajdah, as to whether the number of Rak'ats performed is 4 or 5, 4 or 6.
(v) When after namaz, one realises that he has either omitted or added something by mistake, but that omission or addition does not render the prayers void.
These five situations call for Sajdatus Sahv.
As per recommended obligation, if a person performs only one Sajdah forgetting the other, or if he erroneously sits down where he should stand, or vice versa, he should perform 2 Sajdatus Sahv. In fact, for every omission and addition made by mistake, in namaz, two Sajdatus Sahv be performed.

1246. * If a person talks, by mistake or under the impression that his prayer has ended, he should perform 2 Sajdatus sahv, as a precaution.

1247. * Sajdatus sahv is not obligatory for the sound emitted by coughing, but if one inadvertently sighs or moans, like, *'Ah'*, he should, as a precaution, perform Sajdatus Sahv.

1248. If a person makes an error in some recitation, and then repeats to correct it, Sajdatus Sahv will not be obligatory upon him.

1249. If a person talks for some time in namaz by mistake, and if the process is construed as having talked just once, he will perform two Sajdatus Sahv after Salams.

1250. If a person forgets the *tasbihat Arba'ah* , the recommended precaution is that he should perform 2 Sajdatus Sahv after his prayers.

1251. * If at a place where the Salam of prayers is not to be said, a person forgetfully says*Assalamu 'alayna wa'ala 'ibadil lahis salihin* or says: *Assalam 'alaykum* he should, as an obligatory precaution, perform 2 *sajdatus sahv*, even if he did not add *Wa Rahmatullahi wa Barakatuh*. But if he says: *"As Salamu alayka Ayyuhan Nabiyyu*

*Wa Rahmatullahi Wa Barakatuh"*then *Sajdatus Sahv* will be a recommended precaution.

1252. If a person says, by mistake, all the 3 Salams at the time when Salam should not be recited, it is sufficient to perform 2 *Sajdatus Sahv*.

1253. * If a person forgets one Sajdah or tashahhud, and remembers it before the Ruku of the next Rak'at, he should return and perform it. And after the prayers, he should, as a recommended precaution, offer two Sajdatus Sahv for additional standing (*Qiyam*).

1254. * If a person remembers during Ruku or thereafter, that he has forgotten one Sajdah or tashahhud of the preceding Rak'at, he should perform the qadha of Sajdah after the Salam of prayers, and for tashahhud he should perform two *Sajdatus Sahv*.

1255. * If a person does not perform *Sajdatus Sahv* after the Salam of prayers intentionally, he commits a sin, and it is obligatory upon him to per-

---

form it as early as possible. And if he forgets to perform it, he should perform it immediately when he remembers. It is, however, not necessary for him to repeat the prayers.

1256. If a person doubts whether or not two *Sajdatus Sahv* have become obligatory upon him, it is not necessary for him to perform them.

1257. If a person doubts whether two or four *Sajdatus Sahv* have become obligatory upon him, it will be sufficient if he performs two *Sajdatus Sahv*.

1258. If a person knows that he has not performed one of the two *Sajdatus Sahv*, and if it is not possible to do it then, he should perform two *Sajdatus Sahv* again. And if he knows that he has offered three Sajdah forgetfully, the obligatory precaution is that he should perform two *Sajdatus Sahv* again.

The Method of Offering Sajdatus Sahv

1259. * Immediately after the Salam of prayers, one should make a niyyat of performing Sajdah, placing one's forehead, as an obligatory precaution, on an object which is allowed. It is a recommended precaution that Zikr be recited, and a better Zikr is: *Bismillahi wa billah assalamu 'alayka ayyuhan Nabiyyu wa rahmatullahi wa barakatuh*. Then one should sit up and perform another Sajdah reciting the above mentioned Zikr. After performing the second Sajdah one should sit up again and recite *tashahhud* and then say: *Assalamu 'alaykum*'; it is better to add to it: *Wa rahmatullahi wa barakatuh*.

Qadha of the Forgotten Sajdah and Tashahhud

1260. If a person forgets Sajdah and tashahhud, and offers its qadha after prayers, he should fulfil all the conditions of prayers, like his body and dress being *Pak*, and facing the Qibla, and all various other conditions.

1261. * If a person forgets Sajdah a few times, like, if he forgets one Sajdah in the first Rak'at and another in the second Rak'at, after the prayers, he should perform the qadha of each one of them. It is better that, as a precaution he should also perform *Sajdatus Sahv* for each of them.

1262. * If a person forgets one Sajdah and tashahhud, he should, as a pre-

---

caution, offer two Sajdatus Sahv for each of them.

1263. If a person forgets two Sajdahs from two Rak'ats, it is not necessary to observe the order while giving their qadha.

1264. * If between the Salam of prayers and the qadha of Sajdah, a person performs an act which would invalidate the prayers were he to do so purposely or forgetfully, like, turning away from Qibla, the recommended precaution is that, after performing the qadha of Sajdah, he should repeat his prayers.

1265. * If a person remembers just after the Salam of prayers that he has forgotten a Sajdah, or tashahhud of the last Rak'at, he should resume to complete the prayers, and should, as an obligatory precaution, perform two *Sajdatus Sahv* for an additional Salam.

1266. * If between the Salam of prayers and the qadha of Sajdah, a person performs an act which makes *Sajdatus Sahv* obligatory (like, if he talks forgetfully), he should, as an obligatory precaution, first perform qadha of Sajdah and then do two *Sajdatus Sahv*.

1267. * If a person does not know whether he has forgotten a Sajdah or tashahhud in his prayers, he should perform qadha of Sajdah, and also perform two *Sajdatus Sahv*. And as a recommended precaution, he should perform qadha of tashahhud also.

1268. If a person doubts whether or not he has forgotten to perform Sajdah, or tashahhud, it is not obligatory for him to perform its qadha, nor to perform *Sajdatus Sahv*.

1269. * If a person knows that he has forgotten Sajdah, but doubts whether or not he has performed it before the Ruku of the succeeding Rak'at, the recommended precaution is that he should perform its qadha.

1270. * If it is obligatory on a person to perform qadha of Sajdah, and owing to some other act, *Sajdatus Sahv* also becomes obligatory upon him,

---

he should first perform the qadha of Sajdah after prayers, and then perform *Sajdatus Sahv*.

1271. * If a person doubts whether or not he has given the qadha of the forgotten

Sajdah after the prayers, and if the time for the prayers has not lapsed, he should give the qadha. In fact, even if the time of namaz has lapsed, he should , as an obligatory precaution, give the qadha.

Addition and Omission of the Acts and Condition of Prayers
1272. Whenever a person intentionally adds something to the obligatory acts of prayers, or omits something from them, even if it be only a letter, his prayers become void.

1273. * If a person adds or omits the Rukn (elemental parts) of prayers due to ignorance, his prayers are void. But adding or omitting a non-Rukn due to justifiable ignorance or by relying on some authority, will not make the prayers void. And if someone, due to his ignorance about the rule, prays Fajr, Maghrib and Isha with silent Qir'at, or Zuhr and Asr with loud Qir'at, or offers four Rak'ats where he should have prayed two because of travelling, his prayers will be in order.

1274. If a person realises during prayers that his Wudhu or Ghusl had been void, or that he had begun offering prayers without Wudhu or Ghusl, he should abandon that prayers and repeat the same with Wudhu or Ghusl. And if he realises it after the prayers, he should pray again with Wudhu or Ghusl. And if the time for the prayers has lapsed, he should perform its qadha.

1275. * If a person remembers after reaching Ruku, that he has forgotten the two Sajdah of the preceding Rak'at, his prayers are void. And if he remembers before going to Ruku, he should return to perform the two Sajdah. Then he should stand up to recite *Surah al-Hamd* and *Surah* or *Tasbihat Arba'ah*, and complete the prayers. And after the prayers, he should, on the basis of recommended precaution, perform two *Sajdatus Sahv* for additional standing.

1276. If a person remembers before saying *"Assalamu alayna"* and *Assalamu Alaykum* that he has not performed the two Sajdah of the last Rak'at, he should perform the two Sajdah and should recite tashahhud again, and then recite Salam.

1277. If a person realises before the Salam of prayers, that he has not offered one Rak'at or something more from the end part of prayers, he should perform the part which had been forgotten.

1278. * If a person realises after the Salam of prayers that he has not offered one Rak'at or more from the end part of the prayers, and if he has done any such thing which would invalidate the prayers, were he to do so intentionally or forgetfully, like turning away from Qibla, his prayers will be void. But if he has not performed any such act then, he should immediately proceed to perform that part of the prayers which he forgot, and should, as an obligatory precaution, offer two *Sajdatus Sahv* for additional Salam.

1279. * If a person after the Salam of prayers, does an act which would have invalidated the prayers, were then to do so intentionally or otherwise, like turning

away from Qibla, and then remembers that he had not performed two Sajdah, his prayers will be void. And if he remembers it before he performs any act which would invalidate the prayers, he should perform the two forgotten Sajdah, and should recite tashahhud again, together with Salam of the prayers. Thereafter, he should perform two *Sajdatus Sahv* for the Salam recited earlier.

1280. * If a person realises that he has offered the prayers before its time set in, he should offer that prayers again, and if the prescribed time for it has lapsed, he should perform its qadha. If he realises that he has offered the prayers with his back to Qibla, he should pray again if the time of namaz is still there, and if the time has lapsed, there will be qadha if he had prayed opposite because of uncertainty about Qibla. And if he prayed towards the right or the left of Qibla, and realised it after the time of namaz has lapsed, there is no qadha. But if he realises while the time of namaz is still on, he has to pray again, if he had not made enough efforts to determine the direction of Qibla.

Prayers of a Traveller (Musafir)

A traveller should reduce the Rak'ats in Zuhr, Asr and Isha prayers, that is, he should perform two Rak'ats instead of four, subject to the following eight conditions:
The first condition is that his journey is not less than 8 *farsakh* . A *farsakh* in shariah is a little less than 51/2 kilometres. (When converted into miles, 8 *farsakh* is equal to 28 miles approximately).

1281. * If the total of outward journey and return journey is 8 *farsakh*, even if the single journey either way does not equal 4 *farsakh*, he should shorten his prayers. Therefore, if his outward journey is 3 *farsakh*, and his return is 5 *farsakh*, or vice versa, he should offer shortened prayers, that is, of two Rak'ats.

1282. If the total of outward and return journey is just 8 *farsakh*, the traveller should shorten his prayers, even if he does not return on the same day or night. However, as a precaution, he should also offer complete prayers.

1283. If a brief journey is less than 8 *farsakh* or if a person does not know whether or not his journey is 8 *farsakh*, he should not shorten his prayers. If he doubts whether or not his journey is 8 *farsakh*, it is not necessary for him to investigate, he should offer complete prayers.

1284. * If an *'Adil* or a reliable person tells a traveller that the distance covered in his journey equals 8 *farsakh*, he should shorten his prayers, if he feels satisfied.

1285. If a person believed that his journey equalled 8 *farsakh*, and he shortened his prayers, and learnt later that it was not 8 *farsakh*, he should offer four Rak'ats of prayers, and if the time for the prayers has lapsed, he should perform its qadha.

1286. * If a person is sure that his journey is not of 8 *farsakh*, or if he doubts whether or not it is of 8 *farsakh*, if he realises on his way that the distance of his journey had

been 8 *farsakh*, he should offer shortened prayers, even if very little remains of his journey. If he has offered complete prayers, he should offer it again in the shortened form, but if the times of namaz has lapsed, there is no qadha for it.

1287. If a person frequents between two places which are less than 4 *farsakh* apart, he should offer complete prayers, even if the total distance covered by him may add up to 8 *farsakh*.

1288. If two roads lead to a place, one of them less than 8 *farsakh* away, and the other 8 *farsakh* or more, the traveller will offer shortened prayers if he travels by the road which is 8 *farsakh* away, and complete prayers if he travels by the road which is less than 8 *farsakh* away.

1289. * The beginning of 8 *farsakh* should be calculated from a point beyond which he will be deemed a traveller, and this point is represented by the last boundary of a city. In certain very big cities, it would be probably reckoned from the end of locality.

* The second condition is that the traveller should intend at the time of the commencement of the journey, to cover a distance of 8 *farsakh*. If he travels up to a point which is less than 8 *farsakh* away, and after reaching there decides to go further, and the two distances, when combined total 8 *farsakh*, he should offer full prayers. This is so, because he did not intend travelling 8 *farsakh* when he commenced his journey. But if he decides to travel further 8 *farsakh* from there, or to go to a distance of 4 *farsakh* and then to cover another 4 *farsakh* to return home, or to go to a place where he intends staying for 10 days, he should shorten his prayers.

1290. A person who does not know how many *farsakh* his journey would be, like, if he travels in search of something not knowing how far he will have to go, should offer full prayers. But, if the return journey to his home, or up to a place where he intends staying for 10 days, is 8 *farsakh* or more, he should offer shortened prayers. Moreover, if he makes a niyyat, during the

---

journey, that he will travel 4 *farsakh* and again return covering 4 *farsakh*, he should shorten his prayers.

1291. A traveller should offer shortened prayers only when he is firmly determined to travel 8 *farsakh*. Hence, if a person goes outside the city thinking that he would cover 8 *farsakh* if he finds a companion, he will offer shortened prayers only if he is sure that he will find a companion. And if he is not sure to find one, he should pray full.

1292. * A person who intends to travel 8 *farsakh*, will pray shortened prayers even if he covers little distance every day. But he will do this when he has reached the point beyond which travelling begins, as explained in rule no. 1327. However, if his journey is at such a slow pace, that it cannot be considered a journey, then, as per obligatory precaution, he should pray both, full and shortened prayers.

1293. * If a person who is under the control of another person while on a journey, like, a servant travelling with his master, knows that his journey is 8 *farsakh*, he

should offer shortened prayers. But if he does not know, he should offer full prayers, and it is not necessary for him to inquire.

1294. * If a person, who is under the control of another person while on a journey, knows or thinks that he will get separated from that person before reaching 4 *farsakh*, he should offer full prayers.

1295. * If a person who is under the control of another person while on a journey, feels that he would separate from that person before reaching 4 *farsakh*, he should offer full prayers. But if he feels sure that he would not separate, at the same time having a faint presentiment that an impediment might occur in the journey, he should offer shortened prayers.

The third condition is that the traveller should not change his mind while on his way. If he changes his mind, or is undecided before covering 4 *farsakh*, he should offer full prayers.

1296. * If after covering a distance which would add up to make 8 *farsakh*

on return, the traveller abandons the journey, and if he decides to remain at that place, or to return after 10 days, or is undecided about returning or staying there, he should offer full prayers.

1297. * If a person abandons the journey after reaching a distance which would add up to make 8 *farsakh* on return, and decides to return, he should offer shortened prayers even if he wants to stay there for less than 10 days.&127;

1298. * If a person commences his journey to go to a place which is at a distance of 8 *farsakh*, and after covering a part of the journey, decides to go elsewhere, and the distance between the place from where he started his journey, up to the new place, is 8 *farsakh*, he should shorten his prayers.

1299. * If a person, before reaching 8 *farsakh*, becomes undecided about proceeding further, and if he stops his journey, and later decides to proceed to complete the intended journey, he should offer shortened prayers till the end of his journey.

1300. * If a person, before covering 8 *farsakh*, becomes undecided about proceeding further, and in the same state of indecision continues travelling, till he decides to go further for 8 *farsakh*,&127; or for a distance which would add up to make 8 *farsakh* on return, he should pray shortened prayers till the end, regardless of whether he wants to return the same day or night, or stay there for less than 10 days.

1301. * If before covering a distance of 8 *farsakh* a, traveller becomes undecided whether he should complete the journey or not, and decides later to do so, if his remaining journey is less than 8 *farsakh*, he should offer full prayers. But if the distance covered before indecision and the remaining distance, both add up to 8 *farsakh*, he will offer shortened prayers.

* The fourth condition is that the traveller does not intend to pass through his home town and stay there, or to stay at some place for 10 days or more, before he reaches a distance of 8 *farsakh*. Hence a person, who intends to pass through his home town and stay there, or to stay at a place for 10 days, before he reaches of 8 *farsakh*, he should offer full prayers.

1302. * A person, who does not know whether or not he will pass through his home town and stay there, before reaching 8 *farsakh*, or through a place where he will stay for 10 days, should offer full prayers.

1303. * A person who wishes to pass through his home town and stay there, before he reaches 8 *farsakh*, or to stay at a place for 10 days, or if he is undecided about it, should offer complete prayers even if he later abandons the idea of passing through his home town, or staying at a place for 10 days. However, if the remaining journey is of 8 *farsakh* or adds upto 8 *farsakh* on return, he should shorten his prayers.

* The fifth condition is that the purpose of travelling should not be haraam. Therefore, if a person travels to do something unlawful, like, to commit theft, he should offer full prayers. The same rule applies when travelling itself is haraam, like, when travelling involves a harm which is haraam in Shariah, or when a wife travels without the permission of her husband for a journey which is not obligatory upon her. But if it is an obligatory journey, like that of Wajib Hajj, then shortened prayers should be offered.

1304. * A journey which is not obligatory, and is a cause of displeasure of one's parents, is haraam, and while going on such a journey, one should offer full prayers and should also fast.

1305. A person whose journey is not haraam, nor is it for a purpose which is haraam, should shorten his prayers even if he may, during the journey, commit some sin like, indulging in Gheebat or taking alcohol.

1306. If a person undertakes a journey to avoid some obligatory act, regardless of whether he has some other purpose attached to it, he should offer full prayers. Hence, if a person owes some money, and he undertakes a journey to avoid the demand of his creditor, he should offer full prayers. However, if his journey has different purpose, he should shorten his prayers, even if he leaves out some obligatory acts during that journey.

1307. * If a person travels on a vehicle or on an animal which is usurped,

and travels to escape from the rightful owner, or if he travels on a usurped land, he will offer full prayers.

1308. * If a person is travelling with an oppressor, of his own volition, and by so doing is helpful to the oppressor in his inequity, he should offer full prayers. But if he

is helpless, or, if he is travelling with the oppressor to save the oppressed person, he should shorten his prayers.

1309. If a person travels for recreation and outing, his journey is not haraam, and he should shorten his prayers.

1310. * If a person goes out for hunting, with the object of sport and pleasure, his prayers during the outward journey will be full, and on return it will be *qasr* if it does not involve hunting. But if a person goes out for hunting, to earn his livelihood, he should offer shortened prayers. Similarly, if he goes for business and increase in his wealth, he will pray *qasr*, although in this case, the precaution is that he should offer *qasr* as well as full prayers.

1311. If a person has journeyed to commit a sin, he should, on his return, shorten his prayers, if the return journey alone covers 8 *farsakh*. And the recommended precaution is that if he has not&127; done *Tawba*, he should offer *qasr* as well as full prayers.

1312. * If a person travelling with the purpose of committing a sin, abandons the idea during his journey, he will pray *qasr* even if the remaining distance from there, or the total of going and returning from there is not 8 *farsakh*.

1313. * If a person who originally set forth on a journey with no intention of sin, decides during his journey to make it a journey of sin, he will offer full prayers. However, the prayers which he might have prayed in *qasr* form uptill then, will be in order.

* The sixth condition is that the traveller should not be a nomad, who roam about in the deserts, and temporarily stay at places where they find food for themselves, and fodder and water for their animals, and again pro-

ceed to some other place after a few days' halt. During these journeys the nomads should offer full prayers.

1314. * If a nomad travels to find out residence for himself, and pasture for his animals, and carries his bag and baggage with him, he should offer full prayers, otherwise if his journey is 8 *farsakh* he should shorten his prayers.

1315. * If a nomad travels for Ziyarat, Hajj (pilgrimage), trade or any other similar purpose, he should shorten his prayers.

* The seventh condition is that travelling should not be his profession, that is, one who has no other work but travelling; or that travelling is the means of his subsistence, like the camel riders, drivers, herdsmen and sailors. Such people will pray full, even if they travel for their personal work, like transporting their own household effects, or transporting their families. Those who live at one place and work at another, commuting every day, or every other day, like students or businessmen etc., fall in this category.

1316. * If a person whose profession is travelling, travels for another purpose like, for Hajj, he should shorten his prayers except when he is a known frequent traveller. If, for example, the driver of automobile hires out his vehicle for pilgrimage, and incidentally performs pilgrimage himself as well, he should offer full prayers.

1317. * If a person whose profession is that of a courier, that is, a person who travels to transport the pilgrims to Makkah, is travelling, he should offer full prayers, and if his profession is not travelling and he travels only during Hajj days for the purpose of portage, the obligatory precaution is that he should offer *qasr* as well as full prayers. However, if the period of his journey is short, like two or three weeks, he may offer shortened prayers.

1318. If a person whose profession is that of a courier who takes pilgrims to Makkah from distant places, spends a considerable part of the days in a year travelling, he should offer full prayers.

1319. A person whose profession for a part of the year is travelling, like a

---

driver who hires out his automobile during winter or summer, should offer full prayers during those journeys, and the recommended precaution is that he should offer *qasr* prayers, as well as full prayers.

1320. If a driver or a hawker, who goes round within an area of 2 or 3 *farsakh* in the city, happens to travel on a journey consisting of 8 *farsakh*, he should shorten his prayers.

1321. * If a person whose profession is travelling, stays in his home town for 10 days or more, with or without the original intention, he should offer full prayers during the first journey that he undertakes after ten days. The same rule will apply, when he travels after ten days from a place which is not his home town.

1322. * If a herdsman whose profession is travelling, stays at his home town or any other place for 10 days with or without any intention, he should, as a recommended precaution, perform both *qasr* and full prayers when he undertakes his first journey after ten days.

1323. * If herdsmen or camel drivers who have travelling as their profession, find it difficult and exhausting to conduct a particular additional journey, they should pray *qasr* in it.

1324. A person who tours different cities, and has not adopted a homeland for himself, should offer full prayers.

1325. * If a person whose profession is not travelling, has to travel quite often to transport a commodity he owns, he will pray *qasr*, unless the travelling is so frequent that he becomes known as a constant traveller.

1326. If a person is not a professional traveller, and he has abandoned his homeland and wants to adopt another homeland, he should shorten his prayers while he is travelling.

* The eighth condition is that the traveller reaches the limit of *tarakhkhus*, that is, at a point beyond which travelling begins. But if a person is not in

---

his hometown, the rule of *tarakhkhus* will not apply to him. Just as he travels from his place of residence, his prayers will be *qasr*.

1327. * The limit of *tarakhkhus* is a place where people of the city do not see the traveller, and its sign is, when he does not see them.

1328. * A traveller who is returning to his hometown will continue praying *qasr*, till he enters the hometown. Similarly, a person who intends to stay for ten days at a place, will offer *qasr* prayers, till he reaches that place.

1329. If a city is situated at such a height, that the residents can be seen from a distance, or, if it is so low that if a person covers a little distance, he would not see them, a traveller from that city should offer *qasr* prayers applying that distance, which would make him unable to see them were he travelling on a flat land. And if the elevation or depression of the path varies abnormally, the traveller should take an average mean into consideration.

1330. If a person starts his journey from a place which is uninhabited, he should shorten his prayers when he reaches a place from which the residents, if they had been there, would not have been seen.

1331. * If a person travelling in a ship or on a train, starts praying full prayers before reaching the point of *tarakhkhus*, and if he reaches that point before having gone into the Ruku of the third Rak'at, he should pray *qasr*.

1332. * In the situation mentioned above,if he reaches the point of *tarakhkhus* after the Ruku of the third Rak'at, he can abandon that prayer, and pray *qasr*.

1333. * If a person was sure that he had reached the point of *tarakhkhus*, and accordingly started praying *qasr*, and then he realised that at the time of prayers, he had not reached that point, he should pray again. At that time when he realised this, if he has still not reached the point of *tarakhkhus*, he will pray full, and if he has already crossed the point, he will pray *qasr*. And if the time of prayer has lapsed, he will give qadha.

1334. * If a person is gifted with an unusually sharp eyesight, enabling him to see from a distance where others may not be able to see, he will pray *qasr* from a point from where a person with normal vision would not see the residents.

1335. * If a person doubts whether or not he has reached the point of *tarakhkhus* he should offer full prayers.

1336. * A traveller who is passing through his hometown, if he makes a stopover there, he will pray full, otherwise, as an obligatory precaution, he will combine both, full as well as *qasr* prayers.

1337. * When a traveller reaches his hometown during his journey, and makes a stopover there, he should offer full prayers as long as he stays there. But, if he wishes to go from there to a distance of 8 *farsakh*, or to go upto 4 *farsakh* and then return for the same distance, he should offer *qasr* prayers when he reaches the limit of *tarakhkhus*.

1338. * A place which a person adopts for his permanent living is his home, irrespective of whether he was born there, or whether it was the home of his parents, or whether he himself selected it as his residence.

1339. * If a person intends to stay for some time at a place which is not his original home town, and to later migrate to another place, then such a place will not be considered as his home (*Watan*).

1340. * A place which a person adopts for his residence is his hometown (*watan*) even if he has not made a specific intention to live there for ever. It is his watan, if the people there do not consider him a traveller, inspite of his sojourn at other place where he may be putting up for ten or less days.

1341. If a person lives at two places, for example, he lives in one city for six months, and in another for another six months, both of them are his home(*watan*). And, if he adopts more than two places for his living, all of them are reckoned to be his home (*watan*).

1342. * Some Fuqaha have said that if a person owns a house at a place, and lives there continuously for six months, with the intention of living there, he should, as long as that house is owned by him, offer full prayers as and when he travels to that place. But this verdict is not evidenced.

1343. If a person reaches a place which was previously his home, but has since abandoned it, he should not offer full prayers there, even if he may not have adopted a new home (*watan*).

1344. If a traveller intends to stay at a place continuously for ten days, or knows that he will be obliged to stay at a place for ten days, he should offer full prayers at that place.

1345. If a traveller intends to stay at a place for ten days, it is not necessary that his intention should be to stay there during the first night or the eleventh night. And as soon as he determines that he will stay there from sunrise on the first day up to sunset of the tenth day, he should offer full prayers. Same will apply if, for example, he

intends staying there from noon of the first day up to noon of the eleventh day.

1346. A person who intends to stay at a place for ten days, should offer full prayers if he wants to stay for ten days at that place only. If he intends to spend, for example, ten days between Najaf and Kufa, or between Tehran and Shamiran, he should offer *qasr* prayers.

1347. * If a traveller who wants to stay at a place for ten days, has determined at the very outset, that during the period of ten days, he will travel to surrounding places up to the limit of *tarakhkhus* or more, and if the period of his going and returning is so brief, that it cannot be considered as infringement of his intention of staying there for 10 days, he should offer full prayers.

But if it is considered as an infringement, then he should pray *qasr*. For example, if he is away from that place for a day and a night, then that prolonged period will be breaking the intention, and he will pray *qasr*. But if he was away for, say, half a day, returning by the evening, it will not be considered as breaking the intention. Of course, if he travels frequently from that place, giving an impression that he is visiting two or more places, then he will pray *qasr*.

1348. A traveller, who is not determined to stay at a place for ten days, like, if his intention is that he will stay there for ten days if his friend arrives, or if he finds a good house to stay in, he should offer *qasr* prayers.

1349. * If a traveller has decided to stay at a place for ten days, but at the same time, considers it probable that he may have to leave earlier because of some hindrance, and if that suspicion is justifiable, he should offer shortened prayers.

1350. * If a traveller knows, for example, that ten days or more remain before the month ends, and decides to stay at a place till the end of the month he should offer full prayers. But if he does not know how many days remain before the end of the month, and simply decides to stay till the end of the month, he should pray *qasr*, even if it later turns out to be ten or more days.

1351. If a traveller decides to stay at a place for ten days and abandons the idea before offering one namaz consisting of four Rak'ats, or becomes undecided, he should pray *qasr*. But, if he abandons the idea of staying there after having offered one namaz consisting of four Rak'ats, or wavers in his intention, he should offer full prayers as long as he is at that place.

1352. * If a person who has determined to stay at a place for ten days, keeps a fast and abandons the idea of staying there after Zuhr, if he has offered one namaz consisting of four Rak'ats, his fast on that day, and for as long as he is there, would be valid, and he should offer full prayers. And if he has not offered a namaz consisting of four Rak'ats, the fast kept by him on that day should be, as a precaution, continued and its qadha be given later. He will then pray *qasr*, and will not fast in the remaining days.

1353. If a traveller who has decided to stay at a place for ten days, abandons the idea,

but doubts before changing his intention to stay, whether or not he has offered one namaz consisting of four Rak'ats, he should offer *qasr* prayers.

1354. If a traveller starts prayers with the intention of *qasr*, and decides dur-

---

ing the prayers that he would stay there for ten days or more, he should offer full prayers consisting of four Rak'ats.

1355. * If a traveller who has decided to stay at a place for ten days, changes his mind during his first namaz consisting of four Rak'ats, he should finish his prayers with two Rak'ats if he has not started the third. And in the later days, he should continue with *qasr*. Similarly, if he has started the third Rak'at, but has not gone into Ruku, he should sit down, and complete the namaz in its shortened form. But if, he has gone into Ruku, he can forsake that namaz, and pray again as *qasr*. And for as long as he is there, he should pray *qasr*.

1356. If a traveller who has decided to stay at a place for ten days, stays there for more than ten days, he should offer full prayers as long as he does not start travelling, and it is not necessary that he should make a fresh intention for staying for further ten days.

1357. * A traveller who decides to stay at a place for ten days, should keep the obligatory fast; he may also keep Mustahab fast, and offer *Nafila* (Mustahab everyday prayers) of Zuhr, Asr and Isha prayers.

1358. * If a traveller, who has decided to stay at a place for ten days, if after offering a namaz of four Rak'ats (not qadha), or after staying for ten days even without having offered one set of full prayers, wishes to travel less than 4 *farsakh* away and to return, and to stay again at his first place for ten days or less, he should offer full prayers from the time he goes till he returns, and after his return. But if his return to the place of his stay is only for passing through, on a journey of eight *farsakh* or more, it will be necessary for him to offer *qasr* prayers at the time of going, returning, and also at that place.

1359. If a traveller who decides to stay at a place for ten days, after offering namaz (not qadha) of four Rak'ats, decides to go to another place less than 8 *farsakh* away, and to stay there for ten days, he should offer full prayers while going, and at the place where he intends to stay. But, if the place where he wants to go is 8 *farsakh* away or more, he should shorten his

---

prayers while going, and if he does not want to stay there for ten days, he should shorten his prayers during the period he stays there also.

1360. If a traveller who has decided to stay at a place for ten days, wishes, after offering namaz (not qadha) of four Rak'ats, to go to a place which is less than 4 *farsakh* away, and is undecided about returning to his first place, or is totally

unmindful about it, or he wishes to return, but is uncertain about staying for ten days, or is totally unmindful of staying there for ten days, or travelling from there, he should from the time of his going till returning, and after his return offer full prayers.

1361. If a person decides to stay at a place for ten days, under the impression that his companions wish to stay there for ten days, and after offering namaz (not qadha) of four Rak'ats, he learns that they have made no such decision, he should offer full prayers as long as he is there, even if he himself gives up the idea of remaining there.

1362. If a traveller stays at a place unexpectedly for thirty days, like, if he remained undecided throughout those thirty days, whether he should stay there or not, he should offer full prayers after thirty days, even it be for a short period.

1363. If a traveller intends to stay at a place for nine days or less, and if after spending nine days or less, he decides to extend his stay for further nine days or less, till thirty days, he should offer full prayers on the thirty first day.

1364. An undecided traveller will offer full prayers after thirty days, if he stays for all thirty days at one place. If he stays for a part of that period at one place, and the rest at another&127; place, he should offer *qasr* prayers even after thirty days.

Miscellaneous Rules
1365. * A traveller can offer full prayers in Masjidul Haram and Masjidul Nabi and Masjid of Kufa, and even in the entire cities of Makkah, Madina

---

and Kufa. He can also offer full prayers in the Haram of Imam Husayn (A.S.), upto the distance of 25 armlengths from the sacred tomb.&127;

1366. If a person who knows that he is a traveller, and should offer *qasr* prayers, intentionally offers full prayers at places other than the four mentioned above, his prayers are void. And the same rule applies, if he forgets that a traveller must offer *qasr* prayers, and prays full. However, if he prays full forgetting that a traveller should offer shortened prayers, and remembers after the time has lapsed, it is not necessary for him to give the qadha.

1367. * If a person who knows that he is a traveller, and should offer shortened prayers, offers full prayers by mistake, and realises within the time for that namaz, he should pray again. And if he realises after the lapse of time, he should give qadha as a precaution.

1368. If a traveller does not know that he should shorten his prayers, and if he offers full prayers, his prayers are in order.

1369. * If a traveller knew that he should offer shortened prayers, but did not know its details, like, if he did not know that shortened prayers should be offered when the distance of the journey is of 8 *farsakh*, and if he offers full prayers, as an obligatory precaution, he should repeat the prayers if he comes to know the rule within the time of namaz, and if he does not do that, he will give its qadha. But if he learns of the rule

after the time has lapsed, there is no qadha.

1370. If a traveller knows that he should offer shortened prayers, but offers full prayers under the impression that his journey is less than 8 *farsakh*, when he learns that his journey has been of 8 *farsakh*, he should repeat the prayers as *qasr*. And if he learns after the time for the prayers has lapsed, it is not necessary for him to offer qadha.

1371. If a person forgets that he is a traveller and offers complete prayers, and if he emembers this within the time for prayers, he should pray *qasr*, and if he realises this after the time is over, it is not obligatory for him to offer qadha of that prayers.

1372. * If a person who should offer complete prayers, offers *qasr* instead, his prayers are void in all circumstances; and as a precaution, this will apply even when he ignorantly prays *qasr*, at a place where he stopped for 10 days.

1373. If a person begins a prayer of four Rak'ats, and remembers during prayers that he is a traveller, or realises that his journey is of 8 *farsakh*, if he has not gone into the Ruku of the third Rak'at, he should complete namaz with two Rak'ats. But if he has gone into the Ruku of the third Rak'at, his prayer is void. If he has at his disposal, time even to offer one Rak'at, he should offer *qasr* prayers.

1374. * If a traveller is not aware of some of the details regarding the prayers during travel, for example, if he does not know that if he goes on an outward journey of 4 *farsakh*, and a return journey of 4 *farsakh*, he should offer shortened prayers, and he engages in prayers with the intention of offering four Rak'ats, if he comes to know the rule before Ruku of the third Rak'at, he should complete the prayers with two Rak'ats. But if he learns of this rule during Ruku, his prayers as a precaution are void. And if he has time at his disposal, even to offer one Rak'at of prayers, he should offer *qasr* prayers.

1375. If a traveller who should offer complete prayers, ignorantly makes a niyyat for *qasr* and learns about the rule during namaz, he should complete the namaz with four Rak'ats, and the recommended precaution is that after the completion of the prayers, he should offer a prayer of four Rak'ats once again.

1376. If before the time of prayers lapses, a traveller who has not offered prayers reaches his hometown, or a place where he intends to stay for ten days, he should offer full prayers. And if a person who is not on a journey, does not offer prayers within its time, and then proceeds on a journey, he should offer the prayers during his journey in shortened form.

1377. If the Zuhr, Asr, or Isha prayers of a traveller, who should have offered *qasr* prayers, becomes qadha, he should perform its qadha as *qasr*,

---

even if he gives qadha at his hometown or while he is not travelling. And if a non-

traveller makes one of the above three prayers qadha, he should perform its qadha as full, even if he may be travelling at the time he offers the qadha.

1378. * It is Mustahab that a traveller should say thirty times after every *qasr* prayers: *Subhanallahi walhamdu lillahi wala ilaha illallahu wallahu Akbar*. More emphasis is laid on this after Zuhr, Asr and Isha prayers. In fact, it is better that it is repeated sixty times after these three prayers.

Qadha Prayers

1379. * A person who does not offer his daily prayers within time, should offer qadha prayers even if he slept, or was unconscious during the entire time prescribed for the prayers. Similarly, qadha must be given for all other obligatory prayers, if they are not offered within time, and as an obligatory precaution, this includes those namaz which one makes obligatory upon oneself by *Nazr*, to offer within a fixed period. But the prayers of *Eid-ul-Fitr* and *Eid-ul-Adha* have no qadha, and the ladies who have to leave out daily prayers, or any other obligatory prayers, due to Haidh or Nifas, do not have to give any qadha for them.

1380. If a person realises after the time for the prayers has lapsed, that the prayers which he offered in time was void, he should perform its qadha prayers.

1381. A person having qadha prayers on him, should not be careless about offering them, although it is not obligatory for him to offer it immediately.

1382. A person who has qadha prayers on him, can offer Mustahab prayers.

1383. If a person suspects that he might have qadha on him, or that the prayers offered by him were not valid, it is Mustahab that, as a measure of precaution, he should offer their qadha.

1384. It is not necessary to maintain sequential order in the offering of qadha, except in the case of prayers for which order has been prescribed,

---

like, Zuhr and Asr prayers or Maghrib and Isha prayers of the same day. However, it is better to maintain order in other qadha prayers also.

1385. If a person wishes to offer some qadha prayers for other than the daily prayer, like *Namaz-e-Ayaat*, or, for example, if he wishes to offer one daily prayer and a few other prayers, it is not necessary to maintain order in offering them.

1386. If a person forgets the sequential order of the prayers which he has not offered, it is better that he should offer them in such a way, that he would be sure that he has offered them in the order in which they lapsed. For example, if it is obligatory for him to offer one qadha prayer of Zuhr and one of Maghrib, and he does not know which of them lapsed first he should first offer one qadha for Maghrib and thereafter one Zuhr prayer, and then one Maghrib once again, or he should offer one Zuhr prayer and then one Maghrib prayer, and then one Zuhr prayer once again, so that he is sure that the qadha prayers which lapsed first has been offered first.

1387. If Zuhr prayers of one day and Asr prayers of another day, or two Zuhr prayers or two Asr prayers of a person becomes qadha, and if he does not know which of them lapsed first, it will be sufficient if he offers two prayers of four Rak'ats each, with the niyyat that the first is the qadha prayer of the first day, and the second is the qadha prayer of the second day.

1388. If one Zuhr prayer and one Isha prayer, or one Asr prayer and one Isha prayer of a person become qadha, and he does not know which of them lapsed first, it is better that he should perform their qadha in a way that would ensure that he has maintained the order. For example, if one Zuhr prayer and one Isha prayer have lapsed, and he does not know which of them lapsed first, he should first offer one Zuhr prayer, followed by one Isha prayer, and then one Zuhr prayer once again, or he should first offer one Isha prayer, and thereafter one Zuhr prayer, and then one Isha prayer once again.

1389. If a person knows that he has not offered a prayer consisting of four

Rak'ats, but does not know whether it is Zuhr or Isha, it will be sufficient to offer a four Rak'at prayer with the niyyat of offering qadha prayer for the namaz not offered. And as far as reciting loudly or silently, he will have an option.

1390. If five prayers of a person have lapsed one after another, and he does not know which of them was first, he should offer nine prayers in order. For example, he commences with Fajr prayer and after having offered Zuhr, Asr, Maghrib and Isha prayers, he should offer again Fajr, Zuhr, Asr and Maghrib prayers. This way he will ensure the requisite order.

1391. If a person knows that one prayer on each day has lapsed, but does not know its order, it is better that he should offer daily prayers of five days; and if his six prayers of six days have lapsed, he should offer six days' daily prayers. Thus for every qadha prayer of an additional day, he should offer an additional day's prayers, so that he may become sure that he has offered the prayers in the same order in which they had become qadha. For example, if he has not offered seven prayers of seven days, he should perform qadha prayers of seven days.

1392. If a person has a number of Fajr or Zuhr prayers qadha on him, and he does not know their exact number, or has forgotten, for example, if he does not know whether they were three, four or five prayers, it will be sufficient if he offers the smaller number. However, it is better that he should offer enough qadha to ensure, that he has offered all of them. For example, if he has forgotten how many Fajr prayers of his have become qadha and is certain that they were not more than ten, he should, as a measure of precaution, offer ten Fajr prayers.

1393. * If a person has only one qadha prayer of previous days, it is better that he should offer it first, and then start offering prayers of that day, if the time of Fadhilat is not lost. And if he has no pending qadha of previous days, but has one or more of the same day, it is better that he should offer qadha prayers of that day before offering

the present obligatory prayers, provided that, in so doing, the time of Fadhilat is not lost.

1394. * If a person remembers during the prayers that one or more prayers of that same day have become qadha, or that he has to offer only one qadha prayer of the previous days, he should convert his niyyat to qadha prayers, provided that (a) time allows, (b) converting the niyyat is possible, (c) and the time of Fadhilat is not lost. For example, if he remembers before Ruku of the third Rak'at in Zuhr that his Fajr prayers was qadha, and if the time for Zuhr is not limited, he should convert his niyyat to Fajr prayer, and complete it with two Rak'ats, and then offer Zuhr prayer. But, if the time is limited, or if he cannot convert his niyyat to qadha like, when he remembers in Ruku of the third Rak'at of Zuhr, that he has not offered the Fajr prayers, and by converting the niyyat to Fajr prayers, one Ruku which is a Rukn will increase, he should not change his niyyat to the qadha Fajr prayer.

1395. If a person is required to offer a number of qadha prayers of previous days, together with one or more prayers of that very day, and if he does not have time to offer qadha of all of them, or does not wish to offer qadha of all of them on that day, it is Mustahab to offer the qadha of that day before offering ada (the same day's) prayers, and it is better that after offering previous qadha, he should once again give qadha of that day, which he had offered earlier.

1396. As long as a person is alive, no other person can offer his qadha on his behalf, even if he himself is unable to offer them.

1397. Qadha prayers can be offered in congregation, irrespective of whether the prayers of the Imam are ada or qadha. And it is not necessary that both of them should be offering the same prayers; there is no harm if a person offers qadha Fajr prayers with the Zuhr prayer or Asr prayers of the Imam.

1398. It is recommended that a discerning child, one who can distinguish between good and evil, is made to form the habit of praying regularly, and to perform other acts of worship. In fact, it is Mustahab that he is encouraged to offer qadha prayers.

Qadha Prayers of a Father is Obligatory on the Eldest Son

1399. If a person did not offer some of his obligatory prayers, and did not

---

care to give qadha, in spite of being able to do so, after his death, it is upon his eldest son, as an obligatory precaution to perform those qadha, provided that the father did not leave them as a deliberate act of transgression. If the son cannot do so, he may hire someone to perform them. The qadha prayers of his mother is not obligatory upon him, though it is better if he performs them.

1400. If the eldest son doubts whether or not his father had any qadha on him, he is under no obligation.

1401. If the eldest son knows that his father had a certain number of qadha prayers on him, but he is in doubt whether his father offered them or not, he should offer them, as an obligatory precaution.

1402. If it is not known as to who is the eldest son of a person, it is not obligatory on anyone of the sons to offer their father's qadha prayers. However, the Mustahab precaution is that they should divide his qadha between them, or should draw lots for offering them.

1403. If a dying person makes a *will* that someone should be hired to offer his qadha prayers, and if the hired person performs them correctly, the eldest son will be free from his obligation.

1404. If the eldest son wishes to offer the qadha prayers of his mother, then in the matter of loud or silent recitations in namaz, he will follow the rules which apply to him. So, he should offer the qadha prayers of his mother for Fajr, Maghrib and Isha prayers loudly.

1405. If a person has to offer his own qadha prayers, and he also wishes to offer the qadha prayers of his parents, whichever he offers first will be in order.

1406. * If the eldest son was minor, or insane at the time of his father's death, it will not be obligatory upon him to offer qadha of his father when he attains puberty or becomes sane.

1407. If the eldest son of a person dies before offering the qadha prayers of his father, it will not be obligatory on the second son.

Congregational Prayers

1408. It is Mustahab that obligatory prayers, especially the daily prayers, are performed in congregation, and more emphasis has been laid on congregational prayers for Fajr, Maghrib and Isha, and also for those who live in the neighbourhood of a mosque, and are able to hear its Adhan.

1409. It has been reported in authentic traditions, that the congregational prayers are twenty five times better than the prayers offered alone.

1410. It is not permissible to absent oneself from the congregational prayers unduly, and it is not proper to abandon congregational prayers without a justifiable excuse.

1411. * It is Mustahab to defer prayers with an intention to participate in congregational prayers, because a short congregational prayer is better than a prolonged prayer offered alone. It is also better than the individual prayer offered at its prime time. But it is not known whether a congregational prayer offered after the Fadhilat time could be better than the prayer offered alone, within the time of Fadhilat.

1412. When congregational prayers are being offered, it is Mustahab for a person, who has already offered his prayers alone, to repeat the prayers in congregation. And if he learns later that his first prayer was void, the second prayer will suffice.

1413. * If the *Imam* (leader) or the *Ma'mum* (follower) wishes to join a congregation prayer again, after having already prayed in congregation once, there is no objection if it is done with the niyyat of Raja', since its being Mustahab is not established.

1414. If a person is so obsessed with doubts and anxiety during prayers,

---

that it leads to its invalidity, and if he finds peace only in congregational prayers, he must offer prayers in congregation.

1415. * If a father or a mother orders his/her son to offer prayers in congregation, as a recommended precaution, he should obey. And if this order is based on parental love, and if disobedience would cause injury to their feelings, it is haraam for the son to disobey, even if it does not incur the parental wrath.

1416. * Mustahab prayers as a precaution cannot be offered in congregation in any situation, except *Istisqa* prayers (invoked for the rain) or prayers which were obligatory at one time, but became Mustahab later, like, *Eid ul Fitr* and *Eid ul Azha* prayers, which are obligatory during the presence of Ma'soom Imam (A.S.) and are Mustahab during his occultation.

1417. When an Imam is leading a congregation for the daily prayers, one can follow him for any of the daily prayers.

1418. * If Imam of the congregation is offering his own qadha, or on behalf of another person whose qadha is certain, he can be followed. However, if he is offering the qadha, his own or on behalf of the other, as a precaution, it is not permissible to follow him, unless the prayers being offered by the follower is also based on a precaution similar to that of Imam. However, it is not necessary that the follower may not have another reason for precaution.

1419. If a person does not know whether the prayers of Imam is an obligatory daily prayer or Mustahab prayer, he cannot follow him.

1420. * For the validity of congregation, it is a condition that there should be no obstruction between the Imam and the follower, nor between one follower and the other follower, who is a link between him and the Imam. An obstruction means something which separates them, regardless of whether it prevents seeing each other, like in the case of a curtain, or a wall, or does not prevent, like in the case of a glass wall. Therefore, if there is an obstruction, at any time of the prayers, between Imam and the follower or between the followers themselves, thus breaking the link, congregation will be void.

But women are exempted from this rule, as will be explained in due course.

1421. If the persons standing at the end of the first row, cannot see the Imam because the line is very long, they can still follow him; similarly if the following rows are very long, and persons standing at the far end cannot see the line before, they can follow the congregation.

1422. If the rows of the congregation extend to the gate of the mosque, the prayers of a person standing in front of the gate behind the line will be in order, and the prayers of those followers who stand behind him will also be valid. In fact, the prayers of those who are standing on either sides, and are linked with the congregation by means of another follower, will also be in order.

1423. If a person who is standing behind a pillar is not linked with the Imam by another follower from either side, he cannot&127; follow the Imam.

1424. * The place where Imam stands should not be higher than the place of the follower, unless the height is negligible. And, if the ground has a slope, the Imam should stand at the higher end. But if the slope is so small that people ordinarily consider the ground as flat, there will be no objection.

1425. In the congregational prayers, there is no objection if the place where followers stand is higher than that of the Imam. But if it is so high, that it cannot be considered that they have assembled together, then the congregation is not in order.

1426. * If a discerning child, one who is able to distinguish good from evil, stands between two persons in one line, thus causing a distance, their prayers in congregation will be valid as long as they do not have knowledge about that child's namaz having become void.

1427. If after the *takbir* of the Imam, the persons in the front row are ready for prayers and are about to say *takbir*, a person standing in the back row can say *takbir*. However, the recommended precaution is that he should wait, till the *takbir* of the front row has been pronounced.

1428. If a person knows that the prayers of one of the rows in front is void, he cannot follow the Imam in the back rows, but if he does not know whether the prayers of those persons are in order or not, he may follow.

1429. If a person knows that the prayers of the Imam is void - like, if he knows that the Imam is without Wudhu, though the Imam himself may not be mindful of the fact, he cannot follow that Imam.

1430. * If the follower learns after the prayers, that the Imam was not a just person (*'Adil*), or was a disbeliever, or his namaz was void for any other reason, like, having no Wudhu, his own namaz will be valid.

1431. * If a person doubts during namaz whether he has followed the Imam or not, he will rely upon the signs which satisfactorily lead him to believing that he has been following. For example, if he finds himself listening silently to the Qir'at of Imam, he should complete the prayers with the congregation. But if he is in a situation where no such decision can be made, he should complete his prayers as one offered individually (i.e.Furada).

1432. * If a person decides to separate himself during congregational namaz into the niyyat of Furada without any excuse, his congregational prayers will be incorrect, but his namaz will be valid. Except when he has not acted according to the rules related to Furada prayers, or if he has committed an act which invalidates Furada prayers, like having performed an extra Ruku. In fact, in certain&127; situation, his prayers will be valid even if he has not followed the rules of Furada. For example, if he did not have the intention from the beginning to separate himself, and therefore did not recite Qira't, and decided in Ruku, his prayer will be valid when converted to Furada.

1433. * If the follower makes an intention of Furada after the Imam has recited *Surah al-Hamd* and the other Surah, because of some good excuse, it will not be necessary for him to recite *Surah al-Hamd* and the other Surah. But if he makes the intention of Furada before Imam has completed *Surah al-Hamd* and the other Surah, it will be necessary for him to recite the part recited by the Imam.

---

(266)

1434. * If a person makes the intention of Furada during the congregation prayers, he cannot revert back to congregational prayers again. But, if he is undecided whether he should make the intention of Furada or not, and eventually decides to end the prayers with congregation, his prayers with the congregation will be in order.

1435. If a person doubts whether he had made an intention of Furada during the congregational prayers, he should consider that he had not made the intention.

1436. * If a person joins the Imam at the time of Ruku, and participates in Ruku of the Imam, his prayer is in order, even if the Zikr by the Imam may have come to an end. It will be treated as one Rak'at. However, if he goes to Ruku and misses Imam's Ruku, he can complete his prayers as Furada.

1437. * If a person joins the Imam when he is in Ruku, and as he bows, he doubts whether or not he reached the Ruku of the Imam, his congregational prayer will be valid if that doubt occurs after the Ruku was over. Otherwise, he can complete his prayers with the niyyat of Furada.

1438. * If a person joins the Imam when he is in Ruku, but before he bows to Ruku, the Imam raises his head from his Ruku, that person has a choice either to complete his prayers as Furada, or to continue with the Imam upto Sajdah, with the niyyat of *Qurbat*. Then when he stands, he can do *takbir* other than *Takbiratul Ihram*, as a general Zikr, and continue with the congregation.

1439. If a person joins the Imam from the beginning of the prayers or during the time of *Surah al-Hamd* and the other Surah, and if it so happens that, before he goes into

Ruku, Imam raises his head from Ruku, his prayers will be in order.

1440. * If a person arrives for prayers when the Imam is reciting the last tashahhud, and if he wishes to earn 'thawab' of congregational prayers, he should sit down after making niyyat, and pronouncing *takbiratul ehram*, and may recite tashahhud with the Imam, but not the *Salam*, and then wait till

---

the Imam says *Salam* of the prayers. Then he should stand up, and without making niyyat and *takbir*, begin to recite *Surah al-Hamd* and the other Surah treating it as the first Rak'at of his prayers.

1441. * The followers should not stand in front of the Imam, and, as an obligatory precaution, when the followers are many, they should not stand in line with Imam. But if there is only one male follower, he may stand in line with Imam.

1442. If the Imam is a male and the follower is a female, and if there is a curtain or something similar between that woman and the Imam, or between that woman and another male follower, and the woman is linked to the Imam through that male, there is no harm in it.

1443. If after the commencement of the prayers, a curtain or something similar intervenes between the follower and the Imam, or between one follower and the other, through whom the follower is linked to the Imam, the congregation will be invalidated, and it will be necessary for the follower to act according to Furada obligation.

1444. * As an obligatory precaution, the distance between the place where the follower performs Sajdah, and where the Imam stands, should not be more than a foot, and the same rule applies to a person who is linked with the Imam through another follower standing in front. And the recommended precaution is that the distance between the rows should be just enough to allow a person to do Sajdah.

1445. * If a follower is linked to the Imam by means of a person, on his either side, and is not linked to the Imam in front, the obligatory precaution is that he should not be at a distance of more than a foot from his companions on either side.

1446. If during the prayers, a distance of one foot occurs between the follower and the Imam, or between the follower and the person through whom he is linked to the Imam, he (the follower) will be isolated and can, therefore, continue as Furada.

1447. * If the prayers of all the persons who are in the front row comes to an end, and if they do not resume congregational prayers, the congregational prayers of the person in the back rows will be void. In fact, even if they resume, the validity of congregational prayers of the people in the back rows is questionable.

1448. * If a person joins the Imam in the second Rak'at, it is not necessary for him to

recite *Surah al-Hamd* and Surah, but he may recite qunut and tashahhud with the Imam, and the precaution is that, at the time of reciting tashahhud, he should keep the fingers of his hands and the inner part of his feet on the ground and raise his knees. And after the tashahhud, he should stand up with the Imam and should recite *Surah al-Hamd* and Surah. And if he does not have time for the other Surah, he should complete *Surah al-Hamd*, and join the Imam in Ruku, and if he cannot join the Imam in Ruku, he can discontinue *Sura al-Hamd* and join. But in this case, the recommended precaution is that he should complete his prayers as Furada.

1449. If a person joins the Imam when he is in the second Rak'at of the namaz having four Rak'ats, he should sit after the two Sajdah in the second Rak'at, which will be the third of the Imam, and recite Wajib parts of tashahhud, and should then stand up. And if he does not have time to recite the *Tasbihat Arba'ah* thrice, he should recite it once, and then join the Imam in Ruku.

1450. If Imam is in the third or fourth Rak'at, and one knows that if he joins him and recite *Surah al-Hamd* he will not be able to reach him in Ruku, as an obligatory precaution, he should wait till Imam goes to Ruku and then join.

1451. * If a person joins the Imam when he is in the state of qiyam of third or fourth Rak'at, he should recite *Surah al-Hamd* and the other Surah, and if he does not have time for the other Surah, he should complete *Surah al-Hamd* and join the Imam in Ruku. But if he has no time even for *Surah al-Hamd*, he may leave it incomplete and join Imam in Ruku. But in this case, the recommended precaution is that he should change to Furada.

1452. * If a person who knows that if he completes Surah or qunut, he will

---

not be able to join the Imam in his Ruku, yet he purposely recites Surah or qunut, and misses the Imam in Ruku, his congregational prayer will be void, and should act accordingly to the rules of Furada prayers.

1453. * If a person is satisfied that if he commences a Surah or completes it, he will be able to join the Imam in his Ruku, provided that the Surah does not take very long, it is better for him to commence the Surah or to complete it, if he has already started. But if the Surah will take too long, till no semblance of congregation exists, he should not commence it, and if he has commenced it, he should not complete it.

1454. * If a person is sure that if he recites the other Surah, he will be able to join the Imam in Ruku, and then if he recites the Surah and misses the Imam in Ruku, his congregational prayers are in order.

1455. If Imam is standing, and the follower does not know in which Rak'at he is, he can join him, but he should recite *Surah al-Hamd* and the other Surah with the niyyat of *Qurbat* though he may come to know later that the Imam was in the first or second Rak'at.

1456. * If a person does not recite *Surah al-Hamd* and Surah, under the impression

that the Imam is in the first or second Rak'at, and realises after Ruku that he was in the third or fourth, his prayers are in order. However, if he realises this before Ruku, he should recite *Surah al-Hamd* and the other Surah, and if he does not have sufficient time for this, he should act according to rule no. 1451.

1457. If a person recites *Surah al-Hamd* and Surah under the impression that the Imam is in the third or fourth Rak'at, and realises before or after Ruku that he was in the first or second, his (i.e. the followers') prayers are in order, and if he realises this while reciting *Surah al-Hamd* and the other Surah, it will not be necessary for him to complete them.

1458. If a congregational prayer begins while a person is offering a Mustahab prayers, and if he is not sure that if he completes his Mustahab prayers, he will be able to join the congregational prayers, it is Mustahab to

---

(270)

abandon the Mustahab prayers, and join the congregational prayers. In fact, if he is not certain that he will be able to join the first Rak'at, he should follow this rule.

1459. If a congregational prayer begins while a person is offering a prayer of three or four Rak'ats, and if he has not gone into Ruku of the third Rak'at, and is not sure whether upon completion, he will be able to join the congregational prayers, it is Mustahab to end the prayers with the niyyat of Mustahab prayers of two Raka'ts, and join the congregational prayers.

1460. If the prayers of the Imam comes to an end, but the follower is still reciting tashahhud or the first Salam, it is not necessary for him to make the intention of Furada.

1461. * If a person is behind the Imam by one Rak'at, it is better that when the Imam is reciting tashahhud of the last Rak'at, he (the follower) should place the fingers of his hands and the inner part of his feet on the ground, and raise his knees, and wait till the Imam says Salam of the prayers and then stand up. And if he makes niyyat of Furada at that very moment, there is no harm in it.

Qualification of an Imam of Congregational Prayers

1462. * The Imam of the congregational prayers should be:

- Adult (Baligh)
- Sane
- Ithna 'Ashari Shi'ah
- 'Adil
- Of legitimate birth
- Being able to offer the prayers correctly

Furthermore, if the follower is a male, the Imam also should be a male. To follow a boy of ten years of age is a matter of *Ishkal*.

1463. If a person who once considered an Imam to be *'Adil*, doubts whether he continues to be *'Adil*, he can follow him.

1464. A person who offers prayers standing, cannot follow a person who offers his prayers while sitting or lying, and a person who offers his prayers while sitting, cannot follow a person who offers his prayers while lying.

1465. A person who offers prayers sitting, can follow another person who offers his prayers while sitting. But if a person offers prayers while lying, for him to follow a person who offers prayers in sitting or lying position is a matter of Ishkal.

1466. If Imam, because of some justified excuse, leads the prayers in a najis dress, or with tayammum, or *jabira* Wudhu, it is permissible to follow him.

1467. If Imam is suffering from incontinence, whereby he cannot control his urine or excretion, it is permissible to follow him. Moreover, a woman, who is not *mustahaza* can follow a woman who is *mustahaza*.

1468. * It is better that a person who suffers from blotches or leprosy does not lead the congregational prayers, and, on the basis of obligatory precaution, a person who has been subjected to Islamic punishment should not be followed.

Rules of Congregational Prayers

1469. When a follower makes his niyyat, it is necessary for him to specify the Imam. But, it is not necessary for him to know his name. If he makes niyyat that he is following the Imam of the present congregation, his prayer is in order.

1470. It is necessary for the follower to recite all the things of the prayers himself, except *Surah al-Hamd* and the other Surah. However, if his first or second Rak'at coincides with third or fourth Rak'at of the Imam, he should recite *Surah al-Hamd* and Surah.

1471. If the follower hears *Surah al-Hamd* and Surah of Imam in the first and second Rak'at of the Fajr, Maghrib and Isha prayers, he should not recite

---

them, even if he may not be able to distinguish the words. And if he does not hear the voice of the Imam, it is Mustahab that he should recite *Surah al-Hamd* and Surah silently. But if he recites them loudly by mistake, there is no harm.

1472. * If the follower hears some words of Surah al-Hamd and the other Surah recited by Imam, he may recite as much as he cannot hear.

1473. If the follower recites *Surah al-Hamd* and the other Surah by mistake, or recites *Surah al-Hamd* and Surah thinking that the voice he heard was not the voice of Imam, and if he later realises that it was the voice of Imam, his prayers are in order.

1474. If a follower doubts whether he is hearing the voice of Imam, or if he does not know whether the voice he hears is that of Imam or someone else, he can recite *Surah al-Hamd* and the other Surah.

1475. *The follower should not recite *Surah al-Hamd* and Surah in the first and second Rak'ats of Zuhr and Asr prayers and it is Mustahab that instead of them he should recite Zikr.

1476. The follower should not say *Takbiratul ehram* before the Imam. As an obligatory precaution, he should not say the *takbir* until the *takbir* of the Imam is completed.

1477. * If the follower says the Salam by mistake, before the Imam does it, his prayer is in order, and it is not necessary that he should say Salam again along with the Imam. And even if he says Salam before the Imam intentionally, there is no objection.

1478. * If a follower recites other parts of prayers other than *Takbiratul ehram* before the Imam, there is no objection. But, if he hears them being recited by the Imam, or if he knows when Imam is going to recite them, the recommended precaution is that he should not recite them before the Imam.

1479. It is necessary for the follower that, besides that which is recited in the

prayers, he should perform all acts like Ruku and Sajdah with the Imam or a little after him, and if he performs them before the Imam, or after a considerable delay, intentionally, his congregational prayers becomes void. However, if he converts to Furada, his prayers will be in order.

1480. * If a follower raises his head from Ruku before the Imam by mistake, and if the Imam is still in Ruku, he (the follower) should return to Ruku, and then raise his head with the Imam. In this case, the extra Ruku, which is a Rukn, will not invalidate the prayers. However, if Imam raises his head before the follower reaches him, as a precaution, the prayer of the follower will be void.

1481. * If a follower raises his head by mistake, and sees that the Imam is in Sajdah, as a precaution, he should return to Sajdah, and if it happens in both the Sajdah, the prayers will not be void, although a Rukn has been added.

1482. * If a person raises his head from Sajdah before the Imam by mistake, and as he returns to Sajdah he realises that the Imam has already raised his head, his prayer is in order. But, if it happens in both the Sajdah, as a precaution, his prayer is void.

1483. If a follower raises his head from Ruku or Sajdah before Imam by mistake, and does not return to Ruku or Sajdah forgetfully, or thinking that he will not reach the Imam, his congregational prayer is in order.

1484. If a follower raises his head from Sajdah and sees that the Imam is still in Sajdah, he joins the Imam in Sajdah thinking that it is Imam's first, and later realises that it was actually Imam's second, the follower should consider his own Sajdah also as second. But if he goes into Sajdah thinking that it is the second Sajdah of Imam, and later learns that it was Imam's first, he should join Imam in that Sajdah, and also

in the subsequent one. In both the cases, however, it is better that he prays again, after completing the congregational prayers.

1485. If a follower goes to Ruku before the Imam by mistake, and realises that if he raises his head, he may reach some part of the *Qir'at* (surah) of the

---

Imam, and if he does so, then goes to Ruku again with the Imam, his prayers are in order. And if he does not return intentionally, his prayers are void.

1486. If a follower goes to Ruku before Imam by mistake, and realises that if he returns to the state of Qiyam, he will not reach any part of the Qir'at of Imam, if he raises his head just for the sake of offering prayers with the Imam, and then goes to Ruku again with Imam, his congregational prayers are in order. Also, if he does not return (to the state of Qiyam) intentionally, his prayers will be in order, and will become Furada.

1487. If a follower goes to Sajdah before the Imam by mistake, and if he raises his head with the intention of joining Imam, and doing Sajdah with the Imam, his congregational prayers are in order. And if he does not return intentionally, his prayers are in order, but it will turn into Furada.

1488. If Imam mistakenly recites qunut in a Rak'at which does not have qunut, or recites tashahhud in a Rak'at which does not have tashahhud, the follower should not recite qunut or tashahhud. But, he cannot go to Ruku before the Imam or rise before the Imam rises. In fact, he should wait till the qunut or tashahhud of Imam ends, and offer the remaining prayers with him.

Guidelines for Imam and the Follower

1489. * If there is only one male follower, it is Mustahab that he stands at the right hand side of Imam, and if there is only one female follower, she will stand in the same direction, but slightly behind so that when she goes to Sajdah, her head is in line with Imam's knees. If there is one male, and one or more females in the congregation, the male will position himself to the right of Imam, and the females will all stand behind Imam. When there are many men and one or many women in the congregation, men will stand behind Imam, and women will stand behind the male followers.

1490. If Imam and the followers are both women, the obligatory precaution is that all of them should stand in a line, and the Imam should not stand in front of others.

1491. It is Mustahab that the Imam positions himself in the middle of the line, and the learned and pious persons occupy the first row.

1492. It is Mustahab that the rows of the congregation are properly arranged, and that there be no gap between the persons standing in one row; all standing shoulder to shoulder.

1493. It is Mustahab that after the *Qadqa* matis salah' has been pronounced, the followers should rise.

1494. It is Mustahab that the Imam of the congregation should take into account the condition of those followers who may be infirm or weaker, and should not prolong qunut, Ruku and Sajdah, except when he knows that the people following him are so inclined.

1495. It is Mustahab that while reciting *Surah al-Hamd* and the other Surah, and the Zikr loudly, the Imam of the congregation makes his voice audible. But care must be taken to see that the voice is not abnormally loud.

1496. If Imam realises in Ruku, that a person who has just arrived wants to join him, it is Mustahab that he prolongs the Ruku twice over. He should then stand up, even if he may realise that another&127; person has also arrived to join.

Things which are Makrooh in Congregational Prayers

1497. If there is vacant space in the rows of the congregation, it is Makrooh for a person to stand alone.

1498. It is Makrooh for the follower to recite the Zikr in the prayers in such a way that Imam hears them.

1499. It is Makrooh for a traveller, who offers Zuhr, Asr and Isha prayers in shortened form (two Rak'ats), to follow a person who is not a traveller. And it is Makrooh for a person who is not a traveller to follow a traveller in those prayers.

Namaz-e-Ayaat

1500. * Namaz-e-Ayaat whose methods will be explained later, becomes obligatory due the following four things:

- Solar Eclipse
- Lunar Eclipse

The prayer becomes Wajib even if the moon or the sun are partially eclipsed, and even if they do not engender any fear.

- Earthquake, as an obligatory precaution, even if no one is frightened.
- Thunder and lightning, red and black cyclone and other similar celestial phenomena, which frightens most of the people; similarly for the terrestrial events like receding sea water, or falling mountains which engender fear in these circumstances, as per recommended precaution, Namaz-e-Ayaat be offered.

1501. If several events which make Namaz-e-Ayaat obligatory occur together, one should offer Namaz-e-Ayaat for each of them. For example, if solar eclipse as well as an earthquake take place, one should offer separate Namaz-e-Ayaat for each of these two occurrences.

1502. If a number of qadha Namaz-e-Ayaat is obligatory on a person, irrespective of whether they have become obligatory due to one and the same thing, like, solar eclipse occurring three times, or due to different events like solar eclipse, lunar eclipse and earthquake, it is not necessary for him while offering the qadha prayers to specify the event for which he is offering the prayer.

1503. Offering of Namaz-e-Ayaat is obligatory for the residents of only that town in which the event takes place. It is not obligatory for the people of other towns.

---

(277)

1504. * The time of Namaz-e-Ayaat sets in as the eclipse starts, and remains till the eclipse is over. It is better, however, not to delay till the reversal of eclipse commences, though completion of Namaz-e-Ayaat may coincide with the time of reversal.

1505. If a person delays offering of Namaz-e-Ayaat till the sun or the moon starts coming out of eclipse, the niyyat of Ada (i.e. praying within time) will be in order, but if he offers the prayers after the eclipse is over, he should make a niyyat of qadha.

1506.* If the duration of solar or lunar eclipse allows time for one or less Rak'at, Namaz-e-Ayaat can be offered with the niyyat of Ada. Similarly, if a person has enough duration of eclipse at his disposal, but he delays till the time to offer one Rak'at remains before the eclipse is over, he will pray with the niyyat of Ada (i.e. within time).

1507. * When earthquake, thunder lightning and other similar events take place, a person should offer Namaz-e-Ayaat immediately, not allowing undue delay. But if these occurrences continue for a protracted time, praying immediately is not obligatory. If one delays when one should not, then, as per recommended precaution, Namaz-e-Ayaat should be offered without the niyyat of ada or qadha.

1508. If a person did not know about the sun or the moon eclipse, and came to know after the eclipse was over, he should give its qadha if it was a total eclipse. And if he comes to know that the eclipse was partial, qadha will not be obligatory.

1509. * If certain people say that the sun or the moon has been eclipsed, but a person hearing that is not satisfied with what they say, and consequently does not offer Namaz-e-Ayaat, if it transpires later that what they said was true, the person should offer Namaz-e-Ayaat if it was a total eclipse. And if it was a partial eclipse, it is not obligatory upon him to offer Namaz-e-Ayaat. The same rule applies if two persons who he does not consider *Adil*, say that the sun or the moon has been eclipsed and it transpires later that they are *Adil"*.

---

(278)

1510. * If a person is satisfied with the statement of persons who know the time of solar or lunar eclipse according to scientific calculation, he should pray Namaz-e-Ayaat. Also, if they inform him that the sun or moon will be eclipsed at a particular time, and give him the duration of the eclipse, he should accept their words and act

accordingly, provided he is fully satisfied with them.

1511. If a person realises that Namaz-e-Ayaat offered by him was void, he should offer it again. And if the time has passed, he should offer its qadha.

1512. If Namaz-e-Ayaat becomes obligatory on a person at the time of daily prayers, and if he has enough time at his disposal for both, he can offer any of them first. If the time for one of them is short, he should offer that prayers first, and if the time for both of them is short, he should offer the daily prayers first.

1513. If a person realises during the daily prayers that the time for Namaz-e-Ayaat is short, and if the time for daily prayers is also short, he should complete the daily prayers and then offer Namaz-e-Ayaat. But if the time for daily prayers is not short, he should break that prayers and first offer Namaz-e-Ayaat and then offer the daily prayers.

1514. If a person realises while offering Namaz-e-Ayaat, that the time for daily prayers is short, he should leave Namaz-e-Ayaat and start offering the daily prayers. After completing the daily prayers, and before performing any act which invalidates the prayers, he should start Namaz-e-Ayaat from where he left.

1515. * If solar or lunar eclipse, thunder, lightning or any other similar events take place when a woman is in her menses or nifas, it will not be obligatory for her to offer Namaz-e-Ayaat, nor is there any qadha upon her.

Method of Offering Namaz-e-Ayaat

1516. Namaz-e-Ayaat consists of two Rak'ats, and there are five Ruku in each. Its method is as follows: After making niyyat of offering the prayers, one should say *takbir* (*Allahu Akbar*) and recite *Surah al-Hamd* and the other

---

Surah, and then perform the Ruku. Thereafter, he should stand and recite *Surah al-Hamd* and a Surah and then perform another Ruku. He should repeat this action five times, and, when he stands after the fifth Ruku, he should perform two Sajdah, and then stand up to perform the second Rak'at in the same manner as he has done in the first. Then he should recite tashahhud and Salam.

1517. * Namaz-e-Ayaat can also be offered in the following manner:

After making niyyat to offer Namaz-e-Ayaat, a person is allowed to say *takbir* and recite *Surah al-Hamd* and then divide the verses of the other Surah into five parts, and recite one verse or more or less, and thereafter perform the Ruku. He should then stand up and recite another part of the Surah (without reciting *Surah al-Hamd*) and then perform another Ruku. He should repeat this action, and finish that Surah before performing the fifth Ruku. For example, he may say: *Bismillahir Rahmanir Rahim* with the niyyat of reciting *Surah al-Ikhlas*, and perform the Ruku. He should then stand up and say, *Qul huwallahu Ahad*, and perform another Ruku. He should then stand up and say, *Allahus Samad*, and perform the third Ruku. Thereafter he should stand up again and say, *Lam yalid walam yulad*, and perform the fourth Ruku. Then

he should stand up again and say, *Walam yakullahu Kufuwan ahad*, and then perform two Sajdah and then rise for the second Rak'at, the same way as the first Rak'at. At the end, he should recite tashahhud and Salam after the two Sajdah.

It is also permissible to divide a Surah into less than five parts. In that event, however, it is necessary that when the Surah is over, one should recite *Surah al-Hamd* before the next Ruku.

1518. There is no harm if in one Rak'at of Namaz-e-Ayaat, a person after *Surah Al Hamd* recites another Surah five times, and in the second Rak'at recites *Surah Al Hamd*, and divides the other Surah into five parts.

1519. * The things which are obligatory and Mustahab in daily prayers are also obligatory and Mustahab in Namaz-e-Ayaat. However, if Namaz-e-Ayaat is offered in congregation, one may say *'As-salaat'* three times in place of Adhan and Iqamah. If the prayer is not being offered in congregation, it is not necessary to say anything.

---

(280)

1520. It is Mustahab that the person offering Namaz-e-Ayaat should say *takbir* before and after Ruku, and after the fifth and tenth Ruku he should say *Sami'allahu liman hamida* before *takbir*.

1521. It is Mustahab that qunut be recited before the second, fourth, sixth, eighth and tenth Ruku, but it will be sufficient if qunut is recited only before the tenth Ruku.

1522. If a person doubts as to how many Rak'ats he has offered in Namaz-e-Ayaat, and is unable to arrive at any decision, his prayer is void.

1523. * If a person doubts whether he is in the last Ruku of the first Rak'at, or in the first Ruku of the second Rak'at, and he cannot arrive at any decision, his Namaz-e-Ayaat is void. But if he doubts whether he has performed four Ruku or five, and if the doubt takes place before he goes into Sajdah, he should perform the Ruku about which he is doubtful. But if he has reached the stage of Sajdah, he should ignore his doubt.

1524. * Every Ruku of Namaz-e-Ayaat is a Rukn, and if any addition or deduction takes place in them, the prayer is void. Similarly, if an omission takes place inadvertently, or, as a precaution, an addition is made to it unintentionally, the prayers will be void.

Eid ul Fitr and Eid ul Azha Prayers

1525. *Eid ul Fitr* and *Eid ul Azha* prayers are obligatory during the time of Imam (A.S.), and it is necessary to offer them in congregation. However during the present times when the Holy Imam is in Occultation, these prayers are Mustahab, and may be offered individually as well as in congregation

1526. The time for *Eid* prayers is from sunrise till Zuhr.

1527. It is Mustahab that *Eid ul Azha* prayers is offered after sunrise. As for Eid ul *Fitr*, it is Mustahab that one should have a breakfast after sunrise, pay *Zakatul Fitr* and then offer *Eid* prayers.

1528. * *Eid* prayers has two Rak'ats. In the first Rak'at, a person should recite *Surah al Hamd* and a Surah and then they say five *takbirs*, and after every *takbir* he should recite qunut. After the fifth qunut, he should say another *takbir* and then perform Ruku and two Sajdah. He should then stand up and say four *takbirs* in the second Rak'at, and recite qunut after everyone of these takbirs. Thereafter, he should say the fifth *takbir* and then perform Ruku and two Sajdah. After the second Sajdah he should recite tashahhud, and then complete the prayers with Salam.

1529. Any recital or Dua will suffice in qunut of the *Eid* Prayers. However, it is better that the following Dua is recited: *Allahumma ahlal kibriya'i wal 'azamah, wa ahlal judi wal jaburat, wa ahlal 'afwi war rahmah, wa ahlat taqwa wal maghfirah. As aluka bihaqqi hazal yawmil lazi ja'altahu lil muslimina 'ida, wali Muhammadin sal lal lahu 'Alaihi wa Alihi, zukhran wa sharafan wa karamatan wa mazida an tusalliya 'ala Muhammad wa Ali Muhammad wa an tudkhilani fi kulli khayrin adkhalta fihi Muhammadan wa Ala Muhammad wa an tukhrijani min kulli su'in akhrajta minhu Muhammadan wa Ala Muhammad salawatuka 'alahi wa 'alahim. Alla humma inni as aluka khayra ma sa alaka bihi ibadukas salihun, wa auzubika mim masta aza minhu ibadukal mukhlasun*.

1530. * During the period 0ccultation of Imam (A.S.), it is an obligatory precaution that two sermons (*khutbas*) be delivered after *Eid* prayers, and it is better that on *Eid ul-fitr*, the sermons should explain rules regarding *Zakatul Fitr*, and on *Eid ul-Azha*, rules regarding sacrificing the animals be explained.

1531. No particular Surah has been specified for *Eid* prayers. But, it is better that after reciting *Surah al Hamd* in the first Rak'at, *Surah Wash Shams* be recited and in the second Rak'at *Surah al Ghashiya*. Or in the first Rak'at, to recite *Surah of Sabbi Hism*, and in the second Rak'at *Surah Wash Shams*.

1532. It is recommended that *Eid* prayers be performed in the open fields. However, in Makkah, it is Mustahab that it should be offered in Masjidul Haram.

1533. It is Mustahab to walk barefooted to attend Eid prayers, with all the dignity, and to do Ghusl before namaz, and to place a white turban on one's head.

1534. It is Mustahab that in *Eid* prayers Sajdah be performed on earth, and hands be raised while saying *takbirs*. It is also Mustahab that a person who is offering *Eid* prayers alone, or as an Imam of the congregation, recites prayers loudly.

1535. It is Mustahab that the following *takbirs* be said on *Eid ul Fitr* night (ie night preceding the *Eid* day), after Maghrib and Isha prayers, and on *Eid* day after Fajr prayers, as well as after *Eid ul fitr* prayers: *Allahu Akbar, Alllahu Akbar, la ilaha illal*

lah wallahu akbar, Allahu Akbar, wa lilla hil hamd, Allahu akbar ala ma hadana

1536. In *Eid ul Azha*, it is Mustahab that the above mentioned *takbirs* be said after ten prayers, of which the first is the Zuhr prayers of *Eid* day and the last is the Fajr of 12th Zillhajj. It is also Mustahab that after the above mentioned *takbirs*, the following be recited: *Allahu Akbar 'ala ma razaqana min bahimatil an 'am, wal hamdu lil lahi ala ma ablana*.

If, a person happens to be in Mina on the day of *Eid ul Azha*, it is

---

Mustahab that he should say these *takbirs* after fifteen prayers, of which the first is Zuhr prayers of Eid day, and the last is the Fajr prayers of the 13th of Zillhajj.

1537. The recommended precaution is that women should avoid going to offer *Eid* prayers. This precaution does not apply to elderly women.

1538. Like in all other prayers, the follower should recite everything in the *Eid prayers*, except *Surah al-Hamd* and the other Surah.

1539. If a follower joins the prayers at a time when the Imam has already said some *takbirs*, he should, while the Imam performs Ruku, say all the *takbirs* and qunut which he has missed, and it will be sufficient if in each qunut he says: *Subhanallah or Alhamdu lillah* only.

1540. If a person joins the *Eid* prayers when the Imam is in Ruku, he can make niyyat, say the first *takbir* of the prayers, and then go into Ruku.

1541. If a person forgets one Sajdah in *Eid* prayers, he should perform it after the prayers. Similarly, if something takes place for which a *Sajadatus Sahv* would be necessary after daily prayers, it will also be necessary after the *Eid* prayers.

Hiring a Person to Offer Prayers

1542. After the death of a person, another person can be engaged to offer, on payment of wages, those prayers and other acts of worship which the dead person did not offer during his lifetime. And it is also in order if a person offers the services without taking payment for it.

1543. * A person can accept engagement to offer some Mustahab acts like Ziyarat, Umrah, Hajj, on behalf of the living persons. Also he can perform some Mustahab acts, and dedicate their *thawab* to living or dead persons.

1544. * A person who is hired to offer the qadha prayers of a dead person, should be a *Mujtahid*, or should know the rules of the prayers correctly according to *Taqleed*, or should act according to precaution, provided that he knows fully on what occasions precaution is to be observed.

1545. At the time for making niyyat, the hired person must specify the dead person, but it is not necessary that he should know his/her name. Hence, it is enough if he intends: *"I am offering prayers for the person on whose behalf I am hired."*

1546. The hired person should act with the niyyat that he is acting to discharge the obligation of the dead person. It will not be enough if he performs and dedicates its *thawab* to the dead person.

1547. One who hires a person, should be satisfied that the hired person will perform the act for which he is hired.

1548. If it transpires that the person hired for offering prayers for a dead person has not performed it, or has performed incorrectly, another person should be hired for the purpose.

1549. * If a person doubts whether or not the hired person has performed

the act, and in spite of the hired person's assurance, he is not satisfied, he must hire another person. But if he doubts whether or not the hired person has performed it correctly, he should presume that it has been correct.

1550. * A person who has some excuse (for example, if he offers prayers with *tayammum* or in a sitting position) should never be hired for offering prayers for a dead person, even if the prayers of the dead person may have become qadha that way.

1551. A man can be hired on behalf of a woman, and a woman can be hired on behalf of a man, and in the matter of offering prayers loudly or silently, the hired person should act according to his/her own obligation.

1552. Observing order is not obligatory for the qadha prayers of a dead person, except in the case of prayers whose performance is prescribed in an order, like, Zuhr and Asr prayers or Maghrib and Isha prayers of one day, as has been mentioned earlier.

1553. If it is agreed with the hired person that he will accomplish it in a particular manner, the hired person should follow the agreement. If nothing has been agreed, then he can perform according to his own obligation. And the recommended precaution is that between his own obligation and that of the dead person, he should choose that which is nearer to precaution - for example if the obligation of the dead person was to say *tasbihat arba'ah* (recital of the third or fourth Rak'at while standing) three times, and his own obligation is to say it once, he should recite three times.

1554. If it is not agreed with the hired person how many Mustahab acts he will perform, he should perform as much as is usual.

1555. If a person engages several people for offering the qadha prayers of a dead person, it is necessary, as explained in rule no.1552, that he should fix a time for each

one of them.

1556. If, a hired person agrees to offer the prayers of a dead person within one year, but he dies before the year ends, another person should be hired

---

to offer the uncompleted prayers. And if he feels that the hired person probably did not offer some prayers, even then, as an obligatory precaution, another person should be hired.

1557. * If a person hired for offering the prayers of a dead person, dies before offering all the prayers, and if he had taken wages for all the prayers, if the hirer has placed a condition that he would offer all the prayers himself, the hirer can take back the proportionate amount of wages for the remaining prayers. Or he can cancel the contract and pay an adequate sum. And if it was not agreed that the hired person would offer all the prayers himself, then the heirs of the deceased should pay from his estate, and engage another person to complete the task. And if there is nothing in the estate, it is not obligatory upon the heirs.

1558. If the hired person dies before offering all the qadha prayers of the dead, and if he himself had some qadha of his own, if there is any residue from his estate after acting according to the above rule, someone should be hired to perform all his qadha if he has *willed*, and his heirs give permission. And if they do not permit, his one-third (thuluth) should be spent for the qadha prayers.

Fasting

Fasting means that a person must, in obedience to the commands of Allah, from the time of *Adhan* for Fajr prayers up to Maghrib, avoid nine things which will be mentioned later.

Niyyat for Fasting

1559. * It is not necessary for a person to pass the niyyat for fasting through his mind or to say that he would be fasting on the following day. In fact, it is sufficient for him to decide that in obedience to the command of Allah he will not perform from the time of *Adhan* for Fajr prayers up to Maghrib, any act which may invalidate the fast. And in order to ensure that he has been fasting throughout this time he should begin abstaining earlier than the *Adhan* for Fajr prayers, and continue to refrain for some time after sunset from acts which invalidate a fast.

1560. A person can make niyyat every night of the holy month of Ramadhan that he would be fasting on the following day, and it is better to make niyyat on the first night of Ram*Adhan* that he would fast throughout that month.

1561. * The last time for making niyyat to observe a fast of *Ramadhan* for a conscious person, is moments before *Adhan* of Fajr prayers. This means he must be intent upon fasting at that time, even if he later became heedless of his intention due

to sleep etc.

1562. * As for Mustahab fast one can make its niyyat at any time in the day, even moments before Maghrib - provided he has not committed any such act which invalidates the fast.

1563. * If a person sleeps before *Adhan* for Fajr prayers in Ramadhan or any other day fixed for an obligatory fast without making a niyyat, and wakes up before Zuhr to make a niyyat of fast, his fast will be in order.

But if he wakes up after Zuhr, as a precaution, he should continue with the abstinence with the niyyat of *Qurbat* and then give its *qadha* also.

1564. * If a person intends to keep a fast other than the fast of Ramadhan, he should specify that fast; for example, he should specify it as the *qadha* fast or a fast to fulfil a vow. On the other hand, it is not necessary that a person should specify in his niyyat that he is going to observe a fast of Ramadhan. If a person is not aware or forgets that it is the month of Ramadhan and makes a niyyat to observe some other fast it will be considered to be the fast of Ramadhan.

1565. * If a person knows that it is the month of Ramadhan, yet intentionally makes an intention of observing a fast other than the fast of the month of Ramadhan his fast will not be reckoned a fast of the month of Ramadhan nor the fast of which he made the niyyat.

1566. If a person observes fast with the niyyat of the first day of the month and understands later that it was the second or third of the month, his fast is in order.

1567. If a person makes an intention before *Adhan* for dawn prayers to observe a fast and then becomes unconscious and regains his senses during the day time, he should, on the basis of obligatory precaution, complete the fast on that day, and if he does not complete it, he should observe its *qadha* .

1568. If a person makes niyyat before the *Adhan* for Fajr prayers to observe a fast and then gets intoxicated and comes to senses during the day he should, on the basis of obligatory precaution, complete the fast of that day and should also give its *qadha* .

1569. If a person makes a niyyat before the *Adhan* for Fajr prayers to observe a fast, and then goes to sleep, and wakes up after Maghrib his fast is in order.

1570. * If a person did not know or forgot that it was the month of Ramadhan, and takes notice of this before Zuhr and if he has performed

---

some act which will invalidates a fast, his fast is void. But, he should not perform any act till Maghrib which invalidates a fast and should also observe qadha of that fast after Ramadhan. The same rule applies if he learns after Zuhr that it is the month of

Ramadhan. But if he learns before Zuhr, and if he has not done anything which would invalidate his fast, his fast will be valid.

1571. * If a child reaches the age of puberty before the *Adhan* for Fajr prayers in the month of Ramadhan he/she should keep fast and if he/she reaches the age of puberty after the Fajr *Adhan* , the fast of that day is not obligatory for him/her except if he/she intended to observe a Mustahab fast on that day, then he/she should complete it as a precaution.

1572. * If a person who has been hired to observe the fasts of a dead person or has fasts of Kaffarah upon him as an obligation, observes Mustahab fasts, there is no harm in it. However, if a person has his own *qadha* of fasts, he cannot observe Mustahab fasts. If he forgets this and observes a Mustahab fast and remembers it before Zuhr his Mustahab fast will be void and he can convert his intention to the fast of *qadha* , and if he takes notice of the situation after Zuhr his fast is void as a precaution, and similarly if he remembers this after Maghrib, the validity of his fast is a matter if Ishkal.

1573. * If it is obligatory for a person to observe a specific fast other than the fast of the month of Ramadhan, for example, if he has vowed that he would observe fast on a particular day, and he does not make an intention purposely till the *Adhan* for Fajr prayers, his fast is void. And if he does not know that it is obligatory for him to fast on that day or forgets about it and remembers it before midday, and if he has not performed any act which invalidates the fast and makes an intention to fast, his fast is in order, and if he remembers after Zuhr, he should follow the precaution applied to the fast of Ramadhan.

1574. If a person does not make an intention till near Zuhr for an obligatory fast which has no fixed time, like a fast of Kaffarah, there is no harm in it. In fact, if he had decided before making a niyyat that he would not fast, or was undecided as to whether he should or should not fast, if he has not per-

---

formed any act which invalidates a fast, and decides before Zuhr to fast, his fast will be in order.

1575. * If a non-Muslim embraces Islam in the month of Ramadhan before Zuhr, he should, on the basis of obligatory precaution, make an intention to fast, and complete it provided that he had not committed any act which would make a fast void. And if he does not observe fast on that day he should give its *qadha* .

1576. * If a patient recovers from his illness in the middle of a day in the month of Ramadhan, before Zuhr, and if he has not done anything to invalidate the fast, he should make niyyat and fast. But if he recovers after Zuhr, it will not be obligatory on him to fast on that day.

1577. * If one doubts whether it is the last day of Sha'ban or the first day of Ramadhan then the fast on that day is not obligatory. If however, somebody wants to observe fast on that day he cannot do so with the intention of observing the Ramadhan

fast, but if he makes an intention that if it is Ramadhan then it is the Ramadhan fast and if it is not Ramadhan then it is *qadha* fast or some other fast like that, his fast will be valid. But it is better to observe the fast with the intention of qadha fast or some other fast, and if it is known later that it was Ramadhan then it will automatically be Ramadhan fast. And even if he makes a niyyat of a natural fast, and later it becomes known that it is Ramadhan, it will be sufficient (i.e. that fast will be counted as the Ramadhan fast).

1578. If it is doubtful whether it is the last day of Sha'ban or the first of Ramadhan, and a person observes a *qadha* or a Mustahab fast or some other fast on that day, and later comes to know the same day that it is the first of Ramadhan, then he should convert the intention to the Ramadhan fast.

1579. * If somebody is undecided in his niyyat whether to break or not an obligatory fixed fast, like that of Ramadhan, or decides to do so, immediately his fast becomes invalid even if he does not actually break it or is repentant of his intention.

---

(291)

1580. * If, while observing a Mustahab fast or an obligatory fast the time of which is not fixed (e.g. a fast for Kaffarah) a person intends to break the fast or wavers whether or not he should do so, and if he does not break it, he should make a fresh niyyat before Zuhr in the case of an obligatory fast, and before Maghrib in the case of a Mustahab fast. That way his fast will be in order.

Things which make a Fast void
1581. * There are nine acts which invalidate fast:

(i) Eating and drinking

(ii) Sexual intercourse

(iii) Masturbation (Istimna) which means self abuse, resulting in ejaculation

(iv) Ascribing false things to Almighty Allah, or his Prophet or to the successors of the Holy Prophet

(v) Swallowing thick dust

(vi) Immersing one's complete head in water

(vii) Remaining in Janabat or *Haidh* or *Nifas* till the *Adhan* for Fajr prayers

(viii) Enema with liquids

(ix) Vomiting

Details of these acts will be explained in the following articles:-

I. Eating and Drinking

1582. If a person eats or drinks something intentionally, while being conscious of fasting, his fast becomes void, irrespective of whether the thing which he ate or drank was usually eaten or drunk (for example bread with water) or not (for example earth or the juice of a tree) and whether it is more or less; even if a person, who is fasting, takes the tooth brush (Miswak) out of his mouth and then puts it back into his mouth, swallowing its liquid, his fast will be void, unless the moisture in the tooth brush mixes up with the saliva in such a way that it may no longer be called an external wetness.

1583. If while eating and drinking, a person realises that it is Fajr, he should throw the food out of his mouth, and if he swallows it intentionally, his fast is void, and according to the rules which will be mentioned later, it also becomes obligatory on him to give Kaffarah.

1584. If a person who is fasting eats or drinks something forgetfully, his fast does not become invalid.

1585. There is no objection to an injection which anaesthetises one's limb or is used for some other purpose being given to a person, who is observing fast, but it is better that the injections which are given as medicine or food are avoided.

1586. If a person observing fast intentionally swallows something which remained in between his teeth, his fast is invalidated.

1587. * If a person wishes to observe a fast, it is not necessary for him to use a toothpick before the *Adhan* of Fajr prayers. However, if he knows that some particles of food which have remained in between his teeth, will go down into his stomach during the day, then he must clean his teeth with toothpick.

1588. Swallowing saliva does not invalidate a fast, although it may have collected in one's mouth owing to thoughts about sour things etc.

1589. There is no harm in swallowing one's phlegm or mucous from head and chest as long as it does not come upto one's mouth. However, if it reaches one's mouth, the obligatory precaution is that one should not swallow it.

1590. * If a person observing fast becomes so thirsty that he fears that he may die of thirst or sustain some harm or extreme hardship, he can drink as much water as would ensure that the fear is averted. However, his fast becomes invalid, and if it is the month of Ramadhan, as an obligatory precaution, he should not drink more than that, and then for the rest of the day, refrain from all acts which would invalidate the fast.

1591. Chewing food to feed a child or a bird and tasting food etc. which does not usually go down the throat, will not invalidate the fast, even if it happens to reach there inadvertently. However, if a person knows beforehand that it will reach the throat, his fast becomes void, and he should observe its *qadha* and it is also obligatory upon him to give Kaffarah.

1592. A person cannot abandon fast on account of weakness. However, if his weakness is to such an extent that fasting becomes totally unbearable, there is no harm in breaking the fast.

II. Sexual Intercourse

1593. Sexual intercourse invalidates the fast, even if the penetration is as little as the tip of the male organ, and even if there has been no ejaculation.

1594. * If the penetration is less than the tip of the male organ, so that it cannot be said that intercourse has taken place, also if no ejaculation takes place, the fast does not become invalid. This applies to both, circumcised and uncircumcised men.

1595. If a person commits sexual intercourse intentionally and then doubts whether penetration was upto the point of circumcision or not his fast, as an obligatory precaution, becomes invalid, and it is necessary for him to observe its *qadha* . It is not, however, obligatory on him to give Kaffarah.

1596. If a person forgets that he is observing fast and commits sexual intercourse or he is compelled to have sexual intercourse in a manner that makes him helpless, his fast does not become void. However, if he remembers (that he is observing fast) or ceases to be helpless during sexual intercourse, he should withdraw from the sexual intercourse at once, and if he does not, his fast becomes void.

III. Istimna (Masturbation)

1597. If a person, who is observing fast, performs masturbation (Istimna), his fast becomes void (The explanation of istimna has been given in rule 1581/iii).

1598. If semen is discharged from the body of a person involuntarily, his fast does not become void.

1599. Even if a person observing fast knows that if he sleeps during the day time he will become Mohtalim (i.e. semen will be discharged from his body

---

during sleep) it is permissible for him to sleep, even if he may not be inconvenienced by not sleeping. And if he becomes Mohtalim, his fast does not become void.

1600. If a person who is observing fast, wakes up from sleep while ejaculation is taking place, it is not obligatory on him to stop it.

1601. A fasting person who has become Mohtalim can urinate even if he knows that by urinating the remaining semen will flow from his body.

1602. * If a fasting person who has become Mohtalim, knows that some semen has remained in his body and if he does not urinate before taking Ghusl, it will come out after Ghusl, he should on the basis of recommended precaution, urinate before taking Ghusl.

1603. * A person who indulges in courtship with an intention to allow semen to be discharged, will complete his fast and also observe its *qadha* , even if semen is not discharged.

1604. If a fasting person indulges in courtship without the intention of allowing the semen to be discharged, and also, if he is sure that semen will not be discharged, his fast is in order, even if semen may be discharged unexpectedly. However, if he is not sure about the discharge and it takes place, then his fast is void.

IV. Ascribing Lies to Allah and His Prophet

1605. * If a person who is observing fast, intentionally ascribes something false to Allah and the Prophet (s.a.w.a.) and his vicegerents (a.s.), verbally or in writing or by making a sign, his fast becomes void, even if he may at once retract and say that he has uttered a lie or may repent for it. And, as a recommended precaution, he should refrain from imputing lies to Bibi Fatema Zahra (a.s.) and all the Prophets and their successors.

1606. * If a person observing fast wishes to quote something about which he has no authority or he does not know whether it is true or false, he

should, as an obligatory precaution, give a reference of the person who reported it, or of the book in which it is written.

1607. * If a person quotes something as the word of Allah or of the Holy Prophet with the belief that it is true, but realises later that it is false, his fast does not become void.

1608. If a person ascribes something to Almighty Allah or the Holy Prophet knowing it to be false and understands later that it was true, as an obligatory precaution, he should complete his fast and should also observe its *qadha* .

1609. * If a person intentionally ascribes to Allah or the Holy Prophet or the successors of the Holy Prophet a falsehood fabricated by some other person, his fast becomes void. However, if he quotes the person who has fabricated that falsehood, his fast will not be affected.

1610. * If a person who is observing fast, is asked whether the Holy Prophet said such and such thing and he intentionally says 'No' where he should say 'Yes' or intentionally says 'Yes' where he should say 'No', his fast becomes void, as an obligatory precaution.

1611. * If a person quotes a true word of Allah or of the Holy Prophet, and later says that he had uttered a lie, or if he ascribed something false to them at night, and says on the following day when he is observing fast, that what he said on the previous night was true, his fast becomes void, except when his intention is to convey his newly acquired information.

V. Letting Dust Reach One's Throat

1612. * On the basis of obligatory precaution, allowing thick dust to reach one's throat makes one's fast void, whether the dust is of something which is halal to eat, like flour, or of something which is haraam to consume like dust or earth.

1613. * Allowing thin dust to reach one's throat will not invalidate the fast.

1614. * If thick dust is whipped up by the wind and if a person does not take care in spite of taking notice of it, allowing the dust to reach his throat, his fast becomes void on the basis of obligatory precaution.

1615. * As an obligatory precaution, a person who is observing fasts, should not allow the smoke of cigarettes, tobacco, and other similar things to reach his throat.

1616. * If a person does not take care to prevent dust, smoke, etc. from entering his throat, and if he was quiet sure that these things would not reach his throat, his fast is in order; but if he only felt that they might not reach his throat, it is better that he should observe that fast again as *qadha* .

1617. If a person forgets that he is fasting and does not exercise care, or if dust or any other similar thing enters his throat involuntarily, his fast does not become void.

VI. Immersing One's Head in Water

1618. * If a fasting person intentionally immerses his entire head in the water, his fast is known to be void, even if the rest of his body remains out of water. But this act does not invalidate the fast; it is a Makrooh act, and as a measure of precaution, should be avoided.

1619. * If a person immerses half of his head in the water once, and the other half the second time, his fast is not affected.

1620. * If the entire head is immersed under the water, leaving some hair out, the rule applied will be that mentioned above in 1618.

1621. * There is no harm in immersing one's head in liquids other than water like, in milk. Similarly, fast is not affected by immersing one's head in mixed water that is, Mudhaaf.

1622. * If a fasting person falls into the water involuntarily, and his entire head goes into the water, or if he forgets that he is fasting and immerses his head in the water, his fast is not affected.

1623. * If a person throws himself into the water thinking that his entire head will not go down into the water, and water covers his entire head, his fast remains in order.

1624. * If a person forgets that he is fasting and immerses his head in the water, and he remembers under the water that he is fasting, it is better that he takes his head out

of water at once, but if he does not do so, his fast will not be void.

1625. * If a person is pushed into water and his head is immersed in water, the fast is not affected at all. But if the fellow who pushed him and forced his head under water releases him, it is better that he raises his head out of water immediately.

1626. * If a fasting person immerses his head under water with the Niyyat of Ghusl, both his fast and Ghusl will be in order.

1627. * If a person dives headlong in the water to save some one from drowning, although it may be obligatory to save that person, as a recommended precaution, he should give *qadha* for that fast.

VII.Remaining in Janabat or Haidh or Nifas Till Fajr Time

1628. * If a person in Janabat does not take Ghusl intentionally till the time of Fajr prayers, his/her fast becomes void. And if a person whose obligation is to do *tayammum*, wilfully does not do it, his/her fast will be also void. This rules apply to the *qadha* of the fasts of Ramadhan, also.

1629. If a person in Janabat does not take Ghusl intentionally till the time of Fajr prayers, for obligatory fasts other than those of the month of Ramadhan and their *qadha* , those fasts which have fixed days, like those of Ramadhan, his/her fast will be in order.

1630. * If a person enters the state of Janabat during a night in the month of Ramadhan, and does not take Ghusl intentionally till the time left before *Adhan* is short, he/she should perform *tayammum* and observe the fast. However, it is a recommended precaution that its *qadha* is also given.

---

(298)

1631. If a person in Janabat in the month of Ramadhan forgets to take Ghusl and remembers it after one day, he should observe the *qadha* of the fast of that day. And if he remembers it after a number of days he should observe the *qadha* of the fasts of all those days, during which he is certain to have been in Janabat. For example, if he is not sure whether he was in Janabat for three days or four, he should observe the *qadha* of three days.

1632. If a person who does not have time for Ghusl or erforming *tayammum* in a night of Ramadhan gets into state of Janabat, his fast will be void and it will be obligatory upon him to give *qadha* of that fast, as well as Kaffarah.

1633. * If a person investigates whether or not he has enough time at his disposal, and believing that he has time for Ghusl, goes into state of Janabat and when he learns later that actually the time was short, he performs *tayammum*, his fast will be in order. And if he presumes without any investigation that he has enough time at his disposal and gets into Janabat and when he learns later that the time was short, keeps the fast with *tayammum*, he should, as a recommended precaution, observe the *qadha* of that fast.

1634. * If a person is in Janabat during a night in Ramadhan and knows that if he goes to sleep he will not wake up till Fajr, he should not sleep before Ghusl and if he sleeps before Ghusl and does not wake up till Fajr, his fast is void, and *qadha* and Kaffarah become obligatory on him.

1635. When a person in Janabat goes to sleep in a night of Ramadhan and then wakes up, the obligatory precaution is that if he is not sure about waking up again, he should not go to sleep before Ghusl, even if he has a faint hope that he might wake up before Fajr if he sleeps again.

1636. * If a person in Janabat in the night of Ramadhan feels certain that if he goes to sleep he will wake up before the time of Fajr prayers, and is determined to do Ghusl upon waking up, and oversleeps with that determination till the time of Fajr prayers, his fast will be in order. And the same rule applies to a person who, though not absolutely certain, is hopeful about waking up before the time of Fajr prayers.

1637. If a person in Janabat in a night of Ramadhan is certain or reasonably hopeful that if he sleeps he will wake up before the time of Fajr prayers but he is not heedful of the fact that after waking up he would do Ghusl , if he oversleeps till the time of Fajr prayers, the *qadha* of that fast will be obligatory on him as a precaution.

1638. * If a person in Janabat in a night of Ramadhan is sure or fairly hopeful that if he sleeps he will wake up before the time of Fajr prayers, but he does not intend to do Ghusl then, or is undecided about it , his fast is void.. And if he sleeps and does not wake up the *qadha* and Kaffarah will be obligatory on him.

1639. * If a person in Janabat sleeps and wakes up during a night of Ramadhan and is certain or fairly hopeful that if he sleeps again, he will wake up before the time of Fajr prayers, with full determination to do Ghusl after waking up, and oversleeps till the time of Fajr, he should observe the *qadha* of the fast of that day. And if he goes to sleep for the third time and does not wake up till the time of Fajr prayers, it is obligatory on him to observe the *qadha* as well as give the kaffarah, as a recommended precaution.

1640. When a person becomes Mohtalim during sleep, the first, second and third sleep means the sleep after waking up; and the sleep in which he became Mohtalim will not be reckoned to be the first sleep.

1641. If a person observing fast becomes Mohtalim during day time, it is not obligatory on him to do Ghusl at once.

1642. When a person wakes up in the month of Ramadhan after the Fajr prayers and finds that he has become Mohtalim his fast is in order, even if he knows that he became Mohtalim before the Fajr prayers.

1643. * When a person who wants to observe the *qadha* of Ramadhan, remains in Janabat intentionally till the time of Fajr prayers, he cannot fast on that day. And if it was not intentional, he can fast, but as a precaution, it should be avoided.

1644. * If a person wants to observe the *qadha* of Ramadhan and wakes up after the time of Fajr prayers finding himself Mohtalim, and knows that he became Mohtalim before the time Fajr prayers, he can fast on that day with the niyyat of qadha .

1645. If a person remains in Janabat intentionally till the time of Fajr prayers in an obligatory fast which does not have fixed days, like, the fast of Kaffarah, apparently his fast is in order, but it is better that he should observe fast on some other day.

1646. * If a woman becomes *Pak* from Haidth or *Nifas* before the time of Fajr prayers in the month of Ramadhan or, as a precaution, on a day she wants to give qadha of Ramadhan, and does not do Ghusl - or in the case of time being short, *tayammum* - intentionally, her fast will be void. And if it is not the fast of Ramadhan or its*qadha* , her fast will be in order, but as a precaution, she should do Ghusl. And if the obligation of a woman is *tayammum* instead of Ghusl for Haidth or *Nifas* and she does not do it intentionally, in the month of Ramadhan or for its qadha , before the time of Fajr prayers, her fast is void.

1647. * If a woman becomes *Pak* from *Haidh* or *Nifas* before the time of Fajr prayers in the month of Ramadhan and she has no time to do Ghusl, she should perform *tayammum*. But it is not necessary for her to remain awake till the time of Fajr prayers. The same rule applies to a person whose obligation is *tayammum* after getting into the state of Janabat.

1648. If a woman gets *Pak* from *Haidh* or *Nifas* just near the time of Fajr prayers in the month of Ramadhan, and has no time left for Ghusl or *tayammum*, her fast is valid.

1649. If a woman gets *Pak* from *Haidh* or *Nifas* after the Fajr or if *Haidh* or *Nifas* begins during the day though just near the Maghrib time, her fast is void.

1650. If a woman forgets to do Ghusl for *Haidh* or *Nifas* and remembers it after a day or more, the fasts that she has observed will be valid.

1651. * If a woman gets *Pak* from *Haidh* or *Nifas* before the time of Fajr prayers in the month of Ramdhan but neglects her obligation and does not do Ghusl before Fajr, nor does she resort to *tayammum* as time becomes short, her fast will be void. But if she is not negligent, like when she waits for her turn in a public bath, then even if she sleeps three times without doing Ghusl till Fajr, her fast will be valid if she does not ignore *tayammum*.

1652. * If a woman is in a state of excessive *Isihadha*, her fast will be valid even if she does not carry out the rules of Ghusls as explained in rule no. 402. Similarly, her fast will be in order if she does not do the Ghusls prescribed for medium *Isihadha*.

1653. A person who has touched a dead body (i.e. has brought any part of his own

body in contact with it) can observe fast without having done Ghusl for touching a dead body, and his fast does not become void even if he touches the dead body during the fast.

VIII. Enema

1654. If liquid enema is taken by a fasting person, his fast becomes void even if he is obliged to take it for the sake of treatment.

IX. Vomiting

1655. If a fasting person vomits intentionally his fast becomes void, though he may have been obliged to do so on account of sickness. However, the fast does not become void, if one vomits forgetfully or involuntarily.

1656. * If a person eats something at night knowing that it will cause vomiting during the day time, the recommended precaution is that he should give the *qadha* of that fast.

1657. * If a fasting person can stop vomiting without causing any harm or inconvenience to himself, he should exercise restraint.

1658. * If a fly enters the throat of a fasting person, it will not be necessary

---

to throw it out if it has gone deep down the gullet, and his fast will be valid. But if it has not descended deep down, it must be coughed out, even by vomiting, if it is not harmful to do so. If one does not do so, fast will be void.

1659. If a person swallows something by mistake and remembers before it reaches the stomach that he is fasting, it is not necessary for him to throw it out, and his fast is in order.

1660. If a fasting person is certain that if he belches, something will come out from the throat, he should not, as a precaution, belch intentionally, but there is no harm in his belching if he is not certain about it.

1661. If a fasting person belches and something comes from his throat or into the mouth, he should throw it out, and if it is swallowed unintentionally, his fast is in order.

Rules Regarding Things which Invalidate a Fast

1662. * If a person intentionally and voluntarily commits an act which invalidates fast, his fast becomes void, but if he does not commit such an act intentionally, there is no harm in it (i.e. his fast is valid). However, if a person in Janabat sleeps and does not do Ghusl till the time of Fajr prayers, as detailed in rule no. 1639, his fast is void. Similarly, if a person due to utter ignorance of the rule that a certain act will invalidate the fast, or due to reliance upon some authority which he thought was

genuine, unhesitatingly commits an act which invalidates the fast, his fast will not be void, except in the cases of eating, drinking and sexual intercourse.

1663. * If a fasting person forgetfully commits an act which invalidates fast and thinking that since his fast has become void, commits intentionally another act which invalidates fast, his fast will be void.

1664. * If something is dropped forcibly down the throat of a fasting person, his fast does not become void. But, if he is compelled to break his fast by intimidation, like, if he is warned that his life or wealth would be at stake, and he willingly breaks the fast to ward off the danger, his fast will be void.

1665. * A fasting person should not go to a place where he knows that something will be put down his throat or that he will be compelled to break his fast by his own hands. And if he goes there and he is compelled to commit an act by his own hands which invalidates a fast, his fast will be void. The same will apply, as an obligatory precaution, if something is forcibly put down his throat.

Things which are Makrooh for a Person Observing Fast

1666. * Certain things are Makrooh for a person observing fast, some of them are mentioned below :
(i) Using eyedrops and applying Surma if its taste or smell reaches the throat.
(ii) Performing an act, which causes weakness, like blood-letting (extracting the blood from the body) or going for hot bath.
(iii) Inhaling a snuff if one is not aware that it might reach the throat; and if one is aware that it will reach the throat its use is not permissible.
(iv) Smelling fragrant herbs.
(v) For women, to sit in the water.
(vi) Using suppository, that is, letting into rectum a stimulant for bowels.
(vii) Wetting the dress which one is wearing.
(viii) Getting a tooth extracted or doing something as a result of which there is bleeding in the mouth.
(ix) Cleaning the teeth with a wet toothbrush.
(x) Putting water or any other liquid in the mouth without a good cause.
It is also Makrooh for a fasting person to court or woo his wife without the intention of ejaculation; or to do something which excites him sexually. And if he does it with the intention of ejaculation, and no ejaculation takes place, his fast, as an obligatory precaution, will be deemed void.

Obligatory Qadha Fast and Kaffarah

1667. * In the following situations, both qadha and Kaffarah become obligatory, provided these acts are committed intentionally, voluntarily and without any force or pressure, during the fasts of Ramadhan:
(i) Eating
(ii) Drinking
(iii) Sexual Intercourse

(iv) Masturbation
(v) Staying in the state of Janabat till the time of Fajr prayers
And as a recommended precaution, invalidating the fast due to reasons other than those mentioned above, should also be recompensed with Kaffarah, besides the obligatory qadha.

1668. * If a person commits any of the foregoing acts with an absolute certitude that it does not invalidate fast, Kaffarah will not be obligatory on him.

Kaffarah for Fast

1669. * The Kaffarah of leaving out a fast of Ramadhan is to:

(a) free a slave, or (b) fast for two months or (c) feed sixty poor to their fill or give one mudd (= 3/4 kg.) of food-stuff, like, wheat or barley or bread etc. to each of them. And if it is not possible for him to fulfil any of these, he should give Sadaqa according to his means and seek Divine forgiveness. And the obligatory precaution is that he should give Kaffarah as and when he is capable to do so.

1670. A person who intends fasting for two months as a Kaffarah for a fast of Ramadhan, should fast continuously for one month and one day, and it would not matter if he did not maintain continuity for completion of the remaining fasts.

1671. * A person who intends fasting for two months as a Kaffarah for a fast of Ramadhan, should not commence fasting at such time when he knows that within a month and one day, days like *Eid-ul-Azha* will fall when it would be haraam to fast.

1672. If a person who must fast continuously, fails to fast on any day in the period without any just excuse, he should commence fasting all over again.

1673. * If a person who must fast continuously, is unable to maintain the continuity due to an excuse beyond control, like, Haidh or Nifas or a journey, which one is obliged to undertake, it will not be obligatory on him/her after the excuse is removed, to commence fasting again from the beginning. He/she should proceed to observe the remaining fasts.

---

(305)

1674. * If a person breaks his fast with something haraam, whether it is haraam in itself, like, wine or adultery or has become haraam due to some reason like, any food which is normally permissible but it is injurious to his health, or if he has sexual intercourse with his wife during *Haidth*, he will have to observe all the three Kaffarah, as a recommended precaution. It means that he should set free a slave, fast for two months and also feed sixty poor to their fill, or give one mudd of wheat, barley, bread etc. to each of them. If it is not possible for him to give all the three Kaffarah, he should perform any one Kaffarah which he can possibly give.

1675. * If a fasting person intentionally imputes lies to Allah or the Holy Prophet (s.a.w.a.), the recommended precaution is that he should give all the three Kaffarah as detailed above.

1676. * If a fasting person engages in sexual intercourse several times a day during Ramadhan or commits masturbation, one Kaffarah becomes obligatory on him. But, as a recommended precaution, he should give a Kaffarah each time he engages in sexual intercourse.

1677. * If a fasting person repeats an act which invalidates fast of Ramadhan other than sexual intercourse and masturbation, one Kaffarah will be sufficient for all.

1678. * If a fasting person commits an act which invalidates a fast other than sexual intercourse, and then has sexual intercourse with his wife, one Kaffarah will suffice for both the acts.

1679. * If a fasting person commits a halal act to invalidate a fast, like, if he drinks water and thereafter commits another act which is haraam and invalidates a fast, like, if he eats haraam food, one Kaffarah will suffice.

1680. * If a fasting person belches and swallows intentionally that which comes in his mouth, his fast becomes void, and he should give its qadha and Kaffarah also. And if the thing which comes to his mouth is haraam to consume, like, blood or some food which no more looks like food, and he swallows it intentionally, he will give the qadha of that fast, and as a recommended precaution, give all the three Kaffarah.

1681. If a person takes a vow that he would fast on a particular day, and if he invalidates his fast intentionally on that day, he should give Kaffarah, the one for which one becomes liable upon breaking a vow. The details will come in the relevant Chapter.

1682. If a fasting person breaks his fast when someone unreliable informs him that Maghrib has set in, and he later learns that Maghrib had not set in, or doubts whether it had set in or not, it is obligatory on him to give qadha and Kaffarah.

1683. If a person who has intentionally invalidated his fast travels after Zuhr or before Zuhr to escape the Kaffarah, he will not be exempted from the Kaffarah. In fact, if he has to proceed unexpectedly on a journey before Zuhr, even then it is obligatory for him to give Kaffarah.

1684. If a person invalidates the fast intentionally and then an excuse like *Haidth*, *Nifas* or sickness arises, the recommended precaution is that he/she should give a Kaffarah.

1685. If a person was certain that it was the first day of Ramadhan and invalidated his fast intentionally, and it transpired later that it was the last day of Sha'ban it would not be obligatory on him to give Kaffarah.

1686. If a person doubts whether it is the last day of Ramadhan or the first day of Shawwal and invalidates his fast intentionally, and it transpires later that it is the first day of Shawwal, it will not be obligatory on him to give Kaffarah.

1687. * If a man who is fasting in the month of Ramadhan has sexual intercourse with his wife who is also fasting and if he has compelled her for that, he should give Kaffarah for his own fast and as a precaution, also for his wife's. And if she had wilfully consented to the sexual intercourse, a Kaffarah becomes obligatory on each of them.

1688. If a woman compels her fasting husband to have sexual intercourse with her, it is not obligatory on her to give Kaffarah for her husband's fast.

---

(307)

1689. If a man who is fasting in Ramadhan compels his wife for sexual intercourse, and if the woman expresses her agreement during the intercourse, the man should, on the basis of obligatory precaution, give two Kaffarah and the woman should give one Kaffarah.

1690. If a man who is observing fast in Ramadhan has sexual intercourse with his fasting wife who is asleep, one Kaffarah becomes obligatory on him. But the wife's fast is in order and she will not give any Kaffarah.

1691. If a man compels his wife or a woman compels her husband to commit an act which makes the fast void, other than the sexual intercourse, it will not be obligatory upon any of them to give any Kaffarah.

1692. A man who does not observe fast due to travelling or illness, cannot compel his fasting wife to have sexual intercourse. But, if he compels her, Kaffarah will not be obligatory on him either.

1693. One should not be negligent about giving Kaffarah. But, it is not necessary to give it immediately.

1694. If Kaffarah has become obligatory on a person and if he fails to fulfil it for some years, no increase in the Kaffarah takes place.

1695. * When a person is required to feed sixty poor by way of Kaffarah for one fast, and if he has access to all of them, he cannot give to any one of them more than one mudd of food, or feed a poor man more than once, calculating it as feeding more than one person. However, he can give to a poor person one mudd of food for each member of his family, even if they may be minors.

1696. * If a person offering qadha of a fast of Ramadhan intentionally breaks his fast after Zuhr, he should give food to ten poor persons, one mudd to each, and if he cannot do this, he should observe fast for three days.

---

(308)

Occasions on which it is Obligatory to Observe the Qadha Only

1697. * In the following cases it is obligatory on a person to observe a qadha fast only and it is not obligatory on him to give a Kaffarah:

(i) If a person is in Janabat during a night of Ramadhan and as detailed in rule no. 1639 does not wake up from his second sleep till the time of Fajr prayers.
(ii) If he does not commit an act which invalidates a fast but did not make Niyyat to observe fast, or fasts to show off intends not to fast at all, or decides to commit an act which invalidates a fast, then as an obligatory precaution, he must give its qadha.
(iii) If he forgets to do Ghusl of Janabat during the month of Ramadhan and fasts for one or more days in the state of Janabat.
(iv) If in the month of Ramadhan, a man without investigating as to whether Fajr has set in or not commits an act, which invalidates a fast, and it becomes known later that it was Fajr, he should as a precaution and with the Niyyat of *Qurbat*, refrain from committing any further acts which invalidate the fast, and give its qadha also.
(v) If someone else informs that it is not Fajr yet, and on the basis of his statement one commits an act which invalidates a fast and it is later found out that it was Fajr.
(vi) If someone informs that it is Fajr and not believing his word or thinking that the fellow is joking, he commits, without investigating, an act which invalidates a fast and it becomes known later that it was Fajr.
(vii) If a blind person, or any one like him, breaks his fast relying on the statement of another person, and it is known later that Maghrib had not set in.
(viii) When a person is certain that Maghrib has set in, and breaks his feet accordingly, and later he learns that it was not Maghrib, he must give qadha. But if he believed that Maghrib had set in because of cloudy weather, and broke his fast, and later it became evident that Maghrib had not set in, he will observe qadha of that fast as a precautionary measure.
(ix) When one rinses his mouth with water because it has dried due to thirst and the water uncontrollably goes down one's throat, qadha has to be given. Similarly, as a recommended precaution, one should give a qadha if the mouthwash was for a wudhu for Mustahab prayers, and

---

the water went down the throat. But if he forgets that he has kept a fast, or if he does the mouthwash, not because of thirst, but for a wudhu for an obligatory prayers and water is uncontrollably swallowed, there will be no qadha.
(x) If a person breaks his fast due to duress, helplessness or taqayyah, he will observe qadha of the fast, but it is not obligatory on him to give a Kaffarah.

1698. If a fasting person puts something other than water in his mouth and it goes down the throat involuntarily, or puts water in his nose and it goes down involuntarily, it will not be obligatory on him to observe qadha of the fast.

1699. It is Makrooh to do excessive mouth washing for a fasting person, and after the mouthwash if he wishes to swallow saliva, it is better that he spits it out three times before doing so.

1700. * If a person knows or feels that if he does a mouthwash water will seep down his throat involuntarily, he should avoid it. And as an obligatory precaution, he should avoid the mouthwash if he knows or feels that water may trickle down his throat due to his own forgetfulness.

1701. * If in the month of Ramadhan, a person becomes sure after investigation that it

is not Fajr and commits an act which invalidates a fast, and it is later known that it was Fajr already, it will not be necessary for him to offer qadha of that fast.

1702. If a person doubts whether or not Maghrib has set in, he cannot break his fast. But if he doubts whether or not it is Fajr he can commit, even before investigation, an act which invalidates a fast.

Rules Regarding the Qadha Fasts

1703. If an insane recovers and becomes sane, it will not be obligatory on him to offer qadha for the fasts which he did not observe when he was insane.

1704. If an unbeliever becomes a Muslim, it is not obligatory on him to offer qadha for the fasts of the period during which he was an unbeliever. However, if a Muslim apostatises and becomes Muslim again, he must observe qadha for the fasts of the period during which he remained an apostate.

1705. A person must offer qadha for the fasts left out due to being intoxicated, even if the intoxicant was taken by him for the purpose of medical treatment.

1706. If a person did not fast on certain days because of some excuse and later doubts about the exact date on which the excuse was over, it will not be obligatory on him to offer qadha basing his calculation on the higher number. For example, if a person travelled before the commencement of the month of Ramadhan, and now does not remember whether he returned on the 5th of Ramadhan or on the 6th, or if he travelled in the last days of the month of Ramadhan and returned after Ramadhan, and now does not remember whether he travelled on the 25th of Ramadhan or on the 26th, in both the cases, he can observe qadha based on the lesser number of days, that is, five days. However, the recommended precaution is that he should offer qadha for the higher number of days, that is, six days.

1707. If a person has to give qadha for Ramadhan fasts of several years, he can begin with the qadha of Ramadhan of any year as he likes. But, if the time for qadha fasts of the last Ramadhan is short, like, if he has to observe five qadha fasts of the last Ramadhan and only five days are left before the commencement of approaching Ramadhan, it is better to observe qadha fasts of last Ramadhan.

1708. If a person has qadha fasts of the month of Ramadhan for several years, and while making Niyyat he does not specify to which year the fasts belong, they will not be reckoned to be the qadha of the last year.

1709. A person who observes a qadha for the fast of Ramadhan can break his fast before Zuhr. However, if the time for qadha fast is short, it is better not to break it.

1710. If a person observes qadha fast of a dead person, it is better not to break the fast after Zuhr.

1711. * If a person does not observe the fasts of the month of Ramadhan due to illness, *Haidh* or *Nifas* and dies before he/she can give qadha in time, he/she will not have any qadha liability.

1712. * If a person does not fast in the month of Ramadhan due to illness and his illness continues till next Ramadhan, it is not obligatory on him to observe qadha of the fasts which he had not observed, but for each fast he should give one mudd of food like, wheat, barley, bread etc. to poor. And if he did not observe fast owing to some other excuse, like, if he did not fast because of travelling and his excuse continued till next Ramadhan, he should observe its qadha fasts, and the obligatory precaution is that for each day he should give one mudd of food to poor.

1713. If a person did not fast in Ramadhan due to illness, and his illness ended after Ramadhan, but there emerged another excuse due to which he could not observe the qadha fasts till next Ramadhan, he should offer qadha for the fasts which he did not observe. Also, if he had an excuse other than illness during Ramadhan, and that excuse ended after Ramadhan, but he then fell ill and could not give qadha till next Ramadhan because of that illness, he will offer the qadha for the fasts he did not observe and, on the basis of obligatory precaution, he will give one mudd of food to poor for each day.

1714. If a person does not observe fasts in the month of Ramadhan owing to some excuse and his excuse is removed after Ramadhan, yet he does not observe the qadha fasts intentionally till next Ramadhan, he has to give qadha of the fasts and should also give one mudd of food to poor for each fast.

1715. * If a person deliberately ignores observing qadha till the time left is short, and during that short time he develops an excuse, he has to give qadha and as a precaution, give one mudd of food to poor for each day. Similarly, if after the excuse is over, he firmly decides to give qadha, but is

---

unable to do so because of some fresh excuse during that short time, he will follow the above rule.

1716. If the illness of a person continues for very long, protracted over many years, he should, after being cured, observe the qadha fasts of the last Ramadhan, and for each day of the earlier years he should give one mudd of food to poor.

1717. A person who has to give one mudd of food to poor for each day, can give food of Kaffarah of a few days to one poor person.

1718. If a person delays observing qadha fasts of the month of Ramadhan for a few years, he should give the qadha and should on account of delay in the first year, give one mudd of food to a poor person for each day. As for the delay in the subsequent years, nothing is obligatory on him.

1719. * If a person does not observe fasts of the month of Ramadhan intentionally, he should give their qadha and for each day left out, he should observe fast for two

months or feed sixty poor persons or set a slave free, and if he does not observe the qadha till next Ramadhan, he should also give one mudd of food for each day as a Kaffarah.

1720. * If a person does not observe fast of the month of Ramadhan intentionally, and commits sexual intercourse or masturbation several times during the day, the Kaffarah does not multiply together with it. Similarly, if he performs other acts which invalidate the fast, like eating several times, one Kaffarah will suffice.

1721. * After the death of a person his eldest son, as an obligatory precaution, should observe his qadha fasts as explained in connection with the prayers earlier.

1722. * If a father had not observed obligatory fasts other than the fasts of the month of Ramadhan, like, a fast of Nadhr, the recommended precaution is that his eldest son should observe its qadha. However, if the father was hired for observing fasts on behalf of a dead person, but he did not observe them, it is not obligatory for the eldest son to offer them.

---

(313)

Fasting by a Traveller

1723. A traveller for whom it is obligatory to shorten a four Rak'ats prayers to two Rak'ats, should not fast. However, a traveller who offers full prayers, like, a person who is a traveller by profession or who goes on a journey for a haraam purpose, should fast while travelling.

1724. There is no harm in travelling during the month of Ramadhan, but it is Makrooh to travel during the month to evade fasting. And similarly, it is Makrooh to travel before the 24th of Ramadhan unless travelling is undertaken for the purpose of Hajj or Umrah or for some important work.

1725. * If it is obligatory on a person to observe a particular fast other than the fasts of Ramadhan, like, if he has undertaken to fast on behalf of someone against payment, or if it is the fast of the third day of *I'tekaf*, he cannot travel on that day, and if he is already on journey then he should make a Niyyat to stay there for ten days, if possible, and keep the fast. And if it is an obligatory fast of Nadhr, travelling on that day is permissible, and it is not necessary to make an intention of staying there for ten days. Though, it is better not to travel unless it is absolutely necessary, and if he is already on a journey, he should have the Niyyat to stay there for 10 days.

1726. If a person makes a vow to observe a Mustahab fast and does not specify any day for it, he cannot keep the fast while travelling. However, if he makes a vow that he will observe fast on a particular day during a journey, he should observe that fast during the journey. Also, if he makes a vow that he will observe a fast on a particular day, whether he is journeying on that day or not, he should observe the fasts on that day even if he travels.

1727. A traveller can observe Mustahab fasts in Madinah for three days with the Niyyat of praying for the fulfilment of his wish, and as a precaution, those three days be Wednesday, Thursday and Friday.

1728. If a person does not know that the fast of a traveller is invalid and observes fast while journeying, and learns about the rule during the day, his fast becomes void, but if he does not learn about the rule till Maghrib, his fast is valid.

1729. If a person forgets that he is a traveller or forgets that the fast of a traveller is void, and observes fast while journeying, is fast is invalid.

1730. * If a fasting person travels after Zuhr, he should, as a precaution, complete his fast. If he travels before Zuhr and had an intention from the previous night to do so, he cannot fast on that day. As a precaution, he cannot fast on that day even if he had no intention to travel from the previous night. In both the cases, he cannot break the fast till he has reached the limit of *Tarakkhus*. If he does, he will be liable to give Kaffarah.

1731. If a traveller in the month of Ramadhan, regardless of whether he was travelling before Fajr, or was fasting and then undertook the journey, reaches his hometown before Zuhr or a place where he intends to stay for ten days, and if has not committed an act which invalidates a fast, he should fast on that day. But if he has committed such an act, it is not obligatory on him to fast on that day.

1732. * If a traveller reaches his hometown after Zuhr, or a place where he intends to stay for ten days, he cannot fast on that day.

1733. It is Makrooh for a traveller and for a person who cannot fast owing to some excuse, to have sexual intercourse or to eat or drink to his fill, during the day time in Ramadhan.

People on Whom Fasting is Not Obligatory

1734. Fasting is not obligatory on a person who cannot fast because of old age, or for whom fasting causes extreme hardship. But in latter case, he should give one mudd food to a poor person for every fast.

1735. If a person who did not fast during the month of Ramadhan owing to old age, becomes capable of fasting later, he should, on the basis of recommended precaution, give the qadha.

1736. * Fasting is not obligatory on a person who suffers from a disease which causes excessive thirst, making it unbearable, or full of hardship. But in the latter case, that is, of hardship, he should give one mudd of food to

---

poor, for every fast. At the same time, as a recommended precaution, such a person may not drink water in a quantity more than essential. If he recovers later, enabling him to fast, then as a recommended precaution, he should give qadha for the fast.

1737. * Fasting is not obligatory on a woman in advanced stage of pregnancy, for

whom fasting is harmful or for the child she carries. For every day, however, she should give one mudd of food to poor. In both the cases, she has to give qadha for the fasts which are left out.

1738. * If a woman is suckling a child, whether she is the mother or a nurse, or suckles it free, and the quantity of her milk is small, and if fasting is harmful to her or to the child, it will not be obligatory on her to fast. And she should give one mudd of food per day to poor. In both the cases, she will later give qadha for the fasts left out. But this rule is specifically applicable in a circumstance where this is the only way of feeding milk to the child - (as an obligatory precaution). But if there is an alternative, like, when more than one woman offer to suckle the child, then establishing this rule is a matter of *Ishkal*.

Method of Ascertaining the First Day of a Month

1739. * The 1st day of a month is established in the following four ways:
(i) If a person himself sights the moon.
(ii) If a number of persons confirm to have sighted the moon and their words assure or satisfy a person. Similarly, every other thing which assures or satisfies him about moon having being sighted.
(iii) If two just (Adil) persons say that they have sighted the moon at night. The first day of the month will not be established if they differ about the details of the new moon. This difference can be either explicit or even implied. For example, when a group of people goes out in search of a new moon and none but two Adils claim to have seen the new moon, though, among those who did not see, there were other Adils equally capable and knowledgeable, then the testimony by the first two Adils will not prove the advent of a new month.
(iv) If 30 days pass from the first of Sha'ban, the 1st of Ramadhan will be

---

established, and if 30 days pass from the 1st of Ramadhan the 1st of Shawwal will be established.

1740. The 1st day of any month will not be proved by the verdict of a Mujtahed and it is better to observe precaution.

1741. The first day of a month will not be proved by the prediction made by the astronomers. However, if a person derives full satisfaction and certitude from their findings, he should act accordingly.

1742. * If the moon is high up in the sky, or sets late, it is not an indication that the previous night was the first night of the month. Similarly, if there is a halo round it, it is not a proof that the new moon appeared in the previous night.

1743. If the first day of the month of Ramadhan is not proved for a person and he does not observe fast, and if it is proved later that the preceding night was infact the night of Ramadhan, he should observe qadha of that day.

1744. * If the first day of a month is proved in a city, it is also proved in other cities if they are united in their horizon. And the meaning of having a common horizon in this

matter is that if new moon was sighted in a city, there would be a distinct possibility of sighting it in the other cities, if there were no impediments, like, the clouds etc.

1745. The first day of a month is not proved by a telegram except when one is sure that the telegram is based on the testimony of two Adils, or on a source which is reliable in the eyes of Shariah.

1746. If a person does not know whether it is the last day of Ramadhan or the first of Shawwal, he should observe fast on that day, and if he comes to know during the day that it is the first of Shawwal, he should break the fast.

1747. * If a prisoner cannot ascertain the advent of Ramadhan, he should act on probability and he should act on a probability which in his estimation

---

is stronger. But if even that is not possible, he may consider a month which he strongly feels to be Ramadhan and fast; however, he should keep that month in view so that if it later transpires that he kept fasts before Ramadhan, he will give the qadha. And if it transpired that it was Ramadhan or after it, he does not have any liability of qadha.

Haraam and Makrooh Fasts

1748. It is haraam to fast on the day of *Eid-ul-Fitr* and *Eid-ul-Azha*. It is also haraam to fast with the Niyyat of first fast of Ramadhan on a day about which he is not sure whether it is the last day of Sha'ban or the first of Ramadhan.

1749. It is haraam for a wife to keep a Mustahab fast if by so doing she would not be able to attend to her duties to her husband. And the obligatory precaution is that even if she can attend to her duties towards her husband, she should not observe a Mustahab fast without his permission.

1750. * It is haraam for the children to observe a Mustahab fast if it causes emotional suffering to their parents.

1751. * If a son observes a Mustahab fast without the permission of his father, and his father prohibits him from it during the day time, the son should break the fast if his disobedience would hurt the feeling of his father.

1752. * If a person knows that fasting is not harmful to him, he should fast even if his doctor advises that it is harmful. And if a person is certain or has a feeling that fasting is harmful to him, he should not fast even if the doctor advises for it, and if he fasts in these circumstances, his fast will not be valid if it turns out that the fast was actually harmful, or if it was not kept with the Niiyyat of *Qurbat*.

1753. * If a person has a strong feeling that it is harmful for him to fast, and owing to that feeling, fear is created in his mind, and if that feeling is commonly acceptable, he should not observe fast, and if he does, it will not be valid in the way described in the foregoing rule.

1754. If a person who believes that fasting is not harmful to him, observes fast and realises after Maghrib that it was considerably harmful to him, he should, on the basis of obligatory precaution, give the qadha of that day.

1755. Besides the fasts mentioned herein, there are other haraam fasts also, the details of which are found in relevant books.

1756. It is Makrooh to fast on 'Ashura (10th of Muharram). It is also Makrooh to fast on the day about which one is not sure whether it is the day of *'Arafa* or *Eid-ul-Azha*.

Mustahab Fasts

1757.* Fasting is Mustahab on every day of a year except those on which it is haraam or Makrooh to observe a fast. Some of them which have been strongly recommended, are mentioned here:
(i) The first and last Thursday of every month and the first Wednesday after the 10th of a month. If a person does not observe these fasts it is Mustahab that he gives their qadha. And if he is incapable of fasting, it is Mustahab for him to give one mudd of food or prescribed coined silver to poor.
(ii) 13th, 14th and 15th day of every month.
(iii) On all days of Rajab and Shaban or on as many days as it is possible to fast, even though it may be one day only.
(iv) The day of Eid Nawroz.
(v) From the 4th up to the 9th of the month of Shawwal.
(vi) The 25th and 29th day of the month of Zi qa'da.
(vii) From the 1st day to the 9th day (i.e. 'Arafa day) of the month of Zil hajj. But if, it is not possible for one to recite the Duas of *'Arafa* due to weakness caused by fasting, it is Makrooh to fast on that day.
(viii) The auspicious day of Ghadir (18th Zil hajj).
(ix) The auspicious day of Mubahila (24th Zil hajj).
(x) The 1st, 3rd and 7th day of Muharram.
(xi) The birthday of the Holy Prophet (17th Rabi'ul awwal).
(xii) 15th day of Jumadi'ul oola.

Fasting is also recommended on 27th of Rajab - the day the Prophet (s.a.w.a.) declared his Prophethood.

If a person observes a Mustahab fast, it is not obligatory on him to complete it. In fact, if one of his brethren-in-faith invites him to a meal, it is Mustahab that he accepts the invitation and breaks the fast during the day time even if it may be after Zuhr.

Mustahab Precautions

1758. It is Mustahab for the following persons that even if they may not be fasting, they should refrain from those acts in the month of Ramadhan which invalidate a fast:
(i) A traveller who has committed an act during his journey which makes a fast void and reaches his hometown before Zuhr, or the place where he intends to stay for ten days.

(ii) A traveller who reaches home after Zuhr or at a place where he intends to stay for ten days. The same rule applies if he reaches such places before Zuhr and if he has already broken his fast while journeying.
(iii) A patient who recovers after Zuhr or even if he recovers before noon, though he may have committed acts which invalidate fast. And if he has not committed any such act, then his obligation has been explained in rule no. 1576.
(iv) A woman who becomes *Pak* from *Haidh* or *Nifas* during day time.

1759. It is Mustahab that a person breaks his fast after offering Maghrib and Isha prayers. However, if he feels terribly inclined to eat, so much that he cannot concentrate on the prayers, or if someone is waiting for him, it is better that he should break his fast first and offer the prayers later. However, as far as possible, he should try to offer the prayers during the prime time (*Fadheelat*).

Khums

1760. * Khums is obligatory on the following seven things:

(i)Profit or gain from earning.
(ii)Minerals.
(iii)Treasure trove.
(iv)Amalgamation of Halal wealth with Haraam.
(v)Gems obtained from the sea diving.
(vi)Spoils of war.
(vii)As commonly held, a land which a zimmi (a non-Muslim living under the protection of Islamic Government) purchases from a Muslim.

Profit from Earning

1761. If a person earns by means of trade, industry or any other ways of earning, like, if he earns some money by offering prayers and fasting on behalf of a dead person, and if it exceeds the annual expenses for maintaining himself and his family, he should pay Khums (i.e. 1/5) from the surplus, in accordance with the rules which will be explained later.

1762. If a person acquires wealth without having worked for it , like, if someone gives him a gift, and that wealth exceeds his own annual expenses, he should pay Khums from the excess.

1763. * There is no Khums liability on *Mahr* which a wife receives, nor on the property, which a husband gets in exchange of divorcing his wife by way of *Khula*, and the same rule applies to the property which one inherits according to the genuine laws of inheritance. If a Shia Muslim inherits from a source which is not accepted in our Fiqh, like inheriting from a distant relative despite his heirs being present (Ta'seeb), it will be considered a gain, and Khums will have to paid from it. Similarly, if a person inherits from an unexpected source, neither from his father nor from his son, then as an obligatory precaution, he will pay Khums from that inheritance if it exceeds his annual expenses.

1764. * If a person inherits some property and knows that the person from whom he has inherited did not pay Khums from it, he (the heir) should pay its Khums. And if that property is itself not liable for Khums, but the heir knows that the person from who he has inherited, owed some Khums, he should pay it from the deceased's estate. But in both the cases, if the person from whom he inherits did not believe in Khums, or never paid it, then it is not necessary for the heir to pay off the Khums owed by the dead.

1765. If a person saves from the annual expenses because of economising and frugality, he should pay the Khums.

1766. * If the expenses of a person are borne by somebody else, that person should pay Khums on his entire earning.

1767. If a person gives away a property as Waqf to some individuals, like his sons, and if they do farming and planting trees on that property, and acquire from it an earning which exceeds their annual expenses, they should pay its Khums. Similarly, if they profit from that property in some other manner, like if they lease it out, they should pay Khums from the amount which exceeds their annual expenses.

1768. * If the wealth received by a poor man, by way of obligatory or recommended Sadaqah, exceeds his annual expenses, or if he earns profit from the property given to him, like, if he gets fruit from a tree which has been given to him, and that exceeds his annual expenses, he should pay Khums from it. But wealth which he has received as Khums or Zakaat is not liable for any Khums.

1769. * If a person purchases a commodity with the money on which the Khums has not been paid, that is, if he says to the Shia Ithna Asheri seller: *"I am purchasing this commodity with this money",* the transaction will be in order in respect of the entire property, and Khums will apply to the commodity which he has purchased with that money. And no permission and acknowledgement of a Mujtahid will be necessary.

1770. If a person purchases a commodity, and after the transaction, pays its

price from the money from which Khums has not been paid by him, the transaction will be in order, but he will be indebted to those who deserve to receive Khums, for the sum he has paid to the seller.

1771. * If a Shia Ithna Asheri person purchases something on which Khums has not been paid, the Khums will be the liability of the seller, and the buyer is not responsible for anything.

1772. * If a person gives a gift to a Shia Ithna Asheri, from which Khums has not been paid, one fifth of it is the liability of the donor himself, and one who gets the gift is not required to pay anything.

1773. If a person acquires wealth from an unbeliever, or a person who does not believe in paying Khums, it will not be obligatory for him, that is, the person who receives, to pay Khums.

1774. * It is obligatory on the merchants, the earners, the artisans, and others like them that when a year passes since they started earning, they should pay Khums from whatever is in excess of their expenses for one year. And if a person who is not earning, makes an unexpected gain, he should pay Khums after a year has passed since he gained, on the savings which exceeds his expenditure for that year.

1775. A person can pay Khums as and when he earns a profit during a year, and it is also permissible to delay payment of Khums till the end of the year. And there is no objection if one adopts the solar year for the payment of Khums.

1776. If a merchant or an earner fixes a year for payment of Khums, and makes a profit, but dies during the same year, his expenses till his death should be deducted from the profit, and Khums should be paid on the balance.

1777. If the price of a commodity one purchases for the purpose of business shoots up, and he does not sell it, and its price falls during the year, it is not obligatory on him to calculate Khums on the increased prices.

1778.* If the price of a commodity which a person purchases for the purpose of business shoots up, and he does not sell it till after the end of the year, expecting that the price will rise, and then the price falls, it is obligatory for him to calculate Khums based on the increase in the price.

1779. * If a person possesses some goods other than merchandise, from which Khums has been paid by him, if its price shoots up, and he sells it, he will pay Khums on the excess gained. Similarly if, the tree which he has purchased bears fruit, or a sheep which becomes fat, and if his object in maintaining them was to earn profit, he should pay Khums from the price increase. In fact, even if it was not his object to earn profit, he should pay Khums on them.

1780. * If a person establishes a garden, with the intention of selling it after its price goes up, he should pay Khums on the fruit, the growth of the trees and the increase in the price of the garden. But, if his intention is to sell the fruit of the trees and benefit from its value, he should pay Khums on the fruit only.

1781. If a person plants willow, plane tree and other trees like them, he should pay Khums on their growth every year. And similarly, if he makes profit from the branches of the trees which are cut every year, and the price of these branches alone, or the same added with other profits made by him, makes his income exceed his expenditure for the year, he should pay his Khums at the end of each year.

1782. * If a person has a few sources of income, for example, he receives rent for his property and is also engaged in trade, if they are all considered as one business, he should pay Khums at the end of the year from what exceeds his expenses. And if he

makes a profit in one source and sustains loss in another, he can offset his loss of one with the profit of the other. But if he has two different businesses, like, if he is engaged in trade as well as farming, he cannot, as an obligatory precaution, offset the loss in one with the profit made from the other.

1783. A person can deduct from his profit, the expenditure which he incurs

---

in making profit, like, on brokerage and transportation, and it is not necessary to pay Khums on that amount.

1784. No Khums is payable on what one spends from his profit during the year on food, dress, furniture, purchase of house, marriage of son, dowry of daughter, Ziyarat etc. provided that it is not beyond his status, and he has not been extravagant.

1785. Whatever a person spends on Nadhr and Kaffarah is a part of his annual expenditure. Similarly,what he gives away as a gift or a prize is included in his annual expenditure, provided it is not beyond his status.

1786. * If a person cannot prepare all the dowry for his daughter at the time of her marriage, and has to do so over a few years, and if it is deemed unbecoming for him not to give away any dowry, Khums will not be liable on what he purchases during the year, provided it is within his means. But if he exceeds his means, or spends the profit of one year to buy the dowry in the following year, he will pay its Khums.

1787. Whatever a person spends for his journey to Hajj and other Ziyarats (pilgrimages) is reckoned to be part of his expenditure of the year in which he spends it, and if his journey extends till part of the next year, he should pay Khums on what he spends during the second year.

1788. * If a person who earns profit from his work and trade, has some other property on which Khums is not liable, he can calculate his expenditure for the year from the profit earned from his work or business.

1789. * If a person purchases provision for his use during the year, with the profit made by him, and at the end of the year a part of it remains unused, he should pay Khums on it. And if he wants to pay its value, which may have increased since he brought the provision, he should calculate the price prevailing at the end of the year.

1790. * If a person purchases household accessories with the profit earned by him before paying Khums, it is not necessary for him to pay Khums on

---

them if their need ends after the year ends. There will no liability of Khums if their needs cease to exist during the year, but they must be those articles which are kept for many years, like the winter and summer dresses. Other than these, Khums will be, as an obligatory precaution, liable as soon as their need is over. Similarly, when a woman no more needs her ornaments for adornment, Khums will have to be paid on

it.

1791. If a person does not make any profit during a year, he cannot deduct his expenditure of that year from the profit which he makes in the next year.

1792. * If a person does not make any profit in the beginning of the year, and spends his capital, and then makes some profit before the year ends, he is allowed to deduct the amount spent from his capital, from the profit.

1793. * If a part of the capital is lost in trade etc., a person can deduct the lost amount from the profit made in the same year.

1794. * If something else other than capital is lost from his wealth, he cannot procure it from the profit made by him. But if he needs that thing during that very year, he can procure it from the profit.

1795. * If a person does not make any profit throughout a year, and borrows money to meet his expenses, he cannot deduct the borrowed amount from the profit made by him during the succeeding years. But, if he borrows money in the beginning of the year to meet his expenses, and makes profit before the year ends, he can deduct the borrowed amount from his profit. Similarly, in the first case mentioned above, he can deduct his debt from the profit made during the year, and that part of the profit will not be liable for Khums.

1796.* If a person takes a loan to increase his wealth, or to purchase a property which he does not need, he cannot repay that loan from the profit earned during that year. However, if the loan taken out by him, or the thing purchased with it, is lost, he can pay the loan out of the profit made by him during that year.

1797. * A person can pay the Khums of the thing from itself, or he can also pay money equivalent to the value of the Khums for which he is liable. But if he wants to pay from another commodity which has not yet become liable for Khums, he cannot do so without the permission of Mujtahid.

1798. If a person becomes liable for Khums and he has not paid it although a year has passed, and also does not intend to pay it, he cannot have any discretion over that property. In fact, as an obligatory precaution, the position is the same (i.e. he cannot have any discretion over the property) even if he intends to pay Khums.

1799. A person who owes Khums cannot take responsibility for it, i.e. treat himself to be the debtor of those entitled to receive it, and use the entire property, and if he uses that property and it is lost, he should pay Khums on it.

1800. If a person who owes Khums makes a compromise with the Mujtahid, and takes responsibility for it, he can appropriate the entire property, and the profit he earns from it after the compromise, belongs to him.

1801. * If one partner pays Khums on the profit made by him, and the other partner

does not pay it, and he (the other partner) offers in the next year, as share of his capital, the property on which Khums has not been paid by him, the first partner who has paid Khums can have the right of disposal over that property, if the other fellow is a Shia Ithna Asheri Muslim.

1802. * If a minor child owns some capital, and profit accrues on it, Khums becomes liable and it is obligatory upon his guardian to pay the Khums. But if he does not, the minor child will have to pay it when he attains puberty.

1803. * If a person acquires wealth from another person, and doubts whether or not he has paid Khums on it, he has a discretion over it. In fact, even if he is certain that the other person has not paid Khums on it, he has the discretion over it if that person is a Shia Ithna Asheri.

1804. If a person purchases with the profit earned by him, a property which

---

is not supposed to be part of his needs and annual expenses, it is obligatory on him to pay Khums on it at the end of the year. And if he does not pay Khums, and the value of the property increases, he should pay Khums on its current value. And besides property, the same rules apply to carpets etc.

1805. If a person who has never paid Khums since he became liable, purchases a property, and its price goes up, and if he had not purchased it with the intention to see its price inflated and sell - for example, if he had purchased a land for farming and paid its price out of the money on which he had not paid Khums, he should pay Khums on the purchase price. And if, he has paid to the seller the money on which Khums has not been paid by him, and told him: "I am purchasing this property with this money" he should pay Khums on the current value of that property.

1806. * If a person who has never paid Khums since he became liable for it, purchases with the profit of his trade, something which is not needed by him, and a year passes since he made that profit, he should pay Khums on that thing. And if he purchases household equipment and other necessities, in accordance with his status, it is not necessary for him to pay Khums on them, if he knows that he purchased them during the year with the same year's profit. And if he does not know, he should, as an obligatory precaution, make compromise with the Mujtahid.

2. Minerals

1807. * Gold, silver, lead, copper, iron, oil, steamcoal, Feerozah, Aqeeq, alum, salt or any other mineral are from *Anfaal*, which means that they belong to Imam (A.S.). But if anyone extracts them without any religious impediments, he can own them. And when they are of prescribed quantity, Khums must be paid on them.

1808. The taxable limit of a mineral is 15 common *mithqals* of coined gold i.e. if the value of a thing which is extracted from a mine reaches 15 *mithqals* of coined gold, the person concerned should pay Khums on it, after deducting from it the expenses which he has incurred.

1809. * If a person has derived profit from a mine, but the value of the

---

thing which he has extracted does not reach 15 *mithqals* of coined gold, payment of Khums on it will be necessary when that profit alone or combined with other profits of his trade exceed his expenses for one year.

1810. * Chalk, lime, fuller's-earth and red clay are, as an obligatory precaution, minerals, and one who extracts them, is required to pay Khums if the value of that mineral reached the prescribed taxable limit. This will become obligatory without deducting annual expenses

1811. If a person acquires something from a mine, he should pay Khums on it whether the mine is over the ground, or under, and whether it is located in an owned land, or at a place which has no owner.

1812. * If a person does not know whether or not the value of the thing extracted by him from a mine reaches 15 *mithqals* of coined gold, as an obligatory precaution, he should ascertain the value, as far as possible, by getting it weighed or by any other means.

1813. * If a few persons jointly extract something, and if its total value reaches 15 *mithqals* of coined gold, they should pay Khums on it, as a recommended precaution, even if the value of the share of each one of them may not be liable for Khums.

1814. * If a person extracts mineral by digging a land belonging to another person without his consent, the Fuqaha have said that it belongs to the owner of the land. But this is a matter of Ishkal, and a better alternative is that they come to some understanding between them, and if that fails, reference should be made to the Mujtahid for his decision.

3. Treasure - Trove

1815. A treasure trove is a property which is hidden underground, or in a tree or a mountain or a wall, and someone finds it out. It should be in such form that it can be called a treasure-trove.

1816. * If a person finds a treasure-trove in a land which does not belong to anyone, he can appropriate it, but he must pay Khums on it.

1817. * The taxable limit of a treasure-trove is 105 *mithqals* of coined silver or 15 *mithqals* of coined gold. It means that any thing found in the treasure should be equal to the above mentioned value of either of the metals before it becomes liable for Khums.

1818. * If a person finds a treasure-trove in a land which he has purchased from another person, and knows that it does not belong to the previous owners of the land,

nor does it belong to any other Muslim or a Zimmi who may be themselves alive, or their heirs, he can take it as his property, but he must pay Khums on it. But if he has a strong feeling that the treasure may belong to the previous owner of the land, since the land and all in it was in his sole control, he should inform the previous owner. If it turns out that the treasure is not his, he should inform the owner preceding the previous owner, and so on, and if he finds out that the treasure did not belong to them, he can appropriate it, but he must pay Khums on it.

1819. * If a person finds wealth in many containers buried at one place, and its total value is 105 *mithqals* of silver or 15 *mithqals* of gold , he should pay Khums on it. However, if he finds the treasure-trove at several places, it is obligatory on him to pay Khums on each one of those treasures whose value reaches the minimum taxable limit, and no Khums is payable on the treasure-trove whose value is lesser.

1820. * If two persons find a treasure-trove whose total value reaches 105 *mithqals* of silver or 15 *mithqals* of gold, they would not pay Khums on it if the share of each one of them may not come to the minimum taxable limit.

1821. * If a person purchases an animal, and finds some valuables in its belly, it is necessary for him to inform the seller or the previous owner about it, provided that he has a strong feeling that it could belong to either of them, and that they owned it together with what was in the belly of the animal. But if he finds that it does not belong to either, as an obligatory precaution, he will pay Khums on it, even if its value is less than the minimum limit. This rule applies to fish and its like, if they were looked after in a special place like fish farm, and someone supervised its feeding. But if the fish was caught from an open sea or a river, then it is not at all necessary to inform anyone.

---

4. When Halal Property gets mixed up with Haraam Property

1822. * If halal property gets mixed up in such a way that it is not possible to identify each from the other, and the owner of the haraam property and its quantity are not known, and if it is also not known whether the quantity of the haraam property is more or less than the due Khums , the person concerned should pay Khums, with the Niyyat of *Qurbat* on the entire property, to one entitled to receive Khums and such properties whose owners are unknown, and after the payment of Khums the balance will become halal for him.

1823. If halal property gets mixed up with haraam property, and the person concerned knows the quantity of haraam property, (irrespective of it being more or less than Khums) but does not know its owner, he should give away that quantity as Sadaqah on behalf of its owner, and the obligatory precaution is that he should also obtain permission from the Mujtahid.

1824. * If halal property gets mixed up with haraam property, and the person concerned does not know the quantity of haraam property, but knows its owner, they should come to some understanding and agreement with each other, and pay the owner a sum which would ensure that the amount due has been paid up. In fact, if the

person concerned knows that it was due to his own negligence that the mix up occurred, then he should, as a precaution, pay more than what he feels might belong to the owner.

1825. If a person pays Khums on a property which has halal mixed with haraam parts, and learns later that the quantity of haraam property was more than Khums, he should give the excess as Sadaqah, on behalf of the owner of the property which has remained unlawful with him.

1826. * If a person pays Khums on a property which has been mixed up, or gives some property as Sadaqah on behalf of an unknown person, and if the owner turns up later, as an obligatory precaution, he must reimburse him his part, if he does not agree to the action taken.

1827. * If a halal property mixes up with haraam property, and the quantity of the haraam property is known, and the person concerned knows that

---

the owner is one of a group, but cannot identify him, he should inform all of them. If one of them claims while others do not, or show no interest, he should hand over to the one who claimed. And if two or more people claim, he should refer to the Mujtahid for his decision after all attempts at compromise and understanding have failed. And if all of them in the group showed an interest, or did not present themselves for a compromise, then he will draw lots to determine the owner, and as a precaution, the lots will be drawn by the Mujtahid, or his Wakil.

5. Gems Obtained by Sea Diving

1828. * If pearls, corals or other gems are obtained from the sea-bed by diving, whether it is mineral or a growth, if it reaches 3/4 mithqal of gold in value (= 3.51 g.) Khums should be paid on it, regardless of whether it was brought up after a single dive or more. But if the gems were brought up in two different diving seasons, and in each case, the minimum value limit of 3.51 g. of gold was not reached, it will not be obligatory to pay Khums on either. Similarly, when diving is done in partnership, and the share of each partner is not commensurate with 3.51 g. of gold in value, Khums will not be obligatory upon them.

1829. If a person takes out gems from the sea mechanically without diving, it is obligatory on him, as a precaution, to pay Khums on it. But, it he obtains them from the surface of the sea or from the sea-shore, he should pay Khums if his income from this source alone, or in combination with other profits made by him, exceeds his expenses for one year.

1830. Khums on fish and other animals which are caught by a man without diving is obligatory, if his income from this source alone, or combined with other profits made by him, exceeds his expenses for one year.

1831. * If a person dives into the sea without the intention of bringing out anything, and by chance lays his hand on a gem, and he intends to appropriate it, he should, as a obligatory precaution, pay Khums on it. As an obligatory precaution, he should pay

Khums on it in every situation.

1832. * A person dives into the sea and brings out an animal which has a

---

gem in its belly. Now, if that animal is one like a pearl oyster which usually contains a gem, he should pay Khums on it if it reaches the minimum limit in value as explained. And if it has swallowed the gem by chance, then as an obligatory precaution, Khums must be paid on it, even if it does not reach the minimum limit of the value.

1833. If a person dives in big rivers like Tigris and Euphrates, and brings out a gem, he should pay Khums on it if gems are usually produced in those rivers.

1834. * If a person dives in water and brings out some ambergris, he should pay Khums on it if it has the minimum limit value = 3.51 g. of gold. If he obtains it from the surface of the sea, or from sea-shore, the same rule will apply.

1835. If a person whose profession is diving or extracting minerals, pays Khums on what he finds, and his income exceeds his expenses for a year, it is not necessary for him to give Khums on them again.

1836. * If a child extracts a mineral, or finds a treasure-trove, or brings out gems from the sea-bed by diving, his guardian will have to pay Khums on them. And if the guardian fails to give, then the child will have to pay the Khums when he grows up to be Baligh. Similarly, if child has wealth in which halal and haraam parts are mixed up, the guardian must make that wealth *Pak*.

6. Spoils of War

1837. * If Muslims fight against the infidels by the command of the Holy Imam (A.S.) and, in the war, acquire some booty, that booty is called *Ghanimat*. And it is obligatory to pay Khums on what remains after deducting the expenses incurred for protection and transport etc. of that booty, and after setting aside what the Imam spends according to his discretion, and what he keeps as his special right. And for the liability of Khums, there is no difference between movable and immovable booty. Of course, the lands which have been seized as spoils of war belong to the Muslim public, even if the war was not fought with the permission of Imam.

1838. * If Muslims engage in a war against infidels without the permission of Imam (A.S.), and win some spoils of the war, everything that they acquire as the spoils belongs to Imam (A.S.), and the fighters have no right in it.

1839. * Anything which is in the hands of the infidels, does not become Ghanimat if the original proprietor of those things was a Muslim or a Zimmi.

1840. * To steal from a Harbi non-Muslim (one who is not under the protection of an Islamic State) is Haraam, as it is dishonesty, and also conducive to breach of the peace. Anything obtained this way should be, as a precaution, returned to them.

1841. * It is commonly held that a Momin can appropriate things owned by a Nasibi {one who is an enemy of Ahlul Bait (A.S.)} and just pay its Khums. But this is a matter of Ishkal.

7. Land Purchased by a Non-Believer Zimmi from a Muslim

1842. * If a Zimmi non-believer purchases land from a Muslim, as is commonly held by Fuqaha, the former should pay Khums on it from that land itself, or from any other property belonging to him. But liability of Khums, the way it is understood in this case, is a matter of Ishkal.

Disposal of Khums

1843. * Khums should be divided into two parts. One part is Sehme Sadaat, it should be given to a Sayyid who is poor, or orphan, or who has become stranded without money during his journey. The second part is Sehme Imam (A.S.), and during the present time it should be given to a Mujtahid, who fulfils all conditions, or be spent for such purposes as allowed by that Mujtahid. As an obligatory precaution, that Mujtahid must be Aalam, and well versed in public affairs.

1844. An orphan Sayyid to whom Khums is given should be poor. But the Sayyid who has been stranded without money while on journey, can be helped with Khums even if he may not be a poor man in his own hometown.

1845. If the journey of a Sayyid who has been stranded was with the purpose of committing a sin, as an obligatory precaution, he should not be given Khums.

1846. Khums can be given to a Sayyid who may not be A'dil, but it should not be given to a Sayyid who is not Ithna 'Ashari.

1847. Khums should not be given to a Sayyid if he is a transgressor, and Khums given to him encourages him further to commit the sins. And as a precaution, Khums should not be given to a Sayyid who is a drunkard, or does not offer his daily prayers, or commits sins openly, even if giving Khums to him may not aid him in committing sins.

1848. If a person claims that he is a Sayyid, Khums cannot be given to him unless two just ('Adil) persons confirm that he is a Sayyid, or if he is so well-known among the people, (as Sayyid) that one is sure and satisfied about him being a Sayyid.

1849. * Khums can be given to a person who is known as Sayyid in his home city, if one is not certain or satisfied about anything to the contrary.

1850. If the wife of a person is a Sayyidah, he should not, as an obligatory precaution, give Khums to her for meeting her own expenses. However, if it is obligatory on the wife to meet the expenses of others, and she cannot meet them, it is permissible to give Khums to her, so that she may meet their expenses. Similarly, one can not give Khums to her so that she may use it on her non-essential expenses.

1851. If it is obligatory on a person to meet the expenses of a Sayyid or a Sayyidah, who may not be his wife, he cannot, on the basis of obligatory precaution, give him/her food, dress and other essential items of subsistence from Khums. However, there is no harm if he gives him/her a part of Khums to meet other necessary expenses.

1852. If it is obligatory on a person to maintain a poor Sayyid, but he cannot meet his expenses, or can meet them but does not want to do so, Khums can be given to that Sayyid.

---

(335)

1853. The obligatory precaution is that a needy Sayyid should not be given Khums in excess of his yearly expenses.

1854. If there is no deserving Sayyid in the hometown of a person, and if he is certain or satisfied that no such person will be available in near future, or if it is not possible to hold in safety the amount of Khums till the availability of a deserving person, he should take the Khums to another town, and give it to the deserving persons there, and he can deduct from Khums money the expenses of transfer. And if Khums is lost in the transfer due to his negligence, he should reimburse it, but if he has not failed in taking its care, it is not obligatory on him to pay anything.

1855. If there is no deserving person in his hometown, and he is certain or satisfied that such a person may be found in future, and it may also be possible to look after Khums till the availability of a deserving person, the person concerned can still take it to another town. And if despite his carefulness, Khums is lost on the way, it will not be necessary for him to pay anything. He cannot, however, deduct from Khums the expenses of transferring it to the other place.

1856. * Even if a deserving person is available in the home town of a person, he can transfer Khums to another town to give it to a deserving person. However, he himself should bear the expenses of taking Khums to the other town, and if Khums is lost, he is responsible for it, even if he may not have been negligent in looking after it.

1857. If a person takes Khums to another town in compliance with the directive of the Mujtahid, and it is lost, it is not necessary for him to pay Khums again. And the position is the same if he gives Khums to a Wakil of the Mujtahid, and the Wakil transfers it to another place, and in the process the Khums is lost.

1858. It is not permissible that the price of a commodity is inflated and then it is given as Khums. And as stated in note no. 1797, it is totally unacceptable to pay Khums from the commodity other than the one on which Khums is liable, except in the case of money for gold and silver coins etc.

---

(336)

1859.* If a person is the creditor of a person who is entitled to receive Khums, and wants to adjust his debt against Khums payable by him, he should, as an obligatory precaution, either seek the permission of a Mujtahid to do so, or give Khums to the

deserving person and thereafter, the deserving person returns it to him towards the debt. He can also take the Wakalat from deserving person, receive Khums on his behalf, and then deduct his debt from it.

1860. * A person who is liable for Khums cannot lay a condition to the deserving person that he would return the sum after having received it, except when the deserving person, after having received the Khums, agrees to return it. For example, if a person owes a large sum of Khums, and is unable to pay it because of poverty, and does not wish to remain indebted to the deserving people, there will be no objection if the deserving person agrees to receive Khums from him, and then to bestow it upon him as a gift.

ZAKAT

1861. It is obligatory to pay Zakat on the following things:
(i)Wheat
(ii)Barley
(iii)Dates
(iv)Raisins
(v)Gold
(vi)Silver
(vii)Camel
(viii)Cow
(ix)Sheep (including goat)
(x)As an obligatory precaution, upon the wealth in business
And if a person is the owner of any of these ten things he should, in accordance with the conditions which will be mentioned later. put their fixed quantity to one of the uses as prescribed.

1862. On the basis of obligatory precaution, Zakat should be paid on *Sult*, which is a soft, grain like wheat with the property of barley and on *'alas* which is like wheat, and is the food of the people of San'a (Yemen).

---

(337)

1863. * Payment of Zakat becomes obligatory only when the property reaches the prescribed taxable limit, and if the owner of the property is free person.

1864. If a person remains the owner of cow, sheep, camel, gold and silver for 11 months, the payment of Zakat becomes obligatory for him from the first of the 11th month; but he should calculate the beginning of the new year after the end of the 12th month.

1865. * The liability of Zakat on gold, silver and merchandise is conditional to its owner being sane and Baligh. But in the case of wheat, barley, raisins, camel, cow and sheep, being sane and Baligh is not a prerequisite.

1866. * Payment of Zakat on wheat and barley becomes obligatory when they are

recognised as wheat and barley. And Zakat on raisins becomes obligatory when they call them grapes. And Zakat on dates becomes obligatory when Arabs call it Tamar. However, the time for determining the taxable limit, and payment of Zakat on wheat and barley is when they are threshed, and grains are separated from chaff; and the time for payment of zakat on raisins and dates is when they are plucked. This is also known as the time of drying up.

1867. * For establishing the liability of Zakat on items like wheat, barley, raisins and dates, it is not a prerequisite that they should be in the control of their owner, so that he can dispose it or have a discretion over it. If the owner is absent, and the goods are neither in his control nor in that of his agent, like, when it has been usurped, even than the liability of Zakat remains.

1868. * For establishing the liability of Zakat on items like gold, silver and merchandise, it is necessary that their owner is sane. If the owner remained insane throughout a year, or part of it, Zakat will not be obligatory upon him.

1869. * If the owner of cow, sheep, camel, gold and silver remains intoxicated or unconscious during a part of year, he is not excused from payment of

---

Zakat and the position is the same if at the time of Zakat becoming Wajib on wheat, barley, palm-dates and raisins, he is intoxicated or unconscious.

1870. * For establishing liability of Zakat on items other than wheat, barley, raisins and dates, it is necessary that the owner has a discretion over their disposal etc. And if he is prevented from that control because of usurpation, Zakat will not be wajib.

1871. * If a person borrows gold, silver or any other thing on which it is obligatory to pay Zakat and it remains with him for a year, he should pay Zakat on it, and the lender has to pay nothing.

Zakat of Wheat, Barley, Dates and Raisins.

1872. * Zakat on wheat, barley, dates and raisins becomes obligatory when their quantity reaches the taxable limit which is 300 *saa* and it is said that it equals 847 kg.

1873. If a person and members of his family consume the grapes, dates, barley and wheat, on which payment of Zakat has become obligatory, or if, for example, he gives these things to a poor person without the intention of paying Zakat, he should give Zakat on the quantity used.

1874. If the owner of wheat, barley, dates and grapes dies after Zakat on it has become obligatory, that quantity of Zakat should be paid from his estate. However, if he dies before Zakat becomes obligatory, each one of his heirs, whose share reaches the taxable limit should pay Zakat from his own share.

1875. * A person, who has been appointed by the Mujtahid to collect Zakat, can demand it at the time of harvest when wheat and barley are threshed and chaff is separated from grains, and when the dates and grapes become dry. And if the owner

of these items does not give Zakat, and they perish, the owner should compensate for it.

1876. If payment of Zakat becomes obligatory on date tree and grapes or

---

the crop of wheat and barley after one becomes its owner, one should pay Zakat on them.

1877. If a person sells the crop and trees after Zakat on wheat, barley, palm -dates and grapes becomes obligatory, the seller should pay the Zakat on them, and if he pays, it will not be obligatory on the buyer to pay anything.

1878. * If a person purchases wheat or barley or dates or grapes, and knows that the seller has paid Zakat on them, or doubts whether or not he has paid it, it is not obligatory on him (i.e. the buyer) to pay anything. But if he knows that he (the seller) has not paid Zakat on them, he should pay Zakat himself. But if the seller cheats him by telling him that he has not paid Zakat, he can reclaim from the seller the Zakat, if he has paid it.

1879. * If the weight of wheat, barley, dates and grapes is about 847 kilogrammes when they are wet, and reduces when they become dry, payment of Zakat on it is not obligatory.

1880. * If a person disposes of wheat, barley, and dates before the time of drying up, and if they reach the taxable limit after they have dried up, he should pay Zakat on them.

1881. There are three kinds of dates:
(i) Those which are dried up. Rules regarding the Zakat payable on them have already been explained above.
(ii) Those which are eaten when they are ripe.
(iii) Those which are eaten before they are ripened.
As for the second kind, if its weight comes to 847 kilogrammes after having dried up, Zakat on it becomes obligatory as a recommended precaution. And as for the third kind, Zakat on it is not obligatory.

1882. If a person has paid Zakat once on wheat, barley, dates and raisins, no further Zakat is payable on it, even if they remain with him for a few years.

1883. If wheat, barley, dates and grapes are watered with rain or river, or if they benefit from the moisture of the land, like in the case of Egyptian crops,

---

the Zakat payable on them is 10% and if they are watered with buckets etc. the Zakat payable on them is 5%.

1884. If wheat, barley, dates and grapes are watered with both rain water as well as

water supplied with buckets etc. and if it is commonly said that they have been irrigated with bucket water etc. the Zakat payable on them is 5% and if it is said that they have been irrigated with river and rain water, the Zakat payable on them is 10%; and if it is commonly said that they have been irrigated jointly with both, the Zakat payable on them is 7.5%.

1885. If a person doubts about the common impression, not able to determine whether the crop was watered by rain alone or by rain and buckets together, it will be sufficient for him to pay 7.5% Zakat.

1886. If a person doubts and does not know whether it will be customarily held that the land was irrigated both ways, or that it has been watered with buckets etc. it will be sufficient for him to pay 5%. And the position will be the same if the common opinion would probably be that it was irrigated with rain water.

1887. If wheat, barley, dates and grapes are irrigated with rain and canal water and, although they did not need bucket water, yet it was also supplied, with no helpful result for the crop, the Zakat on them is 10%. And if they are watered with bucket water, without having any need of canal and rain water, but are also supplied with canal and rain water without being helpful to the crop, the Zakat on them is 5%.

1888. * If a crop is watered with bucket etc. and in the adjoining land he raises a crop which benefits from the moisture of that land (which is irrigated with bucket water etc.) and does not need extra watering, the Zakat of the crop which is watered with bucket is 5% and the Zakat of the crop in the adjoining land, as a precaution is 10%.

1889. * A person cannot deduct the expenses incurred by him on the production of wheat, barley, dates and grapes from the income obtained from them, in order to determine the minimum taxable limit. Hence if the weight

---

of any one of them, before calculating the expenses was about 847 kilogrammes, he should pay Zakat on it.

1890. A person who has used seeds for farming whether he owned them or he bought them, cannot deduct their value from the total harvest for calculating the minimum taxable limit. Rather, he should calculate the taxable limit taking into account the entire crop.

1891. * It is not obligatory to pay Zakat on what government takes away from the goods or wealth itself. For example, if the harvest is 2000 kilogrammes, and government takes 50 kilogrammes from it as taxation, it is obligatory to pay Zakat on 1950 kilogrammes only.

1892. * As an obligatory precaution, a person cannot deduct from the harvest the expenses incurred by him before Zakat became due, paying Zakat on the balance only.

1893. * As for the expenses incurred after Zakat becomes obligatory, a person cannot

deduct them from the amount of the Zakat liable on him, even if, as a precaution, he may have sought permission from the Mujtahid or his Wakil.

1894. * It is not obligatory for a person to wait till wheat and barley pile up for threshing, and the grapes and dates become dry, before paying Zakat. It is permissible that as soon as payment of Zakat becomes due, he should calculate the amount of Zakat and pay.

1895. After Zakat becomes payable, a person can handover the standing crops, or dates or grapes, before their being harvested or picked, to the deserving poor, or to the Mujtahid or his Wakil, on the basis of joint ownership, and then make them share the expenses.

1896. When a person handovers Zakat of crops or dates or grapes in their essential forms to the Mujtahid or his Wakil, or to the deserving poor person, it is not necessary for him to look after those things as a joint owner, free of charge. He can charge them rental as long as these things remain on his land for harvesting and drying up.

1897. * If a person owns wheat, barley, dates and grapes in various cities, where the time of ripening of crops and fruits differ from one another, and they are not all received at one time, if all of them are considered to be the harvest of one and the same year, and if the thing which ripens first reaches the taxable limit i.e.847 kilogrammes (approx), he should pay Zakat on it at the time of its ripening and should pay Zakat on the remaining crops when they are received. But if the crop which is ready first, does not reach the minimum taxable limit, he should wait till other crops are ready. If they totally reach the taxable limit, Zakat on them will be obligatory, otherwise Zakat will not be obligatory on them.

1898. If a date tree or vine bears fruit twice in a year, and when combined they reach the minimum taxable limit, it is obligatory as a precaution, to pay its Zakat.

1899. If a person has a quantity of dates or grapes which have not dried up, and which would reach the taxable limit when dried up, he can replace them with fresh fruits (i.e. dates and grapes) with the purpose of giving Zakat, provided that, if they were dry they would be equal to the obligatory amount of Zakat.

1900. If it is already obligatory on a person to pay Zakat on dry dates or raisins, he cannot replace it with fresh, green dates or grapes. And, if he calculates the value of Zakat and gives green grapes or dates or other dry raisins or dates against that value, it is a matter of Ishkal. Also, if it is obligatory on a person to pay Zakat on green dates or grapes, he cannot pay it with dry dates or raisins, And, if after calculating the value of Zakat, he pays it from other dates or grapes, it will be a matter of Ishkal even if the other dates and grapes were green and fresh.

1901. If a person dies with a debt, and has a property on which Zakat has become due, it is necessary that, in the first instance, the entire Zakat should be paid out from that property, and thereafter pay his debt.

1902. * If a person dies with a debt and also has wheat, barley, dates or grapes, and, before Zakat on these things become obligatory, his heirs paid

his debt from other property, the heir, whose share equals to 847 kilogrammes (approx) should pay Zakat. And if the debts of the deceased was not paid before Zakat on these things became obligatory, and if his estate just equals his debt, it is not obligatory for the heirs to pay any Zakat. And if the property of the deceased is more than his debt, and if the debt calls for payment from a quantity of wheat, barley, dates, and grapes, then whatever is paid towards the debt will have no liability of Zakat. In the residue, whoever from the heir receives a share equal to the minimum taxable limit, should pay Zakat.

1903. If wheat, barley, dates and raisins on which Zakat has become obligatory, are of good quality and inferior quality, the obligatory precaution is that Zakat for each of the two categories should be given separately from its respective type.

Minimum Taxable Limit of God

1904. There are two taxable limits of gold: The first limit is 20 *mithqals* (sharee), one *mithqals* being equal to 3.456 grms. Hence when the quantity of gold reaches 20 *mithqals* and other requisite conditions are also fulfilled, one should pay 1/ 40th part of it, which is equal to 1.728 grms, as Zakat. And if the quantity of gold does not reach this limit, it is not obligatory to pay Zakat on it. The second taxable limit of gold is applicable when gold, in addition to 20 *mithqal* sharee is further increased. If an additional of 4 *mithqal* sharee takes place to 20 sharee *mithqals*, one should pay Zakat on the total quantity at the rate of 2.5%. And if the addition is less than 4 sharee *mithqals*, Zakat will be payable on 20 sharee *mithqals* only; and it will not be obligatory to pay it on the additional quantity. The same rule applies as and when ongoing additions take place in the quantity of gold, like, if a further increase of 4 *mithqals* takes place, Zakat should be paid on the entire quantity, and if the increase is less than that, no Zakat will be payable.

Taxable Limit of Silver

1905. There are two minimum taxable limit for silver. The first is 105 ordinary *mithqals* equal to 483.88 gms. Therefore, when the quantity of silver

reaches that limit, and other necessary condition are also fulfilled one should pay 2.5% of it as Zakat. And if the quantity of silver does not reach the aforesaid limit, it is not obligatory to pay Zakat on it.

The second limit of silver is when there is an addition of 21 *mithqals*, that is, if an addition of 21 *mithqals* takes place to 105 *mithqals*, the Zakat should be paid on 126 *mithqals*. If addition is less than 21 *mithqals* he should pay Zakat on 105 *mithqals* only, and no Zakat is payable on additional quantity. The same rule applies as and when ongoing additions take place in the quantity of silver, like, if 21 *mithqals* are further added, he should pay Zakat on entire quantity and if the addition is less than the quantity which has been added and is less than 21 *mithqals*, is not liable to any

Zakat. Thus, if a person gives 1/40 of all the gold or silver he possesses, he will have paid the obligatory Zakat, and sometimes even more than that. For example, if a person has 110 *mithqals* of silver and gives 2.5% of that, he will have paid Zakat on 105 *mithqals* which was obligatory, and also sometimes on 5 *mithqals* which was not obligatory.

1906. If a person possesses gold or silver which has reached the taxable limit, and even if he has paid Zakat on it, he should continue to pay Zakat on it every year, as long as it does not reduce from the minimum limit.

1907. Zakat on gold and silver becomes obligatory only when they are made into coins, and are in currency for transactions. Zakat should, however, be paid on them even if their stamp has been effaced.

1908. It is obligatory, as a precaution, to pay Zakat on coined gold and silver worn by women as ornaments, as long as such coins are legal tenders, that is, transactions are made with them as gold and silver currency. It is not, obligatory to pay Zakat on them if they have ceased to be legal tenders.

1909. If a person possesses gold and silver neither of which is equal to the first minimum limit, for example, if he has 104 *mithqals* of silver and 19 *mithqals* of gold, it is not obligatory for him to pay Zakat.

1910. As stated earlier, Zakat on gold and silver becomes obligatory only when its taxable quantity is owned by a person for 11 months continuously.

If therefore, the quantity falls bellow the taxable limit at any time during the period of 11 months, it is not obligatory for him to pay Zakat on them.

1911.* If during the period of 11 months, a person who possesses gold and silver exchanges them for something else, or melts them, it is not obligatory for him to pay Zakat on them. However, if he changes them from coins to plain gold or silver, to avoid payment of Zakat, the obligatory precaution is that he should pay Zakat.

1912. If a person melts gold and silver coins in the twelfth month, he should pay Zakat on them, and if their weight or value is reduced because of melting, he should pay Zakat which was obligatory on those coins before they were melted.

1913.* If gold and silver possesses by a person is partly of superior quality and partly of inferior quality, he can pay Zakat of each from its respective quality. But, as a precaution, he should not pay entire Zakat based on the inferior quality. In fact, it is better that he should give the entire Zakat based on the gold and silver of superior quality.

1914. If gold and silver coins have more than usual quantity of alloy, but if they are still known as gold and silver coins, payment of Zakat on them is obligatory if they have reached the taxable limit, although in their pure form they may not reach the taxable limit. But, if they are not called gold and silver coins, liability of Zakat on

them is a matter of Ishkal, even if in their pure form they may reach the taxable limit.

1915. If gold and silver coins have usual amount of alloy in them, he can pay Zakat on them with gold and silver coins which contain more than usual quantity of alloy, or with coins which are not made of gold and silver, provided that its quantity equals the value of Zakat.

Zakat Payable on Camel, Cow, and Sheep (including Goat)

1916.* For Zakat on camel, cows and sheep (including goats) there are two additional conditions, besides the other usual conditions:

The animal should have grazed in the jungle or open fields for one year. If it is fed with cut or plucked grass, or if it has grazed in the farm owned by its owner, or somebody else, there is no Zakat on it, except when it was only a matter of day or two during which the animal fed itself with the grass from its master farm.

As a matter of precaution, it is not a condition that the camel, cow or small cattle should not have worked during the whole year. In fact, Zakat on them will be obligatory, if they are used for irrigation and ploughing the land.

1917. If a person purchases or leases for his camel, cow and sheep, a pasture which has not been cultivated by anyone, Zakat becoming liable is a matter of Ishkal, though as a precaution, Zakat be paid. But, if he pays tax on grazing his animal, then he should pay Zakat.

Minimum Taxable Limit of Camel

1918. Camel has 12 taxable limits:
(i) 5 camels: and the Zakat on them is one sheep. As long as the number of camels does not reach five, no Zakat is payable on them.
(ii)10 camels: and the Zakat on them is 2 sheep.
(iii) 15 camels: and the Zakat on them is 3 sheep
(iv) 20 camels: and the Zakat on them is 4 sheep
(v) 25 camels: and the Zakat on them 5 sheep
(vi) 26 camels: and the Zakat on them is a camel which has entered the 2nd year of its life.
(vii) 36 camels: and the Zakat on them is a camel which has entered the 3rd year of its life.
(viii) 46 camels: and the Zakat on them is a camel which has entered in the 4th year of its life.
(ix) 61 camels: and the Zakat on them is a camel which has entered the 5th year of its life.
(x) 76 camels: and the Zakat of them is 2 camels which have entered the 3rd year of their life.
(xi) 91 camels: and the Zakat on them is 2 camels which have entered the 4th year of their life.
(xii) 121 camels and above: In this case, the person concerned should

either calculate the camels on group of 40 each, and give for each set of forty camels a camel, which has entered the third year of its life; or calculate them on groups of 50 each and give as Zakat, for every 50 camels, a camel which has entered the 4th year of its life, or he may calculate them in the groups of forty and fifty. However, in every case he should calculate in such a way that there should be no balance, and even if there is a balance, it should not exceed nine. For example, if he has 140 camels he should give for 100 camels, two such camels as have entered the fourth year of their life, and for the remaining forty camels, he should pay one camel which has entered the third year of its life. And the camel to be given in Zakat should be female.

1919. It is not obligatory to pay Zakat in the between two taxable limits. Therefore, if the number of camels with a person exceeds the first taxable limit, which is 5 camels, but does not reach the second taxable limit which is 10 camels, he should pay Zakat on only 5 of them, and the same way with the succeeding taxable limits.

Minimum Taxable Limit of Cow

1920. Cow has two taxable limits. Its first taxable limit is 30. If the number of cows owned by a person reaches 30, and other conditions mentioned above are fulfilled, he should give by way of Zakat a calf which has entered the 2nd year of its life; and the obligatory precaution is that the calf should be a male. And its second taxable is 40, and its Zakat is a female calf which has entered the 3rd year of its life. And it is not obligatory to pay Zakat when the number of the cows is between 30 and 40. For example, if a person possesses 39 cows, he should pay Zakat on 30 cows only. Furthermore, if he possesses more than 40 cows but their number does not reach 60, he should pay Zakat on 40 cows only. And when their number reaches 60, which is twice as much as the the first taxable limit, he should give as Zakat 2 calves, which have entered the 2nd year of their life. And similarly, as the number of the cows increases, he should calculate either in thirties or in forties or from 30 and 40, and should pay Zakat in accordance with the

---

rule explained above. However, he should calculate in such a way, that there should be no remainder, and in case there is a remember, it should not exceed 9. For example, if he has 70 cows, he should calculate at the rate of 30 and 40 and should pay Zakat for 30 of them at the rate prescribed for 40 of them, because if he calculates at the rate of 30, 10 cows will be left without Zakat being paid on them.

Taxable Limit of Sheep (including Goats)

1921. Sheep has 5 taxable limits:

- The 1st taxable limit is 40, and its Zakat is one sheep. And as long as the number for sheep does not reach 40, no Zakat is payable on them.
- The 2nd taxable limit is 121, and its Zakat is 2 sheep
- The 3rd taxable limit is 201, and its Zakat is 3 sheep
- The 4th taxable limit is 301, and its Zakat is 4 sheep
- The 5th taxable limit is 400 and above, and in this case calculation should be made in hundreds, and one sheep should be given as Zakat for each group of 100 sheep.

And it is not necessary that Zakat should be given from the same sheep. It will be sufficient if some other sheep are given, or money equal to the price of the sheep is

given as Zakat.

1922. It is not obligatory to pay Zakat for the number of sheep between the two taxable limits. So, if the number of sheep exceeds the first taxable limit (which is 40), but does not each the 2nd taxable limit (which is 121), the owner should pay Zakat on 40 sheep only, and no Zakat is due on the sheep exceeding that number, and the same rule applies to the succeeding taxable limits.

1923. When the number of camels, cows and sheep reaches the taxable limit, payment of Zakat an them becomes obligatory whether all of them are males or all are females, or some of them are males and some are females.

1924. In the matter of Zakat, cows and buffaloes are treated to be of the same class, and Arabian and non-Arabian camels are also of the same group, Similarly, for the purpose of Zakat, there is no difference between a goat, a sheep and a one-year old lamb.

---

(349)

1925. If a person gives a sheep as Zakat, it is necessary, as an obligatory precaution, that it should have at least entered the 2nd year of its life, and if he gives a goat it should have, on the basis of precaution, entered the 3rd year of its life.

1926. If a person gives a sheep as Zakat, there is no harm if its value is slightly less as compared with his other sheep. However, it is better that he should give as Zakat the sheep whose value is more than his other sheep, and the same rule applies for cows and camels.

1927. If some persons are partners, then the person whose share reaches the first limit should pay Zakat. It is not obligatory on the person whose share does not reach the first taxable limit to pay Zakat.

1928. If person has cows or camels, or sheep at various places, and combined together they reach the taxable limit, he should pay Zakat on them.

1929. Even if the cows, sheep and camels possessed by a person are unhealthy and defective, he should pay Zakat on them.

1930. If all cows and sheep and camels possessed by a person are unhealthy and defective, he can play Zakat from amongest them. However, if all of them are healthy and young and with no defect, he cannot pay the Zakat liable on them from unhealthy, defective and old ones. In fact, if some of them are healthy and others are unhealthy, and some are defective and others are without any defect, and some are old and others are young, the obligatory precaution is that he should give as Zakat those animals which are healthy, have no defect and are young.

1931. * If before the expiry of the 11th month, a person changes his cows, sheep and camels with something else, or changes his taxable limit with an equivalent number of the same kind of animals - for example, if he gives 40 sheep and takes new 40 sheep - it is not obligatory on him to pay Zakat, if this was not done to avoid Zakat. But if it

was done to avoid Zakat, then as an obligatory precaution, Zakat must be paid if their benefits are common, like, if the exchange milk-giving sheep for milk-giving sheep.

1932. If a person who is required to pay Zakat on cows, sheep and camels, gives that Zakat from his other property, he should pay Zakat on the animals every year as long as their number has not become less than the taxable limit. But if he gives Zakat from those very animals and they become less than the first taxable limit, payment of Zakat is not obligatory on him. For example, if a person who owns 40 sheep, gives their Zakat out of his other property, he should pay ones sheep every year as long as their number does not become less than 40, and if he pays Zakat from those very sheep, payment of Zakat will not be obligatory on him till such time when their number reaches 40.

Zakat on Business Goods

Goods earned by commutatives contracts, and set aside for investment in business or profit earning, is, as a precaution, liable for Zakat if certain conditions are fulfilled. The rate of zakat is 1/ 40.
(i) The owner of the goods should be baligh and sane.
(ii) The goods should have reached the taxable limit, which is equal to that of gold and silver.
(iii) The goods should have remained for one year ever since the owner intented to invest it for profit.
(iv) The intention of investing it for profit should have remained unchanged throughout the year. If the intention changes, like, when he decides to spend it for maintenance, then he will not pay its Zakat.
(v) The owner should be actually capable of its disposal throughout the year.
(vi) Throughout the year, the owner should have a buyer of the goods equal to the capital or more. If, during the year, he gets a buyer for the goods for less then capital outlay, it will not be obligatory upon him to pay its Zakat.

Disposal of Zakat

1933.* Zakat can be spent for the following eight purposes:

(i) It may be given to poor person, who does not possess actual or potential means to meet his own expenses, as well as that of his family for a period if one year. However, a person who has an art or possesses property or capital to meet his expenses, is not classified as poor.

(ii) It may be paid to a miskin (a destitute person) who leads a harder life than a Faqir (a poor person)
(iii)It can be given to a person who is a Wakil of Holy Imam (A.S) or his representative to collect Zakat, to keep it in safe custody, to maintain its accounts and to deliver it to the Imam or his representative or to the poor.
(iv) It can be given to those non-Muslims who may, as a result, be inclined to Islam,

or may assist the Muslims with the Zakat for fighting against the enemies, or for other justified purpose. It can be given to those Muslims also whose faith in the Prophet or in the Wilayat of Amirul Momineen is unstable and weak, provided that, as a result of giving, their faith is entreched.
(v) It can be spent to purchase the slaves to set them free, the details of which have been given in its relevant Chapter.
(vi) It can be given to an indebted person who is unable to repay his debt.
(vii) It may be spent in the way of Allah for things which has common benefit to the Muslims; for example, to construct a mosque, or a school for religious education, or to keep the city clean, or to widen or to build tar roads.
(viii) It may be given to a stranded travellar.
These are the situation in which Zakat can be spent. But in situation number 3 and 4, the owner cannot spend without the permission of Imam (A.S) or his representive; and the same applies to the 7th situation, as per obligatory precaution. Rules relating to these are explained in the following article:

1934. The obligatory precaution is that a poor and destitute person should not receive Zakat more than his expenses and those of his family, for one year. And if he possesses some money or commodity, he should receive Zakat equivalent to the shortfall meeting his expenses for a year.

1935. If a person had enough amount to meet his expenses for a year, and he spent something out of it, and then doubts whether or not the remaining amount will be sufficient to meet his expenses for one year, he cannot receive Zakat.

1936. An artisan, a land-owner, or a merchant whose incomes is less than his expenses for one year can take Zakat to meet his annual shortfall, and it is not necessary for him to sell off his tools, property, or spend his capital in order to meet his expenses.

1937. * A poor person who has no means of meeting his own expenses, and those of his family, for one year, can receive Zakat, even if he owns a house in which he lives, or possesses a means of transport, without which he cannot lead his life, or it may be to maintain his self-respect. And the same rule applies to household equipments, utensils and dresses for summer and winter, and other things needed by him (i.e. he can take Zakat even if he possesses these things). And if a poor person does not have these essential things, he can purchase them from Zakat, if he needs them.

1938. If it is not difficult for a poor person to learn an art, he should not, as an obligatory precaution, depend on Zakat. However, he can receive Zakat as long as he is learning the art.

1939. * If a person who was poor previously says that he is still poor, Zakat can be given to him, even if the person giving Zakat may not be satisfied with what he says. But if a person was not known to be poor previously, Zakat cannot be given to him, as a precaution, till one is satisfied about his poverty.

1940. If aperson says that he is poor, and he was not poor previously, and if one is not

satisfied with what he says, the obligatory precaution is that Zakat should not be given to him.

1941. If a Zakat giver is the creditor of a poor person, he can adjust the debt against Zakat.

1942. If a poor man dies, and his property is not as much as it may liquidate his debt, the creditor can adjust his clain against Zakat. And even if his property is sufficient to clear his debt, but his heirs do not pay his debt, or the creditor cannot get back his money for any other reason, he can adjust the debt against Zakat.

1943. It is not necessary for a person who gives Zakat to mention to the poor that it is Zakat. In fact, if the poor feels ashamed of it, it is recommended that he should not mention at all that he ahs given with the intention of Zakat.

1944. * If a person gives Zakat to someone thinking that he is poor, and understands later that he was not poor, or owing to his not knowing the rule, gives Zakat to a person who he knows is not poor, it will not be sufficient. Hence, if the Zakat which he gave to that poor still exists, he should take it back from him, and give it to the person entitled to it. And if that thing does not exist, and the person who took it was aware that he was given from Zakat, the Zakat payer should obtain its substitute from him, and give it to a person entitled to it. And if the receiver was not aware that it was Zakat, nothing will be taken from him, and the person who has to pay Zakat will give the substitute from his own property.

1945. A person who is indebted and is unable to repay his debt, can receive Zakat to repay it, even if he has the means to meet his expenses for one year. However, it is necessary that he should not have spent the loan for some sinful purpose.

1946. * If a man gives Zakat to someone who is indebted and who cannot repay his debt, and understands later that he had spent the loan sinful purpose, if that debtor is poor, the man can adjust the sum as Zakat given to poor.

1947. If a person is indebted and is unable to repay his debt, although he is not poor, the creditor can adjust against Zakat the amount which that person owes him.

1948. If a traveller is stranded because he has no money left with him, or his means of transport does not function, he can receive Zakat, provided that his jouney is not for a sinful purpose, and that he cannot reach his destination by taking a loan or by selling something. He can receive Zakat even if he is not poor in his hometown. But if he can raise money for the expenses of his journey to another place nearby, by borrowing money or selling

---

something, he should take only that much of Zakat, which would enable him to reach that place.

1949. * If a stranded traveller takes Zakat, and upon reaching his hometown finds that some of it has remained unspent, he should send it back to the giver of Zakat, and if he cannot do so, he should give to the Mujtahid mentioning that it is Zakat.

Qualification of those Entitled to Receive Zakat. 1950. * It is necessary that the person to whom Zakat is paid is a Shi'a Ithna'ashari. If, therefore, one pays Zakat to a person under the impression that he is a Shi'ah, and it transpires later that he is not a Shi'ah, one should pay Zakat again.

1951. If a child or an insane Shi'ah person is poor, a person can give Zakat to his guardian with the intention that whatever he is giving will belong to the child or to the insane person.

1952. If a person has no access to the guardian of the insane person, he can utilise Zakat for the benefit of the child or of the insane person himself, or through an honest person. And he will do the Niyyat of Zakat, when the money has reached for the purpose.

1953. * Zakat can be giving to a poor man who begs, but can not be given to a person who spends it for sinful purpose. In fact, as a precaution, it can cannot be giving to a poor man who, as a result of receiving, feels encouraged to commit sins, even if he does not spend that sum for sinful purposes. In fact, as a precaution, it cannot be given to a poor man who, as a result of receiving, feels encouraged to commit sins, even if he does not spend that sum for sinful purposes.

1954. * As an obligatory precaution, Zakat cannot be given to a drunkard, or one who does not offer daily prayers, or one who commits major sins openly.

1955. The debt of a person who cannot repay his debt can paid from Zakat even if his maintenance is obligatory on the one giving Zakat.

1956. A person cannot pay from Zakat the expenses of his dependents, like, his children. But, if he himself fails to maintain them, others may give them from Zakat.

1957. * There is no harm if a person gives Zakat to his deserving son for spending on his wife, servant and maid servant.

1958. Father cannot pay for the religious or secular books requored by his son for education, from Zakat money, except when public welfare warrants it, and as a precaution, he has sought the permission of the Mujtahid.

1959. * If a father is not financially capable of getting his son married, he can get him married by spending Zakat, and the son can similarly do so for his father.

1960. * Zakat cannot be given to a wife whose husband proides for her subsistence, nor to one whose husband does not provide for he subsistence, if it is possible for her to refer to Mujtahid who would compel him to provide.

1961. If a woman who has contracted temporary marriage (Mut'ah) is poor, her husband and others can give her Zakat. But if the contract had a condition that the husband would maintain her for her expenses, or if it is obligatory on the husband for some other reason to maintain her, and he fulfils the obligation, Zakat cannot be given to her.

1962. A wife can give Zakat to her husband who may be poor even if the husband may in turn spend that Zakat for her, being his wife.

1963. * A sayyid cannot take Zakat from a non-Sayyid. However, if khums and other religious dues are not sufficient to meet the expenses of a Sayyid and he has no alternative, he may take Zakat from a non-Sayyid.

1964. Zakat can be given to a person about whom one is not sure whether he is a Sayyid or not.

Intention of Zakat 1965. * A person should give Zakat with the intention of *Qurbat*, that is, to comply with the pleasure of Almighty Allah. And he should specify in his Niyyat, whether he is giving the Zakat on his wealth, or Zakatul Fitra. Also, if it is obligatory on him to give Zakat on wheat and barley, and if he wants to pay a sum of money equal to the value of Zakat, he should specify whether he is paying in lieu of wheat or barley.

1966. * If a person becomes liable to pay Zakat on various items, and he gives a part of Zakat without making Niyyat of any of those items, if the thing which he has given is of the same class as any one of those items, it will be reckoned to be Zakat on that very commodity. For instance, if it is obligatory on a person to pay Zakat on 40 sheep and on 15 mithqals of gold, and he gives one sheep as Zakat wohout any specified Niyyat of either, it will be treated to be Zakat on sheep. But if he gives some silver coins or bank notes, which does not belong to either class, as it is neither sheep nor gold, it is a matter of Ishkal and the Zakat will not be considered as paid.

1967. * If a person appoints someone as his representative to give away the zakat of his property, he should, while handing over Zakat to the representative, make Niyyat that whatever his representative will later give to a poor is Zakat. And it is better that his Niyyat remains constant till Zakat reaches the poor.

1968. * If a prson gives Zakat to poor, or to the Mujtahid, without making the Niyyat of Qurbat, it will be accepted as Zakat, although he will have committed a sin for not having the Niyyat of Qurbat.

Miscellaneous Rules of Zakat 1969. As a precaution, when wheat and barley are separated from chaff, and when dates and grapes become dry, their owner should give Zakat to poor or separate it from his wealth. Similarly, Zakat on gold, silver, cow, sheep and camel should be given to poor, or separated from one's wealth after the expiry of eleven months. However, if he awaits a particular poor person, or wishes to give it to a poor with some excelling virtue, he may not separate the Zakat from his wealth.

1970. It is not necessary that after separating Zakat, a person should pay it at once to a deserving person. But, if a deserving person is accessible, then the recomended precaution is that payment of Zakat should not be delayed.

1971. If a person who could deliver Zakat to a deserving person did not give it, and it was lost due to his negligence, he should give its replacement.

1972. * If a person who can deliver Zakat to a deserving person, does not do so, and it is lost without his being careless about it, if he had a good reason for the delay, there is no obligation to make its substitute, like, if he was waiting for a particular poor person, or if he wanted to distribute over many poor people, gradually. But if he had no good reason for the delay, he should give its substitute.

1973. If a person separates Zakat from that wealth on which it had become due, he has the right of disposal over the remaining amount, and if he separates it from his other property, he has the discretion over the entire property.

1974. When a person has separate Zakat from his property, he cannot utilise it and replace it with other payment.

1975. If some profit accures from the Zakat which a person has set apart for exmple, if a sheep which has been ear-marked for Zakat gives birth to a lamb - it belongs to the poor.

1976. If one entitled to Zakat is present when a person separates Zakat from his property, it is better that he should give the Zakat to him, except that he has a person in view who is preferable, for some reason, to receive Zakat.

1977. * If a person trades with the property set apart for Zakat, without obtaining the permission of Mujtahid, and sustains a loss, he should not deduct anything from Zakat. However, if he makes a profit, he should give it, as an obligatory precaution, to a person entitled to receive Zakat.

1978. If a person gives in advance to poor, with the Niyyat of Zakat while it has not yet become obligatory on him. it cannot be treated as Zakat. But after Zakat becomes obligatory on him, he can calculate it as Zakat, provided that the thing given is not used up, and that the poor continues to be deserving.

1979. If a poor person knows that Zakat has not become obligatory on a particular person, and takes something from him as Zakat, and it is used up or destroyed while it is with him, he is responsible for it. And when Zakat becomes obligatory on the person, if the poor is still deserving, the Zakat payer can adjust the Zakat liability against what he had already given.

1980. If a poor person did not know that Zakat had not become obligatory on a

particular person, and he takkes something from him as Zakat and it perished while it is with him (i.e. the pauper) he will be responsible for it, and the person who gives Zakat cannot adjust it against Zakat.

1981. It is Mustahab to give Zakat on cows, sheep and camels to those poor who have integrity; and while giving Zakat he should give preference to his deserving relatives over others. Similarly, he should give preference to the learned person over those who are not learned, and to those who do not beg over those who beg. But, if giving Zakat to a particular poor is better for some other reason, it is Mustahab that Zakat to be given to him.

1982. It is better that Zakat is given openly, and Mustahab Sadaqa are given secretly.

1983. * If there are no deserving person in ones hometown, nor can he spend it for any other purpose prescribed for Zakat, and he does not hope that he will be able to find a deserving person ;ater, he should take zakat to some other town, and spend it for an approariate purpose. With the permission of he Mujtahid, he can deduct from Zakat the expenses of taking it to the other town, and he will not be responsible if it is lost.

1984. Even if a deserving person is available in the home town of a person, he can take Zakat to another town. However, he will pay himself the

---

expenses of taking it to the other tow, and will be responsible if it is lost, except when he takes it with the directive of the Mujtahid.

1985. The charges for weighing and selling of wheat, barley, raisins and dates, which a person gives as Zakat, are to be paid by him.

1986. If a person has to pay as Zakat 2 *mithqals* and 15 grams of silver or more, he should not, as a recommended precaution, give less than 2 *mithqals* and 15 grams to one poor. Also, if he has pay something other than silver, like wheat and barley, and its value reaches 2 *mithqal* and 15 grams of silver he should not, as a recommended precaution, give less than that to one poor.

1987. It is Mokrooh for a man to request the deserving person to sell back to him the Zakat which he has received from him. However, if the deserving person wishes to sell the thing which he has received after its price has been agreed, the man who has given him Zakat will have the priority over others.

1988. If a person doubts whether or not he gave the Zakat which had been obligatory on him, and the property on which Zakat was due is also existent, he should give Zakat even if he doubts is with regard to Zakat of earlier years. And if the liable property no more exist, no Zakat is due one it even if the doubt relates to Zakat for the current year.

1989. * A poor man cannot compromise for a quantity of Zakat before having received it, or accept as Zakat something costlier than its actual value. Similarly, the

the owner cannot give Zakat to a deserving person on a condition that he would return it. However, there is no objection if the deserving poor, after having received the Zakat agrees to return it. For example, a person owes a large sum of Zakat, and becauseof poverty is unable to pay Zakat, and he repents for not having paid and seeks forgiveness from Allah, the derserving recipient can, of his own pleasure, bestow it back on him after having received it.

1990. * A person cannot purchase the Holy Qur'an or religious book or prayer books from Zakat property, and dedicate them as WAQF, except

when it becomes necessary for public welfare, and for that also, as an obligatory precaution, he must seek permission from the Mujtahid.

1991. A person cannot purchase property with Zakat and betow it upon his children or upon persons whose maintenance is obligatory on him, so that they spend its income for their expenses.

1992. * A person can spend Zakat to go to Hajj, Ziyarat etc. even if he may not be poor, or draw from Zakat an amount equal to his annual expenses, provide that it is in the interest of the public, and if, as a precaution, he has abtained permission from the Mujtahid.

1993. * If the owner of a property makes a poor man his agent to distribute Zakat of his wealth, and if the poor has a feeling that the intention of the owner was that he himself (i.e. the poor man) should not take anything out of Zakat, he cannot take anything from it for himself. But, if he is sure that the owner had no such intention, he can take for himself also.

1994. If a poor man gets camel, cow, sheep, gold and silver as Zakat and if the condition for Zakat becoming obligatory are fulfilled, he will have to give Zakat on them.

1995. * If two persons are join owners of a property on which Zakat has become obligatory, and one of then pays Zakat for his share, and thereafter they divide the property, even if he knows that his partner has no paid Zakat on his share, and is not going to pay it aferwards, there is no objection if he excerses the right of discretion over his own share.

1996. * If a person owes Khums or Zakat and also owes Kaffarah and Nadhr etc, but he is also indebted and cannot make all these payment, and if the property on which Khums and Zakat has become obligatory has not been used up, he should give Khums and Zakat, and if it has ben used up, the debt, Zakat and Khums will have priority over Kaffarah and Nadhr.

1997. * If a person owes Khums or Zakat and has an obligation of Hajj and is also indebted, and he dies, and his property is not sufficient for all these

things, if the property on which Khums and Zakat become obligatory has not ceased to exist, Khums or Zakat should be paid and the balance should be spent on repaying the debt. And if the property on which Khums and Zakat become obligatory has ceased to exist his property should be spent to pay his debt, and if anything remains it should be spent on Hajj. If there is still an excess, then it must be divided between Khums and Zakat.

1998. * If a person is acquiring knowledge and as an alternative he can earn his livelihood, Zakat can be given to him if acquiring that knowledge is obligatory. And if acquiring that knowledge is in the public interest, he can be given Zakat with the permission of the Mujtahid, as a precaution. In the absence of these two circumstances, it is not permissible to give him from Zakat.

Zakat of Fitrah, 1999. * At the time of sunset on Eid ul fitr night (i.e the night preceding Eid day), whoever is adult and sane and is neither unconscious, nor poor, nor the slave of another, he should give, on his own behalf as well as on behalf of all those who are his dependents, about three killos per head of wheat or barley or dates or raisins or rice or millet etc. It is also sufficient if he pays the price of one of these items is cash. As per obligatory precaution, he should not give from that food which is not staple in his place, even if it be wheat, barley, dates or raisins.

2000. If a person is not in a position to meet his own expenses, as well as those of his family, for a period of one year, and has also no one who can meet these expenses, then he is a poor person, and it is not obligatory on him to pay Zakat of fitrah.

2001. One should pay Fitrah on behalf of all those persons who are treated as his dependents at his house on the nightfall of Eid ul fitrah, whether they be young or old, Muslims or non-Muslims; irrespective of whether or not it is obligatory on him to maitain them, and whether they are in his own town or in some other town.

2002. If a person appoints his dependent who is in another town, to pay his

---

(362)

own fitrah from his property, and is satisfied that he will pay the fitrah, it will not be necessary for the person to pay that dependent's fitrah.

2003. * It is obligatory to pay the fitrah of a guest who arrives at his house before sunset on Eid ul fitr night, with his consent, and he becomes his temporary dependent.

2004. The fitrah of a guest who arrives at his house on the night of Eid ul fitr before sunset, without his consent, and stays with him for some time, is also, as per obligatory precaution, wajib upon the host. Similarly, if he is forced to maintain someone, his fitrah will be obligatory upon him.

2005. If a guest arrives after sunset on Eid ul fitr night, and is considered to be dependent upon the master of the house, payment of his fitra his obligatory on the master of the house, as an obligatory precaution; but otherwise it is not obligatory, even if he may have invited him before sunset and may have broken his fast at his

house.

2006. If a person is insane at the time of sunset on the night of Eid ul fitr, and his insanity continues till on the Eid ul fitr, it is not obligatory on him to pay the fitrah. Otherwise it is necessary for him as an obligatory precaution to give fitrah.

2007. * If a child becomes baligh, or an insane person becomes sane, or a poor person becaomes self sufficient during sunset, and satisfies the conditions of fitrah becoming obligatory on him, he should give fitrah.

2008. If it is not obligatory on a person t pay fitrah at the time of sunset on the night of Eid ul fitr, but necessary condition making obligatory on him develop before Zuhr on Eid day, the obligatory orecaution is that he should pay fitrah.

2009. If a non-Muslim become a Muslim after the sunset on the night of Eud ul fitr, it is not obligatory on him to pay fitrah. But if a Muslim who was not a Shi'ah becomes a Shi'ah after sighting the moon, he should pay fitrah.

2010. * It is Mustahab that a person who affords only one *sa'a* (about 3 kilos) of wheat etc. should also pay fitrah. And if he has family members and wishes to pay their fitrah as well, he can give that one *sa'a* to one of his family members with the intention of fitrah ans that member can give it to another family memeber, and so on, till the turn of the last person comes; and it is better that the last person gives what he receives to a person who is not one of them. And if one of them is minor, his guardian can take fitrah on his behalf, and the precaution is the thing taken for the minor should not be given to anyone else.

2011. If one's child is born after the sunset on the night of Eid ul iftr, it is not obligatory to give its fitrah. However, the obligatory precaution is that one should pay the fitrah of all those who are considered one's dependents after sunset, till before the Zuhr of Eid.

2012. * If one who was dependent of a person, and becomes dependent of another before sunset, fitrah is obligatory on the other person whose dependent one has become. For example, if one's daughter goes to her husband's house before sunset, her husband should pay her fitrah.

2013. If the fitrah of a person is obligatory on another person, it is not obligatory on him to give his fitrah himself.

2014. * If it is obligatory on a person to pay the fitrah of another person, but he does not pay it, its payment will be, as an obligatory precaution, obligatory on the latter. So, if all the conditions mentioned in rule 1999 are fulfilled, he must pay his own fitrah.

2015. If it is obligatory on a person to pay the fitrah of another person, his obligation will not end if the latter himself pays own fitrah.

2016. In the case of a wife who is not maintained by her husband, is she is dependent upon someone else, that person will have to pay her fitrah. But if she is not dependent on any one else, she will pay her own fitrah if she is not poor.

2017. A person, who is not a Sayyid, cannot give fitrah to a Sayyid, and if that Sayyid is his dependent, he cannot give to another Sayyid either.

2018. The fitrah of a child who sucks the milk of its mother or a nurse, is payable by one who bears the expenses of the mother or the nurse. But, if the mother or the nurse is maintained by the property of the child itself, payment of fitrah for the child is not obligatory on the any one.

2019. Even if a person maintains the members of his family by haram means, he should pay their fitrah out of halal property.

2020. * If a person employs someone like a carpenter, or a servant, and agrees to maitain him fully, he should pay his fitrah as well. But, if he agrees that would pay him for his labour, it is not obligatory on him to pay his fitrah.

2021. * If a person dies before sunset on the niтht of Eid ul fitr, it is not wajib to pay his fitrah or that of his family, from his estate. But if he dies after sunset, it is commonly held that fitrah will be obligatory, but i is not devoid of Ishkal. However, it is better to act on precaution, and pay his fitrah as well as that of his family.

Disposal of Fitrah 2022. * As an obligatory precaution Fitrah should be paid to Shia poor only, who fulfil the conditions mentioned for those who deserve receiving Zakat. But if there is no deserving Shiah in one's hometown, it cab be given to other deserving Muslims. But in no circumstances should Fitrah be given to *Nasibi* - the enemies of Ahlul Bait (A.S).

2023. If a Shiah child is poor, one can spend fitrah on him, or make it his property by entrusting it to its guardian.

2024. * It is not necessary that the poor to whom fitrah is given should be Adil (a just person). But, as an obligatory precaution, fitrah must not be given to a drunkard, or one who does not offer his daily prayers, or comits sins openly.

2025. Fitrah should not be given to a person who spends it on sinful acts.

2026. * The recommended precaution is that a poor person should not be given fitrah which is less than *sa'a* (about 3 kilos). However, there is no harm if more than that is given to him.

2027. * When the price of a superior of a commodity is double that of the ordinary, like, when the price of a particular kind of wheat is double that of the price of its ordinary kind, it is not sufficient to give half a *sa'a* of the wheat of superior quality as

fitrah, Also, it is not sufficient if the value of half a *sa'a* is given with the Niyyat of fitrah,

2028. One cannot give as fitrah, half a *sa'a* of one commodity (eg. wheat)and half *sa'a* of another commodity (eg. barley), and if he gives these with the Niyyat of paying the price of fitrah even then it is not sufficient.

2029. * It is Mustahab that while giving Zakat of fitrah, one should give preference to one's poorrelatives and neighbours, and then to give preferenceto the learned person over others.

2030. * If a man gives fitrah to a person thinking that he is a poor, and understands later that he was not poor, and if the property which he gave to him has not ceased to exit, he should take it back from him, and give it to a person who deserves. But if he cannot take it back from him, he should replace it from his own property. And if what he gave as fitrah is used up, and the person who took fitrah knew that he had receive fitrah, he should gives its substitute, but if he did not know it, it is not obligatory on him to give substitute, and the man who gave fitrah should give it once again.

2031. * If a person claims to be poor, fitrah cannot be given to him unless one is satisfied with his claim; or, if one knows that the claimant has been poor previously.

Miscellaneous Matters Regarding Fitrah. 2032. * One should give fitrah with the Niyyat of *Qurbat*, that is, to fulfil

---

the orders of Almighty Allah, and should intend to giving fitrah at the time of disposal.

2033. * It is not correct to give fitrah before the month of Ramadhan, and it is better that it should not be given even during the month of Ramadhan. However, if a person gives loan to a poor person before Ramadhan, and adjusts the loan against fitrah, when payment of fitrah becomes obligatory, there is no harm in it.

2034. * It is necessary that wheat or any other thing which a person gives as fitrah is not mixed with another commodity or dust, and if it is mixed, but in its pure form it equals a *sa'a* (about 3 kilos) and the quantity of the thing mixed with it is negligible or usable, there is no harm in it.

2035. If a person gives fitrah from a thing which is inferior or defective, it will not be sufficient.
2036. If a person gives fitrah on behalf of a number of persons, it is not necessary for him to pay all from the same commodity. For example, if he gives wheat as fitrah of some of them of and barley for others, it is sufficient.

2037. If a person offers Eid ul fitr prayers, he should, on the basis of obligatory precaution, give fitrah before Eid prayers. But if he does not offer Eid prayers, he can delay giving fitrah till Zuhr.

2038. If a person sets aside fitrah from his main wealth, and does not give it to a person entitled to receive it till Zuhr of Eid day, he should make Niyyat of fitrah as and when he gives it.

2039. If a person does not give fitrah at the time when its payment becomes obligatory, and does not also set it aside, he should give fitrah later on the basis of precaution, without making the Niyyat of ada or qadha.

2040. If a person sets aside fitrah, he cannot take it for his own use, and replace it with another sum or thing.

2041. If aperson possesses wealth whose value is more than fitrah, and if he does not give fitrah but makes a Niyyat that a part of that wealth is for fitrah, it is a matter of Ishkal.

2042. * If the thing set aside for fitrah is lost, he should replace it if a poor person was available, and the fitrah giver delayed giving it, or, he failed to look after it properly. But, if a poor person was not available, and he cared for it properly, he is not responsible to replace it.

2043. If a deserving person is available in the hometown of a person, the obligatory precaution is that he should not transfer the fitrah to some other place, and if he does and it is lost, he should give its replacement.

Hajj

2044. * Hajj (pilgrimage) means visiting the House of Allah (Ka'bah), and performing all those worshipful acts which have been ordered to be performed there. It is obligatory on a person once in his lifetime, provided that he fulfils the following conditions:
(i) He should be baligh.
(ii) He should be sane and free, that is, he should not be insane and should not be a slave.
(iii) Because of proceeding to Makkah for Hajj, he should not be obliged to commit a haraam act, avoidance of which is more important than Hajj, nor should he be compelled to forsake an obligatory work which is more important than Hajj.
(iv) He should be capable of performing Hajj, and this depends upon number of factors:
(a) He should possess provisions and means for transportation, if need be, or he should have enough money to buy them.
(b) He should be healthy and strong enough to go to Makkah and perform Hajj, without suffering extreme difficulties.
(c) There should be no obstacle on the way. If the way is closed, or if a person fears that he will lose his life, or honour, while on his way to Makkah, or he will be robbed of his property, it is not obligatory on him to perform Hajj. But if he can reach Makkah by another route, he should go to perform Hajj, even if the other route is a

longer one. But that route should not be unusually longer.
(d) He should have enough time to reach Makkah, and to perform all the acts of worship in Hajj.
(e) He should possess sufficient money to meet the expenses of his dependents whose maintenance is obligatory on him, like, his wife and children, as well as the expenses of those who have to be paid, like, servants, maids, etc.
(f) On return from Hajj, he should have some means of livelihood, like, income from the property, farming, business, employment etc. so that he may not lead a life of hardship.

2045. When a person is in need of owning a house, performance of Hajj will be obligatory on him if he also possesses money for the house.

2046. If a wife can go to Makkah but does not have any means of support on her return, and if her husband is also poor, and cannot provide her subsistence, subjecting her to hard life, Hajj will not be obligatory on her.

2047. If a person does not possess necessary provision for the journey, nor any means of transport, and another person asks him to go for Hajj undertaking to meet his expenses as well as of his family during his Hajj, and he (i.e. the person who is asked to go for Hajj) is satisfied with what the other man offers, Hajj becomes obligatory on him.

2048. * If a person is offered the expenses of his return journey to Makkah, as well as the expenses of his family during the period of Hajj, Hajj becomes obligatory on him, even if he is indebted, and does not possess means of support with which to lead his life after his return. But if the days of Hajj and the days of his work coincide, meaning that if he abandons his work and goes for Hajj, he will not be able to pay his debts in time, nor support himself for the rest of the year, Hajj will not be Wajib on him.

2049. * If a person is given expenses of going to and returning from Makkah, and the expenses of his family during that period, and is asked to go to Hajj without mentioning that the help given is his property, performance of Hajj becomes obligatory on him, if he is satisfied that it will not be taken back from him.

2050. If a person is given an amount to cover expenses just sufficient for Hajj, with a condition that on his way to Makkah he will serve the person who gave the expenses, Hajj does not become obligatory on him.

2051. If a person is given monetary help to enable him to perform obligatory Hajj, and he does perform Hajj, another Hajj will not become obligatory on him if he himself becomes wealthy.

2052. If a person goes, for example, to Jeddah in connection with trade, and

---

acquires sufficient money to go to Makkah, he should perform Hajj. And if he

performs Hajj, performance of another Hajj will not be obligatory on him, if he later acquires enough wealth to enable to go to Makkah from his hometown.

2053. If a person is hired to perform Hajj on behalf of another person, but he cannot go for Hajj himself, and wishes to send someone else, he should seek permission from the person who hired him.

2054. * If a person could afford to perform Hajj but did not perform it, and then became poor, he should perform Hajj facing all odds. And if he is not at all able to go for Hajj, and if another person hires him for Hajj, he should go to Makkah and perform Hajj on behalf of the person who has hired him. He should then remain in Makkah for a year if possible, and perform his own Hajj. But, if it is possible that he is hired and given his wages in cash, and the person who hires him agrees that he may perform Hajj on his behalf next year, he should perform his own Hajj in the first year, and that on behalf of the person who has hired him, in the second year, if he feels that he might not be able to perform his own Hajj in the following year.

2055. * If a person goes to Makkah in the year in which he can afford to perform Hajj, but cannot reach Arafat and Mash'arul Haram at the prescribed time, and cannot afford to go for Hajj during the succeeding years, Hajj is not obligatory on him. But, if he could afford to go for Hajj in the earlier years, and did not go, he should perform Hajj in spite of all difficulties.

2056. * If a person did not perform Hajj in the year in which he could afford to go for Hajj, and cannot perform Hajj now owing to old age, or ailment, or weakness, and does not hope that in the future, he will be able to perform Hajj in person, he should send someone else to perform Hajj on his behalf. In fact, even if he does not lose hope, the obligatory precaution is that he should hire a person. And when he becomes capable afterwards, he should perform Hajj himself also. And the same applies if a person becoming capable of going to Hajj for the first time, is prevented to perform Hajj because of old age, ailment or weakness, and loses hope of gaining strength. In all these cases, however, he should, as a recommended precaution, hire a male person, and the one who is going to Hajj for the first time.

---

(371)

2057. * A person who has been hired by another person to perform Hajj should perform Tawafun Nisa also on his behalf, failing which his own wife (i.e. the wife of the hired person) becomes haraam for him.

2058. If a person does not perform Tawafun Nisa correctly, or forgets to perform it, and if he remembers it after a few days and returns to perform it, his action is in order. And if his returning is difficult for him, he can depute another person to perform the Tawaf on his behalf.

---

(372)

Transactions

Rules Regarding Purchase and Sale

2059. * It is recommended for a business man to learn the rules of daily transactions. In fact, if due to ignorance, he may necessary contradict the laws of Shariah, then it is obligatory upon him to learn. Imam Ja'far Sadiq (A.S) is reported to have said: " *A person who wishes to engage in business, should learn its rules and laws, and if he makes any transaction without learning them, he may suffer because of entering into a void or doubtful transaction*.

2060. * If a person is not aware, because of ignorance about the relevant laws, whether the transaction made by him is valid or void, he cannot have any discretion over the property which he has acquired, unless he knows that the other party has no objection to it. In any case, the transaction remains void.

2061. If a person does not possess any wealth, and it is obligatory on him to maintain his dependents, like, his wife and children, he should start earning. Moreover, to earn is recommended for Mustahab acts like providing better means of livehood to one's family, and helping the poor persons.

Mustahab Acts

* The following are Mustahab in connection with sale and purchase
(i) One should not discriminate between various buyers while charging for the commodities, except in the case of poor people.
(ii) One should not be adamant about the prices, unless one feels that one is being duped or cheated.
(iii) One should give a little more of the thing one sells, and should take a little less of the thing which one buys.
(iv) If the buyer regrets having ppurchased something, and wishes to return it, the seller should accept it back.

Makrooh Transactions

2062. * The following are Makrooh transactions;
(i) To sell the land, except when one wishes to purchase another land with its proceeds.
(ii) To be a bucher.
(iii) To make a shround selling one's vocation.
(iv) To enter into transaction with people of low character.
(v) To make it one's vocation to buy or sell wheat and barley, or other similar commodities.
(vii) To interfere in a deal being carried out by a Muslim, and make one's own offer.

Haraam Transactions

2063. * There are many Haraam deald and business, some are mentioned below;
(i) To sell and purchase intoxicating beverages, non-hunting dogs, pigs, an undlaughtered carcas (as a precaution)> Besides, if a permissible use of *Najisul Ayn* is possible, like, excrement and faeces being converted to manure of fertilisers, its transation is permitted, but as a precaution, such sale and purchase should be avoided.
(ii) Sale and purchase of usurped property.

(iii) As a precaution, it is haraam to sell and purchase those things which are not usually considered to be merchandise, like, the sale and purchase of wild beats, if it deos not involve any substantial gain.
(iv) Any transaction which involves interest.
(v) Sale and purchase of those things which are usually utilised for haraam acts only, like, gambling tools.
(vi) A transaactions which involves fraud or adulteration, like, where one commodity is mixed with another, and it is not possible to detect the adulteration, nor does the seller inform the buyer about it, like, to sell ghee mixed with fat. This act is called cheating (ghish) or adulteration. The holy Prophet of Islam (s.a.w.a) said: *" If a person makes a deceiful transaction with the Muslim, or puts them to a loss, or cheats them, he is not one of my followers. And when a persom cheats his fellow Muslim (i.e. sells him an adulterated commodity), Allah deprives him of Blessings in his livelihood, close the means of his earning, and leaves him to himself."*

2064. * There is no harm in selling *Pak* thing which has become najis, but can be made *Pak* by washing it. And if it cannot be made *Pak* with water, and its use does not require it to be *Pak*, like some oils, its sale is permissible. In fact, even if its use requires it to be *Pak*, if it has substantial halal benefit, its sale is permitted.

2065. *If a person wants to sell a najis thing, he should inform the buyer about it, because by not telling hum, he might do something contrary to the rule of Shariah. For example, if he sells him najis water which the buyer may require for Wudhu or Ghusl, and to offer his obligatory prayers, or he sells him something which he uses as food or drink - in all such cases, the seller should inform the buyer. Ofcourse, if the seller knows that it is no use informing the buyer who is careless, and does not care about Tahart or Najasat, then it is not necessary to inform.

2066. * Although the purchase and sale of najis medicines for internal or external use is permissible, the buyer should be informed about it in situations explained in the foregoing rule no 2065.

2067. * There is no objection to selling or buying the oils which are importanted from non-Islamic countries, if it is not known to be najis. And as for the fat which is obtained from a dead animal, if there is a probability that it belongs to an animal which has been slaughtered according to Islamic law, it will be deemed *Pak*, and its sale and purchase will be permissible, even if it is required from a non-Muslim or is imported from non-Islamic countries. But it is haraam to eat it, and it is necessary for the seller to inform the buyer about the situation, so that he does not commit anything contrary to his religious responsibility.

2068. * If a fox, or any other such animal, is slaughtered according to the religious law, or dies a natural death, it is haraam to purchase or sell its hide, as a precaution.

2069. * The purchase and sale of hide and skin which is important from the non-Islamic country, or is bought from non-Muslim, is permissible provided that one feels strongly that the animal was most probably slaughtered according to Islamic law. And, namaaz with it will be in order.

2070. * The fat obtained from a dead animal, and the hide obtained from a Muslim, when one knows that the Muslim has obtained it from a non-Muslim, without investigating whether or not the animal has been slaughtered according to Islamic law, is pak, and its sale and purchase permissible. But it is not permissible to eat it.

2071. * Transaction of intoxicating drinks is haraam and void.

2072. Sale of usurped property is void, and the seller should return to the buyer the money taken from him.

2073. If a buyer is seriouse about a transaction, but his intention is not to pay the price of the commodity being purchased by him., this intention will not affect the validity of the transaction, though it is absolutely necessary that he should pay the money to the seller.

2074. If a person has purchased a commodity on credit, and wishes to pay its price later from his haraam earning or wealth, the transaction will be valid, but, he will have to pay the amount which he owes from halal property, in order to be absolved of his responsibility.

2075. * Purchase and asle of instruments of entertainment like, guitar, lute and harmonium etc, is haraam, and as a precaution, the same rule applies to small musical instruments made as toys for the children. However, there is no harm in selling and purchasing instrument of common use, like radio and tape-recorder, provided that it is intended to use it for haraam purposes.

2076. If a thing which can be used for halal purpose is sold with the intention of putting it to haraam use- for example, if grapes are sold so that wine may be prepared with them, the transaction is haraam, and as a precaution the deal is void. However, if the seller does not sell it with that Niyyat, but only knows that the buyer will prepare wine with the grapes, the transaction will be in order.

2077. * Making a human sculpture or that of an animal, is haraam, but

there is no harm in purchasing and selling it, though as a precaution, it should be avoided. However, painting human portraits or animals is permissible.

2078. * It is haraam to purchase a thing which has been acquired by means of gambling, theft, or a void transaction, and if a person buys such a thing from a seller, he should return it to its original owner.

2079. * If a person sells ghee mixed with fat and specifies it, for example, he says: *" Iam selling 3 kilos of ghee"* - the transaction will be void if the quantity of fat is more, to the extend that it cannot ne called ghee. But if the quantity of fat is small, so that it can just be classified as ghee mixed with fat, the transaction will be valid. But the

buyer has a right of refusal, based on the deficiency in the quality, and can therefore cancel the deal and ask for the refund. And if ghee and fat are distinct from each other, ther deal convering and fat will be void, and the seller will have to refund the price of that fat, and keep the fat for himself. But in this case also, the buyer has a right of cancelling the transaction of pure ghee which is in it. Where the seller does not say thatt he is selling a particular thing, and just sells, say 3 kilos of ghee he possess, and if it turns out to be ghee mixed with fat, the buyer can return it, and ask for pure ghee.

2080. If a seller sells a commodity which is sold by weight or measurement, at a higher rate against the same commodity, like, if he sells 3 kilos of wheat for 5 kilos of wheat, it is usury usury and, therefore, haraam. In fact, if one of the two kinds of same commodity is faultless, and the other is deffer, and the seller asks for more than the quantity he gives, even then it usury and haraa. Hence, if a person gives unbroken copper or brass and takes more of broken copper and brass instead, or gives a good quantity of rice, and ask for more of inferitity of raw gold, it is usury and haraam.

2081. If the thing, which he asks for in addition, is different from the commodity which he sell, like, if he sells 3 kilos of wheat against 3 kilos of wheat and one dirham cash, even it is usury and haraam. In fact, if he does not take anything in excess, but imposes the condition that the buyer would render some service to him, it is also usury and haraam.

2082. * If the person who is giving less quantity of commodity, supplements it with some other thing, for example,, if he sells 3 kilos of wheat, there is no harm in it, provided that the intention is that the handkerchief is for the xcess he is receiving, and also that transaction is not on credit. And if both the parties supplement the commodity with something, like 3 kilos 3of wheat with a handkerchief is sold for 3 1/2 kilos and handkerchief, there is no objection to it, provided that the intention is that half of wheat with the handkerchief on one side, was given for the a handkerchief on the other.

2083. * If a person sells something by measuring in mater or yard, like cloth, or something which is sold by counting like eggsand walnuts, and asks for more intead, there is no objection, except when the commodity exchanged are of the same kind and the transaction is on credit, then it is not permissible. For example, if he gives ten eggs on a condition that he should receive eleven eggs after a month, it is a void and haraam transaction. In matters of the currency notes, a person can sell one type of it for another, like *toman* against *dollar* or credit, and on condition to receive more. But if he sells *toman* for *toman*, expecting more, then that transaction should not be on credit; otherwise it will be void and haraam. For example, if a person gives 100 *toman* cash, on a condition that after six months he should be given 110 *toman*, that is void and haraam.

2084. * If a commodity is sold in most of the cities by weight or measurement, and in some cities by counting , there is no objection if that commodity is sold by counting. Similarly, if the cities are different, and if it cannot be said that the majority of the cities sell the commodity by weight or measurement or by counting, every city will be

governed by custom prevaling in it.

2085. * In commodities which are sold by weight or measurement, if a person sells a commodity in exchange of something which does not belong to the same category, and if the deal is not on credit, he can take more. But if it is on credit, it is not permissible. Hence, if he sells one kilo of rice for two kilos of wheat on a month's credit, that transaction is void.

2086. * If a ripe fruit is exchanged for the raw fruit of the same type, one cannot take more. And Fuqaha have commonly held that if a commodity taken in exchange is from the same origin, one should not take more. For example, if someone sells one kilo of ghee made from cow milk for one and half kilos of cheese made from cow milk, it will be usury and therefore haraam. But this generalisation is a matter of Ishkal.

2087. * From the point of usury, wheat and barley are commodities of one and the same category. Hence, if a person gives 3 kilos of wheat and takes in exchang thereof, 30 kilos of barley, on the condition that he would give in exchange 30 kilos of wheat at the time of its harvest, it is haraam, because he has taken barlry on the spot and will give wheat some time later, and this amounts to taking something in excess, and thereof haraam.

2088. * Father and son, husband and wife can take interest from each other. Similarly, a Muslim can take interest from a non-Muslim who is not under protection of Islam. But a transaction involving interest is completed, and the deal is closed, if payment of interest is permissible in the religion of that non-Muslim, a Muslim can receive interest from him.

Conditions of a Seller and a Buyer

2089. * There are six conditions for the seller and buyer:
(i) They should be baligh.
(ii) They should be sane.
(iii) They should not be impudent, that is, they should not be squandering their wealth.
(iv) They should have a serious and genuine intention to sell and purchase property a commodity. Hence, if a person says jocking, that he has sold his property, that transaction is void.
(v) They have not been forced to sell and buy.
(vi) They should be the rightful owners of the commodity which they wish to sell, or give in exchange. Rules relating to these will be explained in the following.

2090. * To conduct business with a child who is not baligh, and who makes a deal indenpendently, is void, except in things of smallvalue, in which transactions are normally conducted with the children who are can discern. But if a discerning child is accompanied by his guardian, and he pronounces the confirmation of the deal, then the transaction is valid in every situation. In fact, if the commodity or money is the

property of another person, and that child sells that commodity or purchase something with that money, as an agent of the owner, the transactionis in order, even if the discerning child may possessing that property or money, on his own. And similarly, if the child is medium of payment to the seller, and carrying the commodity to the seller, the transaction is volid, even if the child may may not be discerning (i.e one who can distinguish between good and bad) because in reality, two adult person have entered into the contract.

2091. * If a person buys something from a child who is not baligh, or sells something to him, in a situation when the transaction is not valid, he should give the commodity or money back to his guardian, if it was the child's own property, or to its owner, if it was the property of someone else, or should obtaine the owner's agreement. But if he does not know its owner, and has also no means to identify him, he should give the thing taken from the child to a poor on behalf of its owner as *Radde Mazalim* , and in so doing he should, as an obligatory precaution, seek the Mujtahid's permission.

2092. * Ifa person concludes a transaction with a discerning child (i.e. one who can distinguish between good and evil), in a situation when it is not valid to conclude a transaction with him, and the commodity or money which he gives to the child is lost, he can claim it from the child after he attains the age of *bulugh*, or from his guardian. But if the child is not discerning, he will have no right to claim anything from him.

2093. *If a buyer or seller is forced to conclude a transaction and he concludes after the transaction is conluded (i.e. if he says *I agree*) the transaction is valid. However, the recommended precaution is that the formula of the transaction should be repeated.

2094. If a person sells the property of another person without his consent, and if the owner of the property is not agreeable to the sale, and does not grant permission, the transaction is void.

2095. The father or parternal granfather of the child and the executor of the father and the excutor of the parternal guardiantfather of the child, can sell the property of the child, and if the circumstances demand, and Adil Mujtahid can also sell the property of an insane person, or an orphan, or one who has disappeared.

2096. If a person usurped some property, and sells it after the sell, the owner of the property allows the transaction, the transaction is valid, and the thing which the usuper sold to the buyer and the profits accrued to it, from the time of transaction, belongs to the buyer. Similarly, the thing given by the buyer, and the profits accrued to it from the time of the transaction belong to the person whose property was usurped.

2097. If a person usurps some property, and sells it with the intention that the sele proceeds should belong to him, and if the owner of the property allows the transaction, the transaction is valid, but the sale proceeds will belong to the owner, and not to the usurper.

Conditions Regarding Commodity and What is Obtained in Exchange

2098. * The commodity which is sold, and the thing which is received in exchange, should fulfil five conditions:
(i) Its quantity should be known by means of weight or measure or counting etc.
(ii) It should be transferable, otherwise the deal will be void, except when a transferable object is supplemented to it. But if the buyer can hinself manage to find the thing he has bought, even if the seller is unable to hand it over, the deal will be valid. For example, if a person sells horse whin has run away, and the buyer can find it, the transaction will be valid, and there will be no need to supplement it with any transferable object.
(iii) Those details of the commodity, and the thing accepted in exchange, which influence the mids of the people in deciding about the transaction, must be clearly described.

(iv) The ownership should be unconditional, in a manner that, once it is out of his ownership, he foresakes all his rights over it.
(v) The seller should sell the commodity itself and not its profit. Hence, if he sells one year's profit of a house, it will not be in order. But, if a buyer gives profit of his property in exchange, like, if he buys a carpet from someone and in lieu thereof gives him the profit of his house for one year, there is no harm in it. Details of these will come later.

2099. If a commodity is sold in a city by weight or measurement, one should purchase that commodity in that city by weight or measure. But if the same commodity is sold is sold in another city at sight, one can purchase it in that city at sight.

2100. A commodity which is normally sold by weighing, can also be sold by measure. For example, if a person wants to sell ten kilos of wheat, he should fill a measure which takes one kilo of wheat, and give ten such measures to buyer.

2101. * If the transaction has become void because of the absence of any of the aforesaid conditions, except the fourth - but the buyer and the seller agree to have the right of discretion over their exchanged commodities, there is no objection if they do so.

2102. * The transaction of a Waqf property is void, However, if it is so much impaired, or is on the verge of being impaired, that it can not be possible used for the purpose for which it was dedicated, like, if the mat of a mosque is so torn, that it is not possible to offer prayers on it, it can be sold by trustee or someone in his position. And if possible, as a precaution, its sale proceeds should be spent in the same mosque, for a purpose akin to the aim of the person who oringinally waqfed it.

2103. * When serious difference arise between the persons ofr whom waqf is made, to the extend that it may be feared that if the qaqfed property is not sold, property or life of some person is endangered, some Fuqaha have ruled that the property may be sold off, and the sale proceeds be spent for a purpose akin to the object of the person who originally made the waqf. But.

---

this rule is not devoid of Ishkal. But if the person who made waqf made a condition that it be sold when aadvisable, then there will be no objection to it being sold off.

2104. There is no harm in buying and selling a property which has been leased out to another person. However, the leaseholder will be entitled to know utilise the property during the period of lease. And if the buyer does not know that the property has been leased out, or if he purchases it under the impression that the period of lease is short, he can cancel the transaction when he comes to know of the true situation.

Formula of Purchase and Sale

2105. It is not necessary that the formula of purchase and sale be pronounced in Arabic. For example, if the seller says in any language: *I have sold this property in exchange of this money"* and the buyer says: *I accept it"* the transaction is in order. However, it is necessary that the buyer and the seller should have Niyyat of *Insha'* - which means that by uttering the above mentioned words, they are genuinely intent upon buying and selling.

2106. If the formula is not uttered at the time of transaction, but the seller hands over to the buyer that which he owns, in exchange of the property which he takes from the buyer; the transaction is in order, and both of them become the owners.

Purchase and Sale of Fruits

2107. * It is in order to sell the fruits before plucking them, when the flowers have fallen, and when the seeds have been formed, provided that, it is also known that it saved from harm or decay, and uts quantity can be fairly estimated. In fact, when it is still not known whethetr the formed seeds have passed the stage of any harm or decay, if the fruit sold is two years old or more, or it is hust the quantity which has presently grown, and it has a substantial value, the sale transaction will be valid. Similarly, if other produce grown from earth or anything else is sold together with the fruits, the transaction will be valid. But, as an obligatory precaution, this supplement must be such that if the seeds fail to develop into fully grown fruits, the capital invested by the buyer is not lost.

2108. * It is also permissible to sell the fruits growing on the tree, which have not yet developed the seed, and whose flowers have not yet fallen. But it must be sold along with something which grows from the earth (like vegetables) so that, as explained in the foregoing rule, the buyer sustains no loss. Or the fruits must be more than one year old.

2109. * There is no harm in selling the dates which have become yellow or red while they are still on the tree, but the debts of the same tree or any other should not be exchanged for them. But, if a person owns a date tree in the house or garden of another person, and if the quantity of the dates of the house or garden of another person, and if the quantityof the detes of that tree is estimated, and the owner of the tree sells them to the owner of the house or the garden , and dates are exchanged in lieu of them, there is no harm in it.

2110. * There is no harm in selling cucumber, brinjals, vegetables etc. which are picked several times during a year, provided that, they have grown and are visible and provided that, it is agreed as to how many times during the year the buyer would pick them. But if they have not grown nor can they be seen, their sale is matter of Ishkal.

2111. * If after the ears of wheat have devoloped seeds, they are sold for the wheat obtained from the same harvest, or from other ears, the transaction will not be valid.

Cash and Credit

2112. * If a commodity is sold for cash, the buyer and seller can, after concluding the transaction, demand the commodity and money from each other and take possession of irt. The possession of immovable things, like, house, land, etc. and the moveable things, like, carpets, dress etc. means that the original owner renounces all his right over them, and hands it over to the opposite party with full right of discretion over it. In practice, the mode of delivery may vary acciording to the situation.

2113. When something is sold on credit, the period should be fixed clearly. If, a commodity is sold with a condition that the seller would receive the

---

price at the time of harvest, the transaction is void, because the period of credit has not been specified clearly.

2114. * If a commodity is sold on credit, the seller cannot demand what he has to receive from the buyer before stipulated period is over. However, if the buyer dies, and has some property of his own, the seller can claim the amount due ti him from the heirs of the buyer, before the stipulated period is over.

2115. If a person sells a commodity oncredit, he can demand the debt from the buyer after expiry of the stipulated period. However, of the buyer cannot pay it, he should give him extention of time, or rescind the transaction, and take back the commodity.

2116. If a person gives a quantity of some commodity on credit to a person who does not know its price, and the seller does not tell him its price, the transaction is void. However, if he gives it on credit to a person who knows its cash price, and charges a higher price - for examople, if he tells him *" I shall charge ten cents per doller more on the commodity, which I am giving to you on credit, as a compared to what I charge against cash"* - and the buyer accepts this condition, there is no harm in it.

2117. If a person sells sells a commodity on credit, and stipulates a period for receiving its price, and for example, after the passage of half of the stipulated period, he reduces his claim and takes the balance in cash, there is no harm in it.

Conditions for Contract by Advance Payment

2118. * Purchase by advance payment means that a buyer pays the price of a commodity, and takes it possition later. Hence, the transaction will be in order, if, for example, the buyer says: " I am paying this amount so that I may take possession of such and such commodity after six months", and the seller says, *I agree*", or the seller accepts the money and says *I have sold such and such thing and will deliver it after*

six months"

2119. * If a person sells, on advance payment basis, coins which are of gold

---

and silver, and takes gold or silver coins exchange for them, the transaction is void. But if he sells a commodity or money which is not of gold and silver, and takes another commodity, or gold or silver money in exchange, the transaction is in order if it conforms with the seventh condition of the rules which follows. And the recommended precaution is that one should take money and not other commodity in exchange for the commodity sold.

2120. * There are seven conditions of advance payment contract:

(i) The characteristic, due to which the price of a commodity may vary, should be specified. However, it is not necessary to be very precise, it will be sufficient if it can be said that its particulars are known.
(ii) Before the buyer and the seller separate from each other, the buyer should hand over full amount to the seller, or if the seller is indebted by way of cash to the buyer for an equivalent amount, the buyer can adjust it against the price of the commodity, if the seller agrees to it. And if the buyer pays certainpercentage of the price of the price of that commodityto the seller, the transaction will no doubt be valid equal to that percentage, but the seller can recind the transaction.
(iii) The time-limit should be stipulated exactlty. If the seller says that he would deliver the commodity when the crop is harvested, the transaction is void, because, in this case, the period has not been specified exactly.
(v) The weight or measure of the commodity should be specified. And there is harm in selling through advance payment contract, a commodity which is usually bought and sold by sight. However, for such a deal, one must be careful that the difference in the quality of individual items of the commodity must be negligible small, like in the cases of walnuts and eggs.
(vii) If the commodity sold belongs to the category which is sold by way of weight and measure, then it must not be exchanged for the same com-

---

modity. In fact, as an obligatory precaution, it must not be exchanged for any other commodity which is sold is the one of which is sold by weight and measure. And if the commodity sold is the one which is sold by counting, then asa precaution, it is not permissible to exchange it for the same commodity in increased number.

Laws Regarding Advance Payment Contract
2121. * If a person purchases a commodity by way of advance payment, he is not entitled, till the expiry of the stipulated period of delivery, to sell it to anyone except the seller, but there is no harm in selling it to any person after the expiry of the stipulated period, even if he may not have taken possession of it yet. However, it is not permissible to sell cereals like wheat and barley, and other commodities which are sold by weighing or measuring other than fruits, unless they are in possession, except that the buyer wishes to sell them at cost or lower price.

2122. * In advance payment purchase transaction, when the seller delivers at the stipulated time the commodity which he had sold, the buyer should accept it. Also, if the seller gives something better in quality than the one agreed upon, and if it is reckoned to belong to the same type, the buyer should accept it.

2123. If the commodity which the seller delivers is of inferior quality to that which was agreed upon, the buyer can reject it.

2124. If the seller delivers a commodity different from the one he has sold to the buyer, and the buyer agrees to accept it, there will be no objection to it.

2125. * If a commodity which was sold by advance payment becomes scarce at the time when it should be delivered, and the seller cannot supply it, the buyer may wait till the seller procures it, or even cancel the transaction, and take the refund, but as a precaution, he cannot sell it back to the seller at a profit.

2126. * If a person sells a commodity promising to deliver it after some time, and also agrees to take deferred payment for it, the transaction is void.

Sale of Gold and Silver Against Gold and Silver

2127. * If gold is sold against gold, and siver is sold against silver, whether it is in the form of coins or otherwise, if the weight of one of them is more than that of the other, the transaction is haraam and void.

2128. * If gold is sold aginst silver, or silver is sold against gold, the transaction is valid, and it is necessary that their weight be equal, burt if it is sold on credit or stipulated time, the transaction will be void.

2129. * If gold or silver is sold against gold or silver, it is necessary for the seller and the buyer that before they separated from each other, they should deliver the commodity, and its exchange to each other. And if even a part of the thing about which agreement has been made, is not delivered to the person concerned, the transaction becomes void.

2130. If either the seller or the buyer delivers the stock in full as agreed, but the other person delivers only a part of his stock, and they separate from each other, the transaction with regard to the part exchanged will be valid, but the person who has not received the entire stock can cancel the transaction.

2131. * If silver dust from a mine is sold against pure silver, and gold dust from a mine is sold against pure gold, the transaction is void, unless one is sure that the quality of silver dust is equal to the quantity of pure silver. However, there is no harm is selling silver dust against gold, or gold dust against silver, as mentioned earlier.

Circumstances in Which One Has to cancel a Transaction

2132. * The right to cancel a transaction is called *Khiyar*. The seller and the buyer can cancel a transaction in the following eleven cases:

(i) If the parties to the transaction have not parted from each other, though theyu may have to left the place of agreement. This is called *khiyarul majlis*

. (ii) If the buyer or the seller has bean cheated in a sale transaction, or in any other sort of deal, either of the parties has been deceived, they have a right to call off the deal, This is called *Khiyar of Ghabn*. This *Khiyar* stems from the fact that each side in any deal wishes to ensure thathe does

---

has receive less than what he has given, and he has been cheated, he should have the right to back out. But if one has in mind if he is given less than what he has delivered, or is paid less than what he deserved, he will ask for the difference, he should first demand the difference before cancelling the deal.

(iii) If while entering into a transaction, it is agreed that up to a stipulated time, one or both the parties will be entitled to cancel the transaction. This is called *Khiyarush Shart*. (iv) If one of the parties presents his commodity as better than it actually is, and thereby attracks the buyer, or makes him more enthusianstic about it,. This is called *Khiyar tadlis* .

(vi) If one of the parties to the trnsaction stipulates that the other would perform a certain job, and that condition is not fulfilled. Or if it is stipulated that the commodity will be of particular quality, and the commodity supplied may be lacking in that quality. In these cases, the party which laid the condition can cancel the transactio. This is called *Khiyar takhalufish shart*.

(vi) If the commodity supplied is defective. This is called *Khiyarul 'aib*.

(vii) If it transpires that a quality of the commodity under transaction is the property of the third person. In that case, if the owner of that part is not willing to sell it, the buyer can cancel the transaction, or can claim back from the seller the replacement of that part, if he has alrady paid for it . This is called *Khiyarush Shirkat*.

(viii) If the owner describes certain qualities of his commodity which the buyer has bot seen, and the the buyer can realises that the commodity is not asthe described, the buyer can recind the deal. Similarly, if the buyer may have seen the commodity sometimes back, and the purchases it thinking that the qualities it had then will be still existing, and if he finds that those qualities have disappeared, he has a right to cancel the deal.

(ix) If the buyer does not pay for the commodity he has bought for three days, and the seller has no yet handed over to him the commodity, the seller can cancel the transaction. But this is in circumstances when the seller had agreed to allow him time for deferred payment, without fixing the period. And if the seller had not at all agreed on defferred payment, he can cancel the transaction at once, without any delay. And if he had allowed him more than three days' credit, then the seller can-

---

not rescind the deal before the termination of three days. If the commodity is perishable, like fruits, which would perish or decay if left for one day, and the buyer without any prior condition, deos not pay till nightfall, the seller can cancel the transaction. This is called *Khiyarut ta'khir*.

(x) A person who buys an animal, can cancel the transaction withing three days. And if a person sold his commodity in exchage for an animal, he can cancel the transaction

within three days. This is called *Khirul hayawan*.

(xi) If the seller is unable to deliver possession of the thing sold by him, like, if the house sold by him runs away and disappears, he can cancel the transaction. This is called *Khiyarut ta'azzurit taslim*.

2133. * If a buyer deos not know the price of the commodity, or was unconcerned about it at the time of purchase, and buys the thing for higher than the usual price, he can cancel the transaction if the difference of the price is substantial, and if the difference is established at the time of abrogation. Ortherwise, the buyer cannot cancel the deal. Similarly, if the seller deos not know the price of the commodity, or was headless about it at the time of selling, and sells the thing at a cheaper price, he can cancel the deal if the difference is substantial and if the other conditions mentioned above obtain.

2134. * In a trasanction of " Conditional sale", for example, a house worth $2000 is sold or $1000, and it is agreed that if the seller returns the money within a stipulated period, he can cancel the transaction, the transaction is in order, provided that the buyer and the seller had genuine intention of purchase and sale.

2135. * In a transaction of "Conditional Sale", if the seller is sure that even if he did not return the money within the stipulated time, the buyer will return the property to him, the transaction is in order. However, if he deos not return the money within the stipulated time, he is not entitled to demand the return of the property from the buyer. And if the buyer dies, he (the seller) cannot demand the return of the property from his heirs.

2136. If a person mixes inferior tea with superior tea, and sells it as a superior tea, the buyer can cancel the transaction.

---

(390)

2137. * If the buyer finds out that the thing purchase by him is defective, like, if he purchase an animal and finds that (after purchasing it) it is blind of an ey, and this defect existed before the transaction was made, but he was not aware of it, he can cancel the ttransaction and return the animal to the seller. And if it is not possible to return it, for example, if some change has taken place in it, or it has been used in such a manner that it cannot be returned, the difference between the value of the sound property should be assessed, and the buyer should get refund in that portion of the amount paid by him to the seller. For example, he has purchased something for $4 and finds out that it is defective. Now the price of the thing in perfect, faultless state is $8 and that of deficient is $6, the difference between these two prices will be assessd at 25%. The buyer will be paid 25% of what he actually paid, and that will be one dollar.

2138. * If a seller comes to know that what he receive in exchange for his property is defective, and that defective was present in it before the transaction, but he was not aware of it, he can cancel the transaction, and can return it to its owner. And if he cannot return it due to change or disposal having taken place, he can obtain the difference between the faultless and the defective thing, according to the above mentioned rule.

2139. * If adefect takes place in the property after concluding the transaction, but before delivering it, the buyer can cancel the transaction. Similarly, if some defect is found in what is taken in exchange for the property, after concluding the transaction but before delivering it, the seller can cancel the transactio. But if both sides wish to settle by taking the difference between the prices, it is permissible, if returning of the article involved is not possible.

2140. * If a person comes to know about the defect concluding the transaction, it is necessary for him to cancel the transaction at once; and if he delays for unusually long time, he cannot cancel the transaction. Of course various circumstances must be taken into considaeration for the delay.

2141. If a person comes to know about the defect in a commodity after purchasing it, he can cancel the transaction evenm if the seller is not present. And the same order applies to all transaction involving the optionss.

2142. In the following four cases the buyer cannoty cancel the transactionbecause of defect in the property purchased by him, nor can he claim the difference between the the prices.
(i) If at the time of p[urchasing the property, he is aware of the defect in it.
(ii) If he deos not object to the defect in the property.
(iii) If at the time of concluding the contract, he says; *" Even if the property has a defect I will neither return it nor claim the difference between the prices*".
(iv) If at the time of concluding the contract , the seller says: *" I sell this property with whatever defect it may have*". But, he specifies a defect and says: *" I am selling this property with this defect"*and it transpires later that it has some other defect as well, which he did not mention, the buyer can return the property due to that defact, and if he cannot return it, he can take the difference between the prices.

2143. If a buyer knows that there is a defect in property, and after taking possession of it another defect appears in it, he cannot cancel the transaction, but he can take the difference between the prices of the defective and the faultless property. But, if he purchases a defective animal, and before the expiry of the period of *Khiyar* (i.e. option to cancel a transaction) which is three days, another defect appears in the animal, the buyer can return it, even if he may have taken delivery of it. And if only the buyer was given the option to cancel the deal within a fixed period, and another defect appears in the animal during that period, the buyer can cancel the transaction, even if he may have taken delivery of the animal.

2144. If a person owns some property which he himself has not seen, but another person has described its particular to him. and he mentioned the same particulars to the buyer and sells the property to him. Later on, he learns after selling that property was better than what he knew about it, he can cancel the transaction.

Miscellaneous Rules
2145. If a seller informs the buyer about his cost price of a commodity , he should tell him about all factors which would affect the rise or fall in the price of the commodity,

even if he may sell it at the same price (i.e. at the cost price) or at price less than that; for rxample, he should tell the buyer

---

whether he has purchased the property against cash payment or no credit. And if he does not give particulars of the property, and the buyer knows about them later, he can cancel the transaction.

2146. If a person gives a commodity to another person, and fixes its price and says *" Sell this commodity at this price, and the more you sell, you will be paid your commission."* If he sells the commodity for higher price, the excess of the money realised will be that of the owner , and he will be entitled only to the commission from the owner. But if the arrangement is by way of granting a reward, when the owner says: *"If you sell this commodity at a price higher than that, the excess of of proceeds will be your property*" there is no harm in it.

2147. * If a butcher sells the meat of a female animal saying that it is the meat of a male animal, he commits a sin. Hence, if he falsely specifies the meat saying: I am selling this meat of a male animal" the buyer can cancel the transaction. And in case, he does not specify it, the butcher must supply the meat of a male animal, if the buyer is not willing to accept the meat which has been given to him.

2148. If a buyer tells the draper that he wants a cloth of fast colour, and the drapper sells him a cloth whose colour fades, the buyer can cancel the transaction.

2149. Swearing in the matter of transaction is Makrooh, if it is true, and haraam, if it is false.

Laws of Partnership

2150. *If two persons make an agreement that they would trade with the goods jointly owned by them, and would divide the profit between themselves, and if they pronounce a formula declaring partnership, in Arabic or in any other language, or express their intention of becoming each other's partner by conduct, the partnership will be valid.

2151. * If some person enter into a partnership to share the wages from their labour, like, if a few barbers or laboureres agree mutuallythat they would divide between themselves whatever wages they earn, that partner-

---

ship is not in order. But if they enter into a mutual compromise that, say, half of what one earns will be given to the other, for a fixed period, in exchange of half of what the other earns, this transaction will be valid, and thus each will be a partner in the wages of the other.

2152. If two persons enter into a partnership, on the terms that each of them would purchase the commodity on his own responsiblity, and each would be responsible for the payment of its price, but would share the profit which they earn from that

commodity, that partnership is not valid. However, if each of them makes the other his agent, authorising that whatever one purchases on credit, the other will be a partner in it, which means sidered partners in that commodity.

2153. * The persons who become partners under the rules of partnership, must be adult and sane, and should have intention and free volition for becoming partners. They should also be able to exercise discretion over their properties. Hence, if a feebel-minded person who spends his wealth impudently, enters into partnership, it is not in order, because such a person has no right of disposal over his property.

2154. * Ifa condition is laid down in an agreement of partnership, that the partner who manages, or deos more work than the other partner, or more important work than the other, will get the lager share of the profit, it is necessary that he should be given his share as agreed upon. Similarly if it is agreed that the person who deos not manage, or does not do more work, or does not do more important work, will get share of the profit, that condition is also valid and it must be fulfilled.

2155. * If it is agreed that the entire profit will be appropriated by one person, or the entire loss will be borne by one of them, that sort of partnership is matter of Ishkal.

2156. If it is not agreed that one of the partners will receive more profit, and if the investment of each of them is equal, they must share profit and loss equally. And if their investment is not equal, they should divide the profit

---

and loss in proportion to their capital. For example, if two persons become partners, and the capital of one of them is double the capital of the other, his share in the profit and loss will also be double of the other, irrespective of whether both of them do equal work, or one of them does less work, or does not work at all.

2157. * If it is laid down in the agreement of partnership, that both the partners will buy and sell together, or each of them will conclude transaction individually, or only one of them will be conclude the transaction, they should act as agreed upon.

2159. * The partner who has been given the right of discreation over the capital, should act according to the agreement of partnership. For example, if it is agreed that he will purchase on credit, or will sell against cash payment, or will purchase the property from a particular place, he should act according to the agreement. However, if no such agreement is made with him, he should conclude transactions in the usual manner, and carry on in such a way that no loss is suffered in the partnership. He should not carry any property belonging to the partnership , with him while he is travelling, if that is unusual.

2160. * If a partner who transacts business with the capital of the partnership, sells and purchases things contrary to the agreement made with him, or concludes tramsaction in a manner which is not normal, because of the absence of the any agreement, the transaction man=de by him in both the cases will be correct and valid; but if such a transaction results in a loss, or a part of wealth is squandered, then the partner who has acted again the agreement, or the usual norm, will be resonsible for

the loss.

2161. If a partner who trades with the capital of the partnership, does not go beyond the bounds of his authority, nor is he negligent in looking after the caspital, yet unexpectedly the entire capital or a part of it perishes, he is not responsble.

2162. * If a partner who trades with the capital of the partnership, declares that the capital has perished, and if other partners trust him, they should accept his words, and iif they do not trust him, they can complain againt him before the Mujtahid, who will decide the case according to Islamic laws.

2163. If all the partners withdraw the permission, given by them to one another, for the right of descreation over their respective shares held in partnership, none of them will be allowedthe right of discretion over them. And if one of them withdrawsthe permission accorded by him, the other partners do not have the right of decretion; but one who has withdraw his permission can excise his right of decrationover the property of the partnership.

2164. * If one of the partners demand that the capital invested in the partnership should be divided, others should accept his demend even if the period fixed for the partnership may not have expired yet, except when the division of the capital entails considerable loss to the partners.

2165. If one of the partners dies, or becomes insane, or unconscious, other partners cannot continue to exercise right of descreation over investment held in the partnership. And the same rule applies when one of them becomes feeble-minded that is, spends his property without any consideration.

2166. * If a partner purchases a thing on credit for himself, its profit and loss belong to him. However, if he purchase it for partnership, and if the agreement allows credit dealing, its profit and loss belongs to both of them.

2167. * If the partners conclude a transaction with a joint capital investment, and it transapires later that the partnership was invalid, if the validity of the transaction was not dependent on mutual consent, meaning that, if they had known that the partnership was not valid, they would have still been agreeable to having the right of descretion over the property or stock or each of other, the transaction will be considered valid, and whatever is gained or lost from the transaction will be shared by them. But if the partners would not have been disposed agree to exercise discretion over each others' stock or

---

property had they known that the partnership was not valid, yet they approve the particular transaction, it will be valid - and if they do not, it will be invalid. And in either case, if any partner has worked for the partnership without the previouse intention to work gratis, he can collect the wages for his services at the usual rate, cosidering the percentage of other partners. But if the usual wages is more than his

share of divident, after having agreed to the validity of the transaction, he should take the dividend only.

Orders Regarding Compromise

2168. * Compromise means that a person agrees to give to another person hos won property or a part of the profit gained from it, or waives or forgoes a debt, or some right, and that other person also gives him in return, some property or profit from it, or waives his debt or right in consideration of it, and even if a person gives another person his property or profit from it, or waives his debt or right without claiming nay consideration, the compromise will be in order.

2169. * It is necessary that the person who gives his property to another person by way of compromise , should be adult and sane, and should have the intention of making compromise, and none should have compelled him to make the compromise, and he should not also be feeble-minded from whom jis own wealth is made inaccessible, or a bankrupt who has no right to dispose of his property.

2170. It is not necessary that a formula of compromise be recited in Arabic. Rather, it is sufficient to convey the intention by uttering any words.

2171. * If a person gives his sheep to a shephered so that, for example, he may look after them for one year, and use their milk and gives him a quantity of ghee, and in this manner compromise with the shephered for his labour, and quantity of ghee against the milk of the sheep, the transaction is valid. Rather, if he gives the sheep to the shephered for one year on lease, so that he may utilise their milk and give him a quantity of ghee, not necessarily churned from the milk of the leased sheep, this transaction is also in order.

2172. * If a person wants to amke a compromise with another person in respect of the debt which he owes, or in respect of his right, the compromise will be valid only if the opposite person agrees to it. But, if he wants to forgo the debt or right owed to him, the accptance by the opposite person is not necessary.

2173. * If a debtor knows the amount he owes, but the creditor does not know and makes compromise with the debtor for an amount less than what is owed tohim, like, if the creditor has to receive $50 but he unknowingly makes a compromise for $10, the balance of $40 is not halal for the debtor, except that he himself tells the creditor what he actually owes him, and seeks his agreement. Alternatively, the debtor should be sure that even still sttled for that lesser amount.

2174. * If two persons owe each other some property, ready or on credit, and they know that one of them is more in quantity or value then the other, they cannot sell their properties in exchange of each other because it will be a transaction involving usury, and similarly, it is haraam to conclude a compromise between them. In fact, if it is not known that one is more in quantity or value than the other, but there is a strong probability, as an obligatory precaution, no compromise should be made.

2175. * If two persons are the creditors of one or two persons and they, as creditors,

wish to settle their debts between themselves, if as previously mentioned, no aspect of interest is involved in the transaction, there will be no objection. For example, if both of them are are owed 10 kilos of wheat, one of superior quality and the other inferior, and the debt has become due for payment, the compromise will be in order between the creditors.

2176. If a person lent something to another for a stipulated period, and now he, as a creditor, wishes to compromise on something lesser in value, with an intention to collect what he gets and forgo the balance, there is no harm in it. This rule applies when the debt consists of gold or silver or another commodity which is sold by weight or by measure. As for other things, however, it is permissible for the creditor to compromise with the debtor, or

---

with someone else for a lower amount, or to sell that debt, as will be explained in note no. 2297

2177. If two persons make a compromise in respect of something, thety can cancel the compromise with mutual consent. Similarly, if while concluding the agreement one or both of them is given the option to cancel the compromise, the person who possess that option can cancel the compromise.

2178. * As long as the buyer and the seller do not leave the place where a transaction was conclude, they can cancel the transaction. Also, if a buyer purchases an animal, he has the right to cancel the transaction withing three days. And similarly, if the buyer does not pay within three daysfor the commodity purchased by him, and does not take delivering of the commodity, the seller can cancel the transaction as stated in rule no. 2132. However, one who makes a compromise in respect of some property, does not posses the right to cancel the compromise makes three cases. However, if the other party in the compromise makes unusually delay in delivering the property over which the compromise was reached, or if it has been stipulated that the property will be delivered immediately, and the opposite party does not act according to this condition, the compromise can be cancelled. And similarly, compromise can also be cancelled in other cases which have been mentioned in the connection with rules relating to purchase and sale, except in the case when one of the two parties in compromise has been defrauded, for which the law is not ascertained.

2179. A compromise can be cancelled if the thing received by means of compromise is defective. However, it is a matter of Ishakal, if the person concerned disires to take the difference of the price between the defective thing and the one without defect.

2180. If a person makes a compromise with another person with his property amd imposes the condition that after his death the other operson will, for example, waqf that property, and that person also accepts this condition, he should carry it out.

Rules Regarding Lease/ Rent

2181. * The person who gives something on lease, as the person who takes it on lease,

should be adult and sane, and should be acting on their free will. It is also necessary that they should have the right of discretion over the property. Hence, a feebel-minded person who does not have the right of disposal or descretion over his property, his leasing out anything or taking on lease is not valid. The same applies to a bankrupt person, in the wealth over which he has no right of descretion. Of course, such a person can give himself for hire.

2182. A person can become the agent of another person and give give his property on lease, or take some property on lease, on his behalf.

2183. * If the guardian of a minor gives his property on lease, or makes him the lessee of another person, there is no harm in it. And if some period asfter the child's Bulugh is also included in the period of lease, the child can cancel that included part of the lease after the child's Bulugh was in his interest. But if the inclusion was basedon some religious grounds, and excluding it would be against Shariah, and if the leasing was done with the permission of the Mujtahid, then the child cannot cancel the lease after becoming baligh.

2184. A minor child who has no guardian, cannot be hired without the permission of a Mujtahid. And if a person does not have access to a Mujtahid, he can hire the child after obtaining permission from a Mo'min who is 'Adil.

2185. * It is necessary for the lessor and lessee to recite the formula in Arabic. In fact, if the owner says to a person: *"I have leased out my property to you"*, and the the othet replies:*" I accept it"*, the lease contract is in order. Also, if they do not utter any words, and the owner hands over his property to the lessee with the object of leasing it out, and lessee also takes it with the intention of taking it on lease, the lease contract by such conduct is in order.

2186. If a person wants to be hired for doing some work without reciting the formula, the hire contract will be in order, as soon as he starts doing that work.

---

(400)

2187. * If a dumb person makes it known with signs that he has taken or given a property on lease, the lease contract is in order.

2188. * If a person takes a house, shop or room on lease, and the owner of the property imposed the condition that only he (the lessee) can utilise it, the lessee cannot sublet it to any other person for his use, except that the new lease is such that its advantage devolves on the lessee himself, like, if a woman takes a house or a room on lease, and later marries, and gives the room or house on lease for her own residence to her her husband. And if the owner of the property does not impose any shuch condition, the lessee can lease it out to another person, but, as a precaution, he should seek the permission of the owner before giving it on lease. And if he wishes to lease it out for a higher amount in cash or kind, he can do so, if he has carried out some work on it, like, whitewashing or renovation, or if he has suffered some expenses in looking after the property.

2189. * If a person who is hired on wages, lays down a condition that he will work for

the higher only, he (the higher) cannot lease out his service to another person, except in the manner mentioned in the foregoing rule. And if the hired person does not lay down any such condition, the higher can lease out his services to another, but he cannot charge more than the agreed wage for the hired person Similarly, if he himself accepts employment and then hires someone to do the task, he cannot pay him less than what he will receive himself, unless he joins that hired person in completing some of his work.

2190. * If a person takes or hires something other than a house, a shop, a room a ship, and a hired person say, if he says hires a land on lease, and its owner does not lay down the condition that only he himself can utilise it, and if the lessee leaseit out to another person on a hgher rent, it will be a matter of Ishkal.

2191. If a person takes for example, a house or shop on lease for one year, on a rent of one hundered rupees, and uses half portion of it himself, he can lease out the remaining half for one hundered rupees. However, if he wishes to lease out the half portion on a rent higher than that on which he has taken the house, or shop on lease, like, if he wishes to lease it out for hundered and twenty rupees, he can do it only if he has carried out repairs etc. in it.

Conditions Regarding the Property Given on Lease

2192. * The property which is given on lease , should fulfil certain conditions:
(i) It should be specific. Hence, if a person says to another *"I have given you one of my houses on lease"*, it is not in order.
(ii) The person taking the property on lease should see it, or the lessor should give its particulars in a manner which gives full information about it.
(iii) It should be possible to deliver it, Hence, leasing out a horse which has run away, and the higher can not possess it, it will be void. However, if the hirer can manage to get it, the lease will be valid.
(iv) Utilisation of the property should not be waay of its destruction or consumption. Hence, it is not correct to give bread, fruits and other edibles on lease for the purpose of eating.
(v) It should be possible to utilise the property for the purpose for the which it is given on lease. Hence, it is not correct to give a piece of land on lease for farming, when it does not get sufficient rain water, and is also not irrigated by canal water.
(vi) The thing which a person gives on lease, it will should be his own property, and if and if he gives the property of another person on lease, it will be correct only if its owner agrees to it.

2193. It is permissible to give a tree on lease for utilising its fruit, although fruit may not have appeared in it yet . The same rule applies if an animal is given on lease for its milk.

2194. * A woman can be hired for hired milk, and it is not necessary for her to obtain her husban 's permission. However, if her husband 's right suffers owing the her giving milk (to the child of another person), she cannot take up the job without his permission.

Conditions for the Utilisation of the Property Given on Lease
2195. * The utilisation of the property given on lease carries four conditions:

(i) That it should be halal. Hence, leasing out a shop for the sale or storge of Alcoholic drinks, or providing transportationby leasing for it, is void.

(ii) That doing the act or giving that service free of charge should not be obligattory in the eyes of Shariah. Therefore, as a precaution, it is not permissible to receive wages for teaching the rule of halall and haraam, or as a precaution, money should be paid in lieu of any services which is deemd futile.
(iii) If the thing which is being leased out can be put to several uses, then the use permissible to the lessee should be specified. For example, if an animal, which can be used for riding or for carrying a laod is given on hire, it should be specified at the time of concluding the lease contract, whether the lessee may use it for riding or for carrying a load , or may use it for all other purposes.
(iv) The nature and extend of utilisation should be specified. In case of hiring a house or a shop, it can be done by fixing the period, and in the case of labour, like that of a tailor, it can be specified that he will sew and stitch a particular dress in a particular fashion.

2196. If the time of commencement of a lease is not fixed, it will be reckoned to have commencement after the recitation of the formula of lease.

2197. If, for example, a house is leased out for one year, amd it is stipulated that the period of lease will commence one month after the recitation of the formula, the lease contract is in order, even if the house had been leased out to anther person at the time of reciting the formula.

2198. If the period of lease is not specified , and the lesor says to the lessee: *" At any time you stay in the house you will have to pay rent at the rate of $10 per month"*, the lease contract is not in oerder.

2199. If the owner of a house says to the lessee: *" I hereby lease out out this house to you for E10 per month"* or says: *" I hereby lease out this house to you for one month on a rent of $10, and as long as you stay in it thereafter the rent will be $10 per month"*, if the time of the commencement of the period of lease was specified or it was known the lease for the first month will be proper.

2200. If travellers and pilgrims stay in a house not knowing how long they

---

will stay there, and if they settle with the landlord that they will, for example,, pay $1 per night as rent , and the landlord also agrees to it, there is no harm in using that house. However, as the period of lease has not been specified, the lease will not be proper except for the first night, and afer the first night the landlord can eject them as and when he so wishes.

Miscellaneous Rule Relating to Lease/Rent

2201. The property which the lessor gives on lease should be identified. Hence if it is one of the things whose transaction is made by weight (e.g. wheat), its weight should be specified. And if it is one of those things whose transaction is made by counting (e.g. currency coins), the amount should be specified. And if it is like a horse or sheep, the lessor should have a sight ot it, or the lesser should have a sight of it, or the lesser should inform him of its partcular.

2202. * If land is given on lease farming, and the produce of that very land which does not presently exist, is streated as its rent, the lease contract will not be valid. And the same applies if he assumes a general responsibility to pay the rent on the condition that it will be paid from the harvest. But if the source from which rent will be paid exists, there is no objection.

2203. * If a person has leased out something, he cannot claim its until he has delivered it. And if a person is hired to perform an act, he cannot claim wages until he ahs performed that act, exept in the cases where advance payment of wages is an accepted norm, like *Niyabat* for Hajj.

2204. If a lessor delivers the leased property, the lessee should pay the rent, even if he may not take the deliverry, or may take its delivery but may not utilise it till the end of the period of lease.

2205. If a person agrees to perform a task on a particular day against wages, and appears on that day to perform the task, the person who has hired him should pay him the wages, even if he may not assign that task to him. For example, if a tailor is hired to sew a dress on a particular day, and he appears to dothe work, the hirer should pay him the wages even if he may not provide him with the cloth to sew, irrespective of whether the tailor remains without work on that day or alternatively does his own somebody else's work.

2206. * If it transspires after the expiry of the period of lease, that the lease contract was void, the lessee should give the usual rent of that thing to the owner of the property. For example, if a person takes a house on lease for one year on a rent of $100, and learns later that the lease contract was void., its normal current rent of the house is $50, he should pay $50. And if its normal current is $200, and the person who who leased it out was its owner, or agent, and was aware of the current rate of rental, it is not necessary for the lessee to give him more than $100. But if a person other than these gave it on lease, the lessee should pay $200. And the same order applies, if it is known during the period of lease, that the lease contract is void in relation to the outstanding rent for the past period.

2207. * If a thing taken by a person on lease is lost, and if he has not been negligent in looking after it nor extravagant in its use, he is not responsible for the loss. Also, if, for example, a cloth given to a tailor is demaged or destroyed, when the tailor has not been extravagant, and has also not shown negligence in taking care of it, he need not to make any replacement.

2208. * If an artisan loses the thing taken by him, he is responsible for it.

2209. * If a butcher cuts off the head of an animal, and makes it haraam, he must pay its price to its owner, regardless of whether he charged for slaughtering the animal or did it gratis.

2210. If a person takes an naimal on hire, and speccifies as to how mush he will load on it, and if he puts a heaver load on it, and as a result, the animal dies or becomes defective, he is responsible for it. And even if the quantity of the load is not specified, and he puts an usually heavier load on it with the result that the animal dies or becomes defective, the person concerned is responsible. And in both the cases, he must pay extra rent than is usual.

2211. * If a person gives an animal on hire so that fragile googs may be loaded on it, and the animal slips or trots and breaks the things, the owner of the animal is not responsible for it. However, if the ownerbeats the animal severely, or does something like it, as a result of which the animal falls down on the ground, and breaks the goods he (the owner of the animal is responsible.

2212. * If a person circumcises a child, and as a consequence of it the child dies, or is injured, the person who circumcises is responsible if he has been careless or made a mistake, like having cut the flesh more than the usual However, if he was not careless, or did not make any mistake, and the child dies due to circumcision, or sustain an injury, he will not be responsible, provided that, he had not been consulted earlier about the possible injury, nor was he aware that the child would be injury.

2213. *If a doctor gives medicine to a patient with his own hands, or prescribes a medicine for him, and if the patient sustains harm or dies because of taking that medicine, the doctor is responsible, even if he had not been careless in treating the patient.

2214. * If a doctor tells a patient: *" If you sustain harm I am not responsible"* and then exercise due precution and care in the treatment, but the patient sustains harm or dies, the doctor is not responsible.

2215. The lessee and lessor can cancel the lease contract with mutual consent. Also if a condition was laid down in the lease contract that one or both of them would have the option to cancel the contract, they can cancel the contract as agreed.

2216. *If the lessor or the lessee realises that he has been cheated, if he did not notice at the time of maiking the lease contract. However, if a condition is laid down in the contract of lease, that even if the parties are cheated, they will not be entitled to cancel the contract, they cannot cancel it.

2217. If a person gives something on lease, and before he delivers it to the other party, it is usurped, the lessee can cancel the lease contract and take back whatever he has given to the lessor, or he may not cancel the lease contract, and take from the usurper rent at the usual rate, for period this thing remained in his possession. Therefore, if a

person takes an animal on lease for one month for $10, and someone usurps if for ten days, and the usual rent for ten days is $15, the lessee can take $15 from the usurper.

2218. * If a lessee hires something and someone prevents him from taking its delivery , or usurps it from him, after he has taken the possession, or prevents him from using it, he cannot cancel the lease. He is entitled only to take rent of that thing from the usurper at the usual time.

2219. If the lessor sells the property to the lessee before the expiry of the period of the lease, the lease contract does not get cancelled, and the lessee should give the rent of the property to the lessor. The same rule will apply if the lessor sells the leased property to someone else.

2220. * If before the commencement of the period of lease, the property gets so impaired that it cannot be utilised in the manner agreed upon, the lease contract becomes void, and the money paid by the lessee will revert back to him. And if it is possible to utilise the property partly, the lessee can cancel the lease contract.

2221. * If a person takes something on lease , and during the period of lease it becomes so impaired that it is not fit for the required use, the remaining lease contract will be void, and the lessee can cancel the past period also. And for that period, he may pay usual rent.

2222. * If a person takes leases out a house which has, for example, two rooms. and one of those rooms is ruined and he gets it repaired, but it deos not match the standard of the previouse room, the rule mentioned in 2221, will apply in this case also. But if it fit repaired by the hirer at once, and the lessee does not interrupted, the the lease does not become void, and the lessee cannot cancel the lease. However, if the repair takes too long, and its use is interrupted, then the lease will be invalid for that much period, and in this case, the lessee can cancel the whole lease, and in exchange of whatever use, he may have made, he should pay a usual rent.

2223. * If the lessor or the lessee dies, the lease contract does not become void. But if the house is not the property of the lessor - for example, another person made a will that as long as he (the lessor) is alive, the income derived from the house will be his property, and if he gives that house on lease, and dies before expiry of tyhe lease period, the lease contract becomes void.

---

from the time of his death. It can become valid again if the owner of the house endorses the contract, and the rrent for the remaining period of lease, after the death of the lessor, will accure to the present owner.

2224. * If an employer appoints a contract to recruit labourers for him, and if the contractor pays the labourers less than what he receives for them from the employer, the excess he keeps is haraam for him, and he should return it to the employer, the excese he keeps is haraam for him, and he should return it to the employer. And if the

contractor is given a full contract by the employer, to complate a building, and is authorised to either construct it himself or give a sub-contract to another party, if he joins with the other party in doing some work, and then entrusting him to do so the remaining work against lower payment than what he has collected from the employer, the surplus with him will be halal for him.

2225. * If a person who dyes the clotes, agrees to dye a cloth with indigo, he has no right to claim any charges if he dyes it with something else.

Rules Regarding Ju'ala (Payment of Reward)

2226. * Ju'ala means that a person promises that if a particular work is completed for him, he will give a specified amopunt for it. For example, he declares that if anyone recovers his lost property, he will give him $10. One who makes such a declaration is called Ja'il, and the person who carries out that work is called 'Amil. One of the differences between Ju'ala and Ijara (hire) is tha, in the case of "hire" the hired person is bound to do the job after the agreement, and the hirer becomes indepted to the hired person for his wages, whereas in the case of Ju'ala, the person who agrees to do the job is at liberty to abndon it if he so wishes; and until he completes the job assingned, the person who declared the reward or payment does not become indebted to him.

2227. * A person who declares the payment or reward should be adult and sane, and should have made it with his free will and intention, and should have the right of disposal and descretion over his property. Therefore, the declaration by feebleminded person who squanders his property indiscreetly is not in order. Similarly, a bankrupt cannot declare any reward or payment from that part of wealth over which he has not right of discretion.

2228. * The task for which the declaration was made by the employer should not be haraam, futile, or one of those obliagtory acts which should necessarily be perform free according to Shariah. Hence, if a persson. Hence, if a person declares that he will give $10 to a person who drinks alcohl, or traverses a dark passage at nightwithout any sensible purpose, or offers his obligatory prayers, the employerwill not be in order.

2229. * It is necessary for the employer for Ju'ala to specify the reward he would give with all its particulars. If the employee, in tghis case, is certain that he would not be taken for a stupid or foolish person if he undertook the assignment, it is sufficient. For example,, if the employer in Ju'ala tell a person that if he sells a particular stock or goodsfor more than , say, ten dollars, whatever is the excess will be his. This form of Ju'ala is valid. Similarly, if he says that who soever finds his horse, that person will own half of it. or that person will be awarded ten kilos of wheat, Ju'ala will be in order.

2230. * If a person does not at all mention the amount of reward which he would give for his work - for example, if he says: *" I shall give money to the person who finds out my son"* , and does not specify the amount of money, and if some one performs the task, he should pay him according to what is cusmarily paid for such tasks.

2231. * If the employee in Ju'ala performs the task before the agreement is made, or performs it after the agreement, but with the intention that he will not take any money, he is not entitled to demand wages.

2232. The person who makes a Ju'ala agreement can cancel it before the person employed starts to work.

2233. If the person wishes to cancel the Ju'ala agreement after the employee has started work, it is a matter of Ishkal.

2234. * A person appointed to work in Ju'ala can leave the task incomplete. However, of he failure to complete the task causes harm to the person who appointed him, he must complete it. For exmaple, if as person says: *" If someone operates upon my eye I shall give him so much of money"* and a surgeon commences the operatioon. If by not completing the operation, the aye will

---

be defective, he must complete it. And if he leaves it half way, he has no claim, whatsoever, over the person who employed him.

Rules Regarding Muzari'ah (Temporary Sharecropping Cntract)

2236. * One of the many types of Muzari'ah means that the owner of a land agrees to hand over his land to a farmer, so that he would cultivate it, and gives a share of the crop to the landowner.

2237. * Muzari'ah has certain conditions:
(i) That the owner of land confirms to the farmer that he has given him the land for farming, and the farmer also assets that he has accepted it. Alternatively, without their uttering anything, the owner of the land keeps the land at the farmer's disposal with the intention that he would do farming in it, and the farmer accepts.
(ii) Both the owner of the land and the farmer should be adult and sane, and should conclude the agreement of Muzari'ah with their intention and free will. They should also not be feeble minded persons, who squander their wealth on useless things . Similarly, the owner of the land should not be a bankrupt person. But if the agreement in which he enters with the farmer does not in any way involve any property over which the bankrupt person has no right of discretion, then there will be no objection.
(iii) As a percaution, the owner and the farmer should each share the entire produce of the land. But this condition does not appear to be necessary. Hence, if they, for example, agree to the condition that the harvest in the first half or the end, will belong to one of them, the agreement of Muzar'ah will be valid.
(iv) The share of each of them should be fixed, like, 1/2 or 1/3 etc. of the crop. If no share is fixed, and the owner of the land simply says: *" Cultivate this land and give me whatever you like"*, it will not be in order. Similarly, if instead of fixing a share, a fixed quantity of the crop is offered for the farmer or the landowner, the Muzar'ah will not be valid.
(v) The period for which the land is to remain in possession of the farmer should be specified, and it is necessary that the period should be long enoygh to make a harvest possible from the land. And if this period is timemade to commence from a specified day, and to end with the harvest time, it will be sufficient.

(vi) The land should be arable, anf if it is berren but can be made fit for farming by some improvements being done on it, the contract of muzari'ah is in order.
(vii) If the farmer is supposed to sow seeds for a particular crop, then that crop must be specified. For example,, it must be specified whether it will be sown. However, if they do not have any particular crop in view, or the crop which both of them have in view is known, it is not necessary that crop which both of them have in view is known, it is not necessary that they should define it.
(viii) The owner should specify the land, if he has several tracts of land which differ from one another in their requirements. But if they do not differ in their requirements, it is not necessary to specify. Foe example, if he tells the farmer to till and cultivate any of those lands, without specifying any one, muzari'ah will be valid.
(ix) The expenses which each of them will incur should be specified. However, if the expenditure which each of them should incure is known, it is not necesary to declare it.

2238. * If the owner sttles with the farmer that a certain quantity of the crop will belong to one of them, and the remaining quantity will be divided between them, that muzar'ah is void, even if they know that something will remain after deductiing that quantity. Of course, if they agree between themselves that some of the seeds sown, or the tax payable to the government, will be deducted from the harvest, and the rest will be divided between them, this muzari'ah is in order.

2239. * If the agreed period of muzari'ah (tenancy) comes to end, and the usual crop is not obtained, there will be no objection if the owner of the land agrees that the crop may remain on his land on paymenet rent, or without it, and if the farmer is also agreeable to it, provided that, both of them had agreed at the time of fixing that muzari'ah will end regardless of any crop becoming available. But if the owner does not agree to such an agreement, he can ask the farmer to remove the crop from there. And if the farmer sustaina a loss by removing the crop, it will not be necessary for the owner to compensate the farmer for it. And the farmer who is willing to pay something to the owner allow the crop to stand on his land, cannot compel him to agree.

2240. * If farming becomes impossible on the land due to some eventuality, for example, if water supply id cut off from the land - the contract of muzar'ah is annulled. But if the farmer does not cultivate the land without any justifiable excuse, while the land remains in his occupation, and the owner has no discretion over it, he should pay the rent for that period to the owner at the usual rate.

2241. * The owner of land and the farmer cannot cancel the contract of muzari'ah without the consent of each other, unless they had agreed in the contract tp grant that option to one or both of them. In that case, they will cancel the contract according to the condition laid in the agreement. Similarly, if any one of them acts contrary to the agreed conditions of the contracts, the other party in the contract will have the right to cancel the transaction.

2242. *If the lnadlord or the farmer dies after concluding the contract of muzar'ah, the contract is not terminated, and if they had stipulated that the farmer himselves would do the farming, the contract of muzar'ah will become cancelled. But if the farmer hadcompleted his task, and fulfilled his assignment, then the muzari'ah will remain valid, and the heirs will be given his share together with all his rights or accruals which were due to him. However, yje heirs cannot compelthe landlord to allow the crop to stand on his land.

2243. * If it becomes known after cultivation, that the contract of muzari'ah had been void, and if the seeds have been the property of the landowner, the produce will belong to him and he will pay the farmer his wages and the expenses incurred by him, and the rent for the cow and other animals belonging to the farmer, which may have worked on the farmer. And in this seeds were the property of the farmer, the crop will belong to him, and he should pay the landowner the rent of the land and the expenses incurred by him, and rent for the cow and other animals belonging to the landowner which may worked on the farm. And in both the cases, it will be obligatory to pay the agreed amount only, even if the other party is aware that the usual entitlement is more than that.

2244. * If the seeds belong to the farmer, and if it becomes known after cultivation that the contract of muzari'ah had been void, there will be no objection of the landowner and the farmer agree that the crop may remain on the land against payment or otherwise. Some Fuqaha have said that if landowner is not agreeable, he can ask the farmer to remove the crop from the land, even before it is ready, and that even if the farmer is willing to pay something to the landowner, he cannot compel him to allow the crop to remain on his land. But this is not free from the Ishkal. And in any case, the landowner cannot compel the farmer to pay rent and let the crop remain on his land, or even without any rent.

2245. * If roots of the crop remain in the land after harvesting the crop, and if after the expiry of the contract of muzari'ah they grow again in the land next year, if the landowner had not made an agreement with the farmer regarding his share in the remaining roots, the crop of the second year will belong to the landowner.

Rules Regarding Musaqat and Mugharis

2246. * Musaqat means that a person agrees with someone that for a specified time, the fruit-bearing trees owned by him, or those which are under his discretion, will be given to that person so that he cares, tends and waters them. In return, that person will have the right to take an agreed quantity of fruits. This transaction is called Musaqat.

2247. A transaction of Musaqat in respect of fruitless tree will be in order if it has another product of substaintial monetary value, like, leaves of flowers which is sold or good gain - like, the leaves of Henna, which is in common use.

2248. While concluding a transaction of Musaqat, it is not necessary that the prescribed formula be pronounced. In fact, if the owner of the tree transfers it with the intention of Musaqat, and he who is to do the work begins doing the work with the

same intention, the transaction is in order.

2249. * The owner of the trees, and the person who undertakes to tend care for them, should both be adult and sane, and should not have been

coerced by anyone. Moreover, they should not be feeble-mindedpersons (who have no discretion over the property), so that the property is not unnecessarily ruined. Similaly, the owner must not be a bankrupt person. But if the person who tends and waters is bankrupt. he can be engaged to do the work, provided that, in so doing, he does not use the property he is not allowed to admister or use.

2250. * The period of Musaqat should be known, and it must extend over a span of time when the harvest becomes ready. And if the beginning is specified, and its end is fixed to be the time when fruits for that year becomes available, the contract is in order.

2251. * It is necessary that the share of each one of them is fixed as 1/2 or 1/3 etc. of the crop, and if they stipulate, for example, that one ton of the fruits will belong to the owner of the trees and the remaining quantity will go to the person who looks after the trees, the contract is void.

2252. *It is not necessary that the contract for Musaqat be concluded before the appearance of the crop. In fact, a contract made after the appearance of the crop is validprovided that, some work like increasing the crop, protecting the trees, is still required. But if no such work remains to be done, the contract for merely watering the trees, plunking the fruits, and looking after them, cannot be valid.

2253. * A contact of Musaqat for creeping plants, like melon and cucumber, is also valid.

2254. * If a trees benefits from rainwater or the moisture of earth and does not stand in need or irrigation , but needs other work as described in rule 2252, the contract of Musaqat will be in order.

2255. Two persons who have entered a contract of Musaqat can cancel it, with mutual cansent. Moreover, if they lay down in the contract of Musaqat, a condition that both or one of them wikll be entitled to cancel the contract, there will be no harm in cancelling the contract as agreed to by them. And if they lay down other condition in the agreement, which are not followed, the person who has to benefit from the condition can cancel the contract.

2256. * If the owner dies, the contract of Musaqat is not terminated, and his heirs take his place.

2257. * If a person to whom the upkeep of the trees was entrusted dies, and if it was not agreed that he would tend and care for them himself, his heirstake his palce. And

if they do not do the job themselves, and also do not hire a person for the owrk, the Mujtahid will hire a person and pay for the estate of the dead person, and divide the crop between the heirs of the deceased and the owner of the trees. And if they had agreed that the man would tend and care for the trees himself, the conttact will be cancelled upon his death.

2258. * If it is agreed that the entired crop will belong to the owner, the contract of Musaqat is void, but the fruit will remain the property of the owner, and the worker cannot claim any wages, except when the contract of Musaqat is invalid because of some other reason. In that case, the owner will pay wages at the usual rate to the person who has rered the trees by watering them and oding other jobs. But if the usual amount of wages is more than the stipulated amount, and the opposite party was aware of it, it is not necessary for him to pay the excess.

2259. * If the person hands over a piece of land to another person to plant trees in it, and it is agreed that whatever is grown, will be the property of both of them, the contract is called Mugharisa, and is valid, though it should be avoided, as a precaution. However, a slight change in the method of achieving the same purpose will make the contract valid, without any objection. For example, if both the sides entire into this sort of agreement for settling, and compromising their debts, or they become partners in the newly growning trees, and then the worker offers his services to the owner for tending and watering them for a specified period, against the wages equal to half the value of land.

Persons Who Have No Right of Disposal or Discretion Over Their Own Property

2260. * A child who has no reached the age of puberty, (bulugh), has no right of discretion over the property he holds or owns, even if he is able to discern and is mature, and the permission of his/ her guardian does not

---

apply in this case. However, in those cases where a Na-baligh is allowed to make a trasanction, like when buying or selling things of small worth as mentioned in rule 2090, or his testament for his relatives and kinsmen, as will be explained in rule 2706, the right can be exercised. A girl becomes baligh upon completion of her nine lunar years, and a boy is baligh when stiff pubic hair grow, or when he discharges semen, or upon competion of fifteen lunar years.

2261. * Growing of stiff hair on the face and above the lips may be considered as signs of bulugh, but their growth on chest amd under the armpits and the voice becoming harsh etc. are not the signs of one's reaching the age of puberty, except that may become sure of having reached the age of puberty due to these changes.

2262. * An insane person has no right to disposal over his property. Similarly, a bankrupt (i.e. a person who has been prohibeted by the Mujtahid to dispose of or have discretion on his property because of the demands of his creditors) cannot dispose his propertywithout the permission of the creditors. And a feeble-minded person (Safih) who squanders his property for useless purposes, has no right of disposal of discretion over his property.

2263. * If a person is sane at one time and insane at another, the right of discretion exercised by him during his lunacy will not be considered valid.

2264. * A dying man in his terminal illness can spend his own wealth on himself, on the members of of his family, his guests and on other things as much as he likes, provided that, it is not considered to be extravagance on his part. Also, he can sell his property at its proper value, or hire it. But if he gives away his property as gift, or sells it at a lower price than usual, it will be valid if the property gifted or sold cheap is equal to or less than 1/3 of his estate. And if it is more, it will be valid only if the heirs allow, and if they do not, then whatever he spent in excess of 1/3 of his estate will be considered void.

Rules Regarding Agency (Wakalat)

Wakalat means that a person delegates somebody a task (like concluding a transaction), which he himself had a right to do, so that the other person may perform it on his behalf. For example, one may appoint another person to act as one's agent for the sale of a house, or for a marriage contract. Since a feeble-minded person does not have right od discretion over his property, he cannot appoint agent (Wakil) to sell it.

2265. * in *Wakalat*, it is not necessary to recite a formula. If a person conveys to another person, by conduct, that he has made him his agent and the other person also conducts himself in a way to convey that he has accepted that position, e.g. if he places his property at Wakil's disposal so that he may sell it on his behalf, and the Wakil takes that property for that purpose, the agency is in order.

2266. * If a person appoints a person in another city as his agent, and gives him power of attorney, and he accepts it, the agency is in order, even if the power of attorney reaches the agent after some time.

2267. * The *Muwakkil* (pricipal) , that is, the person who appoints another person as his Wakil (agent), as the Wakil should be sane, acting on his own volition and authority. And the principal should be abligh, except in case where a discerning child can act.

2268. A person cannot become a Wakil for an act which he cannot perform or which is haraam for him to do. For example, a person who is wearing *Ehram* for Hajj cannot recite the Nikah as an agent for another person.

2269. * If a person appoints another person as his agent to perform all his tasks , the agency is in order, but if he appoints him as his agent for performing a task without specifying it, the agency will be void. But if the principal gives an optional task agent, like, if he appoints him as a Wakil to either sell his house or give it on rent, the *Wakil* will be valid.

2270. If a person removes his agent from office, he (the agent) cannot perform the taskentrusted to him after the news of his dismissal has reached

him. However, if he has already performed the task before the news of his dismissal reaches him, it will be in order.

2271. * An agent can relinquish the agency even if the principal is absent.

2272. An agent cannot appoint Sanother person as agent for the performance of the task entrusted to him, except when the principl has authorised him to engage an agent. In that case, he should strickly act according to the insruction. Hence, if the principal has said to him: "Engage an agent for me", he should Sengege an agent for the principal and cannot appoint the agent on his own behalf.

2273. If an agent appoint ans agent for his principal, with his permission, he cannot remove that agent. And if the first agent dies or the principal dismisses him, the secon agency will not be invalidated.

2274. If an agent appoints asomeone as his own agent with the permission of the peincipal, the principal and the forst agent can dismiss that second agent, and if the first agent dies or is removed from office, the second agency becomes invalid.

2275. * If several persons are engaged as agents for performing a task, and everyone of them is allowed to act independedtly, everyone of them can perform that task, and if one of them dies the agency of others is not invalidated. But if, they were told to work jointly, they cannot act independetly, and if one of them dies, the agency of others is invalidated.

2276. * If the agent or the principal dies, the agency becomes invalid. Similarly, if the thing for the disposal of what which one his appointed an agent perishes, (for example, the sheep which the agent was entrusted to sell, dies) the agency becomes invalid. And if either of them (i.e. the principal or the agent) becomes insane or unconscious, the agency is invalidated. but if either of them becomes insane or unconscious occasionally, the agency does not become during such period, nor after the recovery.

2277. *If a person appoints someone as agent to perform a task, and promis-

---

es to give him something for his services, he must give the promised thing after completion of the task.

2278. * If an agent is not careless in looking after the property entrusted to him, nor does he exercise such discretion over it for which permission was not grante, and by chance the property is lost or destroyed, he should not compensate for it.

2279. * If an agent has been careless about looking after the property entrusted to him, or treated it in a manner which was different from the one allowed by the principal, and consequency the property is lost or destroyed, he is responsible for it. For example, if he is given a dress to sell, and instead he wears it, and it is lost or damaged, he should pay compensation for it.

2280. If an agent deals with a property in a manner other than the one for which he has been granted permission, for rxample, he wears a dress which hes been asked to sell, and then disposes it in in the authorised manner, that disposal will be in order.

Rules Regarding Debt or Loan

To give a loan to Momineeeen, particularly the needy ones. is Mustahab, on which great has been laid in the Holy Qur'an and in the Traditions (Ahadith). The Holy Prophet hsa been reported to have said that whoever gives loan to his Muslim brother, his wealth flourishes, and the angles invoke Divine mercy for him, and if he lenient with his debtot, he will pass over the Bridge (Sirat) swiftly. And if a Muslim denies his brethern-in-faith a loan, Paradise becomes forbidden (haraam for him).
2281. It is not necessary to recite a specific formula in the matter of debt. If a person gives something to another person with the intention of loaning, and the other takes it with the intention of borrowing, that contract will be in order.

2282. * Whenever a debtor pays his debt, the creditor should accept it. But if the time for repayment had been fixed at the request of the creditor, or by mutual understanding, then in this case, the creditor can refuse to accept the repayment before the termination of time.

2283. * If a period is fixed for the repayment of debt in the formal contract of debt by the debtoer, or by mutual agreement, the creditor cannot claim repayment of the debt before the expiry of that period. But if it was stipulated by the creditor, or if no such period was fixed, the creditor can demand the repayment of his debt at any time.

2284. When the creditor demands his debt, and the debtor is in a position to pay it, he should pay it immediately, and if he delays its payment, he can commits a sin.

2285. *If the debtor does not possess anything other than the house he occupies, the househol;d effects, and other things of essential needs, without which he would be facing hardship, the creditor cannot claim the repayment from him. He should wait till the debtoer is in a position to repay the debt.

2286. * If a person is indebted and he is unable to repay his debt, he should take up a suitable employement if he can, and pay off his debt. This is an obligatory precaution. Especially. if employment for him is easy, or if it has been his vocation, it is obligatory upon him to do so in order to pay off the debt.

2287. * If a person has no access to his creditor, and does not hope to find him or his heirs, he should pay the amount he owes to poor on behalf of the creditor. And as a precaution, he should obtain permission for it from the Mujtahid. And if his creditor is not a Sayyid, the recommended precution is that he should not give the sum he owes to a poor who is Sayyid. But if he hopes to find his creditor or the heirs, he should wait and search for him. And if he does not succeed, he should make a Will stating that if he died, and if the creditor or the heirs appear, they should be paid from his estate.

2288. If the estate of a dead person deos not exceed the obligatory expenses of his Kafan, burial and the payment of his debt, his estate should be utilised for these purposeand his heir will not inherit anything.

2289. * If a person takes a quantity of gold and silver currency as a loan

---

and then its price falls, it will be sufficient if he gives the same quantity which he had taken. And if its price rises, he must give the same quantity which he had taken. Hopwever, in either case, there is no objection if the debtor and the creditor mutually agree to some other arrangement.

2290. If the property taken on loan has not perished, and its owner demands it the recommended precaution is that the debtor should return him the same property.

2291. If a person who advances a loan. makes a condition that he will take back more than what he gives, for example, he gives 3 kilos of wheat and stipulates that he will take back 31/ 2 kilos of whea, or eggs and says that he will take back eleven eggs, it will be usury and therefore haraam. Rather if he stipulates that the debtor should apart from the repayment, do some work for him, or repay the loan along with a quantity of another commodity (for example, if he lays down the condition that the debtor will return one rupee owed along with a match box) it will be usury and haraam. Also, if he stipulates that the debtor will return the thing loaned to him in a particular shape, e.g. if he gives him a quantity of gold, and imposes the condition that he will take it back as golden ornaments, that too, is usury haraam. However, if no condition is made by the creditor, and the debtor himself decides to repay something more than what he borrowed, there is no harm in it. In fact, it is Mustahab to do so.

2292. To pay interest is haraam,the same way as charging interest. However, if a person takes a loan against interest, he becomes it owner, althogh it is better that he should not exercise his right of disposal over it. And if it is known that the creditor would have allowed him the use of money loaned, even if they would not have agreed on interest, then the debtor can exercise his discretion over the money loaned to him without any objection.

2293. If a person takes interest bearing loan in the shape of wheat or any other similar thing, and does farming with it, he becomes the owner of the harvest, but it is better he should not exercise his right of disposal over harvest to acquired.

2294. * If a person purchases a dress, and then pays the owner of the dress with the money earned from interest, or with lawful money mixed with interst money, there will be no harm in wearing that dress and offering press with it. But if he says to the seller: *" I am purchasing this dress with this sort of money"*, it will be haraam to wear that dress. But offering prayers with that dress has been adequately explained in the rule for the clothes worn be one who wishes to pray.

2295. If a person gives a sum of money to a merchant, so that he may get from him

something less in another city, there is no harm in it. It is called *Sarf-i-Barat'*.

2296. * If a person gives some money to another person with the condition that after a few days, he will take a larger amount from him in another city, or town, (for example, he gives $990 to him, and stipulates that after ten days he will take $1000 from him in another city)and if that currency is of gold or silver, the transaction is uaury which is haraam. However, if the person who is taking more amount gives some commodity against the excess amount or performs some task, there is no harm in this arrangement. As for the usual bank notes, which is classified as things to be counted, there is no harm if some more is taken in exchange, except when it is in the form of debt and a condition for rxcess is laid, in which case, it will be interest and haraam. Or, if a person sells bank notes on credit basis, for more in return , and if they belong to the same classification of commodity, it is not a permissible transaction.

2297. If a person is owed by someone, and the thing owed is not in the category of gold, silver or anything measured or weighed, he can sell it to the debtor or anybody else for a lesser amount and realise the sum in cash. On this basis, in the present times, a creditor can sell the bills of exchange or the promissory notes received from the debtor, to the bank, or any other person at a price lower than the amount due to him(which is called' discounting' in common parlance) and can take the outstanding balance in cash, because dealing with regard to common bank bank notes is not by weight or measure.

Rules Regarding Hawala (Transferring the debts etc.)

2298. If a debt directs his creditor to collect his debt from the third person, and the creditor accepts the arrangement, the third person will, on completion of all the condition to be explained later, become the debtor. Thereafer, the creditor cannot demand his debt from the first debtor.

2299. * The debtor, the creditor and the person to whom collection is referred, should be adult and sane, and none should have coerced them, and they should not be feeble-minded, that is, those who squander their wealth. And it is also necessary that the debtor and the creditor are not bankrupt. Of course, if the debt is transferred to a person who is solvent, there is no harm even if the person assigning the transfer is bankrupt.

2300. * Transferring the debt to a person who is not a debtor will not be correct, unless he accepts it. And if a person wishes to affect a transaction to a debtor for a commodity other than that for which he is indebted, (for example, if he transfers the debt of wheat while he is indebted to him for barley) the transfer will not be in order, unless he accepts it. In fact, in all cases of such transfers and *Hawalas*, one to whom it is assigned should have accepted it, otherwise, the transaction will be void.

2301. * It is necessary that a person should actually be a debtor at the time he trasnsfer the debt. Therefore, if he intends taking a loan from some one, he cannot trnsfer the prospective debt in advance to another party, teeling the would be creditor to collect the debt from the party.

2302. * The debtor must specify exactly the category and the quantity of the debt he transfers to another party. For example, if his debt comprises of ten kilos of wheat and ten dollers owed to one person, and he tells him to go and collect either of the two debts from a certain party, that transaction will not be valid.

2303. If the debt is fully indentfied, but the debtor and the creditor do not know its quantity and category at the time of assigning the transfer, the transaction is in order. For example, if a person who has recorded the debt he owes to someone in his books, assigned a *Hawala* or transfer of debt before

---

referring to the books, and later, after consulting his records, infroms the creditors about the quantity of his debt, the transfer is in order.

2304. *The creditor may decline to accept the transfer of debt, although the person in whose name the assigning has been given may be rich, and may not fail to honour the *Hawala*

2305. * If a person accepting the *Hawala* is not a debtor to the person giving the *Hawala*, he can demand the amount of the *Hawala* from the person who gave it, before honouring the *Hawala*, unless it was previousely agreed that the payment would be deferred for a fixed period, and that period has not lapsed. In this case, the person receiving *Hawala* cannot demand payment even if he himself have honoured the *Hawala*. And if the creditor compromises for a lesser amount, the person honouring the *Hawala* should demand only that sum which he has paid.

2306. * When the conditions of the transfer of debt or *Hawala* have been fulfilled, the person effecting the *Hawala* and the person reciving it cannot cancel the *Hawala* and if the person receiving the *Hawala* was not poor at the time the *Hawala* was issued, the creditor cannot cancel the *Hawala* even if the recipient becomes poor afterwards. The same will pply if the recipient of the *Hawala* was poor at the time it was issued, and the creditor knew about it. But if the creditor did not know that the person to whom *Hawala* has been issued is poor, and when he comes to know of it, the recipient is still poor, then the creditor can abrogate the *Hawala* transaction, and demand his money from the debt himself. But if the recipient of *Hawala* has tuirned rich, then cancelling the *Hawala* cannot be substianted.

2307. * If the debtoer, the creditor, and the person to whom the *Hawala* is assigned agree among themselves that all of them or any one of them has a right to cancel the *Hawala*, they can do so in accordance with the clause of the agreement.

2308. If the person inssuing a *Hawala* pays the creditor himself, at the request of the person in whose name the Hawala was issued, who was also his debtor, he can claim from the recipient of the *Hawala* what he has paidto the

---

creditor. And if he has paid without his request, or if he was not his debtor, he cannot demand from him what he has paid.

Rules Regarding Mortgage (Rahan)

2309. * Mortgage means that a person effects a conveyance of property to another person as security for money debt, or property held under responsibility, with a proviso that if that debt is not paid, the creditor may pay himself out of the proceeds of that property.

2310. * It is not necessary to pronounce a prescribed formula for effecting the mortgage. If the debtor conveyances his property to the creditor with the intention of providing security for the debt, and the creditor accepts it with the same intention, the mortgage is in order.

2311. * The mortgage and the mortgagee should be adult and sane, and should not have been coerced by anyone. Moreever, the mortgagor should not be bankrupt and feeble minded. The meaning of 'bankrupt' and 'feeble- minded' have been given in rule 2262. But if the property mortgaged does not belong to the bankrupt, or if he has not been prohibited to use it, there is no objection.

2312. A person can mortgage that property over which he has a right of disposal discretion, and it is also in order if he mortgages the property of another person with his permission.

2313. The property mortgaged must be such in which trading is permissible by Shariah. Hence, if alcohol liquor or something like it is mortgaged, the transaction will be void.

2314. * The benefit which accrus from the mortgaged property, belongs to the oner, whether the mortgagor or any other person.

2315. *The mortgagcannot present or sell the mortgaged property to another person without the permission of the owner, whether he is the mortgagor or any other person. However, if he presents or sells it to another person, and the owner consents to it later, there is no harm in it.

2316. * If a mortgagee sells the mortgaged property with the permission of the owner, the sale proceeds will not be considered mortgaged like the property itself. And the same will apply if he sells it without the permission of the owner, but the owner endorses the transaction later. But if the mortgagor sells it with the permission of the mortgagee, with an understanding that its proceds will be mortgaged, that is, the sale proceeds of that property will get motgaged like the property itself, then he must follow the understanding . And if he contravenes it, the transaction will be void, except when the mortgagee gives his assent.

2317. * If the creditor demands the repayment of debt when it is due, and the debtor does not repay it, the creditor can sell the mortgaged property and collects his due, provided that he had been authorised to do so.
And if he was not authorised to do s, it will be necessary to obtain permission from the debto. And if the debtor is not availabel, he should obtain permission for the sale of the property from the Mujtahid. In either case, if he slae proceeds of his debt to the

debtor.

2318. * If the debtor does not possess anything othert than his house he occupies, and the essential household effects, the creditor cannot demand the repayment of the debt from him. But, if the thing mortgaged by him is his house and its household effects, the creditor can sell them, and realise his dues.

Rules Regarding Surety (Zamanat)
2319. * If a person wishes to stand surety for the repayment of the debts of another person, his act in this behalf will be in order, only when he makes the creditor unerstand by his words in any language, or by conduc, that he undertakes the responsibility for the repayment of the deb, and the creditor also accepts the deal. It is not necessary that the debtor, too, should be agrreable.

2320. * It is necessary that the guarantor and the creditor are adult and san, and have not been coercedby anyone. Furthermore, they should be feeble-minded or bankrupt. However, these conditions are not applicable

to the debtor. Therefore, if a person stands to repay the debt of a child, an insane, person or a feeble-minded aquanderer, the arrangement is in order.

2321. * When a person gives a guarantee with a condition, as when he says: " *If the debtor does not repay your debt, I shall pay it*", it is a matter of Ishkal to accept such a conditional guarantee as valid.

2322. * A man giving guarantee should know that the person that the person for whom he stands surety is actually a debtor. If someone is still considered to take a loan, one cannot stand as a guarantor till such time when the loan has been taken.

2323. A person can stand surety for some only when the creditor, the debtor, and the property given as loan, are actually specified. Therefore, if there are two creditors of a person, and a person wishing to guarantee says: *"I guarantee to pay the debt of one of you* " his being a grantor is void, because he has hot specified as to whose debt he would pay. Also, if a person is the creditor of two persons, and a person giving giving guarantee says: *" I guarnatee to pay you the debt of one of them*", his becoming a guarantor is void, as he has not specified which person's debt he would pay. Similarly, if a person is owed 30 kilos of wheat amd $10 by another person, and a person wishing to be a guarantor say: *I guarantee to pay one of your two debts*", and does not specify whether he guarantees payment of wheat or money, the grantee is not in order.

2324. If a creditor gifts the guarantor with the debt owed to him, the guarantor cannot claim anything from the debtor, and if the creditor gifts him with a part of his debt, the guarantor cannot demand that part from the debtor.

2325. * If a person becomes a guarantor for the payment of someone's debt, he cannot withdraw from his responsibility as a guarantor.

2326. As a precaution, the guarantot and the creditor cannot stipulate an option for cancellation of the grantee at any time they wish to do so.

2327. If a person was capable of paying the debt of the creditor at the time he stood as a surety, the creditor cannot cancell his guarantee and demand the payment of the debt from the first debtor, even if the guarantor may have become poor afterwards. And the same rule will apply if the surety at the time of guaranteeing wa not capable of paying the debt, yet the creditor agreed to his becoming the guarantor despite knowing it.

2328. * If at the time of standing surety, a person was incapable of paying the debt of the creditor, and the creditor not knowing the position, now wishes to cancel his guarantee, it will be a matter of Ishkal, especially if the surety becomes capable of paying the debt before the creditor takes notice of the matter.

2329. If a person guarnatees the payment of the debt of a person, without obtaining his permission, he (surety)cannot demand anything from the debtor.

2330. * If a person guarantees the payment of debt with the permission of the debtor, he can demand that amount or quantity from the debtor even before having paid anything to the creditor. But if he paid, or delivered acommodity other than the one which was owed, he cannot ask the debtor to pay or deliver to him that commodity. For example, if the debtor owed 10 tons of wheat, and the guarantor settled the debt with 10 tons of rice, he can not demand rice from the debtor, except when the debtor agrees to the arrangement, in which case, there is no objection.

Rules Regarding Personal Guarantee For Bail (kafalat)

2331. * Personal surety or security means that a person takes the respomsiblity for the appearance of a debtor, as and when the creditor asks for him. A person who accepts such a responsibility is called *Kafil* (guaranator)

2332. * A person surety will be valid only when the guanteor makes the creditor undertstand by words (in any language), or conduct, that he understakes to produce the debtor in person as and when demand by the creditor, and the creditor also accepts the arrangement. As a precaution, the debtor's consent is also necessary for the validity of such a gurantee; in

---

fact, as a matter of precaution, both the debtor and the creditor must accept the *Kafalat*

2333. It is necessary for a guarantor (*kafil*) to be adult and sane, and he should not been under any coercion or pressure, and he should not be able to procduce the person whose guarantor he becomes. Similarly, he should not be a feeble-minded squanderer or a bankrupt, particularly if he has to spend his wealth in order to be able to produce the debtor before the creditor.

2334. * Anyone of the following five things will terminate the personal surety (bail

guarntee):
(i) When the guarantor hand over the debtor to the creditor, or if the debtor himself surrenders to the creditor.
(ii) When the debt of the creditor has been discharged.
(iii) When the creditor himself forgives the debt, or transfer it to someone else.
(iv) When the debtor or the guarantor dies.
(v) When the creditor absolves the gurantor from his personal surety.

2335. If a person forcefully releases a debtor from the hands of his creditor, and if the creditor does not have access to the debtor, the person who got the debtor released should hand him over to the creditor, or pay his debt.

Rules Regarding Deposit Or Custody Or Trust (Amanat)
2336. * When a person gives his property to another person, and tells him that it is deposited in trust, and the latter accepts it, or without uttering a word, by a simple conduct, the depositor and the reciever both understand and accept the intention, then they must follow the rules of Amanat as will be explained later.

2337. * Both the trustee and the depositor should be baligh and sane, and should not have been forced by anyone. Therefore, if a person deposits some property with an insane person, or a minor, or if an insane or minor trusteedeposits some property with someone, their action will not be in order. Of course, it is permissible for a discerning child to deposit someone else's property with that person 's consent. Similarly, a depositor must not be a feeble-minded squanderer or a bankrupt. But if the bankrupt person deposits a

---

property from which he has not been debarred, there is no objection. Also, the trustee must not be a feebel-minded squanderer or a bankrupt, if the protection of the property under his care involves spending from the wealth from which he is debarred.

2338. * If a person accepts a deposit from a child without the permission of its owner, he should return it to its owner. And if that deposit belong to the child himself, it is necessary that it is delivered to his guardian; and if it gets lost or destroyed before the delivery, the person who accepted the deposit must compensate for it. But if he had secured it from the child with the intention of delivering it to the guardian, and if he had not been careless in its safekeeping, he will not be responsible for a loss or damage. The same rule will apply in the case of an insane depositor.

2339. * If a person cannot look after the deposit, and the person making the deposit is not of his incapability, he should decline to accept the deposit.

2340. * If a person tells the owner of the property that he is not prepared to look after his property, and does not accept it, yet the owner leaves it there and goes away, and then the property perishes, the person who has declined to accept the deposit will not be responsible for it. However, the recommended precaution is that, if possible, he should look after that property.

2341. *A person who gives something to another person as a deposit, can abrogate the

arrangement as and when he likes, and similarly, one who accepts the deposit can do the same as and when he likes.

2342. If a person renounces the custody of the property deposited with him and abrogates the arrangementhe should deliver the property to its owner or to the agent or guardian of its owner, as quickly as possible, or inform them that he is prepared to contniue as a custodian. But if he does not, without any justifiable excuse, deliver the property to them and also does not inform them, and property perishes, he should give its subsitute.

2343. * If a person who accepts a deposit does not have a suitable place for its safe keeping, he should acquire such a place, and should take care of the deposit in a manner that he would not be accused of negligence. But if he acts carelessly in this regard, and the property is lost or damaged, he will have to compensate for it.

2344. * If a person who accepts a deposit has not been negligent in looking after it, nor he has gone beyond moderation, and then tghe property unexpectedly perishs, he will not be responsible for it. But id he has been careless about its security, say, by keeping it at a place which is vulnerable to theft, or if he commits such excesses like using those article od deposit without the owner's permission (like wearing the dress or riding the vehicle or the animal etc) and then the deposit property is lost or damaged, he should pay the owner its compensation.

2345. * If the owner of a property specified a place for its safe keeping, telling the person who has accepted the deposit: *"You will secure the property here, and even if you suspect that it might get lost here, you must not take it elsewhere"*, in such case, he cannot transfer it to another palce, and if he does, and it is lost, he is responsible.

2346. * If the owner indicated a place for the security of his deposit, but he did not mean to specify it to the exclusion of other suitable places, the person accepting the deposit can transfer it to a place which is equally safe, or safer than the first place, and if it is lost or damaged there, he will not be responsible.

2347. * If the owner of a depoist becomes permanently insane or unconscious, the deposit is authomatically abrogarated, and the person who had the deposit as trust, should return it immediately to his guardian, or inform him. And if he does not deliver the property to his guardian without a justifiable excuse, and is also negligent informing him, and the property perishes, he should give him its subsitute. But if the insanity or being unconscious is intenermitent, then the deposit cannot be considered as authomatically abrogated.

2348. * If the owner of the deposit dies, the transaction is nullified, and if

---

the peposit is transferable to theto the heirs without any liability, the trustee should deliver the deposit to the heirs, or inform them about it. And if he fails to do so, without any justifiable excuse, he will be responsible for its loss or damage. However,

if he delayed to investigate whether the claimants were the right heirs or not, or whether there were other heirs besides them, and showed no negligence on his part in parting with the deposit or informing the heirs, he will not be responsible for any loss or damage.

2349. * If the owner of the deposit dies, and it devolves upon his heirs, the trustee of the deposit should give the property to all the heirs, or the person who has been authorised by all of them to receive the property. Hence, if he gives the entire property to ne heir without the consent of others, he will be responsible for tthe shares of the remaining heirs.

2350. * If the trustee of the deposit dies, or becomes permanatly insane or unconscious, his heir or guardian should inform the depositor of the property, or deliver the property to him as quickly as possible. But if insanity or unconciouness is intermittent, the deposit cannot be termed as void.

2351. * If a person with whom a property has been deposited, observes in himself the signs of approaching death, as precaution he should , if possible, deliver the deposit entrusted to him to its owner, his guardian or his agent, or inform him. And if it is not possible to do so, he should make such arrangement which would satisfy him that the deposit would reach its rightful owner after his death. For example, he should make a Will aboy it, his Will and to the witness, describing fully the nature of the deposit, and the place where it is kept.

2352. * If a person with whom a property has been deposited, sees in himself the signs of approaching death, and does not act according to his obligattion as mentioned in the foregoing rule, and the property suffer loss or damage, he will be responsible for the deposit, and should make amends for it. But if he recovers from his illness, or after some time repents and acts according to his obligations, then he will not remain responsible.

Rules Regarding Borrowing, Lending (Ariyat)

2353. *Ariyat* means that a person gives property to anothert person for use without asking anything in exchange.

2354. * It is not necessary in the case of *Ariyat* that a formal formula be pronounced. So, for example, a person gives a dress to someone with the intention of lending, and he takes it with the intention of borrowing, it is in order.

2355. Lending a thing which has been usurped, and a thing which belongs to the lender but its benefit has been assigned to some other persaon, like, if it has been given on lease, will be valid only when the owner of the usurped thing, or the assignee is agreable to its being lent.

2356. * The assingnee of any benefit, like a lease, can lend the object or property has been leased, to others. But, as a precaution, he cannot give it into the possession of the borrower without the owner's permission.

2357. * If an insne person, or a minor child, or one who is bankrupt, or aa feeble-minded squanderer, lends his property it is not valid. But if, the guardian of such persons considers it expendient to lend the property under his guardianship, there is no harm in it. Similarly, if a minor acts as an intermediary in delivering the lent article to the borrower, there is no objection.

2358. If a person who has borrowed something is not negligent in its keep, nor does he go beyond moderation in its use, he will not be responsible if it is lost or damaged by chance. However, if the two parties stipulate that, the borrower would be responsible for loss or damage, or if the thing borrowed is gold or silver and it is lost or damaged, the borrower should compensate for it.

2359. If a person borrows gold or silver and stipulates that if it is lost or damaged, he will not responsible, he is not responsible if it is lost.

2360. * If the lender dies, the borrower should give it to the former' heirs, acting according to rule 2348 in respect of the deposits.

2361. * If the lender is incapacitated in such a way that he does not have any right of disposal or discretion over his property, like, if he becomes insane or unconscious, the borrower must act in the manner explained in rule 2348 in respect of deposits.

2362. * A lender can rescind the transaction as and when he likes, and the borrower can also do so at any time he wishes.

2363. * Lending something which is not halal to use, like instuments of amusement and gambling, and utensils of gold and silver for eating or drinking, or for any other purposes, is void. However, giving them on loan for the purpose of decoration is permissible, although precaution is that they should not be given on loan even for thios purpose.

2364. Giving on a loan a sheep for the use of its milk and wool, and lending a male animal for matin, is in order.

2365. * If a borrower gives the borrowed property to the owenr, or to his agent, or guardian, and thereafter that thing is lost or damaged, the borrower is nor responsible. But if he takes it to a place without the permission of its owner, or his agent, or guardian, although it may be a usual place to the pwner usually kept it- for example, if he takes the borrowed horse to the stable which has been prepared for its owner, and ties ir there, and it is lost or destroyed later, or some one destroyes it, the borrower is responsible for it.

2366. * If a person lends a Najis thing, and if the situation is like the one explained in rule 2065, he must inform the borrower about it being Najis.

2367. If a person has borrowed a thing, he cannot give it to another person on hire or loan, without the permission of its owner.

2368. If a thing is borrowed, and is then lent to another person with the permission of its owner, and the first borrower dies or becomes insane, the second lending does not become invalid.

2369. If a borrower knows that the borrowed property has been usurped, he should deliver it to its rightful owner, and he cannot give it to the lender.

2370. If a person borrows somthing about which he knows that it has been usurped, and utilises it, and then it is lost or damaged while in his possession, the rightful owner can demand compensaionfor that thing, and the benefit derived from it, from him, or from the lender who usurped it. And if he takes that compensation from the borrower, the borrower cannot claim from the lender what he has paid to the rightful owner.

2371. If the borrower does not know that the property which he has borrowed is a unsurped one, and it is lost or damaged while it is with him, and if its owner receives compensation from him, he too, can demand from the lender what he has paid to the owner. But if the thing borrowed is gold or silver, or if the person who lent him the property stipulated that if it is lost or damaged he will have to give him compensation for it, he cannot demand from the lender the compensation which he gives to the rightful owner of the property.

Marriage

* The relation between man and woman becomes lawful by contracting marriage. There are two kinds of marriages:
(i) Permanent marriage
(ii) Fixed-time marriage

In a permanent marriage, the period of matrimony is not fixed, and it is forever. The woman with whom such a marriage is concluded is called *da'ima* (i.e. a permanent wife).

In a fixed time marriage *(Mut'ah)*, the period of matrimony is fixed, for example, matrimonial relation is contracted with a woman for an hour, or a day, or a month, or a year, or more. However, the period fixed for the marriage should not exceed the span of normal lives of the spouses, because in that case, the marriage will be treated as a permanent one. This sort of fixed time marriage is called *Mut'ah* or *Sigha*.

Marriage Formula
2372. * Whether marriage is permanent or temporary, the formal formula must be pronounced; mere tacit approval and consent, or written agreement, is not sufficient. And the formula *(Sigha)* of the marriage contract is pronounced either by the man and

the woman themselves, or by a person who is appointed by them as their representatives to recite it on their behalf.

2373. The representative should not necessarily be a male. A woman can also become a representative to pronounce the marriage formula.

2374. * As long as the woman and the man are not certain that their representative has pronounced the formula, they cannot look at each other as Mahram (like husband and wife), and a mere probable suspicion that the representative might have pronounced the formula is not sufficient. And if

the representative says that he has pronounced the formula, but his assertion does not satisfy the parties concerned, it will not be deemed sufficient.

2375. If a woman appoints a person as her representative so that he may, for example, contract her marriage with a man for ten days, but does not specify the day from which the period of ten days would commence, the representative can contract her marriage with that man for ten days from any day he likes. However, if the representative knows that the woman intends a particular hour or day, he should pronounce the formula according to her intention.

2376. One person can act as the representative of both sides for reciting the formula of permanent or temporary marriage. It is also permissible that a man may himself become the representative of a woman and contract permanent or temporary marriage with her. However, the recommended precaution is that two separate persons should represent each side, for the formula of marriage contract.

The Method of Pronouncing the Marriage Formula
2377. * If a woman and a man themselves want to recite the formula of permanent marriage, the woman should first say: *Zawwajtuka nafsi 'alas sidaqil ma'lum* (i.e. I have made myself your wife on the agreed mahr), and then the man should immediately respond thus: *Qabiltut tazwij* (i.e. I accept the marriage). In this way, the marriage contract will be in order.

And if a woman and a man appoint other person to act as their representatives for pronouncing the formula of marriage, and if, for example, the name of the man is Ahmad and that of the woman is Fatimah, the representative of the woman should first say: *Zawwajtuka muwakkilaka Ahmad muwakkilati Fatimah 'alas sidaqil ma'lum* (i.e. I have given to your client Ahmad in marriage my client Fatimah on the agreed mahr) and thereafter the representative of the man should immediately respond thus: *Qabiltut tazwijali Muwakkili Ahmad 'alas sidaqil ma'lum* (that is, I accepted this matrimonial alliance for my client Ahmad on the agreed Mahr). Now the marriage contract is in order. And, on the basis of recommended precaution, it is necessary that the words uttered by the man should conform with those uttered by the woman; for example, if the woman says: *Zawwajituka* ...... (i.e. I have made myself your

wife) the man should also say: *Qabituttazwija* ......(i.e. I accept the matrimonial alliance) and not *Qabitun Nikaha.*

2378. * It is permissible for a man and a woman to recite the formula of the temporary marriage (*Mut'ah*), after having agreed on the period of marriage and the amount of Mahr. Hence, if the woman says: *Zawwajtuka nafsi fil muddatil ma'lumati 'alal mahril ma'lum* (i.e. I have made myself your wife for an agreed period and agreed Mahr), and then the man immediately responds thus: *Qabiltu* (i.e. I have accepted), the marriage will be in order. And the marriage will also be in order if they appoint other persons to act as their representatives. First, the representative of the woman should say to the representative of the man thus: *Matta'tu muwakkilati muwakkilaka fil muddatil ma'lumati 'alal mahril ma'lum* (i.e. I have given my client to your client in marriage for the agreed period and the agreed Mahr), and then the representative of the man should immediately respond thus: *Qabiltut tazwija li muwakkili hakaza* (i.e. I accepted this matrimonial alliance for my client this way).

Conditions of Pronouncing Nikah

2379. * There are certain conditions for the Nikah recited for marriage. They are as follows:
(i) On the basis of precaution, the formula (Nikah) of marriage contract should be pronounced in correct Arabic. And if the man and the woman cannot pronounce the formula in correct Arabic, they can pronounce the Nikah in any other language, and it is not necessary to appoint any representatives. But the words used in translation must convey strictly the meaning of *Zawwajtu* and *Qabiltu*;.
(ii) The man and the woman or their representatives, who recite the Nikah, should have the intention of *Insha'* (i.e. reciting it in a creative sense, making it effective immediately). In other words, if the man and the woman themselves pronounce the formula, the intention of the woman by saying: *Zawwajtuka nafsi'* should be that she effectively makes herself the wife of the man; and by saying:*Qablitut tazwija*; the man effectively accepts her as his wife. And if the representatives of the man and the woman pronounce the Nikah, their intention by saying: *'Zawwajtu'* and

---

'Qablitu' should be that the man and the woman who have appointed them as their representatives, have effectively become husband and wife.
(iii) The person who pronounces the Nikah (whether he pronounces it for himself or has been engaged by some other person as his representative) should be sane, and as a precaution, he should be baligh also.
(iv) If the Nikah is pronounced by the representatives or the guardians of the man and the woman, they should identify the man and the woman by uttering their names or making intelligible signs towards them. Hence, if a person has more than one daughters, and he says to a man: *Zawwajtuka Ihda Banati* (i.e. I have given away one of my daughters to you as your wife) and the man says: *Qabiltu* (i.e. I have accepted) the marriage contract is void, because the daughter has not been identified.
(v) The woman and the man should be willing to enter into a matrimonial alliance. If, however, the woman ostensibly displays hesitation while giving her consent, but it is known that in her heart, she is agreeable to the marriage, the marriage is in order.

2380. If, while reciting the Nikah, even one word is pronounced incorrectly, as a result of which its meaning is changed, the marriage contract would be void.

2381. * If a person pronouncing Nikah comprehends its general meaning, and has a clear intention of effecting that meaning, the Nikah will be valid. It is not necessary for him to know the exact meaning of each word, or to know the laws of Arabic grammar.

2382. If Nikah of a woman is pronounced to a man without her consent, but later both man and woman endorse the Nikah, the marriage is in order.

2383. If the woman and the man, or any one of them, is coerced into matrimony, and they give consent after the Nikah has been pronounced, the marriage is in order, although it is better that the Nikah be repeated.

2384. * The father and the paternal grandfather can contract a marriage on behalf of his minor son or daugher, or on behalf of an isane son or daugh-

---

ter, if they are baligh. And after the children have become baligh or the insane has become sane, he can endorse or abrogate it, if the contracted marriage involves any moral lapse or scandal. And if the marriage contract does not involve any moral lapse or scandal, but the na-baligh son or daughter calls off the marriage, then as an obligatory precaution, a *Talaq* or a renewed Nikah, whatever the case may be, must be recited.

2385. * If a girl has reached the age of bulugh and is virgin and mature (i.e. she can decide what is in her own interest) wishes to marry, she should, obtain permission from her father or paternal grandfather, although she may be looking after her own affairs. It is not, however, necessary for her to obtain permission from her mother or brother.

2386. * In the following situations, it will not be necessary for a woman to seek the permission of her father or paternal grandfather, before getting married:

(i) If she is not a virgin.
(ii) If she is a virgin, but her father or paternal grandfather refuse to grant permission to her for marrying a man who is compatible to her in the eyes of Shariah, as well as custom.
(iii) If the father and the grandfather are not in any way willing to participate in the marriage.
(iv) If they are not in a capacity to give their consent, like in the case of mental illness etc.
(v) If it is not possible to obtain their permission because of their absence, or such other reasons, and the woman is eager to get married urgently.

2387. * If the father or the paternal grandfather contracts marriage on behalf of his na-baligh son, the boy, upon attaining bulugh, should pay maintenance of his wife. In fact, he should start paying her maintenance before becoming baligh, when he is able

to consummate the marriage. And the wife should not be too young to have any sexual relation with the husband. And in the situation other than these, there is a strong indication that she is entitled to maintenance from the husband, therefore a compromise should be carried out as a precaution.

2388. * If the father or the paternal grandfather contracts a marriage on behalf of his na-baligh son, they should pay the Mahr if the boy does not own any means, or if either of them undertakes to pay the Mahr himself. In other situations, the father or the paternal grandfather can pay Mahr from the boy's wealth, but it should not exceed the proper usual Mahr customarily given in similar cases. But if the circumstances demand that higher Mahr be paid, they can pay it from the boy's wealth, and not otherwise, unless the boy approves it after having become baligh.

Occasions When Husband or Wife Can Nullify Nikah

2389. * If the husband comes to know after Nikah that his wife had, at the time of Nikah, any one of the following six deficiencies, he can annul the marriage:

(i) Insanity, even if it is intermittent.
(ii) Leprosy
(iii) Leucoderma
(iv) Blindness
(v) Being crippled, even if it is not to the extent of immobility.
(vi) Presence of flesh or a bone in the woman's uterus, which may or may not obstruct sexual intercourse or pregnancy. And if the husband finds that the wife at the time of Nikah, suffered from *'Ifdha'* - meaning that her urinary and menstrual tract have been one, or her menstrual passage and rectum have been one, he cannot annul the marriage. As an obligatory precaution, he will have to pronounce *talaq* if he wants to dissolve the marriage.

2390. * A woman can annul the Nikah in the following cases, without obtaining divorce:

(i) If she comes to know that her husband has no male organ.
(ii) If she finds that his penis has been cut off before or after the sexual intercourse.
(iii) If he suffers from a disease which disables him from sexual intercourse, even if that disease was contracted after the Nikah, or before or after the sexual intercourse.

2390. * In the following situations, if a wife refuses to continue with the matrimony and wishes to dissolve the marriage, then as a matter of precaution, the husband or his guardian will solemnise the divorce:
(i) If she comes to know after the Nikah, that the husband was insane at the time of Nikah; or if he becomes insane after the Nikah, before or after consummation of the marriage.
(ii) If she finds out that at the time of Nikah, the husband had been castrated.
(iii) If she learns that he suffered at the time of Nikah from leprosy or leucoderma.

• Note: And if the husband is incapable of sexual intercourse, and she wishes to annul the marriage, it will be necessary for her to approach the Mujtahid or his representative, who may allow the husband a period of one year, and if it is found that he was not able to have sexual intercourse with her or with any other woman, the wife can annul the marriage.

2391. * If the wife annuls the marriage because of the husband's inability to have sexual intercourse, the husband should give her half of her Mahr. But, if the man or the wife annuls the marriage because of one of the other deficiencies enumerated above, and if the marriage has not been consummated, he will not be liable for anything. But if the marriage was consummated, he should pay her full Mahr. If the husband annuls the marriage due to the deficiencies mentioned in rule 2389, he will not be liable for anything if he has not had sexual intercourse with her. But if he has had sexual relation with her, then he has to pay full Mahr.

Women With Whom Matrimony is Haraam

2393. Matrimonial relation is haraam with women who are one's *Mahram*, for instance, mother, sister, daughter, paternal aunt, maternal aunt, niece (one's brother's or sister's daughter) and mother-in-law.

2394. If a man marries a woman, then her mother, her maternal grandmother, her paternal grandmother and all the women as the line ascends are his *Mahram*, even if he may not have had sexual intercourse with the wife.

2395. If a person marries a woman, and has sexual intercourse with her, the daughters and grand-daughters (daughters of sons, or of daughters) of the

---

wife and their descendants, as the line goes low, become his *Mahram*, irrespective of whether they existed at the time of his marriage, or were born later.

2396. If a man marries a woman, but does not have sexual intercourse with her, the obligatory precaution is that as long as their marriage lasts, he should not marry her daughter.

2397. The paternal and maternal aunt of a man, and the paternal and maternal aunt of his father, and the paternal and maternal aunt of his paternal grandfather, and the paternal and maternal aunt of his mother, and the paternal and maternal aunt of his maternal grandmother, as the line ascends, are all his *Mahram*.

2398. The husband's father and grandfather, however high, are the wife's *Mahram*. Similarly the husband's sons and the grandsons (son of his sons or of daughters), however low, are her *Mahram*, regardless of whether they existed at the time of her marriage or were born afterwards.

2399. If a man marries a woman (whether the marriage be permanent or temporary) he cannot marry her sister, as long as she is his wife.

2400. If a person gives a revocable divorce to his wife, in the manner which will be

explained under the rules relating to 'Divorce', he cannot marry her sister during the *Iddah*. But if it is an irrevocable divorce, he can marry her sister. And if it is the *Iddah* of temporary marriage, the obligatory precaution is that one should not marry his wife's sister during that period.

2401. A man cannot marry the niece (brother's or sister's daughter) of his wife without her permission. But if he marries his nieces without his wife's permission, and she later consents to the marriage, it will be in order.

2402. * If the wife learns that her husband has married her niece (brother's daughter or sister's daughter) and keeps quiet, and if she later consents to that marriage, it will be in order. If she does not consent later, the marriage will be void.

2403. * If before marrying his maternal or paternal aunt's daughter, a person commits incest (sexual intercourse) with her mother, he cannot marry that girl on the basis of precaution.

2404. * If a person marries his paternal or maternal aunt's daughter, and after having consummated the marriage, commits incest with her mother, this act will not become the cause of their separation. And the same rule applies if he commits incest with her mother after the Nikah, but before having consummated the marriage with her, although the recommended precaution is that in this circumstance he should separate from her by giving her divorce.

2405. * If a person commits fornication with a woman other than his paternal or maternal aunt, the recommended precaution is that he should not marry her daughter. In fact, if he marries a woman, and commits fornication with her mother before having sexual intercourse with her, the recommended precaution is that he should separate from her, but if he has sexual intercourse with her, and thereafter commits fornication with her mother, it is not necessary for him to get separated from her.

2406. * A Muslim woman cannot marry a non-Muslim, and a male Muslim also cannot marry a non-Muslim woman who are not Ahlul Kitab. However, there is no harm in contracting temporary marriage with Jewish and Christians women, but the obligatory precaution is that a Muslim should not take them in permanent marriage. There are certain sects like Khawarij, Ghulat and Nawasib who claim to be Muslims, but are classified as non-Muslims. Muslim men and women cannot contract permanent or temporary marriage with them.

2407. If a person commits fornication with a woman who is in the Iddah of her revocable divorce, as a precaution that woman becomes haraam for him. And if he commits fornication with a woman who is in the *Iddah* of temporary marriage, or of irrevocable divorce, or in the *Iddah* of death, he can marry her afterwards, although the recommended precaution is that he should not marry her.

The meaning of revocable divorce and irrevocable divorce, and *Iddah* of

---

temporary marriage, and *Iddah* of death, will be explained under the rules relating to 'Divorce'.

2408. * If a person commits fornication with an unmarried woman and who is not in *Iddah*, as a precaution, he cannot marry her till he has sought forgiveness from Allah, and repented. But if another person wishes to marry her before she has repented, there is no objection. If a woman is known as a lewd person, it will not be permissible to marry her till she has genuinely repented, and similarly, it is not permissible to marry a man known for his lustful character, till he has genuinely repented. If a man wishes to marry a woman of loose character, he should, as a precaution, wait till she becomes *Pak* from her menses, irrespective of whether he had committed fornication with her, or anyone else had done so.

2409. If a person contracts Nikah with a woman who is in the *Iddah* of another man, and if the man and the woman both know, or any one of them knows that the *Iddah* of the woman has not yet come to an end, and if they also know that marrying a woman during her *Iddah* is haraam, that woman will become haraam for the man forever, even if after the Nikah the man may not have had sexual intercourse with her.

2410. If a person contracts Nikah with a woman who is in the *Iddah* of another man, and has sexual intercourse with her, she becomes haraam for him forever even if he did not know that she was in her *Iddah*, or did not know that it is haraam to marry a woman during her *Iddah*.

2411. * If a person marries a woman knowing that she has a husband, he should get separated from her, and should also not marry her at any time afterwards. And the same rule will apply, as a precaution, if he did not know that the woman was already married, and had sexual intercourse with her after Nikah.

2412. If a married woman commits adultery, she on the basis of precaution, becomes haraam permanently for the adulterer, but does not become haraam for her husband. And if she does not repent, and persists in her action (i.e. continues to commit adultery), it will be better that her husband divorces her, though he should pay her Mahr.

2413. In the case of the woman who has been divorced, or a woman who contracted a temporary marriage and her husband forgoes the remaining period of marriage, or if the period of her temporary marriage ends, if she marries after some time, and then doubts whether at the time of her second marriage, the *Iddah* of her first husband had ended or not, she should ignore her doubt.

2414. * If a baligh person commits sodomy with a boy , the mother, sister and daughter of the boy become haraam for him. And the same law applies when the person on whom sodomy is committed is an adult male, or when the person committing sodomy is na-baligh. But if one suspects or doubts whether penetration occurred or not, then the said woman would not become haraam.

2415. * If a person marries the mother or sister of a boy, and commits sodomy with the boy after the marriage, as a precaution, they will become haraam for him.

2416. If a person who is in the state of *Ehram* (which is one of the acts to be performed during Hajj) marries a woman, the Nikah is void, and if he knew that it was haraam for him to marry in the state of *Ehram*, he cannot marry that woman again.

2417. * If a woman who is in the state of *Ehram* marries a man who is not in the state of *Ehram*, her Nikah is void. And if she knew that it was haraam to marry in the state of Ehram, as an obligatory precaution, she should not marry that man thereafter.

2418. * If a man does not perform *Tawafun Nisa* (which is one of the acts to be performed during Hajj and Umrah Mufradah) his wife and other women become haraam for him. Also, if a woman does not perform *Tawafun Nisa*, her husband and other men become haraam for her. But, if they (man or woman) perform *Tawafun Nisa* later, they become halal.

2419. * If a person contracts Nikah with a non-baligh girl, it is haraam to have sexual intercourse before she has completed her nine years. But if he

---

commits sexual intercourse with her, she will not be haraam for him when she becomes baligh, even if she may have suffered *Ifza* (which has been described in rule 2389), though as a precaution, he should divorce her.

2420. A woman who is divorced three times, becomes haraam for her husband. But, if she marries another man, subject to the conditions which will be mentioned under the rules pertaining to 'divorce', her first husband can marry her again after her second husband dies, or divorces her, and she completes the period of *Iddah*.

Rules Regarding Permanent Marriage

2421. * For a woman with whom permanent marriage is contracted, it is haraam to go out of the house without the permission of her husband, though her leaving may not violate the rights of the husband. Also she should submit herself to his sexual desires, and should not prevent him from having sexual intercourse with her, without justifiable excuse. And as long as she does not fail in her duties, it is obligatory on the husband to provide for her food, clothes and housing. And if he does not provide the same, regardless of whether he is able to provide them or not, he remains indebted to the wife.

2422. * If the wife does not fulfil her matrimonial duties towards her husband, she will not be entitled for the food, clothes or housing, even if she continues to live with him. But if she refuses to obey occasionally, the common verdict is that even then she cannot claim any entitlement from her husband. But this verdict is a matter of Ishkal. In any case, there is no doubt that she does not forfeit her Mahr.

2423. Man has no right to compel his wife to render household services.

2424. * The travelling expenses incurred by the wife must be borne by the husband, if

they exceed her expenses at home, and if she had travelled with the husband's permission. But the fares for travel by car or by air etc. and other expenses, which are necessary for a journey, will be borne by the wife, except when the husband is himself inclined to take her along with him on a journey, in which case he will bear her expenses also.

2425. * If the husband who is responsible for the wife's maintenance, does not provide her the same, she can draw her expenses from his property without his permission. And if this is not possible, and she is obliged to earn her livelihood, and she cannot take her case to the Mujtahid, who would compel him (even by threatening him with imprisonment) to pay the maintenance, it will not be obligatory upon her to obey her husband while she is engaged in earning her livelihood.

2426. * If a man, for example, has two wives and spends one night with one of them, it is obligatory on him to spend anyone of four nights with the other as well; in situation other than this, it is not obligatory on a man to stay with his wife. Of course, it is necessary that he should not totally forsake living with the wife. And as a precaution, a man should spend one night out of every four with his permanent wife.

2427. * It is not permissible for the husband to abandon sexual intercourse with his youthful, permanent wife for more than 4 months, except when sexual intercourse is harmful to him, or involves unusually more effort, or when the wife herself agrees to avoid it, or if a prior stipulation to that effect was made at the time of Nikah by the husband. And in this rule, there is no difference between the situations when the husband is present, or on a journey, or whether she is a wife by permanent or temporary marriage.

2428. If Mahr is not fixed in a permanent marriage, the marriage is in order. And in such case, if the husband has sexual intercourse with the wife, he should pay her proper Mahr which would be in accordance with the Mahr usually paid to women of her category. As regards temporary marriage, however, if Mahr is not fixed the marriage is void.

2429. If at the time of Nikah for permanent marriage, no time is fixed for paying Mahr, the wife can prevent her husband from having sexual intercourse with her before receiving Mahr, irrespective of whether the husband is or is not able to pay it. But if she once agrees to have sexual intercourse before taking Mahr, and her husband has sexual intercourse with her, then she cannot prevent him afterwards from having sexual intercourse without a justifiable excuse.

Mut'ah (Temporary Marriage)

2430. Contracting a temporary marriage with a woman is in order, even if it may not be for the sake of any sexual pleasure.

2431. The obligatory precaution is that a husband should not avoid having sexual intercourse for more than four months with a wife of temporary marriage.

2432. * If a woman with whom temporary marriage is contracted, makes a condition that her husband will not have sexual intercourse with her, the marriage as well as the condition imposed by her will be valid, and the husband can then derive only other pleasures from her. However, if she agrees to sexual intercourse later, her husband can have sexual intercourse with her, and this rule applies to permanent marriage as well.

2433. A woman with whom temporary marriage is contracted, is not entitled to subsistence even if she becomes pregnant.

2434. * A woman with whom temporary marriage is contracted, is not entitled to share the conjugal bed of her husband, and does not inherit from him, and the husband, too, does not inherit from her. However, if one or both lay down a condition regarding inheriting each other, such a stipulation is a matter of Ishkal as far as its validity is concerned, but even then, precaution should be exercised by putting it into effect.

2435. If a woman with whom temporary marriage is contracted, did not know that she was not entitled to any subsistence and sharing her husband's conjugal bed, still her marriage will be valid, and inspite of this lack of knowledge, she has no right to claim anything from her husband.

2436. * If a wife of temporary marriage goes out of the house without the permission of her husband, and the right of the husband is in anyway violated, it is haraam for her to leave. And if the right of her husband remains protected, it is a recommended precaution that she should not leave the house without his permission.

2437. * If a woman empowers a man that he may contract a temporary marriage with her for a fixed period, and against a specified amount of Mahr, and instead, that man contracts a permanent marriage with her, or contracts a temporary marriage with her without specifying the time or amount of Mahr, the marriage will be void. But if the woman consents to it on understanding the position, then the marriage will be valid.

2438. In order to become Mahram (with whom marriage contract becomes haraam and is treated to be one of the close relatives), a father or a paternal grandfather can contract the marriage of his na-baligh son or daughter with another person for a short period, provided that it does not involve any scandal or moral lapse. However, if they marry a minor boy or a girl who is not in anyway able to derive any sexual pleasure during the period from the spouse, then the validity of such a marriage is a matter of Ishkal.

2439. If the father or the paternal grandfather of an absent child, marry it to someone for the sake of becoming Mahram, not knowing whether the child is alive or dead, the purpose will be achieved only if during the period fixed for marriage, the child can become capable of consummating marriage. If it later transpires that it was not alive at the time the marriage was contracted, it will be considered void, and the people who had apparently become Mahram will all become Na-Mahram.

2440. If a husband gifts the wife of *Muta'h* with the period of her temporary marriage, thus releasing her, and if he has had sexual intercourse with her, he should give her all the things he agreed to give her. And if he has not had sexual intercourse with her, it is obligatory on him to give her half the amount of Mahr, though the recommended precaution is that he should give her full amount of Mahr.

2441. If a man contracted a temporary marriage with a woman, and the period of her *Iddah* has not ended yet, he is allowed to contract a permanent marriage with her or renew a contract for temporary marriage with her.

Looking At Non-Mahram

2442. * It is haraam for man to look at the body or hair of the Non-Mahram women, regardless of whether it is with the intention of pleasure or not, and whether there is a fear of falling into sinful act or not. It is also haraam to look at the faces and the arms, upto the wrists, of such women with the intention of pleasure, or if there is fear of falling into sinful act, and the recommended precaution is that one should not look at their faces or arms even without such an intention. Similarly, it is haraam for a woman to look at the body of Non-Mahram man, except places which are customarily not covered, like, his face, hands, head, neck and feet. She can look at these parts of a man without the intention of deriving any pleasure, or if there is no fear of being entrapped in any sinful act.

2443. * To look at the body of a woman who would not care for Hijab, even if she were advised, is not haraam, provided that it does not lead to sinful act or sexual pleasure, and excitement, nor is it with that intention; and in this rule, there is no distinction between a Muslim and a non-Muslim woman; and also between those parts, like their faces, their hands which they normally do not cover, and other parts of their bodies.

2444. * Woman should conceal her body and hair from a man who is non-Mahram, and as an obligatory precaution, she should conceal herself even from a Na-baligh boy who is able to discern between good and evil, and could probably be sexually excited. But she can leave her face and hands upto wrists uncovered in the presence of Na-Mahram, as long as it does not lead him to casting a sinful, evil glance or her to doing something forbidden; for in both these cases, she must cover them.

2445. It is haraam to look at the private parts of a baligh Muslim, even if it is seen behind the glass or reflected in the mirror, or clean water etc. As an obligatory precaution, it is also haraam to look at the genitals of a non-Muslim, and of a discerning Na-baligh child. However, wife and her husband can look at the entire body of each other.

2446. If a man and woman who are Mahram of each other, do not have the intention of sexual pleasure, they can see the entire body of each other excepting the private parts.

2447. * A man should not look at the body of another man with the intention of sexual excitement, and also, it is haraam for a woman to look at the body of another woman with the intention of sexual excitement.

2448. A man who is acquainted with a Na-Mahram woman, should not, as a precaution, look at her photograph etc., provided that the woman is not a heedless, commonplace person.

2449. * If a woman wants to give an enema to another woman, or to a man other than her husband, or to clean her/his private parts with water, she should cover her hand with such a thing that her hand would not touch the private parts of the other woman or man. And the same applies to a man who wants to give an enema to another man or a woman other than his wife, or to clean his/her private parts with water.

2450. * If a woman is rendered helpless by her disease, and if the only helpful treatment to her can be given by a male doctor, she can refer to him. And if that male doctor must look at her to be able to treat her, or to touch her for that matter, there is no objection. However, if he can treat her by looking at her, he should not touch her body, and if he can treat her by touching her body, he should not look at her.

2451. * If a person is obliged to look at the private parts of a patient for his/her medical treatment, he should, on the basis of obligatory precaution, place a mirror opposite him/her and look into it. However, if there is no alternative but to look directly at his/her private parts, there is no objection. Similarly, if the duration of regarding the genitals in the mirror would be longer than looking at them directly, the latter method be adopted.

Miscellaneous Rules Concerning Marriage

2452. If a person gets entangled in haraam acts owing to his not having a wife, it is obligatory for him to marry.

2453. * If the husband makes it a condition before Nikayh, that the woman should be a virgin, and it transpires after Nikah that she is not virgin, he can repudiate the marriage. However, he can diduct and

---

take the difference between the Mahr usual paid for a virgin woman and the one who is not a virgin.

2454. * It is haraam for a man and woman who are not mahrams, to be together at a private place where there is no one else, if it is feared to lead a imorality and scandal, even if it a place where another person can easily arrive. But if there is no fear of any evil, there is no objection.

2455. * If the man fixes the Mahr of the woman at time of Nikah, but intends not to give it, the marriage contact is in order, but he will indebted to her.

2456. * A Muslim who renouces Islam and adopt a non Muslim faith, is apostate, and they are of two types: *Fitri* and *Milli* .*Fitri* apostate is one whose parents or one of them were Muslems when he was born, and he himself was also a Muslim, till after having reached the diserning age, and thereafter he coverted to become a non Muslim. A *Milli* is exactly the opposite.

2457. * If a woman becomes an apostate after marriage her marriage becomes void, and if her husband has not had sexual intercourse with her, she is not required to observe any *Iddah*. And the possition will be the same if she apostetises after sexual relation, but she had reached menopause (Ya'isa), or if she was a miner. And if had not reached menopause, she should observe *Iddah* as will be explained in the rules of 'divorce'. And it is commonlly held that if she becomes a Muslim during her *Iddah*, her marriage remains intact. However, it is improbable that this should be valid, and therefore, precaution should not be aboundond. A *Ya'isa* is a woman who has reached fifty years of age, and because of that advanced age, stops seeing Haidh and does not expect to see it again in her life.

2458. * If a man becomes a *Fitri* apostate after Nikah, his wife becomes haraam for him and she should observe *Iddah* of death in the manner which will be explained in the rules relating to 'divorce'.

2459. * If a man becomes a *Milli* apostate after Nikah, his marriage

---

becomes void. And if he has not had sexual intercourse with his wife, or if she has reached menopause, or if she is a minor, she need not observe *Iddah*. But if he apostatises after having sexual intercourse with his wife, who happens to be of the age of women who normally have menstrual discharge, she should observe *Iddah* of 'divorce' which will be mentioned under the rules relating to 'divorce'. And it is commonly held that if her husband becomes a Muslim before the completion of her *Iddah*, their marriage remains intact. However, it is improbable that this be correct, but, precaution should not be abandoned.

2460. If the woman imposes a condition at the time of Nikah that her husband will not take her out of the town, and the man also accepts this condition, he should not take her out of that town against her will.

2461. If a woman has a daughter from her former husband, her second husband can marry that girl to his son, who is not from this wife. Also, if a person marries his son to a girl, he himself can marry the mother of that girl.

2462. * If a woman becomes pregnant as a result of fornication or adultery, it is not permissible for her to have an abortion.

2463. * If a man commits fornication with a woman who has no husband, nor is she in any *Iddah*, and later marries her, and a child is born to them, and they do not know whether the child is the outcome of legitimate relation or otherwise, the child will be considered legitimate.

2464. * If a man does not know that a woman is in her *Iddah* and marries her, and if the woman, too, does not know (that she is in her *Iddah*) and a child is born to them, the child is legitimate and according to Shariah belongs to both of them. However, if the woman was aware that she was in her *Iddah*, and that during Iddah marriage is not permissible, the child according to Shariah belongs to the father, and in either case their marriage is void, and they are haraam for each other.

2465. * If a woman says that she has reached menopause, her word may not be accepted, but if she says that she does not have a husband, her word

---

is acceptable, except when she is known to be unreliable, in which case, investigation will be necessary.

2466. * If a man marries a woman after her assertion that she does not have a husband, and if some one claims later that she was his wife, his claim will not be heeded unless it is proved to be true according to Shariah laws.

2467. * Until a son or a daughter completes two years of his/her age, his/her father cannot separate him/her from his/her mother. And as a precaution, a child should not be separated from its mother till it is seven years of age.

2468. * If a person proposing marriage is known for his virtues and faith, then it is recommended that his proposal should not be rejected. The Prophet (s.a.w.a.) is reported to have said: *Whenever you receive a proposal for marriage on your daughter from a man whose virtue and piety pleases you, then give her hand in his in marriage. For if you do not do this way, great scandals and lapses will fill the earth*.

2469. * If a woman compromises her Mahr with her husband, on a condition that he will not marry another woman, it is obligatory upon him that he does not marry another woman, and that the wife should not claim her Mahr.

2470. If an illegitimate person marries, and a child is born to him, that child is legitimate.

2471. If a man has sexual intercourse with his wife during fast in the month of Ramadhan or when she is in her menses, he commits a sin, but if a child is conceived, it is legitimate.

2472. If a woman who is sure that her husband died while on a journey, marries another man after completing the *Iddah* of death, (which will be explained in the rules relating to 'divorce') and later her first husband returns from journey, she should immediately separate herself from her second husband, and she will be halal for her first husband. But, if the second

---

husband has had sexual intercourse with her, she should observe *Iddah* and the second husband should give her proper Mahr equal to that of the women similar to her

category, but she is not entitled to subsistence during *Iddah*.

Rules Regarding Suckling a Child

2473. * If a woman suckles a child with the conditions which will be mentioned in rule 2483, that child becomes Mahram of the following persons:
(i) The woman herself (i.e. the woman who suckles it) and she is called *Riza'i* mother (milk mother).
(ii) The husband of the woman (for the milk belongs to him); he is called *Riza'i* father (milk father).
(iii) Father and mother of that woman and all in their upward line, even if they are milk father and milk mother.
(iv) The children born of that woman, or those who are born to her later.
(v) The children of the children of that woman, however low, regardless of whether they are born of her children or her children had suckled them.
(vi) The sister and brother of that woman, even if they are her milk sister and milk brother.
(vii) Paternal uncle and paternal aunt of that woman, even if they are by milk, i.e. suckling.
(viii) Maternal uncle and maternal aunt of that woman, even if they are by milk i.e. suckling.
(ix) The descendants of the husband of that woman, (to whom milk belongs) even if they may be his milk children.
(x) Father and mother of that husband (to whom milk belongs), however high.
(xi) Sister and brother of the husband, (to whom milk belongs) even if they may be his milk sister and brother.
(xii) Paternal uncle and paternal aunt and maternal uncle and maternal aunt of the husband, (to whom milk belongs) however high, even if they are his milk uncles and aunts.

There are other persons also (details regarding whom will be given in the following rules) who become Mahram on account of sucking milk.

2474. If a woman suckles a child with the condition which will be mentioned in rule 2483, the father of the child cannot marry the daughters of that woman, but it is permissible for him to marry her milk daughters, although the recommended precaution is that he should not marry them. Moreover, he cannot marry the daughters of the husband also (to whom milk belongs), even if they may be his milk daughters. And if any one of them happens to be his wife already, his marriage becomes void.

2475. If a woman suckles a child with the conditions mentioned in rule 2483, the husband of that woman (to whom milk belongs) does not become Mahram of the sisters of that child, but the recommended precaution is that he should not marry them. Also, the relatives of the husband do not become Mahram of the sister and brother of that child.

2476. If a woman suckles a child, she does not become Mahram of the brothers of that child. Moreover, the relatives of that woman do not become Mahram of the brother and sister of the child suckled by her.

2477. If a person marries a woman who has suckled a girl fully, and if he has had sexual intercourse with her, he cannot marry that milk girl.

2478. If a person marries a girl, he cannot marry the woman who has suckled her fully.

2479. A man cannot marry a girl who has been suckled fully by his mother or paternal grandmother. Also, if his step-mother suckles a girl from the milk belonging to his father, he cannot marry that girl. And if a person contracts Nikah with a suckling girl, and thereafter, his mother or his paternal grandmother or his step-mother suckles that girl, the Nikah becomes void.

2480. A man cannot marry a girl who has been suckled fully by his sister, or by his brother's wife. And the position is the same if that girl is suckled by that man's niece (sister's daughter or brother's daughter) or the granddaughter of his sister or the granddaughter of his brother.

2481. If a woman suckles the child of her daughter i.e. her granddaughter,

---

or grandson, the daughter will become haraam for her own husband, and the same applies if she suckles the child of the husband of her daughter from another wife. But if a woman suckles the child of her son, the wife of her son who is the mother of the suckling child, does not become haraam for her husband.

2482. If the step mother of a girl suckles the child of her husband, with the milk that belongs to the girl's father, the girl becomes haraam for her husband regardless of whether the child is the offspring of that very girl or of some other woman.

Conditions of Suckling Which Causes to be Mahram

2483. The following are the eight conditions under which suckling child becomes the cause of being Mahram.

(i) That the child sucks the milk of a woman who is alive. It is of no consequence if milk is drawn from the breast of a woman who is dead.

(ii) That the milk of the woman should not be the product of fornication or adultery. Hence, if the milk for an illegitimate child is breastfed to another child, the latter will not become Mahram of anyone.

(iii) That the child sucks milk directly from the breasts of the woman. Hence, if milk is poured into its mouth, it has no consequence.

(iv) That the milk be pure and unadulterated.

(v) That the milk be of one husband only. Hence, if a breast-feeding woman is divorced and then she marries another man by whom she becomes pregnant, if the milk of the first pregnancy still continues from the breast till she gives birth to the other child, and she feeds any child eight times with the milk from her first pregnancy before giving birth, and feeds the same child seven times with the milk from the second pregnancy, after giving birth, that child will not become Mahram of anyone.

(vi) That the child does not throw up the milk due to illness. If it vomits the milk, the suckling has no effect.

(vii) The suckling should be of such quantity that it could be said that the bones of the child were strengthened and the flesh allowed to grow. And if that cannot be ascertained, then if a child suckles for one full day

---

and night, or if it suckles fifteen times to its fill, as will be explained later, it will be sufficient. But if it is known that in spite of the child having suckled for one full day and night, or for fifteen times, the milk has not had any effect on the bones and the growth of flesh of the child, then one should not ignore exercising the precaution.

(viii) That the child should not have completed two years of his age, and, if it is suckled after it has completed two years of its age, it does not become Mahram of anyone. In fact, if, for example, it sucks milk eight times before completing its two years, and seven times after completing its two years, it does not become Mahram of anyone. But, if milk continues from the breast for more than two years since a woman gave birth to her child, and she suckles the child continuously, that child will become Mahram of those who have been mentioned above.

2484. It is necessary that the suckling child should not have taken any other food, or sucked milk from any other person, during one full day and night. However, it it takes very little food, so little that one may not say that it has taken any food in between, there is no harm in it. Also, it should have suckled the milk of only one woman fifteen times, and during these fifteen times, it should not have sucked the milk of any other woman. And it should have sucked milk every time without a gap, though, if while suckling milk it pauses to breathe, or waits a little, in a manner that from the time it started till the end, it is taken as one suckling, there is no objection.

2485. If a woman suckles a child from the milk of her husband, and when she later marries another man, suckles another child from the milk of her second husband, those two children do not become Mahram of each other, although it is better that they do not marry each other.

2486. If a woman suckles several children from the milk of one husband, all of them become Mahram of one another, as well as of the husband, and of the woman who suckled them.

2487. If a man has more than one wife, and every one of them suckles a child in accordance with the conditions mentioned above, all those children become Mahram of one another, as well as of that man, and of all those wives.

2488. If a man has two nursing wives, and if, for example, one of them suckles the child eight times and the other suckles it seven times, the child does not become Mahram of any one of them.

2489. If a woman gives full milk to a boy and a girl from the milk of one husband, the sisters and brothers of that girl will not become Mahram of the sisters and brothers of that boy.

2490. * A man cannot marry without the permission of his wife, those women who became her nieces (sister's daughter or brother's daughter) owing to the suckling of milk. Also, if a person commits sodomy with a boy, he cannot marry his milk daughter, sister, mother and paternal grandmother by means of sucking milk. This rule applies also in the situation where an active partner in sodomy is not baligh, or when the passive partner is baligh.

2491. A woman who suckles the brother of a person, does not become Mahram of that person, although the recommended precaution is that he should not marry her.

2492. * A man cannot marry two sisters even if they may be milk sisters, that is, they have become sisters by means of suckling milk. If he marries two women and understands later that they are sisters, if he married them at one and the same time, both the Nikah will be void. But if he did not marry them at one time, the first marriage will be valid, and the second will be void.

2493. * If a woman suckles the following persons from her husband's milk, her husband does not become haraam for her, although it is better to observe precaution.
(i) Her own brother and sister.
(ii) Her own paternal uncle and paternal aunt, and maternal uncle and maternal aunt.
(iii) The descendants of her paternal uncle and her maternal uncle.
(iv) Her nephew (brother's son).
(v) Brother or sister of her husband.

(vi) Children of her sister, or children of her husband's sister.
(vii) Paternal uncle and paternal aunt and maternal uncle and maternal aunt of her husband.
(viii) Grand children of another wife of her husband.

2494. If a woman suckles the paternal aunt's daughter, or maternal aunt's daughter of a man, she (the woman who suckles) does not become Mahram of that man. However, the recommended precaution is that he should refrain from marrying that woman.

2495. If a man has two wives, and one of them suckles the paternal uncle's son of the other wife, the wife who suckled does not become haraam for her husband.

How To Breast Feed A Child

2496. The child's mother is the best person to suckle a child. It is better that she does not claim any award from her husband for suckling the child, although it is good that he should reward her for that. However, if the mother demands more payment for suckling than a wet-nurse, her husband can entrust the child to the wet-nurse.

2497. It is recommended that the wet-nurse, whose services are obtained for a child, should be Shia Ithna-Asheri, sane, chaste, and good looking; and it is Makrooh for a wet-nurse to be a non-Shia Ithna-Asheri or ugly, ill-humoured or illegitimate. It is also Makrooh to entrust the child to a wet-nurse who has given birth to an illegitimate child.

Miscellaneous Rules Regarding Nursing a Child

2498. * It is recommended that a woman avoids suckling any and every child, because it is possible that she may forget as to which of them she has suckled, and later the two persons, who are Mahram to each other, may contract marriage.

2499. It is recommended, if possible, that a child is suckled for full 21 months. And it is not preferred that it be suckled for more than two years.

2500. * If the right of the husband is not in any way violated by suckling, a wife may suckle the child of another person without the permission of her husband.

2501. * If a man contracts Nikah with a suckling girl, and the wife of that man suckles her, then it is considered that the wife becomes the mother-in-law of her husband, and therefore, becomes haraam for him. Although this consideration is not free from Ishkal, yet precaution should not be ignored.

2502. * If a person wants that his sister-in-law (his brother's wife) may become his Mahram, he may contract a temporary Nikah with a suckling girl, for example, for two days, and during those two days, the wife of his brother may suckle that girl as mentioned in rule no. 2483. By so doing, she will become his mother-in-law, and thus be Mahram. But if the woman suckles the girl from his brother's milk, it is a matter of Ishkal.

2503. If a man says before marrying a woman, that the woman he is marrying is his milk sister, she is haraam for him, if his statement is verified as true. And if he says this after the marriage, and the woman also confirms his word, the marriage is void. Hence, if the man has not had sexual intercourse with her, or has had sexual intercourse but at the time of sexual intercourse the woman knew that she was haraam for him, she is not entitled to any Mahr. And if she learns after sexual intercourse that she was haraam for the man, the husband should pay her Mahr according to the usual Mahr of other women like her.

2504. If a woman says, before marriage, that she is haraam for a man because she is his milk sister, and if it is possible to verify her statement as true, she cannot marry that man. And if she says this after marriage, it is like the man saying after marriage that the woman is haraam for him, and the rule in this situation has been given in the foregoing clause.

2505. * Suckling a child, which becomes the cause of being Mahram, can be established by the following two ways:
(i) Information in this behalf by a number of persons whose word is reliable.

(ii) Two just men testify to this fact. It is, however, necessary that they should also mention the conditions of suckling the child. For example, they should be able to say, *We have seen the child for twenty four hours, sucking milk from the breasts of a*

woman, and during this time he has not eaten anything else. And similarly, they should also narrate in detail, the conditions which have been mentioned in rule no. 2483. Witness by one man or two or four women, even if they are *Adil*, is a matter of Ishkal for establishing that the child has suckled from a particular woman.

2506. If it is doubted whether or not a child has sucked the quantity of milk which becomes the cause of becoming Mahram, or if it is considered probable that it might have sucked that quantity of milk, the child does not become Mahram of anyone, though it is better to observe precaution.

Divorce

2507. * A man who divorces his wife must be adult and sane, but if a boy of ten years of age divorces his wife, precaution must be exercised. Similarly, a man should divorce of his own free will, therefore, if someone compels him to divorce his wife, that divorce will be void. It is also necessary that a man seriously intends to divorce; therefore, if he pronounces the formula of divorce jokingly, the divorce will not be valid.

2508. It is necessary that at the time of divorce, wife is *Pak* from Haidth and Nifas, and that the husband should not have had sexual intercourse with her during that period.

2509. * It is valid to divorce a woman even if she is in Haidh or Nifas in the following circumstances:
(i) If the husband has not had sexual intercourse with her after marriage.
(ii) If it is known that she is pregnant. And if this fact is not known and the husband divorces her during Haidh, and he comes to know later that she was pregnant, that divorce will be valid, and as a recommended precaution he should divorce her again.
(iii) If due to the husband's absence or imprisonment, he is not able to ascertain whether or not she is *Pak* from Haidth or Nifas. But in this case, as an obligatory precaution, man must wait for at least one month after separation from his wife and then divorce.

2510. If a man thinks that his wife is *Pak* from Haidh and divorces her, but it transpires later that at the time of divorce she was in the state of Haidh, the divorce is void. And if he thinks that she is in the state of Haidh and divorces her, and it is later known that she was *Pak*, the divorce is in order.

2511. * If a person who knows that his wife is in Haidh or Nifas, is separated from her, like when he proceeds on a journey, and wishes to divorce her, he should wait till such time when he becomes sure that his wife must have become *Pak* from her Haidh or Nifas. Thereafter, having known that she is *Pak*, he can divorce her. And if he is in doubt he will act according to rule no. 2509 for precaution.

2512. * If a man who is separated from his wife wishes to divorce her and can acquire

information as to whether or not she is in the state of Haidh or Nifas, even if that information is based on her habit, or any other signs known in Shariah, if he divorces her and later finds out that his information was wrong, the divorce will be void.

2513. * If a man has sexual intercourse with his wife during her *Pak* period, and then wishes to divorce her, he should wait till she enters into Haidh again and becomes *Pak*. But if the wife has not completed her ninth year, or if she is pregnant, she can be divorced after the sexual intercourse. The same rule applies to a wife in menopause. The meaning of menopause has been explained in rule no. 2457).

2514. * If a person has sexual intercourse with a woman during her *Pak* period and divorces her during the same period, and if it transpires later that she was pregnant at the time of divorce, the divorce will be void. As a recommended precaution, he should divorce her again.

2515. * If a person had sexual intercourse with his wife during her *Pak* period, and then separated from her, like, if he proceeded on journey and wishes to divorce her then, not knowing whether she is *Pak* or not, he should wait till such time when the wife enters into the state of Haidh and becomes *Pak* once again. And, as an obligatory precaution, this period should not be less than one month.

2516. * If a man wishes to divorce his wife who does see blood of Haidh at all by habit, or because of some disease, while other women of her age habitually see Haidh, he should refrain from having sexual intercourse with her for three months from the time he has had the intercourse, and then divorce her.

2517. * It is necessary that the formula of divorce is pronounced in correct Arabic using the word *Taliq* and two just (*'Adil*) persons should hear it. If the husband wishes to pronounce the formula of divorce himself and his wife's name is, for example, Fatima, he should say: Zawjati Fatima taliq (i.e. my wife Fatima is divorced) and if he appoints another person as his Wakil to pronounce the formula of divorce, the Wakil should say: Zawjatu muwakkili Fatima taliq (Fatima, the wife of my client is divorced). And if the woman is identified, it is not necessary to mention her name. And if the husband cannot pronounce divorce in Arabic, or cannot find a Wakil to do so, he can divorce in any language using the words of the same meaning as in Arabic formula.

2518. There is no question of of divorce in the case of a woman with whom temporary marriage is contracted, for example, for one month or one year. She becomes free when the period of her marriage expires or when the man forgoes the period of her marriage by saying: "I hereby exempt you from the remaining time of marriage", and it is not necessary to have a witness nor that the woman should be *Pak* from her Haidh.

Iddah of Divorce (The Waiting Period after Divorce)

2519. A wife who is under nine and who is in her menopause will not be required to observe any waiting period. It means that, even if the husband has had sexual intercourse with her, she can remarry immediately after being divorced.

2520. * If a wife who has completed nine years of her age and is not in menopause, is divorced by her husband after sexual intercourse, it is necessary for her to observe the waiting period of divorce. The waiting period of a free woman is that after her husband divorces her during her *Pak* period, she should wait till she sees Haidh twice and becomes *Pak*. Thereafter, as soon as she sees Haidh for the third time, her waiting period will be over and she can marry again. If, however, a husband divorces his wife before having sexual intercourse with her, there is no waiting period for her and she can marry another man immediately after being divorced, except if she finds traces of her husband's semen in her private part, then she should observe *Iddah*.

2521. If a woman does not see Haidh in spite of being the age of women who normally see Haidh, if her husband divorces her after sexual intercourse, she should observe *Iddah* for three months after divorce.

2522. * If a woman whose *Iddah* is of three months, is divorced on the first of a month, she should observe *Iddah* for three lunar months, that is, for three months from the time the moon is sighted. And if she is divorced during the month, she should observe *Iddah* for the remaining days in the month added to two months thereafter, and again for the balance from the fourth month so as to complete three months. For example, if she is divorced on the 20th of the month at the time of sunset and that month is of 29 days, she should observe *Iddah* for nine days of that month and the two months following it, and for twenty days of the fourth month. In fact, the obligatory precaution is that in the fourth month, she should observe *Iddah* for twenty one days so that the total number of the days of the first month and the fourth month comes to thirty.

2523. * If a pregnant woman is divorced, her *Iddah* lasts till the birth or miscarriage of the child. Hence, if, for example, she gives birth to a child one hour after being divorced, her *Iddah* is over. But this is in the case of a legitimate child of the husband who is divorcing. If the pregnancy is illegitimate, and her husband divorces her, the *Iddah* will not be over.

2524. * If a woman who has completed nine years of age, and is not in menopause, contracts a temporary marriage, for example, if she marries a man for a period of one month or a year and the period of her marriage comes to an end, or her husband exempts her from the remaining period, she should observe *Iddah*. If she sees Haidh, she should observe *Iddah* for two periods of Haidh, and cannot marry again during that period. But if she does not see Haidh, then she should refrain from marrying another man for forty five days. And if she is pregnant, she should observe *Iddah* till the birth or miscarriage of the child, or for forty five days and as a recommended precaution, she should wait for whichever period is longer.

2525. The time of the *Iddah* of divorce commences when the formula of

divorce is pronounced, irrespective of whether the wife knows about it or not. Hence,

if she comes to know after the end of the *Iddah* that she had been divorced, it is not necessary for her to observe *Iddah* again.

Iddah (Waiting Period) of a Widow
2526. If a woman is free and is not pregnant and her husband dies, she should observe *Iddah* (the waiting period) for four months and ten days, that is, she should not marry during that period even if she has entered into menopause or her husband had contracted temporary marriage with her, or he may not have had sexual intercourse with her. If, however, she is pregnant, she should observe the waiting period till the birth of the child. But if the child is born before the end of four months and ten days from the death of her husband, she should wait till the expiry of that period. This period is called the waiting period after death (*Iddatul Wafat*).

2527. It is haraam for a woman who is observing the *Iddah* of death to wear brightly coloured dress, or to use surma and to do any such act which is considered to be an adornment.

2528. * If a woman becomes certain that her husband has died, and marries another man after the completion of *Iddah* of death, and later on learns that her husband had died later, she should separate herself from her second husband. And as a precaution, if she is pregnant, she should observe *Iddah* of divorce for the second husband till she gives birth to a child, and should thereafter observe *Iddah* of death for the first husband. But if she is not pregnant, she should first observe *Iddah* of death for her first husband and thereafter she should observe *Iddah* of divorce for the second husband.

2529. * The *Iddah* of death begins, in the situation when the husband has disappeared or is absent, when the wife learns of his death, and not from the time when he actually died. But this rule does not apply to a wife who has not attained the age of Bulugh, or if she is insane.

2530. * If a woman says that her *Iddah* is over, her word can be accepted unless she is known to be unreliable, in which case, her word will not be accepted. For example, if she claims to have seen blood three times in the

---

month, her claim will not be trusted, except when her women relatives confirm that it is her habit.

Irrevocable and Revocable Divorce
2531. * Irrevocable divorce means that after the divorce, the husband is not entitled to take back his wife, that is, he is not entitled to take her as his wife without Nikah. This divorce is of five kinds, namely:
(i) The divorce of a woman who has not completed nine years of age.
(ii) The divorce of a woman who is in menopause.
(iii) The divorce of a woman whose husband has not had sexual intercourse with her after their marriage.
(iv) The third divorce of a woman who has been divorced three times.
(v) The divorce called *Khul'a* and *Mubarat*.

(vi) The divorce by intervention of Mujtahid, in the case of a wife whose husband is neither prepared to maintain her nor to divorce her.
Rules pertaining to these kinds of divorces will be detailed later. Divorces other than these are revocable, in the sense that as long as the wife is observing *Iddah* her husband can take her back.

2532. * When a person has given revocable divorce to his wife, it is haraam for him to expel her out of the house in which she was residing at the time of divorce. However, in certain cases, like, when she has committed fornication or adultery there is no harm in expelling her. Also, it is haraam for the wife to go out of the house unnecessarily, without her husband's permission.

Orders Regarding Return (Ruju')

2533. * In the case of a revocable divorce a man can take back his wife in two ways:
(i) By telling her words which would mean that he wants her again as his wife.
(ii) By acting in a manner which would convey his intention to take her back.
And taking her back will be established by sexual intercourse although the husband may not have intended it. But touching, kissing, with or without intention of taking her back is not sufficient.

2534. It is not necessary for taking her back that the husband should call any person to witness, or should inform his wife. On the other hand if he takes her back without any one else realising this, the Ruju' is in order. However, if the husband claims after the completion of *Iddah* that he took his wife back during *Iddah*, he must prove it.

2535. * If a person who has given revocable divorce to his wife takes some payment from her, making a compromise with her that he will not make Ruju' to her, though this compromise is valid and it is obligatory on him not to 'return', yet he does not forfeit the right to 'return'. And if he 'returns' to her, the divorce given by him does not become the cause of their separation.

2536. * If a man divorces a woman twice and takes her back, or divorces her twice and takes her back by Nikah, or takes her back after one divorce and returns her by Nikah after the second divorce, she becomes haraam for him after the third divorce. But if she marries another man after the third divorce, she becomes halal for the first husband on fulfilment of five conditions, that is, only then he can remarry her:
(i) The marriage with the second person should have been of permanent nature. If he contracts with her a temporary marriage for one month or a year, and then separates from her, the first husband cannot marry her.
(ii) The second husband should have had sexual intercourse with her, and the obligatory precaution is that the sexual intercourse should have taken place in the normal way.
(iii) The second husband divorces her, or dies.
(iv) The waiting period (*Iddah*) of divorce or *Iddah* of death of the second husband should have come to an end.
(v) On the basis of obligatory precaution the second husband should have been Baligh at the time of intercourse.

Khula' Divorce or Talaqul Khula

2537. * The divorce of a wife who develops an aversion from husband and hates him, and surrenders to him her Mahr or some of her property so that he may divorce her, is called *Khula'* Divorce. The hatred must have reached a proportion where she would not allow him conjugal rights.

2538. If the husband himself wishes to pronounce the formula of Khula' divorce and his wife's name is, say, Fatima, he should say after receiving the property: *"Zawjati Fatimatu Khala'tuha 'ala ma bazalat"* and should also say as a recommended precaution: *"Hiya Taliq"* i.e. *"I have given Khula' divorce to my wife Fatima in lieu of what she has given me, and she is free"*. And if the wife is identified, it is not necessary to mention her name in *Talaqul Khula'* and also in *Mubarat* Divorce.

2539. If a woman appoints a person as her representative to surrender her Mahr to her husband, and the husband, too, appoints the same person as his representative to divorce his wife, and if, for instance, the name of the husband is Muhammad and the name of the wife is Fatima, the representative will pronounce the formula of divorce thus: *"An muwakkilati Fatimah bazalat mahraha li muwakkili Muhammad li Yakhla'aha 'alayh"*. Then he says immediately: *Zawjatu muwakkili khala'tuha 'ala ma bazalat hiya Taliq*.
And if a woman appoints a person as her representative to give something other than Mahr to her husband, so that he may divorce her, the representative should utter the name of that thing instead of the word "Mahraha" (her Mahr). For example, if the woman gives $500 he should say: *bazalat khamsa mi'ati Dollar*.

Mubarat Divorce

2540. * If the husband and the wife develop mutual aversion and hatred and the woman gives some property to the man so that he may divorce her, this divorce is called '*Mubarat*'.

2541. * If the husband wishes to pronounce the formula of *Mubarat*, and for example, his wife's name is Fatima he should say: "*Bara'tu zawjati Fatimah 'ala ma bazalat*. And as an obligatory precaution, he must add: *"Fahiya Taliq"*, that is *; my wife Fatima and I separate from each other in consideration of what she has given me. Hence, she is free.* And if he appoints someone as his representative, the representative should say: *"An qibali muwakkili bara'tu zawjatahu Fatimata 'ala ma bazalat Fahiya Taliq"*. And in either case, if he says: *"bima bazalat"*; instead of the words'*"ala ma bazalat"*; there is no harm in it.

2542. * It is necessary that the formula of *Khula'* or *Mubarat* divorce is pronounced in correct Arabic. And if that is not possible, then the rule explained in 2517 will apply. However, if for the sake of giving her property, the wife says in English or any language that:*I give you such and such property in lieu of divorce* it will be sufficient.

2543. If during the waiting period of *Khula* or *Mubarat* divorce the wife changes her mind and does not give her property to the husband, he can take her back as a wife

without Nikah.

2544. The property which the husband takes in *Mubarat* divorce should not exceed the Mahr of the wife. But in the case of Khula' divorce, there is no harm if it exceeds her Mahr.

Various Rules Regarding Divorce

2545. If a man had sexual intercourse with a non-mehram woman under the impression that she was his wife, the woman should observe *Iddah*, irrespective of whether she knew that the man was not her husband or thought that perhaps he was her husband.

2546. * If a man commits fornication with a woman knowing that she is not his wife, it is not necessary for the woman to observe *Iddah*. But if she thought that the man was probably her husband, as an obligatory precaution, she should observe *Iddah*.

2547. * If a man seduces a woman so that her husband decides to divorce her and then she can marry him, the divorce and marriage are in order, but both of them have committed a major sin.

2548. * If a woman lays a condition at the time of Nikah that if her husband goes on a journey or, for example, does not give her maintenance for six months, she will have the right of divorce, the condition is void. However, if she lays a condition that if her husband goes on a journey or, for example, does not give her maintenance for six months, she will be his Wakil for her own divorce, the condition is in order.

2549. If the husband of a woman disappears and she wishes to marry another man, she should approach an 'Adil Mujtahid and act according to his directive.

2550. The father and the paternal grandfather of an insane man can divorce his wife.

2551. If the father or paternal grandfather of a child contracts a temporary marriage between him and a woman, and a part of the period fixed for the marriage covers some of the time when the child will have attained the age of bulugh, for example, if he contracts the marriage of a fourteen years old boy for a period of two years - he (the father or the paternal grandfather of the child) can exempt the woman from a part of the period of marriage if doing so, is in the interest of the child, but he cannot divorce the child's permanent wife.

2552. If a man considers two person to be just (*'Adil*) according to the standard prescribed in Shariah, and divorces his wife in their presence, another person to whom their being *'Adil* is not proved can, after the expiry of that woman's *Iddah*, marry her or give her in marriage to another person, although the recommended precaution is that he should not marry her nor should he give her in marriage to someone else.

2553. If a person divorces his wife without informing her, and he continues to maintain her the way he did when she was his wife, and after a year tells her that he divorced her a year ago, and also proves it, he can take back from her the things

which he supplied her during that period if she has not used them up, but he cannot demand from her the things which she has already expended.

Usurpation (Ghasb)

Usurpation means that a person unjustly seizes the property or right of another person. This is one of the major sins and one who commits it will be subjected to severe chastisement on the Day of Judgement. It has been reported from the Holy Prophet (s.a.w.a.) *"that whoever usurps one span of another's land, seven layers of that land will be put round his neck like a yoke on the Day of Judgement"*.

2554. * If a person does not allow the people to benefit from a mosque, a school, a bridge and other places which have been constructed for the use of the public, he usurps their right. Similar is the case of a person who reserves a place in the mosque for himself and does not allow any other person to use it. And also one who drives that person out from that place commits a sin.

2555. * If it has been mutually agreed by the mortgager and the mortgagee that the mortgaged property will remain with the creditor or with a third party, the mortgager (i.e. the debtor) cannot take it back before having paid the debt. And if he takes, he must return to the creditor immediately.

2556. * If a third person usurps the property which has been mortgaged to a person, the owner of the property as well as the mortgagee can demand from him the thing he has usurped. When the thing is returned from him, it becomes mortgaged again. And if that thing perishes and its substitute is taken, that substitute also becomes mortgaged like the original thing itself.

2557. * If a person usurps a property, he should return it to its owner, and if it is lost he should compensate him for it.

2558. If some benefit accrues from a thing which has been usurped, for example, if a lamb is born of a sheep which has been usurped, it belongs to

---

the owner. Moreover, if, for example, a person has usurped a house, he should pay its rent even if he does not occupy it.

2559. * If a person usurps something belonging to a child or an insane person, he should return it to his guardian, and if it has been lost he should replace it.

2560. * When two persons usurp a thing jointly, and if they have full control over it, each one of them is fully responsible for the whole of it, even if one of them alone might not have been able to usurp it.

2561. * If a person mixes something usurped by him with another thing, for example, he mixes wheat usurped by him with barley, and if it is possible to separate them, he

should separate them even if it may very difficult to do so, and return the usurped thing to its owner.

2562. * If a person usurps a piece of golden ornament, like an earring and melts it, he should return it with the difference between the value before and after the melting. And if with the object of not paying the difference, he says that he is ready to make it like the original one, the owner is not obliged to accept the offer. Also, the owner, too, cannot compel him to make it like the original one.

2563. * If a person changes a usurped thing into something better than before, for example, if he makes an earring from the gold usurped by him, and the owner asks him to give it to him in the same (i.e. changed) form, he should give it to him in that form. He cannot claim any charges from the owner for his labour. Similarly, he has no right to give him the thing in its original form without his permission, and if he gives the thing in its original form without his permission, or changes it into another shape, it is not known whether he will be responsible for the difference in the value.

2564. If a person changes the thing usurped by him in such way that it becomes better than its original form, but its owner asks him to change it back to its original condition, it will be obligatory on him to do so. And if due to the change, its value decreases, he should pay the difference in the

---

value to the owner. Therefore, if he makes an earring from the gold usurped by him and its owner asks him to change it back to its original shape, and if after melting it, its value becomes less than what is originally was before making the earring, he should pay the difference.

2565. If a person usurps a piece of land and cultivates or plants trees on it, the crop and the trees and their fruits are his own property, and if the owner of the land is not agreeable to the crops and the trees remaining on his land, the person who has usurped the land, should pull them out immediately even if he may suffer loss for that. Also, he should pay rent to the owner of the land for the period the crop and the trees remained on his land, and should also make up for the damage done to the land, like, he should fill up the holes from which the trees are pulled out. And if the value of land decreases because of that, he should compensate. Moreover, he cannot compel the owner of the land to sell it or lease it out to him, nor can the owner of the land compel him to sell the trees or crops to him.

2566. If the owner of the land agrees to the crops and trees remaining on his land, it is not necessary for the usurper of the land to pull them out. However, he should pay the rent of the land from the time he usurped it till the time the owner of the land agreed to the trees and crops remaining on it.

2567. * If a thing usurped by a person perishes and if it is like a cow or a sheep, the price of each one of which differs on account of individual characteristics, the usurper should pay its price; and if its market value has undergone a change on the grounds of demand and supply, he should pay the cost which was at the time it perished. And the recommended precaution is that he should pay its highest price from the time it was

usurped till the time it perished.

2568. If the thing usurped by a person which has perished is like wheat and barley, whose prices do not differ due to individual specifications, he (the usurper) should pay a thing which is similar to the one usurped by him. However, the quality of that replacement should be the same as of the thing which has been usurped and has perished. For example, if he has usurped rice of superior quality, he cannot replace it with rice of inferior quality.

2569. * If a person usurps something like a sheep and if it perishes, and if its market price has not changed but during the time it was with him it became fat, the usurper should pay the price of a fat sheep.

2570. If the thing usurped by a person is usurped from him by another person and it perishes, the owner of the thing can take its compensation from any one of them, or can demand a part of the compensation from each of them. And if he takes compensation for the thing from the first usurper, the first usurper can demand whatever he has given from the second usurper. But if he is compensated by the second usurper, that second usurper cannot demand what he has given, from the first usurper.

2571. If one of the conditions of transaction is not present at the time of sale; for example, if a thing which should be purchased and sold by weight is sold without being weighed, the contract is void. And if the seller and the buyer accept the deal irrespective of the mode of transaction, there is no harm in it. Otherwise, the things taken by them from each other will be treated as usurped property and should be returned to each other. And if the property of each of them perishes while in the custody of the other, he should pay compensation for it regardless of whether or not he knows that the transaction was void.

2572. * If a person takes some thing from a seller so that he may see and check it, or may keep it with him for sometime so that he may purchase it, if he likes it, and if that property perishes, he should pay compensation for it to its owner.

Rules of the Lost Property When Found

2573. * Any lost property other than an animal, which does not bear any sign by means of which it may be possible to locate its owner, irrespective of whether its value is less than a dirham (12.6 chickpeas of coined silver) or not, can be kept for himself by one who finds it, but the recommended precaution is that he gives it away as Sadaqah on behalf of the owner, whoever he may be.

2574. * If a person finds a property whose value is less than a dirham, and if its owner is known, and the person who finds it does not know whether or not the owner would

be happy about it, he cannot pick it up without his (i.e. the owner's) permission. And if its owner is not known, the person who finds should, as an obligatory precaution, give it away as Sadaqah on behalf of the owner, whoever he may be. And when the owner is found, the replacement should be given to him if he does not approve the Sadaqah given on his behalf.

2575. * If a person finds something which bears a sign by means of which its owner can be located, and even if he comes to know that its owner is a non-Muslim whose property must be protected, and if the value of that thing reaches one dirham, he should make an announcement about it at the place of gathering of the people for one year from the day on which he finds that thing.

2576. If a person does not wish to make an announcement himself, he can ask another reliable person to make the announcement, on his behalf.

2577. * If the person who finds such a thing makes announcement for one year, but the owner of the property does not turn up he should act as follows:

(i) If he has found that thing at a place other than the Haram of Makkah, he can retain it on behalf of the owner, so that he may give it to him when he

---

appears, or give it as Sadaqah to the poor on behalf of the owner. As an obligatory precaution, he should not keep it for himself.
(ii) If he has found that thing in the Haram, the obligatory precaution is that he should give it away as Sadaqah.

2578. * If the person makes announcement for one year and the owner of the property does not turn up, and he continues to care for it on behalf of its owner, and in the meantime it is lost, he will not be responsible for the loss if he has not been negligent nor over cautious about it. And if he gave it as Sadaqah on behalf of the owner, then the owner will have an option either to approve the Sadaqah or demand its replacement. And the thawab for the Sadaqah will go to him who gave the Sadaqah.

2579. * If a person finds a property, and purposely does not make an announcement according to the rules mentioned above, he commits a sin, and at the same time remains wajib on him to make an announcement if he thinks it can be helpful.

2580. * If an insane person or a child who is not Baligh finds something which bears a sign and is worth one dirham, his guardian can make an announcement. In fact, it is obligatory upon him to announce if he has taken its possession from the child or the insane person. And if the owner is not found even after having announced for a year, he should act as rule no. 2577.

2581. * If during the year in which a person has been making an announcement (about something having been lost and found) he loses all hope of finding the owner, he should give it away as Sadaqah with the permission of the Mujtahid.

2582. * If the property is lost during the year in which he has been making an

announcement, and he has been negligent in caring for it, or has been over cautious, he will be responsible to the owner for replacement, and should also continue announcing. But if he has not been negligent nor over cautious, it is not obligatory for him to pay anything.

2583. * If the property which bears a mark, and has value equal to one dirham, is found at a place where it is known that the owner of the property will not be found by means of announcement, he should give it to the poor persons as Sadaqah on behalf of the owner on the very first day with the permission of the Mujtahid, and he should not wait till the year ends.

2584. * If a person finds a thing and possesses it under the impression that it is his own property, but learns later that it is not his property, he should act as outlined in the foregoing rule.

2585. * The announcement for the lost article should be made in such a way that the owner, if he hears it, would be drawn to investigate if the thing is his. And this differs in every situation. For example, at times it may be sufficient to declare that an article has been found, and at times, it is important to define it, like, saying that a piece of gold is found. Further still, it may be necessary to say that an earring of gold has been found, and so on. But in all cases, total description should not be given so that it is not identified fully.

2586. If a person finds something and another person claims that it is his, and also mentions certain marks of identification, the former should give that thing to him only if he is satisfied that it belongs to him. It is not necessary for the latter to mention the marks of which mostly even the owners do not take notice.

2587. If the value of a thing which a person finds is equal to one dirham, and he does not make an announcement about it, but leaves it in the mosque or at places of general assembly, and the thing is lost or somebody picks it up, the person who found the thing will be responsible.

2588. * If a person finds a thing which is perishable, he should keep it for as long as it does not perish, and as an obligatory precaution, announce about it, and if he does not find the owner, as a precaution, he should fix its value with the permission of the Mujatahid or his Wakil and sell it, keeping the money with him. In the meantime, he should continue with the

---

announcement till one year, and if the owner is not found, he will act as explained in rule no. 2577.

2589. * If the thing found by somebody is with him at the time of performing Wudhu and offering prayers, and if he has no intention of returning it to its owner if he is found, his Wudhu and prayers do not become void.

2590. If a pair of shoes of a person is taken away and is replaced by another pair of shoes, and he knows that the pair of shoes which is now with him belongs to a certain person who would not mind if he took his shoes instead of his own, he can take them. Similar rule applies if he knows that he has been unjustly robbed of his shoes; but in this particular case, the value of shoes left behind must not exceed the value of his own shoes, otherwise the difference of the price will be treated as article whose owner is unknown. And in any other situation other than the two mentioned herein, the shoes will be considered as articles of unknown ownership.

2591. * If a man has some property of 'unknown ownership' that is, its owner is not known and if it cannot be classified as lost, he is allowed to use it in a manner that would be agreeable to the owner, provided that he is sure that the owner will have no objection in principle. Otherwise, he must try to find the owner, and continue doing so for as long as he thinks it useful. And when he despairs, he should, with the permission of the Mujtahid, give it away as Sadaqah to the poor. If the owner later on turns up, and if he does not approve the Sadaqah which was given, as a precaution, he must give him a replacement.

Slaughtering and Hunting of Animals

2592. * If an animal whose meat is halal to eat, is slaughtered in the manner which will be described later, irrespective of whether it is domesticated or not, its meat becomes halal and its body becomes *Pak* after it has died. But camels, fish and locust become halal without their heads being slaughtered, as will be explained later.

2593. If a wild animal like deer, partridge and wild goat whose meat is halal to eat, or a halal animal which was a domestic one but turned wild later, like, a cow or a camel which runs away and becomes wild, is hunted in accordance with the laws which will be explained later, it is *Pak* and halal to eat. But, a domestic animal like sheep and fowl whose meat is halal to eat, or tamed wild animal whose meat is halal to eat does not become *Pak* and halal by hunting.

2594. A wild animal whose meat is halal to eat becomes *Pak* and halal to eat by hunting if it is capable of running away or flying. Based on this, the young one of a deer which cannot run away, and the young one of a partridge which cannot fly, do not become *Pak* and halal to eat by hunting. And if a deer and its young one which cannot run are hunted with one bullet, the deer will be halal but its young one will be haraam to eat.

2595. If an animal like fish, whose meat is halal to eat and whose blood does not gush, dies a natural death, it is *Pak* but its meat cannot be eaten.

2596. The dead body of an animal whose meat is haraam to eat, and whose blood does not gush, like, a snake, is *Pak* but does not become halal by slaughtering.

2597. * Dogs and pigs do not become *Pak* by slaughtering and hunting and it is also haraam to eat their meat. And if a flesh-eating animal like wolf and leopard is slaughtered in the manner which will be mentioned later, or is

hunted by means of bullet etc. it is *Pak*, but its meat does not become halal for consumption. And if it is hunted down by a hunting dog, then its body cannot be considered as *Pak*.

2598. Elephant, bear, monkey are classified as predators. But the insects or the small animals who live in the holes, like, mice, lizards, if they have gushing blood, their meat and skin will not be considered *Pak* if they are slaughtered or hunted down.

2599. If a dead young is born from the body of a living animal, or is brought out of it, it is haraam to eat its meat.

Method of Slaughtering Animals

2600. * The method of slaughtering an animal is that the four main arteries of its neck should be completely cut (jugular artery, foodpipe, jugular vein and windpipe). It is not sufficient to split open these arteries or to cut off the neck. And the cutting of these four main arteries becomes practical when the cutting takes place from below the knot of the throat.

2601. If a person cuts some of the four arteries and waits till the animal dies and then cuts the remaining arteries, it will be of no use. If the four arteries are cut before the animal dies, but the cutting was not continuous as is usually done, the animal is *Pak* and halal to eat. However, the recommended precaution is that they should be cut in continuous succession.

2602. * If a wolf tears off the throat of a sheep in such a way that nothing remains of the four arteries which could be cut for slaughter, the sheep becomes haraam. Similarly, it will be haraam if nothing remains of its gullet. In fact, if its neck is torn open by the wolf leaving arteries connected with the head or the body, as a precaution, it will be haraam. But if the sheep is bitten on other part of the body, and it remains alive, it will be *Pak* and halal if slaughtered according to the rules which will be described later.

Conditions of Slaughtering Animals

2603. * There are certain conditions for the slaughtering of an animal. They are as follows:-

(i) A person, a man or a woman, who slaughters an animal must be a Muslim. An animal can also be slaughtered by a Muslim child who is mature enough to distinguish between good and bad, but not by non-Muslims other than Ahle Kitab, or a person belonging to those sects who are classified as Kafir, like, Nawasib - the enemies of Ahlul Bait (A.S.). In fact, even if Ahle Kitab non-Muslim slaughters an animal, as per precaution, it will not be halal, even if he utters 'Bismillah'.
(ii) The animal should be slaughtered with a weapon made of iron. However, if an implement made of iron is not available, it should be slaughtered with a sharp object like glass or stone, so that the four veins are severed, even if the slaughtering may not

be necessary, like when the animal is on the verge of death.
(iii) When an animal is slaughtered, it should be facing Qibla. If the animal is sitting or standing, then facing Qibla would be like a man standing towards Qibla while praying. And if it is lying on its right or left side, then its neck and stomach should be facing Qibla. It is not necessary that its legs, hands and face be towards Qibla. If a person who knows the rule, purposely ignores placing the animal towards Qibla, the animal would become haraam; but if he forgets or does not know the rule, or makes a mistake in ascertaining the Qibla, or does not know the direction of Qibla, or is unable to turn the animal towards Qibla, there is no objection. As a recommended precaution, the person slaughtering should also face Qibla.
(iv) When a person wants to slaughter an animal, just as he makes the Niyyat to slaughter, he should utter the name of Allah, and it suffices if he says 'Bismillah' only, or if he utters 'Allah'. But if he utters the name of Allah without the intention of slaughtering the animal, the slaughtered animal does not become *Pak* and it is also haraam to eat its meat. And if he did not utter the name of Allah forgetfully, there is no objection.
(v) The animal should show some movement after being slaughtered; at least it should move its eyes or tail or strike its foot on the ground.This law applies only when it is doubtful whether or not the animal was alive at the time of being slaughtered, otherwise it is not essential.
(vi) It is necessary that the blood should flow in normal quantity from the slaughtered animal. If someone blocks the vein, not allowing blood to

---

flow out, or if the bleeding is less than normal, that animal will not be halal. But if the blood which flows is less because the animal bled profusely before the slaughter, there is no objection.
(vii) The animal should be slaughtered from its proper place of slaughtering; on the basis of recommended precaution, the neck should be cut from its front, and the knife should be used from the back of the neck.

2604. * As a precaution, it is not permissible to sever the head of the animal from its body before it has died, though this would not make the animal haraam. But if the head gets severed because of sharpness of the knife, or not being attentive, there is no objection. Similarly, it is not permissible to slit open the neck and cut the spinal cord before the animal has died.

Method of Slaughtering a Camel
2605. * If one wants to slaughter a camel so that it becomes *Pak* and halal after it has died, it is necessary to follow the above mentioned conditions for slaughter and then thrust a knife or any other sharp implement made of iron into the hollow between its neck and chest. It is better that the camel at that time is standing. But if it has knelt down, or if it is lying on its side with its face towards Qibla, the knife etc. can be thrust into the hollow of its neck for slaughtering.

2606. If a camel's head is cut instead of thrusting a knife into the depth of its neck, or if knife is thrust into the depth of the neck of a sheep or a cow etc. as is done in the case of a camel, it is haraam to eat their meat and their body is Najis. However, if the four arteries of the camel are cut first and a knife is then thrust into the depth of its

neck, in the manner stated above, while it is still alive, it is halal to eat its meat and its body is *Pak*. Similarly, if a knife is first thrust into the depth of the neck of a cow, sheep etc. and then its head is cut while it is still alive, it is *Pak* and its meat is halal to eat.

2607. * If an animal becomes unruly, and one cannot slaughter it in the manner prescribed by Shariah or, if, it falls down into a well and one feels that it will die there and it will not be possible to slaughter it according to Shariah, one should inflict a severe wound on any part of its body, so that it dies as a result of that wound. Then it becomes *Pak* and halal to eat. It will

---

not be necessary that it should be facing Qibla at that time but it should fulfil all other conditions mentioned above regarding slaughtering of animals.

Mustahab Acts While Slaughtering Animals

2608. * The Fuqaha, may Allah bless them with His Pleasure, have enumerated certain Mustahab acts for slaughtering the animals:
(i) While slaughtering the sheep (or a goat), both of its hands and one foot should be tied together and the other foot should be left free. As for a cow, its two hands and two feet should be tied and the tail should be left free. And in the case of a camel, if it is sitting, its two hands should be tied with each other from below up to its knees, or below its armpits, and its feet should be left free. And it is recommended that a bird should be left free after being slaughtered so that it may flap its wings and feathers.
(ii) Water should be placed before an animal before slaughtering it.
(iii) An animal should be slaughtered in such a way that it should suffer the least, that is, it should be swiftly slaughtered with a very sharp knife.

Makrooh Acts

2609. * In certain Traditions, the following have been enumerated as Makrooh acts while slaughtering the animals:
(i) To slaughter an animal at a place where another animal of its own kind can see it.
(ii) To skin an animal before it has died.
(iii) To slaughter an animal on Friday night (i.e. the night preceding Friday), or on Friday before Zuhr. However, there is no harm in doing so in the case of necessity.
(iv) To slaughter an animal which someone has bred and reared himself.

Hunting with Weapons

2610. * If a halal wild animal is hunted with a weapon and it dies, it becomes halal and its body becomes *Pak*, if the following five conditions are fulfilled:
(i) The weapon used for hunting should be able to cut through, like, a knife or a sword, or should be sharp like a spear or an arrow, so that due to its sharpness, it may tear the body of the animal. If an animal is hunted

---

with a trap, or hit by a piece of wood or a stone, it does not become *Pak*, and it is haraam to eat its meat. And if an animal is hunted with a gun and its bullet is so fast that it pierces into the body of the animal and tears it up, the animal will be *Pak* and

halal, but if the bullet is not fast enough and enters the body of the animal with pressure and kills, or burns its body with its heat, and the animal dies due to that heat, it is a matter of Ishkal to say that the animal is *Pak* or halal.
(ii) The hunter should be a Muslim or at least a Muslim child who can distinguish between good and bad. If a non-Muslim, other than Ahle Kitab, or from those sects like, Nawasib - enemies of Ahlul Bait (A.S.) who are classified as Kafir, hunts an animal, the animal is not halal. As a matter of precaution, an animal hunted by Ahle Kitab is also not halal, even if he may have uttered the name of Allah.
(iii) The hunter should aim the weapon for hunting the particular animal. Therefore, if a person takes an aim at some target, and kills an animal accidentally, that animal will not be *Pak* and it will be haraam to eat its meat.
(iv) While using the weapon the hunter should recite the name of Allah, and it is sufficient if he utters the name of Allah before the target is hit. But if he does not recite Allah's name intentionally, the animal does not become halal. There is, however, no harm if he fails to do so because of forgetfulness.
(v) The animal will be haraam if the hunter reaches it when it is already dead, or, even if it is alive, he has no time left to slaughter it. And if he has enough time to slaughter it and he does not slaughter it till it dies, it will be haraam.

2611. * If two persons jointly hunt an animal and if one of them fulfils the requisites while the other does not, like, if one of them utters the name of Allah whereas the other does not do so intentionally, that animal is not halal.

2612. If an animal is shot with an arrow and, if it falls into water and a person knows that the animal has died because of being shot with an arrow, and falling into water, it will not be halal. In fact, if he is not sure that the animal has died only because of being shot with an arrow, it is not halal.

---

(487)

2613. If a person hunts an animal employing a usurped dog or a usurped weapon, the hunted animal is halal and becomes his property. However, besides the fact that he has committed a sin he should pay the hiring charges for the weapon or dog to its owner.

2614. * If a person using weapons like a sword, cuts off some limbs of animal while hunting, those cut off limbs will be haraam. But if that animal is slaughtered according to the conditions of rule no. 2610, the remaining part of its body will be halal. But if the weapon with the aforesaid conditions cuts the animal into two parts, with head and neck on one part, and the hunter reaches the animal when it is dead, both the parts will be halal. And the same rule applies if the animal is alive at that time, but there is not enough time to slaughter it. However, if there is time for slaughtering it, and it is possible that the animal may live for some time, the part which does not contain head and neck is halal if the animal is slaughtered according to the rules prescribed by Shariah, otherwise that part, too, will be haraam.

2615. If an animal is cut into two parts with a stick or a stone, or another implement with which hunting is not proper, the part which does not contain the head and the neck will be haraam. As for the part which contains the head and neck, if the animal is alive and it is possible that it may live for some time, and it is slaughtered in

accordance with the rules prescribed by Shariah, that part is halal, otherwise that part too, will be haraam.

2616. If an animal is hunted or slaughtered and its young one, which is alive, is taken out of its body, that young one will be halal if it is slaughtered in accordance with Shariah, otherwise it will be haraam.

2617. * If an animal is hunted or slaughtered, and its dead young one is brought out of its body, it will be *Pak* and halal if it had not died before the mother was killed, or it should not have died because of delay in bringing it out from the mother's womb, and provided it is fully developed, with hair or wool grown on its body.

Hunting with a Retriever (Hunting Dog)

2618. * If a retriever hunts a wild animal whose meat is halal to eat, the following six conditions should be fulfilled for its being *Pak* and halal:-
(i) The dog should be trained in such a way that when commanded to catch the prey, it goes and when restrained from going, it stops. But if it does not stop after having come closer to the hunted animal and seen it, there is no harm. And it is necessary that it should have a habit of not eating anything of the prey till its master arrives. In fact, if it has the habit of eating bit of the prey before the master arrives, or drinking its blood, there is no objection.
(ii) It should have been directed by its master. If it hunts of its own accord and preys upon an animal, it is haraam to eat the meat of that animal. In fact, if it follows a prey of its own accord, and later its master calls out to encourage it to reach the prey faster, even if it may quicken its pace because of its master's cry, eating the meat of that prey should be avoided, on the basis of obligatory precaution.
(iii) The person who sends the dog for hunt should be a Muslim, with all the conditions already mentioned in the rules concerning hunting with the weapon.
(iv) The hunter should utter the name of Allah at the time of sending the dog. If he purposely does not utter the name of Allah, the prey is haraam. But if he forgets to utter the name of Allah there is no harm in it.
(v) The prey should die as a result of the wound inflicted by the dog's teeth. Therefore, if the dog suffocates the prey to death, or the prey dies because of running or fear, it is not halal.
(vi) The hunter who sends the dog should reach the spot when the animal is dead, or if it is alive, there should not be enough time to slaughter it. But if he reaches there when there is enough time to slaughter it, yet he does not slaughter it, allowing it to die itself, the prey is not halal.

2619. * When a person who sends the dog reaches the prey when he can slaughter the animal, but the animal dies while he is preparing for the slaughter, like, the delay in taking out the knife, the animal is halal. However, if he does not have anything with which he can slaughter the animal, and it dies, it does not become halal, but if he releases the animal so that the dog may kill it, it will become halal.

2620. If a person sends several dogs, and they jointly hunt an animal, and if all of

them satisfy the conditions mentioned in rule 2618, the prey is halal, but if any one of them does not fulfil those conditions, the prey is haraam.

2621. If a person sends a dog for hunting an animal and that dog hunts another animal, the prey is halal and *Pak*, and if it hunts another animal along with that animal (which it was sent to hunt), both of them are halal and *Pak*.

2622. * If several persons send a dog jointly and one of them does not utter the name of Allah intentionally, that prey is haraam. Also, if one of the dogs sent is not trained in the manner mentioned in rule 2618, the prey is haraam.

2623. If a hawk or an animal besides the hunting dog hunts an animal, the prey is not halal. However, if a person reaches the prey when it is alive, and slaughters it in the manner prescribed by Shariah, it is halal.

Hunting of Fish and Locust

2624. * If a fish with scales is caught alive from water, and it dies thereafter, it is *Pak* and it is halal to eat it, even if the scales are shed off later due to some reasons. And if it dies in the water, it is *Pak*, but it is haraam to eat it. However, it is lawful to eat it if it dies in the net of the fisherman. A fish which has no scales is haraam even if it is brought alive from water and dies out of water.

2625. If a fish falls out of water or a wave throws it out, or the water recedes and the fish remains on dry ground, if some one catches it with his hand or by some other means before it dies, it will be halal to eat it after it dies.

2626. * It is not necessary that a person catching a fish should be a Muslim or should utter the name of Allah while catching it. It is, however, necessary that a Muslim should have seen or ascertained that the fish was brought alive from the water, or that it died in the net in water.

2627. * If a dead fish about which it is not known whether it was caught from water alive or dead, is bought of a Muslim, it is halal, but if it is bought

---

of a non-Muslim it is haraam even if he claims that he has brought it alive from the water; except when a man feels satisfied that the fish was brought alive from the water or that it died in the net in the water.

2628. It is halal to eat a live fish but it is better to avoid eating it.

2629. If a fish is roasted alive, or is killed out of water before it died itself, it is halal to eat it, but it is better to avoid eating it.

2630. If a fish is cut into two parts out of water, and one part of it falls into water while it is alive, it is halal to eat the part which has remained out of water, and the recommended precaution is that one should refrain from eating it.

2631. If a locust is caught alive by hand or by any other contrivance, it will be halal

after it dies, and it is not necessary that the person catching it should be a Muslim, or should have uttered the name of Allah while catching it. But, if a non-Muslim is holding a dead locust in his hand, and it is not known whether or not he caught it alive, it will be haraam even if he claims that he had caught it alive.

2632. To eat the locust which has not yet developed its wings and cannot fly, is haraam.

Rules of Things Allowed to Eat and Drink

2633. * All birds, like eagle, vultures and wild falcons having a claw and talon, are haraam to eat. And all such birds whose gliding is more than flapping the wings, and have talons, are also haraam to eat. Those whose flapping of the wings while flying, is more than gliding, are halal to eat. Thus, one can identify halal birds from haraam ones by observing how they fly. And if the style of any bird's flight cannot be determined, that bird will be considered halal for eating, if it has a crop or a gizzard or a spur on the back of its feet. In the absence of all these, the bird will be haraam. As an obligatory precaution, one should refrain from eating the meat of all types of crows. Other birds like the hens, the pigeons, the sparrows including the ostrich and the peacock are halal to eat, but it is Makrooh to kill birds like swallows and hoopoes. And the animals which fly, but are not classified as winged birds, like the bats, are haraam; similarly, the bees, the mosquitoes,

---

and other flying insects are, as an obligatory precaution, haraam.

2634. If a part which possesses life is removed from the body of a living animal, for example, if the fatty tail or some flesh is removed from the body of a living sheep, it is najis and haraam to eat.

2635. * Certain parts of the halal animals are haraam to eat. They are fourteen:
(i) Blood
(ii) Excrement
(iii) and (iv) Male and female genitals
(v) Womb
(vi) Glands
(vii) Testicles
(viii) Pituitary gland, a ductless gland in the brain
(ix) The marrow which is in the spinal cord
(x) The two wide (yellow) nerves which are on both sides of the spinal cord, (as an obligatory precaution).
(xi) Gall bladder
(xii) Spleen
(xiii) Urinary bladder
(xiv) Eye balls
These parts are haraam in all halal animals other than the birds. As for the birds, their blood and excrement is definitely haraam, and apart from these two, the parts enumerated in the above list are haraam, as a measure of precaution.

2636. * It is haraam to drink the urine of all haraam animals, and also of those whose

meat is halal to eat, including, as an obligatory precaution, that of a camel. However, the urine of a camel, a cow or a sheep can be consumed, if recommended for any medical treatment.

2637. * It is haraam to eat earth and also sand, as an obligatory precaution. However, there is no harm in taking Daghistsan or Armenian clay as a medicine if there be no alternative. It is also permissible to take a small quantity of the clay of the Shrine of Imam Husayn (usually called Turbatul Husayn)

---

for the purpose of cure for illness. But it is better to dissolve a small quantity of Turbatul Husayn in water and then drink it.

2638. It is not haraam to swallow the mucus (liquid running from the nose) and phlegm which may have come in one's mouth. Also, there is no objection in swallowing the food which comes out from between the teeth at the time of tooth picking.

2639. It is haraam to eat an absolutely harmful thing, or anything which may cause death.

2640. * It is Makrooh to eat the meat of a horse, a mule or a donkey. If a person has sexual intercourse with them those animals become haraam, and as a precaution, their offspring become haraam also, and their urine and dung become Najis. Such animals should be taken out of the city and should be sold at some other place. And as for the person who committed the sexual intercourse with the animal, it will be necessary to give its price to the owner. Similarly, if a person commits sexual intercourse with an animal like cow and sheep, the meat of which it is lawful to eat, its urine and excrement become Najis, and it is also haraam to eat their meat, and to drink their milk. As a precaution, same will be the case with their offsprings. Such an animal should be instantly killed and burnt, and one, who has had sexual intercourse with the animal should pay its price to its owner.

2641. * If the kid of a goat or a lamb sucks the milk of a female pig to such an extent that its flesh and bones grow from it and gain strength, itself and its offspring become haraam, and if the quantity of milk sucked by it is less, it will be necessary that it is confined (Istibra) as prescribed in Shariah and thereafter, it becomes halal. And its Istibra is that it should suck *Pak* milk for seven days, or if it does not need milk, it should graze grass for seven days. As an obligatory precaution, this law applies to the calves, and all the young ones of halal animals. Also, it is haraam to eat the meat of an animal which eats najasat and it becomes halal when its Istibra is fulfilled. The manner of observing Istibra has been explained in rule 226.

2642. * Drinking alcoholic beverage is haraam, and in some traditions

---

(Ahadith), it has been declared as among the greatest sins.

Imam Ja'far Sadiq (A.S.) says: "Alcohol is the root of all evils and sins. A person who drinks alcohol loses his sanity. At that time, he does not know Allah, does not fear committing any sin, respects the rights of no one, and does not desist from committing evil openly. The spirit of faith and piety departs from him and only the impure and vicious spirit, which is far off from the Mercy of Allah, remains in his body. Allah, His angels, His prophets and the true believers curse such a man, and his daily prayers are not accepted for forty days. On the Day of Judgement his face will be dark, and his tongue will come out of his mouth, the saliva will fall on his chest and he will desperately complain of thirst"".

2643. * To eat at a table at which people are drinking alcohol is haraam and similarly, to sit at that table where people are drinking alcohol is haraam, as a precaution, if one would be reckoned among them.

2644. It is obligatory upon every Muslim to save the life of a Muslim, who may be dying of hunger or thirst, by providing him enough to eat or drink.

Eating Manners

2645. * There are certain Mustahab rules to be observed while taking a meal; they are as follows:
(i) Washing both the hands before taking a meal.
(ii) After taking a meal, one should wash one's hands, and dry them with a dry cloth.
(iii) The host should begin eating first, and should also be the last to withdraw his hand. Before starting to take a meal, the host should wash his own hands first, and thereafter, the person sitting on his right should do so. Then the other guests should follow him, till it is the turn of the person sitting on the left side of the host. After finishing the meal, the person sitting on the left side of the host should wash his hands first, and thereafter other persons should follow him till it is the turn of the host.
(iv) One should say Bismillah before starting to eat, and if there are several dishes, it is Mustahab to say Bismillah before partaking of each of the dishes.

(v) One should eat with one's right hand.
(vi) One should eat using three or more fingers and should not eat with two fingers only.
(vii) If several persons are sitting together for their meals, everyone of them should partake of the food placed in front of him.
(viii) One should take small bits of food.
(ix) One should prolong the duration of taking a meal.
(x) One should chew the food thoroughly.
(xi) After taking one's meal one should praise and thank Allah.
(xii) One should lick one's fingers clean after taking food.
(xiii) One should use a toothpick after taking a meal. However, the toothpick should not be made of sweet basil (a fragrant grass) or the leaves of date-palm.
(xiv) One should collect and eat the food which is scattered on the dining cloth. However, if one takes meal in an open place, like a desert etc, it is better to leave the food which has fallen aside, so that it may be eaten by the animals and the birds.
(xv) One should take one's meal in the earlier part of the day, and in the earlier part of the night and should not eat during the day or during the night.

(xvi) After taking one's meal one should lie on one's back, and should place one's right foot on one's left foot.
(xvii) One should take salt before and after the meal.
(xviii) When eating a fruit, one should first wash it before eating.

Acts which are unworthy to do while taking a meal

2646. *
(i) To eat without being hungry.
(ii) To eat to one's fill. It has been reported in the Hadeeth that over-eating is the worst thing in the eyes of Allah.
(iii) To gaze towards others while eating.
(iv) To eat food while it is still hot.
(v) To blow on food or drink which one is eating or drinking.
(vi) To wait expectantly for something more after the bread or loaf has been served on the dining cloth.
(vii) To cut the loaf with a knife.

(viii) To place the loaf under the food pots or plates etc.
(ix) To scrape off meat stuck to a bone in such a manner that nothing remains on it.
(x) To peel those fruits which are normally eaten with their skin.
(xi) To throw away a fruit before one has eaten it fully.

Manners of Drinking Water

2647. There are certain acts which are Mustahab while drinking water; they are as follows:
(i) Water should be drunk slowly as if it were sucked.
(ii) During daytime, one should drink water while standing.
(iii) One should say Bismillah, before drinking water and Al-hamdulillah after drinking.
(iv) One should drink water in three sips.
(v) One should drink water when one feels thirsty.
(vi) After drinking water, one should remember Imam Husayn (A.S.) and his Ahlul Bayt (A.S.), and curse the enemies who slew him.

2648. It is unworthy to drink too much water; to drink water after eating fatty food; and to drink water while standing during the night. It is also unworthy to drink water with one's left hand; to drink water from the side of a container which is cracked or chipped off, or from the side of its handle.

Vow and Covenant

Vow (Nazr)

2649. * Vow means making it obligatory upon oneself to do some good act, or to refrain from doing an act which it is better not to do, for the sake of, or for the pleasure of Allah.

2650. While making a vow, a formula declaration has to be pronounced, though is not

necessary that it should be in Arabic. If a person says: "When the patient recovers from his ailment, it will be obligatory upon me to pay $10 to a poor man, for the sake of Allah," his vow will be in order.

2651. * It is necessary that the person making a vow is baligh and sane, and makes the vow with free will and intention. If he has been coerced to make a vow, or if he makes it owing to excitement, without any intention or choice, his vow is not in order.

2652. * If a person who is feeble-minded, (i.e. one who squanders his property for useless purposes) makes a vow, for example, to give something to poor, his vow is not in order. Similarly, if a bankrupt person makes a vow to pay from the wealth over which he has no right of disposal or discretion, the vow will not be valid.

2653. * If a husband disallows his wife to make a vow, her vow will not be valid, if that vow in any way violates the rights of the husband. Similarly, a wife making a vow to pay from her wealth, without her husband's permission, commits an act which is not free from Ishkal, except when the vow is for Hajj, Zakat, Sadaqa or for doing a good turn to her parents, or her blood relations.

2654. * If a woman makes a vow with the permission of her husband, he cannot abrogate her vow, or restrain her from fulfiling her vow.

2655. * If a child (son or daughter) makes a vow, with or without the per-

---

mission of his/her father, he/she should fulfil his/her vow. However, if his/her father or mother disallows him/her to fulfil the vow, his/her vow is void, provided that the fulfilment of the vow does not have any priority.

2656. A person can make a vow only for an act which is possible for him to fulfil. If, for example, a person is not capable of travelling up to Karbala on foot, and he makes a vow that he will go there on foot, his vow will not be in order.

2657. * If a person makes a vow that he will perform a haraam or makrooh act, or that he would refrain from a wajib or mustahab act, his vow is not valid.

2658. If a person makes a vow that he will perform or abandon a normal act, the performing or abandoning of which has equal merits, his vow is not in order. But if performing it is better in some respect, and a person makes a vow keeping that merit in view, for example, if he makes a vow that he will eat a certain food so as to gain strength for worshipping Allah, his vow will be in order. Also, if its renouncing is better in some respect, and the vow to renounce it is made with that intention, for example, if he finds smoking is harmful and makes a vow not to smoke, his vow is in order. However, at any time when he feels that smoking is not harmful for him, the vow will cancel by itself.

2659. * If a person makes a vow, that he will offer his obligatory prayers at a place where offering does not inherently carry higher spiritual merits, for example, he makes a vow to offer his prayers in a certain room, his vow will be valid, only if,

offering prayers there has some merit, like, being able to concentrate better due to solitude.

2660. If a person makes a vow to perform an act, he should perform it in strict accordance with his vow. If he makes a vow to give Sadaqa, or to fast on the first day of every month, or to offer prayers of the first of the month, if he performs these acts before that day or after, it will not suffice. Also, if he makes a vow that he will give Sadaqa when a patient recovers, but gives away before the recovery of the patient, it will not suffice.

2661. If a person makes a vow that he will fast, without specifying the time and the number of fasts, it will be sufficient if he observes one fast. And if he makes a vow that he will offer prayers, but does not specify its number and particulars, it will be sufficient if he offers a two rak'at prayers. And if he makes a vow that he will give Sadaqa, not specifying its nature or quantity, and he gives something which can be deemed as Sadaqa, his vow will be fulfilled. And if he simply makes a vow that he will act to please Almighty Allah, his vow will be fulfilled if he offers one prayers, or observes one fast, or gives away something by way of Sadaqa.

2662. * If a person makes a vow that he will observe fast on a particular day, he should observe fast on that very day; and if he does not observe fast on that day intentionally, he should, besides observing the qadha for that fast, also give Kaffarah for it. And the Kaffarah applicable in this case is the one prescribed for violation of the Oaths, as will be mentioned later. However, travelling for him on that day is permissible, and he will not fast. Also, it is not obligatory upon him to make a niyya for ten days so as to be able to fast. If a person who made the vow could not fast on the particular day because of being on a journey, illness, or in the case of a woman, being in the state of Haidh, or for any good excuse, then he will give only qadha of that fast, and there will be no Kaffarah.

2663. * If a person, of his own choice and volition, violates his vow, he should give Kaffarah for it.

2664. If a person makes a vow to renounce an act for some specified time, he will be free to perform that act after that time has passed. But if he performs it before that time, due to forgetfulness, or helplessness, there is no liability on him. Even then, it will be necessary for him to refrain from that act for the remaining time, and if he repeats that act before it without any excuse, he must give Kaffarah for it.

2665. * If a person makes a vow to renounce an act, without setting any time limit, and then performs that act because of forgetfulness, helplessness or carelessness, it is not obligatory for him to give a Kaffarah, but, after the first instance, if he repeats the act again at any time, voluntarily, he must give Kaffarah for it.

2666. If a person makes a vow that he/she will observe fast every week on a particular day, for example, on Friday, and if Eid ul Fitr or Eid ul Azha falls on one of the

Fridays or an excuse like journey (or menses in the case of women) springs up for him/her, he/she should not observe fast on that day, but give its qadha.

2667. If a person makes a vow that he will give a specific amount as Sadaqa, and dies before having given it away, it is not necessary that that amount be deducted from his estate. It is better that the baligh heirs of the deceased give that amount as Sadaqa on his behalf, out of their own shares.

2668. * If a person makes a vow that he will give Sadaqa to a particular poor, he cannot give it to another poor, and if that poor person dies, he should on the basis of recommended precaution, give the Sadaqa to his heirs.

2669. If a person makes a vow that he will perform the Ziyarat of a particular holy Imam, for example of Abu Abdillah Imam Husayn (A.S.) his going for the Ziyarat of another Imam will not be sufficient, and if he cannot perform the Ziyarat of that particular Imam because of any good excuse, nothing is obligatory on him.

2670. If a person has made a vow that he will go for Ziyarat, but has not included in his vow that he will do Ghusl or pray after the Ziyarat, it is not necessary for him to perform those acts.

2671. * If a person makes a vow that he would spend some amount of money on the shrine of one of the Imams, or the descendants of the Imams, without having any particular project in mind, he should spend it on the repairs, lighting, carpeting etc. of the shrine.

2672. * If a person makes a vow to use something in the name of Holy Imam himself, and has an intention to put it to a specific use, he should spend it for that very purpose. And if he has not made an intention to put it to any specific use, it is better that he should use it for a purpose which has some relationship with that Imam, for example, he should spend it on poor

---

Zawwar of that Imam, or on the shrine of the Imam, like its repairs etc. or for such purposes which would glorify the memory of that Imam. The same rule applies in the case of the descendants of the Imams.

2673. * If someone makes a vow that he would give a sheep as Sadaqa, or in the name of a Holy Imam, and if it gives milk, or gives birth to a young one, before it is put to use in accordance with the vow, the milk or the lamb will be the property of the person who made the vow, unless he had included them in his vow. And the growth of fat on the animal will be considered part of the vow.

2674. If a person makes a vow for an act, if a patient recovers or a traveller returns home, and if it transpires later that the patient had already recovered or the traveller had already returned before he had made the vow, it will not be necessary for him to fulfil his vow.

2675. If a father or a mother makes a vow that he/she will marry their daughter to a

Sayyid, the option rests with the girl when she attains the age of puberty, and the vow made by the parents has no significance.

2676. * When a person makes a covenant with Allah, that if his particular lawful need is fulfilled, he will perform a good act, it is necessary for him to fulfil the covenant. Similarly, if he makes a covenant without having any wish, that he will perform a good act, the performing of that act becomes obligatory upon him.

2677. * As in the case of vow, a formal declaration should be pronounced in the case of covenant ('Ahd) as well. And it is commonly held that the covenant that one makes should be related to either acts of worship, like, obligatory or Mustahab prayers, or to acts whose performance is better than its renunciation. But this is not so. In fact, all covenants which fall within the category specified in rule no. 2680 related to oaths, are valid and ought to be fulfilled.

2678. If a person does not act according to the covenant made by him, he should give a Kaffarah for it, i.e. he should either feed sixty poor persons, or fast consecutively for two months, or set free a slave.

Rules Regarding Oath (Qasam)

2679. If a person takes an oath that he will perform an act (e.g. that he will fast) or will refrain from doing an act (e.g. that he will not smoke), but does not intentionally act according to his oath, he should give Kaffarah for it, which means he should set a slave free, or should fully feed ten indigent persons, or should provide them with clothes. And if he is not able to perform these acts, he should fast for three consecutive days.

2680. * The conditions for validity of an oath are:
(i) A person who takes an oath should be Baligh and sane, and should do so with free will and clear intention. Hence, an oath by a minor, an insane person, an intoxicated person, or by a person who has been coerced to take an oath, will not be in order. Similarly, if he takes an oath involuntarily, or unintentionally, in a state of excitement, the oath will be void.
(ii) An oath taken for the performance of an act which is haraam or makrooh, is not valid. Similarly, an oath for renouncing an act which is obligatory or Mustahab is also void. And if he takes an oath to perform a normal or usual act, it will be valid, if that act has any preference in the estimation of sensible people. Similarly, if he takes an oath for renouncing a usually permissible act, it will be valid if it is deemed more preferable than its performance, by the sensible people. In fact, in each case, his own judgement about the preferences will be enough to grant validity to the oath, even if other sensible people may not concur.
(iii) The oath must be sworn by one of those names of the Almighty Allah which are exclusively used for Him, (e.g. 'Allah'). And even if he swears by a name which is used for other beings also, but is used so extensively for Him, that when any person utters that name one is reminded of Him Alone, for example, if he swears by the name Khaliq (the Creator) and Raziq (the Bestower), the oath will be in order. In fact, if he uses other names or attributes of Allah, which do not remind of Him, but give that connotation when used during an oath, like Samee' (All Hearing) or Baseer (All

Seeing), even then the oath will be valid.
(iv) The oath should be uttered in words, but a dumb person can take an oath by making a sign. Similarly, if a person is unable to utter the words, he may write down the oath, repeating in his mind the intention for it, that will be a valid oath, though as a precaution, he may confirm

---

the oath in other ways as well.
(v) It should be possible for him to act upon his oath. And if he was able to act upon the oath when he took it, but became incapable of acting upon it later, the oath becomes nullified from the time he became incapable of acting upon it, provided that he did not incapacitate himself purposely. And the same rule applies if acting upon one's vow, oath, or covenant, involves unbearable hardship.

2681. If the father forbids his son to take an oath, or the husband forbids his wife to take an oath, their oath is not valid.

2682. * If a son takes an oath without the permission of his father, or a wife takes an oath without the permission of her husband, the father or the husband can nullify the oath.

2683. If a person does not act upon his oath because of forgetfulness, helplessness or heedlessness, he is not liable for Kaffarah. And the same rule applies, if he is forced not to act upon his oath. And if an obsessed person takes an oath like, if he says: "By Allah, I am going to offer prayers now at once," and then does not offer prayers owing to the whims haunting him, which renders him incapable of acting according to the oath it is not necessary for him to give Kaffarah.

2684. * If a person swears to confirm that he is telling the truth, and if that is actually the truth, his taking of the oath is Makrooh; and if it is a lie, his taking of the oath is haraam. In fact, to make a false oath in the cases of dispute is a major sin. However, if a person takes a false oath in order to save himself, or another Muslim from the torture of an oppressor, there is no objection in it, in fact, at times it becomes obligatory. However, if a person can resort to 'Tauriyat' (dissimulation), that is, if at the time of taking an oath, he makes a vague, feigned utterance with no intention of resorting to falsehood, then it is better for him to do so. For example, if an oppressor or a tyrant who wants to harm someone asks him whether he has seen that person, and he had seen him an hour earlier, he would say that he has not seen him, meaning in his mind that he has not seen him during the last few minutes.

Rules Regarding Waqf

2685. If a person makes something Waqf, it ceases to be his property, and neither he nor anybody else can either gift it or sell it to any person. Also, no one can inherit anything out of it. There is, however, no harm in selling it in certain circumstances, as

mentioned in rules nos. 2102 and 2103.

2686. * It is not necessary to utter the formal declaration of Waqf in Arabic. If, for example, a person says: "I have waqfed this book for the students" it will be considered valid. In fact, Waqf is established by conduct as well.

Therefore, if a person spreads a mat in a mosque with an intention of Waqf, or constructs a building having an appearance of a mosque, with an intention of giving it away as a mosque, the Waqf will be established. In the cases of public Waqfs, like a mosque, a madressah, any public utility, or Waqf for general poor or Sadat, it does not require anyone to make a formal acceptance. In fact, even private Waqf, like the one created for one's own children, do not require any reciprocal acceptance.

2687. * If a person marks a property for Waqf, but regrets before actually making a Waqf, or dies, the Waqf is not considered as established.

2688. * If a person Waqfs a property, he should make it a perpetual Waqf from the day he declares the Waqf. Therefore, if he says: "This property is Waqf after my death" the Waqf will not be valid, because it would not cover the period from the time of declaration till his death. Also, if he says: "This property will remain Waqf for ten years and will not be Waqf thereafter" or says: "It will be Waqf for ten years and thereafter it will not be Waqf for five years, and will become Waqf again after the expiry of that period", such a Waqf will not be valid.

2689. * A private Waqf will be valid when the property which has been waqfed is given away, at the disposal of beneficiaries of the first category, or their representative or guardian. And, if a person Waqfs something upon his minor children, and looks after it on their behalf with the intention that it will become their property, the Waqf is in order.

2690. In the case of public Waqf like madressahs, mosques etc. it is not necessary that it be possessed by any gesture. The Waqf is established immediately upon its declaration as such.

2691. It is necessary that the person who makes a Waqf should be Baligh and sane, and should be doing so of his free will and niyyat. Also, he should have the right, according to Shariah, of disposal and discretion over his property. Based on this, feeble-minded person who squanders his wealth and is therefore debarred, cannot make a valid Waqf.

2692. If some property is made Waqf for an unborn child, it is a matter of Ishkal for that Waqf to be valid, and it is necessary to observe precaution in this case. But, if Waqf is created for some persons who are present at that time, and also for the persons who will be born later, even if they may not be in the womb of their mothers when the Waqf was made, it will be in order. For example, if a person Waqfs a property for his children and after them for his grandchildren, and for every succeeding generation to benefit from it, the Waqf is in order.

2693. If a person creates a Waqf for himself, for example, if he Waqfs a shop for himself so that its income may be spent for the construction of his tomb after his death, the Waqf is not in order. But, if, he creates a Waqf for the poor and later on, he himself becomes poor, he can benefit from the accruals of that Waqf.

2694. * If a person appoints a Mutawalli (trustee) of the property waqfed by him, the trustee should act according to his instructions, but if he does not appoint a trustee and say, he has waqfed the property for a particular group, like, for his children, the discretion rests with them, and if they are not baligh, the discretion rests with their guardian. And the permission of the Mujtahid is not necessary for appropriating any benefit from the Waqf. But for any such steps taken to safeguard the interest of the Waqf, or the interest of future generations, like repairing or hiring it for the benefit of the future generation, permission from the Mujtahid is necessary.

2695. If a person Waqfs a property, for example, for the poor, or for the

---

(504)

Sayyids, or he Waqfs it for charitable purposes, and does not appoint the trustee for the Waqf, the discretion with regard to that Waqf rests with the Mujtahid.

2696. If a person Waqfs a property for a particular group, like, his descendants, so that every generation should benefit from it successively, and to achieve that purpose, the trustee of the Waqf leases it out, and then dies, the lease will not become void. But, if the Waqf has no trustee, and one generation for whom the property has been waqfed, leases it out and they die during the currency of the lease, and the next generation does not endorse the lease, the lease becomes void; and if the lessee has given rent for the entire period, he is entitled to receive the refund of rent which covers a period from the time of their death till the end of the period of lease.

2697. * If the Waqfed property is ruined, its position as Waqf is not affected, except when the Waqf is of a special nature, and that special feature ceases to exist. For example, if a person endows a garden and the garden is ruined, the Waqf becomes void and the garden reverts to the heirs of the person.

2698. * If one part of a property has been waqfed and the other part is not, and the property is undivided, the Mujtahid, or the trustee of the Waqf, or the beneficiaries can divide the property and separate the Waqf part in consultation with the experts.

2699. If the trustee of Waqf acts dishonestly, and does not use its income for the special purposes, the Mujtahid should assign an honest person to act with the dishonest trustee in order to restrain him from acting dishonestly. And if this is not possible, the Mujtahid can replace him with an honest trustee.

2700. A carpet which has been waqfed in Husayniya (Imambargah) cannot be used in mosque for offering prayers, even if the mosque may be near the Husayniyah.

2701. * If a property is waqfed for the maintenance of a mosque, and that

---

mosque does not stand in need of repairs, and it is also not expected that it will need repairs for quite some time, and if it is not possible to collect and deposit the accrual till such time when it could be used for the repairs, then, as an obligatory precaution, the income should be used for the purposes which has nearest conformity with the intention of the one who waqfed it, like spending it in other needs of the same mosque, or for the repairs of any other mosque.

2702. * If a person waqfs some property for the repairs of a mosque, and the Imam of the congregation, and the Mu'azzin, and if the quantity for each has been specified by the donor, it should be spent in the same manner. But if, it is not specified, the mosque should be repaired first, and if there is any balance, it should be distributed between the Imam of the congregation and Mu'azzin, by the trustee, as he deems fit and proper. But it is better that these two beneficiaries reach a compromise between them in respect of the distribution.

Rules Regarding Will (Wasiyyat)

2703. A Will is purported to direct that after one's death, a certain task be completed, or that a portion of his property be given in ownership to someone, or that the ownership of his property be transferred to someone, or that it be spent for charitable purposes, or that he appoints someone as guardian of his children and dependents. A person who is to give effect to a Will is called executor (Wasi).

2704. If a person who is dumb, can make himself understood by means of signs, he can Will for anything he likes; and even if a person who can speak, makes a Will by means of signs and makes himself understood, his Will will be valid.

2705. * If a written paper is found, signed and sealed by a deceased person, and if it is known or conveyed that he wrote it as a Will, it should be acted upon. But if it is known that it was not his intention to make any Will, and that he had simply made some notes for a Will to be written later, it will not be considered as a Will.

2706. * A person making a Will should be baligh, sane, and he should not be a feeble-minded squanderer. And the Will must have been made with free will and choice. A Will made by a non-baligh child is invalid, but if a child of ten years of age Wills for the benefit of his blood relatives, or for general charity, then that Will is valid. But if he Wills for the benefit of those other than his blood relatives, or if a seven year old child WIlls that a certain part of wealth be for someone, or be given to someone, that Will is a matter of Ishkal, and in both cases, precaution must not be ignored. As for the feeble-minded squanderer, his Will related to his property is not valid, but in matters other than the property, like in matters of some tasks or duties to be performed for the deceased, his Will is valid.

2707. * If a person who injures himself intentionally, or takes a poison, because of which his death becomes certain or probable, makes a Will that a certain part of his property be put to some particular use, his Will is not in order.

2708. * If a person makes a Will that something from his property will belong to someone, and if that person accepts the Will, even if his acceptance took place during the lifetime of the testator, that thing will become his property after the death of the testator.

2709. * When a person sees signs of approaching death in himself, he should immediately return the things held in trust by him to their owners, or should inform the owners, acting according to the details already mentioned in rule no. 2351. And if he is indebted to others, and the time for repayment of the debt has matured, and if the creditors make the demand, he should repay the debt. And if he is not in a position to repay the debt, or the time for its repayment has not yet matured, or the creditor has not yet demanded, he should make arrangements to ensure that his creditor will be paid after his death, like, by making a Will to inform those who are unaware of the debt and then appoint witness to the Will.

2710. * If a person who sees signs of approaching death in himself, has a debt of Khums and Zakat, or has other liabilities, and if he cannot make payment immediately, he should make a Will directing payment, if he owns some property, or if he knows someone will pay on his behalf. The same rule applies if he has obligatory Hajj on him. But, if he is capable of paying his religious dues immediately, he should pay at once, even if he sees no signs of impending death.

2711. * If a person who finds signs of approaching death in himself, has lapsed (Qadha) of some prayers and fasts due to him, he should direct in his Will that a person be hired and paid from his estate for their performance. In fact, even if he does not leave any estate, but feels it probable that someone would perform them without taking any fees, it is obligatory for him to make a Will in this behalf. And if he has someone like his eldest son who would perform, it is sufficient to inform him about it, and it is not obligatory to Will in that respect.

2712. If a person who finds signs of impending death in himself has deposited some property with some other person, or has concealed it in some place of which his heirs are not aware, and if owing to the ignorance

---

of the heirs their right is lost, he should inform them about it. And it is not necessary for him to appoint a guardian, or an administrator for his minor children, except when it is feared that their property may perish, or they themselves may be ruined without an administrator, in which case, he should appoint a trustworthy administrator for them.

2713. * The executor (Wasi) should be sane and trustworthy in matters related to the testator, and as a precaution, in matters related to others also. And it is necessary as a precaution, that the executor of a Muslim should be a Muslim. To appoint a Na-baligh child alone for putting the Will into effect, is not in order, if the said child is expected to exercise discretion without permission of the guardian. But if the child is directed to put the Will into effect after having become baligh, or with the permission of the

guardian, there will be no objection.

2714. * If a person appoints more than one executors, allowing each of them to execute the Will independently, it will not be necessary that they should obtain permission from one another for the execution of the Will. And if he had not given any such permission - whether he had or had not said that both of them should execute the Will jointly, they should execute the Will in consultation with one another. And if they are not prepared to execute the Will jointly, and this unwillingness is not occasioned by any religious scruple, the Mujtahid can force them to do so, and if they do not obey his orders, or any one has a religious excuse for not being prepared to act jointly, then the Mujtahid can replace the dissenting executor.

2715. If a person retracts a directive in his Will, for example, if he first says that 1/3 of his property should be given to a person, and then says that it should not be given to him, the Will becomes void. And if he changes his Will, for example, if he appoints an administrator for his children, and then replaces him with another person, his first Will becomes void, and his second Will should be acted upon.

2716. * If a person conducts himself in a manner which shows that he has drawn back from his Will, for example, if he sells a house which he had willed to give away to someone, or appoints someone as his agent to sell it

---

in spite of his original wish, the Will becomes void.

2717. If a person makes a Will that a particular thing be given away to someone, and later changes it to say that half of the same thing should be given to another person, that thing should be divided into two parts, and one part should be given to each of them.

2718. * If a person who is on his death-bed, bestows a part of his property as gift on a certain person, and makes a Will that after his death another quantity be given to yet another person, and if both the gifts exceed one-third of his estate, and the heirs are not prepared to approve the excess, then in that case the first endowment should be given to the first beneficiary, and whatever remains from one-third should be spent according to the Will.

2719. If a person makes a Will that 1/3 of his property should not be sold and its income should be spent for some particular purpose, his instructions should be followed.

2720. If a person says during his terminal illness, that he owes certain amount to someone, and if he is suspected of having said that to harm his heirs, the amount specified by him should be given out of 1/3 of his property; and if he is not suspected of any such motive, his admission will be valid, and the payment should be made out of his estate.

2721. * When a person makes a Will that something be given to another person, it is not necessary that that beneficiary should be existing at the time of the Will. If,

therefore, he makes a Will that something be given to a child who may possibly be born of a particular wife, it is necessary that the thing should be given to the child if he is born after the death of the testator. And if he is not born, and if the Will is construed as general, then it should be spent in a manner which would be nearer to the object of the Will, according to the testator. But, if he makes a Will that after his death, a portion of his property will be owned by a particular person, and if that person exists at the time of the death of the testator, the Will is in order, otherwise it is void, and whatever he willed for that person should be divided by the heirs among themselves.

2722. If a person comes to know that someone has appointed him his executor, and he informs the testator that he is not prepared to perform the duties of an executor, it is not necessary for him to act as an executor after the death of the testator.

But, if he does not come to know of his appointment before the death of the testator, or comes to know about it, but does not inform the testator that he is not prepared to act as an executor, he should execute the Will if the execution of the Will does not involve any hardship to him. Also, if the executor comes to know of his appointment at a time when due to serious illness or some other hindrance, the testator cannot appoint any other executor, he should, on the basis of precaution, accept the appointment.

2723. * After a testator dies, the executor cannot appoint another person to execute the Will and retire himself. But, if he knows that the deceased did not mean that the executor should execute the Will himself, what he wanted was only that the given work should be accomplished, he can appoint another person on his behalf.

2724. If a person appoints two persons as joint executors, and if one of them dies, or becomes insane, or an apostate, the Mujtahid will appoint another person in his place. And if both of them die, or become insane or apostates, the Mujtahid will appoint two persons in their place. However, if one person can execute the Will, it is not necessary to appoint two persons for the purpose.

2725. * If an executor alone cannot perform all the tasks laid down in the Will of the deceased, even by appointing someone as his agent or by hiring someone, then the Mujtahid will appoint someone to assist him in his duties.

2726. If a quantity from the property of a dead person is lost or damaged while in the custody of the executor, and if he has been negligent in looking after it, or has gone beyond moderation, he will be responsible. For example, if the dead person had willed him to give a certain quantity to the poor of a particular town, and he took it to some other town, and in the process it has perished, he will be responsible for it. But if, he has not been negligent

---

nor immoderate, he will not be responsible for the loss.

2727. If a person appoints someone as his executor, and says that after that executor's death, another person should be the executor in his place, the second executor should perform the tasks laid down in the Will of the deceased, after the death of the first executor.

2728. If obligatory Hajj remained unperformed by the dead person, or debts and dues like Khums, Zakat and Mazalim (wealth wrongly appropriated) which were obligatory to pay, were not paid, they should be paid from the estate of the deceased though he may not have directed in his Will for them.

2729. If the estate of the deceased exceeds his debt and expenses for obligatory Hajj, and obligatory religious dues like Khums, Zakat and Mazalim, and if he has also willed that 1/3 or a part thereof of his property be put to a particular use, his Will should be followed, and if he has not made a Will, then what remains is the property of the heirs.

2730. If the disposal specified by the deceased exceeds 1/3 of his property, his Will in respect of what exceeds the 1/3 of his property will be valid only if the heirs show their agreement, by words or by conduct. Their tacit approval will not suffice. And even if they give their consent after some time, it is in order. But if some heirs permit and others decline to give consent (to the Will being acted upon), the Will is valid and binding only in respect of the shares of those who have consented.

2731. If the dispensation specified by the deceased exceeds 1/3 of his property, and his heirs give consent to that dispensation before his death, they cannot withdraw their permission after his death.

2732. If a person makes a Will that Khums and Zakat and other debts due to him should be paid out of 1/3 of his property, and also someone be hired for performing his qadha prayers and fasts, and also perform Mustahab acts like feeding the poor, the precaution will be that, his debt should be paid first out of the 1/3 of his property, and if there is a balance, a person should be hired to perform his qadha prayers and fasts, and if there is still a

---

residue, it should be spent on the Mustahab acts specified by him. If, however, 1/3 of his property is sufficient only for the payment of his debts, and his heirs, too, do not permit that anything more than the 1/3 of his property should be spent, his Will in respect of prayers, fasts, and Mustahab acts is void.

2733. If a testator wills that his debt should be paid, and also someone should be hired for the performance of his qadha prayers and fasts, and also Mustahab acts should be performed, but does not direct that the expenses for those acts should be paid from 1/3 of his estate, then his debt should be paid from his estate, and if anything remains, 1/3 of it should be spent on prayers and fasts and Mustahab acts specified by him. And if that 1/3 is not sufficient, and if his heirs permit, his Will should be implemented by paying from their share, and if they do not permit, the expenses of prayers and fasts should be paid from the 1/3 of his estate, and if anything remains it should be spent on the Mustahab acts specified by him.

2734. If a person claims that the deceased had willed that a certain amount should be given to him, and two Adil men confirm his statement, or if he takes an oath, and one Adil man also confirms his statement, or if one Adil man and two Adil women, or four Adil women bear witness to what he says, the amount claimed by him should be given to him. And if only one Adil woman bear witness, 1/4 of the amount claimed by him should be given to him, and if two Adil women bear witness, 1/2 of that amount, and if three Adil women bear witness, 3/4 of it should be given to him. Also, if two non-Muslim males from amongst the people of the Book, who are esteemed as Adil in their own religion, confirm his statement, and if the dead person was obliged to make a Will while no Adil man and woman was present at that time, the amount claimed by that person should be given to him.

2735. If a person claims that he is the executor of the deceased, and can act according to the Will and put it into effect, or that the deceased had appointed him an administrator of his children, his statement should be accepted only if two Adil men confirm it.

2736. If a person makes a Will that something from his estate is for a partic-

ular person, and that beneficiary dies before accepting or rejecting it, his heirs can accept it as long as they do not reject the Will. However, this order applies when the testator does not retract his Will, otherwise the beneficiary have no right to lay claim to that thing.

Inheritance

2737. * There are three groups of persons who inherit from a dead person, on the basis of relationship:
(i) The first group consists of the dead person's parents and children, and in the absence of children, the grand children, however low, and among them whoever is nearer to the dead person inherits his property. And as long as even a single person from this group is present, people belonging to the second group do not inherit.
(ii) The second group consists of paternal grandfather, paternal grandmother, and sisters, brothers, and in the absence of sisters and brothers their children, whoever from among them is nearer to the dead person, will inherit from him. And as long as even one person from this group is present, people belonging to the third group do not inherit.
(iii) The third group consists of paternal uncles and paternal aunts and maternal uncles and maternal aunts, and their descendants. And as long as even one person from the paternal uncles and paternal aunts and maternal uncles and maternal aunts of the dead person is present, their children do not inherit. However, if the paternal step uncle and the son of the real paternal uncle are present, the son of the dead person's real paternal uncle will inherit from him to the exclusion of the paternal step uncle. But if there are several paternal uncles and several paternal cousins, or if the widow is alive, then this rule is not without Ishkal.

2738. If the dead person's own paternal uncle and paternal aunt and maternal uncle and maternal aunt and their children and their grandchildren do not exist, the property will be inherited by the paternal uncles and paternal aunts and maternal uncles and maternal aunts of dead person's parents. And if even they do not exist, the property will be inherited by their descendants. And in the absence of their descendants, the property is inherited by

---

the paternal uncles and paternal aunts and maternal uncles and maternal aunts of the dead person's paternal grand parents. And if even they do not exist, the property is inherited by their descendants.

2739. Husband and wife inherit from each other as will be explained later.

Inheritance of the First Group

2740. If out of the first group, there is only one heir of the deceased (for example, father or mother or only one son or only one daughter) he/she inherits the entire estate, and, if there are more than one sons or daughters, the estate is divided among them in such a way, that each son gets twice the share of each daughter.

2741. * If the father and the mother of deceased are his only heirs, the estate is divided into 3 parts, out of which 2 parts are taken by the father and one by the mother. If, the deceased has two brothers or four sisters, or one brother and two sisters, who are Muslims and are related to him from the side of the father (i.e. the father of these persons and of the deceased is same, although their mothers may be different), the effect of their presence on the inheritance is that, although they do not inherit anything in the presence of the father and the mother, the mother gets 1/6 of the estate, and the rest is inherited by the father.

2742. * If only the father, the mother and one daughter are the heirs of deceased, and he (the deceased) does not have two paternal brothers, or four paternal sisters, or one paternal brother, and two paternal sisters, with the conditions already explained, the estate will be divided into 5 parts, out of which the father and the mother take one share each, and the remaining 3 shares are taken by the daughter. And if the deceased has two paternal brothers, or four paternal sisters, or one paternal brother, and two paternal sisters, the estate will again be divided into 5 parts, as the presence of these persons will have no effect.

But it is commonly held by the Fuqaha that, in such situation, the estate will be divided into six parts. Father and mother will take one part each, and three parts will be taken by the daughter. As regards the remaining one part, it is again divided into 4 parts out of which one part is taken by the father and 3 by the daughter. As a result, the estate of the deceased is divided into 24 parts, out of which 15 are taken by the daughter, 5 by the father, and 4 by the mother. But this verdict is not without Ishkal, and therefore precaution must be exercised while allocating one-fifth or one-sixth of the mother's share.

2743. If the heirs of the deceased are his father, mother, and one son only, the

property is divided into 6 parts, from which one part is taken by the father and one by the mother, and 4 by the son. And if the deceased has several sons or several daughters, they divide the said 4 parts equally among them. If however, he has several sons and daughters, the 4 shares are divided among them in such a manner, that each son gets double the share of each daughter.

2744. If the heirs of deceased are only his father or mother and one or several sons, the property is divided into 6 parts, from which one goes to the father or mother, and 5 to the son. If there are more than one sons, they divide those 5 parts equally among them.

2745. If the deceased is survived by the father or the mother with his sons and daughters, the estate will be divided into 6 parts. One part is taken by the father or the mother, and the remaining 5 parts are divided among the sons and daughters, in such a manner that each son gets double the share of each daughter.

2746. If the heirs of deceased are only his father or mother and one daughter, his estate will be divided into four parts. Out of these one part is taken by the father or the mother, and the rest goes to the daughter.

2747. If the heirs of deceased are his father or mother and several daughters, the property is divided into 5 parts. One part is taken by the father or the mother, and the remaining 4 parts are equally divided among the daughters.

2748. If the deceased has no children, the child of his son gets a son's share even if it be a daughter, and the child of his daughter gets a daughter's share even if it be a son. For example, if the deceased has a grandson by his daughter, and a grand-daughter by his son, the property will be divided into 3 parts, from which one part will go to the grandson by his daughter, and 2 to the grand-daughter by his son.

Inheritance of the Second Group

2749. The second group of persons, which inherits on the basis of relationship, consists of paternal grandfather, paternal grandmother, brothers and sisters and, if the dead person does not have brothers and sisters, their children inherit the estate.

2750. If the heirs of deceased is only one brother, or only one sister, he or she inherits the entire estate, and if he has several real brothers alone or several real sisters alone, they divide the property equally among themselves. If, however, he has several real brothers and some real sisters together, every brother gets double the share of a sister. For example, if he has two real brothers and one real sister, the property will be divided into 5 parts, and each brother will get 2 parts while the sister will get one.

2751. If a deceased has real brothers and real sisters, his half brothers and sisters (whose mother is the stepmother of the deceased) do not inherit his property. And if he has no real brothers or real sisters, and has only one half brother or only one half sister, (both from father's side) the entire estate will be inherited by him or her. And if he has many paternal half brothers alone, or many paternal half sisters alone, the estate will be divided among them equally. And, if he has paternal half brothers together with paternal half sisters, every brother gets double the share of every sister.

2752. If the only heir of deceased is one maternal half sister, or one maternal half brother, their father being different from the deceased father, she or he gets the entire estate. And if he has several maternal brothers alone, or several maternal sisters alone, or both of them together, the estate is divided equally among them.

2753. If the dead person has real brothers and sisters, together with half brothers and sisters from father's side, and one half brother or one half sister from maternal side, the paternal brothers and sisters will not inherit. In this case, the estate will be divided into 6 parts, from which one part will be inherited by the maternal brother or sister, and the remaining 5 parts will be divided by the real brothers and sisters among themselves, in such a manner that every brother will get double the share of every sister.

2754. If a deceased has real brothers and sisters together with paternal brothers and sisters, and several maternal brothers and sisters, the paternal brothers and sisters will no inherit. In this case, the estate will be divided into 3 parts, from which one part will be divided by the maternal brothers and sisters equally among themselves, and the remaining 2 parts will be divided among the real brothers and sisters, in such a manner that every brother gets double the share of every sister.

2755. If the only heirs of deceased are his paternal brothers and sisters, and one maternal brother or one maternal sister, the estate will be divided into 6 parts. One part will be given to the maternal brother or the maternal sister, and the remaining parts will be divided among the paternal brothers and sisters, in such a manner that every brother gets double the share of every sister.

2756. If the only heirs of deceased is his paternal brother and sister, and several maternal brothers and sisters, the estate will be divided into 3 parts. One part will be shared among the maternal brothers and sisters equally, and the remaining 2 parts will be divided among the paternal brothers and sisters, in such a manner that every brother gets double the share of every sister.

2757. If the brother, the sister, and the wife of deceased are his only heirs, the wife gets her inheritance in the manner which will be explained later, and the sister and brother get their inheritance as stated in the foregoing rules. Also, if a woman dies and her only heirs are her sister, her brother and her husband, the husband gets half of the estate, and the sister and the brother inherit as explained earlier. However, nothing is reduced from the share of maternal brother and sister to provide for the shares of the wife or the husband. But in the case of real brothers and real sisters, or paternal brothers and sisters, their shares may be reduced. For example, if the heirs of deceased are her husband, maternal brother and sister, and real brother and sister, half of the estate will go to the husband, and one part out of the three parts of the original estate will be given to the maternal brother and sister, and whatever remains will be the property of the real brother and sister. Hence, if the total estate of the deceased is $6, $3 goes to the husband, $2 are taken by the maternal brother and sister, and $1 will be the share of the real brother and sister.

2758. If deceased does not have sister and brother, their share of the inheritance is given to their descendants, and the share of maternal brother's child and maternal sister's child will be divided among them equally. And as for the share of the paternal

brother's child and paternal sister's child, or real brother's child and real sister's child, the commonly held principle is that every son gets twice as much as the daughter, but it may be true that they too may get equal shares. Therefore, it is better that they should resort to a compromise.

2759. If the heir of the deceased is only one grandfather or one grandmother, regardless of whether they are paternal or maternal, the entire estate goes to them, and the great grandfather of the deceased does not inherit in the presence of the grandfather. And if only the paternal grandfather and paternal grandmother of the dead person are the heirs, the estate will be divided into 3 parts, from which 2 parts will be taken by the grandfather and one part will be taken by the grandmother. And if the maternal grandfather and maternal grandmother are the heirs, the property will be divided between them equally.

2760. If the heirs of deceased is paternal grandfather or paternal grandmother together with maternal grandfather or maternal grandmother, the property will be divided into 3 parts. 2 parts will go to the paternal grandfather or paternal grandmother, and one part will go to the maternal grandfather or maternal grandmother.

2761. If the heirs of the deceased are paternal grand parents together with maternal grand parents, the estate will be divided into 3 parts. One part will be divided equally between the maternal grandfather and the maternal grandmother, and the remaining 2 parts will go to the paternal grandfather and the paternal grandmother, from which the paternal grandfather gets twice the share of the paternal grandmother.

2762. If the only heirs of a deceased are his wife together with his paternal grand parents, and his maternal grand parents, his wife gets her inheritance in the manner which will be explained later. And one of the 3 parts of the original estate of the deceased will be given to the maternal grandfather and grandmother, to divide it equally between them. The remaining part will be given to the paternal grand parents, and the paternal grandfather gets twice as much as the paternal grandmother. And if the heirs of the deceased are her husband together with her paternal or maternal grand parents, the husband gets half of the property, and the grand parents get their inheritance in the manner mentioned in the foregoing rules.

2763. There are a few combinations of brother or sister, or brothers or sisters with the grand parents:
(i) That the grand parents and brothers or sister are each from the mother's side. In that event the estate is divided among them equally, though they are of different sex.
(ii) That all of them are from the father's side. In that case, the property will be divided among them equally, provided that all of them are males, or all of them are females. And if they are different, every male will get twice as much as the female.
(iii) That the grand parents from the paternal side combine with the real brother or sister. The rule explained in the foregoing clause will also apply in this case. And it should be remembered that if the paternal brother or sister of the deceased combines with real brother or sister, those who are paternal do not inherit alone, but all of them inherit.
(iv) That there are grand parents, paternal and maternal, all males or all females or mixed, combined with the brothers or sisters who are similarly of diverse categories. In this case, 1/3 of the estate will go to the maternal relatives to be divided equally

among them, regardless of their sex. And 2/3 of the estate will go to the paternal relatives, among whom every male gets twice as much as a female. And if there is no difference of sex among them, and all of them are males or all of them are females it will be divided equally among them.
(v) That paternal grand parents are combined with maternal brother or sister. In this case, if there is only one brother or sister, he/she gets 1/6 of the property, and if they are many, 1/3 of the property is divided among them equally. The balance goes to the paternal grand parents, and if both the grandfather and the grandmother are there, the grandfather gets twice as much as the grandmother.
(vi) That maternal grand parents combine with the paternal brother. In this case 1/3 goes to the grand parent, although he/she may be alone, and 2/3 goes to the brother although he may be alone. If there is a paternal sister combined with the maternal grandfather or the grandmother, and if she is alone, she will get 1/2 of the property, and if there are several sisters they get 2/3 of it. And in every case, the share of the grandfather and grandmother is 1/3. And based on this calculation, there will be a residue of 1/6 if there is only one sister. Therefore, as an obligatory precaution, a compromise should be effected for that extra residue.
(vii) That there are some paternal and some maternal grand parents combined with one or more paternal brother or sister. In this case, the share of the maternal grandfather or grandmother is 1/3, and if they are many, it will be divided among them equally, although they are of different sex. And the remaining 2/3 of the estate is given to the paternal grandfather or the paternal grandmother and the paternal brother or the paternal sister. If they are of different sex, the estate will be divided in the ratio of one to two, and if they are all of the same sex, it will be divided equally. And if there is a maternal brother or maternal sister with those grand parents, the share of the maternal grandfather or maternal grandmother, together with the maternal brother or maternal sister will be 1/3, which will be divided among them equally, even if they are of different sex. And the share of the paternal grandparents will be 2/3, which be divided among them in the ratio of one to two in the case of difference of sex, and otherwise equally.
(viii) That there are brothers and sisters, some of whom paternal and others maternal, combined with paternal grand parents. In this case, the share of the maternal brother or maternal sister is 1/6, if he/she is alone, and 1/3 if there are many of them, and it will be divided equally among them. And as for the paternal brother or paternal sister together with the paternal grand parents, the remaining estate will go to them, to be divided among them equally if they are all of one sex, and if they are different, it will be divided in the ratio of one to two. And if there is a maternal grand parent combined with those brothers or sisters, the total share of the maternal grandfather and maternal grandmother with maternal brother and maternal sister is 1/3, to be divided equally among them. The share of the paternal brother or paternal sister will be 2/3, which will be divided among them in the ratio of one to two, if they are of different sex, and equally if they are of the same sex.

2764. If the deceased has brothers or sisters, then the brother's or sister's children do not inherit. However, this law does not apply when the inheritance of brother's child or sister's child does not clash with that of brother or sister. For example, if the dead person has paternal brother and maternal grandfather, the paternal brother inherits 2/3 nd the maternal grandfather inherits 1/3 of the estate. But if the deceased has a son of the maternal brother as well, the brother's son shares with the maternalgrandfather the 1/3 of the estate.

Inheritance of the Third Group

2765. The third group of heirs consists of paternal uncle, paternal aunt, maternal uncle, maternal aunt and their children. As mentioned above, the persons constituting this group inherit when none of the persons belonging to the first two categories is present.

2766. * If the only heir of deceased is one paternal uncle or aunt (whether he or she be the real, paternal or maternal brother or sister of his father), he or she inherits the entire estate. And if there are some paternal uncles alone, or aunts alone of the deceased, and they are all real or paternal brothers and sisters of his father, the estate will be divided equally among them.

And if the survivors are several paternal uncles together with the aunts of the deceased and all of them are the real or the paternal brothers and sisters of his father, then the paternal uncle will get twice the share of the paternal aunt. For example, if two paternal uncles and one paternal aunt are the heirs of the deceased, the estate will be divided into 5 parts, from which the paternal aunt will get one part, and the two paternal uncles will divide the remaining 4 parts equally between them.

2767. * If the heirs of a deceased are several maternal uncles or several maternal aunts, the estate will divide equally among them. And if the survivors are maternal uncles together with the maternal aunts, the uncles will receive twice the share of the aunts, though, as a precaution, the uncles should compromise from the excess they receive.

2768. * If the heirs of deceased are his paternal uncles and paternal aunts, some of whom are the real brothers and sisters of his father, while others are paternal or maternal half brothers and sisters of his father, those who are paternal half brothers and sisters will not inherit anything. And if the deceased is also survived by one paternal uncle or one paternal aunt, who are the maternal half brother and half sister of his father, the estate will be divided into 6 parts, from which one part will be taken by the paternal uncle or paternal aunt of the deceased, and the remaining will be taken by the full real paternal uncles and paternal aunts of the deceased.

If the deceased has no real full paternal uncles and real full paternal aunts, the remaining 5 parts will be taken by those paternal uncles and paternal aunts of the deceased who are the paternal half brothers or sisters of his father. But, if the deceased happens to have those paternal uncles together with paternal aunts who are the maternal half brothers and sisters of his father, the estate will be divided into 3 parts, from which 2 parts will be taken by the real paternal uncles and real paternal aunts of the deceased, who are half paternal brothers and sisters of his father.

Then the remaining one part will be taken by those paternal uncles and paternal aunts of the deceased person, who are the maternal half brothers and sisters of his father. It is commonly held by the Fuqaha that the uncles and aunts who are maternally connected with the father of the deceased, should divide their share between them equally, but it may be true that the uncles will receive twice the share of the aunts - however, as a precaution, they should effect a compromise between them.

2769. * If a deceased has only one maternal uncle or only one maternal aunt, he or she inherits the entire estate. And if he has a maternal uncle together with the maternal aunt (whether they be the full, or the paternal, or the maternal half brothers and sisters of his mother), the estate should be divided giving the uncle twice the share of the aunt. nd since there is a probability that they should inherit equally, observing precaution should not be ignored in that respect.

2770. * If the heirs of the deceased are one or several maternal uncles, together with maternal aunts from the mother's side, and full maternal uncle and full maternal aunt, and also maternal uncles and aunts from the father's side, then to deprive the maternal uncle and maternal aunt from the father's side is a matter of Ishkal. In all the situations, the uncles will inherit twice the share of the aunts, but a precaution by way of compromise is recommended.

2771. If the heirs of deceased are one or several maternal uncles, or one or several maternal aunts, or maternal uncle together with maternal aunt with one or several paternal uncles, or one or several paternal aunts, or paternal uncle together with paternal aunt, then the estate will be divided into 3 parts from which one part will be taken by the maternal uncle, or maternal aunt, or both of them, and the remaining part will go to the paternal uncle, or paternal aunt, or both of them.

2772. * If the heirs of the deceased are one maternal uncle, or one maternal aunt together with paternal uncle and paternal aunt, and if they are full paternal uncle and the paternal aunt or related from the father's side, the estate will be divided into 3 parts. One part will be taken by the maternal uncle or the maternal aunt, and from the balance two parts of it, 3 will be given to the paternal uncle and one part will be given to the paternal aunt. Based on this calculation, the estate will be divided into 9 parts, from which 3 parts will be given to maternal uncle or maternal aunt, 4 parts are given to the paternal uncle and 2 parts are given to the paternal aunt.

2773. * If the heirs of the deceased are one maternal uncle, or one maternal aunt together with one paternal uncle, or one half paternal aunt related from the mother's side together with full or half paternal uncles and aunts, the estate will be divided into 3 parts. One part will be given to the maternal uncle or the maternal aunt, and the remaining 2 parts will be equally divided between the paternal uncles and aunts, with uncles taking twice the share of the aunts, though precaution is recommended.

2774. * If the heirs of deceased are several maternal uncles and several maternal aunts, all of whom are either full or related from father's or mother's side, and also a paternal uncle and a paternal aunt, the estate will be divided into 3 parts. 2 parts will be divided between the paternal uncle and the paternal aunt as mentioned above, and one part will be divided equally between the maternal uncles and the maternal aunts as explained in rule no. 2770.

2775. * If the heirs of deceased is maternal uncle only, or if there are half maternal aunts related from the mother's side together with several maternal uncles and several maternal aunts who are either full or half related from father's side, and also paternal uncle and paternal aunt, the estate will be divided into 3 parts. Two of these parts will be divided between the paternal uncle and the paternal aunt, in the manner already mentioned, and quite likely, the remaining heirs will share the third part equally.

2776. If the deceased is not survived by paternal uncle, and paternal aunt and maternal uncle and maternal aunt, the share to which the paternal uncle and the paternal aunt are entitled will go to their descendants, and the share to which the maternal uncle and maternal aunt are entitled will go to their descendants.

2777. * If the heirs of the deceased are paternal and maternal uncles and aunts of his father, and paternal and maternal uncles and aunts of his mother, the estate will be divided into 3 parts. One part will be given to the paternal and maternal uncles and aunts of his mother, to be divided among them equally, though a precaution by way of compromise should not be ignored. The remaining 2 parts, the same will be again divided into 3 parts. One part will be divided as above between the father's maternal uncle and aunt, and the remaining 2 parts will be divided as above between the father's paternal uncle and aunt.

Inheritance By The Husband and the Wife

2778. If a woman dies without any children, 1/2 of her property is inherited by her husband, and the remaining 1/2 is given to her other heirs. If, she has children from that or another husband, her husband will get 1/4 of the estate, and the remaining part will be inherited by her other heirs.

2779. If a man dies childless, 1/4 of his estate will go to his wife, and the remaining part will be given to his other heirs. And if the man has children from that or another wife, the wife gets 1/8th of the estate, and the remaining part will be inherited by his other heirs. A wife does not inherit anything from the land of a house or a garden or a farm, or from any other land, nor does she inherit from the proceeds of such lands. She does not also inherit from that which stands on that land, like the house and the trees, but she inherits from their proceeds. The same rule applies to the trees and crops and buildings standing on the land of a garden, and on agricultural land, or on any other lands.

2780. If the wife wishes to have any right of discretion over things from which she does not inherit (for example, the land of a residential house) she should obtain the permission of other heirs to do so. Also, it is not permissible for other heirs to have any right of disposal, without the permission of the wife,over those things from the proceeds of which she inherits (for example, the value of the buildings and trees).

2781. * If one wishes to evaluate the buildings and the trees and other similar things, it should be calculated as assessors usually do, that is, by estimating its value as they stand, and not as objects uprooted or extirpated from the land. Or, they should be valued as unrented property remaining on the land, till they are destroyed or till they perish.

2782. The canals for the flow of water fall under the category of land, and the bricks etc, used for its construction fall under the category of building.

2783. If a deceased has more than one wives, and if he is childless, 1/4 of the estate will be divided equally among the wives, in the manner explained above, and if he has children, 1/8 of the estate will be divided equally among them. And the rule applies even if the husband may not have had sexual intercourse with some or all of them.

However, if he married a woman during a terminal illness, and did not have sexual intercourse with her, that woman will not inherit from him nor will she be entitled to Mahr.

2784. If a woman marries a man during her illness, and dies in that illness, her husband inherits from her even if he did not have sexual intercourse with her.

2785. If a woman is given revocable divorce, in the manner explained in the orders relating to 'divorce', and she dies during the waiting period of divorce (Iddah), her husband inherits from her. Also, if the husband dies during the period of that Iddah, the wife inherits from him. But, if one of them dies after the expiry of that period (Iddah) or during the period (Iddah) of irrevocable divorce, the other does not inherit from him/her.

2786. * If a husband divorces his wife during his illness, and dies before the expiry of twelve lunar months, the wife inherits from him on the fulfilment of three conditions:
(i) If she has not married another man during that period. And if she has married another man during that period, she will not inherit, though, as a precaution, a compromise should be reached (between the heirs and the wife).
(ii) If she had not sought divorce herself, of her own accord, irrespective of whether she paid her husband some consideration to obtain divorce or not. If she had herself asked for divorce, she does not inherit.
(iii) If the husband died during the illness in which he divorced her, as a result of that illness, or some other reason. If the husband recovers from that illness, and dies later owing to some other cause, the divorced wife will not inherit from him.

2787. The dress which a husband gives to his wife to wear, is to be treated as a part of his estate after his death, even if the wife may have worn it.

Miscellaneous Rules of Inheritance

2788. * The Holy Qur'an, a ring, and a sword of the deceased, and the clothes worn by him, belong to the eldest son. And if of the first three things, the deceased has left more than one - for example, if he has left two copies of the Qur'an, or two rings, the obligatory precaution is that his eldest son should make a compromise with the other heirs in respect of those things. The travel baggage, the gun, the dagger and other such weapons may also be included in the above list, but, as an obligatory precaution, the eldest son may compromise with other heirs in that regard.

2789. * If the deceased has two eldest sons, for example, if his two sons are born of two wives at one and the same time - they should divide his clothes, Qur'an, ring and sword equally between themselves.

2790. * If the deceased is indebted, and if his debt is equal to his estate or more, the four things which belong to the eldest son, as mentioned in the preceding rule, should be given by him for the settlement of the debt, or he should pay equal value from his own wealth. And if the debt is less than the estate, and if the debt cannot be set off by what remains of the estate after setting apart the four things for the eldest son, the eldest son should give those four things, or from his own wealth to set off the debt of the deceased.

And if the balance is adequate to clear the debt fully, even then the eldest son should participate, as an obligatory precaution, to clear the debt as explained above. For example, if the entire estate of the deceased is US $60, and the articles given to the eldest son are worth $20, and the deceased has a debt worth $30, the eldest son will proportionally pay $10 from the four things he received from the deceased.

2791. A muslim inherits from a non-Muslim, but a non-Muslim does not inherit from a deceased Muslim, even if he be his father or son.

2792. * If a person kills one of his relatives intentionally and unjustly, he does not inherit from him. But, if it was due to some error, for example, if he threw a stone in the air and by chance, it hit one of his relatives and killed him, he inherits from him. Nevertheless, it is a matter of Ishkal for him to inherit from the diyah (blood money) for the killing.

2793. * Whenever it is proposed to divide the inheritance, as a precaution, the share equal to that of one son, should be set aside for a child who is in its mother's womb, expected to be a son, and would inherit if he is born alive (when it is expected that only one child will be born) and the remaining parts should be divided among the others heirs. In fact, even if the children in the womb are expected to be more than one, for example, if the woman is expected to give birth to twins or triplets, as a precaution, their shares should be set aside for them. And if, contrary to expectation, one boy or one girl was born, then other heirs should divide the surplus among themselves.

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ اظہر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید نظام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ہما زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید جنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) اکرام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پا کستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

بمطابق فتاویٰ

زعیم و مجدد حوزہ علمیہ نجف اشرف مرجع تقلید شیعان جہاں

آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ

منجانب

مرکزی دفتر: آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ
مسجد و امام بارگاہ حسینیہ اکرم روڈ، پاک نگر، عقب ریلوے اسٹیشن لاہور
ڈاکخانہ چاہ میراں پاکستان
فون: 6278672، 7225309 فیکس: 7611727
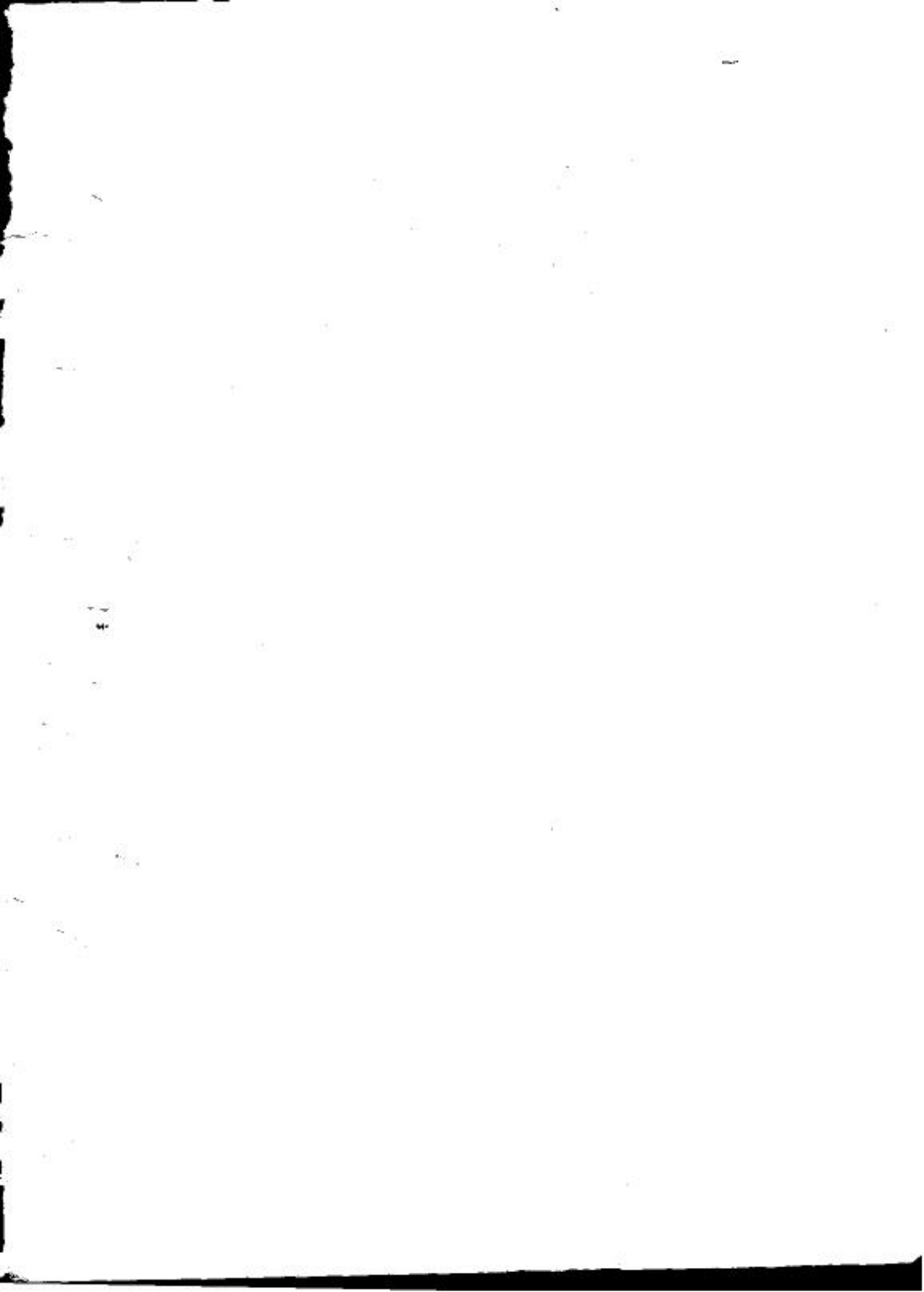
توضیح المسائل

بمطابق فتاویٰ

زعیم و مجاہد حوزہ علمیہ نجف اشرف مرجع تقلید شیعیان جہاں

آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ

منجانب

مرکزی دفتر آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ
مسجد و امام بارگاہ حسینیہ اکرم روڈ پاک نگر، عقب ریلوے اسٹیشن لاہور
ڈاکخانہ چاہ میراں پاکستان

فون: 6278672، 7225309 فیکس: 7611727

بسم الله الرحمن الرحيم

أحمد الله تعالى على نعمائه واستعينه على شكر آلائه واصلي على نبيه محمد وعلى آله البررة الكرام واللعنة على اعدائهم اجمعين اللئام وبعد :

فقد اقتضت الضرورة الدينية والمصلحة العامة حينما كثر الإلحاح من المؤمنين والصلحاء ان أقدم لهم ما يكشف لهم عن الفتاوى والأحكام التي يحتاج إليها عامة المكلفين ضمن مؤلف مستقل يسهل تناوله ويكون لهم مشعلاً يستنيرون به لتأدية فرائضهم الدينية فعمدت إلى (توضيح المسائل) الذي سمحت به يراعة الاستاذ الاعظم آية الله العظمى السيد أبو القاسم ـ أعلى الله مقامه ـ حيث إنه يحتوي على معظم ما يفتقر إليه المكلفون من المسائل الشرعية فعدلت وغيرت وأصلحت وأوضحت حسبما اقتضت الضرورة فأصبح الكتاب بعونه تعالى موافقاً لفتوانا فيجوز للمسلمين في أرجاء المعمورة العمل على طبق هذه الرسالة الميمونة ويكون ذلك مبرئاً للذمة ومجزئاً ومقتضياً للأجر والثواب انشاء الله تعالى وأرجوه تعالى ان يمن علي بالعفو عن العثرات وان يجعله ذخراً ليوم فاقتي وهو أرحم الراحمين .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

الحمد للہ تعالیٰ علی نعمائه واستعنیه علی شکر الائه واصلی علی نبیه محمد و علی آله البررة الکرام واللعنة علی اعدائهم الفجرة السلام وبعد ☆

دینی ضرورت اور مصلحت عامہ نے اس بات کا تقاضا کیا جب کہ مومنین کرام خصوصاً علماء کی طرف سے اصرار زیادہ ہوا کہ میں اس امر کا اقدام کروں جو ان احکام اور فتاویٰ کو واضح کریں جن کی طرف عام مکلفین محتاج ہیں اور یہ اقدام ایسی کتاب کی صورت میں ہو کہ جس کا حاصل کرنا (ہر شخص کے لئے) آسان اور سہل ہو اور وہ کتاب ان کے لئے فرائض دینیہ کے ادا کرنے کے لئے ایسی شمع ہو جس سے وہ نور حاصل کریں۔ (اس غرض کے پیش نظر) میں نے استاذ اعظم السید ابوالقاسم الخوئی اعلیٰ اللہ مقامہ کی اس "توضیح المسائل" کی طرف رجوع کیا جسے انہوں نے خود تالیف فرمایا تھا۔ اس لئے کہ وہ کتاب "توضیح المسائل" ایسے تمام مسائل شرعیہ پر مشتمل ہے جن کی طرف مکلفین احتیاج رکھتے ہیں۔ میں نے حسب ضرورت اس "توضیح المسائل" کے بعض احکامات میں تبدیلی کی ہے اس طرح ان کی توضیح اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہمارے فتویٰ کے مطابق ہو گئی تو اس رسالہ عملیہ پر اہل اسلام کے لئے عمل کرنا جائز ہے اور اس کے مطابق عمل مکلف کو احکام شرعیہ سے بری الذمہ کر دے گا اور اس پر مکلف کا عمل کرنا مجزی ہو گا اور اجر و ثواب کا مقتضی ہو گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ لغزشات سے معافی کے ساتھ احسان فرمائے گا اور اس چیز کو میرے لئے احتیاج کے دن کے لئے ذخیرہ قرار دے گا۔

وهو ارحم الراحمين ☆

فہرست مضامین

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت باسعادت کے موقع پر
آیت اللہ العظمیٰ حافظ بشیر حسین مدظلہ العالی
کا علماء کرام و ذاکرین عظام کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ الحمد للہ رب العالمین ۝ وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاہرین ولعنۃ اللہ الدائمۃ علی شانئھم من الاولین والآخرین ☆

میرے خطیب اور معزز و محترم بھائیو ! میں ولی اللہ الاعظم حضرت امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے عظیم موقعہ پر سب سے پہلے سید الانبیاء رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد آپ حضرات کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ جل سبحانہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ تمہیں ہمیشہ اپنی توفیق خیر سے نوازے اور تمہاری پشت پناہی فرمائے۔ معزز علماء کرام آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک مبلغ کی ذمہ داری ایک فقیہ سے اہمیت کے اعتبار سے کم نہیں ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ خطباء دین کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی اور مرکزی ستون ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہو گا کیونکہ خطباء ہی فقہاء اور مجتہدین کی زبان ہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کی زبان ہیں کیونکہ تبلیغ اسلام کی سب سے پہلی ذمہ داری کا بوجھ جس نے اٹھایا تھا وہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ان کے یکے بعد دیگر آئمہ علیہم السلام نے اس ذمہ داری کو نبھایا اور آج تم لوگ ہو جو ولی اللہ الاعظم کی نگاہوں کا محور و مرکز ہو کیونکہ تمہارا فریضہ تبلیغ کو ادا کرنا درحقیقت امام زمانہ علیہ السلام کی بہت بڑی مدد ہے۔ تم ہی اسلام کے مبلغ ہو کیونکہ تعلیمات کے نشر کی وجہ سے ہی لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں عقائد اسلام راسخ ہوتے ہیں۔

میرے محترم خطباء کرام ! آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ قوم کی، دین و دنیا کی بھلائی آج

تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ آج کی معمولی سی کوتاہی اور اس وظیفہ کی ادائیگی میں سستی ایک ایسی خیانت ہے جس سے بڑھ کر کوئی دوسری خیانت نہیں ہو سکتی۔ میں وادی نجف اشرف میں تمہاری زحمتوں، کاوشوں اور عظیم خدمات سے باخبر ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے اور دین اسلام اور شریعت سید المرسلین کے دفاع کا فریضہ ادا کرنے پر تمہیں اجر جزیل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں مزید توفیق عطا فرمائے کہ تم وعظ و نصیحت اور محبت اہل بیتؑ کی نشر و اشاعت کے لئے اپنی طاقت اور کوشش کو بروئے کار لاسکوں کیونکہ لوگوں کے دل جو ہیں وہ اسی چیز کے پیاسے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ ولی اللہ الاعظم کی ولادت کے موقع پر ہمیں اپنی رحمت سے نوازے اور ہمیں اپنے نفسوں کا خود محاسبہ کرنا چاہئے اور اپنے ارادوں کو مزید مستحکم کرنا چاہئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام امور میں توفیق عطا فرمائے کیونکہ وہی توفیق کا مالک ہے۔

مرجع تقلید آیت اللہ العظمیٰ

آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ العالی کا قوم کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ الحمد للہ رب العلمین ٥ وصلی اللہ علی سید الرسل محمد و علی آلہ البررۃ الکرام و لعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین ☆

میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق کے ساتھ علماء اعلام و طلباء عظام و جملہ مومنین بالخصوص اور تمام مسلمین بالعموم جو کہ میرے وطن عزیز پاکستان میں موجود ہیں سے مخاطب ہوں :

علماء کے نام : میں ارض عزی نجف اشرف جو کہ علم دین کا مرکز ہے سے مخاطب ہوں تاکہ اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں چند باتیں پہنچا سکوں جن میں میرا شوق و محبت شامل ہے اور میری کوشش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سطور میں چند واجبات، جو کہ میرے

ذرائع میں سے ہیں بیش خدمت کر سکوں۔

اے علماء کرام و اساتذہ فاضل! کہ جنہوں نے اپنی زندگی طلباء کی ذہنی تربیت کے لئے وقف کر رکھی ہے' آپ کی جدوجہد بندہ کی نظروں کے سامنے موجود ہے۔ اگرچہ میں بظاہر آپ سے دور ہوں مگر آپ کے مشاغل عظیم' محنت شاقہ اور پدرانہ عاطفت ایسے طلباء پر جو کہ امید امت ہیں یعنی جن کے ہاتھوں میں مستقبل کی باگ ڈور ہے۔ یہ جو آپ مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں آپ کے اس جہاد طویل کی نشانی ہے جو کہ آپ نے ابتداء جوانی سے شروع کیا۔ میں اللہ جل مجدہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ خالق موجودات جو آپ کی سعی کا قدردان ہے اپنے ولی عظیم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ارواحنا کے سایہ عاطفت میں محفوظ و مامون رکھے۔

طلباء کے نام : اے میری اولاد! میرے جگر کے ٹکڑے طلباء! جن پر ہم امید رکھے ہوئے ہیں۔ علم و ثقافت کی نشو و نما اور اسلامی کردار کی اشاعت پاکستان میں آپ پر موقوف ہے۔ میں آپ سے امید لگائے ہوئے ہوں کہ آپ کے اذہان سے یہ بات نہ نکل جائے کہ آپ کو مرتبہ و بلندی جو اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ جیسا معصومؑ سے روایت ہے کہ :

"ملائکہ طالب علم کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں"

اے میرے عزیزو! یہ بات ازبس ضروری ہے کہ آپ کو معلوم ہو کہ علم ہر قسم کی قربانی مانگتا ہے تاکہ آپ اس سے کچھ حاصل کر سکیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ حقوق شرعیہ مثلاً خمس وغیرہ اس طالب علم کے لئے جائز نہیں ہے جو اپنی پوری توجہ علم دین کے حصول کے لئے صرف نہ کرے' اور یہ حق ہے کہ علم فقط قواعد و ضوابط کے حفظ کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کا نور ہے جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ یہ ایک مقدس ملکہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ان نفوس کو عطا کرتا ہے جو متقی' خدا سے ڈرنے والے اور اندھیری راتوں میں خوف خدا سے آنسو بہانے والے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس دن سے محروم نہ رکھے کہ جس دن میں سنوں کہ تم علماء فقہاء بن کر دشمنوں سے دین حق کا

دفاع کر رہے ہوں۔

اے جملہ اہل اسلام ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر قوم کا استحکام اس بات پر ہے کہ اس کے وہ جملہ امور صحیح راستہ پر گامزن ہوں جو علماء اور مدارس دینیہ کے مرہون منت ہیں اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں کہ جب تک مومنین عظام علماء اعلام کے گرد و پیش اس طرح جمع نہ ہوں جس طرح زرہ مجاہد فی سبیل اللہ کے جسم پر محیط ہوتی ہے۔

اے مومنین کرام ! علماء اور مدارس دینیہ کے دفاع میں کسی قسم کی کوتاہی اور حقوق واجبہ کی ادائیگی میں کاہلی علم و علماء کا ضائع کرنا ہے اور یہ بات ولی اللہ الاعظم امام زمانہ ارواحنا لمقدمہ الفداء کی حمایت سے تمہاری محرومی کا سبب ہے۔

ایک ضروری بات جس کی تاکید میں اس ملاقات میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کلمہ واحد کی بین المسلمین حفاظت کریں اور ان لوگوں سے دور رہیں جو وحدت اسلامی کو فرقہ واریت کے ساتھ برباد کر رہے ہیں۔ یہ ایک واحد طریقہ ہے جس سے وطن عزیز پاکستان کی وحدت اور سالمیت محفوظ رہے گی اور ہر وہ شخص جو فرقہ واریت کا بیج بوتا ہے اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلانا چاہتا ہے وہ پاکستانی کے روپ میں پاکستان کی سالمیت کا دشمن ہے۔ تو آپ پر واجب ہے کہ اس دشمن کی حقیقت اور مقاصد کو واضح کریں اور ان کو ان کے ذلیل مقاصد سے ہر طور روکیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری عظیم قوم کو پاکستان میں حوادثات زمانہ سے پناہ دے اور ان کی وحدت کلمۃ اللہ پر محفوظ رہے اور وہ ثابت قدم رہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن رہیں۔

انہ ولی الصالحین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

اصول دین

عقل و زبان

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ یہ فضیلت اسے عقل کی بدولت عقل کے ذریعے حاصل ہے۔ وہ غور و فکر کرتا ہے اور اپنے مختلف مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ترقی کی راہیں تلاش کرتا ہے۔ زبان کے ذریعے وہ اپنے معتقدات' مشاہدات اور تجربات نسل در نسل منتقل کرتا رہتا ہے۔ دوسرے جاندار ان صلاحیتوں سے محروم ہیں اور اپنی زندگی اس جبلت کے مطابق گزارتے ہیں جو فطرت نے انھیں ودیعت کی ہے۔

روح و بدن

انسان دو چیزوں یعنی بدن اور روح سے مرکب ہے۔ جب تک ان دونوں کا باہمی تعلق برقرار رہتا ہے انسان زندہ کہلاتا ہے اور سوچ بچار اور نقل و حرکت کے قابل ہوتا ہے' لیکن اس رشتے کے منقطع ہو جانے پر جسد انسانی بے حس و حرکت ہو جاتا ہے اور اس کی مختلف قوتیں ظاہری طور پر زائل ہو جاتی ہیں۔

خوشگوار زندگی

انسان کو دنیا میں خوشگوار زندگی گزارنے اور راہِ کمال پر گامزن ہونے کیلئے بدن اور روح دونوں کی ترقی اور نگہداشت کی ضرورت ہے۔ اگر اس کا بدن یا روح صحیح راستے سے بھٹک جائیں تو ناکامی اور نامرادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ چونکہ انسان فطری طور پر اپنا فائدہ اور بھلائی چاہتا ہے لہذا وہ اپنے

لیئے صحیح راستہ تلاش کرنے کا متمنی رہتا ہے اور اس مقصد کے حصول کی خاطر عقل کا سہارا لیتا ہے۔

عقل کی نارسائی

اس کے باوجود جہاں تک عقل انسان کا تعلق ہے اس کا دائرۂ عمل محدود ہے اور وہ ان تمام جسمانی اور روحانی مسائل کو حل کرنے پر قادر نہیں جو انسان کو وقتاً" فوقتاً" پیش آتے ہیں۔ مثلاً انسانی کمزوریوں اور مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنا تو سمجھ سکتی ہے کہ اس کائنات اور خود انسان کا کوئی خالق و مالک ہے۔ لیکن وہ کون ہے اس کا صحیح ادراک اس کے بس کی بات نہیں۔ بالخصوص اس لیئے بھی کہ وہ پیکر محسوس کی خوگر ہے اور خالق حقیقی دیکھی جانے والی چیز نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عقل جسے صحیح رہنمائی حاصل نہ ہو ہر اس چیز سے مرعوب ہو جاتی ہے جو اسے طاقتور اور مہیب نظر آتی ہے۔ چنانچہ ازمنہ قدیم سے کہیں سورج کی پرستش ہوتی رہی ہے اور کہیں چاند اور ستاروں کو پوجا جاتا رہا ہے۔ کہیں آگ کو معبود مانا گیا ہے' تو کہیں ناگ کے آگے سر جھکایا گیا ہے۔ انسان نے اپنے سے زیادہ طاقتور اور جابر انسان کو اپنا رب تسلیم کیا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے پتھر کی مورتیاں تراشی ہیں اور پھر ان کے آگے سربسجود ہوا ہے۔ یہ سب اس کی محدود اور ناقص عقل کی کارستانیاں ہیں۔

نبی اور سعادت انسانی

عقل کی ان تمام کوتاہیوں کے باوجود مہذب انسان چونکہ فطری طور پر سعادت کا آرزومند ہے اور فضائل' عمدہ اخلاق اور عدل وانصاف کو طبعاً" پسند کرتا ہے لہٰذا اسے ایک ایسے پیشوا اور مصلح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اسے اچھے اور برے' صحیح اور غلط میں تمیز کرنا سکھائے اور اس کی رہنمائی اس خالق حقیقی کی طرف کرے جس کی انسان کو ہمیشہ سے تلاش ہے۔ یہ بھی لازم ہے کہ وہ پیشوا اور مصلح علم و فضل میں یکتا اور ہر عیب سے پاک ہو کیونکہ بصورت دیگر وہ خود اصلاح کا محتاج ہو گا اور لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرنے کا اہل نہیں رہے گا۔

نبی اور علم

یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مصلح ایک ایسی ہستی کی جانب سے مامور ہو جو دانا و بینا' ہر حاجت سے بے نیاز اور قادر و قدیر ہو۔ جو خود علیم و خبیر ہو اور اپنی فرستادہ مصلح کو ان تمام علوم و رموز سے باخبر

کرے جن سے انسانی بہبود اور اصلاح اور عدل و انصاف کی راہ ہموار ہوتی ہو۔ عقل شہادت دینے پر مجبور ہے کہ ایسی دانا اور توانا ہستی سوائے اس ذات پاک کے کوئی نہیں ہو سکتی جسے ہم اللہ تعالیٰ کہہ کر پکارتے ہیں۔

علم و عمل

وہی رب جلیل ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا اور اپنی تمام مخلوق میں سے انسان کو افضل ٹھہرایا۔ اس نے انسان کو قوت عمل دی اور اس کے لیئے گوناگوں نعمتیں تخلیق فرمائیں تاکہ ان سے استفادہ کرتے ہوئے وہ اپنی سعادت اور ترقی کی راہ ہموار کرے۔ اس نے یہ احسان بھی فرمایا کہ انسانی عقل کو راہ راست دکھانے کے لیئے خود قوانین عدل وضع فرمائے اور وہ قوانین انبیاء اور مرسلین کے ذریعے لوگوں تک پہنچائے تاکہ وہ ان کے مطابق عمل کر کے دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود حاصل کر سکیں۔ انہی قوانین کو مجمل طور پر دین کہا جاتا ہے۔

شکر نعمت

انسانی موجب عقل کا تقاضا ہے کہ وہ اس بزرگ و برتر ہستی کے وجود کا صدق دل سے اقرار کرے۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس کے احکام بجالائے یعنی اس دین حق کو اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی معرفت دنیا میں بھیجا ہے۔ عقل سلیم اس بات کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ ایک ایسے محسن کا شکرگزار نہ ہونا اور اس کے احکام سے روگردانی کرنا جو ہر کم و مہ کا خالق اور قادر مطلق ہے اس کے غیظ و غضب کو دعوت دینا ہے جس کا منطقی نتیجہ عذاب جہنم ہے۔ چونکہ عقل عذاب سے بچنا چاہتی ہے اور امن و سکون کا تقاضا کرتی ہے اس لیئے اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا انسان کی سعادت کے لیئے لازم ولابد ہے۔

معرفت خالق

یہ امر بھی عقل کی رو سے واضح ہے کہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا اسی صورت میں ممکن ہے جب منعم کی معرفت حاصل ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا انسان ہمیشہ سے اپنے خالق و مالک کو پہچاننے کا متمنی رہا ہے اور انبیائے کرام نے جس دین کی تعلیم دی ہے اس کا بنیادی نکتہ یہی معرفت الٰہی ہے چنانچہ جیسا کہ

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے دین کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور کمال معرفت اس کی تصدیق ہے اور کمال تصدیق اس کو وحدہ لاشریک ماننا ہے۔ آپ کے اس قول سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی اساس توحید ہے۔

خالق کائنات کے وجود پر اعتقاد فطرت انسانی کا اولین تقاضا ہے جس کی بنیاد اس ناقابل تردید حقیقت پر ہے کہ نقاش کے بغیر نقش اور عامل کی بغیر عمل رونما ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اعتقاد ادنیٰ توجہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ شوریٰ آیت ۵۳ میں فرماتا ہے :

سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم ○

"ہم ان کو آفاق اور ان کے اپنے نفسوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔"

چنانچہ جو شخص بھی کائنات کے تغیرات اور اس کی روشن نشانیوں مثلاً آسمان، روشنی، تاریکی، پہاڑ اور بادل اور ان چیزوں کی بناوٹ اور حسن کا مشاہدہ کرے اور پھر خود اپنی ذات اور اس کی حیرت انگیز خلقت پر غور کرے تو اسے یقین کلی حاصل ہو گا کہ یہ سب کچھ ایک بااختیار ہستی نے بنایا ہے اور وہی اس کا انتظام چلاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ ابراہیم آیت ۱۰ میں فرماتا ہے :

افی اللہ شک فاطر السمٰوات والارض ○

"کیا اس اللہ میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔"

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی جانب متوجہ کرنے کا مقصد عام لوگوں کی تعلیم اور اصلاح ہے۔ جہاں تک اس کے خاص اور برگزیدہ بندوں کا تعلق ہے ان کا اس ذات اقدس سے ایک مقدس رابطہ قائم ہوتا ہے اور وہ اس کی معرفت کے بارے میں کسی دلیل کی مدد یا کسی نشانی سے استدلال کے محتاج نہیں ہوتے۔

دین حق

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں رائج مختلف ادیان میں سے کونسا دین انسان کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں عقل سلیم گواہی دیتی ہے کہ فقط اس دین کی پیروی کرنی چاہئے جو ہر لحاظ سے مکمل اور انسان کی دنیوی اور اخروی بہبود اور نجات کا موجب ہو اور ایسا مکمل دین فقط اسلام ہے جس کی افضلیت اور تکمیل کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ یہی وہ دین ہے جس کی آمد پر سب سابقہ

ادیان منسوخ قرار پائے اور جس کا سکہ یوم قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدت، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور یوم قیامت کا اقرار کر لے وہ اس مقدس دین میں داخل ہو جاتا ہے۔

دین کی تعلیم

دین اسلام مساوات، محبت اور عدل و انصاف کا دین ہے۔ یہ ایسے قوانین پر مشتمل ہے جو انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں۔ اجتماعی ارکان اور معاشرتی روابط کو مضبوط کرتے ہیں اور اس سلسلے میں فرد اور جماعت کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہیں۔

اسلام مختلف معاملات میں مناسب حد بندیاں کرتا ہے اور عدل و انصاف کی دعوت دیتا ہے۔ یہ دین ہر اچھی بات کا حکم دیتا ہے اور ہر بری بات سے روکتا ہے۔ والدین سے حسن سلوک، قرابت داروں سے صلہ رحم، عامۃ الناس سے ایفائے عہد اور باہمی تعلقات میں مہربانی، ہمدردی اور رحم کی تلقین کرتا ہے۔ لوگوں کو امانت داری کا پابند کرتا ہے۔ اچھے اخلاق اور حلم، تواضع، صبر، استقامت اور احترام نفس جیسی انسانی خوبیوں کو اجاگر کرتا ہے اور بری خصلتوں مثلاً تکبر، حسد، خیانت، ظلم، جھوٹ، شراب نوشی، سودخوری اور استحصال سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام وہ کامل دین ہے جو تمام قانونی مرحلوں میں عدالت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتا ہے اور قوانین کی پابندی کرنے والوں کو خوشگوار زندگی کی ضمانت مہیا کرتا ہے۔ اس آفاقی دین کے احکام ہر دور میں رونما ہونے والے گوناگوں مسائل کو تسلی بخش طور پر حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اسلام کی عظمت

قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب دین اسلام ہر عیب سے مبرا اور ہر خامی اور نقص سے پاک ہے تو اس کے پیرو یعنی عامۃ المسلمین خواری اور زبونی میں کیوں مبتلا ہیں۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں نے اسلامی قوانین اور تعلیمات کو عملی طور پر خیرباد کہہ رکھا ہے۔ وہ دین اور دنیا میں توازن قائم رکھنے کی بجائے مادہ پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان کے اس روش کو اپنانے میں ان اسلام دشمن قوتوں کے پروپیگنڈے کا بھی بڑا عمل دخل ہے جو اسلام اور اس کے عادلانہ نظام کو دنیا

میں نافذ ہوتے نہیں دیکھنا چاہتیں۔ اس اسلام دشمنی میں بالعموم مغربی طاقتیں پیش پیش ہیں جو مسلمانوں پر اپنی تہذیب اور اپنا استحصالی نظام مسلط کرنا چاہتی ہیں۔ تاہم قانون قدرت یہ ہے کہ فتح بالآخر حق کی ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ امر اب کسی سے مخفی نہیں کہ اہل مغرب اپنی خودساختہ تہذیب کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں۔ سرمایہ داری' بے راہروی اور نسلی تعصب کے بت پاش پاش ہو رہے ہیں اور ساری دنیا کی نگاہیں اسلام کی جانب اٹھ رہی ہیں۔ خود مسلمان بھی رفتہ رفتہ خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں اور خالی خولی زبانی دعوؤں کو چھوڑ کر عملی طور پر دین حق کو اپنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

اصول و فروع

دینی احکام کو اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے دو حصوں یعنی اصول دین اور فروع دین میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جہاں تک اصول دین کا تعلق ہے ہر مسلمان کے لیئے ان کا ایسی دلیل سے جاننا لازم ہے جس سے علم و یقین حاصل ہو۔ محض گمان یا تقلید کی بنا پر ان اصول کا ماننا کافی نہیں۔ البتہ فروع دین کی معرفت اگر علم یا معتبر دلیل سے نہ بھی ہو تو ایک زندہ مومن عاقل بالغ اور عادل مجتہد کی تقلید کافی ہے۔ مزید براں اگر کوئی شخص مجملاً" بھی فروع دین کا پابند نہ ہو (یا وہ احکام جن کو سب اہل اسلام دین کا رکن سمجھتے ہوں ان کا) منکر ہو اور اس کا یہ انکار دین اسلام کو جھٹلانے کے مترادف ہو تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔

اصول دین پر اعتقاد واجب ہے اور وہ تعداد میں پانچ ہیں۔ یعنی

۱... توحید	۲... عدل
۳... نبوت	۴... امامت
۵... قیامت	☆

ان میں سے تین اصول یعنی توحید' نبوت اور قیامت اصول دین یا اصول اسلام کہلاتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا کفر کا موجب ہے۔ عدل اور امامت کو اصول مذہب یا اصول ایمان کہا جاتا ہے اور اثنا عشری شیعہ ہونے کے لیئے ان پر اعتقاد لازمی ہے۔

توحید

توحید سے مراد خالق کائنات کے وجود اور اس کے وحدہ لاشریک ہونے کا اعتقاد ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا فطرت انسانی خالق کائنات کے وجود پر اعتقاد کی متقاضی ہے۔ جب انسان کائنات اور اس میں موجود مختلف النوع مخلوقات کو دیکھتا ہے اور اس کی بوقلمونی اور نظم و ضبط کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ بے نظیر اور وسیع و عریض کارخانہ قدرت اپنے آپ ہی وجود میں نہیں آیا بلکہ اس کی صانع اور منتظم ایک ایسی دانا و بینا ہستی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل انسانی کے اسی فطری فیصلے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف الیل والنّھار لاٰیت لاولی الالباب ○

یعنی آسمان اور زمین کی خلقت اور دن اور رات کے تغیر و تبدل میں عقلمند لوگوں کے لیئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورۃ آل عمران ۱۹۰)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کی کیا دلیل ہے کہ خالق و مالک کائنات کی ہستی واحد و یکتا ہے اور کوئی دوسرا اس کا شریک کار نہیں ؟ اثبات توحید کے بارے میں بہت سی دلیلیں دی گئی ہیں مثلاً

۱۔ دلیل تمانع و تناقض

اثبات توحید کے سلسلے میں علم کلام کے ماہرین نے جن دلائل پر بھروسہ کیا ہے ان میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ خدا اگر کئی ایک ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا مکمل طور پر قادر ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی ہستی بیک وقت پوری قوت اور طاقت بھی رکھتی ہو اور کمزور بھی ہو یعنی کامل

ہوتے ہوئے ناقص بھی ہو۔ قادر ہونے کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ ہستی اپنی قدرت کے تقاضوں کے بموجب ممکنات و مخلوقات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کی اہل ہو اور کسی دوسرے کو یہ اختیار نہ ہو کہ اس کی مرضی کے خلاف عمل کر سکے۔ دوسرے لفظوں میں وہ ذات کامل نظام کائنات اور عالم موجودات کے ہر مرحلے میں خود مختار ہو اور دوسرے اس کے سامنے ناقص' مجبور اور بے بس ہوں۔ وہ بے نیاز ہو اور دوسرے اس کے محتاج ہوں۔ چنانچہ اگر خدا دو ہوں اور ان میں کسی امر میں اختلاف ہو جائے اور دونوں میں سے کسی کی خواہش بھی پوری نہ ہو تو دونوں کا عجز لازم آئے گا جبکہ خالق اور واجب الوجود کے بارے میں قادر مطلق ہونے کے ساتھ ساتھ عاجز ہونے کا تصور تناقض ہے۔ اس کے برعکس اگر ان میں سے ایک کی خواہش پوری ہو جائے اور دوسرے کی نہ ہو تو ان میں سے ایک کا عاجز ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور یہ بھی تناقض ہے کیونکہ پہلے دونوں کو قادر مطلق تسلیم کیا جاچکا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں کے ارادے مکمل ہوں اور خلقت دونوں کے ارادے کے مطابق وجود میں آئی ہو۔ یہ امر بجائے خود محال ہے کیونکہ دو نقیضوں کا ایک ہو جانا ممکن ہی نہیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شے کے کئی وجود ہوں؟ ایک وقت میں ایک فاعل و خالق کے ارادے سے ایک ممکن کے وجود کا امکان تو ہے لیکن یہ بات محال اور بے معنی ہے کہ ایک ہی چیز کی خالق دو قادر مطلق ہستیاں ہوں اور دونوں اس کی تخلیق کا ارادہ بیک وقت کریں اور ان کے ارادے میں سرمو تفاوت نہ ہو اور اگر کسی ممکن کی تخلیق صرف ایک ارادے سے ہو اور تخلیق کے وقت دوسرے کے ارادے کو اس عمل میں کوئی دخل نہ ہو تو دوسرا اس کا فاعل و خالق کیسے ہوگا؟

حقیقت یہ ہے کہ جب دو قادر مطلق اور واجب الوجود ہستیاں کار فرما ہوں تو ان کے ارادوں میں لازمی طور پر اختلاف ہو گا جس کا نتیجہ بالادستی کے لیئے تصادم اور فساد کی صورت میں نکلے گا۔ دونوں میں سے ہر ایک اپنے ارادے کو نافذالعمل کرنا اور دوسرے کے ارادے کو بے اثر بنانا چاہے گا اور چونکہ واجب الوجود کے ارادے کے بغیر کوئی چیز وجود پذیر ہو ہی نہیں سکتی' اس لیئے ان دونوں کی باہمی کشاکش کی بنا پر موجودات کا مفہوم ہی باطل ہو کر رہ جائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس نکتے کی جانب اشارہ ہے کہ اگر زمین اور آسمان میں کئی خدا ہوتے تو دونوں تباہ ہو جاتے جیسے **لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا** اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات میں نظم و ضبط اور استحکام بدرجہ اتم موجود ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ خداوند عالم وحدہ لاشریک ہے۔

۲۔ نفی ترکیب

ذہنی مفاہیم کی وجود خارجی کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔

۱... واجب الوجود یعنی وہ ذات جو غیر سے بے نیاز اور کمال مطلق ہو اور یہ ذات خداوند عالم عزوجل شانہ کی ہے۔

۲... ممکن الوجود یعنی وہ ذات جس کا وجود دوسرے کا مرہون منت ہو۔

۳... ممتنع الوجود یعنی وہ ذات جس کا وجود خارج میں محال ہو۔

بالفرض اگر کئی خدا مان لیئے جائیں تو واجب الوجود متعدد ہوں گے۔ پھر ان میں امتیاز پیدا کرنے اور ان کی باہمی حیثیت متعین کرنے کے لیئے کسی کی ضرورت ہو گی اور ایک ایسی صفت کا تسلیم کرنا بھی لازم آئے گا جو انہیں ایک دوسرے سے ممیّز کرے کیونکہ بصورت دیگر "کئی" ہونے کا مطلب ہی کچھ نہ رہے گا۔ ان کئی خداؤں کو امتیاز دینے اور الگ کرنے والا اگر ان کے اصل وجود سے ماوراء اور جدا ہو گا تو "واجب الوجود" مرکب ہو جائے گا۔ جہاں تک مرکب کا سوال ہے وہ اپنے اجزاء کا محتاج ہے اور محتاج ہونا ممکن کی صفت ہے کیونکہ ممکن الوجود فی نفسہ مرکب ہوتا ہے اور کوئی چیز خود اپنے لیئے علت بن جائے یہ محال ہے۔ مزید براں احتیاج نقص اور عیب ہے اور نقص اور عیب واجب الوجود کی نہیں بلکہ ممکن کی صفت ہے۔ واجب الوجود تو غیر سے بے نیاز اور کمال مطلق کا مالک ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات

جس طرح اللہ تعالیٰ ذات میں واحد ہے اسی طرح صفات میں بھی یکتا ہے۔ اس کی کسی صفت میں کوئی اس کے برابر نہیں جو صفت یا صفات وجود کے بعد اور وجود کے تابع ہوں وہ ممکن کے لیئے مختص ہیں جہاں تک واجب الوجود کا تعلق ہے اس کی صفات عین وجود ہوتی ہیں اور اس کا وجود اور اس کی توحید ایک ہی شئے ہے۔ امام علی علیہ السلام نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :

"اس کی توحید کا کمال یہ ہے کہ اس سے صفات کی نفی کی جائے۔"

یہاں صفات کی نفی سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات سے زائد صفات کی نفی ہے۔ انسان کی صفات

اس کی ذات سے زائد ہوتی ہیں اور اللہ تعالٰی کی صفات اور وجود ذاتی اور عین ذات ہیں' خارج و زائد نہیں ہیں۔ اسی معنی میں وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم کی ذات کل کی کل وجوب' کل کی کل قدرت' کل کی کل علم اور کل کی کل حیات ہے۔

اللہ تعالٰی کی صفات کی دو اقسام ہیں یعنی صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ۔

صفات ثبوتیہ

صفات ثبوتیہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ **صفات ذاتیہ :** یہ تین ہیں یعنی حیات' قدرت اور علم اور علم کے متعلقات جیسے سمع' بصر وغیرہ۔

۲۔ **صفات فعلیہ :** یہ بہت سی صفتیں ہیں جیسے ارادہ' تکلم' صدق' رحمت اور غفران۔ انہیں صفات فعلیہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صفات عین فعل ہیں جو خارج از ذات ہیں۔ اس بنا پر خداوند عالم کی ذات اس سے محفوظ اور بلند ہے۔

صفات سلبیہ

یہ صفات آٹھ ہیں۔

۱... خداوند عالم کا کوئی شریک نہیں۔

۲... وہ مرکب نہیں۔

۳... وہ مجسم نہیں۔

۴... وہ مکین نہیں۔

۵... وہ مرئی نہیں۔ (یعنی دنیا اور آخرت میں آنکھوں سے دکھائی نہیں دے سکتا)

۶... وہ محتاج نہیں۔

۷... وہ محل حوادث نہیں یعنی اس پر تغیر' نوبہ نو صفات اور جسمانی عوارض جیسے (لذت' الم یا روز بروز پیدا ہونے والے عوارض) طاری نہیں ہوتے۔

۸... خداوند عالم میں صفات زائد نہیں یعنی حقائق و حالات و صفات اس میں قائم نہیں۔ مثلاً

وہ قادر، عالم اور حی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قدرت، علم اور حیات اس میں قائم ہیں۔ وہ زائد صفات سے بے نیاز ہے کیونکہ واجب الوجود کی شان یہ ہے کہ وہ بالذات ہر شے سے بے نیاز ہو۔ عوارض و حوادث کا محتاج واجب الوجود نہیں بلکہ ممکن الوجود ہوتا ہے۔

دراصل صفات سلبیہ وہ صفات ہیں جو نقائص ہیں اور اللہ تعالیٰ نقائص سے منزہ اور تمام کمالات کا مالک ہے۔

عدل

خداوند عالم عادل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

ومار بک بظلام للعبید ○

"تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔" (سورۂ یونس)

یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر ○

"اللہ تم کو آسانی دینا چاہتا ہے، سختی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔" (سورہ البقرہ آیت - ۱۸۵)

جب ہم کہتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ عادل ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر طرح کے نقص و قبح سے پاک ہے۔ ظلم و جور اس کے لیئے ناروا ہے۔ جو اس کے لائق نہ ہو اس کا حکم نہیں دیتا اور جس کا کرنا ضروری ہو اسے ترک نہیں کرتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ ہر چیز کے حسن و قبح اور بھلائی و برائی کا عالم ہے۔ وہ غنی بالذات ہے لہٰذا جیسا کہ صفات سلبیہ میں بیان ہو چکا ہے اس کا حاجت مند ہونا محال ہے اور چونکہ وہ واجب الوجود اور حکیم ہے اس لیئے اشیاء کی حقیقت جانتا ہے اور مخلوقات کو کامل ترین نفاست اور استحکام سے پیدا کرتا ہے۔ جو ذات قبح کو جانے بلکہ اسے متعین کرنے والی ہو اس سے فعل قبیح کا صدور محال ہے۔ جو ذات کسی برائی سے باخبر ہو وہ اس کا ارتکاب یا تو اپنی حاجت اور ضرورت کی بنا پر کرتی ہے اور یا تشفی خاطر کے لیئے کرتی ہے اور یہ دونوں باتیں خدائے بزرگ و برتر کی ذات کے لیئے محال ہیں۔

اس سلسلے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حسن و قبح اشیاء عقلی چیز ہے یعنی کیا عقل انسانی کسی چیز کی اچھائی یا برائی کا فیصلہ کرنے پر قادر ہے؟ اس کا جواب بدیہی طور پر اثبات میں ہے کیونکہ ہم اکثر و بیشتر ہر بات کے حسن و قبح کو دریافت کرتے اور سمجھتے ہیں اور اس فیصلے پر پہنچنے کے لیئے شرع اور قانون

کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اس بنا پر وہ لوگ بھی جو شریعت کو نہیں جانتے یا اس پر اعتقاد نہیں رکھتے اشیاء کے حسن و قبح کے قائل ہیں اور فطری طور پر ظلم کو ناپسند اور عدل و احسان کو پسند کرتے ہیں حتیٰ کہ کمسن بچے بھی اس کا شعور رکھتے ہیں۔

بندوں کے افعال

بندوں کے افعال کبھی اختیاری ہوتے ہیں اور کبھی غیراختیاری ۔ مثلاً رعشہ کے مریض کے بدن کا تھرتھرانا ایک غیراختیاری فعل ہے۔ بعض افعال بلا ارادہ سرزد ہوتے ہیں جیسے ایسے شخص کی حرکت جو غافل ہو یا سو رہا ہو البتہ بعض افعال ایسے بھی ہیں جو انسان کے ارادہ اور اختیار سے انجام پاتے ہیں جیسے عام حالات میں عام آدمی کے افعال مثلاً کھانا پینا' سونا' نماز پڑھنا وغیرہ۔

انسان کے تمام اختیاری افعال خواہ وہ شائستہ ہوں یا غیر شائستہ' حقیقی طور پر اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ انسان کو ان افعال کے انجام دینے پر مجبور کرتا ہے حالانکہ وہ کوئی رکاوٹ پیدا کر کے بندے کو روک سکتا ہے۔ البتہ تمام افعال اور اعمال کے اسباب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہی بندے میں قدرت پیدا کرتا ہے اور اسے اختیار دیتا ہے۔ پھر اسے ہدایت کا راستہ بتا کر اس پر چلنے کا حکم دیتا ہے اور گمراہی کے راستے کی نشاندہی کر کے اس سے بچنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ :

انا ھدیناہ النجدین ○

" اور ہم نے اسے دونوں راستوں سے باخبر کر دیا ہے۔" (سورۂ بلد آیت ۱۰)

انا ھدیناہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً ○

" اور ہم نے راستہ دکھا دیا ہے' اب چاہے انسان (نیک عمل کر کے) شکرگزار بنے یا (گناہ کا مرتکب ہو کر) ناشکرگزار۔" (سورہ دھر آیت ۳)

اب یہ بندے کے لیئے ہے کہ وہ اچھے کام کرے یا برائی کا راستہ اپنائے۔ اگر وہ اچھے کام کرے گا تو یہ اس کا حسن انتخاب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور توفیق اس کا ساتھ دے گی اور اگر وہ برائی میں مبتلا ہو گا تو یہ اس کا غلط انتخاب ہو گا۔ اس کے مقابلے میں خداوندعالم نے اس پر حجت قائم کر دی ہے یعنی اسے عقوبت اور عذاب سے باخبر کر دیا ہے۔

انسان کی تعریف اور مذمت

ثواب اور عذاب کا تعلق فقط اس کے ان افعال سے ہے جو وہ اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے۔ مثلاً کھانا پینا' چلنا پھرنا' نماز پڑھنا وغیرہ ایسے افعال ہیں جنہیں عقل بلاضرورت دلیل انسانی فعل کہتی ہے اور اس طرح کے کام کرنے والوں کی تعریف یا مذمت کرتی ہے۔ کسی عمل کے بلااختیار صادر ہونے پر متعلقہ شخص کسی تعریف یا مذمت کا حقدار نہیں ٹھہرتا لہٰذا اگر بندوں کے تمام افعال بلااختیار ہوتے تو مدح و قدح کا کوئی جواز باقی نہ رہتا حالانکہ عقلمند لوگوں کا تعریف یا مذمت کرنا واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بندوں سے جزا و سزا کا وعدہ بھی اس امر کی محکم دلیل ہے کہ وہ اپنے بعض افعال میں خودمختار ہیں اور مجبور نہیں ہیں۔ انہی انسانی افعال کے پیش نظر خدائے بزرگ و برتر نے رسول بھیجے۔ کتابیں نازل کیں اور بندوں کو اچھے کاموں کا حکم دیا اور برے کاموں سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ اب اگر انسان کو قطعی طور پر مجبور اور بے اختیار تصور کر لیا جائے تو انبیاء کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا عبث قرار پائے گا اور بندوں پر خداوندعالم کا عتاب قبیح ہو گا۔ عقل کا فیصلہ ہے کہ جو بات کسی کے اختیار سے باہر ہو' اس پر اسے سزا دینا قبیح ہے۔ ایسی سزا ظلم کی بدترین قسم ہے اور ظلم و قبح سے خداوند عالم کی ذات بہت بلند ہے۔

قوانین شرع کے اوصاف اور ان کی ضرورت

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کی خاطر رسول بھیجے۔ کتابیں نازل فرمائیں اور انہیں ان کے اعمال کی جزا و سزا سے خبردار کیا ہے۔ بالفاظ دیگر ان کے امکان اور طاقت کے مطابق انہیں ایسے امور کا پابند کیا ہے جن میں ان کی بہتری ہو اور ایسے کاموں سے روکا ہے جن میں خود ان کا نقصان ہو۔ ان پابندیوں کو شرعی اصطلاح میں "تکلیف" کہا جاتا ہے اور جس شخص پر ان پابندیوں کا اطلاق ہو وہ مکلف کہلاتا ہے "تکلیف" واجب ہے اور اس کی بنیاد صلاح' فلاح اور مصلحت پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بغیر دینی اور دنیاوی فوائد کا حصول ممکن نہیں۔

خدائے عزوجل نے انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ بخشا ہے۔ اس کی تخلیق کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ وہ نفسانی خواہشات اور لطف اندوزی کی خاطر تمام اخلاقی پابندیوں سے آزاد منشاء قدرت سے بے نیاز ہو جائے اور خورد و نوش اور لہو و لعب میں زندگی گزار دے۔ دراصل خداوند عالم نے اسے کمالات

کی جستجو اور زندگی کی انتہائی بلندیوں تک پرواز کے لیئے پیدا کیا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل اسی وقت ممکن ہے جب وہ جہالت اور نادانی کی پستی سے ابھر کر علم کی بلند سطح پر آجائے۔ بھلائی اور برائی میں تمیز کرنا سیکھے اور نیک اعمال کے ذریعے خود اپنے اور معاشرے کے لیئے خوشگوار ماحول پیدا کر کے سعادت دارین حاصل کرے۔

بھلائی اور برائی میں تمیز کرنے کے لیئے اللہ تعالی نے انسان کو عقل عطا فرمائی ہے۔ تاہم عقل انسانی کا دائرۂ عمل محدود ہے اور وہ صلاح، فلاح اور سعادت کے مفہوم کا کماحقہ' ادراک نہیں کر سکتی۔ لہذا خداوندعالم نے خود ایسے شرعی قوانین واضع فرمائے ہیں جن کی پابندی کرنے اور جن کے مطابق عمل کرنے سے انسان معیاری زندگی گزار سکتا ہے۔ انہی قوانیں کی پابندی حصول ثواب کا موجب ہے اور آخرت میں کرامت کی منزل تک پہنچنے کا استحقاق پیدا کرتی ہے اور یہی وہ منزل ہے جس تک رسائی تخلیق انسان کا اصل مقصد ہے۔

" تکلیف " (شرعی پابندیاں) خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے اس کا لطف ہے۔ اصل حکمت الہی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ تکلیف واجب ہو۔ نعوذباللہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غیرخدا نے یہ بات خداوندعالم پر لازم کی ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان چونکہ طبعا" نفسانی خواہشات، سرکشی، ظلم، زیادتی، بدی اور گناہوں کی جانب میلان رکھتا ہے اور اطاعت پسند نہیں اس لیئے اس کے برائی سے اجتناب برتنے کے لیئے صرف اتنا ہی جان لینا کافی نہیں کہ ایک اچھا عمل قابل مدح ہے اور قبیح عمل قابل قدح ہے بلکہ اسے افعال بد سے باز رکھنے کے لیئے خوف اور سزا کا عنصر بھی لازمی ہے۔

ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اگر انسان اپنی باگ ڈور ڈھیلی کر دے اور خواہشات نفسانی اور لہو و لعب میں مبتلا ہو جائے تو پھر وہ اپنی کسی عادت کو محض اسکی برائی کی وجہ سے ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا لیکن اگر اس پر کوئی ایسا شخص مسلط کر دیا جائے جو اسکے اعمال پر کڑی نظر رکھتا ہو اور جسکی جانب سے اسے سزا کا خوف بھی ہو تو پھر وہ برے کاموں سے باز رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ جزا و سزا کا احساس انسان کو اچھائیوں کی طرف مائل کرتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کیلئے حدود و قوانین بنانا ضروری ہے اور ذات حکیم کے لطف و حکمت کے تقاضہ کے عین مطابق ہے چنانچہ خداوند عالم پر لازم ہے کہ وہ بندوں کے لیئے فرائض و احکام وضع کرے اور یہی اسکا دستور ہے۔

نبوت

نبی یا رسول وہ انسان ہے جسے خداوندعالم اس مقصد سے منتخب کرتا ہے کہ وہ اس کے بندوں کو ان امور کی خبردے جن کا اسے حکم دیا گیا ہو۔ ان امور کا حکم نبی کو کسی بشر کے واسطے سے نہیں بلکہ جبرائیلؑ کے واسطے سے ملتا یا پہنچتا ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں بندوں کو مکلف قرار دینا اور ان کے لیئے ایسی شریعت کی بنیاد قائم کرنا ضروری ہے جس پر عمل کرنے سے وہ سعادت حاصل کریں اور جس کے ذریعے ان کے معاشرے کی اصلاح ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیئے کسی نہ کسی رسول کا بھیجنا لازمی ہے تاکہ وہ انسانوں میں احکام شریعت کی تبلیغ کرے اور انہیں ان امور کی پہچان کرائے جو ان کی اصلاح و بہبود اور دنیا و آخرت کی سعادت اور ان کے نفوس کی تکمیل کا سبب ہیں۔ وہ ان میں عدل کو رواج دے، اطاعت پر جنت کی بشارت دے اور نافرمانی پر عذاب جہنم سے ڈرائے۔ اگر انبیاء و مرسلین نہ بھیجے جاتے تو بندوں کو مکلف قرار دینے اور شریعت کی بنیاد رکھنے کی غرض و غایت پوری نہ ہوتی۔ چونکہ عقل انسانی ان تمام چیزوں کو درک نہیں کر سکتی جن میں اچھائی اور سعادت مندی مضمر ہے جبکہ شریعت ان تمام امور کا احاطہ کرتی ہے لہذا حکمت و عدالت کا تقاضا ہے کہ کسی ایسے شخص کو بھیجا جائے جو لوگوں کو شریعت کے ضوابط و رموز سے آگاہ کر سکے۔ چنانچہ انبیاء کرام کا مبعوث کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے لطف و حکمت کے عین مطابق ہے۔

نبی کے لیئے ضروری ہے کہ وہ تمام فضائل اور صفات و کمالات میں جامع اور اپنے اہل زمانہ سے افضل ہو اور عصمت کے وصف سے متصف ہو۔ عصمت ایک نفسانی چیز ہے جو معصوم کو لطف و توفیق الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے معصوم اپنے اختیار اور ارادہ سے ہر گناہ اور ہر فعل قبیح کے

ارتکاب سے پاک رہتا ہے۔ چنانچہ نبی کے لیئے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے عمداً و سہواً۔ قبل بعثت و بعد بعثت۔ حالت تبلیغ میں بھی اور اس کے علاوہ حالات میں بھی معصوم ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اس کا سہو و نسیان سے پاک اور تمام نقائص و عیوب (مثلاً پست قسم کا پیشہ کا اپنانا' کینہ و حسد رکھنا' بخیل و بزدل ہونا' برص و جذام کے مرض میں مبتلا ہونا' بدکاری سے پیدا ہونا' اس کی بیوی کا بدکار ہونا وغیرہ وغیرہ) سے بھی مبرا و منزہ ہونا ضروری ہے۔

نبی کے لیئے عصمت کی شرط کا لزوم عقلی اعتبار سے ثابت اور واضح ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا نبی کے بھیجنے کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ وہ احکام شریعت نوع بشر تک پہنچائے۔ واجب اور حرام کے متعلق شرعی احکام سے انہیں آگاہ کرے اور آداب و کمالات انسانی کے حصول کی تعلیم دے۔ لہذا اگر نبی تمام حالات میں معصوم نہ ہو تو اس بات کا اطمینان نہیں ہو گا کہ وہ شریعت میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کرے گا۔ اس عدم اطمینان کی بناء پر اس کے اقوال اور کردار پر لوگوں کو بھروسہ نہیں رہے گا اور چونکہ انہیں اس امر کی تشفی نہیں ہو گی کہ اس کے بیان کردہ احکام خدا کی جانب سے ہیں اس لیئے کوئی بھی انہیں اطمینان قلب کے ساتھ قبول نہیں کرے گا۔

مزید برآں اگر وہ تبلیغ کے علاوہ دیگر حالات میں بھی مختلف الانوع گناہوں اور نقائص و عیوب سے مبرا نہ ہو اور احکام شریعت اور دیگر موضوعات میں خطا و سہو سے پاک نہ ہو تب بھی تبلیغ کے وقت اس کی عصمت کے بارے میں شک و ریب فطری ہو گا۔

مثال کے طور پر جیسا کہ ہم وجدانی طور پر جانتے ہیں۔ اگر ایک عالم دین اپنے اکثر اقوال و افعال میں سچا ہو لیکن اس سے کچھ لغزشیں اور ایسے ناشائستہ افعال سرزد ہو جائیں جو کمال نفسانی اور اس کی روحانی حیثیت کے منافی ہوں تو لوگوں کی نظروں میں اس کی قدر و منزلت باقی نہیں رہتی اور اس سے وثوق و اطمینان سلب ہو جاتا ہے۔ جب ایک غیر نبی کے بارے میں یہ صورت ہو تو یہی صورت ایک نبی کے بارے میں کیوں نہ ہو گی جو نوع بشر کا رہبر اور اصلاح و بہبود کے امور میں ان کا معلم ہے اور اپنے اقوال و افعال کے ذریعے ان چیزوں کا مصلح بن کر آیا ہے جن کے حسن و قبح کو عام انسان نہیں سمجھ پاتے اور وہ باتیں بیان کرنے آیا ہے جن کے ادراک سے عقل عاجز اور قاصر ہے۔

اگر نبی بھی گناہ' خطا اور سہو و نسیان میں اسی طرح مبتلا ہو جس طرح دوسرے لوگ مبتلا ہوتے ہیں تو وہ بھی انہی جیسا ہو گا۔ اس صورت میں یہ کہنا" صحیح نہیں کہ وہ نوع بشر کے لیئے خدا کی حجت

بن سکے۔ کیونکہ جب نبی میں اور ان لوگوں میں جن کی ہدایت کے لیئے اسے بھیجا گیا ہے یہ عیوب و نقائص مشترک ہوں گے تو کوئی ترجیح باقی نہیں رہے گی جس کی بنا پر یہ نبی دوسرے لوگوں پر حجت ہو' لہٰذا اسے نبی قرار دینا نقض غرض اور حکمت الٰہی کے خلاف ہوگا۔ بنابریں یہ ضروری ہے کہ نبی اپنی تمام تر زندگی میں اپنے تمام حالات اور اطوار میں معصوم ہو اور تمام فضائل و کمالات سے مزین ہو تاکہ اس کی بعثت کا مقصد حاصل ہو سکے۔ اسے ایک ایسی پاک و پاکیزہ ہستی ہونا چاہیئے جس کے سامنے نوع بشر سر تسلیم خم کرے اور اس کے قول و فعل سے تمام احکام و کمالات اخذ کرے۔ مزاج نبی اس سے انکار کرتا ہے کہ وہ آن واحد کے لیئے کسی حالت میں بھی غیر معصوم ہو اور ان تمام عیوب سے منزہ و مبرا نہ ہو جن سے لوگ نفرت کرتے ہیں کیونکہ لوگوں کی نفرت اور عدم اطاعت اس کے رسول بنا کر بھیجے جانے اور لوگوں پر حجت خدا ہونے کے مقصد کے منافی ہے۔

نبی کا اپنے زمانے کے لوگوں سے فضائل و کمالات میں افضل و برتر ہونا بھی لازم ہے کیونکہ خدائے دانا و حکیم کے لیئے یہ قبیح ہے کہ وہ مفضول کو فاضل کا سردار اور رئیس قرار دے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

افمن یهدی الی الحق احق ان یتبع امن لایهدی الا ان یهدی فمالکم کیف تحکمون

"کیا وہ شخص جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے زیادہ حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے یا وہ جو اس وقت تک ہدایت نہیں کر سکتا جب تک اسے ہدایت نہ کی جائے۔ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسا حکم لگاتے ہو؟" (سورۂ یونس آیت ۳۵)

یوں تو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیئے بہت سے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا لیکن قرآن مجید نے چھبیس انبیاء کا تذکرہ ان کے نام کے ساتھ کیا ہے جن میں حضرت آدم علیہ السلام' حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت ابراہیم' حضرت لوط' حضرت اسمٰعیل' حضرت اسحٰق' حضرت یعقوب' حضرت یوسف' حضرت ایوب' حضرت شعیب' حضرت موسیٰ' حضرت ذوالکفل' حضرت داؤد' حضرت سلیمان' حضرت الیاس' حضرت الیسع' حضرت یونس' حضرت زکریا' حضرت یحییٰ' حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں۔ تمام انبیاء کرام میں سے اولوالعزم پانچ ہیں جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پانچ نبیوں میں سے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلے انبیاء کرام مختلف ممالک اور اقوام کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوتے رہے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے ساری دنیا کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کی ذات اقدس پر منصب نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور اب کبھی بھی کوئی اور نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔ آپ کی نبوت کا اقرار کرنا اور آپ کی اتباع کرنا ہم سب پر واجب ہے۔

آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت عبداللہؑ اور والدۂ گرامی کا اسم شریف حضرت آمنہؑ بنت وہب ہے۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

آپ عام الفیل (بمطابق ۵۷۰ میلادی) میں ۱۷ ربیع الاول کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ایک اور قول کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

بعثت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ ۲۷ رجب کو مبعوث بہ رسالت ہوئے اور بعثت کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے جن میں سے تیرہ سال آپ نے مکہ میں گزارے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں آپ دس سال رہے اور پھر ۲۸ صفر کو رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق قریش کے عالی مرتبت خاندان بنوہاشم سے تھا۔ آپ کے آباؤاجداد اور مادران گرامی کے متعلق ہمارا اعتقاد ہے کہ جناب عبداللہؑ سے لے کر حضرت آدمؑ تک اور جناب حضرت آمنہؑ سے لے کر جناب حضرت حواؑ تک کوئی بھی بدکار اور کافر نہیں تھا۔

معجزہ بطور دلیل نبوت

انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے دلائل میں ان کے معجزات بھی ہوتے ہیں۔ معجزہ اس خارق اور خلاف عادت فعل کو کہتے ہیں جس کا ظہور قوت بشری سے خارج ہو اور جسے خداوند عالم اپنے نبی کی تائید

کے لیئے ایجاد کرے۔ نیز معجزہ کے لیئے ضروری ہے کہ اس کا ظہور دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ ہو اور وہ نوع بشر کو چیلنج دے کر نبوت کے دعویٰ کے وقت صادر ہو۔ پس معلوم ہوا کہ معجزہ کا نبی کی دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ ظہور پذیر ہونا نبی کے نبوت میں صادق ہونے کے براہین قاطعہ اور دلائل یقینیہ میں سے ہے اور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خداوند عالم نے اسے اپنے نبی کی تائید ہی کے لیئے ظاہر فرمایا ہے۔

خداوندعالم کے لیئے محال ہے کہ وہ جھوٹے شخص کی تائید کرے اور اس کے ہاتھ میں معجزہ قرار دے کیونکہ یہ امر عقلاً قبیح ہے اور خداوندعالم سے فعل قبیح کا صادر ہونا محال ہے۔

ہم نے معجزہ میں یہ شرط قرار دی ہے کہ وہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ ہو تاکہ کرامت کا مفہوم اس سے خارج ہو جائے کیونکہ کرامت مدعیٔ نبوت کے علاوہ اولیاء اور صالح مومنین کے ہاتھوں پر بھی ظاہر ہوتی ہے۔

معجزہ کا دعویٰ نبوت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے تاکہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ اس سے خارج ہو جائے۔ مثلاً مسیلمہ کذاب کے متعلق منقول ہے کہ جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس سے کہا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بھینگے شخص کے لیئے دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست کر دی تھی۔ چنانچہ مسیلمہ نے بھی ایک بھینگے شخص کے لیئے دعا کی جس کے نتیجے میں اس کی صحیح آنکھ بھی جاتی رہی۔

یہ بھی لازمی ہے کہ معجزہ کے معارضہ کی طاقت نوع بشر میں نہ ہو تاکہ جادو اور شعبدہ بازی کی انواع و اعمال اس سے خارج ہو جائیں کیونکہ ان کا مقابلہ یا معارضہ انسان کے لیئے ممکن ہے لیکن معجزے یعنی اس فعل کا جواب جس سے نبوت ثابت ہوتی ہے انسان کے بس کی بات نہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل آپ سے ان معجزات کثیرہ کا ظہور ہے جو معجزے کی مذکورہ بالا کسوٹی پر پورے اترتے ہیں کیونکہ اس میں شک نہیں کہ آپ نے دعویٰ فرمایا اور آپ کا دعویٰ معجزہ کے ساتھ تھا اور معجزہ دعوے کے مطابق تھا۔ ان معجزات میں قرآن مجید اور آئینِ شریعت اسلامی سرفہرست ہیں۔

۱- قرآن مجید

قرآن مجید اس وقت نازل ہوا جب عرب فصاحت و بلاغت کی کان تھے۔ تاہم اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود وہ اس کے مقابلے سے عاجز رہے۔ پورے قرآن مجید کا مقابلہ اور معارضہ تو وہ کیا کرتے وہ اس کی ایک آیت کا جواب بھی نہ لاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اس ارشاد کے ساتھ چیلنج کیا کہ اگر جن اور انسان جمع ہو جائیں تب بھی وہ اس قرآن کی مثل نہیں لاسکتے۔

قل لان اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظھیرا ○

یعنی "اے رسولؐ! کہہ دو کہ اگر جن اور انسان اس قرآن کی مثل لانے کے لیئے جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل و نظیر نہیں لاسکتے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے پشت پناہ اور مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔" تفصیل کے لیئے تفسیر البیان کا مطالعہ فرمائیں۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اس جیسی دس سورتیں یا پھر ایک ہی سورۃ تیار کر کے لے آئیں لیکن وہ ایسا بھی نہ کر سکے۔ چنانچہ جب انہیں قرآن مجید کے مقابلہ و معارضہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ و جدال پر تل گئے۔ آخرکار خداوندعالم نے آپ کو فتح و نصرت اور ظفر و کامیابی سے ہمکنار کیا اور دشمنوں کو مغلوب و مقہور کیا۔ آپ کا امر نبوت ظاہر ہوا اور مستحکم ہو گیا۔ لہذا قرآن مجید خدائے علیم و خبیر کی جانب سے نازل شدہ ایک ایسی برہان دائمی اور زندہ جاوید معجزہ ہے جس کا مقابلہ باطل کے بس کی بات نہیں۔

۲- شریعت اسلامی

شریعت اسلامی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ قوانین کا ایک ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جو انسان کی زندگی کے تمام دینی اور دنیاوی پہلوؤں کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ چنانچہ اس میں وہ تمام احکام اور ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت انسان کو سعادت اور خوش بختی کے حصول کے لیئے قدم قدم پر پڑتی ہے۔ اس شریعت کی بنیاد سراسر عدالت اور حکمت پر ہے۔

نوع بشر شریعت اسلامی جیسے قوانین وضع کرنے سے قاصر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محدود عقل

انسانی لامحدود مسائل کا ادراک نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان کا مداوا تلاش کر سکتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف ممالک کی اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں میں محض ایک مسودہ قانون پر مہینوں بحث و تمحیص اور جانچ پڑتال کے بعد قانون کو آخری شکل دی جاتی ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی سقم رہ ہی جاتا ہے۔

شریعت اسلامی کے نفاذ کا زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدنی زندگی کا دس سال کا زمانہ ہے۔ بعثت کے بعد مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں آپ کو حکومت، ریاست حاصل نہیں تھی چنانچہ قوانین اور شریعت کے نفاذ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ دس سال کی مختصر مدت میں نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسے، جامع اور ہمہ گیر قوانین عادلہ وضع کرنا اور ان پر عملدرآمد کرانا اس امر کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ شریعت کی تاسیس و تعمیر تعلیم الٰہی کی رہین منت ہے چنانچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرن ہا قرن گزر جانے کے بعد بھی دنیا کے وہ قانون دان جنہیں اپنی تہذیب و تمدن اور علمیت پر ناز ہے شریعت اسلامی کی خوشہ چینی پر مجبور ہیں اور اس کے باوجود ایسے جامع قوانین وضع کرنے سے قاصر ہیں جو انسانی معاشرے کی اصلاح اور سعادت کے ضامن ہوں۔

قرآن مجید اور شریعت اسلامی کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سے معجزات صادر ہوئے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ آپؐ کے فرق اقدس پر ابر کا سایہ کرنا

جب بعثت سے پہلے آپ نے حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر ملک شام کا سفر کیا تو ان کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ان دنوں صحراؤں میں شدید گرمی تھی۔ چنانچہ میسرہ نے دیکھا کہ ایک ابر آپ کے سر پر سایہ کیئے رہتا تھا۔ جب آپ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب آپ رک جاتے تو وہ بھی رک جاتا۔ اس ابر کی وجہ سے حرارت آفتاب آپ تک نہیں پہنچتی تھی۔

۲۔ آپؐ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا

ایک دفعہ آپ ایک غزوہ کے سلسلے میں تشریف لے جارہے تھے اور ڈیڑھ ہزار کا لشکر آپ کے ہمراہ تھا۔ راستے میں پانی ختم ہو گیا۔ لوگ پیاس کی شدت سے بے چین تھے۔ آپ نے ایک برتن منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈال دیا۔ معاً آپ کی معجزنما

انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا۔ اس وقت آپ نے اپنے ایک صحابی جابرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا "اے جابر! اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تب بھی یہ پانی کافی ہوتا۔"

۳۔ آپؐ کا قلیل کھانے سے خلق کثیر کو سیر کرنا

اس معجزے کا ظہور آپ سے متعدد مرتبہ ہوا۔ ایک موقع وہ تھا جب آپ نے دعوت ذوالعشیرہ دی تھی۔ تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ آپ نے بنی ہاشم کے چالیس افراد کو کھانے کی دعوت دی اور جناب امیر علیہ السلام کو کھانے کی تیاری کا حکم دیا۔ جناب امیرؑ بکرے کی ایک ران اور دودھ کا ایک پیالہ لائے۔ یہ کھانا سبھی نے کھایا لیکن اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ صرف کھانے والوں کی انگلیوں کے نشان نظر آئے۔

۴۔ آپؐ کے ہاتھ پر سنگریزوں کا تسبیح خدا کرنا

جناب ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ مکور عامری نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ کوئی دلیل دیجئے جس سے پہچانا جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پس آپؐ نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں اور انہیں آپ کے ہاتھ پر تسبیح خدا پڑھتے سنا گیا۔

ان کے علاوہ آپ کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو متعلقہ کتابوں میں مذکور ہیں ان میں آپ کی دعاؤں کا مقبول ہونا۔ وقت ہجرت غار ثور میں آپ کے نقش پا کا مخفی رہنا اور اسی غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا بن دینا اور آپ کا غیب کی خبریں دینا شامل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

- ... آپؐ نے عمار یاسرؓ سے فرمایا کہ "اے عمار! تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔"
- ... آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ "اے علی! تمہیں ناقہ صالح کی کونچیں کاٹنے والے شخص سے مشابہ ایک ملعون شخص شہید کرے گا۔"
- ... آپؐ نے جناب فاطمہ زہراؑ سے فرمایا کہ "میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے آملو گی۔"
- ... آپؐ نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ "افسوس اس پر جو تم میں سے اونٹ پر سوار ہو گی اور خروج کرے گی۔ مقام حواب کے کتے اس پر بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت

سے لوگ مارے جائیں گے۔"

○ ... آپؐ نے بنی امیہ کی سلطنت کی خبر دی۔

○ ... آپؐ نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی۔

○ ... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی ولادت کے وقت آپ نے انہیں " اے بادشاہوں کے باپ" کہہ کر بنی عباس کی حکومت کی خبر دی۔

○ ... آپؐ نے یہ خبر دی کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

○ ... آپؐ نے یہ خبر دی کہ ایران کی حکومت جلد ختم ہو جائے گی اور اس کے برعکس روم کی حکومت طویل عرصہ تک باقی رہے گی۔

○ ... آپؐ نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کو غزوہ بدر کے موقع پر اس مال کی خبر دی جو وہ اپنی بیوی ام الفضل کے پاس رکھ آئے تھے۔

تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ جب حضرت عباس غزوہ بدر میں قید ہو گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنا اور اپنے بھتیجوں عقیل، نوفل اور قثم کا فدیہ ادا کریں۔ حضرت عباس نے جواب دیا کہ میں تو پہلے سے ہی مسلمان ہوں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم آپ کے اسلام کو بہتر جانتا ہے لیکن بظاہر تو آپ ہم سے مقابلہ کرنے آئے تھے۔ یہ سن کر حضرت عباس کہنے لگے کہ میرے پاس تو مال ہی نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مال کس کا ہے جو آپ ام الفضل کے پاس رکھ آئے ہیں اور اسے ہدایت کی ہے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال فضل، عبداللہ اور قثم کو دے دینا۔ یہ سن کر حضرت عباس کہنے لگے۔ "قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث برسالت کیا ہے یہ بات میرے اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو معلوم نہ تھی۔" اس کے بعد انہوں نے اپنا اپنے دونوں بھتیجوں اور قثم کا فدیہ ادا کیا۔

قرآن مجید اور تاسیس شریعت کے سوا جن معجزات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کے صدور کا علم تواتر نسبا کے ذریعے حاصل ہوا ہے لہذا یہ معجزات آپ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔

تواتر سے مراد کسی چیز یا امر کے متعلق کسی ایسے گروہ کثیر کا خبر دینا ہے جس میں شامل افراد کا عقل اور عادت کی رو سے جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال ہو۔ تواتر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تواتر لفظی (۲)

تواتر معنوی

جب خبر دینے والے اپنی خبر میں متفق اللفظ ہوں تو اسے تواتر لفظی کہتے ہیں۔ مثلاً اگر تمام خبر دینے والے متفقہ طور پر شہر مکہ کے وجود کی خبر دیں تو اس شہر کے وجود کا جو علم حاصل ہو گا وہ تواتر لفظی کی زمرے میں آئے گا۔ جب خبر دینے والے اپنی خبر میں متفق اللفظ نہ ہوں بلکہ معنی کے لحاظ سے ایک ہی بات کہیں تو اسے تواتر معنوی کہتے ہیں مثلاً خبر دینے والے کچھ لوگ یہ کہیں کہ طلبا زید سے سوالات کر رہے تھے اور کچھ لوگ یہ کہیں کہ چند اشخاص زید کے پاس تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں اور کچھ کہیں کہ زید نے ایک کتاب لکھی ہے تو یہ سب خبریں زید کے دانشمند ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

امامت

امامت دین اور دنیا کی اس عمومی رہبری کو کہتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں ایک شخص کو حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ شریعت کی حفاظت کرے۔ حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے قائم مقام کا منصوب ہونا واجب ہے اور اس امر پر سوائے چند فرقوں کے تمام فرق اسلامی متفق ہیں۔ بعض اہلسنت یہ کہتے ہیں کہ نصب امام کا وجوب عقلی ہے۔

ہم پیشتر یہ کہہ چکے ہیں کہ بشر کو "دین اور تکلیف" کی طرف دعوت دینا لطف ہے اور خداوندعالم پر واجب ہے لہٰذا جس طرح لوگوں کی صلاح و فلاح کا اہتمام کرنے اور فساد کا قلع قمع کرنے کے لیئے ایک نبی کا مبعوث ہونا ضروری ہے بالکل اسی طرح نبی کے احکام لوگوں تک پہنچانے۔ اسلامی حدود قائم کرنے۔ دین اسلام کی حفاظت کرنے۔ لوگوں میں عدل برقرار رکھنے۔ ان کے درمیان حق و انصاف کے مطابق فیصلے کرنے اور انہیں عبادات' معاملات اور سیاسیات کے احکام بتانے کے لیئے ایک امام کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ امام بھی ایک لطف ہے اور لطف صاحب الطاف پر واجب ہے۔ لہٰذا جس طرح نبی کو مبعوث کرنا خداوندعالم پر واجب ہے بالکل اسی طرح امام کو منصوب کرنا بھی اس پر واجب ہے۔ بنابریں امامت کسی بشری حکومت کا نام نہیں ہے بلکہ ایک الٰہی منصب ہے جو حکمت الٰہیہ کی اساس پر قائم ہے۔

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی ایک بہت ہی عالی منصب ہے اور اس منصب کی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآں ہونے کے لیئے امام کا بعض مخصوص اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ جس طرح نبوت کے لیئے عصمت شرط ہے اسی طرح امامت کے لیئے بھی عصمت شرط ہے اور اس کے لیئے دلیل بعینہ وہی ہے جو نبی کے معصوم ہونے کے بارے میں بیان کی

گئی ہے کیونکہ اگر امام معصوم اور ہمہ صفت موصوف نہ ہو تو اس پر وثوق اور بھروسہ نہیں رہے گا اور لوگ اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ نتیجتاً اس کے نصب کرنے کی غرض یعنی حفاظت شریعت بھی حاصل نہیں ہو گی۔ امام کا معصوم اور نقائص و عیوب سے منزہ ہونا اس لیئے بھی ضروری ہے کہ لوگ اس سے متنفر نہ ہوں' ورنہ وہ اس کے اوامر و نواہی کو قبول نہیں کریں گے۔ اس کا اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ مفضول کو افضل پر مقدم کرنا عقلاً" قبیح ہے اور خدائے بزرگ و برتر کی ذات سے فعل قبیح کا صدور محال ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا امام کا منصب ایک الٰہی منصب ہے اور وہ لوگوں کا بنایا ہوا یا منتخب کیا ہوا نہیں ہوتا بلکہ منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ تاہم مسلمان غیبت امام کے دوران میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے مجاز ہیں لیکن یہ بحث ہمارے موجودہ موضوع سے خارج ہے اور اس سلسلے میں دوسری متعلقہ کتابوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشین ہیں جو سب امام برحق ہیں۔ ان میں سب سے پہلے امام جناب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ آپ کی امامت پر بے شمار دلائل ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ حدیث دار

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **وانذر عشیرتک الاقربین ○**

" اور اپنے رشتہ دار کو ڈراؤ۔ " (سورہ شعراء۔ آیت ۲۱۴)

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی ہاشم کے لیئے ضیافت کا اہتمام کریں اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

ھذا اخی و وصیی و خلیفتی بعلی و وارثی فاسمعوا لہ واطیعوا ○

یعنی " یہ میرا بھائی ہے۔ یہ میرا وصی ہے۔ میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور میرا وارث ہے۔ تم لوگ اس کی باتیں سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ "

۲۔ حدیث غدیر

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حجتہ الوداع سے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر مسلمانوں کے اجتماع سے مخاطب ہو کر فرمایا

الست اولیٰ من انفسکم

یعنی "کیا میں تمہاری جانوں سے بھی بہتر اور اولیٰ نہیں ہوں؟

اس پر لوگوں نے جواب دیا "بلی" یعنی بے شک آپ ہماری جانوں سے بھی بہتر اور اولیٰ ہیں۔

تب آپ نے فرمایا۔

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

یعنی "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا یہ علی بھی مولیٰ ہے۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے لوگوں سے اقرار لیا کہ آپ ان کی جانوں سے بہتر اور اولیٰ ہیں اور پھر حضرت علی علیہ السلام کو مولائیت میں اپنے برابر قرار دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث میں لفظ مولا سے مراد اولیٰ ہی ہے لہٰذا حضرت علیؑ مومنوں کی جانوں اور نفسوں سے اولیٰ ہیں اور یہی منصب امامت ہے۔

۳۔ حدیث طائر

اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ "اے اللہ! اپنے محبوب ترین بندے کو میری طرف بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ مل کر یہ پرندہ کھائے۔" اس وقت حضرت علیؑ وہاں پہنچے اور حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھانے میں شریک ہوئے۔ یہ حدیث حضرت علیؑ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خداوند عالم بلااستحقاق ان سے محبت نہیں کرتا اور جب وہ افضل ہیں تو مفضول کو افضل پر فوقیت نہیں دی جاسکتی۔

۴۔ حدیث منزلت

اس حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا :

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی

یعنی "اے علی! تم میرے نزدیک ایسے ہی ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے نزدیک تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

یہ روایت تمام روایتوں میں واضح الثبوت اور صحیح السند ہے۔ چنانچہ شیعہ سنی اکابر علمائے حدیث نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرما کر گئے اس وقت یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ آپ نے اس حدیث کا اعادہ کئی دیگر مواقع پر بھی فرمایا۔

قرآن مجید اور کتب تواریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی۔ شریک نبوت اور تبلیغ و رسالت میں ان کے وزیر تھے۔ خداوندعالم نے حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیئے قوت بازو بنایا تھا اور اگر وہ حضرت موسیٰؑ کے بعد زندہ رہتے تو ان کے خلیفہ اور امام واجب الاطاعت ہوتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں حضرت علیؑ کے لیئے وہ تمام منزلیں ثابت کر دی ہیں جن پر حضرت ہارونؑ فائز تھے اور سوائے نبوت کے کسی سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ لہٰذا منصب امامت آپ کے لیئے بدیہی طور پر ثابت ہے۔

۵- آیت ولایت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ **انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ○** (سورۂ مائدہ آیت ۵۵)

یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت علیؑ نے رکوع کی حالت میں ایک سائل کو انگشتری عطا فرمائی چنانچہ سیوطی نے اور علی بن احمد الواحد نیشاپوری نے اسباب النزول میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ خداوند عالم نے ولایت کو اپنی ذات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رکوع میں زکوٰۃ دینے والے میں حصر کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کے معنی اولیٰ کے ہیں اور چونکہ حضرت علیؑ کی ولایت بھی اللہ اور رسولؐ کی ولایت کی ردیف میں مذکور ہے لہٰذا اس کا مطلب بھی اولیٰ ہی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں دلائل کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ علم و

علم، شجاعت و سخاوت، عبادت و عدالت، فصاحت و بلاغت، زہد و تقویٰ، سیاست، جہاد اور اسلام میں سبقت وغیرہ کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام میں افضل ہیں اور چونکہ افضل پر غیرافضل کو مقدم کرنا عقلاً" قبیح ہے لہٰذا آپ سب پر مقدم ہیں۔

حضرت علیؑ کے علم و دانش کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **اقضاکم علی** یعنی "تم لوگوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔" اور

انا مدینة العلم و علیؑ بابها فمن اراد المدینة فلیات الباب

یعنی " میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں پس جو شہر میں داخل ہونا چاہے وہ دروازے سے آئے۔"

صحابہ کرام اکثر و بیشتر حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے لیکن حضرت علی نے کبھی کسی صحابی کی طرف رجوع نہیں کیا۔ حدیث ثقلین بھی حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کے سب سے زیادہ عالم ہونے کی بین دلیل ہے۔ آپ قوت حدس اور ذکاوت میں بھی تمام صحابہ کرام میں ممتاز ترین حیثیت رکھتے تھے۔ آپ نے کئی ایک غیبی خبروں کی پیش گوئی بھی فرمائی۔ مثلاً آپ نے خود اپنی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی اور نہروان میں ہونے والے واقعات کی پیشگی خبر دی۔ آپ ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی آغوش مبارک میں پرورش پائی۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ علوم حاصل کیے جو کسی دوسرے کے حصے میں نہیں آئے۔

حضرت علیؑ میدان کار زار کے عظیم ترین شہسوار ہیں اور آپ کی بہادری اور شجاعت ضرب المثل ہے۔ غزوات بدر۔ احد۔ احزاب اور حنین کے واقعات آپ کی جاں نثاری اور افضلیت کے شاہد ہیں۔ آپ نے کبھی بھی میدان جنگ میں پیٹھ نہیں دکھائی اور کوئی بڑے سے بڑا آزمودہ کار جنگجو بھی آپ کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکا۔ آپ کا اسم مبارک دلاوری اور فداکاری اور فتح و نصرت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

اگر خواہی کہ روز رزم بر دشمن شوی غالب
بکن بر تیغ خود نام علی ابن ابی طالبؑ

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت میں برتری پر آیت **یوفون بالنذر** شاہد ہے۔ آپ نے اپنے نفس پر سائل کو ترجیح دی' چنانچہ خود بھوکے رہے اور کھانا سائل کو دے دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل کردہ ایک ہزار غلام آزاد کیئے اور کبھی کسی سائل کو اپنے دروازے سے مایوس نہیں لوٹایا اسی لیئے معاویہ تک نے آپ کے بارے میں کہا کہ :

" اگر علیؑ کے پاس ایک کمرے میں بھوسہ اور دوسرے میں سونا ہوتا تو وہ سونے کو بھوسے سے پہلے راہ خدا میں دے دیتے۔"

آیت نجویٰ پر سوائے آپ کے کسی نے عمل نہیں کیا۔ حضرت علیؑ کا زہد و عبادت آپ کی سیرت سے واضح ہے۔ آپ نے دنیا کو طلاق بائن دیدی تھی اور فرماتے تھے۔ "اے زرد اور سفید دنیا میرے سوا کسی اور کو دھوکا دے۔"

آپ شب و روز نماز میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کی پیشانی پر زخم پڑ گیا تھا۔ نماز اس قدر خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے کہ ایک دفعہ جسم اطہر میں لگا ہوا ایک تیر نماز کے دوران نکال لیا گیا لیکن آپ کو خبر نہ ہوئی۔ جو دعائیں آپ سے نقل ہوئی ہیں وہ آپ کی عبادت کی کثرت کی شاہد ہیں حتی کہ امام علی ابن الحسین علیہ السلام جنہیں کثرت عبادت کی بنا پر زین العابدین اور سید الساجدین کے القاب ملے اپنے جد بزرگوار کی عبادت کے مقابلے میں اپنی عبادت کو ہیچ سمجھتے تھے۔ لوگوں نے نماز شب اور نوافل بجالانا آپ ہی سے سیکھا۔

آپ کی غذا بے حد سادہ اور قلیل ہوتی تھی۔ آپ جو کی روٹی تناول فرماتے تھے جس کے ساتھ نمک یا سرکہ ہوتا تھا۔

تری ذات میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

آپ کا لباس بھی بے حد سادہ ہوتا تھا چنانچہ خود ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنی قمیض میں اس قدر پیوند لگائے کہ مجھے پیوند لگانے سے شرم محسوس ہونے لگی۔ حالانکہ آپ کے پاس شام کے علاوہ تمام علاقوں سے بے شمار مال آتا تھا لیکن آپ یہ مال لوگوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ خود آپ کا کفش اور نیام تلوار لیف خرما کا ہوتا تھا اور جب آپ نے جام شہادت نوش فرمایا تو ورثے میں کوئی مال نہیں

چھوڑا۔

حضرت علیؓ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ حلیم تھے اور ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتے حتیٰ کہ اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف فرما دیتے تھے۔ آپ نے جنگ جمل میں مروان اور ابن زبیر کو معاف کر دیا۔ اسی طرح آپ نے جنگ صفین میں عمرو بن عاص اور بسر بن ارطاۃ سے اس وقت درگزر فرمایا جبکہ آپ کو ان پر مکمل تسلط حاصل ہو چکا تھا۔ جنگ صفین میں ہی جب دریا کا گھاٹ معاویہ بن ابوسفیان کے قبضے میں آیا تو اس نے آپ کے لشکر پر پانی بند کر دیا لیکن جب بعد میں گھاٹ پر آپ کا قبضہ ہو گیا تو آپ نے معاویہ کی لشکر پر پانی بند نہیں کیا۔

آپ اپنے زمانے کے بہترین قاضی تھے اور عدل و انصاف آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ جو مال آتا اسے لوگوں میں برابر تقسیم فرماتے اور خود اس میں سے ایک فرد کے برابر کا حصہ لیتے۔ جب آپ کے بھائی جناب عقیل نے کچھ زیادہ طلب کیا تو آپ نے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ مشہور ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی فصاحت اور بلاغت تو اظہر من الشمس ہے۔ آپ فصحاء کے امام اور بلغاء کے سردار ہیں۔ لوگوں نے کتابت اور خطابت آپ سے سیکھی۔ قریش میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فصاحت و بلاغت کے طریقے آپ ہی نے بتلائے۔ نہج البلاغہ جو آپ کے خطبات اور مکتوبات کا مجموعہ ہے آپ کے افصح الناس ہونے کا بین ثبوت ہے۔ حضرت کے حسن خلق کے بارے میں ابن ابی الحدید فرماتے ہیں۔

"حضرت علیؓ کا حسن اخلاق، بشاشت روئی اور تبسم مزاجی ضرب المثل تھا اگرچہ آپ کے دشمن اس بات کو عیب گردانتے تھے۔"

آپ کی قوت رائے و تدبیر بھی بے مثال تھی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگوں اور دیگر مہمات کی سیادت آپ کے سپرد فرماتے تھے۔ آپ ہی نے حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ جنگ روم و فارس میں خود شریک نہ ہوں کیونکہ اگر خلیفہ پر کوئی زد پڑی تو شوکت اسلام میں فرق آئے گا۔ اسلامی سن کو ہجرت سے شروع کرنے کی رائے بھی آپ ہی نے دی۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کو بھی نہایت مفید مشورے دیئے اور اگر وہ ان پر عمل کرتے تو وہ واقعات پیش نہ آتے جو اوراق

تواریخ میں محفوظ ہیں اور جن کی تصریح ابن ابی الحدید نے کی ہے۔

حضرت علیؑ کا حسن سیاست بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ آپ نے لوگوں میں عدل و مساوات کو قائم کیا۔ انہیں نیکی سے قریب اور بدی سے دور کیا۔ آپ نے طامع لوگوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ آپ نے اطاعت خالق پر اطاعت مخلوق کو کسی حال میں مقدم نہیں کیا اور دوسرے کئی ایک حکمرانوں کے برعکس اپنی حکومت مضبوط کرنے کے لیئے کبھی حیلہ بازی سے کام نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر دین اور تقویٰ مائل نہ ہوتا تو میں عرب کا سب سے چالاک سیاست دان ہوتا۔

جہاں تک حضرت علیؑ کے سب سے پہلے ایمان لانے کے مسئلے کا تعلق ہے۔ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ آپ مردوں میں مسلم اول ہیں۔ آپ نے خود فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو شنبہ کو مبعوث برسالت ہوئے اور میں نے سہ شنبہ کو اسلام قبول کیا۔ آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ آپ کے بے شمار اوصاف جو آپ کی افضلیت پر دلیل ہیں مختلف کتابوں میں مفصلاً درج ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی طرح باقی گیارہ ائمہ بھی برحق اور منصوص من اللہ ہیں۔ حضرت علیؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امامت پر اور حضرت امام حسن نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت پر نص قائم فرمائی۔ اس کے بعد ہر امام نے دوسرے امام کی امامت پر نص قائم کی اور یہ بات شیعہ مذہب میں بالتواتر ثابت ہے۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ وجوب نصب امام مسلمانوں کے مابین مسلم ہے اور جیسا کہ آیت مبارکہ لاینال عهدی الظالمین (سورۃ البقرۃ ۱۲۴) سے ثابت ہوتا ہے، امامت کے لیئے عصمت شرط ہے یہ امر بھی بدیہی ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کے سوا کسی نے عصمت کا دعویٰ نہیں کیا لہٰذا ان کی عصمت ثابت ہے اور جن کی عصمت ثابت ہے ان کی امامت بھی ثابت ہے۔ نیز چونکہ ائمہ اثنا عشر کے علاوہ کوئی معصوم نہیں لہٰذا ان کے سوا کوئی امام بھی نہیں ہو سکتا۔

ائمہ اثناء عشر کا منصوص من اللہ ہونا کئی ایک احادیث نبویؐ سے بھی ثابت ہے مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی وانھما لن یفترقا حتی

یردا علی الحوض' فلا تقد موهما فتهلکوا' ولا تقصروا عنها فتهلکوا' ولا تعلموهم فانهم اعلم منکم۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ "میرا یہ بیٹا امام ہے۔ امام کا فرزند' امام کا بھائی اور نو اماموں کا باپ ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور وہ سب کے سب قبیلہ قریش سے ہوں گے۔" یہ حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے۔

فرمان نبویؐ ہے۔ " **من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتة جاهلیة۔**

یعنی " جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔"

یہ حدیث اس امر پر دلیل ہے کہ ہر زمانے میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور چونکہ سابقہ حدیث کی رو سے ائمہ کی تعداد بارہ ہے اور اس تعداد کا اطلاق دوسرے قریشی خلفاء پر نہیں ہوتا لہذا ائمہ اثناعشر کی امامت ثابت ہے۔

سیرت ائمہ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ تمام ائمہ علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں صفات کمالیہ و نفسیہ کے اعتبار سے یکتائے روزگار تھے۔ وہ علم' عبادت' سخاوت' زہد' تقویٰ قوت رائے اور بصیرت وغیرہ میں سب سے افضل تھے۔ انہوں نے کئی علوم ایجاد فرمائے اور ان کے اصحاب نے ان سے اخذ کردہ روایات کی مدد سے چھ ہزار سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے چار سو کتابیں مشہور ہوئیں جنہیں اصول اربعماۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صرف ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیس ہزار احادیث نقل کی ہیں۔ حسن بن وشا جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے کہتے ہیں کہ میں نے مسجد کوفہ میں نو سو شیوخ سے ملاقات کی جن میں سے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ مجھ سے یہ حدیث حضرت جعفر بن محمدؑ نے بیان فرمائی ہے۔

اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ اثناعشر علیہم السلام کے افضل اور امام برحق ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

معاد

اجسام کے فنا ہو جانے کے بعد انہی اجسام کے دوبارہ وجود میں آنے کو معاد کہتے ہیں۔ قیامت میں خداوند عالم اجسام کو دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ نیکوکاروں کو ان کی نیکی کی جزا اور بدکاروں کو ان کی بدی کی سزا دی جائے۔

خداوند عالم نے بندوں پر شرعی تکالیف واجب کی ہیں اور انہیں اوامر و نواہی کا پابند کیا ہے اس نے اطاعت پر ثواب اور معصیت پر عذاب کا وعدہ فرمایا ہے دنیا میں بے شمار مظالم ہوتے ہیں جن کا انصاف نہیں ہو پاتا اور انسان بہت سے ایسے گناہ کرتا ہے جن کی سزا اسے اس زندگی میں نہیں ملتی۔ اسی طرح اطاعت کا ثواب اور نیکی کی جزا بھی اس دنیا میں حاصل نہیں ہوتی لہذا اگر سزا جزا کا کوئی اہتمام نہ ہو تو تکلیف عبث قرار پاتی ہے اور ظلم کی شکل اختیار کر لیتی ہے کیونکہ بلا معاوضہ تکلیف دینا ظلم ہے علاوہ ازیں اس صورت میں خداوند عالم کی وعدہ خلافی لازم آتی ہے حالانکہ اس ذات اقدس سے نہ ہی ظلم اور وعدہ خلافی ممکن ہے اور نہ اس کا کوئی فعل عبث ہو سکتا ہے۔ لہذا حکمت الٰہی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ ایک دن ایسا بھی ہو جب لوگوں کو محشور کیا جائے تاکہ ظالم سے مظلوم کا حق لیا جائے اور نیکوکاروں کو ان کے اچھے اعمال کی جزا اور بدکاروں کو ان کے افعال شنیعہ کی سزا دی جائے اسی دن کو یوم حشر' یوم جزا' یوم الدین' معاد اور قیامت کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ دن کب آئے گا اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

قیامت کے برحق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خداوند عالم نے انسان میں عاقبت اندیشی کی خاصیت ودیعت فرمائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عاقبت واقعی ایک حقیقی چیز ہے اگر عاقبت کا کوئی وجود نہ ہوتا تو انسانی ذہن میں اس کا احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس صورت میں انسان فکر و اندوہ سے بے نیاز بہائم کی طرح کھا پی کر پلتا بڑھتا اور بالآخر مر جاتا لیکن اس کی ایسی بے مقصد زندگی عبث قرار پائی اور **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** ○ ایک لاحاصل فعل ٹھہرتا اور

چونکہ خدائے دانا و توانا عبث اور بے مقصد افعال سے پاک و پاکیزہ ہے لہذا ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کا برپا ہونا تخلیق انسان کے مقصد کی تکمیل کے لیئے لازمی ہے۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا گل سڑ کر خاک اور نیست و نابود شدہ انسان اجسام کا اپنی اصل شکل و صورت میں دوبارہ وجود پذیر ہونا ممکن ہے ؟ اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ چونکہ خداوند عالم ہر چیز پر قادر ہے لہذا اس کا انسان کو وجود ثانی بخشنا عین ممکن ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ :

وضرب لنا مثلاً ونسی خلقه قال من یحی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرة وھو بکل خلق علیم (سورۃ یٰسین : ۷۸ - ۷۹)۔

" یعنی ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنی خلقت کی حالت کو بھول گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ ہڈیاں گل سڑ کر خاک ہو جائیں گی تو پھر بھلا کون دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ اے رسولؐ کہہ دو کہ وہی خداوند زندہ کریگا جس نے جب تم کچھ نہ تھے تمہیں پہلی مرتبہ زندہ کر دکھایا۔ وہ ہر طرح کی پیدائش سے واقف ہے۔"

قیامت پر ایمان رکھنا ہر مسلمان کے لیئے ضروری ہے اور دنیا و آخرت کی سعادت کا باعث بھی ہے کیونکہ یہ عقیدہ رکھنے والا گناہوں سے باز رہنے کی کوشش کرتا ہے اور اطاعت کی طرف راغب ہوتا ہے وہ عدل و انصاف کی راہ پر چلتا ہے دوسروں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے۔ اخلاق حمیدہ سے متصف ہوتا ہے علم کے ذریعے کمال کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور حتی الامکان نفس کو رذائل سے پاک رکھتا ہے۔

یہ بات قرآن مجید کی متعدد آیات' بے شمار احادیث اور پیشوایان دین کے اقوال سے واضح اور دین محمدیؐ کی ضروریات میں سے ہے کہ جس طرح قیامت پر ایمان رکھنا ضروری ہے اسی طرح ان تمام باتوں کا ماننا بھی لازم ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیات بعد از ممات اور قیامت کے سلسلے میں بیان فرمائی ہیں مثلاً حساب قبر' اعمال ناموں کا ہاتھ میں آنا۔ اعضائے انسانی کا باتیں کرنا حساب محشر' صراط میزان ' شفاعت' جنت ' حوض ' جہنم وغیرہ ان سب منازل کی تفصیل متعلقہ دینی کتابوں میں درج ہے۔

علم دین کی اہمیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (سورۃ العصر)۔

"قسم ہے عصر کی کہ انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔"

ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ خداوند عالم نے ان حکیمانہ افعال کو کسی غرض و غایت کے پیش نظر انجام دیا ہے اور انسان چونکہ عالم سفلی کی اشرف المخلوقات میں سے ہے اس لیئے اس کی خلقت کی بھی کوئی غرض ضرور ہے اور وہ غرض انسان کے لیئے کوئی مضر چیز بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ مضر کام جاہل یا محتاج ہی سے صادر ہو سکتا ہے اور خداوند عالم ان چیزوں سے بالاتر ہے لہٰذا وہ غرض کوئی مفید چیز ہونی چاہیئے نیز یہ غرض خداوند عالم کی طرف عائد نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ذات اقدس تمام اغراض سے مستغنی ہے۔ لہٰذا لامحالہ تخلیق مخلوقات کی یہ غرض بندوں کی طرف عائد ہو گی اور چونکہ چند معمولی چیزوں کے سوا دنیوی حقیقی اغراض نہیں ہو سکتیں اس لیئے تخلیق مخلوقات کی غرض دنیوی بھی نہیں ہو سکتی اور چونکہ یہ غرض تمام مقاصد سے عظیم تر اور تمام نعمتوں سے نفیس تر ہے لہٰذا اس کا حصول ہر ایک کی دسترس میں نہیں ہے بلکہ وہی اسے حاصل کر سکتے ہیں جو اس کے مستحق ہوں اور کوئی شخص بغیر عمل کے کسی چیز کا مستحق نہیں ہو سکتا اور عمل کے لیئے ضروری ہے کہ وہ علم فقہ جانتا ہو لہٰذا علم فقہ کی ہمیں سب سے زیادہ ضرورت ہے (معالم الاصول)۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "علم دین حاصل کرنے، مصیبت پر صبر کرنے اور معاش میں میانہ روی اختیار کرنے میں کمال تام ہے"۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا "اے جابر! کیا صرف یہ کہنا کہ ہم اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں دعویٰ شیعیت کے لیئے کافی ہے؟ خدا کی قسم جب تک کوئی شخص اللہ سے نہ ڈرے اور اس کی اطاعت نہ کرے ہمارا شیعہ نہیں ہو سکتا اور اے جابر یہ تواضع و خشوع' ادائے امانت' کثرت ذکر خدا' روزہ' نماز' والدین سے نیکی ہمسایوں' فقیروں' مسکینوں' مقروضوں اور یتیموں سے حسن سلوک' قول میں صداقت' قرآن کی تلاوت' لوگوں کے بارے میں نیکی کے سوا کچھ نہ کہنے اور اپنے قبائل کی اشیاء میں امین ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

جابر نے کہا" یابن رسول اللہ! اس زمانے میں ایسا آدمی تو کوئی نظر نہیں آتا"۔ آپ نے فرمایا "اے جابر! مذاہب باطلہ تم کو مذہب حق سے نہ ہٹادیں۔ کیا ایک شخص کے لیئے یہ کہنا کافی ہے کہ میں علیؑ کو دوست رکھتا ہوں اور رسولؐ علیؑ سے بہتر ہیں؟ اگر اس کے بعد رسولؐ کی سیرت کی پیروی نہ کرے اور ان کی سنت پر عمل نہ ہو تو حضرت کی محبت اسے کچھ فائدہ نہ دے گی۔ اللہ سے ڈرو اور صحیح عمل کرو جو پیش خدا مقبول ہو۔ کسی شخص اور خدا کے درمیان قرابت نہیں ہے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے اور عملاً اس کی زیادہ اطاعت کرنے والا ہے۔

اے جابر! اطاعت کے بغیر کوئی خدا کا مقرب نہیں بن سکتا۔ اس کے بغیر اس کا ہمارے ساتھ ہونا بھی ہمیں برداشت نہیں اور نہ خدا پر کوئی حجت ہے۔ جو اللہ کا مطیع ہے وہ ہمارا دوست ہے جو اللہ کا گنہگار ہے وہ ہمارا دشمن ہے عمل اور پرہیزگاری کے بغیر ہماری ولایت کو کوئی نہیں پا سکتا" (اصول کافی جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۴ حدیث ۳)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا" جب خدا کسی بندے سے نیکی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے علم دین عطا کرتا ہے۔" (اصول کافی جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۴ حدیث ۳)

حضرت امام جعفرصادقؑ نے فرمایا" میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے مارے جائیں تاکہ وہ علم دین حاصل کریں۔" (اصول کافی جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۱ حدیث ۸)

حضرت امام جعفرصادقؑ نے فرمایا" حلال و حرام کے بارے میں ایک سچے شخص سے ایک حدیث سن لینا دنیا کے تمام سونے چاندی سے بہتر ہے۔" (المحاسن)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور میں خواہش رکھتا ہوں کہ وہ آپ سے حلال و حرام کے بارے میں پوچھے اور جس چیز کی ضرورت نہ ہو وہ نہ پوچھے آپ نے فرمایا۔ "کیا لوگوں سے حرام اور حلال سے بہتر بھی کسی چیز کے بارے سوال کیا جاتا ہے؟" (المحاسن)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا " تمہارے اوپر علم دین حاصل کرنا لازم ہے اور تم بدو عرب نہ بنو کیونکہ وہ علم دین حاصل نہیں کرتے۔ تم ان میں سے نہ ہو ورنہ اللہ روز قیامت نظر رحمت نہ کرے گا اور کوئی عمل اس کے نزدیک پاکیزہ نہ ہو گا۔"

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے ان فرائض کے بارے میں بتا دیجئے جو بندوں پر واجب ہیں آپ نے فرمایا۔ " لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نماز پنج گانہ کا قیام۔ زکوٰۃ کی ادائیگی۔ حج ' رمضان کے روزے اور ولایت پس جو شخص ان فرائض پر عمل کرتا ہے' برائیوں سے باز رہتا ہے نیکیوں کو اختیار کرتا ہے اور ہر نشہ آور چیز سے پرہیز کرتا ہے وہ داخل جنت ہو گا۔" (الفقہ والمحاسن)

ابی اسامہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ "تقویٰ' پرہیزگاری اور دین میں کوشش سچ بات کہنا امانت ادا کرنا' حسن خلق' پڑوسی سے نیکی اور نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینا اپنے اوپر لازم کرو۔ اپنے آئمہ کے لیئے زینت بنو اور ان کے لیئے باعث ننگ نہ بنو۔ اپنے رکوع اور سجود کو طول دو۔ جب تم انہیں طول دیتے ہو تو شیطان تمہارے پیچھے سے کہتا ہے "ہائے اس نے اطاعت کی اور میں نے نافرمانی کی اس نے سجدہ کیا اور میں نے سجدہ سے انکار کیا۔" (اصول کافی جلد نمبر۲ صفحہ ۷۷ حدیث ۹)

جو شخص نیکی کو پسند اور بدی کو ناپسند کرتا ہے وہ مومن ہے اور اگر کوئی شخص بدی کا مرتکب ہوتا ہے اور بعد میں اسے ندامت ہوتی ہے تو یہ توبہ ہے اور توبہ کرنے والا شفاعت اور مغفرت کا مستحق ہے اور جو شخص بدی کو ناپسند نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے اور جب وہ مومن نہیں ہے تو پھر وہ مستحق شفاعت بھی نہیں ہے۔

ابی بصیر کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت پر ام حمیدہ کے پاس تعزیت

کے لیئے گیا تو وہ روئیں ان کے رونے پر میں بھی رویا۔ پھر انہوں کہا "اے ابو محمدؐ! اگر تو نے ابو عبداللہ کی شہادت کے موقع پر انہیں دیکھا ہوتا تو تو ایک عجیب چیز دیکھتا امام نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا میرے تمام اقارب کو جمع کرو۔ چنانچہ ہم نے سب کو جمع کیا تو ان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا "ہماری شفاعت نماز میں کاہلی کرنے والے کو نہیں پہنچے گی۔" (وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۱۷)۔

تقلید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ رب العالمین' والصلوٰۃ والسلام علٰی اشرف الانبیاء والمرسلین ○ محمد وآلہ الطیبین الطاهرین ○ واللعنۃ الدائمۃ علٰی اعدائهم اجمعین من الآن الٰی قیام یوم الدین ○

حضرت امام حسنؑ عسکری کا ارشاد ہے :

" عوام کے لیئے ضروری ہے کہ فقہا یعنی احکام شریعت کو تفصیل و تحقیق کے ساتھ جاننے والوں میں سے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو' اپنی نفسانی خواہشات کا تابع نہ ہو اور اپنے خدا اور رسولؐ کا فرمانبردار ہو اس کی تقلید کریں۔"

امام زمانہ حضرت حجت علیہ السلام کا فرمان ہے :

" زمانہ غیبت کبریٰ میں پیش آنے والے حالات کے سلسلے میں ہماری حدیثوں کو بیان کرنے والے علماء کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں اللہ کی جانب سے آپ پر حجت ہوں۔"

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کے پیش نظران تمام لوگوں پر جو درجہ اجتہاد پر فائز نہیں ہیں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے' اس کے بغیر ان کی عبادات اور ایسے تمام اعمال جن میں تقلید ضروری ہے باطل ہوں گے۔

شریعت کے فروعی احکام قاعدوں کو تفصیلی دلیلوں سے جاننے کا نام اجتہاد ہے اور مجتہد کے بتائے ہوئے احکام کو بغیر دلیل کے جاننا اور بغرض عمل معلوم کرنا تقلید ہے۔ جو شخص رتبہ اجتہاد حاصل کرچکا ہو اس کیلئے تقلید جائز نہیں اور جو خود مجتہد نہ ہو اس پر تقلید واجب ہے۔ اجتہاد اور تقلید کے علاوہ

ایک تیسری صورت بھی ممکن ہے یعنی احتیاط پر عمل کیا جائے لیکن یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ احتیاط پر وہی شخص عمل کر سکتا ہے جو اختلافی مسائل میں تمام مجتہدین کے احکام سے پوری طرح باخبر ہو اور ایسا طریقہ عمل اختیار کر سکے جس میں کامل جامعیت پائی جاتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بھی تقریباً اجتہاد ہی کی طرح دشوار اور مشکل ہے پس دو ہی صورتیں باقی رہ جاتی ہیں یعنی ایک اجتہاد اور دوسری تقلید۔

احکام تقلید

ہر مسلمان کے لیئے لازم ہے کہ وہ اصول دین پر بربنائے دلیل اعتقاد رکھتا ہو۔ اصول دین میں تقلید نہیں کر سکتا یعنی دلیل دریافت کیئے بغیر کسی کی کہی ہوئی بات کو قبول کرنا جائز نہیں۔ تاہم جہاں تک احکام دین کا تعلق ہے ضروری اور قطعی امور کے علاوہ جو مسائل پیدا ہو سکتے ہیں کسی شخص کے لیئے ان سے عہدہ برآ ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

مسئلہ ۱ : اگر مجتہد ہو تو بربنائے دلیل طے کرے کہ زیر نظر مسئلے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

مسئلہ ۲ : مجتہد کی تقلید کرے یعنی دلیل طلب کیئے بغیر اس کے فتوے پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳ : ازراہ احتیاط اپنا فریضہ یوں ادا کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے مثلاً اگر چند مجتہد کسی عمل کو حرام قرار دیں اور چند دوسروں کا کہنا ہو کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل سے باز رہے اور اگر کسی عمل کو بعض مجتہد واجب اور بعض مستحب گردانیں تو اسے بجا لائے۔ لہٰذا جو اشخاص نہ تو مجتہد ہوں اور نہ ہی احتیاط پر عمل پیرا ہو سکیں ان کے لیئے واجب ہے کہ مجتہد کی تقلید کریں۔

مسئلہ ۴ : احکام دین کے بارے میں تقلید کا مطلب یہ ہے کہ کسی مجتہد کے فتویٰ پر عمل کیا جائے۔ ضروری ہے کہ جس مجتہد کی تقلید کی جائے وہ مرد، بالغ، عاقل، شیعہ اثناعشری، حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو۔ عادل وہ شخص ہے جو ان تمام اعمال کو بجا لائے جو اس پر واجب ہیں اور ان باتوں کو ترک

کرے جو اس پر حرام ہیں۔ اور اس کے دل میں ایمان باخدا اور رسول وخوف خدا اس طرح راسخ ہو جو کہ اس کو نیکیوں پر اکسائے اور برائیوں سے دور رکھے۔ عادل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ بظاہر ایک اچھا شخص ہو اور اگر اس کے اہل محلہ یا ہمسایوں یا ان لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا جائے جو اس سے میل جول رکھتے ہوں تو وہ اس کی اچھائی کی تصدیق کریں۔

اگر درپیش مسائل کے بارے میں مجملاً معلوم ہو کہ مجتہدین کے فتوے ان کے متعلق ایک دوسرے سے مختلف ہیں تو ضروری ہے کہ اس مجتہد کی تقلید کی جائے جو اعلم ہو یعنی اپنے زمانے کے دوسرے مجتہدوں کے مقابلے میں احکام الٰہی کو سمجھنے کی بہتر صلاحیت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۵ : مجتہد اور اعلم کی پہچان تین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ ایک شخص خود صاحب علم ہو اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ دوم یہ کہ دو اشخاص جو عالم اور عادل ہوں اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کا ملکہ رکھتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں بشرطیکہ دو اور عالم اور عادل اشخاص ان کی تردید نہ کریں اور بظاہر کسی کا مجتہد یا اعلم ہونا ایک قابل اعتماد شخص کے قول سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ کچھ اہل علم جو مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں اور ان کی تصدیق سے انسان مطمئن ہو جائے۔

مسئلہ ۶ : اگر مجتہدوں کے فتوے مختلف ہونے کا مجملاً علم ہو اور اعلم کا شناخت کرنا بھی مشکل ہو تو احتیاط کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور اگر احتیاط ممکن نہ ہو تو اس شخص کی تقلید لازم ہے جس کے بارے میں اعلم ہونے کا گمان ہو بلکہ اگر ضعیف سا احتمال بھی اس امر کا ہو کہ ایک شخص اعلم ہے اور دوسرا اس کے مقابلے میں اعلم نہیں ہے تو اس کی تقلید کرنی چاہئے۔

مسئلہ ۷ : کسی مجتہد کا فتویٰ حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں۔ اول خود مجتہد سے (اس کا فتویٰ) سننا' دوم ایسے دو عادل اشخاص سے سننا جو مجتہد کا فتویٰ بیان کریں۔ سوم (مجتہد کا فتویٰ کسی ایسے شخص سے سننا جس کے قول پر اطمینان ہو اور چہارم اس فتویٰ کا مجتہد کی مسائل کے بارے میں تحریر کردہ کتاب میں پڑھنا بشرطیکہ اس کتاب کے درست ہونے کے بارے میں اطمینان ہو۔

مسئلہ ۸ : جب تک انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مجتہد کا فتویٰ تبدیل ہو چکا ہے وہ کتاب میں لکھے ہوئے فتویٰ پر عمل کر سکتا ہے اور اگر فتویٰ کے بدلے جانے کا احتمال ہو تو چھان بین ضروری

نہیں۔

مسئلہ ۹ : اگر مجتہد اعلم کوئی فتویٰ دے تو اس کا مقلد اس مسئلے کے بارے میں کسی دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل نہیں کر سکتا۔ تاہم اگر وہ (یعنی مجتہد اعلم) فتویٰ نہ دے بلکہ یہ فرمائے کہ احتیاط اس میں ہے کہ یوں عمل کیا جائے مثلاً یہ فرمائے کہ احتیاط اس میں ہے کہ نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد ایک اور پوری سورۃ پڑھے تو مقلد کو چاہئے کہ یا تو اس احتیاط پر (جسے احتیاط واجب کہتے ہیں) عمل کرے۔ یا کسی ایسے دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرے جس کی تقلید جائز ہو۔ پس اگر وہ (یعنی دوسرا مجتہد) فقط سورہ حمد کو کافی سمجھتا ہو تو دوسرا سورہ ترک کیا جا سکتا ہے۔ اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں یہ فرمائے کہ محل تامل یا محل اشکال ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۰ : اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں فتویٰ دینے کے بعد یا اس سے پہلے احتیاط کرے مثلاً یہ فرمائے کہ نجس برتن ایسے پانی میں جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ تین مرتبہ دھوئے تو مقلد اس امر کا مجاز ہے کہ احتیاط کو ترک کر دے۔ اس قسم کی احتیاط کو احتیاط مستحب کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱ : اگر مرجع تقلید فوت ہو جائے تو اس کے مقلد پر واجب ہے کہ فوراً زندہ مجتہد اعلم کی تقلید کرے خواہ وہ مجتہد مردہ مجتہد کے علم میں برابر ہو یا کم ہو یا زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۲ : جن مسائل سے انسان کو عموماً سابقہ پڑتا ہے ان کا یاد کر لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کا حکم اسے معلوم نہ ہو تو لازم ہے کہ احتیاط کرے یا ان شرائط کے مطابق تقلید کرے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے لیکن اگر اسے اعلم اور غیر اعلم کی آراء کے مختلف ہونے کا مجملاً علم ہو اور معاملے کو ملتوی کرنا اور احتیاط پر عمل کرنا بھی ممکن نہ ہو اور اعلم تک رسائی بھی نہ ہو سکے تو غیر اعلم کی تقلید جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴ : اگر کوئی شخص کسی مجتہد کا فتویٰ کسی دوسرے شخص کو بتائے لیکن مجتہد نے اپنا سابقہ فتویٰ بدل دیا ہو تو اس کے لیئے دوسرے شخص کو فتویٰ کی تبدیلی کی اطلاع دینا ضروری نہیں۔ لیکن اگر فتویٰ بتانے کے بعد یہ محسوس ہو کہ (فتویٰ بتانے میں) غلطی ہو گئی ہے تو جہاں تک ممکن ہو اس غلطی کا

ازالہ ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۵ : اگر کوئی مکلف ایک مدت تک بغیر کسی کی تقلید کیئے اعمال بجالاتا رہے لیکن بعد میں کسی مجتہد کی تقلید کرلے تو اس صورت میں اگر مجتہد اس کے گزشتہ اعمال کے بارے میں حکم لگائے کہ وہ صحیح ہیں تو وہ صحیح تصور ہوں گے ورنہ باطل شمار ہوں گے۔

احکام طہارت

۱۔ مطلق اور مضاف پانی

مسئلہ ۱۶ : پانی یا مطلق ہوتا ہے یا مضاف' مضاف پانی وہ ہوتا ہے جسے کسی چیز سے حاصل کیا جائے مثلاً تربوز کا پانی یا گلاب کا عرق' اس پانی کو بھی مضاف کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے ملا ہوا ہو مثلاً وہ پانی جو اس حد تک مٹی وغیرہ سے ملا ہوا ہو کہ پھر اسے پانی نہ کہا جاسکے جیسے کیچڑ وغیرہ ان کے علاوہ جو پانی ہو اسے آب مطلق کہتے ہیں اور اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول آب کر یعنی وہ پانی جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو۔ دوم آب قلیل (یعنی تھوڑا پانی)' سوم جاری پانی' چہارم بارش کا پانی اور پنجم کنویں کا پانی۔

۲۔ کر جتنا پانی

مسئلہ ۱۷ : جو پانی ایک ایسے برتن کو بھر دے جس کی لمبائی' چوڑائی اور گہرائی ساڑھے تین بالشت ہو اس کی مقدار ایک کر کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ اتنے پانی کا وزن تقریباً ۳۹۰.۱۲۰ کیلو گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸ : اگر کوئی چیز عین نجس ہو مثلاً پیشاب یا خون یا وہ چیز جو نجس ہو گئی ہو جیسے کہ نجس لباس ایسے پانی میں گر جائے جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو اور اس کے نتیجے میں نجاست کی بو' رنگ یا ذائقہ پانی میں سرایت کر جائے تو پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر ایسی کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۹ : اگر ایسے پانی کی بو' رنگ یا ذائقہ جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو نجاست کے علاوہ

کسی اور چیز سے تبدیل ہو جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۲۰ : اگر کوئی چیز جو عین نجس ہو مثلاً خون ایسے پانی میں گرے جس کی مقدار ایک کر سے زیادہ ہو اور اس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے تو اس صورت میں اگر پانی کے اس حصے کی مقدار جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ایک کر سے کم ہو تو سارا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی مقدار ایک کر یا اس سے زیادہ ہو تو صرف وہ حصہ نجس متصور ہو گا جس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۱ : اگر فوارے کا پانی (یعنی وہ پانی جو جوش مار کر فوارے کی شکل میں اچھلے) ایسے دوسرے پانی سے متصل ہو جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو تو فوارے کا پانی نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر نجس پانی پر فوارے کے پانی کا ایک ایک قطرہ گرے تو اسے پاک نہیں کرتا البتہ اگر فوارے کے سامنے کوئی چیز رکھ دی جائے جس کے نتیجے میں اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متصل ہو جائے تو نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ فوارے کا پانی نجس پانی سے مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲ : اگر کسی نجس چیز کو ایک ایسے نل کے نیچے دھوئیں جو ایسے (پاک) پانی سے ملا ہوا ہو جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو اور اس چیز کی دھوون اس پانی سے متصل ہو جائے جس کی مقدار کر کے برابر ہو تو وہ دھوون پاک ہو گی بشرطیکہ اس میں نجاست کی بو' رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس میں عین نجاست کی آمیزش ہو۔

مسئلہ ۲۳ : اگر آب کر (یعنی وہ پانی جس کی کم از کم مقدار کر ہو) کا کچھ حصہ جم کر برف بن جائے اور جو حصہ پانی کی شکل میں باقی رہے اس کی مقدار ایک کر سے کم ہو تو جونہی کوئی نجاست اس پانی کو چھوئے گی وہ نجس ہو جائے گا۔ اور برف پگھلنے پر جو پانی بنے گا وہ بھی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۲۴ : اگر پانی کی مقدار ایک کر کے برابر ہو اور بعد میں شک ہو کہ آیا اب بھی کر کے برابر ہے یا نہیں تو اس کی حیثیت ایک کر پانی ہی کی ہو گی یعنی وہ نجاست کو بھی پاک کرے گا اور نجاست کے اتصال سے نجس بھی نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس جو پانی ایک کر سے کم تھا اگر اس کے متعلق شک ہو کہ اب اس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو گئی ہے یا نہیں تو اسے ایک کر سے کم ہی سمجھا

جائے گا۔

مسئلہ ۲۵ : پانی کا ایک کر کے برابر ہونا دو طریقوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ انسان کو خود اس بارے میں یقین ہو اور دوم یہ کہ دو عادل مرد اس بارے میں خبردیں کہ پانی کی مقدار ایک کر کے برابر ہے بلکہ ایک مرد عادل یا کسی قابل اعتماد شخص کا کہنا بھی کافی ہے۔

۳۔ قلیل پانی

مسئلہ ۲۶ : آب قلیل یعنی تھوڑا پانی' وہ پانی ہے جو زمین سے نہ ابلے اور جس کی مقدار ایک کر سے کم ہو۔

مسئلہ ۲۷ : جب آب قلیل کسی نجس چیز پر گرے یا کوئی نجس چیز اس پر آن گرے تو پانی نجس ہو جائے گا۔ البتہ اگر پانی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ اس نجس چیز سے مل جائے گا نجس ہو جائے گا لیکن باقی پاک ہو گا۔

مسئلہ ۲۸ : جو آب قلیل کسی چیز پر عین نجاست دور کرنے کے لیئے ڈالا جائے وہ نجاست سے جدا ہونے کے بعد نجس ہو جاتا ہے لیکن وہ آب قلیل جو عین نجاست کے الگ ہو جانے کے بعد نجس چیز کو پاک کرنے کے لیئے اس پر ڈالا جائے اس سے جدا ہو جانے کے بعد وہ بھی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۲۹ : جس پانی سے پیشاب یا پاخانہ کے خارج ہونے کے مقامات دھوئے جائیں وہ گرنے والا پانی نجس ہے لیکن عادتاً" جسم پر رہ جانے والے قطرات اور رطوبت پاک ہے۔

۴۔ جاری پانی

جاری پانی وہ ہے جو زمین سے ابلے اور بہتا ہو بشرطیکہ اس کے پیچھے کم از کم ایک کر کی مقدار پانی ہمیشہ ذخیرہ رہے۔ مثلاً چشمے کا پانی یا کاریز کا پانی۔

مسئلہ ۳۰ : اگر نجاست جاری پانی سے آملے تو اس کی اتنی مقدار جس کی بو' رنگ یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل جائے نجس ہے۔ البتہ اس پانی کا وہ حصہ جو چشمے سے متصل ہو پاک ہے خواہ اس کی مقدار کر سے کم ہی کیوں نہ ہو ندی کی دوسری طرف کا پانی اگر ایک کر جتنا ہو یا اس پانی کے

ذریعے جس میں کوئی تبدیلی (بو، رنگ یا ذائقے کی) واقع نہیں ہوئی چشمے کی طرف کے پانی سے ملا ہوا ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

مسئلہ ۳۱ : اگر کسی چشمے کا پانی جاری نہ ہو لیکن صورت یہ ہو کہ اگر اس میں سے پانی نکال لیں تو دوبارہ اس کا پانی ابل پڑتا ہو تو وہ بھی جاری پانی کے حکم میں آتا ہے یعنی اگر نجاست اس سے آملے تو جب تک اس نجاست کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے پاک ہے۔

مسئلہ ۳۲ : ندی یا نہر کے کنارے کا پانی جو ساکن ہو اور جاری پانی سے متصل ہو اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک کسی نجاست کے آملنے کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۳۳ : اگر ایک ایسا چشمہ ہو مثال کے طور پر سردی میں ابل پڑتا ہو لیکن سردی اور گرمی (یہ دونوں لفظی محسوس ہوتی ہے) میں اس کا جوش ختم ہو جاتا ہو تو وہ اسی وقت جاری پانی کے حکم میں آئے گا جب اس کا پانی ابل پڑتا ہو۔

مسئلہ ۳۴ : اگر کسی حمام کے چوبچے کا پانی ایک کر سے کم ہو لیکن وہ پانی کے ایک ایسے ذخیرے سے متصل ہو جس کا پانی حوض کے پانی سے مل کر ایک کر بن جاتا ہو تو جب تک نجاست کے مل جانے سے اس کی بو، رنگ اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ نجس نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۳۵ : حمام اور عمارات کے نلکوں کا پانی جو ٹونٹیوں اور شاور کے ذریعے بہتا ہے اگر اس حوض کے پانی سے مل کر جو ان نلکوں سے متصل ہو ایک کر کے برابر ہو جائے تو نلکوں کا پانی بھی کر کے برابر پانی کے حکم میں شامل ہو گا۔

مسئلہ ۳۶ : جو پانی زمین پر بہہ رہا ہو لیکن زمین سے نہ ابلتا ہو اگر وہ ایک کر سے کم ہو اور اس میں نجاست مل جائے تو وہ نجس ہو جائے گا لیکن اگر وہ پانی تیزی سے بہہ رہا ہو اور مثال کے طور پر اگر نجاست اس کے نچلے حصے کو لگے تو اس کا اوپر والا حصہ نجس نہیں ہو گا۔

۵- بارش کا پانی

مسئلہ ۳۷ : جو چیز نجس ہو اور عین نجاست اس میں نہ ہو اس پر جہاں جہاں بارش ہو جائے

پاک ہو جاتی ہے اور فرش اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا بھی ضروری نہیں ہے۔ لیکن بارش کے دو تین قطرے کافی نہیں بلکہ اتنی بارش لازمی ہے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہو رہی ہے۔

مسئلہ ۳۸ : اگر بارش کا پانی عین نجس پر برسے اور پھر دوسرے جگہ چھینٹے پڑیں لیکن عین نجاست اس میں شامل نہ ہو اور نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ بھی اس میں پیدا نہ ہوا ہو تو وہ پانی پاک ہے۔ پس اگر بارش کا پانی خون پر برسنے سے چھینٹے پڑیں اور ان میں خون کے ذرات شامل ہوں یا خون کی بو، رنگ یا ذائقہ پیدا ہو گیا ہو تو وہ پانی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۳۹ : اگر مکان کی نچلی یا بالائی چھت پر عین نجاست موجود ہو تو بارش کے دوران جو پانی نجاست کو چھو کر نچلی چھت سے ٹپکے یا پرنالے سے گرے پاک ہے۔ لیکن جب بارش ختم جائے اور یہ بات علم میں آئے کہ اب جو پانی گر رہا ہے وہ کسی نجس چیز کو چھو کر آ رہا ہے تو وہ پانی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۴۰ : جس نجس زمین پر بارش برس جائے پاک ہو جاتی ہے اور اگر بارش کا پانی زمین پر بہنے لگے اور نچلی چھت کے اس مقام پر جا پہنچے جو نجس ہے تو وہ جگہ بھی پاک ہو جائے گی بشرطیکہ ابھی بارش ہو رہی ہو۔

مسئلہ ۴۱ : جو نجس مٹی بارش کے ذریعے کیچڑ کی شکل اختیار کر لے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں عین نجاست موجود نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲ : اگر بارش کا پانی ایک جگہ جمع ہو جائے خواہ اس کی مقدار ایک کر سے کم ہی کیوں نہ ہو اور بارش برستے میں کوئی نجس چیز اس میں دھوئی جائے اور پانی نجاست کی بو رنگ یا ذائقہ قبول نہ کرے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائیگی۔

مسئلہ ۴۳ : اگر نجس زمین پر بچھے ہوئے پاک فرش پر بارش برسے اور اس کا پانی نجس زمین پر بہنے لگے تو فرش بھی نجس نہیں ہو گا اور زمین بھی پاک ہو جائے گی۔

۶۔ کنویں کا پانی

مسئلہ ۴۴ : ایک ایسے کنویں کا پانی جو زمین سے ابلتا ہو اگرچہ مقدار میں ایک کر سے کم ہو

نجاست پڑنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہو گا جب تک اس نجاست سے اس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے لیکن مستحب یہ ہے کہ بعض نجاستوں کے گرنے پر کنویں سے اتنی مقدار میں پانی نکال دیں جو مفصل کتابوں میں درج ہے۔

مسئلہ ۴۵ : اگر کوئی نجاست کنویں میں گر جائے اور اس کے پانی کی بو' رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے تو جب کنویں کے پانی میں پیدا شدہ یہ تبدیلی ختم ہو جائے گی پانی پاک ہو جائے گا اور ضروری ہے کہ یہ پانی کنویں کے سوتے سے ابلنے والے پانی میں مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۴۶ : اگر بارش کا پانی ایک گڑھے میں جمع ہو جائے اور اس کی مقدار ایک کر سے کم ہو تو بارش تھمنے کے بعد نجاست کی آمیزش سے نجس ہو جائے گا۔

پانی کے احکام

مسئلہ ۴۷ : مضاف پانی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا اور نہ ہی ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۸ : مضاف پانی کی مقدار خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو اگر اس میں نجاست کا ایک ذرہ بھی پڑ جائے تو نجس ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ایسا پانی کسی نجس چیز پر دھار کی صورت میں گرے تو اس کا جتنا پانی نجس چیز سے متصل ہو گا نجس ہو جائے گا اور جو متصل نہیں ہو گا وہ پاک ہو گا مثلاً اگر عرق گلاب کو گلاب دان سے نجس ہاتھ پر چھڑکا جائے تو اس کا جتنا حصہ ہاتھ کو لگے گا نجس ہو گا اور جو نہیں لگے گا وہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۴۹ : اگر وہ مضاف پانی جو نجس ہو ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے یوں مل جائے کہ پھر اسے مضاف پانی نہ کہا جا سکے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۵۰ : اگر ایک پانی مطلق تھا اور بعد میں اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مضاف ہو جانے کی حد تک پہنچا ہے یا نہیں تو وہ مطلق پانی تصور ہو گا یعنی نجس چیز کو پاک کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح ہو گا اور اگر پانی مضاف تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مطلق ہوا یا نہیں تو وہ

مضاف متصور ہو گا یعنی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح نہیں۔

مسئلہ ۵۱ : ایسا پانی جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف نجاست کو پاک نہیں کرتا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح نہیں جونہی کوئی نجاست ایسے پانی سے آملتی ہے وہ نجس ہو جاتا ہے خواہ اس کی مقدار ایک کر یا اس سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۵۲ : ایسا پانی جس میں خون یا پیشاب جیسی عین نجاست آپڑے اور اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے نجس ہو جاتا ہے خواہ وہ مقدار کر یا جاری پانی ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم اگر اس پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ کسی ایسی نجاست سے تبدیل ہو جو اس سے باہر ہے مثلاً قریب پڑے ہوئے مردار کی وجہ سے اس کی بو بدل جائے تو پھر وہ پانی نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۵۳ : وہ پانی جس میں عین نجاست مثلاً خون یا پیشاب گر جائے اور اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے۔ اگر مقدار کر یا جاری پانی سے متصل ہو جائے یا بارش کا پانی اس پر برس جائے یا ہوا بارش کا پانی اس پر گرائے یا بارش کا پانی اس دوران میں جب کہ مینہ پڑ رہا ہو پرنالے سے اس پر گرے اور ان تمام صورتوں میں اس میں واقع شدہ تبدیلی زائل ہو جائے تو ایسا پانی پاک ہو جاتا ہے لیکن احتیاط مستحب کی بنا پر چاہئے کہ بارش کا پانی، مقدار کر پانی یا جاری پانی اس میں مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۵۴ : اگر کسی نجس چیز کو مقدار کر پانی یا جاری پانی میں پاک کیا جائے تو وہ پانی جو باہر نکالنے کے بعد اس سے ٹپکے پاک ہو گا۔

مسئلہ ۵۵ : جو پانی پہلے پاک ہو اور یہ علم نہ ہو کہ بعد میں نجس ہوا یا نہیں وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس ہو اور معلوم نہ ہو کہ بعد میں پاک ہوا یا نہیں وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۵۶ : کتے، سور اور کافر کا جوٹھا نجس ہے اور اس کا کھانا اور پینا حرام ہے مگر حرام گوشت جانوروں کا جوٹھا پاک ہے اور بلی کے علاوہ اس قسم کے باقی تمام جانوروں کے جوٹھے کا کھانا اور پینا مکروہ ہے۔

بیت الخلاء کے احکام

مسئلہ ۵۷ : انسان پر واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ پھرتے وقت اور دوسرے مواقع پر اپنی شرم گاہوں کو ان لوگوں سے جو بالغ ہوں خواہ وہ ماں اور بہن کی طرح اس کے محرم ہی کیوں نہ ہوں اور اسی طرح پاگل افراد اور ان بچوں سے جو اچھے برے کی تمیز رکھتے ہوں چھپا کر رکھے۔ لیکن بیوی اور شوہر کے لیئے اور ان لوگوں کے لیئے جو بیوی اور شوہر کے حکم میں آتے ہوں مثلاً کنیز اور اس کے مالک کے لیئے اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے سے چھپانا لازم نہیں۔

مسئلہ ۵۸ : اپنی شرمگاہوں کو کسی مخصوص چیز سے ڈھانپنا لازم نہیں مثلاً اگر ہاتھ سے بھی ڈھانپ لیا جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۵۹ : پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ یعنی پیٹ اور سینہ نہ رو بقبلہ ہونا چاہئے اور نہ پشت بقبلہ۔

مسئلہ ۶۰ : اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت کسی شخص کے بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ یا پشت بقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو قبلے کی طرف سے موڑ لے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر اس کے بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ یا پشت بقبلہ نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شرمگاہ کو روبقبلہ یا پشت بقبلہ نہ موڑے۔

مسئلہ ۶۱ : اس بات میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ استبراء کے موقع پر جس کے احکام بعد میں بیان کیئے جائیں گے اور پیشاب اور پاخانہ خارج ہونے کے مقامات کو پاک کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ اور پشت بقبلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۶۲ : اگر اس لیئے کہ نامحرم اسے نہ دیکھے روبقبلہ یا پشت بقبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو بیٹھ جائے۔ اسی طرح اگر کسی اور وجہ سے روبقبلہ یا پشت بقبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۳ : احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کو رفع حاجت کے لیئے روبقبلہ یا پشت بقبلہ نہ بٹھائے۔ ہاں اگر بچہ خود ہی اس طرح بیٹھ جائے تو روکنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۶۴ : چار جگہوں پر رفع حاجت حرام ہے۔

۱... بند گلیوں میں جب کہ صاحبان کوچہ نے اس کی اجازت نہ دی ہو۔

۲... کسی شخص کی زمین میں جب کہ اس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دی ہو۔

۳... ان جگہوں میں جو چند مخصوص جماعتوں کے لیئے وقف ہوں مثلاً بعض مدرسے۔

۴... مومنین کی قبروں کے پاس جب کہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو۔

یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کی کسی مقدس چیز کی توہین کا موجب ہو۔

مسئلہ ۶۵ : تین صورتوں میں پاخانہ خارج ہونے کا مقام (مقعد) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے۔

۱... پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً (خون) باہر آئی ہو۔

۲... کوئی بیرونی نجاست پاخانے کے مخرج پر لگ گئی ہو۔

۳... پاخانے کے مخرج کے اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گئے ہوں۔

○... ان تین صورتوں کے علاوہ پاخانے کے مخرج کو یا تو پانی سے دھویا جاسکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا کپڑے یا پتھر وغیرہ سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

مسئلہ ۶۶ : پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا۔ اگر پانی بہ مقدار کر کے ہو یا جاری ہو تو پیشاب آنا ختم ہونے کے بعد ایک دفعہ دھونا کافی ہے لیکن آب قلیل سے دو مرتبہ دھونا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

مسئلہ ۶۷ : اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

مسئلہ ۶۸ : پتھر، ڈھیلا، کپڑا یا انہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو پاک کیا جا سکتا ہے اور ان میں معمولی نمی بھی ہو جو پاخانہ خارج ہونے کے

توضیح المسائل

رفع حاجت کے مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۷۹ : ہر شخص کے لیئے مستحب ہے کہ جب وہ رفع حاجت کے لیئے جائے تو ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالے۔

مسئلہ ۸۰ : رفع حاجت کے وقت سورج اور چاند کی جانب منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے لیکن اگر اپنی شرمگاہ کو کسی طرح ڈھانپ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں رفع حاجت کے لیئے ہوا کے رخ کے بالمقابل اور گلی کوچوں اور راستوں میں اور مکان کے دروازے کے سامنے اور میوہ دار درخت کے نیچے بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔ اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی صورت باتیں کرنے کی بھی ہے لیکن اگر مجبوری ہو یا ذکر خدا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۱ : کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں بالخصوص ساکن پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۲ : پیشاب اور پاخانہ روکنا مکروہ ہے اور اگر بدن کے لیئے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ ۸۳ : نماز سے پہلے سونے سے پہلے مباشرت کرنے سے پہلے اور منی کے اخراج کے بعد انسان کے لیئے پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاستیں

مسئلہ ۸۴ : دس چیزیں نجس ہیں یعنی۔

(۱) پیشاب (۲) پاخانہ

(۳) منی (۴) مردار
(۵) خون (۶) کتا
(۷) سور (۸) کافر
(۹) شراب (۱۰) فقاع (خمر شعیر یا جو کی شراب)

۱-۲- پیشاب اور پاخانہ

مسئلہ ۸۵ : پیشاب اور پاخانہ انسان کا اور ہر اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہو اور اس کا خون رگوں میں رہتا ہو (یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے نجس ہے) لیکن ان حیوانوں کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے جن کا گوشت حرام ہے۔ مگر ان کا خون رگوں میں نہیں ہوتا۔ (مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے) اور اس طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مچھر اور مکھی کا فضلہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ ۸۶ : جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے۔ لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔

مسئلہ ۸۷ : نجاست خور حیوان کا اور اس بھیڑ کا دودھ اور پاخانہ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو نجس ہے۔ اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بدفعلی کی ہو۔

۳- منی

مسئلہ ۸۸ : انسان کی اور ہر اس جانور کی منی نجس ہے جس کا خون رگوں میں رہتا ہو (ذبح ہوتے وقت اس کی شہ رگ سے) نکلے۔

۴- مردار

مسئلہ ۸۹ : انسان کی اور رگوں میں خون رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے خواہ وہ (قدرتی طور پر خود مرا ہو یا حیوان کی صورت میں) شرع کے مقرر کردہ طریقے کے علاوہ کسی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔ مچھلی چونکہ رگوں میں خون نہیں رکھتی اس لیئے پانی میں بھی مرجائے تو پاک ہے۔

۶-۷- کتا اور سور

مسئلہ ۱۰۶ : وہ کتا اور سور جو خشکی میں رہتے ہیں نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال' ہڈیاں' پنجے' ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں البتہ دریائی کتا اور سور پاک ہیں۔

۸- کافر

مسئلہ ۱۰۷ : کافر یعنی وہ شخص جو خدا' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قیامت کا منکر ہو یا کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک گردانتا ہو نجس ہے اور اسی طرح غلاۃ (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا فلاں امام میں سما گیا ہے اور خارجی اور ناصبی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ سے دشمنی کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں۔

اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) بھی جو حضرت خاتم الانبیاء محمدؐ ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے مشہور روایات کی بنا پر نجس ہیں اور ان سے بھی پرہیز لازم ہے۔ اور یہی کیفیت اس شخص کی ہے جو نبوت یا ضروریات دین یعنی ان چیزوں (مثلاً نماز اور روزہ) کا منکر ہو جائے جنہیں مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ چیزیں ضروریات دین میں سے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۸ : کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال' ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۰۹ : اگر نابالغ بچے کے ماں باپ' دادی' دادا کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے۔ (بجز اس صورت کے کہ تمیز رکھتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو) اور اگر ان میں سے (یعنی ماں باپ دادی دادا میں سے) ایک بھی مسلمان ہو تو بچہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱۰ : اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں تو وہ پاک متصور ہو گا لیکن اس پر اسلام کے دوسرے احکام کا اطلاق نہیں ہو گا مثلاً نہ ہی وہ مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۱۱ : جو شخص بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۶۴ : چار جگہوں پر رفع حاجت حرام ہے۔

۱... بند گلیوں میں جب کہ صاحبان کوچہ نے اس کی اجازت نہ دی ہو۔

۲... کسی شخص کی زمین میں جب کہ اس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دی ہو۔

۳... ان جگہوں میں جو چند مخصوص جماعتوں کے لیئے وقف ہوں مثلاً بعض مدرسے۔

۴... مومنین کی قبروں کے پاس جب کہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو۔

یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کی کسی مقدس چیز کی توہین کا موجب ہو۔

مسئلہ ۶۵ : تین صورتوں میں پاخانہ خارج ہونے کا مقام (مقعد) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے۔

۱... پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً (خون) باہر آئی ہو۔

۲... کوئی بیرونی نجاست پاخانے کے مخرج پر لگ گئی ہو۔

۳... پاخانے کے مخرج کے اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گئے ہوں۔

○ ... ان تین صورتوں کے علاوہ پاخانے کے مخرج کو یا تو پانی سے دھویا جاسکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا کپڑے یا پتھر وغیرہ سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

مسئلہ ۶۶ : پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا۔ اگر پانی بہ مقدار کر کے ہو یا جاری ہو تو پیشاب آنا ختم ہونے کے بعد ایک دفعہ دھونا کافی ہے لیکن آب قلیل سے دو مرتبہ دھونا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

مسئلہ ۶۷ : اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

مسئلہ ۶۸ : پتھر، ڈھیلا، کپڑا یا انہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو پاک کیا جا سکتا ہے اور ان میں معمولی نمی بھی ہو جو پاخانہ خارج ہونے کے

مقام تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ پتھر' ڈھیلا یا کپڑا جس سے پاخانہ صاف کیا جائے اس کے تین ٹکڑے ہوں اور اگر تین ٹکڑوں سے صاف نہ ہو تو اتنے مزید ٹکڑوں کا اضافہ کرنا چاہئے کہ پاخانہ خارج ہونے کا مقام بالکل صاف ہو جائے البتہ اگر اتنے چھوٹے ذرے باقی رہ جائیں جو نظر نہ آئیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۰ : پاخانے کے مخرج کو ایسی چیزوں سے پاک کرنا حرام ہے جن کا احترام لازم ہو (مثلاً ایسا کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ' انبیاء اور معصومین علیہم السلام کے نام لکھے ہوں) اور مخرج کے ہڈی یا گوبر سے پاک ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۷۱ : اگر ایک شخص کو شک ہو کہ پاخانہ خارج ہونے کا مقام پاک کیا ہے یا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اسے پاک کرے اگرچہ پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد وہ ہمیشہ متعلقہ مقام کو فوراً پاک کرتا ہو۔

مسئلہ ۷۲ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک گزرے کہ آیا نماز سے پہلے پیشاب یا پاخانہ خارج ہونے کا مقام پاک کیا تھا یا نہیں تو اس صورت میں جب احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے سے پہلے (طہارت کی جانب) ملتفت تھا اس نے جو نماز ادا کی ہے وہ صحیح ہو گی لیکن آئندہ نمازوں کے لیئے اسے (متعلقہ مقامات کو) پاک کرنا چاہئے۔

استبراء

مسئلہ ۷۳ : استبراء ایک مستحب عمل ہے جو مرد پیشاب کر چکنے کے بعد اس غرض سے انجام دیتے ہیں کہ اس امر کا یقین ہو جائے کہ اب پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا اس کی کئی ترکیبیں ہیں جن میں سے بہترین یہ ہے کہ پیشاب آنا بند ہو جانے کی بعد اگر پاخانہ کا مخرج نجس ہو گیا ہو تو پہلے اسے پاک کیا جائے اور اس کے بعد تین دفعہ بائیں ہاتھ کی درمیان والی انگلی کے ساتھ مقعد سے لے کر عضو تناسل کی جڑ تک سونتے اور اس کے بعد انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی

کو اس کے نیچے رکھے اور تین بار ختنے کی جگہ تک سونتے اور پھر تین دفعہ حشفہ کو زور سے جھٹکے۔

مسئلہ ۷۴ : وہ پانی جو کبھی کبھی عورت سے ملاعبت یا ہنسی مذاق کرنے کے بعد انسان کے بدن سے خارج ہوتا ہے اسے مذی کہتے ہیں۔ اور وہ پاک ہے علاوہ ازیں وہ پانی جو کبھی کبھی منی کے بعد خارج ہوتا ہے جسے وذی کہا جاتا ہے یا وہ پانی جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتا ہے وہ ودی کہلاتا ہے پاک ہے بشرطیکہ اس میں پیشاب کی آمیزش نہ ہو اور جب انسان نے پیشاب کے بعد استبراء کیا ہوا اور اس کے بعد نمی خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو کہ پیشاب ہے یا مذکورہ بالا تین پانیوں میں سے کوئی ایک ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ ۷۵ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ استبراء کیا ہے یا نہیں اور اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے اور اگر وہ وضو کر چکا ہو تو وہ بھی باطل ہو گا لیکن اگر اسے اس بارے میں شک ہو کہ جو استبراء اس نے کیا تھا وہ صحیح تھا یا نہیں اور اس دوران رطوبت اس کے بدن سے خارج ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ وہ رطوبت پاک ہے یا نہیں تو وہ پاک ہو گی اور اس سے وضو بھی باطل نہ ہو گا۔

مسئلہ ۷۶ : اگر کوئی شخص پیشاب کے بعد استبراء کر کے وضو کر لے اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں اس کا خیال ہو کہ یہ پیشاب ہے یا منی تو اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً غسل کرے اور وضو بھی کرے البتہ اگر اس نے پہلے وضو نہ کیا ہو تو وضو کر لینا کافی ہے۔

مسئلہ ۷۷ : اگر کسی شخص نے استبراء نہ کیا ہو اور پیشاب کرنے کے بعد کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے اسے یقین ہو کہ پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا تھا اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہو گی اور اس سے وضو بھی باطل نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۷۸ : عورت کے لیئے پیشاب کے بعد استبراء نہیں ہے پس اگر کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہو گی اور وضو اور غسل کو بھی باطل نہیں کرے گی۔

رفع حاجت کے مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۷۹ : ہر شخص کے لیئے مستحب ہے کہ جب وہ رفع حاجت کے لیئے جائے تو ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالے۔

مسئلہ ۸۰ : رفع حاجت کے وقت سورج اور چاند کی جانب منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے لیکن اگر اپنی شرمگاہ کو کسی طرح ڈھانپ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں رفع حاجت کے لیئے ہوا کے رخ کے بالمقابل اور گلی کوچوں اور راستوں میں اور مکان کے دروازے کے سامنے اور میوہ دار درخت کے نیچے بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔ اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی صورت باتیں کرنے کی بھی ہے لیکن اگر مجبوری ہو یا ذکر خدا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۱ : کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں بالخصوص ساکن پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۲ : پیشاب اور پاخانہ روکنا مکروہ ہے اور اگر بدن کے لیئے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ ۸۳ : نماز سے پہلے سونے سے پہلے مباشرت کرنے سے پہلے اور منی کے اخراج کے بعد انسان کے لیئے پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاستیں

مسئلہ : ۸۴ : دس چیزیں نجس ہیں یعنی۔

(۱) پیشاب (۲) پاخانہ

(۳) منی	(۴) مردار
(۵) خون	(۶) کتا
(۷) سور	(۸) کافر
(۹) شراب	(۱۰) فقاع (خمر شعیر یا جو کی شراب)

۱-۲- پیشاب اور پاخانہ

مسئلہ ۸۵ : پیشاب اور پاخانہ انسان کا اور ہر اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہو اور اس کا خون رگوں میں رہتا ہو (یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے نجس ہے) لیکن ان حیوانوں کا پیشاب اور پاخانہ پاک، ہے جن کا گوشت حرام ہے۔ مگر ان کا خون رگوں میں نہیں ہوتا۔ (مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے) اور اس طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مچھر اور مکھی کا فضلہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ ۸۶ : جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے۔ لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔

مسئلہ ۸۷ : نجاست خور حیوان کا اور اس بھیڑ کا دودھ اور پاخانہ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو نجس ہے۔ اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بدفعلی کی ہو۔

۳- منی

مسئلہ ۸۸ : انسان کی اور ہر اس جانور کی منی نجس ہے جس کا خون رگوں میں رہتا ہو (ذبح ہوتے وقت اس کی شہ رگ سے) نکلے۔

۴- مردار

مسئلہ ۸۹ : انسان کی اور رگوں میں خون رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے خواہ وہ (قدرتی طور پر خود مرا ہو یا حیوان کی صورت میں) شرع کے مقرر کردہ طریقے کے علاوہ کسی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔ مچھلی چونکہ رگوں میں خون نہیں رکھتی اس لیئے پانی میں بھی مرجائے تو پاک ہے۔

مسئلہ ۹۰ : لاش کے وہ اجزا جن میں جان نہیں ہوتی پاک ہیں (مثلاً پشم' بال' ہڈیاں اور دانت)۔

مسئلہ ۹۱ : جب کسی انسان یا رگوں میں خون رکھنے والے کسی حیوان کے بدن سے اس کی زندگی کے دوران میں گوشت یا کوئی دوسرا ایسا حصہ جس میں جان ہو جدا کر لیا جائے تو وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۹۲ : اگر ہونٹوں یا کسی دوسری جگہ سے مہین کھال (پپڑی) اکھیڑ لی جائے تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۹۳ : مردہ مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے اگر اس کا چھلکا سخت ہو گیا ہو تو پاک ہے لیکن اس کا چھلکا دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۹۴ : اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ چرنے کے قابل ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ پنیر مایہ جو اس کے شیردان میں ہوتا ہے پاک ہے لیکن اسے باہر سے دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۹۵ : بہنے والی دوائیں' عطر' روغن (تیل' گھی) جوتوں کی پالش اور صابن جنہیں باہر سے درآمد کیا جاتا ہے اگر ان کی نجاست کے بارے میں یقین نہ ہو تو پاک ہیں۔

مسئلہ ۹۶ : گوشت' چربی اور چمڑا جس کے بارے میں احتمال ہو کہ کسی ایسے جانور کا ہے جسے احکام شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے پاک ہے لیکن اگر یہ چیزیں کسی کافر سے لی گئی ہوں یا کسی ایسے مسلمان سے لی گئی ہوں جس نے کافر سے لی ہوں اور یہ تحقیق نہ کی ہو کہ آیا یہ کسی ایسے جانور کی ہیں جسے احکام شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو ایسے گوشت اور چربی کا کھانا حرام ہے اور ایسے چمڑے پر نماز جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ چیزیں مسلمانوں کے بازار سے یا کسی مسلمان سے لی جائیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے پہلے یہ کسی کافر سے حاصل کی گئی تھیں یا احتمال اس بات کا ہو کہ تحقیق کر لی گئی ہے تو خواہ کافر سے ہی لی جائیں اس چمڑے پر نماز پڑھنا اور اس گوشت اور چربی کا کھانا بھی جائز ہے۔

۵- خون

مسئلہ ۹۷ : انسان کا اور ہر اس حیوان کا خون جو رگوں میں خون رکھتا ہو نجس ہے پس ایسے

جانوروں (مثلاً مچھلی اور مچھر) کا خون جو رگوں میں خون نہیں رکھتے پاک ہے۔

مسئلہ ۹۸ : جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اگر انہیں شرع کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ذبح کیا جائے اور معمول کے مطابق خون خارج ہو جائے تو جو خون بدن میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے لیکن اگر (خارج ہونے والا) خون جانور کے سانس کھینچنے سے یا اس کا سر بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے بدن میں پلٹ جائے تو وہ خون نجس ہو گا۔

مسئلہ ۹۹ : مرغی کے جس انڈے میں خون کا ذرہ ہو اس سے احتیاط واجب کی بنا پر پرہیز کرنا چاہئے لیکن اگر خون زردی میں ہو تو جب تک اس کا نازک پردہ پھٹ نہ جائے سفیدی پاک ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۰ : وہ خون جو بعض اوقات دودھ دوہتے ہوئے نظر آتا ہے نجس ہے اور دودھ کو نجس کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۰۱ : اگر دانتوں کی ریخوں سے نکلنے والا خون لعاب دہن سے مخلوط ہو جانے پر ختم ہو جائے تو لعاب دہن سے پرہیز لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۲ : جو خون چوٹ لگنے کی وجہ سے ناخن یا کھال کی نیچے مر جائے اگر اس کی شکل ایسی ہو کہ لوگ اسے خون نہ کہیں تو پاک اور اگر خون کہیں تو نجس ہو گا۔ ایسی صورت میں جبکہ ناخن یا کھال میں سوراخ ہو جائے اگر خون کا نکالنا اور وضو یا غسل کی خاطر اس مقام کا پاک کرنا دقت طلب ہو تو تیمم کر لینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۰۳ : اگر کسی شخص کو یہ پتہ نہ چلے کہ کھال کے نیچے خون مر گیا ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۰۴ : اگر کھانا پکاتے ہوئے خون کا ایک ذرہ بھی اس میں گر جائے تو سارے کا سارا کھانا اور برتن نجس ہو جائے گا۔ ابال' حرارت اور آگ انہیں پاک نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۰۵ : جو زرد مادہ زخم کی حالت بہتر ہونے پر اس کی چاروں طرف پیدا ہو جاتا ہے اگر اس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں خون ملا ہوا ہے تو وہ پاک ہو گا۔

۷-۶۔ کتا اور سور

مسئلہ ۱۰۶ : وہ کتا اور سور جو خشکی میں رہتے ہیں نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال، ہڈیاں، پنجے، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں البتہ دریائی کتا اور سور پاک ہیں۔

۸۔ کافر

مسئلہ ۱۰۷ : کافر یعنی وہ شخص جو خدا، رسول اکرم ﷺ اور قیامت کا منکر ہو یا کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک گردانتا ہو نجس ہے اور اسی طرح غلاۃ (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا فلاں امام میں سما گیا ہے اور خارجی اور ناصبی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ سے دشمنی کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں۔

اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) بھی جو حضرت خاتم الانبیاء محمدؐ ابن عبداللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے مشہور روایات کی بنا پر نجس ہیں اور ان سے بھی پرہیز لازم ہے۔ اور یہی کیفیت اس شخص کی ہے جو نبوت یا ضروریات دین یعنی ان چیزوں (مثلاً نماز اور روزہ) کا منکر ہو جائے جنہیں مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ چیزیں ضروریات دین میں سے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۸ : کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۰۹ : اگر نابالغ بچے کے ماں باپ، دادی، دادا کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے۔ (بجز اس صورت کے کہ تمیز رکھتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو) اور اگر ان میں سے (یعنی ماں باپ دادی دادا میں سے) ایک بھی مسلمان ہو تو بچہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱۰ : اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں تو وہ پاک متصور ہو گا لیکن اس پر اسلام کے دوسرے احکام کا اطلاق نہیں ہو گا مثلاً نہ ہی وہ مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۱۱ : جو شخص بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے وہ نجس ہے۔

۹۔ شراب

مسئلہ ۱۱۲ : شراب اور نشہ آور نبیذ نجس ہے اور اس بنا پر ہر وہ چیز بھی جو انسان کو مست کردے اور خود بخود بہنے والی ہو نجس ہے اور اگر بہنے والی نہ ہو (مثلاً بھنگ اور چرس) تو پاک ہے خواہ اس میں ایسی چیز ڈال دیں جو بہنے والی ہو۔ لیکن ہر قسم کی منشیات کا کھانا پینا اور استعمال نشے کیلئے حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱۳ : سپرٹ صنعتی الکحل (جو دروازے' میزیں' کرسیاں وغیرہ رنگنے کے لیئے استعمال ہوتی ہے) کی تمام قسمیں نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۱۴ : اگر انگور اور انگور کا رس خود بخود یا پکانے پر ابل جائیں تو نجس ہیں اور ان کا کھانا پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱۵ : کھجور منقی کشمش اور ان کا شیرہ خواہ خمیر ابل جائے تو بھی پاک ہیں اور ان کا کھانا حلال ہے لیکن اگر ان سے نشہ پیدا ہو تو نجس اور حرام ہیں۔

۱۰۔ فقاع (جو کی شراب)

مسئلہ ۱۱۶ : فقاع جو کہ جو سے تیار ہوتی ہے اور اسے آب جو کہتے ہیں نجس ہے اور غیر فقاع مثلاً وہ پانی جو طب کے قاعدے کے مطابق جو سے حاصل کیا جاتا ہے اور ماء الشعیر کہلاتا ہے پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱۷ : جو شخص فعل حرام سے جنب ہوا ہو اس کا پسینہ پاک ہے اور حالت حیض میں رمضان المبارک کے دنوں میں بیوی سے صحبت کرنا بھی حرام سے جنب ہونے کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۸ : نجاست کھانے والے اونٹ کا پسینہ اور ہر اس حیوان کا پسینہ جسے انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو پاک ہے۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

مسئلہ ۱۱۹ : ہر چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے ۔

اول : یہ کہ خود انسان کو یقین ہو کہ فلاں چیز نجس ہے۔ اگر کسی چیز کے متعلق محض گمان ہو

کہ نجس ہے تو اس سے پرہیز کرنا لازم نہیں۔ لہٰذا قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں جہاں لاپروا لوگ اور ایسے اشخاص کھاتے پیتے ہیں جو نجاست اور طہارت کا لحاظ نہیں کرتے کھانا کھانے کی صورت یہ ہے کہ جب تک انسان کو یقین نہ ہو کہ جو کھانا اس کے لیئے لایا گیا ہے وہ نجس ہے اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوم : یہ کہ جس شخص کے اختیار میں کوئی چیز ہو وہ موثق شخص کے بارے میں کہے کہ نجس ہے مثلاً کسی شخص کی بیوی کو نوکر یا ملازمہ کہے کہ برتن یا کوئی دوسری چیز جو اس کی اختیار میں ہے نجس ہے۔

سوم : اگر دو عادل مرد کہیں کہ ایک چیز نجس ہے تو وہ نجس ہو گی بلکہ اگر ایک عادل شخص یا ایک قابل اعتماد شخص جو خواہ عادل نہ بھی ہو کسی چیز کے بارے میں کہے کہ نجس ہے تو اس چیز سے اجتناب برتنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۲۰ : اگر کوئی شخص مسئلے سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ نہ جان پائے کہ ایک چیز نجس ہے یا پاک مثلاً اسے یہ علم نہ ہو کہ چوہے کی مینگنی پاک ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ مسئلہ پوچھ لے۔ لیکن اگر مسئلہ جانتا ہو اور کسی چیز کے بارے میں اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ وہ چیز خون ہے یا نہیں یا یہ نہ جانتا ہو کہ مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ چیز پاک ہو گی اور اس کے بارے میں چھان بین کرنا یا پوچھنا لازم نہیں۔

مسئلہ ۱۲۱ : اگر کسی نجس چیز کے بارے میں شک ہو کہ بعد میں پاک ہوئی ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔ اگر کسی پاک چیز کے بارے میں شک ہو کہ بعد میں نجس ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کے نجس یا پاک ہونے کے متعلق پتہ چلا بھی سکتا ہو تو تحقیق ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۲ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو دو برتن یا دو کپڑے وہ استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک نجس ہو گیا ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کون سا نجس ہوا ہے تو اسے دونوں سے اجتناب کرنا چاہئے اور مثال کے طور پر اگر یہ نہ جانتا ہو کہ خود اس کا کپڑا نجس ہوا ہے یا کسی دوسرے کا جو اس کے زیر استعمال نہیں ہے اور کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اپنے کپڑے سے اجتناب کرے۔

پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے

مسئلہ ۱۲۳ : اگر ایک پاک چیز ایک نجس چیز سے متصل ہو جائے اور دونوں میں سے ایک اس قدر تر ہو کہ ایک کی رطوبت دوسری تک پہنچ جائے تو ان چیزوں کو نجس کر دے گی اور اگر وہ اسی رطوبت کے ساتھ کسی تیسری چیز کے ساتھ لگ جائے تو اسے بھی نجس کر دیتی ہے۔ (مثال) اگر دایاں ہاتھ پیشاب سے نجس ہو جائے اور پھر یہ تر ہاتھ بائیں ہاتھ سے مس ہو جائے تو بایاں ہاتھ نجس ہو جائے گا اور بایاں ہاتھ کسی اور چیز سے لگے اور تری متصل ہو جائے تو اس چیز کو نجس کر دے گا۔ لیکن اگر تری اتنی کم ہو کہ دوسری چیز کو نہ لگے تو پاک چیز نجس نہیں ہوگی خواہ وہ عین نجس کو ہی کیوں نہ لگی ہو۔

مسئلہ ۱۲۴ : اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور ان دونوں یا کسی ایک کے تر ہونے کے متعلق شک ہو تو پاک چیز نجس نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۲۵ : اگر دو چیزوں کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کونسی پاک ہے اور کونسی نجس اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایک پاک اور تر چیز چھو جائے تو وہ نجس نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۶ : اگر زمین اور کپڑا یا انہی جیسی اور چیزیں تر ہوں تو ان کے جس حصے کو نجاست لگے گی وہ نجس ہو جائے گا اور باقی حصہ پاک رہے گا۔

مسئلہ ۱۲۷ : جب شیرے، تیل، گھی یا ایسی ہی کسی اور چیز کی صورت ایسی ہو کہ اگر اس کی کچھ مقدار نکال لی جائے تو اس کی جگہ خالی نہ رہے تو جوں ہی وہ ذرہ بھر بھی نجس ہو گا سارے کا سارا نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی صورت منجمد ہونے کی وجہ سے ایسی ہو کہ نکالنے کے مقام پر جگہ خالی رہے (اگرچہ بعد میں پر ہی ہو جائے) تو صرف وہی حصہ نجس ہو گا جسے نجاست لگی ہے لہذا اگر چوہے کی مینگنی اس میں گر جائے جہاں وہ مینگنی گری ہے وہ جگہ نجس ہے اتنی مقدار چیز نکال لینے کے بعد باقی سب پاک ہے۔

مسئلہ ۱۲۸ : اگر مکھی یا ایسا ہی کوئی اور جاندار ایک ایسی تر چیز پر بیٹھے جو نجس ہو اور بعد ازاں

ایک تر پاک چیز پر جا بیٹھے اور یہ علم ہو جائے کہ اس جاندار کے ساتھ نجاست تھی تو پاک چیز نجس ہو جائے گی اور اگر علم نہ ہو تو پاک رہے گی۔

مسئلہ ۱۲۹ : اگر بدن کے کسی حصے پر پسینہ ہو اور وہ حصہ نجس ہو جائے اور پھر پسینہ بہہ کر بدن کے دوسرے حصوں تک چلا جائے تو جہاں جہاں پسینہ بہے گا بدن کے وہ حصے نجس ہو جائیں گے لیکن اگر پسینہ آگے نہ بہے تو باقی بدن پاک رہے گا۔

مسئلہ ۱۳۰ : جو اخلاط ناک یا گلے سے خارج ہوتی ہیں اگر ان میں خون ہو تو وہ مقام جہاں خون ہو گا نجس اور باقی حصہ پاک ہو گا لہٰذا اگر یہ اخلاط ناک یا ہونٹوں کے باہر لگ جائیں تو بدن کے جس مقام کے بارے میں شک ہو کہ وہاں (اخلاط کا) نجاست والا حصہ پہنچا ہے یا نہیں وہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۱۳۱ : اگر ایک ایسا لوٹا جس کے پیندے میں سوراخ ہو نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور اس کا پانی بہنا بند ہو جائے اور جو پانی اس کے نیچے جمع ہو گیا ہو وہ اس کے اندر والے پانی سے مل کر یکجان ہو جائے تو لوٹے کا پانی نجس ہو جائیگا لیکن اگر لوٹے کا پانی بہتا رہے تو نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۳۲ : اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست سے جا ملے لیکن بدن سے باہر آنے پر نجاست سے آلودہ نہ ہو تو وہ چیز پاک ہے۔ چنانچہ اگر انیما کا سامان یا اس کا پانی پاخانہ کے مخرج میں داخل کیا جائے یا سوئی، چاقو یا کوئی اور ایسی چیز بدن میں چبھ جائے اور باہر نکلنے پر نجاست سے آلودہ نہ ہو تو نجس نہیں ہے۔ اگر تھوک اور ناک کا پانی جسم کی اندر خون سے جا ملے لیکن باہر نکلنے پر خون آلودہ نہ ہو تو اس کی صورت بھی ایسی ہی ہو گی۔

احکام نجاسات

مسئلہ ۱۳۳ : قرآن مجید کی تحریر کو نجس کرنا بلاشبہ حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو فوراً پانی سے دھونا واجب ہے۔ تحریر کے علاوہ قرآن کا کوئی حصہ نجس ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر کلام پاک کو پاک کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۴ : اگر قرآن مجید کی جلد نجس ہو جائے اور اس سے قرآن مجید کی بے حرمتی ہو تو جلد

کو پانی سے دھونا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۵ : قرآن مجید کو کسی عین نجاست مثلاً خون یا مردار پر رکھنا اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے خواہ وہ عین نجاست خشک ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۶ : قرآن مجید کو نجس روشنائی سے لکھنا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے اگر لکھا جا چکا ہو تو اسے پانی سے دھو ڈالنا چاہئے یا چھیل کر مٹا ڈالنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۷ : اگر کافر کو قرآن مجید دینا بے حرمتی کا موجب ہو تو حرام ہے اور اس سے قرآن مجید لے لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۸ : اگر قرآن مجید کا ورق یا کوئی ایسی چیز جس کا احترام ضروری ہو (مثلاً کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ کا یا پیغمبر یا امام کا نام لکھا ہو) بیت الخلاء میں گر جائے تو اس کا باہر نکالنا اور اسے دھونا واجب ہے خواہ اس پر کچھ رقم ہی کیوں نہ خرچ کرنی پڑے اور اگر اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو اس وقت تک اس بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہئے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ گل کر ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر خاک شفا بیت الخلاء میں گر جائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۹ : نجس چیز کا کھانا پینا یا کسی دوسرے کو کھلانا پلانا حرام ہے اور بطور احتیاط واجب بچے یا دیوانے شخص کو بھی کھلانا پلانا جائز نہیں ہے اور اگر بچہ یا دیوانہ شخص نجس غذا کھائے پئے یا نجس ہاتھ سے غذا کو نجس کر دے تو اسے روکنا قطعاً ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۰ : اگر ایک نجس چیز دھوئی جا سکتی ہو تو خواہ وہ کھانے کی چیز ہی کیوں نہ ہو اسے بیچتے یا ادھار دیتے وقت دوسرے فریق کو اس کی نجس ہونے کے بارے میں بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱ : اگر ایک شخص کسی دوسرے کو نجس چیز کھاتے یا نجس لباس سے نماز پڑھتے دیکھے تو اسے اس بارے میں کچھ کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۲ : اگر کسی کے گھر کا کوئی حصہ یا فرش نجس ہو اور وہ دیکھے کہ اس کے گھر آنے والوں

کا بدن ' لباس یا کوئی اور چیز تری کے ساتھ نجس جگہ سے جا لگی ہے اور ممکن ہو کہ نجاست کھانے پینے کی چیزوں میں سرایت کر جائے گی تو ان لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کر دینا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۳ : اگر میزبان کو کھانا کھانے کے دوران پتہ چلے کہ غذا نجس ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کو اس کے متعلق آگاہ کر دے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی کو اس بات کا علم ہو جائے تو اس کے لئے دوسروں کو بتانا ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ ان کے ساتھ یوں گھل مل کر رہتا ہو کہ اس بات کا امکان ہو کہ ان لوگوں کے نجس ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی نجس ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ کھانا کھا چکنے کے بعد انہیں اطلاع دے دے۔

مسئلہ ۱۴۴ : اگر کسی سے وقتی طور پر لی ہوئی چیز نجس ہو جائے اور اس کا مالک اسے ایسے کاموں میں استعمال کرتا ہو جن میں اس کا پاک ہونا ضروری ہو (مثلاً ایسے برتن جو کھانے پینے میں استعمال ہوتے ہوں) تو لینے والے پر واجب ہے کہ مالک کو اس کے نجس ہو جانے کے متعلق بتا دے۔ لیکن اگر اس چیز کی نوعیت لباس کی ہو تو اس کے نجس ہونے کی اطلاع مالک کو دینا ضروری نہیں خواہ یہ علم کیوں نہ ہو کہ وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے کیونکہ نماز میں لباس کا پاک ہونا واقعی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۵ : اگر بچہ کہے کہ کوئی چیز نجس ہے یا یہ کہ اس نے کسی چیز کو دھولیا ہے تو اس کی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر بچے کی عمر مکلف ہونے کے قریب ہو اور وہ کہے کہ اس نے ایک چیز پانی سے دھوئی ہے جبکہ وہ چیز اس کے استعمال میں ہو یا وہ بچہ اعتماد کے قابل ہو تو اس کی بات قبول کر لینی چاہئے ورنہ اس کی بھی یہی صورت ہے۔

مطہرات

مسئلہ ۱۴۶ : بارہ چیزیں ایسی ہیں جو نجاست کو پاک کرتی ہیں اور انہیں مطہرات کہا جاتا ہے۔

۱... پانی

۲... زمین

۳... سورج

۴... استحالہ

۵... انقلاب

۶... انتقال

۷... اسلام

۸... تبعیت

۹... عین نجاست کا زائل ہو جانا

۱۰... نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء

۱۱... مسلمان کا غائب ہو جانا

۱۲... ذبح کیئے گئے جانور کے بدن سے بقدر معمول خون کا نکل جانا۔ ان مطہرات کے بارے میں مفصل احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

۱۔ پانی

مسئلہ ۱۴۷ : پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے۔

۱... پانی مطلق ہو۔ مضاف پانی مثلاً عرق گلاب یا عرق بید وغیرہ سے نجس چیز پاک نہیں ہوتی۔

۲... پانی پاک ہو۔

۳... نجس چیز کو دھونے کے دوران میں پانی مضاف نہ بن جائے۔ جب کسی چیز کو پاک کرنے کیلئے پانی سے دھویا جائے اور اس کے بعد مزید دھونا ضروری نہ ہو تو یہ بھی لازم ہے کہ اس پانی میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ موجود نہ ہو۔ لیکن اگر دھونے کی صورت اس سے مختلف ہو (یعنی وہ آخری دھونا نہ ہو) اور پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اگر کوئی چیز کر کے برابر پانی یا آب قلیل سے دھوئی جائے اور اسے دو مرتبہ دھونا ضروری ہو تو خواہ پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ پہلی دفعہ دھونے کے وقت بدل جائے لیکن دوسرے دفعہ استعمال کیئے جانے والے پانی میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہ ہو تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

۴... نجس چیز کو پانی سے دھونے کے بعد اس میں عین نجاست باقی نہ رہے۔ نجس چیز کو آب

قلیل یعنی ایک کر سے کم پانی سے پاک کرنے کی کچھ اور شرائط بھی ہیں جن کا ذکر بعد میں کیا جا رہا ہے۔

مسئلہ ۱۴۸ : نجس برتن کو آب قلیل سے تین بار دھونا چاہئے لیکن ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے لیکن جس برتن سے کتے نے پانی یا کوئی اور بہنے والی چیز پی ہو اس میں پہلے مٹی (جو بنا بر احتیاط پاک ہونی چاہئے) ڈال کر مناسب مقدار میں پاک پانی ملانا چاہئے اور برتن کو مانجھنا چاہئے پھر اس پر پانی ڈالنا چاہئے تاکہ مٹی خارج ہو جائے۔ اس کی بعد ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے ایک دفعہ یا آب قلیل سے دو دفعہ دھونا چاہئے۔

اسی طرح اگر کتے نے کسی برتن کو چاٹا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے دھونے سے پہلے مانجھ لینا چاہئے۔ البتہ اگر کتے کے منہ کا پانی کسی برتن میں گر جائے تو مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹ : جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہے اگر اس کا منہ تنگ ہو تو اس میں مٹی اور مناسب مقدار میں پانی ڈال کر خوب ہلائیں تاکہ مٹی ساری برتن کے اندر لگ جائے' اس کے بعد اسے اسی ترتیب کی مطابق دھوئیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۵۰ : اگر کسی برتن کو سور چاٹے یا اس میں سے کوئی بہنے والی چیز پی لے اس برتن میں جنگلی چوہا مر گیا ہو تو اسے آب قلیل یا ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے سات مرتبہ دھونا چاہئے لیکن مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۱ : جو برتن شراب سے نجس ہو گیا ہو اسے تین مرتبہ دھونا چاہئے۔ اس بارے میں آب قلیل' کر کے برابر پانی یا جاری پانی کی کوئی تخصیص نہیں۔

مسئلہ ۱۵۲ : اگر ایک ایسے برتن کو جو نجس مٹی سے تیار ہوا ہو یا جس میں نجس پانی سرایت کر گیا ہو کر کے برابر پانی یا جاری پانی میں ڈال دیا جائے تو جہاں جہاں وہ پانی پہنچے گا برتن پاک ہو جائے گا اور اگر اس برتن کے اندرونی اجزاء کو بھی پاک کرنا مقصود ہو تو اسے کر برابر پانی یا جاری پانی میں اتنی دیر تک پڑے رہنے دینا چاہئے کہ پانی تمام برتن میں سرایت کر جائے اور اگر اس برتن میں کوئی ایسی چکناہٹ ہو جو پانی کے اندرونی حصوں تک پہنچنے میں مانع ہو تو پہلے اسے خشک کر لینا چاہئے اور پھر برتن کو کر برابر

پانی یا جاری پانی میں ڈال دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۵۳ : نجس برتن کو آب قلیل سے دو طرح دھویا جاسکتا ہے۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ برتن کو تین دفعہ بھرا جائے اور ہر دفعہ خالی کر دیا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ برتن میں تین دفعہ مناسب مقدار میں پانی ڈالیں اور ہر دفعہ پانی کو یوں گھمائیں کہ وہ تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر اسے گرا دیں۔

مسئلہ ۱۵۴ : اگر ایک بڑا برتن مثلاً دیگ یا مٹکا نجس ہو جائے تو تین دفعہ پانی سے بھرنے اور ہر دفعہ خالی کر دینے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس میں تین دفعہ اوپر سے اس طرح پانی ڈالیں کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے اور ہر دفعہ اس کی تہ میں جو پانی جمع ہو جائے اسے نکال دیں تو برتن پاک ہو جائے گا۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ دوسری اور تیسری بار جس برتن کے ذریعے پانی باہر نکالا جائے اسے دھولیا جائے۔

مسئلہ ۱۵۵ : اگر نجس تانبے وغیرہ کو پگھلا کر پانی سے دھو لیا جائے تو اس کا ظاہری حصہ پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۶ : اگر تنور پیشاب سے نجس ہو جائے اور اس میں اوپر سے یوں پانی ڈالا جائے کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے اور یہ عمل دو دفعہ کیا جائے تو تنور پاک ہو جائے گا۔ اور اگر تنور پیشاب کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہوا ہو تو نجاست دور کرنے کے بعد مذکورہ طریقے کے مطابق ایک دفعہ پانی ڈالنا کافی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ تنور کی تہ میں ایک گڑھا کھود لیا جائے جس میں پانی جمع ہو سکے۔ پھر اس پانی کو نکال لیا جائے اور گڑھے کو پاک مٹی سے پر کر دیا جائے۔

مسئلہ ۱۵۷ : اگر کسی نجس چیز کو کر کے برابر پانی یا جاری پانی میں ایک دفعہ یوں ڈبو دیا جائے کہ پانی اس کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی اور فرش اور لباس وغیرہ کو پاک کرنے کے لیے اسے نچوڑنا اور اسی طرح سے ملنا یا پاؤں سے رگڑنا بھی ضروری ہے۔ اور اگر لباس وغیرہ پیشاب سے نجس ہو گیا ہو تو اسے کر برابر پانی میں دو دفعہ دھونا لازم ہے۔

مسئلہ ۱۵۸ : اگر کسی ایسی چیز کو جو پیشاب سے نجس ہو گئی ہو آب قلیل سے دھونا مقصود ہو تو

اس پر ایک دفعہ پانی ڈالیں جو بہہ جائے اور پیشاب بھی اس چیز میں باقی نہ رہے تو پھر دوسری دفعہ پانی ڈالنے پر وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن جہاں تک لباس ' فرش اور ان سے ملتی جلتی چیزوں کا تعلق ہے انہیں ہر دفعہ پانی ڈالنے کے بعد نچوڑنا چاہئے تاکہ غسالہ (دھوون) ان میں سے نکل جائے (غسالہ اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی دھوئی جانے والی چیز سے دھلنے کے دوران یا دھل چکنے کے بعد خود بخود یا نچوڑنے سے نکلتا ہے)

مسئلہ ۱۵۹ : جو چیز ایک شیرخوار بچے کے پیشاب سے (جس نے دودھ کی علاوہ کوئی غذا کھانی شروع نہ کی ہو) نجس ہو جائے تو اس پر ایک دفعہ اس طرح پانی ڈالا جائے کہ تمام نجس مقامات پر پہنچ جائے۔ یوں پانی ڈالنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مزید ایک بار اس پر پانی ڈالا جائے۔ لباس اور فرش وغیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۶۰ : اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو وہ نجاست دور کرنے کے بعد ایک دفعہ اس طرح پانی ڈالنے سے کہ اس چیز کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر بہہ جائے پاک ہو جاتی ہے البتہ لباس اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کو نچوڑ لینا چاہئے تاکہ ان کا دھوون نکل جائے۔

مسئلہ ۱۶۱ : اگر کسی ایسی چٹائی کو پاک کرنا مقصود ہو جو دھاگوں سے بنی ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو اس کا نچوڑنا ضروری ہے (خواہ اس میں پاؤں ہی کیوں نہ چلانے پڑیں) تاکہ اس کا دھوون الگ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۲ : اگر گندم' چاول' صابن وغیرہ کا اوپر والا حصہ نجس ہو جائے تو وہ کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبونے سے پاک ہو جائے گا لیکن اگر ان کا اندرونی حصہ نجس ہو جائے تو اس پاک کرنے کا وہی طریقہ ہے جو نجس شدہ مٹی کا برتن پاک کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۶۳ : اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ نجس پانی صابن کے اندرونی حصے تک سرایت کر گیا ہے یا نہیں تو وہ حصہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۱۶۴ : اگر چاول یا گوشت یا ایسی ہی کسی چیز کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو پیالے یا اس

کے مثل کسی چیز میں رکھ کر تین دفعہ اس پر پانی گرانے اور پھر پھینک دینے کے بعد وہ چیز پاک ہو جاتی ہے اور وہ برتن بھی پاک رہتا ہے لیکن اگر لباس یا کسی دوسری ایسی چیز کو برتن میں ڈال کر پاک کرنا مقصود ہو جس کا نچوڑنا لازم ہے تو جتنی بار اس پر پانی گرایا جائے اسے نچوڑنا چاہیے اور برتن کو ٹیڑھا کرنا چاہئے تاکہ جو دھوون اس میں جمع ہو گیا ہو وہ بہہ جائے۔

مسئلہ ۱۶۵ : اگر کسی نجس لباس کو جو نیل یا اس جیسی کسی اور چیز سے رنگا گیا ہو کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبویا جائے یا آب قلیل سے دھویا جائے اور نچوڑنے پر اس میں سے مضاف پانی نہ نکلے تو وہ لباس پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶ : اگر کپڑے کو کر برابر پانی یا جاری پانی میں دھویا جائے اور مثال کے طور پر بعد میں سڑی ہوئی مٹی کپڑے میں نظر آ جائے اور یہ احتمال نہ ہو کہ اس کی وجہ سے پانی کپڑے کے اندر پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے تو وہ کپڑا پاک ہے۔

مسئلہ ۱۶۷ : اگر لباس یا اس سے ملتی جلتی چیز کے دھونے کے بعد مٹی کا ریزہ یا اشنان اس میں نظر آئے تو وہ پاک ہے لیکن اگر نجس پانی مٹی یا اشنان میں سرایت کر گیا ہو تو مٹی اور اشنان کا اوپر والا حصہ پاک اور اس کا اندرونی حصہ نجس ہو گا۔

(نوٹ) اشنان ایک قسم کی گھاس ہے جو کپڑے کو صابن کی طرح دھو کر صاف کرتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۸ : جب تک عین نجاست کسی نجس چیز سے الگ نہ ہو وہ پاک نہیں ہوتی لیکن اگر بو یا رنگ اس میں باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا اگر خون لباس پر سے ہٹا دیا جائے اور لباس دھو لیا جائے اور خون کا رنگ لباس پر باقی بھی رہ جائے تو لباس پاک ہو گا لیکن اگر بو یا رنگ کی وجہ سے یہ یقین یا احتمال پیدا ہو کہ نجاست کے ذرے اس میں باقی رہ گئے ہیں تو وہ نجس ہو گی۔

مسئلہ ۱۶۹ : اگر کر برابر پانی یا جاری پانی میں بدن کی نجاست دور کر لی جائے تو بدن پاک ہو جاتا ہے اور پانی سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں داخل ہونا ضروری نہیں۔ اگر نجس غذا دانتوں کی ریخوں میں رہ جائے۔ اور پانی منہ میں بھر کر یوں گھمایا جائے کہ تمام نجس غذا تک پہنچ جائے تو وہ غذا پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۰ : اگر سر یا چہرے کے بالوں کو آبِ قلیل سے دھویا جائے تو ان سے غسالہ (دھوون) جدا کرنے کے لیئے انہیں نچوڑنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۷۱ : اگر بدن یا لباس کا کوئی حصہ آبِ قلیل سے دھویا جائے تو نجس مقام کے پاک ہونے سے اس مقام سے متصل وہ جگہیں بھی پاک ہو جائیں گی جن تک دھوتے وقت عموماً پانی پہنچ جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ادھر ادھر کے مقامات کو علیحدہ دھونا ضروری نہیں بلکہ وہ مقامات اور وہ جگہ جو نجس ہے دھونے سے اکٹھے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر ایک پاک چیز ایک نجس چیز کے برابر رکھ دیں اور دونوں پر پانی ڈالیں تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ لہٰذا اگر ایک نجس انگلی کو پاک کرنے کے لیئے سب انگلیوں پر پانی ڈالیں اور نجس پانی سب انگلیوں تک پہنچ جائے تو نجس انگلی کے پاک ہونے پر تمام انگلیاں پاک ہو جائیں گی۔

مسئلہ ۱۷۲ : جو گوشت یا چربی نجس ہو جائے دوسری چیزوں کی طرح پانی سے دھوئی جا سکتی ہے۔ یہی صورت اس بدن یا لباس کی ہے جس پر تھوڑی بہت چکنائی ہو جو پانی کو بدن یا لباس تک پہنچنے سے نہ روکے۔

مسئلہ ۱۷۳ : اگر برتن یا بدن نجس ہو جائے اور بعد میں اتنا چکنا ہو جائے کہ پانی اس تک نہ پہنچ سکے اور برتن یا بدن کو پاک کرنا مقصود ہو تو پہلے چکنائی دور کرنی چاہئے تاکہ پانی ان تک (یعنی برتن یا بدن تک) پہنچ سکے۔

مسئلہ ۱۷۴ : جو نل کر برابر پانی سے متصل ہو وہ کر برابر پانی کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۵ : اگر کسی چیز کو دھویا جائے اور یقین ہو جائے کہ پاک ہو گئی ہے لیکن بعد میں شک گزرے کہ عین نجاست اس سے دور ہوئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پانی سے دھویا جائے اور یقین کر لیا جائے کہ عین نجاست دور ہو گئی ہے۔

مسئلہ ۱۷۶ : وہ زمین جس میں پانی جذب ہو جاتا ہو مثلاً ایسی زمین جس کی سطح ریت یا بجری پر مشتمل ہو اگر نجس ہو جائے تو آبِ قلیل سے پاک ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے غسالہ الگ ہو جائے ورنہ اس کا صرف ظاہری حصہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۱۷۷ : اگر وہ زمین جس کا فرش پتھر یا اینٹوں کا ہو یا دوسری سخت زمین جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ اس پر اتنا پانی گرایا جائے کہ بہنے لگے لیکن اس کا غسالہ نجس ہو گا لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آب جاری یا آب کثیر کو استعمال کیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۸ : اگر پہاڑی نمک یا اسی جیسی کوئی اور چیز اوپر سے نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۹ : اگر پگھلی ہوئی نجس شکر کی قند (مصری) بنالیں اور اسے کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈال دیں تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

۲- زمین

مسئلہ ۱۸۰ : زمین پاؤں کے تلوے اور جوتی کے نچلے حصے کو جو نجس ہو گیا ہو تین شرطوں سے پاک کرتی ہے اول یہ کہ زمین پاک ہو۔ دوم یہ کہ خشک ہو اور سوم یہ کہ اگر عین نجس مثلاً خون اور پیشاب یا متنجس چیز جیسے کہ متنجس مٹی پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے میں لگی ہو تو راستہ چلنے سے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے دور ہو جائے۔ فرش، چٹائی یا سبزے پر چلنے سے پاؤں کا نجس تلوا یا جوتی کا نجس نچلا حصہ پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۸۱ : اگر پاؤں کا تلوا یا جوتی کا نچلا حصہ نجس ہو تو ڈامر پر یا لکڑی کا فرش بچھی ہوئی زمین پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۲ : پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے کو پاک کرنے کے لیے بہتر ہے کہ پندرہ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ زمین پر چلے خواہ پندرہ ہاتھ سے کم چلنے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

مسئلہ ۱۸۳ : پاک ہونے کے لیے پاؤں یا جوتی کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

لہ ۱۸۴ : جب پاؤں ...

یح المسائل

ی سے تیار کیاجائے نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۹۴ : ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس
بدلی ہے یا نہیں) نجس ہے۔

۵۔ انقلاب

مسئلہ ۱۹۵ : اگر شراب خود بخود یا کسی چیز مثلاً سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک
ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۹۶ : وہ شراب جو نجس انگور وغیرہ سے تیار ہو اگر ایک پاک برتن میں ڈال دی جائے اور
بعد میں سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہی اس طرح اگر کوئی اور نجاست برتن کو لگے بغیر شراب سے مل
جائے اور اس میں حل ہو جائے تو سرکہ بن جانے کے بعد پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۹۷ : جو سرکہ انگور اور نجس کشمش اور نجس کھجور سے تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۱۹۸ : اگر انگور یا کھجور کے ڈنٹھلوں کے ریزے بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان سے سرکہ
تیار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں بھی کوئی خرابی نہیں
خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں بشرطیکہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ نہ پیدا
ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۹ : اگر انگور کے شیرے میں آنچ پر رکھنے سے یا خود بخود جوش آجائے تو وہ حرام ہو جاتا
ہے اور اگر اسے آگ پر اتنا ابالا جائے کہ [illegible] کم ہو جائے یعنی اس کا دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور
ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے۔ اور انگور کا شیرہ جوش دینے سے نجس نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰ : اگر انگور کے شیرے کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس
میں جوش آجائے تو وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۱ : اگر انگور کے شیرے کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو وہ
حلال ہے لیکن اگر جوش میں آجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا دو تہائی کم ہوا ہے یا نہیں تو وہ حلال

نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۲ : اگر کچے انگوروں کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو شیرہ اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا شیرہ نہ کہتے ہوں اور اس میں جوش آجائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

مسئلہ ۲۰۳ : اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن اس چیز میں حل نہ ہو تو فقط اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۴ : اگر چند دیگوں میں شیرہ پکایا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اگر اس کو ایسی دیگ میں ڈالا جائے جس میں جوش نہ آیا ہو تو وہ دیگ نجس ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۰۵ : جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ (غورہ ہے یا انگور یعنی) کچے انگوروں کا رس ہے یا پکے انگوروں کا شیرہ اس میں اگر جوش بھی آجائے تو حلال ہے۔

۶۔ انتقال

مسئلہ ۲۰۶ : اگر انسان کا خون یا رگوں میں خون رکھنے والے حیوان کا خون (یعنی ایسے حیوان کا خون جس کا خون رگ کاٹنے سے نکلتا ہے) کسی ایسے حیوان کے بدن میں چلا جائے جو رگوں میں خون نہیں رکھتا اور اسی حیوان کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہو جاتا ہے اور اسے انتقال کہتے ہیں دوسری نجاستوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے لیکن انسان کا جو خون جونک چوستی ہے چونکہ وہ جونک کا نہیں بلکہ انسان کا خون کہلاتا ہے اس لئے نجس ہے۔

مسئلہ ۲۰۷ : اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ جو خون مچھر کے بدن سے نکلا ہے وہ وہی خون ہے جو مچھر نے اس کے بدن سے چوسا یا خود مچھر کا خون ہے تو وہ خون پاک ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ یہ خون وہی ہے جو مچھر نے اس کے بدن سے چوسا ہے لیکن اب مچھر کا خون شمار ہوتا ہے تب بھی صورت وہی ہے (یعنی وہ خون پاک ہے) لیکن اگر مچھر کے خون چوسنے اور مارے جانے کے درمیاں وقفہ اتنا کم ہو کہ لوگ اس خون کو انسان کا خون ہی کہیں یا یہ معلوم نہ ہو کہ لوگ اسے مچھر کا خون کہیں گے یا انسان کا تو وہ خون نجس ہے۔

۷۔ اسلام

مسئلہ ۲۰۸ : اگر کوئی کافر "شہادتین" پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت کی گواہی دے دے تو مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد اس کا بدن، تھوک، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا چاہئے اور اس مقام کو پانی سے دھونا چاہیے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھو ڈالے۔

مسئلہ ۲۰۹ : ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا لباس تری کے ساتھ اس کی بدن سے چھو گیا ہو اور اس کے مسلمان ہونے کے وقت اس کے بدن پر نہ ہو تو وہ لباس نجس ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۰ : اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک متصور ہو گا۔ اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید و رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو صورت وہی ہے۔ (یعنی وہ پاک متصور ہو گا)

۸۔ تبعیت

مسئلہ ۲۱۱ : تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۲۱۲ : اگر شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جوش کھا کر پہنچی ہو اور اگر کوئی کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس (یعنی شراب) پر رکھی جاتی ہو اور اس سے نجس ہو گئی ہو تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی پشت اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس پشت سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۱۳ : کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۷ : اگر وہ زمین جس کا فرش پتھر یا اینٹوں کا ہو یا دوسری سخت زمین جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ اس پر اتنا پانی گرایا جائے کہ بہنے لگے لیکن اس کا غسالہ نجس ہو گا لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آب جاری یا آب کثیر کو استعمال کیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۸ : اگر پہاڑی نمک یا اسی جیسی کوئی اور چیز اوپر سے نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۹ : اگر پگھلی ہوئی نجس شکر کی قند (مصری) بنالیں اور اسے کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈال دیں تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

۲۔ زمین

مسئلہ ۱۸۰ : زمین پاؤں کے تلوے اور جوتی کے نچلے حصے کو جو نجس ہو گیا ہو تین شرطوں سے پاک کرتی ہے اول یہ کہ زمین پاک ہو۔ دوم یہ کہ خشک ہو اور سوم یہ کہ اگر عین نجس مثلاً خون اور پیشاب یا متنجس چیز جیسے کہ متنجس مٹی پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے میں لگی ہو تو راستہ چلنے سے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے دور ہو جائے۔ فرش، چٹائی یا سبزے پر چلنے سے پاؤں کا نجس تلوا یا جوتی کا نجس نچلا حصہ پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۸۱ : اگر پاؤں کا تلوا یا جوتی کا نچلا حصہ نجس ہو تو ڈامر پر یا لکڑی کا فرش بچھی ہوئی زمین پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۲ : پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے کو پاک کرنے کے لیے بہتر ہے کہ پندرہ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ زمین پر چلے خواہ پندرہ ہاتھ سے کم چلنے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

مسئلہ ۱۸۳ : پاک ہونے کے لیے پاؤں یا جوتی کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۴ : جب پاؤں یا جوتی کا نجس تلوا زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے تو اس کی اطراف کے وہ حصے بھی جنہیں عموماً کیچڑ وغیرہ لگ جاتا ہے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۵ : اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی یا گھٹنا نجس ہو جائیں جو ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہو تو اس کا راستہ چلنے سے اس کی ہتھیلی یا گھٹنے کا پاک ہو جانا محل اشکال ہے یہی صورت لاٹھی اور مصنوعی ٹانگ کے نچلے حصے چوپائے کی نعل' موٹر گاڑیوں اور دوسری گاڑیوں کے پہیوں کی ہے۔

مسئلہ ۱۸۶ : اگر زمین پر چلنے کے بعد نجاست کی بو یا رنگ یا مہین ذرے جو نظر نہ آئیں پاؤں یا جوتے کے تلوے سے لگے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زمین پر اس قدر چلا جائے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۸۷ : جوتے کا اندرونی حصہ زمین پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا اور زمین پر چلنے سے موزے کے نچلے حصے کا پاک ہونا بھی محل اشکال ہے۔

۳- سورج

مسئلہ ۱۸۸ : سورج' زمین' عمارت اور ان چیزوں کو جو مکان میں نصب ہوں (مثلاً دروازے اور کھڑکیاں) اور ان کیلوں کو جو دیواروں میں ٹھونکی گئی ہوں پانچ شرائط سے پاک کرتا ہے۔

اول : یہ کہ نجس چیز تر ہو لہٰذا اگر خشک ہو تو اسے کسی طرح تر کر لینا چاہئے تاکہ سورج کے ذریعے خشک ہو۔

دوم : یہ کہ اگر اس چیز میں عین نجاست ہو تو اس چیز کے سورج کی دھوپ سے خشک ہونے سے پہلے اس نجاست کو دور کر لیا جائے۔

سوم : یہ کہ کوئی چیز سورج کی دھوپ میں رکاوٹ نہ ڈالے پس اگر دھوپ پردے' بادل یا ایسی ہی کسی چیز کے پیچھے سے نجس چیز پر پڑے اور اسے خشک کر دے تو وہ چیز پاک نہیں ہوگی البتہ اگر بادل اتنا ہلکا ہو کہ دھوپ کو نہ روکے تو کوئی حرج نہیں۔

پنجم : یہ کہ فقط سورج نجس چیز کو خشک کرے لہٰذا مثال کے طور پر اگر نجس چیز ہوا اور دھوپ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوتی۔ ہاں اگر ہوا اتنی ہلکی ہو کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ نجس چیز کو خشک کرنے میں اس نے بھی کوئی مدد کی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

ششم : یہ کہ بنیاد اور عمارت کے جس حصے میں نجاست سرایت کر گئی ہے سورج اسے ایک ہی مرتبہ خشک کر دے۔ پس اگر ایک دفعہ دھوپ نجس زمین اور عمارت پر چمکے اور اس کا سامنے والا حصہ خشک کرے اور دوسری دفعہ نچلے حصے کو خشک کرے تو اس کا سامنے والا حصہ پاک ہو گا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

مسئلہ ۱۸۹ : سورج کی دھوپ سے نجس چٹائی کا پاک ہونا محل اشکال ہے لیکن درخت اور گھاس اس سے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۰ : اگر سورج کی دھوپ نجس زمین پر پڑے اور بعد میں یہ شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے کے وقت زمین تر تھی یا نہیں یا تری دھوپ کے ذریعے خشک ہوئی یا نہیں تو وہ زمین نجس ہو گی اور اگر شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے سے پہلے عین نجاست زمین پر سے ہٹا دی گئی تھی یا نہیں یا یہ کہ کوئی چیز دھوپ کو مانع تھی یا نہیں تو پھر بھی وہی صورت ہو گی (یعنی زمین نجس رہے گی)۔

مسئلہ ۱۹۱ : اگر سورج کی دھوپ نجس دیوار کی ایک طرف پڑے اور اس کے ذریعے دیوار کی وہ جانب بھی خشک ہو جائے جس پر دھوپ نہیں پڑی تو بعید نہیں کہ دیوار دونوں طرف سے پاک ہو جائے۔

۴۔ استحالہ

مسئلہ ۱۹۲ : اگر کسی نجس چیز کی جنس یوں بدل جائے کہ ایک پاک چیز کی شکل اختیار کر لے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتا نمک زار میں گر کر نمک بن جائے۔ لیکن اگر اس چیز کی جنس نہ بدلے مثلاً نجس گیہوں کا آٹا پیس لیا جائے یا روٹی پکالی جائے تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۱۹۳ : مٹی کا لوٹا اور دوسری ایسی چیزیں جو نجس مٹی سے بنائی جائیں اور کوئلہ جو نجس

لکڑی سے تیار کیا جائے نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۹۴ : ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس بدلی ہے یا نہیں) نجس ہے۔

۵۔ انقلاب

مسئلہ ۱۹۵ : اگر شراب خود بخود یا کسی چیز مثلاً سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۹۶ : وہ شراب جو نجس انگور وغیرہ سے تیار ہو اگر ایک پاک برتن میں ڈال دی جائے اور بعد میں سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہی اس طرح اگر کوئی اور نجاست برتن کو تلے بغیر شراب سے مل جائے اور اس میں حل ہو جائے تو سرکہ بن جانے کے بعد پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۹۷ : جو سرکہ انگور اور نجس کشمش اور نجس کھجور سے تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۱۹۸ : اگر انگور یا کھجور کے تنکوں کے ریزے بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان سے سرکہ تیار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں بھی کوئی خرابی نہیں خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں بشرطیکہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ نہ پیدا ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۹ : اگر انگور کے شیرے میں آنچ پر رکھنے سے یا خود بخود جوش آجائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر اسے آگ پر اتنا ابالا جائے کہ ثلثان کم ہو جائے یعنی اس کا دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے۔ اور انگور کا شیرہ جوش دینے سے نجس نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰ : اگر انگور کے شیرے کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس میں جوش آجائے تو وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۱ : اگر انگور کے شیرے کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو وہ حلال ہے لیکن اگر جوش میں آجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا دو تہائی کم ہوا ہے یا نہیں تو وہ حلال

نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۲ : اگر کچے انگوروں کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو شیرہ اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا شیرہ نہ کہتے ہوں اور اس میں جوش آجائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

مسئلہ ۲۰۳ : اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن اس چیز میں حل نہ ہو تو فقط اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۴ : اگر چند دیگوں میں شیرہ پکایا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اگر اس کو ایسی دیگ میں ڈالا جائے جس میں جوش نہ آیا ہو تو وہ دیگ نجس ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۰۵ : جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ (غورہ ہے یا انگور یعنی) کچے انگوروں کا رس ہے یا پکے انگوروں کا شیرہ اس میں اگر جوش بھی آ جائے تو حلال ہے۔

۶۔ انتقال

مسئلہ ۲۰۶ : اگر انسان کا خون یا رگوں میں خون رکھنے والے حیوان کا خون (یعنی ایسے حیوان کا خون جس کا خون رگ کاٹنے سے نکلتا ہے) کسی ایسے حیوان کے بدن میں چلا جائے جو رگوں میں خون نہیں رکھتا اور اسی حیوان کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہو جاتا ہے اور اسے انتقال کہتے ہیں دوسری نجاستوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے لیکن انسان کا جو خون جونک چوستی ہے چونکہ وہ جونک کا نہیں بلکہ انسان کا خون کہلاتا ہے اس لئے نجس ہے۔

مسئلہ ۲۰۷ : اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ جو خون مچھر کے بدن سے نکلا ہے وہ وہی خون ہے جو مچھر نے اس کے بدن سے چوسا یا خود مچھر کا خون ہے تو وہ خون پاک ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ یہ خون وہی ہے جو مچھر نے اس کے بدن سے چوسا ہے لیکن اب مچھر کا خون شمار ہوتا ہے تب بھی صورت وہی ہے (یعنی وہ خون پاک ہے) لیکن اگر مچھر کے خون چوسنے اور مارے جانے کے درمیان وقفہ اتنا کم ہو کہ لوگ اس خون کو انسان کا خون ہی کہیں یا یہ معلوم نہ ہو کہ لوگ اسے مچھر کا خون کہیں گے یا انسان کا تو وہ خون نجس ہے۔

۷۔ اسلام

مسئلہ ۲۰۸ : اگر کوئی کافر "شہادتین" پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کی گواہی دے دے مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد اس کا بدن، تھوک، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا چاہئے اور اس مقام کو پانی سے دھونا چاہیے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھو ڈالے۔

مسئلہ ۲۰۹ : ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا لباس تری کے ساتھ اس کے بدن سے چھو گیا ہو اور اس کے مسلمان ہونے کے وقت اس کے بدن پر نہ ہو تو وہ لباس نجس ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۰ : اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک متصور ہو گا۔ اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید و رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو صورت وہی ہے۔ (یعنی وہ پاک متصور ہو گا)

۸۔ تبعیت

مسئلہ ۲۱۱ : تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۲۱۲ : اگر شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جوش کھا کر پہنچی ہو اور اگر کوئی کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس پر یعنی شراب پر رکھی جاتی ہو اور اس سے نجس ہو گئی ہو تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی پشت اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس پشت سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۱۳ : کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے۔

اس کے بدن سے معمول کے مطابق خون خارج ہو جائے تو جو خون اس کے بدن کے اندر باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۲۲۸ : مذکورہ حکم اس جانور سے مخصوص ہے جس کا گوشت حلال ہو۔ جس جانور کا گوشت حرام ہو اس پر یہ حکم جاری نہیں ہو سکتا بلکہ احتیاط مستحب کی بنا پر اس کا اطلاق حلال گوشت والے جانور کے ان اعضاء پر بھی نہیں ہو سکتا جو حرام ہیں۔

برتنوں کے متعلق احکام

مسئلہ ۲۲۹ : جو برتن کتے، سور یا مردار کے چمڑے سے بنایا جائے اس میں کسی چیز کا کھانا پینا، جب کہ تری اس کی نجاست کا موجب بنی ہو، حرام ہے اور اس برتن کو وضو اور غسل اور ایسے دوسرے کاموں میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ جنہیں پاک چیز سے انجام دینا ضروری ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کتے، سور اور مردار کے چمڑے کو خواہ وہ برتن کی شکل میں نہ بھی ہو استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲۳۰ : سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ان کا کسی طرح استعمال کرنا بھی حرام ہے لیکن ان سے کمرہ وغیرہ سجانے یا انہیں اپنے قبضے میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں گو ان کا ترک کر دینا احوط ہے۔ سونے اور چاندی کے برتن بنانے اور سجاوٹ یا قبضے میں رکھنے کے لیئے ان کی خرید و فروخت کرنے کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۱ : اگر چائے کے لیئے استعمال ہونے والے گلاس کے اس کلپ کو جو سونے یا چاندی سے بنایا جاتا ہے۔ گلاس سے علیحدہ کر لینے کے بعد بھی برتن ہی کہا جائے تو اس کا استعمال خواہ تنہا ہو یا چائے کے گلاس کے ساتھ ہو حرام ہے اور اگر اسے (کپ کو) برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۳۲ : ایسے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جن پر چاندی یا سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۳۳ : اگر جست کو چاندی یا سونے میں مخلوط کر کے برتن بنائے جائیں اور جست اتنی

دوم : یہ کہ اسے علم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس چیز سے لگ گیا ہے۔

سوم : یہ کہ کوئی شخص اسے اس چیز کو ایسے کام میں استعمال کرتے ہوئے دیکھے جس میں اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً اسے اس لباس کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھے۔

چہارم : یہ کہ اس بات کا احتمال ہو کہ وہ مسلمان جو کام اس چیز کے ساتھ کر رہا ہے اس کے بارے میں اسے علم ہو کہ اس چیز کا پاک ہونا ضروری ہے لہٰذا مثال کے طور پر وہ مسلمان یہ نہیں جانتا کہ نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا چاہئے اور نجس شدہ لباس کے ساتھ ہی نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے لباس کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا۔

پنجم : یہ کہ اس بات کا احتمال ہو کہ اس مسلمان نے اس نجس شدہ چیز کو دھویا ہو گا لہٰذا اگر یہ یقین ہو کہ اس نے اس چیز کو نہیں دھویا تو اس چیز کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا۔ علاوہ ازیں اس مسلمان کی نظر میں نجس اور پاک چیزیں برابر ہوں اور ان میں کوئی فرق ہی نہ ہو تو اس چیز کو پاک نہیں سمجھا جائے۔

ششم : یہ کہ وہ مسلمان بالغ ہو یا طہارت اور نجاست میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۲۴ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ جو چیز پہلے نجس تھی اب پاک ہو گئی ہے یا دو عادل اشخاص اس کے پاک ہونے کے خبر دیں تو وہ چیز پاک ہے اگر کوئی ایسا شخص جس کے قبضے میں کوئی نجس چیز ہو یہ کہے کہ وہ چیز پاک ہو گئی ہے یا ایک مسلمان نے ایک نجس چیز کو دھویا ہو گو معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے ٹھیک طرح دھویا یا نہیں تو اس کی بھی وہی صورت ہے یعنی وہ چیزیں پاک متصور ہوں گی) اور بعید نہیں کہ ایک عادل یا معتبر شخص کی گواہی بھی اس چیز کے پاک ہونے کے بارے میں کافی ہو۔

مسئلہ ۲۲۵ : اگر کسی نے ایک شخص کا لباس دھونے کی ذمہ داری لی ہو اور کہے کہ میں نے اسے دھو دیا ہے اور اس شخص کو اس کے یہ کہنے سے تسلی ہو جائے تو وہ لباس پاک ہے۔

مسئلہ ۲۲۶ : اگر کسی شخص کی یہ حالت ہو جائے کہ اسے کسی نجس چیز کے دھوئے جانے کا یقین ہی نہ آئے تو اسے چاہئے کہ گمان پر اکتفا کرے۔

۱۲۔ معمول کے مطابق (ذبیحہ کے) خون کا بہہ جانا

مسئلہ ۲۲۷ : جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ کسی جانور کے شرعی طریقے کے مطابق ذبح ہونے کے بعد

بصورت دیگر وہ نجس ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۲۲۰ : ہونٹوں اور آنکھ کی پلکوں کے وہ حصے جو بند کرتے وقت ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں اور بدن کے وہ مقامات جن کے بارے میں علم نہ ہو کہ آیا انہیں اندرونی حصے سمجھا جائے یا بیرونی اگر نجس ہو جائیں تو انہیں پانی سے دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲۱ : اگر نجس گرد یا خاک کپڑے اور فرش یا ایسی ہی کسی اور چیز پر جم جائیں اور کپڑے وغیرہ کو یوں جھاڑا جائے کہ نجس گرد اور خاک اس سے الگ ہو جائیں تو اس کے بعد اگر کوئی تر چیز کپڑے وغیرہ سے مس کرے گی تو وہ نجس نہیں ہو گی۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء

مسئلہ ۲۲۲ : جس حیوان کو انسانی پاخانہ کھانے کی عادت پڑ گئی ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اگر اسے پاک کرنا مقصود ہو تو اس کا استبراء کرنا چاہئے یعنی ایک عرصے تک اسے نجاست نہ کھانے دیں اور پاک غذا دیں حتیٰ کہ اتنی مدت گزر جائے کہ پھر اسے نجاست کھانے والا نہ کہا جا سکے اور احتیاط واجب کی بنا پر نجاست کھانے والے اونٹ کو چالیس دن تک، گائے کو تیس دن تک، بھیڑ کو دس دن تک مرغابی کو سات یا پانچ دن تک اور پالتو مرغی کو تین دن تک نجاست کھانے سے باز رکھا جائے اور اگر اتنی مدت گزرنے کے بعد بھی لوگ انہیں نجاست کھانے والے کہیں تو اس وقت تک انہیں نجاست کھانے سے باز رکھنا چاہئے جب تک لوگ یہ نہ کہیں کہ اب یہ نجاست کھانے والے نہیں ہیں۔

۱۱۔ مسلمان کا غائب ہو جانا

مسئلہ ۲۲۳ : اگر کسی مسلمان کا بدن یا لباس یا برتن اور فرش جیسی دوسری چیز جو اس کے قبضے میں ہو نجس ہو جائے اور پھر وہ مسلمان غائب ہو جائے تو یہ چیزیں چھ شرائط کے بعد پاک متصور ہوں گی۔

اول : یہ کہ جس چیز نے اس مسلمان کے لباس کو نجس کیا ہے اسے وہ نجس سمجھتا ہو۔ لہذا اگر مثال کے طور پر اس کا لباس تر ہو اور کافر کی بدن سے چھو گیا ہو اور وہ اسے نجس نہ سمجھتا ہو تو اس کے غائب ہونے کے بعد اس لباس کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

۱... جو کافر مسلمان ہو جائے اس کا بچہ پاکی اور طہارت میں اس کے تابع ہے اور بچے کے دادا، ماں یا دادی مسلمان ہو جائیں تب بھی یہی صورت ہے۔

۲... ایک کافر بچے کو کسی مسلمان نے اسیر کر لیا ہو اور اس بچے کا باپ یا اجداد (دادا یا نانا وغیرہ) میں سے کوئی ایک اس کے ہمراہ نہ ہو۔ اس صورت میں بچے کے تابعیت کی بنا پر پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ جب وہ باشعور ہو جائے تو کفر کا اظہار نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۴ : وہ تختہ یا پتھر جس پر میت کو غسل دیا جائے اور وہ کپڑا جس سے میت کی شرمگاہ ڈھانپی جائے نیز اس شخص کے ہاتھ جو میت کو غسل دے۔ یہ تمام چیزیں جو میت کے ساتھ دھوئی جاتی ہیں غسل مکمل ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۱۵ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانی سے دھوئے تو اس چیز کے پاک ہونے پر اس شخص کا وہ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے جس سے وہ اس چیز کو دھوتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶ : اگر لباس یا اسی جیسی کسی چیز کو آب قلیل سے دھویا جائے اور اتنا نچوڑ دیا جائے جتنا عام طور پر نچوڑا جاتا ہو تاکہ جو پانی اس پر ڈالا ہے نکل جائے تو جو پانی اس میں رہ جائے وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۲۱۷ : جب نجس برتن کو آب قلیل سے دھویا جائے تو جو پانی اس کے پاک کرنے کے لیے اس پر ڈالا جائے اسے گرا دینے کے بعد جو معمولی پانی اس میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

۹۔ عین نجاست کا دور ہونا

مسئلہ ۲۱۸ : اگر کسی حیوان کا بدن عین نجاست (مثلاً خون) یا نجس ہوئی جو چیز (مثلاً نجس پانی) سے آلودہ ہو جائے تو جب وہ نجاست دور ہو جائے حیوان کا بدن پاک ہو جاتا ہے اور یہی صورت انسانی بدن کے اندرونی حصوں مثال کے طور پر منہ یا ناک کے اندر والے حصوں کی ہے مثلاً اگر دانتوں کی ریخوں سے خون نکلے اور تھوک میں مل کر ختم ہو جائے تو منہ کا اندرونی حصہ پانی سے دھونا ضروری نہیں لیکن اگر منہ میں مصنوعی دانت ہوں اور وہ نجس ہو جائیں تو انہیں احتیاطاً دھو لینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۱۹ : اگر دانتوں کی ریخوں میں غذا کے ریزے رہ جائیں اور پھر منہ کے اندر خون نکل آئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ خون غذا کے ریزوں تک پہنچ گیا ہے تو وہ غذا کے ریزے پاک ہوں گے

زیادہ مقدار میں ہو کہ اس برتن کو سونے یا چاندی کا برتن نہ کہیں تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۳۴ : اگر کوئی غذا سونے یا چاندی کے برتن میں رکھی ہو اور کوئی شخص اس ارادے سے کہ چونکہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے اسے دوسرے برتن میں انڈیل لے اور اس پر سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کا اطلاق نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵ : حقے کا بادگیر (چلم کا سوراخوں والا ڈھکنا) تلوار یا چھری چاقو کا میان اور قرآن مجید رکھنے کا ڈبہ اگر سونے چاندی سے بنے ہوں تو کوئی حرج نہیں تاہم احتیاط مستحب اس میں ہے کہ سونے چاندی کی بنی ہوئی عطردانی' سرمہ دانی اور نسوار دانی استعمال نہ کی جائیں۔

مسئلہ ۲۳۶ : مجبوری کی حالت میں سونے چاندی کے برتنوں میں اتنا کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں جس سے ضرورت رفع ہو جائے لیکن اس مقدار سے زیادہ کھانا پینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۳۷ : ایسا برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ سونے یا چاندی کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے۔ شراب کی تیاری میں استعمال ہونے اور پینے کے کام آنے والے مخصوص برتنوں سے بھی بطور احتیاط وجوبی اجتناب کیا جائے۔

وضو

مسئلہ ۲۳۸ : وضو میں واجب ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصے اور دونوں پاؤں کے سامنے والے حصے کا مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۳۹ : چہرے کو لمبائی میں پیشانی کے اوپر اس جگہ سے لے کر جہاں سر کے بال اگتے ہیں ٹھوڑی کے آخر کنارے تک دھونا چاہئے اور چوڑائی میں بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے پھیلاؤ میں جتنی جگہ آجائے اسے دھونا چاہئے۔ اگر اس مقدار کا ذرا سا حصہ بھی چھوٹ جائے تو وضو باطل ہو گا لہٰذا یہ یقین کرنے کے لیے کہ اتنا ضروری حصہ پورا دھل گیا ہے تھوڑا تھوڑا ادھر ادھر سے بھی دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۰ : اگر کسی شخص کے ہاتھ یا چہرہ عام لوگوں کی بہ نسبت بڑے یا چھوٹے ہوں تو اسے

دیکھنا چاہئے کہ عام لوگ کہاں تک اپنا چہرہ دھوتے ہیں اور پھر وہ بھی اتنا ہی دھو ڈالے۔ علاوہ ازیں اگر اس کی پیشانی پر بال اگے ہوئے ہوں یا سر کے اگلے حصے پر بال نہ ہوں تو اسے چاہئے کہ عام اندازے کے مطابق پیشانی دھو ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۱ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کی بھوؤں، آنکھ کے گوشوں اور ہونٹوں پر میل یا کوئی دوسری چیز ہے جو پانی کے ان تک پہنچنے میں مانع ہے اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہو تو اسے وضو سے پہلے تحقیق کرلینی چاہئے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو تو اسے دور کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۲ : اگر چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہو تو پانی جلد تک پہنچانا چاہئے اور اگر نظر نہ آتی ہو تو بالوں کا دھونا کافی ہے اور ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۴۳ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہے یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ بالوں کو دھوئے اور پانی جلد تک بھی پہنچائے۔

مسئلہ ۲۴۴ : ناک کے اندرونی حصے اور ہونٹوں اور آنکھوں کے ان حصوں کا جو ان کے بند کرنے پر نظر نہیں آتے دھونا واجب نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لیے کہ جن جگہوں کا دھونا ضروری ہے ان میں سے کوئی باقی نہیں رہ گئی واجب ہے کہ ان اعضاء کی کچھ مقدار بھی دھولی جائے۔ اور جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اتنی مقدار کا دھونا ضروری ہے اگر وہ نہ جانتا ہو کہ جو وضو وہ کر چکا ہے اس میں یہ حصے دھوئے ہیں یا نہیں تو اس نے اس وضو سے جو نماز پڑھی ہے اگر اس کا وقت ابھی باقی ہو تو اسے چاہئے کہ ایک بار پھر وضو کرے اور وہ نماز دوبارہ پڑھے البتہ جن نمازوں کا وقت گزر چکا ہو ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۵ : چہرے اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہئے۔ اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھوئے جائیں تو وضو باطل ہو گا۔

مسئلہ ۲۴۶ : اگر ہاتھ پانی سے تر کر کے چہرے اور ہاتھوں پر پھیرا جائے اور ہاتھ میں اتنی تری ہو کہ اسے پھیرنے سے چہرے اور ہاتھوں پر پانی کی کچھ مقدار حرکت کرنے لگے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۴۷ : چہرہ دھونے کے بعد پہلے دایاں بازو اور پھر بایاں بازو کہنی سے انگلیوں کے سروں

تک دھونا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۸ : اس بات کا یقین کرنے کے لیئے کہ کہنی پوری کی پوری دھل گئی ہے اس سے اوپر والا حصہ بھی دھونا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۹ : جس شخص نے چہرہ دھونے سے پہلے اپنے بازوؤں کی کلائی کے جوڑ تک دھویا ہو اسے چاہئے کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کے سروں تک دھوئے۔ اگر وہ صرف کلائی کے جوڑ تک دھوئے گا تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۰ : وضو میں چہرے اور بازوؤں کا پہلی دفعہ دھونا واجب۔ دوسری دفعہ دھونا مستحب اور تیسری دفعہ یا اس سے زیادہ بار دھونا حرام ہے۔ جہاں تک اس امر کا سوال ہے کہ کونسا دھونا پہلا' دوسرا' تیسرا سمجھا جائے اس کا دار و مدار وضو کرنے والے کی نیت پر ہے۔ لہذا اگر مثال کے طور پر پہلی دفعہ دھونے کی نیت سے کوئی شخص دس بار پانی چہرے پر ڈالے تو کوئی حرج نہیں اور وہ اس کا پہلی دفعہ دھونا ہی متصور ہوگا۔ لیکن اگر تین دفعہ دھونے کی نیت سے تین بار پانی ڈالے تو تیسری بار پانی ڈالنا حرام ہوگا اور وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۱ : دونوں بازو دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے کا مسح وضو کے اس پانی کی تری سے کرنا چاہئے جو ہاتھوں کو لگی رہ گئی ہو۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ مسح دائیں ہاتھ سے کیا جائے اور مسح اوپر سے نیچے کی طرف ہو

مسئلہ ۲۵۲ : سر کے چار حصوں میں سے پیشانی سے ملا ہوا ایک حصہ وہ مقام ہے جہاں مسح کرنا چاہئے اس حصے میں جہاں بھی اور جس اندازے سے بھی مسح کریں کافی ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ طول میں ایک انگلی کی لمبائی کے لگ بھگ اور عرض میں تین ملی ہوئی انگلیوں کے لگ بھگ جگہ پر مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۳ : یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح جلد پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کرنا بھی درست ہے لیکن اگر کسی شخص کے سر کے آگے کے بال اتنے لمبے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھا کرے تو اس کے چہرے پر آگریں یا سر کے کسی دوسرے حصے تک جاپہنچیں تو اسے چاہئے کہ بالوں کی

جڑوں پر مسح کرے یا مانگ نکال کر سر کی جلد پر مسح کرے اور اگر چہرے پر آگرنے والے یا سر کے دوسرے حصوں تک پہنچنے والے بالوں کو آگے کی طرف جمع کر کے ان پر مسح کرے گا یا سر کے دوسرے حصوں کے بالوں پر جو آگے کو بڑھ آئے ہوں مسح کرے گا تو وہ مسح باطل ہو گا۔

مسئلہ ۲۵۴ : سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی اس تری سے جو ہاتھوں میں باقی ہو پاؤں کی کسی ایک انگلی سے لے کر پاؤں کے اوپر والے حصے کے ابھار تک مسح کرنا چاہئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ پاؤں کے جوڑ تک مسح کیا جائے۔ اسی طرح احتیاط واجب یہ ہے کہ دائیں پیر کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پیر کا بائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۵ : پاؤں پر مسح کا عرض جتنا بھی ہو کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ تین جڑی ہوئی انگلیوں کی چوڑائی کے برابر ہو اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ پاؤں کے پورے اوپر والے حصے کا مسح پوری ہتھیلی سے کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۶ : احتیاط واجب یہ ہے کہ پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ انگلیوں کے سروں پر رکھے اور پھر پاؤں کے ابھار کی جانب کھینچے یا ہاتھ پاؤں کے جوڑ پر رکھ کر انگلیوں کے سروں کی طرف کھینچے۔ یہ درست نہیں کہ پورا ہاتھ پاؤں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے۔

مسئلہ ۲۵۷ : ایک شخص کو چاہئے کہ سر اور پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ ان پر کھینچے یعنی ہاتھ کو حرکت دے اور اگر ہاتھ کو ساکن رکھے اور سر یا پاؤں کو اس پر چلائے تو وضو باطل ہو جاتا ہے لیکن ہاتھ کھینچنے کے وقت سر اور پاؤں معمولی حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۵۸ : جس جگہ کا مسح کرنا ہو وہ خشک ہونی چاہئے۔ اگر وہ اس قدر تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہو گا۔ لیکن اگر اس پر تری اتنی کم ہو کہ جو تری مسح کے بعد نظر آئے اس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ وہ فقط ہتھیلی کی تری ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۵۹ : اگر مسح کرنے کے لیئے ہتھیلی پر تری باقی نہ رہی ہو تو اسے دوسرے پانی سے تر نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایسی صورت میں اپنی داڑھی کی تری لے کر اس سے مسح کرنا چاہئے اور داڑھی کے علاوہ اور کسی جگہ سے تری لے کر مسح کرنا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۶۰ : اگر ہتھیلی کی تری صرف سر کے مسح کے لیئے کافی ہو تو سر کا مسح اس تری سے کرنا چاہیئے اور پاؤں کے مسح کے لیئے اپنی داڑھی سے تری حاصل کرنی چاہیئے۔

مسئلہ ۲۶۱ : موزے اور جوتے پر مسح کرنا جائز نہیں ہاں اگر سخت سردی کی وجہ سے یا چور یا درندے وغیرہ کے خوف سے جوتے یا موزے نہ اتارے جا سکیں تو تیمم کرنا چاہیئے اور تقیہ کی صورت میں موزے اور جوتے پر مسح کرنے کے علاوہ تیمم بھی کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۶۲ : اگر پاؤں کا اوپر والا حصہ نجس ہو اور مسح کرنے کے لیئے اسے دھویا بھی نہ جا سکتا ہو تو تیمم کرنا چاہیئے۔

ارتماسی وضو

مسئلہ ۲۶۳ : ارتماسی وضو یہ ہے کہ انسان چہرے اور بازوؤں کو وضو کی نیت سے پانی میں ڈبو دے۔

مسئلہ ۲۶۴ : ارتماسی وضو میں بھی چہرہ اور بازو اوپر سے نیچے کی جانب دھونے چاہئیں۔ لہٰذا جب کوئی شخص وضو کی نیت سے چہرہ اور بازو پانی میں ڈبوئے تو اسے چاہیئے کہ چہرہ پیشانی کی طرف سے اور بازو کہنیوں کی طرف سے ڈبوئے۔ لیکن وضو کی نیت چہرے اور ہاتھوں کو پانی میں ڈبونے کے بعد باہر کھینچتے وقت کرے۔

مسئلہ ۲۶۵ : اگر کوئی شخص بعض اعضاء کا وضو ارتماسی طریقے سے اور بعض کا غیر ارتماسی (یعنی ترتیبی) طریقے سے کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

دعائیں جن کا وضو کرتے وقت پڑھنا مستحب ہے

مسئلہ ۲۶۶ : جو شخص وضو کرنے لگے اس کے لیئے مستحب ہے کہ جب اس کی نظر پانی پر پڑے تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ و باللہ والحمد للہ الذی جعل الماء طھورا ولم یجعلہ نجسا۔

جب وضو سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے تو یہ دعا پڑھے **اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین**

مضمضہ یعنی کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم لقنی حجتی یوم القاک واطلق لسانی بذکرک**

استنشاق یعنی ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم لاتحرم علی ریح الجنۃ واجعلنی ممن یشم ریحھا و روحھا وطیبھا۔**

چہرہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم بیض وجھی یوم تسود الوجوہ ولا تسود وجھی یوم تبیض الوجوہ**

دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم اعطنی کتابی بیمینی والخلد فی الجنان بیساری وحاسبنی حسابا یسیرا۔**

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم لاتعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری ولا تجعلھا مغلولۃ الی عنقی واعوذبک من مقطعات النیران**

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم غشنی برحمتک و برکاتک و عفوک**

پاؤں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم ثبتنی علی الصراط یوم تزل فیہ الاقدام واجعل سعی فی مایرضیک عنی یا ذالجلال وللاکرام**

وضو کی شرائط

وضو کے صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں۔

○ ... پہلی شرط یہ ہے کہ وضو کا پانی پاک ہو۔

○ ... دوسری یہ ہے کہ وہ پانی مطلق ہو۔

مسئلہ ۲۶۷ : نجس یا مضاف پانی سے وضو کرنا درست نہیں خواہ وضو کرنے والا شخص اس کے نجس یا مضاف ہونے کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو یا بھول گیا ہو کہ یہ نجس یا مضاف ہے لہٰذا اگر وہ ایسے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھ چکا ہے تو چاہئے کہ صحیح وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۶۸ : اگر ایک شخص کے پاس مٹی ملے ہوئے مضاف پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کے لیئے نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو تیمم کر لے (اور نماز پڑھے) لیکن اگر وقت تنگ نہ ہو تو پانی کے صاف ہونے کا انتظار کرے اور جب صاف ہو جائے تو اس سے وضو کر لے۔

○... تیسری شرط یہ ہے کہ وضو کا پانی مباح ہو۔

مسئلہ ۲۶۹ : ایسے پانی سے وضو کرنا حرام اور باطل ہے جو غصب کیا گیا ہو یا جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کا مالک اس کے استعمال پر رضامند ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۲۷۰ : کسی مدرسے کے ایسے حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ تمام لوگوں کے لیئے وقف کیا گیا ہے یا صرف مدرسے کے طلباء کے لیئے وقف ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عامۃ الناس عموماً اس حوض سے وضو کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۱ : اگر کوئی شخص ایک مسجد میں نماز پڑھنا نہ چاہتا ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آیا اس مسجد کا حوض سبھی لوگوں کے لیئے وقف ہے یا صرف ان لوگوں کے لیئے جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو اس کے لیئے اس حوض سے وضو کرنا درست نہیں لیکن اگر عموماً وہ لوگ بھی اس حوض سے وضو کرتے ہوں جو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہتے ہوں تو وہ شخص بھی اس حوض سے وضو کر سکتا ہے۔ ان لوگوں کے لیئے جو کسی سرائے یا مسافر خانہ وغیرہ میں مقیم نہ ہوں اس سرائے یا مسافر خانہ کے حوض سے وضو کرنا اسی صورت میں درست ہے جب عموماً ایسے لوگ بھی جو وہاں مقیم نہ ہوں اس حوض سے وضو کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۲ : ایک شخص کے لیئے بڑی نہروں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ ان کا مالک رضا مند ہے یا نہیں۔ لیکن اگر ان نہروں کا مالک وضو کرنے سے منع کرے یا معلوم ہو کہ وہ ان سے وضو کرنے پر رضا مند نہیں یا وہ نابالغ یا پاگل ہو یا وہ نہریں کسی غاصب کے قبضے میں ہوں تو ان تمام صورتوں میں ان نہروں کے پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے البتہ دیہات یا دیہات جیسے علاقوں کی نہروں سے اگر لوگ عام طور پر استفادہ کرتے ہوں تو ان سے وضو کرنے یا کسی اور طرح کا استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ ان کا مالک نابالغ یا پاگل ہی کیوں نہ ہو۔ نیز ایسی نہروں کے مالک کو

حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کو ان سے استفادہ کرنے سے منع کرے۔

مسئلہ ۲۷۳ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ پانی غصب کیا ہوا ہے اور اس سے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر کسی شخص نے خود پانی غصب کیا ہوا ہو اور بعد میں بھول جائے کہ اس نے یہ پانی غصب کیا ہوا ہے اور اس سے وضو کر لے تو اس کا وضو باطل ہو گا۔

○... چوتھی شرط یہ ہے کہ وضو کا برتن مباح ہو۔

○... پانچویں شرط یہ ہے کہ جس برتن سے وضو کے لیئے پانی استعمال کیا جائے وہ احتیاط واجب کی بنا پر سونے یا چاندی کا بنا ہوا نہ ہو۔

مسئلہ ۲۷۴ : اگر کسی شخص کے پاس وضو کے لیئے وہ پانی ہو جو غصب کیئے ہوئے (یا سونے چاندی سے بنے ہوئے) برتن میں ہو اور اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہ ہو تو اگر وہ اس پانی کو شرعی طریقے سے دوسرے برتن میں انڈیل سکتا ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ اسے کسی دوسرے برتن میں انڈیل لے اور پھر اس سے وضو کرے اور اگر ایسا کرنا آسان نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر اس کے پاس اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ اس سے وضو کرے اور اگر دونوں صورتوں میں گناہ کا مرتکب ہوتے ہوئے ہاتھ یا اس کے مانند کسی چیز سے پانی وضو کے اعضاء پر ڈالے تو اس کا وضو صحیح ہو گا اور اسی کیفیت کے ساتھ اگر سونے چاندی کے بنے ہوئے برتن سے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔ خواہ اس کے پاس اس پانی کے علاوہ کوئی پانی موجود ہو یا نہ ہو اور اگر غصب کیئے ہوئے برتن سے ارتماسی وضو کرے تو وہ وضو باطل ہو گا۔ قطع نظر اس سے کہ اس کے پاس پانی کے علاوہ کوئی پانی موجود ہو یا نہ ہو اور اگر سونے چاندی سے بنے ہوئے برتن سے ارتماسی وضو کرے تو وضو کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۷۵ : اگر کسی حوض میں مثال کے طور غصب کی ہوئی ایک اینٹ یا ایک پتھر لگا ہو اور عرف عام میں اس حوض میں سے پانی نکالنا اس اینٹ یا پتھر پر تصرف نہ سمجھا جائے تو (پانی لینے میں) کوئی حرج نہیں لیکن اگر تصرف سمجھا جائے تو پانی کا نکالنا حرام لیکن اس سے وضو کرنا صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۷۶ : اگر ائمہ طاہرینؑ یا ان کی اولاد کے صحن میں جو پہلے قبرستان تھا کوئی حوض یا نہر کھودی جائے اور یہ علم نہ ہو کہ صحن کی زمین قبرستان کے لیئے وقف ہو چکی ہے تو اس حوض یا نہر کے

پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

○ ... چھٹی شرط یہ ہے کہ وضو کے اعضاء دھوتے وقت اور مسح کرتے وقت پاک ہوں۔

مسئلہ ۲۷۷ : اگر وضو مکمل ہونے سے پہلے وہ مقام نجس ہو جائے جسے دھویا جاچکا ہے یا جس کا مسح کیا جاچکا ہے تو وضو صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۷۸ : اگر اعضائے وضو کے علاوہ بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو صحیح ہے لیکن اگر پاخانے یا پیشاب کے مقام کو پاک نہ کیا ہو تو پھر احتیاط مستحب ہے کہ پہلے انہیں پاک کرے اور پھر وضو کرے۔

مسئلہ ۲۷۹ : اگر وضو کے اعضاء میں سے کوئی عضو نجس ہو اور وضو کر چکنے کے بعد متعلقہ شخص کو شک گزرے کہ آیا وضو کرنے سے پہلے اس عضو کو دھویا تھا یا نہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وضو کے وقت اس نے پاک یا نجس ہونے کی جانب توجہ نہیں دی۔ تو وضو باطل ہے اور اگر اسے علم ہو کہ توجہ دی تھی یا شک ہو کہ توجہ دی تھی یا نہیں تو وضو صحیح ہے لیکن ہر صورت میں اسے نجس مقام کو دھولینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۸۰ : اگر کسی شخص کے چہرے یا ہاتھوں پر کوئی ایسی خراش یا زخم ہو جس سے خون نہ تھمے اور پانی اس کے لیئے مضر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس عضو کے جن حصوں پر زخم وغیرہ ہیں انہیں ترتیب وار دھونے کے بعد زخم یا خراش والے حصے کو کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبو دے اور اسے اس قدر دبائے کہ خون بند ہو جائے اور پانی کے اندر ہی اپنی انگلی زخم یا خراش پر رکھ کر اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے تاکہ اس پر (یعنی) خراش یا زخم پر پانی جاری ہو جائے اور اس کا وضو صحیح ہے۔

○ ... ساتویں شرط یہ ہے کہ وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لیئے وقت کافی ہو۔

مسئلہ ۲۸۱ : اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ متعلقہ شخص وضو کرے تو ساری کی ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے تو اسے چاہئے کہ تیمم کرلے لیکن اگر تیمم اور وضو کے لیئے تقریباً یکساں وقت درکار ہو تو پھر وضو کرے۔

مسئلہ ۲۸۲ : جس شخص کو نماز کے لیئے وقت تنگ ہونے کے باعث تیمم کرنا پڑے اگر وہ بقصد

قربت یا کسی مستحب کام مثلاً قرآن مجید پڑھنے کے لیئے وضو کرے، تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر مسئلہ جانتے ہوئے جان بوجھ کر اسی نماز کے لیئے وضو کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

○ ... آٹھویں شرط یہ ہے کہ وضو بقصد قربت یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم سرانجام دینے کے لیئے کیا جائے۔ اگر اپنے آپ کو ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور نیت سے کیا جائے تو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۳ : وضو کی نیت زبان سے یا دل میں کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص وضو کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت سے بجالائے تو کافی ہے۔

○ ... نویں شرط یہ ہے کہ وضو اس ترتیب سے کیا جائے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی پہلے چہرہ اور اس کے بعد دایاں اور پھر بایاں بازو دھویا جائے۔ اس کے بعد سر کا اور پھر پاؤں کا مسح کیا جائے۔ بر بنائے احتیاط واجب بائیں پاؤں کا مسح دائیں پاؤں کے بعد کیا جائے۔ اگر وضو اس ترتیب سے نہ کیا جائے تو باطل ہوگا۔

○ ... دسویں شرط یہ ہے کہ وضو کے اعمال سرانجام دینے میں فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۴ : اگر وضو کے افعال سرانجام دینے میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جب وضو کرنے والا شخص کسی عضو کو دھونا چاہے یا اس کا مسح کرنا چاہے تو اس اثناء میں ان مقامات کی تری جنہیں وہ پیشتر دھو چکا ہو یا جن کا مسح کر چکا ہو خشک ہو جائے تو وضو باطل ہوگا۔ لیکن اگر جس عضو کو دھونا ہے یا مسح کرنا ہے صرف اس سے پہلے دھوئے ہوئے یا مسح کیئے ہوئے عضو کی تری خشک ہو گئی ہو مثلاً جب بایاں بازو دھوتے وقت دائیں بازو کی تری خشک ہو چکی ہو لیکن چہرہ تر ہو تو وضو صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۵ : اگر کوئی شخص وضو کے افعال بلا فاصلہ انجام دے لیکن ہوا کی گرمی یا بدن کی حرارت کی زیادتی یا کسی اور ایسی ہی وجہ سے پہلی جگہوں کی تری (یعنی ان جگہوں کی تری جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہو یا جن کا مسح کر چکا ہو) خشک ہو جائے تو وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۸۶ : وضو کے دوران چلنے پھرنے میں کوئی حرج نہیں لہذا اگر کوئی شخص چہرہ اور بازو دھونے کے بعد چند قدم چلے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو صحیح ہوگا۔

○ ... گیارھویں شرط یہ ہے کہ انسان اپنا چہرہ اور بازو دھوئے اور سر اور پاؤں کا مسح خود ہی کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسے وضو کرائے یا اس کے چہرے یا بازوؤں پر پانی ڈالنے یا سر اور

پاؤں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہو گا۔

مسئلہ ۲۸۷ : اگر کوئی شخص خود وضو نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ کسی دوسرے کو اپنا نائب بنائے جو اسے وضو کرا دے۔ اور اگر وہ شخص اجرت مانگے تو چاہئے کہ اسے ادا کرے بشرطیکہ اس کی ادائیگی پر قادر ہو اور ایسا کرنا اس کے حالات کی روشنی میں اس کے لیئے نقصان دہ نہ ہو لیکن پھر بھی اسے چاہئے کہ وضو کی نیت خود کرے اور مسح بھی خود اپنے ہاتھوں سے کرے اور اگر خود اپنے ہاتھوں سے مسح نہ کر سکتا ہو تو اس کا نائب اس کا ہاتھ پکڑے اور اس کے مسح کے مقامات پر کھینچے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نائب اس کے بازو سے تری حاصل کرے اور اس تری کے ساتھ اس کے سر اور پاؤں کا مسح کرے۔

مسئلہ ۲۸۸ : وضو کے جو افعال بھی انسان بذات خود انجام دے سکتا ہو ان کے بارے میں اسے دوسروں کی مدد نہیں لینی چاہئے۔

○ ... بارھویں شرط یہ ہے کہ وضو کرنے والے کے لیئے پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۹ : جس شخص کو خوف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا یہ کہ اگر پانی وضو کے لیئے استعمال کر لے گا تو پیاسا رہ جائے گا اسے چاہئے کہ وضو نہ کرے۔ لیکن اگر اسے اس بات کا علم نہ ہو کہ پانی اس کے لیئے مضر ہے اور وضو کر لے تو خواہ اسے بعد میں علم بھی ہو جائے کہ پانی اس کے لیئے مضر تھا اس کا وضو درست ہو گا بشرطیکہ اتنا ضرر نہ پہنچا ہو جتنا شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ ۲۹۰ : اگر چہرے اور بازوؤں کو کم از کم اتنے پانی سے دھونا جس سے وضو صحیح ہو جاتا ہو ضرر رساں نہ ہو تو اتنی مقدار سے ہی وضو کرنا چاہئے۔

○ ... تیرھویں شرط یہ ہے کہ وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۹۱ : اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز لگی ہوئی ہے لیکن اس بارے میں اسے شک ہو کہ آیا وہ چیز پانی کے ان اعضاء تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ یا تو اس چیز کو ہٹا دے یا پانی اس کے نیچے تک پہنچائے۔

مسئلہ ۲۹۲ : اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو درست ہے لیکن اگر ناخن کاٹا جائے تو وضو کے لیئے میل کا دور کرنا بھی ضروری ہے علاوہ ازیں اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑھ جائیں تو جتنا حصہ معمول سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اس کے نیچے سے میل نکال دینی چاہئے۔

مسئلہ ۲۹۳ : اگر کسی شخص کے چہرے' بازوؤں' سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جل جانے سے یا کسی اور وجہ سے ورم ہو جائے تو اسے دھولینا اور اس پر مسح کر لینا کافی ہے اور اگر اس میں سوراخ ہو جائے تو پانی جلد کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں بلکہ اگر جلد کا ایک حصہ اکھڑ جائے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ جو حصہ نہیں اکھڑا اس کے نیچے تک پانی پہنچایا جائے لیکن جب اکھڑی ہوئی جلد کبھی بدن سے چپک جاتی ہو اور کبھی اوپر اٹھ جاتی ہو تو یا تو اسے کاٹ دینا چاہئے یا اس کے نیچے پانی پہنچانا چاہئے۔

مسئلہ ۲۹۴ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز چپکی ہوئی ہے یا نہیں اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظر میں بھی درست ہو مثلاً گارے سے کوئی کام کرنے کے بعد شک ہو کہ گارا اس کے ہاتھ سے لگا رہ گیا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ تحقیق کر لے یا ہاتھ کو اتنا ملے کہ اطمینان ہو جائے کہ اگر اس پر گارا لگا رہ گیا تھا تو دور ہو گیا ہے یا پانی اس کے نیچے پہنچ گیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۵ : جس جگہ کو دھونا ہو یا اس کا مسح کرنا ہو اگر اس پر میل ہو لیکن وہ میل پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ڈالے تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر پلستر وغیرہ کا کام کرنے کے بعد سفیدی ہاتھ پر لگی رہ جائے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہ روکے تو اس کا بھی کوئی حرج نہیں لیکن اگر شک ہو کہ ان چیزوں کی موجودگی پانی کے بدن تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو انہیں دور کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۹۶ : اگر کوئی شخص وضو کرنے سے پہلے جانتا ہو کہ وضو کے بعض اعضاء پر ایسی چیز موجود ہے جو ان تک پانی پہنچنے میں مانع ہے اور وضو کے بعد شک کرے کہ آیا وضو کرتے وقت پانی ان اعضاء تک پہنچا ہے یا نہیں اور احتمال اس بات کا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۹۷ : اگر وضو کے بعض اعضاء میں کوئی رکاوٹ ہو جس کے نیچے پانی کبھی تو خود بخود چلا جاتا ہو اور کبھی نہ پہنچتا ہو اور انسان وضو کے بعد شک کرے کہ آیا پانی اس کے نیچے پہنچا ہے یا نہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ وضو کے وقت وہ اس رکاوٹ کے نیچے پانی پہنچنے کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

مسئلہ ۲۹۸ : اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد وضو کے اعضاء پر کوئی ایسی چیز دیکھے جو پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وضو کے وقت یہ چیز موجود تھی یا بعد میں پیدا ہوئی تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس رکاوٹ کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

مسئلہ ۲۹۹ : اگر کسی شخص کو وضو کے بعد شک ہو کہ جو چیز پانی پہنچنے سے مانع ہو سکتی ہے وضو کے اعضاء پر تھی یا نہیں اور امکان اس بات کا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

وضو کے احکام

مسئلہ ۳۰۰ : اگر کوئی شخص وضو کے افعال اور شرائط مثلاً پانی کے پاک ہونے اور مباح ہونے کے بارے میں بہت زیادہ شک کرے' اس کا شک وسوسہ کی حد تک پہنچ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۳۰۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کا وضو باطل ہوا ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا وضو باقی ہے لیکن اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد استبراء نہ کیا ہو اور وضو کر لیا ہو اور وضو کے بعد اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ یہ نہ جانتا ہو کہ پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اس کا وضو باطل ہو گا۔

مسئلہ ۳۰۲ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ وضو کر

لے۔

مسئلہ ۳۰۳ : جس شخص کو معلوم ہو کہ اس نے وضو کیا ہے اور اس سے حدث بھی واقع ہو گیا ہے مثلاً اس نے پیشاب کیا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کونسی بات پہلے واقع ہوئی ہے اور یہ صورت نماز سے پہلے پیش آئے تو اسے چاہئے کہ وضو کرے اور اگر نماز کے دوران پیش آئے تو نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے تو جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔ البتہ دوسری نمازوں کے لیئے اسے نئے سرے سے وضو کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۳۰۴ : اگر کسی شخص کو وضو کے بعد یا اس کے دوران میں یقین ہو جائے کہ اس نے بعض جگہیں نہیں دھوئیں یا ان کا مسح نہیں کیا اور جن اعضاء کو پہلے دھویا ہو یا ان کا مسح کیا ہو ان کی تری زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے خشک ہو چکی ہو تو اسے چاہئے کہ دوبارہ وضو کرے لیکن اگر وہ تری خشک نہ ہوئی ہو یا ہوا کی گرمی یا کسی اور ایسی وجہ سے خشک ہو گئی ہو تو اسے چاہئے کہ جن جگہوں کے بارے میں بھول گیا ہو انہیں اور ان کے بعد آنے والی جگہوں کو دھوئے یا ان کا مسح کرے۔ اور اگر وضو کے دوران میں کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے کے بارے میں شک کرے تو چاہئے کہ اسی حکم پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳۰۵ : اگر کسی شخص کو نماز پڑھ چکنے کے بعد شک ہو کہ اس نے وضو کیا تھا یا نہیں اور احتمال اس بات کا ہو کہ نماز شروع کرتے وقت وہ اپنی حالت کی جانب متوجہ تھا تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ آئندہ نمازوں کے لیئے وضو کرے۔

مسئلہ ۳۰۶ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران شک ہو کہ آیا اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے۔ اسے چاہئے کہ وضو کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۰۷ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک ہو کہ آیا اس کا وضو نماز سے پہلے باطل ہوا تھا یا بعد میں تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۰۸ : اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اسے پیشاب قطرہ قطرہ ہو کر آتا ہو یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ نماز کے اول وقت سے لے کر آخر وقت تک اسے اتنا

وقفہ مل جائے گا کہ استنجاء اور وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو اسے چاہئے کہ اس وقفے کے دوران میں نماز پڑھے اور اگر اسے صرف اتنی مہلت ملے جو نماز کے واجبات ادا کرنے کے لیئے کافی ہو تو اسے چاہئے کہ اس دوران میں صرف نماز کے واجبات بجا لائے اور مستحب افعال مثلاً اذان' اقامت اور قنوت کو ترک کر دے۔

مسئلہ ۳۰۹ : اگر کسی شخص کو (بیماری کی وجہ سے) وضو اور نماز کی مہلت نہ ملتی ہو اور نماز کے دوران میں کئی دفعہ اس کا پیشاب اور پاخانہ خارج ہوتا ہو اور اگر ہر دفعہ (پیشاب یا پاخانہ آنے کے بعد) وضو کرنا اس کے لیئے دشوار نہ ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ پانی کا برتن قریب رکھے اور جب بھی پیشاب یا پاخانہ خارج ہو فوراً وضو کرے اور باقی ماندہ نماز پڑھے اگرچہ اظہر یہ ہے کہ اگر وہ نماز ایک وضو سے پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۳۱۰ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے یوں خارج ہوتا ہو کہ ہر دفعہ کے بعد وضو کرنا اس کے لیئے دشوار ہو تو اس کی ہر نماز کے لیئے بلا اشکال ایک وضو کافی ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ ایک وضو چند نمازوں کے لیئے بھی کافی ہے ماسوا اس کے کہ کسی دوسرے حدث میں مبتلا ہو جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے لیئے ایک بار وضو کرے لیکن قضا شدہ سجدے اور تشہد اور نماز احتیاط کے لیئے دوسرا وضو ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۱ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے خارج ہوتا ہو تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وضو کے بعد فوراً نماز پڑھے اگرچہ بہتر ہے کہ نماز پڑھنے میں جلدی کرے۔

مسئلہ ۳۱۲ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے خارج ہوتا ہو تو وضو کرنے کے بعد اگر وہ نماز کی حالت میں نہ ہو تب بھی اس کے لیئے قرآن مجید کے الفاظ کو چھونا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۱۳ : اگر کسی شخص کو قطرہ قطرہ پیشاب آتا رہتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کے لیئے اپنے آپ کو ایک ایسی تھیلی کے ذریعے محفوظ کر لے جس میں روئی یا کوئی اور چیز رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگہوں تک پہنچنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر نماز سے پہلے پیشاب خارج ہونے کے نجس شدہ مقام کو دھولے۔ علاوہ ازیں جو شخص پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اسے چاہئے کہ جہاں تک

ممکن ہو نماز پڑھنے تک پاخانے کو دوسری جگہوں تک پھیلنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے اگر باعث زحمت نہ ہو تو ہر نماز کے لیئے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو دھوئے۔

مسئلہ ۳۱۴ : جو شخص پیشاب اور پاخانے کو روکنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو نماز میں پیشاب اور پاخانے کو روکے چاہے اس پر کچھ خرچ کرنا پڑے بلکہ اس کا مرض اگر آسانی سے دور ہو سکتا ہو تو اپنا علاج کرائے۔

مسئلہ ۳۱۵ : جو شخص اپنا پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لیئے صحت یاب ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں اس نے مرض کے دوران میں اپنے وظیفہ کے مطابق پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن اگر اس کا مرض نماز پڑھتے ہوئے دور ہو جائے تو چاہئے کہ جو نماز اس وقت پڑھی ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۱۶ : اگر کسی شخص کو یہ عارضہ ہو کہ ریاح روکنے پر قادر نہ ہو اسے چاہئے کہ ان لوگوں کے وظیفہ کے مطابق عمل کرے جو پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قدرت نہ رکھتے ہوں۔

وہ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا چاہئے

مسئلہ چھ چیزوں کے لیئے وضو کرنا واجب ہے۔

اول : واجب نمازوں کیلئے سوائے نماز میت اور مستحب نمازوں میں وضو شرط صحت ہے۔

دوم : اس سجدے اور تشہد کے لیئے جو ایک شخص بھول گیا ہو جبکہ ان کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث اس سے سرزد ہوا ہو مثلاً اس نے پیشاب کیا ہو لیکن سجدہ سہو کے لیئے وضو کرنا واجب نہیں۔

سوم : خانہ کعبہ کے واجب طواف کے لئے۔

چہارم : وضو کرنے کی نذر مانی ہو یا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو۔

پنجم : کسی نے نذر مانی ہو کہ اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن کی تحریر سے مس کرے گا۔

ششم : نجس شدہ قرآن مجید کو دھونے کے لیئے یا بیت الخلاء وغیرہ سے نکالنے کے لیئے جب

کہ متعلقہ شخص مجبور ہو کر اس مقصد کے لیئے اپنا ہاتھ یا بدن کا کوئی اور حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرے۔ لیکن جو وقت وضو کرنے میں لگتا ہو اگر قرآن مجید کو دھونے یا اسے بیت الخلاء سے نکالنے میں اتنی تاخیر سے کلام اللہ کی اہانت ہوتی ہے تو اس شخص کو چاہیئے کہ وضو کیئے بغیر قرآن مجید کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لے یا اگر نجس ہو گیا ہو تو اسے دھو ڈالے۔

مسئلہ ۳۱۸ : جس شخص نے وضو نہ کر رکھا ہو اس کے لیئے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے لگانا حرام ہے لیکن اگر قرآن مجید کا کسی اور زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو تو اسے چھونا حرام نہیں۔

مسئلہ ۳۱۹ : بچے اور پاگل شخص کو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے سے روکنا واجب نہیں لیکن اگر ان کے مس کرنے سے قرآن مجید کی توہین ہوتی ہو تو انہیں روکنا چاہیئے اور اسی طرح کسی بچے یا پاگل کو بغیر وضو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے کے لیئے مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۰ : جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لیئے اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اور ان صفاتی ناموں کو چھونا جو صرف اس کے لیئے مخصوص ہیں خواہ وہ کسی زبان میں لکھے ہوئے ہوں حرام ہے بہتر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اسمائے مبارکہ کو بھی نہ چھوئے لیکن اگر بے حرمتی لازم آئے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۳۲۱ : اگر کوئی شخص نماز کے وقت سے پہلے باطہارت ہونے کے ارادے سے وضو یا غسل کرے تو صحیح ہے اور نماز کے وقت بھی اگر نماز کے لیئے تیار ہونے کی نیت سے وضو کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۲۲ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ (نماز کا) وقت داخل ہو چکا ہے اور واجب وضو کی نیت کرے لیکن وضو کر چکنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۲۳ : میت کی نماز کے لیئے اہل قبور کی زیارت کے لیئے مسجد یا آئمہ علیہم السلام کے حرم میں جانے کے لیئے قرآن مجید ساتھ رکھنے، اسے پڑھنے، لکھنے اور اس کا حاشیہ مس کرنے کے لیئے

اور سونے کے لیئے وضو کرنا مستحب ہے اور اگر کسی شخص کا وضو ہو تو دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے اور مذکورہ بالا کاموں میں سے کسی ایک کے لیئے وضو کرے تو ہر کام جو باوضو ہو کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ مثلاً اس وضو کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مبطلات وضو

مسئلہ ۳۲۴ : سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں۔

۱... پیشاب۔

۲... پاخانہ۔

۳... معدے اور آنتوں کی ہوا جو پاخانے کے مخرج سے خارج ہوتی ہے۔

۴... نیند جس کی وجہ سے نہ آنکھ دیکھ سکے اور نہ کان سن سکیں لیکن اگر آنکھ نہ دیکھتی ہو اور کان سن رہے ہوں تو وضو باطل نہیں ہوتا۔

۵... ایسی چیزیں جن سے عقل زائل ہو جاتی ہو مثلاً دیوانگی، مستی یا بے ہوشی۔

۶... عورتوں کا استحاضہ جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

۷... جنابت بلکہ بنا بر احتیاط مستحب ہر وہ کام جس کے لیئے غسل کرنا چاہیے۔

جبیرہ کے احکام

وہ چیز جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی باندھی جاتی ہے اور وہ دوائی جو زخم یا ایسی ہی کسی چیز پر لگائی جاتی ہے جبیرہ کہلاتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۵ : اگر وضو کے اعضاء میں سے کسی پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لیئے مضر نہ ہو تو ایسے ہی وضو کرنا چاہئے جیسے عام طور پر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۶ : اگر کسی شخص کے چہرے اور بازوؤں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ان کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان دہ ہو تو ایسے زخم یا پھوڑے کے آس پاس کا حصہ اس

طرح اوپر سے نیچے کو دھونا چاہئے جیسا کہ وضو کے بارے میں بتایا گیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ کھینچنا نقصان دہ نہ ہو تو تر ہاتھ اس پر کھینچے اور اس کے بعد پاک کپڑا اس پر ڈال دے اور گیلا ہاتھ اس کپڑے پر کھینچے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۳۲۷ : اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کسی شخص کے سر کے اگلے حصے یا پاؤں پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور وہ اس پر مسح نہ کر سکتا ہو یا زخم مسح کی پوری جگہ پر پھیلا ہوا ہو یا مسح کی جگہ کا جو حصہ صحیح و سالم ہو اس پر مسح کرنا بھی اس کی قدرت سے باہر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ تیمم کرے اور احتیاط کی بنا پر وضو بھی کرے اور پاک کپڑا زخم وغیرہ پر رکھے اور وضو کے پانی کی تری سے جو ہاتھوں پر لگی ہو کپڑے پر مس کرے۔

مسئلہ ۳۲۸ : اگر پھوڑے یا زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ کسی چیز سے بند ہو اور اس کا کھولنا ممکن ہو اور پانی بھی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسے کھول کر وضو کرنا چاہئے خواہ زخم وغیرہ چہرے اور بازوؤں پر ہو اور خواہ سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصہ پر ہو۔

مسئلہ ۳۲۹ : اگر کسی شخص کا زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی جو کسی چیز سے بندھی ہوئی ہو اس کے چہرے یا بازوؤں پر ہو اور اس کا کھولنا اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو اسے چاہئے کہ آس پاس کے جتنے حصے کو دھونا ممکن ہو اسے دھوئے اور جبیرہ پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۰ : اگر زخم کا منہ نہ کھل سکتا ہو لیکن خود زخم اور جو چیز اس پر لگائی گئی ہو پاک ہو اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہو اور مضر بھی نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیئے کہ پانی کو زخم کے منہ پر اوپر سے نیچے کی طرف پہنچائے اور اگر زخم یا اس کے اوپر لگائی گئی چیز نجس ہو اور اس کا دھونا اور زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ اسے دھوئے اور وضو کرتے وقت پانی زخم تک پہنچائے۔ اور اگر پانی زخم کے لیئے مضر نہ ہو۔ لیکن زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن نہ ہو یا زخم نجس ہو اور اسے دھویا نہ جا سکتا ہو تو چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۳۱ : اگر جبیرہ پورے چہرے یا ایک پورے بازو یا پورے دونوں بازوؤں پر پھیلا ہوا ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ بنا بر احتیاط تیمم کرے اور وضوئے جبیرہ بھی کرے اور اگر جبیرہ

پورے سر یا پورے دونوں پیروں پر پھیلا ہوا ہو تو صرف تیمم کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۳۲ : یہ ضروری نہیں کہ جبیرہ ان چیزوں میں سے ہو جن کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے بلکہ اگر وہ ریشم یا ان حیوانات کے اجزاء سے بھی ہو جن کا گوشت کھانا جائز نہیں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ نجس نہ ہو نجس ہونے کی صورت میں پاک کپڑا رکھ کر اس پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۳ : جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کرتے وقت اس نے تر ہاتھ اس پر کھینچا ہو اسے چاہئے کہ سر اور پاؤں کا مسح اسی تری سے کرے۔

مسئلہ ۳۳۴ : اگر کسی شخص کے پاؤں کے اوپر والے پورے حصے پر جبیرہ ہو لیکن کچھ حصہ انگلیوں کی طرف سے اور کچھ حصہ پاؤں کی اوپر والی طرف سے کھلا ہو تو اسے چاہئے کہ جو جگہیں کھلی ہیں وہاں پاؤں کے اوپر والے حصے پر اور جن جگہوں پر جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۵ : اگر چہرے یا بازوؤں پر کئی ایک جبیرے ہوں تو ان کا درمیانی حصہ دھونا چاہئے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جبیرے ہوں تو ان کے درمیانی حصے کا مسح کرنا چاہئے اور جہاں جبیرے ہوں وہاں جبیرے کے بارے میں احکام پر عمل کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳۶ : اگر جبیرہ زخم کے آس پاس کے حصوں کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کو ہٹانا بھی ممکن نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ تیمم کرے بجز اس کے کہ جبیرہ تیمم کی جگہوں پر ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور دونوں صورتوں میں اگر جبیرہ کا ہٹانا ممکن ہو تو اسے ہٹا دے۔ پس اگر زخم چہرے یا بازوؤں پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کو دھوئے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کا مسح کرے اور زخم کی جگہ کے لئے جبیرہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۳۳۷ : اگر وضو کے اعضا پر زخم یا جراحت نہ ہو یا ان کی ہڈی نہ ٹوٹی ہوئی ہو تو لیکن کسی دوسری وجہ سے پانی ان کے لیے مضر ہو تو تیمم کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳۸ : اگر وضو کے اعضا کی کسی رگ سے خون نکل آیا ہو اور اسے دھونا ممکن نہ ہو یا

پانی اس کے لیئے مضر ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۳۳۹ : اگر وضو یا غسل کی جگہ پر کوئی ایسی چیز چپک گئی ہو جس کا اتارنا ممکن نہ ہو یا ناقابل برداشت تکلیف اٹھا کر ہٹائی جا سکتی ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ تیمم کرے۔ ہاں جو چیز چپکی ہوئی ہے اگر وہ کوئی دوائی ہو تو جبیرہ کے حکم میں آتی ہے۔

مسئلہ ۳۴۰ : غسل میت کے علاوہ تمام قسم کے غسلوں میں غسل جبیرہ وضوئے جبیرہ کی مانند ہے لیکن متعلقہ شخص کو چاہئے کہ غسل ترتیبی کرے (ارتماسی نہ کرے) اور زیادہ واضح یہ ہے کہ اگر بدن پر زخم یا پھوڑا ہو اور اس پر جبیرہ ہو تو غسل واجب ہے اور احتیاطاً وہ جبیرہ پر مسح بھی کرے اور اگر زخم یا پھوڑا کا منہ کھلا ہو تو اختیار ہے چاہے غسل کرے یا تیمم کرے۔ اگر وہ غسل کو اختیار کرتا ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زخم یا پھوڑے پر پاک کپڑا رکھے۔ اور اس کپڑے کے اوپر مسح کرے اور اگر بدن کا کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہو تو چاہئے کہ غسل کرے اور احتیاطاً جبیرہ کے اوپر بھی مسح کرے اور اگر جبیرہ پر مسح کرنا ممکن نہ ہو یا جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہ کھلی ہو تو لازم ہے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۴۱ : اگر کسی ایسے شخص کی جس کا وظیفہ تیمم ہو تیمم کی بعض جگہوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو اسے چاہئے کہ وضوئے جبیرہ کے احکام کے مطابق تیمم جبیرہ کرے۔

مسئلہ ۳۴۲ : جس شخص کو وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کر کے نماز پڑھنی ہو اگر اسے علم ہو کہ نماز کے آخر وقت تک اس کا عذر دور نہیں ہوگا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اسے امید ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ انتظار کرے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کے ساتھ نماز ادا کرے لیکن اگر اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے تو اس کے لیئے لازم ہے کہ وضو یا غسل کرے اور نئے سرے سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۴۳ : اگر کوئی شخص آنکھ کی بیماری کی وجہ سے پلکیں موند کر رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۴۴ : اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کا وظیفہ تیمم ہے یا وضوئے جبیرہ تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے تیمم اور وضوئے جبیرہ دونوں بجالانے چاہئیں۔

مسئلہ ۳۴۵ : اگر آخر وقت تک کسی شخص کا عذر باقی رہے تو جو نمازیں اس نے وضوئے جبیرہ سے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں اور وہ اسی وضو کے ساتھ آئندہ کی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

واجب غسل

واجب غسل سات ہیں : پہلا غسل جنابت' دوسرا غسل حیض' تیسرا غسل نفاس' چوتھا غسل استحاضہ' پانچواں غسل مس میت' چھٹا غسل میت' اور ساتواں وہ غسل جو نذر یا قسم وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو جائے۔

جنابت کے احکام

مسئلہ ۳۴۶ : دو چیزوں سے انسان جنب ہو جاتا ہے۔

۱... جماع سے۔

۲... منی خارج کے ہونے سے خواہ وہ نیند کی حالت میں ہو یا بیداری کی حالت میں ہو کم ہو یا زیادہ' شہوت کے ساتھ نکلے یا بغیر شہوت کے اور اس کا نکلنا متعلقہ شخص کے اختیار میں ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴۷ : اگر کسی شخص کے بدن سے کوئی رطوبت خارج ہو اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا پیشاب یا کوئی اور چیز اور اگر وہ رطوبت شہوت کے ساتھ اور اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے بعد بدن سست ہو گیا ہو تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔ لیکن اگر ان تین علامات میں سے ساری کی ساری یا کچھ موجود نہ ہوں تو وہ رطوبت منی کے حکم میں نہیں آئے گی تاہم اگر متعلقہ شخص بیمار ہو تو پھر ضروری نہیں کہ وہ رطوبت اچھل کر نکلی ہو بلکہ اگر شہوت کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے کے وقت بدن سست ہو جائے وہ منی کے حکم میں ہوگی۔

مسئلہ ۳۴۸ : اگر کسی ایسے شخص کے بدن سے جو بیمار نہ ہو کوئی ایسا پانی خارج ہو جس میں ان تین علامات میں سے جن کا ذکر اوپر والے مسئلہ میں کیا گیا ہے ایک علامت موجود ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ باقی علامات بھی اس میں موجود ہیں یا نہیں تو اگر اس پانی کے خارج ہونے سے پہلے اس نے وضو کیا ہوا ہو تو چاہئے کہ اسی وضو کو کافی سمجھے اور اگر وضو نہیں کر رکھا تھا تو صرف وضو کرنا کافی ہے۔ اس کے لیئے غسل ضروری نہیں۔

مسئلہ ۳۴۹ : منی خارج ہونے کے بعد انسان کے لیئے پیشاب کرنا مستحب ہے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کے بعد اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت ہے تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔

مسئلہ ۳۵۰ : اگر کوئی شخص عورت سے جماع کرے اور عضو تناسل ختنے کی مقدار تک یا اس سے زیادہ عورت کے بدن میں داخل ہو جائے تو خواہ یہ دخول اگلی جانب سے ہو یا پچھلی جانب سے اور خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ اور خواہ منی خارج نہ ہوئی ہو پھر بھی دونوں جنب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۳۵۱ : اگر کسی کو شک ہو کہ عضو تناسل ختنے کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۲ : نعوذ باللہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ وطی یعنی خلاف وضع فطری فعل کرے اور منی اس کے بدن سے خارج ہو تو صرف غسل کرے اور اگر منی خارج نہ ہو اور اس نے وطی کرنے سے پہلے وضو کیا ہوا ہو تب بھی صرف غسل کافی ہے اور اگر وضو نہ کر رکھا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے اور مرد یا لڑکے سے وطی کرنے کی صورت میں غسل جنابت واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳۵۳ : اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن بدن سے خارج نہ ہو یا انسان کو شک ہو کہ منی اس کے بدن سے خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۴ : جو شخص غسل نہ کر سکے لیکن تیمم کر سکتا ہو وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۵۵ : اگر کوئی شخص اپنے لباس میں منی دیکھے اور جانتا ہو کہ اس کی اپنی منی ہے اور اس نے اس منی کے لیئے غسل نہ کیا ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور جن نمازوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے کے بعد پڑھی تھیں ان کی قضا کرے۔ لیکن ان نمازوں کی قضا ضروری نہیں جن کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے سے پہلے پڑھی تھیں یا بعد میں۔

وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں

مسئلہ ۳۵۶ : پانچ چیزیں مجنب پر حرام ہیں۔

اول : جیسا کہ وضو کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ یا اللہ تعالیٰ کے نام سے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو مس کرنا اور بہتر یہ ہے کہ پیغمبروں' اماموں اور حضرت زہرا علیہم السلام کے ناموں سے بھی اپنابدن مس نہ کرے۔ مس کرنے کی صورت میں اہانت لازم آئے تو حرام ہے۔

دوم : مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں جانا خواہ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل آئے۔

سوم : دوسری (یعنی مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے علاوہ) مسجدوں میں ٹھہرنا اور احتیاط واجب کی بنا پر آئمہ کے حرم میں ٹھہرنا' لیکن اگر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

چہارم : کسی مسجد میں کوئی چیز رکھنے یا کوئی چیز اٹھانے کے لیئے اس میں داخل ہونا۔

پنجم : ان آیات میں سے کسی آیت کا پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور وہ آیتیں چار سورتوں میں ہیں۔ ۱ قرآن مجید کی ۳۲ ویں سورۃ (الم تنزیل) ۲ - ۴۱ ویں سورۃ (حم سجدہ) ۳- ۵۳ ویں سورۃ (النجم) ۴ - ۹۶ ویں سورۃ (علق)۔

وہ چیزیں جو مجنب کے لیئے مکروہ ہیں

مسئلہ ۳۵۷ : نو چیزیں مجنب ہونے والے شخص کے لیئے مکروہ ہیں۔

اول اور دوم : کھانا اور پینا لیکن اگر وضو کر لے یا ہاتھ دھو لے تو مکروہ نہیں ہے۔
سوم : قرآن مجید کی سات سے زیادہ ایسی آیات پڑھنا جن میں سجدہ واجب نہ ہو۔
چہارم : اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کی جلد۔ حاشیہ یا الفاظ کی درمیانی جگہ سے مس کرنا۔
پنجم : قرآن مجید اپنے ساتھ رکھنا۔
ششم : سونا البتہ اگر وضو کر لے یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کر لے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے۔
ہفتم : مہندی یا اس سے ملتی جلتی چیز سے خضاب کرنا۔
ہشتم : بدن پر تیل ملنا۔
نہم : احتلام کے بعد یعنی سوتے میں منی خارج ہونے کے بعد جماع کرنا۔

غسل جنابت

مسئلہ ۳۵۸ : غسل جنابت بجائے خود مستحب ہے اور نماز واجب اور ایسی دوسری عبادات کے لیئے واجب ہو جاتا ہے لیکن نماز میت اور سجدہ شکر اور قرآن مجید کے واجب سجدوں کے لیئے غسل جنابت ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۹ : کسی شخص کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ غسل کے وقت نیت کرے کہ واجب یا مستحب غسل کر رہا ہوں بلکہ فقط قربتہ" الی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے کے ارادے سے غسل کرے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۶۰ : نماز کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے یا بعد میں واجب کی نیت سے غسل کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۶۱ : غسل خواہ واجب ہو خواہ مستحب دو طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے۔ ترتیبی اور ارتماسی۔

ترتیبی غسل

مسئلہ ۳۶۲ : ایک شخص کو چاہئے کہ غسل ترتیبی میں پہلے سر اور گردن اور بعد میں بدن دھوئے اور بہتر یہ ہے کہ بدن کو پہلے دائیں طرف سے اور بعد میں بائیں طرف سے دھوئے اور اگر وہ شخص جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کا غسل باطل ہے۔

مسئلہ ۳۶۳ : اگر کوئی شخص اس بات کا یقین کرنا چاہے کہ اس نے سر اور گردن اور جسم کا دایاں بایاں حصہ مکمل طور پر دھولیا ہے تو اسے چاہئے کہ جس حصے کو دھوئے اس کے ساتھ کچھ مقدار دوسرے حصے کی بھی دھولے۔

مسئلہ ۳۶۴ : اگر کسی شخص کو غسل کے بعد پتہ چلے کہ بدن کا کچھ حصہ دھلنے سے رہ گیا ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ کونسا حصہ ہے تو سر کا دوبارہ دھونا ضروری نہیں اور اسے چاہئے کہ بدن کا صرف وہ حصہ دھوئے جس کے نہ دھوئے جانے کے بارے میں احتمال پیدا ہوا ہے۔

مسئلہ ۳۶۵ : اگر کسی کو غسل کے بعد پتہ چلے کہ اس نے بدن کا کچھ حصہ نہیں دھویا تو اگر وہ بائیں طرف سے ہو تو صرف اس مقدار کا دھولینا کافی ہے اور اگر دائیں طرف ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد بائیں طرف کو دوبارہ دھوئے اور اگر سر اور گردن دھلنے سے رہ گئی ہو تو چاہئے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد دوبارہ بدن کو دھوئے۔

مسئلہ ۳۶۶ : اگر کسی شخص کو غسل مکمل ہونے سے پہلے دائیں یا بائیں طرف کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک گزرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھوئے اور اگر اسے سر یا گردن کا کچھ حصہ دھونے کے بارے میں شک ہو تو اس کا شک غیر معتبر ہے اور غسل اس کا صحیح ہے۔

ارتماسی غسل

مسئلہ ۳۶۷ : غسل ارتماسی میں ضروری ہے کہ ایک لحظہ میں تمام کا تمام بدن پانی سے گھر جائے

لہٰذا اگر ایک شخص غسل ارتماسی کی نیت سے پانی میں غوطہ لگائے تو اگر اس کا پاؤں زمین پر ٹکا ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ پاؤں کو زمین پر سے اٹھالے۔

مسئلہ ۳۶۸ : غسل ارتماسی میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جب ایک شخص اس غسل کی نیت کرے تو اس کے بدن کا کچھ حصہ پانی سے باہر ہو۔

مسئلہ ۳۶۹ : اگر کسی شخص کو غسل ارتماسی کے بعد پتہ چلے کہ اس کے بدن کے کچھ حصے تک پانی نہیں پہنچا تو خواہ وہ اس مخصوص حصے کے متعلق جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اسے چاہئے کہ دوبارہ غسل کرے۔

مسئلہ ۳۷۰ : اگر کسی شخص کے پاس غسل ترتیبی کے لیئے وقت نہ ہو لیکن غسل ارتماسی کے لیئے وقت ہو تو اسے چاہئے کہ غسل ارتماسی کرے۔

مسئلہ ۳۷۱ : جس شخص نے ایسا روزہ رکھا ہو جو واجب معین ہو یا حج یا عمرے کے لیئے احرام باندھا ہو وہ غسل ارتماسی نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر اس نے بھول کر غسل ارتماسی کر لیا ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

غسل کے احکام

مسئلہ ۳۷۲ : غسل ارتماسی یا غسل ترتیبی میں غسل سے پہلے سارے جسم کا پاک ہونا احتیاطاً ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۷۳ : اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہوا ہو اور گرم پانی سے غسل کرلے تو اگرچہ اسے پسینہ بھی آئے تب بھی اس کا غسل صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۷۴ : غسل میں بال کے سر جتنا بدن بھی ان دھلا رہ جائے تو غسل باطل ہے لیکن کان اور ناک کے اندرونی حصوں کا اور ہر اس چیز کا دھونا جو باطن شمار ہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۵ : اگر کسی شخص کو بدن کے کسی حصے کے بارے میں شک ہو کہ آیا اس کا شمار بدن

کے ظاہر میں ہے یا باطن میں تو اگر پہلے وہ حصہ بدن کے ظاہر میں تھا تو اسے دھونا چاہئے ورنہ اس کا دھونا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۶ : اگر گوشوارے کی جگہ کا سوراخ یا اسی جیسی کوئی اور چیز اس قدر کھلی ہو کہ اس کا اندرونی حصہ بدن کا ظاہر کیا جائے تو اسے دھونا چاہئے ورنہ اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۷ : انسان کو چاہئے کہ جو چیز بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو اسے ہٹا دے اور اگر اس سے پیشتر کہ اسے یقین نہ ہو جائے کہ وہ چیز ہٹ گئی ہے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

مسئلہ ۳۷۸ : اگر غسل کے وقت کسی شخص کو شک گزرے آیا کوئی ایسی چیز اس کے بدن پر ہے یا نہیں جو بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو تو اسے چاہئے کہ چھان بین کرے حتی کہ مطمئن ہو جائے کہ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۹ : بدن پر موجود لمبے یا چھوٹے بالوں سمیت بدن کو دھونا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۸۰ : وہ تمام شرائط جو وضو کے صحیح ہونے کے لیئے بتائی جا چکی ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور غصب کیا ہوا نہ ہونا وغیرہ وہی شرائط غسل کے صحیح ہونے کے لیئے بھی ہیں۔ لیکن غسل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان بدن کو اوپر سے نیچے کی جانب دھوئے۔ علاوہ ازیں غسل ترتیبی میں یہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن دھونے کے بعد فوراً بدن کو دھوئے لہذا اگر سر اور گردن دھونے کے بعد توقف کرے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد دائیں اور بائیں طرف دھوئے تو کوئی حرج نہیں لیکن جو شخص پیشاب یا پاخانہ کے نکلنے کو نہ روک سکتا ہو تاہم اسے پیشاب اور پاخانہ اندازاً" اتنے وقت تک نہ آتا ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ فوراً" غسل کرے اور غسل کے بعد فوراً" نماز پڑھ لے۔

مسئلہ ۳۸۱ : اگر کسی شخص کا ارادہ یہ جانے بغیر کہ حمام والا اس پر راضی ہے یا نہیں اس کی اجرت ادھار رکھنے کا ہو تو خواہ حمام والے کو بعد میں اس بات پر راضی بھی کر لے اس کا غسل باطل ہو گا۔

مسئلہ ۳۸۲ : اگر حمام والا ادھار پر غسل کرانے کے لیئے راضی ہو لیکن غسل کرنے والا اس کی

اجرت نہ دینے یا حرام مال سے دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا غسل باطل ہو گا۔

مسئلہ ۳۸۳ : اگر کوئی شخص حمام والے کو ایسی رقم بطور اجرت دے جس کا خمس ادا نہ کیا ہو تو اگرچہ وہ حرام کا مرتکب ہو گا لیکن بظاہر اس کا غسل صحیح ہو گا اور مستحقین کو خمس ادا کرنا اس کے ذمے رہے گا۔

مسئلہ ۳۸۴ : اگر کوئی شخص پاخانہ کے مخرج کو حمام کے حوض کے پانی سے پاک کرے اور غسل کرنے سے پہلے شک کرے کہ چونکہ اس نے حمام کے حوض سے پاخانہ کے مخرج کو پاک کیا ہے اس لیے حمام والا اس کے غسل کرنے پر راضی ہے یا نہیں تو اگر وہ غسل سے پہلے حمام والے کو راضی کر لے تو صحیح ورنہ اس کا غسل باطل ہو گا۔

مسئلہ ۳۸۵ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ غسل کرے لیکن اگر غسل کے بعد شک کرے کہ غسل صحیح کیا ہے یا نہیں لیکن احتمال یہ ہو کہ غسل کے وقت متوجہ تھا اور صحیح غسل کیا ہے تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۸۶ : اگر غسل کے دوران کسی شخص سے حدث اصغر سرزد ہو جائے مثلاً پیشاب کر دے تو اسے چاہئے کہ اس غسل کو ترک کر کے نئے سرے سے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۸۷ : اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے مکلف شخص کا وظیفہ تیمم ہو لیکن اس خیال سے کہ غسل اور نماز کے اندازے کے مطابق اس کے پاس وقت ہے غسل کرے تو اگر اس نے غسل قصد قربت سے کیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے بلکہ اگر اس نے نماز کے لیے غسل کیا ہو تب بھی اس کا غسل صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۸۸ : جو شخص جنب ہو اگر وہ شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں اور احتمال یہ ہو کہ نماز شروع کرتے وقت وہ اس بات کی جانب متوجہ تھا کہ (کہ میں نے غسل کیا ہے یا نہیں) تو جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں لیکن اسے چاہئے کہ بعد کی نمازوں کے لیے غسل کرے اور اگر نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وضو بھی کرے اور وقت باقی ہو تو جو نماز پڑھ چکا ہو اسے از سرنو پڑھے۔

مسئلہ ۳۸۹ : جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں وہ ان سب کی نیت کرکے ایک غسل کر سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ان میں سے مخصوص غسل جنابت کا قصد کرے تو وہ باقی غسلوں کے لیے بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۳۹۰ : اگر کسی شخص کے بدن کے کسی حصے پر قرآن مجید کی آیت یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو وضو یا غسل ترتیبی کرتے وقت اسے چاہیے کہ پانی اپنے بدن پر اس طرح پہنچائے کہ اس کا ہاتھ ان تحریروں کو نہ لگے۔

مسئلہ ۳۹۱ : جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو اسے نماز کے لیے وضو نہیں کرنا چاہیے۔

استحاضہ

عورتوں کو جو خون آتے رہتے ہیں ان میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور عورت کو خون استحاضہ آنے کے وقت مستحاضہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۹۲ : خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ کا اور ٹھنڈا ہوتا ہے اور زور سے اور جلن کے بغیر خارج ہوتا ہے اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا لیکن ممکن ہے کہ کبھی سیاہ یا سرخ اور گرم اور گاڑھا ہو اور زور اور سوزش کے ساتھ خارج ہو۔

مسئلہ ۳۹۳ : استحاضہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ قلیلہ، متوسطہ اور کثیرہ۔

۱... قلیلہ یہ ہے کہ خون صرف اس روئی کے اوپر والے حصے کو آلودہ کرے جو عورت اپنی شرمگاہ میں رکھے اور اس روئی کے اندر تک سرایت نہ کرے۔

۲... استحاضہ متوسطہ یہ ہے کہ خون روئی کے اندر تک چلا جائے اگرچہ اس کے ایک کونے تک ہی ہو لیکن روئی سے اس کپڑے کے ٹکڑے تک نہ پہنچے جو عورتیں عموماً خون روکنے کے لیے باندھتی ہیں۔

۳... استحاضہ کثیرہ یہ ہے کہ خون روئی سے تجاوز کرکے کپڑے کے ٹکڑے تک پہنچ جائے۔

استحاضہ کے احکام

مسئلہ ۳۹۴ : استحاضہ قلیلہ میں عورت کو چاہئے کہ ہر نماز کے لیئے علیحدہ وضو کرے اور احتیاط کی بنا پر روئی بھی تبدیل کرے اور اگر شرمگاہ کے ظاہری حصے پر خون لگا ہو تو اسے دھولے۔

مسئلہ ۳۹۵ : استحاضہ متوسطہ میں عورت کو چاہئے کہ صبح کی نماز کے لیئے غسل کرے اور آئندہ صبح تک اپنی نمازوں کے لیئے استحاضہ قلیلہ کے وہ افعال سرانجام دے جو سابق مسئلہ میں بیان ہوئے ہیں اور اگر جان بوجھ کر یا بھول کر صبح کی نماز کے لیئے غسل نہ کرے تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لیئے غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے لیئے غسل نہ کرے تو اسے چاہئے کہ نماز مغرب و عشاء سے پہلے غسل کرے۔ خواہ خون آرہا ہو یا بند ہو چکا ہو۔

مسئلہ ۳۹۶ : استحاضہ کثیرہ میں عورت کو چاہئے کہ ان افعال کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہوا ہے ہر نماز کے لیئے احتیاط کی بنا پر کپڑے کا ٹکڑا تبدیل کرے یا دھوئے اور ایک غسل فجر کی ' ایک غسل ظہر و عصر کی اور ایک مغرب و عشاء کی نماز کے لیئے کرے' اور ظہر و عصر کی نماز کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اور اگر فاصلہ رکھے تو اسے چاہئے کہ عصر کی نماز کے لیئے دوبارہ غسل کرے اور اسی طرح اگر مغرب و عشاء کی نماز کے درمیان فاصلہ رکھے تو عشاء کی نماز کے لیئے دوبارہ غسل کرے اور وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۳۹۷ : اگر خون استحاضہ نماز کے وقت سے پہلے بھی آئے اور عورت نے اس خون کے لیئے وضو یا غسل نہ کیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کے وقت وضو یا غسل کرے۔ اگرچہ وہ اس وقت مستحاضہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۹۸ : مستحاضہ متوسطہ جسے وضو کرنا بھی ضروری ہو اور غسل بھی ان دونوں میں سے جو بھی پہلے کر لے صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے وضو کرے اور مستحاضہ کثیرہ اگر وضو کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وضو غسل سے پہلے کرے۔

مسئلہ ۳۹۹ : اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ صبح کی نماز کے بعد متوسطہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ

ظہر اور عصر کی نماز کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۰۰ : اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ (یا متوسطہ) صبح کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لیئے ایک غسل اور مغرب اور عشاء کی نماز کے لیئے ایک اور غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۰۱ : اگر مستحاضہ کثیرہ یا متوسطہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے نماز کے لیئے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے لیکن اگر صبح کی اذان کے نزدیک بقصد رجاء غسل کرے اور نماز تہجد پڑھے تو جائز ہے تاہم اس کے لیئے ضروری ہے کہ طلوع فجر کے وقت صبح کی نماز کے لیئے نئے سرے سے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۰۲ : مستحاضہ عورت کو چاہئے کہ روزانہ نمازوں کے علاوہ جن کے بارے میں حکم اوپر بیان ہو چکا ہے ہر نماز کے لیئے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب' وضو کرے لیکن اگر وہ چاہے کہ روزانہ نماز کو جو وہ پڑھ چکی احتیاطاً" دوبارہ پڑھے یا جو نماز اس نے تنہا پڑھی ہے دوبارہ با جماعت پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ تمام افعال بجالائے جن کا ذکر استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے البتہ اگر نماز احتیاط بھولے ہوئے سجدے بھولے ہوئے تشہد اور سجدہ سہو کی بجا آوری نماز کے فوراً بعد کرے تو اس کے لیئے استحاضہ کے افعال کا انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۰۳ : اگر کسی مستحاضہ عورت کا خون رک جائے تو اسے چاہئے کہ اس کے بعد جو پہلی نماز پڑھے اس کے لیئے استحاضہ کے افعال انجام دے لیکن بعد کی نمازوں کے لیئے ایسا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۴۰۴ : اگر کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کون سا ہے تو اسے چاہئے کہ جب نماز پڑھنا چاہے تو پہلے تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کرے اور پھر روئی نکال لے اور جب اسے پتہ چل جائے کہ اس کا استحاضہ تین اقسام میں سے کونسی قسم کا ہے تو اس قسم کے استحاضہ کے لیئے جن افعال کا حکم دیا گیا ہے انہیں انجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ جس وقت تک وہ نماز پڑھنا چاہتی ہے اس کا استحاضہ تبدیل نہیں ہوگا تو نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی وہ اپنے

بارے میں تحقیق کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۰۵ : اگر مستحاضہ عورت اپنے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے نماز میں مشغول ہو جائے تو اگر وہ قربت کا قصد رکھتی ہو اور اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو مثلاً اس کا استحاضہ قلیلہ ہو اور اس نے استحاضہ قلیلہ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ قربت کا قصد نہ رکھتی ہو یا اس کا عمل اس کے وظیفہ کے مطابق نہ ہو مثلاً اس کا استحاضہ متوسطہ ہو اور اس نے عمل استحاضہ قلیلہ کے مطابق کیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۰۶ : اگر مستحاضہ عورت اپنے بارے میں تحقیق نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ جو اس کا یقینی وظیفہ ہو اس کے مطابق عمل کرے مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ قلیلہ ہے یا متوسطہ تو اسے چاہئے کہ استحاضہ قلیلہ کے افعال سرانجام دے اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ استحاضہ متوسطہ ہے یا کثیرہ تو استحاضہ متوسطہ کے افعال سرانجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ پیشتر اسے ان تین اقسام میں سے کونسی قسم کا استحاضہ تھا تو اسے چاہئے کہ اسی قسم کے استحاضہ کے مطابق اپنا وظیفہ سرانجام دے۔

مسئلہ ۴۰۷ : اگر استحاضہ کا خون اپنے ابتدائی مرحلے پر جسم کے اندر ہی ہو اور باہر نہ نکلے تو عورت نے جو وضو یا غسل کیا ہوا ہو اسے باطل نہیں کرتا لیکن اگر باہر آجائے تو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو وضو اور غسل کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۴۰۸ : مستحاضہ عورت جو وضو یا غسل کے بعد یا ان کے دوران میں خون دیکھے اگر وہ نماز کے بعد اپنے بارے میں تحقیق کرے اور خون نہ دیکھے تو اگر وقت کافی ہو تو احتیاط کی بنا پر لازم ہے کہ اپنے وظیفے کے مطابق وضو یا غسل کرے اور اس نماز کو دوبارہ پڑھے خواہ اسے علم ہو کہ دوبارہ خون آنے والا ہے۔

مسئلہ ۴۰۹ : مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہو کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں مشغول ہوئی ہے خون اس کے بدن سے باہر نہیں آیا تو جب تک اسے پاک رہنے کا یقین ہو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۱۰ : اگر مستحاضہ عورت کو یقین ہو کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے پوری طرح پاک ہو

جائے گی یا اندازاً جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس میں خون آنا بند ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب پاک ہو۔

مسئلہ ۴۱۱ : اگر وضو اور غسل کے بعد خون آنا بظاہر بند ہو جائے اور مستحاضہ کو یقین ہو کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کرے تو جتنی دیر میں وضو' غسل اور نماز بجالائے گی بالکل پاک ہو جائے گی تو اسے چاہئے کہ نماز کو موخر کر دے اور جب بالکل پاک ہو جائے تو دوبارہ وضو اور غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون کے بظاہر بند ہونے کے وقت نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو اور غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو وضو اور غسل اس نے کیئے ہوئے ہیں انہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۱۲ : مستحاضہ کثیرہ اور متوسط جب خون سے بالکل پاک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے لیکن اگر اسے یقین ہو کہ جس وقت سے اس نے گذشتہ نماز کے لیئے غسل کیا تھا اور خون نہیں آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۴۱۳ : مستحاضہ قلیلہ کو وضو کے بعد مستحاضہ متوسطہ کو غسل اور وضو کے بعد اور مستحاضہ کثیرہ کو غسل کے بعد فوراً نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے لیکن نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ نماز میں مستحب کام مثلاً قنوت وغیرہ بجالا سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۱۴ : مستحاضہ عورت کا وضو یا غسل کے بارے میں جو وظیفہ ہے اگر وہ اس کے اور نماز کے درمیان فاصلہ کر دے تو اسے چاہئے کہ اپنے وظیفہ کے مطابق دوبارہ وضو یا غسل کرے اور پھر فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ ۴۱۵ : اگر عورت کا خون استحاضہ جاری رہے اور بند ہونے میں نہ آئے اور خون کا روکنا اس کے لیئے مضر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کے بعد خون کو باہر آنے سے روکے اور اگر ایسا کرنے میں کوتاہی برتے اور خون نکلے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ غسل کرے اور اگر نماز بھی پڑھ لی ہو تو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۴۱۶ : اگر غسل کرتے وقت خون نہ رکے تو غسل صحیح ہے لیکن اگر غسل کے دوران میں استحاضہ متوسطہ استحاضہ کثیرہ ہو جائے تو از سر نو غسل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۴۱۷ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ مستحاضہ عورت روزے سے ہو تو سارا دن جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

مسئلہ ۴۱۸ : احتیاط کی بنا پر مستحاضہ کثیرہ عورت کا روزہ اس صورت میں صحیح ہو گا کہ جس رات کے بعد کے دن وہ روزہ رکھنا چاہتی ہو اس رات کی مغرب اور عشاء کی نماز کا غسل کرے اور علاوہ ازیں دن کے وقت وہ غسل کو انجام دے جو دن کی نمازوں کے لیئے واجب ہیں لیکن اگر مستحاضہ متوسط ہو تو کچھ بعید نہیں کہ اس کے روزے کی صحت کا انحصار غسل پر نہ ہو۔

مسئلہ ۴۱۹ : اگر عورت عصر کی نماز کے بعد مستحاضہ ہو جائے اور غروب آفتاب تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۲۰ : اگر کسی عورت کا استحاضہ قلیلہ نماز سے پہلے متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انجام دے اور اگر استحاضہ متوسطہ کثیرہ ہو جائے تو چاہیئے کہ استحاضہ کثیرہ کے افعال انجام دے چنانچہ اگر وہ استحاضہ متوسطہ کے لیئے غسل کر چکی ہو تو اس کا یہ غسل بے فائدہ ہو گا اور اسے استحاضہ کثیرہ کے لیئے دوبارہ غسل کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۴۲۱ : اگر نماز کے دوران کسی عورت کا استحاضہ متوسطہ کثیرہ میں بدل جائے تو اسے چاہیئے کہ نماز چھوڑ دے اور استحاضہ کثیرہ کے لیئے غسل کرے اور اس کے دوسرے افعال انجام دے اور پھر اسی نماز کو پڑھے اور بنابر احتیاط مستحب غسل سے پہلے وضو کرے اور اگر اس کے پاس غسل کے لیئے وقت نہ ہو تو وضو کر کے غسل کے بدلے تیمم کرے اور اگر تیمم کے لیئے بھی وقت نہ ہو تو بنابر احتیاط نماز نہ توڑے اور اسی حالت میں ختم کرے لیکن ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے۔ اگر نماز کے دوران استحاضہ قلیلہ استحاضہ متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے مگر فرق اتنا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے استحاضہ متوسطہ کا غسل وضو کے لیئے کفایت نہیں کرتا یعنی اسے اس غسل کے بعد نماز کے لیئے وضو کرنا ہو گا۔

مسئلہ ۴۲۲ : اگر نماز کے دوران میں خون بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ باطن میں خون بند ہوا ہے یا نہیں تو اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ خون پورے طور پر بند ہو گیا تھا اور اس کے

پاس اتنا وسیع وقت ہو کہ پاک ہو کر دوبارہ نماز پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ اپنے وظیفہ کے مطابق وضو یا غسل کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۴۲۳ : اگر کسی عورت کا استحاضہ کثیرہ متوسط ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بعد کی نمازوں کے لیئے متوسط کا عمل بجالائے مثلاً اگر ظہر کی نماز سے پہلے استحاضہ کثیرہ متوسط ہو جائے تو چاہئے کہ ظہر کی نماز کے لیئے پہلے وضو کرے اور پھر غسل کرے اور نماز عصر و مغرب و عشاء کے لیئے صرف وضو کرے لیکن اگر نماز ظہر کے لیئے غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عصر کے لیئے وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز عصر کے لیئے غسل کرے اور اگر نماز عصر کے لیئے بھی غسل نہ کرے تو چاہئے کہ نماز مغرب کے لیئے غسل کرے اور اگر اس کے لیئے بھی غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عشاء کے لیئے وقت ہو تو چاہئے کہ نماز عشاء کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۲۴ : اگر ہر نماز سے پہلے مستحاضہ کثیرہ کا خون بند ہو جائے اور دوبارہ آجائے تو احتیاطاً اسے چاہئے کہ ہر نماز کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۲۵ : اگر استحاضہ کثیرہ قلیلہ ہو جائے تو عورت کو چاہئے کہ پہلی نماز کے لیئے کثیرہ والے اور بعد کی نمازوں کے لیئے قلیلہ والے افعال بجالائے اگر استحاضہ متوسطہ قلیلہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ پہلی نماز کے لیئے متوسطہ والے اور بعد کی نمازوں کے لیئے قلیلہ والے افعال بجالائے۔

مسئلہ ۴۲۶ : مستحاضہ کے لیئے جو افعال واجب ہیں اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۲۷ : جس مستحاضہ نے نماز کے لیئے وضو یا غسل کیا ہو وہ بنابر احتیاط اختیاری حالت میں اپنے بدن کے کسی حصے کو قرآن مجید کے الفاظ سے مس نہیں کر سکتی اور اضطراری حالت میں ایسا کرنا جائز ہے لیکن احتیاط کے طور اسے چاہئے کہ وضو کر لے۔

مسئلہ ۴۲۸ : جس مستحاضہ نے اپنے واجب غسل کر لیئے ہوں اس کا مسجد میں جانا اور وہاں ٹھہرنا اور وہ آیات پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور اس کے شوہر کا اس کے ساتھ مجامعت کرنا حلال ہے خواہ اس نے وہ افعال جو وہ نماز کے لیئے انجام دیتی تھی (مثلاً روئی اور کپڑے کے

ٹکڑے کے ٹکڑے کرنا) انجام نہ دیئے ہوں اور بعید نہیں ہے کہ یہ افعال بغیر غسل بھی جائز ہوں اگرچہ احتیاط ان کے ترک کرنے میں ہے۔

مسئلہ ۴۱۹ : جو عورت استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ میں ہو اگر وہ چاہے کہ نماز کے لیئے وقت سے پہلے اس آیہ کو پڑھے جس کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے یا مسجد میں جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہئے کہ غسل کرے اور اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنا چاہے تو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۴۲۰ : مستحاضہ پر نماز آیات کا پڑھنا واجب ہے اور اسے چاہئے کہ نماز آیات کے لیئے وضو کرے اور استحاضہ متوسطہ اور استحاضہ کثیرہ میں بنا بر احتیاط وضو سے پہلے غسل بھی کرے۔

مسئلہ ۴۲۱ : جب بھی یومیہ نماز کے وقت میں نماز آیات مستحاضہ پر واجب ہو جائے اور وہ چاہے کہ ان دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگرے ادا کرے تب بھی وہ ان دونوں کو ایک وضو اور غسل سے نہیں پڑھ سکتی۔

مسئلہ ۴۲۲ : اگر مستحاضہ عورت چاہے کہ وہ نماز ادا کرے جس کی قضا کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے تو اسے چاہئے کہ ہر نماز کے لیئے وہ افعال انجام دے جو نماز ادا کرنے کے لیئے اس پر واجب ہیں۔

مسئلہ ۴۲۳ : اگر کوئی عورت جانتی ہو کہ جو خون اس کے بدن سے خارج ہو رہا ہے وہ زخم کا خون نہیں ہے اور شرعاً حیض و نفاس کا حکم بھی نہیں رکھتا تو اسے چاہئے کہ استحاضہ والے احکام کے مطابق عمل کرے۔ بلکہ اگر اسے شک ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی اور خون ہے اور وہ دوسرے خون کی نشانیاں بھی نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ استحاضہ کے افعال انجام دے۔

حیض

حیض ایک خون ہے جو عموماً ہر مہینے چند دنوں کے لیئے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو جب حیض کا خون آئے تو اسے حائض کہتے ہیں۔

مسئلہ ۴۳۴ : حیض کا خون عموماً گاڑھا اور گرم ہوتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ یا سرخ ہوتا ہے۔ وہ اچھال اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

مسئلہ ۴۳۵ : غیر سیدہ عورتیں پچاس برس پورے ہونے کے بعد بنابر مشہور یائسہ ہو جاتی ہیں لیکن سیدہ پر واجب ہے کہ ساٹھ سال کی عمر کے دوران حیض کی علامتوں کے ساتھ یا اپنی عادت کے دنوں میں خون دیکھیں تو اس کو حیض شمار کریں۔

مسئلہ ۴۳۶ : اگر کسی لڑکی کو ۹ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے یا کسی عورت کو یائسہ ہونے کے بعد خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۳۷ : حاملہ عورت اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو بھی حیض آنا ممکن ہے اور حاملہ اور غیر حاملہ کا ایک ہی حکم ہے بس (فرق یہ ہے کہ) حاملہ عورت اپنی عادت کے ایام شروع ہونے کے بیس روز بعد بھی اگر حیض کی علامتوں کے ساتھ خون دیکھے تو اس کے لیئے بنا بر احتیاط لازم ہے کہ وہ ان کاموں کو ترک کر دے جنہیں حائضہ ترک کرتی ہے اور مستحاضہ کے افعال بھی بجا لائے۔

مسئلہ ۴۳۸ : اگر کسی ایسی لڑکی کو خون آئے جسے اپنی عمر کے ۹ سال پورے ہونے کا علم نہ ہو تو خواہ اس خون میں حیض کی علامات ہوں یا نہ ہوں اس پر حیض کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

مسئلہ ۴۳۹ : اگر کسی ایسی عورت کو خون آجائے جسے شک ہو کہ یائسہ ہوئی ہے، یا نہیں اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ آیا وہ خون حیض ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ یائسہ نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۴۴۰ : حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور اگر خون آنے کی مدت تین دن سے بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۴۴۱ : حیض کے لیئے ضروری ہے کہ پہلے تین دن لگا تار آئے لہٰذا اگر مثال کے طور پر کسی عورت کو دو دن خون آئے پھر ایک دن نہ آئے اور پھر ایک دن آ جائے تو وہ حیض نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۴۲ : حیض کی ابتدا میں خون کا باہر آنا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پورے تین دن خون نکلتا رہے بلکہ اگر شرمگاہ میں خون موجود ہو تو کافی ہے اور اگر تین دنوں میں تھوڑے سے وقت کے لیئے بھی کوئی عورت پاک ہو جائے جیسا کہ تمام یا بعض عورتوں کے درمیان متعارف ہے تو اس صورت میں بھی وہ حیض کا خون شمار ہو گا۔

مسئلہ ۴۴۳ : ایک عورت کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا خون پہلی رات اور چوتھی رات کو باہر نکلے لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسری اور تیسری رات کو منقطع نہ ہو پس اگر پہلے دن شروع صبح سے تیسرے دن غروب آفتاب تک متواتر خون آتا رہے اور کسی وقت بند نہ ہو تو وہ حیض ہے۔ اور اگر پہلے دن کے وسط سے خون آنا شروع ہو اور چوتھے دن اسی وقت بند ہو تو اس کی صورت بھی یہی ہے (یعنی وہ بھی حیض ہے)

مسئلہ ۴۴۴ : اگر کسی عورت کو حیض کی علامات کے ساتھ یا عادت کے ایام میں تین دن متواتر خون آتا رہے اور پھر رک جائے تو اگر اسے دوبارہ ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں یا وہ عادت کے ایام میں آئے اور اگر خون آنے اور درمیان میں خون رکنے کے دنوں کی مجموعی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو وہ درمیانی دن بھی جن میں وہ پاک رہی ہے ایام حیض میں شمار ہوں گے۔

مسئلہ ۴۴۵ : اگر کسی عورت کو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم خون آئے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ خون پھوڑے یا زخم کا ہے یا حیض کا تو اسے چاہئے کہ اس خون کو حیض نہ سمجھے۔

مسئلہ ۴۴۶ : اگر کسی عورت کو ایسا خون آئے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ زخم کا خون ہے یا حیض تو اسے چاہئے کہ اپنی عبادات بجا لاتی رہے۔ بجز ایسی صورت کے جب کہ اس کی سابقہ حالت حیض کی رہی ہو (یعنی اس صورت میں اسے حیض قرار دے)

مسئلہ ۴۴۷ : اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے شک ہو کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ تو اسے چاہئے کہ حیض کی علامات موجود ہونے کی صورت میں اسے حیض قرار دے۔

مسئلہ ۴۴۸ : اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حیض ہے یا بکارت کا خون ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے بارے میں تحقیق کرے یعنی کچھ روئی شرمگاہ میں رکھے اور تھوڑی دیر انتظار کرے۔ پھر روئی باہر نکالے۔ پس اگر خون روئی کے اطراف میں لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر ساری کی ساری روئی خون میں تر ہو گئی ہو تو حیض ہے۔

مسئلہ ۴۴۹ : اگر کسی عورت کو تین دن سے کم مدت تک خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور تین دن کے بعد اس کی عادت کے دنوں میں یا حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے تو دوسرا خون حیض ہے اور پہلا خون خواہ وہ اس کی عادت کے دنوں ہی میں آیا ہو حیض نہیں ہے۔

حائض کے احکام

مسئلہ ۴۵۰ : چند چیزیں حائض عورت پر حرام ہیں۔

اول : نماز اور اس جیسی اور عبادتیں جنہیں وضو یا غسل یا تیمم کے ساتھ ادا کرنا چاہئے لیکن ان عبادتوں کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے لیئے وضو، غسل یا تیمم ضروری نہیں جیسے نماز میت۔

دوم : وہ تمام چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں اور جن کا ذکر جنابت کے احکام میں آ چکا ہے۔

سوم : عورت کی فرج میں جماع کرنا جو مرد اور عورت دونوں کے لیئے حرام ہے خواہ عضو تناسل صرف ختنہ گاہ کی حد تک ہی داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو بلکہ احتیاط واجب اس میں ہے کہ ختنہ گاہ سے کم مقدار میں بھی داخل نہ کیا جائے۔ حالت حیض میں عورت کی پشت کی جانب سے مجامعت حرام ہے۔

مسئلہ ۴۵۱ : ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے جن میں عورت کا حیض یقینی نہ ہو لیکن شرعاً اس کے لیئے ضروری ہو کہ اپنے آپ کو حائض قرار دے۔ پس جس عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا ہو اور اس کے لیئے ضروری ہو کہ اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اپنے آپ کو اتنے دن کے لیئے حائض قرار دے جتنے دن کی اس کے کنبے کی عورتوں کو عادت ہو تو اس کا شوہر ان دنوں میں اس سے مجامعت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۴۵۲ : اگر کسی مرد کی بیوی حیض کی حالت میں ہو اور وہ اس سے اگلی طرف سے یا پچھلی طرف سے مجامعت کرے تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ استغفار کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی ادا کرے اس کا کفارہ بعد میں بیان ہو گا۔

مسئلہ ۴۵۳ : حائض عورت سے مجامعت کے علاوہ دوسری لطف اندوزیاں مثلاً بوس وکنار کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۵۴ : حیض کی حالت میں مجامعت کا کفارہ حیض کے پہلے حصے میں اٹھارہ چنوں کے برابر، دوسرے حصے میں نو چنے کے برابر، تیسرے حصے میں ساڑھے چار چنے کے وزن کی برابر سکہ دار سونا ہے۔ مثلاً اگر کسی عورت کو چھ دن حیض کا خون آئے اور اس کا شوہر پہلی یا دوسری رات یا دن میں اس سے جماع کرے تو اسے چاہئے کہ اٹھارہ چنوں کے برابر سونا دے اور اگر تیسری یا چوتھی رات یا دن میں جماع کرے تو نو چنوں کے برابر سونا دے اور اگر پانچویں یا چھٹی رات یا دن میں جماع کرے تو ساڑھے چار چنوں کے برابر سونا دے۔

مسئلہ ۴۵۵ : اگر سکہ دار سونا ممکن نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ اس کی قیمت دے اور اگر سونے کی اس وقت کی قیمت سے جب کہ اس نے جماع کیا تھا اس وقت کی قیمت جب کہ وہ فقیر کو دینا چاہتا ہو مختلف ہو گئی ہو تو اس وقت کی قیمت کے مطابق حساب لگائے جب وہ فقیر کو دینا چاہتا ہو۔

مسئلہ ۴۵۶ : اگر کسی شخص نے حیض کے پہلے حصے میں بھی دوسرے حصے میں بھی اور تیسرے حصے میں بھی اپنی بیوی سے جماع کیا ہو تو وہ تینوں کفارے دے جو سب مل کر ساڑھے اکتیس چنے ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۴۵۷ : اگر کوئی شخص حیض والی عورت سے کئی بار جماع کرے تو بہتر یہ ہے کہ ہر جماع کے لیئے کفارہ دے۔

مسئلہ ۴۵۸ : اگر مرد کو جماع کے دوران معلوم ہو جائے کہ عورت کو حیض آنے لگا ہے تو اسے چاہئے کہ فوراً اس سے جدا ہو جائے اور اگر جدا نہ ہو تو احتیاط مستحب کے طور پر کفارہ دے۔

مسئلہ ۴۵۹ : اگر کوئی مرد حائض عورت سے زنا کرے یا یہ گمان کرتے ہوئے نامحرم حائض

عورت سے جماع کرے کہ وہ اس کی اپنی بیوی ہے تب بھی اسے احتیاط مستحب کے طور پر کفارہ دینا چاہئے۔

مسئلہ ۴۶۰ : اگر کوئی شخص لاعلمی کی بنا پر یا بھول کر عورت سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو کفارہ کی حاجت نہیں رہتی۔

مسئلہ ۴۶۱ : اگر ایک مرد یہ خیال کرتے ہوئے کہ عورت حائض ہے اس سے مجامعت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ حائض نہ تھی تو کفارہ کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۶۲ : جیسا کہ طلاق کے احکام میں بتایا جائے گا کہ عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دینا باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۳ : اگر عورت کہے کہ میں حائض ہوں یا یہ کہے کہ میں حیض سے پاک ہوں تو اس کا قول قبول کر لینا چاہئے۔

مسئلہ ۴۶۴ : اگر کوئی عورت نماز کے دوران حائض ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۵ : اگر عورت نماز کے دوران شک کرے کہ حائض ہوئی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ نماز کے دوران حائض ہو گئی تھی تو جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۶ : عورت کے خون حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لیئے جو وضو یا غسل یا تیمم کر کے بجا لانا چاہئیں غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے اور لازم ہے کہ غسل کے بعد وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۴۶۷ : عورت کے خون حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اگرچہ اس نے غسل نہ کیا ہو اسے طلاق دینا صحیح ہے اور اس کا شوہر اس سے جماع بھی کر سکتا ہے۔ گو بہتر ہے کہ جماع شرمگاہ دھونے کے بعد کیا جائے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے غسل کرنے سے پہلے مرد اس سے جماع نہ کرے۔ البتہ جب تک وہ عورت غسل نہ کر لے وہ دوسرے کام جو حیض کے وقت اس پر حرام تھے

(مثلاً مسجد میں ٹھہرنا یا قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا) اس پر حلال نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۴۶۸ : اگر پانی (عورت کے) وضو اور غسل کی لیئے کافی نہ ہو اور تقریباً اتنا ہو کہ اس سے غسل کر سکے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور وضو کے بدلے تیمم کرے اور اگر پانی صرف وضو کے لیئے کافی ہو اور اتنا نہ ہو کہ اس سے غسل کیا جا سکے تو چاہئے کہ وضو کرے اور غسل کے بدل تیمم کرے اور اگر دونوں میں سے کسی کے لیئے بھی پانی نہ ہو تو چاہئے کہ دو تیمم کرے۔ ایک غسل کی بدلے اور ایک وضو کے بدلے۔

مسئلہ ۴۶۹ : جو نمازیں عورت نے حیض کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا کی حاجت نہیں۔ لیکن جو واجب روزے اس نے حیض کی حالت میں نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجا لانا چاہئے۔

مسئلہ ۴۷۰ : جب نماز کا وقت شروع ہو جائے اور عورت کو یقین یا احتمال ہو کہ اگر نماز میں دیر ہوئی تو حیض شروع ہو جائے گا تو فوراً نماز پڑھ لینا چاہئے۔

مسئلہ ۴۷۱ : اگر عورت نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اول وقت میں سے اتنا گزر جائے جتنا اس کی حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد ایک نماز میں لگتا ہے اور وہ حائض ہو جائے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب ہے لیکن جلدی پڑھنے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور دوسری باتوں کے بارے میں اسے چاہئے کہ اپنی حالت کا لحاظ کرے مثلاً اگر ایک عورت جو سفر میں نہیں ہے اول وقت میں نماز ظہر نہ پڑھے تو اس کی قضا اس پر اس صورت میں واجب ہو گی جب کہ حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد چار رکعت نماز پڑھنے کے وقت کے برابر وقت اول ظہر سے گزر جائے اور وہ حائض ہو جائے۔ اور اس عورت کے لیئے جو سفر میں ہو طہارت حاصل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے برابر وقت گزر جانا بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۴۷۲ : اگر ایک عورت نماز کی آخر وقت میں خون سے پاک ہو جائے اور اس کے پاس اندازاً اتنا وقت ہو کہ غسل کر کے ایک یا ایک سے زیادہ رکعت پڑھ سکے تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۴۷۳ : اگر ایک حائض عورت کے پاس (حیض سے پاک ہونے کے بعد) غسل کے لیئے

وقت نہ ہو لیکن تیمم کر کے نماز وقت کے اندر پڑھ سکتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز تیمم کے ساتھ پڑھے لیکن اگر نہ بھی پڑھے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ وقت کی تنگی سے قطع نظر کسی اور وجہ سے اس کی شرعی تکلیف ہی تیمم کرنا ہو مثلاً اگر پانی اس کے لیئے مضر ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے اور وہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۴۷۴ : اگر کسی عورت کو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد شک ہو کہ آیا نماز کے لیئے وقت باقی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے۔

مسئلہ ۴۷۵ : اگر کوئی عورت (حیض سے پاک ہونے کے بعد) اس خیال سے نماز نہ پڑھے کہ مقدمات نماز کی تیاری اور ایک رکعت نماز پڑھنے کے لیئے اس کے پاس وقت نہیں ہے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تھا تو اسے چاہئے کہ اس نماز کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۴۷۶ : حائض عورت کے لیئے مستحب ہے کہ نماز کے وقت اپنے آپ کو خون سے پاک کرے اور روئی اور کپڑے کا ٹکڑا بدلے اور وضو کرے اور اگر وضو نہ کر سکے تو تیمم کرے اور نماز کی جگہ پر رو بقبلہ بیٹھے اور ذکر، دعا اور صلوات میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ ۴۷۷ : حائض کے لیئے قرآن مجید کا پڑھنا اور اسے اپنے ساتھ رکھنا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ اس کے الفاظ کے درمیانی حصے سے مس کرنا اور علاوہ ازیں مہندی یا اسی جیسی کسی اور چیز کا خضاب کرنا مکروہ ہے۔

حائض کی قسمیں

مسئلہ ۴۷۸ : حیض والی عورتوں کی چھ قسمیں ہیں۔

اول : وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت وقتیہ و عددیہ) یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر خون آئے اور اس کے حیض کے دنوں کی تعداد بھی دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آئے۔

دوم : وقت کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت وقتیہ) یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض کا خون آئے لیکن اس کے حیض کے دنوں کی تعداد دونوں مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو۔ مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے خون آنا شروع ہو لیکن وہ پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن خون سے پاک ہو۔

سوم : عدد کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت عددیہ) یہ وہ عورت ہے جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک جیسی ہو لیکن ہر مہینے خون آنے کا وقت یکساں نہ ہو۔ مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تاریخ تک خون آئے اور دوسرے مہینے میں بارھویں سے سترھویں تاریخ تک آئے۔

چہارم : مضطربہ ... یہ وہ عورت ہے جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو یا اس کی سابقہ عادت بگڑ گئی ہو اور نئی عادت اس نے پیدا نہ کی ہو۔

پنجم : مبتدئہ ... یہ وہ عورت ہے جسے پہلی دفعہ خون آیا ہو۔

ششم : ناسیہ ... یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول چکی ہو۔

ان میں سے ہر قسم کی عورت کے لیئے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

۱۔ وقت اور عدد کی عادات رکھنے والی عورت

○ جو عورتیں وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

اول : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر حیض کا خون آئے اور وہ ایک معین وقت پر ہی پاک بھی ہو جائے مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے اور وہ ساتویں روز پاک ہو جائے تو اس عورت کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہو گی۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض کا خون آئے اور جب تین یا زیادہ دن تک خون آچکے تو وہ ایک یا زیادہ دنوں کے لیئے پاک ہو جائے اور پھر

اسے دوبارہ خون آ جائے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں اسے خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں وہ پاک رہی ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور ہر ایک مہینے میں تمام دن جن میں اسے خون آیا اور بیچ میں پاک ہوئی ایک اندازے کے مطابق ہوں تو اس کی عادت ان تمام دنوں کے مطابق قرار پائے گی جن میں اسے خون آیا اور بیچ میں پاک رہی البتہ یہ ضروری نہیں کہ جن ایام میں وہ بیچ میں پاک رہی وہ ہر ایک مہینے میں ایک اندازے کے مطابق ہوں۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور پھر تین دن پاک رہے اور پھر تین دن دوبارہ خون آئے اور دوسرے مہینے میں تین دن خون آنے کے بعد تین دن یا اس سے کم یا اس سے زیادہ مدت کے لیئے خون بند رہے اور پھر اسے دوبارہ خون آ جائے اور کل ملا کر نو دن بنتے ہوں۔ تو یہ تمام ایام حیض ہیں اور اس عورت کی عادت نو دن ہے۔

مسئلہ ۴۷۹ : جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت یا اس سے دو دن پہلے خون آ جائے تو خواہ وہ خون حیض کی علامات نہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو حائض عورت کے لیئے بیان کیئے گئے ہیں اور اگر اسے بعد میں پتہ چلے کہ یہ حیض نہیں تھا مثلاً اگر تین دن سے پہلے خون رک جائے تو اسے چاہئے کہ جو عبادات بجا نہیں لائی ان کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۴۸۰ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے تمام دنوں میں اور عادت سے چند دن پہلے اور بعد حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے اور وہ کل دن ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ مدت دس دن سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کی دنوں میں آیا ہے وہ حیض ہے اور جو عادت سے پہلے یا بعد میں آیا ہے وہ استحاضہ ہے اور اسے چاہئے جو عبادت وہ عادت سے پہلے اور بعد کے دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے اور اگر عادت کی تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت سے چند دن پہلے اسے حیض کی علامات کیساتھ خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے اور اگر دنوں کی تعداد دس سے زیادہ ہو جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور جو خون اس سے پہلے آئے وہ استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں میں عبادت نہ کی ہو تو چاہئے کہ اس کی قضا کرے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت کے چند دن بعد حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور کل دنوں کی

تعداد ملا کر دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ تعداد دس سے بڑھ جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور باقی استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۴۸۱ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے کچھ دنوں میں عادت سے پیشتر کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور ان تمام دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جن دنوں میں اسے حسب عادت خون آیا ہے اگر ان کی تعداد تین سے کم ہو تو اسے چاہئے کہ ان میں عادت سے پہلے کے چند دن شامل کر کے عادت کے دنوں کی تعداد پوری ہونے تک حیض اور ان سے پیشتر کے دنوں کو استحاضہ قرار دے۔ (اور جن دنوں میں عادت کے مطابق خون آیا ہے) اگر ان کی تعداد تین دن یا زیادہ ہو تو اس خون کو حیض قرار دے اور عادت کے وقت سے پیشتر کے دنوں میں جو عادت کی مقدار تک پہنچیں احتیاط کرے اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ عادت کے بعد کے کچھ دنوں میں حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر دس سے بڑھ جائے تو اسے چاہئے کہ جن دنوں میں عادت کے مطابق ہے اگر ان کی تعداد تین سے کم ہو تو عادت کے بعد کے چند دن ملا کر جن دنوں کی مجموعی تعداد اس کی عادت کی مقدار کے برابر ہو جائے انہیں حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور جن دنوں میں عادت کی مطابق خون آیا ہے اگر ان کی تعداد تین یا ان سے زیادہ ہو تو ان سے زیادہ دنوں میں عادت کی مقدار تک احتیاط کرے۔

مسئلہ ۴۸۲ : جو عورت عادت رکھتی ہو خون تین یا زیادہ دن تک آنے کی بعد رک جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور ان دونوں خونوں کا درمیانی فاصلہ دس دن سے کم ہو اور ان سب دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بشمول ان وسطی دنوں کے جن میں خون نہیں آیا دس سے زیادہ ہو مثلاً پانچ دن خون آیا ہو۔ پھر پانچ دن رک گیا ہو اور پھر پانچ دن دوبارہ آیا ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں۔

(الف) یہ کہ وہ تمام خون جو پہلی بار آیا ہے عادت کے دنوں میں ہو اور دوسرا خون جو پاک ہونے کی بعد آیا ہے عادت کی دنوں میں نہ ہو۔ اس صورت میں عورت کو چاہئے کہ پہلے تمام خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے۔ اور اگر پہلے خون کی کچھ مقدار عادت کی مطابق اور کچھ مقدار عادت سے ایک یا دو دن پہلے آئے یا یہ کہ اس خون میں

حیض کی علامت ہوں خواہ وہ عادت سے پہلے آئے یا بعد میں تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ پہلے خون کو حیض اور دوسرے کو استحاضہ قرار دے۔

(ب) یہ کہ پہلا خون عادت کی دنوں میں نہ آئے اور جیسا کہ پہلی صورت میں کہا گیا ہے دوسرا تمام خون یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے۔ اس صورت میں چاہئے کہ تمام دوسرے خون کو حیض اور پہلے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(ج) یہ کہ دوسرے اور پہلے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے اور ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم نہ ہو اس صورت میں وہ مدت بمعہ درمیان میں پاک رہنے کی مدت اور عادت کے دنوں میں آنے والے دوسرے خون کی مدت کے جو مجموعی طور پر دس دن سے زیادہ نہ ہو تمام کے تمام ایام حیض ہیں اور پہلے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں سے پہلے آئے اور دوسرے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں کے بعد آئے استحاضہ ہے مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی تیسری سے دسویں تاریخ تک ہو اور اسے کسی مہینے کی پہلی سے چھٹی تاریخ تک خون آئے اور پھر دو دن کے لیئے بند ہو جائے اور پھر پندرھویں تاریخ تک آئے تو تیسری سے دسویں تاریخ تک حیض ہے اور پہلی اور دوسری تاریخ کو آنے والا خون اور اسی طرح گیارھویں سے پندرھویں تاریخ تک آنے والا خون استحاضہ ہے۔

(د) یہ کہ پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے لیکن ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم ہو اس صورت میں بعید نہیں ہے کہ جتنی مدت اس عورت کو خون ایام عادت میں آیا ہے اسے عادت بیشتر آنے والے خون کی کچھ مدت کے ساتھ ملا کر تین دن پورے کرے اور انہیں ایام حیض قرار دے پس اگر ایسا ہو کہ وہ دوسرے خون کی اس مدت کو جو عادت کی دنوں میں آیا ہے حیض قرار دے۔ (ا معنوں میں کہ وہ مدت اور پہلے خون کی وہ مدت جسے حیض قرار دیا ہے اور ان کے درمیان خون نہ رکھنے کی مدت سب ملا کر دس دن سے تجاوز نہ کریں) تو یہ سب ایام حیض ہیں ورنہ چاہئے کہ پہلے خون کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۳ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون نہ آئے

بلکہ اس کے علاوہ کسی وقت میں حیض کے دنوں کے برابر دنوں میں حیض کی علامات کے ساتھ اسے خون آئے تو اسے چاہئے کہ اس خون کو حیض قرار دے خواہ وہ عادت کے وقت سے پہلے آئے یا بعد میں آئے۔

مسئلہ ۴۸۴ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون آئے لیکن اس کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں سے کم یا زیادہ ہو اور پاک ہونے کے بعد اسے دوبارہ حیض کی علامات کے ساتھ اتنے دنوں کیلئے خون آئے جتنی اس کی عادت ہو تو اگر ان دونوں خونوں کے دنوں کی تعداد درمیانی مدت میں خون بند ہونے کے دنوں کو ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان سب کو ایام حیض قرار دے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آیا ہو وہ حیض اور باقی خون استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں کی تعداد زیادہ ہو اور خون کی زیادہ مقدار حیض کی علامات رکھتی ہو تو یہ پہلا خون سارے کا سارا حیض شمار ہو گا۔

مسئلہ ۴۸۵ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے دس سے زیادہ دن تک خون آئے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آئے خواہ وہ حیض کی علامات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی حیض ہے اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد آئے خواہ وہ حیض کی علامات بھی رکھتا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی سے ساتویں تاریخ تک ہو اسے پہلی سے بارہویں تاریخ تک خون آئے تو پہلے سات دن حیض اور بقیہ پانچ دن استحاضہ کے ہوں گے۔

۲۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت

مسئلہ ۴۸۶ : جو عورتیں وقت کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

اول : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور چند دنوں بعد بند ہو جائے لیکن ہر مہینے میں خون آنے کے دنوں کی تعداد مختلف ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے لیکن پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے آٹھویں دن بند ہو۔ ایسی عورت کو چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی عادت قرار دے۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر تین یا زیادہ دن حیض کا

خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو لیکن دوسرے مہینے میں دنوں کی تعداد پہلے مہینے سے کم یا زیادہ ہو مثلاً پہلے مہینے میں آٹھ دن اور دوسرے مہینے میں نو دن بنتے ہوں تو اس عورت کو بھی چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی حیض کی عادت کا پہلا دن قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۷ : اگر کسی عورت کو جو وقت کی عادت رکھتی ہو اور اس کے دنوں کی تعداد یکساں نہ ہو ایسا خون آئے جس کی کچھ مقدار حیض کی علامات رکھتی ہو اور کچھ مقدار ایسی علامات نہ رکھتی ہو تو اس صورت میں کہ علامات والا خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ مدت کے لیئے نہ آئے اس کیلئے لازم ہے کہ اسے حیض اور اس خون کو جس میں حیض کی علامات نہ ہوں استحاضہ قرار دے لیکن جب اسے عادت کے وقت میں خون آئے تو اس خون کے حیض ہونے میں صفات حیض کا موجود ہونا معتبر نہیں لہٰذا جو خون عادت کے وقت میں آئے اگر اس کا حیض ہونا ممکن ہو تو لازم ہے کہ اسے حیض قرار دے مثلاً اگر اسے اپنی عادت کے وقت میں تین دن خون آئے تو خواہ اس میں حیض کی علامات نہ بھی ہوں تب بھی حیض ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر اسے اپنی عادت کی مدت میں ایک دن اور عادت سے پہلے دو دن خون آئے یا یہ کہ مثلاً اپنی عادت کی مدت میں ایک دن اور عادت کے بعد حیض کی علامت کے ساتھ دو دن خون آئے تو اس کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ ان دو صورتوں میں بھی اس کیلئے لازم ہے کہ ان تین دنوں کو ایام حیض قرار دے۔ پس اگر وہ خون جس میں حیض کی علامات ہوں خون آنا شروع ہونے سے لے کر دس دن سے پہلے بند ہو جائے تو وہ تمام خون حیض ہے اور اگر بعد میں بھی خون آئے اور اس خون میں حیض کی علامات ہوں اور اگر اس خون کے آنے اور پہلے خون کے بند ہونے کے درمیان دس دن یا زیادہ وقفہ ہو تو وہ خون بھی حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۴۸۸ : اگر کوئی عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اور اسے عادت کے علاوہ وقت میں حیض کی علامات کے ساتھ دس دن سے زیادہ خون آئے اور اس کی علامتوں کے ذریعے اسے حیض قرار نہ دے سکتی ہو تو اسے چاہئے کہ اس خون کو چھ یا سات دن کے لیئے حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۹ : اگر ایک ایسی عورت کو جسے مثال کی طور پر ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آتا ہو اور

کبھی پانچویں اور کبھی ساتویں تاریخ کو بند ہوتا ہو کسی ایک مہینے میں بارہ دن خون آ جائے اور وہ حیض کی نشانیوں سے اس کی مدت کا تعین نہ کر سکتی ہو تو اسے چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ سے لے کر چھ یا سات دن کے خون کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۹۰ : جس عادت والی عورت کو اپنی عادت کا وسط یا آخر معلوم ہو اگر اس کا خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ حیض کے چھ یا سات دن کا تعین اس طرح کرے کہ اس کا آخر یا وسط اس کی عادت کے مطابق ہو۔

۳۔ عدد کی عادت رکھنے والی عورت

مسئلہ ۴۹۱ : جو عورتیں عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

اول : وہ عورت جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں یکساں ہو لیکن اس کے خون آنے کا وقت ایک جیسا نہ ہو اس صورت میں جتنے دن اسے خون آئے گا وہ ہی اس کی عادت ہو گی۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے پانچویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک خون آئے تو اس کی عادت پانچ دن ہو گی۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں سے ہر ایک میں تین یا تین سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور ایک یا اس سے زائد دنوں کے لیئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور خون آنے کا وقت پہلے مہینے اور دوسرے مہینے میں مختلف ہو اس صورت میں اگر ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں سے ہر ایک میں ان دنوں کی تعداد بھی یکساں ہو تو وہ تمام دن جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون نہیں آیا اس عورت کی حیض کی عادت ہو گی اور یہ ضروری نہیں کہ ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اسے خون نہیں آیا ہر مہینے میں ایک جیسی ہو مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے دو دن کے لیئے یا اس سے زیادہ یا اس سے کم دن کے لیئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور پھر دو دن کے لیئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن

خون آئے اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے تیرہویں تاریخ تک خون آئے اور ان سب دنوں کی تعداد آٹھ سے زیادہ نہ ہو تو اس عورت کی عادت آٹھ دن ہوگی اور مثال کے طور پر پہلے مہینے میں اسے آٹھ دن تک خون آئے اور دوسرے مہینے میں چار دن خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ آئے اور خون کے دنوں اور درمیان میں خون بند ہو جانے والے دنوں کو مجموعی تعداد آٹھ ہو تو اس کی عادت آٹھ دن ہو گی۔

مسئلہ ۴۹۲ : اگر کسی ایسی عورت کو جس کی عادت عدد کی ہو حیض کی علامتوں کے ساتھ اپنی عادت کی تعداد سے کم یا زیادہ دن تک خون آئے اور ان دنوں کی تعداد دس سے تجاوز نہ کرے تو وہ انہیں ایام حیض قرار دے اگرچہ خون بند نہ ہو اور حیض کی علامات رکھے بغیر دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ حیض کی علامات شروع ہونے سے اپنی عادت کے دنوں کی تعداد تک حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے۔

۴۔ مضطربہ

مسئلہ ۴۹۳ : اگر مضطربہ کو یعنی اس عورت کو جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو دس دن سے زیادہ خون آئے اور جتنا خون اسے آیا ہو اس میں حیض کی علامات ہوں تو پہلے مہینے میں دس دن اور دوسرے میں تین دن ایام حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۹۴ : اگر مضطربہ کو دس دن سے زیادہ خون آئے جس میں سے چند دنوں کے خون میں حیض کی علامات اور چند دوسرے دنوں کے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو اگر وہ خون جس میں حیض کی علامات ہوں تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ مدت تک نہ آیا ہو تو سارے کا سارا حیض ہے۔ اور اگر وہ اس تمام خون کو جو حیض کی علامات رکھتا ہو حیض قرار نہ دے سکے مثلاً یہ کہ پانچ دن حیض کی علامات کے ساتھ۔ پانچ دن استحاضہ کی علامات کے ساتھ اور پھر پانچ دن حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے تو اس کی صورت یہ ہے کہ جس خون میں حیض کی علامات ہوں اور اسے حیض قرار دے سکے یعنی جو تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو ان دونوں کے بارے میں اسے احتیاط کرنی چاہئے اور جو خون درمیان میں آیا ہو اور حیض کی علامات نہ رکھتا ہو اسے استحاضہ قرار دے اور اگر ان میں سے صرف ایک کو حیض قرار دے سکتی ہو تو اسے حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

۵- مبتدئیہ

مسئلہ ۴۹۵ : اگر مبتدئیہ کو یعنی اس عورت کو جسے پہلی بار خون آیا ہو دس دن سے زیادہ خون آئے اور وہ تمام خون جو مبتدئیہ کو آیا ہے حیض کی علامتیں رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے خاندان کی عورتوں کی عادت کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور اگر اس کے خاندان کی کوئی عورت نہ ہو یا اس کے خاندان کی عورتوں کی عادت مختلف ہو تو وہ پہلے مہینے کے دس دنوں کو ایام حیض قرار دے۔ اور دوسرے مہینے میں تین دنوں کو ایام حیض قرار دے اور پھر دس دن پورے ہونے تک احتیاط کرے گی اور عادت مقرر ہونے تک اسی وظیفہ پر عمل کرے گی۔

مسئلہ ۴۹۶ : اگر مبتدئیہ کو دس سے زیادہ دن تک خون آئے جب کہ چند دن آنے والے خون میں حیض کی علامات اور چند دن آنے والے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں اور جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ تک نہ آیا ہو تو وہ سارا حیض ہے لیکن جس خون میں حیض کی علامات تھیں اس کے بعد دس دن گزرنے سے پہلے دوبارہ خون آئے اور اس میں بھی حیض کی علامات ہوں مثلاً پانچ دن سیاہ خون اور نو دن زرد خون اور پھر دوبارہ پانچ دن تک سیاہ خون آئے تو جیسا کہ مضطربہ کے متعلق بتایا گیا ہے اس عورت (یعنی مبتدئیہ) کو چاہئے کہ درمیان والے خون کو استحاضہ قرار دے اور اس کے دونوں طرف احتیاط کرے۔

مسئلہ ۴۹۷ : اگر مبتدئیہ کو دس سے زیادہ دنوں تک خون آئے جبکہ جو خون چند دن آئے اس میں حیض کی علامات اور جو خون چند دن اور آئے اس میں استحاضہ کی علامات ہوں لیکن جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم مدت آیا ہو تو جو خون اسے آئے ہیں سب استحاضہ ہیں۔

۶- ناسیہ

مسئلہ ۴۹۸ : اگر ناسیہ کو یعنی اس عورت کو جو اپنی عادت کی مقدار بھول چکی ہو حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے جس کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ اسے حیض قرار دے۔ اور اگر وہ خون دس دن سے زیادہ دنوں تک آئے تو جتنی مدت کے لیئے اس کی عادت باقی رہنے کا احتمال ہو اسے حیض قرار دے اور باقی استحاضہ ہے لیکن اگر اس کی عادت باقی رہنے کا احتمال سات

دنوں سے دس دنوں تک ہو تو ساتویں دن کے بعد احتیاط کرے۔

حیض کے متفرق مسائل

مسئلہ ۴۹۹ : اگر مبتدئہ، مضطربہ، ناسیہ اور عدد کی عادت رکھنے والی عورتوں کو خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں تو انہیں چاہئے کہ عبادت ترک کر دیں اور اگر بعد میں انہیں پتہ چلے کہ یہ حیض نہیں تھا تو انہیں چاہئے کہ جو عبادت بجا نہ لائی ہوں ان کی قضا کریں۔

مسئلہ ۵۰۰ : جو عورت حیض کی عادت رکھتی ہو۔ خواہ یہ عادت وقت کے اعتبار سے ہو یا عدد کے اعتبار سے ہو یا وقت اور عدد دونوں کے اعتبار سے ہو۔ اگر اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اپنی عادت کی برخلاف خون آئے جس کا وقت یا دنوں کی تعداد یا وقت بھی اور دنوں کی تعداد بھی یکساں ہوں تو اس کی عادت جس طرح ان دو مہینوں میں اسے خون آیا ہے اس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر پہلے اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آتا تھا اور پھر بند ہو جاتا تھا مگر دو مہینوں میں اس دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک خون آیا ہو اور پھر بند ہوا ہو تو اس کی عادت دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۵۰۱ : ایک مہینہ سے مراد خون آنا شروع ہونے سے تیس دن تک ہے، مہینے کی پہلی تاریخ سے مہینے کے آخر تک نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۲ : اگر کسی عورت کو عموماً مہینے میں ایک مرتبہ خون آتا ہو لیکن کسی ایک مہینے میں دو مرتبہ آجائے اور اس خون میں حیض کی علامات ہوں تو اگر ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اسے خون نہیں آیا دس سے کم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ دونوں خونوں کو حیض قرار دے۔

مسئلہ ۵۰۳ : اگر کسی عورت کو تین یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں اور اس کے بعد دس یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں استحاضہ کی علامات ہوں اور پھر اس کے بعد دوبارہ تین دن تک حیض کی علامات والا خون آئے تو اسے چاہئے کہ پہلے اور آخری خون کو جس میں حیض کی علامات ہوں حیض قرار دے۔

مسئلہ ۵۰۴ : اگر کسی عورت کو خون دس دن سے پہلے رک جائے اور اسے یقین ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ عبادت کے لیئے غسل کرے اگرچہ گمان رکھتی ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آ جائے گا۔ لیکن اگر اسے یقین ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آجائے گا تو پھر غسل نہ کرے۔

مسئلہ ۵۰۵ : اگر کسی عورت کا خون دس دن گزرنے سے پہلے بند ہو جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی شرمگاہ میں کچھ روئی داخل کرے اور پھر کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد نکالے۔ پس اگر خون ختم ہو گیا ہو تو غسل کرے اور عبادت بجا لائے اور خون ختم نہ ہونے کی صورت میں اگر وہ حیض کی معین عادت نہ رکھتی ہو یا اس کی عادت دس دن کی ہو تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور اگر دس دن سے پہلے خون ختم ہو جائے تو غسل کرے اور اگر دسویں دن کے خاتمے پر خون آنا ختم ہو یا خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو دسویں دن غسل کرے اور اگر اس کی عادت دس دنوں سے کم کی ہو اور وہ جانتی ہو کہ دس دن ختم ہونے سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر خون ختم ہو جائے گا تو اسے غسل نہیں کرنا چاہئے اور اگر اس بات کا احتمال ہو کہ خون دس دن کے بعد بھی آئے گا تو اسے چاہئے کہ ایک دن کے لیئے عبادت ترک کرے اور بعد میں یہ جائز ہے کہ استحاضہ کے احکام پر عمل کرے اور احتیاط یہ ہے کہ دسویں دن تک وہ تمام چیزیں ترک کرے جو حائض کے لیئے انجام دینا جائز نہیں اور مستحاضہ کے وظائف کے مطابق عمل کرے اور یہ حکم اس عورت کے لیئے مخصوص ہے جسے عادت سے پہلے لگاتار خون نہیں آتا تھا ورنہ عادت گزرنے کے بعد عبادت ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۶ : اگر کوئی عورت چند دنوں کو حیض قرار دے اور عبادت نہ کرے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ حیض نہیں تھا تو اسے چاہئے کہ جو نمازیں اور روزے وہ ان دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادات بجا لاتی رہی ہو کہ حیض نہیں ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حیض تھا اور اگر ان دنوں میں اس نے روزے بھی رکھے ہوں تو ان کی قضا کرے۔

نفاس

مسئلہ ۵۰۷ : بچے کا پہلا جزو ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے وقت سے جو خون عورت کو آئے اگر وہ دس دن سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر بند ہو جائے تو وہ خون نفاس ہے اور نفاس کی حالت میں عورت کو نفساء کہتے ہیں۔

مسئلہ ۵۰۸ : جو خون عورت کو بچے کا پہلا جزو باہر آنے سے پہلے آئے وہ نفاس ہے۔

مسئلہ ۵۰۹ : یہ ضروری نہیں کہ بچے کی خلقت مکمل ہو بلکہ اگر اس کی خلقت نامکمل بھی ہو تب بھی اگر اسے "بچہ جنا" کہا جا سکتا ہو تو وہ خون جو عورت کو دس دن تک آئے گا نفاس ہوگا۔

مسئلہ ۵۱۰ : یہ ہو سکتا ہے کہ خون نفاس ایک لحظے سے زیادہ مدت تک نہ آئے لیکن وہ دس دن سے زیادہ نہیں آتا۔

مسئلہ ۵۱۱ : اگر کوئی عورت شک کرے کہ کوئی چیز سقط ہوئی ہے یا نہیں یا یہ کہ جو چیز سقط ہوئی ہے وہ بچہ تھا یا نہیں تو اس کے لیئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور جو خون اسے آئے وہ شرعاً نفاس نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۱۲ : مسجد میں ٹھہرنا اور دوسرے افعال جو حائض پر حرام ہیں بنابر احتیاط نفساء پر بھی حرام ہیں اور جو کچھ حائض پر واجب ہے وہ نفساء پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۵۱۳ : جو عورت نفاس کی حالت میں ہو اسے طلاق دینا اور اس سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اگر اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو اس کے لیئے کفارہ ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۱۴ : جب عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اسے چاہئے کہ غسل کرے اور عبادات بجا لائے اور اگر اسے دوبارہ خون آئے تو اگر جن دنوں میں اسے خون آیا ہے اور درمیانی دن جن میں وہ پاک رہی ہے سب ملا کر دس دن یا دس سے کم دن ہوں تو وہ تمام ایام نفاس ہیں اور اگر ان دنوں میں جب وہ پاک تھی اس نے روزہ بھی رکھا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۵۱۵ : اگر عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اور احتمال اس بات کا ہو کہ اس کے باطن میں خون نفاس ہے تو اسے چاہئے کہ کچھ روئی اپنی شرمگاہ میں داخل کرے اور کچھ دیر انتظار کرے پھر اگر وہ پاک ہو تو عبادات کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۵۱۶ : اگر عورت کو خون نفاس دس دن سے زیادہ آئے اور وہ حیض میں عادت رکھتی ہو تو عادت کے برابر دنوں کی مدت نفاس اور باقی استحاضہ ہے اور اگر عادت نہ رکھتی ہو تو اپنے کنبے کی عورتوں کی عادت کے برابر مدت کا نفاس قرار دے اور دس دن تک احتیاط کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو عورت عادت رکھتی ہو وہ عادت کے بعد کے دن سے اور جو عادت نہ رکھتی ہو وہ دسویں دن کے بعد سے بچے کی پیدائش کے اٹھارویں دن تک استحاضہ کے افعال بجا لائے اور وہ کام جو نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کر دے۔

مسئلہ ۵۱۷ : اگر کسی ایسی عورت کو جس کے حیض کی عادت دس دن سے کم ہو اپنی عادت سے زیادہ دن خون آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی عادت کے دنوں کے بقدر نفاس قرار دے اور اس کے بعد اس پر واجب ہے کہ ایک دن عبادت ترک کرے اور اس کے بعد جائز ہے کہ مستحاضہ کے احکام پر عمل کرے یا یہ کہ دس دن تک عبادت ترک کرے۔ اور اگر خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو اسے چاہئے کہ عادت کے دنوں کے بعد دسویں دن تک بھی استحاضہ قرار دے اور جو عبادات وہ ان دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے۔ مثلاً جس عورت کی عادت چھ دن کی ہو اگر اسے چھ دن سے زیادہ خون آئے تو اسے چاہئے کہ چھ دن کو نفاس قرار دے اور ساتویں دن بھی عبادت ترک کرے اور آٹھویں، نویں اور دسویں دن اسے اختیار ہے کہ یا تو عبادت ترک کرے یا استحاضہ کے افعال بجالائے اور اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آیا ہو تو اس کی عادت کے بعد کے دن سے وہ استحاضہ متصور ہوگا۔

مسئلہ ۵۱۸ : اگر ایک ایسی عورت کو جو حیض میں عادت رکھتی ہو بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک لگاتار خون آتا رہے تو اس کی عادت کے دنوں کے بقدر وہ خون نفاس ہے اور جو خون نفاس کے بعد دس دن تک آئے خواہ وہ اس کی ماہانہ عادت کے دنوں میں آیا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت ہر مہینے کی بیس تاریخ سے ستائیں تاریخ تک ہو اگر وہ مہینے کی دس تاریخ کو بچہ جنے اور ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک اسے متواتر خون آئے تو

سترھویں تاریخ تک نفاس اور سترھویں تاریخ سے دس دن تک کا خون حتی کہ وہ خون بھی جو بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک اس کی عادت کے دنوں میں آیا ہے استحاضہ ہوگا اور دس دن گزرنے کے بعد جو خون اسے آئے اگر وہ عادت کے دنوں میں ہو تو حیض ہے خواہ اس میں حیض کی علامات ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر وہ خون اس کی عادت کے دنوں میں نہ آئے لیکن حیض کی علامات رکھتا ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے البتہ اگر وہ خون جو اسے نفاس سے دس دن گزرنے کے بعد آئے اس کی حیض کی عادت کے ایام میں نہ ہو اور حیض کی علامات بھی نہ رکھتا ہو تو استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۵۱۹ : اگر ایک ایسی عورت کو جو حیض میں عدد کے لحاظ سے عادت نہ رکھتی ہو بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک خون آئے تو اس کے پہلے دس دنوں کے لیئے وہی حکم ہے جس کا ذکر آ چکا ہے اور دنوں کی دوسری دہائی میں جو خون آئے وہ استحاضہ ہے اور جو خون اسے اس کے بعد آئے اگر اس میں حیض کی علامات ہوں یا اس کی عادت کے وقت آیا ہو تو حیض ہے ورنہ وہ بھی استحاضہ ہے۔

غسل مس میت

مسئلہ ۵۲۰ : اگر کوئی شخص کسی ایسے مردہ انسان کے بدن کو مس کرے جو ٹھنڈا ہو چکا ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ اس سے لگائے تو اسے چاہئے کہ غسل مس میت کرے خواہ اس نے نیند کی حالت میں مردے کا بدن مس کیا ہو یا بیداری کے عالم میں اور خواہ اپنی مرضی سے مس کیا ہو خواہ بے اختیاری کے عالم میں حتیٰ کہ اس کا ناخن یا ہڈی مردے کے ناخن یا ہڈی سے چھو جائے تب بھی اسے چاہئے کہ غسل کرے لیکن اگر مردہ حیوان کو مس کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۱ : اگر کوئی شخص اپنے بال مردے کے بدن سے لگائے یا اپنا بدن مردے کے بالوں سے لگائے یا اپنے بال مردے کے بالوں سے لگائے اور بال اتنے لمبے ہوں کہ عرف عام میں مس میت کہنا اس پر صادق نہ آئے تو اس شخص پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۲ : جس مردے کا تمام بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو اسے چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا

خواہ اس کے بدن کا جو حصہ چھوا ہو وہ ٹھنڈا ہو چکا ہو۔

مسئلہ ۵۲۳ : مردہ بچے کو چھونے پر حتیٰ کہ ایسے سقط شدہ بچے کو چھونے پر جس کے چار مہینے مکمل ہو چکے ہوں غسل مس میت واجب ہے۔ اس بنا پر اگر چار مہینے کا مردہ بچہ پیدا ہوا ہو اور اس کا بدن ٹھنڈا ہو چکا ہو اور وہ ماں کے بدن کے ظاہری حصے کو چھو جائے تو ماں کو چاہئے کہ غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۴ : جو بچہ ماں کے مر جانے اور اس کا بدن ٹھنڈا ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اگر وہ ماں کے بدن کے ظاہری حصے کو مس کرے تو اس پر واجب ہے کہ جب بالغ ہو تو غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۵ : اگر کوئی شخص ایک ایسی میت کو مس کرے جسے تین غسل مکمل طور پر دیئے جا چکے ہوں تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ تیسرا غسل مکمل ہونے سے پہلے اس کے بدن کے کسی حصے کو مس کرے تو خواہ اس حصے کو تیسرا غسل دیا جا چکا ہو اس شخص کو چاہئے کہ غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۶ : اگر کوئی دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو مس کرے تو دیوانے کو عاقل ہونے یا بچے کو بالغ ہونے کے بعد چاہئے کہ غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۷ : اگر کسی زندہ شخص کے بدن سے یا کسی ایسے مردے کے بدن سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو ایک ایسا حصہ جدا ہو جائے جس میں ہڈی ہو اور اس سے پیشتر کہ جدا شدہ حصے کو غسل دیا جائے کوئی شخص اسے مس کر لے تو اسے چاہئے کہ غسل مس میت کرے لیکن جو حصہ جدا ہوا ہو اگر اس میں ہڈی نہ ہو تو اسے مس کرنے پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۸ : ایک ایسی ہڈی کے مس کرنے سے جس پر گوشت نہ ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو خواہ وہ مردے کے بدن سے جدا ہوئی ہو یا زندہ شخص کے بدن سے بنابر احتیاط واجب غسل واجب ہے اور دانت خواہ وہ مردے کے بدن سے جدا ہوئے ہوں یا زندہ شخص کے بدن سے ان پر غسل واجب نہیں۔

مسئلہ ۵۲۹ : غسل مس میت کا طریقہ وہی ہے جو غسل جنابت کا ہے لیکن جس شخص نے میت کو مس کیا ہو اگر وہ نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۵۳۰ : اگر کوئی شخص کئی ایک میتوں کو مس کرے یا ایک میت کو کئی بار مس کرے تو ایک غسل کافی ہے۔

مسئلہ ۵۳۱ : جس شخص نے میت کو مس کرنے کے بعد غسل نہ کیا ہو اس کے لیئے مسجد میں ٹھہرنا اور بیوی سے جماع کرنا اور ان آیات کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے ممنوع نہیں ہے لیکن نماز اور اس سے ملتے جلتے افعال کے لیئے اسے غسل کرنا چاہئے۔

محتضر کے احکام

مسئلہ ۵۳۲ : جو مسلمان محتضر ہو یعنی جان کنی کی حالت میں ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا اسے احتیاط کی بنا پر بصورت امکان پشت کے بل یوں لٹانا چاہئے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۵۳۳ : اولیٰ یہ ہے کہ جب تک میت کا غسل مکمل نہ ہو اسے بھی روبقبلہ لٹائیں لیکن جب اس کا غسل مکمل ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے اس حالت میں لٹائیں جس میں اس پر نماز (یعنی نماز جنازہ) پڑھتے وقت لٹاتے ہیں۔

مسئلہ ۵۳۴ : جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے بنابر احتیاط روبقبلہ لٹانا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کے ولی سے اجازت لینا احوط ہے۔

مسئلہ ۵۳۵ : جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے شہادتین اور بارہ اماموں کے اقرار اور دوسرے دینی عقائد کی تلقین اس طرح کرنا کہ وہ سمجھ لے واجب ہے اور اس کی موت کے وقت تک ان چیزوں کی تکرار کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۳۶ : مستحب ہے کہ جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے مندرجہ ذیل دعا کی اس

طرح تلقین کی جائے کہ وہ سمجھ لے۔

" اللهم اغفر لی الکثیر من معاصیک واقبل منی الیسیر من طاعتک یا من یقبل الیسیر ویعفو عن الکثیر اقبل منی الیسیر واعف عنی الکثیر انک انت العفو الغفور اللهم ارحمنی فانک رحیم" اس کے علاوہ کلمات فرج لااله الاالله الکریم الخ۔ کی تلقین کی جائے۔

مسئلہ ۵۳۷ : کسی کی جان سختی سے نکل رہی ہو تو اگر اسے تکلیف نہ ہو تو اسے اس جگہ لے جانا جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۳۸ : جو شخص جاں کنی کے عالم میں ہو اس کی آسانی کے لیئے (یعنی اس مقصد سے کہ اس کی جان آسانی سے نکل جائے) اس کے سرہانے سورۂ یٰسین سورۂ صافات' سورۂ احزاب' آیت الکرسی اور سورۂ اعراف کی ۵۴ ویں آیت اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھنا مستحب ہے بلکہ قرآن مجید جتنا بھی پڑھا جاسکے پڑھا جائے۔

مسئلہ ۵۳۹ : جو شخص جاں کنی کے عالم میں ہو اسے تنہا چھوڑنا اور کوئی چیز اس کے پیٹ پر رکھنا اور جنب اور حائض کا اس کے قریب ہونا اور اسی طرح اس کے پاس زیادہ باتیں کرنا اور رونا اور صرف عورتوں کو اس کے پاس چھوڑنا مکروہ ہے۔

مرنے کے بعد کے احکام

مسئلہ ۵۴۰ : مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں اور ہونٹ بند کر دیئے جائیں اور اس کی ٹھوڑی کو باندھ دیا جائے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے۔ اور اگر موت رات کو واقع ہو تو متعلقہ اشخاص کو چاہئے کہ جہاں موت واقع ہوئی ہو وہاں چراغ جلائیں اور جنازے میں شرکت کے لیئے مومنین کو اطلاع دیں اور میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں لیکن اگر اس شخص کے مرنے کا یقین نہ ہو تو انتظار کریں تاکہ صورت حال واضح ہو جائے علاوہ ازیں اگر میت حاملہ ہو اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو چاہئے کہ دفن کرنے میں اتنا توقف

کریں کہ اس کا بایاں پہلو چاک کر کے بچہ باہر نکال لیں اور پھر اس پہلو کو سی دیں۔

میت کے غسل، کفن، نماز اور دفن کا واجب ہونا

مسئلہ ۵۴۱ : کسی مسلمان کا غسل، کفن، نماز میت اور دفن خواہ وہ اثنا عشری شیعہ نہ بھی ہو ہر مکلف کے لیئے واجب ہے اور اگر کچھ لوگ ان کاموں کا سرانجام دے دیں تو دوسروں پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی بھی ان واجبات کو ادا نہ کرے تو سبھی گناہ گار ہوں گے۔

مسئلہ ۵۴۲ : اگر کوئی شخص میت سے متعلقہ کاموں میں مشغول ہو جائے تو دوسروں کے لیئے اس بارے میں کوئی اقدام کرنا واجب نہیں لیکن اگر ان کاموں کو ادھورا چھوڑ دے تو دوسروں کو چاہئے کہ انہیں پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

مسئلہ ۵۴۳ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ کوئی دوسرا میت کے کاموں میں مشغول ہے تو اس پر واجب نہیں کہ میت کے کاموں کے بارے میں اقدام کرے لیکن اگر اسے محض شک یا گمان ہو تو چاہئے کہ اقدام کرے۔

مسئلہ ۵۴۴ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ میت کا غسل یا کفن یا نماز یا دفن غلط طریقے سے عمل میں لایا گیا ہے تو اسے چاہئے کہ ان کاموں کو دوبارہ سرانجام دے لیکن اگر اسے باطل ہونے کا گمان ہو (یعنی یقین نہ ہو) یا شک ہو کہ درست تھا یا نہیں تو پھر اس بارے میں کوئی اقدام کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۴۵ : احتیاط کی بنا پر میت کے غسل، کفن، نماز اور دفن کے لیئے اس کے ولی سے اجازت لے لینی چاہئے۔

مسئلہ ۵۴۶ : عورت کا ولی اس کا شوہر ہے اور اس کے بعد وہ مرد جو میت کے وارث ہوں اس کی وارث عورتوں سے مقدم ہیں۔

مسئلہ ۵۴۷ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا وصی یا ولی ہوں یا میت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے کہ میت کے غسل، کفن اور دفن کو انجام دوں اور اس کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو

جائے یا میت اس کے تصرف میں ہو یا دو عادل شخص گواہی دیں کہ یہ شخص ٹھیک کہہ رہا ہے تو اس کے کہنے کو قبول کر لینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۴۸ : اگر مرنے والا اپنے غسل، کفن، دفن اور نماز کے لیئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے تو ان امور کی ولایت اس شخص کے ہاتھ میں ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کو مرنے والے نے یہ کام انجام دینے کے لیئے مقرر کیا ہو وہ اس وصیت کو قبول کرے۔ لیکن اگر قبول کر لے تو چاہئے کہ اس پر عمل کرے۔

میت کے غسل کی کیفیت

مسئلہ ۵۴۹ : میت کو تین غسل دینے واجب ہیں۔ پہلا ایسے پانی سے جس میں بیری ملی ہوئی ہو (یعنی بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں) دوسرا ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہوا ہو اور تیسرا خالص پانی سے۔

مسئلہ ۵۵۰ : بیری اور کافور نہ اس قدر زیادہ ہونے چاہئیں کہ پانی کو مضاف کر دیں اور نہ اس قدر کم ہوں کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں ملائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۵۵۱ : اگر بیری اور کافور اتنی مقدار میں نہ مل سکیں جتنی کہ ضروری ہے تو بنابر احتیاط مستحب جتنی مقدار میسر آئے پانی میں ڈال دی جائے۔

مسئلہ ۵۵۲ : اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مر جائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کی بجائے خالص پانی سے دینا چاہئے لیکن اگر وہ حج کے احرام میں ہو اور سعی مکمل کر چکا ہو تو اس صورت میں کافور والے پانی سے غسل دینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۵۳ : اگر بیری اور کافور یا ان میں کوئی ایک نہ مل سکے یا اس کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً یہ کہ غصبی ہو تو چاہئے کہ ان میں سے ہر اس چیز کی بجائے جس کا ملنا ممکن نہ ہو بنابر احتیاط میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے اور تیمم بھی کرایا جائے۔

مسئلہ ۵۵۴ : جو شخص میت کو غسل دے اسے شیعہ اثنا عشری مسلمان اور بالغ اور عاقل ہونا

چاہئے اور غسل کے مسائل سے واقف ہونا چاہئے لیکن اگر غیر اثناعشری مسلمان کی میت کو اس کا اپنا ہم مذہب اپنے مذہب کے مطابق غسل دے تو مومن اثناعشری سے ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۵۵۵ : جو شخص غسل دے اسے چاہئے کہ قربت کی نیت رکھتا ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کے لیئے غسل دے۔

مسئلہ ۵۵۶ : مسلمان کے بچے کو خواہ وہ ولد الزنا ہی کیوں نہ ہو غسل دینا واجب ہے اور کافر اور اس کی اولاد کا غسل' کفن اور دفن جائز نہیں ہے اور جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور دیوانگی کی حالت میں ہی بالغ ہو جائے اگر وہ اسلام کے حکم میں ہو تو اسے غسل دینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۵۷ : اگر ایک بچہ چار مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو کر ساقط ہو جائے تو اسے غسل دینا چاہئے اور اگر چار مہینے سے کم کا ہو تو احتیاط کی بناء پر اسے کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دیئے دفن کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۵۸ : مرد کا عورت کو اور عوت کا مرد کو غسل دینا حرام ہے لیکن بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اگرچہ مستحب یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو حالت اختیار میں غسل نہ دے۔

مسئلہ ۵۵۹ : مرد اس لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جس کی عمر تین سال سے زیادہ نہ ہو اور عورت بھی اس لڑکے کو غسل دے سکتی ہے جس کی عمر تین سال سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۵۶۰ : اگر مرد کی میت کو غسل دینے کے لیئے مرد نہ مل سکے تو وہ عورتیں جو اس کی قرابت دار اور محرم ہوں مثلاً ماں' بہن' پھوپھی اور خالہ یا وہ عورتیں جو دودھ پینے یا نکاح کے سبب سے اس کی محرم ہو گئی ہوں کپڑے یا کسی اور چیز کے نیچے سے جس سے اس کا بدن ڈھک جائے اسے غسل دے سکتی ہیں اور اسی طرح اگر عورت کی میت کو غسل دینے کے لیئے کوئی اور عورت نہ ہو تو جو مرد اس کے قرابت دار محرم ہوں یا دودھ پینے یا نکاح کے سبب سے اس کے محرم ہو گئے ہوں اسے لباس کے نیچے سے غسل دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۵۶۱ : اگر میت اور جو شخص اسے غسل دے دونوں مرد ہوں یا دنوں عورتیں ہوں تو بہتر

یہ ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ میت کا باقی بدن برہنہ ہو۔

مسئلہ ۵۶۲ : میت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہو اگر اس پر نظر ڈالے تو گنہگار ہے لیکن اس سے غسل باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۵۶۳ : اگر میت کے بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو احتیاط کی بنا پر غسل دینے سے پہلے اس حصے کو دھو کر پاک کر لینا چاہئے اور اولیٰ یہ ہے کہ غسل شروع کرنے سے پہلے میت کا تمام بدن پاک ہو۔

مسئلہ ۵۶۴ : غسل میت غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب میت کو غسل ترتیبی دینا ممکن ہو غسل ارتماسی نہ دیا جائے اور غسل ترتیبی میں بھی ضروری ہے کہ داہنی طرف کو بائیں طرف سے پہلے دھویا جائے اور اگر ممکن ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر بدن کے تینوں حصوں میں سے کسی حصے کو پانی میں نہ ڈبویا جائے بلکہ پانی اس کے اوپر ڈالا جائے۔

مسئلہ ۵۶۵ : جو فرد حیض یا جنابت کی حالت میں مر جائے اسے غسل حیض یا غسل جنابت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف غسل میت اس کے لیئے کافی ہے۔

مسئلہ ۵۶۶ : میت کو غسل دینے کی اجرت لینا حرام ہے اور اگر کوئی شخص اجرت حاصل کرنے کے لیئے میت کو غسل دے تو وہ غسل باطل ہے لیکن غسل کی تیاری کے کاموں کے لیئے اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۷ : اگر پانی میسر نہ ہو یا اس کے استعمال میں کوئی امر مانع ہو تو ہر غسل کے بدلے میت کو ایک تیمم کرانا چاہئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ تینوں غسلوں کے بدلے ایک اور تیمم بھی کرایا جائے اور جو شخص تیمم کرا رہا ہو وہ ان تیمموں میں سے ایک مافی الذمہ کی نیت کرے یعنی نیت کرے کہ یہ تیمم اس تکلیف شرعی کو بجالانے کے لیئے کرا رہا ہوں جو مجھ پر واجب ہے تو پھر چوتھے تیمم کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۸ : جو شخص میت کو تیمم کرا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور میت کے چہرے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو میت کو اس کے

اپنے ہاتھوں سے بھی تیمم کرائے۔

میت کے کفن کے احکام

مسئلہ ۵۶۹ : مسلمان میت کو تین کپڑوں کا کفن دینا چاہئے جنہیں لنگ، کرتہ اور چادر کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۰ : لنگ اس طرح ہو کہ ناف سے گھٹنوں تک بدن کی اطراف کو ڈھانپ لے اور بہتر یہ ہے کہ سینے سے پاؤں تک پہنچے اور کرتہ یا پیراہن ایسا ہو کہ کندھوں کے سروں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ پاؤں تک پہنچے اور چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ میت کے پاؤں اور سر کی طرف سے گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہونی چاہئے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر آسکے۔

مسئلہ ۵۷۱ : لنگ کی اتنی مقدار جو ناف سے گھٹنوں تک کے حصے کو ڈھانپ لے اور کرتے یا پیراھن کی اتنی مقدار جو کندھے سے نصف پنڈلی تک ڈھانپ لے کفن کے لئے واجب ہے اور اس مقدار سے زیادہ جو کچھ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے وہ کفن کی مستحب مقدار ہے۔

مسئلہ ۵۷۲ : اگر میت کے وارث بالغ ہوں اور اجازت دیں کہ کفن واجب سے زائد (جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے) ان کے حصے سے لے لیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب مقدار سے زائد کفن ان وارثوں کی حصے سے نہ لیا جائے جو بالغ نہ ہوئے ہوں۔

مسئلہ ۵۷۳ : اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مستحب کفن کی مقدار جس کا ذکر دو سابقہ مسائل میں آچکا ہے اس کے تہائی مال سے لی جائے یا یہ وصیت کی ہو کہ اس کا تہائی مال خود اس پر خرچ کیا جائے لیکن اس کے مصرف کا تعین نہ کیا ہو یا صرف اس کے کچھ حصے کے مصرف کا تعین کیا ہو تو مستحب کفن اس کے تہائی مال سے لیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۴ : اگر مرنے والے نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ کفن اس کے تہائی مال سے لیا جائے اور متعلقہ اشخاص چاہیں کہ اس کی اصل مال سے لیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب کفن میت کی

حیثیت کا لحاظ رکھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو سستی قیمت پر حاصل کیا جائے اگر وارثوں میں سے وہ لوگ جو بالغ ہوں اجازت دیں کہ ان کے حصے سے لیا جائے تو جس حد تک وہ اجازت دیں ان کے حصے سے لیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۵ : عورت کے کفن کی ذمہ داری شوہر پر ہے خواہ عورت اپنا مال بھی رکھتی ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو ان شرائط کے مطابق جن کی تفصیل طلاق کے احکام میں آئے گی طلاق رجعی دی گئی ہو اور عدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے شوہر کے لیئے لازم ہے کہ اسے کفن دے۔ اور اگر شوہر بالغ نہ ہو یا دیوانہ ہو تو شوہر کے ولی کو چاہئے کہ اس کے مال سے عورت کو کفن دے۔

مسئلہ ۵۷۶ : میت کو کفن دینا اس کے قرابت داروں پر واجب نہیں گو اس کی زندگی میں اخراجات کی کفالت ان پر واجب رہی ہو۔

مسئلہ ۵۷۷ : واجب یہ ہے کہ کفن کے تینوں کپڑوں میں سے کوئی بھی اتنا باریک نہ ہو کہ میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر آئے۔

مسئلہ ۵۷۸ : مردار کی کھال یا غصب کی ہوئی چیز کا کفن دینا خواہ کوئی دوسری چیز میسر نہ بھی ہو جائز نہیں پس اگر میت کا کفن غصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو خواہ میت کو دفن بھی کیا جا چکا ہو وہ کفن اس کے بدن سے اتار لینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۷۹ : میت کو نجس چیز یا خالص ریشمی کپڑے کا کفن دینا جس میں زردوزی کا کام کیا گیا ہو جائز نہیں لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۸۰ : کسی ایسے کپڑے کا کفن دینا جو اس جانور کی اون اور بالوں سے تیار کیا گیا ہو جس کا گوشت کھانا حرام ہے یا اس جانور کی کھال سے بنایا گیا ہو جس کا گوشت کھانا حلال ہے اختیار کی حالت میں جائز نہیں لیکن اگر کفن حلال گوشت جانور کے بالوں اور اون کا ہو تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا کفن بھی نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۵۸۱ : اگر میت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی دوسری نجاست سے نجس ہو جائے اور اگر ایسا کرنے سے کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو چاہئے کہ جتنا حصہ نجس ہو اسے دھو ڈالیں یا کاٹ ڈالیں خواہ

میت کو قبر میں ہی کیوں نہ اتارا جا چکا ہو۔ اور اگر اس کا دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو لیکن بدل دینا ممکن ہو تو چاہئے کہ بدل دیں۔

مسئلہ ۵۸۲ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو تو اسے دوسروں کی طرح کفن پہنانا چاہئے اور اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۸۳ : انسان کے لیئے اپنی زندگی میں کفن بیری اور کافور کا تیار رکھنا مستحب ہے۔

حنوط کے احکام

مسئلہ ۵۸۴ : غسل دینے کے بعد واجب ہے کہ میت کا حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی' دونوں ہتھیلیوں دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور ملا جائے اور مستحب یہ ہے کہ میت کی ناک پر بھی کافور ملا جائے اور کافور پسا ہوا اور تازہ ہونا چاہئے۔ اور اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کا عطر زائل ہو گیا ہو تو کافی نہیں۔

مسئلہ ۵۸۵ : احتیاط واجب یہ ہے کہ کافور پہلے میت کی پیشانی پر ملا جائے لیکن دوسرے مقامات پر ملنے میں ترتیب ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۸۶ : بہتر یہ ہے کہ میت کو کفن پہنانے سے پہلے حنوط کیا جائے۔ اگرچہ کفن پہنانے کے دوران میں یا اس کے بعد بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۸۷ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرہ کے لیئے احرام باندھ رکھا ہو تو اسے حنوط کرنا جائز نہیں ماسوا اس کے کہ احرام حج کی صورت میں سعی کرنے کے بعد مرے۔

مسئلہ ۵۸۸ : اگرچہ ایک ایسی عورت کے لیئے جس کا شوہر مر گیا ہو اور ابھی اس کی عدت باقی ہو خوشبو لگانا حرام ہے لیکن اگر وہ عورت مر جائے تو اسے حنوط کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۸۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ میت کو مشک' عنبر' عود اور دوسری خوشبوئیں نہ لگائی جائیں اور انہیں کافور کے ساتھ بھی نہ ملایا جائے۔

مسئلہ ۵۹۰ : مستحب ہے کہ خاک شفا کی کچھ مقدار کافور میں ملا لی جائے لیکن اس کافور کو ایسے مقامات پر نہیں لگانا چاہئے جہاں لگانے سے بے احترامی ہو اور یہ بھی لازم ہے کہ خاک شفا اتنی زیادہ نہ ہو کہ جب وہ کافور کے ساتھ مل جائے تو اسے کافور نہ کہا جا سکے۔

مسئلہ ۵۹۱ : اگر کافور نہ مل سکے یا فقط غسل کے لیئے کافی ہو تو حنوط کرنا ضروری نہیں اور اگر غسل کی ضرورت سے زیادہ ہو لیکن اتنا نہ ہو کہ سات اعضا کے لیئے کافی ہو تو احتیاط کی بنا پر چاہئے کہ پہلے پیشانی پر اور اس کے بعد اگر بچ جائے تو دوسرے مقامات پر ملا جائے۔

مسئلہ ۵۹۲ : مستحب ہے کہ دو تر و تازہ لکڑیاں میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائیں۔

نماز میت کے احکام

مسئلہ ۵۹۳ : ہر مسلمان کی میت پر اور ایسے بچے کی میت پر جو اسلام کے احکام کے تحت ہو اور پورے چھ سال کا ہو چکا ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۹۴ : ایک ایسے بچے کی میت پر جو چھ سال کا نہ ہوا ہو رجاء کی نیت سے نماز پڑھنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن ایسے بچے کی میت پر نماز پڑھنا جو مردہ پیدا ہوا ہو مستحب نہیں۔

مسئلہ ۵۹۵ : میت کی نماز اسے غسل دینے' حنوط کرنے اور کفن پہنانے کے بعد پڑھنی چاہئے اور اگر ان امور سے پہلے یا ان کے دوران میں پڑھی جائے تو ایسا کرنا خواہ بھول چوک یا مسئلے سے لا علمی کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۶ : جو شخص میت کی نماز پڑھنا چاہئے اس کے لیئے ضروری نہیں کہ اس نے وضو' غسل یا تیمم کر رکھا ہو اور اس کا بدن اور لباس پاک ہو اور اگر اس کا لباس غصب کردہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھے جو دوسری نمازوں میں لازمی ہے۔

مسئلہ ۵۹۷ : جو شخص نماز میت پڑھ رہا ہو اسے چاہئے کہ رو بقبلہ ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو نماز پڑھنے والے کے سامنے پشت کے بل یوں لٹایا جائے کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کے

دائیں طرف ہو اور پاؤں بائیں طرف ہوں۔

مسئلہ ۵۹۸ : احتیاط کی بنا پر چاہئے کہ جس جگہ ایک شخص میت کی نماز پڑھے وہ غصبی نہ ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ میت کے مقام سے نیچی یا اونچی نہ ہو لیکن معمولی پستی یا بلندی میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۹۹ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ میت سے دور نہ ہو لیکن جو شخص نماز میت باجماعت پڑھ رہا ہو اگر وہ میت سے دور ہو جب کہ صفیں باہم متصل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۰۰ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ میت کے سامنے کھڑا ہو لیکن اگر نماز باجماعت پڑھی جائے اور جماعت کی صف میت کے دونوں طرف سے گزر جائے تو ان لوگوں کی نماز میں جو میت کے سامنے نہ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۱ : بنابر احتیاط میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ یا دیوار یا کوئی اور ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے لیکن اگر میت تابوت میں یا ایسی ہی کسی اور چیز میں رکھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۰۲ : نماز پڑھتے وقت میت کی شرم گاہ ڈھکی ہوئی ہونی چاہئے اور اگر اسے کفن پہنانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی شرم گاہ کو خواہ لکڑی یا اینٹ یا ایسی ہی کسی اور چیز سے کیوں نہ ہو ڈھانپ دیں۔

مسئلہ ۶۰۳ : نماز میت کھڑے ہو کر اور قربت کی نیت سے پڑھنی چاہئے اور نیت کرتے وقت میت کو معین کر لینا چاہئے کہ مثلاً نیت کرنی چاہئے کہ میں اس میت پر قربۃً الی اللہ نماز پڑھ رہا ہوں۔

مسئلہ ۶۰۴ : اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز میت نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔

مسئلہ ۶۰۵ : اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ کوئی مخصوص شخص اس کی نماز پڑھائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص میت کے ولی سے اجازت حاصل کرے۔

مسئلہ ۶۰۶ : میت پر کئی دفعہ نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر میت کسی صاحب علم و تقویٰ کی ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۷ : اگر میت کو جان بوجھ کر یا بھول چوک کی وجہ سے یا کسی عذر کی بنا پر بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا جائے یا دفن کر دینے کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس پر پڑھی جا چکی ہے وہ باطل ہے تو جب تک اس کا بدن پاش پاش نہ ہو جائے واجب ہے کہ جن شرائط کا نماز میت کے سلسلے میں ذکر آچکا ہے ان کے ساتھ اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے۔

نماز میت کا طریقہ

مسئلہ ۶۰۸ : میت کی نماز میں پانچ تکبیریں ہیں اگر نماز پڑھنے والا شخص مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ پانچ تکبیریں کہے تو کافی ہے۔

○ ... نیت کرنے اور پہلی تکبیر پڑھنے کے بعد کہ **اشھد ان لاالہ الااللّٰہ واشھد ان محمداً رسول اللّٰہ**

○ ... دوسری تکبیر کے بعد کہے **اللھم صلی علی محمد وآل محمد**

○ ... تیسری تکبیر کے بعد کہے **اللھم اغفر للمومنین والمومنات**

○ ... چوتھی تکبیر کے بعد اگر میت مرد ہو تو کہے **اللھم اغفر لھذا المیت**

○ ... اور اگر میت عورت ہو تو کہے **اللھم اغفر لھذہ المیت**

○ ... اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے **اشھد ان لاالہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحق بشیراً و نذیراً بین یدی الساعۃ**

○ ... اور دوسری تکبیر کے بعد کہے **اللھم صلی علی محمد وآل محمد وبارک علی محمد وآل محمد وارحم محمدا وال محمد کا فضل ما صلیت و بارکت و ترحمت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید وصلی علی جمیع الانبیاء والمرسلین والشھداء والصدیقین وجمیع عباد اللّٰہ الصالحین۔**

○ ... اور تیسری تکبیر کے بعد کہے **اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین**

والمسلمات الاحیاء منہم والاموات تابع اللھم بیننا و بینہم بالخیرات انک مجیب الدعوات انک علی کل شئی قدیر۔

○ ... اور اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے اللھم ان ھذا عبدک وابن عبدک وابن امتک نزل بک وانت خیر منزول بہ اللھم انا لا نعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا اللھم ان کان محسنا فزدفی احسانہ وان کان مسیئا فتجاوز عنہ واغفرلہ اللھم اجعلہ عندک فی اعلی علیین واخلف علی اھلہ فی الغابرین وارحمہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

○ ... اور اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے۔ لیکن اگر میت عورت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے اللھم ان ھذہ امتک وابنۃ عبدک وابنۃ امتک نزلت بک وانت خیر منزول بہ اللھم انا لا نعلم منھا الا خیرا وانت اعلم بھا منا اللھم ان کانت محسنۃ فزدفی احسانھا وان کانت مسیۃ فتجاوز عنھا واغفر لھا اللھم اجعلھا عندک فی اعلی علیین واخلف علی اھلھا فی الغابرین وارحمھا برحمتک یا ارحم الراحمین اور اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے۔

مسئلہ ۶۰۹ : تکبیریں اور دعائیں یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھنی چاہئیں کہ نماز کی اپنی شکل نہ کھو بیٹھے۔

مسئلہ ۶۱۰ : جو شخص میت کی نماز باجماعت پڑھ رہا ہو خواہ وہ مقتدی ہی ہو اسے چاہئے کہ اس کی تکبیریں اور دعائیں بھی پڑھے۔

نماز میت کے مستحبات

مسئلہ ۶۱۱ : چند چیزیں نماز میت میں مستحب ہیں۔

۱ ... جو شخص نماز میت پڑھے اس نے وضو یا غسل یا تیمم کر لیا ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ تیمم اس صورت میں کرے جب وضو اور غسل کرنا ممکن نہ ہو یا اسے ڈر ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو نماز میت میں شریک نہ ہو سکے گا۔

۲ ... اگر میت مرد کی ہو تو امام یا جو شخص اکیلا میت پر نماز پڑھ رہا ہو میت کے جسم کے درمیانی حصے کے سامنے کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہو تو پھر اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔

۳ ... نماز ننگے پاؤں پڑھی جائے۔

۴ ... ہر تکبیر میں ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔

۵ ... نماز پڑھنے والے اور میت کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا نماز پڑھنے والے کے لباس کو حرکت دے تو وہ جنازہ کو جا چھوئے۔

۶ ... نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔

۷ ... امام تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور جو لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں وہ آہستہ پڑھیں۔

۸ ... نماز جماعت میں ماموم خواہ ایک شخص ہی کیوں نہ ہو امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

۹ ... نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لیئے زیادہ دعا کرے۔

۱۰ ... باجماعت نماز سے پہلے تین مرتبہ الصلوۃ کہے۔

۱۱ ... نماز ایسی جگہ پڑھی جائے جہاں نماز میت کے لیئے لوگ زیادہ تر جاتے ہوں۔

۱۲ ... اگر حیض والی عورت نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو اکیلی کھڑی ہو اور نماز پڑھنے والوں کی صف میں نہ کھڑی ہو۔

مسئلہ ۶۱۲ : نماز میت مسجدوں میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن مسجد الحرام میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

دفن کے احکام

مسئلہ ۶۱۳ : میت کو اس طرح زمین میں دفن کرنا واجب ہے کہ اس کی بو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کا بدن باہر نہ نکال سکیں۔ اور اگر اس بات کا خوف ہو کہ جانور اس کا بدن باہر نکال لیں گے تو قبر کو اینٹوں وغیرہ سے پختہ کر دینا چاہیے۔

مسئلہ ۶۱۴ : اگر میت کو زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو دفن کرنے کی بجائے اسے کمرے یا

تابوت میں رکھا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۱۵ : میت کو قبر میں دائیں پہلو پر اس طرح لٹانا چاہئے کہ اس کے بدن کا سامنے کا حصہ رو بقبلہ ہو۔

مسئلہ ۶۱۶ : اگر کوئی شخص کشتی میں مرجائے اور اس کی میت کے خراب ہونے کا امکان نہ ہو اور اسے کشتی میں رکھنے میں بھی کوئی امر مانع نہ ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ انتظار کریں تاکہ خشکی تک پہنچ جائیں اور اسے زمین میں دفن کر دیں ورنہ چاہئے کہ اسے کشتی میں ہی غسل دیں۔ حنوط کریں اور کفن پہنائیں اور نماز میت پڑھنے کے بعد بنابر احتیاط اگر ممکن ہو تو اسے چٹائی میں رکھیں اور اس کا منہ بند کر دیں اور سمندر میں ڈال دیں ورنہ کوئی بھاری چیز اس کے پاؤں میں باندھیں اور سمندر میں ڈال دیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے ایسی جگہ نہیں گرانا چاہئے جہاں جانور اسے فوراً اپنا لقمہ بنالیں۔

مسئلہ ۶۱۷ : اگر اس بات کا خوف ہو کہ دشمن قبر کو کھود کر میت کا جسم باہر نکال لے گا اور اس کے کان یا ناک یا دوسرے اعضا کاٹ لے گا تو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بیان کیا گیا ہے اسے سمندر میں ڈال دیں۔

مسئلہ ۶۱۸ : اگر میت کو سمندر میں ڈالنا یا اس کی قبر پختہ کرنا ضروری ہو تو اس کے اخراجات میت کے اصل مال میں سے لینے چاہئیں۔

مسئلہ ۶۱۹ : اگر کوئی کافر عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں مرا ہوا بچہ ہو یا بچے کے بدن میں ابھی جان نہ پڑی ہو اور اس بچے کا باپ مسلمان ہو تو اس عورت کو قبر میں بائیں پہلو قبلے کی طرف پیٹھ کر کے لٹانا چاہئے تاکہ بچے کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

مسئلہ ۶۲۰ : مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۲۱ : مسلمان کو ایسی جگہ دفن کرنا جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو جائز نہیں مثلاً جہاں کوڑا کرکٹ اور گندگی پھینکی جاتی ہو۔

مسئلہ ۶۲۲ : میت کو غصبی جگہ میں یا ایسی زمین میں جو دفن کرنے کے علاوہ کسی مقصد کے

لیئے وقف ہو (مثلاً مسجد میں) دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۲۳ : میت کو کسی دوسرے مردے کی قبر میں دفن کرنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ قبر پرانی ہو گئی ہو اور پہلی میت کا نشان باقی نہ رہا ہو۔

مسئلہ ۶۲۴ : جو چیز میت سے جدا ہو جائے خواہ وہ اس کے بال' ناخن اور دانت ہی ہوں۔ اسے بنا بر احتیاط اس کی ساتھ ہی دفن کر دینا چاہئے اور جو ناخن اور دانت انسان کی زندگی میں ہی اس سے جدا ہو جائیں انہیں دفن کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۲۵ : اگر کوئی شخص کنویں میں مر جائے اور اسے باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو چاہئے کہ کنویں کا منہ بند کردیں اور اس کنویں کو ہی اس کی قبر قرار دیں۔

مسئلہ ۶۲۶ : اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں مر جائے اور اس کا رحم میں رہنا ماں کے لیئے خطرے کا موجب ہو تو چاہئے کہ اسے آسان ترین طریقے سے باہر نکالیں چنانچہ اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر مجبور ہوں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چاہئے کہ اگر اس عورت کا شوہر اہل فن ہو تو بچے کو اس کے ذریعے سے یا پھر کسی اہل فن عورت کے ذریعے سے نکالیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے محرم مرد کے ذریعے نکالیں جو اہل فن ہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نامحرم مرد جو اہل فن ہو بچے کو باہر نکالے اور اگر کوئی ایسا شخص بھی موجود نہ ہو تو پھر جو شخص اہل فن نہ ہو وہ بچے کو باہر نکال سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۲۷ : اگر ماں مر جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو متعلقہ اشخاص کو چاہئے کہ خواہ وہ اس بچے کے زندہ رہنے کی امید نہ بھی رکھتے ہوں تب بھی ان اشخاص کے ذریعے جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے میت کا بایاں پہلو چاک کر کے بچے کو باہر نکالیں اور پھر وہ پہلو دوبارہ سی دیں۔

دفن کے مستحبات

مسئلہ ۶۲۸ : مستحب ہے کہ متعلقہ اشخاص قبر کو ایک متوسط انسان کے قد کے لگ بھگ کھودیں اور میت کو نزدیک ترین قبرستان میں دفن کریں ماسوا اس کے کہ جو قبرستان دور ہو وہ کسی وجہ سے بہتر

ہو مثلاً وہاں نیک لوگ دفن کیئے گئے ہوں یا زیادہ لوگ وہاں قبروں پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہوں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ قبر سے چند گز دور زمین پر رکھ دیں اور تین دفعہ کرکے تھوڑا تھوڑا قبر کے نزدیک لے جائیں اور ہر دفعہ زمین پر رکھیں اور پھر اٹھائیں چوتھی دفعہ قبر میں اتار دیں اور اگر میت مرد کی ہو تو تیسری دفعہ زمین پر اس طرح رکھیں کہ اس کا سر قبر کی نچلی طرف ہو اور چوتھی دفعہ سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور اگر میت عورت کی ہو تو تیسری دفعہ اسے قبر کے قبلہ کی طرف رکھیں اور پہلو کی طرف سے قبر میں اتار دیں اور قبر میں اتارتے وقت ایک کپڑا قبر کے اوپر تان لیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ بڑے آرام کے ساتھ تابوت سے نکالیں اور قبر میں داخل کریں اور وہ دعائیں جنہیں پڑھنے کے لیئے کہا گیا ہے دفن کرنے سے پہلے اور دفن کرنے کے وقت پڑھیں اور میت کو لحد میں رکھ چکنے کے بعد اس کے کفن کی گرہیں کھول دیں اور اس کا رخسار زمین پر رکھ دیں اور اس کے سر کے نیچے مٹی کا تکیہ بنا دیں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے کچی اینٹیں یا ڈھیلے رکھ دیں تاکہ میت چت نہ ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ لحد کو بند کریں دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے پر رکھیں اور بایاں ہاتھ میت کے بائیں کندھے پر رکھیں اور منہ اس کے کان کے قریب لے جائیں اور اسے زور سے حرکت دیں اور تین دفعہ کہیں **اسمع افهم یا فلان ابن فلان** اور فلاں ابن فلاں کی جگہ میت کا اور اس کے باپ کا نام لیں۔ مثلاً اگر اس کا اپنا نام موسیٰ اور اس کے باپ کا نام عمران ہو تو تین دفعہ کہیں **اسمع افهم یا موسیٰ بن عمران**

اس کے بعد کہیں **هل انت علی العهد الذی فارقتنا علیه من شهادة ان لا اله الا الله وحده لاشریک له وان محمداً صلی الله علیه وآله عبده و رسوله وسید النبیین و خاتم المرسلین وان علیا امیرالمومنین وسید الوصیین وامام افترض الله طاعته علی العالمین وان الحسن والحسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد والحسن بن علی والقائم الحجة المهدی صلوات الله علیهم ائمة المومنین وحجج الله علی الخلق اجمعین وائمتک ائمة هدی ابرار یا فلان ابن فلان** اور فلان ابن فلان کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے۔

اور پھر کہے **انا اتاک الملکان المقربان رسولین من عند الله تبارک وتعالیٰ**

وسئالاکک عن ربک وعن نبیک وعن دینک وعن کتابک وعن قبلتک وعن ائمتک فلا تخف ولا تحزن وقل فی جوابهما اللہ ربی و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نبی والاسلام دینی والقران کتابی والکعبۃ قبلتی وامیر المومنین علی بن ابی طالب امامی والحسن بن علی المجتبی امامی والحسین ابن علی الشہید بکربلا امامی وعلی زین العابدین امامی و محمد الباقرا مامی و جعفر الصادق امامی و موسیٰ الکاظم امامی و علی الرضا امامی و محمد الجواد امامی وعلی الھادی امامی والحسن العسکری امامی والحجۃ المنتظر امامی ھؤلاء صلوات اللہ علیھم اجمعین ائمتی و سادتی و قادتی و شفعائی بھم اتولی ومن اعدائھم اتبرا فی الدنیا والاخرۃ ثم اعلم یا فلان ابن فلان

اور فلاں ابن فلاں کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے کر پھر کہیں ان اللہ تبارک وتعالیٰ نعم الرب وان محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ نعم الرسول وان علی بن ابی طالب و اولادہ معصومین الائمۃ الاثنی عشر نعم الائمۃ وان ماجاء بہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ حق وان الموت حق و سؤال منکر و نکیر فی القبر حق والبعث حق والنشور حق والصراط حق والمیزان حق و تطائر الکتب حق والجنۃ حق والنار حق وان الساعۃ آتیۃ لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور

پھر کہے افھمت یا فلاں اور فلاں کے بجائے میت کا نام لے اور اس کے بعد کہے ثبتک اللہ بالقول الثابت وھداک اللہ الی صراط مستقیم عرف اللہ بینک و بین اولیائک فی مستقر من رحمتہ اس کے بعد کہے اللھم جاف الارض عن جنبیہ واصعد بروحہ الیک ولقہ منک برھانا اللھم عفوک عفوک

مسئلہ ۶۲۹ : مستحب ہے کہ جو شخص میت کو قبر میں اتارے وہ باطہارت برہنہ سر اور برہنہ پا ہو اور میت کی پائنتی کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میت کے قرابت داروں کے علاوہ جو لوگ موجود ہوں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔ اگر میت عورت ہو تو اس کا محرم اسے قبر میں اتارے اور اگر محرم نہ ہو تو اس کے قرابت دار اسے قبر میں اتاریں۔

مسئلہ ۶۳۰ : مستحب ہے کہ قبر مربع یا مستطیل شکل کی بنائی جائے اور زمین سے تقریباً چار انگل

بلند ہو اور اس پر کوئی نشانی لگا دی جائے۔ تاکہ پہچاننے میں غلطی نہ ہو اور قبر پر پانی چھڑکا جائے اور پانی چھڑکنے کے بعد جو لوگ موجود ہوں وہ اپنے ہاتھ قبر پر رکھیں اور انگلیاں کھول کر انہیں مٹی میں داخل کریں اور سات مرتبہ سورۂ مبارکہ انا انزلناہ پڑھیں اور میت کے لیئے مغفرت طلب کریں اور یہ دعا پڑھیں :

اللھم جاف الارض عن جنبیه واصعد الیک روحه ولقه منک رضوانا واسکن قبره من رحمتک ماتغنیه به عن رحمة من سواک

مسئلہ ۶۳۱ : مستحب ہے کہ جو لوگ تشیع جنازہ کے لیئے آئے ہوں ان کے چلے جانے کے بعد میت کا ولی یا وہ شخص جسے ولی اجازت دے میت کو ان دعاؤں کی تلقین کرے جو بتائی گئی ہیں۔

مسئلہ ۶۳۲ : مستحب ہے کہ سوگواروں کو پرسا دیا جائے لیکن اگر اتنی مدت گزر چکی ہو کہ پرسا دینے سے ان کا دکھ تازہ ہو جائے تو پرسا نہ دینا بہتر ہے یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لیئے تین دن تک کھانا بھیجا جائے اور ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۶۳۳ : مستحب ہے کہ انسان قرابت داروں کی موت پر اور خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے اور جب بھی میت کی یاد آئے **انا للہ وانا الیه راجعون** پڑھے اور میت کے لیئے قرآن مجید پڑھے اور ماں باپ کی قبروں پر جا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرے اور قبر کو پختہ کر دے تاکہ جلدی ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔

مسئلہ ۶۳۴ : کسی کی موت پر بھی انسان کے لیئے جائز نہیں کہ اپنا چہرہ اور بدن نوچے اور اپنے آپ کو طمانچے مارے اور اذیت پہنچائے۔

مسئلہ ۶۳۵ : باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی موت پر بھی گریبان چاک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۳۶ : اگر عورت میت کے سوگ میں اپنا چہرہ نوچے اور خون آلود کر لے یا بال اکھیڑے تو بنا بر احتیاط وہ ایک غلام کو آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا انہیں کپڑے پہنائے اور اگر مرد اپنی بیوی یا فرزند کی موت پر اپنا گریبان یا لباس پھاڑے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۶۳۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ میت پر روتے وقت آواز بہت بلند نہ کی جائے۔

نماز وحشت

مسئلہ ۶۳۸ : مناسب ہے کہ میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو اس کے لیئے دو رکعت نماز وحشت پڑھی جائے اور طریقہ اس کے پڑھنے کا یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد ایک دفعہ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس دفعہ انا انزلناہ پڑھی جائے اور سلام نماز کے بعد کہا جائے **اللھم صلی علی محمد وال محمد وابعث ثوابھا الی قبر فلان** اور لفظ فلان کی بجائے میت کا نام لیا جائے۔

مسئلہ ۶۳۹ : نماز وحشت میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اول شب میں نماز عشاء کے بعد پڑھی جائے۔

مسئلہ ۶۴۰ : اگر میت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا مقصود ہو یا کسی اور وجہ سے اس کے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت کو اس کے دفن کی پہلی رات تک ملتوی کر دینا چاہیے۔

نبش قبر

مسئلہ ۶۴۱ : کسی مسلمان کا نبش قبر یعنی اس کی قبر کا کھولنا خواہ وہ بچہ یا دیوانہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے ہاں اگر اس کا بدن مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو چکا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۴۲ : امام زادوں' شہیدوں' عالموں اور صالح لوگوں کی قبروں کا کھولنا خواہ انہیں فوت ہوئے سالہا سال گزر چکے ہوں حرام ہے۔

مسئلہ ۶۴۳ : چند صورتیں ایسی ہیں جن میں قبر کا کھولنا حرام نہیں ہے۔

۱... جب میت کو غصبی زمین میں دفن کیا گیا ہو اور زمین کا مالک اس کے وہاں رہنے پر راضی نہ ہو۔

۲ ... جب کفن یا کوئی چیز جو میت کے ساتھ دفن کی گئی ہو غصبی ہو اور اس کا مالک اس بات پر رضامند نہ ہو کہ وہ قبر میں رہے اور اگر خود میت کے مال میں سے کوئی چیز جو اس کے وارثوں کو ملی ہو اس کے ساتھ دفن ہو گئی ہو اور اس کے وارث اس بات پر راضی نہ ہوں کہ وہ چیز قبر میں رہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ البتہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ دعا یا قرآن مجید یا انگوٹھی اس کے ساتھ دفن کی جائے تو ان چیزوں کو نکالنے کے لیئے قبر کو نہیں کھولا جاسکتا۔

۳ ... جب قبر کا کھولنا میت کی ہتک کا موجب نہ ہو اور میت کو بغیر غسل دیئے یا بغیر کفن پہنائے دفن کیا گیا ہو یا پتہ چلے کہ میت کا غسل باطل تھا یا اسے شرعی احکام کے مطابق کفن نہیں دیا گیا تھا یا قبر میں روبقبلہ نہیں لٹایا گیا تھا۔

۴ ... جب کوئی حق ثابت کرنے کے لیئے میت کا بدن دیکھنا ضروری ہو۔

۵ ... جب میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو مثلاً اسے کافروں کے قبرستان میں یا اس جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں گندگی اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہو۔

۶ ... جب کسی ایسے شرعی مقصد کے لیئے قبر کھولی جائے جس کی اہمیت قبر کھولنے سے زیادہ ہو مثلاً کسی زندہ بچے کو ایسی حاملہ عورت کے پیٹ سے نکالنا مطلوب ہو جسے دفن کر دیا گیا ہو۔

۷ ... جب یہ خوف ہو کہ درندہ میت کا بدن چیر پھاڑ ڈالے گا یا سیلاب اسے بہا لے جائے گا یا دشمن اسے نکال لے گا۔

۸ ... جب میت کے بدن کا کوئی ایسا حصہ دفن کرنا مقصود ہو جو اس کے ساتھ دفن نہ ہوا ہو لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بدن کے اس حصے کو اس طرح قبر میں رکھیں کہ میت کا بدن نظر نہ آئے۔

۹ ... جب میت کو مشاہد مشرفہ (یعنی مقدس مقامات مثلاً نجف اشرف۔ کربلا معلی یا مشہد مقدس) میں منتقل کرنا مقصود ہو اور بالخصوص اگر اس نے اس بارے میں وصیت کی ہو۔

مستحب غسل

مسئلہ ۶۴۴ : اسلام کی مقدس شریعت میں بہت سے مستحب غسل ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱ ... غسل جمعہ اس کا وقت صبح کی اذان کے بعد سے ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجا لایا جائے اور اگر کوئی شخص اسے ظہر تک انجام نہ دے تو بہتر ہے کہ ادا اور قضا کی نیت کیئے بغیر غروب آفتاب تک بجا لائے اور اگر جمعہ کے دن غسل نہ کرے، تو مستحب ہے کہ ہفتہ کے دن صبح سے غروب آفتاب تک اس کی قضا بجا لائے۔ اور جو شخص جانتا ہو کہ اسے جمعہ کے دن پانی میسر نہ ہو گا وہ رجاء جمعرات کے دن غسل انجام دے سکتا ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اشهد ان لااله الاالله وحده لاشريک له وان محمداً عبده و رسوله اللهم صلی علی محمد وآل محمد واجعلنی من التوابين واجعلنی من المتطهرين -

۲ ... ماہ رمضان کی پہلی اور سترھویں رات اور انیسویں' اکیسویں اور تیسویں راتوں کے پہلے حصے کا غسل اور چوبیسویں رات کا غسل

۳ ... عیدالفطر اور عید قربان کے دن کا غسل۔ اس کا وقت صبح کی اذان سے ظہر تک ہے اور ظہر کے بعد غروب آفتاب تک رجاء کی نیت سے کیا جا سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے کر لیا جائے۔

۴ ... عید فطر کی رات کا غسل اس کا وقت مغرب کے اول وقت سے لے کر صبح کی اذان تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ رات کے پہلے حصے میں کر لیا جائے۔

۵ ... ماہ ذی الحجہ کے آٹھویں اور نویں دن کا غسل اور نویں دن بہتر ہے کہ ظہر کے نزدیک کیا جائے۔

۶ ... اس شخص کا غسل جس نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت جان بوجھ کر نماز آیات نہ پڑھی ہو جب کہ پورے چاند اور سورج کو گرہن لگا ہو۔

۷ ... اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ ایسی میت کے بدن سے مس کیا ہو جسے غسل نہ دیا جا چکا ہو۔
۸ ... احرام کا غسل
۹ ... حرم میں داخل ہونے کا غسل
۱۰ ... مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل
۱۱ ... خانہ کعبہ کی زیارت کا غسل
۱۲ ... کعبہ میں داخل ہونے کا غسل
۱۳ ... نحر اور ذبح اور حلق (بال مونڈنے) کے لیے غسل
۱۴ ... مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا غسل
۱۵ ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں داخل ہونے کا غسل
۱۶ ... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر سے وداع ہونے کا غسل
۱۷ ... دشمن کے ساتھ مباہلہ کرنے کا غسل
۱۸ ... نوزائیدہ بچے کو غسل دینا
۱۹ ... استخارہ کرنے کے لیے غسل
۲۰ ... دعائے باراں کے لیے غسل
۲۱ ... پورے سورج گرہن کے وقت کا غسل (جب سورج مکمل طور پر سیاہ ہو جائے۔)
۲۲ ... غسل زیارت حضرت سید الشہداء علیہ السلام۔ اگرچہ زیارت دور سے کی جائے۔

مسئلہ ۶۴۵ : فقہا نے مستحب غسلوں کے بیان میں بہت سے غسلوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱ ... ماہ رمضان المبارک کی تمام طاق راتوں کا غسل اور اس کی آخری دہائی کی تمام راتوں کا غسل اور اس کی تیسویں رات کے آخری حصے میں دوسرا غسل۔
۲ ... ماہ ذی الحجہ کے چوبیسویں دن کا غسل۔
۳ ... عید نو روز کے دن اور پندرھویں شعبان اور نویں اور سترھویں ربیع الاول اور ذی القعدہ کے پچیسویں دن کا غسل۔

۴ ... اس عورت کا غسل جس نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لیئے خوشبو استعمال کی ہو۔

۵ ... اس شخص کا غسل جو مستی کی حالت میں سو گیا ہو۔

۶ ... اس شخص کا غسل جو کسی سولی چڑھتے ہوئے انسان کو دیکھنے گیا ہو اور اسے دیکھا بھی ہو لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوری کی حالت میں نظر پڑ گئی ہو یا مثال کے طور پر اگر شہادت دینے گیا ہو تو غسل مستحب نہیں ہے۔

۷ ... مسجد نبویؐ میں داخل ہونے کا غسل

۸ ... دور یا نزدیک سے معصومینؑ کی زیارت کے لیئے غسل لیکن احوط یہ ہے کہ یہ تمام غسل رجاء کی نیت سے بجالائے جائیں۔

مسئلہ ۶۴۶ : اگر کئی مستحب غسل کسی شخص کے ذمے ہوں اور وہ سب کی نیت کر کے ایک غسل بجالائے تو کافی ہے۔

تیمم

تیمم کی پہلی صورت

سات صورتوں میں وضو اور غسل کی بجائے تیمم کرنا چاہئے۔ اول یہ کہ وضو یا غسل کے اندازے کے مطابق پانی مہیا کرنا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ ۶۴۷ : اگر انسان آبادی میں ہو تو بنابر احتیاط اسے چاہئے کہ وضو اور غسل کے لیئے پانی مہیا کرنے کے لیئے اتنی جستجو کرے کہ آخرکار اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اگر بیابان میں ہو اور وہاں کی زمین ناہموار ہو یا درختوں کی کثرت کی وجہ راہ چلنا دشوار ہو تو چاہئے کہ چاروں اطراف میں سے ہر طرف پرانے زمانے میں کمان کے چلے پر چڑھا کر پھینکے جانے والے تیر کی پرواز کے اندازے سے پانی کی تلاش میں جائے۔ ورنہ ہر طرف اندازاً دوبار پھینکے جانے والے تیر کے فاصلے کے برابر جستجو کرے۔

مسئلہ ۶۴۸ : اگر چار اطراف میں سے بعض ہموار اور بعض اونچی نیچی ہوں تو جو طرف ہموار ہو

اس میں دو تیروں کی پرواز کے اندازے سے اور جو طرف ہموار نہ ہو اس میں ایک تیر کی پرواز کے اندازے سے تلاش کرے۔

مسئلہ ۶۴۹ : جس طرف پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو اس طرف تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۵۰ : اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور پانی حاصل کرنے کے لیئے اس کی پاس وقت ہو اور یقین رکھتا ہو کہ جس فاصلے تک اس کے لیئے پانی تلاش کرنا واجب ہے اس سے دور مقام پر پانی موجود ہے تو اسے چاہئے کہ پانی حاصل کرنے کے لیئے وہاں جائے اور اگر محض گمان رکھتا ہو کہ وہاں پانی ہے تو اس جگہ جانا ضروری نہیں البتہ اگر اس گمان قوی اور اطمینان کی حد تک ہو تو اسے چاہئے کہ پانی حاصل کرنے کے لیئے وہاں جائے۔

مسئلہ ۶۵۱ : یہ ضروری نہیں کہ انسان خود پانی کی تلاش میں جائے بلکہ وہ کسی اور ایسے شخص کو بھیج سکتا ہے جس کے کہنے پر اسے اطمینان ہو اور اس صورت میں اگر ایک شخص کئی اشخاص کی طرف سے جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۶۵۲ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کے اپنے سفر کے سامان میں یا پڑاؤ ڈالنے کی جگہ پر یا قافلے میں پانی موجود ہے تو اسے چاہئے کہ اس قدر جستجو کرے کہ اسے پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو جائے یا اس کے حصول سے ناامید ہو جائے۔

مسئلہ ۶۵۳ : اگر ایک شخص نماز کے وقت سے پہلے پانی تلاش کرے اور حاصل نہ کر پائے اور نماز کے وقت تک وہیں رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

مسئلہ ۶۵۴ : اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد تلاش کرے اور پانی حاصل نہ کر پائے اور بعد والی نماز کے وقت تک اسی جگہ رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

مسئلہ ۶۵۵ : اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ ہو یا اسے چور اور درندے کا خوف ہو یا پانی کی تلاش اتنی کٹھن ہو کہ وہ اس صعوبت کو برداشت نہ کر سکے تو تلاش ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۵۶ : اگر کوئی شخص پانی تلاش نہ کرے حتی کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۵۷ : اگر کوئی شخص اس یقین کی بنا پر کہ اسے پانی نہیں مل سکتا پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل سکتا تھا تو اگر کافی وقت ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۵۸ : اگر کسی شخص کو تلاش کرنے پر پانی نہ ملے اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ جہاں اس نے تلاش کیا تھا وہاں پانی موجود تھا تو اگر وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۵۹ : جس شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت تنگ ہے اگر وہ پانی تلاش کیئے بغیر نماز پڑھ لے اور نماز پڑھنے کے بعد اور وقت گزرنے سے پہلے اسے پتہ چلے کہ پانی تلاش کرنے کے لیئے اس کے پاس وقت تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۶۰ : اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کسی شخص کا وضو باقی ہو اور اسے یقین ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو نئے سرے سے وضو کرنے کے لیئے پانی نہیں ملے گا یا وہ وضو نہیں کر پائے گا تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے باطل نہ کرے لیکن ایسا شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ غسل نہ کر پائے گا اپنی بیوی سے مباشرت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۶۱ : اگر کوئی شخص نماز کے وقت سے پہلے باوضو ہو اور اسے یقین ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو نئے سرے سے وضو کرنے کے لیئے پانی مہیا کرنا اس کے لیئے ممکن نہیں ہے تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے باطل نہ کرے۔

مسئلہ ۶۶۲ : جب کوئی شخص فقط وضو یا غسل کے لیئے پانی رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ اسے گرا دینے کی صورت میں اور پانی نہیں مل سکے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہوگیا ہو تو اس پانی کا گرانا حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی نہ گرائے۔

مسئلہ ۶۶۳ : اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ اسے پانی نہیں مل سکتا نماز کا وقت داخل ہونے

کے بعد اپنا وضو باطل کر دے یا جو پانی اس کے پاس ہو اسے گرا دے تو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہو گی اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

تیمم کی دوسری صورت

مسئلہ ۶۶۴ : اگر کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے یا چور اور جانور وغیرہ کے خوف سے یا کنویں سے پانی نکالنے کے وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے پانی حاصل نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے اور اگر پانی مہیا کرنے یا اسے استعمال کرنے میں اتنی تکلیف اٹھانی پڑے جو عام لوگوں کے نزدیک ناقابل برداشت ہو تو اس صورت میں یہی حکم ہے لیکن آخری صورت میں اگر تیمم نہ کرے اور وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۶۶۵ : اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لیئے ڈول اور رسی وغیرہ ضروری ہوں اور متعلقہ شخص مجبور ہو کہ انہیں خریدے یا کرایہ پر حاصل کرے تو خواہ ان کی قیمت عام بھاؤ سے کئی گنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو اسے چاہئے کہ انہیں حاصل کرے اور اگر پانی اپنی اصلی قیمت سے مہنگا بیچا جارہا ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ان چیزوں کے حصول پر اتنی زیادہ رقم خرچ ہوئی ہو کہ اس کے حالات کے پیش نظر اس کے لیئے نقصان دہ ہو تو پھر ان چیزوں کا مہیا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۶۶ : اگر کوئی شخص مجبور ہو کہ پانی مہیا کرنے کے لیئے قرض اٹھائے لیکن جس شخص کو علم ہو یا گمان ہو کہ وہ اپنے قرضے کی ادائیگی نہیں کر سکتا اس کے لیئے قرض اٹھانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۶۷ : اگر کنواں کھودنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ پانی مہیا کرنے کے لیئے کنواں کھودے۔

مسئلہ ۶۶۸ : اگر کوئی شخص بغیر احسان رکھے پانی دے تو اسے قبول کر لینا چاہئے۔

تیمم کی تیسری صورت

مسئلہ ۶۶۹ : اگر کسی شخص کو پانی استعمال کرنے سے اپنی جان پر بن جانے یا بدن میں کوئی عیب یا مرض پیدا ہونے یا موجودہ مرض کے طولانی یا شدید ہو جانے یا علاج معالجہ میں دشواری پیدا ہونے کا

خوف ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے لیکن اگر گرم پانی اس کے لیئے مضر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ گرم پانی سے وضو یا غسل کرے۔

مسئلہ ۶۷۰ : کسی شخص کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ اسے یقین ہو کہ پانی اس کے لیئے مضر ہے بلکہ اگر ضرر کا احتمال ہو اور یہ احتمال عام لوگوں کی نظروں میں بجا ہو اور اس احتمال سے اسے خوف لاحق ہو جائے تو چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۷۱ : اگر کوئی شخص درد چشم میں مبتلا ہو اور پانی اس کے لیئے مضر ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۷۲ : اگر کوئی شخص ضرر کے یقین یا خوف کی وجہ سے تیمم کرے اور نماز سے پہلے اسے پتہ چل جائے کہ پانی اس کے لیئے نقصان دہ نہیں تو اس کا تیمم باطل ہے اور اگر اسے اس بات کا پتہ نماز کے بعد چلے تو اگر وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ وضو یا غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور اگر وقت گزر جائے تو قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۷۳ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ پانی اس کی لیئے مضر نہیں ہے اور غسل یا وضو کر لے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ پانی اس کے لیئے مضر تھا تو اگر نقصان اس حد تک نہ ہو کہ اس کا اٹھانا حرام ہو تو اس کا وضو اور غسل صحیح ہے۔

تیمم کی چوتھی صورت

مسئلہ ۶۷۴ : اگر کسی شخص کو یہ خوف ہو کہ پانی وضو یا غسل کے لیئے استعمال کر لینے سے زحمت میں مبتلا ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے اور اس وجہ سے تیمم کے جائز ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

۱... یہ کہ اگر پانی وضو یا غسل کرنے میں صرف کر دے تو وہ خود فوری طور پر یا بعد میں ایسی پیاس میں مبتلا ہو جائے گا جو اس کے ہلاکت یا علالت کا موجب ہو گی یا جس کا برداشت کرنا اس کے لیئے سخت تکلیف کا باعث ہو گا۔

۲... یہ کہ اسے خوف ہو کہ جن لوگوں کی حفاظت کرنا اس پر واجب ہے وہ کہیں پیاس سے

ہلاک یا بیمار نہ ہو جائیں۔

۳... یہ کہ اپنے علاوہ کسی دوسرے کی خاطر خواہ وہ انسان ہو یا حیوان' ڈرتا ہو اور اس کی ہلاکت یا بیماری یا بیتابی اسے گراں گزرتی ہو۔ (ان تین صورتوں کے علاوہ کسی صورت میں پانی ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز نہیں ہے)۔

مسئلہ ۶۷۵ : اگر کوئی شخص اس پاک پانی کے علاوہ جو وہ وضو یا غسل کے لیئے رکھتا ہو اتنا نجس پانی بھی رکھتا ہو جتنا اسے اپنے اور اپنے متعلقین کے پینے کے لیئے درکار ہو تو اسے چاہیے کہ پاک پانی پینے کے لیئے رکھ چھوڑے اور تیمم کے ساتھ نماز پڑھے لیکن اگر پانی کسی حیوان یا نابالغ بچے کے لیئے درکار ہو تو اسے چاہیے کہ نجس پانی انہیں دے دے اور پاک پانی سے وضو اور غسل کرے۔

تیمم کی پانچویں صورت

مسئلہ ۶۷۶ : اگر کسی شخص کا بدن یا لباس نجس ہو اور وہ اتنی مقدار میں پانی رکھتا ہو کہ اگر اس سے وضو یا غسل کر لے تو بدن یا لباس دھونے کے لیئے پانی نہ بچتا ہو تو وہ بدن یا لباس دھوئے اور تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس پر تیمم کرے تو اسے چاہیے کہ پانی وضو یا غسل کے لیئے استعمال کرے اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

تیمم کی چھٹی صورت

مسئلہ ۶۷۷ : اگر کسی شخص کے پاس سوائے ایسے پانی یا برتن کے جس کا استعمال کرنا حرام ہے کوئی اور پانی یا برتن نہ ہو مثلاً جو پانی یا برتن اس کے پاس ہو وہ غصب کردہ ہو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی پانی یا برتن نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وضو اور غسل کی بجائے تیمم کرے۔

تیمم کی ساتویں صورت

مسئلہ ۶۷۸ : جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر ایک شخص وضو یا غسل کرے تو ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھا جا سکے تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۷۹ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وضو یا غسل کا وقت

باقی نہ رہے تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۶۸۰ : اگر کسی کو شک ہو کہ وہ وضو یا غسل کرے تو نماز کا وقت باقی رہے گا یا نہیں تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۸۱ : اگر کسی شخص نے وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا ہو اور نماز کے بعد وضو کر سکنے کے باوجود نہ کیا ہو حتیٰ کہ جو پانی اس کے پاس تھا وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہو تو اس صورت میں کہ اس کا وظیفہ تیمم ہو تو اسے چاہئے کہ آئندہ نمازوں کے لیئے دوبارہ تیمم کرے خواہ وہ تیمم جو اس نے کیا تھا نہ ٹوٹا ہو۔

مسئلہ ۶۸۲ : اگر کسی شخص کے پاس پانی ہو لیکن وقت کی تنگی کے باعث تیمم کر کے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران میں جو پانی اس کے پاس تھا وہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور اگر اس کا وظیفہ تیمم ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد کی نمازوں کے لیئے دوبارہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۸۳ : اگر کسی شخص کے پاس اتنا وقت ہو کہ وہ وضو یا غسل کر سکے اور نماز کو اس کے مستحب افعال مثلاً اقامت اور قنوت کے بغیر پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ غسل یا وضو کر لے اور اس کے مستحبی افعال کے بغیر نماز پڑھے بلکہ اگر سورۃ کے اندازے کے برابر بھی وقت نہ رکھتا ہو تو چاہئے کہ غسل یا وضو کرے اور بغیر سورہ کے نماز پڑھے۔

وہ چیزیں جن پر تیمم کرنا صحیح ہے

مسئلہ ۶۸۴ : مٹی، ریت، ڈھیلے اور پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مٹی میسر ہو تو کسی دوسری چیز پر تیمم نہ کیا جائے اور اگر مٹی نہ ہو تو ریت یا ڈھیلے پر اور اگر ریت اور ڈھیلا بھی نہ ہوں تو پتھر پر تیمم کیا جائے۔

مسئلہ ۶۸۵ : سنگ گچ (جپسم) اور سنگ آہک (چونے کے پتھر) پر تیمم کرنا صحیح ہے اور احتیاط کی بنا پر اختیار کی حالت میں پختہ گچ اور چونے اور پختہ اینٹ اور معدنی پتھر مثلاً سنگ عقیق پر تیمم نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۸۶ : اگر کسی شخص کو مٹی، ریت، ڈھیلا یا پتھر نہ مل سکے تو اسے چاہئے کہ فرش اور لباس وغیرہ پر جو گرد غبار ہو اس سے تیمم کرے اور اگر گرد بھی نہ ہو تو چاہئے کہ تر مٹی سے تیمم کرے۔ اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو جن چیزوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے (گچ، چونا، اینٹ اور معدنی پتھر) ان پر بھی تیمم کرے اور اگر گرد اور تر مٹی بھی میسر نہ ہوں تو ان چیزوں میں سے کسی ایک پر تیمم کرے اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر تیمم کے نماز پڑھے لیکن واجب ہے کہ بعد میں اس نماز کی قضا کرے۔

مسئلہ ۶۸۷ : اگر کوئی شخص فرش وغیرہ کو جھاڑ کر مٹی مہیا کر سکتا ہے تو اس کا گرد پر تیمم کرنا باطل ہے اور اس طرح اگر تر مٹی کو خشک کر کے اس سے سوکھی مٹی حاصل کر سکتا ہو تو تر مٹی پر تیمم کرنا باطل ہے۔

مسئلہ ۶۸۸ : جس شخص کے پاس پانی نہ ہو اگر وہ برف رکھتا ہو تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ اسے پگھلا کر پانی بنا لے اور اس سے وضو یا غسل کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ برف سے وضو یا غسل کے اعضاء کو تر کرے اور اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو برف پر تیمم کرلے اور وقت پر نماز پڑھے۔ نیز ضروری ہے کہ آئندہ وقت میں قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۶۸۹ : اگر مٹی اور ریت کے ساتھ سوکھی گھاس کی طرح کی کوئی چیز ملی ہو جس پر تیمم باطل ہے تو متعلقہ شخص اس پر تیمم نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ چیز اتنی کم ہو کہ اسے مٹی یا ریت میں نہ ہونے کے برابر سمجھا جا سکے تو اس مٹی وغیرہ پر تیمم جائز ہے۔

مسئلہ ۶۹۰ : اگر ایک شخص کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر تیمم کیا جا سکے اور اس کا خریدنا وغیرہ ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ اس طرح مہیا کرے۔

مسئلہ ۶۹۱ : مٹی کی دیوار پر تیمم کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ خشک زمین یا مٹی کے ہوتے ہوئے تر زمین یا مٹی پر تیمم نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۹۲ : جس چیز پر انسان تیمم کرے وہ پاک ہونی چاہئے اور اگر اس کے پاس کوئی ایسی پاک

چیز نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس پر نماز واجب نہیں لیکن چاہئے کہ اس کی قضا کرے اور احتیاط واجب ہے کہ وقت میں بھی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۳ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ ایک چیز پر تیمم صحیح ہے اور اس پر تیمم کر لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس چیز پر تیمم باطل تھا تو اسے چاہئے کہ جو نمازیں اس تیمم کے ساتھ پڑھی ہیں وہ دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۴ : ضروری ہے کہ ایک شخص جس چیز پر تیمم کرے اور جس مقام پر وہ چیز رکھی ہو وہ غصبی نہ ہو لہٰذا اگر وہ غصبی مٹی پر تیمم کرے یا ایسی مٹی کو جو اس کی اپنی ہو بلا اجازت دوسرے شخص کو زمین پر رکھ دے اور پھر اس پر تیمم کرے تو اس کا تیمم باطل ہو گا۔

مسئلہ ۶۹۵ : اگر کوئی شخص بھول کر یا غفلت کی وجہ سے غصبی چیز پر یا غصبی جگہ میں یا ایسی چیز پر جو غصبی ملکیت میں رکھی ہو تیمم کر لے تو تیمم صحیح ہے لیکن اگر وہ خود کوئی چیز غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ غصب کی ہے اور اس پر تیمم کرے یا کسی ملکیت کو غصب کرے اور بھول (جائے) کہ غصب کی ہے اور جس چیز پر تیمم کر رہا ہو وہ اس زمین پر رکھ دی یا اس ملکیت کی جگہ میں تیمم کرے تو اس پر اسی حکم کا اطلاق ہو گا جس کا اطلاق عمداً کام کرنے والے پر ہوتا ہے۔

مسئلہ ۶۹۶ : اگر کوئی شخص غصبی جگہ میں محبوس ہو اور اس جگہ کا پانی اور مٹی دونوں غصبی ہوں تو اسے چاہئے تیمم کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۷ : جس چیز پر ایک شخص تیمم کر رہا ہو بنا بر احتیاط چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو وہ چیز گرد رکھتی ہو جو ہاتھ پر لگ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد بنابر احتیاط واجب ہے کہ ہاتھ کو جھاڑے تاکہ اس کی گرد گر جائے۔

مسئلہ ۶۹۸ : گڑھے والی زمین پر اور راستے کی مٹی پر اور ایسی شور زمین پر جس پر نمک کی تہہ نہ جمی ہو تیمم کرنا مکروہ ہے اور اگر اس پر نمک کی تہہ جم گئی ہو تو تیمم باطل ہے۔

وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۶۹۹ : وضو یا غسل کے بدلے کیئے جانے والے تیمم میں چار چیزیں واجب ہیں۔

۱... نیت۔

۲... دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا ایسی چیز پر مارنا جس پر تیمم کرنا صحیح ہو۔

۳... اس مقام سے جہاں سر کے بال اگتے ہیں بھنوؤں اور ناک کے اوپر تک ساری پیشانی اور اس کے دونوں طرف دونوں ہتھیلیوں کا پھیرنا اور احتیاطاً چاہئے کہ ہاتھ بھنوؤں پر بھی پھیرے جائیں۔

۴... بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی تمام پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی تمام پشت پر پھیرنا۔

مسئلہ ۷۰۰ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم خواہ وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اس ترتیب سے کیا جائے۔ ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارے جائیں اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے جائیں اور پھر ایک دفعہ زمین پر مارے جائیں اور ہاتھوں کی پشت کا مسح کیا جائے۔

تیمم کے احکام

مسئلہ ۷۰۱ : اگر ایک شخص پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے ذرا سے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو اس کا تیمم باطل ہے قطع نظر اس سے کہ اس نے عمداً مسح نہ کیا ہو یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا مسئلہ بھول گیا ہو لیکن زیادہ باریک بینی کی ضرورت بھی نہیں۔ اگر یہ کہا جاسکے کہ تمام پیشانی اور ہاتھوں کا مسح ہو گیا ہے تو اتنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۷۰۲ : متعلقہ شخص کو چاہئے کہ اس بات کا اطمینان کرنے کے لیئے کہ ہاتھ کی تمام پشت کا مسح کر لیا ہے کلائی سے قدرے اوپر والے حصے کا مسح بھی کرے لیکن انگلیوں کے درمیان مسح کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۷۰۳ : متعلقہ شخص کو احتیاط کی بنا پر چاہئے کہ پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح اوپر سے نیچے کی جانب کرے اور اس کے افعال ایک دوسرے سے متصل بجالانا ضروری ہے۔ اور اگر ان افعال کے درمیان اتنا فاصلہ دے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تیمم کر رہا ہے تو اس کا تیمم باطل ہے۔

مسئلہ ۷۰۴ : متعلقہ شخص کو چاہئے کہ نیت کرتے وقت اس بات کا تعین کرے کہ اس کا تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے اور اگر غسل کے بدلے ہو تو چاہئے کہ غسل کا تعین کرے اور اگر اس پر ایک تیمم واجب ہو اور نیت کرے کہ میں اس وقت اپنا وظیفہ انجام دے رہا ہوں تو گو تشخیص میں اشتباہ کرے لیکن اس کا تیمم صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۰۵ : احتیاط واجب کی بنا پر ممکنہ صورت میں تیمم میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت پاک ہوں۔

مسئلہ ۷۰۶ : انسان کو چاہئے کہ تیمم کرتے وقت انگوٹھی ہاتھ سے اتار دے اور اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت یا ہتھیلیوں پر کوئی رکاوٹ ہو مثلاً اگر ان پر کوئی چیز چپکی ہوئی ہو تو اسے ہٹا دے۔

مسئلہ ۷۰۷ : اگر کسی شخص کی پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر زخم ہو اور اس پر کپڑا یا کوئی دوسری چیز بندھی ہو جس کو کھولا نہ جا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کے اوپر ہاتھ پھیرے اور اگر ہتھیلی زخمی ہو اور اس پر کپڑا یا کوئی دوسری چیز بندھی ہو جسے کھولا نہ جا سکتا ہو چاہئے کہ کپڑے وغیرہ سمیت ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

مسئلہ ۷۰۸ : اگر کسی شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر بال ہوں تو حرج نہیں لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر آ پڑے ہوں تو چاہئے کہ انہیں پیچھے ہٹا دے۔

مسئلہ ۷۰۹ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ متعلقہ شخص کی پیشانی اور ہتھیلیوں یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی رکاوٹ ہے اور یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں بجا ہو تو اسے چاہئے کہ چھان بین کرے حتیٰ کہ اسے یقین اور اطمینان ہو جائے کہ رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۱۰ : اگر کسی شخص کا وظیفہ تیمم ہو اور وہ تیمم نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ کسی کو اپنا نائب بنائے اور جو نائب بنے اسے چاہئے کہ متعلقہ شخص کو خود اس کے ہاتھ سے تیمم کرائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نائب کو چاہئے کہ اپنا ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور اس شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

مسئلہ ۷۱۱ : اگر کوئی شخص تیمم کے دوران میں شک کرے کہ آیا وہ اس کا کوئی حصہ بھول گیا ہے یا نہیں اور اس حصے کا موقع گزر گیا ہو تو وہ اپنے شک کا لحاظ نہ کرے اور اگر موقع نہ گزرا ہو تو چاہئے کہ اس حصے کو بجالائے۔

مسئلہ ۷۱۲ : اگر کسی شخص کو بائیں ہاتھ کا مسح کرنے کے بعد شک ہو کہ آیا اس نے تیمم درست کیا ہے یا نہیں اور اگر یہ احتمال ہو کہ وہ تیمم کا عمل سرانجام دیتے وقت متوجہ تھا (کہ تیمم صحیح انجام دے) تو اس کا تیمم صحیح ہے اور اگر اس کا شک بائیں ہاتھ کے مسح کے بارے میں ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مسح کرے سوائے اس کے جب اس شخص نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس کے لیے طہارت شرط ہے یا جب تسلسل ختم ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۷۱۳ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو وہ نماز کے وقت سے پہلے نماز کے لیے تیمم نہیں کر سکتا لیکن اگر اس نے کسی دوسرے واجب یا مستحب کام کے لیے تیمم کیا ہو اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی ہو (جس کی وجہ سے اس کا وظیفہ تیمم ہے) تو وہ اسی تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۴ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر اسے علم ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر باقی رہے گا تو وقت وسیع ہوتے ہوئے وہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور وضو یا غسل کر کے نماز پڑھے بلکہ اگر اسے امید ہو کہ اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو واجب یہ ہے کہ انتظار کرے اور نماز وضو یا غسل کر کے پڑھے یا جب وقت تنگ ہو جائے تو تیمم کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۵ : اگر کوئی شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اور اسے یقین یا احتمال ہو کہ اس کا عذر دور ہونے والا نہیں تو وہ اپنی قضا نمازیں تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن اگر بعد میں عذر برطرف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نمازیں وضو یا غسل کر کے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۶ : جو شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اس کے لیے جائز ہے کہ مستحبی نمازیں دن رات کے ان نوافل کی طرح جن کا وقت معین ہے تیمم کر کے پڑھے لیکن اگر احتمال ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو احوط یہ ہے کہ وہ نمازیں ان کے اول وقت میں نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۷ : جس شخص نے احتیاطاً غسل جبیرہ اور تیمم کیا ہو (مثلاً اگر اس کی پشت پر زخم ہو) اگر وہ غسل اور تیمم کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو مثلاً اگر وہ پیشاب کرے تو وہ بعد کی نمازوں کے لیئے غسل کے بدلے احتیاطاً تیمم کرے اور وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۷۱۸ : اگر کوئی شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر تیمم کرے، تو عذر کے برطرف ہو جانے کے بعد اس کا تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۹ : جو چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں وہ وضو کے بدلے کیئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں اور جو چیزیں غسل کو باطل کرتی ہیں وہ غسل کے بدلے کیئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں۔

مسئلہ ۷۲۰ : اگر کوئی شخص غسل نہ کر سکتا ہو اور چند غسل اس پر واجب ہوں تو اس کے لیئے جائز ہے کہ ان غسلوں کے بدلے ایک تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان غسلوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۱ : جو شخص غسل نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لیئے غسل واجب ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور جو شخص وضو نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لیئے وضو واجب ہو تو اسے چاہئے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۲ : اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو اس کے لیئے نماز کی خاطر وضو کرنا ضروری نہیں لیکن اگر دوسرے غسلوں کے بدلے تیمم کرے تو وہ تیمم وضو کی کفایت نہیں کرتا لہٰذا اگر وہ وضو نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۳ : اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے لیکن بعد میں اسے کسی ایسی صورت سے دو چار ہونا پڑے جو وضو کو باطل کر دیتی ہو اور بعد کی نمازوں کے لیئے غسل بھی نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۷۲۴ : جب کسی شخص کے لیئے لازم ہو کہ کوئی کام سرانجام دینے کے لیئے مثلاً نماز پڑھنے کے لیئے وضو اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو اگر وہ پہلے تیمم میں وضو کے بدل کی نیت یا غسل کے

بدل کی نیت کرے اور دوسرا تیمم اپنے وظیفے کو سرانجام دینے کی نیت سے کرے تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۷۲۵ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر وہ کسی کام کے لیئے تیمم کرے تو جب تک اس کا تیمم اور عذر باقی ہے وہ ان کاموں کو سرانجام دے سکتا ہے جو وضو یا غسل کر کے کرنے چاہئیں لیکن اگر اس کا عذر وقت کی تنگی ہو یا اس نے پانی ہوتے ہوئے نماز میت یا سونے کے لیئے تیمم کیا ہو تو وہ فقط وہ کام انجام دے سکتا ہے جن کے لیئے اس نے تیمم کیا ہو۔

مسئلہ ۷۲۶ : چند صورتوں میں بہتر ہے کہ جو نمازیں انسان نے تیمم کے ساتھ پڑھی ہوں ان کی قضا کرے۔

اول : یہ کہ پانی کے استعمال سے ڈرتا ہو اور اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

دوم : یہ کہ یہ جانتے ہوئے یا گمان رکھتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا عمداً اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

سوم : یہ کہ آخر وقت تک پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو اسے پانی مل جاتا۔

چہارم : یہ کہ جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں تاخیر کی ہو اور آخر وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

پنجم : یہ کہ یہ جانتے ہوئے یا گمان رکھتے ہوئے کہ پانی نہیں ملے گا جو پانی اس کے پاس تھا اسے استعمال کر لیا یا ضائع کر دے۔

احکام نماز

دینی اعمال میں سے نماز بہترین عمل ہے۔ اگر یہ درگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہو جائیں گی اور اگر یہ قبول نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول نہ ہوں گے جس طرح انسان اگر دن رات میں پانچ دفعہ نہر میں نہائے دھوئے تو اس کے بدن پر میل کچیل نہیں رہتی اسی طرح نماز پنج گانہ بھی انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور بہتر ہے کہ انسان نماز اول وقت میں پڑھے اور جو

شخص نماز کو معمولی اور غیر اہم سمجھے وہ اس شخص کی مانند ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اسے معمولی چیز سمجھے وہ عذاب آخرت کا مستحق ہے۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا لیکن رکوع اور سجود مکمل طور پر بجا نہ لایا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اس حالت میں مرجائے جبکہ اس کے نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے تو یہ ہمارے دین پر نہیں مرے گا۔ پس انسان کو خیال رکھنا چاہئے کہ نماز جلدی جلدی نہ پڑھے اور نماز کی حالت میں خدا کی یاد میں رہے اور خشوع و خضوع اور سنجیدگی سے نماز پڑھے اور یہ خیال رکھے کہ کس ہستی سے کلام کر رہا ہے اور اپنے آپ کو خداوند عالم کی عظمت اور بزرگی کے مقابلے میں بے حد گھٹیا اور ناچیز سمجھے اور اگر انسان نماز کے وقت پوری طرح ان باتوں کی طرف متوجہ رہے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے جیسا کہ نماز کی حالت میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاؤں سے تیر کھینچ لیا گیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ توبہ استغفار کرے اور نہ صرف وہ گناہ جو نماز قبول ہونے میں مانع ہیں (مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام کھانا، نشہ آور مشروبات پینا اور خمس اور زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا) ترک کرے بلکہ تمام گناہ ترک کر دے۔ اور اسی طرح بہتر ہے کہ جو کام نماز کا ثواب گھٹاتے ہیں وہ نہ کرے مثلاً اونگھنے کی حالت میں یا پیشاب روک کر نماز کے لیئے نہ کھڑا ہو اور نماز کے موقع پر آسمان کی جانب نہ دیکھے اور وہ کام کرے جو نماز کا ثواب بڑھاتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی پہنے اور پاکیزہ لباس پہنے اور کنگھی اور مسواک کرے اور خوشبو لگائے۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں۔

۱... روزانہ کی نمازیں

۲... نماز آیات

۳... نماز میت

۴... خانہ کعبہ کے واجب طواف کی نماز

۵ ... باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔
۶ ... جو نمازیں اجارہ' نذر' قسم اور عہد سے واجب ہوجاتی ہیں اور نماز جمعہ روزانہ نمازوں میں سے ہے۔

روزانہ کی واجب نمازیں

ظہر اور عصر (ہر ایک چار رکعت) مغرب (تین رکعت) عشاء (چار رکعت) اور صبح (دو رکعت)۔

مسئلہ ۷۲۷ : جب انسان سفر میں ہو تو اسے چاہیے کہ چار رکعت والی نمازیں ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گی (مختصر کر کے) دو رکعت پڑھے۔

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۲۸ : اگر لکڑی یا کسی اور ایسی ہی سیدھی چیز کو (جسے شاخص کہتے ہیں) ہموار زمین میں گاڑا جائے تو صبح کے وقت جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اس کا سایہ مغرب کی طرف پڑتا ہے اور جوں جوں سورج اونچا ہوتا جاتا ہے اس کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور ہمارے شہروں میں اول ظہر شرعی کے وقت کمی کے آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے اور ظہر گزرنے کے بعد کے وقت کمی کے آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے اور ظہر گزرنے کے بعد اس کا سایہ مشرق کی طرف ہو جاتا ہے اور جوں جوں سورج مغرب کی طرف ڈھلتا ہے سایہ بڑھتا جاتا ہے اس بنا پر جب سایہ کمی کے آخری درجے تک پہنچے اور دوبارہ بڑھنے لگے تو پتہ چلتا ہے کہ ظہر شرعی کا وقت ہو گیا ہے لیکن بعض شہروں میں مثلاً مکہ میں جہاں بعض اوقات ظہر کے وقت سایہ بالکل ختم ہو جاتا ہے جب سایہ دوبارہ ظاہر ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت ہو گیا ہے۔

مسئلہ ۷۲۹ : ظہر اور عصر کی نماز کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عصر کی نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو اس کی عصر کی نماز باطل ہے ماسوائے اس کے کہ آخری وقت تک ایک نماز سے زیادہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں اگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی ظہر کی نماز قضا ہو گی اور اسے چاہیے کہ عصر کی نماز

پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی نماز سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اس نماز کو نماز ظہر قرار دے اور مافی الذمہ کی نیت سے چار رکعت اور پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۰ : اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز پڑھنے لگ جائے اور نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کرے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

جمعہ کی نماز

مسئلہ ۷۳۱ : جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہوتی ہے۔ اس میں اور صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب ہے جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرائط ہیں جو یہ ہیں۔

اول : وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب ہے اور اظہر یہ ہے کہ شاخص کے سائے کے شاخص کے برابر ہونے تک اس نماز کا وقت رہتا ہے لہٰذا اگر سائے کے شاخص کے برابر ہونے تک جمعہ کی نماز ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے تو اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے، اور پھر ظہر کی نماز ادا کرنی چاہیے۔

دوم : نماز پڑھنے والوں کی تعداد پانچ اشخاص ہیں جن میں سے ایک امام ہو تو صحیح ہے۔

سوم : امام جمعہ کا امام معصوم ہونا ضروری ہے یا اس کا نائب خاص یا مجتہد جامع شرائط فتویٰ مبسوط الید ہو بصورت دیگر رجاء مطلوبیت کی نیت سے پڑھیں اور ظہر کو واجب کی نیت سے پڑھنا ہو گا۔

☆... جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں۔

اول : جماعت سے پڑھا جانا پس یہ نماز فرادیٰ ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی جمعہ کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس نماز پر ایک رکعت کا اضافہ کرے گا اور اگر وہ رکوع میں امام کو پالے (یعنی نماز

میں شامل ہو جائے) تو اس کی نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے اور احتیاط ترک نہیں ہوتی (یعنی اسے ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے)۔

دوم : نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا جن میں سے پہلے خطبے میں خطیب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے اور نمازیوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی تلقین کرے اور قرآن مجید کا ایک سورہ پڑھے بعد میں بیٹھ جائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجا لائے اور پیغمبر اکرم اور مسلمانوں کے آئمہ پر صلوٰۃ بھیجے اور مومنین اور مومنات کے لیئے استغفار (بخشش کی دعا) کرے اور ضروری ہے کہ خطبے نماز سے پہلے پڑھے جائیں پس اگر نماز دو خطبوں سے پہلے شروع کر لی جائے تو صحیح نہیں ہوگی اور زوال آفتاب سے پہلے خطبوں کا پڑھنا جائز ہے لیکن زوال کے بعد پڑھنا بہتر ہے اور ضروری ہے کہ جو شخص خطبے پڑھے وہ خطبے پڑھنے کے وقت کھڑا ہو۔

لہٰذا اگر وہ بیٹھ کر خطبے پڑھے گا تو صحیح نہیں ہوگا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ دینا ضروری اور واجب ہے اور ضروری ہے کہ بیٹھنا مختصر اور خفیف ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ امام جماعت اور خطیب (یعنی جو شخص خطبے پڑھے) ایک ہی شخص ہو اور زیادہ قوی امر یہ ہے کہ خطبے میں طہارت شرط نہیں ہے اگرچہ زائد میں معتبر نہیں ہے ماسوا اس کے کہ حاضرین عربی زبان نہ جانتے ہوں جب کہ اس صورت میں بالخصوص تقویٰ کی تلقین کرتے ہوئے احوط یہ ہے کہ عربی زبان اور حاضرین کی زبان ملا کر استعمال کی جائیں۔

سوم : یہ کہ جمعہ کی دو نمازوں کے درمیان ایک فرسخ یعنی ۵۵۸۰ میٹر جو پانچ کلومیٹر اور اسی ۸۰ میٹر مسافت ہے سے کم نہ ہو۔ پس جب جمعہ کی دوسری نماز ایک فرسخ سے کم فاصلے پر قائم ہو اور دو نمازیں بیک وقت پڑھی جائیں تو دونوں باطل ہوں گی اور اگر ایک نماز کو دوسری پر سبقت حاصل ہو خواہ وہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہی کیوں نہ ہو تو وہ نماز (یعنی جسے سبقت حاصل ہو) صحیح ہوگی اور دوسری باطل ہوگی لیکن اگر جمعہ کی نماز کے پڑھے جانے کے بعد پتہ چلے کہ ایک فرسخ سے کم فاصلہ پر جمعہ کی ایک اور نماز اس نماز سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی تھی تو ظہر کی نماز واجب نہیں ہوگی اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس بات کا علم وقت میں ہو یا وقت کے بعد ہو اور جمعہ کی نماز کا قائم کرنا مذکورہ

فاصلے کے اندر جمعہ کی دوسری نماز قائم کرنے میں اس وقت مانع ہوتا ہے جب وہ نماز خود صحیح اور جامع شرائط ہو ورنہ نہ ہو گی۔

مسئلہ ۷۳۲ : جب جمعہ کی ایک ایسی نماز قائم ہو جو شرائط کو پورا کرتی ہو تو اس میں حاضر ہونا واجب ہے اور حاضری کے وجوب کے لیئے چند چیزیں معتبر ہیں۔

اول : یہ کہ مکلف مرد ہو اور عورتوں کا جمعہ کے لیئے نماز میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

دوم : آزادی۔ لہٰذا غلاموں کے لیئے جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

سوم : حاضر ہونا' لہٰذا مسافر کے لیئے جمعہ کی نماز میں شامل ہونا واجب نہیں اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ نماز میں مسافر کی تکلیف قصر ہو یا اس مسافر کی طرح جس نے اقامت کا قصد کیا ہو پوری ہو۔

چہارم : بیماری اور اندھے پن سے شفایابی' لہٰذا بیمار اور اندھے شخص پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے۔

پنجم : بوڑھا نہ ہونا' لہٰذا بوڑھے مردوں پر یہ نماز واجب نہیں۔

ششم : یہ کہ خود انسان کے اور اس جگہ کے درمیان جہاں جمعہ کی نماز قائم ہو دو فرسخ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور جو شخص دو فرسخ کے سرے پر ہو اس کے لیے حاضر ہونا واجب ہے اور اسی طرح ایک ایسے شخص کے لیئے جس کے لیئے جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا مشکل ہو حاضر ہونا واجب نہیں ہے بلکہ بعید نہیں ہے کہ اگر مینہ برس رہا ہو تو حاضر ہونا واجب نہ ہو خواہ اس کے لیئے حاضر ہونا کسی تنگی یا تکلیف کا موجب نہ ہو۔

مسئلہ ۷۳۳ : چند احکام جن کا تعلق جمعہ کی نماز سے ہے یہ ہیں۔

اول : جس شخص پر سے جمعہ کی نماز ساقط ہو گئی ہو اور اس کا اس نماز میں حاضر ہونا واجب نہ ہو اس کے لیئے جائز ہے کہ ظہر کی نماز اول وقت میں ادا کرنے کے لیئے جلدی کرے۔

دوم : اگر کسی شخص کے شہر میں جامع شرائط جمعہ کی نماز قائم ہوتی ہو تو احتیاط کی بنا پر اس شخص کے لیئے یہ جائز نہیں کہ زوال آفتاب کے بعد سفر شروع کرے۔

سوم : جب امام خطبہ پڑھنے میں مشغول ہو تو باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

چہارم : بنابر احتیاط دونوں خطبوں کا توجہ سے سننا واجب ہے لیکن جو لوگ خطبوں کے معنی نہ سمجھتے ہوں ان کے لیئے توجہ سے سننا واجب نہیں ہے۔

پنجم : جمعہ کے دن کی دوسری اذان بدعت اور یہ وہی اذان ہے جسے عام طور پر تیسری اذان کا نام دیا جاتا ہے۔

ششم : ظاہر یہ ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو حاضر ہونا واجب ہے۔

ہفتم : جب جمعہ کی نماز کے لیئے اذان دی جارہی ہو تو خرید فروخت اس صورت میں جب کہ وہ نماز میں مانع ہو حرام ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر حرام نہیں ہے اور اظہر یہ ہے کہ خرید و فروخت حرام ہونے کی صورت میں بھی معاملہ باطل نہیں ہوتا۔

ہشتم : اگر کسی شخص پر جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب ہو اور وہ اس نماز کو ترک کرے اور ظہر کی نماز بجالائے تو اظہر یہ ہے کہ اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۳۴ : واجب یہ ہے کہ جب تک مشرق کی جانب کی سرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد ظاہر ہوتی ہے انسان کے سر پر سے نہ گزر جائے وہ مغرب کی نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۵ : مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے لیکن اگر عشاء کی نماز متوجہ ہوتے ہوئے مغرب کی نماز سے پہلے پڑھی جائے تو وہ باطل ہے ماسوا اس کے کہ عشاء کی نماز ادا کرنے کی مقدار سے زیادہ وقت باقی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ نماز عشاء نماز مغرب سے پہلے پڑھی جائے۔

مسئلہ ۷۳۶ : اگر کوئی شخص غلط فہمی کی بنا پر عشاء کی نماز مغرب کی نماز سے پہلے پڑھ لے اور نماز کے بعد اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اسے چاہئے کہ مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۷ : اگر کوئی شخص مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران میں اسے پتہ چلے کہ اسے غلطی لگی ہے اور ابھی وہ چوتھی رکعت کے رکوع تک نہ پہنچا ہو تو

اسے چاہئے کہ نیت مغرب کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز ختم کرے اور بعد میں عشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد عشاء کی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۸ : عشاء کی نماز کا آخری وقت آدھی رات ہے اور رات کا حساب اول غروب آفتاب سے ابتدائے طلوع آفتاب تک کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۳۹ : اگر کوئی شخص گناہ کرتے ہوئے یا کسی عذر کی وجہ سے مغرب یا عشاء کی نماز آدھی رات تک نہ پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ صبح کی اذان سے پہلے پہلے ادا اور قضا کی نیت کیئے بغیر وہ نماز پڑھ لے۔

صبح کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۴۰ : صبح کی اذان کے قریب مشرق کی طرف سے سفیدی اوپر اٹھتی ہے جسے فجر اول کہا جاتا ہے جب یہ سفیدی پھیل جائے تو وہ فجر اور صبح صادق کی نماز کا اول وقت ہے اور صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

نماز کے وقت کے احکام

مسئلہ ۷۴۱ : انسان نماز میں اس وقت مشغول ہو سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی خبر دیں بلکہ کسی وقت شناس اور قابل اطمینان شخص کی اذان پر یا وقت داخل ہونے کے بارے میں اس کے خبر دینے پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۴۲ : اگر کوئی شخص نماز کے اول وقت میں بادل یا غبار کی وجہ سے وقت کے داخل ہونے کا یقین نہ کر سکے لیکن گمان رکھتا ہوں کہ وقت داخل ہو گیا ہے تو وہ نماز میں مشغول ہو سکتا ہے تاہم جن باتوں میں وقت پہچاننے کے بارے میں رکاوٹ شخص ہو مثلاً نابینا ہونا یا قید خانے میں ہونا" ان میں احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے حتیٰ کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔

مسئلہ ۷۴۳ : اگر مذکورہ بالا قرائن میں سے کسی ایک کے مطابق کسی شخص کو اطمینان ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور نماز میں مشغول ہو جائے لیکن نماز کے دوران میں اسے پتہ چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کے بعد پتہ چلے کہ اس نے ساری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے اور احتیاط کی بنا پر اگر نماز کے دوران میں اسے پتہ چلے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز پڑھتے ہوئے وقت داخل ہو گیا تھا تو وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۴ : اگر کوئی شخص اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو کہ وقت کے داخل ہونے کا یقین کر کے نماز میں مشغول ہونا چاہئے لیکن نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے ساری نماز وقت میں پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اسے یہ پتہ چل جائے کہ اس نے وقت سے پہلے نماز پڑھی ہے یا اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وقت میں پڑھی ہے یا وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ نماز کے دوران میں وقت داخل ہو گیا تھا تب بھی اسے چاہئے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۵ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور نماز پڑھنے لگے لیکن نماز کے دوران میں شک کرے کہ وقت داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر نماز کے دوران میں اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور شک کرے کہ جتنی نماز پڑھی ہے وہ وقت میں پڑھی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۴۶ : اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز کے بعض مستحب افعال بجالانے سے نماز کی کچھ مقدار وقت کے بعد پڑھنی پڑتی ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ مستحب امور نہ بجالائے مثلاً قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑتا ہو تو اسے چاہئے کہ قنوت نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۷ : جس شخص کے پاس نماز کی ایک رکعت ادا کرنے کے اندازے سے وقت ہو اسے چاہئے کہ نماز ادا کرنے کی نیت سے پڑھے البتہ اسے یہ نہیں چاہئے کہ نماز کو جان بوجھ کر اس وقت تک التوا میں ڈالے۔

مسئلہ ۷۴۸ : جو شخص سفر میں نہ ہو اگر اس کے پاس غروب آفتاب تک پانچ رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھے لیکن اگر اس کے پاس اس سے کم وقت ہو تو اسے چاہئے کہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور بعد میں ظہر کی نماز قضا کرے اور اسی طرح اگر آدھی رات تک اس کے پاس پانچ رکعت پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر وقت اس سے کم ہو تو اسے چاہئے کہ صرف عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۹ : جو شخص سفر میں ہو اگر غروب آفتاب تک اس کے پاس تین رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت رکھتا ہو تو چاہئے کہ صرف عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس چار رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت رکھتا ہو تو چاہئے کہ عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب پڑھے اور اگر نماز عشاء پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ آدھی رات ہونے میں ایک رکعت یا اس سے زیادہ مقدار کے مطابق وقت باقی ہے تو اسے چاہئے کہ نماز مغرب فوراً ادا کی نیت سے پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۰ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھے اور اس کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب ہو بہتر ہے ماسوا اس کے کہ اس میں تاخیر کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً اس لیئے انتظار کرے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۱ : جب انسان کوئی ایسا عذر رکھتا ہو کہ اگر اول وقت میں نماز پڑھنا چاہے تو تیمم کر کے نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور اسے علم ہو کہ اس کا عذر آخر وقت تک باقی رہے گا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے حتیٰ کہ اس کا عذر دور ہو جائے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ اس قدر انتظار کرے کہ نماز کے صرف واجب افعال انجام دے سکے بلکہ اگر اس کے پاس مستحبات نماز (مثلاً اذان اور اقامت اور قنوت) کے لیئے بھی وقت ہو تو وہ تیمم کر کے ان مستحبات کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے اور دوسری مجبوریوں کی صورت میں جو تیمم کرنے کا سبب نہ

ہوں اگر اس امر کا احتمال ہو کہ اس کا عذر باقی رہے تو اس کے لیئے جائز ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھے لیکن اگر وقت کے دوران میں (یعنی آخر وقت گزرنے سے پہلے) اس کا عذر دور ہو جائے تو ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۲ : اگر ایک شخص نماز کے مسائل اور شکیات اور سہویات کا علم نہ رکھتا ہو اور اس بات کا احتمال ہو کہ اسے نماز میں ان میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو اس پر واجب ہے کہ انہیں سیکھنے کے لیئے نماز کو اول وقت سے موخر کر دے لیکن اگر اسے اطمینان ہو کہ نماز صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہے تو اول وقت میں نماز میں مشغول ہو سکتا ہے پس اگر نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آئے جس کے حکم کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کے حکم کے متعلق اسے علم نہ ہو تو اس کے لیئے جائز ہے کہ جن دو باتوں کا احتمال ہو ان میں سے ایک پر عمل کرے اور نماز ختم کرے تاہم اسے چاہئے کہ نماز کے بعد مسئلہ پوچھے اور اگر اس کی نماز باطل ثابت ہو تو دوبارہ پڑھے البتہ اگر صحیح ہو تو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔ یہ واضح رہے کہ تردد کی صورت میں نماز قصد وجوب کی بجائے صرف قصد قربت سے پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۳ : اگر نماز کا وقت وسیع ہو اور قرض خواہ بھی اپنے قرض کا مطالبہ کرے تو اگر ممکن ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ پہلے قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسا دوسرا واجب کام پیش آجائے جسے فوراً بجالانا ضروری ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے مثلاً اگر دیکھے کہ مسجد نجس ہو گئی تو چاہئے کہ پہلے مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔ اگر مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں پہلے نماز پڑھے تو گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہو گی۔

وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی چاہئیں

مسئلہ ۷۵۴ : انسان کو چاہئے کہ نماز عصر نماز ظہر کے بعد اور نماز عشاء نماز مغرب کے بعد پڑھے اور اگر جان بوجھ کر نماز عصر نماز ظہر سے پہلے اور نماز عشاء نماز مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

مسئلہ ۷۵۵ : اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت سے نماز پڑھنی شروع کرے اور نماز کے دوران

میں اسے یاد آئے کہ نماز ظہر تو پڑھ چکا ہے تو وہ نیت کو نماز عصر کی جانب نہیں موڑ سکتا بلکہ اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور پھر نماز عصر پڑھے اور مغرب اور عشاء کی نماز میں بھی یہی صورت ہے۔

مسئلہ ۷۵۶ : اگر نماز عصر کے دوران میں کسی شخص کو یقین ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی اور وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے تو جونہی اسے یاد آئے کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے اسے چاہئے کہ نیت کو نماز عصر کی طرف موڑ دے اور نماز مکمل کرے۔

مسئلہ ۷۵۷ : اگر کسی شخص کو نماز عصر کے دوران میں شک ہو کہ اس نے نماز ظہر پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد سورج ڈوب جاتا ہو اور ایک رکعت کا وقت بھی باقی نہ بچتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز عصر کی نیت سے نماز مکمل کرے۔

مسئلہ ۷۵۸ : اگر کسی شخص کو نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع سے پہلے شک ہو جائے کہ آیا اس نے مغرب کی نماز پڑھی ہے یا نہیں اور وقت اتنا کم ہو کہ نماز ختم ہونے کے بعد آدھی رات ہو جاتی ہو اور ایک رکعت نماز کا وقت بھی نہ بچتا ہو تو اسے چاہئے کہ عشاء کی نیت سے نماز ختم کرے۔ اور اگر زیادہ وقت رکھتا ہو تو چاہئے کہ نیت کو نماز مغرب کی طرف موڑ دے اور تین رکعت کی نماز ادا کرے اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۹ : اگر کوئی شخص نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع پر پہنچنے کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں اور وقت کم ہو تو اسے چاہئے کہ نماز عشاء مکمل کرے اور اگر پانچ رکعت کی مقدار کے مطابق وقت ہو تو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور نماز مغرب اور نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۷۶۰ : اگر کوئی شخص ایسی نماز جو اس نے پڑھ رکھی ہو احتیاطاً" دوبارہ پڑھے اور نماز کے دوران میں اسے یاد آئے کہ جو نماز اسے اس نماز سے پہلے پڑھنی چاہئے تھی وہ اس نے نہیں پڑھی تو وہ نیت کو اس نماز کی طرف نہیں موڑ سکتا ہے۔ مثلاً جب وہ نماز عصر احتیاطاً" پڑھ رہا ہو اگر اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف نہیں موڑ سکتا۔

مسئلہ ۷۶۱ : نماز قضا کی نیت نماز ادا کی طرف اور نماز مستحب کی نیت نماز واجب کی طرف موڑنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۶۲ : اگر نماز ادا کے لیئے وقت وسیع ہو تو انسان نماز کے دوران میں نیت کو نماز قضا کی طرف موڑ سکتا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ نماز قضا کی طرف نیت موڑنا ممکن ہو مثلاً اگر وہ نماز ظہر میں مشغول ہو تو نیت کو قضائے صبح کی طرف اس صورت میں موڑ سکتا ہے کہ تیسری رکعت کے رکوع میں داخل نہ ہوا ہو۔

مستحب نمازیں

مسئلہ ۷۶۳ : مستحب نمازیں بہت سی ہیں اور انہیں نافلہ کہتے ہیں اور مستحبی نمازوں میں سے روزانہ نافلہ نمازوں کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ نمازیں جمعہ کے دن کے علاوہ چونتیس رکعت ہیں جن میں سے آٹھ رکعت نافلہ ظہر آٹھ رکعت نافلہ عصر چار رکعت نافلہ مغرب۔ دو رکعت نافلہ عشاء گیارہ رکعت نافلہ شب (یعنی تہجد) اور دو رکعت نافلہ صبح ہیں اور چونکہ نافلہ عشاء کی دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنی چاہیں اس لیئے وہ ایک رکعت شمار ہوتی ہیں لیکن جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے سولہ رکعت نافلہ پر چار رکعت کا اضافہ ہوتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ یہ پوری کی پوری بیس رکعتیں زوال سے پہلے بجا لائی جائیں۔

مسئلہ ۷۶۴ : نافلہ شب (یعنی تہجد) کی گیارہ رکعتوں میں سے آٹھ رکعتیں نافلہ شب کی نیت سے اور دو رکعتیں نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھی جاتی ہے اور نافلہ شب کا مکمل طریقہ دعا کی کتابوں میں مذکور ہے۔

مسئلہ ۷۶۵ : نافلہ نمازیں بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

مسئلہ ۷۶۶ : ظہر اور عصر کی نافلہ نمازیں سفر میں نہیں پڑھنی چاہیں اور اگر نافلہ عشاء بقصد استحباب پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

روزانہ نافلہ نمازوں کا وقت

مسئلہ ۷۶۷ : نماز ظہر کا نافلہ نماز ظہر سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور اس کی فضیلت کا وقت اول ظہر

سے اس وقت تک ہے جب کہ شاخص کے سایہ کی مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے دو حصوں (یعنی ۷ / ۲) کے برابر ہو جائے مثلاً اگر شاخص کی لمبائی سات گز ہو تو جب وہ سایہ جو ظہر کے بعد پیدا ہو دو گز تک پہنچ جائے وہ نافلہ ظہر کا آخری وقت ہے۔

مسئلہ ۷۶۸ : نافلہ عصر نماز عصر سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور اس کی فضیلت کا وقت اس وقت تک ہے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے چار حصوں یعنی ۷ / ۴ تک پہنچ جائے اور اگر کوئی شخص چاہے کہ نافلہ ظہر یا نافلہ عصر ان نافلوں کے وقت کے بعد پڑھے تو اسے چاہئے کہ نافلہ ظہر کو نماز ظہر کے بعد اور نافلہ عصر کو نماز عصر کے بعد پڑھے اور احتیاط واجب کی بنا پر ادا اور قضا کی نیت نہ کرے۔

مسئلہ ۷۶۹ : نافلہ مغرب کی فضیلت کا وقت نماز مغرب کے ختم ہونے سے اس سرخی کے زائل ہونے تک ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی جانب آسمان میں دکھائی دیتی ہے۔

مسئلہ ۷۷۰ : نافلہ عشاء کا وقت نماز عشاء ختم ہونے کے بعد سے آدھی رات تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء ختم ہونے کے فوراً بعد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۷۷۱ : نافلہ صبح نماز صبح سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور اس کا فضیلت کا وقت فجر اول کے بعد سے اس وقت تک ہے جب مشرق کی طرف سرخی ظاہر ہو اور فجر اول کی علامت نماز صبح کے وقت کے سلسلے میں بتائی جا چکی ہے۔ نافلہ صبح کا نافلہ شب (تہجد) کے فوراً بعد پڑھنا بھی ممکن ہے۔

مسئلہ ۷۷۲ : نافلہ شب (یعنی نماز تہجد) کا وقت آدھی رات سے صبح کی اذان تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ صبح کی اذان کے قریب پڑھا جائے۔

مسئلہ ۷۷۳ : مسافر اور وہ شخص جس کے لیئے نافلہ شب کا آدھی رات کے بعد ادا کرنا مشکل ہو اسے اول شب میں بھی ادا کر سکتا ہے۔

نماز غفیلہ

مسئلہ ۷۷۴ : مشہور مستحبی نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان میں پڑھی جاتی ہے اور بنابر احتیاط اس کا وقت مغرب کی جانب کی سرخی زائل ہونے سے پہلے

ہے اس کی پہلی رکعت میں حمد کے بعد کسی دوسری سورۃ کی بجائے یہ آیت پڑھنی چاہیے۔
وذا النون اذ ذھب مغاضباً فظن ان لن نقدر علیه فنادی فی الظلمٰت ان لا الٰه الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین فاستجبنا له ونجینٰه من الغم وکذٰلک ننجی المؤمنین ☆

اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد بجائے کسی اور سورۃ کے یہ آیت پڑھنی چاہئے **وعنده مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمھا ولا حبة فی ظلمٰت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین** ☆

اور اس کے قنوت میں یہ پڑھنا چاہئے **اللھم انی اسئلک بمفاتیح الغیب التی لا یعلمھا الا انت ان تصلی علی محمد وآل محمد وان تفعل بی کذا و کذا** اور کذا و کذا کی بجائے اپنی حاجتیں بیان کرنی چاہئیں اور اس کے بعد کہنا چاہئے **اللھم انت ولی نعمتی والقادر علی طلبتی تعلم حاجتی فاسئلک بحق محمد وال محمد علیه وعلیھم السلام لما قضیتھا لی** ☆

قبلہ کے احکام

مسئلہ ۷۷۵ : خانہ کعبہ جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے وہ ہمارا قبلہ ہے اور انسان کو چاہئے کہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر نماز پڑھے لیکن جو شخص اس سے دور ہو اگر وہ اس طرح کھڑا ہو کہ اسے قبلہ سے انحراف اور روگردانی کا یقین نہ ہو اور دوسرے کام جو قبلہ کی طرف منہ کر کے انجام دینے چاہئیں (مثلاً حیوانات کو ذبح کرنا) ان کی بھی یہی صورت ہے۔

مسئلہ ۷۷۶ : جو شخص کھڑا ہو کر واجب نماز پڑھ رہا ہو اس کا چہرہ اور سینہ اور پیٹ قبلہ کی طرف ہونے چاہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۷۷۷ : جس شخص کو بیٹھ کر نماز پڑھنی ہو اس کا چہرہ سینہ اور پیٹ نماز کے وقت قبلہ کی طرف ہونے چاہئیں۔

مسئلہ ۷۷۸ : جو شخص بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے اسے چاہئے کہ دائیں پہلو کے بل یوں لیٹے کہ

اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ کی طرف ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو بائیں پہلو کے بل یوں لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ کی طرف ہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پشت کے بل یوں لیٹے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۷۷۹ : نماز احتیاط اور بھولا ہوا سجدہ اور بھولا ہوا تشہد قبلہ کی طرف منہ کر کے بجالانا چاہئے اور احتیاط استحبابی کی بنا پر سجدہ سہو بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے ادا کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۸۰ : مستحب نماز راستہ چلتے ہوئے اور سواری کی حالت میں پڑھی جا سکتی ہے اور اگر انسان ان دونوں حالتوں میں نماز مستحب پڑھے تو ضروری نہیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

مسئلہ ۷۸۱ : جو شخص نماز پڑھنا چاہے اس چاہئے کہ قبلہ کی سمت کا تعین کرنے کے لیے کوشش کرے تاکہ قبلہ کی سمت کے بارے میں یقین یا ایسی کیفیت جو یقین کے حکم میں ہو حاصل کر لے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو چاہئے کہ مسلمانوں کی مسجد کے محراب سے یا ان کی قبروں سے یا دوسرے طریقوں سے جو گمان پیدا ہو اس کے مطابق عمل کرے حتیٰ کہ اگر کسی ایسے فاسق یا کافر کے کہنے پر جو سائنسی قواعد کے ذریعے قبلہ کا رخ پہچانتا ہو قبلہ کے بارے میں گمان پیدا کر لے تو وہ بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۷۸۲ : جو شخص قبلہ کی سمت کے بارے میں گمان رکھتا ہو اگر وہ اس سے قوی تر گمان پیدا کر سکتا ہو تو اپنے گمان پر عمل نہیں کر سکتا مثلاً مہمان صاحب خانہ کے کہنے پر قبلہ کی سمت کے بارے میں گمان پیدا کر لے لیکن کسی دوسرے طریقے پر زیادہ قوی گمان پیدا کر سکتا ہو تو اسے صاحب خانہ کے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۸۳ : اگر کوئی شخص قبلہ کا رخ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہ رکھتا ہو یا کوشش کے باوجود اس کا گمان کسی ایک طرف نہ جاتا ہو تو اس کا کسی بھی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا کافی ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے وسیع وقت رکھتا ہو تو چار نمازیں چاروں طرف منہ کر کے پڑھے (یعنی وہی ایک نماز چار مرتبہ ایک ایک سمت کی جانب منہ کر کے پڑھے)۔

مسئلہ ۷۸۴ : اگر کسی شخص کو یقین یا گمان ہو کہ قبلہ دو میں ایک طرف ہے تو اسے چاہئے کہ دونوں طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۸۵ : جو شخص کئی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چاہتا ہو اگر وہ ایسی دو نمازیں پڑھنا چاہے جو ظہر اور عصر کی طرح یکے بعد دیگرے پڑھنی چاہئیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پہلی نماز ان کئی اطراف کو منہ کر کے پڑھے اور بعد میں دوسری نماز شروع کرے۔

مسئلہ ۷۸۶ : جس شخص کو قبلہ کی سمت کا یقین نہ ہو اگر وہ نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے جو قبلہ کی طرف منہ کر کے کرنا چاہئے مثلاً اگر وہ کوئی حیوان ذبح کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ گمان پر عمل کرے اور گمان ممکن نہ ہو تو جس طرف منہ کر کے وہ کام سرانجام دے درست ہے۔

نماز میں بدن کا ڈھانپنا

مسئلہ ۷۸۷ : مرد کو چاہئے کہ خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپے واجب یہ ہے کہ بیٹنے سے گھٹنوں تک کا بدن کا حصہ بھی ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۸۸ : عورت کو چاہئے کہ نماز کے وقت اپنا تمام بدن حتیٰ کہ سر اور بال بھی ڈھانپے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ پاؤں کے تلوے بھی ڈھانپے البتہ چہرے کا جتنا حصہ وضو میں دھویا جاتا ہے اور کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کا ظاہری حصہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لیئے کہ اس نے بدن کی واجب مقدار ڈھانپ لی ہے اسے چاہئے کہ چہرے کی اطراف کا کچھ حصہ اور کلائیوں اور ٹخنوں سے کچھ نیچے تک بھی ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۸۹ : جب انسان بھولے ہوئے سجدے یا بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجا لا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو نماز کے وقت کی طرح ڈھانپے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدہ سہو بجالانے کے وقت بھی اپنے آپ کو ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۹۰ : اگر انسان جان بوجھ کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے غلطی کرتے ہوئے نماز میں اپنی شرمگاہ نہ ڈھانپے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۱ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران میں پتہ چلے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر اسے نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز کے دوران میں اس کی شرمگاہ ننگی تھی تو اس کی

نماز صحیح ہے اور اگر نماز کے دوران میں اسے پتہ چلے کہ پہلے اس کی شرمگاہ ننگی تھی لیکن اب ڈھکی ہوئی ہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ (یعنی اس کی نماز صحیح ہے)

مسئلہ ۷۹۲ : جب کسی شخص کے پاس لباس نہ ہو تو وہ نماز میں اپنے آپ کو گھاس اور درختوں کے پتوں سے ڈھانپ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۹۳ : مجبوری کے عالم میں انسان نماز میں اپنے آپ کو کیچڑ سے ڈھانپ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۹۴ : اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز ایسی نہ ہو جس کے ساتھ نماز میں اپنے آپ کو ڈھانپے اور اس بات کا احتمال ہو کہ ایسی چیز اسے میسر آجائے گی تو بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اگر اسے کوئی چیز نہ ملے تو آخر وقت میں اپنے وظیفے کے مطابق نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۹۵ : اگر کسی ایسے شخص کے پاس جو نماز پڑھنا چاہتا ہو اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لیے درخت کے پتے اور گھاس اور کیچڑ تک نہ ہو اور اس بات کا احتمال بھی نہ ہو کہ آخر وقت تک اسے کوئی چیز میسر آجائے گی تو اس صورت میں جب کہ احتمال اس امر کا ہو کہ کوئی نامحرم اسے دیکھ لے گا اسے چاہئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اسے اطمینان ہو کہ کوئی نامحرم اسے نہیں دیکھے گا تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور احتیاط کی بنا پر ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھ لے اور دونوں حالتوں میں رکوع اور سجود اشارے سے بجالائے اور بنا بر احتیاط مستحب سجدے کا اشارہ کچھ زیادہ کرے۔

نماز پڑھنے والے کے لباس کی شرائط

مسئلہ ۷۹۶ : نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں۔

اول : یہ کہ پاک ہو۔

دوم : یہ کہ مباح ہو۔

سوم : یہ کہ مردار کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

چہارم : یہ کہ ایسے حیوان سے نہ بنا ہو جس کا گوشت حرام ہو۔

پنجم : یہ کہ اگر نماز پڑھنے والا مرد ہو تو اس کا لباس خالص ریشم اور زردوزی کا بنا ہوا نہ ہو اور ان کی تفصیل آئندہ مسائل میں بتائی جائے گی۔

مسئلہ ۷۹۷ : شرط اول ... نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا چاہئے اور اگر کوئی شخص حالت اختیار میں نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۸ : اگر کوئی شخص جو اپنی کوتاہی کی وجہ سے یہ نہ جانتا ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۹ : اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کوتاہی کی بنا پر کسی نجس چیز کے بارے میں یہ نہ جانتا ہو کہ نجس ہے مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ کافر کا پسینہ نجس ہے اور اس کے ساتھ (یعنی کافر کے پسینے کے ساتھ) نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۰۰ : اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں اسے نماز کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۱ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے نماز کے دوران میں یا اس کے بعد یہ بات یاد آئے تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے۔

مسئلہ ۸۰۲ : جو شخص وقت کی وسعت میں نماز میں مشغول ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا بدن یا لباس نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ نجاست کے ساتھ نماز کا کوئی حصہ پڑھے اس امر کی جانب متوجہ ہو جائے کہ وہ نجس ہو گیا ہے یا اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اس بارے میں اسے شک ہو کہ اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اس صورت میں اگر لباس اور جسم پاک کرنے یا لباس تبدیل کرنے یا لباس اتار دینے سے نماز نہ ٹوٹے تو بدن یا لباس پاک کرے یا لباس تبدیل کرے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے لیکن اگر صورت یہ ہو کہ اگر بدن یا لباس پاک کرے یا اگر لباس بدلے یا اتارے تو نماز ٹوٹتی ہو یا اگر لباس اتارے تو ننگا ہو جاتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور پاک بدن اور لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۰۳ : جو شخص تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا لباس نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ نجاست کے ساتھ نماز کا کوئی حصہ پڑھے اسے پتہ چل جائے کہ

نجس ہو گیا ہے یا اسے یہ پتہ چلے کہ اس کا لباس نجس ہے اور شک کرے کہ آیا اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر صورت یہ ہو کہ لباس پاک کرنے یا بدلنے یا اتارنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو اور وہ لباس اتار سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ لباس کو پاک کرے یا بدلے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے اور نماز ختم کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو نہ ڈھانپ رکھا ہو اور وہ لباس بھی پاک نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اسی نجس لباس کے ساتھ نماز کو ختم کرے۔

مسئلہ ۸۰۴ : کوئی شخص جو تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اگر اس کا بدن نماز کے دوران میں نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ نماز کا کوئی حصہ نجاست کے ساتھ پڑھے وہ اس امر کی جانب متوجہ ہو جائے کہ نجس ہو گیا ہے یا اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن نجس ہے لیکن شک کرے کہ آیا اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر صورت یہ ہو کہ بدن پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو بدن کو پاک کرے اور اگر نماز ٹوٹتی ہو تو اسے چاہئے کہ اسی حالت میں نماز ختم کرے اور اس کی نماز صحیح ہو گی۔

مسئلہ ۸۰۵ : اگر کوئی ایسا شخص نماز پڑھے جو اپنے بدن یا لباس کے پاک ہونے کے بارے میں شک رکھتا ہو اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۶ : اگر کوئی شخص اپنا لباس دھوئے اور اسے یقین ہو جائے کہ لباس پاک ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ پاک نہ ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۷ : اگر کوئی شخص اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور اسے یقین ہو کہ یہ نجس خونوں میں سے نہیں ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ مچھر کا خون ہے لیکن نماز پڑھ چکنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جن کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۸ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ اس کے بدن یا لباس میں جو خون ہے وہ ایسا نجس خون ہے جس کے ساتھ نماز صحیح ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ زخم اور پھوڑے کا خون ہے لیکن نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ یہ ایسا خون ہے جس کے ساتھ نماز باطل ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۹ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ ایک چیز نجس ہے اور گیلا بدن اور گیلا لباس اس چیز سے چھو جائے اور اسی بھول کے عالم میں وہ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گیلا بدن اس چیز کو چھو جائے جس کا نجس ہونا وہ بھول گیا ہے اور اپنے آپ کو پاک کئے بغیر وہ غسل کرے اور نماز پڑھے تو اس کا غسل اور نماز باطل ہیں اور اگر وضو کے کیلئے اعضاء کا کوئی حصہ اس چیز سے چھو جائے جس کے نجس ہونے کے بارے میں وہ بھول گیا اور اس سے پیشتر کہ وہ اس حصے کو پاک کرے وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کا وضو اور نماز باطل ہیں۔ اور کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو برہنہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۱۰ : جو شخص صرف ایک لباس رکھتا ہو اگر اس کا بدن اور لباس نجس ہو جائیں اور اس کے پاس ان میں سے ایک کو پاک کرنے کے لیئے پانی ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ بدن پاک کرے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو برہنہ نماز پڑھے اور اگر دیکھنے والا موجود ہے تو نجس لباس سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۱۱ : اگر ایک ایسا شخص جس کے پاس دو لباس ہوں یہ جانتا ہو کہ ان میں سے ایک نجس ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ کون سا نجس ہے تو اگر وہ وقت رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ دونوں لباسوں سے نماز پڑھے (یعنی ایک دفعہ ایک لباس پہن کر اور ایک دفعہ دوسرا لباس پہن کر دو دفعہ وہی نماز پڑھے) مثلاً اگر وہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا چاہے تو چاہئے کہ ہر ایک لباس سے ایک نماز ظہر کی اور ایک نماز عصر کی پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو جس لباس کے ساتھ نماز پڑھ لے کافی ہے۔

مسئلہ ۸۱۲ : شرط دوم ... نماز پڑھنے والے کا لباس مباح ہونا چاہئے اور اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے یا کوتاہی کی وجہ سے مسئلے کا حکم نہ جانتا ہو اور جان بوجھ کر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر لباس میں وہ چیزیں شامل ہوں جو تنہا شرمگاہ کو نہیں ڈھانپ سکیں اور اسی طرح وہ چیزیں جن سے اگرچہ شرمگاہ کو ڈھانپا جاسکتا ہو لیکن نماز پڑھنے والے نے انہیں اس وقت نہ پہن رکھا ہو مثلاً بڑا رومال یا کپڑا جو جیب میں رکھا ہو اور اسی طرح وہ چیزیں جنہیں نماز پڑھنے والے نے پہن رکھا ہو لیکن وہ ایک اور مباح ستر پوش بھی رکھتا ہو۔ ان تمام صورتوں میں ان چیزوں کا غصبی ہونا نماز کے لیئے کوئی ضرر نہیں رکھتا اگرچہ احتیاط ان کے ترک کر دینے میں ہے۔

مسئلہ ۸۱۳ : جو شخص یہ جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ نماز کو باطل کر دیتا ہے اگر وہ جان بوجھ کر غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو جیسا کہ سابقہ مسئلہ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۱۴ : اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور اس صورت میں کہ وہ خود غاصب نہ ہو اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۵ : اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور نماز کے دوران میں اسے پتہ چل جائے اور کسی دوسری چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو اور وہ فوراً یا موالات (یعنی نماز کا تسلسل) ٹوٹے بغیر غصبی لباس اتار سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً اس لباس کو اتار دے اور اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو نہ ڈھانپ رکھا ہو یا وہ غصبی لباس کو فوراً نہ اتار سکتا ہو یا اگر لباس کا اتارنا نماز کے تسلسل کو توڑ دیتا ہو تو اس صورت میں کہ اس کے پاس ایک رکعت کے اندازے کے مطابق وقت بھی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو توڑ دے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو غصب کردہ نہ ہو اور اگر اتنا وقت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کی حالت میں لباس اتار دے اور برہنہ لوگوں کی نماز کے احکام کے مطابق نماز ختم کرے۔

مسئلہ ۸۱۶ : اگر کوئی شخص اپنی جان کی حفاظت کے لیئے غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے یا مثال کے طور پر غصبی لباس کے ساتھ اس لیئے نماز پڑھے تاکہ اس لباس کو چور نہ لے جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۷ : اگر کوئی شخص اس رقم سے لباس خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیئے وہی حکم ہے جو غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیئے ہے۔

مسئلہ ۸۱۸ : شرط سوم ... یہ ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس اس مردہ حیوان کے اجزاء سے نہ بنا ہو جو رگوں میں خون رکھتا ہو یعنی ایسا حیوان جس کی شہ رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے بلکہ اگر لباس اس مردہ حیوان مثلاً مچھلی اور سانپ سے تیار کیا جائے جو رگوں میں خون نہیں رکھتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۸۱۹ : اگر مردار کی ایسی چیز مثلاً گوشت، اور کھال جس میں روح ہوتی ہے نماز پڑھنے والے نے اپنے ساتھ اٹھا رکھی ہو تو اس کی نماز صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۰ : اگر حلال گوشت مردار کی کوئی ایسی چیز (مثلاً بال اور اون) جو روح نہ رکھتی ہو نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو یا اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو ان چیزوں سے تیار کیا گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۲۱ : شرط چہارم ... نماز پڑھنے والے کا لباس حرام گوشت جانور کے اجزاء سے بنا ہوا نہیں ہونا چاہئے اور اگر ایسے جانور کا ایک بال بھی اس کے پاس ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۲۲ : اگر حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی اور رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگی ہو تو اگر وہ تر ہو تو نماز باطل اور اگر خشک ہو اور اس کا عین جزو زائل ہو گیا ہو تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۲۳ : اگر کسی مسلمان کا بال یا پسینہ یا منہ کا لعاب نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مروارید اور موم اور شہد اس کے پاس ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۲۴ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ لباس حلال گوشت جانور سے تیار کیا گیا ہے یا حرام گوشت جانور سے تو خواہ وہ مسلم ملک میں تیار کیا گیا ہو یا غیر مسلم میں بنا ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸۲۵ : یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا سیپی حرام گوشت حیوان کے اجزاء میں سے ہے لہٰذا انسان کے لیئے اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸۲۶ : خز خالص (پوستین) ریشمی پہننے سے نماز میں کوئی حرج نہیں ہوتا لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ سنجاب کی پوستین کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۸۲۷ : اگر کوئی شخص ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو یا

بھول گیا ہو کہ حرام گوشت جانور سے تیار ہوا ہے تو احتیاط مستحب کی بنا پر چاہئے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۲۸ : شرط پنجم ... زردوزی کا لباس پہننا مردوں کے لیئے حرام ہے اور نماز اس کے ساتھ باطل ہے لیکن عورتوں کے لیئے نماز میں یا نماز کے علاوہ اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۹ : سونا پہننا مثلاً سونے کی زنجیر گلے میں پہننا اور سونے کی انگوٹھی ہاتھ یعنی انگلی میں پہننا اور سونے کی رسٹ واچ کلائی پر باندھنا اور سونے کی عینک لگانا مردوں کے لیئے حرام ہے اور ان چیزوں کے ساتھ ان کا نماز پڑھنا باطل ہے لیکن عورتوں کے لیئے نماز میں اور نماز کے علاوہ ان چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۳۰ : اگر ایک آدمی نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے یا شک رکھتا ہو اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اسی طرح جیب میں سونا یا سونے کی کوئی چیز رکھی ہو تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۳۱ : شرط ششم ... نماز پڑھنے والے مرد کا لباس حتی کہ بنا بر احتیاط عرقچین (ایک قسم کی ٹوپی) اور ازار بند بھی خالص ریشم کا نہیں ہونا چاہئے اور نماز کے علاوہ بھی خالص ریشم کا پہننا مردوں کے لیئے حرام ہے۔

مسئلہ ۸۳۲ : اگر لباس کا تمام استر یا اس کا کچھ حصہ خالص ریشم کا ہو تو مرد کے لیئے اس کا پہننا حرام اور اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۳۳ : اگر کسی کو ایک لباس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳۴ : اگر ریشمی رومال یا اسی جیسی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں اور وہ نماز کو باطل نہیں کرتی۔

مسئلہ ۸۳۵ : عورت کے لیئے نماز میں یا اس کے علاوہ وہ ریشمی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۳۶ : مجبوری کی حالت میں غصبی اور خالص ریشمی اور زردوزی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں جو شخص یہ لباس پہننے پر مجبور ہو اور ان لباسوں کے علاوہ کوئی اور لباس نہ رکھتا ہو تو وہ ان لباسوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۳۷ : اگر کسی شخص کے پاس غصبی لباس اور مردار سے تیار کیے گئے لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیئے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۸ : اگر کسی شخص کے پاس حرام گوشت جانور کے اجزاء سے تیار کیئے ہوئے لباس کے علاوہ اور کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور ہو تو اسی لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیئے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۹ : اگر کسی مرد کے پاس خالص ریشم یا زردوزی کے لباس کے علاوہ کوئی اور لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیئے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۴۰ : اگر کسی شخص کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے اپنے بدن کی مقررہ مقدار کو نماز کے دوران ڈھانپ سکے تو اس پر واجب ہے کہ اگر ایسی چیز کرایہ پر یا خرید کر ملتی ہو تو اسے حاصل کرے لیکن اگر اس کی حصول کے لیئے اتنی رقم درکار ہو جو اس کی استطاعت سے باہر ہو یا صورت ایسی ہو کہ اگر رقم لباس پر خرچ کر دے تو اس کی حالت کے لیئے مضر ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیئے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۴۱ : جس شخص کے پاس لباس نہ ہو اگر کوئی دوسرا شخص اسے لباس بخش دے یا ادھار دے دے تو اگر اس لباس کا قبول کرنا اس کے لیئے مشقت اور سختی کا موجب نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اسے قبول کر لے بلکہ ادھار لینا یا بخشش کے طور پر طلب کرنا اس کے لیئے تکلیف کا باعث نہ ہو تو

اسے چاہئے کہ جس کے پاس لباس ہو اس سے ادھار مانگ لے یا بخشش کے طور پر طلب کرے۔

مسئلہ ۸۴۲ : اگر کوئی شخص ایسا لباس پہننا چاہے کہ جس کا پہننا اس لباس کے کپڑے یا رنگ یا سلائی کے لحاظ سے اس کے معمول کے مطابق نہ ہو مثلاً یہ کہ کوئی اہل علم فوج یا پولیس کی وردی پہن لے تو اگر اس لباس کا پہننا ذلت کا باعث ہو تو اس کا پہننا حرام ہے اور اگر وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کی شرمگاہ کو ڈھانپنے والا لباس صرف وہی ہو تو کچھ بعید نہیں کہ اس کی نماز باطل ہو۔

مسئلہ ۸۴۳ : اگر مرد زنانہ لباس پہنے اور عورت مردانہ لباس پہنے اور اسے اپنی زینت قرار دے تو احتیاط کی بنا پر اس کا پہننا حرام ہے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیئے وہی حکم ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۸۴۴ : جس شخص کو لیٹ کر نماز پڑھنی چاہئے اگر اس کا لحاف حرام گوشت جانور کے اجزاء سے بنا ہو تو اگر وہ (لحاف اتارنے سے) ننگا نہ ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر وہ لحاف نجس یا ریشمی ہو اور اسے "پہناوا" کہا جاسکے تو بھی اس میں نماز جائز نہیں ہے ہاں اگر اسے محض اپنے اوپر ڈال لیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ البتہ جہاں تک توشک کا سوال ہے اس کے استعمال میں کسی حالت میں بھی کوئی قباحت نہیں ماسوا اس کے کہ اس کا کچھ حصہ انسان اپنے اوپر لپیٹ لے اور اسے عرف عام میں پہناوا کہا جائے۔ اس صورت میں اس کے لیئے وہی حکم ہے جو لحاف کے لیئے ہے۔

جن صورتوں میں نماز پڑھنے والے کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں

مسئلہ ۸۴۵ : تین صورتوں میں جن کی تفصیل نیچے بیان کی جارہی ہے اگر نماز پڑھنے والے کا بدن یا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

اول : یہ کہ اس کے بدن کے زخم، جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے اس کے لباس یا بدن پر خون لگ جائے۔

دوم : یہ کہ اس کے بدن یا لباس پر درہم (جس کی مقدار تقریباً شہادت والی انگلی کی اوپر والی گرہ کے برابر) کی مقدار سے کم خون لگ جائے۔

سوم : یہ کہ وہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

چہارم : علاوہ ازیں ایک صورت میں اگر نماز پڑھنے والے کا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح اور وہ صورت یہ ہے کہ اس کا چھوٹا لباس مثلاً موزہ اور ٹوپی نجس ہو۔ (ان چاروں صورتوں کے مفصل احکام آئندہ مسئلوں میں بیان کیئے جائیں گے۔)

مسئلہ ۸۴۶ : اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر زخم یا جراحت یا پھوڑے کا خون ہو اور صورت ایسی ہو جس میں عموماً لوگوں کے لیئے بدن یا لباس کا دھونا یا لباس بدلنا مشکل ہوتا ہے تو وہ اس خون کے ساتھ اس وقت تک نماز پڑھ سکتا ہے جب تک کہ زخم یا جراحت یا پھوڑا ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر اس کے بدن یا لباس پر ایسی پیپ ہو جو خون کے ساتھ نکلی ہو یا ایسی دوائی ہو جو زخم پر لگائی گئی ہو اور نجس ہو گئی ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۴۷ : اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر ایسی خراش یا زخم کا خون لگا ہو جو جلدی ٹھیک ہو جاتا ہو اور جس کا دھونا آسان ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۴۸ : اگر بدن یا لباس کی ایسی جگہ جو زخم سے فاصلے پر ہو زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں لیکن اگر لباس یا بدن کی وہ جگہ عموماً زخم کی رطوبت سے آلودہ ہو جاتی ہے اس زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۴۹ : اگر کسی شخص کے بدن یا لباس کو اس بواسیر سے جس کے مسے باہر نہ ہوں یا اس زخم سے جو منہ اور ناک وغیرہ کے اندر ہو خون لگ جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے البتہ اس بواسیر کے خون کے ساتھ نماز پڑھنا بلا اشکال جائز ہے جس کے مسے مخرج کے باہر ہوں۔

مسئلہ ۸۵۰ : اگر کوئی ایسا شخص جس کے بدن پر زخم ہو اپنے بدن یا لباس پر ایسا خون دیکھے جو درہم سے زیادہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ یہ خون زخم کا ہے یا کوئی اور خون ہے تو اس کے لیئے اس خون کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۱ : اگر کسی شخص کے بدن پر چند زخم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر نزدیک ہوں کہ ایک زخم شمار ہوتے ہوں تو جب تک وہ تمام زخم ٹھیک نہ ہو جائیں ان کے خون کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں کہ ان میں سے ہر زخم ایک علیحدہ زخم شمار ہو تو اسے چاہئے کہ جو زخم ٹھیک ہو جائے نماز کے لیئے بدن اور لباس کو اس کے خون سے دھو کر پاک کرے۔

مسئلہ ۸۵۲ : اگر نماز پڑھنے والے بدن یا لباس پر سوئی کی نوک کے برابر بھی کتے' سور' کافر' مردار یا حرام گوشت جانور کا خون لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر حیض' نفاس اور استحاضہ کے خون کی بھی یہی صورت ہے لیکن کوئی دوسرا خون مثلاً انسان کے بدن کا خون یا حلال گوشت جانور کا خون کو بدن کے کئی حصوں پر لگا ہوا ہو لیکن اس کی مجموعی مقدار ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۳ : جو خون بغیر استر کے کپڑے پر گرے اور دوسری طرف تک پہنچ جائے وہ ایک خون شمار ہوتا ہے لیکن اگر کپڑے کی دوسری طرف الگ سے خون آلودہ ہو جائے اور وہ دونوں خون ایک دوسرے سے مخلوط نہ ہو جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کرنا چاہئے پس اگر وہ خون جو کپڑے کے سامنے کے رخ اور پچھلی طرف ہے مجموعی طور پر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے اور اگر دونوں خون ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں تو احتیاط کی بنا پر ان کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۵۴ : اگر استر والے کپڑے پر خون گرے اور اس کے استر تک پہنچ جائے یا استر پر گرے اور کپڑے تک پہنچ جائے تو ہر ایک خون کو الگ شمار کرنا چاہئے لہٰذا اگر کپڑے کا خون اور استر کا خون ملا کر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۵۵ : اگر بدن یا لباس پر ایک درہم سے کم خون ہو اور کوئی رطوبت اس خون سے مل جائے اور اس کی اطراف کو آلودہ کر دے تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے خواہ خون اور جو رطوبت اس

سے ملی ہے ایک درہم کے برابر نہ ہوں لیکن اگر رطوبت صرف خون سے ملے اور اس کی اطراف کو آلودہ نہ کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۶ : اگر بدن اور لباس پر خون نہ ہو لیکن رطوبت سے اتصال کی وجہ سے خون سے نجس ہو جائیں تو اگرچہ جو مقدار نجس ہوئی ہے وہ ایک درہم سے کم ہو لیکن اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

مسئلہ ۸۵۷ : بدن یا لباس پر جو خون ہو اگر وہ ایک درہم سے کم ہو اور کوئی دوسری نجاست اس سے آلگے مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ اس پر گر جائے اور وہ بدن یا لباس سے لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۸ : اگر نماز پڑھنے والے کا چھوٹا لباس مثلاً ٹوپی اور موزہ جس کے ساتھ شرمگاہ کو نہ ڈھانپا جا سکتا ہو نجس ہو جائے اور وہ مردار یا حرام گوشت جانور کے اجزاء سے تیار نہ ہوا ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اسی طرح اگر نجس انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۵۹ : نجس چیز مثلاً نجس رومال' چابی اور چاقو کا نماز پڑھنے والے کے پاس ہونا جائز ہے اور بعید نہیں ہے کہ مطلق نجس لباس (جو پہنا ہوا نہ ہو) اور ڈھانپنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اس کے پاس ہو تو نماز کوئی ضرر نہ پہنچائے اور اگر مقررہ مقدار کو ڈھانپنے کی صلاحیت ہو تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۶۰ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو خون اس کے لباس یا بدن پر ہے وہ ایک درہم سے کم ہے لیکن اس امر کا احتمال ہو کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جو معاف نہیں ہیں تو اس کے لیئے جائز ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۱ : اگر وہ خون جو ایک شخص کے لباس یا بدن پر ہو ایک درہم سے کم ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جو معاف نہیں ہیں اور وہ نماز پڑھ لے اور پھر اسے پتہ چلے کہ یہ ان خونوں میں سے تھا جو معاف نہیں ہیں تو اس کے لیئے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں ہیں اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے اور اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ یہ سمجھتا ہو کہ خون ایک درہم سے کم ہے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس کی مقدار ایک درہم یا اس سے زیادہ

تھی۔ اس صورت میں بھی دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ چیزیں جو نماز پڑھنے والے کے لباس میں مستحب ہیں

مسئلہ ۸۶۲ : کئی ایک چیزیں نماز پڑھنے والے کے لباس میں ہونا مستحب ہیں اور ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

"عمامہ بمع تحت الحنک' عبا اور سفید لباس اور ایسے لباس کا پہننا جو سب لباس سے پاکیزہ ہو اور خوشبو کا استعمال اور عقیق کی انگوٹھی پہننا۔"

وہ چیزیں جو نماز پڑھنے والے کے لباس میں مکروہ ہیں

مسئلہ ۸۶۳ : کئی ایک چیزیں نماز پڑھنے والے کے لباس میں ہونا مکروہ ہیں اور ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

"سیاہ' میلا اور تنگ لباس اور شرابی کا لباس پہننا یا اس شخص کا لباس پہننا جو نجاست سے پرہیز نہ کرتا ہو اور ایسا لباس پہننا جس پر کسی جاندار کی تصویر ہو۔" اس کے علاوہ لباس کے بٹن کھلے ہونے اور ایسی انگوٹھی پہننا جس پر کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ ہے۔

نماز پڑھنے والے کی جگہ (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ)

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی سات شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ بنابر احتیاط وہ مباح ہو۔

مسئلہ ۸۶۴ : اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھے گو وہ فرش اور تخت اور ایسی ہی کسی چیز پر کیوں نہ ہو اگر اس کے اعضائے سجدہ کے مقامات غصبی ہوں تو علی الاحوط اس کی نماز باطل ہو گی اور آئندہ مسائل میں بھی یہی صورت ہے البتہ غصبی چھت اور غصبی خیمے کے نیچے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۵ : کسی ایسی جائیداد پر جس کی منفعت کسی دوسرے شخص کا مال ہو اس شخص کی اجازت کے بغیر نماز پڑھنا جو اس جائیداد کی منفعت کا مالک ہو باطل ہے مثلاً اگر مکان کا مالک یا کوئی اور شخص کرائے کے مکان میں اس شخص کی اجازت کے بغیر نماز پڑھے جس نے مکان کرائے پر لے رکھا ہو

تو علی الاحوط اس کی نماز باطل ہے اور اگر کسی مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں کام پر خرچ کیا جائے اور اس کی وصیت پر عمل نہ ہوا ہو تو اس کی جائیداد میں بنابر احتیاط نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

مسئلہ ۸۶۶ : اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہو اور کوئی دوسرا اس کی جگہ غصب کر لے اور وہاں نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۶۷ : اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کے متعلق وہ بھول گیا ہو اور وہ نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر کوئی ایسا شخص جس نے خود جگہ غصب کر رکھی ہو بھول جائے اور وہاں نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے متعلق اسے علم نہ ہو کہ غصبی ہے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کے سجدے کا مقام غصبی تھا تو بعید نہیں ہے کہ اس کی نماز باطل ہو۔

مسئلہ ۸۶۸ : اگر کوئی شخص ایک جگہ کے متعلق جانتا ہو کہ غصبی ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ غصبی جگہ پر نماز پڑھنا باطل ہے اور اس جگہ نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۸۶۹ : اگر کوئی شخص نماز واجب سواری کی حالت میں پڑھنے پر مجبور ہو اور سواری کا جانور یا اس کی زین یا نعل غصبی ہو تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ شخص اس جانور پر سوار ہوتے ہوئے مستحبی نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۷۰ : اگر کوئی شخص کسی جائیداد میں دوسرے کے ساتھ شریک ہو اور اس کا حصہ جدا نہ ہو تو اپنے شراکت دار کی اجازت کے بغیر وہ اس جائیداد پر تصرف نہیں کر سکتا اور بنابر احتیاط اس پر نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۸۷۱ : اگر کوئی شخص ایک ایسی مخصوص رقم سے کوئی جائیداد خریدے جس کی زکوۃ اور خمس اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس جائیداد پر اس کا تصرف حرام ہے اور اس پر ادا کی گئی نماز بنابر احتیاط باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۲ : اگر کسی زمین کا مالک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے لیکن انسان کو علم

ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں ہے تو بنابر احتیاط اس زمین پر نماز پڑھنا باطل ہے اور اگر وہ اجازت نہ دے لیکن انسان کو یقین ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۷۳ : جس میت نے خمس یا زکوٰۃ ادا نہ کی ہو اس کی جائیداد میں تصرف حرام اور اس پر نماز پڑھنا بنابر احتیاط باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص وہ رقم جو میت کے ذمے ہو ادا کر دے یا ضمانت دے کہ ادا کر دے گا تو اس جائیداد میں تصرف کرنے اور اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۷۴ : اگر مرنے والا شخص لوگوں کا مقروض ہو اور اس کے وارث بوجہ غفلت کے قرضہ ادا کرنے پر تیار نہ ہوں تو اس جائیداد پر تصرف حرام اور اس میں نماز بنابر احتیاط کے پڑھنا باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۵ : اگر میت کے ذمہ قرض نہ ہو لیکن اس کے بعض وارث کم سن یا مجنون یا غائب ہوں تو اس کے ولی کی اجازت کے بغیر اس کی جائیداد میں تصرف حرام اور اس میں نماز بنابر احتیاط باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۶ : مسافر خانہ یا حمام یا ایسی جگہوں میں جو آنے جانے والوں کے لیئے تیار کی گئی ہوں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس قسم کی جگہوں کے علاوہ کسی جگہ اسی وقت نماز پڑھی جا سکتی ہے جب اس جگہ کا مالک اجازت دے یا کوئی ایسی بات کہے جس سے معلوم ہو کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے مثلاً اگر کسی شخص کو اجازت دے کہ اس کی املاک میں بیٹھے اور سوئے کیونکہ اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دے دی ہے۔

مسئلہ ۸۷۷ : کسی بہت وسیع زمین میں جہاں سے نماز کے وقت دوسری جگہ جانا زیادہ تر لوگوں کے لیئے مشکل ہو مالک کی اجازت کے بغیر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۸۷۸ : شرط دوم... نماز پڑھنے والے کے لیئے ضروری ہے کہ جس جگہ وہ نماز پڑھے وہ ہلتی جلتی نہ ہو اور اگر وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے مجبور ہو تو جو جگہ ہلتی جلتی ہو (مثلاً موٹر کار کشتی یا ریل گاڑی) اس میں نماز پڑھے اور جہاں تک ممکن ہو اسے چاہئے کہ سکون اور قبلہ کی رعایت کرے اور اگر یہ چیزیں (یعنی موٹر کار کشتی یا گاڑی وغیرہ) قبلہ سے کسی دوسری طرف حرکت کریں تو اپنا منہ قبلہ کی جانب موڑ دے۔

مسئلہ ۸۷۹ : جب موٹر کار اور کشتی اور ریلوے ٹرین اور انہی جیسی اور چیزیں کھڑی ہوئی ہوں تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۸۰ : گندم اور جو اور انہی جیسی دوسری چیزوں کے ڈھیر پر جو حرکت کیئے بغیر نہیں رہ سکتے نماز باطل ہے۔

شرط سوم ... انسان کو چاہیے کہ ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں نماز پوری پڑھ لینے کا احتمال ہو۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ ہوا اور بارش یا بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے وہاں پوری نماز نہ پڑھ سکے گا گو اتفاق سے پوری پڑھ لے۔

مسئلہ ۸۸۱ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں ٹھہرنا حرام ہے۔ مثلاً کسی ایسی چھت کے نیچے جو عنقریب گرنے والی ہو تو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۸۲ : بنابر احتیاط کسی ایسی چیز پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے جس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہو مثلاً فرش کے ایسے حصے پر جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو۔

شرط چہارم ... یہ کہ جس جگہ انسان نماز پڑھے اس کی چھت اتنی نیچی نہ ہو کہ سیدھا کھڑا بھی نہ ہو سکے اور نہ وہ جگہ اتنی مختصر ہو کہ رکوع اور سجدے کی گنجائش بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۸۸۳ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جہاں بالکل سیدھا کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر رکوع اور سجود ادا کرنے کا امکان نہ ہو تو ان کے لیئے سر سے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۸۸۴ : انسان کو چاہئے کہ پیغمبر اور آئمہ علیہم السلام کی قبروں سے آگے ہو کر نماز نہ پڑھے۔

شرط پنجم ... یہ کہ اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو تو اتنی تر نہ ہو کہ اس کی رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس تک پہنچے لیکن اگر سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ نجس ہو تو خواہ وہ خشک بھی ہو نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ قطعاً نجس نہ ہو۔

شرط ششم... نماز کی حالت میں مرد اور عورت کے درمیان کم از کم دس ہاتھ سے کم فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۸۸۵ : اگر عورت اور مرد کے برابر ایک بالشت سے کم فاصلے پر اس سے آگے کھڑی ہو اور دونوں بیک وقت نماز پڑھنے لگے تو انہیں چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھیں لیکن اگر ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے نماز کے لیئے کھڑا ہو جائے (یعنی پہلے نماز شروع کرے) تو فقط وہ شخص جو بعد میں نماز میں مشغول ہوا ہے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۸۶ : اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں یا عورت آگے کھڑی ہو اور دونوں نماز پڑھ رہے ہوں لیکن دونوں کے درمیان دیوار یا پردہ یا کوئی ایسی چیز حائل ہو کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں تو دونوں کی نماز صحیح ہے خواہ ان کے درمیان ایک بالشت سے کم فاصلہ کیوں نہ ہو۔

شرط ہفتم... یہ کہ پیشانی رکھنے کی جگہ پاؤں کی انگلیاں رکھنے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ پست یا زیادہ بلند نہ ہو۔ اس مسئلے کی تفصیل سجدہ کے احکام میں آئے گی۔

مسئلہ ۸۸۷ : نامحرم مرد اور عورت کا ایک ایسی جگہ ہونا جہاں کوئی اور نہ ہو اور نہ کوئی وہاں آسکتا ہو ایسی صورت میں ان کے گناہ میں ملوث ہو جانے کا احتمال ہو حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ وہاں نماز نہ پڑھیں۔

مسئلہ ۸۸۸ : جس جگہ ستار اور اسی جیسی چیزیں استعمال کی جاتی ہوں وہاں نماز پڑھنا باطل نہیں ہے گو ان کا سننا اور استعمال کرنا گناہ ہے۔

مسئلہ ۸۸۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں خانہ کعبہ کی چھت پر نماز واجب نہ پڑھی جائے لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا اختیار کی حالت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۸۹۰ : نماز مستحب کے خانہ کعبہ میں اور اس کی چھت پر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ہر رکن کے مقابل دو رکعت نماز پڑھی جائے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

مسئلہ ۸۹۱ : اسلام کی مقدس شریعت میں بہت تاکید کی گئی ہے نماز مسجد میں پڑھی جائے اور سب مسجدوں سے بہتر، مسجد الحرام ہے اور اس کے بعد مسجد نبویؐ اور اس کے بعد مسجد کوفہ اور اس کے بعد مسجد بیت المقدس اور اس کے بعد ہر شہر کی مسجد جامع اور اس کے بعد محلّہ کی مسجد اور اس کے بعد بازار کی مسجد ہے۔

مسئلہ ۸۹۲ : عورتوں کے لیئے گھر میں بلکہ بند کوٹھری میں اور گھر کے پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۸۹۳ : آئمہ علیہم السلام کے حرموں میں نماز پڑھنا مستحب ہے بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے حرم مطہر میں نماز پڑھنا دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

مسئلہ ۸۹۴ : مسجد میں زیادہ جانا اور اس مسجد میں جانا جہاں نماز پڑھنے والے نہ ہوں (یعنی جہاں لوگ بہت کم نماز پڑھنے آتے ہوں) مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اور کوئی عذر بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لیئے مسجد کے علاوہ کسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۹۵ : مستحب ہے کہ جو شخص مسجد میں حاضر نہ ہوتا ہو تو انسان اس کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھائے اور کاموں کے بارے میں اس سے مشورہ نہ کرے اور اس کے پڑوس میں نہ رہے اور نہ اس سے عورت کا رشتہ لے اور نہ اسے رشتہ دے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

مسئلہ ۸۹۶ : کئی ایک مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں کچھ یہ ہیں۔

۱... حمام۔

۲... شور زمین۔

۳... کسی انسان کے مقابل۔

۴ ... اس دروازے کے مقابل جو کھلا ہو۔

۵ ... سڑک، گلی اور کوچے میں بشرطیکہ گزرنے والوں کے لیئے باعث زحمت نہ ہو اور اگر انہیں زحمت ہو تو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔

۶ ... آگ اور چراغ کے مقابل۔

۷ ... باورچی خانے میں اور ہر اس جگہ جہاں آگ بھی ہو۔

۸ ... کنویں کے اور ایسے گڑھے کے مقابل جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔

۹ ... کسی جاندار چیز کے عکس یا مجسمے کے سامنے ماسوا اس کے کہ اس پر پردہ ڈال دیا جائے۔

۱۰ ... ایسے کمرے میں جس میں جنب شخص موجود ہو۔

۱۱ ... جس جگہ فوٹو ہو خواہ وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے نہ ہو۔

۱۲ ... قبر کے مقابل۔

۱۳ ... قبر کے اوپر۔

۱۴ ... دو قبروں کے درمیان

۱۵ ... قبرستان میں۔

مسئلہ ۸۹۷ : اگر کوئی شخص لوگوں کی گزر گاہ کے مقام پر نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور شخص اس کے سامنے ہو تو نماز پڑھنے والے کے لیئے مستحب ہے کہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور اگر وہ چیز لکڑی یا رسی بھی ہو تو کافی ہے۔

مسجد کے احکام

مسئلہ ۸۹۸ : مسجد کی زمین چھت، کوٹھے اور اندرونی دیوار کو نجس کرنا حرام ہے اور جس شخص کو پتہ چلے کہ ان میں سے کوئی مقام نجس ہو گیا ہے اسے چاہئے کہ فوراً اس کی نجاست کو ہٹا دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کے بیرونی حصے کو بھی نجس نہ کیا جائے لیکن اگر وہ نجس ہو جائے تو نجاست کا ہٹانا بطور احتیاط لازم ہے۔

مسئلہ ۸۹۹ : اگر کوئی شخص مسجد کو پاک کرنے پر قادر نہ ہو یا اسے مدد کی ضرورت ہو جو دستیاب

نہ ہو تو مسجد کا پاک کرنا اس پر واجب نہیں ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ جو شخص اسے پاک کر سکتا ہو اسے اطلاع دے دے۔

مسئلہ ۹۰۰ : اگر مسجد کی کوئی جگہ نجس ہو گئی ہو جسے کھودے یا توڑے پھوڑے بغیر پاک کرنا ممکن نہ ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اگر ایسا کرنا وقف کی مکمل بربادی اور نقصان کا موجب نہ ہو تو اس جگہ کو کھودیں یا توڑیں پھوڑیں اور جو جگہ کھودی گئی ہو اسے پر کرنا اور جو جگہ توڑی گئی ہو اسے تعمیر کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر مسجد کی اینٹ جیسی کوئی چیز نجس ہو گئی ہو تو ممکنہ صورت میں چاہئے کہ اسے پانی سے پاک کر کے اس کی اصلی جگہ پر لگا دیا جائے۔

مسئلہ ۹۰۱ : اگر کوئی شخص مسجد کو غصب کرے اور اس کی جگہ گھر یا ایسی ہی کوئی چیز تعمیر کرلے یا مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس میں نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو تب بھی احتیاط کی بنا پر اسے نجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو بنابر احتیاط پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۹۰۲ : آئمہ علیہم السلام میں سے کسی امام کا حرم نجس کرنا حرام ہے اور اگر ان میں سے کوئی حرم نجس ہو جائے اور اس کا نجس رہنا اس کی بے حرمتی کا سبب ہو تو اس کا پاک کرنا واجب ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ خواہ بے حرمتی نہ بھی ہو تب بھی پاک کیا جائے۔

مسئلہ ۹۰۳ : اگر مسجد کی چٹائی نجس ہو جائے تو بنابر احتیاط اسے دھو کر پاک کرنا چاہئے اور اگر چٹائی کا نجس ہونا مسجد کی بے حرمتی میں شمار ہوتی ہو اور وہ دھونے سے خراب ہوتی ہو اور نجس حصے کا کاٹ دینا بہتر ہو تو اسے کاٹ دینا چاہیے۔

مسئلہ ۹۰۴ : اگر عین نجاست اور نجس شدہ چیز کو مسجد میں لے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہو تو اسے مسجد میں لے جانا حرام ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر بے حرمتی نہ بھی ہوتی ہو تو تب بھی عین نجس کو مسجد میں نہ لے جایا جائے۔

مسئلہ ۹۰۵ : اگر مسجد میں مجلس عزا کے لیئے خیمہ تانا جائے اور فرش کیا جائے اور سیاہ پردے لٹکائے جائیں اور چائے کا سامان ان کے اندر لے جایا جائے تو اگر یہ چیزیں مسجد کو ضرر نہ پہنچائیں اور نماز پڑھنے میں بھی مانع نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۹۰۶ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کو سونے سے اور ان چیزوں کی تصویروں سے نہ سجایا جائے جو انسان اور حیوان کی طرح روح رکھتی ہیں۔

مسئلہ ۹۰۷ : اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ بھی جائے تب بھی نہ تو اسے بیچا جا سکتا ہے اور نہ ملکیت اور سڑک میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۰۸ : مسجد کے دروازوں کھڑکیوں اور دوسری چیزوں کا بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ جائے تب بھی ان چیزوں کو اسی مسجد کی مرمت کے لیئے استعمال کرنا چاہئے اور اگر اس مسجد کے کام کی نہ رہی ہوں تو کسی دوسری مسجد کے کام میں لانا چاہئے اور اگر دوسری مسجدوں کے کام کی بھی نہ رہی ہوں تو انہیں بیچا جا سکتا ہے اور جو رقم حاصل ہو وہ بصورت امکان اسی مسجد کی مرمت پر ورنہ کسی دوسری مسجد کی مرمت پر خرچ کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۹۰۹ : مسجد کا تعمیر کرنا اور ایسی مسجد کی مرمت کرنا جو ٹوٹنے پھوٹنے والی ہو مستحب ہے اور اگر مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس کی مرمت ممکن نہ ہو تو اسے گرا کر دوبارہ بنایا جا سکتا ہے بلکہ اگر مسجد ٹوٹی پھوٹی نہ ہو تب بھی اسے لوگوں کی ضرورت کی خاطر گرا کر وسیع کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۱۰ : مسجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں چراغ جلانا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد میں جانا چاہے تو مستحب ہے کہ خوشبو لگائے اور پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنے اور اپنے جوتے کے تلوے کے بارے میں تحقیق کرے کہ اسے نجاست تو نہیں لگی ہوئی اور مسجد میں داخل ہونے پر پہلے دایاں پاؤں اور باہر نکلنے پر پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اسی طرح مستحب ہے کہ سب لوگوں سے پہلے مسجد میں آئے اور سب سے بعد نکلے۔

مسئلہ ۹۱۱ : جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز مسجد کی تحیت (سلام) اور احترام کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب نماز یا کوئی اور مستحب نماز پڑھے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۹۱۲ : بغیر مجبوری کے مسجد میں سونا اور دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرنا اور کسی صنعت میں مشغول ہونا اور ایسے شعر پڑھنا جن میں نصیحت وغیرہ نہ ہو مکروہ ہے نیز مسجد میں تھوکنا اور ناک صاف کر کے کثافت گرانا اور بلغم تھوکنا اور گمشدہ کو طلب کرنا اور اپنی آواز بلند کرنا بھی مکروہ ہے

لیکن اذان کے لیئے آواز بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ان تمام کاموں میں سے کسی کام سے مسجد کی بے حرمتی لازم آئے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۹۱۳ : بچے اور دیوانے کو مسجد میں داخل ہونے دینا مکروہ ہے اور اس شخص کا مسجد میں جانا بھی مکروہ ہے جس نے پیاز اور لہسن وغیرہ کھایا ہو جس کی بو لوگوں کو تکلیف دیتی ہے۔

اذان اور اقامت

مسئلہ ۹۱۴ : ہر مرد اور عورت کے لیئے مستحب ہے کہ روزانہ کہ واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت کہے اور ایسا کرنا دوسری واجب یا مستحب نمازوں کے لیئے مشروع نہیں ہے۔ لیکن ایسی واجب نمازیں (مثلاً نماز آیات) جو روزانہ نہیں پڑھی جاتیں اگر باجماعت پڑھی جائیں تو تین دفعہ صلوٰۃ کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۹۱۵ : مستحب ہے کے بچے کی پیدائش کے پہلے دن یا ناف اکھڑنے سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

مسئلہ ۹۱۶ : اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے۔

اللہ اکبر ' اللہ اکبر ' اللہ اکبر ' اللہ اکبر

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ ' اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ

اشھدان محمداً رسول اللّٰہ ' اشھدان محمداً رسول اللّٰہ

حیی علی الصلاۃ ' حیی علی الصلاۃ

حیی علی الفلاح ' حیی علی الفلاح

حیی علی خیرالعمل ' حیی علی خیرالعمل

اللہ اکبر ' اللہ اکبر

لاالٰہ الا اللّٰہ ' لاالٰہ الا اللّٰہ

اور اقامت کے سترہ جملے ہیں یعنی اذان کی ابتداء سے دو مرتبہ **اللّٰہ اکبر** اور آخر سے ایک مرتبہ **لاالٰہ الا اللّٰہ** کم ہو جاتا ہے اور **حیی علی خیرالعمل** کہنے کے بعد دو دفعہ قد قامت

الصلاۃ کا اضافہ کر دینا چاہیے۔

مسئلہ ۹۱۷ : اشھد ان علیاً ولی اللہ اذان اور اقامت کا جزو نہیں ہے لیکن اگر اشھد ان محمداً رسول اللہ کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے تو اچھا ہے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اللہ اکبر : یعنی خدائے تعالیٰ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

اشھد ان لاالٰہ الااللّٰہ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا پرستش کے قابل نہیں۔

اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور اس کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔

اشھد ان علیاً امیرالمؤمنین ولی اللّٰہ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں۔

حیی علی الصلاۃ : یعنی نماز کی طرف جلدی کرو۔

حیی علی الفلاح : یعنی رستگاری کے لیئے جلدی کرو۔

حیی علی خیرالعمل : یعنی بہترین کام کے لیئے جلدی کرو۔

قدقامت الصلاۃ : یعنی بالتحقیق نماز قائم ہو گئی۔

لاالٰہ الااللّٰہ : یعنی یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا پرستش کے قابل نہیں۔

مسئلہ ۹۱۸ : اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیئے اگر ان کے درمیان معمول سے زیادہ فاصلہ ڈالا جائے تو اس (یعنی اذان یا اقامت کو) دوبارہ شروع سے کہنا چاہیۓ۔

مسئلہ ۹۱۹ : اگر اذان یا اقامت میں آواز کو گلے میں اس طرح پھیرے کہ غنا ہو جائے یعنی اذان اور اقامت اس طرح کہے جیسا لہو و لعب اور کھیل کود کے محفلوں میں آواز نکالنے کا دستور ہے تو وہ حرام ہے اور اگر غنا ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹۲۰ : دو نمازوں میں اذان مشروع نہیں ہے اول عرفہ کے دن عصر کی نماز کے لیئے جو کہ

نویں ذی الحجہ کا دن ہے اور دوم عید قربان کی رات کی نماز عشاء کی اذان اس شخص کے لیئے جو مشعرالحرام میں ہو اور ان دو نمازوں میں اذان اس صورت میں ساقط ہوتی ہے جب اس نماز اور اس سے پہلی نماز کے درمیان یا تو بالکل کوئی فاصلہ نہ ہو یا بہت کم فاصلہ ہو۔

مسئلہ ۹۲۱ : اگر نماز جماعت کے لیئے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو تو جو شخص اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اسے اپنی نماز کے لیئے اذان اور اقامت نہیں کہنی چاہیے۔

مسئلہ ۹۲۲ : اگر کوئی شخص نماز جماعت کے لیئے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز جماعت ختم ہو چکی ہے تو جب تک صفیں ٹوٹ نہ جائیں اور لوگ منتشر نہ ہوجائیں اس کے لیئے جائز ہے کہ اپنی نماز کے لیئے اذان اور اقامت نہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۳ : جہاں کچھ لوگ نماز جماعت پڑھ رہے ہوں یا ان کی نماز ابھی ابھی تمام ہوئی ہو اور صفیں ٹوٹی ہوں اگر کوئی شخص وہاں تنہا یا دوسری جماعت کے ساتھ جو قائم ہو رہی ہو نماز پڑھنا چاہے تو چھ شرطوں کے ساتھ اذان اقامت اس پر سے ساقط ہو جاتی ہے۔

۱ ... یہ کہ نماز جماعت مسجد میں ہو اور اگر مسجد میں نہ ہو تو اذان اور اقامت کا ساقط ہونا معلوم نہیں ہے۔

۲ ... یہ کہ اس نماز کے لیئے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو۔

۳ ... یہ کہ نماز جماعت باطل نہ ہو۔

۴ ... یہ کہ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت ایک ہی جگہ پر ہو۔ لہذا اگر نماز جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے اور وہ شخص مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

۵ ... یہ کہ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت دونوں ادا ہوں۔

۶ ... یہ کہ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت کا وقت مشترک ہو مثلاً دونوں نماز ظہر یا عصر پڑھی جائیں یا جو نماز باجماعت پڑھی جائے وہ نماز ظہر ہو اور وہ شخص نماز عصر پڑھے یا وہ شخص نماز ظہر پڑھے اور نماز جماعت عصر کی نماز ہو۔

مسئلہ ۹۲۴ : جو شرائط سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے تیسری شرط

کے بارے میں شک کرے یعنی اسے شک ہو کہ آیا نماز جماعت صحیح تھی یا نہیں اس پر سے اذان اور اقامت ساقط ہے لیکن اگر وہ دوسری پانچ شرائط میں سے کسی ایک کے بارے میں شک کرے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

مسئلہ ۹۲۵ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی کہی ہوئی اذان اور اقامت سنے تو مستحب ہے کہ اس کا جو حصہ سنے خود بھی اسے آہستہ آہستہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۶ : اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کی اذان اور اقامت سنی ہو خواہ اس نے ان جملوں کو دہرایا ہو یا نہ دہرایا ہو تو اگر اس اذان اور اقامت اور اس نماز کے درمیان جو وہ پڑھنا چاہتا ہو زیادہ فاصلہ نہ ہوا ہو تو اس کے لیئے جائز ہے کہ اپنی نماز کے لیئے اذان اور اقامت نہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۷ : اگر کوئی مرد عورت اذان کو لطف اٹھانے کے ارادے سے سنے تو خود اس کی اذان ساقط نہ ہوگی بلکہ اگر اس کا ارادہ لطف اٹھانے کا نہ ہو تب بھی ساقط نہ ہوگی۔

مسئلہ ۹۲۸ : ضروری ہے کہ نماز جماعت کے لیئے اذان اور اقامت مرد کہے لیکن عورتوں کی نماز جماعت میں اگر عورت اذان اور اقامت کہہ دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۹۲۹ : اقامت اذان کے بعد کہنی چاہئے علاوہ ازیں اقامت میں معتبر ہے کہ کھڑے ہو کر اور وضو یا غسل یا تیمم کے ذریعے حدث سے طہارت کی حالت میں کہی جائے۔

مسئلہ ۹۳۰ : اگر کوئی شخص اذان اور اقامت کے جملے بغیر ترتیب کے کہے مثلاً **حیی علی الفلاح** کا جملہ **حیی علی الصلاۃ** سے پہلے کہے تو اسے چاہئے کہ جہاں سے ترتیب درہم برہم ہوئی ہے وہاں سے دوبارہ کہے۔

مسئلہ ۹۳۱ : اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہئے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جو اذان کہی جا چکی ہے اسے اس اقامت کی اذان شمار نہ کیا جا سکے تو مستحب ہے کہ دوبارہ اذان کہی جائے علاوہ ازیں اگر اذان اور اقامت کے اور نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اذان اور اقامت اس نماز کی اذان اور اقامت شمار نہ ہو تو مستحب ہے کہ اس نماز کے لیئے دوبارہ اذان اور اقامت کہی جائے۔

مسئلہ ۹۳۲ : اذان اور اقامت صحیح عربی میں کہنی چاہئے پس اگر کوئی شخص انہیں غلط عربی میں کہے یا ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف کہے یا مثلاً ان کا ترجمہ اردو زبان میں کہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۳۳ : اذان اور اقامت نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کہنی چاہئیں اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا بھول کر وقت سے پہلے کہے تو باطل ہے۔

مسئلہ ۹۳۴ : اگر کوئی شخص اقامت کہنے سے پہلے شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں اسے چاہئے کہ اذان کہے اور اگر اقامت کہنے میں مشغول ہو جائے اور شک کرے کہ آیا اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۳۵ : اگر اذان اور اقامت کہنے کے دوران میں کوئی جملہ کہنے سے پہلے شخص شک کرے کہ آیا اس نے اس سے پیشتر والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ جس جملے کے کہنے کے بارے میں اسے شک ہوا ہے اسے کہے لیکن اگر اسے اذان یا اقامت کا کوئی جملہ ادا کرتے ہوئے شک ہو کہ آیا اس نے اس سے پیشتر والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اس جملے کا کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۳۶ : مستحب ہے کہ اذان کہتے وقت انسان قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور وضو یا غسل کی حالت میں ہو اور ہاتھوں کو کانوں پر رکھے اور آواز کو بلند کرے اور کھینچے اور اذان کے جملوں کے درمیان قدرے فاصلہ دے اور جملوں کے درمیان باتیں نہ کرے۔

مسئلہ ۹۳۷ : مستحب ہے کہ اقامت کہتے وقت انسان کا بدن ساکن ہو اور اذان کے مقابلے میں اقامت آہستہ کہے اور اس کے جملوں کو ایک دوسرے سے جوڑ نہ دے لیکن اقامت کے جملوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ دے جتنا اذان کے جملوں کے درمیان دیتا ہے۔

مسئلہ ۹۳۸ : متعلقہ شخص کے لیئے مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان ایک قدم آگے بڑھے یا تھوڑی دیر کے لیئے بیٹھ جائے یا سجدہ کرے یا اللہ کا ذکر کرے یا دعا پڑھے یا تھوڑی دیر کے لیئے ساکت ہو جائے یا کوئی بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے لیکن صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان کلام کرنا اور نماز مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان نماز پڑھنا (یعنی دو رکعت نماز پڑھنا) مستحب

نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۳۹ : مستحب ہے کہ جس شخص کو اذان کہنے پر مقرر کیا جائے وہ عادل اور وقت کو پہچاننے والا ہو اور اس کی آواز بلند ہو اور وہ بلند جگہ پر اذان دے۔

نماز کے واجبات

واجبات نماز گیارہ ہیں :

۱۔ نیت	۲۔ قیام	۳۔ تکبیرۃ الاحرام	۴۔ رکوع
۵۔ سجود	۶۔ قرات	۷۔ ذکر	۸۔ تشہد
۹۔ سلام	۱۰۔ ترتیب	۱۱۔ موالات یعنی اجزائے نماز کا پے در پے بجالانا	

مسئلہ ۹۴۰ : نماز کے واجبات میں سے بعض اس کے رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجا نہ لائے تو خواہ ایسا کرنا جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے ہو نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض واجبات رکن نہیں ہیں یعنی اگر وہ غلطی سے چھوٹ جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان پانچ ہیں :

۱... نیت

۲... تکبیرۃ الاحرام

۳... رکوع سے متصل قیام (یعنی رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا ہونا اور حالت قیام سے رکوع میں جانا)۔

۴... رکوع

۵... ہر رکعت میں دو سجدے اور جہاں تک زیادتی کا تعلق ہے اگر زیادتی عمداً ہو تو بغیر کسی شرط کے نماز باطل ہے اور اگر غلطی سے ہوئی ہو تو رکوع یا ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں زیادتی سے نماز باطل ہو جاتی ہے ورنہ باطل نہیں ہوتی۔

نیت

مسئلہ ۹۴۱ : انسان کو چاہئے کہ نماز قربت کی نیت سے پڑھے یعنی خداوند عالم کے حکم کی بجا آوری کے لیئے پڑھے اور یہ احتیاط ضروری ہے کہ نیت کا تلفظ نہ کرے بلکہ صرف ذہنی طور پر نماز اس کی رکعتوں اور وقت کا تعین اور تصور کرے۔

مسئلہ ۹۴۲ : اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں یا عصر کی نماز میں نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں لیکن اس امر کا تعین نہ کرے کہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے۔ نیز مثال کے طور پر اگر کسی شخص پر نماز ظہر کی قضا واجب ہو اور وہ اس قضا نماز یا نماز ظہر کو نماز ظہر کے وقت میں پڑھنا چاہئے تو اسے چاہئے کہ جو نماز وہ پڑھے نیت میں اس کا تعین کرے۔

مسئلہ ۹۴۳ : انسان کو چاہئے کہ شروع سے آخر تک اپنی نیت پر قائم رہے اگر وہ نماز میں اس طرح غافل ہو جائے کہ اگر کوئی پوچھے کہ تو کیا رہا ہے تو اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا جواب دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۴۴ : انسان کو چاہئے کہ فقط خداوند عالم کے حکم کی بجا آوری کے لیئے نماز پڑھے پس جو شخص ریا کرے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیئے نماز پڑھے اس کی نماز باطل ہے خواہ یہ نماز پڑھنا فقط لوگوں کو دکھانے کے لیئے ہو یا خدا اور لوگ دونوں اس کی نظر میں ہوں۔

مسئلہ ۹۴۵ : اگر کوئی شخص نماز کا کچھ حصہ بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیئے بجا لائے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز تو خدا کے لیئے پڑھے لیکن لوگوں کو دکھانے کے لیئے کسی خاص جگہ مثلاً مسجد میں پڑھے یا خاص وقت مثلاً اول وقت میں پڑھے یا کسی خاص طرز سے مثلاً باجماعت پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور احتیاط کی بنا پر اگر نماز کا کوئی مستحب حصہ مثلاً قنوت بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیئے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

مسئلہ ۹۴۶ : ہر نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا واجب اور رکن ہے اور انسان کو چاہئے کہ اللہ

کے حروف اور اکبر کے حروف اور دو کلمے اللہ اور اکبر پے در پے کہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دو کلمے صحیح عربی میں کہے جائیں اور اگر کوئی شخص غلط عربی میں کہے یا مثلاً ان کا اردو ترجمہ کر کے کہے تو صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۴۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے نہ ملائے جو وہ اس سے پہلے پڑھ رہا ہو (مثلاً اقامت یا دعا ہے جو وہ تکبیر سے پہلے پڑھ رہا ہو)۔

مسئلہ ۹۴۸ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اللہ اکبر کو اس چیز کے ساتھ جو بعد میں پڑھی ہو مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ملا دے، تو اسے چاہئے کہ اکبر کے حرف "راء" پر پیش دے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب نماز میں اسے کسی دوسری چیز سے نہ ملائے۔

مسئلہ ۹۴۹ : تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت ضروری ہے کہ انسان کا بدن ساکن ہو اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس حالت میں تکبیرۃ الاحرام کہے کہ اس کا بدن حرکت میں ہو تو اس کا تکبیرۃ الاحرام کہنا باطل ہے اور نماز بھی باطل ہو گی۔

مسئلہ ۹۵۰ : انسان کو چاہئے کہ تکبیر اور حمد و سورہ اور ذکر اور دعائیں پڑھے کہ خود سن سکے اور اگر اونچا سننے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے یا شور و غل کی وجہ سے نہ سن سکے تو اس طرح کہے کہ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو سن لے۔

مسئلہ ۹۵۱ : اگر کوئی شخص گونگا ہو یا اس کی زبان میں کوئی نقص ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ اکبر نہ کہہ سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ جس طرح بھی کہہ سکے کہے اور اگر بالکل ہی نہ کہہ سکتا ہو تو بنا بر احتیاط اسے چاہئے کہ دل میں کہے اور تکبیر کے لیئے اشارہ کرے اور اگر ممکن ہو تو اپنی زبان کو بھی حرکت دے۔

مسئلہ ۹۵۲ : انسان کے لیئے مستحب ہے تکبیرۃ الاحرام کے بعد کہے۔

یا محسن قد اتاک المسئی وقد امرت المحسن ان یتجاوز عن المسئی انت المحسن وانا المسئی بحق محمد وال محمد صلی علی محمد وال محمد و تجاوز عن قبیح ما تعلم منی (یعنی) اے بندوں پر احسان کرنے والے خدا یہ گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ نیک لوگ گنہگاروں سے در گزر کریں۔ تو احسان کرنے والا ہے اور میں گنہگار ہوں

محمد و آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور محمد و آل محمد کے طفیل میری برائیوں سے جنہیں تو جانتا ہے درگزر فرما۔

مسئلہ ۹۵۳ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر اور نماز کی درمیانی تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک لے جائے۔

مسئلہ ۹۵۴ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں اور قرات میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر ابھی کچھ نہ پڑھا ہو تو چاہئے کہ تکبیر کہے۔

مسئلہ ۹۵۵ : اگر کوئی شخص تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ اسے صحیح طریقے سے کہا ہے یا نہیں تو خواہ اس نے کوئی چیز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔ تکبیرۃ الاحرام کے بعد اور قرآت سے پہلے اعوذباللہ پڑھنا بطور احتیاط ضروری ہے۔

قیام یعنی کھڑا ہونا

مسئلہ ۹۵۶ : تکبیرۃ الاحرام کہنے کے موقع پر قیام اور رکوع سے پہلے قیام جسے قیام متصل بہ رکوع کہا جاتا ہے رکن ہے لیکن حمد اور سورۃ پڑھنے کے موقع پر قیام اور رکوع کے بعد قیام رکن نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اسے بھول چوک کی وجہ سے ترک کر دے۔ تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۵۷ : تکبیرۃ الاحرام کہنے سے پہلے اور اس کے بعد میں تھوڑی دیر کے لیئے کھڑا ہونا واجب ہے تاکہ یقین ہو جائے کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہی گئی ہے۔

مسئلہ ۹۵۸ : اگر کوئی شخص رکوع کرنا بھول جائے اور حمد اور سورہ کے بعد بیٹھ جائے اور پھر اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ کھڑا ہو جائے اور رکوع میں جائے لیکن اگر سیدھا کھڑا ہوئے بغیر جھکے ہونے کی حالت میں رکوع کرے تو چونکہ وہ قیام متصل بہ رکوع نہیں بجالایا اس لیئے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۵۹ : جس وقت ایک شخص تکبیرۃ الاحرام یا قرات کے لیئے کھڑا ہو اسے چاہئے کہ بدن کو حرکت نہ دے اور کسی طرف نہ جھکے اور احتیاط کی بنا پر کسی جگہ ٹیک نہ لگائے لیکن اگر ایسا کرنا بہ امر

مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۹۶۰ : اگر قیام کی حالت میں کوئی شخص بھولے سے بدن کو حرکت دے یا کسی طرف جھک جائے یا کسی جگہ ٹیک لگا لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۶۱ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ قیام کے وقت انسان کے دونوں پاؤں زمین پر ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر ہو چنانچہ اگر ایک پاؤں پر بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۹۶۲ : جو شخص ٹھیک طور کھڑا ہو سکتا ہو اگر وہ اپنے پاؤں ایک دوسرے سے اتنے جدا رکھے کہ اس پر "کھڑا ہونا" کہنا صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۶۳ : جب انسان نماز میں واجب اذکار میں سے کوئی چیز پڑھنے میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ اس کا بدن ساکن ہو اور جس وقت وہ قدرے آگے یا پیچھے ہونا چاہئے یا بدن کو دائیں یا بائیں جانب تھوڑی سی حرکت دینا چاہے اسے چاہئے کہ اس وقت کوئی چیز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۴ : اگر بدن کی حرکت کی حالت میں کوئی شخص مستحبی ذکر پڑھے مثلاً رکوع میں جانے یا سجدہ میں جانے کے وقت تکبیر کہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور انسان کو چاہئے کہ **بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد** اس وقت کہے جب کھڑا ہو رہا ہو۔

مسئلہ ۹۶۵ : ہاتھوں اور انگلیوں کو حمد پڑھتے وقت حرکت دینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں بھی حرکت نہ دی جائے۔

مسئلہ ۹۶۶ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ پڑھتے وقت یا تسبیحات پڑھتے وقت بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے ساکن ہونے کی حالت سے خارج ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بدن کے دوبارہ سکون حاصل کرنے پر جو کچھ اس نے حرکت کی حالت میں پڑھا تھا دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۷ : اگر نماز کے دوران میں کوئی شخص قیام سے عاجز ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو لیٹ جائے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو کوئی واجب ذکر نہ کرے۔

مسئلہ ۹۶۸ : جب تک انسان کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے بیٹھنا نہیں چاہئے مثلاً اگر کھڑا ہونے کی حالت میں کسی کا بدن حرکت کرتا ہو یا وہ کسی چیز پر ٹیک لگانے پر یا بدن کو تھوڑا سا ٹیڑھا کرنے پر مجبور ہو تب بھی اسے چاہئے کہ جیسے بھی ہو سکے کھڑا ہو کر نماز پڑھے لیکن اگر وہ کسی طرح بھی کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ سیدھا بیٹھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۹ : جب تک انسان بیٹھ سکے اسے لیٹ کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر وہ سیدھا ہو کر نہ بیٹھ سکے تو چاہئے کہ جیسے بھی ممکن ہو بیٹھے اور اگر بالکل نہ بیٹھ سکے تو اسے چاہئے کہ جیسا کہ قبلہ کے احکام میں کہا گیا ہے دائیں پہلو لیٹے اور اگر دائیں پہلو نہ لیٹ سکے تو بائیں پہلو لیٹے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پشت کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۹۷۰ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکے اور رکوع کھڑا ہو کر بجالائے تو چاہئے کہ کھڑا ہو جائے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو چاہئے کہ رکوع بھی بیٹھ کر بجالائے۔

مسئلہ ۹۷۱ : جو شخص لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ نماز کے دوران میں اس قابل ہو جائے کہ بیٹھ سکے تو اسے چاہئے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑا ہو سکے تو چاہئے کہ جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے اسے چاہئے کہ واجب اذکار میں سے کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۲ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر نماز کے دوران میں اس قابل ہو جائے کہ کھڑا ہو سکے تو چاہئے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے اسے چاہئے کہ واجب اذکار میں سے کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۳ : اگر کسی ایسے شخص کو جو کھڑا ہو سکتا ہو یہ خوف ہو کہ کھڑا ہونے سے بیمار ہو جائے گا یا اسے کوئی ضرر پہنچے گا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے سے بھی ڈرتا ہو تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۷۴ : اگر کسی انسان کو یہ احتمال ہو کہ آخر وقت تک کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے گا تو بہتر ہے

کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے لیکن اگر آخر وقت تک کھڑا نہ ہو سکے تو آخر وقت میں اپنے وظیفہ کے مطابق نماز پڑھے اور اس صورت میں کہ اس نے اول وقت میں نماز پڑھی ہو اور آخر وقت میں کھڑا ہونے پر قادر ہو گیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۵ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں جسم سیدھا رکھے اور کندھوں کو نیچے کی طرف ڈھیلا چھوڑ دے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اور انگلیوں کو آپس میں متصل رکھے اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے اور بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر یکساں ڈالے اور خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑا ہو اور پاؤں آگے پیچھے نہ رکھے اور اگر مرد ہو تو پاؤں کے درمیان تین پھیلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھے اور اگر عورت ہو تو دونوں پاؤں ملا رکھے۔

قرأت

مسئلہ ۹۷۶ : انسان کو چاہئے کہ روزانہ واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں پہلے حمد اور اس کے بعد بنا بر احتیاط ایک پورے سورہ کی تلاوت کرے اور والضحی اور الم نشرح کی سورتیں اور اسی طرح فیل اور لایلاف کی سورتیں نماز میں ایک سورہ شمار ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۹۷۷ : اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا انسان کسی مجبوری کی وجہ سے سورہ نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے خوف ہو کہ اگر سورہ پڑھے گا تو چور یا درندہ یا کوئی اور چیز اسے نقصان پہنچائے گی تو اس کے لیئے سورہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۷۸ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر حمد سے پہلے سورہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی لیکن اگر غلطی سے حمد سے پہلے سورہ پڑھے اور پڑھنے کے دوران میں یاد آئے تو اسے چاہئے کہ سورہ کو چھوڑ دے اور حمد پڑھنے کے بعد سورہ شروع سے پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۹ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ یا ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۸۰ : اگر رکوع کے لیئے جھکنے سے پہلے کسی شخص کو یاد آئے کہ اس نے حمد اور سورہ نہیں پڑھا تو اسے چاہئے کہ پڑھے اور اگر یہ یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو اسے چاہئے کہ فقط سورہ

پڑھے لیکن اگر اسے یاد آئے کہ فقط حمد نہیں پڑھا تو اسے چاہئے کہ پہلے حمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھک بھی جائے لیکن رکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ حمد اور سورہ یا فقط حمد نہیں پڑھی اور اسے چاہئے کہ کھڑا ہو اور رکوع کر کے نماز تمام کرے اور بنا بر احتیاط نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۹۸۱ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز میں ان چار سورتوں میں سے کوئی ایک سورہ پڑھے جن میں آیہ سجدہ پائی جاتی ہے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۸۲ : اگر کوئی شخص بھول کر ایسا سورہ پڑھنا شروع کر دے جس میں سجدہ واجب ہو لیکن آیہ سجدہ تک پہنچنے سے پہلے اسے خیال آ جائے تو اسے چاہئے کہ اس سورہ کو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا سورہ پڑھے اور اگر آیہ سجدہ پڑھنے کے بعد یاد آئے تو احتیاطاً سجدے کا اشارہ کرے اور سورہ مکمل کرے اور نماز کے بعد چاہئے کہ اس کا سجدہ بجالائے۔

مسئلہ ۹۸۳ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں کسی دوسرے کو آیہ سجدہ پڑھتے ہوئے سنے تو اس کی (یعنی نماز پڑھنے والے کی) نماز صحیح ہے لیکن بنابر احتیاط سجدے کا اشارہ کرے اور نماز ختم کرنے کے بعد اس کا سجدہ بجالائے۔

مسئلہ ۹۸۴ : مستحبی نماز میں سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے خواہ وہ نماز نذر کرنے کی وجہ سے واجب ہی کیوں نہ ہو گئی ہو لیکن اگر کوئی شخص بعض ایسی مستحبی نمازیں ان کے احکام کے مطابق پڑھنا چاہے (مثلاً نماز وحشت) جن میں مخصوص سورتیں پڑھنی ہوتی ہیں تو اسے چاہئے کہ وہی سورتیں پڑھے۔

مسئلہ ۹۸۵ : جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ منافقون پڑھنا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی ایک سورہ پڑھنا شروع کر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۹۸۶ : اگر کوئی شخص حمد کے بعد سورہ **قل ھو اللہ احد** یا سورہ **قل یاایھا لکافرون** پڑھنے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا البتہ اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن نماز ظہر

میں بھول کر سورہ جمعہ اور منافقون کی بجائے ان دو سورتوں میں سے کوئی سورہ پڑھے تو انہیں چھوڑ سکتا ہے اور سورہ جمعہ اور منافقون پڑھ سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر نصف سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو پھر ان سورتوں کو نہ چھوڑے۔

مسئلہ ۹۸۷ : اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یا جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں جان بوجھ کر سورہ قل ھو اللہ احد یا سورہ قل یاایھا لکافرون پڑھے تو خواہ وہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقون نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۹۸۸ : اگر کوئی شخص نماز میں سورہ قل ھو اللہ احد اور قل یاایھا الکافرون کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھے تو جب تک نصف تک نہ پہنچا ہو اسے چھوڑ سکتا ہے اور دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے اور احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ نصف اور دو تہائی کے درمیان اس سورہ کو نہ چھوڑے اور جب دو تہائی تک پہنچ جائے تو اس سورہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے سورہ کی جانب پھر جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۸۹ : اگر کوئی شخص کسی سورہ کا کچھ حصہ بھول جائے یا بہ امر مجبوری مثلاً وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے اسے مکمل نہ کر سکے تو وہ اس سورہ کو چھوڑ کر کوئی دوسری سورہ پڑھ سکتا ہے خواہ اس نے پہلی سورہ دو تہائی سے زیادہ ہی کیوں نہ پڑھ لی ہو اور خواہ وہ سورہ قل ھو اللہ احد یا قل یاایھاالکافرون ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۹۹۰ : مرد پر واجب ہے کہ صبح اور مغرب و عشا کی نمازوں میں حمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے اور مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز ظہر و عصر میں حمد اور سورہ آہستہ پڑھیں۔

مسئلہ ۹۹۱ : مرد کو چاہئے کہ صبح کی نماز اور مغرب وعشا کی نماز میں خیال رکھے کہ حمد اور سورہ کے تمام کلمات حتیٰ کہ ان کے آخری حرف تک بلند آواز سے پڑھے جائیں۔

مسئلہ ۹۹۲ : صبح کی نماز اور مغرب وعشا کی نماز میں عورت حمد اور سورہ بلند آواز سے یا آہستہ جیسے چاہئے پڑھ سکتی ہے لیکن اگر نامحرم اس کی آواز سن سکتا ہو تو احتیاط کی بنا پر آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۳ : اگر کوئی شخص جب نماز بلند آواز سے پڑھنی چاہئے عمداً آہستہ پڑھے یا جب آہستہ پڑھنی چاہئے عمداً بلند آواز سے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے یا مسئلہ

نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر حمد اور سورہ پڑھنے کے دوران میں بھی اسے پتہ چل جائے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو ضروری نہیں کہ نماز کا جو حصہ پڑھ چکا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۴ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ پڑھنے کے دوران میں اپنی آواز معمول سے زیادہ بلند کرے مثلاً ان سورتوں کو ایسے پڑھے جیسے کہ فریاد کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۹۵ : انسان کو چاہئے کہ نماز صحیح طور پر سیکھ لے تاکہ غلط نہ پڑھے اور جو شخص اسے کسی طرح بھی صحیح طور پر سیکھنے پر قادر نہ ہو اسے چاہئے کہ جس طرح بھی پڑھ سکے پڑھ لے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۶ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ اور نماز کے دوسرے حصے بخوبی نہ جانتا ہو لیکن انہیں سیکھنے پر قادر ہو تو اسے چاہئے کہ اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو سیکھ لے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ حتی الامکان نماز جماعت کیساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۷ : واجبات نماز سکھانے کی اجرت نہ لینا بہتر ہے اور مستحبات نماز سکھانے کی اجرت لینا بغیر اشکال کے جائز ہے۔

مسئلہ ۹۹۸ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ کا کوئی کلمہ نہ جانتا ہو یا جان بوجھ کر اسے نہ پڑھے یا ایک حرف کی بجائے دوسرا حرف کہے مثلاً ض کی بجائے ظ کہے یا جہاں زیر اور زبر کے بغیر پڑھنا چاہئے وہاں زیر اور زبر لگائے یا تشدید حذف کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۹۹ : اگر انسان نے کوئی کلمہ جس طرح یاد کیا ہوا ہو اسے صحیح سمجھتا ہو اور نماز میں اسی طرح پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس نے غلط پڑھا ہے تو اس کے لئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۰۰۰ : اگر کوئی شخص کسی کلمے کی زیر اور زبر سے واقف نہ ہو یا اگر وہ یہ نہ جانتا ہو کہ ایک کلمہ س سے ادا کرنا چاہئے یا ص سے تو اگر وہ کسی کلمے کو دو یا زیادہ طریقوں سے ادا کرے مثلاً **اهدنا الصراط المستقيم** میں کلمہ مستقیم ایک دفعہ میں س اور ایک دفعہ ص سے پڑھے تو اس کی

نماز باطل ہے لیکن اگر جو کلمہ دو طریقوں سے پڑھے وہ اذکار میں سے ہو اور اس کا غلط پڑھنا اسے ذکر ہونے سے خارج نہ کرے یعنی غلط پڑھنے کے باوجود اسے ذکر ہی سمجھا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۱ : اگر کسی کلمے میں واؤ ہو اور اس کلمے کے واؤ سے پہلے حرف پر پیش ہو اور اس کلمے میں واؤ کے بعد کا کلمہ ہمزہ ہو مثلاً کلمہ سوء تو پڑھنے والے کو چاہئے کہ اس واؤ کو مد دے یعنی کھینچ کر پڑھے اور اسی طرح اگر کسی کلمے میں الف ہو اور اس کلمے میں الف سے پہلے حرف پر زبر ہو اور اس کلمے میں الف کے بعد کا حرف ہمزہ ہو مثلاً جاء تو چاہئے کہ اس کلمے کے الف کو کھینچ کر پڑھے اور اسی طرح اگر کسی کلمے میں یا ہو اور اس کلمے میں ی سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو اور اس کلمے میں یا کے بعد کا حرف ہمزہ ہو مثلاً جییٓ ہو تو چاہئے کہ ی کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر ان حروف یعنی واؤ اور الف اور یا کے بعد ہمزہ کی بجائے کوئی ایسا حرف ہو جو ساکن ہو یعنی زیر اور زبر اور پیش نہ رکھتا ہو تب بھی ان تین حروف کو مد کے ساتھ پڑھنا چاہئے مثلاً **والاالضالین** میں جس میں الف کے بعد حرف لام ساکن ہے پڑھنے والے کو چاہئے کہ اس کے الف کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر جو قاعدہ بنایا گیا ہے کے مطابق عمل نہ کرے تو اس کے لیئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو ختم کرے۔ اور پھر دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۲ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان نماز میں وقف بہ حرکت اور وصل بہ سکون نہ کرے اور وقف بحرکت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کلمے کے آخر میں زیر زبر یا پیش پڑھے اور اس کلمے اور اس کے بعد کے کلمے کے درمیان فاصلہ دے مثلاً کہے **الرحمٰن الرحیم** اور الرحیم کے میم کو زیر دے اور اس کے بعد قدرے فاصلہ دے اور کہے **مالک یوم الدین** اور وصل بسکون کے معنی یہ ہیں کہ کسی کلمے کی زیر زبر یا پیش نہ پڑھے اور اس کلمے کو بعد کے کلمے سے جوڑ دے مثلاً یہ کہے **الرحمٰن الرحیم** اور **الرحیم** کے میم کو زیر نہ دے اور فوراً **مالک یوم الدین** کہے۔

مسئلہ ۱۰۰۳ : نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط ایک حمد پڑھی جاسکتی ہے یا ایک دفعہ تسبیحات اربعہ کہی جاسکتی ہیں یعنی نماز پڑھنے والا ایک دفعہ کہے۔ **سبحان اللہ والحمدللہ و لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر** اور بہتر یہ ہے کہ تین دفعہ کہے اور وہ ایک رکعت میں حمد اور دوسری رکعت میں تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے لیکن نماز فرادیٰ یعنی تنہا پڑھی جانے والی نماز میں بہتر ہے کہ دونوں رکعتوں میں تسبیحات پڑھے اور جہری یعنی بلند آواز سے پڑھی جانے والی نمازوں میں ماموم

کے لیئے احتیاط لازم یہ ہے کہ تسبیحات اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۰۰۴ : وقت تنگ ہو تو تسبیحات اربعہ ایک دفعہ پڑھنی چاہئیں۔

مسئلہ ۱۰۰۵ : مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد یا تسبیحات آہستہ پڑھیں۔

مسئلہ ۱۰۰۶ : اگر کوئی شخص تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۷ : جو شخص تسبیحات یاد نہ کر سکتا ہو یا انہیں ٹھیک پڑھ نہ سکتا ہو اسے چاہیے کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۸ : اگر کوئی شخص نماز کی دو پہلی رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری رکعتیں ہیں تسبیحات پڑھے لیکن رکوع سے پہلے اسے صحیح صورت کا پتہ چل جائے تو اسے چاہیے کہ حمد اور سورہ پڑھے اور اگر اسے رکوع کے دوران میں یا رکوع کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۹ : اگر کوئی شخص نماز کی آخری دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ پہلی دو رکعتیں ہیں حمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ گمان کرتے ہوئے کہ آخری دو رکعتوں میں ہے حمد پڑھے تو اسے صحیح صورت کا خواہ رکوع سے پہلے پتہ چلے یا بعد میں اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۰ : اگر کوئی شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد پڑھنا چاہتا ہو لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آجائیں یا تسبیحات پڑھنا چاہتا ہو لیکن حمد اس کی زبان پر آجائے تو اسے چاہیے کہ جو پڑھ رہا ہے اسے چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق دوبارہ حمد یا تسبیحات پڑھے لیکن اگر اس کی عادت وہی چیز پڑھنے کی ہو جو اس کی زبان پر آئی ہے تو وہ اسی کو تمام کر سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۱ : جس شخص کی عادت تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھنے کی ہو اگر وہ اپنی عادت سے غفلت برتے اور اپنے وظیفہ کی ادائیگی کی نیت سے حمد پڑھنے لگے تو وہی کافی ہے اور اس

کے لیئے حمد یا تسبیحات دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۰۱۲ : نماز پڑھنے والے کے لیئے تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے مثلاً کہے **استغفر اللہ ربی واتوب الیہ** یا کہے **اللھم اغفرلی** اور اگر وہ رکوع کے لیئے جھکنے سے پہلے استغفار پڑھ رہا ہو اس سے فارغ ہو چکا ہو اور اسے شک ہو جائے کہ آیا اس نے حمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اسے چاہئے کہ حمد یا تسبیحات پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۳ : اگر نماز پڑھنے والا تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں شک کرے کہ آیا اس نے حمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر رکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے شک کرے تو ضروری ہے کہ پلٹ کر حمد یا تسبیحات پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۴ : اگر نماز پڑھنے والا شک کرے کہ آیا اس نے کوئی آیت یا کلمہ درست پڑھا ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ **قل ھو اللہ احد** درست پڑھا ہے یا نہیں تو اس کے لیئے جائز ہے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے لیکن اگر احتیاطاً وہی آیت یا کلمہ دوبارہ صحیح طریقے سے پڑھ دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کئی بار بھی شک کرے تو کئی بار پڑھ سکتا ہے ہاں اگر وسواس کی حد تک پہنچ جائے اور پھر بھی دوبارہ پڑھے تو احتیاط مستحب کی بنا پر پوری نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۵ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں بسم اللہ بلند آواز سے کہے اور حمد اور سورہ کو ممیّز کر کے پڑھے اور ہر آیت کے آخر پر وقف کرے یعنی اسے بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملائے اور حمد اور سورہ پڑھتے وقت آیات کے معنوں کی طرف توجہ رکھے اگر فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو تو سورہ حمد کے اختتام پر اور اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو تو امام جماعت کے سورہ حمد ختم کرنے کے بعد کہے۔ **الحمدللہ رب العالمین** کہے اور سورہ پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر رکے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے تکبیر کہے یا قنوت پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۶ : نماز پڑھنے والے کیلئے مستحب ہے کہ سب نمازوں میں پہلی رکعت میں سورہ **انا انزلنا** اور دوسری رکعت میں سورہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۷ : پنج گانہ نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں بھی انسان کا سورہ **قل ھو اللہ احد** کا

نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۸ : ایک ہی سانس میں سورہ قل ھو اللہ احد کا پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۹ : جو سورہ انسان پہلی رکعت میں پڑھے اس کا دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر سورہ قل ھو اللہ احد دونوں رکعتوں میں پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔

رکوع

مسئلہ ۱۰۲۰ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ ہر رکعت میں قرات کے بعد اس قدر جھکے کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ سکے اور اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۲۱ : اگر نماز پڑھنے والا رکوع کی مقدار بھر جھک جائے لیکن اپنے ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۲۲ : اگر کوئی شخص رکوع عام طریقے کے مطابق نہ بجا لائے مثلاً بائیں یا دائیں جانب جھک جائے تو خواہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ بھی جائیں اس کا رکوع صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۳ : نماز پڑھنے والے کا جھکنا رکوع کی نیت سے ہونا چاہئے لہٰذا اگر کسی اور کام کے لیئے مثلاً کسی جانور کو مارنے کے لیئے جھکے تو اسے رکوع نہیں کہا جا سکتا بلکہ اسے چاہئے کہ کھڑا ہو جائے اور دوبارہ رکوع کے لیئے جھکے اور اس عمل کی وجہ سے رکن میں اضافہ نہیں ہوتا اور نماز باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۰۲۴ : جس شخص کے ہاتھ یا گھٹنے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں اور گھٹنوں سے مختلف ہوں مثلاً اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہوں کہ اگر معمولی سا بھی جھکے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں یا اس کے گھٹنے دوسرے لوگوں کے گھٹنوں کے مقابلے میں نیچے ہوں اور اسے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچانے کے لیئے بہت زیادہ جھکنا پڑتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنا جھکے جتنا عموماً لوگ جھکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۲۵ : جو شخص بیٹھ کر رکوع کر رہا ہو اسے اس قدر جھکنا چاہئے کہ اس کا چہرہ اس کے گھٹنوں کے بالمقابل جا پہنچے اور بہتر ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدے کی جگہ کے قریب جا پہنچے۔

مسئلہ ۱۰۲۶ : نماز پڑھنے والے کے لیئے بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں رکوع میں تین دفعہ سبحان اللہ یا ایک دفعہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو ذکر بھی اتنی مقدار میں کیا جائے کافی ہے لیکن وقت کی تنگی اور مجبوری کی حالت میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۷ : ذکر رکوع مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھنا چاہئے اور مستحب ہے کہ اسے تین یا پانچ یا سات دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۰۲۸ : رکوع میں واجب ذکر پڑھنے کی مقدار بھر بدن ساکن ہونا چاہئے اور مستحب ذکر میں بدن کا ساکن ہونا اس صورت میں جب کہ خصوصیت کا قصد کرے احوط ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۹ : اگر نماز پڑھنے والا اس وقت جبکہ رکوع کا ذکر واجب ادا کر رہا ہو بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن سکون کی حالت میں ہونے سے خارج ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ بدن کے سکون حاصل کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کو بجالائے لیکن اگر اتنی مدت کے لیئے حرکت کرے کہ بدن کے سکون میں ہونے کی حالت سے خارج نہ ہو یا انگلیوں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۰ : اگر نماز پڑھنے والا اس سے پیشتر کہ رکوع کی مقدار کے مطابق جھکے اور اس کا بدن سکون حاصل کرے جان بوجھ کر ذکر رکوع پڑھنا شروع کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۱ : اگر ایک شخص ذکر واجب کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر رکوع سے اٹھا لے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً سر اٹھا لے اور اس سے پیشتر کہ رکوع کی حالت سے خارج ہو جائے اسے یاد آئے کہ اس نے ذکر رکوع ختم نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ بدن کے سکون کی حالت میں ذکر پڑھے اور اگر اسے رکوع کی حالت سے خارج ہونے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۲ : اگر ایک شخص ذکر کی مقدار کے مطابق رکوع کی حالت میں نہ رہ سکتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بقیہ حصہ رکوع سے اٹھتے ہوئے پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۳۳ : اگر کوئی شخص مرض وغیرہ کی وجہ سے رکوع میں اپنا بدن ساکن نہ رکھ سکے تو اس

کی نماز صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ رکوع کی حالت سے خارج ہونے سے پہلے ذکر واجب اس طریقے سے ادا کرے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۴ : جب ایک شخص رکوع کی مقدار کے مطابق نہ جھک سکے تو اسے چاہئے کہ کسی چیز کا سہارا لے اور رکوع بجا لائے اور اگر سہارا لے کر بھی معمول کے مطابق رکوع ادا نہ کر سکے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ جتنا بھی جھک سکے جھکے اور رکوع کے لیئے اشارہ بھی کرے اور اگر بالکل ہی نہ جھک سکے تو اسے چاہئے کہ سر سے رکوع کے لیئے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۳۵ : جس شخص کو رکوع کے لیئے سر سے اشارہ کرنا چاہئے اگر وہ اشارہ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ رکوع کی نیت کے ساتھ آنکھوں کو بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے اٹھنے کی نیت سے آنکھوں کو کھول دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو احتیاط کی بنا پر دل میں رکوع کی نیت کرے اور ذکر رکوع پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۳۶ : جو شخص کھڑا ہو کر رکوع نہ کر سکے لیکن بیٹھا ہوا ہو تو رکوع کے لیئے جھک سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کے لیئے سر سے اشارہ کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر نماز پڑھے اور اس کے رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور رکوع کے لیئے جھک جائے۔

مسئلہ ۱۰۳۷ : اگر کوئی شخص رکوع کی حد تک پہنچنے اور بدن کے سکون حاصل کرنے کے بعد سر کو اٹھا لے اور دوبارہ بقصد رکوع' رکوع کے انداز تک جھک جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۸ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے اور جب اس کا بدن سکون حاصل کرے تو اس کے بعد سجدے میں چلا جائے اگر جان بوجھ کر کھڑا ہونے سے پہلے یا بدن کے سکون حاصل کرنے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۹ : اگر کوئی شخص رکوع ادا کرنا بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ سجدے کی حالت میں پہنچ جائے اسے یاد آجائے کہ رکوع کرنا بھول گیا ہے تو اسے چاہئے کہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں چلا جائے اور اگر جھکے ہوئے ہونے کی حالت میں رکوع کی جانب لوٹ جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۰ : اگر کسی شخص کی پیشانی زمین سے لگ جانے کے بعد یاد آئے کہ اس نے رکوع

نہیں کیا تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ لوٹ جائے اور رکوع کھڑا ہونے کے بعد بجالائے اور اگر اسے دوسرے سجدے میں یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۱ : مستحب ہے کہ انسان رکوع میں جانے سے پہلے سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہے اور رکوع میں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلے اور پیٹھ کو ہموار رکھے اور گردن کو کھینچ اور پیٹھ کے برابر رکھے اور دونوں پاؤں کے درمیان دیکھے اور ذکر سے پہلے یا بعد میں صلوات پڑھے اور جب رکوع کے بعد اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو تو بدن کے سکون کی حالت میں ہوتے ہوئے **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے۔

مسئلہ ۱۰۴۲ : عورتوں کے لیئے مستحب ہے کہ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں۔

سجود

مسئلہ ۱۰۴۳ : نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور سجدہ یہ ہے کہ پیشانی کو خضوع (عاجزی) کی نیت سے زمین پر رکھے اور نماز میں سجدے کی حالت میں واجب ہے کہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین پر رکھے جائیں۔

مسئلہ ۱۰۴۴ : دو سجدے مل کر ایک رکن ہیں اور اگر کوئی شخص واجب نماز میں جان بوجھ کر یا بھولے سے ایک رکعت میں دونوں سجدے ترک کر دے یا ان پر دو سجدوں کا اضافہ کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۵ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سجدہ کم یا زیادہ کردے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً ایک سجدہ کم یا زیادہ کرے تو اس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۰۴۶ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا سہواً پیشانی زمین پر نہ رکھے تو خواہ بدن کے دوسرے حصے زمین سے لگ بھی گئے ہوں اس نے سجدہ نہیں کیا لیکن اگر وہ پیشانی زمین پر رکھ دے اور سہواً بدن کے دوسرے حصے زمین تک نہ پہنچائے یا سہواً ذکر نہ پڑھے تو اس کا سجدہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۷ : انسان کے لیئے بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں سجدے میں تین دفعہ **سبحان**

اللہ یا ایک دفعہ **سبحان ربی الاعلی وبحمدہ** پڑھے اور ضروری ہے کہ یہ کلمات مسلسل اور صحیح عربی میں کہے جائیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس مقدار میں ہر ذکر کا پڑھنا کافی ہے اور مستحب ہے کہ **سبحان ربی الاعلی وبحمدہ** تین یا پانچ یا سات دفعہ یا اس سے بھی زیادہ بار پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۴۸ : سجدوں میں ضروری ہے کہ واجب ذکر کی مقدار بھر انسان کا بدن سکون کی حالت میں ہو اور ذکر مستحب پڑھنے کے وقت بھی بدن کا سکون کی حالت میں ہونا خصوصیت کے قصد کے ساتھ احوط ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۹ : اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین سے لگے اور بدن سکون حاصل کرلے کوئی شخص جان بوجھ کر ذکر سجدہ پڑھے یا ذکر ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر سجدے سے اٹھا لے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۰ : اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین پر لگے کوئی شخص سہواً ذکر سجدہ پڑھے اور اس سے پیشتر کہ سر سجدے سے اٹھائے اسے پتہ چل جائے کہ اس نے غلطی کی ہے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ بدن کے سکون کی حالت میں ذکر پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۱ : اگر کسی شخص کو سر سجدے سے اٹھا لینے کے بعد پتہ چلے کہ اس نے ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے سر اٹھا لیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۲ : جس وقت کوئی شخص ذکر سجدہ پڑھ رہا ہو اگر وہ جان بوجھ کر سات اعضاء میں سے کسی ایک کو زمین پر سے اٹھا لے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی لیکن جس وقت ذکر پڑھنے میں مشغول نہ ہو اگر پیشانی کے علاوہ کوئی عضو زمین پر سے اٹھا لے اور دوبارہ رکھ دے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۵۳ : اگر ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے کوئی شخص سہواً پیشانی زمین پر سے اٹھا لے تو اسے دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اور اسے چاہئے کہ اسے ایک سجدہ شمار کرے لیکن اگر دوسرے اعضاء کو سہواً" زمین پر سے اٹھا لے تو اسے چاہئے کہ انہیں دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۴ : پہلے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد انسان کو چاہئے کہ بیٹھ جائے حتیٰ کہ اس کا بدن سکون حاصل کرلے اور پھر دوبارہ سجدے میں جائے۔

مسئلہ ۱۰۵۵ : نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند نہیں ہونی چاہئے بلکہ واجب ہے کہ اس کی پیشانی کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نیچی بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۰۵۶ : اگر کسی ایسی ڈھلوان جگہ میں جس کا جھکاؤ صحیح طور پر معلوم نہ ہو نماز پڑھنے والے کی پیشانی کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۷ : اگر نماز پڑھنے والا اپنی پیشانی کو غلطی سے ایک ایسی چیز پر رکھ دے جو اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو تو اسے چاہئے کہ سر کو اٹھائے اور اس چیز پر رکھے جو بلند نہ ہو یا جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار کے برابر یا اس سے کم ہو اور بنابر احتیاط اسے چاہئے کہ نماز ختم کرنے کے بعد اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۸ : ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی اور اس چیز کے درمیان جس پر وہ سجدہ کر رہا ہے کوئی چیز نہ ہو پس اگر سجدہ گاہ اتنی میلی ہو کہ پیشانی خود سجدہ گاہ تک نہ پہنچ سکے تو اس کا سجدہ باطل ہے لیکن اگر مثال کی طور پر سجدہ گاہ کا رنگ تبدیل ہوگیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۵۹ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ سجدے میں دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر رکھے لیکن مجبوری کی حالت میں ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھے تو کوئی حرج نہیں اور اگر ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ ہاتھوں کی کلائیاں زمین پر رکھے اور اگر انہیں بھی نہ رکھ سکے تو پھر کہنی تک جو حصہ بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر بازو کا رکھنا بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۰ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ سجدہ میں پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر رکھے اور اگر پاؤں کی دوسری انگلیاں یا پاؤں کا اوپر والا حصہ زمین پر رکھے یا ناخن لمبے ہونے کی وجہ سے انگوٹھوں کے سرے زمین پر نہ لگیں تو نماز باطل ہے اور جس شخص نے کوتاہی اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں اسے چاہئے کہ انہیں دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۶۱ : جس شخص کے پاؤں کے انگوٹھوں کے سروں سے کچھ حصہ کٹا ہوا ہو اسے چاہئے کہ جتنا باقی ہو وہ زمین پر رکھے اور اگر انگوٹھوں کا کچھ حصہ بھی نہ بچا ہو اور اگر بچا بھی ہو تو بہت چھوٹا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ باقی انگلیوں کو زمین پر رکھے اور اگر اس کی کوئی انگلی بھی نہ ہو تو پاؤں کا جتنا حصہ بھی باقی بچا ہوا اسے زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۶۲ : اگر کوئی شخص معمول کے خلاف سجدہ کرے مثلاً سینے اور پیٹ کو زمین پر ٹکائے یا پاؤں کو لمبا کرے تو خواہ ساتوں اعضاء جن کا ذکر ہو چکا ہے زمین پر لگ جائیں احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے لیکن اگر اپنے آپ کو اتنا لمبا کرے کہ اس پر سجدہ کا لفظ صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۳ : سجدہ گاہ یا دوسری چیز جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ کرے پاک ہونی چاہئے لیکن اگر مثال کے طور پر سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھ دے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس ہو اور وہ پیشانی پاک طرف پر رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۴ : اگر نماز پڑھنے والے کی پیشانی پر پھوڑا وغیرہ ہو تو اسے چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو جو حصہ پیشانی کا صحت مند ہو اس سے سجدہ کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو چاہئے کہ زمین کو کھودے اور پھوڑے کو گڑھے میں اور صحت مند حصے کی اتنی مقدار کو جو سجدے کے لیئے کافی ہو زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۶۵ : اگر پھوڑا یا زخم تمام پیشانی پر پھیلا ہوا ہو تو نماز پڑھنے والے کو احتیاط کی بنا پر چاہئے کہ خواہ وہ دو دفعہ نماز پڑھنی پڑھے پیشانی کی دونوں طرفوں میں سے کسی ایک سے اور ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو صرف ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور ٹھوڑی سے بھی ممکن نہ ہو تو سجدے کا اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۶ : جو شخص پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو اسے چاہئے کہ جس قدر بھی جھک سکے جھکے اور سجدہ گاہ یا کسی دوسری چیز کو جس پر سجدہ صحیح ہو کسی بلند چیز پر رکھے اور اپنی پیشانی اس پر اس طرح رکھے کہ لوگ کہیں کہ اس نے سجدہ کیا ہے لیکن اسے چاہئے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور

پاؤں کے انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۶۷ : اگر کوئی ایسی بلند چیز نہ ہو جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ گاہ یا کوئی دوسری چیز جس پر سجدہ صحیح ہو رکھ سکے تو اس کے لیئے لازم ہے کہ سجدہ گاہ یا دوسری چیز کو ہاتھ سے بلند کرے اور اس پر سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۸ : اگر کوئی شخص بالکل ہی سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ سجدے کے لیئے سر سے اشارہ کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ آنکھوں سے اشارہ کرے اور اگر آنکھوں سے بھی اشارہ نہ کر سکتا ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر ہاتھ وغیرہ سے سجدے کا اشارہ کرے اور دل میں بھی سجدہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۹ : اگر کسی شخص کی پیشانی بے اختیار سجدے کی جگہ سے اٹھ جائے تو اسے چاہئے کہ حتی الامکان اسے دوبارہ سجدے کی جگہ پر نہ جانے دے اور قطع نظر اس کے کہ اس نے ذکر سجدہ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو یہ ایک سجدہ شمار ہو گا اور اگر سر کو نہ روک سکے اور وہ بے اختیار دوبارہ سجدے کی جگہ پہنچ جائے تو دونوں ملا کر ایک سجدہ شمار ہوں گے اور اگر پہلے ذکر نہ پڑھا ہو تو بنابر احتیاط اسے چاہئے کہ اب پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۷۰ : جہاں انسان کے لیئے تقیہ کرنا ضروری ہو وہ فرش یا اس جیسی کسی چیز پر سجدہ کر سکتا ہے اور یہ لازم نہیں کہ نماز کے لیئے کسی دوسری جگہ جائے لیکن اگر وہ چٹائی یا کسی دوسری چیز پر جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اس طرح سجدہ کر سکے کہ زحمت سے دو چار نہ ہو تو پھر اسے فرش یا اس سے ملتی جلتی چیز پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۰۷۱ : اگر کوئی شخص پروں سے بھرے گئے گدے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر جسم سکون کی حالت میں نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۲ : اگر انسان کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور بدن اور لباس کا آلودہ ہو جانا اس کے لیئے مشقت کا موجب نہ ہو تو اسے چاہئے کہ سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجا لائے اور اگر ایسا کرنا مشقت کا موجب ہو تو قیام کی حالت میں سجدے کے لیئے سر سے اشارہ کرے اور تشہد کھڑا ہو

کر پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۷۳ : پہلی رکعت میں اور تیسری رکعت میں (مثلاً نماز ظہر' نماز عصر اور نماز عشاء کی تیسری رکعت) جس میں تشہد نہ ہو واجب ہے کہ انسان دوسرے سجدے کے بعد تھوڑی دیر کے لیئے سکون سے بیٹھے اور پھر اٹھے۔

وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

مسئلہ ۱۰۷۴ : سجدہ زمین پر اور ان چیزوں پر کرنا چاہئے جو کھائی اور پہنی نہ جاتی ہوں اور زمین سے اگتی ہوں مثال کے طور پر لکڑی اور درختوں کے پتے کھانے اور پینے کی چیزوں مثلاً گندم' جو اور کپاس پر اور ان چیزوں پر جو زمین کے اجزء شمار نہیں ہوتیں مثلاً سونے' چاندی' تارکول اور اسفالٹ وغیرہ پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۵ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انگور کے پتوں کے خشک ہونے سے پہلے ان پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۷۶ : ان چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہیں اور حیوانات کی خوراک ہیں (مثلاً گھاس وغیرہ)

مسئلہ ۱۰۷۷ : جن پھولوں کو کھایا نہیں جاتا ان پر سجدہ صحیح ہے بلکہ ان کھانے کی دواؤں پر بھی سجدہ صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہیں مثلاً گل بنفشہ اور گل گاؤ زبان۔

مسئلہ ۱۰۷۸ : ایسی گھاس پر جو بعض شہروں میں کھائی جاتی ہوں اور بعض شہروں میں نہ کھائی جاتی ہو اور کچے میووں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۹ : چونے کے پتھر اور سنگ گچ (جپسم) پر سجدہ صحیح ہے۔ اور پختہ گچ اور چونے اور اینٹ اور مٹی کے پکے ہوئے برتنوں اور ان سے ملتی جلتی چیزوں پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۸۰ : کاغذ پر سجدہ صحیح ہے خواہ وہ کپاس یا اسی جیسی کسی چیز سے بنا ہو۔

مسئلہ ۱۰۸۱ : سجدے کے لیئے خاک شفا سب چیزوں سے بہتر ہے اس کے بعد مٹی' مٹی کے بعد

پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۲ : جو شخص کوئی ایسی چیز نہ رکھتا ہو جس پر سجدہ صحیح ہے یا اگر رکھتا ہو بھی تو سردی یا زیادہ گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کر سکتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے لباس پر سجدہ کرے اور اگر لباس بھی میسر نہ ہو تو چاہئے کہ ہاتھ کی پشت پر یا کسی ایسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر اختیار کی حالت میں سجدہ کرنا جائز نہ ہو لیکن جب تک ہاتھ کی پشت پر سجدہ کرنا ممکن ہو اس دوسری چیز پر سجدہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۸۳ : کیچڑ پر اور ایسی نرم مٹی پر جس پر پیشانی سکون سے نہ ٹک سکے سجدہ کرنا باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۴ : اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو دوسرے سجدے کے لیئے چھڑا لینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۰۸۵ : جس چیز پر سجدہ کرنا ہو اگر نماز پڑھنے کے دوران میں وہ گم ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ صحیح ہو اور وقت وسیع ہو تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ اس ترتیب کے مطابق عمل کرے جو گزر چکی ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۶ : جب کسی شخص کو سجدے کی حالت میں پتہ چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو اسے چاہئے کہ پیشانی کو اس چیز پر سے اٹھا لے اور اس چیز پر سجدہ کرے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور نماز کا وقت وسیع ہو تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ اس ترتیب کے مطابق عمل کرے جو بتائی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۷ : اگر کسی شخص کو سجدے کے بعد پتہ چلے کہ اس نے پیشانی ایک ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو اسے چاہئے کہ ایسی چیز پر سجدہ کرے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر نماز نئے سرے سے پڑھے اور اگر یہ صورت ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں پیش آئی ہو تو ایک سجدے کا تدارک کرے (یعنی ایک سجدہ ایسی چیز پر کرے جس پر سجدہ درست ہے) اور

احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰۸۸ : اللہ تعالی کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے اور عوام میں سے بعض لوگ جو آئمہ علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے سامنے پیشانی زمین پر رکھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ہو تو کوئی حرج نہیں ورنہ ایسا کرنا حرام ہے۔

سجدہ کے مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۱۰۸۹ : کئی ایک چیزیں سجدے میں مستحب ہیں۔

۱ ... جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو وہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مکمل طور پر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے بعد پوری طرح بیٹھ کر سجدہ میں جانے کے لیئے تکبیر کہے۔

۲ ... سجدے میں جاتے وقت مرد پہلے اپنی ہتھیلیوں اور عورت اپنی گھٹنوں کو زمین پر رکھے۔

۳ ... نماز پڑھنے والا ناک کو سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا درست ہو۔

۴ ... نمازی سجدے کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر کانوں کے پاس اس طرح رکھے کہ ان کے سرے رو بقبلہ ہوں۔

۵ ... سجدے میں دعا کرے اور اللہ تعالی سے حاجت طلب کرے اور یہ دعا پڑھے۔

یاخیر المسؤلین ویاخیر المعطین' ارزقنی ورزق عیالی من فضلک فانک ذوالفضل العظیم یعنی اے ان سب میں بہتر جن سے کہ مانگا جاتا ہے اور اے ان سب سے برتر جو کہ عطا کرتے ہیں مجھے اور میرے اہل وعیال کو اپنے فضل وکرم سے رزق عطا فرما کیونکہ تو ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

۶ ... سجدے کے بعد بائیں ران پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کا اوپر والا حصہ (یعنی پشت) بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔

۷ ... ہر سجدے کے بعد جب بیٹھ جائے اور بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو تکبیر کہے۔

۸ ... پہلے سجدے کے بعد جب بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو۔ **استغفراللہ ربی واتوب الیہ** کہے۔

۹... سجدہ طولانی کرے اور بیٹھنے کے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔

۱۰... دوسرے سجدے میں جانے کے لیئے بدن کے سکون کی حالت میں اللہ اکبر کہے۔

۱۱... سجدوں میں صلوٰۃ پڑھے۔

۱۲... سجدے سے قیام کے لیئے اٹھتے وقت پہلے گھٹنوں کو اور ان کے بعد ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے۔

۱۳... مرد کہنیوں اور پیٹ کو زمین سے نہ لگائیں اور بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں اور عورتیں کہنیاں اور پیٹ زمین پر رکھیں اور بدن کے اعضاء کو ایک دوسرے سے ملائیں۔ (سجدے کے دوسرے مستحبات مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔)

مسئلہ ۱۰۹۰ : سجدے میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے اور سجدے کی جگہ کا گرد غبار جھاڑنے کے لیئے پھونک مارنا اس وقت جبکہ اس کے پہلو میں کوئی نمازی موجود ہو اور اس گرد غبار سے متاثر ہو مکروہ ہے بلکہ پھونک مارنے کی وجہ سے کوئی حرف منہ سے عمداً نکل جائے تو نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ اور مکروہات کا ذکر بھی مفصل کتابوں میں آیا ہے۔

قرآن مجید کے واجب سجدے

مسئلہ ۱۰۹۱ : قرآن مجید کی چار سورتوں یعنی **والنجم' اقراء' الم تنزیل'** اور **حٰم سجدہ** میں سے ہر ایک میں ایک آیت سجدہ ہے جسے انسان پڑھے یا سنے تو اسے چاہئے کہ آیت ختم ہونے کے بعد فوراً سجدہ کرے اور اگر سجدہ کرنا بھول جائے تو جس وقت بھی اسے یاد آئے سجدہ کرے اور ظاہر یہ ہے کہ آیت سجدہ بغیر اختیار سننے میں سجدہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۹۲ : اگر انسان آیت سجدہ سننے کے وقت خود بھی وہ آیت پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ دو سجدے کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۳ : اگر نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے یا سنے تو اسے چاہئے کہ سجدے سے سر اٹھائے اور دوبارہ سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۴ : اگر کوئی شخص گراموفون یا ٹیپ ریکارڈ پر یا نادان بچے سے جو اچھے برے کی تمیز نہ

رکھتاہو یا کسی ایسے شخص سے جو قرآن شریف پڑھنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو آیت سجدہ سنے یا اس پر کان دھرے تو سجدہ واجب نہیں ہے اور آیت سجدہ اگر ریڈیو پر ریکارڈ اور ٹیپ کی شکل میں نشر کی جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن پر آیت سجدہ تلاوت قرآن مجید کے قصد سے پڑھے اور دوسرا اسے ریڈیو کے ذریعے سنے تو سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۵ : قرآن مجید کا واجب سجدہ کرنے کے لیئے انسان کی جگہ غصبی نہیں ہونی چاہئے اور پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی نہ ہونی چاہئے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نے وضو یا غسل کیا ہوا ہو اور روبقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو چھپائے اور اس کا بدن اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو علاوہ ازیں جن شرائط کا اطلاق نماز پڑھنے والے کے لباس پر ہوتا ہے وہ شرائط قرآن مجید کا واجب سجدہ ادا کرنے والے کے لباس کے لیئے نہیں ہیں۔

مسئلہ ۱۰۹۶ : احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کے واجب سجدے میں انسان اپنی پیشانی سجدہ گاہ یا کسی ایسی دوسری چیز پر رکھے جس پر سجدہ صحیح ہو اور بدن کے دوسرے اعضاء زمین پر اس طرح رکھے جیسے سجدہ نماز کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۷ : جب انسان قرآن مجید کے سجدہ واجب کے ارادے سے پیشانی زمین پر رکھ دے تو خواہ وہ کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تب بھی کافی ہے اور ذکر کا پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے کہ پڑھے۔

لاالہ الااللّٰہ حقاً حقاً' لاالہ الااللّٰہ ایماناً وتصدیقاً لاالہ الااللّٰہ عبودیۃ و رقّاً سجدت لک یارب تعبداً ورقّاً مستنکفاً ولا مستکبراً بل انا عبد ذلیل ضعیف خائف مستجیر۔

تشہد

مسئلہ ۱۰۹۸ : سب واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت میں اور نماز مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں کی چوتھی رکعت میں انسان کو چاہئے کہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھے اور بدن کے سکون کی حالت میں تشہد پڑھے یعنی کہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اللھم صلی علی محمد وال محمد اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس ترتیب کے علاوہ کسی اور ترتیب سے نہ پڑھے اور نماز وتر میں بھی تشہد پڑھنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۹ : ضروری ہے کہ تشہد کے کلمات صحیح عربی میں اور معمول کے مطابق مسلسل کہے جائیں۔

مسئلہ ۱۱۰۰ : اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے اور کھڑا ہو جائے اور رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور پھر دوبارہ کھڑا ہو اور اس رکعت میں جو کچھ پڑھنا چاہئے پڑھے اور نماز ختم کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر نماز کے بعد بے جا قیام کے لیئے سجدہ سہو بجالائے اور اگر اسے رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو چاہئے کہ نماز پوری کرے اور نماز کے سلام کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر تشہد کی قضا کرے اور بھولے ہوئے تشہد کے لیئے احتیاطاً دو سجدے سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۰۱ : مستحب ہے کہ تشہد کی حالت میں انسان بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور تشہد سے پہلے کہے الحمدللہ یا کہے بسم اللہ وباللہ والحمدللہ وخیر الاسماء للہ اور یہ بھی مستحب ہے کہ ہاتھ رانوں پر رکھے اور انگلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملائے اور اپنے گود پر نگاہ ڈالے اور تشہد میں صلوات کے بعد کہے۔ وتقبل شفاعتہ وارفع درجتہ

مسئلہ ۱۱۰۲ : مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ملا کر رکھیں۔

نماز کا سلام

مسئلہ ۱۱۰۳ : نماز کی آخری رکعت کے تشہد کے بعد نماز پڑھنے والا بیٹھا ہو اور اس کا بدن سکون کی حالت میں ہو تو مستحب ہے کہ وہ کہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اس کے بعد واجب ہے کہ کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اور مستحب ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۰۴ : اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب ابھی نماز کی شکل ختم نہ ہوئی ہو یا اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جسے عمداً اور سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہو مثلاً (قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا) تو اسے چاہئے کہ سلام کہے اور نماز اس کی صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۵ : اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب نماز کی شکل ختم ہو گئی ہو اور اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جسے عمداً اور سہواً کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے مثلاً قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

ترتیب

مسئلہ ۱۱۰۶ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کی ترتیب الٹ دے مثلاً حمد سے پہلے سورہ پڑھ لے یا رکوع سے پہلے سجدے بجالائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۷ : اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد کا رکن بجالائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے دو سجدے کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۸ : اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور ایسی چیز بجالائے جو اس کے بعد ہو اور رکن نہ ہو مثلاً اس سے پہلے کہ دو سجدے کرے تشہد پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ رکن بجالائے اور جو کچھ بھول کی وجہ سے اس سے پہلے پڑھا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۰۹ : اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اس کے بعد رکن بجالائے مثلاً حمد بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۰ : اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس چیز کو بجالائے جو اس کے بعد ہو اور وہ بھی رکن نہ ہو مثلاً حمد بھول جائے اور سورہ پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ جو چیز بھول گیا ہو وہ بجالائے اور اس کے بعد وہ چیز جو بھول کی وجہ سے پیشتر پڑھ لی ہو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۱۱ : اگر کوئی شخص پہلا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ دوسرا سجدہ ہے یا دوسرا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ پہلا سجدہ ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا پہلا سجدہ پہلا اور دوسرا سجدہ دوسرا

سجدہ شمار ہو گا۔

موالات (تسلسل قائم رکھنا)

مسئلہ ۱۱۱۲ : انسان کو چاہئے کہ نماز موالات کے ساتھ پڑھے یعنی نماز کے افعال مثلاً رکوع سجود اور تشہد پے در پے اور تسلسل سے بجالائے اور جو چیزیں بھی نماز میں پڑھے معمول کے مطابق پے در پے پڑھے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۳ : اگر کوئی شخص نماز میں سہواً حروف اور کلمات کے درمیان فاصلہ رکھے اور فاصلہ اتنا ہو کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے تو اگر وہ ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ حروف اور کلمات معمول کے مطابق پڑھے اور اگر بعد کی کوئی چیز پڑھی جا چکی ہو تو ضروری ہے کہ اسے دہرائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۴ : رکوع اور سجود کو طول دینا اور بڑی (یعنی لمبی) سورتیں پڑھنا موالات کو نہیں توڑتا۔

قنوت

مسئلہ ۱۱۱۵ : تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور نماز وتر میں بھی باوجودیکہ وہ ایک رکعت کی ہوتی ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور نماز جمعہ کی ہر رکعت میں ایک قنوت نماز آیات میں پانچ قنوت نماز عید فطر و قربان کی پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری رکعت میں چار قنوت ہیں۔

مسئلہ ۱۱۱۶ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چہرے کے سامنے اور ہتھیلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملا کر آسمان کی طرف رکھے اور انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں کو آپس میں ملائے اور نگاہ ہتھیلیوں پر رکھے۔

مسئلہ ۱۱۱۷ : قنوت میں انسان جو ذکر بھی پڑھے خواہ ایک دفعہ سبحان اللہ ہی کہے کافی ہے اور بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھے لاالہ الااللہ الحلیم الکریم' لاالہ الااللہ العلی العظیم' سبحان

اللہ رب السمٰوٰت السبع و رب الارضین السبع وما فیھن وما بینھن ورب العرش العظیم والحمدللہ رب العالمین ☆

مسئلہ ۱۱۱۸ : مستحب ہے کہ انسان قنوت بلند آواز سے پڑھے لیکن اگر ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور امام اس کی آواز سن سکتا ہو تو اس کا بلند آواز سے قنوت پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۹ : اگر کوئی شخص عمداً قنوت نہ پڑھے تو اس کی قضا نہیں ہے اور اگر بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ رکوع کی حد تک جھکے اسے یاد آ جائے تو مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آجائے تو مستحب ہے کہ رکوع کے بعد قضا کرے اور اگر سجدے میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ سلام کے بعد اس کی قضا کرے۔

نماز کا ترجمہ

۱۔ سورۂ حمد کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : "بسم اللہ" یعنی میں ابتدا کرتا ہوں خدا کے نام سے اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔ "الرحمٰن" اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔ "الرحیم" اس کی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے "الحمدللہ رب العالمین" یعنی ثنا اس خداوند کی ذات سے مخصوص ہے، جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے "الرحمٰن الرحیم" اس کے معنی بتائے جا چکے ہیں "مالک یوم الدین" یعنی وہ توانا ذات کہ جزا کے دن کی حکمرانی اس کے ہاتھ میں ہے۔ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" یعنی ہم فقط تیری عبادت کرتے ہیں اور فقط تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں "اھدنا الصراط المستقیم" یعنی ہمیں راہ راست کی جانب ہدایت فرما جو کہ دین اسلام ہے۔ "صراط الذین انعمت علیھم" یعنی ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تو نے نعمتیں عطا کی ہیں جو کہ پیغمبر اور پیغمبروں کے جانشین ہیں "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" یعنی نہ ان لوگوں کے راستے کی جانب جن پر تو نے غضب کیا اور ان کے راستے

کی جانب جو گمراہ ہیں۔

۲۔ سورۂ اخلاص کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس کے معنی بتائے جا چکے ہیں۔ "قل ھو اللہ احد" یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیں کہ خداوند وہی ہے جو یکتا خدا ہے۔ "اللہ الصمد" یعنی وہ خدا جو تمام موجودات سے بے نیاز ہے۔ "لم یلد ولم یولد" یعنی نہ اس کا کوئی فرزند ہے اور نہ وہ کسی کا فرزند ہے۔ "ولم یکن لہ کفواً احد" اور مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کی مثل نہیں ہے۔

۳۔ رکوع سجود اور ان کے بعد کے مستحب اذکار کا ترجمہ

"سبحان ربی العظیم وبحمدہ" یعنی میرا پروردگار بزرگ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے۔ میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔ "سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ" یعنی میرا پروردگار جو سب سے بالاتر ہے اور ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہے میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں "سمع اللہ لمن حمدہ" یعنی جو کوئی خدا کی ستائش کرتا ہے خدا اسے سنتا اور قبول کرتا ہے۔ "استغفر اللہ ربی واتوب الیہ" یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خداوند سے جو میرا پالنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ "بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد" یعنی میں خدا تعالیٰ کی مدد سے اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

۴۔ قنوت کا ترجمہ

"لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم" یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو صاحب حلم و کرم ہے۔ "لا الہ الا اللہ العلی العظیم" یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔ "سبحان اللہ رب السمٰوات السبع و رب الارضین السبع" یعنی پاک اور منزہ ہے وہ خداوند جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔ "وما فیھن وما بینھن و رب العرش العظیم" یعنی وہ ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان ہے اور عرش بزرگ کا پروردگار ہے۔

" **والحمدللہ رب العالمین** " اور حمد و ثنا اس خداوند کے لیئے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

۵۔ تسبیحات اربعہ کا ترجمہ

" **سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر** " یعنی خدا تعالیٰ پاک اور منزہ ہے اور ثنا اس کے لیئے مخصوص ہے اور اس بے مثل خدا کے علاوہ کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں اور وہ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی توصیف کی جائے۔

۶۔ تشہد اور سلام کامل کا ترجمہ

" **الحمدللہ اشھد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ** " یعنی ستائش پروردگا کے لیئے مخصوص ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اور کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں ہے۔ "**واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ**" اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ "**اللھم صل علی محمد وآل محمد**" یعنی اے خدا رحمت بھیج محمد اور آل محمد پر "**وتقبل شفاعتہ وارفع درجتہ**" یعنی پیغمبرؐ کی شفاعت قبول کر اور آنحضرت کا درجہ اپنے نزدیک بلند کر "**السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ**" یعنی اے پیغمبر آپ پر سلام ہو اور آپ پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ "**السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین**" یعنی ہم نماز پڑھنے والوں پر اور تمام صالح بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔ "**السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ**" یعنی تم مومنین پر خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت اور برکتیں ہوں۔

۷۔ تعقیب نماز

مسئلہ ۱۱۳۰ : مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد انسان کچھ دیر کے لئے تعقیب یعنی ذکر اور دعا اور قرآن مجید پڑھنے میں مشغول رہے اور بہتر ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور اس کا وضو، غسل یا تیمم باطل ہو جائے۔ رو بہ قبلہ ہو کر تعقیب پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ تعقیب عربی میں ہو لیکن بہتر ہے کہ انسان وہ چیزیں پڑھے جو دعاؤں کی کتابوں میں بتائی گئی ہیں اور

تسبیح حضرت زہرا علیہا السلام تعقیبات میں سے ہے جن کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ تسبیح اس ترتیب سے پڑھنی چاہئے۔

۳۴ دفعہ **اللہ اکبر** اس کے بعد ۳۳ دفعہ **الحمدللہ** اور اس کے بعد ۳۳ دفعہ **سبحان اللہ** اور **سبحان اللہ الحمدللہ** سے پہلے بھی پڑھا جاسکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ **الحمدللہ** کے بعد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۱۲۱ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدہ شکر بجالائے اور اتنا کافی ہے کہ شکر کی نیت سے پیشانی زمین پر رکھے لیکن بہتر ہے کہ سو بار یا تین بار یا ایک بار **شکراللہ** یا **عفواً** کہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت حاصل ہو یا کوئی مصیبت اس سے دور ہو تو سجدہ شکر بجالائے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات

مسئلہ ۱۱۲۲ : جب بھی انسان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک مثلاً محمدؐ اور احمدؐ یا آنجناب کا لقب اور کنیت مثلاً مصطفیٰ اور ابوالقاسم زبان سے ادا کرے یا سنے تو خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے کہ صلوات بھیجے۔

مسئلہ ۱۱۲۳ : حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھتے وقت مستحب ہے کہ انسان صلوات بھی لکھے اور بہتر ہے کہ جب بھی آنحضرتؐ کو یاد کرے تو صلوات بھیجے۔

مبطلات نماز

مسئلہ ۱۱۲۴ : بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں اور انہیں مبطلات کہا جاتا ہے۔

اول : یہ کہ نماز کے دوران میں نماز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے مثلاً نماز پڑھتے ہوئے متعلقہ شخص کو پتہ چلے کہ جس لباس سے اس نے ستر پوشی کی ہوئی ہے وہ غصبی ہے۔

دوم : یہ کہ نماز کے دوران میں عمداً یا سہواً یا مجبوری کی وجہ سے انسان کسی ایسی چیز سے دوچار ہو جو وضو یا غسل کو باطل کر دے مثلاً اس کا پیشاب نکل جائے تاہم جو شخص پیشاب یا

پاخانہ نہ روک سکتا ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا پیشاب یا پاخانہ نکل جائے اور وہ اس طریقے پر عمل کرے جو احکام وضو کے سلسلے میں بتایا گیا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی اور اسی طرح اگر نماز کے دوران میں مستحاضہ عورت کا خون خارج ہو تو اگر وہ استحاضہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۵ : جس شخص کو بے اختیار نیند آجائے اگر اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وہ نماز کے دوران میں سو گیا تھا یا اس کے بعد سویا تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۲۶ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ وہ اپنی مرضی سے سویا تھا لیکن شک کرے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا نماز کے دوران میں یہ بھول گیا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور سو گیا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۷ : اگر کوئی شخص نیند سے سجدے کی حالت میں بیدار ہو جائے اور شک کرے کہ آیا نماز کے آخری سجدے میں ہے یا سجدہ شکر میں ہے تو اگر اسے علم ہو کہ بے اختیار سو گیا تھا تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر جانتا ہو کہ اپنی مرضی سے سویا تھا اور اس بات کا احتمال ہو کہ غفلت کی وجہ سے نماز کے سجدے میں سو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

سوم : یہ چیز مبطلات نماز میں سے ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کو باندھے۔

مسئلہ ۱۱۲۸ : اگر کوئی شخص بھول کر یا مجبوراً یا تقیہ کی وجہ سے یا کسی اور کام مثلاً ہاتھ کھجانے وغیرہ کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

چہارم : مبطلات نماز میں سے چوتھی چیز یہ ہے کہ حمد پڑھنے کے بعد انسان آمین کہے لیکن اگر غلطی سے یا تقیہ کے طور پر "آمین" کہے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

پنجم : مبطلات نماز میں سے پانچویں چیز یہ ہے کہ جان بوجھ کر یا بھول کر انسان پشت قبلہ کی طرف کرے یا قبلہ کی دائیں یا بائیں جانب مڑ جائے بلکہ اگر جان بوجھ کر اتنا مڑ جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہے تو خواہ وہ دائیں یا بائیں جانب تک نہ بھی پہنچے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۹ : اگر کوئی شخص عمداً یا سہواً سر کو اتنا گھمائے کہ قبلہ کی دائیں طرف یا بائیں طرف

کے بالمقابل ہو جائے یا اس سے زیادہ انحراف ہو جائے تو نماز باطل ہے لیکن اگر وہ سر کو اتنا کم گھمائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلہ سے موڑ لیا ہے تو ایسا کرنا جان بوجھ کر اشتباہ کرتے ہوئے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور اگر اتنا گھمائے کہ لوگ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلہ سے موڑ لیا ہے لیکن وہ قبلہ کی دائیں یا بائیں حد تک نہ پہنچا ہو تو اس صورت میں اگر منہ کا موڑنا عمداً ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً ہو تو نماز صحیح ہے۔

ششم : مبطلات نماز میں سے چھٹی چیز یہ ہے کہ انسان جان بوجھ کر کوئی ایسا کلمہ کہے جو کہ ایک حرف یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہو خواہ اس کے کوئی معنی نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۱۳۰ : اگر کوئی شخص سہواً ایسا کلمہ کہے جس کے حروف ایک یا اس سے زیادہ ہوں تو خواہ وہ کلمہ معنی بھی رکھتا ہو اس شخص کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن اس کے لیئے ضروری ہے کہ جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا نماز کے بعد سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۳۱ : نماز کی حالت میں کھانسنے' ڈکار لینے اور آہ بھرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن آخ اور آہ اور انہی جیسے کلمات کا عمداً کہنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۲ : اگر کوئی شخص کوئی کلمہ ذکر کے قصد سے کہے مثلاً ذکر کر کے قصد سے "اللہ اکبر" کہے اور اسے کہتے وقت آواز بلند کرے تاکہ دوسرے شخص کو کسی چیز کی طرف متوجہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اگر کوئی چیز دوسرے کے علم میں لانے کے لیئے کوئی کلمہ ذکر کے قصد سے کہے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۳۳ : سوائے ان چار آیات کے جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے اور جن کا ذکر جنابت کے احکام کے سلسلے میں ہو چکا ہے نماز میں قرآن مجید کے پڑھنے اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی زبان میں دعا نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۱۳۴ : اگر کوئی شخص بغیر قصد جزیت عمداً" یا احتیاطاً" حمد اور سورۃ کے کسی حصے یا اذکار نماز کی تکرار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۳۵ : انسان کو چاہئے کہ نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کہے اور اگر کوئی دوسرا شخص

اسے سلام کہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ جیسے اس نے سلام کہا ہے ویسے ہی جواب دے مثلاً اگر اس نے "سلام علیکم" کہا ہے تو جواب میں "سلام علیکم" ہی کہے لیکن "علیکم السلام" کے جواب میں جو صیغہ چاہے کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۶ : انسان کو چاہئے کہ خواہ وہ نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو سلام کا جواب فوراً دے اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے سلام کا جواب دینے میں اتنا توقف کرے کہ اگر جواب دے تو وہ اس سلام کا جواب شمار نہ ہو تو پھر اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو اسے چاہئے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۷ : انسان کو چاہئے کہ سلام کا جواب اس طرح دے کہ سلام کرنے والا سن لے لیکن اگر سلام کرنے والا بہرہ ہو یا سلام کہہ کر جلدی سے گزر جائے تو اگر انسان اسے حسب معمول جواب دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۸ : یہ واجب نہیں کہ نماز پڑھنے والا سلام کا جواب دعا کے ارادے سے دے یعنی خداوند عالم سے سلام کرنے والے کے لیئے سلامتی چاہے بلکہ اگر محض تحیت (سلام) کے قصد سے ہو تو بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۹ : اگر عورت یا نامحرم مرد یا ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہو نماز پڑھنے والے کو سلام کہے تو نماز پڑھنے والا اس کا جواب دے سکتا ہے لیکن اگر عورت "سلام علیک" کہہ کر سلام کہے تو نماز پڑھنے والے کو چاہے کہ جواب میں "سلام علیک" کہے اور کاف پر زبر اور زیر اور پیش نہ دے۔

مسئلہ ۱۱۴۰ : اگر نماز پڑھنے والا سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہ گار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۱ : اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو اس طرح غلط سلام کہے کہ وہ سلام ہی شمار نہ ہو تو اس سلام کا جواب دینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱۴۲ : کسی ایسے شخص کے سلام کا جواب جو مزاح اور تمسخر کے طور پر سلام کرے اور

ایسے غیر مسلم مرد اور عورت کے سلام کا جواب جو ذمی نہ ہوں واجب نہیں ہے اور اگر ذمی ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کے جواب میں کلمہ "علیک" کہہ دینا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۳ : اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے تو ان سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر ان میں سے ایک شخص جواب دے دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۴ : اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور جواب ایک ایسا شخص دے جسے سلام کہنے کا سلام کرنے والے کا ارادہ نہ ہو تو اس شخص کے جواب دینے کے باوجود سلام کا جواب اس گروہ پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۵ : اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور اس گروہ میں سے جو شخص نماز میں مشغول ہو وہ شک کرے کہ آیا سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا یا نہیں تو اسے چاہئے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ اس شخص کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا لیکن کوئی شخص سلام کا جواب دے دے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے لیکن نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا اور کوئی دوسرا جواب نہ دے تو اسے (یعنی نماز پڑھنے والے کو) چاہئے کہ سلام کا جواب دے۔

مسئلہ ۱۱۴۶ : سلام کرنا مستحب ہے اور اس امر کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیدل کو اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

مسئلہ ۱۱۴۷ : اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اس کے سلام کا جواب دے۔

مسئلہ ۱۱۴۸ : اگر انسان نماز نہ پڑھ رہا ہو تو مستحب ہے کہ سلام کا جواب اس سلام سے بہتر الفاظ میں دے مثلاً اگر کوئی شخص "سلام علیکم" کہے تو جواب میں کہے "سلام علیکم و رحمتہ اللہ"

ہفتم : نماز کے مبطلات میں سے ساتویں چیز آواز کے ساتھ جان بوجھ کر ہنسنا ہے پس اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بغیر آواز یا سہواً آواز کے ساتھ ہنسے تو ظاہر ہے کہ اس کی نماز میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۱۱۴۹ : اگر ہنسی کی آواز روکنے کے لیئے کسی شخص کی حالت بدل جائے مثلاً اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ نماز کو مکمل کرنے کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

ہشتم : نماز کے مبطلات میں سے آٹھویں چیز یہ ہے کہ انسان دنیاوی کام کے لیئے جان بوجھ کر آواز سے روئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دنیاوی کام کے لیئے بغیر آواز کے بھی نہ روئے لیکن اگر خوف خدا سے یا آخرت کے لیئے یا غم حسینؑ کی یاد میں روئے تو خواہ آہستہ روئے یا بلند آواز سے روئے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے۔

نہم : نماز باطل کرنے والی چیزوں میں سے نویں چیز کوئی ایسا کام ہے جس سے نماز کی شکل باقی نہ رہے مثلاً تالی بجانا یا اچھلنا کودنا وغیرہ قطع نظر اس سے کہ ایسا کرنا عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو۔ لیکن جو کام نماز کی شکل تبدیل نہ کرے (مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا) اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۰ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس قدر ساکت ہو جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۱ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں کوئی کام کرے یا کچھ دیر ساکت رہے اور شک کرے کہ آیا اس کی نماز ٹوٹ گئی ہے یا نہیں تو اس کے لیئے جائز ہے کہ نماز توڑ کر دوبارہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ نماز ختم کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

دہم : مبطلات نماز میں سے دسویں چیز کھانا اور پینا ہے پس اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں اس طرح کھائے یا پیئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو خواہ اس کا یہ فعل عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے البتہ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان سے پہلے مستحبی نماز پڑھ رہا ہو اور پیاسا ہو اور اسے ڈر ہو کہ اگر نماز ختم کرے گا تو صبح ہو جائے گی تو اگر پانی اس کے سامنے دو تین قدم کے فاصلے پر ہو تو وہ نماز کے دوران میں پانی پی سکتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ کوئی ایسا کام (مثلاً قبلہ سے منہ پھیرنا) نہ کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۱۵۲ : اگر کسی کے جان بوجھ کر کھانے پینے سے نماز کا تسلسل ٹوٹ جائے یعنی لوگ یہ نہ

کہیں کہ وہ پے در پے نماز پڑھ رہا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور پہلی نماز کو بھی پورا کرے۔

مسئلہ ۱۱۵۳ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں کوئی ایسی غذا نگل لے جو اس کے منہ یا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر قند یا شکر یا انہیں جیسی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور نماز کی حالت میں آہستہ آہستہ گھل کر پیٹ میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

یازدہم مبطلات نماز میں سے گیارہویں چیز دو رکعتی یا تین رکعتی نمازوں میں یا چار رکعتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں شک ہے بشرطیکہ نماز پڑھنے والا شک پر باقی رہے۔

دوازدہم مبطلات نماز میں سے بارہویں چیز یہ ہے کہ کوئی شخص نماز کے رکن جان بوجھ کر یا بھول کر کم یا زیادہ کر دے یا ایک ایسی چیز کو جو رکن نہیں ہے جان بوجھ کر کوئی چیز نماز میں بڑھائے یا کسی رکن مثلاً رکوع اور دو سجدوں کو ایک رکعت میں غلطی سے بڑھا دے۔ البتہ بھولے سے تکبیرۃ الاحرام کی زیادتی نماز کو باطل نہیں کرتی۔ لیکن احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۵۴ : اگر کوئی شخص نماز کے بعد شک کرے کہ آیا دوران نماز اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے یا نہیں جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں

مسئلہ ۱۱۵۵ : کسی شخص کا نماز میں اپنا چہرہ دائیں یا بائیں جانب اتنا کم موڑنا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلے سے موڑ لیا ہے مکروہ ہے۔ ورنہ (یعنی اگر چہرہ زیادہ موڑے تو) جیسا کہ بیان ہو چکا ہے نماز باطل ہے اور اگر کوئی شخص نماز میں اپنی آنکھیں بند کرے یا دائیں اور بائیں طرف گھمائے اور اپنی داڑھی اور ہاتھوں سے کھیلے اور انگلیاں ایک دوسری میں داخل کرے اور تھوکے اور قرآن مجید یا کسی اور کتاب یا انگوٹھی کی تحریر دیکھے تو وہ بھی مکروہ ہے اور اگر حمد اور سورۃ اور ذکر پڑھتے وقت کسی کی بات سننے کے لیے خاموش ہو جائے تو وہ بھی مکروہ ہے ہر وہ کام جو کہ خضوع و خشوع کو معدوم کر دے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۶ : جب انسان کو نیند آ رہی ہو اور اس وقت بھی جب اس نے پیشاب اور پاخانہ روک

رکھا ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح نماز کی حالت میں ایسا موزہ پہننا بھی مکروہ ہے جو پاؤں کو جکڑ لے اور ان کے علاوہ دوسرے مکروہات بھی مفصل کتابوں میں بیان کیئے گئے ہیں۔

وہ صورتیں جن میں واجب نمازیں توڑی جاسکتی ہیں

مسئلہ ۱۱۵۷ : اختیاری حالت میں واجب نماز کا توڑنا حرام ہے لیکن مال کی حفاظت اور مالی یا بدنی ضرر سے بچنے کے لیئے اس کے توڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۵۸ : اگر انسان اپنی جان کی حفاظت یا کسی ایسے شخص کی جان کی حفاظت جس کی جان کی حفاظت واجب ہو یا ایسے مال کی حفاظت جس کی نگہداشت واجب ہو نماز توڑے بغیر ممکن نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ نماز توڑ دے۔

مسئلہ ۱۱۵۹ : اگر کوئی شخص وسیع وقت میں نماز پڑھنے لگے اور قرض خواہ اس سے اپنے قرضے کا مطالبہ کرے اور وہ اس کا قرضہ نماز کے دوران ہی ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اسی حالت میں ادا کر دے اور اگر بغیر نماز توڑے اس کا قرضہ چکانا ممکن نہ ہو تو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور اس کا قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۶۰ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران میں پتہ چلے کہ مسجد نجس ہے اور وقت تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز تمام کرے اور اگر وقت وسیع ہو اور مسجد کو پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کے دوران میں اسے پاک کرے اور بعد میں باقی نماز پڑھے اور اگر نماز ٹوٹ جاتی ہو اور نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن ہو تو مسجد کو پاک کرنے کے لیئے اس کا نماز توڑنا جائز ہے اور اگر نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی لیئے ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۶۱ : جس شخص کے لیئے نماز کا توڑنا ضروری ہو اگر وہ نماز مکمل کرے تو وہ گناہ گار ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۶۲ : اگر کسی شخص کو رکوع کی حد تک جھکنے سے پہلے یاد آجائے کہ وہ اذان اور اقامت کہنا بھول گیا ہے اور نماز کا وقت وسیع ہو تو مستحب ہے کہ یہ چیزیں کہنے کے لیئے نماز توڑ دے اور اگر

اسے قرات سے پہلے یاد آئے کہ اقامت کہی بھول گیا ہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

شکیات

نماز کے شکیات کی ۲۳ قسمیں ہیں ان میں سے آٹھ اس قسم کے شک ہیں جو نماز کو باطل کرتے ہیں اور چھ اس قسم کے شک ہیں جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے اور باقی نو اس قسم کے شک ہیں جن کا حل ممکن ہے۔

وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں

مسئلہ ۱۱۶۳ : جو شک نماز کو باطل کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱ ... دو رکعتی واجب نماز (مثلاً صبح اور نماز مسافر) کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک البتہ نماز مستحب اور نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔

۲ ... تین رکعتی نماز میں کوئی شخص شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہے۔

۳ ... یہ کہ چار رکعتی نماز میں کوئی شخص شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں۔

۴ ... یہ کہ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدہ کا ذکر ختم ہونے سے پہلے نمازی شک کرے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ پڑھی ہیں۔

۵ ... دو اور پانچ رکعتوں کے درمیان یا دو اور پانچ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے

۶ ... تین اور چھ رکعتوں کے درمیان یا تین اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے

۷ ... نماز کی رکعتوں میں شک یعنی انسان کو یہ علم نہ ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

۸ ... چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک یا چار اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے

مسئلہ ۱۱۶۴ : اگر انسان کو نماز باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک پیش آئے تو احتیاط یہ

ہے کہ نماز نہ توڑے بلکہ اس قدر غور و فکر کرے کہ نماز کی شکل برقرار نہ رہے یا یقین یا گمان حاصل ہونے سے ناامید ہو جائے۔

وہ شک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے

مسئلہ ۱۱۶۵ : وہ شکوک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے مندرجہ ذیل ہیں

۱... اس چیز کے بارے میں شک جس کے بجا لانے کا موقع گزر گیا ہو مثلاً یہ کہ انسان رکوع میں شک کرے کہ اس نے حمد پڑھی ہے یا نہیں۔

۲... سلام نماز کے بعد شک

۳... نماز کا وقت گزر جانے کے بعد شک

۴... کثیر الشک کا شک یعنی اس شخص کا شک جو زیادہ شک کرتا ہو۔

۵... رکعتوں کی تعداد کے بارے میں امام کا شک جب کہ ماموم ان کی تعداد جانتا ہو اور اسی طرح ماموم کا شک جبکہ امام نماز کی رکعتوں کی تعداد جانتا ہو۔

۶... مستحبی نمازوں اور نماز احتیاط کے بارے میں شک

۱۔ اس فعل میں شک جس کا موقع گزر گیا ہو

مسئلہ ۱۱۶۶ : اگر نماز پڑھنے والا نماز کے دوران میں شک کرے کہ اس نے نماز کا ایک واجب فعل سر انجام دیا ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور جو فعل اس کے بعد سر انجام دینا ہو ابھی اس میں مشغول نہ ہوا ہو اسے چاہئے کہ جس فعل کے انجام دینے کے بارے میں شک کیا ہو اسے بجا لائے اور اگر وہ اس فعل میں مشغول ہو گیا ہو جو اسے بعد میں بجا لانا تھا مثلاً سورہ پڑھتے ہوئے شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو پھر اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۷ : اگر نماز پڑھنے والا کوئی آیت پڑھتے ہوئے شک کرے کہ اس سے پہلے کی آیت پڑھی ہے یا نہیں یا جس وقت آیت کا آخری حصہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ اس کا پہلا حصہ پڑھا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۸ : اگر نماز پڑھنے والا رکوع یا سجود کے بعد شک کرے کہ ان کے واجب افعال (مثلاً ذکر

اور بدن کا سکون کی حالت میں ہونا) اس نے سرانجام دیئے ہیں یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۹ : اگر نماز پڑھنے والا اس حالت میں کہ سجدے میں جارہا ہو شک کرے کہ رکوع بجالایا ہے یا نہیں تو اس کے لیئے لازم ہے کہ واپس مڑے اور رکوع بجالائے اور اگر شک کرے کہ رکوع کے بعد کھڑا ہوا تھا یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۷۰ : اگر نمازی کھڑا ہوتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ واپس مڑے اور بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۷۱ : جو شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر حمد یا تسبیحات پڑھتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر اس سے پیشتر کہ حمد یا تسبیحات میں مشغول ہو شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۷۲ : اگر نمازی شک کرے کہ نماز کا کوئی ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے بجالائے مثلاً اگر تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں تو چاہئے کہ بجالائے اور اگر بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ اس رکن کو بجالایا تھا تو ایک رکن بڑھ جانے کی وجہ سے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۳ : اگر نمازی شک کرے کہ ایک ایسا عمل جو نماز کا رکن نہیں ہے بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے بجالائے مثلاً اگر سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ حمد پڑھے اور اگر اسے انجام دینے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے پہلے ہی بجالا چکا تھا تو چونکہ رکن زیادہ نہیں ہوا اس لیئے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۴ : اگر نمازی شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں مثلاً جب تشہد پڑھ رہا ہو شک کرے کہ دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور اپنے شک کی پروا نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ

اس رکن کو بجا نہیں لایا تو اگر وہ بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو چاہئے کہ جو رکن بجا نہ لایا ہو اسے بجا لائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے مثلاً بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجالایا تو اسے چاہئے کہ بجالائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجالایا) تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۵ : اگر نمازی شک کرے کہ وہ ایک ایسا عمل جو رکن نہیں ہے بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد والے عمل میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے مثلاً جس وقت وہ سورۂ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ شک کی پروا نہ کرے اور اگر اسے بعد میں یاد آئے کہ اس عمل کی بجا نہیں لایا تھا اور بعد میں آنے والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو چاہئے کہ اس عمل کو بجالائے اور اگر بعد میں آنے والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اس بنا پر مثلاً اگر قنوت میں اسے یاد آئے کہ اس نے حمد نہیں پڑھی تو اسے چاہئے کہ پڑھے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۶ : اگر نمازی شک کرے کہ اس نے نماز کا سلام پڑھا ہے یا نہیں اور دوسری نماز میں مشغول ہو جائے یا کوئی ایسا کام انجام دینے کی وجہ سے جو نماز کو برقرار نہیں رکھتا وہ نمازی کی حالت سے خارج ہو گیا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر ان صورتوں کے پیدا ہونے سے پہلے شک کرے تو چاہئے کہ سلام پڑھے خواہ وہ تعقیب میں ہی کیوں نہ مشغول ہو چکا ہو اور اگر شک کرے کہ سلام درست پڑھا ہے یا نہیں تو خواہ تعقیب میں مشغول نہ بھی ہوا ہو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

۲۔ سلام کے بعد شک کرنا

مسئلہ ۱۱۷۷ : اگر نمازی سلام کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز صحیح طور پر پڑھی ہے یا نہیں۔ مثلاً شک کرے کہ رکوع ادا کیا یا نہیں چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر اسے دونوں طرف سے نماز کے باطل ہونے کا شک ہو مثلاً چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا پانچ رکعت تو اس کی نماز باطل ہے

۳۔ وقت کے بعد شک کرنا

مسئلہ ۱۱۷۸ : اگر کوئی شخص نماز کا وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں گمان کرے کہ نہیں پڑھی تو اس نماز کا پڑھنا لازم نہیں لیکن اگر وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو خواہ گمان کرے کہ پڑھی ہے پھر بھی اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۷۹ : اگر کوئی شخص وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز درست پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۰ : اگر نماز ظہر و عصر کا وقت گزر جانے کے بعد نمازی جان لے کہ چار رکعت نماز پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ ظہر کی نیت سے پڑھی ہے یا عصر کی نیت سے تو احتیاط کی بنا پر چار رکعت نماز قضا اس نماز کی نیت سے پڑھے جو اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۱ : اگر مغرب و عشا کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد نمازی کو پتہ چلے کہ اس نے ایک نماز پڑھی ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ تین رکعتی نماز پڑھی ہے یا چار رکعتی پڑھی ہے تو اسے چاہئے کہ مغرب و عشا کی نماز کی قضا کرے۔ (یعنی مغرب و عشاء دونوں کی قضا کرے)

۴۔ کثیر الشک (جو شخص زیادہ شک کرتا ہو)

مسئلہ ۱۱۸۲ : کثیر الشک وہ شخص ہے جس کے بارے میں لوگ عموماً کہیں کہ وہ زیادہ شک کرتا ہے یا اس کی کیفیت ایسی ہو کہ ہر تین نمازوں میں کم از کم ایک دفعہ شک کرتا ہو تو ایسا شخص اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۳ : اگر کثیر الشک انسان نماز کے اجزاء میں سے کسی جزو کے بجا لانے کے بارے میں شک کرے تو اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ اس جزو کو بجا لایا ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ رکوع کر لیا ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے بجا لانے کے بارے میں شک کرے جو نماز کو باطل کرتی ہو مثلاً شک کرے کہ صبح نماز کی دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو یہی سمجھے کہ نماز ٹھیک پڑھی ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۴ : جو شخص نماز کے کسی ایک عمل میں زیادہ شک کرتا ہو اگر اس کے علاوہ وہ نماز کے کسی دوسرے عمل میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے مثلاً جو شخص اس بارے میں زیادہ شک کرتا ہو کہ سجدہ کیا ہے یا نہیں اگر رکوع کے بجالانے میں شک کرے تو اسے چاہئے شک کے حکم پر عمل کرے یعنی اگر سجدہ نہ کیا ہو تو رکوع بجالائے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۵ : جو شخص کسی مخصوص نماز مثلاً ظہر کی نماز میں زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ کسی دوسری نماز مثلاً عصر کی نماز میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۶ : جو شخص کسی مخصوص جگہ نماز پڑھتے وقت زیادہ شک کرتا ہو اگر کسی دوسری جگہ نماز پڑھے اور اسے شک پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۷ : اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ آیا وہ کثیر الشک ہو گیا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور کثیر الشک شخص کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ لوگوں کی عام حالت پر لوٹ آیا ہے اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۸ : جو شخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور وہ اس شک کی پرواہ نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ رکن بجا نہیں لایا اور اس کے بعد کے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ اس رکن کو بجالائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پرواہ نہ کرے اور دوسرے سجدے سے پہلے اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو چاہئے کہ رکوع کرے اور اگر دوسرے سجدے کے دوران میں اسے یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۹ : جو شخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ کوئی ایسا عمل جو رکن نہ ہو بجالایا ہے یا نہیں اور اس شک کی پرواہ نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ عمل بجا نہیں لایا تو اگر بجا لانے کے مقام سے ابھی نہ گزرا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے بجالائے اور اگر اس کے مقام سے گزر گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے مثلاً اگر شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور شک کی پرواہ نہ کرے اور قنوت

پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے کہ حمد نہیں پڑھی تو چاہئے کہ پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۵- امام اور ماموم کا شک

مسئلہ ۱۱۹۰ : اگر امام جماعت نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے مثلاً شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں اور مقتدی کو یقین یا گمان ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ یہ بات امام جماعت کے علم میں لے آئے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو امام کو چاہئے کہ نماز کو اختتام تک پہنچائے اور نماز احتیاط کا پڑھنا ضروری نہیں اور اگر امام کو یقین یا گمان ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور مقتدی نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

٦- مستحبی نماز میں شک

مسئلہ ۱۱۹۱ : اگر کوئی شخص نماز کی رکعتوں میں شک کرے اور شک زیادتی کی طرف ہو جو نماز کو باطل کرتی ہے تو اسے چاہئے کہ یہ سمجھ لے کہ کم رکعتیں پڑھی ہیں مثلاً اگر صبح کے نافلہ میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو یہی سمجھے کہ دو پڑھی ہیں اور اگر زیادتی کی طرف والا شک نماز کو باطل نہ کرے مثلاً اگر نماز میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک پڑھی ہے تو شک کے جس طرف پر بھی عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۲ : رکن کا کم ہونا نافلہ نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن رکن کا زیادہ ہونا اسے باطل نہیں کرتا۔ پس اگر نماز نافلہ کے افعال میں سے کوئی فعل بھول جائے اور یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ اس کے بعد والے رکن میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہئے کہ اس فعل کو انجام دے اور دوبارہ اس رکن کو بجالائے مثلاً اگر رکوع کے دوران میں اسے یاد آئے کہ سورۂ حمد نہیں پڑھی تو اسے چاہئے کہ واپس لوٹے اور حمد پڑھے اور دوبارہ رکوع میں جائے۔

مسئلہ ۱۱۹۳ : اگر کوئی شخص نافلہ کے افعال کے بارے میں کسی فعل کے متعلق شک کرے خواہ وہ فعل رکن ہو یا غیر رکن ہو اور اس فعل کا موقع نہ گزرا ہو تو چاہئے کہ اسے بجالائے اور اگر موقع گزر گیا ہو تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۹۴ : اگر کسی شخص کو دو رکعتی نماز میں تین یا زیادہ رکعتوں کو پڑھ لینے کا گمان ہو تو چاہئے کہ اس گمان کی پروا نہ کرے اور نماز اس کی صحیح ہے۔ لیکن اگر اس کا گمان دو رکعتوں کا یا اس سے کم کا ہو تو چاہئے کہ اسی گمان پر عمل کرے مثلاً اگر اسے گمان ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے تو چاہئے کہ ایک رکعت اور پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۹۵ : اگر کوئی شخص نافلہ نماز میں کوئی ایسا فعل کرے جس کے لیئے واجب نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہو یا ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ نماز کے بعد سجدہ سہو یا قضائے سجدہ اور تشہد بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۹۶ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مستحبی نماز پڑھی ہے یا نہیں اور اس نماز کا نماز جعفر طیار کی طرح کوئی مقررہ وقت نہ ہو تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ نہیں پڑھی اور اگر وہ مستحبی نماز نافلہ یومیہ کی طرح مقررہ وقت رکھتی ہو اور اس وقت کے گزرنے سے پہلے متعلقہ شخص شک کرے کہ اسے بجالایا ہے یا نہیں تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ وہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

صحیح شکوک

مسئلہ ۱۱۹۷ : اگر کسی کو نو صورتوں میں چار رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ فوراً غور و فکر کرے اور اگر یقین یا گمان شک کی کسی ایک طرف ہو جائے تو اسی کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو ذیل میں بتائے جا رہے ہیں۔

۱ ... یہ کہ دوسرے سجدے کے ذکر کے بعد شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اس صورت میں اسے یوں سمجھ لینا چاہئے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک اور رکعت پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑا ہو کر بجالائے۔

۲ ... دوسرے سجدہ کا ذکر ختم ہونے کے بعد اگر انسان شک کرے کہ آیا دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو یہ سمجھ لے کہ چار پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں دو رکعت نماز

احتیاط کھڑا ہو کر بجا لائے۔

۳ ... اگر کسی کو دوسرے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد شک ہو جائے کہ آیا دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چار پڑھی ہیں اور وہ نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

۴ ... اگر کسی شخص کو دوسرے سجدے کا ذکر ختم کرنے کے بعد شک ہو کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ پڑھی ہیں تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چار پڑھی ہیں اور اس بنیاد پر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجا لائے۔ ہاں اگر ان چار شکوک میں سے کوئی ایک شک پہلے سجدہ کے بعد یا دوسرے سجدہ کا ذکر تمام ہونے سے پہلے لاحق ہو تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

۵ ... نماز کے دوران میں جس وقت بھی کسی کو تین رکعت اور چار رکعت کے درمیان شک ہو اسے چاہئے کہ یہ سمجھ لے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

۶ ... اگر قیام کے دوران میں کسی کو چار رکعتوں اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

۷ ... اگر قیام کے دوران میں کسی کو تین اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجا لائے۔

۸ ... اگر قیام کے دوران میں کسی کو تین چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سلام نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

۹ ... اگر قیام کے دوران میں کسی کو پانچ اور چھ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور دو سجدہ سہو بجا لائے اور احتیاط واجب کی بنا پر ان چار صورتوں میں بے جا قیام کے لیئے دو سجدہ سہو بھی بجا لائے۔

مسئلہ ۱۱۹۸ : اگر صحیح شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے نماز نہیں توڑنی چاہئے بلکہ ان احکام کے مطابق عمل کرنا چاہئے جو بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۱۱۹۹ : اگر نماز کے دوران میں انسان کو شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جس کے لیئے نماز احتیاط واجب ہے اور وہ نماز کو تمام کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور نماز احتیاط پڑھے بغیر از سر نو نماز نہ پڑھے اور اگر وہ کوئی ایسا فعل انجام دینے سے پہلے جو نماز باطل کرتا ہو از سر نو نماز پڑھے تو اس کی دوسری نماز بھی باطل ہو گی لیکن اگر کوئی ایسا فعل انجام دینے کے بعد جو نماز کو باطل کرتا ہو نماز میں مشغول ہو جائے تو اس کی دوسری نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۰ : جب نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے اور وہ جانتا ہو کہ بعد کی حالت میں منتقل ہو جانے پر اس کے لیئے یقین یا گمان پیدا ہو جائے گا۔ (یعنی آئندہ فعل نماز میں مشغول ہو جانے پر اس کا شک یقین یا گمان میں بدل جائے گا) تو اس کے لیئے شک کی حالت میں نماز جاری رکھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً اگر قیام کی حالت میں اسے شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں اور وہ جانتا ہو کہ اگر رکوع میں جائے تو کسی ایک طرف یقین یا گمان پیدا کرے گا تو اس حالت میں اس کے لیئے رکوع کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۱ : اگر کسی شخص کا گمان پہلے ایک طرف زیادہ ہو اور بعد میں اس کی نظر میں دونوں اطراف برابر ہو جائیں تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور اگر پہلے ہی دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہوں اور احکام کے مطابق جو کچھ اس کا وظیفہ ہے اس پر عمل کی بنیاد رکھے اور بعد میں اس کا گمان دوسری طرف چلا جائے تو اسے چاہئے کہ اسی طرف کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۲ : جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا گمان ایک طرف زیادہ ہے یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہیں اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۳ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے دوران میں وہ شک کی حالت میں تھا مثلاً اسے شک تھا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں اور اس نے اپنے افعال کی بنیاد تین رکعتوں پر رکھی ہو لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کے گمان میں یہ تھا کہ اس نے تین

رکعتیں پڑھی ہیں یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر تھیں تو اسے چاہئے کہ نماز احتیاط پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۰۴ : اگر تشہد پڑھتے وقت یا قیام کی حالت میں آچکنے کے بعد کوئی شخص شک کرے کہ وہ دو سجدے بجالایا تھا یا نہیں اور اسی وقت اسے ایسا شک لاحق ہو جو اگر دو سجدے تمام ہونے کے بعد لاحق ہو جو صحیح ہو مثلاً وہ شک کرے کہ میں نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین اور وہ اس شک کے احکام کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۵ : اگر کوئی شخص تشہد میں مشغول ہونے سے پہلے یا قیام سے پہلے شک کرے کہ ایک یا دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد صحیح ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۶ : اگر کوئی شخص قیام کی حالت میں تین اور چار رکعتوں کے بارے میں یا تین اور چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور اسے یہ بھی یاد آجائے کہ اس نے اس سے پہلے رکعت کا ایک سجدہ یا دونوں سجدے ادا نہیں کیئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۷ : اگر کسی شخص کا شک زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا شک اسے لاحق ہو جائے مثلاً پہلے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں اور بعد میں شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اسے چاہئے کہ دوسرے شک کے مطابق احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۸ : جو شخص نماز کے بعد شک کرے کہ نماز کی حالت میں مثال کے طور پر اس نے دو اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا یا تین اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا اس کے لیئے جائز ہے کہ نماز کو کالعدم قرار دے۔ اور دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۰۹ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز کی حالت میں اسے کوئی شک لاحق ہو گیا تھا لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ شک نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے تھا یا صحیح شکوک میں سے تھا اور اگر صحیح شکوک میں سے بھی تھا تو اس کا تعلق صحیح شکوک کی کون سی قسم سے تھا تو اس کے لیئے واجب ہے کہ نماز کو کالعدم قرار دے اور دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۰ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر اسے ایسا شک لاحق ہو جائے جس کے لیئے اسے

ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی چاہئے تو اسے چاہئے کہ ایک رکعت بیٹھ کر بجالائے۔ اور اگر ایسا شک کرے جس کے لیئے اسے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تو اسے چاہئے کہ دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۱۱ : جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو اگر وہ نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہونے سے عاجز ہو تو اسے چاہئے کہ نماز احتیاط اس شخص کی طرح بجالائے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اور جس کا حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۲ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھتے وقت کھڑا ہو سکے تو اسے چاہئے کہ اس شخص کے وظیفہ کے مطابق عمل کرے جو کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔

نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۱۲۱۳ : جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہو اسے چاہئے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے اور حمد پڑھے اور رکوع میں جائے اور دو سجدے بجالائے۔ پس اگر اس پر ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو وہ دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھے اور سلام کہے اور اگر اس پر دو رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد ایک اور رکعت پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور تشہد کے بعد سلام کہے۔

مسئلہ ۱۲۱۴ : نماز احتیاط میں سورۃ اور قنوت نہیں ہے اور انسان کو چاہئے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور اس کی نیت زبان پر نہ لائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۵ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ صحیح تھی تو اس کے لیئے نماز احتیاط ساقط ہو جائے گی اور اگر نماز احتیاط کے دوران میں یہ علم ہو جائے تو اس نماز کو تمام کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۱۶ : اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے کسی شخص کو علم ہو جائے کہ اس نے اصلی نماز کی رکعتیں کم پڑھی تھیں اور اصلی نماز پڑھنے کے بعد اس نے کوئی ایسا عمل بھی انجام نہ دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس نے نماز کا جو حصہ نہ پڑھا ہو اسے پڑھے اور بے محل سلام کے لیئے

دو سجدہ سہو ادا کرے اور اگر اس نے کوئی ایسا فعل کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلہ کی جانب پیٹھ کی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۷ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے بعد پتہ چلے کہ اس کی اصلی نماز میں کمی نماز احتیاط کے برابر تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے درمیان شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۸ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ اصلی نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے کم تھی مثلاً دو رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں دو رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے اصلی نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۹ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ اصلی نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے زیادہ تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں اور نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا فعل انجام دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلہ کی جانب پیٹھ کی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر کوئی ایسا فعل انجام نہ دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز احتیاط شمار میں آجائے گی اور ایک رکعت نماز کی کسر (کمی) بجالائے اور اس کی نماز صحیح ہے اور اصلی نماز اور نماز احتیاط کے دونوں زائد سلاموں کے لئے دو سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۲۰ : اگر کوئی شخص دو اور تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کے لئے بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۲۱ : اگر کوئی شخص تین یا چار رکعتوں کے مابین شک کرے اور جس وقت وہ ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں اسے چاہئے کہ نماز احتیاط کو تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہے اور زائد سلام کے لئے سجدہ سہو بجا

لائے اور اگر یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھ رہا ہو تو اگر اسے پہلے رکوع سے پہلے یاد آئے تو وہ کھڑا ہو جائے اور نماز میں جو کمی رہ گئی ہو اس کے مطابق اسے تمام کرے اور اگر اسے رکوع کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۲ : اگر کوئی شخص دو اور تین اور چار رکعتوں کے مابین شک کرے اور جس وقت وہ دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے دوسرے رکوع سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور نماز احتیاط کو ایک رکعت پڑھ کر ہی ختم کر دے اور زائد سلام کے لیئے سجدہ سہو ادا کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۳ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے دوران میں پتہ چلے کہ اس کی اصلی نماز میں کمی نماز احتیاط سے زیادہ یا کم تھی اور وہ نماز احتیاط اپنی اصلی نماز کے فرق کے مطابق تمام نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز احتیاط کو چھوڑ دے اور اس صورت میں اگر ممکن ہو تو نماز کی کمی بجالائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نماز دوبارہ پڑھے مثلاً تین اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں اگر دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھتے وقت اسے یاد آئے کہ اس نے اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو چونکہ وہ بیٹھ کر پڑھی جانے والی دو رکعتوں کو کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی دو رکعتیں شمار نہیں کر سکتا اس لیئے اسے چاہئے کہ بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز احتیاط کو چھوڑ دے پس اگر اسے یہ بات نماز احتیاط کے پہلے رکوع سے پہلے یاد آئی ہو تو اسے چاہئے کہ اصلی نماز میں جتنی کمی رہ گئی ہو وہ پڑھے اور اگر اس کے بعد یاد آئی ہو تو دوبارہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۲۴ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ جو نماز احتیاط اس پر واجب تھی وہ اسے بجالایا ہے یا نہیں تو نماز کا وقت گزر جانے کی صورت میں اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر وقت باقی ہو تو اس صورت میں جبکہ شک اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ بھی نہ گزرا ہو اور اس نے کوئی ایسا فعل بھی نہ کیا ہو (مثلاً قبلہ سے منہ موڑنا) جو نماز کو باطل کرتا ہو اسے چاہئے کہ نماز احتیاط پڑھے اور اگر کوئی ایسا فعل کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو یا نماز اور اس کے شک کے درمیان زیادہ وقفہ ہو گیا ہو تو شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۵ : اگر ایک شخص نماز احتیاط میں کوئی رکن بڑھا دے یا مثال کے طور پر ایک رکعت

کی بجائے دو رکعت پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہو جاتی ہے اسے چاہئے کہ دوبارہ اصلی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۲۶ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھتے ہوئے اس نماز کے افعال میں سے کسی فعل کے متعلق شک ہو جائے تو اگر اس فعل کا موقع نہ گزرا ہو تو اسے بجالائے اور اگر اس کا موقع گزر گیا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے مثلاً اگر شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور ابھی رکوع میں نہ گیا ہو تو حمد پڑھے اور اگر رکوع میں جا چکا ہو تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۷ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ عمل کی بنیاد کم پر رکھے اور اگر زیادہ کی طرف شک نماز کو باطل نہ کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کی بنیاد زیادہ پر رکھے مثلاً جب وہ دو رکعت نماز احتیاط پڑھ رہا ہو اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل کرتا ہے اس لیئے اسے چاہئے کہ سمجھ لے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل نہیں کرتا اس لیئے اسے سمجھنا چاہئے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۲۸ : اگر نماز احتیاط میں کوئی ایسی چیز جو رکن نہ ہو سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو اس کے لیئے سجدہ سہو نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۹ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط کے سلام کے بعد شک کرے کہ وہ اس نماز کے اجزاء اور شرائط میں سے کوئی ایک جزو یا شرط بجالایا ہے یا نہیں وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۰ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط میں تشہد یا ایک سجدہ ادا کرنا بھول جائے اور اس تشہد یا سجدے کا اپنی جگہ پر تدارک بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کے سلام کے بعد اس تشہد یا سجدے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۱ : اگر کسی شخص پر نماز احتیاط اور ایک سجدے کی قضا یا ایک تشہد کی قضا یا دو سجدہ سہو واجب ہوں تو اسے چاہئے کہ پہلے نماز احتیاط بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۳۲ : نماز کی رکعتوں کے بارے میں گمان کا حکم یقین کے حکم کی طرح ہے مثلاً اگر کوئی

شخص یہ نہ جانتا ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں اور گمان رکھتا ہو کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ یہ سمجھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر چار رکعتی نماز میں گمان رکھتا ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں لیکن افعال کے بارے میں گمان شک کا حکم رکھتا ہے پس اگر وہ گمان رکھتا ہو کہ رکوع کیا ہے اور ابھی سجدہ میں داخل نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے (یعنی رکوع کو) بجالائے اور اگر گمان رکھتا ہو کہ حمد نہیں پڑھی اور سورۃ میں داخل ہو چکا ہو تو گمان کی پروا نہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہو گی۔

مسئلہ ۱۲۳۳ : روزانہ کی واجب نمازوں اور دوسری واجب نمازوں کے بارے میں شک اور سہو اور گمان کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے مثلاً اگر کسی شخص کو نماز آیات کے دوران میں شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں تو چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز میں ہے لہذا اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ گمان رکھتا ہو کہ یہ دوسری رکعت یا پہلی رکعت ہے تو اپنے گمان کے مطابق نماز کو تمام کرے۔

سجدہ سہو

مسئلہ ۱۲۳۴ : انسان کو چاہئے کہ نماز کے سلام کے بعد پانچ چیزوں کے لیئے اس طریقے کے مطابق جس کا آئندہ ذکر ہو گا دو سجدۂ سہو بجالائے۔

۱ ... نماز کی حالت میں سہواً کلام کرنا۔

۲ ... جہاں نماز کا سلام نہ کہنا چاہئے وہاں سلام کہنا مثلاً بھول کر پہلی رکعت میں سلام کہنا۔

۳ ... تشہد کا بھول جانا۔

۴ ... چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کا ذکر تمام کرنے کے بعد شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ۔

۵ ... ایک سجدہ بھول جانا یا جہاں کھڑا ہونا چاہئے (مثلاً حمد اور سورہ پڑھتے وقت) وہاں غلطی

سے بیٹھ جانا یا جہاں بیٹھنا چاہیے (مثلاً تشہد پڑھتے وقت) وہاں غلطی سے کھڑے ہو جانا۔ ان تین صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ دو سجدے سہو کے بجا لائے جائیں بلکہ ہر اس چیز کے لیے جو نماز میں بھول سے کم یا زیادہ ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدے سہو کے کیے جائیں اور ان چند صورتوں کے بارے میں احکام کا آئندہ مسائل میں ذکر کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۳۵ : اگر انسان غلطی سے یا اس خیال سے کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے کلام کرے تو اسے چاہیے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۳۶ : اس آواز کے لیے جو آہ بھرنے اور کھانسنے سے پیدا ہوتی ہے' اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا لیکن مثال کے طور پر اگر کوئی شخص غلطی سے آخ یا آہ کہہ دے تو اسے چاہیے کہ سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۳۷ : اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو اس نے غلط پڑھی ہو دوبارہ صحیح طور پر پڑھے تو اس کے دوبارہ پڑھنے پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۸ : اگر کوئی شخص نماز میں غلطی سے کچھ دیر باتیں کرتا رہے اور عموماً اسے ایک دفعہ بات کرنا سمجھا جاتا ہو تو اس کے لیے نماز کے سلام کے بعد دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۳۹ : اگر کوئی شخص غلطی سے تسبیحات اربعہ نہ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۴۰ : جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہیے اگر کوئی شخص غلطی سے **السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین** کہہ دے یا **السلام علیکم** کہے تو اگرچہ اس نے **ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** نہ کہا ہو تو تب بھی اسے چاہیے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے اگر غلطی سے **السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ** کہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۴۱ : جہاں سلام نہیں کہنا چاہیے اگر وہاں کوئی شخص تینوں سلام کہہ دے تو اس کے لیے

دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۲ : اگر کوئی شخص ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے تو اسے چاہئے کہ پلٹے اور سجدہ یا تشہد بجالائے اور نماز کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر بے محل قیام کے لیئے دو سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۴۳ : اگر کسی شخص کو رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ وہ اس سے پہلے رکعت میں ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو اسے چاہئے کہ نماز کے سلام کے بعد احتیاط کی بنا پر سجدے یا تشہد کی قضا کرے اور اس کے بعد دو سجدۂ سہو بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۴۴ : اگر کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد جان بوجھ کر سجدۂ سہو نہ بجالائے تو اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اس کے لیئے واجب ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے بجالائے اور اگر وہ سہواً سجدۂ سہو نہیں بجالایا تو جس وقت بھی اسے یاد آئے احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ فوراً بجالائے اور اس کے لیئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۵ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا بجالانا اس کے لیئے ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۶ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا چار تو اس کا دو سجدے ادا کرنا کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۷ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ دو سجدۂ سہو میں سے ایک سجدۂ سہو نہیں بجالایا اور تدارک بھی ممکن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے اور اگر اسے علم ہو کہ اس نے سہواً تین سجدے کیئے ہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ دو سجدۂ سہو بجالائے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

مسئلہ ۱۲۴۸ : سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے سلام کے بعد انسان فوراً سجدۂ سہو کی نیت کرے اور پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھ دے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احوط یہ ہے کہ کہے۔

مسئلہ ۱۲۴۹ : بسم اللہ و باللہ السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ اس کے بعد اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور دوبارہ سجدے میں جائے اور مذکورہ بالا ذکر پڑھے اور پھر بیٹھ جائے اور تشہد کے بعد کہے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین پڑھے اور افضل یہ ہے کہ تینوں سلام پڑھے۔

بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

مسئلہ ۱۲۵۰ : اگر انسان سجدہ اور تشہد بھول جائے اور نماز کے بعد ان کی قضا بجالائے تو ضروری ہے کہ وہ نماز کی تمام شرائط (مثلاً بدن اور لباس کا پاک ہونا اور رو بہ قبلہ ہونا) اور دوسری شرائط پوری کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۵۱ : اگر انسان کئی دفعہ سجدہ کرنا بھول جائے مثلاً ایک سجدہ پہلی رکعت میں سے اور ایک سجدہ دوسری رکعت میں سے بھول جائے تو اسے چاہئے کہ نماز کے بعد ان دونوں سجدوں کی قضا بجا لائے اور ساتھ ہی وہ سجدہ ہائے سہو بجالائے جو احتیاطاً ان کے لیئے لازم ہیں۔

مسئلہ ۱۲۵۲ : اگر انسان ایک سجدہ اور ایک تشہد بھول جائے تو وہ ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے دونوں کو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۵۳ : اگر انسان دو رکعتوں میں سے دو سجدے بھول جائے تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ قضا کرتے وقت ترتیب سے بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۵۴ : اگر انسان نماز کے سلام اور سجدہ یا تشہد کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً پیٹھ قبلہ کی طرف کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سجدہ اور تشہد کی قضا کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۵۵ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ آخری رکعت کا ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو اسے چاہئے کہ لوٹ جائے اور نماز کو تمام کرے اور بے محل سلام کے لیئے دو سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۵۶ : اگر ایک شخص نماز کے سلام اور سجدہ یا تشہد کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے لیئے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو مثلاً بھولے سے کلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اس سجدہ سہو کے علاوہ جو وہ سجدے یا تشہد کی قضا کے لیئے ادا کرے دو اور سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۵۷ : اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ نماز میں سجدہ بھولا ہے یا تشہد تو اسے چاہئے کہ سجدے کی قضا کرے اور دو سجدۂ سہو بجالائے اور احتیاطاً تشہد کی بھی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۸ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ سجدہ یا تشہد بھولا ہے یا نہیں تو اس کے لیئے ان کی قضا کرنا یا سجدۂ سہو ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۹ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے اور شک کرے کہ بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے بجالایا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۶۰ : جس شخص کے لیئے سجدہ یا تشہد کی قضا واجب ہو اگر کسی دوسری چیز کی وجہ سے سجدۂ سہو بھی اس پر واجب ہو جائے تو اسے چاہئے کہ نماز ادا کرنے کے بعد سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اس کے بعد سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۶۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد بھولے ہوئے سجدے یا تشہد کی قضا بجالایا ہے یا نہیں اور نماز کا وقت نہ گزرا ہو تو اسے چاہئے کہ سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا مستحب ہے۔

نماز کے اجزاء اور شرائط کو کم یا زیادہ کرنا

مسئلہ ۱۲۶۲ : جب نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر کم یا زیادہ کی جائے تو خواہ وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۳ : اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کوتاہی کرتے ہوئے نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز کم یا زیادہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے صبح اور مغرب اور عشاء کی نمازوں میں حمد اور سورۂ آہستہ پڑھے یا ظہر اور عصر کی نمازوں میں حمد اور سورۂ بلند آواز سے پڑھے یا سفر میں ظہر، عصر اور عشا کی نمازوں کی چار چار رکعتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۴ : اگر نماز کے دوران میں کسی شخص کی سمجھ میں یہ بات آئے کہ اس کا وضو یا غسل باطل تھا یا وضو یا غسل کیئے بغیر نماز پڑھنے لگ گیا ہے تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو یا غسل کے ساتھ پڑھے اور اگر اس کی سمجھ میں یہ بات نماز کے بعد آئے تو اسے چاہئے کہ وضو یا غسل کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۶۵ : اگر کسی شخص کو رکوع میں پہنچنے کے بعد یاد آئے کہ پیشتر والی رکعت کے دو سجدے بھول گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو اسے چاہئے کہ واپس مڑے اور دو سجدے بجا لائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور حمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر بے محل قیام کے لیئے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۶۶ : اگر کسی شخص کو **السلام علینا** کہنے سے پہلے یاد آئے کہ وہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا نہیں لایا تو اسے چاہئے کہ دو سجدے بجا لائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۶۷ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام واجب سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں ہیں تو اسے چاہئے کہ جتنا حصہ بھول گیا ہو اسے بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۶۸ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں اور اس سے ایسا فعل بھی سرزد ہو چکا ہو کہ اگر وہ نماز میں عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو (مثلاً اس نے قبلہ کی طرف پیٹھ کی ہو) تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس نے کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو جس کا عمداً یا سہواً کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے

چاہئے کہ جتنا حصہ پڑھنا بھول گیا ہو اسے فوراً بجا لائے اور زائد سلام کے لیئے دو سجدۂ سہو ادا کرے۔

مسئلہ ۱۲۶۹ : جب کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد ایک ایسا فعل انجام دے جو اگر نماز کے دوران میں کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو (مثلاً پیٹھ قبلہ کی طرف کرے) اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ دو آخری سجدے بجا نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کو باطل کرنے والا کوئی فعل کرنے سے پہلے اسے یہ بات یاد آئے تو اسے چاہئے کہ جو دو سجدے ادا کرنا بھول گیا ہے انہیں بجا لائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے اور جو سلام پہلے پڑھا ہو اس کے لیئے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۷۰ : اگر کسی شخص کو پتہ چلے کہ اس نے نماز وقت سے پہلے پڑھ لی ہے یا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے پڑھی ہے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ پڑھے۔ اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے لیکن اگر اسے یہ پتہ چلے کہ اس نے نماز قبلہ کے دائیں طرف یا بائیں طرف منہ کر کے پڑھی ہے تو اگر یہ علم اسے نماز کا وقت گزرنے سے پہلے ہو تو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزرنے کے بعد پتہ چلے تو بعید نہیں ہے کہ اس کی نماز قضا نہ ہو بجز اس صورت کے کہ یہ عمل حکم شرعی سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ہو۔

مسافر کی نماز

مسافر کو چاہئے کہ ظہر، عصر اور عشا کی نماز آٹھ شرئیں ہوتے ہوئے قصر بجا لائے یعنی دو رکعت پڑھے۔

پہلی شرط : یہ کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ شرعی سے کم نہ ہو اور فرسخ شرعی ساڑھے پانچ کیلو میٹر سے قدرے کم ہوتا ہے (جہاں تک میلوں کا سوال ہے آٹھ فرسخ شرعی کے تقریباً ۲۸ میل بنتے ہیں) یعنی تینتالیس (۴۳) کلو میٹر اور دو سو میٹر۔

مسئلہ ۱۲۷۱ : جس شخص کے جانے اور واپس آنے کی مسافت ملا کر آٹھ فرسخ ہو اور جانے کی مسافت اور اسی طرح واپسی کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اس بنا پر اگر جانے کی مسافت تین فرسخ اور واپسی کی پانچ فرسخ یا اس کے برعکس ہو تو اسے چاہئے کہ نماز

پوری یعنی چار رکعتی پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۲ : اگر سفر پر جانے اور واپس آنے کی مسافت آٹھ فرسخ اور دس دن سے پہلے پہلے واپس پلٹ آئے اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۳ : اگر ایک مختصر سفر آٹھ فرسخ سے کم ہو یا انسان کو علم نہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اسے نماز قصر کر کے نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر شک کرے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۴ : اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص بتائے کہ کسی شخص کا سفر آٹھ فرسخ ہے تو اس شخص کو چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۵ : اگر ایک ایسا شخص جسے یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے نماز قصر کر کے پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ آٹھ فرسخ نہ تھا تو اسے چاہئے کہ نماز چار رکعتی بجالائے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۷۶ : جس شخص کو یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ نہیں یا شک ہو کہ آٹھ فرسخ ہے یا نہیں اور راستے میں اسے معلوم ہو جائے کہ آٹھ فرسخ تھا تو تھوڑا سا سفر باقی ہو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر پوری نماز پڑھ چکا ہو تو دوبارہ قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۷ : اگر دو جگہوں کا درمیانی فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور کوئی شخص کئی دفعہ ان کے درمیان آئے جائے تو خواہ ان تمام مسافتوں کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ بھی ہو جائے اسے نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۲۷۸ : اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں اور ان میں سے ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم اور دوسرا آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو اگر انسان وہاں اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ ہے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۹ : اگر شہر کے اردگرد دیوار ہو تو انسان کو چاہئے کہ آٹھ فرسخ کی ابتدا کا حساب شہر کی

دیوار سے کرے اور اگر شہر کی دیوار نہ ہو تو چاہئے کہ آٹھ فرسخ کا حساب اس کے آخری گھروں سے کرے۔

دوسری شرط : یہ ہے کہ مسافر اپنے سفر کی ابتدا سے ہی آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ اس جگہ تک کا سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرے جس کا فاصلہ طے کردہ فاصلے سے ملا کر آٹھ فرسخ ہو جاتا ہو تو چونکہ وہ شروع سے آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لیئے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ آگے جانے کا ارادہ کرے یا چار فرسخ جانا چاہتا ہو اور پھر چار فرسخ طے کر کے اپنے وطن یا ایسی جگہ واپس آنا چاہتا ہو جہاں اس کا ارادہ دس دن ٹھہرنے کا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۰ : جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا سفر کتنے فرسخ کا ہے (مثلاً کسی گمشدہ شخص یا چیز کو ڈھونڈنے کے لیئے سفر کر رہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ اسے پالینے کے لیئے اسے کہاں تک جانا پڑے گا) اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر واپسی پر اس کے وطن تک کا یا اس جگہ تک کا فاصلہ جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ بنتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ مزید براں اگر وہ سفر پر جانے کے دوران میں ارادہ کرے کہ وہ چار فرسخ کی مسافت جاتے ہوئے اور چار فرسخ کی مسافت واپس آتے ہوئے طے کرے گا تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۱ : مسافر کو نماز قصر کر کے اس صورت میں پڑھنی چاہئے کہ جب اس کا آٹھ فرسخ طے کرنے کا پختہ ارادہ ہو لہٰذا اگر کوئی شخص شہر سے باہر جا رہا ہو اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر کوئی ساتھی مل گیا تو آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جاؤں گا اور اسے اطمینان ہو کہ ساتھی مل جائے گا تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور اگر اسے اس بارے میں اطمینان نہ ہو تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۲ : جو شخص آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اگرچہ ہر روز تھوڑی مقدار میں فاصلہ طے کرے لیکن جب وہ ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں اپنے شہر کی اذان نہ سن سکے اور اہل شہر اسے نہ دیکھ سکیں اور اہل شہر کے اسے نہ دیکھنے کی علامت یہ ہے کہ وہ خود اہل شہر کو نہ دیکھے اسے چاہئے کہ وہ نماز قصر پڑھے لیکن اگر وہ ہر روز اتنی تھوڑی مقدار میں راستہ طے کرے کہ عموماً لوگ یہ نہ کہیں کہ

یہ مسافر ہے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۳ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو (مثلاً نوکر جو اپنے آقا کے ساتھ سفر کر رہا ہو) اگر اسے علم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا ہے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے علم نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اس بارے میں پوچھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۸۴ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر وہ جانتا ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۵ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر اسے شک ہو کہ آیا چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا یا نہیں تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اسے شک اس وجہ سے پیدا ہوا ہو کہ اسے احتمال ہو کہ اس کے سفر میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی اور اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں درست نہ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

تیسری شرط : یہ ہے کہ راستے میں مسافر اپنے ارادے سے پھر نہ جائے پس اگر وہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل دے یا اس کا ارادہ متزلزل ہو جائے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۶ : اگر کوئی شخص چار فرسخ تک پہنچنے کے بعد سفر ترک کر دے اور واپس جانے کا پختہ ارادہ کر لے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اگرچہ وہ اس جگہ دس دن سے کم مدت کے لیئے ہی نہ رہنا چاہتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۸۷ : اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جانے کے لیئے جو آٹھ فرسخ دور ہو سفر شروع کر کے اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کسی اور جگہ جانا چاہے اور جس پہلی جگہ سے اس نے سفر شروع کیا ہے وہاں سے اس جگہ تک جہاں وہ اب جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ بنتے ہوں تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۸ : اگر چار فرسخ جانے کے بعد مسافر کا ارادہ متزلزل ہو جائے کہ آیا آٹھ فرسخ میں سے جو مسافت باقی ہے وہ طے کرے یا کسی جگہ دس دن ٹھہرے بغیر اپنے گھر کو واپس چلا جائے تو جس

وقت وہ تردد کی حالت میں ہو کہ آیا آگے سفر کرے یا نہ کرے اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے خواہ اس کے بعد وہ پختہ ارادہ ہی کیوں نہ کر لے کہ بقیہ سفر کرے گا یا واپس لوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۸۹ : اگر کوئی شخص چار فرسخ طے کرنے کے بعد تذبذب میں پڑ جائے کہ آٹھ فرسخ میں سے باقی ماندہ سفر طے کرے یا اپنے گھر لوٹ جائے لیکن احتمال اس بات کا ہو کہ جس جگہ وہ تذبذب میں مبتلا ہوا ہے وہاں یا کسی اور جگہ دس دن قیام کرے گا اور بعد میں پختہ ارادہ کرے کہ دس دن قیام کیئے بغیر باقی ماندہ راستہ طے کرے گا تو اس صورت میں لازم ہے کہ پوری نماز پڑھے خواہ تردد کی حالت میں سفر کرے یا نہ کرے لیکن اگر اس کا مصمم ارادہ یہ ہو کہ آٹھ فرسخ اور آگے جائے گا یا چار فرسخ تک جائے گا اور چار فرسخ واپسی پر طے کرے گا تو جس وقت وہ روانہ ہوگا اس وقت سے اس کی نماز قصر ہو گی۔

مسئلہ ۱۲۹۰ : اگر چار فرسخ طے کرنے سے پہلے مسافر تذبذب میں پڑ جائے کہ بقیہ سفر طے کرے یا نہیں اور بعد میں مصمم ارادہ کر لے باقی ماندہ راستہ طے کر لے گا اور اس کی باقی ماندہ مسافت آٹھ فرسخ ہو یا یہ چاہے کہ چار فرسخ جائے اور پھر چار فرسخ واپس آئے تو مصمم ارادہ کرنے کے بعد جس وقت سے راستہ طے کرنا شروع کرے نماز قصر کر کے پڑھے اور اس صورت میں اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ تذبذب کی حالت میں سفر کرے یا نہ کرے۔

چوتھی شرط : یہ ہے کہ مسافر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن میں سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچ سے پہلے اپنے وطن سے گزرے یا دس دن کسی جگہ پر رہے اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۱ : جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچ سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا نہیں یا کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرے گا یا نہیں اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۲ : جو شخص آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنا چاہتا ہو یا کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی جو وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن رہنے کے بارے میں متذبذب ہو اگر وہ دس دن کہیں رہنے یا وطن سے گزرنے کا ارادہ ترک بھی کر دے تب بھی اسے

چاہئے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر باقی ماندہ راستہ آٹھ فرسخ ہو یا چار فرسخ ہو اور وہ جانا اور واپس آنا چاہتا ہو اور واپسی کا راستہ بھی چار فرسخ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

پانچویں شرط : یہ ہے کہ مسافر حرام کام کے لیئے سفر نہ کرے اور اگر حرام کام مثلاً چوری کرنے کے لیئے سفر کرے تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے اور اگر خود سفر ہی حرام ہو مثلاً یہ کہ اس سفر میں اس کے لیئے کوئی ایسا ضرر مضمر ہو جس کی جانب پیش قدمی شرعاً حرام ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر (جبکہ اس عورت کو کہا جائے کہ شوہر کی نافرمان ہے۔اور فرزند ماں باپ کے منع کرنے کے باوجود (جب کہا جائے کہ وہ نافرمان ہے) ایسے سفر پر جائیں جو ان پر واجب نہ ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے (یعنی مسافر کو چاہئے کہ پوری نماز پڑھے) لیکن اگر سفر حج کے سفر کی طرح واجب ہو تو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۲۹۳ : جو سفر واجب نہ ہو اگر وہ والدین کی اذیت کا موجب ہو تو حرام ہے اور انسان کو چاہئے کہ اس سفر میں پوری نماز پڑھے اور روزہ بھی رکھے (یعنی اگر رمضان المبارک کا مہینہ ہو تو روزے بھی رکھے)

مسئلہ ۱۲۹۴ : جس شخص کا سفر حرام نہ ہو اور وہ کسی حرام کام کے لیئے بھی سفر نہ کر رہا ہو وہ اگرچہ سفر میں گناہ بھی کرے مثلاً غیبت کرے یا شراب پیے تب بھی اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۵ : اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کرنے کے لیئے سفر کرے تو خواہ سفر میں اس کی کوئی دوسری غرض ہو یا نہ ہو اسے پوری نماز پڑھنی چاہئے پس جو شخص مقروض ہو اگر وہ اپنا قرضہ ادا کر سکتا ہو اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے تو اگر وہ سفر کرتے ہوئے اپنا قرضہ ادا نہ کر سکے اور قرضہ دینے سے فرار حاصل کرنے کے لیئے سفر اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا سفر کسی اور کام کے لیئے ہو تو اگرچہ وہ سفر میں ترک واجب کا مرتکب بھی ہو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۶ : اگر کسی شخص کا سفر حرام نہ ہو لیکن اس کا سواری کا جانور یا سواری کی کوئی اور چیز

جس پر وہ سوار ہو غصبی ہو یا وہ غصبی زمین پر سفر کر رہا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۷ : جو شخص کسی ظالم کے ساتھ سفر کر رہا ہو اگر وہ مجبور ہو اور اس کا سفر کرنا ظالم کی مدد کا موجب ہو تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر مجبور ہو یا مثال کے طور پر کسی مظلوم کو چھڑانے کے لیئے اس ظالم کے ساتھ سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۹۸ : اگر کوئی شخص سیر و تفریح کی خاطر سفر کرے تو اس کا سفر حرام نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۹ : اگر کوئی شخص کھیل تماشے اور خوش وقت گزارنے کے لیئے شکار کو جائے تو اس کی نماز جاتے وقت پوری ہے اور واپسی پر اگر مسافت کی حد پوری ہو تو قصر ہے اور اگر حصول معاش کی خاطر شکار کو جائے تو اس کی نماز قصر ہے اور اگر کمائی اور افزائش دولت کے لیئے جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۰ : اگر کوئی شخص کوئی گناہ کا کام کرنے کے لیئے سفر کرے۔ سفر سے واپسی کے وقت فقط اس کی واپسی کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو اسے چاہئے کہ قصر کر کے پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس نے توبہ نہ کی ہو تو نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۱ : جس شخص کا سفر گناہ کا سفر ہو (یعنی اس کی غایت کوئی ناجائز کام کرنا ہو) اگر وہ سفر کے دوران میں گناہ کا ارادہ ترک کر دے اور اس کی باقی ماندہ مسافت آٹھ فرسخ ہو یا چار فرسخ ہو اور وہ چار فرسخ جا کر بقدر چار فرسخ کا فاصلہ لوٹتے ہوئے طے کرنا چاہتا ہو تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۰۲ : جس شخص نے گناہ کی غرض سے سفر نہ کیا ہو اگر وہ راستے میں طے کرے کہ بقیہ راستہ گناہ کے لیئے طے کرے گا تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے البتہ اس نے جو نمازیں قصر کر کے پڑھی ہوں اگر وہ گزشتہ مسافت کی مقدار کے مطابق ہوں (یعنی جہاں اس نے ارادہ بدلا ہے وہاں تک آٹھ فرسخ پورے ہو گئے ہوں) تو صحیح ہیں ورنہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ان نمازوں کو دوبارہ پڑھے۔

چھٹی شرط : یہ ہے کہ مسافر ان صحرا نشینوں میں سے نہ ہو جو بیابانوں میں گھومتے رہتے ہیں اور

جہاں انہیں خود اپنے اور اپنے حیوانات کے لیے پانی اور خوراک دیکھتے ہیں وہاں رک جاتے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں صحرانشینوں کو ان مسافرتوں میں پوری نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۰۳ : اگر کوئی صحرانشین جائے قیام اور اپنے حیوانات کے لیے چراگاہ تلاش کرنے کے لیے سفر کرے اور اسباب اور سازو سامان اس کے ہمراہ ہو تو وہ پوری نماز پڑھے ورنہ اگر اس کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۴ : اگر کوئی صحرانشین زیارت یا حج یا تجارت یا ان سے ملتے جلتے کسی مقصد کے تحت سفر کرے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر پڑھے۔

ساتویں شرط : یہ ہے کہ اس شخص کا پیشہ سفر نہ ہو لہذا ساربان' گلہ بان' ڈرائیور اور ملاح وغیرہ کو چاہیے کہ خواہ وہ اپنے گھر کا سامان لے جانے کے لیے سفر کر رہا ہو نماز پوری پڑھے اور جس شخص کا پیشہ سفر ہو اس کے ساتھ وہ شخص بھی ملحق ہو جاتا ہے (یعنی اس کے لیے بھی وہی حکم ہے جو اس شخص کے لیے ہے جس کا پیشہ سفر ہو) جو کسی دوسری جگہ پر کام کرتا ہو لیکن دنوں کی قابل شمار مقدار مثلاً ایک مہینے میں دس دن یا زیادہ وہاں تک سفر کر کے لوٹ آتا ہو مثلاً وہ شخص جس کی رہائش ایک جگہ ہو اور کام (تجارت اور معلمی وغیرہ) دوسری جگہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۳۰۵ : جس شخص کا شغل سفر کرنا ہو اگر وہ کسی دوسرے مقصد مثلاً زیارت، یا حج کے لیے سفر اختیار کرے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر مثال کے طور پر ڈرائیور اپنی موٹر گاڑی زیارت کے لیے کرائے پر چلائے اور اس سلسلے میں خود بھی زیارت کر لے تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۶ : باربردار یعنی وہ شخص جو حاجیوں کو مکہ پہنچانے کے لیے سفر کرتا ہو اگر اس کا شغل سفر کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس کا شغل سفر کرنا نہ ہو اور صرف حج کے دنوں میں باربرداری کے لیے سفر کرتا ہو تو اس کے لیے احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۷ : جس شخص کا شغل باربرداری ہو اور وہ دور دراز مقامات سے حاجیوں کو مکہ لے جاتا ہو اگر وہ سال کا کافی حصہ سفر میں رہتا ہو تو اسے پوری نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۰۸ : جس شخص کا شغل سال کے کچھ حصے میں سفر کرنا ہو مثلاً ایک ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں کے دنوں میں اپنی موٹر گاڑی کرائے پر چلاتا ہو اسے چاہئے کہ اس سفر میں نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۹ : ڈرائیور اور گھوم پھر کر کام کرنے والا شخص جو شہر کے آس پاس دو تین فرسخ میں آتا جاتا ہو اگر وہ اتفاقاً" آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جائے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۰ : چاروادار (وہ سوداگر جو چوپائے پر سودا لاد کر بیچتا ہے) جس کا پیشہ ہی مسافرت ہے اگر دس دن یا اس سے زیادہ عرصہ اپنے وطن میں رہ جائے تو خواہ وہ ابتداء سے دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا بغیر ارادے کے اتنے دن رہے اسے چاہئے کہ دس دن کے بعد جب پہلے سفر پر جائے تو نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنے کا قصد کر کے دس دن وہاں مقیم رہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۱ : چاروادار کے علاوہ جس شخص کا شغل سفر ہو اگر وہ اپنے وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن کے قصد سے رہے یا اپنے وطن میں ہی دس دن رہے خواہ ایسا کرنا بغیر قصد کے ہی کیوں نہ ہو تو دس دن کے بعد جب وہ پہلا سفر کرے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۲ : چاروادار جس کا شغل سفر ہو اگر وہ شک کرے کہ وہ اپنے وطن میں یا کسی دوسری جگہ دس دن رہا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۳ : جو شخص شہر بہ شہر سیاحت کرتا ہو اور جس نے اپنے لیئے کوئی وطن معین نہ کیا ہوا ہو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۴ : جس شخص کا شغل سفر کرنا نہ ہو اگر مثلاً وہ کسی شہر یا گاؤں میں کوئی سامان رکھتا ہو اور اسے اٹھانے کے لیئے اسے پے در پے سفر کرنا پڑیں تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۵ : جو شخص اپنا پہلا وطن چھوڑ کر دوسرا وطن اپنانا چاہتا ہو اگر اس کا شغل سفر نہ ہو تو سفر کی حالت میں اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔

آٹھویں شرط : یہ ہے کہ مسافر حد ترخص تک پہنچ جائے اور حد ترخص کے معنی بیان کئے جا چکے ہیں لیکن وطن کے علاوہ حد ترخص معتبر نہیں ہے اور جونہی کوئی شخص اپنی سکونت کے مقام سے نکلے گا اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۱۶ : اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور ایسی جگہ پہنچے جہاں اپنے شہر کی اذان نہ سن سکے لیکن اہل شہر کو دیکھے یا اہل شہر کو نہ دیکھے اور اذان کی آواز سن سکے تو اگر وہ اس جگہ نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ قصر اور پوری نماز دونوں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۷ : جو مسافر اپنے وطن کو واپس آرہا ہو وہ جب اپنے اہل وطن کو دیکھے اور وطن کی اذان کی آواز سنے تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے لیکن جو مسافر وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن ٹھہرنا چاہتا ہو وہ جب تک اس جگہ نہ پہنچے اس کی نماز قصر ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۸ : اگر شہر اتنی بلندی پر واقع ہو کہ وہاں کے رہنے والے لوگ دور سے دکھائی دیں یا اس قدر نشیب میں واقع ہو کہ اگر انسان تھوڑا سا دور بھی جائے تو وہاں کے لوگوں کو نہ دیکھ سکے تو اس شہر کے رہنے والوں میں سے جو شخص سفر میں ہو جب وہ اتنا دور چلا جائے کہ اگر وہ شہر ہموار زمین پر ہوتا تو وہاں کے لوگ اس جگہ سے دیکھے نہ جاسکتے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر راستے کی بلندی یا پستی معمول سے زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ معمول کا لحاظ رکھے۔

مسئلہ ۱۳۱۹ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ سے سفر کرے جہاں کوئی نہ رہتا ہو تو جب وہ ایسی جگہ پہنچے کہ اگر کوئی اس مقام (یعنی سفر شروع کرنے کے مقام) پر رہتا ہو تو وہاں سے نظر آتا تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۰ : اگر مسافر اتنا دور نکل جائے کہ اسے یہ پتہ نہ چلے کہ جو آواز وہ سن رہا ہے وہ اذان کی آواز ہے یا کوئی اور آواز ہے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر یہ پتہ چلے کہ آواز اذان کی ہی ہے لیکن اذان کے کلمات سمجھ میں نہ آئیں تو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۲۱ : اگر مسافر ایسی جگہ پہنچ جائے کہ شہر کی وہ اذان جو عموماً بلند جگہ سے کہی جاتی ہے نہ سن پائے لیکن وہ اذان جو بہت بلند جگہ سے کہی جاتی ہو سن لے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے

پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۲ : اگر مسافر کی قوت باصرہ یا قوت سامعہ یا اذان کی آواز غیر معمولی ہو تو اسے اس مقام پر پہنچ کر نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے جہاں سے متوسط قوت کی آنکھ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے اور متوسط قوت کے کان اذان کی آواز نہ سن سکیں۔

مسئلہ ۱۳۲۳ : اگر مسافر کو سفر کے دوران میں کسی مقام پر شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس مسافر کو جو سفر سے لوٹ رہا ہو شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۴ : جو مسافر سفر کے دوران اپنے وطن سے گزر رہا ہو وہ جب ایسی جگہ پہنچے جہاں سے وہ اپنے اہل وطن کو دیکھ لے اور وہاں کی اذان کی آواز سن لے تو اس چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۵ : جو مسافر اپنی مسافرت کے دوران میں اپنے وطن پہنچ جائے اسے چاہئے کہ جب تک وہاں رہے پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ چاہے کہ وہاں سے آٹھ فرسخ کے فاصلے پر چلا جائے یا چار فرسخ جائے اور پھر چار فرسخ طے کر کے لوٹے تو جس وقت وہ حد ترخص پر پہنچے اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۶ : جس جگہ کو انسان نے اپنی سکونت اور زندگی بسر کرنے کے لیئے منتخب کیا ہو وہ اس کا وطن ہے خواہ وہ وہاں پیدا ہوا ہو اور اس کے ماں باپ کا وطن ہو یا اس نے خود اس جگہ کو زندگی بسر کرنے کے لیئے اختیار کیا ہو۔

مسئلہ ۱۳۲۷ : اگر کوئی شخص ارادہ رکھتا ہو کہ کچھ مدت ایک ایسی جگہ رہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور بعد میں کسی اور جگہ چلا جائے تو وہ اس کا وطن تصور نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۳۲۸ : اگر انسان کسی جگہ کو اپنی زندگی بسر کرنے کا مقام قرار دے اور وہاں اس طرح زندگی بسر کرتا ہو جس طرح کوئی ایسا شخص جس کا وطن ہو (ان اکثر طالب علموں کی مانند جو علمی مراکز میں سکونت رکھتے ہیں اور اگر انہیں کوئی سفر پیش آئے تو دوبارہ وہیں واپس آجاتے ہیں خواہ وہ وہاں ہمیشہ رہنے کا قصد نہ رکھتے ہوں) تو اس جگہ کو اس کے وطن کے حکم میں شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۳۲۹ : جو شخص دو مقامات پر زندگی گزارتا ہو مثلاً چھ مہینے ایک شہر میں اور چھ مہینے دوسرے شہر میں رہتا ہو تو دونوں مقامات اس کا وطن ہیں اور اگر اس نے دو مقامات سے زیادہ مقامات کو زندگی بسر کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہو تو وہ سب اس کا وطن شمار ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳۳۰ : جو شخص کسی ایک جگہ سکونتی مکان کا مالک ہو اگر وہ مسلسل چھ مہینے وہاں ارادے کے ساتھ رہے تو جس وقت تک وہ مکان اس کی ملکیت میں ہے جب بھی وہ سفر کے دوران وہاں پہنچے اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۱ : اگر ایک شخص کسی ایسے مقام پر پہنچے جو کسی زمانے میں اس کا وطن رہا ہو اور بعد میں اس نے اسے ترک کر دیا ہو تو خواہ اس نے کوئی نیا وطن اپنے لئے منتخب نہ بھی کیا ہو اسے چاہئے کہ وہاں پوری نماز نہ پڑھے اگر وہاں ذاتی ملکیت مکان یا گھر یا زمین ہو تو اس کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۳۲ : اگر کسی مسافر کا کسی جگہ مسلسل دس دن رہنے کا ارادہ ہو یا وہ علم رکھتا ہو کہ بامر مجبوری دس دن تک ایک جگہ رہنا پڑے گا تو وہاں اسے پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۳۳ : اگر کوئی مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کا ارادہ پہلی رات یا گیارہویں رات وہاں رہنے کا ہو جونہی وہ ارادہ کرے کہ پہلے دن کے طلوع آفتاب سے دسویں دن کے غروب آفتاب تک وہاں رہے گا اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ پہلے دن کی ظہر سے گیارہویں دن کی ظہر تک وہاں رہنے کا ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۴ : جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اسے اس صورت میں پوری نماز پڑھنی چاہئے جب وہ سارے کے سارے دن ایک جگہ رہنا چاہتا ہو پس اگر وہ مثال کے طور پر چاہے کہ دس دن نجف اور کوفہ یا تہران اور شمیران میں رہے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۵ : جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اگر وہ شروع سے ہی قصد رکھتا ہو کہ ان دس دنوں کے درمیان اس جگہ کے آس پاس ایسے مقامات پر جائے گا جو حد ترخص کی مقدار بھر یا اس سے زیادہ دور ہوں تو اگر اس کے جانے اور آنے کی مدت مثال کے طور پر تقریباً ایک یا دو گھنٹے ہو تو

عام لوگوں کے نزدیک دس دن کے قیام کے منافی نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اگر وہ مدت اس سے زیادہ ہو تو احتیاطاً پوری اور قصر دونوں نمازیں پڑھے اور اگر وہ مدت سارا دن یا دن کا بیشتر حصہ ہو تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۳۶ : اگر کسی مسافر کا کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ نہ ہو مثلاً اس کا ارادہ ہو کہ اگر اس کا ساتھی آگیا یا رہنے کو اچھا مکان مل گیا تو دس دن وہاں رہے گا تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۷ : جب کوئی شخص کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہو اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے وہاں رہنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوگی اور اس کا یہ احتمال معقول بھی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۸ : اگر مسافر کو علم ہو کہ مثلاً مہینہ ختم ہونے میں دس یا دس سے زیادہ دن باقی ہیں اور کسی جگہ مہینے کے آخر تک رہنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے بلکہ اگر اسے علم نہ ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں اور مہینے کے آخر تک وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور صورت یہ ہو کہ مثال کے طور پر معلوم ہو کہ مہینے کا آخری دن جمعہ ہے لیکن مسافر یہ نہ جانتا ہو کہ اس کے ارادہ کرنے کا پہلا دن جمعرات تھا جس سے اس کے قیام کی مدت نو دن بنے یا بدھ تھا جس سے وہ مدت دس دن بنے تو اس صورت میں اگر بعد میں معلوم بھی ہو کہ اس کے ارادہ کرنے کا پہلا دن بدھ تھا تو پوری نماز پڑھے اور اگر یہ صورت نہ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اگرچہ جس وقت اس نے ارادہ کیا تھا اس وقت سے مہینے کے آخری دن تک دس یا اس سے زیادہ دن بنتے ہوں۔

مسئلہ ۱۳۳۹ : اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو کہ وہاں رہے یا کہیں اور چلا جائے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو جائے تو اسے چاہئے کہ جس وقت تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۰ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو روزہ رکھ لے اور

ظہر کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے جبکہ اس نے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لی ہو تو جب تک وہ وہاں رہے اس کے روزے درست ہیں اور اسے چاہئے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر اس نے چار رکعتی نماز نہ پڑھی ہو تو اس کا اس دن کا روزہ صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور بعد کے دنوں میں وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۳۴۱ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے اور شک کرے کہ وہاں رہنے کا ارادہ ترک کرنے سے پہلے ایک چار رکعتی نماز پڑھی تھی یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۲ : اگر کوئی مسافر نماز کو قصر کر کے پڑھنے کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران میں مصمم ارادہ کر لے کہ دس یا اس سے زیادہ دن وہاں رہے گا تو اسے چاہئے کہ نماز کو چار رکعتیں پڑھ کر ختم کرے۔

مسئلہ ۱۳۴۳ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو چار رکعتی نماز کے دوران میں اپنے ارادے سے پھر جائے اور ابھی تیسری رکعت میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو دو رکعتی پڑھ کر ختم کرے اور اپنی باقی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر تیسری رکعت میں مشغول ہو گیا ہو اور رکوع میں نہ گیا ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو قصر کی شکل میں ختم کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اسے چاہئے کہ اس نماز کو دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور جب تک وہاں رہے نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۴ : جس مسافر نے دس دن کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں دس سے زیادہ دن رہے تو جب تک وہاں سے سفر نہ کرے اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ دوبارہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے۔

مسئلہ ۱۳۴۵ : جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو اسے چاہئے کہ واجب روزے رکھے اور مستحب روزہ بھی بجا لا سکتا ہے اور نماز جمعہ اور نافلہ ظہر و عصر و عشا بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۶ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد یا وہاں دس دن رہنے کے بعد اگرچہ اس نے ایک بھی پوری نماز نہ پڑھی ہو یہ چاہے کہ ایک ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم فاصلے پر ہو اور پھر لوٹ آئے اور اپنی پہلی جگہ پر دس دن یا اس سے کم مدت کے لیئے رہے تو اسے چاہئے کہ اس وقت سے جب وہ وہاں جائے اس وقت تک جب وہ لوٹے اور لوٹنے کے بعد پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا اپنی اقامت کے مقام پر واپس آنا فقط اس وجہ سے ہو کہ وہ اس کے سفر کے راستے میں واقع ہو اور اس کا سفر مسافت شرعیہ (یعنی آٹھ فرسخ) ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ لوٹنے کے وقت نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۷ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعت والی ادا نماز پڑھنے کے بعد چاہے کہ ایک اور جگہ چلا جائے جس کا فاصلہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دس دن وہاں رہے تو اسے چاہئے کہ جاتے ہوئے اور اس جگہ پر جہاں وہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اپنی نمازیں پوری پڑھے لیکن اگر وہ جگہ جہاں وہ جانا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ دور ہو تو اسے چاہئے کہ جانے کے وقت اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اگر وہ وہاں دس دن نہ رہنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ جتنے دن وہاں رہے ان دنوں کی نمازیں بھی قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۸ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعت والی نماز پڑھنے کے بعد ایک ایسی جگہ جانا چاہے جو چار فرسخ سے کم دور ہو اور مذبذب ہو کہ اپنی پہلی جگہ پر واپس آئے یا نہ یا اس جگہ واپس آنے سے بالکل غافل ہو یا چاہے کہ واپس ہو جائے لیکن مذبذب ہو کہ آیا دس دن اس جگہ ٹھہرے یا نہ یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو جائے تو اسے چاہئے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی پوری نمازیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۹ : اگر ایک مسافر اس خیال سے کہ اس کے ساتھی کسی جگہ دس دن رہنا چاہتے ہیں اس جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعت والی ادا نماز پڑھنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کے ساتھیوں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا تو خواہ وہ خود بھی وہاں رہنے کا خیال ترک کر دے اسے چاہئے کہ جب تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۰ : اگر ایک مسافر اتفاقاً کسی جگہ تیس دن رہ جائے مثلاً تیس کے تیس دنوں میں

وہاں سے چلے جانے یا وہاں رہنے کے بارے میں مذبذب رہا ہو تو تیس دن گزرنے کے بعد اگرچہ وہ تھوڑی مدت ہی وہاں رہے اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۱ : جو مسافر نو دن یا اس سے کم مدت کے لیئے ایک جگہ رہنا چاہتا ہو اگر وہ اس جگہ نو دن یا اس سے کم مدت گزارنے کے بعد نو دن یا اس سے کم مدت کے لیئے دوبارہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور اسی طرح تیس دن گزر جائیں تو اسے چاہئے کہ اکتیسویں (۳۱) دن پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۲ : تیس دن گزرنے کے بعد مسافر کو اس صورت میں نماز پوری پڑھنی چاہئے جب وہ تیس دن ایک ہی جگہ رہا ہو پس اگر اس نے مدت کا کچھ حصہ ایک جگہ اور کچھ حصہ دوسری جگہ گزار ہو تو تیس دن کے بعد بھی اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔

مختلف مسائل

مسئلہ ۱۳۵۳ : مسافر مسجد الحرام میں اور مسجد نبویؐ اور مسجد کوفہ میں اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے اور مسافر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے حرم میں بھی پوری نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیہ نماز ضریح مقدس کی اطراف کی ملحقہ دیواروں کے اندر پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۳۵۴ : اگر کوئی شخص جو علم رکھتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے ان چار جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے کسی اور جگہ جان بوجھ کر پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول جائے کہ مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور پوری نماز پڑھ لے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن بھول جانے کی صورت میں اگر اسے نماز کے وقت کے بعد یہ بات یاد آئے تو اس نماز کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۳۵۵ : جو شخص جانتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اگر وہ بھول کر پوری نماز پڑھ لے اور وقت کے دوران میں اس امر کی جانب ملتفت ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۶ : جو مسافر یہ جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اگر وہ پوری نماز پڑھے تو

اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۷ : جو مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اگر وہ قصر نماز کی بعض خصوصیات سے ناواقف ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ کے سفر میں نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے تو اگر وہ پوری نماز پڑھ لے اور نماز کے وقت میں اس مسئلے کا پتہ چل جائے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس کی قضا کرے لیکن اگر نماز کا وقت گزرنے کے بعد اسے مسئلے کا پتہ چلے تو اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۸ : اگر مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اگر وہ اس گمان میں پوری نماز پڑھ لے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے پتہ چلے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا تھا اسے چاہئے کہ جو نماز پوری پڑھی ہو اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے اس امر کا پتہ نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چلے تو قضا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۳۵۹ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ وہ مسافر ہے اور پوری نماز پڑھ لے اور اسے نماز کے وقت کے اندر ہی یاد آجائے تو اسے چاہئے کہ قصر کر کے پڑھے اور اگر نماز کے وقت کے بعد یاد آئے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۳۶۰ : جس شخص کو پوری نماز پڑھنی چاہئے اگر وہ اسے قصر کر کے پڑھے تو اس کی نماز ہر صورت میں باطل ہے ماسوا اس مسافر کے جو کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مسئلے کا حکم نہ جاننے کی وجہ سے نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۱ : اگر ایک شخص چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے دوران میں اسے یاد آئے کہ وہ تو مسافر ہے یا اس امر کی طرف متوجہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے (اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے) اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لیے بھی وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۲ : اگر کسی مسافر کو بعض خصوصیات کا علم نہ ہو مثلاً وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اگر چار فرسخ تک جائے اور واپسی میں چار فرسخ کا فاصلہ طے کرے تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور چار رکعت والی نماز کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو اسے چاہئے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر وہ رکوع میں اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اس صورت میں اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لیئے بھی وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۳ : جس مسافر کو پوری نماز پڑھنی چاہئے اگر وہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے دو رکعتی نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران میں مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو اسے چاہئے کہ چار رکعتیں پڑھ کر نماز کو تمام کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ختم ہونے کے بعد دوبارہ اس نماز کو چار رکعتی پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۴ : جس مسافر نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اگر وہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن رہنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور جو شخص مسافر نہ ہو اگر اس نے نماز کے اول وقت میں نماز نہ پڑھی ہو اور سفر اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ سفر میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۵ : جس مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی واجب ہو اگر اس کی ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز قضا ہو جائے تو اگرچہ وہ اس کی قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں نہ ہو اسے چاہئے کہ اس کی دو رکعتی قضا کرے اور اگر ان تین نمازوں میں سے کسی ایسے شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ چار رکعتی قضا کرے اگرچہ یہ قضا وہ اس وقت کرے جب وہ سفر میں ہو وہ ملازمین یا کاروباری حضرات جو ہر روز مسافت شرعی کے حامل شہروں میں جاتے آتے ہیں وہ سفر کے دوران نماز قصر جبکہ رہائش اور کاروباری مقام پر پوری نماز پڑھیں گے اور روزے کی صورت میں زوال سے پہلے کاروباری مقام پر پہنچ جائیں اور زوال کے بعد کاروباری مقام سے رہائشی مقام کو لوٹیں۔

مسئلہ ۱۳۶۶ : مستحب ہے کہ مسافر ہر نماز کے بعد تیس مرتبہ **سبحان اللہ والحمدللہ**

ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے اور ظہر اور عصر اور عشاء کی تعقیبات کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے بلکہ بہتر ہے کہ مسافر ان تین نمازوں کی تعقیب میں یہی ذکر ساٹھ مرتبہ پڑھے۔ ذاکرین و واعظین یا دوسرے افراد جو مہینہ میں مسلسل دس دن گھر نہ رہتے ہوں کثیرالسفر ہیں وہ نماز پوری پڑھیں گے اور روزہ بھی رکھیں گے۔

قضا نماز

مسئلہ ۱۳۶۷ : جس شخص نے اپنی واجب نماز اس نماز کے وقت میں نہ پڑھی ہو اسے چاہئے کہ اس کی قضا بجالائے اگرچہ وہ نماز کے تمام وقت کے دوران میں سویا رہا ہو یا اس نے مدہوشی کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو لیکن جو نمازیں کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا واجب نہیں خواہ وہ پنج گانہ نمازیں ہوں یا کوئی اور ہوں۔

مسئلہ ۱۳۶۸ : اگر کسی شخص کو نماز کے وقت کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ باطل تھی تو اسے چاہئے کہ اس نماز کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۶۹ : جس شخص کی نماز قضا ہو جائے اسے چاہئے کہ اس کی قضا کرنے میں کوتاہی نہ کرے البتہ اس کا فوراً پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۰ : جس شخص پر نماز کی قضا واجب ہو وہ نماز مستحب پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۱ : اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ قضا نماز اس کے ذمے ہے یا جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح نہیں تھیں تو مستحب ہے کہ ان نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۲ : روزانہ نمازوں کی قضا میں ترتیب لازم نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے مثلاً ایک دن کی نماز ظہر و عصر یا مغرب و عشاء اگرچہ دوسری نمازوں میں بھی ترتیب کا لحاظ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۳ : اگر کوئی شخص چاہے کہ روزانہ نمازوں کے علاوہ چند نمازوں مثلاً نماز آیات کی قضا کرے یا مثال کے طور پر چاہے کہ ایک روزانہ نماز اور چند غیر یومیہ نمازوں کی قضا کرے تو ان کا

ترتیب کے ساتھ قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۴ : اگر کوئی شخص ان نمازوں کی ترتیب بھول جائے جو اس نے نہیں پڑھیں تو بہتر ہے کہ انہیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے وہ اسی ترتیب سے پڑھی ہیں جس ترتیب سے وہ قضا ہوئی تھیں مثلاً اگر ظہر کی ایک نماز اور مغرب کی ایک نماز کی قضا اس پر واجب ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی تھی تو پہلے ایک نماز مغرب اور اس کے بعد ایک نماز ظہر اور دوبارہ نماز مغرب پڑھے یا پہلے ایک نماز ظہر اور اس کے بعد ایک نماز مغرب اور پھر دوبارہ ایک نماز ظہر پڑھے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ جو نماز بھی پہلے قضا ہوئی وہ پہلے ہی پڑھی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۵ : اگر کسی شخص سے ایک دن کی نماز ظہر اور ایک دن کی نماز عصر یا دو نماز ظہر یا دو نماز عصر قضا ہوئی ہوں اور اسے یہ علم نہ ہو کہ کونسی پہلے قضا ہوئی ہے تو وہ دو نمازیں چار رکعتی اس نیت سے پڑھے کہ ان میں سے پہلی نماز پہلے دن کی قضا ہے اور دوسری دوسرے دن کی قضا ہے تو ترتیب حاصل ہونے میں یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۶ : اگر کسی شخص کی ایک نماز ظہر اور ایک نماز عشاء یا ایک نماز عصر اور ایک نماز عشاء قضا ہو جائے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی ہے تو بہتر یہ ہے کہ انہیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے انہیں اسی ترتیب سے پڑھا ہے جس ترتیب سے وہ قضا ہوئی تھیں مثلاً اگر اس سے ایک نماز ظہر اور ایک نماز عشاء قضا ہوئی ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ پہلے کون سی قضا ہوئی تھی تو وہ پہلے ایک نماز ظہر اس کے بعد ایک نماز عشاء اور پھر دوبارہ ایک نماز ظہر پڑھے یا پہلے ایک نماز عشاء اس کے بعد ایک نماز ظہر اور پھر دوبارہ ایک نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۷ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ اس نے ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھی لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ ظہر کی نماز تھی یا عشاء کی تو اگر وہ ایک چار رکعتی نماز اس نماز کی قضا کی نیت سے پڑھے جو اس نے نہیں پڑھی تو کافی ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ نماز بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۸ : اگر کسی شخص کی مسلسل پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے پہلے کون سی تھی تو اگر وہ نمازیں ترتیب سے پڑھے مثلاً نماز صبح سے شروع کرے اور ظہر و عصر

اور مغرب عشاء پڑھنے کے بعد دوبارہ نماز صبح اور ظہر و عصر اور مغرب پڑھے تو اسے ترتیب کے بارے میں یقین حاصل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۳۷۹ : جس شخص کو علم ہو کہ اس کی پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی نہ کوئی ایک نہ ایک دن قضا ہوئی ہے لیکن ان کی ترتیب نہ جانتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ پانچ دن رات کی نمازیں پڑھے اور اگر چھ دنوں میں اس کی چھ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو چھ دن رات کی نمازیں پڑھے اسی طرح ہر اس نماز کے لیئے جس سے اس کی قضا نمازوں میں اضافہ ہو ایک مزید دن رات کی نمازیں پڑھے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے نمازیں اسی ترتیب سے پڑھی ہیں جس ترتیب سے قضا ہوئی تھیں مثلاً سات دن کی سات نمازیں نہ پڑھی ہوں تو سات دن رات کی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۸۰ : مثال کے طور پر اگر کسی کی چند صبح کی نمازیں یا چند ظہر کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وہ ان کی تعداد نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ وہ تین تھیں یا چار تھیں یا پانچ تھیں تو اگر وہ کمتر مقدار میں پڑھ لے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنی نمازیں پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ ساری قضا شدہ نمازیں پڑھ لی ہیں مثلاً اگر وہ بھول گیا ہو کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی تھیں اور اسے یقین ہو کہ ساری زیادہ نہ تھیں تو احتیاطاً صبح کی دس نمازیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۱ : جس شخص کی گذشتہ دنوں کی فقط ایک نماز قضا ہوئی ہو اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو پہلے قضا پڑھے اور اس کے بعد اس دن کی نماز میں مشغول ہو اور اگر اس کی گذشتہ دنوں کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو لیکن اسی دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہوں ہو تو اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس دن کی قضا نمازیں ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۲ : اگر کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے یاد آئے کہ اسی دن کی ایک یا زیادہ نمازیں اس سے قضا ہو گئی ہیں یا گذشتہ دنوں کی صرف ایک قضا نماز اس کے ذمہ ہے تو اگر وقت وسیع ہو اور نیت کو قضا نماز کی طرف پھیرنا ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ قضا نماز کی نیت کرے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس دن کی صبح کی نماز قضا ہوئی ہے اور اگر ظہر کی نماز کا وقت بھی تنگ نہ ہو تو نیت کو صبح کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز کو دو رکعتی تمام کرے اور اس کے بعد نماز ظہر پڑھے ہاں اگر وقت تنگ ہو یا نیت کو قضا نماز کی طرف نہ پھیر سکتا ہو مثلاً نماز ظہر

کی تیسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آئے کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی چونکہ اگر وہ نماز صبح کی نیت کرنا چاہے تو ایک رکوع جو کہ رکن ہے زیادہ ہو جاتا ہے اس لیئے اسے نیت کو صبح کی قضا کی طرف نہیں پھیرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۸۳ : اگر گذشتہ دنوں کی قضا نمازیں ایک شخص کے ذمے ہوں اور دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں بھی اس سے قضا ہو گئی ہوں اور ان سب نمازوں کو قضا کرنے کے لے اس کے پاس وقت نہ ہو یا وہ ان سب کو اسی دن نہ پڑھنا چاہتا ہو تو مستحب ہے کہ اس دن کی قضا نمازوں کو ادا نماز سے پہلے پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سابق نمازیں قضا کرنے کے بعد ان قضا نمازوں کو جو اس دن ادا نماز سے پہلے پڑھی ہوں دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۴ : جب تک انسان زندہ ہے خواہ وہ اپنی نمازیں پڑھنے سے عاجز ہی کیوں نہ ہو کوئی دوسرا شخص اس کی قضا نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۱۳۸۵ : قضا نماز باجماعت بھی پڑھی جاسکتی ہے خواہ امام جماعت کی نماز ادا یا قضا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی نماز پڑھیں مثلاً کوئی شخص صبح کی قضا نماز کو امام کی نماز ظہر یا نماز عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۶ : مستحب ہے کہ ممیز بچے کو (یعنی اس بچے کو جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو) نماز پڑھنے اور دوسری عبادات بجالانے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسے قضا نمازیں پڑھنے پر بھی آمادہ کیا جائے۔

باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں

مسئلہ ۱۳۸۷ : اگر کسی شخص نے اپنی کچھ نمازیں نہ پڑھی ہوں اور انہیں قضا کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو گو اس نے امر خداوندی کی نافرمانی کرتے ہوئے اس واجب کو ترک کیا ہو احتیاط کی بنا پر اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کی نمازوں کی قضا کرے یا کسی کو اجرت دے کر پڑھوائے اور ماں کی نمازوں کی قضا کرنا اس پر واجب نہیں اگرچہ بہتر ہے کہ ماں کی نمازیں بھی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۸۸ : اگر بڑے بیٹے کو شک ہو کہ کوئی قضا نماز اس کے باپ کے ذمے تھی یا نہیں تو پھر اس پر کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۳۸۹ : اگر بڑے بیٹے کو معلوم ہو کہ اس کے باپ کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور شک ہو کہ انہیں بجالایا تھا یا نہیں تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ ان کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۰ : اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون سا ہے تو باپ کی نمازوں کی قضا کسی بیٹے پر بھی واجب نہیں لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بیٹے باپ کی قضا نمازیں آپس میں تقسیم کر لیں یا انہیں بجالانے کے لیئے قرعہ اندازی کریں۔

مسئلہ ۱۳۹۱ : اگر کسی مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کی قضا نمازوں کے لیئے کسی کو اجیر بنایا جائے (یعنی کسی کو اجرت دے کر اس سے وہ نمازیں پڑھوائی جائیں) تو اگر اجیر اس کی نمازیں صحیح طور پر پڑھ دے تو اس کے بعد بڑے بیٹے پر کچھ کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۲ : اگر بڑا بیٹا اپنی ماں کی قضا نمازیں پڑھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ بلند آواز سے یا آہستہ نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے لہذا اسے چاہئے کہ اپنی ماں کی صبح کی نماز اور مغرب کی اور عشاء کی نمازوں کی قضا بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۹۳ : جس شخص کے اپنے ذمے کسی نماز کی قضا ہو اگر وہ باپ اور ماں کی نمازیں بھی قضا کرنا چاہے تو ان میں سے جو بھی پہلے بجالائے صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۴ : اگر باپ کے مرنے کے وقت بڑا بیٹا نابالغ یا دیوانہ ہو تو اسے چاہئے کہ جب بالغ یا عاقل ہو جائے تو باپ کی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۵ : اگر بڑا بیٹا باپ کی نمازیں قضا کرنے سے پہلے مر جائے تو دوسرے بیٹے پر کچھ بھی واجب نہیں۔

نماز جماعت

مسئلہ ۱۳۹۶ : واجب نمازیں خصوصاً پنج گانہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور صبح

سے پڑوس میں رہنے والے کو اس شخص کو جو مسجد کی اذان کی آواز سنتا ہو نماز صبح اور مغرب و عشاء جماعت کے ساتھ پڑھنے کی بالخصوص بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۷ : معتبر روایات میں وارد ہوا ہے کہ نماز با جماعت نماز فرادی سے پچیس گنا افضل ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۸ : بے اعتنائی برتتے ہوئے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بغیر عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۹ : مستحب ہے کہ انسان صبر کرے تاکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور نماز جماعت اس نماز سے بہتر ہے جو اول وقت میں فرادیٰ یعنی تنہا پڑھی جائے۔ ہاں فضیلت کے وقت میں تنہا نماز پڑھنا اس نماز جماعت سے افضل ہے جو فضیلت کے وقت میں نہ پڑھی جائے نیز جو نماز جماعت کے ساتھ مختصر پڑھی جائے تو وہ لمبی کر کے پڑھی جانے والی نماز فرادیٰ سے بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۰ : جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو مستحب ہے کہ جس شخص نے تنہا نماز پڑھی ہو وہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر اسے بعد میں پتہ چلے کہ اس کی پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۱ : امام جماعت کا مقتدیوں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں اشکال ہے سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ ہے کہ امام جماعت بن کر نماز کا اعادہ کرے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی ایسا ہو جس نے واجب نماز نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ ۱۴۰۲ : جس شخص کو نماز میں اس قدر وسواس ہوتا ہو کہ نماز کے باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہو اور وہ صرف جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے وسواس سے نجات ملتی ہو اسے چاہئے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۰۳ : اگر باپ یا ماں اپنے فرزند کو حکم دیں کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اگر فرزند کا نماز جماعت ترک کرنا نافرمانی کا موجب بنتا ہو تو اس پر نماز جماعت واجب ہو جاتی ہے اور اس صورت کے علاوہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۴ : مستحب نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جا سکتی سوائے نماز استسقاء کے جو بارش کے نزول کے لیئے پڑھی جاتی ہے اور ایسی نماز کے کہ جو پہلے واجب رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے مستحب ہو گئی ہو مثلاً نماز عید فطر و قربان جو امام علیہ السلام کے زمانے میں واجب تھی اور ان کی غیبت کی وجہ سے مستحب ہو گئی ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۵ : جس وقت امام جماعت نماز پنج گانہ میں سے کوئی نماز پڑھا رہا ہو پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی بھی نماز اس کی اقتداء میں پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۶ : اگر امام جماعت نماز پنج گانہ میں قضا شدہ اپنی نماز پڑھ رہا ہو یا کسی دوسرے شخص کی ایسی نماز کی قضا پڑھ رہا ہو جس کا قضا ہونا یقینی ہو تو اس کی اقتداء کی جا سکتی ہے لیکن اگر وہ اپنی یا کسی دوسرے کی نماز کی قضا احتیاطاً" کر رہا ہو تو اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۷ : اگر انسان کو یہ علم ہو کہ جو نماز امام پڑھ رہا ہے وہ واجب پنج گانہ نمازوں میں سے ہے یا مستحب نماز ہے تو اس نماز میں امام کی اقتداء نہیں کی جا سکتی۔

مسئلہ ۱۴۰۸ : جماعت کے صحیح ہونے کے لیئے یہ شرط ہے کہ امام مقتدی کے درمیان اور اسی طرح ایک مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اس مقتدی اور امام کے درمیان واسطہ ہو کوئی چیز حائل نہ ہو اور حائل چیز سے مراد وہ چیز ہے جو دیکھنے میں مانع ہو جیسے کہ پردہ یا دیوار وغیرہ پس اگر نماز کی تمام یا بعض حالتوں میں امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اتصال کا ذریعہ ہو کوئی ایسی چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو گی اور جیسا کہ بعد میں ذکر ہو گا عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۹ : اگر پہلی صف کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ امام جماعت کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتداء کر سکتے ہیں اور اسی طرح اگر دوسری صفوں میں سے کسی صف کی لمبائی کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتداء کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴۱۰ : اگر جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازے کے

سامنے صف کے پیچھے کھڑا ہو اس کی نماز صحیح ہے اور جو اشخاص اس شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر امام جماعت کی اقتداء کر رہے ہوں ان کی نماز بھی صحیح ہے بلکہ ان لوگوں کی نماز بھی صحیح ہے جو دونوں طرف کھڑے نماز پڑھ رہے ہوں اور کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے جماعت سے متصل ہوں۔

مسئلہ ۱۴۱۲ : امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ مقتدی کی جگہ سے بنا بر احتیاط اونچی نہیں ہونی چاہئے اور اگر زمین ڈھلوان ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو زیادہ تر بلند ہو تو اگر ڈھلوان زیادہ نہ ہو اور اس طرح ہو کہ عموماً اسے زمین کی سطح کہا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۴۱۳ : نماز جماعت میں اگر مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس قدر اونچی ہو کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ وہ ایک جگہ جمع ہوئے ہیں تو جماعت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۴ : اگر ان لوگوں کے درمیان جو ایک صف میں کھڑے ہوں ایک ایسے شخص کا فاصلہ ہو جائے جس کی نماز باطل ہو وہ لوگ اقتداء نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۴۱۵ : امام کی تکبیر کے بعد اگر اگلی صف کے لوگ نماز کے لیئے تیار ہوں اور تکبیر کہنے ہی والے ہوں تو جو شخص پچھلی صف میں کھڑا ہو وہ تکبیر کہہ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے تاکہ اگلی صف والے تکبیر کہہ لیں۔

مسئلہ ۱۴۱۶ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ اگلی صفوں میں سے ایک صف کی نماز باطل ہے تو وہ پچھلی صفوں میں اقتداء نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر اسے علم نہ ہو کہ اس صف کے لوگوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں تو اقتداء کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۷ : جب کوئی شخص جانتا ہو کہ امام کی نماز باطل ہے مثلاً اسے علم ہو کہ امام وضو سے نہیں ہے تو خواہ امام خود امر کی جانب متوجہ نہ بھی ہو وہ شخص اس کی اقتداء نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۴۱۸ : اگر مقتدی کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ امام عادل نہ تھا یا کافر تھا یا کسی وجہ سے مثلاً وضو نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نماز باطل تھی تو اگر مقتدی نے کوئی ایسا عمل نہ کیا ہو جس کے سوا کرنے سے فرادیٰ نماز باطل ہو جاتی ہو (مثلاً رکوع کی زیادتی) تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۹ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں شک کرے کہ اس نے اقتداء کی ہے یا نہیں اور

اگر وہ نماز یہ سمجھ کر پڑھ رہا تھا کہ جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے اور احتمال ہو کہ اس نے بھول چوک کی وجہ سے جماعت کی نیت نہیں کی تو اگر وہ (شک کرنے کے وقت) اس حالت میں ہو جو مقتدی کا وظیفہ ہے مثلاً امام کو حمد اور سورہ پڑھتے ہوئے سن رہا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہی ختم کرے لیکن شک کرنے کے وقت اگر وہ کسی ایسے فعل میں مشغول ہو جو امام اور مقتدی دونوں کا وظیفہ ہو مثلاً رکوع یا سجدے میں ہو تو اسے چاہئے کہ نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کرے۔

مسئلہ ۱۴۲۰ : اگر نماز کے دوران میں مقتدی فرادیٰ کا ارادہ کرنا چاہے تو اگر نماز کی ابتدا سے اس کا یہ ارادہ نہ رہا ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کا ارادہ نماز کی ابتدا سے یہی تھا تو پھر اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۱ : اگر مقتدی امام کے حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد فرادیٰ کی نیت کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ تمام حمد اور سورہ پڑھے اور اگر حمد اور سورہ ختم ہونے سے پہلے (یعنی امام کے حمد اور سورہ ختم کرنے سے پہلے) فرادیٰ کی نیت کرے تو ضروری ہے کہ حمد اور سورہ کی جتنی مقدار امام نے پڑھی ہے وہ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۲۲ : اگر کوئی شخص نماز جماعت کے دوران میں فرادیٰ کی نیت کرے تو پھر وہ دوبارہ نماز جماعت کی نیت نہیں کر سکتا بلکہ اگر مذبذب ہو کہ فرادیٰ کی نیت کرے یا نہ کرے، بعد میں نماز جماعت کے ساتھ تمام کرنے کا مصمم ارادہ کرے تو اس کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۳ : اگر کوئی شخص شک کرے کی نماز کے دوران میں اس نے فرادیٰ کی نیت کی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ یہ سمجھ لے کہ اس نے فرادیٰ کی نیت نہیں کی۔

مسئلہ ۱۴۲۴ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتداء کرے جب امام رکوع میں ہو اور امام کے رکوع میں شریک ہو جائے تو اگرچہ امام نے رکوع کا ذکر پڑھ لیا ہو اس شخص کی نماز صحیح ہے اور وہ ایک رکعت شمار ہو گی لیکن اگر وہ شخص بقدر رکوع کے جھکے تاہم امام کے رکوع میں شریک نہ ہو پائے (یعنی امام اس وقت رکوع کے بعد کھڑا ہو چکا ہو) تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۵ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتداء کرے جب امام رکوع میں ہو اور بقدر رکوع کے

جھکے اور شک کرے کہ امام کے رکوع میں شریک ہوا ہے یا نہیں تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۶ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتداء کرے جب امام رکوع میں ہو اور اس سے پیشتر کہ وہ بقدر رکوع کے جھک جائے اور امام رکوع سے سر اٹھا لے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہیے کہ فرادیٰ کی نیت باندھ لے۔

مسئلہ ۱۴۲۷ : اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا میں یا حمد اور سورہ کے دوران میں اقتداء کرے، اور اتفاقاً اس سے پیشتر رکوع میں جائے امام اپنا سر رکوع سے اٹھا لے تو اس شخص کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۸ : اگر کوئی شخص نماز کے لیئے ایسے وقت پہنچے جب امام نماز کا آخری تشہد پڑھ رہا ہو اور وہ شخص چاہتا ہو کہ نماز جماعت کا ثواب حاصل کرے تو اسے چاہیے کہ نیت باندھے اور تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد بیٹھ جائے اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے لیکن سلام نہ کہے اور صبر کرے تاکہ امام نماز کا سلام پڑھ لے اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہو جائے اور دوبارہ نیت کرے اور تکبیر کہے بغیر حمد اور سورۃ پڑھے اور اسے اپنی نماز کی پہلی رکعت شمار کرے۔

مسئلہ ۱۴۲۹ : مقتدی کو امام سے آگے نہیں کھڑا ہونا چاہیے احتیاط واجب کی بنا پر اگر مقتدی صرف مرد ہو تو امام کے دائیں طرف قدرے پیچھے کھڑا ہو اور اگر مقتدی کئی ایک ہوں تو امام کی پشت کے پیچھے کھڑے ہوں اور پہلی صورت میں اگر مقتدی کا قد امام سے لمبا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے یوں کھڑا ہونا چاہیے کہ رکوع اور سجود میں امام سے آگے نہ بڑھ جائے۔

مسئلہ ۱۴۳۰ : اگر امام مرد اور مقتدی عورت ہو تو اگر عورت اور امام کے درمیان یا عورت اور دوسرے مرد مقتدی کے درمیان جو عورت اور امام کے درمیان اتصال کا ذریعہ ہو کوئی پردہ وغیرہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۴۳۱ : اگر نماز شروع ہونے کے بعد امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو پردہ یا کوئی دوسری چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو جاتی ہے اور لازم ہے کہ مقتدی تنہا نماز پڑھنے والے کے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۲ : احتیاط واجب یہ ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور امام کے کھڑا ہونے کی جگہ

کے درمیان بقدر ایک میٹر کے فاصلہ نہ ہو اور اگر انسان ایک ایسے مقتدی کے توسط سے جو اس کے آگے کھڑا ہو، امام سے متصل ہو تب بھی یہی حکم ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور اس سے آگے والے شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان کم فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۳۳ : اگر مقتدی کسی ایسے شخص کے توسط سے امام سے متصل ہو جس نے اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف اقتداء کی ہو اور سامنے سے امام سے متصل نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس شخص سے جس نے اس کی دائیں طرف یا بائیں طرف اقتداء کی ہو ایک میٹر کا فاصلہ رکھتا ہو۔

مسئلہ ۱۴۳۴ : اگر نماز کے دوران میں مقتدی اور امام یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو ایک میٹر کا فاصلہ ہو جائے تو اس مقتدی کو چاہئے کہ فرادیٰ یعنی تنہا نماز پڑھنے کا ارادہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۵ : جو اگلی صف میں ہوں اگر ان سب کی نماز ختم ہو جائے اور وہ فوراً بھی دوسری نماز کے لیے امام کی اقتداء کر لیں تو پچھلی صف والوں کی نماز جماعت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۶ : اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اقتداء کرے تو اس کے لیے حمد اور سورۃ پڑھنا ضروری نہیں البتہ قنوت اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنے اٹھالے اور تشہد کے بعد اسے چاہئے کہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور حمد اور سورۃ پڑھے اور اگر سورۃ کے لیے وقت نہ رکھتا ہو تو حمد کو تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے اور اگر رکوع میں امام کے ساتھ نہ مل سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز کا قصد کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۷ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتداء کرے جب امام چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت پڑھا رہا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی نماز کی دوسری رکعت میں جو امام کی تیسری رکعت ہو گی دو سجدوں کے بعد بیٹھ جائے اور واجب مقدار میں تشہد پڑھے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور اگر تین دفعہ تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ رکھتا ہو تو چاہئے کہ ایک دفعہ پڑھے اور رکوع میں اپنے آپ کو امام سے شریک کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۸ : اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور مقتدی جانتا ہو کہ اگر اقتداء کرے گا اور حمد پڑھے گا تو امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہو سکے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے امام کے رکوع میں جانے تک انتظار کرنا چاہئے اور پھر اقتداء کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۳۹ : اگر کوئی شخص امام کی تیسری یا چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں ہونے کے وقت اقتداء کرے تو اسے چاہئے کہ حمد اور سورۃ کے لیئے وقت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ حمد تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز پڑھنے کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۰ : اگر ایک شخص جانتا ہو کہ وہ سورۃ یا قنوت پڑھے تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور عمداً سورۃ یا قنوت پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو تو اظہر یہ ہے کہ اس کی نماز صحیح ہے اور اسے چاہئے کہ منفرد کے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۱ : جو شخص اطمینان رکھتا ہو کہ اگر سورہ شروع کرے یا اسے تمام کرے تو بشرطیکہ سورہ زیادہ لمبا نہ ہو وہ رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ سورہ شروع کرے یا اگر شروع کیا ہو تو اسے تمام کرے اور اگر سورہ زیادہ طویل ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے شروع نہ کرے اور اگر شروع کر چکا ہو تو اسے پورا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۲ : جو شخص یقین رکھتا ہو کہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے گا اگر وہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہو سکے تو اس کی جماعت صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۳ : اگر امام قیام کی حالت میں ہو اور مقتدی کو علم نہ ہو کہ وہ کون سی رکعت میں ہے تو وہ اقتداء کر سکتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ حمد سورۃ قربت کی نیت سے پڑھے اگرچہ بعد میں اسے پتہ چل جائے کہ امام کی پہلی یا دوسری رکعت تھی۔

مسئلہ ۱۴۴۴ : اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں ہے حمد اور سورہ نہ پڑھے اور رکوع کے بعد اسے پتہ چل جائے کہ وہ یعنی امام تیسری یا چوتھی رکعت میں تھا تو اس کی یعنی مقتدی کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اسے رکوع سے پہلے پتہ چل جائے تو اسے چاہئے کہ حمد اور سورہ

پڑھے اور اگر وقت نہ رکھتا ہو تو فقط حمد پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر شریک نہ ہو سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۵ : اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے حمد اور سورہ پڑھے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہے اور رکوع سے پہلے یا اس کے بعد اسے پتہ چلے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں تھا تو اس کی یعنی مقتدی کی نماز صحیح ہے اور اگر یہ بات اسے حمد و سورہ پڑھتے ہوئے معلوم ہو تو حمد و سورہ کا تمام کرنا اس کے لیئے ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۴۶ : اگر کوئی شخص نماز مستحب پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز مستحب کو تمام کرے گا تو جماعت کے ساتھ شریک ہو سکے گا تو مستحب ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اسے چھوڑ دے اور نماز میں شامل ہو جائے بلکہ اگر اسے اطمینان نہ ہو کہ پہلی رکعت میں شریک ہو سکے گا تب بھی مستحب ہے کہ اسی حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۷ : اگر کوئی شخص تین رکعتی یا چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز کو پورا کرے گا تو جماعت میں شریک ہو سکے گا تو مستحب ہے کہ مستحبی نماز کی نیت کے ساتھ اس نماز کو دو رکعت پر ختم کر دے اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۴۴۸ : اگر امام کی نماز ختم ہو جائے اور مقتدی تشہد یا پہلا سلام پڑھنے میں مشغول ہو تو اس کے لیئے فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۴۹ : جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہو اس کیلئے بہتر ہے کہ جب امام آخری رکعت کا تشہد پڑھ رہا ہو تو ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنوں کو بلند کرے اور امام کے سلام نماز کہنے کا انتظار کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اگر اسی وقت فرادیٰ یعنی تنہا نماز کا قصد کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر شروع سے فرادیٰ کا قصد رکھتا ہو تو نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے۔

امام جماعت کی شرائط

مسئلہ ۱۴۵۰ : امام جماعت کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل اور حلال

زادہ ہو اور نماز صحیح پڑھ سکتا ہو اور اگر مقتدی مرد ہو تو اس کا امام بھی مرد ہونا چاہئے اگر ایک ممیز بچہ جو بھلے برے کو سمجھتا ہو کسی دوسرے ممیز بچے کی اقتداء کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگرچہ جماعت کے اثرات اس پر مترتب نہیں ہوتے یعنی اسے جماعت نہیں کہا جا سکتا۔

مسئلہ ۱۴۵۱ : جو شخص پہلے ایک امام کو عادل سمجھتا تھا اگر شک کرے کہ وہ اب بھی اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہیں تب بھی اس کی اقتداء کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۲ : جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتداء نہیں کر سکتا جو بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتداء نہیں کر سکتا جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہو۔

مسئلہ ۱۴۵۳ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ اس شخص کی اقتداء کر سکتا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اس کا کسی ایسے شخص کی اقتداء کرنا جو لیٹ کر یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو محل اشکال ہے (یعنی مشکل ہے کہ صحیح ہو)۔

مسئلہ ۱۴۵۴ : اگر امام جماعت کسی عذر کی وجہ سے نجس لباس یا تیمم یا جبیرے کے وضو سے نماز پڑھے تو اس کی اقتداء کی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۵ : اگر امام کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ پیشاب اور پاخانہ نہ روک سکتا ہو تو اس کی اقتداء کی جا سکتی ہے نیز جو عورت مستحاضہ ہو وہ مستحاضہ عورت کی اقتداء کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۶ : بہتر یہ ہے کہ جو شخص جذام یا برص کا مریض ہو وہ امام جماعت نہ بنے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس شخص پر حد شرعی جاری ہوئی ہو لوگ اس کی اقتداء نہ کریں اور اسی طرح اہل شہر کسی خانہ بدوش کی اقتداء نہ کریں۔

مسئلہ ۱۴۵۷ : نماز کی نیت کرتے وقت مقتدی کو چاہئے کہ امام کو معین کرلے لیکن امام کا نام جاننا ضروری نہیں اور اگر نیت کرے کہ میں موجودہ امام جماعت کی اقتداء کرتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۸ : مقتدی کو چاہئے کہ حمد اور سورہ کے علاوہ نماز کی سب چیزیں خود پڑھے لیکن اس

ساتھ سجدہ میں جائے اور دونوں صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ تمام کرے اور پھر دوبارہ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۷۳ : اگر مقتدی سہوا امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آجائے تو امام کی قرات کا کچھ حصہ سن سکے تو اگر وہ سر اٹھا لے اور دوبارہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ جان بوجھ کر دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۷۴ : اگر مقتدی سہوا امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آئے تو امام کی قرات کا کوئی حصہ نہ سن سکے تو اگر وہ اس قصد کے ساتھ امام کے ساتھ نماز پڑھے اپنا سر اٹھا لے اور امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ عمدا دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ منفرد ہو جائے گا یعنی اس کی نماز فرادیٰ شمار ہو گی۔

مسئلہ ۱۴۷۵ : اگر مقتدی غلطی سے امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اگر وہ اس مقصد کے ساتھ کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اپنا سر اٹھا لے اور امام کے ساتھ سجدے میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر عمدا سجدے سے سر اٹھا لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر عمدا سجدے سے سر نہ اٹھے تو اس کی نماز صحیح ہو گی لیکن وہ منفرد ہو جائے گا یعنی اس کی نماز فرادیٰ شمار ہو گی۔

مسئلہ ۱۴۷۶ : اگر امام غلطی سے ایک ایسی رکعت میں قنوت پڑھ دے جس میں قنوت نہ ہو یا ایک ایسی رکعت میں جس میں تشہد نہ ہو غلطی سے تشہد پڑھنے لگ جائے تو مقتدی کو قنوت اور تشہد نہیں پڑھنا چاہئے لیکن وہ امام سے پہلے نہ رکوع میں جا سکتا ہے اور نہ امام کے کھڑا ہونے سے پہلے کھڑا ہو سکتا ہے بلکہ اسے چاہئے کہ امام کے تشہد اور قنوت ختم کرنے تک انتظار کرے اور باقی ماندہ نماز اس کے ساتھ پڑھے۔

نماز جماعت میں امام اور مقتدی کے فرائض

مسئلہ ۱۴۷۷ : احتیاط واجب کی بنا پر اگر مقتدی صرف ایک ہو تو اسے تھوڑا سا امام کے پیچھے

دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے اوراگر ایک یا چند عورتیں ہوں تو انہیں امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اور اگر ایک مرد اور ایک عورت یا ایک مرد اور چند عورتیں ہوں تو مردوں کو تھوڑا سا امام کے پیچھے دائیں طرف اور عورت یا عورتوں کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اور اگر چند مرد اور ایک یا چند عورتیں ہوں تو مردوں کو امام کے پیچھے اور عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۷۸ : اگر امام اور مقتدی دونوں عورتیں ہوں تو احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ سب ایک دوسری کے برابر برابر کھڑی ہوں اور امام مقتدیوں سے آگے نہ کھڑی ہو۔

مسئلہ ۱۴۷۹ : مستحب ہے کہ امام صف کے درمیان میں کھڑا ہو اور صاحبان علم و کمال اور متقی حضرات پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

مسئلہ ۱۴۸۰ : مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں منظم ہوں اور جو اشخاص ایک صف میں کھڑے ہوں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور ان کے کندھے ایک دوسرے کے کندھوں سے ملے ہوئے ہوں۔

مسئلہ ۱۴۸۱ : مستحب ہے کہ "قدقامت الصلاۃ" کہنے کے بعد مقتدی کھڑے ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۴۸۲ : مستحب ہے کہ امام جماعت اس مقتدی کی حالت کا لحاظ کرے جو دوسروں سے کمزور ہو اور قنوت اور رکوع اور سجود کو طول نہ دے بجز اس صورت کے اسے علم ہو کہ تمام اشخاص جنہوں نے اس کی اقتداء کی ہے طول دینے کی جانب مائل ہیں۔

مسئلہ ۱۴۸۳ : مستحب ہے کہ امام جماعت حمد اور سورہ اور بلند آواز میں پڑھے جانے والے اذکار پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرے کہ دوسرے سن لیں لیکن اسے چاہئے کہ آواز مناسب حد سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۸۴ : اگر امام کی حالت رکوع میں معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ابھی ابھی آیا ہے اور اقتداء کرنا چاہتا ہے تو مستحب ہے کہ رکوع کو معمول سے دگنا طول دے اور پھر کھڑا ہو جائے خواہ اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اقتداء کے لیئے آیا ہے۔

نماز جماعت کے مکروہات

مسئلہ ۱۴۸۵ : اگر جماعت کی صفوں میں جگہ ہو تو انسان کے لیئے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۶ : مقتدی کا نماز کے اذکار کو اس طرح پڑھنا کہ امام سن لے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۷ : جو مسافر ظہر و عصر و عشاء کی نمازیں قصر کر کے پڑھتا ہو اس کے لیئے ان نمازوں میں کسی ایسے شخص کا امام بننا مکروہ ہے جو مسافر نہ ہو اور جو شخص مسافر نہ ہو اس کے لیئے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں مسافر کی اقتداء کرے۔

نماز آیات

مسئلہ ۱۴۸۸ : نماز آیات جس کے پڑھنے کا طریقہ بعد میں بیان ہوگا چار چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہیں۔

۱ ... سورج گرہن

۲ ... چاند گرہن' اگرچہ اس کے کچھ حصے کو ہی گرہن لگے اور کسی انسان پر اس کی وجہ سے خوف بھی طاری نہ ہوا ہو۔

۳ ... زلزلہ' اگرچہ اس سے کوئی بھی خوف زدہ نہ ہوا ہو۔

۴ ... بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک اور سیاہ اور سرخ آندھی اور انہی جیسی اور آسمانی نشانیاں جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۴۸۹ : علاوہ ازیں زمین کے حادثات (مثلاً سمندر کے پانی کا اتر جانا اور پہاڑوں کا گرنا جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں) کی صورت میں بھی احتیاط واجب کی بنا پر نماز آیات کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۹۰ : جن چیزوں کے لیئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے اگر وہ ایک سے زیادہ وقوع پذیر ہو جائیں تو انسان کو چاہئے کہ ان میں سے ہر ایک کے لیئے نماز آیات پڑھے مثلاً اگر سورج کو بھی گرہن لگ جائے اور زلزلہ بھی آجائے تو دونوں کے لیئے دو الگ نمازیں پڑھنی چاہیں۔

مسئلہ ۱۴۹۱ : اگر کسی شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں خواہ سب اس پر ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں (مثلاً سورج کو تین دفعہ گرہن لگا ہو اور اس نے اس کی نمازیں نہ پڑھی ہوں) یا مختلف چیزوں کی وجہ سے (مثلاً سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلے کی وجہ سے) واجب ہوئی ہوں تو ان کی قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ کون سے قضا کون سی چیز کے لیئے کر رہا ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۲ : جن چیزوں کے لیئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے وہ جس شہر میں وقوع پذیر ہوں فقط اسی شہر کے لوگوں کے لیئے ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھیں اور دوسرے مقامات کے لوگوں کے لیئے اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۳ : انسان کو چاہیئے کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگنے لگے تو نماز آیات پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ اتنی دیر نہ کرے کہ سورج یا چاند گرہن سے نکلنے لگے۔

مسئلہ ۱۴۹۴ : اگر کوئی شخص نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کر دے کہ سورج یا چاند گرہن سے نکلنا شروع ہو جائے تو ادا کی نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کے مکمل طور پر گرہن سے نکل چکنے کے بعد نماز پڑھے تو پھر اسے چاہیئے کہ قضا کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۹۵ : اگر سورج یا چاند کے گرہن لگنے کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے کے برابر یا اس سے بھی کم ہو تو اس صورت میں نماز آیات کا واجب ہونا احتیاط پر مبنی ہے اور اگر ان کے گرہن کی مدت اس سے زیادہ ہو لیکن انسان نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ گرہن کے ختم ہونے سے ایک رکعت کی مقدار کے برابر وقت باقی ہو اس صورت میں نماز آیات واجب ہے اور ادا کی نیت سے پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۴۹۶ : جب بھی زلزلہ اور گرج اور برق وقوع پذیر ہوں تو انسان کو چاہیئے کہ فوراً نماز آیات پڑھے یعنی جلدی پڑھے کہ لوگوں کی نظروں میں تاخیر کرنا شمار نہ ہو اور اگر تاخیر کرے تو گنہگار ہے اور بنابر احتیاط پڑھتے وقت ادا اور قضا کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۹۷ : اگر کسی شخص کو سورج یا چاند کے گرہن میں آنے کا پتہ چلے اور ان کے گرہن سے نکل آنے کے بعد پتہ چلے کہ پورے سورج یا پورے چاند کو گرہن لگا تھا تو اسے چاہیئے کہ نماز

آیات کی قضا کرے لیکن اگر اسے پتہ چلے کہ کچھ حصے کو گرہن لگا تھا تو نماز آیات کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۸ : اگر کچھ اشخاص جن کے کہنے پر بھروسہ نہ ہو۔ کہیں کہ سورج یا چاند کو گرہن لگا ہے اور انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا شخصی اطمینان حاصل نہ اور ان اشخاص میں کوئی ثقہ شخص نہ ہو اور اس لیئے وہ شخص نماز آیات نہ پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ انہوں نے ٹھیک کہا تھا تو اس صورت میں جب کہ پورے سورج یا چاند کو گرہن لگا ہو انسان کو چاہئے کہ نماز آیات پڑھے لیکن اگر کچھ حصے کو گرہن لگا ہو تو نماز آیات کا پڑھنا اس پر واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کہ دو اشخاص جن کے عادل ہونے کے بارے میں علم نہ ہو یہ کہیں کہ سورج یا چاند کو گرہن لگا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عادل تھے۔

مسئلہ ۱۴۹۹ : اگر انسان کو ان لوگوں کے کہنے پر جو علمی قاعدے کی روح سے سورج اور چاند گرہن کو لگنے کا وقت جانتے ہوں اطمینان حاصل ہو جائے کہ سورج یا چاند گرہن لگا ہے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ نماز آیات پڑھے اور اسی طرح اگر وہ کہیں کہ سورج یا چاند کو فلاں وقت گرہن لگے گا اور اتنی دیر تک رہے گا اور انسان کو ان کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ ان کے کہنے پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۵۰۰ : اگر کسی شخص کو علم ہو جائے کہ جو نماز آیات اس نے پڑھی ہے وہ باطل تھی اسے چاہئے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گذر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۵۰۱ : اگر نماز پنج گانہ کے وقت نماز آیات بھی انسان پر واجب ہو جائے اور اس کے پاس دونوں کے لیئے وقت ہو تو جونسی بھی پہلے پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو وہ پہلے پڑھے جس کا وقت تنگ ہو رہا ہے اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو رہا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے نماز پنج گانہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۰۲ : اگر کسی شخص کو نماز پنج گانہ پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور نماز پنج گانہ کا وقت بھی تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے نماز پنج گانہ کو تمام کرے اور بعد میں نماز

آیات پڑھے اور اگر نماز پنج گانہ کا وقت تنگ نہ ہو تو اسے توڑ دے اور پہلے نماز آیات اور اس کے بعد نماز پنج گانہ بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۰۳ : اگر کسی شخص کو نماز آیات پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز پنج گانہ کا وقت تنگ ہے تو اسے چاہئے کہ نماز آیات کو چھوڑ دے اور نماز پنج گانہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور نماز پنج گانہ کو تمام کرنے کے بعد اس سے پیشتر کہ کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو باقی ماندہ نماز آیات اسی جگہ سے پڑھے جہاں سے چھوڑی تھی۔

مسئلہ ۱۵۰۴ : اگر عورت کے حیض یا نفاس کی حالت میں ہونے کے وقت سورج یا چاند گرہن لگ جائے یا رعد اور برق اور انہی جیسی کوئی اور چیز وقوع پذیر ہو تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اور نہ اس کی قضا واجب ہے۔

نماز آیات پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۱۵۰۵ : نماز آیات کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرنے کے بعد انسان تکبیر کہے اور ایک دفعہ حمد اور ایک پورا سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے پھر دوبارہ ایک دفعہ حمد اور ایک سورہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے اسی عمل کو پانچ دفعہ انجام دے اور پانچویں رکوع سے قیام کی حالت میں آنے کے بعد دو سجدے بجالائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بھی بجالائے اور تشہد اور سلام پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۰۶ : نماز آیات میں یہ بھی ممکن ہے کہ انسان نیت کرنے اور تکبیر اور حمد پڑھنے کے بعد ایک سورہ کی آیتوں کے پانچ حصے کرے اور ایک آیت یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور حمد پڑھے بغیر اسی سورہ کا دوسرا حصہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے اور اسی طرح اس عمل کو دہراتا رہے حتی کہ پانچویں رکوع سے پہلے سورے کو تمام کر دے مثلاً **قل ھو اللہ احد** کے قصد سے **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** پڑھے اور رکوع میں جائے اس کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے **قل ھو اللہ احد** اور دوبارہ رکوع میں جائے اور رکوع کے بعد کھڑا ہو اور

پڑھے **اللہ الصمد** پھر رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو اور پڑھے **لم یلد ولم یولد** اور رکوع میں چلا جائے اور پھر سر اٹھائے اور کھڑا ہو جائے اور پڑھے **ولم یکن لہ کفواً احد** اور اس کے بعد دو سجدے کرے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور اس کے دوسرے سجدے کے بعد تشہد اور سلام پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ سورے کو پانچ سے کم حصوں میں تقسیم کرے لیکن جس وقت بھی سورہ تمام کرے لازم ہے کہ بعد والے رکوع سے پہلے حمد پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۰۷ : اگر کوئی شخص نماز آیات کی ایک رکعت میں پانچ دفعہ حمد اور سورہ پڑھے اور دوسری رکعت میں ایک دفعہ حمد پڑھے اور سورے کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۸ : جو چیزیں نماز پنج گانہ میں واجب اور مستحب ہیں وہ نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہیں البتہ اگر نماز آیات جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو تو اذان اور اقامت کی جگہ تین دفعہ الصلوٰۃ کہنا مستحب ہے لیکن اگر نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جارہی ہو تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۵۰۹ : نماز آیات پڑھنے والے کے لیئے مستحب ہے کہ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر سے پہلے **سمع اللہ لمن حمدہ** بھی کہے۔

مسئلہ ۱۵۱۰ : دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت مستحب ہے اور اگر قنوت صرف دسویں رکوع سے پہلے پڑھ لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۱ : اگر کوئی شخص نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی پڑھی ہیں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۲ : اگر کوئی شخص جو نماز آیات پڑھ رہا ہو شک کرے کہ آیا وہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر مثال کے طور پر شک کرے کہ چار رکوع بجالایا ہے یا پانچ اور اس کا یہ شک سجدے میں جانے سے پہلے ہو تو جس رکوع کے بارے میں اسے شک ہو کہ بجالایا ہے یا نہیں اسے بجالانا چاہئے لیکن اگر

سجدے میں پہنچ گیا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

مسئلہ ۱۵۱۳ : نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اور اگر ان میں عمداً یا سہواً کمی یا بیشی ہو جائے تو نماز باطل ہے۔

عید فطر و قربان کی نماز

مسئلہ ۱۵۱۴ : امام علیہ السلام کے زمانہ حضور میں عید فطر و قربان کی نمازیں واجب ہیں اور ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے لیکن ہمارے زمانے میں جب کہ امام علیہ السلام غائب ہیں یہ نمازیں مستحب ہیں اور جماعت کے ساتھ یا فرادیٰ (تنہا) دونوں طرح پڑھی جاسکتی ہیں۔

مسئلہ ۱۵۱۵ : نماز عید فطر و قربان کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب سے ظہر تک ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۶ : عید قربان کی نماز سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور عید فطر میں مستحب ہے کہ سورج چڑھ آنے کے بعد افطار کیا جائے اور زکوٰۃ فطرہ بھی دی جائے اور بعد میں نماز عید پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۵۱۷ : عید فطر و قربان کی نماز دو رکعت ہے جس کی پہلی رکعت میں حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد انسان کو چاہئے کہ پانچ تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے اور پانچویں قنوت کے بعد ایک تکبیر کہے اور رکوع میں چلا جائے اور پھر دو سجدے بجالائے اور اٹھ کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے اور پھر پانچویں تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور آخر میں سلام کہہ کر نماز کو تمام کر دے۔

مسئلہ ۱۵۱۸ : عید فطر و قربان کی نماز کے قنوت میں جو دعا اور ذکر بھی پڑھا جائے کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے۔

اللهم اهل الكبرياء والعظمة واهل الجود و الجبروت واهل العفو والرحمة واهل التقوى والمغفرة اسئلك بحق هذا اليوم الذى جعلته للمسلمين عيداً و لمحمد صلى الله عليه واله ذخراً و شرفاً وكرامة ومزيداً ان تصلى على محمد وآل محمد وان تدخلنى فى كل خير ادخلت فيه محمدا وال محمد وان تخرجنى من كل سوء اخرجت منه محمدا وال محمد صلوتك عليه و عليهم اجمعين اللهم انى اسئلك

خیر ماسئلک بہ عبادک الصالحون و اعوذبک مما استعاذ منہ عبادک المخلصون ☆

مسئلہ ۱۵۱۹ : امام علیہ السلام کے زمانہ غیبت میں مستحب ہے کہ نماز عید فطر و قربان کے بعد دو خطبے پڑھے جائیں اور بہتر ہے کہ عید فطر کے خطبہ میں زکوٰۃ فطرہ کے احکام بیان ہوں اور عید قربان میں قربانی کے احکام بیان کیئے جائیں۔

مسئلہ ۱۵۲۰ : عید کی نماز کے لیئے کوئی سورہ مخصوص نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ شمس (۹۱ واں سورہ) پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ غاشیہ (۸۸ واں سورہ) پڑھا جائے یا پہلی رکعت میں سورہ سبّح اسم (۸۷ واں سورہ) اور دوسری رکعت میں سورہ شمس پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۵۲۱ : نماز عید صحرا میں پڑھنا مستحب ہے لیکن مکہ مکرمہ میں مستحب ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۵۲۲ : مستحب ہے کہ نماز عید کے لیئے پیدل اور پا برہنہ اور باوقار طور پر جائیں اور نماز سے پہلے غسل کریں اور سفید عمامہ سر پر باندھیں۔

مسئلہ ۱۵۲۳ : نماز عید میں زمین پر سجدہ کرنا اور تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کرنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جو شخص بھی نماز عید پڑھ رہا ہو خواہ وہ امام جماعت ہو یا فرادی نماز پڑھ رہا ہو نماز بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۲۴ : مستحب ہے کہ عید فطر کی رات کی مغرب و عشاء کی نماز کے بعد اور عید کے دن کی نماز صبح کے بعد اور نماز عید فطر کے بعد یہ تکبیریں کی جائیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر علی ماھدانا ☆

مسئلہ ۱۵۲۵ : عید قربان میں دس نمازوں کے بعد جن میں سے پہلی نماز عید کے دن نماز ظہر ہے اور آخری بارھویں تاریخ کی نماز صبح ہے ان تکبیرات کا پڑھنا مستحب ہے جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو

چکا ہے اور ان کے بعد اللہ اکبر علی مارزقنا من بھیمۃ الانعام والحمدللہ علی ما ابلانا پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن اگر عید قربان کے موقع پر انسان منیٰ میں ہو تو مستحب ہے کہ یہ تکبیریں پندرہ نمازوں کے بعد پڑھے جن میں سے پہلی نماز عید کے دن کی نماز ظہر ہے اور آخری تیرھویں ذی الحجہ کی نماز صبح ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۶ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورتیں نماز عید کے لیئے جانے سے باز رہیں لیکن یہ احتیاط بوڑھی عورتوں کے لیئے نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۷ : نماز عید میں بھی دوسری نمازوں کی طرح مقتدی کو چاہئے کہ حمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے باقی اذکار خود سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۲۸ : اگر مقتدی اس وقت پہنچے جب امام نماز کی کچھ تکبیریں کہہ چکا ہو تو امام کے رکوع میں جانے کے بعد مقتدی کو چاہئے کہ جتنی تکبیریں اور قنوت اس نے امام کے ساتھ نہیں پڑھے انہیں پڑھے اور اگر ہر قنوت میں ایک دفعہ سبحان اللہ یا ایک دفعہ الحمدللہ کہہ دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۹ : اگر کوئی شخص نماز عید میں اس وقت پہنچے کہ جب امام رکوع میں ہو تو وہ نیت کر کے اور نماز کی پہلی تکبیر کہہ کر رکوع میں جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۰ : اگر کوئی شخص نماز میں ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو احتیاط یہ ہے کہ نماز کے بعد اسے بجالائے لیکن اگر کوئی ایسا فعل نماز عید میں سرزد ہو جس کے لیئے نماز پنج گانہ میں سجدہ سہو لازم ہے تو نماز عید پڑھنے والے کے لیئے ضروری نہیں کہ وہ سجدہ سہو بجالائے۔

نماز اجارہ

مسئلہ ۱۵۳۱ : انسان کے مرنے کے بعد ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کے لیئے جو وہ زندگی میں نہیں بجا لایا ہو کسی دوسرے شخص کو اجیر بنایا جاسکتا ہے یعنی وہ نمازیں اسے اجرت دے کر پڑھوائی جا سکتی ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر اجرت لیئے ان نمازوں اور عبادات کو بجالائے تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۲ : انسان بعض مستحبی کاموں کے لیئے مثلاً قبر رسول اکرم ﷺ یا قبور

ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لیئے زندہ اشخاص کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے، اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ مستحبی کام انجام دے کر اس کا ثواب مردہ یا زندہ اشخاص کو ہدیہ کر دے۔

مسئلہ ۱۵۳۳ : جو شخص نماز قضائے نیت کے لیئے اجیر بنے اس کے لیئے ضروری ہے کہ یا تو مجتہد ہو یا نماز کے مسائل تقلید کی رو سے صحیح طرز پر جانتا ہو یا یہ کہ احتیاط پر عمل کرے بشرطیکہ موارد احتیاط کو پوری طرح جانتا ہو۔

مسئلہ ۱۵۳۴ : اجیر کو چاہئے کہ نیت کرتے وقت میت کو معین کرے اور ضروری نہیں کہ میت کا نام جانتا ہو بلکہ اگر نیت کرے کہ یہ میں نے نماز اس شخص کے لیئے پڑھ رہا ہوں جس کے لیئے میں اجیر ہوا ہوں تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۵ : اجیر کو چاہئے کہ جو عمل بجا لائے اس کے لیئے نیت کرے کہ جو کچھ میت کے ذمے ہے وہ بجا لا رہا ہوں اور اگر اجیر کوئی عمل انجام دے اور اس کا ثواب میت کو ہدیہ کر دے تو یہ کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۶ : اجیر ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہئے جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ عمل کو بجا لائے گا۔

مسئلہ ۱۵۳۷ : جس شخص کو میت کی نمازوں کے لیئے اجیر بنایا جائے اگر اس کے بارے میں پتہ چلے کہ وہ عمل کو بجا نہیں لایا یا باطل طور پر بجا لایا ہے تو دوبارہ کسی دوسرے شخص کو اجیر مقرر کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۵۳۸ : جب کوئی شخص شک کرے کہ اجیر نے عمل انجام دیا ہے یا نہیں اور اجیر قابل اطمینان شخص ہو اور کہے کہ میں نے انجام دے دیا ہے تو اس کا کہنا کافی ہے اسی طرح اگر شک کرے کہ اس نے صحیح طور پر انجام دیا ہے یا نہیں تو اسے صحیح ہی سمجھے۔

مسئلہ ۱۵۳۹ : جو شخص کوئی عذر رکھتا ہو مثلاً تیمم کر کے یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اسے میت کی نمازوں کے لیئے اجیر نہیں مقرر کرنا چاہئے اگرچہ میت کی نمازیں بھی اسی طرح قضا ہوئی ہوں۔

مسئلہ ۱۵۴۰ : مرد عورت کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور عورت مرد کی طرف سے اجیر بن

سکتی ہے اور جہاں تک نماز بلند آواز سے پڑھنے کا سوال ہے اجیر کو چاہیے کہ اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۵۴۱ : میت کی قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے مثلاً ایک دن کی نماز ظہرو عصریا مغرب و عشاء جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۲ : اگر اجیر کے ساتھ طے کیا جائے کہ عمل کو ایک مخصوص طریقے کے مطابق انجام دے گا تو اجیر کو چاہیے کہ اس عمل کو اسی طریقے کے مطابق انجام دے اور اگر کچھ طے نہ ہوا ہو تو اجیر کو چاہیے کہ وہ عمل اپنے وظیفے کے مطابق انجام دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اپنے وظیفے اور میت کے وظیفے میں سے جو بھی احتیاط کے زیادہ قریب ہو اس طرح عمل کرے مثلاً اگر میت کا وظیفہ تسبیحات اربعہ تین دفعہ پڑھنا تھا اور اس کی اپنی تکلیف ایک دفعہ پڑھنا ہو تو تین دفعہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۴۳ : اگر اجیر کے ساتھ یہ طے نہ کیا جائے کہ نماز کے مستحبات کس مقدار میں پڑھے گا تو اسے چاہیے کہ عموماً جتنے مستحبات پڑھے جاتے ہیں انہیں بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۴۴ : اگر انسان میت کی قضا نمازوں کے لیئے کئی اشخاص کو اجیر مقرر کرے۔ تو اسے چاہیے کہ ہر اجیر کے لیئے وقت معین کرے۔

مسئلہ ۱۵۴۵ : اگر کوئی شخص اجیر بنے کہ مثال کے طور پر ایک سال میں میت کی نمازیں پڑھ دے گا اور سال ختم ہونے سے پہلے مرجائے تو ان نمازوں کے لیئے جن کے بارے میں علم ہو کہ وہ بجا نہیں لایا کسی اور شخص کو اجیر مقرر کرنا چاہیے اور جن نمازوں کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ انہیں نہیں بجالایا احتیاط واجب کی بنا پر ان کے لیئے بھی اجیر مقرر کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۵۴۶ : جس شخص کو میت کی قضا نمازوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جائے اور اس نے ان سب نمازوں کی اجرت بھی وصول کر لی ہو اگر وہ ساری نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے تو اگر اس کے ساتھ یہ طے کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں وہ خود ہی پڑھے گا اور اجارہ دیتے وقت وہ ایسا کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہو تو اجارہ صحیح ہے اور اجارہ کرنے والا (جس نے اجیر بنایا تھا) باقی ماندہ نمازوں کی اجرت المثل (جتنی رقم کے بدلے باقی ماندہ نمازیں پڑھی جاسکیں) واپس لے سکتا ہے اور اگر وہ یعنی اجیر ایسا کرنے پر

یعنی کل نمازیں خود پڑھنے پر قادر نہیں تھا تو اس کے فوت ہو جانے پر باقی ماندہ نمازوں کے بارے میں اجارہ باطل ہے اور اجارہ دینے والا باقی نمازوں کی طے شدہ اجرت واپس لے سکتا ہے یا گزشتہ مقدار کے اجارے کو فسخ کر سکتا ہے اور اس کی اجرت المثل دے سکتا ہے اور اگر یہ طے نہ کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں اجیر خود پڑھے گا تو اجیر کے ورثا کو چاہئے کہ اس کے مال میں سے باقی ماندہ نمازوں کے لیئے کسی کو اجیر بنائیں لیکن اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے ورثاء پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۷ : اگر اجیر میت کی سب قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے اور اس کے اپنے ذمہ بھی قضا نمازیں ہوں تو مسئلہ سابقہ میں جو طریقہ بتایا گیا ہے اس طرح عمل کرنے کے بعد اگر اس یعنی فوت شدہ اجیر کے مال سے کچھ بچے اور اس صورت میں جبکہ اس نے وصیت کی ہو اور اس کے ورثاء بھی اجازت دیں تو اس کی سب نمازوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جا سکتا ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو مال کا تیسرا حصہ اس کی نمازوں پر صرف کیا جا سکتا ہے۔

روزہ

مسئلہ ۱۵۴۸ : روزہ بھی دین اسلام کا ایک رکن اعظم اور اہم عبادت ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے خاطر طلوع صبح صادق سے لے کر رات ہونے تک بعض چیزوں سے پرہیز کرے۔

○ ... ماہ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض کیئے گئے ہیں اور یہ حکم قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۳ میں ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون "اے ایمان والو! روزہ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا اسی طرح تم پر بھی فرض کیا گیا ہے تاکہ تم اس کی وجہ سے پرہیزگار بن جاؤ۔"

○ ... اس سے مابعد کی آیات میں روزے کے متعلق چند بنیادی احکام تفصیل سے بتائے گئے ہیں مثلاً یہ کہ اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے چاہئے کہ اس بنا پر جتنے روزے نہ رکھ سکے بعد میں ان کی قضا کرے اور جو شخص بہ مشقت روزہ رکھ سکتا

جائے اور پھر اسی دن میں کسی وقت ہوش آجائے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہ کرے تو اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۵۸ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر مست ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۵۹ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ہو اور نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

○ ... روزے کے بہت سے فائدے ہیں۔ اس کے ذریعے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری صبر کرنے اور برائیوں سے بچنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں امیر آدمیوں کو روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس کی شدت اور تکلیف کا پتا چلتا ہے اور ان کے دلوں میں اپنے غریب بھائیوں کی مدد کی خواہش پیدا ہوتی ہے روزہ انسان کے جسم کے اندرونی نظام کی اصلاح کرتا ہے اور جسم کے اندر پیدا شدہ نقصان دہ فاضل مادوں کو ختم کر دیتا ہے۔

○ ... ماہ رمضان ہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ اس مہینے میں عبادت اور نیک کاموں کا ثواب عام مہینوں سے کہیں زیادہ ہے۔ **لیلۃ القدر** اسی مہینے میں آتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں روزے رکھ کر انسان ارشاد الٰہی کی جو تعمیل کرتا ہے اس کی خوشی میں یکم شوال کو عیدالفطر منائی جاتی ہے۔

روزے کے احکام

روزہ یہ ہے کہ خداوند عالم کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے انسان صبح صادق سے رات تک نو چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

نیت

مثلاً اس نے نذر مانی ہو کہ ایک مقررہ دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر صبح صادق تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۴ : اگر کوئی شخص کسی غیر معین واجب روزے کے لیئے مثلاً روزہ کفارہ کے لیئے ظہر کے نزدیک تک عمداً نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذبذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۵ : اگر کوئی کافر ماہ رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ روزے کی نیت کرے اور روزہ کو تمام کرے اور اگر اس دن کا روزہ نہ رکھے تو اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۶۶ : اگر کوئی بیمار شخص ماہ رمضان کے کسی دن وسط میں ظہر سے پہلے یا اس کے بعد تندرست ہو جائے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے خواہ اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۵۶۷ : جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ۔ اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان المبارک کے روزے کی نیت نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہ نیت کر سکتا ہے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں ہے تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے بلکہ اسے چاہئے کہ قضا روزہ وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ ماہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہو گا لیکن اگر نیت کرے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھ سے چاہتا ہے اسے انجام دے رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے۔ (یعنی وہ روزہ رمضان المبارک کا روزہ شمار ہو گا)

مسئلہ ۱۵۶۸ : اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا

وہ روزہ ماہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا۔

رمضان المبارک کی پہلی تاریخ اور وہ قضا یا مستحبی یا ایسے ہی کسی اور روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو اسے چاہئے کہ ماہ رمضان کے روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۵۶۹ : اگر کسی معین واجب روزے کے بارے میں مثلاً رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں انسان مذبذب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو خواہ اس نے جو قصد کیا ہو اس سے توبہ بھی کرے اور کوئی ایسا کام بھی نہ کرے جس سے روزہ باطل ہوتا ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن رات تک امساک واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۰ : اگر کوئی شخص جو مستحب روزہ اور ایسا واجب روزہ مثلاً کفارے کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت معین نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو یا مذبذب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور ظہر سے پہلے دوبارہ روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو روزے کو باطل کرتی ہیں

مسئلہ ۱۵۷۱ : نو چیزیں روزے کو باطل کرتی ہیں۔

۱ ... کھانا اور پینا۔

۲ ... جماع کرنا۔

۳ ... استمناء۔ (اور استمناء یہ ہے کہ انسان اپنے ساتھ یا کسی دوسرے کے ساتھ جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں اس کی بدن سے منی خارج ہو۔

۴ ... خدا تعالیٰ اور پیغمبرؐ کے جانشینوں سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

۵ ... غبار حلق تک پہنچانا۔

۶ ... پورا سر پانی میں ڈبونا۔

۷ ... صبح صادق تک جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت پر باقی رہنا۔

۸ ... کسی بہنے والی چیز سے حقنہ (انیما) کرنا۔

۹ ... قے کرنا... ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

۱۔ کھانا اور پینا

مسئلہ ۱۵۷۲ : اگر روزہ دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے ہے کوئی چیز جان بوجھ کر کھائے اور پیے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا اور پیا جاتا ہو مثلاً روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا نہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ۔ اور خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر روزہ دار مسواک منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۷۳ : جب روزہ دار کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو اسے چاہیے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اگل دے اور اگر جان بوجھ کر وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہو گا اس پر کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۴ : اگر روزہ دار غلطی سے کوئی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۷۵ : جو انجکشن (ٹیکے) عضو کو بے حس کر دیتے ہیں یا کسی اور مقصد کے لیئے استعمال ہوتے ہیں روزہ دار کے لیئے جائز ہیں۔ لازم یہ ہے کہ ان انجکشنوں سے پرہیز کیا جائے جو غذا کی بجائے استعمال ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵۷۶ : اگر روزہ دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی چیز کو عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۷ : جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لیئے صبح صادق سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو اگر وہ خلال نہ کرے اور دانتوں میں پھنسی ہوئی غذا میں سے کوئی چیز اس کے پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۸ : منہ کا لعاب نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ وہ لعاب ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں جمع ہو گیا ہو۔

ہو اور نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

○ ... روزے کے بہت سے فائدے ہیں۔ اس کے ذریعے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری صبر کرنے اور برائیوں سے بچنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں امیر آدمیوں کو روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس کی شدت اور تکلیف کا پتا چلتا ہے اور ان کے دلوں میں اپنے غریب بھائیوں کی مدد کی خواہش پیدا ہوتی ہے روزہ انسان کے جسم کے اندرونی نظام کی اصلاح کرتا ہے اور جسم کے اندر پیدا شدہ نقصان دہ فاضل مادوں کو ختم کر دیتا ہے۔

○ ... ماہ رمضان ہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ اس مہینے میں عبادت اور نیک کاموں کا ثواب عام مہینوں سے کہیں زیادہ ہے۔ **لیلۃ القدر** اسی مہینے میں آتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں روزے رکھ کر انسان ارشاد الٰہی کی جو تعمیل کرتا ہے اس کی خوشی میں یکم شوال کو عیدالفطر منائی جاتی ہے۔

روزے کے احکام

روزہ یہ ہے کہ خداوند عالم کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے انسان صبح صادق سے رات تک نو چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

نیت

مسئلہ ۱۵۴۹ : انسان کے لیئے روزے کی نیت دل سے گزارنا یا مثلاً یہ کہنا کہ میں کل روزہ رکھوں گا ضروری نہیں بلکہ اس کا یہ ارادہ کرنا کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل میں صبح صادق سے رات تک کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے روزہ باطل ہوتا ہو اور یہ یقین حاصل کرنے کے لیئے کہ اس تمام وقت میں وہ روزے سے رہا ہے اسے چاہئے کہ کچھ دیر صبح صادق سے پہلے اور کچھ دیر مغرب کے بعد بھی ایسے کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۰ : انسان ماہ رمضان المبارک کی ہر رات کو اس سے اگلے دن کے روزے کی نیت کر

سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس مہینے کی پہلی رات کو ہی سارے مہینے کے روزوں کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۵۵۱ : ماہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت کا وقت رات کی ابتدا سے صبح صادق تک ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۲ : مستحبی روزے کی نیت کا وقت اول شب سے لے کر دوسرے دن مغرب سے پہلے اتنی دیر تک ہے جس میں نیت کی جا سکے اور اگر کسی شخص نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور مستحبی روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۳ : جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ دنوں میں روزے کی نیت کیلئے بغیر اذان صبح سے پہلے سو جائے اگر وہ ظہر سے پہلے بیدار ہو جائے اور روزے کی نیت کر لے تو خواہ اس کا روزہ واجب ہو یا مستحب وہ روزہ صحیح ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد بیدار ہو تو واجب روزے کی نیت نہیں کر سکتا لیکن اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک میں روزے کی نیت کیلئے بغیر سو جائے تو خواہ وہ ظہر سے پہلے ہی بیدار ہو جائے اور نیت کر لے اس کے روزے کا صحیح ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۴ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا روزہ رکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اس روزے کو معین کرے مثلاً نیت کرے کہ میں قضا کا یا نذر کا روزہ رکھ رہا ہوں لیکن ماہ رمضان المبارک میں یہ نیت کرنا ضروری نہیں کہ میں ماہ رمضان کا روزہ رکھ رہا ہوں بلکہ اگر کسی کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے اور کسی دوسرے روزے کی نیت کر لے تب بھی وہ روزہ ماہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا۔

مسئلہ ۱۵۵۵ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور جان بوجھ کر ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو نہ وہ رمضان شریف کا روزہ متصور ہو گا اور نہ وہ روزہ جس کی اس نے نیت کی ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۶ : مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے پہلے روزے کی نیت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ یہ دوسرا یا تیسرا روزہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۷ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرنے کے بعد بے ہوش ہو

جائے اور پھر اسی دن میں کسی وقت ہوش آجائے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہ کرے تو اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۵۸ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر مست ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۵۹ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۰ : اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے ظہر سے پہلے اس امر کی جانب متوجہ ہو اور اس دوران میں کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہے یا ظہر کے بعد متوجہ ہو کہ ماہ رمضان ہے تو اس کا روزہ باطل ہو گا لیکن اسے چاہئے کہ مغرب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ماہ رمضان کے بعد اس روزے کی قضا بھی کرے اور اگر ظہر سے پہلے متوجہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۱ : اگر ماہ رمضان میں بچہ صبح صادق سے پہلے بالغ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ روزہ رکھے اور اگر صبح صادق کے بعد بالغ ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۲ : جو شخص میت کے روزے رکھنے کے لیئے اجیر بنا ہو اگر وہ مستحبی روزے رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر قضا روزے یا دوسرے واجب روزے کسی کے ذمے ہوں تو وہ مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر بھول کر مستحبی روزہ رکھ لے تو اس صورت میں اگر اسے ظہر سے پہلے یاد آجائے تو اس کا مستحبی روزہ کالعدم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی نیت واجب روزے کی جانب موڑ سکتا ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد متوجہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے مغرب کے بعد یاد آئے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۳ : اگر ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا مخصوص روزہ انسان پر واجب ہو

مثلاً اس نے نذر مانی ہو کہ ایک مقررہ دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر صبح صادق تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۴ : اگر کوئی شخص کسی غیر معین واجب روزے کے لیئے مثلاً روزہ کفارہ کے لیئے ظہر کے نزدیک تک عمداً نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذبذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۵ : اگر کوئی کافر ماہ رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ روزے کی نیت کرے اور روزہ کو تمام کرے اور اگر اس دن کا روزہ نہ رکھے تو اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۶۶ : اگر کوئی بیمار شخص ماہ رمضان کے کسی دن وسط میں ظہر سے پہلے یا اس کے بعد تندرست ہو جائے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے خواہ اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۵۶۷ : جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ۔ اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان المبارک کے روزے کی نیت نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہ نیت کر سکتا ہے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں ہے تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے بلکہ اسے چاہئے کہ قضا روزہ وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ ماہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہو گا لیکن اگر نیت کرے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھ سے چاہتا ہے اسے انجام دے رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے۔ (یعنی وہ روزہ رمضان المبارک کا روزہ شمار ہو گا)

مسئلہ ۱۵۶۸ : اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا

رمضان المبارک کی پہلی تاریخ اور وہ قضا یا مستحبی یا ایسے ہی کسی اور روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو اسے چاہئے کہ ماہ رمضان کے روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۵۶۹ : اگر کسی معین واجب روزے کے بارے میں مثلاً رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں انسان مذبذب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو خواہ اس نے جو قصد کیا ہو اس سے توبہ بھی کرے اور کوئی ایسا کام بھی نہ کرے جس سے روزہ باطل ہوتا ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن رات تک امساک واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۰ : اگر کوئی شخص جو مستحب روزہ اور ایسا واجب روزہ مثلاً کفارے کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت معین نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو یا مذبذب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور ظہر سے پہلے دوبارہ روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو روزے کو باطل کرتی ہیں

مسئلہ ۱۵۷۱ : نو چیزیں روزے کو باطل کرتی ہیں۔

۱ ... کھانا اور پینا۔

۲ ... جماع کرنا۔

۳ ... استمناء۔ (اور استمناء یہ ہے کہ انسان اپنے ساتھ یا کسی دوسرے کے ساتھ جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں اس کی بدن سے منی خارج ہو۔

۴ ... خدا تعالیٰ اور پیغمبرؐ کے جانشینوں سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

۵ ... غبار حلق تک پہنچانا۔

۶ ... پورا سر پانی میں ڈبونا۔

۷ ... صبح صادق تک جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت پر باقی رہنا۔

۸ ... کسی بہنے والی چیز سے حقنہ (انیما) کرنا۔

۹ ... قے کرنا... ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

۱۔ کھانا اور پینا

مسئلہ ۱۵۷۲ : اگر روزہ دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے ہے کوئی چیز جان بوجھ کر کھائے اور پیے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا اور پیا جاتا ہو مثلاً روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا نہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ۔ اور خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر روزہ دار مسواک منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۷۳ : جب روزہ دار کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو اسے چاہئے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اگل دے اور اگر جان بوجھ کر وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہو گا اس پر کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۴ : اگر روزہ دار غلطی سے کوئی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۷۵ : جو انجکشن (ٹیکے) عضو کو بے حس کر دیتے ہیں یا کسی اور مقصد کے لیئے استعمال ہوتے ہیں روزہ دار کے لیئے جائز ہیں۔ لازم یہ ہے کہ ان انجکشنوں سے پرہیز کیا جائے جو غذا کی بجائے استعمال ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵۷۶ : اگر روزہ دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی چیز کو عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۷ : جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لیئے صبح صادق سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو اگر وہ خلال نہ کرے اور دانتوں میں پھنسی ہوئی غذا میں سے کوئی چیز اس کے پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۸ : منہ کا لعاب نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ وہ لعاب ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں جمع ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۱۵۷۹ : سر اور سینہ کے اخلاط (بلغم) جب تک منہ کے اندر والے حصے میں نہ پہنچیں انہیں نگلنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ منہ میں آجائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں نگلا نہ جائے۔

مسئلہ ۱۵۸۰ : اگر روزہ دار کو اتنی پیاس لگے کہ اسے پیاس سے مرجانے کا خوف لاحق ہو جائے تو وہ اتنا پانی پی سکتا ہے کہ مرنے سے بچ جائے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر ماہ رمضان المبارک ہو تو اسے چاہئے کہ دن کے بقیہ حصے میں وہ کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہو۔ بعد میں اس روزے کی قضا واجب ہو گی۔

مسئلہ ۱۵۸۱ : بچے یا پرندے کے لیئے غذا کا چبانا یا غذا کا چکھنا وغیرہ جو عموماً حلق تک نہیں پہنچتی ہو خواہ وہ اتفاقاً" حلق تک پہنچ جائے تو روزے کو باطل نہیں کرتی لیکن اگر انسان شروع سے جانتا ہو کہ یہ غذا حلق تک پہنچ جائے گی تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اسے چاہیے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ ادا کرے جو اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۲ : انسان کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا ہاں اگر کمزوری اس حد تک ہو کہ عموماً برداشت نہ ہو سکے تو پھر روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ جماع

مسئلہ ۱۵۸۳ : جماع روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ عضو تناسل فقط ختنے کی حد تک ہی کیوں نہ داخل ہو اور منی خارج نہ ہو۔

مسئلہ ۱۵۸۴ : اگر عضو تناسل ختنے کی مقدار سے کم داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۸۵ : اگر کوئی شخص عمداً جماع کا ارادہ کرے اور پھر شک کرے کہ عضو تناسل ختنے کی مقدار کے برابر داخل ہوا تھا یا نہیں تو اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس روزے کی قضا کرے لیکن کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۶ : اگر کوئی شخص بھول کر جماع کرے کہ روزے سے ہے یا اسے جماع پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اس کا اختیار باقی نہ رہے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا البتہ اگر جماع کی حالت میں اسے یاد آجائے کہ روزے سے ہے یا مجبوری ختم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ فوراً جماع ترک کر دے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

۳۔ استمناء

مسئلہ ۱۵۸۷ : اگر روزہ دار استمناء کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۸ : اگر بے اختیاری کی حالت میں کسی شخص کی منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۸۹ : اگرچہ روزہ دار کو علم ہو کہ اگر دن میں سوئے گا تو اسے احتلام ہو جائے گا یعنی سوتے میں اس کی منی خارج ہو جائے گی تب بھی اس کے لیئے سونا جائز ہے خواہ نہ سونے کی وجہ سے اسے تکلیف نہ بھی ہو اور اگر اسے احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۹۰ : اگر روزہ دار منی خارج ہوتے وقت نیند سے بیدار ہو جائے تو اس پر یہ واجب نہیں کہ منی کو نکلنے سے روکے۔

مسئلہ ۱۵۹۱ : جس روزہ دار کو احتلام ہو گیا ہو وہ پیشاب کر سکتا ہے خواہ اسے یہ علم ہو کہ پیشاب کرنے سے باقی ماندہ منی نالی سے باہر آجائے گی۔

مسئلہ ۱۵۹۲ : جب روزہ دار کو احتلام ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ منی نالی میں رہ گئی ہے اور اگر غسل سے پہلے پیشاب نہیں کرے گا تو غسل کے بعد منی اس کے جسم سے خارج ہو گی تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ غسل سے پہلے پیشاب کرے۔

مسئلہ ۱۵۹۳ : جو شخص منی نکالنے کے ارادے سے چھیڑ چھاڑ اور شوخی کرے تو خواہ منی نہ بھی نکلے اس کا روزہ باطل ہے۔ اسے چاہئے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۱۵۹۴ : اگر روزہ دار منی نکالنے کے ارادے کے بغیر مثال کی طور پر اپنی بیوی سے چھیڑ

چھاڑ اور ہنسی مذاق کرے تو اگر اسے اطمینان ہو کہ منی خارج نہیں ہو گی تو اگرچہ اتفاقاً" منی خارج ہو جائے اس کا روزہ صحیح ہے البتہ اگر اسے اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں جب منی خارج ہو گی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۴۔ خدا تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹی چیز منسوب کرنا

مسئلہ ۱۵۹۵ : اگر روزہ دار زبان سے یا لکھ کر یا اشارہ سے یا ایسے ہی کسی اور طریقے سے اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ کے بارہ جانشینوں میں سے کسی سے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی چیز منسوب کرے تو اگرچہ وہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا توبہ کر لے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے بھی کوئی جھوٹی چیز منسوب نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۵۹۶ : اگر روزہ دار کوئی ایسی روایت نقل کرنا چاہے جس کے بارے میں اسے یہ علم نہ ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ جس شخص سے وہ روایت سنی ہو یا جس کتاب میں لکھی دیکھی ہو اس کا حوالہ دے۔

مسئلہ ۱۵۹۷ : اگر روزہ دار کسی چیز کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ واقعی قول خدا یا قول پیغمبر ہے اور اسے اللہ تعالیٰ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ نسبت صحیح نہ تھی تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۵۹۸ : اگر روزہ دار کسی چیز کے بارے میں یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ ہے اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ درست تھا تو اسے چاہئے کہ روزے کو تمام کرے اور اسکی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۹۹ : اگر روزہ دار کسی ایسے جھوٹ کو جو خود روزہ دار نے نہیں بلکہ کسی دوسرے نے گھڑا ہو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ کے جانشینوں سے منسوب کر دے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا لیکن اگر جس نے جھوٹ گھڑا ہو اس کا قول نقل کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۰۰ : اگر روزہ دار سے سوال کیا جائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے اور وہ

عمداً جہاں جواب (نہیں) میں دینا چاہئے وہاں اثبات میں دے اور جہاں اثبات میں دینا چاہئے وہاں (نہیں) میں دے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۱ : اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول کریمؐ کا قول درست نقل کرے اور بعد میں کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا رات کو کوئی جھوٹی چیز ان سے منسوب کرے اور دوسرے دن جب کہ روزہ رکھا ہوا ہو کہے جو کچھ میں نے گزشتہ رات کہا تھا وہ درست ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۵۔ غبار کو حلق تک پہنچانا

مسئلہ ۱۶۰۲ : احتیاط واجب کی بنا پر غلیظ یا غیر غلیظ غبار کا حلق تک پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ غبار کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حلال ہو (مثلاً آٹا) یا کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حرام ہو (مثلاً مٹی)۔

مسئلہ ۱۶۰۳ : اگر ہوا کی وجہ سے غبار پیدا ہو اور انسان متوجہ ہونے کے باوجود احتیاط نہ کرے اور غبار اس کے حلق تک پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار غلیظ بھاپ اور سگار اور تمباکو وغیرہ کا دھواں بھی حلق تک نہ پہنچائے۔

مسئلہ ۱۶۰۵ : اگر انسان احتیاط نہ کرے اور غبار یا بھاپ یا دھواں وغیرہ حلق میں گھس جائے تو اگر اسے یقین یا اطمینان تھا کہ یہ چیزیں حلق میں نہ پہنچیں گی تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر اسے گمان تھا کہ یہ حلق تک نہیں پہنچیں گی تو بہتر یہ ہے کہ اس روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۰۶ : اگر کوئی شخص یہ بھول جانے پر کہ روزے سے ہے احتیاط نہ کرے یا بے اختیار غبار وغیرہ اس کے حلق سے پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۶۔ سر کو پانی میں ڈبونا

مسئلہ ۱۶۰۷ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر سارا سر پانی میں ڈبو دے تو خواہ اس کا باقی بدن پانی سے باہر رہے اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سارا بدن پانی میں ڈوب جائے اور سر کا کچھ حصہ باہر

رہے تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۰۸ : اگر روزہ دار اپنے نصف سر کو ایک دفعہ اور باقی نصف کو دوسری دفعہ پانی میں ڈبوئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۹ : اگر روزہ دار سارا سرپانی میں ڈبونے کی نیت سے پانی کے نیچے چلا جائے اور شک کرے کہ آیا سارا سرپانی میں ڈوبا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ باطل ہے البتہ اس کا کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۰ : اگر سارا سرپانی میں ڈوب جائے تو خواہ کچھ بال پانی سے باہر بھی رہ جائیں پھر بھی روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۱ : پانی کے علاوہ دوسری سیال چیزوں مثلاً دودھ میں سر ڈبونے سے روزے کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ اظہر یہ ہے کہ آب مضاف میں سر ڈبونا بھی روزے کو باطل نہیں کرتا اگرچہ احوط یہ ہے کہ پرہیز کریں۔

مسئلہ ۱۶۱۲ : اگر روزہ دار بے اختیار پانی میں گر جائے اور اس کا پورا سرپانی میں ڈوب جائے یا بھول کر روزہ سے ہے اور سرپانی میں ڈبو لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۳ : اگر کوئی روزہ دار خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو پانی میں گرا دے کہ اس کا سرپانی میں نہیں ڈوبے گا لیکن اس کا سارا سرپانی میں ڈوب جائے تو اس کے روزے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۴ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور سرپانی میں ڈبو دے یا کوئی دوسرا شخص زبردستی اس کا سرپانی میں ڈبو دے تو اگر پانی میں ڈوبے ہوئے اسے یاد آئے کہ روزے سے ہے یا وہ دوسرا شخص اپنا ہاتھ ہٹا لے تو روزہ دار کو چاہیے کہ فوراً اپنا سرپانی سے باہر نکالے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۱۵ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور غسل کی نیت سے سرپانی میں ڈبو دے تو اس کا روزہ اور غسل دونوں صحیح ہیں۔

مسئلہ ۱۶۱۶ : اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے روزے سے ہے جان بوجھ کر غسل کے لیئے اپنا سر پانی میں ڈبو دے تو اگر اس کا روزہ رمضان المبارک کا روزہ ہو تو اس کا روزہ اور غسل دونوں باطل ہیں اور رمضان کے قضا روزے کے لیئے بھی زوال کے بعد علی الاحوط یہی حکم ہے لیکن اگر مستحب روزہ ہو یا ایسا واجب روزہ ہو مثلاً روزہ کفارہ جس کے لیئے کوئی وقت معین نہیں ہے تو اس کا غسل صحیح لیکن روزہ باطل ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا اطلاق واجب معین روزے پر بھی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۷ : اگر کوئی روزہ دار کسی شخص کو غرق ہونے سے بچانے کے سلسلے میں سر کو پانی میں ڈبو دے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا خواہ اس شخص کو غرق ہونے سے بچانا واجب ہی کیوں نہ ہو۔

۷۔ صبح صادق تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا

مسئلہ ۱۶۱۸ : اگر جنب شخص ماہ رمضان المبارک میں جان بوجھ کر صبح صادق تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اور جان بوجھ کر تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ بھی باطل ہے اور ماہ رمضان کی قضا کا حکم بعد میں آئے گا۔

مسئلہ ۱۶۱۹ : اگر جنب شخص ماہ رمضان کے روزوں اور ان کی قضا کے علاوہ ان واجب روزوں میں جن کا وقت ماہ رمضان کے روزوں کی طرح معین ہے جان بوجھ کر صبح صادق تک غسل نہ کرے تو اظہر یہ ہے کہ اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۰ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کی کسی رات میں جنب ہو جائے تو اگر وہ عمداً غسل نہ کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ تیمم کرے اور روزہ رکھے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۶۲۱ : اگر جنب ماہ رمضان میں غسل کرنا بھول جائے اور ایک دن کے بعد اسے یاد آئے تو چاہئے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور چند دنوں کے بعد یاد آئے تو چاہئے کہ اتنے دنوں کے روزوں کی قضا کرے جتنے دنوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ جنب تھا مثلاً اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ تین دن جنب رہا یا چار دن تو تین دنوں کے روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۲۲ : اگر ایک ایسا شخص اپنے آپ کو جنب کرلے جس کے پاس ماہ رمضان کی رات

میں غسل اور تیمم میں سے کسی کے لیئے بھی وقت نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۶۲۳ : اگر روزہ دار یہ جاننے کی جستجو کرے کہ اس کے پاس وقت ہے یا نہیں اور گمان کرے کہ اس کے پاس غسل کے اندازے کے مطابق وقت ہے اور اپنے آپ کو جنب کر لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تنگ تھا اور تیمم کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر بغیر جستجو کیئے گمان کرے کہ اس کے پاس وقت ہے اور اپنے آپ کو جنب کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تنگ تھا اور تیمم کر کے روزہ رکھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۲۴ : جو شخص ماہ رمضان کی کسی رات جنب ہو اور جانتا ہو کہ اگر سوئے گا تو صبح صادق تک بیدار نہ ہو گا اسے بغیر غسل کیئے نہیں سونا چاہئے اور اگر وہ غسل کرنے سے پہلے سو جائے اور صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۶۲۵ : جب جنب ماہ رمضان کی رات میں سو کر جاگ اٹھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس کی عادت بیدار ہونے کی نہ ہو تو غسل سے پہلے نہ سوئے اگرچہ اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۲۶ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور یقین رکھتا ہو کہ اگر سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا تو اگر اس کا مصمم ارادہ ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور اس ارادے کے ساتھ سو جائے اور صبح صادق تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے بیدار ہونے کا عادی ہو اور اس کے بیدار ہونے کا احتمال بھی ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۷ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے علم ہو یا احتمال ہو کہ اگر سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور اگر وہ اس بات سے غافل ہو کہ بیدار ہونے کے بعد اسے غسل کرنا چاہئے تو اس صورت میں جب کہ وہ سو جائے اور صبح صادق تک سویا رہے بنابر

…ح المسائل

…صادق تک غسل نہ کرے اس کا روزہ صحیح ہے۔

…ئلہ ۱۶۴۱ : جو عورت استحاضہ کثیرہ کی حالت میں ہو اگر وہ اپنے غسلوں کو اس تفصیل کے ساتھ
…بجالائے جس کا ذکر بیان شدہ احکام استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اظہر یہ
…ہے کہ استحاضہ متوسطہ میں اگر عورت غسل نہ بھی کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۲ : جس شخص نے مس میت کیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ میت کے بدن سے لگایا
وہ غسل مس میت کے بغیر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزہ کی حالت میں بھی مس میت کرے تو اس کا
روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۸۔ حقنہ لینا

مسئلہ ۱۶۴۳ : بہنے والی چیز سے حقنہ اگرچہ بہ امر مجبوری اور علاج کی غرض سے لیا جائے
روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

۹۔ قے کرنا

مسئلہ ۱۶۴۴ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو اگرچہ وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنے
پر مجبور ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سہواً یا بے اختیار ہو کر قے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۴۵ : اگر کوئی شخص رات کو ایسی چیز کھالے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے
کھانے کی وجہ سے دن میں بے اختیار قے آئے گی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ قضا
کرے۔

مسئلہ ۱۶۴۶ : اگر روزہ دار قے روک سکتا ہو اور ایسا کرنا اس کے لیے مضر اور تکلیف کا باعث
نہ ہو تو اسے چاہئے کہ قے کو روکے۔

مسئلہ ۱۶۴۷ : اگر روزہ دار کے گلے میں مکھی گھس جائے تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ اسے
باہر نکالے اور ایسا کرنے سے اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر جانتا ہو کہ اسے نکالنے کی وجہ سے
قے ہو جائے گی تو مکھی کا نکالنا واجب نہیں ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۸ : اگر روزہ دار سہوا کوئی چیز نگل لے اور اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے یاد آجائے کہ روزے سے ہے تو اس چیز کو نکالنا لازم نہیں اور روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۹ : اگر کسی روزہ دار کو یقین ہو کہ ڈکار لینے کی وجہ سے کوئی چیز اس کے حلق سے باہر آجائے گی تو اسے جان بوجھ کر ڈکار نہ لینا چاہئے لیکن اگر اسے یقین نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۵۰ : اگر روزہ دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے حلق یا منہ میں آجائے تو اسے چاہئے کہ اسے اگل دے اور اگر وہ چیز بے اختیار پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ان چیزوں کے متعلق احکام جو روزے کو باطل کرتی ہیں

مسئلہ ۱۶۵۱ : اگر انسان جان بوجھ کر اور اختیار کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ایسا کام جان بوجھ کر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں یعنی اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر جنب سو جائے اور صبح صادق کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۲ : اگر روزہ دار سہوا کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اس خیال سے کہ اس کا روزہ باطل ہو گیا ہے دوبارہ عمدا کوئی اور ایسا ہی کام کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۳ : اگر کوئی چیز زبردستی روزہ دار کے حلق میں انڈیل دی جائے یا اس کا سر زبردستی پانی میں ڈبو دیا جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے مثلاً اسے کہا جائے کہ اگر تم غذا نہیں کھاؤ گے تو ہم تمہیں مالی یا جانی نقصان پہنچائیں گے اور وہ نقصان سے بچنے کے لیئے اپنے آپ کچھ کھالے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۵۴ : روزہ دار کو ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ لوگ کوئی چیز اس کے حلق میں ڈال دیں گے یا اسے خود روزہ توڑنے پر مجبور کریں گے اور اگر ایسی جگہ جائے اور لوگ کوئی چیز اس کے حلق میں ڈال دیں یا بہ امر مجبوری وہ خود کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے بلکہ اگر وہ اس جگہ جانے کا ارادہ بھی کرے تو خواہ وہاں نہ جائے

اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

وہ چیزیں جو روزہ دار کے لیئے مکروہ ہیں

مسئلہ ۱۶۵۵ : روزہ دار کے لیئے کچھ چیزیں مکروہ ہیں اور ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱ ... آنکھ میں دوائی ڈالنا اور سرمہ لگانا جبکہ اس کا مزہ یا بو حلق میں پہنچ جائے۔

۲ ... ہر ایسا کام انجام دینا جو کمزوری کا باعث ہو مثلاً فصد کھلوانا اور حمام جانا۔

۳ ... ناس کھینچنا بشرطیکہ یہ علم نہ ہو کہ حلق تک پہنچے گی اور اگر یہ علم ہو کہ حلق تک پہنچے گی تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

۴ ... خوشبودار بوٹیوں (گھاسوں) کو سونگھنا۔

۵ ... عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

۶ ... شیاف استعمال کرنا یعنی کسی خشک چیز سے حقنہ لینا۔

۷ ... جو لباس پہن رکھا ہو اسے تر کرنا۔

۸ ... دانت نکلوانا اور ہر وہ کام کرنا جس کی وجہ سے منہ سے خون نکلے۔

۹ ... تر لکڑی سے مسواک کرنا۔

۱۰ ... بلا وجہ پانی یا کوئی اور سیال چیز منہ میں ڈالنا۔

اور یہ بھی مکروہ ہے کہ منی خارج ہونے کے قصد کے بغیر انسان اپنی بیوی کا بوسہ لے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے شہوت برانگختہ ہو اور اگر ایسا کرنا منی کے اخراج کے قصد سے ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

ایسے مواقع جن میں روزہ کی قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں

مسئلہ ۱۶۵۶ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کی کسی رات میں جنب ہو جائے اور جس طرح گذشتہ مسئلوں میں تفصیل سے بتایا گیا ہے بیدار ہو اور دوبارہ سو جائے اور صبح صادق تک بیدار نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ فقط اس روزے کی قضا کرے لیکن اگر وہ عمداً کوئی دوسرا کام انجام دے جو روزے کو باطل کرتا ہو جبکہ یہ بھی جانتا ہو کہ وہ کام روزے کو باطل کرتا ہے تو قضا اور کفارہ دونوں اس پر

واجب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۵۷ : اگر روزہ دار مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کام انجام دے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ کفارہ اس پر واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ جان بوجھ کر کوئی جھوٹ اللہ تعالیٰ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور جانتا ہو کہ ایسا کرنا حرام ہے تو اس پر کفارہ بھی واجب ہے خواہ وہ یہ نہ بھی جانتا ہو کہ وہ عمل روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

روزے کا کفارہ

مسئلہ ۱۶۵۸ : ماہ رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارہ کے طور پر انسان کو چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ان احکام کے مطابق جو آئندہ مسئلے میں بیان کیئے جائیں گے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو ایک مد (تقریباً ۱۰ چھٹانک) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ افعال انجام دینا اس کے لیئے ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ بقدر امکان صدقہ دے اور استغفار کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس وقت بھی قدرت رکھتا ہو کفارہ بھی دے۔

مسئلہ ۱۶۵۹ : جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے اسے چاہئے کہ ایک پورا مہینہ اور اس سے اگلے مہینے کا ایک دن مسلسل روزے رکھے اور اگر باقی ماندہ روزے مسلسل نہ بھی رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۶۰ : جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے اسے وہ روزے ایسے وقت نہیں رکھنے چاہئیں کہ ایک مہینے اور ایک دن کے درمیان عید قربان کی طرف کوئی ایسا دن آجائے جس کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۱ : جس شخص کو مسلسل روزے رکھنے چاہئیں اگر وہ ان کے بیچ میں بغیر عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ از سر نو روزے رکھے۔

مسئلہ ۱۶۶۲ : اگر ان دنوں کے درمیان جن میں مسلسل روزے رکھنے چاہئیں روزہ دار کو کوئی

عذر پیش آجائے مثلاً حیض یا نفاس یا ایسا سفر جسے اختیار کرنے پر مجبور ہو تو عذر کے دور ہونے کے بعد روزوں کا از سر نو رکھنا اس کے لیئے واجب نہیں بلکہ وہ عذر دور ہونے کے بعد باقی ماندہ روزے رکھے۔

مسئلہ ۱۶۶۳ : اگر کوئی شخص حرام چیز سے اپنا روزہ باطل کر دے خواہ وہ چیز بذات خود حرام ہو جیسے شراب اور زنا یا کسی وجہ سے حرام ہو جائے جیسے کہ حلال غذا جس کا کھانا انسان کے لیئے بالعموم مضر ہو یا وہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو احتیاط کی بنا پر کفارہ جمع یعنی تینوں کفارے اس پر واجب ہو جاتے ہیں یعنی اسے چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے یا ان میں سے ہر فقیر کو ایک مد (تقریباً ۱۰ چھٹانک) گندم یا جو روٹی وغیرہ دے اور یہ تینوں چیزیں اس کے لیئے ممکن نہ ہوں تو ان میں سے جو کفارہ ممکن ہو اسے انجام دے۔

مسئلہ ۱۶۶۴ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات اللہ تعالٰی یا نبی کریمؐ اور معصومینؑ سے منسوب کرے تو احتیاط کی بنا پر اس پر کفارہ جمع واجب ہو جاتا ہے جس کی تفصیل گزشتہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۵ : اگر روزہ دار ماہ رمضان کے ایک دن میں کئی دفعہ جماع کرے تو ہر دفعہ کے لیئے اس پر ایک کفارہ واجب ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو حکم جماع کے لیئے ہے وہی حکم استمناء کے لیئے بھی ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۶ : اگر روزہ دار ماہ رمضان کے ایک دن میں جماع اور استمناء کے علاوہ کئی دفعہ دوسرا ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ان سب کے لیئے صرف ایک کفارہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۷ : اگر روزہ دار جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اپنی زوجہ سے مجامعت بھی کرے تو اس پر ہر فعل کے لیئے الگ الگ کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۸ : اگر روزہ دار جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے جو حلال ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً پانی پی لے اور اس کے بعد جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام

کرے جو حرام ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً حرام غذا کھانے سے بھی ایک کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۹ : اگر روزہ دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے منہ میں آجائے تو اگر وہ اسے جان بوجھ کر نگل جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اسے چاہئے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہو جاتا ہے اور اگر چیز کا کھانا حرام ہو مثلاً ڈکار لیتے وقت خون یا ایسی غذا جو غذا کی صورت میں خارج ہو چکی ہو اس کے منہ میں آجائے اور وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو اسے چاہئے کہ اس روزے کی قضا کرے اور کفارہ جمع بھی اس پر واجب ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۰ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو اگر وہ اس دن جان بوجھ کر اپنے روزے کو باطل کر دے تو اسے چاہئے کہ کفارہ دے اور اس کا کفارہ اسی طرح ہے جیسے کہ حنث نذر (نذر توڑنے) کا کفارہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۱ : اگر روزہ دار ایک ایسے شخص کے کہنے پر جو کہے کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہے اور جس کے کہنے پر اسے اعتماد نہ ہو روزہ افطار کر لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ مغرب کا وقت نہیں ہوا یا شک کرے کہ مغرب کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو اس پر قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۷۲ : جو شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کرے اگر وہ ظہر کے بعد سفر کرے یا کفارے سے بچنے کے لیئے ظہر سے پہلے سفر کرے تو اس پر سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ اگر ظہر سے پہلے اتفاقاً اسے سفر کرنا پڑے تب بھی کفارہ اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۳ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دے اور اس کے بعد کوئی عذر پیدا ہو جائے مثلاً حیض یا نفاس یا بیماری میں مبتلا ہو جائے تو واجب یہ ہے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۱۶۷۴ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ آج ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے لیکن بعد میں پتہ چلے کہ آج شعبان کی آخری تاریخ ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۵ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آج رمضان المبارک کی آخری تاریخ ہے یا کہ شوال کی پہلی تاریخ اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور بعد میں پتہ چلے کہ پہلی شوال ہے تو اس پر کفارہ

واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۶ : اگر ایک روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی روزہ دار بیوی سے جماع کرے تو اگر اس نے بیوی کو مجبور کیا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے روزے اور اپنی بیوی کے روزے کا کفارہ ادا کرے اور بیوی جماع پر راضی ہو تو پھر ہر ایک پر ایک ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۷ : اگر کوئی عورت اپنے روزہ دار شوہر کو جماع کرنے پر مجبور کرے تو اس پر شوہر کے روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۸ : اگر ایک روزہ دار آدمی ماہ رمضان میں اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے اور جماع کے دوران میں عورت بھی جماع پر راضی ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ مرد دو کفارے دے اور عورت ایک کفارہ دے۔

مسئلہ ۱۶۷۹ : اگر ایک روزہ دار آدمی ماہ رمضان المبارک میں اپنی روزہ دار بیوی سے جو سو رہی ہو جماع کرے تو اس پر ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور عورت کا روزہ صحیح ہے اور کفارہ بھی اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۸۰ : اگر شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو جماع کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور کرے کہ جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۱ : جو مرد سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ اپنی روزہ دار بیوی کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا لیکن اگر مجبور بھی کرے تو مرد پر بھی کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۸۲ : انسان کو چاہئے کہ کفارہ ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے لیکن اس کا فوراً انجام دینا بھی ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۶۸۳ : اگر کسی شخص پر کفارہ واجب ہو اور وہ کئی سال تک اسے ادا نہ کرے تو کفارے میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۸۴ : جس شخص کے لیئے کفارے کے طور پر ایک دن ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا لازم ہو

اس کے لیئے جائز نہیں کہ ان میں سے کسی ایک فقیر کو ایک مد سے زیادہ غذا دے یا ایک فقیر کو ایک سے زیادہ مرتبہ پیٹ بھر کر کھلائے اور اسے اپنے کفارے میں زیادہ افراد کو غذا دینا یا کھانا کھلانا شمار کرے لیکن وہ یہ کر سکتا ہے کہ فقیر کے اہل وعیال میں سے ہر ایک کے لیئے ایک ایک مد دے دے خواہ وہ لوگ چھوٹے چھوٹے بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن ان میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۵ : جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزے کی قضا کرے اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ دس فقیروں کو "فردا" ایک مد چودہ چھٹانک غذا دے اور اگر نہ دے سکتا ہو تو تین روزے رکھے۔

وہ صورتیں جن میں فقط روزے کی قضا واجب ہے

مسئلہ ۱۶۸۶ : چند صورتوں میں انسان پر صرف روزے کی قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۷ : یہ کہ ایک شخص ماہ رمضان کی رات میں جنب ہو جائے اور جیسا کہ تفصیل سے بتایا گیا ہے صبح صادق تک دوسری نیند سے بیدار نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۸ : جو کام روزے کو باطل کرتا ہو اس کا مرتکب تو نہ ہو لیکن روزے کی نیت نہ کرے یا دکھاوا کرے (یعنی لوگوں پر ظاہر کرے کہ روزے سے ہوں) یا روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کرے یا کسی ایسے کام کے کرنے کا ارادہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۹ : یہ کہ ماہ رمضان المبارک میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور جنابت کی حالت میں ایک یا کئی دن روزے رکھتا رہے۔

مسئلہ ۱۶۹۰ : یہ کہ ماہ رمضان المبارک میں یہ تحقیق کیئے بغیر کہ صبح صادق ہوئی ہے یا نہیں کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہو چکی تھی نیز اگر تحقیق کرنے کے بعد یہ گمان رکھنے کے باوجود کہ صبح صادق ہو گئی ہے کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح صادق تھی تب بھی اس روزے کی قضا انسان پر واجب ہے بلکہ اگر تحقیق کرنے کے بعد شک کرے کہ صبح صادق ہوئی ہے یا نہیں اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور

بعد میں معلوم ہو کہ صبح تھی تو اسے چاہئے کہ اس دن کے روزے کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۱۶۹۱ : یہ کہ کوئی کہے کہ صبح صادق نہیں ہوئی اور انسان اس کے کہنے کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح صادق ہو گئی تھی۔

مسئلہ ۱۶۹۲ : یہ کہ کوئی کہے کہ صبح صادق ہو گئی ہے اور انسان کے کہنے پر یقین نہ کرے یا خیال کرے کہ مذاق کر رہا ہے اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح صادق ہو گئی تھی۔

مسئلہ ۱۶۹۳ : یہ کہ اندھا یا اندھے جیسا کوئی شخص کسی دوسرے کے کہنے پر روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا تھا۔

مسئلہ ۱۶۹۴ : یہ کہ جب مطلع صاف ہو تو تاریکی کی وجہ سے انسان یقین کر لے کہ افطار کا وقت ہو گیا ہے اور روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا تھا لیکن اگر ابر آلود فضا میں انسان اس گمان کے تحت روزہ افطار کر لے کہ افطار کا وقت ہو گیا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ افطار کا وقت نہیں ہوا تھا تو قضا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۵ : یہ کہ ٹھنڈا محسوس کرنے کے لیئے یا بغیر کسی وجہ کے انسان کلی کرے یعنی پانی منہ میں گھمائے اور بے اختیار پانی پیٹ میں چلا جائے تو روزے کی قضا واجب ہے اور اگر نماز واجب کے وضو کے علاوہ کسی وضو کے لیئے کلی کی جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر انسان بھول جائے کہ روزے سے ہے اور پانی نگل لے یا نماز واجب کے لیئے وضو کرتے وقت کلی کرے اور پانی بے اختیار پیٹ میں چلا جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۶ : یہ کہ کوئی شخص مجبوری یا اضطرار یا تقیہ کے تحت روزہ افطار کرے اس صورت میں اس پر روزے کی قضا واجب ہے لیکن کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۹۷ : اگر روزہ دار پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں ڈالے اور وہ بے اختیار پیٹ میں چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور وہ بے اختیار نیچے چلا جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۸ : روزہ دار کے لیئے زیادہ کلیاں کرنا مکروہ ہے اور اگر کلی کے بعد لعاب دہن نگلنا

چاہیے تو لازم ہے کہ پہلے اس قدر تھوکے کہ منہ میں موجود پانی ختم ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۹۹ : اگر انسان جانتا ہو کلی کرنے سے بے اختیار یا بھول جانے کی وجہ سے پانی اس کے حلق میں چلا جائے گا تو اسے کلی نہیں کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۰۰ : اگر کسی شخص کو ماہ رمضان المبارک میں تحقیق کرنے کے بعد یقین ہو جائے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی اور وہ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہو صبح ہو گئی تھی تو اس کے لیئے روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۷۰۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ افطار کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو وہ روزہ افطار نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے شک ہو کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں تو وہ تحقیق کرنے سے پہلے بھی ایسا کام انجام دے سکتا ہے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

قضا روزے کے احکام

مسئلہ ۱۷۰۲ : اگر ایک دیوانہ شخص صحت مند ہو جائے تو اس کے لیئے دیوانگی کے زمانے کے روزوں کی قضا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۰۳ : اگر ایک کافر مسلمان ہو جائے تو اس کے لیئے اپنے زمانہ کفر کے روزوں کی قضا کرنا واجب نہیں لیکن اگر ایک مسلمان کافر ہو جائے اور پھر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ جتنے دن کافر رہا ہو اس زمانے کے روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۴ : جو روزے انسان کی مستی کی وجہ سے چھوٹ جائیں اسے چاہیئے کہ ان کی قضا کرے خواہ جس چیز کی وجہ سے وہ مست ہوا ہو وہ اس نے علاج کی غرض سے ہی کھائی ہو۔

مسئلہ ۱۷۰۵ : اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزے نہ رکھے اور بعد میں شک کرے کہ اس کا عذر کس وقت زائل ہوا تھا تو اس کے لیئے واجب نہیں کہ جتنی مدت روزے نہ رکھنے کا زیادہ احتمال ہو اس کے مطابق قضاء کرے مثلاً اگر کوئی شخص رمضان المبارک سے پہلے سفر اختیار کرے اور رمضان المبارک میں واپس آئے اور بعد میں شک کرے کہ آیا ماہ مبارک کی پانچویں تاریخ کو

سفر سے واپس آیا تھا یا چھٹی کو یا یہ کہ مثلاً اس نے ماہ رمضان المبارک کے آخر میں سفر شروع کیا ہو اور اسے یہ پتہ نہ ہو کہ پچیسویں رمضان کو سفر اختیار کیا تھا یا چھبیسویں کو تو دونوں صورتوں میں وہ کمتر مقدار یعنی پانچ روزوں کی قضا پر اکتفا کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زیادہ مقدار یعنی چھ روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۶ : اگر کسی شخص پر کئی سال کے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء واجب ہو تو جس سال کے روزوں کی قضا پہلے کرنا چاہے کر سکتا ہے لیکن اگر آخری رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان المبارک کے پانچ روزوں کی قضاء اس کے ذمے ہو اور آئندہ رمضان المبارک کے شروع ہونے میں بھی پانچ دن باقی ہوں تو پہلے آخری رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۷ : اگر کسی شخص پر کئی سال کے ماہ رمضان کے روزوں کی قضاء واجب ہو اور وہ روزہ کی نیت کرتے وقت معین نہ کرے کہ کون سے رمضان المبارک کے روزے کی قضاء کر رہا ہے تو اس کا شمار آخری ماہ رمضان کی قضاء میں نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۰۸ : جس شخص نے رمضان المبارک کا قضاء روزہ رکھا ہو وہ اس روزے کو ظہر سے پہلے توڑ سکتا ہے اگر قضاء کا وقت تنگ ہو تو بہتر ہے کہ روزہ نہ توڑے۔

مسئلہ ۱۷۰۹ : اگر کسی نے میت کا روزہ قضاء کیا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ظہر کے بعد روزہ نہ توڑے۔

مسئلہ ۱۷۱۰ : اگر کوئی شخص بیماری یا حیض یا نفاس کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں اس کی خاطر ان کا قضاء کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۷۱۱ : اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک طول کھینچ جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء اس پر واجب نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ ہر دن کے لیئے ایک مد (تقریباً چودہ چھٹانک) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ فقیر کو دے لیکن اگر کسی اور عذر مثلاً سفر کی وجہ سے روزے نہ رکھے اور اس کا عذر آئندہ

رمضان المبارک تک باقی رہے تو اسے چاہئے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک دن کے لیئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۱۲ : اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن کوئی دوسرا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ آئندہ رمضان المبارک تک قضاء شدہ روزے نہ رکھ سکے تو اسے چاہئے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء کرے نیز اگر رمضان المبارک میں بیماری کے علاوہ کوئی اور عذر رکھتا ہو اور رمضان المبارک کے بعد وہ عذر دور ہو جائے اور آئندہ سال کے رمضان المبارک تک بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو جو روزے نہ رکھے ہوں اسے چاہئے کہ ان کی قضاء کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے لیئے ایک مدطعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۱۳ : اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے رمضان المبارک میں روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کا عذر دور ہو جائے اور وہ آئندہ رمضان المبارک تک عمداً روزوں کی قضاء نہ کرے تو اسے چاہئے کہ روزوں کی قضاء کرے اور ہر ایک دن کے لیئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۱۴ : اگر کوئی شخص روزے قضاء کرنے میں کوتاہی کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے اور وقت کی تنگی میں اسے کوئی عذر لاحق ہو جائے تو اسے چاہئے کہ روزوں کی قضاء کرے اور ہر ایک دن کے لیئے ایک مدطعام فقیر کو دے اور اگر عذر دور ہونے کے بعد مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزوں کی قضاء کرے گا لیکن قضاء کرنے سے پہلے تنگ وقت میں اسے کوئی عذر لاحق ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۵ : اگر انسان کا مرض چند سال طول کھینچ جائے تو اسے چاہئے کہ تندرست ہونے کے بعد آخری رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کرے اور اس سے پہلے سالوں کے ماہ ہائے مبارک کے ہر دن کے لیئے ایک مدطعام فقیر کو دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کی قضاء بھی کرے۔

مسئلہ ۱۷۱۶ : جس شخص کے لیئے ہر روزہ کے عوض ایک مد غذا فقیر کو دینا واجب ہو وہ چند دنوں

کا کفارہ ایک ہی فقیر کو دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۷ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے قضاء کرنے میں کئی سال کی تاخیر کر دے تو اسے چاہئے کہ قضاء کرے اور پہلے سال میں تاخیر کرنے کی بنا پر ہر روزے کے لیئے ایک مدطعام فقیر کو دے لیکن باقی سال کی تاخیر کے لیئے اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۸ : اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے روزے جان بوجھ کر نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ ان کی قضاء بجالائے اور ہر دن کیلئے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانے دے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر آئندہ رمضان المبارک تک قضاء نہ کرے تو ہر دن کیلئے ایک مدطعام کفارہ بھی دے۔

مسئلہ ۱۷۱۹ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھے اور دن میں کئی دفعہ جماع یا استمناء کرے تو کفارہ بھی مکرر ہو جائے گا (یعنی جتنی دفعہ جماع یا استمناء کرے اتنی دفعہ ہی کفارہ بھی دینا ہوگا) لیکن اگر کئی دفعہ کوئی اور ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً کئی دفعہ کھانا کھائے تو ایک کفارہ کافی ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۰ : باپ کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے کو چاہئے کہ اس کے روزوں کی قضاء اسی طرح بجالائے جیسے کہ نماز کے سلسلے میں اس سے قبل تفصیل سے بتایا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۱ : اگر کسی کے باپ نے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کوئی دوسرے واجب روزے (مثلاً نذر کے روزے) نہ رکھے ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا ان روزوں کی قضاء کرے لیکن اگر باپ کسی کے روزوں کے لیئے اجیر بنا ہو اور اس نے وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ان روزوں کی قضاء بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

مسافر کے روزوں کے احکام

مسئلہ ۱۷۲۲ : جس مسافر کے لیئے سفر میں چار رکعتی نماز کی بجائے دو رکعت پڑھنا لازم ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے لیکن وہ مسافر جو پوری نماز پڑھتا ہو (مثلاً وہ شخص جس کا شغل ہی سفر ہو یا جس،

کا سفر کسی ناجائز کام کے لیئے ہو) اسے چاہئے کہ سفر میں روزہ رکھے۔

مسئلہ ۱۷۲۳ : ماہ رمضان المبارک میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن روزے سے بچنے کے لیئے سفر کرنا مکروہ ہے اور اسی طرح رمضان المبارک کی چوبیسویں تاریخ سے پہلے سفر کرنا بھی مکروہ ہے بجز اس کے کہ یہ سفر حج یا عمرہ یا کسی ضروری کام کے لیئے ہو۔

مسئلہ ۱۷۲۴ : اگر ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کسی خاص دن کا روزہ انسان پر واجب ہو مثلاً اس نے کسی خاص دن کے روزے کی نذر کی ہو تو بہتر ہے کہ جب تک مجبور نہ ہو اس دن سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو اور ایسا کرنا ممکن ہو تو کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کرے اور اس دن کا روزہ رکھے لیکن ظاہر یہ ہے کہ سفر کرنا جائز ہے اور کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرنا واجب نہیں ہے اور اگر انسان اس دن کا روزہ نہ رکھے تو لازم ہے کہ اس کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۲۵ : اگر کوئی شخص روزے کی نذر کرے لیکن اس کے لیئے دن معین نہ کرے تو وہ روزہ سفر میں نہیں رکھ سکتا لیکن اگر نذر کرے کہ سفر کے دوران میں ایک مخصوص دن روزہ رکھے گا تو وہ نذر بھی صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۶ : مسافر طلب حاجت کے لیئے تین دن مدینہ طیبہ میں مستحبی روزہ رکھ سکتا ہے اور احوط یہ ہے کہ وہ تین دن بدھ، جمعرات اور جمعہ ہوں۔

مسئلہ ۱۷۲۷ : اگر کوئی شخص جسے یہ علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ رکھنا صحیح نہیں سفر میں روزہ رکھے اور دن میں اس مسئلے کا پتہ چل جائے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر افطار تک پتہ نہ چلے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۸ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ وہ مسافر ہے یا یہ بھول جائے کہ سفر میں روزہ باطل ہوتا ہے اور سفر کے دوران میں روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۹ : اگر روزہ دار ظہر کے بعد سفر اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے روزے کو تمام کرے اور اگر ظہر سے پہلے سفر اختیار کرے تو جونہی وہ حد ترخص پر پہنچے گا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۰ : اگر مسافر ماہ رمضان المبارک میں (خواہ وہ فجر سے پہلے سفر میں ہو یا روزے سے ہو اور سفر کرے) ظہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو اور اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۱ : اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن پہنچے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن قیام کرنا چاہتا ہو تو اسے اس دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۳۲ : مسافر اور وہ شخص جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کے لیے ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت جماع کرنا اور پیٹ بھر کر کھانا پینا مکروہ ہے۔

وہ اشخاص جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں

مسئلہ ۱۷۳۳ : جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ رکھنا اس کے لیے تکلیف کا موجب ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں اسے چاہئے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی یا ان سے ملتی جلتی کوئی چیز فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۳۴ : جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اگر وہ رمضان المبارک کے بعد روزے رکھنے کے قابل ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء بجا لائے۔

مسئلہ ۱۷۳۵ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے اسے بہت زیادہ پیاس لگتی ہو اور وہ پیاس برداشت نہ کر سکتا ہو یا پیاس کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں (یعنی تکلیف کی صورت میں) اسے چاہئے کہ ہر روزے کے لیے ایک مد طعام فقیر کو دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جتنی مقدار اشد ضروری ہو اس سے زیادہ پانی نہ پئے اور بعد میں جب روزہ رکھنے پر قادر ہو تو جو روزے نہ رکھے ہوں احتیاط کی بنا پر ان کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۶ : جس عورت کا وضع حمل کا وقت قریب ہو اور اس کا روزہ رکھنا اس کے حمل یعنی

پیٹ میں جو بچہ ہو اس کے لیئے مضر ہو اس عورت پر روزہ واجب نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر روزہ خود اس عورت کے لیئے مضر ہو تو بھی اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر ہر دن کے لیئے ایک مد طعام فقیر کو دے اور اسے چاہئے کہ دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۷ : جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو (خواہ وہ بچے کی ماں ہو یا دایہ ہو یا بچے کو مفت دودھ پلارہی ہو) اگر اس کا روزہ رکھنا دودھ پینے والے بچے کے لیئے مضر ہو تو اس عورت پر روزہ رکھنا واجب نہیں اور اسے چاہئے کہ ہر دن کے لیئے ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر روزہ رکھنا خود اس کے لیئے بھی مضر ہو تو روزہ اس پر واجب نہیں لیکن احتیاط مستحب کی بنا پر ہر دن کے لیئے مد طعام فقیر کو دے اور دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء کرے لیکن اگر اس دودھ پلانے والی کو کوئی اور ایسی عورت مل جائے جو بلا اجرت بچے کو دودھ پلائے یا بچے کو دودھ پلانے کے لیئے بچے کے باپ سے یا ماں سے یا کسی اور شخص سے جو اسے اجرت دے اجرت لے لے تو دودھ پلانے والی کے لیئے واجب ہے کہ بچہ اس عورت کو دے دے اور خود روزے رکھے۔

مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ

مسئلہ ۱۷۳۸ : مہینے کی پہلی تاریخ مندرجہ ذیل چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے۔

۱... انسان خود چاند دیکھے۔

۲... ایک ایسا گروہ جس کے کہنے پر یقین یا اطمینان پیدا ہو جائے یہ کہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اس طرح ہر وہ چیز جس کی بدولت یقین یا اطمینان پیدا ہو جائے۔

۳... دو عادل مرد یہ کہیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے لیکن اگر وہ چاند کے الگ الگ اوصاف بیان کریں تو پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی۔

۴... شعبان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر شوال کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۹ : حاکم شرع کے حکم سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۰ : منجموں کی پیشین گوئی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی لیکن اگر انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۷۴۱ : چاند کا آسمان پر بلند ہونا یا اس کا دیر سے غروب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سابقہ رات چاند رات تھی اور اسی طرح اگر چاند ظہر سے پہلے دکھائی دے تو وہ دن مہینے کا پہلا دن شمار نہ ہوگا اگر چاند کے گرد حلقہ ہو تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی کا چاند گذشتہ رات نکلا ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۲ : اگر کسی شخص پر ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو اور وہ روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں ثابت ہو جائے کہ گذشتہ رات ہی چاند رات تھی تو اسے چاہئے کہ اس دن کے روزے کے قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۴۳ : اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے تو دوسرے شہروں میں بھی ثابت ہو جائے گی خواہ وہ دوسرے شہر اس شہر سے دور ہوں یا نزدیک اور خواہ اس شہر کا اور ان دوسرے شہروں کا افق ایک ہی ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۴۴ : مہینے کی پہلی تاریخ تار برقی سے ثابت نہیں ہوتی سوائے اس صورت کے انسان کو علم ہو کہ تار دو عادل مردوں کی شہادت کی رو سے کسی دوسرے ایسے طریقے سے آیا ہے جو شرعاً" معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۵ : جس دن کے متعلق انسان کو علم نہ ہو کہ رمضان المبارک کا آخری دن یا ماہ شوال کا پہلا دن اس دن اسے چاہئے کہ روزہ رکھے لیکن اگر دن میں اسے پتہ چل جائے کہ یکم شوال ہے تو اسے چاہئے کہ روزہ افطار کر دے۔

مسئلہ ۱۷۴۶ : اگر ایک شخص جیل میں ہو اور ماہ رمضان المبارک کے بارے میں یقین نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ گمان پر عمل کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو جس مہینے کا احتمال ہو کہ رمضان المبارک ہے اس میں روزے رکھنا صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ جس مہینے میں روزے رکھے ہیں اس کے گیارہ مہینے گزرنے کے بعد دوبارہ ایک مہینے کے روزے رکھے۔

حرام اور مکروہ روزے

مسئلہ ۱۷۴۷ : عید فطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنا حرام ہے نیز جس دن کے بارے میں انسان کو علم نہ ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان المبارک کی پہلی تو اگر وہ اس دن پہلی رمضان المبارک کی نیت سے روزہ رکھے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۸ : اگر عورت کے مستحبی روزہ رکھنے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو عورت پر روزہ رکھنا حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ خواہ شوہر کی حق تلفی نہ بھی ہوتی ہو اس کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہ رکھے۔

مسئلہ ۱۷۴۹ : اگر اولاد کا مستحبی روزہ باپ اور ماں یا دادا کے لیئے اذیت کا موجب ہو تو اولاد کے لیئے مستحبی روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۰ : اگر کوئی بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھ لے اور دن کے دوران میں باپ اسے منع کرے تو اگر بیٹے کا باپ کا کہا نہ ماننا باپ کی اذیت کا موجب ہو تو بیٹے کو چاہئے کہ روزہ توڑ دے۔

مسئلہ ۱۷۵۱ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ روزہ اس کے لیئے مضر نہیں ہے تو اگرچہ ڈاکٹر کہے کہ مضر ہے اس شخص کو روزہ رکھنا چاہئے اور اگر کوئی شخص یقین یا گمان رکھتا ہو کہ روزہ اس کے لے مضر ہے تو اگرچہ ڈاکٹر یہ کہے کہ مضر نہیں ہے اس شخص کو چاہئے کہ روزہ نہ رکھے اور اگر وہ روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۵۲ : اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ روزہ اس کے لیئے مضر ہے اور اس احتمال کی بنا پر اس کے دل میں خوف پیدا ہو جائے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں قابل قبول ہو تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور اگر روزہ رکھے تو روزہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۳ : جس شخص کا عقیدہ ہو کہ روزہ اس کے لیئے مضر نہیں اگر وہ روزہ رکھ لے اور مغرب کے بعد اسے پتہ چلے کہ روزہ رکھنا مضر تھا تو اس صورت میں جبکہ ضرر اس درجے کا ہو کہ جان

بوجہ کر اس کا ارتکاب کرنا حرام ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس روزے کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۵۴ : جن روزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ بھی حرام روزے ہیں جو مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔

مسئلہ ۱۷۵۵ : عاشورے کے دن کا روزہ احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے لیکن اس دن کا روزہ مکروہ ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ عرفہ کا دن ہے یا عید قربان کا ہے۔

مستحب روزے

مسئلہ ۱۷۵۶ : بجز حرام اور مکروہ روزوں کے جن کا ذکر کیا گیا ہے سال کے تمام دنوں کے روزے مستحب ہیں اور بعض دنوں کے روزوں کے لیئے بہت تاکید کی گئی ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱... ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات اور پہلا بدھ جو مہینے کی دسویں تاریخ کے بعد آئے اگر کوئی شخص یہ روزے نہ رکھے تو مستحب ہے کہ ان کی قضاء کرے اور اگر روزہ بالکل نہ رکھ سکتا ہو تو مستحب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مد طعام یا ۶ / ۱۲ نخود سکہ دار چاندی فقیر کو دے۔

۲... ہر مہینے کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ۔

۳... رجب اور شعبان کے پورے مہینے یا ان دو مہینوں میں جتنے روزے رکھ سکیں خواہ وہ ایک دن ہی کیوں نہ ہو۔

۴... شوال کی چوتھی سے نویں تاریخ تک۔

۵... ذی قعدہ کی پچیسویں اور انتیسویں تاریخ۔

۶... ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ (یوم عرفہ) تک لیکن اگر انسان روزہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کی بنا پر یوم عرفہ کی دعائیں نہ پڑھ سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

۷... عید غدیر کا مبارک دن (۱۸ ذی الحجہ)۔

۸... روز مباہلہ (۲۴ ذی الحجہ)۔
۹... محرم کی پہلی تیسری اور ساتویں تاریخ۔
۱۰... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن (۱۷ ربیع الاول)۔
۱۱... جمادی الاول کی پندرہ تاریخ۔

نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے دن یعنی ۲۷ رجب کو بھی روزہ رکھنا مستحب ہے اور جو شخص مستحبی روزہ رکھے اس کے لیئے واجب نہیں ہے کہ اسے اختتام کو پہنچائے بلکہ اگر اس کا کوئی مومن بھائی اسے کھانے کی دعوت دے تو مستحب یہ ہے کہ اس کی دعوت قبول کر لے اور روزہ دن میں ہی توڑ دے خواہ ظہر کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

وہ صورتیں جن میں مبطلات روزہ سے پرہیز مستحب ہے

مسئلہ ۱۷۵۷ : مندرجہ ذیل اشخاص کے لیئے مستحب ہے کہ اگرچہ روزے سے نہ ہوں تاہم ماہ رمضان المبارک میں ان افعال سے پرہیز کریں جو روزے کو باطل کرتے ہوں۔

۱... وہ مسافر جس نے سفر میں کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہو اور وہ ظہر سے پہلے وطن میں یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔
۲... وہ مسافر جو ظہر کے بعد اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور اس صورت میں جب کہ وہ پیشتر سفر میں روزہ توڑ چکا ہو اگر ظہر سے پہلے ان جگہوں پر پہنچ جائے تب بھی یہی حکم ہے۔
۳... وہ مریض جو ظہر کے بعد تندرست ہو جائے اور اگر ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے اگرچہ اس نے کوئی ایسا فعل انجام دیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو۔
۴... وہ عورت جو دن میں حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۷۵۸ : روزہ دار کے لیئے مستحب ہے کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے مغرب و عشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس کا انتظار کر رہا ہو یا اسے یعنی روزہ دار کو غذا کی اتنی زیادہ خواہش ہو کہ حضور قلب کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بہتر ہے کہ پہلے روزہ افطار کرے اور پھر نماز پڑھے لیکن جہاں تک ممکن ہو نماز فضیلت کے وقت ہی ادا کرے۔

اعتکاف

مسئلہ ۱۷۵۹ : اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ ایک صاحب عقل و ایمان انسان تین دن مسجد میں ٹھہرے اور بنابر احتیاط اس کا ایسا کرنا عبادت' نماز اور دعا وغیرہ کے مقصد سے ہو اگرچہ بنابر اقویٰ یہ معتبر نہیں ہے اعتکاف صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نیت

○ ... انسان کو چاہئے کہ باقی عبادات کی طرح اعتکاف کی نیت بھی بہ قصد قربت کرے اور یہ نیت اعتکاف کی ابتدا سے کرتے ہوئے اس پر آخر تک قائم رہے لہٰذا اگر رات کو نیت کر کے اعتکاف کی ابتدا اول فجر سے کی جائے تو یہ امر اشکال سے خالی نہیں۔

○ ... ایک اعتکاف سے دوسرے اعتکاف کی طرف عدول جائز نہیں اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دونوں اعتکاف واجب ہوں یا دونوں مستحب ہوں یا ایک واجب ہو اور دوسرا مستحب ہو۔

○ ... ایک شخص کی طرف سے اعتکاف کرنے کے بعد دوسرے شخص کی نیابت اختیار کرنا جائز نہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ انسان کسی دوسرے کی نیابت سے اپنے اعتکاف کی طرف یا اپنے اعتکاف سے کسی دوسرے کی نیابت کی طرف عدول کرے۔

۲۔ روزہ

۲... اعتکاف اسی وقت صحیح ہے جب روزہ بھی صحیح ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ اعتکاف کرنے والا روزے سے ہو لہٰذا اگر کسی شخص کا روزہ رکھنا سفر وغیرہ کی وجہ سے صحیح نہ ہو تو اس کا اعتکاف بھی صحیح نہیں ہوگا۔

○ ... بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ماہ رمضان المبارک میں اور بالخصوص ماہ مبارک کے آخری عشرے میں کیا جائے۔

۳۔ مدت

○ ... کسی شخص کا اعتکاف کی غرض سے مسجد میں تین دن سے کم ٹھہرنا صحیح نہیں ہے البتہ ایک دن یا چند دن یا ایک رات یا چند راتیں زیادہ ٹھہرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲ ... پہلی اور چوتھی راتوں کو برخلاف درمیانی دو راتیں اعتکاف میں داخل ہیں اگرچہ پہلی اور چوتھی راتوں کو بھی نیت میں شامل کرنا جائز ہے۔

○ ... اگر انسان اعتکاف کی نذر کرے تو اس کی مدت کم از کم تین دن ہونی چاہئے لہٰذا اگر وہ تین معین دنوں کی نذر کرے اور تیسرا دن عید ہو تو اعتکاف صحیح نہیں ہو گا۔

○ ... اگر اعتکاف کے لیئے پانچ دن کی نذر اس شرط کے ساتھ کی جائے کہ یہ دن اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوں گے تو نذر باطل ہوگی اور اگر یہ شرط کی جائے کہ یہ دن پانچ سے زیادہ نہیں ہوں گے لیکن یہ نہ کہا جائے کہ یہ دن اتنے دنوں سے کم نہیں ہوں گے تو تین دن تک اعتکاف کرنا واجب ہے اور اگر یہ شرط کی جائے کہ یہ دن پانچ سے کم نہیں ہوں گے لیکن یہ نہ کہا جائے کہ یہ دن اتنے دنوں سے زیادہ نہیں ہوں گے تو چھٹے کا اضافہ کرنا بھی واجب ہے اس صورت میں انسان کو اختیار ہے کہ چوتھے اور پانچویں دن کے روزوں کو بھی پہلے تین دنوں کے روزوں سے متصل سمجھے یا ان دو دنوں کو چھٹے دن کے ساتھ ملا کر انہیں تین علیحدہ روزے شمار کرے۔

۴۔ مکان

○ ... انسان کو چاہئے کہ اعتکاف کے لیئے مندرجہ ذیل مساجد میں سے کسی ایک میں ٹھہرے اور بنا بر احتیاط اگر ممکن ہو تو اعتکاف انہی مساجد میں بجالائے۔

○ ... مسجد الحرام، مسجد نبویؐ، مسجد کوفہ، مسجد بصرہ اور شہر کی جامع مسجد۔

○ ... اگر انسان کسی معین مسجد میں اعتکاف کرے اور پھر وہاں اعتکاف جاری رکھنے میں کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس اعتکاف کو کسی دوسری مسجد میں جاری رکھنا صحیح نہیں۔ بلکہ انسان پر واجب ہے کہ اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضاء کسی دوسری مسجد میں یا رکاوٹ دور ہو جانے پر اسی مسجد میں بجالائے۔

○ ... مسجد میں اس کی محراب' منبر' چھت' زیر خانہ (مثلاً مسجد کوفہ کا بیت الطشت) اور باقی ملحقات بھی شامل ہیں اور مسجد میں کسی خاص جگہ اعتکاف کرنے کا قصد کرنا لغو ہے۔

۵- اجازت

○ ... انسان کو چاہئے کہ اعتکاف میں مشغول ہونے سے پہلے ان اشخاص سے اجازت حاصل کرے جن سے اجازت حاصل کرنا اس کے لیئے ضروری ہو مثلاً غلام کو چاہئے کہ اپنے آقا سے اور بیوی اپنے شوہر سے (بالخصوص جب اس کے اعتکاف کرنے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو)

○ ... اور اولاد والدین سے (بالخصوص اگر انھیں محبت کی بنا پر اولاد کے اعتکاف کرنے سے اذیت پہنچے) اجازت حاصل کرے۔

۶- تسلسل

○ ... انسان کو چاہئے کہ اعتکاف کی مدت ایک مسجد میں گزارے لہذا خواہ وہ جاہل کے حکم میں ہو یا عالم کے اگر وہ بلاوجہ وہاں سے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہے بلکہ بعید نہیں کہ اگر وہ بھولے سے بھی نکلے تو باطل ہو بجز اس کے اسے زبردستی وہاں سے نکالا جائے یا اس کا نکلنا کسی حاجت (مثلاً پیشاب' پاخانہ' غسل جنابت غسل استحاضہ یا غسل مس میت) کی بنا پر ہو اگرچہ اس کا سبب اس کی اختیار سے ہو۔

○ ... علاوہ ازیں مریض کی عیادت یا جنازہ کی تشیع اور میت کے غسل' نماز اور دفن کے لیئے نکلنا بھی جائز ہے لیکن کسی مومن کو ندا حافظ کہنے یا گواہی دینے کے لیئے نکلنا جائز نہیں۔

○ ... اگر کوئی کام عام طور پر ضروریات میں شمار ہو تو اس کے لیئے نکلنا بھی جائز ہے لیکن احتیاط مستحب کی بنا انسان کو چاہئے کہ سب سے قریب راستہ اختیار کرے اور ضرورت سے زیادہ نہ رکے۔ اگر مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو لیکن حدث مسجد میں ٹھہرنے سے مانع بھی نہ ہو (مثلاً میت کا غسل) تو مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔

○ ... اعتکاف کے دوران ایسے کاموں میں مشغول ہونا جس سے اعتکاف کی صورت باقی نہ

رہے اعتکاف کو باطل کر دیتا ہے۔ خواہ ایسا کرنا مجبوری اور جبر کی وجہ سے ہی کیوں نہ اور احتیاط واجب کی بنا پر انسان کو چاہئے کہ باہر بیٹھنا چھوڑ دے اور اگر اس پر مجبور ہو تو حتی الامکان سائے سے اجتناب کرے۔

○ ... اعتکاف بجائے خود مستحب ہے لیکن کبھی کبھی (مثلاً نذر اور اس سے مشابہ صورتوں میں) عارضی طور پر واجب بھی ہو جاتا ہے۔ اگر اعتکاف معین واجب ہو تو شروع سے ہی واجب ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر واجب مطلق ہونے کی صورت میں بھی شروع سے واجب ہے لیکن بنابر اقویٰ اگر مطلقاً واجب یا مستحب ہو تو شروع سے واجب نہیں ہے البتہ دو دن گزرنے کے بعد تیسرے دن کا واجب ہونا معین ہے بجز اس کے کہ اگر نیت کرتے وقت کسی وجہ سے تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کی جائے اور دو دن بعد وہ وجہ پیش آجائے تو اسے تیسرے دن کو چھوڑنے کا اختیار ہے۔ تاہم اگر نیت کرتے وقت شرط نہ کی ہو تو نیت سے پہلے یا بعد میں کی ہوئی شرط معتبر نہیں ہے۔

○ ... اگر کوئی وجہ درپیش نہ ہوتے ہوئے بھی تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کی جائے احتیاطاً جائز نہیں لیکن اگر کوئی شخص نیت کرتے وقت چھوڑنے کی شرط کرے اور پھر بعد میں اس شرط کو ختم کر دے تو بظاہر اس کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔

○ ... اگر کوئی شخص اعتکاف کی نذر کرے اور نذر میں تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کرے تو اگر اعتکاف شروع کرنے کی نیت کے وقت چھوڑنے کی شرط نہ کرے تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

○ ... اگر کوئی شخص اعتکاف کرنے والے کی جگہ غصب کر کے وہاں بیٹھ جائے اور اعتکاف کرنے والا اسے ہٹا کر خود بیٹھ جائے تو اعتکاف کا باطل ہونا غور اور تامل کے قابل ہے اور ظاہراً باطل نہیں ہوگا۔

اعتکاف کے چند اور احکام

اعتکاف کرنے والے کے لیئے چند چیزوں کا چھوڑنا ضروری ہے مثلاً

○ ... عورت سے صحبت کرنا اور بنا بر احتیاط اسے چھونا نیز شہوت کے ساتھ مرد یا عورت کا

بوسہ لینا۔

○ ... اعتکاف کے دوران استمناء کرنا حرام ہے۔

○ ... لذت حاصل کرنے کے لیئے خوشبو سونگھنا تاہم اگر قوت شامہ کام نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

○ ... بنابر احتیاط واجب خرید و فروخت کرنا بلکہ مطلقاً تجارت کا معاملہ کرنا' تاہم باقی مباح دنیاوی کاموں (مثلاً دستکاری سے کپڑا تیار کرنے یا کپڑے سینے) میں کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی اجتناب کیا جائے اگر ضروریات خورد نوش بہم پہنچانے کے لیئے انسان سودا فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے اور سودا فروخت کرنے کے علاوہ یہ ضروریات مہیا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو اور سودا فروخت کرنے کے لیئے کسی شخص کو وکیل کرنا بھی ممکن نہ ہو تو وہ سودا فروخت کر سکتا ہے۔

○ ... کسی شخص سے تلخ کلامی کرنا جب اس کا مقصد حق ظاہر کرنا اور دوسرے شخص کو غلط سے بچانا نہ ہو بلکہ دینی یا دنیاوی معاملات میں غلبہ حاصل کرنا اور اپنی فضیلت جتانا مقصود ہو ہاں اگر اس کا مقصد حق ظاہر کرنا ہو تو یہ بہترین عبادت ہے۔

○ ... احتیاط مستحب کی بنا پر اعتکاف کرنے والے کو ہر ایسی چیز سے اجتناب کرنا چاہئے جو حج کے دوران حالت احرام میں حرام ہے اگرچہ بنا بر اقویٰ اس کا خلاف صحیح ہے اور بالخصوص سلے ہوئے کپڑے پہننا' بالوں کو صاف کرنا شکار کا گوشت کھانا اور نکاح اعتکاف کرنے والے کے لیئے جائز ہے۔

○ ... جو چیزیں اعتکاف کرنے والے کے لیئے حرام ہیں خواہ وہ دن میں وقوع پذیر ہوں یا رات کو بظاہر اعتکاف کو فاسد کر دیتی ہیں۔

○ ... اگر مذکورہ بالا چیزوں سے اعتکاف فاسد ہو جائے تو اگر اعتکاف واجب معین ہو تو اس کی قضاء کرنا واجب ہے اور واجب غیر معین ہو تو دوبارہ اعتکاف کرنا چاہئے اسی طرح اگر کسی شخص کا اعتکاف مستحب ہو اور دو دن گزر جانے کے بعد فاسد ہو جائے تو اس کی قضاء واجب ہے لیکن اگر دو دن گزرنے سے پہلے فاسد ہو جائے تو پھر اس شخص پر کچھ واجب نہیں اور اس اعتکاف کی فوراً قضاء کرنا بھی واجب نہیں۔

○ ... اگر کوئی شخص اعتکاف کے دوران کوئی معاملہ کرے تو اگرچہ اعتکاف باطل ہو جاتا ہے لیکن معاملہ باطل نہیں ہوتا۔

○ ... اگر اعتکاف کرنے والا اپنے اعتکاف کو جماع کے ذریعے فاسد کر دے تو خواہ وہ دن میں جماع کرے یا رات کو اس پر کفارہ واجب ہے لیکن بنا پر اقویٰ جماع کرنے کے علاوہ کسی دوسرے فعل سے کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ احتیاط کرنا مستحب ہے اور یہ امر بعید نہیں کہ اس کا کفارہ ظہار کے کفارہ کی مانند ہو۔

○ ... اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں اعتکاف کرے اور پھر اسے جماع کے ذریعے دن میں فاسد کر دے تو اس پر دو کفارے (یعنی ایک رمضان المبارک کے روزے کا اور دوسرا اعتکاف کا) واجب ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی قضاء کے دوران اعتکاف کرے اور زوال کے بعد اسے فاسد کر دے تو اگر وہ اعتکاف نذر کی وجہ سے واجب ہو تو نذر کی مخالفت کی بنا پر اس پر تین کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

○ ... اگر کوئی شخص اپنی روزے دار بیوی سے ماہ رمضان المبارک میں اس کی مرضی کے خلاف جماع کرے تو بنابر احتیاط اس پر چار کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

خمس

زکوٰۃ کے بعد خمس ایک ایسی چیز ہے جو مستحقین کی امداد کے لیئے ہے۔ اس کے بارے میں سورۃ انفال کی اکتالیسویں آیت میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

واعلموا انما غنمتم من شی فان للہ خمسہ وللرسول ○ "اور جان لو جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رسول کے قرابتداروں یتیموں' مسکینوں' اور پردیسیوں کا ہے اگر تم اللہ پر اور اس (وحی) پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی"۔

خمس کا نصف حصہ ان سادات کا حق ہے جو فقیر یا یتیم ہوں یا مسافرت کے دوران تنگ دست ہو گئے ہوں اور نصف حصہ امام وقت علیہ السلام سے متعلق ہے آپ کے زمانہ غیبت میں یہ حصہ آپ

کے ایسے نائب کو دینا چاہئے جو مجتہد امین اور مصارف سے آگاہ ہو اور یا پھر اس سے اس حصے کے خرچ کرنے کے متعلق اجازت حاصل کر لینی چاہیے۔ اور اقویٰ یہ ہے کہ سہم سادات بھی بغیر حاکم شرع کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں اس لیئے ہم تمام مجتہدین کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

سہم امام علیہ السلام ان مقاصد پر خرچ کرنا چاہئے جن کے متعلق آپ کی رضامندی معلوم ہو (مثلاً محتاج مومنین کو دیا جائے) اور مستحب یہ ہے کہ آپ کے نام سے تصدق کیا جائے۔ سہم امامؑ کے بعض اہم مصارف حسب ذیل ہیں جہاں پر حاکم شرع کی اجازت سے خرچ کیا جاسکتا ہے۔

۱ ... ان واعظین (مبلغین) کو دیا جائے جو علوم دین کی ترویج کریں اور اسلام کی سر بلندی اور اشاعت کے لیئے خدمات انجام دیں۔

۲ ... ان اہل علم کی اعانت کی جائے جو علوم دین کے حصول میں مصروف ہوں اور جاہلوں کو تعلیم دے کر اور گمراہوں کو راہ راست پر لا کر اسلامی معاشرے میں اصلاح کی کوشش کریں۔

۳ ... ایسے دوسرے کاموں پر خرچ کیا جائے جن سے مومنین کے دین کی اصلاح ہو ان کے نفوس کی تکمیل ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے درجات بلند ہوں۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سلسلے میں مرجع اعلم سے رجوع کیا جائے جو اس کی جہات عامہ سے واقف ہیں۔

خمس کے احکام

مسئلہ ۱۷۶۰ : خمس سات چیزوں پر واجب ہوتا ہے۔

۱ ... کاروبار کا نفع ۔

۲ ... معدن (کانیں)۔

۳ ... گنج (دفینہ)۔

۴ ... حلال مال جو حرام مال سے خلط ملط ہو جائے۔

۵ ... جواہرات جو غواصی یعنی سمندر میں غوطہ لگانے سے دستیاب ہوتے ہیں۔

۶ ... جنگ کا مال غنیمت

۷... وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔
ذیل میں ان کے بارے میں احکام تفصیل سے بیان کیے جائیں گے۔

۱۔ منفعت کسب (کاروبار کا نفع)

مسئلہ ۱۷۶۱ : جب انسان کو تجارت صنعت یا دوسرے پیشوں سے کچھ مال دستیاب ہو (مثال کے طور پر اگر وہ میت کی نمازیں اور روزے بجا لا کر اس کی اجرت کے طور کچھ دولت حاصل کرے) اور اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ زائد مال کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق ادا کرے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہو گی۔

مسئلہ ۱۷۶۲ : اگر کسی کو کمائی کیے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے مثلاً اگر کوئی شخص اسے کوئی چیز بطور عطیے کے دے دے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ جو کچھ بچے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۳ : مہر جو عورت کو ملتا ہے اور جو مال شوہر، بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض حاصل کرتا ہے ان پر خمس واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ خمس ادا کرے اور جو میراث انسان کو ملے اس کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کسی شخص سے رشتہ داری ہو اور اس سے میراث ملنے کا گمان نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کو جو میراث ملے اگر وہ انسان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۴ : اگر کسی شخص کو میراث کے طور پر کچھ مال ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اس کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو وہ (یعنی وارث) احتیاط واجب کی بنا پر اس کا خمس ادا کرے لیکن اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس کے ذمے کچھ خمس واجب الادا تھا تو اسے چاہیے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۵ : اگر کسی شخص کے پاس کفایت شعاری کی وجہ سے کچھ مال سال بھر کے اخراجات

[او]ر جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے پیشے سے حاصل
[م]نفعت کو مد نظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔

[مسئلہ] ۱۷۸۹ : جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لیئے اپنی تجارت کے منافع
[سے خر]یدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے
[خم]س اس کی قیمت کی شکل میں دینا چاہئے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی
[قیمت] بڑھ گئی ہو تو اسے چاہئے کہ اس مال کی قیمت خرید کے حساب سے خمس ادا کرے گا۔

[مسئ]لہ ۱۷۹۰ : اگر کوئی شخص خمس ادا کرنے سے پہلے اپنی تجارت کے منافع سے گھر کے لیئے
[ساما]ن خریدے تو جس وقت بھی اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس پر خمس
[اد]ا کرے اور یہی صورت زنانہ زیورات کی ہے جب کہ عورت کا انہیں بطور زینت استعمال کرنے کا
[ز]مانہ گزر جائے۔

[م]سئلہ ۱۷۹۱ : اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ
سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۹۲ : اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور سرمائے سے خرچ کرے اور
سال کے ختم ہونے سے پہلے اسے منافع حاصل ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں خرچ کیا ہے
اسے منافع سے منہا نہیں کر سکتا بلکہ صرف وہی کچھ منہا کر سکتا ہے جو اس نے تجارت کے سلسلے میں
خرچ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۳ : اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں تلف ہو جائے تو جتنی مقدار سرمائے میں
سے کم ہوئی ہو انسان اتنی مقدار اس کے تلف ہونے سے قبل حاصل شدہ منافع میں سے منہا کر سکتا
ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۴ : اگر کسی شخص کے مال سے سرمایہ کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے تو وہ اس
چیز کو حاصل شدہ منافع سے مہیا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے اسی سال کے دوران میں اس چیز کی ضرورت
پڑ جائے تو وہ اسے اس میں اپنے پیشے سے حاصل شدہ منافع سے مہیا کر سکتا ہے۔

۷... وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔

ذیل میں ان کے بارے میں احکام تفصیل سے بیان کیے جائیں گے۔

۱۔ منفعت کسب (کاروبار کا نفع)

مسئلہ ۱۷۶۱ : جب انسان کو تجارت صنعت یا دوسرے پیشوں سے کچھ مال دستیاب ہو (مثال کے طور پر اگر وہ میت کی نمازیں اور روزے بجا لا کر اس کی اجرت کے طور کچھ دولت حاصل کرے) اور اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ زائد مال کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق ادا کرے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہو گی۔

مسئلہ ۱۷۶۲ : اگر کسی کو کمائی کیے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے مثلاً اگر کوئی شخص اسے کوئی چیز بطور عطیے کے دے دے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ جو کچھ بچے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۳ : مہر جو عورت کو ملتا ہے اور جو مال شوہر، بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض حاصل کرتا ہے ان پر خمس واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ خمس ادا کرے اور جو میراث انسان کو ملے اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کسی شخص سے رشتہ داری ہو اور اس سے میراث ملنے کا گمان نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کو جو میراث ملے اگر وہ انسان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۴ : اگر کسی شخص کو میراث کے طور پر کچھ مال ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اس کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو وہ (یعنی وارث) احتیاط واجب کی بنا پر اس کا خمس ادا کرے لیکن اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس کے ذمے کچھ خمس واجب الادا تھا تو اسے چاہیے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۵ : اگر کسی شخص کے پاس کفایت شعاری کی وجہ سے کچھ مال سال بھر کے اخراجات

کے بعد بچ جائے تو اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۶ : جس شخص کے اخراجات کوئی دوسرا شخص برداشت کرتا ہو اسے چاہئے کہ جتنا مال اس کے ہاتھ آئے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۷ : اگر کوئی شخص کوئی جائیداد کچھ خاص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لیئے وقف کر دے اور وہ لوگ اس جائیداد میں کھیتی باڑی اور شجرکاری کریں اور اس میں منفعت حاصل کریں اور وہ کمائی ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو انہیں چاہئے کہ زائد کمائی پر خمس ادا کریں اور اسی طرح وہ کسی طریقے سے اس جائیداد سے نفع حاصل کریں مثلاً اسے ٹھیکے پر دے دیں تو انہیں چاہئے کہ اس نفع کی جو مقدار ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۷۶۸ : جو مال کسی فقیر نے بطور خمس اور زکوٰۃ اور صدقہ مستحبی کے حاصل کیا ہو اگر وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو جو مال اسے دیا گیا ہو اس سے اس نے نفع کمایا ہو مثلاً اس نے ایک ایسے درخت سے جو اسے بطور خمس دیا گیا ہو میوہ حاصل کیا ہو اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۹ : اگر کوئی شخص ایسی رقم سے جس کا خمس ادا نہ کیا ہو کوئی چیز خریدے یعنی بیچنے والے سے کہے کہ "میں یہ جنس اس رقم سے خرید رہا ہوں" تو ظاہر یہ ہے کہ کل مال کے متعلق معاملہ درست ہے اور خمس کا تعلق جنس سے ہو جاتا ہے جو اس نے اس رقم سے خریدی ہے اور حاکم شرع کی اجازت اور دستخط کی حاجت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۰ : اگر کوئی شخص کوئی جنس خریدے اور معاملہ طے کرنے کے بعد اس کی قیمت اس رقم سے ادا کرے جس پر خمس نہ دیا ہو تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو رقم اس نے جنس بیچنے والے کو دی ہے اس کے خمس کے لیئے وہ خمس کے مستحقین کا مقروض ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۱ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا مال خریدے جس پر خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کا خمس بیچنے والے کی ذمہ داری ہے اور خریدار کے ذمے کچھ نہیں۔

مسئلہ ۱۷۷۲ : اگر کوئی شخص کسی کو کوئی ایسی چیز بطور عطیہ دے جس پر خمس ادا نہ کیا گیا ہو تو

اس کے پانچویں حصے (یعنی خمس) کی ادائیگی کی ذمہ داری عطیہ دینے والے پر ہے اور جس شخص کو عطیہ دیا گیا ہو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔

مسئلہ ۱۷۷۳ : اگر کسی شخص کو کوئی مال کسی کافر یا ایسے شخص سے ملے جو خمس ادا کرنے پر اعتقاد نہ رکھتا ہو تو اس کے لیئے (یعنی جس شخص کو مال ملے اس کے لیئے) اس مال پر خمس ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۷۴ : تاجر پیشہ ور کاریگر اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں کو چاہئے کہ وہ جب سے منفعت کما رہے ہوں اس پر جب ایک سال گزر جائے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس پر خمس ادا کریں اور جس شخص کا شغل کسی پیشے سے کمائی کرنا نہ ہو اگر اسے اتفاقاً کوئی منفعت حاصل ہو جائے تو جب اسے یہ منفعت حاصل ہو اس وقت سے ایک سال گزرنے کے بعد جتنی مقدار اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۵ : سال کے دوران میں جس وقت بھی کسی شخص کو منفعت حاصل ہو وہ اس پر خمس ادا کر سکتا ہے اور اس کے لیئے یہ بھی جائز ہے کہ سال کے ختم ہونے تک اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے اور وہ خمس ادا کرنے کے لیئے قمری سال اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۶ : اگر کوئی تاجر یا پیشہ ور وغیرہ خمس دینے کے لیئے سال کی مدت معین کرے اور اسے منفعت حاصل ہو لیکن سال کے دوران میں مر جائے تو چاہئے کہ اس کی وفات تک کے اخراجات اس منفعت میں منہا کر کے باقی ماندہ پر خمس دیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۷۷ : اگر کسی شخص کی بغرض تجارت خریدی ہوئی جنس کی قیمت چڑھ جائے اور وہ اسے نہ بیچے اور سال کے دوران میں اس کی قیمت گر جائے تو جتنی مقدار میں قیمت میں اضافہ ہوا ہو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۸ : اگر کسی شخص کی بغرض تجارت خریدی ہوئی جنس کی قیمت چڑھ جائے اور وہ اس امید پر کہ ابھی اس کی قیمت اور چڑھے گی اس جنس کو سال کے خاتمے کے بعد تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو جس مقدار میں قیمت بڑھی ہو اس پر خمس دینا واجب نہیں ہے

بلکہ اصل اور نفع کے مجموعے سے خمس کی جو نسبت ہو اسی نسبت سے موجودہ مال میں جنس یا قیمت کی شکل میں خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۹ : اگر کسی شخص کے پاس مال تجارت کے علاوہ کوئی مال ہو جس کا خمس وہ ادا کر چکا ہو یا جس پر خمس واجب ہی نہ ہو مثلاً کوئی ایسی چیز جو اس نے خرچے کے لیئے خریدی ہو تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے بیچ دے تو اسے چاہئے کہ جتنی مقدار میں اس چیز کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس پر خمس ادا کرے اسی طرح مثلاً اگر کوئی درخت خریدے اور اس میں پھل لگیں یا بھیڑ موٹی ہو جائے تو اگر ان چیزوں کی نگہداشت سے اس کا مقصد نفع کمانا تھا تو اسے چاہے کہ ان کی قیمت میں جو زیادتی ہوئی ہے اس پر خمس ادا کرے بلکہ اگر اس کا مقصد نفع کمانا نہ بھی رہا ہو تب بھی اسے چاہئے کہ ان پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۰ : اگر کوئی شخص اس ارادے سے باغ لگائے کہ جب اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو اسے بیچ ڈالے گا تو اسے چاہئے کہ پھلوں اور درختوں کی نشوونما اور باغ کی بڑھی ہوئی قیمت پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس کا ارادہ یہ رہا ہو کہ ان درختوں کے پھل بیچے گا ان کی قیمت سے نفع اٹھائے گا تو پھر اسے فقط پھلوں پر اور درختوں کے بڑھنے پر خمس دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۸۱ : اگر کوئی شخص بید اور چنار وغیرہ کے درخت لگائے تو اسے چاہئے کہ ہر سال ان کے بڑھنے کا خمس ادا کرے اور اسی طرح اگر مثلاً ان درختوں کی ان شاخوں سے نفع کمائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں۔ اور تنہا ان شاخوں کی قیمت سے یا دوسری منفعتوں سے ملا کر اس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے تو اسے چاہئے کہ ہر سال کے خاتمے پر اس زائد رقم پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۲ : اگر کسی شخص کی آمدنی کے متعدد ذرائع ہوں مثلاً جائیداد کا کرایہ لیتا ہو اور لین دین بھی کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ سال کے خاتمے پر جو کچھ اس کی اخراجات سے زائد ہو اس پر خمس ادا کرے لو اگر ایک ذریعے سے نفع کمائے اور دوسرے ذریعے سے نقصان اٹھائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہئے کہ جو نفع کمایا ہو اس پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس کے دو مختلف پیشے ہوں مثلاً تجارت اور زراعت کرتا ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر وہ ایک پیشے کے نقصان کا تدارک دوسرے

پیشے کے نفع سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۸۳ : انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لیئے کرے (مثلاً دلالی اور باربرداری کی سلسلے میں جو کچھ خرچ کرے) انہیں وہ منفعت میں سے منہا کر سکتا ہے اور اتنی مقدار پر خمس ادا کرنا لازم نہیں۔

مسئلہ ۱۷۸۴ : سوداگری کے منافع سے کوئی شخص سال بھر میں جو کچھ خوراک' لباس گھر کے سامان' مکان' خریداری' بیٹے کی شادی بیٹی کے جہیز اور زیارات وغیرہ پر خرچ کرے اس پر خمس نہیں ہے بشرطیکہ ایسے اخراجات اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں اور اس نے فضول خرچی بھی نہ کی ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۵ : جو مال انسان نذر اور کفارہ پر خرچ کرے وہ سالانہ اخراجات کا حصہ ہے اسی طرح وہ مال بھی اس کے سالانہ اخراجات کا حصہ ہے جو وہ کسی کو بطور ہدیہ یا انعام کے دے دے بشرطیکہ وہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۶ : اگر انسان ایک ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگ عموماً ہر سال کچھ نہ کچھ جہیز لڑکیوں کے لیئے تیار کرتے رہتے ہوں اور وہ سال کے دوران میں اسی سال کی منافع سے جہیز خریدے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو تو اس کو اگر سال کے اندر اندر اپنی لڑکی کی ملکیت قرار دے دے اور لڑکی اس کو استعمال نہ کرے تو لڑکی پر خمس واجب ہے اور اگر لڑکی کی ملکیت میں نہیں دیا تو خود شخص پر خمس دینا واجب ہو گا یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو اور اگر حیثیت سے زیادہ لڑکی کی ملکیت میں دے گا تو جو مقدار حیثیت سے زیادہ ہو گی اس پر وہ شخص خود خمس ادا کرے باقی مال میں تصرف نہ کرنے کی صورت میں لڑکی خمس ادا کرے کسی کی حیثیت کا تعین عقلاء اور عرف عام کی نظر میں جو ہو وہ معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۷ : جو مال کسی شخص نے حج اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کیا ہو وہ اس سال کے اخراجات میں شمار ہوتا ہے جس سال میں خرچ کیا جائے اور اگر اس کا سفر سال سے زیادہ ہو تو طول کھنچ جائے تو کچھ وہ دوسرے سال میں خرچ کرے اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۸ : جو شخص کسی پیشے یا تجارت سے منفعت حاصل کرے اگر اس کے پاس کوئی اور

مال بھی ہو جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے پیشے سے حاصل کی ہوئی منفعت کو مد نظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۹ : جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لیئے اپنی تجارت کے منافع سے خریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے اور خمس اس کی قیمت کی شکل میں دینا چاہئے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی قیمت بڑھ گئی ہو تو اسے چاہئے کہ اس مال کی قیمت خرید کے حساب سے خمس ادا کرے گا۔

مسئلہ ۱۷۹۰ : اگر کوئی شخص خمس ادا کرنے سے پہلے اپنی تجارت کے منافع سے گھر کے لیئے سامان خریدے تو جس وقت بھی اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس پر خمس ادا کرے اور یہی صورت زنانہ زیورات کی ہے جب کہ عورت کا انہیں بطور زینت استعمال کرنے کا زمانہ گزر جائے۔

مسئلہ ۱۷۹۱ : اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۹۲ : اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور سرمائے سے خرچ کرے اور سال کے ختم ہونے سے پہلے اسے منافع حاصل ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں خرچ کیا ہے اسے منافع سے منہا نہیں کر سکتا بلکہ صرف وہی کچھ منہا کر سکتا ہے جو اس نے تجارت کے سلسلے میں خرچ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۳ : اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں تلف ہو جائے تو جتنی مقدار سرمائے میں سے کم ہوئی ہو انسان اتنی مقدار اس کے تلف ہونے سے قبل حاصل شدہ منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۴ : اگر کسی شخص کے مال سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے تو وہ اس چیز کو حاصل شدہ منافع سے مہیا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے اسی سال کے دوران میں اس چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اسے اس میں اپنے پیشے سے حاصل شدہ منافع سے مہیا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۵ : اگر کسی شخص کو سارا سال کوئی منافع نہ ہو اور اپنے اخراجات قرض لے کر پورے کرے تو وہ آئندہ سالوں کے منافع سے اپنے حاصل کردہ قرضے کو منہا نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر سال کے شروع میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیئے قرض لے اور سال ختم ہونے سے پہلے منافع حاصل کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اپنے قرضے کی مقدار اس منافع میں سے منہا نہیں کر سکتا ماسوا اس کے کہ قرضہ منافع حاصل کرنے کے بعد لیا ہو البتہ دونوں صورتوں میں وہ اس قرض کو اس سال کے منافع سے ادا کر سکتا ہے اور منافع کی اس مقدار سے خمس کا کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ ۱۷۹۶ : اگر کوئی شخص مال بڑھانے کی غرض سے یا ایسی املاک خریدنے کے لیئے جس کی اسے ضرورت نہ ہو قرض اٹھائے تو وہ اپنے پیشے کے منافع سے اس قرض کی مقدار کو منہا نہیں کر سکتا۔ ہاں جو مال بطور قرض لیا ہو یا جو چیز اس قرض سے خریدی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اس صورت میں وہ اپنا قرض اس سال کے منافع میں سے ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۷ : انسان ہر چیز کا خمس اسی چیز کی شکل میں دے سکتا ہے اور چاہے تو جتنا خمس اس کے ذمے ہو اس کی قیمت کے برابر رقم بھی دے سکتا ہے لیکن اگر کسی اور جنس کی شکل میں دینا چاہے تو محل اشکال ہے بجز اس کے کہ ایسا کرنا حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۸ : جس شخص پر خمس واجب الادا ہو اور سال بھر گزر گیا ہو لیکن اس نے خمس ادا نہ کیا ہو اور خمس دینے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو وہ اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ خمس دینے کا ارادہ بھی رکھتا ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ (یعنی وہ تصرف نہیں کر سکتا)۔

مسئلہ ۱۷۹۹ : جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ اس خمس کو اپنے ذمے لے یعنی اپنے آپ کو خمس کے مستحقین کا مقروض تصور کرے اور سارا مال استعمال کرتا رہے اور اگر استعمال کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۰ : جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو اگر وہ حاکم شرع سے مشورہ کر لے اور خمس کو اپنے ذمے لے تو سارا مال استعمال کر سکتا ہے اور سمجھوتے کے بعد اس مال سے جو منافع اسے حاصل ہو وہ اس کا اپنا مال ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۱ : جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو اگر وہ اپنے منافع پر خمس دے دے اور اس کا شراکت دار نہ دے اور آئندہ سال میں وہ شراکت دار اس مال کو جس کا خمس اس نے نہیں دیا شراکت کے سرمائے کے طور پر پیش کرے تو وہ شخص (جس نے خمس ادا کر دیا ہو) اس مال کو استعمال میں لاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۲ : اگر نابالغ بچے کے پاس کوئی سرمایہ ہو اور اس سے منافع حاصل ہو تو بالغ ہونے کے بعد اسے اس پر خمس ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸۰۳ : جس شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی مال ملے اور اسے شک ہو کہ اس دوسرے شخص نے اس پر خمس ادا کیا ہے یا نہیں تو وہ (یعنی مال حاصل کرنے والا شخص) اس مال میں تصرف کر سکتا ہے بلکہ اگر یقین بھی ہو کہ اس دوسرے شخص نے خمس ادا نہیں کیا تب بھی اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۴ : اگر کوئی شخص اپنی تجارت کے منافع سے سال کے دوران میں کوئی ایسی جائیداد خریدے جو اس کی سال بھر کی ضروریات اور اخراجات میں شمار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سال کے خاتمے پر اس کا خمس ادا کرے اور اگر خمس ادا نہ کرے اور اس جائیداد کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اس کی موجودہ قیمت پر خمس دے اور جائیداد کے علاوہ قرش وغیرہ کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۵ : جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے اس پر خمس کی ادائیگی واجب ہوئی ہو) خمس نہ دیا ہو مثال کے طور پر اگر وہ کوئی جائیداد خریدے اور اس کی قیمت بڑھ جائے تو اگر اس نے یہ جائیداد اس ارادے سے نہ خریدی ہو کہ اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ ڈالے گا مثلاً کھیتی باڑی کے لیئے زمین خریدی ہو اور اس کی قیمت اس رقم سے ادا کی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو تو اسے چاہئے کہ قیمت خرید پر خمس دے اور مثلاً اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو اور اسے کہا ہو کہ میں یہ جائیداد اس رقم سے خریدتا ہوں تو اسے چاہئے کہ اس جائیداد کی موجودہ قیمت پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۶ : جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے خمس کی ادائیگی اس پر واجب ہوئی) خمس نہ دیا ہو اگر اس نے اپنے پیشے کے منافع سے کوئی ایسی چیز خریدی ہو جس کی اسے ضرورت نہ ہو

اور اسے منافع کمائے ایک سال گزر گیا ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے اور اگر اس نے گھر کا سازوسامان اور دوسری ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق خریدی ہوں اور جانتا ہو کہ اس نے وہ چیزیں اس سال کے دوران میں خریدی ہیں جس سال میں اسے منافع ہوا ہے تو اس پر خمس دینا اس کے لیئے لازم نہیں لیکن اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس سال کے دوران میں خریدی ہیں یا اس سال کے ختم ہو جانے کے بعد خریدی ہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ حاکم شرع کے ساتھ مصالحت کرے۔

۲۔ معدن (کانیں)

مسئلہ ۱۸۰۷ : اگر کوئی شخص سونے، چاندی، سیسے، تانبے، لوہے، پتھر کے کوئلے، فیروزہ، عقیق، پھٹکری یا نمک کی کان سے یا دوسری کانوں سے کوئی چیز حاصل کرے تو اگر وہ چیز نصاب کے مطابق ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۸ : کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب ۱۵ مثقال معمولی سکہ دار سونا ہے یعنی اگر کان سے نکالی ہوئی کسی چیز کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو انسان کو چاہئے کہ جو کچھ اس نے اس پر خرچ کیا ہو اسے منہا کر کے جو باقی بچے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۹ : جس شخص نے کان سے منافع حاصل کیا ہو اور اس نے جو چیز کان سے نکالی ہو اگر اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچے تو اس پر خمس تب واجب ہو گا جب صرف یہ منافع یا اس کے دوسرے کاروبار کا منافع اس منافع سے ملا کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۸۱۰ : گچ، چونا، ملتانی مٹی اور سرخ مٹی معدنی چیزوں میں سے نہیں ہیں اور جو شخص انہیں زمین سے نکالے اسے اس صورت میں خمس دینا چاہئے فقط وہ چیز یا اس کے دوسرے کاروبار کے منافع سے ملا کر وہ چیز اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے۔

مسئلہ ۱۸۱۱ : جو شخص کان سے کوئی چیز حاصل کرے اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے خواہ وہ کان زمین کے اوپر ہو یا نیچے اور خواہ ایسی زمین ہو جو کسی کی ملکیت ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کا کوئی

مالک نہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۱۲ : اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز اس نے کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہے یا نہیں یا اس پر خمس واجب الادا نہیں تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وزن کر کے یا کسی طریقے سے اس کی قیمت معلوم کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۳ : اگر کئی شخص مل کر کان سے کوئی چیز نکالیں اور اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو اگرچہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس مقدار سے کم ہوا ہو انہیں چاہئے کہ اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۸۱۴ : اگر کوئی شخص دوسرے کی جائیداد سے کوئی معدنی چیز نکالے تو جو کچھ اسے دستیاب ہو وہ جائیداد کے مالک کا مال ہے اور چونکہ جائیداد کے مالک نے وہ معدنی چیز نکالنے کے لیئے کچھ خرچ نہیں کیا اس لیئے جب اس کی مقدار نصاب کی حد تک پہنچ جائے اسے (یعنی جائیداد کے مالک کو) چاہئے کہ جو کچھ کان سے نکالا گیا ہو اس تمام تر پر خمس ادا کرے۔

گنج (دفینہ)

مسئلہ ۱۸۱۵ : دفینہ وہ مال ہے جو زمین یا درخت یا پہاڑ یا دیوار میں چھپا ہوا ہو اور کوئی اسے وہاں سے نکالے اور اس کی صورت یہ ہو کہ اسے دفینہ کہا جا سکے۔

مسئلہ ۱۸۱۶ : اگر انسان کو کسی ایسی زمین سے دفینہ ملے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ خود اس کا مال ہے اور اسے چاہئے کہ اس پر خمس دے لیکن اگر وہ دفینہ سونے اور چاندی کے علاوہ کوئی چیز ہو تو اس پر خمس کا واجب ہونا احتیاط کی بنا پر ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۷ : دفینہ اگر چاندی ہو تو اس کا نصاب ۱۰۵ مثقال سکہ دار چاندی اور اگر سونا ہو تو اس کا نصاب ۱۵ مثقال سکہ دار سونا ہے اور اگر سونے یا چاندی کے علاوہ کوئی اور چیز ہو تو سونے چاندی میں سے کسی ایک کو اس کے نصاب کا معیار بنالیں۔

مسئلہ ۱۸۱۸ : اگر کسی شخص کو ایسی زمین سے دفینہ ملے جو اس نے کسی سے خریدی ہو اور اسے

معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کا مال نہیں جو اس سے پہلے اس زمین کے مالک تھے تو وہ خود اس کا مال ہو جاتا ہے اور اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ یہ ان لوگوں میں سے کسی کا مال ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے (یعنی اس شخص کو جسے دفینہ ملے) چاہئے کہ سابقہ مالک کو اطلاع دے اور اگر پتہ چلے کہ اس کا مال نہیں ہے تو اس شخص کو اطلاع دے جو اس سے بھی پہلے اس زمین کا مالک تھا اور اسی ترتیب سے ان تمام لوگوں کو خبر کرے جو خود اس سے پہلے اس زمین کے مالک رہے ہوں اور اگر پتہ چلے کہ وہ ان میں سے کسی کا بھی ملی نہیں ہے تو پھر وہ خود اس کا مال ہو جاتا ہے اور اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۹ : اگر کسی شخص کو ایسے کئی ایک برتنوں سے مال ملے جو ایک جگہ دفن کیئے ہوئے ہوں اور اس مال کی مجموعی قیمت ۱.۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہو تو اسے چاہئے کہ اس مال کا خمس ادا کرے لیکن اگر مختلف مقامات سے دفینے ملیں تو ان میں سے جس دفینے کی قیمت مذکورہ مقدار تک پہنچے اس پر خمس واجب ہے اور جس دفینے کی قیمت اس مقدار تک نہ پہنچے اس پر خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۰ : جب دو اشخاص کو ایسا دفینہ ملے جس کی قیمت ۱.۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے تک پہنچتی ہو تو خواہ ان میں سے ہر ایک کے حصے کی مقدار اتنی نہ بنتی ہو انہیں چاہئے کہ اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۸۲۱ : اگر کوئی شخص مچھلی کی طرح کا کوئی حیوان خریدے اور اس کے پیٹ سے اسے کوئی مال ملے تو اگرچہ اس بات کا احتمال ہو کہ یہ مال بائع کا ہے لیکن خریدار کے لیئے ضروری نہیں کہ بائع کو اس کی اطلاع دے اور اس مال پر پیشے سے منافع کا حکم لاگو ہوتا ہے لیکن اگر وہ جانور چوپایوں کی قسم کا ہو تو خریدار کے لیئے لازم ہے کہ بائع کو اطلاع دے اور اگر وہ مال کی نشانی بتا دے تو مال اس کا ہے ورنہ جسے ملا ہو اس کا ہے اور اس پر پیشے سے منافع کا حکم لاگو ہوتا ہے۔

۴۔ وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

مسئلہ ۱۸۲۲ : اگر حلال مال حرام مال کے ساتھ اس طرح خلط ملط ہو جائے کہ انسان کے لیئے

انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا ممکن نہ ہو اور حرام مال کے مالک اور اس مال کی مقدار کا بھی علم نہ ہو اور انسان کو یہ علم بھی نہ ہو کہ حرام مال کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ ہے تو اسے چاہئے کہ تمام مال کا خمس دے اور خمس ادا کرنے کے بعد بقیہ مال اس شخص پر حلال ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۳ : اگر حلال مال حرام مال سے خلط ملط ہو جائے اور انسان حرام کی مقدار خواہ وہ خمس سے کم ہو یا زیادہ ہو جانتا ہو لیکن اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنی مقدار اس مال کے مالک کی طرف سے صدقہ دے دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت لے۔

مسئلہ ۱۸۲۴ : اگر حلال مال حرام مال سے خلط ملط ہو جائے اور انسان کو حرام کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن اس مال کے مالک کو پہچانتا ہو تو ان دونوں کو چاہئے کہ باہمی رضامندی سے فیصلہ کر لیں لیکن اگر مال کا مالک راضی نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ جتنی مقدار کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس کا مال ہے وہ اسے دے دے اور بہتر یہ ہے کہ جس مقدار کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس کا مال ہے وہ بھی اسے دے دے۔

مسئلہ ۱۸۲۵ : اگر کوئی شخص حرام سے خلط ملط شدہ حلال مال کا خمس دے دے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو اسے چاہئے کہ جتنی مقدار کے بارے میں علم ہو کہ خمس سے زیادہ تھی اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

مسئلہ ۱۸۲۶ : اگر کوئی شخص حرام سے خلط ملط شدہ حلال مال کا خمس ادا کر دے یا ایسا مال جس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو اس کی نیت سے (یعنی اس مال کے مالک کی نیت سے) صدقہ کر دے اور بعد میں اس مال کا مالک مل جائے تو ضروری نہیں کہ کوئی چیز اسے دے۔ بشرطیکہ صدقے کے طور پر دینے کے لیئے حاکم شرع سے اجازت لی ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۷ : اگر حلال مال حرام سے خلط ملط ہو جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان جانتا ہو کہ اس کا مالک چند مخصوص افراد کے علاوہ اور کوئی نہیں لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ ان میں سے کون سا مالک ہے تو اسے چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو ان سب افراد کو راضی کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو قرعہ ڈالے اور جس کے نام قرعہ نکلے وہ مال اسے دے دے۔

۵- غواصی سے حاصل کیئے ہوئے جواہرات

مسئلہ ۱۸۲۸ : اگر غواصی کے ذریعے یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لولو' مرجان یا دوسرے جواہرات نکالے جائیں تو خواہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہوں جو اگتی ہیں یا معدنیات میں سے ہوں ان پر خمس ادا کرنا چاہئے اور بنا بر احتیاط ان کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے لہٰذا جتنی مقدار میں بھی ہوں اور خواہ نکالنے والا ایک شخص ہو یا کئی اشخاص ہوں ان پر خمس ادا کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۸۲۹ : اگر سمندر میں غوطہ زنی کیئے بغیر دوسرے ذرائع سے جواہرات نکالے جائیں تو بنا بر احتیاط ان پر خمس واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص سمندر کے پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے جواہرات حاصل کرے تو ان کا خمس اسے اس صورت میں دینا چاہئے جب جو کچھ اسے دستیاب ہوا ہو (یعنی جواہرات) وہ تنہا یا اس کی کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۳۰ : مچھلیوں اور ان دوسرے حیوانات کا خمس جنہیں انسان سمندر میں غوطہ لگائے بغیر حاصل کرتا ہے اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب کہ ان چیزوں سے حاصل کردہ منافع تنہا یا متعلقہ شخص کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۳۱ : اگر انسان کوئی چیز نکالنے کا ارادہ کیئے بغیر سمندر میں غوطہ لگائے اور اتفاق سے کوئی جواہر اس کے ہاتھ آ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۲ : اگر انسان سمندر میں غوطہ لگائے اور اس میں سے کوئی جانور نکال لائے اور اس کے پیٹ میں سے اسے کوئی جواہر ملے تو اگر وہ جانور سیپی کی مانند ہو جس کے پیٹ میں عموماً جواہرات ہوتے ہیں تو انسان کو چاہئے کہ اس پر خمس دے اور اگر وہ کوئی ایسا جانور ہو جس نے اتفاقاً" جواہر نگل لیا ہو تو اس پر خمس اس صورت میں واجب ہے کہ وہ جواہر تنہا یا انسان کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۳۳ : اگر کوئی شخص بڑے دریاؤں مثلاً دجلہ اور فرات میں غوطہ لگائے اور جواہر نکال لائے تو اگر اس دریا میں جواہر پیدا ہوتے ہوں تو اس شخص کو چاہئے کہ جو جواہر نکالے ان کا خمس ادا

کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۴ : اگر کوئی شخص پانی (یعنی دریا یا سمندر) میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکال لائے تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس دے بلکہ اگر پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے بھی حاصل کرے تو احتیاط کی بنا پر اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۵ : جس شخص کا پیشہ غوطہ زنی یا معدنیات نکالنا ہو اگر وہ ان کا خمس ادا کرے اور پھر اس کے سال بھر کے اخراجات سے کچھ بچ رہے تو اس کے لیئے لازم نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۶ : اگر کوئی بچہ کوئی معدنی چیز نکالے یا اسے کوئی دفینہ مل جائے یا سمندر میں غوطہ لگا کر جواہر نکال لائے تو اس پر خمس واجب الادا نہیں لیکن اگر اس کے پاس حرام مال میں ملا ہو حلال مال ہو تو اس کے ولی کو چاہئے کہ اس مال کو پاک کرے۔

۶۔ مال غنیمت

مسئلہ ۱۸۳۷ : اگر مسلمان امام علیہ السلام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں اور کچھ چیزیں جنگ میں ان کے ہاتھ لگیں تو انہیں غنیمت کہا جاتا ہے اور اس مال کی حفاظت یا اس کی نقل و حمل وغیرہ کے مصارف منہا کرنے کے بعد اور جو رقم امام علیہ السلام اپنی مصلحت کے مطابق خرچ کریں اور جو مال خاص امام علیہ السلام کا حق ہے اسے علیحدہ کرنے کے بعد باقی ماندہ پر خمس ادا کرنا واجب ہے اور امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں جو مال ملے احتیاط کی بنا پر وہ بھی غنیمت کا ہی حکم رکھتا ہے۔

۷۔ وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے

مسئلہ ۱۸۳۸ : اگر کافر ذمی کسی مسلمان سے زمین خریدے تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس خود زمین سے یا اپنے کسی دوسرے مال سے دے اور اگر وہ مکان اور دکان وغیرہ مسلمان سے خریدے تو اسے چاہئے کہ اس کی زمین (یعنی مکان اور دکان کی زمین) کا خمس دے اور یہ خمس دیتے ہوئے قصد قربت ضروری نہیں ہے بلکہ جو حاکم شرع اس سے (یعنی کافر ذمی سے) خمس لے اس کے لیئے بھی

ضروری نہیں کہ قصد قربت کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۹ : اگر کافر ذمی ایک مسلمان سے خریدی ہوئے زمین دوسرے مسلمان کے ہاتھ بیچ دے تب بھی اس کافر سے خمس ساقط نہیں ہوتا لیکن مسلمان کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے اور اگر وہ کافر ذمی مرجائے اور کوئی مسلمان وہ زمین اس کے وارث کے طور پر حاصل کرے تب بھی یہی حکم ہے اور دونوں صورتوں میں اگر بالفرض خود اس کافر نے یا اس سے پہلے کسی دوسرے شخص نے خمس ادا نہ کیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر مسلمان اس زمین کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۴۰ : اگر کافر ذمی زمین خریدتے وقت یہ شرط عائد کرے کہ وہ خمس نہیں دے گا یا یہ شرط لگائے کہ خمس بائع کے ذمے ہو گا تو اس کی شرط درست نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ خمس ادا کرے۔ لیکن اگر وہ یہ شرط لگائے کہ بائع اس کی طرف سے خمس کی مقدار خمس کے مستحقین کو دے دے تو بائع کے لیئے ضروری ہے کہ اس شرط کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۸۴۱ : اگر کوئی مسلمان کافر ذمی کو بغیر خرید وفروخت زمین دے دے اور اس کا عوض لے لے مثلاً اس کے ساتھ سمجھوتہ کرے تو کافر ذمی کو چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۴۲ : اگر کافر ذمی نابالغ ہو اور اس کا ولی اس کے لیئے زمین خریدے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ معاملہ کے سلسلے میں اس سے شرط طے کر لی جائے کہ وہ اس کا خمس دے گا۔

خمس کا مصرف

مسئلہ ۱۸۴۳ : خمس دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہئے اس کا ایک حصہ سادات کا حق ہے جو حاکم شرع کی اجازت سے کسی محتاج یا یتیم سید کو یا ایسے سید کو دینا چاہئے جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو اور اس معاملہ میں ہم نے تمام مخیر اور جن پر حقوق شرعیہ واجب ہیں حال سادات کو مقررہ مقام پر خرچ کی اجازت عام دے دی ہے۔ اور دوسرا حصہ امام علیہ السلام کا ہے جو موجودہ زمانے میں جامع الشرائط مجتہد کو دینا چاہئے یا ایسے کام پر خرچ کرنا چاہئے جس کی وہ مجتہد اجازت دے لیکن اگر انسان یہ چاہئے کہ امام علیہ السلام کا حصہ کسی ایسے مجتہد کو دے جس کی وہ تقلید نہ کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ ایسا کرنے کے لیئے اس مجتہد کی اجازت لے جس کی وہ تقلید کرتا ہو اور اسے یہ اجازت اس صورت

میں لینی ہوگی کہ مرجع تقلید میں دو شرطیں پائی جائیں ایک یہ کہ ولایت فقیہ مطلقہ کا قائل ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کے لیئے واجب الاطاعت سمجھے اور دوسرے یہ کہ وہ حکم دے کہ سہم امام اس تک پہنچایا جائے۔ اور ان شرطوں میں سے کوئی ایک بھی شرط ختم ہو جائے تو اس کو دوسرے مجتہد کو دینے کے لیئے اپنے مرجع کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۸۴۴ : جس یتیم سید کو خمس دیا جائے ضروری ہے کہ وہ محتاج بھی ہو لیکن جو سید سفر میں ناچار ہو جائے وہ خواہ اپنے وطن میں محتاج نہ بھی ہو تو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۵ : جو سید سفر میں ناچار ہو گیا ہو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر ہو (یعنی اس کا سفر گناہ کی غرض سے ہو یا اس کا سفر کرنا گناہ کا ارتکاب ہو) احتیاط واجب کی بنا پر اسے خمس نہیں دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۸۴۶ : جو سید عادل نہ ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے لیکن جو سید اثنا عشری نہ ہو اسے خمس نہیں دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۸۴۷ : جو سید معصیت کار ہو اگر اسے خمس دینے سے اس کی معصیت میں مدد ہوتی ہو تو اسے خمس نہ دیا جائے اور احوط یہ ہے کہ اس سید کو بھی خمس نہ دیا جائے جو شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو یا علانیہ گناہ کرتا ہو گو خمس دینے سے اس کی معصیت میں مدد نہ ملتی ہو۔

مسئلہ ۱۸۴۸ : جو شخص کہے کہ میں سید ہوں اسے اس وقت تک خمس نہ دیا جائے جب تک دو عادل اشخاص اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کر دیں یا وہ لوگوں میں اس طرح مشہور نہ ہو کہ انسان کو یقین اور اطمینان ہو جائے کہ وہ سید ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۹ : اگر کوئی شخص اپنے شہر میں بہ حیثیت سید کے مشہور ہو تو خواہ انسان کو اس کے سید ہونے کے بارے میں یقین یا اطمینان نہ بھی ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۰ : اگر کسی شخص کی بیوی سیدانی ہو تو شوہر کو اسے اس مقصد کے لیئے خمس نہیں دینا چاہئے کہ وہ اسے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئے لیکن اگر دوسرے لوگوں کے اخراجات اس عورت پر واجب ہوں اور وہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قاصر ہو تو انسان کے لیئے جائز ہے کہ خمس اس عورت کو دے دے تاکہ وہ ان دوسرے لوگوں پر خرچ کرے اور اسے اس غرض سے خمس دینے کے بارے میں

بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ اپنے غیر واجب اخراجات پر صرف کرے (یعنی اس مقصد کے لیئے اسے خمس نہیں دینا چاہئے۔)

مسئلہ ۱۸۵۱ : اگر کسی شخص پر کسی سید کے یا سیدانی کے اخراجات واجب ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس سید یا سیدانی کے خوراک اور پوشاک کے اخراجات اور باقی واجب اخراجات اپنے خمس سے ادا نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اس سید یا سیدانی کو خمس کی کچھ مقدار اس مقصد سے دے دے کہ وہ واجب اخراجات کے علاوہ دوسری ضروریات پر خرچ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۸۵۲ : اگر کسی محتاج سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہوں اور وہ شخص اس سید کے اخراجات نہ دے سکتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دیتا ہو تو اس سید کو خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۳ : احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک محتاج سید کو اس کے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ مقدار میں خمس نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۵۴ : اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق سید نہ ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ کوئی سید ایسا بعد میں یا مستقبل قریب میں بھی نہیں ملے گا یا یہ کہ جب تک کوئی مستحق سید ملے خمس کی حفاظت کرنا ممکن نہ ہو تو اس شخص کو چاہئے کہ خمس دوسرے شہر لے جائے اور مستحق کو پہنچا دے اور جائز ہے کہ خمس دوسرے شہر لے جانے کے اخراجات خمس میں سے وضع کرے اور اگر خمس تلف ہو جائے اور اگر اس شخص نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتی ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر کوتاہی نہ برتی ہو تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸۵۵ : جب کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق موجود نہ ہو تو اگرچہ اسے یقین یا اطمینان ہو کہ بعد میں مل جائے گا اور خمس کے مستحق شخص کے ملنے تک خمس کی نگہداشت بھی ممکن ہو تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جا سکتا ہے اور اگر وہ خمس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتے اور وہ تلف ہو جائے تو اس کے لیئے کوئی چیز دینا ضروری نہیں لیکن وہ خمس کے دوسری جگہ لے جانے کے اخراجات خمس سے وضع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۸۵۶ : اگر کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق مل جائے تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جاکر مستحق کو پہنچا سکتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ اس کو لے جانے کے اخراجات خود ادا کرے اور خمس ضائع ہو جائے تو اگرچہ اس نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ (یعنی اسے چاہئے کہ خمس کا عوض دے۔)

مسئلہ ۱۸۵۷ : اگر کوئی شخص حاکم شرع کے حکم سے خمس دوسرے شہر لے جائے اور وہ تلف ہو تو اس کے لیئے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں اور اگر وہ خمس ایسے شخص کو دے دے جو حاکم شرع کی جانب سے خمس کے حصول کے لیئے وکیل مقرر کیا گیا ہو اور وہ وکیل خمس کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائے اور اس نقل وحمل میں خمس تلف ہو جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے (یعنی کہ خمس دینے والے کے لیئے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں۔)

مسئلہ ۱۸۵۸ : یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی واقعی قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کسی دوسرے جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا (ماسوا سونے اور چاندی کے سکوں اور انہی جیسی دوسرے چیزوں کے) ہر صورت میں محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۹ : جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے اسے احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ خمس اس مستحق شخص کو دے دے اور بعد میں مستحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کی طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی اجازت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرضہ چکا لے۔

مسئلہ ۱۸۶۰ : مستحق شخص یہ نہیں کر سکتا کہ خمس لے کر اس کے مالک کو بخش دے۔ ہاں جس شخص کے ذمے خمس کی زیادہ مقدار واجب الادا ہو اور وہ محتاج ہو گیا ہو اور چاہتا ہو کہ خمس کے مستحق لوگوں کا مقروض نہ رہے تو اگر خمس کا مستحق شخص راضی ہو جائے کہ اس سے خمس لے کر پھر اسے بخش دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زکوۃ

زکوۃ دین اسلام کا ایک اہم رکن اور نمازاور روزے کی طرح مسلمانوں پر فرض ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نماز اور روزہ' جسمانی عبادات ہیں اور زکوۃ مالی عبادت ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اس کی ادائیگی کی تاکید تقریبا ۸۲ مقامات پر کی گئی ہے' اور ۳۲ جگہ تو اس کا ذکر نماز جیسی افضل ترین عبادت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

کسی شخص کا صاحب نصاب ہونے کے باجود زکوۃ ادا نہ کرنا سخت گناہ ہے قرآن مجید میں سورہ توبہ کی چونتیسویں آیت میں ارشاد ہوا کہ اے رسولؐ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے اور انہیں بتا دیجئے کہ ان کا جمع کیا ہو سونا چاندی قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان کی پیشانیاں' پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی سونا چاندی ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔ اب اپنے جمع کئے ہوئے کا مزہ چکھو۔

سورہ توبہ کی ساٹھویں آیت میں ارشاد ربانی کے مطابق زکوۃ مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں کو دی جاتی ہے۔

۱... فقراء

۲... مساکین

۳... عاملین زکوۃ یعنی وہ کارندے جو زکوۃ جمع کرتے ہیں۔

۴... مولفۃ القلوب یعنی جنکی تالیف قلب مقصود ہو۔

۵... رقاب یعنی وہ جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا ہو۔

۶... غارمین یعنی وہ مقروض جو قرضہ ادا نہیں کر سکتے۔

۷... فی سبیل اللہ

زکوٰۃ کے احکام

مسئلہ ۱۸۶۱ : زکوٰۃ نو چیزوں پر واجب ہے۔

۱۔ گندم ۲۔ جو ۳۔ کھجور
۴۔ کشمش ۵۔ سونا ۶۔ چاندی
۷۔ اونٹ ۸۔ گائے ۹۔ بھیڑ بکری (گوسفند)

اگر کوئی شخص ان نو چیزوں میں سے کس ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اسے چاہئے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصرف میں سے کسی ایک مصرف میں خرچ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۲ : احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ سلت پر جو گندم کی طرح ایک نرم اناج ہے اور جو کی خاصیت رکھتا ہے اور علس پر جو گندم جیسا ہوتا ہے اور صنعا کے لوگوں کی غذا ہے زکوٰۃ دی جائے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط

۱۸۶۳ : زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور اس مال کا مالک بالغ عاقل اور آزاد ہو اور اس میں تصرف کر سکتا ہو۔

مسئلہ ۱۸۶۴ : اگر انسان گیارہ مہینے گائے، گوسفند اور اونٹ سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگرچہ بارہویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی لیکن اسے چاہئے کہ اگلے سال کی ابتداء کا حساب بارہویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

مسئلہ ۱۸۶۵ : اگر گائے اونٹ گوسفند سونے اور چاندی کا مالک سال کے دوران میں بالغ ہو جائے مثلاً اگر کوئی بچہ پہلی محرم کو چالیس بھیڑوں کا مالک ہو اور دو مہینے کے بعد بالغ ہو جائے تو اگرچہ پہلی محرم سے گیارہ مہینے گزر جائیں لیکن اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی بلکہ اس کے بالغ ہونے کے گیارہ

مہینے گزرنے کے بعد واجب ہو گی۔

مسئلہ ۱۸۶۶ : گندم اور جو پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں گندم اور جو کہا جائے اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ انگور ہوں اور کھجور پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب عرب اسے تمر کہیں لیکن گندم اور جو کی زکوٰۃ دینے کا وقت کھلیان کاٹنے اور بھوسہ الگ کرنے کا ہے اور کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ دینے کا وقت وہ ہے جب وہ خشک ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۸۶۷ : گندم' جو' کشمش اور کھجور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت جو کہ سابقہ مسئلہ میں بتایا گیا ہے کہ اگر ان کا مالک بالغ عاقل اور آزاد ہو اور ان میں تصرف کرنے پر قادر ہو تو اسے چاہئے کہ ان کی زکوٰۃ دے اور اگر بالغ یا عاقل نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۸ : اگر گائے' گوسفند' اونٹ' سونے اور چاندی کا مالک پورا سال یا سال کا کچھ حصہ دیوانہ رہے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۹ : اگر گائے' گوسفند' اونٹ' سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست یا بے ہوش رہے تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور گندم' جو اور کھجور اور کشمش کا مالک زکوٰۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۰ : اگر کوئی مال انسان سے غصب کر لیا گیا ہو اور وہ اس میں تصرف نہ کر سکے تو اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۱ : اگر کوئی شخص سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لے اور وہ ایک سال تک اس کے پاس رہے تو اسے چاہئے کہ اس کی زکوٰۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں۔

گندم' جو' کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ

مسئلہ ۱۸۷۲ : گندم' جو' کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب کی

مقدار تک پہنچ جائیں اور ان کا نصاب تقریباً" ۸۴۷ کیلو گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۳ : جس انگور' کھجور اور جو اور گندم پر زکوۃ واجب ہو چکی ہو اگر کوئی شخص خود یا اس کے اہل وعیال اسے کھالیں یا مثلاً وہ یہ اجناس کسی محتاج کو زکوۃ کے قصد کے بغیر دے دے تو اسے چاہئے کہ جتنی مقدار صرف کی ہو اس پر زکوۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۷۴ : اگر گندم' جو' کھجور اور کشمش پر زکوۃ واجب ہونے کے بعد ان چیزوں کا مالک مر جائے تو جتنی زکوۃ بنتی ہو وہ اس کے مال سے دینی چاہئے لیکن اگر وہ شخص زکوۃ واجب ہونے سے پہلے مرجائے تو ہر اس وارث کو جس کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے اپنے حصے پر زکوۃ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۷۵ : جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوۃ جمع کرنے پر متعین کیا گیا ہو وہ گندم اور جو کے کھلیان بنانے اور بھوسہ الگ کرنے کے وقت اور کھجور اور انگور کے خشک ہو جانے کی بعد زکوۃ کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ان چیزوں کا مالک زکوۃ نہ دے اور جس چیز پر زکوۃ واجب ہو گئی ہو وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۸۷۶ : اگر کسی شخص کے کھجور اور انگور کے درختوں یا گندم اور جو کی زراعت کا مالک بننے کے بعد ان چیزوں پر زکوۃ واجب ہو جائے تو اسے چاہئے کہ ان پر زکوۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۷۷ : اگر گندم' جو' کھجور اور کشمش پر زکوۃ واجب ہونے کے بعد کوئی شخص زراعت اور درختوں کو بیچ دے تو بیچنے والے پر ان اجناس کی زکوۃ دینا واجب ہے اور جب وہ زکوۃ ادا کر دے تو خریدنے والے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۸ : اگر کوئی شخص گندم' جو' کھجور اور انگور خریدے اور اسے علم ہو کہ بیچنے والے نے ان کی زکوۃ دے دی ہے یا شک کرے کہ اس نے زکوۃ دے دی ہے یا نہیں تو اس پر ان کی زکوۃ واجب نہیں ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے ان پر زکوۃ نہیں دی اور حاکم شرع جنس کی اتنی مقدار کے سودے کی اجازت نہ دے جو بطور زکوۃ دینی ضروری ہو تو اتنی مقدار کا سودا باطل ہے اور حاکم شرع زکوۃ کی مقدار خریدار سے لے سکتا ہے اور اگر وہ زکوۃ کی مقدار کے برابر جنس کے سودے

کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور خریدار کو چاہئے کہ اتنی مقدار کی قیمت حاکم شرع کو دے دے اور اگر اتنی مقدار کی قیمت اس نے بیچنے والے کو دے دی ہو تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۹ : اگر گندم' جو' کھجور اور انگور کا وزن تر ہونے کے وقت تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام ہو اور ان اجناس کے خشک ہونے کے بعد اس مقدار سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۰ : اگر کوئی شخص گندم' جو اور کھجور کو خشک ہونے سے پہلے خرچ کرلے تو وہ خشک ہو کر نصاب پر پوری اتریں تو اسے چاہئے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۸۱ : کھجور کی تین قسمیں ہیں۔

۱... وہ جسے خشک کیا جاتا ہے اور اس کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

۲... وہ جو رطب ہونے کی حالت میں کھائی جاتی ہے۔

۳... وہ جو کچی ہی کھائی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی مقدار اگر خشک ہونے کی صورت میں تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب زکوٰۃ دینے میں ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۲ : جس گندم' جو' کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ کسی شخص نے ادا کر دی ہو اگر وہ چند سال اس کے پاس بھی پڑی رہیں تو ان پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۱۸۸۳ : اگر گندم' جو' کھجور اور انگور بارش یا نہر کے پانی سے سیراب ہوں یا مصری زراعت کی طرح انہیں زمین کی نمی سے فائدہ پہنچے تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور اگر ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے تو ان پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۴ : اگر گندم جو کھجور اور انگور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہو اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی سے بھی فائدہ پہنچے تو اگر یہ سینچائی ایسی ہو کہ عام طور پر کہا جاسکے کہ ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے تو اس پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نہر اور بارش کے پانی سے

سیراب ہوئے ہیں تو ان پر زکوۃ کا دسواں حصہ ہے اور سینچائی کی صورت یہ ہو کہ عام طور پر کہا جائے کہ دونوں ذرائع سے سیراب ہوئے ہیں تو اس پر زکوۃ ساڑھے سات فی صد ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۵ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ عام طور پر کون سی بات صحیح سمجھی جائے گی اور اسے علم نہ ہو کہ سینچائی کی صورت ایسی ہے کہ لوگ عام طور پر کہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی یا یہ کہیں کہ مثلاً بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو اگر وہ ساڑھے سات فیصد بطور زکوۃ ادا کرے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۶ : اگر کوئی شک کرے اور اسے علم نہ ہو کہ عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ڈول وغیرہ سے ہوئی ہے تو اس صورت میں بیسواں حصہ زکوۃ دینا کافی ہے اور اگر اس بات کا احتمال بھی ہو کہ عموماً لوگ کہیں کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوئی ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۷ : اگر گندم جو اور کھجور اور انگور بارش اور نہر کے پانی سے سیراب ہوں اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی کی حاجت نہ ہو ان کی سینچائی ڈول کے پانی سے بھی ہوئی ہو اور ڈول کے پانی سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوۃ کا دسواں حصہ ہے اور اگر ڈول وغیرہ کے پانی سے سینچائی ہوئی ہو اور نہر اور بارش کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن نہر اور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہوں اور اس سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوۃ کا بیسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۸ : اگر کسی زراعت کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے اور اس سے ملحقہ زمین میں زراعت کی جائے اور وہ ملحقہ زمین اس زمین سے فائدہ اٹھائے اور اسے سینچائی کی ضرورت نہ رہے تو جس زمین کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے اس کی زکوۃ کا بیسواں حصہ اور اس کی ملحق زراعت کی زکوۃ کا دسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۹ : جو اخراجات کسی شخص نے گندم جو کھجور اور انگور پر کیئے ہوں انہیں وہ فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نصاب کا حساب نہیں لگا سکتا لہٰذا اگر ان میں سے کسی ایک کا وزن اخراجات کا حساب لگانے سے پہلے تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر زکوۃ دے۔ اور حساب لگانے کے بعد اس کے مخارج منہا کر کے زکوۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۹۰ : جس شخص نے زراعت میں بیج استعمال کیا ہو خواہ وہ اس کے پاس موجود ہو یا اس نے خریدا ہو وہ نصاب کا حساب اس بیج کو فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نہیں کر سکتا ہے بلکہ اسے چاہئے کہ نصاب کا حساب پوری فصل کو مد نظر رکھتے ہوئے لگائے۔

مسئلہ ۱۸۹۱ : جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) لے لے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً اگر زراعت کی پیداوار ۸۵۰ کیلو گرام ہو اور حکومت اس میں سے ۵۰ کیلو گرام بطور لگان کے لے تو زکوٰۃ فقط ۸۰۰ کیلو گرام پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۲ : کسی شخص کے لیئے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تاکہ جو اور گندم کھلیان کی حد تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور خشک ہو جائیں اور پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو وہ زکوٰۃ کی مقدار کی قیمت لگا کر وہ قیمت بطور زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۳ : زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد متعلقہ شخص یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کو چننے سے پہلے زکوٰۃ اس کے مستحق شخص یا حاکم شرع یا ان کے وکیل کو مشترکہ طور پر پیش کر دے اور اس کے بعد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

مسئلہ ۱۸۹۴ : جب کوئی شخص زراعت یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم یا مستحق یا ان کے وکیل کو دے دے تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ بلامعاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ زراعت کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۵ : اگر انسان کئی ایک شہروں میں گندم، جو، کھجور اور انگور کا مالک ہو اور ان شہروں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسرے سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے زراعت اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور ان سب کی پیداوار ایک ہی پیداوار شمار ہوتی ہو تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق یعنی تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس وقت ادا کرے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے پکنے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر انتظار کرے تاکہ باقی ماندہ اجناس پک جائیں پھر اگر سب ملا

کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۶ : اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہوجائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۷ : اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے اندازے کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوٰۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کی خشک ہونے پر زکوٰۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۸ : اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کی قیمت لگائے اور انگور یا تازہ کھجوریں یا منقیٰ یا کوئی اور خشک کھجوریں اس قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے اور اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور بطور زکوٰۃ دے تو اگرچہ وہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے لیکن حاکم شرع کی اجازت سے کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۱۸۹۹ : اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس ایسا مال بھی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو چاہئے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پہلے اس میں سے تمام زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۰۰ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس گندم جو کھجور اور انگور بھی ہو اور اس سے پیشتر کہ ان اجناس پر زکوٰۃ واجب ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ کسی دوسرے مال سے بیباق کر دیں تو جس وارث کا حصہ تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام تک پہنچتا ہو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ دے اور اگر اس سے پہلے کہ زکوٰۃ ان اجناس پر واجب ہو میت کا قرضہ ادا نہ ہو اور اگر اس کا مال فقط اس قرضے جتنا ہو تو روثاء کے لیئے یہ واجب نہیں کہ ان اجناس پر زکوٰۃ دیں اور اگر میت کا مال اس قرضے

سے زیادہ ہو تو چاہئے کہ جس جنس پر زکوٰۃ واجب ہے اسے کل مال کی نسبت سے دیکھا جائے اور اسی نسبت سے اس زکوٰۃ والی جنس میں سے زکوٰۃ کم کر دی جائے۔ اس کے بعد جس جس وارث کا حصہ نصاب کی حد تک پہنچے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۱ : جس شخص کے پاس اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی گندم جو کھجور اور انگور ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو اس کے لیئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی اقسام میں سے الگ الگ زکوٰۃ نکالے۔

سونے کا نصاب

مسئلہ ۱۹۰۲ : سونے کے نصاب دو ہیں۔

۱ ... اس کا پہلا نصاب بیس مثقال شرعی ہے جب کہ ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کا ہوتا ہے پس جس وقت سونے کی مقدار بیس مثقال شرعی تک (جو رائج پندرہ مثقال کے برابر ہوتے ہیں) پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتا ہو جو بیان کی جا چکی ہیں تو انسان کو چاہئے کہ اس کا چالیسواں حصہ جو ۹ نخود کے برابر ہوتا ہے زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر سونا اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۲ ... اس کا دوسرا نصاب چار مثقال شرعی ہے جو رائج تین مثقال کے برابر ہوتا ہے یعنی اگر پندرہ مثقال پر تین مثقال کا اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ تمام تر ۱۸ مثقال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دے اور اگر تین مثقال سے کم اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ صرف ۱۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اس صورت میں اضافے پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی اور جوں جوں اضافہ ہو اس کے لیئے یہی حکم ہے یعنی کہ اگر تین مثقال اضافہ ہو تو تمام تر پر زکوٰۃ دینی چاہئے اور اگر صرف تین مثقال سے کم ہو تو جو مقدار بڑھی ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

مسئلہ ۱۹۰۳ : چاندی کے نصاب دو ہیں۔

۱ ... اس کا پہلا نصاب ۱۰۵ مثقال رائج ہے لہذا جب چاندی کی مقدار ۱۰۵ مثقال تک پہنچ

جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتی ہو جو بیان کی جاچکی ہیں تو انسان کو چاہئے کہ اس کا ڈھائی فیصد جو دو مثقال اور ۱۵ نخود بنتا ہے بطور زکوٰۃ دے اور اگر وہ اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۲ ... اس کا دوسرا نصاب ۲۱ مثقال ہے یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ مثقال کااضافہ ہو جائے تو انسان کو چاہئے کہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پورے ۱۲۶ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ صرف ۱۰۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور جو اضافہ ہوا ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور جتنا بھی اضافہ ہوتا جائے یہی حکم ہے یعنی اگر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو تو تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو وہ مقدار جس کا اضافہ ہوا ہے اور جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اس بنا پر انسان کے پاس جتنا سونا یا چاندی ہو اگر وہ اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دے دے تو وہ ایسی زکوٰۃ ادا کرے گا جو اس پر واجب تھی اور اگر وہ کسی وقت واجب مقدار سے کچھ زیادہ دے دے مثلاً اگر کسی کے پاس ۱۱۰ مثقال چاندی ہو اور وہ اس کا چالیسواں حصہ دے دے تو ۱۰۵ مثقال کی زکوٰۃ تو وہ ہوگی جو اس پر واجب تھی اور ۵ مثقال پر وہ ایسی زکوٰۃ دے گا جو اس پر واجب نہ تھی۔

مسئلہ ۱۹۰۴ : جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اگرچہ وہ اس پر زکوٰۃ دے دے لیکن جب تک اس کے پاس سونا یا چاندی ان چیزوں کے پہلے نصاب سے کم نہ ہو جائے اسے چاہئے کہ ہر سال ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۰۵ : سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ سکوں میں ڈھلے ہوئے ہوں اور ان کی ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ بھی چکی ہو تب بھی ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۶ : وہ سکہ دار سونا اور چاندی جنہیں عورتیں بطور زیور پہنتی ہوں جب تک وہ رائج ہوں یعنی سونے اور چاندی کے سکوں کے طور پر ان کی ذریعے لین دین ہوتا ہو ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے لیکن اگر لین دین کے لیئے ان کا رواج باقی نہ ہو تو زکوٰۃ ان پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۷ : جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے

جبکہ وہ گیارہ مہینے نصاب کی مقدار کے مطابق کسی شخص کی ملکیت میں رہیں اگر گیارہ مہینوں میں کسی وقت سونا اور چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹۰۸ : جس شخص کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہوں اگر ان میں سے کوئی بھی پہلے نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً اس کے پاس ۱۰۳ مثقال چاندی اور ۱۴ مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۹ : اگر کوئی شخص جو سونا اور چاندی رکھتا ہو گیارہ مہینے کے دوران میں انہیں دوسرے سونے اور چاندی یا کسی دوسری چیز میں بدل لے یا انہیں پگھلائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لیئے ایسا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۱۰ : اگر کوئی شخص بارھویں مہینے میں سونا اور چاندی پگھلائے تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ دے اور اگر پگھلانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ ان چیزوں کو پگھلانے سے پہلے جو زکوٰۃ اس پر واجب تھی وہ دے۔

مسئلہ ۱۹۱۱ : اگر کسی شخص کے پاس جو سونا اور چاندی ہو اس میں سے کچھ بڑھیا قسم کا اور کچھ گھٹیا قسم ہو تو وہ بڑھیا کی زکوٰۃ بڑھیا اور گھٹیا کی زکوٰۃ گھٹیا میں سے دے سکتا ہے۔ بلکہ اگر سونے اور چاندی کے نصاب میں کچھ حصہ گھٹیا ہو تو وہ گھٹیا حصے میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ساری زکوٰۃ بڑھیا سونے اور چاندی سے دے۔

مسئلہ ۱۹۱۲ : سونے اور چاندی کے سکے جن میں معمول سے زیادہ دوسرے دھات کی آمیزش ہو اگر انہیں چاندی اور سونے کے سکے کہا جاتا ہو تو اس صورت میں جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے گو ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے لیکن اگر انہیں سونے اور چاندی کے سکے نہ کہا جاتا ہو تو خواہ ان کا خالص حصہ نصاب کے حد تک پہنچ بھی جائے ان پر زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۳ : کوئی شخص سونے اور چاندی کے جو سکے رکھتا ہو اگر ان میں دوسرے دھات کی آمیزش معمول کے مطابق ہو تو اگر وہ شخص ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کے ایسے سکوں میں دے جن

میں دوسری دھات کی آمیزش معمول سے زیادہ ہو یا ایسے سکوں میں دے جو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ سکے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان کی نسبت اس زکوٰۃ کی قیمت کے برابر ہو جو اس پر واجب ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ، گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ

مسئلہ ۱۹۱۴ : اونٹ، گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ کے لیئے ان شرائط کے علاوہ جن کا ذکر آچکا ہے دو شرطیں اور بھی ہیں۔

پہلی شرط : یہ ہے کہ حیوان سارا سال بے کار رہا ہو اگر سارے سال میں اس نے ایک یا دو دن بھی کام کیا ہو تو بنابر احتیاط اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

دوسری شرط : یہ ہے کہ وہ حیوان سارا سال جنگل کی گھاس چرے لہٰذا اگر سارا سال یا اس کا کچھ حصہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی زراعت میں چرے جو خود شخص کی (یعنی حیوان کے مالک کی) یا کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک یا دو دن مالک کی مملوکہ گھاس (یا چارا) کھائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۵ : اگر کوئی شخص اپنے اونٹ، گائے اور گوسفند کے لیئے ایک ایسی چراگاہ خریدے جس میں کسی نے کاشت نہ کی ہو یا اسے پٹے پر حاصل کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے اگرچہ زکوٰۃ کا دینا احوط ہے لیکن اگر وہاں جانور چرانے کا ٹیکس ادا کرے تو چاہئے کہ زکوٰۃ دے۔

اونٹ کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۶ : اونٹ کے نصاب بارہ ہیں۔

۱... پانچ اونٹ - اور ان کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد اس مقدار تک نہ پہنچ جائے زکوٰۃ دینی واجب نہیں۔

۲... دس اونٹ - اور ان کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳... پندرہ اونٹ - اور ان کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴... بیس اونٹ - اور ان کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵ ... پچیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوۃ پانچ بھیڑیں ہیں۔

۶ ... چھبیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۷ ... چھتیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۸ ... چھیالیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۹ ... اکسٹھ اونٹ ۔ اور ان کی زکوۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۱۰ ... چھتر اونٹ ۔ اور ان کی زکوۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۱ ... اکیانوے اونٹ ۔ اور ان کی زکوۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۲ ... ایک سو اکیس اونٹ ۔ اور اس سے اوپر جتنے ہوتے جائیں ان کے لئے زکوۃ دینے والے کو چاہئے کہ ان کا چالیس سے چالیس تک حساب کرے اور ہر چالیس اونٹوں کے لیئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور یا پچاس سے پچاس تک کا حساب کرے اور ہر پچاس اونٹوں کے لیئے ایک ایسا اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو یا چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا چاہئے کہ کچھ باقی نہ بچے یا اگر بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہوں تو اسے چاہئے کہ سو کے لیئے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس کے لیئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور جو اونٹ زکوۃ میں دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۷ : دو نصابوں کے درمیان زکوۃ واجب نہیں ہے لہٰذا اگر ایک شخص جو اونٹ رکھتا ہو ان کی تعداد پہلے نصاب سے جو پانچ ہے بڑھ جائے تو جب تک وہ دوسرے نصاب تک جو دس ہے نہ

پہنچے اسے چاہئے کہ فقط پانچ پر زکوٰۃ دے اور باقی نصابوں کی صورت بھی ایسی ہی ہے۔

گائے کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۸ : گائے کے دو نصاب ہیں۔

۱... اس کا پہلا نصاب تیس ہے جب کسی شخص کی گائیوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے اور وہ شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے تو اسے چاہئے کہ ایک ایسا بچھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بچھڑا نر ہو۔

۲... اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بچھیا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً جس شخص کے پاس انتالیس گائیں ہوں اسے چاہئے کہ صرف تیس کی زکوٰۃ دے اور اگر اس کی پاس چالیس سے زیادہ گائیں ہوں تو جب تک ان کی تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے اسے چاہئے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جب ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ تعداد پہلے نصاب سے دوگنی ہے تو اس کے لیئے اسے چاہئے کہ دو ایسے بچھڑے بطور زکوٰۃ دے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور اسی طرح جوں جوں گائیوں کی تعداد بڑھتی جائے اسے چاہئے کہ یا تو تیس سے تیس تک حساب کرے یا چالیس سے چالیس تک یا تیس اور چالیس دونوں کا حساب کرے اور ان پر اس دستور کے مطابق زکوٰۃ دے جو بتایا گیا ہے لیکن اسے چاہئے کہ اس طرح حساب کرے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر کچھ بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ستر گائیں ہوں تو اسے چاہئے کہ تیس یا چالیس کے مطابق حساب کرے اور تیس کے لیئے تیس کی اور چالیس کے لیئے چالیس کی زکوٰۃ دے کیونکہ اگر وہ تیس کے لحاظ سے حساب کرے گا تو دس بغیر زکوٰۃ دیئے رہ جائیں گی۔

بھیڑ کا نصاب

مسئلہ ۱۹۱۹ : گوسفند یعنی بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں۔

۱... پہلا نصاب : چالیس عدد ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑوں کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲... دوسرا نصاب : ایک سو اکیس ہے اس کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳... تیسرا نصاب : دو سو ایک ہے اور اس کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴... چوتھا نصاب : تین سو ایک ہے اور اس کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵... پانچواں نصاب : چار سو اور اس کے اوپر ہے اور ان کا حساب سو سے سو تک کرنا چاہئے اور ہر سو بھیڑوں پر ایک بھیڑ دی جائے اور یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ انہی بھیڑوں میں سے دی جائے بلکہ اگر کوئی اور بھیڑیں دے دی جائیں یا بھیڑوں کی قیمت کے مطابق نقدی دے دی جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۰ : دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہذا کسی کی بھیڑوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے زیادہ ہو لیکن دوسرے نصاب تک جو ۱۲۱ ہے نہ پہنچی ہو تو اسے چاہئے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جو تعداد اس سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اس کی بعد کے نصابوں کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۱ : اونٹ، گائیں اور بھیڑیں جب نصاب کی مقدار تک پہنچ جائیں تو خواہ وہ سب نر ہوں یا مادہ یا کچھ نر ہوں یا کچھ مادہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۲ : زکوٰۃ کے سلسلے میں گائے اور بھینس ایک جنس شمار ہوتی ہیں اور عربی میں غیر عربی اونٹ ایک جنس اور اس طرح زکوٰۃ کے ضمن میں بکری اور بھیڑ اور شیشک ایک سال کا بکری کا بچہ) میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۳ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور بکری دے تو احتیاطاً چاہے کہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

مسئلہ ۱۹۲۴ : جو بھیڑ کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر دے اگر اس کی قیمت اس کی بھیڑوں سے

معمولی سی کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ ایسی بھیڑ دے جس کی قیمت اس کی ہر بھیڑ سے زیادہ ہو اور گائے اور اونٹ کے بارے میں یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۵ : اگر کئی افراد باہم شریک ہوں تو جس جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے تو اس کو چاہئے کہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹۲۶ : اگر ایک شخص کئی جگہ گائیں یا اونٹ یا بھیڑیں رکھتا ہو اور وہ سب ملا کر نصاب کے برابر ہوں تو اسے چاہیئے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۲۷ : اگر کسی شخص کی گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ بیمار اور عیب دار بھی ہوں تو اسے چاہئے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۲۸ : اگر کسی شخص کی ساری گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ بیمار یا عیب دار یا بوڑھے ہوں تو وہ خود انہی میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن اگر وہ سب تندرست اور بے عیب ہوں اور جوان ہوں تو ان کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھے جانور نہیں دے سکتا ہے بلکہ اگر ان میں سے بعض تندرست اور بعض بیمار یا کئی ایک عیب دار اور کئی ایک بے عیب دار اور کچھ بوڑھے اور کچھ جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست اور بے عیب اور جوان جانور دے۔

مسئلہ ۱۹۲۹ : اگر کوئی شخص گیارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے اپنی گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب وہ رکھتا ہو اسے اس جنس کے اتنے ہی نصاب سے بدل لے مثلاً چالیس بھیڑیں دے کر چالیس اور بھیڑیں لے لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۰ : جس شخص پر گائے اور بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ واجب ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے دے دے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو اسے چاہئے کہ ہر سال زکوٰۃ دے اور اگر وہ زکوٰۃ انہی جانوروں میں سے دے اور وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے مثلاً جو شخص چالیس بھیڑیں رکھتا ہو اگر وہ ان پر زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے دے دے تو جب تک اس کی بھیڑیں چالیس سے کم نہ ہوں اسے چاہئے کہ ہر سال ایک بھیڑ دے اور اگر خود ان بھیڑوں میں سے زکوٰۃ دے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچ جائے اس پر

زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

مسئلہ ۱۹۳۱ : انسان زکوٰۃ کو آٹھ کاموں پر خرچ کر سکتا ہے۔

۱ ... فقیر و مسکین۔ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں لیکن جس شخص کے پاس کوئی ہنر یا جائیداد یا سرمایہ ہو جس سے وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورے کر سکتا ہو وہ فقیر نہیں ہے۔

۲ ... وہ شخص جو امام علیہ السلام یا نائب امام کی جانب سے اس کام پر مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے' اس کی نگہداشت کرے حساب کی جانچ پڑتال کرے اور جمع کیا ہوا مال امامؑ یا نائب امام یا فقراء کو پہنچائے۔

۳ ... وہ کفار جنہیں زکوٰۃ دی جائے تو وہ دین اسلام کی جانب مائل ہوں یا جنگ میں مسلمانوں کی مدد کریں۔

۴ ... ان غلاموں کو خریدنا جو مشکلات سے دو چار ہوں اور انہیں آزاد کرنا۔

۵ ... وہ مقروض جو اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو۔

۶ ... فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں) یعنی وہ کام جن میں قصد قربت کیا جاسکے مثلاً مسجد اور ایسا مدرسہ تعمیر کرنا جہاں دینی علوم کی تعلیم دی جاتی ہو اور شہر کی صفائی کرنا اور سڑکوں کو پختہ بنانا اور انہیں چوڑا کرنا وغیرہ۔

۷ ... ابن السبیل یعنی وہ مسافر جو ناچار ہو گیا ہو اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

مسئلہ ۱۹۳۲ : احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ نہ لے اور اگر کچھ رقم اور جنس رکھتا ہو تو فقط اتنی زکوٰۃ لے جتنی رقم یا جنس اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیئے کم پڑتی ہو۔

مسئلہ ۱۹۳۳ : جس شخص کے پاس اپنا پورے سال کا خرچ ہو اگر وہ اس کا کچھ حصہ خرچ کردے اور بعد میں شک کرے کہ جو کچھ باقی بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیئے کافی

ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۹۳۴ : جس ہنر مند یا صاحب جائیداد یا تاجر کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو وہ اپنے اخراجات کی کمی پوری کرنے کے لیئے زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اس کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ اپنے کام کے اوزار یا جائیداد یا سرمایہ اپنے اخراجات کے مصرف میں لے آئے۔

مسئلہ ۱۹۳۵ : جس فقیر کے پاس اہل و عیال کے لیئے سال بھر کا خرچ نہ ہو لیکن ایک گھر کا مالک ہو جس میں وہ رہتا ہو یا سواری کی چیز رکھتا ہو اور ان کے بغیر گزر بسر نہ کر سکتا ہو خواہ یہ صورت عزت و آبرو کی حفاظت کے لیئے ہی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور گھر کے سامان اور برتنوں اور گرمیوں اور سردیوں کے لباس اور جن چیزوں کی اسے ضرورت ہو ان کے لیئے بھی یہی حکم ہے (یعنی ان کے ہوتے ہوئے بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے) اور جو فقیر یہ چیزیں نہ رکھتا ہو اگر اسے ان کی ضرورت ہو تو زکوٰۃ میں سے خرید سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۶ : جس فقیر کے لیئے ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ سیکھ لے اور زکوٰۃ پر زندگی بسر نہ کرے۔ لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۷ : جو شخص پہلے فقیر رہا ہو یا یہ معلوم نہ ہو کہ وہ فقیر رہا ہے یا نہیں اور وہ کہتا ہو کہ میں فقیر ہوں تو اگرچہ اس کے کہنے پر انسان کو اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۸ : جو شخص کہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہ رہا ہو اگر اس کے کہنے سے اطمینان پیدا نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۳۹ : جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اگر کوئی فقیر اس کا مقروض ہو تو وہ شخص اس فقیر کو زکوٰۃ دیتے ہوئے اپنے قرضے کی مقدار اس سے کم کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۰ : اگر فقیر مر جائے اور اس کا مال اتنا نہ ہو جتنا اس نے قرضہ دینا ہو تو قرض خواہ قرضے کو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے بلکہ اگر میت کا مال اس پر واجب الادا قرضے کے برابر ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۱ : یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص جو چیز فقیر کو بطور زکوٰۃ دے اس کے بارے میں اسے کہے کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے میں شرمندگی محسوس کرتا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اسے مال تو زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے لیکن اس کا زکوٰۃ ہونا اس پر ظاہر نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۴۲ : اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ دے کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا یا مسئلہ سے ناواقف ہونے کی بنا پر کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ فقیر نہیں ہے تو یہ کافی نہیں ہے (یعنی زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی نہیں ہوئی) لہٰذا اس نے جو چیز اس شخص کو بطور زکوٰۃ دی تھی اگر وہ باقی ہو تو وہ اس شخص سے واپس لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر کالعدم ہو گئی ہو تو اگر لینے والے کو علم تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو انسان کو چاہئے کہ اس کا عوض اس سے لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر لینے والے کو یہ علم نہ تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو اس سے کچھ نہیں لیا جا سکتا اور انسان کو چاہئے کہ اپنے مال سے زکوٰۃ مستحق کو دے۔

مسئلہ ۱۹۴۳ : جو شخص مقروض ہو اور قرض ادا نہ کر سکتا ہو اگر اس کے پاس اپنا سال بھر کا خرچ بھی ہو تب بھی اپنا قرضہ ادا کرنے کے لیئے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے جو مال بطور قرض لیا ہو اسے کسی گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۴۴ : اگر انسان ایک ایسے شخص کو زکوٰۃ دے جو مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس شخص نے جو قرضہ لیا تھا وہ گناہ کے کام پر خرچ کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہو تو انسان نے جو کچھ اسے دیا ہو اسے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۵ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اگرچہ وہ فقیر نہ ہو تب بھی قرض خواہ اس قرضے کو جو اس نے اس سے وصول کرنا ہو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۶ : جس مسافر کا سفر خرچ ختم ہو جائے یا اس کی سواری قابل استعمال نہ رہے اگر اس کا سفر گناہ کی غرض سے نہ ہو اور وہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز فروخت کر کے منزل مقصود تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اگرچہ وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ کسی دوسری جگہ سے قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر سفر کے اخراجات حاصل کر سکتا ہو تو وہ فقط اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے

سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اس جگہ تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۱۹۴۷ : جو مسافر سفر میں ناچار ہو جائے اور زکوٰۃ لے اگر اس کے وطن پہنچ جانے کے بعد زکوٰۃ میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ زائد مال حاکم شرع کو دے دے اور اسے بتا دے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کی شرائط

مسئلہ ۱۹۴۸ : جو شخص زکوٰۃ لے اسے شیعہ اثناعشری ہونا چاہئے اور اگر انسان کسی کو شیعہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ شیعہ نہ تھا تو دوبارہ زکوٰۃ دینی چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۴۹ : اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ شخص فقیر ہو تو انسان اس کے ولی کو اس نیت سے زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ دے رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۵۰ : اگر انسان بچے یا دیوانے کے ولی تک نہ پہنچ سکے تو وہ خود یا کسی امانت دار شخص کے ذریعے مال زکوٰۃ ان پر خرچ کر سکتا ہے اور جب زکوٰۃ ان لوگوں پر خرچ کی جا رہی ہو تو زکوٰۃ دینے والے کو چاہئے کہ زکوٰۃ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۹۵۱ : جو فقیر بھیک مانگتا ہو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن جو شخص مال زکوٰۃ گناہ کے کام پر خرچ کرتا ہو اسے زکوٰۃ نہیں دینی چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۵۲ : جو شخص شراب پیتا ہو اسے زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی بلکہ اگر کوئی شخص کھلم کھلا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو (خواہ اس کا تارک نماز ہونا علانیہ نہ بھی ہو) تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۵۳ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اس کا قرضہ زکوٰۃ سے دیا جا سکتا ہے خواہ اس شخص کے اخراجات زکوٰۃ دینے والے پر ہی واجب کیوں نہ ہوں۔ بشرطیکہ قرض نان نفقہ اور اخراجات جو اس زکوٰۃ دھندہ پر واجب ہوں ان میں خرچ نہ ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۵۴ : انسان ان لوگوں کے اخراجات جن کا خرچہ اس پر واجب ہو مثلاً اولاد کے

اخراجات زکوٰۃ سے ادا نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ خود ان کا خرچہ نہ دے تو دوسرے لوگ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۵۵ : اگر انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ اس لیئے دے تاکہ وہ اسے اپنی بیوی اور نوکر اور نوکرانی پر خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۶ : اگر بیٹے کو علمی دینی کتابوں کی ضرورت ہو تو باپ وہ کتابیں زکوٰۃ سے خرید کر انہیں بیٹے کے استعمال میں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۷ : جو باپ بیٹے کی شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بیٹے کے لیئے بیوی مہیا کرنے کی خاطر زکوٰۃ میں سے خرچ کر سکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کے لیئے ایسا ہی کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۸ : کسی ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی جس کا شوہر اسے خرچہ دیتا ہو یا جسے شوہر خرچہ نہ دیتا ہو لیکن ممکن ہو کہ لوگ اسے خرچہ دینے پر مجبور کریں۔

مسئلہ ۱۹۵۹ : جس عورت نے کسی شخص سے متعہ کیا ہو اگر وہ عورت فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں ہاں اگر عقد کے سلسلے میں شوہر نے عہد کیا ہو کہ اس کا خرچہ دے گا یا کسی وجہ سے اس کا خرچہ دینا شوہر پر واجب ہو تو اگر شوہر اس عورت کے اخراجات دیتا ہو تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

مسئلہ ۱۹۶۰ : عورت اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے خواہ شوہر وہ زکوٰۃ اس عورت پر ہی کیوں نہ خرچ کر دے۔

مسئلہ ۱۹۶۱ : سید غیر سید سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا لیکن اگر خمس اور دوسرے ذرائع آمدنی اس کے اخراجات کے لیئے کافی نہ ہوں اور وہ زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو غیر سید سے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۲ : جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سید ہے یا غیر سید ہے اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کی نیت

مسئلہ ۱۹۶۳ : انسان کو چاہیے کہ زکوٰۃ بہ قصد قربت یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجاآوری کی نیت سے دے اور اپنی نیت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ مال کی زکوٰۃ فطرہ ہے لیکن مثال کے طور پر اگر گندم اور جو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو تو اس کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ وہ معین کرے کہ گندم کی زکوٰۃ دے رہا ہے یا جو کی۔

مسئلہ ۱۹۶۴ : اگر کسی شخص پر کئی چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو اور وہ کچھ زکوٰۃ دے اور ان چیزوں میں سے کسی کی نیت بھی نہ کرے اور جو چیز اس نے دی ہو اس کی جنس وہی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی ایک کی ہو جن پر زکوٰۃ واجب ہو تو وہ اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہو گی لیکن اگر نقدی دی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی کی ہم جنس نہ ہو تو زکوٰۃ ان سب چیزوں پر تقسیم کی جائے گی مثلاً اگر کسی پر چالیس بھیڑوں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوٰۃ واجب ہو اور مثال کے طور پر وہ ایک بھیڑ زکوٰۃ کے طور پر دے دے اور ان چیزوں میں سے (جن پر زکوٰۃ واجب ہے) کسی کی نیت نہ کرے تو وہ بھیڑوں کی زکوٰۃ شمار ہو گی لیکن اگر کچھ چاندی کے سکے اور نوٹ دے تو بھیڑوں اور سونے کے سلسلے میں جو زکوٰۃ اس کی ذمے ہے اس میں تقسیم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۹۶۵ : اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیئے کسی کو وکیل بنائے تو جب وہ مال زکوٰۃ وکیل کے سپرد کر رہا ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کی نیت کرے کہ جو کچھ اس کا وکیل بعد میں فقیر کو دے گا وہ زکوٰۃ ہے اور احوط یہ ہے کہ زکوٰۃ فقیر تک پہنچنے کے وقت تک وہ اس نیت پر قائم رہے۔

مسئلہ ۱۹۶۶ : اگر کوئی شخص قصد قربت کیئے بغیر زکوٰۃ فقیر کو دے دے اور اس سے بیشتر کہ وہ مال کالعدم ہو جائے زکوٰۃ کی نیت کرے تو وہ مال زکوٰۃ سمجھا جائے گا۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۹۶۷ : احتیاط کی بنا پر انسان کو چاہیے کہ گندم اور جو کو بھوسے سے الگ کرنے کے موقع پر اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے اور

سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ گیارہ مہینے ختم ہونے کے بعد فقیر کو دے دینی چاہئے۔ یا اپنے مال سے علیحدہ کر دینی چاہئے لیکن اگر وہ شخص کسی خاص فقیر کا منتظر ہو یا کسی ایسے فقیر کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہو جو کسی لحاظ سے برتر ہو وہ یہ کر سکتا ہے کہ زکوٰۃ علیحدہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۶۸ : زکوٰۃ کو علیحدہ کرنے کے بعد ایک شخص کے لیئے ضروری نہیں کہ اسے فوراً مستحق شخص کو دے دے۔ لیکن اگر اس کی دسترس کسی ایسے شخص تک ہو جسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں تاخیر نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۶۹ : جو شخص زکوٰۃ مستحق شخص کو پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے کوتاہی برتنے کی وجہ سے مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۹۷۰ : جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ پہنچائے اور اس کے مال زکوٰۃ کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرنے کے باوجود وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے زکوٰۃ دینے میں اتنی تاخیر کی ہو کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے فوراً دے دی ہے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر اتنی تاخیر نہ کی ہو مثلاً دو تین گھنٹے تاخیر کی ہو اور انہی دو تین گھنٹوں میں مال زکوٰۃ تلف ہو گیا ہو تو اس صورت میں اگر مستحق موجود نہ تھا تو زکوٰۃ دینے والے پر کسی چیز کی ادئیگی واجب نہیں ہے اور اگر مستحق موجود تھا تو واجب ہے کہ اس مال کی زکوٰۃ کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۹۷۱ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ اس مال سے علیحدہ کر دے جس پر زکوٰۃ واجب ہو تو وہ باقی ماندہ مال پر تصرف کر سکتا ہے اگر وہ زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے علیحدہ کرے تو اس سارے مال پر تصرف کر سکتا ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۲ : انسان نے جو مال زکوٰۃ علیحدہ کیا ہو اسے اپنے لیئے اٹھا کر وہ کوئی دوسری چیز اس کی جگہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۹۷۳ : اگر اس مال زکوٰۃ سے جو کسی شخص نے علیحدہ کر دیا ہو کوئی منفعت حاصل ہو مثلاً جو بھیڑ بطور زکوٰۃ علیحدہ کی ہو وہ بچہ دے دے تو منفعت فقیر کا مال ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۴ : جب کوئی شخص مال زکوٰۃ علیحدہ کر رہا ہو اگر اس وقت کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر

ہے کہ زکوٰۃ اسے دے دے بجز اس صورت کہ کوئی ایسا شخص اس کی نظر میں ہو جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۵ : اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس مال کے ساتھ تجارت کرے جو اس نے زکوٰۃ کے لیئے علیحدہ کر دیا ہو اور اس میں خسارہ ہو جائے تو اسے زکوٰۃ میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر منافع ہو تو اسے چاہئے کہ مستحق کو دے دے۔

مسئلہ ۱۹۷۶ : اگر کوئی شخص اس سے پیشتر کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز بطور زکوٰۃ فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ متصور نہیں ہوگی اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ چیز جو اس نے فقیر کو دی تھی تلف نہ ہو چکی ہو اور فقیر ابھی تک اپنے فقر پر باقی ہو (یعنی غنی نہ ہوا ہو) تو زکوٰۃ دینے والا اس چیز کو جو اس نے فقیر کو دی تھی زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۷ : اگر فقیر یہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لے لے اور وہ چیز فقیر کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو فقیر اس کا ذمہ دار ہے اور جب زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہو جائے اور فقیر اس وقت تک تنگ دست ہو تو جو چیز اس شخص نے فقیر کو دی تھی اس کا عوض زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۸ : اگر کوئی فقیر یہ نہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ لے لے اور وہ چیز فقیر کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو فقیر ذمہ دار نہیں ہے اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوٰۃ میں شمار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۹۷۹ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ آبرو مند محتاجوں کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم و کمال کو ان لوگوں پر جو اہل علم و کمال نہ ہوں او جو لوگ سوال کرنے کے عادی نہ ہوں انہیں سوال کرنے والوں پر ترجیح دی جائے۔ ہاں اگر فقیر کو کسی اور وجہ سے زکوٰۃ دینا بہتر ہو تو پھر مستحب ہے کہ زکوٰۃ اس کو دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۸۰ : بہتر ہے کہ زکوٰۃ کھلم کھلا دی جائے اور مستحب صدقہ خفیہ طور پر دیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۸۱ : جو شخص زکوٰۃ دینا چاہتا ہو اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کو اس

کے لیئے معین شدہ کسی دوسرے مصرف میں بھی نہ لا سکتا ہو تو اگر اسے امید ہو کہ بعد میں کوئی مستحق اپنے شہر میں جلدی مل جائے گا تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ دوسرے شہر لے جائے اور زکوٰۃ کے لیئے معین مصرف میں لے آئے اور اس کے لیئے جائز ہے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات مال زکوٰۃ سے وضع کر لے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۲ : اگر زکوٰۃ دینے والے کے اپنے شہر میں کوئی مستحق شخص مل جائے تب بھی وہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر لے جا سکتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات خود برداشت کرے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے بجز اس صورت کہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں حاکم شرع کے حکم سے لے گیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۸۳ : جو شخص گندم، جو کشمش اور کھجور بطور زکوٰۃ دے رہا ہو ان اجناس کے تولنے اور ناپنے کی اجرت اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۴ : جس شخص کو زکوٰۃ میں ۲ مثقال اور ۱۵ نخود یا اس سے زیادہ چاندی دینی ہو وہ احتیاط مستحب کی بنا پر ۲ مثقال اور ۱۵ نخود سے کم چاندی کسی فقیر کو نہ دے اور اگر چاندی کے علاوہ کوئی دوسری چیز مثلاً گندم اور جو دینے ہوں اور ان کی قیمت ۲ مثقال اور ۱۵ نخود چاندی تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ایک فقیر کو اس سے کم نہ دے۔

مسئلہ ۱۹۸۵ : انسان کے لیئے مکروہ ہے کہ مستحق سے درخواست کرے کہ جو زکوٰۃ اس نے اس سے لی ہے اسی کے ہاتھ فروخت کر دے لیکن اگر مستحق نے جو چیز بطور زکوٰۃ لی ہے اسے بیچنا چاہے تو جب اس کی قیمت طے ہو جائے تو جس شخص نے مستحق کو زکوٰۃ دی ہو اس چیز کو خریدنے کے لیئے اس کا حق دوسروں پر فائق ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۶ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہوئی تھی وہ اس نے دی ہے یا نہیں اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ بھی موجود ہو تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ دے خواہ اس کا شک گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے متعلق ہی کیوں نہ ہو اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی اگر وہ ضائع ہو چکا ہو تو اگرچہ اسی سال کی زکوٰۃ کے متعلق شک کیوں نہ ہو زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۷ : فقیر کے لیئے یہ جائز نہیں کہ زکوٰۃ کی مقدار سے کم مقدار پر سمجھوتہ کرے یا کسی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور زکوٰۃ قبول کر لے یا زکوٰۃ مالک سے لے کر اسے بخش دے لیکن اگر کسی شخص پر بہت زیادہ زکوٰۃ واجب ہو اور فقیر ہو جانے کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ توبہ کرے تو فقیر اس سے زکوٰۃ لے کر پھر اسی کو بخش سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۸ : انسان قرآن مجید یا دینی کتابیں یا دعا کی کتابیں مال زکوٰۃ سے خرید کر وقف کر سکتا ہے خواہ وہ اولاد یا ان لوگوں پر ہی وقف کرے جن کا خرچہ اس پر واجب ہے اور وہ وقف کا متولی خود بھی بن سکتا ہے اور اپنی اولاد کو بھی بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۹ : انسان مال زکوٰۃ سے جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں پر وقف نہیں کر سکتا جن کا خرچ اس پر واجب ہو تاکہ وہ اس جائیداد کی منفعت اپنے مصرف میں لے آئیں۔

مسئلہ ۱۹۹۰ : حج اور زیارات وغیرہ پر جانے کے لیئے انسان سبیل اللہ کے حصے سے زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ وہ فقیر نہ ہو یا اپنے سال بھر کے اخراجات کے لیئے زکوٰۃ لے چکا ہو۔

مسئلہ ۱۹۹۱ : اگر ایک مالک اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیئے کسی فقیر کو وکیل بنائے اور اگر فقیر کو یہ یقین نہ ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود (یعنی فقیر) اس مال سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں وہ جتنی مقدار دوسروں کو دے اتنی مقدار خود بھی لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۲ : اگر کوئی فقیر اونٹ، گائیں، بھیڑیں، سونا اور چاندی بطور زکوٰۃ حاصل کرے اور ان میں وہ سب شرائط موجود ہوں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لیئے بیان کی گئی ہیں تو اسے (یعنی فقیر کو) چاہئے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۹۳ : اگر دو اشخاص ایک ایسے مال میں باہم شریک ہوں جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کی زکوٰۃ دے دے اور بعد میں وہ مال تقسیم کر لیں اور جو شخص زکوٰۃ دے چکا ہے اسے علم ہو کہ اس کے شریک نے اپنے حصے کی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ ہی بعد میں دے گا تو اس شخص کا اپنے حصے میں تصرف کرنا بھی اشکال رکھتا ہے بجز اس کے کہ اپنے شریک کی زکوٰۃ اس کی اجازت سے اور اس کے منع کرنے پر حاکم کی اجازت سے وہ خود بامعاوضہ ادا کر دے۔

مسئلہ ۱۹۹۴ : اگر خمس اور زکوٰۃ کسی شخص کے ذمے ہو اور کفارہ اور نذر وغیرہ بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اور ان سب کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف نہ ہو گیا ہو تو اس شخص کو چاہئے کہ خمس اور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مال تلف ہو گیا ہو تو اسے اختیار ہے کہ خمس یا زکوٰۃ پہلے دے یا کفارہ اور نذر اور قرض وغیرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۹۹۵ : جس شخص کے ذمے خمس یا زکوٰۃ ہو اور حج بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اگر وہ مر جائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کے لیئے کافی نہ ہو اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکے ہوں تلف نہ ہو گیا ہو تو خمس یا زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے اور اس کا باقی مال حج اور قرض پر تقسیم کرنا چاہئے اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف ہو گیا ہو تو اس کا مال حج پر خرچ کرنا چاہئے اور اگر کچھ بچ جائے تو اسے خمس اور زکوٰۃ اور قرض پر تقسیم کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۹۶ : جو شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو اور اگر علم حاصل نہ کرے تو اپنی روزی خود کما سکتا ہو تو اگر اس علم کا حاصل کرنا واجب ہو تو اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا مستحب ہو تو فقط سبیل اللہ کے حصے سے اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا واجب نہ ہو اور نہ ہی مستحب ہو تو اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ فطرہ

مسئلہ ۱۹۹۷ : شب عید الفطر کو غروب کے وقت جو شخص بالغ اور عاقل ہو اور نہ تو فقیر ہو نہ ہی کسی دوسرے کا غلام ہو اسے چاہئے کہ اپنے لیئے اور ان لوگوں کے لیئے جو اس کے ہاں کھانا کھاتے ہوں فی کس ایک صاع (جو تقریباً تین کیلو ہوتا ہے) کے حساب سے گندم یا جو یا کھجور یا کشمش یا چاول یا جوار وغیرہ مستحق شخص کو دے اور اگر ان میں سے کسی ایک کی قیمت نقدی کی شکل میں دے دے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۸ : جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیئے سال بھر کا خرچ نہ ہو اور اس کا کوئی روزگار بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا خرچ پورا کر سکے وہ فقیر ہے اور زکوٰۃ فطرہ کا دینا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۹ : جو لوگ شب عید الفطر کے غروب کے وقت کسی شخص کے ہاں کھانے والے سمجھے جائیں اسے چاہئے کہ ان کا فطرہ دے قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے مسلمان ہوں یا کافر ان کا خرچہ اس شخص پر واجب ہو یا نہ ہو اور وہ اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں ہوں۔

مسئلہ ۲۰۰۰ : اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص کو جو اس کے ہاں کھانا کھانے والا ہو اور دوسرے شہر میں ہو وکیل کرے کہ اس کے (یعنی صاحب خانہ) مال سے اپنا فطرہ دے دے۔ اور اسے اطمینان ہو کہ وہ شخص فطرہ دے دے گا۔ تو خود صاحب خانہ کے لیئے اس کا فطرہ دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۰۰۱ : جو مہمان شب عیدالفطر کے غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی سے وارد ہو اور اس کے ہاں کھانا کھانے والوں میں شمار ہو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر واجب ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۲ : جو مہمان شب عید الفطر کے غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی کے بغیر وارد ہو جائے اور کچھ مدت صاحب خانہ کے ہاں رہے اس کے فطرہ کا صاحب خانہ پر واجب ہونا محل اشکال ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے کہ صاحب خانہ اس کا فطرہ بھی دے اور اگر انسان کو کسی شخص کا خرچہ دینے پر مجبور کیا گیا ہو تو اس کے فطرے کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۳ : جو مہمان شب عیدالفطر کے غروب کے بعد وارد ہو اگر وہ صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والا شمار ہو تو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر احتیاط کی بنا پر واجب ورنہ واجب نہیں ہے۔ خواہ صاحب خانہ نے اسے غروب سے پہلے دعوت دی ہو اور وہ افطار بھی صاحب خانہ کے گھر پر ہی کرے اور وہ اگر اس گھر میں رات کو قیام بھی کرے تو وجوب لازمی ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۴ : اگر کوئی شخص شب عیدالفطر کے غروب کے وقت دیوانہ ہو اور اس کی دیوانگی عیدالفطر کے دن ظہر کے وقت تک باقی رہے تو زکوٰۃ فطرہ اس پر واجب نہیں ہے۔ ورنہ احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۵ : غروب سے پہلے یا غروب کے دوران میں اگر کوئی بچہ بالغ ہو جائے یا کوئی دیوانہ عاقل ہو جائے یا کوئی فقیر غنی ہو جائے تو اگر وہ فطرہ واجب ہونے کی شرائط پوری کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۶ : جس شخص پر شب عیدالفطر کے غروب کے وقت فطرہ واجب نہ ہو اگر عید کے دن ظہر کے وقت سے پہلے تک فطرہ واجب ہونے کی شرائط اس میں موجود ہو جائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۷ : اگر کوئی کافر شب عید الفطر کے غروب کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے لیکن اگر ایک ایسا مسلمان جو شیعہ نہ ہو عید کا چاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۸ : جس شخص کے پاس صرف اندازاً ایک صاع (تقریباً تین کیلو) گندم وغیرہ ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ فطرہ دے اور اگر وہ اہل و عیال بھی رکھتا ہو اور ان کا فطرہ بھی دینا چاہتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ فطرہ کی نیت سے وہ صاع گندم وغیرہ اپنے اہل و عیال میں سے کسی ایک کو دے دے اور وہ بھی اسی مقصد سے دوسرے کو دے دے اور وہ اسی طرح دیتے رہیں حتیٰ کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ جو چیز آخری فرد کو ملے وہ کسی ایسے شخص کو دے جو خود ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے فطرہ ایک دوسرے کو دیا ہے اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی نابالغ ہو تو اس کا ولی اس کی بجائے فطرہ لے سکتا ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ جو چیز نابالغ کے لئے لی جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دی جائے۔

مسئلہ ۲۰۰۹ : اگر شب عیدالفطر کے غروب کے بعد کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ جو اشخاص غروب کے بعد سے عید کے دن کے وقت ظہر کے وقت سے پہلے تک صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والوں میں سمجھے جائیں وہ ان سب کا فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۱۰ : اگر کوئی شخص کسی کے ہاں کھانا کھاتا ہو اور غروب سے پہلے یا غروب کے دوران میں کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھانے والا ہو جائے تو اس کا فطرہ اسی شخص پر واجب ہے جس کے ہاں کھانے والا وہ بن جائے مثلاً اگر لڑکی غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو شوہر کو چاہئے کہ اس کا فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۱۱ : جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اس پر اپنا فطرہ خود دینا واجب

نہیں۔

مسئلہ ۲۰۱۲ : اگر کسی شخص کا فطرہ کسی دوسرے پر واجب ہو اور وہ فطرہ نہ دے تو وہ خود اس شخص پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۱۳ : اگر کسی شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اور وہ اپنا فطرہ خود دے دے تو جس شخص پر اس کا فطرہ واجب ہو اس پر سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۱۴ : جس عورت کا شوہر اس کا خرچ نہ دیتا ہو اگر وہ کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھاتی ہو تو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جس کے ہاں وہ کھانا کھاتی ہے اور اگر وہ کسی کے ہاں کھانا کھاتی ہو اور فقیر بھی نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اپنا فطرہ خود ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۱۵ : جو شخص سید نہ ہو وہ سید کو فطرہ نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اگر سید اس کے ہاں کھانا کھانے والوں میں سے بھی ہو تب بھی اس کا فطرہ وہ کسی دوسرے سید کو نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۰۱۶ : جو بچہ ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو ماں یا دایہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو اور اگر ماں یا دایہ کا خرچ خود بچے کے مال سے پورا ہو تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۷ : انسان اگرچہ اپنے اہل و عیال کا خرچ حرام مال سے دیتا ہو اسے چاہئے کہ ان کا فطرہ حلال مال سے دے۔

مسئلہ ۲۰۱۸ : اگر انسان کسی شخص کو اجیر مقرر کرے اور اس سے طے کرے کہ اس کا خرچ دے گا تو اسے چاہئے کہ اس کا فطرہ بھی دے لیکن اگر یہ طے کرے کہ اس کے خرچ کی مقدار سے دے گا مثلاً اس کے خرچ کے لیئے نقدی نہ دے گا تو اس کا (یعنی اجیر کا) فطرہ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۹ : اگر کوئی شخص شب عیدالفطر کے غروب کے بعد فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا چاہئے لیکن اگر وہ غروب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا

اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا واجب نہیں۔

زکوٰۃ فطرہ کا مصرف

مسئلہ ۲۰۲۰ : اگر زکوٰۃ فطرہ کو ان آٹھ مصارف میں سے کسی ایک مصرف میں لایا جائے جن کا ذکر مال کی زکوٰۃ کے سلسلے میں کیا گیا ہے تو کافی ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ فقط شیعہ اثناعشری فقراء کو دیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۲۱ : اگر کوئی شیعہ بچہ فقیر ہو تو انسان کے لیئے جائز ہے کہ فطرہ اس پر خرچ کرے یا اس کے ولی کو دے کر اسے بچے کی ملکیت قرار دے۔

مسئلہ ۲۰۲۲ : جس فقیر کو فطرہ دیا جائے ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو لیکن شرابی کو فطرہ دینا جائز نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بے نماز کو اور اس شخص کو جو کھلم کھلا گناہ کا مرتکب ہوتا ہو فطرہ نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۲۳ : جو شخص فطرہ ناجائز کاموں میں صرف کرتا ہو اسے فطرہ نہیں دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۰۲۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع (جو تقریباً تین کیلو ہوتا ہے) سے کم فطرہ نہ دیا جائے البتہ اگر اس سے زیادہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۲۵ : جب کسی جنس کی قیمت اسی جنس کی معمولی قسم سے دگنی ہو مثلاً کسی گندم کی قیمت معمولی قسم کی گندم کی قیمت سے دو چند ہو تو اگر کوئی شخص اس بڑھیا جنس کا آدھا صاع (جس کے معنی سابقہ مسئلہ میں بیان کیئے گئے ہیں) بطور فطرہ دے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اگر وہ آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو بھی کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۶ : انسان آدھا صاع ایک جنس کا مثلاً گندم کا اور آدھا صاع کسی دوسری جنس مثلاً جو کا بطور فطرہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر یہ آدھا آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۷ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ زکوۃ دینے میں اپنے فقیر قرابت داروں کو دوسروں پر ترجیح دے اور ان کے بعد ہمسایہ فقراء کو اور ان کے بعد اہل علم فقراء کو دوسروں پر مقدم رکھے لیکن اگر کوئی اور لوگ کسی وجہ سے برتری رکھتے ہوں تو مستحب ہے کہ انہیں مقدم رکھے۔

مسئلہ ۲۰۲۸ : اگر انسان یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایک شخص فقیر ہے اسے فطرہ دے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا تو اگر اس نے جو مال اس کو دیا تھا وہ کالعدم نہ ہوگیا ہو تو اسے چاہئے کہ واپس لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر واپس نہ لے سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ خود اپنے مال سے فطرہ دے اور اگر وہ مال کالعدم ہو گیا ہو لیکن لینے والے کو علم ہو کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ فطرہ ہے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر اسے یہ علم نہ ہو تو عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے اور انسان کو چاہئے کہ فطرہ دوبارہ دے۔

مسئلہ ۲۰۲۹ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ دیا جا سکتا ہے لیکن اگر انسان کو علم ہو کہ یہ شخص پہلے غنی (یعنی مال دار تھا تو اسے محض اس کے کہنے پر فطرہ نہ دیا جائے بجز اس صورت کے کہ انسان کو اس کے کہنے سے اطمینان ہو جائے۔

زکوۃ فطرہ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۲۰۳۰ : انسان کو چاہئے کہ زکوۃ فطرہ قربت کے قصد سے یعنی اللہ تعالی کے فرمان کی بجا آوری کے لیئے دے اور اس کے دیتے وقت فطرہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۱ : اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے مہینے سے پہلے فطرہ دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں بھی فطرہ نہ دے البتہ اگر ماہ رمضان المبارک سے پہلے کسی فقیر کو قرضہ دے اور جب فطرہ واجب ہو جائے قرضے کو فطرے میں شمار کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۲ : گندم یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے اس میں کوئی اور جنس یا مٹی نہیں ملی ہونی چاہئے اگر اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی ہو اور خالص مال ایک صاع تک (جو تقریباً تین کیلو کے برابر ہوتا ہے) پہنچ جائے یا جو چیز ملی ہوئی ہو وہ اتنی کم ہو کہ قابل توجہ نہ ہو تو کوئی حرج

نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۳ : اگر کوئی شخص کوئی عیب دار چیز فطرہ کے طور پر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۴ : جس شخص کو کئی اشخاص کا فطرہ دینا ہو اس کے لیئے ضروری ہے کہ سارا فطرہ ایک ہی جنس سے دے مثلاً اگر بعض افراد کا فطرہ گندم سے اور بعض دوسروں کا جو سے دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۵ : عید کی نماز پڑھنے والے شخص کو احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ فطرہ عید کی نماز سے پہلے دے۔ لیکن اگر کوئی شخص نماز عید نہ پڑھے تو فطرہ کی ادائیگی میں ظہر کے وقت تک تاخیر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۶ : اگر کوئی شخص فطرہ کی نیت سے اپنے مال کی کچھ مقدار علیحدہ کر دے اور عید کے دن ظہر کے وقت تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی وہ مال مستحق کو دے فطرہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۷ : اگر کوئی شخص زکوۃ فطرہ کے واجب ہونے کے وقت فطرہ نہ دے اور الگ بھی نہ کرے تو اس کے بعد ادا اور قضا کی نیت کیئے بغیر فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۳۸ : اگر کوئی شخص زکوۃ فطرہ الگ کر دے تو وہ اسے اپنے مصرف میں لا کر دوسرا مال اس کی جگہ بطور فطرہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۲۰۳۹ : اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جس کی قیمت فطرہ سے زیادہ ہو تو اگر وہ شخص فطرہ نہ دے اور نیت کرے کہ اس مال کی کچھ مقدار فطرہ کے لیئے ہو گی تو ایسا کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۰ : کسی شخص نے جو مال فطرہ کے لیئے الگ کیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ شخص فقیر تک پہنچ سکتا تھا اور اس نے فطرہ دینے میں تاخیر کی ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر فقیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا تو پھر ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۱ : اگر فطرہ دینے والے کے اپنے علاقہ میں مستحق مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ

قطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

حج

مسئلہ ۲۰۴۲ : حج بھی دین اسلام کا ایک رکن اعظم ہے۔ اس سے مراد مکہ مکرمہ میں واقع بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی زیارت کرنا اور ان دوسرے اعمال کا بجالانا ہے جن کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالٰی نے سورۂ حج میں حج کے بارے میں مفصل احکام دے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۳ : "اور (اے رسولؐ! وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے ابراہیمؑ کے لیئے خانہ کعبہ کی جگہ ظاہر کر دی اور اس سے کہا کہ کسی چیز کو میرا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف اور قیام اور سجود کرنے والوں کے لیئے صاف ستھرا رکھنا اور لوگوں کو حج کی خبر کر دو تاکہ وہ تمہارے پاس (جوق در جوق) پیادہ اور ہر طرح کی (دبلی) سواریوں پر جو دور درراز راستے طے کر کے آئی ہوں (سوار ہو کر) آپہنچیں تاکہ وہ (دنیا و آخرت) کی فائدوں پر فائز ہوں اور اللہ تعالٰی نے جو چوپائے انھیں عنایت فرمائے ہیں ان پر ذبح کرتے وقت) چند متعین دنوں میں اللہ تعالٰی کا نام لیں تو تم لوگ (قربانی کا گوشت) خود بھی کھاؤ اور بھوکے محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنی اپنی (بدن کی) کثافت دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم (عبادت) خانہ خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ یہی حکم ہے۔"

حج کے احکام

مسئلہ ۲۰۴۴ : حج خانہ خدا کی زیارت کرنا اور ان اعمال کو سرانجام دینا ہے جن کے وہاں بجا لانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی ادائگی ہر اس شخص کے لیئے جو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو تمام عمر میں ایک دفعہ واجب ہے۔

اول : یہ کہ انسان بالغ ہو۔

دوم : یہ کہ عاقل اور آزاد (یعنی دیوانہ بھی نہ ہو اور کسی کا غلام بھی نہ ہو۔)

سوم : یہ کہ حج پر جانے کی وجہ سے کسی ایسے ناجائز کام کرنے پر مجبور نہ ہو جائے جس کا ترک کرنا حج کرنے سے زیادہ اہم ہو یا کسی ایسے واجب کام کو ترک نہ کر دے جو حج سے زیادہ اہم ہو۔

چہارم : یہ کہ مستطیع ہو یعنی استطاعت رکھتا ہو اور مستطیع ہونا کئی ایک چیزوں پر منحصر ہے۔

۱ ... یہ کہ انسان راستے کا خرچ اور سواری رکھتا ہو یا اتنا مال رکھتا ہو جس سے ان چیزوں کو مہیا کر سکے۔

۲ ... اتنی صحت اور طاقت رکھتا ہو کہ مکہ مکرمہ جا کر حج بجالا سکتا ہو۔

۳ ... مکہ مکرمہ جانے کے لیئے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راستے میں اس کی جان یا آبرو ضائع ہو جائے گی یا اس کا مال چھین لیا جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ دوسرے راستے جا سکتا ہو تو اگرچہ وہ راستہ زیادہ طویل ہو اسے چاہئے کہ اس راستے سے چلا جائے۔

۴ ... اس کے پاس اتنا وقت ہو کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کے اعمال بجالا سکے۔

۵ ... جن لوگوں کے اخراجات اس پر واجب ہوں (مثلاً بیوی اور بچے) اور جن لوگوں کے اخراجات برداشت کرنا لوگ اس کے لیئے ضروری سمجھتے ہوں ان کے اخراجات اس کے پاس موجود ہوں۔

۶ ... حج سے واپسی کے بعد وہ ایسا ہنر یا زراعت یا جائیداد کی آمدنی یا معاش کا دوسرا ذریعہ رکھتا ہو کہ مجبور نہ ہو جائے اور سختی سے زندگی نہ گزارے۔

مسئلہ ۲۰۴۵ : جس شخص کی حاجت اپنے ذاتی مکان کے بغیر رفع نہ ہو سکے اس پر حج اس وقت واجب ہے جب مکان کے لیئے بھی رقم رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰۴۶ : جو عورت مکے جا سکتی ہو اگر واپسی کے بعد اس کے پاس اس کا اپنا کوئی مال نہ ہو اور مثال کے طور پر اس کا شوہر بھی فقیر ہو اور اسے خرچ نہ دیتا ہو اور عورت مجبور ہو جائے اور سختی سے زندگی بسر کرے تو اس پر حج واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۰۴۷ : اگر کسی شخص کے پاس حج کے لیئے زاد راہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا اسے کہے

کہ تم حج کو جاؤ میں تمہارا سفر خرچ دوں گا اور تمہارے حج کے لیئے سفر کے دوران میں تمہارے اہل و عیال کو بھی خرچ دیتا رہوں گا تو اگر اسے اطمینان ہو جائے کہ وہ شخص اسے خرچہ دے گا تو حج اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۸ : اگر کسی شخص کو مکہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لیئے اس کے اہل و عیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اس کے ساتھ یہ شرط طے کی جائے کہ وہ حج کرے گا اور وہ اس شرط کو قبول کر لے تو اگرچہ وہ مقروض ہو اور واپسی پر گزر بسر کرنے کے لیئے مال بھی نہ رکھتا ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۹ : اگر کسی کو مکہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لیئے اس کے اہل و عیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اسے کہا جائے کہ حج کو جاؤ لیکن یہ سب مصارف اس کی ملکیت میں نہ دیئے جائیں تو اس پر حج واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۰ : اگر کسی شخص کو اتنی مقدار میں مال دیا جائے جو حج کے لیئے کافی ہو اور یہ شرط لگائی جائے کہ جس شخص نے مال دیا ہے مال لینے والا مکہ کے راستے میں اس کی خدمت کرے گا تو جسے مال دیا ہو اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۵۱ : اگر کسی شخص کو اتنی مقدار میں مال دیا جائے کہ حج اس پر واجب ہو جائے اور وہ حج کرے تو اگرچہ بعد میں وہ خود بھی مال حاصل کر لے دوسرا حج اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۲ : اگر کوئی شخص تجارت کی غرض سے مثال کے طور پر جدہ تک جائے اور اتنا مال اس کے ہاتھ آجائے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کر لے تو خواہ وہ بعد میں اتنی دولت پیدا کر لے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ جا سکتا ہو اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۳ : اگر کوئی شخص اس شرط پر اجیر بنے کہ خود ایک دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اگر وہ خود حج کو نہ جا سکے اور چاہے کہ کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہ بھیج دے تو اسے

چاہئے کہ جس شخص نے سے اجیر بنایا ہے اس سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۰۵۴ : اگر کوئی شخص استطاعت رکھتا ہو اور حج کو نہ جائے اور پھر فقیر ہو جائے تو اسے چاہئے کہ خواہ اسے زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے بعد میں حج کرے اور اگر وہ کسی بھی طرح حج کو نہ جا سکتا ہو اور کوئی اسے حج کرنے کے لیئے اجیر بنائے تو اسے چاہئے کہ مکہ جائے اور جس نے اس اجیر بنایا ہو اس کی طرف سے حج کرے اور پھر دوسرے سال تک مکہ میں رہے اور اپنا حج کرے لیکن اگر ممکن ہو کہ اجیر بنے اور اجرت نقد لے لے اور جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اس بات پر راضی ہو کہ اس کا حج دوسرے سال بجا لایا جائے تو اجیر کو چاہئے کہ پہلے سال خود اپنا حج اور دوسرے سال اس شخص کے لیئے حج بجا لائے جس نے اسے اجیر بنایا ہو۔

مسئلہ ۲۰۵۵ : انسان جس سال مستطیع ہوا ہو اگر اسی سال مکہ چلا جائے اور مقررہ وقت پر عرفات اور مشعر الحرام میں نہ پہنچ سکے اور بعد میں آنے والے سالوں میں مستطیع نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن کئی سال پیشتر سے مستطیع رہا ہو اور حج پر نہ گیا ہو تو پھر خواہ زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے اسے حج کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۰۵۶ : کوئی شخص جس سال میں پہلی دفعہ مستطیع ہوا ہو اگر اس سال حج نہ کرے اور بعد میں بڑھاپے' بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور اس بات سے ناامید ہو جائے کہ بعد میں خود حج کر سکے گا تو اسے چاہئے کہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے حج کے لیئے بھیج دے بلکہ اگر ناامید نہ بھی ہوا ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک اجیر مقرر کرے اور اگر بعد میں اس قابل ہو جائے تو خود بھی حج کرے اور اگر اس کے پاس کسی سال پہلی دفعہ اتنا مال ہو جائے کہ جو حج کے لیئے کافی ہو اور بڑھاپے یا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور توانائی حاصل کرنے سے ناامید ہو تب بھی یہی حکم ہے اور ان تمام صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ ایسے شخص کو نائب بنائے جس کا حج پر جانے کا یہ پہلا موقع ہو (یعنی اس سے پہلے حج کرنے نہ گیا ہو۔)

مسئلہ ۲۰۵۷ : جو شخص حج کرنے کے لیئے کسی دوسرے کی طرف سے اجیر ہو اسے چاہئے کہ اس کی طرف سے طواف نساء بھی بجا لائے اور اگر نہ بجا لائے تو اجیر پر اپنی عورت حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۰۵۸ : اگر کوئی شخص طواف نساء صحیح طور پر نہ بجا لائے یا اس کی بجا آواری بھول

جائے اور چند دن بعد اسے یاد آئے اور راستے سے واپس ہو جائے اور بجالائے تو یہ صحیح ہے اور اگر واپس ہونا اس کے لیئے مشقت کا موجب ہو تو طواف نساء کی بجا آوری کے لیئے کسی کو نائب بنا سکتا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

" امر بالمعروف و نہی عن المنکر " سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو اچھے کام کرنے کی دعوت دی جائے اور برے کاموں سے منع کیا جائے۔ یہ عظیم دینی فریضہ ہے جس کا ترک کرنا گوناگوں معاشرتی خرابیوں کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو خیر کی طرف دعوت دے اور برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" (سورۂ آل عمران ۔ آیت ۱۰۴)

رسول اکرم ﷺ نے ایک اور موقع پر فرمایا " وہ وقت کیسا ہوگا جب تمہاری عورتیں خراب ہو جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق و فاجر ہو جائیں گے اور تم امربالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دو گے۔"

لوگوں نے عرض کیا " یا رسول اللہ ﷺ کیا ایسا وقت واقعی آنے والا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

پھر فرمایا " اور وہ وقت بھی آئے گا جب تم منکر بجالانے کا حکم دینے لگو گے اور معروف انجام دینے سے روکنے لگو گے۔"

پھر عرض کیا گیا " کیا ایسا وقت آنے والا ہے ؟ "

آپ ﷺ نے فرمایا " ہاں اس سے بھی بدتر وقت اور وہ وقت ہوگا جب تم معروف کو بری نظر سے دیکھو گے اور بری چیزوں کو فعل خیر سمجھنے لگو گے "

آئمہ علیہم السلام سے روایت ہے کہ " امربالمعروف سے فرائض قائم رہیں گے۔ مذاہب محفوظ ہوں گے۔ حلال کی کمائی حاصل ہو جائے گی۔ ظلم سے روکا جائے گا۔ زمین آباد ہو جائے گی۔ ظالم اور مظلوم کے درمیان عدل و انصاف قائم ہو جائے گا۔ جب تک امربالمعروف ہوتا رہے گا لوگ خیر و برکت

میں ہوں گے اور عمل خیر بجا لانے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تو ان کے یہاں سے برکت اٹھ جائے گی۔ وہ ایک دوسرے پر مسلط ہو جائیں گے اور زمین پر اور آسمان میں ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب' وجوب کفائی ہے یعنی اگر ایک فرد اسے انجام دے دے تو دوسروں پر سے اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو سبھی گناہ گار ہوتے ہیں تاہم یہ کسی خاص طبقے سے مختص نہیں اور اگر وجوب کی شرائط موجود ہوں (جن کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا) تو علماء غیر علماء عادل' فاسق' حاکم' رعیت' مالدار اور فقیر سب پر واجب ہے۔

اگر کوئی نیک کام مستحب ہو تو اس کا امر کرنا بھی مستحب ہے یعنی اگر کوئی شخص اس کا امر کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہو گا لیکن اگر امر نہ کرے تو اس پر کوئی عتاب نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱ ... یہ کہ انسان معروف اور منکر (یعنی اچھے اور برے سے) خواہ اجمالی طور پر ہی سہی' واقف ہو۔ جو شخص کسی چیز کی اچھائی اور برائی سے واقف ہی نہ ہو اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں۔

۲ ... یہ کہ دوسرے شخص کے امر و نہی کے قبول کرنے کا احتمال ہو۔ لہٰذا جس شخص کے بارے میں علم ہو کہ وہ اچھائی اور برائی میں کوئی تمیز نہیں کرتا سے امر و نہی کرنا واجب نہیں۔

۳ ... یہ کہ جس شخص کو اچھا کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا امر کیا جائے وہ عمل خیر کو چھوڑنے اور برا فعل انجام دینے پر مصر ہو۔ اگر اس شخص میں اچھائی اپنانے اور برائی چھوڑنے کی علامات موجود ہوں تو پھر اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں بلکہ اگر اس کا احتمال بھی ہو کہ وہ برائی چھوڑ دے گا اور اچھائی اپنا لے گا تب بھی واجب نہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کر دے یا کسی حرام فعل کا مرتکب ہو جائے اور یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ اپنی روش پر قائم رہے گا یا اس سے نادم ہو جائے گا تو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں لیکن اگر کوئی شخص خواہ ایک بار ہی فعل خیر چھوڑنے اور فعل بد انجام دینے کا قصد رکھتا ہو تو اسے امر و نہی کرنا واجب ہے۔

۴ ... یہ کہ معروف (یعنی کار خیر) انجام دینا اور منکر یعنی فعل بد سے باز آنا اس شخص کا فعلی فریضہ ہو لہٰذا اگر وہ معذور ہو مثلاً اس کا اعتقاد ہو کہ جو کام وہ کر رہا ہے وہ حرام نہیں بلکہ مباح ہے یا جو کام چھوڑ رہا ہے وہ واجب نہیں تو خواہ اس کا یہ عذر فعل کی تعیین میں اشتباہ کی بنا پر ہو یا اس کے اجتہاد یا تقلید کا اقتضا یہی ہو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں۔

۵ ... یہ کہ امر و نہی سے اس کی نفس' آبرو یا مال وغیرہ کو یا مسلمانوں کے مفاد کو کوئی ضرر نہ پہنچے ورنہ امر و نہی کرنا واجب نہیں اور بظاہر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس ضرر کا علم ہو یا ظن یا احتمال قوی ہو کہ اس قسم کے خوف کے قابل اتنا سمجھا جاتا ہو تاہم یہ صورت اس وقت ہے جب امر و نہی کا اثر یقینی نہ ہو اور اگر اثر یقینی ہو تو اس کی اہمیت کو مد نظر رکھنا ضروری ہے چنانچہ بعض مواقع پر ضرر کا علم ہوتے ہوئے بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس کا محض احتمال یا ظن ہو۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے درجات

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مندرجہ ذیل مختلف درجات ہیں۔

۱ ... انسان کم از کم دل ہی میں معروف کو دوست رکھتا ہو اور منکر سے نفرت کرتا ہو اور اس کے وجود میں آنے پر راضی نہ ہو۔ نیز یہ کہ منکر بجا لانے والے سے ناخوشی کا اظہار کرے۔ اس سے ملاقات اور کلام ترک کر دے یا کوئی اور ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے فعل بد کے مرتکب ہونے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس کے فعل پر ناخوشی اور نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہ ایسا ہی معروف ہے لیکن صرف نفرت دل کو یا اس کی رغبت کی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مرتب میں شمار کرنا صحیح نہیں کیونکہ صرف محبت اور نفرت کو امر اور نہی نہیں کہا جاتا دونوں یعنی نفرت شر اور خیر کی محبت لوازم ایمان میں سے ہے مومن کی ذاتی صفات میں سے ہے۔

۲ ... فعل بد انجام دینے والے کو زبانی وعظ و نصیحت کرے اور اسے سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ نے نیک کام کرنے والوں سے ثواب اور نافرمانوں سے عتاب کا وعدہ کر رکھا ہے۔

۳ ... خلاف ورزی کرنے والے کی مار پیٹ کے ذریعے عملاً تادیب کرے تاکہ وہ اپنی روش سے باز آجائے۔ انسان کو چاہئے کہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حسب موقع نرمی اور سختی اختیار کرے۔ مثلاً اگر دلی نفرت اور ناراضگی کے اظہار سے مقصد حاصل ہو سکے تو اسی پر اکتفا کرے ورنہ زبانی وعظ و نصیحت اور بالآخر عملی تادیب کا طریقہ اختیار کرے (اور بظاہر پہلے دو طریقے ایک ہی درجے کی چیز ہیں جن میں سے جس کے زیادہ موثر ہونے کا احتمال ہو اسے یا اگر ممکن ہو تو دونوں طریقے بیک وقت استعمال کرے۔)

○... تیسرا طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب پہلے دو طریقے موثر ثابت نہ ہوں اور بنا بر احتیاط انسان کو چاہئے کہ اس میں بھی سختی کم کرے لیکن اگر کم سختی کے موثر ہونے کی امید نہ ہو تو ابتداء مناسب سختی کر سکتا ہے۔

۴ ... اگر مذکورہ بالا طریقے موثر ثابت نہ ہوں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف اس سے بھی زیادہ سختی کی جائے مثلاً کیا اسے زخمی یا قتل کر دیا جائے۔ اس کے متعلق دو قول ہیں اور زیادہ اقویٰ یہ ہے کہ یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔ اسی طرح کوئی عضو توڑنا یا کسی عضو کو عیب دار کرنا بھی بنا بر اقویٰ جائز نہیں۔ لہٰذا اگر خطا سے یا عمداً تادیب کرنے کا یہ نتیجہ نکلے تو دونوں صورتوں میں تادیب کرنے والا خسارے کا ضامن ہوگا اور اسے شرع کی مقرر کردہ مقدار کے مطابق دیت ادا کرنی ہوگی۔ تاہم اگر خلاف ورزی کرنے والے کی خلاف ورزی کا مفسدہ اس کے زخمی کرنے یا قتل کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہو تو صرف امام یا نائب امام یہ اقدام کر سکتا ہے اور اس کی کوئی دیت نہ ہوگی۔

۵ ... انسان کو اپنے گھر والوں کے متعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کے بارے میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس کے اہل خانہ مثال کے طور پر نماز کے واجبات یا شرائط' ذکر قرات اور وضو وغیرہ صحیح طور پر انجام نہیں دیتے یا طہارت کے بارے میں کوتاہی برتتے ہیں یا مثلاً وہ فعل حرام (مثلاً غیبت' باہمی عداوت وغیرہ) کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس کے لیئے لازم ہے کہ امرونہی کے طریقوں کے مطابق اپنے فریضے پر عمل کرے۔

معروف امور (یعنی اچھی چیزیں)

۱... انسان کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہو۔

○ ... ارشاد ہوا ہے کہ " جو اللہ تعالیٰ سے رابطہ رکھتا ہے اسے صراط مستقیم کی ہدایت مل جاتی ہے۔"

○ ... حضرت ابوعبداللہ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے داؤد! میرے بندوں میں سے کسی بھی بندے نے مخلوق کو چھوڑ کر مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا جس کی نیت کا مجھے علم نہ ہو چکا ہو اور پھر اگر آسمان اور زمین اس کے خلاف مکر اور تدبیر کرتے ہیں تو میں خود اس کی نجات کے لیئے بچنے کی راہ بنا دوں گا۔"

۲... انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے کیونکہ وہ اپنی مخلوق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے مفادات سے باخبر اور ان کی ضروریات پوری کرنے پر قادر ہے۔

○ ... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیئے کافی ہے۔"

○ ... حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "بے نیازی اور عزت گردش کرتی رہتی ہے اور اگر ایسی جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے جہاں توکل پایا جائے تو اسی کو اپنا وطن قرار دیتی ہے۔"

۳... انسان اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو۔

○ ... امیر المومنین امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں " اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں کوئی مومن بندہ اللہ کے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتا مگر یہ کہ اللہ اپنے اس مومن بندے کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ اللہ کریم ہے۔ تمام خیر اس کے ہاتھ میں ہے۔ اسے شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ تو اس کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو اور وہ اس کے حسن ظن کے خلاف اسے ناامید کرے۔ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھو اور اسی کی طرف رغبت کرو۔"

۴... انسان مصیبت کے وقت صبر کرے اور فعل حرام کے محرکات خواہ کتنے ہی کثیر ہوں ان کے مقابلے میں استقامت سے کام لے۔

○... اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے "اللہ صبر کرنے والوں کو بلا حساب اجر اور جزا دیتا ہے۔"

○... رسول خدا ﷺ نے فرمایا "ناپسند چیز پر صبر کرو۔ صبر کرنے میں خیر کثیر ہے اور یہ یاد رکھو کہ فتح اور کامیابی صبر کے ساتھ ہے راحت' سختی اور مشقت کے ساتھ ہے۔ بے شک ہر سختی کے بعد آسانی اور آرام ہے۔"

○... امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں "صبر فتح اور کامیابی کے بغیر نہیں ہے اگرچہ زمانہ طولانی ہو جائے"

○... صبر کی دو قسمیں ہیں۔ مصیبت آنے پر صبر کرنا جو خوبی اور وقار ہے اور اس سے بہتر وہ صبر ہے کہ جو فعل حرام سے دور رہنے میں استعمال کیا گیا ہو۔"

۵... انسان عفت نفس اختیار کرے۔

○... امام ابو جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "اللہ کے نزدیک کوئی عبادت عفت شکم و فرج سے بہتر نہیں ہے"

○... امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "جعفری شیعہ وہ ہے جس کا شکم اور فرج عفت دار ہو۔"

○... "اس کی شدید کوشش ہو کہ اپنے خالق کے لیئے کام کرے۔ اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو اور اس کے عذاب سے خائف ہو۔"

۶... انسان علم اور حلم کی صفات سے آراستہ ہو۔

○... رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "اللہ تعالٰی جاہل کو ہرگز ترقی نہیں دیتا اور جو شخص صفت حلم سے آراستہ ہو اسے ذلیل نہیں کرتا۔"

○... امام علیہ السلام فرماتے ہیں "جو شخص حلیم ہو اسے اس صفت کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ سب لوگ جاہل کے مقابلے میں اس کے مددگار ہوں گے۔"

○... امام الرضا علیہ السلام کا ارشاد ہے "جب تک انسان حلم سے آراستہ نہ ہوگا وہ عبادت گزار نہ ہو سکے گا۔"

۷ ... انسان متواضع ہو۔ اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے اور موت کو زیادہ یاد کرے۔

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے۔ "جو شخص تواضع اور فروتنی سے پیش آئے اللہ اسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرے اللہ اسے نیچا کرتا ہے اور جو اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے اللہ اسے رزق دیتا ہے اور جو فضول خرچی کرے اللہ اسے محروم رکھتا ہے اور جو موت کو زیادہ یاد کرے اللہ اسے دوست رکھتا ہے۔"

۸ ... انسان انصاف کرے اور دینی بھائیوں سے ہمدردی کرے

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے "اپنی طرف سے لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آنا اور اللہ کے لیئے ہر حال میں دینی بھائی سے ہمدردی کرنا تمام اعمال سے اچھا ہے۔"

۹ ... انسان دوسروں کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے "بشارت ہو اس شخص کو جو لوگوں کی بجائے خدا کا خوف رکھتا ہو اور مومنین کی عیب جوئی کے بجائے اپنے عیوب کے علاج میں مشغول ہو اور سب سے جلد جس عمل خیر کا ثواب ملتا ہے وہ حسن سلوک ہے اور سب سے پہلے جس برے فعل کی سزا ملتی ہے وہ بدفعلی اور زناکاری ہے انسان کے لیئے یہی عیب کافی ہے کہ دوسروں کے عیوب دیکھے اور اپنے عیوب کی طرف ملتفت نہ ہو اور جسے خود ترک نہیں کر سکتا اسے دوسروں کے لیئے ننگ و عار سمجھے اور اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کو معمولی چیز پر اذیت پہنچائے۔"

○ ... امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرے اللہ اس کے ظاہر کی اصلاح کرتا ہے جو اپنے دین کی خاطر کام کرتا ہے اللہ اس کے دنیاوی کام پورے کرتا ہے، جو اللہ کے ساتھ اچھا رابطہ رکھتا ہے اللہ اس کے اور لوگوں کے روابط کی اصلاح کرتا ہے۔"

۱۰ ... انسان زہد اختیار کرے اور دنیا سے ترک رغبت کو اپنا شعار قرار دے۔

○ ... امام ابوعبد اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں "جو شخص دنیا میں زہد کو اپنا شعار قرار دے اللہ تعالٰی اس کے دل کو حکمت سے مضبوط کر دیتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کی باتیں جاری

کرتا ہے اور اس کی آنکھوں کو دنیا کے عیوب اور درد و دوا دیکھنے کی بینائی عطا کرتا ہے اور اسے امن و امان کے ساتھ دارالسلام کی طرف لے جاتا ہے۔"

○ ... ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کافی عرصے کے بعد بڑی مشکل سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا۔ "تقویٰ اختیار کرو۔ پرہیزگار اور محنت کش رہو۔ اور جس چیز تک تمہاری رسائی نہ ہو سکے اس کی طمع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے کہ لوگوں کے مال و متاع اور عورتوں پر نگاہ نہ رکھو اور لوگوں کے مال اور اولاد کی طرف تمہارا دل مائل نہ ہو جائے۔ رسول اللہ جو کی روٹی پر زندگی گزارتے تھے حلوہ کی جگہ خرما استعمال کرتے تھے۔ آگ کھجور کی ٹہنیوں سے روشن کرتے تھے۔ مصیبت میں رسولؐ کے مصائب کو یاد کرو کیونکہ ان کے برابر کسی پر بھی مصائب نہیں آئے۔"

منکر امور (یعنی بری چیزیں)

غصہ اور غضب

○ ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "غصہ اور غضب ایمان کو اسی طرح فاسد کرتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو فاسد کر دیتا ہے۔"

○ ... امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے "غصہ اور غضب ہر شر کی کنجی ہے۔"

○ ... امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "جو شخص غصہ اور غضب کرتا ہے اسے کبھی راحت نہیں ملے گی حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہو جائے جو شخص اپنی قوم پر غضب کرے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے کیونکہ ایسا کرنے سے شیطان کی پلیدی اس سے دور ہو جائے گی اور جو شخص ذی رحم رشتے داروں سے خفا ہو جائے وہ ان سے قریب ہو کر انہیں مس کرے کیونکہ ذی رحم کو مس کرنے سے سکون آتا ہے۔"

حسد

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اصحاب سے فرمایا "تم میں بھی گزشتہ امتوں کی

طرح ایک بیماری آگئی ہے اور وہ حسد ہے۔ یہ بیماری مال کو ختم نہیں کرتی بلکہ دین کو ختم کر دیتی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے ہاتھ کو روکے اور زبان کو بند رکھے اور اپنے مومن بھائی کو طعنہ نہ دے۔"

○ ... امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

ظلم

○ ... امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں "انسان جو چیز ظلم کے ذریعے حاصل کرے وہ اس کے نفس یا مال یا اولاد سے واپس لے لی جائے گی۔"

○ ... نیز فرماتے ہیں۔ "ظلم سے کامیابی حاصل کرنے والوں کو ہرگز خیر نہیں ہے۔ مظلوم کو جتنا مال جاتا ہے وہ ظالم کے دین سے اس سے زیادہ لیتا ہے۔"

شرانگیزی

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "قیامت کے دن خدا کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جس کی عزت لوگ اس کے شر کی وجہ سے کریں۔"

○ ... امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں "جس شخص کی زبان سے لوگوں کو خوف ہو وہ جہنمی ہے۔"

○ ... نیز فرماتے ہیں "خلق خدا میں سب سے زیادہ مبغوض بندہ وہ ہے جس کی زبان سے لوگوں کو خوف ہو۔"

خرید و فروخت کے احکام

مسئلہ ۲۰۵۹ : کاروباری آدمی کیلئے مناسب ہے کہ خرید و فروخت کے سلسلے میں جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے احکام سیکھ لے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جو شخص خرید و فروخت کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ ان کے احکام سیکھ لے اور اگر ان احکام کو سیکھنے سے پہلے خرید و فروخت کرے گا تو باطل یا مشتبہ معاملہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑے گا۔"

مسئلہ ۲۰۶۰ : اگر انسان مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل ہے تو جو مال اس نے حاصل کیا ہو اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۰۶۱ : جس شخص کے پاس مال نہ ہو اور کچھ اخراجات (مثلاً بیوی بچوں کا خرچ) اس پر واجب ہوں' اسے چاہئے کہ کاروبار کرے اور مستحب کاموں کے لیئے مثلاً اہل و عیال کے رزق میں کشائش پیدا کرنے اور فقراء کی مدد کرنے کے لیئے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

خرید و فروخت کے مستحبات

خرید و فروخت میں چار چیزیں مستحب ہیں۔

۱... یہ کہ جنس کی قیمت میں مسلمان خریداروں کے درمیان فرق نہ کرے۔

۲... یہ کہ جنس کی قیمت میں سخت گیری نہ کرے یعنی زیادہ مہنگی نہ بیچے۔

۳... یہ کہ جو چیز بیچ رہا ہو وہ کچھ زیادہ دے اور جو چیز خرید رہا ہو کچھ کم لے۔

۴... یہ کہ اگر کوئی شخص کچھ خریدنے کے بعد پشیمان ہو کہ اس چیز کو واپس کرنا چاہئے تو واپس لے لے۔

مکروہ معاملات

مسئلہ ۲۰۶۲ : خاص خاص مکروہ معاملات

۱... جائیداد کا بیچنا بجز اس کے کہ اس رقم سے دوسری جائیداد خریدی جائے۔

۲ ... قصاب بننا۔

۳ ... کفن بیچنا۔

۴ ... پست لوگوں سے معاملہ کرنا۔

۵ ... صبح کی اذان سے سورج نکلنے کے وقت تک معاملہ کرنا۔

۶ ... گندم، جو اور انھیں جیسی دوسری چیزوں کی خرید و فروخت کو اپنا پیشہ قرار دینا۔

۷ ... اگر کوئی شخص کوئی جنس خرید رہا ہو تو اس کے معاملہ میں دخل اندازی کر کے خریدار بننے کا اظہار کرنا۔

حرام معاملات

مسئلہ ۲۰۶۳ : چھ قسم کے لین دین حرام ہیں۔

۱ ... عین نجاست مثلاً نشہ آور مشروبات غیر شکاری کتے، مردار اور سور کی خرید و فروخت ان کے علاوہ دوسری نجاسات کی خرید و فروخت اس صورت میں جائز ہے جب ان سے حلال فائدہ حاصل کرنا ہو۔ (مثلاً پاخانے سے کھاد بنانی ہو) اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ ان کی خرید و فروخت سے بھی پرہیز کیا جائے۔

۲ ... غصبی مال کی خرید و فروخت ۔

۳ ... احتیاط کی بنا پر ان چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہے جو عموماً مال تجارت متصور نہ ہوتی ہوں مثلاً درندوں کی خرید و فروخت ۔

۴ ... جس لین دین میں سود ہو ۔

۵ ... ایسی چیز کی خرید و فروخت جس سے عام طور پر صرف حرام فعل انجام پاتا ہو مثلاً جوئے کے آلات۔

۶ ... ایسی چیز کا بیچنا جس میں دوسری چیز کی ملاوٹ کی گئی ہو جب کہ ملاوٹ کا پتہ چل سکے اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے مثلاً ایسے گھی کا بیچنا جس میں چربی ملا دی گئی ہو اور اس عمل کو "غش" کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص کسی چیز میں ملاوٹ کر کے مسلمانوں کے ہاتھ بیچتا ہے یا مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے یا ان کی ساتھ مکر و حیلہ کرتا

ہے وہ ہماری امت سے نہیں ہے اور جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ غش کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی روزی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور اس کے معاش کے راستوں کو مسدود کر دیتا ہے اور اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۴ : جو پاک چیز نجس ہو گئی ہو اور اسے پانی سے دھو کر پاک کرنا ممکن ہو اسے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر خریدار اس چیز کو ایسے کام کے لیئے خریدے جس کے لیئے اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً وہ ایک قسم کی غذا ہو جسے وہ کھانا چاہتا ہو تو بیچنے والے کو چاہیئے کہ اس کے نجس ہونے کے متعلق اسے بتا دے لیکن اگر نجس چیز لباس ہو تو اس کے نجس ہونے کی متعلق بتانا ضروری نہیں خواہ خریدار اسے پہن کر نماز ہی کیوں نہ پڑھے کیونکہ نماز میں بدن اور لباس کی ظاہری طہارت کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۵ : اگر کوئی ایسی پاک چیز مثلاً گھی اور تیل نجس ہو جائے جسے دھو کر پاک کرنا ممکن نہ ہو اور اگر اس چیز کی ایسے کام کے لیئے ضرورت ہو جس کے لیئے پاک ہونا شرط ہو مثلاً گھی کی کھانے کے لیئے ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اس کی نجاست کے بارے میں خریدنے والے کو اطلاع دے دے اور اگر اس چیز کی ایسے کام کے لیئے ضرورت ہو جس کے لیئے اس کا پاک ہونا شرط نہ ہو مثلاً نجس تیل جلانے کے لیئے چاہیئے ہو لیکن امکان اس بات کا ہو کہ اس سے خریدنے والے کی غذا یا بدن نجس ہو جائے گا تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے اور اس صورت میں بھی بیچنے والے کا خریدار کو بتا دینا ضروری ہے کیونکہ نجاست کھانے کا سبب بننا جائز نہیں اور اسی طرح بدن کی نجاست کا سبب بننا جس سے وضو یا غسل باطل ہوتا ہو جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۶۶ : اگرچہ نجس خوردنی دواؤں کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن ان کی نجاست کے متعلق خریدار کو بتا دینا چاہیئے اور اگر وہ دوائیں کھانے کی نہ ہوں لیکن خریدار کی غذا یا بدن کے نجاست سے آلودہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۷ : جو تیل غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیئے جاتے ہیں اگر ان کے نجس ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں اور جو چربی کسی حیوان کے مر جانے کے بعد حاصل کی جاتی ہے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے

سے ذبح کیا گیا ہے تو اگر اسے کافر سے لیں یا غیر اسلامی ممالک سے حاصل کریں تو گو وہ نجس ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی کیفیت سے خریدار کو مطلع کر دے۔ بایں شرط کہ اس کی منفعت حلال اور عقلائی ہو۔

مسئلہ ۲۰۶۸ : اگر لومڑی یا اس جیسے جانوروں کو شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہ کیا جائے یا وہ خود مر جائیں تو ان کی کھال کی خرید و فروخت حرام اور اس کا معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۹ : جو چمڑا غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جائے یا کافر سے لیا جائے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایک ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اسے نماز کے سلسلے میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۰ : جو چربی حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کی جائے یا وہ چمڑا جو مسلمان سے لیا جائے اور انسان کو علم ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لی ہے لیکن یہ تحقیق نہیں کی کہ آیا یہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس چمڑے کو نماز کے سلسلے میں استعمال کرنا یا اس چربی کا کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۱ : نشہ آور مشروبات کا لین دین حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۲ : غصبی مال کا بیچنا باطل ہے اور بیچنے والے کو چاہئے کہ جو رقم خریدار سے لی ہو اسے واپس کر دے۔

مسئلہ ۲۰۷۳ : اگر خریدار سنجیدگی سے سودا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کا ارادہ ہو کہ جو چیز خرید رہا ہے اس کی قیمت نہیں دے گا تو اس کا یہ ارادہ سودے کی صحت کے لئے ضرر رساں نہیں اور ضروری ہے کہ خریدار اس کی قیمت بیچنے والے کو دے۔

مسئلہ ۲۰۷۴ : اگر خریدار یہ چاہے کہ جو جنس اس نے ادھار خریدی ہے اس کی قیمت بعد میں حرام مال سے ادا کرے تب بھی معاملہ صحیح ہے البتہ اسے چاہئے کہ جتنی قیمت اس کے ذمے ہو حلال مال سے دے حتیٰ کہ اس کا ادھار ادا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۰۷۵ : لہو و لعب کے آلات (مثلاً ستار اور ساز) کی خرید و فروخت حرام ہے۔ اور

احتیاط کی بنا پر چھوٹے چھوٹے ساز جو بچوں کے کھلونے ہوتے ہیں ان کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن مشترکہ آلات مثلاً ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انھیں حرام امور میں استعمال کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۷۶ : اگر کوئی ایسی چیز جس سے جائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو اس ارادے سے بیچی جائے کہ اسے حرام مصرف میں لایا جائے مثلاً انگور اس مقصد سے بیچا جائے کہ اس سے شراب تیار کی جائے تو اس کا سودا حرام بلکہ احتیاط کی بنا پر باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص انگور اس ارادے سے نہ بیچے اور فقط یہ جانتا ہو کہ خریدار انگور سے شراب تیار کرے گا تو ظاہر یہ ہے کہ سودے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۷ : جاندار کا مجسمہ بنانا بلکہ اس کی نقاشی کرنا بھی حرام ہے لیکن ان کی خرید و فروخت ممنوع نہیں اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ اسے بھی ترک کیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۷۸ : کسی ایسی چیز کا خریدنا حرام ہے جو جوئے یا چوری یا باطل سودے سے حاصل کی گئی ہو اور اگر کوئی ایسی چیز خریدے تو اسے چاہئے اس کے اصل مالک کو لوٹا دے۔

مسئلہ ۲۰۷۹ : اگر کوئی شخص ایسا گھی بیچے جس میں چربی کی ملاوٹ ہو اور اسے معین کر دے مثلاً یہ کہے کہ میں یہ ایک من گھی بیچ رہا ہوں تو اس میں جتنی چربی ہے اس کی مقدار تک سودا باطل ہے اور جو رقم بیچنے والے نے چربی کی وصول کی ہے وہ خریدار کا مال ہے اور جتنی چربی ہو وہ بیچنے والے کا مال ہے اور خریدار اس خالص گھی کا معاملہ بھی جو اس کا جزو ہے فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر بیچنے والا اسے معین نہ کرے اور ایک من گھی کی ذمہ داری لے کر بیچے اور بعد میں چربی ملا ہوا گھی دے دے تو خریدار وہ گھی واپس کر کے اصلی گھی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۰ : جس جنس کو ناپ تول کر بیچا جاتا ہے اگر کوئی بیچنے والا اس جنس کے بدلے میں بڑھا کر بیچے مثلاً ایک من گندم کی قیمت ڈیڑھ من گندم وصول کرے تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر دو جنسوں میں سے ایک کھری اور دوسری عیب دار ہو یا ایک جنس بڑھیا اور دوسری گھٹیا ہو یا ان کی قیمتوں میں فرق ہو تو اگر بیچنے والا جو مقدار دے رہا ہو اس سے زیادہ لے تب بھی سود اور حرام ہے۔ لہذا اگر وہ ثابت تانبا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا تانبا لے یا ثابت قسم کا پیتل دے کر اس سے زیادہ

مقدار میں ٹوٹا ہوا پیتل لے یا گھڑا ہوا سونا دے اور اس سے زیادہ مقدار میں بغیر گھڑا ہوا سونا لے تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۱ : بیچنے والا جو چیز زائد لے اگر وہ اس جنس سے مختلف ہو جو وہ بیچ رہا ہے مثلاً ایک من گندم کو ایک من گندم اور کچھ نقد رقم کے عوض بیچے تب بھی یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر وہ کوئی چیز زائد نہ لے لیکن یہ شرط لگائے کہ خریدار اس کے لیئے کوئی کام کرے گا تو یہ سود اور حرام ہو گا۔

مسئلہ ۲۰۸۲ : جو شخص کوئی چیز کم مقدار میں دے رہا ہو اگر وہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر دے مثلاً ایک من گندم اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم کے عوض بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں طرف سے کوئی چیز بڑھا دی جائے مثلاً اگر ایک شخص ایک من گندم اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم اور ایک رومال کے عوض بیچے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۳ : اگر کوئی شخص ایسی چیز بیچے جو میٹر اور ہاتھ سے (ناپ کر) بیچی جاتی ہے (مثلاً کپڑا) یا ایسی چیز بیچے جو گن کر بیچی جاتی ہے (مثلاً اخروٹ اور انڈے) اور زیادہ لے مثلاً دس انڈے دے اور گیارہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر مثال کے طور پر دس انڈے گیارہ انڈوں کے عوض بطور ذمہ یعنی بطور ادھار بیچے تو ضروری ہے کہ ان میں فرق ہو مثلاً دس بڑے انڈے گیارہ درمیانی سائز کے انڈوں کے عوض بطور ذمہ بیچے یہ صحیح ہے کیونکہ قیمت اور چیز میں امتیاز موجود ہے اگرچہ وہ امتیاز ایک نقد دوسرا ادھار ہونے کے سبب سے ہے۔ نوٹوں کا کچھ مدت کے لیئے نقد دے کر کچھ زیادہ پر معاملہ کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو سو روپے نقد دے تاکہ چھ مہینے کے بعد ۱۱۰ روپے وصول کرے لیکن اگر ان کے درمیان فرق ہو مثلاً یہ کہ سو روپے کے نوٹ کسی دوسری قسم کے نوٹوں مثلاً دینار یا پونڈ یا ڈالر کے لیئے دے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس صورت میں قیمت میں تفاوت ہوتے ہوئے بھی کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۰۸۴ : اگر کسی جنس کو بیشتر شہروں میں تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہو اور بعض شہروں میں اس کا لین دین گن کر ہوتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس جنس کو اگر اسی جنس کی ساتھ بیچا جائے تو بڑھا کر نہ بیچا جائے لیکن اس صورت میں جب شہر مختلف ہوں اور ایسا غلبہ درمیان میں نہ ہو (یعنی یہ نہ کہا جا سکے) کہ بیشتر شہروں میں یہ جنس ناپ تول کر بکتی ہے یا گن کر بکتی ہے) تو ہر شہر میں وہاں کے

رواج کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔

مسئلہ ۲۰۸۵ : اگر بیچی جانے والی چیز اور اس کے بدلے میں لی جانے والی چیز ایک جنس سے نہ ہوں تو زیادہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پس اگر کوئی شخص ایک من چاول بیچے اور اس کے بدلے میں دو من گندم لے تو سودا درست ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۶ : ایک شخص جو جنس بیچ رہا ہو اور اس کے بدلے میں جو کچھ لے رہا ہو اگر وہ دونوں ایک ہی چیز سے بنی ہوں تو اسے چاہئے کہ اضافہ نہ لے مثلاً اگر وہ ایک من گائے کا گھی بیچے اور اس کے بدلے میں ڈیڑھ من گائے کا پنیر حاصل کرے تو یہ سود ہے اور حرام ہے اور اگر وہ پکے میوں کا سودا کچے میوں سے کرے تب بھی اضافہ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۰۸۷ : سود کے اعتبار سے گندم اور جو ایک جنس شمار ہوتے ہیں لہٰذا مثال کے طور پر اگر ایک شخص ایک من گندم دے اور اس کے بدلے میں ایک من پانچ سیر جو لے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر دس من جو اس شرط پر خریدے کہ گندم کی فصل اٹھانے کے وقت دس من گندم بدلے میں دے گا تو چونکہ جو اس نے نقد لیئے ہیں اور گندم کچھ مدت بعد دے رہا ہے لہٰذا یہ اسی طرح ہے جیسے اضافہ لیا ہو اس لیئے حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۸ : سود والا سودا خواہ مسلمان سے ہو یا کافر سے حرام ہے۔ البتہ اگر مسلمان ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں نہ ہو یا ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں ہو اور سود لینا اس کی شریعت میں جائز ہو سود لے لے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب کی بنا پر باپ بیٹا اور میاں بیوی بھی ایک دوسرے سے سود نہیں لے سکتے۔

بیچنے والے اور خریدار کی شرائط

مسئلہ ۲۰۸۹ : بیچنے والے اور خریدار کے لیئے چھ چیزیں ضروری ہیں۔

۱... یہ کہ بالغ ہوں

۲... یہ کہ عاقل ہوں

۳... یہ کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بے ہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

۴... یہ کہ خرید و فروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ پس اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہو گا۔

۵... یہ کہ کسی نے انہیں خرید و فروخت پر مجبور نہ کیا ہو۔

۶... یہ کہ جو جنس اور اس کے بدلے میں جو چیز ایک دوسرے کو دے رہے ہوں اس کے مالک ہوں اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

۲۰۹۰ : کسی نابالغ بچے کے ساتھ سودا کرنا جو آزادانہ طور پر سودا کر رہا ہو باطل ہے لیکن اگر سودا اس کے ولی کے ساتھ ہو اور نابالغ بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو فقط لین دین کا صیغہ جاری کرے تو سودا صحیح ہے بلکہ اگر جنس یا رقم کسی دوسرے آدمی کا مال ہو اور بچہ بحیثیت وکیل اس مال کے مالک کی طرف سے وہ مال بیچے یا اس رقم سے کوئی چیز خریدے تو ظاہر یہ ہے کہ سودا صحیح ہے اگرچہ وہ ممیز بچہ آزادانہ طور پر اس مال یا رقم پر تصرف رکھتا ہو اور اسی طرح اگر بچہ اس امر کا وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو دے اور جنس خریدار تک پہنچائے یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے کو پہنچائے اگرچہ بچہ ممیز نہ ہو یعنی برے بھلے کی تمیز نہ رکھتا ہو تو وہ سودا صحیح ہے کیونکہ دراصل دو بالغ افراد نے آپس میں سودا کیا ہے تاہم بیچنے والے اور خریدار کو یقین اور اطمینان ہونا چاہیے کہ بچہ جنس یا رقم اس کے مالک کو پہنچا دے گا۔

مسئلہ ۲۰۹۱ : اگر کوئی شخص اس صورت میں کہ ایک نابالغ بچے سے سودا کرنا صحیح نہ ہو اس سے کوئی چیز خرید لے یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچے تو اسے چاہیے کہ جو جنس یا رقم اس بچے سے لے اگر وہ خود بچے کا مال ہو تو اس کے ولی کو اور اگر کسی اور کا مال ہو تو اس کے مالک کو دے دے یا اس کے مالک کی رضامندی حاصل کرے اور اگر سودا کرنے والا شخص اس جنس یا رقم کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کا پتہ چلانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ جو چیز اس نے بچے سے لی ہو وہ اس چیز کے مالک کی طرف سے مظالم کی بابت (یعنی ظلم زیادتی یا ناانصافی سے بریت کی خاطر) کسی فقیر کو دے دے۔

مسئلہ ۲۰۹۲ : اگر کوئی شخص ایک ممیز بچے سے اس صورت میں سودا کرے جب کہ اس کے ساتھ سودا کرنا صحیح نہ ہو اور اس نے جو جنس یا رقم بچے کو دی ہو وہ تلف ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ

شخص بچے سے اس کے بالغ ہونے کے بعد یا اس کے ولی سے مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر بچہ ممیّز نہ ہو تو پھر وہ شخص مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۰۹۳ : اگر خریدار یا بیچنے والے کو سودا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سودا ہو چکنے کے بعد وہ راضی ہو جائے اور مثال کے طور پر کہے کہ میں راضی ہوں تو سودا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ معاملے کا صیغہ دوبارہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲۰۹۴ : اگر انسان کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مال کا مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو سودا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۵ : بچے کا باپ اور دادا اور نیز باپ کا وصی اور دادا کا وصی بچے کا مال فروخت کر سکتے ہیں اگر صورت حال کا تقاضا ہو تو مجتہد عادل بھی دیوانہ شخص یا یتیم بچے کا مال یا ایسے شخص کا مال جو غائب ہو فروخت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۶ : اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر لے اور بیچ ڈالے اور مال کے بک جانے کے بعد اس کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور جو چیز غصب کرنے والے نے خریدار کو دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ خریدار کی ملکیت ہے اور جو چیز خریدار نے دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا مال غصب کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۷ : اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس مال کی قیمت خود اس کی ملکیت ہو گی اور اگر مال کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے لیکن مال کی قیمت مالک کی ملکیت ہوگی نہ کہ غاصب کی۔

جنس اور اس کے عوض کی شرائط

مسئلہ ۲۰۹۸ : جو جنس بیچی جائے اور جو چیز اس کے بدلے میں دی جائے اس کی پانچ شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ تول یا ناپ یا گنتی وغیرہ کی شکل میں اس کی مقدار معلوم ہو۔

۲ ... یہ کہ طرفین ان چیزوں کو ایک دوسرے کی تحویل میں دینے پر قادر ہوں لہٰذا ایک ایسے گھوڑے کا بیچنا جو بھاگ گیا ہو درست نہیں ہے لیکن جو گھوڑا بھاگ گیا ہو اگر اس کا بیچنے والا اسے کسی ایسی چیز مثلاً ایک فرش کے ساتھ ملا کر بیچے جسے وہ خریدار کے سپرد کر سکتا ہو تو خواہ وہ گھوڑا نہ بھی ملے سودا صحیح ہے۔

۳ ... وہ خصوصیات جو جنس اور عوض میں موجود ہوں اور جن کی وجہ سے سودے میں لوگوں کے میلان میں فرق پڑتا ہو معین کر دی جائیں۔

۴ ... یہ کہ ملکیت غیر مشروط ہو لہٰذا جو مال انسان نے وقف کر دیا ہو اس کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا چند صورتوں کے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

۵ ... یہ کہ بیچنے والا خود اس جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو۔ پس مثال کے طور پر اگر مکان کی ایک سال کی منفعت بیچی جائے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر خریدار نقد کی بجائے اپنی ملکیت کی منفعت دے مثلاً کسی سے فرش خریدے اور اس کے عوض میں اپنے مکان کی ایک سال کی منفعت اسے دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔)

مسئلہ ۲۰۹۹ : جس جنس کا سودا کسی شہر میں تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں انسان کو چاہیئے کہ اس جنس کو تول یا ناپ کے ذریعے ہی خریدے لیکن جس شہر میں جنس کا سودا اسے دیکھ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں وہ اسے دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۰ : جس چیز کی خرید و فروخت تول کر کی جاتی ہو اس کا سودا ناپ کر بھی کیا جا سکتا ہے وہ اس طرح کہ اگر مثال کے طور پر ایک شخص دس من گندم بیچنا چاہے تو وہ ایک ایسا پیمانہ جس میں ایک من گندم سماتی ہو دس مرتبہ بھر کر دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۱ : جو شرائط بیان کی گئی ہیں اگر کسی سودے میں ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جاتی ہو تو سودا باطل ہے۔ ہاں اگر بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو ان کے تصرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۰۲ : جو چیز وقف کی جا چکی ہو اس کا سودا باطل ہے لیکن اگر وہ چیز اس قدر خراب ہو

جائے یا خراب ہونے والی ہو کہ جس فائدے کے لیئے وقف کی گئی ہو وہ حاصل نہ کیا جا سکے۔ مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جا سکے تو اسے بیچ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی قیمت اسی مسجد میں ایسے کام پر خرچ کی جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد سے قریب تر ہو۔

مسئلہ ۲۱۰۳ : جب ان لوگوں کے مابین جن کے لیئے مال وقف کیا گیا ہو ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو کہ اگر وقف شدہ مال فروخت نہ کیا گیا تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو جائز ہے کہ وہ مال بیچ دیا جائے اور رقم کو ایسے کام پر خرچ کیا جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد کے قریب تر ہو اور اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ اگر وقف کے بیچ دینے میں مصلحت ہو تو بیچ دیا جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۴ : جو جائیداد کسی دوسرے کو پٹے پر دی گئی ہو اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جتنی مدت کے لیئے اسے پٹے پر دیا گیا ہو اتنی مدت کی آمدنی پٹہ دار کا مال ہے اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ وہ جائیداد پٹے پر دی جا چکی ہے اس گمان کے تحت کہ پٹے کی مدت تھوڑی ہے اس جائیداد کو خرید لیا ہو تو جب اسے حقیقت حال کا علم ہو وہ سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

خرید و فروخت کا صیغہ

مسئلہ ۲۱۰۵ : خرید و فروخت میں یہ ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں جاری کیا جائے مثلاً اگر بیچنے والا اردو میں کہے کہ میں نے یہ مال اتنی رقم کے عوض بیچا اور خریدار کہے کہ میں نے قبول کیا تو سودا صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ خریدار اور بیچنے والا دلی ارادہ رکھتے ہوں یعنی یہ دو جملے کہنے سے ان کی مراد خرید و فروخت ہو۔

مسئلہ ۲۱۰۶ : اگر سودا کرتے وقت صیغہ نہ پڑھا جائے لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلے میں جو وہ خریدار سے لے اپنا مال اس کی ملکیت میں دے دے تو سودا صحیح ہے اور دونوں اشخاص متعلقہ چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں۔

میووں کی خرید و فروخت

مسئلہ ۲۱۰۷ : جس میوے کے پھول گر چکے ہیں اور اس میں دانے پڑ چکے ہوں اس کے توڑنے سے پہلے اس کا بیچنا صحیح ہے اور درخت میں لگے ہوئے کچے انگوروں کے بیچنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۰۸ : جو میوہ درخت پر لگا ہو اس کے دانہ پڑنے اور پھول گرنے سے پہلے بھی اس کا بیچنا جائز ہے اور بیچنے والے کے لیئے بہتر یہ ہے کہ زمین سے اگنے والی کوئی چیز مثلاً سبزیاں اس کے ساتھ ملا کر بیچے یا خریدنے والے سے یہ طے کرے کہ وہ دانہ پڑنے سے پہلے میوہ توڑ لے یا ایک سال سے زیادہ کا میوہ اس کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۱۰۹ : جو کھجوریں زرد یا سرخ ہو چکی ہوں ان کے درخت پر لگے ہوئے بیچ دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ان کا عوض اسی درخت کی کھجوریں قرار نہ دی جائیں البتہ اگر ایک شخص کا کھجور کا درخت کسی دوسرے شخص کے گھر یا باغ میں ہو تو اگر اس درخت کی کھجوروں کا تخمینہ لگا لیا جائے اور درخت کا مالک انہیں گھر یا باغ کے مالک کے پاس بیچ دے اور اس کا عوض اسی درخت کی کھجوروں کو قرار دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۰ : کھیرے اور بینگن اور سبزیاں اور انہی جیسی چیزیں جو سال میں کئی دفعہ اترتی ہوں اگر وہ ظاہر اور نمایاں ہو چکی ہوں اور یہ طے کر لیا جائے کہ خریدار انہیں سال میں کتنی دفعہ توڑے گا تو انہیں بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۱ : اگر دانہ آنے کے بعد گندم اور جو کے خوشے کو گندم اور جو کے علاوہ کسی ایسی چیز کے بدلے بیچ دیا جائے جو خود اس سے حاصل ہوتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نقد اور ادھار

مسئلہ ۲۱۱۲ : اگر کسی جنس کو نقد بیچا جائے تو سودا طے پا جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جنس اور رقم کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اسے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں اور مکان اور زمین وغیرہ کا قبضہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے خریدار کے اختیار میں دے دیا جائے تاکہ وہ اس میں تصرف

کر سکے اور فرش اور لباس وغیرہ کا قبضہ اس طرح دیا جا سکتا ہے کہ اس چیز کو اس طرح خریدار کے اختیار میں دے دیا جائے کہ اگر وہ اسے اس جگہ سے کسی دوسری جگہ لے جانا چاہے تو بیچنے والا کوئی روک ٹوک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۱۳ : ادھار کے معاملہ میں چاہئے کہ مدت ٹھیک ٹھیک معلوم ہو لہٰذا اگر کوئی شخص کوئی جنس اس دعوے پر بیچے کہ وہ اس کی قیمت فصل اٹھنے پر لے گا تو چونکہ اس کی مدت ٹھیک ٹھیک متعین نہیں ہوتی اس لیئے سودا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۴ : اگر کوئی شخص کوئی جنس ادھار بیچے تو جو مدت طے ہوئی ہو اس کے گزرنے سے پہلے وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگر خریدار مر جائے اور اس کا اپنا کوئی مال ہو تو بیچنے والا طے شدہ مدت گزرنے سے پہلے ہی جو رقم لینی ہو اس کا مطالبہ مرنے والے کے ورثاء سے کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۵ : اگر کوئی شخص کوئی جنس ادھار بیچے تو جو مدت آپس میں طے کی گئی ہو اس کے گزرنے کے بعد وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن اگر خریدار ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو بیچنے والے کو چاہئے کہ اسے مہلت دے یا سودا فسخ کر دے اور اگر وہ جنس جو بیچی ہو موجود ہو تو اسے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۱۶ : اگر کوئی شخص ایک ایسے فرد کو جو ایک جنس کی قیمت نہ جانتا ہو اس کی کچھ مقدار ادھار دے اور اس کی قیمت اسے نہ بتائے تو سودا باطل ہے۔ لیکن اگر ایسے شخص کو جو جنس کی نقد قیمت جانتا ہو ادھار دے اور زیادہ دام لگائے مثلاً کہے کہ جو جنس میں تمہیں ادھار دے رہا ہوں اس کی اس قیمت سے جس پر میں نقد بیچتا ہوں ایک پیسہ فی روپیہ زیادہ لوں گا اور خریدار اس شرط کو قبول کر لے تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۷ : اگر ایک شخص نے ایک جنس ادھار فروخت کی ہو اور اس کی قیمت کی ادائیگی کے لیئے مدت مقرر کی گئی ہو تو اگر مثال کے طور پر آدھی مدت گزرنے کے بعد واجب الادا رقم کی مقدار کم کر دے اور باقی ماندہ رقم نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

معاملہ سلف کی شرائط

مسئلہ ۲۱۱۸ : معاملہ سلف سے مراد یہ ہے کہ خریدار قیمت دے دے اور ایک مدت کے بعد جنس اپنے قبضے میں لے اور اگر خریدار کہے کہ میں یہ رقم دے رہا ہوں تاکہ مثلاً چھ مہینے کے بعد فلاں جنس لے لوں اور بیچنے والا کہے کہ میں نے قبول کیا یا بیچنے والا رقم لے لے اور کہے کہ میں نے فلاں جنس بیچی تاکہ اس کا قبضہ چھ مہینے کے بعد دوں گا تو سودا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۹ : اگر کوئی شخص ایسے سکے جو سونے یا چاندی کی جنس سے ہوں بطور سلف بیچے اور اس کے عوض چاندی یا سونے کے سکے لے تو سودا باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسی جنس یا سکے جو سونے یا چاندی کی جنس سے نہ ہوں بیچے اور ان کے عوض کوئی دوسری جنس یا سونے یا چاندی کے سکے لے تو سودا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو جنس بیچے اس کے عوض رقم لے اور کوئی دوسری جنس نہ لے۔

مسئلہ ۲۱۲۰ : معاملہ سلف میں سات شرطیں ہیں۔

۱... ان خصوصیات کو جن کی وجہ سے کسی جنس کی قیمت میں فرق پڑتا ہو معین کر دیا جائے۔ لیکن زیادہ باریک بینی بھی ضروری نہیں بلکہ اس قدر کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس کی خصوصیات معلوم ہو گئیں ہیں۔

۲... اس سے پیشتر کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں خریدار پوری قیمت بیچنے والے کو دے دے یا اگر بیچنے والا خریدار کا اتنی ہی رقم کا مقروض ہو اور خریدار کو اس سے جو کچھ لینا ہو اسے جنس کی قیمت میں حساب کر لے اور بیچنے والا اس بات کو قبول کرے اور اگر خریدار اس جنس کی قیمت کی کچھ مقدار بیچنے والے کو دے دے تو اگرچہ اس مقدار کی نسبت سے سودا صحیح ہے لیکن بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

۳... مدت کو ٹھیک ٹھیک معین کیا جائے اور اگر بیچنے والا کہے کہ جنس کا قبضہ فصل کٹنے پر دوں گا تو چونکہ اس سے مدت کا تعین ٹھیک ٹھیک نہیں ہوتا اس لیئے سودا باطل ہے۔

۴... جنس کا قبضہ دینے کے لیئے ایسا وقت معین کیا جائے جس وقت وہ جنس اتنی کمیاب نہ ہو کہ بیچنے والا اس کا قبضہ نہ دے سکے۔

۵ ... جنس کا قبضہ دینے کی جگہ کا تعین کیا جائے لیکن اگر طرفین کی باتوں سے جگہ کا پتہ چل جائے تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

۶ ... اس جنس کا تول یا ناپ معین کیا جائے اور جس چیز کو عموماً دیکھ کر اس کا سودا کیا جاتا ہے اگر اسے بطور سلف بیچا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر اخروٹ اور انڈوں کی بعض قسموں میں فرق اس قدر کم ہونا چاہئے کہ لوگ اسے اہمیت نہ دیں۔

۷ ... جس چیز کو بطور سلف بیچا جائے اگر وہ ان اجناس میں سے ہو جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتی ہیں تو اس کا عوض اسی جنس سے نہ ہو مثلاً گندم کو گندم کے بدلے بطور سلف نہیں بیچا جا سکتا۔

معاملہ سلف کے احکام

مسئلہ ۲۱۲۱ : جو جنس انسان نے بطور سلف خریدی ہو اسے وہ مدت ختم ہونے سے پہلے بائع کے علاوہ کسی کے پاس نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ خریدار نے اس جنس کو اپنے قبضے میں نہ لیا ہو اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں البتہ جن غلوں مثلاً گندم اور جو اور دوسری اجناس کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ان کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ مشتری نے جس قیمت پر خریدی ہوں اسی قیمت پر بیچ ڈالے۔

مسئلہ ۲۱۲۲ : سلف کے لین دین میں اگر بیچنے والا مدت ختم ہونے پر وہ جنس دے دے جس کا سودا ہوا ہو تو خریدار کو چاہئے کہ اسے قبول کرے۔ نیز اگر بیچنے والا جس چیز کا سودا ہوا ہو اس سے بہتر چیز دے لیکن جنس کے اعتبار سے دونوں ایک ہی جاتی ہوں تو خریدار کو چاہئے کہ اسے قبول کرلے۔

مسئلہ ۲۱۲۳ : اگر بیچنے والا جو جنس دے وہ اس جنس سے گھٹیا ہو جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۴ : اگر بیچنے والا اس جنس کی بجائے جس کا سودا ہوا ہے کوئی دوسری جنس دے اور خریدار اسے لینے پر راضی ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۵ : جو جنس بطور سلف بیچی گئی ہو اگر وہ خریدار کے حوالے کرنے کے لیے طے شدہ

وقت پر نایاب ہو جائے اور بیچنے والا اسے مہیا نہ کر سکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ انتظار کرے تاکہ بیچنے والا اسے مہیا کر دے یا سودا فسخ کر دے اور جو چیز بیچنے والے کو دی ہو اسے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۲۶ : اگر ایک شخص کوئی جنس بیچے اور معاہدہ کرے کہ کچھ مدت بعد وہ جنس خریدار کے حوالے کر دے گا اور اس کی قیمت بھی کچھ مدت بعد لے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر ایسا سودا باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

مسئلہ ۲۱۲۷ : اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو خواہ وہ سکہ دار ہوں یا بے سکہ اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۸ : اگر سونے کو چاندی سے چاندی کو سونے سے بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔

مسئلہ ۲۱۲۹ : اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو بیچنے والے اور خریدار کو چاہئے کہ ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کر دیں اور اگر جس چیز کے بارے میں معاملہ طے ہوا ہو اس کی کچھ مقدار بھی متعلقہ شخص کے حوالے نہ کی جائے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۰ : اگر بیچنے والے یا خریدار میں سے کوئی ایک طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے سپرد کر دے لیکن دوسرا کچھ مقدار دوسرے کے سپرد کرے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۱ : اگر کان کی چاندی کی مٹی کو خالص چاندی سے اور کان کی سونے کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے لیکن چاندی کی مٹی کو سونے سے اور سونے کی مٹی کو چاندی سے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

معاملہ فسخ کیئے جانے کی صورتیں

مسئلہ ۲۱۳۲ : معاملہ فسخ کرنے کے حق کو خیار کہتے ہیں اور خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

۱ ... یہ کہ جس مجلس میں سودا طے ہوا ہے فریقین وہاں سے جدا نہ ہوئے ہوں اور اس خیار کو "خیار مجلس" کہتے ہیں۔

۲ ... یہ کہ بیع کے معاملے میں خریدار یا بیچنے والا اور دوسرے معاملات میں طرفین میں سے کوئی ایک مغبون ہو جائے اسے "خیار غبن" کہتے ہیں۔ مغبون سے مراد وہ شخص ہے جسے نقصان پہنچا ہو یعنی جس کے ساتھ دھوکا ہوا ہو۔

۳ ... سودا کرتے وقت یہ طے کیا جائے کہ ایک مقررہ مدت تک دونوں کو یا کسی ایک فریق کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اسے "خیار شرط" کہتے ہیں۔

۴ ... فریقین معاملہ میں سے ایک فریق اپنے مال کو اس کی اصلیت سے بہتر بتا کر پیش کرے جس کی وجہ سے اس مال کی قیمت لوگوں کی نظروں میں بڑھ جائے۔ اسے "خیار تدلیس" کہتے ہیں۔

۵ ... فریقین معاملہ میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط کرے کہ وہ ایک کام سرانجام دے گا اور اس شرط پر عمل نہ ہو یا یہ شرط کی جائے کہ ایک فریق دوسرے کو ایک مخصوص قسم کا مال دے گا اور جو مال دیا جائے اس میں وہ خصوصیت نہ ہو۔ اس صورت میں شرط کنندہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار خلف شرط" کہتے ہیں۔

۶ ... دی جانے والی جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو اسے "خیار عیب" کہتے ہیں۔

۷ ... یہ پتہ چلے کہ فریقین نے جس جنس کا معاملہ کیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی اور شخص کا مال ہے اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک سودے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کا عوض دے چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔ اسے "خیار شرکت" کہتے ہیں۔

۸ ... جس معین جنس کو دوسرے فریق نے نہ دیکھا ہو اگر اس جنس کا مالک، اسے اس کی

خصوصیات بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بتائی تھیں وہ اس جنس میں نہیں ہیں تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار رویت" کہتے ہیں۔

۹... اگر خریدار جنس کی قیمت دینے میں تاخیر کی شرط نہ دے اور تین دن تک قیمت نہ دے تو اگر بیچنے والے نے وہ جنس خریدار کے حوالے نہ کی ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے لیکن جو جنس خریدار نے خریدی ہے اگر وہ بعض ایسے میووں کی طرح ہو جو ایک دن باقی رہنے سے ضائع ہو جاتے ہیں اور رات تک اس کی قیمت نہ دے اور یہ شرط بھی نہ کی ہو کہ قیمت دینے میں تاخیر کرے گا تو بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار تاخیر" کہتے ہیں۔

۱۰... جس شخص نے کوئی جانور خریدا ہو وہ تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے بیچی ہو اگر اس کے عوض میں خریدار نے جانور دیا ہو تو جانور بیچنے والا بھی تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار حیوان" کہتے ہیں۔

۱۱... بیچنے والے نے جو چیز بیچی ہو اگر اس کا قبضہ نہ دے سکے مثلاً جو گھوڑا اس نے بیچا ہو وہ بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار تعذر تسلیم" کہتے ہیں۔ ان تمام اقسام کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۱۳۳ : اگر خریدار کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس چیز کو عام قیمت سے مہنگا خریدے اور اتنا مہنگا خریدے کہ عام لوگ اسے اہمیت دیتے ہوں (یعنی بہت مہنگا سمجھتے ہوں) تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔ نیز اگر بیچنے والا جنس کی قیمت کا علم نہ رکھتا ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچے اور لوگ جتنا سستا اس نے بیچا ہے اسے اہمیت دیتے ہوں تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۴ : "بیع شرط" کے سودے میں جب کہ مثال کے طور پر ہزار روپے کا مکان دو سو روپے میں بیچ دیا جائے اور طے کیا جائے کہ اگر بیچنے والا مقررہ مدت تک رقم واپس کر دے تو سودے کو فسخ کر سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا خرید و فروخت کی نیت رکھتے ہوں تو سودا [illegible] ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۵ : "بیع شرط" کے سودے میں اگر بیچنے والے کو اطمینان ہو کہ خواہ وہ مقررہ مدت میں رقم واپس نہ بھی کرے خریدار املاک اسے واپس کر دے گا تو سودا صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ مدت ختم

ہونے تک رقم واپس نہ کرے تو وہ خریدار سے املاک کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر خریدار مرجائے تو اس کے ورثاء سے املاک کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۳۶ : اگر کوئی شخص بڑھیا چائے کو گھٹیا چائے سے ملا کر بڑھیا چائے کے نام سے بیچے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۷ : اگر خریدار کو پتہ چلے کہ جو مال اس نے خریدا ہے وہ عیب دار ہے مثلاً ایک جانور خریدے اور (خریدنے کے بعد) اسے پتہ چلے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے اور ایسا عیب مال میں سودے سے پہلے ہو اور اسے علم نہ ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اور اس مال کو بیچنے والے کو واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اس مال میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہو یا ایسا تصرف کر لیا گیا ہو جو واپسی سے مانع ہو تو اس صورت میں وہ بے عیب اور عیب دار مال کی قیمت کے فرق کا تعین کر کے بے عیب اور عیب دار کی قیمت کے فرق کی نسبت سے رقم بیچنے والے سے واپس لے لے مثلاً اگر اس نے کوئی مال چار روپے میں خریدا ہو اور اسے اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو جائے تو اگر اس مال کے بے عیب ہونے کی صورت میں اس کی قیمت آٹھ روپے ہو اور عیب دار ہونے کی صورت میں چھ روپے ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی ہے اس لیئے اس نے جتنی رقم دی ہے اس کا ایک چوتھائی یعنی ایک روپیہ بیچنے والے سے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۳۸ : اگر بیچنے والے کو پتہ چلے کہ اس نے جس چیز کے عوض اپنا مال بیچا ہے اس میں عیب ہے اور وہ عیب مال کے عوض میں دی گئی چیز میں سودے سے پہلے موجود ہو اور اسے علم ہو یا نہ ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو کچھ اسے اس مال کے عوض میں ملا ہے اسے اس کے مالک کو واپس کر سکتا ہے اور اگر تبدیلی یا تصرف کی وجہ سے واپس نہ کر سکے تو بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق اس قاعدے کے مطابق حاصل کر سکتا ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۹ : اگر سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے مال میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے، اور جو چیز مال کے عوض دی جائے اگر اس میں سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر فریقین قیمت کا فرق لینا چاہیں تو یہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۰ : اگر کسی شخص کو مال کے عیب کا علم سودا کرنے کے بعد ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ فوراً سودے کو فسخ کر دے بلکہ وہ بعد میں بھی سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اور دوسرے خیارات کے لیئے بھی یہی حکم ہے

○ ... لیکن اس کو اس قدر معاملے کے فسخ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کہ دوسری جانب کے لیئے ضرر کا باعث ہو۔

مسئلہ ۲۱۴۱ : اگر کسی شخص کو کوئی جنس خریدنے کے بعد اس کے عیب کا پتہ چلے تو خواہ بیچنے والا اس پر تیار نہ بھی ہو خریدار سودے کو فسخ کر سکتا ہے اور دوسرے خیارات کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۲ : چار صورتوں میں خریدار مال میں عیب ہونے کی بنا پر سودا فسخ نہیں کر سکتا اور نہ ہی قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

۱... یہ کہ خریدتے وقت مال کے عیب سے واقف ہو۔

۲... مال کے عیب کو قبول کرلے۔

۳... سودا کرتے وقت کہے "اگر مال میں عیب بھی ہو تو میں واپس نہیں کروں گا اور قیمت کا فرق بھی نہیں لوں گا۔"

۴... سودے کے وقت بیچنے والا کہے "میں اس مال کو جو عیب بھی اس میں ہے اس کے ساتھ بیچتا ہوں" لیکن اگر وہ ایک عیب کا تعین کر دے اور کہے کہ میں اس مال کو اس عیب کے ساتھ بیچ رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ مال میں کوئی اور عیب بھی ہے تو جو عیب بیچنے والے نے معین نہ کیا ہو اس کی بنا پر خریدار وہ مال واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس نہ کر سکے تو قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۳ : اگر خریدار کو معلوم ہو کہ مال میں ایک عیب ہے اور اسے وصول کرنے کے بعد اس میں کوئی اور عیب ظاہر ہو جائے تو وہ سودا فسخ نہیں کر سکتا لیکن بے عیب اور عیب دار کے درمیان قیمت کا جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ عیب دار حیوان خریدے اور خیار کی مدت (جو کہ تین دن ہے) گزرنے سے پہلے اس حیوان میں کوئی اور عیب ظاہر ہو جائے تو گو خریدار نے اسے اپنی تحویل میں

لیا ہو پھر بھی وہ اسے واپس کر سکتا ہے اور اگر فقط خریدار کو کچھ مدت تک معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو اور اس مدت کے دوران میں مال میں کوئی دوسرا عیب ظاہر ہو جائے تو اگرچہ خریدار نے وہ مال اپنی تحویل میں لے لیا ہو وہ سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۴ : اگر کوئی شخص ایک ایسا مال رکھتا ہو جسے اس نے خود نہ دیکھا ہو اور کسی دوسرے شخص نے مال کی خصوصیات اسے بتائی ہوں اور وہ وہی خصوصیات خریدار کو بتائے اور وہ مال اس کے ہاتھ بیچ دے اور بعد میں اسے (یعنی مالک کو) پتہ چلے کہ وہ مال اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ ۲۱۴۵ : اگر بیچنے والا خریدار کو کسی جنس کی قیمت خرید بتائے تو اسے چاہئے کہ وہ تمام چیزیں بھی اسے بتائے جن کی وجہ سے مال کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے اگرچہ اسی قیمت پر (جس پر خریدا ہے) یا اس سے بھی کم قیمت پر بیچے۔ مثلاً اسے بتانا چاہئے کہ مال نقد خریدا ہے یا ادھار اور اگر مال کی کچھ خصوصیات نہ بتائے اور خریدار کو بعد میں علم ہو جائے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۶ : اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کر دے اور کہے۔ "یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت وصول کرو گے وہ تمہارے بیچنے کی اجرت ہو گی"۔ تو اس صورت میں وہ شخص اس قیمت سے زیادہ جتنی قیمت بھی وصول کرے وہ جنس کے مالک کا مال ہو گا۔ اور بیچنے والا مالک سے فقط اپنی محنت کی اجرت لے سکتا ہے لیکن اگر معاہدہ بطور جعالہ ہو اور مال کا مالک کہے کہ اگر تو نے یہ جنس اس قیمت سے زیادہ پر بیچی تو زیادتی تیرا مال ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۴۷ : اگر قصاب نر جانور کا گوشت کہہ کر مادہ کا گوشت بیچے تو وہ گنہگار ہو گا لہٰذا اگر وہ اس گوشت کو معین کر دے اور کہے کہ میں یہ نر جانور کا گوشت بیچ رہا ہوں تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر قصاب اس گوشت کو معین نہ کرے اور خریدار کو جو گوشت ملا ہو (یعنی مادہ کا گوشت) وہ اس پر راضی نہ ہو تو قصاب کو چاہئے کہ اسے نر جانور کا گوشت دے۔

مسئلہ ۲۱۴۸ : اگر خریدار بزاز سے کہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہئے جس کا رنگ زائل نہ ہو اور بزاز ایک ایسا کپڑا اس کے ہاتھ فروخت کرے جس کا رنگ زائل ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۹ : لین دین میں قسم کھانا اگر سچی ہو تو مکروہ ہے اور اگر جھوٹی ہو تو حرام ہے۔

شرکت کے احکام

مسئلہ ۲۱۵۰ : اگر دو شخص آپس میں شرکت کرنا چاہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے مال کی کچھ مقدار دوسرے کے مال سے اس طرح خلط ملط کر دے کہ وہ مال ایک دوسرے سے تمیز نہ کیئے جاسکیں۔ اور وہ اشخاص عربی یا کسی اور زبان میں شرکت کا صیغہ پڑھیں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے پتہ چلے کہ وہ ایک دوسرے کے شریک بننا چاہتے ہیں تو ان کی شرکت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۱ : اگر چند اشخاص اس مزدوری میں جو وہ اپنی محنت سے حاصل کرتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ شرکت کریں۔ مثلاً چند حجام آپس میں طے کریں کہ جو اجرت حاصل کریں گے اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے تو ان کی شرکت صحیح نہیں ہے۔ اور اگر ایسا کیا تو ہر ایک اپنی حاصل شدہ اجرت کا مالک ہوگا اور اگر دونوں کی تحصیل کردہ اجرت کو تمیز کرنا مشکل ہو تو آپس میں مصالحت کریں اور جس طرح دونوں رضا مند ہوں دستیاب مال کو تقسیم کریں۔

مسئلہ ۲۱۵۲ : اگر دو اشخاص آپس میں اس طرح شرکت کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری پر جنس خریدے اور اس کی قیمت کی ادائیگی کا بھی خود ذمہ دار ہو لیکن جو جنس انہوں نے خریدی ہو اس کے نفع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں تو ایسی شرکت درست نہیں۔ البتہ اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا وکیل بنائے تاکہ وہ اس کے لیئے ادھار میں جنس خریدے اور بعد میں ہر شریک کار جنس کو اپنے لیئے اور اپنے شریک کار کے لیئے خریدے جس کے لیئے دونوں ذمہ دار ہوں تو ایسی شرکت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۳ : جو اشخاص شرکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور ارادے اور اختیار کے ساتھ شرکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے

کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ شخص (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر خرچ کرتا ہے) اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا اگر وہ کسی کے ساتھ شرکت کرے تو وہ شرکت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۴ : اگر شرکت کے معاہدے میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام کرے گا یا اپنے شریک سے زیادہ کام کرے گا اس کو منفعت میں زیادہ حصہ ملے گا تو ضروری ہے کہ جیسا کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اس کے مطابق دیں لیکن اگر یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام نہیں کرے گا یا زیادہ کام نہیں کرے گا اسے منفعت کا زیادہ حصہ ملے گا تو اظہر یہ ہے کہ گو ان لوگوں کی شرکت صحیح ہے لیکن یہ شرط باطل ہے اور ان کے مابین منافع ان کے مال کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۵۵ : اگر شرکاء یہ طے کریں کہ ساری منفعت کسی ایک شخص کی ہو گی یا سارا نقصان یا اس کا بیشتر حصہ ان میں سے کسی ایک شخص کو برداشت کرنا ہو گا تو شرکت صحیح ہے لیکن نفع اور نقصان ان کے مابین مال کی نسبت سے تقسیم ہو گا۔

مسئلہ ۲۱۵۶ : اگر شرکاء یہ طے نہ کریں کہ کسی ایک شریک کو زیادہ منفعت ملے گی اور اگر ان میں سے ہر ایک کا سرمایہ ایک جتنا ہو تو نفع اور نقصان بھی ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو گا اور اگر ان کا سرمایہ برابر برابر نہ ہو تو انہیں چاہئے کہ نفع اور نقصان سرمائے کی نسبت سے تقسیم کریں۔ مثلاً اگر دو افراد شرکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے کے سرمائے سے دگنا ہو تو نفع اور نقصان میں بھی اس کا حصہ دوسرے سے دگنا ہو گا خواہ دونوں ایک جتنا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا کوئی کام بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۵۷ : اگر شرکت کے معاہدے میں یہ طے کیا جائے کہ دونوں مل کر خرید و فروخت کریں گے یا ہر ایک انفرادی طور پر لین دین کرے گا یا ان میں سے فقط ایک شخص لین دین کرے گا تو انہیں چاہئے کہ اس معاہدے پر عمل کریں۔

مسئلہ ۲۱۵۸ : اگر شرکاء یہ معین نہ کریں کہ ان میں سے کون سرمائے کے ساتھ خرید و فروخت کرے گا تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس سرمائے سے لین دین نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۵۹ : جو شریک شرکت کے سرمائے پر اختیار رکھتا ہو اسے چاہئے کہ شرکت کے

معاہدے پر عمل کرے مثلاً اگر اس سے طے کیا گیا ہو کہ ادھار خریدے گا یا نقد بیچے گا یا کسی خاص جگہ سے خریدے گا تو اسے چاہئے کہ جو طے ہوا ہو اس کے مطابق عمل کرے اور اگر اس کے ساتھ کچھ طے نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ معمول کے مطابق لین دین کرے تاکہ شرکت کو نقصان نہ ہو۔ نیز سفر میں شرکت کا مال اپنے ہمراہ نہ لے جائے۔

مسئلہ ۲۱۶۰ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے سودے کرتا ہو جو کچھ اس کے ساتھ طے کیا گیا ہو اگر وہ اس کے برخلاف خرید و فروخت کرے یا اگر کچھ طے نہ کیا گیا ہو اور معمول کے خلاف سودا کرے تو ان دونوں صورتوں میں جہاں تک دوسرے شریک کے حصے کا تعلق ہے وہ سودا بے کار ہے لہٰذا اگر وہ اس سودے کی اجازت نہ دے تو اپنا عین مال اور عین مال کے تلف ہو جانے کی صورت میں اس کا عوض لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۱ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ فضول خرچی نہ کرے اور سرمائے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے اور پھر اتفاقاً" اس سرمائے کی کچھ مقدار یا سارا سرمایہ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۲ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ کہے کہ سرمایہ تلف ہو گیا ہے اور حاکم شرع کے سامنے قسم کھالے تو اس کا کہنا مان لینا چاہئے۔ یعنی جو یہ کہتا ہے کہ مال تلف نہیں ہوا۔ یا اس مال کے باقی رہنے پر گواہ نہ ہوں اور یہی حکم ہے کہ وہ شریک کہ جس کے ہاتھ میں مال شراکت ہو اور دوسرے باہم متفق ہوں کہ مال تلف ہو گیا ہے لیکن جس کے ہاتھ میں مال نہیں تھا وہ دوسرے کو مال کی حفاظت میں کوتاہی کا الزام دے اور یہ صرف اس صورت میں ہے کہ جب دوسرے شخص کے سامنے قسم کھالے تو اس کا کہنا مان لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۶۳ : اگر تمام شریک اس اجازت سے جو انہوں نے ایک دوسرے کو مال میں تصرف کے لیئے دے رکھی ہو پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اگر ان میں سے ایک اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر جائے تو دوسرے شرکاء کو تصرف کا کوئی حق نہیں لیکن جو شخص اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر گیا ہو وہ شرکت کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۴ : جب شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضا کرے کہ شرکت کا سرمایہ تقسیم کر دیا جائے تو

اگرچہ شرکت کی معینہ مدت میں سے کچھ باقی ہو' دوسروں کو اس کا کہنا مان لینا چاہئے ماسوا اس صورت کے کہ تقسیم شرکاء کے لیئے قابل ملاحظہ ضرر کا موجب ہو۔

مسئلہ ۲۱۶۵ : اگر شرکاء میں سے کوئی مرجائے یا دیوانہ ہو یا بے ہوش ہو جائے تو دوسرے شرکاء شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۶ : اگر شریک اپنے لیئے کوئی چیز ادھار خریدے تو نفع اور نقصان اس کا مال ہے لیکن اگر وہ چیز شرکت کے لیئے خریدے اور دوسرا شریک اس کی اجازت دے دے مثلاً کہے کہ میں اس سودے پر راضی ہوں تو پھر نفع اور نقصان میں دونوں شریک ہوں گے۔

مسئلہ ۲۱۶۷ : اگر شرکت کے سرمائے سے کوئی معاملہ کیا جائے اور بعد میں پتہ چلے کہ شرکت باطل تھی تو اگر صورت یہ ہو کہ معاملہ کرنے کی اجازت میں شرکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی یعنی اگرچہ شرکاء جانتے ہوتے کہ شرکت درست نہیں ہے تب بھی وہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی ہوتے تو معاملہ صحیح ہے اور جو کچھ اس معاملے سے حاصل ہو وہ ان سب کا مال ہے۔ اور اگر صورت یہ نہ ہو تو جو لوگ دوسروں کے تصرف پر راضی نہ ہوئے ہوں اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملے پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے دونوں صورتوں میں ان میں سے جس نے بھی شرکت کے لیئے کام کیا ہو اگر اس نے بلامعاوضہ کام کرنے کے ارادے سے نہ کیا ہو تو وہ اپنی محنت کا معاوضہ معمول کے مطابق دوسرے شرکاء سے لے سکتا ہے۔

صلح کے احکام

مسئلہ ۲۱۶۸ : صلح سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے اور دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق چھوڑ دے بلکہ اگر کوئی شخص عوض لیئے بغیر اپنا مال یا مال کی منفعت دوسرے کو دے دے یا قرض یا اپنا

حق چھوڑ دے تو بھی صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۹ : جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور صلح کا قصد رکھتا ہو اور کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سفیہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۱۷۰ : صلح کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے بھی یہ پتہ چلے کہ فریقین نے آپس میں صلح کی ہے صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۱ : اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تاکہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے اور ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور گھی کی کچھ قیمت مالک کو دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کر لے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لیئے اس شرط پر کرائے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے مستفید ہو اور اس کے عوض کچھ گھی دے دے تو یہ بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۲ : اگر کوئی شخص اس قرض کے بدلے میں جو اس نے دوسرے سے لینا ہو اگر اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کرے لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہئے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۱۷۳ : اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو اور قرض خواہ کو علم نہ ہو اور قرض خواہ نے جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کرلے مثلاً اس نے پچاس روپے لینے ہوں اور دس روپے پر صلح کرلے تو باقی ماندہ رقم مقروض پر حلال نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ جو کچھ اس نے دینا ہو اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کرلے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم بھی ہوتا تب بھی اسی مقدار یعنی دس روپے پر صلح کرلیتا۔

مسئلہ ۲۱۷۴ : اگر دو اشخاص ایسی چیزوں سے جو ایک ہی جنس سے ہوں اور جن کے وزن معلوم ہوں آپس میں صلح کریں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر ان کا

وزن معلوم نہ ہو تو اگرچہ اس بات کا احتمال ہو کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ ہے اور وہ صلح کر لیں تو صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۵ : اگر دو اشخاص کو ایک شخص سے کچھ لینا ہو (یعنی قرضہ وغیرہ وصول کرنا ہو) یا دو اشخاص کو دوسرے دو اشخاص سے کچھ لینا ہو اور اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں اور دونوں کی طلب ایک ہی جنس کی اور ایک ہی وزن کی ہو مثلاً دونوں کو ایک دوسرے سے دس من گندم لینی ہو تو ان کی صلح صحیح ہے اور اگر ان کی طلب کی جنس ایک نہ ہو مثلاً ایک نے دس من چاول اور دوسرے نے بارہ من گندم لینی ہو تب بھی صلح صحیح ہے لیکن اگر ان کی طلب ایک ہی جنس کی ہو اور وہ ایسی ہو جس کا سودا عموماً تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہے تو اگر ان کا وزن یا پیمانہ یکساں نہ ہو تو ان کی صلح میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۶ : اگر کسی شخص کو کسی دوسرے سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے مقدار معین سے کم پر صلح کر لے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ چھوڑ دے اور باقیماندہ مقدار نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی جنس کی شکل میں ہو جو ناپ یا تول کے ذریعے بیچی جاتی ہو اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لیئے جائز ہے کہ اپنے قرضے کی مقروض سے یا کسی اور شخص سے کمتر مقدار پر صلح کر لے یا اس قرضے کو بیچ ڈالے جیسا کہ مسئلہ ۲۲۹۷ میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۷۷ : اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کر لیں تو ایک دوسرے کی رضامندی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جو شخص وہ حق رکھتا ہو وہ صلح فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۸ : جب تک خریدار اور بیچنے والا اس مجلس سے جدا نہ ہو گئے ہوں جس میں سودا طے پایا ہے وہ اس سودے کو فسخ کر سکتے ہیں۔ نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو وہ تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کر دے

وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جاسکتی ہے اور اسی طرح باقی صورتوں میں بھی جن کا ذکر خرید و فروخت کے احکام میں آیا ہے صلح فسخ کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۹ : جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جاسکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۰ : اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے کہ جس چیز پر میں نے تجھ سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تو اسے وقف کر دے گا اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کرلے تو اسے چاہئے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

اجارہ (کرایہ) کے احکام

مسئلہ ۲۱۸۱ : کوئی چیز کرایہ پر دینے والے اور کرایہ پر لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیار سے سرانجام دیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے اگر وہ کوئی چیز کرایہ پر دے یا کرایہ پر لے تو ایسا اجارہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۸۲ : انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لئے کرایہ پر لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۳ : اگر بچے کا ولی یا سرپرست اس کا مال کرائے پر دے دے یا خود اسے کسی دوسرے شخص کا اجیر مقرر کر دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقی ماندہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی مدت کی کچھ مقدار کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بنایا جاتا تو یہ بچے کے لئے قرین مصلحت نہ ہوتا تو بچہ اپنے مال کے اجارہ کو فسخ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۸۴ : جس نابالغ بچے کا ولی نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر اجیر نہیں بنایا جاسکتا (یعنی مزدوری پر نہیں لگایا جا سکتا) اور جس شخص کی دسترس مجتہد تک نہ ہو وہ چند ایسے مومن افراد کی اجازت لے کر جو عادل ہوں اس بچے کو اجیر بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۵ : اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لیئے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے کو کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارہ پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے۔ نیز اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارہ کے قصد سے مستاجر کے سپرد کر دے اور وہ بھی اجارہ پر لینے کے قصد سے لے لے تو اجارہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۸۶ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارہ کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لیئے اجیر بن جائے تو جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہو جائے گا اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۸۷ : جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی املاک اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۸ : اگر کوئی شخص مکان یا دکان یا کمرہ اجارے یعنی کرائے پر لے اور اس جائیداد کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ خود اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مستاجر اسے کسی دوسرے کو استعمال کے لیئے اجارہ پر نہیں دے سکتا۔ بجز اس کے کہ وہ نیا اجارہ اس طرح ہو کہ اس کے فوائد بھی خود مستاجر سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کر لے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لیئے کرایہ پر دے دے (یعنی شوہر کو کرایہ پر دے دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمہ داری ہے) اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو مستاجر اسے دوسرے کو کرائے پر دے سکتا ہے لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ مقدار کے لیئے کرائے پر دے تو ضروری ہے کہ اس نے مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس جنس کے علاوہ کسی اور جنس کے بدلے کرائے پر دے جس پر اس نے خود اسے کرائے پر لیا ہے۔ مثلاً اگر روپے کے بدلے کرائے پر لیا ہے تو گندم یا کسی اور چیز کے بدلے کرائے پر دے اور بنا بر احتیاط واجب کشتی کے لیئے بھی وہی حکم ہے جو مکان کے لیئے ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۹ : اگر اجیر مستاجر سے شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کا کام کرے گا تو بجز اس صورت کے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس اجیر کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جا سکتا اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے اور مستاجر اسے اسی چیز پر اجارہ پر دے جو اس کی اجرت قرار پائی ہے تو اسے (یعنی مستاجر کو) چاہئے کہ اس سے زیادہ نہ لے اور اگر کسی اور چیز کے بدلے اجارہ پر دے تو زیادہ لے سکتا ہے اور اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے لیئے کم اجرت پر رکھ لے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود سرانجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۰ : اگر کوئی شخص مکان، دکان، کمرے اور اجیر کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہ خود ہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو جس مقدار پر اس نے وہ چیز کرائے پر لی ہو اگر اس سے زیادہ پر کسی اور کو کرائے پر دے دے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۹۱ : اگر کوئی شخص مکان یا دکان مثال کے طور پر ایک سال کے لیئے سو روپیہ پر کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرایہ پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرایہ پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں مرمت وغیرہ کا کام سرانجام دیا ہو۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

مسئلہ ۲۱۹۲ : جو مال اجارے پر دیا جائے اس میں چند شرائط پائی جانی چاہئیں۔

۱ ... وہ مال معلوم ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے اپنے مکانات میں سے ایک کرائے پر دیا تو بھی درست ہے۔

۲ ... مستاجر یعنی کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے یا اجارے پر دینے والا شخص اپنے مال کی خصوصیات اس طرح بیان کرے کہ اس کے بارے میں پوری اطلاع حاصل ہو جائے۔

۳... اجارہ پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہٰذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو باطل ہے۔

۴... یہ کہ اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہٰذا روٹی میووں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کرائے پر دینا درست نہیں ہے۔

۵... مال سے وہ فائدہ اٹھانا ممکن ہو جس کے حصول کے لیئے اسے کرایہ پر دیا جائے لہٰذا ایسی زمین کا زراعت کے لیئے کرائے پر دینا جس کے لیئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ نہر کے پانی سے سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

۶... جو چیز کرائے پر دی جارہی ہو وہ کرائے پر دینے والے کا اپنا مال ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال کرائے پر دیا جائے تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضامند ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۳ : جس درخت میں بالفعل میوہ نہ لگا ہوا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے درست ہے اور ایک جانور کو اس کے دودھ کے لیئے کرائے پر دینے کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۴ : عورت اس مقصد کے لیئے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھایا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اجرت پر دودھ پلاسکتی ہے) اور ضروری نہیں کہ وہ اس مقصد کے لیئے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔ اور اسی طرح اگر عورت کا اجیر بننے کے سبب اس کو گھر سے باہر جانا پڑے گا اس کو شوہر سے اجازت لینی ہو گی۔

اجارہ پر دیئے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط

مسئلہ ۲۱۹۵ : جس استفادہ کے لیئے مال اجارہ پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ استفادہ کرنا حلال ہو لہٰذا دکان کا شراب بیچنے ذخیرہ کرنے کے لیئے کرایہ پر دینا اور حیوان کو شراب کی حمل و نقل کے لیئے کرایہ پر دینا باطل ہے۔

۲... یہ کہ وہ عمل شرع کی نظر میں بلا معاوضہ سرانجام دینا واجب نہ ہو لہٰذا فرائض یومیہ یا

مردوں کی تجہیز کے لیئے اجیر بننا (یعنی اجرت لے کر یہ کام سرانجام دینا) جائز نہیں ہے اور احتیاط کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادہ کے لیئے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

۳... جو چیز کرائے پر دی جائے اگر اس سے کئی فائدے اٹھائے جا سکتے ہوں تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کرنا چاہیے۔ مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جا سکتی ہو اور مال بھی لادا جا سکتا ہو تو اسے کرایہ پر دیتے وقت اس امر کا یقین کر لینا چاہئے کہ آیا مستاجر اسے فقط سواری کے لیئے یا فقط باربرداری کے لیئے استعمال کر سکتا ہے یا اس سے ہر قسم کا استفادہ کر سکتا ہے۔

۴... استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کر لیا جائے اور اگر مدت معلوم نہ ہو لیکن عمل معین کر دیا جائے مثلاً درزی کے ساتھ معاہدہ کر لیا جائے کہ وہ ایک معین لباس ایک مخصوص طرز پر سے گا تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۶ : اگر اجارہ کی مدت کے شروع ہونے کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارہ کا صیغہ پڑھنے کے بعد سے ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۹۷ : مثال کے طور پر اگر ایک مکان ایک سال کے لیئے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینہ بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگرچہ جب صیغہ پڑھا جا رہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۸ : اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ مستاجر سے یہ کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۹ : اگر مکان کا مالک مستاجر سے کہے کہ میں نے تجھے یہ مکان دس روپے ماہوار کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے تجھے ایک مہینہ کے لیئے دس روپے کرایہ پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہوگا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتدا کا تعین کر لیا جائے یا اس کی ابتدا کا علم ہو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۰ : جس مکان میں مسافر اور زوار قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت

وہاں رہیں گے اگر وہ مالک مکان سے طے کر لیں کہ مثلاً ایک رات کا ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ اجارہ کی مدت طے نہیں کی گئی لہٰذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

اجارہ (کرایہ) کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۲۰۱ : جو مال مستاجر اجرت کے طور پر دے رہا ہو وہ مال معلوم ہونا چاہئے۔ لہٰذا اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین تول کر کیا جاتا ہے (مثلاً گندم) تو ان کا وزن معلوم ہونا چاہئے اور اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین گن کر کیا جاتا ہے (مثلاً رائج الوقت سکے) تو ان کی تعداد معین ہونی چاہئے اور اگر وہ چیزیں گھوڑے اور بھیڑ کی طرح ہوں تو ضروری ہے کہ کرایہ پر لینے والا انہیں دیکھ لے یا مستاجر ان کی خصوصیات بتا دے۔

مسئلہ ۲۲۰۲ : اگر زمین زراعت کے لئے اجارہ پر دی جائے اور اس کی اجرت اسی زمین کی یا کسی اور زمین کی پیداوار قرار دی جائے جو اس وقت موجود نہ ہو تو اجارہ صحیح نہیں ہے اور اگر اجرت کا مال اجارہ کرتے وقت موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۳ : جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو وہ اس چیز کو کرایہ دار کی تحویل میں دینے سے پہلے کرائے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر کوئی شخص کوئی کام سرانجام دینے کے لئے اجیر بنا ہو تو جب تک وہ کام سرانجام نہ دے دے اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۲۰۴ : اگر کوئی شخص کرائے پر دی گئی چیز کرایہ دار کی تحویل میں دے دے تو اگرچہ کرایہ دار اس چیز پر قبضہ نہ کرے یا قبضہ کر لے لیکن اجارہ ختم ہونے تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے پھر بھی اسے چاہئے کہ مالک کو اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۰۵ : اگر کوئی شخص کوئی کام ایک معینہ دن کو سرانجام دینے کے لئے اجیر بن جائے (یعنی اجرت پر وہ کام کرنا منظور کر لے) اور اس دن وہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے تو جس شخص

نے اسے اجیر بنایا ہے خواہ وہ اس دن اس سے کام نہ لے اس کے لیئے ضروری ہے کہ اس کی اجرت اسے دے دے۔ مثلاً اگر کسی درزی کو ایک معینہ دن لباس سینے کے لیئے اجیر بنایا جائے اور درزی اس دن کام کرنے پر تیار ہو تو اگرچہ مالک اسے سینے کے لیئے کپڑا نہ دے تب بھی اسے چاہئے کہ فوراً اسے اس کی مزدوری دے دے۔ قطع نظر اس سے کہ درزی بیکار رہا ہو یا اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا کام کیا ہو۔

مسئلہ ۲۲۰۶ : اگر اجارہ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو مستاجر کو چاہئے کہ عام طور پر اس چیز کا جو کرایہ ہوتا ہے مال کے مالک کو دے دے مثلاً اگر وہ ایک مکان سو روپے کرایہ پر ایک سال کے لیئے لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اجارہ باطل تھا تو اگر اس مکان کا کرایہ عام طور پر پچاس روپے ہو تو اسے چاہئے کہ پچاس روپے دے اور اگر اس کا کرایہ عام طور پر دو سو روپے ہو تو اگر مکان کرایہ پر دینے والا مالک مکان یا اس کا وکیل ہو تو ضروری نہیں ہے کہ مستاجر سو روپے سے زیادہ دے اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو تو مستاجر دو سو روپے دے اور اگر اجارے کی کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو جو مدت گزر چکی ہو اس پر بھی یہی حکم جاری ہو گا۔

مسئلہ ۲۲۰۷ : جس چیز کو اجارہ پر لیا گیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی افراط سے کام نہ لیا ہو تو پھر وہ اس چیز کے تلف ہونے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اسی طرح مثال کے طور پر اگر درزی کو دیا گیا کپڑا تلف ہو جائے تو اگر درزی نے بے اعتدالی نہ کی ہو اور کپڑے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ برتی ہو تو اس کے لیئے کپڑے کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۸ : جو چیز کسی کاریگر نے لی ہو اگر وہ اسے ضائع کر دے تو ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۹ : اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ ڈالے اور اسے حرام کر دے تو خواہ اس نے مزدوری لی ہو یا بلا معاوضہ ذبح کیا ہو اسے چاہئے کہ جانور کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۱۰ : اگر کوئی شخص کوئی جانور کرائے پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادے گا

تو اگر وہ اس پر اس مقدار سے زیادہ بوجھ لادے اور اس وجہ سے جانور مرجائے یا عیب دار ہو جائے تو مستاجر ذمہ دار ہے نیز اگر اس نے بوجھ کی مقدار معین نہ کی ہو اور معمول سے زیادہ بوجھ جانور پر لادے اور جانور تلف ہو جائے یا عیب دار ہو جائے تب بھی مستاجر ذمہ دار ہے اور دونوں صورتوں میں مستاجر کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ معمول سے زیادہ اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۱۱ : اگر کوئی شخص حیوان کو ایسا سامان لادنے کے لیئے کرائے پر دے جو ٹوٹنے والا ہو اور جانور پھسل جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان کو توڑ پھوڑ دے تو جانور کا مالک ذمہ دار نہیں ہے ہاں اگر مالک جانور کو مارے یا ایسا ہی کوئی اور فعل کرے جس کی وجہ سے جانور گر جائے اور لدا ہوا سامان توڑ دے تو مالک ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۲ : اگر کوئی شخص بچے کا ختنہ کرے اور بچہ اس کی وجہ سے مرجائے تو خواہ جو گوشت کاٹا ہو وہ معمول سے زیادہ ہو یا نہ ہو ختنہ کرنے والا ذمہ دار ہے لیکن اگر بچے کو ضرر پہنچے (یعنی بچہ مرے نہیں) تو اگر معمول سے زیادہ گوشت کاٹا ہو تو ذمہ دار ہے لیکن اگر معمول سے زیادہ نہ کاٹا ہو تو پھر اس کے ذمہ دار ہونے میں اشکال ہے اور احوط یہ ہے کہ صلح کی جانب رجوع کیا جائے یعنی مصالحت کر لی جائے۔

مسئلہ ۲۲۱۳ : جب ایک ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے کسی مریض کو دوا دے تو اگر وہ علاج میں غلطی کرے اور مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو ڈاکٹر ذمہ دار ہے ہاں اگر ڈاکٹر کہے کہ فلاں دوا فلاں مرض کے لیئے مفید ہے اور وہ دوا کھانے کی وجہ سے مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو (ڈاکٹر) ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۴ : جب ڈاکٹر مریض سے کہہ دے کہ اگر تجھے کوئی ضرر پہنچا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں تو اگر ڈاکٹر احتیاط سے کام لے اور پھر بھی مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو اگرچہ ڈاکٹر نے اسے اپنے ہاتھ سے دوا دی ہو تاہم وہ (یعنی ڈاکٹر) ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۵ : جس شخص نے کوئی چیز اجارے پر دی ہو وہ اور مستاجر ایک دوسرے کی رضامندی سے اجارہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر اجارے میں یہ شرط عائد کریں کہ وہ دونوں یا ان میں سے ایک معاملے

کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو وہ معاہدے کے مطابق اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۱۶ : اگر مال اجارہ پر دینے والے یا مستاجر کو پتہ چلے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے اگر اجارہ کرنے کے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ نہ تھا کہ وہ گھاٹے میں ہے تو وہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر اجارے کے صیغے میں یہ شرط عائد کی جائے کہ اگر ان میں سے کوئی گھاٹے میں بھی رہے گا تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہوگا تو پھر وہ اجارہ فسخ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۲۱۷ : اگر کوئی شخص کوئی چیز اجارے پر دے اور اس سے پیشتر کہ اس کا قبضہ مستاجر کو دے کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے اجارہ پر دینے والے کو دی ہو اسے واپس لے سکتا ہے یا یہ بھی کر سکتا ہے کہ اجارہ فسخ نہ کرے اور جتنی مدت وہ چیز غاصب کے پاس رہی ہو اس کی عام طور پر جتنی اجرت بنے وہ غاصب سے طلب کر لے۔ لہٰذا اگر مستاجر ایک حیوان کا ایک مہینے کا اجارہ دس روپے کے عوض کرے اور کوئی شخص اس حیوان کو دس دن کے لیئے غصب کر لے اور عام طور پر اس کا دس دن کا اجارہ پندرہ روپے ہو تو مستاجر پندرہ روپے غاصب سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۸ : اگر مستاجر اجارہ کردہ چیز کو اپنی تحویل میں لے چکا ہو اور اس کے بعد کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا ہے اور صرف یہ حق رکھتا ہے کہ اس چیز کا عام طور پر جتنا کرایہ بنتا ہو وہ غاصب سے حاصل کر لے۔

مسئلہ ۲۲۱۹ : اگر اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کی ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور مستاجر کو چاہیئے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر مالک وہ مستاجر کی علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۰ : اگر اجارہ کی مدت شروع ہونے سے پہلے اجارہ کا مال اس طرح خراب ہو جائے کہ بالکل استفادہ کرنے کے قابل نہ رہے یا اس طرح استفادہ کرنے کے قابل نہ رہے جیسے کہ طے کیا گیا ہو تو اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر اجارہ کی رقم مالک سے واپس لے سکتا ہے اور اگر صورت یہ ہو کہ اس مال سے تھوڑا سا استفادہ کیا جا سکتا ہو تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۱ : اگر کوئی شخص کوئی چیز اجارہ پر لے اور کچھ مدت گزرنے کے بعد اجارہ کمال اس طرح خراب ہو جائے کہ بالکل قابل استفادہ نہ رہے یا جو استفادہ طے کیا گیا ہو اس کے قابل نہ رہے تو باقی ماندہ مدت کے لیئے اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر گزری ہوئی مدت کا اجارہ "اجرۃ المثل" (یعنی جتنے دن وہ چیز استعمال کی ہو اتنے دنوں کی عام اجرت) دے کر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۲ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا مکان کرائے پر دے جس کے مثلاً دو کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ خراب ہو جائے لیکن وہ فوراً اس کی مرمت کرا دے اور اس سے جو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو اس میں کوئی فرق نہ پڑے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا اور مستاجر بھی اسے فسخ نہیں کر سکتا لیکن اگر اس کمرے کی مرمت میں اتنا وقت لگ جائے کہ مستاجر کو اس سے جو استفادہ کرنا ہو اس کی کچھ مقدار ضائع ہو جائے تو اس مقدار کی حد تک اجارہ باطل ہو جائے گا اور مستاجر ساری مدت کے لیئے اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جتنے دن استفادہ کیا ہو اس کی "اجرۃ المثل" دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۳ : اگر مال اجارہ پر دینے والا یا مستاجر مرجائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا ہاں اگر اجارہ پر دینے والے کا مکان اپنا نہ ہو مثلاً کسی دوسرے شخص نے وصیت کی ہو کہ جب تک وہ (اجارہ پر دینے والا) زندہ ہے مکان کی آمدنی اس کا مال ہو گا۔ تو اگر وہ مکان کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مرجائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہو گا۔ اور اگر موجود مالک اس اجارہ کو نافذ کر دے تو اجارہ صحیح ہے اور اجارہ پر دینے والے کی موت کے بعد اجارہ کی جو مدت باقی ہو گی اس کی اجرت اس شخص کو ملے گی جو موجودہ مالک ہو۔

مسئلہ ۲۲۲۴ : اگر کوئی کام کرانے والا شخص کسی معمار کو اس مقصد سے وکیل بنائے کہ وہ اس کے لیئے کاریگر مہیا کر دے تو اگر معمار نے جو کچھ اس شخص سے لے لیا ہے کاریگروں کو اس سے کم دے تو زائد مال اس پر حرام ہے اور اسے چاہئے کہ وہ رقم مالک کو واپس کر دے لیکن اگر معمار اجیر بن جائے کہ عمارت کو مکمل کر دے گا اور وہ اپنے لیئے یہ اختیار حاصل کر لے کہ خود بنائے گا یا دوسرے سے بنوائے گا تو اس صورت میں کہ کچھ کام خود کرے اور باقی ماندہ دوسروں سے اس اجرت سے کم اجرت پر کرائے جس پر خود اجیر بنا ہے زائد رقم اس کے لیئے حلال ہو گی۔

مسئلہ ۲۲۲۵ : اگر رنگریز اقرار کرے کہ مثلاً کپڑا نیل سے رنگے گا تو اگر وہ نیل کی بجائے اسے

کسی اور چیز سے رنگ دے تو اسے اجرت لینے کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ اس دوسرے رنگ سے اگر کپڑے کو کچھ نقصان پہنچا ہو تو اس کا بھی ضامن ہو گا۔

جعالہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۲۶ : جعالہ سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کے لیئے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے ایک معین مال دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز برآمد کر دے گا وہ اسے دس روپے دے گا اور جو شخص اس قسم کا اعلان کرے اسے "جاعل" اور جو شخص وہ کام سر انجام دے اسے عامل کہتے ہیں اور جعالہ اور اجارہ کے مابین یہ فرق ہے کہ اجارہ میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کو کام انجام دینا چاہئے اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اجرت کے لیئے اس کا مقروض ہو جاتا ہے لیکن جعالہ میں اگرچہ عامل ایک معین شخص ہو، تاہم ہو سکتا ہے کہ وہ کام میں مشغول نہ ہو اور جب تک وہ کام انجام نہ دے تو جاعل اس کا مقروض نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۲۲۷ : جاعل کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور جعالہ کا اعلان اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو۔ اس بنا پر سفیہ شخص (جو شخص اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) کا جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۸ : جو کام جاعل لوگوں سے کرانا چاہتا ہو وہ حرام یا بے فائدہ نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی ان واجبات میں سے ہونا چاہئے جن کا بلامعاوضہ بجالانا شرعاً لازم ہو۔ لہذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پیئے گا یا رات کے وقت ایک تاریک جگہ پر جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا میں اسے دس روپے دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۹ : جاعل جو مال دینے کا وعدہ کرے، اگر اسے معین کر دے مثلاً کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا تلاش کر دے گا میں اسے یہ گندم دوں گا تو ضروری نہیں کہ بتائے کہ یہ گندم کہاں کی ہے اور اس کی قیمت کیا ہے لیکن اگر وہ مال کو معین نہ کرے مثلاً کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا برآمد کر دے گا میں اسے دس من گندم دوں گا تو اسے چاہئے کہ اس گندم کی خصوصیات بھی مکمل طور پر متعین کرے۔

مسئلہ ۲۲۳۰ : اگر جاعل کسی کام کی مزدوری معین نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ جو میرا بچہ تلاش کر دے گا میں اسے رقم دوں گا لیکن رقم کی مقدار کا تعین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس کام کو سرانجام دے تو جاعل کو چاہئے کہ اسے اتنی اجرت دے جتنی عام لوگوں کی نظروں میں اس عمل کی اجرت قرار پاسکے۔

مسئلہ ۲۲۳۱ : اگر عامل نے جاعل کے اعلان سے پہلے وہ کام کر دیا ہو یا اعلان کے بعد اس نیت سے وہ کام انجام دے کہ اس کے بدلے رقم نہیں لے گا تو پھر وہ اجرت کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۲۳۲ : اس سے پیشتر کہ عامل مطلوبہ کام شروع کرے جاعل جعالہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۳ : عامل کام کو ادھورا چھوڑ سکتا ہے لیکن اگر کام ادھورا چھوڑنے میں جاعل کو کوئی نقصان پہنچتا ہو تو عامل کو چاہئے کہ کام کو مکمل کرے مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ جو کوئی میری آنکھ کا علاج کر دے میں اسے اتنی مقدار میں معاوضہ دوں گا اور ڈاکٹر اس کی آنکھ کا آپریشن کر دے اور صورت یہ ہو کہ اگر وہ علاج مکمل نہ کرے تو آنکھ میں عیب پیدا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اپنا عمل تکمیل تک پہنچائے اور اگر ادھورا چھوڑ دے تو جاعل سے اجرت لینے کا اسے کوئی حق نہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۴ : اگر عامل کام ادھورا چھوڑ دے اور وہ کام ایسا ہو جیسے گھوڑا تلاش کرنا کہ جس کے مکمل کیئے بغیر جاعل کو کوئی فائدہ نہ ہو تو عامل جاعل سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور جاعل اجرت کو کام مکمل کرنے سے مشروط کر دے تب بھی یہی حکم ہے مثلاً جب وہ کہے کہ جو کوئی میرا لباس سیئے گا میں اسے دس روپے دوں گا لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ جتنی مقدار میں کام کیا جائے گا اتنی مقدار کیلئے اجرت دے گا تو پھر جاعل کو چاہئے کہ جتنی مقدار میں کام ہوا ہو اتنی مقدار کی اجرت عامل کو دے دے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں مصالحت کے طور پر ایک دوسرے کو راضی کرلیں۔

مزارعہ (کھیتی کی بٹائی) کے احکام

مسئلہ ۲۲۳۵ : مزارعہ سے مراد یہ ہے کہ زرعی زمین کا مالک کاشتکار سے اس قسم کا معاہدہ کرے

کہ اپنی زمین اس کے اختیار میں دے دے تاکہ وہ اس میں کاشت کرے اور پیداوار کی کچھ مقدار مالک کو دے دے۔ مزارعہ کی چند شرائط ہیں :

۱... یہ کہ زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کے لیئے دی ہے اور کاشتکار بھی کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بغیر اس کے کہ زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

۲... زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور مزارعہ کا معاہدہ اپنے قصد اور اختیار سے سرانجام دیں اور سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

۳... مالک اور کاشتکار زمین کی ساری پیداوار میں شریک ہوں لہٰذا مثال کے طور پر اگر وہ یہ شرط طے کریں کہ جو پیداوار پہلے یا آخر میں حاصل ہو وہ ان میں سے کسی ایک کا مال ہے تو مزارعہ باطل ہے۔

۴... فریقین میں سے ہر ایک کا حصہ پیداوار کا نصف یا ایک تہائی وغیرہ ہو پس اگر مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لیئے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

۵... جتنی مدت کے لیئے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہئے اسے معین کر دیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو اور اگر مدت کی ابتداء ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام فصل کے حاصل ہونے کو مقرر کر دیں تو کافی ہے۔

۶... زمین قابل زراعت ہو اور اگر اس میں زراعت ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جا سکتا ہو جس سے زراعت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

۷... اگر دونوں کا مقصد کسی مخصوص فصل کی کاشت ہو تو جو چیز کاشتکار کو کاشت کرنی چاہئے اسے معین کر دیں لیکن اگر کوئی مخصوص زراعت پیش نظر نہ ہو یا جو زراعت دونوں کے پیش نظر ہو اس کا علم ہو تو اسے معین کرنا ضروری نہیں۔

۸ ... مالک کے لیئے زمین کو معین کرنا ضروری نہیں پس اگر کوئی شخص زمین کے چند قطعے رکھتا ہو جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور وہ کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطعات میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے لیکن اس کے اوصاف معین کر دے۔

۹ ... جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو برداشت کرنا ہو اسے معین کر دیں لیکن اگر جو خرچ ہر ایک کو کرنا ہو اس کا علم ہو تو پھر اس کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۷ : اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار اس کی (یعنی مالک کی ہو گی) اور جو باقی بچے گی اسے وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو اگر انہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۲۳۸ : اگر مزارعہ کی مدت ختم ہو جائے اور پیداوار ابھی دستیاب نہ ہو تو اگر مالک زمین اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت کے فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہو تو وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کو کوئی نقصان پہنچے تو مالک کے لیئے ضروری نہیں کہ اسے اس کا عوض دے لیکن اگر کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

مسئلہ ۲۲۳۹ : اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین سے پانی منقطع ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر کاشتکار بلاوجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو کاشتکار کو چاہئے کہ عام شرح پر اس مدت کی اجرت مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۲۴۰ : اگر مالک زمین اور کاشتکار صیغہ پڑھ چکے ہوں تو ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ منسوخ نہیں کر سکتے اور بعید نہیں ہے کہ اگر مالک مزارعہ کے ارادے سے زمین کسی شخص کو دے دے تب بھی ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر وہ معاملہ فسخ نہ کر سکیں لیکن اگر مزارعہ کے

معاہدے کے سلسلے میں انہوں نے شرط طے کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو گا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۴۱ : اگر مزارعہ کے معاہدے کے بعد مالک زمین یا کاشتکار مر جائے تو مزارعہ منسوخ نہیں ہو جاتا اور ان کے وارث ان کی جگہ لے لیتے ہیں لیکن اگر کاشتکار مر جائے اور اس نے معاہدہ کر رکھا ہو کہ خود کاشت کرے گا تو مزارعہ منسوخ ہو جاتا ہے اور اگر زراعت نمایاں ہو چکی ہو تو اس کا حصہ اس کے ورثا کو دے دینا چاہئے اور جو دوسرے حقوق کاشتکار کو حاصل ہوں وہ بھی اس کے ورثاء کو میراث میں مل جاتے ہیں لیکن وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے۔

مسئلہ ۲۲۴۲ : اگر کاشت کے بعد پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو تو جو فصل ہاتھ آئے گی وہ بھی اسی کا مال ہو گی اور اسے چاہئے کہ کاشتکار کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکار کی مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے اور اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور اسے چاہئے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں کا کرایہ جو مالک کے ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے دے اور دونوں صورتوں میں عام طور پر فریقین کا جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۲۴۳ : اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضامند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین میں کھڑی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے اگر مالک راضی نہ ہو تو فصل پکنے سے پہلے ہی وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے اور اگرچہ کاشتکار اس بات پر تیار ہو کہ وہ مالک کو کوئی چیز دے دے تاہم وہ اسے فصل اپنی زمین میں رہنے دینے پر مجبور نہیں کر سکتا اور مالک بھی کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرایہ دے تاکہ فصل اس کی زمین میں کھڑی رہنے دے۔

مسئلہ ۲۲۴۴ : اگر فصل کی جمع آوری اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد زراعت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور دوسرے سال فصل دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زراعت کی جڑوں میں

اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی فصل مالک زمین کا مال ہے۔

مساقات اور مغارسہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۴۵ : اگر انسان اس قسم کا معاملہ کرے کہ میوہ دار درختوں کو جن کا پھل خود اس کا مال ہو یا اس پھل پر اس کا اختیار ہو ایک مقررہ مدت کے لیئے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تاکہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پھل لے لے تو ایسا معاملہ "مساقات" کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۶ : جو درخت پھل نہیں دیتے (مثلاً بیدار اور چنار) ان کے بارے میں مساقات کا سودا صحیح نہیں ہے اور جن درختوں کے پتوں سے استفادہ کیا جاتا ہے (مثلاً مہندی کا درخت) ان کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۷ : مساقات کے معاملے میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کر دے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۸ : درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمہ داری لے دونوں بالغ اور عاقل ہونے چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو اور لازم ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۲۴۹ : مساقات کی مدت متعین ہونی چاہئے اور اگر فریقین اس مدت کی ابتداء متعین کر دیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس سال کا پھل دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے لیکن اس میں ضروری ہے کہ اتنی مدت معین کی جائے کہ جس میں عامل کے عمل سے ان درختوں کے پھلوں میں کچھ غیر معمولی اضافہ ہونے کا امکان ہو۔

مسئلہ ۲۲۵۰ : ہر فریق کا حصہ آدھا یا ایک تہائی وغیرہ ہونا چاہئے اور اگر معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کام کرنے والے کا ہو گا تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۱ : فریقین کو چاہئے کہ مساقات کا معاملہ میوہ ظاہر ہونے سے پہلے طے کر لیں۔ اور اگر میوہ ظاہر ہونے کے بعد اور پکنے سے پہلے معاملہ کریں تو اگر سینچنے وغیرہ کا کام جو درختوں کی پرورش کے لیئے ضروری ہو باقی نہ رہا ہو تو معاملہ صحیح نہیں ہے اگرچہ میوہ توڑنے اور اس کی حفاظت وغیرہ کے کام کی ضرورت باقی ہو بلکہ اگر ایسا کام بھی باقی ہو جو درختوں کی پرورش کے لیئے ضروری ہو تب بھی مساقات کے معاملہ کی صحت محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۲ : خربوزے اور کھیرے وغیرہ کی بیلوں کے بارے میں مساقات کا معاملہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۳ : جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے سینچنے کی ضرورت نہ ہو اگر اسے دوسرے کاموں مثلاً زمین نرم کرنے اور کھاد ڈالنے کی حاجت ہو تو اس کے بارے میں ان کاموں کے لیئے مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۴ : دو افراد جنہوں نے مساقات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہوگا تو ان کے طے کردہ معاہدے کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر مساقات کے معاملے کے سلسلے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لیئے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ لیکن کوئی ایسی شرط نہ کریں کہ جو خدا اور رسول کے فرمان کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۲۲۵۵ : اگر مالک مرجائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۵۶ : درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو وہ اگر مرجائے اور معاہدے میں یہ شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر وہ ورثاء خود بھی درختوں کی پرورش کا کام انجام نہ دیں اور اس مقصد کے لیئے کسی کو اجیر بھی مقرر نہ کریں تو حاکم شرع میت کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کر دے گا اور جو آمدنی ہوگی اسے

میت کے ورثاء اور درختوں کے مالک کے مابین تقسیم کر دے گا اور اگر فریقین نے معاہدہ کیا ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۲۵۷ : اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام آمدنی مالک کا مال ہوگی تو مساقات باطل ہے اور میوہ مالک کا مال ہو گا اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو مالک کو چاہئے کہ سینچنے اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی پرورش کرنے والے کو معمول کے مطابق دے لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۵۸ : اگر کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ درخت لگائے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو معاملہ باطل ہے لہٰذا اگر درخت زمین کے مالک کا مال تھے تو پرورش کے بعد بھی اسی کا مال رہیں گے اور اسے چاہئے کہ جس شخص نے ان کی پرورش کی ہے اسے اجرت دے اور اگر درخت اس شخص کا مال ہوں جس نے ان کی پرورش کی ہو تو پرورش کے بعد بھی وہ اسی کا مال ہوں گے۔ اور وہ انہیں اکھیڑ سکتا ہے البتہ درختوں کو اکھیڑنے کی وجہ سے جو گڑھے پیدا ہو جائیں اسے چاہئے کہ انہیں پر کر دے اور جس دن درخت لگائے ہوں اس دن زمین کا کرایہ مالک زمین کو دے اور مالک بھی اسے درخت اکھیڑنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر درخت کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو مالک زمین اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ہاں اگر مالک زمین خود درختوں کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے کی وجہ سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ سالم اور عیب دار درختوں کی قیمت میں جو فرق ہو وہ درختوں کے مالک کو دے اور درختوں کا مالک زمین کے مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اپنی زمین پر کھڑا رہنے دے اور اسی طرح زمین کا مالک بھی درختوں کے مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اس کی زمین میں رہنے دے۔

وہ اشخاص جن کیلئے اپنے مال میں تصرف کرنا منع ہے

مسئلہ ۲۲۵۹ : جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور بالغ ہونے کی نشانی تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے۔

۱... پیٹ کے نیچے اور شرم گاہ کے اردگرد اور اوپر بالوں کا اگنا رونگٹوں کا ہونا کافی نہیں۔
۲... منی کا خارج ہونا۔
۳... مرد کا عمر کے پندرہ قمری سال اور عورت کا عمر کے نو قمری سال پورے کرنا۔

مسئلہ ۲۲۶۰ : چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر اور سینے پر اور بغل کے نیچے سخت بالوں کا اگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا وغیرہ بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں مگر یہ کہ ان باتوں کی وجہ سے انسان کو بالغ ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۶۱ : دیوانہ' دیوالیہ (یعنی وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں کے مطالبے کی وجہ سے حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع فرما دیا ہو) اور سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہوں) اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۲۶۲ : جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۳ : انسان کو اختیار ہے کہ مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل و عیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے اور اظہر یہ ہے اگر وہ اپنا کچھ مال کسی کو بخش دے یا کوئی چیز اس کی قیمت سے سستی بیچ دے تو اگرچہ وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور اس کے ورثاء اجازت نہ بھی دیں تب بھی اس کا تصرف صحیح ہے۔

وکالت کے احکام

مسئلہ ۲۲۶۴ : وکالت سے مراد یہ ہے کہ جو کام انسان دوسرے کے سپرد کرے تاکہ وہ اس کی طرف سے وہ کام انجام دے مثلاً یہ کہ کوئی شخص کسی کو اپنا وکیل قرار دے تاکہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کر دے پس چونکہ سفیہ شخص اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیئے وہ مکان بیچنے کے لیئے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ۲۲۶۵ : وکالت میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کر لیا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اسے اس کی خاطر بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۶ : اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جو دوسرے شہر میں رہ رہا ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کرے تو اگرچہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصہ بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۷ : موکل (یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے) اور وہ شخص جو وکیل بنے ان کے لیئے ضروری ہے کہ وہ عاقل ہوں اور وکیل بنانے اور وکیل بننے کا اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور موکل میں بلوغ بھی معتبر ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۸ : جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً" اس کے لیئے انجام دینا جائز نہ ہو اسے انجام دینے کے لیئے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اس کے لیئے نکاح کا صیغہ پڑھنا جائز نہیں اس لیئے وہ صیغہ نکاح پڑھنے کے لیئے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

مسئلہ ۲۲۶۹ : اگر کوئی شخص اپنے تمام کام سرانجام دینے کے لیئے دوسرے شخص کو وکیل قرار دے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لیئے دوسرے کو وکیل بنائے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۰ : اگر موکل وکیل کو معزول کر دے یعنی جو کام اس کے سپرد کیا ہو اس سے ہٹا دے تو جب وکیل کو اپنے معزول ہونے کی خبر مل جائے اس کے بعد وہ اس کام کو موکل کی جانب سے انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کر دیا ہو تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۱ : خواہ موکل غائب بھی ہو وکیل وکالت سے کنارہ کش ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۲ : جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو اس کے لیئے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر

نہیں کر سکتا لیکن اگر موکل نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے تو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کر سکتا ہے پس اگر اس نے کہا ہو کہ میرے لیئے ایک وکیل مقرر کرو تو اسے چاہئے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے اور وہ کسی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۷۳ : اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر بھی جائے یا موکل اسے معزول بھی کر دے تو دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۲۷۴ : اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو موکل اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کر سکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۵ : اگر ایک شخص ایک کام انجام دینے کے لیئے چند آدمیوں کو اپنا وکیل مقرر کرے اور انہیں اجازت دے کہ ان میں سے ہر ایک بذات خود اس کام کا اقدام کر سکتا ہے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر موکل نے یہ نہ کہا ہو کہ وہ باہم مل کر کام انجام دیں یا اسے تنہا کریں یا یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی افراد کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۶ : اگر وکیل یا موکل مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے نیز جس چیز میں تصرف کے لیئے کسی شخص کو وکیل قرار دیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لیئے کسی کو وکیل کیا گیا ہو وہ بھیڑ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اگر وکیل یا موکل میں سے کوئی دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو اس کی دیوانگی یا بے ہوشی کے دوران میں وکالت موثر نہیں ہو گی لیکن وکالت کا اس طرح باطل ہو جانا کہ دیوانگی اور بیہوشی دور ہو جانے کے بعد بھی اس کے مطابق عمل نہ کیا جا سکے محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۷ : اگر انسان کسی شخص کو کسی کام کے لیئے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا

طے کرے تو کام کے سرانجام پا جانے کے بعد اسے چاہئے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۲۷۸ : جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کے لیئے اس کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۷۹ : جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (یعنی وکیل) ذمہ دار ہے۔ پس جس لباس کے لیئے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۲۸۰ : اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس کے بیچنے کے لیئے کہا جائے وہ اسے پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

قرض دینا مستحب موکد ہے جس کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور احادیث میں کافی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو قرض دے اس کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور ملائکہ اس کے لیئے رحمت طلب کرتے ہیں اور اگر وہ مقروض سے نرمی برتے تو بغیر حساب کے اور تیزی سے پل صراط پر سے گزر جائے گا اور اگر کسی شخص سے اس کا مسلمان بھائی قرض مانگے اور وہ نہ دے تو بہشت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۱ : قرض میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۲ : جب مقروض اپنا قرضہ ادا کر دے تو قرض خواہ کو چاہئے کہ اسے قبول کرے۔

مسئلہ ۲۲۸۳ : اگر قرض کے صیغے میں قرض کی واپسی کی مدت معین کر دی جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض خواہ قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہ کرے لیکن اگر کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جس وقت چاہے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۴ : اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور اگر مقروض قرض ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہو گا۔

مسئلہ ۲۲۸۵ : اگر مقروض کے پاس سوائے اس گھر کے جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب کے اور ان دوسری چیزوں کے جن کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے چاہے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۸۶ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ کوئی کام کاج کر سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرضہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۸۷ : جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے اور اس کے ملنے کی امید بھی نہ ہو اسے چاہے کہ وہ قرضے کا مال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت حاکم شرع سے لے لے اور اگر اس کا قرض خواہ سید نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کا قرضہ سید فقیر کو نہ دے۔

مسئلہ ۲۲۸۸ : اگر کسی میت کا مال اس کے کفن اور دفن کے واجب خرچے اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہی امور پر خرچ کرنا چاہئے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۲۸۹ : اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے روپے قرض لے اور بعد میں ان کی قیمت کم ہو جائے تو اگر وہ وہی مقدار جو اس نے لی تھی واپس کر دے تو کافی ہے اور اگر ان کی قیمت بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار واپس کرے جو لی تھی ہاں دونوں صورتوں میں اگر مقروض اور قرض خواہ کسی اور بات پر رضامند ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور کاغذی نوٹوں کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۰ : اگر کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو وہ تلف نہ ہو گیا ہو اور مال کا مالک اس کا

مطالبہ کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقروض وہی مال مالک کو دے دے۔

مسئلہ ۲۲۹۱ : اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گندم دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ سیر واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لیئے کوئی کام کرے یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے مثلاً طے کرے کہ مقروض نے اگر ایک روپیہ لیا ہے تو واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ایک دیا سلائی کی ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے۔ نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے مثلاً ان گھڑے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گھڑا ہوا سونا واپس کرے گا تب بھی یہ سود ہو گا اور حرام ہے البتہ اگر بغیر اس کے کہ قرض خواہ کوئی شرط لگائے خود مقروض قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس کر دے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا یہ فعل مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۲ : سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے لیکن جو شخص سود پر قرض لے ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ اس میں تصرف نہ کرے اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر طرفین نے سود کا معاہدہ نہ بھی کیا ہوتا اور رقم کا مالک اس بات پر راضی ہوتا کہ قرض لینے والا اس رقم میں تصرف کرے تو مقروض بغیر کسی اشکال کے اس رقم میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۳ : اگر کوئی شخص گندم یا اسی جیسی کوئی چیز سودی قرضے کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو پیداوار دستیاب ہو اس میں تصرف نہ کرے اس صورت میں قرض دہندہ کو سودی معاملے کے باطل ہونے سے آگاہ کر کے اگر مصالحت ہو جائے تو تصرف جائز ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۴ : اگر کوئی شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی قرضے پر لی ہوئی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی قرضے پر لی گئی رقم کے ساتھ خلط ملط ہو گئی ہو ادا کرے، تو اس لباس کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اس صورت میں اس لباس کو نماز میں اور نماز

کے علاوہ نہ بیچے۔

مسئلہ ۲۲۹۵ : اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور ایک دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسے "صرف برات" کہتے ہیں۔ (حاشیہ) کسی تاجر سے حوالہ لینا برات کہلاتا ہے اور صرف برات سے مراد مقدار سے کم لینا ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۶ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو کچھ رقم اس شرط پر دے کہ چند دن بعد ایک دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا مثلاً ۹۹۰ روپے دے اور دس دن بعد دوسرے شہر میں اس کے بدلے ایک ہزار روپے لے اور یہ رقوم (یعنی ۹۹۰ روپے اور ہزار روپے) مثال کے طور پر سونے چاندی کی بنی ہوئی ہوں تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے لیکن جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافے کے مقابلے میں کوئی جنس دے یا کوئی کام کر دے تو پھر کوئی ہرج نہیں تاہم وہ عام رائج نوٹ جنہیں شمار کیا جاتا ہو اگر انہیں زیادہ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ماسوا اس صورت کے کہ قرض دیا ہو اور زیادہ کی ادائیگی کی شرط لگائی ہو۔

مسئلہ ۲۲۹۷ : اگر کسی شخص نے (بحیثیت قرض خواہ) کسی سے کچھ لینا ہو اور وہ چیز سونے یا چاندی یا ناپی یا تولی جانے والی جنس سے نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بنک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر (جسے عام اصطلاح میں "نزول کردن" یعنی بھاؤ گرنا کہتے ہیں) بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے کیونکہ عام رائج الوقت نوٹوں کا لین دین ناپ اور تول سے نہیں ہوتا۔

حوالہ دینے کے احکام

مسئلہ ۲۲۹۸ : اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرضہ ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کرے تو جب "حوالہ" ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد

قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۹۹ : مقروض اور قرض خواہ میں سے ہر ایک کو بالغ اور عاقل ہونا چاہئے اور کسی نے انہیں مجبور بھی نہ کیا ہو اور انہیں سفیہ بھی نہیں ہونا چاہئے (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگر حوالہ دینے والا خواہ دیوالیہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۰ : ایسے شخص کے نام حوالہ دینا جو مقروض نہ ہو اس صورت میں صحیح ہے جب وہ حوالہ قبول کرے نیز اگر کوئی شخص چاہے کہ جو شخص ایک جنس کے لیئے اس کا مقروض ہو اس کے نام دوسری جنس کا حوالہ لکھے۔ مثلاً جو شخص جو کا مقروض ہو اس کے نام گندم کا حوالہ لکھے تو جب وہ شخص قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۱ : انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو پس اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے احتیاط واجب کی بنا پر اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تاکہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ پہلے ہی اس شخص سے وصول کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۲ : حوالہ دینے والے اور قرض خواہ دونوں کے لیئے ضروری ہے کہ حوالہ کی مقدار اور اس کی جنس کے بارے میں علم رکھتے ہوں پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گندم اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۳ : اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرض رجسٹر میں لکھا ہوا ہے اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۳۰۴ : قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام کا حوالہ دیا

جائے وہ فقیر بھی نہ ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۵ : جو شخص اس کا مقروض نہ ہو جس نے حوالہ دیا ہے اگر وہ حوالہ قبول کر لے تو وہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالہ کی مقدار نہیں لے سکتا اور اگر قرض خواہ تھوڑی مقدار پر صلح کرے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنے کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۶ : حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے اور جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو اگرچہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے لیکن قرض خواہ بھی حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا یہی حکم اس وقت ہے جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہو حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے تو خواہ اس وقت وہ شخص مالدار ہو گیا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر سکتا ہے اور اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۷ : اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو (اس صو[رت میں] جب کہ اس کی قبولیت حوالہ کے صحیح ہونے میں معتبر ہو) یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حوالہ منسوخ کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جو معاہدہ انہوں نے کیا ہو اس کے مطابق وہ حوالہ منسو[خ کر سکتے] ہیں۔

مسئلہ ۲۳۰۸ : اگر حوالہ دینے والا خود قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دے اور اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض بھی ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

مسئلہ ۲۳۰۹ : رہن یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ کے پاس اپنے مال کی کچھ مقدار رکھ دے تاکہ

اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اس مال سے اپنا قرضہ وصول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۱۰ : رہن میں کوئی خاص صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر مقروض اپنا مال گروی کے ارادے سے قرض خواہ کو دے دے اور قرض خواہ اسی ارادے سے اسے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۱ : گروی رکھنے والا اور جو شخص مال بطور گروی لے ان کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لیئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھنے والا مفلس (دیوالیہ شدہ) اور سفیہ نہ ہو۔ مفلس اور سفیہ کے معنی بیان کیئے جا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۱۲ : انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً" تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۳ : جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو اس کی خرید و فروخت صحیح ہونی چاہیے پس اگر شراب یا اس سے ملتی جلتی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۴ : جس چیز کو گروی رکھا جارہا ہو اس سے جو فائدہ ہو وہ اس شخص کا مال ہے جس نے گروی رکھا ہو۔

مسئلہ ۲۳۱۵ : قرض خواہ نے جو مال بطور گروی لیا ہو وہ اسے مقروض کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا مثلاً وہ' وہ مال کسی کو بخش نہیں سکتا اور کسی کے پاس فروخت بھی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور بعد میں مقروض اجازت دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۶ : اگر قرض خواہ اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو مقروض کی اجازت سے بیچ دے تو خود مال کی طرح اس کی قیمت بھی گروی ہو جاتی ہے اور اگر مقروض کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور بعد میں مقروض اس کی تصدیق کر دے یا یہ کہ خود مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت سے بیچ دے تاکہ اس کی قیمت گروی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول ہو گی وہ خود مال کی طرح گروی ہو جائے گی) اور مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت کے بغیر بیچے تو وہ چیز

بدستور گروی رہے گی۔

مسئلہ ۲۳۱۷ : جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لیئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے اور اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ حاکم شرع سے اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو اسے چاہئے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۱۸ : اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے حاجت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

مسئلہ ۲۳۱۹ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہو گا جب وہ کسی لفظ سے (اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو) یا عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لیئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور مقروض کا رضامند ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۰ : ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو اور وہ سفیہ اور دیوالیہ بھی نہ ہوں لیکن یہ شرائط مقروض کے لیئے نہیں ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لیئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۱ : جب کوئی شخص یہ کہے کہ اگر مقروض تمہارا قرض نہیں دے گا تو میں دوں گا اس

کو ایک وعدہ سمجھا جائے گا اور اس پر ضمانت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ اور کیونکہ یہ وعدہ کسی عقد لازم کے ضمن میں نہیں ہوا لہٰذا اس کی وفا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۳۲۲ : اگر ایک شخص دوسرے سے قرض لینا چاہے اور ایک اور شخص قرض دینے والے سے کہے کہ میں قرض کا ضامن ہوں تو ایسی صورت میں اگر قرض لینے والا ادائیگی نہ کرے تو بعید نہیں ہے کہ قرض خواہ ضامن سے اس کا مطالبہ کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۲۳ : انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ اور مقروض اور قرض کے طور پر دی جانے والی چیز فی الواقع معین ہوں لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لیئے اس کا ضامن بننا باطل ہے نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرضہ تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لیئے اس کا ضامن بننا باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گندم اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس امر کا تعین نہ کرے کہ وہ گندم کے لیئے ضامن ہے یا روپوں کے لیئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۴ : اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر وہ قرضے کی کچھ مقدار اسے بخش دے تو وہ (مقروض سے) اس مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ عندالطلب اس کو حاضر کرنا میری ذمہ داری ہے۔ ذمہ داری قبول کرنے والا کفیل جو صاحب حق ذمہ داری لے رہا ہے وہ مکفول لہ اور جس شخص کے حاضر کرنے کی ذمہ داری دی جارہی ہے وہ مکفول کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ : اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بن جائے تو وہ ضامن ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۲۶ : بنابر احتیاط ضامن اور قرض خواہ یہ شرط طے نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں

اگر کوئی شخص دیوانے کے پاس کوئی مال امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت
رکھے تو یہ صحیح نہیں ہے البتہ یہ بات جائز ہے کہ ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو اپنے
ولی کی اجازت سے اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے اور ممیز بچے کے پاس کوئی چیز امانت رکھنے میں
کوئی حرج نہیں خواہ اس کے ولی نے اس امر کی اجازت نہ بھی دی ہو۔

مسئلہ ۲۳۳۸ : اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس چیز کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت
قبول کرلے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال
ہو اور اس کے ولی نے بچے کو اسے بطور امانت کسی کے پاس رکھنے کی اجازت نہ دی ہو تو امانت لینے
والے کو چاہئے کہ وہ چیز بچے کے ولی کے پاس پہنچا دے اور اگر وہ ان لوگوں کے پاس مال پہنچانے میں
کوتاہی کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر امانت کے طور پر مال
دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۹ : جب کوئی شخص امانت میں دیئے گئے مال کی حفاظت نہ کر سکتا ہو تو اگر امانت
دینے والا اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہئے کہ امانت قبول نہ
کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۰ : اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی نگہداشت کے لئے تیار
نہیں اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت
قبول نہ کی ہو وہ ذمہ دار نہیں ہے لیکن اس کے لئے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی
حفاظت کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۱ : جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے وہ اس چیز کو جس وقت چاہے
واپس لے سکتا ہے اور جس شخص نے کوئی چیز بطور امانت قبول کی ہو وہ جب بھی چاہے اس کے مالک کو
لوٹا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۲ : اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور ودیعہ منسوخ کر دے تو
اسے چاہئے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو پہنچا دے یا انہیں

اطلاع دے دے کہ وہ مال کی حفاظت کے لیئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال انہیں نہ پہنچائے اور اطلاع بھی نہ دے توآگر مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۳ : جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لیئے مناسب جگہ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس کے لیئے مناسب جگہ حاصل کرے اور اس چیز کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کی نگہداشت میں اس نے کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس چیز کو ایسی جگہ رکھے جو اس کے لیئے مناسب نہ ہو اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۴ : جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کرے اور اتفاقاً" وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ اس بات سے محفوظ نہ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبرپائے تو لے جائے اور اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۳۴۵ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیئے کوئی جگہ معین کردے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے کہے کہ تجھے چاہئے کہ یہیں مال کا خیال رکھے اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تجھے اس کو کہیں اور نہیں لے جانا چاہئے تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ شخص (یعنی امانت قبول کرنے والا) ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۶ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیئے کوئی جگہ معین کرے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے علم ہو کہ وہ جگہ مال کے مالک کی نظر میں کوئی خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ اس کے معین کرنے سے اس کا مقصد محض مال کی حفاظت تھا تو وہ اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی ہی محفوظ ہو لے جاسکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۷ : اگر مال کا مالک دیوانہ ہو جائے تو جس شخص نے اس سے امانت قبول کی ہو اسے چاہئے کہ فوراً امانت اس کے ولی کو پہنچا دے یا اس کے ولی کو خبر پہنچا دے اور اگر وہ شرعی عذر

کے بغیر مال دیوانے کے ولی کو نہ پہنچائے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۸ : اگر مال کا مالک مرجائے تو امانت دار کو چاہئے کہ اس کا مال اس کے وارث کو پہنچا دے یا اس کے وارث کو اطلاع دے اور اگر وہ مال میت کے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے لیکن اگر وہ مال اس وجہ سے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے کہ وہ یہ جاننا چاہتا ہو کہ جو شخص کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں وہ ٹھیک بھی کہتا ہے یا نہیں یا یہ جاننا چاہتا ہو کہ میت کا کوئی اور بھی وارث ہے یا نہیں تو پھر اگر مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۹ : اگر مال کا مالک مرجائے اور اس کے کئی وارث ہوں تو جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے چاہئے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضامند ہوں لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کے لیئے ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۰ : جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مرجائے یا دیوانہ ہو جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہئے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس کو پہنچائے۔

مسئلہ ۲۳۵۱ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ امانت کو اس کے مالک یا مالک کے وکیل کے پاس پہنچا دے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ امانت حاکم شرع کے سپرد کر دے اور اگر حاکم شرع تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اس صورت میں جب کہ اس کا وارث امین ہو اور امانت کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وصیت کرے ورنہ اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور اس وصیت پر شاہد بھی مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور اس کا محل وقوع وصی اور شاہد کو بتا دے۔

مسئلہ ۲۳۵۲ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے اور جس وظیفہ کا سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اگر وہ امانت تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا

قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۹۹ : مقروض اور قرض خواہ میں سے ہر ایک کو بالغ اور عاقل ہونا چاہئے اور کسی نے انہیں مجبور بھی نہ کیا ہو اور انہیں سفیہ بھی نہیں ہونا چاہئے (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگر حوالہ دینے والا خواہ دیوالیہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۰ : ایسے شخص کے نام حوالہ دینا جو مقروض نہ ہو اس صورت میں صحیح ہے جب وہ حوالہ قبول کرے نیز اگر کوئی شخص چاہے کہ جو شخص ایک جنس کے لیے اس کا مقروض ہو اس کے نام دوسری جنس کا حوالہ لکھے۔ مثلاً جو شخص جو کا مقروض ہو اس کے نام گندم کا حوالہ لکھے تو جب وہ شخص قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۱ : انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو پس اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے احتیاط واجب کی بنا پر اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تاکہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ پہلے ہی اس شخص سے وصول کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۲ : حوالہ دینے والے اور قرض خواہ دونوں کے لیئے ضروری ہے کہ حوالہ کی مقدار اور اس کی جنس کے بارے میں علم رکھتے ہوں پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گندم اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۳ : اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرض رجسٹر میں لکھا ہوا ہے اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۳۰۴ : قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام کا حوالہ دیا

جائے وہ فقیر بھی نہ ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۵ : جو شخص اس کا مقروض نہ ہو جس نے حوالہ دیا ہے اگر وہ حوالہ قبول کرلے تو وہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالہ کی مقدار نہیں لے سکتا اور اگر قرض خواہ تھوڑی مقدار پر صلح کرے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنے کا ہی مطالبہ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۶ : حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کرسکتے اور جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو اگرچہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے لیکن قرض خواہ بھی حوالے کو منسوخ نہیں کرسکتا یہی حکم اس وقت ہے جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہو حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے تو خواہ اس وقت وہ شخص مالدار ہو گیا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کرسکتا ہے اور اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۷ : اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو (اس صو[illegible] جب کہ اس کی قبولیت حوالہ کے صحیح ہونے میں معتبر ہو) یا ان میں سے کسی ایک نے اپنا حوالہ منسوخ کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جو معاہدہ انہوں نے کیا ہو اس کے مطابق وہ حوالہ منس[illegible] ہیں۔

مسئلہ ۲۳۰۸ : اگر حوالہ دینے والا خود قرض خواہ کا قرضہ ادا کردے اور اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض بھی ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کرسکتا۔

رہن کے احکام

مسئلہ ۲۳۰۹ : رہن یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ کے پاس اپنے مال کی کچھ مقدار رکھ دے تاکہ

اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اس مال سے اپنا قرضہ وصول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۱۰ : رہن میں کوئی خاص صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر مقروض اپنا مال گروی کے ارادے سے قرض خواہ کو دے دے اور قرض خواہ اسی ارادے سے اسے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۱ : گروی رکھنے والا اور جو شخص مال بطور گروی لے ان کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لیئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھنے والا مفلس (دیوالیہ شدہ) اور سفیہ نہ ہو۔ مفلس اور سفیہ کے معنی بیان کیئے جا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۱۲ : انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً" تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۳ : جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو اس کی خرید و فروخت صحیح ہونی چاہئے پس اگر شراب یا اس سے ملتی جلتی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۴ : جس چیز کو گروی رکھا جارہا ہو اس سے جو فائدہ ہو وہ اس شخص کا مال ہے جس نے گروی رکھا ہو۔

مسئلہ ۲۳۱۵ : قرض خواہ نے جو مال بطور گروی لیا ہو وہ اسے مقروض کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا مثلاً وہ' وہ مال کسی کو بخش نہیں سکتا اور کسی کے پاس فروخت بھی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور بعد میں مقروض اجازت دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۶ : اگر قرض خواہ اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو مقروض کی اجازت سے بیچ دے تو خود مال کی طرح اس کی قیمت بھی گروی ہو جاتی ہے اور اگر مقروض کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور بعد میں مقروض اس کی تصدیق کر دے یا یہ کہ خود مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت سے بیچ دے تاکہ اس کی قیمت گروی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول ہو گی وہ خود مال کی طرح گروی ہو جائے گی) اور مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت کے بغیر بیچے تو وہ چیز

بدستور گروی رہے گی۔

مسئلہ ۲۳۱۷ : جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لیئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے اور اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ حاکم شرع سے اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو اسے چاہئے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۱۸ : اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے حاجت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

مسئلہ ۲۳۱۹ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہو گا جب وہ کسی لفظ سے (اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو) یا عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لیئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور مقروض کا رضامند ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۰ : ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو اور وہ سفیہ اور دیوالیہ بھی نہ ہوں لیکن یہ شرائط مقروض کے لیئے نہیں ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لیئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۱ : جب کوئی شخص یہ کہے کہ اگر مقروض تمہارا قرض نہیں دے گا تو میں دوں گا اس

کو ایک وعدہ سمجھا جائے گا اور اس پر ضمانت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ اور کیونکہ یہ وعدہ کسی عقد لازم کے ضمن میں نہیں ہوا لہٰذا اس کی وفا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۳۲۲ : اگر ایک شخص دوسرے سے قرض لینا چاہے اور ایک اور شخص قرض دینے والے سے کہے کہ میں قرض کا ضامن ہوں تو ایسی صورت میں اگر قرض لینے والا ادائیگی نہ کرے تو بعید نہیں ہے کہ قرض خواہ ضامن سے اس کا مطالبہ کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۲۳ : انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ اور مقروض اور قرض کے طور پر دی جانے والی چیز فی الواقع معین ہوں لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لیئے اس کا ضامن بننا باطل ہے نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرضہ تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لیئے اس کا ضامن بننا باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گندم اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس امر کا تعین نہ کرے کہ وہ گندم کے لیئے ضامن ہے یا روپوں کے لیئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۴ : اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر وہ قرضے کی کچھ مقدار اسے بخش دے تو وہ (مقروض سے) اس مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ عندالطلب اس کو حاضر کرنا میری ذمہ داری ہے۔ ذمہ داری قبول کرنے والا کفیل جو صاحب حق ذمہ داری لے رہا ہے وہ مکفول لہ اور جس شخص کے حاضر کرنے کی ذمہ داری دی جارہی ہے وہ مکفول کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ : اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بن جائے تو وہ ضامن ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۲۶ : بنابر احتیاط ضامن اور قرض خواہ یہ شرط طے نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں

ضامن کی ضمانت منسوخ کر دیں۔

مسئلہ ۲۳۲۷ : اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے کے قابل ہو تو خواہ وہ (ضامن) بعد میں فقیر ہو جائے قرض خواہ اس کی ضمانت منسوخ کر کے پہلے مقروض سے قرض کی ادائگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر ضامن بننے کے وقت ضامن قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو لیکن قرض خواہ یہ بات جانتے ہوئے اس کے ضامن بننے پر راضی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۸ : اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور قرض خواہ صورت حال سے لاعلم ہوتے ہوئے اس کی ضمانت منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے بالخصوص اس صورت میں جب کہ قرض خواہ کے اس امر کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے ضامن قرضے کی ادائگی پر قادر ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۲۹ : اگر کوئی شخص کسی مقروض کی اجازت کے بغیر اس کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بن جائے تو وہ اس مقروض کا قرضہ ادا کرنے پر اس سے کچھ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۳۰ : اگر کوئی شخص کسی مقروض کی اجازت سے اس کے قرضے کی ادائگی کا ضامن بن جائے تو جس مقدار کے لیئے ضامن بنا ہو وہ ادا کرنے کے بعد مقروض سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن جس جنس کے لیئے وہ مقروض تھا اس کی بجائے کوئی اور جنس قرض خواہ کو دے تو جو چیز دی ہو اس کا مطالبہ مقروض سے نہیں کر سکتا مثلاً اگر مقروض کو دس من گندم دینی ہو اور ضامن دس من چاول دے دے تو وہ مقروض سے دس من چاول کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مقروض خود چاول دینے پر رضا مند ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

کفالت کے احکام

مسئلہ ۲۳۳۱ : کفالت سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو "قصاص دیت یا اپنے حق کی خاطر" مطلوب ہو اور اس کے بھاگ جانے کا خطرہ ہو تو ایک تیسرا شخص اس بات کی ذمہ داری اور کفالت قبول کرے کہ اس مطلوبہ شخص کو چھوڑ دیا جائے۔

مسئلہ ۲۳۳۲ : کفالت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کوئی سے الفاظ میں خواہ وہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے صاحب حق کو یہ بات سمجھا دے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم مطلوبہ شخص کو چاہو گے میں اسے تمہارے سپرد کر دوں گا اور صاحب حق بھی اس بات کو قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۳۳ : کفیل کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۳۴ : ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کر دیتی ہے۔

۱... کفیل مطلوبہ شخص کو صاحب حق کے حوالے کر دے۔

۲... صاحب حق کا حق ادا کرنے کی صلاحیت کی صورت میں حق ادا کر دے۔

۳... صاحب حق اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔

۴... مطلوبہ شخص مر جائے۔

۵... صاحب حق کفیل کو کفالت سے آزاد کر دے۔

مسئلہ ۲۳۳۵ : اگر کوئی شخص کسی مطلوبہ شخص کو اس کے صاحب حق کے ہاتھ سے زبردستی رہا کرا دے اور صاحب حق کی پہنچ مطلوبہ شخص تک نہ ہو سکے تو جس شخص نے مطلوبہ شخص کو رہا کرایا ہے اسے چاہئے کہ اسے صاحب حق کے سپرد کر دے۔

ودیعہ (امانت) کے احکام

مسئلہ ۲۳۳۶ : اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کر لے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے کہ وہ اسے مال نگہداشت کے لیئے دے رہا ہے اور وہ بھی نگہداشت کے مقصد سے لے لے تو اسے (مال لینے والے کو) چاہئے کہ ودیعہ اور امانت داری کے ان احکام کے مطابق جن کا بیان بعد میں ہو گا عمل کرے۔

مسئلہ ۲۳۳۷ : امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں عاقل ہونے چاہئیں لہذا

اگر کوئی شخص دیوانے کے پاس کوئی مال امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے تو یہ صحیح نہیں ہے البتہ یہ بات جائز ہے کہ ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے اور ممیز بچے کے پاس کوئی چیز امانت رکھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ اس کے ولی نے اس امر کی اجازت نہ بھی دی ہو۔

مسئلہ ۲۳۳۸ : اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس چیز کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت کے قبول کرلے تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال ہو اور اس کے ولی نے بچے کو اسے بطور امانت کسی کے پاس رکھنے کی اجازت نہ دی ہو تو امانت لینے والے کو چاہئے کہ وہ چیز بچے کے ولی کے پاس پہنچا دے اور اگر وہ ان لوگوں کے پاس مال پہنچانے میں کوتاہی کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۹ : جب کوئی شخص امانت میں دیئے گئے مال کی حفاظت نہ کر سکتا ہو تو اگر امانت دینے والا اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہئے کہ امانت قبول نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۰ : اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی نگہداشت کے لیئے تیار نہیں اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمہ دار نہیں ہے لیکن اس کے لیئے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۱ : جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے وہ اس چیز کو جس وقت چاہے واپس لے سکتا ہے اور جس شخص نے کوئی چیز بطور امانت قبول کی ہو وہ جب بھی چاہے اس کے مالک کو لوٹا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۲ : اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور ودیعہ منسوخ کر دے تو اسے چاہئے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو پہنچا دے یا انہیں

اطلاع دے دے کہ وہ مال کی حفاظت کے لیئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال انہیں نہ پہنچائے اور اطلاع بھی نہ دے تو اگر مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۳ : جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لیئے مناسب جگہ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس کے لیئے مناسب جگہ حاصل کرے اور اس چیز کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کی نگہداشت میں اس نے کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس چیز کو ایسی جگہ رکھے جو اس کے لیئے مناسب نہ ہو اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۴ : جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کرے اور اتفاقاً" وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ اس بات سے محفوظ نہ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے اور اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۳۴۵ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیئے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے کہے کہ تجھے چاہئے کہ یہیں مال کا خیال رکھے اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تجھے اس کو کہیں اور نہیں لے جانا چاہئے تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ شخص (یعنی امانت قبول کرنے والا) ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۶ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیئے کوئی جگہ معین کرے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے علم ہو کہ وہ جگہ مال کے مالک کی نظر میں کوئی خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ اس کے معین کرنے سے اس کا مقصد محض مال کی حفاظت تھا تو وہ اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی ہی محفوظ ہو لے جا سکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۷ : اگر مال کا مالک دیوانہ ہو جائے تو جس شخص نے اس سے امانت قبول کی ہو اسے چاہئے کہ فوراً امانت اس کے ولی کو پہنچا دے یا اس کے ولی کو خبر پہنچا دے اور اگر وہ شرعی عذر

کے بغیر مال دیوانے کے ولی کو نہ پہنچائے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۸ : اگر مال کا مالک مر جائے تو امانت دار کو چاہئے کہ اس کا مال اس کے وارث کو پہنچا دے یا اس کے وارث کو اطلاع دے اور اگر وہ مال میت کے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے لیکن اگر وہ مال اس وجہ سے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے کہ وہ یہ جاننا چاہتا ہو کہ جو شخص کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں وہ ٹھیک بھی کہتا ہے یا نہیں یا یہ جاننا چاہتا ہو کہ میت کا کوئی اور بھی وارث ہے یا نہیں تو پھر اگر مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۹ : اگر مال کا مالک مر جائے اور اس کے کئی وارث ہوں تو جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے چاہئے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضامند ہوں لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کے لیئے ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۰ : جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہئے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس کو پہنچائے۔

مسئلہ ۲۳۵۱ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ امانت کو اس کے مالک یا مالک کے وکیل کے پاس پہنچا دے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ امانت حاکم شرع کے سپرد کر دے اور اگر حاکم شرع تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اس صورت میں جب کہ اس کا وارث امین ہو اور امانت کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وصیت کرے ورنہ اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور اس وصیت پر شاہد بھی مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور اس کا محل وقوع وصی اور شاہد کو بتا دے۔

مسئلہ ۲۳۵۲ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے اور جس وظیفے کا سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اگر وہ امانت تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا

عوض دے اگرچہ اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کی ہو اور اس کا مرض بھی دور ہو چکا ہو یا کچھ مدت کے بعد پشیمان ہو کر اس نے وصیت بھی کر دی ہو۔

عاریہ کے احکام

مسئلہ ۲۳۵۳ : عاریہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اس مال سے استفادہ کرے اور اس کے عوض میں کوئی چیز اس سے نہ لے۔

مسئلہ ۲۳۵۴ : عاریہ میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے اور وہ بھی اس قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۵ : غصبی چیز یا اس چیز کا بطور عاریہ دینا جو کہ عاریہ دینے والے کا مال ہو لیکن اس کی آمدنی اس نے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی ہو اس صورت میں صحیح ہے جب غصبی چیز کا مالک یا وہ شخص جس نے عاریہ دی جانے والی چیز کو بطور اجارہ لے رکھا ہو اس کے بطور عاریہ دینے پر راضی ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۵۶ : جس چیز کی منفعت کسی شخص کا مال ہو مثلاً وہ اس نے اجارہ پر لے رکھی ہو اس چیز کو وہ بطور عاریہ دے سکتا ہے لیکن اگر اجارہ میں یہ شرط عائد کی گئی ہو کہ وہ شخص خود اس مال سے استفادہ کرے گا تو پھر وہ شخص وہ مال کسی دوسرے کو بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۵۷ : اگر دیوانہ بچہ دیوالیہ اور سفیہ اپنا مال عارِیتاً دیں تو صحیح نہیں ہے لیکن اس صورت میں جب کہ ولی اس بات میں مصلحت سمجھتا ہو کہ جس شخص کا وہ ولی ہے اس کا مال عاریہ پر دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر بچہ اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال عارِیتاً دے دے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۸ : جس شخص نے کوئی چیز عارِیتاً لی ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے معمول سے زیادہ استفادہ بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط طے کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عارِیتاً لینے

والا ذمہ دار ہو گا یا جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو تو عاریتاً لینے والے کو چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۵۹ : اگر کوئی شخص سونا یا چاندی عاریتاً لے اور یہ طے ہو کہ اگر وہ سونا یا چاندی تلف ہو گیا تو وہ ذمہ دار نہیں ہو گا تو اگر وہ تلف ہو گیا تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۰ : اگر کوئی چیز عاریتاً دینے والا مر جائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہئے کہ جو چیز عاریتاً لی ہو وہ مرنے والے کے ورثاء کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۶۱ : اگر عاریتاً دینے والے کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً دیوانہ ہو جائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہئے کہ جو مال عاریتاً لیا ہو وہ عاریتاً دینے والے کے ولی کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۶۲ : جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو تو وہ جب بھی چاہے اسے واپس لے سکتا ہے اور جس نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو وہ بھی جب چاہے واپس کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۳ : کسی ایسی چیز کا عاریتاً دینا جس سے حلال استفادہ نہ ہو سکتا ہو (مثلاً لہو و لعب اور قمار بازی کے آلات اور استعمال کی غرض سے سونے چاندی کے برتن عاریتاً دینا) باطل ہے ہاں اگر ان چیزوں کو سجاوٹ کے لیئے عاریتاً دیا جائے تو جائز ہے اگرچہ احتیاط اس غرض سے عاریتاً دینے کو بھی ترک کرنے میں ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۴ : بھیڑوں کو ان کے دودھ اور پشم سے استفادہ کرنے کے لیئے اور نر حیوان کو مادہ حیوانات کے ساتھ ملانے کے لیئے عاریتاً دینا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۵ : اگر کسی چیز کو عاریتاً لینے والا اسے اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو دے دے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہو جائے تو اس چیز کو عاریتاً لینے والا ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کے مالک یا اس کے وکیل یا ولی کی اجازت کے بغیر مال کو ایسی جگہ لے جائے جہاں مال کا مالک اسے عموماً لے جاتا ہو مثلاً گھوڑے کو اس کے اصطبل میں باندھ دے جو اس کے مالک نے اس کے لیئے تیار کیا ہو اور بعد میں گھوڑا تلف ہو جائے یا کوئی اسے تلف کر دے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۶ : اگر کوئی شخص کوئی نجس چیز ایسے کام کے لیئے عاریتاً دے جس میں طہارت شرط ہو مثلاً نجس برتن بطور عاریہ دے تاکہ اس میں کھانا کھایا جائے تو اسے چاہئے کہ جس شخص کو وہ چیز عاریتاً دے رہا ہو اسے اس کے نجس ہونے کے بارے میں بتا دے لیکن اگر نجس لباس نماز پڑھنے کے لیئے عاریتاً دے تو ضروری نہیں کہ لینے والے کو اس کے نجس ہونے کے بارے میں مطلع کرے۔

مسئلہ ۲۳۶۷ : جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اسے وہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو بطور اجارہ یا بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۶۸ : جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اگر وہ اسے مالک کی اجازت سے کسی اور شخص کو عاریتاً دے دے تو اگر جس شخص نے پہلے وہ چیز عاریتاً لی ہو وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۳۶۹ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ مال اس کے مالک کو پہنچا دے اور وہ اسے عاریتاً دینے والے کو نہیں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۰ : اگر کوئی شخص ایسا مال عاریتاً لے جس کے متعلق وہ جانتا ہو کہ وہ غصبی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو مالک اس مال کا عوض اور جو فائدہ عاریتاً لینے والے نے اٹھایا ہے اس کا عوض اس سے یا جس نے مال غصب کیا ہو اس سے طلب کر سکتا ہے اور اگر وہ عوض عاریتاً لینے والے سے لے لے تو وہ جو کچھ مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۷۱ : اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے جو مال عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو اگر مال کا مالک اس کا عوض اس سے لے لے تو وہ بھی جو کچھ مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے جو چیز عاریتاً لی ہو سونا یا چاندی ہو یا بطور عاریہ دینے والے نے اس سے شرط طے کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا عوض دے گا تو پھر اس نے مال کا جو عوض مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ وہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا ہے۔

عقد نکاح یعنی ازدواج

مسئلہ ۲۳۷۲ : عقد ازدواج کے ذریعے عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے اور عقد کی دو قسمیں ہیں یعنی دائمی اور غیر دائمی (مقررہ وقت کے لیئے عقد) عقد دائمی اسے کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لیئے ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے دائمہ کہتے ہیں۔ اور غیر دائمی عقد وہ ہے جس میں ازدواج کی مدت معین ہو مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینے یا ایک سال کا یا اس سے زیادہ مدت کے لیئے عقد کیا جائے لیکن اس عقد کی مدت عورت اور مرد کی عام عمر سے علاوتاً" زیادہ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس صورت میں احتیاطاً" عقد دائمی ہو گا اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے متعہ اور صیغہ کہتے ہیں۔

عقد کے احکام

مسئلہ ۲۳۷۳ : ازدواج خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے۔ عورت اور مرد کا محض رضامند ہونا کافی نہیں ہے عقد کا صیغہ یا تو عورت اور مرد خود پڑھتے ہیں یا کسی کو وکیل مقرر کر لیتے ہیں تاکہ وہ ان کی طرف سے پڑھ دے۔

مسئلہ ۲۳۷۴ : وکیل کا مرد ہونا ضروری نہیں بلکہ عورت بھی عقد کا صیغہ پڑھنے کے لیئے کسی دوسرے کی جانب سے وکیل ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۵ : عورت اور مرد کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے اس وقت تک وہ ایک دوسرے کو محرمانہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتے اور اس بات کا گمان کہ وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے کافی نہیں ہے لیکن اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ دیا ہے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۶ : اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے اور اسے کہے کہ تم میرا عقد دس دن کے لیئے فلاں شخص کے ساتھ پڑھ دو اور دس دن کی ابتداء کو معین نہ کرے تو وہ وکیل جن دس دنوں کے

لیے چاہے اسے اس مرد کے عقد میں لا سکتا ہے لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی
خاص دن یا گھنٹے کا ہے تو پھر اسے چاہیے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۳۷۷ : عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کے لیے ایک شخص دو اشخاص کی
طرف سے وکیل بن سکتا ہے اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور
اس سے خود دائمی یا غیر دائمی عقد کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عقد دو اشخاص پڑھیں۔

عقد پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۷۸ : اگر عورت اور مرد خود اپنے عقد دائمی کا صیغہ پڑھیں تو پہلے عورت کہے
زوجتک نفسی علی الصداق المعلوم یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو
تمہاری بیوی بنایا اور اس کے بلا بغیر فاصلہ کے مرد کہے **قبلت التزویج** یعنی میں نے ازدواج کو قبول
کیا تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ عقد پڑھ دے
تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے **زوجت**
موکلک احمد موکلتی فاطمة علی الصداق المعلوم اور اس کے بعد فاصلہ کے بغیر مرد کا
وکیل کہے **قبلت التزویج لموکلی احمد علی الصداق المعلوم** تو عقد صحیح ہو گا اور احتیاط
واجب کی بنا پر چاہیے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر
عورت **زوجت** کہے تو مرد بھی **قبلت التزویج** کہے۔

مسئلہ ۲۳۷۹ : اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی عقد کا صیغہ عقد کی مدت اور مہر معین
کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں لہٰذا اگر عورت کہے **زوجتک نفسی فی المدة المعلومة علی**
المهر المعلوم اور اس کے بعد مرد بلا فاصلہ کہے **قبلت** تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی اور شخص کو
وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے **متعت موکلتی موکلک فی المدة**
المعلومة علی المهر المعلوم اور اس کے بعد مرد کا وکیل بلافاصلہ کہے **قبلت التزویج**
لموکلی هکذا تو عقد صحیح ہو گا۔

عورت سے عقد کیا گیا ہو اس سے استمتاع ہو سکے تو ظاہر طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ عقد کے وقت وہ عورت زندہ نہ تھی تو عقد باطل ہے اور وہ لوگ جو عقد کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نامحرم ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۰ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کی عقد میں متعین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ مجامعت کی ہو تو اسے (یعنی مرد کو) چاہئے کہ تمام چیزیں جن کا عہد کیا گیا تھا اسے دے دے اور اگر مجامعت نہ کی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آدھا مہر دے دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سارا مہر اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۴۴۱ : مرد کے لیئے جائز ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی عدت ختم نہ ہوئی ہو اس سے دائمی عقد کرے یا دوبارہ متعہ کر لے۔

نگاہ ڈالنے کے احکام

مسئلہ ۲۴۴۲ : مرد کے لیئے نامحرم عورتوں کے بدن پر نگاہ ڈالنا اور اسی طرح ان کے بال دیکھنا حرام ہے خواہ ایسا کرنا لذت کے قصد سے ہو یا نہ ہو اور لذت کے قصد سے ان کے چہروں اور ہاتھوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ لذت کے قصد کے بغیر بھی نگاہ نہ ڈالی جائے اور عورت کا نامحرم کے چہرے' ہاتھوں' سر' گردن اور پاؤں کے علاوہ باقی بدن پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۳ : اگر کوئی شخص لذت کے قصد کے بغیر کافر عورتوں کے چہروں اور ہاتھوں اور ان کے بدنوں کے ان حصوں پر جنہیں وہ عادتاً" نہیں چھپاتیں نگاہ ڈالے تو اس صورت میں جبکہ اسے حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۴ : عورت کو چاہئے کہ اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپائے اور بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے سے بھی چھپائے جو بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۴۴۵ : کسی شخص کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا حتیٰ کہ ممیز بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اس کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے اگرچہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف پانی

وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو البتہ میاں بیوی اور کنیز اور آقا ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۶ : جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کا قصد نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں اور علی الاحوط ان کی ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ شرمگاہ کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۷ : ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کے قصد سے نہیں دیکھنا چاہئے اور ایک عورت کا بھی دوسری عورت کے بدن پر لذت کے قصد سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۸ : مرد کو چاہئے کہ نامحرم عورت کا فوٹو نہ کھینچے اور اگر کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس عورت کے فوٹو پر نظر نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۴۹ : اگر ایک عورت کسی دوسری عورت یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تاکہ اس کا ہاتھ دوسری عورت یا مرد کی شرمگاہ تک نہ پہنچے اور اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۰ : اگر مرد کسی نامحرم عورت کے علاج کے سلسلے میں اس پر نگاہ ڈالنے یا اس کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو اسے اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر اسے چاہئے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۵۱ : اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لیئے چاہئے اسے اس مرد کے عقد میں لا سکتا ہے لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹے کا ہے تو بکرا سے چاہئے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۳۷۷ : عقد دائمی یا عقد غیردائمی کا صیغہ پڑھنے کے لیئے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیردائمی عقد کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عقد دو اشخاص پڑھیں۔

عقد پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۷۸ : اگر عورت اور مرد خود اپنے عقد دائمی کا صیغہ پڑھیں تو پہلے عورت کہے **زوجتک نفسی علی الصداق المعلوم** یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا اور اس کے بعد بغیر فاصلہ کے مرد کہے **قبلت التزویج** یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ عقد پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے **زوجت موکلک احمد موکلتی فاطمة علی الصداق المعلوم** اور اس کے بعد فاصلہ کے بغیر مرد کا وکیل کہے **قبلت التزویج لموکلی احمد علی الصداق المعلوم** تو عقد صحیح ہو گا اور احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت **زوجت** کہے تو مرد بھی **قبلت التزویج** کہے۔

مسئلہ ۲۳۷۹ : اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیردائمی عقد کا صیغہ عقد کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں لہٰذا اگر عورت کہے **زوجتک نفسی فی المدة المعلومة علی المهر المعلوم** اور اس کے بعد مرد بلا فاصلہ کہے **قبلت** تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے **متعت موکلتی موکلک فی المدة المعلومة علی المهر المعلوم** اور اس کے بعد مرد کا وکیل بلافاصلہ کہے **قبلت التزویج لموکلی هکذا** تو عقد صحیح ہو گا۔

عقد کی شرائط

مسئلہ ۲۳۸۰ : عقد ازدواج کی چند شرائط ہیں۔

۱ ... یہ کہ بنا بر احتیاط واجب صیغہ عقد صحیح عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد اور عورت صیغہ صحیح عربی میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو اگر ممکن ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو شخص صحیح عربی میں پڑھ سکتا ہو اسے وکیل بنائیں اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو وہ خود عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھ سکتے ہیں البتہ انہیں چاہیئے کہ وہ الفاظ کہیں جو **زوجت** اور **قبلت** کا مفہوم ادا کر سکیں۔

۲ ... مرد اور عورت یا ان کے وکیل جو کہ صیغہ پڑھ رہے ہوں وہ انشاء کا قصد رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا **زوجتک نفسی** کہنا اس قصد سے ہو کہ وہ خود کو اس مرد کی بیوی قرار دے اور مرد کا **قبلت التزویج** کہنا اس قصد سے ہو کہ وہ اس کا اپنی بیوی بننا قبول کرے اور اگر مرد اور عورت کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو **زوجت و قبلت** کہنے سے ان کا قصد یہ ہو کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے انہیں وکیل بنایا ہے ایک دوسرے کے میاں بیوی بن جائیں۔

۳ ... جو شخص صیغہ پڑھ رہا ہو احتیاط کی بنا پر وہ بالغ اور عاقل ہو۔ خواہ وہ اپنے لیئے صیغہ پڑھے یا کسی دوسرے کی طرف سے وکیل بنایا گیا ہو۔

۴ ... اگر عورت اور مرد کے وکیل یا ان کے ولی صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ عقد کے وقت عورت اور مرد کو معین کر لیں مثلاً ان کے نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں پس جس شخص کی کئی لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے **زوجتک احدی بناتی** یعنی میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کو تمہاری بیوی بنایا اور وہ مرد کہے **قبلت** یعنی میں نے قبول کیا تو چونکہ عقد کرتے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا گیا لہٰذا عقد باطل ہے۔

۵ ... عورت اور مرد ازدواج پر راضی ہوں ہاں اگر عورت ظاہری طور پر ناپسندیدگی سے اجازت دے اور معلوم ہو کہ دل سے راضی ہے تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۱ : اگر عقد میں ایک حرف بھی غلط پڑھا جائے جو اس کے معنی بدل دے تو عقد

باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۲ : جو شخص عربی زبان کی صرف و نحو نہ جانتا ہو اگر اس کی قرات صحیح ہو اور وہ عقد کے ہر کلمہ کے معنی فرداً فرداً جانتا ہو اور ہر لفظ سے اس کی مراد اس کے معنی ہوں تو وہ عقد پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۳ : اگر کسی عورت کا عقد اس کی اجازت کے بغیر کسی مرد سے کر دیا اور بعد میں عورت اور مرد اس عقد کی اجازت دے دیں تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۴ : اگر عورت اور مرد دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو ازدواج پر مجبور کیا جائے اور عقد پڑھے جانے کے بعد وہ اجازت دے دیں تو عقد صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوبارہ عقد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲۳۸۵ : باپ اور دادا اپنے نابالغ فرزند کا (لڑکا ہو یا لڑکی) یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو عقد کر سکتے ہیں اور جب وہ بچہ بالغ ہو جائے یا دیوانہ عاقل ہو جائے تو انہوں نے اس کا جو عقد کیا ہو اگر اس میں کوئی خرابی نہ ہو تو وہ اسے منسوخ نہیں کر سکتا اور اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو اسے اس عقد کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے لیکن اس صورت میں جبکہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کے باپ ان کا عقد کر دیں اگر وہ بالغ ہونے پر اجازت نہ دیں تو طلاق یا عقد جدید کی احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۳۸۶ : جو لڑکی سن بلوغ کو پہنچ چکی ہو اور رشیدہ ہو یعنی اپنی بھلائی برائی جانچ سکتی ہو اگر وہ نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر کنواری ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے اور حقوق زوجیت کی ادائیگی کا دارو مدار باپ دادا کی اجازت سے مشروط ہے اور اگر صرف محرم بنا مقصود ہو تو بغیر اجازت کے عقد دائم وعقد منقطع کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۷ : اگر لڑکی کنواری نہ ہو یا کنواری ہو لیکن باپ یا دادا سے اجازت لینا ان کے غائب ہونے یا کسی اور وجہ سے ممکن نہ ہو تو (غیب سے مراد یعنی کوئی ایسی صورت ممکن نہ ہو کہ باپ یا دادا سے رابطہ کر کے اجازت لی جا سکے۔) اور لڑکی شادی کی ضرورت مند بھی ہو تو باپ یا دادا سے

اجازت لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۳۸۸ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی شادی کر دیں تو لڑکے کو چاہئے کہ بالغ ہونے کے بعد اس عورت کا خرچ دے۔

مسئلہ ۲۳۸۹ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی شادی کر دیں تو اگر لڑکا عقد کے وقت مال رکھتا ہو تو وہ عورت کے مہر کا مقروض ہے اور اگر وہ عقد کے وقت مال نہ رکھتا ہو تو اس کے باپ یا دادا کو چاہئے کہ اس عورت کا مہر دیں۔

وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد فسخ کیا جا سکتا ہے

مسئلہ ۲۳۹۰ : اگر مرد کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ عورت میں مندرجہ ذیل سات عیبوں میں سے کوئی ایک عیب موجود ہے تو وہ عقد کو فسخ کر سکتا ہے۔

۱... پاگل پن۔

۲... کوڑھ۔

۳... برص۔

۴... اندھا پن۔

۵... اپاہج ہونا اور مفلوج ہونا بھی اپاہج ہونے کے حکم میں ہے، جب کہ عورت کا مفلوج ہونا واضح ہو۔

۶... افضا یعنی پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو جانا۔

۷... عورت کی شرم گاہ میں گوشت یا ہڈی کا ہونا جو جماع سے مانع ہو۔

مسئلہ ۲۳۹۱ : اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کا شوہر عقد سے پہلے دیوانہ رہا ہے یا وہ عقد کے بعد مجامعت کرنے سے پہلے یا مجامعت کرنے کے بعد دیوانہ ہو جائے یا اس کا آلہ تناسل ہی نہ ہو یا اس کا آلہ تناسل عقد کے بعد لیکن مجامعت سے پہلے کٹ جائے یا اسے کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ مجامعت پر قادر نہ ہو خواہ اسے وہ بیماری عقد کے بعد اور نزدیکی کرنے سے پہلے ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو۔ ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر عقد کو ختم کر سکتی ہے لیکن اس صورت میں

جب کہ شوہر مجامعت نہ کر سکتا ہو عورت کے لیئے لازم ہے کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور وہ اس کے شوہر کو ایک سال کی مہلت دے دے اور اگر پھر بھی وہ اس عورت یا کسی اور عورت سے مجامعت پر قادر نہ ہو تو عورت اس کے بعد عقد ختم کر سکتی ہے اور اگر مرد کا آلہ تناسل مجامعت کرنے کے بعد کٹ جائے اور عورت عقد ازدواج کو فسخ کرے تو اس فسخ کرنے کا کوئی اثر نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ شوہر اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۳۹۲ : اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کے شوہر کے فوطے نکال دیئے گئے ہیں تو اس صورت میں جب کہ اس امر کو عورت سے مخفی رکھا گیا ہو وہ عقد ختم کر سکتی ہے لیکن اگر اس سے مخفی نہ رکھا گیا ہو تو احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۳۹۳ : اگر عورت اس بنا پر عقد ختم کر دے کہ مرد مجامعت پر قادر نہیں تو شوہر کو چاہئے کہ اسے آدھا مہر دے لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بنا پر مرد یا عورت عقد ختم کر دیں تو اگر مرد نے عورت سے مجامعت نہ کی ہو تو کوئی چیز دینا اس پر واجب نہیں اور اگر مجامعت کی ہو تو اسے چاہئے کہ پورا مہر ادا کرے۔

وہ عورتیں جن سے ازدواج حرام ہے

مسئلہ ۲۳۹۴ : ان عورتوں کے ساتھ جو انسان کی محرم ہوں ازدواج حرام ہے۔ مثلاً ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس۔

مسئلہ ۲۳۹۵ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو خواہ اس سے مجامعت نہ بھی کرے اس عورت کی ماں، نانی اور دادی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۶ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس کے ساتھ مجامعت کرے تو پھر اس عورت کی لڑکی، نواسی، پوتی اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں خواہ وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

مسئلہ ۲۳۹۷ : اگر کسی مرد نے ایک عورت سے عقد کیا ہو لیکن مجامعت نہ کی ہو تو جب تک

وہ عورت اس کے عقد میں رہے احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اس وقت تک اس کی لڑکی سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۸ : انسان کی پھوپھی اور خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ اور ماں کی پھوپھی اور خالہ اور نانی کی پھوپھی اور خالہ اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے سب اس کی محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۹ : شوہر کا باپ اور دادا اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور شوہر کا بیٹا پوتا اور نواسا جس قدر بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور خواہ وہ عقد کے وقت دنیا میں موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں سب اس کے محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۴۰۰ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو خواہ وہ عقد دائمی ہو یا غیر دائمی جب تک وہ عورت اس کے عقد میں ہے وہ اس کی بہن کے ساتھ عقد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۰۱ : اگر کوئی شخص اس ترتیب کے مطابق جس کا ذکر کتاب طلاق میں کیا جائے گا اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دے تو وہ عدت کے دوران میں اس کی بہن سے عقد نہیں کر سکتا ہے لیکن طلاق بائن کی عدت کے دوران میں اس کی بہن سے عقد کر سکتا ہے اور متعہ کی عدت کے دوران میں احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت کی بہن سے عقد نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۰۱ : انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھانجی یا بھتیجی سے ازدواج نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت کے بغیر ان سے عقد کر لے اور بعد میں بیوی اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۰۲ : اگر بیوی کو پتہ چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے عقد کر لیا ہے اور خاموش رہے تو اگر وہ بعد میں رضامند نہ ہو تو ان کا عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۳ : اگر انسان خالہ کی لڑکی سے شادی کرنے سے پہلے نعوذباللہ خالہ سے زنا کرے تو پھر وہ اس کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا اور احتیاط واجب کی بنا پر پھوپھی کی لڑکی کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۴ : اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور اس سے مجامعت کرنے کے بعد اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کا موجب نہیں ہوتی اور اگر اس سے مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تب بھی یہی حکم ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق دے کر اس سے (یعنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے) جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۰۵ : اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی یا خالہ کے علاوہ کسی اور عورت سے زنا کرے تو احوط اور اولیٰ یہ ہے کہ اس کی بیٹی کے ساتھ شادی نہ کرے بلکہ اگر کسی عورت سے عقد کرے اور اس کے ساتھ مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو بہتر یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے لیکن اگر اس سے مجامعت کر لے اور بعد میں اس کی ماں سے زنا کرے تو بلا شبہ اس کے لیئے لازم نہیں کہ اس عورت سے جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۰۶ : مسلمان عورت کا عقد کافر مرد سے نہیں ہو سکتا۔ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافرہ عورتوں سے ازدواج نہیں کر سکتا۔ لیکن یہودی اور عیسائی عورتوں کی مانند اہل کتاب عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان سے عقد دائمی نہ کیا جائے اور بعض فرقے مثلاً خوارج ' غلات اور نواصب جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں کفار کے حکم میں ہیں اور مسلمان عورتیں یا مرد ان کے ساتھ دائمی یا غیر دائمی عقد نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۴۰۷ : اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے زنا کرے جو طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو بنابر احتیاط وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور اگر ایسی عورت کے ساتھ زنا کرے جو عدہ متعہ یا طلاق بائن یا عدہ وفات میں ہو تو بعد میں اس کے ساتھ عقد کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے ازدواج نہ کرے طلاق رجعی اور طلاق بائن اور عدہ متعہ اور عدت وفات کے معنی طلاق کے احکام میں بتائے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۴۰۸ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو بے شوہر ہو اور عدت میں نہ ہو تو بعد میں اس عورت سے عقد کر سکتا ہے۔ لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ تاوقتیکہ اس عورت کو حیض کا خون آئے انتظار کرے اور بعد میں اس سے عقد کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس عورت سے

عقد کرنا چاہے تو پھر یہ احتیاط مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۹ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دوران میں عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو اگرچہ مرد نے عقد کے بعد عورت سے مجامعت نہ بھی کی ہو وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۱۰ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو اور اس سے مجامعت کرے تو خواہ اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ عورت عدت میں ہے یا یہ نہ جانتا ہو کہ عدت کے دوران میں عورت سے عقد حرام ہے وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۱۱ : اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور اس سے ازدواج حرام ہے اس سے ازدواج کرے تو اسے چاہئے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور یہ بھی چاہئے کہ بعد میں بھی اس سے عقد نہ کرے اور اگر اس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ عورت شوہر دار ہے لیکن ازدواج کے بعد اس سے مجامعت کی ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۲ : اگر شوہر دار عورت زنا کرے تو بنا بر احتیاط وہ زنا کرنے والے مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے لیکن شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور اگر توبہ نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے (یعنی زنا کاری ترک نہ کرے) تو بہتر یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے لیکن شوہر کو چاہئے کہ اس کا پورا مہر بھی دے۔ بشرطیکہ شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو ورنہ نصف مہر دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۳ : دخول کے بعد جس عورت کو طلاق مل گئی ہو اور جو عورت متعہ میں رہی ہو اور اس کے شوہر نے متعہ کی مدت بخش دی ہو یا وہ مدت ختم ہو گئی ہو اگر وہ کچھ مدت کے بعد دوسرا شوہر کرے اور بعد میں شک کرے کہ آیا دوسرے شوہر سے عقد کرنے کے وقت پہلے شوہر کی عدت ختم ہوئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۴ : جس شخص نے کسی لڑکے کے ساتھ اغلام کیا ہو اگر وہ (یعنی اغلام کرنے والا) بالغ ہو تو اس لڑکے کی ماں بہن اور بیٹی اغلام کرنے والے پر حرام ہیں لیکن اگر اسے گمان ہو کہ دخول

ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو پھر وہ حرام نہیں ہیں۔

مسئلہ ۲۴۱۵ : اگر کوئی شخص کسی لڑکے کی ماں یا بہن سے ازدواج کرے اور ازدواج کے بعد اس لڑکے سے اغلام کرے تو وہ عورتیں اس پر حرام نہیں ہوتیں سوائے اس صورت کے کہ وہ ازدواج طلاق وغیرہ کی وجہ سے ختم ہو جائے اور اغلام کرنے والا دوبارہ ان سے ازدواج کرنا چاہے اور اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ ان سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۶ : اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں (جو اعمال حج میں سے ایک عمل ہے) کسی عورت سے ازدواج کرے تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر اسے علم تھا کہ کسی عورت سے احرام کی حالت میں عقد کرنا اس پر حرام ہے تو بعد میں وہ اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۷ : جو عورت احرام کی حالت میں ہو اگر وہ ایک ایسے مرد سے ازدواج کرے جو احرام کی حالت میں نہ ہو تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ احرام کی حالت میں ازدواج کرنا حرام ہے تو اس کے لیئے واجب ہے کہ بعد میں اس مرد سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۸ : اگر مرد طواف نساء (جو حج کے اعمال میں سے ایک عمل ہے) بجا نہ لائے تو اس کی بیوی بھی اور دوسری عورتیں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور اگر عورت طواف نساء نہ کرے تو اس کا شوہر اور دوسرے مرد اس پر حرام ہو جاتے ہیں لیکن اگر وہ بعد میں طواف نساء بجا لائیں تو مرد پر عورتیں اور عورت پر مرد حلال ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۱۹ : جو لڑکی بالغ نہ ہوئی ہو اس سے مجامعت کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے عقد کرے اور اس لڑکی کی عمر نو سال ہونے سے پہلے اس سے مجامعت کرے تو اظہر یہ ہے کہ لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس سے مجامعت حرام نہیں ہے خواہ اسے افضاء ہی ہو گیا ہو (افضاء کے معنی بتائے جا چکے ہیں) لیکن مرد کے لیئے احوط یہ ہے کہ اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۴۲۰ : جس عورت کو تین مرتبہ طلاق دی جائے وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے ہاں اگر ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا وہ عورت دوسرے مرد سے ازدواج کرے تو دوسرے شوہر کی موت یا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد اور اس کی عدت گزر جانے کے بعد اس کا

پہلا شوہر دوبارہ اس کے ساتھ عقد کر سکتا ہے۔

دائمی عقد کے احکام

مسئلہ ۲۴۲۱ : جس عورت کا دائمی عقد ہو جائے اس کے لیئے احتیاط اس میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر معمولی کاموں کے لیئے بھی گھر سے باہر نہ نکلے خواہ اس کا نکلنا شوہر کے حق کے منافی نہ بھی ہو اور اسے چاہئے کہ جس لذت کی بھی شوہر خواہش کرے اسے پورا کرے اور شرعی عذر کے بغیر شوہر کو مجامعت سے نہ روکے اور جب تک عورت بغیر عذر کے گھر سے باہر نہ جائے اس کی غذا لباس اور رہائش کا انتظام شوہر پر واجب ہے اور اگر وہ یہ چیزیں مہیا نہ کرے تو خواہ ان کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ بیوی کا مقروض ہو گا۔

مسئلہ ۲۴۲۲ : اگر عورت ان کاموں میں جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے تو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور گنہگار ہے اور قول مشہور کی رو سے وہ غذا، لباس اور رہائش کا حق بھی نہیں رکھتی مگر جب تک عورت شوہر کے پاس ہو یہ حکم محل اشکال ہے ۔ البتہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس کا مہر کالعدم نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۲۳ : مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی کو خانگی خدمت پر مجبور کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۴ : بیوی کے سفر کے اخراجات اگر وطن میں رہنے کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو وہ اخراجات شوہر کی ذمہ داری نہیں البتہ اگر شوہر خود اس بات پر مائل ہو کہ بیوی کو سفر پر لے جائے تو اسے چاہئے کہ سفر کے اخراجات اسے دے ۔

مسئلہ ۲۴۲۵ : جس عورت کا خرچ اس کے شوہر کے ذمہ ہو اور شوہر اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنا خرچ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور وہ مجبور ہو کہ اپنی معاش کا خود بندوبست کرے تو جس وقت وہ اپنی معاش کا بندوبست کرنے میں مشغول ہو اس وقت شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۴۲۶ : اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کے پاس ایک رات رہے

تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے کوئی ایک رات دوسری بیوی کے پاس بھی گزارے اور اس صورت کے علاوہ عورت کے پاس رہنا واجب نہیں ہے ہاں یہ لازم ہے کہ اس کے پاس رہنا بالکل ہی ترک نہ کردے اور اولیٰ اور احوط یہ ہے کہ ہر چار راتوں میں سے ایک رات مرد اپنی دائمی منکوحہ بیوی کے پاس رہے۔

مسئلہ ۲۴۲۷ : مرد کے لیئے جائز نہیں کہ وہ اپنی دائمی جوان بیوی سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک مجامعت نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۸ : اگر دائمی عقد میں مہر معین نہ کیا جائے تو عقد صحیح ہے اور اگر مرد عورت کے ساتھ مجامعت کرے تو اسے چاہیئے کہ اس کا مہر اسی جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق دے البتہ اگر متعہ میں مہر معین نہ کیا جائے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۹ : اگر عقد دائمی پڑھتے وقت مہر دینے کے لیئے مدت معین نہ کی جائے تو عورت مہر لینے سے پہلے شوہر کو مجامعت کرنے سے روک سکتی ہے قطع نظر اس سے کہ مرد وہ مہر دینے پر قادر ہو یا نہ ہو لیکن اگر وہ مہر لینے سے پہلے مجامعت پر راضی ہو اور شوہر اس سے مجامعت کرے تو بعد میں وہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو مجامعت کرنے سے نہیں روک سکتی۔

متعہ (ازدواج موقت)

مسئلہ ۲۴۳۰ : عورت کے ساتھ متعہ کرنا اگرچہ لذت حاصل کرنے کے لیئے نہ بھی ہو تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۱ : احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر نے جس عورت سے متعہ کیا ہو اس کے ساتھ چار مہینے سے زیادہ مجامعت ترک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۳۲ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جارہا ہو اگر وہ عقد میں یہ شرط عائد کرے کہ شوہر اس سے مجامعت نہ کرے تو عقد اور اس کی عائد کردہ شرط صحیح ہے اور شوہر اس سے فقط دوسری لذتیں حاصل کرسکتا ہے لیکن اگر وہ بعد میں راضی ہو جائے تو شوہر اس سے مجامعت کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۳ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو خواہ وہ حاملہ ہو جائے تب بھی خرچ کا حق

نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۴۳۴ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور شوہر سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا۔ ہاں اگر انہوں نے میراث پانے کی شرط عائد کی ہو تو اس صورت میں جس نے ایسی شرط عائد کی ہو وہ میراث پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۵ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگرچہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اس کا عقد صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر پر کوئی حق پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۳۶ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے اور اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے اور احتیاط یہ ہے کہ گو اس کے باہر جانے سے شوہر کا حق تلف نہ بھی ہوتا ہو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۷ : اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معین مدت کے لیئے معین رقم کے عوض اس کا خود اپنے ساتھ متعہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی عقد اپنے ساتھ پڑھ لے یا مدت مقرر کیئے بغیر یا رقم کا تعین کیئے بغیر عقد متعہ پڑھ دے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتہ چلے اگر وہ اجازت دے دے تو عقد صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۸ : محرم بن جانے کے غرض سے کسی نابالغ لڑکی کا باپ یا دادا اسے ایک گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت کے لیئے کسی شخص کے عقد میں دے سکتے ہیں تاہم ضروری ہے کہ اس عقد میں لڑکی کے لیئے منفعت ہو لیکن اگر نابالغ لڑکے کا محرم بن جانے کے خاطر اس زمانے میں جب وہ کسی قسم کی لذت حاصل کرنے کی بالکل صلاحیت نہ رکھتا ہو کسی عورت سے عقد کر دیں تو اس عقد میں اشکال ہے۔ اس اشکال کے ازالے کے لیئے مدت اتنی مقرر کر دی جائے کہ لڑکا بالغ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۹ : اگر باپ یا دادا اپنے لڑکے کا جو دوسری جگہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے محرم بن جانے کی خاطر کسی عورت سے عقد کر دیں اور زوجیت کی مدت اتنی ہو کہ جس

عورت سے عقد کیا گیا ہو اس سے، استمتاع ہو سکے تو ظاہر طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ عقد کے وقت وہ عورت زندہ نہ تھی تو عقد باطل ہے اور وہ لوگ جو عقد کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نامحرم ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۰ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کی عقد میں متعین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ مجامعت کی ہو تو اسے (یعنی مرد کو) چاہئے کہ تمام چیزیں جن کا عہد کیا گیا تھا اسے دے دے اور اگر مجامعت نہ کی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آدھا مہر دے دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سارا مہر اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۴۴۱ : مرد کے لئے جائز ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی عدت ختم نہ ہوئی ہو اس سے دائمی عقد کرے یا دوبارہ متعہ کر لے۔

نگاہ ڈالنے کے احکام

مسئلہ ۲۴۴۲ : مرد کے لئے نامحرم عورتوں کے بدن پر نگاہ ڈالنا اور اسی طرح ان کے بال دیکھنا حرام ہے خواہ ایسا کرنا لذت کے قصد سے ہو یا نہ ہو اور لذت کے قصد سے ان کے چہروں اور ہاتھوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ لذت کے قصد کے بغیر بھی نگاہ نہ ڈالی جائے اور عورت کا نامحرم کے چہرے، ہاتھوں، سر، گردن اور پاؤں کے علاوہ باقی بدن پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۳ : اگر کوئی شخص لذت کے قصد کے بغیر کافر عورتوں کے چہروں اور ہاتھوں اور ان کے بدنوں کے ان حصوں پر جنہیں وہ عادتاً نہیں چھپاتیں نگاہ ڈالے تو اس صورت میں جبکہ اسے حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۴ : عورت کو چاہئے کہ اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپائے اور بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے سے بھی چھپائے جو بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۴۴۵ : کسی شخص کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا حتیٰ کہ ممیز بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اس کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے اگرچہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف پانی

وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو البتہ میاں بیوی اور کنیز اور آقا ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۶ : جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کا قصد نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں اور علی الاحوط ان کی ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ شرمگاہ کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۷ : ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کے قصد سے نہیں دیکھنا چاہئے اور ایک عورت کا بھی دوسری عورت کے بدن پر لذت کے قصد سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۸ : مرد کو چاہئے کہ نامحرم عورت کا فوٹو نہ کھینچے اور اگر کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس عورت کے فوٹو پر نظر نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۴۹ : اگر ایک عورت کسی دوسری عورت یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تاکہ اس کا ہاتھ دوسری عورت یا مرد کی شرمگاہ تک نہ پہنچے اور اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۰ : اگر مرد کسی نامحرم عورت کے علاج کے سلسلے میں اس پر نگاہ ڈالنے یا اس کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو اسے اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر اسے چاہئے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۵۱ : اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ازدواج کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۴۵۲ : جس شخص کو بیوی کے نہ ہونے کی وجہ سے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ شادی کرے۔

مسئلہ ۲۴۵۳ : اگر شوہر عقد میں یہ شرط عائد کرے کہ عورت کنواری ہو اور عقد کے بعد معلوم ہو کہ وہ کنواری نہیں اور کسی مرد سے مجامعت کی وجہ سے اس کا پردہ بکارت پھٹ چکا ہے تو بنابر احتیاط شوہر عقد کو فسخ نہیں کر سکتا البتہ کنواری ہونے اور کنواری نہ ہونے کے مابین مقرر کردہ مہر میں جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۴ : نامحرم مرد اور عورت کا ایسے خلوت کے مقام پر ہونا جہاں اور کوئی نہ ہو اور نہ ہی کوئی آ سکتا ہو اس صورت میں جب کہ فساد کا احتمال ہو حرام ہے لیکن اگر کوئی اس جگہ آ سکتا ہو یا کوئی ایسا بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو وہاں موجود ہو یا فساد کا احتمال نہ ہو تو پھر اس عورت اور مرد کے وہاں ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۵ : اگر کوئی مرد عورت کا مہر عقد میں معین کر دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہر نہیں دے گا تو عقد صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ مہر ادا کرے۔

مسئلہ ۲۴۵۶ : جو مسلمان خدا یا پیغمبرؐ یا قیامت کا منکر ہو یا ان فرقوں سے تعلق رکھتا ہو جن کا ذکر کیا گیا ہے یا دین کے کسی ضروری حکم سے یعنی ایسے حکم سے جسے مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہوں (مثلاً نماز اور روزے کا واجب ہونا) یہ جانتے ہوئے کہ وہ دین کا ضروری حکم ہے انکاری ہو جائے تو وہ شخص مرتد ہے اور اس پر ان احکام کا اطلاق ہوگا جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴۵۷ : اگر عورت ازدواج کے بعد اس طرح مرتد ہو جائے جیسے کہ سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو تو اس کے لئے عدت بھی نہیں ہے اور اگر مجامعت کے بعد مرتد ہو لیکن یائسہ ہو چکی ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر یائسہ نہ ہوئی ہو تو اسے چاہئے کہ اس دستور کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا

جائے گا عدت رکھے اور مشہور یہ ہے کہ اگر عدت کے دوران میں مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد قائم رہتا ہے لیکن اس حکم میں اشکال ہے البتہ احتیاط ترک نہیں ہوتی اور یائسہ کے معنی بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۵۸ : جو شخص مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہو اگر وہ مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اس عورت کو چاہئے کہ وفات کی عدت کے برابر (جس کا بیان طلاق کے احکام میں ہو گا) عدت رکھے۔

مسئلہ ۲۴۵۹ : وہ مرد جو غیر مسلم والدین کے ہاں جنم لے اور بعد میں مسلمان ہو جائے اگر وہ ازدواج کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو یا اگر وہ عورت یائسہ ہو تو اس کے لیئے عدت نہیں ہے اور اگر وہ مرد مجامعت کے بعد مرتد ہو اور اس کی بیوی کی عمر ان عورتوں کی ہو جنہیں خون حیض آتا ہے تو اس عورت کو چاہئے کہ طلاق کی عدت کے برابر (جس کا ذکر احکام طلاق میں آئے گا) عدت رکھے اور مشہور یہ ہے کہ اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد قائم رہتا ہے لیکن اس حکم میں بھی اشکال ہے البتہ احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۴۶۰ : اگر عورت عقد میں مرد پر شرط عائد کرے کہ اسے ایک معین شہر سے باہر نہ لے جائے اور مرد بھی اس شرط کو قبول کر لے تو اسے اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اس شہر سے باہر نہیں لے جانا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۶۱ : اگر عورت کی پہلے شوہر سے ایک بچی ہو تو بعد میں اس کا دوسرا شوہر اس لڑکی کا عقد اپنے اس لڑکے سے کر سکتا ہے جو اس بیوی سے نہ ہو اور اگر کسی لڑکی کا عقد اپنے بیٹے سے کرے تو بعد میں اس لڑکی کی ماں سے خود عقد کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۲ : اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس صورت میں جبکہ وہ عورت یا مرد جس نے اس سے زنا کیا ہو وہ دونوں مسلمان ہوں اس عورت کے لیئے جائز نہیں کہ حمل ساقط کرے۔

مسئلہ ۲۴۶۳ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اگر اس طریقے سے استبراء کے بعد جو بیان کیا گیا ہے اس عورت سے عقد کرے اور ان کا بچہ پیدا ہو تو اس صورت میں جب کہ انہیں علم

نہ ہو کہ بچہ حلال نطفے سے ہے یا حرام سے ہے وہ بچہ حلال زادہ ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۴ : اگر کسی مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک عورت عدت میں ہے اور وہ اس سے ازدواج کر لے تو اگر عورت کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو اور ان کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہو گا اور شرعاً" ان دونوں کا فرزند ہو گا لیکن اگر عورت کو علم تھا کہ وہ عدت میں ہے اور عدت کے دوران ازدواج کرنا حرام ہے تو شرعاً" وہ بچہ باپ کا فرزند ہو گا اور دونوں صورتوں میں اس عورت اور مرد کا عقد باطل ہے اور وہ ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

مسئلہ ۲۴۶۵ : اگر کوئی عورت کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کا کہنا قبول نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر وہ کہے کہ میں شوہردار نہیں ہوں تو اس کی بات قابل قبول ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۶ : اگر ایک شخص ایک ایسی عورت سے ازدواج کرے جس نے کہا ہو کہ میں شوہر دار نہیں ہوں اور بعد میں کوئی کہے کہ اس عورت کا ایک شوہر پہلے سے موجود ہے تو اگر شرعاً" یہ ثابت نہ ہو کہ اس عورت کا کوئی پہلا شوہر ہے تو اس شخص کا قول (جس نے کہا ہو کہ اس عورت کا ایک شوہر پہلے سے موجود ہے) قبول نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۶۷ : جب تک لڑکا یا لڑکی دو سال کے نہ ہو جائیں ان کا باپ انہیں ان کی ماں سے جدا نہیں کر سکتا اور احوط اور اولیٰ یہ ہے کہ لڑکی کو سات سال تک اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۶۸ : جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کے ازدواج میں عجلت کرنا مستحب ہے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت وارد ہے کہ مرد کی خوش نصیبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی لڑکی اس کے گھر میں ماہواری (خون حیض) نہ دیکھے۔

مسئلہ ۲۴۶۹ : اگر بیوی شوہر کے ساتھ اس شرط پر اپنے مہر کی مصالحت کرے (یعنی اسے مہر سے بری الذمہ قرار دے دے) کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو واجب ہے کہ عورت مہر نہ لے اور مرد بھی دوسری عورت سے شادی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۷۰ : جو شخص ولدالزنا ہو اگر وہ کسی عورت سے ازدواج کرے اور اس کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہو گا۔

مسئلہ ۲۴۷۱ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں میں یا عورت کے حائض ہونے کی حالت میں اس سے مجامعت کرے تو وہ گناہگار ہے لیکن اگر اس مجامعت کے نتیجے میں ان کا کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۷۲ : جس عورت کو یقین ہو کہ اس کا شوہر سفر میں فوت ہو گیا ہے اگر وہ وفات کی عدت (جس کی مقدار احکام طلاق میں بتائی جائے گی) کے بعد ازدواج کرے اور بعدازاں اس کا پہلا شوہر سفر سے واپس آجائے تو اسے چاہئے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور پہلے شوہر پر حلال ہو گی لیکن اگر دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو تو عورت کو چاہئے کہ عدت گزارے اور دوسرے شوہر کو چاہئے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر ادا کرے لیکن عدت کے زمانے کا خرچ دوسرے شوہر کے ذمے نہیں ہے۔

دودھ پلانے کے احکام

مسئلہ ۲۴۷۳ : اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو آئندہ مسائل میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ مندرجہ ذیل لوگوں کا محرم بن جاتا ہے۔

۱ ... خود وہ عورت اور اسے رضائی ماں کہتے ہیں۔

۲ ... عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اور اسے رضائی باپ کہتے ہیں۔ دودھ کے مالک سے مراد وہ مرد ہے جس کی ہم بستری کے باعث عورت "دودھ پلانے والی" کے پستانوں میں دودھ پیدا ہوا ہو۔

۳ ... اس عورت کا باپ اور ماں جہاں تک یہ سلسلہ اوپر جائے اور خواہ وہ اس عورت کے رضائی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

۴ ... اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

۵ ... اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہو خواہ اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔

۶ ... اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضاعی ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس

عورت کے بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔

۷... اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۸... اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۹... اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور اگرچہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰... اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۱۱... اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کے رضاعی بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۲... اس عورت کا شوہر جو دودھ کا مالک ہے اس کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور اگرچہ وہ رضاعی ہی ہوں اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴۷۴ : اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے ازدواج نہیں کر سکتا جنہیں وہ عورت جنم دے لیکن اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے ازدواج کرنا جائز ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی ازدواج نہ کرے اور وہ ان لڑکیوں سے بھی عقد نہیں کر سکتا جو اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیاں ہوں جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کی رضاعی بیٹیاں ہی کیوں نہ ہوں اور ان دونوں صورتوں میں اگر اس وقت (یعنی اس عورت کے بچے کو دودھ پلانے کے وقت) ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۵ : اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا تو اس عورت کا وہ شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ ان سے ازدواج نہ کرے نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۷۶ : اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۷۷ : اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو ازدواج کرے اور اس سے مجامعت کرے تو پھر وہ اس لڑکی سے عقد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۷۸ : اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے ازدواج کرے تو پھر وہ اس عورت سے ازدواج نہیں کر سکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

مسئلہ ۲۴۷۹ : کوئی شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کر سکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کی بیوی نے (یعنی اس کی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کر سکتا اور اگر کوئی شخص کسی شیر خوار بچی سے عقد کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یا اس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلا دے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۰ : جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھائی نے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کر سکتا اور جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۱ : اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر کوئی عورت اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی کو) دودھ پلائے تو اس کی بہو (جو کہ اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے) اپنے شوہر پر حرام نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۲۴۸۲ : اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلا دے، تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے خواہ وہ بچہ اسی لڑکی کے بطن سے ہو یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

دودھ پلانے کی وہ شرائط جو محرم بننے کا سبب بنتی ہیں

مسئلہ ۲۴۸۳ : بچے کو جو دودھ پلانا محرم بننے کا سبب بنتا ہے اس کی آٹھ شرائط ہیں۔

۱ ... بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے۔ پس اگر وہ مردہ عورت کے پستان سے دودھ پیئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲ ... عورت کا دودھ فعل حرام کا نتیجہ نہ ہو۔ پس اگر ایسے بچے کا دودھ جو ولدالزنا ہو کسی دوسرے بچے کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔

۳ ... بچہ پستان سے دودھ پیئے۔ پس اگر دودھ اس کے گلے میں انڈیلا جائے تو بیکار ہے۔

۴ ... دودھ خالص ہو اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔

۵ ... دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس اگر شیر دار عورت کو طلاق ہو جائے اور وہ بعد میں دوسرا شوہر کر لے اور اس سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے کے وقت تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچے کو خود بچہ جننے سے پیشتر پہلے شوہر کا دودھ آٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنے گا۔

۶ ... بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کر دے اور اگر قے کر دے تو جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہوں احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چاہئے کہ اس سے ازدواج نہ کریں اور اس پر محرمانہ نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

۷ ... بچہ پندرہ مرتبہ یا ایک دن رات بس اس طرح جیسے کہ آئندہ مسئلے میں ذکر کیا جائے گا سیر ہو کر دودھ پیئے یا اسے اتنی مقدار میں دودھ دیا جائے کہ لوگ کہیں کہ اس دودھ سے اس کی ہڈیاں مضبوط ہو گئی ہیں اور گوشت اس کے بدن پر نمودار ہو گیا ہے بلکہ اگر بچے کو دس مرتبہ بھی دودھ دیا جائے تو اس صورت میں جب کہ اس دس مرتبہ کے درمیان کوئی فاصلہ حتیٰ کہ طعام دینے کا فاصلہ بھی نہ ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہیں اس سے ازدواج نہ کریں اور محرمانہ نگاہ بھی اس پر نہ ڈالیں۔

۸ ... بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا بلکہ اگر مثال کے طور پر وہ عمر کے دو سال مکمل ہونے تک آٹھ دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ دودھ پیئے تب بھی وہ کسی کا محرم نہیں بنتا لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کو بچہ جنے ہوئے دو سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہو اور اس کا دودھ ابھی باقی ہو اور وہ کسی بچے کو دودھ پلائے تو وہ بچہ ان لوگوں کا محرم بن جاتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۴ : دودھ پینے کی وجہ سے محرم بننے کی لیئے ضروری ہے کہ ایک دن رات میں بچہ نہ غذا کھائے اور نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیئے لیکن اگر اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے بیچ میں غذا کھائی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ پندرہ مرتبہ ایک ہی عورت کا دودھ پیئے اور اس پندرہ مرتبہ دودھ پینے کے درمیان کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے اور ہر بار بلا فاصلہ دودھ پیئے۔ ہاں اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے یا تھوڑا سا صبر کرے گویا کہ جب اس نے پہلی بار پستان منہ میں لیا تھا اس وقت سے لے کر اس کے سیر ہو جانے تک ایک دفعہ دودھ پینا ہی شمار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۵ : اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ کسی بچے کو پلائے بعد ازاں دوسرا شوہر کرے اور دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور بچے کو پلائے تو وہ دو بچے آپس میں محرم نہیں بن جاتے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ وہ آپس میں ازدواج نہ کریں۔

مسئلہ ۲۴۸۶ : اگر کوئی عورت ایک شوہر کا دودھ کئی بچوں کو پلائے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس شوہر اور عورت کے جنہوں نے انہیں دودھ دیا ہو محرم بن جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۷ : اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کی ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلا دے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس مرد اور ان تمام عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۸ : اگر کسی شخص کی دو بیویاں شیردار ہوں اور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثال

کے طور پر آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ دودھ پلا دے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

مسئلہ ۲۴۸۹ : اگر کوئی عورت ایک شوہر کا پورا دودھ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پلائے تو اس لڑکی کے بہن بھائی اس لڑکے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۹۰ : کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے ازدواج نہیں کر سکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن گئی ہوں اور اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے اغلام کرے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی بیٹی، بہن، ماں اور دادی سے یعنی ان عورتوں سے جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیٹی، بہن، ماں اور دادی بن گئی ہوں عقد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۹۱ : جس عورت نے کسی شخص کے بھائی کو دودھ پلایا ہو وہ اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۹۲ : انسان دو بہنوں سے ایک ہی وقت میں ازدواج نہیں کر سکتا اگرچہ وہ رضاعی بہنیں ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسری کی بہنیں بن گئی ہوں اور اگر وہ دو عورتوں سے عقد کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اس صورت میں جب کہ ان کا عقد ایک ہی وقت میں ہوا ہو اسے اختیار ہے کہ ان میں سے جسے چاہے رکھے اور اگر عقد ایک ہی وقت نہ ہوا ہو تو پہلا عقد صحیح اور دوسرا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۳ : اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ان اشخاص کو پلائے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے تو اس عورت کا شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا اگرچہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

۱... اپنے بھائی اور بہن کو

۲... اپنے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کو

۳... اپنے چچا اور ماموں کی اولاد کو

۴... اپنے بھتیجے کو

۵... شوہر کے بھائی یا شوہر کی بہن کو

۶... اپنے بھانجے یا اپنے شوہر کے بھانجے کو

۷ ... اپنے شوہر کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کو

۸ ... اپنے شوہر کی دوسری بیوی کے نواسے اور نواسی کو

مسئلہ ۲۴۹۴ : اگر کوئی عورت کسی شخص کی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی کو دودھ پلائے تو وہ دودھ پلانے والی عورت اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص اس عورت سے ازدواج کرنے سے اجتناب کرے۔

مسئلہ ۲۴۹۵ : جس شخص کی دو عورتیں ہوں اگر ان میں سے ایک عورت دوسری کے چچا کے فرزند کو دودھ پلائے تو جس عورت کے چچا کے فرزند کو دودھ پلایا گیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

دودھ پلانے کے آداب

مسئلہ ۲۴۹۶ : بچے کو دودھ پلانے کے لیئے سب عورتوں سے بہتر اس کی اپنی ماں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماں بچے کو دودھ پلانے کے لیئے اپنے شوہر سے اجرت نہ لے اور یہ اچھی بات ہے کہ شوہر اسے اجرت دے اور اگر بچے کی ماں دایہ کے مقابلے میں زیادہ اجرت لینا چاہے تو شوہر بچے کو اس سے لے کر دایہ کے سپرد کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۷ : مستحب ہے کہ جو دایہ بچے کے لیئے حاصل کی جائے وہ شیعہ اثناعشری، عقلمند، پاک دامن اور خوش شکل ہو۔ اور مکروہ ہے کہ وہ کم عقل غیر شیعہ اثناعشری، بدصورت، بدخلق یا حرام زادی ہو اور یہ بھی مکروہ ہے کہ اس عورت کو دایہ مقرر کیا جائے جس کا دودھ اس بچے سے ہو جو ولدالزنا ہو۔

دودھ پلانے کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۴۹۸ : مستحب ہے کہ عورتوں کو روکا جائے تاکہ وہ ہر بچے کو دودھ نہ پلائیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ یاد نہ رہے کہ انہوں نے کس کس کو دودھ پلایا ہے اور بعد میں دو محرم اشخاص ایک دوسرے سے ازدواج کرلیں۔

مسئلہ ۲۴۹۹ : جو اشخاص دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کے رشتہ دار بن جائیں ان پر

ایک دوسرے کا احترام کرنا مستحب ہے لیکن وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے اور رشتہ داری کے جو حقوق آپس میں حقیقی رشتہ داروں کے ہوتے ہیں ان کا اطلاق رضاعی رشتہ داروں پر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۵۰۰ : اگر ممکن ہو تو مستحب ہے کہ بچے کو پورے دو سال دودھ پلایا جائے۔

مسئلہ ۲۵۰۱ : اگر دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی نہ ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے بچے کو دودھ پلائے جسے دودھ پلانے کی وجہ سے وہ خود اپنے شوہر پر حرام ہو جائے مثلاً اگر اس کے شوہر نے کسی دودھ پیتی بچی سے عقد کیا ہو تو عورت کو اس بچی کو دودھ نہیں پلانا چاہئے کیونکہ اگر اس بچی کو دودھ پلائے گی تو وہ خود شوہر کی ساس بن جائے گی اور اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۰۲ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کی بھاوج اس کی محرم بن جائے تو اسے چاہئے کہ کسی شیر خوار بچی سے مثال کے طور پر دو دن کے لیئے متعہ کر لے اور ان دونوں میں ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے اس کی بھاوج اس بچی کو دودھ پلا دے۔

مسئلہ ۲۵۰۳ : اگر کوئی مرد کسی عورت سے عقد کرنے سے پہلے کہے کہ رضاعت کی وجہ سے وہ عورت مجھ پر حرام ہے مثلاً کہے کہ میں نے اس عورت کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا اور اگر وہ یہ بات عقد کے بعد کہے اور خود عورت بھی اس بات کو قبول کرے تو عقد باطل ہے۔ پس اگر مرد نے اس عورت سے مجامعت نہ کی ہو یا مجامعت کی ہو لیکن مجامعت کے وقت عورت کو معلوم ہو کہ وہ اس مرد پر حرام ہے تو عورت کا کوئی مہر نہیں اور اگر عورت کو مجامعت کے بعد پتہ چلے کہ وہ اس مرد پر حرام تھی تو شوہر کو چاہئے اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق مہر دے۔

مسئلہ ۲۵۰۴ : اگر کوئی عورت عقد سے پہلے کہہ دے کہ رضاعت کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں اور اگر اس کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس مرد سے ازدواج نہیں کر سکتی اور اگر وہ یہ بات عقد کے بعد کہے تو اس کا کہنا ایسا ہے جیسے کہ مرد عقد کے بعد کہے کہ وہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کے متعلق حکم سابقہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۵ : دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے۔

۱... ایک ایسی جماعت کا خبر دینا جس کے کہنے کا انسان کو یقین آجائے۔

۲... دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یا چار عورتیں جو عادل ہوں اور اس امر کی شہادت دیں لیکن ضروری ہے کہ وہ دودھ پلانے کی شرائط کے بارے میں بھی بتائیں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں بچے کو چوبیس گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیتے ہوئے دیکھا ہے اور اس نے اس دوران میں اور کوئی چیز بھی نہیں کھائی اور اسی طرح ان باقی شرائط کو بھی کھول کر بیان کریں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۶ : اگر اس بات میں شک ہو کہ آیا بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے جو محرم بننے کا سبب ہو یا گمان ہو کہ اس نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں ہوتا لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

طلاق کے احکام

مسئلہ ۲۵۰۷ : جو مرد اپنی عورت کو طلاق دے اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے اپنی عورت کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو طلاق باطل ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص طلاق کا قصد رکھتا ہو پس اگر وہ مثال کے طور پر مذاق میں طلاق کا صیغہ کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۸ : عورت کو طلاق کے وقت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہونا چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے شوہر نے اس کی پاکی کے دوران اس سے مجامعت نہ کی ہو اور ان دو شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۰۹ : عورت کو حیض اور نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے۔

۱... یہ کہ شوہر نے ازدواج کے بعد اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

۲... معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو اور شوہر اسے حیض کی حالت میں

طلاق دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ حاملہ تھی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

۳ ... مرد کو غائب یا محبوس ہونے کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہو سکتا ہو کہ عورت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۲۵۱۰ : اگر کوئی شخص عورت کو حیض کے خون سے پاک سمجھے اور اسے طلاق دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق باطل ہے اور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کی طلاق صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۱ : جس شخص کو علم ہو کہ اس کی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے اگر وہ شخص غائب ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنی مدت کے لیئے جس میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں صبر کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۵۱۲ : جو شخص غائب ہو اگر وہ اپنی عورت کو طلاق دینا چاہے تو اگر وہ اس بارے میں اطلاع حاصل کر سکتا ہو کہ آیا اس کی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں تو اگرچہ اس کی اطلاع عورت کی حیض کی عادت یا ان دوسری نشانیوں کی رو سے ہو جو شرع میں معین ہیں اسے چاہئے کہ اتنی مدت تک صبر کرے جتنی مدت میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۵۱۳ : اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جو حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو مجامعت کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے دوبارہ حیض کا خون آ جائے اور پھر وہ پاک ہو جائے لیکن اگر ایسی عورت کو مجامعت کے بعد طلاق دی جائے جس کے نو سال تمام نہ ہوئے ہوں (یعنی اس کی عمر نو سال سے کم ہو) یا جو حاملہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر عورت یائسہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۴ : اگر کوئی شخص ایسی عورت سے مجامعت کرے جو حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو اور اسی پاکی کی حالت میں اسے طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ طلاق دینے کے وقت حاملہ تھی تو احتیاط واجب کی بنا پر شوہر کو چاہئے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

مسئلہ ۲۵۱۵ : اگر کوئی شخص ایسی عورت سے مجامعت کرے جو حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو اور پھر سفر اختیار کرے تو اگر وہ چاہے کہ سفر کے دوران میں اسے طلاق دے تو اسے چاہئے کہ اتنی مدت صبر کرے جتنی مدت میں عورت کو اس پاکی کے بعد معمول کے مطابق ماہواری کا خون آئے اور وہ دوبارہ پاک ہو جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت ایک مہینے سے کم نہ ہو۔

مسئلہ ۲۵۱۶ : اگر کوئی مرد ایسی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہو جسے پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی وجہ سے حیض کا خون نہ آتا ہو تو اسے چاہئے کہ جب اس نے اس عورت سے مجامعت کی ہو اس وقت سے تین مہینے تک مجامعت سے اجتناب کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۵۱۷ : ضروری ہے کہ طلاق صحیح عربی صیغہ میں لفظ **طالق** کے ساتھ پڑھی جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں اور اگر شوہر خود طلاق کا صیغہ پڑھنا چاہے اور مثال کے طور پر اس کی عورت کا نام فاطمہ ہو تو اسے چاہئے کہ کہے **ذوجتی فاطمۃ طالق** یعنی میری زوجہ فاطمہ آزاد ہے اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل کرے تو وکیل کو کہنا چاہئے **زوجۃ موکلی فاطمۃ طالق** اور اگر عورت معین ہو تو اس کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۸ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو مثلاً ایک سال یا ایک مہینے کے لیئے اس سے عقد کیا گیا ہو اسے طلاق دینے کا کوئی سوال نہیں اور اس کا آزاد ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ یا تو متعہ کی مدت ختم ہو جائے یا مرد فوت ہو جائے یا مرد اسے مدت بخش دے اور وہ اس طرح کہ اسے کہے "میں نے مدت تجھے بخش دی" اور کسی کو اس پر گواہ قرار دینا اور اس عورت کا حیض کے خون سے پاک ہونا ضروری نہیں ہے۔

طلاق کا عدہ

مسئلہ ۲۵۱۹ : جس لڑکی کی عمر نو سال نہ ہوئی ہو اور جو عورت یائسہ ہو اس کا کوئی عدہ نہیں ہے یعنی خواہ شوہر نے اس سے مجامعت کرنے کے بعد طلاق دی ہو وہ فوراً دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۰ : جس عورت کی عمر نو سال ہو چکی ہو اور یائسہ نہ ہو اور اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے تو اگر وہ اسے طلاق دے تو اس عورت کو چاہئے کہ طلاق کے بعد عدہ رکھے اور آزاد

عورت کا عدہ یہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے پاکی کی حالت میں طلاق دے تو اس کے بعد وہ اتنی مدت صبر کرے کہ دو دفعہ حیض کا خون آنے کے بعد پاک ہو جائے اور جونہی اسے تیسری دفعہ حیض آئے اس کا عدہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ شوہر کر سکتی ہے لیکن اگر شوہر عورت سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس کے لیئے کوئی عدہ نہیں یعنی وہ طلاق کے فوراً بعد شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۱ : جس عورت کو حیض کا خون نہ آتا ہو لیکن اس کا سن ان عورتوں جیسا ہو جنہیں حیض آتا ہو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنے کے بعد طلاق دے دے تو اسے چاہئے کہ طلاق کے بعد تین مہینے تک عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۲۲ : جس عورت کا عدہ تین مہینے ہو اگر اسے چاند کی پہلی کو طلاق دی جائے تو اسے چاہئے کہ تین قمری مہینے تک یعنی جب چاند دیکھا جائے اس وقت سے تین مہینے تک عدہ رکھے اور اگر اسے کسی مہینے کے دوران میں طلاق دی جائے تو اسے چاہئے کہ اس مہینے کے باقی دن اور اس کے بعد آنے والے دو مہینے اور چوتھے مہینے کے اتنے دن جتنے دن پہلے مہینے سے کم ہوں عدہ رکھے تاکہ تین مہینے مکمل ہو جائیں مثلاً اگر اسے مہینے کی بیسویں تاریخ کو غروب کے وقت طلاق دی جائے اور یہ مہینہ انتیس (۲۹) دن کا ہو تو نو دن اس مہینے کے اور اس کے بعد دو مہینے اور اس کے بعد چوتھے مہینے کے بیس دن عدہ رکھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ چوتھے مہینے کے اکیس دن عدہ رکھے تاکہ پہلے مہینے کے جتنے دن عدہ رکھا ہے انہیں ملا کر دونوں کی تعداد تیس ہو جائے۔

مسئلہ ۲۵۲۳ : اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کا عدہ بچے کے پیدا ہونے یا حمل ساقط ہونے تک ہے لہذا مثال کے طور پر اگر طلاق کے ایک گھنٹہ بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس عورت کا عدہ ختم جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۲۴ : جس عورت نے عمر کے نو سال مکمل کر لیئے ہوں اور یائسہ نہ ہو اگر وہ مثال کے طور پر کسی شخص سے ایک مہینے یا ایک سال کے لیئے متعہ کر لے تو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اس عورت کی مدت تمام ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو اسے چاہئے کہ عدہ رکھے۔ پس اگر اسے حیض کا خون آئے تو اسے چاہئے کہ دو حیض کی مقدار کے برابر عدہ رکھے اور شوہر نہ کرے اور اگر حیض کا خون نہ آئے تو پینتالیس (۴۵) دن شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور حاملہ

ہونے کی صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ جو مدت وضع حمل یا پینتالیس (۴۵) دن میں سے زیادہ ہو اتنی مدت کے لیئے عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۲۵ : طلاق کے عدہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب صیغہ طلاق کا پڑھنا ختم ہو جاتا ہے خواہ عورت کو پتہ چلے یا نہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے پس اگر اسے عدہ ختم ہونے کے بعد پتہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ عدہ رکھے۔

اس عورت کا عدہ جس کا شوہر مر جائے

مسئلہ ۲۵۲۶ : اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اس صورت میں جب کہ وہ آزاد ہو اگر وہ حاملہ نہ ہو تو خواہ وہ یائسہ ہو یا شوہر نے اس سے متعہ کیا ہو یا شوہر نے اس سے مجامعت نہ کی ہو اسے چاہئے کہ چار مہینے اور دس دن عدہ رکھے یعنی شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور اگر حاملہ ہو تو اسے چاہئے کہ وضع حمل تک عدہ رکھے۔ لیکن اگر چار مہینے اور دس دن گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ شوہر کی موت کے بعد چار مہینے دس دن گزرنے تک صبر کرے اور اس عدہ کو عدہ وفات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۲۷ : جو عورت عدہ وفات میں ہو اس کے لیئے زینت کے طور پر رنگ برنگا لباس پہننا اور سرمہ لگانا حرام ہے اور اسی طرح دوسرے ایسے کام جو زینت میں شمار ہوتے ہوں اس پر حرام ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی سخت ضرورت کے اسے گھر سے بھی نہیں نکلنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۵۲۸ : اگر عورت کو یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے اور عدہ وفات تمام ہونے پر دوسرا شوہر کر لے اور پھر اسے معلوم ہو کہ اس کے شوہر کی موت بعد میں واقع ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور بنابر احتیاط اس صورت میں جب کہ وہ حاملہ ہو وضع حمل تک دوسرے شوہر کے لیئے عدہ طلاق اور اس کے بعد پہلے شوہر کے لیئے عدہ وفات رکھے اور اگر حاملہ نہ ہو تو پہلے شوہر کے لیئے عدہ وفات اور اس کے بعد دوسرے شوہر کے لیئے عدہ طلاق رکھے۔

مسئلہ ۲۵۲۹ : جس عورت کا شوہر غائب ہو یا غائب ہونے کے حکم میں ہو اس کے عدہ وفات کی ابتداء شوہر کی موت کی اطلاع ملنے کے وقت سے ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۰ : اگر کوئی عورت کہے کہ میرا عدہ ختم ہو گیا ہے تو اس کا قول دو شرطوں کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔

۱... یہ کہ بنابر احتیاط وہ مورد تہمت نہ ہو۔

۲... اسے طلاق ملنے یا اس کے شوہر کے مرنے کے بعد اتنی مدت گزر چکی ہو کہ اس مدت میں عدہ کا ختم ہونا ممکن ہو۔

طلاق بائن اور طلاق رجعی

مسئلہ ۲۵۳۱ : طلاق بائن کے معنی یہ ہیں کہ طلاق کے بعد مرد یہ حق نہیں رکھتا کہ اپنی عورت کی طرف رجوع کرے یعنی بغیر عقد کے دوبارہ اسے اپنی بیوی بنا لے اور اس طلاق کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱... اس عورت کو دی گئی طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو۔

۲... اس عورت کو دی گئی طلاق جو یائسہ ہو۔

۳... اس عورت کو دی گئی طلاق جسکے شوہر نے عقد کے بعد اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

۴... جس عورت کو تین دفعہ طلاق دی گئی ہو اسے دی جانے والی تیسری طلاق۔

۵... خلع اور مبارات کی طلاق جن کے احکام بعد میں بیان کیئے جائیں گے اور ان طلاقوں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک عورت عدہ میں ہو شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۲ : جس شخص نے اپنی عورت کو طلاق رجعی دی ہو اس کے لیئے اسے (یعنی عورت کو) اس گھر سے نکال دینا جس میں وہ طلاق دینے کے وقت مقیم تھی حرام ہے البتہ بعض موقعوں پر جن میں بد چلنی یا غیر لوگوں کے ساتھ آنا جانا شامل ہیں اسے گھر سے نکال دینے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز یہ بھی حرام ہے کہ عورت غیر ضروری کاموں کے لیئے اس گھر سے باہر جائے۔

رجوع کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۳۳ : طلاق رجعی میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

۱... عورت سے باتیں کرے جن کا مطلب یہ نکلتا ہو کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی قرار دیا ہے۔

۲... کوئی کام کرے اور اس کام سے رجوع کا قصد کرے اور ظاہر یہ ہے کہ مجامعت کرنے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے خواہ اس کا قصد رجوع معلوم نہ بھی ہو۔

مسئلہ ۲۵۳۴ : رجوع کرنے میں مرد کے لیئے ضروری نہیں کہ کسی کو گواہ بنائے یا اپنی بیوی کو رجوع کرنے کے متعلق اطلاع دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو پتہ چلے وہ خود ہی رجوع کرے تو اس کا رجوع صحیح ہے لیکن اگر عدہ ختم ہو جانے کے بعد مرد کہے کہ میں نے عدہ کے دوران میں رجوع کر لیا تھا تو ضروری ہے کہ اس بات کو ثابت کرے۔

مسئلہ ۲۵۳۵ : جس مرد نے عورت کو طلاق رجعی دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کر لے کہ اب تجھ سے رجوع نہ کروں گا تو اگرچہ یہ مصالحت درست ہے اور مرد پر لازم ہے کہ رجوع نہ کرے لیکن اس سے مرد کا حق رجوع زائل نہیں ہوتا اور اگر وہ رجوع کر لے تو جو طلاق دے چکا ہے وہ جدائی کا موجب نہیں بنتی۔

مسئلہ ۲۵۳۶ : اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کر لے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے عقد کرے یا ایک طلاق کے بعد رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد عقد کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی ہاں اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے ازدواج کرے تو وہ پانچ شرطوں کے پورا ہونے پر پہلے مرد پر حلال ہو گی یعنی وہ اس عورت سے دوبارہ عقد کر سکے گا۔

۱... یہ کہ دوسرے شوہر کا عقد دائمی ہو پس اگر مثال کے طور پر وہ ایک مہینے یا ایک سال کے لیئے اس عورت سے متعہ کر لے تو اس مرد کے اس سے جدا ہونے کے بعد پہلا شوہر اس سے عقد نہیں کر سکتا۔

۲... دوسرا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اپنا عضو تناسل اس کی شرمگاہ میں داخل کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مجامعت عورت کی اگلی شرم گاہ (یعنی فرج) میں کرے۔

۳... دوسرا شوہر اسے طلاق دے یا مر جائے۔

۴... دوسرے شوہر کا عدہ طلاق یا عدہ وفات ختم ہو جائے۔

۵... بنابر احتیاط واجب دوسرا شوہر بالغ ہو۔

طلاق خلع

مسئلہ ۲۵۳۷ : اس عورت کی طلاق کو جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور اپنا مہر یا کوئی اور مال اسے بخش دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے اسے طلاق خلع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۸ : جب شوہر خود طلاق خلع کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو عوض لینے کے بعد کہے **زوجتی فاطمة خلعتها علی مابذلت** اور احتیاط مستحب کی بنا پر **ھی طالق** بھی کہے یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے مقابل میں جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے دی ہے اور وہ آزاد ہے اور اگر عورت معین ہو تو طلاق خلع میں اور نیز طلاق مبارات میں اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۹ : اگر عورت کسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کا مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر بھی اسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے، تو اگر مثال کے طور پر شوہر کا نام محمد اور بیوی کا نام فاطمہ ہو تو وکیل صیغہ طلاق یوں پڑھے **عن موکلتی فاطمة بذلت مھرھا لموکلی محمد لیخلعھا علیه** اور اس کے بعد بلا فاصلہ کہے **زوجة موکلی خالعتھا علی ما بذلت ھی طالق** اور اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے کہ اس کے شوہر کو مہر کے علاوہ کوئی اور چیز بخش دے تاکہ وہ (یعنی اس عورت کا شوہر) اسے طلاق دے دے تو وکیل کو چاہئے کہ لفظ **مھرھا** کی بجائے اس چیز کا نام لے مثلاً اگر عورت نے سو روپے دیئے ہوں تو اسے کہنا چاہئے **بذلت مائة روبیه**

طلاق مبارات

مسئلہ ۲۵۴۰ : اگر بیوی اور شوہر دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۴۱ : اگر شوہر مبارات کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر مثلاً عورت کا نام فاطمہ ہو تو اسے کہنا چاہئے **بارات زوجتی فاطمة علی مابذلت فهی طالق** یعنی میں اور میری بیوی فاطمہ اس عوض کے مقابل میں جو اس نے دیا ہے (یعنی اس مال کے مقابل میں جو اس نے مجھے دیا ہے) ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں پس وہ آزاد ہے اور اگر وہ شخص کسی کو وکیل مقرر کرے تو وکیل کو کہنا چاہئے **عن قبل موکلی بارات زوجته' فاطمة علی مابذلت فهی طالق** اور دونوں صورتوں میں کلمہ **علی مابذلت** کی بجائے اگر **بمابذلت** کہا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۲ : خلع اور مبارات کی طلاق کا صیغہ صحیح عربی میں پڑھا جانا چاہئے لیکن اگر عورت اپنا مال شوہر کو بخشنے کے لیئے مثلاً اردو میں کہے "طلاق کے لیئے میں نے تجھے فلاں مال بخشا" تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۳ : اگر کوئی عورت طلاق خلع یا طلاق مبارات کے عدہ کے دوران میں اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ عقد کیئے بغیر اسے اپنی بیوی قرار دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۴ : جو مال شوہر طلاق مبارات دینے کے لیئے لے وہ عورت کے مہر سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے لیکن طلاق خلع کے سلسلے میں لیا جانے والا مال اگر مہر سے زیادہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

طلاق کے مختلف احکام

مسئلہ ۲۵۴۵ : اگر کوئی شخص کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں مجامعت کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ شخص اس کا شوہر نہیں ہے۔ یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے اسے چاہئے کہ عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۴۶ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے زنا کرے، کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ مرد اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے، کہ وہ اس کا شوہر ہے اس کے لیئے عدہ رکھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۵۴۷ : اگر کوئی مرد کسی عورت کو ورغلائے کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق لے لے اور

اس شخص سے عقد کرلے تو طلاق اور عقد صحیح ہیں لیکن دونوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۸ : اگر عورت عقد کے سلسلے میں شوہر سے شرط طے کرے کہ اگر اس کا شوہر سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچ نہ دے تو طلاق کا اختیار اسے (یعنی عورت کو) حاصل ہوگا تو یہ شرط باطل ہے۔ لیکن اگر عورت یہ شرط لگائے کہ اگر مرد سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے تک اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنی طلاق کے لئے اس کی (یعنی شوہر کی) وکیل ہوگی تو یہ شرط صحیح ہے اور اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو طلاق دے دے تو طلاق صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۴۹ : جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ مجتہد عادل کے پاس جائے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۵۵۰ : دیوانے شخص کا باپ اور دادا اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۵۱ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یعنی بیٹے یا پوتے) کا کسی عورت سے متعہ کر دیں اور متعہ کی مدت میں اس لڑکے کے مکلف ہونے کی کچھ مدت بھی شامل ہو مثلاً اپنے چودہ سالہ لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لئے متعہ کر دیں تو اگر اس میں لڑکے کی بھلائی ہو تو وہ (یعنی باپ یا دادا) اس عورت کی مدت بخش سکتے ہیں لیکن لڑکے کی دائمی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے۔

مسئلہ ۲۵۵۲ : اگر کوئی مرد دو آدمیوں کو شرع کی مقرر کردہ علامات کی رو سے عادل سمجھے اور اپنی بیوی کو ان کے سامنے طلاق دے دے تو کوئی اور شخص جس کے نزدیک ان دو آدمیوں کی عدالت ثابت نہ ہو اس عورت کا عدہ ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ خود عقد کر سکتا ہے یا اسے کسی دوسرے کے عقد میں دے سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ عقد سے اجتناب کرے۔ اور دوسرے کا عقد بھی اس کے ساتھ نہ کرے۔

مسئلہ ۲۵۵۳ : اگر کوئی شخص کسی عورت کو اسے علم ہوئے بغیر طلاق دے دے تو اگر وہ اس کے اخراجات اسی طرح دے جس طرح اس وقت دیتا تھا جب وہ اس کی بیوی تھی اور مثلاً ایک سال کے بعد اسے کہے کہ میں ایک سال ہوا تجھے طلاق دے چکا ہوں اور اس بات کو شرعاً بھی ثابت کر دے تو جو چیزیں اس نے اس مدت میں اس عورت کو مہیا کی ہوں اور وہ انہیں اپنے مصرف میں نہ لائی

ہو انھیں وہ اس سے واپس لے سکتا ہے لیکن جو چیزیں اس نے صرف کر لی ہوں ان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

غصب کے احکام

مسئلہ ۲۵۵۴ : غصب کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے مال یا حق پر ظلم کر کے قابض ہو جائے اور یہ بہت بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے جس کا مرتکب ہونے والا قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہو گا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اس زمین کو اس کے سات طبقوں سے لے کر طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۵۵ : اگر کوئی شخص مسجد یا مدرسہ یا پل یا دوسری ایسی جگہوں سے جو رفاہ عامہ کے لیئے بنائی گئی ہوں لوگوں کو استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان کا حق غصب کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسجد میں اپنے لیئے جگہ مخصوص کرے اور دوسرا اسے اس جگہ سے استفادہ نہ کرنے دے تو وہ بھی غاصب ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۶ : انسان جو چیز قرض خواہ کے پاس گروی رکھے وہ اسی کے پاس (یعنی قرض خواہ کے پاس) رہنی چاہئے تاکہ اگر وہ قرضہ ادا نہ کرے تو قرض خواہ اپنا قرضہ اس چیز کے ذریعے وصول کر لے۔ لہذا اگر مقروض قرض ادا کرنے سے پہلے وہ چیز اس سے لے لے تو اس نے اس کا حق غصب کیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۷ : جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اگر کوئی اور شخص اسے غصب کر لے تو مال کا مالک اور قرض خواہ دونوں غصب کرنے والے سے اس مال کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز اس سے واپس لے لیں تو وہ گروی ہی رہے گی اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے اور وہ اس کا عوض حاصل کریں تو وہ عوض بھی اصلی چیز کی طرح گروی رہے گا۔

مسئلہ ۲۵۵۸ : اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو اسے چاہئے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور

اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۹ : جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی منفعت ہاتھ آئے مثلاً غصب کی ہوئی بھیڑ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ وہ (یعنی غاصب) اس مکان میں نہ رہے اسے چاہئے کہ اس کا کرایہ مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۶۰ : اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے سے کوئی چیز جو اس کا (یعنی بچے یا دیوانے کا) مال ہو غصب کرے تو اسے چاہئے کہ وہ چیز اس کے ولی کو دے دے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۶۱ : جب دو اشخاص مل کر کوئی چیز غصب کریں تو خواہ ان میں سے ہر ایک اکیلا بھی اس چیز کو غصب کرنے پر قادر ہو ان میں سے ہر ایک نصف مال کا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۵۶۲ : اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی چیز کو کسی دوسری چیز سے ملا دے مثلاً جو گندم غصب کی ہو اسے جو سے ملا دے تو اگر ان کا جدا کرنا ممکن ہو تو خواہ اس میں زحمت ہی کیوں نہ ہو اسے چاہئے کہ انہیں ایک دوسری سے علیحدہ کرے اور غصب کی ہوئی چیز اس کے مالک کو واپس دے۔

مسئلہ ۲۵۶۳ : اگر کوئی شخص مثال کے طور پر کانوں کا آویزہ گوشوارہ بالی زیور جو اس نے غصب کیا ہو توڑ پھوڑ دے تو اسے چاہئے کہ وہ مال اس کے بنانے کی مزدوری کے ساتھ اس کے مالک کو واپس کرے اور اگر مزدوری نہ دے اور کہے کہ اس کی بجائے میں اس مال کو پہلے جیسا ہی بنا دیتا ہوں تو مالک اس میں پیش کش کو قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے نیز مالک بھی اس شخص کو مجبور نہیں کر سکتا وہ اس چیز کو پہلے جیسی بنائے۔

مسئلہ ۲۵۶۴ : جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے مثلاً جو سونا غصب کیا ہو اس کا گوشوارہ بنا دے تو اگر مال کا مالک اسے کہے کہ مجھے مال اسی حالت میں (یعنی گوشوارے کی شکل میں) دو تو اسے چاہئے کہ اسے دے دے اور جو زحمت اس نے اٹھائی ہو یعنی گوشوارہ بنانے پر جو محنت کی ہو اس کی مزدوری بھی وہ نہیں لے سکتا اور اسی طرح وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کو اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور

اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلے جیسا کر دے تو اسے چاہئے کہ اس کے بنانے (یعنی گوشوارہ وغیرہ بنانے) کی مزدوری بھی اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۶۵ : جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اور صاحب مال اسے اس چیز کی پہلی حالت میں واپس کرنے کو کہے تو اس کے لیئے واجب ہے کہ اسے اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر تبدیلی کرنے کی وجہ سے اس چیز کی قیمت پہلی حالت سے کم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا فرق مالک کو دے پس اگر کوئی شخص غصب کیئے ہوئے سونے کا گوشوارہ بنائے اور اس سونے کا مالک کہے کہ تمہارے لیئے لازم ہے کہ اسے پہلی شکل میں لے آؤ تو اگر پگھلانے کے بعد اس سونے کی قیمت اس سے کم ہو جائے جتنی گوشوارہ بنانے سے پہلے تھی تو غصب کرنے والے کو چاہئے کہ قیمتوں میں جتنا فرق ہو اس کے برابر مال مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۶۶ : اگر کوئی شخص اس زمین میں جو اس نے غصب کی ہو زراعت کرے یا درخت لگائے تو زراعت' درخت اور ان کا پھل خود اس کا مال ہے اور اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی نہ ہو کہ درخت اس زمین میں رہیں تو جس نے وہ زمین غصب کی ہو اسے چاہئے کہ خواہ ایسا کرنا اس کے لیئے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً اپنی زراعت یا درختوں کو زمین سے اکھیڑ لے نیز اسے چاہئے کہ جتنی مدت زراعت اور درخت اس زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین کے مالک کو دے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہوئی ہوں انہیں درست کرے مثلاً جہاں درختوں کو اکھیڑنے سے زمین میں گڑھے پڑ گئے ہوں اس جگہ کو پر کرے اور اگر ان خرابیوں کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ قیمت میں جو فرق پڑے وہ بھی ادا کرے اور وہ زمین کے مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ زمین اس کے ہاتھ بیچ دے نیز زمین کا مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ درخت یا زراعت اس کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۷ : اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو جائے کہ زراعت اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس شخص نے زمین غصب کی ہو اس کے لیئے یہ ضروری نہیں ہے کہ زراعت اور درختوں کو اکھیڑے لیکن اسے چاہئے کہ جب زمین غصب کی ہو اس وقت سے لے کر مالک کے راضی

ہونے کے وقت تک کی مدت کا زمین کا کرایہ دینا ہے۔

مسئلہ ۲۵۶۸ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ چیز گائے اور بھیڑ کی طرح ہو جن کی قیمت ان کی ذاتی خصوصیات کی بنا پر عقلاء کی نظر میں فرداً فرداً مختلف ہوتی ہے تو غاصب کو چاہئے کہ اس چیز کی قیمت ادا کرے اور اگر اس کی بازار کی قیمت مختلف ہو گئی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ قیمت دے جو ادا کرنے کے وقت تھی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غصب کرنے کے وقت سے لے کر تلف ہونے کے وقت تک اس چیز کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت رہی ہو وہ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۹ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اور وہ تلف ہو جائے اگر وہ گندم اور جو کی مانند ہو جن کی فرداً فرداً قیمت کا ذاتی خصوصیات کی بنا پر باہم فرق نہیں ہوتا تو غصب کرنے والے کو چاہیے کہ جو چیز غصب کی ہو اسی جیسی چیز مالک کو دے لیکن جو چیز دے ضروری ہے کہ اس کی قسم اپنی خصوصیات میں اس غصب کی ہوئی چیز کی قسم کی مانند ہو جو کہ تلف ہو گئی ہے مثلاً اگر بڑھیا قسم کا چاول غصب کیا تھا تو گھٹیا قسم کا نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۵۷۰ : اگر کوئی شخص بھیڑ جیسی کوئی چیز غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر اس کی بازار کی قیمت میں فرق نہ پڑا ہو لیکن جس مدت میں وہ غصب کرنے والے کے پاس رہی ہو اس مدت میں مثلاً فربہ ہو گئی ہو تو فربہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۱ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر کوئی اور شخص وہی چیز اس سے غصب کرے اور پھر وہ تلف ہو جائے تو مال کا مالک ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کا عوض لے سکتا ہے یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے اس کے عوض کی کچھ مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر مالک اس کا عوض پہلے غاصب سے لے لے تو پہلے غاصب نے جو کچھ دیا ہو وہ دوسرے غاصب سے لے سکتا ہے لیکن اگر مال کا مالک اس کا عوض دوسرے غاصب سے لے لے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ وہ (یعنی دوسرا غاصب) پہلے غاصب سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۵۷۲ : جس چیز کو بیچا جائے اگر اس میں معاملہ کی شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کی خرید و فروخت وزن کر کے کرنی چاہئے اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کیئے کیا جائے تو معاملہ

باطل ہے اور اگر بیچنے والا اور خریدار معاملہ سے قطع نظر اس بات پر رضا مند ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں، تو کوئی حرج نہیں ہے یہاں خرید و فروخت کے احکام کی بجائے ہبہ کے احکام جاری ہوں گے اور اس قسم کے معاملہ کو مصالحت سے بھی طے نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہو وہ غصبی مال کی مانند ہے اور انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی چیزیں واپس کر دیں اور اگر ایک کے ہاتھوں دوسرے کا مال تلف ہو جائے تو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کہ معاملہ باطل تھا اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۷۳ : جب کوئی شخص کوئی مال کسی بیچنے والے سے اس مقصد سے کہ اسے دیکھے یا کچھ مدت اپنے پاس رکھے تا کہ اگر پسند آئے تو خرید لے تو اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

اس مال کے احکام جو پڑا ہوا مل جائے

مسئلہ ۲۵۷۴ : اگر کسی شخص کو کسی دوسرے کا گم شدہ ایسا مال ملے جو حیوانات میں سے نہ ہو اور جس کی کوئی ایسی نشانی بھی نہ ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتہ چل سکے اور اس کی قیمت ایک درہم (۶ / ۱۲ چنے سکہ دار چاندی) سے کم نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص اس مال کو اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے دے اور اپنی ملکیت میں نہ لے۔

مسئلہ ۲۵۷۵ : اگر کوئی انسان ایسی گری پڑی چیز پائے جس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو اگر اس کا مالک معلوم ہو لیکن انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اس کے اٹھانے پر راضی ہے یا نہیں تو وہ اس کی اجازت کے بغیر اس مال کو نہیں اٹھا سکتا اور اگر اس کے مالک کا علم نہ ہو تو اس قصد سے اٹھا سکتا ہے کہ وہ خود اس کی ملکیت ہے اور اس پر واجب ہے کہ جب بھی اس مال کا مالک ملے اگر وہ مال تلف نہ ہو گیا ہو تو بعینہ وہی مال اسے واپس کر دے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اسے اس کا عوض دے اور اگر اس مال کو استعمال کیا ہے تو اس کی اجرت بھی دے۔

مسئلہ ۲۵۷۶ : اگر کوئی شخص ایک چیز پائے جس پر کوئی ایسی نشانی ہو جس کے ذریعے اس کے

مالک کا پتہ چلایا جا سکے تو اگرچہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا مالک سنی ہے یا ایک ایسا کافر ہے جس کا مال محترم ہے تاہم اگر اس چیز کی قیمت ایک درہم کی مقدار تک پہنچ جائے تو اس شخص کو چاہئے کہ جس دن وہ چیز ملی ہو اس سے ایک سال تک لوگوں کے اجتماع کی جگہ پر اس کا اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۷ : اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو وہ ایسے آدمی کو اپنی طرف سے اعلان کرنے کے لیئے کہہ سکتا ہے جس کے متعلق اسے اطمینان ہو کہ وہ اعلان کر دے گا۔

مسئلہ ۲۵۷۸ : اگر مذکورہ شخص ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو اس صورت میں جب کہ وہ مال حرم مکہ کے علاوہ کسی جگہ سے ملا ہو وہ اسے خود لے سکتا ہے یا اسے اس کے مالک کے لیئے اپنے پاس رکھ سکتا ہے تاکہ جب بھی وہ ملے اسے دے دے اور یا مال کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے سکتا ہے اور اگر وہ مال اسے حرم میں ملا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے بطور صدقہ دے دے اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط مستحب ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے یا حاکم شرع کے سپرد کر دے۔

مسئلہ ۲۵۷۹ : اگر کسی شخص کے ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد بھی مال کا مالک نہ ملے اور جسے وہ مال ملا ہو وہ اس کے مالک کے لیئے اسے اپنے پاس رکھ چھوڑے (یعنی جب مالک ملے گا اسے دے دوں گا) اور وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کی ہو تو پھر وہ ذمہ دار نہیں ہے اور اگر اس نے خود اپنے لیئے اسے قبضے میں کر لیا ہو تو ذمہ دار ہے۔ اور اگر وہ مال اس کے مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے چکا ہو تو مال کے مالک کو اختیار ہے کہ اس صدقے پر راضی ہو جائے یا اپنے مال کے عوض کا مطالبہ کرے اور صدقہ کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا (یعنی پہلی صورت میں مال کے مالک کو اور دوسری صورت میں اس شخص کو جسے وہ مال ملا اور اس نے بطور صدقہ دے دیا) صاحب مال کو مطالبے کا حق اس صورت میں ہے کہ اس شخص نے حاکم شرع کی اجازت کے بغیر تصرف کیا ہو۔

مسئلہ ۲۵۸۰ : اگر کوئی شخص جسے گرا پڑا مال مل جائے اس طریقے کے مطابق جو اوپر بیان ہوا ہے اعلان نہ کرے تو علاوہ اس بات کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اس پر پھر بھی واجب ہے کہ اعلان کرے بشرطیکہ مالک کے ملنے کا ظاہرا احتمال ہو۔

مسئلہ ۲۵۸۱ : اگر کسی دیوانے شخص یا نابالغ بچے کو کوئی گری پڑی چیز ملے تو اس کا ولی اس چیز کے بارے میں اعلان کر سکتا ہے اور اس کے بعد (یعنی اگر اس چیز کا مالک نہ ملے تو) اسے دیوانے یا نابالغ بچے کی طرف سے ملکیت میں لے سکتا ہے یا اس چیز کے مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۲ : اگر انسان اس سال کے دوران میں جس وہ ملنے والے مال کے بارے میں اعلان کر رہا ہو مال کے مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اسے بطور صدقہ دینا چاہے یا اپنی ملکیت میں لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۳ : اگر اس سال کے دوران میں جس میں انسان ملنے والے مال کے بارے میں اعلان کر رہا ہو وہ مال تلف ہوجائے اور اگر اس شخص نے اس مال کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو یا تعدی یعنی زیادہ روی کی ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے اور اگر کوتاہی یا زیادہ روی نہ کی ہو تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۴ : اگر کوئی مال جو نشانی رکھتا ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچتی ہو ایسی جگہ سے ملے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اعلان کے ذریعے اس کا مالک نہیں ملے گا تو جس شخص کو وہ مال ملا ہو وہ پہلے دن ہی اسے اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ایک سال ختم ہونے تک انتظار کرے۔

مسئلہ ۲۵۸۵ : اگر کسی شخص کو کوئی گری پڑی چیز مل جائے اور اسے اپنا مال سمجھتے ہوئے اٹھا لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ ایک سال تک اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۵۸۶ : جو گری پڑی چیز ملی ہو اس کے بارے میں اعلان کرتے وقت اس کی جنس کا بتانا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی شخص صرف اتنا کہہ دے کہ مجھے ایک چیز ملی ہے تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۷ : اگر کسی شخص کو گری پڑی چیز مل جائے اور دوسرا شخص کہے کہ میرا مال ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتا دے تو جس شخص کو وہ چیز ملی ہو اسے چاہئے کہ وہ چیز اس دوسرے شخص کو

اس وقت دے جب اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کا مال ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص ایسی نشانیاں بتائے جن کی طرف عموماً مال کا مالک بھی توجہ نہیں دیتا۔

مسئلہ ۲۵۸۸ : کسی شخص کو جو گری پڑی چیز ملی ہو اگر اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچے تو اگر وہ اعلان نہ کرے اور اس چیز کو مسجد میں یا کسی دوسری جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھا لے تو جس شخص کو وہ چیز پڑی ہوئی ملی ہو وہ ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۹ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز پڑی ہوئی ملے جو رکھے رہنے پر خراب ہو جاتی ہو تو اسے چاہئے کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے اس چیز کی قیمت معین کرے اور اسے بیچ دے اور جو رقم ملے اسے اپنے پاس رکھے اور اگر مالک نہ ملے تو اس کی طرف سے بطور صدقہ دے دے۔

مسئلہ ۲۵۹۰ : جو گری پڑی چیز کسی کو ملی ہو اگر وضو کرتے وقت یا نماز پڑھتے وقت وہ اس کے پاس ہو تو اگر اس کا ارادہ ہو کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے اسے دے دوں گا تو بلاشبہ اس میں کوئی حرج نہیں ورنہ وہ مغصوب کے حکم میں آئے گی۔

مسئلہ ۲۵۹۱ : اگر کسی شخص کا جوتا اٹھا لیا جائے اور اس کی جگہ کسی اور کا جوتا رکھ دیا جائے اور اگر وہ شخص جانتا ہو کہ جو جوتا رکھا ہے وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو کہ جو جوتا وہ لے گیا ہے اس کے عوض اس کا جوتا رکھ لے تو وہ اپنے جوتے کی بجائے وہ جوتا رکھ سکتا ہے اور اگر وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا جوتا ناحق اور ظلم کے طور پر لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جوتے کی قیمت اس کے اپنے جوتے کی قیمت سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جوتے پر مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اور حاکم شرع کے حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۵۹۲ : جو مال انسان کے پاس ہو اگر وہ مجہول المالک ہو (یعنی اس کے مالک کا علم نہ ہو) اور اس پر لفظ گم شدہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو انسان کے لیئے ضروری ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے

اور اس کے مالک کے ملنے سے مایوس ہونے کے بعد اس مال کو بطور صدقہ دے دے اور احوط یہ ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے صدقہ دے اور اگر بعد میں مال کا مالک مل جائے تو بھی اس مال کی ذمہ داری کسی پر نہیں۔

حیوانات کو شکار کرنے اور ذبح کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۹۳ : جب کسی ایسے حیوان کو جس کا گوشت حلال ہو اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو خواہ حیوان جنگلی ہو یا پالتو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کا گوشت حلال اور اس کا بدن پاک ہے لیکن وہ حیوان جس کے ساتھ انسان نے وطی (مجامعت) کی ہو اور وہ بھیڑ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو اور اسی طرح وہ حیوان جو نجاست کھانے والا بن گیا ہو اگر اس کا شرع کے معین کردہ دستور کے مطابق استبراء نہ کیا گیا ہو تو اس کو ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۴ : وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو (مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری) اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پہلے پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں (مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی بن گئے ہوں) اگر انہیں اس دستور کے مطابق شکار کیا جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا تو وہ پاک اور حلال ہیں لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۲۵۹۵ : حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو۔ لہٰذا ہرن کا بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سکے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۹۶ : حلال گوشت والا وہ حیوان (مثلاً مچھلی) جو رگوں میں خون نہ رکھتا ہو اگر خود بخود

شکار کیے بغیر مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت نہیں کھایا جاسکتا۔

مسئلہ ۲۵۹۷ : حرام گوشت والا وہ حیوان (مثلاً سانپ) جو رگوں میں خون نہ رکھتا ہو اس کا مردہ پاک ہے لیکن ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۵۹۸ : کتا اور سور ذبح کرنے اور شکار کرنے سے پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور وہ حرام گوشت والا حیوان جو بھیڑیے اور چیتے کی طرح چیر پھاڑ کرنے والا اور گوشت کھانے والا ہو اگر اسے اس دستور کے مطابق ذبح کیا جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا یا تیر وغیرہ سے شکار کیا جائے تو وہ پاک ہے لیکن اس کا گوشت حلال نہیں ہوتا اور اگر اس کا شکار شکاری کتے کے ذریعے کیا جائے تو اس کا بدن پاک ہونے میں بھی اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۹ : ہاتھی، ریچھ، بندر، چوہا اور وہ حیوان جو سوسمار کی طرح زیر زمین رہتے ہوں اگر وہ رگوں میں خون رکھتے ہوں اور اپنے آپ مر جائیں تو نجس ہیں لیکن اگر انہیں ذبح کیا جائے یا اسلحہ کے ذریعے شکار کیا جائے تو پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۰ : اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۶۰۱ : حیوان کے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے اور ان میں صرف شگاف ڈالنا کافی نہیں ہے اور معروف یہ ہے کہ جب تک گلے کی گرہ کے نیچے سے نہ کاٹا جائے ان چار رگوں کا صرف باہر سے کاٹنا کافی نہیں اور وہ چار رگیں، سانس کی نالی اور کھانے کی نالی اور دو موٹی رگیں ہیں جو سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۲ : اگر کوئی شخص چار رگوں میں سے بعض کو کاٹے اور پھر حیوان کے مرنے تک صبر کرے اور باقی رگیں بعد میں کاٹے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اس صورت میں جب کہ چاروں رگیں حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹ دی جائیں مگر حسب معمول مسلسل نہ کاٹی جائیں وہ حیوان پاک اور حلال ہوگا اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسلسل کاٹی جائیں۔

مسئلہ ۲۶۰۳ : اگر بھیڑیا کسی بھیڑ کی گردن اس طرح پھاڑ دے کہ گردن کی ان چار رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا چاہئے کچھ باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے، لیکن اگر وہ گردن کی کچھ مقدار پھاڑے اور چار رگیں باقی رہیں یا بدن کا کوئی دوسرا حصہ پھاڑے تو اس صورت میں جبکہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق ذبح کی جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا وہ حلال اور پاک ہوگی۔

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط

مسئلہ ۲۶۰۴ : حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرائط ہیں۔

۱... جو شخص کسی حیوان کو ذبح کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے لیئے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اور وہ مسلمان بچہ بھی جو ممیز ہو یعنی برے بھلے کی پہچان رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے لیکن کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو کفار کے حکم میں ہیں۔ (مثلاً غلات' خوارج اور نواصب یہودی اور عیسائی کسی حیوان کو ذبح نہیں کر سکتے۔)

۲... حیوان کو اس چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے کی بنی ہوئی ہو لیکن اگر لوہے کی چیز دستیاب نہ ہو اور صورت یہ ہو کہ اگر حیوان کو ذبح نہ کیا جائے تو وہ مرنے والا ہو یا کوئی ضرورت اسے ذبح کرنے کی مقتضی ہو تو اسے ایسی تیز چیز مثلاً شیشے اور پتھر سے بھی ذبح کیا جاسکتا ہے جو اس کی چاروں رگیں جدا کر دے۔

۳... ذبح کرتے وقت حیوان کا منہ' ہاتھ' پاؤں اور پیٹ قبلہ کی طرف ہوں اور جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت حیوان کو روبقبلہ ہونا چاہئے اگر وہ جان بوجھ کر اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلہ کے بارے میں اسے اشتباہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا حیوان کا منہ قبلہ کی طرف نہ کر سکتا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذبح کرنے والا بھی رو بقبلہ ہو۔

۴... جب کوئی شخص کسی حیوان کو ذبح کرنا چاہے یا ذبح کرنے کی نیت سے اس کے گلے پر چھری رکھے تو خدا کا نام لے اور اگر صرف بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے تو وہ حیوان پاک نہیں ہوتا اور اس کا گوشت بھی حرام ہے لیکن

اگر بھول جانے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵ ... ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگرچہ مثال کے طور پر صرف آنکھ یا دم کو حرکت دے یا اپنا پاؤں زمین پر مارے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو نیز واجب ہے کہ حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول کے مطابق نکلتا ہے۔

۶ ... یہ کہ بنابر احتیاط واجب پرندوں کے علاوہ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کا سر اس کے بدن سے جدا نہ کیا جائے اور خود یہ کام (یعنی سر جدا کرنا) فی نفسہ پرندوں تک میں بھی محل اشکال ہے لیکن اگر غفلت کی وجہ سے یا چھری تیز ہونے کی وجہ سے سر جدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور ذبیحہ حلال ہے اور اسی طرح بنابر احتیاط اس سفید رگ کو جو گردن کے مہروں سے حیوان کی دم تک چلی جاتی ہے اور نخاع کہلاتی ہے عمداً قطع نہ کیا جائے۔

۷ ... یہ کہ حیوان کو مذبح یعنی ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح کیا جائے اور احتیاط وجوبی کی بنا پر یہ جائز نہیں ہے کہ چھری کو گردن کی پشت سے اتار کر اگلی طرف لایا جائے اور اس طرح اس کی گردن پشت کی طرف سے کاٹی جائے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۶۰۵ : اگر اونٹ کو نحر کرنا مقصود ہو تاکہ جان نکلنے کے بعد وہ پاک، اور حلال ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان شرائط کے ساتھ جو حیوان کو ذبح کرنے کے لیئے بتائی گئی ہیں چھری یا کوئی چیز جو لوہے کی بنی ہوئی ہو اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کی درمیانی گہرائی میں گھونپ دیں۔

مسئلہ ۲۶۰۶ : جب چھری اونٹ کی گردن میں گھونپنا مقصود ہو تو بہتر ہے کہ اونٹ کھڑا ہو لیکن جب وہ گھٹنے زمین پر ٹیک دے یا کسی پہلو لیٹ جائے اور اس کے بازو' پاؤں اور سینہ روبقبلہ ہوں تو چھری اس کی گردن کی گہرائی میں گھونپنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۷ : اگر اونٹ کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپنے کی بجائے اسے ذبح کیا جائے (یعنی اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں) یا بھیڑ اور گائے اور انہیں جیسے دوسرے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں اونٹ کی طرح چھری گھونپی جائے تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہو گا لیکن اگر اونٹ کی

چار رگیں کٹ جائیں اور ابھی وہ زندہ ہو تو مذکورہ طریقے کے مطابق اس کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے اور اسی طرح اگر گائے یا بھیڑ اور انہیں جیسے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے اور ابھی وہ زندہ ہوں تو انہیں ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۸ : اگر کوئی حیوان سرکش ہو جائے اور اس طریقے کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو یا مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا اور اس کا شرعی طریقے کے مطابق ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگایا جائے اور اس زخم کے نتیجے میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان حلال ہے اور اس کا روبقبلہ ہونا ضروری نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط جو حیوانات کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

مسئلہ ۲۶۰۹ : کچھ چیزیں حیوانات کو ذبح کرنے میں مستحب ہیں۔

۱... بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دوسرا پاؤں کھلا رکھا جائے اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہو تو اس کے دونوں ہاتھ نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں اور اس کے پاؤں کھلے رکھے جائیں اور مستحب ہے کہ پرندے کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنے پر اور بال پھڑ پھڑا سکے۔

۲... حیوان کو ذبح یا نحر کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

۳... ذبح یا نحر یوں کریں کہ حیوان کو کم تکلیف ہو مثلاً چھری خوب تیز کر لیں اور حیوان کو جلدی ذبح کریں۔

حیوانات کو ذبح یا نحر کرنے کے مکروہات

مسئلہ ۲۶۱۰ : چند چیزیں حیوانات کو ذبح یا نحر کرتے وقت مکروہ ہیں۔

۱... حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا۔

۲... حیوان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں دوسرا حیوان اسے دیکھ رہا ہو۔

۳... شب جمعہ کو یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے حیوان کا ذبح کرنا۔ ہاں اگر ایسا کرنا ضرورت کے تحت ہو تو اس میں کوئی عیب نہیں۔

۴... جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اس کا خود اسے ذبح کرنا۔

ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۶۱۱ : اگر حلال گوشت جنگلی حیوان کا شکار ہتھیاروں کے ذریعے کیا جائے تو پانچ شرطوں کے ساتھ وہ حیوان حلال اور اس کا بدن پاک ہوتا ہے۔

۱... یہ کہ شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہو تاکہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کر دے اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہی جیسی چیزوں کے ذریعے کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کر دے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اور اگر گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس کے جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو وہ حرام ہے۔

۲... شکاری مسلمان ہونا چاہئے یا ایسا مسلمان بچہ ہو جو برے بھلے کو سمجھتا ہو اور اگر کافر یا وہ شخص جو کافر کے حکم میں ہو (مثلاً غلات، خوارج اور نواصب عیسائی، یہودی) کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔

۳... شکاری ہتھیار کو شکار کرنے کے لئے استعمال کرے اور اگر مثلاً کوئی شخص کسی جگہ کو نشانہ بنا رہا ہو اور اتفاقاً ایک حیوان مار دے تو وہ حیوان پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

۴ ... ہتھیار چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شکار حلال نہیں ہوتا لیکن اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵ ... اگر شکاری حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو ذبح کرنے کے لیئے وقت نہ ہو یا ذبح کرنے کے لیئے وقت ہوتے ہوئے وہ اسے ذبح نہ کرے حتی کہ وہ مرجائے تو وہ حیوان حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۲ : اگر دو اشخاص ایک حیوان کا شکار کریں اور ان میں سے ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو یا ان دونوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۳ : اگر تیر لگنے کے بعد مثال کے طور پر حیوان پانی میں گر جائے اور انسان کو علم ہو کہ حیوان تیر لگنے اور پانی میں گرنے سے مرا ہے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے بلکہ اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ فقط تیر لگنے سے مرا ہے تب بھی وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۴ : اگر کوئی شخص غصبی کتے یا غصبی ہتھیار سے کسی حیوان کا شکار کرے تو شکار حلال ہے اور خود شکاری کا مال ہو جاتا ہے لیکن علاوہ اس بات کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اور اسے چاہئے کہ ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کی مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۶۱۵ : اگر تلوار یا کسی دوسری چیز کے ساتھ جس کے ساتھ شکار کرنا صحیح ہو ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور سر اور گردن ایک حصے میں رہیں اور انسان اس وقت شکار کے پاس پہنچے جب اس کی جان نکل چکی ہو تو دونوں حصے حلال ہیں اور اگر حیوان زندہ ہو لیکن اسے ذبح کرنے کے لیئے وقت نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ذبح کرنے کے لیئے وقت ہو اور ممکن ہو کہ حیوان کچھ دیر زندہ رہے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں اگر اسے شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۶ : اگر لکڑی یا پتھر یا کسی دوسری چیز سے جن سے شکار کرنا صحیح نہیں ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہوں حرام ہے۔ اور اگر حیوان زندہ ہو

اور ممکن ہو کہ کچھ دیر زندہ رہے، اور اسے شرع کے معین کردہ طریقے سے ذبح کیا جائے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں حلال ہے ورنہ وہ حصہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۷ : جب کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کو شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۸ : اگر کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور بال یا اون اس کے بدن پر اگے ہوئے ہوں تو وہ بچہ پاک اور حلال ہے۔

شکاری کتے سے شکار کرنا

مسئلہ ۲۶۱۹ : اگر شکاری کتا کسی حلال گوشت والے جنگلی حیوان کا شکار کرے تو اس حیوان کے پاک ہونے اور حلال ہونے کے لیئے چھ شرطیں ہیں۔

۱... کتا اس طرح سدھایا ہوا ہو کہ جب بھی شکار پکڑنے کے لیئے بھیجا جائے چلا جائے اور جب اسے جانے سے روکا جائے تو رک جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی عادت ایسی ہو کہ جب تک مالک نہ پہنچے شکار کو نہ کھائے لیکن اگر اسے شکار کا خون پینے کی عادت ہو یا اتفاقاً شکار میں سے کھا لے تو کوئی حرج نہیں۔

۲... اس کا مالک اسے شکار کے لیئے بھیجے اور اگر وہ اپنے آپ ہی شکار کے پیچھے جائے اور کسی حیوان کو شکار کرے تو اس حیوان کا کھانا حرام ہے بلکہ اگر کتا اپنے آپ شکار کے پیچھے لگ جائے اور بعد میں اس کا مالک ہانک لگائے تاکہ وہ جلدی شکار تک پہنچے تو اگرچہ وہ مالک کی آواز کی وجہ سے تیز بھاگے پھر بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس شکار کو کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳... جو شخص کتے کو شکار کے پیچھے لگائے اس کے لیئے ضروری ہے کہ مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اور اگر کافر یا وہ شخص جو غالی اور خارجی اور ناصبی کی طرح کافر کے حکم میں ہو یعنی ایسا شخص جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت

سے دشمنی کا اظہار کرتا ہو کتے کو شکار کے پیچھے بھیجے تو اس کتے کا شکار حرام ہے۔

۴ ... کتے کو شکار کے پیچھے بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵ ... شکار کو کتے کے کاٹنے سے جو زخم آئے وہ اس سے مرے پس اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ دے یا شکار دوڑنے یا ڈر جانے کی وجہ سے مرجائے تو حلال نہیں ہے۔

۶ ... جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کیے گئے حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مرچکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اسے ذبح کرنے کے لیئے وقت نہ ہو اور اگر ایسے وقت پہنچے جب اسے ذبح کرنے کے لیئے وقت ہو لیکن وہ حیوان کو ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مرجائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۰ : جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اسے ذبح کر سکتا ہو مثلاً اگر چھری نکالنے کی وجہ سے یا کسی اور ایسے ہی فعل کی وجہ سے وقت گزر جائے اور حیوان مرجائے تو وہ حلال ہے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے حیوان کو ذبح کرے اور وہ مرجائے تو وہ حلال نہیں ہوتا لیکن اس صورت میں کتے کو لگا دے تاکہ وہ اس حیوان کو مار ڈالے تو وہ حیوان حلال ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۱ : اگر کئی کتے شکار کے پیچھے بھیجے جائیں اور وہ سب مل کر کسی حیوان کا شکار کریں تو اگر وہ سب کے سب ان شرائط کو پورا کرتے ہوں جو بیان کی گئی ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ان میں سے ایک کتا بھی ان شرائط کو پورا نہ کرے تو شکار حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۲ : اگر کوئی شخص کتے کو کسی حیوان کے شکار کے لیئے بھیجے اور وہ کتا کوئی دوسرا حیوان شکار کرلے تو وہ شکار حلال اور پاک ہے اور اگر جس حیوان کے پیچھے بھیجا گیا ہو اسے بھی اور ایک اور حیوان کو بھی شکار کرلے تو وہ دونوں حلال اور پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۶۲۳ : اگر چند اشخاص مل کر ایک کتے کو شکار کے پیچھے بھیجیں اور ان میں سے ایک کافر ہو یا جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے نیز جو کتے شکار کے پیچھے بھیجے گئے ہوں اگر ان میں سے ایک کتا اس طرح سدھایا ہوا نہ ہو جیسا کہ مسئلہ میں بتایا گیا ہے تو وہ شکار حرام ہے اور یہ

معلوم نہ ہو کہ وہ شکار کس کتے سے ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۴ : اگر باز یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور حیوان کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے لیکن اگر کوئی اس وقت اس حیوان کے پاس پہنچ جائے اور وہ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق جو شرع میں معین ہے اسے ذبح کر لے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی اور ٹڈی کا شکار

مسئلہ ۲۶۲۵ : اگر چھلکوں والی مچھلی کو پانی میں سے زندہ پکڑ لیا جائے اور وہ پانی سے باہر آکر مر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے اور اگر وہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور اگر وہ مچھیرے کے جال کے اندر پانی میں مرجائے تو اس کا کھانا حرام ہے اور جس مچھلی کے چھلکے نہ ہو وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۶ : اگر مچھلی اچھل کر پانی سے باہر آگرے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی اتر جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر اس کے مرنے سے پہلے کوئی شخص اسے شکار کی نیت سے ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے پکڑ لے تو وہ مرنے کے بعد حلال ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۷ : جو شخص مچھلی کا شکار کرے اس کے لیئے ضروری نہیں کہ مسلمان ہو یا مچھلی کو پکڑتے وقت خدا کا نام لے لیکن یہ ضروری ہے کہ مسلمان نے اسے پکڑتے دیکھا ہو یا کسی اور طریقے سے اسے (یعنی مسلمان کو) یقین ہو گیا ہو کہ مچھلی پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے۔ اور چاہئے کہ مچھلی کا شکار کرنے والا عمداً شکار کے اسلامی احکام کی خلاف ورزی نہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۲۶۲۸ : زندہ مچھلی کا کھانا جائز ہے لیکن احتیاط واجب ہے کہ اسے زندہ کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۲۹ : اگر زندہ مچھلی کو بھون لیا جائے یا اسے پانی کے باہر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۳۰ : اگر پانی سے باہر مچھلی کے دو ٹکڑے کر لیئے جائیں اور ان میں سے ایک ٹکڑا

زندہ ہونے کی حالت میں پانی میں گر جائے تو جو ٹکڑا پانی سے باہر رہ جائے اسے کھانا جائز ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۳۱ : اگر ٹڈی کو ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے زندہ پکڑ لیا جائے تو وہ مرجانے کے بعد حلال ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اسے پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیکن اگر مردہ ٹڈی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا نہیں تو اگرچہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۲ : جس ٹڈی کے پر ابھی تک نہ اگے ہوں اور اڑ نہ سکتی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

مسئلہ ۲۶۳۳ : گھریلو مرغ اور کبوتر اور مختلف قسم کی چڑیوں کا گوشت حلال ہے۔ بلبل' سار (مینا) اور چنڈول چڑیوں ہی کی قسمیں ہیں۔ چمگادڑ' مور اور کوے کی مختلف اقسام اور ہر اس پرندے کا گوشت جو شاہین' عقاب اور باز کی طرح پنجے رکھتا ہو اور اڑتے وقت پروں کو مارتا کم اور بے حرکت زیادہ رکھتا ہو حرام ہے۔ اسی طرح ہر اس پرندے کا گوشت جس کا پوٹا' سنگدانہ اور پاؤں کی پشت کا کانٹا نہ ہو حرام ہے ماسوا اس کے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اڑتے وقت پروں کو مارتا زیادہ اور بے حرکت کم رکھتا ہے کیونکہ اس صورت میں وہ حلال ہے اور ابابیل اور ہدہد کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۴ : اگر حیوان کے بدن کے اس حصے کو جس میں روح ہو زندہ حیوان سے جدا کر لیا جائے مثلاً زندہ بھیڑ کی چکتی یا گوشت کی کچھ مقدار کاٹ لی جائے تو وہ نجس اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۵ : حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء بلا اشکال حرام ہیں اور کچھ احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہیں اور ان تمام اجزاء کی تعداد چودہ ہے۔

۱... خون۔

۲... فضلہ (پاخانہ)

۳... عضو تناسل۔

۴ ... فرج (شرمگاہ)

۵ ... بچہ دانی۔

۶ ... غدود جنہیں (فارسی میں) دشول کہتے ہیں۔

۷ ... خصیتین جنہیں دنبلان کہتے ہیں۔

۸ ... وہ چیز جو بھیجے میں ہوتی ہے اور چنے کے دانے کی شکل کی ہوتی ہے۔

۹ ... حرام مغز جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔

۱۰ ... وہ رگیں جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

۱۱ ... پتہ۔

۱۲ ... تلی۔

۱۳ ... مثانہ۔

۱۴ ... آنکھ کا ڈھیلا۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے پرندوں میں ان میں سے خون، فضلے، پتے، تلی اور خصیتین کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۶۳۶ : اونٹ کا پیشاب پینا حلال ہے اور باقی حلال گوشت حیوانات کے پیشاب سے اور اسی طرح دوسری تمام چیزوں سے جن سے طبیعت نفرت کرے اجتناب کرنا احوط اور اولی ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۷ : مٹی کا کھانا حرام ہے البتہ علاج کی غرض سے گل داغستان اور گل ارمنی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور حصول شفاء کی غرض سے سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے مزار مبارک کی مٹی یعنی خاک شفاء کی تھوڑی سی مقدار کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ خاک شفا کی کچھ مقدار پانی میں حل کر لی جائے تاکہ وہ اس میں یعنی پانی میں مل کر ختم ہو جائے اور بعد میں اس پانی کو پی لیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۳۸ : ناک کا پانی اور سینے کی بلغم وغیرہ جو منہ میں آجائے اس کا نگلنا حرام نہیں ہے نیز غذا کے نگلنے میں جو خلال کرتے وقت دانتوں کے ریخوں سے نکلے کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۹ : کسی ایسی چیز کا کھانا حرام ہے جو موت کا سبب بنے یا انسان کے لیئے سخت نقصان

وہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۴۰ : گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص ان سے وطی (مجامعت) کرے تو خود وہ حیوان اور اس کی نسل حرام اور ان کا پیشاب اور لید نجس ہو جاتی ہے اور انہیں شہر سے باہر لے جانا چاہئے اور دوسری جگہ بیچ دینا چاہئے اور وطی کرنے والے کے لیئے لازم ہے کہ اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو دے اور اگر کوئی شخص حلال گوشت والے حیوان مثلاً گائے یا بھیڑ سے مجامعت کرے تو ان حیوانوں کا پیشاب اور گوبر نجس ہو جاتا ہے اور ان کا گوشت کھانا اور دودھ پینا حرام ہے اور یہی حکم ان کی نسل کے لیئے ہے اور ایسے حیوان کو فوراً ذبح کر کے جلا دینا چاہئے اور جس نے اس کے ساتھ وطی کی ہو وہ اس کی قیمت اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۶۴۱ : اگر بھیڑ یا بکری کا دودھ پیتا بچہ سورنی کا دودھ اتنی مقدار میں پیئے کہ اس کا گوشت اور ہڈیاں اس سے قوت حاصل کریں تو خود وہ اور ان کی نسلیں حرام ہو جاتی ہیں اور اگر وہ اس سے کم مقدار میں دودھ پیئے تو ضروری ہے کہ ان کا استبراء کیا جائے اور اس کے بعد وہ حلال ہو جاتے ہیں اور ان کا استبراء یہ ہے کہ سات دن بھیڑ یا بکری کے تھنوں سے دودھ پئیں اور اگر انہیں دودھ کی حاجت نہ ہو تو سات دن گھاس کھائیں اور نجاست کھانے والے حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اگر اس کا استبراء کیا جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اس کے استبراء کی کیفیت بیان کی جا چکی ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۲ : شراب پینا حرام ہے اور بعض احادیث میں اسے گناہ کبیرہ گردانا گیا ہے اور اگر کوئی شخص اسے حلال سمجھے تو کافر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا شراب بدیوں کی جڑ اور گناہوں کا منبع ہے۔ جو شخص شراب پیئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے اور اس وقت خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانتا کوئی بھی گناہ کرنے سے اجتناب نہیں کرتا، کسی شخص کا احترام نہیں کرتا، اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا، کھلم کھلا برائی کرنے سے بھی منہ نہیں پھیرتا اور ایمان اور خدا شناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہوتی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے۔ خدا فرشتے، انبیاء اور مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں، چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہو گا اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہو گی، اس کے منہ کا لعاب اس کے سینے پر گرے گا اور وہ پیاس کی فریاد بلند کرے

گا۔

مسئلہ ۲۶۴۳ : جس دستر خوان پر شراب پی جا رہی ہو اگر اس پر بیٹھنے سے انسان شراب پینے والوں میں سے ایک فرد شمار نہ بھی ہو تو اس دستر خوان پر بیٹھنا حرام ہے اور اس پر چنی ہوئی کوئی چیز کھانا بھی بنابر احتیاط واجب حرام ہے۔ اور شراب کے لیئے استعمال ہونے والے برتنوں کا استعمال بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۴ : ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے نزدیک (اڑوس پڑوس میں) جب کوئی مسلمان بھوک یا پیاس سے مر رہا ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر موت سے نجات دے۔

کھانا کھانے کے آداب

مسئلہ ۲۶۴۵ : کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں۔

۱ ... کھانا کھانے سے پہلے کھانے والا دونوں ہاتھ دھوئے۔

۲ ... کھانا کھا چکنے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال سے خشک کرے۔

۳ ... میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب کے بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے اور کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اسکی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اسی طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوتے رہیں حتیٰ کہ نوبت اس شخص تک آ جائے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہو اور کھانا کھا چکنے کے بعد جو شخص میزبان کی بائیں طرف بیٹھا ہو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھوئے اور اسی طرح دھوتے چلے جائیں حتی کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔

۴ ... کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دستر خوان پر کئی قسم کی کھانے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کھانا کھانے کی ابتداء کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

۵ ... کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

۶ ... تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔

۷ ... اگر چند اشخاص دستر خوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔

۸ ... چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔

۹ ... کھانا اچھی طرح چبا کر کھائے۔

۱۰ ... دستر خوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طول دے۔

۱۱ ... کھانا کھا چکنے کے بعد اللہ تعالی کا شکر بجا لائے۔

۱۲ ... انگلیوں کو چاٹے۔

۱۳ ... کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے البتہ ریحان (یعنی خوشبودار گھاس) کے تنکے یا کھجور کے درخت کے پتے سے خلال نہ کرے۔

۱۴ ... جو غذا دستر خوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھا لے لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لیئے چھوڑ دے۔

۱۵ ... دن اور رات کی ابتداء میں کھانا کھائے اور ان کے درمیان میں اور رات کے درمیان میں نہ کھائے۔

۱۶ ... کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دایاں پاؤں بائیں پاؤں پر رکھے۔

۱۷ ... کھانا شروع کرتے وقت اور کھا چکنے کے بعد نمک چکھے۔

۱۸ ... پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھولے۔

وہ باتیں جو غذا کھاتے وقت مذموم ہیں

مسئلہ ۲۶۳۶ : کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم ہیں۔

۱ ... پیٹ بھرے پر کھانا کھانا۔

۲ ... بہت زیادہ کھانا اور روایات میں ہے کہ خداوند عالم کے نزدیک بہت زیادہ کھانا سب سے بری چیز ہے۔

۳ ... کھانا کھاتے وقت دوسرے کی طرف دیکھنا۔

۴ ... گرم کھانا کھانا۔

۵ ... انسان جو چیز کھا یا پی رہا ہو اسے پھونک مارنا۔

۶ ... دسترخوان پر کھانا لگ جانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔

۷ ... روٹی کو چھرے سے کاٹنا۔

۸ ... روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔

۹ ... ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں صاف کرنا کہ ہڈی پر کوئی گوشت باقی نہ رہے۔

۱۰ ... پھل کا چھلکا اتارنا۔

۱۱ ... پھل پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کے آداب

مسئلہ ۲۶۴۷ : پینے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں۔

۱ ... پانی چوسنے کی طرز پر پیئے۔

۲ ... دن میں کھڑے ہو کر پانی پیئے۔

۳ ... پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ پڑھے۔

۴ ... پانی تین سانس میں پیئے۔

۵ ... پانی خواہش کے مطابق پیئے۔

۶ ... پانی پینے کے بعد حضرت ابو عبداللہ (امام حسین) علیہ السلام اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پینے کے وقت مذموم ہیں

مسئلہ ۲۶۴۸ : زیادہ پانی پینا اور مرغن کھانا کھانے کے بعد پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پینا مذموم ہے علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اسی طرح کوزے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم ہے۔

نذر اور عہد کے احکام

مسئلہ ۲۶۴۹ : نذر سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیئے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی

خاطر ترک کر دے گا۔

مسئلہ ۲۶۵۰ : نذر کا صیغہ پڑھنا چاہئے اور یہ ضروری نہیں کہ عربی میں ہی پڑھا جائے لہٰذا کوئی شخص کہے کہ اگر میرا مریض صحت یاب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۱ : نذر کرنے والے کے لیئے لازم ہے، کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار اور قصد کے ساتھ نذر کرے لہٰذا کسی ایسے شخص کا نذر کرنا صحیح نہیں جسے مجبور کیا جائے یا جو جذباتی ہو کر بے اختیار نذر کر دے۔

مسئلہ ۲۶۵۲ : کوئی مفلس شخص یا سفیہ انسان (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اگر مثلاً نذر کرے کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۳ : اگر شوہر عورت کو نذر کرنے سے روکے اور عورت کا نذر کو پورا کرنا شوہر کے حق کے منافی ہو تو وہ نذر نہیں کر سکتی بلکہ اس صورت میں تو شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی نذر قرار ہی نہ پائے گی۔

مسئلہ ۲۶۵۴ : اگر عورت شوہر کی اجازت سے نذر کرے تو شوہر اس کی نذر ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے نذر پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے بجز اس کے کہ نذر پوری کرنا اس پر عمل کے وقت شوہر کے حق کے منافی ہو کیونکہ اس صورت میں اگر وہ نذر کو ختم کر سکے تو کچھ بعید نہیں۔

مسئلہ ۲۶۵۵ : اگر فرزند باپ کی اجازت کے بغیر یا اس کی اجازت سے نذر کرے تو اسے چاہئے کہ اس پر عمل کرے لیکن اگر باپ یا ماں اس کو اس عمل سے جس کی اس نے نذر کی ہو منع کریں تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی نذر کالعدم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۶۵۶ : انسان کسی ایسے کام کی نذر کر سکتا ہے جسے انجام دینا اس کے لیئے ممکن ہو لہٰذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر کربلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ نذر کرے کہ وہاں پیدل جائے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۷ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کوئی حرام یا مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا

مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۸ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا یا ترک کرے گا اور اگر اس کام کا بجالانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے اور اگر اس کام کا انجام دینا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نذر بھی اسی لحاظ سے کرے مثلاً نذر کرے کہ کوئی غذا کھائے گا تاکہ اللہ کی عبادت کے لیئے اسے قوت حاصل ہو تو اس کی نذر صحیح ہے اور اگر اس کام کا ترک کرنا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نذر بھی اسی لحاظ سے کرے کہ اس کام کو ترک کر دے گا مثلاً چونکہ تمباکو نقصان دہ ہے اس لیئے نذر کرے کہ اسے استعمال نہیں کرے گا تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۹ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں مثلاً نذر کرے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا تو اگر وہاں نماز پڑھنا کسی لحاظ سے بہتر ہو مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے اس لیئے انسان حضور قلب پیدا کر سکتا ہے (یعنی خشوع وخضوع سے نماز ادا کر سکتا ہے) تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۰ : اگر کوئی شخص کوئی عمل بجالانے کی نذر کرے تو اسے چاہئے کہ وہ عمل اسی طرح بجالائے جس طرح نذر کی ہو پس اگر نذر کرے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا مہینے کی پہلی تاریخ کو اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجالائے تو کافی نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص نذر کرے کہ جب اس کا مریض صحت یاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۱ : اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر ایک روزہ رکھے تو کافی ہے اور اگر نماز پڑھنے کی نذر کرے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز پڑھ لے تو کافی ہے۔ اور اگر نذر کرے کہ صدقہ دے گا اور صدقے کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی نذر کے مطابق عمل کر دیا ہے اور اگر نذر کرے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیئے بجالائے گا تو اگر ایک نماز پڑھ لے یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز بطور صدقہ دے دے تو اس نے اپنی نذر کو پورا کر دیا ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۲ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین دن کو روزہ رکھے گا تو اسے چاہئے کہ اسی دن روزہ رکھے اور اگر جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ اس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے اور اظہر یہ ہے کہ اس کا کفارہ قسم کی مخالفت کرنے کا کفارہ ہے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا ہاں اسی دن وہ اختیاراً یہ کر سکتا ہے کہ مسافرت کرے اور روزہ نہ رکھے اور اگر سفر میں ہو تو ضروری نہیں کہ اقامت کا قصد کر کے روزہ رکھے اور اس صورت میں جب کہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۲۶۶۳ : اگر انسان اختیاری طور پر اپنی نذر پر عمل نہ کرے تو اسے چاہئے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۶۴ : اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کرے تو اسے چاہئے کہ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجا لا سکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے پہلے بھول کر یا بہ امر مجبوری اس عمل کو انجام دے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو بجا نہ لائے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو چاہئے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۶۵ : جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کی ہو اور اس کے لئے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا بہ امر مجبوری یا غفلت کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس کے بعد جب بھی بہ حالت اختیار اس عمل کو بجا لائے اسے چاہئے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۶۶ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعے کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعے کے دن عید فطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعے کے دن اسے کوئی اور عذر مثلاً سفر یا حیض لاحق ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۲۶۶۷ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا ضروری نہیں ہے اور بہتر یہ

ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے بطور صدقہ دے دیں۔

مسئلہ ۲۶۶۸ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مر جائے تو بنابر احتیاط اس شخص کو چاہئے کہ صدقہ اس کے ورثاء کو دے۔

مسئلہ ۲۶۶۹ : اگر کوئی شخص نذر کرے ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثلاً حضرت ابی عبداللہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو گا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لیئے جائے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ان امام کی زیارت نہ کرے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۰ : جس شخص نے زیارت کی نذر کی ہو لیکن غسل زیارت اور اس کی نماز کی نذر نہ کی ہو اس کے لیئے انہیں بجالانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۱ : اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام یا امام زادے کے حرم کے لیئے کسی مال کی نذر کرے تو اسے چاہئے کہ اس مال کو اس حرم کی مرمت اور روشنی اور فرش وغیرہ پر صرف کرے۔

مسئلہ ۲۶۷۲ : اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام کی ذات کے لیئے کوئی چیز نذر کرے، تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو چاہئے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو امامؑ سے نسبت رکھتا ہو مثلاً زوار فقیر کو دے دے یا اس امام کے حرم کے مصارف مثلاً مرمت وغیرہ پر خرچ کرے، اور اگر کوئی چیز کسی امام زادے کے لیئے نذر کرے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۳ : جس بھیڑ کو صدقہ کے لیئے یا کسی ایک امام کے لیئے نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو وہ (یعنی دودھ یا بچہ) اس کا مال ہے جس نے اس بھیڑ کو نذر کیا ہو لیکن بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فربہ ہو جائے نذر کا جزو ہیں۔

مسئلہ ۲۶۷۴ : جب کوئی نذر کرے کہ اگر اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر

واپس آجائے تو وہ فلاں کام کرے گا تو اگر پتہ چلے کہ نذر کرنے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آگیا تھا تو پھر نذر پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۶۷۵ : اگر باپ یا ماں نذر کریں کہ اپنی بیٹی کی شادی سید سے کریں تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی اس بارے میں خود مختار ہے اور والدین کی نذر کی کوئی اہمیت نہیں۔

مسئلہ ۲۶۷۶ : جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ جب اس کی کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں اچھا کام انجام دے گا تو جب اس کی حاجت پوری ہو جائے اسے چاہئے کہ وہ کام انجام دے اور اسی طرح اگر وہ کوئی حاجت نہ ہوتے ہوئے عہد کرے کہ فلاں اچھا کام انجام دے گا تو وہ کام کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۷ : عہد میں بھی نذر کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور مشہور یہ ہے کہ کوئی شخص جس کام کے انجام دینے کا عہد کرے اسے یا تو واجب اور مستحب نماز کی طرح عبادت ہونا چاہئے یا ایسا کام ہو جس کا انجام دینا اس کے ترک کرنے سے بہتر ہو لیکن احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں جب کہ جس کام کا عہد کیا ہو وہ شرعاً" قابل ترجیح نہ ہو اس کام کو انجام دے۔

مسئلہ ۲۶۷۸ : اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو اسے چاہئے کہ کفارہ دے یعنی ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام

مسئلہ ۲۶۷۹ : جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا یا ترک کرے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمباکو استعمال نہیں کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کے خلاف عمل کرے تو اسے چاہئے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس فقیروں کو پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجا نہ لا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ تین دن روزے رکھے اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزے پے در پے رکھے جائیں۔

مسئلہ ۲۶۸۰ : قسم کی چند شرائط ہیں۔

۱... جو شخص قسم کھائے اس کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور ارادے کے ساتھ قسم کھائے پس بچے یا دیوانے یا مست یا اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کر دیا گیا ہو درست نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جذباتی ہونے کی حالت میں بلاارادہ قسم کھائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

۲... قسم کھانے والا جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے وہ حرام نہیں ہونا چاہئے اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائے وہ واجب نہیں ہونا چاہئے۔

۳... قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اس کی مقدس ہستی کے سوا کسی کے لیئے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیئے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے لیئے اتنی کثرت سے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی کوئی وہ نام لے تو خدائے بزرگ وبرتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو قسم صحیح ہے بلکہ احتیاط واجب ہے کہ اگر یہ صورت نہ ہو تب بھی قسم پر عمل کیا جائے۔

۴... قسم کھانے والا قسم کے الفاظ زبان پر لائے لہٰذا اگر قسم کو لکھے یا دل میں اس کا قصد کرے تو قسم صحیح نہیں ہے لیکن اگر گونگا شخص اشارے سے قسم کھائے تو صحیح ہے۔

۵... قسم کھانے والے کے لیئے قسم پر عمل کرنا ممکن ہو اور اگر قسم کھانے کے وقت اس کے لیئے اس پر عمل کرنا ممکن ہو لیکن بعد میں عاجز ہو جائے تو جس وقت سے عاجز ہو گا اس وقت سے اس کی قسم باطل ہو جائے گی اور اگر نذر یا قسم یا عہد پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۱ : اگر باپ فرزند کو یا شوہر بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۲ : اگر فرزند باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ باپ یا شوہر کی اجازت کے بغیر ان کی قسم منعقد ہی نہیں ہوتی اور آقا کی نسبت سے غلام اور کنیز کے لیئے یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۳ : اگر انسان بھول کر یا مجبوری کی وجہ سے یا غفلت کی بنا پر قسم پر عمل نہ کرے تو

اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر اسے مجبور کیا جائے کہ قسم پر عمل نہ کرے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر وسواسی شخص قسم کھائے مثلاً یہ کہے کہ واللہ میں ابھی نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور وسواس کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وسواس ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے مجبور ہو کر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۴ : اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں تو اگر وہ سچ کہہ رہا ہو تو اس کا قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ بول رہا ہو تو حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم کے شر سے نجات دلانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اوقات ایسی قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے تاہم اگر ممکن ہو کہ توریہ کرے یعنی قسم کھاتے وقت اس طرح نیت کرے کہ جھوٹ بھی نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ توریہ کرے مثلاً اگر کوئی ظالم کسی کو اذیت دینا چاہے اور کسی دوسرے شخص سے پوچھے کہ کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے؟ اور اس نے اس شخص کو ایک گھنٹہ پہلے دیکھا ہو تو وہ کہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا اور قصد یہ کرے کہ اس وقت سے پانچ منٹ پیشتر میں نے اسے نہیں دیکھا۔

وقف کے احکام

مسئلہ ۲۶۸۵ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو وقف کر دے تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی وہ چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں جن کا ذکر کیا گیا ہے اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۶۸۶ : یہ ضروری نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنا مکان وقف کر دیا ہے اور وہ شخص جس کے لئے مکان وقف کیا ہو یا اس کا وکیل یا اس کا ولی کہہ دے کہ میں نے قبول کیا تو وقف صحیح ہے بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا مسجد بنانے کی نیت سے کوئی جگہ تعمیر کرے اور اسے نمازیوں کے اختیار میں دے تو وقف ثابت ہو جائے گا اور موقوفات عامہ مثلاً

مسجد، مدرسہ یا ایسی چیزیں جو عام لوگوں کے لیئے وقف کی جائیں یا مثلاً فقراء اور سادات کے لیئے وقف کی جائیں ان کے وقف کے صحیح ہونے کے لیئے کسی کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۷ : اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لیئے معین کرے اور صیغہ وقف پڑھنے سے پہلے پچھتائے یا مرجائے تو وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۶۸۸ : جو شخص کوئی مال وقف کرے اسے چاہئے کہ صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس مال کو ہمیشہ کے لیئے وقف کر دے اور مثال کے طور پر اگر وہ کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہو گا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک وقف نہیں رہا اس لیئے وقف صحیح نہیں ہے اور اگر کہے کہ وہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہوگا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لیئے وقف ہو گا پھر پانچ سال کے لیئے وقف نہیں ہو گا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۹ : وقف اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال اس شخص کے تصرف میں دے دے جس کے لیئے وہ وقف کیا گیا ہو یا اس کے وکیل یا ولی کے تصرف میں دے دے لیکن اگر کوئی شخص کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لیئے وقف کرے اور اس نیت سے کہ وقف کردہ چیز ان کی ملکیت ہو جائے ان کی طرف سے اس کی نگہداری کرے تو وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۰ : ظاہر یہ ہے کہ عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ شرط نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۱ : ضروری ہے کہ وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو اور قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو لہٰذا اگر سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہو) کوئی چیز وقف کرے تو چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیئے اس کا کیا ہوا وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۲ : اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لیئے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے

لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لیئے وقف کیا جائے جو بالفعل موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لیئے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگرچہ وقف کے محقق ہونے کے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں وہ وقف صحیح ہے (مثلاً کوئی شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لیئے وقف کرے اور ان کے بعد اولاد کی اولاد کے لیئے وقف کر دے اور اولاد کے ہر گروہ کے بعد آنے والا گروہ اس وقف سے استفادہ کرے تو وقف صحیح ہے)۔

مسئلہ ۲۶۹۳ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کرے مثلاً کوئی دکان وقف کر دے تاکہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس کے مقبرے پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مال فقراء کے لیئے وقف کر دے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۴ : جو چیز کسی شخص نے وقف کی ہو اگر وہ اس کا متولی بھی معین کر دے تو متولی کو چاہئے کہ واقف کی ہدایات کے مطابق عمل کرے اور اگر واقف متولی معین نہ کرے اور مال مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کیا ہو تو وہ افراد مختار ہیں اور اگر وہ بالغ نہ ہوں تو پھر ان کا ولی مختار ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لیئے حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۶۹۵ : اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقراء یا سادات پر وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات صرف کرے تو اس صورت میں جب کہ اس وقف کے لیئے اس نے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۶ : اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کرے تاکہ ہر ایک طبقے کے بعد دوسرا طبقہ اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کا متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اس املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور جن لوگوں پر وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک طبقہ اسے کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت کے دوران میں وہ طبقہ مر جائے اور جو طبقہ اس کے بعد ہو وہ اس اجارے کی تصدیق نہ کرے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں جب کہ مستاجر نے اجارے کی پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو مرنے والے طبقے کی موت کے وقت سے اجارہ کی مدت کے خاتمے تک کا کرایہ اس طبقے (یعنی مرنے والے

طبقے) کے مال سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۷ : اگر وقف کردہ املاک خراب بھی ہو جائے تو اس کے وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کرنے والے نے کوئی چیز کسی خاص مقصد کے لیئے وقف کی ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ سیر کے لیئے وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور وقف کردہ مال واقف کے وارثوں کی ملکیت ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۶۹۸ : اگر کسی املاک کی کچھ مقدار وقف ہو اور کچھ مقدار وقف نہ ہو اور وہ املاک تقسیم نہ کی گئی ہو تو حاکم شرع یا وقف کا متولی باخبر لوگوں کی رائے کے مطابق وقف شدہ حصہ جدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۹ : اگر وقف کا متولی خیانت کرے اور اس کا منافع معین مصارف میں نہ لائے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تاکہ وہ متولی کو خیانت سے روکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانتدار متولی مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۰ : جو فرش امام باڑہ کے لیئے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لیئے مسجد میں نہیں لے جایا جا سکتا ہے خواہ وہ مسجد امام باڑے کے قریب ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۲۷۰۱ : اگر کوئی املاک کسی مسجد کے مرمت کے لیئے وقف کی جائے تو اگر اس مسجد کو مرمت کی ضرورت نہ ہو اور اس بات کی توقع بھی نہ ہو کہ کچھ عرصے تک اسے مرمت کی ضرورت ہوگی تو اس املاک کی آمدنی ایسی مسجد پر خرچ کی جا سکتی ہے جسے مرمت کی ضرورت ہو۔

مسئلہ ۲۷۰۲ : اگر کوئی شخص کوئی املاک وقف کرے تاکہ اس کی آمدنی مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے اور امام جماعت کو اور مسجد کے موذن کو دی جائے اور اس صورت میں جب کہ علم ہو یا اطمینان ہو کہ اس شخص نے ہر ایک کے لیئے کتنی مقدار معین کی ہے تو آمدنی اس کی مطابق خرچ کرنی چاہئے اور اگر اس بارے میں یقین یا اطمینان نہ ہو تو پہلے مسجد کی مرمت کرانی چاہئے اور پھر اگر کچھ بچے تو اسے امام جماعت اور موذن کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دینا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں اشخاص تقسیم کے متعلق ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیت کے احکام

مسئلہ ۲۷۰۳ : وصیت سے مراد یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لیئے فلاں فلاں کام سرانجام دیئے جائیں یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہو گی یا یہ کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کے طور پر اور امور خیر پر صرف کی جائے، یا اپنی اولاد کے لیئے اور جو لوگ اس کی سرپرستی میں ہوں ان کے لیئے کسی کو نگراں اور سرپرست مقرر کرے اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے وصی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۰۴ : جو شخص بول نہ سکتا ہو (یعنی گونگا وغیرہ ہو یا بوجہ نقاہت نہ بول سکتا ہو) اگر وہ اشارے سے اپنا مقصد سمجھا دے تو وہ ہر کام کے لیئے وصیت کر سکتا ہے بلکہ جو شخص بول سکتا ہو اگر وہ بھی اسی طرح اشارے سے وصیت کرے کہ اس کا مقصد سمجھ میں آجائے تو وصیت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۵ : اگر ایسی تحریر مل جائے جس پر مرنے والے کے دستخط یا مہر ثبت ہو تو اگر اس تحریر سے اس کا مقصد سمجھ میں آجائے اور پتہ چل جائے کہ یہ چیز اس نے وصیت کی غرض سے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۷۰۶ : جو شخص وصیت کرے اس کے لیئے ضروری ہے کہ عاقل ہو اور اپنے اختیار سے وصیت کرے اور دس سال کی عمر کے بچے کا اپنے ارحام کے لیئے وصیت کرنا جائز ہے اور وصیت کے نفاذ کے لیئے سفیہ کا اختیار ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی وصیت پر عمل ترک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۰۷ : جس شخص نے مثال کے طور عمداً اپنے آپ کو زخمی کر لیا ہو یا زہر کھا لیا ہو جس کی وجہ سے اس کے مرنے کا یقین یا گمان پیدا ہو جائے اگر وہ وصیت کرے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کسی مخصوص مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۸ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کی املاک میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کا

مال ہو گی تو اس صورت میں جب کہ وہ شخص اس وصیت کو قبول کرلے خواہ اس کا قبول کرنا وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہی کیوں نہ ہو وہ چیز موصی کی موت کے بعد اس کی ملکیت ہو گی۔

مسئلہ ۲۷۰۹ : جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو اسے چاہئے کہ لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کر دے یا انہیں اطلاع دے دے اور اگر وہ لوگوں کا مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت آگیا ہو تو قرضہ ادا کر دے اور اگر وہ خود قرضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو یا ابھی قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور وصیت پر گواہ مقرر کرے البتہ اگر اس کے قرضے کے بارے میں معلوم ہو تو وصیت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۱۰ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر خمس، زکوٰۃ اور مظالم اس کے ذمے ہوں تو اسے چاہئے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادا نہ کر سکے لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص یہ چیزیں ادا کر دے گا تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور اگر اس پر حج واجب ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۱ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مال سے ان عبادات کی ادائیگی کے لیئے کسی کو اجیر بنایا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ بھی ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلامعاوضہ یہ عبادات انجام دے دے گا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے اور اگر اس کی نمازوں اور روزوں کی قضا اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہو (جیسا کہ نماز قضا کے باب میں بالتفصیل بتایا گیا ہے) تو اسے چاہئے کہ بڑے بیٹے کو اطلاع دے یا وصیت کرے کہ وہ یہ عبادات اس کے لیئے بجا لائے۔

مسئلہ ۲۷۱۲ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ چھپا ہو جس کا ورثاء کو علم نہ ہو تو اگر لاعلمی کی وجہ سے ان کا (یعنی ورثاء کا) حق تلف ہوتا ہو تو اسے چاہئے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لیئے نگران اور سرپرست مقرر کرے، لیکن اس صورت میں جب کہ نگراں کے بغیر ان کا مال تلف ہوتا ہو یا وہ خود ضائع ہوتے ہوں اسے چاہئے کہ ان کے لیئے ایک امین نگران مقرر کرے۔

مسئلہ ۲۷۱۳ : وصی کو عاقل ہونا چاہئے اور احوط یہ ہے کہ بالغ بھی ہو اور ضروری ہے کہ

مسلمان کا وصی بھی مسلمان ہو اور جو امور موصی کے ساتھ تعلق نہ رکھتے ہوں ضروری ہے کہ وصی ان کے لیئے قابل اطمینان ہو۔

مسئلہ ۲۷۱۴ : اگر کوئی شخص اپنے کئی وصی معین کرے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کر سکتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ وصیت انجام دینے میں ایک دوسرے سے اجازت لیں اور اگر وصیت کرنے والے نے ایسی کوئی اجازت نہ دی ہو تو خواہ اس نے کہا ہو کہ دونوں مل کر وصیت پر عمل کریں یا ایسا نہ کہا ہو انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی رائے کے مطابق وصیت پر عمل کریں اور اگر وہ مل کر وصیت پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں تو حاکم شرع انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر وہ حاکم شرع کا حکم نہ مانیں تو وہ ان میں سے ایک کی جگہ کوئی اور وصی مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۵ : اگر کوئی شخص اپنی وصیت سے منحرف ہو جائے مثلاً پہلے وہ یہ کہے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے اور بعد میں کہے کہ اسے نہ دیا جائے تو وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں تبدیلی کر دے مثلاً یہ کہ پہلے ایک شخص کو اپنے بچوں کا نگراں مقرر کرے اور بعد میں اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو نگران مقرر کر دے تو اس کی پہلی وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اس کی دوسری وصیت پر عمل کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۱۶ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے پتہ چلے کہ وہ اپنی وصیت سے منحرف ہو گیا ہے مثلاً جس مکان کے بارے میں وصیت کی ہو کہ وہ کسی کو دیا جائے اسے بیچ دے یا کسی دوسرے شخص کو اسے بیچنے کے لیئے وکیل مقرر کر دے تو وصیت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۷ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ایک معین چیز کسی شخص کو دی جائے اور بعد میں وصیت کرے کہ اس چیز کا نصف حصہ کسی اور شخص کو دیا جائے تو اس چیز کے دو حصے کرنے چاہئیں اور ان دونوں اشخاص میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۱۸ : اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے اپنے مال کی کچھ مقدار کسی شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ اس کے (یعنی مریض کے) مرنے کے بعد مال کی

کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو جو مال اس نے بخشا ہوا ہے اصل ترکہ میں سے خارج کر دینا چاہئے (جیسے کہ بیان ہو چکا ہے) اور جس مال کے بارے میں اس نے وصیت کی ہوا سے تیسرے حصے میں سے نکالنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۱۹ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ نہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۰ : اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے یہ کہے کہ وہ اتنی مقدار میں کسی شخص کا مقروض ہے تو اگر اس پر یہ تہمت لگائی جائے کہ اس نے یہ بات ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لیئے کی ہے تو جو مقدار قرضے کی اس نے معین کی ہے وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے دی جائے گی اور اگر اس پر یہ تہمت نہ لگائی جائے تو اس کا اقرار نافذ ہے اور قرضہ اس کے اصل مال سے ادا کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۲۱ : جس شخص کے لیئے انسان وصیت کرے کہ کوئی چیز اسے دی جائے اس کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ وصیت کرنے کے وقت وجود رکھتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی انسان وصیت کرے کہ جس بچے کا حمل ممکن ہے فلاں عورت کے پیٹ میں ٹھہرے اس بچے کو فلاں چیز دی جائے تو اگر وہ بچہ موصی کی موت کے بعد پیدا ہو تو ضروری ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ موصی کی موت کے بعد موجود نہ ہو یعنی پیدا نہ ہو تو اس مال کو کسی ایسے دوسرے مصرف میں صرف کیا جائے جو موصی کے ارادے کے مطابق وصیت کے مقصد کے زیادہ قریب ہو۔ ہاں اگر موصی وصیت کرے کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کا مال ہو گی تو اگر وہ شخص موصی کی موت کے وقت موجود ہو تو وصیت صحیح ہے ورنہ باطل ہے اور جس چیز کی اس شخص کے لیئے وصیت کی گئی ہو وصیت باطل ہونے کی صورت میں وہ میت کے ورثاء میں بٹ جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۲ : اگر انسان کو پتہ چلے کہ کسی نے اسے وصی بنایا ہے تو اگر وہ وصیت کرنے والے کو اطلاع دے دے کہ وہ اس کی وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو ضروری نہیں کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے لیکن اگر وصیت کنندہ کے مرنے سے پہلے انسان کو یہ پتہ چلے کہ اس نے اسے وصی بنایا ہے یا پتہ چل جائے لیکن اسے یہ اطلاع نہ دے کہ وہ (یعنی جسے وصی مقرر

کیا گیا ہے) اس کی (یعنی موصی کی) وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو اگر وصیت پر عمل کرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ اس کی وصیت کو انجام دے نیز اگر موصی کے مرنے سے پہلے وصی کسی وقت اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ مرض کی شدت کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر موصی کسی دوسرے شخص کو وصیت نہیں کر سکتا تو بنابر احتیاط اسے چاہئے کہ وصیت کو قبول کرے ورنہ حاکم شرع کسی کو وصیت نافذ کرنے کے لیے معین کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۲۳ : جس شخص نے وصیت کی ہو اگر وہ مر جائے تو وصی یہ نہیں کر سکتا کہ میت کے کام انجام دینے کے لیئے کسی دوسرے شخص کو معین کر دے اور خود ان کاموں سے کنارہ کش ہو جائے لیکن اگر اسے علم ہو کہ مرنے والے کا مقصود یہ نہیں تھا کہ خود وصی ان کاموں کو انجام دے بلکہ اس کا مقصود فقط یہ تھا کہ کام کر دیئے جائیں تو وہ یعنی وصی کسی دوسرے شخص کو ان کاموں کی انجام دہی کے لیئے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۴ : اگر کوئی شخص دو افراد کو اکٹھے وصی بنائے تو اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے تو حاکم شرع اس کی جگہ ایک اور شخص کو وصی مقرر کرے گا اور اگر دونوں مر جائیں یا کافر یا دیوانہ ہو جائیں تو حاکم شرع دو دوسرے اشخاص کو ان کی جگہ معین کرے گا لیکن اگر ایک شخص وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو اشخاص کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۲۵ : اگر وصی تنہا میت کے کام انجام نہ دے سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لیئے ایک اور شخص مقرر کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۲۶ : اگر میت کے مال کی کچھ مقدار وصی کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو اگر وصی نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی یا تعدی کی ہو مثلاً اگر میت نے اسے وصیت کی ہو کہ مال کی اتنی مقدار فلاں شہر کے فقیروں کو دے دے اور وہ یعنی وصی مال کو دوسرے شہر لے جائے اور وہ راستے میں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا تعدی نہ کی ہو تو ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۷ : اگر انسان کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور کہے کہ اگر وہ شخص (یعنی وصی) مر جائے تو پھر فلاں شخص وصی ہو گا تو جب پہلا وصی مر جائے تو دوسرے وصی کو چاہئے کہ میت کے کام

انجام دے۔

مسئلہ ۲۷۲۸ : جو حج میت پر واجب ہو اور قرضہ اور حقوق مثلاً خمس، زکوۃ اور مظالم جن کا ادا کرنا واجب ہو انہیں میت کے اصل مال سے ادا کرنا چاہئے خواہ میت نے ان کے لیئے وصیت نہ بھی کی ہو۔

مسئلہ ۲۷۲۹ : اگر میت کا مال قرضے سے اور واجب حج سے اور ان حقوق سے جو اس پر واجب ہو (مثلاً خمس زکوۃ اور مظالم سے) زیادہ ہو تو اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کی کچھ مقدار ایک معین مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو کچھ بچے وہ ورثاء کا مال ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۰ : جو مصرف میت نے معین کیا ہو اگر وہ اس کے مال کی تیسرے حصے سے زیادہ ہو تو مال کے تیسرے حصے سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت اس صورت میں صحیح ہے جب ورثاء کوئی ایسی بات کہیں یا ایسا کام کریں جس سے معلوم ہو کہ انھوں نے وصیت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور ان کا صرف راضی ہونا کافی نہیں ہے اور اگر وہ موصی کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد بھی اجازت دیں تو صحیح ہے اور اگر بعض ورثاء اجازت دے دیں اور بعض وصیت کو رد کر دیں تو جنہوں نے اجازت دی ہو ان کے حصوں کی حد تک وصیت صحیح اور نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۱ : جو مصرف میت نے معین کیا ہو اگر اس پر اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ لاگت آتی ہو اور اس کے مرنے سے پہلے ورثاء اس مصرف کی اجازت دے دیں (یعنی یہ اجازت دے دیں کہ ان کے حصے سے وصیت کو مکمل کیا جاسکتا ہے) تو اس کے مرنے کے بعد وہ اپنی دی ہوئی اجازت سے منحرف نہیں ہو سکتے۔

مسئلہ ۲۷۳۲ : اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کے تہائی حصے سے خمس اور زکوۃ یا کوئی اور قرضہ جو اس کے ذمے ہو دیا جائے اور اس کی قضا نمازوں اور روزوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام (مثلاً فقیروں کو کھانا کھلانا) بھی انجام دیا جائے تو پہلے اس کا قرضہ تہائی مال سے دیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو نمازوں اور روزوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جائے اور اگر پھر بھی کچھ بچ

جائے تو جو مستحب کام اس نے معین کیا ہو اس پر صرف کیا جائے اور اگر اس کے مال کا تہائی حصہ صرف اس کے قرضے کے برابر ہو اور ورثاء بھی تہائی مال سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں اور مستحب کاموں کے لیئے کی گئی وصیت باطل ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۳ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کی تہائی سے دی جائیں تو اس کا قرضہ اصل مال سے دینا چاہئے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نماز اور روزہ اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے اور اس صورت میں جب کہ وہ تیسرا حصہ کافی نہ ہو اگر ورثاء اجازت دیں تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضا کی اجرت مال کی تہائی سے دینی چاہئے اور اگر اس میں کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہو اس پر خرچ کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۳۴ : اگر کوئی شخص کہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کر دیں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل شخص اس کے قول کی تصدیق بھی کر دے یا ایک عادل مرد اور دو عادلہ عورتیں یا پھر چار عادلہ عورتیں اس کے قول کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ کہتا ہو وہ اسے دے دینی چاہئے اور اگر ایک عادلہ عورت گواہی دے تو جس چیز کا وہ مطالبہ کر رہا ہو اس کا چوتھا حصہ اسے دیا جائے اور اگر دو عادلہ عورتیں گواہی دیں تو اس کا نصف دیا جائے اور اگر تین عادلہ عورتیں گواہی دیں تو اس کا تین چوتھائی دیا جائے نیز اگر دو کتابی کافر مرد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس صورت میں جب کہ مرنے والا وصیت کرنے پر مجبور ہو گیا ہو اور عادل مرد اور عورتیں بھی وصیت کے موقع پر موجود نہ رہے ہوں وہ شخص میت کے مال سے جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہو وہ اسے دے دینی چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۳۵ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا وصی ہوں تاکہ اس کے مال کو فلاں مصرف میں لے آؤں یا یہ کہے کہ میت نے مجھے اپنے بچوں کا نگراں مقرر کیا تھا تو اس کا قول اس صورت میں قبول کرنا چاہئے جب کہ دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کریں۔

مسئلہ ۲۷۳۶ : اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کی اتنی مقدار فلاں شخص کی ہو گی

اور وہ شخص وصیت کو قبول کرنے یا رد کرنے سے پہلے مر جائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رد نہ کر دیں وہ اس چیز کو قبول کر سکتے ہیں لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے منحرف نہ ہو جائے ورنہ وہ (یعنی وصی یا اس کے ورثاء) اس چیز پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

ارث (ترکہ کی تقسیم) کے احکام

مسئلہ ۲۷۳۷ : جو اشخاص میت سے رشتہ داری کی بنا پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں۔

۱... پہلا گروہ مرنے والے کا باپ اور ماں اور اولاد اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب تر ہو ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۲... دوسرا گروہ دادا اور دادی اور بہن اور بھائی اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۳... تیسرا گروہ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہے اور جب تک میت کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں میں سے ایک شخص بھی موجود ہو ان کی اولاد ترکہ نہیں پاتی لیکن اگر مرنے والے کا باپ کی طرف سے چچا (عموی پدری) اور باپ اور ماں کی طرف سے چچا کا لڑکا (پسر عموی پدری و مادری) موجود ہوں تو ترکہ باپ اور ماں کی طرف سے چچا کے لڑکے (پسر عموی پدری و مادری) کو ملے گا اور باپ کی طرف سے چچا (عموی پدری) کو نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۳۸ : اگر خود میت کا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد نہ ہوں تو اس کے باپ اور ماں کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو میت کے دادا اور دادی کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور

خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۹ : بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۴۰ : اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص میت کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماں یا ایک بیٹا یا ایک بیٹی ہو تو میت کا تمام مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جائے کہ ہر بیٹا بیٹی سے دوگنا حصہ پائے۔

مسئلہ ۲۷۴۱ : اگر میت کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماں ہوں تو مال کے تین حصے کیے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں لیتی ہے لیکن اگر میت کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان اور آزاد اور پدری ہوں یعنی ان کا اور میت کا باپ ایک ہی ہو خواہ ان کی اور میت کی ماں ایک ہو یا نہ ہو تو اگرچہ وہ میت کے باپ اور ماں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں کو مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی مال باپ کو ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۲ : جب میت کے وارث فقط اس کا باپ اور ماں اور ایک بیٹی ہوں تو اگر اس کے دو پدری بھائی یا چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کیے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں ان میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے اور اگر میت کے دو پدری بھائی چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں بھی ہوں تو مشہور یہ ہے کہ مال کے چھ حصے کیے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں کو ان میں سے ایک ایک حصہ ملتا ہے اور بیٹی کو تین حصے ملتے ہیں اور جو ایک حصہ باقی بچے اس کے پھر چار حصے کیے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ کو اور تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر میت کے مال کے ۲۴ حصے کیے جاتے ہیں۔ جن میں سے ۱۵ حصے بیٹی کو اور ۴ حصے ماں کو اور ۵ حصے باپ کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۳ : اگر میت کے وارث فقط اس کا باپ اور ماں اور ایک بیٹا ہوں تو مال کے چھ

حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر میت کے کئی بیٹے یا کئی بیٹیاں ہوں تو وہ ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۴ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ اور ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۵ : اگر باپ یا ماں میت کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۶ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک بیٹی ہوں تو مال کے چار حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور باقی تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۷ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کے پانچ حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور چار حصے بیٹیاں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتی ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۸ : اگر میت کی اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد خواہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو میت کے بیٹے کا حصہ پاتی ہے اور بیٹی کی اولاد خواہ وہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو میت کی بیٹی کا حصہ پاتا ہے۔ مثلاً اگر میت کا ایک نواسا اور ایک پوتی ہو تو مال کے تین حصے کیئے جائیں گے جن میں سے ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔

دوسرے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۴۹ : جو لوگ رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں ان کا دوسرا گروہ میت کا دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی اور بہنیں ہیں اور اگر اس کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۰ : اگر میت کا وارث فقط ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر کئی سگے (پدری و مادری) بھائی یا کئی سگی (پدری یا مادری) بہنیں ہوں تو مال ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر سگے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر میت کے دو سگے بھائی اور ایک سگی بہن ہو تو مال کے پانچ حصے کیئے جائیں گے جن میں سے ہر بھائی کو دو حصے ملیں گے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۵۱ : اگر میت کے سگے بہن بھائی موجود ہوں تو پدری بھائی اور بہنیں جن کی ماں میت کی سوتیلی ماں ہو میراث نہیں پاتے اور اگر اس کے سگے بہن بھائی نہ ہوں اور فقط ایک پدری بھائی یا ایک پدری بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر اس کے کئی پدری بھائی یا کئی پدری بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر اس کے پدری بھائی بھی ہوں اور پدری بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۲ : اگر وارث میت فقط ایک مادری بہن یا ایک مادری بھائی ہو (جو باپ کی طرف سے میت کی سوتیلی بہن یا سوتیلا بھائی ہو) تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند مادری بھائی ہوں یا چند مادری بہنیں ہوں یا چند مادری بھائی اور بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۳ : اگر میت کے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہو تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کو ملتے ہیں اور ہر بھائی دو بہنوں کے برابر حصہ پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۴ : اگر میت کے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی دو حصے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کو اس طرح دیئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۵ : اگر میت کے وارث صرف پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کیئے جاتے ہیں کہ بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۶ : اگر میت کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۷ : اگر میت کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور بیوی ہوں تو بیوی اپنا ترکہ اس تفصیل کے مطابق لے گی جو بعد میں بیان کی جائے گی اور بھائی بہنیں اپنا ترکہ اس طرح لیں گے جیسے کہ گزشتہ مسائل میں بتایا گیا ہے نیز اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور شوہر ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور بہنیں اور بھائی اس طریقے سے ترکہ پائیں گے جس کا ذکر گزشتہ مسائل میں کیا گیا ہے لیکن بیوی یا شوہر کا ترکہ پانے کی وجہ سے مادری بھائی بہنوں کے حصے میں کوئی کمی نہیں اور کمی سگے پدری و مادری بھائی بہنوں یا پدری بھائی بہنوں کے حصے میں ہو گی مثلاً اگر کسی میت کے وارث اس کا شوہر اور مادری بہن بھائی اور سگے (پدری و مادری) بہن بھائی ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ مادری بہن بھائیوں کو ملے گا اور جو کچھ بچے وہ سگے (پدری و مادری) بہن بھائیوں کا مال ہوگا۔ پس اگر اس کا کل مال چھ روپے ہو تو تین روپے شوہر کو اور دو روپے مادری بہن بھائیوں کو اور ایک روپیہ سگے - (پدری و مادری) بہن بھائیوں کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۵۸ : اگر میت کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کے ترکے کا حصہ ان کی (یعنی بھائی بہنوں کی) اولاد کو ملے گا اور مادری بھائی بہنوں کی اولاد کا حصہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوتا ہے اور جو حصہ پدری بھائی بہنوں کی اولاد یا سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کی اولاد کو ملتا ہے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ ہر لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے لیکن کچھ بعید نہیں ہے کہ ان کے مابین بھی ترکہ برابر برابر تقسیم ہو اور احوط یہ ہے کہ وہ مصالحت کی جانب رجوع کریں۔

مسئلہ ۲۷۵۹ : اگر میت کا وارث فقط دادا یا فقط دادی یا فقط نانا یا نانی ہو تو میت کا تمام مال اسے ملے گا اور اگر میت کا دادا یا نانا موجود ہو تو اس کے باپ (یعنی میت کے پردادا یا پرنانا) کو ترکہ نہیں ملتا اور اگر میت کے وارث فقط اس کے دادا اور دادی ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے دادا کو اور ایک حصہ دادی کو ملتا ہے اور اگر وہ نانا اور نانی ہوں تو وہ مال کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۰ : اگر میت کے وارث فقط دادا یا دادی میں سے ایک اور نانا اور نانی میں سے ایک ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جائیں گے جن میں سے دو حصے دادا یا دادی کو ملیں گے اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۶۱ : اگر میت کے وارث دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ نانا اور نانی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے دادا اور دادی کو ملتے ہیں جن میں دادا کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۲ : اگر میت کے وارث فقط اس کی بیوی اور دادا، دادی اور نانا، نانی ہوں تو بیوی اپنا حصہ اس تفصیل کے مطابق لیتی ہے جو بعد میں بیان ہوگی اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا اور نانی کو ملتا ہے جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی ماندہ یعنی بیوی اور نانا، نانی کے بعد جو کچھ بچے) دادا اور دادی کو ملتا ہے جس میں سے دادا دادی کے مقابلے میں دگنا لیتا ہے اور اگر میت کے وارث اس کا شوہر اور جد (دادا یا نانا) اور جدہ (دادی اور نانی) ہوں تو شوہر کو نصف مال ملتا ہے اور دادا اور نانا اور دادی اور نانی ان احکام کے مطابق ترکہ پاتے ہیں جن کا ذکر گزشتہ مسائل میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۳ : بھائی، بہن، بھائیوں، بہنوں کے ساتھ دادا، دادی یا نانا، نانی اور دادے، دادیوں یا نانے، نانیوں کے اجتماع کی چند صورتیں

اول : یہ کہ نانا یا نانی اور بھائی یا بہن ماں کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ مذکر اور مونث کی حیثیت سے مختلف ہوں۔

دوم : یہ کہ دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں کی طرف سے ہو۔ اس صورت میں بھی ان کے مابین مال مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں اور اگر مختلف ہوں تو پھر ہر مرد ہر عورت کے مقابلے میں دگنا حصہ لیتا ہے۔

سوم : یہ کہ دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں اور باپ کی طرف سے ہوں اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ صورت میں ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ اگر میت کے پدری بھائی یا بہن، سگے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو تنہا پدری بھائی یا بہن میراث نہیں پاتے (بلکہ سبھی پاتے ہیں)

چہارم : یہ کہ دادے، دادیاں اور نانے، نانیاں ہوں۔ خواہ وہ سب کے سب مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا مختلف ہوں اور اسی طرح مادری و پدری بھائی اور بہنیں ہوں۔ اس صورت میں جو مادری رشتے دار ہوں ترکے میں ان کا ایک تہائی حصہ ہے اور ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور ان میں سے جو پدری رشتہ دار ہوں ان کا حصہ دو تہائی ہے جس میں سے ہر مرد کو ہر عورت کے مقابلے میں دگنا ملتا ہے اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو اور سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو پھر وہ ترکہ ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

پنجم : یہ کہ دادا یا دادی ماں کی طرف سے بھائی، بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں اگر بہن یا بھائی بالفرض ایک ہو تو اسے مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر کئی ایک ہوں تو تیسرا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جو باقی بچے وہ دادے یا دادی کا مال ہے اور اگر دادا اور دادی دونوں ہوں تو دادا کو دادی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملتا ہے۔

ششم : یہ کہ نانا یا نانی باپ کی طرف سے بھائی کے ساتھ جمع ہو جائیں۔ اس صورت میں نانا یا نانی کا تیسرا حصہ ہے خواہ ان میں سے ایک ہی ہو اور دو تہائی بھائی کا حصہ ہے خواہ وہ بھی ایک ہی ہو اور اگر اس نانا یا نانی کے ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو اور وہ ایک ہی ہو تو وہ آدھا حصہ لیتی ہے اور اگر کئی بہنیں ہوں تو دو تہائی لیتی ہیں اور ہر صورت میں دادے یا دادی کا حصہ ایک تہائی ہی ہے اور اگر بہن ایک ہی ہو تو سب کے حصے دے کر ترکے کا چھٹا

حصہ بچ جاتا ہے اور اس کے بارے میں احتیاط واجب مصالحت میں ہے۔

ہفتم : یہ کہ دادے یا دادیاں ہوں اور کچھ نانے اور نانیاں ہوں اور ان کے ساتھ پدری بھائی یا بہن ہو خواہ وہ ایک ہی ہو یا کئی ایک ہوں اس صورت میں نانے یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہے اور اگر وہ زیادہ ہوں تو یہ ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہی ہوں اور باقی ماندہ دو تہائی دادے یا دادی اور پدری بھائی یا بہن کا ہے اور اگر وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہوں تو فرق کے ساتھ اور اگر مختلف نہ ہوں تو برابر ان میں تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر ان دادوں' نانوں یا دادیوں نانیوں کی ساتھ مادری بھائی یا بہن ہوں تو نانا یا نانی کا حصہ مادری بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ہے جو ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ بہ حیثیت مرد اور عورت ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور دادا یا دادی کا حصہ دو تہائی ہے جو ان کے مابین اختلاف کی صورت میں (یعنی بہ حیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں) فرق کے ساتھ ورنہ برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

ہشتم : یہ کہ بھائی اور بہنیں ہوں جن میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری ہوں اور ان کے ساتھ دادا یا دادی ہوں۔ اس صورت میں اگر مادری بھائی یا بہن ایک ہو تو ترکے میں اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور باقی ترکہ پدری بھائی یا بہن اور دادا یا دادی کا ہے جو بحیثیت مرد اور عورت مختلف نہ ہونے کی صورت میں ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور مختلف ہونے کی صورت میں فرق سے تقسیم ہوتا ہے اور اگر ان بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ نانا یا نانی ہوں تو نانا یا نانی اور مادری بھائیوں اور بہنوں کو ملا کر سب کا حصہ ایک تہائی ہوتا ہے جو ان میں بحیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں فرق سے اور اختلاف نہ ہونے کی صورت میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۴ : اگر میت کے بھائی یا بہنیں ہوں تو بھائیوں یا بہنوں کی اولاد کو میراث نہیں ملتی لیکن اگر بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد کا میراث پانا بھائیوں اور بہنوں کی میراث سے مزاحم نہ ہو تو پھر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر میت کا پدری بھائی اور نانا ہو تو پدری بھائی کو میراث کے دو حصے

اور نانا کو ایک حصہ ملے گا اور اس صورت میں اگر میت کے برادر مادری کا بیٹا بھی ہو تو بھائی کا بیٹا نانا کے ساتھ ایک تہائی میں شریک ہوتا ہے۔

تیسرے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۶۵ : میراث پانے والوں کے تیسرے گروہ میں چچا' پھوپھی' ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہیں۔ اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اگر پہلے اور دوسرے گروہ میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر یہ لوگ ترکہ پاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۶ : اگر میت کا وارث فقط ایک چچا یا ایک پھوپھی یا ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو خواہ وہ سگا (پدری و مادری) ہو یعنی وہ اور میت کا والد ایک ماں باپ کی اولاد ہوں یا پدری ہو یا مادری ہو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند چچا یا چند پھوپھیاں ہوں اور سب سگے (پدری و مادری) یا سب پدری ہوں تو مشہور یہ ہے کہ چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر دو چچا اور ایک پھوپھی میت کے وارث ہوں تو مال پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے۔ اور باقی ماندہ چار حصوں کو دونوں چچا آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے لیکن بعید نہیں کہ ان کے مابین (یعنی چچاؤں اور پھوپھی کے مابین) بھی تقسیم برابر برابر کی بنیاد پر ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ سب آپس میں مصالحت کر لیں۔

مسئلہ ۲۷۶۷ : اگر میت کے وارث فقط کچھ مادری چچا یا کچھ مادری پھوپھیاں یا مادری چچا اور مادری پھوپھی دونوں ہوں تو ظاہر یہ ہے کہ میت کا مال ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۶۸ : اگر میت کے چچا اور پھوپھیاں اس کے وارث ہوں اور ان میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری کچھ سگے (پدری و مادری) ہوں تو پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مشہور یہ ہے کہ اگر میت کا ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی ہو تو مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری چچا یا مادری پھوپھی کو دیا جاتا ہے اور باقی حصے سگے (پدری یا مادری) چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور اگر میت کے مادری چچا بھی ہوں اور مادری پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین

حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے سگے (پدری و مادری) چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر وہ نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور ایک حصہ مادری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتا ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتوں میں مادری چچا اور پھوپھیاں بھی دوسرے چچاؤں اور پھوپھیوں کی مانند حقدار ہوں اور میت کا مال اس کے تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو۔

مسئلہ ۲۷۶۹ : اگر میت کا وارث فقط ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر کئی ایک ماموں بھی ہوں اور خالائیں بھی ہوں اور سب سگے (پدری و مادری) یا پدری یا مادری ہوں تو مال ان سب کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو گا۔

مسئلہ ۲۷۷۰ : اگر میت کے وارث فقط ایک یا چند مادری ماموں اور خالائیں اور سگے (پدری و مادری) ماموں اور خالائیں ہوں تو پدری ماموؤں اور خالاؤں کو ترکہ نہیں ملتا اور بعید نہیں ہے کہ باقی ورثاء تقسیم میں مساوی حصہ رکھتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۷۱ : اگر میت کے وارث ایک یا چند ماموں یا ایک یا چند خالائیں یا ماموں اور خالہ اور ایک یا چند چچا یا ایک یا چند پھوپھیاں یا چچا اور پھوپھی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ یا دونوں کو ملتا ہے اور باقی دو حصے چچا یا پھوپھی یا دونوں کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۷۲ : اگر میت کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور چچا اور پھوپھی ہوں تو اگر چچا اور پھوپھی سگے (پدری و مادری) یا پدری ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو ملتا ہے اور بنا بر مشہور باقی میں سے دو حصے چچا کو اور ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے لہٰذا مال کے نو حصے ہوں گے جن میں سے تین حصے ماموں یا خالہ کو اور چار حصے چچا کو اور دو حصے پھوپھی کو ملیں گے لیکن احتیاط چچا اور پھوپھی کے درمیان تقسیم مساوی ہونے میں ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۳ : اگر میت کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی اور سگے پدری و مادری یا پدری چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو دیا جاتا ہے اور باقی ماندہ دو حصے دوسرے ورثاء آپس میں مساوی

طور پر تقسیم کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۷۴ : اگر میت کے وارث چند ماموں اور چند خالائیں ہوں جو سب سگے (پدری و مادری) یا پدری یا مادری ہوں اور اس کے چچا اور پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچاؤں اور پھوپھیوں کی مابین تقسیم ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ ایک حصہ ماموؤں اور خالاؤں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۵ : اگر میت کے وارث مادری ماموں یا خالائیں اور چند سگے پدری یا چند ماموں اور خالائیں (فقط اس صورت میں جب سگے ماموں اور خالائیں نہ ہوں) اور چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور بعید نہیں ہے کہ باقی ماندہ تیسرے حصے کی تقسیم میں باقی ورثاء کے حصے برابر ہوں۔

مسئلہ ۲۷۷۶ : اگر میت کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں نہ ہوں تو مال کی جو مقدار چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملنی چاہئے وہ ان کی اولاد کو اور جو مقدار ماموؤں اور خالاؤں کو ملنی چاہئے وہ ان کی اولاد کو دی جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۷ : اگر میت کے وارث اس کے باپ کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں اور اس کی ماں کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ میت کی ماں کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جاتا ہے اور باقی دو حصوں کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ میت کے باپ کے ماموں اور خالائیں آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے ہیں اور باقی دو حصے مساوی طور پر میت کے باپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔

بیوی اور شوہر کی میراث

مسئلہ ۲۷۷۸ : اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے سارے مال کا نصف حصہ اس کے شوہر کو اور باقی ماندہ اس کے دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر اس عورت کی اس

شوہر سے یا کسی اور شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۹ : اگر کوئی مرد مرجائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھائی حصہ اس کی بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر اس مرد کی اس بیوی سے یا کسی اور بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور گھر کی زمین اور باغ اور زراعت اور دوسری زمینوں میں سے عورت نہ خود زمین بطور میراث حاصل کرتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت میں سے کوئی ترکہ پاتی ہے نیز وہ گھر کی فضا میں قائم چیزوں مثلاً عمارت اور درختوں سے ترکہ نہیں پاتی لیکن ان کی قیمت کی صورت میں ترکہ پاتی ہے اور جو درخت اور زراعت اور عمارتیں باغ کی زمین اور مزرعہ زمین اور دوسری زمینوں میں ہوں ان کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۰ : جن چیزوں میں سے عورت ترکہ نہیں پاتی (مثلاً رہائشی مکان کی زمین) اگر وہ ان میں تصرف کرنا چاہئے تو اسے چاہئے کہ دوسرے ورثاء سے اجازت لے اور ورثاء جب تک عورت کا حصہ نہ دیں ان کے لیئے جائز نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ان چیزوں میں (مثلاً عمارتوں اور درختوں میں) تصرف کریں جن کی قیمت سے وہ ترکہ پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۱ : اگر عمارت اور درخت وغیرہ کی قیمت لگانا مقصود ہو تو حساب لگانا چاہئے کہ اگر وہ بغیر کرائے کی زمین میں رہیں حتیٰ کہ تلف ہو جائیں تو ان کی کیا قیمت ہو گی اور عورت کا حصہ اس تشخیص کردہ قیمت میں سے دیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۸۲ : نہروں کا پانی بہنے کی جگہ وغیرہ زمین کا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور دوسری چیزیں جو اس میں لگائی گئی ہوں وہ عمارت کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۲۷۸۳ : اگر مرنے والے کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں لیکن اولاد کوئی نہ ہو تو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان ہو چکا ہے سب بیویوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ شوہر نے ان سب کے ساتھ یا ان میں سے بعض کے ساتھ مجامعت نہ بھی کی ہو لیکن اگر اس نے ایک ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے اس کی

موت واقع ہو جائے کسی عورت سے عقد کیا ہو اور اس سے مجامعت نہ کی ہو تو وہ عورت اس سے ترکہ نہیں پاتی اور وہ مہر کا حق بھی نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۷۸۴ : اگر کوئی عورت مرض کی حالت میں کسی مرد سے شادی کرے اور اسی مرض میں مرجائے تو خواہ مرد نے اس سے مجامعت نہ بھی کی ہو وہ اس کے ترکہ میں حصہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۵ : اگر عورت کو اس ترتیب سے طلاق رجعی دی جائے جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جا چکا ہے اور وہ عدت کے دوران میں مرجائے تو شوہر اس سے ترکہ پاتا ہے اور اسی طرح اگر شوہر اس عدت کے دوران میں فوت ہو جائے تو بیوی اس سے ترکہ پاتی ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد یا طلاق بائن کی عدت کے دوران میں ان میں سے کوئی ایک مرجائے تو دوسرا اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

مسئلہ ۲۷۸۶ : اگر شوہر مرض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بارہ قمری مہینے گزرنے سے پہلے مرجائے تو عورت تین شرطیں پوری کرنے پر اس کی میراث سے ترکہ پاتی ہے۔

۱... یہ کہ عورت نے اس مدت میں دوسرا شوہر نہ کیا ہو اور اگر دوسرا شوہر کیا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ صلح کرلیں (یعنی میت کے ورثاء عورت سے مصالحت کرلیں)

۲... خود عورت نے انس نہ ہونے کی وجہ سے شوہر کو کوئی مال دیا ہو تاکہ وہ طلاق دینے پہ راضی ہو جائے بلکہ اگر کوئی چیز شوہر کو نہ بھی دی ہو لیکن طلاق عورت کے تقاضا کرنے پر ہوئی ہو تب بھی اس کے میراث پانے میں اشکال ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے اور باقی ورثاء کی درمیان مصالحت ہو جائے۔

۳... شوہر نے جس مرض میں عورت کو طلاق دی ہو اس مرض کے دوران میں اس مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مرگیا ہو۔ پس اگر وہ اس مرض سے شفایاب ہو جائے اور کسی اور وجہ سے مرجائے تو عورت اس سے میراث نہیں پاتی۔

مسئلہ ۲۷۸۷ : جو لباس مرد نے اپنی بیوی کو پہننے کے لیے مہیا کیا ہو اگرچہ وہ اس لباس کو پہن چکی ہو پھر بھی شوہر کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے مال کا حصہ ہوگا۔ یا اگر اس نے بیوی کی ملکیت قرار دیا تھا تو وہ بیوی کا ہی ملک ہوگا۔

میراث کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۷۸۸ : مرنے والے کا قرآن مجید' انگوٹھی' تلوار اور جو پوشاک وہ پہن چکا ہو وہ بڑے بیٹے کا مال ہے اور اگر پہلی تین چیزوں میں سے میت نے کوئی چیز ایک سے زیادہ چھوڑی ہو مثلاً اس نے قرآن مجید کے دو نسخے یا دو انگوٹھیاں چھوڑی ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بڑا بیٹا ان کے بارے میں دوسرے ورثاء سے مصالحت کرلے۔

مسئلہ ۲۷۸۹ : اگر کسی مرنے والے کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو بیویوں سے دو بیٹے بیک وقت پیدا ہوں تو انہیں چاہئے کہ میت کا لباس اور قرآن مجید اور انگوٹھی اور تلوار آپس میں مساوی طور پر بانٹ لیں۔

مسئلہ ۲۷۹۰ : اگر مرنے والا مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ان چار چیزوں کو بھی جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس کے قرض کی ادائگی کے لیئے دے دینا چاہئے اور اگر اس کا قرض اس کے مال سے تھوڑا ہو تو ان چار چیزوں سے بھی جو بڑے بیٹے کو ملتی ہیں قرضے کی نسبت سے ادائگی کرنی چاہئے۔ مثلاً اگر میت کا تمام مال ساٹھ روپے کا ہو اور اس میں سے بیس روپے کی وہ چیزیں ہوں جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اس پر تمیں روپے قرض ہو تو بڑے بیٹے کو چاہئے کہ ان چار چیزوں میں سے دس روپے کی مقدار کے برابر میت کے قرض کے سلسلے میں دے۔

مسئلہ ۲۷۹۱ : مسلمان کافر سے ترکہ پاتا ہے لیکن کافر خواہ وہ مسلمان میت کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

مسئلہ ۲۷۹۲ : اگر کوئی شخص اپنے رشتے داروں میں سے کسی کو جان بوجھ کر اور ناحق قتل کر دے تو وہ اس سے ترکہ نہیں پاتا ہاں اگر وہ شخص غلطی سے مارا جائے مثلاً اگر کوئی شخص ہوا میں پتھر پھینکے اور وہ اتفاقاً" اس کے کسی رشتہ دار کو لگ جائے اور وہ مرجائے تو وہ مرنے والے سے ترکہ پائے گا لیکن اس کا دیت قتل میں سے ترکہ پانا (جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔) مشکل ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۳ : جب کسی میت کے ورثاء ترکہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ اس بچے کے لیئے جو ابھی

ماں کے پیٹ میں ہو اور اگر زندہ پیدا ہو تو میراث کا حق دار ہوگا۔ اس صورت میں جب کہ ایک سے زیادہ بچوں کے پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو) ایک لڑکے کا حصہ علیحدہ کر دیں اور جو مال اس سے زائد ہو وہ آپس میں تقسیم کر لیں لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ عورت کے پیٹ میں دو یا تین بچے ہیں اور ورثاء اس بات پر راضی نہ ہوں کہ جن بچوں کے پیدا ہونے کا محض احتمال ہو ان کا حصہ علیحدہ کریں تو جائز ہے کہ ایک سے زائد حمل کے حصے کی حفاظت کرنے کے بارے میں وثوق اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد ایک لڑکے کے حصے کی نسبت سے جو مال زائد ہو اسے آپس میں تقسیم کر لیں۔

بعض گناہوں کیلئے معین کی گئی حد (شرعی سزا)

مسئلہ ۲۷۹۴ : اگر کوئی شخص کسی ایسی محرم عورت سے زنا کرے جو اس سے ماں اور بہن کی طرح قرابت رکھتی ہو تو اسے حاکم شرع کے حکم سے قتل کر دینا چاہئے اور اگر کوئی کافر مرد کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے اور بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایک حد (شرعی سزا) کا جاری ہونا اس امر کا باعث بنتا ہے کہ لوگ غیر شرعی کام چھوڑ دیں اور شرعی حد لوگوں کی دنیا اور آخرت کی حفاظت کرتی ہے اور اس میں لوگوں کے لئے چالیس دن بارش برسنے کے فائدوں سے بھی زیادہ فائدے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۹۵ : اگر ایک آزاد مرد زنا کرے تو اسے سو تازیانے لگائے جائیں اور اگر وہ تین دفعہ زنا کرے اور ہر دفعہ اسے سو تازیانے لگائے جائیں تو چوتھی دفعہ زنا کرنے پر اسے قتل کر دینا چاہئے لیکن اگر کسی شخص کے پاس دائمی زوجہ یا کنیز ہو اور وہ خود عاقل، بالغ اور آزاد ہونے کی حالت میں اس سے مجامعت کر چکا ہو اور جب بھی چاہے اس سے مجامعت کر سکتا ہو تو اگر وہ شخص اس کے باوجود ایک بالغہ اور عاقلہ عورت سے زنا کرے تو اسے سنگسار کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۹۶ : مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی سے زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اگر اسے اپنے آپ کو کوئی ضرر پہنچنے کا خوف نہ ہو وہ دونوں کو قتل کر سکتا ہے لیکن یہ حکم محل اشکال ہے بہر حال اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۷۹۷ : اگر کوئی عاقل بالغ مرد کسی دوسرے عاقل و بالغ شخص سے غلام کرے، تو دونوں

کو قتل کر دینا چاہئے۔ اور حاکم شرع اغلام کرنے والے کو تلوار سے قتل کر سکتا ہے یا آگ میں زندہ جلا سکتا ہے یا اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے بلند جگہ سے نیچے گرا سکتا ہے اور ان شرائط کے ساتھ جو مسئلہ ۲۷۹۵ میں بیان کی گئی ہیں اسے سنگسار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۸ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو حکم دے کہ وہ کسی کا ناحق قتل کر دے تو اس صورت میں جب کہ قاتل اور وہ شخص جس نے اسے حکم دیا ہو دونوں بالغ اور عاقل ہوں تو قاتل کو قتل کر دینا چاہئے اور جس نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہو اسے عمر بھر کے لیئے قید کر دینا چاہئے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

مسئلہ ۲۷۹۹ : اگر فرزند باپ یا ماں کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اسے قتل کر دینا چاہئے لیکن اگر باپ اپنے فرزند کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اسے چاہئے کہ اس دستور کے مطابق جو دیت کے احکام میں بتایا جائے گا دیت دے اور حاکم شرع کو اختیار ہے کہ اسے اتنی جسمانی سزا دے جتنی مناسب سمجھے۔

مسئلہ ۲۸۰۰ : اگر کوئی شخص کسی لڑکے کا شہوت سے بوسہ لے تو حاکم شرع تیس سے ننانوے تازیانوں تک جتنے مناسب سمجھے اسے مار سکتا ہے اور روایت ہے کہ خداوند عالم اس بوسہ لینے والے کے منہ میں آگ کی لگام دے دیتا ہے اور آسمان اور زمین کے فرشتے اور رحمت اور غضب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لیئے جہنم تیار ہو گا البتہ اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۱ : اگر کوئی مرد کسی مرد اور عورت کو زنا کے لیئے یا کسی مرد اور لڑکے کو اغلام کے لیئے آپس میں ملائے تو اسے پچھتر تازیانے لگانے چاہئیں اور مشہور یہ ہے کہ پچھتر تازیانے لگانے کے بعد اس کا سر منڈوا کر اسے گلی کوچوں میں پھیرا جائے اور جس جگہ اس نے یہ کام کیا ہو اس جگہ سے اسے نکال دیا جائے لیکن یہ حکم ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۲ : جب کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرنا چاہتا ہو تو اگر اسے قتل کیئے بغیر اس فعل سے روکنا ممکن نہ ہو تو اس کا قتل کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۳ : اگر کوئی شخص کسی مسلمان مرد یا عورت سے جو کہ بالغ اور عاقل اور آزاد ہو زنا

یا اغلام منسوب کرے یا اسے ولدالزنا کہے تو اسے لباس کے اوپر سے اسی (۸۰) تازیانے لگائے جائیں۔

مسئلہ ۲۸۰۴ : جو شخص عاقل اور بالغ ہو اگر وہ اختیار رکھتے ہوئے شراب کے حرام ہونے کا علم ہونے کے باوجود شراب پئے تو اس کی پہلی اور دوسری دفعہ شراب پینے پر اسے اسی (۸۰) تازیانے لگانے چاہئیں اور اگر تیسری دفعہ پیئے تو اسے قتل کر دینا چاہئے اور اگر وہ شخص مرد ہو تو لازم ہے کہ تازیانے لگاتے وقت اس کی شرم گاہ کے علاوہ اس کا باقی بدن برہنہ کر دیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۰۵ : جو شخص بالغ اور عاقل ہو اگر وہ ساڑھے چار نخود سکہ دار سونا یا کوئی اور چیز جس کی قیمت اس کے برابر ہو چرا لے تو اگر وہ شرطیں جو شرع میں معین کی گئی ہیں اس میں پائی جاتی ہوں تو پہلی چوری کرنے پر اس کے دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں جڑ سے کاٹ دینی چاہئیں اور ہتھیلی اور انگوٹھے کو چھوڑ دینا چاہئے اور اگر وہ دوسری دفعہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں درمیان سے کاٹ دینا چاہئے اور اگر وہ تیسری دفعہ چوری کرے تو اس کو تا حیات قید کر دینا چاہئے اور اس کا خرچ بیت المال سے دیا جائے اور اس صورت میں جب کہ وہ قید خانے میں یا کسی اور جگہ چوتھی بار چوری کرے تو اسے قتل کر دینا چاہئے۔

دیت کے احکام

مسئلہ ۲۸۰۶ : اگر کوئی شخص جو عاقل اور بالغ ہو عمداً اور ناحق کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اس صورت میں جب کہ مقتول مرد یا لڑکا ہو اس کے ولی کو اختیار ہے کہ قاتل کو معاف کر دے یا اسے قتل کر دے لیکن اگر مقتول کافر ہو اور اس کا قاتل مسلمان ہو تو اس قاتل کو قتل نہیں کیا جاسکتا اور اگر مقتولہ مسلمان عورت یا لڑکی ہو تو اگرچہ اس کے مسلمان قاتل کو قتل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر قاتل مرد ہو تو اس مقتولہ کی آدھی دیت اس کے ولی کو دی جانی چاہئے اور اگر قاتل دیوانہ یا نابالغ ہو تو صرف دیت دینی چاہئے اور اس کی دیت عاقلہ پر ہے جس کے معنی بعد میں بتائے جائیں گے۔ نیز ولی کے لیئے جائز ہے کہ جتنی مقدار پر طرفین راضی ہو جائیں اتنی دیت قاتل سے لے لے اور اس صورت میں جب کہ وہ اس دیت پر رضامند ہوں جو شرع میں معین کی گئی ہے چونکہ شرع میں دیت کی مقداریں مختلف ہیں لہذا اس دیت کے تعین کا اختیار قاتل کو ہے اور وہ دیت کی مختلف مقداروں میں سے جو بھی

دیت مرد کی دیت کے برابر ہو گی اور اس صورت میں جب وہ قتل کی دیت کی ایک تہائی تک پہنچ جائے وہ مرد کے دانتوں کی دیت کا نصف ہو گی۔

۶ ... کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھ جوڑ سے جدا کر دے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور اگر وہ کسی کا ایک ہاتھ جوڑ سے جدا کر دے تو اسے چاہئے کہ اس جیسے شخص کے قتل کی دیت کے نصف کے برابر دیت دے۔

۷ ... کوئی شخص کسی کی دس انگلیاں کاٹ دے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور جس کی انگلیاں کاٹی جائیں اس کے انگوٹھے کی دیت ہاتھ کی دیت کا تیسرا حصہ اور دوسری ہر انگلی کی دیت اس کا چھٹا حصہ ہو گی اور عورت کی دیت اگر قتل کی دیت کے تیسرے حصے تک پہنچ جائے تو مرد کی دیت کا نصف ہو گی۔

۸ ... کوئی شخص کسی عورت کے دونوں پستان کاٹ دے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور اگر ایک پستان کاٹے تو اسے چاہئے کہ اس جیسی عورت کے قتل کی نصف دیت دے۔

۹ ... کوئی شخص کسی کے دونوں پاؤں جوڑوں تک یا اس کے پاؤں کی دس کی دس انگلیاں کاٹ دے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور پاؤں کی ہر انگلی کی دیت اسی جیسی ہاتھ کی انگلی کے برابر ہے۔

۱۰ ... کوئی شخص کسی مرد کے خصیتین نکال دے (تو پوری دیت دینی ہو گی)۔

۱۱ ... اگر کوئی شخص کسی کو ایسی تکلیف پہنچائے کہ اس کی عقل زائل ہو جائے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور اگر وہ کسی کی پیٹھ کو اس طرح توڑے کہ وہ پھر درست نہ ہو سکے تو اسے چاہئے کہ پوری دیت دے اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس سے مصالحت کر لے۔

مسئلہ ۲۸۰۹ : اگر کوئی شخص کسی کو اشتباہاً قتل کر دے تو ضروری ہے کہ اس دیت کے علاوہ جس کا ذکر مسئلہ ۲۸۰۶ میں کیا گیا ہے خود قاتل ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کے کھانا کھلائے اور اگر کوئی شخص کسی کو عمداً اور ناحق قتل کرے تو عفو یا دیت لینے کی صورت میں (یعنی اگر مقتول کے ورثاء اس معاف کر دیں یا دیت لے لیں تو) اسے چاہئے کہ دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے اور ایک غلام کو آزاد کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۰ : جو شخص کسی حیوان پر سوار ہو اگر وہ کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حیوان کسی کو ضرر پہنچائے تو وہ شخص یعنی سوار ذمہ دار ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص ایسا کام کرے جس کی وجہ سے حیوان خود سوار کو یا کسی اور شخص کو ضرر پہنچائے تو جو شخص ایسا کام کرے وہ اس ضرر کا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۱ : اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائے اور اگر ساقط ہونے والی چیز آزاد اور اسلام کے حکم میں ہو تو اگر وہ نطفہ ہو تو اس کی دیت بیس مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر علقہ یعنی خون کا لوتھڑا ہو تو اسکی دیت چالیس مثقال اور اگر مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کی دیت ساٹھ مثقال اور اگر اس کی ہڈیاں بن چکی ہوں تو اس کی دیت اسی مثقال اور اگر ہڈیوں پر گوشت بھی آ گیا ہو لیکن اس میں روح داخل نہ ہوئی ہو تو اس کی دیت سو مثقال اور اگر اس میں روح بھی داخل ہو چکی ہو اور لڑکا ہو تو اس کی دیت ایک ہزار مثقال اور اگر لڑکی ہو تو اس کی دیت پانچ سو مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے اور ان تمام صورتوں میں اگر ہر ایک مثقال سونے کے عوض دس درہم چاندی دے دی جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۲ : اگر کوئی حاملہ عورت کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں اس کا حمل ساقط ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اس کی دیت بچے کے وارث کو اس تفصیل کے مطابق دے جو سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے اور خود اس عورت کو اس میں سے کچھ نہیں ملتا۔

مسئلہ ۲۸۱۳ : اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت کو قتل کر دے تو اسے چاہئے کہ عورت اور بچے دونوں کی دیت دے۔

مسئلہ ۲۸۱۴ : اگر کوئی شخص کسی کے سر یا چہرے کی کھال میں خراش ڈال دے تو اسے چاہئے کہ انسان کی جو دیت مسئلہ میں بیان کی گئی ہے اس کا ۱۰۰/۱ دے اور اگر ضرب گوشت تک پہنچ جائے اور اسے کسی قدر چیر دے تو ۵۰/۱ دے اور اگر گوشت زیادہ کٹ جائے تو ۱۰۰/۳ دے اور اگر زخم ہڈی کے نازک پردے تک پہنچ جائے تو ۲۵/۱ اور اگر ہڈی نمایاں ہو جائے تو ۲۰/۱ اور اگر ہڈی ٹوٹ جائے تو ۱۰/۱ اور اگر ہڈی کے بعض ریزے اپنی جگہ سے باہر آ جائیں تو ۲۰/۳ اور اگر ضرب مغز کی جھلی تک اثر

انداز ہو تو ۱۰۰/۳۳ دے۔

مسئلہ ۲۸۱۵ : اگر کوئی شخص کسی کے چہرے پر تھپڑ یا کوئی اور چیز اس طرح مارے کہ اس کا چہرہ سرخ ہوجائے تو مارنے والے کو چاہئے کہ ڈیڑھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دیت دے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر اس کا چہرہ نیلا ہو جائے تو تین مثقال اور اگر سیاہ ہو جائے تو لازم ہے کہ چھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دے لیکن اگر مارنے کی وجہ سے کسی کے بدن کا کوئی حصہ سرخ یا نیلا یا سیاہ ہوجائے تو مارنے والے کا چاہئے کہ جو دیت چہرے کے لیئے بتائی گئی ہے اس کا نصف دے۔

مسئلہ ۲۸۱۶ : اگر کوئی شخص کسی حلال گوشت والے حیوان کو زخمی کردے یا اس کے بدن کا کوئی حصہ کاٹ لے تو اسے چاہئے کہ بے عیب اور عیب دار حیوان کی قیمت میں جو فرق ہو وہ حیوان کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۷ : اگر کوئی شخص کسی شکاری کتے یا گھر کی حفاظت کرنے والے یا بھیڑوں کے گلے کی حفاظت کرنے والے یا زراعت کی پاسبانی کرنے والے کتے کو مار دے تو اسے چاہئے کہ کتے کی قیمت ادا کرے۔اور اگر شکاری کتے کی قیمت چالیس درہم سے کم ہو تو اس کے لیئے لازم ہے کہ چالیس درہم ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۸ : اگر کوئی حیوان کسی کی زراعت یا مال تلف کر دے تو اگر حیوان کے مالک نے اسکی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو تو اسے چاہئے کہ حیوان نے جتنی مقدار میں مال یا زراعت کو نقصان پہنچایا ہو اس کا ہرجانہ مال یا زراعت کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۹ : اگر کوئی بچہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کا ولی یا مثلاً اس کا معلم اس کے ولی کی اجازت سے اسے اتنا مار سکتا ہے کہ بچہ مودب ہو جائے لیکن مارنے کی وجہ سے دیت واجب نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۸۲۰ : اگر کوئی شخص کسی بچے کو اتنا مارے کہ دیت واجب ہو جائے تو دیت بچے کا مال ہے اور اگر بچہ مرجائے تو جس پر دیت واجب ہو وہ اس کے ورثاء کو دے اور اگر مثال کے طور پر باپ اپنے بچے کو اس قدر مارے کہ وہ مرجائے تو دیت بچے کے دوسرے ورثاء لیں گے اور خود باپ کو دیت

سے کچھ نہیں لے گا۔

مختلف مسائل

مسئلہ ۲۸۲۱ : اگر ہمسائے کے درخت کی جڑ کسی شخص کی جائداد میں پہنچ جائیں تو وہ انہیں روک سکتا ہے اور اگر اس درخت کی جڑوں سے اسے کوئی ضرر پہنچے تو وہ درخت کے مالک سے ہرجانہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۲ : باپ بیٹی کو جو جہیز دے اگر مثال کے طور پر سمجھوتے یا بخشش کے ذریعے وہ اس کو بیٹی کی ملکیت میں دے دے تو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اس کی ملکیت میں نہ دیا ہو تو اس کے واپس لینے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۸۲۳ : اگر کوئی شخص مرجائے تو اس کے بالغ ورثاء اپنے حصے سے میت کی رسم عزا کا خرچ برداشت کرسکتے ہیں لیکن نابالغوں کے حصے میں سے اس مقصد کے لیئے کچھ نہیں لیا جاسکتا۔

مسئلہ ۲۸۲۴ : اگر انسان کسی مسلمان کی غیبت کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر فساد پیدا نہ ہو تو اس مسلمان سے کہے کہ وہ اسے معاف کردے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ جس شخص کی غیبت کی ہو اس کے لیئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرے اور اگر اس غیبت کی وجہ سے اس مسلمان کی توہین ہوئی ہو تو اس صورت میں جب کہ ممکن ہو اسے چاہیئے کہ اس توہین کو دور کرے۔

مسئلہ ۲۸۲۵ : انسان کے لیئے یہ جائز نہیں کہ حاکم شرع کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص کے مال جس کے بارے میں اسے علم ہو کہ اس نے خمس نہیں دیا خمس نکال لے اور اسے حاکم شرع کو دے دے۔

مسئلہ ۲۸۲۶ : جو آواز لہو و لعب اور بازی گری کی محفلوں سے مخصوص ہو وہ غنا ہے اور حرام ہے اور اگر امام حسین علیہ السلام کا نوحہ یا مجلس یا قرآن مجید غنا کے لہجے میں پڑھا جائے تو وہ بھی حرام ہے لیکن اگر انہیں ایسی خوش الحانی سے پڑھا جائے جو غنا کے زمرے میں نہ آتی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۷ : ان جانوروں کے مار دینے میں کوئی حرج نہیں جو اذیت رساں ہوں اور کسی کی ملکیت بھی نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۸۲۸ : جو انعام بینک اپنے بعض کھاتہ داروں کو دیتا ہے چونکہ وہ اپنی مرضی سے لوگوں سے لوگوں کو شوق دلانے کے لیئے دیتا ہے اس لیئے حلال ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۹ : اگر کوئی چیز کسی کاریگر کو درست کرنے کے لیئے دی جائے اور اس کا مالک اسے لینے نہ آئے تو اگر کاریگر تلاش کرے اور مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس چیز کو مالک کی نیت سے صدقہ کر دے اور احوط یہ ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۸۳۰ : کوچہ اور بازار میں سینہ پر ماتم کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہاں سے عورتیں کیوں نہ گزرتی ہوں لیکن بنا بر احتیاط ماتم کرنے والوں کو قمیض پہنے ہوئے ہونا چاہئے اور اگر ماتمی دستوں کے آگے آگے علم وغیرہ لے جائے جائیں تو کوئی ممانعت نہیں لیکن لہو و لعب کے آلات استعمال نہیں کرنے چاہئے اور اسی طرح زنجیروں سے ماتم کرنا یا خنجر زنی کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر خنجر زنی یا زنجیر زنی سے موت کا یا شدید ضرب کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۳۱ : سونے کے دانت لگوانے اور دانتوں پر سونا چڑھانے کی مرد اور عورت کے لیئے کوئی ممانعت نہیں خواہ اس کا شمار زینت میں ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔

مسئلہ ۲۸۳۲ : انسان کے لیئے استمنا کرنا (یعنی اپنی بیوی یا کنیز کے علاوہ جن سے جماع کرنا جائز ہے) اپنے ہاتھ یا جماع کے بغیر کسی اور کے ساتھ کوئی ایسا کام کرنا جس سے منی خارج ہو جائے حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۳ : ڈاڑھی مونڈنا یا مشین وغیرہ سے اتنی باریک کتروا دینا کہ منڈی ہوئی کی مانند ہو جائے حرام ہے اور ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کا ولی اس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا ختنہ کرا دے اور اگر وہ اس وقت تک اس کا ختنہ نہ کرائے تو بالغ ہونے کے بعد خود بچے پر اپنا ختنہ کرانا واجب

ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۵ : اگر باپ اور ماں فقیر ہوں اور کوئی کام کر کے کما نہ سکتے ہوں تو اگر ان کے فرزند کے لیئے ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ ان کا خرچہ دے۔

مسئلہ ۲۸۳۶ : اگر کوئی شخص فقیر ہو اور کام کر کے کما بھی نہ سکتا ہو تو اس کے باپ کو چاہئے کہ اس کا خرچہ اسے دے اور اگر اس کا باپ نہ ہو یا اسے خرچہ نہ دے سکتا ہو اور اگر اس کا کوئی فرزند بھی نہ ہو جو اسے خرچہ دے سکے تو مشہور یہ ہے کہ اس کا دادا اس کا خرچہ دے اور اگر دادا نہ ہو یا اسے خرچہ نہ دے سکتا ہو تو اس کی ماں کو چاہئے کہ اسے خرچہ دے اور اگر ماں بھی نہ ہو یا خرچہ نہ دے سکتی ہو تو چاہئے کہ اس کی دادی اور نانی اور نانا سب مل کر اس کا خرچہ دیں اور اگر ان میں سے بعض نہ ہوں یا خرچہ نہ دے سکتے ہوں تو لازم ہے کہ دوسرے (یعنی جو باقی ہوں) اس کا خرچہ دیں اور یہ قول مشہور احتیاط کے موافق ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۷ : اگر ایک دیوار دو آدمیوں کا مال ہو (یعنی اس کی ملکیت میں دونوں شریک ہوں) تو ان میں سے کوئی بھی حق نہیں رکھتا کہ دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اسے بنوائے یا اس دیوار پر اپنی عمارت کا شہتیر یا پایا رکھے یا اس میں کوئی میخ گاڑے لیکن ایسے کام کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ شریک ان پر راضی ہے (مثلاً دیوار سے ٹیک لگانا اور اس پر کپڑے ڈالنا) لیکن اگر دوسرا شریک کہے کہ میں ان کاموں کی اجازت بھی نہیں دیتا تو ان کا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۸ : حیوان یا انسان کے پورے بدن کی نقاشی خواہ وہ مجسمہ نہ بھی ہو حرام ہے لیکن فوٹو گرافی کے ذریعے تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۸۳۹ : جب کسی میوہ دار درخت کی شاخیں باغ کی دیوار سے باہر نکل جائیں تو اگر انسان یہ نہ جانتا ہو کہ درخت کا مالک راضی ہے یا نہیں تو وہ بنابر احتیاط اس کا پھل نہیں توڑ سکتا اور اگر اس درخت کا پھل زمین پر گرا ہو تو اسے بھی نہیں اٹھا سکتا۔

پرونوٹ کے احکام

پرونوٹ اور دکان وغیرہ کی پگڑی کے معاملات لوگوں میں رائج ہیں اور عوام الناس کی ذہنی کش مکش کا موجب بنے ہوئے ہیں اور ان کی شرعی جواز کے متعلق سوال ہوتے رہتے ہیں اس لیئے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر کافی وضاحت سے لکھیں اور اس رسالے کے آخر میں اس کے متعلق احکام درج کر کے عام لوگوں تک پہنچا دیں۔

مسئلہ ۲۸۴۰ : علماء مشہور کا ارشاد ہے کہ جو معاملات معاوضہ (لین دین) کی شکل میں ہوتے ہیں ان میں لازم ہے کہ معاوضے کی متقابل چیزیں قیمت رکھتی ہوں کیونکہ اگر دونوں میں سے کسی ایک چیز کی کوئی قیمت نہ ہوگی تو معاملہ سفیہانہ اور باطل ہو گا مثلاً اگر کوئی شخص جو کا ایک دانہ جس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ایک سو روپے کے عوض فروخت کرے تو معاملہ باطل ہوگا۔ بلکہ سفیہ شخص جو معاملہ کرے وہ باطل ہے اور اس کی تفصیل ہم اس کے مقام پر بتا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۱ : مال کی مالیت کی دو قسمیں ہیں۔

۱... پہلی یہ کہ مال بذات خود ایسی منفعت اور خواص کا حامل ہو کہ لوگ اس کی اس منفعت یا خاصیت کی وجہ سے اس سے رغبت رکھتے ہوں اور اس بنا پر وہ قیمتوالا بن جائے مثلاً کھانے پینے کی چیزیں' فرش برتن اور مختلف قسم کے جواہرات وغیرہ۔

۲... دوسری یہ کہ مال ذاتی طور پر کوئی قیمت اور منفعت نہ رکھتا ہو بلکہ اس کی قیمت اعتباری ہو مثلاً ڈاک کے ٹکٹ اور ایسے ہی مختلف دوسرے اسٹمپ جن کی قیمت حکومت نے معین کر رکھی ہے جو ایک روپیہ یا اس سے کم یا اس سے زیادہ ہوتی ہے انہیں ڈاک خانے میں خطوط کے لیئے کسٹم اور عدالتوں میں عریضوں پر چپکانے کے لیئے رجسٹرار کے دفتر میں معاملات کی رجسٹری وغیرہ کے لیئے قبول کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ قیمت کے حامل ہوتے ہیں اور جب حکومت ان کی قیمت ختم کرنا چاہتی ہے تو ان پر تنسیخ کی مہر لگا دیتی ہے اور انہیں ناقابل قبول بنا دیتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۲ : جن چیزوں کا لین دین کیا جاتا ہے، یا جو بطور قرض لی یا دی جاتی ہیں ان کی دو

قسمیں ہیں۔
۱۔۔۔ کیلی اور موزون (ناپی جانے والی اور وزن کی جانے والی۔)
۲۔۔۔ غیر کیلی اور غیر موزون۔

پہلی قسم وہ ہے جس کی قیمت ناپ کر یا وزن کر کے معلوم کی جاتی ہے مثلاً چاول' گندم' جو' سونا چاندی وغیرہ دوسری قسم وہ ہے جس کی قیمت شمار کر کے معلوم کی جاتی ہے مثلاً مرغی کے انڈے یا فتنوں اور گزوں وغیرہ کی صورت میں معلوم کی جاتی ہے مثلاً کپڑا اور فرش۔ اب صورت یہ ہے کہ جیسا کہ قرض کے سلسلے میں جو جنس کسی دوسرے شخص کو بطور قرض دی جائے اگر اس سے زیادہ ادائیگی کی شرط ہو تو خواہ وہ ناپنے یا تولنے والی چیز ہو یا نہ ہو وہ سود ہے اور ایسا قرض حرام ہو گا اور لین دین کے سلسلے میں بھی اگر ناپنے یا تولنے کی چیز کو اس کی ہم جنس چیز کے عوض خریدیں اور بیچیں تو زیادہ ادائیگی کی شرط کی صورت میں معاملہ باطل ہو جائے گا' لیکن جو چیز ناپی یا تولی نہ جاتی ہو اگر اس کا معاملہ اس کی ہم جنس چیز سے کریں تو خواہ زیادہ ادائیگی کی شرط لگائیں وہ سود نہیں ہو گا لہٰذا نتیجے میں یہ مسئلہ برآمد ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مرغی کے سو انڈے دوسرے کو مثلاً دو مہینوں کے لیئے ایک سو دس انڈوں کے عوض قرض دے تو سود ہو جاتا ہے لیکن اگر مرغی کے سو انڈے دو مہینوں کے لیئے ایک سو دس انڈوں پر بیچ دے تو اگر ثمن اور مثمن کے درمیان فرق ہو (یعنی بیچے ہوئے اور خریدے ہوئے انڈوں میں فرق ہو) تو سود نہیں ہوتا اور معاملہ صحیح ہے چنانچہ صرف ذات معاملہ میں فرق ہے اور نتیجہ ایک ہی ہے اگر قرض ہے تو سود ہے اور اگر خرید و فروخت ہو تو سود نہیں ہے اور یہاں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قرض کی حقیقت فروخت کی حقیقت سے مختلف ہے اور وہ اس معنی میں کہ قرض اسے کہا جاتا ہے کہ انسان کسی دوسرے کو اس قصد سے مال دے کہ وہ مال لینے والے کے ذمہ ہو جائے اور فروخت کا یہ مطلب ہے کہ ایک مال کے بدلے دوسرا مال کسی کو دیا جائے لہٰذا فروخت میں لازم ہے کہ بیچا ہوا مال اس کے بدلے میں لیئے ہوئے مال سے مختلف ہو اور اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مثال کے طور پر مرغی کے سو انڈے ایک سو دس پر کسی کے ذمہ کر کے بیچے یعنی کسی کے پاس سو انڈے بیچے اور اسے کہے کہ ایک سو دس انڈے تمہارے ذمے ہیں تو ان دونوں اطراف کے انڈوں میں فرق ہونا ضروری ہے مثلاً یہ کہ کوئی شخص مرغی کے سو بڑے انڈے ایک سو دس درمیانہ سائز کے بالمقابل ذمہ میں بیچے کیونکہ اگر ان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ ہو تو ان کی بیع ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ

درحقیقت بیع کی شکل میں قرض ہو گا اور اسی وجہ سے معاملہ حرام ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۸۴۳ : تمام کاغذی نوٹ مثلاً عراقی دینار، انگریزی پونڈ، امریکی ڈالر یا ایرانی ریال وغیرہ قیمت کے حامل ہیں کیونکہ ہر حکومت کی طرف سے کاغذی نوٹوں کی قیمت معین کی گئی ہے جو سارے ملک میں قبول کی جاتی ہے اور رائج ہے اور اسی وجہ سے یہ نوٹ قیمت رکھتے ہیں اور حکومت جب بھی چاہے انہیں منسوخ کر سکتی ہے اور ان کی مالیت کو کالعدم قرار دے سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ نوٹ ناپے یا تولے نہیں جا سکتے اور اس وجہ سے ان نوٹوں کا معاوضہ ان کے ہم جنسوں کے مقابلے میں زیادہ لیا جائے تو وہ سود نہیں ہے اور اسی طرح اگر ان نوٹوں کی ادائیگی بطور قرض کسی کے ذمے ہو تو اس کا نقد کے عوض معاملہ کرنا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو سود نہیں ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص کو دوسرے سے دس ہزار روپے لینے ہوں اور وہ ان کا نو ہزار روپے نقد پر سودا کر لے تو وہ سود نہیں ہو گا جیسا مرحوم آیت اللہ یزدی اعلیٰ اللہ مقامہ نے ملحقات عروہ کے مسئلہ ۵۶ میں تصریح فرمائی ہے اور وہ فرماتے ہیں "نوٹ معدود ہیں (یعنی انہیں گنا جاتا ہے تولا اور ناپا نہیں جاتا) اور نقدین (سونا اور چاندی) کی جنس سے نہیں ہیں اور ایک معینہ قیمت رکھتے ہیں اور نقدین کا حکم ان پر جاری نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان میں سے بعض دوسروں کے عوض کم اور زیادہ پر بیچنا جائز ہے اور اسی طرح ان پر بیع صرف کا حکم جاری نہیں ہوتا جس کی رو سے مجلس میں قبضہ کرنا واجب ہے"۔

مسئلہ ۲۸۴۴ : روپوں کے جن پرونوٹوں کا معاملہ لوگوں میں ہوتا ہے دراصل وہ پرونوٹ خود مالیت رکھتے ہیں اور معاملہ ان کا (یعنی ان پرونوٹوں کا) ہوتا ہے جن کے ثبوت کی یہ پرونوٹ سند ہوتے ہیں مثلاً زید گندم کا ایک خروار دو ہزار روپے میں بیچ دے اور اس کے لیئے دو مہینے کی مدت کا پرونوٹ لکھوا لے۔ پھر جو رقم اس نے لینی ہے اسے (یعنی اس پرونوٹ کو) وہ ایک سو روپے کم پر یعنی ایک ہزار نو سو روپے نقد کے عوض بیچ دے تو پرونوٹ اس بات کے ثبوت کے لیئے ہے کہ دو ہزار روپے لینے ہیں اور پرونوٹ کے مالیت کا حامل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ گندم کا ایک خروار دو ہزار روپے میں بیچیں تو اگر خریدار آپ کو اس کی نقد قیمت دے دے، تو وہ بری الذمہ ہے لیکن اگر پرونوٹ لکھ دے تو اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور وہ دو ہزار روپے کا مقروض نہیں ہے۔ اور اگر پرونوٹ گم ہو جائے یا جل جائے خریدار کی ذمہ داری برقرار نہیں رہے گی ہاں گندم خریدنے والے کو اختیار ہے کہ اس کی قیمت نوٹوں میں ادا کرے تو اس صورت میں پرونوٹ ختم ہو جائے گا یا گندم بیچنے والا پرونوٹ

دے لے لے۔

مسئلہ ۲۸۴۵ : جو پرونوٹ کسی بینک کے پاس یا بینک کے علاوہ کسی کے پاس بیچا جائے اگر وہ پرونوٹ حقیقت رکھتا ہو یعنی صحیح ہو اور اس میں کوئی جگہ خالی نہ ہو مثلاً کوئی شخص کوئی جنس کسی دوسرے کے ہاتھ بیچے اور جو ایک لاکھ روپے اس کی قیمت کے طور پر لینے ہوں ان کا پرونوٹ لے لے اور وہی ایک لاکھ روپے (یعنی جو پرونوٹ اس نے لیا ہے) بینک کے پاس یا کسی اور کے پاس معاملے اور انتقال تبعہ کے عنوان سے بیچے اور اس کی قیمت میں رقم کی واگذاری کی مدت کی نسبت سے کمی کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۶ : جس پرونوٹ کی کوئی حقیقت نہ ہو اور محض لحاظ میں لکھا گیا ہو اگر کوئی شخص اس کا معاملہ کسی غیر ملکی بینک سے کرنا چاہتا ہے تو جو کم رقم بینک اسے دے وہ اسے لے سکتا ہے۔ پرونوٹ کی تمام رقم اس کی خواہش پر یا معمول کے مطابق اس کی خواہش پر اس کی واپسی پر پرونوٹ دینے والے سے وصول کرے تو وہ پرونوٹ دینے والے کو تمام رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہو جاتا ہے اور یہ ان دونوں کے لیئے سود کی شکل اختیار کرنے کا موجب نہیں بنے گا اور اگر وہ شخص ملکی بینک سے معاملہ کرنا چاہے تو سود سے بچنے کے طریقے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۷ : وعدے والے پرونوٹ کو جب بینک یا کسی اور کے پاس بیچا جاتا ہے تو عموماً نقد قیمت کے مقابلے میں بیچا جاتا ہے اور اسے اگر ادھار اور وعدے کے مقابلے میں بیچا جائے تو اس قسم کے معاملے کا صحیح ہونا مشکل نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۸ : جو پرونوٹ بیچے جاتے ہیں ان کے بارے میں حکومت نے ایک قانون وضع کیا ہے جس کے مطابق اگر پرونوٹ لکھنے والا مقررہ مدت ختم ہونے پر رقم ادا نہ کرے تو بینک یا دوسرے خریدار اس بات کا اختیار رکھتے ہیں کہ بیچنے والے (یعنی جس نے پرونوٹ لکھوا کر کسی کے ہاتھ بیچ دیا ہو) یا پرونوٹ پر دستخط کرنے والوں سے رجوع کریں اور ان سے پرونوٹ کی رقم کا مطالبہ کریں اور پرونوٹ کو اس میں درج شدہ رقم کے عوض (اور اس رقم میں کوئی کمی کیئے بغیر) واپس کر دیں اور بیچنے والا یا دستخط کرنے والے بھی اس بات کے پابند ہیں کہ بینک یا کسی دوسرے خریدار کے مطالبے پر رقم انہیں ادا کریں اور اس پابندی سے تمام یا بیشتر پرونوٹ لکھنے والے یا ان پر دستخط کرنے والے واقف

ہیں۔ اور پرونوٹوں کا لین دین اور ان پر عملدرآمد اسی شرط کے مطابق (جسے شرط ضمنی کہا جاتا ہے) ہوتا ہے لہٰذا جن پرونوٹوں پر اس شرط کے مطابق عمل ہوتا ہے ان کے بارے میں جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو اس کے لازمی ہونے سے واقف ہیں یہ شرط منضمر ہے اور اس کی رعایت کرنا ضروری ہے اور یہ شرط جائیداد غیر منقولہ کے لین دین کی رجسٹری کی طرح ہے کیونکہ حکومت جائیداد غیر منقولہ کے ہر اس لین دین کو جس کی رجسٹری کرائی جائے قابل اجراء نہیں سمجھتی اور سب لوگ لین دین میں رجسٹری کرانے کے پابند ہیں اور کوئی شخص رجسٹری کرانے سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ سودے پر عملدرآمد کی بنیاد ہی اسی شرط پر ہے اور جیسا کہ بتایا جا چکا ہے ایسی شرطیں جن کے مطابق معاملے پر عملدرآمد انجام پاتا ہے ضمنی شرطیں کہلاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۹ : بینکوں میں دستور ہے کہ ایک دستخط والا پرونوٹ نہیں خریدتے لیکن بعض اشخاص ہیں جو ایک دستخط والے پرونوٹ کا لین دین بھی کرتے ہیں اور چونکہ عموماً ایسے اشخاص قیمت دے دیتے ہیں اور پرونوٹ خریدتے ہیں اور عموماً ایسا معاملہ بطور قرض نہیں ہوتا بلکہ اس پرونوٹ کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

دکان وغیرہ کی پگڑی کے احکام

معروف معاملات میں سے ایک معاملہ پگڑی کا ہے جس سے اکثر لوگوں کو سابقہ پڑتا ہے لہٰذا اس کی تشریح ہونی چاہیے۔

پگڑی جو کاروبار میں مستعمل جگہ سے تعلق رکھتی ہے بنیادی طور پر اس کے لینے کی وجہ یہ ہے کہ کاروباری مقام کا کرایہ دن بدن بڑھتا ہے اور کرائے پر دینے والا کسی کرایہ دار کو اس جگہ سے نکال نہیں سکتا اور نہ ہی کرایہ بڑھا سکتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک دکان یا کاروبار کی جگہ سالہاسال تک اسی ابتدائی کرائے پر کرایہ دار کے قبضے میں رہتی ہے اور کرائے میں ایک روپے کا اضافہ بھی نہیں ہوتا کیونکہ کرایہ پر دینے والا نہ کرایہ دار کو نکال سکتا ہے اور نہ کرایہ بڑھا سکتا ہے حالانکہ اس جیسی جگہیں کئی گناہ زیادہ کرائے پر اٹھ جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸۵۰ : اس قسم کے کاروبار کے مقامات کی تین قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم کی جگہ

میں مالک کی اجازت اور مرضی کے بغیر کاروبار کرنا اور اس کی پگڑی لینا حرام ہے اور دوسری دو قسموں کی جگہوں کی پگڑی لینا جائز ہے اور جائز اور ناجائز ہونے کا معیار یہ ہے کہ جب صورت یہ ہو کہ جگہ کرایہ پر دینے والا خالی کرانے اور کرایہ بڑھانے کا حق رکھتا ہو اور کرایہ دار زبردستی کرتے ہوئے نہ تو کرایہ بڑھاتا ہو اور نہ ہی جگہ خالی کرتا ہو تو ایسی صورت میں اس جگہ کی پگڑی لینا اور مالک کی رضامندی کے بغیر وہاں کاروبار کرنا جائز نہیں حرام ہے اور ہر اس صورت میں جب کہ جائداد کا مالک کرایہ بڑھانے یا جگہ خالی کرانے کا حق نہ رکھتا ہو اور کرایہ دار کسی دوسرے کے لیئے وہ جگہ خالی کرنے کا حق رکھتا ہو مالک کی رضامندی کے بغیر پگڑی لینا مطابق شرع اور وہاں کاروبار کرنا جائز ہے اور آئندہ مسائل میں ان تینوں اقسام کی واضح مثالیں دی جائیں گی تاکہ مطلب روشن ہو جائے۔

مسئلہ ۲۸۵۱ : جب کوئی املاک ایسے زمانے میں کرایہ پر دی گئی ہو جب پگڑی کا کوئی سوال نہ تھا اور مالک کو اختیار تھا کہ جب بھی اجارے کی مدت ختم ہو جگہ خالی کرا لے یا کرایہ بڑھا دے اور کرایہ دار کے لیئے بھی ضروری تھا کہ جگہ خالی کر دے یا زیادہ کرایہ دے اور معاہدے میں کرایہ بڑھانے اور اجارے کی مدت میں توسیع کرنے کی کوئی شرط نہ تھی اور بعد میں حکومت نے ایک قانون وضع کیا جس کی رو سے مالک کو کرایہ بڑھانے یا کرایہ دار کو بے دخل کرنے کا حق باقی نہ رہا تو اگر ایسی صورت میں کرایہ دار قانون کا سہارا لے کر جگہ بھی خالی نہ کرے اور کرایہ بھی نہ بڑھائے جب کہ اسی جیسی جگہیں جو قانون نافذ ہونے کے بعد کرائے پر دی گئی ہوں ان کا کرایہ کئی گنا زیادہ ہو اور اسی وجہ سے پگڑی لینے کا موقع پیدا ہوا ہو تو اس صورت میں کرایہ دار کا پگڑی لینا جائز نہیں ہے اور مالک کی رضامندی کے بغیر اس کا اس جگہ میں تصرف بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۲ : جو لوگ کوئی دکان بنا رہے ہوں اور اس پر رقوم خرچ کر رہے ہوں اور اس دکان کا کرایہ مثال کے طور پر دس ہزار روپیہ ماہانہ ہوتا ہو لیکن نقدی کی ضرورت کے باعث وہ لوگ اپنے رضا و رغبت سے اس دکان کو ایک سال کے لیئے ایک ہزار روپیہ ماہانہ اور اس کے علاوہ مبلغ پانچ لاکھ روپیہ نقد کرائے پر کسی کو دے دیں اور اس ضمن میں یہ شرط کریں کہ جب تک کرایہ دار اس جگہ رہے گا سال بہ سال اسی ایک ہزار روپیہ ماہانہ کے کرائے کی تجدید ہوتی جائے گی اور مالکان کو کرایہ بڑھانے کا کوئی اختیار نہ ہو گا اور اگر کرایہ دار چاہے گا تو کرایہ پر لی جانے والی جگہ کسی دوسرے شخص کو منتقل کر دے گا اور مالکان اس سے بھی وہی کرایہ لیں گے جو پہلے کرایہ دار سے لیتے ہیں یعنی ایک

ہزار روپیہ ماہانہ سے نہیں بڑھائیں گے اور سال بہ سال اسی پہلے کرائے کے معاہدے کی تجدید ہوتی رہے گی تو اس صورت میں کرایہ دار کو اختیار ہے کہ وہ کسی دوسرے کو منتقل کرے اور وہ جگہ خالی کرنے اور اس میں سکونت ترک کرنے کے بدلے میں جس شخص کو وہ جگہ منتقل کرے اس سے جتنی پگڑی خود دی ہو اتنی ہی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ وصول کرے اور جائیداد کے مالکان کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ جو شرطیں طے کی گئی ہیں ان کے مطابق وہ پگڑی لینے اور وہ جگہ دوسرے کو منتقل کرنے کا حق رکھتا ہے اور جو پگڑی اس نے لی ہو وہ شرعاً" جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۳ : جب لوگ کوئی دکان بنائیں اور اس پر رقوم خرچ کریں اور اسے عام شرح کے مطابق کرائے پر دیں اور پگڑی بھی نہ لیں لیکن کرایہ نامہ میں شرط لگائیں کہ جب تک کرایہ دار وہاں سکونت پذیر ہے انہیں یعنی مالکان کو دکان خالی کرانے اور کرایہ بڑھانے کا حق نہیں ہے اور سال بہ سال معاہدے میں توسیع کرتے رہیں گے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس جگہ کی حیثیت بڑھ جائے تو کرایہ دار اسے کسی دوسرے شخص کو منتقل کرنے کا حق نہیں رکھتا اور کرائے پر دینے والے کے لیئے ضروری نہیں کہ وہ اسے کسی دوسرے کو منتقل کرنے پر رضامند ہو لیکن اگر کوئی تیسرا شخص وہ جگہ کرائے پر لینا چاہے اور کرایہ دار کو مثلاً یہ لالچ دے کہ اگر تم یہ جگہ خالی کر دو تو میں تمہیں ایک لاکھ روپیہ دوں گا اور پھر مالک کے پاس جا کر اسے اس بات پر راضی کرلے کہ وہ اس سے کچھ رقم لے کر وہ جگہ اسے کرائے پر دے دے اور پھر وہ شخص پہلے کرایہ دار کو ایک لاکھ روپے دے کر اس سے وہ جگہ خالی کرائے اور بعدازاں خود مالک سے جس رقم کا وعدہ کیا ہو وہ لے دے کر وہ جگہ کرائے پر لے تو جو ایک لاکھ روپے پہلے کرایہ دار نے لیئے ہیں وہ اس پر حلال ہیں کیونکہ اس نے مذکورہ جگہ کے انتقال کے عوض کوئی ایسی چیز نہیں لی جس کا اسے حق تک نہ پہنچتا ہو بلکہ اس نے محض وہ جگہ خالی کرنے کے عوض رقم لی ہے جس کے بارے میں وہ حقدار تھا کہ مالک کے نئے کرایہ دار کو سپرد کرنے کے لیئے خالی نہ کرے۔ لہٰذا واضح ہے کہ اس صورت میں پگڑی جگہ خالی کرنے کے لیئے لی گئی ہے اور اس جگہ کو کرائے پر اس کے مالک نے دیا ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۴ : اگر کوئی شخص کوئی جگہ کرایہ پر لے اور مالک کے ساتھ یہ شرط طے کرے کہ مالک کو اسے نکالنے اور جگہ خالی کرنے کا حق نہیں ہوگا بلکہ وہ سال بہ سال یا ماہ بماہ فقط عام شرح پر کرایہ دار سے کرایہ وصول کرے گا اور یہ شرط بھی طے کرے کہ کرایہ دار کو یہ حق ہو گا کہ وہ اس جگہ

میں اپنا حق سکونت کسی دوسرے کو منتقل کر دے تو اس صورت میں بھی کرایہ دار پگڑی دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے یعنی کسی سے رقم لے کر اپنا حق اسے منتقل کر سکتا ہے۔

بیمہ کے احکام

مسئلہ ۲۸۵۵ : بیمہ (سیکورٹی) سے یہ مراد ہے کہ کوئی شخص ہر سال کچھ رقم بلامعاوضہ کسی فرد یا کسی کمپنی کو دیتا رہے اور اس ضمن میں یہ شرط طے کرے کہ مثلاً اگر اس کی دکان یا موٹر کار یا مکان کو یا خود اسے کسی قسم کا ضرر پہنچے تو وہ کمپنی یا فرد اس ضرر کی تلافی کرے گا یا اس ضرر کو دور کرے گا یا اس کی بیماری کا علاج کرائے گا اور یہ معاملہ جعالہ میں داخل ہے اور اگر اس شخص کو یا اس کی متعلقہ املاک کو کوئی ضرر پہنچے تو مشروط علیہ پر واجب ہے طے شدہ شرائط کے مطابق اپنی ذمہ داری پوری کرے اور جس شخص نے بیمہ کرا رکھا ہو اس کے لیئے رقم وغیرہ وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

صرافہ اور بینک

سرمائے کے لحاظ سے بینک کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱... عوامی بینک جس کا سرمایہ ایک شخص یا زیادہ اشخاص کی ملکیت ہو۔

۲... سرکاری بینک

۳... سرکاری اور عوامی مشترکہ بینک

مسئلہ ۲۸۵۶ : ایسے بینک سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں ہے اور منافع لینا بھی حرام ہے لیکن اس حرام معاملے سے بچنے کے لیئے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً قرض لینے والا بینک کے مالک یا اس کے وکیل سے کوئی چیز بازاری بھاؤ سے ۱۰% یا ۲۰% زیادہ قیمت پر خریدے تاکہ بینک اسے کچھ رقم بطور قرض دے دے یا بینک کو کوئی چیز بازاری بھاؤ سے کم قیمت پر بیچے اور اس معاملے کے ضمن میں شرط طے کرے کہ اتنی رقم فلاں وقت تک بینک اسے قرض دے گا تو ایسی صورت میں

قرض لینا جائز ہے اور یہ سودی کاروبار بھی نہیں ہے اسی طرح کوئی چیز بطور بخشش دیکر بھی شرط لگائی جاسکتی ہے کہ بخشش دینے والے کو فلاں وقت تک اتنی رقم بطور قرض دی جائے گی۔ لیکن ایک رقم کو اس سے زیادہ رقم کے بدلے کسی چیز کے ساتھ شامل کر کے بیچنے پر حرمت زائل نہیں ہو سکتی مثلاً ۱۰۰ روپے کو ایک ماچس کے ساتھ ایک ماہ بعد ادا کیئے جانے والے ۱۱۰ روپے کے بدلے فروخت کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ دراصل یہ سودی قرض ہے اگرچہ اس کو بظاہر خرید و فروخت کی صورت دے دی گئی ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۷ : سود حاصل کرنے کی غرض سے بینک میں رقم جمع کرنا (سیونگ اکاؤنٹ ہو یا کرنٹ اکاؤنٹ) جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۸ : اگر سرکاری بینک سے کچھ مال لیا جائے تو اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۹ : سرکاری بینک سے سود پر قرض لینا بھی حرام ہے خواہ کوئی مال رہن رکھ کر یا رہن رکھے بغیر لیا جائے جبکہ قرض لینے والا جانتا ہو کہ وہ چاہے یا نہ چاہے' بینک اس سے اضافی رقم وصول کرے گا اور جس وقت بینک اس سے اضافی رقم کا مطالبہ کرے تو اسے یہ اضافی رقم ادا کرنی ہی پڑے گی۔

مسئلہ ۲۸۶۰ : سرکاری بینک میں سود حاصل کرنے کی غرض سے روپیہ رکھنا جائز نہیں' ہاں اگر بینک کا مالک غیر مسلم یا ناصبی شخص ہو یا غیر مسلم حکومت ہو تو روپے کی استفادہ کی غرض سے کوئی روپیہ رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں غیر مسلم حکومت سے مراد ہر وہ حکومت ہے کہ جو دین اسلام کو نظام عمل قرار نہ دے۔ اس مسئلے سے اس بینک کا حکم بھی ظاہر ہو جاتا ہے جس کا سرمایہ حکومت اور عوام میں مشترک ہو۔ تو اگر ہر دو مالک حکومت اور اس کا شرکت کنندہ مسلمان نہ ہوں تو مال کے استفادہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں مسلمان ہوں تو اگر بینک سود کھاتا ہو تو حاصل شدہ منافع حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے جائز ہو جائیں گے اور یہی حکم ہے کہ دونوں میں ایک مسلمان اور دوسرا کافر یا ناصبی ہو۔ یہ تھا حکم اسلامی بینکوں کا لیکن غیر مسلم لوگوں کے بینک سے قرض لینے کا قصد کیئے بغیر اور حاکم شرع کی اجازت کے بغیر بھی مال لیا جاسکتا ہے تاہم ایسے بینک میں روپیہ رکھنے کا حکم وہی ہے جو اسلامی بینک کا ہے۔

ایل سی (لیٹر آف کریڈٹ)

مسئلہ ۲۸۶۱ : برآمد اور درآمد کے لیئے بینک سے ایل سی (L/C) حاصل کرنا اور بینک کا کمیشن پر زرمبادلہ مہیا کرنا صحیح ہے اور کمیشن (Commission) لینا بھی بظاہر جائز ہے (کیونکہ اس قسم کا کمیشن فقہی اعتبار سے یا تو اجرت۔ کیونکہ تاجر ایک خاص کام کے لیئے بینک کو کرائے پر لیتا ہے۔) کہلائے گا یا جعالہ (یعنی کوئی کام انجام دینے پر کچھ مال دینے کا وعدہ کرنا) اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے خرید و فروخت میں شمار کیا جائے کیونکہ بینک دوسرے ملک کی کرنسی (Currency) سے مال کی قیمت ادا کرتا ہے اس لیئے ہو سکتا ہے کہ بینک درآمد کنندہ کے ذمے دوسرے ملک کی کرنسی ایسی قیمت پر فروخت کرے کہ اس میں سے اس کا کمیشن بھی نکل آئے اور چونکہ دو مختلف چیزوں کا سودا ہوا ہے، اس لیئے معاملہ صحیح ہے اس ضمن میں ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ برآمد اور درآمد کرنے والے بینک کے توسط سے معلومات حاصل کریں اور اس کے بعد ایل سی کی بنیاد پر بینک مال کی فراہمی اور قیمت کی ادائیگی کا کام کرتا رہے۔ اس صورت میں بینک کا یہ عمل بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۲ : اگر بینک ایل سی حاصل کرنے والے سے کچھ لیئے بغیر اس کے کہنے پر درآمد شدہ مال کی قیمت ادا کرے اور اس کے ذمے قرض شمار نہ کرے اور اس شرط پر درآمد کنندہ سے کچھ فائدہ حاصل کرے کہ ایک مخصوص مدت تک اس سے ادا کردہ قیمت کا مطالبہ نہیں کرے گا تو بظاہر یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ درآمد کنندہ پر اس بنا پر ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ اس نے بینک سے قیمت ادا کرنے کو کہا تھا لیکن اگر اس نے بینک سے قرض لیا ہو اور بینک قرض پر اس سے سود لے تو اس صورت میں اگر بینک ایل سی حاصل کرنے والے کو قرض دے کر فائدہ لینے کی شرط کرے، اور اس کی طرف سے وکیل بن کر درآمد کا کام انجام دے تو فائدہ لینا جائز نہیں ہے اسی طرح ان تاجروں کا بھی یہی حکم ہے جو یہ کام انجام دیں۔

مسئلہ ۲۸۶۳ : مال کی حفاظت اگر بینک درآمد کنندہ کی ذمے داری پر مال کے اسٹوریج (Storage) اور انوائس (Invaice) وغیرہ کے تبادلے کا کام انجام دے مثلاً تاجروں میں معاملہ طے ہو جانے کے بعد بینک مال کی قیمت ادا کرے اور مال پہنچنے پر خریدار کو کاغذات پہنچا دے اور اگر خریدار

مال وصول کرنے میں دیر کرے تو اس کی خاطر مال اسٹور میں رکھے اور یہ کام خریدار سے اجرت لے کر یا فروخت کرنے والے کی ذمہ داری پر کرے مثلاً دو تاجروں کا آپس میں معاملہ ہونے سے پہلے بینک کو مال بیچنے والا لسٹ (List) وغیرہ بھیجے اور بینک یہ لسٹ تاجروں کو دکھائے اور اگر انہیں مال پسند ہو تو معاملہ ہو جائے اور بینک اپنی خدمات کے عوض مال والے سے اجرت لے تو دونوں صورتوں میں بینک کا یہ کام کرنا جائز ہے اور اس کی اجرت لینا بھی جائز ہے بشرطیکہ عقد کے ضمن میں اس بات پر اتفاق ہو گیا ہو یا عام رواج کی بنا پر اجرت لی جاتی ہو یا مال بیچنے والے یا خریدار کے کہنے پر بینک یہ کام کرے البتہ اگر یہ شرائط پوری نہ ہوں تو بینک کو اجرت لینے کا حق نہیں ہے بعض اوقات خریدار مال وصول نہیں کرتا اور بینک اسے اطلاع دینے کے بعد وہی مال دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور فروخت شدہ مال کی قیمت سے اپنا حق لے لیتا ہے چونکہ اس صورت میں بینک مال والے کا وکیل شمار ہوتا ہے اور بالعموم دونوں فریق (خریدار اور مال بیچنے والا) رضامند بھی ہوتے ہیں لہٰذا ایسی خرید و فروخت جائز اور صحیح ہے۔

بینک کی کفالت

اگر کوئی شخص کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کی خاطر کوئی کام کرنے کا ٹھیکہ لے اور کام حسب شرائط پورا نہ ہونے پر ایک معین رقم بطور ہرجانہ دینے کا وعدہ کرے اور بینک اس ہرجانے کی ادائیگی کی ضمانت دے تو یہ بینک کی کفالت کہلائے گی۔

۱... یہ کفالت اس وقت صحیح ہے جب بینک اس بات کا اظہار لفظوں میں یا کسی فعل کے ذریعے (جو اس بات کو ظاہر کرتا ہو) کرے اور مالک اس بات کو تمام طے شدہ شرائط کے ساتھ قبول کرے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک اس بات کی ذمہ داری لے کہ اس نے جس کی کفالت کی ہے وہ اپنا قرض ادا کریگا یا طے شدہ شرط پوری کرے گا۔

۲... کام کی ذمے داری اٹھانے والے پر واجب ہے کہ کام پورا نہ کرنے کی صورت میں طے شدہ شرط پر عمل کرے بشرطیکہ اس نے یہ شرط کسی عقد کے ضمن میں قبول کی ہو۔ اگرچہ وہ معاملہ وہی ٹھیکہ ہو کہ جس کے پورا کرنے کی کفالت بینک دینا چاہتا ہے۔ اور اس کے

شرط پوری نہ کرنے کی صورت میں مالک کفالت کرنے والے یعنی بینک سے مطالبہ کرنے کا حقدار ہو گا اور چونکہ بینک نے ٹھیکیدار کے کہنے پر اس کی کفالت دی تھی لہٰذا اس ضمن میں بینک کو جو نقصان ہو وہ ٹھیکیدار کو ادا کرنا ہوگا۔

۳... چونکہ کفالت کرنا ایک محترم کام ہے لہٰذا بینک کے لیئے جائز ہے کہ اس نے جس شخص کی کفالت کی ہو اس سے اجرت لے اور فقہی لحاظ سے بظاہر "جعالہ" شمار ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ عنوان اجارہ میں شامل ہو لیکن خرید و فروخت یا مصالحت نہیں کہلائے گی۔

حصص کی فروخت

مسئلہ ۲۸۶۴ : اگر بینک کسی کمپنی کے حصے داروں کے حصص فروخت کرنے اور ان کے کاغذات کے تبادلے کا کام کرنے پر اجرت لے تو یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ فقہی اعتبار سے یہ معاملہ یا تو اجارہ (چونکہ کمپنی کے حصے دار بینک کو گویا یہ کام انجام دینے کے لیئے کرائے پر لیتے ہیں۔) میں داخل ہے یا جعالہ میں اور اگر باہمی توافق پر بینک اجرت لے تو معاملہ صحیح ہے اور بینک اجرت کا حقدار ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۵ : اسی طرح حصص اور کاغذات کے تبادلے اور فروخت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر حصے داروں کے معاملات میں سود کا شائبہ ہو تو پھر حصص اور کاغذات کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے۔

داخلی اور خارجی ڈرافٹ

۱... اگر بینک ڈرافٹ کا کام کرے جس کے نتیجے میں وہ شخص جس نے بینک میں پیسہ رکھا ہے کسی دوسری جگہ اپنا پیسہ وصول کرلے تو ممکن ہے کہ یہ کہا جاسکے کہ چونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ اکاؤنٹ والے کا روپیہ وہیں ادا کرے جہاں اس نے جمع کیا تھا لہٰذا دوسری جگہ ادائیگی کرنے کے لیئے وہ روپیہ جمع کرنے والے سے کچھ اجرت لے سکتا ہے۔

۲... اگر بینک ایسے شخص کو ڈرافٹ دے جس کا بینک میں اکاؤنٹ نہ ہو چونکہ بینک نے اس

شخص کے لیئے وسیلہ متعین کیا ہے تاکہ وہ داخلی یا خارجی وکیل سے قرضہ حاصل کر سکے اور یہ مدد کرنا اس کے لیئے خدمت ہے لہٰذا اس کے بدلے بینک اجرت لے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر بینک نے خارجی کرنسی دی ہو تو اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ خارجی کرنسی سے ادائیگی پر اصرار کرے لہٰذا اس حق سے دستبردار ہونے یعنی خارجی کرنسی کی بجائے داخلی کرنسی قبول کرنے کے بدلے میں بھی وہ اجرت لے سکتا ہے اور اجرت کا پیسہ ملا کر مقروض سے تمام رقم وصول کر سکتا ہے۔

۳ ... (الف) اگر کوئی شخص کسی بینک کو دستی روپیہ دے کر دوسری جگہ ملک کے اندر یا بیرون ملک میں حوالہ دینے کو کہے اور اس کام کے انجام دینے پر بینک اجرت لے تو یہ کام بجائے خود صحیح ہے اور اگر بیرون ملک کا حوالہ ہو تو ممکن ہے کہ اسے خرید و فروخت شمار کیا جائے جو کہ شرعاً صحیح ہے اور اس رقم کی خرید و فروخت کے لیئے بینک اجرت کے طور پر کچھ وصول کر سکتا ہے۔

(ب) ممکن ہے بینک کچھ رقم بطور قرض لے کر دوسری جگہ یہ قرض ادا کرے اور چونکہ قرض کے معاملے میں سود اس وقت وجود میں آتا ہے جب قرض خواہ مقروض سے اضافہ لے لہٰذا اگر مقروض قرض خواہ سے اضافہ لے تو وہ سود نہیں کہلاتا۔ اور مذکور صورت حال میں خود قرض دینے والا اجرت ادا کر رہا ہے لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴ ... اگر کوئی شخص بینک سے کچھ رقم قرض لے کر دوسری جگہ اس کا حوالہ دے اور بینک اس حوالہ پر رضامند ہو کر اجرت لے تب بھی مندرجہ ذیل طریقے اختیار کرنے کی صورت میں اجرت لینا جائز ہے۔

۱ ... خارجی کرنسی کی صورت میں خرید و فروخت کی جائے یعنی بینک کسی شخص سے خارجی کرنسی اور کچھ رقم زیادہ خریدے تاکہ اسے داخلی کرنسی دے دے۔ اس صورت میں اجرت لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲ ... چونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ جہاں روپیہ قرض دیا ہے وہیں پر واپس بھی لے لہٰذا اگر وہ دوسری جگہ واپس کرنے پر رضامند ہو تو اس کے مقابلے میں اجرت لینے میں حوالہ کے متعلق مقدم الذکر صورتیں اور احکام بینک کے علاوہ عام لوگوں میں بھی جاری ہو سکتے

ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی کو رقم دے اور اس سے کہے کہ کسی دوسرے شخص کے نام اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں اس کا حوالہ دے تو حوالہ قبول کرنے والا شخص اس کام کے بدلے کچھ اجرت بھی لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص کسی سے کچھ رقم لے اور اس کو کسی دوسرے شخص پر حوالہ دے کر اس سے رقم وصول کرے، تو جس شخص پر حوالہ دیا گیا ہے وہ حوالہ دینے والے سے اجرت وصول کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۶ : مذکورہ بالا حکم میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کسی مقروض شخص پر حوالہ دیا جائے یا یہ کہ متعلقہ شخص مقروض نہ ہو لیکن حوالہ ادا کرنے پر رضامند ہو جائے۔

بینک کے انعامات

مسئلہ ۲۸۶۷ : اگر بینک خواہ سرکاری ہو یا عوامی یا دونوں میں مشترک ہو' قرعہ اندازی کے ذریعے گاہکوں کو شوق دلانے یا دوسرے اشخاص کو رغبت دلانے کے لیئے انعام دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص کے نام کا انعام نکلا ہے وہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے مجہول المالک مال کے عنوان سے وہ انعام لے سکتا ہے لیکن اگر بینک کسی کا ذاتی (پرائیویٹ) ہو تو حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کے بغیر انعام لینا جائز ہے البتہ اگر بینک میں حساب رکھنے والوں کے ذمے کسی معاملے میں کوئی شرط لگا کر پوری ہونے پر انعام دیا جائے مثلاً قرض کے معاملے میں کوئی شرط لگائی جائے تو انعام دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔

ہنڈی کے احکام

مسئلہ ۲۸۶۸ : اگر بینک اپنے گاہک کے لیئے ہنڈی کی رقم وصول کرے اور معینہ مدت سے پہلے ہنڈی پر دستخط کرنیوالے کو اطلاع دے دے یا مثلاً اگر کوئی شخص چیک کے بدلے نقدی وصول نہ کرے اور بینک اس کی طرف سے چیک کیش کروائے تو بینک کا یہ کام کرنا اور اس کے لیئے اجرت لینا جائز ہے لیکن اگر بینک ہنڈی کی رقم کا سود بھی وصول کرے تو جائز نہیں اور پہلی صورت میں فقہی لحاظ سے اس معاملے کو جعالہ شمار کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۹ : اگر کسی کا بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ ہو اور وہ کسی کو ہنڈی دے کہ فلاں مدت کے بعد بینک اس کے اکاؤنٹ سے ہنڈی کی قیمت ادا کرے یا یہ کہ بینک قرض خواہ کو نقد رقم ادا کرے تو چونکہ یہ حوالہ ہے لہٰذا بینک کے لیئے اس حوالہ کے قبول کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے چونکہ بینک ہنڈی دینے والے کا مقروض ہے لہٰذا بینک اگر حوالہ قبول نہ کرے تب بھی حوالہ نافذ ہوگا اور اگر بینک پر حوالہ نہ دیا گیا ہو لیکن ہنڈی لینے والا بینک کو اس کی قیمت ادا کرنے کو کہے یا ہنڈی دینے والے کا بینک میں اکاؤنٹ ہی نہ ہو اور بینک اس کی ہنڈی کی قیمت ادا کر دے تو دونوں صورتوں میں بینک اجرت لے سکتا ہے۔

خارجی کرنسی کی خرید و فروخت

مسئلہ ۲۸۷۰ : بینک خارجی کرنسی کے بازار میں وافر ہونے کے لیئے اور ان کی خرید و فروخت پر نفع کمانے کے لیئے ان کا معاملہ کرتا رہتا ہے۔ اگر بینک اس قسم کے زر مبادلہ کا کام کرتا ہو اور دوسری کرنسی کو خرید شدہ قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کر کے نفع کمائے تو جائز ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ معاملہ قرض کی صورت میں ہو یا نقد ہو۔

کرنٹ اکاؤنٹ

مسئلہ ۲۸۷۱ : بینک سے ہر شخص کو اتنی رقم نکالنے کا حق ہے جتنی رقم اس کی بینک میں موجود ہو لیکن کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ بینک میں کسی شخص کی رقم نہ ہو تب بھی وہ رقم نکلوا سکتا ہے چنانچہ اگر بینک کسی پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا بینک میں اکاؤنٹ نہ ہونے کے باوجود اسے رقم دے اور اس پر منافع حاصل کرے تو یہ سود والا قرض ہوگا جو کہ حرام اور ناجائز ہے تاہم بینک کے سابق الذکر مسائل کی رو سے اس معاملے کو جائز شکل بھی دی جاسکتی ہے۔ (دیکھیے مسئلہ نمبر ۲۸۵۹)

ہنڈی کی توضیح

مسئلہ ۲۸۷۲ : کسی چیز کی مالیت صرف اعتباری ہوتی ہے جیسے کرنسی نوٹ قرض اور خرید وفروخت وغیرہ۔ فرق یہ ہے کہ فروخت کی صورت میں کسی مال کو ایک خاص قیمت کے عوض دوسرے کی ملکیت بنایا جاتا ہے اور قرض میں مال کو کسی کی ذمے داری پر اس کی ملکیت بنایا جاتا ہے یعنی قرض دار اس جنس کی اس مقدار کو ادا کرنے کا ذمے دار ہو جاتا ہے یا اگر قیمت پر تبادلہ ہو تو اس کی قیمت ادا کرنے کا ذمے دار ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ فروخت کرنے میں فروخت شدہ چیز اور اس کی قیمت کے درمیان فرق پایا جانا ضروری ہے لیکن قرض کی صورت میں ضروری نہیں مثلاً اگر سو انڈے ایک سو دس انڈوں کے عوض فروخت کیئے جائیں تو ان انڈوں میں فرق پایا جانا ضروری ہے (مثلاً چھوٹا بڑا ہونا) ورنہ اگرچہ بظاہر خرید وفروخت کی صورت میں تبادلہ ہوا ہے لیکن واقعاً" یہ قرض ہے اور اس میں سود ہونے کی وجہ سے معاملہ حرام ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ قرض میں اگر اضافے کی شرائط عائد کی جائیں تو سود کی بنا پر معاملہ حرام ہو جاتا ہے۔ اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قرض پر دی گئی چیز ان اشیاء میں سے ہو جن کو ناپ کر یا تول کر بیچا جاتا ہے یا ان میں سے نہ ہو لیکن فروخت کرنے میں ایسا نہیں ہے بلکہ اگر ان چیزوں کا معاملہ جو پیمانہ اور وزن سے فروخت کی جاتی ہیں اسی جنس کے بدلے اضافے کے ساتھ کیا جائے تو سود ہے ورنہ سود نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شخص سو انڈے ایک سو دس انڈوں کے بدلے قرض دے تو جائز نہیں ہے لیکن اگر ان کو ایک دوسرے کے بدلے بیچے تو معاملہ صحیح ہے۔ چوتھا فرق قرض اور خرید و فروخت میں یہ ہے کہ سود کے ساتھ فروخت کرنا تمام معاملے کو باطل کردیتا ہے لیکن سودی قرض میں صرف اضافی مال کے متعلق معاملہ باطل ہے اور اصل قرض درست ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۳ : کرنسی نوٹ چونکہ وزن اور پیمانے سے نہیں فروخت ہوتے اس لیئے قرض دینے والا اپنا قرض نقدی کی صورت میں اصل رقم سے کم قیمت پر فروخت کرسکتا ہے مثلاً دس روپے کے قرض کو نو روپے کی نقدی اور سو روپے کے قرض کو نوے روپے کی نقدی کے عوض بیچ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۴ : تاجروں میں رائج ہنڈیوں کی خود کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ہنڈی ایک قسم کی

سند کے طور پر استعمال کی جاتی ہے کیونکہ ہنڈی دینے پر مال کی قیمت ادا نہیں ہوتی اور ہنڈی اگر ضائع ہو جائے تب بھی مال خرید دار کا ہے اور وہ قیمت ادا کرنے کا ذمے دار ہے لیکن اگر مال کی قیمت کرنسی نوٹ کی شکل میں دی جائے اور وہ نوٹ بیچنے والے کے پاس سے ضائع ہو جائے تو خریدار دوبارہ قیمت ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۵ : ہنڈیوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) وہ جو واقعی قرض کا ثبوت ہو۔

(۲) وہ جو غیر واقعی قرض کا ثبوت ہو۔

۱... پہلی صورت میں قرض دینے والا عند الطلب قرض کو کم مقدار نقد پر فروخت کر سکتا ہے مثلاً ایک ماہ بعد کے سو (۱۰۰) روپے کو اسی (۸۰) روپے نقد کے عوض فروخت کر سکتا ہے۔ ہاں البتہ یہ جائز نہیں کہ اس ہنڈی کو کچھ مدت پر فروخت کر دیا جائے اور پھر بینک یا دوسرا شخص قرض پر دینے والے سے مطالبہ کرے (کیونکہ قرض پر فروخت کرنا جائز ہے۔)

۲... دوسری صورت میں جبکہ ہنڈی غیر واقعی قرض کا ثبوت ہو قرضہ دینے والا اس کو نقد رقم کے عوض فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ اس صورت میں ہنڈی دینے والے کے ذمے فی الواقع کوئی قرض نہیں ہے بلکہ یہ اس حوالے کی مانند ہے جو غیر مقروض شخص پر دیا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں ہنڈی دینے والا درحقیقت مقروض نہیں ہے بلکہ اس نے یونہی ہنڈی حاصل کرنے والے کا نام حوالہ بینک کے اوپر دیا ہے تاکہ وہ بینک سے قرض وصول کر سکے چونکہ اس نے خود ہنڈی پر دستخط کیئے ہیں لہذا وقت آنے پر گویا بینک اپنی رقم حوالہ کے طور پر اس سے ہنڈی لینے والے کی طرف سے وصول کر لے گا اگرچہ ہنڈی دینے والا اس کا پہلے سے مقروض نہیں ہے۔ اب اگر بینک اس قسم کی ہنڈی کی قیمت وصول کرنے پر اجرت لے لے تو جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود والا قرض ہو گا لیکن اس سود سے نجات حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہنڈی کی قیمت وصول کرنے کو فروخت کرنا شمار کیا جائے مثلاً ہنڈی دینے والا ہنڈی لینے والے کو وکیل بنائے کہ ہنڈی کم قیمت پر فروخت کرے اور اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ مبادلہ ہونے والی چیزوں میں فرق ہو مثلاً ہنڈی پر جس کرنسی کا ذکر ہے قیمت میں بھی وہی کرنسی نہ ہو لیکن اگر مبادلہ والی چیزوں میں فرق نہ ہو تو پھر یہ طریقہ

بھی مفید نہیں ہے لیکن اگر بینک جو مقدار ہنڈی کی قیمت سے کم کرتا ہے اسے اپنی خدمات کی اجرت شمار کرے اور ہنڈی دینے والا بعد میں ہنڈی لینے والے سے اس کی پوری قیمت وصول کرلے تو جائز ہے۔

بینکنگ کا کاروبار

مسئلہ ۲۸۷۶ : بینکنگ کے کاروبار کی دو قسمیں ہیں۔

۱... ایک قسم تو سود والی ہے جس میں مداخلت کرنا اور شریک ہونا جائز نہیں ہے اور اس میں کام کرنے والے بھی اجرت کے حقدار نہیں ہوتے۔

۲... دوسری قسم وہ ہے جو سودی نہیں ہے اس میں حصہ لینا اجرت پر کام کرنا جائز ہے۔ سود کے معاملے میں اس معاملے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک مسلمان کا ہو یا غیر مسلم کا دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ مسلم بینک میں سود مجہول المالک مال تصور ہوگا جس میں تصرف کے لیئے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کی ضرورت ہوگی اور غیر مسلم بینک کے سود میں تصرف کے لیئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہاں سے استنقاذ یعنی روپیہ ان کے ہاتھ سے نکالنے کی نیت سے مال لیا جاسکتا ہے۔

بل آف ایکسچینج یا حوالہ

مسئلہ ۲۸۷۷ : مقروض کو حق حاصل ہے کہ اپنے قرض دہندہ کو اس بینک پر حوالہ دے جس میں اس کا اکاؤنٹ ہو یا یہ کہ مقروض بینک کو تحریری طور پر کہے کہ اس کے قرض کا پیسہ قرض دینے والے کو منتقل کیا جائے۔ بینک بھی مجاز ہے کہ اس شخص کو خارج (بیرون ملک) یا داخل (اندرون ملک) میں کسی برانچ پر حوالہ دے کر وہاں سے رقم وصول کرنے کو کہے اور یہ کام انجام دینے پر اجرت لے یہ معاملہ حقیقتاً دو حوالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک مقروض کا حوالہ جو بینک کے نام اور دوسرا بینک کا حوالہ کسی خارجی یا داخلی برانچ پر بہر صورت حوالہ صحیح ہے اس سلسلے میں بینک جو اجرت لیتا ہے اس

کے جائز ہونے کے بارے میں فقہی نقطہ نظر سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ بینک کو یہ حق ہے کہ وہ خارجی یا داخلی برانچ پر حوالہ دینے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے لہٰذا یہ کام انجام دینے پر وہ اجرت لے سکتا ہے۔ ہاں اگر حوالہ دینے والے نے بینک کو دوسری جگہ حوالہ دینے کے لیئے نہ کہا ہو بلکہ یہ کہا ہو کہ بینک میں اس کے موجودہ اکاؤنٹ سے ادا کرے تو پھر بینک اجرت نہیں لے سکتا کیونکہ مقروض کو اپنے شہر میں اپنا قرض ادا کرنے پر کچھ لینا جائز نہیں ہے البتہ اگر بینک میں اس کا اکاؤنٹ نہ ہو اور بینک حوالہ قبول کر کے رقم ادا کر دے اور اس پر اجرت لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۸ : سابق الذکر مسائل میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک عوامی ہو یا حکومت کا ہو یا مشترک ہو۔

انشورنس یا بیمہ

مسئلہ ۲۸۷۹ : اگر حکومت یا کسی بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے درمیان یہ طے ہو جائے کہ وہ ہر ماہ یا ہر سال ایک خاص رقم دیتا رہے گا تاکہ اسے اگر کوئی نقصان پہنچے تو حکومت یا کمپنی اس کا تدارک کرے تو یہ بیمہ یا انشورنس کہلاتا ہے۔ کبھی بیمہ زندگی کا ہوتا ہے کبھی مال کا، کبھی آگ لگنے کا، کبھی ہوائی جہاز کا، کبھی کشتی وغیرہ کا بیمہ کی دوسری اقسام بھی ہیں جن کا وہی حکم ہے جو اس کی مذکورہ اقسام کا ہے لہٰذا ان کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۸۸۰ : اس معاملے کے مندرجہ ذیل اجزاء ہیں۔

۱... کمپنی کی پیشکش۔

۲... پالیسی ہولڈر کا قبول کرنا۔

۳... وہ چیز جس کا بیمہ کیا گیا۔ (یعنی زندگی وغیرہ)

۴... اقساط جو پالیسی ہولڈر ہر سال یا ہر ماہ ادا کرتا رہے گا۔

مسئلہ ۲۸۸۱ : یہ ضروری ہے کہ جس چیز کا بیمہ کیا گیا ہو وہ معین ہو اور یہ بھی بیان کیا جانا چاہئے کہ حکومت یا بیمہ کمپنی کس قسم کے نقصان کا تدارک کرنے کی ذمہ داری اٹھائے گی۔ مثلاً غرق

ہونا' آگ لگنا' چوری ہو جانا' مریض ہو جانا' مرجانا' وغیرہ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ قسط کی کیا مقدار ہوگی۔ ساتھ ابتدا اور انتہا کے لحاظ سے بیمہ کی مدت بھی معین ہونی چاہیے۔

مسئلہ ۲۸۸۲ : بیمہ کی تمام اقسام کو مشروط بخشش قرار دیا جا سکتا ہے یعنی پالیسی ہولڈر بیمہ کمپنی کو اس شرط پر اقساط کی صوررت میں ایک معین رقم بخشش (پریمیم) کے طور پر ادا کرے گا کہ معاملے کے ضمن میں مذکورہ نقصانات اگر پیش آئیں تو کمپنی ان کا تدارک کرے گی۔ اس صورت میں کمپنی پر واجب ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔ پس بیمہ کی تمام اقسام مذکورہ طریقہ پر شرعاً" صحیح ہیں۔ اور اسی طرح اس کو جعالہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے جس کے احکام کی توضیح باب جعالہ میں ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۳ : اگر حکومت یا بیمہ کمپنی شرط پر عمل نہ کرے تو پالیسی ہولڈر کو حق حاصل ہو گا کہ معاملے کو ختم کر کے اقساط واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۸۸۴ : اگر پالیسی ہولڈر اقساط پابندی سے ادا نہ کرے تو بیمہ کمپنی کے لیئے واجب نہیں ہے کہ وہ حادثے کی صورت میں اسے ہرجانہ ادا کرے اور نہ پالیسی ہولڈر اپنی اقساط واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۵ : عقد بیمہ کی صحت کے لیئے کوئی خاص مدت معتبر نہیں ہے بلکہ بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر جتنی مدت پر متفق ہو جائیں درست ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۶ : اگر کمپنی کے حصے دار اس شرط پر کمپنی میں سرمایہ لگائیں کہ اگر ان میں سے کسی کو خاص نقصان پہنچا تو کمپنی اس کا تدارک کرے گی تو کمپنی پر لازم ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

پگڑی

ان دنوں پگڑی کا معاملہ تاجر اور کاسب لوگوں کے درمیان عام ہے اس کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا قاعدہ یہ ہے اگر مالک کو یہ حق ہو کہ جگہ کا کرایہ بڑھائے یا وقت آنے پر خالی کرائے اور کرایہ دار کرایہ دینے یا جگہ خالی کرنے پر مجبور ہو تو اس صورت میں پگڑی لینا جائز نہیں ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر کرایہ پر لی ہوئی جگہ پر تصرف کرنا حرام ہے۔ اگر مالک کو یہ حق نہ ہو کہ کرایہ بڑھائے یا

کرایہ دار کو ہٹائے تو اس صورت میں اس کے لیئے پگڑی لینا جائز ہے چنانچہ آئندہ ذکر ہونے والے مسائل میں صورت حال واضح ہو گی۔

مسئلہ ۲۸۸۷ : اگر حکومت کے اس قانون سے پہلے کہ مالک نہ کرایہ بڑھا سکتا ہے اور نہ کرایہ پر دی ہوئی جگہ کو خالی کرا سکتا ہے کسی نے مکان کرایہ پر دیا ہو اور کرایہ کی زیادتی وغیرہ کے بارے میں شرط بھی نہ کی گئی ہو تو صاحب مکان شرعاً کرایہ بھی بڑھا سکتا ہے اور مکان خالی بھی کرا سکتا ہے لیکن اگر اب کرایہ دار قانون کے تحت نہ کرایہ بڑھائے اور نہ خالی کرنے کو تیار ہو جبکہ ایسے مکانات کا کرایہ کافی بڑھ چکا ہو تب بھی کرایہ دار شرعاً کسی دوسرے سے پگڑی لینے کا حقدار نہیں اور مالک کی اجازت کے بغیر اس کا مکان پر تصرف کرنا غصب اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۸ : وہ مکانات جو مذکورہ حکومتی قانون کے بعد کرایہ پر دیئے گئے ہوں اور ان کا سالانہ کرایہ ایک ہزار روپے ہو لیکن مالک نے کسی وجہ سے دو سو روپے کرایہ مقرر کر کے دس ہزار روپے کرائے دار سے پگڑی لی ہو اور عقد کے ساتھ یہ بھی طے کرے کہ ہر سال کرایہ کے عقد کی تجدید اسی کرایہ پر ہوگی خواہ پہلا کرایہ دار ہو یا جس کو وہ مکان سپرد کرے تو اگر کرایہ دار دوسرے شخص سے اس طرح کا معاملہ کرے جس طرح مالک نے اس کے ساتھ کیا تھا تو اپنے حق سے دستبردار ہو کر یعنی مکان خالی کرنے پر دوسرے کرایہ دار سے سابقہ پگڑی کے برابر یا اس سے کم یا زیادہ رقم لے کر مکان اس کے سپرد کر سکتا ہے اور مالک بھی طے شدہ شرائط کے مطابق منع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۸۸۹ : بعض اوقات مکانات پگڑی لیئے بغیر کرایہ پر دیئے جاتے ہیں اور کرایہ دار کے ساتھ عقد کے ضمن میں مندرجہ ذیل شرائط طے کی جاتی ہیں۔

۱... مالک مکان' مکان خالی نہیں کرا سکتا اور کرایہ دار مکان میں رہنے کا حقدار ہو گا۔

۲... مالک ہر سال اسی پرانی شرح کے مطابق کرایہ کی تجدید کرے گا۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص کرایہ دار کو اس کے حق سے دستبردار ہونے پر کچھ روپیہ دے کر مکان خالی کروائے اور پھر مالک مکان سے کرایہ پر لے تو کرایہ دار مکان سے دستبردار ہونے کے لیئے پگڑی لے سکتا ہے لیکن مکان دوسرے کو دینے اور منتقل کرنے کی خاطر پگڑی نہیں لے سکتا۔

قاعدہ الزام کے بعض فروعات

قاعدہ الزام (حاشیہ) علمائے فقہ کے نزدیک اس اصطلاح کے یہ معنی ہیں کہ کسی فقہ کے ماننے والے کو اس کی اپنی فقہ کے مطابق مسائل پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اور دوسری فقہ کے ماننے والوں پر یہ حکم عائد نہیں ہو سکتا قاعدہ الزام کی چند مثالیں یہ ہیں۔

۱... اہل سنت کے یہاں یہ ضروری ہے کہ عقد نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں پڑھا جائے لیکن شیعوں کے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی سنی بلا گواہوں کے عقد کرے تو اس کا عقد نکاح ان کے عقیدے کے لحاظ سے باطل ہے، لہٰذا ایک شیعہ ایسی عورت کے ساتھ عقد کر سکتا ہے۔

۲... کسی شخص کا اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی بھتیجی یا بھانجی کے ساتھ نکاح کرنا اہل سنت کے نزدیک باطل ہے لیکن شیعوں کے نزدیک اگر عورت اجازت دے تو جائز ہے۔ لہٰذا اگر کوئی سنی کسی عورت کے ساتھ ساتھ اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی کرے تو عقد باطل ہے اور شیعہ ایسی عورت سے شادی کر سکتا ہے۔

۳... اہل سنت کے یہاں ضروری ہے کہ یائسہ اور نابالغ کے ساتھ اگر دخول ہوا ہے تو عورت طلاق کے بعد عدت رکھے لیکن شیعوں کے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اگر کسی سنی یائسہ یا نابالغ عورت کو سنی شوہر رجعی طلاق دے اور وہ عورت شیعہ ہو جائے تو وہ اس سنی شوہر سے عدت کے ایام کا نفقہ طلب کر سکتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی سنی عورت کا شوہر شیعہ ہو جائے تو اس کی عدت کا لحاظ کیئے بغیر اس کی بہن وغیرہ سے شادی کر سکتا ہے۔

۴... اگر کوئی سنی شخص دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر اپنی بیوی کو طلاق دے یا اپنی بیوی کے بدن کے کسی جز مثلاً انگلی وغیرہ پر طلاق دے تو ان کے مذہب میں طلاق صحیح ہے لیکن فقہ جعفریہ میں دونوں صورتوں میں طلاق باطل ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے شیعہ ایسی مطلقہ عورت سے عدت کی مدت گزرنے کے بعد شادی کر سکتا ہے۔

۵... اگر سنی مرد، عورت کی حالت حیض میں یا حیض سے پاک ہونے کی مدت میں (جبکہ وہ

ہم بستری کر چکا ہو) اپنی بیوی کو طلاق دے تو ان کے اعتبار سے طلاق صحیح ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے شیعہ اس عورت سے عدت گزرنے کے بعد شادی کر سکتا ہے۔

۶ ... صرف ابوحنیفہ کے مذہب میں اجباری طلاق صحیح ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے حنفی فقہ کی اجباری طلاق شدہ عورت سے شیعہ نکاح کر سکتا ہے۔

۷ ... اگر سنی یہ قسم کھا لے کہ اگر اس نے فلاں کام انجام دیا تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی تو اس کام کے انجام دینے کی صورت میں ان کی فقہ کے مطابق اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی اور شیعہ اس سے نکاح کر سکتا ہے اسی طرح ان کی یہاں تحریری طلاق دی جائے تو بھی صحیح ہے اور فقہ جعفریہ میں خط و کتابت کے ذریعے طلاق نہیں ہو سکتی۔ پس جس عورت کو تحریری طور پر طلاق دی گئی ہو شیعہ اس سے عقد کر سکتا ہے۔

۸ ... شافعی مذہب کے مطابق اگر کسی چیز کو اس کے اوصاف بتائے جانے پر خریدا جائے اور بعد میں اسے دیکھنے پر اس میں بتائے ہوئے اوصاف پائے بھی جاتے ہوں تب بھی "خیار رویت" کے قاعدہ کے تحت معاملہ ختم کیا جا سکتا ہے لہٰذا قاعدہ الزام کے مطابق اگر شیعہ کسی شافعی شخص سے کوئی چیز خرید کر دیکھنے کے بعد تمام اوصاف بھی اس میں پائے تب بھی معاملہ ختم کر سکتا ہے۔

۹ ... شافعی مذہب کے مطابق اگر معاملے میں خریدار یا بیچنے والے کو نقصان ہو جائے تو وہ معاملہ ختم کرنے کا حق نہیں رکھتا لیکن ایسی صورت میں فقہ جعفریہ کے مطابق "خیار غبن" کے قانون کی رو سے معاملے کو ختم کیا جا سکتا ہے لہٰذا اگر ایک فریق شافعی مذہب کا ہو' دوسرا جعفری ہو اور شافعی کو معاملے میں نقصان ہو جائے اور جعفری معاملہ ختم کرنے پر تیار نہ ہو تو قاعدہ الزام کے مطابق جعفری کو معاملہ ختم کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰ ... بیع مسلم (یعنی بیچی ہوئی چیز کو ایک مدت کے بعد خریدار کے سپرد کرنا) کا عقد صحیح ہونے میں ابوحنیفہ کے قول کے مطابق یہ شرط ہے کہ وہ چیز موجود ہو اور فقہ جعفریہ میں اس کی ضرورت نہیں لہٰذا جعفری اگر کسی حنفی سے مذکورہ طریقے سے کوئی چیز خریدے اور وہ چیز موجود نہ ہو تو حنفی کو معاملہ ختم کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اسی طرح اگر دونوں فریق حنفی ہوں لیکن ان میں سے ایک بعد میں جعفری ہو گیا ہو تو وہ حنفی کو اس پر مجبور کر سکتا ہے کہ

معاملہ فسخ کرے۔

۱۱... اگر سنی اپنے بعد ایک لڑکی اور بھائی چھوڑے تو اگر بالفرض بھائی شیعہ ہو جائے یا اس کے مرنے کے بعد شیعہ ہوا ہو تو میراث میں چونکہ لڑکی کا نصف مال ہے باقی اہل سنت کی فقہ کے مطابق قانون تعصیب کی رو سے بھائی کو ملے گا لیکن فقہ جعفریہ میں اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے بھائی کو کچھ نہیں ملتا۔ اسی طرح اگر میت کی سگی بہن اور باپ کی طرف سے چچا ہو لیکن چچا جعفری ہو یا اس سنی کے مرنے کے بعد شیعہ ہو گیا ہو تو قانون تعصیب کی رو سے میراث کے بارے میں فائدہ اٹھا سکتا ہے (اگرچہ فقہ جعفریہ میں قانون تعصیب باطل ہے) اور تعصیب کے دوسرے موارد کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۲... اہل سنت کے مسلک کے مطابق زوجہ، شوہر کے کل منقول اور غیر منقول ترکے سے حصہ پاتی ہے اور فقہ جعفریہ میں زوجہ نہ تو خود زمین سے اور نہ ہی اس کی قیمت سے حصہ پاتی ہے لیکن عمارت اور درخت کی قیمت سے اسے حصہ دیا جاتا ہے لہٰذا اگر زوجہ شیعہ ہو تو سنی شوہر کے تمام ترکے سے میراث لے سکتی ہے کیونکہ ان کے یہاں مسئلہ ایسا ہی ہے۔

پوسٹ مارٹم کے احکام

مسئلہ ۲۸۹۰ : مسلمان میت کی تشریح (پوسٹ مارٹم) کرنا جائز نہیں ہے اگر اس کی تشریح کی جائے تو دیہ کے احکام کے مطابق تشریح کرنے والے پر دیہ ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۱ : میت کافر کی تشریح جائز ہے اور اگر میت کا مسلمان ہونا مشکوک ہو تو بھی یہی حکم ہے خواہ یہ مسئلہ اسلامی ملک میں پیش آئے یا غیر اسلامی ملک میں، اس مسئلے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔

مسئلہ ۲۸۹۲ : اگر کسی مسلمان کی زندگی مسلمان میت کی تشریح کرنے پر موقوف ہو جائے اور غیر مسلم یا مشکوک الاسلام آدمی کا تشریح کرنا بھی غیر ممکن ہو اور کوئی دوسرا طریقہ بھی اس کی جان بچانے کا نہ ہو تو مسلمان میت کی تشریح کرنا جائز ہے لیکن اس پر دیت واجب ہو گی۔

آپریشن کے احکام

مسئلہ ۲۸۹۳ : مسلمان میت کے کسی عضو مثلاً آنکھ وغیرہ کو اس غرض سے کاٹنا کہ اسے کسی زندہ شخص کے جسم سے ملحق کر دیا جائے، جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی مسلمان کی زندگی اس عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو کاٹنا جائز ہے مگر کاٹنے والے پر دیہ واجب ہوگا۔ اگر کوئی شخص عضو کو جدا کرنے کی بنا پر حرام کا مرتکب ہو تو بنا بر ظاہر اس عضو کا زندہ شخص کے جسم سے الحاق جائز ہے اور چونکہ وہ زندہ شخص کے جسم کا جزو بن گیا ہے اس لیئے الحاق کے بعد اس پر زندہ جسم کے احکام عائد ہوں گے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرنے والا اپنے عضو کے کاٹنے کی وصیت کرے تو کیا صورت ہوگی۔ اس کی دو صورتیں ہیں بنابر ظاہر ایسا کرنا جائز ہے اور کاٹنے والے پر وہ دیت ہوگی جو مردہ مسلمان کی ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۴ : اگر کوئی شخص راضی ہو کہ اس کا کوئی عضو اس کی زندگی میں کاٹ کر دوسرے کے جسم میں لگا دیا جائے تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

اگر یہ عضو، اعضائے رئیسہ میں ہو جیسے آنکھ، ہاتھ اور پیر وغیرہ تو جائز ہے اور اگر یہ اعضائے رئیسہ میں سے نہ ہو مثلاً کھال یا گوشت وغیرہ تو جائز ہے بخشش کے طور پر دیئے ہوئے حصے کا عوض لینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۵ : کسی مریض کو اپنا خون دے کر اس کا عوض لینا بھی اور کسی محتاج مریض کو اپنا خون مفت دینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۶ : غیر مسلم میت کے اور اس میت کے اعضاء کاٹ کر جس کا مسلمان ہونا مشکوک ہو، مسلمان کے جسم میں آپریشن کے ذریعے لگانا جائز ہے اور یہی حکم نجس حیوان کے اعضاء کے لیئے ہے یعنی اگر کسی شخص کو کسی نجس حیوان کا کوئی عضو کاٹ کر لگا دیا جائے تو وہ لگنے کے بعد اس کا جزو بدن شمار ہوگا اور اس جزو کا ہونا نماز کے لیئے مانع نہیں ہے۔

مصنوعی ذریعہ تولید

مسئلہ ۲۸۹۷ : اجنبی مرد کی منی انجکشن کے ذریعے کسی عورت کے رحم میں پہنچانا جائز نہیں ہے اور یہ کام خود اس کا شوہر انجام دے یا کوئی اجنبی انجام دے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اس طرح اگر کوئی بچہ پیدا ہو گا تو وہ صاحب نطفہ اجنبی شخص کی اولاد شمار ہو گا۔ یہ بچہ ارث اور نسب کے تمام احکام میں اس کی باقی اولاد کی مانند ہو گا۔ ارث سے وہ بچہ مستثنیٰ رہتا ہے جو زنا سے پیدا ہو لیکن یہاں مسئلہ اس سے جدا ہے اگرچہ نطفہ منعقد کرنے کا یہ عمل حرام ہے۔ عورت ایسے بچے کی ماں قرار پائے گی اور تمام احکام نسب اس پر عائد ہوں گے۔ اس کے دیگر بچوں میں اور اس بچے میں کوئی فرق نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کی منی کسی دوسری عورت کے رحم میں کسی طرح (مثلاً مساحقہ کے ذریعہ) پہنچائے اور وہ عورت حاملہ ہو جائے تو پیدا ہونے والا بچہ اس شخص کا ہو گا جس کی یہ منی ہے۔ ماں اور بچے پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو عموماً ماں اور بچے پر ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۹۸ : اگر کسی مرد کی منی مصنوعی طور پر مصنوعی بچہ دانی میں (جسے بے بی ٹیوب کہتے ہیں) بچہ پیدا کرنے کی غرض سے رکھ دی جائے تو یہ کام جائز ہے اور بظاہر بچہ اس کا ہو گا جس کی منی ہو اور ان کے درمیان وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو ایک باپ اور بیٹے کے درمیان ہوتے ہیں۔ اس قسم کے بچے اور دوسرے بچوں میں صرف یہ فرق ہے کہ اس کی ماں نہیں ہے لیکن منی کو حلال طریقہ سے حاصل کیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۹۹ : شوہر کی منی زوجہ کے رحم میں مصنوعی طریقے سے پہنچانا جائز نہیں ہے اور اس سے پیدا ہونے والا بچہ عام اولاد کی طرح ہے لیکن اگر انجکشن لگانے والا اجنبی ہو اور انجکشن عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے یا چھونے کا سبب ہو تو یہ کام جائز نہیں ہے بلکہ انجکشن شرم گاہ میں لگانا حرام ہے۔ اگر لگانے والا شرم گاہ نہ دیکھے اور نہ ہی چھوئے بلکہ اگر خود شوہر ہی کیوں نہ ہو۔

حکومت کی عام سڑکوں کے احکام

مسئلہ ۲۹۰۰ : لوگوں کے ذاتی مکان اور جائداد وغیرہ منہدم کر کے حکومت جو سڑکیں بناتی ہے ان پر چلنا بظاہر جائز ہے کیونکہ اب وہ جگہیں تلف اور ضائع شدہ مال کے حکم میں ہوں گی جیسے ٹوٹا ہوا مٹی کا برتن وغیرہ۔ اگرچہ اب بھی مالک کو اس زمین وغیرہ کی نسبت مقدم شمار کیا جائے گا لیکن اگر دوسرے لوگ تصرف کریں تو بھی جائز ہے اور سڑک بننے کے بعد جو کم و بیش حصے کسی کی زمین کے باقی رہ گئے ہوں اگر ان کو حکومت غصب کر کے بیچ ڈالے تو ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۱ : اگر کوئی شارع عام بناتے ہوئے کوئی مسجد بھی زد میں آجائے اور اسے توڑ دیا جائے اور سڑک بن جائے تو اس پر احکام مسجد جاری نہیں ہوتے مثلاً جنابت کی حالت میں وہاں جانا یا اس جگہ کو نجس کرنا وغیرہ حرام نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ مسجد کے احکام کا لحاظ کیا جائے۔ چونکہ مسجد وقف تھی لہٰذا اس کی باقی ماندہ چیزوں پر تصرف کرنا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت حاصل کی جائے اور یہ چیزیں اس کے قریب والی مسجد پر صرف کی جائیں۔ مذکورہ حکم سے ان مدارس اور امام باڑوں کا حکم بھی معلوم ہوا جو کسی وقت سڑک بنانے میں شامل کیے جائیں۔

مسئلہ ۲۹۰۲ : جو سڑکیں مسجد یا مدرسہ یا حسینیہ کی زمین سے نکالی گئی ہوں ان پر چلنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۳ : منہدم کی گئی مسجد سے اگر کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو اور نماز و دیگر عبادات کے لیئے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے لیکن اگر کوئی ظالم شخص اس باقی ماندہ حصے کو اس طرح بدل دے کہ اس سے مسجد کا فائدہ نہ اٹھایا جا سکے مثلاً (اس کو دکان یا تجارت خانہ یا گھر بنائے تو اگر اس پر تصرف اور اس سے فائدہ اٹھانا احکام مسجد کے خلاف نہ ہو مثلاً کھانا پینا اور سونا وغیرہ بلاشبہ اس قسم کا فائدہ اٹھانا جائز ہے چونکہ اس کو مسجد ہونے سے غاصب نے روکا ہے اس لیئے اب وہاں عبادت نہیں ہو سکتی لیکن دوسرے تصرفات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً اس کو کاشت کی کھیتی بنا دیا جائے۔

مسئلہ ۲۹۰۴ : مسلمانوں کے قبرستان سے اگر سڑک بنائی جائے تو اگر وہ زمین کسی کی ملکیت ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو بیان کیا جا چکا ہے اور اگر وقف ہو تو اوقاف کا حکم ہو گا بشرطیکہ وہاں سے گزرنا اور عبور کرنا مسلمان میتوں کی بے حرمتی کا سبب نہ ہو ورنہ وہاں سے گزرنا جائز نہیں ہے۔ اگر قبرستان کی زمین وقف ہو اور کسی کی ملکیت نہ ہو اور وہاں سے گزرنا بے حرمتی کا بھی باعث نہ ہو تو عبور کرنا جائز ہے۔ قبرستان کے اس باقی ماندہ حصے کا وہی حکم ہے جو ذکر کیا چکا ہے۔

نماز اور روزہ کے جدید مسائل

مسئلہ ۲۹۰۵ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں افطار کے بعد ہوائی جہاز پر مغرب کی سمت سفر کرے اور وہاں پہنچے جہاں ابھی مغرب کا وقت نہ ہوا ہو تو بظاہر اس دن وہاں کے اعتبار سے مغرب تک امساک کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس کا روزہ اپنے شہر میں پورا ہو چکا ہے جیسا کہ آیت کریمہ **ثم اتموا الصیام الی اللیل** سے ظاہر ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۶ : اگر کوئی شخص صبح کی نماز اپنے شہر میں پڑھ کر مغرب کی طرف چلا جائے اور ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں ابھی طلوع فجر نہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر ظہر یا مغرب کی نماز پڑھ کر سفر کرے اور کسی ایسے مقام پر پہنچے جہاں ابھی ظہر یا مغرب کا وقت نہ ہوا ہو تو ان تمام صورتوں میں دوبارہ نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں اگرچہ بطور احتیاط مستحب دوبارہ بجا لائے۔

مسئلہ ۲۹۰۷ : اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا سورج غروب ہونے کے بعد اپنے شہر سے نکلے جبکہ نماز صبح یا ظہرین ادا نہ کی ہوں اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں طلوع آفتاب نہ ہوا ہو یا سورج نہ ڈوبا ہو تو اس صورت میں نماز دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں اور بہتر یہی ہے کہ احتیاط بجالائے۔

مسئلہ ۲۹۰۸ : اگر ہوائی جہاز میں قبلے کی سمت معلوم ہو سکے اور باقی شرائط نماز بھی مہیا ہو سکیں تو نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ اگر وقت میں وسعت ہو اور شرائط مہیا نہ ہوں تو جائز نہیں ہے لیکن اگر وقت تنگ ہو اور جہاز سے اترنے کی فرصت نہ ہو تو اگر قبلے کی سمت معلوم کر سکے تو ٹھیک ورنہ جس طرف گمان ہو اسی جانب نماز پڑھے اور اگر قبلے کا علم نہ ہو سکے اور نہ کسی خاص طرف قبلہ ہونے کا

گمان ہو تو پھر جس طرح چاہے نماز پڑھے اگرچہ اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ چاروں سمت نم پڑھے مذکورہ حکم اس وقت کے لیئے ہے جب روبقبلہ ہونا ممکن ہو ورنہ قبلے کا لحاظ ساقط ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۹ : اگر کوئی ایسے ہوائی جہاز سے سفر کرے جس کی سرعت زمین کی سرعت کے برابر ہو اور وہ مشرق سے مغرب کی طرف زمین کے گرد کسی مدت تک پرواز کرے تو بنابر احتیاط چوبیں گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کرے۔

روزہ بظاہر واجب نہیں ہے کیونکہ اگر سفر میں رات ہو تو واضح ہے اور اگر دن میں ہو تو ایسے سفر میں روزہ واجب ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی لیکن اگر جہاز کی سرعت اتنی ہو کہ بارہ گھنٹوں میں زمین کے گرد چکر لگاتا ہو تو ہر نماز کا وقت آنے پر متعین نماز کے واجب ہونے کو شرعی دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے بلکہ بنا بر احتیاط ہر چوبیں گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کی جائیں۔

اگر جہاز مغرب سے مشرق کی طرف پرواز کر رہا ہو اور اس کی سرعت زمین کی سرعت کے برابر ہو یا اس سے کم ہو تو ظاہر یہ ہے کہ چوبیں گھنٹوں کی مدت میں پانچ نمازیں واجب ہوں گی لیکن اگر اس کی سرعت رفتار زمین سے زیادہ ہو مثلاً تین گھنٹے یا اس سے کم مدت میں ایک بار زمین کے گرد چکر لگا ہو تو اس کی نمازوں کا حکم گذشتہ مسئلے سے واضح ہو گا۔

مسئلہ ۲۹۱۰ : اگر مسافر ان سفر کرنے والوں میں سے ہو جن پر روزہ واجب ہوتا ہے اور وہ صبح روزہ رکھ کر ہوائی جہاز سے سفر کر کے وہاں پہنچے جہاں ابھی تک صبح نہ ہوئی ہو تو بظاہر اس کے لیئے روزہ سے رہنا واجب نہیں ہے کیونکہ شب میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۱ : اگر روزہ دار زوال کے بعد اپنے شہر سے سفر کر کے وہاں پہنچے جہاں ابھی تک سورج نہ ڈوبا ہو (جبکہ اس کے شہر میں سورج ڈوب چکا ہو) تو بنابر ظاہر اس کے لیئے امساک کر کے روزے تمام کرنا واجب ہو گا کیونکہ اس کے لیئے جو اپنے شہر سے بعد از زوال نکلے حکم یہ ہے کہ رات تک روزہ رکھے۔

مسئلہ ۲۹۱۲ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ رہتا ہو جہاں کا دن چھ مہینے کا اور رات چھ مہینے کی ہو وہ وہاں سے ایسی جگہ کی طرف ہجرت کر سکتا ہو جہاں نماز اور روزہ ادا کر سکتا ہو تو ہجرت کرنا واجب

ورنہ وہ بنابر احتیاط ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کرے اور تعین وقت کے لیئے اس قریبی جگہ کی طرف رجوع کرے جہاں کے شب و روز عادی ہوں۔

لاٹری (قسمت آزمائی) کے ٹکٹ

بعض اوقات کسی کمپنی کی طرف سے ٹکٹ فروخت کیئے جاتے ہیں اور کمپنی معاہدہ کرتی ہے کہ جو انعام دیا جائے گا اس کے لیئے خریداروں کے درمیان قرعہ اندازی ہوگی اس کے احکام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۳: اگر انعامی ٹکٹ کوئی اس احتمال کی بنا پر خریدے کہ انعام میرے نام پر نکلے گا تو بااشکال ٹکٹ خریدنا حرام ہے۔ بالفرض اگر اس فعل حرام پر انعام نکل آئے تو اگر قسمت آزمانے والی کمپنی حکومت کی طرف سے ہو تو اگر حکومت غیر اسلامی ہو تو اس کا خمس نکالا جائے گا اور یہ خمس سالانہ خمس میں سے حساب نہیں ہوگا لہٰذا اس کا خمس نکالنے کے بعد سال کے آخر میں اس باقی مال میں سے کچھ باقی ہو تو اس کا دوبارہ خمس نکالنا ہوگا اور اگر کمپنی حکومتی نہ ہو تو اگر اس کا مالک مسلمان نہ ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر حکومت اسلامی بھی ہو یعنی بظاہر سربراہ حکومت یہ دعویٰ رکھتے ہوں کہ ان کی حکومت اسلامی ہے یا کمپنی کسی مسلمان کی ہو تو اگر کمپنی کا مالک خواہ حکومت یا کوئی اور شخص ہو ہر حال میں راضی بھی ہو تو اس جیسے انعام میں تصرف کرنا اشکال سے خالی نہیں۔ اگر ٹکٹ خریدنے والا ٹکٹ کا پیسہ مفت دے مثلاً قصد ہو کہ کسی خیراتی کام میں شرکت ہو اور انعام حاصل کرنا مقصد نہ ہو تو انعام اگر حکومت کی کمپنی کی طرف سے ہو تو اس صورت میں بھی گذشتہ تفصیل مدنظر رکھی جائے اگر ٹکٹ خریدنے والا ٹکٹ کی قیمت قرض کی نیت سے دے اور اسے یہ حق ہو کہ قرعہ اندازی کے بعد دی ہوئی رقم واپس لے لے لیکن اس قرض کے دینے میں یہ شرط ہو کہ کمپنی سے ایک ٹکٹ بھی خریدے جس کے وسیلے سے اگر قرعہ اندازی میں اس کا نام نکلے تو اسے انعام دیا جائے تو معاملہ حرام ہے کیونکہ یہ سود والے قرضے میں شمار ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو جعالہ قرار دیا جائے یعنی عرف عام کی نظر میں خود ٹکٹ ایک باقیمت اور مالیت دار سمجھا جائے اور ٹکٹ یا بانڈ جاری کرنے والا یہ کہے جو بھی شخص یہ خریدیں گے تو قرعہ اندازی کے بعد جس کا نام قرعہ میں نکلے گا اسے انعام دیا جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نذورات

مسئلہ ۲۹۱۴ : جو لوگ شرعی صیغے کے بغیر اپنی نذورات کی رقوم منبر یا کسی صندوق میں ڈالیں ان کے لیئے حسب ذیل صورتیں ہیں۔

۱ ... نذر دینے والا خود یہ اعلان کرے کہ یہ رقم کسی بھی نیک کام پر صرف کی جائے یا کسی خاص کام پر صرف کی جائے۔

۲ ... منبر یا صندوق جس شخص کی تحویل میں ہو وہ رقم کی ادائیگی سے پہلے یا اس کے بعد اس بات کا اظہار کرے کہ یہ رقم کسی بھی نیک کام پر خرچ کی جائے گی یا کسی خاص کام پر استعمال ہوگی اور نذر کرنے والا شخص اس پر رضامندی کا اظہار کرے یا خاموش رہے۔

۳ ... یہ کہ نذر کرنے والا کسی ایک امام یا حضرت عباسؑ کے لیئے شرعی صیغہ کے بغیر نذر کرے یا ان کے نام کے صندوق میں بغیر کسی نیت کے رقم ڈالے اور تصرف کرنے والے کو اختیار دے کہ جیسے چاہے صرف کرے یا یہ کہ اس کا تصرف بعد میں طے کرے۔

۴ ... یہ کہ شرعی صیغہ کے بغیر چادر وغیرہ علم پر چڑھائے اور بعد میں تصرف کرنے والے کو اجازت دے کہ وہ اس چیز کو مجلس عزاء وغیرہ میں استعمال کرے۔

مندرجہ بالا صورتوں میں جس جس عمل کا ذکر کیا گیا ہے وہ جائز ہے۔

ضبط تولید اور اسقاط حمل

مسئلہ ۲۹۱۵ : عورت کے لیئے ایسی مانع حمل چیز کا استعمال جائز ہے جو زیادہ نقصان دہ نہ ہو خواہ اس کا شوہر اس چیز کے استعمال پر راضی نہ بھی ہو لیکن اس کے لیئے اسقاط حمل جائز نہیں خواہ وہ نطفے کی حالت میں ہی ہو۔

درآمد کردہ چمڑا اور جوتا

مسئلہ ۲۹۱۶ : جو چمڑا یا جوتا کسی غیر اسلامی ملک سے درآمد کیا گیا ہو یا کسی کافر سے لیا گیا ہو یا ایسے مسلمان سے لیا گیا ہو جس نے وہ کسی کافر سے حاصل کیا ہو اور یہ علم نہ ہو کہ یہ کسی ایسے حیوان کا ہے جسے شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو وہ چمڑا یا جوتا نجس ہے اور اس کی تری لگنے سے جسم یا کپڑا نجس ہو جائے گا اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

الکحل یا اسپرٹ

مسئلہ ۲۹۱۷ : جو الکحل یا اسپرٹ لکڑی یا کسی اور چیز سے حاصل کی جائے وہ نجس ہے اسی طرح خوشبویات (پرفیوم) اور پالش میں شامل وہ موم بھی نجس ہیں جن میں الکحل ہو۔

اقساط

مسئلہ ۲۹۱۸ : جب مال کی نقد اور ادھار قیمتیں ایک دوسری سے مختلف ہوں اور مال خریدتے اور بیچتے وقت یہ علم ہو کہ یہ سودا نقد ہو رہا ہے یا ادھار اور کتنی قیمت پر ہو رہا ہے تو ایسا معاملہ صحیح ہے خواہ قرض کی ادائیگی یکمشت کی جائے یا اقساط میں کی جائے۔ لیکن یہ جائز نہیں کہ ادھار کی صورت میں قیمت کا کچھ حصہ مال کے عوض اور کچھ حصہ تاخیر کے عوض ہو۔

سونے کے دانت

مسئلہ ۲۹۱۹ : مرد کے لیئے سونا پہننا (مثلاً ایسی زنجیر، لاکٹ، انگوٹھی، گھڑی کی چین یا عینک کا فریم استعمال کرنا جو سونے سے بنا ہو) جائز نہیں اور حرام ہے لیکن دانت پر سونے کا خول چڑھانے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ زینت کے لیئے ہی ہو۔

داڑھی کا منڈوانا

مسئلہ ۲۹۲۰ : داڑھی منڈوانا حرام ہے اور اسی طرح داڑھی منڈوانے کی اجرت لینا بھی حرام ہے لیکن اگر داڑھی نہ منڈوانے والے کو اس بنا پر مذاق کا نشانہ بنایا جائے اور اسے ایسی سخت ذلت اٹھانی پڑے جو عقلاء کے نزدیک ناقابل برداشت ہو تو اس صورت میں اس کا داڑھی منڈوانا جائز ہے۔

وہ شوہر جو اپنی زوجہ کو نان و نفقہ نہ دے

مسئلہ ۲۹۲۱ : اگر ایک شوہر ظلم، نفرت، بددیانتی یا اقتصادی بدحالی کی بنا پر اپنی زوجہ کو نان و نفقہ نہ دے اور اسے طلاق بھی نہ دے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اسے نان و نفقہ دینے یا طلاق دینے میں سے کسی ایک عمل کا حکم دے سکتا ہے اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل سے انکار کرے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔ یہی حکم اس عورت کے بارے میں ہے جو ظلم، جان جانے یا سخت مشقت کے خوف سے شوہر کے گھر نہ جائے اور اس سے نان و نفقہ طلب کرے۔ اگر شوہر اسے نان و نفقہ نہ دے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اسے نان و نفقہ دینے کا حکم دے سکتا ہے اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱) شیخ صدوق
۲) علامہ مجلسی
۳) علامہ اظہر حسنین
۴) علامہ سید علی نقی
۵) بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سید حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید نظام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ممتاز زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید جنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) اقلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم

رسالۂ عملیہ

توضیح المسائل

مُطابق فتاویٰ

اعلم العُلماء والمجتہدین رئیس الملّۃ والدین
زعیم الحوزۃ العلمیۃ آیۃ اللہ العظمیٰ

آقائے حاج سیّد علی حُسینی سیستانی دام ظلہ الوارف

یکے از مطبوعات

جامعہ تعلیمات اسلامی

پوسٹ بکس نمبر ۵۴۲۵ کراچی۔ پاکستان

کتاب: توضیح المسائل

فتاویٰ: حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی (مدظلہ)

ناشر: جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان کراچی

کمپوزنگ: عبیداللہ

طبع اول: شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ

سولہویں اشاعت: مئی ۲۰۰۵ء

طابع: رضا حسین رضوانی

مطبع: محراب پریس۔ کراچی

قیمت: -/۱۲۵ روپے

بسمہ تعالیٰ

عمل باین رسالہ شریفہ مجزی و مبری

ذمہ است ان شاء اللہ تعالیٰ

علی الحسینی السیستانی

۱۸/۵/۱۴۱۳ھ

بسمہ تعالیٰ

اس کتاب مستطاب کے مطابق عمل بجالانے سے آپ جوابدہی سے بری الذمہ ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۱۸/ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ

دستخط

(مہر مبارک)

مکلف کے لئے وہ تمام مسائل سیکھنا لازم ہے جن کے بارے میں احتمال ہے کہ نہ سیکھنے کی وجہ سے خدا کی معصیت میں مبتلا ہوسکتا ہے، یعنی کسی واجب کو ترک کرنے یا کسی حرام کو انجام دینے کا مرتکب ہوسکتا ہے۔

(آقائے سیستانی، توضیح المسائل، مسئلہ ۹)

علمِ فقہ: علمِ حلال وحرام

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ .

سورۂ مبارکہ توبہ - آیت ۱۲۲

سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ فَقَالَ: اَلْعِلْمُ بِاللهِ وَالْفِقْهُ فِيْ دِيْنِهِ، وَكَرَّرَهُمَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَسْأَلُكَ عَنِ الْعَمَلِ فَتُخْبِرُنِيْ عَنِ الْعِلْمِ؟!.
فَقَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ يَنْفَعُكَ مَعَهُ قَلِيْلُ الْعَمَلِ، وَإِنَّ الْجَهْلَ لَا يَنْفَعُكَ مَعَهُ كَثِيْرُ الْعَمَلِ .

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنبیہ الخواطر صفحہ ۶۶

○

«مِنْ وَصَايَا أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِابْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ »: ... أَبْتَدِئُكَ بِتَعْلِيْمِ كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَتَأْوِيْلِهِ، وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَأَحْكَامِهِ، وَحَلَالِهِ وَحَرَامِهِ، لَا أُجَاوِزُ ذٰلِكَ بِكَ إِلٰى غَيْرِهِ .

امیرالمومنین امام علی علیہ السلام - نہج البلاغہ مکتوب ۳۱

○

تَفَقَّهُوْا فِيْ دِيْنِ اللهِ فَإِنَّ الْفِقْهَ مِفْتَاحُ الْبَصِيْرَةِ، وَتَمَامُ الْعِبَادَةِ وَالسَّبَبُ إِلَى الْمَنَازِلِ الرَّفِيْعَةِ وَالرُّتَبِ الْجَلِيْلَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا، وَفَضْلُ الْفَقِيْهِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الشَّمْسِ عَلَى الْكَوَاكِبِ، وَمَنْ لَّمْ يَتَفَقَّهْ فِيْ دِيْنِهِ لَمْ يَرْضَ اللهُ لَهُ عَمَلاً .

امام موسیٰ کاظمؑ - بحارالانوار

بسم اللہ وبہ نستعین

ضروری تذکرہ

تفہیم فقہ کی یہ کتاب شیعوں کے مرجع اعلیٰ حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید علی حسینی سیستانی مدظلہ العالی کے فتوؤں پر مشتمل ہے تاکہ آپ کے مقلدین روزمرہ پیش آنے والے مسائل کا ''شرعی حکم'' معلوم کرسکیں۔

اس ایڈیشن کی فارسی کتاب سے تطبیق اور اصلاح ونظر کے لئے ہم حجۃ الاسلام غلام رضا روحانی صاحب اور جناب مولانا سید ذوالفقار علی زیدی صاحب کے شکر گزار ہیں۔ نیز یہ کہ پروف ریڈنگ کے وقت حتی الامکان احتیاط برتی گئی ہے لیکن امکان خطا کے پیش نظر التماس ہے کہ دوران مطالعہ اگر آپ کوئی خامی محسوس کریں تو مہربانی فرماکر ہمیں ضرور آگاہ کیجئے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس فروگزاشت کو دور کیا جاسکے۔

دعا ہے کہ خداوند منان ہماری اس خدمت کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور ہمیں شریعت اسلام کی خدمت کا زیادہ سے زیادہ موقع عنایت فرمائے۔ وھو ولی التوفیق۔

(ادارہ)

مجتہد کی تقلید

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے:

''لوگوں کو چاہئے کہ فقہاء (یعنی احکام شریعت کو تفصیل و تحقیق کے ساتھ جاننے والے مجتہدین) میں سے جو شخص اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا ہو، اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو (یعنی اپنے دین پر سختی سے قائم ہو) اپنی نفسانی خواہشات کا غلام نہ ہو اور احکام الٰہی کی اطاعت کرتا ہو اس کی تقلید کریں۔'' اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ اوصاف معدودے چند شیعہ فقہاء میں ہیں، سب میں نہیں۔'' (احتجاج طبرسی، جلد۲، صفحہ۲۶۳)

ولی عصر حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف فرماتے ہیں:

''غیبت کبریٰ کے زمانے میں پیش آنے والے حالات کے سلسلے میں ہماری حدیثوں کو بیان کرنے والے راویوں کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ ہماری طرف سے تم پر اسی طرح حجت ہیں جس طرح ہم اللہ کی طرف سے حجت ہیں۔'' (کمال الدّین وتمام النعمہ شیخ صدوقؒ)

ائمہ کرامؑ کے مندرجہ بالا فرمودات کے پیشِ نظر ان تمام لوگوں پر جو درجۂ اجتہاد پر فائز نہیں ہیں، اپنے زمانے کے جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے کیونکہ اس کے بغیر ان کی عبادات اور ایسے تمام اعمال جن میں تقلید ضروری ہے باطل ہو جاتے ہیں۔

اسلام عزیز کی شریعت غرہ کے فروعی مسائل کا تفصیلی مآخذ (قرآن، حدیث، اجماع، عقل) سے شرعی حکم استنباط کرنے کا نام اجتہاد ہے اور مجتہد کے بتائے ہوئے فتوؤں کو بغیر دلیل کے جاننا اور ان پر عمل کرنا تقلید ہے۔ جو شخص رتبۂ اجتہاد حاصل کر چکا ہو اس کے لئے تقلید کرنا جائز نہیں البتہ جو خود مجتہد نہ ہو اس پر تقلید کرنا واجب ہے۔ اگرچہ اجتہاد اور تقلید کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی ممکن ہے یعنی یہ کہ احتیاط پر عمل کیا جائے لیکن یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ احتیاط پر وہی شخص عمل کر سکتا ہے جو مختلف مسائل میں تمام مجتہدین کے اختلافی فتوؤں سے پوری طرح باخبر ہو اور ایسا طریقۂ عمل اختیار کر سکے جس میں جامعیت پائی جاتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بھی تقریباً اجتہاد ہی کی طرح دشوار اور مشکل ہے۔ پس ہمارے لئے دو ہی صورتیں باقی رہ جاتی ہیں یعنی یا مجتہد بنیں یا پھر مجتہد کی تقلید کریں۔

(ادارہ)

فہرست

عنوانات — صفحہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ، وَاللَّعْنَۃُ الدَّائِمَۃُ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجْمَعِیْنَ مِنَ الْاٰنَ اِلٰی قِیَامِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔

احکام تقلید

مسئلہ (۱) ہر مسلمان کے لئے اصول دین کو از روئے بصیرت جاننا ضروری ہے۔ اصول دین میں تقلید نہیں کی جا سکتی یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اصول دین میں کسی صاحب علم کی بات صرف اس وجہ سے مانے کہ وہ کہہ رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسلام کے صحیح عقائد پر یقین رکھتا ہو اور اس کا اظہار کرتا ہو اگرچہ یہ اظہار از روئے بصیرت نہ ہو تب بھی وہ مسلمان اور مومن ہے اور اس پر ایمان اور اسلام کے تمام احکام جاری ہوں گے۔

جہاں تک دینی احکام کا تعلق ہے، ''مسلمہ اور قطعی امور'' کو چھوڑ کر باقی احکامات میں ضروری ہے کہ انسان یا تو خود مجتہد ہو جو احکام کو دلیل کے ذریعے حاصل کر سکے یا کسی مجتہد کی تقلید کرے یا از راہ احتیاط اپنا فریضہ یوں ادا کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اپنی شرعی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ مثلاً اگر چند مجتہد کسی عمل کو حرام قرار دیں اور چند دوسرے کہیں کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل سے باز رہے اور اگر بعض مجتہد کسی عمل کو واجب اور بعض مستحب گردانیں تو اسے بجالائے۔ لہٰذا جو اشخاص نہ تو مجتہد ہوں اور نہ ہی احتیاط پر عمل پیرا ہو سکیں ان کے لئے واجب ہے کہ مجتہد کی تقلید کریں۔

(۲) دینی احکامات میں تقلید کا مطلب یہ ہے کہ کسی مجتہد کے فتوے پر عمل کیا جائے اور ضروری ہے کہ جس مجتہد کی تقلید کی جائے وہ مرد۔ بالغ۔ عاقل۔ شیعہ اثنا عشری۔ حلال زادہ۔ زندہ اور عادل ہو۔

عادل وہ شخص ہے جو ان تمام کاموں کو بجالائے جو اس پر واجب ہیں اور ان تمام کاموں کو ترک کرے جو اس پر حرام ہیں۔ عادل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ بظاہر ایک اچھا شخص ہو اور اس کے اہل محلہ، ہمسایوں یا ہم نشینوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا جائے تو وہ اس کی اچھائی کی تصدیق کریں۔

اگر یہ بات اجمالاً معلوم ہو کہ در پیش مسائل میں مجتہدین کے فتوے ایک دوسرے سے مختلف ہیں تو ضروری ہے کہ اس مجتہد کی تقلید کی جائے جو ''اعلم'' ہو یعنی اپنے زمانے کے دیگر مجتہدین کی نسبت احکام الٰہی کو

سمجھنے کی بہتر صلاحیت رکھتا ہو۔

(۳) مجتہد اور اعلم کی پہچان تین طریقوں سے ہو سکتی ہے:

(۱) کسی انسان کو خود یقین آ جائے، مثلاً وہ ایسا شخص ہو جو خود صاحب علم ہو اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (۲) دو ایسے عالم اور عادل اشخاص جو مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کا ملکہ رکھتے ہوں، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں، بشرطیکہ دو اور عالم اور عادل ان کی تردید نہ کریں، بلکہ کسی کا مجتہد یا اعلم ہونا ایک قابل اعتماد اہل خبرہ و اطلاع شخص کے قول سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ (۳) یہ کہ انسان کسی عقلائی طریقے سے کسی شخص کے مجتہد یا اعلم ہونے کا اطمینان حاصل کرلے۔ مثلاً کچھ ایسے اہل علم (اہل خبرہ) جو مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان کی بات سے اطمینان بھی آ جاتا ہے، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں۔

(۴) کسی مجتہد کا فتویٰ حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں:

(۱) خود مجتہد سے سننا۔ (۲) مجتہد کا فتویٰ بیان کرنے والے دو عادل اشخاص سے سننا۔ (۳) کسی ایسے شخص سے سننا جس کی بات پر اطمینان ہو۔ (۴) مجتہد کی کتاب (مثلاً توضیح المسائل) میں پڑھنا بشرطیکہ اس کتاب کی صحت کے بارے میں اطمینان ہو۔

(۵) جب تک انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مجتہد کا فتویٰ بدل چکا ہے وہ کتاب میں لکھے ہوئے فتوے پر عمل کر سکتا ہے اور اگر فتوے کے بدل جانے کا احتمال ہو تو چھان بین کرنا ضروری نہیں۔

(۶) اگر مجتہد اعلم کوئی فتویٰ دے تو اس کا مقلد اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کے فتوے پر عمل نہیں کر سکتا۔ تاہم اگر وہ (یعنی مجتہد اعلم) فتویٰ نہ دے بلکہ یہ کہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ یوں عمل کیا جائے۔ مثلاً احتیاط اس میں ہے کہ نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد ایک پوری سورت پڑھے تو ضروری ہے کہ مقلد یا تو اس احتیاط پر، جسے احتیاط واجب کہتے ہیں، عمل کرے یا کسی دوسرے مجتہد کے فتوے پر اعلم فالاعلم کا خیال رکھتے ہوئے عمل کرے۔ پس اگر وہ (یعنی دوسرا مجتہد) فقط سورۃ الحمد کو کافی سمجھتا ہو تو دوسری سورت ترک کی جا سکتی ہے۔

جب مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں کہے کہ محل تامل یا محل اشکال ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۷) اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں فتویٰ دینے کے بعد یا اس سے پہلے احتیاط کا تذکرہ کرے مثلاً یہ کہے کہ نجس برتن پانی میں ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ تین مرتبہ دھوئے تو مقلد ایسی احتیاط کو ترک کر سکتا ہے۔ اس قسم کی احتیاط کو احتیاط مستحب کہتے ہیں۔

(۸) اگر وہ مجتہد جس کی ایک شخص تقلید کرتا ہے فوت ہو جائے تو جو حکم اس کی زندگی میں تھا وہی حکم اس کی وفات کے بعد بھی ہے۔ لہذا اگر مرحوم مجتہد، زندہ مجتہد کے مقابلے میں اعلم ہو تو وہ شخص جسے درپیش مسائل میں

دونوں مجتہدین کے مابین اختلاف کا اگرچہ اجمالی طور پر علم ہو اسے مرحوم مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا ضروری ہے اور اگر زندہ مجتہد اعلم ہو تو پھر زندہ مجتہد کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

اور اگر کسی ایک کے اعلم ہونے کا یقین نہ ہو سکے یا دونوں مساوی ہوں تو اسے اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے کسی کے فتاویٰ کے مطابق عمل کرلے۔ البتہ اگر علم اجمالی حاصل ہو جائے یا کسی شرعی تکلیف پر حجت اجمالی قائم ہو جائے تو، مثلاً قصر اور تمام کے درمیان اختلافی مقامات، تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ دونوں کے فتاویٰ کا خیال رکھے۔

اس مسئلے میں تقلید سے مراد معین مجتہد کے فتوے کی پیروی کرنے کو صرف اپنے لئے لازم قرار دینا ہے نہ کہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرنا۔

(۹) مکلف کے لئے وہ تمام مسائل سیکھنا لازم ہے جن کے بارے میں احتمال ہے کہ نہ سیکھنے کی وجہ سے خدا کی معصیت میں مبتلا ہو سکتا ہے، یعنی کسی واجب کو ترک کرنے یا کسی حرام کو انجام دینے کا مرتکب ہو سکتا ہے۔

(۱۰) اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کا حکم اسے معلوم نہ ہو تو لازم ہے کہ احتیاط کرے یا ان شرائط کے مطابق تقلید کرے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے لیکن اگر اس مسئلے میں اسے اعلم کے فتوے تک رسائی حاصل نہ ہو سکے تو اعلم فالاعلم کا خیال رکھتے ہوئے فالاعلم کی تقلید کر سکتا ہے۔

(۱۱) اگر کوئی شخص مجتہد کا فتویٰ کسی دوسرے شخص کو بتائے اور پھر مجتہد اپنا فتویٰ بدل دے تو اس کے لئے دوسرے شخص کو فتوے کی تبدیلی کی اطلاع دینا ضروری نہیں۔ لیکن اگر فتویٰ بتانے کے بعد یہ معلوم ہو کہ فتویٰ بتانے میں غلطی ہوگئی ہے اور اس اطلاع کی وجہ سے وہ شخص اپنے شرعی وظیفے کے خلاف عمل کرے گا تو احتیاط لازم کی بنا پر جہاں تک ہو سکے اس غلطی کا ازالہ کرے۔

(۱۲) اگر کوئی مکلف ایک مدت تک کسی کی تقلید کئے بغیر اعمال بجالاتا رہے، تو اگر اس کے اعمال حکم واقعی کے مطابق ہوں یا اس مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق ہوں جس کی تقلید کرنا ابھی اس کی ذمہ داری ہے تو وہ اعمال صحیح تصور کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ بھی اگر وہ جاہل قاصر ہو اور اعمال کا نقص ارکان وغیرہ کے اعتبار سے نہ ہو تو بھی اس کے اعمال صحیح تصور کئے جائیں گے۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب جاہل مقصر ہو اور عمل میں کوئی ایسا نقص ہو جو لاعلمی کی صورت میں معاف ہو، تو جیسے بلند آواز سے قرأت کی جگہ آہستہ آواز سے قرأت یا بالعکس، تو بھی اس کے اعمال صحیح مانے جائیں گے۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب اسے یہ معلوم نہ ہو کہ پچھلے اعمال کیفیت کے اعتبار سے صحیح تھے یا نہیں، تو بھی اس کے اعمال منہاج میں ذکر شدہ بعض موارد کے علاوہ صحیح تصور کئے جائیں گے۔

احکام طہارت

مطلق اور مضاف پانی

(۱۳) پانی یا مطلق ہوتا ہے یا مضاف۔ مضاف وہ پانی ہے جو کسی چیز سے حاصل کیا جائے۔ مثلاً تربوز کا پانی (ناریل کا پانی) گلاب کا عرق (وغیرہ)۔ اس پانی کو بھی مضاف کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے آلودہ ہو مثلاً گدلا پانی جو اس حد تک میلا ہو کہ پھر اسے پانی نہ کہا جا سکے۔ ان کے علاوہ جو پانی ہو اسے آب مطلق کہتے ہیں اور اس کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) کُر پانی (۲) قلیل پانی (۳) جاری پانی (۴) بارش کا پانی (۵) کنویں کا پانی۔

۱۔ کُر پانی

(۱۴) کُر وہ پانی ہے جس کے برتن کی گنجائش ۳۶ کیوبک بالشت[1] ہو جو تقریباً ۳۸۴ لیٹر ہوتا ہے۔

(۱۵) اگر کوئی چیز عین نجس ہو مثلاً پیشاب یا خون یا وہ چیز جو نجس ہو گئی ہو جیسے کہ نجس لباس ایسے پانی سے ملے جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور اس کے نتیجے میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ پانی میں سرایت کر جائے تو پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر ایسی کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو نجس نہیں ہوگا۔

(۱۶) اگر کُر پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ نجاست کے علاوہ کسی اور چیز سے تبدیل ہو جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا۔

(۱۷) اگر کوئی عین نجاست مثلاً خون ایسے پانی میں جا گرے جس کی مقدار ایک کُر سے زیادہ ہو اور اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے تو اس صورت میں اگر پانی کے اس حصے کی مقدار جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ایک کُر سے کم ہو تو سارا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی مقدار ایک کُر یا اس سے زیادہ ہو تو صرف وہ حصہ نجس متصور ہوگا جس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل ہوا ہے۔

(۱۸) اگر فوارے کا پانی ایسے پانی سے متصل ہو جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو تو فوارے کا پانی نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر نجس پانی پر فوارے کا پانی قطروں کی صورت میں گرے تو اسے پاک نہیں کرتا۔ البتہ اگر فوارے کے سامنے کوئی چیز رکھ دی جائے جس کے نتیجے میں اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متصل ہو جائے تو نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے اور ضروری یہ ہے کہ فوارے کا پانی نجس پانی سے مخلوط ہو جائے۔

[1] ایک بالشت کی لمبائی تقریباً ۲۳ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

(۱۹) اگر کسی نجس چیز کو کُر پانی سے متصل نل کے نیچے دھوئیں تو اگر اس چیز سے گرنے والا پانی بھی کُر سے متصل ہو اور اس میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس میں عین نجاست کی آمیزش ہو تو وہ پانی پاک ہے۔

(۲۰) اگر کُر پانی کا کچھ حصہ جم کر برف بن جائے اور کچھ حصہ پانی کی شکل میں باقی بچے جس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو تو جونہی کوئی نجاست اس پانی کو چھوئے گی وہ نجس ہو جائے گا اور برف پگھلنے پر جو پانی بنے گا وہ بھی نجس ہوگا۔

(۲۱) اگر پانی کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور بعد میں شک ہو کہ آیا اب یہ کُر سے کم ہو چکا ہے یا نہیں تو اس کی حیثیت ایک کُر پانی ہی کی ہوگی یعنی وہ نجاست کو بھی پاک کرے گا اور نجاست کے اتصال سے نجس بھی نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس جو پانی ایک کُر سے کم تھا اگر اس کے متعلق شک ہو کہ اب اس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو گئی ہے یا نہیں تو اسے ایک کُر سے کم ہی سمجھا جائے گا۔

(۲۲) پانی کا ایک کُر کے برابر ہونا دو طریقوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ (۱) انسان کو خود اس بارے میں یقین یا اطمینان ہو (۲) دو عادل مرد اس بارے میں خبر دیں۔ البتہ اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص یا وہ شخص جس کے اختیار میں پانی ہے اگر پانی کے کُر ہونے کی اطلاع دے، جبکہ اس خبر پر اطمینان نہ آ سکے تو اس پر بھروسا کرنا محل اشکال ہے۔

۲۔ قلیل پانی

(۲۳) ایسے پانی کو قلیل پانی کہتے ہیں جو زمین سے نہ ابلے اور جس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو۔

(۲۴) جب قلیل پانی کسی نجس چیز پر گرے یا کوئی نجس چیز اس پر گرے تو پانی نجس ہو جائے گا۔

البتہ اگر پانی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ اس نجس چیز سے ملے گا نجس ہو جائے گا لیکن باقی پاک ہوگا۔

(۲۵) جو قلیل پانی کسی چیز پر عین نجاست دور کرنے کے لئے ڈالا جائے تو ان مقامات پر جہاں نجس چیز ایک بار دھونے سے پاک نہیں ہوتی، وہ نجاست سے جدا ہونے کے بعد نجس ہو جاتا ہے اور اسی طرح وہ قلیل پانی جو عین نجاست کے الگ ہو جانے کے بعد نجس چیز کو پاک کرنے کے لئے اس پر ڈالا جائے اس سے جدا ہو جانے کے بعد بنا بر احتیاط لازم نجس ہے۔

(۲۶) جس قلیل پانی سے پیشاب یا پاخانے کے مخارج دھوئے جائیں وہ اگر کسی چیز کو لگ جائے تو پانچ شرائط کے ساتھ اسے نجس نہیں کرے گا:

(۱) پانی میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہوا ہو۔ (۲) باہر سے کوئی نجاست اس سے نہ آملی ہو۔ (۳) پیشاب یا پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون خارج نہ ہوا ہو۔

(۴) پاخانے کے ذرات پانی میں دکھائی نہ دیں۔ (۵) پیشاب یا پاخانے کے مخارج کے اطراف میں معمول سے زیادہ نجاست نہ لگی ہو۔

۳۔ جاری پانی

جاری پانی وہ ہوتا ہے (۱) جس کا ایک قدرتی منبع ہو (۲) جو بہہ رہا ہو، چاہے اسے کسی مصنوعی طریقے سے بہایا جا رہا ہو (۳) اس میں کسی حد تک ہی سہی، تسلسل ہو اور یہ ضروری نہیں کہ وہ پانی قدرتی ذخیرے سے متصل ہی ہو، لہٰذا اگر قدرتی طریقے سے وہ پانی کے ذخیرے سے جدا ہو مثلاً اگر پانی اوپر سے قطروں کی صورت میں ٹپک رہا ہو تو نیچے گر کر دوبارہ بہنے کی صورت میں اسے جاری ہی مانا جائے گا۔ ہاں! اگر کوئی چیز پانی کے ذخیرے سے اتصال میں رکاوٹ بن جائے مثلاً پانی کے بہاؤ یا ابال میں رکاوٹ بنے یا ذخیرے سے اتصال ہی توڑ دے تو باقی ماندہ پانی کو جاری نہیں مانا جائے گا، چاہے وہ پانی بہہ بھی رہا ہو۔

(۲۷) جاری پانی اگرچہ کر سے کم ہی کیوں نہ ہو نجاست کے آملنے سے تب تک نجس نہیں ہوتا جب تک نجاست کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے۔

(۲۸) اگر نجاست جاری پانی سے آملے تو اس کی اتنی مقدار جس کی بو، رنگ یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل جائے نجس ہے۔ البتہ اس پانی کا وہ حصہ جو چشمے سے متصل ہو پاک ہے خواہ اس کی مقدار کر سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ ندی کی دوسری طرف کا پانی اگر ایک کر جتنا ہو یا اس پانی کے ذریعے جس میں (بو، رنگ یا ذائقے کی) کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی چشمے کی طرف کے پانی سے ملا ہوا ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

(۲۹) اگر کسی چشمے کا پانی جاری نہ ہو لیکن صورت حال یہ ہو کہ جب اس میں سے پانی نکال لیں تو دوبارہ اس کا پانی ابل پڑتا ہو تو وہ پانی، جاری پانی کا حکم نہیں رکھتا یعنی اگر نجاست اس سے آملے اور اس کی مقدار کر سے کم ہو تو نجس ہو جاتا ہے۔

(۳۰) ندی یا نہر کے کنارے کا پانی جو ساکن ہو اور جاری پانی سے متصل ہو، جاری پانی کا حکم نہیں رکھتا۔

(۳۱) اگر ایک ایسا چشمہ ہو جو مثال کے طور پر سردیوں میں ابل پڑتا ہو لیکن گرمیوں میں خشک ہو جاتا ہو اسی وقت جاری پانی کے حکم میں آئے گا جب اس کا پانی ابل پڑتا ہو۔

(۳۲) اگر کسی (ترکی اور ایرانی طرز کے) حمام کے چھوٹے حوض کا پانی ایک کر سے کم ہو لیکن وہ ایسے مخزن سے متصل ہو جس کا پانی حوض کے پانی سے مل کر ایک کر بن جاتا ہو تو جب تک نجاست کے مل جانے سے اس کی بو، رنگ اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ نجس نہیں ہوتا۔

(۳۳) حمام اور بلڈنگ کے نلکوں کا پانی جو ٹونٹیوں اور شاوروں کے ذریعے بہتا ہے اگر اس مخزن کے پانی سے مل کر جو ان نلکوں سے متصل ہو ایک کر کے برابر ہو جائے تو نلکوں کا پانی بھی کر پانی کے حکم میں شامل ہوگا۔

(۳۴) جو پانی زمین پر بہہ رہا ہو لیکن زمین سے ابل نہ رہا ہو اگر وہ ایک کر سے کم ہو اور اس میں نجاست مل

جائے تو وہ نجس ہو جائے گا لیکن اگر وہ پانی تیزی سے بہہ رہا ہو اور مثال کے طور پر نجاست اس کے نچلے حصے کو لگے تو اس کا اوپر والا حصہ نجس نہیں ہوگا۔

۴۔ بارش کا پانی

(۳۵) جو چیز نجس ہو اور عین نجاست اس میں نہ ہو اس پر جہاں جہاں ایک بار بارش کا پانی پہنچ جائے پاک ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بدن اور لباس پیشاب سے نجس ہو جائے تو بنا بر احتیاط ان پر دو بار بارش کا پانی پہنچنا ضروری ہے، البتہ قالین اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن ہلکی سی بوندا باندی کافی نہیں بلکہ اتنی بارش لازمی ہے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہو رہی ہے۔

(۳۶) اگر بارش کا پانی عین نجس پر برسے اور برس کر دوسری جگہ پہنچ جائے لیکن عین نجاست اس میں شامل نہ ہو اور نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ بھی اس میں پیدا نہ ہوا ہو تو وہ پانی پاک ہے۔ پس اگر بارش کا پانی خون پر برسنے کے بعد برسے اور ان میں خون کے ذرات شامل ہوں یا خون کی بو، رنگ اور ذائقہ پیدا ہو گیا ہو تو وہ پانی نجس ہوگا۔

(۳۷) اگر مکان کے اندرونی یا اوپری چھت پر عین نجاست موجود ہو تو بارش کے دوران جو پانی نجاست کو چھو کر اندرونی چھت سے ٹپکے یا پرنالے سے گرے وہ پاک ہے۔ لیکن جب بارش تھم جائے اور یہ بات علم میں آئے کہ اب جو پانی گر رہا ہے وہ کسی نجاست کو چھو کر آ رہا ہے تو وہ پانی نجس ہوگا۔

(۳۸) جس نجس زمین پر بارش برس جائے وہ پاک ہو جاتی ہے اور اگر بارش کا پانی زمین پر بہنے لگے اور بارش کے دوران ہی چھت کے نیچے کسی نجس مقام تک جا پہنچے تو اسے بھی پاک کر دے گا۔

(۳۹) نجس مٹی کے تمام اجزاء تک اگر بارش کا پانی پہنچ جائے تو وہ پاک ہو جائے گی، بشرطیکہ انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مٹی سے ملنے کی وجہ سے بارش کا پانی مضاف ہو چکا ہے۔

(۴۰) اگر بارش کا پانی ایک جگہ جمع ہو جائے خواہ ایک کر سے کم ہی کیوں نہ ہو بارش برسنے کے وقت اگر کوئی نجس چیز اس میں دھوئی جائے اور پانی نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ قبول نہ کرے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائے گی۔

(۴۱) اگر نجس زمین پر بچھے ہوئے پاک قالین وغیرہ پر بارش برسے اور اس کا پانی برسنے کے وقت قالین سے نجس زمین پر پہنچ جائے تو قالین بھی نجس نہیں ہوگا اور زمین بھی پاک ہو جائے گی۔

۵۔ کنویں کا پانی

(۴۲) ایک ایسے کنویں کا پانی جو زمین سے ابلتا ہو اگرچہ مقدار میں ایک کر سے کم ہو نجاست پڑنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہوگا جب تک اس نجاست سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے۔

(۴۳) اگر کوئی نجاست کنویں میں گر جائے اور اس کے پانی کی بو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے تو جب کنویں کے پانی میں پیدا شدہ یہ تبدیلی ختم ہو جائے تو پانی پاک ہو جائے گا۔ البتہ احتیاط واجب کی بنا پر اس پانی کے پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ پانی کنویں سے ابلنے والے پانی میں مخلوط ہو جائے۔

پانی کے احکام

(۴۴) مضاف پانی جس کے معنی مسئلہ نمبر ۱۳ میں بیان ہو چکے ہیں کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا۔ ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہے۔

(۴۵) مضاف پانی کی مقدار اگرچہ ایک کر کے برابر ہو اگر اس میں نجاست کا ایک ذرہ بھی پڑ جائے تو نجس ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ایسا پانی کسی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ نجس چیز سے متصل ہو گا نجس ہو جائے گا اور جو متصل نہیں ہو گا وہ پاک ہو گا۔ مثلاً اگر عرق گلاب کو گلاب دان سے نجس ہاتھ پر چھڑکا جائے تو اس کا جتنا حصہ ہاتھ کو لگے گا نجس ہو گا اور جو نہیں لگے گا وہ پاک ہو گا۔

(۴۶) اگر وہ مضاف پانی جو نجس ہو ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے یوں مل جائے کہ پھر اسے مضاف پانی نہ کہا جا سکے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

(۴۷) اگر ایک پانی مطلق تھا اور بعد میں اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مضاف ہو جانے کی حد تک پہنچا ہے یا نہیں تو وہ مطلق پانی متصور ہو گا یعنی نجس چیز کو پاک کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح ہو گا اور اگر پانی مضاف تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مطلق ہوا یا نہیں تو وہ مضاف متصور ہو گا یعنی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہو گا۔

(۴۸) ایسا پانی جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ پہلے مطلق تھا یا مضاف، نجاست کو پاک نہیں کرتا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہے۔ جونہی کوئی نجاست ایسے پانی میں پڑے گی وہ پانی نجس ہو جائے گا اور اگر یہ کر یا اس سے زیادہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر نجس ہو جائے گا۔

(۴۹) ایسا پانی جس میں خون یا پیشاب جیسی عین نجاست آ پڑے اور اس کے بو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے نجس ہو جاتا ہے خواہ وہ کر کے برابر یا جاری پانی ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم اگر اس پانی کی بو، اس کا رنگ یا ذائقہ کسی ایسی نجاست سے تبدیل ہو جائے جو اس سے باہر ہے مثلاً قریب پڑے ہوئے مردار کی وجہ سے اس کی بو بدل جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر وہ نجس ہو جائے گا۔

(۵۰) وہ پانی جس میں عین نجاست مثلاً خون یا پیشاب گر جائے اور اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے اگر کر کے برابر یا جاری پانی سے متصل ہو جائے یا بارش کا پانی اس پر برس جائے یا ہوا کی وجہ سے بارش کا پانی اس پر گرے یا بارش کا پانی اس دوران جبکہ بارش ہو رہی ہو پرنالے سے اس پر گرے تو ان

تمام صورتوں میں اس میں واقع شدہ تبدیلی زائل ہو جانے پر ایسا پانی پاک ہو جاتا ہے لیکن ضروری ہے کہ بارش کا پانی یا کر پانی یا جاری پانی اس میں مخلوط ہو جائے۔

(۵۱) اگر کسی نجس چیز کو کر پانی یا جاری پانی میں پاک کیا جائے تو جس بار دھونے میں وہ چیز پاک ہونے والی ہے، اس وقت وہ پانی جو باہر نکالنے کے بعد اس سے ٹپکے پاک ہو گا۔

(۵۲) جو پانی پہلے پاک ہو اور یہ علم نہ ہو کہ بعد میں نجس ہوا یا نہیں، وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس ہو اور معلوم نہ ہو کہ بعد میں پاک ہوا یا نہیں، وہ نجس ہے۔

بیت الخلاء کے احکام

(۵۳) انسان پر واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت اور دوسرے مواقع پر اپنی شرمگاہوں کو ان لوگوں سے جو مکلف ہوں خواہ وہ ماں اور بہن کی طرح اس کے محرم ہی کیوں نہ ہوں اور اسی طرح دیوانوں اور ان بچوں سے جو اچھے برے کی تمیز رکھتے ہوں چھپا کر رکھے۔ لیکن بیوی اور شوہر کے لئے اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے سے چھپانا لازم نہیں۔

(۵۴) اپنی شرمگاہوں کو کسی مخصوص چیز سے چھپانا لازم نہیں۔ مثلاً اگر ہاتھ سے بھی چھپا لے تو کافی ہے۔

(۵۵) پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت احتیاط لازم کی بنا پر بدن کا اگلا حصہ یعنی پیٹ اور سینہ قبلے کی طرف نہ ہو اور نہ ہی پشت قبلے کی طرف ہو۔

(۵۶) اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت کسی شخص کے بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ یا پشت بقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو قبلے کی طرف سے موڑ لے تو یہ کافی نہیں ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت شرمگاہ کو رو بقبلہ یا پشت بقبلہ نہ موڑے۔

(۵۷) احتیاط مستحب یہ ہے کہ استبرا کے موقع پر، جس کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے، نیز اگلی اور پچھلی شرمگاہوں کو پاک کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ یا پشت بقبلہ نہ ہو۔

(۵۸) اگر کوئی شخص اس لئے کہ نامحرم اسے نہ دیکھے رو بقبلہ یا پشت بقبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ پشت بقبلہ بیٹھ جائے۔

(۵۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ بچے کو رفع حاجت کے لئے رو بقبلہ یا پشت بقبلہ نہ بٹھائے۔

(۶۰) چار جگہوں پر رفع حاجت حرام ہے:

(۱) بند گلی میں جبکہ وہاں رہنے والوں نے اس کی اجازت نہ دے رکھی ہو۔ اسی طرح اگر گزرنے والوں کے لئے ضرر کا باعث ہو تو عمومی گلی کوچوں اور راستوں پر بھی رفع حاجت کرنا حرام ہے۔

(۲) اس جگہ میں جو کسی کی نجی ملکیت ہو جبکہ اس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دے رکھی ہو۔

(۳) ان جگہوں میں جو مخصوص لوگوں کے لئے وقف ہوں، مثلاً بعض مدرسے۔

(۴) مومنین کی قبروں پر جبکہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو بلکہ اگر بے حرمتی نہ بھی ہوتی ہو۔ ہاں! اگر زمین بالاصل مباح ہو تو کوئی حرج نہیں۔ یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کے مقدسات کی توہین کا سبب بنے۔

(۶۱) تین صورتوں میں مقعد (پاخانہ خارج ہونے کا مقام) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے:

(۱) پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون باہر آیا ہو۔

(۲) کوئی بیرونی نجاست مقعد پر لگ گئی ہو، سوائے اس کے کہ خواتین میں پیشاب، پاخانے کے مخرج تک پہنچ جائے۔

(۳) مقعد کا اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گیا ہو۔

ان تین صورتوں کے علاوہ مقعد کو یا تو پانی سے دھویا جاسکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا، کپڑے یا پتھر وغیرہ سے بھی پاک کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

(۶۲) پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا اور اسے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے البتہ احتیاط مستحب ہے کہ دو مرتبہ دھوئیں اور بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

(۶۳) اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

(۶۴) پتھر، ڈھیلا، کپڑا یا ان ہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے مقعد کو پاک کیا جاسکتا ہے اور اگر ان میں معمولی نمی بھی ہو جو مقعد کو تر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۶۵) اگر مقعد کو پتھر یا ڈھیلے یا کپڑے سے ایک مرتبہ بالکل صاف کر دیا جائے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ صاف کیا جائے بلکہ جس چیز سے صاف کیا جائے اس کے تین ٹکڑے بھی ہوں اور اگر تین ٹکڑوں سے صاف نہ ہو تو اتنے مزید ٹکڑوں کا اضافہ کرنا ضروری ہے کہ مقعد بالکل صاف ہو جائے۔ البتہ اگر اتنے چھوٹے ذرے باقی رہ جائیں جو عام طور پر دھوئے بغیر نہیں نکلتے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۶۶) مقعد کو ایسی چیزوں سے پاک کرنا حرام ہے جن کا احترام لازم ہو مثلاً کاپی یا اخبار کا ایسا کاغذ جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور انبیاءؑ کے نام لکھے ہوں۔ مقعد کے ہڈی یا گوبر سے پاک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۶۷) اگر ایک شخص کو شک ہو کہ مقعد پاک کیا ہے یا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اسے پاک کرے اگرچہ پاخانہ کرنے کے بعد وہ ہمیشہ متعلقہ مقام کو فوراً پاک کرتا ہو۔

(۶۸) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک گزرے کہ نماز سے پہلے پیشاب یا پاخانے کا مخرج پاک کیا تھا یا نہیں تو اس نے جو نماز ادا کی ہے وہ صحیح ہے لیکن آئندہ نمازوں کے لئے اسے پاک کرنا ضروری ہے۔

استبراء

(۶۹) استبراء ایک مستحب عمل ہے جو مرد پیشاب کرنے کے بعد اس غرض سے انجام دیتے ہیں تاکہ اطمینان ہو جائے کہ اب پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا۔ اس کی کئی ترکیبیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ پیشاب سے فارغ ہو جانے کے بعد اگر مقعد نجس ہو گیا ہو تو اسے پاک کرے اور پھر تین دفعہ بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کے ساتھ مقعد سے لے کر عضو تناسل کی جڑ تک سونتے اور اس کے بعد انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اس کے نیچے رکھے اور تین دفعہ سپاری تک سونتے اور پھر تین دفعہ سپاری کو جھٹکے۔

(۷۰) وہ رطوبت جو کبھی کبھی شہوت ابھرنے پر مرد کے آلہ تناسل سے خارج ہوتی ہے اسے مذی کہتے ہیں، وہ پاک ہے۔ علاوہ ازیں وہ رطوبت جو کبھی کبھی منی کے بعد خارج ہوتی ہے، جسے وذی کہا جاتا ہے یا وہ رطوبت جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتی ہے اور جسے ودی کہا جاتا ہے، اگر پیشاب اس سے نہ ملا ہو تو پاک ہے۔ مزید یہ کہ جب کسی شخص نے پیشاب کے بعد استبراء کیا ہو اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو کہ وہ پیشاب ہے یا مذکورہ بالا تین رطوبتوں میں سے کوئی ایک تو وہ بھی پاک ہے۔

(۷۱) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ استبراء کیا ہے یا نہیں اور اس کے پیشاب کے مخرج سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے نیز اگر وہ وضو کر چکا ہو تو وہ بھی باطل ہوگا۔ لیکن اگر اسے اس بارے میں شک ہو کہ استبراء اس نے کیا تھا وہ صحیح تھا یا نہیں اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ وہ رطوبت پاک ہے یا نہیں، تو وہ پاک ہوگی اور اس کا وضو بھی باطل نہ ہوگا۔

(۷۲) اگر کسی شخص نے استبراء نہ کیا ہو اور پیشاب کرنے کے بعد کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے اسے اطمینان ہو کہ پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا تھا اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہوگی اور اس سے وضو بھی باطل نہ ہوگا۔

(۷۳) اگر کوئی شخص پیشاب کے بعد استبراء کر کے وضو کر لے اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ پیشاب ہے یا منی تو اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً غسل کرے اور وضو بھی کرے۔ البتہ اگر اس نے پہلے وضو نہ کیا ہو تو وضو کر لینا کافی ہے۔

(۷۴) عورت کے لئے پیشاب کے بعد استبراء نہیں ہے۔ پس اگر کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہوگی اور اس کے وضو اور غسل کو بھی باطل نہیں کرے گی۔

رفع حاجت کے مستحبات اور مکروہات

(۷۵) ہر شخص کے لئے مستحب ہے کہ جب بھی رفع حاجت کے لئے جائے تو ایسی جگہ بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے اور یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالے۔

(۷۶) رفع حاجت کے وقت سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے، لیکن اگر اپنی شرمگاہ کو کسی طرح ڈھانپ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں رفع حاجت کے لئے ہوا کے رخ کے بالمقابل نیز گلی کوچوں، راستوں، مکان کے دروازوں کے سامنے اور میوہ دار درختوں کے نیچے بیٹھنا بھی مکروہ ہے اور اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی صورت باتیں کرنے کی بھی ہے، لیکن اگر مجبوری ہو یا ذکر خدا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۷) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں، بالخصوص ساکن پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

(۷۸) پیشاب اور پاخانہ روکنا مکروہ ہے اور اگر بدن کے لئے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔

(۷۹) نماز سے پہلے، سونے سے پہلے، مباشرت کرنے سے پہلے اور منی نکلنے کے بعد پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاسات

(۸۰) دس چیزیں نجس ہیں:

(۱۔۲) پیشاب اور پاخانہ (۳) منی (۴) مُردار (۵) خون

(۶۔۷) کتا اور سور (۸) کافر (۹) شراب (۱۰) نجاست خور حیوان کا پسینہ

۱۔۲۔ پیشاب اور پاخانہ

(۸۱) انسان اور ہر اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہے اور جس کا خون جہندہ ہے، یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلتا ہے، پیشاب اور پاخانہ نجس ہے۔ ہاں! ان حیوانوں کا پاخانہ پاک ہے جن کا گوشت حرام ہے مگر ان کا خون اچھل کر نہیں نکلتا مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے اور اسی طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مکھی، کھٹمل اور پسو کا فضلہ یا آلائش بھی پاک ہے لیکن حرام گوشت حیوان کہ جو

اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو، احتیاط لازم کی بنا پر اس کے پیشاب سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔

(۸۲) جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔

(۸۳) نجاست خور حیوان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اسی طرح اس بھیڑ کے بچے کا پیشاب اور پاخانہ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو نجس ہے جس کی تفصیل کھانے پینے کے احکام میں آئے گی۔ اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بدفعلی کی ہو۔

۳۔ منی

(۸۴) مرد اور خون جہندہ رکھنے والے ہر نر حرام گوشت جانور کی منی نجس ہے۔ وہ رطوبت بھی منی کا حکم رکھتی ہے جو عورت کے بدن سے اس طرح شہوت کے ساتھ نکلے جو اس کی جنابت کا سبب بنے جس کی تفصیل مسئلہ نمبر ۳۴۵ میں آئے گی۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ خون جہندہ رکھنے والے نر حلال گوشت جانور کی منی سے بھی اجتناب کیا جائے۔

۴۔ مُردار

(۸۵) انسان کی اور اچھلنے والا خون رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے خواہ وہ (قدرتی طور پر) خود مرا ہو یا شرعی طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔

مچھلی چونکہ اچھلنے والا خون نہیں رکھتی اس لئے پانی میں مر جائے تو بھی پاک ہے۔

(۸۶) لاش کے وہ اجزاء جن میں جان نہیں ہوتی پاک ہیں۔ مثلاً اون، بال، ہڈیاں اور دانت۔

(۸۷) جب کسی انسان یا جہندہ خون والے حیوان کے بدن سے اس کی زندگی کے دوران میں گوشت یا کوئی دوسرا ایسا حصہ جس میں جان ہو جدا کر لیا جائے تو وہ نجس ہے۔

(۸۸) اگر ہونٹوں یا بدن کی کسی اور جگہ سے باریک سی تہہ (پپڑی) اکھیڑ لی جائے تو اگر اس میں روح نہ ہو اور آسانی سے اکھڑ جائے تو وہ پاک ہے۔

(۸۹) مُردہ مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے وہ پاک ہے چاہے اس کے اوپر کا چھلکا ابھی سخت نہ ہوا ہو لیکن اس کا چھلکا دھو لینا ضروری ہے۔

(۹۰) اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ (میمنا) گھاس کھانے کے قابل ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ پنیر مایہ جو اس کے شیردان میں ہوتا ہے پاک ہے لیکن اگر ثابت نہ ہو سکے کہ یہ عموماً مائع ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ اس کے ظاہر کو دھو لیا جائے جو مردار کے بدن سے مس ہو چکا ہے۔

(۹۱) سیال دوائیاں، عطر، روغن (تیل، گھی) جوتوں کی پالش اور صابن جنہیں باہر سے درآمد کیا جاتا ہے، اگر ان کی نجاست کے بارے میں یقین نہ ہو تو پاک ہیں۔

(۹۲) گوشت، چربی اور چمڑا جس کے بارے میں احتمال ہو کہ کسی ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے پاک ہے۔ لیکن اگر یہ چیزیں کسی کافر سے لی گئی ہوں یا کسی ایسے مسلمان سے لی گئی ہوں جس نے کافر سے لی ہوں اور یہ تحقیق نہ کی ہو کہ آیا یہ کسی ایسے جانور کی ہیں جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو ایسے گوشت اور چربی کا کھانا حرام ہے البتہ ایسے چمڑے پر نماز جائز ہے۔ لیکن اگر یہ چیزیں مسلمانوں کے بازار سے یا کسی مسلمان سے خریدی جائیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے پہلے یہ کسی کافر سے خریدی گئی تھیں یا احتمال اس بات کا ہو کہ تحقیق کر لی گئی ہے تو خواہ کافر سے ہی خریدی جائیں اس گوشت اور چربی کا کھانا اس شرط پر جائز ہے کہ وہ مسلمان اس میں کوئی ایسا تصرف کرے جو حلال گوشت سے مخصوص ہے، مثلاً اسے کھانے کے لئے بیچ دے جائز ہے۔

۵۔ خون

(۹۳) انسان کا اور خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کا خون نجس ہے۔ پس ایسے جانوروں مثلاً مچھلی اور مچھر کا خون جو اچھل کر نہیں نکلتا پاک ہے۔

(۹۴) جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اگر انہیں شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے اور ضروری مقدار میں اس کا خون خارج ہو جائے تو جو خون بدن میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے لیکن اگر (نکلنے والا) خون جانور کے سانس لینے سے یا اس کا سر بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے بدن میں پلٹ جائے تو وہ نجس ہوگا۔

(۹۵) جس انڈے کی زردی میں خون کا ذرہ موجود ہو، احتیاط مستحب ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

(۹۶) وہ خون جو بعض اوقات دودھ دوہتے ہوئے نظر آتا ہے نجس ہے اور دودھ کو بھی نجس کر دیتا ہے۔

(۹۷) اگر دانتوں کی ریخوں سے نکلنے والا خون لعاب دہن سے مخلوط ہو جانے پر ختم ہو جائے تو اس لعاب سے پرہیز لازم نہیں ہے۔

(۹۸) جو خون چوٹ لگنے کی وجہ سے ناخن یا کھال کے نیچے جم جائے اگر اس کی شکل ایسی ہو کہ لوگ اسے خون نہ کہیں تو وہ پاک ہے اور اگر خون کہیں اور وہ ظاہر ہو جائے تو نجس ہوگا۔ ایسی صورت میں اگر ناخن یا کھال میں سوراخ ہو جائے کہ خون بدن کا ظاہری حصہ سمجھا جا رہا ہو اور خون کو نکال کر وضو یا غسل کے لئے اس مقام کا پاک کرنا بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرلے۔

(۹۹) اگر کسی شخص کو یہ پتا نہ چلے کہ کھال کے نیچے خون جم گیا ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے تو وہ پاک ہے۔

(۱۰۰) اگر کھانا پکاتے ہوئے خون کا ایک ذرہ بھی اس میں گر جائے تو سارے کا سارا کھانا اور برتن احتیاط لازم کی بنا پر نجس ہو جائے گا۔ ابال، حرارت اور آگ انہیں پاک نہیں کر سکتے۔

(۱۰۱) پیپ یعنی وہ زرد مواد جو زخم کی حالت بہتر ہونے پر اس کے چاروں طرف پیدا ہو جاتا ہے اس کے متعلق اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں خون ملا ہوا ہے تو وہ پاک ہوگا۔

۶۔۷۔ کتا اور سُوّر

(۱۰۲) کتا اور سور نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال، ہڈیاں، پنجے، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

۸۔ کافر

(۱۰۳) کافر یعنی وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے وجود یا اس کی وحدانیت کا اقرار نہ کرتا ہو نجس ہے۔ اسی طرح غالی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا، امام میں حلول کر گیا ہے) اور خارجی و ناصبی (وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام سے بیر اور بغض کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں۔
اسی طرح وہ شخص جو کسی نبی کی نبوت یا ضروریات دین میں سے کسی ایک کا ایسا انکار کرے جو جزوی طور پر ہی سہی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا سبب بنے، نجس ہے۔ البتہ اہل کتاب یعنی یہودی، عیسائی اور مجوسی پاک مانے جائیں گے۔

(۱۰۴) کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

(۱۰۵) اگر کسی نابالغ بچے کے ماں، باپ، دادا اور دادی کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے۔ البتہ اگر وہ سوجھ بوجھ رکھتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو تو پاک ہے لیکن اگر اپنے والدین سے منہ موڑ کر مسلمانوں کی طرف مائل ہو یا تحقیق کر رہا ہو تو اس کے نجس ہونے کا حکم لگانا مشکل ہے۔ ہاں! اگر اس کے ماں، باپ، دادا اور دادی یا ان میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہو تو مسئلہ نمبر ۲۱۰ میں آنے والی تفصیل کے مطابق وہ بچہ پاک ہوگا۔

(۱۰۶) اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں اور کوئی علامت اس کے مسلمان ہونے کی نہ ہو تو وہ پاک سمجھا جائے گا لیکن اس پر اسلام کے دوسرے احکامات کا اطلاق نہیں ہوگا، مثلاً نہ ہی وہ مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰۷) جو شخص (خانوادۂ رسالتؐ کے) بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے، وہ نجس ہے۔

۹۔ شراب

(۱۰۸) شراب نجس ہے۔ اس کے علاوہ انسان کو مست کر دینے والی چیزیں نجس نہیں ہیں۔

(۱۰۹) صنعتی اور طبی الکحل کی تمام اقسام پاک ہیں۔

(۱۱۰) اگر انگور کے رس میں خود بخود یا پکانے پر ابال آ جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا پینا حرام ہے۔

اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر ابلا ہوا انگور حرام ہے لیکن نجس نہیں۔

(۱۱۱) کھجور، منقی، کشمش اور ان کے شیرے میں چاہے ابال آ جائے تو بھی پاک ہیں اور ان کا کھانا حلال ہے۔

(۱۱۲) فقاع جو عام طور پر جَو سے تیار ہوتی ہے اور ہلکے نشے کا سبب بنتی ہے حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہے۔ لیکن وہ آبِ جَو پاک اور حلال ہے جو کسی قسم کے نشے کا سبب نہیں بنتی۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا پسینہ

(۱۱۳) اس اونٹ کا پسینہ جسے انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو نجس ہے۔ اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر اس قسم کے دوسرے حیوانات کا پسینہ بھی نجس ہے۔

(۱۱۴) جو شخص فعل حرام سے جنب ہوا ہو اس کا پسینہ پاک ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی صحیح ہے۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

(۱۱۵) کسی بھی چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے:

(۱) خود انسان کو یقین یا عقلی طریقے سے اطمینان ہو جائے کہ فلاں چیز نجس ہے۔ اگر کسی چیز کے متعلق محض گمان ہو کہ نجس ہے تو اس سے پرہیز کرنا لازم نہیں لہٰذا قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں جہاں لاپروا لوگ اور ایسے لوگ کھاتے پیتے ہیں جو نجاست اور طہارت کا لحاظ نہیں کرتے کھانا کھانے کی صورت یہ ہے کہ جب تک انسان کو اطمینان نہ ہو کہ جو کھانا اس کے لئے لایا گیا ہے وہ نجس ہے ان کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) کسی کے اختیار میں کوئی چیز ہو اور وہ اس چیز کے بارے میں کہے کہ نجس ہے اور وہ شخص غلط بیانی نہ کرتا ہو مثلاً کسی شخص کی بیوی یا نوکر یا ملازمہ کہے کہ برتن یا کوئی دوسری چیز جو اس کے اختیار میں ہے نجس ہے تو وہ نجس شمار ہوگی۔

(۳) اگر دو عادل آدمی کہیں کہ ایک چیز نجس ہے تو وہ نجس شمار ہوگی بشرطیکہ وہ اس کے نجس ہونے کی وجہ بیان کریں۔ مثلاً کہیں کہ یہ چیز خون یا مثلاً پیشاب سے نجس ہوئی ہے۔ ہاں! اگر ایک عادل یا قابل اطمینان شخص اطلاع دے لیکن اس کی بات سے اطمینان نہ آئے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۱۱۶) اگر کوئی شخص مسئلے سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ نہ جان سکے کہ ایک چیز نجس ہے یا پاک۔ مثلاً اسے یہ علم نہ ہو کہ چوہے کی مینگنی پاک ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ مسئلہ پوچھ لے۔ لیکن اگر مسئلہ جانتا ہو اور کسی چیز

کے بارے میں اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ وہ چیز خون ہے یا نہیں یا یہ نہ جانتا ہو کہ مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ چیز پاک شمار ہوگی اور اس کے بارے میں چھان بین کرنا یا پوچھنا لازم نہیں۔

(۱۱۷) اگر کسی نجس چیز کے بارے میں شک ہو کہ پاک ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔ اسی طرح اگر کسی پاک چیز کے بارے میں شک ہو کہ نجس ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کے نجس یا پاک ہونے کے متعلق پتا چلا بھی سکتا ہو تو تحقیق ضروری نہیں ہے۔

(۱۱۸) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو دو برتن یا دو کپڑے وہ استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک نجس ہو گیا ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کونسا نجس ہوا ہے تو دونوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور مثال کے طور پر اگر یہ نہ جانتا ہو کہ خود اس کا کپڑا نجس ہوا ہے یا وہ کپڑا جو اس کے زیر استعمال نہیں ہے اور کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اپنے کپڑے سے اجتناب کرے۔

پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے؟

(۱۱۹) اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز سے لگ جائے اور دونوں یا ان میں سے ایک اس قدر تر ہو کہ ایک کی تری دوسری تک پہنچ جائے تو پاک چیز نجس ہو جائے گی لیکن اگر واسطہ متعدد ہو جائے تو نجس نہیں ہوگی۔ مثلاً اگر دایاں ہاتھ پیشاب سے نجس ہو اور یہ ہاتھ ایک نئی رطوبت کے ساتھ بائیں ہاتھ کو لگے تو بایاں ہاتھ نجس ہو جائے گا۔ اب اگر بایاں ہاتھ خشک ہونے کے بعد مثلاً تر لباس سے لگے تو وہ لباس بھی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اب وہ لباس کسی دوسری تر چیز کو لگ جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوگی۔ ہاں! اگر تری اتنی کم ہو کہ دوسری چیز کو نہ لگے تو پاک چیز نجس نہیں ہوگی خواہ وہ عین نجس کو ہی کیوں نہ لگی ہو۔

(۱۲۰) اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور ان دونوں یا کسی ایک کے تر ہونے کے متعلق شک ہو تو پاک چیز نجس نہیں ہوتی۔

(۱۲۱) ایسی دو چیزیں جن کے بارے میں انسان کو علم نہ ہو کہ ان میں سے کون سی پاک ہے اور کون سی نجس، اگر ایک پاک اور تر چیز ان میں سے کسی ایک چیز کو چھو جائے تو اس سے پرہیز کرنا ضروری نہیں ہے سوائے بعض صورتوں میں جیسے اس صورت میں جب ان دونوں مشکوک نجس چیزوں کی سابقہ یقینی حالت نجاست کی حالت ہو یا مثلاً اس صورت میں جب کوئی اور پاک چیز رطوبت کے ساتھ دوسری مشکوک چیز سے لگ جائے۔

(۱۲۲) اگر زمین، کپڑا یا ایسی دوسری چیزیں تر ہوں تو ان کے جس حصے کو نجاست لگے گی وہ نجس ہو جائے گا اور باقی حصہ پاک رہے گا۔ یہی حکم کھیرے اور خربوزے وغیرہ کے بارے میں ہے۔

(۱۲۳) جب شیرے، تیل، (گھی) یا ایسی ہی کسی اور چیز کی صورت ایسی ہو کہ اگر اس کی کچھ مقدار نکال لی جائے تو اس کی جگہ خالی نہ رہے تو جوں ہی وہ ذرہ بھر بھی نجس ہوگا سارے کا سارا نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی صورت ایسی ہو کہ نکالنے کے مقام پر جگہ خالی رہے اگرچہ بعد میں پر ہی ہو جائے تو صرف

وہی حصہ نجس ہوگا جسے نجاست لگی ہے۔ لہٰذا اگر چوہے کی مینگنی اس میں گر جائے تو جہاں وہ مینگنی گری ہے وہ جگہ نجس اور باقی پاک ہوگی۔

(۱۲۴) اگر مکھی یا ایسا ہی کوئی اور جاندار ایک ایسی تر چیز پر بیٹھے جو نجس ہو اور بعد ازاں ایک تر پاک چیز پر جا بیٹھے اور یہ علم ہو جائے کہ اس جاندار کے ساتھ نجاست تھی تو پاک چیز نجس ہو جائے گی اور اگر علم نہ ہو تو پاک رہے گی۔

(۱۲۵) اگر بدن کے کسی حصے پر پسینہ ہو اور وہ حصہ نجس ہو جائے اور پھر پسینہ بہہ کر بدن کے دوسرے حصوں تک چلا جائے تو جہاں جہاں پسینہ بہے گا بدن کے وہ حصے نجس ہو جائیں گے لیکن اگر پسینہ آگے نہ بہے تو باقی بدن پاک رہے گا۔

(۱۲۶) جو بلغم ناک یا گلے سے خارج ہو اگر اس میں خون ہو تو بلغم میں جہاں خون ہوگا نجس اور باقی حصہ پاک ہوگا۔ لہٰذا اگر یہ بلغم منہ یا ناک کے باہر لگ جائے تو بدن کے جس مقام کے بارے میں یقین ہو کہ نجس بلغم اس پر لگا ہے نجس ہے اور جس جگہ کے بارے میں شک ہو کہ وہاں بلغم کا نجاست والا حصہ پہنچا ہے یا نہیں وہ پاک ہوگا۔

(۱۲۷) اگر ایک ایسا لوٹا جس کے پیندے میں سوراخ ہو نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور اس سے بہنے والا پانی آگے بہنا بند ہو کر لوٹے کے نیچے اس طرح جمع ہو جائے کہ لوٹے کے اندر والے پانی کے ساتھ اسے ایک ہی پانی کہا جا سکے تو لوٹے کا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر لوٹے کا پانی تیزی کے ساتھ بہتا رہے تو نجس نہیں ہوگا۔

(۱۲۸) اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست سے جا ملے لیکن بدن سے باہر آنے پر نجاست آلودہ نہ ہو تو وہ چیز پاک ہے۔ چنانچہ اگر انیما کا سامان یا اس کا پانی مقعد میں داخل کیا جائے یا سوئی، چاقو یا کوئی اور ایسی چیز بدن میں چبھ جائے اور باہر نکلنے پر نجاست آلودہ نہ ہو تو نجس نہیں ہے۔ اگر تھوک اور ناک کا پانی جسم کے اندر خون سے جا ملے لیکن باہر نکلنے پر خون آلودہ نہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

احکام نجاسات

(۱۲۹) قرآن مجید کی تحریر اور ورق کو نجس کرنا جب کہ یہ فعل بے حرمتی میں شمار ہوتا ہو بلاشبہ حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو فوراً پانی سے دھونا ضروری ہے بلکہ اگر بے حرمتی کا پہلو نہ بھی نکلے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر کلام پاک کو نجس کرنا حرام اور پانی سے دھونا واجب ہے۔

(۱۳۰) اگر قرآن مجید کی جلد نجس ہو جائے اور اس سے قرآن مجید کی بے حرمتی ہوتی ہو تو جلد کو پانی سے دھونا ضروری ہے۔

(۱۳۱) قرآن مجید کو کسی عین نجاست مثلاً خون یا مُردار پر رکھنا خواہ وہ عین نجاست خشک ہی کیوں نہ ہو اگر

قرآن مجید کی بے حرمتی کا باعث ہو تو حرام ہے۔

(۱۳۲) قرآن مجید کو نجس روشنائی سے لکھنا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے۔ اگر لکھا جا چکا ہو تو اسے پانی سے دھو کر یا چھیل کر یا کسی اور طریقے سے مٹا دینا ضروری ہے۔

(۱۳۳) اگر کافر کو قرآن مجید دینا بے حرمتی کا موجب ہو تو حرام ہے اور اس سے قرآن مجید واپس لے لینا واجب ہے۔

(۱۳۴) اگر قرآن مجید کا ورق یا کوئی ایسی چیز جس کا احترام ضروری ہو، مثلاً ایسا کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ کا یا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی امام علیہ السلام کا نام لکھا ہو بیت الخلاء میں گر جائے تو اس کا باہر نکالنا اور اسے دھونا واجب ہے خواہ اس پر کچھ رقم ہی کیوں نہ خرچ کرنی پڑے اور اگر اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس وقت تک اس بیت الخلاء کو استعمال نہ کیا جائے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ گل کر ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر خاک شفا بیت الخلاء میں گر جائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے، اس بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۳۵) نجس چیز کا کھانا پینا یا کسی دوسرے کو کھلانا پلانا حرام ہے لیکن بچے یا دیوانے کو کھلانا پلانا جائز ہے اور اگر بچہ یا دیوانہ نجس غذا کھائے پیئے یا نجس ہاتھ سے غذا کو نجس کر کے کھائے تو اسے روکنا ضروری نہیں۔

(۱۳۶) جو نجس چیز پاک کی جا سکتی ہو اسے بیچنے اور ادھار دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کے نجس ہونے کے بارے میں جب یہ دو شرطیں موجود ہوں تو خریدنے یا ادھار لینے والے کو بتانا ضروری ہے:

(۱) جب اندیشہ ہو کہ دوسرا فریق کسی واجب حکم کی مخالفت کا مرتکب ہوگا مثلاً اس (نجس چیز) کو کھانے یا پینے میں استعمال کرے گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو بتانا ضروری نہیں ہے۔ مثلاً لباس کے نجس ہونے کے بارے میں بتانا ضروری نہیں جسے پہن کر دوسرا فریق نماز پڑھے گا کیونکہ لباس کا پاک ہونا شرط واقعی نہیں ہے۔

(۲) جب بیچنے یا ادھار دینے والے کو توقع ہو کہ دوسرا فریق اس کی بات پر عمل کرے گا اور اگر وہ جانتا ہو کہ دوسرا فریق اس کی بات پر عمل نہیں کرے گا تو اسے بتانا ضروری نہیں ہے۔

(۱۳۷) اگر ایک شخص کسی دوسرے کو نجس چیز کھاتے یا نجس لباس سے نماز پڑھتے دیکھے تو اسے اس بارے میں کچھ کہنا ضروری نہیں۔

(۱۳۸) اگر گھر کا کوئی حصہ یا قالین یا (دری) نجس ہو اور وہ دیکھے کہ اس کے گھر آنے والوں کا بدن، لباس یا کوئی اور چیز تری کے ساتھ نجس جگہ سے جا لگی ہے اور صاحب خانہ اس کا باعث ہوا ہو تو دو شرطوں کے ساتھ جو گزشتہ مسئلے میں بیان ہوئی ہیں ان لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کر دینا ضروری ہے۔

(۱۳۹) اگر میزبان کو کھانا کھانے کے دوران پتا چلے کہ غذا نجس ہے تو دونوں شرطوں کے مطابق جو مسئلہ ۱۳۶ میں بیان ہوئی ہیں ضروری ہے کہ مہمانوں کو اس کے متعلق آگاہ کر دے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی

کو اس بات کا علم ہو جائے تو اس کے لئے دوسروں کو بتانا ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ ان کے ساتھ یوں گھل مل کر رہتا ہو کہ ان کے نجس ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی نجاست میں مبتلا ہو کر واجب احکام کی مخالفت کا مرتکب ہوگا تو ان کو بتانا ضروری ہے۔

(۱۴۰) اگر کوئی ادھار لی ہوئی چیز نجس ہو جائے تو اس کے مالک کو دو شرطوں کے ساتھ جو مسئلہ ۱۳۶ میں بیان ہوئی ہیں آگاہ کرے۔

(۱۴۱) اگر بچہ کہے کہ کوئی چیز نجس ہے یا کہے کہ اس نے کسی چیز کو دھولیا ہے تو اس کی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر بچہ ممیز ہو اور نجاست و طہارت کو بخوبی سمجھتا ہو اور وہ کہے کہ اس نے ایک چیز پانی سے دھوئی ہے جبکہ وہ چیز اس کے استعمال میں ہو یا بچے کا قول اعتماد کے قابل ہو تو اس کی بات قبول کر لینی چاہئے اور یہی حکم ہے جبکہ بچہ کہے کہ وہ چیز نجس ہے۔

مطہرات

(۱۴۲) بارہ چیزیں ایسی ہیں جو نجاست کو پاک کرتی ہیں اور انہیں مطہرات کہا جاتا ہے۔

(۱) پانی (۲) زمین (۳) سورج (۴) استحالہ
(۵) انقلاب (۶) انتقال (۷) اسلام (۸) تبعیت
(۹) عین نجاست کا زائل ہو جانا (۱۰) نجاست خور حیوان کا استبراء
(۱۱) مسلمان کا غائب ہو جانا (۱۲) ذبیحہ کے بدن سے خون کا نکل جانا

۱۔ پانی

(۱۴۳) پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے:

(۱) پانی مطلق ہو۔ مضاف پانی مثلاً عرق گلاب یا عرق بیدمشک سے نجس چیز پاک نہیں ہوتی۔

(۲) پانی پاک ہو۔

(۳) نجس چیز کو دھونے کے دوران پانی مضاف نہ بن جائے۔ جب کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے پانی سے دھویا جائے اور اس کے بعد مزید دھونا ضروری نہ ہو تو یہ بھی لازم ہے کہ اس پانی میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ موجود نہ ہو لیکن اگر دھونے کی صورت اس سے مختلف ہو (یعنی وہ آخری دھونا نہ ہو) اور پانی کی بو، رنگ اور ذائقہ بدل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اگر کوئی چیز کر پانی یا قلیل پانی سے دھوئی جائے اور اسے دو مرتبہ دھونا ضروری ہو تو خواہ پانی کی بو، رنگ اور ذائقہ پہلی دفعہ دھونے کے وقت بدل جائے لیکن دوسری دفعہ استعمال کئے جانے والے

پانی میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہ ہو تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

(۴) نجس چیز کو پانی سے دھونے کے بعد اس میں عین نجاست کے ذرات باقی نہ رہیں۔

نجس چیز کو قلیل پانی یعنی ایک کر سے کم پانی سے پاک کرنے کی کچھ اور شرائط بھی ہیں جن کا ذکر کیا جا رہا ہے:

(۱۴۴) نجس برتن کے اندرونی حصے کو قلیل پانی سے تین دفعہ دھونا ضروری ہے اور کر یا جاری پانی کا بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے لیکن جس برتن سے کتے نے پانی یا کوئی اور مائع چیز پی ہو اسے پہلے پاک مٹی سے مانجھنا چاہئے پھر اس برتن سے مٹی کو دور کرنا چاہئے، اس کے بعد قلیل یا کر یا جاری پانی سے دو دفعہ دھونا چاہئے۔ اسی طرح اگر کتے نے کسی برتن کو چاٹا ہو اور کوئی چیز اس میں باقی رہ جائے تو اسے دھونے سے پہلے مٹی سے مانجھ لینا ضروری ہے۔ البتہ اگر کتے کا لعاب کسی برتن میں گر جائے یا اس کے بدن کا کوئی اور حصہ اس برتن سے لگے تو احتیاط لازم کی بنا پر اسے مٹی سے مانجھنے کے بعد تین دفعہ پانی سے دھونا ضروری ہے۔

(۱۴۵) جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہے اگر اس کا منہ تنگ ہو تو اس میں مٹی ڈال کر خوب ہلائیں تاکہ مٹی برتن کے تمام اطراف میں پہنچ جائے۔ اس کے بعد اسے اسی ترتیب کے مطابق دھوئیں جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے۔

(۱۴۶) اگر کسی برتن کو سور چاٹے یا اس میں سے کوئی سیال چیز پی لے یا اس برتن میں جنگلی چوہا مر گیا ہو تو اسے قلیل یا کر یا جاری پانی سے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے لیکن مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں۔

(۱۴۷) جو برتن شراب سے نجس ہو گیا ہو اسے تین مرتبہ دھونا ضروری ہے۔ اس بارے میں قلیل یا کر یا جاری پانی کا کوئی فرق نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے۔

(۱۴۸) اگر ایک ایسے برتن کو جو نجس مٹی سے تیار ہوا ہو یا جس میں نجس پانی سرایت کر گیا ہو کر یا جاری پانی میں ڈال دیا جائے تو جہاں جہاں وہ پانی پہنچے گا برتن پاک ہو جائے گا اور اگر اس برتن کے اندرونی اجزاء کو بھی پاک کرنا مقصود ہو تو اسے کر یا جاری پانی میں اتنی دیر تک پڑے رہنے دینا چاہئے کہ پانی تمام برتن میں سرایت کر جائے اور اگر اس برتن میں کوئی ایسی نمی ہو جو پانی کے اندرونی حصوں تک پہنچنے میں مانع ہو تو پہلے اسے خشک کر لینا ضروری ہے اور پھر برتن کو کر یا جاری پانی میں ڈال دینا چاہئے۔

(۱۴۹) نجس برتن کو قلیل پانی سے دو طریقے سے دھویا جا سکتا ہے:

(پہلا طریقہ) برتن کو تین دفعہ بھرا جائے اور ہر دفعہ خالی کر دیا جائے۔

(دوسرا طریقہ) برتن میں تین دفعہ مناسب مقدار میں پانی ڈالیں اور ہر دفعہ پانی کو یوں گھمائیں کہ وہ تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر اسے گرا دیں۔

(۱۵۰) اگر بڑا برتن مثلاً دیگ یا مرتبان نجس ہو جائے تو تین دفعہ پانی سے بھرنے اور ہر دفعہ خالی کرنے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس میں تین دفعہ اوپر سے اس طرح پانی انڈیلیں کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے اور ہر دفعہ اس کی تہہ میں جو پانی جمع ہو جائے اس کو نکال دیں تو برتن پاک

ہو جائے گا۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوسری اور تیسری بار جس برتن کے ذریعے پانی باہر نکالا جائے اسے بھی دھولیا جائے۔

(۱۵۱) اگر نجس تانبے وغیرہ کو پگھلا کر پانی سے دھولیا جائے تو اس کا ظاہری حصہ پاک ہو جائے گا۔

(۱۵۲) اگر تنور پیشاب سے نجس ہو جائے اور اس میں اوپر سے ایک مرتبہ یوں پانی ڈالا جائے کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے تو تنور پاک ہو جائے گا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ یہ عمل دو دفعہ کیا جائے اور اگر تنور پیشاب کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہوا ہو تو نجاست دور کرنے کے بعد مذکورہ طریقے کے مطابق اس میں ایک دفعہ پانی ڈالنا کافی ہے اور بہتر یہ ہے کہ تنور کی تہہ میں ایک گڑھا کھود لیا جائے جس میں پانی جمع ہو سکے پھر اس پانی کو نکال لیا جائے اور گڑھے کو پاک مٹی سے پُر کر دیا جائے۔

(۱۵۳) اگر کسی نجس چیز کو کُر یا جاری پانی میں ایک دفعہ یوں ڈبو دیا جائے کہ پانی اس کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی اور قالین یا دری اور لباس وغیرہ کو پاک کرنے کے لئے اسے نچوڑنا اور اسی طرح سے ملنا یا پاؤں سے رگڑنا ضروری نہیں ہے اور اگر بدن یا لباس پیشاب سے نجس ہو گیا ہو تو اسے کر پانی میں دو دفعہ دھونا بھی لازم ہے۔ البتہ جاری پانی میں ایک بار دھونا کافی ہے۔

(۱۵۴) اگر کسی ایسی چیز کو جو پیشاب سے نجس ہو گئی ہو قلیل پانی سے دھونا مقصود ہو تو اس پر ایک دفعہ یوں پانی بہا دیں کہ پیشاب اس چیز میں باقی نہ رہے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ البتہ لباس اور بدن پر دو دفعہ پانی بہانا ضروری ہے تاکہ پاک ہو جائیں۔ لیکن جہاں تک لباس، قالین، دری اور ان سے ملتی جلتی چیزوں کا تعلق ہے انہیں ہر دفعہ پانی ڈالنے کے بعد نچوڑنا چاہئے تاکہ غسالہ ان میں سے نکل جائے۔ (غسالہ یا دھوون اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی دھوئی جانے والی چیز سے دھلنے کے دوران یا دھل جانے کے بعد خود بخود یا نچوڑنے سے نکلتا ہے)۔

(۱۵۵) جو چیز ایسے شیر خوار لڑکے یا لڑکی کے پیشاب سے نجس ہو جائے جس نے دودھ کے علاوہ کوئی غذا کھانا شروع نہ کی ہو اگر اس پر ایک دفعہ اس طرح پانی ڈالا جائے کہ تمام نجس مقامات پر پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مزید ایک بار اس پر پانی ڈالا جائے۔ لباس، قالین اور دری وغیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں۔

(۱۵۶) اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو وہ نجاست دور کرنے کے بعد ایک دفعہ قلیل پانی اس پر ڈالا جائے۔ جب وہ پانی بہہ جائے تو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ البتہ لباس اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کو نچوڑنا ضروری ہے تاکہ ان کا دھوون نکل جائے۔

(۱۵۷) اگر کسی نجس چٹائی کو جو دھاگوں سے بنی ہوئی ہو کُر یا جاری پانی میں ڈبو دیا جائے تو عین نجاست دور ہونے کے بعد وہ پاک ہو جائے گی لیکن اگر اسے قلیل پانی سے دھویا جائے تو جس طرح بھی ممکن ہو اس کا نچوڑنا ضروری ہے خواہ اس میں پاؤں ہی کیوں نہ چلانے پڑیں تاکہ اس کا دھوون الگ ہو جائے۔

(۱۵۸) اگر گندم، چاول، صابن وغیرہ کا اوپر والا حصہ نجس ہو جائے تو وہ کُر یا جاری پانی میں ڈبونے سے پاک ہو جائے گا۔ انہیں قلیل پانی سے بھی پاک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ان کا اندرونی حصہ نجس ہو جائے تو کُر یا جاری پانی کے ان چیزوں کے اندر تک پہنچنے پر یہ پاک ہو جاتی ہیں۔

(۱۵۹) اگر صابن کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو اسے پاک کیا جا سکتا ہے جبکہ اگر اس کا باطنی حصہ نجس ہو جائے تو وہ پاک نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ نجس پانی صابن کے اندرونی حصے تک سرایت کر گیا ہے یا نہیں تو وہ حصہ پاک ہو گا۔

(۱۶۰) اگر چاول یا گوشت یا ایسی ہی کسی چیز کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو کسی پاک پیالے یا اس کے مثل کسی چیز میں رکھ کر ایک دفعہ اس پر پانی ڈالنے اور پھر پھینک دینے کے بعد وہ چیز پاک ہو جاتی ہے اور اگر کسی نجس برتن میں رکھیں تو یہ کام تین دفعہ انجام دینا ضروری ہے اور اس صورت میں وہ برتن بھی پاک ہو جائے گا لیکن اگر لباس یا کسی دوسری ایسی چیز کو برتن میں ڈال کر پاک کرنا مقصود ہو جس کا نچوڑنا لازم ہے تو جتنی بار اس پر پانی ڈالا جائے اسے نچوڑنا ضروری ہے اور برتن کو الٹ دینا چاہئے تاکہ جو دھوون اس میں جمع ہو گیا ہو وہ بہہ جائے۔

(۱۶۱) اگر کسی نجس لباس کو جو نیل یا اس جیسی چیز سے رنگا گیا ہو کُر یا جاری پانی میں ڈبویا جائے اور کپڑے کے رنگ کی وجہ سے پانی مضاف ہونے سے قبل تمام جگہ پہنچ جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اور اگر اسے قلیل پانی سے دھویا جائے اور نچوڑنے پر اس میں سے مضاف پانی نہ نکلے تو وہ لباس پاک ہو جاتا ہے۔

(۱۶۲) اگر کپڑے کو کُر یا جاری پانی میں دھویا جائے اور مثال کے طور پر بعد میں کائی وغیرہ کپڑے میں نظر آئے اور یہ احتمال نہ ہو کہ یہ کپڑے کے اندر پانی کے پہنچنے میں مانع ہوئی ہے تو وہ کپڑا پاک ہے۔

(۱۶۳) اگر لباس یا اس سے ملتی جلتی چیز کے دھونے کے بعد مٹی کا ذرہ یا صابن اس میں نظر آئے اور احتمال ہو کہ یہ کپڑے کے اندر پانی کے پہنچنے میں مانع ہوا ہے تو وہ پاک ہے لیکن اگر نجس پانی مٹی یا صابن میں سرایت کر گیا ہو تو مٹی اور صابن کا اوپر والا حصہ پاک اور اس کا اندرونی حصہ نجس ہو گا۔

(۱۶۴) جب تک عین نجاست کسی نجس چیز سے الگ نہ ہو وہ پاک نہیں ہو گی لیکن اگر بو یا نجاست کا رنگ اس میں باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا اگر خون لباس پر سے ہٹا دیا جائے اور لباس دھو لیا جائے اور خون کا رنگ لباس پر باقی بھی رہ جائے تو لباس پاک ہو گا۔

(۱۶۵) اگر کُر یا جاری پانی میں بدن کی نجاست دور کر لی جائے تو بدن پاک ہو جاتا ہے لیکن اگر بدن پیشاب سے نجس ہوا ہو تو اس صورت میں ایک دفعہ سے پاک نہیں ہو گا لیکن پانی سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں داخل ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر پانی کے اندر ہی بدن پر اس طرح ہاتھ پھیر لے کہ پانی بدن سے جدا ہو کر دو دفعہ بدن تک پہنچ جائے تو کافی ہے۔

(۱۶۶) اگر نجس غذا دانتوں کی ریخوں میں رہ جائے اور پانی منہ میں بھر کر یوں گھمایا جائے کہ تمام نجس غذا تک پہنچ جائے تو وہ غذا پاک ہو جاتی ہے۔

(۱۶۷) اگر سر یا چہرے کے بالوں کو قلیل پانی سے دھویا جائے اور وہ بال گھنے نہ ہوں تو ان سے دھوون جدا کرنے کے لئے انہیں نچوڑنا ضروری نہیں کیونکہ پانی معمول کے مطابق خود جدا ہو جاتا ہے۔

(۱۶۸) اگر بدن یا لباس کا کوئی حصہ قلیل پانی سے دھویا جائے تو نجس مقام کے پاک ہونے سے اس مقام سے متصل وہ جگہیں بھی پاک ہو جائیں گی جن تک دھوتے وقت عموماً پانی پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نجس مقام کے اطراف کو علیحدہ دھونا ضروری نہیں بلکہ وہ نجس مقام کو دھونے کے ساتھ ہی پاک ہو جاتے ہیں اور اگر ایک پاک چیز ایک نجس چیز کے برابر رکھ دیں اور دونوں پر پانی ڈالیں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ لہٰذا اگر ایک نجس انگلی کو پاک کرنے کے لئے سب انگلیوں پر پانی ڈالیں اور نجس پانی یا پاک پانی سب انگلیوں تک پہنچ جائے تو نجس انگلی کے پاک ہونے پر تمام انگلیاں پاک ہو جائیں گی۔

(۱۶۹) جو گوشت یا چربی نجس ہو جائے دوسری چیزوں کی طرح پانی سے دھوئی جا سکتی ہے۔ یہی صورت اس بدن یا لباس کی ہے جس پر تھوڑی بہت چکنائی ہو جو پانی کو بدن یا لباس تک پہنچنے سے نہ روکے۔

(۱۷۰) اگر برتن یا بدن نجس ہو جائے اور بعد میں اتنا چکنا ہو جائے کہ پانی اس تک نہ پہنچ سکے اور برتن یا بدن کو پاک کرنا مقصود ہو تو پہلے چکنائی دور کرنی چاہئے تاکہ پانی ان تک (یعنی برتن یا بدن تک) پہنچ سکے۔

(۱۷۱) جو نل کُر پانی سے متصل ہو وہ کُر پانی کا حکم رکھتا ہے۔

(۱۷۲) اگر کسی چیز کو دھویا جائے اور یقین ہو جائے کہ پاک ہو گئی ہے لیکن بعد میں شک گزرے کہ عین نجاست اس سے دور ہوئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پانی سے دھو لیا جائے تاکہ یقین آ جائے کہ عین نجاست دور ہو گئی ہے۔

(۱۷۳) وہ زمین جس میں پانی جذب ہو جاتا ہو مثلاً ایسی زمین جس کی سطح ریت یا بجری پر مشتمل ہو اگر نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو جاتی ہے۔

(۱۷۴) اگر وہ زمین جس کا فرش پتھر یا اینٹوں کا ہو یا دوسری سخت زمین جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ اس پر اتنا پانی ڈالا جائے کہ بہنے لگے۔ جو پانی اوپر ڈالا جائے اگر وہ کسی گٹر وغیرہ سے باہر نہ نکل سکے اور کسی جگہ جمع ہو جائے تو اس جگہ کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمع شدہ پانی کو کپڑے یا برتن سے باہر نکال دیا جائے۔

(۱۷۵) اگر معدنی نمک کا ڈلا یا اس جیسی کوئی اور چیز اوپر سے نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے پاک ہو سکتی ہے۔

(۱۷۶) اگر پگھلی ہوئی نجس شکر سے قند بنالیں اور اسے کُر یا جاری پانی میں رکھ دیں تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

۲۔ زمین

(۱۷۷) زمین، پاؤں کے تلوے اور جوتے کے نچلے حصے کو چار شرطوں سے پاک کرتی ہے:

(۱) یہ کہ زمین پاک ہو۔

(۲) یہ کہ زمین خشک ہو۔

(۳) احتیاط لازم کی بنا پر نجاست زمین سے لگی ہو۔

(۴) عین نجاست مثلاً خون اور پیشاب یا متنجس چیز مثلاً متنجس مٹی جو پاؤں کے تلوے یا جوتے کے نچلے حصے میں لگی ہو وہ راستہ چلنے سے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے دور ہو جائے لیکن اگر عین نجاست زمین پر چلنے یا زمین پر رگڑنے سے پہلے ہی دور ہو گئی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر پاک نہیں ہوں گے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ زمین مٹی یا پتھر یا اینٹوں کے فرش یا ان سے ملتی جلتی چیز پر مشتمل ہو۔ قالین، دری، چٹائی، گھاس پر چلنے سے پاؤں کا نجس تلوا یا جوتے کا نجس حصہ پاک نہیں ہوتا۔

(۱۷۸) پاؤں کا تلوا یا جوتے کا نچلا حصہ نجس ہو تو ڈامر پر یا لکڑی کے بنے ہوئے فرش پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

(۱۷۹) پاؤں کے تلوے یا جوتے کے نچلے حصے کو پاک کرنے کے لئے بہتر ہے کہ پندرہ ذراع[1] یا اس سے زیادہ فاصلہ زمین پر چلے خواہ پندرہ ذراع سے کم چلنے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

(۱۸۰) پاک ہونے کے لئے پاؤں یا جوتے کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۸۱) جب پاؤں یا جوتے کا نجس تلوا زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے تو اس کی اطراف کے وہ حصے بھی جنہیں عموماً کیچڑ وغیرہ لگ جاتی ہے پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۸۲) اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی یا گھٹنا نجس ہو جائیں جو ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہو تو اس کے راستہ چلنے سے اس کی ہتھیلی یا گھٹنے کا پاک ہو جانا محل اشکال ہے۔ یہی صورت لاٹھی اور مصنوعی ٹانگ کے نچلے حصے، چوپائے کے نعل، موٹر گاڑیوں اور دوسری گاڑیوں کے پہیوں کی ہے۔

(۱۸۳) اگر زمین پر چلنے کے بعد نجاست کی بو، رنگ یا باریک ذرے جو نظر نہ آئیں پاؤں یا جوتے کے تلوے سے لگے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زمین پر اس قدر چلا جائے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں۔

---

[1] کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کا فاصلہ ایک ذراع کہلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک متوسط انسان کے اعتبار سے ذراع کی مقدار لگ بھگ ۴۶ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

(۱۸۴) جوتے کا اندرونی حصہ زمین پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا اور زمین پر چلنے سے موزے کے نچلے حصے کا پاک ہونا بھی محل اشکال ہے لیکن اگر موزے کا نچلا حصہ چمڑے یا چمڑے سے ملتی جلتی چیز سے بنا ہو اور اسے پہن کر چلنے کا رواج بھی ہو تو وہ زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے گا۔

۳۔ سورج

(۱۸۵) سورج — زمین، عمارت اور دیوار کو پانچ شرطوں کے ساتھ پاک کرتا ہے:

(۱) نجس چیز اس طرح تر ہو کہ اگر دوسری چیز اس سے لگے تو تر ہو جائے۔ لہٰذا اگر وہ چیز خشک ہو تو اسے کسی طرح تر کر لینا چاہئے تاکہ دھوپ سے خشک ہو۔

(۲) اس میں کوئی عین نجاست باقی نہ رہ گئی ہو۔

(۳) کوئی چیز دھوپ میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ پس اگر دھوپ پردے، بادل یا ایسی ہی کسی چیز کے پیچھے سے نجس چیز پر پڑے اور اسے خشک کر دے تو وہ چیز پاک نہیں ہوگی۔ البتہ اگر بادل اتنا ہلکا ہو کہ دھوپ کو نہ روکے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) فقط سورج نجس چیز کو خشک کرے۔ لہٰذا مثال کے طور پر اگر نجس چیز ہوا اور دھوپ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کیفیت یہ ہو کہ یہ کہا جا سکے کہ یہ نجس چیز دھوپ سے خشک ہوئی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۵) عمارت کے جس حصے میں نجاست سرایت کر گئی ہے دھوپ سے ایک ہی مرتبہ خشک ہو جائے۔ پس اگر ایک دفعہ دھوپ نجس زمین اور عمارت پر پڑے اور اس کا سامنے والا حصہ خشک کرے اور دوسری دفعہ نچلے حصے کو خشک کرے تو اس کا سامنے والا حصہ پاک ہوگا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

(۱۸۶) سورج، نجس چٹائی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر اس کی بناوٹ میں دھاگے استعمال ہوئے ہوں تو انہیں پاک نہیں کرتا۔ اسی طرح درخت، گھاس اور دروازے، کھڑکیاں سورج سے پاک ہونے میں اشکال ہے۔

(۱۸۷) اگر دھوپ نجس زمین پر پڑے، بعد ازاں شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے کے وقت زمین تر تھی یا نہیں یا تری دھوپ کے ذریعے خشک ہوئی یا نہیں تو وہ زمین نجس ہوگی اور اگر شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے سے پہلے عین نجاست زمین پر سے ہٹا دی گئی تھی یا نہیں یا یہ کہ کوئی چیز دھوپ کو مانع تھی یا نہیں تو پھر زمین کا پاک ہونا محل اشکال ہے۔

(۱۸۸) اگر دھوپ نجس دیوار کی ایک طرف پڑے اور اس کے ذریعے دیوار کی وہ جانب بھی خشک ہو جائے جس پر دھوپ نہیں پڑی تو بعید نہیں کہ دیوار دونوں طرف سے پاک ہو جائے۔ لیکن اگر ایک دن اس کے ظاہری حصے کو خشک کرے اور اگلے دن باطنی حصے کو خشک کرے تو صرف اس کا ظاہری حصہ پاک ہوگا۔

۴۔ استحالہ

(۱۸۹) اگر کسی نجس چیز کی جنس یوں بدل جائے کہ ایک پاک چیز کی شکل اختیار کر لے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے۔ لیکن اگر اس چیز کی جنس نہ بدلے مثلاً نجس گیہوں کا آٹا پیس لیا جائے یا (نجس آٹے کی) روٹی پکا لی جائے تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

(۱۹۰) مٹی کا کوزہ اور دوسری ایسی چیزیں جو نجس مٹی سے بنائی جائیں نجس ہیں لیکن وہ کوئلہ جو نجس لکڑی سے تیار کیا جائے اگر اس میں لکڑی کی کوئی خاصیت باقی نہ رہے تو وہ کوئلہ پاک ہے۔ اگر گیلی مٹی کو آگ میں پکا کر اینٹ یا سفال بنا لیا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہے۔

(۱۹۱) ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس بدلی ہے یا نہیں) نجس ہے۔

۵۔ انقلاب

(۱۹۲) اگر شراب خود بخود یا کوئی چیز ملانے سے مثلاً سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

(۱۹۳) وہ شراب جو نجس انگور یا اس جیسی کسی دوسری چیز سے تیار کی گئی ہو یا کوئی نجس چیز شراب میں گر جائے تو سرکہ بن جانے سے پاک نہیں ہوتی۔

(۱۹۴) نجس انگور، نجس کشمش اور نجس کھجور سے جو سرکہ تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

(۱۹۵) اگر انگور یا کھجور کے ڈنٹھل بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان سے سرکہ تیار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں بھی کوئی خرابی نہیں خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں بشرطیکہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ نہ پیدا ہوا ہو۔

(۱۹۶) اگر انگور کے رس میں، آگ پر رکھنے سے یا خود بخود ابال آ جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر وہ اتنا ابل جائے کہ اس کا دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے جبکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ نشہ آور بن چکا ہے جیسا کہ بعض کا کہنا ہے کہ خود بخود ابال آ جانے پر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر صرف اسی صورت میں پاک ہو سکتا ہے جب سرکہ بن جائے۔ مسئلہ (۱۱۰) میں بتایا جا چکا ہے کہ انگور کا رس ابال آنے پر نجس نہیں ہوتا۔

(۱۹۷) اگر انگور کے رس کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس میں جوش آ جائے تو اگر لوگ اسے انگور کا رس کہیں، شیرہ نہ کہیں تو احتیاط لازم کی بنا پر وہ حرام ہے۔

(۱۹۸) اگر انگور کے رس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو وہ حلال ہے لیکن اگر جوش میں آ جائے اور یہ یقین نہ ہو کہ اس کا دوتہائی کم ہوا ہے یا نہیں تو وہ حلال نہیں ہوتا۔

(۱۹۹) اگر کچے انگور کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو رس اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا رس نہ کہیں اور اس میں جوش آ جائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

(۲۰۰) اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن وہ اس چیز میں حل نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر فقط اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

(۲۰۱) اگر چند دیگوں میں شیرہ پکایا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اس کا ایسی دیگ میں ڈالنا بھی جائز ہے جس میں جوش نہ آیا ہو۔

(۲۰۲) جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کچے انگور ہیں یا پکے انگور، اگر اس میں جوش آ جائے تو حلال ہے۔

۶۔ انتقال

(۲۰۳) اگر انسان یا اچھلنے والا خون رکھنے والے حیوان کا خون، کوئی ایسا حیوان چوس لے جس میں عرفاً خون نہیں ہوتا، وہ خون اس حیوان کے بدن کا جز بن جانے کے قابل ہو، مثلاً مچھر، انسان یا حیوان کے بدن سے خون چوسے تو وہ خون پاک ہو جاتا ہے اور اسے انتقال کہتے ہیں۔ لیکن علاج کی غرض سے انسان کا جو خون جونک چوستی ہے چونکہ یہ طے نہیں ہے کہ وہ جونک کے بدن کا حصہ بن جائے گا، لہذا نجس ہی رہتا ہے۔

(۲۰۴) اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور وہ خون جو مچھر نے چوسا ہو اس کے بدن سے نکلے تو وہ خون پاک ہے کیونکہ وہ خون اس قابل تھا کہ مچھر کی غذا بن جائے، اگرچہ مچھر کے خون چوسنے اور مارے جانے کے درمیان وقفہ بہت کم ہو۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس خون سے اس حالت میں پرہیز کرے۔

۷۔ اسلام

(۲۰۵) اگر کوئی کافر شہادتین (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی وحدانیت اور خاتم النبیین حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دیدے تو مسلمان ہو جاتا ہے اور اگرچہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے نجس کے حکم میں تھا لیکن مسلمان ہو جانے کے بعد اس کا بدن، تھوک، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا اور اس مقام کو پانی سے دھونا ضروری ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور

ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھو ڈالے۔

(۲۰۶) ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا گیلا لباس اس کے بدن سے چھو گیا ہو تو اس کے مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو یا نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۲۰۷) اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید اور رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو صورت وہی ہے (یعنی وہ پاک ہے)۔

۸۔ تبعیت

(۲۰۸) تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے۔

(۲۰۹) اگر شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جوش کھا کر پہنچی ہو اور اگر کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس (شراب کے برتن) پر رکھی جاتی ہے اور اس سے نجس ہو گئی ہو تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی بیرونی سطح اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس سطح سے پرہیز کیا جائے۔

(۲۱۰) کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے:

(۱) جو کافر مرد مسلمان ہو جائے اس کا بچہ طہارت میں اس کے تابع ہے اور اسی طرح بچے کی ماں یا دادی یا دادا مسلمان ہو جائیں تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اس صورت میں بچے کی طہارت کا حکم اس سے مشروط ہے کہ بچہ اس نو مسلم کے ساتھ اور اس کے زیر کفالت ہو نیز بچے کا کوئی اور زیادہ قریبی کافر رشتہ دار اس بچے کے ہمراہ نہ ہو۔

(۲) ایک کافر بچے کو کسی مسلمان نے قید کر لیا ہو اور اس بچے کے باپ یا دادا پردادا میں سے کوئی ایک بھی اس کے ہمراہ نہ ہو۔

ان دونوں صورتوں میں بچے کے تبعیت کی بنا پر پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جب باشعور ہو جائے تو کفر کا اظہار نہ کرے۔

(۲۱۱) وہ تختہ یا سل جس پر میت کو غسل دیا جاتا ہے اور وہ کپڑا جس سے میت کی شرمگاہ ڈھانپی جاتی ہے نیز غسال کے ہاتھ، یہ تمام چیزیں جو میت کے غسل کے ساتھ دھل جاتی ہیں، غسل مکمل ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔

(۲۱۲) اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانی سے دھوئے تو اس چیز کے پاک ہونے پر اس شخص کا وہ ہاتھ بھی پاک ہو

جاتا ہے جو اس چیز کے ساتھ دھل گیا ہے۔

(۲۱۳) اگر لباس یا اس جیسی کسی چیز کو قلیل پانی سے دھویا جائے اور اتنا نچوڑ دیا جائے جتنا عام طور پر نچوڑا جاتا ہو تا کہ جس پانی سے دھویا گیا ہے اس کا دھوون نکل جائے تو جو پانی اس میں رہ جائے وہ پاک ہے۔

(۲۱۴) جب نجس برتن کو قلیل پانی سے دھویا جائے تو جو پانی برتن کو پاک کرنے کے لئے اس پر ڈالا جائے اس کے بہہ جانے کے بعد جو معمولی پانی اس میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

۹۔ عین نجاست کا دور ہونا

(۲۱۵) اگر کسی حیوان کا بدن عین نجاست مثلاً خون یا نجس شدہ چیز مثلاً نجس پانی سے آلودہ ہو جائے تو جب وہ نجاست دور ہو جائے حیوان کا بدن پاک ہو جاتا ہے۔ یہی صورت انسانی بدن کے اندرونی حصوں کی ہے، مثلاً منہ یا ناک اور کان کہ وہ باہر سے نجاست لگنے سے نجس ہو جائیں گے اور جب نجاست دور ہو جائے تو پاک ہو جائیں گے لیکن داخلی نجاست مثلاً دانتوں کے ریخوں سے خون نکلنے سے بدن کا اندرونی حصہ نجس نہیں ہوتا اور یہی حکم ہے جب کسی خارجی چیز کو بدن کے اندرونی حصے میں نجاست داخلی لگ جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوتی۔ اس بنا پر اگر مصنوعی دانت منہ کے اندر دوسرے دانتوں کے ریخوں سے نکلے ہوئے خون سے آلودہ ہو جائیں تو ان دانتوں کو دھونا لازم نہیں ہے لیکن اگر ان مصنوعی دانتوں کو نجس غذا لگ جائے تو ان کو دھونا لازم ہے۔

(۲۱۶) اگر دانتوں کی ریخوں میں غذا لگی رہ جائے اور پھر منہ کے اندر خون نکل آئے تو وہ غذا خون ملنے سے نجس نہیں ہوگی۔

(۲۱۷) ہونٹوں اور آنکھ کی پلکوں کے وہ حصے جو بند کرتے وقت ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں وہ اندرونی حصے کا حکم رکھتے ہیں۔ اگر اس اندرونی حصے میں خارج سے کوئی نجاست لگ جائے تو اس اندرونی حصے کو دھونا ضروری نہیں ہے لیکن وہ مقامات جن کے بارے میں انسان کو یہ علم نہ ہو کہ آیا انہیں اندرونی حصے سمجھا جائے یا بیرونی، اگر خارج سے نجاست ان مقامات پر لگ جائے تو انہیں دھونا ضروری ہے۔

(۲۱۸) اگر نجس مٹی یا دھول کپڑے یا خشک قالین، دری یا ایسی ہی کسی اور چیز کو لگ جائے اور کپڑے وغیرہ کو یوں جھاڑا جائے کہ نجس مٹی کی یقینی مقدار اس سے الگ ہو جائے تو وہ لباس اور فرش پاک مانے جائیں گے اور انہیں دھونا بھی ضروری نہیں۔

۱۰۔ نجاست خور حیوان کا استبراء

(۲۱۹) جس حیوان کو انسانی نجاست کھانے کی عادت پڑ گئی ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اگر اسے پاک کرنا مقصود ہو تو اس کا استبراء کرنا ضروری ہے یعنی ایک عرصے تک اسے نجاست نہ کھانے دیں اور

پاک غذا دیں حتیٰ کہ اتنی مدت گزر جائے کہ پھر اسے نجاست کھانے والا نہ کہا جا سکے اور احتیاط مستحب کی بنا پر نجاست کھانے والے اونٹ کو چالیس دن تک، گائے کو بیس دن تک، بھیڑ کو دس دن تک، مرغابی کو سات یا پانچ دن تک اور پالتو مرغی کو تین دن تک نجاست کھانے سے باز رکھا جائے۔ اگرچہ مقررہ مدت گزرنے سے پہلے بھی انہیں نجاست کھانے والے حیوان نہ کہا جا رہا ہو۔

۱۱۔ مسلمان کا غائب ہو جانا

(۲۲۰) اگر بالغ یا طہارت و نجاست کی سمجھ رکھنے والے مسلمان کا بدن یا لباس یا دوسری اشیاء مثلاً برتن اور دری وغیرہ جو اس کے استعمال میں ہوں نجس ہو جائیں اور پھر وہ وہاں سے چلا جائے اور پھر انسان کو اس بات کا عقلی احتمال ہو کہ اس نے یہ چیزیں دھولی ہیں تو وہ پاک ہوں گی۔

(۲۲۱) اگر کسی شخص کو یقین یا اطمینان ہو کہ جو چیز پہلے نجس تھی اب پاک ہو گئی ہے یا دو عادل اشخاص اس کے پاک ہونے کی گواہی دیں اور گواہی میں اس سبب کو بیان کریں جس سے وہ چیز پاک ہوئی ہو، مثلاً یہ گواہی دیں کہ پیشاب سے نجس شدہ فلاں لباس کو دو بار دھولیا گیا ہے تو وہ چیز پاک ہے۔ اسی طرح اگر وہ شخص جس کے پاس کوئی نجس چیز ہو کہے کہ وہ چیز پاک ہو گئی ہے اور وہ غلط بیاں نہ ہو یا کسی مسلمان نے ایک نجس چیز کو پاک کرنے کی غرض سے دھویا ہو تو چاہے یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے ٹھیک طرح سے دھویا ہے یا نہیں تو وہ چیز بھی پاک ہے۔

(۲۲۲) اگر کسی نے ایک شخص کا لباس دھونے کی ذمہ داری لی ہو اور کہے کہ میں نے اسے دھو دیا ہے اور اس شخص کو اس کے یہ کہنے سے تسلی ہو جائے تو وہ لباس پاک ہے۔

(۲۲۳) اگر کسی طہارت و نجاست کے معاملے میں شکی مزاج شخص کی یہ حالت ہو جائے کہ اسے کسی نجس چیز کے پاک ہونے کا یقین ہی نہ آئے اگر وہ اس چیز کو معمول کے مطابق دھولے تو کافی ہے۔

۱۲۔ ذبیحہ کے بدن سے خون کا نکل جانا

(۲۲۴) جیسا کہ مسئلہ ۹۴ میں بتایا گیا ہے کہ کسی جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے بعد اس کے بدن سے معمول کے مطابق (ضروری مقدار میں) خون نکل جائے تو جو خون اس کے بدن کے اندر باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

(۲۲۵) مذکورہ بالا حکم جس کا بیان مسئلہ ۲۲۴ میں ہوا ہے احتیاط کی بنا پر اس جانور سے مخصوص ہے جس کا گوشت حلال ہو۔ جس جانور کا گوشت حرام ہو اس پر یہ حکم جاری نہیں ہو سکتا۔

برتنوں کے احکام

(۲۲۶) جو برتن کتے، سور یا مُردار کے چمڑے سے بنایا جائے اس میں کسی چیز کا کھانا پینا جبکہ تری اس کی نجاست کا موجب بنی ہو، حرام ہے اور اس برتن کو وضو اور غسل اور ایسے دوسرے کاموں میں استعمال نہیں کرنا چاہئے جنھیں پاک چیز سے انجام دینا ضروری ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کتے، سور اور مُردار کے چمڑے کو خواہ وہ برتن کی شکل میں نہ بھی ہو استعمال نہ کیا جائے۔

(۲۲۷) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ان کو کسی طرح بھی استعمال کرنا حرام ہے لیکن ان سے کمرہ وغیرہ سجانے یا انہیں اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں گو ان کا ترک کر دینا احوط ہے اور سجاوٹ یا قبضے میں رکھنے کے لئے سونے اور چاندی کے برتن بنانے اور ان کی خرید و فروخت کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۲۸) استکان (شیشے کا چھوٹا سا گلاس جس میں قہوہ پیتے ہیں) کا ہولڈر جو سونے یا چاندی سے بنا ہوا ہو اگر اسے برتن کہا جائے تو وہ سونے، چاندی کے برتن کا حکم رکھتا ہے اور اگر اسے برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۲۹) ایسے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

(۲۳۰) اگر کسی دھات کو چاندی یا سونے میں مخلوط کر کے برتن بنائے جائیں اور وہ دھات اتنی زیادہ مقدار میں ہو کہ اس برتن کو سونے یا چاندی کا برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۱) اگر غذا سونے یا چاندی کے برتن میں رکھی ہو اور کوئی شخص اسے دوسرے برتن میں انڈیل لے تو اگر دوسرا برتن عام طور پر پہلے برتن میں کھانے کا ذریعہ شمار نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۳۲) حقے کے چلم کا سوراخوں والا ڈھکنا، تلوار، چھری یا چاقو کا میان اور قرآن مجید رکھنے کا ڈبہ اگر سونے یا چاندی سے بنے ہوں تو کوئی حرج نہیں تاہم احتیاط مستحب یہ ہے کہ سونے چاندی کی بنی ہوئی عطر دانی، سرمہ دانی اور افیم دانی استعمال نہ کی جائیں۔

(۲۳۳) مجبوری کی حالت میں سونے چاندی کے برتنوں میں اتنا کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں جس سے مجبوری ختم ہو جائے لیکن اس سے زیادہ کھانا پینا جائز نہیں۔

(۲۳۴) ایسا برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ سونے یا چاندی کا ہے یا کسی اور چیز سے بنا ہوا ہے۔

وضو

(۲۳۵) وضو میں واجب ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصے اور دونوں پاؤں کے سامنے والے حصے کا مسح کیا جائے۔

(۲۳۶) چہرے کو لمبائی میں پیشانی کے اوپر اس جگہ سے لے کر جہاں سر کے بال اگتے ہیں ٹھوڑی کے آخری کنارے تک دھونا ضروری ہے اور چوڑائی میں بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے پھیلاؤ میں جتنی جگہ آ جائے اسے دھونا ضروری ہے۔ اگر اس مقدار کا ذرا سا حصہ بھی چھوٹ جائے تو وضو باطل ہے اور اگر انسان کو یہ یقین نہ ہو کہ ضروری حصہ پورا دھل گیا ہے تو یقین کرنے کے لئے تھوڑا تھوڑا ادھر ادھر سے دھونا بھی ضروری ہے۔

(۲۳۷) اگر کسی شخص کے ہاتھ یا چہرہ عام لوگوں کی بہ نسبت بڑے یا چھوٹے ہوں تو اسے دیکھنا چاہئے کہ عام لوگ کہاں تک اپنا چہرہ دھوتے ہیں اور پھر وہ بھی اتنا ہی دھو ڈالے۔ علاوہ ازیں اگر اس کی پیشانی پر بال اگے ہوئے ہوں یا سر کے اگلے حصے پر بال نہ ہوں تو بھی ضروری ہے کہ عام اندازے کے مطابق پیشانی دھو ڈالے۔

(۲۳۸) اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کی بھوؤں، آنکھ کے گوشوں اور ہونٹوں پر میل یا کوئی دوسری چیز ہے جو پانی کے ان تک پہنچنے میں رکاوٹ ہے اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہو تو ضروری ہے کہ وضو سے پہلے تحقیق کر لے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو تو اسے دور کر لے۔

(۲۳۹) اگر چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہو تو پانی جلد تک پہنچانا ضروری ہے اور اگر نظر نہ آتی ہو تو بالوں کا دھونا کافی ہے اور ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

(۲۴۰) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہے یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ بالوں کو دھوئے اور پانی جلد تک بھی پہنچائے۔

(۲۴۱) ناک کے اندرونی حصے اور ہونٹوں اور آنکھوں کے ان حصوں کا جو بند کرنے پر نظر نہیں آتے دھونا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی انسان کو یہ یقین نہ ہو کہ جن جگہوں کا دھونا ضروری ہے ان میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی تو واجب ہے کہ ان اعضاء کا کچھ اضافی حصہ بھی دھولے تا کہ اسے یقین ہو جائے اور جس شخص کو اس بات کا علم نہ تھا اگر اس نے جو وضو کیا ہے اس میں ضروری حصے دھونے یا نہ دھونے کے بارے میں نہ جانتا ہو تو اس وضو سے اس نے جو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے اور بعد کی نمازوں کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۲۴۲) احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھوں اور اسی طرح چہرے کو اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے۔ اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھوئے جائیں تو وضو باطل ہوگا۔

(۲۴۳) اگر ہتھیلی پانی سے تر کر کے چہرے اور ہاتھوں پر پھیری جائے اور ہاتھ میں اتنی تری ہو کہ اسے پھیرنے سے پورے چہرے اور ہاتھوں پر پانی پہنچ جائے تو کافی ہے۔ ان پر پانی کا بہنا ضروری نہیں۔

(۲۴۴) چہرہ دھونے کے بعد پہلے دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ کہنی سے انگلیوں کے سروں تک دھونا ضروری ہے۔

(۲۴۵) اگر انسان کو یقین نہ ہو کہ کہنی کو پوری طرح دھولیا ہے تو یقین حاصل کرنے کے لئے کہنی سے اوپر کا کچھ حصہ دھونا بھی ضروری ہے۔

(۲۴۶) جس شخص نے چہرہ دھونے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو کلائی کے جوڑ تک دھویا ہو ضروری ہے کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کے سروں تک دھوئے۔ اگر وہ صرف کلائی کے جوڑ تک دھوئے گا تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

(۲۴۷) وضو میں چہرے اور ہاتھوں کا ایک دفعہ دھونا واجب، دوسری دفعہ دھونا مستحب اور تیسری دفعہ یا اس سے زیادہ بار دھونا حرام ہے۔ ایک دفعہ دھونا اس وقت مکمل ہوگا جب وضو کی نیت سے اتنا پانی چہرے یا ہاتھ پر ڈالے کہ وہ پانی پورے چہرے یا ہاتھ پر پہنچ جائے اور احتیاط کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ لہٰذا اگر پہلی دفعہ دھونے کی نیت سے دس بار بھی چہرے پر پانی ڈالے تا کہ پانی تمام مقامات تک پہنچ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب تک وضو کرنے یا چہرہ دھونے کی نیت نہ کرے پہلی بار دھونا شمار نہیں ہوگا۔ لہٰذا اگر چاہے تو چند بار چہرے کو دھولے اور آخری بار چہرہ دھوتے وقت وضو کی نیت کرلے لیکن دوسری دفعہ دھونے میں نیت کا معتبر ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ ایک مرتبہ چہرے یا ہاتھوں کو دھو لینے کے بعد دوسری بار دھونے کے لئے ایک بار سے زیادہ نہ دھوئے اگرچہ وضو کی نیت سے نہ بھی ہو۔

(۲۴۸) دونوں ہاتھ دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے کا مسح وضو کے پانی کی اس تری سے کرنا چاہئے جو ہاتھوں کو لگی رہ گئی ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسح دائیں ہاتھ سے کیا جائے اور اوپر سے نیچے کی طرف ہو۔

(۲۴۹) سر کے چار حصوں میں سے پیشانی سے ملا ہوا ایک حصہ وہ مقام ہے جہاں مسح کرنا چاہئے۔ اس حصے میں جہاں بھی اور جس اندازے سے بھی مسح کریں کافی ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لمبائی میں

ایک انگلی کی لمبائی کے لگ بھگ اور چوڑائی میں تین ملی ہوئی انگلیوں کے لگ بھگ جگہ پر مسح کیا جائے۔

(۲۵۰) یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح جلد پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کرنا بھی درست ہے لیکن اگر کسی کے سر کے بال اتنے لمبے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھا کرے تو چہرے پر آ گریں یا سر کے کسی دوسرے حصے تک جا پہنچیں تو ضروری ہے کہ وہ بالوں کی جڑوں پر مسح کرے اور اگر وہ چہرے پر آ گرنے والے یا دوسرے حصوں کے بالوں کو سر کے اگلے حصے میں جمع کر کے ان پر مسح کرے تو ایسا مسح باطل ہے۔

(۲۵۱) سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی اس تری سے جو ہاتھوں میں باقی ہو پاؤں کی کسی ایک انگلی سے لے کر پاؤں کے جوڑ تک مسح کرنا ضروری ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دائیں پیر کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پیر کا بائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے۔

(۲۵۲) پاؤں پر مسح چوڑائی میں جتنا بھی ہو کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ تین ملی ہوئی انگلیوں کی چوڑائی کے برابر ہو اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ پاؤں کے پورے اوپری حصے کا مسح پوری ہتھیلی سے کیا جائے۔

(۲۵۳) ضروری نہیں ہے کہ پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ انگلیوں کے سروں پر رکھے اور پھر پاؤں کے اوپر کھینچے بلکہ یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ پورا ہاتھ پاؤں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے۔

(۲۵۴) سر اور پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ ان پر کھینچنا ضروری ہے اور اگر ہاتھ کو ساکن رکھے اور سر یا پاؤں کو اس پر چلائے تو باطل ہے لیکن ہاتھ کھینچنے کے وقت سر اور پاؤں معمولی حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۵۵) جس جگہ کا مسح کرنا ہو ضروری ہے کہ وہ خشک ہو۔ اگر وہ اس قدر تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہے۔ لیکن اگر اس پر نمی ہو یا تری اتنی کم ہو کہ وہ ہتھیلی کی تری سے ختم ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۲۵۶) اگر مسح کرنے کے لئے ہتھیلی پر تری باقی نہ رہی ہو تو اسے دوسرے پانی سے تر نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اپنی داڑھی کی تری لے کر اس سے مسح کرلے۔ داڑھی کے علاوہ اور کسی جگہ سے تری لے کر مسح کرنا محل اشکال ہے۔

(۲۵۷) اگر ہتھیلی کی تری صرف سر کے مسح کے لئے کافی ہو تو احتیاط واجب ہے کہ سر کا مسح اس تری سے کرے اور پاؤں کے مسح کے لئے اپنی داڑھی سے تری حاصل کرے۔

(۲۵۸) موزے اور جوتے پر مسح کرنا باطل ہے۔ ہاں اگر سخت سردی کی وجہ سے یا چور یا درندے وغیرہ کے خوف سے جوتے یا موزے نہ اتارے جا سکیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ موزے اور جوتے پر مسح کرے اور تیمم بھی کرے۔ تقیہ کی صورت میں موزے اور جوتے پر مسح کرنا کافی ہے۔

(۲۵۹) اگر پاؤں کا اوپر والا حصہ نجس ہو اور مسح کرنے کے لئے اسے دھویا بھی نہ جا سکتا ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

ارتماسی وضو

(۲۶۰) ارتماسی وضو یہ ہے کہ انسان چہرے اور ہاتھوں کو وضو کی نیت سے پانی میں ڈبوے۔ بظاہر ارتماسی طریقے سے دھلے ہوئے ہاتھ کی تری سے مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ ایسا کرنا خلاف احتیاط ہے۔

(۲۶۱) ارتماسی وضو میں بھی چہرہ اور ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف دھونے چاہئیں۔ لہٰذا جب کوئی شخص وضو کی نیت سے چہرہ اور ہاتھ پانی میں ڈبوئے تو ضروری ہے کہ چہرہ پیشانی کی طرف سے اور ہاتھ کہنیوں کی طرف سے ڈبوئے۔

(۲۶۲) اگر کوئی شخص بعض اعضاء کا وضو ارتماسی طریقے سے اور بعض کا غیر ارتماسی طریقے سے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

وضو کی مستحب دعائیں

(۲۶۳) جو شخص وضو کرنے لگے اس کے لئے مستحب ہے کہ جب اس کی نظر پانی پر پڑے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَهُوْرًا وَّلَمْ یَجْعَلْهُ نَجِسًا.

جب وضو سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ.

کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَقِّنِیْ حُجَّتِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ وَاَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ.

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْ عَلَیَّ رِیْحَ الْجَنَّةِ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَّشُمُّ رِیْحَهَا وَرَوْحَهَا وَطِیْبَهَا.

چہرہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ الْوُجُوْهُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ الْوُجُوْهُ.

دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَالْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ بِیَسَارِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا.

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُّقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ.

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَبَرَکَاتِکَ وَعَفْوِکَ.

پاؤں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْهِ الْاَقْدَامُ وَاجْعَلْ سَعْیِیْ فِیْ مَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ.

وضو صحیح ہونے کی شرائط

وضو صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں:

(۱) وضو کا پانی پاک ہو۔ ایک قول کی بنا پر وضو کا پانی ایسی چیزوں مثلاً حلال گوشت حیوان کے پیشاب، پاک مُردار اور زخم کی ریم سے آلودہ نہ ہو جن سے انسان کو گھن آتی ہو، اگرچہ شرعی لحاظ سے ایسا پانی پاک ہے اور یہ قول احتیاط کی بنا پر ہے۔

(۲) پانی مطلق ہو۔

(۲۶۴) نجس یا مضاف پانی سے وضو کرنا باطل ہے خواہ وضو کرنے والا شخص اس کے نجس یا مضاف ہونے کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو یا بھول گیا ہو۔ لہٰذا اگر وہ ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ چکا ہو تو صحیح وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔

(۲۶۵) اگر ایک شخص کے پاس مٹی ملے ہوئے مضاف پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کے لئے نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کر لے لیکن اگر وقت تنگ نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی کے صاف ہونے کا انتظار کرے یا کسی طریقے سے اس پانی کو صاف کرے اور وضو کرے۔ ہاں! مٹی ملا ہوا پانی اسی وقت مضاف بنتا ہے جب اسے پانی نہ کہا جاسکے۔

(۳) وضو کا پانی مباح ہو۔

(۲۶۶) ایسے پانی سے وضو کرنا جو غصب کیا گیا ہو یا جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کا مالک اس کے استعمال پر راضی ہے یا نہیں حرام اور باطل ہے۔ علاوہ ازیں اگر چہرے اور ہاتھوں سے وضو کا پانی غصب کی ہوئی جگہ پر گرتا ہو یا وہ فضا جس میں وضو کر رہا ہے غصبی ہے اور وضو کرنے کے لئے کوئی اور جگہ بھی نہ ہو تو اس شخص کا فریضہ تیمم ہے اور اگر کسی دوسری جگہ وضو کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ دوسری جگہ وضو کرے۔ لیکن اگر دونوں صورتوں میں گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی جگہ وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۶۷) کسی مدرسے کے ایسے حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ تمام لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے یا صرف مدرسے کے طلباء کے لئے وقف ہے اور صورت یہ ہو کہ لوگ

عموماً اس حوض سے وضو کرتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو۔

(۲۶۸) اگر کوئی شخص ایک مسجد میں نماز پڑھنا نہ چاہتا ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آیا اس مسجد کا حوض تمام لوگوں کے لئے وقف ہے یا صرف ان لوگوں کے لئے جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو اس کے لئے اس حوض سے وضو کرنا درست نہیں لیکن اگر عموماً وہ لوگ بھی اس حوض سے وضو کرتے ہوں جو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو تو وہ شخص بھی اس حوض سے وضو کر سکتا ہے۔

(۲۶۹) سرائے، مسافر خانوں اور ایسے ہی دوسرے مقامات کے حوض سے ان لوگوں کا جو ان میں مقیم نہ ہوں، وضو کرنا اسی صورت میں درست ہے جب عموماً ایسے لوگ بھی جو وہاں مقیم نہ ہوں اس حوض سے وضو کرتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو۔

(۲۷۰) ان نہروں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جن پر عقلاء کا طریقہ یہ ہے کہ تصرف کیا کرتے ہیں، چاہے نہریں بڑی ہوں یا چھوٹی اور چاہے انسان کو مالک کی رضایت کا علم بھی نہ ہو بلکہ اگر مالک وضو کرنے سے روکے یا انسان جانتا ہو کہ مالک راضی نہیں یا مالک نابالغ بچہ یا پاگل ہو، پھر بھی ان لہروں میں تصرف جائز ہے۔

(۲۷۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ پانی غصبی ہے اور اس سے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔ لیکن اگر کسی شخص نے خود پانی غصب کیا ہو اور بعد میں بھول جائے کہ یہ پانی غصبی ہے اور اس سے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۷۲) اگر وضو کا پانی تو اس کا اپنا ہو لیکن غصبی برتن میں ہو اور اس شخص کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہ ہو تو اگر وہ اس پانی کو شرعی طریقے سے دوسرے برتن میں انڈیل سکتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے کسی دوسرے برتن میں انڈیل لے اور پھر اس سے وضو کرے اور اگر ایسا کرنا آسان نہ ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر اس کے پاس اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ اس سے وضو کرے اور اگر ان دونوں صورتوں میں وہ صحیح طریقے پر عمل نہ کرتے ہوئے اس پانی سے جو غصبی برتن میں ہے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۷۳) اگر کسی حوض میں مثال کے طور پر غصب کی ہوئی ایک اینٹ یا ایک پتھر لگا ہو اور عرف عام میں اس حوض میں سے پانی نکالنا اس اینٹ یا پتھر پر تصرف نہ سمجھا جائے تو (پانی لینے میں) کوئی حرج نہیں لیکن اگر تصرف سمجھا جائے تو پانی کا نکالنا حرام لیکن اس سے وضو کرنا صحیح ہے۔

(۲۷۴) اگر ائمہ طاہرین علیہم السلام یا ان کی اولاد کے مقبرے کے صحن میں جو پہلے قبرستان تھا کوئی حوض یا نہر کھودی جائے اور یہ علم نہ ہو کہ صحن کی زمین قبرستان کے لئے وقف ہو چکی ہے تو اس حوض یا نہر کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴) وضو کے اعضاء دھوتے وقت اور مسح کرتے وقت پاک ہوں۔ چاہے انہیں وضو کے دوران ہی دھونے یا مسح کرنے سے پہلے پاک کر لے جبکہ اگر کر یا اس جیسے پانی سے دھو رہا ہو تو دھونے سے پہلے پاک کرنا بھی ضروری نہیں۔

(۲۷۵) اگر وضو مکمل ہونے سے پہلے وہ مقام نجس ہو جائے جسے دھویا جا چکا ہے یا جس کا مسح کیا جا چکا ہے تو وضو صحیح ہے۔

(۲۷۶) اگر اعضائے وضو کے سوا بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو صحیح ہے لیکن اگر پاخانے یا پیشاب کے مقام کو پاک نہ کیا ہو تو پھر احتیاط مستحب یہ ہے کہ پہلے انہیں پاک کرے اور پھر وضو کرے۔

(۲۷۷) اگر وضو کے اعضاء میں سے کوئی عضو نجس ہو اور وضو کرنے کے بعد شک گزرے کہ آیا وضو کرنے سے پہلے اس عضو کو دھویا تھا یا نہیں تو وضو صحیح ہے لیکن اس نجس مقام کو دھو لینا ضروری ہے۔

(۲۷۸) اگر کسی کے چہرے یا ہاتھوں پر کوئی ایسی خراش یا زخم ہو جس سے خون نہ رکتا ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس عضو کو صحیح سالم اجزاء کو ترتیب وار دھونے کے بعد زخم یا خراش والے حصے کو کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبو دے اور اسے اس قدر دبائے کہ خون بند ہو جائے اور پانی کے اندر ہی اپنی انگلی زخم یا خراش پر رکھ کر اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے تاکہ اس (خراش یا زخم) پر پانی جاری ہو جائے اور پھر اس سے نچلے حصوں کو دھو لے۔ اس طرح اس کا وضو صحیح ہو جائے گا۔

(۵) وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے وقت کافی ہو۔

(۲۷۹) اگر وقت اتنا کم ہو کہ وضو کرے تو ساری کی ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے لیکن اگر تیمم اور وضو کے لئے تقریباً یکساں وقت درکار ہو تو پھر وضو کرے۔

(۲۸۰) جس شخص کے لئے نماز کا وقت تنگ ہونے کے باعث تیمم کرنا ضروری ہو اگر وہ قصد قربت کی نیت سے یا کسی مستحب کام مثلاً قرآن مجید پڑھنے کے لئے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اگر اسی نماز کو پڑھنے کے لئے وضو کرے تو بھی یہی حکم ہے سوائے اس کے کہ اسے قصد قربت حاصل نہ ہو سکے۔

(۶) وضو بقصد قربت سے کرے اور اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ حکم الٰہی کی بجا آوری کے قصد سے کیا جائے۔ اگر اپنے آپ کو ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور نیت سے کیا جائے تو وضو باطل ہے۔

(۲۸۱) وضو کی نیت زبان سے یا دل میں کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص وضو کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے بجا لائے تو کافی ہے۔

(۷) وضو اس ترتیب سے کیا جائے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی پہلے چہرہ اور اس کے بعد دایاں اور پھر بایاں ہاتھ دھویا جائے اس کے بعد سر کا اور پھر پاؤں کا مسح کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں پاؤں کا ایک ساتھ مسح نہ کیا جائے بلکہ بائیں پاؤں کا مسح دائیں پاؤں کے بعد کیا جائے۔

(۸) وضو کے افعال پے در پے انجام دے۔

(۲۸۲) اگر وضو کے افعال کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ عرف عام میں پے در پے دھونا نہ کہلائے تو وضو باطل ہے لیکن اگر کسی شخص کو کوئی عذر پیش آ جائے مثلاً یہ کہ بھول جائے یا پانی ختم ہو جائے تو اس صورت میں بلا فاصلہ دھونے کی شرط معتبر نہیں ہے بلکہ وضو کرنے والا شخص جس وقت کسی عضو کو دھونا یا اس کا

مسح کرنا چاہے اور اس وقت تک ان تمام مقامات کی تری خشک ہو چکی ہو جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہے یا جن کا مسح کر چکا ہے تو وضو باطل ہوگا۔ لیکن اگر جس عضو کو دھونا ہے یا مسح کرنا ہے صرف اس سے پہلے دھوئے ہوئے یا مسح کیے ہوئے عضو کی تری خشک ہو گئی ہو مثلاً بایاں ہاتھ دھوتے وقت دائیں ہاتھ کی تری خشک ہو چکی ہو لیکن چہرہ تر ہو تو وضو صحیح ہے۔

(۲۸۳) اگر کوئی شخص وضو کے افعال بلا فاصلہ انجام دے لیکن گرم ہوا یا بدن کی زیادہ حرارت یا کسی اور ایسی ہی وجہ سے پہلی جگہوں کی تری خشک ہو جائے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۸۴) وضو کے دوران چلنے پھرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص چہرہ اور ہاتھ دھونے کے بعد چند قدم چلے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۹) انسان خود اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسے وضو کرائے یا اس کے چہرے یا ہاتھوں پر پانی ڈالنے یا سر اور پاؤں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

(۲۸۵) جو شخص خود وضو نہ کر سکتا ہو ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے، اگرچہ دھونا اور مسح کرنا دونوں کی مشارکت سے ہو اور اگر وہ شخص اجرت مانگے تو اگر اس کی ادائیگی کر سکتا ہو اور ایسا کرنا اس کے لئے مالی طور پر نقصان دہ نہ ہو تو اجرت ادا کرنا ضروری ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وضو کی نیت خود کرے اور مسح بھی اپنے ہاتھ سے کرے اور اگر خود دوسرے کے ساتھ شرکت نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے جو اسے وضو کروائے اور اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں وضو کی نیت کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا نائب اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی مسح کی جگہوں پر پھیرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نائب اس کے ہاتھ سے تری حاصل کرے اور اس تری سے اس کے سر اور پاؤں پر مسح کرے۔

(۲۸۶) وضو کے جو افعال بھی انسان بذات خود انجام دے سکتا ہو ضروری ہے کہ انہیں انجام دینے کے لئے دوسروں کی مدد نہ لے۔

(۱۰) وضو کرنے والے کے لئے پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

(۲۸۷) جس شخص کو خوف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا اس پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہ جائے گا اس کا فریضہ وضو نہیں ہے اور اگر اسے علم نہ ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے اور وہ وضو کر لے جبکہ وضو کرنا اس کے لئے واقعتاً نقصان دہ تھا تو اس کا وضو باطل ہے۔

(۲۸۸) اگر چہرے اور ہاتھوں کو اتنے کم پانی سے دھونا جس سے وضو صحیح ہو جاتا ہو ضرر رساں نہ ہو اور اس سے زیادہ ضرر رساں ہو تو ضروری ہے کہ کم مقدار سے ہی وضو کرے۔

(۱۱) وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

(۲۸۹) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء پر کوئی چیز لگی ہوئی ہے لیکن اس بارے میں اسے شک ہو کہ آیا وہ چیز پانی کے ان اعضاء تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ یا تو اس چیز کو ہٹا دے یا پانی اس کے نیچے تک پہنچائے۔

(۲۹۰) اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو درست ہے لیکن اگر ناخن کاٹا جائے اور اس میل کی وجہ سے پانی کھال تک نہ پہنچے تو وضو کے لئے اس میل کا دور کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازاں اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑھ جائیں تو جتنا حصہ معمول سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اس کے نیچے سے میل نکالنا ضروری ہے۔

(۲۹۱) اگر کسی شخص کے چہرے، ہاتھوں، سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جل جانے سے یا کسی اور وجہ سے آبلہ پڑ جائے تو اسے دھو لینا اور اس پر مسح کر لینا کافی ہے اور اگر اس میں سوراخ ہو جائے تو پانی جلد کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں بلکہ اگر جلد کا ایک حصہ اکھڑ جائے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ جو حصہ نہیں اکھڑا اس کے نیچے تک پانی پہنچایا جائے لیکن جب اکھڑی ہوئی جلد کبھی بدن سے چپک جاتی ہو اور کبھی اوپر اٹھ جاتی ہو تو ضروری ہے کہ یا تو اسے کاٹ دے یا اس کے نیچے پانی پہنچائے۔

(۲۹۲) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز چپکی ہوئی ہے یا نہیں اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظر میں بھی درست ہو مثلاً گارے سے کوئی کام کرنے کے بعد شک ہو کہ گارا اس کے ہاتھ سے لگا رہ گیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ تحقیق کر لے یا ہاتھ کو اتنا ملے کہ اطمینان ہو جائے کہ اگر اس پر گارا لگا رہ گیا تھا تو دور ہو گیا ہے یا پانی اس کے نیچے پہنچ گیا ہے۔

(۲۹۳) جس جگہ کو دھونا ہو یا جس کا مسح کرنا ہو اگر اس پر میل ہو لیکن وہ میل پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ڈالے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر پلستر وغیرہ کا کام کرنے کے بعد سفیدی ہاتھ پر لگی رہ جائے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہ روکے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر شک ہو کہ ان چیزوں کی موجودگی پانی کے جلد تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے۔

(۲۹۴) اگر کوئی شخص وضو کرنے سے پہلے جانتا ہو کہ وضو کے بعض اعضاء پر ایسی چیز موجود ہے جو ان تک پانی پہنچنے میں مانع ہے اور وضو کے بعد شک کرے کہ وضو کرتے وقت پانی ان اعضاء تک پہنچایا ہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۹۵) اگر وضو کے بعض اعضاء میں کوئی ایسی رکاوٹ ہو جس کے نیچے پانی کبھی تو خود بخود چلا جاتا ہو اور کبھی نہ پہنچتا ہو اور انسان وضو کے بعد شک کرے کہ پانی اس کے نیچے پہنچا ہے یا نہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ وضو کے وقت وہ اس رکاوٹ کے نیچے پانی پہنچنے کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۶) اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد وضو کے اعضاء پر کوئی ایسی چیز دیکھے جو پانی کے بدن تک پہنچنے میں مانع ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وضو کے وقت یہ چیز موجود تھی یا بعد میں پیدا ہوئی تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس رکاوٹ کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۷) اگر کسی شخص کو وضو کے بعد شک ہو کہ جو چیز پانی کے پہنچنے میں مانع ہے وضو کے اعضاء پر تھی یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

وضو کے احکام

(۲۹۸) اگر کوئی شخص وضو کے افعال اور شرائط مثلاً پانی کے پاک ہونے یا غصبی نہ ہونے کے بارے میں بہت زیادہ شک کرتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

(۲۹۹) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کا وضو باطل ہوا ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا وضو باقی ہے لیکن اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد استبراء کئے بغیر وضو کر لیا ہو اور وضو کے بعد اس کے مخرج پیشاب سے ایسی رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ یہ نہ جانتا ہو کہ پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اس کا وضو باطل ہے۔

(۳۰۰) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ وضو کرے۔

(۳۰۱) جس شخص کو معلوم ہو کہ اس نے وضو کیا ہے اور اس سے حدث بھی واقع ہو گیا ہے، مثلاً اس نے پیشاب کیا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کونسی بات پہلے واقع ہوئی ہے اگر یہ صورت نماز سے پہلے پیش آئے تو وضو کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے دوران پیش آئے تو نماز توڑ کر وضو کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے تو جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔ البتہ دوسری نمازوں کے لئے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔

(۳۰۲) اگر کسی شخص کو وضو کے بعد یا وضو کے دوران یقین ہو جائے کہ اس نے بعض جگہیں نہیں دھوئیں یا ان کا مسح نہیں کیا اور جن اعضاء کو پہلے دھویا ہو یا ان کا مسح کیا ہو ان کی تری زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے خشک ہو چکی ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ وضو کرے لیکن اگر وہ تری خشک نہ ہوئی ہو یا ہوا کی گرمی یا کسی اور ایسی وجہ سے خشک ہو گئی ہو تو ضروری ہے کہ جن جگہوں کے بارے میں بھول گیا ہو انہیں اور ان کے بعد آنے والی جگہوں کو دھوئے یا ان کا مسح کرے اور اگر وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے کے بارے میں شک کرے تو اسی حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۰۳) اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد شک ہو کہ اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ آئندہ نمازوں کے لئے وضو کرے۔

(۳۰۴) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران شک ہو کہ آیا اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے اور ضروری ہے کہ وہ وضو کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

(۳۰۵) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتا چلے کہ اس کا وضو باطل ہو گیا تھا لیکن شک ہو کہ اس کا وضو نماز سے پہلے باطل ہوا تھا یا بعد میں تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔

(۳۰۶) اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اسے پیشاب کے قطرے گرتے رہتے ہوں یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ نماز کے اول وقت سے لے کر آخر وقت تک اسے اتنا وقفہ مل جائے گا کہ وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ اس وقفے کے دوران نماز پڑھ لے اور اگر اسے صرف اتنی مہلت ملے جو نماز

کے واجبات ادا کرنے کے لئے کافی ہو تو اس دوران صرف نماز کے واجبات انجام دے اور ضروری ہے کہ مستحب افعال مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کو ترک کر دے۔

(۳۰۷) اگر کسی شخص کو (بیماری کی وجہ سے) وضو کر کے نماز کا کچھ حصہ پڑھنے کی مہلت ملتی ہو اور نماز کے دوران ایک دفعہ یا چند دفعہ اس کا پیشاب یا پاخانہ خارج ہوتا ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس مہلت کے دوران وضو کر کے نماز پڑھے لیکن نماز کے دوران لازم نہیں ہے کہ پیشاب یا پاخانہ خارج ہونے کی وجہ سے دوبارہ وضو کرے۔

(۳۰۸) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار یوں آتا ہو کہ اسے وضو کر کے نماز کا کچھ حصہ پڑھنے کی بھی مہلت نہ ملتی ہو تو اس کا ایک وضو چند نمازوں کے لئے بھی کافی ہے۔ ماسوا اس کے کہ کوئی اور ایسی چیز پیش آ جائے جس سے وضو باطل ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ سو جائے یا اس کا پیشاب و پاخانہ طبیعی انداز سے معمول کے مطابق خارج ہو۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے ایک بار وضو کرے لیکن قضا سجدے، قضا تشہد اور نماز احتیاط کے لئے دوسرا وضو ضروری نہیں ہے۔

(۳۰۹) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار آتا ہو تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وضو کے بعد فوراً نماز پڑھے اگرچہ بہتر ہے کہ نماز پڑھنے میں جلدی کرے۔

(۳۱۰) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار آتا ہو تو وضو کرنے کے بعد اگر وہ نماز کی حالت میں نہ ہو تب بھی اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا جائز ہے۔

(۳۱۱) جس شخص کو قطرہ قطرہ پیشاب آتا رہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نماز کے لئے ایک ایسی تھیلی استعمال کرے جس میں روئی یا کوئی اور چیز رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگہوں تک پہنچنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر نماز سے پہلے نجس شدہ مقام پیشاب کو دھو لے۔ علاوہ ازیں جو شخص پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نماز پڑھنے تک پاخانے کو دوسری جگہوں تک پھیلنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر باعث زحمت نہ ہو تو ہر نماز کے لئے مقعد کو دھوئے۔

(۳۱۲) جو شخص پیشاب یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو جہاں تک ممکن ہو نماز میں پیشاب یا پاخانہ روکے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر کچھ خرچ کرنا پڑے تو خرچ بھی کرے بلکہ اگر اس کا مرض آسانی سے دور ہو سکتا ہو تو بہتر ہے کہ اپنا علاج کرائے۔

(۳۱۳) جو شخص اپنا پیشاب یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے صحت یاب ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں اس نے مرض کی حالت میں اپنے فریضے کے مطابق پڑھی ہوں ان کی قضا کرے لیکن اگر اس کا مرض نماز کے وقت کے دوران ہی دور ہو جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ جو نماز اس وقت پڑھی ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

(۳۱۴) اگر کسی شخص کو یہ عارضہ لاحق ہو کہ ریاح روکنے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان لوگوں کے فریضے کے مطابق عمل کرے جو پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہوں۔

وہ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا ضروری ہے

(۳۱۵) چھ چیزوں کے لئے وضو کرنا واجب ہے:

(۱) نماز میت کے علاوہ واجب نمازوں کیلئے۔ مستحب نمازوں میں وضو شرط صحت ہے۔

(۲) بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کو انجام دینے کے لئے جبکہ ان کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث اس سے سرزد ہوا ہو مثلاً اس نے پیشاب کیا ہو لیکن سجدۂ سہو کے لئے وضو کرنا واجب نہیں۔

(۳) خانۂ کعبہ کے واجب طواف کے لئے جو حج اور عمرہ کا جز ہوتا ہے۔

(۴) وضو کرنے کی نذر کی ہو (منت مانی ہو) یا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو۔

(۵) جب کسی نے منت مانی ہو کہ مثلاً قرآن مجید کا بوسہ لے گا۔

(۶) نجس شدہ قرآن مجید کو دھونے کے لئے یا بیت الخلاء وغیرہ سے نکالنے کے لئے جبکہ متعلقہ شخص مجبور ہو کہ اس مقصد کے لئے اپنا ہاتھ یا بدن کا کوئی اور حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرے لیکن وضو میں صرف ہونے والا وقت اگر قرآن مجید کو دھونے یا اسے بیت الخلاء سے نکالنے میں اتنی تاخیر کا باعث ہو جس سے کلام اللہ کی بے حرمتی ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ وضو کئے بغیر قرآن مجید کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لے یا اگر نجس ہو گیا ہو تو اسے دھو ڈالے۔

(۳۱۶) جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے لگانا حرام ہے لیکن اگر قرآن مجید کا فارسی زبان میں یا کسی اور زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو تو اسے مس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۱۷) بچے اور دیوانے کو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے سے روکنا واجب نہیں لیکن اگر ان کے ایسا کرنے سے قرآن مجید کی توہین ہوتی ہو تو انہیں روکنا ضروری ہے۔

(۳۱۸) جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ناموں اور ان صفتوں کو مس کرنا جو صرف اسی کے لئے مخصوص ہیں خواہ کسی زبان میں لکھی ہوں احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے اور بہتر یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اسمائے مبارکہ کو بھی مس نہ کرے۔

(۳۱۹) وضو جب بھی کیا جائے، چاہے نماز کا وقت آنے سے کچھ پہلے، کافی دیر پہلے یا نماز کا وقت آ جانے کے بعد، اگر قُربَۃً اِلَی اللّٰہ کی نیت سے کیا جائے تو صحیح ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ واجب یا مستحب ہونے کی نیت کی جائے بلکہ اگر غلطی سے وجوب کی نیت کر لے اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی وضو

واجب نہیں ہوا تھا تو بھی صحیح ہے۔

(۳۲۰) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ (نماز کا) وقت داخل ہو چکا ہے اور واجب وضو کی نیت کرے لیکن وضو کرنے کے بعد اسے پتا چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۳۲۱) مستحب ہے کہ اگر انسان باوضو ہو تب بھی ہر نماز کے لئے دوبارہ وضو کرے۔ بعض فقہاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا ہے کہ میت کی نماز کے لئے، قبرستان جانے کے لئے، مسجد یا ائمہ علیہم السلام کے حرم میں جانے کے لئے، قرآن مجید ساتھ رکھنے، اسے پڑھنے، لکھنے اور اس کا حاشیہ مس کرنے کے لئے اور سونے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔ لیکن مذکورہ موارد میں وضو کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے، البتہ اگر کوئی شخص مستحب ہونے کے احتمال کے ساتھ وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اس وضو کے ساتھ ہر وہ کام کر سکتا ہے جو باوضو ہو کر کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اس وضو کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مبطلاتِ وضو

(۳۲۲) سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں:

(۱) پیشاب۔ جو مشکوک رطوبت پیشاب کے بعد اور استبراء سے پہلے انسان سے خارج ہوتی ہے وہ بھی پیشاب کا حکم رکھتی ہے (۲) پاخانہ (۳) ریاح یعنی معدے اور آنتوں کی ہوا جو مقعد سے خارج ہوتی ہے (۴) نیند جس کی وجہ سے نہ آنکھیں دیکھ سکیں اور نہ کان سن سکیں لیکن اگر آنکھیں نہ دیکھ رہی ہوں مگر کان سن رہے ہوں تو وضو باطل نہیں ہوتا (۵) ایسی حالت جن میں عقل زائل ہو جاتی ہو مثلاً دیوانگی، مستی یا بے ہوشی (۶) عورتوں کا استحاضہ جس کا ذکر بعد میں آئے گا (۷) جنابت بلکہ احتیاط مستحب کی بنا پر ہر وہ کام جس کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

جبیرہ وضو کے احکام

وہ چیز جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی باندھی جاتی ہے اور وہ دوا جو زخم یا ایسی ہی کسی چیز پر لگائی جاتی ہے جبیرہ کہلاتی ہے۔

(۳۲۳) اگر وضو کے اعضاء میں سے کسی پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسی طرح وضو کرنا ضروری ہے جیسے عام طور پر کیا جاتا ہے۔

(۳۲۴) اگر کسی شخص کے چہرے اور ہاتھوں پر زخم یا پھوڑا ہو، یا ان میں سے کسی کی (چہرے یا ہاتھوں) ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو، اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان دہ ہو تو اسے زخم یا پھوڑے کے آس پاس کا حصہ اس

طرح اوپر سے نیچے کو دھونا چاہئے جیسا وضو میں بتایا گیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ کھینچنا نقصان دہ نہ ہو تو تر ہاتھ اس پر کھینچے اور اس کے بعد پاک کپڑا اس پر ڈال دے اور گیلا ہاتھ اس کپڑے پر بھی کھینچے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

(۳۲۵) اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کسی شخص کے سر کے اگلے حصے یا پاؤں پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور وہ اس پر مسح نہ کر سکتا ہو کیونکہ زخم مسح کی پوری جگہ پر پھیلا ہوا ہو یا مسح کی جگہ کا جو حصہ صحیح و سالم ہو اس پر مسح کرنا بھی اس کی قدرت سے باہر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ تیمم کرے اور احتیاط مستحب کی بنا پر وضو بھی کرے اور پاک کپڑا زخم وغیرہ پر رکھے اور وضو کے پانی کی تری سے جو ہاتھوں پر لگی ہو کپڑے پر مسح کرے۔

(۳۲۶) اگر پھوڑے یا زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ کسی چیز سے بند ہو اور اس کا کھولنا بغیر تکلیف کے ممکن ہو اور پانی بھی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسے کھول کر وضو کرنا ضروری ہے خواہ زخم وغیرہ چہرے اور ہاتھوں پر ہو یا سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو۔

(۳۲۷) اگر کسی شخص کا زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی جو کسی چیز سے بندھی ہوئی ہو اس کے چہرے یا ہاتھوں پر ہو اور اس کا کھولنا اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو ضروری ہے کہ آس پاس کے جتنے حصے کو دھونا ممکن ہو اسے دھوئے اور احتیاط واجب کی بنا پر جبیرہ پر مسح کرے۔

(۳۲۸) اگر زخم کا منہ نہ کھل سکتا ہو اور خود زخم اور جو چیز اس پر لگائی گئی ہو پاک ہو اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہو اور مضر بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی کو زخم کے منہ پر اوپر سے نیچے کی طرف پہنچائے اور اگر زخم یا اس کے اوپر لگائی گئی چیز نجس ہو اور اس کا دھونا اور زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اسے دھوئے اور وضو کرتے وقت پانی زخم تک پہنچائے اور اگر پانی زخم کے لئے مضر تو نہ ہو لیکن زخم کو دھونا ممکن نہ ہو یا اسے کھولنا ضرر یا مشقت کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۳۲۹) اگر جبیرہ اعضائے وضو میں سے کسی ایک یا پورے حصے پر پھیلا ہوا ہو تو جبیرہ وضو کافی ہے لیکن اگر جبیرہ تمام اعضائے وضو یا زیادہ تر اعضاء پر پھیلا ہوا ہو تو احتیاط کی بنا پر تیمم کرنا ضروری ہے اور جبیرہ وضو بھی کرے۔

(۳۳۰) یہ ضروری نہیں کہ جبیرہ ان چیزوں میں سے ہو جن کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے بلکہ اگر وہ ریشم یا ان حیوانات کے اجزا سے بنی ہو جن کا گوشت کھانا جائز نہیں تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔

(۳۳۱) جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کرتے وقت اس نے تر ہاتھ اس پر کھینچا ہو تو وہ سر اور پاؤں کا مسح اسی تری سے کرے۔

(۳۳۲) اگر کسی شخص کے پاؤں کے اوپر والے پورے حصے پر جبیرہ ہو لیکن کچھ حصہ انگلیوں کی طرف سے اور کچھ حصہ پاؤں کے اوپر والے حصے کی طرف سے کھلا ہو تو جو جگہیں کھلی ہیں وہاں پاؤں کے اوپر والے حصے پر اور جن جگہوں پر جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۳) اگر چہرے یا ہاتھوں پر کئی جبیرے ہوں تو ان کا درمیانی حصہ دھونا ضروری ہے اور اگر سر یا پاؤں

کے اوپر والے حصے پر جبیرے ہوں تو ان کے درمیانی حصے کا مسح کرنا ضروری ہے اور جہاں جبیرے ہوں وہاں جبیرے کے بارے میں احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۴) اگر جبیرہ زخم کے آس پاس کے حصوں کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کو ہٹانا بغیر تکلیف کے ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے بجز اس کے کہ جبیرہ تیمم کی جگہوں پر ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور دونوں صورتوں میں اگر جبیرہ کا ہٹانا بغیر تکلیف کے ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اسے ہٹا دے۔ پس اگر زخم چہرے یا ہاتھوں پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کو دھوئے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کا مسح کرے اور زخم کی جگہ کے لئے جبیرہ کے احکام پر عمل کرے۔

(۳۳۵) اگر وضو کے اعضاء پر زخم نہ ہو یا ان کی ہڈی ٹوٹی ہوئی نہ ہو لیکن کسی اور وجہ سے پانی ان کے لئے مضر ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۶) اگر وضو کے اعضاء کی کسی رگ سے فصد کھلوانے کے طریقے سے خون نکالا گیا ہو اور اسے دھونا ممکن نہ ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔ لیکن اگر پانی اس کے لئے مضر ہو تو جبیرہ کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۷) اگر وضو یا غسل کی جگہ پر کوئی ایسی چیز چپک گئی ہو جس کا اتارنا ممکن نہ ہو یا اسے اتارنے کی تکلیف ناقابل برداشت ہو تو متعلقہ شخص کا فریضہ تیمم ہے۔ لیکن اگر چپکی ہوئی چیز تیمم کے مقامات پر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور اگر چپکی ہوئی چیز دوا ہو تو وہ جبیرہ کے حکم میں آتی ہے۔

(۳۳۸) غسل میت کے علاوہ تمام قسم کے غسلوں میں جبیرہ غسل، جبیرہ وضو کی طرح ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل کو ترتیبی طریقے سے انجام دیا جائے اور اگر بدن پر زخم یا پھوڑا ہو تو مکلف کو غسل یا تیمم کا اختیار ہے۔ اگر وہ غسل کو اختیار کرتا ہے اور زخم یا پھوڑے پر جبیرہ نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زخم یا پھوڑے پر پاک کپڑا رکھے اور اس کپڑے کے اوپر مسح کرے۔ اگر بدن کا کوئی حصہ ٹوٹا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور احتیاطاً جبیرہ کے اوپر بھی مسح کرے اور اگر جبیرہ پر مسح کرنا ممکن نہ ہو یا جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہ کھلی ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۹) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر اس کی تیمم کی بعض جگہوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ وہ جبیرہ وضو کے احکام کے مطابق جبیرہ تیمم کرے۔

(۳۴۰) جس شخص کو جبیرہ وضو یا جبیرہ غسل کر کے نماز پڑھنا ضروری ہو اگر اسے علم ہو کہ نماز کے آخر وقت تک اس کا عذر دور نہیں ہوگا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اسے امید ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ انتظار کرے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں جبیرہ وضو یا جبیرہ غسل کے ساتھ نماز ادا کرے لیکن اگر اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو یا غسل کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

(۳۴۱) اگر کسی شخص نے آنکھ کی کسی بیماری کی وجہ سے پلکوں کے بالوں کو چپکا کر رکھا ہو تو ضروری ہے کہ وہ تیمم کرے۔
(۳۴۲) اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کا فریضہ تیمم ہے یا جبیرہ وضو، تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے تیمم اور جبیرہ وضو دونوں بجالانے چاہئیں۔
(۳۴۳) جو نمازیں کسی انسان نے جبیرہ وضو سے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں اور وہ اسی وضو کے ساتھ آئندہ کی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

واجب غسل

واجب غسل سات ہیں:

(۱) غسل جنابت (۲) غسل حیض (۳) غسل نفاس
(۴) غسل استحاضہ (۵) غسل مس میت (۶) غسل میت
(۷) وہ غسل جو منت یا قسم وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو جائے۔

اور اگر چاند یا سورج کو مکمل گرہن لگا ہو اور مکلف جان بوجھ کر نماز آیات نہ پڑھے یہاں تک کہ نماز قضا ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی قضا کے لئے غسل کرے۔

جنابت کے احکام

(۳۴۴) دو چیزوں سے انسان مجنب ہو جاتا ہے ایک جماع اور دوسرے منی کے خارج ہونے سے، خواہ وہ نیند کی حالت میں نکلے یا جاگتے میں، کم ہو یا زیادہ، شہوت کے ساتھ نکلے یا بغیر شہوت کے اور اس کا نکلنا اختیار میں ہو یا نہ ہو۔
(۳۴۵) اگر کسی شخص کے بدن سے کوئی رطوبت خارج ہو اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا پیشاب یا کوئی اور چیز، اگر وہ رطوبت شہوت کے ساتھ اور اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے بعد بدن سست ہو گیا ہو تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔ لیکن اگر ان تین علامات میں سے ساری کی ساری یا کچھ موجود نہ ہوں تو وہ رطوبت منی کے حکم میں نہیں آئے گی۔ لیکن اگر انسان بیمار ہو تو پھر ضروری نہیں کہ وہ رطوبت اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے وقت بدن سست ہو جائے بلکہ اگر صرف شہوت کے ساتھ نکلے تو وہ رطوبت منی کے حکم میں ہوگی۔ جو رطوبت چھیڑ چھاڑ یا شہوت انگیز تصورات کے وقت انسان اپنی شرمگاہ میں محسوس کرتا ہے وہ پاک، اس سے غسل بھی واجب

ہوتا اور نہ ہی یہ وضو کو باطل کرتی ہے۔ ہاں! وہ رطوبت جو عورت سے شہوت کے ساتھ خارج ہوتی ہے اگر حد تک ہو کہ اسے انزال کہا جا سکے اور لباس کو آلودہ کردے، جو عام طور پر اس وقت نکلتی ہے جب عورت جنسی لذت کی انتہا تک پہنچ جائے، تو یہ نجس بھی ہے اور اس سے عورت مجنب بھی ہو جاتی ہے۔
(۳۴۶) اگر کسی ایسے شخص کے مخرج پیشاب سے جو بیمار نہ ہو کوئی ایسا پانی خارج ہو جس میں ان تین علامات میں سے جن کا ذکر اوپر والے مسئلے میں کیا گیا ہے ایک علامت موجود ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ باقی علامات بھی اس میں موجود ہیں یا نہیں تو اگر اس پانی کے خارج ہونے سے پہلے اس نے وضو کیا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسی وضو کو کافی سمجھے اور اگر وضو نہیں کیا تھا تو صرف وضو کرنا کافی ہے اور اس پر غسل کرنا لازم نہیں۔
(۳۴۷) منی خارج ہونے کے بعد انسان کے لئے پیشاب کرنا مستحب ہے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کے بعد اس کے مخرج پیشاب سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔
(۳۴۸) اگر کوئی شخص جماع کرے اور عضو تناسل سپاری کی مقدار تک یا اس سے زیادہ عورت کی فرج میں داخل ہو جائے تو خواہ یہ دخول فرج میں ہو یا دبر میں اور خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ اور خواہ منی خارج ہو یا نہ ہو دونوں جنب ہو جاتے ہیں۔
(۳۴۹) اگر کسی کو شک ہو کہ عضو تناسل سپاری کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔
(۳۵۰) نعوذ باللہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ وطی کرے اور اس کی منی خارج ہو تو صرف غسل کرنا کافی ہے اور اگر منی خارج نہ ہو اور اس نے وطی کرنے سے پہلے وضو کیا ہوا ہو تب بھی صرف غسل کرنا کافی ہے اور اگر وضو نہ کر رکھا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے اور مرد یا لڑکے سے وطی کرنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔
(۳۵۱) اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن خارج نہ ہو یا انسان کو شک ہو کہ منی خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔
(۳۵۲) جو شخص غسل نہ کر سکے لیکن تیمم کر سکتا ہو وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد بھی اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔
(۳۵۳) اگر کوئی شخص اپنے لباس میں منی دیکھے اور جانتا ہو کہ اس کی اپنی منی ہے اور اس نے اس منی کے لئے غسل نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور جن نمازوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے کے بعد پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن ان نمازوں کی قضا ضروری نہیں جن کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے سے پہلے پڑھی تھیں۔

وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں:

(۳۵۴) پانچ چیزیں مجنب پر حرام ہیں:

(۱) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ یا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نام سے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو مس کرنا اور بہتر یہ ہے کہ انبیاء، ائمہ اور حضرت زہرا علیہم السلام کے ناموں سے بھی اپنا بدن مس نہ کرے۔

(۲) مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں جانا، خواہ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل آئے۔

(۳) مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ٹھہرنا، اور احتیاط واجب کی بنا پر ائمہ علیہم السلام کے حرم میں ٹھہرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کو عبور کرے، مثلاً ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے باہر نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) کسی مسجد میں کوئی چیز رکھنے کے لئے داخل ہونا۔ احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم مسجد سے کوئی چیز اٹھانے کے لئے بھی ہے چاہے مسجد میں داخل نہ بھی ہو۔

(۵) ان آیات میں سے کسی آیت کا پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ وہ آیتیں (۱) سورۃ سجدہ آیت ۱۵ (۲) سورۃ فُصِّلَت آیت ۳۷ (۳) سورۃ والنجم آیت ۶۲ (۴) سورۃ علق آیت ۱۹ میں ہیں۔

وہ چیزیں جو مجنب کے لئے مکروہ ہیں:

(۳۵۵) نو چیزیں جنب شخص کے لئے مکروہ ہیں:

(۱-۲) کھانا اور پینا۔ لیکن اگر ہاتھ منہ دھولے اور کلی کرلے تو مکروہ نہیں ہے اور اگر صرف ہاتھ دھولے تو بھی کراہت کم ہو جائے گی۔

(۳) قرآن مجید کی سات سے زیادہ ایسی آیات پڑھنا جن میں سجدہ واجب نہ ہو۔

(۴) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کی جلد، حاشیہ یا الفاظ کی درمیانی جگہ سے چھونا۔

(۵) قرآن مجید اپنے ساتھ رکھنا۔

(۶) سونا۔ البتہ اگر وضو کرلے یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کرلے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے۔

(۷) مہندی یا اس سے ملتی جلتی چیز سے خضاب کرنا۔

(۸) بدن پر تیل ملنا۔

(۹) احتلام یعنی سوتے میں منی خارج ہونے کے بعد جماع کرنا۔

غسل جنابت

(۳۵۶) غسل جنابت واجب نماز پڑھنے کے لئے اور ایسی دوسری عبادات کے لئے واجب ہو جاتا ہے لیکن نماز میت، سجدۂ سہو، سجدۂ شکر اور قرآن مجید کے واجب سجدوں کے لئے غسل جنابت ضروری نہیں ہے۔

(۳۵۷) یہ ضروری نہیں کہ غسل کے وقت نیت کرے کہ واجب غسل کر رہا ہے بلکہ فقط قُربَۃً اِلَی اللہِ یعنی بارگاہ الٰہی میں فروتنی و عاجزی کے ارادے سے غسل کرے تو کافی ہے۔

(۳۵۸) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور غسل واجب کی نیت کرلے لیکن بعد میں پتا چلے کہ اس نے وقت سے پہلے غسل کرلیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے۔

(۳۵۹) غسل جنابت دو طریقوں سے انجام دیا جاسکتا ہے: ترتیبی اور ارتماسی۔

ترتیبی غسل

(۳۶۰) ترتیبی غسل میں احتیاط لازم کی بنا پر غسل کی نیت کے ساتھ پہلے پورا سر و گردن اور بعد میں بدن دھونا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ بدن کو پہلے دائیں طرف سے اور بعد میں بائیں طرف سے دھوئے۔ تینوں اعضاء میں سے ہر ایک کو غسل کی نیت سے پانی کے اندر حرکت دینے سے ترتیبی غسل کا صحیح ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط اس پر اکتفا نہ کرنے میں ہے اور اگر وہ شخص جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۶۱) اگر کوئی شخص بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کے لئے غسل کا اعادہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر بدن کو دوبارہ دھولے تو اس کا غسل صحیح ہو جائے گا۔

(۳۶۲) اگر کسی شخص کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ اس نے دونوں حصوں سر و گردن اور بدن کو مکمل طور پر دھولیا ہے تو اس بات کا یقین کرنے کے لئے جس حصے کو دھوئے اس کے ساتھ دوسرے حصے کی کچھ مقدار بھی دھونا ضروری ہے۔

(۳۶۳) اگر کسی شخص کو غسل کے بعد پتا چلے کہ بدن کا کچھ حصہ دھلنے سے رہ گیا ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ کونسا حصہ ہے تو سر کا دوبارہ دھونا ضروری نہیں اور بدن کا صرف وہ حصہ دھونا ضروری ہے جس کے نہ دھوئے جانے کے بارے میں احتمال پیدا ہوا ہے۔

(۳۶۴) اگر کسی کو غسل کے بعد پتا چلے کہ اس نے بدن کا کچھ حصہ نہیں دھویا تو اگر وہ بائیں طرف ہو تو صرف اسی مقدار کا دھولینا کافی ہے اور اگر دائیں طرف ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد بائیں طرف کو دوبارہ دھوئے اور اگر سر اور گردن دھلنے سے رہ گئی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد دوبارہ بدن کو دھوئے۔

(۳۶۵) اگر کسی شخص کو غسل مکمل ہونے سے پہلے دائیں یا بائیں طرف کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک گزرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھوئے اور اگر اسے سر یا گردن کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر سر اور گردن دھونے کے بعد بدن کو دوبارہ دھونا ضروری ہے۔

ارتماسی غسل

ارتماسی غسل دو طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ دفعی اور تدریجی۔

(۳۶۶) غسل ارتماسی دفعی میں ضروری ہے کہ ایک لمحے کے لئے پورا بدن پانی میں گھر جائے لیکن غسل کرنے سے پہلے ایک شخص کے سارے بدن کا پانی سے باہر ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر بدن کا کچھ حصہ پانی سے باہر ہو اور غسل کی نیت سے پانی میں غوطہ لگائے تو کافی ہے۔

(۳۶۷) غسل ارتماسی تدریجی میں ضروری ہے کہ غسل کی نیت سے عرفی اعتبار سے ایک ہی دفعہ میں بدن کو پانی میں ڈبودے۔ اس غسل میں ضروری ہے کہ بدن کا پورا حصہ غسل کرنے سے پہلے پانی سے باہر ہو۔

(۳۶۸) اگر کسی شخص کو غسل ارتماسی کے بعد پتا چلے کہ اس کے بدن کے کچھ حصے تک پانی نہیں پہنچا ہے تو خواہ وہ اس مخصوص حصے کے متعلق جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ضروری ہے کہ دوبارہ غسل کرے۔

(۳۶۹) اگر کسی شخص کے پاس غسل ترتیبی کے لئے وقت نہ ہو لیکن ارتماسی غسل کے لئے وقت ہو تو ضروری ہے کہ ارتماسی غسل کرے۔

(۳۷۰) جس شخص نے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھا ہو وہ ارتماسی غسل نہیں کرسکتا لیکن اگر اس نے بھول کر ارتماسی غسل کرلیا ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

غسل کے احکام

(۳۷۱) غسل ارتماسی یا غسل ترتیبی میں غسل سے پہلے سارے جسم کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر پانی میں غوطہ لگانے یا غسل کے ارادے سے پانی بدن پر ڈالنے سے بدن پاک ہو جائے تو غسل صحیح ہوگا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جس پانی سے غسل کر رہا ہے، وہ طہارت کی حالت سے خارج نہ ہو جائے۔ مثلاً کُر پانی سے غسل کر رہا ہو۔

(۳۷۲) اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہوا ہو اور گرم پانی سے غسل کرلے تو اگرچہ اسے پسینہ بھی آئے تب بھی اس کا غسل صحیح ہے۔

(۳۷۳) غسل میں بال برابر بدن بھی اگر اَن دُھلا رہ جائے تو غسل باطل ہے لیکن کان اور ناک کے

اندرونی حصوں کا اور ہر اس چیز کا دھونا جو باطن شمار ہوتی ہو واجب نہیں ہے۔

(۳۷۴) اگر کسی شخص کو بدن کے کسی حصے کے بارے میں شک ہو کہ اس کا شمار بدن کے ظاہر میں ہے یا باطن میں تو ضروری ہے کہ اسے دھولے۔

(۳۷۵) اگر کان کی بالی کا سوراخ یا اس جیسا کوئی اور سوراخ اس قدر کھلا ہو کہ اس کا اندرونی حصہ بدن کا ظاہر شمار کیا جائے تو اسے دھونا ضروری ہے ورنہ اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

(۳۷۶) جو چیز بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو ضروری ہے کہ انسان اسے ہٹادے اور اگر اس کے ہٹ جانے کا یقین کرنے سے پہلے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۷۷) اگر غسل کے وقت کسی شخص کو شک گزرے کہ کوئی ایسی چیز اس کے بدن پر ہے یا نہیں جو بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو تو ضروری ہے کہ چھان بین کرے حتیٰ کہ مطمئن ہو جائے کہ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے۔

(۳۷۸) غسل میں ان چھوٹے چھوٹے بالوں کو جو بدن کا جزو شمار ہوتے ہیں دھونا ضروری ہے اور لمبے بالوں کا دھونا واجب نہیں ہے بلکہ اگر پانی کو جلد تک اس طرح پہنچائے کہ لمبے بال تر نہ ہوں تو غسل صحیح ہے لیکن اگر انہیں دھوئے بغیر جلد تک پانی پہنچانا ممکن نہ ہو تو انہیں بھی دھونا ضروری ہے تاکہ پانی بدن تک پہنچ جائے۔

(۳۷۹) وہ تمام شرائط جو وضو کے صحیح ہونے کے لئے بتائی جاچکی ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور غصبی نہ ہونا وہی شرائط غسل کے صحیح ہونے کے لئے بھی ہیں۔ لیکن غسل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان بدن کو اوپر سے نیچے کی جانب دھوئے۔ علاوہ ازیں غسل ترتیبی میں یہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن دھونے کے بعد فوراً بدن کو دھوئے۔ لہٰذا اگر سر اور گردن دھونے کے بعد توقف کرے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد بدن کو دھوئے تو کوئی حرج نہیں بلکہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن یا تمام بدن کو ایک ساتھ دھوئے پس اگر مثال کے طور پر سر دھویا ہو اور کچھ دیر بعد گردن دھوئے تو جائز ہے لیکن جو شخص پیشاب یا پاخانہ کے نکلنے کو نہ روک سکتا ہو تاہم اسے پیشاب اور پاخانہ اندازاً اتنے وقت تک نہ آتا ہو کہ غسل کرکے نماز پڑھ لے تو ضروری ہے کہ فوراً غسل کرے اور غسل کے بعد فوراً نماز پڑھ لے۔

(۳۸۰) اگر کوئی شخص یہ جانے بغیر کہ حمام والا راضی ہے یا نہیں اس کی اجرت ادھار رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو تو خواہ حمام والے کو بعد میں اس بات پر راضی بھی کرلے اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۸۱) اگر حمام والا ادھار پر غسل کی اجازت دینے کے لئے راضی ہو لیکن غسل کرنے والا اس کی اجرت نہ دینے یا حرام مال سے دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۸۲) اگر کوئی شخص حمام والے کو ایسی رقم بطور اجرت دے جس کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو تو اگرچہ وہ حرام کا مرتکب ہوگا لیکن بظاہر اس کا غسل صحیح ہوگا اور مستحقین کو خمس ادا کرنا اس کے ذمے رہے گا۔

(۳۸۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ غسل کرے لیکن اگر غسل کے بعد شک کرے کہ غسل صحیح کیا ہے یا نہیں تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

(۳۸۴) اگر غسل کے دوران کسی شخص سے حدث اصغر سرزد ہو جائے مثلاً پیشاب کر دے تو اس غسل کو ترک کر کے نئے سرے سے غسل کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اس غسل کو مکمل کر سکتا ہے۔ اس صورت میں احتیاط لازم کی بنا پر وضو کرنا بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ شخص غسل ترتیبی سے غسل ارتماسی کی طرف یا غسل ارتماسی سے غسل ترتیبی کی طرف پلٹ جائے تو وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۳۸۵) اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے مکلف شخص کا فریضہ تیمم ہو لیکن اس خیال سے کہ غسل اور نماز کے لئے اس کے پاس وقت ہے غسل کرے تو اگر اس نے غسل قصد قربت سے کیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے۔ اگرچہ اس نے نماز پڑھنے کے لئے غسل کیا ہو۔

(۳۸۶) جو شخص جنب ہو، اگر وہ نماز پڑھنے کے بعد شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں۔ لیکن بعد کی نمازوں کے لئے غسل کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہوا ہو تو لازم ہے کہ وضو بھی کرے اور اگر وقت ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر جو نماز پڑھ چکا ہے اسے دوبارہ پڑھے۔

(۳۸۷) جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں وہ ان سب کی نیت کر کے ایک غسل کر سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک مخصوص غسل کا قصد کرے تو وہ باقی غسلوں کے لئے بھی کافی ہے۔

(۳۸۸) اگر بدن کے کسی حصے پر قرآن مجید کی آیت یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو غسل کو ترتیبی طریقے سے انجام دینے کی صورت میں ضروری ہے کہ پانی اپنے بدن پر اس طرح پہنچائے کہ اس کا ہاتھ ان تحریروں کو نہ لگے۔ وضو کرتے وقت آیات قرآنی بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ناموں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۳۸۹) جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو ضروری ہے کہ نماز کے لئے وضو نہ کرے بلکہ غسل استحاضہ متوسطہ کے سوا تمام واجب غسلوں اور مسئلہ ۶۳۴ میں بیان کردہ تمام مستحب غسلوں کے بعد بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

استحاضہ

عورتوں کو جو خون آتے رہتے ہیں ان میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور عورت کو خون استحاضہ آنے کے وقت مستحاضہ کہتے ہیں۔

(۳۹۰) خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ کا اور ٹھنڈا ہوتا ہے اور فشار اور جلن کے بغیر خارج ہوتا ہے اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا لیکن ممکن ہے کہ کبھی سیاہ یا سرخ اور گرم اور گاڑھا ہو اور فشار اور جلن کے ساتھ خارج ہو۔

(۳۹۱) استحاضہ تین قسم کا ہوتا ہے: (۱) قلیلہ (۲) متوسطہ (۳) کثیرہ۔

استحاضۂ قلیلہ یہ ہے کہ خون صرف اس روئی کے اوپر والے حصے کو آلودہ کرے جو عورت اپنی شرمگاہ

میں رکھے اور اس روئی کے اندر تک سرایت نہ کرے۔

استحاضۂ متوسطہ یہ ہے کہ خون روئی کے اندر تک چلا جائے۔ اگرچہ اس کے ایک کونے تک ہی ہو لیکن روئی سے اس کپڑے تک نہ پہنچے جو عورتیں عموماً خون روکنے کے لئے باندھتی ہیں۔

استحاضۂ کثیرہ یہ ہے کہ خون روئی سے تجاوز کر کے کپڑے تک پہنچ جائے۔

استحاضہ کے احکام

(۳۹۲) استحاضۂ قلیلہ میں ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرنا ضروری ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر روئی کو دھولے یا اسے تبدیل کر دے اور ضروری ہے کہ شرمگاہ کے ظاہری حصے پر خون لگا ہونے کی صورت میں اسے بھی دھولے۔

(۳۹۳) استحاضۂ متوسطہ میں احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت اپنی نمازوں کے لئے روزانہ ایک غسل کرے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ استحاضۂ قلیلہ کے وہ افعال انجام دے جو سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اگر صبح کی نماز سے پہلے یا نماز کے دوران عورت کو استحاضہ آ جائے تو صبح کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر یا بھول کر صبح کی نماز کے لئے غسل نہ کرے تو ظہر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے اور اگر نماز ظہر اور عصر کے لئے غسل نہ کرے تو نماز مغرب و عشاء سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے، خواہ خون آ رہا ہو یا بند ہو چکا ہو۔

(۳۹۴) استحاضۂ کثیرہ میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت ہر نماز کے لئے روئی اور کپڑے کا ٹکڑا تبدیل کرے یا اسے دھوئے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لئے اور ایک غسل ظہر و عصر کی اور ایک غسل مغرب و عشاء کی نماز کے لئے کرنا ضروری ہے اور ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اور اگر فاصلہ رکھے تو عصر اور عشاء کی نماز کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔ یہ مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں اگر خون بار بار روئی سے پٹی پر پہنچ جائے۔ اگر روئی سے پٹی تک خون پہنچنے میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ عورت اس فاصلے کے اندر ایک نماز یا ایک سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ جب خون روئی سے پٹی تک پہنچ جائے تو روئی اور پٹی کو تبدیل کر لے یا دھولے اور غسل کر لے۔ اسی بنا پر اگر عورت غسل کرے اور مثلاً ظہر کی نماز پڑھے لیکن عصر کی نماز سے پہلے یا نماز کے دوران دوبارہ خون روئی سے پٹی پر پہنچ جائے تو عصر کی نماز کے لئے بھی غسل کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر فاصلہ اتنا ہو کہ عورت اس دوران دو یا دو سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتی ہو مثلاً مغرب اور عشاء کی نماز خون کے دوبارہ پٹی پر پہنچنے سے پہلے پڑھ سکتی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ ان نمازوں کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے اور بہرحال استحاضۂ کثیرہ میں غسل کرنا وضو کے لئے بھی کافی ہے۔

(۳۹۵) اگر خون استحاضہ نماز کے وقت سے پہلے بھی آئے اور عورت نے اس خون کے لئے وضو یا غسل نہ کیا ہو تو نماز کے وقت وضو یا غسل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ اس وقت مستحاضہ نہ ہو۔

(۳۹۶) مستحاضۂ متوسطہ جس کے لئے وضو کرنا اور احتیاط لازم کی بنا پر غسل کرنا ضروری ہے۔ اسے چاہئے کہ پہلے غسل کرے اور بعد میں وضو کرے لیکن مستحاضۂ کثیرہ میں اگر وضو کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ وضو غسل سے پہلے کرے۔

(۳۹۷) اگر عورت کا استحاضۂ قلیلہ صبح کی نماز کے بعد متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے بعد متوسطہ ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۳۹۸) اگر عورت کا استحاضۂ قلیلہ یا متوسطہ صبح کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے اور وہ عورت اسی حالت پر باقی رہے تو مسئلہ ۳۹۴ میں جو احکام گزر چکے ہیں نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء پڑھنے کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۹۹) مستحاضۂ کثیرہ کی جس صورت میں نماز اور غسل کے درمیان ضروری ہے کہ فاصلہ نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۳۹۴ میں گزر چکا ہے۔ اگر نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے غسل کرنے کی وجہ سے نماز اور غسل میں فاصلہ ہو جائے تو اس غسل کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے اور یہ مستحاضہ نماز کے لئے دوبارہ غسل کرے اور یہی حکم مستحاضۂ متوسطہ کے لئے بھی ہے۔

(۴۰۰) ضروری ہے کہ مستحاضۂ قلیلہ و متوسطہ روزانہ کی نمازوں کے علاوہ جن کے بارے میں حکم اوپر بیان ہو چکا ہے ہر نماز کے لئے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب، وضو کرے لیکن اگر وہ چاہے کہ روزانہ کی وہ نمازیں جو وہ پڑھ چکی ہو احتیاطاً دوبارہ پڑھے یا جو نماز اس نے تنہا پڑھی ہے دوبارہ باجماعت پڑھے تو ضروری ہے کہ وہ تمام افعال بجالائے جن کا ذکر استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے۔ البتہ اگر وہ نماز احتیاط، بھولے ہوئے سجدے اور بھولے ہوئے تشہد کی بجا آوری نماز کے فوراً بعد کرے اور اسی طرح سجدۂ سہو کسی بھی صورت میں کرے تو اس کے لئے استحاضہ کے افعال کا انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

(۴۰۱) اگر کسی مستحاضہ عورت کا خون رک جائے تو اس کے بعد جب پہلی نماز پڑھے صرف اس کے لئے استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہے۔ لیکن بعد کی نمازوں کے لئے ایسا کرنا ضروری نہیں۔

(۴۰۲) اگر کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کونسا ہے تو جب نماز پڑھنا چاہے تو بنا بر احتیاط ضروری ہے کہ پہلے تحقیق کرے۔ مثلاً تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کرے اور پھر روئی نکال لے اور جب اسے پتا چل جائے کہ اس کا استحاضہ تین اقسام میں سے کونسی قسم کا ہے تو اس قسم کے استحاضہ کے لئے جن افعال کا حکم دیا گیا ہے انہیں انجام دے۔ لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ جس وقت تک وہ نماز پڑھنا چاہتی ہے اس کا استحاضہ تبدیل نہیں ہوگا تو نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی وہ اپنے بارے میں تحقیق کر سکتی ہے۔

(۴۰۳) اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے نماز میں مشغول ہو جائے تو اگر وہ قربت کا قصد رکھتی ہو اور اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو، مثلاً اس کا استحاضۂ قلیلہ ہو اور اس نے استحاضۂ قلیلہ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ قربت کا قصد نہ رکھتی ہو یا اس کا عمل اس کے وظیفے کے مطابق

نہ ہو، مثلاً اس کا استحاضۂ متوسطہ ہو اور اس نے عمل استحاضۂ قلیلہ کے مطابق کیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۴۰۴) اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ جو اس کا یقینی فریضہ ہو اس کے مطابق عمل کرے، مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضۂ قلیلہ ہے یا متوسطہ تو ضروری ہے کہ استحاضۂ قلیلہ کے افعال انجام دے اور اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضۂ متوسطہ ہے یا کثیرہ تو ضروری ہے کہ استحاضۂ متوسطہ کے افعال انجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ اس سے پیشتر اسے ان تین اقسام میں سے کونسی قسم کا استحاضہ تھا تو ضروری ہے کہ اسی قسم کے استحاضے کے مطابق اپنا فریضہ انجام دے۔

(۴۰۵) اگر استحاضہ کا خون اپنے ابتدائی مرحلے پر جسم کے اندر ہی ہو اور باہر نہ نکلے تو عورت نے جو وضو یا غسل کیا ہوا ہو اسے باطل نہیں کرتا لیکن اگر باہر آ جائے تو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو وضو اور غسل کو باطل کر دیتا ہے۔

(۴۰۶) مستحاضہ اگر نماز کے بعد اپنے بارے میں تحقیق کرے اور خون نہ دیکھے تو اگرچہ اسے علم ہو کہ دوبارہ خون آئے گا جو وضو وہ کئے ہوئے ہے اسی سے نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۰۷) مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہو کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں مشغول ہوئی ہے خون اس کے بدن سے باہر نہیں آیا اور نہ ہی شرمگاہ کے اندر ہے تو جب تک اسے پاک رہنے کا یقین ہو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

(۴۰۸) اگر مستحاضہ کو یقین ہو کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے پوری طرح پاک ہو جائے گی یا اندازاً جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس میں خون آنا بند ہو جائے گا تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب پاک ہو۔

(۴۰۹) اگر وضو اور غسل کے بعد خون آنا بظاہر بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم ہو کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کرے تو اتنی دیر کے لئے مکمل پاک ہو جائے گی جس میں وضو، غسل اور نماز بجا لا سکے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو موخر کر دے اور جب بالکل پاک ہو جائے تو دوبارہ وضو اور غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون کے بظاہر بند ہونے کے وقت نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو اور غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو وضو اور غسل اس نے کئے ہوئے ہیں انہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۱۰) مستحاضۂ کثیرہ جب خون سے بالکل پاک ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ جس وقت سے اس نے گزشتہ نماز کے لئے غسل کیا تھا پھر اب تک خون نہیں آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر غسل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اس حکم کا بطور کلی ہونا احتیاط کی بنا پر ہے اور مستحاضۂ متوسطہ میں ضروری نہیں ہے کہ خون سے بالکل پاک ہونے پر غسل کرے۔

(۴۱۱) ضروری ہے مستحاضۂ قلیلہ وضو کے بعد، مستحاضۂ متوسطہ غسل اور وضو کے بعد اور مستحاضۂ کثیرہ غسل کے بعد (ان دو صورتوں کے علاوہ جو مسئلہ ۳۹۴ اور ۴۰۷ میں آئی ہیں) فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔ البتہ نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ نماز کے مستحب کام، مثلاً قنوت

(۳۹۶) مستحاضہ متوسطہ جس کے لئے وضو کرنا اور احتیاط لازم کی بنا پر غسل کرنا ضروری ہے۔ اسے چاہئے کہ پہلے غسل کرے اور بعد میں وضو کرے لیکن مستحاضہ کثیرہ میں اگر وضو کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ وضو غسل سے پہلے کرے۔

(۳۹۷) اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ صبح کی نماز کے بعد متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے بعد متوسطہ ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۳۹۸) اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ یا متوسطہ صبح کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے اور وہ عورت اسی حالت پر باقی رہے تو مسئلہ ۳۹۴ میں جو احکام گزر چکے ہیں نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء پڑھنے کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۹۹) مستحاضہ کثیرہ کی جس صورت میں نماز اور غسل کے درمیان ضروری ہے کہ فاصلہ نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۳۹۴ میں گزر چکا ہے۔ اگر نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے غسل کرنے کی وجہ سے نماز اور غسل میں فاصلہ ہو جائے تو اس غسل کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے اور یہ مستحاضہ نماز کے لئے دوبارہ غسل کرے اور یہی حکم مستحاضہ متوسطہ کے لئے بھی ہے۔

(۴۰۰) ضروری ہے کہ مستحاضہ قلیلہ و متوسطہ روزانہ کی نمازوں کے علاوہ جن کے بارے میں حکم اوپر بیان ہو چکا ہے ہر نماز کے لئے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب، وضو کرے لیکن اگر وہ چاہے کہ روزانہ کی وہ نمازیں جو وہ پڑھ چکی ہو احتیاطاً دوبارہ پڑھے یا جو نماز اس نے تنہا پڑھی ہے دوبارہ با جماعت پڑھے تو ضروری ہے کہ وہ تمام افعال بجالائے جن کا ذکر استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے۔ البتہ اگر وہ نماز احتیاط، بھولے ہوئے سجدے اور بھولے ہوئے تشہد کی بجا آوری نماز کے فوراً بعد کرے اور اسی طرح سجدۂ سہو کسی بھی صورت میں کرے تو اس کے لئے استحاضہ کے افعال کا انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

(۴۰۱) اگر کسی مستحاضہ عورت کا خون رک جائے تو اس کے بعد جب پہلی نماز پڑھے صرف اس کے لئے استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہے۔ لیکن بعد کی نمازوں کے لئے ایسا کرنا ضروری نہیں۔

(۴۰۲) اگر کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کونسا ہے تو جب نماز پڑھنا چاہے تو بنا بر احتیاط ضروری ہے کہ پہلے تحقیق کرے۔ مثلاً تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کرے اور پھر روئی نکال لے اور جب اسے پتا چل جائے کہ اس کا استحاضہ تین اقسام میں سے کونسی قسم کا ہے تو اس قسم کے استحاضہ کے لئے جن افعال کا حکم دیا گیا ہے انہیں انجام دے۔ لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ جس وقت تک وہ نماز پڑھنا چاہتی ہے اس کا استحاضہ تبدیل نہیں ہوگا تو نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی وہ اپنے بارے میں تحقیق کر سکتی ہے۔

(۴۰۳) اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے نماز میں مشغول ہو جائے تو اگر وہ قربت کا قصد رکھتی ہو اور اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو، مثلاً اس کا استحاضہ قلیلہ ہو اور اس نے استحاضۂ قلیلہ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ قربت کا قصد نہ رکھتی ہو یا اس کا عمل اس کے وظیفے کے مطابق

نہ ہو، مثلاً اس کا استحاضہ متوسطہ ہو اور اس نے عمل استحاضۂ قلیلہ کے مطابق کیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۴۰۴) اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ جو اس کا یقینی فریضہ ہو اس کے مطابق عمل کرے، مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضۂ قلیلہ ہے یا متوسطہ تو ضروری ہے کہ استحاضۂ قلیلہ کے افعال انجام دے اور اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضۂ متوسطہ ہے یا کثیرہ تو ضروری ہے کہ استحاضۂ متوسطہ کے افعال انجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ اس سے پیشتر اسے ان تین اقسام میں سے کونسی قسم کا استحاضہ تھا تو ضروری ہے کہ اسی قسم کے استحاضے کے مطابق اپنا فریضہ انجام دے۔

(۴۰۵) اگر استحاضہ کا خون اپنے ابتدائی مرحلے پر جسم کے اندر ہی ہو اور باہر نہ نکلے تو عورت نے جو وضو یا غسل کیا ہوا ہو اسے باطل نہیں کرتا لیکن اگر باہر آ جائے تو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو وضو اور غسل کو باطل کر دیتا ہے۔

(۴۰۶) مستحاضہ اگر نماز کے بعد اپنے بارے میں تحقیق کرے اور خون نہ دیکھے تو اگرچہ اسے علم ہو کہ دوبارہ خون آئے گا جو وضو وہ کئے ہوئے ہے اسی سے نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۰۷) مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہو کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں مشغول ہوئی ہے خون اس کے بدن سے باہر نہیں آیا اور نہ ہی شرمگاہ کے اندر ہے تو جب تک اسے پاک رہنے کا یقین ہو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

(۴۰۸) اگر مستحاضہ کو یقین ہو کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے پوری طرح پاک ہو جائے گی یا اندازاً جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس میں خون آنا بند ہو جائے گا تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب پاک ہو۔

(۴۰۹) اگر وضو اور غسل کے بعد خون آنا بظاہر بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم ہو کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کرے تو اتنی دیر کے لئے مکمل پاک ہو جائے گی جس میں وضو، غسل اور نماز بجا لا سکے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو موخر کر دے اور جب بالکل پاک ہو جائے تو دوبارہ وضو اور غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون کے بظاہر بند ہونے کے وقت نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو اور غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو وضو اور غسل اس نے کئے ہوئے ہیں انہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۱۰) مستحاضۂ کثیرہ جب خون سے بالکل پاک ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ جس وقت سے اس نے گزشتہ نماز کے لئے غسل کیا تھا پھر اب تک خون نہیں آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر غسل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اس حکم کا بطور کلی ہونا احتیاط کی بنا پر ہے اور مستحاضۂ متوسطہ میں ضروری نہیں ہے کہ خون سے بالکل پاک ہونے پر غسل کرے۔

(۴۱۱) ضروری ہے مستحاضۂ قلیلہ وضو کے بعد، مستحاضۂ متوسطہ غسل اور وضو کے بعد اور مستحاضۂ کثیرہ غسل کے بعد (ان دو صورتوں کے علاوہ جو مسئلہ ۳۹۴ اور ۴۰۷ میں آئی ہیں) فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔ البتہ نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ نماز کے مستحب کام، مثلاً قنوت

وغیرہ بھی پڑھ سکتی ہے۔

(۴۱۲) اگر مستحاضہ جس کا فریضہ یہ ہو کہ وضو یا غسل اور نماز کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اگر اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ وضو یا غسل کرنے کے بعد فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔

(۴۱۳) اگر عورت کا خون استحاضہ جاری رہے اور بند ہونے میں نہ آئے اور خون کا روکنا اس کیلئے مضر نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل سے پہلے خون کو باہر آنے سے روکے اور اگر ایسا کرنے میں کوتاہی برتے اور خون نکل آئے تو جو نماز پڑھ لی ہو اسے دوبارہ پڑھے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ غسل کرے۔

(۴۱۴) اگر غسل کرتے وقت خون نہ رکے تو غسل صحیح ہے لیکن اگر غسل کے دوران استحاضۂ متوسط استحاضۂ کثیرہ ہو جائے تو از سر نو غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۱۵) احتیاط مستحب یہ ہے کہ مستحاضہ روزے سے ہو تو سارا دن جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

(۴۱۶) مشہور قول کی بنا پر مستحاضۂ کثیرہ کا روزہ اس صورت میں صحیح ہوگا کہ جس رات کے بعد کے دن وہ روزہ رکھنا چاہتی ہو اس رات کی مغرب اور عشاء کی نماز کا غسل کرے۔ علاوہ ازیں دن کے وقت وہ غسل انجام دے جو دن کی نمازوں کے لئے واجب ہیں لیکن کچھ بعید نہیں کہ اس کے روزے صحیح ہونے کے لئے غسل کی شرط نہ ہو جیسا کہ بنا بر اقوی مستحاضۂ متوسط میں یہ غسل شرط نہیں ہے۔

(۴۱۷) اگر عورت عصر کی نماز کے بعد مستحاضہ ہو جائے اور غروب آفتاب تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ بلا اشکال صحیح ہے۔

(۴۱۸) اگر کسی عورت کا استحاضۂ قلیلہ نماز سے پہلے متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انجام دے اور اگر استحاضۂ متوسطہ، کثیرہ ہو جائے تو چاہئے کہ استحاضۂ کثیرہ کے افعال انجام دے۔ چنانچہ اگر وہ استحاضۂ متوسطہ کے لئے غسل کر چکی ہو تو اس کا یہ غسل بے فائدہ ہوگا اور اسے استحاضۂ کثیرہ کے لئے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۱۹) اگر نماز کے دوران کسی عورت کا استحاضۂ متوسطہ، کثیرہ میں بدل جائے تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور استحاضۂ کثیرہ کے لئے غسل کرے اور اس کے دوسرے افعال انجام دے اور پھر اسی نماز کو پڑھے اور احتیاط مستحب کی بنا پر غسل سے پہلے وضو کرے اور اگر اس کے پاس غسل کے لئے وقت نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر تیمم کے لئے بھی وقت نہ ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر نماز نہ توڑے اور اسی حالت میں ختم کرے لیکن ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے۔ اسی طرح اگر نماز کے دوران اس کا استحاضۂ قلیلہ، استحاضۂ متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ دے اور استحاضۂ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال انجام دے۔

(۴۲۰) اگر نماز کے دوران خون بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ باطن میں بھی خون بند ہوا ہے یا نہیں یا نہ جانتی ہو کہ آیا اتنی دیر پاک رہ سکے گی جس میں طہارت کر کے مکمل نماز یا اس کا کچھ حصہ ادا کر سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اپنے وظیفے کے مطابق وضو یا غسل کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

(۴۲۱) اگر کسی عورت کا استحاضۂ کثیرہ، متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ پہلی نماز کے لئے کثیرہ کا عمل اور بعد کی نمازوں کے لئے متوسطہ کا عمل بجالائے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز سے پہلے استحاضۂ کثیرہ، متوسطہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر کی نماز کے لئے غسل کرے اور نماز عصر و مغرب و عشاء کے لئے صرف وضو کرے لیکن اگر نماز ظہر کے لئے غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عصر کے لئے وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز عصر کے لئے غسل کرے اور اگر نماز عصر کے لئے بھی غسل نہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز مغرب کے لئے غسل کرے اور اگر اس کے لئے بھی غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عشاء کے لئے وقت ہو تو نماز عشاء کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۲۲) اگر ہر نماز سے پہلے مستحاضۂ کثیرہ کا خون بند ہو جائے اور دوبارہ آ جائے تو ہر نماز کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۲۳) اگر استحاضۂ کثیرہ، قلیلہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ عورت پہلی نماز کے لئے کثیرہ والے اور بعد کی نمازوں کے لئے قلیلہ والے افعال بجالائے اور اگر استحاضۂ متوسطہ، قلیلہ ہو جائے تو پہلی نماز کے لئے متوسطہ والے اور بعد کی نمازوں کے لئے قلیلہ والے افعال بجالانا ضروری ہے۔

(۴۲۴) مستحاضہ کے لئے جو افعال واجب ہیں اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۴۲۵) مستحاضۂ قلیلہ یا متوسطہ اگر نماز کے علاوہ وہ کام انجام دینا چاہتی ہو جس کے لئے وضو کا ہونا شرط ہے، مثلاً اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرنا چاہتی ہو تو نماز ادا کرنے کے بعد وضو کرنا ضروری ہے اور وہ وضو جو نماز کے لئے کیا تھا کافی نہیں ہے۔

(۴۲۶) جس مستحاضہ نے اپنے واجب غسل کر لئے ہوں اس کا مسجد میں جانا اور وہاں ٹھہرنا اور وہ آیات پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور اس کے شوہر کا اس کے ساتھ مجامعت کرنا حلال ہے۔ خواہ اس نے وہ افعال جو وہ نماز کے لئے انجام دیتی تھی (مثلاً روئی اور کپڑے کے ٹکڑے کا تبدیل کرنا) انجام نہ دیئے ہوں بلکہ یہ افعال بغیر غسل بھی جائز ہیں سوائے مجامعت کے جو احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں۔

(۴۲۷) جو عورت استحاضۂ کثیرہ یا متوسطہ میں ہو اگر وہ چاہے کہ نماز کے وقت سے پہلے اس آیت کو پڑھے جس کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے یا مسجد میں جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل کرے اور اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنا چاہے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۴۲۸) مستحاضہ پر نماز آیات کا پڑھنا واجب ہے اور نماز آیات ادا کرنے کے لئے یومیہ نمازوں کے لئے بیان کئے گئے تمام اعمال انجام دینا ضروری ہیں۔

(۴۲۹) جب بھی یومیہ نماز کے وقت میں نماز آیات مستحاضہ پر واجب ہو جائے اور وہ چاہے کہ ان دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگرے ادا کرے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر وہ ان دونوں کو ایک وضو اور غسل سے نہیں پڑھ سکتی۔

(۴۳۰) اگر مستحاضہ قضا نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ نماز کے لئے وہ افعال انجام دے جو ادا نماز کے لئے اس پر واجب ہیں اور احتیاط کی بنا پر قضا نماز کے لئے ان افعال پر اکتفا نہیں کر سکتی جو کہ اس نے ادا نماز کے لئے انجام دیئے ہوں۔

(۴۳۱) اگر کوئی عورت جانتی ہو کہ جو خون اسے آ رہا ہے وہ زخم کا خون نہیں ہے لیکن اس خون کے استحاضہ، حیض یا نفاس ہونے کے بارے میں شک کرے اور شرعاً وہ خون حیض و نفاس کا حکم بھی نہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ استحاضہ والے احکام کے مطابق عمل کرے بلکہ اگر اسے شک ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی دوسرا اور وہ دوسرے خون کی علامات بھی نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہیں۔

حیض

حیض وہ خون ہے جو عموماً ہر مہینے چند دنوں کے لئے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو جب حیض کا خون آئے تو اسے حائض کہتے ہیں۔

(۴۳۲) حیض کا خون عموماً گاڑھا اور گرم ہوتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ یا سرخ ہوتا ہے۔ وہ تیزی سے اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

(۴۳۳) وہ خون جو عورتوں کو ساٹھ برس پورے کرنے کے بعد آتا ہے حیض کا حکم نہیں رکھتا۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ عورتیں جو غیر قریشی ہیں وہ پچاس سے ساٹھ سال عمر کے دوران خون اس طرح دیکھیں کہ اگر وہ پچاس سال سے پہلے خون دیکھتیں تو وہ خون یقیناً حیض کا حکم رکھتا تو وہ مستحاضہ والے افعال بجالائیں اور ان کاموں کو ترک کریں جنہیں حائض ترک کرتی ہے۔

(۴۳۴) اگر کسی لڑکی کو نو سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

(۴۳۵) حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو بھی حیض آنا ممکن ہے اور حاملہ اور غیر حاملہ کا حکم ایک ہی ہے۔ ہاں اگر حاملہ عورت اپنی عادت کے ایام شروع ہونے کے بیس روز بعد حیض کی علامتوں کے ساتھ خون دیکھے تو اس کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ ان کاموں کو ترک کر دے جنہیں حائض ترک کرتی ہے اور مستحاضہ کے افعال بھی بجالائے۔

(۴۳۶) اگر کسی ایسی لڑکی کو خون آئے جسے اپنی عمر کے نو سال پورے ہونے کا علم نہ ہو اور اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں تو وہ حیض نہیں ہے اور اگر اس خون میں حیض کی علامات ہوں تو اس پر حیض کا حکم لگانا محل اشکال ہے۔ مگر یہ کہ اطمینان ہو جائے کہ یہ حیض ہے اور اس صورت میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کی عمر پورے نو سال ہو گئی ہے۔

(۴۳۷) جس عورت کو شک ہو کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہو گئی ہے یا نہیں، اگر وہ خون دیکھے اور یہ نہ جانتی ہو

کہ یہ حیض ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اس کی عمر ساٹھ سال نہیں ہوئی ہے۔

(۴۳۸) حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی اور اگر خون آنے کی مدت تین دن سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہوگا۔

(۴۳۹) حیض کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تین دن لگاتار آئے۔ لہذا اگر مثال کے طور پر کسی عورت کو دو دن خون آئے پھر ایک دن نہ آئے اور پھر ایک دن آ جائے تو وہ حیض نہیں ہے۔

(۴۴۰) حیض کی ابتدا میں خون کا باہر آنا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پورے تین دن خون نکلتا رہے بلکہ اگر شرمگاہ میں خون موجود ہو تو کافی ہے اور اگر تین دنوں میں تھوڑے سے وقت کیلئے کوئی عورت پاک ہو بھی جائے جیسا کہ تمام یا بعض عورتوں کے درمیان متعارف ہے تب بھی وہ حیض ہے۔

(۴۴۱) ایک عورت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا خون پہلی رات اور چوتھی رات کو باہر نکلے لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسری اور تیسری رات کو منقطع نہ ہو پس اگر پہلے دن صبح سویرے سے تیسرے دن غروب آفتاب تک متواتر خون آتا رہے اور کسی وقت بند نہ ہو تو وہ حیض ہے اور اگر پہلے دن دوپہر سے خون آنا شروع ہو اور چوتھے دن اسی وقت بند ہو تو اس کی صورت بھی یہی ہے (یعنی وہ بھی حیض ہے)۔

(۴۴۲) اگر کسی عورت کو تین دن متواتر خون آتا رہے پھر وہ پاک ہو جائے۔ چنانچہ اگر وہ دوبارہ خون دیکھے تو جن دنوں میں وہ خون دیکھے اور جن دنوں میں وہ پاک ہو ان تمام دنوں کو ملا کر اگر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو جن دنوں میں وہ خون دیکھے وہ حیض کے دن ہیں لیکن احتیاط لازم کی بنا پر پاکی کے دنوں میں وہ ان تمام امور کو جو پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو امور حائضہ پر حرام ہیں انہیں ترک کر دے۔

(۴۴۳) اگر کسی عورت کو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم خون آئے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ خون پھوڑے یا زخم کا ہے یا حیض کا تو اسے چاہئے کہ اس خون کو حیض نہ سمجھے۔

(۴۴۴) اگر کسی عورت کو ایسا خون آئے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ زخم کا خون ہے یا حیض کا تو ضروری ہے کہ اپنی عبادات بجالاتی رہے۔ لیکن اگر اس کی سابقہ حالت حیض کی رہی ہو تو اس صورت میں اسے حیض قرار دے۔

(۴۴۵) اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے شک ہو کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ تو ضروری ہے کہ حیض کی علامات موجود ہونے کی صورت میں اسے حیض قرار دے۔

(۴۴۶) اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حیض ہے یا بکارت کا خون ہے تو ضروری ہے کہ اپنے بارے میں تحقیق کرے یعنی کچھ روئی شرمگاہ میں رکھے اور تھوڑی دیر انتظار کرے۔ پھر روئی باہر نکالے۔ پس اگر خون روئی کے اطراف میں لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر ساری کی ساری روئی خون میں تر ہو جائے تو حیض ہے۔

(۴۴۷) اگر کسی عورت کو تین دن سے کم مدت تک خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر تین دن تک خون آئے تو دوسرا خون حیض ہے اور پہلا خون خواہ وہ اس کی عادت کے دنوں ہی میں آیا ہو حیض نہیں ہے۔

حائض کے احکام

(۴۴۸) چند چیزیں حائض پر حرام ہیں:

(۱) نماز اور اس جیسی دیگر عبادتیں جنہیں وضو، غسل یا تیمم کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر اس نیت سے انجام دے کہ صحیح عمل انجام دے رہی ہوں، جائز نہیں ہے۔ لیکن ان عبادتوں کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے لئے وضو، غسل یا تیمم کرنا ضروری نہیں جیسے نماز میت۔

(۲) وہ تمام چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں اور جن کا ذکر جنابت کے احکام میں آچکا ہے۔

(۳) عورت کی فرج میں جماع کرنا جو مرد اور عورت دونوں کے لئے حرام ہے خواہ دخول صرف سپاری کی حد تک ہی ہو اور منی بھی خارج نہ ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ سپاری سے کم مقدار میں بھی دخول نہ کیا جائے۔ البتہ یہ حکم عورت سے دبر میں مجامعت کے لئے نہیں لیکن دبر میں مجامعت، عورت کے راضی نہ ہونے کی صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے چاہے وہ حائض ہو یا نہ ہو۔

(۴۴۹) ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے جن میں عورت کا حیض یقینی نہ ہو لیکن شرعاً اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو حائض قرار دے۔ پس جس عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا ہو اور اس کے لئے ضروری ہو کہ اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اپنے آپ کو اتنے دن کے لئے حائض قرار دے جتنے دن کی اس کے کنبے کی عورتوں کو عادت ہو تو اس کا شوہر ان دنوں میں اس سے مجامعت نہیں کر سکتا۔

(۴۵۰) اگر مرد اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں مجامعت کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ استغفار کرے اور کفارہ دینا واجب نہیں ہے۔ اگرچہ بہتر ہے کہ کفارہ بھی دے۔

(۴۵۱) حائض سے مجامعت کے علاوہ دوسری لطف اندوزیوں مثلاً بوس و کنار کی ممانعت نہیں ہے۔

(۴۵۲) جیسا کہ طلاق کے احکام میں بتایا جائے گا عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دینا باطل ہے۔

(۴۵۳) اگر عورت کہے کہ میں حائض ہوں یا یہ کہے کہ میں حیض سے پاک ہوں اور وہ غلط بیانی نہ کرتی ہو تو اس کی بات قبول کی جائے لیکن اگر غلط بیاں ہو تو اس کی بات قبول کرنے میں اشکال ہے۔

(۴۵۴) اگر کوئی عورت نماز کے دوران حائض ہو جائے تو بنابر احتیاط واجب اس کی نماز باطل ہے چاہے یہ حیض آخری سجدے کے بعد اور سلام کے آخری حرف سے پہلے ہی آیا ہو۔

(۴۵۵) اگر عورت نماز کے دوران شک کرے کہ حائض ہوئی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ نماز کے دوران حائض ہو گئی تھی تو جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بتایا گیا جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ باطل ہے۔

(۴۵۶) عورت کے حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لئے جو وضو، غسل یا تیمم کر کے بجالانا چاہئیں غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے۔ یہ غسل وضو کی جگہ کافی ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو بھی کرے۔

(۴۵۷) عورت کے حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اگرچہ اس نے غسل نہ کیا ہو اسے طلاق دینا صحیح ہے اور اس کا شوہر اس سے جماع بھی کر سکتا ہے لیکن احتیاط لازم یہ ہے کہ جماع شرمگاہ دھونے کے بعد کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے غسل کرنے سے پہلے مرد اس سے جماع نہ کرے۔ البتہ اس کے علاوہ دوسرے کام جو طہارت کی شرط کی وجہ سے اس پر حرام تھے جیسے قرآن کے حروف کو مس کرنا، جب تک غسل نہ کر لے اس پر حلال نہیں ہوتے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر وہ کام بھی حلال نہیں ہوتے جن کے بارے میں یہ ثابت نہیں ہو سکا ہے کہ یہ طہارت کی شرط کی وجہ سے حرام تھے، جیسے مسجد میں ٹھہرنا۔

(۴۵۸) اگر پانی وضو اور غسل کے لئے کافی نہ ہو اور تقریباً اتنا ہو کہ اس سے غسل کر سکے تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے اور اگر پانی صرف وضو کے لئے کافی ہو اور اتنا نہ ہو کہ اس سے غسل کیا جا سکے تو بہتر یہ ہے کہ وضو کرے اور غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کے لئے بھی پانی نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کے بدلے بھی تیمم کرے۔

(۴۵۹) جو نمازیں عورت نے حیض کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا نہیں لیکن رمضان کے وہ روزے جو حیض کی حالت میں نہ رکھے ہوں ضروری ہے کہ ان کی قضا کرے اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر جو روزے منت کی وجہ سے معین دنوں میں واجب ہوئے ہوں اور اس نے حیض کی حالت میں وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی قضا کرے۔

(۴۶۰) جب نماز کا وقت آجائے اور عورت کو معلوم ہو کہ اگر وہ نماز پڑھنے میں دیر کرے گی تو حائض ہو جائے گی تو ضروری ہے کہ فوراً نماز پڑھے اور اگر اسے فقط احتمال ہو کہ نماز میں تاخیر کرنے سے وہ حائض ہو جائے گی تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۴۶۱) اگر عورت نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اول وقت میں سے اتنا وقت گزر جائے جس میں ایک نماز تمام مقدمات جیسے کہ پاک لباس کا انتظام اور وضو، کے ساتھ انجام دی جا سکے اور پھر اسے حیض آجائے تو اس نماز کی قضا اس عورت پر واجب ہے بلکہ اگر وقت آنے کے بعد اتنا وقت گزر رہا ہو کہ ایک نماز وضو یا غسل بلکہ تیمم کر کے پڑھ سکتی تھی اور نہ پڑھی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے، چاہے وہ وقت اتنا کم تھا کہ جس میں دوسری شرائط حاصل نہیں کی جا سکتی تھیں۔ لیکن جلدی پڑھنے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور دوسری باتوں کے بارے میں ضروری ہے کہ اپنی کیفیت کے مطابق نماز پڑھے۔ مثلاً اگر ایک عورت جو سفر میں نہیں ہے اول وقت میں نماز ظہر نہ پڑھے تو اس کی قضا اس پر اس صورت میں واجب ہو گی جبکہ حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد چار رکعت نماز پڑھنے کے برابر وقت اول ظہر سے گزر جائے اور وہ حائض ہو جائے اور اس

عورت کیلئے جو سفر میں ہو طہارت حاصل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے برابر وقت گزر جانا بھی کافی ہے۔

(۴۶۲) اگر ایک عورت نماز کے آخر وقت میں خون سے پاک ہو جائے اور اس کے پاس اندازاً اتنا وقت ہو کہ غسل کر کے ایک یا ایک سے زائد رکعت پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے۔

(۴۶۳) اگر ایک حائض کے پاس (حیض سے پاک ہونے کے بعد) غسل کے لئے وقت نہ ہو لیکن تیمم کر کے نماز وقت کے اندر پڑھ سکتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز تیمم کے ساتھ پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو قضا کرے۔ لیکن اگر وقت کی تنگی سے قطع نظر کسی اور وجہ سے اس کا فریضہ ہی تیمم کرنا ہو۔ مثلاً اگر پانی اس کے لئے مضر ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کر کے وہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۴۶۴) اگر کسی عورت کو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد شک ہو کہ نماز کے لئے وقت باقی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز پڑھ لے۔

(۴۶۵) اگر کوئی عورت اس خیال سے نماز نہ پڑھے کہ حدث سے پاک ہونے کے بعد ایک رکعت نماز پڑھنے کے لئے بھی اس کے پاس وقت نہیں ہے لیکن بعد میں اسے پتا چلے کہ وقت تھا تو اس نماز کی قضا بجالانا ضروری ہے۔

(۴۶۶) حائض کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے وقت اپنے آپ کو خون سے پاک کرے اور روئی اور کپڑے کا ٹکڑا بدلے اور وضو کرے اور اگر وضو نہ کر سکے تو تیمم کرے اور نماز کی جگہ پر روبقبلہ بیٹھ کر ذکر، دعا اور صلوٰت میں مشغول ہو جائے۔

(۴۶۷) حائض کے لئے قرآن مجید کا پڑھنا اور اسے اپنے ساتھ رکھنا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ اس کے الفاظ کے درمیانی حصے سے مس کرنا نیز مہندی یا اس جیسی کسی اور چیز سے خضاب کرنا بعض فقہاء کے قول کے مطابق مکروہ ہے۔

حائض کی قسمیں

(۴۶۸) حائض کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر حیض آئے اور اس کے حیض کے دنوں کی تعداد بھی دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آئے۔

(۲) وقت کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض آئے لیکن اس کے حیض کے دنوں کی تعداد دنوں، مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو۔

مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے خون آنا شروع ہو لیکن وہ پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن خون سے پاک ہو۔

(۳) عدد کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک جیسی ہو لیکن ہر مہینے خون آنے کا وقت یکساں نہ ہو۔ مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں بارہویں سے سترہویں تاریخ تک خون آئے۔

(۴) مضطربہ: یہ وہ عورت ہے جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو یا اس کی سابقہ عادت بگڑ گئی ہو اور نئی عادت نہ بنی ہو۔

(۵) مبتدئہ: یہ وہ عورت ہے جسے پہلی دفعہ خون آیا ہو۔

(۶) ناسیہ: یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول چکی ہو۔

ان میں سے ہر قسم کی عورت کیلئے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

۱۔ وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۶۹) جو عورتیں وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر خون آئے اور وہ ایک معین وقت پر ہی پاک بھی ہو جائے مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے اور وہ ساتویں روز پاک ہو جائے تو اس عورت کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہے۔

(۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور جب تین یا زیادہ دن تک خون آچکے تو وہ ایک یا زیادہ دنوں کے لئے پاک ہو جائے اور پھر اسے دوبارہ خون آجائے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں اسے خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں وہ پاک رہی ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں تمام دن جن میں اسے خون آیا اور بیچ کے وہ دن جن میں پاک رہی ہو ایک جتنے ہوں تو اس کی عادت ان تمام دنوں کے مطابق قرار پائے گی جن میں اسے خون آیا لیکن ان دنوں کو شامل نہیں کر سکتی جن کے درمیان پاک رہی ہو۔ پس لازم ہے کہ جن دنوں میں اسے خون آیا ہو اور جن دنوں میں وہ پاک رہی ہو دونوں مہینوں میں ان دنوں کی تعداد ایک جتنی ہو مثلاً اگر پہلے مہینے میں اور اسی طرح دوسرے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور پھر تین دن پاک رہے اور پھر تین دن دوبارہ خون آئے تو اس عورت کی عادت چھ متفرق دن کی ہو جائے گی اور درمیان کے طہارت والے تین

دنوں میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حائض پر جو کام حرام ہیں انہیں ترک کردے اور مستحاضہ کے اعمال کو انجام دے۔ ہاں اگر اسے دوسرے مہینے میں آنے والے خون کے دنوں کی تعداد اس سے کم یا زیادہ ہو تو یہ عورت وقت کی عادت رکھتی ہے، عدد کی نہیں۔

(۴۷۰) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو خواہ عدد کی عادت رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت یا اس سے ایک دو دن یا اس سے بھی کچھ پہلے خون آ جائے جبکہ یہ کہا جائے کہ اس کی عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے اگر اس خون میں حیض کی علامات نہ بھی ہوں تب بھی ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اگر بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ حیض کا خون نہیں تھا مثلاً وہ تین دن سے پہلے پاک ہو جائے تو ضروری ہے کہ جو عبادات اس نے انجام نہ دی ہوں ان کی قضا کرے۔

(۴۷۱) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے تمام دنوں میں اور عادت سے چند دن پہلے اور عادت کے چند دن بعد خون آئے اور وہ کل ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ مدت دس دن سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آیا ہے وہ حیض ہے اور جو عادت سے پہلے یا بعد میں آیا ہے وہ استحاضہ ہے اور جو عبادات وہ عادت سے پہلے اور بعد کے دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرنا ضروری ہے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت سے کچھ دن پہلے اسے خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے اور اگر دنوں کی تعداد دس سے زیادہ ہو جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اگرچہ اس میں حیض کی علامات نہ ہوں اور اس سے پہلے آنے والا خون حیض کی علامات کے ساتھ ہو اور جو خون اس سے پہلے آئے وہ استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں میں عبادت نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت کے چند دن بعد خون آئے اور کل دنوں کی تعداد ملا کر دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ تعداد دس سے بڑھ جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور باقی استحاضہ ہے۔

(۴۷۲) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو، اگر اسے عادت کے کچھ دن اور کچھ عادت سے پہلے خون آئے اور ان تمام دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جن دنوں میں اسے حسب عادت خون آیا ہے اور پہلے کے چند دن شامل کر کے عادت کے دنوں کی تعداد پوری ہونے تک حیض اور شروع کے دنوں کو استحاضہ قرار دے اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ عادت کے بعد کے کچھ دنوں میں خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر دس سے بڑھ جائے تو اسے چاہئے کہ جن دنوں میں عادت کے مطابق خون آیا ہے اس میں بعد کے چند دن ملا کر جن دنوں کی مجموعی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہو جائے انہیں حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

(۴۷۳) جو عورت عادت رکھتی ہو اگر اس کا خون تین یا زیادہ دن تک آنے کے بعد رک جائے اور پھر

دوبارہ خون آئے اور ان دنوں خون کا درمیانی فاصلہ دس دن سے کم ہو اور ان سب دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں پاک رہی ہو دس سے زیادہ ہو۔ مثلاً پانچ دن خون آیا ہو پھر پانچ دن رک گیا ہو اور پھر پانچ دن دوبارہ آیا ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) وہ تمام خون یا اس کی کچھ مقدار جو پہلی بار دیکھے عادت کے دنوں میں ہو اور دوسرا خون جو پاک ہونے کے بعد آیا ہے عادت کے دنوں میں نہ ہو۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے تمام خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے سوائے اس کے کہ دوسرے خون میں حیض کی علامات موجود ہوں کہ اس صورت میں دوسرے خون کی اتنی مقدار جو پہلے خون اور درمیان کی پاکی کے ایام سے مل کر دس دن سے زیادہ نہ ہوتی ہو، حیض اور باقی سب استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر تین دن خون دیکھے، پھر تین دن پاک ہو جائے اور پھر پانچ دن خون دیکھے جس میں حیض کی علامات موجود ہوں تو پہلے خون کے تین دن اور دوسرے خون کے ابتدائی چار دن حیض ہیں اور درمیان کے طہارت کے ایام کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حائض کے محرمات سے بچے اور غیر حائض کے واجبات پر عمل کرے۔

(۲) پہلا خون عادت کے دنوں میں نہ آئے اور دوسرا تمام خون یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے تو ضروری ہے کہ دوسرے تمام خون کو حیض اور پہلے کو استحاضہ قرار دے۔

(۳) پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے اور ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم نہ ہو اس صورت میں وہ مدت بمع درمیان میں پاک رہنے کی مدت اور عادت کے دنوں میں آنے والے دوسرے خون کی مدت دس دن سے زیادہ نہ ہو تو دونوں خون حیض ہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ پاکی کی مدت میں پاک عورت کے کام بھی انجام دے اور وہ کام جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔ دوسرے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں کے بعد آئے استحاضہ ہے۔ خون اول کی وہ مقدار جو ایام عادت سے پہلے آئی ہو اور عرفاً کہا جائے کہ اس کی عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے تو وہ خون، حیض کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن اگر اس خون پر حیض کا حکم لگانے سے دوسرے خون کی بھی کچھ مقدار جو عادت کے دنوں میں تھی یا سارے کا سارا خون، حیض کے دس دن سے زیادہ ہو جائے تو اس صورت میں وہ خون، خون استحاضہ کا حکم رکھتا ہے۔ مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی تیسری سے دسویں تاریخ تک ہو اور اسے کسی مہینے کی پہلی سے چھٹی تاریخ تک خون آئے اور پھر دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر پندرھویں تاریخ تک آئے تو پہلی سے دسویں تاریخ تک حیض ہے اور گیارھویں سے پندرھویں تاریخ تک آنے والا خون استحاضہ ہے۔

(۴) پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے لیکن پہلے خون میں ایام عادت میں آنے والے خون کی مقدار تین دن سے کم ہو۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے خون کے آخری تین دن، درمیان میں پاکی کے دن اور دوسرے خون کے اتنے دنوں کو حیض قرار

دے جو سب مل کر دس دن بنتے ہوں اور اس کے بعد والے سارے خون کو استحاضہ قرار دے۔ لہٰذا اگر پاکی کے ایام سات دن ہوں تو دوسرا خون سارا کا سارا استحاضہ ہوگا۔ البتہ دو شرائط کے ساتھ ضروری ہے کہ پہلے آنے والے پورے خون کو حیض قرار دے:

(۱) اسے اپنی عادت سے کچھ دن پہلے خون آیا ہو کہ اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس کی عادت تبدیل ہو کر وقت سے پہلے ہوگئی ہے۔

(۲) وہ اسے حیض قرار دے تو یہ لازم نہ آئے کہ اس کے دوسرے خون کی کچھ مقدار جو کہ عادت کے دنوں میں آیا ہو حیض کے دس دن سے باہر ہو جائے۔ مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی چوتھی تاریخ سے دس تاریخ تک تھی اور اسے مہینے کے پہلے دن سے چوتھے دن کے آخری وقت تک خون آئے اور دو دن کے لئے پاک ہو اور پھر دوبارہ اسے پندرہ تاریخ تک خون آئے تو اس صورت میں پہلا پورے کا پورا خون حیض ہے اور اسی طرح دوسرا وہ خون بھی جو دسویں دن کے آخری وقت تک آئے حیض کا خون ہے۔

(۴۷۴) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون نہ آئے بلکہ اس کے علاوہ کسی اور وقت حیض کے دنوں کی تعداد میں خون آئے تو ضروری ہے کہ اسی خون کو حیض قرار دے خواہ وہ عادت کے وقت سے پہلے آئے یا بعد میں آئے۔

(۴۷۵) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اور اسے عادت کے وقت تین یا تین سے زیادہ دن تک خون آئے لیکن اس کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں سے کم یا زیادہ ہو اور پاک ہونے کے بعد اسے دوبارہ اتنے دنوں کے لئے خون آئے جتنی اس کی عادت ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) دونوں خون کے دنوں اور ان کے درمیان پاک رہنے کے دنوں کو ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو اس صورت میں دونوں خون ایک حیض شمار ہوں گے۔

(۲) دونوں خون کے درمیان پاک رہنے کی مدت دس دن یا دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں دونوں خون میں سے ہر ایک مستقل حیض قرار دیا جائے گا۔

(۳) ان دونوں خون کے درمیان پاک رہنے کی مدت دس دن سے کم ہو جبکہ یہ دونوں خون اور درمیان میں پاک رہنے کی ساری مدت مجموعی طور پر دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے آنے والے خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(۴۷۶) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے دس سے زیادہ دن تک خون آئے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آئے خواہ وہ حیض کی علامات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی حیض ہے اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد آئے خواہ وہ حیض کی علامات بھی رکھتا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی سے ساتویں تاریخ تک ہو اسے پہلی سے بارہویں تاریخ تک خون آئے تو پہلے سات دن حیض اور بقیہ پانچ دن استحاضہ کے ہوں گے۔

۲۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۷۷) جو عورتیں وقت کی عادت رکھتی ہیں اور ان کی عادت کی پہلی تاریخ معین ہو ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور چند دنوں بعد بند ہو جائے لیکن دونوں مہینوں میں خون آنے کے دنوں کی تعداد مختلف ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے لیکن پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن بند ہو۔ ایسی عورت کو چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی عادت قرار دے۔

(۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر تین یا زیادہ دن تک خون آئے اور پھر کچھ دن پاک ہونے کے بعد دوبارہ خون آئے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے مع ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو لیکن دوسرے مہینے میں دنوں کی تعداد پہلے مہینے سے کم یا زیادہ ہو مثلاً پہلے مہینے میں آٹھ دن اور دوسرے مہینے میں نو دن بنتے ہوں جبکہ دونوں مہینوں میں پہلی تاریخ سے ہی خون شروع ہوا ہو تو اس عورت کو بھی چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی حیض کی عادت کا پہلا دن قرار دے۔

(۴۷۸) وہ عورت جو وقت کی عادت رکھتی ہے اگر اس کو عادت کے دنوں میں یا عادت سے دو تین دن پہلے خون آئے تو ضروری ہے کہ وہ عورت ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور اس صورت کی تفصیل مسئلہ ۴۷۰ میں گزر چکی ہے۔ لیکن ان دو صورتوں کے علاوہ مثلاً یہ کہ عادت سے اس قدر پہلے خون آئے کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ عادت وقت سے قبل ہوگئی ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ عادت کے ایام سے ہٹ کر خون آیا ہے یا یہ کہا جائے کہ عادت کے بعد خون آیا ہے۔ چنانچہ وہ خون حیض کی علامات کے ساتھ آئے تو ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح اگر اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں لیکن وہ عورت یہ جانتی ہو کہ خون تین دن تک جاری رہے گا تب بھی یہی حکم ہے۔ اگر یہ نہ جانتی ہو کہ خون تین دن تک جاری رہے گا یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ کام جو مستحاضہ پر واجب ہیں انجام دے اور وہ کام جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔

(۴۷۹) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہے اگر اسے عادت کے دنوں میں خون آئے اور اس خون کی مدت دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں کہ چند دنوں تک خون میں علامات حیض ہوں اور چند دن نہ ہو اور علامات والے دنوں کی تعداد تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم ہو تو اس تعداد کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔ اگر علامتوں والا خون دو مرتبہ آئے مثلاً پہلے چار دن حیض کی علامات والا خون، پھر چار دن استحاضہ کی علامات والا اور پھر چار دن حیض کی علامات والا خون آئے تو صرف پہلے خون کو حیض اور باقی سب کو استحاضہ قرار دے۔ اگر حیض کی علامات والا خون تین دن سے کم ہو تو اتنی تعداد کو حیض قرار دے کر حیض کے دنوں کی تعداد بعد

میں آنے والے دو میں سے ایک طریقے (نزدیکی خواتین سے رجوع یا عدد کا انتخاب) سے معین کرے جبکہ اگر حیض کی علامات والا خون دس دن سے زیادہ ہو تو انہیں دو طریقوں میں سے کسی ایک کے ذریعے حیض کے دنوں کو معین کرلے۔ اگر اس کے لئے علامات حیض کے ذریعے مدت معین کرنا ممکن نہ ہو یعنی اس کا سارا خون ایک جیسا ہو یا علامات والا خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں میں سے بعض عورتوں کی عادت کے مطابق حیض قرار دے۔ چاہے وہ رشتہ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے زندہ ہو یا مُردہ لیکن اس کی دو شرطیں ہیں:

(۱) اسے اپنے حیض کی مقدار اور اس رشتہ دار عورت کی عادت کی مقدار میں فرق کا علم نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ خود نوجوان ہو اور طاقت کے لحاظ سے قوی اور دوسری عورت عمر کے لحاظ سے یائسہ ہونے کے نزدیک ہو جبکہ معمولاً عادت کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ خود عمر کے لحاظ سے یائسہ کے نزدیک ہو اور رشتہ دار عورت نوجوان ہو یا ایسی عورت ہو جو ناقص عادت والی ہو جس کے معنی اور احکام مسئلہ ۴۸۹ میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲) اسے اس عورت کی عادت کی مقدار میں اور اس کی دوسری رشتہ دار عورتوں کی عادت کی مقدار میں کہ جن میں پہلی شرط موجود ہے اختلاف کا علم نہ ہو لیکن اگر اختلاف اتنا کم ہو کہ اسے اختلاف شمار نہ کیا جاتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اس عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے جو وقت کی عادت رکھتی ہے اور عادت کے دنوں میں کوئی خون ہی نہ آئے لیکن عادت کے وقت کے علاوہ کوئی خون آئے جو دس دن سے زیادہ ہو اور حیض کی مقدار کو نشانیوں کے ذریعے معین نہ کر سکے۔

(۴۸۰) وقت کی عادت رکھنے والی عورت اپنی عادت کے علاوہ وقت میں آنے والے خون کو حیض قرار نہیں دے سکتی، لہٰذا اگر اسے عادت کا ابتدائی وقت معلوم ہو مثلاً ہر مہینے کی پہلی کو خون آتا ہو اور کبھی پانچویں اور کبھی چھٹی کو خون سے پاک ہوتی ہو چنانچہ اسے کسی ایک مہینے میں بارہ دن خون آئے اور وہ حیض کی نشانیوں کے ذریعے اس کی مدت معین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ مہینے کی پہلی کو حیض کی پہلی تاریخ قرار دے اور اس کی تعداد کے بارے میں جو کچھ پچھلے مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کرے۔ اگر اس کی عادت کی درمیانی یا آخری تاریخ معلوم ہو چنانچہ اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آئے تو ضروری ہے کہ اس کا حساب اس طرح کرے کہ آخری یا درمیانی تاریخ میں سے ایک اس کی عادت کے دنوں کے مطابق ہو۔

(۴۸۱) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اور اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور اس خون کو مسئلہ ۴۷۹ میں بتائے گئے طریقے سے معین نہ کر سکے تو اسے اختیار ہے کہ تین دن سے دس دن تک جتنے دن حیض کی مقدار کے مناسب سمجھے حیض قرار دے۔ بہتر یہ ہے کہ سات دنوں کو حیض قرار دے۔ لیکن ضروری ہے کہ جن دنوں کو وہ حیض قرار دے وہ دن اس کی عادت کے وقت کے مطابق ہوں جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۳۔ عدد کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۸۲) جو عورتیں عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ عورت جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں یکساں ہو لیکن اس کے خون آنے کا وقت ایک نہ ہو اس صورت میں جتنے دن اسے خون آئے وہی اس کی عادت ہوگی۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے پانچویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک خون آئے تو اس کی عادت پانچ دن ہوگی۔

(۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں سے ہر ایک میں تین یا تین سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور ایک یا اس سے زائد دنوں کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور خون آنے کا وقت پہلے مہینے اور دوسرے مہینے میں مختلف ہو اس صورت میں اگر ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں سے ہر ایک میں ان کی تعداد بھی یکساں ہو تو وہ تمام دن جن میں خون آیا ہے اس کے حیض کی عادت کے دن شمار کئے جائیں گے اور ان درمیانی دنوں میں جن میں خون نہیں آیا ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے جو کام پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو کام حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں گیارہویں تاریخ سے تیرہویں تک خون آئے اور دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے تو اس عورت کی عادت چھ دن کی ہوگی۔ اگر پہلے مہینے میں اسے آٹھ دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں چار دن خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ آئے اور خون کے دنوں اور درمیان میں خون بند ہو جانے والے دنوں کی مجموعی تعداد آٹھ دن ہو تو یہ عورت عدد کی عادت نہیں رکھتی بلکہ مضطربہ شمار ہوگی جس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔

(۴۸۳) جو عورت عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے اپنی عادت کی تعداد سے کم یا زیادہ دن خون آئے اور ان دنوں کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو ان تمام دنوں کو حیض قرار دے۔ اگر اس کی عادت سے زیادہ خون آئے اور دس دن سے تجاوز کر جائے تو اگر تمام کا تمام خون ایک جیسا ہو تو خون آنے کی ابتدا سے لے کر اس کی عادت کے دنوں تک حیض اور باقی خون کو استحاضہ قرار دے۔ اگر آنے والا تمام خون ایک جیسا نہ ہو بلکہ کچھ دن حیض کی علامات کے ساتھ اور کچھ دن استحاضہ کی علامات کے ساتھ ہو پس اگر حیض کی علامات کے ساتھ آنے والے خون کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہو تو ضروری ہے کہ ان دنوں کو حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے اور اگر ان دنوں کی تعداد جن میں خون حیض کی علامات کے ساتھ آیا ہو عادت کے دنوں سے زیادہ ہو

تو صرف عادت کے دن حیض اور باقی دن استحاضہ ہے اور اگر حیض کی علامات کے ساتھ آنے والے خون کے دنوں کی تعداد عادت کے دنوں سے کم ہو تو ضروری ہے کہ ان دنوں کے ساتھ چند اور دنوں کو ملا کر عادت کی مدت پوری کرے اور ان کو حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے۔

۴۔ مضطربہ

(۴۸۴) مضطربہ یعنی وہ عورت جسے دو ماہ خون آئے لیکن وقت اور عدد دونوں کے لحاظ سے اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور سارا خون ایک جیسا ہو مثلاً تمام خون یا حیض کی نشانیوں کے ساتھ یا استحاضہ کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہو تو اس کا حکم وقت کی عادت رکھنے والی عورت کا حکم ہے کہ جسے اپنی عادت کے علاوہ وقت میں خون آئے اور علامات کے ذریعے حیض کو استحاضہ سے تمیز نہ دے سکتی ہو تو ضروری ہے کہ اپنی رشتہ دار عورتوں میں سے بعض عورتوں کی عادت کے مطابق حیض قرار دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین سے دس دن میں سے کسی ایک عدد کو اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۴۷۹ اور ۴۸۱ میں بیان کی گئی ہے اپنے حیض کی عادت قرار دے۔

(۴۸۵) اگر مضطربہ کو دس دن سے زیادہ خون آئے جس میں سے چند دنوں کے خون میں حیض کی علامات اور چند دوسرے دنوں کے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۷۹ کی ابتداء میں بیان کئے گئے حکم کے مطابق عمل کرے۔

۵۔ مبتدئہ

(۴۸۶) مبتدئہ یعنی اس عورت کو جسے پہلی بار خون آیا ہو اگر دس دن سے زیادہ خون آئے اور وہ تمام خون ایک جیسا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے کنبے والیوں کی عادت کی مقدار کو حیض اور باقی کو ان دو شرطوں کے ساتھ استحاضہ قرار دے جو مسئلہ ۴۷۹ میں بیان ہوئی ہیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۸۱ میں دی گئی تفصیل کے مطابق تین سے دس دن میں سے کسی ایک عدد کو اپنے حیض کے دن قرار دے۔

(۴۸۷) اگر مبتدئہ کو دس دن سے زیادہ دن تک خون آئے جبکہ چند دن آنے والے خون میں حیض کی علامات اور چند دن آنے والے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو جس خون میں حیض کی علامات ہوں اگر وہ تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو سارا حیض ہے۔ لیکن جس خون میں حیض کی علامات تھیں اس کے بعد دس دن گزرنے سے پہلے دوبارہ خون آئے اور اس میں بھی حیض کی علامات ہوں مثلاً پانچ دن سیاہ خون اور نو دن زرد خون اور پھر دوبارہ پانچ دن سیاہ خون آئے تو اسے چاہئے کہ پہلے آنے والے خون کو حیض اور بعد میں آنے والے دونوں خون کو استحاضہ قرار دے جیسا کہ مضطربہ کے متعلق بتایا گیا ہے۔

(۴۸۸) اگر مبتدئہ کو دس سے زیادہ دنوں تک خون آئے جو چند دن حیض کی علامات کے ساتھ اور چند دن

استحاضہ کی علامات کے ساتھ ہو لیکن جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم یا دس دنوں سے زیادہ مدت تک آیا ہو تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۷۹ کی ابتدا میں بتائے گئے طریقے کے مطابق عمل کرے۔

۶۔ ناسیہ

(۴۸۹) ناسیہ یعنی وہ عورت جو اپنی عادت کی مقدار، ایام یا دونوں کو بھول چکی ہو۔ ایسی عورت اگر خون دیکھے جس کی مدت تین دن سے کم اور دس دنوں سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے، لیکن اگر اس خون کی مقدار دس دنوں سے زیادہ ہو تو اس کی چند قسمیں ہیں:

(۱) اس کی عادت عدد، وقت یا دونوں کی تھی اور اپنی عادت کو اس طرح بھول چکی ہو کہ اجمالی طور پر بھی اسے وقت یا عدد یاد نہ رہا ہو ایسی عورت مبتدئہ کا حکم رکھتی ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۲) اس کی عادت وقت کی تو تھی ہی، اب چاہے عدد کی عادت تھی یا نہ تھی، لیکن اپنی وقت کی عادت سے اسے اجمالی طور پر وقت یاد ہے۔ مثلاً اسے اتنا یاد ہے کہ فلاں دن اس کی عادت کا دن تھا یا یہ کہ اس کی عادت مہینے کے ابتدائی پندرہ دنوں میں ہوتی تھی، یہ عورت بھی مبتدئہ کا حکم رکھتی ہے لیکن وہ ان ایام کو حیض کے ایام قرار نہیں دے سکتی جو یقیناً اس کی عادت کے ایام کے برخلاف ہیں۔ مثلاً اگر اسے معلوم ہو کہ مہینے کا سترہواں دن اس کی عادت کا دن ہوتا تھا یا یہ معلوم ہو کہ اس کی عادت کے ایام مہینے کے دوسرے پندرہ دنوں میں ہوتے تھے اور وہ عورت مہینے کی پہلی تاریخ سے بیس تاریخ تک خون دیکھے تو چاہے ابتدائی دس دنوں میں حیض کی علامات ہوں اور دوسرے دس دنوں میں استحاضہ کی علامات ہوں، وہ پہلے دس دنوں کو ایام حیض قرار نہیں دے سکتی۔

(۳) اس کی عادت عدد کی عادت تھی اور اب اسے بھول چکی ہے، یہ عورت بھی مبتدئہ کا حکم رکھتی ہے لیکن ضروری ہے کہ جس مقدار کے بارے میں اسے یقین ہے کہ اس کی عادت کے ایام اس سے کم نہیں تھے، اس سے کم دنوں کو اپنے حیض کے ایام قرار نہ دے۔ اسی طرح ان ایام سے زیادہ مقدار کو بھی حیض قرار نہیں دے سکتی جن کے بارے میں اسے یقین ہے کہ اس کی عادت کے ایام اس مقدار سے زیادہ نہیں تھے۔

اسی طرح کا حکم اس عورت کے لئے بھی ہے جو ناقص عدد کی عادت رکھتی ہے یعنی ایسی عورت جو ہر مہینے دو میں سے ایک مقدار میں خون دیکھتی ہے جو بہرحال تین دنوں سے زیادہ اور دس دنوں سے کم ہے۔ مثلاً ایسی عورت ہے جو ہر مہینے یا چھ دن خون دیکھتی ہے یا سات دن، تو وہ حیض کی علامات یا اپنے خاندان کی بعض خواتین کی عادت کے مطابق یا دس دنوں سے زیادہ خون آ جانے کی صورت میں کسی عدد کو اختیار کرتے ہوئے چھ دن سے کم یا سات دنوں سے زیادہ کو حیض قرار نہیں دے سکتی۔

حیض کے متفرق مسائل

(۴۹۰) مبتدئہ، مضطربہ، ناسیہ اور عدد کی عادت رکھنے والی عورتوں کو اگر خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں یا یقین ہو کہ یہ خون تین دن تک آئے گا تو انہیں چاہئے کہ عبادات ترک کر دیں اور اگر بعد میں انہیں پتا چلے کہ یہ حیض نہیں تھا تو انہیں چاہئے کہ جو عبادات بجا نہ لائی ہوں ان کی قضا کریں۔

(۴۹۱) جو عورت حیض کی عادت رکھتی ہو خواہ یہ عادت حیض کے وقت کے اعتبار سے ہو یا حیض کے عدد کے اعتبار سے یا وقت اور عدد دونوں کے اعتبار سے ہو۔ اگر اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اپنی عادت کے برخلاف خون آئے جس کا وقت یا دنوں کی تعداد یا وقت اور دن دونوں کی تعداد یکساں ہو تو اس کی عادت جس طرح ان دو مہینوں میں اسے خون آیا ہے اس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر پہلے اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آتا تھا اور پھر بند ہو جاتا تھا مگر دو مہینوں میں اسے دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک خون آیا ہو اور پھر بند ہوا ہو تو اس کی عادت دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک ہو جائے گی۔

(۴۹۲) عادت وقتیہ کا تعین کرنے کے علاوہ امور میں ایک مہینے سے مراد خون کے شروع ہونے سے تیس دن تک ہے۔ مہینے کی پہلی تاریخ سے مہینے کے آخر تک نہیں ہے جبکہ وقت کی عادت کو معین کرنے کے لئے مراد قمری مہینہ ہے، شمسی نہیں۔

(۴۹۳) اگر کسی عورت کو عموماً مہینے میں ایک مرتبہ خون آتا ہو لیکن کسی ایک مہینے میں دو مرتبہ آ جائے تو اگر ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اسے خون نہیں آیا دس دن سے کم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ دونوں خون کو حیض قرار دے۔ چاہے ان میں سے کسی ایک میں حیض کی علامت موجود نہ ہوں۔

(۴۹۴) جس عورت کی ذمہ داری یہ ہو کہ وہ حیض کی علامات کے ذریعے حیض کا تعین کرے اگر اس عورت کو تین یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں اور اس کے بعد دس یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں استحاضہ کی علامات ہوں اور پھر اس کے بعد دوبارہ تین دن تک حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے تو اسے چاہئے کہ پہلے اور آخری خون کو جس میں حیض کی علامات ہوں حیض قرار دے۔ لیکن اگر ان دو میں سے ایک خون عادت کے ایام میں آئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ درمیان کے دس دن سب کے سب استحاضہ کے ہیں یا کچھ ایام حیض کے بھی ہیں تو عادت کے ایام والا خون حیض اور باقی سب استحاضہ مانا جائے گا۔

(۴۹۵) اگر کسی عورت کا خون دس دن سے پہلے رک جائے اور اسے یقین ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی عبادات کے لئے غسل کرے اگرچہ گمان رکھتی ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے دوبارہ خون آ جائے گا۔ لیکن اگر اسے یقین ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون

آ جائے گا تو جیسے بیان ہو چکا اسے چاہئے کہ احتیاطاً غسل کرے اور اپنی عبادات بجالائے اور جو چیزیں حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

(۴۹۶) اگر کسی عورت کا خون دس دن گزرنے سے پہلے بند ہو جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض ہے تو ضروری ہے کہ یا احتیاطاً کرتے ہوئے عبادتوں کو انجام دے یا استبراء کرے اور استبراء کئے بغیر عبادات کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ استبراء یہ ہے کہ اپنی شرمگاہ میں روئی رکھ کر کچھ دیر انتظار کرے۔ ہاں اگر اس کی عادت ایسی ہے کہ حیض کے دوران بھی اس کا خون کچھ دیر کے لئے رک جاتا ہے، جیسا کہ بعض عورتوں کے بارے میں ایسا کہا جاتا ہے تو ضروری ہے کہ اس مقدار سے زیادہ دیر تک انتظار کرے اس کے بعد نکالے۔ پس اگر خون ختم ہو گیا ہو تو غسل کرے اور عبادات بجالائے اور اگر خون بند نہ ہوا ہو یا تھوڑا سا زرد پانی لگا ہو۔ پس اگر وہ حیض کی معین عادت نہ رکھتی ہو یا اس کی عادت دس دن کی ہو یا ابھی اس کی عادت کے دن تمام نہ ہوئے ہوں تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور اگر دس دن سے پہلے خون ختم ہو جائے تو غسل کرے اور اگر دسویں دن کے خاتمے پر خون آنا بند ہو یا خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو دسویں دن کے اختتام پر غسل کرے اور اگر اس کی عادت دس دنوں سے کم ہو اور وہ جانتی ہو کہ دس دن ختم ہونے سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر خون بند ہو جائے گا تو وہ غسل نہیں کر سکتی۔

(۴۹۷) اگر کوئی عورت چند دنوں کو حیض قرار دے اور عبادت نہ کرے لیکن بعد میں اسے پتا چلے کہ حیض نہیں تھا تو اسے چاہئے کہ جو نمازیں اور روزے وہ ان دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادات بجالاتی رہی ہو کہ حیض نہیں ہے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ حیض تھا تو اگر ان دنوں میں اس نے روزے بھی رکھے ہوں تو ان کی قضا کرنا ضروری ہے۔

نفاس

(۴۹۸) بچے کا پہلا جزو ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے وقت سے دس دن تک جو خون عورت کو آئے وہ خون نفاس ہے اور نفاس کی حالت میں عورت کو نفساء کہتے ہیں۔

(۴۹۹) جو خون عورت کو بچے کا پہلا جزو باہر آنے سے پہلے آئے وہ نفاس نہیں ہے۔

(۵۰۰) یہ ضروری نہیں ہے کہ بچے کی خلقت مکمل ہو بلکہ اگر اس کی خلقت نامکمل ہو لیکن علقہ یعنی خون کا لوتھڑا یا مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہونے کی حالت سے گزر چکا ہو اور پھر گر جائے تو بھی جو خون دس دن تک آئے خون نفاس ہے۔

(۵۰۱) یہ ہو سکتا ہے کہ خون نفاس ایک لحظہ سے زیادہ نہ آئے لیکن دس دنوں کے بعد آنے والے خون کو نفاس نہیں کہتے۔

(۵۰۲) اگر کسی عورت کو شک ہو کہ اسقاط ہوا ہے یا نہیں یا جو اسقاط ہوا وہ بچہ تھا یا نہیں تو اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور جو خون اسے آئے وہ شرعاً نفاس نہیں ہے۔

(۵۰۳) جو کچھ حائض پر واجب ہے وہ نفساء پر بھی واجب ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر مسجد میں ٹھہرنا یا مسجد میں داخل ہونا جبکہ عبور نہ کرنا ہو یا مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں داخل ہونا چاہے عبور کرنے کے لئے ہو، قرآن کی واجب سجدے والی آیات کی تلاوت کرنا اور قرآن کے الفاظ یا خدا کے نام سے بدن کا کوئی حصہ مس کرنا نفساء پر حرام ہے۔

(۵۰۴) جو عورت نفاس کی حالت میں ہو اسے طلاق دینا اور اس سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(۵۰۵) جو عورت عدد کی عادت نہ رکھتی ہو اگر اسے دس دن سے زیادہ خون نہ آئے تو سارا کا سارا نفاس ہے، لہٰذا اگر وہ دس دن سے پہلے پاک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور اپنی عبادات بجالائے اور اگر بعد میں ایک یا ایک بار سے زیادہ خون آئے تو خون آنے والے دنوں کو پاک رہنے والے دنوں سے ملا کر اگر دس دن یا دس دن سے کم ہو تو سارے کا سارا خون نفاس ہے۔ اور ضروری ہے کہ درمیان میں پاک رہنے کے دنوں میں احتیاط کرتے ہوئے جو کام پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو کام نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے لہٰذا اگر ان دنوں میں کوئی روزہ رکھا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔ اگر بعد میں آنے والا خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو خون کی وہ مقدار جو دس دن کے اندر آئی ہے اسے نفاس اور دس دن کے بعد آنے والے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(۵۰۶) جو عورت عدد کی عادت رکھتی ہے اگر اسے اپنی عادت سے زیادہ خون آئے تو چاہے یہ خون دس دن سے تجاوز نہ کرے، احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عادت کا عدد پورا ہو جانے کے بعد نفساء کے محرمات کو ترک کر دے اور مستحاضہ کے واجبات پر عمل پیرا ہو اور اگر ایک سے زیادہ بار خون آئے جبکہ درمیان میں پاک بھی ہو جائے تو عادت کے عدد کے برابر ایام کو نفاس اور درمیان کے پاکی کے ایام اور عادت کے بعد کے خون والے ایام میں احتیاط کرتے ہوئے نفساء پر حرام امور کو ترک کر دے اور مستحاضہ کے واجبات پر عمل کرے۔

(۵۰۷) اگر عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اور احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون نفاس ہے تو ضروری ہے کہ یا احتیاط کرتے ہوئے غسل بجالائے اور عبادات کو انجام دے یا استبراء کرے۔ بغیر استبراء کئے عبادات کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ استبراء کا طریقہ مسئلہ ۴۹۶ میں بیان ہو چکا ہے اور اگر اپنی عادت بھول چکی ہو تو ضروری ہے کہ سب سے زیادہ جس عدد کا احتمال ہو اسے اپنی عادت فرض کر لے۔

(۵۰۸) اگر عورت کو نفاس کا خون دس دن سے زیادہ آئے اور وہ حیض میں عدد کی عادت رکھتی ہو تو عادت کے برابر دنوں کی مدت نفاس اور باقی استحاضہ ہے۔ اگر عادت نہ رکھتی ہو تو دس دن تک نفاس اور باقی استحاضہ ہے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو عورت عادت رکھتی ہو وہ عادت کے بعد کے دن سے اور جو عورت عادت نہ رکھتی ہو وہ دسویں دن کے بعد سے بچے کی پیدائش کے اٹھارہویں دن تک استحاضہ کے افعال بجالائے اور وہ کام جو

نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

(۵۰۹) جو عورت حیض میں عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک لگاتار خون آتا رہے تو اس کی عادت کے دنوں کی تعداد کے برابر خون نفاس ہے اور جو خون، نفاس کے بعد دس دن تک آئے خواہ وہ وقت کی عادت بھی رکھتی ہو اور وہ خون اس کی ماہانہ عادت کے دنوں میں آیا ہو، استحاضہ ہے۔ مثلاً ایسی عورت جس کے حیض کی عادت ہر مہینے کی بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک ہو اگر وہ مہینے کی دس تاریخ کو بچہ جنے اور ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک اسے متواتر خون آئے تو سترہویں تاریخ تک نفاس اور سترہویں تاریخ سے دس دن تک کا خون حتیٰ کہ وہ خون بھی جو بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک اس کی عادت کے دنوں میں آیا ہے استحاضہ ہوگا اور دس دن گزرنے کے بعد جو خون اسے آئے اگر وہ وقت کی عادت رکھتی ہو اور خون اس کی عادت کے دنوں میں نہ آیا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی عادت کے دنوں کا انتظار کرے اگرچہ اس کے انتظار کی مدت ایک مہینہ یا ایک مہینے سے زیادہ ہو جائے اور خواہ اس مدت میں جو خون آئے اس میں حیض کی علامات ہوں۔ اگر وہ وقت کی عادت والی عورت نہ ہو اور اس کیلئے ممکن ہو تو ضروری ہے کہ وہ اپنے حیض کو علامات کے ذریعے معین کرے جس کا طریقہ مسئلہ ۴۷۹ میں بیان کیا جا چکا ہے اور اگر ممکن نہ ہو جیسا کہ نفاس کے بعد دس دن جو خون آئے وہ سارا ایک جیسا ہو اور ایک مہینے یا چند مہینے انہی علامات کے ساتھ آتا رہے تو ضروری ہے کہ ہر مہینے میں اپنے کنبے کی بعض عورتوں کے حیض کی جو صورت ہو مسئلہ ۴۷۹ میں بیان شدہ تفصیل کے مطابق وہی اپنے لئے قرار دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جو عدد اپنے لئے مناسب سمجھتی ہے اختیار کرے جس کی تفصیل مسئلہ ۴۸۱ میں بیان کی گئی ہے۔

(۵۱۰) جو عورت حیض میں عدد کے لحاظ سے عادت نہ رکھتی ہو اگر اسے بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک خون آئے تو اس کے پہلے دس دن نفاس اور اگلے دس دن استحاضہ کے ہوں گے اور جو خون اسے اس کے بعد آئے ممکن ہے وہ حیض ہو اور ممکن ہے استحاضہ ہو اور حیض قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس حکم کے مطابق عمل کرے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں گزر چکا ہے۔

غسل مس میت

(۵۱۱) اگر کوئی شخص کسی ایسے مردہ انسان کے بدن کو مس کرے جو ٹھنڈا ہو چکا ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ اس سے لگائے تو ضروری ہے کہ غسل مس میت کرے خواہ اس نے نیند کی حالت میں مردے کا بدن مس کیا ہو یا بیداری کے عالم میں اور خواہ ارادی طور پر مس کیا ہو یا غیر ارادی طور پر، حتیٰ کہ اگر اس کا ناخن یا ہڈی مردے کے ناخن یا ہڈی سے مس ہو جائے تب بھی غسل کرنا ضروری ہے لیکن اگر مردہ حیوان کو مس کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۱۲) جس مُردے کا تمام بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو اسے مس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا خواہ اس کے بدن کا جو حصہ مس کیا ہو وہ ٹھنڈا ہو چکا ہو۔

(۵۱۳) اگر کوئی شخص اپنے بال مُردے کے بدن سے لگائے یا اپنا بدن مُردے کے بالوں سے لگائے یا اپنے بال مُردے کے بالوں سے لگائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۱۴) اگر بچہ مُردہ پیدا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی ماں غسل کرے اور اگر ماں مرگئی ہو تو بچے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے احتیاط واجب کی بنا پر غسل کرے۔

(۵۱۵) اگر کوئی شخص ایک ایسی میت کو مس کرے جسے تین غسل مکمل طور پر دیئے جا چکے ہوں تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا لیکن اگر وہ تیسرا غسل مکمل ہونے سے پہلے اس کے بدن کے کسی حصے کو مس کرے تو ضروری ہے کہ غسل مس میت کرے، چاہے اس حصے کا غسل مکمل ہو چکا ہو تو خواہ اس حصے کو تیسرا غسل دیا جا چکا ہو اس شخص کے لئے غسل مس میت کرنا ضروری ہے۔

(۵۱۶) اگر کوئی دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو مس کرے تو دیوانے پر عاقل ہونے اور بچے پر بالغ ہونے کے بعد غسل مس میت کرنا ضروری ہے اور اگر وہ ممیز ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

(۵۱۷) اگر کسی زندہ شخص کے بدن سے یا کسی ایسے مُردے کے بدن سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو ایک حصہ جدا ہو جائے اور اس سے پہلے کہ جدا ہونے والے حصے کو غسل دیا جائے کوئی شخص اسے مس کرلے تو اگر چہ اس حصے میں ہڈی ہو غسل مس میت کرنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر میت ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہو اور کوئی شخص ان تمام یا زیادہ تر حصوں کو مس کرے تو اس پر غسل واجب ہے۔

(۵۱۸) ایک ایسی ہڈی کے مس کرنے سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو خواہ وہ مُردے کے بدن سے جدا ہوئی ہو یا زندہ شخص کے بدن سے، غسل واجب نہیں ہے۔ اور دانت خواہ وہ مُردے کے بدن سے جدا ہوئے ہوں یا زندہ شخص کے بدن سے ان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۵۱۹) غسل مس میت، غسل جنابت کی طرح ہے اور اس کے بعد وضو کی ضرورت بھی نہیں۔

(۵۲۰) اگر کوئی شخص کئی میتوں کو مس کرے یا ایک میت کو کئی بار مس کرے تو ایک غسل کافی ہے۔

(۵۲۱) جس شخص نے میت کو مس کرنے کے بعد غسل نہ کیا ہو اس کے لئے مسجد میں ٹھہرنا، بیوی سے جماع کرنا اور ان آیات کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے، ممنوع نہیں ہے لیکن نماز اور اس جیسی عبادات کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

محتضر کے احکام

(۵۲۲) جو مسلمان محتضر ہو یعنی جان کنی کی حالت میں ہو خواہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، اسے احتیاط کی بنا پر بصورت امکان پشت کے بل یوں لٹانا چاہئے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ رخ ہوں۔

(۵۲۳) بہتر یہ ہے کہ جب تک میت کا غسل مکمل نہ ہوا ہو اسے بھی مذکورہ طریقے کے مطابق رو بقبلہ لٹائیں لیکن جب اس کا غسل مکمل ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے اس حالت میں لٹائیں جس طرح اسے نماز جنازہ پڑھتے وقت لٹاتے ہیں۔

(۵۲۴) جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے رو بقبلہ لٹانا احتیاط کی بنا پر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لہٰذا وہ شخص جو جان کنی کی حالت میں ہے راضی ہو اور قاصر بھی نہ ہو (یعنی بالغ اور عاقل ہو) تو اس کام کے لئے اس کے ولی کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کی صورت میں اس کے ولی سے اجازت لینا احتیاط کی بنا پر ضروری ہے۔

(۵۲۵) مستحب ہے کہ جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اس کے سامنے شہادتین، بارہ اماموں کے نام اور دوسرے دینی عقائد اس طرح دہرائے جائیں کہ وہ سمجھ لے۔ اس کی موت کے وقت تک ان چیزوں کی تکرار کرنا بھی مستحب ہے۔

(۵۲۶) مستحب ہے کہ جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے مندرجہ ذیل دعا اس طرح سنائی جائے کہ سمجھ لے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الْکَثِیْرَ مِنْ مَّعَاصِیْکَ وَاقْبَلْ مِنِّی الْیَسِیْرَ مِنْ طَاعَتِکَ
یَا مَنْ یَّقْبَلُ الْیَسِیْرَ وَیَعْفُوْ عَنِ الْکَثِیْرِ اقْبَلْ مِنِّی الْیَسِیْرَ وَاعْفُ عَنِّی
الْکَثِیْرَ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ فَاِنَّکَ رَحِیْمٌ۔"

(۵۲۷) جس شخص کی جان سختی سے نکل رہی ہو، اگر اسے تکلیف نہ ہو تو اسے اس جگہ لے جانا جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا مستحب ہے۔

(۵۲۸) جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس کی آسانی کے لئے (یعنی اس مقصد سے کہ اس کی جان آسانی سے نکل جائے) اس کے سرہانے سورۂ یٰسٓ، سورۂ صافات، سورۂ احزاب، آیت الکرسی، سورۂ اعراف کی ۵۴ ویں آیت اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھنا مستحب ہے بلکہ قرآن مجید جتنا بھی پڑھا جا سکے پڑھا جائے۔

(۵۲۹) جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اسے تنہا چھوڑنا، کوئی بھاری چیز اس کے پیٹ پر رکھنا، جنب اور حائض کا اس کے قریب ہونا، اسی طرح اس کے پاس زیادہ باتیں کرنا، رونا اور صرف عورتوں کو چھوڑنا مکروہ ہے۔

مرنے کے بعد کے احکام

(۵۳۰) مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں اور ہونٹ بند کر دیئے جائیں، اس کی ٹھوڑی کو باندھ دیا جائے، نیز اس کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے۔ اگر موت رات کو واقع ہو تو جہاں موت واقع ہوئی ہو وہاں چراغ جلائیں (روشنی کر دیں) اور جنازے میں شرکت کے لئے مومنین کو اطلاع دیں اور میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں لیکن اگر اس شخص کے مرنے کا

یقین نہ ہو تو انتظار کریں تاکہ صورت حال واضح ہو جائے۔ علاوہ ازیں اگر میت حاملہ ہو اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو ضروری ہے کہ دفن کرنے میں اتنا توقف کریں کہ اس کا پہلو چاک کر کے بچہ باہر نکال لیں اور پھر اس پہلو کو سی دیں۔

غسل، کفن، نماز میت اور دفن کا وجوب

(۵۳۱) مسلمان کا غسل، حنوط، کفن، نماز میت اور دفن خواہ وہ اثنا عشری شیعہ نہ بھی ہو اس کے ولی پر واجب ہے۔ ضروری ہے کہ ولی خود ان کاموں کو انجام دے یا کسی دوسرے کو ان کاموں کے لئے معین کرے اور اگر کوئی شخص ان کاموں کو ولی کی اجازت سے انجام دے تو ولی پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اگر دفن اور اس کی مانند دوسرے امور کو کوئی شخص ولی کی اجازت کے بغیر انجام دے تب بھی ولی سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور ان امور کو دوبارہ انجام دینے کی ضرورت نہیں اور اگر میت کا کوئی ولی نہ ہو یا ولی ان کاموں کو انجام دینے سے منع کرے تب بھی باقی مکلف لوگوں پر واجب کفائی ہے کہ میت کے ان کاموں کو انجام دیں اور اگر بعض مکلف لوگوں نے انجام دیا تو دوسروں پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو تمام مکلف لوگ گناہگار ہوں گے اور ولی کے منع کرنے کی صورت میں اس سے اجازت لینے کی شرط ختم ہو جاتی ہے۔

(۵۳۲) اگر کوئی شخص تجہیز و تکفین کے کاموں میں مشغول ہو جائے تو دوسروں کے لئے اس بارے میں کوئی اقدام کرنا واجب نہیں لیکن اگر وہ ان کاموں کو ادھورا چھوڑ دے تو ضروری ہے کہ دوسرے انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

(۵۳۳) اگر کسی شخص کو اطمینان ہو کہ کوئی دوسرا میت کے کاموں میں مشغول ہے تو اس پر واجب نہیں ہے کہ میت کے کاموں کے بارے میں اقدام کرے لیکن اگر اسے اس بارے میں محض شک یا گمان ہو تو ضروری ہے کہ اقدام کرے۔

(۵۳۴) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ میت کا غسل یا کفن یا نماز یا دفن غلط طریقے سے ہوا ہے تو ضروری ہے کہ ان کاموں کو دوبارہ انجام دے لیکن اگر اسے باطل ہونے کا گمان ہو یا شک ہو کہ درست تھا یا نہیں تو پھر اس بارے میں کوئی اقدام کرنا ضروری نہیں۔

(۵۳۵) عورت کا ولی اس کا شوہر ہے اور عورت کے علاوہ وہ اشخاص کہ جن کو میت سے میراث ملتی ہے اسی ترتیب سے جس کا ذکر میراث کے مختلف طبقوں میں آئے گا دوسروں پر مقدم ہیں۔ میت کا باپ میت کے بیٹے پر، میت کا دادا اس کے بھائی پر، میت کا پدری و مادری بھائی اس کے صرف پدری بھائی یا مادری بھائی پر، اس کا پدری بھائی اس کے مادری بھائی پر اور اس کے چچا کے اس کے ماموں پر مقدم ہونے میں اشکال ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں احتیاط کے (تمام) تقاضوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر ولی ایک سے زیادہ ہوں تو ان

میں سے کسی ایک کی اجازت کافی ہے۔

(۵۳۶) نابالغ بچہ اور دیوانہ میت کے کاموں کو انجام دینے کے لئے ولی نہیں بن سکتے۔ اسی طرح وہ شخص بھی جو اس طرح غیر حاضر ہو کہ خود یا کسی شخص کو مامور کر کے میت سے متعلق امور کو انجام نہ دے سکتا ہو تو وہ بھی ولی نہیں بن سکتا۔

(۵۳۷) اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا ولی ہوں یا میت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے کہ میت کے غسل، کفن اور دفن کو انجام دوں یا کہے کہ میں میت کے دفن سے متعلق کاموں میں میت کا وصی ہوں اور اس کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے یا میت اس کے تصرف میں ہو یا دو عادل شخص گواہی دیں تو اس کا قول قبول کر لینا ضروری ہے۔

(۵۳۸) اگر مرنے والا اپنے غسل، کفن، دفن اور نماز کے لئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے تو ان امور کی ولایت اسی شخص کے ہاتھ میں ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کو میت نے وصیت کی ہو، وہ خود ان کاموں کو انجام دینے کا ذمہ دار بنے اور اس وصیت کو قبول کرے لیکن اگر قبول کر لے تو ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔

غسل میت کی کیفیت

(۵۳۹) میت کو ترتیب سے تین غسل دینے واجب ہیں: پہلا ایسے پانی سے جس میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں، دوسرا ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہوا ہو اور تیسرا خالص پانی سے۔

(۵۴۰) ضروری ہے کہ بیری اور کافور نہ اس قدر زیادہ ہوں کہ پانی مضاف ہو جائے اور نہ اس قدر کم ہوں کہ یہ کہا جا سکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں نہیں ملائے گئے ہیں۔

(۵۴۱) اگر بیری اور کافور اتنی مقدار میں نہ مل سکیں جتنی کہ ضروری ہے تو احتیاط مستحب کی بنا پر جتنی مقدار میسر آئے پانی میں ڈال دی جائے۔

(۵۴۲) اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مر جائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کے بجائے خالص پانی سے غسل دینا چاہئے لیکن اگر وہ حج تمتع کا احرام ہو اور وہ طواف، نماز طواف اور سعی کو مکمل کر چکا ہو یا حج قران یا افراد کے احرام میں ہو اور سر منڈا چکا ہو تو ان دو صورتوں میں اس کو کافور کے پانی سے غسل دینا ضروری ہے۔

(۵۴۳) اگر بیری اور کافور یا ان میں سے کوئی ایک نہ مل سکے یا اس کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً یہ کہ غصبی ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے ایک تیمم کرایا جائے اور ان میں سے ہر اس چیز کے بجائے جس کا ملنا ممکن نہ ہو میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے۔

(۵۴۴) جو شخص میت کو غسل دے ضروری ہے کہ وہ عقل مند اور مسلمان ہو اور احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ

وہ اثنا عشری ہو۔ نیز ضروری ہے کہ غسل کے مسائل سے بھی واقف ہو۔ ممیز بچہ اگر غسل کو صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہو تو اس کا غسل دینا بھی کافی ہے۔ چنانچہ اگر غیر اثنا عشری مسلمان کی میت کو اس کا ہم مذہب اپنے مذہب کے مطابق غسل دے تو مومن اثنا عشری سے ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اثنا عشری شخص میت کا ولی ہو تو اس صورت میں اس سے ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی۔

(۵۴۵) جو شخص غسل دے ضروری ہے کہ وہ قربت کی نیت رکھتا ہو اور یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے غسل دے۔

(۵۴۶) مسلمان کے بچے کو خواہ وہ ولد الزنا ہی کیوں نہ ہو غسل دینا واجب ہے اور کافر اور اس کی اولاد کا غسل، کفن اور دفن واجب نہیں ہے۔ کافر کا بچہ اگر ممیز ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو تو وہ مسلمان ہے اور جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور دیوانگی کی حالت میں ہی بالغ ہو جائے اگر اس کا باپ یا ماں مسلمان ہو تو ضروری ہے کہ اسے غسل دیں۔

(۵۴۷) اگر ایک بچہ چار مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو کر ساقط ہو جائے تو اسے غسل دینا ضروری ہے بلکہ اگر چار مہینے سے بھی کم کا ہو لیکن اس کا پورا بدن بن چکا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کو غسل دینا ضروری ہے۔ ان دو صورتوں کی علاوہ احتیاط کی بنا پر اسے کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دیئے دفن کر دینا چاہئے۔

(۵۴۸) مرد، نامحرم عورت کو غسل نہیں دے سکتا اسی طرح عورت، نامحرم مرد کو غسل نہیں دے سکتی۔ لیکن بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔

(۵۴۹) مرد اتنی چھوٹی لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جو ممیز نہ ہو اور عورت بھی اتنے چھوٹے لڑکے کو غسل دے سکتی ہے جو ممیز نہ ہو۔

(۵۵۰) محرم افراد ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، چاہے نسبی محرم ہوں جیسے ماں اور بہن یا رضاعی یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کے محرم بن گئے ہوں۔ شرمگاہ کے علاوہ باقی بدن میں لباس کے نیچے سے غسل دینا ضروری نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے۔ لیکن احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد اپنی محرم عورت کو صرف اسی صورت میں غسل دے جب غسل دینے کے لئے کوئی عورت نہ مل سکے۔ یہی حکم عورت کے لئے محرم مرد کو غسل دینے کے بارے میں ہے۔

(۵۵۱) اگر میت اور غسال دونوں مرد ہوں یا دونوں عورت ہوں تو جائز ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ میت کا باقی بدن برہنہ ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ لباس کے نیچے سے غسل دیا جائے۔

(۵۵۲) میاں بیوی کے علاوہ میت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہو اگر وہ اس پر نظر ڈالے تو گناہگار ہے لیکن اس سے غسل باطل نہیں ہوتا۔

(۵۵۳) اگر میت کے بدن کے کسی حصے پر عین نجاست ہو تو ضروری ہے کہ اس حصے کو غسل دینے سے پہلے عین نجاست دور کرے اور اولیٰ یہ ہے کہ غسل شروع کرنے سے پہلے میت کا تمام بدن پاک کر لیا جائے۔

(۵۵۴) غسل میت غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک میت کو غسل ترتیبی

دینا ممکن ہو غسل ارتماسی نہ دیا جائے اور غسل ترتیبی میں بھی ضروری ہے کہ داہنی طرف کو بائیں طرف سے پہلے دھویا جائے۔

(۵۵۵) جو شخص حیض یا جنابت کی حالت میں مر جائے اسے غسل حیض یا غسل جنابت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف غسل میت اس کے لئے کافی ہے۔

(۵۵۶) میت کو غسل دینے کی اجرت لینا احتیاط کی بنا پر حرام ہے اور اگر کوئی شخص اجرت لینے کے لئے میت کو اس طرح غسل دے کہ یہ غسل دینا قصد قربت کے منافی ہو تو غسل باطل ہے لیکن غسل کے ابتدائی کاموں کی اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

(۵۵۷) میت کے غسل میں جبیرہ غسل جائز نہیں ہے اور اگر پانی میسر نہ ہو یا اس کے استعمال میں کوئی رکاوٹ ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے میت کو ایک تیمم کرائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین تیمم کرائے جائیں۔

(۵۵۸) جو شخص میت کو تیمم کرا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور میت کے چہرے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو میت کو اس کے اپنے ہاتھوں سے بھی تیمم کرائے۔

کفن کے احکام

(۵۵۹) مسلمان میت کو تین کپڑوں کا کفن دینا ضروری ہے جنہیں لنگ، کرتہ اور چادر کہا جاتا ہے۔

(۵۶۰) احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ لنگ ایسی ہو جو ناف سے گھٹنوں تک بدن کی اطراف کو ڈھانپ لے اور بہتر یہ ہے کہ سینے سے پاؤں تک پہنچے اور کرتہ احتیاط واجب کی بنا پر ایسا ہو کہ کندھوں کے سروں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ پاؤں تک پہنچے اور چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ پورے بدن کو ڈھانپ دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ چادر کی لمبائی اتنی ہو کہ میت کے پاؤں اور سر کی طرف سے گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہو کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے کے اوپر آ سکے۔

(۵۶۱) واجب مقدار کی حد تک کفن جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے میت کے اصل مال سے لیا جائے گا بلکہ کفن کی مستحب مقدار کو بھی میت کی شان اور عرف عام کو پیش نظر رکھتے ہوئے میت کے اصل مال سے لیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ واجب مقدار سے زائد کفن ان وارثوں کے حصے سے نہ لیا جائے جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔

(۵۶۲) اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مستحب کفن کی مقدار اس کے ایک تہائی مال سے لی جائے یا یہ وصیت کی ہو کہ اس کا تہائی مال خود اس پر خرچ کیا جائے لیکن اس کے مصرف کا تعین نہ کیا ہو یا صرف اس کے کچھ حصے کے مصرف کا تعین کیا ہو تو مستحب کفن کی مقدار جو چاہے عرف عام سے بڑھ کر ہو اس کے تہائی مال سے لی جا سکتی ہے۔

(۵۶۳) اگر مرنے والے نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ کفن اس کے تہائی مال سے لیا جائے اور متعلقہ اشخاص چاہیں کہ اس کے اصل مال سے لیں تو جو بیان مسئلہ ۵۶۱ میں گزر چکا ہے اس سے زیادہ نہ لیں۔ مثلاً وہ مستحب کام جو کہ معمولاً انجام نہ دیئے جاتے ہوں اور جو میت کی شان کے مطابق بھی نہ ہوں تو ان کی ادائیگی کے لئے ہرگز اصل مال سے نہ لیں اور بالکل اسی طرح اگر کفن کی قیمت معمول سے زیادہ ہو تو اضافی رقم کو میت کے اصل مال سے نہیں لیا جاسکتا لیکن جو ورثاء بالغ ہیں تو ان کے حصے سے ان کی اجازت سے لیا جاسکتا ہے۔

(۵۶۴) عورت کے کفن کی ذمہ داری شوہر پر ہے خواہ عورت اپنا مال بھی رکھتی ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو اس تفصیل کے مطابق جو طلاق کے احکام میں آئے گی طلاق رجعی دی گئی ہو اور وہ عدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اسے کفن دے۔ اگر شوہر بالغ نہ ہو یا دیوانہ ہو تو شوہر کے ولی کو چاہئے کہ اس کے مال سے عورت کو کفن دے۔

(۵۶۵) میت کو کفن دینا اس کے قرابتداروں پر واجب نہیں، گو اس کی زندگی میں اخراجات کی کفالت ان پر واجب رہی ہو۔

(۵۶۶) اگر میت کے پاس کفن کا انتظام کرنے کے لئے کوئی مال نہ ہو تو اسے برہنہ دفن کرنا جائز نہیں ہے بلکہ بنا بر احتیاط مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے کفن پہنائیں۔ یہ جائز ہے کہ اس کے اخراجات کو زکات کی بابت میں حساب کرلیا جائے۔

(۵۶۷) احتیاط یہ ہے کہ کفن کے تینوں کپڑوں میں سے ہر کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر آئے لیکن اگر اس طرح ہو کہ تینوں کپڑوں کو ملا کر میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر نہ آئے تو کافی ہے۔

(۵۶۸) غصب کی ہوئی چیز کا کفن دینا خواہ کوئی دوسری چیز میسر نہ ہو تب بھی جائز نہیں ہے۔ پس اگر میت کا کفن غصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو وہ کفن اس کے بدن سے اتار لینا چاہئے خواہ اس کو دفن بھی کیا جاچکا ہو لیکن بعض صورتوں میں (اس کے بدن سے کفن اتارنا جائز نہیں) جس کی تفصیل کی گنجائش اس مقام پر نہیں ہے۔

(۵۶۹) میت کو نجس چیز یا خالص ریشمی کپڑے کا کفن دینا اور احتیاط کی بنا پر سونے کے پانی سے کام کئے ہوئے کپڑے کا کفن دینا جائز نہیں لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۷۰) میت کو نجس مُردار کی کھال کا کفن دینا اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے بلکہ پاک مُردار کی کھال کا کفن دینا بھی جائز نہیں ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر کسی ایسے کپڑے کا کفن دینا جو حرام گوشت جانور کے اون یا بالوں سے تیار کیا گیا ہو اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے لیکن اگر کفن حلال گوشت جانور کے بال یا اون کا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا بھی کفن نہ دیا جائے۔

(۵۷۱) اگر میت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی دوسری نجاست سے نجس ہو جائے اور اگر ایسا کرنے سے کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو جتنا حصہ نجس ہوا ہے اسے دھونا یا کاٹنا ضروری ہے خواہ میت کو قبر میں ہی کیوں نہ اتارا جاچکا ہو۔ اگر اس کا دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو لیکن بدل لینا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ بدل دیں۔

(۵۷۲) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو تو اسے دوسروں کی طرح کفن پہنانا ضروری ہے اور اس کا سر اور چہرہ ڈھانک دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵۷۳) انسان کے لئے اپنی زندگی میں کفن، بیری اور کافور کا تیار رکھنا مستحب ہے۔

حنوط کے احکام

(۵۷۴) غسل دینے کے بعد واجب ہے کہ میت کو حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور اس طرح لگائیں کہ کچھ کافور اس پر باقی رہے چاہے اسے ملا یا نہ بھی گیا ہو اور مستحب یہ ہے کہ میت کی ناک پر بھی کافور ملا جائے۔ ضروری ہے کہ کافور پسا ہوا، تازہ، پاک اور مباح (غیر غصبی) ہو اور اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو زائل ہوگئی ہو تو کافی نہیں۔

(۵۷۵) احتیاط مستحب یہ ہے کہ کافور پہلے میت کی پیشانی پر ملا جائے لیکن دوسرے مقامات پر ملنے میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

(۵۷۶) بہتر یہ ہے کہ میت کو کفن پہنانے سے پہلے حنوط کیا جائے۔ اگرچہ کفن پہنانے کے دوران یا اس کے بعد بھی حنوط کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۷۷) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھ رکھا ہو تو اسے حنوط کرنا جائز نہیں ہے مگر ان دو صورتوں میں جن کا ذکر مسئلہ ۵۴۲ میں گزر چکا ہے۔

(۵۷۸) اعتکاف میں بیٹھے ہوئے شخص اور ایسی عورت جس کا شوہر مر گیا ہو اور ابھی اس کی عدت باقی ہو اگرچہ خوشبو لگانا ان کے لئے حرام ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اسے حنوط کرنا واجب ہے۔

(۵۷۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت کو مشک، عنبر، عود اور دوسری خوشبوئیں نہ لگائیں اور انہیں کافور کے ساتھ بھی نہ ملایا جائے۔

(۵۸۰) مستحب ہے کہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی مٹی کی کچھ مقدار کافور میں ملالی جائے لیکن اس کافور کو ایسے مقامات پر نہیں لگانا چاہئے جہاں لگانے سے خاک شفا کی بے حرمتی ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ خاک شفا اتنی زیادہ نہ ہو کہ جب وہ کافور کے ساتھ مل جائے تو اسے کافور نہ کہا جاسکے۔

(۵۸۱) اگر کافور نہ مل سکے یا فقط غسل کے لئے کافی ہو تو حنوط کرنا ضروری نہیں اور اگر غسل کی ضرورت سے زیادہ ہو لیکن تمام سات اعضاء کے لئے کافی نہ ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر چاہئے کہ پہلے پیشانی پر اور اگر بچ جائے تو دوسرے مقامات پر ملا جائے۔

(۵۸۲) مستحب ہے کہ دو تر و تازہ ٹہنیاں میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائیں۔

نماز میت کے احکام

(۵۸۳) ہر مسلمان کی میت پر اور ایسے بچے کی میت پر جو اسلام کے حکم میں ہو اور پورے چھ سال کا ہو چکا ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔

(۵۸۴) ایک ایسے بچے کی میت پر جو چھ سال کا نہ ہوا ہو لیکن نماز کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز پڑھنا ضروری ہے اور اگر نماز کو نہ جانتا ہو تو رجاء کی نیت سے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ بچہ جو مُردہ پیدا ہوا ہو اس کی میت پر نماز پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

(۵۸۵) ضروری ہے کہ میت کی نماز اسے غسل دینے، حنوط کرنے اور کفن پہنانے کے بعد پڑھی جائے اور اگر ان امور سے پہلے یا ان کے دوران پڑھی جائے تو ایسا کرنا خواہ بھول چوک یا مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو کافی نہیں ہے۔

(۵۸۶) جو شخص میت کی نماز پڑھنا چاہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہو اور اس کا بدن اور لباس پاک ہوں اور اگر اس کا لباس غصبی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھے جو دوسری نمازوں میں لازمی ہیں۔

(۵۸۷) جو شخص نماز میت پڑھ رہا ہو ضروری ہے کہ رو بقبلہ ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو نماز پڑھنے والے کے سامنے پشت کے بل یوں لٹایا جائے کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کے دائیں طرف ہو اور پاؤں بائیں طرف ہوں۔

(۵۸۸) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ میت کے مقام سے اونچی یا نیچی نہ ہو لیکن معمولی پستی یا بلندی میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز میت پڑھنے کی جگہ غصبی نہ ہو۔

(۵۸۹) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا میت سے دور نہ ہو لیکن جو شخص نماز میت با جماعت پڑھ رہا ہو اگر وہ میت سے دور ہو جبکہ صفیں باہم متصل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(۵۹۰) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا میت کے سامنے کھڑا ہو لیکن جماعت کی صورت میں ان لوگوں کی نماز میں جو میت کے سامنے نہ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۵۹۱) ضروری ہے کہ میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ، دیوار یا کوئی اور ایسی چیز حائل نہ ہو لیکن اگر میت تابوت میں یا ایسی ہی کسی اور چیز میں رکھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۵۹۲) نماز پڑھتے وقت ضروری ہے کہ میت کی شرمگاہ ڈھکی ہوئی ہو اور اگر اسے کفن پہنانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی شرمگاہ کو خواہ لکڑی یا اینٹ یا ایسی ہی کسی اور چیز سے ہی ڈھانپ دیں۔

(۵۹۳) ضروری ہے کہ نماز میت کھڑے ہو کر اور قربت کی نیت سے پڑھی جائے اور نیت کرتے وقت میت

کو معین کر لیا جائے مثلاً نیت کر لی جائے کہ میں اس میت پر قُرْبَةً اِلَی اللّٰہ نماز پڑھ رہا ہوں۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ یومیہ نمازوں میں حالت قیام میں جو استقرار ضروری ہے اس کا خیال رکھا جائے۔

(۵۹۴) اگر کھڑے ہو کر نماز میت پڑھنے والا کوئی شخص نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

(۵۹۵) اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ کوئی مخصوص شخص اس کی نماز پڑھائے تو اس کے لئے ولی سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے، اگرچہ بہتر ہے۔

(۵۹۶) بعض فقہاء کے نزدیک میت پر کئی دفعہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن یہ بات ثابت نہیں ہے اور اگر میت کسی صاحب علم و تقویٰ کی ہو تو بغیر کسی اشکال کے مکروہ نہیں ہے۔

(۵۹۷) اگر میت کو جان بوجھ کر یا بھول چوک کی وجہ سے یا کسی عذر کی بنا پر بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا جائے یا دفن کر دینے کے بعد پتا چلے کہ جو نماز اس پر پڑھی جا چکی ہے وہ باطل ہے تو میت پر نماز پڑھنے کے لئے اس کی قبر کو کھولنا جائز نہیں لیکن جب تک اس کا بدن پاش پاش نہ ہو جائے اور جن شرائط کا نماز میت کے سلسلے میں ذکر آ چکا ہے ان کے ساتھ رجاء کی نیت سے اس کی قبر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز میت کا طریقہ

(۵۹۸) میت کی نماز میں پانچ تکبیریں ہیں اور اگر نماز پڑھنے والا شخص مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ پانچ تکبیریں کہے تو کافی ہے۔

نیت کرنے اور پہلی تکبیر کے بعد کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

دوسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ.

تیسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

چوتھی تکبیر کے بعد اگر میت مرد ہو تو کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ.

اور اگر میت عورت ہو تو کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ الْمَيِّتَةِ اور اس کے بعد پانچویں تکبیر کہے۔

بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ.

اور دوسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاۤءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالشُّهَدَاۤءِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَجَمِيْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.

اور تیسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ تَابِعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اور اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَاغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عِنْدَكَ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَاخْلُفْ عَلٰى اَهْلِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَارْحَمْهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور اس کے بعد پانچویں تکبیر کہے۔ لیکن اگر میت عورت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ اَمَتُكَ وَابْنَةُ عَبْدِكَ وَابْنَةُ اَمَتِكَ نَزَلَتْ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا خَيْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ مُحْسِنَةً فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهَا وَاِنْ كَانَتْ مُسِيْئَةً فَتَجَاوَزْ عَنْهَا وَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عِنْدَكَ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَاخْلُفْ عَلٰى اَهْلِهَا فِي الْغَابِرِيْنَ وَارْحَمْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(۵۹۹) ضروری ہے کہ تکبیریں اور دعائیں تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھی جائیں کہ نماز اپنی شکل نہ کھودے۔

(۶۰۰) جو شخص میت کی نماز باجماعت پڑھ رہا ہو خواہ وہ مقتدی ہو ضروری ہے کہ اس کی تکبیریں اور دعائیں بھی پڑھے۔

نماز میت کے مستحبات

(۶۰۱) چند چیزیں نماز میت میں مستحب ہیں:

(۱) نماز میت پڑھنے والے نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہوا ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ تیمم اس وقت کرے جب وضو اور غسل کرنا ممکن نہ ہو یا اسے خدشہ ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو نماز میت میں شریک نہ ہو سکے گا۔

(۲) اگر میت مرد ہو تو امام یا جو شخص اکیلا میت پر نماز پڑھ رہا ہو میت کے بدن کے درمیانی حصے کے سامنے کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہو تو اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔

(۳) نماز ننگے پاؤں پڑھی جائے۔

(۴) ہر تکبیر میں ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔

(۵) نمازی اور میت کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا نمازی کے لباس کو حرکت

دے تو وہ جنازے کو جا چھوئے۔

(۶) نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔

(۷) امام تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ پڑھیں۔

(۸) نماز باجماعت میں مقتدی خواہ ایک شخص ہی کیوں نہ ہو امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

(۹) نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لئے کثرت سے دعا کرے۔

(۱۰) باجماعت نماز سے پہلے تین مرتبہ "الصلوٰة" کہے۔

(۱۱) نماز ایسی جگہ پڑھی جائے جہاں نماز میت کے لئے لوگ زیادہ تر جاتے ہیں۔

(۱۲) اگر حائض نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو اکیلی کھڑی ہو اور نمازیوں کی صف میں نہ کھڑی ہو۔

(۶۰۲) نماز میت مسجدوں میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن مسجد الحرام میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

دفن کے احکام

(۶۰۳) میت کو اس طرح زمین میں دفن کرنا واجب ہے کہ اس کی بو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کا بدن باہر نہ نکال سکیں اور اگر اس بات کا خوف ہو کہ درندے اس کا بدن باہر نکال لیں گے تو ضروری ہے کہ قبر کو اینٹوں وغیرہ سے پختہ کر دیا جائے۔

(۶۰۴) اگر میت کو زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو دفن کرنے کے بجائے اسے کمرے یا تابوت میں رکھا جا سکتا ہے۔

(۶۰۵) میت کو قبر میں دائیں پہلو اس طرح لٹانا ضروری ہے کہ اس کے بدن کا سامنے کا حصہ رو بقبلہ ہو۔

(۶۰۶) اگر کوئی شخص کشتی میں مر جائے اور اس کی میت کے خراب ہونے کا امکان نہ ہو اور اسے کشتی میں رکھنے میں بھی کوئی امر مانع نہ ہو تو ضروری ہے کہ انتظار کریں تاکہ خشکی تک پہنچ جائیں اور اسے زمین میں دفن کر دیں ورنہ اسے کشتی میں ہی غسل دے کر حنوط کریں اور کفن پہنائیں اور نماز میت پڑھنے کے بعد اسے مرتبان میں رکھ کر اس کا منہ بند کر دیں اور سمندر میں ڈال دیں یا کوئی بھاری چیز اس کے پاؤں میں باندھ کر سمندر میں ڈال دیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے ایسی جگہ گرائیں جہاں جانور اسے فوراً لقمہ نہ بنا لیں۔

(۶۰۷) اگر اس بات کا خوف ہو کہ دشمن قبر کو کھود کر میت کا جسم باہر نکال لے گا اور اس کے کان یا ناک یا دوسرے اعضاء کاٹ لے گا تو اگر ممکن ہو تو ضروری ہے کہ سابقہ مسئلے میں بیان کئے گئے طریقے کے مطابق اسے سمندر میں ڈال دیا جائے۔

(۶۰۸) اگر میت کو سمندر میں ڈالنا یا اس کی قبر کو پختہ کرنا ضروری ہو تو اس کے اخراجات میت کے اصل مال

میں سے لے سکتے ہیں۔

(۶۰۹) اگر کوئی کافر عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں مُردہ بچہ ہو اور اس بچے کا باپ مسلمان ہو تو اس عورت کو قبر میں بائیں پہلو قبلے کی طرف پیٹھ کر کے لٹانا چاہئے تاکہ بچے کا منہ قبلے کی طرف ہو اور اگر پیٹ میں موجود بچے کے بدن میں ابھی جان نہ پڑی ہو تب بھی احتیاط مستحب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۶۱۰) مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶۱۱) مسلمان کو ایسی جگہ جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو، مثلاً جہاں کوڑا کرکٹ اور گندگی پھینکی جاتی ہو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶۱۲) میت کو غصبی زمین میں یا ایسی زمین میں جو دفن کے علاوہ کسی دوسرے مقصد، مثلاً مسجد کے لئے وقف ہو دفن کرنا اگر وقف کے لئے نقصاندہ ہو یا وقف کے مقصد سے مزاحمت کا باعث ہو تو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت بھی ہے جب نقصاندہ یا مزاحم نہ ہو۔

(۶۱۳) کسی میت کی قبر کو اس لئے کھودنا کہ اس میں کسی دوسرے مُردے کو دفنایا جاسکے جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر قبر پرانی ہوگئی ہو اور پہلی میت کا نشان باقی نہ رہا ہو تو دفن کر سکتے ہیں۔

(۶۱۴) جو چیز میت سے جدا ہو جائے خواہ وہ اس کے بال، ناخن یا دانت ہی ہوں اسے اس کے ساتھ ہی دفن کر دینا ضروری ہے اور اگر جدا ہونے والی چیزیں اگرچہ وہ دانت، ناخن یا بال ہی کیوں نہ ہوں میت کو دفنانے کے بعد ملیں تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ انہیں کسی دوسری جگہ دفن کر دیا جائے۔ جو ناخن اور دانت انسان کی زندگی میں ہی اس سے جدا ہو جائیں انہیں دفن کرنا مستحب ہے۔

(۶۱۵) اگر کوئی شخص کنویں میں مرجائے اور اسے باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ کنویں کا منہ بند کر دیں اور اس کنویں کو ہی اس کی قبر قرار دیں۔

(۶۱۶) اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں مرجائے اور اس کا پیٹ میں رہنا ماں کی زندگی کے لئے خطرناک ہو تو ضروری ہے کہ اسے آسان ترین طریقے سے باہر نکالیں۔ چنانچہ اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر بھی مجبور ہوں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ضروری ہے کہ اگر اس عورت کا شوہر اہل فن ہو تو بچے کو اس کے ذریعے باہر نکالیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی اہل فن عورت اسے باہر نکالے۔ عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس سلسلے میں کسی ایسے فرد سے رجوع کرے جو اس کام کو بہتر طریقے سے انجام دے سکے اور اس کی حالت کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہو، چاہے نامحرم ہی کیوں نہ ہو۔

(۶۱۷) اگر ماں مرجائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو اور چاہے مختصر مدت کے لئے ہی سہی، اس بچے کے زندہ رہنے کی امید ہو تو ضروری ہے کہ جو جگہ بھی بچے کی سلامتی کے لئے بہتر ہے اسے چاک کریں اور بچے کو باہر نکالیں اور پھر اس جگہ کو ٹانکے لگا دیں۔ لیکن اگر یقین یا اطمینان ہو کہ ایسا کرنے سے بچہ مرجائے گا تو پھر جائز نہیں ہے۔

دفن کے مستحبات

(۶۱۸) مستحب ہے کہ قبر کو ایک متوسط انسان کے قد کے لگ بھگ کھودیں اور میت کو نزدیک ترین قبرستان میں دفن کریں ماسوا اس کے کہ جو قبرستان دور ہو وہ کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً وہاں نیک لوگ دفن کئے گئے ہوں یا زیادہ لوگ وہاں فاتحہ پڑھنے جاتے ہوں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ قبر سے چند گز دور زمین پر رکھ دیں اور تین دفعہ تھوڑا تھوڑا کر کے قبر کے نزدیک لے جائیں اور ہر دفعہ زمین پر رکھیں اور پھر اٹھالیں اور چوتھی دفعہ قبر میں اتار دیں اور اگر میت مرد ہو تو تیسری دفعہ زمین پر اس طرح رکھیں کہ اس کا سر قبر کی نچلی طرف ہو اور چوتھی دفعہ سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور اگر میت عورت ہو تو تیسری دفعہ اسے قبر کے قبلے کی طرف رکھیں اور پہلو کی طرف سے قبر میں اتار دیں اور قبر میں اتارتے وقت ایک کپڑا قبر کے اوپر تان لیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ بڑے آرام کے ساتھ تابوت سے نکالیں اور قبر میں داخل کریں اور وہ دعائیں جنہیں پڑھنے کے لئے کہا گیا ہے دفن کرنے سے پہلے اور دفن کرتے وقت پڑھیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کے کفن کی گرہیں کھول دیں اور اس کا رخسار زمین پر رکھ دیں اور اس کے سر کے نیچے مٹی کا تکیہ بنا دیں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے کچی اینٹیں یا ڈھیلے رکھ دیں تاکہ میت چت نہ ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ قبر بند کریں دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے پر ماریں اور بایاں ہاتھ زور سے میت کے بائیں کندھے پر رکھیں اور منہ اس کے کان کے قریب لے جائیں اور اسے زور سے حرکت دیں اور تین دفعہ کہیں: اسمع افہم یا فلان ابن فلان۔ اور فلان ابن فلان کی جگہ میت کا اور اس کے باپ کا نام لیں۔ مثلاً اگر اس کا اپنا نام موسیٰ اور اس کے باپ کا نام عمران ہو تو تین دفعہ کہیں: اِسْمَعْ اِفْهَمْ يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ۔ اس کے بعد کہیں: هَلْ اَنْتَ عَلَى الْعَهْدِ الَّذِىْ فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَخَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَاِمَامٌ افْتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهٗ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَّعَلِيَّ بْنَ مُوْسٰى وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّعَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَّالْقَائِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحُجَجُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ وَاَئِمَّتَكَ اَئِمَّةُ هُدًى اَبْرَارٌ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ۔ اور فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے: اِذَا اَتَاكَ الْمَلَكَانِ الْمُقَرَّبَانِ رَسُوْلَيْنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَسَاَلَاكَ عَنْ رَّبِّكَ وَعَنْ نَّبِيِّكَ وَعَنْ دِيْنِكَ وَعَنْ كِتَابِكَ وَعَنْ قِبْلَتِكَ وَعَنْ اَئِمَّتِكَ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَّقُلْ فِىْ جَوَابِهِمَا اَللّٰهُ رَبِّىْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ نَبِيِّىْ وَالْاِسْلَامُ دِيْنِىْ وَالْقُرْاٰنُ كِتَابِىْ وَالْكَعْبَةُ قِبْلَتِىْ وَاَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ اِمَامِىْ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُجْتَبٰى اِمَامِىْ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الشَّهِيْدُ بِكَرْبَلَاءَ اِمَامِىْ وَعَلِيٌّ زَيْنُ

الْعَابِدِيْنَ اِمَامِیْ وَ مُحَمَّدُ بِنْ الْبَاقِرُ اِمَامِیْ وَ جَعْفَرُ بِنْ الصَّادِقُ اِمَامِیْ وَ مُوْسَی الْكَاظِمُ اِمَامِیْ وَعَلِیُّ بِنْ الرِّضَا اِمَامِیْ وَ مُحَمَّدُ بِنْ الْجَوَادُ اِمَامِیْ وَعَلِیُّ بِنْ الْهَادِیْ اِمَامِیْ وَالْحَسَنُ الْعَسْكَرِیُّ اِمَامِیْ وَالْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِیْ هٰٓؤُلَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَئِمَّتِیْ وَسَادَتِیْ وَ قَادَتِیْ وَ شُفَعَآئِیْ بِهِمْ اَتَوَلّٰی وَمِنْ اَعْدَآئِهِمْ اَتَبَرَّاُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اعْلَمْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَ اور فُلَانَ ابْنَ فُلَانَ کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے: اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَوْلَادَهُ الْمَعْصُوْمِيْنَ الْاَئِمَّةَ الْاِثْنٰی عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَاَنَّ مَا جَآءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ حَقٌّ وَّاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَّسُؤَالَ مُنْكَرٍ وَّ نَكِيْرٍ فِی الْقَبْرِ حَقٌّ وَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَّالنُّشُوْرَ حَقٌّ وَّالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّالْمِيْزَانَ حَقٌّ وَّتَطَايُرَ الْكُتُبِ حَقٌّ وَّاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ. پھر کہے: "اَفَهِمْتَ يَا فُلَانُ" اور فُلَانُ کی بجائے میت کا نام لے اور اس کے بعد کہے: ثَبَّتَکَ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ وَ هَدَاکَ اللّٰهُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ عَرَّفَ اللّٰهُ بَيْنَکَ وَبَيْنَ اَوْلِيَآئِکَ فِیْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ - اس کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَاَصْعِدْ بِرُوْحِهٖ اِلَيْکَ وَلَقِّهٖ مِنْکَ بُرْهَانًا اَللّٰهُمَّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ۔

(۶۱۹) مستحب ہے کہ جو شخص میت کو قبر میں اتارے وہ باطہارت، برہنہ سر اور برہنہ پا ہو اور میت کی پائنتی کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میت کے عزیز واقرباء کے علاوہ جو لوگ موجود ہوں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھیں۔ اگر میت عورت ہو تو اس کا محرم اسے قبر میں اتارے اور اگر محرم نہ ہو تو اس کے عزیز واقرباء اسے قبر میں اتاریں۔

(۶۲۰) مستحب ہے کہ قبر چار کونوں والی بنائی جائے اور زمین سے تقریباً چار انگل بلند ہو اور اس پر کوئی نشانی لگا دی جائے تاکہ پہچاننے میں غلطی نہ ہو اور قبر پر پانی چھڑکا جائے اور پانی چھڑکنے کے بعد جو لوگ موجود ہوں وہ اپنے ہاتھ قبر پر رکھیں اور اپنی انگلیاں کھول کر قبر کی مٹی میں گاڑ کر سات دفعہ سورۂ قدر پڑھیں اور میت کے لئے مغفرت طلب کریں اور یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَاَصْعِدْ اِلَيْکَ رُوْحَهٗ وَلَقِّهٖ مِنْکَ رِضْوَانًا وَّاَسْكِنْ قَبْرَهٗ مِنْ رَّحْمَتِکَ مَا تُغْنِيْهِ بِهٖ عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاکَ۔

(۶۲۱) مستحب ہے کہ جو لوگ جنازے کی مشایعت کے لئے آئے ہوں ان کے چلے جانے کے بعد میت کا ولی یا وہ شخص جسے ولی اجازت دے میت کو ان دعاؤں کی تلقین کرے جو بتائی گئی ہیں۔

(۶۲۲) دفن کے بعد مستحب ہے کہ میت کے پسماندگان کو پرسا دیا جائے لیکن اگر اتنی مدت گزر چکی ہو کہ پرسا دینے سے ان کا دکھ تازہ ہو جائے تو پرسا نہ دینا بہتر ہے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لئے تین دن تک کھانا بھیجا جائے۔ ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

(۶۲۳) مستحب ہے کہ انسان عزیز واقرباء کی موت پر خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے اور جب بھی میت کی یاد آئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور میت کے لئے قرآن خوانی کرے اور ماں باپ کی قبروں پر جاکر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرے اور قبر کو پختہ کروے تاکہ جلدی ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔

(۶۲۴) کسی کی موت پر بھی انسان کے لئے احتیاط کی بنا پر جائز نہیں کہ اپنا چہرہ اور بدن زخمی کرے اور اپنے بال نوچے لیکن سر اور چہرے کا پیٹنا جائز ہے۔

(۶۲۵) احتیاط واجب کی بنا پر باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر بھی گریبان چاک کرنا جائز نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کی موت پر بھی گریبان چاک نہ کیا جائے۔

(۶۲۶) اگر عورت میت کے سوگ میں اپنا چہرہ زخمی کر کے خون آلود کر لے یا بال نوچے تو احتیاط مستحب کی بنا پر وہ ایک غلام کو آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا انہیں کپڑے پہنائے اور اگر مرد اپنی بیوی یا فرزند کی موت پر اپنا گریبان یا لباس پھاڑے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۶۲۷) احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت پر روتے وقت آواز بہت بلند نہ کی جائے۔

نماز وحشت

(۶۲۸) سزاوار ہے کہ میت کے دفن کی پہلی رات کو اس کے لئے دو رکعت نماز وحشت پڑھی جائے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد ایک دفعہ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد دس دفعہ سورۂ قدر پڑھا جائے اور سلام نماز کے بعد کہا جائے: اللّٰھم صل علی محمد وال محمد وابعث ثوابھا الی قبر فلان۔ اور لفظ فلان کی بجائے میت کا نام لیا جائے۔

(۶۲۹) نماز وحشت میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اول شب میں نماز عشا کے بعد پڑھی جائے۔

(۶۳۰) اگر میت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا مقصود ہو یا کسی اور وجہ سے اس کے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت کو اس کے دفن کی پہلی رات تک ملتوی کر دینا چاہئے۔

قبر کشائی

(۶۳۱) کسی مسلمان کی قبر کا کھولنا خواہ وہ بچہ یا دیوانہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے۔ ہاں اگر اس کا بدن مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو چکا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۶۳۲) امام زادوں، شہیدوں، عالموں اور صالح لوگوں کی قبروں کو اجاڑنا خواہ انہیں فوت ہوئے سالہا سال گزر چکے ہوں اور ان کے بدن پیوند زمین ہو گئے ہوں، اگر ان کی بے حرمتی ہوتی ہو تو حرام ہے۔

(۶۳۳) چند صورتیں ایسی ہیں جن میں قبر کشائی حرام نہیں ہے:

(۱) جب میت کو غصبی زمین میں دفن کیا گیا ہو اور زمین کا مالک اس کے وہاں رہنے پر راضی

نہ ہو اور قبر کھولنا بھی حرج کا باعث نہ ہو، ورنہ قبر کھولنا کسی کے لئے ضروری نہ ہوگا سوائے غاصب کے۔ اگر قبر کھولنے کے مقابلے میں کوئی اور اہم چیز ٹکرا رہی ہو مثلاً میت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا پڑ رہا ہو تو قبر کھولنا نہ فقط ضروری نہیں بلکہ جائز نہیں ہے اور اگر قبر کھولنا بے حرمتی کا سبب ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر جائز ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ میت نے اس زمین کو غصب کیا ہو۔

(۲) جب کفن یا کوئی اور چیز جو میت کے ساتھ دفن کی گئی ہو غصبی ہو اور اس کا مالک اس بات پر رضامند نہ ہو کہ وہ قبر میں رہے اور اگر خود میت کے مال میں سے کوئی چیز جو اس کے وارثوں کو ملی ہو اس کے ساتھ دفن ہو گئی ہو اور اس کے وارث اس بات پر راضی نہ ہوں کہ وہ چیز قبر میں رہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ البتہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ دعا یا قرآن مجید یا انگوٹھی اس کے ساتھ دفن کی جائے اور اس کی وصیت پر عمل کرنا ضروری ہو تو ان چیزوں کو نکالنے کے لئے قبر کو نہیں کھولا جا سکتا۔ اس مقام پر بھی وہ استثناء جاری ہے، جس کا ذکر پہلے مواد میں کیا گیا ہے۔

(۳) جب قبر کا کھولنا میت کی بے حرمتی کا موجب نہ ہو اور میت کو بغیر غسل دیئے یا بغیر کفن پہنائے دفن کیا گیا ہو یا پتا چلے کہ میت کا غسل باطل تھا یا اسے شرعی احکام کے مطابق کفن نہیں دیا گیا تھا یا قبر میں قبلے کے رخ پر نہیں لٹایا گیا تھا۔

(۴) جب کوئی ایسا حق ثابت کرنے کے لئے جو قبر کشائی سے زیادہ اہم ہو میت کا بدن دیکھنا ضروری ہو۔

(۵) جب میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو مثلاً اسے کافروں کے قبرستان میں یا اس جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں غلاظت اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہو۔

(۶) جب کسی ایسے شرعی مقصد کے لئے قبر کھولی جائے جس کی اہمیت قبر کھولنے سے زیادہ ہو۔ مثلاً کسی زندہ بچے کو ایسی حاملہ عورت کے پیٹ سے نکالنا مطلوب ہو جسے دفن کر دیا گیا ہو۔

(۷) جب یہ خوف ہو کہ درندہ میت کو چیر پھاڑ ڈالے گا یا سیلاب اسے بہا لے جائے گا یا دشمن اسے نکال لے گا۔

(۸) میت نے وصیت کی ہو کہ اسے دفن کرنے سے پہلے مقدس مقامات کی طرف منتقل کیا جائے اور ان مقامات کی طرف منتقل کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو لیکن جان بوجھ کر، لاعلمی یا بھولے سے کسی دوسری جگہ دفنا دیا گیا ہو تو اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو اور کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو تو اس صورت میں قبر کھول کر اسے مقدس مقامات کی طرف لے جا سکتے ہیں، بلکہ مذکورہ صورت میں تو قبر کو کھولنا اور میت کو منتقل کرنا واجب ہے۔

مستحب غسل

(۶۳۴) اسلامی شریعت میں بہت سے غسل مستحب ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) غسل جمعہ۔ اس کا وقت صبح کی اذان کے بعد سے سورج غروب ہونے تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجالایا جائے اور اگر کوئی شخص اسے ظہر تک انجام نہ دے تو بہتر ہے کہ ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر غروب آفتاب تک بجالائے اور اگر جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو مستحب ہے کہ ہفتے کے دن صبح سے غروب آفتاب تک اس کی قضا بجالائے۔ جو شخص جانتا ہو کہ اسے جمعہ کے دن پانی میسر نہ ہوگا تو وہ رجاء کی نیت سے جمعرات کے دن یا شب جمعہ میں غسل انجام دے سکتا ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

(۲ تا ۷) رمضان کی پہلی، سترھویں، انیسویں، اکیسویں، تیئیسویں اور چوبیسویں رات کا غسل

(۸-۹) عیدالفطر اور عید قربان کے دن کا غسل۔ اس کا وقت صبح کی اذان سے سورج غروب ہونے تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے کر لیا جائے

(۱۰-۱۱) ذی الحج کے آٹھویں اور نویں دن کا غسل اور بہتر یہ ہے کہ نویں دن کا غسل ظہر کے نزدیک کیا جائے۔

(۱۲) اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ ایسی میت کے بدن سے مس کیا ہو جسے غسل دے دیا گیا ہو۔

(۱۳) احرام کا غسل

(۱۴) حرم مکہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۵) مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۶) خانۂ کعبہ کی زیارت کا غسل

(۱۷) کعبہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۸) ذبح اور نحر کے لئے غسل

(۱۹) بال مونڈنے کے لئے غسل

(۲۰) حرم مدینہ میں داخل ہونے کا غسل

(۲۱) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا غسل

(۲۲) مسجد نبویؐ میں داخل ہونے کا غسل
(۲۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر سے وداع ہونے کا غسل
(۲۴) دشمن کے ساتھ مباہلہ کرنے کا غسل
(۲۵) نوزائدہ بچے کو غسل دینا
(۲۶) استخارہ کرنے کا غسل
(۲۷) طلب باران کا غسل

(۶۳۵) فقہاء نے مستحب غسلوں کے باب میں بہت سے غسلوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) رمضان کی تمام طاق راتوں کا غسل اور اس کی آخری دہائی کی تمام راتوں کا غسل اور اس کی تیئیسویں رات کے آخری حصے میں دوسرا غسل۔

(۲) ذی الحج کے چوبیسویں دن کا غسل۔

(۳) عید نوروز کے دن اور پندرہویں شعبان اور نویں اور سترہویں ربیع الاول اور ذی القعدہ کے پچیسویں دن کا غسل۔

(۴) اس عورت کا غسل جس نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے خوشبو استعمال کی ہو۔

(۵) اس شخص کا غسل جو مستی کی حالت میں سوگیا ہو۔

(۶) اس شخص کا غسل جو کسی سولی چڑھے ہوئے انسان کو دیکھنے گیا ہو اور اسے دیکھا بھی ہو لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوری کی حالت میں نظر گئی ہو یا مثال کے طور پر اگر شہادت دینے گیا ہو تو غسل مستحب نہیں ہے۔

(۷) دور یا نزدیک سے معصومین علیہم السلام کی زیارت کے لئے غسل۔ ان میں سے کسی غسل کا مستحب ہونا ثابت نہیں اور جو شخص بھی ان میں سے کوئی غسل انجام دینا چاہے ضروری ہے کہ رجاء کی نیت سے انجام دے۔

(۶۳۶) انسان ان تمام غسلوں کے ساتھ جن کا مستحب ہونا شرعاً ثابت ہوگیا ہے، مثلاً وہ غسل جن کا تذکرہ مسئلہ نمبر ۶۳۴ میں کیا گیا ہے، ایسے کام مثلاً نماز انجام دے سکتا ہے جن کے لئے وضو لازم ہے (یعنی وضو کرنا ضروری نہیں ہے)۔ لیکن جو غسل بطور رجاء کئے جائیں مثلاً وہ غسل جن کا تذکرہ مسئلہ نمبر ۶۳۵ میں کیا گیا، وضو کے لئے کفایت نہیں کرتے (یعنی ساتھ ساتھ وضو کرنا بھی ضروری ہے)۔

(۶۳۷) اگر کئی مستحب غسل کسی شخص کے ذمے ہوں اور وہ سب کی نیت کرکے ایک غسل کرلے تو کافی ہے۔ ہاں اگر غسل مکلف کے کسی عمل کی وجہ سے مستحب ہوا ہو، مثلاً ایسے شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ کسی ایسی میت سے مس کیا ہو جس کو غسل دیا جاچکا ہو، تو ایسی صورت میں چند مختلف وجوہات کی بنا پر مستحب ہونے والے غسلوں کے لئے ایک غسل پر اکتفا کرنا محل اشکال ہے۔

تیمّم

سات صورتوں میں وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرنا ضروری ہے:

تیمّم کی پہلی صورت

پانی نہ ہونا۔

(۶۳۸) اگر انسان آبادی میں ہو تو ضروری ہے کہ وضو اور غسل کے لئے پانی مہیا کرنے کے لئے اتنی جستجو کرے کہ بالآخر اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے۔ یہی حکم بیابانوں میں رہنے والے افراد مثلاً خانہ بدوشوں کے لئے ہے۔ اور اگر انسان سفر کے عالم میں ہو اور بیابان میں ہو تو ضروری ہے کہ راستوں میں یا اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے آس پاس والی جگہوں میں پانی تلاش کرے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہاں کی زمین ناہموار ہو یا درختوں کی کثرت کی وجہ سے راہ چلنا دشوار ہو تو چاروں اطراف میں سے ہر طرف پرانے زمانے میں کمان کے چلے پر چڑھا کر پھینکے جانے والے تیر کی پرواز[1] کے فاصلے کے برابر پانی کی تلاش میں جائے۔ جبکہ ہموار زمین میں ہر طرف اندازاً دوبار پھینکے جانے والے تیر کے فاصلے کے برابر جستجو کرے۔

(۶۳۹) اگر چار اطراف میں سے بعض ہموار اور بعض ناہموار ہوں تو جو طرف ہموار ہو اس میں دو تیروں کی پرواز کے برابر اور جو طرف ناہموار ہو اس میں ایک تیر کی پرواز کے برابر پانی تلاش کرے۔

(۶۴۰) جس طرف پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو اس طرف تلاش کرنا ضروری نہیں۔

(۶۴۱) اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور پانی حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس وقت ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ جس فاصلے تک اس کے لئے پانی تلاش کرنا ضروری ہے، اس سے دور پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ پانی حاصل کرنے کے لئے وہاں جائے لیکن اگر پانی بہت زیادہ دور ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ ان کے پاس پانی نہیں ہے تو وہاں جانا لازم نہیں ہے اور اگر پانی موجود ہونے کا گمان ہو تو پھر بھی وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔

(۶۴۲) یہ ضروری نہیں کہ انسان خود پانی کی تلاش میں جائے بلکہ وہ کسی اور ایسے شخص کی بات پر بھی اکتفا کرسکتا ہے، جس نے جستجو کرلی ہو اور جس کی بات پر اسے اطمینان ہو۔

(۶۴۳) اگر اس بات کا احتمال ہو کہ اپنے سفر کے سامان میں یا پڑاؤ ڈالنے کی جگہ پر یا قافلے میں پانی موجود ہے تو ضروری ہے کہ اس قدر جستجو کرے کہ اسے پانی کے نہ ہونے کا اطمینان ہو جائے یا اس کے حصول سے

[1] اس بات میں اختلاف ہے کہ ایک تیر کتنا فاصلہ کرتا ہے۔ سب سے زیادہ جس مقدار کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ ۴۸۰ ذراع ہے جو تقریباً ۲۳۰ میٹر بنتا ہے۔ (منہاج الصالحین ۱: مسئلہ ۳۴۳)

ناامید ہو جائے۔ سوائے اس کے کہ پہلے کسی مورد میں پانی نہ تھا اور اب احتمال ہو کہ شاید پانی آچکا ہو کہ اس صورت میں جستجو ضروری نہیں۔

(۶۴۴) اگر ایک شخص نماز کے وقت سے پہلے پانی تلاش کرے اور حاصل نہ کر پائے اور نماز کے وقت تک وہیں رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

(۶۴۵) اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد تلاش کرے اور پانی حاصل نہ کر پائے اور بعد والی نماز کے وقت تک اسی جگہ رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

(۶۴۶) اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ ہو یا اسے چور ڈاکو اور درندے کا خوف ہو یا پانی کی تلاش اتنی کٹھن ہو کہ اس جیسے افراد عام طور پر اتنی تکلیف برداشت نہیں کرتے تو تلاش ضروری نہیں۔

(۶۴۷) اگر کوئی شخص پانی تلاش نہ کرے حتیٰ کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور پانی تلاش کرنے کی صورت میں پانی مل سکتا تھا تو وہ گناہ کا مرتکب ہوا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔

(۶۴۸) اگر کوئی شخص اس یقین کی بنا پر کہ اسے پانی نہیں مل سکتا پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل سکتا تھا تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھے۔

(۶۴۹) اگر کسی شخص کو تلاش کرنے پر پانی نہ ملے اور ملنے سے مایوس ہو کر تیمم کے ساتھ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ جہاں اس نے تلاش کیا تھا وہاں پانی موجود تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۶۵۰) جس شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت تنگ ہے اگر وہ پانی تلاش کئے بغیر تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور نماز پڑھنے کے بعد اور وقت گزرنے سے پہلے اسے پتا چلے کہ پانی تلاش کرنے کے لئے اس کے پاس وقت تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۶۵۱) اگر ایک شخص باوضو ہو اور اسے معلوم ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو دوبارہ وضو کے لئے پانی نہیں ملے گا یا وہ وضو نہیں کر پائے گا تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ وضو باطل نہ کرے چاہے ابھی نماز کا وقت داخل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، لیکن ایسا شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ غسل نہ کر پائے گا اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

(۶۵۲) جب کسی کے پاس فقط وضو یا غسل کے لئے پانی ہو اور وہ جانتا ہو کہ اسے گرا دینے کی صورت میں مزید پانی نہیں مل سکے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہو گیا ہو تو اس پانی کا گرانا حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی نہ گرائے۔

(۶۵۳) اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا، اپنا وضو باطل کر دے یا جو پانی اس کے پاس ہو اسے گرا دے تو اگرچہ اس نے (حکم مسئلہ کے) برعکس کام کیا ہے، تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہو گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

تیمّم کی دوسری صورت

پانی تک رسائی نہ ہونا۔

(۶۵۴) اگر کوئی شخص بڑھاپے یا کمزوری کی وجہ سے یا چور ڈاکو اور جانور وغیرہ کے خوف سے یا کنویں سے پانی نکالنے کے وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے پانی حاصل نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۶۵۵) اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لئے ڈول اور رسی وغیرہ ضروری ہوں اور انسان مجبور ہو کہ انہیں خریدے یا کرائے پر حاصل کرے تو خواہ ان کی قیمت نام بھاؤ سے کئی گنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے کہ انہیں حاصل کرے۔ اگر پانی اپنی اصلی قیمت سے مہنگا بیچا جا رہا ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ان چیزوں کے حصول پر اتنا خرچ اٹھتا ہو جو اس کے مال کے اعتبار سے ضرر کا باعث ہو تو پھر ان چیزوں کا مہیا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۶۵۶) اگر کوئی شخص مجبور ہو کہ پانی مہیا کرنے کے لئے قرض لے تو قرض لینا ضروری ہے لیکن جس شخص کو علم ہو یا گمان ہو کہ وہ اپنے قرضے کی ادائیگی نہیں کر سکتا اس کے لئے قرض لینا واجب نہیں ہے۔

(۶۵۷) اگر کنواں کھودنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی مہیا کرنے کے لئے کنواں کھودے۔

(۶۵۸) اگر کوئی شخص بغیر احسان رکھے کچھ پانی دے تو اسے قبول کر لینا ضروری ہے۔

تیمّم کی تیسری صورت

پانی کے استعمال میں خوف ہو۔

(۶۵۹) اگر پانی کا استعمال کسی شخص کے لئے جان لیوا ہو یا اس کے بدن میں کسی عیب یا مرض کے پیدا ہونے یا موجودہ مرض کے طولانی یا شدید ہو جانے یا علاج معالجہ میں دشواری پیدا ہونے کا سبب ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تیمم کرے۔ لیکن اگر پانی کے ضرر کو کسی طریقے سے دور کر سکتا ہو مثلاً یہ کہ پانی کو گرم کرنے سے ضرر دور ہو سکتا ہو تو پانی گرم کر کے وضو کرے اور اگر غسل کرنا ضروری ہو تو غسل کرے۔

(۶۶۰) ضروری نہیں کہ کسی شخص کو یقین ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے بلکہ اگر ضرر کا احتمال ہو اور یہ احتمال عام لوگوں کی نظروں میں معقول ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۶۶۱) اگر کوئی شخص ضرر کے یقین یا احتمال کی وجہ سے تیمم کرے اور اسے نماز سے پہلے اس بات کا پتا چل جائے کہ پانی اس کے لئے نقصاندہ نہیں تو اس کا تیمم باطل ہے اور اگر اس بات کا پتا نماز کے بعد چلے تو وضو یا غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ سوائے اس کے کہ ضرر کے یقین یا احتمال کے باوجود وضو یا غسل کرنا ایسی ذہنی بے چینی کا باعث ہو جسے برداشت کرنا مشکل ہے۔

(۶۶۲) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ پانی اس کے لئے مضر نہیں ہے اور غسل یا وضو کرنے، بعد میں اسے پتا چلے کہ پانی اس کے لئے مضر تھا تو اس کا وضو اور غسل دونوں باطل ہیں۔

تیمم کی چوتھی صورت

حرج اور مشقت۔

(۶۶۳) اگر کسی شخص کے لئے پانی مہیا کرنا یا اسے استعمال کرنا ایسے حرج و مشقت کا باعث ہو جسے عام طور پر برداشت نہیں کیا جاتا تو وہ تیمم کرسکتا ہے لیکن اگر وہ مشقت برداشت کرتے ہوئے وضو یا غسل کرلے تو اس کے وضو و غسل صحیح ہوں گے۔

تیمم کی پانچویں صورت

پانی پیاس بجھانے کے لئے ضروری ہو۔

(۶۶۴) اگر کسی شخص کو پیاس بجھانے کے لئے پانی کی ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور اس وجہ سے تیمم کے جائز ہونے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر پانی وضو یا غسل کرنے میں صرف کردے تو وہ خود فوری طور پر یا بعد میں ایسی پیاس میں مبتلا ہوگا جو اس کی ہلاکت یا علالت کا موجب ہوگی یا جس کا برداشت کرنا اس کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہوگا۔

(۲) اپنے علاوہ خود سے وابستہ دوسرے افراد کی خاطر ڈرتا ہو چاہے وہ دوسرے نفوس محترم بھی نہ رکھتے ہوں جبکہ ان کی زندگی کے امور اس کے لئے اہمیت کے حامل ہوں، چاہے اس لئے کہ وہ ان سے شدید محبت رکھتا ہو یا اس اعتبار سے کہ ان کا تلف ہو جانا اس کے لئے مالی نقصان کا باعث ہے یا اس لئے کہ ان کا خیال کرنا عرفاً اس کے لئے ضروری ہے جیسے دوست اور ہمسائے۔

ان دونوں صورتوں کے علاوہ بھی ممکن ہے کہ پیاس، تیمم کے جواز کا سبب بنے لیکن اس وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ جان کی حفاظت واجب ہے یا اس لئے کہ پیاسے کی موت یا بے چینی مطمئناً اس کے لئے حرج کا سبب بنے گی۔

(۶۶۵) اگر کسی شخص کے پاس اس پاک پانی کے علاوہ جو وضو یا غسل کے لئے ہو اتنا نجس پانی بھی ہو جتنا اسے پینے کے لئے درکار ہے تو ضروری ہے کہ پاک پانی پینے کے لئے رکھ لے اور تیمم کرکے نماز پڑھے لیکن اگر پانی اس کے ساتھیوں کے پینے کے لئے درکار ہو تو وہ پاک پانی سے وضو یا غسل کرسکتا ہے خواہ اس کے ساتھی پیاس بجھانے کے لئے نجس پانی پینے پر ہی مجبور کیوں نہ ہوں بلکہ اگر وہ لوگ اس پانی کے نجس ہونے کے بارے میں نہ جانتے ہوں یا یہ کہ نجاست سے پرہیز نہ کرتے ہوں تو لازم ہے کہ پاک پانی کو وضو یا غسل کے لئے صرف کرے اور اسی طرح پانی اپنے کسی جانور یا نابالغ بچے کو پلانا چاہے تب بھی ضروری ہے کہ انہیں وہ نجس پانی پلائے اور پاک پانی سے وضو یا غسل کرے۔

تیمم کی چھٹی صورت

وضو یا غسل کا ٹکراؤ ایسی شرعی تکلیف سے ہو رہا ہو جو اُن سے زیادہ اہم ہو یا مساوی ہو۔

(۶۶۶) اگر کسی شخص کا بدن یا لباس نجس ہو اور اس کے پاس اتنی مقدار میں پانی ہو کہ اس سے وضو یا غسل کرلے تو بدن یا لباس دھونے کے لئے پانی نہ بچتا ہو تو ضروری ہے کہ بدن یا لباس دھوئے اور تیمم کرکے نماز پڑھے۔ لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس پر تیمم کرے تو ضروری ہے کہ پانی وضو یا غسل کے لئے استعمال کرے اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۶۶۷) اگر کسی شخص کے پاس سوائے ایسے پانی یا برتن کے جس کا استعمال کرنا حرام ہے کوئی اور پانی یا برتن نہ ہو مثلاً جو پانی یا برتن اس کے پاس ہو وہ غصبی ہو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی پانی یا برتن نہ ہو تو ضروری ہے کہ وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرے۔

تیمم کی ساتویں صورت

وقت کا تنگ ہونا۔

(۶۶۸) جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر ایک شخص وضو یا غسل کرے تو ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھا جاسکے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۶۶۹) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وضو یا غسل کا وقت باقی نہ رہے تو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

(۶۷۰) اگر کسی کو شک ہو کہ وہ وضو یا غسل کرے تو نماز کا وقت باقی رہے گا یا نہیں تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۶۷۱) اگر کسی شخص نے وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا ہو اور نماز کے بعد وضو کرسکنے کے باوجود نہ کیا ہو حتیٰ کہ جو پانی اس کے پاس تھا وہ ضائع ہوگیا ہو تو اس صورت میں کہ اس کا فریضہ تیمم ہو ضروری ہے کہ آئندہ نمازوں کے لئے دوبارہ تیمم کرے خواہ وہ تیمم جو اس نے کیا تھا نہ ٹوٹا ہو۔

(۶۷۲) اگر کسی شخص کے پاس پانی ہو لیکن وقت کی تنگی کے باعث تیمم کرکے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران جو پانی اس کے پاس تھا وہ ضائع ہو جائے۔ اب اگر اس کا فریضہ تیمم ہو تو بعد کی نمازوں کے لئے دوبارہ تیمم کرنا ضروری نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے۔

(۶۷۳) اگر کسی شخص کے پاس اتنا وقت ہو کہ وضو یا غسل کرسکے اور نماز کو اس کے مستحب افعال مثلاً اقامت اور قنوت کے بغیر پڑھ لے تو ضروری ہے کہ غسل یا وضو کرلے اور اس کے مستحب افعال کے بغیر نماز پڑھے بلکہ اگر سورہ پڑھنے جتنا وقت بھی نہ بچتا ہو تو ضروری ہے کہ غسل یا وضو کرے اور بغیر سورہ کے نماز پڑھے۔

وہ چیزیں جن پر تیمّم کرنا صحیح ہے

(۶۷۴) مٹی، ریت، ڈھیلے اور پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مٹی میسر ہو تو کسی دوسری چیز پر تیمم نہ کیا جائے۔ اگر مٹی نہ ہو تو انتہائی باریک بجری پر جسے مٹی کہا جاسکے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ڈھیلے پر، اگر ڈھیلا بھی نہ ہو تو پھر ریت پر اور اگر ریت اور ڈھیلا بھی نہ ہو تو پھر پتھر پر تیمم کیا جائے۔

(۶۷۵) جپسم اور چونے کے پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے نیز اس گرد و غبار پر جو قالین، کپڑے اور ان جیسی دوسری چیزوں پر جمع ہو جاتا ہے اگر عرف عام میں اسے نرم مٹی شمار کیا جاتا ہو تو اس پر تیمم صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں اس پر تیمم نہ کرے۔ اسی طرح احتیاط مستحب کی بنا پر اختیار کی حالت میں پکے جپسم اور چونے پر اور پکی اینٹ اور دوسرے معدنی پتھر مثلاً عقیق وغیرہ پر تیمم نہ کرے۔

(۶۷۶) اگر کسی شخص کو مٹی، ریت، ڈھیلے یا پتھر نہ مل سکیں تو ضروری ہے کہ تر مٹی پر تیمم کرے اور اگر تر مٹی نہ ملے تو ضروری ہے کہ قالین، دری یا لباس اور ان جیسی دوسری چیزوں کے اندر یا اوپر موجود اس مختصر سے گرد و غبار سے جو عرف میں مٹی شمار نہ ہوتا ہو تیمم کرے اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم کے بغیر نماز پڑھے لیکن واجب ہے کہ بعد میں اس نماز کی قضا پڑھے۔

(۶۷۷) اگر کوئی شخص قالین، دری اور ان جیسی دوسری چیزوں کو جھاڑ کر مٹی مہیا کرسکتا ہے تو اس کا گرد آلود چیز پر تیمم کرنا باطل ہے اور اسی طرح اگر تر مٹی کو خشک کر کے اس سے سوکھی مٹی حاصل کرسکتا ہو تو تر مٹی پر تیمم کرنا باطل ہے۔

(۶۷۸) جس شخص کے پاس پانی نہ ہو لیکن برف ہو اور اسے پگھلا سکتا ہو تو اسے پگھلا کر پانی بنانا اور اس سے وضو یا غسل کرنا ضروری ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد نماز کو قضا کرے اور بہتر یہ ہے کہ برف سے وضو یا غسل کے اعضا کو تر کرے اور وضو میں ہاتھ کی رطوبت سے سر اور پیروں کا مسح کرے اور اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو برف پر تیمم کرلے اور وقت پر بھی نماز پڑھے، البتہ دونوں صورتوں میں قضا ضروری ہے۔

(۶۷۹) اگر مٹی اور ریت کے ساتھ سوکھی گھاس کی طرح کی کوئی چیز ملی ہوئی ہو جس پر تیمم کرنا باطل ہو تو اس پر تیمم نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر وہ چیز اتنی کم ہو کہ اسے مٹی یا ریت میں نہ ہونے کے برابر سمجھا جاسکے تو اس مٹی اور ریت پر تیمم صحیح ہے۔

(۶۸۰) اگر ایک شخص کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر تیمم کیا جاسکے اور اس کا خریدنا یا کسی اور طرح حاصل کرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اس طرح مہیا کرلے۔

(۶۸۱) مٹی کی دیوار پر تیمم کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ خشک زمین یا خشک مٹی کے ہوتے ہوئے

تر زمین یا تر مٹی پر تیمم نہ کیا جائے۔

(۶۸۲) جس چیز پر انسان تیمم کرے اس کا شرعاً پاک ہونا ضروری ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عرفاً بھی پاکیزہ ہو یعنی اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی نہ ہو جس سے انسانی طبیعت کو گھن آتی ہو۔ اگر اس کے پاس کوئی ایسی پاک چیز نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس پر نماز واجب نہیں لیکن ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے اور بہتر یہ ہے کہ وقت میں بھی نماز پڑھے۔ ہاں اگر بات گرد آلود قالین وغیرہ تک آ چکی ہو اور وہ نجس ہو، احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس سے تیمم کر کے نماز پڑھے اور پھر بعد میں اس کی قضا بھی کرے۔

(۶۸۳) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ ایک چیز پر تیمم کرنا صحیح ہے اور اس پر تیمم کرلے بعد ازاں اسے پتا چلے کہ اس چیز پر تیمم کرنا باطل تھا تو ضروری ہے کہ جو نمازیں اس تیمم کے ساتھ پڑھی ہیں وہ دوبارہ پڑھے۔

(۶۸۴) جس چیز پر کوئی شخص تیمم کرے ضروری ہے کہ وہ غصبی نہ ہو پس اگر وہ غصبی مٹی پر تیمم کرے تو اس کا تیمم باطل ہے۔

(۶۸۵) غصب کی ہوئی فضا میں تیمم کرنا باطل نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی زمین میں اپنے ہاتھ مٹی پر مارے اور پھر بلا اجازت دوسرے کی زمین میں داخل ہو جائے اور ہاتھوں کو پیشانی پر پھیرے تو اس کا تیمم صحیح ہوگا اگرچہ وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

(۶۸۶) اگر کوئی شخص بھولے سے یا غفلت سے غصبی چیز پر تیمم کرلے تو تیمم صحیح ہے لیکن اگر وہ خود کوئی چیز غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ غصب کی ہے تو اس چیز پر تیمم کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۶۸۷) اگر کوئی شخص غصبی جگہ میں قید کردیا گیا ہو اور اس جگہ کا پانی اور مٹی دونوں غصبی ہوں تو ضروری ہے کہ تیمم کر کے نماز پڑھے۔

(۶۸۸) جس چیز پر تیمم کیا جائے احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس پر کچھ گرد و غبار موجود ہو جو کہ ہاتھوں پر لگ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد ضروری ہے کہ اتنے زور سے ہاتھوں کو نہ جھاڑے کہ ساری گرد گر جائے۔

(۶۸۹) گڑھے والی زمین، راستے کی مٹی اور ایسی شور زمین پر جس پر نمک کی تہہ نہ جمی ہو تیمم کرنا مکروہ ہے اور اگر اس پر نمک کی تہہ جم گئی ہو تو تیمم باطل ہے۔

وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرنے کا طریقہ

(۶۹۰) وضو یا غسل کے بدلے کئے جانے والے تیمم میں تین چیزیں واجب ہیں:

(۱) دونوں ہتھیلیوں کو ایک ساتھ ایسی چیز پر مارنا یا رکھنا جس پر تیمم کرنا صحیح ہو۔ احتیاط لازم کی بنا پر دونوں ہاتھ ایک ساتھ زمین پر مارنے یا رکھنے چاہئیں۔

(۲) دونوں ہتھیلیوں کو پوری پیشانی پر سر کے بال اگنے کی جگہ سے ابرو اور ناک کے بالائی حصے تک پھیرنا اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر پیشانی کے دونوں طرف دونوں ہتھیلیوں کو پھیرنا۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ہاتھ ابرو کے اوپر بھی پھیرے جائیں۔

(۳) بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی تمام پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی تمام پشت پر پھیرنا۔

ضروری ہے کہ تیمم، قربۃ الی اللہ کی نیت سے انجام دے جیسا کہ وضو کے مسائل میں بتایا جاچکا ہے۔

(۶۹۱) احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم خواہ وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اسے ترتیب سے کیا جائے یعنی یہ کہ ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارے جائیں اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے جائیں اور پھر ایک دفعہ زمین پر مارے جائیں اور ہاتھوں کی پشت کا مسح کیا جائے۔

تیمّم کے احکام

(۶۹۲) اگر ایک شخص پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے ذرا سے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو اس کا تیمم باطل ہے قطع نظر اس سے کہ اس نے عمداً مسح نہ کیا ہو یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا مسئلہ بھول گیا ہو لیکن زیادہ باریک بینی کا خیال رکھنا بھی ضروری نہیں۔ اگر یہ کہا جاسکے کہ تمام پیشانی اور ہاتھوں کا مسح ہوگیا ہے تو اتنا ہی کافی ہے۔

(۶۹۳) اگر کسی شخص کو یقین نہ ہو کہ ہاتھ کی پشت پر مسح کرلیا ہے تو یقین حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کلائی سے کچھ اوپر والے حصے کا بھی مسح کرے لیکن انگلیوں کے درمیان مسح کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۶۹۴) تیمم کرنے والے کو پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح احتیاط کی بنا پر اوپر سے نیچے کی جانب کرنا ضروری ہے اور یہ افعال ایک دوسرے سے متصل ہونے چاہئیں اور اگر ان افعال کے درمیان اتنا فاصلہ دے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تیمم کر رہا ہے تو تیمم باطل ہے۔

(۶۹۵) نیت کرتے وقت لازم نہیں کہ اس بات کا تعین کرے کہ اس کا تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے لیکن جہاں دو تیمم انجام دینا ضروری ہوں تو ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو کسی بھی اعتبار سے معین کرے اور اگر اس پر ایک تیمم واجب ہو اور نیت کرے کہ میں اس وقت اپنا فریضہ انجام دے رہا ہوں تو اگرچہ وہ معین کرنے میں غلطی کرے اس کا تیمم صحیح ہے۔

(۶۹۶) تیمم میں پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت ضروری نہیں ہے کہ پاک ہوں، اگرچہ بہتر ہے کہ پاک ہوں۔

(۶۹۷) ضروری ہے کہ ہاتھ پر مسح کرتے وقت انگوٹھی اتار دے اور اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت یا ہتھیلیوں

پر کوئی رکاوٹ ہو مثلاً ان پر کوئی چیز چپکی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ اسے ہٹادے۔

(۶۹۸) اگر کسی شخص کی پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر زخم ہو اور اس پر کپڑا یا پٹی وغیرہ بندھی ہو جس کو کھولا نہ جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے اوپر ہاتھ پھیرے۔ اگر ہتھیلی زخمی ہو اور اس پر کپڑا یا پٹی وغیرہ بندھی ہو جسے کھولا نہ جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ کپڑے یا پٹی وغیرہ سمیت ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے، لیکن اگر ہتھیلی کا کچھ حصہ بھی کھلا ہوا ہو تو اسی کو زمین پر مار کر اسی سے مسح کر لینا کافی ہے۔

(۶۹۹) اگر کسی شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر معمول کے مطابق بال ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر آگرے ہوں تو ضروری ہے کہ انہیں پیچھے ہٹادے۔

(۷۰۰) اگر احتمال ہو کہ پیشانی اور ہتھیلیوں یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی رکاوٹ ہے اور یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں معقول ہو تو ضروری ہے کہ چھان بین کرے تاکہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

(۷۰۱) اگر کسی شخص کا فریضہ تیمم ہو اور وہ خود تیمم نہ کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے تاکہ وہ مددگار متعلقہ شخص کے ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر متعلقہ شخص کے ہاتھوں کو اس کی پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر رکھ دے تاکہ امکان کی صورت میں وہ خود اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نائب کے لئے ضروری ہے کہ متعلقہ شخص کو خود اس کے ہاتھوں سے تیمم کرائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نائب کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر متعلقہ شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔ ان دونوں صورتوں میں احتیاط لازم کی بنا پر دونوں شخص تیمم کی نیت کریں لیکن پہلی صورت میں خود مکلف کی نیت کافی ہے۔

(۷۰۲) اگر کوئی شخص تیمم کے دوران شک کرے کہ وہ اس کا کوئی حصہ بھول گیا ہے یا نہیں اور اس حصے کا موقع گزر گیا ہو تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر موقع نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اس حصے کا تیمم کرے۔

(۷۰۳) اگر کسی شخص کو بائیں ہاتھ کا مسح کرنے کے بعد شک ہو کہ آیا اس نے تیمم درست کیا ہے یا نہیں تو اس کا تیمم صحیح ہے اور اگر اس کا شک بائیں ہاتھ کے مسح کے بارے میں ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مسح کرے سوائے اس کے کہ لوگ یہ کہیں کہ تیمم سے فارغ ہو چکا ہے۔ مثلاً اس شخص نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس کے لئے طہارت شرط ہے یا تسلسل ختم ہوگیا ہو۔

(۷۰۴) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر وہ نماز کے پورے وقت میں عذر کے ختم ہونے سے مایوس ہو یا اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اگر تیمم میں تاخیر کرے گا تو وقت داخل ہونے کے بعد تیمم نہ کرسکے گا تو ایسا شخص وقت داخل ہونے سے پہلے بھی تیمم کرسکتا ہے اور اگر اس نے کسی دوسرے واجب یا مستحب کام کے لئے تیمم کیا ہو اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی ہو تو اسی تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۷۰۵) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر اسے علم ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر باقی رہے گا یا وہ عذر کے ختم ہونے سے مایوس ہو تو وقت کے وسیع ہوتے ہوئے وہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ آخر

وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور وضو یا غسل کر کے نماز پڑھے۔ بلکہ اگر وہ آخر وقت تک عذر کے ختم ہونے سے مایوس نہ ہو تو مایوس ہونے سے پہلے تیمم کر کے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ سوائے اس کے کہ یہ احتمال ہو کہ اگر تیمم کر کے جلدی نماز نہ پڑھی تو پھر وقت ختم ہونے تک حتیٰ کہ تیمم کر کے بھی نماز نہ پڑھ پائے گا۔

(۷۰۶) اگر کوئی شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اور وہ عذر کے برطرف ہونے سے مایوس ہو تو وہ اپنی قضا نمازیں تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر بعد میں عذر ختم ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نمازیں وضو یا غسل کر کے دوبارہ پڑھے اور اگر اسے عذر دور ہونے سے مایوسی نہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر قضا نمازوں کے لئے تیمم نہیں کر سکتا۔

(۷۰۷) جو شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اس کے لئے جائز ہے کہ ان مستحب نمازوں کو جن کا وقت معین ہے جیسے دن رات کے نوافل، تیمم کر کے پڑھے لیکن اگر مایوس نہ ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ نمازیں ان کے اول وقت میں نہ پڑھے اور جن مستحب نمازوں کا وقت معین نہیں ہے انہیں مطلقاً تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

(۷۰۸) جس شخص نے احتیاطاً جبیرہ غسل اور تیمم کیا ہو اگر وہ غسل اور تیمم کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو مثلاً اگر وہ پیشاب کرے تو بعد کی نمازوں کے لئے ضروری ہے کہ وضو کرے اور اگر حدث نماز سے پہلے صادر ہو تو ضروری ہے کہ اس نماز کے لئے بھی وضو کرے۔

(۷۰۹) اگر کوئی شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر تیمم کرے تو عذر کے ختم ہو جانے کے بعد اس کا تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

(۷۱۰) جو چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں وہ وضو کے بدلے کئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں اور جو چیزیں غسل کو باطل کرتی ہیں وہ غسل کے بدلے کئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں۔

(۷۱۱) اگر کوئی شخص غسل نہ کر سکتا ہو اور چند غسل اس پر واجب ہوں تو اس کے لئے جائز ہے کہ ان تمام غسلوں کے بدلے ایک تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان غسلوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک تیمم کرے۔

(۷۱۲) جو شخص غسل نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لئے غسل واجب ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور جو شخص وضو نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لئے وضو واجب ہو تو ضروری ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

(۷۱۳) اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو نماز کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے اور اگر وہ وضو نہ کر سکے تو وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے۔

(۷۱۴) اگر کوئی شخص غسل کے بدلے تیمم کرے لیکن بعد میں اسے کسی ایسی صورت سے دوچار ہونا پڑے جو

وضو کو باطل کر دیتی ہو اور بعد کی نمازوں کے لئے غسل بھی نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وضو کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم بھی کرے۔ اگر وضو نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

(۷۱۵) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر وہ کسی کام کے لئے تیمم کرے تو جب تک اس کا تیمم اور عذر باقی ہے وہ ان کاموں کو کر سکتا ہے جو وضو یا غسل کر کے کرنے چاہئیں۔ لیکن اگر اس کا عذر وقت کی تنگی ہو یا اس نے پانی ہوتے ہوئے نماز میت یا سونے کے لئے تیمم کیا ہو تو وہ فقط ان کاموں کو انجام دے سکتا ہے جن کے لئے اس نے تیمم کیا ہو۔

(۷۱۶) چند صورتوں میں بہتر ہے کہ جو نمازیں انسان نے تیمم کے ساتھ پڑھی ہوں ان کی قضا کرے۔

(۱) پانی کے استعمال سے ڈرتا ہو اور اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

(۲) یہ جانتے ہوئے یا گمان کرتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا عمداً اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

(۳) آخر وقت تک پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اگر تلاش کرتا تو اسے پانی مل جاتا۔

(۴) جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں تاخیر کی ہو اور آخر وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

(۵) یہ جانتے ہوئے یا گمان کرتے ہوئے کہ پانی نہیں ملے گا جو پانی اس کے پاس تھا اسے گرا دیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

نماز کے احکام

نماز دینی اعمال میں سے بہترین عمل ہے۔ اگر یہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہو جائیں گی اور اگر یہ قبول نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔ جس طرح انسان اگر دن رات میں پانچ دفعہ نہر میں نہائے دھوئے تو اس کے بدن پر میل کچیل نہیں رہتی اسی طرح پنج وقتہ نماز بھی انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور بہتر ہے کہ انسان اول وقت میں نماز پڑھے۔ جو شخص نماز کو معمولی اور غیر اہم سمجھے وہ اس شخص کی مانند ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: "جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اسے معمولی چیز سمجھے وہ آخرت میں عذاب کا مستحق ہے۔"

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا لیکن رکوع اور سجود مکمل طور پر نہ بجا لایا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر یہ شخص اس حالت میں مرجائے جبکہ اس کے نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے تو یہ ہمارے دین پر نہیں مرے گا۔"
پس انسان کو خیال رکھنا چاہئے کہ نماز جلدی جلدی نہ پڑھے اور نماز کی حالت میں خدا کی یاد میں رہے اور خشوع و خضوع اور وقار اور یکسوئی سے نماز پڑھے اور یہ خیال رکھے کہ کس ہستی سے کلام کر رہا ہے اور اپنے آپ کو خداوند عالم کی عظمت اور بزرگی کے مقابلے میں حقیر اور ناچیز سمجھے۔ اگر انسان نماز کے دوران پوری طرح ان باتوں کی طرف متوجہ رہے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے جیسا کہ نماز کی حالت میں حضرت امیرالمومنین امام علی علیہ السلام کے پاؤں سے تیر کھینچ لیا گیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ توبہ و استغفار کرے اور نہ صرف ان گناہوں کو جو نماز قبول ہونے میں مانع ہوتے ہیں — مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام کھانا، شراب پینا اور خمس و زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا — ترک کرے بلکہ تمام گناہ ترک کردے۔ نیز بہتر ہے کہ جو کام نماز کا ثواب گھٹاتے ہیں وہ نہ کرے۔ مثلاً اونگھنے کی حالت میں یا پیشاب روک کر نماز کے لئے کھڑا نہ ہو اور نماز کے موقع پر آسمان کی طرف نہ دیکھے اور وہ کام کرے جو نماز کا ثواب بڑھاتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی اور پاکیزہ لباس پہننا، کنگھی اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں:

(۱) روزانہ کی نمازیں

(۲) نماز آیات

(۳) نماز میت

(۴) خانۂ کعبہ کے واجب طواف کی نماز

(۵) باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر احتیاط کی بنا پر واجب ہیں

(۶) جو نمازیں اجارہ، منت، قسم اور عہد سے واجب ہو جاتی ہیں۔

نماز جمعہ روزانہ نمازوں میں سے ہے۔

روزانہ کی واجب نمازیں

روزانہ کی واجب نمازیں پانچ ہیں:

ظہر اور عصر (ہر ایک چار رکعت) مغرب (تین رکعت) عشاء (چار رکعت) اور فجر (دو رکعت)۔

(۷۱۷) انسان سفر میں ہو تو ضروری ہے کہ چار رکعتی نمازیں ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گی دو رکعت پڑھے۔

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

(۷۱۸) ظہر اور عصر کی نماز کا وقت زوال آفتاب (ظہر شرعی[۱]) کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عصر کی نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو اس کی عصر کی نماز باطل ہے سوائے اس کے کہ وقت کے آخر تک ایک نماز سے زیادہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں اگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی ظہر کی نماز قضا ہو گی اور ضروری ہے کہ عصر کی نماز پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی نماز سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ پھر ظہر کی نماز پڑھے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد میں پڑھی جانے والی چار رکعت کو مافی الذمہ کی نیت سے پڑھے۔

(۷۱۹) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز شروع کردے اور نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کرے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

نماز جمعہ اور اس کے احکام

(۷۲۰) جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہے۔ اس میں اور صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب تخییری ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ اگر نماز جمعہ کی شرائط موجود ہوں تو جمعہ کی نماز پڑھے یا ظہر کی نماز پڑھے لہٰذا اگر انسان جمعہ کی نماز پڑھے تو وہ ظہر کی نماز کی کفایت کرتی ہے (یعنی پھر ظہر کی نماز پڑھنا ضروری نہیں)۔

جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں:

(۱) وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب ہے اور اس کا وقت اول زوال عرفی ہے۔ پس جب بھی اس سے تاخیر ہو جائے، اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور پھر ضروری ہے کہ ظہر کی نماز ادا کی جائے۔

(۲) نماز پڑھنے والوں کی تعداد جو کہ بمع امام پانچ افراد ہے اور جب تک پانچ مسلمان اکٹھے نہ ہوں جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

(۳) امام کا جامع شرائط امامت ہونا مثلاً عدالت وغیرہ جو کہ امام جماعت میں معتبر ہیں اور نماز جماعت کی بحث میں بتایا جائے گا۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

---

[۱] ظہر شرعی کا مطلب ہے آدھا دن گزر جانا۔ مثلاً اگر دن بارہ گھنٹے کا ہو تو سورج نکلنے کے چھ گھنٹے کے بعد ظہر شرعی کا وقت ہو گا اور اگر دن تیرہ گھنٹوں کا ہو تو طلوع آفتاب کے ساڑھے چھ گھنٹے بعد ظہر شرعی کا وقت ہو گا۔ ظہر شرعی جو کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب کے درمیان نصف وقت گزرنے کا نام ہے، کراچی کے افق کے مطابق کبھی دوپہر ساڑھے بارہ بجے سے کچھ پہلے اور کبھی اس کے کچھ بعد میں ہوتا ہے۔

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:

(۱) باجماعت پڑھا جانا۔ پس یہ نماز فرادیٰ ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس کے بعد ایک رکعت فرادیٰ پڑھ لے گا اور اگر وہ دوسری رکعت کے رکوع میں نماز میں شامل ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس نماز جمعہ پر اکتفا نہیں کر سکتا اور ضروری ہے کہ ظہر کی نماز پڑھے۔

(۲) نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا۔ پہلے خطبے میں خطیب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے نیز نمازیوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی تلقین کرے اور قرآن مجید کا ایک چھوٹا سورہ پڑھے اور دوسرے خطبے میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے۔ پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ مسلمین علیہم السلام پر درود بھیجے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مومنین اور مومنات کے لئے استغفار (بخشش کی دعا) کرے۔ ضروری ہے کہ خطبے نماز سے پہلے پڑھے جائیں۔ پس اگر نماز دو خطبوں سے پہلے شروع کر لی جائے تو صحیح نہیں ہوگی اور زوال آفتاب سے پہلے خطبے پڑھنے میں اشکال ہے اور ضروری ہے کہ جو شخص خطبے پڑھے وہ خطبے پڑھنے کے وقت کھڑا ہو۔ لہٰذا اگر وہ بیٹھ کر خطبے پڑھے گا تو صحیح نہیں ہوگا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ دینا لازم ہے جو کہ ضروری ہے کہ چند لمحوں کے لئے ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ امام جماعت ہی خطبے پڑھے۔ احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ مسلمین علیہم السلام پر درود عربی زبان میں ہو اور اس سے زیادہ میں عربی معتبر نہیں ہے بلکہ اگر حاضرین کی اکثریت عربی نہ جانتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ بطور خاص تقویٰ کے بارے میں وعظ و نصیحت کرتے وقت جو زبان حاضرین جانتے ہیں اسی میں تقویٰ کی نصیحت کرے۔

(۳) یہ کہ جمعہ کی دو نمازوں کے درمیان ایک فرسخ سے کم فاصلہ نہ ہو۔ پس جب جمعہ کی دوسری نماز ایک فرسخ سے کم فاصلے پر قائم ہو اور دو نمازیں بیک وقت پڑھی جائیں تو دونوں باطل ہوں گی اور اگر ایک نماز کو دوسری پر سبقت حاصل ہو خواہ وہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہی کیوں نہ ہو تو وہ (نماز جسے سبقت حاصل ہو) صحیح ہوگی اور دوسری باطل ہوگی۔ لیکن اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ ایک فرسخ سے کم فاصلے پر جمعہ کی ایک اور نماز اس نماز سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی تھی تو ظہر کی نماز بجالانا واجب نہیں ہوگی۔ جمعہ کی نماز کا قائم کرنا مذکورہ فاصلے کے اندر جمعہ کی دوسری نماز قائم کرنے میں اس وقت مانع ہوتا ہے جب وہ نماز خود صحیح اور جامع الشرائط ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر یہ جماعت مانع نہیں ہوتی۔

(۷۲۱) جب جمعہ کی ایک ایسی نماز قائم ہو جو شرائط کو پورا کرتی ہو اور نماز قائم کرنے والا امام وقت یا اس کا نائب خاص ہو تو اس صورت میں نماز جمعہ کے لئے حاضر ہونا واجب ہے۔ اس صورت کے علاوہ حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔ پہلی صورت میں بھی چند افراد پر نماز میں شرکت واجب نہیں ہے۔

(۱) عورت

(۲) غلام

(۳) مسافر، چاہے وہ مسافر ایسا ہو جس کی ذمہ داری پوری نماز پڑھنا ہو جیسے وہ مسافر جس نے کسی مقام پر دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا ہو۔

(۴) بیمار، نابینا اور بوڑھے افراد

(۵) ایسے افراد جن کا فاصلہ قائم شدہ نماز جمعہ سے دو شرعی فرسخ سے زیادہ ہو۔

(۶) وہ افراد جن کے لئے جمعہ کی نماز میں بارش یا سخت سردی وغیرہ کی وجہ سے حاضر ہونا زحمت یا تکلیف کا باعث ہو۔

نماز جمعہ کے چند احکام

(۷۲۲) نماز جمعہ کے چند احکام یہ ہیں:

(۱) اس بنیاد پر کہ غیبت کے زمانے میں نماز جمعہ واجب عینی نہیں ہے، انسان اول وقت میں بلا تاخیر ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۲) امام کے خطبے کے دوران باتیں کرنا مکروہ ہے لیکن اگر باتوں کی وجہ سے خطبہ سننے میں رکاوٹ ہو تو احتیاط کی بنا پر باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) احتیاط کی بنا پر دونوں خطبوں کا سننا واجب ہے لیکن جو لوگ خطبوں کے معنی نہ سمجھتے ہوں ان کے لئے سننا واجب نہیں ہے۔

(۴) جب امام جمعہ خطبہ پڑھ رہا ہو تو حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت

(۷۲۳) اگر شک ہو کہ سورج غروب ہوا یا نہیں اور اس بات کا احتمال ہو کہ سورج پہاڑوں، عمارتوں یا درختوں کے پیچھے چھپ گیا ہے تو ضروری ہے کہ جب تک مشرق کی طرف کی سرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے، انسان کے سر کے اوپر سے نہ گزر جائے، مغرب کی نماز نہ پڑھے بلکہ اگر شک نہ ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مذکورہ وقت تک صبر کرے۔

(۷۲۴) مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت مختار شخص کے لئے آدھی رات تک رہتا ہے لیکن جن لوگوں کو کوئی عذر ہو مثلاً بھول جانے کی وجہ سے یا نیند یا حیض یا ان جیسے دوسرے امور کی وجہ سے آدھی رات سے پہلے نماز نہ پڑھ سکے ہوں تو ان کے لئے مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت فجر طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن ان دونوں

نمازوں کے درمیان متوجہ ہونے کی صورت میں ترتیب معتبر ہے یعنی عشاء کی نماز کو جان بوجھ کر مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے تو باطل ہے۔ لیکن اگر عشاء کی نماز ادا کرنے کی مقدار سے زیادہ وقت باقی نہ رہا ہو تو اس صورت میں لازم ہے کہ عشاء کی نماز کو مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے۔

(۷۲۵) اگر کوئی شخص غلط فہمی کی بنا پر عشاء کی نماز مغرب کی نماز سے پہلے پڑھ لے اور نماز کے بعد اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھے۔

(۷۲۶) اگر کوئی شخص مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے بھول کر عشاء کی نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس نے غلطی کی ہے اور ابھی وہ چوتھی رکعت کے رکوع تک نہ پہنچا ہو تو ضروری ہے کہ مغرب کی نماز کی طرف نیت پھیر لے اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں عشاء کی نماز پڑھے اور اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو وہ یہ کر سکتا ہے کہ اسے عشاء کی نماز قرار دے کر ختم کرے اور بعد میں مغرب کی نماز بجالائے۔

(۷۲۷) عشاء کی نماز کا وقت مختار شخص کے لئے آدھی رات تک ہے اور رات کا حساب سورج غروب ہونے کی ابتداء سے طلوع فجر تک ہے۔

(۷۲۸) اگر کوئی شخص اختیاری حالت میں مغرب اور عشاء کی نماز آدھی رات تک نہ پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اذان صبح سے پہلے قضا اور ادا کی نیت کئے بغیر ان نمازوں کو پڑھے۔

صبح کی نماز کا وقت

(۷۲۹) صبح کی اذان کے قریب مشرق کی طرف سے ایک سفیدی اوپر اٹھتی ہے جسے فجر اول کہا جاتا ہے۔ جب یہ سفیدی پھیل جائے تو وہ فجر دوم اور صبح کی نماز کا اول وقت ہے اور صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

اوقات نماز کے احکام

(۷۳۰) انسان نماز میں اس وقت مشغول ہو سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی خبر دیں بلکہ کسی ایسے شخص کی اذان یا گواہی پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے جس کے بارے میں مکلف جانتا ہو کہ یہ وقت کا بڑی شدت سے خیال رکھتا ہے جبکہ اس کی بات پر اطمینان بھی آ جائے۔

(۷۳۱) اگر کوئی شخص کسی فردی رکاوٹ مثلاً بینائی نہ ہونے یا قید خانے میں ہونے کی وجہ سے نماز کا اول وقت داخل ہونے کا یقین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے حتیٰ کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر وقت داخل ہونے کا یقین ہونے میں ایسی چیز مانع ہو جو عموی ہو

مثلاً بادل یا غبار وغیرہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۷۳۲) اگر مذکورہ بالا کسی طریقے سے کسی شخص کو اطمینان ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور وہ نماز میں مشغول ہو جائے لیکن نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ اس نے ساری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز پڑھتے ہوئے وقت داخل ہو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۳۳) اگر کوئی شخص اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو کہ وقت کے داخل ہونے کا یقین کر کے نماز میں مشغول ہونا چاہئے لیکن نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے ساری نماز وقت میں پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اسے یہ پتا چل جائے کہ اس نے وقت سے پہلے نماز پڑھی ہے یا اسے یہ پتا نہ چلے کہ وقت میں پڑھی ہے یا وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کے دوران وقت داخل ہو گیا تھا تب بھی ضروری ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۷۳۴) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور نماز پڑھنے لگے لیکن نماز کے دوران شک کرے کہ وقت داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور شک کرے کہ جتنی نماز پڑھی ہے وہ وقت میں پڑھی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۳۵) اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز کے بعض مستحب افعال ادا کرنے سے نماز کی کچھ مقدار وقت کے بعد پڑھنی پڑتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ مستحب امور کو چھوڑ دے۔ مثلاً اگر قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑتا ہو تو ضروری ہے کہ قنوت نہ پڑھے اور اگر پھر بھی قنوت پڑھ لے تو اسی صورت میں نماز صحیح ہوگی جب کم از کم ایک رکعت نماز وقت میں پڑھی گئی ہو۔

(۷۳۶) جس شخص کے پاس نماز کی فقط ایک رکعت ادا کرنے کا وقت ہو اسے چاہئے کہ نماز ادا کی نیت سے پڑھے۔ البتہ اسے جان بوجھ کر نماز میں اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

(۷۳۷) جو شخص سفر میں نہ ہو اگر اس کے پاس غروب آفتاب تک پانچ رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھے لیکن اگر اس کے پاس اس سے کم وقت ہو تو ضروری ہے کہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور بعد میں ظہر کی نماز قضا کرے اور اسی طرح اگر آدھی رات تک اس کے پاس پانچ رکعت پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر وقت اس سے کم ہو تو ضروری ہے کہ صرف عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر نماز مغرب پڑھے۔

(۷۳۸) جو شخص سفر میں ہو اگر غروب آفتاب تک اس کے پاس تین رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت ہو تو ضروری ہے کہ صرف عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس چار رکعت نماز پڑھنے کے

اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر نماز کے تین رکعت کے برابر وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز بجالائے تاکہ نماز مغرب کی ایک رکعت وقت میں انجام دی جائے اور اگر نماز کی تین رکعت سے کم وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر پڑھے اور اگر عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ آدھی رات ہونے میں ایک رکعت یا اس سے زیادہ رکعتیں پڑھنے کیلئے وقت باقی ہے تو اسے چاہئے کہ مغرب کی نماز فوراً ادا کی نیت سے بجالائے۔

(۷۳۹) انسان کے لئے مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھے اور اس کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب ہو بہتر ہے ماسوا اس کے کہ اس میں تاخیر کسی وجہ سے بہتر ہو۔ مثلاً اس لئے تھوڑا سا انتظار کرے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۷۴۰) جب انسان کے پاس کوئی ایسا عذر ہو کہ اگر اول وقت میں نماز پڑھنا چاہے تو تیمّم کر کے نماز پڑھنے پر مجبور ہو، تو اس صورت میں اگر وہ آخر وقت تک عذر کے دور ہونے سے مایوس ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ اگر تاخیر کی تو پھر تیمّم بھی نہ کر پائے گا تو وہ اول وقت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر مایوس نہ ہو تو ضروری ہے کہ اتنا انتظار کرے کہ اس کا عذر دور ہو جائے یا عذر کے دور ہونے سے مایوس ہو جائے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ اس قدر انتظار کرے کہ نماز کے صرف واجب افعال انجام دے سکے بلکہ اگر اس کے پاس مستحبات نماز مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کے لئے بھی وقت ہو تو وہ تیمّم کر کے ان مستحبات کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے اور تیمّم کے علاوہ دوسری مجبوریوں کی صورت میں اگرچہ عذر دور ہونے سے مایوس نہ ہوا ہو اس کے لئے جائز ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھے۔ لیکن اگر وقت کے دوران اس کا عذر دور ہو جائے تو بعض صورتوں میں ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۷۴۱) اگر ایک شخص نماز کے مسائل کا علم نہ رکھتا ہو اور ان کو سیکھے بغیر صحیح نماز کی ادائیگی پر قدرت نہ رکھتا ہو یا اسے نماز کے شکیات اور سہویات کا علم نہ ہو اور اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اسے نماز کے دوران ان مسائل میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش آئے گا اور اس کے نہ سیکھنے کی وجہ سے کسی واجب کی مخالفت یا کسی حرام کا ارتکاب کرنا پڑے گا تو ضروری ہے کہ انہیں سیکھنے کے لئے نماز کو اول وقت سے موخر کر دے۔ لیکن اگر اس امید پر کہ نماز کو صحیح طریقے سے انجام دے لے گا تو اول وقت میں نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ پس اگر نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آئے جس کا حکم نہ جانتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آ جائے جس کا حکم نہ جانتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ جن دو باتوں کا احتمال ہو ان میں سے ایک کے مطابق اس امید پر عمل کرے کہ یہی اس کی ذمہ داری ہوگی اور نماز ختم کرے تاہم ضروری ہے کہ نماز کے بعد مسئلہ پوچھے اور اگر اس کی نماز باطل ثابت ہو تو دوبارہ پڑھے اور اگر صحیح ہو تو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔

(۷۴۲) اگر نماز کا وقت وسیع ہو اور قرض خواہ بھی اپنے قرض کا مطالبہ کر رہا ہو تو اگر ممکن ہو تو ضروری ہے کہ پہلے قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسا دوسرا واجب کام پیش آ جائے جسے فوراً بجالانا

ضروری ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً اگر دیکھے کہ مسجد نجس ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ پہلے مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں پہلے نماز پڑھے تو گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہو گی۔

وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی ضروری ہیں

(۷۴۳) ضروری ہے کہ انسان نماز عصر، ظہر کے بعد اور نماز عشاء، مغرب کے بعد پڑھے۔ اگر جان بوجھ کر نماز عصر، ظہر سے پہلے اور نماز عشاء، مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۷۴۴) اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت سے نماز پڑھنا شروع کرے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو وہ نیت کو نماز عصر کی جانب نہیں موڑ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ نماز توڑ کر نماز عصر پڑھے اور مغرب اور عشاء کی نماز میں بھی یہی صورت ہے۔

(۷۴۵) اگر نماز عصر کے دوران کسی شخص کو یقین ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی ہے اور وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے تو جونہی اسے یاد آئے کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو اس صورت میں کہ اس نے نماز کے بعض اجزاء کو ظہر کی نیت سے انجام نہ دیا ہو یا ظہر کی نیت سے انجام دیا ہو لیکن ان اجزاء کو عصر کی نیت سے دوبارہ انجام دے دے تو وہ نیت کو دوبارہ عصر کی طرف موڑ کر نماز کو مکمل کر سکتا ہے۔ ہاں اگر وہ جزو ایک رکعت ہو تو پھر ہر صورت میں نماز باطل ہے۔ اسی طرح اگر وہ جزو ایک رکعت کا رکوع ہو یا دو سجدے ہوں تو احتیاط لازم کی بنا پر نماز باطل ہے۔

(۷۴۶) اگر کسی شخص کو نماز عصر کے دوران شک ہو کہ اس نے نماز ظہر پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ عصر کی نیت سے نماز تمام کرے اور بعد میں ظہر کی نماز پڑھے لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد سورج ڈوب جاتا ہو اور ایک رکعت نماز کے لئے بھی وقت باقی نہ بچتا ہو تو لازم نہیں ہے کہ نماز ظہر کی قضا پڑھے۔

(۷۴۷) اگر کسی شخص کو نماز عشاء کے دوران شک ہو جائے کہ اس نے مغرب کی نماز پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ عشاء کی نیت سے نماز ختم کرے اور بعد میں مغرب کی نماز پڑھے۔ لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز ختم ہونے کے بعد آدھی رات ہو جاتی ہو اور ایک رکعت نماز کا وقت بھی نہ بچتا ہو تو نماز مغرب کی قضا اس پر لازم نہیں ہے۔

(۷۴۸) اگر کوئی شخص نماز عشاء کی چوتھی رکعت کے رکوع میں پہنچنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز مکمل کرے اور اگر بعد میں مغرب کی نماز کے لئے وقت باقی ہو تو مغرب کی نماز بھی پڑھے۔

(۷۴۹) اگر کوئی شخص ایسی نماز جو اس نے پڑھ لی ہو احتیاطاً دوبارہ پڑھے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ اس نماز سے پہلے والی نماز نہیں پڑھی تو وہ نیت کو اس نماز کی طرف نہیں موڑ سکتا۔ مثلاً جب وہ نماز عصر

احتیاطاً پڑھ رہا ہو اگر اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف نہیں موڑ سکتا۔

(۷۵۰) نماز قضا کی نیت ادا کی طرف اور نماز مستحب کی نیت نماز واجب کی طرف موڑنا جائز نہیں ہے۔

(۷۵۱) اگر ادا نماز کا وقت وسیع ہو تو انسان نماز کے دوران یہ یاد آنے پر کہ اس کے ذمے کوئی قضا نماز ہے، نیت کو نماز قضا کی طرف موڑ سکتا ہے۔ بشرطیکہ نماز قضا کی طرف نیت موڑنا ممکن ہو۔ مثلاً اگر وہ نماز ظہر میں مشغول ہو تو نیت کو قضائے صبح کی طرف اسی صورت میں موڑ سکتا ہے کہ تیسری رکعت کے رکوع میں داخل نہ ہوا ہو۔

مستحب نمازیں

(۷۵۲) مستحب نمازیں بہت سی ہیں جنہیں نفل نمازیں بھی کہتے ہیں۔ مستحب نمازوں میں سے روزانہ کی نفل نمازوں کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ نمازیں روز جمعہ کے علاوہ چونتیس رکعت ہیں جن میں سے آٹھ رکعت ظہر کی، آٹھ رکعت عصر کی، چار رکعت مغرب کی، دو رکعت عشاء کی، گیارہ رکعت نماز شب (یعنی تہجد) کی اور دو رکعت صبح کی ہوتی ہیں اور چونکہ احتیاط واجب کی بنا پر عشاء کی دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنی ضروری ہیں اس لئے وہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے۔ لیکن جمعہ کے دن ظہر اور عصر کی سولہ رکعت نفل پر چار رکعت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ یہ پوری بیس رکعتیں زوال سے پہلے پڑھی جائیں۔ سوائے دو رکعت کے جن کا زوال کے وقت پڑھا جانا بہتر ہے۔

(۷۵۳) نماز شب کی گیارہ رکعتوں میں سے آٹھ رکعتیں نافلۂ شب کی نیت سے، دو رکعت نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھنی ضروری ہیں اور نافلۂ شب کا مکمل طریقہ دعا کی کتابوں میں مذکور ہے۔

(۷۵۴) نفل نمازیں حالت اختیار میں بھی بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ دو رکعتوں کو ایک رکعت سمجھا جائے البتہ بہتر ہے کہ انہیں کھڑے رہ کر پڑھے۔ ضروری ہے کہ نماز عشاء کے نوافل احتیاط واجب کی بنا پر بیٹھ کر پڑھے۔

(۷۵۵) ظہر اور عصر کے نوافل سفر میں نہیں پڑھنی چاہئیں اور اگر عشاء کے نوافل رجاء کی نیت سے پڑھے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

روزانہ کے نوافل کا وقت

(۷۵۶) ظہر کی نفل، ظہر سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اس کا وقت اول ظہر سے ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک اسے نماز ظہر سے پہلے ادا کرنا ممکن ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص ظہر کی نفل اس وقت تک موخر کر دے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے دو حصوں کے برابر ہو جائے۔

مثلاً شاخص کی لمبائی سات بالشت اور سایہ کی مقدار دو بالشت ہو تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ انسان ظہر کی نماز نفل سے پہلے پڑھے سوائے اس کے کہ اس وقت تک نفل کی ایک رکعت مکمل کر چکا ہو کہ اس صورت میں نفل کو پہلے مکمل کرنا بہتر ہے۔

(۷۵۷) عصر کی نفل، عصر کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اور جب تک ممکن ہو اسے عصر کی نماز سے پہلے پڑھا جائے اس کا وقت تب تک باقی رہتا ہے جب تک اسے نماز عصر سے پہلے ادا کرنا ممکن ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص عصر کی نفلیں اس وقت تک موخر کر دے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے چار حصوں تک پہنچ جائے تو اس صورت میں بہتر ہے کہ انسان عصر کی نماز نافلہ سے پہلے پڑھ لے سوائے اس صورت میں کہ جس کا تذکرہ پچھلے مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۷۵۸) مغرب کی نافلہ کا وقت نماز مغرب ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو اسے مغرب کی نماز کے بعد وقت کے اندر ہی انجام دے دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس سرخی کے ختم ہونے تک جو سورج کے غروب ہونے کے بعد آسمان میں دکھائی دیتی ہے مغرب کی نافلہ میں تاخیر کرے تو اس وقت بہتر یہ ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے۔

(۷۵۹) عشاء کی نافلہ کا وقت نماز ختم ہونے کے بعد سے آدھی رات تک ہے اور بہتر ہے کہ نماز عشاء ختم ہونے کے فوراً بعد پڑھی جائے۔

(۷۶۰) صبح کی نفلیں صبح کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں اور اس کا وقت نماز شب کا وقت شروع ہونے کے اتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے جس میں نماز شب ادا کی جا سکے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے کہ جب تک صبح کی نماز سے پہلے اس کی ادائیگی ممکن ہو لیکن اگر کوئی شخص صبح کی نفلیں مشرق کی سرخی ظاہر ہونے تک نہ پڑھے تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ پہلے صبح کی نماز پڑھے۔

(۷۶۱) نماز شب کا اول وقت مشہور قول کی بنا پر آدھی رات ہے۔ یہ اگرچہ احوط و بہتر ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ اس کا وقت رات کی ابتداء سے شروع ہو اور صبح کی اذان تک باقی رہے اور بہتر یہ ہے کہ صبح کی اذان کے قریب پڑھی جائے۔

(۷۶۲) اگر کوئی شخص اس وقت بیدار ہو جب صبح طلوع ہو رہی ہو تو وہ ادا اور قضا کی نیت کے بغیر نماز شب ادا کر سکتا ہے۔

نماز غفیلہ

(۷۶۳) مستحب نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان پڑھی جاتی ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد کسی دوسری سورت کے بجائے یہ آیت پڑھنی ضروری ہے: وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور دوسری رکعت میں

الحمد کے بعد بجائے کسی اور سورت کے یہ آیت پڑھے: وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ اور اس کے قنوت میں یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَفَاتِحِ الْغَيْبِ الَّتِي لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَفْعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا اور كَذَا وَ كَذَا کی بجائے اپنی حاجتیں بیان کرے اور اس کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ وَلِيُّ نِعْمَتِي وَالْقَادِرُ عَلَى طَلِبَتِي تَعْلَمُ حَاجَتِي فَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَمَّا قَضَيْتَهَا لِي۔

قبلے کے احکام

(۷۶۴) خانۂ کعبہ کا مقام جو مکہ مکرمہ میں ہے وہ ہمارا قبلہ ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھے لیکن جو شخص اس سے دور ہو اگر وہ اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں کہ قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو کافی ہے اور دوسرے کام جو قبلے کی طرف منہ کر کے انجام دینے ضروری ہیں، مثلاً حیوانات کو ذبح کرنا، ان کا بھی یہی حکم ہے۔

(۷۶۵) جو شخص کھڑا ہو کر واجب نماز پڑھ رہا ہو ضروری ہے کہ اس کا سینہ اور پیٹ قبلے کی طرف ہو بلکہ اس کا چہرہ قبلے سے بہت زیادہ پھرا ہوا نہیں ہونا چاہئے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلے کی طرف ہوں۔

(۷۶۶) جس شخص کو بیٹھ کر نماز پڑھنی ہو ضروری ہے کہ اس کا سینہ اور پیٹ نماز کے وقت قبلے کی طرف ہو بلکہ اس کا چہرہ بھی قبلے سے بہت زیادہ پھرا ہوا نہ ہو۔

(۷۶۷) جو شخص بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے ضروری ہے کہ پہلو کے بل یوں لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلے کی طرف ہو اور جب تک دائیں پہلو کی بل لیٹ کر نماز پڑھنا ممکن ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر بائیں پہلو کے بل لیٹ کر نماز نہ پڑھے۔ اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو ضروری ہے کہ پشت کے بل یوں لیٹے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلے کی طرف ہوں۔

(۷۶۸) نماز احتیاط، بھولا ہوا سجدہ اور بھولا ہوا تشہد قبلے کی طرف منہ کر کے ادا کرنا ضروری ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر سجدۂ سہو بھی قبلے کی طرف منہ کر کے ادا کرے۔

(۷۶۹) مستحب نماز راستہ چلتے ہوئے اور سواری کی حالت میں پڑھی جا سکتی ہے اور اگر انسان ان دونوں حالتوں میں مستحب نماز پڑھے تو ضروری نہیں کہ اس کا منہ قبلے کی طرف ہو۔

(۷۷۰) جو شخص نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ قبلے کی سمت کا تعین کرنے کے لئے کوشش کرے تا کہ قبلے کی سمت کے بارے میں یقین یا ایسی کیفیت جو یقین کے حکم میں ہو — مثلاً ایسے دو عادل آدمیوں کی گواہی جو حس یا اس جیسی کسی چیز کی بنیاد پر قبلے کی سمت کی گواہی دے رہے ہوں — حاصل کرلے اور اگر ایسا نہ کر سکے

تو ضروری ہے کہ مسلمانوں کی مسجد کے محراب سے یا ان کی قبروں سے یا دوسرے طریقوں سے جو گمان پیدا ہو اس کے مطابق عمل کرے حتیٰ کہ اگر کسی ایسے فاسق یا کافر کے کہنے پر جو سائنسی قواعد کے ذریعے قبلے کا رخ پہچانتا ہو قبلے کے بارے میں گمان پیدا کرے تو وہ بھی کافی ہے۔

(۷۷۱) جو شخص قبلے کی سمت کے بارے میں گمان کرے، اگر وہ اس سے قوی تر گمان پیدا کر سکتا ہو تو وہ اپنے گمان پر عمل نہیں کر سکتا۔ مثلاً اگر مہمان، صاحب خانہ کے کہنے پر قبلے کی سمت کے بارے میں گمان پیدا کرلے لیکن کسی دوسرے طریقے پر زیادہ قوی گمان پیدا کر سکتا ہو تو اسے صاحب خانہ کے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔

(۷۷۲) اگر کسی کے پاس قبلے کا رخ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو یا کوشش کے باوجود اس کا گمان کسی ایک طرف نہ جاتا ہو تو اس کا کسی بھی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا کافی ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو چاروں طرف منہ کر کے پڑھے یعنی چار بار نماز پڑھے۔

(۷۷۳) اگر کسی شخص کو یقین یا گمان ہو کہ قبلہ دو میں سے ایک طرف ہے تو ضروری ہے کہ دونوں طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔

(۷۷۴) جو شخص کئی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چاہتا ہو اگر وہ ایسی دو نمازیں پڑھنا چاہے جو ظہر اور عصر کی طرح یکے بعد دیگرے پڑھنی ضروری ہیں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ پہلی نماز مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے پڑھے اور بعد میں دوسری نماز شروع کرے۔

(۷۷۵) جس شخص کو قبلے کی سمت کا یقین نہ ہو اگر وہ نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے جو قبلے کی طرف منہ کر کے کرنا ضروری ہے مثلاً اگر وہ کوئی حیوان ذبح کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ گمان پر عمل کرے اور اگر گمان پیدا کرنا ممکن نہ ہو تو جس طرف منہ کر کے وہ کام انجام دے، درست ہے۔

نماز میں بدن ڈھانپنا

(۷۷۶) ضروری ہے کہ مرد خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک بدن بھی ڈھانپے۔

(۷۷۷) ضروری ہے کہ عورت نماز کے وقت اپنا تمام بدن حتیٰ کہ سر اور بال بھی ڈھانپے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنے آپ سے بھی چھپائے، لہٰذا اگر عورت چادر اس طرح پہنے کہ اسے اپنا بدن نظر آ رہا ہو تو اس میں بھی اشکال ہے۔ البتہ چہرے کا جتنا حصہ وضو میں دھویا جاتا ہے اور کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کا ظاہری حصہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لئے کہ اس نے بدن کی واجب مقدار ڈھانپ لی ہے ضروری ہے کہ چہرے کی اطراف کا کچھ حصہ اور کلائیوں و ٹخنوں سے نیچے کا کچھ حصہ بھی ڈھانپے۔

(۷۷۸) جب انسان بھولے ہوئے سجدے یا بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجا لا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے

آپ کو اس طرح ڈھانپے جس طرح نماز کے وقت ڈھانپا جاتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدۂ سہو ادا کرنے کے وقت بھی اپنے آپ کو ڈھانپے۔

(۷۷۹) اگر انسان جان بوجھ کر نماز میں اپنی شرمگاہ نہ ڈھانپے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اگر مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ایسا کرے جبکہ اس کی لاعلمی مسائل دین سیکھنے میں اس کی اپنی کوتاہی کا نتیجہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۷۸۰) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتا چلے کہ اس کی شرمگاہ برہنہ ہے تو ضروری ہے کہ اپنی شرمگاہ چھپائے اور اس پر لازم نہیں ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ جب اسے پتا چلے کہ اس کی شرمگاہ برہنہ ہے تو اس کے بعد نماز کا کوئی جز انجام نہ دے۔ لیکن اگر اسے نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کے دوران اس کی شرمگاہ برہنہ تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۸۱) اگر کسی شخص کا لباس کھڑے ہونے کی حالت میں اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ لے لیکن ممکن ہو کہ دوسری حالت میں مثلاً رکوع اور سجود کی حالت میں نہ ڈھانپے تو اگر شرمگاہ کے برہنہ ہونے کے وقت اسے کسی ذریعے سے ڈھانپ لے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس لباس کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

(۷۸۲) انسان نماز میں اپنے آپ کو گھاس پھونس اور درختوں کے پتوں سے ڈھانپ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان چیزوں سے اس وقت ڈھانپے جب اس کے پاس کوئی اور چیز نہ ہو۔

(۷۸۳) انسان کے پاس مجبوری کی حالت میں شرمگاہ چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو اپنی شرمگاہ کی کھال نمایاں نہ ہونے کے لئے گارا یا اس جیسی کسی دوسری چیز کو لیپ پوت کر اسے چھپائے۔

(۷۸۴) اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے وہ نماز میں اپنے آپ کو ڈھانپے اور ابھی وہ ایسی چیز ملنے سے مایوس بھی نہ ہوا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو آخر وقت میں اپنے وظیفے کے مطابق نماز پڑھے اور اگر وہ کسی چیز کے ملنے سے مایوس ہو تو اول وقت میں ہی نماز ادا کر سکتا ہے اور اس صورت میں اگر وہ اول وقت میں نماز پڑھے اور اس کا عذر آخر وقت تک باقی نہ رہے تو ضروری نہیں کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۷۸۵) اگر کسی شخص کے پاس جو نماز پڑھنا چاہتا ہو اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لئے درخت کے پتے، گھاس، گارا یا کائی بھی نہ ہو اور آخر وقت تک کسی ایسی چیز کے ملنے سے مایوس ہو جس سے وہ اپنے آپ کو چھپا سکے۔ اگر اسے اس بات کا اطمینان ہو کہ کوئی ایسا شخص اسے نہیں دیکھے گا جس سے شرمگاہ چھپانا واجب ہے تو وہ کھڑا ہو کر اسی طرح نماز پڑھے جس طرح اختیاری حالت میں رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی ایسا شخص اسے دیکھ لے گا تو ضروری ہے کہ اس طرح نماز پڑھے کہ اس کی شرمگاہ نظر نہ آئے، مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اپنے آپ کو ایسے کسی فرد کے دیکھنے سے بچانے کے لئے مجبور ہو کہ قیام، رکوع اور سجود تینوں کو ترک کر دے، یعنی تینوں حالتوں میں اس پر نظر پڑ رہی ہو تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور رکوع و سجود کو بیٹھ کر انجام دے اور اگر صرف کسی ایک چیز کو ترک کرنے پر

مجبور ہو تو صرف اسی کو ترک کرے، لہٰذا اگر کھڑا ہونا ممکن ہے تو کھڑے رہ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارے سے بجالائے اور اگر صرف قیام میں اس پر نظر پڑ رہی ہے تو بیٹھ جائے اور رکوع و سجود کو انجام دے۔ اگرچہ اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسی صورت میں بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز کے ساتھ ساتھ کھڑے ہو کر پڑھے جانے والی نماز بھی ادا کرے جس میں رکوع و سجود کو اشارے سے انجام دیا گیا ہو اور احتیاط لازم یہ ہے کہ برہنہ شخص نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو اپنے بعض اعضاء کے ذریعے مثلاً بیٹھا ہو تو دونوں رانوں سے اور کھڑا ہو تو دونوں ہاتھوں سے چھپا لے۔

نمازی کے لباس کی شرطیں

(۷۸۶) نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں:

(۱) پاک ہو۔

(۲) مباح ہو بنا بر احتیاط واجب۔

(۳) مُردار کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

(۴) درندے کے اجزاء سے بنا ہوا نہ ہو بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر حرام گوشت حیوان کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

(۵۔۶) اگر نماز پڑھنے والا مرد ہو تو اس کا لباس خالص ریشم اور زردوزی کا بنا ہوا نہ ہو۔ ان شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بتائی جائے گی۔

پہلی شرط

(۷۸۷) نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص حالت اختیار میں نجس بدن یا نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۷۸۸) اگر کوئی شخص مسائل دین سیکھنے میں اپنی کوتاہی کی وجہ سے یہ نہ جانتا ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے یا مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ منی نجس ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا کرے۔

(۷۸۹) اگر کوئی شخص مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر نجس لباس یا بدن کے ساتھ نماز پڑھ لے جبکہ مسائل دین سیکھنے میں کوتاہی نہ کی ہو تو اس نماز کو دہرانا یا قضاء کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۷۹۰) اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس نہیں ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں اسے نماز کے بعد پتا چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے نماز کے دوران یا اس کے بعد

یاد آئے چنانچہ اگر اس نے لاپروائی اور اہمیت نہ دینے کی وجہ سے بھلا دیا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔ اس صورت کے علاوہ ضروری نہیں ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ اس حکم پر عمل کرے جو بعد والے مسئلے میں بیان کیا جائے گا۔

(۷۹۲) جو شخص وسیع وقت میں نماز میں مشغول ہو، اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اس صورت میں اگر بدن یا لباس پاک کرنے یا لباس تبدیل کرنے یا لباس اتار دینے سے نماز نہ ٹوٹے تو نماز کے دوران بدن یا لباس پاک کرے یا لباس تبدیل کرے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے۔ لیکن جب صورت یہ ہو کہ اگر بدن یا لباس پاک کرے یا اگر لباس بدلے یا اتارے تو نماز ٹوٹتی ہو یا اگر لباس اتارے تو ننگا ہو جاتا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ پاک لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۷۹۳) جو شخص تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو، اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس کا لباس نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اگر صورت یہ ہو کہ لباس پاک کرنے یا بدلنے یا اتارنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو اور وہ لباس اتار سکتا ہو تو ضروری ہے کہ لباس کو پاک کرے یا بدلے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے اور نماز ختم کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو نہ ڈھانپ رکھا ہو اور وہ لباس پاک نہ کر سکتا ہو اور اسے بدل بھی نہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی نجس لباس کے ساتھ نماز کو ختم کرے۔

(۷۹۴) کوئی شخص جو تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اور نماز کے دوران پتا چلے کہ اس کا بدن نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اگر صورت یہ ہو کہ بدن پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو بدن کو پاک کرے اور اگر نماز ٹوٹتی ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں نماز ختم کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۵) ایسا شخص جو اپنے بدن یا لباس کے پاک ہونے کے بارے میں شک میں مبتلا ہو اور جستجو کے بعد کوئی چیز نہ پا کر نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اسکی نماز صحیح ہے اور اگر اس نے جستجو نہ کی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اسکی قضا کرے۔

(۷۹۶) اگر کوئی شخص اپنا لباس دھوئے اور اسے یقین ہو جائے کہ لباس پاک ہو گیا ہے، اس کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ پاک نہیں ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۷) اگر کوئی شخص اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور اسے یقین ہو کہ یہ نجس خون میں سے نہیں ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ مچھر کا خون ہے لیکن نماز پڑھنے کے بعد اسے پتا چلے کہ یہ اس خون میں سے ہے جس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۸) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ اس کے بدن یا لباس میں جو خون ہے وہ ایسا نجس خون ہے جس کے ساتھ نماز صحیح ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ زخم اور پھوڑے کا خون ہے لیکن نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ یہ ایسا خون

ہے جس کے ساتھ نماز باطل ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۹۹) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ ایک چیز نجس ہے اور گیلا بدن یا گیلا لباس اس چیز سے چھو جائے اور اسی بھول کے عالم میں وہ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گیلا بدن اس چیز کو چھو جائے جس کا نجس ہونا وہ بھول گیا ہے اور اپنے آپ کو پاک کئے بغیر وہ غسل کرے اور نماز پڑھے تو اس کا غسل اور نماز باطل ہیں ماسوا اس صورت کے کہ غسل کرنے سے بدن بھی پاک ہو جائے اور پانی بھی نجس نہ ہوتا ہو جیسے کہ آب جاری میں غسل کر رہا ہو، اسی طرح اگر وضو کے گیلے اعضا کا کوئی حصہ اس چیز سے چھو جائے جس کے نجس ہونے کے بارے میں وہ بھول گیا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اس حصے کو پاک کرے، وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کا وضو اور نماز دونوں باطل ہیں ماسوا اس صورت کے کہ وضو کرنے سے وضو کے اعضا بھی پاک ہو جائیں اور پانی بھی نجس نہ ہو جیسے کُر اور جاری پانی۔

(۸۰۰) جس شخص کے پاس صرف ایک لباس ہو اگر اس کا بدن اور لباس نجس ہو جائیں اور اس کے پاس ان میں سے ایک کو پاک کرنے کے لئے پانی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ بدن کو پاک کرے اور نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔ لباس کو پاک کر کے نجس بدن کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر لباس کی نجاست بدن کی نجاست سے زیادہ ہو یا لباس کی نجاست بدن کی نجاست کے لحاظ سے زیادہ شدید ہو تو اسے اختیار ہے کہ لباس اور بدن میں سے جسے چاہے پاک کرے۔

(۸۰۱) جس شخص کے پاس نجس لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو تو ضروری ہے کہ نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۲) جس شخص کے پاس دو لباس ہوں اگر وہ یہ جانتا ہو کہ ان میں سے ایک نجس ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ کونسا نجس ہے اور اس کے پاس وقت ہو تو ضروری ہے کہ دونوں لباس کے ساتھ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے مثلاً اگر وہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ہر ایک لباس سے ایک نماز ظہر کی اور ایک نماز عصر کی پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو اور دونوں میں سے کوئی ایک بھی قوت احتمال یا محتمل کی اہمیت کے اعتبار سے غالب نہ ہو تو جس لباس کے ساتھ نماز پڑھ لے کافی ہے۔

دوسری شرط

(۸۰۳) نماز پڑھنے والے کا وہ لباس جس سے اس نے اپنی شرمگاہ کو ڈھانپا ہوا ہو احتیاط واجب کی بنا پر مباح ہونا ضروری ہے۔ پس اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے یا کوتاہی کی وجہ سے مسئلہ کا حکم نہ جانتا ہو اور جان بوجھ کر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر لباس میں وہ چیزیں شامل ہوں جو بہ تنہائی شرمگاہ کو نہیں ڈھانپ سکتیں اور اسی طرح وہ چیزیں جن سے اگرچہ شرمگاہ کو ڈھانپا جا سکتا ہو لیکن نماز پڑھنے والے نے انہیں حالت نماز میں نہ پہن رکھا ہو مثلاً ہزار رومال یا لنگوٹی

جو جیب میں رکھی ہو اور اسی طرح وہ چیزیں جنہیں نمازی نے پہن رکھا ہو جبکہ اس کے پاس ایک مباح ستر پوش بھی ہو۔ ایسی تمام صورتوں میں ان چیزوں کے غصبی ہونے سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگرچہ احتیاط ان کے ترک کر دینے میں ہے۔

(۸۰۴) جو شخص یہ جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے لیکن اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم نہ جانتا ہو اگر وہ جان بوجھ کر غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں تفصیل سے بتایا گیا ہے احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۰۵) اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ شخص خود اس لباس کو غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ اس نے غصب کیا ہے اور اسی لباس میں نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۰۶) اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے لیکن نماز کے دوران اسے پتا چل جائے اور اس کی شرمگاہ کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی ہو اور وہ فوراً یا نماز کا تسلسل توڑے بغیر غصبی لباس اتار سکتا ہو تو ضروری ہے کہ فوراً لباس کو اتار دے اور اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ناظر محترم سے ڈھانپا ہوا نہ ہو یا غصبی لباس فوراً نہ اتار سکتا ہو تو اسی لباس کے ساتھ نماز کو جاری رکھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۷) اگر کوئی شخص اپنی جان کی حفاظت کے لئے غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے جبکہ آخر وقت تک وہ کسی اور لباس کے ساتھ نماز کے قابل نہ ہو سکے یا اس لباس کو پہننے کی مجبوری اس کے اپنے اختیارات کے غلط استعمال کی وجہ سے نہ ہو مثلاً خود اس نے وہ لباس غصب نہ کیا ہوا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اسی طرح اگر غصبی لباس کے ساتھ اس لئے نماز پڑھے تاکہ چوری نہ ہو جائے اور آخر وقت تک کسی اور لباس کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے یا لباس کو اس لئے اپنے پاس رکھا ہو کہ پہلی فرصت میں اس کے مالک کو پہنچایا جا سکے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۸) اگر کوئی شخص اس رقم سے لباس خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو جبکہ سودے میں رائج طریقۂ کار کے مطابق، قیمت اپنے ذمے لے لی ہو تو لباس اس کے لئے حلال ہے البتہ وہ ادا شدہ قیمت کے خمس کا مقروض ہوگا۔ لیکن اگر اس نے عین اسی مال سے لباس خریدا ہو جس کا خمس ادا نہیں کیا تھا تو حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے وہی حکم ہے جو غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا ہے۔

تیسری شرط

(۸۰۹) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا وہ لباس جس سے بہ تنہائی شرمگاہ کو چھپایا جا سکتا ہے، خون جہندہ رکھنے والے مردار کے اجزاء سے بنا ہوا نہ ہو۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس لباس کے لئے بھی ہے جو شرمگاہ چھپانے کے لئے ناکافی ہے بلکہ اگر لباس اس مُردہ حیوان مثلاً مچھلی اور سانپ سے تیار کیا جائے جس کا خون جہندہ نہیں ہوتا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

(۸۱۰) اگر نجس مُردار کی ایسی چیز مثلاً گوشت اور کھال جس میں روح ہوتی ہے، نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۱۱) اگر حلال گوشت مُردار کی کوئی ایسی چیز جس میں روح نہیں ہوتی، مثلاً بال اور اون نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو یا اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو ان چیزوں سے تیار کیا گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

چوتھی شرط

(۸۱۲) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس۔ ان چیزوں کے علاوہ جو صرف شرمگاہ چھپانے کے لئے ناکافی ہے مثلاً جراب، درندوں کے اجزاء سے تیار کیا ہوا نہ ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر کسی ایسے جانور کے اجزاء سے بنا ہوا نہ ہو جس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس اور بدن حرام گوشت جانور کے پیشاب، پاخانے، پسینے، دودھ اور بال سے آلودہ نہ ہو لیکن اگر حرام گوشت جانور کا ایک بال اس کے لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح نماز گزار کے ہمراہ ان میں سے کوئی چیز اگر ڈبیہ وغیرہ میں بند رکھی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۱۳) حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی دوسری رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگی ہو، اگر وہ تر ہو تو نماز باطل ہے لیکن اگر خشک ہو اور اس کا عین جزو زائل ہو گیا ہو تو نماز صحیح ہے۔

(۸۱۴) اگر کسی شخص کا بال یا پسینہ یا منہ کا لعاب نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح مروارید، موم اور شہد اس کے ہمراہ ہو تب بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۵) اگر کسی کو شک ہو کہ لباس حلال گوشت جانور سے تیار کیا گیا ہے یا حرام گوشت جانور سے تو خواہ وہ مقامی طور پر تیار کیا گیا ہو یا درآمد کیا گیا ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۶) یہ معلوم نہیں ہے کہ سیپی حرام گوشت حیوان کے اجزاء میں سے ہے لہذا سیپ کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۷) گلہری کی پوستین پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

(۸۱۸) اگر کوئی شخص ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ حرام گوشت جانور سے تیار ہوا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

پانچویں شرط

(۸۱۹) زردوزی کا لباس پہننا مردوں کے لئے حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے لیکن عورتوں کے لئے نماز میں یا نماز کے علاوہ اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۲۰) سونا پہننا مثلاً سونے کی زنجیر گلے میں پہننا، سونے کی انگوٹھی ہاتھ میں پہننا، سونے کی گھڑی کلائی پر باندھنا اور سونے کی عینک لگانا مردوں کے لئے حرام ہے اور ان چیزوں کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔ لیکن عورتوں کے لئے نماز میں اور نماز کے علاوہ ان چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۲۱) اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے یا شک رکھتا ہو اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

چھٹی شرط

(۸۲۲) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے مرد کا وہ لباس جس سے بہ تنہائی شرمگاہ کو چھپایا جاسکتا ہے خالص ریشم کا نہ ہو اور نماز کے علاوہ بھی خالص ریشم پہننا مردوں کے لئے حرام ہے۔

(۸۲۳) اگر لباس کا تمام استر یا اس کا کچھ حصہ خالص ریشم کا ہو تو مرد کے لئے اس کا پہننا حرام اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔

(۸۲۴) جس لباس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۲۵) ریشمی رومال یا اسی جیسی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں، وہ نماز کو باطل نہیں کرتی۔

(۸۲۶) عورت کے لئے نماز میں یا اس کے علاوہ ریشمی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۲۷) مجبوری کی حالت میں خالص ریشمی اور زردوزی کا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں جو شخص لباس پہننے پر مجبور ہو اور اس کے پاس کوئی اور لباس نہ ہو تو ان لباسوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۸۲۸) اگر کسی شخص کے پاس غصبی، خالص ریشمی یا زردوزی کے لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔

(۸۲۹) اگر کسی کے پاس درندے کے اجزاء سے بنے ہوئے لباس کے علاوہ کوئی اور لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور ہو اور آخر وقت تک مجبوری باقی رہے تو اس لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔ اگر اس کے پاس غیر درندہ حرام جانوروں کے اجزاء سے تیار شدہ لباس کے سوا دوسرا لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ دو دفعہ نماز پڑھے۔ ایک بار اسی لباس کے ساتھ اور ایک بار اس طریقے کے مطابق جس کا ذکر برہنہ لوگوں کے نماز میں بیان ہو چکا ہے۔

(۸۳۰) اگر کسی کے پاس ایسی چیز نہ ہو جس سے وہ اپنی شرمگاہوں کو نماز میں ڈھانپ سکے تو واجب ہے کہ ایسی چیز کرائے پر لے یا خریدے لیکن اگر اس پر اس کی حیثیت سے زیادہ خرچ اٹھتا ہو یا صورت یہ ہے کہ اس کام کے لئے خرچ برداشت کرے تو اس کی حالت تباہ ہو جائے تو ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ

لوگوں کے لئے بتائے گئے ہیں۔

(۸۳۱) جس شخص کے پاس لباس نہ ہو اگر کوئی دوسرا شخص اسے لباس بخش دے یا ادھار دے تو اگر اس لباس کا قبول کرنا اس پر گراں نہ گزرتا ہو تو ضروری ہے کہ اسے قبول کرلے بلکہ اگر ادھار لینا یا بخشش کے طور پر طلب کرنا اس کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو تو ضروری ہے کہ جس کے پاس لباس ہو اس سے ادھار مانگ لے یا بخشش کے طور پر طلب کرے۔

(۸۳۲) اگر کوئی شخص ایسا لباس پہننا چاہے جس کا کپڑا، رنگ یا سلائی اس کے اعتبار سے رواج کے مطابق نہ ہو تو اگر اس کا پہننا اس کی شان کے خلاف اور توہین کا باعث ہو تو اس کا پہننا حرام ہے۔ لیکن اگر وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو چاہے اس کے پاس شرمگاہ چھپانے کے لئے فقط وہی لباس نہ ہو تو بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۳۳) اگر مرد زنانہ لباس پہنے اور عورت مردانہ لباس پہنے اور اسے اپنی زینت قرار دے تو احتیاط کی بنا پر اس کا پہننا حرام ہے لیکن اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنا ہر صورت میں صحیح ہے۔ مرد کے لئے زنانہ لباس پہننا اور عورت کے لئے مردانہ لباس پہننا حرام نہیں ہے اور نہ ہی اس سے نماز باطل ہوتی ہے۔ البتہ احتیاط واجب کی بنا پر یہ جائز نہیں ہے کہ مرد اپنے آپ کو عورت کے رنگ و روپ میں ڈھال لے اسی طرح برعکس یعنی عورت اپنے آپ کو مرد کے روپ میں ڈھال لے۔

(۸۳۴) جس شخص کے لئے لیٹ کر نماز پڑھنا ضروری ہے، ضروری نہیں ہے کہ جو لحاف یا چادر اس نے خود پر ڈال رکھی ہو وہ نمازی کے لباس کی شرائط پر پورا اترتی ہو سوائے اس کے عرفاً اسے پہناوا کہا جاسکے۔ مثلاً اس نے چادر وغیرہ کو خود پر لپیٹ لیا ہو۔

جن صورتوں میں نمازی کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں

(۸۳۵) تین صورتوں میں جن کی تفصیل نیچے بیان کی جارہی ہے اگر نماز پڑھنے والے کا بدن یا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے:

(۱) اس کے بدن کے زخم، جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے اس کے لباس یا بدن پر خون لگ جائے۔

(۲) اس کے بدن یا لباس پر درہم کی مقدار سے کم خون لگ جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ درہم کی مقدار انگوٹھے کی اوپر والی گرہ کے برابر سمجھی جائے۔

(۳) وہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

علاوہ ازیں ایک اور صورت میں اگر نماز پڑھنے والے کا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ اس کا چھوٹا لباس مثلاً موزہ اور ٹوپی نجس ہو۔

ان چاروں صورتوں کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کیے جائیں گے۔

(۸۳۶) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر زخم یا جراحت یا پھوڑے کا خون ہو تو وہ اس خون کے ساتھ اس وقت تک نماز پڑھ سکتا ہے جب تک زخم یا جراحت یا پھوڑا ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر اس کے بدن یا لباس پر ایسی پیپ ہو جو خون کے ساتھ نکلی ہو یا ایسی دوائی ہو جو زخم پر لگائی گئی ہو اور نجس ہو گئی ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۸۳۷) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر ایسی خراش یا زخم کا خون لگا ہو جو جلدی ٹھیک ہو جاتا ہو اور جس کا دھونا آسان ہو اور جس کی مقدار ایک درہم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۳۸) اگر بدن یا لباس کی ایسی جگہ جو زخم سے فاصلے پر ہو زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن لباس یا بدن کی وہ جگہ جو زخم کے اطراف میں ہے اگر اس زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۳۹) اگر کسی شخص کے بدن یا لباس کو بواسیر یا اس زخم سے جو منہ اور ناک وغیرہ کے اندر ہو خون لگ جائے تو وہ اسکے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بواسیر کے مسے باہر ہوں یا اندر۔

(۸۴۰) اگر کوئی ایسا شخص جس کے بدن پر زخم ہو اپنے بدن یا لباس پر ایسا خون دیکھے جو درہم سے زیادہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ یہ خون زخم کا ہے یا کوئی اور خون ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

(۸۴۱) اگر کسی شخص کے بدن پر چند زخم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر نزدیک ہوں کہ ایک زخم شمار ہوتے ہوں تو جب تک وہ زخم ٹھیک نہ ہو جائیں ان کے خون کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں کہ ان میں سے ہر زخم ایک علیحدہ زخم شمار ہو تو جو زخم ٹھیک ہو جائے ضروری ہے کہ نماز کے لئے بدن اور لباس کو دھو کر اس زخم کے خون سے پاک کرے۔

(۸۴۲) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر سوئی کی نوک کے برابر بھی حیض کا خون لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ احتیاط کی بنا پر نجس حیوانات مثلاً سور، مُردار اور حرام گوشت جانور نیز نفاس اور استحاضہ کے خون کی بھی یہی صورت ہے لیکن کوئی دوسرا خون مثلاً انسان کے بدن کے خون یا حلال گوشت حیوان کے خون کی چھینٹ، چاہے بدن کے کئی حصوں پر لگی ہو لیکن اس کی مجموعی مقدار ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۴۳) جو خون بغیر استر کے کپڑے پر گرے اور دوسری طرف پہنچ جائے وہ ایک خون شمار ہوتا ہے اور دونوں طرف میں جس طرف خون کی مقدار زیادہ ہو اس کے مطابق حکم لگایا جائے لیکن اگر کپڑے کی دوسری طرف الگ سے خون آلودہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کیا جائے۔ پس اگر وہ خون جو کپڑے کے سامنے کے رخ اور پچھلی طرف ہے مجموعی طور پر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

(۸۴۴) اگر استر والے کپڑے پر خون گرے اور اس کے استر تک پہنچ جائے یا استر پر گرے اور کپڑے تک پہنچ جائے یا ایک کپڑے سے دوسرے کپڑے تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ ہر خون کو الگ شمار کیا جائے۔ پس اگر سب مل کر ایک درہم سے کم ہو تو نماز صحیح ہے ورنہ باطل ہوگی۔ ہاں اگر کپڑے ایک دوسرے سے اس طرح ملے ہوئے ہوں کہ لوگوں کے نزدیک ایک خون شمار ہو تو جس طرف خون کی مقدار زیادہ ہے۔ اگر وہ ایک درہم سے کم ہو تو نماز صحیح ہے اور اگر ایک درہم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو نماز باطل ہے۔

(۸۴۵) اگر بدن یا لباس پر ایک درہم سے کم خون ہو اور کوئی رطوبت اس خون سے مل جائے اور آگے بڑھ کر اس کے اطراف کو آلودہ کر دے تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے خواہ خون اور جو رطوبت اس سے ملی ہے ایک درہم کے برابر نہ ہوں لیکن اگر رطوبت صرف خون سے ملے اور اس کے اطراف کو آلودہ نہ کرے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۴۶) اگر بدن یا لباس پر خون نہ ہو لیکن رطوبت کے ساتھ خون سے لگنے کی وجہ سے نجس ہو جائیں تو اگرچہ جو مقدار نجس ہوئی ہے وہ ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ بھی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

(۸۴۷) بدن یا لباس پر جو خون ہو اگر وہ ایک درہم سے کم ہو اور کوئی دوسری نجاست اس سے آ لگے مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ اس پر گر جائے اور وہ بدن یا لباس کے پاک مقامات سے لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ اگر بدن اور لباس کے پاک مقامات تک نہ بھی پہنچے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر اس میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

(۸۴۸) اگر نماز پڑھنے والے کا چھوٹا لباس مثلاً ٹوپی اور موزہ جس سے شرمگاہ کو نہ ڈھانپا جا سکتا ہو نجس ہو جبکہ اسے نجس مُردار یا نجس العین حیوان مثلاً کتے (کے اجزا) سے نہ بنایا گیا ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اسے نجس مردار یا نجس العین حیوان کے اجزاء سے بنایا گیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔ ہاں اگر نجس انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۴۹) نجس چیز مثلاً نجس رومال، چابی اور چاقو کا نماز پڑھنے والے کے پاس ہونا جائز ہے۔ اسی طرح اگر نجس لباس اس کے پاس ہو تب بھی نماز پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۸۵۰) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو خون اس کے لباس یا بدن پر ہے وہ ایک درہم سے کم ہے لیکن اس امر کا احتمال ہو کہ یہ اس خون میں سے ہے جو معاف نہیں ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۸۵۱) اگر وہ خون جو ایک شخص کے لباس یا بدن پر ہو ایک درہم سے کم ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ اس خون میں سے ہے جو معاف نہیں ہے، نماز پڑھ لے اور پھر اسے پتا چلے کہ یہ اس خون میں سے تھا جو معاف نہیں ہے، تو اس کے لئے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں اور اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ یہ سمجھتا ہو کہ خون ایک درہم سے کم ہے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں پتا چلے کہ اس کی مقدار ایک درہم یا اس سے زیادہ تھی، اس صورت میں بھی دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مستحب ہیں

(۸۵۲) فقہائے کرام اعلی اللہ مقامہم نے چند چیزیں نمازی کے لباس میں مستحب قرار دی ہیں کہ جن میں سے تحت الحنک کے ساتھ عمامہ، عبا، سفید لباس، صاف ستھرا ترین لباس، خوشبو لگانا اور عقیق کی انگوٹھی پہننا شامل ہیں۔

وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں

(۸۵۳) فقہائے کرام اعلی اللہ مقامہم نے چند چیزیں نمازی کے لباس میں مکروہ قرار دی ہیں جن میں سے سیاہ، میلا اور تنگ لباس اور شرابی کا لباس پہننا یا اس شخص کا لباس پہننا جو نجاست سے پرہیز نہ کرتا ہو اور ایسا لباس پہننا جس پر چہرے کی تصویر بنی ہو۔ اس کے علاوہ لباس کے بٹن کھلے ہونا اور ایسی انگوٹھی پہننا جس پر چہرے کی تصویر بنی ہو، شامل ہیں۔

نماز پڑھنے کی جگہ

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی سات شرطیں ہیں:

(پہلی شرط) وہ جگہ احتیاط واجب کی بنا پر مباح ہو۔

(۸۵۴) جو شخص غصبی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو اگرچہ وہ خود قالین، تخت اور اسی طرح کی دوسری چیز پر ہو، احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن غصبی چھت کے نیچے اور غصبی خیمے تلے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۵۵) ایسی جگہ نماز پڑھنا جس کی منفعت کسی اور کی ملکیت ہو تو منفعت کے مالک کی اجازت کے بغیر وہاں نماز پڑھنا غصبی جگہ پر نماز پڑھنے کے حکم میں ہے۔ مثلاً کرائے کے مکان میں اگر مالک مکان یا کوئی اور شخص کرائے دار کی اجازت کے بغیر نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۵۶) اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہو اور دوسرا شخص اسے باہر نکال کر اس کی جگہ پر قبضہ کرے اور اس جگہ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ اس نے گناہ کیا ہے۔

(۸۵۷) اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کا اسے علم نہ ہو اور نماز کے بعد اسے پتا چلے یا ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کو وہ بھول گیا ہو اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن کوئی ایسا شخص جس نے خود وہ جگہ غصب کی ہو اور وہ بھول جائے اور وہاں نماز پڑھے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

(۸۵۸) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ یہ جگہ غصبی ہے اور اس میں تصرف حرام ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ غصبی

جگہ پر نماز پڑھنے میں اشکال ہے اور وہ وہاں نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۵۹) اگر کوئی شخص واجب نماز سواری کی حالت میں پڑھنے پر مجبور ہو اور سواری کا جانور یا اس کی زین یا نعل غصبی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ شخص اس جانور پر سواری کی حالت میں مستحب نماز پڑھنا چاہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۸۶۰) اگر کوئی شخص کسی جائیداد میں دوسرے کے ساتھ شریک ہو اور اس کا حصہ جدا نہ ہو تو اپنے شراکت دار کی اجازت کے بغیر وہ اس جائیداد پر تصرف نہیں کر سکتا اور اس پر نماز پڑھنا بھی احتیاط واجب کی بنا پر باطل ہے۔

(۸۶۱) اگر کوئی شخص ایک ایسی رقم سے کوئی جائیداد خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو جبکہ سودے میں رائج طریقۂ کار کے مطابق، قیمت اپنے ذمے لے لی ہو تو جائیداد میں تصرف کرنا اس کے لئے حلال ہے اور وہ شخص ادا شدہ قیمت کے خمس کا مقروض ہوگا۔ لیکن اگر وہ عین اسی مال سے جائیداد خریدے جس پر خمس واجب الادا تھا تو حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس گھر میں تصرف حرام اور احتیاط واجب کی بنا پر اس جگہ نماز باطل ہے۔

(۸۶۲) اگر کسی جگہ کا مالک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے اور انسان کو علم ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں ہے تو اس کی جگہ پر نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر اجازت نہ دے لیکن انسان کو یقین ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۶۳) جس مرحوم نے زکوٰۃ اور اس جیسے دوسرے مالی واجبات ادا نہ کئے ہوں اس کی جائیداد میں کوئی ایسا تصرف کرنا جو واجبات کی ادائیگی میں مانع نہ ہو مثلاً اس کے گھر میں نماز پڑھنا، ورثاء کی اجازت سے جائز ہے۔ اسی طرح اگر قرضدار کا قرض ادا کر دیا جائے یا کوئی اپنے ذمے لے لے یا اتنی مقدار جدا کر لی جائے تو باقی جائیداد میں ایسا تصرف کرنا بھی جائز ہے جو اس جائیداد کو تلف کر دے۔

(۸۶۴) اگر مرحوم کے بعض ورثاء کم سن یا مجنون یا غیر حاضر ہوں تو ان کے ولی کی اجازت کے بغیر اس کی جائیداد میں تصرف حرام ہے اور اس میں نماز جائز نہیں۔ ہاں ان معمولی تصرفات میں کوئی حرج نہیں جو میت کے غسل و کفن وغیرہ کے امور انجام دینے کا مقدمہ ہیں۔

(۸۶۵) کسی کی جائیداد میں نماز پڑھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس کا مالک صریحاً اجازت دے یا کوئی ایسی بات کہے جس سے معلوم ہو کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو اجازت دے کہ اس کی جائیداد میں بیٹھے یا سوئے تو اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دیدی ہے یا مالک کے راضی ہونے پر دوسری وجوہات کی بنا پر اطمینان رکھتا ہو۔

(۸۶۶) انتہائی وسیع و عریض زمین میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ اس کا مالک کم سن یا مجنون ہو یا وہاں نماز پڑھنے پر راضی نہ ہو۔ اسی طرح ان باغات اور زمینوں میں کہ جن کے دروازے اور دیوار نہ ہوں، ان کے مالک کی اجازت کے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس صورت میں معلوم ہو کہ مالک راضی نہیں ہے تو

ضروری ہے کہ تصرف نہ کرے اور اگر مالک کمسن یا مجنون ہو یا اس کے راضی نہ ہونے کا گمان ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہاں تصرف نہ کیا جائے اور نماز نہ پڑھی جائے۔

(۸۶۷) (دوسری شرط) ضروری ہے کہ نمازی کی جگہ واجب نمازوں میں ایسی نہ ہو کہ تیز حرکت نمازی کے کھڑے ہونے یا اختیاری رکوع اور سجود کرنے میں مانع ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کے بدن کو ساکن رکھنے میں بھی مانع نہ ہو اور اگر وہ وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے ایسی جگہ مثلاً بس، ٹرک، کشتی یا ریل گاڑی میں نماز پڑھے تو جس قدر ممکن ہو بدن کے ٹھہراؤ اور قبلے کی سمت کا خیال رکھے اور اگر ٹرانسپورٹ قبلے سے کسی دوسری طرف مڑ جائے تو اپنا منہ قبلے کی جانب موڑ دے۔ اگر مکمل طور پر قبلے کا خیال رکھنا ممکن نہ ہو تو کوشش کرے کہ ۹۰ ڈگری سے کم اختلاف ہو اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت قبلے کا خیال رکھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو قبلے کا خیال رکھنا ضروری نہیں۔

(۸۶۸) جب گاڑی، کشتی یا ریل گاڑی وغیرہ کھڑی ہوئی ہوں تو ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب چل رہی ہوں لیکن اس حد تک نہ ہل جل رہی ہو کہ نمازی کے بدن کے ٹھہراؤ میں حائل ہوں۔

(۸۶۹) گندم، جو اور ان جیسی دوسری اجناس کے ڈھیر پر جو ہلے جلے بغیر نہیں رہ سکتے نماز باطل ہے۔

(تیسری شرط) ضروری ہے کہ انسان ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں نماز پوری پڑھ لینے کا احتمال ہو۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ رجاء کی نیت سے نماز پڑھے جہاں اسے اطمینان ہو کہ مثلاً ہوا اور بارش یا بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے وہاں پوری نماز نہ پڑھ سکے گا گو اتفاق سے پوری پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۷۰) اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں ٹھہرنا حرام ہو مثلاً کسی ایسی مخدوش چھت کے نیچے جو عنقریب گرنے والی ہو تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۷۱) کسی ایسی چیز پر نماز پڑھنا، جس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہو۔ مثلاً قالین کے ایسے حصے پر جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو اگر قصد قربت میں مانع ہو جائے تو صحیح نہیں ہے۔

(چوتھی شرط) جس جگہ انسان نماز پڑھے اس کی چھت اتنی نیچی نہ ہو کہ سیدھا کھڑا نہ ہو سکے اور نہ ہی وہ جگہ اتنی مختصر ہو کہ رکوع اور سجدے کی گنجائش نہ ہو۔

(۸۷۲) اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جہاں بالکل سیدھا کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر رکوع اور سجود ادا کرنے کا امکان نہ ہو تو ان کیلئے سر سے اشارہ کرے۔

(۸۷۳) ضروری ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی قبور مطہر کی جانب پشت کرکے، اگر ان کی بے حرمتی ہوتی ہو تو نماز نہ پڑھے۔ اس کے علاوہ کسی اور صورت میں اشکال نہیں۔ لیکن نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔

(پانچویں شرط) اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو اور نجاست ایسی ہو جو نماز کو باطل کر دینے والی ہو تو اتنی مرطوب نہ ہو کہ اس کی رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس تک پہنچے۔ لیکن اگر سجدے میں پیشانی

رکھنے کی جگہ نجس ہو تو خواہ وہ خشک بھی ہو نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب ہے کہ نماز کی جگہ بالکل نجس نہ ہو۔

(چھٹی شرط) احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت مرد سے کم سے کم اتنا پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ سجدے کی حالت میں مرد کے دو زانو کے برابر فاصلے پر ہو۔

(۸۷۴) اگر کوئی عورت مرد کے برابر یا آگے کھڑی ہو اور دونوں بیک وقت نماز پڑھنے لگیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھیں۔ یہی حکم ہے اگر ایک، دوسرے سے پہلے نماز شروع کردے۔

(۸۷۵) اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں یا عورت آگے کھڑی ہو اور دونوں نماز پڑھ رہے ہوں لیکن دونوں کے درمیان دیوار یا پردہ یا کوئی اور ایسی چیز حائل ہو کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں یا ان کے درمیان دس ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو تو دونوں کی نماز صحیح ہے۔

(ساتویں شرط) نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ، دو زانو اور پاؤں کی انگلیاں رکھنے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو۔ اس مسئلے کی تفصیل سجدے کے احکام میں آئے گی۔

(۸۷۶) نامحرم مرد اور عورت کا خلوت میں ایک ایسی جگہ ہونا جہاں گناہ میں مبتلا ہونے کا احتمال ہو حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز نہ پڑھیں۔

(۸۷۷) جس جگہ ستار بجایا جا رہا ہو اور اس جیسی چیزیں استعمال کی جا رہی ہوں وہاں نماز پڑھنا باطل نہیں ہے گو ان کا سننا اور استعمال کرنا گناہ ہے۔

(۸۷۸) احتیاط واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں خانۂ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر واجب نماز نہ پڑھی جائے۔ لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۸۷۹) خانۂ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر نفلی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ خانۂ کعبہ کے اندر ہر رکن کے مقابل دو رکعت نماز پڑھی جائے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

(۸۸۰) اسلام کی مقدس شریعت میں بہت تاکید کی گئی ہے کہ نماز مسجد میں پڑھی جائے۔ دنیا بھر کی ساری مسجدوں میں سب سے بہتر مسجد الحرام اور اس کے بعد مسجد نبویؐ ہے اور اس کے بعد مسجد کوفہ اور اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا درجہ ہے۔ اس کے بعد شہر کی جامع مسجد اور اس کے بعد محلے کی مسجد اور اس کے بعد بازار کی مسجد کا نمبر آتا ہے۔

(۸۸۱) عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ نماز ایسی جگہ پڑھیں جو نامحرم سے محفوظ ہونے کے لحاظ سے دوسری جگہوں سے بہتر ہو خواہ وہ جگہ مکان یا مسجد یا کوئی اور جگہ ہو۔

(۸۸۲) ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے حرموں میں نماز پڑھنا مستحب ہے بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر

ہے اور روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم پاک میں نماز پڑھنا دولاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(۸۸۳) مسجد میں زیادہ جانا اور اس مسجد میں جانا جہاں لوگ بہت کم نماز پڑھنے آتے ہوں مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اور کوئی عذر بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(۸۸۴) جو شخص مسجد میں نہ آتا ہو، مستحب ہے کہ انسان اس کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھائے، اپنے کاموں میں اس سے مشورہ نہ کرے، اس کے پڑوس میں نہ رہے اور نہ اس سے عورت کا رشتہ لے اور نہ اسے رشتہ دے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

(۸۸۵) چند مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) حمام

(۲) شورزدہ زمین

(۳) کسی انسان کے مقابل

(۴) اس دروازے کے مقابل جو کھلا ہو

(۵) سڑک اور گلی کوچے میں بشرطیکہ گزرنے والوں کے لئے باعث زحمت نہ ہو اور اگر انہیں زحمت ہو تو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔

(۶) آگ اور چراغ کے مقابل

(۷) باورچی خانے میں اور ہر اس جگہ جہاں آتش دان ہو

(۸) ایسے کنویں اور گڑھے کے مقابل جس میں پیشاب کیا جاتا ہو

(۹) جان دار کے فوٹو یا مجسمے کے سامنے مگر یہ کہ اسے ڈھانپ دیا جائے

(۱۰) ایسے کمرے میں جس میں جنب شخص موجود ہو

(۱۱) جس جگہ فوٹو ہو خواہ وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے نہ ہو

(۱۲) قبر کے مقابل

(۱۳) قبر کے اوپر

(۱۴) دو قبروں کے درمیان

(۱۵) قبرستان میں

(۸۸۶) اگر کوئی شخص لوگوں کی رہگذر پر نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور شخص اس کے سامنے کھڑا ہو تو نمازی کے لئے مستحب ہے کہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور اگر وہ چیز لکڑی یا رسی ہو تو بھی کافی ہے۔

مسجد کے احکام

(۸۸۷) مسجد کی زمین، اندرونی اور بیرونی چھت اور اندرونی دیوار کو نجس کرنا حرام ہے اور جس شخص کو پتا چلے کہ ان میں سے کوئی مقام نجس ہو گیا ہے تو ضروری ہے کہ اس کی نجاست کو فوراً دور کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کے بیرونی حصے کو بھی نجس نہ کیا جائے اور اگر وہ نجس ہو جائے تو نجاست کا ہٹانا لازم نہیں لیکن اگر دیوار کا بیرونی حصہ نجس کرنا مسجد کی بے حرمتی کا سبب ہو تو قطعاً حرام ہے اور اس قدر نجاست کا زائل کرنا کہ جس سے بے حرمتی ختم ہو جائے ضروری ہے۔

(۸۸۸) اگر کوئی شخص مسجد کو پاک کرنے پر قادر نہ ہو یا اسے مدد کی ضرورت ہو جو دستیاب نہ ہو تو مسجد کا پاک کرنا اس پر واجب نہیں لیکن یہ سمجھتا ہو کہ اگر دوسرے کو اطلاع دے گا تو یہ کام ہو جائے گا اور نجاست کو وہاں رہنے دینا بے حرمتی کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے۔

(۸۸۹) اگر مسجد کی کوئی ایسی جگہ نجس ہو گئی ہو جسے کھودے یا توڑے بغیر پاک کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس جگہ کو کھودیں یا توڑیں جبکہ جزوی طور پر کھودنا یا توڑنا پڑے یا بے حرمتی کا ختم ہونا مکمل طور پر کھودنے یا توڑنے پر موقوف ہو، ورنہ توڑنے میں اشکال ہے۔ جو جگہ کھودی گئی ہو اسے پر کرنا اور جو جگہ توڑی گئی ہو اسے تعمیر کرنا واجب نہیں ہے لیکن مسجد کی کوئی چیز مثلاً اینٹ اگر نجس ہو گئی ہو تو ممکنہ صورت میں اسے پاک کر کے ضروری ہے کہ اس کی اصلی جگہ پر لگا دیا جائے۔

(۸۹۰) اگر مسجد غصب کر لی جائے اور اس کی جگہ گھر یا ایسی ہی کوئی چیز تعمیر کر لی جائے یا مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اسے مسجد نہ کہا جائے تو اسے نجس کرنا حرام نہیں اور اسے پاک کرنا واجب نہیں۔

(۸۹۱) ائمہ اہلبیت علیہم السلام میں سے کسی امام کا حرم نجس کرنا حرام ہے۔ اگر ان کے حرموں میں سے کوئی حرم نجس ہو جائے اور اس کا نجس رہنا اس کی بے حرمتی کا سبب ہو تو اس کا پاک کرنا واجب ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ خواہ بے حرمتی نہ ہوتی ہو تب بھی پاک کیا جائے۔

(۸۹۲) اگر مسجد کی چٹائی یا کارپٹ نجس ہو جائے تو ضروری ہے کہ اسے پاک کریں اور اگر نجس حصے کا کاٹ دینا بہتر ہو تو ضروری ہے کہ اسے کاٹ دیا جائے۔ البتہ ایک قابل توجہ حصے کا کاٹ دینا یا اس طرح پاک کرنا کہ اس میں نقص آ جائے محل اشکال ہے سوائے اس کے کہ طہارت کو ترک کر دینا بے حرمتی کا سبب ہو۔

(۸۹۳) اگر کسی عین نجاست یا نجس شدہ چیز کو مسجد میں لے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو تو اس کا مسجد میں لے جانا حرام ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو تب بھی عین نجاست کو مسجد میں نہ لے جایا جائے سوائے ان چیزوں کے جو انسان کے ساتھ ہی مسجد میں داخل ہو جائیں جیسے زخم کا خون جو بدن یا لباس میں لگا ہوا ہو۔

(۸۹۴) اگر مسجد میں مجلس عزا کے لئے قنات تانی جائے اور فرش بچھایا جائے اور سیاہ پردے لٹکائے جائیں اور چائے کا سامان اس کے اندر لے جایا جائے تو اگر یہ چیزیں مسجد کے لئے نقصان دہ نہ ہوں اور نماز پڑھنے میں بھی مانع نہ ہوتی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۹۵) احتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کی سونے سے زینت نہ کریں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کو انسان اور حیوان کی طرح جانداروں کی تصویروں سے بھی نہ سجایا جائے۔

(۸۹۶) اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ بھی جائے تب بھی نہ تو اسے بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہی ملکیت اور سڑک میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

(۸۹۷) مسجد کے دروازوں، کھڑکیوں اور دوسری چیزوں کا بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ جائے تب بھی ضروری ہے کہ ان چیزوں کو اسی مسجد کی مرمت کے لئے استعمال کیا جائے اور اگر اس مسجد کے کام کی نہ رہی ہوں تو ضروری ہے کہ کسی دوسری مسجد کے کام میں لایا جائے اور اگر دوسری مسجدوں کے کام کی بھی نہ رہی ہوں تو انہیں بیچا جاسکتا ہے اور جو رقم حاصل ہو وہ بصورت امکان اسی مسجد کی مرمت پر، ورنہ کسی دوسری مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے۔

(۸۹۸) مسجد کا تعمیر کرنا اور ایسی مسجد کی مرمت کرنا جو مخدوش ہو مستحب ہے اور اگر مسجد اس قدر مخدوش ہو کہ اس کی مرمت ممکن نہ ہو تو اسے گرا کر دوبارہ تعمیر کیا جاسکتا ہے بلکہ اگر مسجد ٹوٹی پھوٹی نہ ہو تب بھی اسے لوگوں کی ضرورت کی خاطر گرا کر وسیع کیا جاسکتا ہے۔

(۸۹۹) مسجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں چراغ جلانا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد میں جانا چاہے تو مستحب ہے کہ خوشبو لگائے اور پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنے اور اپنے جوتے کے تلوؤں کے بارے میں تحقیق کرے کہ کہیں نجاست تو نہیں لگی ہوئی۔ نیز یہ کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اسی طرح مستحب ہے کہ سب لوگوں سے پہلے مسجد میں آئے اور سب سے بعد میں نکلے۔

(۹۰۰) جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز تحیت و احترام مسجد کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب نماز یا کوئی اور مستحب نماز پڑھے تب بھی کافی ہے۔

(۹۰۱) اگر انسان مجبور نہ ہو تو مسجد میں سونا، دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرنا اور کوئی کام کاج کرنا اور ایسے اشعار پڑھنا جن میں نصیحت اور کام کی کوئی بات نہ ہو مکروہ ہے۔ نیز مسجد میں تھوکنا، ناک کی آلائش پھینکنا اور بلغم تھوکنا بھی مکروہ ہے بلکہ بعض صورتوں میں حرام ہے۔ اس کے علاوہ گمشدہ (شخص یا چیز) کو تلاش کرنا اور آواز کو بلند کرنا بھی مکروہ ہے۔ لیکن اذان کے لئے آواز بلند کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

(۹۰۲) دیوانے کو مسجد میں داخل ہونے دینا مکروہ ہے اور اسی طرح اس بچے کو بھی داخل ہونے دینا مکروہ ہے جو نمازیوں کے لئے باعث زحمت ہو یا احتمال ہو کہ وہ مسجد کو نجس کردے گا۔ ان دو صورتوں کے علاوہ بچے کو مسجد میں آنے دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اوقات بہتری اسی میں ہوتی ہے۔ اس شخص کا مسجد میں جانا بھی مکروہ ہے جس نے پیاز، لہسن یا ان سے مشابہ کوئی چیز کھائی ہو کہ جس کی بو لوگوں کو ناگوار گزرتی ہو۔

اذان اور اقامت

(۹۰۳) ہر مرد اور عورت کے لئے مستحب ہے کہ روزانہ کی واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت کہے اور ایسا کرنا دوسری واجب یا مستحب نمازوں کے لئے مشروع نہیں لیکن عید فطر اور عید قربان سے پہلے جبکہ نماز با جماعت پڑھیں تو مستحب ہے کہ تین مرتبہ "الصلوۃ" کہیں۔

(۹۰۴) مستحب ہے کہ بچے کی پیدائش کے پہلے دن یا ناف اکھڑنے سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

(۹۰۵) اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ (چار مرتبہ)
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دو مرتبہ)
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (دو مرتبہ)
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ (دو مرتبہ)
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (دو مرتبہ)
حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ (دو مرتبہ)
اَللّٰهُ اَكْبَرُ (دو مرتبہ)
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دو مرتبہ)

اور اقامت کے سترہ جملے ہیں یعنی اذان کی ابتدا سے دو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور آخر سے ایک مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کم ہو جاتا ہے اور حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کہنے کے بعد دو دفعہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کا اضافہ کر دینا ضروری ہے۔

(۹۰۶) اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ اذان اور اقامت کا جزو نہیں ہے۔ لیکن اگر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے تو اچھا ہے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ یعنی خدائے تعالیٰ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں ہے۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور اسی کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيُّ اللّٰهِ یعنی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ	یعنی نماز کی طرف جلدی کرو۔
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	یعنی رستگاری کے لئے جلدی کرو۔
حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ	یعنی بہترین کام کے لئے جو نماز ہے جلدی کرو۔
قَدْقَامَتِ الصَّلٰوةُ	یعنی بالتحقیق نماز قائم ہوگئی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں۔

(۹۰۷) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان معمول سے زیادہ فاصلہ رکھا جائے تو ضروری ہے کہ اذان اور اقامت دوبارہ شروع سے کہی جائیں۔

(۹۰۸) اگر اذان یا اقامت میں آواز کو گلے میں گھمائے اور کیفیت یہ ہو کہ غنا ہو جائے یعنی اس طرح کہے جیسا کہ لہو و لعب اور کھیل کود کی محفلوں میں آواز نکالنے کا دستور ہے تو وہ حرام ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

(۹۰۹) تمام صورتوں میں جبکہ نمازی مشترک وقت رکھنے والی دو نمازوں کو پے در پے ادا کرے، اگر اس نے پہلی نماز کے لئے اذان کہی ہو تو بعد والی نماز کے لئے اذان ساقط ہے۔ خواہ دو نمازوں کا جمع کرنا بہتر نہ ہو یا ہو مثلاً عرفہ کے دن جو نویں ذی الحجہ کا دن ہے، اگر ظہر کے فضیلت کے وقت میں نماز پڑھے تو ظہر اور عصر کی نمازوں کا جمع کرنا، چاہے وہ شخص خود میدان عرفات میں نہ ہو اور عید قربان کی رات میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کا جمع کرنا اس شخص کے لئے جو مشعر الحرام میں ہو اور ان نمازوں کو عشاء کے فضیلت والے وقت میں جمع کرے۔ ان صورتوں میں اذان ساقط ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو لیکن نفل اور تعقیبات پڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اذان مشروعیت کی نیت سے نہ کہی جائے بلکہ روز عرفہ اور مشعر والی صورتوں کے لئے بیان شدہ شرائط کے ہوتے ہوئے اذان کہنا خلاف احتیاط ہے اگرچہ مشروعیت کی نیت سے نہ ہو۔

(۹۱۰) اگر نماز جماعت کے لئے اذان اور اقامت کہی جاچکی ہو تو جو شخص اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہ کہے۔

(۹۱۱) اگر کوئی شخص نماز کے لئے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز جماعت ختم ہو چکی ہے تو جب تک صفیں ٹوٹ نہ جائیں اور لوگ منتشر نہ ہو جائیں وہ اپنی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہ کہے یعنی ان دونوں کا کہنا مستحب تاکیدی نہیں بلکہ اگر اذان دینا چاہتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ بہت آہستہ کہے۔ اگر دوسری نماز جماعت قائم کرنا چاہتا ہو تو ہرگز اذان اور اقامت نہ کہے۔

(۹۱۲) پچھلے مسئلے میں مذکورہ صورت کے علاوہ چھ شرطوں کے ساتھ اذان اور اقامت ساقط ہو جاتی ہے:

(۱) نماز جماعت مسجد میں ہو اور اگر مسجد میں نہ ہو تو اذان اور اقامت ساقط نہیں ہوگی۔

(۲) اس نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی جاچکی ہو۔

(۳) نماز جماعت باطل نہ ہو۔

(۴) اس شخص کی نماز اور نماز جماعت ایک ہی جگہ پر ہو لہذا اگر نماز جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے اور وہ شخص مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

(۵) نماز جماعت ادا ہو۔ لیکن اس بات کی شرط نہیں کہ خود اس کی نماز بھی فرادیٰ ہونے کی صورت میں ادا ہو۔

(۶) اس شخص کی نماز اور نماز جماعت کا وقت مشترک ہو۔ مثلاً دونوں نماز ظہر یا دونوں نماز عصر پڑھیں یا نماز ظہر جماعت سے پڑھی جارہی ہو اور وہ شخص نماز عصر پڑھے یا وہ شخص ظہر کی نماز پڑھے اور جماعت کی نماز عصر کی نماز ہو اور اگر جماعت کی نماز عصر آخری وقت میں پڑھی جائے اور وہ چاہے کہ مغرب کی نماز ادا پڑھے تو اذان اور اقامت اس پر سے ساقط نہیں ہوگی۔

(۹۱۳) جو شرطیں سابقہ مسئلے میں بیان کی گئی ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے تیسری شرط کے بارے میں شک کرے یعنی اسے شک ہو کہ جماعت کی نماز صحیح تھی یا نہیں تو اس پر سے اذان اور اقامت ساقط ہے۔ لیکن اگر وہ دوسری پانچ شرائط میں سے کسی ایک کے بارے میں شک کرے تو بہتر ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔ البتہ اگر جماعت ہو تو ضروری ہے کہ رجاء کی نیت سے کہے۔

(۹۱۴) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی اذان جو اعلان یا جماعت کی نماز کے لئے کہی جائے، سنے تو مستحب ہے کہ اس کا جو حصہ سنے خود بھی اسے آہستہ آہستہ دہرائے۔

(۹۱۵) اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کے اذان اور اقامت سنی ہو خواہ اس نے ان جملوں کو دہرایا ہو یا نہ دہرایا ہو تو اگر اس اذان اور اقامت اور اس نماز کے درمیان جو وہ پڑھنا چاہتا ہو زیادہ فاصلہ نہ ہوا ہو اور اذان و اقامت سننے کی ابتداء ہی سے نماز ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنی نماز کے لئے اس اذان اور اقامت پر اکتفاء کر سکتا ہے۔ لیکن یہ حکم اس نماز جماعت کے لئے محل اشکال ہے کہ جہاں اذان صرف امام جماعت نے یا صرف ماموین نے سنی ہو۔

(۹۱۶) اگر کوئی مرد، عورت کی اذان کو لذت کے قصد سے سنے تو اس کی اذان ساقط نہیں ہوگی بلکہ عورت کی اذان سن کر اذان کا ساقط ہونا مطلقاً محل اشکال ہے۔

(۹۱۷) ضروری ہے کہ نماز جماعت کی اذان اور اقامت مرد کہے لیکن عورتوں کی نماز جماعت میں اگر عورت اذان اور اقامت کہہ دے تو کافی ہے اور ایسی جماعت میں عورت کے اذان و اقامہ پر اکتفاء کرنا جس کے مرد، عورت کے محرم ہوں محل اشکال ہے۔

(۹۱۸) ضروری ہے کہ اقامت، اذان کے بعد کہی جائے علاوہ ازیں اقامت میں معتبر ہے کہ کھڑے ہو کر اور حدث سے پاک ہو کر (وضو یا غسل یا تیمم کر کے) کہی جائے۔

(۹۱۹) اگر کوئی شخص اذان اور اقامت کے جملے بغیر ترتیب کے کہے مثلاً حی علی الفلاح کا جملہ حی

علی الصلاۃ سے پہلے کہے تو ضروری ہے کہ جہاں سے ترتیب بگڑی ہو وہاں سے دوبارہ کہے۔

(۹۲۰) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جو اذان کہی جا چکی ہے اسے اس اقامت کی اذان شمار نہ کیا جا سکے تو اذان باطل ہے۔ علاوہ ازیں اگر اذان و اقامت کے اور نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اذان اور اقامت اس نماز کی اذان اور اقامت شمار نہ ہو تو اذان اور اقامت باطل ہو جائیں گے۔

(۹۲۱) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت صحیح عربی میں کہی جائیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص انہیں غلط عربی میں کہے یا ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف کہے یا مثلاً ان کا ترجمہ اردو زبان میں کہے تو صحیح نہیں ہے۔

(۹۲۲) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت، نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کہی جائیں اور اگر کوئی شخص عمداً یا بھول کر وقت سے پہلے کہے تو باطل ہے۔ مگر ایسی صورت میں جبکہ وسط نماز میں وقت داخل ہو تو اس نماز پر صحیح کا حکم لگے گا کہ جس کا مسئلہ ۷۳۲ میں ذکر ہو چکا ہے۔

(۹۲۳) اگر کوئی شخص اقامت کہنے سے پہلے شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہے اور اگر اقامت کہنے میں مشغول ہو جائے اور شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہنا ضروری نہیں۔

(۹۲۴) اگر اذان اور اقامت کہنے کے دوران کوئی جملہ کہنے سے پہلے ایک شخص شک کرے کہ اس نے اس سے پہلے والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ جس جملے کی ادائیگی کے بارے میں اسے شک ہوا ہو اسے ادا کرے۔ لیکن اگر اسے اذان یا اقامت کا کوئی جملہ ادا کرنے کے دوران شک ہو کہ اس نے اس سے پہلے والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اس جملے کا کہنا ضروری نہیں۔

(۹۲۵) مستحب ہے کہ اذان کہتے وقت انسان قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور وضو یا غسل کی حالت میں ہو اور ہاتھوں کو کانوں پر رکھے اور آواز بلند کرے اور کھینچے اور اذان کے جملوں کے درمیان قدرے فاصلہ دے اور جملوں کے درمیان باتیں نہ کرے۔

(۹۲۶) مستحب ہے کہ اقامت کہتے وقت انسان کا بدن ساکن ہو اور اذان کے مقابلے میں اقامت آہستہ کہے اور اس کے جملوں کو ایک دوسرے سے ملا نہ دے لیکن اقامت کے جملوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ دے جتنا اذان کے جملوں کے درمیان دیتا ہے۔

(۹۲۷) مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان ایک قدم آگے بڑھے یا تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے یا سجدہ کرے یا ذکر کرے یا دعا پڑھے یا تھوڑی دیر کے لئے ساکت ہو جائے یا کوئی بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے لیکن نماز فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان کلام کرنا مستحب نہیں ہے۔

(۹۲۸) مستحب ہے کہ جس شخص کو اذان دینے پر مقرر کیا جائے وہ عادل اور وقت شناس ہو، نیز یہ کہ بلند آہنگ ہو اور اونچی جگہ پر اذان دے۔

نماز کے واجبات

واجبات نماز گیارہ ہیں:

(۱) نیت (۲) قیام (۳) تکبیرۃ الاحرام یعنی اللہ اکبر کہنا

(۴) رکوع (۵) سجود (۶) قرأت

(۷) ذکر (۸) تشہد (۹) سلام

(۱۰) ترتیب (۱۱) موالات یعنی اجزائے نماز کا پے در پے بجا لانا۔

(۹۲۹) نماز کے واجبات میں سے بعض اس کے رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجا نہ لائے تو خواہ ایسا کرنا عمداً ہو یا غلطی سے ہو نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض واجبات رکن نہیں ہیں یعنی اگر وہ غلطی سے چھوٹ جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان پانچ ہیں:

(۱) نیت

(۲) تکبیرۃ الاحرام (یعنی نماز شروع کرتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا)

(۳) رکوع سے متصل قیام یعنی رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا ہونا

(۴) رکوع

(۵) ہر رکعت میں دو سجدے۔ جہاں تک اضافے کا تعلق ہے اگر اضافہ عمداً ہو تو بغیر کسی شرط کے نماز باطل ہے۔ اگر غلطی سے ہو تو رکوع میں یا ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں اضافے سے احتیاط لازم کی بنا پر نماز باطل ہے ورنہ باطل نہیں۔

نیت

(۹۳۰) ضروری ہے کہ انسان نماز قربت کی نیت سے یعنی خداوند عالم کی بارگاہ میں پستی اور خضوع کے اظہار کے لئے پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ نیت کو اپنے دل سے گزارے یا مثلاً زبان سے کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قُرْبَةً اِلَی اللّٰہِ۔

(۹۳۱) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں یا عصر کی نماز میں نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں لیکن اس امر کا تعین نہ کرے کہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے۔ البتہ اتنا بھی کافی ہے کہ نماز ظہر کو پہلی نماز اور عصر کی نماز کو دوسری نماز کے طور پر معین کرے۔ اسی طرح اگر کسی شخص پر نماز ظہر کی قضا واجب ہو اور وہ اس قضا نماز یا نماز ظہر کو "ظہر کے وقت" میں پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ جو نماز وہ پڑھے نیت میں اس کا تعین کرے۔

(۹۳۲) ضروری ہے کہ انسان شروع سے آخر تک اپنی نیت پر قائم رہے۔ اگر وہ نماز میں اس طرح غافل ہو جائے کہ اگر کوئی پوچھے کہ وہ کیا کر رہا ہے تو اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا جواب دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۳۳) ضروری ہے کہ انسان فقط خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنی پستی کے اظہار کے لئے نماز پڑھے پس جو شخص ریا کرے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے خواہ یہ نماز پڑھنا فقط لوگوں کو یا خدا اور لوگوں دونوں کو دکھانے کے لئے ہو۔

(۹۳۴) اگر کوئی شخص نماز کا کچھ حصہ بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے علاوہ کسی اور کے لئے بجالائے خواہ وہ حصہ واجب ہو مثلاً سورۃ الحمد یا مستحب ہو مثلاً قنوت، اگر غیر خدا کا یہ قصد پوری نماز میں سرایت کر جائے مثلاً ریا کا ارادہ اس عمل میں ہو جو اس حصے پر مشتمل ہے یا کیفیت یہ ہو کہ اگر اس حصے کو دوبارہ انجام دیں تو نماز میں ایسا اضافہ ہو جاتا ہو جس سے نماز باطل ہو جاتی ہو، تو نماز باطل ہے۔ اگر نماز تو خدا کے لئے پڑھے لیکن لوگوں کو دکھانے کے لئے کسی خاص جگہ مثلاً مسجد میں پڑھے یا کسی خاص وقت مثلاً اول وقت میں پڑھے یا کسی خاص قاعدے سے مثلاً باجماعت پڑھے تو اس کی نماز بھی باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

(۹۳۵) ہر نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا واجب اور رکن ہے اور ضروری ہے کہ انسان اللہ کے حروف اور اکبر کے حروف اور اللہ اور اکبر کے الفاظ پے درپے کہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دو لفظ صحیح عربی میں کہے جائیں اور اگر کوئی شخص غلط عربی میں کہے یا مثلاً ان کا اردو میں ترجمہ کر کے کہے تو صحیح نہیں ہے۔

(۹۳۶) احتیاط مستحب یہ ہے کہ انسان نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے مثلاً اقامت یا دعا سے جو وہ تکبیر سے پہلے پڑھ رہا ہو نہ ملائے۔

(۹۳۷) اگر کوئی شخص چاہے کہ اللہ اکبر کو اس جملے کے ساتھ جو بعد میں پڑھنا ہو مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ملائے تو بہتر یہ ہے کہ اکبر کے آخری حرف "را" پر پیش دے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ واجب نماز میں اسے نہ ملائے۔

(۹۳۸) نماز میں تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت ضروری ہے کہ انسان کا بدن ساکن ہو اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس حالت میں تکبیرۃ الاحرام کہے کہ اس کا بدن حرکت میں ہو تو (اس کی تکبیر) باطل ہے۔

(۹۳۹) ضروری ہے کہ تکبیر، الحمد، سورہ، ذکر اور دعا اتنی آواز سے پڑھے کہ کم از کم خود سن سکے اور اگر اونچا سننے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے یا شور و غل کی وجہ سے نہ سن سکے تو اس طرح کہنا ضروری ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو سن لے۔

(۹۴۰) جو شخص کسی بیماری کی بنا پر گونگا ہو جائے یا اس کی زبان میں کوئی نقص ہو جس کی وجہ سے اللہ اکبر نہ کہہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس طرح کہے اور اگر بالکل ہی نہ کہہ سکتا ہو تو

ضروری ہے کہ دل میں کہے اور اس کے۔ لئے انگلی سے اس طرح اشارہ کرے کہ جو تکبیر سے مناسبت رکھتا ہو اور اگر ہو سکے تو زبان اور ہونٹ کو بھی حرکت دے اور اگر کوئی پیدائشی گونگا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان اور ہونٹ کو اس طرح حرکت دے کہ جو کسی شخص کے تکبیر کہنے سے مشابہ ہو اور اس کے لئے اپنی انگلی سے بھی اشارہ کرے۔

(۹۴۱) اچھا ہے کہ انسان تکبیرۃ الاحرام سے پہلے رجاء کی نیت سے کہے:

"یَا مُحْسِنُ قَدْ اَتَاکَ الْمُسِیْٓءُ وَقَدْ اَمَرْتَ الْمُحْسِنَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِیْٓءِ اَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِیْٓءُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّتَجَاوَزْ عَنْ قَبِیْحِ مَا تَعْلَمُ مِنِّیْ"

(یعنی) اے اپنے بندوں پر احسان کرنے والے خدا! یہ گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ نیک لوگ گناہگاروں سے درگزر کریں۔ تو احسان کرنے والا ہے اور میں گناہگار ہوں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (علیہم السلام) کے طفیل، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (علیہم السلام) پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میری برائیوں سے جنہیں تو جانتا ہے درگزر فرما۔

(۹۴۲) مستحب ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر اور نماز کی درمیانی تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک لے جائے۔

(۹۴۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں جبکہ قرأت میں مشغول ہو چکا ہو تو اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر ابھی کچھ نہ پڑھا ہو تو ضروری ہے کہ تکبیر کہے۔

(۹۴۴) اگر کوئی شخص تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ صحیح طریقے سے تکبیر کہی ہے یا نہیں تو خواہ اس نے آگے کچھ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

قیام یعنی کھڑا ہونا

(۹۴۵) تکبیرۃ الاحرام کہنے کے موقع پر قیام اور رکوع سے پہلے والا قیام۔ قیام متصل بر کوع۔ رکن ہے۔ لیکن الحمد و سورہ پڑھنے کے موقع پر قیام اور رکوع کے بعد قیام رکن نہیں ہے جسے اگر کوئی شخص بھول چوک کی وجہ سے ترک کر دے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۴۶) تکبیرۃ الاحرام کہنے سے پہلے اور اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے کھڑا ہونا واجب ہے تاکہ یقین ہو جائے کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہی گئی ہے۔

(۹۴۷) اگر کوئی شخص رکوع کرنا بھول جائے اور الحمد اور سورہ کے بعد بیٹھ جائے اور پھر اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور رکوع میں جائے۔ لیکن اگر سیدھا کھڑا ہوئے بغیر جھکے ہونے کی حالت میں رکوع کرے تو چونکہ وہ قیام متصل بر کوع بجا نہیں لایا اس لئے اس کا یہ رکوع کفایت نہیں کرتا۔

(۹۴۸) جس وقت ایک شخص تکبیرۃ الاحرام یا قرأت کے لئے کھڑا ہو ضروری ہے کہ چل نہ رہا ہو اور کسی طرف نہ جھکے اور احتیاط لازم کی بنا پر بدن کو حرکت نہ دے۔ اختیار کی حالت میں کسی جگہ ٹیک نہ لگائے لیکن اگر ایسا کرنا بامر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۹۴۹) اگر قیام کی حالت میں کوئی شخص بھولے سے چل پڑے یا کسی طرف جھک جائے یا کسی جگہ ٹیک لگالے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۹۵۰) احتیاط واجب یہ ہے کہ قیام کے وقت انسان کے دونوں پاؤں زمین پر ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر ہو چنانچہ اگر ایک پاؤں پر بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۹۵۱) جو شخص ٹھیک طور پر کھڑا ہو سکتا ہو اگر وہ اپنے پاؤں ایک دوسرے سے اتنے جدا رکھے کہ اسے کھڑا ہونا نہ کہا جاسکے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر کھڑا ہونا کہا جاسکے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پیروں کو بہت زیادہ کھلا نہ رکھے۔

(۹۵۲) جب انسان نماز میں کوئی واجب ذکر پڑھنے میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ اس کا بدن ساکن ہو اور جب مستحب ذکر میں مشغول ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے اور جس وقت وہ قدرے آگے یا پیچھے ہونا چاہے یا بدن کو دائیں یا بائیں جانب تھوڑی سی حرکت دینا چاہے تو ضروری ہے کہ اس وقت کچھ نہ پڑھے۔

(۹۵۳) اگر متحرک بدن کی حالت میں کوئی شخص مستحب ذکر پڑھے مثلاً رکوع، سجدے میں جانے کے وقت تکبیر کہے اور اس ذکر کے قصد سے کہے جس کا نماز میں حکم دیا گیا ہے تو وہ ذکر صحیح نہیں لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔ ضروری ہے کہ انسان بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ اس وقت کہے جب کھڑا ہو رہا ہو۔

(۹۵۴) ہاتھوں اور انگلیوں کو الحمد پڑھتے وقت حرکت دینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں بھی حرکت نہ دی جائے۔

(۹۵۵) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ پڑھتے وقت یا تسبیحات پڑھتے وقت بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے ساکن ہونے کی حالت سے خارج ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بدن کے دوبارہ ساکن ہونے پر جو کچھ اس نے حرکت کی حالت میں پڑھا تھا، دوبارہ پڑھے۔

(۹۵۶) نماز کے دوران اگر کوئی شخص کھڑے ہونے کے قابل نہ رہے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ لیٹ جائے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

(۹۵۷) جب تک انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو ضروری ہے کہ نہ بیٹھے مثلاً اگر کھڑا ہونے کی حالت میں کسی کا بدن حرکت کرتا ہو یا وہ کسی چیز پر ٹیک لگانے پر یا بدن کو تھوڑا سا ٹیڑھا کرنے پر مجبور ہو تو ضروری ہے کہ جیسے بھی ہو سکے کھڑا ہو کر نماز پڑھے لیکن اگر وہ کسی طرح بھی کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو ضروری ہے کہ سیدھا بیٹھ جائے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۹۵۸) جب تک انسان بیٹھ سکے ضروری ہے کہ وہ لیٹ کر نماز نہ پڑھے اور اگر وہ سیدھا ہو کر نہ بیٹھ سکے

تو ضروری ہے کہ پہلو کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ رخ ہو۔ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ جب تک دائیں پہلو پر لیٹ سکتا ہو بائیں پہلو پر نہ لیٹے اور اگر دونوں طرف لیٹنا ممکن نہ ہو تو پشت کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے تلوے قبلے کی طرف ہوں۔

(۹۵۹) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکے اور رکوع کھڑا ہو کر بجالا سکے تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ رکوع بھی بیٹھ کر بجالائے۔

(۹۶۰) جو شخص لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ بیٹھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

(۹۶۱) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

(۹۶۲) اگر کسی ایسے شخص کو جو کھڑا ہو سکتا ہو یہ خوف ہو کہ کھڑا ہونے سے بیمار ہو جائے گا یا اسے کوئی تکلیف ہوگی تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف کا ڈر ہو تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر جانتا ہو کہ مختصر وقت کے لئے ہی کھڑا ہو پائے گا تو ضروری ہے کہ قیام متصل برکوع کے لئے کھڑا ہو۔

(۹۶۳) اگر انسان آخر وقت تک کھڑے ہو کر نماز کی ادائیگی سے مایوس نہ ہو اور اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت میں کھڑا ہونے پر قادر ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے لیکن اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے مایوس ہو اور اول وقت میں نماز پڑھ لے بعد ازاں وہ کھڑے ہونے کے قابل ہو جائے تو ضروری نہیں کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۹۶۴) مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں جسم سیدھا رکھے، کندھوں کو نیچے کی طرف ڈھیلا چھوڑ دے، ہاتھوں کو رانوں پر رکھے، انگلیوں کو باہم ملا کر رکھے، نگاہ سجدہ کی جگہ پر مرکوز رکھے، بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر یکساں ڈالے، خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑا ہو، پاؤں آگے پیچھے نہ رکھے اور اگر مرد ہو تو پاؤں کے درمیان تین پھیلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھے اور عورت ہو تو دونوں پاؤں ملا کر رکھے۔

قرأت

(۹۶۵) ضروری ہے کہ انسان روزانہ کی واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور پھر کسی ایک سورے کی تلاوت کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک مکمل سورے کی تلاوت کرے۔ والضحیٰ اور الم نشرح کی سورتیں اور اسی طرح سورۂ فیل اور سورۂ قریش احتیاط کی بنا پر نماز میں ایک سورت شمار ہوتی ہیں۔

(۹۶۶) اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا انسان کسی مجبوری کی وجہ سے سورہ نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے خوف ہو کہ اگر سورہ پڑھے گا تو چور یا درندہ یا کوئی اور چیز اسے نقصان پہنچائے گی یا اسے کوئی ضروری کام ہو تو اگر وہ چاہے تو سورہ نہ پڑھے بلکہ وقت تنگ ہونے کی صورت میں اور خوف کی بعض حالتوں میں ضروری ہے کہ وہ سورہ نہ پڑھے۔

(۹۶۷) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر الحمد سے پہلے سورہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی لیکن اگر غلطی سے الحمد سے پہلے سورہ پڑھے اور پڑھنے کے دوران یاد آئے تو ضروری ہے کہ سورہ کو چھوڑ دے اور الحمد پڑھنے کے بعد سورہ شروع سے پڑھے۔

(۹۶۸) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ یا ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۶۹) اگر رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے کسی شخص کو یاد آئے کہ اس نے الحمد اور سورہ نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ پڑھے اور اگر یہ یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ فقط سورہ پڑھے لیکن اگر اسے یاد آئے کہ فقط الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ پہلے الحمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھک بھی جائے لیکن رکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ الحمد اور سورہ یا فقط سورہ یا فقط الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور اسی حکم کے مطابق عمل کرے۔

(۹۷۰) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر فرض نماز میں ان چار سوروں میں سے کوئی ایک سورہ پڑھے جن میں آیۂ سجدہ ہو اور جن کا ذکر مسئلہ ۳۵۴ میں کیا گیا ہے تو واجب ہے کہ آیۂ سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ کرے۔ لیکن اگر سجدہ بجالائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پڑھے سوائے اس کے اس نے بھولے سے سجدہ کرلیا ہو اور اگر سجدہ نہ کرے تو اپنی نماز جاری رکھ سکتا ہے اگرچہ سجدہ نہ کر کے اس نے گناہ کیا ہے۔

(۹۷۱) اگر کوئی شخص ایسا سورہ پڑھنا شروع کر دے جس میں سجدہ واجب ہو لیکن آیۂ سجدہ پر پہنچنے سے پہلے اسے خیال آجائے تو اس سورے کو چھوڑ کر کوئی اور سورہ پڑھ سکتا ہے اور آیۂ سجدہ پڑھنے کے بعد خیال آئے تو ضروری ہے کہ جس طرح سابقہ مسئلہ میں کہا گیا ہے عمل کرے۔

(۹۷۲) اگر کوئی شخص نماز کے دوران کسی دوسرے کو آیۂ سجدہ پڑھتے ہوئے سنے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر واجب نماز پڑھ رہا ہو تو احتیاط کی بنا پر سجدے کا اشارہ کرے اور نماز ختم کرنے کے بعد اس کا سجدہ بجالائے۔

(۹۷۳) مستحب نماز میں سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے خواہ وہ نماز منت ماننے کی وجہ سے واجب ہی کیوں نہ ہو گئی ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص بعض ایسی مستحب نمازیں ان کے احکام کے مطابق پڑھنا چاہے مثلاً نماز وحشت کہ جن میں مخصوص سورتیں پڑھنی ہوتی ہیں تو ضروری ہے کہ وہی سورتیں پڑھے۔

(۹۷۴) جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے دن فجر، ظہر اور عصر کی نمازوں اور شب جمعہ کی عشاء کی نماز میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ منافقون پڑھنا مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن کی نمازوں میں ان میں سے کوئی ایک سورہ پڑھنا شروع کردے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے

چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا۔

(۹۷۵) اگر کوئی شخص الحمد کے بعد سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون پڑھنے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا البتہ اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن کی نمازوں میں بھول کر سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی بجائے ان دو سورتوں میں سے کوئی سورہ پڑھے تو انہیں چھوڑ سکتا ہے اور سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھ سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر نصف تک پڑھ چکا ہو تو پھر ان سوروں کو نہ چھوڑے۔

(۹۷۶) اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یا جمعہ کے دن کی نمازوں میں جان بوجھ کر سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون پڑھے تو خواہ وہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چھوڑ کر سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون نہیں پڑھ سکتا۔

(۹۷۷) اگر کوئی شخص نماز میں سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھے تو جب تک نصف تک نہ پہنچا ہو اسے چھوڑ سکتا ہے اور دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے۔ نصف تک پہنچنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھنا احتیاط کی بنا پر جائز نہیں۔

(۹۷۸) اگر کوئی شخص کسی سورے کا کچھ حصہ بھول جائے یا بہ امر مجبوری مثلاً وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے اسے مکمل نہ کر سکے تو وہ اس سورہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے خواہ نصف تک ہی پہنچ چکا ہو یا وہ سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون ہی ہو اور بھول جانے کی صورت میں جتنی مقدار پڑھ چکا ہے اس پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔

(۹۷۹) مرد پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں الحمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے اور مرد اور عورت دونوں پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ نماز ظہر و عصر میں الحمد اور سورہ آہستہ پڑھیں۔

(۹۸۰) احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں خیال رکھے کہ الحمد اور سورہ کے تمام کلمات حتیٰ کہ ان کے آخری حرف تک بلند آواز سے پڑھے۔

(۹۸۱) صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں عورت الحمد اور سورہ بلند آواز سے یا آہستہ جیسا چاہے پڑھ سکتی ہے۔ لیکن اگر نامحرم اس کی آواز سن رہا ہو اور اس کا سننا حرام ہو تو احتیاط کی بنا پر آہستہ پڑھے۔ اور کیفیت یہ ہو کہ اسے اپنی آواز سنانا حرام ہو تو ضروری ہے کہ آہستہ پڑھے اور اگر جان بوجھ کر بلند آواز سے پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۲) اگر کوئی شخص جس نماز کو بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے اسے عمداً آہستہ پڑھے یا جو نماز آہستہ پڑھنی ضروری ہے اسے عمداً بلند آواز سے پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو صحیح ہے۔ نیز الحمد اور سورہ پڑھنے کے دوران بھی اگر وہ متوجہ ہو جائے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو ضروری نہیں کہ نماز کا جو حصہ پڑھ چکا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

(۹۸۳) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ پڑھنے کے دوران اپنی آواز معمول سے زیادہ بلند کرے مثلاً ان سورتوں کو ایسے پڑھے جیسے کہ فریاد کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۴) انسان کے لئے ضروری ہے کہ نماز کی قرأت کو صحیح پڑھے اور جو شخص کسی طرح بھی پورے

سورۂ الحمد کو صحیح نہ پڑھ سکتا ہو تو جس طرح بھی پڑھ سکتا ہو پڑھے جبکہ الحمد کی صحیح پڑھی جانے والی مقدار بھی ایک قابل توجہ مقدار ہو۔ لیکن اگر وہ مقدار بہت کم ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر قرآن کے دوسرے سوروں میں سے جس قدر صحیح پڑھ سکتا ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو تسبیح کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر کوئی شخص الحمد کے بعد پڑھے جانے والے پورے سورہ کو نہ سیکھ سکتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کے بدلے کچھ پڑھے۔ ہر حال میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ بجالائے۔

(۹۸۵) اگر کسی کو الحمد اچھی طرح یاد نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرے چاہے اس طرح سے کہ الحمد سیکھ لے، کوئی اسے پڑھوائے اور وہ پڑھ لے، نماز جماعت میں کسی کی اقتداء کر لے یا شک کی صورت میں نماز کو دہرا لے اور اگر وقت تنگ ہو اور وہ اس طرح پڑھے جیسا کہ گزشتہ مسئلے میں کہا گیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر الحمد نہ سیکھنے میں اس کا اپنا قصور ہو تو اگر ممکن ہو تو عذاب سے بچنے کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۹۸۶) واجبات نماز سکھانے کی اجرت لینا احتیاط کی بنا پر حرام ہے۔ لیکن مستحبات نماز سکھانے کی اجرت لینا جائز ہے۔

(۹۸۷) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ کا کوئی لفظ جان بوجھ کر یا جہل تقصیری کی وجہ سے نہ پڑھے یا ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف کہے مثلاً "ض" کی بجائے "ذ" یا "ز" کہے یا زیر و زبر کا اس طرح خیال نہ رکھے کہ غلط ہو جائے یا تشدید نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۸) اگر انسان نے کوئی لفظ جس طرح یاد کیا ہوا سے صحیح سمجھتا ہو اور نماز میں اسی طرح پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اس نے غلط پڑھا ہے تو اس کے لئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

(۹۸۹) اگر کوئی شخص کسی لفظ کے زبر اور زیر سے واقف نہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ وہ لفظ (ہ) سے ادا کرنا چاہئے یا (ح) سے تو ضروری ہے کہ کسی بھی طرح اپنی ذمہ داری پوری کر دے مثلاً سیکھ لے یا نماز کو جماعت سے پڑھ لے یا ایسے لفظ کو دو (یا دو سے زائد) طریقوں سے ادا کرے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے صحیح طریقے سے بھی پڑھ لیا ہے۔ البتہ اس طریقے میں اس کی نماز اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے کہ غلط ادا کئے جانے والے جملے کو قرآن یا ذکر کہا جا سکے۔

(۹۹۰) علمائے تجوید کا کہنا ہے کہ اگر کسی لفظ میں واؤ ہو اور اس لفظ سے پہلے والے حرف پر پیش ہو اور اس لفظ میں واؤ کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "سُوْٓءٍ" تو پڑھنے والے کو چاہئے کہ اس واؤ کو مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی لفظ میں "الف" ہو اور اس لفظ میں الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور اس لفظ میں الف کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "جَآءَ" تو ضروری ہے کہ اس لفظ کے الف کو کھینچ کر پڑھے۔ اگر کسی لفظ میں (ی) ہو اور اس لفظ میں (ی) سے پہلے والے حرف پر زیر ہو اور اس لفظ میں (ی) کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "جِیْٓءَ" تو ضروری ہے کہ (ی) کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر ان حروف "واؤ، الف اور یا" کے بعد ہمزہ کے بجائے کوئی ساکن حرف ہو یعنی اس پر زبر، زیر یا پیش (میں سے کوئی حرکت) نہ ہو تب بھی ان تینوں حروف

کو مد کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن ظاہراً ایسے معاملے میں قرأت کا صحیح ہونا مد پر موقوف نہیں۔ لہذا جو طریقہ بتایا گیا ہے اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تب بھی اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" جیسے الفاظ میں جہاں تشدید اور الف کا پورے طور پر ادا ہونا مختصر مد پر موقوف ہے، ضروری ہے کہ الف کو تھوڑا سا کھینچ کر پڑھے۔

(۹۹۱) احتیاط مستحب یہ ہے کہ انسان نماز میں وقف بحرکت اور وصل بسکون نہ کرے اور وقف بحرکت کے معنی یہ ہیں کہ کسی لفظ کے آخر میں زیر، زبر اور پیش پڑھے اور اس لفظ اور اس کے بعد کے لفظ کے درمیان فاصلہ دے۔ مثلاً کہے: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور اَلرَّحِيْمِ کے میم کو زیر دے اور اس کے بعد قدرے فاصلہ دے اور کہے: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور وصل بسکون کے معنی یہ ہیں کہ کسی لفظ کی زیر، زبر یا پیش نہ پڑھے اور اس لفظ کو بعد کے لفظ سے جوڑ دے۔ مثلاً یہ کہے: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ اور اَلرَّحِيْمْ کے میم کو زیر نہ دے اور فوراً مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہے۔

(۹۹۲) نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط ایک دفعہ الحمد یا ایک دفعہ تسبیحات اربعہ پڑھی جا سکتی ہے یعنی نماز پڑھنے والا ایک دفعہ کہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور بہتر یہ ہے کہ تین دفعہ کہے۔ وہ ایک رکعت میں الحمد اور دوسری رکعت میں تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں رکعتوں میں تسبیحات پڑھے۔

(۹۹۳) اگر وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ تسبیحات اربعہ ایک دفعہ پڑھے اور اگر اس قدر وقت بھی نہ ہو تو ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔

(۹۹۴) احتیاط کی بنا پر مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد یا تسبیحات اربعہ آہستہ پڑھیں۔

(۹۹۵) اگر کوئی شخص تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے تو واجب نہیں کہ اس کی بِسْمِ اللّٰهِ بھی آہستہ پڑھے لیکن مقتدی کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ بھی آہستہ پڑھے۔

(۹۹۶) جو شخص تسبیحات یاد نہ کر سکتا ہو یا انہیں ٹھیک نہ پڑھ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے۔

(۹۹۷) اگر کوئی شخص نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری دو رکعتیں ہیں تسبیحات پڑھے لیکن رکوع سے پہلے اسے صحیح صورت کا پتا چل جائے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر اسے رکوع کے دوران یا رکوع کے بعد پتا چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۹۸) اگر کوئی شخص نماز کی آخری دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ پہلی دو رکعتیں ہیں الحمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری دو رکعتیں ہیں الحمد پڑھے تو اسے صحیح صورت کا خواہ رکوع سے پہلے پتا چلے یا بعد میں اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۹۹) اگر کوئی شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد پڑھنا چاہتا ہو لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آ جائیں یا تسبیحات پڑھنا چاہتا ہو لیکن الحمد اس کی زبان پر آ جائے تو اگر اس کے پڑھنے کا بالکل ارادہ نہ تھا تو ضروری ہے

کہ اسے چھوڑ کر دوبارہ الحمد یا تسبیحات پڑھے لیکن اگر بطور کلی بلا ارادہ نہ ہو جیسے کہ اس کی عادت وہی کچھ پڑھنے کی ہو جو اس کی زبان پر آیا ہے تو وہ اسی کو تمام کر سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۰۰) جس شخص کی عادت تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھنے کی ہو اگر وہ اپنی عادت سے غفلت برتے اور اپنے وظیفے کی ادائیگی کی نیت سے الحمد پڑھنے لگے تو وہی کافی ہے اور اس کے لئے الحمد یا تسبیحات دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۰۰۱) تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے مثلاً کہے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" یا کہے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" اور اگر نماز پڑھنے والا استغفار پڑھنے اور رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے شک کرے کہ اس نے حمد یا تسبیحات کو پڑھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ حمد یا تسبیحات پڑھے اور اگر استغفار پڑھ رہا ہو یا اس سے فارغ ہو چکا ہو اور اسے شک ہو جائے کہ اس نے الحمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھے۔

(۱۰۰۲) اگر تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں یا رکوع میں جاتے ہوئے شک کرے کہ اس نے الحمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۰۰۳) اگر نماز پڑھنے والا شک کرے کہ آیا اس نے کوئی آیت یا لفظ درست پڑھا ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ درست پڑھا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر احتیاطاً وہی آیت یا جملہ دوبارہ صحیح طریقے سے پڑھ دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کئی بار بھی شک کرے تو کئی بار پڑھ سکتا ہے۔ ہاں اگر وسوسے کی حد تک پہنچ جائے تو بہتر ہے کہ پھر تکرار نہ کرے۔

(۱۰۰۴) مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد پڑھنے سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" کہے اور ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں بِسْمِ اللّٰہِ بلند آواز سے کہے اور الحمد اور سورہ کا ہر لفظ واضح طور پر پڑھے اور ہر آیت کے آخر پر وقف کرے یعنی اسے بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملائے اور الحمد اور سورہ پڑھتے وقت آیات کے معنوں کی طرف توجہ رکھے۔ اگر جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو تو امام جماعت کے سورۂ الحمد ختم کرنے کے بعد اور اگر فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو تو سورۂ الحمد پڑھنے کے بعد کہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اور سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنے کے بعد ایک یا دو یا تین دفعہ "کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ" یا تین دفعہ "کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبُّنَا" کہے اور سورہ پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر رکے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے کی تکبیر کہے یا قنوت پڑھے۔

(۱۰۰۵) مستحب یہ ہے کہ تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں ''سورۂ قدر'' اور دوسری رکعت میں ''سورۂ اخلاص'' پڑھے۔

(۱۰۰۶) پنجگانہ نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں بھی انسان کا سورۂ اخلاص کا نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۰۰۷) ایک ہی سانس میں سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کا پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۰۰۸) جو سورہ انسان پہلی رکعت میں پڑھے اسی کا دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر سورۂ اخلاص دونوں رکعتوں میں پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔

رکوع

(۱۰۰۹) ضروری ہے کہ ہر رکعت میں قرأت کے بعد اس قدر جھکے کہ اپنی تمام انگلیوں، من جملہ انگوٹھے کے سرے گھٹنے پر رکھ سکے۔ اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔

(۱۰۱۰) اگر رکوع جتنا جھک جائے لیکن اپنی انگلیوں کے سرے گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۱۱) اگر کوئی شخص رکوع عام طریقے کے مطابق نہ بجالائے مثلاً بائیں یا دائیں جانب جھک جائے یا گھٹنے آگے کو بڑھالے تو خواہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ بھی جائیں اس کا رکوع صحیح نہیں ہے۔

(۱۰۱۲) ضروری ہے کہ جھکنا رکوع کی نیت سے ہو۔ لہٰذا اگر کسی اور کام کے لئے مثلاً کسی جانور کو مارنے کے لئے جھکے تو اسے رکوع نہیں سمجھ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ کھڑا ہو اور دوبارہ رکوع کے لئے جھکے اور اس عمل کی وجہ سے رکن میں اضافہ نہیں ہوتا اور نماز باطل نہیں ہوتی۔

(۱۰۱۳) جس شخص کے ہاتھ یا گھٹنے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں اور گھٹنوں سے مختلف ہوں مثلاً اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہوں کہ اگر معمولی سا بھی جھکے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں یا اس کے گھٹنے دوسرے لوگوں کے گھٹنوں کے مقابلے میں نیچے ہوں اور اسے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچانے کے لئے بہت زیادہ جھکنا پڑتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنا جھکے جتنا عموماً لوگ جھکتے ہیں۔

(۱۰۱۴) جو شخص بیٹھ کر رکوع کر رہا ہو اسے اس قدر جھکنا ضروری ہے کہ اس کا چہرہ اس کے گھٹنوں کے بالمقابل جا پہنچے اور بہتر ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدے کی جگہ کے بالمقابل جا پہنچے۔

(۱۰۱۵) بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں رکوع میں تین دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" یا ایک دفعہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ" کہے اگرچہ کوئی بھی ذکر کافی ہے جو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ہو لیکن وقت کی تنگی اور مجبوری کی حالت میں ایک دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہنا ہی کافی ہے۔ جو شخص سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کو اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو ضروری ہے کہ کوئی اور ذکر مثلاً تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے۔

(۱۰۱۶) ذکر رکوع مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھنا ضروری ہے اور مستحب ہے کہ اسے تین یا پانچ یا سات دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پڑھا جائے۔

(۱۰۱۷) رکوع کی حالت میں ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا بدن ساکن ہو۔ نیز ضروری ہے کہ وہ اپنے اختیار سے بدن کو اس طرح حرکت نہ دے کہ اس پر ساکن ہونا صادق نہ آئے حتیٰ کہ احتیاط کی بنا پر اگر وہ واجب ذکر میں مشغول نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے اور اگر جان بوجھ کر اس ٹھہراؤ کا خیال نہ رکھے تو چاہے سکون کی حالت میں ذکر ادا کر لے احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۱۸) اگر نماز پڑھنے والا اس وقت جبکہ رکوع کا واجب ذکر ادا کر رہا ہو بھولے سے بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے سکون کی حالت میں ہونے سے خارج ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ بدن کے سکون حاصل

کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کو بجالائے لیکن اگر اتنی کم حرکت کرے کہ بدن کے سکون میں ہونے کی حالت سے خارج نہ ہو یا انگلیوں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰۱۹) اگر نماز پڑھنے والا اس سے پیشتر کہ رکوع جتنا جھکے اور اس کا بدن سکون حاصل کرے جان بوجھ کر ذکر رکوع پڑھنا شروع کردے تو اس کی نماز باطل ہے۔ سوائے اس کے کہ سکون کے عالم میں دوبارہ ذکر ادا کردے۔ البتہ اگر بھولے سے ہو تو ذکر کو دوبارہ ادا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۰۲۰) اگر ایک شخص واجب ذکر کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر رکوع سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً سر اٹھالے تو ذکر دہرانا ضروری نہیں۔

(۱۰۲۱) اگر ایک شخص ذکر کی مقدار کے مطابق حتیٰ کہ ایک سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کی حد تک ہی، رکوع کی حالت میں چاہے سکون کے بغیر ہی سہی، نہ رہ سکتا ہو تو ذکر کہنا ضروری نہیں ہے۔ البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذکر کہے چاہے اس کا باقی ماندہ حصہ رکوع سے اٹھتے ہوئے قربت مطلقہ کی نیت سے کہے یا اس سے پہلے ہی ذکر کہنا شروع کردے۔

(۱۰۲۲) اگر کوئی شخص مرض وغیرہ کی وجہ سے رکوع میں اپنا بدن ساکن نہ رکھ سکے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ رکوع کی حالت سے خارج ہونے سے پہلے واجب ذکر اس طریقے سے ادا کرے جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰۲۳) جب کوئی شخص رکوع کے لئے نہ جھک سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی چیز کا سہارا لے کر رکوع بجالائے اور اگر سہارے کے ذریعے بھی معمول کے مطابق رکوع نہ کرسکے تو ضروری ہے کہ اس قدر جھکے کہ عرفاً اسے رکوع کہا جاسکے اور اگر اس قدر نہ جھک سکے تو ضروری ہے کہ رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرے۔

(۱۰۲۴) جس شخص کو رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرنا ضروری ہو اگر وہ اشارہ کرنے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کی نیت کے ساتھ آنکھوں کو بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے اٹھنے کی نیت سے آنکھوں کو کھول دے اور اگر اس قابل بھی نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر دل میں رکوع کی نیت کرے اور اپنے ہاتھ سے رکوع کے لئے اشارہ کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور اس صورت میں اگر ممکن ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کیفیت کے ساتھ ساتھ بیٹھ کر رکوع کے لئے اشارہ بھی کرے۔

(۱۰۲۵) جو شخص کھڑے ہو کر رکوع نہ کرسکے لیکن جب بیٹھا ہوا ہو تو رکوع کے لئے جھک سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر نماز پڑھے اور اس کے رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور رکوع کے لئے جھک جائے۔

(۱۰۲۶) اگر کوئی شخص رکوع کی حد تک پہنچنے کے بعد جان بوجھ کر سر کو اٹھالے اور دوبارہ رکوع کرنے کی حد تک جھکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۲۷) ضروری ہے کہ ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے اور احتیاط واجب کی بنا پر جب اس کا بدن سکون حاصل کرلے تو اس کے بعد سجدے میں جائے اور اگر جان بوجھ کر کھڑا ہونے سے پہلے سجدے

میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اسی طرح اگر بدن کے سکون حاصل کرنے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۰۲۸) اگر کوئی شخص رکوع ادا کرنا بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ سجدے کی حالت میں پہنچے اسے یاد آجائے تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں جائے۔ جھکے ہوئے ہونے کی حالت میں اگر رکوع کی جانب لوٹ جائے تو کافی نہیں۔

(۱۰۲۹) اگر کسی شخص کو پیشانی زمین پر رکھنے کے بعد یاد آئے کہ اس نے رکوع نہیں کیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ لوٹ جائے اور کھڑا ہونے کے بعد رکوع بجالائے۔ اگر اسے دوسرے سجدے میں یاد آئے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۳۰) مستحب ہے کہ انسان رکوع میں جانے سے پہلے جب سیدھا کھڑا ہو، تکبیر کہے رکوع میں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلے، پیٹھ کو ہموار رکھے، گردن کو کھینچ کر پیٹھ کے برابر رکھے، دونوں پاؤں کے درمیان دیکھے، ذکر سے پہلے یا بعد میں درود پڑھے اور جب رکوع کے بعد اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو تو بدن کے سکون کی حالت میں ہوتے ہوئے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہے۔

(۱۰۳۱) عورتوں کے لئے مستحب ہے کہ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں۔

سجود

(۱۰۳۲) نماز پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے۔ سجدہ یہ ہے کہ خاص شکل میں پیشانی کو خضوع کی نیت سے زمین پر رکھے اور نماز کے سجدے کی حالت میں واجب ہے کہ دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین پر رکھے جائیں۔ احتیاط واجب کی بنا پر پیشانی سے مراد پیشانی کا درمیانی حصہ ہے۔ یہ وہ مستطیل ہے جو پیشانی کے درمیانی حصے میں دو ابروؤں سے لے کر سر کے بال اگنے کے مقام تک، دو فرضی خط کھینچنے پر بنے گا۔

(۱۰۳۳) دو سجدے مل کر ایک رکن ہیں اور اگر کوئی شخص واجب نماز میں بھولے سے یا مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ایک رکعت میں دونوں سجدے ترک کردے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اسی طرح اگر بھول کر یا جہل قصوری کی وجہ سے ایک رکعت میں دو سجدوں کا اضافہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔ (جہل قصوری یہ ہوتا ہے کہ انسان کے پاس اپنی لاعلمی کا معقول عذر موجود ہو)۔

(۱۰۳۴) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سجدہ کم یا زیادہ کردے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً ایک سجدہ کم یا زیادہ کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ ہاں کم ہونے کی صورت کا حکم، سجدہ سہو کے احکام میں بیان کیا جائے گا۔

(۱۰۳۵) جو شخص پیشانی زمین پر رکھ سکتا ہو اگر جان بوجھ کر یا سہواً پیشانی زمین پر نہ رکھے تو خواہ بدن کے دوسرے حصے زمین سے لگ بھی گئے ہوں تو اس نے سجدہ نہیں کیا لیکن اگر وہ پیشانی زمین پر رکھ دے اور سہواً بدن کے دوسرے حصے زمین پر نہ رکھے یا سہواً ذکر نہ پڑھے تو اس کا سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۳۶) بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں سجدے میں تین دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" یا ایک دفعہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ" پڑھے اور ضروری ہے کہ یہ جملے مسلسل اور صحیح عربی میں کہے جائیں اور ظاہر یہ ہے کہ کسی بھی ذکر کا پڑھنا کافی ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ہو اور مستحب ہے کہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ" تین یا پانچ یا سات دفعہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پڑھے۔

(۱۰۳۷) سجدے کی حالت میں ضروری ہے کہ نمازی کا بدن ساکن ہو اور حالت اختیار میں اسے اپنے بدن کو اس طرح حرکت نہیں دینا چاہئے کہ سکون کی حالت سے نکل جائے اور جب واجب ذکر میں مشغول نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۰۳۸) اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین سے لگے اور بدن سکون حاصل کرلے کوئی شخص جان بوجھ کر ذکر سجدہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے، سوائے اس کے کہ سکون میں آنے کے بعد دوبارہ ذکر پڑھ لے اور اگر ذکر ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر سجدے سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۳۹) اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین پر لگے کوئی شخص سہواً ذکر سجدہ پڑھے اور اس سے پیشتر کہ سر سجدے سے اٹھائے اسے پتا چل جائے کہ اس نے غلطی کی ہے تو ضروری ہے کہ ساکن ہو جائے اور دوبارہ ذکر پڑھے۔ ہاں اگر پیشانی زمین پر لگ چکی ہو اور بدن ساکن ہونے سے پہلے بھولے سے ذکر پڑھا ہو تو دہرانا ضروری نہیں۔

(۱۰۴۰) اگر کسی شخص کو سر سجدے سے اٹھالینے کے بعد پتا چلے کہ اس نے ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے سر اٹھالیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۴۱) جس وقت کوئی شخص ذکر سجدہ پڑھ رہا ہو اگر وہ جان بوجھ کر سات اعضائے سجدہ میں سے کسی ایک کو زمین پر سے اٹھائے اور اس کا یہ عمل اس آرام و سکون کے برخلاف ہو جس کا سجدے میں ہونا ضروری ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت ہے جب ذکر پڑھنے میں مشغول نہ ہو۔

(۱۰۴۲) اگر ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے کوئی شخص سہواً پیشانی زمین پر سے اٹھالے تو اسے دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اور ضروری ہے کہ اسے ایک سجدہ شمار کرے لیکن اگر دوسرے اعضا سہواً زمین پر سے اٹھالے تو ضروری ہے کہ انہیں دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر پڑھے۔

(۱۰۴۳) پہلے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد ضروری ہے کہ بیٹھ جائے حتیٰ کہ اس کا بدن سکون حاصل کرلے اور پھر دوبارہ سجدے میں جائے۔

(۱۰۴۴) نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست نہیں ہونی چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی پیشانی کی جگہ اس کے

کھڑے ہونے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نیچی یا اونچی بھی نہ ہو۔

(۱۰۴۵) اگر کسی ایسی ڈھلوان جگہ میں اگرچہ اس کا جھکاؤ صحیح طور پر معلوم نہ ہو نماز پڑھنے والے کی پیشانی کی جگہ اس کے گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست ہو تو اس کی نماز محل اشکال ہے۔

(۱۰۴۶) اگر نماز پڑھنے والا اپنی پیشانی کو غلطی سے ایک ایسی چیز پر رکھ دے جو گھٹنوں اور اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو اور ان کی بلندی اس قدر ہو کہ یہ نہ کہہ سکیں کہ سجدے کی حالت میں ہے تو ضروری ہے کہ سر کو اٹھائے اور ایسی چیز پر جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نہ ہو رکھے اور اگر اس کی بلندی اس قدر ہو کہ کہہ سکیں کہ سجدے کی حالت میں ہے اور واجب ذکر پڑھنے کے بعد متوجہ ہو تو سر سجدے سے اٹھا کر نماز کو تمام کرسکتا ہے۔ اگر واجب ذکر پڑھنے سے پہلے متوجہ ہو تو ضروری ہے کہ پیشانی کو اس چیز سے کھینچ کر اس چیز پر رکھے کہ جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں کے برابر یا اس سے کم ہو اور واجب ذکر پڑھے اور اگر پیشانی کو کھینچنا ممکن نہ ہو تو واجب ذکر کو اسی حالت میں پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور ضروری نہیں کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۴۷) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی اور اس چیز کے درمیان جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے کوئی دوسری چیز نہ ہو۔ پس اگر سجدہ گاہ اتنی میلی ہو کہ پیشانی سجدہ گاہ کو نہ چھوئے تو اس کا سجدہ باطل ہے۔ لیکن اگر سجدہ گاہ کا رنگ تبدیل ہوگیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۴۸) ضروری ہے کہ سجدے میں دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ممکنہ صورت میں پوری ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے لیکن مجبوری کی حالت میں ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھے تو کوئی حرج نہیں اور اگر ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھوں کی کلائیاں زمین پر رکھے اور اگر انہیں بھی نہ رکھ سکے تو پھر کہنی تک جو حصہ بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر بازو کا رکھنا کافی ہے۔

(۱۰۴۹) سجدے میں ضروری ہے کہ پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر رکھے لیکن ضروری نہیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے زمین پر رکھے بلکہ ان کا ظاہری یا باطنی حصہ بھی رکھے تو کافی ہے۔ اگر پاؤں کی دوسری انگلیاں یا پاؤں کا اوپر والا حصہ زمین پر رکھے یا ناخن لمبے ہونے کی بنا پر انگوٹھے زمین پر نہ لگیں تو نماز باطل ہے اور جس شخص نے کوتاہی اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں ضروری ہے کہ انہیں دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۵۰) جس شخص کے پاؤں کے انگوٹھوں کے سروں سے کچھ حصہ کٹا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا باقی ہو وہ زمین پر رکھے اور اگر انگوٹھوں کا کچھ حصہ بھی نہ بچا ہو یا اتنا کم بچا ہو کہ اسے کسی بھی طرح زمین یا کسی اور چیز پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ باقی انگلیوں کو زمین پر رکھے اور اگر اس کی کوئی بھی انگلی نہ ہو تو پاؤں کا جتنا حصہ بھی باقی بچا ہوا سے زمین پر رکھے۔

(۱۰۵۱) اگر کوئی شخص معمول کے خلاف سجدہ کرے مثلاً سینے اور پیٹ کو زمین پر ٹکائے یا پاؤں کو کچھ لمبا کردے چنانچہ اگر کہا جائے کہ اس نے سجدہ کیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر کہا جائے کہ لیٹ گیا ہے اور اس پر سجدہ کرنا صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۵۲) سجدہ گاہ یا دوسری چیز جس پر نماز پڑھنے والا سجدے کرے ضروری ہے کہ جتنی مقدار پر سجدہ صحیح ہے اتنی مقدار پاک ہو لیکن اگر مثال کے طور پر سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھ دے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس ہو اور وہ پیشانی پاک طرف رکھے یا سجدہ گاہ کے اوپر کی طرف کچھ حصہ پاک اور کچھ حصہ نجس ہو لیکن پیشانی کو نجس نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰۵۳) اگر نماز پڑھنے والے کی پیشانی پر پھوڑا یا زخم یا اس طرح کی کوئی چیز ہو جس کی بنا پر وہ پیشانی زمین پر بغیر زور لگائے بھی نہ رکھ سکتا ہو مثلاً اگر وہ پھوڑا پوری پیشانی کو نہ گھیرے ہوئے ہو تو ضروری ہے کہ پیشانی کے صحت مند حصے سے سجدہ کرے اور اگر پیشانی کی صحت مند جگہ پر سجدہ کرنا اس بات پر موقوف ہو کہ زمین کو کھودے اور پھوڑے کو گڑھے میں اور صحت مند جگہ کی اتنی مقدار زمین پر رکھے کہ سجدے کے لئے کافی ہو تو ضروری ہے کہ اس کام کو انجام دے۔ (پیشانی کے معنی سجود کے مسائل کی ابتدا میں بیان کئے جا چکے ہیں)۔

(۱۰۵۴) اگر پھوڑا یا زخم تمام پیشانی پر (جس کے معنی بیان کئے جا چکے ہیں) پھیلا ہوا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پیشانی کی دونوں اطراف کو، جو پیشانی کے باقی ماندہ حصے، یا کسی ایک جانب کو جس طرح بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ نہ کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے چہرے کے کچھ حصے سے سجدہ کرے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر ٹھوڑی سے سجدہ کرسکتا ہو تو ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور اگر نہ کرسکتا ہو تو پیشانی کے دونوں اطراف میں سے ایک طرف سے سجدہ کرے اور اگر چہرے سے سجدہ کرنا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کے لئے اشارہ کرے۔

(۱۰۵۵) جو شخص بیٹھ سکتا ہو لیکن پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو، اگر اتنا جھک سکتا ہو جسے عرفاً سجدہ کرنا کہا جاسکے تو ضروری ہے کہ اتنا جھکے اور سجدہ گاہ یا کسی دوسری چیز کو جس پر سجدہ صحیح ہو کسی بلند چیز پر رکھے اور اپنی پیشانی اس پر رکھے لیکن ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو تو ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور پاؤں کے انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھے۔

(۱۰۵۶) مذکورہ فرض میں اگر کوئی ایسی بلند چیز نہ ہو جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ گاہ یا کوئی دوسری چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو رکھ سکے اور کوئی شخص بھی نہ ہو جو مثلاً سجدہ گاہ کو اٹھائے اور پکڑے تاکہ وہ شخص اس پر سجدہ کرے تو ضروری ہے کہ سجدہ گاہ یا دوسری چیز کو جس پر سجدہ کر رہا ہو ہاتھ سے اٹھائے اور اس پر سجدہ کرے۔

(۱۰۵۷) اگر کوئی شخص بالکل ہی سجدہ نہ کرسکتا ہو اور جتنا جھک سکتا ہو اسے سجدہ نہ کہا جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کے لئے سر سے اشارہ کرے اور اگر ایسا نہ کرسکے تو ضروری ہے کہ آنکھوں سے اشارہ کرے اور اگر آنکھوں سے بھی اشارہ نہ کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ دل میں سجدے کی نیت کرے اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھ وغیرہ سے سجدے کے لئے اشارہ بھی کرے اور واجب ذکر ادا کرے۔

(۱۰۵۸) اگر کسی شخص کی پیشانی بے اختیار سجدے کی جگہ سے اٹھ جائے تو ضروری ہے کہ حتی الامکان اسے دوبارہ سجدے کی جگہ پر نہ جانے دے قطع نظر اس کے کہ اس نے سجدے کا ذکر پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو تو یہ ایک سجدہ شمار ہوگا۔ اگر سر کو نہ روک سکے اور بے اختیار دوبارہ سجدے کی جگہ پہنچ جائے تو وہی ایک سجدہ شمار ہوگا۔ لیکن اگر واجب ذکر ادا نہ کیا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذکر ادا کرے لیکن ضروری ہے کہ اسے قربت مطلقہ کی نیت سے کہے اور اس کے جزوے نماز ہونے کا قصد نہ کرے۔

(۱۰۵۹) جہاں انسان کے لئے تقیہ کرنا ضروری ہے، وہاں وہ قالین یا اس طرح کی چیز پر سجدہ کرسکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ نماز کے لئے کسی دوسری جگہ جائے یا نماز کو اس لئے مؤخر کرے کہ اسی جگہ پر تقیہ کا سبب ختم ہونے کے بعد نماز ادا کرے۔ لیکن اگر اسی مقام پر چٹائی یا کسی دوسری چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اگر وہ اس طرح سجدہ کرے کہ تقیہ کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ پھر وہ قالین یا اس سے ملتی جلتی چیز پر سجدہ نہ کرے۔

(۱۰۶۰) اگر کوئی شخص (پرندوں کے) پروں سے بھرے گدے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر جسم سکون کی حالت میں نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۶۱) اگر انسان کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور بدن اور لباس کا آلودہ ہو جانا اس کے لئے مشقت کا موجب نہ ہو تو ضروری ہے کہ سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجالائے۔ اگر ایسا کرنا مشقت کا موجب ہو تو قیام کی حالت میں سجدے کے لئے سر سے اشارہ کرے اور تشہد کھڑے ہو کر پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

(۱۰۶۲) پہلی رکعت میں اور مثلاً نماز ظہر، نماز عصر اور نماز عشاء کی تیسری رکعت میں جس میں تشہد نہیں ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان دوسرے سجدے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے سکون سے بیٹھے اور پھر کھڑا ہو۔

وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

(۱۰۶۳) سجدہ زمین پر اور ان چیزوں پر کرنا ضروری ہے کہ جو کھائی اور پہنی نہ جاتی ہوں اور زمین سے اگتی ہوں۔ مثلاً لکڑی اور درختوں کے پتوں پر سجدہ کرے۔ کھانے اور پہننے کی چیزوں مثلاً گندم، جو اور کپاس پر اور ان چیزوں پر جو زمین کے اجزاء شمار نہیں ہوتیں مثلاً سونے، چاندی اور اسی طرح کی دوسری چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن تارکول اور زفت (جو کہ گھٹیا قسم کا ایک تارکول ہے) کو مجبوری کی حالت میں دوسری چیزوں کے مقابلے میں کہ جن پر سجدہ کرنا صحیح نہیں سجدے کے لئے اولیت دے۔

(۱۰۶۴) انگور کے پتوں پر سجدہ کرنا جبکہ وہ کچے ہوں اور انہیں معمولاً کھایا جاتا ہو جائز نہیں۔ اس صورت کے علاوہ ان پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۶۵) جو چیزیں زمین سے اگتی ہیں اور حیوانات کی خوراک ہیں، مثلاً گھاس اور بھوسا، ان پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

(۱۰۶۶) جن پھولوں کو کھایا نہیں جاتا ان پر سجدہ صحیح ہے بلکہ ان کھانے کی دواؤں پر بھی سجدہ صحیح ہے جو

زمین سے اگتی ہیں انہیں کوٹ کر یا ابال کر ان کا پانی پیتے ہیں، مثلاً گل بنفشہ اور گل گاؤزبان، پر بھی سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۶۷) ایسی گھاس جو بعض شہروں میں کھائی جاتی ہو اور بعض شہروں میں کھائی تو نہ جاتی ہو لیکن وہاں اسے اشیائے خوردنی میں شمار کیا جاتا ہو اس پر سجدہ صحیح نہیں اور احتیاط کی بنا پر کچے پھلوں پر بھی سجدہ کرنا صحیح نہیں۔

(۱۰۶۸) چونے کے پتھر اور جپسم پر سجدہ کرنا صحیح ہے بلکہ پختہ جپسم اور چونے اور اسی طرح اینٹ اور مٹی کے پکے ہوئے برتنوں پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۶۹) اگر لکھنے کے کاغذ کو ایسی چیز سے بنایا جائے کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے مثلاً لکڑی اور بھوسے سے تو اس پر سجدہ کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح اگر روئی یا کتان سے بنایا گیا ہو تو بھی اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے لیکن اگر ریشم یا ابریشم اور اسی طرح کی کسی چیز سے بنایا گیا ہو تو اس پر سجدہ صحیح نہیں ہے۔ ٹشو پیپر پر سجدہ صرف اسی صورت میں صحیح ہے جب انسان کو معلوم ہو کہ اسے ایسی چیز سے بنایا گیا ہے جس پر سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۷۰) سجدے کے لئے خاک شفا سب چیزوں سے بہتر ہے اس کے بعد مٹی، مٹی کے بعد پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔

(۱۰۷۱) اگر کسی کے پاس ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے یا اگر ہو لیکن شدید سردی یا گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کرسکتا ہو تو ایسی صورت میں تارکول اور زفت کو سجدے کے لئے دوسری چیزوں پر اولیت حاصل ہے لیکن اگر ان پر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنے لباس یا کسی دوسری چیز پر کہ حالت اختیار میں جس پر سجدہ جائز نہیں سجدہ کرے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ جب تک اپنے کپڑوں پر سجدہ ممکن ہو کسی دوسری چیز پر سجدہ نہ کرے۔

(۱۰۷۲) کیچڑ پر اور ایسی نرم مٹی پر جس پر پیشانی سکون سے نہ ٹک سکے سجدہ کرنا باطل ہے۔

(۱۰۷۳) اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو ضروری ہے کہ دوسرے سجدے کے لئے اسے چھڑا لے۔

(۱۰۷۴) جس چیز پر سجدہ کرنا ہو اگر نماز پڑھنے کے دوران وہ گم ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو تو جو ترتیب مسئلہ ۱۰۷۱ میں بتائی گئی ہے اس پر عمل کرے خواہ وقت تنگ ہو یا ابھی اتنا وقت ہو کہ نماز توڑ کر دوبارہ پڑھی جاسکے۔

(۱۰۷۵) جب کسی شخص کو سجدے کی حالت میں پتا چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے چنانچہ واجب ذکر ادا کرنے کے بعد متوجہ ہو تو سر سجدے سے اٹھائے اور اپنی نماز جاری رکھے اور اگر واجب ذکر ادا کرنے سے پہلے متوجہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنی پیشانی کو کھینچ کر اس چیز پر کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے لائے اور واجب ذکر پڑھے۔ لیکن اگر پیشانی لانا ممکن نہ ہو تو اسی حال میں واجب ذکر ادا کرسکتا ہے اور اس کی نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔

(۱۰۷۶) اگر کسی شخص کو سجدے کے بعد پتا چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۷۷) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ عوام میں سے بعض لوگ جو ائمہ علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے سامنے پیشانی زمین پر رکھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ایسا کریں تو کوئی حرج نہیں ورنہ محل اشکال ہے۔

سجدہ کے مستحبات اور مکروہات

(۱۰۷۸) چند چیزیں سجدے میں مستحب ہیں:

(۱) جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو وہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مکمل طور پر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے بعد پوری طرح بیٹھ کر سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہے۔

(۲) سجدے میں جاتے وقت مرد پہلے اپنی ہتھیلیاں اور عورت اپنے گھٹنے کو زمین پر رکھے۔

(۳) نمازی ناک کو سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا درست ہو۔

(۴) نمازی سجدے کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر کانوں کے پاس اس طرح رکھے کہ ان کے سرے رو بقبلہ ہوں۔

(۵) سجدے میں دعا کرے، اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرے اور یہ دعا پڑھے:

"يَا خَيْرَ الْمَسْؤُولِيْنَ وَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ، اُرْزُقْنِيْ وَ ارْزُقْ عِيَالِيْ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ."

یعنی اے سب میں سے بہتر جن سے کہ مانگا جاتا ہے اور اے ان سب سے برتر جو عطا کرتے ہیں۔ مجھے اور میرے اہل و عیال کو اپنے فضل و کرم سے رزق عطا فرما کیونکہ تو ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

(۶) سجدے کے بعد بائیں ران پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کا اوپر والا حصہ (یعنی پشت) بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔

(۷) ہر سجدے کے بعد جب بیٹھ جائے اور بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو تکبیر کہے۔

(۸) پہلے سجدے کے بعد جب بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ" کہے۔

(۹) سجدہ زیادہ دیر تک انجام دے اور بیٹھنے کے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔

(۱۰) دوسرے سجدے میں جانے کیلئے بدن کے سکون کی حالت میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔

(۱۱) سجدوں میں درود پڑھے۔

(۱۲) سجدے سے قیام کے لئے اٹھتے وقت پہلے گھٹنوں کو اور ان کے بعد ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے۔

(۱۳) مرد کہنیوں اور پیٹ کو زمین سے نہ لگائیں نیز بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں۔ عورتیں کہنیاں اور پیٹ زمین پر رکھیں اور بدن کے اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا لیں۔ ان کے علاوہ دوسرے مستحبات بھی ہیں جن کا ذکر مفصل کتابوں میں موجود ہے۔

(۱۰۷۹) سجدے میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے اور سجدے کی جگہ کو گرد و غبار جھاڑنے کے لئے پھونک مارنا بھی مکروہ ہے بلکہ اگر پھونک مارنے کی وجہ سے دو حرف بھی منہ سے عمداً نکل جائیں تو احتیاط کی بنا پر نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ اور مکروہات کا ذکر بھی مفصل کتابوں میں آیا ہے۔

قرآن مجید کے واجب سجدے

(۱۰۸۰) قرآن مجید کی چار سورتوں یعنی سُوْرَۃُ سَجْدَۃ آیت ۱۵، سُوْرَۃُ فُصِّلَت آیت ۳۷، سُوْرَۃُ وَالنَّجْم آیت ۶۲ اور سُوْرَۃُ عَلَق آیت ۱۹ میں سجدہ ہے جسے اگر انسان پڑھے یا سنے تو آیت ختم ہونے کے بعد فوراً سجدہ کرنا ضروری ہے اور اگر سجدہ کرنا بھول جائے تو جب بھی اسے یاد آئے سجدہ کرے۔ ہاں اگر آیہ سجدہ غیر اختیاری حالت میں سنے تو سجدہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

(۱۰۸۱) اگر انسان سجدے کی آیت سننے کے وقت خود بھی وہ آیت پڑھے تو ضروری ہے کہ دو سجدے کرے۔

(۱۰۸۲) اگر نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں کوئی شخص آیہ سجدہ پڑھے یا سنے تو ضروری ہے کہ سجدے سے سر اٹھائے اور دوبارہ سجدہ کرے۔

(۱۰۸۳) اگر انسان سوئے ہوئے شخص یا دیوانے یا ایسے بچے سے جو قرآن کی پہچان نہیں رکھتا، سجدے کی آیت سنے یا اس پر کان دھرے تو سجدہ واجب ہے۔ لیکن اگر گراموفون یا ٹیپ ریکارڈر سے سنے تو سجدہ واجب نہیں اور سجدے کی آیت ریڈیو پر ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے نشر کی جائے تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن سے براہ راست نشریات میں سجدے کی آیت پڑھے اور انسان اسے ریڈیو پر سنے تو سجدہ واجب ہے۔

(۱۰۸۴) قرآن کا واجب سجدہ کرنے کیلئے احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ انسان کی جگہ غصبی نہ ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر اسکے پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نے وضو یا غسل کیا ہوا ہو یا قبلہ رخ ہو یا اپنی شرمگاہ کو چھپائے یا اس کا بدن اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو۔ اسکے علاوہ جو شرائط نماز پڑھنے والے کے لباس کے لئے ضروری ہیں وہ شرائط قرآن مجید کا واجب سجدہ ادا کرنے والے کے لباس میں شرط نہیں ہیں۔

(۱۰۸۵) احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کے واجب سجدے میں انسان اپنی پیشانی سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر بدن کے دوسرے اعضاء زمین پر اس طرح رکھے جس طرح نماز کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔

(۱۰۸۶) جب انسان قرآن مجید کا واجب سجدہ کرنے کے ارادے سے پیشانی زمین پر رکھ دے تو خواہ وہ

کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تب بھی کافی ہے اور ذکر کا پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے کہ یہ پڑھے: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِیْمَانًا وَّ تَصْدِیْقًا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُبُوْدِیَّةً وَّ رِقًّا، سَجَدْتُ لَکَ یَارَبِّ تَعَبُّدًا وَّ رِقًّا، مُسْتَنْکِفًا وَّ لَا مُسْتَکْبِرًا، بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِیْلٌ ضَعِیْفٌ خَآئِفٌ مُّسْتَجِیْرٌ۔"

تشہد

(۱۰۸۷) سب واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت میں، نماز مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر، عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں انسان کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ جائے اور بدن کے سکون کی حالت میں تشہد پڑھے یعنی کہے: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" اور اگر کہے: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" تو بھی کافی ہے۔ نماز وتر میں بھی تشہد پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۰۸۸) ضروری ہے کہ تشہد کے جملے صحیح عربی میں اور معمول کے مطابق مسلسل کہے جائیں۔

(۱۰۸۹) اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے اور کھڑا ہو جائے اور رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور پھر دوبارہ کھڑا ہو اور اس رکعت میں جو کچھ پڑھنا ضروری ہے پڑھے اور نماز ختم کرے۔ احتیاط مستحب کی بنا پر نماز کے بعد بے جا قیام کے لئے دو سجدۂ سہو بجا لائے اور اگر اسے رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو ضروری ہے کہ نماز تمام کرے اور نماز کے سلام کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر تشہد کی قضا کرے۔ ضروری ہے کہ بھولے ہوئے تشہد کے لئے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

(۱۰۹۰) مستحب ہے کہ تشہد کی حالت میں انسان بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور تشہد سے پہلے کہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" یا کہے: "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَخَیْرُ الْاَسْمَآءِ لِلّٰهِ" اور یہ بھی مستحب ہے کہ ہاتھ رانوں پر رکھے اور انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ملائے اور اپنے دامن پر نگاہ ڈالے اور تشہد میں صلوات کے بعد کہے: "وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ۔"

(۱۰۹۱) مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ملا کر رکھیں۔

نماز کا سلام

(۱۰۹۲) نماز کی آخری رکعت کے تشہد کے بعد جب نمازی بیٹھا ہو اور اس کا بدن سکون کی حالت میں ہو تو مستحب ہے کہ وہ کہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" اور اس کے بعد ضروری ہے کہ کہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کے جملے کے ساتھ "وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" کے جملے کا اضافہ کرے یا یہ کہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ" لیکن اگر اس

سلام کو پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسکے بعد "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" بھی کہے۔

(۱۰۹۳) اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب ابھی نماز کی شکل ختم نہ ہوئی ہو اور اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جسے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہو مثلاً قبلے کی طرف پیٹھ کرنا تو ضروری ہے کہ سلام کہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۹۴) اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب نماز کی شکل ختم ہو گئی ہو یا اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جسے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلے کی طرف پیٹھ کرنا، تو اس کی نماز صحیح ہے۔

ترتیب

(۱۰۹۵) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کی ترتیب الٹ دے مثلاً الحمد سے پہلے سورہ پڑھ لے یا رکوع سے پہلے سجدے بجالائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۰۹۶) اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد کا رکن بجالائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے سجدے بجالائے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۰۹۷) اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور ایسی چیز بجالائے جو اس کے بعد ہو اور رکن نہ ہو مثلاً اس سے پہلے کہ دو سجدے کرے تشہد پڑھ لے تو ضروری ہے کہ رکن بجالائے اور جو کچھ بھول کر اس سے پہلے پڑھا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۹۸) اگر کوئی ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس کے بعد کا رکن بجالائے مثلاً الحمد بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۹۹) اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس چیز کو بجالائے جو اس کے بعد ہو اور وہ بھی رکن نہ ہو مثلاً الحمد بھول جائے اور سورت پڑھ لے تو ضروری ہے کہ جو چیز بھول گیا ہو وہ بجالائے اور اس کے بعد وہ چیز جو بھول کر پہلے پڑھ لی ہو دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۰۰) اگر کوئی شخص پہلا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ دوسرا سجدہ ہے یا دوسرا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ پہلا سجدہ ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا پہلا سجدہ، پہلا سجدہ اور دوسرا سجدہ دوسرا سجدہ شمار ہوگا۔

موالات

(۱۱۰۱) ضروری ہے کہ انسان نماز موالات کے ساتھ پڑھے یعنی نماز کے افعال مثلاً رکوع، سجود اور تشہد تواتر اور تسلسل کے ساتھ بجالائے اور جو چیزیں بھی نماز میں پڑھے معمول کے مطابق پے در پے پڑھے اور اگر ان کے درمیا اتنا فاصلہ ڈالے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۰۲) اگر کوئی شخص نماز میں سہواً حروف یا جملوں کے درمیان فاصلہ دے اور فاصلہ اتنا نہ ہو کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے تو اگر وہ ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وہ حروف یا جملے معمول کے مطابق پڑھے اور اگر بعد کی کوئی چیز پڑھی جا چکی ہو تو ضروری ہے کہ اسے دہرائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۰۳) رکوع و سجود کو لمبا کرنے اور نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھنے سے موالات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قنوت

(۱۱۰۴) تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے لیکن نماز شفع میں ضروری ہے کہ اسے رجاء کی نیت سے پڑھے اور نماز وتر میں بھی باوجود اس کے کہ ایک رکعت کی ہوتی ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔ نماز جمعہ کی ہر رکعت میں ایک قنوت، نماز آیات میں پانچ قنوت، نماز عید الفطر و قرباں کی دونوں رکعتوں میں ملا کر چند قنوت ہیں جس کی تفصیل کا تذکرہ اپنے مقام پر آئے گا۔

(۱۱۰۵) مستحب ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چہرے کے سامنے اور ہتھیلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملا کر آسمان کی طرف رکھے اور انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں کو آپس میں ملائے اور نگاہ ہتھیلیوں پر رکھے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ہاتھ اٹھائے بغیر قنوت نہیں ہو سکتا، سوائے اس کے کہ مجبوری ہو۔

(۱۱۰۶) قنوت میں انسان جو ذکر بھی پڑھے خواہ ایک دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" ہی کہے کافی ہے اور بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھے: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا فِیْھِنَّ وَمَا بَیْنَھُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ."

(۱۱۰۷) مستحب ہے کہ انسان قنوت بلند آواز سے پڑھے لیکن اگر ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور امام اس کی آواز سنے تو اس کا بلند آواز سے قنوت پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

(۱۱۰۸) اگر کوئی شخص عمداً قنوت نہ پڑھے تو اس کی قضا نہیں ہے اور اگر بھول جائے اور اس سے پہلے کہ رکوع کی حد تک جھکے اسے یاد آ جائے تو مستحب ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھے۔ اگر رکوع میں یاد آ جائے تو مستحب ہے کہ رکوع کے بعد قضا کرے اور اگر سجدے میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ سلام کے بعد اس کی قضا کرے۔

نماز کا ترجمہ

(۱) سورۃ الحمد کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "بِسْمِ اللّٰہِ" یعنی میں ابتدا کرتا ہوں خدا کے نام سے، اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔ "اَلرَّحْمٰنِ" اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔ "اَلرَّحِیْمِ" اس کی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" یعنی ثنا اس خداوند کی ذات سے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

"اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے، اسکی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے۔

"مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ" یعنی وہ توانا ذات کہ جزا کے دن کی حکمرانی اس کے ہاتھ میں ہے۔

"اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" یعنی ہم فقط تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور فقط تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

"اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" یعنی ہمیں راہ راست کی جانب ہدایت فرما جو کہ دین اسلام ہے۔

"صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ" یعنی ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تو نے اپنی نعمتیں عطا کی ہیں جو انبیاءؑ اور انبیاءؑ کے جانشین ہیں۔

"غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ" یعنی نہ ان لوگوں کے راستے کی جانب جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ان کے راستے کی جانب جو گمراہ ہیں۔

(۲) سورۃ اخلاص کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: "بِسْمِ اللّٰہِ" یعنی میں ابتدا کرتا ہوں خدا کے نام سے، اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔ "اَلرَّحْمٰنِ" اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔ "اَلرَّحِیْمِ" اس کی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے۔

"قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیں کہ خدا یکتا ہے۔

"اَللّٰہُ الصَّمَدُ" یعنی وہ خدا جو تمام موجودات سے بے نیاز ہے۔

"لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ" یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

"وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ" اور مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کے مثل اور ہم پلہ نہیں ہے۔

(۳) رکوع، سجود اور ان کے بعد کے مستحب اذکار کا ترجمہ

"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ" یعنی میرا عظیم پروردگار ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے، میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔

"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ" یعنی میرا پروردگار جو سب سے بالاتر ہے، ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہے، میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔

"سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" یعنی جو کوئی خدا کی ستائش کرتا ہے خدا اسے سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خداوند سے جو میرا پالنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

"بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ" یعنی میں خداتعالیٰ کی مدد سے اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

(۴) قنوت کا ترجمہ

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ" یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو صاحب حلم و کرم ہے۔

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ" یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ" یعنی پاک اور منزہ ہے وہ خدا جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔

"وَمَا فِیْہِنَّ وَمَا بَیْنَہُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ" یعنی وہ ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان ہے اور عرش عظیم کا پروردگار ہے۔

"وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" اور حمد و ثنا اس خدا کے لئے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

(۵) تسبیحات اربعہ کا ترجمہ

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" یعنی خداوند تعالیٰ پاک اور منزہ ہے اور ثنا اسی کے لئے مخصوص ہے اور اس بے مثل خدا کے علاوہ کوئی پرستش کے لائق نہیں اور وہ اس سے بالاتر ہے کہ اس کی توصیف کی جا سکے۔

(۶) تشہد اور سلام کا ترجمہ

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ" یعنی ستائش پروردگار کے لئے مخصوص ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں، کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے۔

"وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" یعنی اے خدا رحمت بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر۔

"وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَہٗ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ" یعنی رسول اللہؐ کی شفاعت قبول کر اور آنحضرتؐ کا درجہ اپنے نزدیک بلند کر۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" یعنی اے اللہ کے رسولؐ آپ پر ہمارا سلام ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ" یعنی ہم نماز پڑھنے والوں پر اور تمام صالح بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" یعنی تم مومنین پر خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت و برکت ہو اور بہتر یہ ہے کہ یہ دو سلام کہتے وقت اجمالی طور پر نظر میں رکھے کہ ان دو سلاموں کو نماز کا حصہ بناتے وقت شارع مقدس کا مقصود جو افراد تھے وہی مراد ہیں۔

تعقیبات نماز

(۱۱۰۹) مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد انسان کچھ دیر کے لئے تعقیبات یعنی ذکر، دعا اور قرآن مجید پڑھنے میں مشغول رہے۔ بہتر ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور اس کا وضو، غسل یا تیمم باطل ہو جائے روبقبلہ ہو کر تعقیبات پڑھے۔ یہ ضروری نہیں کہ تعقیبات عربی میں ہوں لیکن بہتر ہے کہ انسان وہ دعائیں پڑھے جو دعاؤں کی کتابوں میں بتائی گئی ہیں اور تسبیح فاطمہؑ ان تعقیبات میں سے ہے جن کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ تسبیح اس ترتیب سے پڑھنی چاہئے: ۳۴ دفعہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اس کے بعد ۳۳ دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور اس کے بعد ۳۳ دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" اور سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے پہلے بھی پڑھا جاسکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے بعد پڑھے۔

(۱۱۱۰) انسان کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدۂ شکر بجالائے اور اتنا کافی ہے کہ شکر کی نیت سے پیشانی زمین پر رکھے لیکن بہتر ہے کہ سو دفعہ یا تین دفعہ یا ایک دفعہ "شُکْرًا لِلّٰہِ" یا "عَفْوًا" کہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت ملے یا کوئی مصیبت ٹل جائے سجدۂ شکر بجالائے۔

پیغمبر اکرمؐ پر درود

(۱۱۱۱) جب بھی انسان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک مثلاً محمدؐ، احمدؐ یا آنحضرتؐ کا لقب اور کنیت مثلاً مصطفیٰؐ اور ابوالقاسمؐ زبان سے ادا کرے یا سنے تو خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے کہ درود بھیجے۔

(۱۱۱۲) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھتے وقت مستحب ہے کہ انسان درود بھی لکھے اور بہتر ہے کہ جب بھی آنحضرتؐ کو یاد کرے تو درود بھیجے۔

مبطلات نماز

(۱۱۱۳) بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں اور انہیں مبطلات کہا جاتا ہے:

(۱) نماز کے دوران نماز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے مثلاً نماز پڑھتے ہوئے پتا چلے کہ جس کپڑے کو پہن کر وہ نماز پڑھ رہا ہے وہ نجس ہے۔

(۲) نماز کے دوران عمداً یا سہواً یا مجبوری کی وجہ سے انسان کسی ایسی چیز سے دوچار ہو جو وضو یا غسل کو باطل کر دے مثلاً اس کا پیشاب خطا ہو جائے اگرچہ احتیاط کی بنا پر اس طرح نماز کے آخری سجدے کے بعد سہواً یا مجبوری کی بنا پر ہو۔ تاہم جو شخص پیشاب یا پاخانہ نہ روک سکتا ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا پیشاب یا پاخانہ نکل جائے اور وہ اس طریقے پر عمل کرے جو احکام وضو کے ذیل میں بتایا گیا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر نماز کے دوران مستحاضہ کو خون آجائے تو اگر اس نے استحاضہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۱۴) جس شخص کو بے اختیار نیند آجائے اگر اسے یہ پتا نہ چلے کہ وہ نماز کے دوران سو گیا تھا یا اس کے بعد سویا تو ضروری نہیں کہ نماز دوبارہ پڑھے بشرطیکہ یہ جانتا ہو کہ جو کچھ نماز میں پڑھا ہے وہ اس قدر تھا کہ اسے عرف میں نماز کہیں۔

(۱۱۱۵) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ وہ اپنی مرضی سے سویا تھا لیکن شک کرے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا نماز کے دوران یہ بھول کر کہ نماز پڑھ رہا ہے، سو گیا تھا تو اس شرط کے ساتھ جو سابقہ مسئلے میں بیان کی گئی ہے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۱۶) اگر کوئی شخص نیند سے سجدے کی حالت میں بیدار ہو جائے اور شک کرے کہ آیا نماز کے آخری سجدے میں ہے یا سجدۂ شکر میں ہے تو چاہے اسے علم ہو کہ اپنے اختیار سے سو گیا تھا یا بے اختیار سو گیا تھا، اس کی نماز کو صحیح مانا جائے گا اور نماز کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

(۳) یہ چیز مبطلات نماز میں سے ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کو عاجزی اور ادب کی نیت سے باندھے

لیکن اس کام کی وجہ سے نماز کا باطل ہونا احتیاط کی بنا پر ہے اور اگر مشروعیت کی نیت سے انجام دے تو اس کام کے حرام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۱۱۱۷) اگر کوئی شخص بھولے سے یا مجبوری سے یا تقیہ کی وجہ سے یا کسی اور کام مثلاً ہاتھ کھجانے اور ایسے ہی کسی کام کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) مبطلات نماز میں سے ایک یہ ہے کہ الحمد پڑھنے کے بعد آمین کہے۔ آمین کہنے سے نماز کا اس طرح باطل ہونا غیر ماموم میں احتیاط کی بنا پر ہے۔ اگرچہ آمین کہنے کو حکم شریعت سمجھتے ہوئے آمین کہے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ بہر حال اگر آمین کو غلطی یا تقیہ کی وجہ سے کہے تو اس کی نماز میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵) مبطلات نماز میں سے ہے کہ بغیر کسی عذر کے قبلے سے رخ پھیرے۔ لیکن اگر کسی عذر مثلاً بھول کر یا بے اختیاری کی بنا پر مثلاً تیز ہوا کے تھپیڑے اسے قبلے سے پھیر دیں، چنانچہ اگر دائیں یا بائیں سمت تک نہ پہنچے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ جیسے ہی عذر دور ہو فوراً اپنا قبلہ درست کرے۔ اگر دائیں یا بائیں طرف مڑ جائے یا قبلے کی طرف پشت ہو جائے، اگر اس کا عذر بھولنے کی وجہ سے، غفلت کی وجہ سے یا قبلے کی پہچان میں غلطی کی وجہ سے ہو اور اس وقت وہ متوجہ ہو یا اسے یاد آئے کہ اگر نماز کو توڑ دے تو وقت گزرنے سے پہلے اس نماز کو دوبارہ وقت میں ادا کرنا ممکن ہو، چاہے اس نماز کی ایک رکعت ہی وقت میں ادا ہو سکے تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ کر نئے سرے سے ادا کرے ورنہ اسی نماز پر اکتفا کرے اور اس پر قضا لازم نہیں۔ یہی حکم اس وقت ہے جب قبلے سے اس کا پھرنا بے اختیاری کی بنا پر ہو۔ چنانچہ قبلے سے پھرے بغیر اگر نماز کو دوبارہ وقت میں پڑھ سکتا ہو۔ اگرچہ وقت میں ایک رکعت ہی پڑھی جا سکتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے پڑھے ورنہ ضروری ہے کہ اسی نماز کو تمام کرے اعادہ اور قضا اس پر لازم نہیں ہے۔

(۱۱۱۸) اگر فقط اپنے چہرے کو قبلے سے گھمائے لیکن اس کا بدن قبلے کی طرف ہو چنانچہ اس حد تک گردن کو موڑے کہ اپنے سر کے پیچھے کچھ دیکھ سکے تو اس کے لئے بھی وہی حکم ہے جو قبلے سے پھر جانے والے کے لئے ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اور اگر اپنی گردن کو اس حد تک نہ پھیرے لیکن اتنا ہو کہ عرفاً اسے زیادہ گردن پھیرنا کہا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس نماز کو دہرائے۔ ہاں اگر اپنی گردن کو بہت کم گھمائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اگرچہ یہ کام مکروہ ہے۔

(۶) مبطلات نماز میں سے ایک یہ ہے کہ عمداً بات کرے۔ چاہے وہ ایسا لفظ ہو کہ جس میں ایک حرف سے زیادہ نہ ہو لیکن وہ حرف بامعنی ہو مثلاً (ق) کہ جس کے عربی زبان میں معنی ''حفاظت کرو'' کے ہیں یا کوئی اور معنی سمجھ میں آتے ہوں مثلاً (ب) اس شخص کے جواب میں کہ جو حروف تہجی کے حرف دوم کے بارے میں سوال کرے۔ ہاں اگر اس لفظ سے کوئی

معنی بھی سمجھ میں نہ آتے ہوں اور وہ دو یا دو سے زیادہ حرفوں سے مرکب ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر (وہ لفظ) نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

(۱۱۱۹) اگر کوئی شخص بھولے سے ایسا کلمہ کہے جس کے حروف ایک یا اس سے زیادہ ہوں تو خواہ وہ کلمہ معنی بھی رکھتا ہو اس شخص کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن احتیاط کی بنا پر اس کے لئے ضروری ہے کہ جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا نماز کے بعد سجدۂ سہو بجا لائے۔

(۱۱۲۰) نماز کی حالت میں کھانسنے، یا ڈکار لینے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز میں اختیاراً آہ نہ بھرے اور نہ ہی گریہ کرے۔ ''آخ'' اور ''آہ'' اور ان ہی جیسے الفاظ کا عمداً کہنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

(۱۱۲۱) اگر کوئی شخص کوئی لفظ ذکر کے قصد سے کہے مثلاً ذکر کے قصد سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور اسے کہتے وقت آواز کو بلند کرے تاکہ دوسرے شخص کو کسی چیز کی طرف متوجہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی لفظ ذکر کے قصد سے کہے اگرچہ جانتا ہو کہ اس کام کی وجہ سے کوئی کسی مطلب کی طرف متوجہ ہو جائے گا تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر بالکل ذکر کا قصد نہ کرے یا دونوں چیزوں کا اس طرح قصد کرے کہ لفظ کو بیک وقت معنی میں استعمال کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ ہاں اگر ذکر کا قصد کرے، جبکہ ذکر کرنے کا سبب یہ ہو کہ وہ کسی کو متوجہ کرنا چاہتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۲۲) نماز میں قرآن پڑھنے اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عربی کے علاوہ کسی زبان میں دعا نہ کرے۔ (چار آیتوں کا حکم کہ جن میں واجب سجدہ ہے قرأت کے احکام مسئلہ نمبر ۹۷۰ میں بیان ہو چکا ہے)۔

(۱۱۲۳) اگر کوئی شخص عمداً یا احتیاطاً الحمد اور سورہ کے کسی حصے یا اذکار نماز کی تکرار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۲۴) ضروری ہے کہ انسان نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے سلام کرے تو ضروری ہے کہ جواب دے۔ لیکن جواب سلام کی مانند ہونا چاہئے یعنی ضروری ہے کہ اصل سلام پر اضافہ نہ ہو مثلاً جواب میں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اگر سلام کرنے والے نے عَلَیْکُمْ یا عَلَیْکَ کو سلام کے لفظ سے پہلے نہ کہا ہو تو جواب میں علیکم یا علیک کے لفظ کو سلام کے لفظ سے پہلے نہ کہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جواب مکمل طور پر اسی طرح دے جس طرح کہ اس نے سلام کیا ہو۔ مثلاً اگر کہا ہو: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ تو جواب میں کہے: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اور اگر کہا ہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ تو کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور اگر کہا ہو: سَلَامٌ عَلَیْکَ تو کہے: سَلَامٌ عَلَیْکَ لیکن عَلَیْکُمُ السَّلَامُ کے جواب میں عَلَیْکُمُ السَّلَامُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہہ سکتا ہے۔

(۱۱۲۵) ضروری ہے کہ انسان چاہے نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو سلام کا جواب فوراً دے اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے سلام کا جواب دینے میں اتنا توقف کرے کہ اگر جواب دے تو وہ اس سلام کا جواب

شمار نہ ہو تو اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو ضروری ہے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۱۲۶) سلام کا جواب اس طرح دینا ضروری ہے کہ سلام کرنے والا سن لے لیکن اگر سلام کرنے والا بہرا ہو یا سلام کہہ کر جلدی سے گزر جائے چنانچہ ممکن ہو کہ سلام کا جواب اشارہ سے یا اسی طرح کسی طریقے سے اسے سمجھا سکے تو جواب دینا ضروری ہے۔ اس صورت کے علاوہ جواب دینا نماز کے علاوہ کسی اور جگہ پر ضروری نہیں اور نماز میں جائز نہیں ہے۔

(۱۱۲۷) واجب ہے کہ نمازی سلام کے جواب کو سلام کی نیت سے کہے۔ دعا کا قصد کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں یعنی خداوند عالم سے اس شخص کے لئے سلامتی چاہے جس نے سلام کیا ہو۔

(۱۱۲۸) اگر نامحرم عورت یا مرد یا وہ بچہ جو اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہو نماز پڑھنے والے کو سلام کرے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا اس کے سلام کا جواب دے اور اگر عورت سَلَامٌ عَلَيْكَ کہہ کر سلام کرے تو جواب میں کہہ سکتا ہے سَلَامٌ عَلَيْكِ یعنی کاف کو زیر دے۔

(۱۱۲۹) اگر نماز پڑھنے والا سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہگار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۳۰) اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو غلط سلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کے سلام کا صحیح جواب دے۔

(۱۱۳۱) کسی ایسے شخص کے سلام کا جواب دینا جو مزاح اور تمسخر کے طور پر سلام کرے اور ایسے غیر مسلم مرد اور عورت کے سلام کا جواب دینا جو ذمی نہ ہوں واجب نہیں ہے اور اگر ذمی ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کے جواب میں صرف لفظ علیک کہا جائے۔

(۱۱۳۲) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے تو ان سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر ان میں سے ایک شخص جواب دے دے تو کافی ہے۔

(۱۱۳۳) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور جواب ایک ایسا شخص دے جسے سلام کرنے کا سلام کرنے والے نے ارادہ نہ ہو تو (اس شخص کے جواب دینے کے باوجود) سلام کا جواب اس گروہ پر واجب ہے۔

(۱۱۳۴) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور اس گروہ میں سے جو شخص نماز میں مشغول ہو وہ شک کرے کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ اس شخص کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا لیکن کوئی شخص سلام کا جواب دے دے تو اس صورت میں بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے والے کو معلوم ہو کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا اور کوئی دوسرا جواب نہ دے یا شک کرے کہ اس کے سلام کا جواب دے دیا گیا یا نہیں تو ضروری ہے کہ سلام کا جواب دے۔

(۱۱۳۵) سلام کرنا مستحب ہے اور اس امر کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیدل کو اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

(۱۱۳۶) اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اس کے سلام کا جواب دے۔

(۱۱۳۷) اگر انسان نماز نہ پڑھ رہا ہو تو مستحب ہے کہ سلام کا جواب اس سلام سے بہتر الفاظ میں دے۔ مثلاً اگر کوئی شخص سَلَامٌ عَلَيْكُمْ کہے تو جواب میں کہے: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

(۷) نماز کے مبطلات میں سے ایک آواز کے ساتھ اور جان بوجھ کر ہنسنا ہے، اگرچہ بے اختیار ہنسے لیکن جن باتوں کی وجہ سے ہنسے وہ اختیاری ہوں، بلکہ احتیاط کی بنا پر جن باتوں کی وجہ سے ہنسی آئی ہو اگر وہ اختیاری نہ بھی ہوں تب بھی اگر نماز کو دہرانے جتنا وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دہرائے۔ لیکن اگر جان بوجھ کر بغیر آواز یا سہواً آواز کے ساتھ ہنسے تو اس کی نماز میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۳۸) اگر ہنسی کی آواز روکنے کے لئے کسی شخص کی حالت بدل جائے مثلاً اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۸) احتیاط واجب کی بنا پر یہ نماز کے مبطلات میں سے ہے کہ انسان دنیاوی کام کے لئے جان بوجھ کر آواز سے یا بغیر آواز کے روئے لیکن اگر خوف خدا سے یا اس کے اشتیاق میں آخرت کے لئے روئے تو خواہ آہستہ روئے یا بلند آواز سے روئے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے بلکہ اگر خدا سے دنیاوی حاجات کی برآوری کیلئے اسکی بارگاہ میں اپنی پستی کے اظہار کے لئے روئے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۹) نماز باطل کرنے والی چیزوں میں سے ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے نماز کی شکل باقی نہ رہے مثلاً اچھلنا، کودنا اور اسی طرح کا کوئی عمل انجام دینا چاہے۔ ایسا کرنا عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو۔ لیکن جس کام سے نماز کی شکل تبدیل نہ ہوتی ہو مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۱۳۹) اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس قدر ساکت ہو جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۱۴۰) اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی کام کرے یا کچھ دیر ساکت رہے اور شک کرے کہ اس کی نماز ٹوٹ گئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ نماز پوری کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

(۱۰) مبطلات نماز میں سے ایک کھانا اور پینا ہے۔ پس اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس طرح کھائے یا پیئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو خواہ اس کا یہ فعل عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ البتہ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان سے پہلے مستحب نماز پڑھ رہا ہو اور پیاسا ہو اور اسے ڈر ہو کہ اگر نماز پوری کرے گا تو صبح ہو جائے گی تو اگر پانی اس کے سامنے دو تین قدم کے فاصلے پر ہو تو وہ نماز کے دوران پانی پی سکتا ہے۔ لیکن

ضروری ہے کہ کوئی ایسا کام مثلاً "قبلے سے منہ پھیرنا" نہ کرے جو نماز کو باطل کرتا ہے۔

(۱۱۴۱) اگر کسی کا جان بوجھ کر کھانا یا پینا نماز کی شکل کو ختم نہ بھی کرے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے خواہ نماز کا تسلسل ختم ہو یعنی یہ نہ کہا جائے کہ نماز کو مسلسل پڑھ رہا ہے یا نماز کا تسلسل ختم نہ ہو۔

(۱۱۴۲) اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی ایسی غذا نگل لے جو اس کے منہ یا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر ذرا سی قند یا شکر یا انہیں جیسی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور نماز کی حالت میں آہستہ آہستہ گھل کر پیٹ میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۱) مبطلات نماز میں سے دو رکعتی یا تین رکعتی نماز کی رکعتوں میں یا چار رکعتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں شک کرنا ہے بشرطیکہ نماز پڑھنے والا شک کی حالت پر باقی رہے۔

(۱۲) مبطلات نماز میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص نماز کا رکن جان بوجھ کر یا بھول کر کم کردے یا ایک ایسی چیز کو جو رکن نہیں ہے جان بوجھ کر گھٹائے یا جان بوجھ کر کوئی چیز نماز میں بڑھائے۔ اسی طرح اگر کسی رکن مثلاً رکوع یا دو سجدوں کو ایک رکعت میں غلطی سے بڑھا دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو جائے گی البتہ بھولے سے تکبیرۃ الاحرام کی زیادتی نماز کو باطل نہیں کرتی۔

(۱۱۴۳) اگر کوئی شخص نماز کے بعد شک کرے کہ دوران نماز اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے یا نہیں جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں

(۱۱۴۴) کسی شخص کا نماز میں اپنا چہرہ دائیں یا بائیں جانب اتنا کم موڑنا کہ وہ اپنے پیچھے کی جانب موجود کسی چیز کو نہ دیکھ سکے اور اگر اپنے چہرے کو اتنا گھمائے کہ اسے پیچھے کی چیزیں نظر آسکیں تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اس کی نماز باطل ہے۔ یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں اپنی آنکھیں بند کرے یا دائیں اور بائیں طرف گھمائے اور اپنی داڑھی اور ہاتھوں سے کھیلے اور انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کرے اور تھوکے اور قرآن مجید یا کسی اور کتاب یا انگوٹھی کی تحریر کو دیکھے۔ یہ بھی مکروہ ہے کہ الحمد، سورہ اور ذکر پڑھتے وقت کسی کی بات سننے کے لئے خاموش ہو جائے بلکہ ہر وہ کام جو کہ خشوع و خضوع کو ختم کردے مکروہ ہے۔

(۱۱۴۵) جب انسان کو نیند آرہی ہو اور اس وقت بھی جب اس نے پیشاب اور پاخانہ روک رکھا ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح نماز کی حالت میں ایسا موزہ پہننا بھی مکروہ ہے جو پاؤں کو دبائے اور ان کے علاوہ دوسرے مکروہات بھی مفصل کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں۔

وہ صورتیں جن میں واجب نمازیں توڑی جاسکتی ہیں

(۱۱۴۶) اختیاری حالت میں واجب نماز کا توڑنا احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے لیکن مال کی حفاظت اور مالی یا جسمانی ضرر سے بچنے کے لئے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ وہ تمام دینی اور دنیاوی کام جو نمازی کے لئے اہم ہوں، ان کے لئے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۴۷) اگر انسان کی اپنی جان کی حفاظت یا کسی ایسے شخص کی جان کی حفاظت جس کی جان کی حفاظت واجب ہو یا ایسے مال کی حفاظت جس کی نگہداشت واجب ہو، نماز توڑے بغیر ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے۔

(۱۱۴۸) اگر کوئی شخص وسیع وقت میں نماز پڑھنے لگے اور قرض خواہ اس سے اپنے قرضے کا مطالبہ کرے اور وہ اس کا قرضہ نماز کے دوران ادا کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں ادا کردے اور اگر بغیر نماز توڑے اس کا قرضہ چکانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور اس کا قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

(۱۱۴۹) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتا چلے کہ مسجد نجس ہے اور وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ نماز تمام کرے اور اگر وقت وسیع ہو اور مسجد کو پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کے دوران اسے پاک کرے اور بعد میں باقی نماز پڑھے اور اگر نماز ٹوٹ جاتی ہو اور نماز کے بعد مسجد کو پاک کرنا ممکن ہو تو مسجد کو پاک کرنے کے لئے اس کا نماز توڑنا جائز ہے اور اگر نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

(۱۱۵۰) جس شخص کے لئے نماز کا توڑنا ضروری ہو اگر وہ نماز ختم کرے تو وہ گناہگار ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۱۱۵۱) اگر کسی شخص کو قرأت یا رکوع کی حد تک جھکنے سے پہلے یاد آجائے کہ وہ اذان اور اقامت یا فقط اقامت کہنا بھول گیا ہے اور نماز کا وقت وسیع ہو تو مستحب ہے کہ انہیں کہنے کے لئے نماز توڑ دے بلکہ اگر نماز ختم ہونے سے پہلے اسے یاد آئے کہ انہیں بھول گیا تھا تب بھی مستحب ہے کہ انہیں کہنے کے لئے نماز توڑ دے۔

شکیات نماز

نماز کے شکیات کی ۲۲ قسمیں ہیں۔ ان میں سے سات اس قسم کے شک ہیں جو نماز کو باطل کرتے ہیں اور چھ اس قسم کے شک ہیں جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے اور باقی نو اس قسم کے شک ہیں جو صحیح ہیں۔

وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں

(۱۱۵۲) جو شک نماز کو باطل کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) دو رکعتی واجب نماز مثلاً نماز صبح اور نماز مسافر کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک۔ البتہ نماز مستحب اور نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(۲) تین رکعتی نماز کی تعداد کے بارے میں شک۔

(۳) چار رکعتی نماز میں کوئی شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں۔

(۴) چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے نمازی شک کرے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ پڑھی ہیں۔

(۵) دو اور پانچ رکعتوں میں یا دو اور پانچ سے زیادہ رکعتوں میں شک کرے۔

(۶) تین اور چھ رکعتوں میں یا تین اور چھ سے زیادہ رکعتوں میں شک کرے۔

(۷) چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک یا چار اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

(۱۱۵۳) اگر انسان کو نماز باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک پیش آئے تو بہتر یہ ہے کہ جیسے ہی اس کا شک مستحکم ہو نماز نہ توڑے بلکہ اس قدر غور و فکر کرے کہ نماز کی شکل برقرار نہ رہے یا یقین یا گمان حاصل ہونے سے ناامید ہو جائے۔

وہ شک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے

(۱۱۵۴) وہ شکوک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اس فعل میں شک جس کے بجالانے کا موقع گزر گیا ہو مثلاً انسان رکوع میں شک کرے کہ اس نے الحمد پڑھی ہے یا نہیں۔

(۲) سلام نماز کے بعد شک۔

(۳) نماز کا وقت گزر جانے کے بعد شک۔

(۴) کثیر الشک کا شک۔ یعنی اس شخص کا شک جو بہت زیادہ شک کرتا ہے۔

(۵) رکعتوں کی تعداد کے بارے میں امام کا شک جبکہ ماموم ان کی تعداد جانتا ہو اور اسی طرح ماموم کا شک جبکہ امام نماز کی رکعتوں کی تعداد جانتا ہو۔

(۶) مستحب نمازوں اور نماز احتیاط میں شک۔

(۱) جس فعل کا موقع گزر گیا ہو اس میں شک کرنا

(۱۱۵۵) اگر نمازی نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے نماز کا ایک واجب فعل انجام دیا ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں جبکہ اس کام کو عمداً ترک کر کے جس کام میں مشغول ہو اس کام میں شرعاً مشغول نہیں ہونا چاہئے تھا مثلاً سورہ پڑھتے وقت شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔ اس صورت کے علاوہ ضروری ہے کہ جس چیز کی انجام دہی کے بارے میں شک ہو بجا لائے۔

(۱۱۵۶) اگر نمازی کوئی آیت پڑھتے ہوئے شک کرے کہ اس سے پہلے کی آیت پڑھی ہے یا نہیں یا جس وقت آیت کا آخری حصہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ اس کا پہلا حصہ پڑھا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۵۷) اگر نمازی رکوع یا سجود کے بعد شک کرے کہ ان کے واجب افعال — مثلاً ذکر اور بدن کا سکون کی حالت میں ہونا — اس نے انجام دیئے ہیں یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۵۸) اگر نمازی سجدے میں جاتے وقت شک کرے کہ رکوع بجا لایا ہے یا نہیں یا شک کرے کہ رکوع کے بعد کھڑا ہوا تھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۵۹) اگر نمازی کھڑا ہوتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجا لایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۶۰) جو شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر الحمد یا تسبیحات پڑھنے کے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجا لایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر الحمد یا تسبیحات میں مشغول ہونے سے پہلے شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجا لایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ بجا لائے۔

(۱۱۶۱) اگر نمازی شک کرے کہ نماز کا کوئی ایک رکن بجا لایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسے بجا لائے مثلاً اگر تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے بجا لایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ بجا لائے اور اگر بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ اس رکن کو انجام دے چکا تھا تو ایک رکن بڑھ جانے کی وجہ سے احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۶۲) اگر نمازی شک کرے کہ ایک ایسا عمل جو نماز کا رکن نہیں ہے بجا لایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسے بجا لائے۔ مثلاً اگر سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر اسے انجام دینے کے بعد اسے یاد آئے کہ اسے پہلے ہی بجا لا چکا تھا تو چونکہ رکن زیادہ نہیں ہوا اس لئے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۶۳) اگر نمازی شک کرے کہ ایک رکن بجا لایا ہے یا نہیں مثلاً جب تشہد پڑھ رہا ہو شک کرے کہ دو

سجدے بجالایا ہے یانہیں اور اپنے شک کی پروانہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ اس رکن کو بجانہیں لایا تو اگر وہ بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس رکن کو بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہوگیا ہو تو اس کی نماز احتیاط لازم کی بنا پر باطل ہے۔ مثلاً اگر بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجالایا تو ضروری ہے کہ بجالائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد اسے یاد آئے تو جیسا کہ بتایا جاچکا، اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۶۴) اگر نمازی شک کرے کہ وہ ایک غیر رکنی عمل بجالایا ہے یانہیں اور اس کے بعد والے عمل میں مشغول ہو چکا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔ مثلاً جس وقت سورہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یانہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔ البتہ اگر اسے کچھ دیر میں یاد آجائے کہ اس عمل کو بجانہیں لایا اور ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس عمل کو اور اس کے بعد والے اعمال کو بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہوگیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اس بنا پر مثلاً اگر قنوت میں اسے یاد آجائے کہ اس نے الحمد نہیں پڑھی تھی تو ضروری ہے کہ الحمد و سورہ دونوں پڑھے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۶۵) اگر نمازی شک کرے کہ اس نے نماز کا سلام پڑھا ہے یانہیں اور تعقیبات یا دوسری نماز میں مشغول ہو جائے یا کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو برقرار نہیں رکھتا اور وہ حالت نماز سے خارج ہوگیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر ان صورتوں سے پہلے شک کرے تو ضروری ہے کہ سلام پڑھے اور اگر شک کرے کہ سلام درست پڑھا ہے یانہیں تو جہاں بھی ہو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

(۲) سلام کے بعد شک کرنا

(۱۱۶۶) اگر نمازی سلام نماز کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز صحیح طور پر پڑھی ہے یانہیں مثلاً شک کرے کہ رکوع ادا کیا ہے یانہیں یا چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ، تو وہ اپنے شک کی پروانہ کرے لیکن اگر اسے دونوں طرف نماز کے باطل ہونے کا شک ہو مثلاً چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا پانچ رکعت تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۳) وقت کے بعد شک کرنا

(۱۱۶۷) اگر کوئی شخص نماز کا وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز پڑھی ہے یانہیں یا گمان کرے کہ نہیں پڑھی تو اس نماز کا پڑھنا لازم نہیں لیکن اگر وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو خواہ گمان کرے کہ پڑھی ہے پھر بھی ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھے۔

(۱۱۶۸) اگر کوئی شخص وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز درست پڑھی ہے یانہیں تو

اپنے شک کی پروانہ کرے۔

(۱۱۶۹) اگر نماز ظہر اور عصر کا وقت گزر جانے کے بعد نمازی جان لے کہ چار رکعت نماز پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ ظہر کی نیت سے پڑھی ہے یا عصر کی نیت سے تو ضروری ہے کہ چار رکعت نماز قضا اس نماز کی نیت سے پڑھے جو اس پر واجب ہے۔

(۱۱۷۰) اگر مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد نمازی کو پتا چلے کہ اس نے ایک نماز پڑھی ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ تین رکعتی نماز پڑھی ہے یا چار رکعتی، تو ضروری ہے کہ مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کی قضا کرے۔

(۴) کثیر الشک کا شک کرنا

(۱۱۷۱) کثیر الشک وہ شخص ہے جو بہت زیادہ شک کرے یعنی وہ شخص جو توجہات کو بانٹنے والے اسباب کی موجودگی کے اعتبار سے اپنے ہی جیسے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ شک کرتا ہے صرف وہی شخص کثیر الشک نہیں ہے کہ شک کرنا جس کی عادت بن چکی ہو بلکہ وہ شخص بھی کثیر الشک مانا جائے گا جو اس عارضے میں مبتلا ہو رہا ہو۔

(۱۱۷۲) اگر کثیر الشک نماز کے اجزاء میں سے کسی جزو کے انجام دینے کے بارے میں شک کرے تو اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ اس جزو کو انجام دے دیا ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یانہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ رکوع کر لیا ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے بارے میں شک کرے جو مبطل نماز ہے مثلاً شک کرے کہ صبح کی نماز دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو یہی سمجھے نماز ٹھیک پڑھی ہے۔

(۱۱۷۳) جس شخص کو نماز کے کسی خاص جزو کے بارے میں اتنا زیادہ شک ہوتا ہو، کہ شک کی کثرت اسی جزو سے مخصوص ہو کر رہ جائے، اگر وہ نماز کے کسی دوسرے جزو کے بارے میں شک کرے تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔ مثلاً کسی کو زیادہ شک اس بات میں ہوتا ہو کہ سجدہ کیا ہے یانہیں، اگر اسے رکوع کرنے کے بعد شک ہو تو ضروری ہے کہ شک کے حکم پر عمل کرے یعنی اگر ابھی سجدے میں نہ گیا ہو تو رکوع کرے اور اگر سجدے میں چلا گیا ہو تو شک کی پروانہ کرے۔

(۱۱۷۴) جو شخص کسی مخصوص نماز مثلاً ظہر کی نماز میں اس طرح زیادہ شک کرتا ہو کہ کثرت شک اسی ظہر کی نماز سے مخصوص ہو کر رہ جائے، اگر وہ کسی دوسری نماز مثلاً عصر کی نماز میں شک کرے تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۷۵) جو شخص کسی مخصوص جگہ پر نماز پڑھتے وقت اسی کیفیت کے ساتھ زیادہ شک کرتا ہو جس کا تذکرہ پچھلے مسئلے میں ہوا، اگر وہ کسی دوسری جگہ نماز پڑھے اور اسے شک پیدا ہو تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۷۶) اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ وہ کثیر الشک ہو گیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور کثیر الشک شخص کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ لوگوں کی عام حالت پر لوٹ آیا ہے اس کے شک کی بنیاد یہ ہو کہ آیا اس کی حالت تبدیل ہوئی ہے یا نہیں، یہ نہ ہو کہ کثیر الشک کے معنی کیا ہوتے تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

(۱۱۷۷) اگر کثیر الشک شخص، شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور وہ اس شک کی پروا بھی نہ کرے اور پھر اسے یاد آئے کہ وہ رکن بجا نہیں لایا اور اس کے بعد کے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس رکن کو اور جو کچھ اس کے بعد ہے، بجالائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پروانہ کرے اور دوسرے سجدے سے پہلے اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تھا تو ضروری ہے کہ رکوع کرے اور اگر دوسرے سجدے کے دوران اسے یاد آئے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

(۱۱۷۸) جو شخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ کوئی ایسا عمل جو رکن نہ ہو انجام دیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پروانہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ عمل انجام نہیں دیا، تو اگر انجام دینے کے مقام سے ابھی نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اسے اور اس کے بعد والے افعال کو انجام دے اور اگر اسکے مقام سے گزر گیا ہو تو اسکی نماز صحیح ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور شک کی پروانہ کرے مگر قنوت پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے کہ الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اسکی نماز صحیح ہے۔

(۵) امام اور مقتدی کا شک

(۱۱۷۹) اگر امام جماعت نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے، مثلاً یہ شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں اور مقتدی کو یقین یا گمان ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ یہ بات امام جماعت کے علم میں لے آئے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو امام کو چاہئے کہ نماز کو تمام کرے اور نماز احتیاط کا پڑھنا ضروری نہیں اور اگر امام کو یقین یا گمان ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور مقتدی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔ یہی حکم امام اور مقتدی کے لئے نماز کے افعال کے بارے میں شک مثلاً سجدوں کی تعداد کے شک کے بارے میں ہے۔

(۶) مستحب نماز میں شک

(۱۱۸۰) اگر کوئی شخص مستحب نماز کی رکعتوں میں شک کرے، اگر شک کا زیادہ والا عدد جو نماز کو باطل کرتا ہے تو ضروری ہے کہ یہ سمجھ لے کہ کم رکعتیں پڑھی ہیں مثلاً اگر صبح کی نفلوں میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو یہی سمجھے کہ دو پڑھی ہیں۔ اگر تعداد کی زیادتی والا شک نماز کو باطل نہ کرے مثلاً اگر نمازی شک کرے کہ

دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک پڑھی ہے تو شک کی جس طرف پر بھی عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۸۱) رکن کا کم ہونا نفل نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن رکن کا زیادہ ہونا اسے باطل نہیں کرتا۔ پس اگر نمازی نفل کے افعال میں سے کوئی فعل بھول جائے اور یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ اس کے بعد والے رکن میں مشغول ہو چکا ہو تو ضروری ہے کہ اس فعل کو انجام دے اور دوبارہ اس رکن کو انجام دے مثلاً اگر رکوع کے دوران اسے یاد آئے کہ سورۂ الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ واپس لوٹے اور الحمد پڑھے اور دوبارہ رکوع میں جائے۔

(۱۱۸۲) اگر کوئی شخص نفل کے افعال میں سے کسی فعل کے متعلق شک کرے خواہ وہ فعل رکنی ہو یا غیر رکنی اور اس کا موقع نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اسے انجام دے اور اگر موقع گزر گیا ہو تو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

(۱۱۸۳) اگر کسی شخص کو دو رکعتی مستحب نماز میں تین یا زیادہ رکعتوں کے پڑھ لینے کا گمان ہو تو چاہئے کہ اس گمان کی پروانہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گمان دو رکعتوں کا یا اس سے کم کا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسی گمان پر عمل کرے مثلاً اگر اسے گمان ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے تو ضروری ہے کہ احتیاط کے طور پر ایک رکعت اور پڑھے۔

(۱۱۸۴) اگر کوئی شخص نفل نماز میں کوئی ایسا کام کرے جس کے لئے واجب نماز میں سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو یا ایک سجدہ بھول جائے تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ نماز کے بعد سجدۂ سہو یا سجدے کی قضا بجالائے۔

(۱۱۸۵) اگر کوئی شخص شک کرے کہ مستحب نماز پڑھی ہے یا نہیں اور اس کا کوئی مقرر وقت نہ ہو جیسے ''نماز جعفر طیارؑ'' تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ نہیں پڑھی۔ اگر اس مستحب نماز کا یومیہ نوافل کی طرح وقت مقرر ہو اور اس وقت کے گزرنے سے پہلے شک کرے کہ اسے انجام دیا ہے یا نہیں تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ وہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

صحیح شکوک

(۱۱۸۶) چند صورتوں میں اگر کسی کو چار رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو تو ضروری ہے کہ فوراً غور و فکر کرے اور اگر یقین یا گمان شک کی کسی ایک طرف ہو جائے تو اسی کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو ذیل میں بتائے جا رہے ہیں۔

وہ نو صورتیں یہ ہیں:

(۱) دوسرے سجدے کے دوران شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اس صورت میں اسے یوں سمجھ لینا چاہئے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک اور رکعت پڑھے پھر نماز کو تمام

کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔ احتیاط واجب کی بنا پر بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط کافی نہ ہوگی۔

(۲) دوسرے سجدے کے دوران اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو یہ سمجھ لے کہ چار پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

(۳) اگر کسی کو دوسرے سجدے کے دوران شک ہو جائے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چار پڑھی ہیں اور وہ نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

(۴) اگر کسی شخص کو دوسرے سجدے کے دوران شک ہو کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ تو وہ یہ سمجھے کہ چار پڑھی ہیں اور اس بنیاد پر نماز پوری کرے اور نماز کے بعد دو سجدۂ سہو بجالائے۔ یہی حکم ہر اس صورت میں ہے جہاں کم از کم شک چار رکعت پر ہو۔ مثلاً چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک ہو اور ہر اس صورت میں جہاں چار رکعت اور اس سے کم اور اس سے زیادہ رکعتوں میں دوسرے سجدے کے دوران شک کرے تو اسے چار رکعتیں قرار دے کر دونوں شک کے اعمال انجام دے سکتا ہے یعنی اس احتمال کی بنا پر کہ چار رکعت سے کم پڑھی ہیں، نماز احتیاط پڑھے اور اس احتمال کی بنا پر کہ چار رکعت سے زیادہ پڑھی ہیں بعد میں دو سجدۂ سہو بھی کرے۔ تمام صورتوں میں اگر پہلے سجدے کے بعد اور دوسرے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے سابقہ چار شک میں سے ایک اسے پیش آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۵) نماز کے دوران جس وقت بھی کسی کو تین رکعت اور چار رکعت کے درمیان شک ہو ضروری ہے کہ یہ سمجھ لے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۶) اگر قیام کے دوران کسی کو چار رکعتوں اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۷) اگر قیام کے دوران کسی کو تین اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

(۸) اگر قیام کے دوران کسی کو تین چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سلام نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھے۔

(۹) اگر قیام کے دوران کسی کو پانچ اور چھ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور دو سجدۂ سہو بجالائے۔

(۱۱۸۷) اگر کسی کو صحیح شکوک میں سے کوئی شک ہو جائے اور نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز از سر نو نہ پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز نہ توڑے اور جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔ لیکن اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو نماز توڑ کر نئے سرے سے بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱۸۸) اگر نماز کے دوران انسان کو ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جن کے لئے نماز احتیاط، واجب ہے اور وہ نماز کو تمام کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور نماز احتیاط پڑھے بغیر از سر نو نماز نہ پڑھے اور اگر وہ کوئی ایسا فعل انجام دینے سے پہلے جو نماز کو باطل کرتا ہو از سر نو نماز پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی دوسری نماز بھی باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسا فعل انجام دینے کے بعد جو نماز کو باطل کرتا ہو نماز میں مشغول ہو جائے تو اس کی دوسری نماز صحیح ہے۔

(۱۱۸۹) جب نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے اور وہ جانتا ہو کہ بعد کی حالت میں منتقل ہو جانے پر اس کے لئے یقین یا گمان پیدا ہو جائے گا تو اس صورت میں جبکہ اس کا باطل شک شروع کی دو رکعت میں ہو اس کے لئے شک کی حالت میں نماز جاری رکھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً اگر قیام کی حالت میں اسے شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں اور وہ جانتا ہو کہ اگر رکوع میں جائے تو کسی ایک طرف یقین یا گمان پیدا کرے گا تو اس حالت میں اس کے لئے رکوع کرنا جائز نہیں ہے اور باقی باطل شکوک میں اپنی نماز جاری رکھ سکتا ہے تاکہ اسے یقین یا گمان حاصل ہو جائے۔

(۱۱۹۰) اگر کسی شخص کا گمان پہلے ایک طرف زیادہ ہو اور بعد میں اس کی نظر میں دونوں اطراف برابر ہو جائیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور اگر پہلے دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہوں اور احکام کے مطابق جو کچھ اس کا فریضہ ہے اس پر عمل کی بنیاد رکھے اور بعد میں اس کا گمان دوسری طرف چلا جائے تو ضروری ہے کہ اسی طرف کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے۔

(۱۱۹۱) جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا گمان ایک طرف زیادہ ہے یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۹۲) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے دوران وہ تردد کی حالت میں تھا کہ مثلاً اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں پڑھی ہیں اور اس نے اپنے افعال کی بنیاد تین رکعتوں پر رکھی ہو لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ اس کے گمان میں یہ تھا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر تھیں تو نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۱۹۳) اگر قیام کے بعد شک کرے کہ دو سجدے ادا کئے تھے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد لاحق ہوتا تو صحیح ہوتا۔ مثلاً وہ شک کرے کہ میں نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین اور وہ اس شک کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر اسے تشہد پڑھتے

وقت ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے تو اگر اس کا شک یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں یا تین تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کا شک یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں یا چار یا یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں، تین پڑھی ہیں یا چار تو اس کی نماز صحیح اور ضروری ہے کہ شک کے احکام کے مطابق عمل کرے۔

(۱۱۹۴) اگر کوئی شخص تشہد میں مشغول ہونے سے پہلے یا ان رکعتوں میں جن میں تشہد نہیں ہے قیام سے پہلے شک کرے کہ ایک یا دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد صحیح ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۹۵) اگر کوئی شخص قیام کی حالت میں تین اور چار رکعتوں کے بارے میں یا تین، چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور اسے یہ بھی یاد آجائے کہ اس نے اس سے پہلی رکعت کا ایک سجدہ یا دونوں سجدے ادا نہیں کئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۹۶) اگر کسی کا شک زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا شک اسے لاحق ہو جائے مثلاً پہلے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں اور بعد میں شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو ضروری ہے کہ دوسرے شک کے مطابق احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۹۷) جو شخص نماز کے بعد شک کرے کہ نماز کی حالت میں مثال کے طور پر اس نے دو اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا یا تین اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا تو دونوں شکوک کے حکم پر عمل کر سکتا ہے اور نماز کو باطل کرنے والے کسی کام کو انجام دے کر وہ نماز دوبارہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱۹۸) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کی حالت میں اسے کوئی شک لاحق ہو گیا تھا لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ شک نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے تھا یا صحیح شکوک میں سے تھا تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر یہ جانتا ہو کہ وہ شک صحیح شکوک میں سے تھا لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا تعلق صحیح شکوک کی کونسی قسم سے تھا تو اس کے لئے جائز ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۹۹) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر اسے ایسا شک لاحق ہو جائے جس کے لئے اسے ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی چاہئے تو ضروری ہے کہ ایک رکعت بیٹھ کر پڑھے اور اگر وہ ایسا شک کرے جس کے لئے اسے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تو ضروری ہے کہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۱۲۰۰) جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو اگر وہ نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہونے سے عاجز ہو جائے تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط اس شخص کی طرح پڑھے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور جس کا حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

(۱۲۰۱) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ اس شخص کے وظیفے کے مطابق عمل کرے جو کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔

نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ

(۱۲۰۲) جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہو ضروری ہے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے، پھر الحمد پڑھے، رکوع اور دو سجدے بجالائے۔ پس اگر اس پر ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔ اگر اس پر دو رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد پہلی رکعت کی طرح ایک اور رکعت بجالائے اور تشہد کے بعد سلام پڑھے۔

(۱۲۰۳) نماز احتیاط میں سورہ اور قنوت نہیں ہیں۔ ضروری ہے کہ اس کی نیت زبان پر نہ لائے اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

(۱۲۰۴) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ صحیح تھی تو اس کے لئے نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں اور اگر نماز احتیاط کے دوران بھی یہ علم ہو جائے تو اس نماز کو تمام کرنا ضروری نہیں۔

(۱۲۰۵) اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ اس نے نماز کی رکعتیں کم پڑھی تھیں اور نماز پڑھنے کے بعد اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس نے نماز کا جو حصہ نہ پڑھا ہو اسے پڑھے اور بے محل سلام کے لئے احتیاط لازم کی بنا پر دو سجدۂ سہو ادا کرے اور اگر اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا ہے جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلے کی جانب پیٹھ کی ہو تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۰۶) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے بعد پتا چلے کہ اس کی نماز میں کمی نماز احتیاط کے برابر تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے درمیان شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں پتا چلے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۰۷) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتا چلے کہ نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے کم تھی مثلاً دو رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں دو رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۰۸) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتا چلے کہ نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے زیادہ تھی۔ مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں اور نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلے کی جانب پیٹھ کی ہو تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس صورت میں بھی احتیاط لازم یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور باقی ماندہ ایک رکعت اضافہ کرنے پر اکتفا نہ کرے۔

(۱۲۰۹) اگر کوئی شخص دو، تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط

پڑھنے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کے لئے بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں۔

(۱۲۱۰) اگر کوئی شخص تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور جس وقت وہ ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط کو چھوڑ دے۔ چنانچہ رکوع میں داخل ہونے سے پہلے اسے یاد آیا ہو تو ایک رکعت ملا کر پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے اور احتیاط لازم کی بنا پر زائد سلام کے لئے دو سجدۂ سہو بجالائے اور اگر رکوع میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور احتیاط کی بنا پر باقی ماندہ رکعت کا اضافہ کرنے پر اکتفا نہیں کر سکتا۔

(۱۲۱۱) اگر کوئی شخص دو، تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور جس وقت وہ دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو یہاں بھی بالکل وہی حکم جاری ہوگا جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۱۲۱۲) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے دوران پتا چلے کہ اس کی نماز میں کمی نماز احتیاط سے زیادہ یا کم تھی تو یہاں بھی بالکل وہی حکم جاری ہوگا جس کا ذکر مسئلہ ۱۲۱۰ میں کیا گیا ہے۔

(۱۲۱۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ جو نماز احتیاط اس پر واجب تھی وہ اسے بجالایا ہے یا نہیں تو نماز کا وقت گزر جانے کی صورت میں اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر وقت باقی ہو تو اس صورت میں جبکہ شک اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ بھی نہ گزرا ہو، وہ کسی اور کام میں مشغول بھی نہ ہو گیا ہو اور اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو، مثلاً قبلے سے منہ موڑنا جو نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو یا وہ کسی اور کام میں مشغول ہو چکا ہو یا نماز اور اس کے شک کے درمیان زیادہ وقفہ ہو گیا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۲۱۴) اگر ایک شخص نماز احتیاط میں ایک رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ دوبارہ اصل نماز پڑھے اور اگر وہ نماز میں کوئی رکن بڑھا دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۲۱۵) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھتے ہوئے اس نماز کے افعال میں سے کسی کے متعلق شک ہو جائے تو اگر اس کا موقع نہ گزرا ہو تو اسے انجام دینا ضروری ہے اور اگر اس کا موقع گزر گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور ابھی رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر رکوع میں جا چکا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۲۱۶) اگر کوئی شخص نماز احتیاط کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور زیادہ رکعتوں کی طرف شک کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ شک کی بنیاد کم پر رکھے اور اگر زیادہ رکعتوں کی طرف شک کرنا نماز کو باطل نہ کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی بنیاد زیادہ پر رکھے۔ مثلاً جب وہ دو رکعت نماز احتیاط پڑھ رہا ہو اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو چونکہ زیادتی کی طرف شک کرنا نماز کو باطل کرتا ہے اس لئے اسے چاہئے

کہ سمجھ لے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا اس لئے اسے سمجھنا چاہئے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(۱۲۱۷) اگر نماز احتیاط میں کوئی ایسی چیز جو رکن نہ ہو سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو اس کے لئے سجدۂ سہو نہیں ہے۔

(۱۲۱۸) اگر کوئی شخص نماز احتیاط کے سلام کے بعد شک کرے کہ وہ اس نماز کے اجزاء اور شرائط میں سے کوئی ایک جزو یا شرط انجام دے چکا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۲۱۹) اگر کوئی شخص نماز احتیاط میں تشہد پڑھنا یا ایک سجدہ کرنا بھول جائے اور اس تشہد یا سجدے کا اپنی جگہ پر تدارک بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سلام نماز کے بعد سجدے کی قضا کرے۔ البتہ تشہد کی قضا ضروری نہیں ہے۔

(۱۲۲۰) اگر کسی شخص پر نماز احتیاط اور ایک سجدے کی قضا یا دو سجدۂ سہو واجب ہوں تو ضروری ہے کہ پہلے نماز احتیاط بجالائے۔

(۱۲۲۱) نماز کی رکعتوں کے بارے میں گمان کا حکم یقین کے حکم کی طرح ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں اور گمان کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ سمجھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر چار رکعتی نماز میں گمان کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن افعال کے بارے میں گمان کرنا شک کا حکم رکھتا ہے۔ پس اگر وہ گمان کرے کہ رکوع کیا ہے اور ابھی سجدہ میں داخل نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کو انجام دے اور اگر وہ گمان کرے کہ الحمد نہیں پڑھی اور سورے میں داخل ہو چکا ہو تو گمان کی پروا نہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۲۲) روزانہ کی واجب نمازوں اور دوسری واجب نمازوں کے بارے میں شک، سہو اور گمان کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو نماز آیات کے دوران شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں تو چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز میں ہے لہٰذا اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ گمان کرے کہ یہ دوسری رکعت ہے یا پہلی رکعت تو اپنے گمان کے مطابق نماز کو تمام کرے۔

سجدۂ سہو

(۱۲۲۳) ضروری ہے کہ انسان سلام نماز کے بعد دو چیزوں کے لئے اس طریقے کے مطابق جس کا آئندہ ذکر ہو گا دو سجدۂ سہو بجالائے۔

(۱) تشہد بھول جانا۔

(۲) چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کے دوران شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ،

یا شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا چھ، بالکل اسی طرح جیسا کہ صحیح شکوک کے نمبر ۲ میں گزر چکا ہے۔

اور تین صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے:

(۱) نماز کے بعد اجمالی طور پر معلوم ہو جائے کہ کوئی چیز کم یا زیادہ ہو گئی ہے جبکہ نماز پر صحیح ہونے کا حکم ہو۔

(۲) نماز کی حالت میں بھولے سے کوئی بات کرنا۔

(۳) جہاں سلام نہ پڑھنا ضروری ہو مثلاً پہلی رکعت، وہاں بھولے سے سلام پڑھ لینا۔

احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ایک سجدہ بھول جائے یا جہاں کھڑا ہونا ضروری ہو، مثلاً الحمد اور سورہ پڑھتے وقت وہاں غلطی سے بیٹھ جائے یا جہاں بیٹھنا ضروری ہو، مثلاً تشہد پڑھتے وقت وہاں غلطی سے کھڑا ہو جائے تو دو سجدۂ سہو ادا کرے بلکہ ہر اس چیز کے لئے جو غلطی سے نماز میں کم یا زیادہ ہو جائے دو سجدۂ سہو کرے۔ ان چند صورتوں کے احکام آئندہ مسائل میں بیان ہوں گے۔

(۱۲۲۴) اگر انسان غلطی سے یا اس خیال سے کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے کلام کرے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۲۵) اس آواز کے لئے جو کھانسنے سے پیدا ہوتی ہے سجدۂ سہو واجب نہیں لیکن اگر کوئی غلطی سے نالہ و بکا کرے یا آہ بھرے یا آہ کہے تو ضروری ہے کہ احتیاط کی بنا پر سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۲۶) اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو اس نے بھولے سے غلط پڑھی ہو دوبارہ صحیح طور پر پڑھے تو اس کے دوبارہ پڑھنے پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

(۱۲۲۷) اگر کوئی شخص نماز میں غلطی سے کچھ دیر باتیں کرتا رہے اور وہ مکمل گفتگو ایک غلطی کی بنیاد پر ہو تو اس کے لئے نماز کے سلام کے بعد دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

(۱۲۲۸) اگر کوئی شخص غلطی سے تسبیحات اربعہ نہ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو بجالائے۔

(۱۲۲۹) جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہئے اگر کوئی شخص غلطی سے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہہ دے یا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہے تو اگرچہ اس نے وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ نہ کہا ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو کرے۔ لیکن اگر غلطی سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے۔ لیکن اگر غلطی سے سلام کے دو یا زیادہ حروف زبان سے ادا کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دو سجدۂ سہو ادا کرے۔

(۱۲۳۰) جہاں سلام نہیں پڑھنا چاہئے اگر کوئی شخص وہاں غلطی سے تینوں سلام پڑھ لے تو اس کے لئے دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

(۱۲۳۱) اگر کوئی شخص ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ پلٹے اور بجالائے اور نماز کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر بے جا قیام کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۳۲) اگر کسی شخص کو رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ وہ اس سے پہلی رکعت میں ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو ضروری ہے کہ سلام نماز کے بعد سجدے کی قضا کرے اور تشہد کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۳۳) اگر کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد جان بوجھ کر سجدۂ سہو نہ کرے تو اس نے گناہ کیا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے اسے ادا کرے اور اگر اس نے بھول کر سجدۂ سہو نہیں کیا تو جس وقت بھی اسے یاد آئے ضروری ہے کہ فوراً سجدہ کرے اور اس کے لئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

(۱۲۳۴) اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا بجالانا اس کے لئے ضروری نہیں۔

(۱۲۳۵) اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا چار تو اس کا دو سجدے ادا کرنا کافی ہے۔

(۱۲۳۶) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ دو سجدۂ سہو میں سے ایک سجدۂ سہو نہیں بجالایا اور زیادہ فاصلہ ہو جانے کی وجہ سے اس کا تدارک بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے اور اگر اسے علم ہو کہ اس نے سہواً تین سجدے کئے ہیں تو ضروری ہے کہ دوبارہ دو سجدۂ سہو بجالائے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

(۱۲۳۷) سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ سلام نماز کے بعد انسان فوراً سجدۂ سہو کی نیت کرے اور احتیاط لازم کی بنا پر پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھ دے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدۂ سہو میں ذکر پڑھے اور بہتر ہے کہ کہے: "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ." اس کے بعد اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور دوبارہ سجدے میں جائے اور مذکورہ ذکر پڑھے اور بیٹھ جائے اور تشہد کے بعد کہے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" اور اولیٰ یہ ہے کہ "وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" کا اضافہ کرے۔

بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

(۱۲۳۸) اگر انسان سجدہ اور تشہد بھول جائے اور نماز کے بعد ان کی قضا بجالائے تو ضروری ہے کہ وہ نماز کی تمام شرائط مثلاً بدن اور لباس کا پاک ہونا اور رو بقبلہ ہونا اور دیگر شرائط پوری کرتا ہو۔

(۱۲۳۹) اگر انسان کئی دفعہ سجدہ کرنا بھول جائے مثلاً ایک سجدہ پہلی رکعت میں اور ایک سجدہ دوسری رکعت میں بھول جائے تو ضروری ہے کہ نماز کے بعد ان دونوں سجدوں کی قضا بجالائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ بھولی

ہوئی ہر چیز کے لئے احتیاطاً دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۴۰) اگر انسان ایک سجدہ اور ایک تشہد بھول جائے تو احتیاطاً ہر ایک کے لئے دو سجدۂ سہو بجالائے ضروری ہے کہ بھولے ہوئے تشہد کے لئے دو سجدۂ سہو بجالائے لیکن بھولے ہوئے سجدے کے لئے سجدۂ سہو انجام دینا ضروری نہیں۔ ہاں بہتر ہے۔

(۱۲۴۱) اگر انسان دو رکعتوں میں سے دو سجدے بھول جائے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ قضا کرتے وقت ترتیب سے بجالائے۔

(۱۲۴۲) اگر انسان نماز کے سلام اور سجدے کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مثلاً پیٹھ قبلے کی طرف کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدے کی قضا کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

(۱۲۴۳) اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ آخری رکعت کا ایک سجدہ بھول گیا ہے اور نماز توڑنے والا کوئی کام مثلاً حدث، اس سے سرزد نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ سجدہ اور اس کے بعد کی چیزیں یعنی تشہد اور سلام انجام دے اور احتیاط واجب کی بنا پر بے محل سلام کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۴۴) اگر ایک شخص نماز کے سلام اور سجدے کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے لئے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو مثلاً بھولے سے کلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پہلے سجدے کی قضا کرے اور بعد میں دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۴۵) اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ نماز میں سجدہ بھولا ہے یا تشہد تو ضروری ہے کہ سجدے کی قضا کرے اور دو سجدۂ سہو ادا کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تشہد کی بھی قضا کرے۔

(۱۲۴۶) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ سجدہ یا تشہد بھولا ہے یا نہیں تو اس کے لئے ان کی قضا کرنا یا سجدۂ سہو ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۱۲۴۷) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ سجدہ بھول گیا ہے اور شک کرے کہ بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آیا تھا اور اسے بجالایا تھا یا نہیں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۲۴۸) جس شخص پر سجدے کی قضا ضروری ہو، اگر کسی دوسرے کام کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہو واجب ہو جائے تو ضروری ہے کہ احتیاط کی بنا پر نماز ادا کرنے کے بعد پہلے سجدے کی قضا کرے اور اس کے بعد سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۴۹) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد بھولے ہوئے سجدے کی قضا بجالایا ہے یا نہیں اور نماز کا وقت نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کی قضا کرے بلکہ اگر نماز کا وقت گزر بھی گیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

نماز کے اجزا اور شرائط کو کم یا زیادہ کرنا

(۱۲۵۰) جب نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر کم یا زیادہ کی جائے تو خواہ وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو نماز باطل ہے۔

(۱۲۵۱) اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نماز کے واجب ارکان میں سے کوئی ایک کم کر دے تو نماز باطل ہے۔ ہاں جاہل قاصر یعنی وہ شخص جس نے کسی قابل اعتماد شخص کی بات یا کسی معتبر رسالے کی تحریر پر بھروسہ کیا ہو اور بعد میں معلوم ہوا ہو کہ اس شخص یا رسالے سے غلطی ہوئی تھی، اگر کسی غیر رکنی واجب کو کم کرے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اگرچہ کوتاہی کی وجہ سے ہو صبح اور مغرب اور عشاء کی نمازوں میں الحمد اور سورہ آہستہ پڑھے یا ظہر اور عصر کی نمازوں میں الحمد اور سورہ آواز سے پڑھے یا سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی چار رکعتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۵۲) اگر نماز کے دوران یا اس کے بعد کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ اس کا وضو یا غسل باطل تھا یا وضو یا غسل کئے بغیر نماز پڑھنے لگا ہے تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو یا غسل کے ساتھ پڑھے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

(۱۲۵۳) اگر کسی شخص کو رکوع میں پہنچنے کے بعد یاد آئے کہ پہلے والی رکعت کے دو سجدے بھول گیا ہے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو ضروری ہے کہ واپس مڑے اور دو سجدے بجالائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر بے محل قیام کے لئے دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۵۴) اگر کسی شخص کو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنے سے پہلے یاد آئے کہ وہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا نہیں لایا تو ضروری ہے کہ دو سجدے بجالائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے۔

(۱۲۵۵) اگر کسی شخص کو نماز کے سلام سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں تو ضروری ہے کہ جتنا حصہ بھول گیا ہو اسے بجالائے۔

(۱۲۵۶) اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں اور اس سے ایسا کام بھی سرزد ہو چکا ہو کہ اگر وہ نماز میں عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو، مثلاً اس نے قبلے کی طرف پیٹھ کی ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس کا عمداً یا سہواً کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا حصہ پڑھنا بھول گیا ہو اسے فوراً بجالائے اور زائد سلام کے لئے احتیاط لازم کی بنا پر دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۵۷) جب کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد ایک ایسا کام انجام دے جو اگر نماز کے دوران عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو، مثلاً پیٹھ قبلے کی طرف کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ دو آخری سجدے بجا

نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کو باطل کرنے والا کوئی کام کرنے سے پہلے اسے یہ بات یاد آئے تو ضروری ہے کہ جو دو سجدے ادا کرنا بھول گیا ہے انہیں بجالائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے اور جو سلام پہلے پڑھ چکا ہو اس کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر دو سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲۵۸) اگر کسی شخص کو پتا چلے کہ اس نے نماز وقت سے پہلے پڑھ لی ہے تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے۔ اگر یہ پتا چلے کہ قبلے کی طرف پیٹھ کرکے پڑھی ہے یا ۹۰ ڈگری یا اس سے زیادہ ہٹ کر پڑھی ہے اور ابھی وقت نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہو اور تردد کا شکار ہو یا حکم سے لاعلم ہو تو قضا ضروری ہے ورنہ قضا ضروری نہیں۔ اگر پتا چلے کہ ۹۰ ڈگری سے کم ہٹ کر نماز پڑھی ہے اور قبلے کی سمت تبدیل کرنے کا اس کے پاس کوئی معقول عذر نہ ہو، مثلاً قبلے کی سمت تلاش کرنے میں یا مسئلہ معلوم کرنے میں کوتاہی کی ہو تو احتیاط کی بنا پر دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ چاہے وقت باقی ہو یا گزر چکا ہو۔ ہاں اگر اس کے پاس معقول عذر موجود ہو تو نماز کو دہرانا ضروری نہیں۔

مسافر کی نماز

ضروری ہے کہ مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز آٹھ شرطیں ہوتے ہوئے قصر بجالائے یعنی دو رکعت پڑھے۔

(پہلی شرط) اس کا سفر آٹھ شرعی فرسخ (تقریباً ۴۴ کلومیٹر) سے کم نہ ہو۔

(۱۲۵۹) جس شخص کے جانے اور واپس آنے کی مجموعی مسافت ملا کر آٹھ فرسخ ہو اور خواہ اس کے جانے کی یا واپسی کی مسافت چار فرسخ سے کم ہو یا نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔ لہٰذا اگر جانے کی مسافت تین فرسخ اور واپسی کی پانچ فرسخ یا اس کے برعکس ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر یعنی دو رکعتی پڑھے۔

(۱۲۶۰) اگر سفر پر جانے اور واپس آنے کی مسافت آٹھ فرسخ ہو تو اگرچہ جس دن وہ گیا ہو اسی دن یا اسی رات کو واپس پلٹ کر نہ آئے، ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے لیکن اس صورت میں بہتر ہے کہ احتیاطاً پوری نماز بھی پڑھے۔

(۱۲۶۱) اگر ایک مختصر سفر آٹھ فرسخ سے کم ہو یا انسان کو علم نہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اسے نماز قصر کرکے نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر شک کرے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۶۲) اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص کسی کو بتائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ اس کی بات سے مطمئن ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

(۱۲۶۳) ایسا شخص جسے یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اگر نماز قصر کرکے پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ آٹھ فرسخ نہ تھا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا بجالائے۔

(۱۲۶۴) جس شخص کو یقین ہو کہ جس جگہ وہ جانا چاہتا ہے وہاں کا سفر آٹھ فرسخ نہیں یا شک ہو کہ آٹھ فرسخ ہے یا نہیں اور راستے میں اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ تھا تو گو تھوڑا سا سفر باقی ہو، ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے اور اگر پوری نماز پڑھ چکا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ قصر پڑھے۔ لیکن اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا ضروری نہیں ہے۔

(۱۲۶۵) اگر دو جگہوں کا درمیانی فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور کوئی شخص کئی دفعہ ان کے درمیان جائے اور آئے تو خواہ ان تمام مسافتوں کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ بھی ہو جائے تو اسے نماز پوری پڑھنی ضروری ہے۔

(۱۲۶۶) اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں اور ان میں سے ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم اور دوسرا آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو اگر انسان وہاں اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ سے کم ہے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۶۷) آٹھ فرسخ کی ابتدا اس جگہ سے حساب کرنا ضروری ہے جہاں سے گزر جانے کے بعد آدمی مسافر شمار ہوتا ہے اور غالباً وہ جگہ شہر کی انتہا ہوتی ہے لیکن بعض بہت بڑے شہروں میں ممکن ہے وہ شہر کا آخری محلہ ہو جبکہ سفر کی انتہا وہ آخری مقام سمجھا جائے گا جہاں تک انسان کو جانا ہے۔

(دوسری شرط) مسافر اپنے سفر کی ابتدا سے ہی آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک کا فاصلہ طے کرے گا، لہٰذا اگر وہ اس جگہ تک کا سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرے جس کا فاصلہ طے کردہ فاصلے سے ملا کر آٹھ فرسخ ہو جاتا ہو تو چونکہ وہ شروع سے آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لئے ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ آگے جانے کا ارادہ کرے یا اتنا فاصلہ طے کرنے کا ارادہ کرے جو واپسی ملا کر آٹھ فرسخ بن جاتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۶۸) جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا سفر کتنے فرسخ کا ہے، مثلاً کسی گمشدہ (شخص یا چیز) کو ڈھونڈنے کے لئے سفر کر رہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ اسے پالینے کے لئے اسے کہاں تک جانا پڑے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر واپسی پر اس کے وطن یا اس جگہ تک کا فاصلہ جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔ مزید برآں اگر وہ سفر کے دوران ارادہ کرلے کہ وہ اتنی مسافت طے کرے گا جو واپسی ملا کر آٹھ فرسخ بن جائے گی تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

(۱۲۶۹) مسافر کو نماز قصر کرکے اس صورت میں پڑھنی ضروری ہے کہ جب اس کا آٹھ فرسخ طے کرنے کا پختہ ارادہ ہو، لہٰذا اگر کوئی شخص شہر سے باہر جا رہا ہو اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر کوئی ساتھی مل گیا تو آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جاؤں گا اور اسے اطمینان ہو کہ ساتھی مل جائے گا تو اسے نماز قصر کرکے پڑھنی ضروری ہے اور اگر اسے اس بارے میں اطمینان نہ ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۰) جو شخص آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اگرچہ ہر روز تھوڑا سا فاصلہ طے کرے، جب حد ترخص — جس کے معنی مسئلہ ۱۳۰۵ میں آئیں گے — تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کرکے پڑھے

لیکن اگر ہر روز بہت کم فاصلہ طے کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اپنی نماز پوری بھی پڑھے اور قصر بھی پڑھے۔

(۱۲۷۱) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو، مثلاً بیوی بچے یا نوکر یا قیدی اگر اسے علم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے علم نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اس بارے میں پوچھنا ضروری نہیں، اگرچہ بہتر ہے۔

(۱۲۷۲) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر وہ جانتا ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا اور سفر نہیں کرے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۳) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر اسے اطمینان نہ ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا اور سفر جاری نہیں رکھے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اسے اطمینان ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(تیسری شرط) راستے میں مسافر اپنے ارادے سے پھر نہ جائے۔ پس اگر وہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل دے یا اس کا ارادہ متزلزل ہو جائے اور طے شدہ فاصلہ، واپسی کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ سے کم ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۴) اگر کوئی شخص کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جو کہ واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور پختہ ارادہ کر لے کہ اسی جگہ رہے گا یا دس دن گزرنے کے بعد واپس جائے گا یا واپس جانے اور ٹھہرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر پائے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۵) اگر کوئی شخص کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جو کہ واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور واپس جانے کا پختہ ارادہ کر لے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اگرچہ وہ اس جگہ دس دن سے کم مدت کے لئے ہی رہنا چاہتا ہو۔

(۱۲۷۶) اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جانے کے لئے جو آٹھ فرسخ دور ہو سفر شروع کرے اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کسی اور جگہ جانا چاہے اور جس جگہ سے اس نے سفر شروع کیا ہے وہاں سے اس جگہ تک جہاں وہ اب جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ بنتے ہوں تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۷۷) اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ تک فاصلہ طے کرنے سے پہلے متردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور دوران تردد سفر نہ کرے اور بعد میں باقی راستہ طے کرنے کا پختہ ارادہ کر لے تو ضروری ہے کہ سفر کے خاتمے تک نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۷۸) اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے تردد کا شکار ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور حالت تردد میں کچھ فاصلہ طے کر لے اور بعد میں پختہ ارادہ کر لے کہ آٹھ فرسخ مزید سفر کرے گا یا ایسی جگہ جائے کہ جہاں تک اس کا جانا اور آنا آٹھ فرسخ ہو جائے گا تو ضروری ہے کہ سفر کے خاتمے تک نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۷۹) اگر کوئی شخص آٹھ فرسخ کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے متردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور حالت تردد میں کچھ فاصلہ طے کر لے اور بعد میں پختہ ارادہ کر لے کہ باقی راستہ بھی طے کرے گا،

چنانچہ تردد کے عالم میں طے شدہ تعداد کو نکال کر باقی آنے اور جانے کا کل فاصلہ آٹھ فرسخ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھے اور اگر آٹھ فرسخ نہ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ پوری پڑھے۔

(چوتھی شرط) مسافر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنے اور وہاں توقف کرنے یا کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے اور وہاں توقف کرے یا دس دن کسی جگہ پر رہے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ ہاں اگر اپنے وطن سے توقف کئے بغیر گزرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ احتیاطاً نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۸۰) جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا نہیں یا کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرے گا یا نہیں تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۸۱) وہ شخص جو آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنا اور وہاں توقف کرنا چاہتا ہو یا کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی جو وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن رہنے کے بارے میں متردد ہو، اگر وہ دس دن کہیں رہنے یا وطن سے گزرنے کا ارادہ ترک بھی کر دے تب بھی ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر باقی ماندہ راستہ چاہے واپسی کا راستہ ملا کر آٹھ فرسخ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(پانچویں شرط) مسافر حرام کام کے لئے سفر نہ کرے اور اگر حرام کام مثلاً چوری کرنے کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ اگر خود سفر ہی حرام ہو مثلاً اس سفر میں اس کے لئے کوئی ایسا ضرر مضمر ہو جو خون یا کسی عضو کے ناقص ہونے کا باعث ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر ایسے سفر پر جائے جو اس پر واجب نہ ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر حج کے سفر کی طرح واجب ہو تو نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

(۱۲۸۲) جو سفر واجب نہ ہو اگر ماں باپ کی اولاد سے محبت کی وجہ سے ان کیلئے اذیت کا باعث ہو تو حرام ہے اور ضروری ہے کہ انسان اس سفر میں پوری نماز پڑھے اور (رمضان کا مہینہ ہو تو) روزہ بھی رکھے۔

(۱۲۸۳) جس شخص کا سفر حرام نہ ہو اور وہ کسی حرام کام کے لئے بھی سفر نہ کر رہا ہو، وہ اگرچہ سفر میں گناہ بھی کرے، مثلاً غیبت کرے یا شراب پیئے تب بھی ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۸۴) اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کرنے کے لئے سفر کرے تو خواہ سفر میں اس کی کوئی دوسری غرض ہو یا نہ ہو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ پس جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض چکا سکتا ہو اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے تو اگر وہ سفر کرتے ہوئے اپنا قرض ادا نہ کر سکے اور قرض چکانے سے فرار حاصل کرنے کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا سفر کسی اور کام کے لئے ہو تو اگرچہ وہ سفر میں ترک واجب کا مرتکب بھی ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۸۵) اگر کسی شخص کا سفر میں سواری کا جانور یا سواری کی کوئی اور چیز جس پر وہ سوار ہو غصبی ہو اور مالک سے فرار ہونے کے لئے سفر کر رہا ہو یا وہ غصبی زمین پر سفر کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۸۶) جو شخص کسی ظالم کے ساتھ سفر کر رہا ہو اگر وہ مجبور نہ ہو اور اس کا سفر کرنا ظالم کے ظلم کرنے میں مدد کا موجب ہو تو اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے اور اگر مجبور ہو یا مثال کے طور پر کسی مظلوم کو چھڑانے کے لئے اس ظالم کے ساتھ سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

(۱۲۸۷) اگر کوئی شخص سیر و تفریح کی غرض سے سفر کرے تو اس کا سفر حرام نہیں ہے اور ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۸۸) اگر کوئی شخص موج میلے اور سیر و تفریح کے لئے شکار کو جائے تو اگرچہ اس کا جانا حرام نہیں ہے لیکن اس کی نماز جاتے وقت پوری ہے اور واپسی پر اگر مسافت کی حد پوری ہو تو قصر ہے۔ اس صورت میں کہ اس کی حد مسافت پوری ہو اور شکار پر جانے کی مانند نہ ہو لہٰذا اگر حصول معاش کے لئے شکار کو جائے تو اس کی نماز قصر ہے اور اگر کمائی اور افزائش دولت کے لئے جائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ اگرچہ اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۸۹) اگر کوئی شخص گناہ کا کام کرنے کے لئے سفر کرے اور سفر سے واپسی کے وقت فقط اس کی واپسی کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس نے توبہ نہ کی ہو تو نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۰) جس شخص کا سفر گناہ کا سفر ہو اگر وہ سفر کے دوران گناہ کا ارادہ ترک کر دے تو خواہ باقی ماندہ مسافت یا کسی جگہ جانا اور واپس آنا آٹھ فرسخ ہو یا نہ ہو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۱) جس شخص نے گناہ کرنے کی غرض سے سفر نہ کیا ہو اگر وہ راستے میں طے کرے کہ بقیہ راستہ گناہ کیلئے طے کرے گا تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ البتہ اس نے جو نمازیں قصر کر کے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں۔

(چھٹی شرط) ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کے قیام کی کوئی (مستقل) جگہ نہیں ہوتی اور ان کے گھر ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی ان صحرا نشینوں (خانہ بدوشوں) کی مانند جو بیابانوں میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں اپنے اور اپنے مویشیوں کے لئے دانہ پانی دیکھتے ہیں وہیں ڈیرا ڈال دیتے ہیں اور پھر کچھ دنوں کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ایسے لوگ ایسے سفر میں پوری نماز پڑھیں۔

(۱۲۹۲) اگر کوئی صحرا نشین مثلاً جائے قیام اور اپنے حیوانات کے لئے چراگاہ تلاش کرنے کے لئے سفر کرے اور مال و اسباب اس طرح اس کے ہمراہ ہو کہ یہ کہا جا سکے کہ اس کا گھر اس کے ہمراہ ہے تو وہ پوری نماز پڑھے، ورنہ اگر اس کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۳) اگر کوئی صحرا نشین مثلاً حج، زیارت، تجارت یا ان سے ملتے جلتے کسی مقصد سے سفر کرے تو اگر نہ کہا جا سکے کہ اس کا گھر اس کے ساتھ نہیں ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر یہ کہا جا سکے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

(ساتویں شرط) وہ شخص ''کثیر السفر'' نہ ہو۔ پس وہ شخص جس کا پیشہ سفر سے ہی وابستہ

ہے جیسے ڈرائیور، ملاح، گلہ بان اور ڈاکیہ وغیرہ یا وہ شخص جو زیادہ سفر کرتا ہو چاہے اس کا پیشہ سفر سے وابستہ نہ ہو جیسے وہ شخص جو ہفتے میں تین دن سفر میں گزارتا ہو، چاہے اس کا سفر تفریح یا سیاحت کے لئے ہو، ایسے افراد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھیں۔

(۱۲۹۴) جس شخص کا پیشہ سفر میں ہو اگر وہ کسی دوسرے مقصد مثلاً حج یا زیارت کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر عرف عام میں کثیر السفر کہلاتا ہو مثلاً وہ شخص جو ہمیشہ ہفتے میں تین دن سفر میں رہتا ہو تو قصر نہ کرے، لیکن اگر مثال کے طور پر ڈرائیور اپنی گاڑی زیارت کے لئے کرائے پر چلائے اور ضمناً خود بھی زیارت کرے تو ہر حال میں ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۹۵) وہ قافلہ سالار جو حاجیوں کو مکہ پہنچانے کے لئے سفر کرتا ہو اگر اس کا پیشہ سفر کرنا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو اور صرف حج کے دنوں میں قافلہ لے جانے کے لئے سفر کرتا ہو تو اگر اس کے سفر کی مدت کم ہو مثلاً دو تین ہفتے ہو تو نماز قصر پڑھے جبکہ اگر اس کے سفر کی مدت طولانی ہو جیسے تین ماہ تو نماز تمام پڑھے اور اگر شک کرے کہ اسے ''کثیر السفر'' کہا جائے گا یا نہیں تو احتیاط کرتے ہوئے قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

(۱۲۹۶) ڈرائیور یا اس جیسے کسی اور پیشے کا پیشہ ور کہلانے کے لئے ضروری ہے کہ ڈرائیونگ جاری رکھنے کا ارادہ ہو اور درمیان میں آرام کا وقفہ معمول کے مطابق ڈرائیوروں کے آرام کے وقفے سے زیادہ نہ ہو، لہٰذا اگر کوئی شخص مثلاً ہفتے میں ایک دن سفر پر جائے تو اسے ڈرائیور نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ''کثیر السفر'' ایک ایسے شخص کو کہا جا سکتا ہے جو ہر ہفتے کم از کم تین دن یا ہر مہینے دس دن سفر میں رہتا ہو اور کم از کم ایک سال میں چھ ماہ یا دو یا دو سے زیادہ سالوں میں تین ماہ اسی کیفیت میں رہنے کا ارادہ ہو (البتہ پہلے مہینے میں ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے دونوں ذمہ داریوں کو ادا کرے)۔ ایسا شخص کثیر السفر نہیں ہے جو ہر ہفتے ایک دن سفر میں رہتا ہو۔ البتہ جو شخص ہر ہفتے دو دن سفر میں رہتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۷) جس شخص کا پیشہ سال کے کچھ حصے میں سفر کرنا ہو مثلاً ایک ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں کے دنوں میں اپنی گاڑی کرائے پر چلاتا ہو ضروری ہے کہ اس سفر میں نماز پوری پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۸) ڈرائیور اور پھیری والا جو شہر کے آس پاس دو تین فرسخ میں آتا جاتا ہو اگر وہ اتفاقاً آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۹) جس کا پیشہ ہی مسافرت ہے اگر دس دن یا اس سے زیادہ عرصے اپنے وطن میں رہ جائے تو خواہ وہ ابتدا سے دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا بغیر ارادے کے اتنے دن رہے تو ضروری ہے کہ دس دن کے بعد جب پہلے سفر پر جائے تو نماز پوری پڑھے اور اگر اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنے کا قصد کر کے یا بغیر قصد کے دس دن وہاں مقیم رہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ البتہ ساربان اور ڈرائیور جو اپنی گاڑی کرائے پر چلاتا ہے، ان کے لئے خاص طور پر حکم ہے کہ ایسی صورت میں احتیاط مستحب کی بنا پر جب دس دن قیام کے

بعد پہلے سفر پر نکلیں تو نماز قصر بھی پڑھیں اور پوری بھی۔

(۱۳۰۰) جس شخص کا پیشہ مسافرت ہو اس کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ کم از کم تین بار مسافرت کرے تاکہ اسکی نماز پوری ہو بلکہ جیسے ہی اسے ڈرائیور وغیرہ کہا جاسکے تو چاہے پہلا سفر ہی کیوں نہ ہو اس کی نماز پوری ہے۔

(۱۳۰۱) ڈرائیور اور ساربان کی طرح جن کا پیشہ سفر کرنا ہے اگر معمول سے زیادہ سفر ان کی مشقت اور تھکاوٹ کا سبب ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھیں۔

(۱۳۰۲) سیاح کہ جو شہر بہ شہر سیاحت کرتا ہو اور جس نے اپنے لئے کوئی وطن معین نہ کیا، ہو وہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۳۰۳) جس شخص کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو اگر مثلاً کسی شہر یا گاؤں میں اس کا کوئی سامان ہو اور وہ اسے لینے کے لئے سفر پر سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ مگر یہ کہ کثیر السفر بن جائے جس کے معنی مسئلہ نمبر ۱۲۹۶ میں ذکر ہو چکے ہیں۔

(۱۳۰۴) جو شخص ترک وطن کر کے دوسرا وطن اپنانا چاہتا ہو اگر اسے کوئی ایسا نام نہ دیا جاسکے جو اس کی نماز کے پورا ہونے کا سبب ہو جیسے کثیر السفر یا خانہ بدوش تو سفر کی حالت میں اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

(آٹھویں شرط) اگر سفر کا آغاز اپنے وطن سے کرے تو حد ترخص تک پہنچ جائے لیکن وطن کے علاوہ حد ترخص معتبر نہیں ہے اور جونہی کوئی شخص اپنی اقامت گاہ سے نکلے اس کی نماز قصر ہے۔

(۱۳۰۵) حد ترخص وہ جگہ ہے جہاں سے اہل شہر حتی کہ وہ افراد جو شہر کے مضافات میں شہر کے باہر رہتے ہیں مسافر کو نہ دیکھ سکیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

(۱۳۰۶) جو مسافر اپنے وطن واپس آ رہا ہو جب تک وہ اپنے وطن واپس نہ پہنچے قصر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ ایسے ہی جو مسافر وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن ٹھہرنا چاہتا ہو وہ جب تک اس جگہ نہ پہنچے اسکی نماز قصر ہے۔

(۱۳۰۷) اگر شہر اتنی بلندی پر واقع ہو کہ وہاں کے باشندے دور سے دکھائی دیں یا اس قدر نشیب میں واقع ہو کہ اگر انسان تھوڑا سا دور بھی جائے تو وہاں کے باشندوں کو نہ دیکھ سکے تو اس شہر کے رہنے والوں میں سے جو شخص سفر میں ہو جب وہ اتنا دور چلا جائے کہ اگر وہ شہر ہموار زمین پر ہوتا تو وہاں کے باشندے اس جگہ سے دیکھے نہ جاسکتے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر راستے کی بلندی یا پستی معمول سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ معمول کا لحاظ رکھے۔

(۱۳۰۸) کوئی شخص کشتی یا ریل میں بیٹھے اور حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے پوری نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے تو اگر تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے حد ترخص تک پہنچ جائے تو قصر نماز پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۳۰۹) جو صورت پچھلے مسئلے میں گزر چکی ہے اس کے مطابق اگر تیسری رکعت کے رکوع کے بعد حد ترخص تک پہنچے تو ضروری ہے کہ اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور پہلی نماز کو مکمل کرنا ضروری نہیں۔

(۱۳۱۰) اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ حد ترخص تک پہنچ چکا ہے اور نماز قصر کر کے پڑھے اور اس کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے وقت حد ترخص تک نہیں پہنچا تھا تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ چنانچہ جب تک

حد ترخص تک نہ پہنچا ہو تو نماز پوری پڑھنا ضروری ہے اور اس صورت میں جب کہ حد ترخص سے گزر چکا ہو نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر وقت نکل چکا ہو تو نماز کو اس کے فوت ہوتے وقت جو حکم تھا اس کے مطابق ادا کرے۔

(۱۳۱۱) اگر مسافر کی قوت باصرہ غیر معمولی ہو تو اسے اس مقام پر پہنچ کر نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے جہاں سے متوسط قوت کی آنکھ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

(۱۳۱۲) اگر مسافر کو سفر کے دوران شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۳۱۳) جو مسافر سفر کے دوران اپنے وطن سے گزر رہا ہو اگر وہاں توقف کرے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر توقف نہ کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ قصر اور پوری نماز دونوں پڑھے۔

(۱۳۱۴) جو مسافر اپنی مسافرت کے دوران اپنے وطن پہنچ جائے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے تو ضروری ہے کہ جب تک وہاں رہے پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ کے فاصلے پر جانا چاہے یا مثلاً چار فرسخ جانا اور پھر چار فرسخ واپس آنا چاہے تو جس وقت وہ حد ترخص پر پہنچے ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۱۵) جس جگہ کو انسان نے اپنی مستقل سکونت اور بود و باش کے لئے منتخب کیا ہو وہ اس کا وطن ہے خواہ وہ وہاں پیدا ہوا ہو اور وہ اس کا آبائی وطن ہو یا اس نے خود اس جگہ کو زندگی بسر کرنے کے لئے اختیار کیا ہو۔

(۱۳۱۶) اگر کوئی شخص ارادہ رکھتا ہو کہ تھوڑی سی مدت ایک ایسی جگہ رہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور بعد میں کسی اور جگہ چلا جائے تو وہ اس کا وطن تصور نہیں ہوتا۔

(۱۳۱۷) اگر انسان کسی جگہ کو زندگی گزارنے کے لئے اختیار کرے اگرچہ وہ ہمیشہ رہنے کا قصد نہ رکھتا ہو تاہم ایسا ہو کہ عرف عام میں اسے وہاں مسافر نہ کہیں اور اگرچہ وقتی طور پر دس دن یا دس دن سے زیادہ دوسری جگہ رہے اس کے باوجود پہلی جگہ ہی کو اس کی زندگی گزارنے کی جگہ کہیں گے اور وہی جگہ اس کے وطن کا حکم رکھتی ہے۔

(۱۳۱۸) جو شخص دو مقامات پر زندگی گزارتا ہو، مثلاً چھ مہینے ایک شہر میں اور چھ مہینے دوسرے شہر میں رہتا ہو تو دونوں مقامات اس کا وطن ہیں۔ نیز اگر اس نے دو مقامات سے زیادہ مقامات کو زندگی بسر کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہو تو وہ سب اس کا وطن شمار ہوتے ہیں۔

(۱۳۱۹) بعض فقہاء نے کہا ہے کہ جو شخص کسی ایک جگہ سکونتی مکان کا مالک ہو اگر وہ مسلسل چھ مہینے وہاں رہنے کے ارادے سے رہے تو جس وقت تک مکان اس کی ملکیت میں ہے یہ جگہ اس کے وطن کا حکم رکھتی ہے۔ پس جب بھی وہ سفر کے دوران وہاں پہنچے ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن یہ حکم ثابت نہیں ہے۔

(۱۳۲۰) اگر ایک شخص کسی ایسے مقام پر پہنچے جو کسی زمانے میں اس کا وطن رہا ہو اور بعد میں اس نے اسے ترک کر دیا ہو تو خواہ اس نے کوئی نیا وطن اپنے لئے منتخب نہ بھی کیا ہو تو ضروری ہے کہ وہاں پوری نماز نہ پڑھے۔

(۱۳۲۱) اگر کسی مسافر کا کسی جگہ پر مسلسل دس دن رہنے کا ارادہ ہو یا وہ جانتا ہو کہ بہ امر مجبوری دس دن تک ایک جگہ رہنا پڑے گا تو وہاں اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے۔

(۱۳۲۲) اگر کوئی مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کا ارادہ پہلی رات یا گیارہویں

رات وہاں رہنے کا ہو، جونہی وہ ارادہ کرے کہ پہلے دن کے طلوع آفتاب سے دسویں دن کے غروب آفتاب تک وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ پہلے دن کی ظہر سے گیارہویں دن کی ظہر تک وہاں رہنے کا ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۳۲۳) جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اسے اس صورت میں پوری نماز پڑھنی ضروری ہے جب وہ سارے کے سارے دن ایک جگہ رہنا چاہتا ہو۔ پس اگر وہ مثال کے طور پر چاہے کہ دس دن نجف اور کوفہ یا تہران اور شمیران (یا کراچی اور حیدرآباد) میں رہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۲۴) جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اگر وہ شروع سے ہی قصد رکھتا ہو کہ ان دس دنوں کے درمیان اس جگہ۔ کے آس پاس ایسے مقامات پر جائے گا جو عرفاً دوسری جگہ سمجھی جاتی ہے اور جس کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو تو اگر اس کے جانے اور آنے کی مدت عرف میں دس دن قیام کے منافی نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اگر منافی ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔ مثلاً اگر ابتدا ہی سے ارادہ ہو کہ ایک پورے دن یا ایک پوری رات کے لئے وہاں سے نکلے گا تو یہ ٹھہرنے کے قصد کے منافی ہے اور ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر اس کا قصد یہ ہو کہ مثلاً آدھے دن بعد نکلے گا اور پھر فوراً لوٹے گا اگرچہ اس کی واپسی رات ہونے کے بعد ہو تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ مگر اس صورت میں کہ اس کا اس طرح نکلنا اتنا تکرار ہو کہ عرفاً یہ کہا جائے کہ دو یا اس سے زیادہ جگہ قیام پذیر ہے۔

(۱۳۲۵) اگر کسی مسافر کا کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ نہ ہو، مثلاً اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر اس کا ساتھی آ گیا یا رہنے کو اچھا مکان مل گیا تو دس دن وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۲۶) جب کوئی شخص کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہو اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے وہاں رہنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو گی اور اس کا یہ احتمال عقلاء کے نزدیک معقول ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۲۷) اگر مسافر کو علم ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں مثلاً دس یا دس سے زیادہ دن باقی ہیں اور کسی جگہ مہینے کے آخر تک رہنے کا ارادہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ لیکن اگر اسے علم نہ ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں اور مہینے کے آخر تک وہاں رہنے کا ارادہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اگرچہ جس وقت اس نے ارادہ کیا تھا اس وقت سے مہینے کے آخری دن تک دس یا اس سے زیادہ دن بنتے ہوں۔

(۱۳۲۸) اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو کہ وہاں رہے یا کہیں اور چلا جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ لیکن اگر ایک چار رکعتی نماز پڑنے کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو جائے تو ضروری ہے کہ جس وقت تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۲۹) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو روزہ رکھ لے اور ظہر کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے جبکہ اس نے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لی ہو تو جب تک وہاں رہے اس کے روزے

درست ہیں اور ضروری ہے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر اس نے چار رکعتی نماز نہ پڑھی ہو تو احتیاطاً اس دن کا روزہ پورا کرنا نیز اس کی قضا رکھنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور بعد کے دنوں میں وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔

(۱۳۳۰) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے اور شک کرے کہ وہاں رہنے کا ارادہ ترک کرنے سے پہلے ایک چار رکعتی نماز پڑھی تھی یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۱) اگر کوئی مسافر نماز کو قصر کر کے پڑھنے کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران مصمم ارادہ کر لے کہ دس یا اس سے زیادہ دن وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ نماز کو چار رکعتی پڑھ کر ختم کرے۔

(۱۳۳۲) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو پہلی چار رکعتی نماز کے دوران اپنے ارادے سے باز آ جائے اور ابھی تیسری رکعت میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ دو رکعتی پڑھ کر ختم کرے اور اپنی باقی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر تیسری رکعت میں مشغول ہو گیا ہو اور رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو بصورت قصر ختم کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہو تو اپنی نماز توڑ سکتا ہے یا مکمل کر سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نماز کو دوبارہ قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۳) جس مسافر نے دس دن کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا ہو اگر وہاں دس سے زیادہ دن رہے تو جب تک وہاں سے سفر نہ کرے ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ دوبارہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے۔

(۱۳۳۴) جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ واجب روزے رکھے اور مستحب روزہ بھی رکھ سکتا ہے اور ظہر، عصر اور عشاء کی نفلیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۳۵) اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد یا وہاں دس دن رہنے کے بعد اگرچہ اس نے ایک بھی پوری نماز نہ پڑھی ہو یہ چاہے کہ ایک ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم فاصلے پر ہو اور پھر لوٹ آئے اور اپنی پہلی جگہ پر دس دن یا اس سے کم مدت کے لئے رہے تو ضروری ہے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔ لیکن اگر اس کا اپنی اقامت کے مقام پر واپس آنا فقط اس وجہ سے ہو کہ وہ اس سفر کے راستے میں واقع ہو اور اس کا سفر شرعی مسافت کا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ جانے اور آنے کے دوران اور ٹھہرنے کی جگہ میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۶) اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی نماز ادا پڑھنے کے بعد چاہے کہ کسی اور جگہ چلا جائے جس کا فاصلہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دس دن وہاں رہے تو ضروری ہے کہ دوران سفر اور اس جگہ جہاں پر وہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اپنی نمازیں پوری پڑھے۔ لیکن اگر وہ جگہ جہاں وہ جانا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ دور ہو تو ضروری ہے کہ دوران سفر اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اگر وہ وہاں دس دن نہ رہنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنے دن وہاں رہے ان دنوں کی نمازیں بھی قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۷) اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد

کسی ایسی جگہ جانا چاہے جس کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور مذبذب ہو کہ اپنی پہلی جگہ پر واپس آئے یا نہیں یا اس جگہ واپس آنے سے بالکل غافل ہو یا یہ ارادہ ہو کہ واپس جائے گا لیکن مذبذب ہو کہ دس دن اس جگہ ٹھہرے یا نہیں یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو تو ضروری ہے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔

(۱۳۳۸) اگر کوئی مسافر اس خیال سے کہ اس کے ساتھی کسی جگہ دس دن رہنا چاہتے ہیں اس جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد اسے پتا چلے کہ اس کے ساتھیوں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا تھا تو اگرچہ وہ خود بھی وہاں رہنے کا خیال ترک کردے تو ضروری ہے کہ جب تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۳۹) اگر کوئی مسافر اتفاقاً کسی جگہ تیس دن رہ جائے مثلاً تیس کے تیس دنوں میں وہاں سے چلے جانے یا وہاں رہنے کے بارے میں مذبذب رہا ہو تو تیس دن گزرنے کے بعد اگرچہ وہ تھوڑی مدت ہی وہاں رہے ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۴۰) جو مسافر نو دن یا اس سے کم مدت کے لئے ایک جگہ رہنا چاہتا ہو اگر وہ اس جگہ نو دن یا اس سے کم مدت گزارنے کے بعد نو دن یا اس سے کم مدت کے لئے دوبارہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور اسی طرح تیس دن گزر جائیں تو ضروری ہے کہ اکتیسویں دن پوری نماز پڑھے۔

(۱۳۴۱) تیس دن گزرنے کے بعد مسافر کو اس صورت میں نماز پوری پڑھنی ضروری ہے جب وہ تیس دن ایک ہی جگہ رہا ہو۔ پس اگر اس نے اس مدت کا کچھ حصہ ایک جگہ اور کچھ حصہ دوسری جگہ گزارا ہو تو تیس دن کے بعد بھی اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

متفرق مسائل

(۱۳۴۲) مسافر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور کوفہ کے پورے شہروں میں اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے حرم میں بھی قبر مطہر سے تقریباً ساڑھے گیارہ میٹر کے اطراف میں اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۴۳) اگر کوئی ایسا شخص جسے معلوم ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے ان چار جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے کسی اور جگہ جان بوجھ کر پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول جائے کہ مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور پوری نماز پڑھ لے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن بھول جانے کی صورت میں اگر اسے نماز کے وقت کے بعد یہ بات یاد آئے تو اس نماز کا قضا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۳۴۴) جو شخص جانتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے، اگر وہ غلطی سے پوری نماز پڑھ لے اور بروقت متوجہ ہو جائے تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر وقت گزرنے کے بعد متوجہ ہو تو

احتیاط کی بنا پر قضا کرنا ضروری ہے۔

(۱۳۴۵) جو مسافر یہ نہ جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے، اگر وہ پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۳۴۶) جو مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے، اگر وہ قصر نماز کے بعض خصوصیات سے ناواقف ہو، مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ کے سفر میں نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے تو اگر وہ پوری نماز پڑھ لے اور نماز کے وقت میں اس مسئلے کا پتا چل جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس کی قضا کرے لیکن اگر نماز کا وقت گزرنے کے بعد اسے معلوم ہو تو اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

(۱۳۴۷) اگر ایک مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور وہ اس گمان میں پوری نماز پڑھ لے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے پتا چلے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا تھا تو ضروری ہے کہ جو نماز پوری پڑھی ہو اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے اس بات کا پتا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چلے تو قضا ضروری نہیں۔

(۱۳۴۸) اگر کوئی شخص بھول جائے کہ وہ مسافر ہے اور پوری نماز پڑھ لے اور اسے نماز کے وقت کے اندر ہی یاد آ جائے تو اسے چاہئے کہ قصر کر کے پڑھے اور اگر نماز کے وقت کے بعد یاد آئے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب نہیں۔

(۱۳۴۹) جس شخص کو پوری نماز پڑھنی ضروری ہے اگر وہ اسے قصر کر کے پڑھے تو اس کی نماز ہر صورت میں باطل ہے۔ اگرچہ یہ حکم — ایسے مسافر کے لئے ہے جو کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مسئلے کا حکم نہ جاننے کی وجہ سے نماز قصر کر کے پڑھی ہو — احتیاط واجب کی بنا پر ہے۔

(۱۳۵۰) اگر ایک شخص چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ وہ تو مسافر ہے یا اس امر کی طرف متوجہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کردے اور اگر تیسری رکعت مکمل کر چکا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لئے بھی وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے اور اگر وقت نہ ہو تو نماز کو قصر صورت میں قضا کرے۔

(۱۳۵۱) اگر کسی مسافر کو "نماز مسافر" کی بعض خصوصیات کا علم نہ ہو مثلاً وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اگر چار فرسخ تک جائے اور واپسی میں چار فرسخ کا فاصلہ طے کرے تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے اور چار رکعت والی نماز کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے مسئلہ اس کی سمجھ میں آ جائے تو ضروری ہے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کردے اور اگر وہ رکوع میں اس امر کی جانب متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اس صورت میں اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لئے بھی وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۵۲) جس مسافر کو پوری نماز پڑھنی ضروری ہو اگر وہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے دو رکعتی نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو ضروری ہے کہ چار رکعتیں پڑھ کر نماز کو تمام کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ختم ہونے کے بعد دوبارہ اس نماز کو چار رکعتی پڑھے۔

(۱۳۵۳) جس مسافر نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اگر وہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور جو شخص مسافر نہ ہو اگر اس نے نماز کے اول وقت میں نماز نہ پڑھی ہو اور سفر اختیار کرے تو ضروری ہے کہ سفر میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۵۴) جس مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنا ضروری ہو اگر اس کی ظہر، عصر یا عشاء کی نماز قضا ہو جائے تو اگرچہ وہ اس کی قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی دو رکعتی قضا کرے۔ اگر ان تین نمازوں میں سے کسی ایسے شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو ضروری ہے کہ چار رکعتی قضا بجالائے اگرچہ یہ قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں ہو۔

(۱۳۵۵) مستحب ہے کہ مسافر ہر قصر نماز کے بعد تیس مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے اور اگرچہ یہ ذکر ہر واجب نماز کی تعقیب میں مستحب ہے لیکن اس مورد میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے بلکہ بہتر ہے کہ مسافر ان نمازوں کی تعقیب میں یہی ذکر ساٹھ مرتبہ پڑھے۔

قضا نماز

(۱۳۵۶) جس شخص نے اپنی یومیہ نمازیں ان کے وقت میں نہ پڑھی ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے اگرچہ وہ نماز کے پورے وقت کے دوران سویا رہا ہو یا اس نے مدہوشی کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو اور یہی حکم ہر دوسری واجب نماز کا ہے جسے اس کے وقت میں نہ پڑھا ہو۔ حتیٰ کہ احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے اس نماز کا جو منت ماننے کی وجہ سے معین وقت میں اس پر واجب ہو چکی ہو۔ لیکن نماز عید الفطر اور نماز عید قربان کی قضا نہیں ہے۔ ایسے ہی جو نمازیں کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا واجب نہیں خواہ وہ یومیہ نمازیں ہوں یا کوئی اور ہوں اور نماز آیات کی قضا کا حکم بعد میں آئے گا۔

(۱۳۵۷) اگر کسی شخص کو نماز کے وقت کے بعد پتا چلے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ باطل تھی تو ضروری ہے کہ اس نماز کی قضا کرے۔

(۱۳۵۸) جس شخص کی نماز قضا ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا پڑھنے میں کوتاہی نہ کرے البتہ اس کا فوراً پڑھنا واجب نہیں ہے۔

(۱۳۵۹) جس شخص پر کسی نماز کی قضا واجب ہو وہ مستحب نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۶۰) اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ قضا نماز اس کے ذمے ہے یا جو نمازیں پڑھ چکا ہے وہ صحیح نہیں تھیں تو مستحب ہے کہ احتیاطاً ان نمازوں کی قضا کرے۔

(۱۳۶۱) یومیہ نمازوں کی قضا میں ترتیب لازم نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے۔ مثلاً ایک دن کی نماز ظہر و عصر یا مغرب و عشاء۔

(۱۳۶۲) اگر کوئی شخص چاہے کہ یومیہ نمازوں کے علاوہ چند نمازوں مثلاً نماز آیات کی قضا کرے یا مثال کے طور پر چاہے کہ کسی ایک یومیہ نماز کی اور چند غیر یومیہ نمازوں کی قضا کرے تو ان کا ترتیب کے ساتھ قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۳۶۳) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس نے ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھی لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ ظہر کی نماز تھی یا عشاء کی تو اگر وہ ایک چار رکعتی نماز اس نماز کی قضا کی نیت سے پڑھے جو اس نے نہیں پڑھی تو کافی ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ نماز بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

(۱۳۶۴) مثال کے طور پر اگر کسی کی چند صبح کی نمازیں یا چند ظہر کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وہ ان کی تعداد نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ وہ تین تھیں، چار تھیں یا پانچ تو اگر وہ چھوٹے عدد کے حساب سے پڑھ لے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنی نمازیں پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ ساری قضا نمازیں پڑھ لی ہیں۔ مثلاً اگر وہ بھول گیا ہو کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی تھیں اور اسے یقین ہو کہ دس سے زیادہ نہ تھیں تو احتیاطاً صبح کی دس نمازیں پڑھے۔

(۱۳۶۵) جس شخص کی گزشتہ دنوں کی فقط ایک نماز قضا ہوئی ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ اگر اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو پہلے قضا پڑھے اور اس کے بعد اس دن کی نماز میں مشغول ہو۔ نیز اگر اس کی گزشتہ دنوں کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو لیکن اسی دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو اگر اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس دن کی قضا نمازیں ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

(۱۳۶۶) اگر کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے یاد آئے کہ اسی دن کی ایک یا زیادہ نمازیں اس سے قضا ہو گئی ہیں یا گزشتہ دنوں کی صرف ایک قضا نماز اس کے ذمے ہے تو اگر وقت وسیع ہو اور نیت کو قضا نماز کی طرف پھیرنا ممکن ہو اور اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قضا نماز کی نیت کر لے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس دن کی صبح کی نماز قضا ہوئی ہے اور ظہر کی نماز کا وقت فضیلت بھی تنگ نہ ہو تو نیت کو صبح کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز کو دو رکعتی تمام کرے اور اس کے بعد نماز ظہر پڑھے۔ ہاں اگر وقت فضیلت تنگ ہو یا نیت کو قضا نماز کی طرف نہ پھیر سکتا ہو مثلاً نماز ظہر کی تیسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آئے کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی تو چونکہ اگر وہ نماز صبح کی نیت کرنا چاہے تو ایک رکوع جو کہ رکن ہے زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے نیت کو صبح کی قضا کی طرف نہ پھیرے۔

(۱۳۶۷) اگر گزشتہ دنوں کی قضا نمازیں ایک شخص کے ذمے ہوں اور اس دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں بھی اس سے قضا ہو گئی ہوں اور ان سب نمازوں کو پڑھنے کے لئے اس کے پاس وقت نہ ہو یا وہ ان سب کو اسی دن نہ پڑھنا چاہتا ہو تو مستحب ہے کہ اس دن کی قضا نمازوں کو ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

(۱۳۶۸) جب تک انسان زندہ ہے خواہ وہ اپنی قضا نمازیں پڑھنے سے قاصر ہی کیوں نہ ہو کوئی دوسرا شخص

اس کی قضا نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔

(۱۳۶۹) قضا نماز با جماعت بھی پڑھی جا سکتی ہے خواہ امام جماعت کی نماز ادا ہو یا قضا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی نماز پڑھیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص صبح کی قضا نماز کو امام کی نماز ظہر یا نماز عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۳۷۰) مستحب ہے کہ سمجھدار بچے کو (یعنی اس بچے کو جو برے بھلے کی سمجھ رکھتا ہو) نماز پڑھنے اور دوسری عبادات بجالانے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسے قضا نمازیں پڑھنے پر بھی آمادہ کیا جائے۔

باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں

(۱۳۷۱) اگر باپ نے اپنی کچھ نمازیں نہ پڑھی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے پر قادر ہو تو اگر اس نے امر خداوندی کی نافرمانی کرتے ہوئے ان کو ترک نہ کیا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کی قضا نمازیں پڑھے یا کسی کو اجرت دے کر پڑھوائے اور ماں کی قضا نمازیں اس پر واجب نہیں، اگرچہ بہتر ہے۔

(۱۳۷۲) اگر بڑے بیٹے کو شک ہو کہ کوئی قضا نماز اس کے باپ کے ذمے تھی یا نہیں تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

(۱۳۷۳) اگر بڑے بیٹے کو معلوم ہو کہ اس کے باپ کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور شک ہو کہ اس نے وہ پڑھی تھیں یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے۔

(۱۳۷۴) اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون سا ہے تو باپ کی نمازوں کی قضا کسی بیٹے پر بھی واجب نہیں ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ بیٹے باپ کی قضا نمازیں آپس میں تقسیم کر لیں یا انہیں بجالانے کے لئے قرعہ اندازی کر لیں۔

(۱۳۷۵) اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کی قضا نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے (یعنی کسی سے اجرت پر نمازیں پڑھوائی جائیں) اور اس کی وصیت شرعاً صحیح ہو تو اسکے بڑے بیٹے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

(۱۳۷۶) اگر بڑا بیٹا اپنی ماں کی قضا نمازیں پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ بلند آواز سے یا آہستہ نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔ پس ضروری ہے کہ اپنی ماں کی صبح، مغرب اور عشاء کی قضا نمازیں بلند آواز سے پڑھے۔

(۱۳۷۷) جس شخص کے ذمے کسی نماز کی قضا ہو، اگر وہ باپ اور ماں کی نمازیں بھی قضا کرنا چاہے تو ان میں سے جو بھی پہلے بجالائے صحیح ہے۔

(۱۳۷۸) اگر باپ کے مرنے کے وقت بڑا بیٹا نابالغ یا دیوانہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ جب بالغ یا عاقل ہو جائے تو باپ کی قضا نمازیں پڑھے۔

(۱۳۷۹) اگر بڑا بیٹا باپ کی قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے تو دوسرے بیٹے پر کچھ واجب نہیں۔

نماز جماعت

(۱۳۸۰) یومیہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور صبح، مغرب و عشاء کی نمازوں کے لئے، خصوصاً مسجد کے پڑوس میں رہنے والے اور مسجد کی اذان کی آواز سننے والے کے لئے بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ باقی واجب نمازوں کو بھی جماعت سے ادا کیا جائے۔ البتہ نماز طواف اور چاند و سورج گہن کے علاوہ نماز آیات میں یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ شریعت نے جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے یا نہیں۔

(۱۳۸۱) معتبر روایات کے مطابق با جماعت نماز فرادیٰ نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔

(۱۳۸۲) بے اعتنائی برتتے ہوئے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بغیر عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔

(۱۳۸۳) مستحب ہے کہ انسان صبر کرے تاکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور وہ با جماعت نماز جو مختصر پڑھی جائے اس فرادیٰ نماز سے بہتر ہے جو طول دیکر پڑھی جائے اور نماز با جماعت اس نماز سے بہتر ہے جو اول وقت میں فرادیٰ یعنی تنہا پڑھی جائے اور وقت فضیلت کے بعد پڑھی جانے والی جماعت کا، فضیلت کے وقت میں پڑھی جانے والی فرادیٰ سے بہتر ہونا معلوم نہیں۔

(۱۳۸۴) جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو مستحب ہے کہ جس شخص نے تنہا نماز پڑھی ہو وہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر اسے بعد میں پتا چلے کہ اس کی پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے۔

(۱۳۸۵) اگر امام جماعت یا مقتدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہے تو اگرچہ اس کا مستحب ہونا ثابت نہیں۔ لیکن رجاءً دوبارہ پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۱۳۸۶) جس شخص کو نماز میں اس قدر وسوسہ ہوتا ہو کہ اس نماز کے باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہو اور صرف جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے وسوسے سے نجات ملتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۱۳۸۷) اگر باپ یا ماں اپنی اولاد کو حکم دیں کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ البتہ جب بھی والدین کی طرف سے کوئی حکم یا روک ٹوک محبت کی وجہ سے ہو اور اس کی مخالفت سے انہیں اذیت ہوتی ہو تو اولاد کے لئے ان کی مخالفت کرنا حرام ہے۔

(۱۳۸۸) مستحب نماز کسی بھی جگہ احتیاط کی بنا پر جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جا سکتی لیکن نماز استسقاء جو طلب باران کے لئے پڑھی جاتی ہے جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور اسی طرح وہ نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں جو پہلے واجب رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے مستحب ہو گئی ہو، مثلاً نماز عید الفطر اور نماز عید قربان

جوامام مہدی علیہ السلام کے زمانے تک واجب تھی اوران کی غیبت کی وجہ سے مستحب ہوگئی ہے۔

(۱۳۸۹) جس وقت امام جماعت یومیہ نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتدا کوئی سی بھی یومیہ نماز میں کی جاسکتی ہے۔

(۱۳۹۰) اگر امام جماعت یومیہ نماز میں سے قضا شدہ اپنی یا کسی دوسرے شخص کی ایسی نماز کی قضا پڑھ رہا ہو جس کا قضا ہونا یقینی ہو تو اس کی اقتدا کی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی یا کسی دوسرے کی نماز احتیاطاً پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتدا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ مقتدی بھی احتیاطاً پڑھ رہا ہو اور امام کی احتیاط کا سبب مقتدی کی احتیاط کا بھی سبب ہو لیکن ضروری نہیں ہے کہ مقتدی کی احتیاط کا کوئی دوسرا سبب نہ ہو۔

(۱۳۹۱) اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ جو نماز امام پڑھ رہا ہے وہ واجب پنجگانہ نمازوں میں سے ہے یا مستحب نماز ہے تو اس نماز میں اس امام کی اقتدا نہیں کی جاسکتی۔

(۱۳۹۲) جماعت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان اور اسی طرح ایک مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اس مقتدی اور امام کے درمیان واسطہ ہو کوئی چیز حائل نہ ہو اور حائل چیز سے مراد وہ چیز ہے جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کرے خواہ دیکھنے میں مانع ہو جیسے کہ پردہ یا دیوار وغیرہ یا دیکھنے میں حائل نہ ہو جیسے شیشہ۔ پس اگر نماز کی تمام یا بعض حالتوں میں امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اتصال کا ذریعہ ہو کوئی ایسی چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہوگی اور جیسا کہ بعد میں ذکر ہوگا عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

(۱۳۹۳) اگر پہلی صف کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ امام جماعت کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کرسکتے ہیں اور اسی طرح اگر دوسری صفوں میں سے کسی صف کی لمبائی کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کرسکتے ہیں۔

(۱۳۹۴) اگر جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازے کے سامنے صف کے پیچھے کھڑا ہو اس کی نماز صحیح ہے۔ نیز جو اشخاص اس شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر امام جماعت کی اقتدا کر رہے ہوں ان کی نماز بھی صحیح ہے بلکہ ان لوگوں کی نماز بھی صحیح ہے جو دونوں طرف کھڑے نماز پڑھ رہے ہوں اور کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے جماعت سے متصل ہوں۔

(۱۳۹۵) جو شخص ستون کے پیچھے کھڑا ہو اگر وہ دائیں یا بائیں طرف سے کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے امام جماعت سے اتصال نہ رکھتا ہو تو وہ اقتدا نہیں کرسکتا۔

(۱۳۹۶) امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ ضروری ہے کہ مقتدی کی جگہ سے زیادہ اونچی نہ ہو لیکن اگر معمولی اونچی ہو تو حرج نہیں۔ نیز اگر ڈھلوان زمین ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو زیادہ بلند ہو تو اگر ڈھلوان زیادہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۳۹۷) اگر مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اس قدر اونچی ہو کہ یہ نہ کہا

جاسکے کہ وہ ایک جگہ جمع ہوئے ہیں تو جماعت صحیح نہیں ہے۔

(۱۳۹۸) اگر جماعت میں اتصال کا ذریعہ ایک سمجھدار بچہ یعنی ایسا بچہ جو اچھے برے کی سمجھ رکھتا ہو اور وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ اس کی نماز باطل ہے تو اقتدا کرسکتے ہیں۔ یہی حکم غیر شیعہ اثناعشری شخص کے لئے اس صورت میں ہے جب اس کے مذہب کے مطابق اس کی نماز غلط نہ ہو۔

(۱۳۹۹) امام کی تکبیر کے بعد اگر اگلی صف کے لوگ نماز کے لئے تیار ہوں اور تکبیر کہنے ہی والے ہوں تو جو شخص پچھلی صف میں کھڑا ہو وہ تکبیر کہہ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے تاکہ اگلی صف والے تکبیر کہہ لیں۔

(۱۴۰۰) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ اگلی صفوں میں سے ایک صف کی نماز باطل ہے تو وہ پچھلی صفوں میں اقتدا نہیں کرسکتا لیکن اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ اس صف کے لوگوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں تو اقتدا کرسکتا ہے۔

(۱۴۰۱) جب کوئی شخص جانتا ہو کہ امام کی نماز باطل ہے، مثلاً اسے علم ہو کہ امام وضو سے نہیں ہے تو خواہ امام خود اس امر کی جانب متوجہ نہ بھی ہو وہ شخص اس کی اقتدا نہیں کرسکتا۔

(۱۴۰۲) اگر مقتدی کو نماز کے بعد پتا چلے کہ امام عادل نہ تھا یا کافر تھا یا کسی وجہ سے مثلاً وضو نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نماز باطل تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۰۳) اگر کوئی شخص نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے اقتدا کی ہے یا نہیں چنانچہ علامتوں کی وجہ سے اسے اطمینان ہو جائے کہ اقتدا کی ہے، تو ضروری ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہی ختم کرے، بصورت دیگر ضروری ہے کہ نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کرے۔

(۱۴۰۴) اگر نماز کے دوران مقتدی کسی عذر کے بغیر فرادیٰ کی نیت کرے تو اس کی جماعت کے صحیح ہونے میں اشکال ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔ مگر یہ کہ اس نے فرادیٰ نماز میں اس کا جو فریضہ ہے، اس پر عمل نہ کیا ہو۔ تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دہرائے۔ لیکن اگر کسی ایسی چیز کو کم یا زیادہ کردیا جو عذر کی صورت میں نماز کو باطل نہیں کرتی۔ مثلاً اگر نماز کی ابتدا سے فرادیٰ کی نیت نہ ہو اور قرأت بھی نہ کی ہو لیکن رکوع میں اسے قصد کرنا پڑے تو ایسی صورت میں فرادیٰ کی نیت سے نماز ختم کرسکتا ہے اور اسے دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر پیش نماز کی پیروی کے لئے ایک سجدہ زیادہ ہو گیا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔

(۱۴۰۵) اگر مقتدی امام کے الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے فرادیٰ کی نیت کرے تو الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی عذر کے بغیر یا (امام کے) الحمد اور سورہ ختم کرنے سے پہلے فرادیٰ کی نیت کرے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مکمل الحمد اور سورہ پڑھے۔

(۱۴۰۶) اگر کوئی شخص نماز جماعت کے دوران فرادیٰ کی نیت کرے تو پھر وہ دوبارہ جماعت کی نیت نہیں کرسکتا۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت ہے جب مذبذب ہو کہ فرادیٰ کی نیت کرے یا نہ کرے اور بعد میں نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرنے کا مصمم ارادہ کرے۔

(۱۴۰۷) اگر کوئی شخص شک کرے کہ نماز کے دوران اس نے فرادیٰ کی نیت کی ہے یا نہیں تو ضروری ہے

کہ یہ سمجھ لے کہ اس نے فرادیٰ کی نیت نہیں کی۔

(۱۴۰۸) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور امام کے رکوع میں شریک ہو جائے اگرچہ امام نے رکوع کا ذکر پڑھ لیا ہو اس شخص کی نماز صحیح ہے اور وہ ایک رکعت شمار ہوگی لیکن اگر وہ شخص بقدر رکوع کے جھکے تاہم امام کو رکوع میں نہ پا سکے تو وہ شخص اپنی نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کر سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اگلی رکعت میں امام سے ملنے کے لئے نماز کو توڑ دے۔

(۱۴۰۹) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور بقدر رکوع کے جھکے اور شک کرے کہ امام کے رکوع میں شریک ہوا ہے یا نہیں تو اگر یہ شک رکوع ختم کرنے کے بعد ہوا ہو تو اس کی جماعت صحیح ہے۔ اس کے علاوہ دوسری صورت میں نماز فرادیٰ کی نیت سے پوری کر سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اگلی رکعت میں امام سے ملنے کے لئے نماز توڑ دے۔

(۱۴۱۰) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور اس سے پہلے کہ وہ بقدر رکوع جھکے، امام رکوع سے سر اٹھالے تو اسے اختیار ہے کہ فرادیٰ کی نیت کر کے نماز پوری کرے یا قربت مطلقہ کی نیت سے امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور سجدے کے بعد قیام کی حالت میں تکبیرۃ الاحرام اور کسی ذکر کا قصد کئے بغیر دوبارہ تکبیر کہے اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھے یا اگلی رکعت میں جماعت میں شریک ہونے کے لئے نماز توڑ دے۔

(۱۴۱۱) اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا میں یا الحمد اور سورہ کے دوران اقتدا کرے اور اتفاقاً اس سے پہلے کہ وہ رکوع میں جائے امام اپنا سر رکوع سے اٹھالے تو اس شخص کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۱۲) اگر کوئی شخص نماز کے لئے ایسے وقت پہنچے جب امام نماز کا آخری تشہد پڑھ رہا ہو اور وہ شخص چاہتا ہو کہ نماز جماعت کا ثواب حاصل کرے تو ضروری ہے کہ نیت باندھے اور تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد بیٹھ جائے اور قربت مطلقہ کی نیت سے تشہد امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر سلام نہ کہے اور انتظار کرے تاکہ امام نماز کا سلام پڑھ لے۔ اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہو جائے اور دوبارہ نیت کئے بغیر اور تکبیر کہے بغیر الحمد اور سورہ پڑھے اور اسے اپنی نماز کی پہلی رکعت شمار کرے۔

(۱۴۱۳) مقتدی کو امام سے آگے نہیں کھڑا ہونا چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر مقتدی زیادہ ہوں تو امام کے برابر نہ کھڑے ہوں۔ لیکن اگر مقتدی ایک آدمی ہو تو امام کے برابر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۱۴) اگر امام مرد اور مقتدی عورت ہو تو اگر اس عورت اور امام کے درمیان یا عورت اور دوسرے مرد مقتدی کے درمیان جو عورت اور امام کے درمیان اتصال کا ذریعہ ہو، پردہ وغیرہ لٹکا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۱۵) اگر نماز شروع ہونے کے بعد امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو پردہ یا کوئی دوسری چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو جاتی ہے اور لازم ہے کہ مقتدی فرادیٰ نماز کے وظیفے پر عمل کرے۔

(۱۴۱۶) احتیاط واجب ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے بیچ ایک

لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر انسان ایک ایسے مقتدی کے توسط سے جو اس کے آگے کھڑا ہو امام سے متصل ہو تب بھی یہی حکم ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ اور اس سے آگے والے شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جو انسان کے حالت سجدہ میں جانے پر ہوتا ہے۔

(۱۴۱۷) اگر مقتدی کسی ایسے شخص کے توسط سے امام سے متصل ہو جس نے اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو اور سامنے سے امام سے متصل نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس شخص سے جس نے اس کی دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو ایک لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلے پر نہ ہو۔

(۱۴۱۸) اگر نماز کے دوران مقتدی اور امام یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو ایک لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ اپنی نماز فرادیٰ کی نیت سے جاری رکھ سکتا ہے۔

(۱۴۱۹) جو لوگ اگلی صف میں ہوں اگر ان سب کی نماز ختم ہو جائے اور وہ فوراً دوسری نماز کے لئے امام کی اقتدا نہ کریں تو پچھلی صف والوں کی نیت جماعت باطل ہو جاتی ہے بلکہ اگر فوراً ہی اقتدا کر لیں تب بھی پچھلی صف کی جماعت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۱۴۲۰) اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اقتدا کرے تو اس کے لئے الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں۔ البتہ قنوت اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کے تلووں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنے اٹھالے اور تشہد کے بعد ضروری ہے کہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورے کے لئے وقت نہ رکھتا ہو تو الحمد کو تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے اور اگر پوری الحمد پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو الحمد کو ادھورا چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو فرادیٰ کی نیت سے پڑھے۔

(۱۴۲۱) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت پڑھا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اپنی نماز کی دوسری رکعت میں جو امام کی تیسری رکعت ہوگی دو سجدوں کے بعد بیٹھ جائے اور واجب مقدار میں تشہد پڑھے اور پھر کھڑا ہو اور اگر تین دفعہ تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ ایک دفعہ پڑھے اور رکوع میں اپنے آپ کو امام کے ساتھ شریک کرے۔

(۱۴۲۲) اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور مقتدی جانتا ہو کہ اگر اقتدا کرے گا اور الحمد پڑھے گا تو امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہو سکے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ امام کے رکوع میں جانے تک انتظار کرے اس کے بعد اقتدا کرے۔

(۱۴۲۳) اگر کوئی شخص امام کے تیسری یا چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں ہونے کے وقت اقتدا کرے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورہ پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ الحمد تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر پوری الحمد پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو الحمد

کو ادھورا چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوسکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ فرادیٰ کی نیت سے نماز پوری کرے۔

(۱۴۲۴) اگر ایک شخص جانتا ہو کہ اگر وہ سورہ یا قنوت پڑھے تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا اور وہ عمداً سورہ یا قنوت پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو تو اس کی جماعت باطل ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ وہ فرادیٰ طور پر نماز پڑھے۔

(۱۴۲۵) جس شخص کو اطمینان ہو کہ اگر سورہ شروع کرے یا اسے تمام کرے تو وہ رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو اگر زیادہ دیر نہ ہورہی ہو تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ سورہ شروع کرے یا اگر شروع کیا ہو تو اسے تمام کرے لیکن اگر اتنی زیادہ دیر ہورہی ہو کہ اسے امام کا مقتدی نہ کہا جاسکے تو ضروری ہے کہ اسے شروع نہ کرے اور اگر شروع کر چکا ہو تو اسے پورا نہ کرے ورنہ اس کی جماعت باطل ہو جائے گی۔ البتہ اگر اس نے مسئلہ ۱۴۲۳ میں بتائے گئے طریقے کے مطابق فرادیٰ کے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۲۶) جو شخص یقین رکھتا ہو کہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے گا اور امام کی اقتدا ختم نہیں ہوگی، لہذا اگر وہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہوسکے تو اس کی جماعت صحیح ہے۔

(۱۴۲۷) اگر امام قیام کی حالت میں ہو اور مقتدی کو علم نہ ہو کہ وہ کونسی رکعت میں ہے تو وہ اقتدا کرسکتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے، لیکن ضروری ہے کہ انہیں قربۃ کی نیت سے پڑھے۔

(۱۴۲۸) اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں ہے الحمد اور سورہ نہ پڑھے اور رکوع کے بعد اسے پتا چل جائے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں تھا تو مقتدی کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر اسے رکوع سے پہلے اس بات کا پتا چل جائے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر وقت تنگ ہو تو مسئلہ ۱۴۲۳ کے مطابق عمل کرے۔

(۱۴۲۹) اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے الحمد اور سورہ پڑھے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہے اور رکوع سے پہلے یا اس کے بعد اسے پتا چلے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں تھا تو مقتدی کی نماز صحیح ہے اور اگر یہ بات اسے الحمد اور سورہ پڑھتے ہوئے معلوم ہو تو ان کا تمام کرنا اس کے لئے ضروری نہیں۔

(۱۴۳۰) اگر کوئی شخص مستحب نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ اگر مستحب نماز کو تمام کرے گا تو جماعت کے ساتھ شریک ہوسکے گا تو مستحب یہ ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اسے چھوڑ دے اور نماز جماعت میں شامل ہو جائے چاہے یہ کام پہلی رکعت میں شریک ہونے کے لئے ہی کرے۔

(۱۴۳۱) اگر کوئی شخص تین رکعتی یا چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو اور اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز کو پورا کرے گا تو جماعت میں شریک ہوسکے گا تو مستحب ہے کہ مستحب نماز کی نیت کے ساتھ اس نماز کو دو رکعت پر ختم کردے اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے۔

(۱۴۳۲) اگر امام کی نماز ختم ہو جائے اور مقتدی تشہد یا پہلا سلام پڑھنے میں مشغول ہو تو اس کے لئے

فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرنا لازم نہیں۔

(۱۴۳۳) جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب امام آخری رکعت کا تشہد پڑھ رہا ہو تو ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کے تلووں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنوں کو بلند کرے اور امام کے سلام پڑھنے تک انتظار کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اگر اسی وقت فرادیٰ کا قصد کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں۔

امام جماعت کی شرائط

(۱۴۳۴) امام جماعت کے لئے ضروری ہے کہ بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل اور حلال زادہ ہو اور نماز صحیح پڑھ سکتا ہو نیز اگر مقتدی مرد ہو تو اس کا امام بھی مرد ہونا ضروری ہے اور دس سالہ بچے کی اقتدا صحیح ہونا اگرچہ وجہ سے خالی نہیں، لیکن اشکال سے بھی خالی نہیں ہے۔ عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان واجبات کو انجام دے اور حرام کاموں کو ترک کرے اور کسی کا حُسنِ ظاہر ہی اس کی علامت ہے جبکہ اس کے برخلاف بات کی اطلاع نہ ہو۔

(۱۴۳۵) جو شخص پہلے ایک امام کو عادل سمجھتا تھا، اگر شک کرے کہ وہ اب بھی اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہیں تب بھی اس کی اقتدا کرسکتا ہے۔

(۱۴۳۶) جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کرسکتا جو بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کرسکتا جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہو۔

(۱۴۳۷) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ اس شخص کی اقتدا کرسکتا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو لیکن جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اس کا کسی بھی شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا محل اشکال ہے، چاہے امام کھڑا ہوا ہو، بیٹھا ہوا ہو یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو۔

(۱۴۳۸) اگر امام جماعت کسی عذر کی وجہ سے نجس لباس یا تیمم یا جبیرے کے وضو سے نماز پڑھے تو اس کی اقتدا کی جاسکتی ہے۔

(۱۴۳۹) اگر امام کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کی وجہ سے پیشاب اور پاخانہ نہ روک سکتا ہو تو اس کی اقتدا کی جاسکتی ہے نیز جو عورت مستحاضہ نہ ہو وہ مستحاضہ عورت کی اقتدا کرسکتی ہے۔

(۱۴۴۰) بہتر ہے کہ جو شخص جذام یا برص کا مریض ہو وہ امام جماعت نہ بنے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس شخص پر شرعی حد جاری ہو چکی ہو اور وہ توبہ بھی کر چکا ہو اس کی اقتدا نہ کی جائے۔

نماز جماعت کے احکام

(۱۴۴۱) نماز کی نیت کرتے وقت ضروری ہے کہ مقتدی امام کو معین کرے لیکن امام کا نام جاننا ضروری نہیں اور اگر نیت کرے کہ میں موجودہ امام جماعت کی اقتدا کرتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۴۲) ضروری ہے کہ مقتدی الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کی سب چیزیں خود پڑھے۔ لیکن اگر اسکی پ
اور دوسری رکعت امام کی تیسری اور چوتھی رکعت ہو تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ بھی پڑھے۔

(۱۴۴۳) اگر مقتدی نماز صبح، مغرب وعشاء کی پہلی اور دوسری رکعت میں امام کی الحمد اور سورہ پڑھنے کی آواز سن رہا ہو تو خواہ وہ کلمات کو ٹھیک طرح نہ سمجھ سکے ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ نہ پڑھے اور اگر امام کی آواز نہ سن پائے تو مستحب ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے، لیکن ضروری ہے کہ آہستہ پڑھے اور اگر سہواً بلند آواز سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۴۴) اگر مقتدی امام کی الحمد اور سورہ کی قرأت کے بعض کلمات سن لے تو جس قدر نہ سن سکے وہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۴۴۵) اگر مقتدی سہواً الحمد اور سورہ پڑھے یا یہ خیال کرتے ہوئے کہ جو آواز سن رہا ہے وہ امام کی نہیں ہے الحمد اور سورہ پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ امام کی آواز تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۴۶) اگر مقتدی شک کرے کہ امام کی آواز سن رہا ہے یا نہیں یا کوئی آواز سنے اور یہ نہ جانتا ہو کہ امام کی آواز ہے یا کسی اور کی تو وہ الحمد اور سورہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۴۴۷) مقتدی کو نماز ظہر وعصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں احتیاط کی بنا پر الحمد اور سورہ نہیں پڑھنا چاہئے اور مستحب ہے کہ ان کی بجائے کوئی ذکر پڑھے۔

(۱۴۴۸) مقتدی کو تکبیرۃ الاحرام امام سے پہلے نہیں کہنی چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک امام تکبیر مکمل نہ کر لے، مقتدی تکبیر نہ کہے۔

(۱۴۴۹) اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے سلام کہہ دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ امام کے ساتھ سلام کہے بلکہ اگر جان بوجھ کر بھی امام سے پہلے سلام کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۴۵۰) اگر مقتدی تکبیرۃ الاحرام کے علاوہ نماز کی دوسری چیزیں امام سے پہلے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر انہیں سن لے یا یہ جان لے کہ امام انہیں کس وقت پڑھتا ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ امام سے پہلے نہ پڑھے۔

(۱۴۵۱) ضروری ہے کہ مقتدی جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے علاوہ نماز کے دوسرے افعال مثلاً رکوع اور سجود امام کے ساتھ یا اس سے تھوڑی دیر بعد بجالائے اور اگر وہ ان افعال کو عمداً امام سے پہلے یا اس سے اتنی دیر بعد انجام دے کہ اسے امام کی متابعت کرنا نہ کہا جا سکے تو اس کی جماعت باطل ہوگی۔ لیکن اگر مسئلہ نمبر ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق فرادیٰ شخص کے وظیفے پر عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۲) اگر مقتدی بھول کر امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھالے اور امام رکوع میں ہی ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ ہی سر اٹھائے۔ اس صورت میں رکوع کی زیادتی جو کہ رکن ہے نماز کو باطل نہیں کرتی اور اگر وہ عمداً دوبارہ رکوع میں نہ جائے تو اس کی جماعت احتیاط واجب کی بنا پر باطل ہو جائے گی، البتہ اس کی نماز مسئلہ ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق صحیح

ہوگی۔ لیکن اگر وہ دوبارہ رکوع میں جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو امام سر اٹھالے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۵۳) اگر مقتدی سہواً سر سجدے سے اٹھالے اور دیکھے کہ امام ابھی سجدے میں ہے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ سجدے میں چلا جائے اور اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو دو سجدوں کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے جو کہ رکن ہے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(۱۴۵۴) جو شخص سہواً امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھالے اگر اسے دوبارہ سجدے میں جانے پر معلوم ہو کہ امام پہلے ہی سر اٹھا چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۵۵) اگر مقتدی غلطی سے رکوع یا سجدے سے سر اٹھالے اور سہواً یا اس خیال سے کہ دوبارہ رکوع یا سجدے میں لوٹ جانے سے امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے گا رکوع یا سجدے میں نہ جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۶) اگر مقتدی سجدے سے سر اٹھالے اور دیکھے کہ امام سجدے میں ہے اور اس خیال سے کہ یہ امام کا پہلا سجدہ ہے اور اس نیت سے کہ امام کے ساتھ سجدہ کرے، سجدے میں چلا جائے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ تھا تو یہ مقتدی کا دوسرا سجدہ شمار ہوگا اور اگر اس خیال سے سجدے میں جائے کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ امام کا پہلا سجدہ تھا تو ضروری ہے کہ اس نیت سے سجدہ تمام کرے کہ امام کے ساتھ سجدہ کر رہا ہوں اور پھر دوبارہ امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور دونوں صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرے اور پھر دوبارہ بھی پڑھے۔

(۱۴۵۷) اگر کوئی مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آ جائے تو امام کی قرأت کا کچھ حصہ سن سکے تو اگر وہ سر اٹھالے اور دوبارہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر وہ جان بوجھ کر دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی جماعت کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔ البتہ مسئلہ ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۸) اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آئے تو امام کی قرأت کا کوئی حصہ نہ سن سکے تو ضروری ہے کہ رکوع کا ذکر کہے اور اگر رکوع کا ذکر پڑھنا اس بات کا باعث ہو کہ گویا اس نے رکوع میں امام کی متابعت نہیں کی ہے تو اپنا سر اٹھالے اور امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ عمداً دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز مسئلہ نمبر ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق صحیح ہے۔

(۱۴۵۹) اگر مقتدی غلطی سے امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو ضروری ہے کہ سجدے کا ذکر پڑھے اور اگر سجدے کا ذکر پڑھنا اس بات کا باعث ہو کہ گویا سجدے میں امام کی متابعت نہیں کی تو اپنا سر اٹھالے اور امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر عمداً سجدے سے سر نہ اٹھائے تو اس کی

نماز مسئلہ نمبر۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق صحیح ہے۔

(۱۴۶۰) اگر امام غلطی سے ایک ایسی رکعت میں قنوت پڑھ دے جس میں قنوت نہ ہو یا ایک ایسی رکعت میں جس میں تشہد نہ ہو غلطی سے تشہد پڑھنے لگے تو مقتدی کو قنوت اور تشہد نہیں پڑھنا چاہئے لیکن وہ امام سے پہلے نہ رکوع میں جاسکتا ہے اور نہ امام کے کھڑا ہونے سے پہلے کھڑا ہوسکتا ہے بلکہ ضروری ہے کہ امام کے تشہد اور قنوت ختم کرنے تک انتظار کرے اور باقی ماندہ نماز اس کے ساتھ پڑھے۔

جماعت میں امام اور مقتدی کے فرائض

(۱۴۶۱) اگر مقتدی صرف ایک مرد ہو تو مستحب ہے کہ وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو اور اگر ایک عورت ہو تب بھی مستحب ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑی ہو لیکن ضروری ہے کہ امام سے کم از کم اتنا پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ امام سے اس کے سجدے کی حالت میں دوزانوں کے فاصلے پر ہو۔ اگر ایک مرد اور ایک عورت یا ایک مرد اور چند عورتیں ہوں تو مستحب ہے کہ مرد امام کی دائیں طرف اور عورت یا عورتیں امام کے پیچھے کھڑی ہوں۔ اگر چند مرد اور ایک یا چند عورتیں ہوں تو مردوں کا امام کے پیچھے اور عورتوں کا مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(۱۴۶۲) اگر امام اور مقتدی دونوں عورتیں ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سب ایک دوسری کے برابر برابر کھڑی ہوں اور امام مقتدیوں سے آگے نہ کھڑی ہو۔

(۱۴۶۳) مستحب ہے کہ امام صف کے درمیان میں آگے کھڑا ہو اور صاحبان علم و فضل اور تقویٰ و ورع پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

(۱۴۶۴) مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں منظم ہوں اور جو اشخاص ایک صف میں کھڑے ہوں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور ان کے کندھے ایک دوسرے کے کندھوں سے ملے ہوئے ہوں۔

(۱۴۶۵) مستحب ہے کہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کہنے کے بعد مقتدی کھڑے ہو جائیں۔

(۱۴۶۶) مستحب ہے کہ امام جماعت اس مقتدی کی حالت کا لحاظ کرے جو دوسروں سے کمزور ہو اور قنوت اور رکوع اور سجود کو طول نہ دے بجز اس صورت کے کہ اسے علم ہو کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے اس کی اقتدا کی ہے طول دینے کی جانب مائل ہیں۔

(۱۴۶۷) مستحب ہے کہ امام جماعت الحمد اور سورہ، نیز بلند آواز سے پڑھے جانے والے اذکار پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو اتنا بلند کرے کہ دوسرے سن سکیں لیکن ضروری ہے کہ آواز مناسب حد سے زیادہ بلند نہ کرے۔

(۱۴۶۸) اگر امام کو حالت رکوع میں معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ابھی ابھی آیا ہے اور اقتدا کرنا چاہتا ہے تو مستحب ہے کہ رکوع کو معمول سے دگنا طول دے اور پھر کھڑا ہو جائے خواہ اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اقتدا کے لئے آیا ہے۔

نماز جماعت کے مکروہات

(۱۴۶۹) اگر جماعت کی صفوں میں جگہ ہو تو انسان کے لئے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(۱۴۷۰) مقتدی کا نماز کے اذکار کو اس طرح پڑھنا کہ امام سن لے مکروہ ہے۔

(۱۴۷۱) جو مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں قصر کر کے پڑھتا ہو اس کے لئے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں ایسے شخص کی اقتدا کرے جو مسافر نہیں ہے اور جو مسافر نہ ہو اس کے لئے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں کسی مسافر کی اقتداء کرے۔

نماز آیات

(۱۴۷۲) نماز آیات جس کے پڑھنے کا طریقہ بعد میں بیان ہوگا، تین چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہے:

(۱) سورج گرہن

(۲) چاند گرہن، اگرچہ اس کے کچھ حصے کو ہی گرہن لگے اور خواہ انسان پر اس کی وجہ سے خوف بھی طاری نہ ہوا ہو۔

(۳) زلزلہ، احتیاط واجب کی بنا پر، اگرچہ اس سے کوئی بھی خوفزدہ نہ ہوا ہو۔

البتہ بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، سرخ و سیاہ آندھی اور انہی جیسی دوسری آسمانی نشانیاں جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں اور اسی طرح زمین کے حادثات مثلاً زمین کا دھنس جانا اور پہاڑوں کا گرنا جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں ان صورتوں میں بھی احتیاط مستحب کی بنا پر نماز آیات ترک نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۴۷۳) جن چیزوں کے لئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے اگر وہ ایک سے زیادہ وقوع پذیر ہو جائیں تو ضروری ہے کہ انسان ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک نماز آیات پڑھے۔ مثلاً سورج کو بھی گرہن لگ جائے اور زلزلہ بھی آ جائے تو دونوں کے لئے دو الگ الگ نمازیں پڑھنی ضروری ہیں۔

(۱۴۷۴) اگر کسی شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں خواہ وہ سب اس پر ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں، مثلاً سورج کو تین دفعہ گرہن لگا ہو اور اس نے اس کی نمازیں نہ پڑھی ہوں یا مختلف چیزوں کی وجہ سے مثلاً سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلے کی وجہ سے اس پر واجب ہوئی ہوں تو ان کی قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ کونسی قضا کونسی چیز کے لئے کر رہا ہے۔

(۱۴۷۵) جن چیزوں کے لئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے وہ جس علاقے میں وقوع پذیر ہوں اور محسوس کی جائیں فقط اسی علاقے کے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھیں اور دوسرے مقامات کے لوگوں کے لئے اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

(۱۴۷۶) جب سورج یا چاند کو گرہن لگنے لگے تو نماز آیات کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا

ہے جب تک وہ اپنی سابقہ حالت پر لوٹ نہ آئیں — اگرچہ بہتر یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کرے کہ گرہن ختم ہونے لگے — لیکن نماز آیات کی تکمیل سورج یا چاند گرہن ختم ہونے کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔

(۱۴۷۷) اگر کوئی شخص نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کردے کہ چاند یا سورج، گرہن سے نکلنا شروع ہو جائے تو ادا کی نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کے مکمل طور پر گرہن سے نکل جانے کے بعد پڑھے تو پھر ضروری ہے کہ قضا کی نیت کرے۔

(۱۴۷۸) اگر چاند یا سورج کو گرہن لگنے کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے کے برابر یا اس سے بھی کم ہو تو جو نماز وہ پڑھ رہا ہے ادا ہے اور یہی حکم ہے اگر ان کے گرہن کی مدت اس سے زیادہ ہو لیکن انسان نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ گرہن ختم ہونے میں ایک رکعت پڑھنے کے برابر یا اس سے کم وقت باقی ہو۔

(۱۴۷۹) جب کبھی زلزلہ، بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک اور اسی جیسی چیزیں وقوع پذیر ہوں اور انسان احتیاط کرنا چاہے تو اگر ان کا وقت وسیع ہو تو نماز آیات کو فوراً پڑھنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر زلزلے جیسی چیزوں میں ضروری ہے کہ فوراً نماز آیات پڑھے یعنی اتنی جلدی پڑھے کہ لوگوں کی نظروں میں تاخیر کرنا شمار نہ ہو اور اگر تاخیر کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد میں ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر پڑھے۔

(۱۴۸۰) اگر کسی شخص کو چاند یا سورج کو گرہن لگنے کا پتا نہ چلے اور ان کے گرہن سے باہر آنے کے بعد پتا چلے کہ پورے سورج یا پورے چاند کو گرہن لگا تھا تو ضروری ہے کہ نماز آیات کی قضا کرے۔ لیکن اگر اسے یہ پتا چلے کہ کچھ حصے کو گرہن لگا تھا تو نماز آیات کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

(۱۴۸۱) اگر کچھ لوگ یہ کہیں کہ چاند کو یا یہ کہ سورج کو گرہن لگا ہے اور انسان کو ذاتی طور پر ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان حاصل نہ ہو اس لئے وہ نماز آیات نہ پڑھے اور بعد میں پتا چلے کہ انہوں نے ٹھیک کہا تھا تو اس صورت میں جبکہ پورے چاند کو یا پورے سورج کو گرہن لگا ہو نماز آیات پڑھے لیکن اگر کچھ حصے کو گرہن لگا ہو تو نماز آیات کا پڑھنا اس پر واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ دو آدمی جن کے عادل ہونے کے بارے میں علم نہ ہو یہ کہیں کہ چاند کو یا سورج کو گرہن لگا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عادل تھے۔

(۱۴۸۲) اگر انسان کو ماہرین فلکیات کے کہنے پر جو علمی قاعدے کی رو سے سورج کو اور چاند کو گرہن لگنے کا وقت جانتے ہوں اطمینان ہو جائے کہ سورج کو یا چاند کو گرہن لگا ہے تو ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھے اور اسی طرح اگر وہ کہیں کہ سورج یا چاند کو فلاں وقت گرہن لگے گا اور اتنی دیر تک رہے گا اور انسان کو ان کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے تو ان کے کہنے پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۱۴۸۳) اگر کسی شخص کو علم ہو جائے کہ چاند یا سورج کو گرہن لگنے کی وجہ سے جو نماز آیات اس نے پڑھی ہے وہ باطل تھی تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا بجالائے۔

(۱۴۸۴) اگر یومیہ نماز کے وقت نماز آیات بھی انسان پر واجب ہو جائے اور اس کے پاس دونوں کے لئے وقت ہو تو جو بھی پہلے پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو پہلے وہ نماز پڑھے جس کا وقت تنگ ہو اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے یومیہ نماز پڑھے۔

(۱۴۸۵) اگر کسی شخص کو یومیہ نماز پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور یومیہ نماز کا وقت بھی تنگ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے یومیہ نماز کو تمام کرے اور بعد میں نماز آیات پڑھے اور اگر یومیہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو تو اسے توڑ دے اور پہلے نماز آیات اور اس کے بعد یومیہ نماز بجالائے۔

(۱۴۸۶) اگر کسی شخص کو نماز آیات پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ یومیہ نماز کا وقت تنگ ہے تو ضروری ہے کہ نماز آیات کو چھوڑ دے اور یومیہ نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور یومیہ نماز کو تمام کرنے کے بعد اس سے پہلے کہ کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو باقی ماندہ نماز آیات وہیں سے پڑھے جہاں سے چھوڑی تھی۔

(۱۴۸۷) جب عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو اور سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے یا زلزلہ آجائے تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کی قضا ہے۔

نماز آیات پڑھنے کا طریقہ

(۱۴۸۸) نماز آیات کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔ اسکے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرنے کے بعد انسان تکبیر کہے اور ایک دفعہ الحمد اور ایک پورا سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے پھر دوبارہ ایک دفعہ الحمد اور ایک سورہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے۔ اس عمل کو پانچ دفعہ انجام دے اور پانچویں رکوع سے قیام کی حالت میں آنے کے بعد دو سجدے بجالائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بجالائے اور تشہد اور سلام پڑھ کر نماز تمام کرے۔

(۱۴۸۹) نماز آیات میں یہ بھی ممکن ہے کہ انسان نیت کرنے اور تکبیر اور الحمد پڑھنے کے بعد ایک سورے کی آیتوں کے پانچ حصے کرے اور ایک آیت یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے بلکہ ایک آیت سے کم بھی پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مکمل جملہ ہو، سورے کی ابتداء سے شروع کرے اور بسم اللہ کہنے پر اکتفاء نہ کرے اور اس کے بعد رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد پڑھے بغیر اسی سورے کا دوسرا حصہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور اسی طرح اس عمل کو دہراتا رہے حتیٰ کہ پانچویں رکوع سے پہلے سورہ کو ختم کر دے۔ مثلاً سورۂ فلق میں پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ○ پڑھے اور رکوع میں جائے۔ اس کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ○ اور دوبارہ رکوع میں جائے اور رکوع کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ○ پھر رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ○ اور رکوع میں چلا جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ○ اور اس کے بعد پانچویں رکوع میں جائے اور (رکوع سے) کھڑا ہونے کے بعد دو سجدے کرے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور اس کے دوسرے سجدے کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔ یہ بھی جائز ہے کہ سورے کو پانچ سے کم حصوں میں تقسیم کرے لیکن جس وقت بھی سورہ ختم کرے لازم ہے کہ بعد والے رکوع سے پہلے الحمد پڑھے۔

(۱۴۹۰) اگر کوئی شخص نماز آیات کی ایک رکعت میں پانچ دفعہ الحمد اور سورہ پڑھے اور دوسری رکعت میں

ایک دفعہ الحمد پڑھے اور سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کردے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۴۹۱) جو چیزیں یومیہ نماز میں واجب اور مستحب ہیں وہ نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہیں۔ البتہ اگر نماز آیات جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو تو اذان اور اقامت کی بجائے تین دفعہ بطور رجاء "الصلوٰۃ" کہا جائے لیکن اگر یہ نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جا رہی ہو تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ سورج اور چاند گرہن کے علاوہ نماز آیات کا جماعت کے ساتھ پڑھا جانا، ثابت نہیں ہے کہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہو۔

(۱۴۹۲) نماز آیات پڑھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر کہنا مستحب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہے۔

(۱۴۹۳) دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور اگر قنوت صرف دسویں رکوع سے پہلے پڑھ لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

(۱۴۹۴) اگر کوئی شخص نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۹۵) اگر (کوئی شخص جو نماز آیات پڑھ رہا ہو) شک کرے کہ وہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر مثال کے طور پر شک کرے کہ چار رکوع بجالایا ہے یا پانچ اور اس کا یہ شک سجدے میں جانے کے لئے جھکنے سے پہلے ہو تو جس رکوع کے بارے میں اسے شک ہو کہ بجالایا ہے یا نہیں اسے ادا کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر سجدے کے لئے جھک گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۴۹۶) نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اور اگر ان میں عمداً کمی یا بیشی کرے تو نماز باطل ہے۔ یہی حکم ہے اگر سہواً کمی ہو یا احتیاط کی بنا پر زیادہ ہو۔

عیدالفطر اور عیدقربان کی نماز

(۱۴۹۷) امام عصر علیہ السلام کے زمانۂ حضور میں عیدالفطر و عیدقربان کی نمازیں واجب ہیں اور ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن ہمارے زمانے میں جبکہ امام عصر علیہ السلام غیبت میں ہیں، یہ نمازیں مستحب ہیں اور باجماعت و فرادیٰ دونوں طرح پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۱۴۹۸) نماز عیدالفطر و قربان کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب سے ظہر تک ہے۔

(۱۴۹۹) عید قربان کی نماز سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور عیدالفطر میں مستحب ہے کہ سورج چڑھ آنے کے بعد افطار کیا جائے، فطرہ دیا جائے اور بعد میں نماز عید ادا کی جائے۔

(۱۵۰۰) عیدالفطر و قربان کی نماز دو رکعت ہے جس کی ہر رکعت میں الحمد و سورہ کے بعد تین تکبیریں کہی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک قنوت پڑھے اور

پانچویں تکبیر کے بعد ایک اور تکبیر کہے اور رکوع میں چلا جائے اور پھر دو سجدے بجالائے اور اٹھ کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان قنوت پڑھے اور چوتھی تکبیر کے بعد ایک اور تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام کہہ کر نماز کو تمام کردے۔

(۱۵۰۱) عیدالفطر و قربان کی نماز کے قنوت میں جو دعا اور ذکر بھی پڑھا جائے کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے:

"اَللّٰهُمَّ اَهْلَ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ وَاَهْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَ اَهْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَةِ وَ اَهْلَ التَّقْوٰى وَ الْمَغْفِرَةِ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِىْ جَعَلْتَهٗ لِلْمُسْلِمِيْنَ عِيْدًا وَّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ذُخْرًا وَّ شَرَفًا وَّ كَرَامَةً وَّ مَزِيْدًا اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تُدْخِلَنِىْ فِىْ كُلِّ خَيْرٍ اَدْخَلْتَ فِيْهِ مُحَمَّدًا وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تُخْرِجَنِىْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ اَخْرَجْتَ مِنْهُ مُحَمَّدًا وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا سَئَلَكَ بِهٖ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُخْلَصُوْنَ."

(۱۵۰۲) امام عصر علیہ السلام کے زمانۂ غیبت میں اگر نماز عیدالفطر و قربان جماعت سے پڑھی جائے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کے بعد دو خطبے پڑھے جائیں اور بہتر یہ ہے کہ عیدالفطر کے خطبے میں فطرے کے احکام بیان ہوں اور عید قربان کے خطبے میں قربانی کے احکام بیان کئے جائیں۔

(۱۵۰۳) عید کی نماز کے لئے کوئی سورہ مخصوص نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ شمس (۹۱واں سورہ) پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں (الحمد کے بعد) سورۂ غاشیہ (۸۸واں سورہ) پڑھا جائے یا پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ (۸۷واں سورہ) اور دوسری رکعت میں سورۂ شمس پڑھا جائے۔

(۱۵۰۴) نماز عید صحرا میں پڑھنا مستحب ہے لیکن مکہ مکرمہ میں مستحب ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔

(۱۵۰۵) مستحب ہے کہ نماز عید کے لئے پیدل اور پابرہنہ اور باوقار طور پر جائیں اور نماز سے پہلے غسل کریں اور سفید عمامہ سر پر باندھیں۔

(۱۵۰۶) مستحب ہے کہ نماز عید میں زمین پر سجدہ کیا جائے اور تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کیا جائے اور جو شخص نماز عید پڑھ رہا ہو خواہ وہ امام جماعت ہو یا فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو، نماز بلند آواز سے پڑھے۔

(۱۵۰۷) مستحب ہے کہ عیدالفطر کی رات کو مغرب و عشاء کے بعد اور عیدالفطر کے دن نماز صبح کے بعد اور نماز عیدالفطر کے بعد یہ تکبیریں کہی جائیں:

"اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، لا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد، اللّٰہ اکبر علی ماھدانا."

(۱۵۰۸) عید قربان میں دس نمازوں کے بعد جن میں سے پہلی نماز عید کے دن کی نماز ظہر ہے اور آخری بارہویں تاریخ کی نماز صبح ہے ان تکبیرات کا پڑھنا مستحب ہے جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے اور ان کے بعد "اللّٰہ اکبر علی مارزقنا من بھیمة الانعام والحمد للّٰہ علی ما ابلانا" پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن

اگر عید قربان کے موقع پر انسان منیٰ میں ہو تو مستحب ہے کہ یہ تکبیریں پندرہ نمازوں کے بعد پڑھے جن میں پہلی نماز عید کے دن نماز ظہر ہے اور آخری تیرہویں ذی الحجہ کی نماز صبح ہے۔

(۱۵۰۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورتیں نماز عید پڑھنے کے لئے نہ جائیں لیکن یہ احتیاط عمر رسیدہ عورتوں کے لئے نہیں ہے۔

(۱۵۱۰) نماز عید میں بھی دوسری نمازوں کی طرح مقتدی کو چاہئے کہ الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے اذکار خود پڑھے۔

(۱۵۱۱) اگر مقتدی اس وقت پہنچے جب امام نماز کی کچھ تکبیریں کہہ چکا ہو تو امام کے رکوع میں جانے کے بعد ضروری ہے کہ جتنی تکبیریں اور قنوت اس نے امام کے ساتھ نہیں پڑھیں انہیں پڑھے اور اگر ہر قنوت میں ایک دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ" کہہ دے تو کافی ہے۔ اگر اتنا وقت نہ ہو تو صرف تکبیریں کہے اور اگر اتنا وقت بھی نہ ہو تو کافی ہے کہ متابعت کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔

(۱۵۱۲) اگر کوئی شخص نماز عید میں اس وقت پہنچے جب امام رکوع میں ہو تو وہ نیت کر کے اور نماز کی پہلی تکبیر کہہ کر رکوع میں جا سکتا ہے۔

(۱۵۱۳) اگر کوئی شخص نماز عید میں ایک سجدہ بھول جائے تو ضروری ہے کہ نماز کے بعد اسے بجا لائے۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا فعل نماز عید میں سرزد ہو جس کے لئے یومیہ نماز میں سجدۂ سہو لازم ہے تو نماز عید پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

نماز کے لئے اجیر بنانا

(۱۵۱۴) انسان کے مرنے کے بعد ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کے لئے جو وہ زندگی میں نہ بجا لایا ہو کسی دوسرے شخص کو اجیر بنایا جا سکتا ہے یعنی وہ نمازیں اسے اجرت دے کر پڑھوائی جا سکتی ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر اجرت لئے ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کو بجا لائے تب بھی صحیح ہے۔

(۱۵۱۵) انسان بعض مستحب کاموں مثلاً حج و عمرے اور روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا قبور ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لئے زندہ اشخاص کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ مستحب کام انجام دے کر اس کا ثواب مردہ یا زندہ اشخاص کو ہدیہ کر دے۔

(۱۵۱۶) جو شخص میت کی قضا نماز کے لئے اجیر بنے اس کے لئے ضروری ہے کہ یا تو مجتہد ہو یا نماز کو صحیح تقلید کے مطابق صحیح طریقے پر ادا کرے یا احتیاط پر عمل کرے بشرطیکہ موارد احتیاط کو پوری طرح جانتا ہو۔

(۱۵۱۷) ضروری ہے کہ اجیر نیت کرتے وقت میت کو معین کرے اور ضروری نہیں کہ میت کا نام جانتا ہو بلکہ اگر نیت کرے کہ میں یہ نماز اس شخص کے لئے پڑھ رہا ہوں جس کے لئے میں اجیر ہوا ہوں تو کافی ہے۔

(۱۵۱۸) ضروری ہے کہ اجیر جو عمل بجا لائے اس کے لئے نیت کرے کہ جو کچھ میت کے ذمے ہے وہ بجا لا

رہا ہوں اور اگر اجیر کوئی عمل انجام دے اور صرف اس کا ثواب میت کو ہدیہ کر دے تو یہ کافی نہیں ہے۔

(۱۵۱۹) اجیر ایسے شخص کو مقرر کرنا ضروری ہے جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ عمل کو بجا لائے گا اور یہ احتمال ہو کہ صحیح بجا لائے گا۔

(۱۵۲۰) جس شخص کو میت کی نمازوں کے لئے اجیر بنایا جائے اگر اس کے بارے میں پتا چلے کہ وہ عمل کو بجا نہیں لایا یا باطل طور پر بجا لایا ہے تو دوبارہ (کسی دوسرے شخص کو) اجیر مقرر کرنا ضروری ہے۔

(۱۵۲۱) جب کوئی شخص شک کرے کہ اجیر نے عمل انجام دیا ہے یا نہیں اگرچہ وہ کہے کہ میں نے انجام دے دیا ہے لیکن اس کی بات پر اطمینان نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ اجیر مقرر کرے۔ اگر شک کرے کہ اس نے صحیح طور پر انجام دیا ہے یا نہیں تو اسے صحیح سمجھ سکتا ہے۔

(۱۵۲۲) جو شخص کوئی عذر رکھتا ہو مثلاً تیمم کر کے یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اسے احتیاط کی بنا پر میت کی نمازوں کے لئے اجیر بالکل مقرر نہ کیا جائے اگرچہ میت کی نمازیں بھی اسی طرح قضا ہوئی ہوں۔ ہاں، ایسے شخص کو اجیر مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں جو وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کر کے نماز پڑھتا ہو یا جس کا ہاتھ یا پاؤں کٹا ہوا ہو۔

(۱۵۲۳) مرد، عورت کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور عورت، مرد کی طرف سے اجیر بن سکتی ہے۔ جہاں تک نماز بلند آواز سے پڑھنے کا سوال ہے تو ضروری ہے کہ اجیر اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

(۱۵۲۴) میت کی قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے۔ مثلاً ایک دن کی نماز ظہر، عصر یا مغرب و عشاء جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ البتہ اگر اسے اس شرط کے ساتھ اجیر بنایا گیا ہو کہ میت یا اس کے ولی کے مجتہد کے فتوے پر عمل کرے اور وہ ترتیب کو ضروری سمجھتا ہو تو ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱۵۲۵) اگر اجیر کے ساتھ طے کیا جائے کہ عمل کو ایک مخصوص طریقے سے انجام دے گا تو ضروری ہے کہ اس عمل کو اسی طریقے سے انجام دے سوائے اس کے کہ اس طرح عمل کرنے پر عمل کے باطل ہونے کا یقین رکھتا ہو اور اگر کچھ طے نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وہ عمل اپنے وظیفے کے مطابق انجام دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اپنے وظیفے اور میت کے وظیفے میں سے جو بھی احتیاط کے زیادہ قریب ہو اس پر عمل کرے۔ مثلاً اگر میت کا فریضہ تسبیحات اربعہ تین دفعہ پڑھنا تھا اور اس کی اپنی ذمہ داری ایک دفعہ پڑھنا ہو تو تین دفعہ پڑھے۔

(۱۵۲۶) اگر اجیر کے ساتھ یہ طے نہ کیا جائے کہ نماز کے مستحبات کس مقدار میں پڑھے گا تو ضروری ہے کہ عموماً جتنے مستحبات پڑھے جاتے ہیں انہیں بجا لائے۔

(۱۵۲۷) اگر انسان میت کی قضا نمازوں کے لئے کئی اشخاص کو اجیر مقرر کرے تو مسئلہ ۱۵۲۴ کے مطابق ضروری نہیں کہ وہ ہر اجیر کے لئے وقت معین کرے۔

(۱۵۲۸) اگر کوئی شخص اجیر بنے کہ مثال کے طور پر ایک سال میں میت کی نمازیں پڑھ دے گا اور سال ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو ان نمازوں کے لئے جن کے بارے میں علم ہو کہ وہ بجا نہیں لایا کسی اور شخص کو اجیر مقرر کرنا ضروری ہے اور جن نمازوں کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ انہیں نہیں بجا لایا احتیاط

واجب کی بنا پر ان کے لئے بھی اجیر مقرر کیا جائے۔

(۱۵۲۹) جس شخص کو میت کی قضا نمازوں کے لئے اجیر مقرر کیا ہو اور اس نے ان سب نمازوں کی اجرت بھی وصول کرلی ہو اگر وہ ساری نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے تو اگر اس کے ساتھ یہ طے کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں وہ خود ہی پڑھے گا تو اجرت دینے والے باقی نمازوں کی طے شدہ اجرت واپس لے سکتے ہیں یا اجارہ کو فسخ کرسکتے ہیں اور اس کی اجرت المثل دے سکتے ہیں۔ اگر یہ طے نہ کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں اجیر خود پڑھے گا تو ضروری ہے کہ اجیر کے ورثاء اس کے مال میں سے باقی ماندہ نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنائیں لیکن اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے ورثاء پر کچھ بھی واجب نہیں۔

(۱۵۳۰) اگر اجیر میت کی سب قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے اور اس کے اپنے ذمے بھی قضا نمازیں ہوں تو مسئلہ سابقہ میں جو طریقہ بتایا گیا ہے اس پر عمل کرنے کے بعد اگر فوت شدہ اجیر کے مال سے کچھ بچے اور اس صورت میں جبکہ اس نے وصیت کی ہو اور اس کے ورثاء بھی اجازت دیں تو اس کی سب نمازوں کے لئے اجیر مقرر کیا جاسکتا ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو مال کا تیسرا حصہ اس کی نمازوں پر صرف کیا جاسکتا ہے۔

روزے کے احکام

روزہ سے مراد ہے کہ خدا کی خوشنودی اور اس کے آگے اظہار تذلل کے لئے انسان اذان صبح سے مغرب تک آٹھ چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

نیت

(۱۵۳۱) انسان کے لئے روزے کی نیت دل سے گزارنا یا مثلاً یہ کہنا کہ "میں کل روزہ رکھوں گا" ضروری نہیں بلکہ اس کا ارادہ کرنا کافی ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں اپنی ذلت کے اظہار کے لئے اذان صبح سے مغرب تک کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے روزہ باطل ہو اور یہ یقین حاصل کرنے کے لئے اس تمام وقت میں وہ روزے سے رہا ہے ضروری ہے کہ کچھ دیر اذان صبح سے پہلے اور کچھ دیر مغرب کے بعد بھی ایسے کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۳۲) انسان رمضان کی ہر رات کو اس سے اگلے دن کے روزے کی نیت کرسکتا ہے۔

(۱۵۳۳) رمضان میں روزے کی نیت کا آخری وقت ایک ایسے شخص کے لئے جس کی توجہ ہو، اذان صبح سے پہلے ہے یعنی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اذان صبح کے وقت جب وہ پرہیز شروع کرے تو ارادے کے ساتھ ہو چاہے وہ ارادہ ناخود آگاہ طور پر اس کے دل میں کہیں موجود ہو۔

(۱۵۳۴) جس شخص نے ایسا کوئی کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرے تو وہ جس وقت بھی دن میں مستحب

روزے کی نیت کرلے اگرچہ مغرب ہونے میں کم وقت ہی رہ گیا ہو، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۳۵) جو شخص رمضان کے روزوں اور اسی طرح واجب روزوں میں جن کے دن معین ہیں روزے کی نیت کئے بغیر اذان صبح سے پہلے سو جائے اگر وہ ظہر سے پہلے بیدار ہو جائے اور روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد بیدار ہو تو ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے قربت مطلقہ کی نیت سے باقی دن خود کو روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے بچائے اور اس دن کے روزے کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۳۶) اگر کوئی شخص قضا یا کفارہ کا روزہ رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ اس روزے کو معین کرے مثلاً نیت کرے کہ میں قضا کا یا کفارے کا روزہ رکھ رہا ہوں لیکن رمضان میں یہ نیت کرنا ضروری نہیں کہ میں رمضان کا روزہ رکھ رہا ہوں بلکہ اگر کسی کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ رمضان ہے اور کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تب بھی وہ روزہ رمضان کا روزہ شمار ہوگا۔ نذر اور اس جیسے روزے میں نذر کی نیت کرنا ضروری نہیں۔

(۱۵۳۷) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے اور جان بوجھ کر رمضان کے روزے کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو وہ روزہ جس کی اس نے نیت کی ہے وہ روزہ شمار نہیں ہوگا اور اسی طرح رمضان کا روزہ بھی شمار نہیں ہوگا اگر وہ نیت قصد قربت کے منافی ہو بلکہ اگر منافی نہ ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر وہ روزہ رمضان کا روزہ شمار نہیں ہوگا۔

(۱۵۳۸) مثال کے طور پر اگر کوئی شخص رمضان کے پہلے روزے کی نیت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ یہ دوسرا روزہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۳۹) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرنے کے بعد بے ہوش ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آجائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہ کرے تو اس کی قضا بجالائے۔

(۱۵۴۰) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر مست ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۴۱) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۲) اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ رمضان ہے اور ظہر سے پہلے اس امر کی جانب متوجہ ہو اور اس دوران کوئی ایسا کام کرچکا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہوگا لیکن ضروری ہے کہ مغرب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور رمضان کے بعد روزے کی قضا بھی کرے۔ اگر ظہر کے بعد متوجہ ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے تو احتیاط کی بنا پر رجاءً روزے کی نیت کرے اور رمضان کے بعد اس کی قضا بھی کرے اور اگر ظہر سے پہلے متوجہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ روزے کی نیت کرے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۳) اگر رمضان میں بچہ اذان صبح سے پہلے بالغ ہو جائے تو ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اگر اذان

صبح کے بعد بالغ ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر مستحب روزہ رکھنے کا ارادہ کر لیا ہو تو اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس روزے کو پورا کرے۔

(۱۵۴۴) جو شخص میت کے روزے رکھنے کے لئے اجیر بنا ہو یا اس کے ذمے کفارے کے روزے ہوں اگر وہ مستحب روزے رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر قضا روزے کسی کے ذمے ہوں تو وہ مستحب روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر بھول کر مستحب روزہ رکھ لے تو اس صورت میں اگر اسے ظہر سے پہلے یاد آ جائے تو اس کا مستحب روزہ کالعدم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی نیت قضا روزے کی جانب موڑ سکتا ہے۔ اگر وہ ظہر کے بعد متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے مغرب کے بعد یاد آئے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۵) اگر رمضان کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا معین روزہ انسان پر واجب ہو، مثلاً اس نے منت مانی ہو کہ ایک مقررہ دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر اذان صبح تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر ظہر کے بعد اسے یاد آئے تو رمضان کے روزے میں جس احتیاط کا ذکر کیا گیا ہے اس کا خیال رکھے۔

(۱۵۴۶) اگر کوئی شخص کسی غیر معین واجب روزے کے لئے مثلاً روزۂ کفارہ کے لئے ظہر کے نزدیک تک عمداً نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذبذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۷) اگر کوئی کافر رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے اور اذان صبح سے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مافی الذمہ کی نیت سے دن کے آخر تک روزہ باطل کرنے والے کاموں سے پرہیز کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس دن کی قضا بجا لائے۔

(۱۵۴۸) اگر کوئی بیمار شخص رمضان کے کسی دن میں ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے اور اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نیت کرے اور اس دن کا روزہ رکھے اور اگر ظہر کے بعد ٹھیک ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں۔ البتہ ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۵۴۹) جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ، اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان کے روزے کی نیت نہیں کر سکتا لیکن نیت کرے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں ہے تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے تو بعید نہیں کہ اس کا روزہ صحیح ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ قضا روزے وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتا چلے کہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہوگا لیکن اگر نیت صرف روزے کی کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے۔

(۱۵۵۰) اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ اور وہ قضا یا مستحب یا ایسے ہی کسی اور روزے کی نیت کر کے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتا چلے کہ رمضان ہے تو ضروری ہے کہ رمضان کے روزے کی نیت کر لے۔

(۱۵۵۱) اگر کسی معین واجب روزے کے بارے میں مثلاً رمضان کے روزے کے بارے میں انسان مذبذب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو اگر دوبارہ روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور بعد میں اس کی قضا کرے۔

(۱۵۵۲) اگر کوئی شخص جو مستحب روزہ یا ایسا واجب روزہ مثلاً کفارے کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت معین نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو یا مذبذب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور واجب روزے میں ظہر سے پہلے اور مستحب روزے میں غروب سے پہلے دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مبطلات روزہ

(۱۵۵۳) آٹھ چیزیں روزے کو باطل کر دیتی ہیں:

(۱) کھانا اور پینا۔

(۲) جماع کرنا۔

(۳) استمناء۔ یعنی مرد اپنے ساتھ یا کسی دوسرے ذریعے سے جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں منی خارج ہو۔ عورتوں میں اس کی کیفیت کا تذکرہ مسئلہ ۳۴۵ میں ہو چکا ہے۔

(۴) خدا تعالیٰ، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے جانشینوں سے احتیاط واجب کی بنا پر کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

(۵) غبار حلق تک پہنچانا احتیاط واجب کی بنا پر۔

(۶) اذان صبح تک جنابت، حیض یا نفاس کی حالت میں باقی رہنا۔

(۷) کسی سیال چیز سے حقنہ (انیما) کرنا۔

(۸) قے کرنا۔

ان مبطلات کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۱۔ کھانا اور پینا

(۱۵۵۴) اگر روزے دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے ہے کوئی چیز جان بوجھ کر

کھائے یا پئے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا جاتا ہو جیسے روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا نہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ، اور خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر روزے دار ٹوتھ برش منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تب بھی روزہ باطل ہو جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ اس کی تری لعاب دہن میں گھل مل کر اس طرح ختم ہو جائے کہ اسے بیرونی تری نہ کہا جا سکے۔

(۱۵۵۵) جب روزے دار کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اگل دے اور اگر جان بوجھ کر وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہوگا اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔

(۱۵۵۶) اگر روزے دار غلطی سے کوئی چیز کھا لے یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۵۷) انجکشن اور ڈرپ سے روزہ باطل نہیں ہوتا، چاہے انجکشن تقویت پہنچانے والا اور ڈرپ گلوکوز وغیرہ کی ہی کیوں نہ ہو۔ دمے کی بیماری میں استعمال ہونے والا اسپرے اگر دوا کو صرف پھیپھڑوں تک پہنچائے تو اس سے بھی روزہ باطل نہیں ہوتا۔ اسی طرح آنکھ اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا چاہے اس کا ذائقہ گلے میں محسوس ہو۔ ناک میں ڈالی جانے والی دوا اگر گلے تک نہ پہنچے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۵۸) اگر روزے دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی کوئی چیز عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۵۹) جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لئے اذان صبح سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو خلال کرنا ضروری ہے۔

(۱۵۶۰) منہ کا پانی نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں پانی بھر آیا ہو۔

(۱۵۶۱) سر اور سینے کا بلغم جب تک منہ کے اندر والے حصے تک نہ پہنچے اسے نگلنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ منہ میں آ جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے نہ نگلے۔

(۱۵۶۲) اگر روزے دار کو اتنی پیاس لگے کہ اسے پیاس سے مر جانے کا خوف ہو جائے یا اسے نقصان کا اندیشہ ہو یا اتنی سختی اٹھانا پڑے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو تو اتنا پانی پی سکتا ہے کہ ان امور کا خوف ختم ہو جائے بلکہ اگر موت اور اس جیسی چیز کا خوف ہو تو پانی پینا واجب ہے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر رمضان ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس سے زیادہ پانی نہ پیئے اور دن کے باقی حصے میں وہ کام کرنے سے پرہیز کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۶۳) بچے یا پرندے کو کھلانے کے لئے غذا کا چبانا یا غذا کا چکھنا اور اسی طرح کے کام کرنا جس میں غذا عموماً حلق تک نہیں پہنچتی خواہ وہ اتفاقاً حلق تک پہنچ جائے تو روزے کو باطل نہیں کرتی۔ لیکن اگر انسان شروع سے جانتا ہو کہ یہ غذا حلق تک پہنچ جائے گی تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا بجا لائے

اور کفارہ بھی اس پر واجب ہے۔

(۱۵۶۴) انسان کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا لیکن اگر کمزوری اس حد تک ہو کہ عموماً برداشت نہ ہو سکے تو پھر روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ جماع

(۱۵۶۵) جماع روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ عضو تناسل سپاری تک ہی داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہوئی ہو۔

(۱۵۶۶) اگر آلۂ تناسل سپاری سے کم داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن جس شخص کی ختنہ گاہ نہ ہو اگر اس سے کم مقدار بھی داخل کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۵۶۷) اگر کوئی شخص عمداً جماع کا ارادہ کرے اور پھر شک کرے کہ سپاری کے برابر دخول ہوا تھا یا نہیں تو اس کا حکم مسئلہ نمبر ۱۵۵۱ کو دیکھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر روزہ باطل کرنے والا کام انجام نہ دیا ہو تو کسی بھی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

(۱۵۶۸) اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور جماع کرے یا اسے جماع پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اس کا اختیار باقی نہ رہے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا البتہ اگر جماع کی حالت میں اسے یاد آ جائے کہ روزے سے ہے یا مجبوری ختم ہو جائے تو ضروری ہے کہ فوراً جماع ترک کر دے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

۳۔ اِسْتِمْنَاء

(۱۵۶۹) اگر روزہ دار اِستِمنَاء کرے (اِستِمنَاء کے معنی مسئلہ ۱۵۵۳ میں بتائے جا چکے ہیں) تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۷۰) اگر بے اختیاری کی حالت میں کسی کی منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

(۱۵۷۱) اگرچہ روزے دار کو علم ہو کہ اگر دن میں سوئے گا تو اسے احتلام ہو جائے گا یعنی سوتے میں اس کی منی خارج ہو جائے گی تب بھی اس کے لئے سونا جائز ہے خواہ نہ سونے کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف نہ بھی ہو اور اگر اسے احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۷۲) اگر روزے دار منی خارج ہوتے وقت نیند سے بیدار ہو جائے تو اس پر واجب نہیں کہ منی کو نکلنے سے روکے۔

(۱۵۷۳) جس روزے دار کو احتلام ہو گیا ہو وہ پیشاب کر سکتا ہے خواہ اسے یہ علم ہو کہ پیشاب کرنے سے باقی ماندہ منی نالی سے باہر آ جائے گی۔

(۱۵۷۴) جب روزے دار کو احتلام ہو جائے، اگر اسے معلوم ہو کہ منی نالی میں رہ گئی ہے اور اگر غسل سے

پہلے پیشاب نہیں کرے گا تو غسل کے بعد منی اس کے جسم سے خارج ہوگی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل سے پہلے پیشاب کرے۔

(۱۵۷۵) جو شخص منی نکالنے کے ارادے سے چھیڑ چھاڑ اور دل لگی کرے لیکن اس کی منی نہ نکلے تو اگر دوبارہ روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر دوبارہ روزے کی نیت کرلے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۷۶) اگر روزے دار منی نکالنے کے ارادے کے بغیر مثال کے طور پر اپنی بیوی سے چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کرے اور اسے اطمینان ہو کہ منی خارج نہیں ہوگی تو اگرچہ اتفاقاً منی خارج ہو جائے، اس کا روزہ صحیح ہے۔ البتہ اگر اسے اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں جب منی خارج ہوگی تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۴۔ خدا اور رسولؐ پر بہتان باندھنا

(۱۵۷۷) اگر روزے دار زبان سے یا لکھ کر یا اشارے سے یا کسی اور طریقے سے اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ علیہم السلام میں سے کسی سے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اگرچہ وہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا توبہ کرلے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور تمام انبیائے مرسلینؑ اور ان کے جانشینوں سے بھی کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے کا یہی حکم ہے۔

(۱۵۷۸) اگر (روزے دار) کوئی ایسی روایت نقل کرنا چاہے جس کے قطعی ہونے کی دلیل نہ ہو اور اس کے بارے میں اسے یہ علم نہ ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے نقل کرتے ہوئے بیان کرے اور پیغمبر اکرمؐ یا ائمہ سے بلاواسطہ طور پر نسبت نہ دے۔

(۱۵۷۹) اگر (روزے دار) کسی چیز کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ واقعی قول خدا یا قول پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اسے اللہ تعالیٰ یا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ جھوٹ تھا تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۵۸۰) اگر روزے دار کسی چیز کے بارے میں یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ ہے، اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ درست تھا، اگر اسے معلوم تھا کہ یہ کام روزے کو باطل کر دیتا ہے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۸۱) اگر روزے دار کسی ایسے جھوٹ کو جو خود روزے دار نے نہیں بلکہ کسی دوسرے نے گھڑا ہو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ علیہم السلام سے منسوب کردے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔ لیکن اگر جس نے جھوٹ گھڑا ہو اس کا قول نقل کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۵۸۲) اگر روزے دار سے سوال کیا جائے کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے اور وہ عمداً جہاں جواب نہیں دینا چاہئے وہاں اثبات میں دے اور جہاں اثبات میں دینا چاہئے وہاں عمداً نفی میں جواب دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۸۳) اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول درست نقل کرے اور بعد میں کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا رات کو کوئی جھوٹی بات ان سے منسوب کرے اور دوسرے دن جبکہ روزہ رکھا ہوا ہو کہے کہ جو کچھ میں نے گزشتہ رات کہا تھا وہ درست ہے تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اس بات کی اسی وقت کی کیفیت کی اطلاع دے رہا ہو۔

۵۔ غبار کو حلق تک پہنچانا

(۱۵۸۴) احتیاط واجب کی بنا پر گاڑھے غبار کا حلق تک پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ غبار کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حلال ہو مثلاً آٹا یا کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حرام ہو مثلاً مٹی۔

(۱۵۸۵) غیر کثیف غبار (جو غبار گاڑھا نہ ہو) حلق تک پہنچانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۸۶) اگر ہوا کی وجہ سے کثیف غبار پیدا ہو اور انسان متوجہ ہونے اور احتیاط کر سکنے کے باوجود احتیاط نہ کرے اور غبار اس کے حلق تک پہنچ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۸۷) احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے دار سگریٹ اور تمباکو وغیرہ کا دھواں بھی حلق تک نہ پہنچائے۔

(۱۵۸۸) اگر انسان احتیاط نہ کرے اور غبار یا دھواں وغیرہ حلق میں چلا جائے تو اگر اسے یقین یا اطمینان تھا کہ یہ چیزیں حلق میں نہ پہنچیں گی تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اسے گمان تھا کہ یہ حلق تک نہیں پہنچیں گی تو بہتر یہ ہے کہ اس روزے کی قضا بجالائے۔

(۱۵۸۹) اگر کوئی شخص یہ بھول جانے پر کہ روزے سے ہے احتیاط نہ کرے یا بے اختیار غبار وغیرہ اس کے حلق میں پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۹۰) پورا سر پانی میں ڈبونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن یہ شدید مکروہ ہے۔

۶۔ اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا

(۱۵۹۱) اگر جنب شخص رمضان میں جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے یا جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اور وہ جان بوجھ کر تیمم نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور پھر ایک دن اور روزہ رکھے اور چونکہ یہ طے نہیں ہے کہ یہ دوسرا روزہ قضا ہے یا سزا، لہٰذا رمضان کا اس دن کا روزہ بھی مافی الذمہ کی نیت سے رکھے اور رمضان کے بعد بھی جس دن روزہ رکھے اور اس میں قضا کی نیت نہ کرے۔

(۱۵۹۲) جو شخص رمضان کے روزے کی قضا کرنا چاہتا ہو، اگر جان بوجھ کر صبح کی اذان تک جنب

رہے تو اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ ہاں اگر جان بوجھ کر نہ ہو تو رکھ سکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ اسے ترک کردے۔

(۱۵۹۳) اگر جنب شخص رمضان کے روزوں اور ان کی قضا کے علاوہ کسی بھی واجب اور مستحب روزے میں جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے تو اس دن کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۱۵۹۴) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو جائے تو اگر وہ عمداً غسل نہ کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور روزہ رکھے، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۹۵) اگر جنب شخص رمضان میں غسل کرنا بھول جائے اور ایک دن کے بعد اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور اگر چند دنوں کے بعد یاد آئے تو اتنے دنوں کے روزوں کی قضا کرے جتنے دنوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ جنب تھا مثلاً اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ تین دن جنب رہا یا چار دن تو ضروری ہے کہ تین دنوں کے روزوں کی قضا کرے۔

(۱۵۹۶) اگر ایک ایسا شخص اپنے آپ کو جنب کر لے جس کے پاس رمضان کی رات میں غسل اور تیمم میں سے کسی کے لئے بھی وقت نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

(۱۵۹۷) جو شخص جانتا ہو کہ اس کے پاس غسل کرنے کے لئے وقت نہیں ہے اور خود کو جنب کر لے اور پھر تیمم کرے یا وقت ہونے کے باوجود جان بوجھ کر غسل کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وقت تنگ ہو جائے اور تیمم کرے تو اگرچہ وہ گنہگار ہے لیکن اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۹۸) جو شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور جانتا ہو کہ اگر سوئے گا تو صبح تک بیدار نہ ہوگا احتیاط واجب کی بنا پر اسے بغیر غسل کئے نہیں سونا چاہئے اور اگر وہ غسل کرنے سے پہلے اپنی مرضی سے سو جائے اور صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں۔

(۱۵۹۹) جب جنب رمضان کی رات میں سو کر جاگ اٹھے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا تو وہ دوبارہ سو سکتا ہے۔

(۱۶۰۰) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور یقین یا اطمینان رکھتا ہو کہ اگر سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور اس کا مصمم ارادہ ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور اس ارادے کے ساتھ سو جائے اور اذان تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۰۱) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ اس بات سے غافل ہو کہ بیدار ہونے کے بعد اس پر غسل کرنا ضروری ہے تو اس صورت میں جبکہ وہ سو جائے اور صبح کی اذان تک سویا رہے تو احتیاط کی بنا پر اس پر قضا واجب ہو جاتی ہے۔

(۱۶۰۲) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے یقین ہو یا احتمال اس بات کا ہو کہ اگر وہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ بیدار ہونے کے بعد غسل نہ کرنا چاہتا ہو تو اس صورت میں جبکہ وہ سو جائے اور بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ مکمل کرے اور قضا اور کفارہ اس

کے لئے لازم ہے۔ اسی طرح اگر اس تردد میں ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے یا نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۶۰۳) اگر جنب شخص رمضان کی کسی رات میں سو کر جاگ اٹھے اور اسے یقین ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ مصمم ارادہ بھی رکھتا ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور دوبارہ سو جائے اور اذان تک بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور اگر دوسری نیند سے بیدار ہو جائے اور تیسری دفعہ سو جائے اور صبح کی اذان تک بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے اور احتیاط مستحب کی بنا پر کفارہ بھی دے۔

(۱۶۰۴) جس نیند میں انسان کو احتلام ہو وہ پہلی نیند سمجھی جائے گی لہٰذا اگر ایک بار بیدار ہونے کے بعد سوئے اور صبح کی اذان تک بیدار نہ ہو تو جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بتایا گیا ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے۔

(۱۶۰۵) اگر کسی روزے دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو اس پر فوراً غسل کرنا واجب نہیں۔

(۱۶۰۶) اگر کوئی شخص رمضان میں صبح کی اذان کے بعد جاگے اور یہ دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ یہ احتلام اذان سے پہلے ہوا ہے اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۰۷) جو شخص رمضان کے قضا روزے رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان کے بعد بیدار ہو اور دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے اور جانتا ہو کہ یہ احتلام اسے صبح کی اذان سے پہلے ہوا ہے تو اس دن رمضان کے روزے کی قضا کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۱۶۰۸) اگر رمضان کے روزوں میں عورت صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور عمداً غسل نہ کرے یا اس کا فریضہ تیمم کرنا ہو اور تیمم نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور اس کی قضا بھی کرے۔ رمضان کی قضا میں اگر جان بوجھ کر غسل یا تیمم نہ کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتی۔

(۱۶۰۹) جو عورت رمضان کی شب میں حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے، اگر جان بوجھ کر غسل نہ کرے یہاں تک کہ وقت تنگ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور اس کا اس دن کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۰) اگر کوئی عورت رمضان میں صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کے لئے وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور صبح کی اذان تک بیدار رہنا ضروری نہیں ہے۔ جس جنب شخص کا فریضہ تیمم ہو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۶۱۱) اگر کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے اور اس کے غسل یا تیمم میں سے کسی کا وقت نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۲) اگر کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے یا دن میں اسے حیض یا نفاس کا خون آ جائے تو اگرچہ یہ خون مغرب کے قریب ہی کیوں نہ آئے اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۶۱۳) اگر عورت حیض یا نفاس کا غسل کرنا بھول جائے اور اسے ایک دن یا کئی دن کے بعد یاد آ[illegible] جو روزے اس نے رکھے ہوں وہ صحیح ہیں۔

(۱۶۱۴) اگر عورت رمضان میں صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کر[illegible] میں کوتاہی کرے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے اور وقت تنگ ہونے کی صورت میں تیمم بھی نہ کرے تو ج[illegible] کر گزر چکا ہے، ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور قضا بھی کرے لیکن اگر کوتاہی نہ کرے مثلاً منتظر[illegible] کہ زنانہ حمام میسر آ جائے خواہ اس مدت میں وہ تین دفعہ سوئے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے اور تیمم کر[illegible] میں بھی کوتاہی نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۵) جو عورت استحاضۂ کثیرہ کی حالت میں ہو اگر وہ اپنے غسلوں کو اس تفصیل کے ساتھ نہ بجالا[illegible] جس کا ذکر مسئلہ ۳۹۴ میں کیا گیا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ ایسے ہی استحاضۂ متوسطہ میں اگرچہ عورت غسل نہ بھی کرے، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۶) جس شخص نے میت کو مس کیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ میت کے بدن سے مس کیا ہو وہ غسل مس میت کے بغیر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزے کی حالت میں بھی میت کو مس کرے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۷۔ حقنہ لینا

(۱۶۱۷) سیال چیز سے حقنہ (انیما) اگرچہ بہ امر مجبوری اور علاج کی غرض سے لیا جائے روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

۸۔ قے کرنا

(۱۶۱۸) اگر روزے دار جان بوجھ کر قے کرے تو اگرچہ وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سہواً یا بے اختیار ہو کر قے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۶۱۹) اگر کوئی شخص رات کو ایسی چیز کھالے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے کھانے کی وجہ سے دن میں بے اختیار قے آئے گی تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۲۰) اگر روزے دار قے روک سکتا ہو جبکہ اسے طبیعی نظام کے تحت ہی قے آ رہی ہو تو اسے روکنا ضروری نہیں۔

(۱۶۲۱) اگر روزے دار کے حلق میں مکھی چلی جائے چنانچہ وہ اس حد تک اندر چلی گئی ہو کہ اس کے نگلنے کو کھانا نہ کہا جائے تو ضروری نہیں کہ اسے باہر نکالا جائے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔ لیکن اگر مکھی کافی حد تک اندر نہ گئی ہو تو ضروری ہے کہ باہر نکالے اگرچہ اسے قے کر کے ہی نکالنا پڑے۔ مگر یہ کہ قے کرنے میں روزے دار

کو ضرر اور شدید تکلیف ہو اور اگر وہ قے نہ کرے اور اسے نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر اسے قے کر کے باہر نکالے تو بھی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۲۲) اگر روزے دار سہواً کوئی چیز نگل لے اور اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے اسے یاد آ جائے کہ روزے سے ہے، چنانچہ اگر وہ چیز اتنی نیچے جا چکی ہو کہ اسے معدے تک جانے دینا کھانا نہ کہا جائے تو اس چیز کا نکالنا لازم نہیں اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۲۳) اگر کسی روزے دار کو یقین ہو کہ ڈکار لینے کی وجہ سے کوئی چیز اس کے حلق سے باہر آ جائے گی، چنانچہ اگر اسے قے کرنا کہا جاسکے تو ضروری ہے کہ جان بوجھ کر ڈکار نہ لے۔ لیکن اگر اسے یقین نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۶۲۴) اگر روزے دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے حلق یا منہ میں آ جائے تو ضروری ہے کہ اسے اگل دے اور اگر وہ چیز بے اختیار پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ان چیزوں کے احکام جو روزے کو باطل کرتی ہیں

(۱۶۲۵) اگر انسان جان بوجھ کر اور اختیار کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ایسا کام جان بوجھ کر نہ کرے تو پھر اشکال نہیں لیکن اگر جنب سو جائے اور اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۱۶۰۲ میں بیان کی گئی ہے صبح کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔ چنانچہ اگر انسان نہ جانتا ہو کہ جو باتیں بتائی گئی ہیں ان میں سے بعض روزے کو باطل کرتی ہیں جبکہ نہ وہ جاہل قاصر ہو اور نہ ہی کسی قسم کے تردد میں ہو یا یہ کہ شرعی حجت پر اعتماد رکھتا ہو اور کھانے پینے اور جماع کے علاوہ ان افعال میں سے کسی فعل کو انجام دے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۶۲۶) اگر روزے دار سہواً کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا روزہ باطل ہو گیا ہے دوبارہ عمداً کوئی اور ایسا ہی کام کرے تو پچھلے مسئلے میں بیان شدہ حکم اس پر جاری ہوگا۔

(۱۶۲۷) اگر کوئی چیز زبردستی روزے دار کے حلق میں انڈیل دی جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اسے مجبور کیا جائے کہ اپنے روزے کو کھانے پینے یا جماع کے ذریعے باطل کرے، مثلاً اسے کہا جائے کہ اگر تم غذا نہیں کھاؤ گے تو ہم تمہیں مالی یا جانی نقصان پہنچائیں گے اور وہ نقصان سے بچنے کے لئے اپنے آپ کچھ کھالے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور ان تین چیزوں کے علاوہ بھی احتیاط کی بنا پر روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۲۸) روزے دار کو ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ لوگ کوئی چیز اس کے حلق میں ڈال دیں گے یا اسے روزہ توڑنے پر مجبور کریں گے اور اگر ایسی جگہ جائے یا بہ امر مجبوری وہ خود کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی چیز اس کے حلق میں انڈیل دیں تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

وہ چیزیں جو روزے دار کے لئے مکروہ ہیں

(۱۶۲۹) روزے دار کے لئے کچھ چیزیں مکروہ ہیں اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) آنکھ میں دوا ڈالنا اور سرمہ لگانا جبکہ اس کا مزہ یا بو حلق میں پہنچے۔

(۲) ہر ایسا کام کرنا جو کمزوری کا باعث ہو مثلاً خون دینا اور حمام جانا۔

(۳) ناک میں دوا ڈالنا جبکہ یہ علم نہ ہو کہ حلق تک پہنچے گی اور اگر یہ علم ہو کہ حلق تک پہنچے گی تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

(۴) خوشبودار پودوں کو سونگھنا۔

(۵) عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

(۶) شیاف استعمال کرنا یعنی کسی خشک چیز سے انیما لینا۔

(۷) جو لباس پہن رکھا ہو اسے تر کرنا۔

(۸) دانت نکلوانا اور ہر وہ کام کرنا جس کی وجہ سے منہ سے خون نکلے۔

(۹) تر لکڑی سے مسواک کرنا۔

(۱۰) بلاوجہ پانی یا کوئی اور سیال چیز منہ میں ڈالنا۔

اور یہ بھی مکروہ ہے کہ منی نکالنے کے قصد کے بغیر انسان اپنی بیوی کا بوسہ لے یا کوئی شہوت انگیز کام کرے۔

ایسے مواقع جن میں روزے کی قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں

(۱۶۳۰) اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کو کھانے، پینے، جماع، استمناء یا جنابت پر باقی رہنے کی وجہ سے باطل کرے جبکہ جبر اور ناچاری کی بنا پر نہیں بلکہ عمداً اور اختیار سے ایسا کیا ہو تو اس پر قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہوگا اور جو کوئی متذکرہ امور کے علاوہ کسی اور طریقے سے روزہ باطل کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے۔

(۱۶۳۱) جن امور کا ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی ان میں سے کسی فعل کو انجام دے جبکہ اسے پختہ یقین ہو کہ اس عمل سے اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جسے معلوم ہی نہ ہو کہ اس پر روزہ واجب ہے جیسے وہ بچے جو بلوغ کے بعد کے ابتدائی دنوں میں ہوں۔

روزے کا کفارہ

(۱۶۳۲) رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارے کے طور پر ضروری ہے کہ انسان ایک غلام آزاد کرے یا اس

طریقے کے مطابق جو اگلے مسئلے میں بیان کیا جائے گا دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو ایک مد تقریباً ۳/۴ کلو طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ افعال انجام دینا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو بقدر امکان صدقہ دینا ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو توبہ و استغفار کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس وقت (کفارہ دینے کے) قابل ہو جائے کفارہ دے۔

(۱۶۳۳) جو شخص رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ایک پورا مہینہ اور اس سے اگلے مہینے کے ایک دن تک مسلسل روزے رکھے اور اگر باقی ماندہ روزے مسلسل نہ بھی رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۶۳۴) جو شخص رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ وہ روزے ایسے وقت نہ رکھے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ ایک مہینے اور ایک دن کے درمیان عید قربان کی طرح کوئی ایسا دن آ جائے گا جس کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱۶۳۵) جس شخص کو مسلسل روزے رکھنے ضروری ہیں اگر وہ ان کے بیچ میں بغیر عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ دوبارہ از سر نو روزے رکھے۔

(۱۶۳۶) اگر ان دنوں کے درمیان جن میں مسلسل روزے رکھنے ضروری ہیں، روزے دار کو کوئی غیر اختیاری عذر پیش آ جائے، مثلاً حیض یا نفاس یا ایسا سفر جسے اختیار کرنے پر وہ مجبور ہو تو عذر کے دور ہونے کے بعد روزوں کا از سر نو رکھنا اس کے لئے واجب نہیں بلکہ وہ عذر دور ہونے کے بعد باقی ماندہ روزے رکھے۔

(۱۶۳۷) اگر کوئی شخص حرام چیز سے اپنا روزہ باطل کر دے خواہ وہ چیز بذات خود حرام ہو جیسے شراب اور زنا یا کسی وجہ سے حرام ہو جائے جیسے کہ حلال غذا جس کا کھانا انسان کے لئے کسی کلی ضرر کا باعث ہو یا وہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو ایک کفارہ کافی ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مجموعاً کفارہ دے۔ یعنی ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ان میں سے ہر فقیر کو ایک مد گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ تینوں چیزیں اس کے لئے ممکن نہ ہوں تو ان میں سے جو کفارہ ممکن ہو، دے۔

(۱۶۳۸) اگر روزے دار جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اگرچہ اس پر کفارہ واجب نہیں لیکن احتیاط مستحب ہے کہ کفارہ دے۔

(۱۶۳۹) اگر روزے دار رمضان کے ایک دن میں کئی دفعہ کھائے، پئے یا جماع یا استمناء کرے تو ان سب کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۴۰) اگر روزے دار جماع کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور پھر اپنی زوجہ سے مجامعت بھی کرے تو دونوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۴۱) اگر روزے دار کوئی ایسا کام کرے جو حلال ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو، مثلاً پانی پی لے اور اس کے بعد کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو حرام ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو، مثلاً حرام غذا کھا لے تو ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۴۲) اگر روزے دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے منہ میں آ جائے تو اگر وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو بنا بر احتیاط واجب، اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہو جاتا ہے اور اگر اس چیز کا کھانا حرام ہو، مثلاً ڈکار لیتے وقت خون یا ایسی خوراک جو غذا کی تعریف میں نہ آتی ہو اس کے منہ میں آ جائے اور وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو بہتر ہے کہ مجموعی کفارہ دے۔

(۱۶۴۳) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو اگر وہ اس دن جان بوجھ کر اپنے روزے کو باطل کر دے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے اور اس کا کفارہ اسی طرح ہے جیسے کہ منت توڑنے کا کفارہ ہے۔

(۱۶۴۴) اگر روزہ دار ایک ایسے شخص کے کہنے پر جو کہے کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہے لیکن جس کے کہنے سے اطمینان حاصل نہ ہوا ہو، روزہ افطار کر لے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ مغرب کا وقت نہیں ہوا یا شک کرے کہ مغرب کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں اور اگر وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کی بات حجت ہے تو اس پر صرف قضا واجب ہے۔

(۱۶۴۵) جو شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کر لے اور اگر وہ ظہر کے بعد سفر کرے یا کفارے سے بچنے کے لئے ظہر سے پہلے سفر کرے تو اس پر سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ اگر ظہر سے پہلے اتفاقاً اسے سفر کرنا پڑے تب بھی کفارہ اس پر واجب ہے۔

(۱۶۴۶) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دے اور اس کے بعد حیض، نفاس یا بیماری جیسا کوئی عذر پیدا ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ دے۔ خصوصاً جب کسی طریقے سے مثلاً دوائیوں کے استعمال سے خود کو حیض یا بیماری میں مبتلا کیا ہو۔

(۱۶۴۷) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے لیکن بعد میں اسے پتا چلے کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۴۸) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آج رمضان کی آخری تاریخ ہے یا شوال کی پہلی تاریخ اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور بعد میں پتا چلے کہ پہلی شوال ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۴۹) اگر ایک روزے دار رمضان میں اپنی روزے دار بیوی سے جماع کرے تو اگر اس نے بیوی کو مجبور کیا ہو تو اپنے روزے کا کفارہ اور احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اپنی بیوی کے روزے کا بھی کفارہ دے اور اگر بیوی جماع پر راضی ہو تو ہر ایک پر ایک ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۶۵۰) اگر کوئی عورت اپنے روزے دار شوہر کو جماع کرنے پر مجبور کرے تو اس پر شوہر کے روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۱۶۵۱) اگر روزے دار رمضان میں اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے اور جماع کے دوران عورت بھی جماع پر راضی ہو جائے تو دونوں پر ایک ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مرد دو کفارے دے۔

(۱۶۵۲) اگر روزے دار رمضان میں اپنی روزے دار بیوی سے جو سو رہی ہو جماع کرے تو اس پر ایک

کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور عورت کا روزہ صحیح ہے اس پر کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔

(۱۶۵۳) اگر شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو جماع کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہو تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۵۴) جو آدمی سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ اپنی روزے دار بیوی کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا لیکن اگر مجبور کرے تو کفارہ مرد پر بھی واجب نہیں۔

(۱۶۵۵) ضروری ہے کہ انسان کفارہ دینے میں کوتاہی نہ کرے لیکن فوری طور پر دینا بھی ضروری نہیں۔

(۱۶۵۶) اگر کسی شخص پر کفارہ واجب ہو اور وہ کئی سال تک نہ دے تو کفارے میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

(۱۶۵۷) جس شخص پر ایک دن کے کفارے کے طور پر ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہو، اگر ساٹھ فقیر موجود ہوں تو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ کفارہ تو اتنا ہی دے لیکن فقیروں کی تعداد کم کر دے۔ مثلاً تیس فقیروں میں سے ہر ایک کو دو دو مد طعام دے کر اسی پر اکتفا کر لے۔ ہاں یہ کر سکتا ہے کہ وہ فقیر کے گھر کے افراد میں سے ہر ایک کے لئے چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں، ایک مد اس فقیر کو دے اور وہ فقیر اپنے گھر والوں کی وکالت میں یا ان کے چھوٹے ہونے کی صورت میں، ان کی ولایت میں اسے قبول کر لے اور اگر اسے ساٹھ فقیر نہ ملیں بلکہ مثلاً صرف تیس فقیر ملیں تو پھر ہر ایک کو دو دو مد طعام دے سکتا ہے۔ البتہ اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جب بھی ممکن ہو تو تیس اور فقیروں کو بھی ایک ایک مد دے۔

(۱۶۵۸) جو شخص رمضان کے روزے کی قضا کرے اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ دس فقیروں کو فرداً فرداً ایک مد کھانا دے اور اگر نہ دے سکتا ہو تو تین روزے رکھے۔

وہ صورتیں جن میں فقط روزے کی قضا واجب ہے

(۱۶۵۹) جو صورتیں بیان ہو چکی ہیں ان کے علاوہ ان چند صورتوں میں انسان پر صرف روزے کی قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱) ایک شخص رمضان کی رات میں جنب ہو جائے اور جیسا کہ مسئلہ ۱۶۰۲ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ صبح کی اذان تک دوسری نیند سے بیدار نہ ہو۔

(۲) روزے کو باطل کرنے والا کام تو نہ کیا ہو لیکن روزے کی نیت نہ کرے یا ریا کرے یا روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کرے۔ اسی طرح مسئلہ نمبر ۱۵۵۱ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق کسی ایسے کام کا ارادہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے۔

(۳) رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور جنابت کی حالت میں ایک یا کئی دن روزے رکھتا رہے۔

(۴) رمضان میں یہ تحقیق کئے بغیر کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرے اور بعد میں پتا چلے کہ صبح ہو چکی تھی۔

(۵) کوئی کہے کہ صبح نہیں ہوئی اور انسان اس کے کہنے کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتا چلے کہ صبح ہو گئی تھی۔

(۶) کوئی کہے کہ صبح ہو گئی ہے اور انسان اس کے کہنے پر یقین نہ کرے یا سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے اور تحقیق نہ کرے اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی۔

(۷) کوئی شخص کسی کے کہنے پر جس کا قول اس کے لئے شرعاً حجت ہو یا وہ غلطی کرتے ہوئے یہ سمجھتا ہو کہ اس کا قول حجت ہے، روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتا چلے کہ ابھی مغرب کا وقت نہیں ہوا تھا۔

(۸) انسان کو یقین یا اطمینان ہو کہ مغرب ہو گئی ہے اور وہ روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتا چلے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو یا اس جیسی کوئی کیفیت ہو اور انسان اس گمان کے تحت روزہ افطار کر لے کہ مغرب ہو گئی ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو احتیاط کی بنا پر اس صورت میں قضا واجب ہے۔

(۹) انسان پیاس کی وجہ سے کلی کرے یعنی پانی منہ میں گھمائے اور بے اختیار پانی پیٹ میں چلا جائے۔ لیکن اگر انسان بھول جائے کہ روزے سے ہے اور پانی گلے سے اتر جائے یا پیاس کے علاوہ کسی دوسری صورت میں کہ جہاں کلی کرنا مستحب ہے — جیسے وضو کرتے وقت — کلی کرے اور پانی بے اختیار پیٹ میں چلا جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔

(۱۰) کوئی شخص مجبوری، اضطرار یا تقیہ کی حالت میں روزہ افطار کرے جبکہ مجبوری یا تقیہ میں کھایا پیا یا جماع کیا ہو، احتیاط واجب کی بنا پر باقی چیزوں میں بھی یہی حکم ہے۔

(۱۶۶۰) اگر روزے دار پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں ڈالے اور وہ بے اختیار پیٹ میں چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور وہ بے اختیار نیچے اتر جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

(۱۶۶۱) روزے دار کے لئے زیادہ کلیاں کرنا مکروہ ہے اور اگر کلی کے بعد لعاب دہن نگلنا چاہے تو بہتر ہے کہ پہلے تین دفعہ لعاب کو تھوک دے۔

(۱۶۶۲) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ کلی کرنے سے بے اختیار یا بھول جانے کی وجہ سے پانی اس کے حلق میں چلا جائے گا تو ضروری ہے کہ کلی نہ کرے اور اس صورت میں اگر کلی کرے لیکن پانی حلق سے نہ اترے تو احتیاط واجب کی بنا پر قضا ضروری ہے۔

(۱۶۶۳) اگر کسی شخص کو رمضان میں تحقیق کرنے کے بعد معلوم نہ ہو کہ صبح ہو گئی ہے اور وہ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی تو اس کے لئے روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۶۶۴) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ مغرب ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ روزہ افطار نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے شک ہو کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں تو وہ تحقیق کرنے سے پہلے ایسا کام کر سکتا ہے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

قضا روزے کے احکام

(۱۶۶۵) اگر کوئی دیوانہ اچھا ہو جائے تو اس کے لئے عالم دیوانگی کے روزوں کی قضا واجب نہیں۔

(۱۶۶۶) اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر زمانہ کفر کے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے لیکن اگر ایک مسلمان کافر ہو جائے اور پھر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو ضروری ہے کہ ایام کفر کے روزوں کی قضا بجالائے۔

(۱۶۶۷) جو روزے مست ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے خواہ جس چیز کی وجہ سے وہ مست ہوا ہو وہ علاج کی غرض سے ہی کھائی ہو۔

(۱۶۶۸) اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزے نہ رکھے اور بعد میں شک کرے کہ اس کا عذر کس وقت زائل ہوا تھا تو اس کے لئے واجب نہیں کہ جتنی مدت روزے نہ رکھنے کا زیادہ احتمال ہو اس کے مطابق قضا بجالائے۔ مثلاً اگر کوئی شخص رمضان سے پہلے سفر کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ ماہ مبارک کی پانچویں تاریخ کو سفر سے واپس آیا تھا یا چھٹی کو یا مثلاً اس نے ماہ مبارک کے آخر میں سفر شروع کیا ہو اور ماہ مبارک ختم ہونے کے بعد واپس آیا ہو اور اسے پتا نہ ہو کہ پچیسویں رمضان کو سفر کیا تھا یا چھبیسویں کو تو دونوں صورتوں میں وہ کمتر دنوں یعنی پانچ روزوں کی قضا کر سکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زیادہ دنوں یعنی چھ روزوں کی قضا کرے۔

(۱۶۶۹) اگر کسی شخص پر چند سالوں کے رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہو تو جس سال کے روزوں کی قضا پہلے کرنا چاہے کر سکتا ہے لیکن اگر آخری رمضان کے روزوں کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان کے پانچ روزوں کی قضا اس کے ذمے ہو اور آئندہ رمضان کے شروع ہونے میں بھی پانچ ہی دن باقی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ پہلے آخری رمضان کے روزوں کی قضا بجالائے۔

(۱۶۷۰) اگر کسی شخص پر چند سالوں کے رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہو اور وہ روزہ کی نیت کرتے وقت معین نہ کرے کہ کون سے رمضان کے روزے کی قضا کر رہا ہے تو اس کا شمار آخری رمضان کی قضا میں نہیں ہوگا اور نتیجتاً تاخیر کا کفارہ اس پر سے ساقط نہیں ہوگا۔

(۱۶۷۱) جس شخص نے رمضان کا قضا روزہ رکھا ہو وہ اس روزے کو ظہر سے پہلے توڑ سکتا ہے لیکن اگر قضا کا وقت تنگ ہو تو بہتر ہے کہ روزہ نہ توڑے۔

(۱۶۷۲) اگر کسی نے میت کا قضا روزہ رکھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ظہر کے بعد روزہ نہ توڑے۔

(۱۶۷۳) اگر کوئی شخص کسی بیماری یا حیض یا نفاس کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور اس مدت کے گزرنے سے پہلے کہ جس میں وہ ان روزوں کی جو اس نے نہیں رکھے تھے قضا کر سکتا ہو مر جائے تو ان روزوں کی قضا نہیں ہے۔

(۱۶۷۴) اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک لمبی ہو جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں ان کی قضا اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے لئے ایک مد (تقریباً ۷۵۰ گرام) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ فقیر کو دے لیکن اگر کسی اور عذر مثلاً سفر کی وجہ سے روزے نہ رکھے اور اس کا عذر آئندہ رمضان تک باقی رہے تو ضروری ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

(۱۶۷۵) اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن کوئی دوسرا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ آئندہ رمضان تک قضا روزے نہ رکھ سکے تو ضروری ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو بھی دے۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب رمضان میں بیماری کے علاوہ کوئی اور عذر رکھتا ہو اور رمضان کے بعد وہ عذر دور ہو جائے اور آئندہ سال کے رمضان تک بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے۔

(۱۶۷۶) اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے رمضان میں روزے نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس کا عذر دور ہو جائے اور وہ آئندہ رمضان تک عمداً روزوں کی قضا نہ بجالائے تو ضروری ہے کہ روزوں کی قضا کرے اور ہر دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

(۱۶۷۷) اگر کوئی شخص قضا روزے رکھنے میں کوتاہی کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے اور وقت کی تنگی میں اسے کوئی عذر پیش آ جائے تو ضروری ہے کہ روزوں کی قضا کرے اور احتیاط کی بنا پر ہر ایک دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔ اگر عذر دور ہونے کے بعد مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزوں کی قضا بجالائے گا لیکن قضا بجالانے سے پہلے تنگ وقت میں اسے کوئی عذر پیش آ جائے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

(۱۶۷۸) اگر انسان کا مرض چند سال لمبا ہو جائے تو ضروری ہے کہ تندرست ہونے کے بعد آخری رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بجالائے اور اس سے پچھلے سالوں کے ماہ ہائے مبارک کے ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔

(۱۶۷۹) جس شخص کے لئے ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دینا ضروری ہو وہ چند دنوں کا کفارہ ایک ہی فقیر کو دے سکتا ہے۔

(۱۶۸۰) اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں کی قضا کرنے میں کئی سال کی تاخیر کر دے تو ضروری ہے کہ قضا کرے اور پہلے سال میں تاخیر کرنے کی بنا پر ہر روزے کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے لیکن باقی کئی سال کی تاخیر کے لئے اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

(۱۶۸۱) اگر کوئی شخص رمضان کے روزے جان بوجھ کر نہ رکھے تو ضروری ہے کہ ان کی قضا بجالائے اور ہر دن کے لئے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا دے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر آئندہ رمضان تک ان روزوں کی قضا نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام کفارہ بھی دے۔

(۱۶۸۲) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان کا روزہ نہ رکھے اور دن میں کئی دفعہ جماع یا استمناء کرے تو

کفارہ تکرار نہیں ہوگا۔ ایسے ہی اگر کئی دفعہ کوئی اور ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً کئی دفعہ کھانا کھائے تب بھی ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۸۳) باپ کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے کے لئے احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ باپ کے روزوں کی قضا اسی طرح بجالائے جیسے کہ نماز کے سلسلے میں مسئلہ ۱۳۷۱ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ ہر دن کے بدلے ۷۵۰ گرام کھانا کسی فقیر کو دے دے۔ چاہے وارثوں کے راضی ہونے کی صورت میں میت کے مال ہی سے دے۔

(۱۶۸۴) اگر کسی کے باپ نے رمضان کے روزوں کے علاوہ کوئی دوسرے واجب روزے مثلاً منتی روزے نہ رکھے ہوں یا اگر باپ کسی کے روزوں کے لئے اجیر بنا ہو اور اس نے وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ان روزوں کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

مسافر کے روزوں کے احکام

(۱۶۸۵) جس مسافر کے لئے سفر میں چار رکعتی نماز کے بجائے دو رکعت پڑھنا ضروری ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے لیکن وہ مسافر جو پوری نماز پڑھتا ہو مثلاً وہ شخص جس کا پیشہ ہی سفر ہو یا جس کا سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہو تو ضروری ہے کہ سفر میں روزہ رکھے۔

(۱۶۸۶) رمضان میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن روزے سے بچنے کے لئے سفر کرنا مکروہ ہے۔ یہی حکم ہر سفر کا ہے بجز اس سفر کے جو حج، عمرہ یا کسی ضروری کام کے لئے ہو۔

(۱۶۸۷) اگر رمضان کے روزوں کے علاوہ کسی خاص دن کا روزہ انسان پر واجب ہو تو اگر وہ روزہ اجارے یا اجارے کی مانند کسی وجہ سے واجب ہوا ہو یا اعتکاف کے دنوں میں سے تیسرا دن ہو تو اس دن سفر نہیں کر سکتا اور اگر سفر میں ہو اور اس کے لئے ٹھہرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ دس دن ایک جگہ قیام کرنے کی نیت کرے اور اس دن روزہ رکھے لیکن اگر اس دن کا روزہ منت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس دن سفر کرنا جائز ہے اور قیام کی نیت کرنا واجب نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ جب تک سفر کرنے کے لئے مجبور نہ ہو سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو تو قیام کرنے کی نیت کرے۔ لیکن اگر یہ روزہ قسم یا عہد کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو تو دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کرلے۔

(۱۶۸۸) اگر کوئی شخص مستحب روزے کی منت مانے لیکن اس کے لئے دن معین نہ کرے تو وہ شخص سفر میں ایسا منتی روزہ نہیں رکھ سکتا۔ لیکن اگر منت مانے کہ سفر کے دوران ایک مخصوص دن روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ وہ روزہ سفر میں رکھے نیز اگر منت مانے کہ سفر میں ہو یا نہ ہو ایک مخصوص دن کا روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ اگرچہ سفر میں ہو تب بھی اس دن کا روزہ رکھے۔

(۱۶۸۹) مسافر طلب حاجت کے لئے تین دن مدینہ طیبہ میں مستحب روزہ رکھ سکتا ہے اور احوط یہ ہے کہ وہ

تین دن بدھ، جمعرات اور جمعہ ہوں۔

(۱۶۹۰) کوئی شخص جسے یہ علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ رکھنا باطل ہے، اگر سفر میں روزہ رکھ لے اور اسی دن میں اسے حکم مسئلہ معلوم ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہے۔ لیکن اگر مغرب تک حکم معلوم نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۹۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ وہ مسافر ہے یا یہ بھول جائے کہ مسافر کا روزہ باطل ہوتا ہے اور سفر کے دوران روزہ رکھ لے تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۶۹۲) اگر روزے دار ظہر کے بعد سفر کرے تو ضروری ہے کہ احتیاط کی بنا پر اپنے روزے کو تمام کرے اور اس صورت میں اس روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں اور اگر ظہر سے پہلے سفر کرے تو احتیاط کی بنا پر اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا خصوصاً جب رات ہی سے اس کا ارادہ سفر کرنے کا ہو۔ لیکن ہر صورت میں حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہئے جو روزے کو باطل کرتا ہو ورنہ اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

(۱۶۹۳) اگر مسافر رمضان میں خواہ وہ فجر سے پہلے سفر میں ہو یا روزے سے ہو اور سفر کرے اور ظہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو اور اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اس صورت میں اس روزے کی قضا بھی نہیں اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ قضا کرے۔

(۱۶۹۴) اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن پہنچے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن قیام کرنا چاہتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس دن کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۶۹۵) مسافر اور وہ شخص جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کے لئے رمضان میں دن کے وقت جماع کرنا اور پیٹ بھر کر کھانا اور پینا مکروہ ہے۔

وہ لوگ جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں

(۱۶۹۶) جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ رکھنا اس کے لئے شدید تکلیف کا باعث ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں ضروری ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی یا ان سے ملتی جلتی کوئی چیز فقیر کو دے۔

(۱۶۹۷) جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اگر وہ رمضان کے بعد روزے رکھنے کے قابل ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

(۱۶۹۸) اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ اسے بہت زیادہ پیاس لگتی ہو اور وہ پیاس برداشت نہ کرسکتا ہو یا پیاس کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے۔ لیکن روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ضروری

ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر بعد میں روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو ضروری نہیں ہے کہ ان کی قضا بجالائے۔

(۱۶۹۹) جس عورت کے وضع حمل کا وقت قریب ہو، اس کا روزہ رکھنا خود اس کے لئے یا اس کے ہونے والے بچے کے لئے مضر ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ وہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور ضروری ہے کہ دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

(۱۷۰۰) جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو خواہ وہ بچے کی ماں ہو یا دایہ اور خواہ بچے کو مفت دودھ پلا رہی ہو اگر اس کا روزہ رکھنا خود اس کے یا دودھ پینے والے بچے کے لئے مضر ہو تو اس عورت پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرنا ضروری ہے۔ لیکن احتیاط واجب کی بنا پر یہ حکم صرف اس صورت میں ہے جبکہ بچے کو دودھ پلانے کا انحصار اسی پر ہو۔ لیکن اگر بچے کو دودھ پلانے کا کوئی اور طریقہ ہو مثلاً کچھ عورتیں مل کر بچے کو دودھ پلائیں یا اسے دودھ پلانے میں فیڈر کی مدد بھی لیں تو ایسی صورت میں اس حکم کے ثابت ہونے میں اشکال ہے۔

مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ

(۱۷۰۱) مہینے کی پہلی تاریخ (مندرجہ ذیل) چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے:

(۱) انسان خود چاند دیکھے۔

(۲) ایک ایسا گروہ جس کے کہنے پر یقین یا اطمینان ہو جائے یہ کہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اسی طرح ہر وہ چیز جس کی بدولت یقین آجائے یا کسی عقلی بنیاد پر اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۳) دو عادل مرد یہ کہیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے لیکن اگر وہ چاند کے الگ الگ اوصاف بیان کریں تو پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر انسان کو ان کی غلطی کا یقین یا اطمینان ہو یا ان دو عادلوں کی گواہی سے دو اور عادلوں کی گواہی یا اس جیسی کوئی چیز ٹکرا رہی ہو مثلاً شہر کے بہت سے لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں لیکن دو عادل آدمیوں کے علاوہ کوئی دوسرا چاند دیکھنے کا دعویٰ نہ کرے یا کچھ لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں میں سے دو عادل چاند دیکھنے کا دعویٰ کریں اور دوسروں کو چاند نظر نہ آئے حالانکہ ان لوگوں میں دو اور عادل آدمی ایسے ہوں جو چاند کی جگہ پہچاننے، نگاہ کی تیزی اور دیگر خصوصیات میں ان پہلے دو عادل آدمیوں کی مانند ہوں، مطلع بھی صاف ہو اور کسی ایسی چیز کے ہونے کا احتمال بھی نہ ہو جو ان کی دید میں رکاوٹ بن سکے تو ایسی صورت میں دو عادل آدمیوں کی گواہی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی۔

(۴) شعبان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے اور رمضان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر شوال کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

(۱۷۰۲) حاکم شرع کے حکم سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی سوائے یہ کہ اس کے حکم سے یا اس کے نزدیک چاند ثابت ہو جانے سے چاند نظر آنے کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۱۷۰۳) منجموں کی پیش گوئی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی لیکن اگر انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔

(۱۷۰۴) چاند کا آسمان پر بلند ہونا یا اس کا دیر سے غروب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سابقہ رات چاند رات تھی اور اسی طرح اگر چاند کے گرد حلقہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے۔

(۱۷۰۵) اگر کسی شخص پر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو اور وہ روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں ثابت ہو جائے کہ گزشتہ رات ہی چاند رات تھی تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

(۱۷۰۶) اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے تو دوسرے شہروں میں بھی کہ جن کا افق اس شہر سے متحد ہو مہینے کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ یہاں پر افق کے متحد ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے شہر میں چاند دکھائی دے تو دوسرے شہر میں بھی بادل کی طرح کوئی رکاوٹ نہ ہونے کی صورت میں چاند دکھائی دیتا۔ ایسا اسی صورت میں ہوگا جب دوسرا شہر اگر پہلے شہر کی مغربی سمت میں ہو تو خط عرض کے اعتبار سے، پہلے شہر سے نزدیک ہو اور اگر مشرقی سمت میں ہو تو دونوں شہروں کا افق ایک ہونے کا یقین حاصل ہو جائے، چاہے یہ یقین اسی طرح حاصل ہو کہ پہلے شہر میں چاند نظر آنے کی مقدار، دونوں شہروں میں سورج غروب ہونے کے درمیانی فاصلے کی مقدار سے زیادہ ہو۔

(۱۷۰۷) جس دن کے متعلق انسان کو علم نہ ہو کہ رمضان کا آخری دن ہے یا شوال کا پہلا دن، اس دن ضروری ہے کہ روزہ رکھے۔ لیکن اگر دن ہی دن میں اسے پتا چل جائے کہ آج پہلی شوال ہے تو ضروری ہے کہ روزہ افطار کر لے۔

(۱۷۰۸) اگر کوئی شخص قید میں ہو اور رمضان کے بارے میں یقین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ گمان پر عمل کرے لیکن اگر قوی گمان پر عمل کر سکتا ہو تو ضعیف گمان پر عمل نہیں کر سکتا اور ضروری ہے کہ قوی ترین احتمال حاصل کرنے کے لئے مکمل سعی و کوشش کرے اور اگر کوئی راستہ نہ ہو تو آخری چارۂ کار کے طور پر قرعہ اندازی کر لے، اگر اس سے احتمال کی قوت میں اضافہ ہو رہا ہو اور اگر گمان پر عمل ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ جس مہینے کے بارے میں احتمال ہو کہ رمضان ہے اس مہینے میں روزے رکھے لیکن ضروری ہے کہ وہ اس مہینے کو یاد رکھے۔ چنانچہ بعد میں اسے معلوم ہو کہ وہ رمضان یا اس کے بعد کا زمانہ تھا تو اس کے ذمے کچھ نہیں ہے۔ لیکن اگر معلوم ہو کہ رمضان سے پہلے کا زمانہ تھا تو ضروری ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا کرے۔

حرام اور مکروہ روزے

(۱۷۰۹) عید الفطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ نیز جس دن کے بارے میں انسان کو یہ علم نہ ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تو اگر وہ اس دن پہلی رمضان کی نیت سے روزہ رکھے تو حرام ہے۔

(۱۷۱۰) اگر عورت کے مستحب (نفلی) روزہ رکھنے سے شوہر کے حق لذت کی حق تلفی ہوتی ہو تو عورت کا روزہ رکھنا حرام ہے۔ یہی حکم واجب غیر معین مثلاً غیر معین نذر کے روزے کا ہے اور اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر روزہ باطل ہوگا اور نذر بھی پوری نہیں مانی جائے گی۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت ہے جب شوہر، عورت کو مستحب یا غیر معین نذر کا روزہ رکھنے سے منع کر دے، چاہے اس سے شوہر کی حق تلفی نہ بھی ہوتی ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر مستحب (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

(۱۷۱۱) اگر اولاد کا مستحب روزہ — ماں باپ کی اولاد سے شفقت کی وجہ سے — ماں باپ کے لئے اذیت کا موجب ہو تو اولاد کے لئے مستحب روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱۷۱۲) اگر بیٹا باپ یا ماں کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ رکھ لے اور دن کے دوران باپ یا ماں اسے (روزہ رکھنے سے) منع کرے، تو اگر بیٹے کا باپ یا ماں کی بات نہ ماننا فطری شفقت کی وجہ سے اذیت کا موجب ہو تو بیٹے کو چاہئے کہ روزہ توڑ دے۔

(۱۷۱۳) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر نہیں ہے کہ جس کی پروا کی جائے تو اگرچہ طبیب کہے کہ مضر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص یقین یا گمان رکھتا ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر ہے تو اگرچہ طبیب کہے کہ مضر نہیں ہے تو ضروری ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔

(۱۷۱۴) اگر کسی شخص کو یقین یا اطمینان ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے قابل توجہ ضرر کا باعث ہے یا اس بات کا احتمال ہو اور اس احتمال کی بنا پر (اس کے دل میں) خوف پیدا ہو جائے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں صحیح ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا واجب نہیں بلکہ اگر وہ نقصان انسانی جان کی ہلاکت یا کسی عضو کے ناقص ہونے کا سبب بن رہا ہو تو روزہ حرام ہے۔ اس کے علاوہ صورت میں اگر بقصد رجاء روزہ رکھ لے اور بعد میں معلوم ہو کہ روزہ اس کے لئے قابل توجہ نقصان کا سبب نہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۷۱۵) جس شخص کو اعتماد ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر نہیں اگر وہ روزہ رکھ لے اور مغرب کے بعد اسے پتا چلے کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر تھا کہ جس کی پروا کی جاتی تو احتیاط واجب کی بنا پر اس روزے کی قضا کرنا ضروری ہے۔

(۱۷۱۶) مندرجہ بالا روزوں کے علاوہ اور بھی حرام روزے ہیں جو مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔

(۱۷۱۷) عاشور کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اس دن کا روزہ بھی مکروہ ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ عرفہ کا دن ہے یا عید قربان کا دن۔

مستحب روزے

(۱۷۱۸) بجز حرام اور مکروہ روزوں کے جن کا ذکر کیا گیا ہے سال کے تمام دنوں کے روزے مستحب ہیں اور بعض دنوں کے روزے رکھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات اور پہلا بدھ جو مہینے کی دسویں تاریخ کے بعد آئے۔ اگر کوئی شخص یہ روزہ نہ رکھے تو مستحب ہے کہ ان کی قضا کرے اور اگر روزہ بالکل نہ رکھ سکتا ہو تو مستحب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مد طعام یا ۶ء۱۲ نخود سکہ دار چاندی فقیر کو دے۔

(۲) ہر مہینے کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ

(۳) رجب اور شعبان کے پورے مہینے کے روزے۔ یا ان دو مہینوں میں جتنے روزے رکھ سکیں خواہ وہ ایک دن ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) عید نوروز کے دن۔

(۵) شوال کی چوتھی سے نویں تاریخ تک۔

(۶) ذی قعدہ کی پچیسویں اور اکیسویں تاریخ۔

(۷) ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ (یوم عرفہ) تک لیکن اگر انسان روزے کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کی بنا پر یوم عرفہ کی دعائیں نہ پڑھ سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(۸) ۱۸ ذی الحجہ یعنی عید غدیر کے دن

(۹) ۲۴ ذی الحجہ یعنی عید مباہلہ کے دن

(۱۰) محرم الحرام کی پہلی، تیسری اور ساتویں تاریخ۔

(۱۱) ۱۷ ربیع الاول یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے دن

(۱۲) ۱۵ جمادی الاول

(۱۳) ۲۷ رجب یعنی عید بعثت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن

جو شخص مستحب روزہ رکھے اس کے لئے واجب نہیں ہے کہ اسے اختتام تک پہنچائے بلکہ اگر اس کا کوئی مومن بھائی اسے کھانے کی دعوت دے تو مستحب ہے کہ اس کی دعوت قبول کر لے اور دن میں ہی روزہ کھول لے خواہ ظہر کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

وہ صورتیں جن میں مبطلات روزہ سے پرہیز مستحب ہے

(۱۷۱۹) (مندرجہ ذیل) پانچ اشخاص کے لئے مستحب ہے کہ اگرچہ روزے سے نہ ہوں، رمضان میں ان افعال سے پرہیز کریں جو روزے کو باطل کرتے ہیں:

(۱) وہ مسافر جس نے سفر میں کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور وہ ظہر سے پہلے اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔

(۲) وہ مسافر جو ظہر کے بعد اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔

(۳) وہ مریض جو ظہر کے بعد تندرست ہو جائے اور یہی حکم ہے اگر ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے جبکہ وہ کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اگر ایسا کام نہ کیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ روزہ رکھے۔

(۴) وہ عورت جو دن میں حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے۔

(۵) وہ کافر جو مسلمان ہو جائے اور اس نے روزہ باطل کرنے والا کوئی کام انجام نہ دیا ہو۔

(۱۷۲۰) روزے دار کے لئے مستحب ہے کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس کا انتظار کر رہا ہو یا اسے اتنی بھوک لگی ہو کہ حضور قلب کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بہتر ہے کہ پہلے روزہ افطار کرے لیکن جہاں تک ممکن ہو نماز فضیلت کے وقت میں ہی ادا کرے۔

خمس کے احکام

(۱۷۲۱) خمس سات چیزوں پر واجب ہے:

(۱) کاروبار (یا روزگار) کا منافع۔

(۲) معدنی کانیں۔

(۳) دفینہ (گڑا ہوا خزانہ)۔

(۴) حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے۔

(۵) غوطہ خوری سے حاصل ہونے والے سمندری موتی اور مونگے۔

(۶) جنگ میں ملنے والا مال غنیمت۔

(۷) مشہور قول کی بنا پر وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔

ذیل میں ان کے احکام تفصیل سے بیان کئے جائیں گے:

۱۔ کاروبار کا منافع

(۱۷۲۲) جب انسان تجارت، صنعت وحرفت یا دوسرے کام دھندوں سے روپیہ پیسہ کمائے مثال کے طور پر اگر کوئی اجیر بن کر کسی متوفی کی نمازیں پڑھے اور روزے رکھے اور اس طرح کچھ روپیہ کمائے لہذا اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ زائد کمائی کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق دے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہوگی۔

(۱۷۲۳) اگر کسی کو کمائی کئے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے سوائے کچھ ان چیزوں کے جنہیں آنے والے مسائل میں استثناء کیا جائے گا، مثلاً کوئی شخص اسے بطور تحفہ کوئی چیز دے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۴) عورت کو جو مہر ملتا ہے اور شوہر، بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض جو مال حاصل کرتا ہے ان پر خمس نہیں ہے۔ یہی حکم دیت کے طور پر ملنے والے مال کا ہے اور اسی طرح میراث کے معتبر قواعد کی رو سے جو میراث انسان کو ملے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی شیعہ مسلمان کو اس کے علاوہ کسی اور ذریعے مثلاً تعصیب[1] کے ذریعے میراث ملے تو اسے آمدنی سمجھا جائے گا اور اس کا خمس نکالنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر اسے باپ اور بیٹے کے علاوہ کسی اور کی طرف سے میراث ملے کہ جس کا خود اسے گمان تک نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ میراث اگر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۵) اگر کسی شخص کو کوئی میراث ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اس کا خمس نہیں دیا تھا تو ضروری ہے کہ وارث اس کا خمس دے۔ اسی طرح اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس شخص کے ذمے خمس واجب الادا تھا تو ضروری ہے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔ لیکن دونوں صورتوں میں جس شخص سے مال ورثے میں ملا ہو اگر وہ خمس دینے کا معتقد نہ ہو یا یہ کہ وہ خمس دیتا ہی نہ ہو تو ضروری نہیں کہ وارث وہ خمس ادا کرے جو اس شخص پر واجب تھا۔

(۱۷۲۶) اگر کسی شخص نے کفایت شعاری کے سبب سال بھر کے اخراجات کے بعد کچھ رقم پس انداز کی ہو تو ضروری ہے کہ اس بچت کا خمس دے۔

(۱۷۲۷) جس شخص کے تمام اخراجات کوئی دوسرا شخص برداشت کرتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا مال اس کے ہاتھ آئے اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۸) اگر کوئی شخص اپنی جائیداد کچھ خاص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کر دے اور وہ لوگ اس جائیداد میں کھیتی باڑی اور شجر کاری کریں اور اس سے منافع کمائیں اور وہ کمائی ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کمائی کا خمس دیں۔ نیز یہ کہ اگر وہ کسی اور طریقے سے اس جائیداد سے نفع

۱۔ ارث کے باب میں ایک قانون کا نام ہے جو مذہب شیعہ کے اعتبار سے صحیح نہیں۔

حاصل کریں مثلاً اسے کرائے (یا ٹھیکے) پر دے دیں تو ضروری ہے کہ نفع کی جو مقدار ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس کا خمس دیں۔

(۱۷۲۹) جو مال کسی فقیر نے واجب صدقے مثلاً کفارات یا ردمظالم یا مستحب صدقے کے طور پر حاصل کیا ہو اگر وہ اسکے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو یا جو مال اسے دیا گیا ہو اس سے اس نے نفع کمایا ہو مثلاً اس نے ایک ایسے درخت سے جو اسے دیا گیا ہو میوہ حاصل کیا ہو اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔ لیکن جو مال اسے خمس یا زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر دیا گیا ہو تو ضروری نہیں کہ اس اصلی مال کا خمس دے۔ ہاں! اگر اس سے کچھ منافع حاصل ہوا ہو جو سال بھر کے اخراجات کے بعد بچ گیا ہو تو اس کا خمس ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱۷۳۰) اگر کوئی شخص ایسی رقم سے کوئی چیز خریدے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو یعنی بیچنے والے سے کہے کہ "میں یہ چیز اس رقم سے خرید رہا ہوں" اگر بیچنے والا شیعہ اثنا عشری ہو تو ظاہر یہ ہے کہ کل مال کے متعلق معاملہ درست ہے اور خمس کا تعلق اس چیز سے ہو جاتا ہے جو اس نے اس رقم سے خریدی ہے اور (اس معاملے میں) حاکم شرع کی اجازت اور دستخط کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۷۳۱) اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور معاملہ طے کرنے کے بعد اس کی قیمت اس رقم سے ادا کرے جس کا خمس نہ دیا ہو تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو رقم اس نے فروشندہ کو دی ہے اس کے خمس کے لئے وہ خمس کے مستحقین کا مقروض ہے۔

(۱۷۳۲) اگر کوئی شیعہ اثنا عشری مسلمان کوئی ایسا مال خریدے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کا خمس بیچنے والے کی ذمہ داری ہے اور خریدار کے ذمے کچھ نہیں۔

(۱۷۳۳) اگر کوئی شخص کسی شیعہ اثنا عشری مسلمان کو کوئی ایسی چیز بطور عطیہ دے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کے خمس کی ادائیگی کی ذمہ داری عطیہ دینے والے پر ہے اور (جس شخص کو عطیہ دیا گیا ہو) اس کے ذمے کچھ نہیں۔

(۱۷۳۴) اگر انسان کو کسی کافر سے یا ایسے شخص سے جو خمس دینے پر اعتقاد نہ رکھتا ہو، کوئی مال ملے تو اس مال کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۷۳۵) تاجر، دکاندار، کاریگر اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت سے جب انہوں نے کاروبار یا کام شروع کیا ہو، ایک سال گزر جائے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس کا خمس دیں۔ یہی حکم مجالس پڑھنے والے ذاکر وغیرہ کا ہے۔ چاہے اسے سال کے مخصوص ایام میں ہی آمدنی ہوئی ہو، جبکہ اس کی آمدنی سالانہ اخراجات کا ایک بڑا حصہ ادا کر رہی ہو۔ جو شخص کسی کام دھندے سے کمائی نہ کرتا ہو تا کہ اس ذریعے سے اپنے اخراجات ادا کرے بلکہ لوگوں یا حکومت کی مدد پر اس کا گزارا ہو یا اسے اتفاقاً کوئی نفع حاصل ہو جائے تو جب اسے یہ نفع ملے اس وقت سے ایک سال گزرنے کے بعد جتنی مقدار اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

اس اعتبار سے ہر منافع کے لئے ایک علیحدہ سال بھی قرار دے سکتا ہے۔

(۱۷۳۶) سال کے دوران جس وقت بھی کسی شخص کو منافع ملے وہ اس کا خمس دے سکتا ہے اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ سال کے ختم ہونے تک اس کی ادائیگی کو موخر کردے، لیکن اگر جانتا ہو کہ سال کے اختتام تک اسے اس کی ضرورت نہیں پڑنے والی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ فوراً اس کا خمس ادا کرے اور وہ خمس ادا کرنے کے لئے شمسی سال (رومن کیلنڈر) اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۷۳۷) اگر کسی شخص کو کوئی منافع حاصل ہو لیکن وہ سال کے دوران مر جائے تو ضروری ہے کہ اس کی موت تک کے اخراجات اس منافع میں سے نکال کر باقی ماندہ کا خمس فوراً دے دیا جائے۔

(۱۷۳۸) اگر کسی شخص کے بغرض تجارت خریدے ہوئے مال کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے نہ بیچے اور اسی سال کے دوران اس کی قیمت گر جائے تو جتنی مقدار تک قیمت بڑھی ہو اس کا خمس واجب نہیں ہے۔

(۱۷۳۹) اگر کسی شخص کے بغرض تجارت خریدے ہوئے مال کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اس امید پر کہ ابھی اس کی قیمت اور بڑھے گی اس مال کو سال کے خاتمے تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو جس مقدار تک قیمت بڑھی ہو اس کا خمس دینا احتیاط واجب کی بنا پر واجب ہے۔

(۱۷۴۰) کسی شخص نے مال تجارت کے علاوہ کوئی مال خرید کر یا اسی کی طرح کسی طریقے سے حاصل کیا ہو جس کا خمس وہ ادا کر چکا ہو تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے بیچ دے تو ضروری ہے کہ جس قدر اس چیز کی قیمت بڑھی ہے، اگر سال بھر کے اخراجات کے بعد بچ جائے تو اس کا خمس دے۔ اسی طرح مثلاً اگر کوئی درخت خریدے اور اس میں پھل لگیں یا (بھیڑ خریدے اور وہ) بھیڑ موٹی ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس اضافی مقدار کا خمس دے۔

(۱۷۴۱) اگر کوئی شخص ایسے مال سے جس کا خمس ادا کر دیا ہے یا ابھی اس پر خمس واجب نہیں ہوا ہے، اس خیال سے باغ (میں پودے) لگائے کہ قیمت بڑھ جانے پر انہیں بیچ دے گا تو ضروری ہے کہ پھلوں کی اور درختوں کی نشوونما، خود رو یا کاشت کئے ہوئے پودے، خشک شدہ لکڑیاں جو کاٹ کر استفادہ حاصل کرنے کے قابل ہو گئی ہوں اور باغ کی بڑھی ہوئی قیمت کا خمس دے۔ لیکن اگر اس کا ارادہ یہ رہا ہو کہ ان درختوں کے پھل بیچ کر ان سے نفع کمائے گا تو قیمت کی اضافی مقدار کا خمس ضروری نہیں، باقی ہر چیز کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۲) اگر کوئی شخص بید، مشک اور چنار وغیرہ کے درخت لگائے تو ضروری ہے کہ ہر سال ان کے بڑھنے کا خمس دے اور اسی طرح اگر مثلاً ان درختوں کی ان شاخوں سے نفع کمائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں اگر اس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۴۳) اگر کسی شخص کی آمدنی کے متعدد ذرائع ہوں، مثلاً اپنے سرمائے سے اس نے شکر بھی خرید کر رکھی ہو اور چاول بھی، اگر ان تمام ذرائع تجارت کی آمدنی اور اخراجات اور تمام رقم کا حساب کتاب یکجا ہو تو ضروری ہے کہ سال کے خاتمے پر جو کچھ اس کے اخراجات سے زائد ہو اس کا خمس ادا کرے۔ اگر ایک ذریعے سے نفع کمائے اور دوسرے ذریعے سے نقصان اٹھائے تو وہ ایک ذریعے کے نقصان کا دوسرے ذریعے کے نقصان سے

تدارک کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے دو مختلف پیشے ہوں مثلاً تجارت اور زراعت کرتا ہو یا ایک پیشہ ہو لیکن مختلف چیزوں کا حساب کتاب بالکل جدا ہو تو ان دو صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر وہ ایک پیشے کے نقصان کا تدارک دوسرے پیشے کے نفع سے نہیں کر سکتا۔

(۱۷۴۴) انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لئے مثلاً دلالی اور باربرداری کے سلسلے میں خرچ کرے اسی طرح آلات اور وسائل پر جو نقص آئے تو انہیں منافع میں سے منہا کر سکتا ہے اور اتنی مقدار کا خمس ادا کرنا لازم نہیں۔

(۱۷۴۵) کاروبار کے منافع سے کوئی شخص سال بھر میں جو کچھ خوراک، لباس، گھر کے ساز و سامان، مکان کی خریداری، بیٹے کی شادی، بیٹی کے جہیز اور زیارات وغیرہ پر خرچ کرے اس پر خمس نہیں ہے بشرطیکہ ایسے اخراجات اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں۔

(۱۷۴۶) جو مال انسان منت اور کفارے پر خرچ کرے وہ سالانہ اخراجات کا حصہ ہے۔ اسی طرح وہ مال بھی اس کے سالانہ اخراجات کا حصہ ہے جو وہ کسی کو تحفے یا انعام کے طور پر دے بشرطیکہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

(۱۷۴۷) اگر رواج اس بات کا ہو کہ انسان اپنی لڑکی کا جہیز چند سالوں میں بتدریج بنائے اور جہیز تیار نہ کرنا اس کی شان کے خلاف ہو، چاہے اسی اعتبار سے کہ وہ عین وقت پر سارا جہیز تیار نہ کر پائے گا اور وہ سال کے دوران اسی سال کے منافع سے کچھ جہیز خریدے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو اور عرفی اعتبار سے جہیز کی اتنی مقدار اس کے سال کے اخراجات میں سے سمجھی جائے تو اس پر خمس دینا لازم نہیں ہے اور اگر وہ جہیز اس کی حیثیت سے بڑھ کر ہو یا ایک سال کے منافع سے دوسرے سال میں تیار کیا گیا ہو تو اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۸) جو مال کسی شخص نے زیارت بیت اللہ (حج) اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کیا ہو وہ اس سال کے اخراجات میں شمار ہوتا ہے جس سال میں خرچ کیا جائے اور اگر اس کا سفر سال سے زیادہ لمبا ہو جائے تو جو کچھ وہ دوسرے سال میں خرچ کرے اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۹) جو شخص کسی پیشے یا تجارت وغیرہ سے منافع حاصل کرے اگر اس کے پاس کوئی اور مال بھی ہو جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے منافع کو مدنظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔

(۱۷۵۰) جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لئے اپنے منافع سے خریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر خمس اس کی قیمت کی صورت میں دینا چاہے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی قیمت بڑھ گئی ہو تو ضروری ہے کہ سال کے خاتمے پر جو قیمت ہو اس کا حساب لگائے۔

(۱۷۵۱) کوئی شخص خمس دینے سے پہلے اپنے منافع میں سے گھریلو استعمال کے لئے سامان خریدے اگر

اس کی ضرورت منافع حاصل ہونے والے سال کے بعد ختم ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے اور دوران سال اس کی ضرورت ختم ہو جائے لیکن وہ سامان ان چیزوں میں سے ہو جو عموماً آئندہ سالوں استعمال کے لئے رکھی جاتی ہو جیسے سردی اور گرمی کے کپڑے تو ان پر خمس نہیں ہوتا۔ اس صورت کے علاوہ دو سال اگر اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دے۔ عورت کے لئے زیورات کو بطور زینت استعمال کرنے کا زمانہ گزر جائے اس پر بھی خمس نہیں ہے۔

(۱۷۵۲) اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ سال کے منافع منہا نہیں کرسکتا۔

(۱۷۵۳) اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور وہ اپنے سرمائے سے خرچ اٹھائے اور سال ختم ہونے سے پہلے اسے منافع ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں سے خرچ کیا ہے اسے منافع منہا کرسکتا ہے۔

(۱۷۵۴) اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں ڈوب جائے تو جس قدر سرمایہ ڈوبا ہو انسان اتنی مقدار اس سال کے منافع میں سے منہا کرسکتا ہے۔

(۱۷۵۵) اگر کسی شخص کے مال میں سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے، اگر اسے اسی سال میں اس چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اس سال کے دوران اپنے منافع سے مہیا کرسکتا ہے، اس پر خمس نہیں ہے۔

(۱۷۵۶) اگر کسی شخص کو سارا سال کوئی منافع نہ ہو اور وہ اپنے اخراجات قرض لے کر پورے کرے تو وہ آئندہ سالوں کے منافع سے قرض کی رقم منہا نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر سال کے دوران اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض لے اور سال ختم ہونے سے پہلے منافع کمائے تو اپنے قرضے کی رقم اس منافع میں سے منہا کرسکتا ہے۔ اسی طرح پہلی صورت میں وہ اس قرض کو سال کے منافع سے ادا کرسکتا ہے اور منافع کی اس مقدار سے خمس کا کوئی تعلق نہیں۔

(۱۷۵۷) اگر کوئی شخص مال بڑھانے کی غرض سے یا ایسی املاک خریدنے کے لئے جس کی اسے ضرورت نہ ہو قرض لے تو اگر وہ اس سال کے منافع میں سے خمس ادا کئے بغیر وہ قرضہ ادا کردے تو سال گزرنے پر ضروری ہے کہ اس چیز کا خمس ادا کرے، سوائے اس صورت میں کہ قرضے میں لیا ہوا مال اس مال سے خریدی گئی چیز سال کے دوران ہی ختم ہو جائے۔

(۱۷۵۸) انسان ہر اس چیز کا جس پر خمس واجب ہو چکا ہو اسی چیز کی شکل میں خمس دے سکتا ہے اور اگر چاہے تو جتنا خمس اس پر واجب ہو اس کی قیمت کے برابر رقم بھی دے سکتا ہے لیکن اگر کسی دوسری جنس کی صورت میں جس پر خمس واجب نہ ہو دینا چاہے تو محل اشکال ہے بجز اس کے کہ ایسا کرنا حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔

(۱۷۵۹) جس شخص کے مال پر خمس واجب الادا ہو اور سال گزر گیا ہو لیکن اس نے خمس نہ دیا ہو تو وہ اس مال میں تصرف نہیں کرسکتا۔

(۱۷۶۰) جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو وہ یہ نہیں کرسکتا کہ اس خمس کو اپنے ذمے لے یعنی اپنے آپ کو خمس کے

مستحقین کا مقروض تصور کرے اور سارا مال استعمال کرتا رہے اور اگر استعمال کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۱) جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو اگر وہ حاکم شرع سے مفاہمت کر کے خمس کو اپنے ذمے لے لے تو سارا مال استعمال کرسکتا ہے اور مفاہمت کے بعد اس مال سے جو منافع اسے حاصل ہو وہ اس کا اپنا مال ہے۔ البتہ ضروری ہے کہ اپنا خمس والا قرضہ بتدریج اس طرح ادا کرے کہ اسے خمس ادا کرنے میں سستی کرنا نہ کہا جاسکے۔

(۱۷۶۲) جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو اگر وہ اپنے منافع پر خمس دیدے اور اس کا حصے دار نہ دے اور آئندہ سال وہ حصے دار اس مال کو جس کا خمس اس نے نہیں دیا ساجھے میں سرمائے کے طور پر پیش کرے تو وہ شخص (جس نے خمس ادا کردیا ہو) اگر شیعہ اثنا عشری مسلمان ہو تو اس مال کو استعمال میں لاسکتا ہے۔

(۱۷۶۳) اگر نابالغ بچے کو کوئی منافع حاصل ہو چاہے تنخواہوں کی صورت میں ہی ہو اور دوران سال وہ بچے کے ضروریات میں استعمال نہ ہو تو اس کا خمس دینا ہوگا اور اس کے ولی پر واجب ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر ولی خمس نہ دے تو بالغ ہونے کے بعد واجب ہے کہ وہ خود اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۴) جس شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی مال ملے اور اسے شک ہو کہ (مال دینے والے) دوسرے شخص نے اس کا خمس دیا ہے یا نہیں تو وہ (مال حاصل کرنے والا شخص) اس مال میں تصرف کرسکتا ہے۔ بلکہ اگر یقین بھی ہو کہ اس دوسرے شخص نے خمس نہیں دیا تب بھی اگر وہ شیعہ اثنا عشری مسلمان ہو تو اس مال میں تصرف کرسکتا ہے۔

(۱۷۶۵) اگر کوئی شخص کاروبار کے منافع سے سال کے دوران کوئی ایسی چیز خریدے جو اس کی سال بھر کی ضروریات اور اخراجات میں شمار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سال کے خاتمے پر اس کا خمس دے اور اگر خمس نہ دے اور اس چیز کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اس کی موجودہ قیمت پر خمس دے۔

(۱۷۶۶) اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور ایسے مال سے جس پر خمس نہ دیا ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو، اس کی قیمت ادا کرے اور پھر اس کی قیمت بڑھ جائے، اگر اس نے یہ چیز اس ارادے سے نہ خریدی ہو کہ اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ دے گا، مثلاً کھیتی باڑی کے لئے زمین خریدی ہو تو ضروری ہے کہ قیمت خرید پر خمس دے اور مثلاً اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو اور اس سے کہا ہو کہ میں یہ جائیداد اس رقم سے خریدتا ہوں تو ضروری ہے کہ اس جائیداد کی موجودہ قیمت پر خمس دے۔

(۱۷۶۷) جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے خمس کی ادائیگی اس پر واجب ہوئی) یا چند سالوں سے خمس نہ دیا ہو اگر اس نے اپنے کاروبار کے منافع سے کوئی ایسی چیز خریدی ہو جس کی اسے ضرورت نہ ہو اور اسے کاروبار شروع کئے ہوئے یا اگر کاروباری نہ ہو تو منافع کمائے ایک سال گزر گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر اس نے گھر کا ساز و سامان اور ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق خریدی ہوں اور جانتا ہو کہ اس نے یہ چیزیں اس سال کے دوران اس منافع سے خریدی ہیں جس سال میں اسے منافع ہوا ہے اور اسی سال

میں انہیں استعمال بھی کرلیا ہے تو ان پر خمس دینا لازم نہیں۔ لیکن اگر اسے یہ معلوم نہ ہو تو احتیاط واجب ضروری ہے کہ حاکم شرع سے احتمالی نسبت پر مفاہمت کرے یعنی اگر مثلاً ۵۰ فیصد پر خمس واجب ہو گیا ضروری ہے کہ اس کا ۵۰ فیصد خمس کے طور پر دے۔

۲۔ معدنی کانیں

(۱۷۶۸) سونے، چاندی، سیسے، تانبے، لوہے، (جیسی دھاتوں کی کانیں) نیز پیٹرولیم، کوئلے، فیروزہ، عقیق، پھٹکری یا نمک کی کانیں اور (اسی طرح کی) دوسری کانیں انفال کے زمرے میں آتی ہیں یعنی وہ امام علیہ السلام کی ملکیت ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی چیز نکالے جبکہ شرعاً کوئی حرج نہ ہو تو وہ اسے ملکیت قرار دے سکتا ہے اور اگر وہ چیز نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۹) کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب ۱۵ مثقال مروجہ سکہ دار سونا ہے یعنی اگر کان سے نکالی ہوئی کسی چیز کی قیمت ضروری اخراجات نکالنے کے بعد ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس پر بعد میں جو اخراجات آئے ہوں جیسے اس دھات کو خالص بنانے کے اخراجات، انہیں منہا کر کے جو باقی بچے اس کا خمس دے۔

(۱۷۷۰) جس شخص نے کان سے منافع کمایا ہو اور جو چیز کان سے نکالی ہو اگر اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک نہ پہنچے تو اس پر خمس تب واجب ہو گا جب صرف یہ منافع یا اس کے دوسرے منافعے اس منافع کو ملا کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو جائیں۔

(۱۷۷۱) جپسم اور چونے پر احتیاط لازم کی بنا پر معدنی چیزوں کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے لہٰذا اگر یہ چیزیں حد نصاب تک پہنچ جائیں تو سال بھر کے اخراجات نکالنے سے پہلے ان کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۷۲) جو شخص کان سے کوئی چیز نکالے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے خواہ وہ کان زمین کے اوپر ہو یا زیر زمین اور خواہ ایسی زمین میں ہو جو اس کی ملکیت ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

(۱۷۷۳) اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز اس نے کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہے یا نہیں تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو وزن کر کے یا کسی اور طریقے سے اس کی قیمت معلوم کرے اور اگر ممکن نہ ہو تو اس پر خمس واجب نہیں۔

(۱۷۷۴) اگر کئی افراد مل کر کان سے کوئی چیز نکالیں اور اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس مقدار سے کم ہو تو اس پر خمس واجب نہیں۔

(۱۷۷۵) اگر کوئی شخص اس معدنی چیز کو ایسی زمین کے نیچے سے جو دوسرے کی ملکیت میں ہو اس کی اجازت کے بغیر اس کی زمین کھود کر نکالے تو مشہور قول یہ ہے کہ "جو چیز دوسرے کی زمین سے نکالی جائے وہ اسی مالک کی ہے" لیکن یہ بات اشکال سے خالی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ باہم معاملہ طے کریں اور اگر آپس میں سمجھوتہ نہ ہو سکے تو حاکم شرع کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ اس تنازعے کا فیصلہ کرے۔

۳۔ گڑا ہوا دفینہ

(۱۷۷۶) دفینہ وہ منتقل شدہ مال ہے جو چھپا ہوا ہو اور لوگوں کی دسترس سے نکل چکا ہو اور جسے زمین، درخت، پہاڑ یا دیوار میں چھپایا گیا ہو، جبکہ معمولاً وہ ایسی جگہ نہیں ہوتا۔

(۱۷۷۷) اگر انسان کو کسی ایسی زمین سے دفینہ ملے جو کسی کی ملکیت نہ ہو یا موات اور خود اس نے اس زمین پر محنت کر کے اسے اپنی ملکیت میں لیا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۷۸) دفینے کا نصاب ۱۰۵ مثقال سکہ دار چاندی اور ۱۵ مثقال سکہ دار سونا ہے یعنی جو چیز دفینے سے ملے اگر اس کی قیمت ان دونوں میں سے کسی ایک کے بھی برابر ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

(۱۷۷۹) اگر کسی شخص کو ایسی زمین سے جو اس نے کسی سے خریدی ہو یا مثلاً اجارے وغیرہ سے اس پر حق تصرف حاصل کیا ہو کوئی ایسا دفینہ ملے جس کا تعلق کسی مسلمان یا کافر ذمی سے نہ ہو یا اگر ہو تو اتنے قدیم زمانے سے تعلق ہو کہ جس کے بعد اس کے کسی بھی وارث کو تلاش نہ کیا جا سکے تو وہ اسے ملکیت میں لے سکتا ہے اور اس پر خمس دینا بھی ضروری ہے۔ اگر عقلی احتمال ہو کہ یہ سابقہ مالک کا مال ہے جبکہ زمین اور اسی طرح دفینہ یا وہ جگہ ضمناً زمین میں شامل ہونے کی بنا پر اس کا حق ہو تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے اب اگر وہ اس مال کا دعویٰ کرے تو ضروری ہے کہ وہ مال اسے دیدے اور اگر دعویٰ نہ کرے تو اس شخص کو اطلاع دے جو اس سے بھی پہلے اس زمین کا مالک تھا اور اس پر اس کا حق تھا اور اسی ترتیب سے ان تمام لوگوں کو اطلاع دے جو خود اس سے پہلے اس زمین کے مالک رہے ہوں اور اس پر ان کا حق ہو۔ اب اگر ان میں سے کوئی اس کا دعویٰ نہ کرے اور اسے بھی یہ یقین نہ ہو کہ یہ کسی غیر قدیم مسلمان یا ذمی کا مال ہے تو پھر وہ اسے اپنے قبضے میں لے سکتا ہے۔ لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۰) اگر کسی شخص کو ایک وقت میں چند جگہوں سے مال ملے جس کی مجموعی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہو تو ضروری ہے کہ اس مال کا خمس دے لیکن اگر مختلف اوقات میں دفینے ملیں تو زیادہ فاصلہ نہ ہونے کی صورت میں ان تمام کی قیمت ایک ساتھ لگائی جائے گی لیکن اگر فاصلہ زیادہ ہو تو ہر ایک کی قیمت علیحدہ لگائی جائے گی۔

(۱۷۸۱) جب دو اشخاص کو ایسا دفینہ ملے جس کی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے تک پہنچتی ہو لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ اتنا نہ بنتا ہو تو اس پر خمس ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۷۸۲) اگر کوئی شخص جانور خریدے اور اس کے پیٹ سے اسے کوئی مال ملے تو اگر اسے احتمال ہو کہ یہ مال بیچنے والے یا پہلے مالک کا ہے اور وہ جانور پر اور جو کچھ اس کے پیٹ سے برآمد ہوا ہے اس پر حق رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے اور اگر معلوم ہو کہ وہ مال ان میں سے کسی ایک کا بھی نہیں ہے اور اس کی مقدار نصاب تک ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے بلکہ احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کا خمس دے اگرچہ وہ مال دفینے

کے نصاب کے برابر نہ ہو اور باقی مال اس کی ملکیت ہوگا اور یہ حکم مچھلی اور اس کی مانند دوسرے ایسے جانداروں کے لئے بھی ہے جن کی کوئی شخص کسی مخصوص جگہ میں افزائش و پرورش کرے اور ان کی غذا کا انتظام کرے اور اگر سمندر یا دریا سے اسے پکڑے تو کسی کو اس کی اطلاع دینا لازم نہیں۔

۴۔ وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

(۱۷۸۳) اگر حلال مال حرام مال کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ انسان انہیں ایک دوسرے سے الگ نہ کر سکے اور حرام مال کے مالک اور اس مال کی مقدار کا بھی علم نہ ہو اور یہ بھی علم نہ ہو کہ حرام مال کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ تو تمام مال کا خمس نکالنے سے وہ مال حلال ہو جاتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص کو دے جو خمس اور رد مظالم کا مستحق ہو۔

(۱۷۸۴) اگر حلال مال حرام مال سے مل جائے اور انسان حرام کی مقدار — خواہ وہ خمس سے کم ہو یا زیادہ — جانتا ہو لیکن اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مقدار اس مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت لے۔

(۱۷۸۵) اگر حلال مال حرام سے مل جائے اور انسان کو حرام کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن اس مال کے مالک کو پہچانتا ہو اور دونوں ایک دوسرے کو راضی نہ کر سکیں تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار کے بارے میں یقین ہو کہ دوسرے کا مال ہے وہ اسے دیدے۔ بلکہ اگر دو مال اس کی اپنی غلطی سے مخلوط ہوئے ہوں تو احتیاط کی بنا پر مال کی جس زیادہ مقدار کے بارے میں احتمال ہو کہ یہ دوسرے کا ہے وہ اسے دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۶) اگر کوئی شخص حرام سے مخلوط حلال مال کا خمس دیدے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار کے بارے میں علم ہو کہ خمس سے زیادہ تھی اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

(۱۷۸۷) اگر کوئی شخص حرام سے مخلوط حلال مال کا خمس دے یا ایسا مال جس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور بعد میں اس کا مالک مل جائے تو اگر وہ راضی نہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کے مال کے برابر اسے دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۸) اگر حلال مال حرام مال سے مل جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان جانتا ہو کہ اس کا مالک چند لوگوں میں سے ہی کوئی ایک ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کون ہے تو ضروری ہے کہ ان سب کو اطلاع دے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی ایک کہے کہ یہ میرا مال ہے اور دوسرے کہیں کہ ہمارا مال نہیں یا اس پہلے کی تصدیق کر دیں تو اسی پہلے شخص کو وہ مال دیدے اور اگر دو یا دو سے زیادہ آدمی کہیں کہ یہ ہمارا مال ہے اور صلح یا اسی طرح کسی طریقے سے وہ معاملہ حل نہ ہو تو ضروری ہے کہ تنازعے کے حل کے لئے حاکم شرع سے رجوع کریں اور اگر وہ سب لاعلمی کا اظہار کریں اور باہم صلح بھی نہ کریں تو ظاہر یہ ہے کہ اس مال کے مالک کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے ہوگا اور احتیاط یہ ہے کہ حاکم شرع یا اس کا وکیل قرعہ اندازی کی نگرانی کرے۔

۵۔ غواصی سے حاصل کئے ہوئے موتی

(۱۷۸۹) اگر غواصی کے ذریعے یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لولو، مرجان یا دوسرے موتی نکالے جائیں تو خواہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہوں جو اگتی ہیں یا معدنیات میں سے ہوں، اگر اس کی قیمت ۱۸ چنے سونے کے برابر ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دیا جائے، خواہ انہیں ایک دفعہ میں سمندر سے نکالا گیا ہو یا ایک سے زیادہ دفعہ میں بشرطیکہ پہلی دفعہ اور دوسری دفعہ غوطہ لگانے میں زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ ہاں اگر دونوں مرتبہ میں فاصلہ زیادہ ہو مثلاً یہ کہ دو موسموں میں غواصی کی ہو اور ہر ایک دفعہ میں ۱۸ چنے سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے اور اسی طرح جب غواصی میں شریک تمام غوطہ خوروں میں سے ہر ایک کا حصہ ۱۸ چنے سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو تو ان پر اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۷۹۰) اگر سمندر میں غوطہ لگائے بغیر دوسرے ذرائع سے موتی نکالے جائیں تو احتیاط کی بنا پر ان پر خمس واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص سمندر کے پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے موتی حاصل کرے تو ان کا خمس اسے اس صورت میں دینا ضروری ہے جب جو موتی اسے دستیاب ہوئے ہوں وہ تنہا یا اس کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(۱۷۹۱) مچھلیوں اور ان دوسرے (آبی) جانوروں کا خمس جنہیں انسان سمندر میں غوطہ لگائے بغیر حاصل کرتا ہے اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب ان چیزوں سے حاصل کردہ منافع تنہا یا کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(۱۷۹۲) اگر انسان کوئی چیز نکالنے کا ارادہ کئے بغیر سمندر میں غوطہ لگائے اور اتفاق سے کوئی موتی اس کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اسے اپنی ملکیت میں لینے کا ارادہ کرے تو اس کا خمس دینا ضروری ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر حال میں اس کا خمس دے۔

(۱۷۹۳) اگر انسان سمندر میں غوطہ لگائے اور کوئی جانور نکال لائے اور اس کے پیٹ میں سے اسے کوئی موتی ملے تو اگر وہ جانور سیپی کی مانند ہو جس کے پیٹ میں عموماً موتی ہوتے ہیں اور وہ نصاب تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر وہ کوئی ایسا جانور ہو جس نے اتفاقاً موتی نگل لیا ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اگرچہ وہ حد نصاب تک نہ پہنچے تب بھی اس کا خمس دے۔

(۱۷۹۴) اگر کوئی شخص بڑے دریاؤں مثلاً دجلہ اور فرات میں غوطہ لگائے اور موتی نکال لائے تو ضروری ہے کہ ان کا خمس دے۔

(۱۷۹۵) اگر کوئی شخص پانی میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکال لائے اور اس کی قیمت ۱۸ چنے سونے یا اس سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے بلکہ اگر پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے بھی حاصل کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۷۹۶) جس شخص کا پیشہ غوطہ خوری یا کان کنی ہو اگر وہ ان کا خمس ادا کر دے اور پھر اس کے سال بھر کے اخراجات سے کچھ بچ رہے تو اس کے لئے یہ لازم نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس ادا کرے۔

(۱۷۹۷) اگر بچہ کوئی معدنی چیز نکالے یا اسے کوئی دفینہ مل جائے یا سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکال لائے تو بچے کا ولی اس کا خمس دے اور اگر ولی خمس ادا نہ کرے تو ضروری ہے کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد خود خمس ادا کرے اور اسی طرح اگر اس کے پاس حرام مال میں حلال مال ملا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا ولی ان احکام کے مطابق عمل کرے جو اس قسم کے مال کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں۔

۶۔ مال غنیمت

(۱۷۹۸) اگر مسلمان امام علیہ السلام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں اور جو چیزیں جنگ میں ان کے ہاتھ لگیں انہیں "غنیمت" کہا جاتا ہے۔ اس میں سے جو خاص امام علیہ السلام کا حق ہے اسے علیحدہ کرنے کے بعد ضروری ہے کہ باقی ماندہ پر خمس ادا کیا جائے۔ مال غنیمت پر خمس ثابت ہونے میں اشیائے منقولہ اور غیر منقولہ میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں جن زمینوں کا تعلق "انفال" سے ہے وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں اگرچہ جنگ امام علیہ السلام کی اجازت سے نہ ہو۔

(۱۷۹۹) اگر مسلمان کافروں سے امام علیہ السلام کی اجازت کے بغیر جنگ کریں اور ان سے مال غنیمت حاصل ہو تو جو غنیمت حاصل ہو وہ امام علیہ السلام کی ملکیت ہے اور جنگ کرنے والوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔

(۱۸۰۰) جو کچھ کافروں کے ہاتھ میں ہے اگر اس کا مالک محترم المال یعنی مسلمان یا کافر ذمی یا معاہد ہو تو اس پر غنیمت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

(۱۸۰۱) کافر حربی کا مال چرانا اور اس جیسا کوئی کام کرنا اگر خیانت اور نقض امن میں شمار ہو تو حرام ہے اور اس طرح کی جو چیزیں ان سے حاصل کی جائیں احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ انہیں لوٹا دی جائیں۔

(۱۸۰۲) مشہور یہ ہے کہ ناصبی کا مال مومن اپنے لئے لے سکتا ہے البتہ اس کا خمس دے لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

۷۔ وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے

(۱۸۰۳) اگر کافر ذمی مسلمان سے زمین خریدے تو مشہور قول کی بنا پر اس کا خمس اسی زمین سے یا اپنے کسی دوسرے مال سے دے لیکن اس صورت میں خمس کے عام قواعد کے مطابق خمس کے واجب ہونے میں اشکال ہے۔

خمس کا مصرف

(۱۸۰۴) ضروری ہے کہ خمس دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس کا ایک حصہ سادات کا حق ہے اور ضروری

ہے کہ کسی فقیر سید یا یتیم سید یا ایسے سید کو دیا جائے جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو اور دوسرا حصہ امام علیہ السلام کا ہے جو ضروری ہے کہ موجودہ زمانے میں جامع الشرائط مجتہد کو دیا جائے یا ایسے کاموں پر جس کی وہ مجتہد اجازت دے خرچ کیا جائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ مرجع اعلم ہو اور عمومی مصلحتوں سے آگاہ ہو۔

(۱۸۰۵) جس یتیم سید کو خمس دیا جائے ضروری ہے کہ وہ فقیر بھی ہو لیکن جو سید سفر میں ناچار ہو جائے وہ خواہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

(۱۸۰۶) جو سید سفر میں ناچار ہو گیا ہو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

(۱۸۰۷) جو سید عادل نہ ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے لیکن جو سید اثنا عشری نہ ہو ضروری ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

(۱۸۰۸) جو سید خمس کو گناہ کے کام میں استعمال کرے اسے خمس نہیں دیا جا سکتا بلکہ اگر اسے خمس دینے سے گناہ کرنے میں اس کی مدد ہوتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے چاہے وہ اسے گناہ میں استعمال نہ بھی کرے۔ اسی طرح احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سید کو بھی خمس نہ دیا جائے جو شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو یا علانیہ گناہ کرتا ہو۔

(۱۸۰۹) جو شخص کہے کہ میں سید ہوں اسے اس وقت تک خمس نہ دیا جائے جب تک دو عادل اشخاص اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کر دیں یا انسان کو کسی بھی طریقے سے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وہ سید ہے۔

(۱۸۱۰) کوئی شخص اپنے شہر میں سید مشہور ہو، اگر انسان کو اس کے برخلاف بات کا یقین یا اطمینان نہ ہو تو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

(۱۸۱۱) اگر کسی شخص کی بیوی سیدانی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ شوہر اسے اس مقصد کے لئے خمس نہ دے کہ وہ اسے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئے لیکن اگر دوسرے لوگوں کی کفالت اس عورت پر واجب ہو اور وہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قاصر ہو تو انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنی بیوی کو خمس دے تاکہ وہ زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرے اسی طرح اس عورت کو اپنے غیر واجب اخراجات پر صرف کرنے کے لئے خمس دینے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۱۲) اگر انسان پر کسی سید کے یا ایسی سیدانی کے اخراجات واجب ہوں جو اس کی بیوی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس سید یا سیدانی کے خوراک اور پوشاک کے اخراجات اور باقی واجب اخراجات اپنے خمس سے ادا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ اس سید یا سیدانی کو خمس کی کچھ رقم اس مقصد سے دے کہ وہ واجب اخراجات کے علاوہ اسے دوسری ضروریات پر خرچ کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۱۳) اگر کسی فقیر سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہوں اور وہ شخص اس سید کے اخراجات برداشت نہ کر سکتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دیتا ہو تو اس سید کو خمس دیا جا سکتا ہے۔

(۱۸۱۴) احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک فقیر سید کو اسکے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ خمس نہ دیا جائے۔

(۱۸۱۵) اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو تو وہ خمس کو دوسرے شہر لے جاسکتا ہے بلکہ اگر خمس کی ادائیگی میں سستی نہ سمجھی جائے تو مستحق کے ہوتے ہوئے بھی دوسرے شہر لے جاسکتا ہے۔ لیکن ہر صورت میں اگر خمس تلف ہو جائے تو تلف شدہ مقدار کا ضامن ہے چاہے اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اور خمس دوسری جگہ لے جانے کے اخراجات بھی اس خمس میں سے نہیں لے سکتا۔

(۱۸۱۶) اگر کوئی شخص حاکم شرع یا اس کے وکیل کی وکالت میں خمس وصول کرے تو وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے اور اگر ان دو میں سے کسی ایک کی اجازت سے دوسرے شہر لے جائے اور بغیر کوتاہی کے تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے۔

(۱۸۱۷) یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی اصل قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے اور جیسا کہ مسئلہ ۱۷۵۶ میں بتایا گیا ہے کہ کسی دوسری جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا مطلقاً محل اشکال ہے۔ سوائے اس کے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت ہو۔

(۱۸۱۸) جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ یا تو حاکم شرع سے اجازت لے یا خمس اس مستحق کو دیدے اور بعد میں مستحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کے طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی اجازت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرض چکا لے۔

(۱۸۱۹) مالک، خمس کے مستحق شخص سے یہ شرط نہیں کرسکتا کہ وہ خمس لینے کے بعد اسے واپس لوٹا دے۔

زکوٰۃ کے احکام

(۱۸۲۰) زکوٰۃ چند چیزوں پر واجب ہے:

(۱) گیہوں (۲) جو (۳) کھجور (۴) کشمش (۵) سونا (۶) چاندی

(۷) اونٹ (۸) گائے (۹) بھیڑ بکری (۱۰) احتیاط لازم کی بنا پر مال تجارت۔

اگر کوئی شخص ان دس چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا ضروری ہے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصارف میں سے کسی ایک مد میں خرچ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط

(۱۸۲۱) زکوٰۃ مذکورہ دس چیزوں پر اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور وہ مال انسان کی اپنی ملکیت ہو اور اس کا مالک آزاد ہو۔

(۱۸۲۲) اگر انسان گیارہ مہینے گائے، بھیڑ بکری، اونٹ، سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگرچہ بارھویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی لیکن ضروری ہے کہ اگلے سال کی ابتدا کا حساب بارھویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

(۱۸۲۳) سونے، چاندی اور مال تجارت پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان چیزوں کا مالک پورے سال بالغ اور عاقل ہو۔ لیکن گیہوں، جو، کھجور، کشمش اور اسی طرح اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں میں مالک کا بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں ہے۔

(۱۸۲۴) گیہوں اور جو پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں "گیہوں" اور "جو" کہا جائے۔ کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ ابھی انگور ہی کی صورت میں ہوں۔ کھجور پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب (وہ پک جائیں اور) عرب اسے تمر کہیں۔ لیکن ان میں زکوٰۃ کا نصاب دیکھنے کا وقت وہ ہے جب یہ خشک ہو جائیں اور گندم و جو کی زکوٰۃ دینے کا وقت وہ ہوتا ہے جب یہ غلہ کھلیان میں پہنچے اور ان (کی بالیوں) سے بھوسا اور (دانہ) الگ کیا جائے۔ جبکہ کھجور اور کشمش میں یہ وقت وہ ہوتا ہے جب انہیں اتار لیتے ہیں۔ اگر اس وقت کے بعد مستحق کے ہوتے ہوئے بلاوجہ تاخیر کرے اور تلف ہو جائے تو مالک ضامن ہے۔

(۱۸۲۵) گیہوں، جو، کشمش اور کھجور میں زکوٰۃ ثابت ہونے کے لئے جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے۔ معتبر نہیں ہے کہ ان کا مالک ان میں تصرف کرسکے۔ پس اگر مالک غائب ہو اور مال بھی اس کے یا اس کے وکیل کے ہاتھ میں نہ ہو مثلاً کسی نے ان چیزوں کو غصب کرلیا ہو تب بھی جس وقت وہ مال اس کو مل جائے زکوٰۃ ان چیزوں میں ثابت ہے۔

(۱۸۲۶) اگر گائے، بھیڑ، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست (بے حواس) یا بے ہوش رہے تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور اسی طرح گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کا مالک زکوٰۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۲۷) گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کے علاوہ دوسری چیزوں میں زکوٰۃ ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مالک اس مال میں شرعاً اور تکویناً تصرف کرسکتا ہو۔ پس اگر سال کے ایک قابل توجہ حصے میں کسی نے اس مال کو غصب کرلیا ہو یا مالک اس مال میں شرعاً تصرف نہ کرسکتا ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۸۲۸) اگر کسی نے سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لی ہو اور وہ چیز ایک سال تک اس کے پاس رہے تو ضروری ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر قرض دینے والا اس کی زکوٰۃ دیدے تو قرضدار پر کچھ واجب نہیں۔

(۱۸۱۵) اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو تو وہ خمس کو دوسرے شہر لے جاسکتا ہے بلکہ اگر خمس کی
یگی میں سستی نہ سمجھی جائے تو مستحق کے ہوتے ہوئے بھی دوسرے شہر لے جاسکتا ہے۔ لیکن ہر صورت میں
خمس تلف ہو جائے تو تلف شدہ مقدار کا ضامن ہے چاہے اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اور خمس دوسری
ہ لے جانے کے اخراجات بھی اس خمس میں سے نہیں لے سکتا۔

(۱۸۱۶) اگر کوئی شخص حاکم شرع یا اس کے وکیل کی وکالت میں خمس وصول کرے تو وہ بری الذمہ ہو جاتا
ے اور اگر ان دو میں سے کسی ایک کی اجازت سے دوسرے شہر لے جائے اور بغیر کوتاہی کے تلف ہو جائے
ضامن نہیں ہے۔

(۱۸۱۷) یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی اصل قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے اور
یسا کہ مسئلہ ۱۷۵۶ میں بتایا گیا ہے کہ کسی دوسری جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا مطلقاً محل اشکال ہے۔ سوائے
ں کے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت ہو۔

(۱۸۱۸) جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے تو
یاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ یا تو حاکم شرع سے اجازت لے یا خمس اس مستحق کو دیدے اور بعد میں
تحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کے طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی
زت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرض چکا لے۔

(۱۸۱۹) مالک خمس کے مستحق شخص سے یہ شرط نہیں کرسکتا کہ وہ خمس لینے کے بعد اسے واپس لوٹا دے۔

زکوٰۃ کے احکام

(۱۸۲۰) زکوٰۃ چند چیزوں پر واجب ہے:

(۱) گیہوں (۲) جو (۳) کھجور (۴) کشمش (۵) سونا (۶) چاندی

(۷) اونٹ (۸) گائے (۹) بھیڑ بکری (۱۰) احتیاط لازم کی بنا پر مال تجارت۔

اگر کوئی شخص ان دس چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں
جائے گا ضروری ہے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصارف میں سے کسی ایک مد میں خرچ کرے جن کا
م دیا گیا ہے۔

ۃ واجب ہونے کی شرائط

(۱۸۲۱) زکوٰۃ مذکورہ دس چیزوں پر اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک
جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور وہ مال انسان کی اپنی ملکیت ہو اور اس کا مالک آزاد ہو۔

(۱۸۲۲) اگر انسان گیارہ مہینے گائے، بھیڑ بکری، اونٹ، سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگرچہ بارہویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی لیکن ضروری ہے کہ اگلے سال کی ابتدا کا حساب بارہویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

(۱۸۲۳) سونے، چاندی اور مال تجارت پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان چیزوں کا مالک پورے سال بالغ اور عاقل ہو۔ لیکن گیہوں، جو، کھجور، کشمش اور اسی طرح اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں میں مالک کا بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں ہے۔

(۱۸۲۴) گیہوں اور جو پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں ''گیہوں'' اور ''جو'' کہا جائے۔ کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ ابھی انگور ہی کی صورت میں ہوں۔ کھجور پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب (وہ پک جائیں اور) عرب اسے تمر کہیں۔ لیکن ان میں زکوٰۃ کا نصاب دیکھنے کا وقت وہ ہے جب یہ خشک ہو جائیں اور گندم و جو کی زکوٰۃ دینے کا وقت وہ ہوتا ہے جب یہ غلہ کھلیان میں پہنچے اور ان (کی بالیوں) سے بھوسا اور (دانہ) الگ کیا جائے۔ جبکہ کھجور اور کشمش میں یہ وقت وہ ہوتا ہے جب انہیں اتار لیتے ہیں۔ اگر اس وقت کے بعد مستحق کے ہوتے ہوئے بلاوجہ تاخیر کرے اور تلف ہو جائے تو مالک ضامن ہے۔

(۱۸۲۵) گیہوں، جو، کشمش اور کھجور میں زکوٰۃ ثابت ہونے کے لئے جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے۔ معتبر نہیں ہے کہ ان کا مالک ان میں تصرف کر سکے۔ پس اگر مالک غائب ہو اور مال بھی اس کے یا اس کے وکیل کے ہاتھ میں نہ ہو مثلاً کسی نے ان چیزوں کو غصب کر لیا ہو تب بھی جس وقت وہ مال اس کو مل جائے زکوٰۃ ان چیزوں میں ثابت ہے۔

(۱۸۲۶) اگر گائے، بھیڑ، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست (بے حواس) یا بے ہوش رہے تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور اسی طرح گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کا مالک زکوٰۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۲۷) گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کے علاوہ دوسری چیزوں میں زکوٰۃ ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مالک اس مال میں شرعاً اور تکوینا تصرف کرسکتا ہو۔ پس اگر سال کے ایک قابل توجہ حصے میں کسی نے اس مال کو غصب کر لیا ہو یا مالک اس مال میں شرعاً تصرف نہ کرسکتا ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۸۲۸) اگر کسی نے سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لی ہو اور وہ چیز ایک سال تک اس کے پاس رہے تو ضروری ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر قرض دینے والا اس کی زکوٰۃ دیدے تو قرضدار پر کچھ واجب نہیں۔

گیہوں، جَو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ

(۱۸۲۹) گیہوں، جو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ان کا نصاب تین سو صاع ہے جو ایک گروہ (علماء) کے بقول تقریباً ۸۴۷ کلو ہوتا ہے۔

(۱۸۳۰) جس انگور، کھجور، جو اور گیہوں پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اگر کوئی شخص خود یا اس کے اہل و عیال اسے کھالیں یا مثلاً وہ یہ اجناس کسی فقیر کو زکوٰۃ کے علاوہ کسی اور نیت سے دیدے تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار استعمال کی ہو اس پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۱) اگر گیہوں، جو کھجور اور انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان چیزوں کا مالک مرجائے تو جتنی زکوٰۃ بنتی ہو وہ اس کے مال سے دینی ضروری ہے لیکن اگر وہ شخص زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے مرجائے تو ہر وہ وارث جس کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے ضروری ہے کہ اپنے حصے کی زکوٰۃ خود ادا کرے۔

(۱۸۳۲) جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور ہو وہ گیہوں اور جو کے کھلیان میں بھوسا (اور دانہ) الگ کرنے کے وقت اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ کا مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر مالک نہ دے اور جس چیز پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو وہ تلف ہوجائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۱۸۳۳) اگر کسی شخص کے کھجور کے درختوں، انگور کی بیلوں یا گیہوں اور جو کے کھیتوں (کی پیداوار) کا مالک بننے کے بعد ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہوجائے تو ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۴) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد کوئی شخص کھیتوں اور درختوں کو بیچ دے تو بیچنے والے پر ان اجناس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور جب وہ زکوٰۃ ادا کردے تو خریدنے والے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۳۵) اگر کوئی شخص گیہوں، جو، کھجور یا انگور خریدے اور اسے علم ہو کہ بیچنے والے نے ان کی زکوٰۃ دے دی ہے یا شک کرے کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے یا نہیں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے ان پر زکوٰۃ نہیں دی تو ضروری ہے کہ وہ خود اس پر زکوٰۃ دے دے، لیکن اگر بیچنے والے نے اسے دھوکہ دیا ہو تو وہ زکوٰۃ دینے کے بعد اس سے رجوع کرسکتا ہے اور زکوٰۃ کی مقدار کا اس سے مطالبہ کرسکتا ہے۔

(۱۸۳۶) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور کا وزن تر ہونے کے وقت نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور خشک ہونے کے وقت اس حد سے کم ہوجائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۳۷) اگر کوئی شخص گیہوں، جو اور کھجور کو خشک ہونے کے وقت سے پہلے خرچ کرے تو اگر وہ خشک ہوکر نصاب پر پوری اتریں تو ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۸) کھجور کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ جسے خشک کیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہوچکا ہے۔

(۲) وہ جو رطب (پکی ہوئی رس دار) ہونے کی حالت میں کھائی جاتی ہے۔

(۳) وہ جو کچی ہی کھائی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی مقدار اگر خشک ہونے پر نصاب کی حد تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب ہے کہ اس کی زکوٰۃ دی جائے۔ جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۳۹) جس گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ کسی شخص نے دے دی ہو اگر وہ چند سال اس کے پاس پڑی بھی رہیں تو ان پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

(۱۸۴۰) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور (کی کاشت) بارانی یا نہری زمین پر کی جائے یا مصری زراعت کی طرح انہیں زمین کی نمی سے فائدہ پہنچے تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر ان کی سینچائی (جھیل یا کنویں وغیرہ کے پانی سے) بذریعہ ڈول کی جائے تو ان پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے۔

(۱۸۴۱) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور (کی کاشت) بارش کے پانی سے بھی سیراب ہو اور اسے ڈول وغیرہ کے پانی سے بھی فائدہ پہنچے تو اگر یہ سینچائی ایسی ہو کہ عام طور پر کہا جاسکے کہ ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے تو اس پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نہر اور بارش کے پانی سے سیراب ہوئے ہیں تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر سینچائی کی صورت یہ ہو کہ عام طور پر کہا جائے کہ دونوں ذرائع سے سیراب ہوئے ہیں تو اس پر زکوٰۃ ساڑھے سات فیصد ہے۔

(۱۸۴۲) اگر کوئی شک کرے کہ عام طور پر کون سی بات صحیح سمجھی جائے گی اور اسے علم نہ ہو کہ سینچائی کی صورت ایسی ہے کہ لوگ عام طور پر کہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی یا یہ کہیں کہ مثلاً بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو اگر وہ ساڑھے سات فیصد زکوٰۃ دے تو کافی ہے۔

(۱۸۴۳) اگر کوئی شک کرے اور اسے علم نہ ہو کہ عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ڈول وغیرہ سے ہوئی ہے تو اس صورت میں بیسواں حصہ دینا کافی ہے اور اگر اس بات کا احتمال بھی ہو کہ عموماً لوگ کہیں کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوئی ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۴۴) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور بارش اور نہر کے پانی سے سیراب ہوں اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن ان کی سینچائی ڈول کے پانی سے بھی ہوئی ہو اور ڈول کے پانی سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر ڈول وغیرہ کے پانی سے سینچائی ہوئی ہو اور نہر اور بارش کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن نہر اور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہوں اور اس سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے۔

(۱۸۴۵) اگر کسی کھیت کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے اور اس سے ملحقہ زمین میں کھیتی باڑی کی جائے اور وہ ملحقہ زمین اس زمین سے فائدہ اٹھائے اور اسے سینچائی کی ضرورت نہ رہے تو جس زمین کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ بیسواں حصہ اور اس سے ملحقہ کھیت کی زکوٰۃ احتیاط کی بنا پر دسواں حصہ ہے۔

(۱۸۴۶) جو اخراجات کسی شخص نے گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر کئے ہوں انہیں وہ فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نصاب کا حساب نہیں لگا سکتا لہذا اگر ان میں سے کسی ایک کا وزن اخراجات کا حساب لگانے سے پہلے نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۴۷) جس شخص نے زراعت میں بیج استعمال کیا ہو خواہ وہ اس کے پاس موجود ہو یا اس نے خریدا ہو نصاب کا حساب اس بیج کو فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نہیں کر سکتا بلکہ ضروری ہے کہ نصاب کا حساب پوری فصل کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائے۔

(۱۸۴۸) جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) بطور محصول لے لے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مثلاً اگر کھیت کی پیداوار ۲۰۰۰ کلو ہو اور حکومت اس میں سے ۱۰۰ کلو بطور لگان کے لے لے تو زکوٰۃ فقط ۱۹۰۰ کلو پر واجب ہے۔

(۱۸۴۹) احتیاط واجب کی بنا پر انسان یہ نہیں کر سکتا کہ جو اخراجات اس نے زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کئے ہوں انہیں وہ پیداوار سے منہا کرے اور صرف باقی ماندہ پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۵۰) زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد جو اخراجات کئے جائیں اور جو کچھ زکوٰۃ کی مقدار کی نسبت خرچ کیا جائے وہ پیداوار سے منہا نہیں کیا جا سکتا اگرچہ احتیاط کی بنا پر حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت بھی لے لی ہو۔

(۱۸۵۱) کسی شخص کے لئے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تاکہ جو اور گیہوں کھلیان تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور کے خشک ہونے کا وقت ہو جائے پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو جائز ہے کہ زکوٰۃ کی مقدار کا اندازہ لگا کر وہ قیمت بطور زکوٰۃ دے۔

(۱۸۵۲) زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد انسان یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کو چننے سے پہلے زکوٰۃ، مستحق شخص یا حاکم شرع یا اس کے وکیل کو مشترکہ طور پر پیش کر دے اور اس کے بعد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

(۱۸۵۳) جب کوئی شخص فصل یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم شرع یا مستحق شخص یا ان کے وکیل کو دے دے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ بلا معاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ فصل کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۱۸۵۴) اگر انسان چند شہروں میں گیہوں، جو، کھجور یا انگور کا مالک ہو اور ان شہروں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسرے سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے فصل اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور یہ سب ایک سال کی پیداوار شمار ہوتے ہوں تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس

وقت زکوٰۃ دے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے پکنے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہو تو انتظار کرے تاکہ باقی اجناس پک جائیں۔ پھر اگر سب ملا کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۵۵) اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۱۸۵۶) اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوٰۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کے خشک ہونے پر زکوٰۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۵۷) اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کی قیمت لگائے اور انگور یا تازہ کھجوریں یا کوئی اور کشمش یا خشک کھجوریں اس قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے نیز اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور دے تو اگرچہ وہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے۔

(۱۸۵۸) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس ایسا مال بھی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو ضروری ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پہلے اس میں سے تمام زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔ لیکن اگر زکوٰۃ اس کے ذمے واجب الادا ہو چکی ہو تو اس کا حکم بھی باقی قرضوں کا حکم ہے۔

(۱۸۵۹) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس گیہوں، جو، کھجور یا انگور بھی ہو اور اس سے پہلے کہ ان اجناس پر زکوٰۃ واجب ہو اس کے ورثاء اس کا قرضہ کسی دوسرے مال سے ادا کر دیں تو جس وارث کا حصہ نصاب کی مقدار تک پہنچتا ہو تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے اور اگر اس سے پہلے کہ زکوٰۃ ان اجناس پر واجب ہو متوفی کا قرضہ ادا نہ کریں اور اگر اس کا مال فقط اس قرضے جتنا ہو تو ورثاء کے لئے واجب نہیں کہ ان اجناس پر زکوٰۃ دیں اور اگر متوفی کا مال اس کے قرض سے زیادہ ہو جبکہ متوفی پر اتنا قرض ہو کہ اگر اسے ادا کرنا چاہیں تو گیہوں، جو، کھجور اور انگور میں سے بھی کچھ مقدار قرض خواہ کو دینی پڑے گی تو جو کچھ قرض خواہ کو دیں اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور باقی ماندہ مال پر وارثوں میں سے جس کا بھی حصہ زکوٰۃ کے نصاب کے برابر ہو اس کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

(۱۸۶۰) جس شخص کے پاس اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی گندم، جو، کھجور اور انگور ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو اس کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اچھی والی قسم کی زکوٰۃ گھٹیا قسم سے نہ دے۔

سونے کا نصاب

(۱۸۶۱) سونے کے نصاب دو ہیں:

اس کا پہلا نصاب بیس مثقال شرعی ہے جبکہ ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کا ہوتا ہے۔ پس جس وقت سونے کی مقدار بیس مثقال شرعی تک جو آج کل کے پندرہ مثقال کے برابر ہوتے ہیں، پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جو بیان کی جاچکی ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اس کا چالیسواں حصہ جو ۹ نخود کے برابر ہوتا ہے زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر سونا اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس کا دوسرا نصاب چار مثقال شرعی ہے جو آج کل کے تین مثقال کے برابر ہوتے ہیں یعنی اگر پندرہ مثقال پر تین مثقال کا اضافہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تمام تر ۱۸ مثقال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دے اور اگر تین مثقال سے کم اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ صرف ۱۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اس صورت میں اضافے پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جوں جوں اضافہ ہو اس کے لئے یہی حکم ہے یعنی اگر تین مثقال اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اضافہ تین مثقال سے کم ہو تو جو مقدار بڑھی ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

(۱۸۶۲) اس کا پہلا نصاب ۱۰۵ مروجہ مثقال ہے۔ لہٰذا جب چاندی کی مقدار ۱۰۵ مثقال تک پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتی ہو جو بیان کی جاچکی ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اس کا ڈھائی فیصد جو دو مثقال اور ۱۵ نخود بنتا ہے بطور زکوٰۃ دے اور اگر وہ اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس کا دوسرا نصاب ۲۱ مثقال ہے یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے پورے ۱۲۶ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ صرف ۱۰۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور جو اضافہ ہوا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جتنا بھی اضافہ ہوتا جائے یہی حکم ہے یعنی اگر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو وہ مقدار جس کا اضافہ ہوا ہے اور جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر اسے شک ہو کہ نصاب کی حد تک جا پہنچی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ تحقیق کرے۔

(۱۸۶۳) جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اگرچہ وہ اس پر زکوٰۃ دے دے لیکن جب تک اس کے پاس سونا یا چاندی پہلے نصاب سے کم نہ ہو جائے ضروری ہے کہ ہر سال ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۶۴) سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں اور ان کے ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ بھی چکی ہو لیکن لین دین کا رواج ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر لین دین کا رواج ختم ہو چکا ہو تو چاہے مہر مٹ

چکی ہو، زکوٰۃ کا ادا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۸۶۵) وہ سکہ دار سونا اور چاندی جنہیں عورتیں بطور زیور پہنتی ہوں جب تک وہ رائج ہوں یعنی سونے اور چاندی کے سکوں کے طور پر ان کے ذریعے لین دین ہوتا ہو احتیاط کی بنا پر ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے لیکن اگر ان کے ذریعے لین دین کا رواج باقی نہ ہو تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۶) جس شخص کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہوں اگر ان میں سے کوئی بھی پہلی نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً اس کے پاس ۱۰۴ مثقال چاندی اور ۱۴ مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۷) جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ گیارہ مہینے نصاب کی مقدار کے مطابق کسی شخص کی ملکیت میں رہیں اور اگر گیارہ مہینوں میں کسی وقت سونا اور چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۸) اگر کسی شخص کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ گیارہ مہینے کے دوران انہیں کسی دوسری چیز سے بدل لے یا انہیں پگھلا لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ان کو سونے یا چاندی سے بدل لے یعنی سونے کو سونے یا چاندی سے یا چاندی کو چاندی یا سونے سے بدل لے تو احتیاط واجب ہے کہ زکوٰۃ دے۔

(۱۸۶۹) اگر کوئی شخص بارہویں مہینے میں سونا یا چاندی کے سکے پگھلائے تو ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دے اور اگر پگھلانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان چیزوں کو پگھلانے سے پہلے جو زکوٰۃ اس پر واجب تھی وہ دے۔

(۱۸۷۰) سونے اور چاندی کے سکے جن میں معمول سے زیادہ دوسری دھات کی آمیزش ہو اگر انہیں چاندی اور سونے کے سکے کہا جاتا ہو تو اس صورت میں جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے گو ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے لیکن اگر انہیں سونے اور چاندی کے سکے نہ کہا جاتا ہو تو خواہ ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک پہنچ بھی جائے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۱۸۷۱) جس شخص کے پاس سونے اور چاندی کے سکے ہوں اگر ان میں دوسری دھات کی آمیزش معمول کے مطابق ہو تو اگر وہ شخص ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کے ایسے سکوں میں دے جن میں دوسری دھات کی آمیزش معمول سے زیادہ ہو یا ایسے سکوں میں دے جو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ سکے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان کی قیمت اس زکوٰۃ کی قیمت کے برابر ہو جو اس پر واجب ہوگئی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ، گائے اور بھیڑ، بکری کی زکوٰۃ

(۱۸۷۲) اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کے لئے ان شرائط کے علاوہ جن کا ذکر آچکا ہے ایک شرط اور بھی ہے اور وہ یہ کہ حیوان سارا سال صرف (خودرو) جنگلی گھاس چرتا رہا ہو۔ لہٰذا اگر سارا سال یا اس کا کچھ

حصہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی چراگاہ میں چرے جو خود اس شخص کی (یعنی حیوان کے مالک کی) یا دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک مختصر مقدار مالک کی مملوکہ گھاس (یا چارا) کھائے جبکہ اب بھی عرفاً کہا جا سکے کہ اس نے باہر کی گھاس ہی کھائی ہے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن اونٹ، گائے اور بھیڑ کی زکوٰۃ واجب ہونے میں شرط یہ نہیں ہے کہ سارا سال حیوان بے کار رہے بلکہ اگر آبیاری یا ہل چلانے یا ان جیسے امور میں ان حیوانوں سے استفادہ کیا جائے جبکہ عرفاً کہا جا سکے کہ یہ سارا سال بے کار رہے ہیں تو ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے بلکہ اگر نہ کہا جا سکے تب بھی احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۷۳) اگر کوئی شخص اپنے اونٹ گائے اور بھیڑ کے لئے ایک ایسی چراگاہ خریدے جسے کسی نے کاشت نہ کیا ہو یا اسے کرائے (یا ٹھیکے) پر حاصل کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے اگرچہ زکوٰۃ کا دینا احوط ہے لیکن اگر وہاں جانور چرانے کا محصول ادا کرے تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے۔

اونٹ کے نصاب

(۱۸۷۴) اونٹ کے نصاب بارہ ہیں:

(۱) پانچ اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد اس حد تک نہ پہنچے، زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۲) دس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

(۳) پندرہ اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

(۴) بیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

(۵) پچیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ پانچ بھیڑیں ہیں۔

(۶) چھبیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۷) چھتیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۸) چھیالیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۹) اکسٹھ اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۱۰) چھہتر اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

(۱۱) اکیانوے اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

(۱۲) ایک سو اکیس اونٹ اور اس سے اوپر جتنے ہوتے جائیں ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا یا تو ان کا چالیس سے چالیس تک حساب کرے اور ہر چالیس اونٹوں کے لئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو یا پچاس سے پچاس تک کا حساب

کرے اور ہر پچاس اونٹوں کے لئے ایک اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو یا چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے اور بعض مقامات پر اس کو اختیار ہے کہ چالیس سے حساب کرے یا پچاس سے لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا ضروری ہے کہ کچھ باقی نہ بچے یا اگر بچے بھی تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہوں تو ضروری ہے کہ ایک سو کے لئے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس کے لئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور جو اونٹ زکوٰۃ میں دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر چھٹے نصاب میں اس کے پاس دو سالہ اونٹنی نہ ہو تو تین سالہ اونٹ کافی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو خریدنے میں اسے اختیار ہے کہ کسی کو بھی خرید لے۔

(۱۸۷۵) دونوں نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا اگر ایک شخص جو اونٹ رکھتا ہو ان کی تعداد پہلے نصاب سے جو پانچ ہے، بڑھ جائے تو جب تک وہ دوسرے نصاب تک جو دس ہے نہ پہنچے ضروری ہے کہ فقط پانچ پر زکوٰۃ دے اور باقی نصابوں کی صورت بھی ایسی ہی ہے۔

گائے کا نصاب

(۱۸۷۶) گائے کے دو نصاب ہیں:

اس کا پہلا نصاب تیس ہے۔ جب کسی شخص کی گایوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے اور وہ شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے تو ضروری ہے کہ گائے کا ایک ایسا بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ بچھڑا ہو۔ اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بچھیا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ اور تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مثلاً جس شخص کے پاس انتالیس گائیں ہوں تو ضروری ہے کہ صرف تیس کی زکوٰۃ دے اور اگر اس کے پاس چالیس سے زیادہ گائیں ہوں تو جب تک ان کی تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے ضروری ہے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے۔ جب ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ تعداد پہلے نصاب سے دگنی ہے اس لئے ضروری ہے کہ دو ایسے بچھڑے بطور زکوٰۃ دے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور اسی طرح جوں جوں گایوں کی تعداد بڑھتی جائے تو ضروری ہے کہ یا تو تیس سے تیس تک حساب کرے یا چالیس سے چالیس تک یا تیس اور چالیس دونوں کا حساب کرے اور ان پر اس طریقے کے مطابق زکوٰۃ دے جو بتایا گیا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ اس طرح حساب کرے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر کچھ بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو۔ مثلاً اگر اس کے پاس ستر گائیں ہوں تو ضروری ہے کہ تیس اور چالیس کے مطابق حساب کرے اور تیس کے لئے تیس کی اور چالیس کے لئے چالیس کی زکوٰۃ دے کیونکہ اگر وہ تیس کے لحاظ سے حساب کرے گا تو دس گائیں بغیر زکوٰۃ دیئے رہ جائیں گی اور

بعض مقامات، مثلاً ۱۲۰ گائیں پر اس کو اختیار ہے کہ جیسے چاہے حساب کرے۔

بھیڑ کا نصاب

(۱۸۷۷) بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں:

پہلا نصاب ۴۰ ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑوں کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

دوسرا نصاب ۱۲۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

تیسرا نصاب ۲۰۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

چوتھا نصاب ۳۰۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

پانچواں نصاب ۴۰۰ اور اس سے اوپر کی ہے اور ان کا حساب سو سے سو تک کرنا ضروری ہے اور ہر سو بھیڑوں پر ایک بھیڑ دی جائے اور یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ انہی بھیڑوں میں سے دی جائے بلکہ اگر کوئی اور بھیڑیں دے دی جائیں یا بھیڑوں کی قیمت کے برابر نقدی دے دی جائے تو کافی ہے۔

(۱۸۷۸) دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کسی کی بھیڑوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے زیادہ ہو لیکن دوسرے نصاب تک جو ۱۲۱ ہے نہ پہنچی ہو تو اسے چاہئے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جو تعداد اس سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اس کے بعد کے نصابوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۷۹) اونٹ، گائیں اور بھیڑیں جب نصاب کی حد تک پہنچ جائیں تو خواہ وہ سب نر ہوں یا مادہ یا کچھ نر ہوں اور کچھ مادہ تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۱۸۸۰) زکوٰۃ کے ضمن میں گائے اور بھینس ایک جنس شمار ہوتی ہیں اور عربی اور غیر عربی اونٹ ایک جنس ہیں۔ اسی طرح بھیڑ، بکرے اور دنبے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۱۸۸۱) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور اگر بکری دے تو احتیاطاً ضروری ہے کہ وہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

(۱۸۸۲) جو بھیڑ کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر دے اگر اس کی قیمت اس کی بھیڑوں سے معمولی سی کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ ایسی بھیڑ دے جس کی قیمت اس کی ہر بھیڑ سے زیادہ ہو۔ نیز گائے اور اونٹ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۸۳) اگر کئی افراد باہم حصے دار ہوں تو جس جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۱۸۸۴) اگر ایک شخص کی گائیں یا اونٹ یا بھیڑیں مختلف جگہوں پر ہوں اور وہ سب ملا کر نصاب کے برابر ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۸۵) اگر کسی شخص کی گائیں، بھیڑیں یا اونٹ بیمار اور عیب دار ہوں تب بھی ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۸۶) اگر کسی شخص کی ساری گائیں، بھیڑیں یا اونٹ بیمار یا عیب دار یا بوڑھے ہوں تو وہ خود انہی میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن اگر وہ سب تندرست، بے عیب اور جوان ہوں تو وہ ان کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھے جانور نہیں دے سکتا بلکہ اگر ان میں سے بعض تندرست اور بعض بیمار، کچھ عیب دار اور کچھ بے عیب اور کچھ بوڑھے اور کچھ جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست، بے عیب اور جوان جانور دے۔

(۱۸۸۷) اگر کوئی شخص گیارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے اپنی گائیں، بھیڑیں اور اونٹ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب بتایا ہوا ہے اسی جنس کے اتنے ہی نصاب سے بدل لے، مثلاً چالیس بھیڑیں دے کر چالیس اور بھیڑیں لے لے تو اگر ایسا کرنا زکوٰۃ سے بچنے کی نیت سے نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر زکوٰۃ سے بچنے کی نیت سے ہو تو اس صورت میں جبکہ دونوں چیزیں ایک ہی نوعیت کا فائدہ رکھتی ہوں مثلاً دونوں بھیڑیں دودھ دیتی ہوں تو احتیاط لازم ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۸۸) جس شخص کو گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ دینی ضروری ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے دے دے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو تو ضروری ہے کہ ہر سال زکوٰۃ دے اور اگر وہ زکوٰۃ انہی جانوروں میں سے دے اور وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ مثلاً جو شخص چالیس بھیڑیں رکھتا ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے دے دے تو جب تک اس کی بھیڑیں چالیس سے کم نہ ہوں ضروری ہے کہ ہر سال ایک بھیڑ دے اور اگر خود ان بھیڑوں میں سے زکوٰۃ دے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مال تجارت کی زکوٰۃ

جس مال کا انسان معاوضہ دے کر مالک ہوا ہو اور اس نے وہ مال تجارت اور فائدہ حاصل کرنے کے لئے محفوظ رکھا ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ (مندرجہ ذیل) چند شرائط کے ساتھ اس کی زکوٰۃ دے جو کہ چالیسواں حصہ ہے۔

(۱) مالک بالغ اور عاقل ہو۔

(۲) مال کی قیمت کم از کم ۱۵ مثقال سکہ دار سونے یا ۱۰۵ مثقال سکے دار چاندی کے برابر ہو۔

(۳) جس وقت سے اس مال سے فائدہ اٹھانے کی نیت کی ہو اس پر ایک سال گزر جائے۔

(۴) فائدہ اٹھانے کی نیت پورے سال باقی رہے۔ پس اگر سال کے دوران اس کی نیت بدل جائے مثلاً اس کو اخراجات کی مد میں صرف کرنے کی نیت کرے تو ضروری نہیں کہ اس پر زکوٰۃ دے۔

(۵) مالک اس مال میں پورا سال تصرف کر سکتا ہو۔

(۶) تمام سال اس کے سرمائے کی مقدار یا اس سے زیادہ پر خریدار موجود ہو۔ پس اگر سال کے کچھ حصے میں سرمائے کی مقدار کا خریدار نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

(۱۸۸۹) زکوٰۃ کا مال آٹھ مقامات پر خرچ ہو سکتا ہے:

(۱) فقیر۔ وہ شخص جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں فقیر ہے۔ لیکن جس شخص کے پاس کوئی ہنر یا جائیداد یا سرمایہ ہو جس سے وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورے کر سکتا ہو وہ فقیر نہیں ہے۔

(۲) مسکین۔ وہ شخص جو فقیر سے زیادہ تنگدست ہو، مسکین ہے۔

(۳) وہ شخص جو امام عصر علیہ السلام یا نائب امام کی جانب سے اس کام پر مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے، اس کی نگہداشت کرے، حساب کی جانچ پڑتال کرے اور جمع کیا ہوا مال امام علیہ السلام یا نائب امام یا فقراء کو پہنچائے۔

(۴) وہ کفار جنہیں زکوٰۃ دی جائے تو وہ دین اسلام کی جانب مائل ہوں یا جنگ میں یا جنگ کے علاوہ مسلمانوں کی مدد کریں۔ اسی طرح وہ مسلمان جن کا ایمان ان بعض چیزوں پر جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں کمزور ہو لیکن اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے تو ان کے ایمان کی تقویت کا سبب بن جائے یا جو مسلمان امام علی علیہ السلام کی ولایت پر ایمان نہیں رکھتے لیکن اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے تو وہ امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت کی طرف مائل ہوں اور اس پر ایمان لے آئیں۔

(۵) غلاموں کو خرید کر انہیں آزاد کرنا۔ جس کی تفصیل اس کے باب میں بیان ہوئی ہے۔

(۶) وہ مقروض جو اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو۔

(۷) فی سبیل اللہ یعنی وہ کام جن کا فائدہ تمام مسلمانوں کو پہنچتا ہو، مثلاً مسجد بنانا، ایسا مدرسہ تعمیر کرنا جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہو، شہر کی صفائی کرنا نیز سڑکوں کو پختہ بنانا اور انہیں چوڑا کرنا اور ان ہی جیسے دوسرے کام کرنا۔

(۸) ابن السبیل یعنی وہ مسافر جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو۔

یہ وہ مدیں ہیں جہاں زکوٰۃ خرچ ہوتی ہے لیکن مالک، زکوٰۃ کو امام یا نائب امام کی اجازت کے بغیر مد نمبر ۳ اور مد نمبر ۴ میں خرچ نہیں کر سکتا اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر مد نمبر ۷ کا حکم بھی یہی ہے اور مذکورہ

مدوں کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۱۸۹۰) احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل وعیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ نہ لے اور اگر اس کے پاس کچھ رقم یا جنس ہو تو فقط اتنی زکوٰۃ لے جتنی رقم یا جنس اس کے سال بھر کے اخراجات کے لئے کم پڑتی ہو۔

(۱۸۹۱) جس شخص کے پاس اپنا پورے سال کا خرچ ہو اگر وہ اس کا کچھ حصہ استعمال کر لے اور بعد میں شک کرے کہ جو کچھ باقی بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے اخراجات کے لئے کافی ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۸۹۲) جس ہنرمند یا صاحب جائیداد یا تاجر کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو وہ اپنے اخراجات کی کمی پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے اور لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے کام کے اوزار یا جائیداد یا سرمایہ اپنے اخراجات کے مصرف میں لے آئے۔

(۱۸۹۳) جس فقیر کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کا خرچ نہ ہو لیکن ایک گھر کا مالک ہو جس میں وہ رہتا ہو یا سواری کی چیز رکھتا ہو اور ان کے بغیر گزر بسر نہ کر سکتا ہو خواہ یہ صورت اپنی عزت رکھنے کے لئے ہی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور گھر کے سامان، برتنوں اور گرمی و سردی کے کپڑوں اور جن چیزوں کی اسے ضرورت ہو ان کے لئے بھی یہی حکم ہے اور جو فقیر یہ چیزیں نہ رکھتا ہو اگر اسے ان کی ضرورت ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے خرید سکتا ہے۔

(۱۸۹۴) جو فقیر محنت کر کے روزی کما سکتا ہو اور اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچہ برداشت کر سکتا ہو لیکن سستی کی وجہ سے روزی نہ کما رہا ہو، اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔ وہ طالب علم جس کے لئے روزی کمانا، اس کے تحصیل علم کی راہ میں رکاوٹ ہو، اگر اس پر علم حاصل کرنا واجب عینی نہ ہو تو کسی بھی صورت میں فقراء کے حصے سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔ ہاں، اگر اس کا علم حاصل کرنا عمومی فائدے کا سبب ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے سبیل اللہ کے حصے سے لے سکتا ہے اور جس فقیر کے لئے ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر زکوٰۃ پر زندگی بسر نہ کرے لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(۱۸۹۵) جو شخص پہلے فقیر رہا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں فقیر ہوں تو اگرچہ اس کے کہنے پر انسان کو اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ لیکن جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ پہلے فقیر رہا ہے یا نہیں تو احتیاط کی بنا پر جب تک اس کے فقیر ہونے کا اطمینان نہ کر لے، اس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(۱۸۹۶) جو شخص کہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہ رہا ہو اگر اس کے کہنے سے اطمینان نہ ہوتا ہو تو اسے زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

(۱۸۹۷) جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو، اگر کوئی فقیر اس کا مقروض ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

(۱۸۹۸) اگر فقیر مر جائے اور اس کا مال اتنا نہ ہو جتنا اس نے قرضہ دینا ہو تو قرض خواہ قرضے کو زکوٰۃ میں

شمار کرسکتا ہے بلکہ اگر متوفی کا مال اس پر واجب الادا قرضے کے برابر ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

(۱۸۹۹) یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص جو چیز فقیر کو بطور زکوٰۃ دے اس کے بارے میں اسے بتائے کہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے میں خفت محسوس کرتا ہو تو مستحب ہے کہ اسے مال تو زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے لیکن اس کا زکوٰۃ ہونا اس پر ظاہر نہ کیا جائے۔

(۱۹۰۰) اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ دے کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ فقیر نہ تھا یا مسئلے سے ناواقف ہونے کی بنا پر کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ فقیر نہیں ہے تو یہ کافی نہیں ہے۔ لہذا اس نے جو چیز اس شخص کو بطور زکوٰۃ دی تھی اگر وہ باقی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے واپس لے کر مستحق کو دے اور اگر ختم ہوگئی ہو تو اگر لینے والے کو علم تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو انسان اس کا عوض اس سے لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر لینے والے کو یہ علم نہ تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا اور انسان کو اپنے مال سے زکوٰۃ کا عوض مستحق کو دینا ضروری ہے۔ احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم اس وقت بھی ہے جب اس نے فقیر کے بارے میں تحقیق کرلی ہو یا کسی شرعی گواہی کے طور پر اسے فقیر مانا ہو۔

(۱۹۰۱) جو شخص مقروض ہو اور قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اگر اس کے پاس اپنا سال بھر کا خرچ بھی ہو تب بھی اپنا قرضہ ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے جو مال بطور قرض لیا ہو اسے کسی گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو۔

(۱۹۰۲) اگر انسان ایک ایسے شخص کو زکوٰۃ دے جو مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اس شخص نے جو قرضہ لیا تھا وہ گناہ کے کام پر خرچ کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہو تو انسان نے جو کچھ اسے دیا ہو اسے سہم فقراء میں شمار کرسکتا ہے۔

(۱۹۰۳) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اگرچہ وہ فقیر نہ ہو تب بھی قرض خواہ قرضے کو جو اسے مقروض سے وصول کرنا ہے زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

(۱۹۰۴) جس مسافر کا زادِ راہ ختم ہو جائے یا اس کی سواری قابل استعمال نہ رہے اگر اس کا سفر گناہ کی غرض سے نہ ہو اور وہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر منزل مقصود تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اگرچہ وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو تو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی دوسری جگہ سے قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر سفر کے اخراجات حاصل کرسکتا ہو تو وہ فقط اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے اور اگر اپنے وطن میں کوئی چیز فروخت کر کے یا کرائے پر دے کر، اپنے لئے زادِ راہ مہیا کرسکتا ہو۔ تو احتیاط واجب کی بنا پر زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۹۰۵) جو مسافر سفر میں ناچار ہو جائے اور زکوٰۃ لے اگر اس کے وطن پہنچ جانے کے بعد زکوٰۃ میں سے کچھ بچ جائے اور اسے زکوٰۃ دینے والے کو واپس نہ پہنچا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ زائد مال حاکم شرع کو پہنچا دے اور اسے بتا دے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کی شرائط

(۱۹۰۶) (مال کا) مالک جس شخص کو اپنی زکوٰۃ دے سکتا ہے، ضروری ہے کہ وہ شیعہ اثنا عشری ہو۔ اگر انسان کسی کو شیعہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے دے اور بعد میں پتا چلے کہ وہ شیعہ نہ تھا تو ضروری ہے کہ دوبارہ زکوٰۃ دے۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب اس نے کسی کے شیعہ ہونے کے بارے میں تحقیق کرلی ہو یا کسی شرعی گواہی کے طور پر اسے شیعہ مانا ہو۔

(۱۹۰۷) اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ فقیر ہو تو انسان اس کے سرپرست کو اس نیت سے زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ دے رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہوگی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انسان خود یا کسی امین شخص کے توسط سے زکوٰۃ کو بچے یا دیوانے پر خرچ کرے۔ ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی نیت اس وقت کرے جب وہ زکوٰۃ ان کے استعمال میں لائی جائے۔

(۱۹۰۸) جو فقیر بھیک مانگتا ہو اور اس کا فقیر ہونا ثابت ہو اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن جو شخص مال زکوٰۃ گناہ کے کام پر خرچ کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے بلکہ احتیاط یہ ہے کہ وہ شخص جسے زکوٰۃ دینا گناہ کی طرف مائل کرنے کا سبب ہو اگرچہ وہ اسے گناہ کے کام میں خرچ نہ بھی کرے اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۰۹) جو شخص شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو اور اسی طرح جو شخص کھلم کھلا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۱۰) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اس کا قرضہ زکوٰۃ سے دیا جاسکتا ہے خواہ اس شخص کے اخراجات زکوٰۃ دینے والے پر ہی واجب کیوں نہ ہوں۔

(۱۹۱۱) انسان ان لوگوں کے اخراجات جن کی کفالت اس پر واجب ہو۔ مثلاً اولاد کے اخراجات۔ زکوٰۃ سے ادا نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ خود اولاد کا خرچہ نہ دے تو دوسرے لوگ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ ہاں، اگر ان واجب النفقہ افراد کا خرچہ دینے کے قابل نہ ہو لیکن اس پر زکوٰۃ واجب ہوچکی ہو تو ان کے اخراجات زکوٰۃ سے ادا کرسکتا ہے۔

(۱۹۱۲) اگر انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ اس لئے دے تاکہ وہ اسے اپنی بیوی، نوکر اور نوکرانی پر خرچ کرے یا اپنا قرضہ ادا کرے جبکہ باقی شرائط بھی موجود ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۱۳) باپ اپنے بیٹے کو سہم "فی سبیل اللہ" میں سے علمی اور دینی کتابیں جن کی بیٹے کو ضرورت ہو خرید کر نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر رفاہ عامہ کے لئے ان کتابوں کی ضرورت ہو تو احتیاط کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

(۱۹۱۴) جو باپ بیٹے کی شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بیٹے کی شادی کے لئے زکوٰۃ میں سے خرچ

کرسکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کے لئے ایسا ہی کرسکتا ہے۔

(۱۹۱۵) کسی ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی جس کا شوہر اسے اخراجات دیتا ہو اور ایسی عورت کو جس کا شوہر اخراجات نہ دیتا ہو لیکن جو حاکم جور سے رجوع کر کے ہی سہی، شوہر کو اخراجات دینے پر مجبور کرسکتی ہو اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۱۶) جس عورت نے متعہ کیا ہو اگر وہ فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر عقد کے موقع پر شوہر نے یہ شرط قبول کی ہو کہ اس کے اخراجات دے گا یا کسی اور وجہ سے اس کے اخراجات دینا شوہر پر واجب ہو اور وہ اس عورت کے اخراجات دیتا ہو تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

(۱۹۱۷) عورت اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے خواہ شوہر وہ زکوٰۃ اس عورت پر ہی کیوں نہ خرچ کرے۔

(۱۹۱۸) سید، غیر سید سے حالت مجبور کے علاوہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ایسی مجبوری ہو کہ خمس اور دوسرے ذرائع آمدنی اس کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوں۔ اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو تو روزانہ صرف اسی دن کے ضروری اخراجات کی مقدار میں زکوٰۃ لینے پر اکتفا کرے۔

(۱۹۱۹) جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سید ہے یا غیر سید، اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ ہاں، اگر وہ خود سید ہونے کا دعویٰ کرے اور مالک اسے زکوٰۃ دے دے تو وہ مالک بری الذمہ نہ ہوگا۔

زکوٰۃ کی نیت

(۱۹۲۰) ضروری ہے کہ انسان بہ قصد قربت یعنی بارگاہ الٰہی میں اظہار ذلت کی نیت سے زکوٰۃ دے اور اگر قصد قربت کے بغیر دے تو گناہگار ہونے کے باوجود کافی ہے اور اپنی نیت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ مال کی زکوٰۃ ہے یا زکوٰۃ فطرہ ہے بلکہ مثال کے طور پر اگر گیہوں اور جو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو اور وہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر دینا چاہے تو اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ معین کرے کہ گیہوں کی زکوٰۃ دے رہا ہے یا جو کی۔

(۱۹۲۱) اگر کسی شخص پر متعدد چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو اور وہ زکوٰۃ میں کوئی چیز دے لیکن کسی بھی چیز کی "نیت نہ کرے" تو جو چیز اس نے زکوٰۃ میں دی ہے اگر اس کی جنس وہی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی ایک کی ہے تو وہ اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہوگی۔ فرض کریں کہ کسی شخص پر چالیس بھیڑوں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوٰۃ واجب ہے، اگر وہ مثلاً ایک بھیڑ زکوٰۃ میں دے اور ان چیزوں میں سے (کہ جن پر زکوٰۃ واجب ہے) کسی کی بھی "نیت" نہ کرے تو وہ بھیڑوں کی زکوٰۃ شمار ہوگی۔ لیکن اگر وہ چاندی کے سکے یا کرنسی نوٹ دے جو ان چیزوں) کے ہم جنس نہیں ہے تو بعض (علماء) کے بقول وہ (سکے یا نوٹ) ان تمام (چیزوں) پر حساب سے بانٹ دیئے جائیں لیکن یہ بات اشکال سے خالی نہیں ہے بلکہ احتمال یہ ہے کہ وہ ان چیزوں میں سے کسی کی بھی (زکوٰۃ) شمار نہ ہوں گے اور (نیت نہ کرنے تک) مالک مال کی ملکیت رہیں گے۔

(۱۹۲۲) اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنائے تو ضروری ہے کہ مال زکوٰۃ وکیل کے حوالے کرتے وقت نیت کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس زکوٰۃ کے فقیر تک پہنچنے تک اپنی اسی نیت پر باقی رہے۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

(۱۹۲۳) ضروری ہے کہ انسان گیہوں اور جو کو بھوسے سے الگ کرنے کے موقع پر اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے علیحدہ کردے۔ ضروری ہے کہ سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ گیارہ مہینے ختم ہونے کے بعد فقیر کو دے یا اپنے مال سے علیحدہ کردے۔

(۱۹۲۴) زکوٰۃ علیحدہ کرنے کے بعد ایک شخص کے لئے لازم نہیں کہ اسے فوراً مستحق شخص کو دے دے اور اگر کسی عقلی مقصد سے اس میں تاخیر کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۹۲۵) جو شخص زکوٰۃ مستحق شخص کو پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے کوتاہی برتنے کی وجہ سے مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۱۹۲۶) جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور مال زکوٰۃ حفاظت کرنے کے باوجود تلف ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کی کوئی صحیح وجہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے لیکن اگر تاخیر کرنے کی کوئی صحیح وجہ تھی مثلاً ایک خاص فقیر اس کی نظر میں تھا یا تھوڑا تھوڑا کر کے فقراء کو دینا چاہتا تھا تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا ضامن ہے۔

(۱۹۲۷) اگر کوئی شخص زکوٰۃ (عین اسی) مال سے جدا کردے تو وہ باقی ماندہ مال میں تصرف کرسکتا ہے اور اگر وہ زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے جدا کردے تو اس پورے مال میں تصرف کرسکتا ہے۔

(۱۹۲۸) انسان نے جو مال زکوٰۃ کے طور پر علیحدہ کیا ہو اسے اپنے لئے اٹھا کر اس کی جگہ کوئی دوسری چیز نہیں رکھ سکتا۔

(۱۹۲۹) اگر اس مال زکوٰۃ سے جو کسی شخص نے علیحدہ کردیا ہو کوئی منفعت حاصل ہو مثلاً جو بھیڑ بطور زکوٰۃ علیحدہ کی ہو وہ بچہ جنے تو وہ منفعت زکوٰۃ کا حکم رکھتی ہے۔

(۱۹۳۰) جب کوئی شخص مال زکوٰۃ علیحدہ کر رہا ہو اگر اس وقت کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر ہے کہ زکوٰۃ اسے دیدے بجز اس صورت کے کہ کوئی ایسا شخص اس کی نظر میں ہو جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہو۔

(۱۹۳۱) اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس مال سے کاروبار کرے جو اس نے زکوٰۃ کے لئے علیحدہ کردیا ہو اور اس میں خسارہ ہو جائے تو وہ زکوٰۃ میں سے کوئی کمی نہیں کرسکتا لیکن اگر منافع ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ مستحق کو دیدے۔

(۱۹۳۲) اگر کوئی شخص اس سے پہلے کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز بطور زکوٰۃ فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگی اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ چیز جو اس نے فقیر کو دی تھی تلف نہ ہوئی ہو اور فقیر ابھی تک فقیری میں مبتلا ہو تو زکوٰۃ دینے والا اس چیز کو جو اس نے فقیر کو دی تھی زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

(۱۹۳۳) اگر فقیر یہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لے لے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر اس کا ذمہ دار ہے اور جب زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہو جائے اور فقیر اس وقت تک تنگدست ہو تو جو چیز اس شخص نے فقیر کو دی تھی اس کا عوض زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

(۱۹۳۴) اگر کوئی فقیر یہ نہ جانتا ہو کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی ہے اور اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ لے لے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر ذمے دار نہیں ہے اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوٰۃ میں شمار نہیں کرسکتا۔

(۱۹۳۵) مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ آبرومند فقراء کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم کو بے علم لوگوں پر اور جو لوگ ہاتھ نہ پھیلاتے ہوں ان کو منگتوں پر ترجیح دی جائے۔ ہاں، یہ ممکن ہے کہ کسی فقیر کو کسی اور وجہ سے زکوٰۃ دینا بہتر ہو۔

(۱۹۳۶) بہتر ہے کہ زکوٰۃ علانیہ دی جائے اور مستحب صدقہ پوشیدہ طور پر دیا جائے۔

(۱۹۳۷) جو شخص زکوٰۃ دینا چاہتا ہو اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کو اس کے لئے کسی اور معین مد میں بھی صرف نہ کرسکتا ہو تو وہ اسے کسی دوسرے شہر لے جاسکتا ہے اور اس صورت میں اگر اس نے حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے۔ وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ حاکم شرع سے وکالت لے لے اور اس مال کو حاکم شرع کی وکالت میں وصول کرے اور پھر اسے کسی شہر میں منتقل کرے۔ اس صورت میں وہ تلف کا ذمہ دار بھی نہ ہوگا اور منتقل کرنے کی اجرت بھی زکوٰۃ میں سے لے سکتا ہے۔

(۱۹۳۸) اگر زکوٰۃ دینے والے کو اپنے شہر میں کوئی مستحق مل جائے تب بھی وہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر لے جاسکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات خود برداشت کرے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ خود ذمے دار ہے بجز اس صورت کے کہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں حاکم شرع کے حکم سے لے گیا ہو۔

(۱۹۳۹) جو شخص گیہوں، جو، کشمش اور کھجور بطور زکوٰۃ دے رہا ہو، ان اجناس کے ناپ تول کی اجرت اس کی اپنی ذمے داری ہے۔

(۱۹۴۰) انسان کے لئے مکروہ ہے کہ مستحق سے درخواست کرے کہ جو زکوٰۃ اس نے اس سے لی ہے اسی کے ہاتھ فروخت کردے لیکن اگر مستحق نے جو چیز بطور زکوٰۃ لی ہے اسے بیچنا چاہے تو جب اس کی قیمت طے ہو جائے تو جس شخص نے مستحق کو زکوٰۃ دی ہو اس چیز کو خریدنے کے لئے اس کا حق دوسروں پر فائق ہے۔

(۱۹۴۱) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہوئی تھی وہ اس نے دی ہے یا نہیں اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ بھی موجود ہو تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے خواہ اس کا شک گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے

متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر وہ مال ضائع ہو چکا ہو تو اگرچہ اسی سال کی زکوٰۃ کے متعلق ہی شک کیوں نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۹۴۲) فقیر یہ نہیں کرسکتا کہ زکوٰۃ لینے سے پہلے اس کی مقدار سے کم مقدار پر مصالحت کرلے یا کسی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور زکوٰۃ قبول کرے اور اسی طرح مالک بھی یہ نہیں کرسکتا کہ مستحق کو اس شرط پر زکوٰۃ دے کہ وہ مستحق اسے واپس کردے گا لیکن اگر مستحق زکوٰۃ لینے کے بعد راضی ہو جائے اور اس زکوٰۃ کو اسے واپس کردے تو کوئی حرج نہیں۔ مثلاً کسی شخص پر بہت زیادہ زکوٰۃ واجب ہو اور فقیر ہو جانے کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہ کرسکتا ہو اور اس نے توبہ کرلی ہو تو اگر فقیر راضی ہو جائے کہ اس سے زکوٰۃ لے کر پھر اسے بخش دے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۹۴۳) انسان قرآن مجید، دینی کتابیں یا دعا کی کتابیں سہم فی سبیل اللہ سے خرید کر وقف نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر رفاہ عامہ کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

(۱۹۴۴) انسان مال زکوٰۃ سے جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں کو وقف نہیں کرسکتا جن کا خرچہ اس پر واجب ہو تاکہ وہ اس جائیداد کی منفعت اپنے مصرف میں لے آئیں۔

(۱۹۴۵) حج اور زیارات وغیرہ پر جانے کے لئے انسان فی سبیل اللہ کے حصے سے زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ وہ فقیر نہ ہو یا اپنے سال بھر کے اخراجات کے لئے زکوٰۃ لے چکا ہو لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کا حج اور زیارات وغیرہ کے لئے جانا لوگوں کے مفاد میں ہو اور احتیاط کی بنا پر ایسے کاموں میں زکوٰۃ خرچ کرنے کے لئے حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

(۱۹۴۶) اگر ایک مالک اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کیلئے کسی فقیر کو وکیل بنائے اور فقیر کو یہ احتمال ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود (یعنی فقیر) اس مال سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں وہ کوئی چیز اس میں سے اپنے لئے نہیں لے سکتا اور اگر فقیر کو یہ یقین ہو کہ مالک کا ارادہ یہ نہیں تھا تو وہ اپنے لئے بھی لے سکتا ہے۔

(۱۹۴۷) اگر کوئی فقیر اونٹ، گائیں، بھیڑیں، سونا اور چاندی بطور زکوٰۃ حاصل کرے اور ان میں وہ سب شرائط موجود ہوں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے بیان کی گئی ہیں تو ضروری ہے کہ فقیر ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۹۴۸) اگر دو اشخاص ایک ایسے مال میں حصہ دار ہوں جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کی زکوٰۃ دے دے اور بعد میں وہ مال تقسیم کرلیں (اور جو شخص زکوٰۃ دے چکا ہے) اگرچہ اسے علم ہو کہ اس کے ساتھی نے اپنے حصے کی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ ہی بعد میں دے گا تو اس کا اپنے حصے میں تصرف کرنا اشکال نہیں رکھتا۔

(۱۹۴۹) اگر خمس اور زکوٰۃ کسی شخص کے ذمے واجب ہو اور کفارہ اور منت وغیرہ بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اور ان سب کی ادائیگی نہ کرسکتا ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ خمس اور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مال تلف ہو گیا ہو تو کفارے اور نذر سے پہلے زکوٰۃ، خمس اور قرض ادا کرے۔

(۱۹۵۰) جس شخص کے ذمے خمس یا زکوٰۃ واجب الادا ہو اور حج بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اگر وہ مرجائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کے لئے کافی نہ ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکے ہوں تلف نہ ہوگیا ہو تو ضروری ہے کہ خمس یا زکوٰۃ ادا کی جائے اور اس کا باقی ماندہ مال قرض کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے۔ اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہوچکی ہو تلف ہوگیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا مال قرض کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے اور اس صورت میں اگر کچھ بچ جائے تو حج کیا جائے اور اگر زیادہ بچا ہو تو اسے خمس اور زکوٰۃ پر تقسیم کردیا جائے۔

(۱۹۵۱) جو شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو اگر علم حاصل نہ کرے تو اپنی روزی کمانے کے لئے کام کرسکتا ہو، اگر اس کا علم حاصل کرنا واجب عینی ہو تو فقراء کے حصے سے اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور اگر اس علم کا حاصل کرنا عوامی بہبود کے لئے ہو تو فی سبیل اللہ کی مد سے احتیاط کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ فطرہ

(۱۹۵۲) عیدالفطر کی رات غروب آفتاب کے وقت جو شخص بالغ اور عاقل ہو اور نہ تو بے ہوش ہو اور نہ فقیر اور نہ کسی دوسرے کا غلام ہو تو ضروری ہے کہ اپنے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اس کے ہاں کھانا کھاتے ہوں فی کس ایک صاع جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تقریباً تین کلو ہوتا ہے ان غذاؤں میں سے جو اس کے شہر (یا علاقے) میں استعمال ہوتی ہوں، مثلاً گیہوں یا جو یا کھجور یا کشمش یا چاول یا جوار مستحق شخص کو دے اور اگر ان کے بجائے ان کی قیمت نقدی کی شکل میں دے تب بھی کافی ہے۔ احتیاط لازم یہ ہے کہ جو غذا اس کے شہر میں عام طور پر استعمال نہ ہوتی ہو چاہے وہ گیہوں، جو، کھجور یا کشمش ہو، نہ دے۔

(۱۹۵۳) جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں اور اس کا کوئی روزگار بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا خرچہ پورا کرسکے وہ فقیر ہے اور اس پر فطرہ دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۹۵۴) جو لوگ عیدالفطر کی رات غروب کے وقت کسی کے ہاں کھانے والے سمجھے جائیں ضروری ہے کہ صاحب خانہ ان کا فطرہ دے، قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مسلمان ہوں یا کافر، ان کا خرچہ اس پر واجب ہو یا نہ ہو اور وہ اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں ہوں۔

(۱۹۵۵) اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص کو جو اس کے ہاں کھانا کھانے والا گردانا جائے، اور دوسرے شہر میں ہو، اپنا نمائندہ مقرر کرے کہ اس کے (یعنی صاحب خانہ کے) مال سے اپنا فطرہ دے دے اور اسے اطمینان ہو کہ وہ شخص فطرہ دے دے گا تو خود صاحب خانہ کے لئے اس کا فطرہ دینا ضروری نہیں۔

(۱۹۵۶) جو مہمان عیدالفطر کی رات غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی سے اس کے گھر آئے، رات اس کے ہاں گزارے اور اس کے ہاں کھانا کھانے والوں میں اگرچہ وقتی طور پر شمار ہو اس کا فطرہ بھی صاحب خانہ پر واجب ہے۔

(۱۹۵۷) جو مہمان عیدالفطر کی رات غروب کے بعد وارد ہو اگر وہ صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والا شمار ہو تو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے اور اگر کھانا کھانے والا شمار نہ ہو تو واجب نہیں ہے اور جس شخص کو انسان نے عید کی شب میں اپنے گھر افطار پر بلایا ہو، وہ اس کے ہاں کھانا کھانے والا شمار نہیں ہوتا اور صاحب خانہ پر اس کا فطرہ واجب نہیں ہے۔

(۱۹۵۸) اگر کوئی شخص عیدالفطر کی رات غروب کے وقت دیوانہ ہو اور اس کی دیوانگی عیدالفطر کے دن ظہر کے وقت تک باقی رہے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے ورنہ احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۵۹) غروب آفتاب سے پہلے اگر کوئی بچہ بالغ ہو جائے یا کوئی دیوانہ عاقل ہو جائے یا کوئی فقیر غنی ہو جائے تو اگر وہ فطرہ واجب ہونے کی شرائط پوری کرتا ہو تو ضروری ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۰) اگر عیدالفطر کی رات غروب کے وقت فطرہ واجب ہونے کی شرائط نہ ہوں، لیکن اگر عید کے دن ظہر کے وقت سے پہلے تک فطرہ واجب ہونے کی شرائط اس میں موجود ہوجائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۱) اگر کوئی کافر عیدالفطر کی رات غروب آفتاب کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر ایک ایسا مسلمان جو شیعہ نہ ہو وہ عید کا چاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۲) جس شخص کے پاس صرف اندازاً ایک صاع گیہوں یا اس جیسی کوئی جنس ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ فطرہ دے اور اگر اس کے اہل و عیال بھی ہوں اور وہ ان کا فطرہ بھی دینا چاہتا ہو تو وہ ایسا کرسکتا ہے کہ فطرے کی نیت سے ایک صاع گیہوں وغیرہ اپنے اہل و عیال میں سے کسی ایک کو دے دے اور وہ بھی اسی نیت سے دوسرے کو دے دے اور وہ اسی طرح دیتے رہیں حتیٰ کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ جو چیز آخری فرد کو ملے وہ کسی ایسے شخص کو دے جو خود ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے فطرہ ایک دوسرے کو دیا ہے اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی نابالغ یا دیوانہ ہو تو اس کا سرپرست اس کی بجائے فطرہ لے سکتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ چیز اس کی نیت سے نہ لے بلکہ خود کے لئے لے۔

(۱۹۶۳) اگر عیدالفطر کی رات غروب کے بعد کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر غروب سے پہلے صاحب اولاد ہو جائے یا شادی کرلے، اگر وہ اس کے ہاں کھانا کھانے والے شمار ہوں تو ان کا فطرہ دینا ضروری ہے اور اگر وہ کسی اور کے ہاں کھانا کھانے والے شمار ہوں تو اس پر (یعنی باپ یا شوہر پر) ان کا فطرہ واجب نہیں اور اگر کسی کے ہاں کھانا کھانے والے نہ سمجھے جائیں تو عورت کا فطرہ خود پر واجب ہے اور بچے کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

(۱۹۶۴) اگر کوئی شخص کسی کے ہاں کھانا کھاتا ہو اور غروب سے پہلے کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھانے والا ہو جائے تو اس کا فطرہ اسی شخص پر واجب ہے جس کے ہاں وہ کھانا کھانے والا بن جائے۔ مثلاً اگر عورت غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو ضروری ہے کہ شوہر اس کا فطرہ دے۔

(۱۹۶۵) جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اس پر اپنا فطرہ دینا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ اس کا فطرہ نہ دے یا نہ دے سکتا ہو تو احتیاط کی بنا پر خود اس شخص پر واجب ہے کہ مسئلہ ۱۹۵۲ میں ذکر شدہ شرائط اگر اس میں موجود ہوں تو خود اپنا فطرہ دے۔

(۱۹۶۶) جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو، اگر وہ خود اپنا فطرہ دے دے تو جس شخص پر اس کا فطرہ واجب ہو اس پر سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

(۱۹۶۷) غیر سید، کسی سید کو فطرہ نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اگر سید اس کے ہاں کھانا کھاتا ہو تب بھی اس کا فطرہ وہ کسی دوسرے سید کو نہیں دے سکتا۔

(۱۹۶۸) جو بچہ ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو ماں یا دایہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو۔ لیکن اگر ماں یا دایہ اپنا خرچہ بچے کے مال سے پورا کرتی ہو تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں۔

(۱۹۶۹) انسان اگرچہ اپنے اہل و عیال کا خرچ حرام مال سے دیتا ہو، ضروری ہے کہ ان کا فطرہ حلال مال سے دے۔

(۱۹۷۰) اگر انسان کسی شخص کو اجرت پر رکھے جیسے مستری، بڑھئی یا خدمتگار اور اس کا خرچ اس طرح دے کہ وہ اس کا کھانا کھانے والوں میں شمار ہو تو ضروری ہے کہ اس کا فطرہ بھی دے۔ لیکن اگر اسے صرف کام کی مزدوری دے تو اس (اجیر) کا فطرہ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

(۱۹۷۱) اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دیا جانا ضروری نہیں۔ لیکن اگر غروب کے بعد فوت ہو تو علماء میں مشہور یہ ہے کہ اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دیا جائے۔ لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں اور احتیاط کے تقاضوں کو ترک نہ کیا جائے۔

زکوٰۃ فطرہ کا مصرف

(۱۹۷۲) فطرہ احتیاط واجب کی بنا پر فقط ان شیعہ اثنا عشری فقراء کو دینا ضروری ہے جو ان شرائط پر پورے اترتے ہوں جن کا ذکر زکوٰۃ کے مستحقین میں ہو چکا ہے اور اگر شہر میں شیعہ اثنا عشری فقراء نہ ملیں تو دوسرے مسلمان فقراء کو فطرہ دے سکتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی صورت میں "ناصبی" کو نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۳) اگر کوئی شیعہ بچہ فقیر ہو تو انسان یہ کر سکتا ہے کہ فطرہ اس پر خرچ کرے یا اس کے سرپرست کو دے کر اسے بچے کی ملکیت قرار دے۔

(۱۹۷۴) جس فقیر کو فطرہ دیا جائے تو ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ شرابی، بے نمازی اور جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہو اسے فطرہ نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۵) جو شخص فطرہ ناجائز کاموں میں خرچ کرتا ہو تو اسے فطرہ نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۶) احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع سے کم فطرہ نہ دیا جائے۔ مگر اس صورت میں دیا جا سکتا ہے کہ سب موجودہ فقراء کو نہ پہنچ سکے۔ البتہ ایک صاع سے زیادہ دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۱۹۷۷) جب کسی جنس کی قیمت اسی جنس کی معمولی قسم سے دگنی ہو، مثلاً کسی گیہوں کی قیمت معمولی قسم کی گیہوں کی قیمت سے دگنی ہو تو اگر کوئی شخص اس (بڑھیا جنس) کا آدھا صاع بطور فطرہ دے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اگر وہ آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

(۱۹۷۸) انسان آدھا صاع ایک جنس کا مثلاً گیہوں کا اور آدھا صاع کسی دوسری جنس مثلاً جو کا، بطور فطرہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر یہ آدھا آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

(۱۹۷۹) انسان کے لئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتے داروں اور ہمسایوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دے۔ مناسب یہ ہے کہ اہل علم و فضل اور دیندار لوگوں کو بھی دوسروں پر ترجیح دے۔

(۱۹۸۰) اگر انسان یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایک شخص فقیر ہے اسے فطرہ دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ فقیر نہ تھا تو اگر اس نے جو مال فقیر کو دیا تھا وہ ختم نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ واپس لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر واپس نہ لے سکتا ہو تو ضروری ہے کہ خود اپنے مال سے فطرے کا عوض دے اور اگر وہ مال ختم ہو گیا ہو لیکن لینے والے کو علم ہو کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ فطرہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے اور اگر اسے یہ علم نہ ہو تو عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ فطرہ دینے والا خود فطرے کا عوض دے۔

(۱۹۸۱) اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ نہیں دیا جا سکتا بجز اس صورت کے کہ کسی کے کہنے سے اطمینان ہو جائے یا اسے علم ہو کہ وہ پہلے فقیر تھا۔

زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل

(۱۹۸۲) ضروری ہے کہ انسان فطرہ قربت کے قصد سے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دے اور اسے دیتے وقت فطرے کی نیت کرے۔

(۱۹۸۳) اگر کوئی شخص رمضان سے پہلے فطرہ دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ رمضان میں بھی فطرہ نہ دے۔ البتہ اگر رمضان سے پہلے کسی فقیر کو قرضہ دے اور جب فطرہ اس پر واجب ہو جائے قرضے کو فطرے میں شمار کر لے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۸۴) گیہوں یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے ضروری ہے کہ اس میں کوئی اور جنس یا مٹی نہ ملی ہوئی ہو۔ اگر اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی ہو اور خالص مال ایک صاع تک پہنچ جائے اور ملی ہوئی چیز جدا

کئے بغیر استعمال کے قابل ہو یا جدا کرنے میں حد سے زیادہ زحمت نہ ہو یا جو چیز ملی ہوئی ہو وہ اتنی کم ہو کہ قابل توجہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۸۵) اگر کوئی شخص عیب دار چیز فطرے کے طور پر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔

(۱۹۸۶) جس شخص کو کئی اشخاص کا فطرہ دینا ہو اس کے لئے ضروری نہیں کہ سارا فطرہ ایک ہی جنس سے دے۔ مثلاً اگر بعض افراد کا فطرہ گیہوں سے اور بعض دوسروں کا جو سے دے تو بھی کافی ہے۔

(۱۹۸۷) عید کی نماز پڑھنے والے شخص کو احتیاط واجب کی بنا پر عید کی نماز سے پہلے فطرہ دینا ضروری ہے لیکن اگر کوئی شخص نماز عید نہیں پڑھتا ہے تو فطرے کی ادائیگی میں ظہر تک تاخیر کر سکتا ہے۔

(۱۹۸۸) اگر کوئی شخص فطرے کی نیت سے اپنے مال کی کچھ مقدار علیحدہ کر دے اور عید کے دن ظہر کے وقت تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی وہ مال مستحق کو دے فطرے کی نیت کرے۔ اگر تاخیر کرنے میں کوئی عقلی وجہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۹۸۹) اگر کوئی شخص عید کے دن ظہر تک فطرہ نہ دے اور الگ بھی نہ کرے تو اس کے بعد ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر فطرہ دے۔

(۱۹۹۰) اگر کوئی شخص فطرہ الگ کر دے تو وہ اسے اپنے لئے اٹھا کر دوسرا مال اس کی جگہ بطور فطرہ نہیں رکھ سکتا۔

(۱۹۹۱) اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جس کی قیمت فطرے سے زیادہ ہو تو اگر وہ شخص فطرہ نہ دے اور نیت کرے کہ اس مال کی کچھ مقدار فطرے کے لئے قرار دینا احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں۔

(۱۹۹۲) کسی شخص نے جو مال فطرے کے لئے الگ کیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ فقیر تک پہنچ سکتا تھا۔ اس نے فطرہ دینے میں تاخیر کی ہو یا اس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے اور اگر فقیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو تو پھر ذمہ دار نہیں ہے۔

(۱۹۹۳) اگر فطرہ دینے والے کے اپنے علاقے میں مستحق مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے جائے اور مستحق تک پہنچائے تو کافی ہے اور اگر دوسری جگہ پہنچائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

حج کے احکام

(۱۹۹۴) بیت اللہ کی زیارت کرنے اور ان اعمال کو بجالانے کا نام "حج" ہے جن کے وہاں بجالانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی بجا آوری ہر اس شخص کے لئے جو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو تمام عمر میں ایک دفعہ واجب ہے:

(اول) انسان بالغ ہو۔

(دوم) عاقل اور آزاد ہو۔

(سوم) حج پر جانے کی وجہ سے کوئی ایسا ناجائز کام کرنے پر مجبور نہ ہو جس کا ترک کرنا حج کرنے سے زیادہ اہم ہو یا کوئی ایسا واجب کام ترک نہ ہوتا ہو جو حج سے زیادہ اہم ہو۔ لیکن اگر اس حالت میں بھی حج پر چلا جائے تو گنہگار ضرور ہے مگر حج صحیح ہے۔

(چہارم) استطاعت رکھتا ہو۔ صاحب استطاعت ہونا چند چیزوں پر منحصر ہے:

(۱) انسان راستے کا خرچ اور اسی طرح اگر ضرورت ہو تو سواری رکھتا ہو یا اتنا مال رکھتا ہو کہ ان چیزوں کو مہیا کر سکے۔

(۲) اتنی صحت اور طاقت ہو کہ زیادہ مشقت کے بغیر مکہ مکرمہ جا کر حج کر سکتا ہو۔ یہ شرط حج کے موقع سے مخصوص ہے اور اگر کوئی شخص مالی استطاعت رکھتا ہو مگر جسمانی طاقت حج کے وقت نہ رکھتا ہو یا اگر خود بجالائے تو اس کے لئے نقصان ہے اور صحتیابی کی بھی کوئی امید نہ ہو تو اسے چاہئے کہ کسی کو نائب بنائے۔

(۳) مکہ مکرمہ جانے کے لئے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راستے میں اس کی جان یا آبرو چلی جائے گی یا اس کا مال چھین لیا جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ دوسرے راستے سے جا سکتا ہو تو اگرچہ وہ راستہ زیادہ طویل ہو تو ضروری ہے کہ اس راستے سے جائے بجز اس کے کہ وہ راستہ اس قدر دور اور غیر معروف ہو کہ لوگ کہیں کہ حج کا راستہ بند ہے۔

(۴) جب سارے شرائط موجود ہوں تو اس کے پاس اتنا وقت بھی ہو کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کے اعمال بجالا سکے۔

(۵) جن لوگوں کے اخراجات اس پر واجب ہوں مثلاً بیوی اور بچے اور جن لوگوں کے اخراجات ترک کرنا اس کے لئے گناہ ہوں تو ان کے اخراجات اس کے پاس موجود ہوں۔

(۶) حج سے واپسی کے بعد وہ معاش کے لئے کوئی ہنر یا کھیتی یا جائیداد رکھتا ہو یا پھر کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی رکھتا ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ حج کے اخراجات کی وجہ سے حج سے واپسی پر مجبور ہو جائے اور تنگی ترشی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے۔

(۱۹۹۵) جس شخص کی ضرورت اپنے ذاتی مکان کے بغیر پوری نہ ہو سکے اس پر حج اس وقت واجب ہے جب اس کے پاس مکان کے لئے بھی رقم ہو۔

(۱۹۹۶) جو عورت مکہ مکرمہ جا سکتی ہو اگر واپسی کے بعد اس کے پاس اس کا اپنا کوئی مال نہ ہو اور مثال کے طور پر اس کا شوہر بھی فقیر ہو اور اسے خرچ نہ دیتا ہو اور وہ عورت عسرت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے تو

اس پر حج واجب نہیں۔

(۱۹۹۷) اگر کسی شخص کے پاس حج کے لئے زادراہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا کوئی اسے کہے کہ تم حج پر جاؤ میں تمہارے سفر کا خرچ دوں گا اور تمہارے سفر حج کے دوران تمہارے اہل وعیال کو بھی خرچ دیتا رہوں گا تو اسے اطمینان ہو جائے کہ وہ شخص اسے خرچ دے گا تو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۹۹۸) اگر کسی شخص کو مکہ مکرمہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لئے اس کے اہل وعیال کا خرچ دے دیا جائے کہ وہ حج کرلے تو اگرچہ وہ مقروض ہو اور واپسی پر گزر بسر کرنے کے لئے مال بھی نہ رکھتا ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس طرح ہو کہ حج کے سفر کا زمانہ اس کے کاروبار اور کام کا زمانہ ہو کہ اگر حج پر چلا جائے تو اپنا قرض مقررہ وقت پر ادا نہ کرسکتا ہو یا اپنی گزر بسر کے اخراجات سال کے باقی دنوں میں مہیا نہ کرسکتا ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے۔

(۱۹۹۹) اگر کسی کو مکہ مکرمہ تک جانے اور آنے کے اخراجات نیز جتنی مدت وہاں جانے اور آنے میں لگے اس مدت کے لئے اس کے اہل وعیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اس سے کہا جائے کہ حج پر جاؤ لیکن یہ سب مصارف اس کی ملکیت میں نہ دیئے جائیں تو اس صورت میں جبکہ اسے اطمینان ہو کہ دیئے ہوئے اخراجات کا اس سے پھر مطالبہ نہیں کیا جائے گا اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

(۲۰۰۰) اگر کسی شخص کو اتنا مال دے دیا جائے جو حج کے لئے کافی ہو اور یہ شرط لگائی جائے کہ جس شخص نے مال دیا ہے مال لینے والا مکہ مکرمہ کے راستے میں اس کی خدمت کرے گا تو جسے مال دیا جائے اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔

(۲۰۰۱) اگر کسی شخص کو اتنا مال دیا جائے کہ اس پر حج واجب ہو جائے اور وہ حج کرے تو اگرچہ بعد میں وہ خود بھی (کہیں سے) مال حاصل کرلے تو دوسرا حج اس پر واجب نہیں ہے۔

(۲۰۰۲) اگر کوئی شخص بغرض تجارت مثال کے طور پر جدہ جائے اور اتنا مال کمائے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کرلے تو خواہ وہ بعد میں اتنی دولت کمالے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ مکرمہ جاسکتا ہو تب بھی اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

(۲۰۰۳) اگر کوئی شخص اس شرط پر اجیر بنے کہ وہ خود ایک دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اگر وہ خود حج کو نہ جاسکے اور چاہے کہ کسی دوسرے کو اپنی جگہ بھیج دے تو ضروری ہے کہ جس نے اسے اجیر بنایا ہے اس سے اجازت لے۔

(۲۰۰۴) اگر کوئی شخص مستطیع ہو کر مکہ چلا جائے اور مقررہ وقت پر عرفات اور مشعر الحرام نہ پہنچ سکے تو جب بعد کے سالوں میں مستطیع نہ رہے تو اس پر حج واجب نہیں لیکن اگر گزشتہ سالوں میں مستطیع تھا اور حج پر نہیں گیا ہے تو چاہے اسے زحمت ہی کیوں نہ ہو حج بجالائے۔

(۲۰۰۵) اگر کوئی شخص مستطیع ہونے کے بعد حج ادا نہ کرے اور بعد میں بڑھاپے یا کمزوری یا بیماری کی وجہ سے حج نہ کرسکے یا کوئی رکاوٹ آجائے تو بعد میں اگر خود طاقت حاصل کرے تو خود حج بجالائے۔ اس صورت میں بھی ایسا ہے کہ اگر پہلے سال میں حج کرنے کی استطاعت حاصل کرے مگر بیماری، کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے حج نہ کرسکے اور اپنی طاقت سے ناامید ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مرد منوب عنہ ہو تو نائب صرورہ ہونا چاہئے یعنی کوئی ایسا شخص ہو جس نے پہلے حج ادا نہ کیا ہو۔

(۲۰۰۶) جو شخص حج کرنے کے لئے کسی دوسرے کی طرف سے اجیر ہو تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے طواف النساء بھی کرے اور اگر نہ کرے تو اجیر پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔

(۲۰۰۷) اگر کوئی شخص طواف النساء صحیح طور پر نہ بجالائے یا اس کو بجالانا بھول جائے اور چند روز بعد اسے یاد آئے اور راستے سے واپس ہو کر بجالائے تو صحیح ہے لیکن اگر واپس ہونا اس کے لئے باعث مشقت ہو تو طواف النساء کی بجاآوری کے لئے کسی کو نائب بنا سکتا ہے۔

خرید وفروخت کے احکام

(۲۰۰۸) ایک بیوپاری کے لئے مناسب ہے کہ خرید وفروخت کے سلسلے میں جن مسائل کا (عموماً) سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے احکام سیکھ لے بلکہ اگر مسائل نہ سیکھنے کی وجہ سے کسی واجب حکم کے ترک کرنے یا حرام کام کے مرتکب ہونے کا اندیشہ ہو تو مسائل سیکھنا لازم ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ ''جو شخص خرید وفروخت کرنا چاہتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کے احکام سیکھے اور اگر ان احکام کو سیکھنے سے پہلے خرید و فروخت کرے گا تو باطل یا مشتبہ معاملات کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑے گا۔''

(۲۰۰۹) اگر مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل تو جو مال اس نے حاصل کیا ہو اسے استعمال نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس مال میں جو دوسرے کی تحویل میں دیا ہے بلکہ اسے چاہئے کہ مسئلہ یاد کرے یا احتیاط پر عمل کرے چاہے مصالحت کے ذریعے ہو۔ مگر یہ کہ اسے علم ہو جائے کہ دوسرا فریق اس مال کو استعمال کرنے پر راضی ہے تو اس صورت میں استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ معاملہ باطل ہو۔

(۲۰۱۰) جس شخص کے پاس مال نہ ہو اور اخراجات اس پر واجب ہوں، مثلاً بیوی بچوں کا خرچ، تو ضروری ہے کہ کاروبار کرے۔ اور مستحب کاموں کے لئے مثلاً اہل وعیال کی خوشحالی اور فقیروں کی مدد کرنے کے لئے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

خرید وفروخت کے مستحبات

خرید وفروخت میں چند چیزوں کو مستحب شمار کیا گیا ہے:

(۱) فقر اور اس جیسی کیفیت کے سوا جنس کی قیمت میں خریداروں کے درمیان فرق نہ کرے۔

(۲) دکان میں بیٹھتے وقت کلمہ شہادتین کہے اور سودا کے وقت تکبیر کہے۔

(۳) جو چیز بیچ رہا ہو وہ کچھ زیادہ دے اور جو چیز خرید رہا ہو وہ کچھ کم لے۔

(۴) اگر کوئی شخص سودا کرنے کے بعد پشیمان ہو کر اس چیز کو واپس کرنا چاہے تو واپس لے لے۔

مکروہ معاملات

(۲۰۱۱) چند چیزوں کو سودا کرتے وقت مکروہ شمار کیا گیا ہے ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) جنس کے عیوب کو بیان نہ کرنا۔ بشرطیکہ ملاوٹ نہ ہو۔ اگر ملاوٹ ہو تو حرام ہے۔

(۲) سودا میں سچی قسم کھانا اگر جھوٹی قسم کھائے تو حرام ہے۔

(۳) کفن فروشی کا کاروبار کرنا۔

(۴) کسی مومن سے یا کسی ایسے شخص سے جس نے اس کے ساتھ نیکی کا وعدہ کیا ہے ان سے اپنی ضرورت سے زیادہ لینا۔

(۵) اذان صبح اور طلوع شمس کے درمیان سودا کرنا۔

(۶) جو شخص اسی شہر کا باشندہ ہے اور باہر سے آنے والے مسافر تاجروں کا وکیل بنے تاکہ ان کے لئے خرید وفروخت کرے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے ترک کرے۔

(۷) اگر مسلمان کوئی جنس خرید رہا ہو تو اس کے سودے میں دخل اندازی کر کے خریدار بننے کا اظہار کرنا۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔

حرام معاملات

(۲۰۱۲) بہت سے معاملات حرام ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) نشہ آور مشروبات، غیر شکاری کتے اور سور کی خرید وفروخت حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر نجس مُردار کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ ان کے علاوہ دوسری نجاسات کی خرید وفروخت اس صورت میں جائز ہے جبکہ عین نجس سے حلال فائدہ حاصل کرنا مقصود ہو مثلاً گوبر اور فضلے سے کھاد بنانا۔

(۲) غصبی مال کی خرید وفروخت جبکہ اس میں تصرف لازم آئے جیسے قبضہ لینا اور دینا۔

(۳) ایسی کرنسی سے سودا کرنا جس کی حیثیت ختم ہوگئی ہو یا جعلی کرنسی سے سودا کرنا جبکہ فریق اس سے بے خبر ہو لیکن فریق کے علم میں ہے تو یہ سودا جائز ہے۔

(۴) ان چیزوں کی خرید وفروخت جنہیں عام طور پر فقط حرام کام میں استعمال کرتے ہوں اور

ان کی قدر و قیمت صرف اس حرام کی وجہ سے ہو مثلاً بت، صلیب، جوئے کا سامان ا
حرام لہو ولعب کے آلات وغیرہ۔

(۵) وہ لین دین جس میں ملاوٹ ہو (یعنی ایسی چیز کا بیچنا جس میں دوسری چیز اس طرح ملائی گئی ہو کہ ملاوٹ کا پتا نہ چل سکے اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے۔ مثلاً ایسا گھی بیچنا جس میں چربی ملائی گئی ہو)۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "وہ میری امت میں سے نہیں ہے جو مسلمانوں کو ملاوٹ والی چیز بیچتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کی روزی سے برکت اٹھالیتا ہے اور اس کی روزی کے راستوں کو تنگ کر دیتا ہے اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔"

ملاوٹ کے مختلف موارد ہوتے ہیں

(۱) اعلیٰ چیز میں گھٹیا چیز یا کسی دوسری چیز کو ملا دینا جیسے دودھ میں پانی ملانا۔

(۲) جنس کی ظاہری شکل وصورت کو اچھی ہیئت میں پیش کرنا جیسے پرانی سبزی پر پانی چھڑک کر تازہ بنانا۔

(۳) ایک چیز کو کسی دوسری چیز کی شکل میں پیش کرنا جیسے خریدار کو بتائے بغیر کسی چیز پر سونے کا پانی چڑھانا۔

(۴) کسی چیز کے عیب کو چھپانا جبکہ خریدار اس پر اعتماد رکھتا ہو کہ وہ کسی قسم کا عیب نہیں چھپائیگا۔

(۲۰۱۳) جو پاک چیز نجس ہوگئی ہو اور اسے پانی سے دھو کر پاک کرنا ممکن ہو جیسے قالین اور برتن وغیرہ تو اسے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اسے دھونا ممکن نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر اس کا حلال فائدہ عرف عام میں اس کے پاک ہونے پر منحصر نہ ہو مثلاً مٹی کا تیل بلکہ اگر اس کا حلال فائدہ پاک ہونے پر موقوف ہو اور اس کا مناسب حد تک حلال فائدہ بھی ہو تب بھی اس کا بیچنا جائز ہے۔

(۲۰۱۴) اگر کوئی شخص نجس چیز بیچنا چاہے تو ضروری ہے کہ وہ اس کی نجاست کے بارے میں خریدار کو اس صورت میں بتا دے کہ اگر نہ بتائے گا تو خریدار کسی حرام کام کا یا کسی حکمِ واجب کی مخالفت کا مرتکب ہوگا۔ مثلاً نجس پانی کو وضو یا غسل میں استعمال کرے گا اور اس کے ساتھ اپنی واجب نماز پڑھے گا یا اس نجس چیز کو کھانے یا پینے میں استعمال کرے گا۔ البتہ اگر وہ یہ جانتا ہو کہ اسے بتانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ لاپروا شخص ہے (اور نجس یا پاک کا خیال نہیں رکھتا) تو اسے بتانا ضروری نہیں۔

(۲۰۱۵) اگرچہ کھانے والی اور نہ کھانے والی نجس دواؤں کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن ان کی نجاست کے متعلق خریدار کو اس صورت میں بتا دینا ضروری ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۲۰۱۶) جو تیل غیر اسلامی ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں اگر ان کے نجس ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تو ان کی خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں۔ چربی اور دوسرے مواد جو کسی حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کئے جاتے ہوں جیسے جیلیٹین، اگر اسے کافر سے لیں یا غیر اسلامی ممالک سے منگائیں تو اس صورت میں جبکہ اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو گو وہ پاک ہے اور اس کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی کیفیت سے خریدار کو اس صورت میں آگاہ کردے جب آگاہ نہ کرنے کی صورت میں خریدار کسی حرام کو انجام دے گا یا کسی واجب حکم کی مخالفت کا مرتکب ہوگا جیسے کہ مسئلہ ۲۰۱۴ میں گزر چکا ہے۔

(۲۰۱۷) اگر لومڑی یا اس جیسے جانوروں کو شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا جائے یا وہ خود مر جائیں تو ان کی کھال کی خرید وفروخت احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے لیکن اگر شک ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۱۸) جو چمڑا غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جائے یا کافر سے لیا جائے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایک ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور اسی طرح اس میں نماز بھی صحیح ہوگی۔

(۲۰۱۹) تیل اور دوسرا مواد جو حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کیا جائے یا وہ چمڑا جو مسلمان سے لیا جائے اور لینے والا جانتا ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لی ہے لیکن یہ تحقیق نہیں کی کہ یہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں اگرچہ اس پر طہارت کا حکم لگتا ہے اور اس کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن اس تیل یا اس جیسی چیز کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۲۰۲۰) شراب اور تمام مائع منشیات کا لین دین حرام اور باطل ہے۔

(۲۰۲۱) غصبی مال کا بیچنا باطل ہے مگر اس وقت جائز ہے کہ اس کا مالک بیچنے کی اجازت دے اور بیچنے والے نے جو رقم خریدار سے لی ہے اسے مالک کو واپس کرنا ضروری ہے۔

(۲۰۲۲) اگر خریدار سنجیدگی سے سودا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کی نیت یہ ہو کہ جو چیز خرید رہا ہے اس کی قیمت نہیں دے گا تو اس کی یہ سوچ سودے کے صحیح ہونے میں تو مانع نہیں لیکن ضروری ہے کہ خریدار اس سودے کی قیمت بیچنے والے کو دے دے۔

(۲۰۲۳) اگر خریدار چاہے کہ جو مال اس نے ادھار خریدا ہے اس کی قیمت بعد میں حرام مال سے دے گا تب بھی معاملہ صحیح ہے البتہ ضروری ہے کہ جتنی قیمت اس کے ذمے ہو حلال مال سے دے تاکہ اس کا ادھار چکتا ہو جائے۔

(۲۰۲۴) حرام لہو ولعب کے آلات کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے لیکن (حلال اور حرام میں استعمال ہونے والے) مشترکہ آلات مثلاً ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ اور ویڈیو کی خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۲۵) اگر کوئی چیز کہ جس سے جائز فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو اس نیت سے بیچی جائے کہ اسے حرام مصرف میں لایا جائے۔ مثلاً انگور اس نیت سے بیچا جائے کہ اس سے شراب تیار کی جائے،

چاہے سودے کے ضمن میں یا اس سے پہلے یہ ا[illegible]دہ کیا جائے اور سودا اس کی بنیاد پر ہو جائے تو حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص انگور اس مقصد سے نہ بیچے اور فقط یہ جانتا ہو کہ خریدار انگور سے شراب کرے گا تو اس سودے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۲۶) جاندار کا مجسمہ بنانا احتیاط کی بنا پر حرام ہے لیکن ان کی خرید و فروخت ممنوع نہیں ہے جاندار کی نقاشی جائز ہے۔

(۲۰۲۷) کسی ایسی چیز کا خریدنا جو جوئے یا چوری یا باطل سودے سے حاصل کی گئی ہو اور اس تصرف لازم آتا ہے تو حرام ہے اور اگر کوئی ایسی چیز خرید لے تو ضروری ہے کہ اس کے اصلی مالک کو لوٹا دے۔

(۲۰۲۸) اگر کوئی شخص ایسا گھی بیچے جس میں چربی کی ملاوٹ ہو اور اسے معین کر دے، مثلاً کہے کہ "یہ ایک من گھی بیچ رہا ہوں" تو اس صورت میں جب اس میں چربی کی مقدار اتنی زیادہ ہو کہ اسے گھی نہ کہا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر چربی کی مقدار اتنی کم ہو کہ اسے چربی ملا ہوا کہا جائے تو معاملہ صحیح ہے لیکن خریدنے والے کو مال عیب دار ہونے کی بنا پر خیار عیب کا حق حاصل ہے کہ وہ معاملہ ختم کر سکتا ہے اور اپنا پیسہ واپس لے سکتا ہے۔ اگر چربی گھی سے جدا ہو تو چربی کی جتنی مقدار کی ملاوٹ ہے اس کا معاملہ باطل ہے اور چربی کی جو قیمت بیچنے والے نے لی ہے وہ خریدار کی ہے اور چربی، بیچنے والے کا مال ہے اور خریدار اس میں جو خالص گھی ہے اس کا معاملہ بھی ختم کر سکتا ہے۔ لیکن اگر معین نہ کرے بلکہ صرف ایک من گھی بتا کر بیچے لیکن دیتے وقت چربی ملا ہوا گھی دے تو گاہک وہ گھی واپس کر کے خالص گھی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲۰۲۹) جس جنس کو ناپ یا تول کر بیچا جاتا ہے اگر کوئی بیچنے والا اسی جنس کے بدلے میں بڑھا کر بیچے مثلاً ایک من گیہوں کو ڈیڑھ من گیہوں کے بدلے بیچے تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر دو جنسوں میں سے ایک بے عیب اور دوسری عیب دار ہو یا ایک جنس بڑھیا اور دوسری گھٹیا ہو یا ان کی قیمتوں میں فرق ہو تو اگر بیچنے والا جو مقدار دے رہا ہو اس سے زیادہ لے تب بھی سود اور حرام ہے۔ لہٰذا اگر وہ ثابت تانبا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا تانبا لے یا ثابت قسم کا پیتل دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا پیتل لے یا گھڑا ہوا سونا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں بغیر گھڑا ہوا سونا لے تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

(۲۰۳۰) بیچنے والا جو چیز زائد لے اگر وہ اس جنس سے مختلف ہو جو وہ بیچ رہا ہے، مثلاً ایک من گیہوں کو ایک من گیہوں اور کچھ نقد رقم کے عوض بیچے تب بھی یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر وہ کوئی چیز زائد نہ لے لیکن یہ شرط لگائے کہ خریدار اس کے لئے کوئی کام کرے گا تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

(۲۰۳۱) جو شخص کوئی چیز کم مقدار میں دے رہا ہو اگر وہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر دے، مثلاً ایک من گیہوں اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گیہوں کے عوض بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کی نیت یہ ہو کہ وہ رومال اس زیادہ گیہوں کے مقابلے میں ہے اور معاملہ بھی نقد ہو۔ اسی طرح اگر دونوں طرف سے کوئی چیز بڑھا دی جائے مثلاً ایک شخص ایک من گیہوں اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گیہوں اور ایک رومال کے عوض بیچے تو اس کا بھی یہی حکم ہے لہٰذا اگر ان کی نیت یہ ہو کہ ایک کا رومال اور آدھا من گیہوں

دوسرے کے رومال کے مقابلے میں ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۰۳۲) اگر کوئی شخص ایسی چیز بیچے جو میٹر اور گز کے حساب سے بیچی جاتی ہے مثلاً کپڑا یا ایسی چیز بیچے جو گن کر بیچی جاتی ہے مثلاً اخروٹ اور انڈے اور زیادہ لے مثلاً دس انڈے دے اور گیارہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ایسا ہو کہ معاملے میں دونوں چیزیں ایک ہی جنس سے ہوں اور معاملہ ادھار کا ہو تو اس صورت میں معاملے کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔ مثلاً دس اخروٹ نقد دے اور بارہ اخروٹ ایک مہینے کے بعد لے۔ کرنسی نوٹوں کا فروخت کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے، مثلاً روپے کو کسی دوسری کرنسی کے بدلے میں مثلاً دینار یا ڈالر کے بدلے میں نقد یا معین مدت کے لئے ادھار بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اپنی ہی جنس کے بدلے میں بیچنا چاہے اور زیادہ لے تو معاملہ معین مدت کے لئے نہیں ہونا چاہئے مثلاً ایک سو روپے نقد دے اور ایک سو دس روپے چھ مہینے کے بعد لے تو اس معاملے کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۰۳۳) اگر کسی چیز کو کسی شہر میں یا اکثر شہروں میں ناپ یا تول کر بیچا جاتا ہو اور بعض شہروں میں اس کا لین دین گن کر ہوتا ہو (مثلاً موسمبی مالٹے بعض شہروں میں تول کر بکتے ہیں اور بعض میں گن کر) تو اس چیز کو اس شہر کی نسبت جہاں گن کر لین دین ہوتا ہے دوسرے شہر میں زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہے۔

(۲۰۳۴) ان چیزوں میں جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتی ہیں، اگر بیچی جانے والی چیز اور اس کے بدلے میں لی جانے والی چیز ایک جنس سے نہ ہوں اور لین دین بھی نقد ہو تو زیادہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر لین دین معین مدت کے لئے ہو تو اس میں اشکال ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایک من چاول کو دو من گیہوں کے بدلے میں ایک مہینے کی مدت تک بیچے تو اس لین دین کا صحیح ہونا اشکال سے خالی نہیں۔

(۲۰۳۵) پکے میووں کا سودا کچے میووں سے زیادہ لے کر کرنا جائز نہیں۔ اگر سودا نقد اور برابر ہو تو مکروہ ہے اور ادھار ہو تو اشکال ہے۔

(۲۰۳۶) سود کے اعتبار سے گیہوں اور جو ایک جنس شمار ہوتے ہیں۔ لہٰذا مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ایک من گیہوں دے اور اس کے بدلے میں ایک من پانچ کلو جَو لے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر دس من جَو اس شرط پر خریدے کہ گیہوں کی فصل اٹھانے کے وقت دس من گیہوں بدلے میں دے گا تو چونکہ جو اس نے نقد لئے ہیں اور گیہوں کچھ مدت بعد دے رہا ہے لہٰذا یہ اسی طرح ہے جیسے اضافہ لیا ہو اس لئے حرام ہے۔

(۲۰۳۷) باپ بیٹا اور میاں بیوی ایک دوسرے سے سود لے سکتے ہیں اور اسی طرح مسلمان ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں نہ ہو سود لے سکتا ہے لیکن ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں ہے سود کا لین دین حرام ہے۔ البتہ معاملہ طے کر لینے کے بعد اگر سود دینا اس کی شریعت میں جائز ہو تو اس سے سود لے سکتا ہے۔

(۲۰۳۸) داڑھی کا مونڈنا اور اس کی اجرت لینا بنا بر احتیاط واجب جائز نہیں لیکن مجبوری ہو تو جائز ہے یا اس کا ترک ضرر یا مشقت کا سبب بنے اور مشقت بھی ایسی کہ عام طور پر اسے برداشت نہ کیا جا سکے۔

چاہے تمسخر اور اہانت کیوں نہ ہو۔

(۲۰۳۹) غنا حرام ہے۔ اس سے مراد وہ باطل کلام ہے جسے ایسی لے کے ساتھ گایا جائے جو لہو ولعب کی محفلوں سے مخصوص ہو۔ اسی طرح ایسی لے کے ساتھ قرآن اور دعاء یا اس جیسی چیزوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں۔ بنابر احتیاط واجب مذکورہ چیزوں کے علاوہ دوسرا کلام بھی گا کر نہ پڑھے۔ غنا کا سننا بھی حرام ہے۔ اس کی اجرت لینا بھی حرام ہے اور یہ اجرت اس کی ملکیت نہیں بن سکتی۔ اسی طرح اس کا سیکھنا اور اس کا سکھانا بھی جائز نہیں ہے۔ موسیقی، یعنی آلات کو اس طرح بجانا جو لہو ولعب کی محفلوں سے مطابقت رکھے، حرام ہے اور اس کے علاوہ حرام نہیں۔ حرام موسیقی کو سکھانے کی اجرت بھی حرام ہے اور لینے والا اس کا مالک نہیں بن سکتا اور اس کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے۔

بیچنے والے اور خریدار کی شرائط

(۲۰۴۰) بیچنے والے اور خریدار کے لئے چھ چیزیں شرط ہیں:

(۱) بالغ ہوں۔

(۲) عاقل ہوں۔

(۳) سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال احمقانہ کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں۔

(۴) خرید وفروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ پس اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہوگا۔

(۵) کسی نے انہیں (خرید وفروخت پر) مجبور نہ کیا ہو۔

(۶) جو جنس اور اس کے بدلے میں جو چیز ایک دوسرے کو دے رہے ہوں اس کے مالک ہوں۔

ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۰۴۱) کسی نابالغ بچے کے ساتھ سودا کرنا جو آزادانہ طور پر سودا کر رہا ہو باطل ہے لیکن ان کم قیمت چیزوں میں جن کی خرید وفروخت کا رواج ہے اگر نابالغ مگر سمجھدار بچے کے ساتھ لین دین ہو جائے (تو صحیح ہے)۔ اور اگر سودا اس کے سرپرست کے ساتھ ہو اور نابالغ سمجھدار بچہ لین دین کا صیغہ ادا کرے تو سودا ہر صورت میں صحیح ہے۔ بلکہ اگر جنس یا رقم کسی دوسرے آدمی کا مال ہو اور بچہ بحیثیت وکیل اس مال کے مالک کی طرف سے وہ مال بیچے یا اس رقم سے کوئی چیز خریدے تو ظاہر یہ ہے کہ سودا صحیح ہے اگرچہ وہ سمجھدار بچہ آزادانہ طور پر اس مال یا رقم میں (حق) تصرف رکھتا ہو۔ اور اسی طرح اگر بچہ اس کام میں وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو (دے اور جنس خریدار تک) پہنچائے (یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے کو پہنچائے) تو اگرچہ بچہ سمجھدار نہ ہو سودا صحیح ہے کیونکہ دراصل دو بالغ افراد نے آپس میں سودا کیا ہے۔

(۲۰۴۲) اگر کوئی شخص اس صورت میں کہ ایک نابالغ بچے سے سودا کرنا صحیح نہ ہو اس سے کوئی چیز خریدے یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچے تو ضروری ہے کہ جو جنس یا رقم اس بچے سے لے، اگر وہ خود بچے کا مال ہو تو اس کے سرپرست کو اور اگر کسی اور کا مال ہو تو اس کے مالک کو دے دے یا اس کے مالک کی رضامندی حاصل کرے۔ اور اگر سودا کرنے والا شخص اس (جنس یا رقم) کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کا پتا چلانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو تو اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ جو چیز اس نے بچے سے لی ہو وہ اس چیز کے مالک کی طرف سے بطور ردِّ مظالم کسی فقیر کو دیدے۔ اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کام میں حاکم شرع سے اجازت لے۔

(۲۰۴۳) اگر کوئی شخص ایک سمجھدار بچے سے اس صورت میں سودا کرلے جبکہ اس کے ساتھ سودا کرنا صحیح نہ ہو اور اس نے جو جنس یا رقم بچے کو دی ہو وہ تلف ہو جائے تو وہ شخص بچے سے اس کے بالغ ہونے کے بعد یا اس کے سرپرست سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ اور اگر بچہ سمجھدار نہ ہو یا سمجھدار ہو مگر مال خود ضائع نہیں کیا لیکن مال اس کے پاس تلف ہوا ہو چاہے اس کی غفلت یا کوتاہی سے مال تلف ہوا ہو تو وہ ضامن نہیں۔

(۲۰۴۴) اگر خریدار یا بیچنے والے کو سودا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سودا ہو جانے کے بعد وہ راضی ہو جائے اور مثال کے طور پر کہے کہ میں راضی ہوں تو سودا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ معاملے کا صیغہ دوبارہ پڑھا جائے۔

(۲۰۴۵) اگر انسان کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مال کا مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو سودا باطل ہے۔

(۲۰۴۶) بچے کا باپ اور دادا نیز باپ کا وصی اور دادا کا وصی بچے کا مال فروخت کرسکتے ہیں اور ان میں سے کوئی موجود نہ ہو تو مجتہد عادل بھی ایسی صورت میں کہ حالات کا تقاضا ہو دیوانے شخص یا یتیم بچے کا مال یا ایسے شخص کا مال جو غائب ہو فروخت کرسکتا ہے۔

(۲۰۴۷) اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ ڈالے اور مال کے بک جانے کے بعد اس کا مالک سودے کی اجازت دیدے تو سودا صحیح ہے اور جو چیز غصب کرنے والے نے خریدار کو دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ خریدار کی ملکیت ہے اور جو چیز خریدار نے دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا مال غصب کیا گیا ہو۔

(۲۰۴۸) اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس مال کی قیمت خود اس کی ملکیت ہوگی اور اگر مال کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے لیکن مال کی قیمت مالک کی ملکیت ہوگی نہ کہ غاصب کی۔

جنس اور اس کے عوض کی شرائط

(۲۰۴۹) جو جنس بیچی جائے اور جو چیز اس کے بدلے میں لی جائے اس کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱) ناپ، تول یا گنتی وغیرہ کی شکل میں اس کی مقدار معلوم ہو۔

(۲) بیچنے والا ان چیزوں کو تحویل میں دینے کا اہل ہو۔ اگر اہل نہ ہو تو سودا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کو کسی دوسری چیز کے ساتھ ملا کر بیچے جسے وہ تحویل میں سکتا ہو تو اس صورت میں لین دین صحیح ہے البتہ اگر خریدار اس چیز کو جو خرید اپنے قبضے میں لے سکتا ہو اگرچہ بیچنے والا اسے اس کی تحویل میں دینے کا اہل تو بھی لین دین صحیح ہے۔ مثلاً جو گھوڑا بھاگ گیا ہو اگر اسے بیچے اور خرید اس گھوڑے کو ڈھونڈ سکتا ہو تو اس سودے میں کوئی حرج نہیں اور وہ صحیح ہوگا اور صورت میں کسی بات کے اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) وہ خصوصیات جو جنس اور عوض میں موجود ہوں اور ان کی وجہ سے سودے میں لوگوں کی دلچسپی میں فرق پڑتا ہو معلوم ہونی چاہئیں۔

(۴) کسی دوسرے کا حق اس مال سے اس طرح وابستہ نہ ہو کہ مال مالک کی ملکیت سے خارج ہونے سے دوسرے کا حق ضائع ہو جائے۔

(۵) بیچنے والا خود اس جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو۔ پس مثال کے طور پر اگر مکان کی ایک سال کی منفعت بیچی جائے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر خریدار نقد کی بجائے اپنی ملکیت کا منافع دے مثلاً کسی سے قالین (یا دری وغیرہ) خریدے اور اس کے عوض میں اپنے مکان کا ایک سال کا منافع اسے دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۰۵۰) جس جنس کا سودا کسی شہر میں تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں ضروری ہے کہ اس جنس کو تول کر یا ناپ کر ہی خریدے لیکن جس شہر میں اس جنس کا سودا اسے دیکھ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں وہ اسے دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

(۲۰۵۱) جس چیز کی خرید و فروخت تول کر کی جاتی ہو اس کا سودا پیمانے کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص دس من گیہوں بیچنا چاہے تو وہ ایک ایسا پیمانہ جس میں ایک من گیہوں سماتی ہو دس مرتبہ بھر کر دے سکتا ہے۔

(۲۰۵۲) اگر معاملہ چوتھی شرط کے علاوہ جو شرائط بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی ایک شرط نہ ہونے کی بنا پر باطل ہو لیکن بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو ان کے تصرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۵۳) جو چیز وقف کی جا چکی ہو اس کا سودا باطل ہے۔ لیکن اگر وہ چیز اس قدر خراب ہو جائے کہ جس فائدے کے لئے وقف کی گئی ہے وہ حاصل نہ کیا جا سکے یا وہ چیز خراب ہونے والی ہو مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح

پھٹ جائے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جا سکے تو جو شخص متولی ہے یا جسے متولی جیسے اختیارات حاصل ہوں وہ اسے بیچ دے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب کی بنا پر جہاں تک ممکن ہو اس کی قیمت اسی مسجد کے کسی ایسے کام پر خرچ کی جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد سے قریب تر ہو۔

(۲۰۵۴) وقف چیز کو بیچنا جب ان لوگوں کے مابین جن کے لئے مال وقف کیا گیا ہو ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو کہ اگر وقف شدہ مال فروخت نہ کیا گیا تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو محلِ اشکال ہے۔ ہاں اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ وقف کے بیچ دینے میں کوئی مصلحت ہو تو بیچ دیا جائے تو اس صورت میں اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۵۵) جو جائیداد کسی دوسرے کو کرائے پر دی گئی ہو اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جتنی مدت کے لئے وہ کرائے پر دی گئی ہو اتنی مدت کی آمدنی صاحب جائیداد کا مال ہے اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ وہ جائیداد کرائے پر دی جا چکی ہے یا اس گمان کے تحت کہ کرائے کی مدت تھوڑی ہے اس جائیداد کو خرید لے تو جب اسے حقیقت حال کا علم ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

خرید و فروخت کا صیغہ

(۲۰۵۶) ضروری نہیں کہ خرید و فروخت کا صیغہ عربی زبان میں جاری کیا جائے۔ مثلاً اگر بیچنے والا اردو میں کہے کہ میں نے یہ مال اتنی رقم پر بیچا اور خریدار کہے کہ میں نے قبول کیا تو سودا صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ خریدار اور بیچنے والا سودا کرنے کا دلی ارادہ رکھتے ہوں یعنی یہ دو جملے کہنے سے ان کی مراد خرید و فروخت ہو۔

(۲۰۵۷) اگر سودا کرتے وقت صیغہ نہ پڑھا جائے لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلے میں جو وہ خریدار سے لے اپنا مال اس کی ملکیت میں دے دے تو سودا صحیح ہے اور دونوں اشخاص متعلقہ چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں۔

پھلوں کی خرید و فروخت

(۲۰۵۸) جن پھلوں کے پھول گر چکے ہوں اور ان میں دانے پڑ چکے ہوں، اگر ان کے آفت (مثلاً بیماریوں اور کیڑوں کے حملوں) سے محفوظ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اس طرح علم ہو کہ اس درخت کی پیداوار کا اندازہ لگا سکیں تو اس کے چننے سے پہلے اس کا بیچنا صحیح ہے بلکہ اگر معلوم نہ بھی ہو کہ آفت سے محفوظ ہے یا نہیں تب بھی اگر دو سال یا اس سے زیادہ عرصے کی پیداوار یا پھلوں کی صرف اتنی مقدار جو اس وقت لگی ہو بیچی جائے بشرطیکہ اس کی کسی حد تک مالیت ہو تو معاملہ صحیح ہے۔ اسی طرح اگر زمین کی پیداوار یا کسی دوسری چیز کو

اس کے ساتھ بیچا جائے تو معاملہ صحیح ہے لیکن اس صورت میں احتیاط لازم یہ ہے کہ دوسری چیز (جو ضمناً وہ) ایسی ہو کہ اگر بیج پھل نہ بنیں تو خریدار کے سرمائے کو ڈوبنے سے بچالے۔

(۲۰۵۹) جس درخت پر پھل لگا ہو، دانے بننے اور پھول گرنے سے پہلے اس کا بیچنا جائز ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز بھی بیچے جیسا کہ اس سے پہلے والے مسئلے میں بیان کیا گیا ہے سال سے زیادہ مدت کا پھل بیچے۔

(۲۰۶۰) درخت پر لگے ہوئے خرما کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں چاہے پھل کچا ہو یا پک گیا ہو۔ لیکن کی قیمت کے طور پر خرما نہ دیا جائے چاہے اسی درخت کا ہو یا کسی دوسرے درخت کا۔ البتہ اس کو رطب ساتھ بیچے جو پک چکی ہو یا ابھی اتنی پکی ہو کہ اسے خرما نہ کہا جا سکے تو اشکال نہیں ہے۔ اگر کسی کا کھجور کا درخت کسی دوسرے شخص کے گھر میں ہو اور مالک کا وہاں پہنچنا مشکل ہو تو درخت کے پھل کا تخمینہ لگا کر درخت اس گھر والے کو فروخت کر دے اور قیمت میں بھی خرما ہی لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۶۱) کھیرے، بینگن، سبزیاں اور ان جیسی (دوسری) چیزیں جو سال میں کئی دفعہ اترتی ہوں اگر وہ اگ آئی ہوں اور یہ طے کر لیا جائے کہ خریدار انہیں سال میں کتنی دفعہ توڑے گا تو انہیں بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر پھل نہ لگا ہو تو انہیں بیچنے میں اشکال ہے۔

(۲۰۶۲) اگر دانہ آنے کے بعد گندم کے خوشے کو گندم سے جو خود اس سے حاصل ہوتی ہے یا کسی دوسرے خوشے کے عوض بیچ دیا جائے تو سودا صحیح نہیں ہے۔

نقد اور ادھار کے احکام

(۲۰۶۳) اگر کسی چیز کو نقد بیچا جائے تو سودا طے پا جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے چیز اور رقم کا مطالبہ کر کے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں۔ منقولہ چیزوں مثلاً قالین اور لباس کو قبضے میں دینے اور غیر منقولہ چیزوں مثلاً گھر اور زمین کو قبضے میں دینے سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں سے دست بردار ہو جائے اور انہیں فریق ثانی کی تحویل میں اس طرح دیدے کہ جب وہ چاہے اس میں تصرف کر سکے اور (واضح رہے کہ) مختلف چیزوں میں تصرف مختلف طریقے سے ہوتا ہے۔

(۲۰۶۴) ادھار کے معاملے میں ضروری ہے کہ مدت ٹھیک ٹھیک معلوم ہو۔ لہٰذا اگر ایک شخص کوئی چیز اس وعدے پر بیچے کہ وہ اس کی قیمت فصل اٹھنے پر لے گا تو چونکہ اس کی مدت ٹھیک ٹھیک معین نہیں ہوئی اس لئے سودا باطل ہے۔

(۲۰۶۵) اگر کوئی شخص اپنا مال ادھار بیچے تو جو مدت طے ہوئی ہو اس کی میعاد پوری ہونے سے پہلے وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر خریدار مر جائے اور اس کا اپنا کوئی مال ہو تو بیچنے والا طے

شدہ میعاد پوری ہونے سے پہلے ہی جو رقم لینی ہو اس کا مطالبہ اس کے ورثاء سے کر سکتا ہے۔

(۲۰۶۶) اگر کوئی شخص ایک چیز ادھار بیچے تو طے شدہ مدت گزرنے کے بعد وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن اگر خریدار ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو چاہئے کہ بیچنے والا اسے مہلت دے یا سودا ختم کر دے اور اگر وہ چیز جو بیچی ہے موجود ہو تو اسے واپس لے لے۔

(۲۰۶۷) اگر کوئی شخص ایک ایسے فرد کو جسے کسی چیز کی قیمت معلوم نہ ہو اس کی کچھ مقدار ادھار دے اور اس کی قیمت اسے نہ بتائے تو سودا باطل ہے۔ لیکن اگر ایسے شخص کو جسے چیز کی نقد قیمت معلوم ہو ادھار پر مہنگے داموں بیچے مثلاً کہے کہ جو چیز میں تمہیں ادھار دے رہا ہوں اس کی قیمت سے جس پر میں نقد بیچتا ہوں ایک پیسہ فی روپیہ زیادہ لوں گا اور خریدار اس شرط کو قبول کر لے تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۶۸) اگر ایک شخص نے کوئی چیز ادھار فروخت کی ہو اور اس کی قیمت کی وصولی کے لئے مدت مقرر کی گئی ہو تو اگر مثال کے طور پر آدھی مدت گزرنے کے بعد (فروخت کرنے والا) واجب الادا رقم میں کٹوتی کر دے اور باقی ماندہ رقم نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

معاملۂ سلف کی شرائط

(۲۰۶۹) معاملۂ سلف سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص نقد رقم لے کر پورا مال مقررہ مدت کے بعد تحویل میں دینے کی شرط کے ساتھ بیچ دے لہٰذا اگر خریدار کہے کہ میں یہ رقم دے رہا ہوں تا کہ مثلاً چھ مہینے بعد فلاں چیز لے لوں اور بیچنے والا کہے کہ میں نے قبول کیا یا بیچنے والا رقم لے لے اور کہے کہ میں نے فلاں چیز بیچی اور اس کا قبضہ چھ مہینے بعد دوں گا تو سودا صحیح ہے۔

(۲۰۷۰) اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے سکے بطور سلف بیچے اور اس کے عوض چاندی یا سونے کے سکے لے تو سودا باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسی چیز یا سکے جو سونے یا چاندی کے نہ ہوں بیچے اور ان کے عوض کوئی دوسری چیز یا سونے یا چاندی کے سکے لے تو سودا اس تفصیل کے مطابق صحیح ہے جو آئندہ مسئلے کی ساتویں شرط میں بتائی جائے گی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو مال بیچے اس کے عوض رقم لے، کوئی دوسرا مال نہ لے۔

(۲۰۷۱) معاملۂ سلف میں سات شرطیں ہیں:

(۱) ان خصوصیات کو جن کی وجہ سے کسی چیز کی قیمت میں فرق پڑتا ہو معین کر دیا جائے لیکن زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس کی خصوصیات معلوم ہو گئی ہیں۔

(۲) اس سے پہلے کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں، خریدار پوری قیمت بیچنے والے کو دیدے یا اگر بیچنے والا خریدار کا اتنی ہی رقم کا مقروض ہو اور خریدار کو اس سے

جو کچھ لینا ہو اسے مال کی قیمت میں حساب کرلے اور بیچنے والا اس بات کو قبول کرلے اور اگر خریدار اس مال کی قیمت کی کچھ مقدار بیچنے والے کو دے تو اگرچہ اس مقدار کی نسبت سے سودا صحیح ہے لیکن بیچنے والا سودا فسخ کرسکتا ہے۔

(۳) مدت کو ٹھیک ٹھیک معین کیا جائے اور اگر بیچنے والا یوں کہے کہ فصل کا قبضہ کٹائی پر دوں گا تو چونکہ اس سے مدت کا ٹھیک ٹھیک تعین نہیں ہوتا اس لئے سودا باطل ہے۔

(۴) جنس کا قبضہ دینے کے لئے ایسا وقت معین کیا جائے جس میں بیچنے والا جنس کا قبضہ دے سکے خواہ وہ جنس کمیاب ہو یا زیادہ۔

(۵) جنس کا قبضہ دینے کی جگہ احتیاط واجب کی بنا پر مکمل طور پر معین کی جائے۔ لیکن اگر طرفین کی باتوں سے جگہ کا پتا چل جائے تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

(۶) اس جنس کا تول یا ناپ یا عدد معین کیا جائے۔ اور جس چیز کا سودا عموماً دیکھ کر کیا جاتا ہے اگر اسے بطور سلف بیچا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ مثلاً اخروٹ اور انڈوں کی بعض قسموں میں تعداد کا فرق اتنا کم ہو کہ لوگ اسے اہمیت نہ دیں۔

(۷) جس چیز کو بطور سلف بیچا جائے اگر وہ ایسی ہوں جنہیں تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے تو اس کا عوض اسی جنس سے نہ ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر دوسری جنس میں سے بھی ایسی چیز نہ ہو جسے تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے اور اگر وہ چیز جسے بیچا جارہا ہے ان چیزوں میں سے ہو جنہیں گن کر بیچا جاتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا عوض خود اسی کی جنس سے زیادہ مقدار میں مقرر نہیں کرنا چاہئے۔

معاملۂ سلف کے احکام

(۲۰۷۲) جو جنس کسی نے بطور سلف خریدی ہو اسے وہ مدت ختم ہونے سے پہلے بیچنے والے کے سوا کسی اور کے ہاتھ نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ خریدار نے اس کا قبضہ نہ بھی لیا ہو اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ پھلوں کے علاوہ جن غلوں (مثلاً گیہوں اور جَو وغیرہ) کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں لینے سے پہلے بیچنے والے کے علاوہ دوسرے کو ان کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ (گاہک نے جس قیمت پر خریدی ہو) اسی قیمت پر یا اس سے کم قیمت پر بیچے۔

(۲۰۷۳) سلف کے لین دین میں اگر بیچنے والا مدت ختم ہونے پر اس چیز کا قبضہ دے جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ چیز طے شدہ شرط کے مطابق ہے تو اسے قبول کرلے۔ اور اگر اس سے

بہتر ہو تو قبول کرلینا چاہئے، البتہ منظور شدہ شرط سے بہتر چیز کی نفی کرنا بہتر ہے۔

(۲۰۷۴) اگر بیچنے والا جو جنس دے وہ اس جنس سے گھٹیا ہو جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار اسے قبول کرنے سے انکار کرسکتا ہے۔

(۲۰۷۵) اگر بیچنے والا اس جنس کی بجائے جس کا سودا ہوا ہے کوئی دوسری جنس دے اور خریدار اسے لینے پر راضی ہو جائے تو اشکال نہیں ہے۔

(۲۰۷۶) جو چیز بطور سلف بیچی گئی ہو اگر وہ خریدار کے حوالے کرنے کے لئے طے شدہ وقت پر دستیاب نہ ہوسکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ انتظار کرے تاکہ بیچنے والا اسے مہیا کردے یا سودا فسخ کردے اور جو چیز بیچنے والے کو دی ہو یا اس کا بدل اس سے واپس لے لے اور احتیاط واجب کی بنا پر وہ چیز بیچنے والے کو زیادہ قیمت پر نہیں بیچ سکتا۔

(۲۰۷۷) اگر ایک شخص کوئی چیز بیچے اور معاہدہ کرے کہ کچھ مدت بعد وہ چیز خریدار کے حوالے کردے گا اور اس کی قیمت بھی کچھ مدت بعد لے گا تو ایسا سودا باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

(۲۰۷۸) اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو چاہے وہ سکہ دار ہوں یا نہ ہوں اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

(۲۰۷۹) اگر سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے نقد بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔ لیکن اگر معاملہ ادھار ہو تو باطل ہے۔

(۲۰۸۰) اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کردیں۔ اور اگر جس چیز کے بارے میں معاملہ طے ہوا ہے اس کی کچھ مقدار بھی ایک دوسرے کے حوالے نہ کریں تو معاملہ باطل ہے۔ اگر بعض مقدار تحویل میں دیں تو اسی مقدار کا سودا صحیح ہے۔

(۲۰۸۱) اگر بیچنے والا یا خریدار طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے حوالے کردے لیکن دوسرا مال کی کچھ مقدار حوالے کرے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔

(۲۰۸۲) اگر چاندی کی کان کی مٹی کو خالص چاندی سے اور سونے کی کان کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے۔ مگر یہ کہ جب جانتے ہوں کہ مثلاً چاندی کی مٹی کی مقدار خالص چاندی کی مقدار کے برابر ہے۔ البتہ اس طریقے سے جو پہلے بتایا جاچکا ہے چاندی کی مٹی کو سونے کے عوض اور سونے کی مٹی کو چاندی کے عوض بیچنے میں کوئی اشکال نہیں۔

معاملہ فسخ کیے جانے کی صورتیں

(۲۰۸۳) معاملہ فسخ کرنے کے حق کو "خیار" کہتے ہیں اور خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ فسخ کر سکتے ہیں:

(۱) جس مجلس میں معاملہ ہوا ہے وہ برخاست نہ ہوئی ہو، اگرچہ سودا ہو چکا ہو، اسے "خیار مجلس" کہتے ہیں۔

(۲) خرید و فروخت کے معاملے میں خریدار یا بیچنے والا نیز دوسرے معاملات میں طرفین میں سے کوئی ایک مغبون ہو جائے، اسے "خیار غبن" کہتے ہیں (مغبون سے مراد وہ شخص ہے جس کے ساتھ فراڈ کیا گیا ہو) خیار کی اس قسم کا منشا عرف عام میں شرط ارتکازی ہوتا ہے یعنی ہر معاملے میں فریقین کے ذہن میں یہ شرط موجود ہوتی ہے کہ جو مال حاصل کر رہا ہے اس کی قیمت مال سے بہت زیادہ کم نہیں جو وہ ادا کر رہا ہے اور اگر اس کی قیمت کم ہو تو وہ معاملے کو ختم کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن عرف خاص کی چند صورتوں میں ارتکازی شرط دوسری طرح ہو مثلاً یہ شرط ہو کہ اگر جو مال لیا ہو وہ بلحاظ قیمت اس مال سے کم ہو جو اس نے دیا ہے تو دونوں (مال) کے درمیان جو کمی بیشی ہوگی اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ممکن نہ ہو سکے تو معاملے کو ختم کر دے۔ اور ضروری ہے کہ اس قسم کی صورتوں میں عرف خاص کا خیال رکھا جائے۔

(۳) سودا کرتے وقت یہ طے کیا جائے کہ مقررہ مدت تک فریقین کو یا کسی ایک فریق کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اسے "خیار شرط" کہتے ہیں۔

(۴) فریقین میں سے ایک فریق اپنے مال کو اس کی اصلیت سے بہتر بتا کر پیش کرے جس کی وجہ سے دوسرا فریق اس میں دلچسپی لے یا اس کی دلچسپی اس میں بڑھ جائے اسے "خیار تدلیس" کہتے ہیں۔

(۵) فریقین میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط کرے کہ وہ فلاں کام انجام دے گا اور اس شرط پر عمل نہ ہو یا شرط کرے کہ ایک مخصوص قسم کا معین مال دے گا اور جو مال دیا جائے اس میں وہ خصوصیت نہ ہو، اس صورت میں شرط لگانے والا فریق معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار تخلف شرط" کہتے ہیں۔

(۶) دی جانے والی جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو۔ اسے "خیار عیب" کہتے ہیں۔

(۷) یہ پتا چلے کہ فریقین نے جس جنس کا سودا کیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی اور شخص کا مال ہے۔ اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک سودے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا سودا

فسخ کر سکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کی ادائیگی کر چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔ اسے "خیار شرکت" کہتے ہیں۔

(۸) جس معین جنس کو دوسرے فریق نے نہ دیکھا ہو اگر اس جنس کا مالک اسے اس کی خصوصیات بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بتائی تھیں وہ اس میں نہیں ہیں یا دوسرے فریق نے پہلے اس جنس کو دیکھا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ خصوصیات اب بھی اس میں باقی ہیں لیکن دیکھنے کے بعد معلوم ہو کہ وہ خصوصیات اب اس میں باقی نہیں ہیں تو اس صورت میں دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار رؤیت" کہتے ہیں۔

(۹) خریدار نے جو جنس خریدی ہو اگر اس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور بیچنے والے نے بھی وہ جنس خریدار کے حوالے نہ کی ہو تو بیچنے والا سودے کو ختم کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا اس صورت میں ہو سکتا ہے جب بیچنے والے نے خریدار کو قیمت ادا کرنے کی مہلت دی ہو اگرچہ مدت معین نہ کی ہو۔ اگر اس کو بالکل مہلت نہ دی ہو تو بیچنے والا قیمت کی ادائیگی میں معمولی سی تاخیر سے بھی سودا ختم کر سکتا ہے۔ اگر اسے تین دن سے زیادہ مہلت دی ہو تو مدت پوری ہونے سے پہلے سودا ختم نہیں کر سکتا۔ اور اگر جو جنس بیچی ہے وہ ایسی سبزیاں یا پھل ہوں جو تین دن سے زیادہ باقی رہنے سے ضائع ہو جاتے ہیں تو ان کی مہلت کم ہونی چاہئے۔ اسے "خیار تاخیر" کہتے ہیں۔

(۱۰) جس شخص نے کوئی جانور خریدا ہو وہ تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے بیچی ہو اگر اس کے عوض میں خریدار نے جانور دیا ہو تو جانور بیچنے والا بھی تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار حیوان" کہتے ہیں۔

(۱۱) بیچنے والے نے جو چیز بیچی ہو اگر اس کا قبضہ نہ دے سکے، مثلاً جو گھوڑا اس نے بیچا ہو وہ بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار تعذر تسلیم" کہتے ہیں۔

خیارات کی ان تمام اقسام کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کیے جائیں گے۔

(۲۰۸۴) اگر خریدار کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا وہ سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس چیز کو عام قیمت سے مہنگا خریدے اور یہ قیمت خرید بڑی حد تک مہنگی ہو تو وہ سودا ختم کر سکتا ہے بشرطیکہ سودا ختم کرتے وقت جس قدر فرق ہو وہ موجود بھی ہو اور اگر فرق موجود نہ ہو تو اس کا حق خیار محل اشکال ہے۔ نیز اگر بیچنے والے کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچے اور بڑی حد تک سستا بیچے تو سابقہ شرط کے مطابق سودا ختم کر سکتا ہے۔

(۲۰۸۵) مشروط خرید و فروخت میں جبکہ مثال کے طور پر ایک لاکھ روپے کا مکان پچاس ہزار روپے میں بیچ دیا جائے اور طے کیا جائے کہ اگر بیچنے والا مقررہ مدت تک رقم واپس کر دے تو سودا فسخ کر سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا حقیقتاً خرید و فروخت کی نیت رکھتے ہوں تو سودا صحیح ہے۔

(۲۰۸۶) مشروط خرید و فروخت میں اگر بیچنے والے کو اطمینان ہو کہ خریدار مقررہ مدت میں رقم ادا کرسکنے کی صورت میں مال اسے واپس کر دے گا تو سودا صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ مدت ختم ہونے تک رقم ادا نہ کر سکے تو وہ خریدار سے مال کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر خریدار مر جائے تو اس کے ورثاء سے مال کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

(۲۰۸۷) اگر کوئی شخص عمدہ چائے میں گھٹیا چائے کی ملاوٹ کر کے عمدہ چائے کے طور پر بیچے تو خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے۔

(۲۰۸۸) اگر خریدار کو پتا چلے کہ جو معین مال اس نے خریدا ہے وہ عیب دار ہے، مثلاً ایک جانور خریدے اور (خریدنے کے بعد) اسے پتا چلے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے لہٰذا اگر یہ عیب مال میں سودے سے پہلے تھا اور اسے علم نہیں تھا تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے اور مال بیچنے والے کو واپس کرسکتا ہے۔ اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اس مال میں کوئی تبدیلی ہوگئی ہو جیسے کوئی نیا عیب پیدا ہوگیا ہو یا ایسا تصرف کر لیا گیا ہو جو واپسی میں رکاوٹ بن رہا ہو مثلاً اس مال کو فروخت کر دیا ہو یا کرائے پر دے دیا ہو یا کپڑا کاٹ یا سی دیا ہو تو اس صورتوں میں وہ بے عیب اور عیب دار مال کی قیمت کے فرق کا حساب کر کے بیچنے والے سے فرق کی رقم واپس لے لے۔ مثلاً اگر اس نے کوئی مال چار روپے میں خریدا ہو اور اسے اس مال کے عیب دار ہونے کا علم ہو جائے تو اگر ایسا ہی بے عیب مال (بازار میں) آٹھ روپے کا اور عیب دار چھ روپے کا ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی ہے اس لئے اس نے جتنی رقم دی ہے اس کا ایک چوتھائی یعنی ایک روپیہ بیچنے والے سے واپس لے سکتا ہے۔

(۲۰۸۹) اگر بیچنے والے کو پتا چلے کہ اس نے جس معین عوض کے بدلے اپنا مال بیچا ہے اس میں عیب ہے تو اگر وہ عیب اس عوض میں سودے سے پہلے موجود تھا اور اسے علم نہ ہوا ہو تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے اور وہ عوض اس کے مالک کو واپس کرسکتا ہے۔ لیکن اگر تبدیلی یا تصرف کی وجہ سے واپس نہ کر سکے تو بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق اس قاعدے کے مطابق لے سکتا ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۲۰۹۰) اگر سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے مال میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے نیز جو چیز مال کے عوض دی جائے اگر اس میں سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا سودا فسخ کرسکتا ہے اور اگر فریقین قیمت کا فرق لینا چاہیں تو سودا طے نہ ہونے کی صورت میں چیز کو لوٹانا جائز ہے۔

(۲۰۹۱) اگر کسی شخص کو مال کے عیب کا علم سودا کرنے کے بعد ہو تو اگر وہ (سودا ختم کرنا) چاہے تو ضروری ہے کہ فوراً سودے کو ختم کر دے اور ــــ اختلاف کی صورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ــــ اگر معمول سے زیادہ تاخیر کرے تو وہ سودے کو ختم نہیں کرسکتا۔

(۲۰۹۲) جب کسی شخص کو کوئی چیز خریدنے کے بعد اس کے عیب کا پتا چلے تو خواہ بیچنے والا اس پر تیار نہ بھی ہو تو خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے اور دوسرے خیارات کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۲۰۹۳) دو صورتوں میں خریدار مال میں عیب ہونے کی بنا پر سودا فسخ نہیں کرسکتا اور نہ ہی قیمت کا فرق لے سکتا ہے:

(۱) خریدتے وقت مال کے عیب سے واقف ہو۔

(۲) سودے کے وقت بیچنے والا کہے: "میں اس مال کو جو عیب بھی اس میں ہے اس کے ساتھ بیچتا ہوں۔" لیکن اگر وہ ایک عیب کا تعین کر دے اور کہے: "میں اس مال کو فلاں عیب کے ساتھ بیچ رہا ہوں" اور بعد میں معلوم ہو کہ مال میں کوئی دوسرا عیب بھی ہے تو جو عیب بیچنے والے نے معین نہ کیا ہو اس کی بنا پر خریدار وہ مال واپس کرسکتا ہے اور اگر واپس نہ کر سکے تو قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

(۲۰۹۴) اگر خریدار کو معلوم ہو کہ مال میں ایک عیب ہے اور اسے وصول کرنے کے بعد اس میں کوئی اور عیب نکل آئے تو وہ سودا فسخ نہیں کرسکتا۔ لیکن بے عیب اور عیب دار مال کا فرق لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ عیب دار حیوان خریدے اور خیار کی مدت جو کہ تین دن ہے گزرنے سے پہلے اس حیوان میں کسی اور عیب کا پتا چل جائے تو گو خریدار نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا ہو پھر بھی وہ اسے واپس کرسکتا ہے۔ نیز اگر فقط خریدار کو کچھ مدت تک سودا فسخ کرنے کا حق حاصل ہو اور اس مدت کے دوران مال میں کوئی دوسرا عیب نکل آئے تو اگرچہ خریدار نے وہ مال اپنی تحویل میں لے لیا ہو تو بھی سودا فسخ کرسکتا ہے۔

(۲۰۹۵) اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جسے اس نے بچشم خود نہ دیکھا ہو اور کسی دوسرے شخص نے مال کی خصوصیات اسے بتائی ہوں اور وہی خصوصیات خریدار کو بتائے اور وہ مال اس کے ہاتھ بیچ دے اور فروخت کرنے کے بعد مالک کو پتا چلے کہ وہ مال اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔

متفرق مسائل

(۲۰۹۶) اگر بیچنے والا خریدار کو کسی جنس کی قیمت خرید بتائے تو ضروری ہے کہ وہ تمام چیزیں بھی اسے بتائے جن کی وجہ سے مال کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے۔ اگرچہ اسی قیمت پر (جس پر خریدا ہے) یا اس سے بھی کم قیمت پر بیچے۔ مثلاً اسے بتانا ضروری ہے کہ مال نقد خریدا ہے یا ادھار لہٰذا اس مال کی کچھ خصوصیات نہ بتائے اور خریدار کو بعد میں معلوم ہو تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔

(۲۰۹۷) اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کر دے اور کہے: "یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت وصول کرو گے وہ تمہاری محنت کی اجرت ہوگی" تو اس صورت میں وہ شخص اس قیمت سے زیادہ جتنی قیمت بھی وصول کرے وہ جنس کے مالک کا مال ہوگا اور بیچنے والا مالک سے فقط محنتانہ لے سکتا ہے۔ لیکن اگر معاہدہ بطور جعالہ ہو اور مال کا مالک کہے: "اگر تو نے یہ جنس اس قیمت سے زیادہ پر بیچی تو فاضل آمدنی تیرا مال ہے" تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۹۸) اگر قصاب نر جانور کا گوشت کہہ کر مادہ کا گوشت بیچے تو وہ گنہگار ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ اس کو معین کر دے اور کہے کہ میں یہ نر جانور کا گوشت بیچ رہا ہوں تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر قصاب گوشت کو معین نہ کرے اور خریدار کو جو (مادہ کا) گوشت ملا ہو وہ اس پر راضی نہ ہو تو ضروری ہے کہ قصاب نر جانور کا گوشت دے۔

(۲۰۹۹) اگر خریدار بزاز سے کہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہئے جس کا رنگ کچا نہ ہو اور بزاز ایک ایسا اس کے ہاتھ فروخت کرے جس کا رنگ کچا ہو تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۰۰) اگر فروخت کرنے والا فروخت کی ہوئی چیز کو خریدار کے حوالے نہ کر سکے مثلاً گھوڑے کا سودا تھا، بھاگ جائے تو اس صورت میں سودا باطل ہے اور خریدار اپنی رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

شراکت کے احکام

(۲۱۰۱) دو آدمی اگر باہم طے کریں کہ اپنے مشترکہ مال سے بیوپار کر کے جو کچھ نفع کمائیں گے اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے اور وہ عربی یا کسی اور زبان میں شراکت کا صیغہ پڑھیں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ایک دوسرے کے شریک بننا چاہتے ہیں تو ان کی شراکت صحیح ہے۔

(۲۱۰۲) اگر چند اشخاص اس مزدوری میں جو وہ اپنی محنت سے حاصل کرتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ شراکت کریں مثلاً چند حجام آپس میں طے کریں کہ جو اجرت حاصل ہوگی اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے تو ان کی شراکت صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر باہم طے کر لیں کہ مثلاً ہر ایک کی آدھی مزدوری معین مدت تک کے لئے دوسرے کی آدھی مزدوری کے بدلے میں ہوگی تو معاملہ صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی مزدوری میں شریک ہوگا۔

(۲۱۰۳) اگر دو اشخاص آپس میں اس طرح شراکت کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی پسند سے جنس خریدے اور وہی اس کی قیمت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو لیکن جو جنس دونوں نے خریدی ہو اس کے نفع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں تو ایسی شراکت صحیح نہیں، البتہ اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا وکیل بنائے کہ جو کچھ وہ ادھار لے رہا ہے اس میں اسے شریک کرے یعنی جنس کو اپنے اور اپنے حصہ دار کے لئے خریدے جس کی بنا پر دونوں مقروض ہو جائیں تو دونوں میں سے ہر ایک جنس میں شریک ہو جائے گا۔

(۲۱۰۴) جو اشخاص شراکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں۔ نیز یہ کہ ارادے اور اختیار کے ساتھ شراکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتے ہوں۔ لہٰذا سفیہ — جو اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرتا ہے — اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔ اگر وہ کسی کے ساتھ شراکت کرے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۰۵) اگر شراکت کے معاہدے میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام کرے گا یا جو دوسرے شریک

سے زیادہ کام کرے گا یا جس کے کام کی دوسرے کے کام کے مقابلے میں زیادہ اہمیت ہے اسے منافع میں زیادہ حصہ ملے گا تو ضروری ہے کہ جیسا طے کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اسی کے مطابق دیں۔ اور اسی طرح اگر شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام نہیں کرے گا یا زیادہ کام نہیں کرے گا یا جس کے کام کی دوسرے کے کام کے مقابلے میں زیادہ اہمیت نہیں ہے اسے منافع کا زیادہ حصہ ملے گا تب بھی شرط صحیح ہے اور ضروری ہے کہ جو طے کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اسی کے مطابق دیں۔

(۲۱۰۶) اگر شرکاء طے کریں کہ سارا منافع کسی ایک شخص کا ہوگا یا سارا نقصان کسی ایک کو برداشت کرنا ہوگا تو شراکت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۱۰۷) اگر شرکاء یہ طے نہ کریں کہ کسی ایک شریک کو زیادہ منافع ملے گا، تو اگر ان میں سے ہر ایک کا سرمایہ ایک جتنا ہو تو نفع ونقصان بھی ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا اور ان کا سرمایہ برابر برابر نہ ہو تو ضروری ہے کہ نفع ونقصان سرمائے کی نسبت سے تقسیم کریں۔ مثلاً اگر دو افراد شراکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے کے سرمائے سے دگنا ہو تو نفع ونقصان میں بھی اس کا حصہ دوسرے سے دگنا ہوگا خواہ دونوں ایک جتنا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا بالکل کام نہ کرے۔

(۲۱۰۸) اگر شراکت کے معاہدے میں یہ طے کریں کہ دونوں شریک مل کر خرید وفروخت کریں گے یا ہر ایک انفرادی طور پر لین دین کرنے کا مجاز ہوگا یا ان میں سے فقط ایک شخص لین دین کرے گا یا تیسرا شخص اجرت پر لین دین کرے گا تو ضروری ہے کہ اس معاہدے پر عمل کریں۔

(۲۱۰۹) شراکت دو قسم کی ہے: ایک شراکت اذنی (جو اجازت پر مبنی ہے) اور وہ یہ ہے کہ مال تجارت تمام شرکاء کی مشترک ملکیت ہو۔ دوسری شراکت معاوضی ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ ہر شریک اپنے مال کو شراکت کے لئے حاضر کرے اور ان میں سے ہر ایک اپنے نصف مال کو دوسرے کے نصف مال کا معاوضہ قرار دے۔ اگر شراکت دار اپنے شرکاء میں سے کسی ایک کو اس سرمائے کے ذریعے خرید وفروخت کے لئے معین نہ کریں تو شراکت کی اس قسم میں جو اجازت پر مبنی ہے شرکاء میں سے کوئی بھی دوسروں کی اجازت کے بغیر اس سرمائے سے خرید وفروخت نہیں کر سکتا۔ لیکن شراکت معاوضی میں اگر اس طرح کام کریں کہ نقصان نہ ہو تو ہر ایک خرید وفروخت کر سکتا ہے۔

(۲۱۱۰) جو شریک شراکت کے سرمائے پر اختیار رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ شراکت کے معاہدے پر عمل کرے۔ مثلاً اگر اس سے طے کیا گیا ہو کہ ادھار خریدے گا یا نقد بیچے گا یا کسی خاص جگہ سے خریدے گا تو جو معاہدہ طے پایا ہے اسکے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر اسکے ساتھ کچھ طے نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ خریداری کے اصول مطابق ایمانداری اور عقلمندی سے اس طرح لین دین کرے کہ شراکت کو نقصان نہ ہو۔

(۲۱۱۱) جو شریک شراکت کے سرمائے سے سودے کرتا ہو اگر جو کچھ اس کے ساتھ طے کیا گیا ہو اس کے برخلاف خرید وفروخت کرے یا اگر کچھ طے نہ کیا گیا ہو اور معمول کے خلاف سودا کرے تو ان دونوں صورتوں میں اگرچہ اقویٰ قول کی بنا پر معاملہ صحیح ہے لیکن اگر معاملہ نقصان دہ ہو یا شراکت کے مال میں سے کچھ مال

ضائع ہو جائے تو جس شریک نے معاہدے یا معمول کے خلاف عمل کیا ہے وہ ذمے دار ہے۔

(۲۱۱۲) جو شریک شراکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ فضول خرچی نہ کرے اور سرمائے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے اور پھر اتفاقاً اس سرمائے کی کچھ مقدار یا سارے کا سارا سرمایہ تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۱۱۳) جو شریک شراکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ کہے کہ سرمایہ تلف ہو گیا ہے تو اگر وہ دوسرے شرکاء کے نزدیک معتبر شخص ہو تو ضروری ہے کہ اس کا کہنا مان لیں اور اگر دوسرے شرکاء کے نزدیک وہ معتبر شخص نہ ہو تو شرکاء حاکم شرع کے پاس اس کے خلاف دعویٰ کر سکتے ہیں تاکہ حاکم شرع قضاوت کے اصولوں کے مطابق تنازعے کا فیصلہ کرے۔

(۲۱۱۴) اگر شراکت اذنی میں تمام شریک اس اجازت سے جو انہوں نے ایک دوسرے کو مال میں تصرف کے لئے دے رکھی ہو پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شراکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان میں سے ایک اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر جائے تو دوسرے شرکاء کو تصرف کا کوئی حق نہیں۔ لیکن جو شخص اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر گیا ہو وہ شراکت کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔ اور بہرحال مال میں سب کی شراکت اسی طرح باقی رہے گی۔

(۲۱۱۵) شراکت اذنی میں جب شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضا کرے کہ شراکت کا سرمایہ تقسیم کر دیا جائے تو اگرچہ شراکت کے معینہ مدت میں ابھی کچھ وقت باقی ہو دوسروں کو اس کا کہنا مان لینا ضروری ہے مگر یہ کہ انہوں نے پہلے ہی (معاہدہ کرتے وقت) سرمائے کی تقسیم کو رد کر دیا ہو (یعنی قبول نہ کیا ہو) یا مال کی تقسیم شرکاء کے لئے قابل ذکر نقصان کا موجب ہو (تو اس کی بات قبول نہیں کرنی چاہئے)۔

(۲۱۱۶) شراکت اذنی میں اگر شرکاء میں سے کوئی مر جائے یا دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو دوسرے شرکاء شراکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۱۱۷) اگر شریک اپنے لئے کوئی چیز ادھار خریدے تو اس نفع و نقصان کا وہ خود ذمے دار ہے لیکن اگر شراکت کے لئے خریدے اور شراکت کے معاہدے میں ادھار معاملہ کرنا بھی شامل ہو تو پھر نفع و نقصان میں دونوں شریک ہوں گے۔

(۲۱۱۸) اگر شرکاء میں سے کوئی ایک شراکت کے سرمائے سے کوئی سودا کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ شراکت باطل تھی تو اگر صورت یہ ہو کہ معاملہ کرنے کی اجازت میں شراکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی یعنی اگر شرکاء جانتے ہوتے کہ شراکت درست نہیں ہے تب بھی وہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی تھے تو معاملہ صحیح ہے اور جو کچھ اس معاملے سے حاصل ہو وہ ان سب کا مال ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس صورت میں کہ جو لوگ دوسروں کے تصرف پر راضی نہیں تھے، یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملے پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔ ہر صورت میں ان میں سے جس نے بھی شراکت کے لئے کام کیا ہو اگر اس نے بلا معاوضہ کام کرنے کے

ارادے سے نہ کیا ہو تو وہ اپنی محنت کا معاوضہ معمول کے مطابق دوسرے شرکاء سے ان کے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر کام کرنے کا معاوضہ اس فائدے کی مقدار سے زیادہ ہو جو وہ شراکت صحیح ہونے کی صورت میں لیتا تو وہ بس اسی قدر فائدہ لے سکتا ہے۔

صلح کے احکام

(۲۱۱۹) "صلح" سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے تاکہ دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق سے دستبردار ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی شخص عوض لئے بغیر کسی سے اتفاق کرے اور اپنا مال یا مال کے منافع کی کچھ مقدار اس کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے تب بھی صلح صحیح ہے۔

(۲۱۲۰) جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالغ، عاقل اور صلح کا قصد رکھتا ہو اور کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو اور ضروری ہے کہ سفیہ یا دیوالیہ ہونے کی بنا پر اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے نہ روکا گیا ہو۔

(۲۱۲۱) صلح کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ اور کاموں سے اس بات کا اظہار ہو کہ فریقین نے آپس میں صلح اور اتفاق کر لیا ہے صحیح ہے۔

(۲۱۲۲) اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تاکہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے اور ان کے دودھ سے خود استفادہ حاصل کرے اور گھی کی کچھ مقدار مالک کو دے دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کر لے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لئے اجارے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور اس کے عوض اسے کچھ گھی دے اور یہ قید نہ لگائے کہ بالخصوص انہی بھیڑوں کا گھی یا دودھ ہو تو بھی اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۲۳) اگر کوئی قرض خواہ اس قرض کے بدلے جو اسے مقروض سے وصول کرنا ہے یا اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کر لے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

(۲۱۲۴) اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو جبکہ قرض خواہ کو علم نہ ہو اور قرض خواہ نے جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کر لے مثلاً اس نے پچاس روپے لینے تھے اور دس روپے پر صلح کر لے تو باقی ماندہ رقم مقروض کے لئے حلال نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ جتنے قرض کا دیندار ہے اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کر لے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم ہوتا تب

بھی وہ اسی مقدار (یعنی دس روپے) پر صلح کر لیتا۔

(۲۱۲۵) اگر دو آدمیوں کے پاس کوئی مال موجود ہو یا ایک دوسرے کے ذمے کوئی مال باقی ہو اور یہ علم ہو کہ ان دونوں اموال میں سے ایک مال دوسرے مال سے زیادہ ہے تو چونکہ ان دونوں اموال کو ایک دوسرے کے عوض میں فروخت کرنا سود ہونے کی بنا پر حرام ہے اس لئے ان دونوں میں ایک دوسرے کے عوض صلح کرنا بھی حرام ہے بلکہ اگر ان دونوں اموال میں سے ایک کے دوسرے سے زیادہ ہونے کا علم نہ بھی ہو لیکن زیادہ ہونے کا احتمال ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ان دونوں میں ایک دوسرے کے عوض صلح نہیں کی جاسکتی۔

(۲۱۲۶) اگر دو اشخاص کو ایک شخص سے یا دو اشخاص کو دوسرے دو اشخاص سے قرضہ وصول کرنا ہو اور وہ اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں اور صلح کرنا سود کا باعث نہ ہو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً اگر دونوں کو دس من گیہوں وصول کرنا ہو (اور ایک کا گیہوں اعلیٰ اور دوسرے کا درمیانے درجے کا ہو) اور دونوں کی مدت پوری ہو چکی ہو تو ان دونوں کا آپس میں مصالحت کرنا صحیح ہے۔

(۲۱۲۷) اگر ایک شخص کو کسی سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے معین مقدار سے کم پر صلح کر لے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ معاف کر دے اور باقی ماندہ نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے یا چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی جنس کی شکل میں ہو جو ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہے اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لئے جائز ہے کہ اپنے قرضے سے کمتر مقدار پر مقروض یا کسی اور سے صلح کر لے یا بیچ دے جیسا کہ مسئلہ ۲۲۴۸ میں بیان ہوگا۔

(۲۱۲۸) اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کرلیں تو ایک دوسرے کی رضامندی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں۔ نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جس کے پاس حق ہے وہ صلح کو فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۲۹) جب تک خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا نہ ہو گئے ہوں وہ سودے کو فسخ کر سکتے ہیں۔ نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو وہ تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک ادا نہ کرے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو جیسا کہ مسئلہ ۲۰۸۱ میں بیان ہو چکا ہے بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کرے وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح باقی صورتوں میں بھی جن کا ذکر خرید و فروخت کے احکام میں آیا ہے صلح فسخ کی جاسکتی ہے اور اگر مصالحت کے دونوں فریقوں میں سے ایک کو دھوکہ ہوا ہو تو اس صورت میں بھی وہ صلح کو ختم کر سکتا ہے۔ لیکن اگر صلح جھگڑا ختم کرنے کے لئے ہو تو صلح کو ختم نہیں کر سکتا۔ البتہ اس صورت کے علاوہ دھوکہ کھانے والا بھی احتیاط واجب کی بنا پر صلح کو ختم نہیں کر سکتا۔

(۲۱۳۰) جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جاسکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

(۲۱۳۱) اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے اور کہے کہ "جس چیز پر میں نے تم سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تم اسے وقف کر دو گے" اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کر لے تو ضروری ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

کرائے کے احکام

(۲۱۳۲) کوئی چیز کرائے پر دینے والے اور کرائے پر لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیار سے کریں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں۔ لہٰذا چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے نہ وہ کوئی چیز کرائے پر لے سکتا ہے اور نہ دے سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص دیوالیہ ہو چکا ہو وہ ان چیزوں کو کرائے پر نہیں دے سکتا جن میں وہ تصرف کا حق نہ رکھتا ہو اور نہ وہ ان میں سے کوئی چیز کرائے پر لے سکتا ہے لیکن اپنی خدمات کو کرائے پر پیش کر سکتا ہے۔

(۲۱۳۳) انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لئے کرائے پر لے سکتا ہے۔

(۲۱۳۴) اگر بچے کا سرپرست یا اس کے مال کا منتظم بچے کا مال کرائے پر دے یا بچے کو کسی کا اجیر مقرر کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقی ماندہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے اگرچہ صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی کچھ مدت کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بنایا جاتا تو یہ بچے کے لئے مصلحت کے خلاف ہوتا۔ ہاں اگر وہ مصلحت شرعی لازمی مصلحت کے برخلاف تھی یعنی جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ شارع مقدس اس مصلحت کو ترک کرنے پر راضی نہیں ہے اس صورت میں اگر حاکم شرع کی اجازت سے اجارہ واقع ہوا ہو تو بچہ بالغ ہونے کے بعد اجارہ فسخ نہیں کر سکتا۔

(۲۱۳۵) جس نابالغ بچے کا سرپرست نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر مزدوری پر نہیں لگایا جا سکتا اور جس شخص کی رسائی مجتہد تک نہ ہو وہ ایک مومن شخص کی اجازت لیکر جو عادل ہو بچے کو مزدوری پر لگا سکتا ہے۔

(۲۱۳۶) اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لئے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارے پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے بلکہ اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارے کے قصد سے مستاجر کو دے اور وہ

بھی اجارے کے قصد سے لے تو اجارہ صحیح ہوگا۔

(۲۱۳۷) اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارے کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لئے اجیر بن جائے تو جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہوگا اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

(۲۱۳۸) جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی چیز اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۳۹) اگر کوئی شخص مکان یا دکان یا دوسری تمام چیزیں اجارے پر لے اور اس کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مستاجر اسے کسی دوسرے کو استعمال کے لئے اجارے پر نہیں دے سکتا بجز اس کے کہ اجارہ اس طرح ہو کہ اس کے فوائد بھی کرائے پر لینے والے سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کر لے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لئے کرائے پر دے دے (یعنی شوہر کو کرائے پر دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمے داری ہے)۔ اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو کرائے پر لینے والا اسے دوسرے کو کرائے پر دے سکتا ہے۔ البتہ مال کو کرایہ دار دوم کے سپرد کرنے کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مالک سے اجازت لے لے۔ لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے اگرچہ کرایہ دوسری جنس سے ہو تو ایسی صورت میں کہ وہ مکان یا دکان یا کشتی ہو تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں کوئی کام مثلاً مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس کی حفاظت کے لئے کچھ نقصان برداشت کیا ہو (تو وہ اسے زیادہ کرائے پر دے سکتا ہے)۔

(۲۱۴۰) اگر مزدور، کسی شخص سے یہ شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کا کام کرے گا تو بجز اس صورت کے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس مزدور کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جا سکتا۔ اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو اسے دوسرے کو اجارے پر دے سکتا ہے۔ لیکن جو چیز دوسرے شخص سے اجارے کی بابت لے رہا ہے ضروری ہے کہ اس کی قیمت اس اجارے سے زیادہ نہ ہو جو اجیر کے لئے قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے لئے کم اجرت پر رکھ لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود انجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

(۲۱۴۱) اگر کوئی شخص مکان، دکان اور کشتی کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو اگر جتنے کرائے پر اس نے وہ چیز لی ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے تو اجارہ کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۱۴۲) اگر کوئی شخص مکان یا دکان مثلاً ایک سال کے لئے سو روپیہ کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرائے پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرائے پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں مرمت وغیرہ کا کام کرایا ہو۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

(۲۱۴۳) جو مال اجارے پر دیا جائے اس کی چند شرائط ہیں:

(۱) وہ مال معین ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنے مکانات میں سے ایک مکان تمہیں کرائے پر دیا تو یہ درست نہیں ہے۔

(۲) کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے۔ اور اگر مال موجود نہ ہو یا کُلّی ہو تو اجارے پر دینے والا اپنے مال کی خصوصیات کچھ اس طرح بیان کرے کہ اسے متاثر کر کے کرائے پر لینے کے لئے آمادہ کر دے۔

(۳) اجارے پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہٰذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو اگر مستاجر اس کو نہ پکڑ سکے تو اجارہ باطل ہے اور اگر اس کے لئے ممکن ہو کہ پکڑ سکے تو اجارہ صحیح ہے۔

(۴) اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہٰذا روٹی، پھلوں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کھانے کے لئے کرائے پر دینا صحیح نہیں ہے۔

(۵) مال سے وہ فائدہ اٹھانا ممکن ہو جس کے لئے اسے کرائے پر دیا جائے۔ لہٰذا ایسی زمین کا زراعت کے لئے کرائے پر دینا جس کے لئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ نہر کے پانی سے بھی سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

(۶) جو چیز کرائے پر دے اس کے منافع کا مالک ہو جس کے لئے کرائے پر دیا جا رہا ہے۔ اور اگر نہ اس کا مالک ہو، نہ وکیل اور نہ منتظم تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضامند ہو۔

(۲۱۴۴) جس درخت میں ابھی پھل نہ لگا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے گا درست ہے۔ اور اسی طرح ایک جانور کو اس کے دودھ کے لئے کرائے پر دینے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۱۴۵) عورت اس مقصد کے لئے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے استفادہ کیا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اجرت پر دودھ پلا سکتی ہے) اور ضروری نہیں کہ وہ اس مقصد کے لئے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط

(۲۱۴۶) جس استفادے کے لئے مال کرائے پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرطیں ہیں:

(۱) (استفادہ کرنا) حلال ہو۔ پس اگر کسی مال کی منفعت صرف حرام ہو یا یہ شرط رکھی جائے کہ حرام ذریعے سے استفادہ کیا جائے یا سودا کرنے سے پہلے حرام معاملے کو معین کیا

جائے اور سودے کی بنیاد اسی پر رکھی جائے تو یہ سودا باطل ہے۔ لہٰذا دکان کو شراب بیچنے یا شراب ذخیرہ کرنے کے لئے کرائے پر دینا اور حیوان کو شراب کی نقل و حمل کے لئے کرائے پر دینا باطل ہے۔

(۲) وہ عمل شریعت میں بلا معاوضہ انجام دینا واجب نہ ہو۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر اسی قسم کے کاموں میں سے ہے اگر محل ابتلاء ہو حلال اور حرام کے مسائل سکھانا اور ایسے ہی ہے بقدر واجب مُردوں کی تجہیز و تکفین کرنا۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادے کے لئے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

(۳) جو چیز کرائے پر دی جائے اگر وہ کثیر الفوائد (اور کثیر المقاصد) ہو تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کیا جائے۔ مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جاسکتی ہو اور مال بھی لادا جاسکتا ہو تو اسے کرائے پر دیتے وقت یہ معین کرنا ضروری ہے کہ مستاجر اسے فقط سواری کے مقصد کے لئے یا فقط بار برداری کے مقصد کے لئے استعمال کرسکتا ہے یا اس سے ہر طرح استفادہ کرسکتا ہے۔

(۴) استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کرلیا جائے اور یہ استفادہ مدت معین کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے، مثلاً مکان یا دکان کرائے پر دے کر یا کام کا تعین کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے، مثلاً درزی کے ساتھ طے کرلیا جائے کہ وہ ایک معین لباس مخصوص ڈیزائن میں سیئے گا۔

(۲۱۴۷) اگر اجارے کی ابتدا کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارے کا معاہدہ کرنے کے بعد سے ہوگا۔

(۲۱۴۸) مثال کے طور پر اگر مکان ایک سال کے لئے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینے بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگرچہ جب صیغہ پڑھا جارہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

(۲۱۴۹) اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ کرائے دار سے کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۵۰) اگر مالک مکان، کرائے دار سے کہے کہ میں نے تجھے یہ مکان دس روپے ماہوار کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے تجھے ایک مہینے کے لئے دس روپے کرائے پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہوگا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتدا کا علم ہو جائے تو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۵۱) جس مکان میں مسافر اور زائر قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت تک وہاں رہیں گے، اگر وہ مالک مکان سے طے کرلیں کہ مثلاً ایک رات کا ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چونکہ اجارے کی مدت طے نہیں کی گئی لہٰذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

کرائے کے متفرق مسائل

(۲۱۵۲) جو مال مستاجر اجارے کے طور پر دے رہا ہو ضروری ہے کہ وہ مال معلوم ہو۔ لہٰذا اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین تول کر کیا جاتا ہے مثلاً گیہوں، تو ان کا وزن معلوم ہونا ضروری ہے۔ اور اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین گن کر کیا جاتا ہے مثلاً رائج الوقت سکے تو ضروری ہے کہ ان کی تعداد معین ہو۔ اور اگر وہ چیزیں گھوڑے اور بھیڑ کی طرح ہوں تو ضروری ہے کہ کرایہ لینے والا انہیں دیکھ لے یا مستاجر ان کی خصوصیات بتادے۔

(۲۱۵۳) اگر زمین زراعت کے لئے کرائے پر دی جائے اور اس کی اجرت اسی یا دوسری زمین کی پیداوار قرار دی جائے جو اس وقت موجود نہ ہو یا کلی طور پر کوئی چیز اس کے ذمے قرار دے اس شرط پر کہ وہ اسی زمین کی پیداوار سے ادا کی جائے گی تو اجارہ صحیح نہیں ہے اور اگر اس زمین کی پیداوار اجارہ کرتے وقت موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۱۵۴) جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو وہ اس چیز کو کرایہ دار کی تحویل میں دینے سے پہلے کرایہ مانگنے کا حق نہیں رکھتا نیز اگر کوئی شخص کسی کام کے لئے اجیر بنا ہو تو جب تک وہ کام انجام نہ دے دے اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ مگر بعض صورتوں میں، مثلاً حج کی ادائیگی کے لئے اجیر جسے عموماً عمل کے انجام دینے سے پہلے اجرت دے دی جاتی ہے (اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے)۔

(۲۱۵۵) اگر کوئی شخص کرائے پر دی گئی چیز کرایہ دار کی تحویل میں دے دے تو اگرچہ کرایہ دار اس چیز پر قبضہ نہ کرے یا قبضہ حاصل کرلے لیکن اجارہ ختم ہونے تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے پھر بھی ضروری ہے کہ مالک کو اجرت ادا کرے۔

(۲۱۵۶) اگر ایک شخص کوئی کام ایک معین دن میں انجام دینے کے لئے اجیر بن جائے اور اس دن وہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے تو جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے خواہ وہ اس دن اس سے کام نہ لے تو ضروری ہے کہ اس کی اجرت اسے دے دے۔ مثلاً اگر کسی درزی کو ایک معین دن لباس سینے کے لئے اجیر بنائے اور درزی اس دن کام کرنے پر تیار ہو تو اگرچہ مالک اسے سینے کے لئے کپڑا نہ دے تب بھی ضروری ہے کہ اسے اس کی مزدوری دے دے۔ قطع نظر اس سے کہ درزی بیکار رہا ہو یا اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا کام کیا ہو۔

(۲۱۵۷) اگر اجارے کی مدت ختم ہو جانے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو مستاجر کے لئے ضروری ہے کہ عام طور پر اس چیز کا جو کرایہ ہوتا ہے مال کے مالک کو دے دے۔ مثلاً اگر وہ ایک مکان سو روپے کرائے پر ایک سال کے لئے لے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اجارہ باطل تھا تو اگر اس مکان کا کرایہ عام طور پر پچاس روپے ہو تو ضروری ہے کہ پچاس روپے دے۔ اور اگر اس کا کرایہ عام طور پر دو سو روپے ہو تو مکان کرایہ پر

دینے والا مالک مکان ہو یا اس کا وکیل مطلق ہو کہ کرایہ مقرر کرنے کا حق رکھتا ہو اور عام طور پر گھر کے کرائے کی جو شرح ہو اسے جانتا ہو تو ضروری نہیں ہے کہ (مستاجر) سو روپے سے زیادہ دے۔ اور اگر اس کے برعکس صورت ہو تو ضروری ہے کہ (مستاجر) دو سو روپے دے۔ نیز اگر اجارے کی کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو جو مدت گزر چکی ہو اس پر بھی یہی حکم جاری ہوگا۔

(۲۱۵۸) جس چیز کو اجارے پر لیا گیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور اسے غلط طور پر استعمال نہ کیا ہو تو (وہ اس چیز کے تلف ہونے کا) ذمے دار نہیں ہے۔ اسی طرح مثال کے طور پر اگر درزی کو دیا گیا کپڑا تلف ہو جائے تو اگر درزی نے بے احتیاطی نہ کی ہو اور کپڑے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ برتی ہو تو ضامن نہیں۔

(۲۱۵۹) جو چیز کسی درزی اور کاریگر نے کام کرنے کے لئے لی ہو اگر وہ اسے ضائع کر دے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

(۲۱۶۰) اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ ڈالے اور اسے حرام کر دے تو خواہ اس نے مزدوری لی ہو یا بلا معاوضہ ذبح کیا ہو تو ضروری ہے کہ جانور کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

(۲۱۶۱) اگر کوئی شخص جانور یا چیز (مثلاً گاڑی وغیرہ) کرائے پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادے گا تو اگر وہ اس پر معینہ مقدار سے زیادہ بوجھ لادے اور اس وجہ سے جانور مر جائے یا وہ چیز (گاڑی وغیرہ) عیب دار ہو جائے تو مستاجر ذمے دار ہے۔ نیز اگر انہوں نے بوجھ کی مقدار معین نہ کی ہو اور معمول سے زیادہ بوجھ جانور پر لادے (اور جانور مر جائے یا وہ چیز عیب دار ہو جائے) تب بھی مستاجر ذمے دار ہے۔ اور دونوں صورتوں میں مستاجر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ معمول سے زیادہ اجرت ادا کرے۔

(۲۱۶۲) اگر کوئی شخص حیوان کو ایسا (نازک) سامان لادنے کے لئے کرائے پر دے جو ٹوٹنے والا ہو اور جانور پھسل جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان کو توڑ پھوڑ دے تو جانور کا مالک ذمے دار نہیں ہے۔ ہاں اگر مالک جانور کو معمول سے زیادہ مارے یا ایسی حرکت کرے جس کی وجہ سے جانور گر جائے اور لدا ہوا سامان توڑ دے تو مالک ذمے دار ہے۔

(۲۱۶۳) اگر کوئی شخص بچے کا ختنہ کرے اور اپنے کام میں کوتاہی یا غلطی کرے، مثلاً اس نے معمول سے زیادہ (چمڑا) کاٹا ہو اور وہ بچہ مر جائے یا اس میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا غلطی نہ کی ہو اور بچہ ختنہ کرنے سے ہی مر جائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے چنانچہ اس بات کی تشخیص کے لئے کہ ختنہ کرنا بچے کے لئے نقصان دہ ہے یا نہیں اس کی طرف رجوع نہ کیا گیا ہو نیز وہ بھی یہ نہ جانتا ہو کہ بچے کو نقصان ہوگا تو اس صورت میں وہ ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۱۶۴) اگر معالج اپنے ہاتھ سے کسی مریض کو دوا دے یا اس کے لئے دوا تیار کرنے کو کہے اور دوا کھانے کی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچے یا وہ مر جائے تو معالج ذمہ دار ہے اگرچہ اس نے علاج کرنے میں کوتاہی نہ کی ہو۔

(۲۱۶۵) جب معالج مریض سے کہہ دے کہ اگر تمہیں کوئی ضرر پہنچا تو میں ذمے دار نہیں ہوں اور پوری توجہ اور احتیاط سے کام لے لیکن اس کے باوجود اگر مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو معالج ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۱۶۶) کرائے پر لینے والا اور جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو، وہ ایک دوسرے کی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔ اور اگر اجارے میں یہ شرط عائد کریں کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو وہ معاہدے کے مطابق اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔

(۲۱۶۷) اگر مال اجارہ پر دینے والے یا مستاجر کو پتا چلے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے تو اگر اجارہ کرنے کے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ نہ تھا کہ وہ گھاٹے میں ہے تو وہ اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۰۸۳ میں گزر چکی ہے اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اجارے کے معاہدے میں یہ شرط عائد کی جائے کہ اگر ان میں سے کوئی گھاٹے میں بھی رہے گا تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہوگا تو پھر وہ اجارہ فسخ نہیں کر سکتے۔

(۲۱۶۸) اگر ایک شخص کوئی چیز اجارے پر دے اور اس سے پہلے کہ اس کا قبضہ مستاجر کو دے کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے اجارے پر دینے والے کو دی ہو اسے واپس لے سکتا ہے۔ یا (یہ بھی کر سکتا ہے کہ) اجارہ فسخ نہ کرے اور جتنی مدت وہ چیز غاصب کے پاس رہی ہو اس کی عام طور پر جتنی اجرت بنے وہ غاصب سے لے لے۔ لہٰذا اگر مستاجر ایک حیوان کا ایک مہینے کا اجارہ دس روپے کے عوض کرے اور کوئی شخص اس حیوان کو دس دن کے لئے غصب کر لے اور عام طور پر اس کا دس دن کا اجارہ پندرہ روپے ہو تو مستاجر پندرہ روپے غاصب سے لے سکتا ہے۔

(۲۱۶۹) اگر کوئی دوسرا شخص مستاجر کو اجارہ کردہ چیز اپنی تحویل میں نہ لینے دے یا تحویل میں لینے کے بعد اس پر ناجائز قبضہ کر لے یا اس سے استفادہ کرنے میں حائل ہو تو مستاجر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا اور صرف یہ حق رکھتا ہے کہ اس چیز کا عام طور پر جتنا کرایہ بنتا ہو وہ غاصب سے لے لے۔

(۲۱۷۰) اگر اجارے کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا۔ اور کرایہ دار کو چاہئے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر (مالک مستاجر کے علاوہ) اس (مال) کو کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۱۷۱) اگر اجارے کی مدت شروع ہونے سے پہلے جو چیز اجارے پر لی ہے وہ اس استفادے کے قابل نہ رہے جس کا تعین کیا گیا تھا تو اجارہ باطل ہو جاتا ہے۔ اور مستاجر ادا کردہ رقم مالک سے واپس لے سکتا ہے۔ اگر صورت یہ ہو کہ اس چیز سے تھوڑا سا استفادہ کیا جا سکتا ہو تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۷۲) اگر ایک شخص کوئی چیز اجارے پر لے اور وہ کچھ مدت گزرنے کے بعد جو استفادہ مستاجر کے لئے طے کیا گیا ہو اس کے قابل نہ رہے تو باقی ماندہ مدت کے لئے اجارہ باطل ہو جاتا ہے۔ اور مستاجر گزری ہوئی مدت کا اجارہ ''اجرۃ المثل'' (یعنی جتنے دن وہ چیز استعمال کی ہو اتنے دنوں کی عام اجرت) دے کر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۷۳) اگر کوئی شخص ایسا مکان کرائے پر دے جس کے مثلاً دو کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ

ٹوٹ پھوٹ جائے لیکن اجارے پر دینے والا اس کمرہ کو (مرمت کر کے) اس طرح بناوے، جس میں سابقہ کمرے کے مقابلے میں کافی فرق ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو اس سے پہلے والے مسئلے میں بتایا گیا ہے۔ اور اگر اس طرح نہ ہو بلکہ اجارے پر دینے والا اسے فوراً بنادے اور اس سے استفادہ کرنے میں تھوڑی سی بھی تاخیر نہ ہو تو اجارہ باطل نہیں ہوتا۔ اور کرایہ دار بھی اجارے کو فسخ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر کمرے کی مرمت میں قدرے تاخیر ہو جائے اور کرایہ دار اس سے استفادہ نہ کرپائے تو اس "تاخیر" کی مدت تک کا اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور کرایہ دار چاہے تو ساری مدت کا اجارہ بھی فسخ کرسکتا ہے البتہ جتنی مدت اس نے کمرے سے استفادہ کیا ہے اس کی اجرۃ المثل دے۔

(۲۱۷۴) اگر کرائے پر دینے والا یا مستاجر مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر مکان کا فائدہ صرف اس کی زندگی میں ہی اس کا ہو مثلاً کسی دوسرے شخص نے وصیت کی ہو کہ جب تک (اجارے پر دینے والا) زندہ ہے مکان کی آمدنی اس کا مال ہوگا تو اگر وہ مکان کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہے۔ اور اگر موجودہ مالک اس اجارہ کی تصدیق کردے تو اجارہ صحیح ہے۔ اور اجارے پر دینے والے کی موت کے بعد اجارے کی جو مدت باقی ہوگی اس کی اجرت اس شخص کو ملے گی جو موجودہ مالک ہو۔

(۲۱۷۵) اگر کوئی شخص کسی معمار کو اس مقصد سے وکیل بنائے کہ وہ اس کے لئے کاریگر مہیا کرے تو اگر معمار نے جو کچھ اس شخص سے لے لیا ہے کاریگروں کو اس سے کم دے تو زائد مال اس پر حرام ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رقم اس شخص کو واپس کردے۔ لیکن اگر معمار اجیر بن جائے کہ عمارت کو مکمل کردے گا اور وہ اپنے لئے یہ اختیار حاصل کرلے کہ خود بنائے گا یا دوسرے سے بنوائے گا تو اس صورت میں کہ کچھ کام خود کرے اور باقی ماندہ دوسروں سے اس اجرت سے کم پر کرائے جس پر وہ خود اجیر بنا ہے تو زائد رقم اس کیلئے حلال ہوگی۔

(۲۱۷۶) اگر رنگریز وعدہ کرے کہ مثلاً کپڑا نیل سے رنگے گا تو اگر وہ نیل کے بجائے اسے کسی اور چیز سے رنگ دے تو اسے اجرت لینے کا کوئی حق نہیں۔

جعالہ کے احکام

(۲۱۷۷) "جعالہ" سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کے لئے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے کچھ مال (بطور انعام) دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز برآمد کرے گا وہ اسے دس روپے (انعام) دے گا تو جو شخص اس قسم کا وعدہ کرے اسے "جاعل" اور جو شخص وہ کام انجام دے اسے "عامل" کہتے ہیں۔ اجارے و جعالے میں بعض لحاظ سے فرق ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اجارے میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کے لئے ضروری ہے کہ کام انجام دے اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اجرت کے لئے اس کا

مقروض ہو جاتا ہے۔ لیکن جعالہ میں اگرچہ عامل ایک معین شخص ہوتا ہے تاہم ہوسکتا ہے کہ وہ کام میں مشغول نہ ہو۔ پس جب تک وہ کام انجام نہ دے، جاعل اس کا مقروض نہیں ہوتا۔

(۲۱۷۸) جاعل کیلئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور انعام کا وعدہ اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کرسکتا ہو۔ اسی بنا پر سفیہ - جو اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرتا ہو - کا جعالہ صحیح نہیں ہے اور بالکل اسی طرح دیوالیہ شخص کا جعالہ ان اموال میں صحیح نہیں ہے جن میں تصرف کا حق نہ رکھتا ہو۔

(۲۱۷۹) جاعل جو کام لوگوں سے کرانا چاہتا ہو ضروری ہے کہ وہ حرام یا بے فائدہ نہ ہو اور نہ ہی ان واجبات میں سے ہو جن کا بلا معاوضہ بجالانا شرعاً لازم ہو۔ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پیئے گا یا رات کے وقت کسی عاقلانہ مقصد کے بغیر ایک تاریک جگہ پر جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا میں اسے دس روپے دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۸۰) جس مال کے بارے میں معاہدہ کیا جارہا ہو ضروری نہیں ہے کہ اسے اس کی پوری خصوصیات کا ذکر کرکے معین کیا جائے۔ بلکہ اگر صورت حال یہ ہو کہ کام کرنے والے کو معلوم ہو کہ اس کام کو انجام دینے کے لئے اقدام کرنا حماقت شمار نہ ہوگا تو کافی ہے۔ مثلاً اگر جاعل یہ کہے کہ اگر تم نے اس مال کو دس روپے سے زیادہ قیمت پر بیچا تو اضافی رقم تمہاری ہوگی تو جعالہ صحیح ہے۔ اور اسی طرح اگر جاعل کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا ڈھونڈ کر لائے گا میں اسے گھوڑے میں نصف شراکت یا دس من گیہوں دوں گا تو بھی جعالہ صحیح ہے۔

(۲۱۸۱) اگر کام کی اجرت مکمل طور پر مبہم ہو مثلاً جاعل یہ کہے کہ جو میرا بچہ تلاش کردے گا میں اسے رقم دوں گا لیکن رقم کی مقدار کا تعین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس کام کو انجام دے تو ضروری ہے کہ جاعل اسے اتنی اجرت دے جتنی عام لوگوں کی نظروں میں اس عمل کی اجرت قرار پاسکے۔

(۲۱۸۲) اگر عامل نے جاعل کے قول و قرار سے پہلے ہی وہ کام کردیا ہو یا قول و قرار کے بعد اس نیت سے وہ کام انجام دے کہ اس کے بدلے رقم نہیں لے گا تو پھر وہ اجرت کا حقدار نہیں۔

(۲۱۸۳) اس سے پہلے کہ عامل کام شروع کرے جاعل جعالہ کو منسوخ کرسکتا ہے۔

(۲۱۸۴) جب عامل نے کام شروع کردیا ہو اگر اس کے بعد جاعل جعالہ منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔ مگر یہ کہ عامل بھی راضی ہو۔

(۲۱۸۵) عامل کام کو ادھورا چھوڑ سکتا ہے۔ لیکن اگر کام ادھورا چھوڑنے پر جاعل کو یا جس شخص کے لئے یہ کام انجام دیا جارہا ہے کوئی نقصان پہنچتا ہو تو ضروری ہے کہ کام کو مکمل کرے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ جو کوئی میری آنکھ کا علاج کردے میں اسے اس قدر معاوضہ دوں گا اور ڈاکٹر اس کی آنکھ کا آپریشن کردے اور صورت یہ ہو کہ اگر وہ علاج مکمل نہ کرے تو آنکھ میں عیب پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ اپنا آپریشن تکمیل تک پہنچائے۔

(۲۱۸۶) اگر عامل کام ادھورا چھوڑ دے تو کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اگر جاعل اجرت کو کام مکمل کرنے سے مشروط کردے مثلاً وہ کہے کہ جو کوئی میرا لباس سیئے گا میں اسے دس روپے دوں گا لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ جتنا کام کیا جائے گا اتنی اجرت دے گا تو پھر جاعل کو چاہئے کہ جتنا کام ہوا ہو اتنی اجرت عامل کو دیدے۔

مُزارعہ کے احکام

(۲۱۸۷) مزارعہ سے مراد یہ ہے کہ (زمین کا) مالک کاشتکار (مزارع) سے معاہدہ کر کے اپنی زمین اس کے اختیار میں دے تاکہ وہ اس میں کاشتکاری کرے اور پیداوار کا کچھ حصہ مالک کو دے۔

(۲۱۸۸) مزارعہ کی چند شرائط ہیں:

(۱) دو اشخاص کے درمیان یہ معاہدہ اور عہد و پیمان ہو مثلاً زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کے لئے دی ہے اور کاشتکار بھی کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بغیر اس کے کہ زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

(۲) زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور بٹائی کا معاہدہ اپنے ارادے اور اختیار سے کریں اور سفیہ — جو اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرتے ہوں — نہ ہوں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مالک دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر کاشتکار دیوالیہ ہو اور اس کا مزارعہ کرنا ان اموال میں تصرف نہ کہلائے جن میں اسے تصرف کرنا منع تھا تو ایسی صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۳) مالک اور کاشتکار میں سے ہر ایک زمین کی پیداوار میں سے آدھا حصہ یا تیسرا حصہ وغیرہ لے لے۔ لہٰذا اگر کوئی بھی اپنے لئے کوئی حصہ مقرر نہ کرے یا مثلاً مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لئے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

(۴) جتنی مدت کے لئے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہئے اسے معین کر دیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو۔ اور اگر مدت کی ابتدا ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام پیداوار ملنے کو مقرر کر دیں تو کافی ہے۔

(۵) زمین قابل کاشت ہو۔ اگر اس میں ابھی کاشت کرنا ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جا سکتا ہو جس سے کاشت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۶) کاشتکار جو چیز کاشت کرنا چاہے، ضروری ہے کہ اس کو معین کر دیا جائے۔ مثلاً معین کر لیں کہ چاول ہے یا گیہوں، اور اگر چاول ہے تو کونسی قسم کا چاول ہے۔ لیکن اگر کسی مخصوص چیز کی کاشت پیش نظر نہ ہو تو اس کا معین کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مخصوص

چیز پیش نظر ہو اور اس کا علم ہو تو لازم نہیں ہے کہ اس کی وضاحت بھی کریں۔

(۷) مالک، زمین کو معین کر دے۔ یہ شرط اس صورت میں ہے جبکہ مالک کے پاس زمین کے چند قطعات ہوں اور ان قطعات کے لوازم کاشتکاری میں فرق ہو۔ لیکن اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو تو زمین کو معین کرنا لازم نہیں ہے۔ لہٰذا اگر مالک کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطعات میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے تو مزارعہ صحیح ہے۔ اور معاہدے کے بعد زمین کی تعیین کرنا مالک کا حق ہے۔

(۸) جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو کرنا ضروری ہو جیسے بیج، کھاد، لوازم کاشتکاری وغیرہ اسے معین کر دیں لیکن جو خرچ ہر ایک کو کرنا ضروری ہو اگر اس کا رسمی طور پر علم ہو تو پھر اس کی وضاحت کرنا لازم نہیں۔

(۲۱۸۹) اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار ایک کی ہوگی اور جو باقی بچے گا اسے وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو مزارعہ باطل ہے اگرچہ انہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا۔ ہاں اگر وہ آپس میں یہ طے کر لیں کہ بیج کی جو مقدار کاشت کی گئی ہے یا ٹیکس کی جو مقدار حکومت لیتی ہے وہ پیداوار سے نکالی جائے گی اور جو باقی بچے گا اسے دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۲۱۹۰) اگر مزارعہ کے لئے کوئی مدت معین کی ہو کہ جس میں عموماً پیداوار دستیاب ہو جاتی ہے لیکن اگر اتفاقاً معین مدت ختم ہو جائے اور پیداوار دستیاب نہ ہوئی ہو تو اگر مدت معین کرتے وقت یہ بات بھی شامل تھی یعنی دونوں اس بات پر راضی تھے کہ مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ پیداوار دستیاب نہ ہو مزارعہ ختم ہو جائے گا تو اس صورت میں اگر مالک اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر مالک راضی نہ ہو تو کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کو کوئی نقصان پہنچے تو لازم نہیں کہ مالک اسے اس کا عوض دے۔ لیکن اگرچہ کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

(۲۱۹۱) اگر کوئی ایسی صورت پیش آ جائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین کا پانی بند ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگر کاشتکار بلاوجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو ضروری ہے کہ عام شرح کے حساب سے اس مدت کا کرایہ مالک کو دے۔

(۲۱۹۲) زمین کا مالک اور کاشتکار ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ (کا معاہدہ) منسوخ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر مزارعہ کے معاہدہ کے سلسلے میں انہوں نے شرط طے کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر ان دونوں میں سے ایک فریق طے شدہ شرائط کے خلاف عمل کرے تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۹۳) اگر مزارعہ کے معاہدے کے بعد مالک یا کاشتکار مر جائے تو مزارعہ منسوخ نہیں ہو جاتا بلکہ ان کے وارث ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ لیکن اگر کاشتکار مر جائے اور انہوں نے مزارعہ میں یہ شرط رکھی تھی کہ کاشتکار خود کاشت کرے گا تو مزارعہ منسوخ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر جو کام اس کے ذمے تھے وہ مکمل ہو گئے ہوں تو اس صورت میں مزارعہ منسوخ نہیں ہوتا اور اس کا حصہ اس کے ورثاء کو دینا ضروری ہے۔ جو دوسرے حقوق کاشتکار کو حاصل ہوں وہ بھی اس کے ورثاء کو میراث میں مل جاتے ہیں اور ورثاء مالک کو اس بات پر مجبور کر سکتے ہیں کہ مزارعہ ختم ہونے تک فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے۔

(۲۱۹۴) اگر کاشت کے بعد پتا چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو تو جو فصل ہاتھ آئے گی وہ بھی اسی کا مال ہوگی اور ضروری ہے کہ کاشتکار کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکار کے مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے۔ اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور ضروری ہے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں کا کرایہ جو مالک کا مال ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے۔ اور دونوں صورتوں میں عام طور پر جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو اور دوسرے فریق کو اس کا علم ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

(۲۱۹۵) اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتا چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضامند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین پر کھڑی رہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور اگر مالک راضی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر فصل پکنے سے پہلے وہ کاشتکار کو مجبور نہ کرے کہ اسے کاٹ لے اور اسی طرح مالک کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ کرایہ دے اور فصل کو اپنی زمین میں باقی رہنے دے۔ اسی طرح جبکہ زمین کا کرایہ بھی اس سے طلب نہ کرے۔

(۲۱۹۶) اگر کھیت کی پیداوار جمع کرنے اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد کھیت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور دوسرے سال دوبارہ سرسبز ہو جائیں اور پیداوار دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زراعت کی جڑوں میں اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی پیداوار بیج کے مالک کا مال ہے۔

مساقات اور مغارسہ کے احکام

(۲۱۹۷) اگر انسان کسی کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرے مثلاً پھل دار درختوں کو جن کا پھل خود اس کا مال ہو یا اس پھل پر اس کا اختیار ہو ایک مقررہ مدت کے لئے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تاکہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پھل لے لے تو ایسا معاملہ "مساقات" (آبیاری) کہلاتا ہے۔

(۲۱۹۸) جو درخت پھل نہیں دیتے اور ان کی کوئی دوسری پیداوار ہو، مثلاً پتے اور پھول ہوں کہ جو کچھ نہ کچھ مالیت رکھتے ہوں، مثلاً مہندی (اور پان) کے درخت کہ اس کے پتے کام آتے ہیں، ان کے لئے مساقات کا معاملہ صحیح ہے۔

(۲۱۹۹) مساقات کے معاملے میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کر دے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

(۲۲۰۰) درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمے داری لے، ضروری ہے کہ دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو نیز یہ بھی ضروری ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال فضول کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مالک دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر باغبان دیوالیہ ہو اور مساقات کا معاملہ کرنے کی صورت میں ان اموال میں تصرف کرنا لازم نہ آئے جن میں تصرف کرنے سے اسے روکا گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۰۱) مساقات کی مدت معین ہونی چاہئے اور اتنی مدت ہونا ضروری ہے کہ جس میں پیداوار کا دستیاب ہونا ممکن ہو۔ اگر فریقین اس مدت کی ابتدا معین کر دیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس کی پیداوار دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے۔

(۲۲۰۲) ضروری ہے کہ ہر فریق کا حصہ پیداوار کا آدھا یا ایک تہائی یا اسی کی مانند ہو اور اگر یہ معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کام کرنے والے کا ہوگا تو معاملہ باطل ہے۔

(۲۲۰۳) لازم نہیں ہے کہ مساقات کا معاملہ پیداوار ظاہر ہونے سے پہلے طے کر لیں۔ بلکہ اگر پیداوار ظاہر ہونے کے بعد معاملہ کریں اور کچھ کام باقی رہ جائے جو کہ پیداوار میں اضافے کے لئے یا اس کی بہتری یا اسے نقصان سے بچانے کے لئے ضروری ہو تو معاملہ صحیح ہے۔ لیکن اگر اس طرح کے کوئی کام باقی نہ رہے ہوں، بلکہ ایسے کام جو درخت کی پرورش کے لئے ضروری ہیں یا میوہ توڑنے یا اس کی حفاظت جیسے کام باقی رہ گئے ہوں تو پھر مساقات کے معاملے کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

(۲۲۰۴) خربوزے، کھیرے اور اس جیسی دوسری بیلوں کے بارے میں مساقات کا معاملہ بنا برا ظہر صحیح ہے۔

(۲۲۰۵) جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے آبپاشی کی ضرورت نہ ہو اگر اسے مثلاً دوسرے ایسے کاموں کی ضرورت ہو جو مسئلہ ۲۲۰۳ میں بیان ہو چکے ہیں تو ان کاموں کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

(۲۲۰۶) دو افراد جنہوں نے مساقات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہوگا تو ان کے طے کردہ معاہدے کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر مساقات

کے معاملے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لئے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۲۰۷) اگر مالک مر جائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ پاتے ہیں۔

(۲۲۰۸) درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو اگر وہ مر جائے اور معاہدے میں یہ قید اور شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر ورثاء نہ خود درختوں کی پرورش کا کام انجام دیں اور نہ ہی اس مقصد کے لئے کسی کو اجیر مقرر کریں تو حاکم شرع مرنے والے کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کر دے گا اور جو آمدنی ہوگی اسے مرنے والے کے ورثاء اور (درختوں کے) مالک کے مابین تقسیم کر دے گا اور اگر فریقین نے معاملے میں یہ قید لگائی ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ فسخ ہو جائے گا۔

(۲۲۰۹) اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام پیداوار مالک کا مال ہوگی تو مساقات باطل ہے۔ لیکن ایسی صورت میں پیداوار مالک کا مال ہوگی اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو ضروری ہے کہ مالک آبیاری اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی نگہداشت کرنے والے کو معمول کے مطابق دے۔ لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو اور وہ اس سے مطلع ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا لازم نہیں۔

(۲۲۱۰) "مغارسہ" یہ ہے کہ کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ درخت لگائے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو یہ معاملہ صحیح ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ ایسے معاملے کو ترک کرے۔ لیکن اس معاملے کے نتیجے پر پہنچنے کے لئے کوئی اور معاملہ انجام دے تو بغیر اشکال کے وہ معاملہ صحیح ہے۔ مثلاً فریقین کسی طرح باہم صلح اور اتفاق کر لیں یا نئے درخت لگانے میں شریک ہو جائیں پھر باغبان اپنی خدمات مالک زمین کو بیج بونے، درختوں کی نگہداشت اور آبیاری کرنے کے لئے ایک معین مدت تک زمین کی پیداوار کے نصف فائدے کے عوض کرایہ پر پیش کرے۔

وہ اشخاص جو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے

(۲۲۱۱) جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ اپنی ذمے داری اور اپنے مال میں شرعاً تصرف نہیں کر سکتا اگرچہ اچھے اور برے کو سمجھنے میں حد کمال اور رشد تک پہنچ گیا ہو اور سرپرست کا پہلے سے اجازت دینا اس بارے میں کوئی فائدہ نہیں رکھتا اور بعد میں اجازت دینا بھی محل اشکال ہے۔ لیکن چند چیزوں میں بچے کا تصرف کرنا صحیح ہے، ان میں سے کم قیمت والی چیزوں کی خرید و فروخت کرنا ہے جیسے کہ مسئلہ ۲۰۴۱ میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح بچے کا اپنے خونی رشتے داروں اور قریبی رشتے داروں کے لئے وصیت کرنا جس کا بیان مسئلہ ۲۶۵۵ میں آئے گا۔ لڑکی میں

بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ نو قمری سال پورے کرلے اور لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے:

(۱) ناف کے نیچے اور شرمگاہ سے اوپر سخت بالوں کا اگنا۔

(۲) منی کا خارج ہونا۔

(۳) بنا بر مشہور عمر کے پندرہ قمری سال پورے کرنا۔

(۲۲۱۲) چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر سخت بالوں کا اُگنا بعید نہیں کہ بلوغت کی علامت ہو لیکن سینے پر اور بغل کے نیچے بالوں کا اُگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا اور ایسی ہی دوسری علامات بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں۔

(۲۲۱۳) دیوانہ اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح دیوالیہ — وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں کے مطالبے پر حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کر دیا ہو — قرض خواہوں کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اسی طرح سفیہ — یعنی وہ شخص جو اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ کرتا ہو — سرپرست کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

(۲۲۱۴) جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۱۵) انسان کو اختیار ہے مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل و عیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے۔ اگر اپنے مال کو اس کی (اصل) قیمت پر فروخت کرے یا کرائے پر دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ لیکن اگر مثلاً اپنا مال کسی کو بخش دے یا رائج قیمت سے سستا فروخت کرے تو جتنی مقدار اس نے بخش دی ہے یا جتنی سستی فروخت کی ہے اگر وہ اس کے مال کی ایک تہائی کے برابر یا اس سے کم ہو تو اس کا تصرف کرنا صحیح ہے۔ اگر ایک تہائی سے زیادہ ہو تو ورثاء کی اجازت دینے کی صورت میں اس کا تصرف کرنا صحیح ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو ایک تہائی سے زیادہ میں اس کا تصرف باطل ہے۔

وکالت کے احکام

"وکالت" سے مراد یہ ہے کہ معاہدہ کرنے یا معاملہ کرنے یا ان جیسے کسی کام کو مثلاً "تحویل میں دینا" اور "تحویل میں لینا" جو انسان خود کرنے کا حق رکھتا ہو اسے دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ اس کی طرف سے انجام دے۔ مثلاً کسی کو اپنا وکیل بنائے تاکہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کر دے۔ لہٰذا سفیہ چونکہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے وہ مکان بیچنے کیلئے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

(۲۲۱۶) وکالت میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے

وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کرلیا ہے مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اسے اس کی طرف سے بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۱۷) اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جس کی رہائش دوسرے شہر میں ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کرلے تو اگرچہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصے بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۱۸) مؤکل یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے اور وہ شخص جو وکیل بنے ضروری ہے کہ دونوں عاقل ہوں اور (وکیل بنانے اور وکیل بننے کا) اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور مؤکل کے معاملے میں بلوغ بھی معتبر ہے۔ مگر ان کاموں میں جن کو ممیز بچے کا انجام دینا صحیح ہے۔ (ان میں بلوغ شرط نہیں ہے)۔

(۲۲۱۹) جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً انجام دینا ضروری نہ ہو اسے انجام دینے کے لئے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اسے نکاح کا صیغہ نہیں پڑھنا چاہئے اس لئے وہ صیغہ نکاح پڑھنے کے لئے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

(۲۲۲۰) اگر کوئی شخص اپنے تمام کام انجام دینے کے لئے دوسرے شخص کو وکیل بنائے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لئے دوسرے کو وکیل بنائے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر وکیل کو چند کاموں میں سے ایک کام جس کا وہ خود انتخاب کرے انجام دینے کے لئے وکیل بنائے مثلاً اس کو وکیل بنائے کہ یا اس کا گھر فروخت کرے یا کرائے پر دے تو وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۲۱) اگر (مؤکل) وکیل کو معزول کردے یعنی جو کام اس کے ذمے لگایا ہو اس سے برطرف کردے تو وکیل اپنی معزولی کی خبر مل جانے کے بعد اس کام کو (مؤکل کی جانب سے) انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کردیا ہو تو صحیح ہے۔

(۲۲۲۲) مؤکل خواہ موجود نہ ہو وکیل خود کو وکالت سے کنارہ کش کرسکتا ہے۔

(۲۲۲۳) جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو، اس کام کے لئے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر نہیں کرسکتا لیکن اگر مؤکل نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے تو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کرسکتا ہے لہٰذا اگر اس نے کہا ہو کہ میرے لئے ایک وکیل مقرر کرو تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے لیکن از خود کسی کو وکیل مقرر نہیں کرسکتا۔

(۲۲۲۴) اگر وکیل مؤکل کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کرسکتا اور اگر پہلا وکیل مرجائے یا مؤکل اسے معزول کردے تب بھی دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

(۲۲۲۵) اگر وکیل مؤکل کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو مؤکل اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کرسکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مرجائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

(۲۲۲۶) اگر (مؤکل) کسی کام کے لئے چند اشخاص کو وکیل مقرر کرے اور اس کی اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک ذاتی طور پر اس کام کو کرے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مرجائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں یا بطور اطلاق کہا ہو کہ تم دونوں میرے وکیل ہو تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مرجائے تو باقی اشخاص کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

(۲۲۲۷) اگر وکیل یا مؤکل مرجائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے۔ نیز جس چیز میں تصرف کے لئے کسی شخص کو وکیل مقرر کیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کیا گیا ہو اگر وہ بھیڑ مرجائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اسی طرح اگر وکیل یا مؤکل میں سے کوئی ایک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر کبھی کبھی دیوانگی یا بے حواسی کا دورہ پڑتا ہو تو وکالت کا باطل ہونا دیوانگی اور بے حواسی کی مدت میں حتیٰ کہ دیوانگی اور بے حواسی نہ ہونے کی حالت میں بھی محل اشکال ہے۔

(۲۲۲۸) اگر انسان کسی کو اپنے کام کے لئے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا طے کرے تو کام کی تکمیل کے بعد ضروری ہے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دیدے۔

(۲۲۲۹) جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کا ضامن نہیں ہے۔

(۲۲۳۰) جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (وکیل) ذمے دار ہے۔ لہٰذا جس لباس کے لئے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۲۳۱) اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس کے بیچنے کے لئے کہا جائے وہ اسے پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

(۲۲۳۲) مومنوں کو خصوصاً ان ضرورتمندوں کو قرض دینا مستحب کاموں میں سے ہے جس کے بارے میں احادیث معصومینؑ میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص کسی مومن بھائی کو قرض دیدے اور اسے واپس کرنے کی استطاعت تک اسے مہلت دے تو ایسے شخص کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنا قرض واپس لے لے۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ "ایک مومن کسی دوسرے مومن کو بقصد قربت قرض دیدے تو اللہ تعالیٰ اس کو صدقہ کا اجر عطا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض واپس لے لے۔"

(۲۲۳۲) قرض میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

(۲۲۳۳) جب بھی مقروض اپنا قرضہ ادا کرے تو قرض خواہ کو چاہئے کہ اسے قبول کرلے۔ لیکن اگر قرض ادا کرنے کے لئے قرض خواہ کے کہنے سے یا دونوں کے کہنے سے ایک مدت مقرر کی ہو تو اس صورت میں قرض خواہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے اپنا قرض واپس لینے سے انکار کرسکتا ہے۔

(۲۲۳۴) اگر قرض کے صیغے میں قرض کی واپسی کی مدت معین کردی جائے اور مدت کا تعین مقروض کی درخواست پر ہو یا جانبین کی درخواست پر، قرض خواہ اس معین مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر مدت کا تعین قرض خواہ کی درخواست پر ہوا ہو یا قرضے کی واپسی کے لئے کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جب بھی چاہے اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

(۲۲۳۵) اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور ادائیگی کا وقت مقرر نہ کیا ہو یا وقت پورا ہوچکا ہو تو اگر مقروض قرض ادا کرسکتا ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً ادا کردے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہے۔

(۲۲۳۶) اگر مقروض کے پاس ایک گھر کہ جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب اور ان لوازمات کہ جن کی اسے ضرورت ہو اور ان کے بغیر اسے پریشانی ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرسکتا بلکہ اسے چاہئے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہوجائے۔

(۲۲۳۷) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کرسکتا ہو تو اگر اس کے لئے کام کرنا آسان ہو یا اس کا پیشہ ہی کام کاج کرنا ہو تو واجب ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرض ادا کرے۔ بلکہ اس کے علاوہ صورت میں بھی کہ وہ شخص ایسا کام کاج کرسکتا ہو جو اس کے شایان شان ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ کام کرکے قرض ادا کرے۔

(۲۲۳۸) جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے۔ مستقبل میں اس کے یا اس کے وارث کے ملنے کی امید بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ قرضے کا مال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط واجب کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت حاکم شرع سے لے لے۔ اور اگر مقروض کو قرض خواہ یا اس کے وارث کے ملنے کی امید ہو تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس کو تلاش کرے اور اگر وہ نہ ملے تو وصیت کردے کہ اگر میں مرجاؤں اور قرض خواہ یا اس کا وارث مل جائے تو میرا قرض میرے مال سے ادا کیا جائے۔

(۲۲۳۹) اگر کسی میت کا مال اس کے کفن دفن کے واجب اخراجات اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہی امور پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۲۲۴۰) اگر کوئی شخص کچھ رقم یا گندم یا جَو یا ان جیسی مثلی چیزیں قرض میں لے لے جن کی قیمت بڑھتی گھٹتی رہتی ہے تو اسے چاہئے کہ اتنی ہی مقدار جو اس نے لی ہے اور ایسی ہی پسندیدہ صفات کا مال واپس دے تو کافی ہے۔ لیکن اگر مقروض اور قرض خواہ ان خصوصیات کے بغیر بھی راضی ہوں تو کوئی اشکال نہیں اور اگر جو چیز قرض میں لی تھی ان چیزوں میں سے تھی جو قیمتاً بیچی جاتی ہیں جیسے بکری وغیرہ تو ضروری ہے کہ جس دن قرض لیا تھا اسی وقت کی قیمت ادا کرے۔

(۲۲۴۱) کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو اگر وہ تلف نہ ہوا ہو اور مال کا مالک اس کا مطالبہ کرے تو ضروری نہیں ہے کہ مقروض وہی مال دیدے۔ اگر مقروض دینا چاہے تو قرض خواہ چاہے تو قبول نہیں کرسکتا۔

(۲۲۴۲) اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گیہوں دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ کلو واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سود اور حرام ہے۔ بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لئے کوئی کام کرے گا یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے گا مثلاً طے کرے کہ (مقروض نے) جو ایک روپیہ لیا ہے واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ماچس کی ایک ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے۔ نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ قرض لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے گا مثلاً ان گھڑے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گھڑا ہوا سونا واپس لے گا تب بھی یہ سود اور حرام ہوگا۔ البتہ اگر قرض خواہ کوئی شرط نہ لگائے بلکہ مقروض خود قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس دے تو کوئی اشکال نہیں بلکہ (ایسا کرنا) مستحب ہے۔

(۲۲۴۳) (قرض پر) سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے البتہ قرض صحیح ہے۔ جو شخص سود پر قرض لے وہ اس کا مالک ہوجاتا ہے۔ البتہ قرض دینے والا سود کا مالک نہیں ہے۔ اور اس کا استعمال کرنا حرام ہے اور اگر اس سود سے کوئی چیز خریدے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا۔ اور اگر اس طرح معاملہ ہوا ہو کہ سود کا معاہدہ بھی نہ کیا ہو قرض لینے والا راضی ہو کہ قرض دینے والا اس رقم کو استعمال کرلے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے سود لے اور مسئلہ معلوم ہوجانے پر توبہ کرلے تو اس صورت میں زمانہ جہالت میں جو سود اس نے لیا تھا اس کے لئے حلال ہے۔

(۲۲۴۴) اگر کوئی شخص گیہوں یا اس جیسی کوئی چیز سودی قرضے کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو وہ پیداوار کا مالک ہوجاتا ہے۔

(۲۲۴۵) اگر ایک شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی رقم کے ساتھ مخلوط ہوگئی ہو ادا کرے تو اس لباس کا مالک بن جاتا ہے اور اس لباس

کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں۔ لیکن اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس سے خرید رہا ہوں تو اس لباس کا مالک نہیں ہے اور اس کا پہننا حرام ہے۔

(۲۲۴۶) اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں اشکال نہیں اور اسے "صرف برات" کہتے ہیں۔

(۲۲۴۷) اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز اس شرط پر دے کہ دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا جبکہ وہ سونا یا چاندی ہو یا گندم یا جو جسے تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے، تو یہ سود اور حرام ہے۔ ہاں جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافے کے مقابلے میں کوئی چیز دے یا کوئی کام کر دے تو پھر اشکال نہیں۔ تاہم عام رائج نوٹ اگر قرضے کے طور پر دیئے جائیں تو زیادہ لینا جائز نہیں۔ ہاں اگر نوٹ کو بیچا جائے، چاہے نقد یا ادھار جبکہ اس کی رقم دو جنسوں میں ہو جیسے ایک دینار ہو اور دوسرا روپیہ تو اضافہ لینے میں اشکال نہیں۔ لیکن اگر ادھار ہو اور ایک ہی جنس ہو تو اضافہ لینے میں اشکال ہے۔

(۲۲۴۸) اگر کسی شخص نے کسی سے کچھ قرض لینا ہو اور وہ چیز ناپی یا تولی جانے والی جنس نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بینک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر — جسے عام طور پر بھاؤ گرنا کہتے ہیں — بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے۔

حوالہ دینے کے احکام

(۲۲۴۹) اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرض ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کر لے تو جب "حوالہ" ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۲۵۰) مقروض اور قرض خواہ اور جس شخص کا حوالہ دیا جا سکتا ہو ضروری ہے کہ سب بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو نیز ضروری ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں۔ ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگرچہ حوالہ دینے والا دیوالیہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۵۱) حوالہ کے تمام موقعوں پر حوالہ دیئے جانے والے شخص کا قبول کرنا ضروری ہے چاہے مقروض ہو یا نہ ہو۔

(۲۲۵۲) انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو لہٰذا اگر وہ کسی سے قرض لینا

چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تاکہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ اس شخص سے لے لے۔

(۲۲۵۳) حوالہ کی جنس اور مقدار فی الواقع معین ہونا ضروری ہے۔ پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گیہوں اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

(۲۲۵۴) اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرضہ رجسٹر میں لکھا ہو اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

(۲۲۵۵) قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام کا حوالہ دیا جائے وہ دولت مند ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

(۲۲۵۶) جو شخص حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو اگر حوالہ قبول کرے تو اظہر یہ ہے کہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالے کی مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ مگر یہ کہ جو قرض جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے اس کی مدت معین ہو اور ابھی وہ مدت ختم نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں وہ مدت ختم ہونے سے پہلے حوالے دینے والے سے حوالے کی مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگرچہ اس نے ادائیگی کر دی ہو۔ اور اسی طرح اگر قرض خواہ اپنے قرض سے تھوڑی مقدار پر اس شخص سے جس کا حوالہ دیا گیا ہے صلح کر لے تو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنی (تھوڑی) مقدار کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲۲۵۷) حوالہ ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے۔ اور وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو تو اگرچہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے تب بھی قرض خواہ حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ یہی حکم اس وقت ہے جب (وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو) حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے۔ لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ ہو کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتا چلے تو اگر اس وقت وہ شخص مالدار نہ ہوا ہو تو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر کے اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ مالدار ہو گیا ہو تو معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھنے میں اشکال ہے۔

(۲۲۵۸) اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حق میں حوالہ منسوخ کرنے کی شرط رکھی ہو تو شرط کے مطابق حوالہ منسوخ کر سکتے ہیں۔

(۲۲۵۹) اگر حوالہ دینے والا قرض خواہ کا قرضہ خود ادا کر دے تو اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض ہو تو حوالہ دینے والے نے جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن[1] کے احکام

(۲۲۶۰) رہن یہ ہے کہ انسان قرض کے بدلے یا ضامن بن کر اپنا مال کسی کے پاس گروی رکھوائے کہ اگر رہن رکھوانے والا قرضہ نہ لوٹا سکے یا رہن نہ چھڑا سکے تو رہن لینے والا شخص اس کا عوض اس مال سے لے سکے۔

(۲۲۶۱) رہن میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں ہے بلکہ اتنا کافی ہے کہ گروی دینے والا اپنا مال گروی رکھنے کی نیت سے گروی لینے والے کو دے دے اور وہ اسی نیت سے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

(۲۲۶۲) ضروری ہے کہ گروی رکھوانے والا اور گروی رکھنے والا بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھوانے والا دیوالیہ اور سفیہ نہ ہو۔۔۔ دیوالیہ اور سفیہ کے معنی مسئلہ ۲۲۱۳ میں بتائے جا چکے ہیں۔۔۔ اور اگر دیوالیہ ہو لیکن جو مال وہ گروی رکھوا رہا ہے اس کا اپنا مال نہ ہو یا ان اموال میں سے نہ ہو جس کے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۶۳) انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

(۲۲۶۴) جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی خرید و فروخت صحیح ہو۔ لہٰذا اگر شراب یا اس جیسی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

(۲۲۶۵) جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہے اس سے جو فائدہ ہوگا وہ اس چیز کے مالک کی ملکیت ہوگا خواہ وہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو۔

(۲۲۶۶) گروی رکھنے والے نے جو مال بطور گروی لیا ہو اس مال کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر مالک خواہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص نہ وہ کسی دوسرے کو وہ مال بخش سکتا ہے نہ کسی کو بیچ سکتا ہے۔ لیکن اگر (وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور) مالک بعد میں اجازت دے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۲۶۷) اگر گروی رکھنے والا اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو اس کے مالک کی اجازت سے بیچ دے تو مال کی طرح اس کی قیمت گروی نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر مالک کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مالک بعد میں اجازت دے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول کی جائے وہ اس مال کی طرح گروی نہیں ہوگی)۔ لیکن اگر گروی رکھوانے والا اس چیز کو گروی رکھنے والے کی اجازت سے بیچ دے تاکہ اس کی قیمت کو گروی قرار دے

---

[1] اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ آج کل جو چیز عوام میں رہن سمجھی جاتی ہے، حقیقتاً رہن نہیں ہے، بلکہ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ایک شخص مالک مکان کو کچھ قرضہ دیتا ہے اور اس کے بدلے گھر میں رہائش اختیار کر لیتا ہے۔ یہ کام اگر گھر کا کرایہ دیئے بغیر ہو تو سود اور حرام ہے اور قرضہ دینے والے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس گھر میں رہائش اختیار کرے جبکہ اگر ساتھ میں کرایہ بھی دے رہا ہو تو بھی اگر قرضہ اس شرط پر دیا ہو کہ کرائے پر مکان دے گا تو بھی حرام ہے اور مالک مکان، اپنا مکان اس شرط پر کرائے پر دے کہ کرایہ دار اسے قرضہ دے گا تو یہ کام احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے۔

تو ضروری ہے کہ گروی رکھنے والے کی اجازت سے بیچ دے اور اس کی مخالفت کرنے کی صورت میں معاملہ باطل ہے۔ مگر یہ کہ گروی رکھنے والا اس کی اجازت دیدے (تو پھر معاملہ صحیح ہے)۔

(۲۲۶۸) جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ اس کے مال سے وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔ اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے لازم ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حاکم شرع سے (اس مال کو بیچ کر اس کی قیمت سے اپنا قرضہ وصول کرنے کی) اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو ضروری ہے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

(۲۲۶۹) اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ گزشتہ مسئلے میں بتائے گئے طریقے کے مطابق اسے بیچ کر اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

(۲۲۷۰) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہوگا جب وہ کسی لفظ سے اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو یا کسی عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور (اس سلسلے میں) مقروض کا رضامند ہونا شرط نہیں ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ضامن قرضے کو مقروض کے ذمہ سے ہٹا کر اپنے ذمے لے۔ اگر اس کی ادائیگی سے پہلے مر جائے تو دوسرے قرضوں کی طرح وراثت میں سب سے پہلے اسے ادا کیا جائے گا۔ عام طور پر لفظ ضمان سے فقہاء کی مراد یہی ہے۔

(۲) ضامن پابند ہو جائے کہ وہ قرضہ ادا کرے گا لیکن اس کے ذمے سے دوسری طرف منتقل نہیں ہوتا۔ اگر وہ وصیت نہ کرے تو اس کی موت کے بعد اس کے مال میں سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔

(۲۲۷۱) ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو نیز ضروری ہے کہ وہ سفیہ بھی نہ ہوں اور اسی طرح ضروری ہے کہ قرض خواہ دیوالیہ نہ ہو، لیکن یہ شرائط مقروض کے لئے نہیں ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص بچے، دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

(۲۲۷۲) جب کوئی شخص ضامن بننے کے لئے کوئی شرط رکھے مثلاً یہ کہے کہ "اگر مقروض تمہارا قرض ادا نہ کرسکے گا تو میں تمہارا قرض ادا کروں گا" تو مسئلہ ۲۲۷۰ میں بیان کردہ پہلی صورت کے مطابق اس کے ضامن ہونے میں اشکال ہے البتہ مسئلہ ۲۲۷۰ میں بیان کردہ دوسری صورت میں اشکال نہیں۔

(۲۲۷۳) انسان جس شخص کے قرض کی ضمانت دے رہا ہے ضروری ہے کہ وہ مقروض ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک وہ قرض نہ لے لے اس وقت تک کوئی شخص اس کا ضامن نہیں بن سکتا۔ اور یہ شرط "ضمان" میں دوسری صورت کے مطابق نہیں ہے۔

(۲۲۷۴) انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ، مقروض اور قرض شدہ چیز سب فی الواقع معین ہوں۔ لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں ضامن ہوں کہ تم میں سے ایک کا قرض ادا کردوں گا تو چونکہ اس نے معین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہے۔ نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرض تمہیں ادا کردوں گا تو چونکہ اس نے معین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گیہوں اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس چیز کو معین نہ کرے کہ وہ گیہوں کے لئے ضامن ہے یا روپوں کے لئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۷۵) اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر ضامن بن جائے کہ اس کا قرض ادا کرے تو (بعد میں) مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا۔

(۲۲۷۶) اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لئے اس کی اجازت سے ضامن بن جائے تو جتنی مقدار کا ضامن بنا ہے ــ اس کو ادا کرنے سے پہلے بھی ــ قرض دار سے اس کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ البتہ اس چیز کے بجائے دوسری چیز قرض خواہ کو دے تو دوسری چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ مثلاً دس من گندم کا مقروض تھا اور ضامن دس من چاول دے تو مقروض سے چاول کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اگر مقروض خود چاول دینے پر راضی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۷۷) اگر قرض خواہ اپنا قرض ضامن کو معاف کردے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز طلب نہیں کرسکتا اور اگر کچھ مقدار معاف کی ہے تو اتنی مقدار مقروض سے طلب نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر سارا قرض یا اس کی کچھ مقدار اسے ہبہ کردے یا خمس یا زکوۃ یا صدقات وغیرہ کی مد میں وید ے تو ضامن مقروض سے وہ چیز لے سکتا ہے۔

(۲۲۷۸) اگر کوئی کسی کا ضامن بنے کہ اس کا قرض ادا کرے گا تو اپنے ضامن بننے سے پھر نہیں سکتا۔

(۲۲۷۹) احتیاط واجب کی بنا پر ضامن اور قرض خواہ یہ شرط نہیں کرسکتے کہ جس وقت چاہیں ضمانت منسوخ کردیں۔

(۲۲۸۰) اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے کے قابل ہو تو خواہ بعد میں

دیوالیہ ہو جائے قرض خواہ اس کی ضمانت منسوخ کرکے پہلے مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اور اسی طرح اگر ضمانت دیتے وقت ضامن قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو لیکن قرض خواہ یہ بات جانتے ہوئے اس کے ضامن بننے پر راضی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۲۸۱) اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور قرض خواہ صورت حال سے لاعلم ہونے کی بنا پر اس کی ضمانت منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ قرض خواہ کے اس امر کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے ضامن قرضے کی ادائیگی پر قادر ہو جائے۔

کفالت کے احکام

(۲۲۸۲) "کفالت" سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ذمہ لے کہ جس وقت قرض خواہ چاہے گا وہ مقروض کو اس کے سپرد کردے گا۔ جو شخص اس قسم کی ذمے داری قبول کرے اسے کفیل کہتے ہیں۔

(۲۲۸۳) کفالت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کوئی سے الفاظ میں خواہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے قرض خواہ کو یہ بات سمجھا دے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم چاہو گے میں مقروض کو تمہارے حوالے کردوں گا اور قرض خواہ بھی اس بات کو قبول کرلے اور احتیاط واجب کی بنا پر کفالت کے صحیح ہونے کے لئے مقروض کی رضامندی بھی معتبر ہے۔ بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ کفالت کے معاملے میں اسی طرح مقروض کو بھی ایک فریق ہونا چاہئے یعنی مقروض اور قرض خواہ دونوں کفالت کو قبول کریں۔

(۲۲۸۴) کفیل کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور وہ اس بات پر قادر ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کرسکے اور اسی طرح اس صورت میں جب مقروض کو حاضر کرنے کے لئے کفیل کو اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو ضروری ہے کہ وہ سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔

(۲۲۸۵) ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کردیتی ہے:

(۱) کفیل مقروض کو قرض خواہ کے حوالے کردے یا وہ خود اپنے آپ کو قرض خواہ کے حوالے کردے۔

(۲) قرض خواہ کا قرضہ ادا کردیا جائے۔

(۳) قرض خواہ اپنے قرضے سے دستبردار ہو جائے۔ یا اسے کسی دوسرے کے حوالے کردے۔

(۴) مقروض یا کفیل میں سے ایک مرجائے۔

(۵) قرض خواہ کفیل کو کفالت سے بری الذمہ قرار دے دے۔

(۲۲۸۶) اگر کوئی شخص مقروض کو قرض خواہ سے زبردستی آزاد کرادے اور قرض خواہ کی پہنچ مقروض تک نہ ہوسکے تو جس شخص نے مقروض کو آزاد کرایا ہو ضروری ہے کہ وہ مقروض کو قرض خواہ کے حوالے کردے یا اس کا قرض ادا کرے۔

امانت کے احکام

(۲۲۸۷) اگر ایک شخص کوئی مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کرے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے کہ وہ اسے مال رکھوالی کے لئے دے رہا ہے اور وہ بھی رکھوالی کے مقصد سے لے لے تو ضروری ہے کہ ودیعت وامانت داری کے ان احکام کے مطابق عمل کرے جو بعد میں بیان ہوں گے۔

(۲۲۸۸) ضروری ہے کہ امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی مال کو دیوانے یا بچے کے پاس امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ یا بچہ کوئی مال کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھیں تو صحیح نہیں ہے۔ ہاں سمجھدار بچہ کسی دوسرے کے مال کو اس کی اجازت سے کسی کے پاس امانت رکھے تو جائز ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ امانت رکھوانے والا سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر دیوالیہ ہو، تاہم جو مال اس نے امانت کے طور پر رکھوایا ہو وہ اس مال میں سے نہ ہو جس میں اسے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ امانتدار سفیہ یا دیوالیہ نہ ہو، یہ اس صورت میں ہے کہ امانت کی حفاظت اور نگہداشت سے اس کا مال اس طرح خرچ ہو کہ مال کے اس کی ملکیت سے نکلنے یا ضائع ہونے کا موجب ہو۔

(۲۲۸۹) اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت قبول کر لے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے۔ اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز بچے کے سرپرست تک پہنچا دے۔ اور اگر وہ مال ان لوگوں کے پاس پہنچانے سے پہلے تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔ مگر اس ڈر سے کہ خدانخواستہ تلف ہو جائے اس مال کو بچے سے اس کے سرپرست تک پہنچانے کی نیت سے لیا ہو تو اس صورت میں اگر اس نے مال کی حفاظت کرنے اور اسے مالک تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کی ہو اور ناجائز تصرف بھی نہ کیا ہو تو وہ ضامن نہیں ہے۔ اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۲۹۰) جو شخص امانت کی حفاظت نہ کر سکتا ہو اگر امانت رکھوانے والا اس کی اس حالت سے باخبر نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ شخص امانت قبول نہ کرے۔ اور اگر قبول کر لے اور ضائع ہو جائے تو ضامن ہے۔

(۲۲۹۱) اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی حفاظت کے لئے تیار نہیں اور اس مال کو امانت کے طور پر قبول نہ کرے اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمے دار نہیں ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔

(۲۲۹۲) جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھوائے وہ امانت کو جس وقت چاہے منسوخ کر سکتا ہے اور اسی طرح امین بھی جب چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے۔

(۲۲۹۳) اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور امانت داری منسوخ کر دے تو ضروری ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سرپرست کو پہنچا دے یا انہیں اطلاع دے کہ وہ مال کی (مزید) نگہداشت کے لئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال ان تک نہ پہنچائے یا اطلاع نہ دے اور مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۲۹۴) جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لئے مناسب جگہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کے لئے مناسب جگہ حاصل کرے اور امانت کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے نگہداشت میں کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس کام میں کوتاہی کرے اور امانت تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۲۹۵) جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی تعدی - یعنی ناجائز تصرف - کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ اس مال کی حفاظت میں کوتاہی کرے مثلاً مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ ایسا غیر محفوظ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے یا وہ اس مال میں تعدی کرے (مالک کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف کرے) مثلاً لباس کو استعمال کرے یا جانور پر سواری کرے اور وہ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

(۲۲۹۶) اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اس سے کہے کہ "تمہیں چاہئے کہ یہیں مال کا خیال رکھو اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تم اس کو کہیں اور نہ لے جانا" تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو (امین) ذمہ دار ہے۔ لیکن اگر امین کو یقین ہو کہ اس جگہ مال ضائع ہو جائے گا تو جائز ہے کہ اس صورت میں اسے محفوظ جگہ منتقل کر دے۔

(۲۲۹۷) اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کرے لیکن اس کے کہنے سے یہ معلوم ہو رہا ہو کہ اس کی نظر میں وہ جگہ کوئی خاص خصوصیت نہیں رکھتی تو امانتدار اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی محفوظ ہو لے جا سکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۲۹۸) اگر مال کا مالک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو امانت کا معاملہ ختم ہو جائے گا اور امانتدار کو چاہئے کہ فوراً امانت اس کے سرپرست کو پہنچا دے یا اس کے سرپرست کو خبر کر دے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے (یعنی شرعی عذر کے بغیر مال دیوانے کے سرپرست کو نہ پہنچائے اور اسے خبر کرنے میں بھی کوتاہی برتے) اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔ لیکن اگر مال کے مالک پر کبھی کبھار دیوانگی یا بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ یہی کام کرے۔

(۲۲۹۹) اگر مال کا مالک مر جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس مال میں کسی

دوسرے کا حق نہ ہو تو وہ مال اس کے وارث کو ملتا ہے اور ضروری ہے کہ امانت دار اس مال کو اس کے وارث تک پہنچائے یا اسے اطلاع دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے (یعنی شرعی عذر کے بغیر مال کو اس کے وارث کے حوالے نہ کرے اور خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے) اور مال ضائع ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے۔ البتہ اگر وارثوں کے بارے میں تحقیق کرنے اور ڈھونڈنے کے لئے مال کی حفاظت کرے اور مال تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۳۰۰) اگر مال کا مالک مر جائے اور مال کی ملکیت کا حق اس کے ورثاء کو مل جائے تو امانتدار کے لئے ضروری ہے کہ مال تمام ورثاء کو یا ان سب کے وکیل کو دے۔ لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر تمام مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کا ذمے دار ہے۔

(۲۳۰۱) اگر امانتدار مر جائے یا ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہو جائے گا اور اس کے وارث یا سرپرست کو چاہئے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس تک پہنچائے۔ لیکن اگر کبھی کبھار (یا تھوڑی مدت کے لئے) دیوانہ یا بے ہوش ہوتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ایسا ہی کرے۔

(۲۳۰۲) اگر امانتدار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ امانت کو اس کے مالک، سرپرست یا وکیل تک پہنچا دے یا اس کو اطلاع دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ ایسا بندوبست کرے کہ اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کے مرنے کے بعد مال اس کے مالک کو مل جائے گا۔ مثلاً وصیت کرے اور اس وصیت پر گواہ مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور محل وقوع وصی اور گواہوں کو بتا دے۔

(۲۳۰۳) اگر امانتدار کو کوئی سفر پیش آئے تو امانت کو اپنے اہل و عیال کے حوالے کرے۔ لیکن اگر اس کی حفاظت خود اس شخص پر موقوف ہو تو سفر نہ کرے یا مال اس کے مالک، سرپرست یا وکیل کے حوالے کرے یا انہیں آگاہ کرے۔

عاریہ کے احکام

(۲۳۰۴) "عاریہ" سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اس مال سے استفادہ کرے۔ اور اس کے عوض اس سے کوئی چیز نہ لے۔

(۲۳۰۵) عاریہ میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے اور وہ بھی اسی قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

(۲۳۰۶) غصبی چیز یا اس چیز کو بطور عاریہ دینا جو کہ عاریہ دینے والے کا مال ہو لیکن اس کا فائدہ اس نے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دیا ہو مثلاً اسے کرائے پر دے رکھا ہو، اس صورت میں صحیح ہے جب غصبی چیز کا مالک یا وہ شخص جس نے عاریہ دی جانے والی چیز کو بطور اجارہ لے رکھا ہو اس کے بطور عاریہ دینے پر راضی ہو۔

(۲۳۰۷) جس چیز کی منفعت کسی شخص کے سپرد ہو مثلاً اس چیز کو کرائے پر لے رکھا ہو تو اسے بطور عاریہ دے سکتا ہے۔ مگر یہ کہ عقد اجارہ میں یہ شرط رکھی ہو کہ اسے خود ہی استعمال کرے گا (تو اس چیز کو بطور عاریہ نہیں دے سکتا) اور پہلی صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر مالک کی اجازت کے بغیر اس شخص کے حوالے نہیں کر سکتا جس نے اسے بطور عاریہ دیا ہے۔

(۲۳۰۸) اگر دیوانہ، بچہ، دیوالیہ یا سفیہ اپنا مال عاریتاً دیں تو صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر (ان میں سے کسی کا) سرپرست عاریہ دینے کی مصلحت سمجھتا ہو اور جس شخص کا وہ سرپرست ہے اس کا مال عاریتاً دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اسی طرح جس شخص نے مال عاریتاً لیا ہو اس تک مال پہنچانے کے لئے بچہ وسیلہ بنے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۳۰۹) عاریتاً لی ہوئی چیز کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس میں ناجائز تصرف بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمے دار نہیں ہے۔ لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہو گا یا جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو تو اس کا عوض دینا ضروری ہے۔

(۲۳۱۰) اگر کوئی شخص سونا یا چاندی عاریتاً لے اور یہ طے کیا ہو کہ اگر تلف ہو گیا تو ذمے دار نہیں ہو گا پھر تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۳۱۱) اگر عاریہ پر دینے والا مر جائے تو عاریہ پر لینے والے کیلئے ضروری ہے کہ جو طریقہ امانت کے مالک کے فوت ہو جانے کی صورت میں مسئلہ ۲۳۰۰ میں بتایا گیا ہے اسی کے مطابق عمل کرے۔

(۲۳۱۲) اگر عاریہ دینے والے کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو عاریہ لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ اسی طریقے کے مطابق عمل کرے جو مسئلہ ۲۲۹۸ میں امانت کے بارے میں اس مسئلے سے ملتا جلتا بیان کیا گیا ہے۔

(۲۳۱۳) جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو وہ جب بھی چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے اور جس نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو وہ بھی جب چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے۔

(۲۳۱۴) کسی ایسی چیز کا عاریتاً دینا جس سے حلال استفادہ نہ ہو سکتا ہو مثلاً قمار بازی کے آلات اور کھانے پینے میں استعمال کرنے کے لئے سونے اور چاندی کے برتن عاریتاً دینا ـــ بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ہر قسم کے استعمال کے لئے عاریتاً دینا ـــ باطل ہے۔ البتہ تزئین و آرائش کے لئے عاریتاً دینا جائز ہے۔

(۲۳۱۵) بھیڑ (بکریوں) کو ان کے دودھ اور اون سے استفادہ کرنے کے لئے نیز نر حیوان کو مادہ حیوانات کے ساتھ ملاپ کے لئے عاریتاً دینا صحیح ہے۔

(۲۳۱۶) اگر کسی چیز کو عاریتاً لینے والا اسے اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سرپرست کو دے دے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہو جائے تو اس چیز کو عاریتاً لینے والا ذمے دار نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ مال کے مالک یا اس کے وکیل یا سرپرست کی اجازت کے بغیر مال کو خواہ ایسی جگہ لے جائے جہاں مال کا مالک اسے عموماً لے جاتا ہو

مثلاً گھوڑے کو اس اصطبل میں باندھ دے جو اس کے مالک نے اس کے لئے تیار کیا ہو اور بعد میں گھوڑا تلف ہو جائے یا کوئی اسے تلف کر دے تو عاریتاً لینے والا ذمے دار ہے۔

(۲۳۱۷) اگر ایک شخص کوئی نجس چیز عاریتاً دے تو اس صورت میں اسے چاہئے کہ ــ جیسا کہ مسئلہ ۲۰۱۴ میں گزر چکا ہے ــ اس چیز کے نجس ہونے کے بارے میں عاریتاً لینے والے شخص کو بتا دے۔

(۲۳۱۸) جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو کرائے پر یا عاریتاً نہیں دے سکتا۔

(۲۳۱۹) جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اگر وہ اسے مالک کی اجازت سے کسی اور شخص کو عاریتاً دیدے تو اگر جس شخص نے پہلے وہ چیز عاریتاً لی ہو مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوتا۔

(۲۳۲۰) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے تو ضروری ہے کہ وہ مال اس کے مالک کو پہنچا دے اور وہ اسے عاریتاً دینے والے کو نہیں دے سکتا۔

(۲۳۲۱) اگر کوئی شخص ایسا مال عاریتاً لے جس کے متعلق جانتا ہو کہ وہ غصبی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے ہاتھ سے وہ مال تلف ہو جائے تو مالک اس مال کا عوض اور جو فائدہ عاریتاً لینے والے نے اٹھایا ہے اس کا عوض اس سے یا جس نے مال غصب کیا ہو اس سے طلب کر سکتا ہے۔ اور اگر مالک عاریتاً لینے والے سے عوض لے لے تو عاریتاً لینے والا جو کچھ مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

(۲۳۲۲) اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے جو مال عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو اگر مال کا مالک اس کا عوض اس سے لے لے تو وہ بھی جو کچھ مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو یا بطور عاریہ دینے والے نے اس سے شرط کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا عوض دے گا تو پھر اس نے مال کا جو عوض مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مالک نے اس مال سے استفادہ کے بدلے کوئی چیز لے لی ہو تو عاریہ دینے والے سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

نکاح کے احکام

عقد ازدواج کے ذریعے عورت، مرد پر اور مرد، عورت پر حلال ہو جاتے ہیں اور عقد کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی دائمی اور دوسری غیر دائمی ــ مقررہ وقت کے لئے عقد ــ عقد دائمی اسے کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے دائمہ کہتے ہیں۔ غیر دائمی عقد وہ ہے جس میں ازدواج کی مدت معین ہو۔ مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینے یا ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے عقد کیا جائے۔ لیکن اس عقد کی مدت عورت اور مرد کی یا دونوں میں

سے ایک کی عام عمر سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس صورت میں عقد باطل ہو جائے گا۔ جب عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے تو اسے متعہ یا صیغہ کہتے ہیں۔

احکام عقد

(۲۳۲۳) ازدواج خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ (نکاح کے بول) پڑھنا ضروری ہے۔ عورت اور مرد کا محض رضامند ہونا اور اسی طرح (نکاح نامہ) لکھنا احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔ نکاح کا صیغہ یا تو عورت اور مرد خود پڑھتے ہیں یا کسی کو وکیل مقرر کر لیتے ہیں تاکہ وہ ان کی طرف سے پڑھ دے۔

(۲۳۲۴) وکیل کا مرد ہونا لازم نہیں بلکہ عورت بھی نکاح کا صیغہ پڑھنے کے لئے کسی دوسرے کی جانب سے وکیل ہو سکتی ہے۔

(۲۳۲۵) عورت اور مرد کو جب تک اطمینان نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے اس وقت تک وہ ایک دوسرے کو محرمانہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتے۔ اور اس بات کا گمان کہ وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے کافی نہیں ہے۔ بلکہ اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ دیا ہے لیکن اس کی بات پر اطمینان نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ تعلقات قائم نہ کریں۔

(۲۳۲۶) اگر کوئی عورت کسی کو وکیل مقرر کرے اور کہے کہ تم میرا نکاح دس دن کے لئے فلاں شخص کے ساتھ پڑھ دو اور دس دن کی ابتدا کو معین نہ کرے تو وہ (نکاح خواں) وکیل جن دس دنوں کے لئے چاہے اسے اس مرد کے نکاح میں دے سکتا ہے۔ لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹے کا ہے تو پھر اسے چاہئے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے۔

(۲۳۲۷) عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کے لئے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے۔ اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیر دائمی نکاح کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ نکاح دو اشخاص پڑھیں۔

نکاح پڑھنے کا طریقہ

(۲۳۲۸) اگر عورت اور مرد خود اپنے دائمی نکاح کا صیغہ پڑھیں تو مہر معین کرنے کے بعد پہلے عورت کہے "زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ" یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کہے "قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ" یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو نکاح صحیح ہے۔ اور اسی طرح اگر فقط قَبِلْتُ کہے تب بھی نکاح صحیح ہے۔ اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ نکاح پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے "زَوَّجْتُ مُوَکِّلَکَ اَحْمَدَ مُوَکِّلَتِیْ فَاطِمَةَ عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ" اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کا وکیل

کہے "قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ لِمُوَکِّلِیْ اَحْمَدَ عَلَی الصِّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ" تو نکاح صحیح ہوگا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت "زَوَّجْتُ" کہے تو مرد بھی "قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ" کہے اور "قَبِلْتُ النِّکَاحَ" نہ کہے۔

(۲۳۲۹) اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی نکاح کا صیغہ نکاح کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر عورت کہے "زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ" اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کہے "قَبِلْتُ" تو نکاح صحیح ہے۔ اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے "زَوَّجْتُ مُوَکِّلَتِیْ مُوَکِّلَکَ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ" اور اس کے بعد مرد کا وکیل معمولی توقف کے بعد کہے "قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ لِمُوَکِّلِیْ هٰذَا" تو نکاح صحیح ہوگا۔

نکاح کی شرائط

(۲۳۳۰) نکاح کی چند شرطیں ہیں (جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں):

(۱) احتیاط واجب کی بنا پر نکاح کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد اور عورت صیغہ عربی میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھ سکتے ہیں اور کسی شخص کو وکیل بنانا لازم نہیں ہے۔ البتہ انہیں چاہئے کہ وہ الفاظ کہیں جو "زَوَّجْتُ" اور "قَبِلْتُ" کا مفہوم ادا کر سکیں۔

(۲) مرد اور عورت یا ان کے وکیل جو کہ صیغہ پڑھ رہے ہوں وہ "قَصْدِ اِنْشَاء" رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا "زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ" کہنا اس نیت سے ہو کہ خود کو اس کی بیوی قرار دے اور مرد کا "قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ" کہنا اس نیت سے ہو کہ وہ اس کا اپنی بیوی بننا قبول کرے۔ اور اگر مرد اور عورت کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو "زَوَّجْتُ" اور "قَبِلْتُ" کہنے سے ان کی نیت یہ ہو کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے انہیں وکیل بنایا ہے ایک دوسرے کے میاں بیوی بن جائیں۔

(۳) جو شخص صیغہ پڑھ رہا ہو ضروری ہے کہ وہ عاقل ہو اور اگر اپنے لئے پڑھ رہا ہو تو بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔ بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر نابالغ ممیّز بچے کا دوسرے کا نکاح پڑھنا کافی نہیں ہے۔ اور اگر پڑھ دے تو طلاق دینا ضروری ہے یا دوبارہ نکاح پڑھیں۔

(۴) اگر عورت اور مرد کے وکیل یا ان کے سرپرست صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ نکاح کے وقت عورت اور مرد کو معین کر لیں۔ مثلاً ان کے نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں۔ لہٰذا جس شخص کی کئی لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے "زَوَّجْتُکَ اِحْدٰی بَنَاتِیْ" یعنی میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کو تمہاری بیوی بنایا اور وہ مرد کہے "قَبِلْتُ" یعنی میں نے

قبول کیا تو چونکہ نکاح کرتے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا گیا اس لئے نکاح باطل ہے۔

(۵) عورت اور مرد ازدواج پر راضی ہوں۔ ہاں اگر بظاہر ناپسندیدگی کا اظہار کریں اور معلوم ہو کہ دل سے راضی ہیں تو نکاح صحیح ہے۔

(۲۳۳۱) اگر نکاح میں ایک حرف یا زیادہ غلط پڑھے جائیں جس سے معنی نہ بدلیں تو نکاح صحیح ہے۔

(۲۳۳۲) وہ شخص جو نکاح کا صیغہ پڑھ رہا ہو اگر ـــ خواہ اجمالی طور پر ـــ نکاح کے معنی جانتا ہو اور اس کے معنی کو حقیقی شکل دینا چاہتا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ یہ لازم نہیں کہ وہ تفصیل کے ساتھ صیغے کے معنی جانتا ہو۔ مثلاً یہ جانتا ہو کہ عربی زبان کے لحاظ سے فعل یا فاعل کون سا ہے۔

(۲۳۳۳) اگر کسی عورت کا نکاح کسی مرد سے ان کی اجازت کے بغیر کر دیا جائے اور بعد میں عورت اور مرد اس نکاح کی اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے۔ اجازت کے لئے کوئی ایسی بات کہیں یا کوئی کام ایسا انجام دیں جو رضامندی پر دلالت کرے کافی ہے۔

(۲۳۳۴) اگر عورت اور مرد دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو ازدواج پر مجبور کیا جائے اور نکاح پڑھے جانے کے بعد گزشتہ مسئلے میں کہے گئے طریقے پر وہ اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ دوبارہ نکاح پڑھا جائے۔

(۲۳۳۵) باپ اور دادا اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی (پوتے یا پوتی) یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو دوسروں سے نکاح کر سکتے ہیں اور جب وہ بچہ بالغ ہو جائے یا دیوانہ عاقل ہو جائے تو انہوں نے اس کا جو نکاح کیا ہو اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو انہیں اس نکاح کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے۔ اور اگر کوئی خرابی نہ ہو اور نابالغ لڑکے یا لڑکی میں سے کوئی ایک اپنے اس نکاح کو منسوخ کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ طلاق دیں یا دوبارہ نکاح پڑھیں۔

(۲۳۳۶) جو لڑکی سن بلوغ کو پہنچ چکی ہو اور رشیدہ ہو یعنی اپنا برا بھلا سمجھ سکتی ہو اگر وہ شادی کرنا چاہے اور کنواری ہو اور اپنی زندگی کے امور خود مختاری سے انجام نہ دیتی ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے۔ بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم اس کے لئے بھی ہے جو خود مختاری سے اپنی زندگی کے کاموں کو انجام دیتی ہو، البتہ ماں اور بھائی سے اجازت لینا لازم نہیں۔

(۲۳۳۷) اگر لڑکی کنواری نہ ہو یا کنواری ہو لیکن باپ یا دادا اس مرد کے ساتھ اسے شادی کرنے کی اجازت نہ دیتے ہوں جو عرفاً و شرعاً اس کا ہم پلہ ہو یا باپ اور دادا بیٹی کے شادی کے معاملے میں کسی طرح شریک ہونے کے لئے راضی نہ ہوں یا دیوانگی یا اس جیسی کسی دوسری وجہ سے اجازت دینے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں تو ان تمام صورتوں میں ان سے اجازت لینا لازم نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے موجود نہ ہونے یا کسی دوسری وجہ سے اجازت لینا ممکن نہ ہو اور لڑکی کا شادی کرنا بے حد ضروری ہو تو باپ اور دادا سے اجازت لینا لازم نہیں ہے۔

(۲۳۳۸) اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یا پوتے) کی شادی کر دیں تو لڑکے (یا پوتے) کو چاہئے کہ

بالغ ہونے کے بعد اس عورت کا خرچ دے بلکہ بالغ ہونے سے پہلے بھی جب اس کی عمر اتنی ہو جائے کہ وہ اس لڑکی سے لذت اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہو اور لڑکی بھی اس قدر چھوٹی نہ ہو کہ شوہر اس سے لذت نہ اٹھا سکے تو بیوی کے خرچ کا ذمے دار لڑکا ہے۔ اس صورت کے علاوہ بیوی کا خرچہ مرد کے ذمے نہیں۔

(۲۳۳۹) اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یا پوتے) کی شادی کردیں تو اگر لڑکے کے پاس نکاح کے وقت کوئی مال نہ ہو تو باپ یا دادا کو چاہئے کہ اس عورت کا مہر دے۔ اور یہی حکم ہے اگر لڑکے (یا پوتے) کے پاس کوئی مال ہو لیکن باپ یا دادا نے مہر ادا کرنے کی ضمانت دی ہو۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اگر اس کا مہر مہر المثل سے زیادہ نہ ہو یا کسی مصلحت کی بنا پر اس لڑکی کا مہر مہر المثل سے زیادہ ہو تو باپ یا دادا بیٹے (یا پوتے) کے مال سے مہر ادا کر سکتے ہیں وگرنہ بیٹے (یا پوتے) کے مال سے مہر المثل سے زیادہ مہر نہیں دے سکتے مگر یہ کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد ان کے اس کام کو قبول کرے۔

وہ صورتیں جن میں مرد یا عورت نکاح فسخ کر سکتے ہیں

(۲۳۴۰) اگر نکاح کے بعد مرد کو پتا چلے کہ عورت میں نکاح کے وقت مندرجہ ذیل چھ عیوب میں سے کوئی عیب موجود تھا تو اس کی وجہ سے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے:

(۱) دیوانگی۔ اگرچہ کبھی کبھار ہوتی ہو۔

(۲) جذام۔

(۳) برص۔

(۴) اندھاپن۔

(۵) اپاہج ہونا۔ اگرچہ زمین پر نہ گھسٹتی ہو۔

(۶) بچہ دانی میں گوشت یا ہڈی ہو۔ خواہ جماع اور حمل کے لئے مانع ہو یا نہ ہو۔ اگر مرد کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ عورت نکاح کے وقت افضا ہو چکی تھی یعنی اس کا پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو چکا تھا یا تینوں کا ایک مخرج ہو چکا تھا تو اس صورت میں نکاح کو فسخ کرنے میں اشکال ہے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر عقد کو فسخ کرنا چاہے تو طلاق بھی دے۔

(۲۳۴۱) اگر عورت کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ اس کے شوہر کا آلۂ تناسل نہیں ہے، یا نکاح کے بعد جماع کرنے سے پہلے، یا جماع کرنے کے بعد، اس کا آلۂ تناسل کٹ جائے، یا ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے کہ صحبت اور جماع نہ کر سکتا ہو خواہ وہ بیماری نکاح کے بعد اور جماع کرنے سے پہلے، یا جماع کرنے کے بعد ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو، ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔ اگر عورت کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ اس کا شوہر نکاح سے پہلے دیوانہ تھا، یا نکاح کے بعد — خواہ جماع سے پہلے، یا جماع کے بعد —

دیوانہ ہو جائے، یا اسے (نکاح کے بعد) پتا چلے کہ نکاح کے وقت اس کے فوطے نکالے گئے تھے یا مسل دیئے گئے تھے، یا اسے پتا چلے کہ نکاح کے وقت جذام یا برص یا اندھے پن میں مبتلا تھا تو ان تمام صورتوں میں احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت نکاح ختم نہ کرے۔ اور اگر ایسا کردے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ میاں بیوی کے تعلقات برقرار رکھنا چاہیں تو دوبارہ نکاح کریں۔ اور اگر علیحدگی چاہیں تو طلاق دیدی جائے۔ اور اس صورت میں کہ شوہر جماع نہ کرسکتا ہو اور عورت نکاح کو ختم کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور حاکم شرع اسے ایک سال کی مہلت دے گا لہٰذا اگر اس دوران وہ اس عورت یا کسی دوسری عورت سے جماع نہ کر سکے تو اس کے بعد عورت نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔

(۲۳۴۲) اگر عورت اس بنا پر نکاح ختم کردے کہ اس کا شوہر نامرد ہے تو ضروری ہے کہ شوہر اسے آدھا مہر دے۔ لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بنا پر مرد یا عورت نکاح ختم کردیں تو اگر مرد نے عورت کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو وہ کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہے اور اگر جماع کیا ہو تو ضروری ہے کہ پورا مہر دے۔

(۲۳۴۳) اگر مرد یا عورت جو کچھ وہ ہیں اس سے زیادہ بڑھا چڑھا کر ان کی تعریف کی جائے تاکہ وہ شادی کرنے میں دلچسپی لیں — خواہ یہ تعریف نکاح کے ضمن میں ہو یا اس سے پہلے، اس صورت میں کہ اس تعریف کی بنیاد پر نکاح ہوا ہو — لہٰذا اگر نکاح کے بعد دوسرے فریق کو اس بات کا غلط ہونا معلوم ہو جائے تو وہ نکاح کو ختم کر سکتا ہے اور اس مسئلے کے تفصیلی احکام "منہاج الصالحین" میں بیان کئے گئے ہیں۔

وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے

(۲۳۴۴) ان عورتوں کے ساتھ جو انسان کی محرم ہوں ازدواج حرام ہے۔ مثلاً ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس۔

(۲۳۴۵) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے چاہے اس کے ساتھ جماع نہ بھی کرے تو اس عورت کی ماں، نانی اور دادی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں۔

(۲۳۴۶) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ ہم بستری کرے تو پھر اس عورت کی لڑکی، نواسی، پوتی اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں خواہ وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

(۲۳۴۷) اگر کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا ہو لیکن ہم بستری نہ کی ہو تو جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے — احتیاط واجب کی بنا پر — اس وقت تک اس کی لڑکی سے ازدواج نہ کرے۔

(۲۳۴۸) انسان کی پھوپھی اور خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ باپ کی ماں (دادی) اور ماں کی پھوپھی اور خالہ اور نانی اور نانا کی پھوپھی اور خالہ اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے

سب اس کے محرم ہیں۔

(۲۳۴۹) شوہر کا باپ اور دادا اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور شوہر کا بیٹا، پوتا اور نواسا جس قدر بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور خواہ وہ نکاح کے وقت دنیا میں موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں سب اس کی بیوی کے محرم ہیں۔

(۲۳۵۰) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو خواہ وہ نکاح دائمی ہو یا غیر دائمی جب تک وہ عورت اس کی منکوحہ ہے وہ اس کی بہن کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا۔

(۲۳۵۱) اگر کوئی شخص اس ترتیب کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے مسائل میں کیا جائے گا اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دے تو وہ عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا لیکن طلاق بائن کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے اور متعہ کی عدت کے دوران احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت کی بہن سے نکاح نہ کرے۔

(۲۳۵۲) انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت کے بغیر ان سے نکاح کرلے اور بعد میں بیوی اجازت دیدے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

(۲۳۵۳) اگر بیوی کو پتا چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرلیا ہے اور خاموش رہے تو اگر وہ بعد میں راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہے اور اگر رضامند نہ ہو تو ان کا نکاح باطل ہے۔

(۲۳۵۴) اگر انسان خالہ یا پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنے سے پہلے (نعوذ باللہ) خالہ یا پھوپھی سے زنا کرے تو پھر وہ اس کی لڑکی سے احتیاط واجب کی بنا پر شادی نہیں کرسکتا۔

(۲۳۵۵) اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور اس سے ہم بستری کرنے کے بعد یا پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کا موجب نہیں بنتی۔

(۲۳۵۶) اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی یا خالہ کے علاوہ کسی اور عورت سے زنا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بیٹی کے ساتھ شادی نہ کرے۔

(۲۳۵۷) مسلمان عورت کافر مرد سے نکاح نہیں کرسکتی خواہ دائمی ہو یا موقت، کافر اہل کتاب ہو یا نہ ہو، مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافر عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا۔ لیکن یہودی اور عیسائی عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط لازم کی بنا پر ان سے دائمی عقد نہ کیا جائے اور مجوسی عورت سے احتیاط واجب کی بنا پر نکاح حتیٰ کہ متعہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔ اور بعض فرقے مثلاً ناصبی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، کفار کے حکم میں ہیں اور مسلمان مرد اور عورتیں ان کے ساتھ دائمی یا غیر دائمی نکاح نہیں کرسکتے۔ اور یہی حکم مرتد کا ہے۔

(۲۳۵۸) اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے زنا کرے جو رجعی طلاق کی عدت گزار رہی ہو تو — احتیاط واجب کی بنا پر — وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور اگر ایسی عورت کے ساتھ زنا کرے جو متعہ یا طلاق بائن یا وفات یا وطی شبہ کی عدت گزار رہی ہو تو بعد میں اس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔ رجعی طلاق، بائن طلاق، متعہ

کی عدت، وفات کی عدت اور وطی شبہ کی عدت کے معنی طلاق کے احکام میں بتائے جائیں گے۔

(۲۳۵۹) اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو بے شوہر ہو مگر عدت میں نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر توبہ کرنے سے پہلے اس سے شادی نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر زانی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص (اس عورت کے) توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا چاہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ مگر اس صورت میں کہ وہ عورت زنا کار مشہور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس (عورت) کے توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی مرد زنا کار مشہور ہو تو توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زنا کار عورت سے جس سے خود اس نے یا کسی دوسرے نے منہ کالا کیا ہو شادی کرنا چاہے تو حیض آنے تک صبر کرے اور حیض آنے کے بعد اس کے ساتھ شادی کرلے۔

(۲۳۶۰) اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دوران عورت سے نکاح کرنا حرام ہے تو اگرچہ مرد نے نکاح کے بعد عورت سے جماع نہ بھی کیا ہو تو وہ عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جائے گی۔ اور اگر دونوں عدت کے دوران ہونے یا عدت میں نکاح کے حرام ہونے سے بے خبر ہوں تو نکاح باطل ہے، اگر ہمبستری بھی کی ہے تو ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گے۔ اگر ہمبستری نہ کی ہو تو حرام نہیں ہیں اور عدت کے ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔

(۲۳۶۱) اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور (اس سے شادی کرنا حرام ہے) اس سے شادی کرے تو ضروری ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور بعد میں بھی اس سے نکاح نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ عورت شوہر دار ہے لیکن شادی کے بعد اس سے ہم بستری کی ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۲۳۶۲) اگر شوہر دار عورت زنا کرے تو — احتیاط واجب کی بنا پر — وہ زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور اگر توبہ و استغفار نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے (یعنی زنا کاری ترک نہ کرے) تو بہتر یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دیدے لیکن شوہر کو چاہئے کہ اس کا مہر بھی دے۔

(۲۳۶۳) جس عورت کو طلاق مل گئی ہو اور جو عورت متعہ میں رہی ہو اور اس کے شوہر نے متعہ کی مدت بخش دی ہو یا متعہ کی مدت ختم ہوگئی ہو اگر وہ کچھ عرصے کے بعد دوسرا شوہر کرے اور پھر اسے شک ہو کہ دوسرے شوہر سے نکاح کے وقت پہلے شوہر کی عدت ختم ہوئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۲۳۶۴) اغلام کروانے والے لڑکے کی ماں، بہن اور بیٹی اغلام کرنے والے پر — جبکہ (اغلام کرنے والا) بالغ ہو — حرام ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سپاری سے کم داخل ہوا ہو — اگر اغلام کروانے والا مرد ہو یا اغلام کرنے والا نابالغ ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔ لیکن اگر اسے گمان ہو کہ دخول ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو پھر وہ حرام نہیں ہوں گے۔ اور اسی طرح اغلام کرنے والے کی ماں، بہن اور بیٹی اغلام کروانے والے پر حرام نہیں ہیں۔

(۲۳۶۵) اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور شادی کے بعد اس عورت کے باپ، بھائی یا بیٹے سے اغلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۲۳۶۶) اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں جو اعمال حج میں سے ایک عمل ہے کسی عورت سے شادی کرے تو اس کا نکاح باطل ہے اگرچہ وہ عورت احرام میں نہ ہو۔ اور اگر اسے علم تھا کہ کسی عورت سے احرام کی حالت میں نکاح کرنا اس پر حرام ہے تو بعد میں وہ اس عورت سے کبھی بھی شادی نہیں کر سکتا۔

(۲۳۶۷) جو عورت احرام کی حالت میں ہو اگر وہ ایک ایسے مرد سے شادی کرے جو احرام کی حالت میں نہ ہو تو اس کا نکاح باطل ہے اگرچہ مرد حالت احرام میں نہ ہو۔ اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ احرام کی حالت میں شادی کرنا حرام ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد میں اس مرد سے کبھی بھی شادی نہ کرے۔

(۲۳۶۸) اگر مرد یا عورت طواف النساء نہ بجالائیں جو عمرہ مفردہ کے اعمال میں سے ایک ہے تو ایسے مرد اور عورت کیلئے جنسی لذت کا حصول جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ طواف النساء بجالائیں۔ لیکن اگر حلق یا تقصیر کے ذریعے احرام سے خارج ہونے کے بعد شادی کرے تو نکاح صحیح ہے چاہے طواف النساء انجام نہ دیا ہو۔

(۲۳۶۹) اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے نکاح کرے تو اس لڑکی کی عمر نو سال ہونے سے پہلے اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر جماع کرے تو لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس سے جماع کرنا حرام نہیں ہے خواہ اسے افضاء ہی ہو گیا ہو — افضاء کے معنی مسئلہ ۲۳۴۰ میں بتائے جا چکے ہیں — البتہ افضاء کی صورت میں لڑکی کو دیت دینا ضروری ہے جو ایک انسان کو قتل کرنے کی دیت ہے۔ اور اس لڑکی کو ضروریات زندگی ہمیشہ دیتا رہے حتیٰ کہ طلاق کے بعد بھی، بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر طلاق کے بعد وہ لڑکی کسی دوسرے سے نکاح کر لے تب بھی ادا کرتا رہے۔

(۲۳۷۰) جس عورت کو تین بار طلاق دی جائے کہ ان طلاقوں کے درمیان دو بار رجوع یا عقد ہوا ہو تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کرے تو دوسرے شوہر کی موت یا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد اور عدت گزر جانے کے بعد اس کا پہلا شوہر دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

دائمی عقد کے احکام

(۲۳۷۱) جس عورت کا دائمی نکاح ہو جائے اس کے لئے حرام ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے خواہ اس کا نکلنا شوہر کے حق کے منافی نہ بھی ہو۔ مگر یہ کہ کوئی اہم ضرورت پیش آئے یا گھر میں رہنا اس کے لئے نقصان کا باعث بنے یا گھر اس کے مناسب نہ ہو۔ نیز اس کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی شوہر جنسی لذتیں حاصل کرنا چاہے تو اس کی خواہش پوری کرے اور شرعی عذر کے بغیر شوہر کو ہم

بستری سے نہ روکے۔ اس کی غذا، لباس، رہائش اور زندگی کی باقی ضروریات کا انتظام شوہر پر واجب ہے۔ اگر وہ یہ چیزیں مہیا نہ کرے تو خواہ ان کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ بیوی کا مقروض ہے۔ اسی طرح عورت کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرد اسے اذیت و آزار نہ پہنچائے اور کسی شرعی وجہ کے بغیر اس کے ساتھ سختی اور ترش روئی سے پیش نہ آئے۔

(۲۳۷۲) اگر کوئی عورت ہم بستری اور جنسی لذتوں کے سلسلے میں شوہر کا ساتھ دے کر اس کی خواہش پوری نہ کرے تو روٹی، کپڑے اور مکان کا وہ ذمے دار نہیں ہے اگرچہ وہ شوہر کے پاس ہی رہے اور اگر وہ کبھی کبھار اپنی ان ذمے داریوں کو پورا نہ کرے تو احتیاط واجب کے مطابق روٹی، کپڑے اور مکان کا شوہر پر حق ساقط نہیں ہوتا اور ہر صورت میں اس کا مہر کالعدم نہیں ہوتا۔

(۲۳۷۳) مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی کو گھریلو خدمت پر مجبور کرے۔

(۲۳۷۴) بیوی کے سفر کے اخراجات وطن میں رہنے کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو اگر اس نے سفر شوہر کی اجازت سے کیا ہو تو شوہر کی ذمے داری ہے کہ وہ ان اخراجات کو پورا کرے۔ لیکن اگر وہ سفر گاڑی یا جہاز وغیرہ کے ذریعے ہو تو کرائے اور سفر کے دوسرے ضروری اخراجات کی وہ خود ذمے دار ہے۔ لیکن اگر اس کا شوہر اسے سفر میں ساتھ لے جانا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے سفری اخراجات برداشت کرے۔ اسی طرح جان بچانے کے لئے سفر ضروری ہو مثلاً علاج وغیرہ کے لئے بھی تو اخراجات مرد کے ذمے ہیں۔

(۲۳۷۵) جس عورت کا خرچ اس کے شوہر کے ذمے ہو اور شوہر اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنا خرچ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے۔ اور اگر نہ لے سکتی ہو اور مجبور ہو کہ اپنی معاش کا خود بندوبست کرے اور شکایت کرنے کے لئے حاکم شرع تک اس کی رسائی نہ ہو تا کہ وہ اس کے شوہر کو خرچ دینے پر مجبور کرے تو جس وقت وہ اپنی معاش کا بندوبست کرنے میں مشغول ہو اس وقت شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں ہے۔

(۲۳۷۶) اگر کسی مرد کی مثلاً دو دائمی بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کے پاس ایک رات رہے تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے کوئی ایک رات دوسری کے پاس بھی گزارے اور اس صورت کے علاوہ عورت کے پاس رہنا واجب نہیں ہے۔ ہاں یہ لازم ہے کہ اس کے پاس رہنا بالکل ہی ترک نہ کر دے اور اولیٰ اور احوط یہ ہے کہ ہر چار راتوں میں سے ایک رات مرد اپنی دائمی منکوحہ بیوی کے پاس رہے۔

(۲۳۷۷) شوہر اپنی جوان بیوی سے چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک نہیں کر سکتا مگر یہ کہ ہم بستری اس کے لئے نقصان دہ یا بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو یا اس کی بیوی خود چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک کرنے پر راضی ہو یا شادی کرتے وقت نکاح کے ضمن میں چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک کرنے کی شرط رکھی گئی ہو۔ اور اس حکم میں احتیاط واجب کی بنا پر شوہر کے موجود ہونے یا مسافر ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے احتیاط واجب کی بنا پر یہ جائز نہیں کہ غیر ضروری سفر کو بغیر کسی عذر یا

عورت کی رضامندی کے بغیر چار ماہ سے زیادہ طول دیا جائے۔

(۲۳۷۸) اگر دائمی نکاح میں مہر معین نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہے اور اگر مرد، عورت کے ساتھ جماع کرے تو اسے چاہئے کہ اس کا مہر اسی جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق دے۔ البتہ اگر متعہ میں مہر معین نہ کیا جائے اگرچہ نادانی، غفلت یا بھول کی وجہ سے ہو تو متعہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۲۳۷۹) اگر دائمی نکاح پڑھتے وقت مہر دینے کے لئے مدت معین نہ کی جائے تو عورت مہر لینے سے پہلے شوہر کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے، قطع نظر اس سے کہ مرد مہر دینے پر قادر ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر وہ مہر لینے سے پہلے جماع پر راضی ہو اور شوہر اس سے جماع کرے تو بعد میں وہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو جماع کرنے سے نہیں روک سکتی۔

متعہ (معینہ مدت کا نکاح)

(۲۳۸۰) عورت کے ساتھ متعہ کرنا اگرچہ لذت حاصل کرنے کے لئے نہ ہو تب بھی صحیح ہے۔ البتہ عورت شرط نہیں کر سکتی کہ مرد اس سے کوئی لذت حاصل نہ کرے۔

(۲۳۸۱) احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر نے جس عورت سے متعہ کیا ہو اگر وہ جوان ہو تو اس کے ساتھ چار مہینے سے زیادہ جماع ترک نہ کرے۔

(۲۳۸۲) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جا رہا ہو اگر وہ نکاح میں یہ شرط عائد کرے کہ شوہر اس سے جماع نہ کرے تو نکاح اور اس کی عائد کردہ شرط صحیح ہے اور شوہر اس سے فقط دوسری لذتیں حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ بعد میں جماع کے لئے راضی ہو جائے تو شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے۔ دائمی عقد میں بھی یہی حکم ہے۔

(۲۳۸۳) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو خواہ وہ حاملہ ہو جائے تب بھی خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۲۳۸۴) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ ہمخوابی (رات گزارنے) کا حق نہیں رکھتی اور شوہر سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا۔ لیکن اگر — ان میں سے کسی ایک فریق نے یا دونوں نے — میراث پانے کی شرط رکھی ہو تو اس شرط کا صحیح ہونا محل اشکال ہے لیکن احتیاط کا خیال رکھنا ترک نہیں ہوتا۔

(۲۳۸۵) جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگرچہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اس کا نکاح صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر پر کوئی حق نہیں بنتا۔

(۲۳۸۶) جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے اور اس صورت میں جبکہ اس کے باہر جانے سے شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو تب بھی احتیاط مستحب کی بنا پر شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔

(۲۳۸۷) اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معین مدت کے لئے اور معین رقم کے عوض اس کا خود اپنے ساتھ صیغہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی نکاح اپنے ساتھ پڑھ لے یا مدت مقرر کئے بغیر یا رقم کا تعین کئے بغیر متعہ کا صیغہ پڑھ دے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتا چلے اگر وہ اجازت دے دے تو نکاح صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

(۲۳۸۸) اگر محرم ہونے کے لئے مثلاً باپ یا دادا اپنی نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح معینہ مدت کے لئے کسی سے پڑھیں تو اس صورت میں اگر اس نکاح کی وجہ سے کوئی فساد نہ ہو تو نکاح صحیح ہے۔ لیکن اگر نابالغ لڑکا شادی کی اس پوری مدت میں جنسی لذت لینے کی بالکل صلاحیت نہ رکھتا ہو یا لڑکی ایسی ہو کہ وہ اس سے بالکل لذت نہ لے سکتا ہو تو نکاح کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

(۲۳۸۹) اگر باپ یا دادا اپنے لڑکے کا جو دوسری جگہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں محرم بن جانے کی خاطر کسی لڑکی سے نکاح کر دیں اور زوجیت کی مدت اتنی ہو کہ جس لڑکی سے نکاح کیا گیا ہو اس سے استمتاع ہو سکے تو ظاہری طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ نکاح کے وقت وہ لڑکا زندہ نہ تھا تو نکاح باطل ہے اور وہ لوگ جو نکاح کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نامحرم ہیں۔

(۲۳۹۰) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کی نکاح میں معین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ ہمبستری کی ہو تو مرد کو چاہئے کہ مقرر کیا ہوا تمام مہر اسے دے دے اور اگر ہمبستری نہ کی ہو تو آدھا مہر دینا واجب ہے۔

(۲۳۹۱) مرد یہ کر سکتا ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی عدت ختم نہ ہوئی ہو، اس سے دائمی عقد کر لے یا دوبارہ متعہ کر لے۔ لیکن اگر متعہ کی مدت مکمل نہیں ہوئی ہے اور وہی شخص اس عورت کے ساتھ دائمی نکاح پڑھے تو یہ نکاح باطل ہے۔ لیکن یہ کر سکتا ہے کہ باقی ماندہ مدت اسے بخشے اور اس کے بعد عقد دائمی کرے۔

نگاہ ڈالنے کے احکام

(۲۳۹۲) مرد کے لئے نامحرم عورتوں کا جسم دیکھنا اور اسی طرح ان کے بالوں کو دیکھنا خواہ لذت کے ارادے سے ہو یا اس کے بغیر، حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا نہ ہو، حرام ہے۔ ان کے چہرے پر نگاہ ڈالنا اور ہاتھوں کو کلائیوں تک دیکھنا اگر لذت کے ارادے سے ہو یا حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو حرام ہے۔ بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لذت کے ارادے کے بغیر اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تب بھی نہ دیکھے۔ اسی طرح عورت کے لئے نامحرم مرد کے جسم پر نظر ڈالنا لذت کے ارادے سے اور حرام میں مبتلا ہونے کے خوف کے ساتھ حرام ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر لذت کا ارادہ اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تب بھی نگاہ نہیں ڈالنی چاہئے۔ لیکن اگر عورت مرد کے جسم کے ان حصوں مثلاً سر، دونوں ہاتھوں اور دونوں پنڈلیوں پر جنہیں عموماً مرد نہیں چھپاتے، لذت کے ارادے کے بغیر نظر ڈالے اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۳۹۳) وہ بے پردہ عورتیں جنہیں اگر کوئی پردہ کرنے کے لئے کہے تو اس کو اہمیت نہ دیتی ہوں، ان کے بدن کی طرف دیکھنے میں اگر لذت کا قصد اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔ اس حکم میں کافر اور غیر کافر عورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے ہاتھ، چہرے اور جسم کے دیگر حصے جنہیں چھپانے کی وہ عادی نہیں، کوئی فرق نہیں ہے۔

(۲۳۹۴) عورت کو چاہئے کہ وہ — علاوہ چہرے اور ہاتھوں کے — سر کے بال اور اپنا بدن نامحرم مرد سے چھپائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اپنا بدن اور سر کے بال اس لڑکے سے بھی چھپائے جو ابھی بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن (اتنا سمجھدار ہو کہ) اچھے اور برے کو سمجھتا ہو اور احتمال ہو کہ عورت کے بدن پر اس کی نظر پڑنے سے اس کی جنسی خواہش بیدار ہو جائے گی۔ لیکن عورت نامحرم مرد کے سامنے چہرہ اور کلائیوں تک ہاتھ کھلے رکھ سکتی ہے لیکن

اس صورت میں کہ حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا کسی مرد کو (ہاتھ اور چہرہ) دکھانا حرام میں مبتلا کرنے کے ارادے سے ہو تو ان دونوں صورتوں میں ان کو چھپانا واجب ہے۔

(۲۳۹۵) بالغ مسلمان کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے۔ اگرچہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف شفاف پانی وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے کافر اور اس بچے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے کا جو اچھے برے کو سمجھتا ہو، البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۳۹۶) جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کی نیت نہ رکھتے ہوں اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۳۹۷) ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کی نیت سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ اور ایک عورت کا دوسری عورت کے بدن کو لذت کی نیت سے دیکھنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح اگر حرام کام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو بھی دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

(۲۳۹۸) اگر کوئی مرد کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو اگر وہ بے پردہ عورتوں میں سے نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے اس کی تصویر نہیں دیکھنا چاہئے۔ بجز چہرے اور ہاتھوں کے کہ انہیں دیکھنا بغیر لذت ہو اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو جائز ہے۔

(۲۳۹۹) اگر لازم ہو کہ ایک عورت کسی دوسری عورت کا یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا انیما کرے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرے تو ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تاکہ اس کا ہاتھ اس (عورت یا مرد) کی شرمگاہ پر نہ لگے۔ اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا انیما کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۰۰) اگر عورت نامحرم مرد سے اپنی کسی ایسی بیماری کا علاج کرانے پر مجبور ہو جس کا علاج وہ بہتر طور پر کر سکتا ہو تو وہ عورت اس نامحرم مرد سے اپنا علاج کرا سکتی ہے۔ چنانچہ وہ مرد علاج کے سلسلے میں اس کو دیکھنے یا اس کے بدن کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو (ایسا کرنے میں) کوئی اشکال نہیں۔ لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر ضروری ہے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

(۲۴۰۱) اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے۔ لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو (ایسا کرنے میں) کوئی اشکال نہیں۔ اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کی مدت آئینے میں دیکھنے کی مدت سے کم ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مختلف ازدواجی مسائل

(۲۴۰۲) جو شخص شادی نہ کرنے کی وجہ سے حرام "فعل" میں مبتلا ہوتا ہو اس پر واجب ہے کہ شادی کرے۔

(۲۴۰۳) اگر مرد نکاح میں مثلاً یہ شرط عائد کرے کہ عورت کنواری ہو اور نکاح کے بعد معلوم ہو کہ وہ کنواری نہیں تو مرد نکاح کو فسخ کرسکتا ہے۔ اور اگر فسخ نہ کرے یا کنواری ہونے کی شرط نہ رکھی ہو البتہ اسے کنواری سمجھ کر شادی کی ہو تو باکرہ اور غیر باکرہ کے مہر مثل کی نسبت سے مقرر کردہ مہر میں جو فرق ہو وہ کم کرسکتا ہے۔ اور اگر مہر ادا کردیا ہو تو (فرق کی رقم) واپس لے لے۔ مثلاً اگر اس کا مہر سو روپے رکھا ہو اور اس جیسی باکرہ عورت کا مہر اسّی روپے ہو اور غیر باکرہ کا ساٹھ روپے ہو تو اس کے سو روپے مہر میں سے ۱/۴ کا جو فرق ہے وہ کم ہوجائیں گے۔

(۲۴۰۴) نامحرم مرد اور عورت کا کسی ایسی جگہ ساتھ ہونا جہاں اور کوئی نہ ہو جبکہ اس صورت میں بہکنے کا اندیشہ بھی ہو حرام ہے چاہے وہ جگہ ایسی ہو جہاں کوئی اور بھی آ سکتا ہو، البتہ اگر بہکنے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۴۰۵) اگر کوئی مرد، عورت کا مہر نکاح میں معین کردے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہر نہیں دے گا تو (اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ) صحیح ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ مہر ادا کرے۔

(۲۴۰۶) جو مسلمان اسلام سے خارج ہوجائے اور کفر اختیار کرے تو اسے "مرتد" کہتے ہیں اور مرتد کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرتد فطری (۲) مرتد ملی۔

مرتد فطری وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت اس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو اور وہ خود بھی اچھے برے کو پہچاننے کے بعد مسلمان ہوا ہو لیکن بعد میں کافر ہوجائے اور مرتد ملی اس کے برعکس ہے (یعنی وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک بھی مسلمان نہ ہو)۔

(۲۴۰۷) اگر عورت شادی کے بعد مرتد ہوجائے خواہ مرتدہ ملی ہو خواہ فطری تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو اس کے لئے عدت نہیں ہے۔ اگر جماع کے بعد مرتد ہوجائے اگرچہ یائسہ ہوچکی ہو یا بہت چھوٹی ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر اس کی عمر حیض آنے والی عورتوں کے برابر ہو تو اسے چاہئے کہ اُس طریقے کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا عدت گزارے۔ اور اگر عدت کے دوران مسلمان ہوجائے تو اس کا نکاح (نہیں ٹوٹتا یعنی) باقی رہتا ہے۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ میاں بیوی اکٹھے رہنا چاہیں تو دوبارہ نکاح پڑھالیں اور اگر علیحدگی کرنا چاہیں تو طلاق دیدی جائے۔

اور مسئلے کی رو سے یائسہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی عمر پچاس سال ہوگئی ہو اور عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اسے حیض نہ آتا ہو اور دوبارہ آنے کی امید بھی نہ ہو۔

(۲۴۰۸) اگر مرد عقد کے بعد مرتد فطری ہوجائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوجاتی ہے۔ اگر اس نے بیوی سے ہمبستری کی ہو اور عورت یائسہ یا عمر میں چھوٹی نہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ عدت وفات کے برابر عدت رکھے جس کا ذکر احکام طلاق میں بیان ہوگا۔ بلکہ احتیاط واجب کی بناپر اگر ہمبستری نہ کی ہو یا عورت یائسہ ہو یا کم عمر ہو تب بھی عدت وفات کے برابر عدت گزارے۔ اگر عدت کے دوران مرد توبہ کرلے اور دونوں اکٹھے زندگی گزارنا چاہیں تو احتیاط واجب کی بناپر دوبارہ عقد پڑھیں اور جدا ہونا چاہیں تو طلاق دی جائے۔

(۲۴۰۹) اگر کوئی مرد شادی کے بعد مرتد ملی ہوجائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس نے اپنی بیوی کے ساتھ جماع نہ کیا ہو یا وہ عورت یائسہ یا بہت چھوٹی ہو تو اس کے لئے عدت نہیں ہے۔ اور اگر وہ مرد جماع کے بعد مرتد ہو اور اس کی بیوی ان عورتوں کی ہم سن ہو جنہیں حیض آتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ عورت طلاق کی عدت کے برابر جس کا ذکر طلاق کے احکام میں آئے گا عدت رکھے۔ اور اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہوجائے تو اس کا نکاح قائم رہتا ہے۔

(۲۴۱۰) اگر عورت عقد میں مرد پر شرط عائد کرے کہ اسے (ایک معین) شہر سے باہر نہ لے جائے اور مرد بھی اس شرط کو قبول کرلے تو ضروری ہے کہ اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اس شہر سے باہر نہ لے جائے۔

(۲۴۱۱) اگر کسی عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی ہو تو بعد میں اس کا دوسرا شوہر اس لڑکی کا نکاح اپنے اس لڑکے سے کرسکتا ہے جو اس بیوی سے نہ ہو۔ نیز اگر کسی لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے سے کرے تو بعد میں اس لڑکی کی ماں سے خود بھی نکاح کرسکتا ہے۔

(۲۴۱۲) اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہوجائے تو بچے کو گرانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ صرف اسی صورت میں جائز ہے کہ اس کا باقی رہنا عورت کے لئے ضرر کا باعث ہو جو ناقابل برداشت ہو، یا اسے زیادہ تکلیف اٹھانی پڑے تو اس صورت میں بچے میں جان آنے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے البتہ اس کی دیت دیں گے۔ لیکن بچے میں جان آنے کے بعد کسی بھی صورت میں حمل ساقط کرانا جائز نہیں۔

(۲۴۱۳) اگر کوئی مرد کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو شوہر دار نہ ہو اور کسی دوسرے کی عدت میں بھی نہ ہو، چنانچہ بعد میں اس عورت سے شادی کرلے اور کوئی بچہ پیدا ہوجائے تو اس صورت میں کہ جب وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ بچہ حلال نطفے سے ہے یا حرام نطفے سے تو وہ بچہ حلال زادہ ہے۔

(۲۴۱۴) اگر کسی مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک عورت عدت میں ہے اور وہ اس سے نکاح کرلے تو اگر عورت کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو اور ان کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا اور شرعاً ان دونوں کا بچہ ہوگا۔ لیکن اگر عورت کو علم تھا کہ وہ عدت میں ہے اور عدت کے دوران نکاح کرنا جائز نہیں ہے تو شرعاً وہ بچہ

باپ کا ہوگا اور بہرصورت ان دونوں کا نکاح باطل ہے اور جیسے کہ بیان ہو چکا ہے کہ وہ دونوں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

(۲۴۱۵) اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کی یہ بات قبول نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر کہے کہ میں شوہر دار نہیں ہوں تو اس کی بات مان لینا چاہئے۔ لیکن اگر وہ غلط بیاں ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بارے میں تحقیق کی جائے۔

(۲۴۱۶) اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے شادی کرے جس نے کہا ہو کہ میرا شوہر نہیں ہے اور بعد میں کوئی اور شخص کہے کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے تو جب تک شرعاً یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اس کی بات کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔

(۲۴۱۷) جب تک لڑکا یا لڑکی دو سال کے نہ ہو جائیں باپ، بچوں کو ان کی ماں سے جدا نہیں کر سکتا اس لئے کہ بچے کی نگہداشت ماں اور باپ دونوں کے ذمہ ہے اور احوط اور اولیٰ یہ ہے کہ بچے کو سات سال تک اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

(۲۴۱۸) اگر رشتہ مانگنے والے کی دیانت داری اور اخلاق پسندیدہ ہوں تو بہتر یہ ہے کہ (رشتہ دینے سے) انکار نہ کرے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ''جب بھی کوئی شخص تمہاری لڑکی کا رشتہ مانگنے آئے اور تمہیں اس شخص کے اخلاق اور دیانت داری پسند ہو تو اپنی لڑکی کی شادی اس سے کردو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو زمین پر بہت بڑا فتنہ پھیل جائے گا۔''

(۲۴۱۹) اگر بیوی شوہر کے ساتھ اس شرط پر اپنے مہر کی مصالحت کرے (یعنی اسے مہر بخش دے) کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو واجب ہے کہ وہ دوسری شادی نہ کرے۔ اور بیوی بھی مہر لینے کا کوئی حق نہیں رکھتی۔

(۲۴۲۰) ولدالزنا اگر شادی کرلے اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہے۔

(۲۴۲۱) اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں میں یا عورت کے حائض ہونے کی حالت میں اس سے جماع کرے تو گنہگار ہے لیکن اگر اس جماع کے نتیجے میں ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہے۔

(۲۴۲۲) جس عورت کو یقین ہو کہ اس کا شوہر سفر میں فوت ہو گیا ہے اگر وہ وفات کی عدت جس کی مدت احکام طلاق میں بیان ہوگی گزارنے کے بعد شادی کرے اور بعد ازاں اس کا پہلا شوہر سفر سے (زندہ سلامت) واپس آجائے تو ضروری ہے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور وہ پہلے شوہر پر حلال ہوگی۔ لیکن اگر دوسرے شوہر نے اس سے جماع کیا ہو تو عورت کے لئے ضروری ہے کہ عدت وطی شبہ جو عدت طلاق کے برابر ہے پوری کرے۔ اس دوران پہلے شوہر کو عورت سے جماع نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ دوسری تمام لذتیں حاصل کرنا جائز ہیں۔ اور اس کا نان نفقہ پہلے شوہر کے ذمہ ہے۔ اور دوسرے شوہر کو چاہئے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر ادا کرے۔

دودھ پلانے کے احکام

(۲۴۲۳) اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو مسئلہ ۲۴۳۳ میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ اگر لڑکا ہے تو درج ذیل عورتوں کا اور لڑکی ہے تو درج ذیل مردوں کی محرم بن جاتی ہے:

(۱) خود وہ عورت — اور اسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔

(۲) عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے — اور اسے رضاعی باپ کہتے ہیں۔

(۳) اس عورت کا باپ اور ماں — اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے چاہے وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

(۴) اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

(۵) اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہو خواہ رضاعی۔

(۶) اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کے بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔

(۷) اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

(۸) اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

(۹) اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہے — اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اگرچہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۰) اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ (جو دودھ کا مالک ہے) اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

(۱۱) اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی (جو دودھ کا مالک ہے) خواہ وہ اس کے رضاعی بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

(۱۲) (اس عورت کا جو) شوہر (دودھ کا مالک ہے اس) کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں — اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور اگرچہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

(۲۴۲۴) اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے شادی نہیں کر سکتا جنہیں وہ عورت جنم دے اور اگر ان میں سے کوئی ایک

لڑکی ابھی اسکی بیوی ہو تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی نکاح نہ کرے۔ نیز احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیوں سے نکاح نہیں کر سکتا جو دودھ کا مالک ہے اگرچہ وہ اس شوہر کی رضاعی بیٹیاں ہوں لہٰذا اگر اس وقت ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۴۲۵) اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا جائے گا تو اس عورت کا وہ شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے!

(۲۴۲۶) اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

(۲۴۲۷) اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو نکاح کرلے اور اس سے مجامعت کرلے تو پھر وہ اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲۴۲۸) اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے نکاح کرلے تو پھر وہ اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

(۲۴۲۹) کوئی شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے پورا دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کی بیوی نے (یعنی اس کی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو وہ شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی شخص کسی دودھ پیتی بچی سے نکاح کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یا اس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلا دے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۴۳۰) جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھابھی نے بھائی کے دودھ سے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۳۱) اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) پورا دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ اگر کوئی عورت اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی کو) دودھ پلائے تو اس کے بیٹے کی بیوی (یعنی دودھ پلائی کی بہو) جو اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

(۲۴۳۲) اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلا دے تو اس احتیاط کی بنا پر جس کا ذکر مسئلہ ۲۴۲۴ میں کیا گیا ہے، وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، خواہ وہ بچہ اس لڑکی کے بطن سے یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

دودھ پلا کر محرم بننے کی شرائط

(۲۴۳۳) بچے کو دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب بنتا ہے، اس کی آٹھ شرطیں ہیں:

(۱) بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے۔ پس اگر وہ مردہ عورت کے پستان سے دودھ کی کچھ مقدار پیئے جو رضاعت میں معتبر ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

(۲) عورت کا دودھ شرعی (جائز) زچگی کی وجہ سے ہو، اگرچہ وطی شبہ کی بنا پر ہو۔ پس اگر فرضاً دودھ بغیر زچگی کے اترا ہو یا ایسے بچے کا دودھ ہو جو ولدالزنا ہو کسی دوسرے بچے کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔

(۳) بچہ پستان سے دودھ پیئے۔ پس اگر دودھ اس کے حلق میں انڈیلا جائے تو بیکار ہے۔

(۴) دودھ خالص ہو اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔

(۵) دودھ کی جو مقدار موجب حرمت ہے وہ دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس دودھ پلانے والی عورت کو اگر طلاق ہو جائے اور وہ عقد ثانی کرلے اور دوسرے شوہر سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچے کو خود بچہ جننے سے قبل پہلے شوہر کا دودھ آٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

(۶) بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کردے اور اگر قے کردے تو بچہ محرم نہیں بنتا۔

(۷) بچے کو اس قدر دودھ پلایا جائے کہ اس کی ہڈیاں اس دودھ سے مضبوط ہوں اور بدن کا گوشت بھی اس سے بنے اور اگر اس بات کا علم نہ ہو کہ اس قدر دودھ پیا ہے یا نہیں تو اگر اس نے ایک دن اور ایک رات یا پندرہ دفعہ پیٹ بھر کر دودھ پیا ہو تب بھی (محرم ہونے کے لئے) کافی ہے جیسا کہ اس کا (تفصیلی) ذکر آنے والے مسئلے میں کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس بات کا علم ہو کہ اس کی ہڈیاں اس دودھ سے مضبوط نہیں ہوئیں اور اس کا گوشت بھی اس سے نہیں بنا حالانکہ بچے نے ایک دن اور ایک رات یا پندرہ دفعہ دودھ پیا ہو تو اس جیسی صورت میں احتیاط واجب کا خیال کرنا ضروری ہے۔ پس مذکورہ موارد میں شادی نہ کی جائے اور محرمانہ نظر بھی نہ ڈالی جائے۔

(۸) بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا بلکہ اگر مثال کے طور پر وہ عمر کے دو سال مکمل ہونے سے پہلے آٹھ دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ دودھ پیئے تب بھی وہ کسی کا محرم نہیں بنتا۔ لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کو بچہ جنے ہوئے دو سال سے زیادہ مدت گزر چکی

ہواور اس کا دودھ ابھی باقی ہواور وہ کسی بچے کو دودھ پلائے تو وہ بچہ ان لوگوں کا محرم بن جاتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

(۲۴۳۴) سابقہ مسئلہ سے یہ واضح ہوگیا کہ محرمیت کا سبب بننے والے دودھ کے تین معیار ہیں:

(۱) بچہ دودھ اس حد تک پیئے کہ عرفاً وہ گوشت بننے اور ہڈیاں مضبوط ہونے کا موجب ہو۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا دارومدار صرف دودھ پر ہو، دودھ کے ساتھ کوئی اور غذا نہ ہو۔ لیکن اگر معمولی مقدار میں غذا کھائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر بچہ دو عورتوں کا دودھ پیئے اور بعض گوشت اور ہڈیاں ایک سے بن کر مستحکم ہوجائیں اور بعض دوسری کے دودھ سے تو دونوں محرم ہوں گی اور اس کی رضاعی ماں بن جائیں گی۔ اگر دونوں کے دودھ سے مل کر بنے ہوں تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

(۲) وقت کا حساب: اس کی شرط یہ ہے کہ بچہ چوبیں گھنٹے کے دوران اور کسی کا دودھ نہ پیئے لیکن اگر پانی پیئے، دوائی دی جائے یا اتنی کم غذا کھائے کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ چوبیں گھنٹوں کے دوران غذا کھائی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔ اور ضروری ہے کہ پورے دن رات میں جب بھی بچے کو غذا کی ضرورت پڑے تو دودھ پیئے جس سے اسے نہ روکا جائے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ چوبیں گھنٹے کا حساب اس وقت سے شروع کیا جائے جب بچہ بھوکا ہواور اس کا آخر وہ وقت شمار کیا جائے کہ بچہ سیر ہو۔

(۳) تعداد کا حساب: اس کے لئے شرط یہ ہے کہ پندرہ مرتبہ مسلسل اسی عورت کا دودھ پیئے اور اس پندرہ دفعہ کے دوران اور کسی کا دودھ نہ پیئے۔ لیکن اس دوران غذا کھانا ضرر کا باعث نہیں اور پندرہ دفعہ کے دوران وقت کا فاصلہ ہوجائے تو بھی کوئی ضرر نہیں لیکن ضروری ہے کہ ہر دفعہ میں بچہ سیر ہو کر دودھ پیئے۔ وہ اس طرح کہ بچے کو بھوک لگی ہواور وہ مکمل سیر ہونے تک بغیر وقفے کے دودھ پیئے۔ لیکن اگر دودھ پینے کے دوران ذرا رک جائے یا صبر کرے کہ چھاتی منہ میں لینے سے سیر ہونے تک کو ایک دفعہ شمار کیا جاسکے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۳۵) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ کسی بچے کو پلائے۔ بعد ازاں عقد ثانی کرلے اور دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور بچے کو پلائے تو وہ دونوں بچے آپس میں محرم نہیں بنتے۔

(۲۴۳۶) اگر کوئی عورت ایک شوہر کا دودھ کئی بچوں کو پلائے تو وہ سب بچے آپس میں نیز اس شوہر کے اور اس عورت کے جس نے انہیں دودھ پلایا ہو محرم بن جاتے ہیں۔

(۲۴۳۷) اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلادے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس آدمی اور ان تمام عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں۔

(۲۴۳۸) اگر کسی شخص کی دو بیویوں کو دودھ اترتا ہواور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثال کے طور پر آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ دودھ پلادے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

(۲۴۳۹) اگر کوئی عورت ایک شوہر کا پورا دودھ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پلائے تو اس لڑکی کے بہن بھائی اس لڑکے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

(۲۴۴۰) کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن گئی ہوں۔ نیز اگر کوئی شخص کسی نابالغ لڑکے سے اغلام کرے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی بیٹی، بہن، ماں اور دادی سے یعنی ان عورتوں سے جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیٹی، بہن، ماں (اور دادی) بن گئی ہوں نکاح نہیں کرسکتا۔ احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں جبکہ لواطت کرنے والا بالغ نہ ہو یا لواطت کرانے والا بالغ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۴۱) جس عورت نے کسی شخص کے بھائی کو دودھ پلایا ہو وہ اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی۔

(۲۴۴۲) کوئی آدمی دو بہنوں سے (ایک وقت میں) نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ وہ رضاعی بہنیں ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسری کی بہنیں بن گئی ہوں۔ اور اگر وہ دو عورتوں سے شادی کرے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اس صورت میں جبکہ ان کی شادی ایک ہی وقت میں ہوئی ہو اظہر یہ ہے کہ دونوں نکاح باطل ہیں اور اگر نکاح ایک ہی وقت میں نہ ہوا ہو تو پہلا نکاح صحیح اور دوسرا باطل ہے۔

(۲۴۴۳) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ان اشخاص کو پلائے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے تو اس عورت کا شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا:

(۱) اپنے بھائی اور بہن کو۔

(۲) اپنے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد کو۔

(۳) اپنے پوتوں کو۔ اگرچہ نواسوں کو دودھ پلانے کی صورت میں اس کی لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی۔

(۴) اپنے بھتیجے اور بھانجے کو۔

(۵) اپنے دیور یا نند کو۔

(۶) اپنے شوہر کے بھانجے یا بھتیجے کو۔

(۷) اپنے شوہر کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کو۔

(۸) اپنے شوہر کے دوسری بیوی سے پوتے پوتیوں کو۔

(۲۴۴۴) اگر کوئی عورت کسی شخص کی پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہن کو دودھ پلائے تو وہ (عورت) اس شخص کی محرم نہیں بنتی۔

(۲۴۴۵) جس شخص کی دو بیویاں ہوں اگر اس کی ایک بیوی دوسری بیوی کے چچا کے بیٹے کو دودھ پلائے تو جس عورت کے چچا کے بیٹے نے دودھ پیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

دودھ پلانے کے آداب

(۲۴۴۶) بچے کو دودھ پلانے کا پہلا حق اس کی اپنی ماں کو حاصل ہے۔ باپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ بچے کو دودھ پلانے کے لئے کسی دوسری عورت کے حوالے کرے۔ مگر یہ کہ ماں دودھ پلانے کی اجرت طلب کرے اور باپ کسی دوسری عورت کو ڈھونڈے جو مفت دودھ پلائے یا ماں سے کم اجرت پر راضی ہو۔ اس صورت میں باپ بچے کو کسی دایہ کے سپرد کرسکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد اگر ماں اسے قبول نہ کرے اور اپنی مرضی سے بچے کو دودھ پلائے تو اجرت طلب نہیں کرسکتی۔

(۲۴۴۷) مستحب ہے کہ بچے کے لئے جو دایہ منتخب کی جائے وہ مسلمان ہو، عاقل ہو، جسمانی، اخلاقی اور نفسیاتی اعتبار سے پسندیدہ صفات کی مالک ہو۔ یہ مناسب نہیں کہ دایہ کافر، احمق، بوڑھی یا بدصورت ہو۔ یہ مکروہ ہے کہ کسی ایسی دایہ کو منتخب کیا جائے جو زنازادی ہو یا جس کا دودھ ایسے بچے سے ہو جو حرام کاری سے پیدا ہوا ہو۔

دودھ پلانے کے مختلف مسائل

(۲۴۴۸) عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ ہر ایک کے بچے کو دودھ نہ پلائیں کیونکہ ہوسکتا ہے وہ یہ یاد نہ رکھ سکیں کہ انہوں نے کس کس کو دودھ پلایا ہے اور (ممکن ہے کہ) بعد میں دو محرم ایک دوسرے سے نکاح کرلیں۔

(۲۴۴۹) مستحب ہے کہ بچے کو پورے ۲۱ مہینے دودھ پلایا جائے اور دو سال سے زیادہ دودھ پلانا مناسب نہیں ہے۔

(۲۴۵۰) اگر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے شوہر کا حق تلف ہوتا ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ نہیں پلاسکتی۔

(۲۴۵۱) اگر کسی عورت کا شوہر ایک شیرخوار بچی سے نکاح کرے اور وہ عورت اس بچی کو دودھ پلائے تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ابدی ہوجاتی ہے۔ اور احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے طلاق دیدے اور کبھی اس کے ساتھ شادی نہ کرے۔ اگر دودھ خود اسی شوہر کا ہے تو وہ بچی بھی اس کے لئے حرام ابدی ہوجاتی ہے۔ اور اگر دودھ عورت کے سابق شوہر کا ہے تو احتیاط کی بنا پر عقد باطل ہوجاتا ہے۔

(۲۴۵۲) اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کی بھابھی اس کی محرم بن جائے تو بعض فقہا نے فرمایا ہے کہ اسے چاہئے کہ کسی شیرخوار بچی سے مثال کے طور پر دو دن کے لئے متعہ کرلے اور ان دو دنوں میں ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا گیا ہے اس کی بھابھی اس بچی کو دودھ پلائے تاکہ وہ اس کی بیوی کی ماں بن جائے۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں جب بھابھی بھائی کے مملوک دودھ سے اس بچی کو پلائے محل اشکال ہے۔

(۲۴۵۳) اگر کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرنے سے پہلے کہے کہ رضاعت کی وجہ سے وہ عورت مجھ پر حرام ہے، مثلاً کہے کہ میں نے اس عورت کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس عورت سے شادی نہیں کرسکتا۔ اور اگر وہ یہ بات شادی کے بعد کہے اور خود عورت بھی اس بات کو قبول کرے تو ان کا نکاح باطل ہے۔ لہٰذا اگر مرد نے اس عورت سے ہمبستری نہ کی ہو یا کی ہو، لیکن ہمبستری کے وقت عورت کو معلوم ہو کہ وہ اس مرد پر حرام ہے تو عورت کا کوئی مہر نہیں اور اگر عورت کو ہمبستری کے بعد پتا چلے کہ وہ اس مرد پر حرام تھی تو ضروری ہے کہ شوہر اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر دے۔

(۲۴۵۴) اگر کوئی عورت شادی سے پہلے کہہ دے کہ رضاعت کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں اور اس کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس مرد سے شادی نہیں کرسکتی اور اگر وہ یہ بات شادی کے بعد کہے تو اس کا کہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ مرد شادی کے بعد کہے کہ وہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کے متعلق حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہوچکا ہے۔

(۲۴۵۵) دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے:

(۱) ایک شخص یا ایک ایسی جماعت کا خبر دینا جس کی بات پر یقین یا اطمینان ہوجائے۔

(۲) دو عادل مرد اس کی گواہی دیں لیکن ضروری ہے کہ وہ دودھ پلانے کی شرائط کے بارے میں بھی بتائیں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں بچے کو چوبیس گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیتے دیکھا ہے اور اس نے اس دوران اور کوئی چیز بھی نہیں کھائی۔ اور اسی طرح ان باقی شرائط کو بھی واشگاف الفاظ میں بیان کریں جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا گیا ہے۔ البتہ ایک مرد اور دو عورتوں یا چار عورتوں کی گواہی سے جو سب کے سب عادل ہوں رضاعت کا ثابت ہونا محل اشکال ہے اس لئے احتیاط پر عمل کیا جائے۔

(۲۴۵۶) اگر اس بات میں شک ہو کہ بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے جو محرم بننے کا سبب ہے یا نہیں پیا ہے یا گمان ہو کہ اس نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے تو بچہ کسی کا محرم نہیں ہوتا لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

طلاق کے احکام

(۲۴۵۷) جو مرد اپنی بیوی کو طلاق دے اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو۔ لیکن اگر دس سال کا بچہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس کے بارے میں احتیاط کا خیال رکھیں اور اسی طرح ضروری ہے کہ مرد اپنے اختیار سے طلاق دے۔ اور اگر اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو طلاق باطل ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص طلاق کی نیت رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ مثلاً مذاق میں یا نشے کی حالت میں طلاق کا

صیغہ کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

(۲۴۵۸) ضروری ہے کہ عورت طلاق کے وقت حیض یا نفاس سے پاک ہو اور اس کے شوہر نے اس پاکی کے دوران اس سے ہمبستری نہ کی ہو اور ان دو شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

(۲۴۵۹) عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے:

(۱) شوہر نے نکاح کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔

(۲) معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو اور شوہر اسے حیض کی حالت میں طلاق دے دے اور بعد میں شوہر کو پتا چلے کہ وہ حاملہ تھی تو وہ طلاق باطل ہے اور احتیاط کا خیال رکھنا بہر حال بہتر ہے۔ اگرچہ دوبارہ طلاق دینے سے ہو۔

(۳) مرد غیر حاضری یا کسی بھی اور وجہ سے اگرچہ اپنی بیوی کے مخفی رکھنے کے سبب یہ معلوم نہ کرسکتا ہو کہ وہ حیض یا نفاس سے پاک ہے یا نہیں۔ لیکن اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد انتظار کرے تاکہ بیوی سے جدا ہونے کے بعد کم از کم ایک مہینہ گزر جائے اس کے بعد اسے طلاق دے۔

(۲۴۶۰) اگر کوئی شخص عورت کو حیض سے پاک سمجھے اور اسے طلاق دے دے اور بعد میں پتا چلے کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق باطل ہے مگر درفرض مذکور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کی طلاق صحیح ہے۔

(۲۴۶۱) جس شخص کو علم ہو کہ اس کی بیوی حیض یا نفاس کی حالت میں ہے اگر وہ بیوی سے جدا ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنی مدت صبر کرے جس میں اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وہ عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوگئی ہے اور جب وہ یہ جان لے کہ عورت پاک ہے اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اگر اسے شک ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں غائب شخص کی طلاق کے بارے میں مسئلہ ۲۴۵۹ میں جو شرائط بیان ہوئی ہیں ان کا خیال رکھے۔

(۲۴۶۲) جو شخص اپنی بیوی سے جدا ہو اگر وہ اسے طلاق دینا چاہے تو اگر وہ معلوم کرسکتا ہو کہ اس کی بیوی حیض یا نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں تو اگرچہ عورت کی حیض کی عادت یا ان دوسری نشانیوں کو جو شرع میں معین ہیں، دیکھتے ہوئے اسے طلاق دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ حیض یا نفاس کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

(۲۴۶۳) اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے خواہ حیض کی حالت میں ہو یا پاک ہو ہمبستری کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے تو ضروری ہے کہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے دوبارہ حیض آ جائے اور پھر وہ پاک ہو جائے۔ لیکن اگر ایسی عورت کو ہمبستری کے بعد طلاق دی جائے جس کی عمر نو سال سے کم ہو یا معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر عورت یائسہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ (یائسہ کا مطلب مسئلہ ۴۴۰ میں گزر چکا ہے)۔

(۲۴۶۴) اگر کوئی شخص ایسی عورت سے ہمبستری کرے جو حیض اور نفاس سے پاک ہو اور اسی پاکی

کی حالت میں اسے طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ طلاق دینے کے وقت حاملہ تھی تو وہ طلاق باطل ہے اور احتیاط کا خیال رکھنا بہتر ہے۔ چاہے طلاق کی تجدید کے ذریعے کیوں نہ ہو۔

(۲۴۶۵) اگر کوئی شخص ایسی عورت سے ہمبستری کرے جو حیض یا نفاس سے پاک ہو پھر وہ اس سے جدا ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے لہٰذا اگر وہ چاہے کہ سفر کے دوران اسے طلاق دے اور اس کی پاکی یا ناپاکی کے بارے میں نہ جان سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مدت صبر کرے کہ عورت کو اس پاکی کے بعد حیض آئے اور وہ دوبارہ پاک ہو جائے۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت ایک مہینے سے کم نہ ہو۔ اور جو کچھ کہا گیا ہے اس کی رعایت رکھتے ہوئے طلاق دیدے اس کے بعد معلوم ہو جائے کہ طلاق اس پہلی پاکی میں واقع ہوئی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۶۶) اگر کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہو جسے پیدائشی طور پر یا کسی بیماری یا بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے یا دوا استعمال کرنے یا کسی بھی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور اس عمر کی دوسری عورتوں کو حیض آتا ہو تو ضروری ہے کہ جب اس نے ایسی عورت سے جماع کیا ہو اس وقت سے تین مہینے تک اس سے جماع نہ کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

(۲۴۶۷) ضروری ہے کہ طلاق کا صیغہ صحیح عربی میں لفظ "طَالِقٌ" کے ساتھ پڑھا جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں۔ اگر شوہر خود طلاق کا صیغہ پڑھنا چاہے اور مثال کے طور پر اس کی بیوی کا نام فاطمہ ہو تو کہے: "زَوْجَتِیْ فَاطِمَۃُ طَالِقٌ" یعنی میری بیوی فاطمہ آزاد ہے اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل کرے تو وکیل کہے: "زَوْجَۃُ مُوَکِّلِیْ فَاطِمَۃُ طَالِقٌ" اور اگر عورت معین ہو تو اس کا نام لینا لازم نہیں ہے۔ اور اگر عورت حاضر ہو تو اس کی طرف اشارہ کر کے یہ کہنا کافی ہے: ہٰذِہٖ طَالِقٌ یا اسے مخاطب کر کے کہے: اَنْتِ طَالِقٌ۔ اور اگر مرد عربی میں طلاق کا صیغہ نہ پڑھ سکتا ہو اور وکیل بھی نہ بنا سکے تو وہ جس زبان میں چاہے ہر اس لفظ کے ذریعے طلاق دے سکتا ہے جو عربی لفظ کے ہم معنی ہو۔

(۲۴۶۸) جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو (مثلاً ایک سال یا ایک مہینے کے لئے اس سے نکاح کیا گیا ہو) اسے طلاق دینے کا کوئی سوال نہیں۔ اس کا آزاد ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ متعہ کی مدت ختم ہو جائے یا مرد اسے مدت بخش دے مثلاً کہے: "میں نے مدت تجھے بخش دی۔" اور کسی کو اس پر گواہ قرار دینا اور اس عورت کا حیض سے پاک ہونا لازم نہیں۔

طلاق کی عدت

(۲۴۶۹) جس لڑکی کی عمر پوری نو سال نہ ہوئی ہو اور اسی طرح جو عورت یائسہ ہو چکی ہو، اس کی کوئی عدت نہیں ہوتی۔ یعنی اگرچہ شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو، طلاق کے بعد وہ فوراً دوسرا شوہر کرسکتی ہے۔

(۲۴۷۰) جس لڑکی کی عمر پورے نو سال ہو چکی ہو اور جو عورت یائسہ نہ ہو، اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے تو اگر وہ اسے طلاق دے تو ضروری ہے کہ وہ (لڑکی یا عورت) طلاق کے بعد عدت رکھے اور ایسی عورت کی عدت جس کے دو حیض کا درمیانی فاصلہ تین ماہ سے کم ہو یہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے پاکی کی حالت میں طلاق دے تو وہ اتنی مدت صبر کرے کہ اسے دوبارہ حیض آئے اور پاک ہو جائے اور جونہی اسے تیسری دفعہ حیض آئے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر عورت سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں یعنی وہ طلاق کے فوراً بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر کی منی اس کی شرمگاہ میں داخل ہوئی ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ وہ عورت عدت رکھے۔

(۲۴۷۱) جس عورت کو حیض نہ آتا ہو لیکن اس کا سن ان عورتوں جیسا ہو جنہیں حیض آتا ہو یا اسے حیض آتا ہو لیکن اس کے دو حیض کا درمیانی فاصلہ تین ماہ یا اس سے زیادہ ہو، اگر اس کا شوہر مجامعت کرنے کے بعد اسے طلاق دیدے تو ضروری ہے کہ طلاق کے بعد تین قمری مہینے کی عدت رکھے۔

(۲۴۷۲) جس عورت کی عدت تین مہینے ہو اگر اسے چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق دی جائے تو ضروری ہے کہ پورے تین قمری مہینے (یعنی جب چاند دیکھا جائے اس وقت سے تین مہینے تک) عدت رکھے۔ اور اگر اسے مہینے کے دوران (کسی اور تاریخ کو) طلاق دی جائے تو ضروری ہے کہ اس مہینے کے باقی دنوں میں، اس کے بعد آنے والے دو مہینے اور چوتھے مہینے کے اتنے دن، جتنے دن پہلے مہینے سے کم ہوں عدت رکھے تاکہ تین مہینے مکمل ہو جائیں۔ مثلاً اگر اسے مہینے کی بیسویں تاریخ کو غروب کے وقت طلاق دی جائے اور یہ مہینہ تیس (۳۰) دن کا ہو تو اس کی عدت کی آخری تاریخ چوتھے مہینے کی بیس (۲۰) تاریخ غروب تک ہے۔ اور اگر پہلا مہینہ انتیس (۲۹) روز کا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ چوتھے مہینے کی اکیس (۲۱) تاریخ تک عدت رکھے تاکہ پہلے مہینے کے جتنے دن عدت رکھی ہے انہیں ملا کر دنوں کی تعداد تیس (۳۰) ہو جائے۔

(۲۴۷۳) اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت وضع حمل یا اسقاط حمل تک ہے۔ لہٰذا مثال کے طور پر اگر طلاق کے ایک گھنٹے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس عورت کی عدت ختم ہو جائے گی۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ بچہ شوہر کا شرعی بیٹا ہو۔ لہٰذا اگر عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہو اور شوہر اسے طلاق دے تو اس کی عدت بچے کے پیدا ہونے سے ختم نہیں ہوتی۔

(۲۴۷۴) جس لڑکی نے عمر کے نو سال مکمل کر لئے ہوں اور جو عورت یائسہ نہ ہو اگر وہ متعہ کرے تو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اس عورت کی مدت تمام ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو ضروری ہے کہ وہ عدت رکھے۔ پس اگر اسے حیض آئے تو ضروری ہے کہ دو حیض کے برابر عدت رکھے اور نکاح نہ کرے۔ اور ایک حیض عدت رکھنا احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔ اور اگر حیض نہ آئے تو پینتالیس (۴۵) دن شوہر کرنے سے اجتناب کرے۔ اور حاملہ ہونے کی صورت میں اس کی عدت بچے کی پیدائش یا اسقاط ہونے تک ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو مدت وضع حمل یا پینتالیس (۴۵) دن میں سے زیادہ ہو اتنی مدت کے لئے عدت رکھے۔

(۲۴۷۵) طلاق کی عدت اس وقت شروع ہوتی ہے جب صیغۂ طلاق کا پڑھنا ختم ہو جاتا ہے خواہ عورت کو پتا چلے یا نہ چلے کہ اسے طلاق ہو گئی ہے۔ پس اگر اسے عدت (کے برابر مدت) گزرنے کے بعد پتا چلے کہ اسے طلاق ہو گئی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ عدت رکھے۔

وفات کی عدت

(۲۴۷۶) اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے اور اگر وہ حاملہ نہ ہو تو قمری چار مہینے دس دن عدت رکھے۔ یعنی شادی کرنے سے رکی رہے۔ خواہ وہ (نو سال سے) چھوٹی ہو یا یائسہ ہو یا متعہ کیا ہو یا کافرہ ہو یا مطلقہ رجعیہ کی عدت میں ہو یا شوہر نے اس سے مجامعت نہ کی ہو، چاہے شوہر بچہ یا دیوانہ ہو۔ اور اگر حاملہ ہو تو ضروری ہے کہ وضع حمل تک عدت رکھے۔ لیکن اگر چار مہینے اور دس دن گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ شوہر کی موت کے بعد چار مہینے دس دن تک صبر کرے اور اس عدت کو وفات کی عدت کہتے ہیں۔

(۲۴۷۷) جو عورت وفات کی عدت میں ہو اس کے لئے رنگ برنگا لباس پہننا، سرمہ لگانا اور اسی طرح دوسرے ایسے کام کرنا جو زینت میں شمار ہوتے ہوں حرام ہیں لیکن گھر سے باہر نکلنا حرام نہیں ہے۔

(۲۴۷۸) اگر عورت کو یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے (اس لئے عدت وفات رکھی) اور عدت کے گزرنے کے بعد دوسری شادی کی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ شوہر بعد میں مرا ہے اور عورت نے پہلے شوہر کی زندگی میں یا اس کے عدت وفات کے دوران دوسری شادی کی ہے تو اسے چاہئے کہ دوسرے شوہر سے فوراً الگ ہو جائے اور احتیاط واجب کی بنا پر دو عدت گزارے۔ پس اگر دوسرے شوہر کے ساتھ حاملہ ہو تو بچہ جننے تک دوسرے شوہر کے ساتھ وطی شبہ کی عدت رکھے (جو طلاق کی عدت کے برابر ہے) اور اس کے بعد پہلے شوہر کی عدت وفات گزارے یا پہلی عدت کی تکمیل کرے۔ اگر حاملہ نہ ہو اور پہلے شوہر کی وفات دوسرے شوہر کے ساتھ مجامعت سے پہلے ہوئی تھی تو پہلے عدت وفات رکھے اس کے بعد وطی شبہ کی عدت گزارے۔ لیکن مجامعت پہلے شوہر کی وفات سے پہلے ہوئی تھی تو اس کی عدت مقدم ہے۔

(۲۴۷۹) جس عورت کا شوہر لاپتا ہو یا لاپتا ہونے کے حکم میں ہو اس کی عدت وفات شوہر کی موت کی اطلاع ملنے کے وقت سے شروع ہوتی ہے نہ کہ شوہر کی موت کے وقت سے۔ لیکن اس حکم کا اطلاق اس عورت کے لئے ہونا جو نابالغ یا پاگل ہو محل اشکال ہے اس لئے احتیاط کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

(۲۴۸۰) اگر عورت کہے کہ میری عدت ختم ہو گئی ہے تو اس کی بات قابل قبول ہے مگر یہ کہ وہ غلط بیان مشہور ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر اس کی بات قابل قبول نہیں ہے۔ مثلاً وہ کہے کہ مجھے ایک مہینے میں تین دفعہ خون آتا ہے تو اس بات کی تصدیق نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ اس کی سہیلیاں اور رشتے دار عورتیں اس بات کی تصدیق کریں کہ اس کی حیض کی عادت ایسی ہی تھی۔

طلاق بائن اور طلاق رجعی

(۲۴۸۱) طلاق بائن وہ طلاق ہے کہ جس کے بعد مرد اپنی عورت کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا یعنی یہ کہ بغیر نکاح کے دوبارہ اسے اپنی بیوی نہیں بنا سکتا اور اس طلاق کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) اس عورت کو دی گئی طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو۔

(۲) اس عورت کو دی گئی طلاق جو یائسہ ہو۔

(۳) اس عورت کو دی گئی طلاق جس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے جماع نہ کیا ہو۔

(۴) تیسری طلاق جس کی تفصیل مسئلہ ۲۴۸۶ میں آئے گی۔

(۵) خلع اور مبارات کی طلاق۔ اس کے احکام آگے آرہے ہیں۔

(۶) حاکم شرع کا اس عورت کو طلاق دینا جس کا شوہر نہ اس کے اخراجات برداشت کرتا ہو نہ اسے طلاق دیتا ہو۔

اور ان طلاقوں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہو شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

(۲۴۸۲) جس شخص نے اپنی عورت کو رجعی طلاق دی ہو اس عورت کو اس گھر سے نکال دینا جس میں وہ طلاق دینے کے وقت مقیم تھی حرام ہے۔ البتہ بعض موقعوں پر جن میں سے ایک یہ ہے کہ عورت زنا کرے تو اسے گھر سے نکال دینے میں کوئی اشکال نہیں۔ نیز یہ بھی حرام ہے کہ عورت غیر ضروری کاموں کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اس گھر سے باہر جائے۔ عدت کے دوران عورت کے اخراجات شوہر پر واجب ہیں۔

رجوع کرنے کے احکام

(۲۴۸۳) رجعی طلاق میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے:

(۱) ایسی باتیں کرے جن سے پتا چلے کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی بنا لیا ہے۔

(۲) کوئی کام کرے اور اس کام سے رجوع کا قصد کرے اور جماع کرنے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے خواہ اس کا قصد رجوع کرنے کا نہ بھی ہو۔ البتہ بوسہ لینے اور شہوت سے ہاتھ لگانے سے رجوع ثابت ہونا محل اشکال ہے۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر اگر ایسی صورت میں رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ طلاق دیدے۔

(۲۴۸۴) رجوع کرنے میں مرد کے لئے لازم نہیں کہ کسی کو گواہ بنائے یا اپنی بیوی کو (رجوع کے متعلق) اطلاع دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو پتا چلے وہ خود ہی رجوع کرلے تو اس کا رجوع کرنا صحیح ہے۔ لیکن اگر

عدت ختم ہو جانے کے بعد مرد کہے کہ میں نے عدت کے دوران ہی رجوع کرلیا تھا اور عورت اس کی تصدیق نہ کرے تو لازم ہے کہ شوہر اس بات کو ثابت کرے۔

(۲۴۸۵) جس مرد نے عورت کو رجعی طلاق دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کرلے کہ اب تجھ سے رجوع نہ کروں گا تو اگرچہ یہ مصالحت درست ہے اور مرد پر واجب ہے کہ رجوع نہ کرے لیکن اس سے مرد کے رجوع کرنے کا حق ختم نہیں ہوتا اور اگر وہ رجوع کرلے تو رشتۂ ازدواج دوبارہ برقرار ہو جائے گا۔

(۲۴۸۶) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کرلے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے نکاح کرے یا ایک طلاق کے بعد رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد نکاح کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ اس مرد پر حرام ہو جائے گی۔ لیکن اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے تو وہ پانچ شرطوں کے ساتھ پہلے مرد پر حلال ہوگی یعنی وہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کر سکے گا۔

(۱) دوسرے شوہر کا نکاح دائمی ہو۔ پس اگر وہ اس عورت سے متعہ کرلے تو اس مرد سے علیحدگی کے بعد پہلا شوہر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲) دوسرا شوہر جماع کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جماع فرج میں کرے نہ کہ دبر میں۔

(۳) دوسرا شوہر اسے طلاق دے یا مر جائے۔

(۴) دوسرے شوہر کی طلاق کی عدت یا وفات کی عدت ختم ہو جائے۔

(۵) احتیاط واجب کی بنا پر دوسرا شوہر جماع کرتے وقت بالغ ہو۔

طلاق خلع

(۲۴۸۷) اس عورت کی طلاق کو جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور اس سے نفرت کرتی ہو اپنا مہر یا کوئی اور مال اسے بخش دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے، طلاق خلع کہتے ہیں۔ طلاق خلع میں معتبر ہے کہ عورت اپنے شوہر سے اس قدر شدید نفرت کرتی ہو کہ اسے وظیفۂ زوجیت ادا نہ کرنے کی دھمکی دے۔

(۲۴۸۸) جب شوہر خود طلاق خلع کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو عوض لینے کے بعد کہے: "زَوْجَتِیْ فَاطِمَةُ خَالَعْتُهَا عَلٰی مَابَذَلَتْ" اور احتیاط مستحب کی بنا پر "فَهِیَ طَالِقٌ" بھی کہے یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے عوض جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے رہا ہوں اور وہ آزاد ہے۔ اگر عورت معین ہو تو طلاق خلع میں اور نیز طلاق مبارات میں اس کا نام لینا لازم نہیں۔

(۲۴۸۹) اگر کوئی عورت کسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کا مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر بھی اسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو اگر مثال کے طور پر شوہر کا نام محمد اور بیوی کا نام فاطمہ ہو تو وکیل صیغۂ طلاق یوں پڑھے: "عَنْ مُوَكِّلَتِیْ فَاطِمَةَ بَذَلْتُ مَهْرَهَا لِمُوَكِّلِیْ مُحَمَّدٍ

لِيَخْلَعَهَا عَلَيْهِ" اور اس کے بعد بلا فاصلہ کہے: "زَوْجَةُ مُوَكِّلِيْ خَالَعْتُهَا عَلٰى مَابَذَلَتْ فَهِيَ طَالِقٌ" اور اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے کہ اس کے شوہر کو مہر کے علاوہ کوئی اور چیز بخش دے تاکہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے تو ضروری ہے کہ وکیل لفظ "مَهْرَهَا" کی بجائے اس چیز کا نام لے مثلاً اگر عورت نے سو روپے دیئے ہوں تو ضروری ہے کہ کہے: "بَذَلَتْ مِاَةَ رُوْبِيَةٍ."

طلاق مبارات

(۲۴۹۰) اگر میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

(۲۴۹۱) اگر شوہر مبارات کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر مثلاً عورت کا نام فاطمہ ہو تو ضروری ہے کہ کہے: "بَارَأْتُ زَوْجَتِيْ فَاطِمَةَ عَلٰى مَابَذَلَتْ" اور احتیاط لازم کی بنا پر "فَهِيَ طَالِقٌ" بھی کہے یعنی میں اور میری بیوی فاطمہ اس "عطا" کے مقابل میں جو اس نے کی ہے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں، پس وہ آزاد ہے۔ اور اگر وہ شخص کسی کو وکیل مقرر کرے تو ضروری ہے کہ وکیل کہے: "عَنْ قِبَلِ مُوَكِّلِيْ بَارَأْتُ زَوْجَتَهٗ فَاطِمَةَ عَلٰى مَابَذَلَتْ فَهِيَ طَالِقٌ" اور دونوں صورتوں میں کلمہ "عَلٰى مَابَذَلَتْ" کی بجائے اگر "بِمَا بَذَلَتْ" کہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۴۹۲) خلع اور مبارات کی طلاق کا صیغہ اگر ممکن ہو تو صحیح عربی میں پڑھا جانا چاہئے اور اگر ممکن نہ ہو تو اس کا حکم طلاق کے حکم جیسا ہے جس کا بیان مسئلہ ۲۴۶۷ میں گزر چکا ہے۔ لیکن اگر عورت مبارات کی طلاق کے لئے شوہر کو اپنا مال بخش دے۔ مثلاً اردو میں کہے کہ "میں نے طلاق لینے کے لئے فلاں مال تمہیں بخش دیا" تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۹۳) اگر کوئی عورت طلاق خلع یا طلاق مبارات کی عدت کے دوران اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ نکاح کئے بغیر اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔

(۲۴۹۴) جو مال شوہر طلاق مبارات دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت کے مہر سے زیادہ نہ ہو بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مہر سے کم ہو۔ لیکن طلاق خلع کے سلسلے میں لیا جانے والا مال اگر مہر سے زیادہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

طلاق کے مختلف احکام

(۲۴۹۵) اگر کوئی آدمی کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں جماع کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ شخص اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے ضروری ہے کہ عدت رکھے۔

(۲۴۹۶) اگر کوئی آدمی کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے زنا کرے کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو اگر عورت کو علم ہو کہ وہ آدمی اس کا شوہر نہیں ہے اس کے لئے عدت رکھنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر اسے شوہر ہونے کا گمان ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ عورت عدت رکھے۔

(۲۴۹۷) اگر کوئی آدمی کسی عورت کو ورغلائے کہ وہ اپنے شوہر سے متعلق ازدواجی ذمے داریاں پوری نہ کرے تاکہ اس طرح شوہر اسے طلاق دینے پر مجبور ہو جائے اور وہ خود اس عورت کے ساتھ شادی کر سکے تو طلاق اور نکاح صحیح ہیں۔ لیکن دونوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

(۲۴۹۸) اگر عورت نکاح کے سلسلے میں شوہر سے کوئی خاص شرط کرے مثلاً اس کا شوہر لمبا سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچ نہ دے یا طویل مدت کے لئے قیدی بن جائے وغیرہ تو طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہوگا تو یہ شرط باطل ہے۔ لیکن اگر وہ یوں شرط کرے کہ وہ شوہر کی طرف سے وکیل ہے کہ خاص شرائط کے تحت یا بغیر کسی قید اور شرط کے اپنے آپ کو اس کی طرف سے طلاق دے سکتی ہے تو یہ شرط صحیح ہے اور بعد میں شوہر اس کو اپنی وکالت سے نہیں ہٹا سکتا۔ اگر وہ عورت اس طرح خود کو طلاق دیدے تو طلاق صحیح ہے۔

(۲۴۹۹) جس عورت کا شوہر لاپتا ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ مجتہد عادل کے پاس جائے جو خاص شرائط کے تحت جن کی تفصیل منہاج الصالحین میں مذکور ہے اسے طلاق دے سکتا ہے۔

(۲۵۰۰) دائمی دیوانے کے باپ دادا اس کی بھلائی کے لئے اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں۔

(۲۵۰۱) اگر باپ یا دادا اپنے (نابالغ) لڑکے (یا پوتے) کا کسی عورت سے متعہ کر دے اور متعہ کی مدت میں اس لڑکے کے مکلف ہونے کی کچھ مدت بھی شامل ہو مثلاً اپنے چودہ سالہ لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لئے متعہ کر دے تو اگر اس میں لڑکے کی بھلائی ہو تو وہ (یعنی باپ یا دادا) اس عورت کی مدت بخش سکتا ہے۔ لیکن لڑکے کی دائمی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔

(۲۵۰۲) اگر کوئی شخص دو آدمیوں کو شرع کی مقرر کردہ علامت کی رو سے عادل سمجھے اور اپنی بیوی کو ان کے سامنے طلاق دیدے تو کوئی اور شخص جسے ان دو آدمیوں کی عدالت میں شک ہو، اگر اسے احتمال ہو کہ ان دونوں کی عدالت طلاق دینے والے کے نزدیک ثابت شدہ ہے تو اس عورت کی عدت ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ اپنا یا دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے لیکن اگر ان کے عادل نہ ہونے کا یقین ہو تو اس عورت کے ساتھ عقد نہیں کر سکتا۔

(۲۵۰۳) وہ عورت جسے طلاق رجعی دی گئی ہو وہ عدت کے دوران اس مرد کے لئے شرعی بیوی کی حیثیت رکھتی ہے یہاں تک کہ عدت ختم ہو جائے۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کے استمتاع سے جو شوہر کا حق ہے نہ روکے اور جائز بلکہ مستحب ہے کہ شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرے۔ اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ اس کے اخراجات شوہر پر واجب ہیں بشرطیکہ وہ ناشزہ (نافرمان) نہ ہو اور اس کا فطرہ اور کفن بھی شوہر کے ذمہ ہے۔ کسی ایک کے مرنے پر دوسرا اس کا وارث بن سکتا ہے اور مرد عدت کے دوران سالی سے شادی نہیں کر سکتا۔

غصب کے احکام

غصب کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے مال پر یا حق پر ظلم (اور دھونس یا دھاندلی) کے ذریعے قابض ہو جائے اور یہ ایسا کام ہے جو ازروئے عقل اور قرآن و روایات حرام ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: "جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اس زمین کو اس کے سات طبقوں سمیت طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔"

(۲۵۰۴) اگر کوئی شخص لوگوں کو مسجد یا مدرسے یا پل یا دوسری ایسی جگہوں سے جو رفاہ عامہ کے لئے بنائی گئی ہوں استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان کا حق غصب کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسجد میں اپنے (بیٹھنے کے) لئے جگہ مختص کرے اور دوسرا کوئی شخص اسے اس جگہ سے نکال دے اور اسے اس جگہ سے استفادہ نہ کرنے دے تو وہ گنہگار ہے۔

(۲۵۰۵) اگر گروی رکھوانے والا اور گروی رکھنے والا یہ طے کریں کہ جو چیز گروی رکھی جا رہی ہو وہ گروی رکھنے والے یا کسی تیسرے شخص کے پاس رکھی جائے تو گروی رکھوانے والا اس کا قرض ادا کرنے سے پہلے اس چیز کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر وہ چیز واپس لی ہو تو ضروری ہے کہ فوراً لوٹا دے۔

(۲۵۰۶) جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اگر کوئی اور شخص اسے غصب کر لے تو مال کا مالک اور گروی رکھنے والا دونوں غاصب سے غصب کی ہوئی چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز غاصب سے واپس لے لیں تو وہ گروی ہی رہے گی۔

(۲۵۰۷) اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو ضروری ہے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور اگر وہ چیز ضائع ہو جائے اور اس کی کوئی قیمت ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض مسئلہ ۲۵۱۷ اور ۲۵۱۸ میں بیان کی گئی تفصیل کے مطابق مالک کو دے۔

(۲۵۰۸) جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی نفع حاصل ہو مثلاً غصب کی ہوئی بھیڑ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ غاصب اس مکان میں نہ رہے تو ضروری ہے کہ اس کا کرایہ مالک کو دے۔

(۲۵۰۹) اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے سے کوئی چیز جو اس (بچے یا دیوانے) کا مال ہو غصب کرے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اسکے سرپرست کو دیدے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۵۱۰) اگر دو آدمی مل کر کسی چیز کو غصب کریں چنانچہ وہ دونوں اس چیز پر تسلط رکھتے ہوں تو ان میں سے ہر ایک اس پوری چیز کا ضامن ہے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک جداگانہ طور پر اسے غصب نہ کر سکتا ہو۔

(۲۵۱۱) اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی چیز کو کسی دوسری چیز سے ملا دے۔ مثلاً جو گیہوں غصب کی ہو اسے جو سے ملا دے تو اگر ان کا جدا کرنا ممکن ہو تو خواہ اس میں زحمت ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے کہ انہیں ایک

دوسرے سے علیحدہ کرے اور (غصب کی ہوئی چیز) اس کے مالک کو واپس کر دے۔

(۲۵۱۲) اگر کوئی شخص بنی ہوئی طلائی چیز مثلاً سونے کی بالیوں کو غصب کرے اور اسکے بعد اسے پگھلا دے تو پگھلانے سے پہلے اور پگھلانے کے بعد کی قیمت میں جو فرق ہو ضروری ہے کہ وہ مالک کو ادا کرے چنانچہ اگر قیمت میں جو فرق پڑا ہو وہ نہ دینا چاہے اور کہے کہ میں اسے پہلے کی طرح بنا دوں گا تو مالک مجبور نہیں کہ اس کی بات قبول کرے۔ اور مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اسے پہلے کی طرح بنا دے۔

(۲۵۱۳) جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے مثلاً جو سونا غصب کیا ہو اس کے بندے بنا دے تو اگر مال کا مالک اسے کہے کہ مجھے مال اسی حالت میں (یعنی بندے کی شکل میں) دو تو ضروری ہے کہ اسے دیدے اور جو زحمت اس نے اٹھائی ہو (یعنی بندے بنانے پر جو محنت کی ہو) اس کی مزدوری نہیں لے سکتا۔ اور اسی طرح وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کو اس کی پہلی حالت میں لے آئے لیکن اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلے جیسا کر دے یا اور کسی شکل میں تبدیل کرے تو دونوں حالتوں میں قیمت کا جو فرق ہے اس کا ضامن ہونا معلوم نہیں۔

(۲۵۱۴) جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اور صاحب مال اسے اس چیز کی پہلی حالت میں واپس کرنے کو کہے اور اس کہنے سے اس کی کوئی خاص غرض ہو تو غاصب پر واجب ہے کہ اسے اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر تبدیلی کرنے کی وجہ سے اس چیز کی قیمت پہلی حالت سے کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا فرق مالک کو دے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص غصب کئے ہوئے سونے کا ہار بنا لے اور اس سونے کا مالک (اسے پہلی حالت میں لانے کا) کہے تو ضروری ہے کہ اسے پہلی شکل میں لے آئے تو اگر پگھلانے کے بعد سونے کی قیمت اس سے کم ہو جائے جتنی ہار بنانے سے پہلے تھی تو غاصب کے لئے ضروری ہے کہ قیمت میں جتنا فرق ہو اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۱۵) اگر کوئی شخص اس زمین میں جو اس نے غصب کی ہو کھیتی باڑی کرے یا درخت لگائے تو فصل کی پیداوار، درخت اور ان کا پھل خود اس کا مال ہے اور زمین کا مالک اس بات پر راضی نہ ہو کہ فصل اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس نے وہ زمین غصب کی ہو ضروری ہے کہ خواہ ایسا کرنا اس کے لئے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً اپنی فصل یا درختوں کو زمین سے اکھیڑ لے۔ نیز ضروری ہے کہ جتنی مدت فصل اور درخت اس زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین کے مالک کو دے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہوئی ہوں انہیں درست کرے۔ مثلاً جہاں درختوں کو اکھیڑنے سے زمین میں گڑھے پڑ گئے ہوں اس جگہ کو ہموار کرے۔ اور اگر ان خرابیوں کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ قیمت میں جو فرق پڑے وہ بھی ادا کرے اور وہ زمین کے مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ زمین اس کے ہاتھ بیچ دے یا کرائے پر دیدے۔ نیز زمین کا مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ درخت یا فصل اس کے ہاتھ بیچ دے۔

(۲۵۱۶) اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو جائے کہ فصل اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس شخص نے زمین غصب کی ہو اس کے لئے لازم نہیں کہ فصل اور درختوں کو اکھیڑے البتہ ضروری ہے کہ جب

زمین غصب کی ہو اس وقت سے لیکر مالک کے راضی ہونے تک کی مدت کا زمین کا کرایہ دے۔

(۲۵۱۷) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ چیز گائے اور بھیڑ کی طرح قیمی ہو تو ضروری ہے کہ غاصب اس چیز کی قیمت ادا کرے۔ (قیمی ایسی چیز کو کہتے ہیں کہ اس کی مثل ایسی خصوصیات کی بنا پر جو فائدہ حاصل کرنے میں تاثیر رکھتی ہے فراواں نہیں) اور اگر اس وقت کسی مخصوص حالت اور تقاضے کے تحت اس کی بازار کی قیمت بدل گئی ہو تو ضروری ہے کہ وہ قیمت دے جو تلف ہونے کے وقت تھی۔

(۲۵۱۸) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ گیہوں اور جو کی مانند مثلی ہو تو ضروری ہے کہ (غاصب نے) جو چیز غصب کی ہو اسی جیسی چیز مالک کو دے۔ (مثلی ایسی چیز کو کہتے ہیں کہ اس کی مثل ایسی خصوصیات کی بنا پر جو فائدہ حاصل کرنے میں تاثیر رکھتی ہے فراواں ہے) لیکن جو چیز دے ضروری ہے کہ اس کی قسم اپنی خصوصیات میں اس غصب کی ہوئی چیز کی قسم کے مانند ہو جو کہ تلف ہو گئی ہے۔ مثلاً اگر بڑھیا قسم کا چاول غصب کیا تھا تو گھٹیا قسم کا نہیں دے سکتا۔

(۲۵۱۹) اگر ایک شخص (بھیڑ جیسی) کوئی قیمی چیز غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر جتنی مدت وہ غصب کرنے والے کے پاس رہی ہو اس مدت میں اس میں ایسی خصوصیت پیدا ہو گئی کہ اس کی قیمت بڑھ گئی ہو مثلاً فربہ ہو گئی ہو پھر تلف ہو جائے تو اگر یہ فربہی غاصب کی بہتر دیکھ بھال سے نہ ہو تو ضروری ہے کہ فربہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے۔ اور اگر اس کی فربہی غاصب کی بہتر دیکھ بھال کی وجہ سے ہو تو اس فربہی کی قیمت دینا لازم نہیں ہے۔

(۲۵۲۰) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر کوئی اور شخص وہی چیز اس سے غصب کرے اور پھر وہ تلف ہو جائے تو مال کا مالک ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کا عوض لے سکتا ہے یا ان دونوں میں سے ہر ایک سے اسکے عوض کی کچھ مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا اگر مال کا مالک اس کا عوض پہلے غاصب سے لے لے تو پہلے غاصب نے جو کچھ دیا ہو وہ دوسرے غاصب سے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر مال کا مالک اس کا عوض دوسرے غاصب سے لے لے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ دوسرا غاصب پہلے غاصب سے نہیں کر سکتا۔

(۲۵۲۱) جس چیز کو بیچا جائے اگر اس میں معاملے کی شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کی خرید و فروخت وزن کر کے کرنی ضروری ہو اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کئے کیا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر بیچنے والا اور خریدار معاملے سے قطع نظر اس بات پر رضامند ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہو وہ غصبی مال کی مانند ہے اور ان کیلئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی چیزیں واپس کر دیں اور اگر دونوں میں سے جسکے بھی ہاتھوں دوسرے کا مال تلف ہو جائے تو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کہ معاملہ باطل تھا ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۵۲۲) جب ایک شخص کوئی مال کسی بیچنے والے سے اس مقصد سے لے کہ اسے دیکھے یا کچھ مدت اپنے پاس رکھے تا کہ اگر پسند آئے تو خرید لے تو اگر وہ مال تلف ہو جائے تو مشہور قول کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

گم شدہ مال پانے کے احکام

(۲۵۲۳) اگر کسی شخص کو کسی دوسرے کا گم شدہ ایسا مال ملے جو حیوانات میں سے نہ ہو اور جس کی کوئی ایسی نشانی بھی نہ ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتا چل سکے تو خواہ اس کی قیمت ایک درہم — ۶ء۱۲ چنے سکہ دار چاندی — سے کم ہو یا نہ ہو وہ اپنے لئے لے سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ وہ شخص اس مال کو اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے۔ یہی حکم اس روپے پیسے کا ہے جس پر کوئی علامت نہ ہو۔ ہاں اگر اس کی مقدار یا زمان و مکان کی خصوصیات اس پیسے کے لئے علامت بن سکتی ہوں تو اس کے بارے میں مسئلہ ۲۵۲۴ کے مطابق اعلان کروانا ضروری ہے۔

(۲۵۲۴) اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز پائے جس پر کوئی ایسی نشانی ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتا چلایا جا سکے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ اس کا مالک ایک ایسا کافر ہے جس کا مال محترم ہے تو اس صورت میں کہ اس چیز کی قیمت ایک درہم تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ جس دن وہ چیز ملی ہو اس سے ایک سال تک لوگوں کے مجمع (بیٹھکوں یا مجلسوں) میں اس کا اعلان کرے۔ اور اگر اس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور جب بھی اس کا مالک نکل آئے اور وہ صدقہ کرنے پر راضی نہ ہو تو اسے اس کا عوض دیدے۔

(۲۵۲۵) اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو ایسے آدمی کو اپنی طرف سے اعلان کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے جس کے متعلق اسے اطمینان ہو کہ وہ اعلان کر دے گا۔

(۲۵۲۶) اگر ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو اس صورت میں جبکہ وہ مال حرم پاک مکہ کے علاوہ کسی جگہ سے ملا ہو وہ اسے اس کے مالک کے لئے اپنے پاس رکھ سکتا ہے تا کہ جب بھی وہ ملے اسے دیدے اور اس مدت میں اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس سے استفادہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اس مال کو اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ خود نہ لے۔ اور اگر وہ مال اسے حرم پاک مکہ میں ملا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے فقراء پر صدقہ کر دے۔

(۲۵۲۷) اگر ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد بھی مال کا مالک نہ ملے اور مال اس کے مالک کو دینے کے لئے اس کی حفاظت کے دوران تلف ہو جائے تو اگر اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور تعدی یعنی بے احتیاطی بھی نہ کی ہو تو پھر وہ ذمے دار نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ مال اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر چکا ہو تو مال کے مالک کو اختیار ہے کہ اس صدقے پر راضی ہو جائے یا اپنے مال کے عوض کا مطالبہ کرے اور صدقے کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا۔

(۲۵۲۸) جس شخص کو کوئی مال ملا ہو اگر وہ اس طریقے کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے عمداً اعلان نہ

کرے تو پہلے (اعلان نہ کرکے اگرچہ) اس نے گناہ کیا ہے لیکن اب اسے احتمال ہو کہ (اعلان کرنا) مفید ہوگا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ اعلان کرے۔

(۲۵۲۹) اگر دیوانے یا نابالغ بچے کو کوئی ایسی چیز مل جائے جس میں علامت موجود ہو اور اس کی قیمت ایک درہم کے برابر ہو تو اس کا سرپرست اعلان کرسکتا ہے — بلکہ اگر وہ چیز سرپرست نے بچے یا دیوانے سے لے لی ہو تو اس پر واجب ہے کہ اعلان کرے — اور اگر ایک سال تک اعلان کرے پھر بھی مال کا مالک نہ ملے تو ضروری ہے کہ جو کچھ مسئلہ ۲۵۲۶ میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

(۲۵۳۰) اگر انسان اس سال کے دوران جس میں وہ (ملنے والے مال کے بارے میں) اعلان کر رہا ہو مال کے مالک کے ملنے سے ناامید ہوجائے تو ضروری ہے کہ — احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے — اس مال کو صدقہ کردے۔

(۲۵۳۱) اگر اس سال کے دوران جس میں (انسان ملنے والے مال کے بارے میں) اعلان کر رہا ہو وہ مال تلف ہوجائے تو اگر اس شخص نے اس مال کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو یا اسے بے جا استعمال کیا ہو تو وہ ضامن ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے اور ضروری ہے کہ اعلان کرتا رہے۔ اور اگر کوتاہی نہ کی ہو اور بے جا استعمال بھی نہ کیا ہو تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

(۲۵۳۲) اگر کوئی مال جس پر کوئی نشانی (یا مارکہ) ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچتی ہو ایسی جگہ ملے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اعلان کے ذریعے اس کا مالک نہیں ملے گا تو ضروری ہے کہ (جس شخص کو وہ مال ملا ہو) وہ پہلے دن ہی اسے — احتیاط لازم کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے — اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کردے اور ضروری نہیں کہ وہ ایک سال ختم ہونے تک انتظار کرے۔

(۲۵۳۳) اگر کسی شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اسے اپنا مال سمجھتے ہوئے اٹھالے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے تو جو احکام اس سے پہلے والے مسائل میں بیان کئے گئے ہیں انہیں کے مطابق عمل کرے۔

(۲۵۳۴) جو چیز ملی ہو ضروری ہے کہ اس کا اس طرح اعلان کیا جائے کہ اگر اس کا مالک سنے تو اسے غالب گمان ہو کہ وہ چیز اس کا مال ہے اور اعلان کرنے میں مختلف مواقع کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ مثلاً بعض اوقات اتنا کہنا کافی ہے "مجھے کوئی چیز ملی ہے" لیکن بعض صورتوں میں ضروری ہے کہ اس چیز کی جنس کا تعین کرے مثلاً یہ کہے "مجھے سونے کا ایک ٹکڑا ملا ہے" اور بعض صورتوں میں اس چیز کی بعض خصوصیات کا بھی اضافہ ضروری ہے مثلاً کہے "مجھے سونے کی بالیاں ملی ہیں" لیکن بہرحال ضروری ہے کہ اس چیز کی تمام خصوصیات کا ذکر نہ کرے تاکہ وہ چیز معین نہ ہوجائے۔ اعلان ایسی جگہ کرنا ضروری ہے جہاں سے مالک کو اطلاع ملنے کا زیادہ احتمال ہو۔

(۲۵۳۵) اگر کسی کو کوئی چیز مل جائے اور دوسرا شخص کہے کہ یہ میرا مال ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتادے

تو وہ چیز اس دوسرے شخص کو اس وقت دینا ضروری ہے جب اسے اطمینان ہوجائے کہ یہ اسی کا مال ہے۔ یہ لازم نہیں کہ وہ شخص ایسی نشانیاں بتائے جن کی طرف عموماً مال کا مالک بھی توجہ نہیں دیتا۔

(۲۵۳۶) کسی شخص کو جو چیز ملی ہو اگر اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچے تو اگر وہ اعلان نہ کرے اور اس چیز کو مسجد یا کسی دوسری جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہوجائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھالے تو جس شخص کو وہ چیز پڑی ہوئی ملی ہو وہ ذمے دار ہے۔

(۲۵۳۷) اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز مل جائے جو ایک سال تک باقی نہ رہتی ہو تو ضروری ہے کہ ان تمام خصوصیات کے ساتھ جب تک کہ وہ باقی رہے اس چیز کی حفاظت کرے جو اس کی قیمت میں اہمیت رکھتی ہوں۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مدت کے دوران اس کا اعلان بھی کرتا رہے اور پھر بھی اس کا مالک نہ ملے تو اس کی قیمت کا تعین کرکے اپنے لئے رکھ لے اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ اسے بیچ دے اور ان پیسوں کی حفاظت کرے اور دونوں صورتوں میں ضروری ہے کہ اعلان بھی جاری رکھے۔ اگر اس کا مالک مل جائے تو رقم اسے دیدے اور اگر ایک سال تک اس کا مالک نہ ملے تو ضروری ہے کہ جو کچھ مسئلہ ۲۵۲۶ میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

(۲۵۳۸) جو چیز کسی کو پڑی ہوئی ملی ہو اگر وضو کرتے وقت یا نماز پڑھتے وقت وہ اس کے پاس ہو — اگرچہ وہ مالک ملنے کی صورت میں اسے نہ لوٹانا چاہتا ہو تب بھی — اس کا وضو اور نماز باطل نہیں ہوگی۔

(۲۵۳۹) اگر کسی شخص کا جوتا اٹھالیا جائے اور اس کی جگہ کسی اور کا جوتا رکھ دیا جائے اور اگر وہ شخص جانتا ہو کہ جو جوتا رکھا ہے وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو کہ جو جوتا وہ لے گیا ہے اس کے عوض اس کا جوتا رکھ لے تو وہ اپنے جوتے کے بجائے وہ جوتا رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ شخص جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا جوتا ناحق اور ظلماً لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جوتے کی قیمت اس کے اپنے جوتے کی قیمت سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جوتے پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا۔

(۲۵۴۰) اگر انسان کے پاس مجہول المالک مال ہو یعنی اس کا مالک نامعلوم ہو اور اس مال پر لفظ گم شدہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں کہ جب اسے اطمینان ہو کہ اس مال میں تصرف کرنے پر اس مال کا مالک راضی ہوگا تو جس طرح بھی وہ اس مال میں تصرف کرنا چاہے اس کے لئے جائز ہے۔ اگر اطمینان نہ ہو تو انسان کے لئے لازم ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے اور جب تک اس کے ملنے کی امید ہو اس وقت تک تلاش کرے اور اس کے مالک کے ملنے سے مایوس ہونے کے بعد اس مال کو بطور صدقہ فقیر کو دینا ضروری ہے۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے صدقہ دیدے اور حاکم شرع کی اجازت سے اس کی قیمت بھی صدقہ دے سکتا ہے۔ اور اگر بعد میں مال کا مالک مل جائے اور صدقہ دینے پر راضی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے اس کا عوض دیدے۔

حیوانات کو شکار اور ذبح کرنے کے احکام

(۲۵۴۱) حلال گوشت حیوان جنگلی ہو یا پالتو اس کو اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے۔ لیکن اونٹ، مچھلی اور ٹڈی کے حلال کرنے کا طریقہ الگ ہے جسے آئندہ مسائل میں بیان کیا جائے گا۔

(۲۵۴۲) وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی یا ایسے سرکش ہو گئے ہوں کہ انہیں قابو نہ کر سکتے ہوں تو اگر انہیں اس طریقے کے مطابق شکار کیا جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا تو وہ پاک اور حلال ہیں۔ لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

(۲۵۴۳) حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو۔ لہٰذا ہرن کا وہ بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سکے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہوگا۔

(۲۵۴۴) حلال گوشت والا وہ حیوان جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو مثلاً مچھلی اگر خود بخود مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت کھایا نہیں جا سکتا۔

(۲۵۴۵) حرام گوشت والا وہ حیوان جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو مثلاً سانپ اور گرگٹ اس کا مُردہ پاک ہے لیکن شکار یا ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتے۔

(۲۵۴۶) کتا اور سور ذبح کرنے اور شکار کرنے سے بالکل پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔ اور اسی طرح چھوٹے حیوانات جو زیرِ زمین رہتے ہیں اور اچھلنے والا خون رکھتے ہیں جیسے چوہا اور گوہ وغیرہ شکار کرنے یا ذبح کرنے سے ان کا گوشت اور کھال پاک نہیں ہوتے۔

(۲۵۴۷) حرام گوشت حیوانات کا گوشت اور کھال ــــ ان حیوانات کے علاوہ جو گزشتہ مسئلے میں ذکر کئے گئے ــــ ذبح کرنے یا اسلحے سے شکار کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں، خواہ وہ حیوانات چیر پھاڑ کرنے والے ہوں یا نہ ہوں۔ حتیٰ کہ ہاتھی، چیتا اور بندر بھی (جو فقہی نظر سے محلِ اختلاف ہیں) اور اگر حرام گوشت حیوانات کا کتے کے ذریعے شکار کریں تو اس کا پاک ہونا محلِ اشکال ہے۔

(۲۵۴۸) اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مُردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ

(۲۵۴۹) حیوان کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے۔ (۱) سانس کی نالی (۲) کھانے کی نالی (۳۔۴) دو موٹی رگیں جو کھانے اور سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر ان رگوں میں صرف چیرا لگانا یا صرف گلا کاٹنا کافی نہیں ہے اور درحقیقت یہ چار رگوں کو کاٹنا نہ ہوا۔ مگر (شرعاً ذبیحہ اس وقت صحیح ہوتا ہے) جب سانس اور کھانے کی نالیوں کو گلے کی گرہ کے نیچے سے اس طرح کاٹا جائے کہ وہ جدا ہو جائیں۔

(۲۵۵۰) اگر کوئی شخص چار رگوں میں سے بعض کو کاٹے اور پھر حیوان کے مرنے تک صبر کرے اور باقی رگیں بعد میں کاٹے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں یعنی حیوان پاک اور حلال نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں جبکہ چاروں رگیں حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹ دی جائیں مگر حسبِ معمول مسلسل نہ کاٹی جائیں تو وہ حیوان پاک اور حلال ہوگا۔

(۲۵۵۱) اگر بھیڑیا کسی بھیڑ کا گلا اس طرح پھاڑ دے کہ گردن کی ان چار رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا ضروری ہے کچھ بھی باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے اور اگر صرف سانس کی نالی بالکل باقی نہ رہے تب بھی یہی حکم ہے۔ بلکہ اگر بھیڑیا گردن کا کچھ حصہ پھاڑ دے اور چاروں رگیں سر سے لگی ہوئی یا بدن سے لگی ہوئی باقی رہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بدن کا کوئی دوسرا حصہ پھاڑے تو اس صورت میں جبکہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق ذبح کی جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا تو وہ حلال اور پاک ہوگی۔ یہ حکم صرف بھیڑیے اور بھیڑ کے ساتھ ہی مختص نہیں ہے۔

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط

(۲۵۵۲) حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرطیں ہیں:

(۱) حیوان کو ذبح کرنے والا مرد ہو یا عورت ضروری ہے کہ مسلمان ہو۔ وہ مسلمان بچہ بھی جو سمجھدار ہو یعنی برے بھلے تمیز رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے۔ لیکن غیر کتابی کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو کفار کے حکم میں ہیں مثلاً نواصب اگر کسی حیوان کو ذبح کریں تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ کتابی کافر (مثلاً یہودی اور عیسائی) بھی کسی حیوان کو ذبح کرے اگرچہ بسم اللہ بھی کہے تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر وہ حیوان حلال نہیں ہوگا۔

(۲) جہاں تک ہو سکے حیوان کا گلا لوہے کی چھری سے کاٹے۔ بنابر احتیاط واجب اسٹیل کی چھری سے کاٹنا کافی نہیں ہے لیکن اگر لوہے کا اوزار دستیاب نہ ہو تو کسی ایسی تیز دھار چیز سے ذبح کرے جو گلے کی چاروں رگیں کاٹ سکتی ہو مثلاً شیشہ اور پتھر ہر چند کہ اس کا سر جدا کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو۔

(۳) ذبح کرتے وقت حیوان کا رخ قبلے کی طرف ہو۔ حیوان کا قبلہ رخ ہونا خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا ہو دونوں حالتوں میں ایسا ہو جیسے انسان نماز میں قبلہ رخ ہوتا ہے۔ اور اگر حیوان دائیں طرف یا بائیں طرف لیٹا ہو تو ضروری ہے کہ حیوان کی گردن اور اس کا پیٹ قبلہ رخ ہو اور اس کے پاؤں، ہاتھوں اور منہ کا قبلہ رخ ہونا لازم نہیں ہے۔ جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت ضروری ہے کہ حیوان قبلہ رخ ہو اگر وہ جان بوجھ کر اس کا منہ قبلے کی طرف نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلے کے بارے میں اسے اشتباہ ہو تو اشکال نہیں ہے۔ اور اگر یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا حیوان کا منہ اگرچہ دوسرے کی مدد لے کر قبلے کی طرف نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں کہ جانور سرکش دولتیاں جھاڑنے والا ہو یا کنویں یا گڑھے میں گرا ہوا ہو اور اسے قبلہ رخ ذبح کرنے سے لاچار ہوں تو جس طرف ہو ذبح کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور یہی حکم ہے جبکہ جانور کو قبلہ رخ کرنے میں اس کے مرنے کا خطرہ ہو۔ اور ایسے مسلمان کا ذبح کرنا جو جانور کے قبلہ رو ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو درست ہے چاہے وہ جانور کو قبلہ رو نہ رکھے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ حیوان کو ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو۔

(۴) کسی حیوان کو ذبح کرتے وقت یا ذبح سے کچھ پہلے ذبح کرنے کی نیت سے ذبح کرنے والا خود خدا کا نام لے۔ اور غیر ذابح کا خدا کا نام لینا کافی نہیں ہے۔ اور صرف بسم اللہ یا اللہ اکبر کہہ دے تو کافی ہے بلکہ اگر صرف اللہ کہہ دے تو کافی ہے اگرچہ خلاف احتیاط ہے۔ اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو وہ حیوان پاک نہیں ہوتا لیکن اگر بھولنے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو اشکال نہیں ہے۔

(۵) ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگرچہ مثال کے طور پر صرف آنکھ یا دم کو حرکت دے یا اپنا پاؤں زمین پر مارے اور یہ حکم اس صورت میں لازم ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو اور اگر مشکوک نہ ہو تو یہ شرط ضروری نہیں ہے۔

(۶) حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول کے مطابق نکلتا ہے۔ پس اگر خون اس کی رگوں میں رک جائے اور اس سے خون نہ نکلے یا خون نکلا ہو لیکن اس حیوان کی نوع کی نسبت کم ہو تو وہ حیوان حلال نہیں ہوگا۔ لیکن اگر خون کم نکلنے کی وجہ یہ ہو کہ اس حیوان کا ذبح کرنے سے پہلے خون بہہ چکا ہو تو اشکال نہیں ہے۔

(۷) حیوان کا گلا ذبح کی نیت سے کاٹا جائے۔ اگر کسی کے ہاتھ سے چاقو گرے اور حیوان کا گلا بغیر نیت کے کاٹ دے۔ یا ذبح کرنے والا نیند میں یا نشے میں ہو یا بیہوشی میں ہو یا غیر ممیز بچہ یا دیوانہ ہو یا کسی اور مقصد سے چاقو حیوان کے گلے پر پھیر رہا ہو اور اتفاقاً گلا کٹ جائے تو وہ حلال نہیں ہے۔

(۲۵۵۳) احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے کہ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کا سر تن سے جدا کیا جائے ــــ اگرچہ ایسا کرنے سے حیوان حرام نہیں ہوتا ــــ لیکن لاپروائی یا چھری تیز ہونے کی وجہ سے سر جدا ہو جائے تو اشکال نہیں ہے۔ اور اسی طرح بہ احتیاط واجب کی بنا پر حیوان کی گردن چیرنا اور اس کی نخاع جان نکلنے سے پہلے کاٹنا۔ اور نخاع وہی حرام مغز ہے جو سفید رگ کی طرح حیوان کی کمر کے مہروں کے درمیان سے دم تک جاتی ہے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

(۲۵۵۴) اونٹ کو پاک اور حلال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ذبح کے بجائے نحر کیا جائے۔ اور اس کی شرائط وہی ہیں جو حیوان کو ذبح کرنے کے لئے بتائی گئی ہیں۔ چھری یا کوئی اور چیز جو لوہے سے بنی ہو اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کے درمیان جوف میں گھونپ دیں۔ بہتر یہ ہے کہ نحر کرتے وقت اونٹ کھڑا ہو۔

(۲۵۵۵) اگر اونٹ کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپنے کی بجائے اسے ذبح کیا جائے (یعنی نحر کرنے کے بجائے اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں) یا بھیڑ اور گائے اور ان جیسے دوسرے حیوانات کو اونٹ کی طرح نحر کیا جائے (یعنی ان کی گردن کی گہرائی میں اونٹ کی طرح چھری گھونپی جائے) تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہے۔ لیکن اگر اونٹ کی چار رگیں کاٹی جائیں اور ابھی وہ زندہ ہو تو مذکورہ طریقے کے مطابق اس کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے۔ نیز اگر گائے یا بھیڑ اور ان جیسے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے اور ابھی وہ زندہ ہوں کہ انہیں ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہیں۔

(۲۵۵۶) اگر کوئی حیوان سرکش ہو جائے اور اس طریقے کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح (یا نحر) کرنا ممکن نہ ہو مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا اور اس کا مذکورہ طریقے کے مطابق ذبح (یا نحر) کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگایا جائے اور اس زخم کے نتیجے میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان حلال ہے اور اس کا رو بہ قبلہ ہونا لازم نہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط جو حیوان کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

(۲۵۵۷) فقہاء رضوان اللہ علیہم نے حیوانات کو ذبح کرنے میں کچھ چیزوں کو مستحب شمار کیا ہے:

(۱) بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دوسرا پاؤں کھلا رکھا جائے۔ اور گائے کو ذبح کرتے وقت اسکے چاروں ہاتھ پاؤں باندھ دیئے

جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہوا ہو تو اس کے دونوں ہاتھ نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں اور اسکے پاؤں کھلے رکھے جائیں۔ اور اگر کھڑا ہو تو اسکے بائیں پاؤں کو باندھ دیں۔ اور مستحب ہے کہ پرندے کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنے پر اور بازو پھڑ پھڑا سکے۔

(۲) حیوان کو ذبح (یا نحر) کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

(۳) (ذبح یا نحر کرتے وقت) ایسا کام کیا جائے کہ حیوان کو کم سے کم تکلیف ہو۔ مثلاً چھری خوب تیز کرلی جائے اور حیوان کو جلدی ذبح کیا جائے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مکروہات

(۲۵۵۸) حیوانات کو ذبح کرتے وقت بعض روایات میں چند چیزیں مکروہ شمار کی گئی ہیں:

(۱) حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا۔

(۲) حیوان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں اس کی نسل کا دوسرا حیوان اسے دیکھ رہا ہو۔

(۳) رات کو یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے حیوان کا ذبح کرنا۔ لیکن اگر ایسا کرنا ضرورت کے تحت ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔

(۴) جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اسے خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔

ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام

(۲۵۵۹) اگر حلال گوشت جنگلی حیوان کا شکار ہتھیاروں کے ذریعے کیا جائے اور وہ مر جائے تو پانچ شرطوں کے ساتھ وہ حیوان حلال اور اس کا بدن پاک ہوتا ہے۔

(۱) شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہو تا کہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کردے اور قسم دوم میں اگر ہتھیار نیزے کی نوک کی طرح نہ ہو تو شکار کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ حیوان کے بدن کو زخمی اور چاک کردے اور اگر نیزے کی نوک ہو تو اتنا کافی ہے کہ حیوان کو مار دے اگرچہ زخمی نہ کرے۔ اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہی جیسی چیزوں کے ذریعے کیا جائے اور وہ مر جائے تو پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ اور یہی حکم ہے احتیاط واجب کی بنا پر کہ اگر کسی ایسی تیز چیز سے جو ہتھیار نہ ہو جیسے بڑی سوئی یا پنجہ یا کباب کی سیخ وغیرہ سے شکار کیا جائے۔ اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کردے تو وہ حیوان پاک اور حلال

ہے۔ خواہ گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو اس حیوان کے پاک اور حلال ہونے میں اشکال ہے۔

(۲) ضروری ہے کہ شکاری مسلمان ہو یا ایسا مسلمان بچہ ہو جو برے بھلے کو سمجھتا ہو اور اگر غیر کتابی کافر یا وہ شخص جو کافر کے حکم میں ہو — جیسے ناصبی — کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے بلکہ کتابی کافر بھی اگر شکار کرے اور اللہ کا نام بھی لے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر وہ حیوان حلال نہیں ہوگا۔

(۳) شکاری ہتھیار اس حیوان کو شکار کرنے کے لئے استعمال کرے اور اگر مثلاً کوئی شخص کسی جگہ کو نشانہ بنا رہا ہو اور اتفاقاً ایک حیوان کو مار دے تو وہ حیوان پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ لیکن آدمی شکار کی غرض سے کسی خاص حیوان کا نشانہ لے اور نشانہ کسی دوسرے حیوان پر لگے تو وہ حلال اور پاک ہے۔

(۴) ہتھیار چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لے اور اگر نشانے پر لگنے سے پہلے اللہ کا نام لے تو بھی کافی ہے۔ لیکن اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شکار حلال نہیں ہوتا۔ البتہ بھول جائے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۵) اگر شکاری حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو ذبح کرنے کے لئے وقت نہ ہو یا ذبح کرنے کے لئے وقت ہوتے ہوئے وہ اسے ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو حیوان حرام ہے۔

(۲۵۶۰) اگر دو اشخاص (مل کر) ایک حیوان کا شکار کریں اور ان میں سے ایک مذکورہ پوری شرائط کے ساتھ شکار کرے لیکن دوسرے کے شکار میں مذکورہ پوری شرائط نہ ہوں مثلاً ان دونوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۶۱) اگر تیر لگنے کے بعد مثال کے طور پر حیوان پانی میں گر جائے اور انسان کو علم ہو کہ حیوان — تیر لگنے اور پانی میں گرنے — دونوں وجہ سے مرا ہے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔ بلکہ اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ فقط تیر لگنے سے مرا ہے تب بھی وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۶۲) اگر کوئی شخص غصبی کتے یا غصبی ہتھیار سے کسی حیوان کا شکار کرے تو شکار حلال ہے اور خود شکاری کا مال ہو جاتا ہے۔ لیکن اس بات کے علاوہ کہ اس نے گناہ کیا ہے ضروری ہے کہ ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۶۳) اگر شکار کرنے کے ہتھیار مثلاً تلوار سے حیوان کے بعض اعضاء مثلاً ہاتھ اور پاؤں اس کے بدن سے جدا کر دیئے جائیں تو وہ عضو حرام ہیں لیکن اگر مسئلہ ۲۵۵۹ میں مذکورہ شرائط کے ساتھ اس حیوان کو ذبح کیا جائے تو اس کا باقی ماندہ بدن حلال ہو جائے گا۔ لیکن اگر شکار کے ہتھیار سے مذکورہ شرائط کے ساتھ حیوان

کے بدن کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور سر اور گردن ایک حصے میں رہیں اور انسان اس وقت شکار کے پاس پہنچے جب اس کی جان نکل چکی ہو تو دونوں حصے حلال ہیں۔ اگر حیوان زندہ ہو لیکن اسے ذبح کرنے کیلئے وقت نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ذبح کرنے کے لئے وقت ہو اور ممکن ہو کہ حیوان کچھ دیر زندہ رہے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہو حرام ہے اور وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہو اگر اسے پہلے بتائے گئے طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ وہ بھی حرام ہے۔

(۲۵۶۴) اگر لکڑی یا پتھر یا کسی دوسری چیز سے جن سے شکار کرنا صحیح نہیں ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہوں حرام ہے۔ اور اگر حیوان زندہ ہو اور ممکن ہو کہ کچھ دیر زندہ رہے اور اسے پہلے بتائے گئے طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں حلال ہے ورنہ وہ حصہ بھی حرام ہے۔

(۲۵۶۵) جب کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کو پہلے بتائے گئے طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ورنہ حرام ہے۔

(۲۵۶۶) اگر کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مُردہ بچہ نکلے تو اس صورت میں کہ جب بچہ اس حیوان کو ذبح کرنے سے پہلے نہ مرا ہو اور اسی طرح جب وہ بچہ اس حیوان کے پیٹ سے دیر سے نکلنے کی وجہ سے نہ مرا ہو اگر اس بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور بال یا اون اس کے بدن پر اُگے ہوئے ہوں تو وہ بچہ پاک اور حلال ہے۔

شکاری کتے سے شکار کرنا

(۲۵۶۷) اگر شکاری کتا کسی حلال گوشت والے جنگلی حیوان کا شکار کرے تو اس حیوان کے پاک ہونے اور حلال ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں:

(۱) کتا اس طرح سدھایا ہوا ہو کہ جب بھی اسے شکار پکڑنے کے لئے بھیجا جائے چلا جائے اور جب اسے جانے سے روکا جائے تو رک جائے۔ لیکن اگر شکار سے نزدیک ہونے اور شکار کو دیکھنے کے بعد اسے جانے سے روکا جائے اور نہ رکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر اس کی عادت یہ ہو کہ اپنے مالک کے پہنچنے سے پہلے شکار سے کچھ کھالے تو بھی حرج نہیں ہے اور اسی طرح اگر اسے شکار کا خون پینے کی عادت ہو تو اشکال نہیں ہے۔ لیکن احتیاط واجب کی بنا پر یہ شرط ضروری ہے کہ اس کی عادت ایسی ہو کہ اگر اس کا مالک شکار اس سے لینا چاہے تو رکاوٹ نہ ڈالے اور مقابلے پر اتر نہ آئے۔

(۲) اس کا مالک اسے شکار کے لئے بھیجے اور اگر وہ اپنے آپ ہی شکار کے پیچھے جائے اور کسی حیوان کو شکار کرلے تو اس حیوان کا کھانا حرام ہے۔ بلکہ اگر کتا اپنے آپ شکار کے پیچھے لگ جائے اور بعد میں اس کا مالک ہانک لگائے تاکہ وہ جلدی شکار تک پہنچے تو اگرچہ وہ

مالک کی آواز کی وجہ سے تیز بھاگے پھر بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس شکار کو کھانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۳) جو شخص کتے کو شکار کے پیچھے لگائے ضروری ہے کہ مسلمان ہو۔ اس تفصیل کے مطابق جو اسلحہ سے شکار کرنے کی شرائط میں بیان ہو چکی ہے۔

(۴) کتے کو شکار کے پیچھے بھیجتے وقت یا بھیجنے سے پہلے شکاری اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے لیکن اگر بھول جائے تو اشکال نہیں۔

(۵) شکار کو کتے کے کاٹنے سے جو زخم آئے وہ اس سے مرے۔ لہٰذا اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ دے یا شکار دوڑنے یا ڈر جانے کی وجہ سے مر جائے تو حلال نہیں ہے۔

(۶) جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ (شکار کئے گئے حیوان کے پاس) اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اسے ذبح کرنے کیلئے وقت نہ ہو ــــ لیکن شکار کے پاس پہنچنا غیر معمولی تاخیر کی وجہ سے نہ ہو ــــ اور اگر ایسے وقت پہنچے جب اسے ذبح کرنے کیلئے وقت ہو لیکن وہ حیوان کو ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۶۸) جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اسے ذبح کر سکتا ہو تو ذبح کرنے کے لوازمات مثلاً اگر چھری نکالنے کی وجہ سے وقت گزر جائے اور حیوان مر جائے تو حلال ہے۔ لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے حیوان کو ذبح کرے اور وہ مر جائے تو بنا بر احتیاط واجب وہ حلال نہیں ہوتا۔ البتہ اس صورت میں اگر وہ شخص اس حیوان کو چھوڑ دے تاکہ کتا اسے مار ڈالے تو وہ حیوان حلال ہو جاتا ہے۔

(۲۵۶۹) اگر کئی کتے شکار کے پیچھے بھیجے جائیں اور وہ سب مل کر کسی حیوان کا شکار کریں تو اگر وہ سب کے سب ان شرائط کو پورا کرتے ہوں جو مسئلہ ۲۵۶۷ میں بیان کی گئی ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ان میں سے ایک کتا بھی ان شرائط کو پورا نہ کرے تو شکار حرام ہے۔

(۲۵۷۰) اگر کوئی شخص کتے کو کسی حیوان کے شکار کے لئے بھیجے اور وہ کتا کوئی دوسرا حیوان شکار کرلے تو وہ شکار حلال اور پاک ہے۔ اور اگر جس حیوان کے پیچھے بھیجا گیا ہو اسے بھی اور ایک اور حیوان کو بھی شکار کرلے تو وہ دونوں حلال اور پاک ہیں۔

(۲۵۷۱) اگر چند اشخاص مل کر ایک کتے کو شکار کے پیچھے بھیجیں اور ان میں سے ایک شخص جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے۔ نیز جو کتے شکار کے پیچھے بھیجے گئے ہوں اگر ان میں سے ایک کتا اس طرح سدھایا ہوا نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۲۵۶۷ میں بتایا گیا ہے تو وہ شکار حرام ہے۔

(۲۵۷۲) اگر باز یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور حیوان کسی جانور کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس شکار کے پاس پہنچ جائے اور وہ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق جو پہلے بتایا گیا ہے اسے ذبح کرلے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی اور ٹڈی کا شکار

(۲۵۷۳) اگر اس مچھلی کو جو پیدائش کے لحاظ سے چھلکے والی ہو—اگرچہ کسی عارضی وجہ سے اس کا چھلکا اتر گیا ہو—پانی میں سے زندہ پکڑ لیا جائے اور وہ پانی سے باہر آ کر مر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ اگر وہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے۔ اگرچہ وہ زہر کی طرح کسی چیز سے مرے۔ مگر یہ کہ وہ مچھیرے کے جال کے اندر پانی میں مر جائے تو اس صورت میں اس کا کھانا حلال ہے۔ جس مچھلی کے چھلکے نہ ہوں اگرچہ اسے پانی سے زندہ پکڑ لیا جائے اور پانی کے باہر مرے وہ حرام ہے۔

(۲۵۷۴) اگر مچھلی (اچھل کر) پانی سے باہر آ گرے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی جذب ہو جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر اس کے مرنے سے پہلے کوئی شخص اسے ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے پکڑ لے تو وہ مرنے کے بعد حلال ہے۔ اگر پکڑنے سے پہلے مر جائے تو حرام ہے۔

(۲۵۷۵) جو شخص مچھلی کا شکار کرے اس کے لئے لازم نہیں کہ مسلمان ہو یا مچھلی کو پکڑتے وقت خدا کا نام لے لیکن یہ ضروری ہے کہ مسلمان دیکھے یا کسی اور طریقے سے مسلمان کو یہ اطمینان ہو گیا ہو کہ مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا ہے یا وہ مچھلی اس کے جال میں پانی کے اندر مر گئی ہے۔

(۲۵۷۶) جس مری ہوئی مچھلی کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اسے پانی سے زندہ پکڑا گیا ہے یا مردہ حالت میں پکڑا گیا ہے، اگر وہ مسلمان کے ہاتھ میں ہو جو اس میں بیچنے یا کھانے کی طرح کا تصرف کر رہا ہے جو اس کے حلال ہونے کا ثبوت ہے تو وہ حلال ہے۔ لیکن اگر کافر کے ہاتھ میں ہو تو خواہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا ہے، حرام ہے۔ مگر یہ کہ انسان کو اطمینان ہو کہ اس کافر نے مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا ہے یا وہ مچھلی اس کے جال میں پانی کے اندر مر گئی ہے (تو حلال ہے)۔

(۲۵۷۷) زندہ مچھلی کا کھانا جائز ہے۔

(۲۵۷۸) اگر زندہ مچھلی کو بھون لیا جائے یا اسے پانی کے باہر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

(۲۵۷۹) اگر پانی سے باہر مچھلی کے دو ٹکڑے کر لئے جائیں اور ان میں سے ایک ٹکڑا زندہ ہونے کی حالت میں پانی میں گر جائے تو جو ٹکڑا پانی سے باہر رہ جائے اسے کھانا جائز ہے۔

(۲۵۸۰) اگر ٹڈی کو ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے زندہ پکڑ لیا جائے تو وہ مر جانے کے بعد حلال ہے اور یہ لازم نہیں کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اسے پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے۔ لیکن اگر مُردہ ٹڈی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا نہیں تو اگرچہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا تو وہ حرام ہے۔

(۲۵۸۱) جس ٹڈی کے پر ابھی تک نہ اُگے ہوں اور اُڑ نہ سکتی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

(۲۵۸۲) ہر وہ پرندہ جیسے شاہین، عقاب، باز اور گدھ جو چیرنے، پھاڑنے اور پنجے والا ہو حرام ہے۔ اسی طرح کوے کی تمام قسمیں یہاں تک کہ پہاڑی کوے بھی احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہیں۔ ہر وہ پرندہ جو اڑتے وقت پروں کو مارتا کم بے حرکت زیادہ رکھتا ہے اور پنجے دار ہے، حرام ہوتا ہے۔ ہر وہ پرندہ جو اڑتے وقت پروں کو مارتا زیادہ اور بے حرکت کم رکھتا ہے، وہ حلال ہے۔ اسی فرق کی بنا پر حرام گوشت پرندوں کو حلال گوشت پرندوں میں سے ان کی پرواز کی کیفیت دیکھ کر پہچانا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی پرندے کی پرواز کی کیفیت معلوم نہ ہو تو اگر وہ پرندہ پوٹا، سنگدانہ اور پاؤں کی پشت پر کانٹا رکھتا ہو تو وہ حلال ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک علامت بھی نہ رکھتا ہو تو وہ حرام ہے اور جن پرندوں کا ذکر ہو چکا ہے ان کے علاوہ دوسرے تمام پرندے مثلاً مرغ، کبوتر اور چڑیاں یہاں تک کہ شتر مرغ اور مور بھی حلال ہیں۔ لیکن بعض پرندوں جیسے ہدہد اور ابابیل کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ جو حیوانات اڑتے ہیں مگر پر نہیں رکھتے مثلاً چمگادڑ حرام ہیں اور احتیاط واجب کی بنا پر زنبور (بھڑ، شہد کی مکھی، تتیا)، مچھر اور اڑنے والے دوسرے کیڑے مکوڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۵۸۳) اگر اس حصے کو جس میں روح ہو زندہ حیوان سے جدا کر لیا جائے مثلاً زندہ بھیڑ کی چکتی یا گوشت کی کچھ مقدار کاٹ لی جائے تو وہ نجس اور حرام ہے۔

(۲۵۸۴) حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء حرام ہیں اور ان کی تعداد چودہ ہے:

(۱) خون
(۲) فضلہ
(۳) عضو تناسل
(۴) شرمگاہ
(۵) بچہ دانی
(۶) غدود
(۷) کپورے
(۸) وہ چیز جو بھیجے میں ہوتی ہے اور چنے کے دانے کی شکل میں ہوتی ہے۔
(۹) حرام مغز جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔
(۱۰) بنا بر احتیاط واجب وہ رگیں جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔
(۱۱) پتہ
(۱۲) تلی
(۱۳) مثانہ
(۱۴) آنکھ کا ڈیلا

یہ سب چیزیں پرندوں، مچھلی اور ٹڈی کے علاوہ حلال گوشت حیوانات میں حرام ہیں اور پرندوں کا خون اور ان کا فضلہ بلا اشکال حرام ہے۔ لیکن ان دو چیزوں (خون اور فضلے) کے علاوہ پرندوں میں وہ چیزیں ہوں جو اوپر بیان ہوئی ہیں تو ان کا حرام ہونا احتیاط واجب کی بنا پر ہے۔ اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر مچھلی کا خون اور فضلہ اور ٹڈی کا فضلہ بھی حرام ہے۔ ان کے علاوہ ان دونوں میں اور کچھ حرام نہیں۔

(۲۵۸۵) حرام گوشت حیوانات کا پیشاب پینا حرام ہے اور اسی طرح حلال گوشت حیوان — حتیٰ کہ

احتیاط لازم کی بنا پر اونٹ — کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن علاج کے لئے اونٹ، گائے اور بھیڑ کا پیشاب پینے میں اشکال نہیں ہے۔

(۲۵۸۶) چکنی مٹی کھانا حرام ہے نیز مٹی اور بجری کھانا احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم رکھتا ہے۔ البتہ (ملتانی مٹی کے مماثل) داغستانی اور آرمینیائی مٹی وغیرہ علاج کے لئے بحالت مجبوری کھانے میں اشکال نہیں ہے۔ حصول شفاء کی غرض سے سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام کے مزار مبارک کی مٹی (یعنی خاک شفاء) کی تھوڑی سی مقدار ایک چنے کے برابر کھانا جائز ہے۔ اگر اس خاک شفاء کو مزار مبارک یا اطراف سے خود نہ اٹھایا ہو تو اگر اس پر خاک شفاء کہنا صادق آئے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی کچھ مقدار پانی میں یا جیسی کسی چیز میں حل کرلی جائے تاکہ وہ (حل ہو کر) ختم ہو جائے اور بعد میں اس پانی کو پی لیا جائے۔ اسی طرح احتیاط کی بنا پر ایسی مٹی کے بارے میں بھی یہی رعایت رکھی جائے جس کے بارے میں یقین نہ ہو کہ اسے تربت اقدس سے اٹھایا گیا ہے اور اس پر کوئی گواہ بھی نہ ہو۔

(۲۵۸۷) ناک کا پانی اور سینے کا بلغم جو منہ میں آجائے اس کا نگلنا حرام نہیں ہے۔ نیز اس غذا کے نگلنے میں جو خلال کرتے وقت دانتوں کے ریخوں سے نکلے کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۵۸۸) کسی ایسی چیز کا کھانا حرام ہے جو موت کا سبب بنے یا انسان کے لئے سخت نقصاندہ ہو۔

(۲۵۸۹) گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص ان سے بدفعلی کرے تو وہ حیوان حرام ہو جاتا ہے اور جو دودھ اور نسل بدفعلی کے بعد پیدا ہو احتیاط واجب کی بنا پر وہ بھی حرام ہو جاتی ہے اور ان کا پیشاب اور لید نجس ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ انہیں شہر سے باہر لے جا کر دوسری جگہ بیچ دیا جائے اور اگر بدفعلی کرنے والا اس حیوان کا مالک نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو دے۔ اور اس حیوان کو بیچ کر جو قیمت وصول ہو وہ بدفعلی کرنے والے کی ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے حیوان سے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے مثلاً گائے، بھیڑ اور اونٹ وغیرہ سے بدفعلی کرے تو ان کا پیشاب اور گوبر نجس ہو جاتا ہے اور ان کا گوشت کھانا حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس کا دودھ پینے کا اور ان کی جو نسل بدفعلی کے بعد پیدا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ ضروری ہے کہ ایسے حیوان کو فوراً ذبح کر کے جلا دیا جائے اور جس نے اس حیوان کے ساتھ بدفعلی کی ہو اگر وہ اس کا مالک نہ ہو تو اس کی قیمت اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۹۰) اگر بکری کا بچہ سورنی کا دودھ اتنی مقدار میں پی لے کہ اس کا گوشت اور ہڈیاں اس سے قوت حاصل کریں تو خود وہ اور اس کی نسل حرام ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس سے کم مقدار میں دودھ پیئے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا استبراء کیا جائے اور اس کے بعد وہ حلال ہو جاتا ہے۔ اس کا استبراء یہ ہے کہ سات دن پاک دودھ پیئے اور اگر اسے دودھ کی حاجت نہ ہو تو سات دن گھاس کھائے۔ بھیڑ کا شیر خوار بچہ اور گائے کا بچہ اور دوسرے حلال گوشت حیوانوں کے بچے — احتیاط واجب کی بنا پر — بکری کے بچے کے حکم میں ہیں۔ نجاست کھانے والے حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اگر اس کا استبراء کیا جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اس کے استبراء کی ترکیب مسئلہ ۲۱۹ میں بیان ہوئی ہے۔

(۲۵۹۱) شراب پینا حرام ہے اور بعض احادیث میں اسے گناہ کبیرہ بتایا گیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "شراب برائیوں کی جڑ اور گناہوں کا منبع ہے۔ جو شخص شراب پیئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے۔ وہ اس وقت خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانتا، کوئی بھی گناہ کرنے سے نہیں چوکتا، کسی شخص کا احترام نہیں کرتا، اپنے قریبی رشتے داروں کے حقوق کا پاس نہیں کرتا، کھلم کھلا برائی کرنے سے نہیں شرماتا۔ اگر شراب کا صرف ایک گھونٹ پیتا ہے تو خدا، فرشتے، انبیا اور مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور مکمل مدہوشی تک پیئے تو ایمان اور خداشناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہوتی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے اور چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔"

(۲۵۹۲) جس دسترخوان پر شراب پی جارہی ہو اس پر چنی ہوئی کوئی چیز کھانا حرام ہے اور اسی طرح اس دسترخوان پر بیٹھنا جس پر شراب پی جارہی ہو احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے۔

(۲۵۹۳) ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے اڑوس پڑوس میں جب کوئی دوسرا مسلمان بھوک یا پیاس سے جاں بلب ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر مرنے سے بچائے۔ بشرطیکہ اس طرح اس کی اپنی جان خطرے میں نہ پڑے اور اسی طرح اگر وہ شخص مسلمان نہ بھی ہو تو یہی حکم ہے کیونکہ وہ ایک انسان ہے اور اس کا قتل جائز نہیں۔

کھانا کھانے کے آداب

(۲۵۹۴) کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں مستحب شمار کی گئی ہیں:

(۱) کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے۔

(۲) کھانا کھالینے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال (تولیئے وغیرہ) سے خشک کرے۔

(۳) میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب کے بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے۔ کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اس کی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اسی طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوتے رہیں حتیٰ کہ نوبت اس شخص تک آجائے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہو اور کھانا کھالینے کے بعد جو شخص میزبان کی بائیں طرف بیٹھا ہو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھوئے اور اسی طرح دھوتے چلے جائیں حتیٰ کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔

(۴) کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دسترخوان پر انواع واقسام کے کھانے ہوں تو ان میں سے ہر کھانا، کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

(۵) کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

(۶) تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔

(۷) اگر چند اشخاص دسترخوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔

(۸) چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔

(۹) دسترخوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طول دے۔

(۱۰) کھانا خوب اچھی طرح چبا کر کھائے۔

(۱۱) کھانا کھالینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

(۱۲) انگلیوں کو چاٹے۔

(۱۳) کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے۔ البتہ ریحان کے تنکے، انار کی لکڑی یا کھجور کے درخت کے تنکے اور پتے سے خلال نہ کرے۔

(۱۴) جو غذا دسترخوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھالے۔ لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لئے چھوڑ دے۔

(۱۵) دن اور رات کی ابتدا میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں اور رات کے درمیان میں نہ کھائے۔

(۱۶) کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھے۔

(۱۷) کھانا شروع کرتے وقت اور کھالینے کے بعد نمک چکھے۔

(۱۸) پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھولے۔

وہ باتیں جو کھانا کھاتے وقت مذموم ہیں

(۲۵۹۵) کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم شمار کی گئی ہیں:

(۱) بھرے پیٹ پر کھانا کھانا۔

(۲) بہت زیادہ کھانا—روایت میں ہے کہ خداوند عالم پیٹ بھرے شخص سے دوسری ہر چیز سے زیادہ نفرت کرتا ہے۔

(۳) کھانا کھاتے وقت دوسروں کے منہ کی طرف دیکھنا۔

(۴) گرم کھانا کھانا۔

(۵) جو چیز کھائی یا پی جارہی ہو اسے پھونک مارنا۔

(۶) دسترخوان پر کھانا لگ جانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔

(۷) روٹی کو چھری سے کاٹنا۔

(۸) روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔

(۹) ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں کھانا کہ ہڈی پر بالکل گوشت باقی نہ رہے۔

(۱۰) اس پھل کا چھلکا اتارنا جو چھلکے کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔

(۱۱) پھل پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کے آداب

(۲۵۹۶) پانی پینے کے آداب میں چند چیزیں شمار کی گئی ہیں:

(۱) پانی چوسنے کی طرز پر پیئے۔

(۲) پانی دن میں کھڑے ہو کر پیئے۔

(۳) پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ کہے۔

(۴) پانی (غٹا غٹ نہ پیئے بلکہ) تین سانس میں پیئے۔

(۵) پانی خواہش کے مطابق پیئے۔

(۶) پانی پینے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلبیت کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پانی پیتے وقت مذموم ہیں

(۲۵۹۷) زیادہ پانی پینا، مُرغن کھانے کے بعد پانی پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا مذموم شمار کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اسی طرح کوزے (وغیرہ) کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم شمار کیا گیا ہے۔

منت اور عہد کے احکام

(۲۵۹۸) ''منت'' یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کرلے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو ترک کردے گا۔

(۲۵۹۹) منت میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے مگر لازم نہیں کہ صیغہ عربی میں ہی پڑھا جائے لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ ''میرا مریض صحت یاب ہوگیا تو اللہ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں'' تو اس کی منت صحیح ہے۔ یا یوں کہے کہ اللہ کی خاطر میں نے یہ منت مانی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔ لیکن اگر اللہ کا نام نہ لے صرف یہ کہے کہ میں نے منت مانی ہے یا اولیاء اللہ میں سے کسی کا نام لے تو منت صحیح نہیں ہے۔ اگر نذر صحیح ہو اور مکلف جان بوجھ کر اس پر عمل نہ کرے تو گناہ ہے۔ اسے چاہیے کہ کفارہ دے۔ منت پوری نہ کرنے کا کفارہ قسم کی مخالفت کرنے کے جیسا کفارہ ہے جس کا بیان بعد میں ہوگا۔

(۲۶۰۰) ضروری ہے کہ منت ماننے والا بالغ اور عاقل ہو نیز اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ منت مانے۔ لہٰذا کسی ایسے شخص کا منت ماننا جسے مجبور کیا جائے یا جو جذبات میں آ کر بغیر ارادے کے بے اختیار منت مانے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۰۱) کوئی سفیہ (وہ شخص جو اپنا مال بیکار کاموں میں خرچ کرتا ہو) اگر منت مانے مثلاً یہ کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دیوالیہ شخص منت مانے کہ مثلاً اپنے اس مال میں سے جس میں تصرف کرنے سے اسے روک دیا گیا ہو کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۰۲) عورت کا شوہر سے اجازت لئے بغیر ان کاموں میں منت ماننا جو شوہر کے حقوق کے منافی ہوں یا منت کے بعد اجازت لینا صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ شادی سے پہلے منت مانی ہو اور عورت کا اپنے مال میں شوہر کی اجازت کے بغیر منت ماننا محل اشکال ہے۔ اس لئے احتیاط کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ لیکن (اپنے مال میں سے شوہر کی اجازت کے بغیر) حج کرنا، زکوٰۃ اور صدقہ دینا اور ماں باپ سے حسن سلوک اور رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا (صحیح ہے)۔

(۲۶۰۳) اگر عورت شوہر کی اجازت سے منت مانے تو شوہر اس کی منت ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے منت پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے۔

(۲۶۰۴) بیٹے کے منت ماننے پر باپ کی اجازت شرط نہیں لیکن اگر باپ یا ماں اسے اس کام سے جس کی اس نے منت مانی ہو منع کریں اور ان کا یہ منع کرنا شفقت کی بنا پر ہو جس کی مخالفت کرنا ان کی اذیت کا سبب ہو تو بیٹے کی منت باطل ہے۔

(۲۶۰۵) انسان کسی ایسے کام کی منت مان سکتا ہے جسے انجام دینا اس کے لئے ممکن ہو۔ لہٰذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر کربلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ منت مانے کہ وہاں تک پیدل جائے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔ اگر منت مانتے وقت قدرت رکھتا تھا اور بعد میں عاجز ہو جائے تو اس کا منت ماننا باطل ہے اور اس پر کچھ بھی واجب نہیں سوائے ان مواقع میں جہاں روزہ رکھنے کی منت مانی ہو اور روزہ نہ رکھ سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر دن کے روزے کے بعد ۷۵۰ گرام غذا فقیر کو صدقہ دے یا ۱.۵۰ کلوگرام غذا اس آدمی کو دے جو اس کے بدلے روزہ رکھے گا۔

(۲۶۰۶) اگر کوئی شخص منت مانے کہ کوئی حرام یا مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا مستحب کام ترک کرے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۰۷) اگر کوئی شخص منت مانے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا یا ترک کرے گا۔ لہٰذا اگر اس کام کا بجالانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو اس کی منت صحیح نہیں۔ اور اگر اس کام کا انجام دینا شرعی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان منت بھی اسی لحاظ سے مانے مثلاً منت مانے کہ کوئی (خاص) غذا کھائے گا تاکہ اللہ کی عبادت کے لئے اسے توانائی حاصل ہو تو اس کی منت صحیح ہے۔ اگر اس کام کا ترک کرنا شرعی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان منت بھی اسی لحاظ سے مانے کہ اس کام کو ترک کر دے گا مثلاً چونکہ تمباکو مضر (صحت) اور وظائف شرعی کو احسن

طریقے سے انجام دینے میں رکاوٹ ہے اس لئے منت مانے کہ اسے استعمال نہیں کرے گا تو اس کی منت صحیح ہے۔ لیکن اگر بعد میں تمباکو کا استعمال ترک کرنا اس کے لئے نقصاندہ ہو تو اس کی منت کالعدم ہو جائے گی۔

(۲۶۰۸) اگر کوئی شخص منت مانے کہ واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں، مثلاً منت مانے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا تو اگر وہاں نماز پڑھنا شرعی لحاظ سے بہتر ہو، مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے اس لئے انسان حضور قلب پیدا کر سکتا ہے، اگر اس کے منت ماننے کا مقصد یہی ہے تو منت صحیح ہے۔

(۲۶۰۹) اگر ایک شخص کوئی عمل بجالانے کی منت مانے تو ضروری ہے کہ وہ عمل اسی طرح بجالائے جس طرح منت مانی ہو۔ لہٰذا اگر منت مانے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا (مہینے کی پہلی تاریخ کو) اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجالائے تو کافی نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص منت مانے کہ جب اس کا مریض صحتیاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحتیاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے تو کافی نہیں ہے۔

(۲۶۱۰) اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی منت مانے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر وہ ایک روزہ رکھے تو کافی ہے۔ اگر نماز پڑھنے کی منت مانے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز نماز وتر پڑھ لے تو کافی ہے۔ اگر منت مانے کہ صدقہ دے گا اور صدقہ کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی منت کے مطابق عمل کر دیا ہے۔ اگر منت مانے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بجالائے گا تو اگر ایک (دو رکعتی) نماز پڑھ لے یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز صدقہ دے دے تو اس نے اپنی منت پوری کر لی ہے۔

(۲۶۱۱) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ اسی دن روزہ رکھے اور اگر جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے لیکن اس دن وہ اختیاراً یہ کر سکتا ہے کہ سفر کرے اور روزہ نہ رکھے۔ اگر سفر میں ہو تو لازم نہیں کہ ٹھہرنے کی نیت کر کے روزہ رکھے۔ اور اس صورت میں جبکہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو لازم ہے کہ روزے کی قضا کرے لیکن کفارہ نہیں ہے۔

(۲۶۱۲) اگر انسان حالت اختیار میں اپنی منت پر عمل نہ کرے تو کفارہ دینا ضروری ہے۔

(۲۶۱۳) اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل ترک کرنے کی منت مانے تو اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجالا سکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے پہلے بھول کر یا مجبوری سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو انجام نہ دے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

(۲۶۱۴) جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی منت مانی ہو اور اس کے لئے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا بہ امر مجبوری یا غفلت یا اشتباہ کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے یا کوئی اس کو مجبور کرے یا جاہل قاصر

ہو تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ لیکن اس کی نذر باقی رہے اور اگر اس کے بعد جب بھی بحالت اختیار اس عمل کو بجالائے ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

(۲۶۱۵) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعے کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعے کے دن عید الفطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعہ کے دن اسے کوئی اور عذر مثلاً سفر درپیش ہو یا حیض آ جائے تو ضروری ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجالائے۔

(۲۶۱۶) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مرجائے تو وارث کو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا لازم نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے صدقہ دے دیں۔

(۲۶۱۷) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مرجائے تو اس کے ورثاء کو پہنچانا لازم نہیں ہے۔

(۲۶۱۸) اگر کوئی منت مانے کہ ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثلاً حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لئے جائے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ان امامؑ کی زیارت نہ کر سکے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

(۲۶۱۹) جس شخص نے زیارت کرنے کی منت مانی ہو لیکن غسل زیارت اور اس کی نماز کی منت نہ مانی ہو تو اس کے لئے انہیں بجالانا لازم نہیں ہے۔

(۲۶۲۰) اگر کوئی شخص کسی امام یا امام زادے کے حرم کے لئے مال خرچ کرنے کی منت مانے اور کوئی خاص مصرف معین نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس مال کو اس حرم کی تعمیر (ومرمت) روشنیوں اور قالین وغیرہ پر صرف کرے۔ اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو یا وہ حرم مکمل طور پر بے نیاز ہو تو اس حرم کے ضرورت مند زائرین کی مدد میں خرچ کرے۔

(۲۶۲۱) اگر کوئی شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک یا کسی امام زادے یا علمائے سابقین اور ان جیسی ہستیوں میں سے کسی کے لئے کوئی چیز نذر کرے تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو ضروری ہے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے۔ اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو اُن حضرت سے نسبت رکھتا ہو مثلاً اُن کے نادار زائرین پر خرچ کرے یا اُن کے حرم کے مصارف پر خرچ کرے یا ایسے کاموں میں خرچ کرے جو اُن کا تذکرہ عام کرنے کا سبب ہوں۔

(۲۶۲۲) جس بھیڑ کو صدقے کے لئے یا کسی امام کے لئے نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو وہ (دودھ یا بچہ) اس کا مال ہے جس نے اس بھیڑ کو نذر کیا ہو، مگر یہ کہ اس کی نیت عام ہو (یعنی نذر کرنے والے نے اس بھیڑ، اس کے بچے اور دودھ وغیرہ سب چیزوں کی منت مانی ہو تو وہ سب نذر ہے) البتہ بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فربہ ہو جائے نذر کا جزء ہے۔

(۲۶۲۳) جب کوئی منت مانے کہ اگر اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر واپس آ جائے تو وہ فلاں کام کرے گا تو اگر پتا چلے کہ منت ماننے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آ گیا تھا تو پھر منت پر عمل کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۲۴) اگر باپ یا ماں منت مانیں کہ اپنی بیٹی کی شادی سیدزادے یا کسی شخص سے کریں گے تو لڑکی کے بارے میں والدین کی منت کی کوئی اہمیت نہیں اور لڑکی کسی چیز کی مکلف نہیں۔

(۲۶۲۵) جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ جب اس کی کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں کام کرے گا۔ پس جب اس کی حاجت پوری ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ کام انجام دے۔ نیز اگر وہ کسی حاجت کا ذکر کئے بغیر عہد کرے کہ فلاں کام انجام دے گا تو وہ کام کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

(۲۶۲۶) عہد میں بھی منت کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے۔ مثلاً یوں کہہ دے کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ میں یہ کام کروں گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کام کا عہد کیا جائے وہ شرعی طور پر اچھا ہو بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ شریعت میں اس کام سے نہ روکا گیا ہو اور عقلاء کے نزدیک با مقصد قرار پائے۔ یا اس شخص کے لئے اس میں کوئی مصلحت ہو اور اگر عہد کرنے کے بعد ایسا ہو جائے کہ اس کام کی کوئی مصلحت نہ رہے یا شرعاً ترجیح کے قابل نہ رہے اور مکروہ قرار پایا ہو تو ضروری نہیں کہ اس پر عمل کرے۔

(۲۶۲۷) اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو وہ گناہگار ہے اور ضروری ہے کہ کفارہ دے یعنی ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام

(۲۶۲۸) جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا یا ترک کرے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمباکو استعمال نہیں کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کے خلاف عمل کرے تو وہ گناہگار ہے اور ضروری ہے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا انہیں پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجانہ لا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ تین دن مسلسل روزے رکھے۔

(۲۶۲۹) قسم کی چند شرطیں ہیں:

(۱) جو شخص قسم کھائے ضروری ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہو نیز اپنے ارادے اور اختیار سے قسم کھائے۔ لہٰذا بچے، دیوانے، بے حواس اور اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کیا گیا ہو درست نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جذبات میں آ کر بلا ارادہ یا بے اختیار قسم کھائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۲) (قسم کھانے والا) جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے، ضروری ہے کہ وہ حرام یا مکروہ

نہ ہو اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائے، ضروری ہے کہ وہ واجب یا مستحب نہ ہو۔ اور اگر کوئی مباح کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے تو اگر عقلاء کی نظر میں اس کام کو انجام دینا یا اس کو ترک کرنا بہتر ہو یا اس کام میں قسم کھانے والے کے لئے کوئی دنیاوی مصلحت ہو تو اس کی قسم صحیح ہے۔

(۳) (قسم کھانے والا) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اس ذات کے سوا کسی اور کے لئے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ ـــ یا اللہ کی ایسی صفات اور ایسے افعال سے قسم کھائے جو صرف اسی کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً کہے: ''اس ذات کی قسم! جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔'' اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کے لئے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے اتنی کثرت سے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی کوئی وہ نام لے تو خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو۔ مثلاً اگر کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو بھی قسم صحیح ہے۔ بلکہ اگر کسی ایسے نام کی قسم کھائے کہ جب اس نام کو قسم کھانے کے مقام میں استعمال کیا جائے تو ذات حق ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً سمیع اور بصیر (کی قسم کھائے) تب بھی اس کی قسم صحیح ہے۔

(۴) (قسم کھانے والا) قسم کے الفاظ زبان پر لائے۔ لیکن اگر گونگا شخص اشارے سے قسم کھائے تو صحیح ہے۔ اور اسی طرح وہ شخص جو بات کرنے پر قادر نہ ہو اگر قسم کو لکھے اور دل میں نیت کرلے تو کافی ہے۔ بلکہ جو بول سکتا ہے وہ بھی اگر لکھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس پر عمل کیا جائے۔

(۵) (قسم کھانے والے کے لئے) قسم پر عمل کرنا ممکن ہو۔ اگر قسم کھانے کے وقت اس کے لئے اس پر عمل کرنا ممکن نہ ہو لیکن بعد میں ممکن ہو جائے تو کافی ہے۔ اور اگر قسم کھاتے وقت ممکن ہو بعد میں اس پر عمل کرنے سے عاجز ہو جائے تو جس وقت سے عاجز ہوگا اس وقت سے اس کی قسم کالعدم ہو جائے گی۔ اگر قسم پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ اگر یہ عجز اس کے اختیار سے ہو یا بغیر اختیار کے، اگر تاخیر کے وقت کے اعتبار سے اس کا کوئی عذر نہ ہو تو اس نے گناہ کیا اور اس پر کفارہ واجب ہے۔

(۲۶۳۰) اگر باپ، بیٹے کو یا شوہر، بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۳۱) اگر بیٹا، باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی، شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں۔

(۲۶۳۲) اگر انسان بھول کر یا مجبوری کی وجہ سے یا غفلت کی بنا پر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ اور اگر اسے مجبور کیا جائے کہ قسم پر عمل نہ کرے تب بھی یہی حکم ہے۔ اگر وہمی قسم کھائے مثلاً یہ کہے

کہ واللہ! میں ابھی نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور وہم کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وہم ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے مجبور ہو کر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

(۲۶۳۳) اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں تو اگر وہ سچ کہہ رہا ہے تو اس کا قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ بول رہا ہے تو حرام ہے۔ بلکہ مقدمات کے فیصلے کے وقت جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم کے شر سے نجات دلانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں اشکال نہیں بلکہ بعض اوقات ایسی قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر توریہ کرنا ممکن ہو اور اس طرف توجہ رکھ بھی سکتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ توریہ کرے۔ (یعنی قسم کھاتے وقت قسم کے الفاظ کے ظاہری مفہوم کو چھوڑ کر دوسرے مطلب کی نیت کرے اور جو مطلب اس نے لیا ہے اس کو ظاہر نہ کرے) مثلاً اگر کوئی ظالم کسی کو اذیت دینا چاہے اور کسی دوسرے شخص سے پوچھے کہ کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے؟ اور اس نے اس شخص کو ایک منٹ قبل دیکھا ہو تو وہ کہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا اور قصد یہ کرے کہ اس وقت سے پانچ منٹ پہلے میں نے اسے نہیں دیکھا۔

وقف کے احکام

(۲۶۳۴) اگر ایک شخص کوئی چیز وقف کرے تو وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی وہ چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں جن کا ذکر مسئلہ ۲۰۵۴ میں کیا گیا ہے اسے بیچنے میں اشکال نہیں۔

(۲۶۳۵) یہ لازم نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ کتاب طالب علموں کے لئے وقف کردی ہے تو وقف صحیح ہے۔ بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا کسی عمارت کو مسجد کی نیت سے اس طرح بنائے جیسے مساجد بنائی جاتی ہیں تو وقف ثابت ہو جائے گا۔ لیکن صرف نیت کرنے سے وقف ثابت نہیں ہوتا۔ وقف کے صحیح ہونے میں کسی کا قبول کرنا لازم نہیں ہے چاہے وقف عام ہو یا خاص۔ اسی طرح اس میں قصد قربت بھی ضروری نہیں۔

(۲۶۳۶) اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لئے معین کرے اور وقف کرنے سے پہلے پچھتائے یا مرجائے تو وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر وقف خاص میں موقوف علیہ کے قبضے میں لینے سے پہلے مر جائے تو بھی وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

(۲۶۳۷) اگر ایک شخص کوئی مال وقف کرے تو ضروری ہے کہ وقف کرنے کے وقت سے اس مال کو

ہمیشہ کے لئے وقف کردے اور مثال کے طور پر اگر وہ کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہوگا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک وقف نہیں رہا اس لئے وقف صحیح نہیں ہے۔ نیز اگر کہے کہ یہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہوگا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لئے وقف ہوگا پھر پانچ سال کے لئے وقف نہیں ہوگا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر اس دوران ''حبس'' کی نیت کرے تو ''حبس'' واقع ہو جاتا ہے۔

(۲۶۳۸) خصوصی وقف اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے ان کے یا ان کے وکیل یا سرپرست کے تصرف میں دیدے اور یہ کافی ہے کہ طبقۂ اول میں سے کوئی شخص موجود ہو وہ اسے اپنے تصرف میں لے لے۔ لیکن اگر کوئی شخص کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لئے وقف کرے اگر وہ وقف کردہ چیز اسی کی نگہداری میں ہو تو کافی ہے اور وقف صحیح ہے۔

(۲۶۳۹) عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ معتبر نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

(۲۶۴۰) ضروری ہے کہ وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو نیز قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کرسکتا ہو۔ اس بنا پر اگر سفیہ — یعنی وہ شخص جو اپنا مال بے کار کاموں میں خرچ کرتا ہو — چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے اگر وہ کوئی چیز وقف کرے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۴۱) اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لئے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے۔ لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو ابھی موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگرچہ وقف کرتے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں (وہ وقف صحیح ہے)۔ مثلاً ایک شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کرے کہ ان کے بعد اس کے پوتوں کے لئے وقف ہوگی اور (اولاد کے) ہر گروہ کے بعد آنے والا گروہ اس وقف سے استفادہ کرے گا تو وقف صحیح ہے۔

(۲۶۴۲) اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کرے مثلاً کوئی دکان وقف کردے تاکہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس کے قرضوں کی ادائیگی یا اس کی عبادات کی اجرت پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے۔ لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مکان فقراء کی رہائش کے لئے وقف کردے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو اس مکان میں رہائش کرسکتا ہے۔ البتہ اگر وہ یوں وقف کرے کہ اس مکان کا کرایہ فقراء میں تقسیم کرے گا، بعد میں خود فقیر ہو جائے تو اس کا اس مال میں سے لینا محل اشکال ہے۔

(۲۶۴۳) جو چیز کسی شخص نے وقف کی ہو اگر اس نے اس کا متولی بھی معین کیا ہو تو ضروری ہے کہ ہدایات کے مطابق عمل ہو اور اگر واقف نے متولی معین نہ کیا ہو اور مال مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کیا ہو تو وہ افراد اس سے استفادہ کرنے میں خود مختار ہیں اور اگر بالغ نہ ہوں تو پھر ان کا سرپرست مختار ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لئے حاکم شرع کی اجازت لازم نہیں۔ لیکن ایسے کام جس میں وقف کی بہتری

یا آئندہ نسلوں کی بھلائی ہو — مثلاً وقف کی تعمیر کرنا یا وقف کو کرائے پر دینا کہ جس میں بعد والے طبقے کے لئے فائدہ ہے — تو اس کا مختار حاکم شرع ہے۔

(۲۶۴۴) اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقراء یا سادات کے لئے وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات دیا جائے تو اس صورت میں کہ اس نے وقف کے لئے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

(۲۶۴۵) اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کرے تاکہ ایک پشت کے بعد دوسری پشت اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کا متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اس املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور جن لوگوں کے لئے وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک پشت اسے کرائے پر دے دے اور اجارے کی مدت کے دوران وہ پشت مر جائے اور جو پشت اس کے بعد ہو وہ اس اجارے کی تصدیق نہ کرے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر کرایہ دار نے پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو تو اجارہ باطل ہونے کے وقت سے اجارے کی مدت کے خاتمے تک کا کرایہ (مرنے والے کے مال سے) واپس لے سکتا ہے۔

(۲۶۴۶) اگر وقف کردہ املاک برباد بھی ہو جائے تو اس کے وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کی ہوئی چیز کسی خاص مقصد کے لئے وقف ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ بطور باغ وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور واقف کے ورثاء کی ملکیت میں دوبارہ داخل ہو جائے گا۔

(۲۶۴۷) کسی املاک کا کچھ حصہ وقف ہو اور کچھ حصہ وقف نہ ہو اور اگر وہ املاک تقسیم نہ کی گئی ہو تو وقف کا متولی اور اس حصے کا مالک جو وقف نہیں ہے وقف شدہ حصہ جدا کرسکتے ہیں۔

(۲۶۴۸) اگر وقف کا متولی خیانت کرے مثلاً اس کا منافع معین مدوں میں استعمال نہ کرے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تاکہ وہ متولی کو خیانت سے روکے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانتدار متولی مقرر کرسکتا ہے۔

(۲۶۴۹) جو قالین (وغیرہ) امام بارگاہ کے لئے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں لے جایا جاسکتا خواہ وہ مسجد امام بارگاہ سے ملحق ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ مال امام بارگاہ کی ملکیت میں ہو تو متولی کی اجازت سے دوسری جگہ لے جاسکتے ہیں۔

(۲۶۵۰) اگر کوئی املاک کسی مسجد کی مرمت کے لئے وقف کی جائے تو اگر اس مسجد کو مرمت کی ضرورت نہ ہو اور اس بات کی توقع بھی نہ ہو کہ آئندہ یا کچھ عرصے بعد اسے مرمت کی ضرورت ہوگی نیز اس املاک کی آمدنی کو جمع کر کے حفاظت کرنا بھی ممکن نہ ہو کہ بعد میں اس مسجد کی مرمت میں لگا دی جائے تو اس صورت میں احتیاط لازم یہ ہے کہ اس املاک کی آمدنی کو اس کام میں صرف کرے جو وقف کرنے والے کے مقصود سے نزدیک تر ہو مثلاً اس مسجد کی کوئی دوسری ضرورت پوری کردی جائے یا کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں لگا دی جائے۔

(۲۶۵۱) اگر کوئی شخص کوئی املاک وقف کرے تاکہ اس کی آمدنی مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے اور امام جماعت کو اور مسجد کے موذن کو دی جائے تو اس صورت میں کہ اس شخص نے ہر ایک کے لئے کوئی مقدار معین کی ہو تو ضروری ہے کہ آمدنی اسی کے مطابق خرچ کی جائے۔ اور اگر معین نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ پہلے مسجد کی مرمت کرائی جائے اور پھر اگر کچھ بچے تو متولی اسے امام جماعت اور موذن کے درمیان جس طرح مناسب سمجھے تقسیم کردے لیکن بہتر ہے کہ یہ دونوں اشخاص تقسیم کے متعلق ایک دوسرے سے مصالحت کرلیں۔

وصیت کے احکام

(۲۶۵۲) ''وصیت'' یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے فلاں فلاں کام کئے جائیں یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہوگی یا اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کی جائے یا امور خیریہ پر صرف کی جائے یا اپنی اولاد کے لئے اور جو لوگ اس کی کفالت میں ہوں ان کے لئے کسی کو نگراں اور سرپرست مقرر کرے اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے ''وصی'' کہتے ہیں۔

(۲۶۵۳) جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے اپنا مقصد سمجھا دے تو وہ ہر کام کے لئے وصیت کرسکتا ہے بلکہ جو شخص بول سکتا ہو اگر وہ بھی اس طرح اشارے سے وصیت کرے کہ اس کا مقصد سمجھ میں آجائے تو وصیت صحیح ہے۔

(۲۶۵۴) اگر ایسی تحریر مل جائے جس پر مرنے والے کے دستخط یا مہر ثبت ہو تو اگر اس تحریر سے اس کا مقصد سمجھ میں آجائے اور پتا چل جائے کہ یہ چیز اس نے وصیت کی غرض سے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

(۲۶۵۵) جو شخص وصیت کرے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو، سفیہ نہ ہو اور اپنے اختیار سے وصیت کرے۔ لہٰذا نابالغ بچے کا وصیت کرنا صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ بچہ دس سال کا ہو اور اس نے اپنے رشتے داروں کے لئے وصیت کی ہو یا عام خیرات میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس کی وصیت صحیح ہے۔ اگر اپنے رشتے داروں کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے وصیت کرے یا سات سالہ بچہ وصیت کرے کہ ''اس کے اموال میں سے تھوڑی سی چیز کسی شخص کے لئے ہے یا کسی شخص کو دے دی جائے'' تو وصیت کا نافذ ہونا محل اشکال ہے پس ضروری ہے کہ احتیاط کا خیال رکھا جائے۔ اور اگر کوئی شخص سفیہ ہو تو اس کی وصیت اس کے اموال میں نافذ نہیں ہے۔ لیکن اس کے علاوہ دوسرے امور میں نافذ ہے۔ مثلاً ایسے امور میں جو اس کی تجہیز و تکفین سے متعلق ہیں۔

(۲۶۵۶) جس شخص نے خودکشی کا ارادہ کرکے مثلاً اپنے آپ کو زخمی کرلیا ہو یا زہر کھالیا ہو کہ جو ہلاکت کا سبب ہے، اگر وہ وصیت کرے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کسی مخصوص مصرف میں لائی جائے اور اس کے بعد وہ مرجائے تو اس کی وصیت صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کی موت اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی وجہ سے ہو (تو وصیت صحیح ہے)۔ لیکن غیر مالی امور میں اس کی وصیت صحیح ہے۔

(۲۶۵۷) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کی املاک میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کا مال ہوگی تو اس صورت میں جبکہ وہ دوسرا شخص وصیت کو قبول کرلے خواہ اس کا قبول کرنا وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہو خواہ اس کے مرنے کے بعد، تو وہ چیز ''موصی'' کی موت کے بعد اس کی ملکیت ہوجائے گی، بشرطیکہ وہ چیز اس کے ترکے ۱/۳ سے زیادہ نہ ہو۔

(۲۶۵۸) جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو ضروری ہے کہ لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کردے یا انہیں اطلاع دے دے۔ اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۳۰۲ میں بیان ہوچکی ہے۔ اگر وہ لوگوں کا مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو یا آگیا ہو اور قرض خواہ اپنے قرضے کا مطالبہ نہ کررہا ہو یا کررہا ہو تو اگر وہ خود قرضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو ضروری ہے کہ ایسا کام کرے جس سے اطمینان ہوجائے کہ اس کا قرض اس کی موت کے بعد قرض خواہ کو ادا کردیا جائے گا۔ مثلاً اس صورت میں کہ اسکے قرضے کا کسی دوسرے کو علم نہ ہو وہ وصیت کرے اور گواہوں کے سامنے وصیت کرے۔ لیکن اگر قرض کی ادائیگی کرسکتا ہو اور وقت ہوچکا ہو اور قرضدار مطالبہ کرلے تو فوراً ادا کرے اگرچہ موت کے آثار بھی نہ دیکھے۔

(۲۶۵۹) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر زکوٰۃ، خمس اور مظالم اس کے ذمے ہوں اور وہ انہیں اس وقت ادا نہ کرسکتا ہو لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص انہیں ادا کردے گا تو ضروری ہے کہ ایسا کام کرے جس سے اطمینان ہوجائے کہ اس کے مرنے کے بعد ادا کردیئے جائیں گے۔ مثلاً کسی قابل اعتماد شخص کو وصیت کردے اور اگر اس پر حج واجب ہو اور خود نائب مقرر نہ کرسکتا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر وہ شخص اس وقت اپنے شرعی واجبات ادا کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ فوراً ادا کرے اگرچہ وہ اپنے آپ میں موت کی نشانیاں نہ دیکھے۔

(۲۶۶۰) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو ضروری ہے کہ ایسا کام کرے جس سے اطمینان ہوجائے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے ادا کردیئے جائیں گے۔ مثلاً وصیت کردے کہ اس کے مال سے ان عبادات کی ادائیگی کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلا معاوضہ یہ عبادات بجالائے گا تب بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے لیکن اگر اس کا اپنا کوئی ہو مثلاً بڑا لڑکا ہو اور وہ شخص جانتا ہو کہ اگر اسے خبر دی جائے تو وہ اس کی قضا نمازیں اور روزے بجالائے گا تو اسے خبر دینا ہی کافی ہے، وصیت کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۶۱) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ

چھپا ہوا ہو جس کا ورثاء کو علم نہ ہو تو ضروری ہے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لئے نگراں اور سرپرست مقرر کرے لیکن اس صورت میں جبکہ نگراں کا نہ ہونا مال کے تلف ہونے کا سبب ہو یا خود بچوں کے لئے نقصان دہ ہو تو ضروری ہے کہ ان کے لئے ایک امین نگراں مقرر کرے۔

(۲۶۶۲) وصی کا عاقل ہونا ضروری ہے۔ نیز جو امور موصی سے متعلق ہیں اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر جو امور دوسروں سے متعلق ہیں ضروری ہے کہ وصی ان کے بارے میں مطمئن ہو اور ضروری ہے کہ مسلمان کا وصی بھی احتیاط واجب کی بنا پر مسلمان ہو۔ اگر موصی فقط نابالغ بچے کے لئے اس مقصد سے وصیت کرے تاکہ وہ بچپن میں سرپرست سے اجازت لئے بغیر تصرف کر سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر یہ صحیح نہیں ہے۔ اور ضروری ہے کہ اس کا تصرف حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔ لیکن اگر موصی کا مقصد یہ ہو کہ بالغ ہونے کے بعد یا سرپرست کی اجازت سے تصرف کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۶۶۳) اگر کوئی شخص کئی لوگوں کو اپنا وصی معین کرے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کر سکتا ہے تو لازم نہیں کہ وہ وصیت انجام دینے میں ایک دوسرے سے اجازت لیں۔ اور اگر وصیت کرنے والے نے ایسی کوئی اجازت نہ دی ہو تو خواہ اس نے کہا ہو یا نہ کہا ہو کہ سب مل کر وصیت پر عمل کریں، انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی رائے کے مطابق وصیت پر عمل کریں اور اگر وہ مل کر وصیت پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں اور مل کر عمل نہ کرنے میں کوئی شرعی عذر نہ ہو تو حاکم شرع انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ حاکم شرع کا حکم نہ مانیں یا مل کر عمل نہ کرنے کا ان کے پاس کوئی شرعی عذر ہو تو وہ ان میں سے کسی ایک کی جگہ کوئی اور وصی مقرر کر سکتا ہے۔

(۲۶۶۴) اگر کوئی شخص اپنی وصیت سے منحرف ہو جائے مثلاً پہلے وہ یہ کہے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے اور بعد میں کہے کہ اسے نہ دیا جائے تو وصیت کالعدم ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں تبدیلی کر دے مثلاً پہلے ایک شخص کو اپنے بچوں کا نگراں مقرر کرے اور بعد میں اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو نگراں مقرر کر دے تو اس کی پہلی وصیت کالعدم ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ اس کی دوسری وصیت پر عمل کیا جائے۔

(۲۶۶۵) اگر ایک شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے پتا چلے کہ وہ اپنی وصیت سے منحرف ہو گیا ہے مثلاً جس مکان کے بارے میں وصیت کی ہو کہ وہ کسی کو دیا جائے اسے بیچ دے یا — پہلی وصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے — کسی دوسرے شخص کو اسے بیچنے کیلئے وکیل مقرر کر دے تو وصیت کالعدم ہو جاتی ہے۔

(۲۶۶۶) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ایک معین چیز کسی شخص کو دی جائے اور بعد میں وصیت کرے کہ اس چیز کا نصف حصہ کسی اور شخص کو دیا جائے تو ضروری ہے کہ (اس چیز کے دو حصے کئے جائیں اور) ان دونوں اشخاص میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دیا جائے۔

(۲۶۶۷) اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے اپنے مال کی کچھ مقدار کسی

شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد مال کی کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو اگر اس کے مال کا تیسرا حصہ دونوں مال کے لئے کافی نہ ہو اور ورثاء بھی تیسرے حصے سے زیادہ مقدار کی اجازت دینے پر تیار نہ ہوں تو ضروری ہے کہ پہلے جو مال اس نے بخشا ہے وہ تیسرے حصے سے دیدیں اور اس کے بعد جو مال باقی بچے وہ وصیت کے مطابق خرچ کریں۔

(۲۶۶۸) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲۶۶۹) اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے، یہ کہے کہ وہ اتنی مقدار میں کسی شخص کا مقروض ہے، تو اگر اس پر یہ تہمت ہو کہ اس نے یہ بات ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لئے کی ہے تو ضروری ہے کہ جو مقدار قرض کی اس نے معین کی ہے وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے دی جائے اور اگر اس پر یہ تہمت نہ ہو تو اس کا اقرار نافذ ہے اور قرضہ اس کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے۔

(۲۶۷۰) جس شخص کو انسان وصی کرے کہ کوئی چیز اسے دی جائے یہ ضروری نہیں کہ وصیت کرنے کے وقت وہ وجود رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ شخص وصیت کرنے والے کی موت کے بعد موجود ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ موجود نہ ہو اور وصیت ایک سے زیادہ مقاصد کے لئے سمجھی جائے تو ضروری ہے کہ اس مال کو کسی ایسے دوسرے کام میں صرف کیا جائے جو وصیت کرنے والے کے مقصد سے زیادہ قریب ہو ورنہ ورثاء خود اسے آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وصیت کرے کہ مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کا مال ہوگی تو اگر وہ شخص وصیت کرنے والے کی موت کے وقت موجود ہو اگرچہ (عورت کے پیٹ میں) حمل (کی صورت میں) ہو کہ ابھی اس میں جان نہ پڑی ہو تو وصیت صحیح ہے ورنہ باطل ہے اور جس چیز کی اس شخص کے لئے وصیت کی گئی ہو (وصیت باطل ہونے کی صورت میں) ورثاء اسے آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۲۶۷۱) اگر انسان کو پتا چلے کہ کسی نے اسے وصی بنایا ہے تو اگر وہ وصیت کرنے والے کو اطلاع دے دے کہ وہ اس کی وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو لازم نہیں کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے۔ لیکن اگر وصیت کنندہ کے مرنے سے پہلے انسان کو یہ پتا نہ چلے کہ اس نے اسے وصی بنایا ہے یا پتا چل جائے لیکن اسے یہ اطلاع نہ دے کہ وہ (یعنی جسے وصی مقرر کیا گیا ہے) اس کی (یعنی موصی کی) وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو اگر وصیت پر عمل کرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی وصیت پر عملدرآمد کرے نیز اگر موصی کے مرنے سے پہلے وصی کسی وقت اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ مرض کی شدت کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر موصی کسی دوسرے شخص کو وصیت نہیں کر سکتا تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وصی وصیت کو قبول کرلے۔

(۲۶۷۲) جس شخص نے وصیت کی ہو اگر وہ مر جائے تو وصی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو میت کا

وصی معین کرے اور خود ان کاموں سے کنارہ کش ہو جائے۔ لیکن اگر اسے علم ہو کہ مرنے والے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ خود وصی ہی ان کاموں کو انجام دینے میں شریک ہو بلکہ اس کا مقصد فقط یہ تھا کہ کام کر دیئے جائیں تو وصی کسی دوسرے شخص کو ان کاموں کی انجام دہی کے لئے اپنی طرف سے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

(۲۶۷۳) اگر کوئی شخص دو افراد کو اکٹھے وصی بنائے تو اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے اور وصیت کی عبارت سے یہ سمجھ میں آئے کہ ایک کے فوت ہونے پر دوسرا مستقل وصی ہوگا تو ضروری ہے کہ اسی پر عمل کیا جائے ورنہ حاکم شرع اس کی جگہ ایک اور شخص کو وصی مقرر کرے گا۔ اور اگر دونوں مر جائیں یا کافر یا دیوانے ہو جائیں تو حاکم شرع دو دوسرے اشخاص کو ان کی جگہ معین کرے گا لیکن اگر ایک شخص وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو اشخاص کا معین کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۷۴) اگر وصی تنہا خواہ وکیل مقرر کر کے یا دوسرے کو اجرت دے کر متوفی کے کام انجام نہ دے سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لئے ایک اور شخص مقرر کرے گا۔

(۲۶۷۵) اگر متوفی کے مال کی کچھ مقدار وصی کے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو اگر وصی نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی یا تعدی کی ہو مثلاً اگر متوفی نے اسے وصیت کی ہو کہ مال کی اتنی مقدار فلاں شہر کے فقیروں کو دے دے اور وصی مال کو دوسرے شہر لے جائے اور وہ راستے میں تلف ہو جائے تو وہ ذمے دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی اور تعدی نہ کی ہو تو ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۶۷۶) اگر انسان کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور کہے کہ اگر وہ شخص (یعنی وصی) مر جائے تو پھر فلاں شخص وصی ہوگا تو جب پہلا وصی مر جائے تو دوسرے وصی کے لئے متوفی کے کام انجام دینا ضروری ہے۔

(۲۶۷۷) جو حج متوفی پر واجب ہو نیز قرضہ اور مالی واجبات مثلاً خمس، زکوٰۃ اور مظالم جن کا ادا کرنا واجب ہو انہیں متوفی کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے اگرچہ متوفی نے ان کے لئے وصیت نہ بھی کی ہو۔ لیکن کفارات، منذرات اور نذر کی ہوئی حج کی اگر وصیت کی ہے تو ایک ثلث مال سے ادا کئے جائیں۔

(۲۶۷۸) اگر متوفی کا ترکہ قرضے سے اور واجب حج سے اور ان شرعی واجبات سے جو اس پر واجب ہوں مثلاً خمس اور زکوٰۃ اور مظالم سے زیادہ ہو تو اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کی کچھ مقدار ایک معین مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو کچھ بچے وہ ورثاء کا مال ہے۔

(۲۶۷۹) جو مصرف متوفی نے معین کیا ہو اگر وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہو تو مال کے تیسرے حصے سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت اس صورت میں صحیح ہے جب ورثاء کوئی ایسی بات یا ایسا کام کریں جس سے معلوم ہو کہ انہوں نے وصیت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور ان کا صرف راضی ہونا کافی نہیں ہے اور اگر وہ وصی کی رحلت کے کچھ عرصے بعد بھی اجازت دیں تو صحیح ہے اور اگر بعض ورثاء اجازت دے دیں اور بعض وصیت کو رد کر دیں تو جنہوں نے اجازت دی ہو ان کے حصوں کی حد تک وصیت صحیح اور نافذ ہے۔

(۲۶۸۰) جو مصرف متوفی نے معین کیا ہو اگر اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہو تو اس کی وصیت تیسرے حصے سے زیادہ میں اس صورت میں صحیح ہے جب اس کے ورثاء اس کی اجازت دے دیں خواہ زبان سے خواہ عمل سے۔ اور دلی رضامندی کافی نہیں ہے۔ اور اگر اس کے مرنے کے کچھ عرصے بعد اجازت دیں تو صحیح ہے۔ اور اگر بعض ورثاء اجازت دیں اور بعض رد کر دیں تو وصیت صرف ان کے حصے میں صحیح اور نافذ ہوگی جنہوں نے اجازت دی ہے۔

(۲۶۸۱) اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے خمس اور زکوٰۃ یا کوئی اور قرضہ جو اس کے ذمے ہو دیا جائے اور اس کی قضا نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام مثلاً فقیروں کو کھانا کھلانا بھی انجام دیا جائے تو ضروری ہے کہ پہلے اس کا قرضہ مال کے تیسرے حصے سے دیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور اگر پھر بھی کچھ بچ جائے تو جو مستحب کام اس نے معین کیا ہو اس پر صرف کیا جائے اور اگر اس کے مال کا تیسرا حصہ صرف اس کے قرضے کے برابر ہو اور ورثاء بھی تہائی مال سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں تو نماز، روزوں اور مستحب کاموں کے لئے کی گئی وصیت باطل ہے۔

(۲۶۸۲) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کے تیسرے حصے سے دی جائیں تو ضروری ہے کہ اس کا قرضہ اصل مال سے دیا جائے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نماز، روزوں (جیسی عبادات) اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے جو اس نے معین کئے ہیں۔ اور اس صورت میں جبکہ تیسرا حصہ (ان کاموں کے لیئے) کافی نہ ہو اگر ورثاء اجازت دیں تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضا کی اجرت مال کے تیسرے حصے سے دینی چاہئے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہو اس پر خرچ کرنا چاہئے۔

(۲۶۸۳) اگر کوئی شخص کہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کر دیں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل شخص اس کے قول کی تصدیق کر دے یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتیں یا پھر چار عادل عورتیں اس کے قول کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ بتائے اسے دینا ضروری ہے۔ اور اگر ایک عادل عورت گواہی دے تو ضروری ہے کہ جس چیز کا وہ مطالبہ کر رہا ہو اس کا چوتھا حصہ اسے دیا جائے اور اگر دو عادل عورتیں گواہی دیں تو اس کا نصف دیا جائے اور اگر تین عادل عورتیں گواہی دیں تو اس کا تین چوتھائی دیا جائے۔ نیز اگر دو کتابی کافر مرد جو ذمی ہوں اور اپنے مذہب میں عادل ہوں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس صورت میں جبکہ کوئی مسلمان گواہی دینے کے لئے موجود نہ ہو تو وہ شخص جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہو وہ اسے دے دینی ضروری ہے۔

(۲۶۸۴) اگر کوئی شخص کہے کہ میں متوفی کا وصی ہوں تاکہ اس کے مال کو فلاں مصرف میں لے آؤں تو اس کا قول اس صورت میں قبول کرنا چاہئے جبکہ دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کریں یا دو ذمی افراد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں، گواہی دیں جبکہ کوئی مسلمان گواہی کے لئے موجود نہ ہو۔ اسی طرح اگر ورثہ قبول کرلیں تو اس کا قول ثابت ہو جائے گا۔

(۲۶۸۵) اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کی اتنی مقدار فلاں شخص کی ہوگی اور وہ شخص وصیت کو قبول کرنے یا رد کرنے سے پہلے مر جائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رد نہ کردیں وہ اس چیز کو قبول کرسکتے ہیں لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے منحرف نہ ہو جائے ورنہ وہ (یعنی وصی کے ورثاء) اس چیز پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

میراث کے احکام

(۲۶۸۶) جو اشخاص متوفی سے رشتے داری کی بنا پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں:

(۱) پہلا گروہ متوفی کا باپ، ماں اور اولاد ہیں اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے۔ ان میں سے جو کوئی متوفی سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

(۲) دوسرا گروہ دادا، دادی، نانا، نانی، بہن اور بھائی ہیں اور بھائی اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے جو کوئی متوفی سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے۔ جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

(۳) تیسرا گروہ چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد ہے۔ جب تک متوفی کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو ان کی اولاد ترکہ نہیں پاتی لیکن اگر متوفی کا پدری چچا اور ماں باپ دونوں کی طرف سے چچازاد بھائی موجود ہو اور ماموں اور خالہ موجود نہ ہوں تو ترکہ باپ اور ماں کی طرف سے چچازاد بھائیوں کو ملے گا اور پدری چچا کو نہیں ملے گا لیکن اگر چچا یا چچازاد بھائی متعدد ہوں یا متوفی کی بیوی زندہ ہو تو یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

(۲۶۸۷) اگر خود متوفی کا چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد یا ان کی اولاد کی اولاد نہ ہو تو اس کے باپ اور ماں کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور

اگر وہ بھی نہ ہو تو متوفی کے دادا، دادی اور نانا، نانی کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

(۲۶۸۸) بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بتایا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

(۲۶۸۹) اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص متوفی کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماں یا اکلوتا بیٹا یا اکلوتی بیٹی ہو تو متوفی کا تمام مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹا، بیٹی سے دگنا حصہ پاتا ہے۔

(۲۶۹۰) اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں کو ملتا ہے۔ لیکن اگر متوفی کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان، آزاد اور ایک باپ کی اولاد ہوں خواہ ان کی ماں حقیقی ہو یا سوتیلی ہو بشرطیکہ پیدا ہو چکے ہوں تو اگرچہ وہ متوفی کے باپ اور ماں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں کو مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی مال باپ کو ملتا ہے۔

(۲۶۹۱) جب متوفی کے وارث فقط اس کا باپ، ماں اور ایک بیٹی ہو لہٰذا اگر اس کے گزشتہ مسئلے میں بیان کردہ شرائط رکھنے والے بھائی اور بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں ان میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے۔ اور اگر متوفی کے سابقہ بیان کردہ شرائط والے بھائی یا بہنیں ہوں تو باپ کو ۱/۵ اور ماں کو ۱/۶ حصہ اور بیٹی کو ۳/۵ حصے ملتے ہیں اور جو ۱/۳۰ حصہ باقی بچا ہے اس کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ ماں کا حصہ ہوگا جیسے کہ احتمال ہے کہ ۳/۴ حصہ لڑکی کا اور ۱/۴ حصہ باپ کا ہوگا۔ اس میں جو فرق ہے اس کے بارے میں احتیاط واجب کی بنا پر باہم مصالحت کی جائے۔

(۲۶۹۲) اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ، ماں اور ایک بیٹا ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر متوفی کے (صرف) چند بیٹے ہوں یا (صرف) چند بیٹیاں ہوں تو وہ ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۶۹۳) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

(۲۶۹۴) اگر باپ یا ماں متوفی کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ

ہر بیٹے کو بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۶۹۵) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک بیٹی ہوں تو مال کے چار حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور باقی تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔

(۲۶۹۶) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور چار حصے بیٹیاں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کرلیتی ہیں۔

(۲۶۹۷) اگر متوفی کی اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد — خواہ وہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو — متوفی کے بیٹے کا حصہ پاتی ہے اور بیٹی کی اولاد — خواہ وہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو — متوفی کی بیٹی کا حصہ پاتی ہے۔ مثلاً اگر متوفی کا ایک نواسا (بیٹی کا بیٹا) اور ایک پوتی (بیٹے کی بیٹی) ہو تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔ اور پوتے پوتی کے میراث لینے میں باپ اور ماں کا نہ ہونا شرط نہیں ہے۔

دوسرے گروہ کی میراث

(۲۶۹۸) جو لوگ رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں ان کا دوسرا گروہ متوفی کا دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی اور بہنیں ہیں اور اگر اس کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث پاتی ہے۔

(۲۶۹۹) اگر متوفی کا وارث فقط ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے۔ اور اگر کئی سگے بھائی یا کئی سگی بہنیں ہوں تو مال ان میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور اگر سگے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔ مثلاً اگر متوفی کے دو سگے بھائی اور ایک سگی بہن ہو تو مال کے پانچ حصے کئے جائیں گے جن میں سے ہر بھائی کو دو حصے ملیں گے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

(۲۷۰۰) اگر متوفی کے سگے بہن بھائی موجود ہوں تو پدری بھائی اور بہنیں جن کی ماں متوفی کی سوتیلی ماں ہو میراث نہیں پاتے۔ اور اگر اس کے سگے بہن بھائی نہ ہوں اور فقط ایک پدری بھائی ہو یا ایک پدری بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے۔ اور اگر اس کے کئی پدری بھائی یا کئی پدری بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کے پدری بھائی بھی ہوں اور پدری بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۰۱) اگر متوفی کا وارث فقط ایک مادری بہن یا بھائی ہو جو باپ کی طرف سے متوفی کی سوتیلی بہن یا سوتیلا بھائی ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند مادری بھائی ہوں یا چند مادری بہنیں ہوں یا چند مادری بھائی اور بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۲۷۰۲) اگر متوفی کے سگے بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہو تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا

مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے سگے بھائی بہنوں کو ملتے ہیں اور ہر بھائی دو بہنوں کے برابر حصہ پاتا ہے۔

(۲۷۰۳) اگر متوفی کے سگے بھائی بہن اور پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی دو حصے سگے بھائی بہنوں کو اس طرح دیے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۰۴) اگر متوفی کے وارث صرف پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۰۵) اگر متوفی کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیتے ہیں اور باقی دو حصے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۰۶) اگر متوفی کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور بیوی ہوں تو بیوی اپنا ترکہ اس تفصیل کے مطابق لے گی جو بعد میں بیان کی جائے گی اور بھائی بہنیں اپنا ترکہ اس طرح لیں گے جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بتایا گیا ہے۔ نیز اگر کوئی عورت مر جائے اور اسکے وارث فقط اسکے بھائی بہنیں اور شوہر ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور بہنیں اور بھائی اس طریقے سے ترکہ پائیں گے جس کا ذکر گزشتہ مسائل میں کیا گیا ہے۔ لیکن بیوی یا شوہر کے ترکہ پانے کی وجہ سے مادری بھائی بہنوں کے حصے میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ تاہم سگے بھائی بہنوں یا پدری بھائی بہنوں کے حصے میں کمی ہوگی۔ مثلاً اگر کسی متوفیہ کے وارث اس کا شوہر اور مادری بہن بھائی اور سگے بہن بھائی ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ مادری بہن بھائیوں کو ملے گا اور جو کچھ بچے وہ سگے بہن بھائیوں کا مال ہوگا۔ پس اگر اس کا کل مال چھ روپے ہو تو تین روپے شوہر کو اور دو روپے مادری بہن بھائیوں کو اور ایک روپیہ سگے بہن بھائیوں کو ملے گا۔

(۲۷۰۷) اگر متوفی کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کے ترکے کا حصہ ان کی (یعنی بھائی بہنوں کی) اولاد کو ملے گا اور مادری بھائی بہنوں کی اولاد کا حصہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوتا ہے اور جو حصہ پدری بھائی بہنوں کی اولاد یا سگے بھائی بہنوں کی اولاد کو ملتا ہے قول مشہور کی بنا پر ہر لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے لیکن کچھ بعید نہیں ہے کہ ان کے مابین بھی ترکہ برابر برابر تقسیم ہو۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ آپس میں مصالحت کرلیں۔

(۲۷۰۸) اگر متوفی کا وارث فقط دادا یا فقط دادی یا فقط نانا یا فقط نانی ہو تو متوفی کا تمام مال اسے ملے گا اور اگر متوفی کا دادا یا نانا موجود ہو تو اس کے باپ (متوفی کے پردادا یا پرنانا) کو ترکہ نہیں ملتا اور اگر متوفی کے وارث فقط اس کے دادا اور دادی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے دادا کو اور ایک

حصہ دادی کو ملتا ہے اور اگر وہ نانا اور نانی ہوں تو وہ مال کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

(۲۷۰۹) اگر متوفی کے وارث صرف ایک دادا یا دادی اور ایک نانا یا نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے دو حصے دادا یا دادی کو ملیں گے اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

(۲۷۱۰) اگر متوفی کے وارث دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ نانا اور نانی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے دادا اور دادی کو ملتے ہیں جن میں دادا کا حصہ دادی سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۱۱) اگر متوفی کے وارث فقط اس کی بیوی اور دادا، دادی اور نانا، نانی ہوں تو بیوی اپنا حصہ اس تفصیل کے مطابق لیتی ہے جو بعد میں بیان ہوگی اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا اور نانی کو ملتا ہے جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی ماندہ (یعنی بیوی اور نانا، نانی کے بعد جو کچھ بچے) دادا اور دادی کو ملتا ہے جس میں سے دادا، دادی کے مقابلے میں دگنا لیتا ہے۔ اگر متوفیہ کے وارث اس کا شوہر اور دادا یا نانا اور دادی یا نانی ہوں تو شوہر کو نصف مال ملتا ہے اور دادا، نانا اور دادی، نانی ان احکام کے مطابق ترکہ پاتے ہیں جن کا ذکر گزشتہ مسائل میں ہو چکا ہے۔

(۲۷۱۲) بھائی یا بہن یا بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ دادا یا دادی یا نانا یا نانی یا داداؤں یا دادیوں یا ناناؤں یا نانیوں کے اجتماع کی چند صورتیں ہیں:

(۱) نانا یا نانی اور بھائی یا بہن سب ماں کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ بعض مذکر اور بعض مؤنث ہوں۔

(۲) دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن باپ کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں بھی ان کے مابین مال مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں اور اگر مختلف (یعنی مرد اور عورتیں) ہوں تو پھر ہر مرد ہر عورت کے مقابلے میں دگنا حصہ لیتا ہے۔

(۳) دادا یا دادی کے ساتھ (سگے) بھائی یا (سگی) بہن ماں اور باپ کی طرف سے ہو اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ صورت میں ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ اگر متوفی کے پدری بھائی یا بہن، سگے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو صرف پدری بھائی یا بہن میراث نہیں پاتے۔

(۴) دادے یا دادیاں اور نانے یا نانیاں ہوں یا دونوں ہوں۔ خواہ وہ سب کے سب مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا مختلف ہوں اور اسی طرح سگے بھائی یا بہنیں ہوں یا دونوں ہوں تو اس صورت میں جو مادری رشتے دار بھائی، بہن اور نانے، نانیاں ہوں ترکے میں ان کا ایک تہائی حصہ ہے اور ان کے درمیان خواہ مرد ہوں یا عورتیں برابر برابر تقسیم

ہو جاتا ہے اور ان میں سے جو پدری رشتہ دار ہوں ان کا حصہ دو تہائی ہے جس میں سے ہر مرد کو ہر عورت کے مقابلے میں دگنا ملتا ہے اور اگر سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو پھر وہ ترکہ ان میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۵) دادا یا دادی ماں کی طرف سے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں اگر بہن یا بھائی بالفرض ایک ہو تو اسے مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر کئی ہوں تو تیسرا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جو باقی بچے وہ دادا یا دادی کا مال ہے اور اگر دادا اور دادی دونوں ہوں تو دادا کو دادی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۶) نانا یا نانی، باپ کی طرف سے بھائی یا بھائیوں کے ساتھ جمع ہو جائیں۔ اس صورت میں نانا یا نانی کا تیسرا حصہ ہے۔ اور اگر دونوں ہوں تو یہی تیسرا حصہ دونوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا اور دو تہائی بھائی یا بھائیوں کا حصہ ہے اور اگر اس نانا یا نانی کے ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو اور وہ ایک ہی ہو تو وہ آدھا حصہ لیتی ہے۔ اور اگر کئی بہنیں ہوں تو دو تہائی لیتی ہیں اور ہر صورت میں نانا یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہی ہے۔ اور اس بنا پر اگر بہن ایک ہی ہو اور چھٹا حصہ ترکے سے بچا ہوا ہے اور تردد ہے کہ یہ بہن کو دیا جائے یا بہن اور نانا یا نانی کے درمیان تقسیم کیا جائے تو اس کے بارے میں احتیاط واجب مصالحت میں ہے۔

(۷) دادا یا دادیاں ہوں اور نانا یا نانیاں ہوں اور ان کے ساتھ پدری بھائی یا بہن ہو خواہ وہ ایک ہی ہو یا کئی ہوں اس صورت میں نانا یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہے اور اگر وہ زیادہ ہوں تو یہ ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ بعضے مرد اور بعضی عورتیں ہوں۔ اور باقی ماندہ دو تہائی دادے یا دادی اور پدری بھائی یا بہن کا ہے اور مرد عورت سے دگنا حصہ لیتا ہے۔ اگر ان دادوں، نانوں یا دادیوں، نانیوں کے ساتھ مادری بھائی یا بہن ہو تو نانا یا نانی کا حصہ مادری بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ہے جو اُن کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ بعضے مرد اور بعضی عورتیں ہوں۔ اور دادا یا دادی کا حصہ دو تہائی ہے۔ اور (دادا، دادی دونوں ہوں تو) دادا، دادی سے دگنا حصہ لیتا ہے۔

(۸) بھائی یا بہنیں ہوں جن میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری ہوں اور ان کے ساتھ دادا یا دادی ہوں۔ اس صورت میں اگر مادری بھائی یا بہن ایک ہو تو ترکے میں اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور باقی ترکہ پدری بھائی یا بہن اور دادا یا دادی کا ہے اور مرد کا حصہ عورت سے دگنا ہے۔ اور اگر ان بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ نانا یا نانی ہوں تو نانا یا نانی اور مادری بھائیوں

یا بہنوں سب کا حصہ ایک تہائی ہوتا ہے اور ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور پدری بھائیوں یا بہنوں کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے جو مرد کا عورت سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۱۳) اگر متوفی کے بھائی یا بہنیں ہوں تو بھائیوں یا بہنوں کی اولاد کو میراث نہیں ملتی لیکن اگر بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد کا میراث پانا بھائیوں اور بہنوں کی میراث سے مزاحم نہ ہو تو پھر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر متوفی کا پدری بھائی اور نانا ہو تو پدری بھائی کو میراث کے دو تہائی حصے اور نانا کو ایک تہائی حصہ ملے گا اور اس صورت میں اگر متوفی کے مادری بھائی کا بیٹا بھی ہو تو بھائی کا بیٹا نانا کے ساتھ ایک تہائی میں شریک ہوتا ہے۔

تیسرے گروہ کی میراث

(۲۷۱۴) میراث پانے والوں کے تیسرے گروہ میں چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہیں۔ اگر پہلے اور دوسرے گروہ میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر یہ لوگ وراثت پاتے ہیں۔

(۲۷۱۵) اگر متوفی کا وارث فقط ایک چچا یا ایک پھوپھی ہو تو خواہ وہ سگا ہو یعنی وہ اور متوفی ایک ماں باپ کی اولاد ہوں خواہ پدری ہو یا مادری ہو سارا مال اسے ملتا ہے۔ اگر چند چچا یا چند پھوپھیاں ہوں اور وہ سب سگے یا سب پدری یا سب مادری ہوں تو ان کے درمیان مال برابر تقسیم ہوگا۔ اگر چچا اور پھوپھی دونوں ہوں تو چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۱۶) اگر متوفی کے وارث چچا اور پھوپھیاں ہوں اور ان میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری اور کچھ سگے ہوں تو پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ترکہ نہیں ملتا۔ اور اگر متوفی کا ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری چچا یا پھوپھی کو دیا جاتا ہے اور باقی حصے سگے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔ اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔ اگر متوفی کے مادری چچا اور مادری پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے سگے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو پدری چچا اور پدری پھوپھی کو ترکہ ملتا ہے اور ایک حصہ مادری چچا اور پھوپھی کو ملتا ہے اور ہر حال میں چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملے گا۔

(۲۷۱۷) اگر متوفی کے وارث فقط ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو سارا مال اسے ملے گا۔ اور ماموں بھی ہو اور خالہ بھی ہو اور دونوں پدری اور مادری ہوں (یعنی متوفی کی ماں کے سگے بہن بھائی ہوں) یا پدری یا مادری ہوں تو بعید نہیں کہ ماموں خالہ سے دگنا حصہ لے۔ اگرچہ یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں کا حصہ برابر برابر ہو اس لئے احتیاط واجب کی بنا پر زائد مقدار میں باہم تصفیہ کرلیں۔

(۲۷۱۸) اگر میت کے وارث ایک یا کئی مادری ماموں اور خالہ، سگے ماموں اور خالہ، اور پدری ماموں اور خالہ ہوں تو پدری ماموں اور خالہ کو وراثت کا نہ ملنا محل اشکال ہے۔ بہر حال مادری ماموں یا خالہ میں سے

ایک ہو تو اسے مال کا ۶/۱ حصہ ملے گا اور اگر کئی ہوں تو ۳/۱ مال کے حقدار ہیں اور باقی مال پدری ماموں اور خالہ کو یا سگے ماموں اور خالہ کو دیا جائے گا۔ ہر حالت میں یہ احتمال ہے کہ ماموں کا حصہ دو خالاؤں کے برابر ہوگا لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ آپس میں مصالحت کرلیں۔

(۲۷۱۹) اگر متوفی کے وارث ایک یا چند ماموں یا ایک یا چند خالائیں یا ماموں اور خالہ اور ایک یا چند چچا یا ایک یا چند پھوپھیاں یا چچا اور پھوپھی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو یا دونوں کو ملتا ہے اور باقی دو حصے چچا یا پھوپھی کو یا دونوں کو ملتے ہیں۔ ہر گروہ کے درمیان تقسیم کا طریقہ بیان ہو چکا ہے۔

(۲۷۲۰) اگر متوفی کے چچا، پھوپی، ماموں اور خالہ نہ ہوں تو ان کا حصہ ان کی اولاد کو دیا جائے گا۔ اگر پھوپھی کی ایک لڑکی اور ماموں کے کچھ لڑکے ہوں تو پھوپھی کی لڑکی کو دو تہائی ملے گا اور ماموں کے لڑکوں کو ایک تہائی جس کو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں گے اور یہ طبقہ (چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کے لڑکے) متوفی کے باپ یا ماں کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ پر (میراث پانے میں) مقدم ہیں۔

(۲۷۲۱) اگر متوفی کے وارث اس کے باپ کے چچا، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں اور اس کی ماں کے چچا، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ متوفی کی ماں کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کو بطور میراث ملے گا۔ اور مال ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا یا مرد عورت سے دگنا حصہ لے گا اس میں اختلاف ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مصالحت کرلیں۔ باقی دو حصوں کے تین حصے کئے جائیں گے۔ ایک حصہ متوفی کے باپ کے ماموں اور خالائیں اسی کیفیت کے مطابق آپس میں برابر برابر بانٹ لیں اور باقی دو حصے بھی اسی کیفیت کے مطابق متوفی کے باپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کو دیئے جائیں گے۔

بیوی اور شوہر کی میراث

(۲۷۲۲) اگر کوئی عورت بے اولاد مرجائے تو اس کے سارے مال کا نصف حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔ اور اگر عورت کی اسی شوہر سے یا کسی اور شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔

(۲۷۲۳) اگر کوئی آدمی مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھائی حصہ اس کی بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔ اگر اس آدمی کی اس بیوی سے یا کسی اور بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔ گھر کی زمین، باغ، کھیت اور دوسری زمینوں میں سے عورت کو میراث نہیں ملتی نہ زمین بطور میراث حاصل کرتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت۔ نیز وہ گھر کی فضا میں قائم چیزوں مثلاً عمارت اور درختوں سے ترکہ نہیں پاتی لیکن ان کی قیمت کی صورت میں ترکہ پاتی ہے۔ اور جو درخت، کھیت

اور عمارتیں باغ کی زمین، مزروعہ زمین اور دوسری زمینوں میں ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن شوہر کی وفات کے وقت جو پھل درختوں پر تھے اس میں سے وراثت پاتی ہے۔

(۲۷۲۴) جن چیزوں میں سے عورت ترکہ نہیں پاتی مثلاً رہائشی مکان کی زمین اگر وہ ان میں تصرف کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ دوسرے ورثاء سے اجازت لے۔ اور ورثاء جب تک عورت کا حصہ نہ دے دیں ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ان چیزوں میں مثلاً عمارتوں اور درختوں میں تصرف کریں جن کی قیمت سے وہ ترکہ پاتی ہے۔

(۲۷۲۵) اگر عمارت اور درخت وغیرہ کی قیمت لگانا مقصود ہو تو ضروری ہے کہ اس طرح اندازہ لگائیں جیسا کہ قیمت لگانے والوں کا معمول ہوتا ہے کہ جس زمین میں وہ ہیں اس کی خصوصیات کو پیش نظر رکھے بغیر ان کا حساب کریں کہ ان کی کتنی قیمت ہے، نہ کہ انہیں زمین سے اکھڑے ہوئے فرض کر کے ان کی قیمت لگائیں اور نہ ہی ان کی قیمت کا حساب اس طرح کریں کہ اگر وہ بغیر کرائے کے اس زمین میں اسی حالت میں باقی رہیں تو ان کی قیمت کیا ہوگی۔

(۲۷۲۶) نہروں کا پانی بہنے کی جگہ اور اسی طرح کی دوسری جگہ زمین کا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور دوسری چیزیں جو اس میں لگائی گئی ہوں وہ عمارت کے حکم میں ہیں۔ البتہ خود پانی میں سے وراثت پاتی ہے۔

(۲۷۲۷) اگر متوفی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں لیکن اولاد کوئی نہ ہو تو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان ہو چکا ہے سب بیویوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے خواہ شوہر نے ان سب کے ساتھ یا ان میں سے بعض کے ساتھ ہمبستری نہ بھی کی ہو۔ لیکن اگر اس نے ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے اس کی موت واقع ہوئی ہے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور اس سے ہمبستری نہ کی ہو تو وہ عورت اس سے ترکہ نہیں پاتی اور وہ مہر کا حق بھی نہیں رکھتی۔

(۲۷۲۸) اگر کوئی عورت مرض کی حالت میں کسی مرد سے شادی کرے اور اسی مرض میں مرجائے تو خواہ مرد نے اس سے ہمبستری نہ بھی کی ہو وہ اس کے ترکے میں حصے دار ہے۔

(۲۷۲۹) اگر عورت کو اس ترتیب سے رجعی طلاق دی جائے جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جا چکا ہے اور وہ عدت کے دوران مرجائے تو شوہر اس سے ترکہ پاتا ہے۔ اسی طرح اگر شوہر اس عدت کے دوران فوت ہو جائے تو بیوی اس سے ترکہ پاتی ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد یا بائن طلاق کی عدت کے دوران ان میں سے کوئی ایک مرجائے تو دوسرا اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

(۲۷۳۰) اگر شوہر مرض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بارہ قمری مہینے گزرنے سے پہلے مرجائے تو عورت تین شرطیں پوری کرنے پر اس کی میراث سے ترکہ پاتی ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن:

(۱) عورت نے اس مدت میں دوسرا شوہر نہ کیا ہو اور اگر دوسرا شوہر کیا ہو تو اسے میراث نہیں ملے گی اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ صلح کر لیں (یعنی متوفی کے ورثاء عورت سے مصالحت کر لیں)۔

(۲) طلاق عورت کی مرضی اور درخواست پر نہ ہوئی ہو۔ ورنہ اسے میراث نہیں ملے گی خواہ طلاق حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنے شوہر کو کوئی چیز دی ہو یا نہ دی ہو۔

(۳) شوہر نے جس مرض میں عورت کو طلاق دی ہو اس مرض کے دوران اس مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مرگیا ہو۔ لہٰذا اگر وہ اس مرض سے شفایاب ہو جائے اور کسی اور وجہ سے مرجائے تو عورت اس سے میراث نہیں پاتی۔ مگر یہ کہ اس کی وفات عدت رجعی کے درمیان ہوئی ہو۔

(۲۷۳۱) جو کپڑے مرد نے اپنی بیوی کو پہننے کے لئے فراہم کئے ہوں اگرچہ وہ ان کپڑوں کو پہن چکی ہو پھر بھی شوہر کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے مال کا حصہ ہوں گے۔ لیکن اگر کپڑے عورت کی ملکیت میں ہوں تو یہ اسی کے ہیں۔ عورت کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ شوہر سے نفقہ کے عنوان سے کپڑوں کا مطالبہ کرے۔

میراث کے مختلف مسائل

(۲۷۳۲) متوفی کا قرآن مجید، انگوٹھی، تلوار اور جو کپڑے وہ پہن چکا ہو یا پہننے کے لئے تیار کر رکھے ہوں وہ بڑے بیٹے کا مال ہے اور اگر پہلی تین چیزوں میں سے متوفی نے کوئی چیز ایک سے زیادہ چھوڑی ہوں مثلاً اس نے قرآن مجید کے دو نسخے یا دو انگوٹھیاں چھوڑی ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بڑا بیٹا ان کے بارے میں دوسرے ورثاء سے مصالحت کرے اور ان چار چیزوں کے ساتھ رحل، بندوق، خنجر اور ان جیسے دوسرے ہتھیار اور تلوار کی نیام قرآن مجید کا غلاف بھی انہیں کے تابع ہیں۔

(۲۷۳۳) اگر کسی متوفی کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو بیویوں سے دو بیٹے بیک وقت پیدا ہوں تو ضروری ہے کہ جن چیزوں کا ذکر کیا جا چکا ہے انہیں برابر برابر آپس میں تقسیم کریں۔ یہ حکم بڑے بیٹے سے مخصوص ہے اگر بیٹیاں بڑی ہوں تو ان کے لئے نہیں ہے۔

(۲۷۳۴) اگر متوفی مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ بڑا بیٹا ان چیزوں سے بھی جو اس کی ملکیت ہے اور جن کا سابقہ مسئلے میں ذکر کیا گیا ہے اس کا قرض ادا کرے یا اس کی قیمت کے برابر اپنے مال سے دے۔ اگر متوفی کا مال اس کے قرض سے کم ہو اور ذکر شدہ ان چند چیزوں کے علاوہ جو بڑے بیٹے کو ملی ہیں میت کا باقی مال اس کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو ضروری ہے کہ بڑا بیٹا ان چیزوں سے یا اپنے مال سے اس کا قرض دے۔ اگر باقی مال قرض ادا کرنے کے لئے کافی ہو تب بھی احتیاط لازم یہ ہے کہ بڑا بیٹا جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے قرض ادا کرنے میں شرکت کرے۔ مثلاً اگر متوفی کا تمام مال ساٹھ روپے کا ہو اور اس میں بیس روپے کی وہ چیزیں ہوں جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اس پر تیس روپے قرض ہو تو بڑے بیٹے کو چاہئے کہ ان چیزوں میں سے دس روپے متوفی کے قرض کے سلسلے میں دے۔

(۲۷۳۵) مسلمان کافر سے ترکہ پاتا ہے لیکن کافر خواہ وہ مسلمان متوفی کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

(۲۷۳۶) اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کو جان بوجھ کر اور ناحق قتل کردے تو وہ اس سے ترکہ نہیں پاتا لیکن اگر وہ شخص غلطی سے مارا جائے۔ مثلاً اگر کوئی شخص (غلیل سے) ہوا میں پتھر پھینکے (یا ہوائی فائرنگ کرے) اور وہ اتفاقاً اس کے کسی رشتے دار کو لگ جائے اور وہ مرجائے تو وہ مرنے والے سے ترکہ پائے گا لیکن اس کے قتل کی دیت میں سے ترکہ نہیں پائے گا۔

(۲۷۳۷) جب کسی متوفی کے ورثاء ترکہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اگر وہ زندہ پیدا ہو تو میراث کا حقدار ہوگا۔ اس صورت میں جبکہ معلوم ہو کہ بچہ ایک ہے یا کئی ہیں، لڑکا ہے یا لڑکی ہے، خواہ کسی بھی معلوماتی ذریعے سے علم ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا یا ان کا حصہ علیحدہ رکھا جائے۔ اور معلوم نہ ہو تو اگر قوی احتمال ہو کہ کئی بچے ہیں تو جتنی تعداد کا احتمال ہو اتنے بچوں کا حصہ علیحدہ رکھنا ضروری ہے۔ پھر اگر مثلاً ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو تو جتنی مقدار زیادہ ہو ورثاء آپس میں تقسیم کرلیں۔

توضیح المسائل

چند فقہی اصطلاحات

فقہی اصطلاحات

اصطلاح	وضاحت
احتیاط	وہ طریقۂ عمل جس سے "عمل" کے مطابق واقعہ ہونے کا یقین حاصل ہوجائے۔
احتیاط لازم	احتیاط واجب۔ دیکھئے لفظ "لازم"۔
احتیاط مستحب	فتوے کے علاوہ احتیاط ہے،اس لئے اس کا لحاظ ضروری نہیں ہوتا۔
احتیاط واجب	وہ حکم جو احتیاط کے مطابق ہو اور فقیہ نے اس کے ساتھ فتویٰ نہ دیا ہو ایسے مسائل میں مقلد اس مجتہد کی تقلید کرسکتا ہے جو اعلم کے بعد علم میں سب سے بڑھ کر ہو۔
احتیاط ترک نہیں کرنا چاہئے (احتیاط کا خیال رہے)	جس مسئلے میں یہ اصطلاح آئے اگر اس میں مجتہد کا فتویٰ مذکور نہ ہو تو اس کا مطلب احتیاط واجب ہوگا اور اگر مجتہد کا فتویٰ بھی مذکور ہو تو اس سے احتیاط کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔
اَحوط	احتیاط کے مطابق۔
اِشکال ہے	اس عمل کی وجہ سے شرعی تکلیف ساقط نہ ہوگی۔ اسے انجام نہ دینا چاہئے۔ اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو۔
اَظہر	زیادہ ظاہر۔ مسئلے سے متعلق دلائل سے زیادہ نزدیک دلیلوں کے ساتھ منطبق ہونے کے لحاظ سے زیادہ واضح۔ یہ مجتہد کا فتویٰ ہے۔

فقہی اصطلاحات

اصطلاح	مفہوم
احتیاط	وہ طریقۂ عمل جس سے "عمل" کے مطابق واقعہ ہونے کا یقین حاصل ہوجائے۔
احتیاط لازم	احتیاط واجب۔ دیکھئے لفظ "لازم"۔
احتیاط مستحب	فتوے کے علاوہ احتیاط ہے، اس لئے اس کا لحاظ ضروری نہیں ہوتا۔
احتیاط واجب	وہ حکم جو احتیاط کے مطابق ہو اور فقیہ نے اس کے ساتھ فتویٰ نہ دیا ہو ایسے مسائل میں مقلد اس مجتہد کی تقلید کرسکتا ہے جو اعلم کے بعد علم میں سب سے بڑھ کر ہو۔
احتیاط ترک نہیں کرنا چاہئے (احتیاط کا خیال رہے)	جس مسئلے میں یہ اصطلاح آئے اگر اس میں مجتہد کا فتویٰ مذکور نہ ہو تو اس کا مطلب احتیاط واجب ہوگا اور اگر مجتہد کا فتویٰ بھی مذکور ہو تو اس سے احتیاط کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔
اَحوط	احتیاط کے مطابق۔
اِشکال ہے	اس عمل کی وجہ سے شرعی تکلیف ساقط نہ ہوگی۔ اسے انجام نہ دینا چاہئے۔ اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو۔
اَظہر	زیادہ ظاہر۔ مسئلے سے متعلق دلائل سے زیادہ نزدیک دلیلوں کے ساتھ منطبق ہونے کے لحاظ سے زیادہ واضح۔ یہ مجتہد کا فتویٰ ہے۔

اِفضاء — کھلنا۔ پیشاب اور حیض کے مقام کا ایک ہو جانا یا حیض اور پاخانے کے مقام کا ایک ہو جانا یا تینوں مقامات کا ایک ہو جانا۔

اَقویٰ — قوی نظریہ۔

اَولیٰ — بہتر۔ زیادہ مناسب۔

اِیقاع — وہ معاملہ جو یکطرفہ طور پر واقع ہو جاتا ہے اور اسے قبول کرنے والے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے طلاق میں صرف طلاق دینا کافی ہوتا ہے، قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بعید ہے — فتویٰ اس کے مطابق نہیں ہے۔

جاہلِ قاصر — مسئلے سے ناواقف ایسا شخص جو کسی دور افتادہ مقام پر رہنے کی وجہ سے حکمِ مسئلہ تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہو۔

جاہلِ مقصِر — وہ ناواقف شخص جس کے لئے مسائل کا سیکھنا ممکن رہا ہو لیکن اس نے کوتاہی کی ہو اور جان بوجھ کر مسائل معلوم نہ کئے ہوں۔

حاکمِ شرع — وہ مجتہد جامع الشرائط جس کا حکم، شرعی قوانین کی بنیاد پر نافذ ہو۔

حدثِ اصغر — ہر وہ چیز جس کی وجہ سے نماز کیلئے وضو کرنا پڑے۔ یہ سات چیزیں ہیں: (۱) پیشاب (۲) پاخانہ (۳) ریاح (۴) نیند (۵) عقل کو زائل کرنے والی چیزیں مثلاً دیوانگی، مستی یا بے ہوشی (۶) استحاضہ (۷) جن چیزوں کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حدثِ اکبر — وہ چیز جس کی وجہ سے نماز کے لئے غسل کرنا پڑے جیسے احتلام، جماع۔

حدِ ترخّص — مسافت کی وہ حد جہاں سے اذان کی آواز سنائی نہ دے اور آبادی کی دیواریں دکھائی نہ دیں۔

حرام — ہر وہ عمل، جس کا ترک کرنا شریعت کی نگاہوں میں ضروری ہو۔

درہم — $12\frac{6}{10}$ چنوں کے برابر سکہ دار چاندی تقریباً ۵۰،۲ گرام۔

ذمی کافر — یہودی، عیسائی اور مجوسی جو اسلامی مملکت میں رہتے ہوں اور اسلام کے اجتماعی قوانین کی پابندی کا وعدہ کرنے کی وجہ سے اسلامی حکومت ان کی جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

رجاءِ مطلوبیت — کسی عمل کو مطلوب پروردگار ہونے کی امید میں انجام دینا۔

رجوع کرنا — پلٹنا۔ اس کا استعمال دو مقامات پر ہوا ہے:
(۱)۔۔۔ اعلم جس مسئلے میں احتیاط واجب کا حکم دے اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا۔
(۲)۔۔۔ بیوی کو طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے دوران ایسا کوئی عمل انجام دینا یا ایسی کوئی بات کہنا جس سے اس بات کا پتا چلے کہ اسے دوبارہ بیوی بنالیا ہے۔

شاخص — ظہر کا وقت معلوم کرنے کے لئے زمین میں گاڑی جانے والی لکڑی۔

شارع — خداوند عالم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

طلاق — آزادی۔ شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نکاح توڑنا۔

طلاق بائن — وہ طلاق جس کے بعد مرد کو رجوع کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ تفصیلات طلاق کے باب میں دیکھئے۔

طلاق خلع — اس عورت کی طلاق جو شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور طلاق لینے کے لئے شوہر کو اپنا مہر یا کوئی مال بخش دے۔ تفصیلات طلاق کے باب میں دیکھئے۔

طلاق رجعی — وہ طلاق جس میں مرد عدت کے دوران عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ اس کے احکام طلاق کے باب میں بیان ہوئے ہیں۔

طلاق مبارات — وہ طلاق جس میں میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے متنفر ہوں اور عورت طلاق کے لئے شوہر کو کچھ مال بخش دے۔

طواف نساء: حج اور عمرہ مفردہ کا آخری طواف جسے انجام نہ دینے سے حج یا عمرہ مفردہ کرنے والے پر ہمبستری حرام رہتی ہے۔ (مگر نکاح نہیں ٹوٹتا)

ظاہر یہ ہے: فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے برخلاف کوئی قرینہ موجود ہو)۔

ظہر شرعی: ظہر شرعی کا مطلب آدھا دن گزرنا ہے۔ مثلاً اگر دن بارہ گھنٹے کا ہو تو طلوع آفتاب کے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد اور اگر تیرہ گھنٹے کا ہو تو ساڑھے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد اور اگر گیارہ گھنٹے کا ہو تو ساڑھے پانچ گھنٹے گزرنے کے بعد ظہر شرعی کا وقت ہے۔ ظہر شرعی کا وقت جو کہ طلوع آفتاب کے بعد آدھا دن گزرنے سے غروب آفتاب تک ہے بعض مواقع پر بارہ بجے سے چند منٹ پہلے اور کبھی بارہ بجے سے چند منٹ بعد ہوتا ہے۔

عدالت: وہ معنوی کیفیت جو تقویٰ کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے اور جسکی وجہ سے وہ واجبات کو انجام دیتا ہے اور محرمات کو ترک کرتا ہے۔

عقد: معاہدہ، نکاح۔

فتویٰ: شرعی مسائل میں مجتہد کا نظریہ۔

قرآن کے سجدے: قرآن میں پندرہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے کے بعد خداوند عالم کی عظمت کے سامنے سجدہ کرنا چاہئے، ان میں سے چار مقامات پر سجدہ واجب اور گیارہ مقامات پر مستحب (مندوب) ہے۔

آیات سجدہ مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن کے واجب سجدے

(۱)	پارہ ۲۱	سورۂ سجدہ	آیت ۱۵
(۲)	پارہ ۲۴	سورۂ فصلت	آیت ۳۷
(۳)	پارہ ۲۷	سورۂ والنجم	آخری آیت
(۴)	پارہ ۳۰	سورۂ علق	آخری آیت

قرآن کے مستحب سجدے

(۱)	پارہ ۹	سورۂ اعراف	آخری آیت
(۲)	پارہ ۱۳	سورۂ رعد	آیت ۱۵
(۳)	پارہ ۱۴	سورۂ نحل	آیت ۵۰
(۴)	پارہ ۱۵	سورۂ بنی اسرائیل	آیت ۱۰۹
(۵)	پارہ ۱۶	سورۂ مریم	آیت ۵۸
(۶)	پارہ ۱۷	سورۂ حج	آیت ۱۸
(۷)	پارہ ۱۷	سورۂ حج	آیت ۷۷
(۸)	پارہ ۱۹	سورۂ فرقان	آیت ۶۰
(۹)	پارہ ۱۹	سورۂ نمل	آیت ۲۶
(۱۰)	پارہ ۲۳	سورۂ ص	آیت ۲۴
(۱۱)	پارہ ۳۰	سورۂ انشقاق	آیت ۲۱

قصد انشاء: خرید و فروخت کے مانند کسی اعتباری چیز کو اس سے مربوط الفاظ کے ذریعے عالم وجود میں لانے کا ارادہ۔

قصد قربت: مرضی پروردگار سے قریب ہونے کی نیت۔

قوت سے خالی نہیں ہے: فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے برخلاف کوئی قرینہ موجود ہو)۔

کفارۂ جمع (مجموعاً کفارہ): تینوں کفارے (۱) ساٹھ روزے رکھنا (۲) ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا (۳) غلام آزاد کرنا۔

لازم: واجب، اگر مجتہد کسی امر کے واجب و لازم ہونے کا استفادہ آیات اور روایات سے اس طرح کرے کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن ہو تو اس کی تعبیر لفظ "واجب" کے ذریعے کی جاتی ہے اور اگر اس کے واجب و لازم ہونے کو کسی اور ذریعے مثلاً عقلی دلائل سے سمجھا ہو اس

طرح کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی تعبیر لفظ ''لازم'' سے کی جاتی ہے۔ احتیاط واجب اور احتیاط لازم میں بھی اسی فرق کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ بہرحال مقلد کے لئے مقام عمل میں ''واجب'' اور ''لازم'' کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

مباح: وہ عمل جو شریعت کی نگاہوں میں نہ قابل ستائش ہو اور نہ قابل مذمت (یہ لفظ واجب، حرام، مستحب اور مکروہ کے مقابلے میں ہے)۔

نجس: ہر وہ چیز جو ذاتی طور پر پاک ہو لیکن کسی نجس چیز سے بالواسطہ یا براہ راست مل جانے کی وجہ سے نجس ہو گئی ہو۔

مجہول المالک: وہ مال جس کا مالک معلوم نہ ہو۔

مَحرم: وہ قریبی رشتے دار جن سے کبھی نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

مُحرِم: جو شخص حج یا عمرے کے احرام میں ہو۔

محل اشکال ہے: اس میں اشکال ہے، اس عمل کا صحیح اور مکمل ہونا مشکل ہے (مقلد اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو)۔

محل تامل ہے: احتیاط کرنا چاہئے (مقلد اس مسئلے میں دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو)۔

مسلمات دین: وہ ضروری اور قطعی امور جو دین اسلام کا جزو لاینفک ہیں اور جنہیں سارے مسلمان دین کا لازمی جزو مانتے ہیں جیسے نماز، روزے کی فرضیت اور ان کا وجوب۔ ان امور کو ''ضروریات دین'' اور ''قطعیات دین'' بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن کا تسلیم کرنا دائرۂ اسلام کے اندر رہنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔

مستحب، سنت: پسندیدہ۔ جو چیز شارع مقدس کو پسند ہو لیکن اسے واجب قرار نہ دے۔ ہر وہ حکم جس کو کرنے میں ثواب ہو لیکن ترک کرنے میں گناہ نہ ہو۔

مکروہ: ناپسندیدہ۔ وہ کام جس کا انجام دینا حرام نہ ہو لیکن انجام نہ دینا بہتر ہو۔

نصاب: معینہ مقدار یا معینہ حد۔

واجب: ہر وہ عمل جس کا انجام دینا شریعت کی نگاہوں میں فرض ہو۔

واجب تخییری: جب وجوب دو چیزوں میں کسی ایک سے متعلق ہو تو ان میں سے ہر ایک کو واجب تخییری کہتے ہیں جیسے روزے کے کفارہ میں، تین چیزوں کے درمیان اختیار ہوتا ہے۔ (۱) غلام آزاد کرنا (۲) ساٹھ روزے رکھنا (۳) ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا۔

واجب عینی: وہ واجب جو ہر شخص پر خود واجب ہو جیسے نماز، روزہ۔

واجب کفائی: ایسا واجب جسے اگر کچھ لوگ انجام دے دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے جیسے غسل میت سب پر واجب ہے لیکن اگر کچھ لوگ اسے انجام دے دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے گا۔

وقف: اصل مال کو ذاتی ملکیت سے نکال کر اس کی منفعت کو مخصوص افراد یا امور خیریہ کے ساتھ مخصوص کرنا۔

ولی: سرپرست مثلاً باپ، دادا، شوہر یا حاکم شرع۔

شرعی اوزان اور اعشاری اوزان

۵ نخود (چنے) ________ ایک گرام

$۱۲\frac{۶}{۱۰}$ نخود ________ تقریباً ۲٫۵۰ گرام

۱۸ نخود (یا ایک مثقال شرعی) ________ تقریباً ۳٫۵۰ گرام

ایک دینار (یا ایک مثقال شرعی) ________ تقریباً ۳٫۵۰ گرام

ایک مثقال صیرفی (۲۴ نخود) ________ تقریباً ۵ گرام

ایک مد ________ تقریباً ۷۵۰ گرام

ایک صاع ________ تقریباً ۳ کلوگرام

ایک کُر (پانی) ________ تقریباً ۳۷۷ کلوگرام

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوق
۲] علامہ مجلسی
۳] علامہ اظہر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید سجاد حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید غلام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ممتاز زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید جنت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا احمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) انعام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم